طلسم ہوشربا

۱۲
طلسم ہوشربا جلد چہارم

۲۱۸/۲

3.
an,
or
d
was
un-
four
tody, in
station
different
strations
onstables
hers were.
ter defence
in the pro-
strate deli-
and sen-
s' rigo-

RMBA
Vol.
IV

بنام

ھے لھذا
وقت ۱۰
سے قرار
کے ساتھ
کي کرو
تجویز
جملہ
اور
تمھارے
بہ ثبت

بنام
محلہ

لھذا تمکو
بوقت
واقف
ساتھ
دعوی
جوابدھی

تمھارے

ed
tal
ow
hc

M
Ju
Ju
Aug
Middl

No
De
Ja
M
M
Ju
Sp

So

Ben
„
„
Oomra
„
„
Broach
„
„

Mone

Chartered
Hongkon

طلسم ہوش ربا

جلد چہارم

۱۲

12

TILISM HOSH RUBA Vol. IV

M
Ju
Aug
Middl

I
F
C
F
F

one

red
on

ہمیں چمن پیرائی کون و مکان کا فرمائی شان کا

افسانہ دلپذیر و قصہ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر و ہوش ربائے جادو
تقریر نو عروس کلام زیبا و نو طرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزا یعنی

جلد چہارم

طلسم ہوش ربا

ترجمۂ داستان

امیر حمزہ صاحبقران

بار دوم

تصنیف ناظم دشار زمان و داستان گوی شیرین بیان سخن سنج مصائب خوان
پسندیدہ مجالس امیران و رئیسان سرآمد اہل کمال سخنور بیمثال رمز آگاہ سید محمد حسین متخلص بجاہ

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں بحلیہ طبع محلی ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جاہ پاکیزہ کہان سے لاؤن مین ایسی زبان
گرچہ غرق بحر عصیان ہون مگر ناپاک ہون
ہان ذرا آب ندامت بڑھکے طغیانی دکھا
تاکہ آئے جوش مین دریاے رحم کردگار
پاک وصاف ایسا ہو یہ میرا لباس زندگی
خانۂ دل مین مرے روشن ہو نور شمع دین
ابر رحمت اسکا جب برسے تو مین دھوکر زبان
بحر عالم مین اسی کا بھر رہے ہین دم حباب
ہر زبان موج دریا پر اسی حق کی ثنا
ایسی اُسنے چشم نرگس مین عطا کی روشنی
ہر اُسی کے عشق کا دیکھو گل لالہ مین داغ
جسطرف دیکھو اسی کی شان آتی ہر نظر

تاکہ ہو اُس سے ادا حمد خداے دوجہان
اور یہ میری حقیقت ہر کہ مشت خاک ہون
جوشش بحر اشک تو مجھکو ڈبو دینے کو آ
دھو گنہ میرے کہ بیڑا دین و دنیا مین ہو پار
تاکہ ہر ساعت بجا لاؤن خدا کی بندگی
رحم فرما ہر گھڑی ہو مجھپہ رب العالمین
حمد اُس خالق کی البتہ کرون کچھ کچھ بیان
موج اسی کی یاد مین کھاتی ہر ہر دم پیچ و تاب
اور لب ساحل بھی تر ہین ذکر مین اُسکے سدا
صنعت صانع جو وہ عالم کو ہر دکھلا رہی
ہر اُسی کے دھیان مین استادہ ہر اک سرو باغ
ہر اُسی خالق کی ہر اک شے مین قدرت جلوہ گر

ہو سکے گی کیا بیان ای جاہ توصیف خدا　　ما عرفنا رحمۃ للعالمین نے جب کہا

گل ریزی عندلیب خامہ کی نعت سرور کائنات و شفیع روز عرصات جناب خاتم المرسلین رحمۃ للعالمین احمد مجتبےٰ محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ الطیبین مین

زہی دنیا و دین محبوب رب العالمین　　یعنی ختم المرسلین مصباح بزم شرع و دین　　آپ کی نعلین پاے زینت عرش خدا

موجب یٰسین و طٰہٰ افتخار انبیا　　آپ ہادی سبل ہین رہنما جزو کل　　مقتداے ہر رسل ہین گلشن ایمان گل

باعث ایجاد عالم بادشاہ ذی ہمم　　فخر اسمٰعیل و آدم صاحب جود و کرم　　آپ ایسے ہین جلیل ہی خادم جبرئیل ع

آپ ہین سردار میکائیل و فرزند خلیل　　تجھ سے کب طی ہوگی جاہ ہی نعت خضر کی آرا　　جو ہین ممدوح الکہ برج رسالت کے ہین ماہ

منقبت خوانی نقیب زبان کی لشکر توصیف مظہر العجائب و مظہر الغرائب حضرت امیر المومنین غالب کل غالب مولانا علی ابن ابی طالب علیہ السلام مین و صفت ائمہ ہدیٰ علیہ التحیۃ و الثنا

سنبھل ای خامہ پھر جوش سخن ہی　　زبان مصروف ذکر پنجتن ہی　　جبین ہی رات دن مشتاق تسلیم

طبیعت مین ہی ہر دم جوش تعظیم　　تمنا مرغوب ہی دل کو علیؑ کی　　صفت لکھتا ہون مین حق کے ولی کی

نبی محبوب حق یہ اُنکے محبوب　　لکھون اک منقبت اسچا بہت خوب　　علی مشکلکشاے جن و انسان

علی فرمان رواے ملک ایمان　　علی شیر خدا شاہ دو عالم　　علیؑ ہین رونق بنیاد آدم

جو کہتے ہین نصیری مین کہون کیا　　وہ عین ذات ہی یہ بھی ہی زیبا　　دکھائے معجزے قائل ہین کفار

بلا سے گر نہین منکر کو اقرار　　بچایا قہر سے خالق کے سب کو　　بجھایا آتش غیظ و غضب کو

کیا اُمت پہ فرزندون کو قربان　　ذرا دیکھو میرے مولا کے احسان　　بکے راہ خدا مین آپ مولا

روا کین حاجتین سائل کی کیا کیا　　فداے نام اقدس کیون نہو جان　　مرے مولا کے ہین عالم پہ احسان

نہین ہی مدح کا یارا زبان کو　　کہان وسعت ہی اس درجہ بیان کو　　کہ لکھے وصف سلطان دو عالم

کہان اتنا ہی سامان دو عالم　　سیاہی ہون اگر یہ سارے دریا　　نہو تحریر وصف ذات اصلا

ہی بیشک ذات اُنکی نور اجسام　　انھین پر ہی حساب خلق اتمام　　وہی ہین شافع عصیان ہمارے

وہی ہین رونق ایمان ہمارے　　وہی زوج بتول پارسا ہین　　کہ جنکے نام پر جانین فدا ہین

ہی ذات فاطمہؑ مختار جنت　　انھین پر منحصر ہی کار جنت　　حسنؑ ہین اور حسینؑ آپس مین بھائی

نہین اُنمین کسی صورت جدائی　　یہی ہین پنجتن مین اپنے قربان　　مرے مولا مرے مالک ہین ہر آن

بس انکے بعد تا مہدی دوران
امام و پیشوا ہین سب مرے ہان
یہ سب نور خدا ہین میرے مولا
نہ تھا مثل انکا اور اب ہی نہوگا
مجھے ماتم ہی ہر دم پنجتن کا
شہادت کو ہی بس نالہ دہن کا
جگر ہی انکے غم سے مثل گل چاک
رہا کرتی ہی سر کو رغبت خاک

دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات اٹھانا اور تضرع تمام گڑگڑانا

طفیل ان سبکے ای رب دو عالم
تجھے واضح ہی سب کچھ حال دلکا
خدایا دور کردے رنج دوری
قلق لاکھون طرح کے پیش آئے
کیا ناطاقتی نے زور اپنا
رہا شاکر بلا سے آسمان پر
انھین آنکھون سے دکھلا پھر وہ سامان
بڑھے رغبت دل افگاری سے کبتک
لبشکل نقش پا مٹجائین حساد
تو میرے دوستون کو شاد کر دے

مٹا دل سے مرے ہر طرح کا غم
عطا کر جینے والی مجھکو اولاد
مرے دل کی ہو سب امید پوری
اکیلا پاکے غم نے خوب گھیرا
سنایا آہ دل نے شور اپنا
بڑی بپتا بیان دل نے سہی ہین
نکلجائین طبیعت کے سب ارمان
مرے دشمن الٰہی خاک ہوجائین
نہون قید مصیبت سے وہ آزاد
رہون دنیا مین یارب آبرو سے

تمنا دل کی ہی جو اسکو برلا
کہ بے جو اجڑے گھر کو میرے آباد
بہت کچھ رنج تنہائی اٹھائے
نہ دیکھا شام فرقت کا سویرا
نہ آیا شکوۂ قسمت زبان پر
موا فرزند جب وہ ہم نہین ہین
رہے تردامن زاری سے کب تک
جگر دل انکے تن مین خاک ہوجائین
مرے مالک مری فریاد سن لے
رہون حرمت سے بچشمون مین اپنے

کہان تک جاہ اظہار تمنا
نکر تحریر اشعار تمنا
قلم کو روک ضبط آرزو کر
نئے مطلب کی تازہ جستجو کر

جلد سوم کے خاتمہ تک بقیہ داستانون کا تھا

سمجھ لین ناظرین داستان سب
طلسمی کرکے قاسم مرحلے طے
جہان لشکر تھا حمزہ کا سے کوہ
ہوئی ہی قید برآن دلاور
مقابل فوج حیرت سے ہی مہرخ
دکھائین اپنی جان بازی کا عالم
کسی صورت سے لشکر ناظرون کے

نہونے پائے جس سے خبط مطلب
بھرے لشکر کو اور رستے ہی مین تھے
لقا کے ظلم سے ہی وہ پر اندوہ
اسد اور مہ جبین بھی ہین ابھی قید
تردد مین ہین عیاران فرخ
کسی صورت سے برآن کو چھوڑائین
مقابل ہین ہین دونون سمت آکر تنے

بیان جلد سیوم یان تلک ہی
ہوئے پھر قید جور ساحران سے
طلسمی داستان ہی اسطرح پر
شہ افراسیاب ہی بانی کید
کرین عیاریان سب ملکے باہم
ہنر عیاریون کے کچھ دکھائین
طلسم نور افشان یہ جہانگیر

گئے ہین توڑنے اُسکو بہ تدبیر
فساد اُس سے جو ہوگا بادشہ سے
بیان واقعی موقع پر ہوگا

وزیر بادشہ جو باغبان ہی
بیان اُسکا کیا جائیگا آگے
پتہ اسواسطے یہ لکھ دیا ہی

مگر جس سے شاہ جادوان ہی
اسی صورت سے ہر اک داستان کا
تسلسل کو نہین جانے دیا ہی

کہ ربط قصہ سے ہر اک ہو آگاہ | سمجھ مین آئے تا مضمون دلخواہ

جادو طرازی خامۂ رنگین زبان بیان داستان دلستان مین یعنی رہائی پانا شہزادہ قاسم کا بعیاری سیارہ عیار اور اپنے لشکر مین آکر مارنا گوہر سلک جادو کو اور رہا ہونا لشکر اسیر کا سحر سے اور عیاری کرنا برق فرنگی کا مہیب پلیتن پر سوار ہونے پر افراسیاب کے اور پانا خاک جمشیدی کے ڈبے کا اور عاجز کرنا لطکر افراسیاب کو پھر جانا زندان طلسمات مین اور قتل کرنا محافظان زندان کو اور رہا کرنا برآن شمشیر زن کا اور لڑنا ناطمان طلسم ہوش ربا کا مالکان در بند طلسم کوکب سے اور عیاری کرنا عیارون اور عیارئیون کا باہم و دیگر حالات متعلق اس داستان کے لمؤلفہ

ساقی ساقی ہمارے ساقی
کیا شیشہ و خم مین ہی نہین مے
اُٹھ شیشۂ مے کو بزم مین لا
دے خضر طریق بادہ خواران
ہشیار کہ فصل گل پھر آئی
گلشن مین بھی بزم مے جمی ہی
سبزہ کا جو فرش ہی زمین پر
طاؤس چمن مین ناچتا ہی
گلبن مین چٹک رہی ہین کلیان
ہر پیالۂ گل شراب شبنم
قمری ہی سرو پہ راگ گاتی
گلشن مین ہر اک ہی فارغ البال

چوتھا ہی یہ دور پیارے ساقی
رزاق و رحیم ہی وہ معبود
ہو پیر مغان کا بول بالا
اے مرہم زخم جان مجروح
پھر بلبل باغ چہچہائی
سوسن سے بہار شام پیدا
وہ اطلس چرخ سے ہی بہتر
گل شاہد گلبدن کی صورت
لیتے ہین جماہی بادہ خواران
ہر موج ہوا کہ ساز کا تار
بلبل ہی گل کے سہاگ گاتی
ہین طائر باغ سب نوا سنج

کیون سست ہی فکر کیا تجھے ہی
سب کچھ ہی کرم مین اسکے موجود
اے زینت بزم میگساران
دے مے کہ پھر آئے جسم مین روح
شادی جو عروس باغ کی ہی
روشن ہی وہان چراغ گل کا
نگیرۂ ابر بھی تنہا ہی
غنچہ ہی ہر اک دہن کی صورت
ہر کون سی چیز جو ہی یان کم
نغمون سے بھرا ہوا ہی گلزار
صیاد کا مٹ گیا ہی جنجال
صیاد کا غم خزان کا نہ رنج

اس باغ کو اب نہین خزان ہی
اس باغ سے سب نے ہی نکالا
ہان ای مرے غمگسار ساقی
زاہد کے بھر آئے مُنھ مین پانی
رندون کا ہی زاہدون مین یہ قول
دروازۂ توبہ کو نہ کر بند
ہی دولت زہد گر ترے پاس
اپنے ہی بر آئینگے مطالب
کچھ ملگیا تو ہی نشہ بانی
راضی ہین رضا پہ تو کہ ہم ہین
ہان ساقیا تو بھی اب کرم کر
میخوار تو ہان وہی ترا ہی
جو بنت عنب کے آشنا ہین
میخانہ وہی وہی ہی محفل
سبزے کی بہار و نہر کی سیر
دنیا مین رہین ہمیشہ وہ خوش
ساقی کی ہی جا بجا مہربانی

ساقی یہ بہار جاودان ہی
آراستہ تو بھی بزم مے کر
ہم مفلسون کی بہار ساقی
یہ فصل ہی ایسی ساقیا ہی
توبہ میخوارگی سے لاحول
مستون کو ستا کے کیا ملیگا
یان رحمت رب کی ہی ہمین آس
تو دولت زہد پہ ہی مغرور
بے مے کے دگر نہ ہر گرانی
سن سن کے یہ قول رند خرسند
جلسہ رندون کا پھر بہم کر
جلسہ وہی بادہ کش وہی ہین
پابندی شرع سے جدا ہین
کیا ہوگا جو محتسب خفا ہی
اس فصل کی مانگتا ہون مین خیر
زندہ رہین وہ بجاہ و اقبال
چھیڑون مین بھی نئی کہانی

گلچین کے بھی مُنھ کو کر گئے کالا
میخانہ کا کھول ساقیا در
ہو کشتی مے کی وہ روانی
جو ہی مے سرخ پر فدا ہی
رندون کو ڈرا کے کر نہ پابند
کیا سمجھا ہی تو خدا ملیگا
تو طالب زر مین مے کا طالب
یان خدمت میکشان ہی منظور
شاکر ہی خدا پہ تو کہ ہم ہین
زاہد کا ہوا ہی ناطقہ بند
ہر چند کہ دور یہ نیا ہی
جو ہوتے ہین مے پہ غش وہی ہین
سب ہین وہی سکدے مین داخل
رندون کا بھی ساقیا خدا ہی
جو ہین مے داستان سے سرخوش
پڑھتے ہین جو داستان کا حال
ای جوہری بیان عالی
در رشتہ نثر کش لآلی

جرعہ چشان ساغر عنایت - و سرخوشان بادۂ مروت - مخموران بادۂ حُسن و خوبی - و بیہوشان ساتگین عاشقی و محبوبی - سرشاران میخانۂ عیاری - و دُردکشان پیمانۂ ساحری و مکاری شیشۂ طلسمی مین شراب نیرنگی بھر کر تماشائے افسون پردازی اسطرح فرماتے ہین - اور توسن نشۂ شجاعت پر سوار ہو کر عرصۂ جنگاہ نیرنگ بازی مین جوہر شمشیر زبان یون دکھاتے ہین کہ جب لشکر امیر کشور گیر بحالت تغیر کوہ پر کھڑا ہوا ایک بیکس مصروف دعا تھا مشغول گریہ و بکا تھا اور ساحر فرستادۂ افراسیاب خود سر پہاڑ کو محصور کر کے تنہا بارگاہ مین جاکر عیاران لشکر اسلام پر سحر کرنے مین مصروف

تھا اسکو اسی حال مین چھوڑ کر ذکر کیا گیا تھا کہ تیرہ باطن جادو اور صرصر عیارہ شہزادہ قاسم کو گرفتار کرکے بزور سحر تخت پر ڈال کر جانب افراسیاب چلے تھے۔ چنانچہ عیارہ اور ساحر ند کو جب روانہ ہوے تو سپارہ عیار شہزادۂ موصوف کا بھی پیچھے پیچھے شہزادہ کے آتا تھا اُسنے بھی یہ ماجرا دیکھا اور فکر رہائی شہزادۂ مین نیچے نیچے اُس تخت سحر کے چھپتا ہوا یہ بھی چلا اور کچھ دور آگے اُسی تخت سے بڑھکر قریب ایک دردِ کوہ کے صورت اپنی۔ اُسنے مثل ایک شہزادۂ جلیل القدر کے بنائی لباس پر زر مکلل بہ درّ و گہر جسم الوز مین پہنا اور اپنے تئین بستر خاک پر گرا کر تاج شہریاری کو ایک طرف پھینک دیا پیرہن فرمانروائی اور قبائے بادشاہی کو جابجا سے چاک کرکے جسم کو اپنے مجروح بنایا پشت و پہلو کو فگار کیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گوشت جسم کا جابجا سے اُڑا ہوا ہی خون تازہ بہ رہا ہی آنکھون مین حلقے پڑے ہین سانس آہستہ چلتی ہی چہرہ پر غبار صحرا پڑا ہوا ہی سارا بدن گرد مین اٹا ہوا ہی غرض اِسی ہیئت سے زمین پر لوٹتا اور کراہتا تھا اور جہان یہ پڑا تھا وہ مقام بھی بہت قلب اور دشوار گزار تھا جھاڑیان مثل خاطر پریشان اُلجھی ہوئین عفریتہ کے بالون کی پریشانی دکھاتی تھین بیشہ ہولناک شیر و گرگ کا مسکن گھاٹیان پہاڑ کی پریشانی خاطر کو بھی شرماتی تھین اُس مقام پر یہ عیار کراہتا اور کہتا تھا کہ اے آئیند و روند واسطہ اپنے دین و مذہب کا میری مدد کو پہونچو ہو سکے تو مجھکو تھوڑا سا پانی پلا دو تمھارا جمشید بھلا کرے ارے میرا کام تمام ہو چکا ہی اِسوقت بد مین میرے کام آؤ اِس صداے بیمار و حزین سے یہ فریاد کرتا تھا اور روتا تھا کہ دل سنگ خارا بھی آب آب ہوتا تھا زمین کو اُسکی گرمی محبت سے بخار چڑھ آیا تھا اِسوجہ سے دھوپ کا عکس دشت مین تھراتا تھا ؎

چٹیل میدان مین وہ پڑا تھا
کرتا تھا پہاڑ اشکباری

لرزان دل مہر سے تھا
ہر خار تھا اسکے حال پہ زار

پانی نہ تھا کوہ مین سے جاری
نرگس کی طرح تھے پھول بیمار

یہ اس حال مین پڑا ہوا کراہ رہا تھا کہ تخت تیرہ باطن و صرصر عیارہ اُدھر سے ہوکر نکلا صداے حزین و نالۂ غمگین اِس بیمار کا اُن دونون کے کان مین پہونچا صرصر ہرچند عیارہ تھی مگر پھر بھی عورت ہی قلب اُسکا اِس صدا کو سنکر بیچین ہو گیا اور تیرہ باطن سے کہا کہ ہو ہو کوئی ستم رسیدہ اِس جنگل مین درد دل سے روتا ہی ذرا تخت اُتار و تو دیکھین کہ یہ کون فلک کا ستایا ہی تیرہ باطن نے اسکے کہنے سے تخت کو نیچا کیا اور جھک کر دیکھا تو ایک شہزادۂ خوبرو کو زخمی بحال تباہ خاک و خون مین غلطان

پایا دل مین خوف خدا آیا تخت کو زمین پر اُتارا اور ساحر و عیارہ قریب مجروح آئے صرصر نے سر اُسکا اُٹھا کر اپنے زانو پر رکھا اور کہا ہائے یہ تو کسی ملک کا شہزادہ ہی یون خاک پر پڑا لوٹتا ہی ساحر بھی قریب اُسکے بیٹھ گیا اُس بیمار نے بعد کچھ دیر کے چشم کو نیم وا کیا یہ ظاہر تھا کہ بسبب ضعف و نقاہت آنکھین نہین کھل سکتی ہین غرض آنکھین کھول کر بیمار نے اِن دونون سے کہا کہ سامری تمھارا بھلا کرین کہ تمنے مجھ خاک افتادہ کی آکر خبر لی اب تھوڑا پانی مجھکو دو کہ پیاس سے جان پر بنی ہی صرصر نے کہا کہ ای تیرہ باطن زخمی کو پیاس بہت ہوتی ہی اور پانی دینا اُسکو مضر ہوتا ہی اسکو پانی تو نہ دو لیکن میری کسوت عیاری مین کچھ میوہ ہی اُسکا عرق اِسکے حلق مین ٹپکاؤ یہ کہکر میوہ نکال کر عرق اسکا حلق مین اُسکے ٹپکایا کہ بعد لمحہ کے اُس بیمار کو کچھ ہوش آیا چاہا کہ اُٹھ بیٹھون اُسنے قسم دی کہ ابھی نہ اُٹھو اور حال اپنا بیان کرو اُسنے کہا کہ یہان سے کچھ دور پر ایک قلعہ ہی کہ مین وہان کے حاکم کا بیٹا ہون اکیلا اسطرف نکل آیا ایک شیر صحرائی سے مقابلہ ہوا اُسنے مجھکو زخمی کیا اور وہ شیر بھی میرے ہاتھ سے ایسا زخمی ہوا ہی کہ اِس پہاڑ مین جا کر گر گیا ہوگا اور یقین ہی کہ مر گیا ہو مین بھی فرط جراحت سے چور چور ہون بہت مجبور ہون کہ اپنے ملک تک نہین جا سکتا ہون اور یقین تھا کہ اسی طرح اِس دشت پر خطر مین ہلاک ہو جاتا وہ تو سامری نے آپ کو مجھ پر مہربان کیا جواب کچھ امید زندگی ہوئی اگر اتنا مجھ پر احسان کیجیے کہ کسی سواری پر مجھکو لٹا کر میرے قلعہ مین پہونچا دیجیے تو گویا زندہ کر لیجیے تیرہ باطن نے کہا کہ ای شخص ہم دونون ملازم شہنشاہ افراسیاب جادو ہین یہ عیارہ ہی اور مین ساحر ہون نام اِس عیارہ کا صرصر شمشیر زن ہی اور میرا نام تیرہ باطن ہم دونون نبیرۂ حمزہ قاسم نام کو گرفتار کرنے آئے تھے اُسکو قید کر کے پاس شہنشاہ کے لیے جاتے ہین اتنی مہلت ہمین کہان ہی جو ہم تجھکو تیرے ملک مین لیجلین یہ سُنکر اُس جوان نے ایک آہ کی اور کہا خیر جو مرضی سامری کی اگر آپ مجھکو وہان پہونچا دیتے میری جان بچ جاتی اب جو آپ کو فرصت نہین ہی تو چاہیے اتنا ہی احسان کیا کم ہی جو آپ نے کیا اِس کلام کو سُنکر صرصر بیقرار ہوئی اور کہا ای تیرہ باطن شہنشاہ کبھی ناراض نہونگے جو ایسے مقدمہ مین دیر ہوگی تم ضرور اس شاہزادے کو اِسکے گھر پہونچا دو بلکہ شہنشاہ اِسکے نہ پہونچانے کا حال اگر سُنینگے تو ناراض ہونگے یہ کہکر صرصر اور ساحر دونون نے اُس مجروح کو اُٹھا کر تخت پر بٹھایا اور صرصر نے کچھ بیٹھکے نیچے آڑ لگا دی کہ تکیہ لگا کر وہ مجروح بیٹھا اور تخت کو بزور سحر روان کیا اور اُس سے پوچھا کہ تمھارا ملک کسطرف ہی اُسنے ایک سمت ہاتھ اُٹھا کر بتایا کہ اسطرف ہی وہ اُسی طرف چلے اور کچھ ہی دور گئے ہونگے ایک مقام پر زخمی نے

کہا بھائی صاحب ذرا ٹھہرنا اُنھون نے تخت کو روکا اسنے کہا لیجیے مین ابھی اچھا ہون دیکھیے وہ درخت جو سامنے چشمہ کے کنارے پر ہی ذرا اُکھیڑ لائیے ساحر نے تخت زمین پر اُتارا عیارہ بھی اُتری حسب نشاندہی اس درخت کے پاس دونون گئے دیکھا کہ ایک شجر جو آب حکمت سے سیراب کیا ہے اور ہوائے عیاری سے پرورش یافتہ ہے گلستان افسون ہزار سے کا پودہ ہے جسکا ہر برگ مجاز ہے ثمر جسکا خدا ساز ہے بیخ حکمت کی جڑ ہے ثمر سے ظاہر سراسر ہرا ہے نشو و نما پذیر ہے زخمی کے اچھے ہونے کی سراسر تدبیر ہے بسان شمشیر بُران پھل اُسمین لگے ہین تیے سر کی طرح گول بنے ہین پھلون کا رنگ لال ہے درخت زر گل سے مالامال ہے ایسا پھل انھون نے کبھی گلشن دہر مین نہ دیکھا تھا بہت خوش ہو کر اسکو زمین سے اُکھیڑا اور تعریف کرتے ہوئے لیکر چلے پھلون سے اُسکے خوشبو آتی تھی دماغ جان بساتی تھی ایسی مہکتی تھی کہ روح کو تازگی دیتی تھی ان دونون نے زخمی کے پاس پہونچکر کہا شاہزادہ یہ کون درخت ہے جسمین ایسی خوشبو آتی ہے اُسنے کہا نام اس شجر کا زخم حیات ہے اسکے لگانے سے زخم ابھی اچھے ہو جائینگے اور اسکے سونگھنے سے طاقت جو زائل ہو گئی ہو آجاتی ہے نوجوانی کا لطف خوشبو اسکی دکھاتی ہے اور اسکے کھانے سے عمر انسان بڑھجاتی ہے اور بہت کچھ اسکے فوائد مین تم اسکو پیس کر میرے زخمون پر لگا دو اور اگر یہ چاہو تو امتحان کر لو سونگھ کر دیکھو کہ طاقت جسم مین آتی ہے یا نہین اُن دونون نے بے اختیار اسکے پھلون کو سونگھا راستے ہی سے اسکی خوشبو دماغ مین بس رہی تھی اور اپنے آپ مین نہ تھے اب سونگھنے سے چھینکین مار کر بیہوش ہو گئے سیارہ جو مجروح بنا ہوا تھا فوراً تخت پر سے کودا اور خنجر کھینچ کر جلد سر تیرہ باطن کا جدا کیا غلغلۂ دار و گیر برپا ہوا سیارہ نے حال عیاری صرصر اور مفتون ہونا اسیر اپنے باپ کا سُنا ہے اسوجہ سے اسکو قتل نہ کیا اور دستور عیاران بھی نہین کہ عیار کو بیہوش کر کے مار ڈالین اُسنے صرصر کو اُٹھا کر ایک درخت سے باندھا اور شہزادہ قاسم کو ہوشیار کر کے تیغۂ گوہر نگار نذر کیا سارا ماجرا عرض کیا پھر صرصر کو ہوشیار کر کے سلام کیا اور کہا اُستانی اماں عیاری اسکو کہتے ہین سنم غلام خواجہ عمرو سیارہ بن عمرو اب کچھ دیر یہان آپ بندھی رہیے اور طعمۂ دد و دام صحرائی بنیے مین ابھی شہزادہ کو لیے جاتا ہون صرصر نے جو یہ کلمات انکی زبان سے سنے اور تیرہ باطن کو خواب عدم مین مصروف پایا ہوش اُڑ گئے دل سے کہا فرزندان عمرو بد بلا ہین اور کیا بے لگاؤ عیاری کرتے ہین اب معلوم ہوا کہ یہ زخمی شہزادہ نہ تھا عیار تھا غرض فرط خجالت سے سیارہ کو اُسنے کچھ جواب نہ دیا آنکھین نیچی کر لین اور سیارہ شہزادہ کو

لیکر چلا کچھ دور چل کر ایک شہزادہ تلاش کرکے جنگل سے لایا اور سوار کرکے شہزادہ کو لشکر مین اُسکے پہونچایا پھر
وہان سے بجشم وخدم شہزادہ ذی ہمم لشکر امیر کی طرف روانہ ہوا اِدھر شاہ جادوان افراسیاب بے ایمان
نے رقعہ جمشیدی مین حال صرصر دیکھا کہ دیکھون قاسم کو وہ لاتی ہی یا نہین غرض جملہ ماجرا معلوم کرکے کہ
اسطرح قاسم چھوٹ گیا اور صرصر درخت مین بندھی ہی اُسنے پنجہ سحر بھیجا کہ وہ آکر صرصر کو اُٹھالے گیا جب یہ سامنے
پہونچی شاہ نے اُسکی زبانی تمام حقیقت سُنکر فرمایا کہ اب قاسم اپنے دادا کے لشکر کے قریب پہونچا ہوگا راہ مین
ملنا اِسکا دشوار ہی یہ کہکر کتاب سامری منگوائی اور اُسمین دیکھا کہ عقب قاسم مین خود جاؤن یا کسی اپنے
ملازم کو بھیجون کتاب مین معلوم ہوا کہ خداوند لقا تقدیر کر چکے ہین کہ گہر سلک قتل کیا جائے چنانچہ اگر
تو جائیگا تو خداوند کی تقدیر کرنے مین فرق آئیگا بڑی تیرے لیے سخت یہ قباحت ہی خبردار قدم جادۂ اعتدال
سے آگے نہ بڑھانا جبتک خداوند مدد تجھسے آپ نہ طلب کرین نہ کسی کو بھیجنا نہ آپ جانا یہ حکم کتاب مین
معلوم کرکے منغص ہوکر کہ کیا کہون ایسے مسخرے خداوند کو کہ اپنے محبون اور رفیقون کی نسبت تقدیر مرگ
کرتا ہی بکتا ہوا باغ سیب کی طرف روانہ ہوا اور دل سے کہتا تھا کہ اگر اطاعت خداوند نہ کرون تو ایمان مین
فرق آتا ہی خیر جو مرضی اسکی کیا چارہ ہی اِسی طرح یہ تو باغ مذکور مین آکر بہ غصہ بیٹھا اِدھر جب کوہ عالم خراب آباد کا
محاصرہ ظلمت شب نے موقوف کیا اور درۂ کوہ جادو سے بصد جرأت عیار مہر تابان جانب عرصۂ افلاک بڑھا نظم

کہ جب وہ شب ہوئی آنکھون سے پنہان | دکھایا صبح نے اِک تازہ سامان | فراز آسمان سے نور برسا
ہوا خورشید ہر سو عکس فرسا

ہنگام سحر گہر سلک بارگاہ سے سحر آراستہ کرکے نکلا لشکر بہادران مین
طبل یورش بجا لقا بھی فیلان جنگی پر تخت رکھوا کر سوار ہوا سنجانی باختری مشتری حصاری وغیرہ نے صف
باندھی شور کرنا نے کوہ افلاک مین زلزلہ ڈال دیا عیارون نے گھاٹیان پہاڑ کی مستحکم کین اسطرف ملکہ صبا
جادو جو بخوف عیاران روے ہوا پر رہتی ہی اور ابتک جنگ مین اگر شریک ہوئی تھی یہی راستہ دیکھتی تھی
کہ کچھ صورت بہتری کی نظر آئے تو مین جاؤن اب اُسنے بھی معلوم کیا کہ آج سب مسلمانون کا خاتمہ ہی بس
اِس مقام پر اُڑتی ہوئی آئی اور خداوند کو اگر سلام کیا لقا نے کہا اے بندی قدرت تو کہان غائب تھی خیر اچھے
وقت پر آگئی کہ وقت ہمارے دشمنون کے غارت ہونے کا ہی اُسنے کہا اسی ثواب مین شریک ہونے کو مین بھی
آئی ہون گہر سلک اس سے ملاقی ہوا اور سپہ سالار کل لشکر کا کرکے حکم دیا کہ ایک مسلمان کو بھی زندہ نہ چھوڑنا
اگر خداوند بھی اُنکے حال پر رحم کرین تو تمنا تا اور بغیر قتل باز نہ آنا الحاصل ساحرون مین گوگل چلا چھٹکے

ہونے لگے سب نے جرجر کا سامری کے غل مچایا عورتون نے اہل اسلام کے گرد اپنے وارثون کے حلقہ باندھ کر بال کھول کے دعا کرنا اور رونا آغاز کیا کہ یکایک لینا لینا کا شور بلند ہوا اور صبا فوج کو لیکر حملہ آور جانب کوہ ہوئی اور گھر سلک سحر اسطرح کا پڑھتا تھا کہ عیار سب آپ میرے پاس چلے آئین آگے بڑھا ہنوز عیارون پر سحر اثر کرنے نپایا تھا کہ دامن دشت پر از غبار ہوا بختیارک نے ہاتھی پر کھڑے ہوکر کہا ای گھر سلک ٹھہر تا ذرا اس غبار کو دیکھتا اُسنے کہا سب دیکھا ہے اب کچھ دیر مین مطلع صاف کیے دیتا ہون یہ کہی رہا تھا کہ سامنے سے یہ عالم نظر آیا

نظم

زگرد سواران و جوش سران
کسے روے خورشید تابان ندید
تو گفتی مگر خاک جوشان شدست
ہر از جنگ سر دل پر از کین و زہر
نگارندہ چو بین نگارے ندید

گرائیدن گرز ہاے گران
سیاہی ہر از اہل اسلام و روم
ہوا بر سر او خروشان شدست
بقلب شہ قاسم نیک زاد
زمانہ چو او شہریاری ندید

دل سنگ خارا ہمی بر درید
کہ پیدا نبود از پے اسپ بوم
بہامون کشیدند یکسر زشہر
یکے ترک رومی سر بر نہاد

شہزادہ قاسم نے ہلے ہوے دلیران مسنگر بہت اپنے تئین قریب اُس لشکر عدا کے پہونچایا اور ساحرون کو پہاڑ کی طرف جاتے دیکھکر للکارا کہ باشید ای خیرہ سران بختیارک شہزادہ کو دیکھکر ناچنے لگا اور اذان کہتا تھا کبھی آپ ہی آپ پکارتا تھا کہ وہ مارا کبھی کہتا تھا ہت تیرے خداوند لقا کی ایسی تیسی کی حرامزادہ مانتا ہی نہین ہم کہے جاتے ہین کہ مسلمانون کو بہت عاجز نہ کر نہین سنتا کبھی قاسم کے گھوڑے کی بلائین دور سے لیتا کہ مین صدقہ اس عین وقت پر آنے کے کبھی کہتا تھا قربان اس آنے کے یہ تو اس دلگی مین تھا اُدھر شہزادہ گھوڑا ڈال کر قریب صبا کے بدگہر پہونچی اُس بحیا نے چند سحر شہزادہ دلاور پر کیے آخر جب سحر کو اثر پذیر نہ پایا گھبرا کر بھاگنے کا ارادہ کیا اور اپنے اثر در سحر پر سے اُڑی شہزادہ نے ہاتھ جو بلدار کا بلند کیا چمک تیغہ گہر نگار کی اُسپر پڑی سحر پھونک سامنے شاہزادہ کے یہ قحبہ گری اور چاہتی تھی کہ سنبھل کر پھر کچھ وار کرون اتنے عرصہ مین اس شیر بیشۂ جلادت نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر اُسکا کٹکر دور گرا غلغلہ گیر و دار برپا ہوا اُسوقت فوج ساحران شہزادہ پر آگری گھمسان کی تلوار چلنے لگی اور گھر سلک عین غصہ مین آکر للکارتا ہوا آگے بڑھا کہ او بے ادب وہ شخص جو مرنا نہین چاہتا اُسکو تو کیا مرگ سے ڈراتا ہے اور اُسکے سامنے تلوار چمکاتا ہے یہ کہکر شہزادہ پر اُسنے سحر کیا یعنی ایک نارنج

مارا وہ بسبب تیغہ گوہر نگار خالی گیا شہزادہ نے مرکب اُٹھا اُسکے اژدر سے ملاکر اور تیغہ گوہر نگار کمر کو تولاکر سر پہ اُسکے مارا اشعار

کیا بتاؤں جس قدر اُسکی بُرش کی ہی صفا … کیا کروں مین زور بازوے اس قوی تن کا بیان
روز میدان سامنے آئے گر اس تن کا عدو … گوے نہ گردون ساجسکے سر کا ہوے استخوان
جب کمر سے کھینچکر مارے وہ اُسکے فرق پہ … موے سر سے ناخن پا تک نہ ٹھہرے درمیان
دھار پانی کی وہین لیٹے زمین کے قعر کو … کاٹ کر اودھر کو نکلے ہیرہ نہ آسمان

غرض گہر سلک بیمیا کے مع مرکب چار پرکالے ہوے غو لو لشکر کفار مین بلند ہوا شور محشر آشکار تھا برف برسی آگ برسی آندھی سیاہ آئی بعد دیر کے صدا بیرون نے سُنائی کہ مارا گہر سلک کو لقا نے کہا اس بندہ کو بھی ہمارے غرور ہو گیا تھا کہ مین مرنا نہین جانتا ہون کیون دیکھا اے بندگان قدرت مین کیا جلد مین نے قضا اُسکی پیدا کردی دیکھیے ایسا مغرور تھا کہ ہمارے کارخانہ قدرت مین دخل دیتا تھا خداوند نے قضا کی ہی وہ اُسکا قائل ہی نہ تھا یہ کہکر لشکر کو للکارا کہ ہان لینا اس بندۂ قدرت کو کہ بہت بے ادب ہو گیا ہی فوج ساحران و لشکریان شہزادہ قاسم پر ٹوٹ پڑی شہزادہ کی فوج جو ہمراہ آئی تھی تیغہ کھینچکر آ گری ادھر عیارون نے جو یہ ماجرا دیکھا کہ گہر سلک مارا گیا سرداران اسلام کو اُنھون نے ہوشیار کر دیا بادشاہ اور تمام سردار اُٹھکر پہاڑ کے نیچے اُترے پھر تو لشکرون مین قیامت برپا ہو گئی اُسطرف وہ فوج جو پتھر کی ہو گئی تھی حالت اصلی پر آگئی اور گھوڑے اُٹھاکر چلی ادھر امیر کشورگیر جو عقب مین اُس زن سحر کے گئے تھے جب وہ زن خوبرو صحرا مین پہونچی ٹھہر گئی اور امیر بھی مرکب پر سے اُترکر اُسکے قریب آئے پر وہ اُٹھکر امیر کے گلے لپٹی اُنھون نے اسم اعظم فراموش کیا اور اُس سے اختلاط کرنے لگے اور بسبب بند ہونے اسم اعظم کے مزاج ہمایون پر آلودگی طاری ہوئی مثل مدہوشون کے تختہ سنگ پر لیٹ گئے وہ عورت بھی سامنے بیٹھی رہی اسی ہنگامہ مین وہ رات تمام ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ گہر سلک مارا گیا اِسکے قتل ہوتے ہی اُس عورت کے سر مین سے آگ لگی اور جل کر خاک ہو گئی امیر کو ہوش آگیا اور اسم اعظم بھی یاد آیا اشقر پر سوار ہو کر چلے اور دم بھر مین لشکر مین آکر پہونچے نعرۂ شیرانہ بلند کر کے تیغۂ عقرب سلیمانی کھینچکر گرے اب تو یہ حال ہوا کہ عاملان قضا نے فلیتۂ تیغ روشن کر کے آسیب ہستی کو جسم ساحران پر سے اُتار لیا بڑے بڑے سرکشون کو مار لیا اور یہی عزیمت رکھتے تھے کہ

نقش حیات مٹا دین طلسم اربع عناصر کو بگاڑین مربع نشینان انجمن شجاعت نے کوئی کسر باقی نہ رکھی ثلث زندگی کے قطر کو بگاڑ دین حواس خمسہ کے مخمس کو ترتیب و تبدیل کر کے اس شش جہت کے مسدس مین نام اپنا بلند کیا بہادری کو تعویذ جان بنایا یہ نقشہ ہوا لنظم

نہ خاکست پیدا نہ دریا نہ کوہ
کہ تنگ سخیتن راہ کوتاہ بود
بجستند خرطوم پیلان بہ تیسر
زمین شد یکر دار دریاے نیل
زکشتہ چو دریاے خون بد زمین

زبس تیغ داران ارادت گروہ
پس شب روانذر آمد سیاہ
زخون شد در و دشت چون آبگیر
ہمہ بر گرفتند یکسر خروش
بہر گوشۂ ماندہ اسپے بزین

بہر سوے لشکر ش در راہ بود
ستارہ شد از بہر وہگان سیاہ
سیاہ اندر آمد پس پشت پیل
زمین پر خروش و ہوا پر جوش

غرض کہ لقا وہان سے بھاگ کر جانب کوہ عقیق چلا اور اہل اسلام نے زیر تیغ رکھ لیا یہانتک کہ بارگاہ پر جو قبضہ کفار ان مین تھی وہان اگر تلوار چلنے لگی بارگاہ مذکور چھوڑ کر سب کافر بھاگے مسلمانون نے اپنے مقام پر قبضہ کیا اور پھر تعقب مین اُنکے گھوڑے اٹھائے میدان جنگی سے گریز کر لشکر لقا کے پڑاؤ پر آکر تلوار چلی بڑا معرکہ پڑا آخر تاب مقاومت ساحر و کافر نہ لاسکے بھاگ کر اندر قلعہ کے چلے گئے امیر با فتح و فیروزی مال عدو کو لوٹ کر پھرے خیام و بارگاہ دشمن جلا دیے اور طبل فتح و ظفر بجایا اپنے یہان کے مقتولون کو اٹھوا کر دفن کرایا زخمیون کے علاج و معالجہ کے لیے حکم دیا شفاخانہ مین بھیجوایا پھر بارگاہ مین آکر داخل ہوے شبستان مین محلات مخدرات کو پہونچا کر آراستگی فرمائی بارگاہ مین نصب ہوئین ڈھنڈھورا امان کا پٹا رعایا اور لشکر فراری آکر آباد ہونے لگے بازارین کھلین گھماگھم شروع ہوئی سردار غل کرکے بارگاہ مین آکر جلوہ گر ہوے بادشاہ سریر جہانبانی پر تشریف فرما ہوے ساقی ورقاص حاضر ہوے جلسہ عشرت گرم ہوا عجب سامان عیش و نشاط برپا ہوا المولفہ

ہوئی بزم پھر عشرت بزم جسم
دفور طلب کا ہی اک سمت جوش

خوشی سے ہوے بادہ کش ہر ہم
دلون مین خوشی سے تھا پیدا خروش

اس طرف لقا رنجیدہ و پریشان قلعہ عقیق مین آکر باغ مین اترا لشکر زخمی وخستہ کی چھاؤنی پڑی اور رنجیون نے فرط رنج سے شراب و کباب سب ترک کیا اب ان لشکرون کو تو اس حال مین رکھیے لیکن حال افراسیاب بے جضال سنیے

داستان رہائی بیران قید طلسمات سے و حال عیاری عیاران و جنگ

وجدال ناظمان طلسم ہوش ربا و نورافشان وغیرہ لموٗ

چہ گفت آن نگارندۂ داستان | نویسندۂ نامہ خسروان | بہ شیرین بیانی و رنگین قلم

چنین کرد این حال نادر رقم | نویسندگان داستان عجائب و محرران قصۂ دلچسپ و غرائب نیرنگی

بیان اسطرح دکھاتے ہین کہ افراسیاب خانہ خراب گہرسلک کو بھیجکر اپنے باغ سیب مین چلا گیا چنانچہ جب کچھ رنج والم اُسکو کم ہوا تو پھر عازم لشکر حیرت ہوا اسطرف چالاک بن عمرو جو بارگاہ مہرخ مین آیا تھا جب اُسنے سُنا کہ خواجہ عمرو بن اُمیہ پدر بزرگوار قید افراسیاب نابکار سے رہا ہوے بس یہ بارگاہ سے اُٹھا کہ مین بھی چل کر کوئی کارنمایان کرون غرضکہ کسی طریقہ سے صحرا مین قریب دریاے خون روان ٹھہرا حال اُسکا ذکر ہوگا لیکن شاہ طلسم جب دریا سے اسطرف آیا دور سے ایک ساحر ذیوقار کو باتاج شہریاری صحرا مین بیٹھے پایا اُسی طرف یہ بھی چلا جب قریب اُس ساحر کے پہونچا دیکھا کہ برہمن روئین تن پیر بھائی میرا اور کوکب کا ہے بادشاہ مذکور نے ہنسکر اُس سے پوچھا کہ اے برہمن آج یہان کیون آے ہو اُسنے کہا کہ اے بادشاہ مین کوکب سے ناراض ہوکر یہان آگیا تھا اب اپنے گھر جانے کو تھا آپ کو آتے دیکھا ٹھہر گیا ہون بادشاہ نے کہا اگر تم اپنے یار وفادار کوکب کو چھوڑکر میرے یہان رہو تو جو کچھ میسر ہے حاضر ہے اور اگر غور کرو تو کچھ ہم مین اور اُسمین فرق نہین ہے ایک مکتب کے دو شاگرد ایک گھر کے دو چراغ ایک در کے دو داغ ایک گلبن کے دو شجر ایک شجر کے دو ثمر ہین برہمن نے عرض کیا کہ مجھے آپ کی اطاعت مین کیا انحراف تھا ع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را + یہ کہکر اُٹھا اور قدم پر گرنے چلا بادشاہ نے سر اُسکا اُٹھا کر سینے سے لگایا برہمن نے مُنہ سے سفوف بیہوشی پھونکا کہ بادشاہ چھینک مار کر زمین پر گرا اُسوقت برہمن نے نعرہ کیا کہ منم چالاک بن عمرو اور خنجر کھینچکر چلا تھا کہ سر کاٹ لون اُسوقت پشت پر سے نعرہ ہوا کہ باش باش ماہم رسیدیم صبا رفتار عیار بھی بہت جلد قریب اُسکے پہونچی اور خنجر کھینچکر حملہ آور ہوئی چالاک بھی لڑنے لگا لیکن صبا رفتار نے لڑتے لڑتے ایک بیضہ بیہوشی کے دفع کا مُنہ پر شاہ جادوان کے مارا بادشاہ کو بھی ہوش آگیا چالاک یہ حال دیکھکر جست کنان بھاگ کر درۂ کوہ مین جاکر مخفی ہوا اور صبا رفتار نے سب ماجرا بادشاہ سے کہا شاہ نے فرمایا کہ تو نے پہلے بمقابلہ برآن بھی کارنمایان کیا تھا اور اب بھی وقت پر پہونچی دونون مرتبہ کا انعام تجھکو مین بارگاہ حیرت مین چل کر دونگا کیونکہ دونون مرتبہ سامری نے مجھکو بباعث تیرے بچا لیا اچھا تو جانب بارگاہ ملکہ مذکور چل مین بھی آتا ہون

عیّارہ تسلیم کرکے روانہ ہوئی اور شاہ بھی اُسی طرف چلا اِدھر چالاک فکر عیاری مین اور روانہ ہوا اُسکا بھی ذکر آئندہ کیا جائیگا مگر حال شاہ جادوان بیان ہوتا ہی کہ یہ اُس صحراسے بزور سحر پروازکنان لشکر حیرت مین آیا ملکہ حیرت اور صورت و صورت نگار وغیرہ نے بارگاہ سے نکل کر استقبال کیا اور اندر بارگاہ کے لاکر بعظمت تمام تر تخت پر بٹھایا اور عرض کیا کہ اے شہنشاہ سامری حضور کو ہمیشہ خوشنود رکھے اول مرتبہ جو آپ تشریف لائے تھے تو بہت خوش تھے لیکن اِسوقت چہرہ حضور کا بہت متغیر معلوم ہوتا ہی شاید پہلے کوئی تدبیر قتل نمکحرامان روسیاہ ٹھہرائی تھی اب اسمین کچھ فرق پڑ گیا یہ ماجرا کیا ہی کہتر ون سے بھی ارشاد فرمایئے کہ آپ کی خوشی سے ہم بھی خوشی کرین اور اُنکے رنج کے شامل رہین بہرصورت دامن گلہاے مراد و مقصد سے بھرین بادشاہ نے یہ کلمات سُنکر اک آہ کی اور کہا کیا کہون پہلی مرتبہ جو مین آیا تھا تو براں دختر کوکب کو زندان طلسمات مین قید کر آیا تھا اور اِس مرتبہ بھی سامری نے مجھکو بچایا تھا وہ ناشدنی لڑکی بلاے بد تھی بڑی دیر تک لڑی اور بسبب اختر مروارید کے مجھپر غالب آئی تھی وہ تو صبا رفتار عیارہ وقت پر پہونچی اور اُسنے بیہوش کیا مین اُسکو قید کر آیا اب مہرخ سحر چشم جو اُسکی بڑی حمایتی اور طرفدار ہی اور کوکب روشن ضمیر باپ اُسکا اُسکو ایک داغ تازہ مین نے دیا ہی دیکھون تو کیونکر وہ اُسکو میرے زندان طلسمات سے چھڑا لیجاتا ہی اور میرا کیا کر سکتا ہی جب تو براں بہت اچھلتی پھرتی تھی ویسا ہی مین نے اُسکو قید کیا ہی اب دم محبت عمرو کا بھرنا اُسکو معلوم ہوگا خیر یہ باعث تو میری خوشی کا تھا لیکن اِسوقت جو مین اِدھر آتا تھا تو راہ مین اسطرح برہمن بنا ہوا چالاک بیٹا عمرو کا مجھکو ملا اور اُسنے مجھکو بیہوش کر دیا چاہتا تھا کہ قتل کرے آج بھی صبا رفتار عیّارہ وقت پر پہونچی اور اُسنے میری جان بچائی مین سچ کہون یہ چالاک وہ عیار ہی کہ اِسنے میرا پیچھا لیا ہی نیلم کوہ سے اِس مقام تک بہت عیاریان اُسنے مجھسے کین سلیمان جادو کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا سلطان و سرشار وغیرہ کے مقام پر عیاری کرکے مجھکو ذلیل کیا ہمیشہ وار کو اُسنے مارا جب مین اِس چالاک کو دیکھتا ہون خون آنکھون مین اُتر آتا ہی اور وہ بھی ایسی برجستہ عیاری کرتا ہی کہ سامری مجھکو بچاتا ہی - یہ کلمات جو زبانی شاہ ملازمان ملکہ نے سُنے کہا حضور پر سے تصدق اُتر واؤ واقعی موے دشمن تو لگے ہی رہتے ہین سچ ہی سامری جمشید شہنشاہ کے آڑے آجاتے ہین آج جو کچھ نہ صدقہ اُتارا جاے وہ کم ہی حیرت نے یہ سنکر حکم دیا کہ ارے تصدق کے ٹکے لاؤ لنگر جاری کرو سب سامری کی اتیت بھجن کرین حسب الحکم ملازم عمل مین لائے تو جتنے

ملازم تھے سب صدقہ اتارنے لگے کوئی تیل ماش لایا کوئی ٹکے صدقے کے لایا حیرت نے برّان کے قید ہونے کی بھی خوشی کی ارباب نشاط کو بلوایا جام شراب سرخ گردش مین آیا سب مصروف عیش و نشاط ہوے اہلکار لشکر مہرخ کے جو بہر خبر یہان حاضر رہتے ہین وہ جملہ ماجرا معلوم کرکے سامنے مہرخ کے آئے یہان رہائی پانے سے خواجہ عمرو کے ہر ایک خوشنود تھا جلسۂ عشرت جمع ہوا تھا جام شراب ناب چلتا تھا نلج ہوتا تھا کہ اہلکارون نے آکر مجرا گاہ پر سے تسلیم کی اور دعا و ثناے بادشاہی بجالاے کہ نظم

ناخن بغیر غنچون کے گانٹھین کھل سکین
کوئی شکستہ حال بجنسہ توبۂ خمار
تیری سخا جو باد سحر کی نہووے یار
برسا تر اسحاب کرم یان نہین کہ اب
مسیحانہ جہان مین کرم سے ترے نہین
ہوتا ہی رنگ آتش یاقوت آبدار

بعد اداے دعا و ثنا جملہ ماجرا جو زبانی شاہ جادوان کے سنا تھا عرض کیا اِس خبر کے سننے سے ہر اک بدحواس ہوا طاری عالم یاس ہوا جلسۂ عشرت درہم صحبت عیش برہم کہ اشعار

ہوئی وہ بزم شادی بزم ماتم
بدن مین یک بیک آئی حرارت
الگین خانۂ دل ہوگیا غم
بہم ملتے تھے سب افسوس سے ہاتھ
شرار غم نے کی آخر شرارت
تھے ناآگاہ اس سے کیا ہی یہ بات

برق و ضرغام عیار بھی یہان موجود تھے جب اُنھون نے مہرخ و بہار کو روتے دیکھا بہت کچھ اُنکی تسکین و دلداری کی اور کہا گھبراؤ نہین ہم ہمیشہ تم سے کہتے آئے ہین کہ مرنا برحق ہی کوئی قیامت تک زندہ نہین رہا ہی پھر غم کیون کرین ہان غم اسوقت کرنا چاہیے کہ جب بیغرتی کا سامنا ہو اور یہ تو امر ایسا ہی کہ نام کرکے مرجاے پھر یہ مرنا تو زندگی جاوید ہو جب بیت

کہان ہین شجاعان خنجر گذار
فقط نام نیک اُنکا ہی یادگار

بلکہ ہم چاہتے ہین اور ہوسکتا ہی تو برّان عالیشان کو رہا کرکے لاتے ہین یہ کہکر دونون عیار طرار قنطورے اور پیتا دے باندھے عیاری سے آراستہ ہوکر روانہ ہوے ابھی خواجہ عمرو جو رہا ہوے ہین تو بارگاہ مین داخل نہین ہوے ہین اُنکا حال بیان ہوگا لیکن یہ دونون عیار جب بارگاہ سے اپنی باہر نکلے آپسمین مشورہ تدبیر ہوئی کہ بھائی خدانخواستہ اگر برّان زندان مین ہلاک ہوگئی تو بڑی بدنامی ہمارے واسطے ہوگی اس جینے پر ہمارے لعنت ہی کہ دوست اور طرفدار ہمارا زندان مین پڑے پڑے مرجاے اور ہم سے کچھ نہو سکے بس لازم ہی کہ نظر بعنایت رب اکبر کرکے مردانہ وار کام کرین اور دامن مضبوط باندھکر لڑین مرین آگ اگر ہو تو اُسمین بھی گر پڑین اور ملک الموت کا بھی سامنا ہو

تو نہ ڈرین ع دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست + بے موت آئے اور زیست کے دن پورے کیے کوئی مرتا نہین یہ ہم خوب جانتے ہین لیسی منی والاتمام من اللہ + ہمت مردان مدد خدا پہلے چل کر ملکہ حیرت بدسیرت کی بارگاہ مین ٹھہرین اور ذکر مذکور سنین دیکھین کہ کیا کیفیت ہے پھر وہان سے پتہ لگا کر زندان کی طرف جائین یہ مشورہ کرکے دونون الگ الگ روانہ ہوے اول ضرغام شیر دل ملکہ حیرت کے لشکر مین ایک ساحر کی ایسی صورت بنا کر آیا اور ہر طرف جویائے مطلب کا پھرنے لگا یہان دیکھا تو لشکر ناظمان طلسم کوسون تک اُترا ہوا ہے بڑی گہما گھمی ہے حال اس لشکر کی زینت کا اول بیان ہو چکا ہے فی الجملہ لشکر مین بھی وہی کیفیت ہر ایک لشکری کی زبانی سننے مین آئی کہ اسطرح بران شاہ سے لڑی اور عیارہ نے بیہوش کیا اب وہ قید زندان طلسمات ہے بعض ساحر کہتے تھے کہ بھائی اب چھوٹنا بران کا دشوار ہے بعض کہتے تھے کہ اجی ایسے تماشے تو ہزارون مرتبہ دیکھ چکے ہین سن لینا کہ عمرو عیار رہا ہو چکا ہے وہ زندان طلسمات مین پہونچ گیا اور بران کو چھڑا لیگیا بعض کہتے تھے کہ یہ تم بیکار کہتے ہو اگر ایسا ہی عمرو ہوتا تو اسد کو آج تک گنبد نور سے چھڑا نہ لیجاتا غرض عیار مذکور یہ باتین سنتا اور دل سے کہتا کہ بارگاہ حیرت کے اندر چل کر ٹھہرو اور ایک دن کسی ترکیب سے یہان رہو شاید کوئی محافظان زندان کے پاس سے نامہ وغیرہ لائے نامہ بردار کے ہمراہ شاید جانا ہو جاے یہ تجویز کر کے جانب بارگاہ ملکہ حیرت آیا یہان خدام بادشاہ وغیرہ ٹھہرے ہوے تھے بڑا اژدحام تھا اور متصل خیام دربارگاہ حیرت اہل عملہ کی بارگاہین اور خیمہ وغیرہ استادہ تھے کہین امرا و وزرا کی بارگاہین کسی جا شکوہ زرین قبا اُتری تھی ایک سمت کو بارگاہ ملکہ یاقوت جو دوسری وزیرزادی حیرت کی ہے قیام پذیر تھی عیار مذکور یاقوت کی بارگاہ کے قریب اگر بارگاہ حیرت مین جانیکی فکر کرنے لگا اور وہان استادہ ہوا اور پہرے چوکی کے لوگ دربارگاہ پہ جو بیٹھے تھے اُنسے ساز کرنے کا ارادہ رکھتا تھا ناگاہ زنانی ڈیوڑھی کا پردہ اُٹھا کر ایک خواص نے جھانکا اور کہا ارے میان کوئی ارسام بن مرسم کا بھیجا ہوا آدمی آیا ہے ضرغام پہلے تو چپ رہا کہ دیکھون کوئی اسکو جواب دیتا ہے یا نہین جب کسی نے جواب نہ دیا اُسوقت دوبارہ اُسکے پکارنے پر اُسنے کہا حضور مین دیر سے یہان کھڑا ہوا ہون کوئی میری خبر ہی آپ تک نہین کرتا ہے اُسنے کہا تم ارسام بن مرسم کے یہان جو توشکخانے کے داروغہ ہین اُنکو پہچانتے ہو اور اُنکے بیٹے کو جانتے ہو اُسنے کہا کیا خوب مین اُنکا کارندہ کا ملازم ہون اور مین ہی نہین پہچانتا حضور مین وہ تو دن رات ایک جا رہتے ہین بلکہ مین تو ایسا

ہون کہ وہ مجھپر بڑی عنایت فرماتے ہین اور مجھسے سب ملازم جلتے ہین خار کھاتے ہین اور مین وہ تو ایک جان دو قالب ہین اس عورت نے یہ باتین سُنکر کہا اچھا آؤ پردے کے پاس آؤ یہ عیار آگے بڑھا تھا کہ دربانون نے کہا بی سیوتی کیا تمھاری بُری عادت ہی کہ ہرایک کو پردے کے پاس بلاتی ہو انکو پردے پاس نہ بلاؤ سرکار کا غصہ جانتی ہو اور پھر وہی بات کرتی ہو اُنکا حکم ہی کہ کوئی زنانی ڈیوڑھی پاس نہ آئے نہ کوئی عورت مردسے وہان بات کرے بات کرنا ہی تو ہم ہٹے جاتے ہین آپ باہر اگر بات کر لین آپ کا کچھ نہ جائیگا ہمپر خفگی آئیگی جرمانہ ہوگا یا نوکری جائیگی - اتنا کہنا تھا کہ وہ عورت خواص اپنے جامے سے باہر ہوگئی اور کہا لو صاحب مین کسی بھڑوے چھنال سے دبنے کی نہین کیا مجھکو ان موے روئون نے چھنال مقرر کیا ہی جو بات کرنے کی ممانعت کرتے ہین اپنا عہدہ مجھی پر توجتانا ہی جسمین یہ معلوم ہو کہ ہم بھی کوئی ہین ع ہم بھی ہین پانچوین سوارون مین + ارے موؤ اپنے حواس درست کرو منھ بنواؤ مجھے کسی بھڑوے چھنال کا ڈر ہی جو یہان بات نہ کرون مین کسی کی ماما یا مغلانی ایرے غیرے پچکلیان کی نوکر نہین ہون اور نہ کسی کی لونڈی ہون مین ایسے کی نمک پروردہ ہون جو حیرت کی روح وجان ہی تم سب جب چاہو آزما دیکھو اپنے اپنے جی کا ارمان نکال لو جو تمھارے جی مین ہو نیک وبد اچھی بُری جو سیاہو وہ میرے لیے ملکہ سے کہلا بھیجو یا خود کہو دیکھو تو کہ اُسکا جواب کیا ملتا ہی اور میرے لیے سزا جرمانہ گھر کی جھڑکی ہوتی ہی یا تم سب پہ خفگی آتی ہی کہو تو ابھی تم سب کو نکلوا دون مین نے ہزار بار کہا ہی کہ ذرا میرے مُنھ نہ لگنا کیا تمنے مجھکو کوئی دبڑ گھسڑو مقرر کیا یا دلگی باز بنایا ہی کہ میرا صاحب اسی بہانہ سے لاؤ اسکو نکلواؤ ای مین بھی اپنے نام کی ہون رہ تو جاؤ بھڑوو تمھاری ایسی تیسی کی آج جو تمھاری گت نہ بنوائی تو نام اپنا بی سیوتی بنایا یہ کلمات سُنکر ایکسمین سب چپکے چپکے دربان کہنے لگے ارمیان ناحق تمنے اس جھاڑکے کانٹے کو اپنے پیچھے لگایا اس سے ڈرنا ہی چاہیے اگر یہ کچھ مالک سے لگا دے اور وہ بڑی ملکہ سے کہین تو بیشک بیغرت ہوکر ہم سب نکالدیے جائین غرض یہ باتین آپسمین کرکے گویا ہوے کہ بی سیوتی صاحب ہم تو جیسے ملکہ کے تابع فرمان ویسے آپ کے آپ جسکو چاہین اندر محل کے بلالیجائین ہمنے تو ایک قاعدہ کی بات کہی تھی آپ ہی کے لیے اسمین بہتری تھی آپ خفا نہون جو مزاج مین آئے وہ کیجیے یہ کہکر عیار سے کہا میان جاؤ جاؤ پردہ کے پاس جاکر جو بی بی صاحب فرمائین وہ سُن آؤ ضرغام فوراً اسپ ڈیوڑھیان طے کرکے قریب پردہ کے پہونچا اس رنڈی نے پردے کے اندر اپنے پاس بلالیا اُسنے وہان جاکر دیکھا تو گھونگھٹ زنانی ڈیوڑھی کے

پردے کے پاس عقب مین بناہیر اُسطرف محلات کی عورتین بول رہی ہین گھما گھمی کی صدا آتی ہی اور پاس وہ نازنین عنبرین مو کھڑی ہی یقین تھا کہ یہ بیہوش ہوجاے وہ اسکی سادی سادی وضع غارتگر صبر و شکیب ہیک کرشمہ عجب نہ تھا جو دل کھو جائے اپنے سے پرایا ہوجائے سبزہ رنگ جیتی بھوین ایک سے ایک کھنچی حسن کی بھری دوسری طائر دل کے صید کرنے پر چڑھی ہوئی چہرہ مین وہ نمک کہ جان شیرین عشاق فدا کرین بوسۂ نمکین کا مزا تمام عمر نہ بھولے کانون مین ایک بالا پڑا بالا بالا گال پر ہل کر مزے اڑاتا ناک مین کیل حسن و عشق کے مقدمہ مین وکیل سینہ ابھرا ہوا اچھا پتون کے بھار سے کا دل مین سوراخ کرنے کا ارادہ پیٹ وہ نرم گل سا کمر نازک کونے قطعہ دار پیڑو ابھرا ہوا رانین بھری بھری گول سانچے کی ڈھلی پائجامہ گلبدن کا لچھے دار پہنے پائنچے اسکے کلائی پر پڑے مہین شبنم کا چنا ہوا دوپٹہ ہلکا پیازی رنگا ہوا اوڑھے موقع و مناسب سے ہلکا ہلکا زیور پہنے نزاکت سے ہر بار تیوریون پر بل ڈالتی واقعی دیار حسن و وضع کی شاہ تھی آسمان دلبری کی ماہ تھی

مسدس

شکل اُس گل کی نظر آگئی بھولی بھولی
وہ پہیلی وہ جگت اور وہ بولی ٹھولی
پیاری باتون نے گرہ غنچۂ دلکی کھولی
چُست انگیا کی کٹوری تھی تو اونچی چولی
نیچی آنکھین صفت نرگس بستان ہردم
غنچۂ گل کی طرح سر بگریبان ہردم

عضو ہر عضو سے کہتا ہی کہ یکتا ہون مین
ہی ہتھیلی کا اشارہ ید بیضا ہون مین
سند سے سند کا ہی قول کہ فتنہ ہون مین
لب سے لب کا یہ مقولہ کہ مسیحا ہون مین
رمز آنکھون کا کہو نرگس شہلا ہمکو
قول زلفون کا کہو سب سے دوبالا ہمکو

اس برق وش نے جب دیکھا کہ ضرغام پاس اُسکے آیا تو ہنسکر کہا کہ ارسام بن ہرسم جادو خیمہ مین اپنے جو رہتا ہی تو کیا کیا کرتا ہی مین جانتی ہون کہ دن رات رنڈی بازی کرتا ہوگا ہر روز نئی رنڈی منگوا بلاتا ہوگا ضرغام سوچا کہ یہ رنڈی معلوم ہوتی ہی کہ اُس نطفۂ حرام ارسام سے آشنائی رکھتی ہی اُسی کے خیال مین دن رات رہتی ہی اور اُسی کا آدمی تجھکو سمجھکر اسنے بلایا ہی تو بھی اب ایسی باتین کر کہ اسکو یقین اسکی ملازمت کا آجاوے یہ سوچکر اُسنے بناوٹ کرکے کہا کہ اے بی بی جو تمھارا جی چاہے وہ تہمت اس بیچارے پر رکھو وہ تو

ایک ہی لکیر کا فقیر بنا ہوا بیٹھا رہتا ہی نہ گھر سے کہین آئے نہ جائے نہ کسی کو بلائے ہمنے تو آجتک کسی سے ہنسکے
بھی بات کرتے نہین دیکھا اس قتالۂ عالم نے کہا تم تو اُسکی دوستی کی ایسی کہو ہی گے وہ حرامی ایک ہی
متفنی ہی یہان میرے پاس جب دسوین پانچوین آتا ہی تو ہر ایک خواص کو ہماری ملکہ کی دیکھ دیکھ کے
سِسکیان بھرتا ہی میری آنکھون کے سامنے ہائے جانی کہتا ہی اور لگاوٹین کرتا ہی اُسنے کہا اور مین نے
مانا کہ اب وہ دھودھا کے مصلے پر پڑھا ہی بھلا تم تو کہتے ہو کہ مین اُنکا مدت کا دوست ہون یہی جانتے ہو
سچ کہو کہ وہ ہمارے یہان کی کیا باتین کرتا ہی کبھی میرا ذکر کرتا ہی مجھکو یاد کرتا ہی یا یہان کی خواصون کا
نام لیتا ہی ضرغام نے کہا صاحب مین کسکا نام لون اب تم میرا کہنا تو مانتی نہین ہو اور میری یہ طاقت نہین
جو مفصل حال کہون یہ سُنکر اُسنے کہا تمھین میرے سر کی قسم تمھین اپنے ایمان کی قسم تم جیسے پیار کرتے ہو
جیسے چاہتے ہو اسی کے سر کی قسم میرا جلوا کھائے میرا مردہ دیکھے جو سچ نہ کہے وہ یہان کسکو پیار کرتا ہی
چھپاؤ نہین تمھین ڈر کسکا ہی مین تو تمھارے پاس کھڑی ہون وہ تمھارا کریگا کیا کوئی خدا ہی جو روٹی
تمھین نہ ملیگی با ایمان خود جبتک مین زندہ ہون تمھین کوئی تکلیف نہوگی ضرغام نے کہا آپ کی عنایت
سے اور سامری کے فضل سے مجھے کچھ اسکا خیال نہین لیکن کیا کہون ایک کی تو جان جاتی ہی اور آپ
یہ باتین بناتی ہین اُسنے کہا اچھا جی مین اب سمجھ گئی سامری کی قسم جھوٹھ جمشید کی قسم رتی بھر سچ
نہین ایسی ہی کوئی مالزادی ہوگی جو اُسکی دوستی کا اعتبار کریگی اگر وہ میرے گھر پہ جلتا اور رنڈی بازی
کو آگ لگاتا تو ایسا چین کراتی وہ بھی یاد ہی تو کرتا لالون کا لال رہتا اُسکو کس بات کی کمی رہتی وہ تو اُسکو
عارضہ کمبخت چھپائے کا ہی جیسے بدکار کو لپکا ہوتا ہی اچھا بتاؤ تمکو کیون بھیجا ہی اُسنے کہا آج میری منتین
کین کہ تم ذرا جاکر اِدھر اُدھر دیکھ بھال کے کوئی آدمی محل کا ملے تو اُنکی خیریت مجھے لا دو اُس آفت جان
نے یہ سُنکر ایک قہقہہ مارا اور کہا خوب اب بھی ناحق مجھ نگوڑی کی یاد آئی ارے کمبخت کہو کہ میرے کہے پر کیون
نہین چلتا گھر مین وہ بیٹھے تو مین اُسکی لونڈی کی لونڈی بنی رہون ہر وقت پاس رہون کوئی دم جدا
نہون اچھا تم اب جاکر یہ کہو کہ اِس بارگاہ کے پچھواڑے ایک آمون کا باغ ہی اُس باغ سے نکل کر ایک
جھیل ہی اُسکے کنارے کچنال کا درخت ہی وہان آجائے اور مجھسے دو دو باتین کر جائے اگر میرا کہا ماننے کا
اقرار کرے تو خیر نہین مین کہان اور وہ کہان ضرغام نے کہا نہین تم ایسی باتین نہ کرو وہ تمھاری
درد جدائی مین مرتے ہین ہر وقت اُنکا یہ حال ہی ابیات

قابو مین نہین ہی یہ دل زار
کہتا ہی وہ کچھ کا کچھ زبان سے
الفت تجھے خوب جانتا ہون

آنکھین ہین ہر ایک زرد رخسار
ہر وقت ہی بیخودی کا عالم
ای حضرت عشق مانتا ہون

فرصت نہین نالہ و فغان سے
اب قول یہی ہی انکا ہر دم

وہ گلرو یہ سنکر باغ باغ ہوگئی اور کہا اچھا تم جاؤ اور اس بیوفا کو جہان کا مین نے پتہ دیا ہی لے آؤ ضرغام نے کہا پھر تم کتنی دیر مین آؤگی اس نازنین نے کہا مجھے کیا دیر ہی تم گئے اور مین وہان تمھارے جانے سے پہلے آجاؤنگی ضرغام یہ سنکر اس سے رخصت ہوا اور پشت بارگاہ پر آکر آمون کے باغ سے نکل کر جھیل کے کنارے کچنال کے درخت کے تلے کھڑا ہو رہا دم بھر کے بعد سرو خوش رفتار خرامان خرامان بناز و ادا سامنے سے پیدا ہوئی اور پکاری کیون جی کدھر ہو ضرغام نے انگلی اپنے لبون پر رکھکر پشت بارگاہ کی طرف اشارہ کیا کہ ذرا دیکھ بھال کے آگے پیچھے بات کرو وہ گلفام اس اشارے سے جھجکی اور سمجھی کہ کوئی میرے پیچھے کھڑا ہی یہ سمجھکر اسنے پیچھے پھر کر دیکھا اور چار طرف دیر تک دیکھا کہ ضرغام اس عرصہ مین قریب اسکے آگیا اور اسکے پھرنے مین کمند ماری وہ ادھر پھری تھی کہ حباب بیہوشی مارا وہ چھینک مار کر بیہوش ہوگئی اسنے اسکے کپڑے لیے اور اسکو لیجاکر ایک غار مین ڈالدیا آپ رنگ روغن عیاری کا نکال کر اسکی ایسی صورت بنا اور وہان سے روانہ ہوکر سیدھا اندر بارگاہ ملکہ یاقوت کے آیا دیکھا کہ ہر سمت صحنچیون مین ہر ایک عملہ کی عورتین بیٹھی ہین کوئی اپنا سنگار کرتی ہی کوئی مسی لگاتی ہی کوئی طوطے کو جمشید جی پڑھاتی ہی کوئی کھانا پکانے کی فکر مین ہی کسی کا مہمان آیا ہی اسکی خاطر مین مصروف ہی پلنگڑیان بچھی ہین جو کے تختون کے لگے ہین ماماوئین ہر ایک کے باورچیخانہ کو گرم کر رہی ہین یہ کنیزون اور خواصون کو تجویز کرکے انکے پاس گیا اور کہا ہماری بی بی ملکہ یاقوت کیا دربار مین گئی ہین ان لوگون نے کہا ای سیوتی کیا تو نے کچھ نشہ کھایا ہی ملکہ عالم تین دن سے درد سر مین پڑی لوٹ رہی ہین کئی دفعہ تجھکو پکار چکی ہین کہ ارے صندل ذرا پار گڑکر لگا دے تو نہین معلوم کہان جاکر بیٹھ رہی تھی تجھے کچھ فکر نہین ہی یہ کہی رہی تھین کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ ارے سیوتی موئی وزا ایہان آکے بیٹھ بنیکھا جھل کہان تو اڑ گئی ضرغام نے یہ سنکر کہا ای بی بی قربان گئی مین آئی اور دوڑ کر ادھر گیا دیکھا ایک پلنگڑی پر ملکہ یاقوت جادو صندل لگائے پڑی ہی نیچے پلنگ کے مسند بچھی ہی چنگیرین چوگھڑے وغیرہ سامان عشرت و آرائش مہیا ہی اور یاقوت اٹھ اٹھ کے درد سر سے کراہ رہی کہ ضرغام نے سرہانے آکر پنکھا ہاتھ مین لیا اور کہا ای میری بی بی تمھارے صدقے کیا کہتی ہو ملکہ نے

کہا ابتو کچھ نہین کہتی صندل لگانے کو پکارتی تھی وہ کوئی اور آکر لگا گئی ای سیوتی اب تیرا دیدہ ہوائی ہوگیا ہی
نہین معلوم کہان اُڑگئی تھی ضرغام نے کہا بی بی مین تو ادھر ہی اُدھر تھی اور تو کہین نہین گئی تھی اب
حاضر ہون کہین نہ جاؤنگی فرمایئے جو کچھ فرمانا ہو ملکہ نے کہا اچھا تو حاضر رہ اور کسی اور کو بارگاہ حیرت مین
بھیجکر دریافت کرا کہ شہنشاہ ساحران بارگاہ حیرت مین ہین یا تشریف لے گئے اور ملکہ مذکور مجھکو تو یاد
نہین کرتی ہین سیوتی نقلی نے یہ سُنکر چند کنیزون کو حکم دیا کہ جاکر خبر لاؤ وہ حسب ارشاد روانہ ہوئین
اور وہان سے پھر آئین کہا حضور بادشاہ عالم پناہ ابھی بیٹھے ہین اور از بسکہ ملکہ پر آن سے اور جہان
پناہ سے سامنا ہوا تھا اور برآن غالب آئی تھی اور صبا رفتار عیارہ نے آکر اُسکو بیہوش کیا اور
دوبارہ عیار کے ہاتھ سے شہنشاہ کے دشمنون کو زک پہونچی اور سامری نے بچا لیا تو اب جتنے ملازم شاہی
ہین اور ملازمان ملکہ ہین وہ سب تصدق بادشاہ پر سے اُتار رہے ہین ضرغام نے سارا حال برآن
اور چالاک کا بصورت سیوتی اُنکی زبانی سُنا اور ملکہ یاقوت نے یہ خبر سُنکر فرمایا کہ ہمارے یہان سے
بھی پانچ سیر تیل من بھر ماش سو روپیہ کے ٹکے سینی مین لگا کر بھجوا دے اور جو لیکر جاے میری جانب سے
بعد آداب و تسلیمات کے عرض کرے کہ لونڈی کے سر مین شدت سے درد ہی ورنہ مین حاضر ہوتی اب میرے
حواس درست ہون اور یہ تھنکار اجائے تو حاضر ہون کہ سیوتی یہ حکم سنکر حیران ہوئی کہ مین روپے اور تیل
ماش کس سے مانگون لیکن اور کنیزون نے آپ ہی کہا کیون بہن سیوتی تم کہو تو ہم تصدق کا سامان لے آئین
سیوتی نے کہا اب پوچھنا اسکا کیا ملکہ تو فرما چکین مجھ نگوڑی کا بھی کچھ کہنے مین کہنا ہی کنیزین یہ سُنکر روانہ
ہوئین اور سات سینیون مین ماش اور سات سینیون مین سو روپیہ کے ٹکے اور ایک بڑے بادیہ مین پانچ
سیر تیل بھر کر سب پر خوان پوش ڈال کر سامنے لائین سیوتی نے کہا مزدورنیون کے سر پر رکھواؤ اور لیکر سامنے
حضور عالم کے جاؤ تصدق اُتروا دینا اور جو کچھ ہماری حضور نے فرمایا ہی عرض کرکے جلدی چلی آنا دیر نہ لگانا
کنیزین وہ سب سامان مزدورنیون کے سر پر رکھوا کر روانہ ہوئین اور بارگاہ حیرت مین آئین سامنے
افراسیاب کے وہ تصدق رکھا اور ملکہ حیرت کو تسلیم کرکے ٹھہرین شاہ نے اُنکو دیکھکر حیرت سے پوچھا کہ
یہ کسکے عملے کے لوگ ہین جو تصدق لائے ہین حیرت نے کہا قربانت شوم ملکہ یاقوت جادو کے یہ سُنکر کنیزون
نے گرد پھر کر عرض کیا کہ ملکہ یاقوت نے تسلیم عرض کی ہی اور کہا ہی کہ کنیز کے سر مین شدت سے درد ہی ذرا
درد مین تخفیف ہو اور طاقت اُٹھنے کی پاؤن تو نذر فتح لے کر حاضر ہون افراسیاب نے کہا اچھا یہ تصدق

بانٹ دو اور یاقوت کو میری طرف سے دعا کہہ دینا اور فرما دینا کہ نذر تیری سرکار نے معاف فرمائی ہمارے سر
تیرا درد سر دور کرے یہ مرعات سلطانی جو حیرت نے اسکے حال پر مبذول از جانب شاہنشاہ دیکھی عرض کیا
ہوئی کہ اے شہنشاہ یاقوت و زمرد دونون میری جان نثار ہین اور خیرخواہ ہین جو کام دو تنخواہی اور
دلسوزی کا یہ دونون کرتی ہین اور جیسی کچھ کہ امید مجھے ان دونون سے ہے اپنے پیٹ کی اولاد سے
نہین حضور بھی کسی کو خبر کے لیے انکے پاس بھیجدین تو بہت انسب ہے ع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را
بادشاہ نے فرمایا کہ بعد برخاست دربار مین خود اٹھکر اسکے دیکھنے کو جاؤنگا حیرت نے یہ سنکر بادشاہ
کی گردن مین ہاتھ ڈال دیے اور کہا یہ مکان کسکا ہے اور وہ مکان کسکا ہے سب کفش خانے حضور ہی کے ہین
اگر آپ تکلیف فرمائینگے تو کنیز پروری اور عین خاوندی ہے اسکا کلیجہ ہاتھ بھر کا ہو جائیگا آبرو بڑھ جائیگی اور آپ
کی کسرِ شان نہوگی بلکہ باعث بلند حوصلگی اور افتخار ملازمان ہوگا کہ شہنشاہ کیا رفیق پرور ہے کہ ادنے
لونڈی کی عیادت کو چلا آیا افراسیاب نے کہا اچھا پھر دربار برخاست کرو ملکہ نے کہا شام بھی اب
قریب ہے ایک مرتبہ دربار برخاست ہوگا یہ کہکر کنیزان یاقوت سے کہا جاکر خبر کرو کہ حضور طلسم پناہ برائے
عیادت تشریف لاتے ہین کنیزین یہ سنکر جلد خدمت یاقوت مین آئین اور سیوتی سے کہا بی بی سے عرض
کرو کہ بادشاہ مع حیرت کے آپ کے دیکھنے کو تشریف لاتے ہین یاقوت جو لیٹی ہوئی تھی اسنے پوچھا کیا ہے
سیوتی نے عرض کیا کہ شہنشاہ آتے ہین یہ سننا تھا کہ وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھی اور کہا ارے سیوتی تجھے خدا
کی مار موئی غارت ہوئی مالزادی ارے جلدی فرش وغیرہ آراستہ کر کیون میری ناک کٹوایا چاہتی ہے
کشتیان نذر کے لیے جواہر کی لا تو تو ایسا بیٹھی ہے جیسے جہلے کی بھینس ارے موئی تو اڑ کیون جاتی ہے مالزادی
گھورتی ہے یہان مسند بچھا کر تکیے گرد میرے لگا دے کہ مین بھی پلنگ سے اتر کر بیٹھون یہ حکم سنکر ضرغام
نے کنیزان دیگر سے زبانی ملکہ حکم درستی اسباب عیش و نشاط دیا انھون نے جلد جلد کشتیان شراب
کی قرینے سے لاکر چنین اور فرش مکلف آراستہ کیا مسندین بچھادین فرش کی آرایش دیکھکر اطلس سرخ
شرم سے عجب نہین جو قطع ہو جاے مسندون کے بوٹون پر بہار گلشن عالم کا رنگ پھیکا نظر آے شیشہ آلات
جابجا آویزان کیا اس بارگاہ کو نور افشان کیا چنگیرین اور میوون کی ڈالیان گلدستہ وغیرہ سامنے
رکھے فرش کے گرد گلدستے لگا دیے بارگاہ کا حسن مثل شاہد حسین و جواہر پوش تھا بنا و سنگار کیے
برنگ عروس شب اول نشۂ حسن سے در و دیوار خود فراموش تھا یہ سامان تھا کہ گلشن جنت دیوان تھا مسدس

نور کا ایک وہ خیمہ بھی بنا تھا زیبا — برج مہتاب سے دیکھیے تو کہیے صل علیٰ
فرش گلرنگ تو پردون مین بنا کار طلا — سیج پھولون کی بچھی وہ کہ گل عیش کھلا

سبز شیشے مے گلگون سے بھرے رکھے تھے
ہار پھولون کے چنگیرون مین دھرے رکھے تھے

اسی آرایش و زیبایش کرنے مین وہ دن بھی تمام ہوا اور خیمۂ دہر مین چاندنی کا فرش بچھا آمد خسرو ماہ بارگاہ آسمان مین ہوئی کہ

نظم

فروغ مہ نے دامن اُٹھایا — ہجوم شام کا اک رنگ آیا — جبین شمع نے پیدا کیا نور
ہوئی روشن زمین قرب اور دور

شام ہوتے ہی بادشاہ دربار سے اُٹھا حیرت نے دربار برخاست کر دیا آپ بھی مع چند کنیزان زرین پوش کے جانب بارگاہ ملکہ یاقوت ہمراہ بادشاہ روانہ ہوئی زمرد جادو دوسری وزیرزادی بھی ساتھ چلی یہ سب جب اُس بارگاہ مین پہونچے سیوتی یعنے ضرغام نے آرایش کرنے مین بارگاہ کے اپنا کام بھی کر رکھا تھا یعنی یاقوت کو تو مسند پر تکیہ لگا کر بٹھلا دیا تھا اور کئی خوان اشرفیون روپیہ وغیرہ کے لا کر رکھے تھے لیکن چنگیرین اور پھولون کی ڈالیان میوون کی کشتیان شراب کی گلابیان سب آغشتہ بہ داروے بیہوشی کر دی تھین اور پھر اک چیز کو اپنی دستکاری سے عطر بیہوشی سے معطر کیا تھا اور شراب کو اُلٹ پلٹ کر کے مخلوط بہ داروے بیہوشی کیا تھا غرض ایک لوٹا لخلخہ کا بیہوشی کا پھر تیار کر کے سامنے کو رکھا تھا کہ اس اثنا مین بادشاہ تشریف فرما ہوا یاقوت ہرچند کہ علیل تھی لیکن بنابر تعظیم بادشاہ و ملکہ عالم پناہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور جھک کر مجرا کیا افراسیاب نے اور حیرت نے کہا اے یاقوت بیٹھ جاؤ تعظیم معاف یاقوت نے کہا مین ادنیٰ کنیز حضور کی ہون کیا مجال جو بیٹھ سکون شاہ طلسم اور حیرت دونون مسند پر آکر جلوہ گر ہوے اور اشارہ کیا کہ اے یاقوت اب تو اپنے عہدہ کے موافق بیٹھو یاقوت سلام کر کے ایک گوشہ مین بیٹھ گئی لوکشتیان جواہر اور اشرفیون کی سیوتی نے یاقوت کی طرف سے پیشکش کین شاہ نے ہرچند فرمایا کہ اے یاقوت مین نے نذر تجھے معاف کی یاقوت نے نہ مانا اور بہت کچھ عجز کیا اور کہا عین ذرہ پروری آفتاب سپہر سلطنت کی ہے جو یہ قبول فرمائی جائین شاہ نے وہ نذر لیکر حیرت کی خواصون کے سپرد فرمائی اور نذر قبول کر کے سرفراز فرمایا سیوتی نے چنگیرین اور ڈالیان میوون کی آگے بڑھائین اور گلابیان شراب کی سامنے رکھین شاہ نے فرمایا

کہ دو گلابیان شراب کی اور ایک ڈالی میوہ کی اور کچھ چنگیرین پھولون کی اسمین سے الگ کرکے میرے پاس رکھدو باقی تم سب خواصون وغیرہ کو تقسیم کردو یہ کہکر ایک پیالہ شراب کا بھر کے شاہ نے حیرت کو دیا اور کہا میرے سر کی قسم اے ملکہ تم پیو مین ابھی نہ پیونگا اور مجھکو اس ڈالی مین سے ایک سیب چھیل کر دو حیرت نے عرض کیا کہ انار کے دانے قاب مین لگے رکھے ہین آپ نوشجان فرمائین اور مین بغیر آپ کے شراب نوش فرمائے کاہیکو پینے لگی افراسیاب نے کہا تمکو ناحق کی ضد ہے یہ کہکر پیالہ شراب کا رکھدیا اور تھوڑے دانہ انار کے کھائے اور ایک خواص نے کئی سیب چھیل کر قاشین طشتریون مین لگاکر سامنے رکھدین حیرت نے پھانکین کئی سیب کی کھائین اور افراسیاب نے کہا اے یاقوت انار کے دانہ تو درد سر کو نقصان نکرینگے بلکہ اگر گرمی سے ہوگا تو جاتا رہیگا تو بھی تھوڑے دانہ کھالے اور کوئی پھانک سیب کی یہ کہکر اسکی طرف طشتری بڑھائی یاقوت نے اٹھکر شاہ کی بلائین لین اور تسلیم کرکے وہ طشتری ہاتھ سے لی اور ایک پھانک سیب کی کھائی حیرت نے دو کوزے اٹھاکر زمرد جادو کو دیے اسنے سلام کرکے لیے اور یاقوت نے حکم دیا کہ ارے ہمارے مجرائی طائفون کو بلاؤ کنیز ساحری اور اجاگر۔ اور جمشید باندی رنڈیان کہان ہین انھین لاؤ شہنشاہ کے سامنے کچھ گائین بجائین یہ حکم پاکر کنیزون نے ہر ایک پریوش زہرہ کردار رنڈیون کو سامنے لاکر حاضر کیا پہلے سب سے جمشید باندی کا مجرا ہوا یہ عجب گرما گرم رنڈی تھی کہ باوجود سرگردانی اور دوڑ دھوپ کے آفتاب نے کبھی ایسی شعلہ رخسار عورت بردہ فانوس عالم مین نہ دیکھی تھی سراپا کے لکھنے مین طول ہوگا مختصر سا اسکا یہ حلیہ ہے

بیت

رنگ سانولا پیٹ ملایم اور کچون پر سختی ہے
چھاتی سے لے ناف تلک اک صندل کی سی تختی ہے

اور اسکی صورت زیبا کو دیکھکر تماش بینون کا یہ قول تھا کہ اے مایہ ناز بموجب

رباعی

گو حسن کا یان نہین ہے پیارے توڑا
ہم تم سے ملے تو ہمنے سب کو چھوڑا
خوبان جہان سے ہمنے پر منھ کو موڑا
ہر چند کہ تھا تماشا بینی پہ مزاج

اس ماہ وش نے بصد کرشمہ سنجی و خوش الحانی سے سامنے بادشاہ کے ناچنا شروع کیا اہل انجمن کا دل تڑپا دیا مرغ نیم بسمل کی طرح دل کو رقاص بنادیا سازنے اور ہی لطف دکھایا خاطر عشاق سے دمساز ہوا آنکھون سے آنسوون کا تار بندھا منھ سے واہ واہ کا تار بندھا ہر ایک محو ہوکر راگ سننے لگا کہ

نظم

اشکون کی تھی اک رخ پر بہیا
ایسا وہ الاپی تھی الہیا
بندھتی تھی کبھی جو برج کی دہن

سُن سُن کے سب اہل فہم تھے سُن
ہر راگ روان تھا صورت رود

بجھیرونکا تھا بزم مین جو چرچا
بہوسالی وکا ٹھراد کا مود

بجیرون لگے ناچنے عجب کیا
جب شاہ جادوان اسکا گاتا

محو ہوا اُسوقت اُس پری تمثال نے اس غزل کو گایا کہ غزل

ازل سے گرفتار پیدا ہوا ہی
کہان کا یہ بیمار پیدا ہوا ہی
ہوا چشم مردم سے آرام پنہان
ہمین بھی وہ آزار پیدا ہوا ہی
کرو منع ناصح کو ہمسے نہ بولے
بڑا لو تو زردار پیدا ہوا ہی

یہ دل کیا مزیدار پیدا ہوا ہی
ذرا اور تلک آکے دیکھو تماشا
وہ جب سے ستمگار پیدا ہوا ہی
مرے لخت دل دیکھ ابتک وان ہین
کہان کا یہ غمخوار پیدا ہوا ہی

گرا ہا جو مین تو یہ رک کر وہ بولے
عجب نقش دیوار پیدا ہوا ہی
موے جبسے گھل گھل کے مجنون بدنام
یہ دریا مین گلزار پیدا ہوا ہی
جو کہیے کہ لو نقد دل تو یہ بولے

اِس عرصہ مین پھولون کی خوشبو ایسی پھیلی کہ سبکی کیفیت دگرگون ہوئی بیہوشی نے اپنا اثر ظاہر کیا کچھ احتیاج میوے کھانے اور شراب پینے کی بھی نہ تھی افراسیاب و حیرت و یاقوت و زمرد جادو وغیرہ سب اپنے آپ مین نہ رہے اُدھر کنیزون کو بھی بادشاہ نے ڈالی عنایت کی تھی اُنھون نے بھی حصہ بانٹ کرکے میوہ کھایا تھا وہ سب اُس گامی پہ آپسمین دھول چھکڑ بستانی ہوکر لڑنے لگین کسینے کسی کی چوٹی پکڑ کر کھینچی کسی نے کسیکا گال کاٹ لیا کوئی کسی سے آہ پیارے کہکر لپٹ گئی اُمین حیرت نے کہا اے شہنشاہ آپ نے پیالہ شراب کا ناحق بھر کر رکھ دیا نہ آپ پیتے ہین نہ مین پھر شراب کا یہان رکھنا کیا ضرور شاہ نے کہا اگر تمھاری خوشی ہی تو مین ہی پہلے پیتا ہون یہ کہکر چاہا کہ پیالہ مُنھ سے لگاؤن اُسوقت ایک پنجے نے پیدا ہوکر تھپکی دی کہ شراب سب فرش پر گر پڑی شاہ نے کہا اے یاقوت ہائین یہ شراب کیسی تھی جسکو میرا سحر پینے سے مانع ہوا یاقوت خود عالم محویت مین تھی جواب کون دے اِدھر لونڈیون نے تڑاق پڑاق چھینکنا شروع کیا اور ہر طرف گرنے لگین حیرت نے چاہا کہ افراسیاب سے کچھ کہے زبان مین لکنت آگئی اشارے سے کہا شہنشاہ ہوشیار ہو جایئے شراب نہ پینا بیہوشی کا اثر معلوم ہوتا ہی شاہ نے جو یہ رنگ دیکھا اتنا تو کہا بھلا او قحبہ یاقوت تو نے کسی عیار سے آشنائی کرکے یہ حرکت کی ہی یہ کہکر چاہتا تھا کہ اُٹھے چکر کھا کر زمین پر گرا حیرت و زمرد وغیرہ ہان ہان کرکے جو اُٹھین یہ بھی گرین اور بیہوش ہوئین سیوتی یعنی ضرغام شیر دل نے خوش خوش جب مع رقاصون وغیرہ سب کو بیہوش دیکھا اُٹھکر تکمہ بارگاہ مین لگایا اور خنجر کھینچکر چاہا کہ افراسیاب کی چھاتی پہ چڑھکر سر کاٹ لے اُسوقت کسی نے تھپے زور سے اُسکو دھکیل دیا

کہ یہ چارون شانے چت گرا اور ہر طرف حیران ہوکر دیکھنے لگا کہ کس نے مجھکو ڈھکیلا کوئی نظر نہ آیا یہ بحیرت کرکے
افراسیاب کے قریب آیا پھر کسی نے گردن پکڑکر اُسکو دوڑا دیا اُسوقت یہ سمجھا کہ تونے بیوقوفی کی جو اُسکے
قتل کا عزم کیا یہ کافر بادشاہ طلسم ہو مارا نہ جائیگا پس یہ سوچکر حیرت کی چھاتی پر چڑھا اور چاہا کہ ذبح
کرے ناگاہ افراسیاب کے منھ پر ایک پچکاری روے ہوا سے زعفرانی رنگ کی کسی پری نے لگائی کہ
اُسکو ہوش ہوگیا اور اُسنے دیکھا کہ سیوتی لونڈی یاقوت کی خنجر کھینچے حیرت کو ذبح کیا چاہتی ہی یہ دیکھتے ہی
بسان برق چمک کر ضرغام پر آیا اور سحر اسیر کرکے اُسکو گرفتار کیا اور باران سحر برسایا کہ سب کو ہوش آیا جب
حیرت وغیرہ جملہ ساحر ہوشیار ہوئے شاہ نے کہا ای ملکہ تم پہلے اس عیار کو بارگاہ سے باہر لیجاکر کسی درخت سے
باندھو اور ایک گولا سحر کا مارکر اُسکو فنا کردو یہ سُنکر حیرت اُٹھی اور یاقوت دوڑکر قدم پر بادشاہ کے گری
اور عرض رسا ہوئی کہ لونڈی کا کچھ قصور اسمین نہ تھا مین بالکل بےقصور ہون حضور قلم عفو میرے جرائم
عصیان وخطا پر پھیرین شاہ نے اُسکے عذر کرنے سے رقعہ جمشیدی بازو سے کھولکر اسمین سب کیفیت
عیار کے یہان آنے کی معلوم کی ظاہر ہوا کہ سیوتی کنیز فلان غار مین پڑی ہی اور یہ حقیقت گذری ہی یاقوت
کی کوئی خطا نہین ہی بارہا تیری بی بی نے اور تونے خود عیارون کے ہاتھ سے دھوکھا کھایا ہی فریب
ومکر سے انسان ناچار ہی یہ دریافت کرکے شاہ نے کہا ای یاقوت سچ ہی کہ تو بےخطا ہی اور تیری کنیز فلان
مقام پر پڑی ہی اُسنے یہ حال سُنکر سحر کا پنجہ بھیجکر سیوتی کو اُٹھوا منگوایا اور اُسنے آکر جب ہوشیار ہوئی لباس
پہنا ملکہ کے گرد پھری اور ملکہ حیرت ضرغام کو لیکر بحکم بادشاہ باہر بارگاہ کے آئی اور درخت سے
اُسکو باندھکر آمادہ قتل ہوئی بادشاہ اُٹھکر بارگاہ مین حیرت کی چلا گیا اور پلنگڑی پر لیٹا کہ اب
حیرت بھی قتل کرکے عیار کو آئیگی اسی کے ساتھ آج سو رہونگا یاقوت کے یہان سب کنیزون پر عتاب آیا
یاقوت نے سب کو سزا دی کہ مالزادیو اسوقت میری اور تمھاری سب کی جان گئی تھی ناک کٹی تھی
ساحری نے بڑا رحم کیا ایسی تم مستانیان ہو کہ کچھ خبر نہین رکھتین کہ کون خیمہ مین آیا ہی خبردار اب
کبھی ایسی غفلت نہ کرنا حاصل کلام یہان تو یہ ماجرا ہی اِدھر حیرت ضرغام کو قتل کیا چاہتی ہی اُسکو اُسی حال
مین چھوڑکر شمۂ حال مہتر برق فرنگی سنیئے کہ ہمراہ ضرغام یہ بھی عیاری کو نکلا تھا اور ایک طرف روانہ
ہوا تھا چنانچہ بفکر عیاری یہ صحرا مین آیا کچھ دور پر ایک مقام بلند دیکھکر اُسپر چڑھ گیا اور بیک دوربین لگا
ایک جانب لشکر عظیم جنگل مین اُترا دیکھا کہ دو تین کوس تک خیمہ و بارگاہ و سراچہ و سراپردہ وغیرہ نصب ہین

راوٹیان کندنی بیچ بیچ مین اسپکین قلندریان مارکیان استادہ ہین بازارین لگی ہین خیمون کے اطراف مین سٹرکین بنی ہین سقے آبپاشی کر رہے ہین یہ دیکھکر برق وہان سے اپنے لشکر کی طرف چلا اور ساحر تو بنا ہی ہوا تھا داخل لشکر ہوکر دیکھا کہ عجب طرح کی رونق ہی جھنڈے گنج کے استادہ ہین ساحران زبردست خیمون کے سامنے تختون اور کرسیون پر بیٹھے ہین مُندرے کنڈل اُنکے کانون مین پڑے ہین ہوم خانے استادہ ہین نبگالے اور کانوردیس کے جادوگر ڈمرو بجاتے ہین اگیاری کر رہے ہین ترسول و پتسول اُنکے سامنے گڑے ہین ہار اُسمین لپٹے ہین جادوگرنیان جوان بازارون مین پھرتی ہین کہین سوارون کی لین پڑی ہی کہین پیادے اُترے ہین بستر جمے ہین آپسمین چھیڑ چھاڑ ہو رہی ہی ڈھولک ستار بجتے ہین سب شادوخرم پھر رہے ہین اور بیٹھے ہین کہ بموجب ابیات

فوج کا تیرے کرسکے نہ شمار
بسکہ پرگرد آسمان ہوئے
تیرے خیمے کی ایک ہو جو طناب
رشک صد تخت خسروان ہوئے
دیکھیے تب سمجھے کہ تو اُسدم
کوئی نواب کوئی خان ہوئے

گو عطارد حسابدان ہوئے
آنکھین بل بل یہ مہر ہوے نور
نصف اُسکی نہ کہکشان ہوئے
قالین اُسکے ہر ایک پا انداز
بیٹھکر اُسپہ حکمران ہوئے
دست بستہ مطیع فرمان کا

کثرت اُسکی ہی جب تو ہووے سوار
جیسے شیشہ پہ تابدان ہوئے
بچھے اُس بارگہ مین جب مسند
بہتر از باغ و بوستان ہوئے
اور سرکردہ جتنے ہین اُسمین
روبرو زیر سائبان ہوئے

اُس لشکر کثیر کو اور اُسکی عظمت و شوکت کو برق نے دیکھکر دل سے کہا ان کافرون نے بھی بڑی آسودگی اور رفعت منزلت پائی ہی اے برق یہ سب چمک دمک اُنکی خاک مین ملا دینا چاہیے غرضکہ کچھ ایسا فکر مین عیاری کے گیا کہ بڑی دیر تک سوچا کیا آخر ایک گوشہ مین ٹھہر کر گڈریے کی ایسی صورت بنا انگوچھا گاڑھے کا سر پہ باندھا کمل کندھے پہ ڈالے دھوتی باندھے ننگے پانون ہو لاٹھی ہاتھ مین لے کر اُسی سمت چلا کہ جدھر کوئی گانون بسا تھا یہ تو مدت سے یہان آیا ہوا ہی سب مقامات جانتا ہی اِس گانون مین جاکر ایک بھیڑ کسی گڈریے سے مول لی اور اُسکو کاندھے پر رکھکر بہت جلد اُس لشکر مین آیا اور لشکریون سے مستفسر ہوا کہ صاحب یہ لشکر کسکا ہی ایک جمعدار نے سپاہیون کے کہا کہ لشکر مہیب پرسوار پیلتن جو بیٹا ملکہ حیرت جادو کے بھائی کا اور بھانجا شہنشاہ ساحران کا تو نے سنا ہوکہ پہلے یہان آیا تھا اور مارا گیا اُسی کا یہ بڑا بیٹا شیردل فیلتن بن مہیب ببران سوار جادو ہی اپنے باپ کے مارے جانیکا

بدلا لینے آیا ہی ایک لاکھ پچیس ہزار جادوگر ہمراہ لایا ہی اب کل صبح کو اپنے نانا شہنشاہ ساحران اور والدی
ملکہ حیرت سے ملکہ مہرخ وغیرہ نمکحراموں اور سرکشون سے لڑیگا اور سر اُنکا کاٹیگا یا زندہ گرفتار کریگا برق
نے یہ کلمات سُنکر بھیڑ کو کندھے پر سے اُتارا اور کہا گُسَیّان تمنے تو ایسی خبر سُنائی کہ مین بہت خوش ہوا
اور اب اچھی طرح سے ٹھہر کر اِس ماجرے کو سُن لونگا تو آگے جاؤنگا تھک بھی گیا ہون دم بھی لیلونگا اور
حال بھی سنونگا کیونکہ اِن مسلمانون نے تو وہ گانون بھی لوٹ لیا ہی جسمین یہ غلام تمھارا رہتا ہی میرا
بھی گھر لٹ گیا ہی ساحری ایسا کرین کہ یہ سب عیار اور اُنکے طرفدار مارے جائین غرض یہ کہکر پاس
اُس سپاہی کے بیٹھا اور کہا سنو تو میرے مالک تمنے جو یہ کہا کہ یہ صاحبزادہ کل سب نمکحرامون کا سر کاٹیگا تو
میری سمجھ مین نہ آیا کہ کیونکر سر کاٹیگا کس لیے کہ باغیون کے پاس بھی تو بڑی فوج ہی اور اُسکے ہمراہ تو کل
سوا لاکھ ساحر ہین پھر کیا سبب ہی کہ لاکھون ساحرون کو اندھا کرکے پکڑیگا اسطرف بہار جادو نافرمان
مخمور اختر بن سہیلان فیل زور کوکب ایسا بادشاہ ہی ان ایسی شاہزادی ہی ایسے بڑے
بڑے نامی اور زبردست ساحرون کو یکایک پکڑ لینا تو کچھ سمجھ مین نہین آتا اور علاوہ اِن ساحران نامدار کے
دو چار مکار عیار بھی ہین اُن لوگون کا دفعتہً قتل ہونا تعجب کی بات ہی ہزارون نامی گرامی ساحر افراسیاب
کے ملازم یہان آئے اور قتل ہو گئے اور شاہ نے بیشمار فوج ساتھ کرکے سرداران طلسم کو بھیجا لیکن کوئی
فتحیاب نہوا اسلیے کہ عیارون نے راہ مین اُنکو مار ڈالا کوئی بھی زندہ پھر کر شاہ پاس نہین گیا پھر کیا وہ
جادوگر نہین تھے جو ہلاک ہو گئے اُنکا فتح پانا باغیون پر میری تو سمجھ مین نہین آتا ہان کوئی تحفہ
طلسم اُنکے پاس ہوگا مجھکو بتاؤ تو کہ یہ کیا بات ہی اس جمعدار نے کہا اورون مین اور اُنمین زمین آسمان
کا فرق ہی اُنکے پاس دو چیزین ایسی ہین کہ اگر بادشاہ ساحران بھی ایکبار اُنکا سامنا کرے تو سارا اپنا
سحر بھولے اور بیہوش ہو کر گرے اور کسی ساحر ادنیٰ و اعلیٰ شاہ و گدا کی تو کیا حقیقت ہی جب شہنشاہ
ساحران کا یہ حال ہو برق نے کہا میان صاحب وہ کوئی ہتھیار ہوگا جو اب کام دیتا ہوگا یا کوئی
جادو کا بیر ہوگا جو دشمن کو بیہوش اور ناچار کر دیتا ہوگا وہ جمعدار بولا کہ ابے مسخرے تو کیا جانے
ناحق بک بک کے مغز پھرایا ہی جا اپنے کام لگ ہمین اُن چیزون کے بتانے کا حکم نہین ہی اُسنے کہا تم
جاہے بتاؤ یا نہ بتاؤ مین سمجھ گیا اُنکے پاس عمل ہوگا اُسکی روشنی مین یہ سبکو بیہوش کرتے ہونگے
وہ جمعدار ہنسا اور بولا کہ ابے واہی اُنکے پاس خاک جمشیدی کا ڈبہ ہی اور ایک چادر سفید محمودی

کی ہو کہ جہان یہ اُسکو اور ھ لین تو شہنشاہ کا سحر اثر نہ کرے اور وہ خاک جس فوج مین اُڑا دین وہ فوج بیہوش
ہو جائے سوا اُسکے اس صاحبزادے مین زور و طاقت ایسا ہو کہ فیل مست سامنے آجائے تو یہ جادو اُسپر
نہ کرین اور اپنی طاقت سے اُسکو پکڑ لین اور اُنکی ماں ملکہ جاموش فیل زور اور اُنکے دونون ماموں
فولاد اژدر خوار اور گزارہ مار زبان جادو ایسے زبردست ہین کہ ایکمرتبہ شہنشاہ سے کچھ رنج
ہو گیا تھا اور شہنشاہ نے ابریق کوہ شگاف و سرمایہ برف انداز و باغبان قدرت و صنعت
سحر ساز اپنے چارون وزیرون کو بارہ لاکھ سپاہ ساحران زبردست سے اُنپر بھیجا کہ جاکر بطور چشم نمائی اُنکو
پکڑ لائیں اور یہ صاحبزادے اُن دنون مین بہت صغر سِن تھے لیکن پھر بھی فولاد اژدر خوار نے ابریق
کو اور گزارہ مار زبان نے سرمایہ کو پکڑ لیا اور جاموش نے اپنی سرحد مین کسی طرح فوج کو نہ آنے دیا چالیس
کوس پر اپنی سرحد سے آگے آکر صنعت کو گرفتار کیا باغبان قدرت وزیر دانشمند تھا اُسنے بعجز و الحاح
مصالحہ کرکے کوچ کیا اور شہنشاہ سے آکر حقیقت کہی بادشاہ نے ہزار طرح چاہا کہ اُنکو گرفتار کرون ممکن ہنوا
آخر حیرت جادو کو بھیجا کہ اُسی کے سب عزیزدار تھے اُسنے آکر آپسمین صفائی کرائی اور وزیرون کو چھڑوایا
پھر کبھی بادشاہ طلسم نے اُنکی جاگیر مین حوصلہ کمی بیشی کرنے کا نہین کیا برق نے جب یہ ماجرا سب اُس
جمعدار کی زبانی خوب دریافت کر لیا اپنے دل سے کہا کہ ای برق خوب اگر ہو سکے اب جلد اسکی تدبیر کرنا چاہیے
ورنہ خداے تعالیٰ اس ظالم کے شر سے ہمارے لشکر کو بچاے بڑی مضرت پہونچیگی دل سے تو یہ کہا اور اُس جمعدار
سے پھر تجاہل کرکے کہا کہ میرا صاحب آپ نے جو یہ فرمایا یہ سب سچ ہو مگر وہ چادر محمودی اور ڈبہ خاک کا کوئی
دو سو روپیہ کا ہوگا جمعدار نے یہ سُنکر ایک قہقہہ مارا اور ایک دھول اُسکے سر پر لگائی اُسنے سر جھکا لیا کہ ہاتھ
خالی گیا اور اُسنے کہا گستاخ خفا ہنوا اچھا تین سو روپیہ کی مالیت سہی اُسنے کہا ابے جا واہی کہین کا
ابے وہ لاکھون روپیہ کا مال ہو بلکہ لاکھون خرچ کیے سے بھی نہین ملتا ایسی چیزین کرورون کو بھی دستیاب
نہین ہوتین تو سو دو سو لیے پھرتا ہو سلطنتین اُسپر قربان کی تھین تو اپنی بھیڑیون کی قیمت سمجھا ہو کہ
سو دو سو کہتا ہو تیرے نزدیک سو روپیہ بہت ہوئے برق نے کہا میان جی تم سچ کہتے ہو مین بارہ روپیہ
کا قرضدار ہون ایک بھیڑ رزق گوہانے سے لاکر میان اِدھر اُدھر بیچتا ہون جو کسی سخی کا سامنا ہو گیا تو دن
بھر مین چار پیسے نفع ہو گئے جمع مالک کو پہونچا دی نفع اپنے جورو لڑکون مین صرف کیا اسی طرح
پیٹ پالتا ہون مین کُسر کیا جانون کہ ہزار روپیہ کیسے ہوتے ہین جمعدار نے کہا چل آج تیری بھیڑ

ہم نفع سے بکوادین برق نے کہا اس سے کیا بہتر اگر نفع مل جائیگا تو آپ کو دعا دونگا نہین تو آج میرا ارادہ ہے
کہ اسکو گھر لیجاکر ذبح کرون گوشت الگ سری پایے الگ کھال علیحدہ کلیجی پھوپی علیحدہ اوجھڑی چھیچھڑے
وغیرہ الگ بیچکر بہت سا نفع اٹھاؤن اسنے کہا تو لفر قصاب ہے اسکنے جواب دیا نہین صاحب مین تو چروا ہا ہون
لیکن کیا کرون پیٹ کے لیے قصائی پنا بھی کرونگا اسنے کہا اچھا لے اب بھیڑ کو اٹھا ہمارے ساتھ چل
داروغہ باورچیخانہ کے ہاتھ بکوادین برق نے اسوقت اس جمعدار کے پاؤن چھوئے کہا واہ میان کیا
بات ہے چلو جلدی اور میان اس روزگار مین اب کچھ نہین ملتا داروغہ جی اور جو کچھ چاہین مجھسے کام
لین نوکر رکھ لین تو مین رہون نہین روز مجھی سے بھیڑ بکری منگایا کرین لا دیا کرونگا جمعدار نے کہا
اس بھیڑ کی قیمت بتا اسنے کہا ڈیڑھ روپیہ جمعدار نے کہا نہین ایک روپیہ کھرا کھرا ہم تجھکو دلا دینگے
دستوری سے بھی کچھ مطلب نہین اسنے کہا نہین صاحب مجھے نقصان ہوگا میرے جورو لڑکے آج اپواس
کرینگے مین سرکار کے باورچیخانہ مین نہ بیچونگا اسنے کہا ابے وہانتک چل تو سہی کچھ نقصان نہوگا نہ جورو
لڑکے فاقہ کرینگے تو داروغہ کے دو چار کام کر دینا وہ تجھے کھانا بہت سا دو چار آدمی کی خوراک دینگے
برق نے کہا اچھا چلیے جو آپ کہتے ہین وہی سہی غرض جمعدار اسکو لیکر مع بھیڑ کے باورچیخانے
کی طرف آیا برق نے دیکھا دور تک قناتین کھچی ہین دیگین گولون پر چڑھی ہین باورچی صافیان
ہاتھون مین لپیٹے دیگون کا نمک طوے سے نکال کر چکھ رہے ہین ایک طرف تخت بچھے ہین اسپر
ترکاری چھل رہی ہے صافیون کو پکڑے چاولون کو بھیو دیتے ہین پلاؤ کی بعض دیگین دم پر لگی ہین
کھیر گھٹ رہی ہے گرم مصالحہ پیستا ہے ہاون دستہ مین ہلدی وغیرہ کٹ رہی ہے وہی پتیلیون مین رکھا ہے
ایک طرف اسی حصار مین ایک خیمہ چھوٹا سا استادہ ہے وہان فرش بچھا ہے در خیمہ پر کرسی بچھی ہے داروغہ
باورچیخانہ بیٹھا ہے سامنے اسکے پڑیان لونگ الائچی زعفران مشک وغیرہ کی بانگی کے لیے رکھی ہین خوان
ایک طرف چنے ہین ظروف طلائی نقرئی مسی چینی وغیرہ کے دھوئے جاتے ہین طاس بڑے
بڑے اور لگن پانی سے لبریز رکھے ہین وہ سلمان ہے کہ ابیات

کافی وان زیرے کو محصول نہو کرمان کا	حاصل ہند سے پورا نہ پڑے اسمین نمک
چرخ و کہسار کو معرف سے ہے دہشت وان کی	آپ کو با کے مشابہ یہ پیاز و ادرک

غرض وہ جمعدار برق کو سامنے داروغہ کے لایا اور کہا داروغہ صاحب یہ بہت محتاج ہے اگر آپ ہاتب

کے لیے بھیڑ بکری جو منگایا کرین یہ لا دیا کریگا یہ بیچارہ غریب بہت ہی یہ بھیڑ جو لایا ہی دیکھیے بہت فربہ ہی مگر
ایک روپیہ کو اس سے ٹھہری ہی سرکار مین لگا دیجیے تو لے لیجیے ورنہ ہم سب مل کر لے لین اور اسکے دام دیدین
حصہ بانٹ کر لینگے اور آج قورما کھائینگے داروغہ نے ایک روپیہ برق کے حوالہ کیا اور بھیڑ کو باورچیخانہ کے
باورچی کو حوالہ کیا اور برق سے کہا کہ ابے جائیگا یا ٹھہر یگا اُسنے کہا خداوند آپ کو سامری سلامت رکھین
میرے پیٹ کی خبر لیجیے جائیے گا مین روز آیا کرونگا اور بھیڑ لا دیا کرونگا آج بھی مجھے جمعدار نے بھیڑ و سادیا تھا
کہ تجھے کھانا ملجائیگا داروغہ نے کہا اگر تو پہر چار گھڑی ٹھہر تو مین بہت سا کھانا تجھے دلا دون برق
نے کہا مالک میرے مین بیٹھا ہون کہان جاؤنگا یہ کہکر برق ایک کنارے جا کر بیٹھ گیا اور چادر کو اوڑھکر
دبک کر بیٹھا جسمین یہ معلوم ہو کہ بہت ہی غریب ہی گھڑی بھر کے بعد ایک خاصہ پز نے کہا ابے او مزدور
ذرا چلم پر آگ رکھدے برق نے کہا بہت خوب اور چلم لے کر باورچیخانہ مین جو گیا تو آنکھ بچا کر دو چار
دیگون مین اُسنے بیہوشی ملادی دم بھر کے بعد ایک باورچی نے کہا ابے او بھیڑ والے ذرا پلاؤ کی دیگ
کے نیچے آہستہ آہستہ آنچ کر اور وہین بیٹھا رہ برق یہ سنکر وہان جا بیٹھا اور وہان قریب جتنے
کھانے اور سالن تھے سب مین بیہوشی کو ملاتا رہا اسمین وہ داروغہ آکر گویا ہوا کہ ابے بھیڑ والے تو گھبراتا
نہین مین خاصہ نکلوا کر حضور کو کھلوا آؤن تو تجھے کھانا دون اور باورچیون سے کہا کہ جلد نکال کر
چشتک اور بانگی ہر ایک کھانے کی مجھے لا کر چکھاؤ باورچی اور خاصہ پزون نے چشتک کے خوان لگا کے
اور وہ کھانا لیجانے کو برق کے سوا اور کون تھا یہی مزدور سامنے موجود تھا اُسی کو دیا کہ داروغہ کو
دے آ برق جو وہ خوان لے کر چلا راہ مین اُس سب کو خوب بیہوشی آمیز کر کے اُس خیمہ مین آیا کہ جسمین
داروغہ رہتا تھا چنانچہ وہ اُسوقت اپنی پلنگڑی پر بیٹھا ہوا گڑگڑی پی رہا تھا کہ اُسنے وہ خوان سامنے
رکھا داروغہ نے کہا ابے بھیڑ والے ٹھہر تو آدمی کام کا معلوم ہوتا ہی آج تو نے بڑی محنت کی ہی اب مین یہ
چشتک چکھ لون تو سرکار کو کھانا کھلا آؤن پھر تجھکو اسقدر کھانا دونگا کہ تو لیجا نہ سکیگا اچھا بیٹھ جا برق
سلام کر کے بیٹھا اور داروغہ نے خوان کھول کر کھانا تھوڑا سا کھایا اور اُٹھا کہ اب چل کر خاصہ کے
خوان ہمراہ لے کر جاؤن بس جیسے ہی دو چار قدم چلا تھا کہ چرخ کھا کر گرا برق نے تنہائی پا کر اُسکو
اُٹھایا اور خوب سا بیہوش کر کے پلنگ کے نیچے دری مین لپیٹ کر چھپا دیا اور اُسکا پیرہن لے کر
آپ پہنا اور اُسی کی ایسی صورت بنکر پگڑی باندھ کر باہر آیا باورچی وغیرہ خوان کھانے کے نکال چکے تھے

سب کو آکر دیکھا اور جو جو طریقہ درستی کا باقی رہگیا تھا اُسکو آپ درست کیا پھر مکرر درست کرنے مین
بیہوشی ملاتا گیا غرض وہ کھانا مزدورون سے اُٹھوا کر بارگاہ شاہی مین لایا مزدورون کو رخصت
کرکے صحنچی مین خوان کھول کر دسترخوان بچھایا لیکن سامنے سریر عزت پر ایک نوجوان مہیب فیلتن بر سوار
کو بیٹھے دیکھا کہ پندرہ برس کا سن ہے جوانی کے دن ہین کانون مین سونے کے کنڈل پڑے ہین سیاہ ناگ
گلے سے اُسکے لپٹے ہین ہر بُن مو سے اُسکے شعلہ آتش نکلتے ہین اور دونون مامون اُسکے بڑے خونخوار
نظر آتے ہین دل ترک فلک بھی دہلاتے ہین خبیث اُسنے پناہ مانگے ڈپٹ سے اُنکی شیطان بھاگے
ہیبان دیو قوی ہیکل و بدصورت مہیب اشکال بڑے قوی بال بال سر پر فلیتہ فلیتہ لپٹے ہوے دھامن
ناگن سانپ کوڑیالے کالے سُرخ چٹیالے گلے سے لپٹے ہوے مندرے جواہر کے کانون مین پڑے
گھور سیندور کے لگائے آنکھین لال لال دو طاس خون کے لبریز یا آگ کی منقلون کی طرح دھکتی ہوئین
کان ناک سے چنگاریان اُڑتی ہوئین ساری باندھے کرتے پہنے جھولیان کھاروے کی کندھون پر
ڈالے اڑدنبولے رائی سرسون مٹر کی آگ دھتورے دونا مروے کی پتی اُسمین بھری تہمبری لنگیان
باندھے بیٹھے باتین کر رہے ہین اور گرد اُنکے ساٹھ ستر ساحر جلیل القدر اُنکے عزیز یگانے بڑے بڑے
زبردست خونخوار صورتین بنائے حاضر ہین اور پشت بارگاہ پر ایک چھوٹی سی بارہ دری مخمل کی ہے اُسمین
کچھ رنڈیان جادوگرنیان چلمنین ڈالے بیٹھی ہین اُنکے بیچ مین مان اُنکی جاموش فیل زور بیٹھی ہے العیاذ
باللہ عجب شکل اُس بکاتہ کی ہے کہ مادر دہر بھی جسسے خوف کھاتی ہے آگیا بیتالون کو بھگاتی ہے چڑیلون
کو ار دلی مین دوڑاتی ہے یہ شکل اُسکی ہے **ابیات**

نہایت اک کنیز کہنہ عصہ
تھی دان دلالہ و محتالہ کیا مال
جھکا تھا بسکہ پیری سے وہ قامت
تھی گویا مادر گیتی کی نانی

کہ دلکش نظم ہے جسکی ہر اک نثر
ضعیفی سے کرون اُسکی مین کیا بات
تھی سر پر ٹھوکر دین سے نت قیامت

جہان گرم سخن ہوتی تھی وہ زال
کہ جسنے کی تھی بڑھیا آگہ کی مات
غرض اس ڈول پر یہ کاردانی

اور ساحر کم اور اُسکے دونون مامون یہان اژدر دمان خونخوار ودل آزار تھے یہ نقشہ اُنکے آشکار تھے کہ **نظم**

وہ تھی افسرون مین مگر بسخت
تنومند مانند پیل شریر

توانا قوی ہیکل و تیرہ بخت
سیہ رو ستمگار و پر مکر و کید

شجاعت مین نامی گرامی شہیر
کرے سحر سے اپنے رستم کو قید

برق اُنکی صورتین دیکھکر ڈرا مگر نظر بفضل خلاق بحر و بر کرکے دستر خوان بچھا کر سامنے مہیب کے آیا اور عرض رسا ہوا کہ حضور خاصہ تیار ہی اُسنے حکم دیا کہ پہلے امان جان کو اندر کھانا بھیجدو برق نے سونے چاندی کے تھالون مین کسی قدر کھانا نکال کر اندر چلمنون کے دیا وہان بھی دستر خوان بچھا اور مہیب اپنے مامون اور عزیزون سمیت دستر خوان پر آکر بیٹھا سبنے کھانا شروع کیا برق نے تھوڑا کھانا لے کر خواص و خدمتگار جو کھڑے تھے اُنکو اشارے سے الگ بلا کر دیا اور کہا یارو ہم تمھارے دوست ہین جلد ایک ایک نوالا کھا کر پانی تو پیو پھر تقسیم ہو گا کھانا اُسوقت ملیگا اُسکو بڑی دیر ہی جبتک کچھ ڈھارس تو ہو جائیگی وہ سب خوش ہو گئے اور سلامت رہین کہکر کبابیان پلاؤ وغیرہ کی لے کر کونے مین بیٹھکر کھانے لگے اتنے عرصہ مین اندر باہر سب جگہ بیہوشی کا اثر ظاہر ہوا اور ادنے و اعلے زن و مرد جو سر گھومنے سے گھبرا کر اُٹھا زمین پر گرا اور بیہوش ہوا خدمتگار و غیرہ بھی جھومنے لگے بعض پکارے یارو قیامت آئی یہ کہکر گرنے لگے آخر سب بیہوش ہو گئے کھانے نے گویا اُنکو کھا یا سب خوان و دستر خوان نے یہ سنایا کہ اب کھانا تمکو نصیب نہو گا تنور فلک سے بس یہی روٹی آخری تھی اب عوض شیرینی کے تلخی مرگ کا مزا چکھو اور طعمۂ شمشیر دشمن بنو اب تمھاری ہڈیان زمین کھائیگی گور مین خاک سے بھوک جائیگی دہن گور مدت سے تمھارا بھوکا تھا اسلیے تمھارے واسطے کھلا تھا روزگار غدار تمھارے لیے بھوکا تھا جو پال پال تمھارے ہی جان کا کال ہو گیا مادر دہر وہ ڈائن ہی کہ اب تمھارے ہی کلیجے کھائیگی ہڈیان چبائیگی

نظم

آن پیر لاشہ را کہ سپردند زیر خاک
خاکش چنان بخورد کزو استخوان نماند

حاصل مرام جب وہ سب ساحران ناکام کھانا زہر مار کرکے بیہوش ہوے اور قضا نے اُنپر تہا صاف کرنا چاہا اپنا مرتبہ کا ہن ظاہر کیا برق نے دروازہ بارگاہ پر آکر دیکھا کہ اندر باہر سب بیہوش ہین تکمہ دروازہ مین لگایا اور پہلے مہیب اور اسکے مامون وغیرہ کی جیبون کو ٹٹول کر وہ ڈبہ خاک جمشیدی کا کہ جسکا بیان جمعدار سے سنا تھا ڈھونڈھ کر لے لیا اور اندر بارہ دری مخمل کے جاکر جاموش کے سر پر وہ چادر محمودی کی کہ وہ قحبہ اسکو ہر وقت اوڑھے رہتی تھی اُتار کر آپ اوڑھی اور خنجر کھینچکر قتل کا لگا لگا دیا پہلے سب سے جاموش کا سر جدا کیا پھر باہر آکر مہیب اور اُسکے مامون کا سر کاٹا خنجر بران برق نے دشمنون کا لہو چاٹا غل و شور و تاریکی ہو گئی صداہاے مہیب آئے

لگین سلین برف کی گرنے لگین آتشباری شروع ہوئی بیر رونے لگے آندھیان وہ سیاہ آئین کہ زمانہ سیاہ ہوگیا یقین تھا کہ آسمان پھٹ پڑیگا ایسی مہیب آوازین آتی تھین کہ اشعار

پہونچ جلد ای واژگون بخت ظلم | الٹتا ہی گردون کو اب تخت ظلم | مہیا کر اسباب ادبار کے
نفاق اب پڑے گھر مین کفار کے | جب ای مہر سردار نیلی حصار | قیامت کا برپا ہی اب گیرودار
چھٹا خیمہ و لشکر و بارگاہ | جہان مین نہ تھی کافرون کو پناہ | بہایم و حوش و طیور جہان
ملک دیو و حور و پری انس و جان | جہان مین جہان پر ہی جبکا مقر | خروشان ہین وہ الحذر الحذر
کف مرتعش کی طرح بالیقین | مہابت سے تھی کانپتی وان زمین | نہین اس سے چلتی فریب و جدل
اجل کو بھی آتا ہی مکر و دغل | لکھی جسکی ہوتی ہی جسجا قضا | وہان کھینچ لاتی ہی اسکو دغا
عضنب ساحرون کو دیا ہی فریب | خود آئے اجل گاہ پر ناشکیب | بھلا کچھ بھی غفلت کی ہی انتہا
وہ سوتے تھے سر پہ کھڑی تھی قضا

برق نے مثل شیر گرسنہ کے پھر کر خنجر بران کو پنجہ ظلم کی طرح روان کیا اور جلد جلد بہت سے ساحران غدار کے سر کاٹ ڈالے غلغلہ گیرودار سنکر لشکر ساحر بیقرار ہوکر جانب بارگاہ شاہی دوڑے یہان آکر ہنگامہ قیامت زا برپا دیکھا بعض نے کہا شاید ماموں بھانجے مین فساد ہوا اندر سحر کی لڑائی ہورہی ہی بعض نے کہا نہین افراسیاب سے کچھ بگڑ گئی شاید وہ خود آکر اندر لڑ رہا ہی بعض نے کہا کوکب آگیا ہی غرض لوگون نے کہا اندر تو چلو بہت سے ساحر گویا ہوئے ہمارے یان کی یہ لڑائی نہین ہم بجائینگے بعض جو وہان سے پلٹے انھون نے رسالون پلٹنون مین خبر دی کہ ارے میان بڑی آفت آئی ہی سوائے بھاگنے کے کچھ چارہ نہین ہی یہ جو لوگون نے سنا گھبرا گئے رو لفر ار لائے بازارین بند ہونے لگین بدمعاشان لشکر نے کہ جو ہمیشہ مفلس رہتے تھے قابو پاکر لوٹنا شروع کیا کہین اب تلوار چلی اگر کسی جا شور و شیون کی صدا بلند ہوئی کسی جا بھگدڑ پڑی مال اسباب چھوٹ گیا کوہ و صحرا کی طرف ساحر بغیر لڑے بھڑے بھاگے ادھر جو شخص جوان بہادر تھے وہ اندر بارگاہ کے سراپچہ پھاڑ کر در آئے ایک شخص کو دیکھا کہ بجلی کی طرح چمک رہا ہی خنجر خونچکان اسکے ہاتھ پر چڑھا ہی اور دریائے خون بارگاہ مین بہ رہا ہی فرش تمام لہو مین ڈوبا ہی تماشائے رقص بسمل بارگاہ مین ہو رہا ہی کہین لاشین پڑی ہین بسمل تڑپ رہے ہین ہاتھ پاؤن کو پٹکتے ہین بعض اتنا کہکر سر دھن رہے ہین کہ ارے ظالم ذرا سا پانی دے کوئی ہچکیان لیتا ہی کوئی دم توڑ رہا ہی یہ حال دیکھکر ان ساحرون نے برق کو للکارا کہ باش او ظالم اظلم کون ہی

تو کہ جسنے یہ آفت برپا کی ہے برق تو جانتا تھا کہ مجھپر سحر اثر نہ کریگا اُنکے للکارنے کو کچھ خیال مین نہ لایا اور سر کاٹے
گیا یہ جھپٹ جھپٹ کر قریب اُسکے آئے اُسوقت برق نے خنجر پکڑ کر اُنپر بھی حملہ کیا اُنھون نے سحر پڑھکر پھونکا
کچھ اثر نہوا اور برق عیّار بھی بجلی کی طرح چمکنے لگا کسی کو اپنے قریب نہ آنے دیتا تھا اور کندھے پر
چڑھکر خنجر سے دو دو چار چار کے سر جدا کرتا تھا کبھی لوٹ مار کر ٹانگین کاٹتا تھا اُنکے مرنے سے بیرون
کے شور کا ہنگامہ بڑھتا جاتا تھا اور اُن ساحرون کا کچھ بس نہ چلتا تھا آخر وہ سب ایکجا متفق ہوکر
بلوہ کرکے برق کے پکڑ لینے کی فکر مین ہوے برق بھی تمام سرداران بارگاہ کے سر کاٹ چکا تھا
اسلیے لشکر مین لڑنا بے فائدہ سمجھکر رو بفرار لایا اُسوقت آندھیون کی تاریکی بہت تھی ساحرون
نے مشعلہاے سحر جلائین اور لینا لینا پکڑنا جانے نہ دینا کہتے ہوے چلے باز و بط و قرقرے وغیرہ سحر
کے جانورون پر سوار ہوکر بعض نے تعقب کیا اور بعض نے زمین پر دو ہتھڑ مار کر کہا کہ اے زمین طلسم
مہیب فیلتن کا قاتل جانے نہ پائے اُسکے پاؤن پکڑ لینا جانے نہ دینا ہرچند اُن سب نے بیرون
کو یاد کیا غضب کا سحر پڑھا مگر اُس چادر کے باعث اثر پذیر نہوا بلکہ اُنکا سحر اُنھین پر پلٹ کر آیا اِس
عرصہ مین سارا لشکر تہ و بالا ہوگیا لشکر ایک طرف بازاری ایک سمت سب بھاگ نکلے جو کوئی کچھ بولتا تھا
کہ یہان کیا ہوا کوئی کہتا ہوا کہ بھائی بڑا غضب ہوا سب مارے گئے کوئی کہتا ہوا ارے میان عمرو
آگیا کوکب آگیا کوئی یہ کہتا ہوا کہ ہاے میرا بھائی مارا گیا کوئی بیٹے کو پیٹتا اسی طرح گریہ کنان کوہ و دشت
کی طرف روان تھے اور ہزارون بے سمجھے بوجھے آپسمین لڑ مرے تھے اور بہت سے ساحران زبردست
تعقب برق مین جانب بارگاہ حیرت روان تھے اور برق بھی اِسی جانب بھاگا ہوا آتا تھا کہ چلکر
آج حیرت یا افراسیاب کو مارونگا اور نہین اگر نہ پایا تو طلسمات مین گھسکر افعی سحر وغیرہ کو
مار کر بران کو چھڑاؤنگا فی الجملہ اسی ہئیت سے یہ قریب بارگاہ حیرت بدسیرت پہونچا سب نے
دیکھا کہ ایک ساحر کہین کا وکیل یا مختار یا داروغہ لباس معقول پہنے مگر خون مین ڈوبا ہوا خنجر سے
خون اُسکے ٹپکتا ہوا کہنیون سے لہو بہتا ہوا آنکھین سرخ بارگاہ کی طرف جاتا ہے اور اُسکے پیچھے مجمع
ساحرونکا گریبان چاک سر پر خاک لینا لینا کہتا ہوا آتا ہے تمام لشکری گھبرائے اور اِس ہئیت سے
برق کو دیکھکر کسی نے پہچانا نہین بعض نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساحر کسی لشکر کا افسر ہے اور بہادر ہے
لشکر والے اسکے ماتحت پاس سے بگڑ گئے ہین یہ بھی خوب لڑا ہے اب اپنی آبرو بچاکر ملکہ حیرت کے پاس ۲۰

پناہ مین آیا ہی بعض نے کہا شاید کسی خاندان مین فساد ہوا ہی یہ بیچارہ اکیلا لڑ بھڑ کر آب بھاگ کر شہنشاہ پاس آیا ہی یہ سب اُسکے مدعی اُسکے پیچھے آتے ہین غرض ایسا کچھ سمجھکر برق سے تو نہ بولے وہ جو ساحر پیچھے آتے تھے اُنکے سدراہ ہوئے اور کہا ایسا مناسب نہین کہ اکیلے کی تم جان لے لو کیا تمھین حاکم ہو اُنھون نے کہا ارے میان یہ قاتل ہی ہمارے افسر کو اسنے مارا ہی اُنھون نے کہا آخر یہ کون ہی کیا ہم نہین جانتے اُنھون نے کہا اچھا ٹھہرو ہم دریافت کیے دیتے ہین یہ کہکر بارگاہ حیرت کی طرف متوجہ ہوئے اِس عرصہ مین برق قریب بارگاہ یاقوت پہونچا یہان وہ وقت ہی کہ ضرغام درخت سے باہر بارگاہ کے بندھا کھڑا ہی اور حیرت گولا سحر کا لیے قتل کیا چاہتی ہی اور ازبسکہ غلغلۂ قتل ضرغام جو بلند ہوا تھا تو ملکہ صورت نگار و مصور شہاب جادو گیسوے بن شہاب شکوہ زرین قبا وغیرہ ساحران نامی کئی سو مقربین و ملازمان افراسیاب سیر دیکھنے کو حیرت کے پاس آگئے ہین اور ضرغام رجوع قلب سے دعا کر رہا ہی کہ اے کس بیکسان و اے خداوند کون و مکان مجھکو شر سے اِس ظالم کے نجات دے کہ ابیات

الٰہی مرے حال پر رحم کر
مری بیکسی پر ذرا کر نظر
الٰہی قتل ہونے سے مجھکو نجات
مدد کر میری خالق کائنات

حیرت اُسکو قتل ہی کیا چاہتی تھی کہ یکایک شور لینا پکڑنا کا جو کان مین اُسکے پہونچا ٹھہر گئی اور اُسی طرف دیکھنے لگی اِس اثنا مین برق قریب حیرت پہونچا اور اُسنے اُسکو للکارا کہ ارے قحبہ حیرت اگر ایک رویان بھی میرے بھائی ضرغام کا میلا ہوگیا تو آج مین تیری ناک کاٹ کر بڑی خواری سے تجھے ہلاک کرونگا اور یہ جو اتنے ساحر تیرے ملازم حرامزادے کھڑے ہین اُنسے کہہ تو کہ اب تو بھلا مجھپر کوئی سحر کرین ارے او شفتل سنبھل جا کہ مین آپہونچا حیرت یہ نعرہ سُنکر پاس سے ضرغام کے ہٹی اور ساحرون سے کہا لینا اِس موے کو ساحر چلے برق پر مگر یہ مثل برق جہندہ اُنکے بیچ مین جا ہی تو پڑا اُنھون نے سحر کیے اُسپر کچھ اثر نہوا اور اُسنے خنجر مارنا شروع کیے بہت سے گھبرا کر اُڑ گئے بعض زمین مین سما گئے حیرت تو جانتی ہی کہ عیار غضب کے ہین یہ بھی اُڑ گئی برق نے جلد جادر کا کونا اُس رسن سے جو ضرغام کے بندھی تھی مس کر دیا رسن سحر تھی فوراً جل گئی اور ضرغام رہا ہوا برق نے کہا بھائی اب تم نکل جاؤ مین حیرت کا سر کاٹ کر آتا ہون یا اپنی جان دونگا ضرغام نے کہا کبھی مجھسے یہ نہوگا کہ مین اپنی جان بچا کر نکلجاؤن اور تمکو اس بلا مین چھوڑون یہ کہکر اُسنے بھی خنجر کھینچا اس عرصہ مین وہ ساحر لشکری جو اس ماجرے کو دریافت کرنے آئے تھے اُنھون نے اب اُسکو باغی جان کر اپنا سحر کرنا شروع کیا اور جو ساحر کہ زمین مین سما گئے تھے وہ بھی

نکلے اب کسی نے نارنج اور کسی نے گولا سحر کا اور ہار فلفل اور پیکان وغیرہ برق پر مارے برق نے خنجر پکڑ کر اُنپر حملہ کیا اُنکا سحر تو اسپر اثر پذیر نہوا اور اُسنے دو چار کو مار گرایا یہان بھی غلغلہ قیامت خیز برپا ہوا اُدھر حیرت نے لشکر مین اپنے آکر حکم دیا چور مشعلین اور رن مہتابین روشن ہوئین اور فوج مین نفیر سحر پھنکی ساحر تیار ہو کر چلے افراسیاب پلنگ پر لیٹا ہوا منتظر حیرت تھا کہ یکایک غوغاے سپاہ اُسنے سُنا اور گھبرا کر اُٹھا سمجھا کہ شاید بروقت قتل ضرغام مہرخ فوج لے کر آگئی ہر پس بغضب تمامتر یہ بھی چلا کہتا ہوا کہ اے بابکان خود آج سب باغیون کا نام صفحۂ ہستی سے بسان حرف غلط مٹا دونگا لاشون کو بے گور و کفن خاک مین سُلا دونگا اِدھر لشکر جو تیار ہوا تھا وہ برق پہ آگرا وہ ہزار ہا گولا سحر کا اُسپر پڑنے لگا اور ہار مرچون کے گچھے سوئیون کی بوچھار کی طرح پڑتے تھے سحر کے تیرون کا مینہہ برستا تھا تلوارین سحر کی بجلی بنکے گر رہی تھین چشم ترک دہر مین آشوب اُتر آیا تھا اسطرح بادل لال لال جادو کا گھر آیا اور برنگ دیدۂ رمد رسیدہ مینھ کا دھڑکا لگا تھا ایک ایک بوند اس مینھ کی بسان نزلہ حار تھی دل و جگر کو ارض دہر کے جلاتی تھی فلک نے خوب بخارات اپنے دلکے فاسد نکالے تھے اجزاے روزگار مین اخلاط فاسد آگئے تھے حرارت آتش سحر مستولی تھی مگر ساری حکمت حکمایان شفاخانۂ ساحری و نبّاضان مطب جادوگری و افسون پردازی بیکار تھی ہر ایک دق تھا کوئی علاج برق کا ہو نہ سکتا تھا اور وہ مثل ملک الموت جان اُن کافرون کی لیتا تھا جب اُسنے دیکھا کہ اب فوج کا بڑا بلوہ ہے اُسوقت ڈبے سے تھوڑی خاک نکال کر فوج کے درمیان مین اُسنے اُڑا دی گویا خاک ہستی عدو برباد کی بس خاک کے لشکر مین اُڑنے سے تمام لشکریون پہ حیرت و مصور اور جو جوان تھے سب پر بیہوشی چھائی اور بیہوش ہو کر گرے

پھر تو یہ حال ہوا کہ **مثنوی**

پھرے میان سے لے کے خونی حسام
کئے سب لعینون کے سر ایک ساتھ
رکھے رہ گئے اسلحہ سر کے پاس
وہ مدہوش تھے کہ گردنین تک ہلین

ہوا سر پہ اُنکے وہ گرم خرام
ہر اک کے جو بالین پہ پہونچا دلیر
وہ تھے خواب خرگوش مین بدحواس
ہوے جب وہ فی النار تب بے ہراس

بڑا تیغ کا آن واحد مین ہاتھ
ہوے پھر نہ سونے سے وہ گبر سیر
نہ چونکے وہ گردن پہ تیغین چلین
چلا یہ وہان سے بس حیرت کے پاس

ضرغام ایک طرف ذبح کرتا آتا تھا اور برق ایک طرف سر کاٹ رہا تھا ڈھیر لاشون کا لگا دیا تھا ترک فلک کہ جو دہر اس طاری تھا فلک کی عقل چرخ مین تھی جھکا ہوا اُنکے قتل کا تماشا دیکھ رہا تھا کبھی کہتا تھا ۱۲

چپکے سر جھکائے رہو اس سے سرکشی نہ جتاؤ ایسا نہو ایک ہاتھ یہ ادھر بھی چھوڑ دے آج تو قیامت اُسنے کر دی ہی اپنی جان پر بنی ہی غرض قتل کرتا ہوا برق حیرت کے پاس پہونچا اور خنجر اُسپر مارا پنجہ نے پیدا ہو کر خنجر پکڑ لیا اُسنے ایک چٹکی خاک کی پنجہ پر بھی ماری کہ وہ جلگیا پھر اُسنے خنجر اُس قحبہ پہ مارا اُسی وقت ایک شیر زمین سے نکلا اور ڈکارا کہ اُسکے ڈکارنے سے شعلے مُنہ سے نکلے اور اُسپر آئے اُسپر بھی ایک چٹکی خاک کی پھینکی کہ وہ بھی جلگیا اب اُسنے خنجر کارگر ٹل گلے پر حیرت کے دیا حیرت کا اُسوقت یہ عالم تھا کہ ماتھے پر پسینا نکلا ہوا ڈوپٹہ دور پڑا ہوا سینہ کھلا ہوا چھاتی پر ڈھلکہ ڈھلکی پڑی چپکتی تھی زلف رخسار پر لہرا رہی تھی قاتل سینہ پر سوار تھا ایسا حسن تھا کہ برق بھی ذبح کرتے وقت روتا تھا اور رُک رُک کر خنجر پھیرتا تھا کہ شاید یہ مسلمان ہو جائے تو کاہے کو اس حسینہ کی جان جائے مصور آفرینش نے کیا تصویر بیمثال اُسکی مرقع دہر مین کھینچی تھی واہ واہ واہ کیا صنعت گری ظاہر کی تھی اسی سوچ مین آخر دشمن ایمان سمجھ کر اُسنے زور سے خنجر روان کیا اور تین مرتبہ رگڑا دیا لیکن ذرا بھی پوست نہ کٹا اور کاجو کچھ چھل کر رہگیا تب برق سمجھا کہ یہ قحبہ بھی رویئن تن ہی اسکے کان کاٹ لینا چاہیے یہ سمجھکر اُسنے ناک کان وغیرہ پہ خنجر روان کیا مگر وہ بھی نہ کٹے اُسوقت اُسنے ناچار ہو کر چوٹی اُسکی کاٹ لی اور ادھر تو یہ اُسکے سینہ پہ سوار ہو کر خنجر کے رگڑے دے رہا تھا اِدھر دمبدم زمین سے پتلیان نکلتی تھین اور کہتی تھین ہی ہی ہماری شہزادی کو مارے ڈالتا ہی کوئی کہتی تھی ارے موے ظالم ذرا تو اسکے حال پر رحم کر کوئی کہتی ارے او بیرحم ہوشیار کرکے ذبح کر کوئی کہتی تھی ہائے ہائے شہنشاہ افراسیاب سے کوئی نہین کہتا کہ تمھارے چاند کو خاک مین ملائے دیتا ہی ابر فنا مین چھپائے دیتا ہی برق ایک کی بھی نہ سنتا تھا آخر اُسکی چوٹی کاٹ کر اور بسبب اِسکے کہ یہ شاہزادی طلسم کی ہی پتھر وغیرہ مارنے سے بھی نہ مرگئی اور کچھ اُسکے قتل کی تدبیر اُسنے نہ کی اور بہر قتل مصور وغیرہ چلا اِس عرصہ مین ضرغام ساٹھ ستر ساحران نامی کو قتل کر چکا تھا اور ابریق وزیر کی چھاتی پر آکر چڑھا تھا چاہتا تھا کہ خنجر مارے ناگاہ آواز گڑگڑاہٹ کی سُنی اُسکے پاس تو کوئی چیز بچاؤ کی تھی نہین اسوجہ سے ابریق کو چھوڑ کر الگ ہوا برق نے کہا ای ضرغام اب آمد افراسیاب معلوم ہوتی ہی مناسب ہی کہ تم نکلجاؤ اُسنے کہا افراسیاب کیا سامری بھی آجائے تو مین تمکو اکیلا چھوڑ کر ایسے وقت مین نہ جاؤنگا یہ کہی رہا تھا کہ نعرہ ہوا منم افراسیاب جادو تمام درخت وہان کے جھومنے لگے پُتلے ہزارون زمین سے نکل آئے پکارے او

دشمن سامری اب کہان جائیگا خداوند ساحران آگیا صرغام توجست کرکے علیحدہ ہوا اور برق مصور
کو یا تو ذبح کرنے چلا تھا یا ٹھہر گیا دیکھا کہ شاہ جادوان کی آنکھین غصہ سے سُرخ تاج سر پہ کج رکھے ہوے
نگاہ غضب سے گھورتا ہوا زمین پر اُترا بس جیسے ہی وہ زمین پر اُترا اور اُسنے اِسکو دیکھا یہ خنجر پکڑکر اُسپر
جا ہی تو ٹپرا اور پکارا کہ او بدذات حرامزادے آج کب چھوڑتا ہون مین تجھکو یہ کہکر قریب پہونچا اور ایک خنجر
مارا چار پنجے خنجر سے لپٹ گئے اُسنے اس جلدی مین چادر کا کونا پنجون پر ڈالا کہ وہ پنجے غائب ہوے
اسوقت شاہ ساحران نے بڑی غضب کی نگاہ سے اسکو دیکھا اگر دوسرے کسی ساحر پر اس نگاہ سے
دیکھتا تو فوراً ہلاک کر دیتا مگر برق نے کہا ابے گھورتا کیا ہی افراسیاب حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی آج تو
یہ کچھ سحر سیکھ کر آیا ہی غرض شاہ نے اب جو دیکھا ہزارہا سردار لشکر کے بیہوش پڑے ہین اور حیرت کی
گردن پر رگڑے خنجر کے معلوم دیتے ہین چوٹی کٹی ہی رانین کھلی ہین حسرت سینے مین بھری ہی آنکھین بند
نیند مین سحر کی بیہوش ہو رہی ہی اور باقی فوج یہ سامان برق کا دیکھکر کہ یہ سب کو قتل کر رہا ہی بھاگ گئی ہی
کوسون تک سناٹا معلوم دیتا ہی جیسے کوئی ظالم لشکر کو لوٹ لے گیا ہی نہ پہرا ہی نہ چوکی ہی بازارین ویران
ہو گئی ہین خیمے سنسان ہین سراپردے ویران ہین ہر خیمہ لبسان پشت مصیبت زدگان پشت خم کیے ہی
زمین قناتون کا پلہ منہ پر لیے پر سادے رہی ہی نخل ماتم ہر ایک سنتری ہی قیامت کی گھڑی ہی یہ حال
دیکھکر اُسنے چاہا کہ مین اُڑ جاؤن اور بازی تازہ بروے کار لاؤن لیکن برق نے ایک چٹکی خاک کی اُسپر
بھی پھینکی کہ یہ بھی بیہوش ہو کر گرا برق نے چاہا کہ ہو سکے تو سر نحس اسکا کاٹ لون پس خنجر پکڑکر اسکے قریب
تر آیا اُسی وقت دو شیر آتشین زمین سے نکل کر برق پر حملہ آور ہوے اُسنے خاک اُن ساحرون پر بھی
پھینکی کہ وہ غائب ہوے لیکن ساتھ ہی اُنکے غائب ہونے کے اور دو شیر زمین سے نکل کر گرد افراسیاب
پھرنے لگے برق سمجھا کہ اب شیرون کے برباد کرنے مین ساری خاک ڈبہ کی صرف ہو جائیگی اور ابھی اس
خاک سے بڑے کام لینا ہی یہ تو شاہ طلسم ہی مارا نہ جائیگا پھر بیکار ہی خاک کا ضائع کرنا یہ سمجھکر پھر متوجہ
بقتل ساحران ہوا اس عرصہ مین فوج مصور وصورت نگار تیار ہو کر آگئی برق اُنسے لڑنے لگا اب تو یہ
عالم ہی کہ ہر ایک افسر کی فوج تیار ہو کر آنے لگی بقیہ لشکر حیرت بھی تیار ہو کر آنے لگا اول جو آیا تھا وہ بیہوش
تھا مگر حیرت کا لشکر منزلون تک اُترا ہوا ہی لاکھون ساحر ہین سب نہ آیا تھا باقی اب آنے لگا اور یہ اوس
غضب ہوا کہ عیار بچیان جو بالا دوی کو گئی تھین لشکر مین آئین اور یہ ہنگامہ گیرودار برپا دیکھکر خنجر پکڑکر

دوڑین قریب برق جب آئین طرفہ ماجرا دیکھا کہ شاہ جادوان اور حیرت وغیرہ مع ایک لشکر کے بیہوش پڑے ہین اور برق وضرغام قتل عام کر رہے ہین شہنشاہ کے گرد دو شیر برائے حفاظت پھر رہے ہین صرصر نے یہ حال دیکھکر جو فوج کہ تازہ دم آئی تھی اُس سے کہا کہ ہان سحر کر کے اِس موے کو قید کرو اُنھون نے ہزار در ہزار سحر کیے مگر برق پر کارگر نہوے اور برق نے جو گروہ کہ آگے بڑھ آیا تھا اُسپر بھی خاک کو اُڑایا کہ وہ بھی بیہوش ہوا یہ ماجرا جو صرصر نے دیکھا کہ اُسپر کسی کا سحر نہین اثر کرتا بلکہ یہ خود ایسا افسون پڑھتا ہے کہ سبکو بیہوش کر دیتا ہے بس یہ دیکھکر خنجر کھینچکر چار طرف سے عیارچیون نے اُن دونون عیارون کو گھیر لیا برق بھی اُنسے لڑنے لگا خنجرون کی تھپکیان چلنے لگین آواز جھنکار کی بلند ہوئی کمندین چار طرف سے پڑنے لگین عیار جست کر کے سناٹے بھر کر نکلنے لگے کبھی بیضہ ہاے بیہوشی پڑتے تھے عیار اُنکو رد کرتے تھے غلطکین مار کر تم دور جاتے شلنگین بھرتے ساحر وغیرہ الگ کھڑے یہ تماشا دیکھ رہے تھے کہ نظم

سہم گتھ گئے دونون وہ زورمند
قیامت کے پڑتے تھے ہر سمت ہاتھ
غضب تھین شلنگین وہ اُپس کی جست
بہانے تھے حیلے تھے دھوکے جتن

کھلے ایک ہی آب ہین زہرو قند
کمندون کے حلقے وہ حقون کی باڑھ
یہ غالب کبھی تھا کبھی تھا وہ پست

لگے نیمچے چلنے آفت کے ساتھ
برستے تھے یون جیسے برسے اساڑھ
دیا اِسنے دھوکا کیا اُسنے فن

ضرغام اور برق کہتے تھے کہ اُستانی آج بغیر تمھارے شہنشاہ کے سر کو کاٹے مین نہ جاؤن گا اور غزالہ کمند انداز جب قریب آجاتی تھی یہ ایسا پیچ باندھتا تھا کہ اُسکے گود مین پہونچکر بوسہ اُسکا لے لیتا وہ شرما کر کوسنے لگتی صرصر منھ پھیر کر مسکراتی اور دل سے کہتی کہ یہ عیار موے کیا حرافزادے ہین اور یہی کیفیت ضرغام اپنی معشوقہ سے کرتا یہ معلوم ہوتا تھا کہ فلک شجاعت مین زہرہ و مریخ سے مقابلہ ہو رہا ہے خنجر کی جھنکار سے بہرام چرخ بھی برج حمل سے دانت نکالے یہ معرکہ دیکھتا اور خوف کھاتا کبھی گھبرا کر ہندوے زحل کو پکارتا کہ بھائی ہوشیار رہنا ذرا آگے پیچھے دیکھتے جانا دھوکھا نہ کھانا عیارچیون سے تو یہ معرکہ الگا ہو اتھا مگر ادھر شاہ جادوان کی بھی ایک پتلی سنہری رنگ کی کپڑے بھی ارغوانی پہنے تھی پچکاری لیے زمین سے نکلی گل اشرفی کی طرح زمین سے وہ گل رعنا اُگی اور پچکاری اُسنے منھ پر بادشاہ کے لگائی کہ اسکو ہوش آگیا اور اُسنے یہ ماجرا دیکھا کہ عیارچیان برق اور ضرغام عیار سے لڑ رہی ہین گرد میرے ہزار ہا لاش پڑی ہین اور تمام افسران فوج کی فوجین مسلح و مکمل ہو کر اِس جگہ آتی ہین لیکن کسی کا بس اُن عیارون سے نہین چلتا ہے اور جو آگے بڑھتا ہے عیار اُسکو بیہوش کرتا ہے بہت سے گروہ حالت بیہوشی مین ہین یہ دیکھکر

اُسنے بہت جلد باران سحر برسایا کہ حیرت اور مصور وصورت نگار وغیرہ بیہوش شدگان سابق کو ہوش آیا جب
وہ ہوشیار ہوچکے شاہ جادوان آگے بڑھا اور پکارا کہ اے صرصر ہرچند کہ تو نے بہت بڑی نمک حلالی کی جو اسوقت
اگر اس عیار کو تو نے گھیر لیا مگر اب ہٹ جا مین اسکو پکڑے لیتا ہون دیکھون تو کہ یہ کیسا جادو سیکھ کر آیا ہے
عیار بچیان کنارے ہوئین اور شاہ طلسم نے ایک گولا فولادی اپنے جوڑے سے نکالا یہ گولا بہت بڑا اسکا سحر ہے
کہ اس سے کیسا ہی زبردست ساحر ہو مگر جانبر نہو غرضکہ وہ گولا اُسنے تاک کر سینۂ برق پر مارا لیکن بقدرت
سمیع و بصیر وہ چادر ایسی عمدہ چیز اس عیار کے ہاتھ آئی ہے کہ گولا بھی اُلٹا شاہ جادوان کی طرف پھر گیا
بادشاہ نے جب اپنے سحر کو پلٹتے دیکھا فوراً دستک دی کہ وہ گولا زمین مین سما گیا اور بادشاہ نے حیران ہو
خاک وہان سے اٹھاکر ایک طائر اُسکا بنایا اور اُسکو بزور سحر زندہ کر کے پوچھا کہ بیان کر اس عیار پر
سحر کیون نہین اثر کرتا اس طائر نے جملہ حقیقت جاموش ومہیب وغیرہ کے مارے جانے اور ڈبہ کا
خاک کے پانا اور چادر کا سبب بیان کیا یہ حال سُنکر بادشاہ کو تاب ضبط باقی نہ رہی غصہ سے تھرانے لگا
اور جوش غضب مین آکر ایک گولا سات سو سوئیون کا برق پر اُسنے مارا برق پر جب اسکا بھی کچھ اثر
نہوا تیغہ پکڑکر بادشاہ اسپر جھپٹا اور قریب ہونچکر چاہتا تھا کہ اسپر وار کرے برق نے پھر چٹکی خاک
کی اسپر پھینکی کہ بیہوش ہوکر گرا اور برق نے تھوڑی خاک پھر لشکریون پر پھینکی کہ کچھ لوگ اُنمین کے
بیہوش ہوئے اُسنے پھر قتل کرنا شروع کیا عیار بچیان پھر خنجر وکمندین پکڑکر آگرین اور پکارین
کہ ارے موے آج یہ کیا تیرے جی مین سمائی ہے جو تو ہزارون کو مارے ڈالتا ہے ہاے غضب یہ کیون
آج تو بھر گیا مردوے حواس مین آ اتنا زور ظلم بھی اچھا نہین ہوتا آج ہم جانتے ہین کہ تیری رتی نور
پہ ہے اب بھی خیر ہے کہ یہان سے نکلجا ورنہ بادشاہ ساحران سے بگاڑکر کوئی جیتا نہین بچا ہے برق نے
کہا اُستانی تم تو مستانی ہو روز روز کا جھگڑا لگایا کرتی ہو ہم تو آج سر بکف آمادۂ مرگ ومہیاے قضا
ہوکر آئے ہین

بیت

آج وان تیغ وکفن باندھے ہوے جاتا ہون مین
عذر میرے قتل کرنے مین وہ اب لائینگے کیا

اور اسوقت اُستاد کے سر کی قسم مجھکو غصہ بہت ہے میرا پیچھا کرنا تمکو لازم نہین ایسا نہو کہ میرا ہاتھ ناک کان پر
تمھارے چل جاے پھر مجھکو الزام نہ دینا کہ اُستانی بھی کہتے تھے اور ناک بھی کاٹ لی دوسرے یہ کہ اُستاد کو
میرے مدت ہوئی کہ اجازت دے چکے ہین کہ جہان کہین تمکو صرصر ستاے میرا پاس نہ کرنا وہ بازارون

مین اُچھلتی پھرتی ہو اور لونڈون گھیری بھی ہو تم فوراً ناک اُسکی کاٹ لینا مین اُسکو اب اپنی خدمت مین نہ لاؤنگا اگر مسلمان وہ ہوگئی تو گھوڑون کا دانہ دلوایا کرونگا یہ کلمات جو صرصر نے سُنے کوسنے لگی کہ ارے مردے غارت گئے وہ تیرا اُستاد موڈی کاٹا ساحری کرے مارا جاے اُسکو از غیبی گولی لگے تیری جو اُستانیان ہون موے اُنکی ناک چوٹی سامری کرے کاٹی جاے وہ گھوڑون کا دانہ دلین یہ کہکر بکتی ہوئی پھر خنجر زنی مین مصروف ہوئی اور کہتی تھی کہ بڑی شرم کی بات ہو کہ آج یہ عیار ہمارے ہاتھ سے زندہ بچکر نکلجائین اور ہمارے مالک کے سامنے ہزارون ساحرون کو ذبح کر ڈالین اور ہمسے کچھ نہو سکے ہم تو اس طلسم مین مُنھ دکھانے کے قابل نہ رہینگے اور ضرور ہمکو لوگ کہینگے کہ عیارون سے عیار بچیان بھینسی ہوئی ہین جب تو اُنکے ساتھ طرح دے گئین بس ہم نہ بھی آوارہ مشہور تھے تو ہو جائینگے غرض خوب آپسمین لڑائی ہونا آغاز ہوئی اِدھر تو اُن عیار بچیون نے اِن دونون کو گھیرا اور اُدھر یہ آفت ہوئی کہ مصور وغیرہ جو ہوشیار ہوے اُنھون نے افسران لشکر کو للکارا کہ کیا کھڑے مُنھ دیکھتے ہو اگر سحر نہین کارگر ہوتا ہو تو اور دور کے حربے اُنپر کرکے گرفتار کرلو فوج نے بھی یورش کیا اُسوقت برق نے قسم دی کہ اے ضرغام اب تم ضرور نکلجاؤ مین بھی اب نکل جاؤنگا ضرغام حسب وغیرہ کرکے ایک طرف چلا عیار بچیون نے رستہ دیا کیونکہ اُنکو منظور اُنکا قتل ہوجانا بھی نہین ہو حاصل مرام یہ تو نکلگیا اور برق دوبارہ خنجر کھینچکر حملہ آور ہوا اِس اثنا مین شاہ جادوان کو پھر پتلیون نے سحر کی آکر ہوشیار کردیا اب برق پر عیار بچیون کے خنجر نیچے حلقے کندون کے بیضے بیہوشی کے پڑنے لگے اور لاکھون جادوگر جادوگرنیان افراسیاب و مصور وغیرہ کے اور شکوہ و صورت نگار و ابریق و سرمایہ وغیرہ کے حملہ آور تھے اور گھیرے تھے اور باقیماندہ فوج مہیب فیلتن کی بھی گھیرے تھی کہ اِسنے ہمارے مالک کو ذبح کیا ہو اور ان سب کا رولا تھا برق پیچھے ہٹتا اور جستین کرتا آتا تھا جب زیادہ یورش ہوجاتا تو خاک اُڑا دیتا تھا گروہ گروہ کو بیہوش کردیتا تھا مگر افراسیاب کو سحر خبر دیتا تھا کہ برق اسطرح بیہوش کرتا ہوا جاتا ہو بس جو گروہ بیہوش ہوتا تھا وہ باران سحر برساکر ہوشیار کردیتا تھا اور پیچھے برق کے وہ بھی آتا تھا یہان برق پر اینٹ پتھر غلے ڈھیلے برچھی گولے سحر کے بیضے بیہوشی کے ناریل نارنج ترنج وغیرہ پڑ رہے تھے یہ بیچارہ ہر آفت کو جھیلتا پیچھے بھاگتا جاتا تھا اب وہ ڈبہ کی خاک اُسنے اِسقدر اُڑائی کہ باقی نہ رہی صرف ڈبا ہی رہگئی اور شاہ جادوان للکارتا ہوا آگے بڑھا حیرت نے اُسوقت کہا کہ اے شہنشاہ آپ دوبارہ بیہوش

ہو چکے ہین یہ عمرو سے عیار بہت ہٹ چھٹ ہین آپ اب اسکے سامنے نہ جایئے شاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ اسکا کچھ فکر عیار کو کرنا نہ چاہیے یہ ہمارے ہی یہان کا تحفہ وہ پا گیا ہے اسوجہ سے اُسنے یہ آفت برپا کر دی مگر اب تم یہان سے جانب بارگاہ جاؤ لاشین مقتولون کی اٹھواؤ بارگاہ کو اور میدان کو پاک و صاف کرا دین ابھی اُس عیار کو پکڑے لاتا ہون غرض حیرت بدسیرت مع مصورہ وغیرہ کے وہان سے مراجعت کر کے بارگاہ کی طرف آئی اور حسب الحکم بادشاہ کار مذکور مین مشغول ہوئی یہان افراسیاب مع فوج و عیار بچیون کے للکارتا ہوا مقابل برق پہونچا برق اب خستہ بہت ہو چکا تھا نکلجانے کی تدبیر سوچتا تھا مگر ممکن نہ تھا رات کا وقت تھا ساحرون نے روشنی اسقدر کی تھی کہ روز روشن سے زیادہ وہ رات منور و روشن تھی چار سمت سے برق کو گھیرا تھا ہزار ہا حربہ پڑ رہا تھا یہ عالم تھا کہ نظم

تماشا طلب رزم کے ہین یہ ڈھنگ	دلیون پہ ہر جرأت اوالیون پہ خنگ	یہ آویزش برق و کفار خوار
تھی نیرنگ رزم و فرار و قرار	سبا زر نبشر تھا کہ دیو و ملک	و یا کینہ جو تھے زمین و فلک
کرامت بنا کعبہ دو سیہ ہر	سعادت شقاوت کا یہ بیر ہر	امان غیر ممکن تھی جز شور و شر
بلا کا تھا دریش زیر و زبر	دو عالم یہ چھائی تھی یہ برہمی	تزلزل کی ہر سو تھی صورت جمی
حکایات سن جسکے اڑتے ہین ہوش	ٹھٹکتا ہے بڑھتے دلیری کا جوش	فی الجملہ برق بیچارہ تو چار سمت

سے گھرا ہوا تھا اُدھر لشکر مہرخ مین طلایہ دار پہرے والے بیدار تھے باقی دربار برخاست ہو چکا تھا سب آرام مین تھے جب یہ غوغاے ساحران ساحرون نے سنا لشکر اپنی جگہ پر تیار ہو گیا کہ شاید کفارون مین کچھ فساد باہمی ہوا ہے ایسا نہو کہ یہان بھی کوئی آفت آئے کسی کو یہ معلوم نہین کہ برق نے یہ آفت ڈھائی ہے رات کا وقت تھا ساحرون کے سو رہنے سے طائران سحر بھی سو رہے تھے قاعدہ ہے کہ ساحر جب سوتا ہے سحر بھی اُسکا سوتا ہے عیار جو خبر کے لیے لگے رہتے ہین اُنمین سے قران جنگل مین تھا چالاک جسطرف گیا ہے حال اُسکا بیان ہوگا عمرو کا بھی ذکر کیا جائیگا ضرغام و جانسوز یہان پھنسے ہوئے تھے جیسا اوپر بیان ہوا کسی نے اس ماجرے کی مہرخ و بہار کو اطلاع نہین کی مگر غوغا سُنکر سب خواب سے بیدار ہو کر مستعد رزم و پیکار ہوے تھے کہ ضرغام جو یہان سے نکل کر گیا تو سیدھا صحرا مین آیا اور زنبیل عیاری اُسنے بجائی جانسوز بالا دوی کو آیا تھا اور اس غوغہ کو سُنکر وہ بھی بدحواس تھا لیکن ثابت ہوتا تھا کہ یہ کس سے لڑائی ہو رہی ہے کیونکہ کوئی لشکر اگر ہوتا تو معلوم ہوتا ایک عیار سے لڑائی

اتنی بڑی فوج کی چڑھائی عقل نہ کام کرتی تھی کہ یہ لشکر ایک آدمی کے واسطے جمع ہوگا اب جانسوز سے ضرغام نے سب ماجرا کہا جانسوز نے کہا بھیا لشکر مین چل کر خبر کرنا چاہیے کہ وہ مدد برق کی کرے ضرغام نے کہا نہین برق بھی اب نکل آئیگا یہ باتین کرتے ہوئے دونون لشکر مین آئے بہار وغیرہ کے پاس جاکر سب ماجرا بیان کیا انھون نے قصد کیا کہ لشکر تیار کرا کر برق کی مدد کو جائین ضرغام نے منع کیا کہ کچھ احتیاج وہان جانے کی نہین سب عیاری برق کی برباد جائیگی کہ ابتو یہ کہنے کو ہوگا کہ اکیلے اتنا بڑا امر کہ مارا اور جب تم لوگ جاکر شریک ہوگے تو وہ بات نہ رہیگی سب کہینگے کہ ہان لڑائی ہوئی دو فوجین باہم لڑین برق نے کمال کیا کیا اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ برق قید ہو جائیگا تو ممکن نہین اسکے پاس یہ اشیا موجود ہین ان کلمات سے ہر ایک کو تسکین ہوئی اور برق کے اس کارنامہ پر ہر ایک کو حیرت تھی اور حال ذلت دشمن سنکر ہر ایک شاد و خرم تھا مگر یہ نہ جانتے تھے کہ

نظم

ارے لعنس بدوے رہائی قریب
پھنسا چاہتا ہی کوئی ناشکیب
سر رہ بچھایا ہی ظالم نے جال
سلامت گذرنا ہی یان سے محال

وہ کیا یعنی جب چارطرف سے لشکر ساحران اور عیار بچیون نے برق کو گھیرا اور افراسیاب خانہ خراب تیغۂ سحر پکڑ کر بھر اُسپر حملہ آور ہوا برق نے اپنے مقام پر سے پچھلے پانون جست کی صرصر نے ایک طرف سے پنجہ مارا برق نے وہ جست کر کے خالی دیا کہ ساتھ ہی کمند کا لچھا صبا رفتار نے پھینکا برق زمین پر نہ اترا تھا کہ یکایک قریب زمین ہو بجکر پھر تیکی پانون کی دیکر اڑا اور پر سے افراسیاب نے تیغہ مارا برق سانس کو تول کر زیادہ تر بلند ہو گیا اب جو وہان سے اترنے لگا دھاوا ایجادہ پر ہو گیا کسی طرف غلہ کسی طرف سے پتھر کسی سمت سے خنجر کسی جانب سے حلقہ کمند پڑے کہ زمین پر اترتے ہی اُسنے پھر سن سے جست کی اسطرح یہ جست کرتا جاتا تھا کہ بادصبا بھی حیران تھی جیسے عینک سے نگاہ جاتی ہی یا بوے گل دریچۂ شگوفہ سے باہر آتی ہی اور جب زمین پر اُترتا تھا ہزار ہا حربہ اُسپر پڑتا تھا اسی جست وخیز مین ایک مقام پر بہت بڑا دباؤ اُسپر پڑا کہ کسی طرف نکلنے کا راستہ نہ ملا اُسنے جی واری کر کے ایک طرف سُلنگا بھرا اور چاہا کہ اسطرف سے دو چار ہاتھ خنجر کے مار کر نکلجاؤن قضارا اس فراکر سُلنگا بھرنے سے ایک درخت کا ٹہنا سر مین لگا کہ سر چرخ کھا گیا سنبھل نہ سکا بے تحاشا زمین پر گرا اُسوقت دو چار ساحرون نے کلیان اُسپر دوڑ دوڑ کر ڈالین پھر تو یہ حال ہوا کہ

بیت

چاک کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو
سوزن تدبیر لاکھون عمر گو سیتی رہے
دیگر
با آب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد

گلیم بخت کسی را کہ بافتند سیاہ	بخت سیاہ نے روز سیاہ اس شب کو دکھایا اندھیرا آنکھوں کے سامنے آیا

رہزن فلک نے کملی ڈالی متاع حیات کو لوٹ لیا یعنی یہ بیچارہ اُس کمل مین ایسا لپٹا کہ نکل نہ سکا ہرچند چاہا کہ زور کرکے کمل پھاڑون یا خنجر سے چاک کرکے نکلون مگر ممکن نہوا اُلجھکر رہگیا ساحر ہزارون ٹوٹ پڑے اور ہاتھون ہاتھ پکڑلیا افراسیاب پکار رہا تھا کہ خبردار چھوڑنا نہین ساحرون نے فوراً مشکین باندھین اور مارتے ہوے سامنے افراسیاب کے لائے کسی نے کہا اسکو خوب سا مارو کسی نے کہا طرح طرح کے عذاب سے اسکو ہلاک کرو برق نے کہا اگر تمنے مجھکو زد و کوب کی تو سمجھ لینا کہ آج ہی کے روز قران اگر تم سب کو بڑی ذلت دیگا ساحر خوف زدہ ہوکر مار پیٹ سے باز آئے اور شاہ جادوان نے حکم دیا کہ اسکے پاس سے یہ چادر سحر اور ڈبہ خاک جمشیدی کا چھین لو بعد ازان جو مین حکم دون وہ کرنا ان سب جادوگرون نے برق فرنگی کے تمام کپڑے اُتار لیے اور ایک لنگوٹ بند ہوا کر وہ چادر اور ڈبہ لیکر شاہ سے عرض پیرا ہوے کہ اب کیا حکم ہوتا ہی شاہ نے وہ ڈبہ لیکر دیکھا تو ذرا بھی خاک اُسمین نہ تھی کچھ خاک بھی بنایا سب برباد ہوچکی تھی پس اُسنے غصہ مین آکر خوب اپنا سحر برق پر کردیا اسوقت برق نے کہا ای بادشاہ خوب آگاہ ہوجایئے کہ جب کوئی عیار قید ہوتا ہی بغیر اُسکے قتل کیے کسوت اُسکی نہین چھینتے لازم ہی کہ کسوت عیاری جبتک مین زندہ ہون میرے حوالے کردیجیے ورنہ اچھا نہوگا شاہ نے کہا کسوت اب تیرے کس کام کی ہی یہ کہکر کسوت اُسکے حوالے کی اور سرمایہ وزیر کو حکم دیا کہ قید اسکی اپنے پاس رکھے اور سب ساحرون کو حکم دیا کہ اپنے اپنے مقام پر جاؤ وہ سب اپنی اپنی جگہ پر آئے اور کمر کھولی آسودہ ہوے شاہ جادوان بھی پھر کر بارگاہ حیرت مین آیا سرمایہ نے برق کی قید کو ایک ایسے مقام پر رکھا کہ جس سے کوئی آگاہ نہو اور شاہ طلسم نے ایک پتلا ماش کے آٹے کا بصورت برق فرنگی بنایا اور ایسا سحر پڑھا کہ وہ پتلا زندہ ہوکر باتین کرنے لگا اسوقت شاہ نے اُس پتلے کی مشکین باندھدین اور ملکہ حیرت سے کہا کہ ای ملکہ تو اس برق فرنگی مجرم کو جسنے تمام خاندان سحر آج بے چراغ کردیے صبح کو سامنے خیرخواہون یعنی مہرخ و بہار وغیرہ کے بعذاب الیم قتل کرنا اور سامنے لشکر مہرخ کے سر اسکا لٹکوا دینا اور دھڑ کو ہاتھی کے پاؤن مین باندھ کر تمام لشکر مین اپنے کھچوانا ملکہ حیرت نے کہا بہت بہتر مین نہایت خوش ہوئی ای بادشاہ اس کے قید ہونے سے کہ اُسنے آج میری چوٹی کاٹ لی ہی غرضکہ برق نقلی کو سپرد ملکہ حیرت کرکے کچھ رات باقی تھی کہ شاہ جادوان برق اصلی کو لیکر مع سرمایہ وزیر کے باغ سیب کی طرف

روانہ ہوا یہان حیرت نے برق نقلی کو اپنی بارگاہ کے ستون مین باندھکر کئی ہزار ساحرون کو پہرے پر مقرر کرکے آپ آرام کیا وہان شاہ جادوان نے بھی جاکر برق کو سحر سے بیہوش کرکے اپنے سامنے ستون بارہ دری سے باندھکر طلسمی پتلیون کو پہرے پر مقرر کرکے سر بستر خواب پر رکھا یہانتک کہ وہ زمانہ آیا کہ سینۂ مشرق سے شعلۂ آہ نکل کر بلند ہوا اور بصورت خاطر مضطر برق فرنگی آفتاب تابان بیقرار و بیتاب سینۂ سپہر مین اضطراب دکھانے لگا کہ

ابیات

سحر پردۂ شب سے با عز و جاہ ‏ عیان جیب ہوا مہر زرین کلاہ
سپیدی سحر کی بصد عز و شان ‏ نمایان ہوئی جانب آسمان

وقت سحر اسطرف حیرت ادھر افراسیاب بدسیرت بستر خواب سے اٹھے پہلے افراسیاب نے اٹھکر ایک سحر الیسا پڑھا کہ آندھی آئی اور اُس آندھی سے ایک ساحر عذار تیرہ فام فزبون شعار پیدا ہوا النبض ولفاق کا پتلا تھا حسد و کینہ سراپا نقشۂ شقی ازلی و ابدی ناک بھون تیوری چڑھی سامنے شاہ کے آکر گردن بہ تسلیم اُسنے خم کی شاہ نے اس سے خطاب کیا کہ ای شریر بن اشرار جادو تم اسوقت یہ محنت اپنے اوپر گوارا کرو کہ اس مجرم کو زندانخانۂ طلسمات مین لیجا کر افعی سحر اور اژدر ظلماتی کے سپرد کر آؤ کسلیے کہ تم خواص خاص بابدولت اور مقرب درگاہ ہو اور تمسے بہتر کوئی اس امر کے بجالانے مین نہین ہی اور ساحر جلیل القدر بھی ہو یہ کہکر ایک گجرا پھولون کا اپنی سیج کے اوپر سے اُٹھاکر اُسپر ڈالدیا اور کہا یہ خلعت کسی کو آجتک ممکن نہین ہوا ہزارون ناظمان طلسم اسکی تمنا رکھتے ہین کہ بادشاہ کے سونگھے ہوے پھول ہکو ملین اس ساحر نے یہ خلعت پاکر نذر دی اور ہاتھ باندھکر عرض کی کہ ای بادشاہ عادل جہان ظلمات مین ایسا اندھیرا ہی کہ راستہ چلنا مشکل ہی اور اُس تاریکی مین راہ بھی نہین سوجھتی ہی قیدی کا ساتھ ہی پھر مین کیونکر بحفاظت اسکو لیجا سکتا ہون مگر کوئی تحفہ ایسا مجھکو عنایت ہو کہ جسکی وجہ سے ماران طلسم اور تاریکی سے مین محفوظ رہون یہ غلام کبھی کبھی حضور کے ساتھ وہان گیا ہی باقی یون میرا وہان کام ہی کیا تھا جو جاتا اس سبب سے راستہ بھی اچھی طرح نہین جانتا ہون شاہ نے یہ سُنکر اختر مروارید جو بہاران شمشیر زن سے چھین لیا تھا اپنے جوڑے سے نکالا اور شریر کے ہاتھ مین دیا اور بڑی تاکید کی کہ خبردار یہ موتی جانے نہ پاے کہین اُسکو اپنے پاس سے جدا نہ کرنا اور راہ مین کہین نہ ٹھہرنا کوئی ملجاے تو اُسکو پاس نہ آنے دینا یہ امانت ہی جو مین تجھکو دیتا ہون بڑی ہوشیاری اور خبرداری سے راہ طلسمات کو طی کرکے اس قیدی کو وہان پہونچاکر پھر مجھی کو لاکر یہ موتی حوالے کرنا اس موتی کو جو ہاتھ پر تو رکھے گا

منزل لہا منزل تک روشنی ہو جائیگی اسکے سامنے کوئی سحر نہین چلتا ہی یہ موتی گنبد مین سامری کے تھا بڑی مشکل سے بزرگان کوکب نے وہان سے پایا اب اُسی کی بیٹی بران کے پاس رہتا تھا مین نے اُس سے چھینا ہی وہ تو چھوکری ہی جو ایسی نایاب چیز کی قدر نہین کرتی ہی اور ایسی چیز کو ہر جگہ لیے لیے پھرتی ہی اور مین جانتا ہون کہ اسنے مسلمانون کی اعانت کرنے مین جو اس موتی سے کام لیا ہی اُسی سے روح سامری اس سے خفا ہوئی ہی جو یہ اُسکے پاس سے میرے ہاتھ آگیا ہی ورنہ اس موتی کا ہاتھ آنا دشوار تھا اور صاحب گوہر یہ غلبہ پانا بڑا کام تھا اچھا اب یہ گوہر لے کر تو جا افغی سحر اور اژدر ظلمانی سے کہدینا کہ شہنشاہ نے دعا کہی ہی اور فرمایا ہی کہ ہم تمسے بہت خوشنود ہوے تمنے خوب حفاظت بران کی کی ہی اس قیدی کو بھی اُسی مقام پر اور اُسی تہخانے مین کہ جہان وہ چھوکری قید ہی قید کرو اور تھوڑے چنے بھونے ہوے اور ایک کوزہ آب اسکو بھی کھانے کو دینا زیادہ اس سے خبردار خبردار کبھی نہ دینا ٹھنڈھا پانی گرمی مین ان دونون قیدیون کو نہ ملے اور کبھی مزیدار کھانا یہ نہ پائین آرام سے نہ سوئین قید مین روئین پیٹین کراہین یہ حکم محکم قضا شیم اس بخبس مجسم کا سنکر شریر خنزیر باز و برق کا پکڑ کر روانہ ہوا اختر کو تو مضبوط اُسنے چادر سے اپنی باندھ لیا اور آپ بصورت عقاب تیز پرواز بنا چلتے وقت عرض کیا کہ حضور سحر اسیر کے اپنا آپ اُتار لین بادشاہ نے سحر اُسیر سے اپنا اُتار لیا اُسنے سحر اپنا برق پر کر کے پنجے مین اُسکو دابا اور اڑکر چلا پہلے تو سحر افراسیاب سے برق بیہوش تھا اب ہوشیار ہوا لیکن دیکھا کہ مین پنجۂ عقاب مین دبا ہون اور وہ مجھکو لیے ہوے اڑا جاتا ہی بس یہ خاموش ہو رہا اور پھر متوحش ہوا سے بیہوش ہوگیا یہانتک کہ شریر بن اشرار قریب ایک درۂ کوہ کے پہونچا کہ وہ درۂ تاریک مثل شب دیجور تھا یہ اندر درہ کے رو بے ہوا سے اُترکر داخل ہوا اُسوقت برق کی بھی آنکھ کھلی اور اب شریر عقاب سے اپنی اصلی صورت پر بنا برق نے دیکھا کہ یہان اسقدر تاریکی ہی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہین سوجھائی دیتا ہی گور جھو دان پر وہ جگہ ہنستی تھی تاریکی عالم اُسی جگہ بستی تھی تمام عالم کے سیہ بختون کے بخت سیاہ کی تاریکی جمع ہوکر اُسی جگہ سمائی تھی شامت عالم اکٹھا ہوکر وہین آئی تھی قعر دوزخ اُس جگہ کو کہنا زیبا تھا چاہ بابل ایک ادنے اُس مقام کا نمونہ تھا کہ

ابیات

اندھیر الحد کا تھا اُس سے بہ تنگ
عجب طرح کی تھی جگہ تار و تنگ
جہان مین جو ہوتا ہی اندھیر یار
وہ کس اندھیر کا بس وہ مخزن تھا غار

اُس تاریکی مین برق نے دیکھا کہ اِس ساحر نے ایک اختر نکال کر اپنے کف دست

پہر رکھ لیا کوسون تک وہ ظلمات منور و روشن ہوگیا روشن ہونے سے احوال روشن ہوا کہ ایک ساحر یہ کر یہ منظر مجکو گرفتار کیے لیے جاتا ہی اور اُس درہ کوہ سے جب وہ ساحر آگے قدمزن ہوا دیکھا کہ درخت کوسون تک لگے ہین مگر برگ و بار اُنکے سب سیاہ ہین تاثیر زحل اکٹھا ہوکر اُسی جگہ آگئی ہی تمام عالم کی ایکجا سیاہی ہی جو چیز ہی وہ سیاہ ہی پہاڑ اور زمین سب بالکل سیاہ ہین شاید پہر وہر اور زال دنیا کسی کے غم مین سیہ پوش ہین خمخانۂ غم کے بادہ نوش ہین نہین معلوم کس نوجوان کا ماتم ہی جو لباس ارض وغیرہ سیاہ ہی دریا جو کوئی اس مقام پر نظر آتا ہی پانی اُسکا بھی کالا ہی کالے پانی گویا قید ہدق کی مہی گئی ہی اور طرفہ طلسم یہ نظر آتا ہی کہ ایک تو سیاہی مثل بخت دشمن ہر سمت چھائی ہی دوسرے ڈراونی صورت زال گیتی نے بنائی ہی درختون مین پھل جو لگے ہین زنگیان آدم خوار کے سر کٹے ہوئے لٹکے ہین خون تازہ اُس سے بہتا ہی وہ خون بھی سیاہ ہی سودا کی ترقی ہی حرارت کا غلبہ ہی سودا مزاج تمام صحرا ہی درہ ہائے کوہ دیو کی طرح منھ کھولے ہین بگولے کالے کالے اُڑتے ہین دیو بنکر ڈراتے ہین جانوران صحرا مثل غولان ویران و خرسان سیاہ ہین افعی خونخوار جنسے خدا کی پناہ ہی ہر سمت پھرتے ہین سانپ زہر اُگلتے ہین اثر آتش زہر سے تمام صحرا تپ رہا ہی ہوا مسموم ہی جو ذرہ ہی وہ زہر کا ایک صحرا ہی جو درخت ہی وہ بیس کی گانٹھ ہی جو پتھر پہاڑ کا ہی وہ شیشۂ زہر ہلاہل کی ڈانٹ ہی ہر قطرہ دریا کا قطرۂ زہر جانگداز ہی ہر سمت جان ستانی کا انداز ہی یہ اس صحرائے آفت کا حال ہی کہ ابیات

لگا کر ماہ سے اور تا بماہی — نظر مین چھا گئی یکسو سیاہی
کہ دیکھے سے جگر ہو شیر کا شق — نظر آیا عجب صحرا لق و دق
بیابان تھا وہ ایسا وحشت انگیز — کہ وحشت جسکی تھی عالم کی خونریز
عجب وہ موضع خوف و خطرناک — دیا اسکو دکھائی زیر افلاک
کرے بوم اسطرف منہ کر نہ پرواز — نہ جائے جغد کی اُس سمت آواز

برق کا اُس مقام ہول خیز کو دیکھکر یہ حال ہوا کہ یقین تھا روح قالب سے پرواز کرجائے لیکن دل کو مضبوط کرکے نظر بہ رحم کریم کارساز رکھکر خاموش تھا اور شہر پر اُسکو گرفتار کیے روان تھا ازبسکہ برق کی زبان وغیرہ کھلی ہوئی تھی دست و پا کو کہ قابو مین نہ تھے اُسنے اُس بے اختیاری مین بھی توسن زبان کو عرصۂ مکر مین جولان کیا اور صبائے کلام کو چمنستان عیاری مین وزان کیا یعنی ایک آہ سرد دل پردرد سے اُسنے بھری آنکھون مین آنسو بھر لایا اور شعر عاشقانہ پڑھنے لگا ع

ہوا نالان وہ فرقت کے الم سے — شکایت تھی فلک کی آہ غم سے — کہ اے گردون دون یہ کیا کیا تین

وہ دل سا لقد یون ارزان دیا تین
وہ کیا دیکھی خطا مجھسے کہ اکبار
وہی آفت مرے لایا وہ در پیش

کوئی دیتا ہی اس ظالم کو بھی دل
کیا تین وقت جان صد منش آزار

کہ جائے چھوڑ صید نیم بسمل
مین جسن خطرے سے نت لڑ رہے تھا برجو یش

اس خوش الحانی اور دردا گو دہ آواز سے یہ اشعار بصد سوز و گداز اُسنے پڑھے کہ اگر سنگ خارا بھی بجاے اُس ساحر شریر کے ہوتا تو موم ہو جاتا اور فولاد دل اعجاز داؤد دکھاتا شریر اُسکے اس لحن دلکش پر بیچین و بیقرار ہوکر رونے لگا برق نے بھی اسی لیے یہ اشعار پڑھے تھے کہ دیکھون اسکے دل کو بھی کسی کی محبت کا لگاؤ ہی یا نہین کس لیے کہ کوئی دل ایسا نہین جسکو کسی کی الفت نہو اور یہ بھی سوچا تھا کہ اگر یہ کسی سے محبت نہ رکھتا ہوگا اور میرے اشعار پر بیقرار نہوگا تو پھر اور کچھ تدبیر کرونگا الحاصل جب اُسنے اُسکو کسی مسیحا کا بیمار پایا سوز دل سے اُسکے شعلۂ آہ تا بہ لب آیا برق نے کہا کہ اے تو گرفتار سلسلۂ عشق و محبت جسطرح کہ مین اسیر طوق الفت ہون اُسی طرح تو بھی مقید زنجیر زلف گرہگیر ہی لیکن تیرا رونا بیجا ہی کس لیے کہ اس طلسم کا رہنے والا ہی کبھی کبھی معشوقہ کو دیکھ بھی آتا ہی نامہ و پیام بھی ہو جاتا ہی وہ بھی دل مین تیرا خیال رکھتی ہی عشق کا تیرے ملال رکھتی ہی مجھ ناکام و شوریدہ سر کا تو عجب حال ہی کہ بیت

نہ مونسے نہ رفیقے نہ ہمدمے دارم
کسی ز بیکسی ما نمی برد خبرے

حدیث دل بکہ گویم عجب غمے دارم
دیگر اگر دانستم از روز ازل داغ جدائی را

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
نمی افروختم ہرگز چراغ آشنائی را

شہر و دیار سے جدا معشوقہ کے فراق مین مبتلا دوسرے اب اسیر ایسے مقام پر ہوکر چلا ہون کہ اُسکو ایک نظر وقت آخر بھی دیکھ لینے کی امید نہین اگر مین تیرے مقام پر ہوتا تو معبود کے صدقے سے اور اُستاد کے اقبال سے ابتک مدت کا معشوقہ سے ہم بغل ہوکر داد عیش و نشاط دیتا تو چاہیے تو دن بھر مین دس مرتبہ اُسکو جاکر دیکھ آئے دوسرے یہ کہ جس بادشاہ کا تو ملازم ہی اُسی کی وہ تابع فرمان ہی اب تجھسے بادشاہ نے کام لیا ہی اگر اپنا حال تو بادشاہ سے کہے گا وہ فوراً نقش مراد کو تیرے کاغذ حصول پر ثبت کرے گا اور بادشاہ کی ضرورت اس کام مین کیا ہی مدعا یون ہی حصول ہوا چاہتا ہی ذراسی تو بات ہی مین سب تیرا حال جانتا ہون اور تیری معشوقہ کو بخوبی پہچانتا ہون لیکن مجھے کیا غرض ہی جو کہون اپنے سوز و گداز مین آپ ہی مبتلا ہون یہ کہکر جانب فلک دیکھکر کہا کہ خداوندا عشق صادق کا واسطہ یارب جذبۂ کامل کا صدقہ اپنے اثر نالۂ دل کا تصدق جتنے عاشق ہین سب کو معشوقۂ مراد سے شاد فرما اور اُنکے صدقے مین مجھ ناکام کا بھی کام دل بر لا یہ کلمات جو شریر نے سنے طائر ہوش پرواز کر گئے حواس باختہ ہوگئے

کہ یہ عیار ایسی تو قید مین گرفتار ہی کہ چھوٹنا اسکا دشوار ہی لیکن اسکو کچھ خیال اسیری نہین معشوقہ کے عشق کا دم بھرتا ہی اپنی جان جانے کا کچھ خیال نہین کرتا دوسرے یہ لوگ کاملین مین سے معلوم ہوتے ہین کہ جملہ حال میرے عشق کا اسکو ہویدا اور ظاہر ہی برق نے اوپر کی باتین ظاہری جو لازم و ملزوم برائے محبت ہوتی ہین وہ حفظ ماتقدم کر کے اس سے کہی تھین یہ انکو سنکر برق کو صاحب کمال و اعجاز سمجھا کیونکہ یہ شہریار افراسیاب کی جو سنگتیر لعل سخندان ہی اسکی وزیرزادی یعنی ملک اخضر سبز پوش کے وزیر احمر سرخ قبائے جادو کی دختر ملکہ شوخ چشم سرخ پوش پر عاشق ہی مگر یہ اسقدر لیاقت نہین رکھتا ہی کہ پیام اسکی شادی کا اسکے باپ کو اپنے ساتھ کے لیے دے ہنگام عشق مین اسکے ہمدمون مین سے ایک عورت کو اسنے بہت کچھ دے کر اس بات کا امیدوار کیا ہی کہ اگر تم شوخ چشم کو میرے وصل پر راضی کر دو تو مین تمکو کئی لاکھ روپیہ دونگا اور سمجھا ہی کہ جب مجھسے اور معشوقہ مذکور سے آشنائی ہو جائیگی اور اسکے باپ کو خبر ہوگی پھر سوا میرے ساتھ شادی کر دینے کے انکو اور کچھ بن نہ آئیگا غرض برق کو بہت بڑا کامل وہ سمجھکر گرم سخن ہوا کہ آپ نے جہان میرا عشق پہچانا ہی تو اور بھی حال آپ کو معلوم ہوگا یہ جو آپ فرماتے ہین کہ دن بھر مین اگر تو چاہے تو دس مرتبہ معشوقہ کو دیکھ آئے تو یہ تو ممکن نہین کسلیے کہ وہ دختر نیک اختر وستور معظم ملک اخضر سبز پوش ہی برق نے کہا ہان تو مجھسے کہتا ہی وہی ملک اخضر جو افراسیاب کا خسر ہی لعل سخندان کا باپ اسی کی تو وزیرزادی ہی جسپر تو فریفتہ ہی مین نے مثلاً یہ بات کہی کہ دن بھر مین دس مرتبہ تو دیکھ سکتا ہی کیونکہ درمیانی جو عورت ہی وہ کسی حیلہ سے تیری معشوقہ کو صحرا مین لا سکتی ہی وہان تو جا سکتا ہی دور سے نظارۂ جمال کر سکتا ہی بس اسنے یہ سنکر برق کو زمین پر رکھدیا اور سر اسکے قدم پر رکھا اور کہا یہ تو بتلائیے کہ آپ کو کسنے میری معشوقہ کی کیفیت سنائی ہی اور کسطرح آپ نے جانا کہ مین وزیرزادی پر لعل سخندان کی عاشق ہون برق نے کہا کیا خوب ہمسے اور پردہ جو کچھ تمھارا حال ہی ہم سب جانتے ہین بھلا یہ تو کہو کہ درمیانی کوئی عورت دلالہ یا نہین اور اسکو تم بہت کچھ دے چکے ہو اور دینے کا تمنے وعدہ کیا ہی اور اسنے ایک مرتبہ تمکو وہان پہونچا بھی دیا تھا واضح ہو کہ جب کوئی کسی پر عاشق ہوتا ہی تو دلالہ بھی ضرور مقرر کرتا ہی اور ایک دو مرتبہ اسطرف جانا بھی ہوا کرتا ہی بس برق نے اسی معاملہ کے طرز پر اسکو بتا جو دیا اب تو وہ اسکے گرد پھرنے لگا اور گویا ہوا مجھکو یقین کامل ہی کہ واقعی آپ سب رازسے میرے آگاہ ہین اب کچھ تدبیر تو ارشاد کیجیے کہ مین کیونکر اپنی مطلوبہ کو حاصل کر دون برق نے کہا کیا خوب دلالہ کو تو اسقدر آپ نے کھلایا اور اتنا

کچھ دینے کو کہا ہی اور مجھکو آپ قید کیے لیے جاتے ہین اور مفت ہی مین ترکیب وصال کو پوچھنا چاہتے ہین دست و پا میرے بحس و حرکت ہین بدن کو کھجا تک نہین سکتا اپنے حواس مین تو مین ہون نہین بھلا مین تدبیر وصال کیا جانون اسنے جلد یہ کلمات سُنکر ایسا سحر پڑھا کہ اسکے دست و پا قابو مین آگئے مگر بناوٹ کی راہ سے اُسنے کہا ای عزیز کیون اپنے تئین معرض ہلاکت مین ڈالتا ہی افراسیاب اگر میرا رہا کردینا سنیگا تو بہت تجھپر عتاب کریگا تو مجھکو زندان ظلمات مین پہونچا کر رسید داروغۂ زندان سے میری لے کر بادشاہ کو پہونچا دے یہ تو خوب سمجھ لے کہ ہم لوگ کہین قید نہین رہ سکتے تم لیجا کر قید کرا دو ہم چھوٹ کر جب اپنے لشکر مین آئینگے تم اسوقت ہمارے پاس آنا ہم تمکو تدبیر وصال تمھاری معشوقہ کی بتائینگے وہ ساحر اپنے دل مین اُسکے کلام کو سُنکر سوچا کہ جب اسوقت اسکو غرض لاحق ہی کہ قید مین ہی جب تو بتاتا نہین رہا ہوکر اسکو کیا غرض ہی جو میرے کام مین پڑیگا پس یہ سوچکر منت کرنے لگا کہ آپ کو میرے حال پر رحم کرنا چاہیے آپ میرا کام کر دیجیے مین آپ کو چھوڑے دیتا ہون شہنشاہ کے پاس جاکر کہدونگا کہ وہ قیدی مجھسے چھوٹ گیا ہی عیارون کی چالاکی تو بادشاہ جانتا ہی یقین کریگا کہ ضرور چھوٹ گیا ہوگا برق نے کہا پھر تم ہمارے شریک حال ہوگے اُسنے کہا مین آپ سے مقابلہ کرنے نہ آؤنگا باقی مسلمان نہونگا برق نے اسکو سیاہ قلب دیکھکر خیال کیا کہ زیادہ تر اصرار اسکے مسلمان ہونے کی نسبت نہ کرنا چاہیے اپنا مطلب نکالو معلوم ہوگیا کہ اسکو غرض ملاقات مطلوب ہی اس لیے یہ منت کرتا ہی پس یہ سوچکر برق نے کہا اگر بادشاہ کتاب سامری یا اپنے سحر سے دریافت کرے کہ تمنے خود مجھکو چھوڑ دیا اور تمکو الزام دے تو اسوقت تم مجرم ہو جاؤگے یہ مناسب نہین کہ مجھکو رہا کرو مین تمکو تدبیر اسکی جب رہا ہونگا تو بتلا دونگا بلکہ بتلانا کیسا معشوقہ کو تمھاری تمسے ملوا دونگا اُسنے کہا اگر بادشاہ سحر سے تمھارا چھوڑ دینا میری نسبت دریافت کرلیگا تو میرا کچھ نہین کرسکتا ہی مین عملداری مین ملک اخضر کے رہتا ہون اور جہان بادشاہ کو یہ دریافت ہوگا کہ اسنے مجرم کو چھوڑ دیا وہان یہ بھی دریافت ہوگا کہ میری دشمنی کی راہ سے اُسنے نہین رہا کیا ہی بلکہ اپنے مطلب کے لیے اسکو ایکبار رہا کردیا ہی وہ میرا دشمن نہین ہی اور مین صاف صاف کہدونگا کہ ای بادشاہ میری جان جاتی تھی اپنے کام کے لیے مین نے اس مفسد کو رہا کردیا مین آپ کا دشمن نہین ہون آپ جو چاہیے مجھکو سزا دیجیے پس بادشاہ دوست کو دشمن نہ بنائیگا یقین ہی کہ میری خطا معاف کردے اب آپ تامل نفرمائیے مجھکو وہ راہ بتلائیے اور چلیے مین آپکو باہر اس ظلمات کے کردون برق

اسکی تقریر سُنکر اپنے دل مین خوب ہنسا کہ یہ اچھے ہمکو ملے اپنے کام کے لیے ہمکو ایکبار چھوڑ دینگے اور پھر ہمارے دشمن ہو جائینگے غرض جب اُسنے بہت کچھ منت کی اُسوقت اُسنے کہا کہ اے برادر اچھا جو تمھاری یہی خوشی ہے تو مین بھی تمھارے کام مین کوتاہی نہ کرونگا لو آؤ بیٹھ جاؤ یہ کہکر ایک مقام پر بیٹھ گیا وہ بھی سامنے اُسکے بیٹھا اسنے کہا اے عزیز مین کبھی کسی کو ایسی نایاب چیز نہ دیتا لیکن قید ایسی جگہ ہوکر آیا ہون کہ یہان سے رہا ہونے کی مجھکو امید نہ تھی اسلیے خیر تجھکو بتاتا ہون میرے پاس عطر ہے کہ جسپر موہنی پڑھی ہوئی ہے تم اس عطر کو لے کر اپنے مُنھ پر مل لو اور مجھکو باہر ظلمات کے نکال کر سیدھے اپنے گھر جاؤ اور ہو سکے تو اپنی صورت معشوقہ کو اپنی دکھاؤ اور اگر مُنھ نہ دکھا سکو تو وہ عطر دلالہ کے ہاتھ معشوقہ کے پاس بھیجدینا وہ اسکو سونگھتے ہی تمھارے پاس آئیگی اور خود خواہان وصال ہوگی پھر تم اُسکے ساتھ مزے اُڑانا اور اسکو اپنے گھر سے جانے نہ دینا اُسکے باپ سے کہلا بھیجنا کہ آپ کی بیٹی میرے یہان آئی ہین اور مجھپر عاشق ہین مین نے آپ کی آبرو کا خیال کرکے اُنکو ہاتھ نہین لگایا ہے اب اگر وہ آپ کے گھر آنے پر راضی ہون تو آپ خود آکر لیجائیے اور اگر نہ راضی ہون تو بدنامی کی شہرت ہونے کا خیال فرماکر مجھسے منعقد کر دیجیے باپ کو اُسکے یہ سنکر غصہ آئیگا اور بیٹی کو اگر دھمکائیگا مگر وہ کسی طرح تمھاری محبت سے ہاتھ نہ اُٹھائیگی اُسوقت ناچار ہوکر وہ تمھارے ساتھ شادی کر دیگا بس اتنا تو مین کر سکتا ہون اور اگر فرق میرے اِس کلام مین پاؤ تو مینے خون اپنا تمکو معاف کیا طلسم سے باہر تو مین جاتا نہین ہون جب کبھی تمھارے ہاتھ آجاؤن فوراً مجھے جس عذاب سے چاہنا ہلاک کرنا اور اُسکے علاوہ مین کئی لاکھ روپیہ کا جواہر تمکو دیتا ہون اگر یہ عطر کام نہ دے تو وہ جواہر ضبط کر لینا اور اگر مطلب تمھارا ہو جائے تو میرا مال مجھکو پہونچا دینا اور جو تمھارا جی چاہے تو اور بھی کچھ مجھکو دینا ورنہ خیر تمھارا کام ہی نکلا سہی اِس ساحر نے کہا نہین جواہر آپ کیون دین مجھکو یقین ہے کہ وہ عطر کام ضرور دیگا کسلیے کہ آپ لوگ ملکون ملکون پھرنے والے عیار طرار آپ کے پاس جو چیز ہوگی وہ عمدہ ہوگی اچھا وہ عطر مجھے حوالہ فرمائیے برق نے کہا اگر وہ عطر لے کر مجھکو تم یہان سے نکال نہ دوگے تو اسکا منتر جو ہے وہ مین تمکو نہ بتاؤنگا پھر وہ عطر تمھارے کسی کام نہ آئیگا اُسنے کہا کبھی ایسا نہوگا کہ مین عہد کے خلاف کردن مگر ہان یہ تو بتلائیے کہ اگر کوئی سحر سے تاثیر اس عطر کی بدل دے اور ملکہ کے دل پر سے عشق میرا اُتر جائے تو کیا ہو برق نے کہا اِس طلسم مین کوئی عامل علوی عملیات کا نہین ہے اور ہم لوگ سحر نہین کرتے ہین مگر ہان عملیات علوی کرتے ہین یہ ایک بڑے کامل فقیر نے مجھکو پڑھ دیا ہے کسی ساحر سے رد اس عمل کا نہوگا

سہلو گون کا عمل افراسیاب بھی نہین رد کر سکتا دیکھو حمزہ ایک اسم اعظم جانتا ہی پھر وہ عمل ایسا ہی کہ تمام ساحران زمانہ اس سے عاجز ہین اور اُنپر غلبہ نہین پاتے ساحر نے کہا ہان یہ بات تو آپ سچ کہتے مین اچھا عطر مجھکو دیجیے اور میرے ساتھ چلیے برق نے خوب اُسکو پکا کر کے اور سمجھا کے ایک شیشی عطر بیہوشی کی کسوت سے نکال کر اُسکو دی اُسنے دیکھا کہ سرخ رنگ عطر جیسے موتیے کا یا سہاگ کا ہوتا ہی شیشی مین بھرا ہی اور ایسی خوشبو اُسکی ہی کہ شیشی کے نکالنے سے دشت مین خوشبو پھیل گئی ہی پس برق نے تھوڑا سا عطر دوسری شیشی مین رکھکر اُسکو دیا اور کہا اُسکو چہرہ پر اپنے مل لو اور چلو کہ اسکا عمل بھی تمھین تعلیم کر دون اُسنے وہ عطر لیکر اپنے چہرہ پر ملا پس خوشبو اُسکی بخوبی ناک مین گئی اُسکو چھینکین آئین اور گر کر بیہوش ہوگیا برق نے اول وہ اختر مروارید کہ جو بران کا شاہ جادوان نے اُسکے سپرد کیا تھا لے لیا اور اُسکے کپڑے اُتار لیے اور آپ رنگ روغن عیاری کا نکال کر اُسکی ایسی صورت اسطرح بنا کہ ہرچند کوئی تمیز کرے مگر نہ پہچان سکے اِس صورت پر تیار ہو کر بموجب ع یا قسمت و یا نصیب یا بخت + اور اُسکو دوش پر اپنے لاد کر ایک سمت کو روانہ ہوا دیکھا کہ گرد اگرد تو ویسا ہی صحرائے ہول خیز و سیاہ رنگ کہ جیسا اُوپر حال بیان ہو چکا ہی اور بیچ مین اُس صحرا کے ایک راستہ بطور سڑک کے بنا تھا کنارے کنارے اُس سڑک کے ماران سیاہ کفچہ برباد کیے بیٹھے تھے اور درخت برگد و پیپل و ساکھو وغیرہ کے بڑے بڑے تناور لگے تھے باد سموم سے ٹہنے اُنکے جُھلس گئے تھے اُن درختون پر گدّھ اور چیلین بیٹھی تھین کہ چلچلاتی تھین تاریکی مین غل و شور مچاتی تھین اُنکے چلچلانے سے بگولہ زمین سے اُٹھکر پیچ و تاب کھاتے تھے دیو سیاہ بنکر ڈراتے تھے آوازین مہیب ہر سمت سے آتی تھین العیاذ باللہ الٰی حضرت اللہ رستم بھی اگر اِس دشت مین آجاتا سینہ فرط خوف سے تھراتا اسفندیار و بہمن و برزو کا جگر شق ہو جاتا برق اپنے دل مین سمجھا کہ یہی سڑک راستہ زندان کا معلوم ہوتا ہی اُسی طرف تجھکو چلنا چاہیے غرض یہ اُسی سڑک پر اس ساحر کو لے کر روانہ ہوا اور از بسکہ اختر مروارید ہاتھ مین لیے تھا تو اُسی طرح جیسے پہلے روشنی تھی اب بھی وہ جگہ منور تھی اور وہان کی بلیات اذیت نہ پہونچاتی تھی انشاء اللہ تمام ظلمات کی سیر شاہزادہ اسد چھوٹ کر جب کرینگے تو بیان کیجائیگی اُسی جگہ حکیم قسطاس الحکمت بھی قید ہین اور افراسیاب جو آیا کرتا ہی تو اُسکے رہنے کی جگہ ہی سیرگاہ ہی بڑے بڑے نامی ساحر یہان رہتے ہین عزیزداران بادشاہ اسی مقام پر مسکن رکھتے ہین ماہی زمرد رنگ وغیرہ کے مکان کا یہین سے راستہ ہی باغبان کی عمارت بہت کچھ ہی غرض تمام کیفیتین انشاء اللہ آئندہ

بشرط حیات بیان کیجائینگی حاصل مرام اب جو برق اس سڑک پر روانہ ہوا کئی کوس راستہ طی کرکے ایک ایسے مقام پہ پہونچا کہ وہان دو پہاڑیان چھوٹی چھوٹی بنی تھین اور اُسپر نیلم کے درخت سیاہ رنگ کے لگے تھے اور بہت دور تک صحراے قلب تھا کہ وہان درختون کے سایہ سے کوسون تک سیاہی پھیلی تھی نیچے اُن درختون کے دُھوان اُمڈا ہوا تھا بالکل ظلمت سراوہ مقام تھا اور اُن پہاڑیون کے بیچ مین دو قصر سیاہ رنگ کے برہرگ بنے تھے ایک قصر کا دروازہ مقفل تھا اور دوسرے کے دروازہ پر دو ایک ساحر بیٹھے تھے برق نے اُن ساحرون کے قریب جاکر کہا کہ کہان ہے افعی سحر اور اژدر ظلماتی کہ مین فرستادہ شاہ جادوان افراسیاب آیا ہون وہ ساحر یہ سُنکر اندر اُس قصر کے گئے اور کچھ عرصہ مین آکر گویا ہوئے کہ چلیے آپ کو اژدر وافعی بلاتے ہین برق ساحر کو لادے اندر قصر کے گیا دیکھا کہ اِس مقام پر دالان عظیم الشان بنے ہین کہ جنپر استرکاری سیاہ رنگ کی ہے سنگ موسیٰ جابجا لگے ہین اور دالان کے کونون مین اژدھے مُنھ کھولے بیٹھے ہین چھتون مین ہزارہا گھنٹے ٹنگے ہین برق جیسے ہی اندر گیا وہ سب گھنٹے آپ سے آپ بجنے لگے جرجی کار کا سامری جی کے غلغلہ بلند ہوا اژدرون نے قلاب آتشین چھوڑے برق اور آگے بڑھا دیکھا ایک دالان مین پتھر سیاہ رنگ کے زمین پر نصب ہین اور دیوارون مین ہزارون تصویرین لگی ہین اُن پتھرون پر چوکیان آبنوس کی بچھی ہین اُنپر پوجا کرنے کا سامان رکھا ہے کیول کے پھول بہت سے ڈھیر ہین گھنٹیان رکھی ہین سلوٹیان موجود ہین اور دوسری طرف اک بہت بڑا دالان ہے کہ ستون مین اُسکے درون کے پچے کاری نیلم کی کی ہے اور دالان مین فرش مکلف قالین ہاے گلدار و خوش رنگ کا بچھا ہے اور اُس فرش پر پلنگڑیان چاندی کی لگی ہین اور نوار سے بُنی ہین توشک اور چادر سفید اُسپر آراستہ ہے ڈوریون سے کھچی ہین تکیے نفیس اُنپر رکھے ہین اُن پلنگون پر اژدر سحر اور افعی سحر دونون بیٹھے ہین سامنے کشتیان شراب کی اور قابین بھر گزک کباب کی میزون پر لگی ہین جام رنگین اُن دونون کے ہاتھ مین ہے ہنستے جاتے ہین اور شراب پیتے ہین میوہ کھاتے ہین اور جب دوسرے دالان کی طرف مست ہوکر دیکھتے ہین از خود طرح طرح کے باجے بجنے کی صدا آتی ہے اور معشوقان پری چہرگان کی آوازین گانے کی سُنائی دیتی ہین دونون ساحر جام مے عشرت سے سرشار ہین ہواے خرمی سے دل باغ باغ ہے ہواے مسرت سے خاطر گلزار ہین ہرچند کہ صورت مین زشت و خونخوار اور سیرت مین ناہنجار و بدکردار ہین مُنھ سے شعلہ ہاے آتش نکلتے ہونٹھ ٹھوڑی تک نیچے کے لٹکے ہوے اوپر کے پپوٹے بینی سے گذرے ہوے دونون کی صورتین مثل اژدر کے

دھڑ مثل انسان قوی تن کے ہین لیکن اُس دولت و ثروت مین مست ولایعقل بنے ہوے بڑی عیش و عشرت سے مربع نشین مسند فراغت ہین ؎

مسلح تھے وہ ساحر زشت خام
باآرائش خسروانہ تمام
نگارین زرہ بر تکلف کمر
مرصع گلوبند اکلیل زر
تھے اسطرح آراستہ وہ لعین
تنجر بسیار اور نکہت قرین
تھے ہمشکل خنزیر دشوریدہ سر
نظر مین تھا دونون کے سم کا اثر

برق نے انکی صورتین دیکھکر دل مین خوف کھایا بناہ برحمت خداے اکبر لایا مگر دل کڑا کر کے سامنے گیا اُن دونون نے اسکو بصورت شریرین اشرار خواص خاص شہنشاہ افراسیاب دیکھکر تعظیم کی بہر استقبال اپنے مقام پر سے اُٹھے اور ہاتھ پکڑکے برابر اپنے لاکر بٹھایا اور کہا کہ آپنے سرفراز فرمایا ہمسے پیشتر خبر کی ہوتی کہ ہم سواری بھیجتے اور بآرام تمام آپ کو یہان لے آتے خیر اب جو آپ تشریف فرما ہوے بہت اچھا کیا لیکن اس گھڑی مین کیا ہے اور باعث تشریف آوری اسطرح سے کیا باعث ہے برق نے کہا کہ مین بہت دنون سے تمھاری ملاقات محبت سمات والفت آیات کا مشتاق تھا مگر ظلمات مین آنے کا کوئی سبب نہ پاتا تھا سامری گواہ ہے کہ دل تڑپ کر رہجاتا تھا بارے آج یہ سبب پیدا ہوا کہ برق فرنگی عیار شاگرد عمرو بن اُمیہ ضمری بڑی تلاش و کوشش سے گرفتار بدست شہنشاہ ذی تبار ہوا اس ظالم اظلم نے تو بڑا غضب ڈھایا تھا کہ ہزارہا ساحر کو قتل کیا تھا اور گروہ گروہ بندگان سامری کو بیہوش کرکے بےبس بناکر مار ڈالا کسی طرح ہاتھ ہی نہ آتا تھا ڈبہ خاک جمشید کا اور چادر سحر کی پاگیا تھا یہ کہکر تمام ماجرا اپنے اوپر جو گذر چکا تھا صہیب فیلتن کے قتل کرنے مین وہ سب بیان کرکے کہا کہ اب جو یہ قید ہوا تو شہنشاہ نے مجھکو بلاکر فرمایا کہ تم کہا کرتے تھے مجھکو ظلمات مین بہر ملاقات داروغہ زندان بھیجیے تو آج اس قیدی کو لیجاؤ اُنسے ملاقات بھی کرنا اور اسکو اُنکے سپرد کرکے تاکید اکید بہر حفاظت کردینا چنانچہ مین اسکو بڑی دقت سے یکہ و تنہا لے کر یہان آیا ہون فرط خوف سے کسی آدمی کو بھی مین نے ساتھ نہین لیا کہ مبادا ہجوم کے سبب یہ چھوٹ بھاگے اب شہنشاہ کا حکم ہے کہ اسکو بھی اُسی مقام پر کہ جہان بران شمشیر زن قیدی ہے گرفتار کرو اور دونون پر سختی شدید کرو تاکہ قید ہی مین ہلاک ہوجائین ایک وقت بھولے چنے اور ایک کوزہ آب کھانے پینے کو دینا خبردار کوئی رعایت اُن دونون کے حال پر نہ کرے اور یہ عیار بڑا چرب زبان و مکار ہے اسلیے مین نے اُسکے دانتون کو تار سے باندھ دیا ہے کہ بات نہ کرسکے جسوقت تم اسکو آب و غذا دینا اُسوقت دانت اُسکے کھولنا اور جب تک

یہ کھائے اُسوقت تک تم سامنے بیٹھے رہنا مگر اسکی باتون کو نہ سننا ورنہ زبان مین اُسکی وہ تاثیر کلام ہو کہ صاف تمکو فریب دے کر مار ڈالیگا اور آپ نکلجائیگا افعی اور اژدر نے کہا اچھا اب اِسکو ہوشیار کرو اور پشتارے سے نکالو اُسنے کہا واہ مین نے آپکو اسقدر سمجھایا پھر بھی آپ نے کچھ سماعت نہ فرمایا بہت سہل اِسکا ہوشیار کرنا سمجھ لیا ای صاحب ہوشیار ہوتے ہی یہ آفت برپا کردیگا مجھکو اور آپکو مار کر نکلجائیگا مفت کی بدنامی بھی ہوگی اور جان بھی جائیگی ای صاحب ذرا سمجھ بوجھ کے بات کیا کیجیے اُنھون نے کہا فرمانا آپ کا بجا ہی لیکن اب کیا ہم بالکل جلوا ہین جو یہ کہا جائیگا ای بابیان خود نہیان سے نکلجانا کو کب کا تو دشوار ہی یہ کھلے گا تو کیا کریگا دوسرے یہ کہ مکر کرنا اُسکا کام ہی اب ہم ایسے بیوقوف بھی نہین کہ صریحا سب ماجرا سنتے جاتے ہین اور پھر اُسکے فریب مین آئینگے برق نے کہا آزمائی ہوئی بات کو آزمانا جہالت ہی جب شہنشاہ ایسے ساحر کو اُسنے دھوکے دیے اور اُنھون نے جان بوجھکر فریب اسکا کھایا تو ہماری آپکی کیا حقیقت ہی بارہا اُنھون نے گرفتار کیا اور قتل نکرسکے یہ باتین بنا کر چھوٹ گیا ای بھائی یہ سب عیار بلاے بد اور آفت روزگار ہین اِنکی آنکھون مین عیاری ہی ہاتھ پاؤن بلکہ روئین روئین مین عیاری ہی تم میرا کہنا مانو تو اُسکو ہوشیار نہ کرو اور اگر ایسا ہی تمھارا جی چاہتا ہی تو اسکو تہخانہ مین وہان لیچلو کہ جہان بُراق قید ہی وہین اِسکو قید بھی کر دینا اور ہوشیار بھی کرنا پھر بھی وہ مقام ایسا ہوگا کہ یہ نکل نہ سکیگا اور دوسرے قید کرنا بھی منظور ہی ایک ہی مرتبہ سب امور سے فراغت حاصل ہو جائیگی یہ کلام برق کا سُنکر وہ دونون اپنے مقام پر سے اُٹھے اور کہا خیر جیسا آپ فرماتے ہین وہی کیا جاتا ہی آئیے چلیے برق نے پھر اُسکا پشتارہ اُٹھالیا اور اُنکے ہمراہ ہوا وہ اُس مکان سے نکل کر دوسرے مکان کے دروازے پر کہ جسکو برق نے مقفل دیکھا تھا آئے بجاے قفل ماران سیاہ بطور قفل حلقہ باندھے اسمین اس صورت سے لپٹے ہوئے تھے کہ بالکل قفل ہی معلوم دیتے تھے اُنھون نے سحر پڑھا کہ وہ ماران سیاہ کُنڈے سے چھوٹ کر الگ گرے اور پانی ہوکر بہ گئے دروازہ کھل گیا یہ دونون اول آگے بڑھے سحر پڑھا کہ دروازے سے دور تک ہزارہا اژدر و مار تھے کہ وہ سب کنارے ہوئے اور تاریکی سے روشنی ہوئی اُسوقت پکارے کہ ای شر پیرا آئیے تشریف لائیے برق بسم اللہ دل مین کہکر اندر قدم زن ہوا خدا نہ دکھائے جو مکان طرح طرح کے عذاب سے بھرا ہوا جہنم سے تفاخر کرتا ہوا نظر پڑا حال اُسکا اول مین بیان ہوا ہی اور اب بھی اُسنے دیکھا کہ ہر طرف تہخانہ ہی در و دیوار سے سیاہی سونے کی طرح جڑی ہی اور اکٹھا ہو کر بلاے سیاہ بنجاتی ہی تصویرین دیوارون مین کالی کالی بنی ہین کہ دمبدم دیوار سے چھوٹ کر مجسم ہوتی ہین اور مُنہ سے شعلہ چھوڑتی ہین

ڈراتی ہین گوشہ گوشہ مین مکان کے آوازین ہولناک آتی ہین وہ تصویرین جب دیوار مین جاکر نقش ہوتی ہین تو آپسمین باتین کرتی ہین وہ کلام بھی اُنکے ایسے خوفناک ہوتے ہین کہ جسکے سننے کی ساحر تاب نہین لا سکتے ہین بوے بدمروے کے سٹر جانیکی ایسی ہر طرف پھیلی ہی اور اژدھون وسانپون کی تو گنتی نہین ہی بیشمار ہین کسی جگہ طوق و زنجیر آتش انبار ہین کہ وہ آپ سے مجرم کی گردن وکمر مین لپٹتے ہین اور اُسکو جکڑتے ہین بمصداق خذوہ فغلوہ ثم الجحیم فسلوہ کا ماجرا عیان ہی خداے تعالی ہر مسلمان کو اس عذاب الیم سے بچائے کہ جو وہان ہی باوجود اس تاریکی کے گرمی اُسمین اسقدر ہی کہ دوزخ ہاویہ وہ جگہ ہی کہ ابیات

رنگ یاقوت کار مانی ہی
اگیا بیتال کی دوہائی ہی
آگ سے دن کی جل گئی تھی رات
طفل کو مشک وہ جوان کو کھال
پانی کیسا ہی پیٹ مین ہو اب
نکلے گدی سے طرح گل کے پار
تھی بلاؤن کی ایسی قال وقیل

آب آتش کی زندگانی ہی
بسکہ گرمی کی آن بانی ہی
ملی تھی وہ سیاہی کے دوات
تو بھی نیت انھون کی بھرتی نہین
شکل آئینہ خشک رہتے ہین لب
اس مکان مین بیان کرون کیا آب
گویا پھنکتا ہی صور اسرافیل

بادشاہون کی بادشاہی ہی
شرم سے آگ پانی پانی ہی
تشنگی سے تھا قیدیون کا یہ حال
پیاس سے مرتے ہین پیاس مرتی نہین
چھوڑ کر حلق کو زبان کے خار
روز محشر کی دھوم تھی ہر شب

برق کے روئین وہان قدم رکھتے ہی کھڑے ہوگئے اور دل کو وہ وحشت ہوئی کہ پانون تھمنا مشکل ہوا بجبر دل کو مضبوط کرکے آگے بڑھا بیچ مکان کے ایک تہخانہ نظر آیا کہ اُسکے مُنھ پر بہت بھاری پتھر نصب تھا افعی نے سحر سے وہ پتھر ہٹایا اندھیرا مثل چاہ تاریک کے نظر آیا مشعل سحر جلاکر انھون نے روشنی کی اور اُسمین اُترے برق بھی اُترا یہان آکر جو دیکھا تو گور تنگ کی طرح یہ مقام تھا اور ایک بوریا بچھا تھا اُسپر وہ پروردہ مہد ناز ونعم شہنشاہ کشور راحت وآرام نازک بدن وگلفام گلہاے گلستان عالم کی جان یعنی ملکہ برآن قید سحر مین جکڑی ہوئی بیٹھی تھی اور اندھیرے مین آنکھین پھار پھاڑکے ہر طرف دیکھتی تھی آنکھون سے خواب وخور مثل آہوے صحراے وحشت رم کر گیا تھا چہرے سے رنگ برنگ طائر بوستان اُڑگیا تھا آنکھین نرگس بیمار تھین ایذائین ہر بار تھین لباس بدن کا میلا کچیلا تھا پیرہن بھی گریبان اُس گل کی بیکسی پر چاک کیے تھا چاک گریبان تا بدامان تھا مردون کی طرح اُس گور مین پڑی تھی نہ تن مین طاقت تھی نہ توانائی تھی رفیق حال وشریک نفس بیکسی وتنہائی تھی یہ حال ہوا تھا کہ ابیات

بہے تھا گرم یہ آنکھون سے خون ناب
کرے تھی گریہ سے تزئین مہتاب
برنگ زلف گہ آشفتہ اطوار
نظر آتی نہ تھی کچھ چارہ سازی
کبھی کہتی تھی وہ سرمایۂ ناز
کرم کر اس دل اندوہگین پہ

کہ تھا گرد اُسکے اک آتش کا گرداب
نہ اُسکو صبر نہ طاقت نہ آرام
گہے چون نرگس مخمور بیمار
کبھی گھبرا کے کہتی تھی خدا سے
خداوندا تو ہی آگاہ ہر راز
عطا کر اے خدا مجھکو رہائی

جگہ غازے کے منہ اُوپر وہ بیتاب
ہمیشہ گریہ وزاری سے تھا کام
بہت کھینچی تھی اُس دُکھ نے درازی
کہ یارب مجھکو دنیا سے اُٹھالے
ترحم کر میری جان حزین پہ
وگرنہ جان وتن مین ہی جدائی

برق کے یہ کیفیت اُس مہ پارہ کی دیکھکر آنسو نکل آئے بدشواری ضبط گریہ کرکے برق نقلی کے پشتارہ کو زمین پر رکھا اور سامنے برآن کے اُسکو کھولا اُسوقت اژدر سحر اور افعی ظلماتی نے ملکہ برآن سے بعتاب بخطاب کیا کہ اے شوریدہ بخت کیا اپنے حال پر ملال پہ روتی ہے اب جسکو جان وجگر کے برابر سمجھتی تھی اُسکے حال پر آنسو بہا دیکھ تو یہ کون پکڑ کر آیا ہے نصیب کسکو اس قید سخت مین لایا ہے برآن نے جو اُسکے کہنے سے غور کرکے دیکھا تو برق فرنگی کو گرفتار پایا اور رو دیا دل سے کہا کہ واے قسمت کی خوبی اب امید رہائی بالکل جاتی رہی معلوم ہوتا ہے کہ اس بیچارے نے پتا لگا کر کسی طرح یہان آنیکا قصد کیا ہوگا میری رہائی کی فکر مین آیا ہوگا یہ بھی گرفتار بلاے عظیم ہوا واے صد واے اتنا تو کہا کہ اے افعی سحر یہ کیا تو مجھکو دکھاتا ہے کیا مین پہچانتی نہین یہ شاگرد رشید عمرو بن امیہ ضمری ہے مہتر برق فرنگی ارے نامرد مرنے سے ہمکو کیا ڈراتا ہے مبارزان عالم کا کام یہی ہے آج یہ قید ہو کر آیا ہے کل انشاء اللہ تجھکو مار کر یہان سے جائیگا ہمکو چھڑائیگا اژدر یہ سنکر ہنسا اور کہا اے ملکہ ابھی تک دل سے تیرے ارمان رہائی نہین گیا ارے نادان ماندی ماندی تا دور قیامت ہمین جا ماندی اب تا مدت عمر فراق غم مین جان کھویا کر یونہین بیٹھی رویا کر برآن نے کہا جو کچھ تقدیر دکھائے کیا چارہ ہے مصرعہ کوئی انسان نہ آجاے کسی انسان کے قابو مین + خدا تعالی سے لیکن امید ہمکو سواے بہبودی کے برائی کی نہین ہے اللہ چاہیگا تو ہم تمکو مار کر یہان سے جائینگے افعی نے کہا اگر تم کہو تو ہم ہوشیار کرکے تمہارے سامنے ذبح کرین یہ ہمارا بد ذات کیا کر لیگا ملکہ نے کہا یہان نہین اگر میدان مین پہونچا کر اسکو ہوشیار کرو اور اسپر سے سحر اُتار لو پھر مین دیکھون کہ تم کیونکر اسکو پکڑ لاتے ہو موڈی کاٹو مجھکو عورت سمجھکر دھمکاتے ہو اگر مین قید مین سحر کے نہوتی تو اس بات کا تجھکو جواب دیتی اُسوقت

افعی نطفۂ حرام چاہتا تھا کہ ملکہ ناکام کے ساتھ بے ادبانہ کلام کرے اسوقت شریر نقلی یعنی برق فرنگی نے کہا ای افعی سحر و ای اژدر ظلماتی اِس مزخرفات و اہیات گفتگو سے اور اِس عورت زبان دریدہ چھوکری ناشایستہ زبان سے بحثنے کا کیا فائدہ ہی اب تم اس قیدی کو ہوشیار کرو مین دانت بھی کھولے دیتا ہون اور ملکہ بران شمشیر زن اور تمھارے مطالب دلی کا خلاصہ اسی کی زبان سے قبول کرائے دیتا ہون یہ کہکر برق فرنگی نے کچھ بظاہر افسون پڑھکر پانی کا چھینٹا منھ پر شریر یعنی برق نقلی کے مارا اور دانت اُسکے فی الحقیقت باندھ دیے تھے وہ بھی کھول دیے اور پوچھا کہ ای برق اب بتلا کس حال مین اپنے تئین پاتا ہی شریر گھبرا کر اٹھا اور بیٹھکر چار طرف آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا کہ اِس زندان خراب مین کیونکر بحال زار بندھا ہوا مین آیا ہون غرض جب خوب نگاہ کی برق کو اپنی صورت کا ایسا بنا ہوا پایا بےبس بیتابانہ پکارا کہ ارے ای افعی سحر مین خواص خاص بادشاہ ساحران افراسیاب کا شریر بن اشرار جادو ہون مجھے شہنشاہ نے برق فرنگی کی قید دے کر اسطرف کو بھیجا تھا بس راہ مین اِس مفتری نے مجھکو دھوکا دے کر پکڑ لیا اور آپ میری صورت بنکر اور مجھے اپنی صورت بنا کر یہان لایا ہی واسطے سامری کا تم دھوکھا نہ کھانا یہ کلمات سنکر اژدر اور افعی گھبرائے لیکن برق نے کہا کیون مین نہ کہتا تھا کہ یہ ہوشیار ہوتے ہی آفت ڈھائیگا دیکھا تمنے کہ کیا مکر اِسنے کیا ہی افعی نے کہا بھلا ہم کب اِسکے کہنے کو مانتے ہین یہ لاکھ کہا کرے شریر نے کہا ارے نالائقو تم اتنا بھی کیا نہین جانتے ہو کہ بزور سحر میرے حال کو دریافت کرو کہ مین شریر ہون یا یہ شخص جو میرا ہمزاد بنا ہوا کھڑا ہی یہ سنکر اب اژدر اور افعی گھبرا کر کبھی صورت برق کو دیکھتے تھے اور کبھی شریر کو اور ہنوز انھون نے قید سحر سے شریر کو رہائی نہ دی تھی کہ وہ سحر کر کے یہان سے نکلجاتا اور اِس گفتگو کو سنکر بران نے بھی بغور برق یعنی شریر نقلی کو دیکھا اور پہچانا کہ یہ بیشک برق فرنگی ہی بس اشارے سے منع کیا کہ ای برق کیا غضب کیا جو تونے اِس مفتری بدذات کو ہوشیار کر دیا اب تیری جان بچنا مشکل ہی اب بھی اگر گھات تجھکو ملے تو یہان سے نکلجا تو نے یہانتک آکر سب محنت اپنی عیاری کی ضائع کی اسوقت برق نے ہنسکر اختر مردانہ کمر سے نکال کر ہاتھ مین لیا اور ایک ہاتھ مین خنجر کھینچکر نعرہ کیا کہ باشید ای کافران سنم مہتر برق فرنگی شاگرد ریش تراشندۂ کافران و سر برندۂ جادوگران عمرو بن امیہ ضمری دیکھا تمنے قدرت جناب ۱۰
احدیت کو کہ کیونکر یہانتک مجھکو اُس خدائے لم یزل نے پہونچایا اور ملکہ بران کو کس خوبی سے اِس قید

افراسیاب سے اور تمھاری چوکی پہرے سے مین نکال لنے اس ظلمات مین آیا اب تم کوئی میرا اور ملکہ مذکور
کا کچھ نہین کر سکتے ہو یہ کلمات جو اُن ساحران نابکار نے سُنے گھبرا گئے اور جلدی سے رد سحر پڑھنے لگے کہ شیر
بن اشرار بھی قابل سحر کرنے کے ہو جاے وہ تو مصروف سحر خوانی تھے کہ برق نے چمک کر اپنے تئین قریب تر
اُن دونون کے پہونچایا اُسوقت اُنھون نے ایسا سحر پڑھا کہ ہزار ہا سانپ پیدا ہو کر برق پر آیا لیکن
بسبب اختر مروارید کے قریب آکر وہ ماران سیاہ پانی ہو گئے اور برق قریب تو پہونچ ہی گیا تھا دو بیضہ
بیہوشی کے ایک ناک پر افعی سحر کے اور دوسرا شیر بن اشرار کے کہ وہ بھی چھوٹ کر قریب تر آگیا تھا مارا
کہ دونون چکر مار کر زمین پر گرے اور اژدر ظلماتی جست کر کے الگ ہوا برق بسان برق جہندہ کود کر اُسکے
برابر ہی تو پہونچا اس عرصہ مین بُرّان پکاری کہ ای برق اختر مجھے دے کہ وہ مجھکو خوب کام دیگا مین وار
اُن بد شعارون کا نکالدون اور اس قید سے چھوٹون برق نے کہا ای ملکہ یہ اژدر ابھی بیہوش نہین ہوا ہے
مبادا تمکو کچھ ضرر پہونچائے اس سے ابھی مجھکو لڑ لینے دو ملکہ نے کہا ای برق یہ اژدر کیا سگ نجس ہے افراسیاب
بھی اب مجھ سے یکا یک سبقت نہین لیجا سکتا اور افراسیاب کے باپ سے بھی مین نہین دبتی برق نے
قریب ملکہ کے پہونچکر وہ گوہر حوالہ کیا اور چاہا کہ افعی سحر کو اور شیر کو مار ڈالون اُسوقت اژدر نے سحر کر کے
دستک دی کہ برق کا ہاتھ سوکھ گیا اور بُرّان سے کہا ای ملکہ یہان سے نکلجانا بہت مشکل ہے خبردار رہنا
یہ کہکر ایک ترنج ملکہ پر بھی کھینچکر مارا ملکہ بُرّان نے کہا او پاجی بلکہ ابے تیری بھی یہ طاقت ہوئی کہ تو ہمکو
روکنے لگا ارے جیسے میرے باپ کے ملازم ویسے ہی افراسیاب کے یہ کہکر اُف جو کی تو وہ نارنج بیچ مین
اگر پھٹ گیا برق تو جست کر کے الگ ہوا اور آدھا ترنج اُسکا گولے کی طرح پلٹ کر اژدر ظلمات کے سینہ کے
پار ہو گیا کہ وہ سیدھا جہنم مین پہونچا اور آدھا نارنج اُس زندان کی دیوارون پر جو پڑا وہ بلیات اور تصویرات
وغیرہ جلنے لگین اور صداے الامان الامان پیدا ہوئی کہ ارے جلا کے ڈالتی ہے مارے ڈالتی ہے اُسوقت ملکہ
نے اختر کی لوین کاٹنا شروع کین کہ چند لوین افعی سحر کے جسم پر جا گرین کہ وہ جلنے لگا اور برق نے
شیر بن اشرار کو ذبح کر ڈالا وہ تہ خانہ سحر کا اڑ کر جانب فلک گیا باہر جو ساحر کہ چوکی پہرے پر تھے کچھ
بھاگ گئے کہ یارو ایسی آفت کبھی زندانخانہ مین نہ آئی تھی ہم مدت سے یہان پہرا دینے پر نوکر ہین لیکن
کبھی ایسی واردات نہین دیکھی دو چار نے جو بُرّان کو نکلتے دیکھا روکنے کا قصد کیا ملکہ نے اختر کی لوین
کاٹ کر اشارہ کیا کہ اُن سب کے دو ٹکڑے ہو گئے پھر تو صداہاے گیر و دار و دار و گیر بلند ہوئی ظلمات

مین اور ظلمات چھاگئی بیرون کے شور مین کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی بیر روتے پیٹتے لاشۂ اژدر افعی اور شیر بیر بن اشرار کے لے کر یعنی بگولہ بنکر اُن لاشون کو اڑاتے ہوئے جانب افراسیاب خانہ خراب روانہ ہوئے اور ملکہ بُرّان شمشیر زن بزور سحر عقاب تیز پرواز بنکر برق کو پنجہ مین داب کر روانہ ہوئی اور از بسکہ مرنے سے محافظان زندان کے وہ راستہ بھی قریب ہوگیا تھا کیونکہ یہ راستہ زندان ظلمات کا تھا اصل راہ ظلمات کا راستہ اور طرف سے ہر کہ حال اُسکا بیان ہوگا اور ظلمات کے یہ معنی ہین کہ زمین طلسم کے نیچے بھی ساحرون کی بستی ہے اور یہان کے ساحر خدا کی پناہ اُنکے سحر سے بچنا ساحران زبردست کا ممکن نہین تصریح دار حال ظلمات بروقت سیر شہزادۂ اسد وغیرہ اور بروقت فتاحی طلسم بیان ہوگا انشاء اللہ غرضکہ بُرّان اس اختر کی وجہ سے کچھ دیر مین اُس درۂ کوہ مین کہ جدھر سے اشرار برق کو لایا تھا نکلی اور برق سے کہا کہ مین اب سحر تیار کرنے جاتی ہون اور اس بھڑوے افراسیاب کو جیسا تو اُسنے مجھے قید کیا تھا ویسا ہی مزا چکھاتی ہون اگر پُل برنیاداں مین نے آگر نہ توڑا تو نام اپنا نہ پایا مگر مجھکو گنبد سامری پر جانا پڑیگا اور وہان سے تحفہ لانا پڑیگا جب وہ پل ٹوٹیگا اب تم یہان سے اپنے لشکر کی طرف جاؤ مگر افراسیاب پاس لاشین محافظان زندان کی پہونچینگی تو وہ تمہاری فکر ضرور تر کریگا ذرا اچھے رہنا اور میری خیریت خواجہ سے اور سب سے کہدینا اور ملازم ہمارے ناظمان در سند اگر تمہارے لشکر کے ملحق آئے ہون تو اُنسے کہنا کہ ملکہ نے کہا ہے کیا تم سب جلوس مین ہمارے ساتھ آئے تھے کہ ہم قید ہوگئے اور تمنے کچھ ہاتھ پاؤن نہ ہلائے اب یا تو اس بھڑوے افراسیاب کو قتل کر دیا اپنی جان دو نہین تو اپنے اپنے ملک کی طرف جاؤ جب مین آؤنگی تو اُسوقت جو کچھ جسنے جان نثاری کی ہوگی اُسکو دریافت کرکے علی قدر مراتب سرفراز کرونگی اور جو کوئی لڑنے مرنے سے ڈرا ہوگا ملک و مال اُسکا ضبط کیا جائیگا برق نے کہا اے ملکہ مین مدت سے قید مین افراسیاب کے تھا اسوجہ سے بھوکا پیاسا ہون اب ذرا دم لے لون تو جاؤن ملکہ نے یہ سُنکر صورت اپنی اصلی بنائی اور درۂ کوہ مین بزور سحر فرش بچھایا اور کچھ سُنکر یہ برق کا اُسنے ادا کیا کہ واقعی اے برق وہ کار نمایان تمنے کیا ہے کہ کبھی کسی نے نہ کیا ہوگا مین تمکو ایسا خوش کرونگی کہ عالم عالم اور دنیا دنیا تمہارے رتبہ اور مرتبہ پر رشک کریگی یہ کہکر اُسنے چاہا کہ سحر سے کچھ ساحرون کو بلائے برق نے کسوت سے کچھ میوہ اور کلیجہ کباب نکال کر ملکہ کو بھی کھلائے اور آپ بھی کھائے جب آسودہ ہو چکے گلابی شراب کی نکال کر دماغ بادۂ ناب سے گرم کیا اور خوب آرام کرتے رہے یہانتک کہ سرخوش و سیراب

ہوکر برآن شمشیر زن ایک طرف اور برق ایک سمت کو روانہ ہوا اب یہ دونون تو اپنی اپنی فکر مین جاتے ہین حال انکا بیان ہوگا لیکن اب حال برق نقلی کا بیان ہوتا ہی کہ شاہ طلسم نے بصورت برق ایک پتلا بنا کر حیرت کو دیا تھا چنانچہ جب تک شریر برق کو لے کر جانب ظلمات گیا اور جو معرکہ کہ بیان ہو چکا ہی برق پر گذرا اسوقت تک یہان ملکہ حیرت نے یاقوت و زمرد وغیرہ اپنی خواصون کو بلا کر حکم دیا کہ رات بھر مین نے اس موذی کاٹے کا پہرا دیا ہی اب صبح ہوئی ہی تم سب اس موے کو قتل کرو کیونکہ کوئی بات میرے لیے بیحرمتی کی اٹھ نہین رہی اس سے تو مار ڈالتا تو اچھا تھا چوٹی تک میری کٹ گئی مین ایسی سلطنت سے طلسم کی درگذری آبرو کا ایک پیتہ بہت ہوتا ہی اور بیحرمتی کے لاکھ روپیہ نہین اچھے اب مین اپنا منہ اس طلسم مین دکھانے کے قابل نہین رہی مگر کیا کرون وہی مثل ہی کہ ٹوٹے بانہہ گل جندڑے پڑی تم جا کر فوج کو تیار کراؤ اور اس موے عیار بدکردار برق ناہنجار کو سامنے لشکر مہرخ نابکار کے قتل کرو پس بموجب فرمان واجب الاذعان ملکہ عالیشان نفیر سحر کو دم ملا ہزارہا ساحر کمر باندھکر اور جادوگرنیان مسلح و مکمل ہوکر میدان مین جانے لگین براجانے لگین شور و غوغا نے گنبد گردان سپہر کی سقف کو ہلایا آفتاب کو تھرا دیا وہ لشکرون کی آن بان وہ سحر کی شان دھوان گوگل اور مرچون کا ہار ہوم خانے فیلان جنگی پر لدے اُنپر ساحران ارجمند بیٹھے کھنور سیند و روچندن کے تمام جسم پر لگے مندرے کانون کے ہلتے جاتے اژدر پھنکارتے طائران سحر اُڑتے چیلین منڈلاتین ساحرون کے سحر سے دریا پیدا ہوکر موج مارتے فلک سے ستارے ٹوٹتے اندھیرا گھپ ہو جاتا اُسمین سورج نکل آتا مہتاب سحر کی روشنی سے چاندنی کھل جاتی دن کو رات ہو کر دنیا نیرنگی دکھاتی آفت عظیم برپا کہ بموجب ابیات

ہوا دوسرے دن جو وقت سحر
کیا ساحرون نے غضب شور و شر
بہ تجویز ملکہ وہ سب اہل فوج
سراپا بدانجام و ادبار اوج
غضب اینٹھتے شکل مار سیاہ
چلے فوج لے کر سوے رزمگاہ
صف آرا ہوے رنمین مانند کوہ
جھکے جنگ پر سب وہ بدین گروہ
ٹھٹکتے تھے میدان مین آتے ہوے
قدم کانپتے تھے اُٹھاتے ہوے
غرض پہونچے رن مین دکھاتے قرار
مگر حملہ تن محو عزم فرار
ذرا مجھسے انکی حکایت تو سن
ہوا حال پھر کیا روایت تو سن
لڑیگا بھلا کون بے اشتلم
علی الرغم بھاگینگے سب لوگ دم
نہ میدان کرینگے نہ نیزہ نہ تیغ
فراری ابھی ہونگے سب بیدریغ
بھر آئے ہین رنمین تماشا تو دیکھ
مٹینگے وہ سب تو بھی بس آ تو دیکھ
وہ تیہہ وہ جرأت اب انمین کہان

ذرا اتنگ یکڑو تو ہونگے رواں

الحاصل یہ سب فوج شقاوت موج جب آکر میدان مین قائم ہوئی جادوگر
اور ساحرنیان بعض زمین مین سما گئین کہ طبقات ارض کی خبر رکھین اور بعض بالاے ہوا جاکر قائم ہوئین
کہ اوپر سے کوئی نہ آنے پائے جب یہ درستی ہوچکی جلادآرہ کش تسمہ کش وغیرہ طلب ہوئے اور سامنے لشکر
موج کے ایک بہت بڑا لکڑ زمین مین نصب کیا اور دار اسکے برابر گاڑدی چبوترہ نکبت کا بنایا اسپر بوریا فلاکت
کا بچھایا اور برق نقلی کو لاکر اس بوریے پر بٹھایا حیرت بدسیرت بھی تخت سحر پر سوار ہوکر روانہ ہوئی اسکی
سواری کے گرد پیش ہزارہا علم کھلے ہوئے چاند ائیز سحر کے لگے تھے کہ وہ روشنی لسبان قمر فلک دیتے تھے
سواری جہان سے گذرتی تھی وہ جگہ منور و روشن ہوجاتی تھی صدہا گھنٹے اور گھڑیال بجتے تھے کہ جسکی
صدا سے گوش فلک کر تھا شور کرنا نے طبقات ارض وغیرہ مین زلزلہ ڈالا تھا یہ غلغلہ تمام لشکر اور ساکنان
بشتۂ رنگین حصار اور اطراف طلسم کے ساکنون کے گوش زد ہوا کہ برق عیار شاگرد رشید عمرو نامدار طرفدار
لشکر موج جرار آج قتل ہوتا ہی پس یہ حال سنکر وہ سب کافر براے تماشا روانہ ہوئے اور سیر دیکھنے اس میدان
مین آنے لگے بہت ساحر مکانہاے بلند پر جاکر ٹھہرے بہت سے اڑکے بالاے ہوا گئے کہ یہان سے اس
ماجرے کو دیکھینگے بہت سے درختون پر چڑھ گئے اب جہانتک نگاہ کام کرتی تھی سواے آدمی ہی آدمی کے
اور طائران سحر وغیرہ کے اور کچھ نظر آنا دشوار تھا شور محشر آشکار تھا بعض ان مین خوشی مناتے تھے ترانہ
عشرت گاتے تھے کہ ان عیارون نے بڑی سرکشی مچائی تھی ساحران نامی اور سرداران گرامی شہنشاہ کو
بڑی بیغرتی سے قتل کیا تھا ارے میان ان عیارون نے کیسے کیسے اولوالعزم ساحرون کو اور کیسی کیسی
نازنینان قمراندام و گل پیرہن جادوگرنیون کو اس حال خراب سے مارا کہ شیشہ بلا کر اور مقام برازمین سیچہ
چلا چلا کر ہلاک کیا ہی اب آخر تابکجا اس ظلم کی یہی انتہا ہی دیکھو آج یہ سرکش گرفتار ہوکر عذاب الیم سے قتل
کیا جاتا ہی ملکہ حیرت جس عذاب سے اسکو مارے وہ تھوڑا ہی - بعض ان کلمات کو سنکر کہتے تھے میان
سامری کو یاد کرو جمشید نہ کرے جو کوئی عالیشان گرامی قدر اسطرح گرفتار پنجۂ قضا و قدر ہوا ور ان لوگون
کو کہ جنکو ہمیشہ وہ مثل پشہ و مگس کے سمجھا کیا ہو انکے ہاتھ سے ذلت اٹھائے مگر یہ بھی امورات تقدیری ہین
اور ہمیشہ سے اس دہر غدار اور فلک کج مدار کا یہی نقشہ ہی یہ سفلہ مزاج دوام سے عالی ہمتون کا دشمن رہا ہی
بڑے بڑے نامورون کو ایسے ہزارون مذلت و خواری سے قتل کرایا ہی خاک مین ملایا ہی کیا قصہ جمشید
تمکو یاد نہین کہ کیسا نامی و نامور جاگتی جوت کا خدا تھا جو چاہتا تھا وہ تقدیر کر کے کر دیتا تھا تخت اسکا

دوش دیوان پر رکھا جاتا تھا اور بالاے ہوا جاکر جلوس فرماتا تھا اپنے عہد مین کیا کیا چیزین اُسنے نہین پیدا کین کشتی دریا مین اُسنے چلائی کپڑا بننا لوگون کو سکھلا کر سبکو عار برہنگی سے بچا لیا عمارت بنانا اُسنے خلق فرماکر سبکو بربادی سے بچایا صحراے پریشانی کے سب گمراہ تھے اپنے اپنے مسکنون مین آکر بآرام تمام سکونت گزین ہوئے تمام عالم مین اُسکی تصویر کو لوگ سجدہ کرتے تھے اور وہ سبکی خدائی ایسی کرتا تھا کہ اجتک ہلوگ اُسکی پرستش کرتے ہین اور اُسکو اپنا معبود برحق جانتے ہین گو اُسکا ایسا فیض ابتک جاری ہے لیکن باوجود ایسی شوکت و عظمت و قدرت خالقی کے ضحاک ماران ایک شخص ادنیٰ بندہ اس مالک کا ایسا زبردست ہوا کہ اُسنے خداوند کو کس مذلت و خواری سے قتل کیا یعنی خداوند کو پہلے شکست دے کر آوارہ دشت ادبار کیا پھر تلاش کراکر اور ڈھونڈھواکر قید کرایا اور مچھلی کی ہڈی کا ارہ بنواکر چیر ڈالا اور ایک خداوند کے دو کرڈالے اسی طرح سے یہ فلک سفلہ پرور دنی طبیعت ہے کہ ایک وتیرہ پر اسکا مزاج نہین رہتا ہے گاہے چنان گاہے چنین ہمیشہ دشمن جان ناموران ہے کہ نظم

غنیمت جان لے ظالم یہ تو دم	کہ عرصہ اس ہوا کا ہے بہت کم	نہین رکھتا چراغ عیش بنیاد
نظر آتا ہے زیر دامن باد	خوشی کا جھلکے ہے جب بادہ مین رنگ	سدا مینا ہے اُسکا مورد سنگ
جو کرتا ہے تلون دہر کا گل	کہان ساغر کدھر شیشہ کجا گل	نہ پھر بلبل ہے نہ گل ہے نہ یہ باغ
لبون پر ہے فغان اور دلپہ ہے داغ	ارے اے گردش افلاک بے مہر	ملائے خاک مین کیا کیا تو مہ چہر
وہ کس سبزے نے سر ایسا اُٹھایا	نہ جسکو خاک مین تونے ملایا	کوئی پاکیزہ گوہر یان نچھوڑا
جسے سنگ جفا سے تو نہ توڑا	تیرے ہاتھون سے بلبل نالہ کش ہے	تجھی سے گل سدا آشفتہ وش ہے

غرض یہان تو یہ ہنگامۂ قتل برق برپا تھا اُدھر حال سنیئے کہ جاسوسان لشکر ماہرخ جو یہان موجود تھے اُنھون نے مضطر و بدحواس ہو کر اپنے تئین خدمت ملکۂ مذکور مین پہونچایا اور سر عجز و نیاز سامنے جھکا کر دعا و ثناے بادشاہی بجا لاکر کہا کہ ابیات

یعنے ای بادشاہ ذی عزت	تیری شمشیر فرق دشمن دین	رفعت جو دوست سے تیرے
دامن خلق کا یہ ہے آئین	پنجۂ آفتاب سے جس طرح	بہرہ ور ہو ہمیشہ روے زمین
گلشن دہر مین چہار طرف	ایک مفلس جو ڈھونڈھیے تو نہین	غنچے کے بھی گرہ مین بند کیا
تیری بخشش نے مشت زر کے تئین	دست و پا اپنے گم کرے ہے عدو	یاد کر تیری تیغ و خنجر کین

پوچھتا ہی ہر ایک سے سچ کہہ | سر سر اٹنگریون مین ہی کہ نہین | ای ملکۂ دوران وصفت نشان

بہتر بہتران و بہتر بہتران یعنی برق فرنگی عالیشان کو حیرت بدسیرت قتل کرنے لائی ہی میدان مین لشکر ظفر پیکر حضور موفور السرور کے تمام ساحرون کی چڑھائی اور صف آرائی ہی یہ کہکر جاسوس تو گنارے ہوے اور ملکہ مہرخ کی آنکھون سے آنسو نکل پڑے تمام سردار سالار سب رونے لگے پھر ملکہ نے نفیر سحر کو دم دیا صداے نفیر سنتے ہی دلاور جو بیٹھے بیٹھے اوب گئے تھے اور مشتاق رزم تھے وہ خوش بشاش و فرحناک ہوکر کمر کسنے لگے پلٹنون اور رسالون مین ناے جنگی اور کرنا کا شور بلند ہوا جلد جلد طائر اور اژدر و عقاب و فیل آتشین وغیرہ پر تخت سحر رکھے گئے اژدھون پر کاٹھی کھچ گئی بعض جادوگرنیون کے لیے فیلان سحر پر بنگلے موتیون کے آراستہ ہوے گرد ہر ایک کی سواری کے ہزارہا ساحر و جادوگرنیان رال و گوگل کے شعلے اڑاتے لباس پر تکلف زیب جسم کیے روانہ ہوئے گھنٹے اور ناقوس بجے زمانہ شور و شر قریب آیا امن و آمان نے وہان سے گریز کی روح سامری زیر زمین تھرائی جمشید کی روح بخش گوشۂ لحد مین گھبرائی زردشت کے دل کو ایسی لگی کہ بجھاے نہ بجھی آتش عناد و فساد وہ شعلہ ور ہوئی کہ جسنے آتشکدۂ نمرودی کو اپنے روبرو سرد کردیا دنیا نے وہ سرد مہری دکھائی کہ سواے گرمجوشی کے دلاورون مین اور کچھ مذکور ہی نہ تھا نیزے سرکشیدہ بلسان شعلۂ جوالہ ہوے سنانون نے چنگاریان خرمن جان عدو مین چھوڑنا شروع کین تیرون نے وہ لگائی بجھائی کی کہ آب و تاب شجاعت دشمن مٹائی دو بیٹون مین آگ لگائی گرزوہ کلہ زنی کرتے تھے کہ بڑے بڑے کلہ شکنون کو جواب دندان شکن دینے پر تیار تھے تیرون کی زبان سے گالیون کی بوچھار نکلتی تو عجب نہ تھا گرزون کے دہن سے للکارنے کی صدا پیدا ہوتی تو بعید نہ تھا کمانین بھی آج سر جھکائے پشت خم کیے میٹھی چھری بنی ہوئی تھین منت کش ہوکر دل مین تیرون کا گھر کیا چاہتی تھین کڑک کڑک کر دھمکاتی تھین دلاورون کو لڑنے کے لیے کڑکاتی تھین بہادرون مین تو یہ شور و شر تھا ساحرون مین علیحدہ ذکر فتح و ظفر تھا بیرون کو جان عدو لینے کی تدبیر تھی ہر ایک یون جس سے پناہ پائی مشکل ساحرون کے مشیر تھے اگیا بیتالون نے جدا اپنا فروغ دکھایا تھا میدان رزم آتش بہار بنایا تھا اژدر وہ زہر اگلتے تھے کہ جسم نہال دنیا ورم کر گیا تھا چمنستان دہر مین غنچہ نہین پھولا تھا جسم گلشن پر ورم آگیا تھا جادوگرنیون کی زلفین جو کھل گئی تھین کمر پر پڑی ہوئی تھین جادۂ راہ عدم بنی تھین کالی بلائین پیچھے پڑی تھین ہر ایک شعلہ رخسار تھی

یا دم رزم آگ بگولہ ہوگئی تھی غصہ کی صورت آشکار تھی وہ شعلہ ہاے سحر کا تا بفلک سر کشیدہ ہونا خانۂ پیر فلک مین آگ لگجانے کا دھڑکا وہ آندھیون کا سحر کے زور کہ فلک بھی اپنے سات چھپرون کی خیر مانگتا تھا یہان سات چھپرون کا بھوس سحر کرنے کو مانگا جاتا تھا تمام عالم مین شور شور قیامت برپا تھا کہین ابر سحر چھائے تھے کہین برق طپیان تھی کہین گھٹا مین مور چنگھاڑتے تھے کہین اُسی کالی بدلی مین سانپ برس جاتے تھے آج تو آسمان نیلگون بھی ایک طاؤس سحر معلوم ہوتا تھا جسپر فتنہ جادو نام ساحر سوار تھا جسکے ہرا یا سے زمانہ مین حادثہ آشکار تھا کسی ساحر نے چاہا تھا کہ نسر طائر کو پکڑکر آج سواری لون کسی نے کرگس سپہر کا پٹھر اکھیچنے کی نیت کی تھی کہ اُسکو بھی بیگار مین پکڑون ہر ایک ساحرہ آفت روزگار فتنہ دہر آشوب زمانہ تھی وہ ملکہ بہار کے حسن کی کیفیت کشت حسن جسکا ہرا بھرا تاج ترچھا سر پر رکھا جوڑا بالون کا بندھا گویا ہزارہا بلاؤن کو اس آفت زمانہ نے قابو مین کیا تھا یا بلاؤن کے لیے وہ کالا چیلنا نہ تھا رخسار تابندہ فلک حسن کا آفتاب تھا جسکے نور مین وہ مقام کیا کشور دل عشاق بیتاب مین بھی نور و تاب تھا وہ لباس ارغوانی اُسکا خاطر دہر مین آگ لگاتا سینہ ابھرا ہوا سپاہ دلیری کا سر تاج بنا ہوا قامت رعنا قیامت ڈھاتا اسی طرح مہر رخ سحر چشم کی شوکت وشان پر عالم عالم قربان تاج شاہی سے سر انور مزین قباے فرمانروائی سے جسم نازک محلے چار قب شہنشاہی سے عروس سلطنت کو جوبن اسی طرح مخمور سرخ چشم نشۂ شجاعت مین چور بادہ حسن و خوبی سے سرشار و مخمور وہ اُسکا اٹھلا کر مستانہ وار چلنا نشۂ عشاق کے ہرن کرتا ہر غمزہ و ناز اُسکا کشور دین و ایمان کو تاراج کرتا دیار حسن مین ٹپاراج کرتا اسی طرح ہر ایک ساحرہ کی عظمت و صورت حسین و پر تمکین شار ہمہ تن آرایش و تزئین یہ سب عرصۂ شجاعت کے یل یگانہ دہر دریاے جلادت کے نہنگ طرفہ تر باغ تہوری کے گل آسمان دلاوری کے انجم بے تامل بزم حسن و ناز کے گل اپنی اپنی سواریون پر بصد جاہ وحشم سوار ہوکر آگے بڑھین صداے روانگی لشکر مین دنیا معمور ہوگئی وہ غلغلہ بلند ہوا کہ رستم اپنی گور کو دشت پر ستیز مازندران سمجھا سہراب لشکر افراسیاب کی شوکت خوابگاہ عدم مین بھولا یہ عالم تھا کہ بموجب **ابیات**

اٹرا کر ستور ستودہ سپر
یہ تدبیر ہر سوے تقدیر بس
مسرت ہے کیون اس مضرت کو دیکھ
ذرا دیکھ گردان دین کا جلال

چلی شعلہ وش فرق کفار پر
دغا مین ندامت سے کب ہو برا اُو
وزا فوج حیرت کی شامت کو دیکھ
لڑائی مین ہمت ہے ایسی تخمیر

بس اے شور غوغاے تدبیر بس
نہین پار لگتی ہے کاغذ کی ناؤ
بس اے سطوت سحر ہو پائمال
سکھاتی خدا کو ہے جرأت کی سپر

ظفر اب ہر صرف کرم گستری
جو راہ خدا مین ہر کھنچتی حسام
جہان مین جو تلوار کے ہین دھنی
ہوئی پھر ہر آمادہ کارزار
روانہ ہوئی سوے میدان شتاب

کہ جاتی ہر لڑنے کو مہرخ جری
اُتارے نہ جب تک ہزارون کے سر
وہ ہین زخم تیر اجل سے غنی
تہ ران کیا اُسنے جنگی فرس
ہر اک ساحرہ ساتھ تھی کامیاب

رہے کب بھلا ہوکے وہ بے نیام
ابھے رن پہ چڑھنے سے کیا ہو ضرر
شہ نامور مہرخ تاجدار
پے قتل کفار دل پہ ہوس

اس جانب سے تو یہ لشکر ظفر پیکر روانہ ہوا مگر حیرت کو بھی بران سحر نے خبر دی کہ مہرخ لشکر لیے جان دینے پہ آمادہ آتی ہر بہت بڑی لڑائی ہوگی یہ خبر سُنکر حیرت نے اپنے ساتھ کے ملازمون سے کہا کہ جلد جاکر جلاد ونکا بھی ارستہ نہ دیکھو برق کا سر کاٹ ڈالو ایک ساحر خود سر یہ حکم سُنکر اُڑا اور برق نکر روے ہوا سے سر برق نقلی پر گرا جلاد تو تیغہ پھینک کر علحدہ ہوا ہر مگر سر برق فرنگی وہ بجلی سحر کی کاٹ کر پھر بلند ہوگئی اور غوغا ہوا کہ وہ مارا حیرت نے حکم دیا کہ طبل شادمانی بجنے لگے اور کارپردازون نے جلد فیل تو موجود تھا لاش برق کو پاے فیل مین باندھ کر روان کیا اور سر کو اُس بلی پر جو میدان مین لضب تھی آویزان کیا یہ عالم تھا کہ گردن کی رگون مین خون تازہ جاری تھا اور آنکھین برق فرنگی کی حسرت آلودہ کھلی تھین گویا بچشم عبرت ہر طرف نگران تھا کہ انجام کار سواے گوشہ مرقد کے اور کیا ہونا ہر دہی کو ناہر خاک اوڑھنا اور بچھونا ہر بال بھورے بھورے اُسکے خون مین رنگین ہوگئے تھے گویا مشاطۂ اجل نے اُس بہادر مجاہد کی ریش و موے سر کو حنا آلود کیا تھا اور اِس سر سے آگاہ فرمایا تھا کہ اے بہادر اسطرح کا مرنا کسکو نصیب ہوتا ہر تو سرخروئی جاوید پا گیا شہیدان مین نام اپنا لکھوا گیا طبل فتح و بشارت کی آواز کان مین لشکریان مہرخ کے بھی پہونچی مہرخ قریب لشکر کینہ جوے عدو پہونچ چکی تھی کہ طائران سحر روتے ہوئے آئے اور عرض کیا کہ اے ملکہ کام مہتر برق فرنگی کا تمام ہوا یعنے وہ سیاح باغ بہشت ہوئے تمام لشکر ساحران حیرت مین خوشی ہو رہی ہر کہ ابیات

خوشی سے بجاتے ہین سب تالیان
بڑا تہلکہ مجمع عام مین

نیا راگ لائے ہین نکہت نشان
خبر سنکے یہ سب تھے اندوہگین

ہوا شور بس اہل اسلام مین
گریبان مہرخ نے پھاڑا وہین

ملکہ بہار و مخمور نے بھی اپنے اپنے گریبان چاک کیے اور شور و نالہ و گریہ اُس لشکر مین بلند ہوا یا تو وہ تزئین و آرائش بحساب اس فوج کی تھی یا ایسی درہمی ہوئی کہ فوج اندوہ و یاس چڑھ آئی لشکر غم نے گھیر لیا ان بیکسون نے شکست فوج الم سے پائی عالم ایسا کچھ پریشان ہوئے کہ بال اپنے سر کے کھولدیے جھانجھین

کف افسوس ملنے لگین طبل و دہل سر پٹنے لگے اور چوب غم سے یقین تھا کہ سر اپنے پھاڑ ڈالین گھوڑے لشکر کے شیہی بھرنے لگے بال یال کے اسطرح اُنکے کھل گئے کہ جیسے زن سوگوار باموے پریشان گریان ہوتی ہی آنسو آنکھون سے مرکوبون کے بھی رواں تھے تیر ایسے چپ و سُن تھے کہ سن سن چلنا بھولے گرزون نے ندامت و حیرت سے سر جھکا لیے ہر علم کی شکل نخل ماتم بنی فوج مین ابتری ہوئی پلٹنین ہلنے لگین رسالے میدان جنگ کے بھولے کسالی کمانین بار اندوہ سے پشت خم ہو گئین ترکش بھسان دل تنگ تھے سنانون پر طعن و تشنیع کا وقت آیا کہ سر سرق کٹا اور تمسے کچھ نہو سکا پیادے اب مرنے پر آمادہ ہو گئے سوار سوگوار ہو کر جان حزین سے تنگ تھے جینا ننگ و عار سمجھنے لگے ہر طرف یہی ذکر و تذکرہ تھا کہ افسوس اس مہتر عالی گہر کی وہ پاکیزہ صورت وہ اسکی نیک سیرت وہ تدبیر عیاری سب سے بہتر وہ رفیق جان نثار و دوست پر درد افسوس ہزار افسوس کہ ایسی بھی صورتین صفحۂ روزگار دمرقع دہر سے مٹتی ہین قلم قضا ایسے نام بھی دفتر ہستی سے کاٹ دیتا ہی اے روزگار بے مہر یہ کیا تیرا وتیرہ ہی کبھی تو کسی کو خوش و خرم دیکھ ہی نہین سکتا ہی ہاے اس نوبادۂ گلشن عیاری و سروری کو تو نے یون دست برد خزان مرگ کیا حیف صد حیف اُس آفتاب سپہر گرم گستری کو تو نے یون سحاب اجل مین چھپایا کہ ابیات

برنگ گل گریبان چاک و مضطر
کوئی ڈالے تھا سر پہ مثل خاک
ہوا جو سرو اس حالت سے آگاہ
لگے کرنے اُنھون کی لوگ تسکین
ہر یان دم مارنے کا کسکو یارا
بیا بید رفت زین کاخ دل افروز
بگاڑین ہین ہزارون رو کا کل
ہر ایک خطہ یہ یان اک نازنین ہی

ہر اک اُس فوج مین حیران و ششدر
تھے غنچے وان کے سب اس غم سے دلتنگ
بنا سر تا قدم وہ صورت آہ
کہ گو کیجیے ہزارون نالہ و آہ
نہین ہنسے کو غیر از صبر چارا
نہ جان اشکال عالم دیر پا ہین
بنائے اس چمن کا سنبل و گل

کوئی کرتا تھا تن پر پیرہن چاک
نہ تھا پھولون کے منھ پر مطلقاً رنگ
پھر آخر جسطرح ہی رسم و آئین
نہین وان کے گئے کو اسطرف راہ
اگر صد سال باشی ور بیک روز
یہ سب سیلی خور دست قضا ہین
یہ جتنا تختہ روے زمین ہی

مہرخ وغیرہ نے کہا آخر تو مہتر برق فرنگی شہید ہوے اور ہمکو بھی انجام کار ایک روز روے گور دیکھنا ہی پھر نام ہی کر کے کیون نہ مر جائین جب اپنا ایسا رفیق مہتر شفیق جہان سے گذر جائے تو زندگی بیکار ہی اب ہم کیا منھ خواجہ اور قران کو دکھائینگے لازم ہی کہ آج بغیر قتل کیے حیرت کے میدان رزم سے نہ پھرین اور خون برق فرنگی کا عوض جان دے کر اس عیاشی حیرت سے لین افسوس جب ہمسے ضرغام نے آکر حال جلادت و عیاری مہتر مرحوم بیان کیا تھا جب ہی ہمکو اُنکی مدد کے لیے جانا چاہیے تھا

وای غفلت ونادانی کہ ہم نے کچھ غور اسوقت نہ کیا اور یہ زمانہ آگیا کہ اپنے مہربان کو ہاتھ سے کھو بیٹھے ہان ای
بہادر واب نہ رکو چل کر اس لشکر ضلالت اثر پہ گر و بس یہ حکم سنتے ہی مخمور و بہار و سرخمود نافرمان و
مشکین و برق رعد بکر ٹکڑہ تلوارین اور حربہ ہاے سحر آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہو کر سواریان اپنی اپنی
بڑھا کر چلے یہ تو ادھر چلے اور اسطرف عمرو بن امیہ ضمری جو مہرخ سے جدا ہو کر صحرا مین گیا تھا اور فکر ربائی
برق کر رہا تھا اور درہ کوہ مین ساحر بنا ہوا کھڑا تھا غلغلۂ آمد لشکریان سُنکر جانب لشکر یہ بھی چلا اسطرف سے
قران آتا اُسنے خواجہ کو دیکھکر پہچانا اور سلام کیا اور رونے لگا عمرو نے کہا خیر تو ہی قران نے جواب دیا
کہ اُستاد ہر چند کہ زندگی کا کچھ اعتبار نہین مرگ سے ہر شخص کو دوچار ہونا ہی کہ شعر

کچھ بھروسا زندگانی کا نہین
دم مین یان کیا جانے کیا ہی کیا نہین

ایک ایک جانور اس طلسم کا ہم لوگو نکا تشنہ خون ہی برق فرنگی تو بھلا انسان تھا اور اُسکا گوشت پوست
سب آدمی ہی کا تھا کچھ فولاد کا نہ تھا اسفندیار تو از دہات کا بنا تھا جسکو پنجۂ قضا نے نہ چھوڑا ای اُستاد
مین نے یہ حال برق کا سنا ہی کہ آج وہ داخل بہشت برین ہوا لیکن میرے دل کو یقین نہین آتا اگر خدا
نخواستہ برق مارا جاتا تو ایسا صدمۂ جانکاہ دل کو ہوتا جسکا حد و پایان نہین بس مجھکو اصلا رنج نہین ہی بلکہ
ہنسی چلی آتی ہی کوئی کھٹکا کسی طرح کا رنج و گزند دل پر معلوم نہین دیتا عمرو نے کہا ای قران تو سچ کہتا ہی مین نے
بھی یہ خبر سُنی تھی لیکن بقول تیرے مجھکو کچھ ملال نہین حالانکہ برق بجاے میرے فرزند دلبند کے ہی یقین
تھا کہ اِس خبر کے سننے سے کلیجہ منہ کو آجاتا بخلاف اُسکے نہ مجھے رونا آتا ہی نہ کچھ صدمہ پایا جاتا ہی دل باغ
باغ ہوا جاتا ہی ہر چند چاہتا ہون کہ چیخین مار کر روؤن مگر مطلق آنسو نہین نکلتا مین چاہتا ہون شاید
برق نے یہ بھی کوئی عیاری کی ہی کہ اپنے تئین قتل کرایا ہی قران نے کہا یا تو یہ امر ہی یا شاید دشمنون نے
اُسکی صورت کا کوئی پتلا بنا کر قتل کیا ہی اور اپنے دل کے پھپھولے توڑے ہین عمرو نے کہا بیشک یہی بات ہی
ورنہ مثل چلی آئی ہی ع دل تو بھی رکھتا ہی دل کی خبر اِ برق پر کوئی حادثہ ہوتا تو معاذ اللہ نہین معلوم
اسکا کیا حال ہوتا اچھا چلو اس امر کو بخوبی دریافت کرین یہ کہکر دونون روانہ ہوئے اور اس سر کو جو بلی مین
ٹانگا گیا ہی دیکھتے چلے ادھر سے ضرغام آتا تھا ساحر کی صورت بنا ہوا انھون نے اُسکو پہچان کر بلایا کہ
ای بھائی ساحر ذرا ادِھر آنا ضرغام عمرو قران کو پہچان کر قریب تر گیا اِس سے پوچھا ای میان تمکو
کچھ حال بھائی برق کا بھی معلوم ہی اُسنے کہا کیا خوب مین وہ تو ساتھ ہی تھا یہ ماجرا گذرا کہ مین سطرح

سیوتی بنکر یاقوت کے یہان گیا اور افراسیاب کو عیاری کرکے بیہوش کیا مگر پکڑ لیا گیا وہان بھائی صاحب
یعنی برق نے جاکر گرگڑیا بنکر داروغہ مطبخ خانۂ مہیب کو بیہوش کرکے اُسکی صورت بنکر مہیب کو اور اُسکے دونون
ماموں اور اُسکی مان حاموش کو مارا اور جادر اور ڈبّہ خاک کالے کر اُسکے لشکر کو قتل کرتے ہوئے افسون کو مارتے
ہوے حیرت کے لشکر مین آئے اور حیرت کو مع اُسکے رفیقون کے بیہوش کرکے مجھکو چھڑایا پھر حیرت کی چوٹی
کاٹ لی اور بہت ساحرون کو قتل کیا مین اُسوقت تک شریک حال تھا پھر افراسیاب آیا اُسکو بھی بیہوش
کیا اور بہت ساحرون کو مارا آخر صرصر وغیرہ عیار بچیون نے آگر روکا اور ہر طرف سے حکم افراسیاب اکبر نرغہ ہوا
اُسوقت اُنھون نے مجھسے کہا کہ اب مین بھی یہان سے نکلتا ہون تم نکل جاؤ میرے پاس جادر ہے سحر اثر نہین
کرتا ہے تم پکڑ لیے جاؤگے مین اُنکے کہنے سے نکل آیا اور اُنکو کمل ڈال کر بسبب عیار بچیون کے ساحرون نے پکڑ لیا
پھر مجھے نہین معلوم کہ اُنپر کیا گذری اب مین بہت نادم ہون کہ کیون اُنکے ساتھ سے چلا آیا کاش اُنکے ساتھ مین
بھی قید ہو جاتا عمرو قران نے ضرغام کی بہت تعریف کی اور کہا عیاری کا فن بھی یہی ہے کہ ایک پھنسا ہو
تو دوسرا نکل جائے اور اُسکی مدد کرے تمنے بہت اچھا کیا جو چلے آئے ہمکو یقین ہے کہ برق شہید ہو گیا ہوتا تو حواس
درست نہوتے وہ زندہ ہے ضرغام نے کہا مین اب جاتا ہون بن پڑتا ہے تو خبر لاتا ہون اور عیاری کرتا ہون
ای بایمان خود اگر بھائی صاحب جنت نشین ہوے تو بغیر اُنکے قاتلون کے مارے چین نہ لونگا عمرو نے کہا یہی اپنا
بھی ارادہ ہے غرض یہ تینون بھی اُسی لشکر کی طرف روانہ ہوئے اُدھر مہرخ جو فوج لے کر چلی تھی اور قریب لشکر
حیرت پہونچی تھی پس اس لشکر ضلالت اثر مین پہونچتے ہی حربہاے سحر پکڑ کر گری اب تو یہ عالم ہوا کہ دریاے
فوج مین شمشیر بُرّان کی چمک اور خنجر جانستان کی لپک سے معلوم ہوتا تھا کہ بحر زخار پر قہر موج مار رہا تھا
ڈھالون کا ابر سیہ رن مین چھایا ہوا ہے بخت سیاہ بر سر عداوت آیا ہوا سر مین کلنک کا ٹیکا بنکر ہر ساحر کے
ماتھے پہ لگے ہین سر چڑھے ہین دنیا کی ہوا بدل گئی ہے تیرون کی بوچھار پڑتی ہے تیغ و تیر و تبر کے شن شن
چلنے کی ہوا جو پیدا ہوئی ہے اسی جگہ وہ سب مجتمع ہوتی ہے دریاے خون روان تھا روح کے ساتھ جسم ساحران
بھی اس دریا مین روان دوان تھا سر حباب کی طرح بہتے نظر آتے تھے یا اُس دریا کے یہ سر سراسر مینڈھے
تھے تیغ و خنجر آج مینڈھے لڑاتے تھے نہین نہین شعلۂ تیغ کی لپک دو بیٹیون آگ لگائی تھی جان بچتی نظر
نہ آتی تھی زورق حیات سے سلامتی کا کنارہ دور تھا تیرگی بخت سے فروغ اقبال کا رنگ مثل صبح کافور تھا
آفت عظیم برپا تھی بہادرون مین تو یہ آفت تھی ساحرون نے اور بھی قیامت ڈھائی تھی آگ برسا کر بحر فساد

موج مین آگ لگائی تھی کسی نے دریاے آتش پیدا کرکے پانی کا دریا بھی جاری کیا تھا گویا آگ لگا کر پانی کو دوڑا تھا
پیر جان لینے کی تدبیر مین تھے خون کلیجے کا چاٹتے تھے کارد سحر دل و جگر کاٹتی تھی ہوا تند چلتی تھی طائر روح اُس
ہوا مین تباہ پھرتی تھی آشیانہ جسم چھوڑ کر کہین مسکن نہ ملتا سواے دوزخ و جہنم کے کہین گذر نہ تھا آفت کا ہنگامہ
پڑا تھا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

ہوئے سب دلیران دین اٹھ کھڑے
لگا ایک صف کفر پر جا پڑے
اٹھا شور تکبیر مردان دین

لگی کانپنے ساری رن کی زمین
چڑھے منھ پہ تلوار کے جنگجو
لگے کٹنے مرنے حربی چار سو

کہین تیغ چمکی کہین جا سنان
کوئی حملہ گر تھا کوئی تھا طپان
یہ کافر ہٹا اور وہ غازی بڑھا

یہ مرکب کٹا اور وہ راکب گرا
کسی پر تبر کسی پر تھے سنان
کوئی پیر دیرین کوئی نوجوان

قیامت کی چالش تھی آفت کا زور
ہلی بہمن و سام و رستم کی گور
گری لاش پر لاش اور سر پہ سر

بھرے تھے فتیلون سے سب شست و در
جری سب تھے خون مین نہائے ہوے
گرجتے تھے گھوڑے اٹھائے ہوے

بڑھے تھے جو ساحر سوے فوج دین
وہ سب بھاگے آخر کو اک سو لعین
قدم ڈگ گئے ہو گئے بیم ناک

نحوست اڑانے لگی سر پہ خاک
ہجوم عدو مین پڑا انتشار
سیاہ منہ دکھا کر ہوے سب فرار

اُسوقت حیرت بدسیرت اُس لشکر مین نہ تھی سر برق جب کٹ گیا تھا اُسوقت وہ از بسکہ نازک دماغ بہت ہی
ایک لاکھ ساحرون کا پہرہ اُس بلّی پر کہ جسمین سر برق کا لٹکایا تھا مقرر کرکے اور ایک لاکھ ساحرون کو اُس فیل
کی نگہبانی پر کہ جسمین برق کا جسد بے سر بند ہوا کر حکم تشہیر دیا تھا مقرر کرکے آپ داخل بارگاہ نکبت اشتباہ
ہوئی تھی یہان مہرخ نامور نے اُن دو لاکھ ساحران غدار کو مار کر بھگا دیا بہت سے کنارے جہنم کے گئے بہت
سے والفرار لاے اور کئی گروہ زخمی اور شکستہ حال جانب حیرت بدخصال زار و گریان چلے مہرخ نے بلّی پر سے سر برق
کو اُتار کر اپنے سینہ سے لگایا اور گریہ درد آلود ایسا کیا کہ فلک بیرحم بھی یقین تھا اشک خونی رونے لگے مہرخ
سے بہارنے کروہ سر انور سینہ سے اپنے چسپان کیا اور اسی طرح باری باری سے ہر ایک ساحرہ جلیل القدر
گود مین اُس سر کو لیتی اور رخسار پر انور پر بوسہ دیتی اور سینہ سے لگاتی مُنھ سے مُنھ ملتی اور کہتی کہ اے عیار نامور
افسوس کہ ہم زندہ رہین اور تمھاری لاش کو ایسا بیکس و بے بس گرفتار اعدا دیکھین اور دشمن اُسکو پائے
فیل مین بند ہوا کر تشہیر کرین اور کوئی اُس لاشہ کا کفیل نہو کوئی کہتی کہ اے سیل گریہ آج اسطرح اُمڈ کر آ کہ
پشتہ چرخ گردون کو بہا لیجا کوئی بیان کرتی کہ اے بحر اشک ایسی آج طغیانی دکھا کہ تا بعرش بڑھ جا کسی کا بیان تھا

کہ اے آہ نارسا آج تو کنگرۂ عرش ہلا دے اے دیدۂ نمناک عالم کو ڈبا دے کوئی اسر برق سے مخاطب ہو کر بیان کرتی کہ افسوس تمنے کچھ اس طلسم مین اگر راحت نہ پائی جسدن سے آئے سوائے رنج و گزند کے ایک روز بھی روے راحت آئینۂ عیش مین تمنے نہ دیکھا اسی طرح زار و نزار مانند ابر بہار کے چیخین مار مار کر سب رو رہے تھے اور ساری فوج اور افسران سپاہ اور بہار وغیرہ جملہ سردار ڈھارین مارتے تھے اور بے اختیار مصروف شیون و شین تھے نالۂ جانسوز کا دود آہ ایسا اکھٹا ہوا ہی کہ آجتک سیاہی بخت بنکر بدقسمتون کے ساتھی آتا ہی انھین کا خاکہ بادل نے اُتار لیا ہی جو ابتک برستا ہی کہ بقول مؤلف

کون یہ روز ازل رویا تھا نالان ہوکر
اشک ہر سال برستے ہین جو باران ہوکر

دہان کی نالہ و شیون کی کیفیت کیا بیان کیجاے ہر شخص بادل غمگین و بچشم اشک آگین سے یہ بین کرتا تھا اور یہ حال اسکا تھا کہ ابیات

ہر اک کا حال تھا ہر دم تباہی
کبھی چون گل کرے تھے پیرہن چاک
کبھی کہتے تھے ہی ہی یہ مظلوم
وے افزودہ تھا ہر لحظہ وہ درد

تپان تھی جسطرح خشکی مین ماہی
کبھو نوچے تھی سر کے بال غم سے
گیا ہی کس امیدون سا محروم

نسیم آسا اڑاتے تھے کبھو خاک
کبھو نالان تھے فرقت کے الم سے
داغ اپنا جلاتے تھے زن و مرد

یہ تو اسطرح مصروف نوحہ و بکا تھے ادھر وہ ساحر جو انکے ہاتھ سے شکست کھا کر رو بفرار لائے حیرت کی بارگاہ دو کوس پر تو تھی ہی بہت جلد قریب تر اسکے پہونچ گئے اور پکارے کہ اے ملکہ دُہائی ہی فوج عدو کی چڑھائی ہی حیرت پر نکبت نے جب صداے استغاثہ و گریہ انکی سنی سامنے انکو بلایا اور پوچھا کہ تمکو کسنے ستایا انھون نے ملکہ مہرخ کا اگر گرنا اور لڑنا اور بھاگنا اور برق کا سر اُتار کر ملکہ مذکور کا رونا سب عرض کیا حیرت جادو بیان شعلۂ جوالہ کے یہ حال سُنکر بھڑک اُٹھی اور پکاری کہ اے یاقوت جادو نفیر کرا دے فوج مین یہ کہکر اپنے تخت پر سوار ہوئی اور یاقوت و زمرد و ملکہ شمسہ سحر افگن و ملکہ خورشید آتشی اور ملکہ پروین آسمان گرد اور ملکہ سحاب دریا باری اور ملکہ سہیل ستارہ پیشانی و ملکہ اژنگ ماہی خوار خر جنگ افعی سوار وغیرہ ساٹھ ستر بادشاہزادیون کو جو بڑی بڑی جادوگرنیان اور ناظمۂ طلسم ہین اور ورنبدون کے لاکھون ساحرون کی مالک ہین اُن سب کو حکم بھیجا کہ جلد تیار ہو جاؤ کہ آج مین باغیون کے نام و نشان کو مٹا دونگی یہ حکم پہونچنا تھا کہ زمین و زمانہ مین تزلزل آشکار ہو گیا ہر لشکر مین طبل و بوق سحر کی بجی کردیون نے آپسمین کہا کہ اب ہمارا رہنا بھی عالم بالا پہ ہی رہی رہ ہزہزہ

اور اصل تو یہ ہے کہ قدم ٹکتے معلوم نہین ہوتا پھر اب اِن آسمانون کے پرانے جھونپڑون کو چھوڑ کر کہان جایئن
سچ تو یہ ہے کہ اپنی کرہ یا چھوڑی نہین جاتی ہے آسمان نے کہا مین خود سر پہ پاؤن رکھے ہون بھاگنے کا ٹھکانا
ڈھونڈھتا ہون اگر دوزخ مین جاؤن تو کفارون سے وہ جگہ بھری ہوئی ہے کہین تل رکھنے کا ٹھکانا نہین
اگر جوار رحمت ایزدی مین جایئن تو وہان اہل اسلام کا جماؤ ہے مگر خدا کی رحمت بہت بڑی ہے پس اُسی پر نظر کر
ٹھہرے ہین فلک پر تو یہ حال تھا زمین پر پیدا بھونچال تھا طبقات ارض ہل رہے تھے تو زمین گھبرا کر
بار گیتی سر سے پھینکا چاہتی تھی بہوت ارض بحر اضطراب مین غوطہ مار کر بھاگا چاہتی تھی وہ ہل چل پڑی تھی
کہ انقلاب دہر کو ہو گیا تھا اُسی دن سے زمانہ نے انقلاب کرنا سیکھا ہے چھبیس لاکھ ساحر اور بیس لاکھ
جادوگرنیان اپنے مقام پر سے سوار ہو کر جب چلین گاؤ زمین پکاری کہ مین چلی الحفیظ و الامان پناہ بایزد
سبحان جھنڈیان اسقدر اُڑتی تھین کہ ایک وردی زمانہ کو بھی شاہ دہر نے عنایت کی تھی زردے ہوا
تک لباس پہنے تھا جو سبز و سرخ و زرد ملون تھا نہین نہین سرخ جھنڈیون سے یہ ثابت تھا کہ دل چرخ
ایسا جلا تھا کہ چنگاریان اُس سے نکلکر اُڑتی تھین ترسول ہنبول اسقدر بلند تھے کہ پشت ساہی دہر مین
کانٹے نکلے تھے نہین نہین خار حسرت سینہ جگر فگاران سے نکل کر روے ہوا پر جمع ہو گئے تھے یا عقرب فلک نے
نیش اپنے نکالے تھے نارنج ترنج ناریل اتنے اُچھلتے تھے کہ چرخ ستمگر نے یہ ثمر زہر آلود حنظل آسیا کنان دنیا کو
دیے تھے جدھر نگاہ جاتی تھی دنیا اُن پھلون سے مملو نظر آتی تھی طائران سحر نے خانہ دنیا کو اپنا گھونسلا
بنا لیا تھا ٹیڑی دَل امڈا تھا کوا گھار آئی تھی سواے اُن جانورون کے اور کسی طائر کو نہاد دنیا مین شجر ا
تھا روے ہوا جانورون سے بھرا تھا روے گیتی ساحرون سے پُر ہوا تھا اژدرون کی پھنکار تھی یا دہر
غدار نے نفس زہر آلود بھرا تھا شور ایسا بلند ہوا تھا کہ صور سرافیل بھی اس لشکر کا ایک نرسنگا تھا شور محشر
ایسا تھا جیسے کوئی تخلیہ مین چپکے چپکے راز کہتا ہے اُس غلغلہ کے سامنے غو غاے فتنہ و فساد تمامی کان
مین بات کہنے کے برابر تھا وہ لشکرون کی روانگی وہ آتش کا باران وہ آندھیون کا طوفان یہ معلوم
ہوتا تھا کہ زمانہ بدل گیا ہے اس دنیا کا اور ہی کچھ نقشہ ہے خاکدان دہر نیرنگ خانہ افسون کا افسانہ کے
صفحہ دہر اور ورق حیات کتاب سحر ہے رسالہ نیرنگ پر قہر ہے کہانتک بیان ہو یہ اُس لشکر کا ہنگامہ تھا کہ ابیات

نہ تھا لشکر وہ تھا وحشت کا سامان
امید زیست اُس سے منزلون دور

جسے دل دیکھکر ہوتا پریشان
پڑھے وہ سحر ہر جادو کمین نے

تھی راحت سے مثل بخت مجبور
طپش دوزخ کی پیدا کی زمین نے

کمر اپنے پہ تھی ہر اک نے باندھی
سپاہ غل ہر طرف کو آئی آندھی
ہر اک ساحر تھا یا اک دیو بد تھا
عجب کین تھا یا خونخواری کا لکھا
قوی مانند کوہ و سخت خونخوار
نہایت تیرہ دل بدخو ستمگار
ہر اک تھی جادوگرنی ماہ پیکر
حسین و شوخ و طرار و ستمگر
بشکل مہر تابندہ پری رو
نہایت عشوہ گر دلخواہ و دلجو
کوئی ان مین تھی انسان سیہ رو
نہایت زشت پیکر اور بدخو
غرض یہ لشکر خونخوار و مکار
چلا مہرخ سے لڑنے کو بتکرار
تمام فوج ناہنجار جب قریب لشکر مہرخ

تنگ کردار پہونچی طائران سحر اور جاسوسان فوج ملکہ مہرخ کو اطلاع کی کہ ملکہ رونا پیٹنا موقوف کرو ہوشیار ہو رہو کہ ملکہ حیرت جادو لکھوکھا ساحرہ اور بڑے بڑے ساحران افسر اور سرداران نامی اور نامور کا لشکر لیے آمادۂ رزم و پیکار آئی ہین مہرخ نے کہا معلوم ہوا کہ ایک مرتبہ حیرت کی فوج نمودار ہوئی اور گرد اس درجہ چھا گئی کہ خاک کسی کو سوجھائی نہین دیتا ہی اور کوس دمامہ اور نوبت آگے آگے گرجتے اور بجتے ٹکریان ساحرون کی اور غول جادوگرنیون کے اور علم اور نشانون کے پھریرے کھلے ہوئے زمین اور آسمان ہر چار طرف سے آتے معلوم ہوئے مہرخ نے بھی نفیر سحر کو دم دیا کہ تمام لشکر صف کھینچ کر اور ساحر زمین و آسمان سے اتر کر ایک طرف کو یکجا ہو کر قائم ہوے مگر ابھی جنگ و جدال مین اور آمد لشکر مین وہ دن تمام ہو چکا تھا اور وہ زمانہ آتا تھا کہ مثل سر برق فرنگی آفتاب آغوش فلک سے نکلکر گورستان مغرب مین گیا اور جسد مہر تابان پاسے فیل ظلمات شب مین بندھکر کشان کشان جانب ملک عدم کھینچا گیا کہ نظم

بڑھا قعر زمین کو مہر انور
بشکل رنگ عاشق زرد ہو کر
کھلا آخر ستم زلف شب کا
اٹھا دھندھلا غبار اک شور غضب کا
بڑھا ایسا کہ آنکھوں سے نظر گم
نہ تھا ثابت کہاں ہم اور کہاں تم
ہوئے تابان جمال شعلہ ہر سو
ملا آرام کا ہر اک کو قابو
سر شام حیرت نے حکم دیا کہ لشکر

ہمارا کثیر ہی اور عیارون کا لشکر مہرخ مین انتظام ہی ایسا نہو کہ ہمارے لشکر مین بدانتظامی پھیلے اور آپسمین لڑائی ہونے لگے پس مناسب ہی کہ آج اس رات کو اسی جگہ اتر کر چار طرف سے اس لشکر مقہور دشمن کو گھیر لو اور طبل جنگ بجوا دو کہ وہ سب بھی آگاہ ہو جائین کہ ہنگام سحر گرم بازاری ملک الموت کی ہی اور خریداری نرخ جان کی ہی وہ سب بھی آراستہ ہو رہین یہ کہنے کو نہو کہ ہمکو غفلت مین مار لیا پس حکم سنتے ہی تمام لشکر میدان رزمی کا فاصلہ چھوڑ کر اتر پڑا ملکہ مہرخ نے بھی اپنے لشکر کو حکم دیا کہ کئی ہزار ساحر آج مسلح و کامل و ہوشیار رہین اور باری باری سے پہرا دین اور اسی مقام پر کمر کھول کر باقی ماندہ آسودہ ہون ہم بھی بغیر جان کے د

اور قصاص خون مہتر مہتران برق عالیشان کا لیے یہان سے ہٹنے کے نہین یا جان دے یا جان لے کل جنگی
تیغ ہی اسی کی دیگ ہی یا تو طلسم خالی کرا لیا تمام مفسدون کو مار لیا یا اپنی جان دی بلکہ تمام لشکر مین نقیبونکو پکار
حکم دیا کہ تسکین و دلاسا دہی کرو اسلیے کہ جمعیت دشمن زیادہ ہی ایسا نہو کہ لشکر ہمارا بیدل ہو جائے اس حکم محکم قضا
شیم کو سرداران فوج نے سنکر اسی وقت اسی جگہ بستر لگا دیے ہزارون کیا لاکھون ساحر مسلح و مکمل رہے اور
باہم مشورہ کیا کہ دو پہر رات تک ہم پہرے پر ہین بعد دوپہر کے ہم آسودہ ہونگے تم پہرا دینا اور ای برادران ابھی
آرام و آسودگی دل کو کہان ہی جبتک کار حریف ناکام تمام نہ کر لین اگر ایک رات کو راحت گزین ہوئے نہ سہی
انشاء اللہ کل یا تو خوابگاہ عدم مین پانون پھیلا کر چین سے سوئینگے یا بآرام اپنی خوابگاہ مین آکر آرام کرینگے
یا دشمنون کو خاک گور مین غلطان فرمائینگے بس یہی مشورہ کرکے سب مسکن گزین ہوے طلایہ پھرنے لگا صدائے
حاضر باش و ناظر باش بلند ہوئی اسطرف حیرت جو قیام پذیر ہوئی اسنے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے فوراً ہزارہا نفیر سحر
کو دم ملا اور صدہا بوق و طبل بج گئے شور محشر آشکار تھا مہرخ نے جب صدائے طبل و بوق سنی اپنے لشکر مین بھی
حکم نواخت طبل رزم دیا ادھر بھی شور قیامت زا کیا بلکہ غلغلہ محشر کو گرد کر دیا ہزارون نائے سحر گلوگیر حریفان ہوگئین
دم سینون مین کینہ جوؤن کے گھبرا گئے یہان دلاور عرصہ شب کے حائل ہوتے سے اکتا گئے تھے دعا سحر ہونیکی
مانگتے تھے مگر آج شب کو جو لوگ کہ خواب مین مصروف ہوے تھے وہ بھی خوف سے اچھل اچھل پڑتے تھے کہ دیکھیے
کل جان بچتی ہی یا نہین خواب مین بھی سر تن سے اترتے دیکھتے تھے بے سر و پا ہوتے لشکر دیکھتے تھے قرنا شرنا بج رہے تھے
صدائے طبل نہ تھی کوس اجل کی آواز تھی روح روان روانگی ملک عدم کی طرف دمساز تھی طائر روح آشیانہ سینہ سے
نکل کر مائل پرواز تھی ادھر تو فوج مین یہ حال تھا مگر لشکر حیرت کے جب ناظم وغیرہ لڑنے آگئے اسوقت طائران سحر نے
جا کر خبر ناظمان طلسم نور افشان کو بھی پہونچائی کہ آج غضب کا مقابلہ ہی آفت کی لڑائی ہی یہ تم سب خوب جانتے ہو کہ
ملکہ بہاران ہمہ تن شریک عیاران و مہرخ وغیرہ کا لشکر اور افسر وغیرہ سب کام آگئے تو پھر ملکہ پر آن تم سب مین
کیا کہینگے اور کسکے طرفدار بنکر تمکو لڑوائینگے یقین ہی کہ ملک و مال تمھارا ضبط ہو جائے اور بہت بڑا الزام تمپر آئے لازم ہی
کہ جاکر شریک حال مہرخ خوشحال ہو اور مقابلہ فوج دشمن سے کرو تاکہ مالکہ تمھاری تمسے خوشنود ہو یہ کلمات
انھون نے جب سنے مشورہ کیا کہ یہ کہنا انکا واقع مین بہت درست اور صحیح ہی ہمکو بھی چل کر ضرور شریک ہونا لازم ہی
پس اسی وقت تمام لشکر ناظمان مین طبل و بوق بجنے لگے انجمن دغا ہراک تیغ و سنان نے گرم کی رن چڑھنے کی
گرمجوشیان تھین تیغین جوہر سے اسلحہ ہنستی تھین کہ میان سے زبانین باہر نکل آئی تھین جوش پر طبع مرگ آگئی تھی

ظفر و نصرت پکارتی تھی کہ ہان ای شکست نصیب عدو سنبھل جا ورنہ اژدر تیز سب کو نگل جائیگا ماہی شمشیر دریائے شجاعت مین اُچھلنے لگی فتنہ و آشوب جو عدل شاہان عادل سے نکل گیا تھا وہ پھر ایکجا ہو کر اسی جگہ آگیا تمام ناظمان در بند اپنے اپنے سواریون پر سحر کے سوار ہوے اور جب یہ فوج نعرہ المدد یا خدائے عمر کہکر بڑھے طبل بوق کو بھی ڈر سے سکتا ہو گیا شاہان روے زمین کے سر سے تاج مثل ہما اڑ گیا خنجرون نے حلقہ تمام دہر کا کر لیا ہر چیز کو کٹجانے کا اندیشہ پیدا ہوا مریخ و زحل فلک پر فتنہ و شر سے باز آئے کہ ایسا نہو ہمین باغی مشہور ہین یہ لشکر ہمین پر چڑھائی کرے خورشید و مہ نے تیغ و سپر اپنے ہاتھ سے رکھدی ہیبت سے زال دنیا ایسی لاغر ہوئی کہ غنچون مین کلیان چھپنے لگین ذرے مین صحرا چھپنے لگا فلک پر بھی یہ بیم و ہراس طاری ہوا کہ ستارے مین چاہتا تھا پوشیدہ ہو جاؤن دریا چاہتا تھا کہ قطرے مین سماؤن یہ سب اسطرح خوف زدہ ہو کر سوراخ موش ڈھونڈھتے تھے کہ جیسے ایک دل مین لاکھون آرزوئین ہوتی ہین منزلہا منزل تک فوج ہی فوج نظر آتی تھی دنیا گھبراتی تھی وہ اژدرون پر کاٹھی کھچی ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ بلائین کمر باندھ کر لڑنے چلی ہین پشت فیلان پر بنگلے رکھے ہوے گویا فلک ستمگر نے مثل طائر بیضہ دئے تھے جنسے بچے فتنہ و فساد قاتل خلق پیدا ہوتے تھے جادوگرنیان ایک ایک مہ پارہ کم سن بصد ناز و ادا اُنمین سوار تھین جلو مین بلیات اور ارواح خبیثات بیشمار تھین آگے آگے دریا آگ کے بہتے جاتے تھے ہر غل مچاتے تھے تھالیان بر نجی ہاتھون پہ ساحرون کے بلند تھین سورج کی طرح جگمگاتی تھین جھیٹین بیرون کو ملتی جاتی تھین ناریل نارنج ترنج سے دنیا مملو تھی یہ دہر سحر کا کارخانہ تھا نیرنگی سحر کا زمانہ تھا جب وہ سب کافر کیش ادا مست نیرنگ و ساحری کی پتلیان افسون تازہ پڑھکر پھونکتین جنگل مین عجائبات پیدا کرتین یہ عالم ہوتا کہ نظم

پڑھے افسون جو پھونکے سوے اشجار
حلے کرتے ہوے آپسمین سب جنگ
پھر آیا ایک ابر سرخ ناگاہ
ہوئے پھر اژدھے ہر سو نمایان
ذرا آگ کر بہار اپنی دکھاؤ
عجب اک باغ ہو جاتا تھا طیار

صدا آئی کہ ہم سب یان ہین طیار
اگر پڑھے آنپر بھی کچھ الفاظ اُسدم
وہ معشوقین ہنسین بولین کہ ای واہ
بڑھے لہرا کے جب وہ اک طرف کو
تو سب نخل اور پھل پھول لاؤ

ہوے پیدا وہان مرغان خوشرنگ
تو وہ طائر اڑے اشجار سے باہم
یہ سنتے ہی ہوا وہ ابر پنہان
صدا آئی کہ اب جاتا کہان ہو
یہ سنتے ہی صدا آگتے تھے اشجار

غرض اسی طرح ملکہ شہزور آسمان شگاف و ملکہ ہزار چشم جہیل دست جادو و ملکہ ناوک پران رخنہ پرداز و ملکہ قمر سپہر انجم سپاہ اور ملک بہرام مریخ صولت و ملک قلاب دربار بہشتہ

وملک سہراب تاجدار جادو وملک ببر سوار تاجدار وملک مجز شاہ وملک مجز شاہ وفیروز رخ جادو وغیرہ جو نام کہ اوپر بیان ہو چکے وہ سب ناظم اور ناظمہ بڑے احتشام و مکنت سے جانب لشکر مہرخ روانہ ہوے اور از بسکہ اول بیان ہوا کہ یہ سب لشکر مہرخ مین گئی کوس پر الگ دامن کوہ سیاہ وغیرہ مین اُترے تھے اسوجہ سے انکے پہونچنے مین وہان عرصہ ہے کیونکہ یہ لشکر بہت بیکران ہے آہستہ رواں ہے یہ لشکر تو اُدھر سے روانہ ہوا وہان طبل جنگ بج چکا تھا ہر ساحر و سردار آمادہ مرگ تھا ادات کو تیاری الآت حرب ضرب دونون جانب آغاز ہوئی کڑاہیان دونون جانب چڑھ گئین کلچیان بھنگے بھینٹ مین دیے گئے منترون کی جاپ شروع ہوئی کلوا بھیرون نارسنگھ کی بھینٹ دے کر ڈھولا جھا یا دیے جوت کے جلائے ہوم خانے روشن ہوئے گوگل چرچین جلنے لگین بجبہا سے خوک جھنگا ہونے لگے آواز قین مین کی بلند ہوئی زحل چرخ بھی ایک پیر اُن ساحرون کا بنا تھا سنیچر بنکر سب پہ آتا تھا ساڑھ ستی پن کی نحوست دکھاتا تھا بدھ وانی کو منگل کرتا تھا دلون کی گردش آگے لاتا تھا سورج خانہ مریخ مین آگیا تھا جلال اسکا بھی بڑھا ہوا تھا زہرہ نے تاثیر اپنی اُلٹی ظاہر کی تھی کہ ہر ایک زہرہ تمثال آزروے جنگ وجدال رکھتی تھی راس سے وہ ذنب صادر ہوا کہ اپنے سر کے بچانے کی فکر مین تھا ساحرون کی تو یہ کیفیت تھی بہادرون نے تیغ تیز کی آبداری کی تھی دشمن کی صفائی مد نظر تھی اسلیے غضب کی صفائی تھی ضرب تیغ نے ضراب بنکر سکہ فتح بنام مہرخ عالیشان ڈالا تھا اللہ بقاے دشمنان کو ٹکسال مین ضرب کرنا چاہا تھا جان حریفان کو زر قلب مقرر کر کے حسد کے چلن سے ٹکسال باہر کیا تھا دیدۂ جوہر سے جوہری بن آشکار فرمایا تھا نامرد و مرد کی پرکھ جانچ تھی ہر اک کو ٹٹولتے تھے کہ تیری کمر مین کیا ہے کھوٹا ہے یا کھرا ہے تلوار جب نیام سے نکلتی تھی روشنی اسکی چمک کی تیرہ باطنون کو روشن دل بناتی تھی لڑنے مرنے کی لو لگائی تھی گزر خانہ بدوش اسی عشق مین تھے کہ ہر اک کے سر چڑھین بلکہ اسی ہوس مین کلہ کی صورت خود نکلے خود بینی کا دعوے کمانون کا جھکنا عین دلیل سرکشی تھا لب سوفار پر دعوی انا قاتل تیر جگر فگاری پر مائل خدا کی پناہ اس رات کا غلغلہ وہ ہر سمت نقیبون کا کڑکا کہتے پھرنا دلاورون دل بڑھانا یہ زبان پر لانا کہ

نہیں خوف کی جا یہ ڈرتے دلیر	لیا کافرون کو نہیں اب ہے دیر	نہیں قتل سے انکے اب بند تم
خدا کو کرو گے رضا مند تم	جو موقع ملا اس سے بہتر ہے کیا	کرو جو ہو ممکن تمہیں ڈر ہے کیا
تمہارے جو ہمراہ ہین سب دلیر	تم افسردہ ہو ترد کرو اب نہ دیر	بڑھو حق کریگا تمہین کامیاب
پہونچ جاؤ گے سوے دشمن شتاب	نہ تاخیر ہو اب یہ ساعت ہے نیک	لڑو صبح کو ایک کے بعد ایک

ابھی کھینچ لو تیغ کو میان سے
چلو مار ڈالو انھین جان سے
جو امرد سنکر ہوئے باغ باغ
شجاعت کے یکسر بڑھے دل دماغ

ایک طرف تو نقیب اسطرح دل بڑھاتے تھے ایک سمت ساحرون کے بیر غل مچاتے تھے بہادر تیغ و سپر کھڑکھڑاتے تھے شور و غوغا سے کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی رات بھر اسی ہنگامہ مین بسر ہوئی جب وہ وقت آیا کہ فرط خوف مبارزان سے ساحرہ شب روبگریز لائی اور سحر خوشل دلاوران بہر دید جنگ و جدال بیتاب تھی تیغہ مہر حمائل کرکے سپر زرین آفتاب لگاکر عرصہ عالم مین آئی کہ نظم

نقاب مہر اٹھائی آسمان نے
سجے شاہون نے جنگی داستانے
اڑا پھر رنگ شمع آسمانی
ہوا رخ فوق سحر کی تھی نشانی

ہنگام سحر مہرخ نامور تخت حشمت پر بصد عظمت سوار ہوکر برآمد ہوئی فوجین ہنس و طاؤس پر سوار ہوکر میدان رزمگاہ پر سویرے سے جا چکی تھین مہرخ کے نکلتے ہی ایک طرف سے ملکہ بہار اپنے خیمے سے نکلی عجب شوکت و شان اُس معشوقہ عاشق پرور کی تھی پیچ جوٹی کے فتح پیچ تھے آنکھین تھین کہ ترکان چشم دوہری سروہیان باندھے بہر قتل نکلے تھے نہین نہین نیرنگ و فسونسازی کا وہ گھر تھین استاد افسونگر تھین پلکین تھین کہ پلٹنین ترکون کی پرا جمائے تھین رخسار پر لوز پر خر چڑھا آئی تھین ملک حلب مین ترکون کا راج ہی لب لعلین تھا یا ملک بدخشان حلب مین برابر ملا تھا دانتون کی برابر سلک گوہر کی طرح ہونے سے بدخشان مین گورون کی پلٹن کا پہرا تھا ناز و اندازی مین و بیسار غمزہ و ادا جان دینے پہ طیار وامن نزدہ کو فتح و ظفر سنبھالے اقبال طرقوا گویان لباس ارغوانی اُس قتالہ کے زیب تن ہزار طرح کا جوبن تخت پر سوار ہوکر گلدستہ ہاے سحر گرد تخت کے چنگر تاج دلیری سر پر رکھکر کئی ہزار کنیزان حور پیکر کے حلقہ مین بسان نسیم گلشن جانب گلستان رن روانہ ہوئی کہ مسدس

تھی وہ غارتگر ہوش و خرد و عزت و جاہ
سیکڑون کشور دل جسنے کیے دم مین تباہ
ہو مقابل کوئی معشوق عیاذاً باللہ
حملہ آور ہو جو وہ کھینچکے شمشیر نگاہ
سامنا کر نہ سکے مثل کمان رخ پھر جائے
لشکر عشوہ و انداز و ادا مین گھر جائے
دیکھ لے آنکھ سے آکر جو نہو دلکو یقین
پر بشیر طیکہ رہے تاب غش آئے نہ کہین
معرکہ گرم ہے آتا ہے تو آ دیر نہین
ترک غمزہ ہے میان کھینچے ہوئے خنجر کین
امتحان کا ہے یہی وقت نیا سامان ہے
یہی میدان ہے یہی گوئی ہے یہی چوگان ہے

اسی طرح ایک جانب سے مخمور سحر چشم بانکی ادا بناے ناز و انداز کا لشکر ساتھ لیے شمخانہ جنگاہ مین سیاہ ذدن کا نشہ شجاعت بڑھاتی اپنی آن و ادا دکھاتی لباس دھانی تن پر آراستہ کیے میخوارون کو سبزہ گلستان کی بہار یاد دلاتی جوش طبع زیادہ ہوتا جنون خیز کیفیت سودا زدگان صحراے رزم کی ترقی پذیر ہوتی کشتی حسن

کی ہری بھری برسات کی کیفیت شاہد گلفام کے مکھڑے کی بہار آنکھین زبان و دنبالہ سرمہ سے کہتین کہ یہ سبزہ زار
بھی دیکھ رکھ پھر کاہیکو دیکھنا نصیب ہوگا بموجب مثل ساون کے اندھے کو ہمیشہ ہرا ہرا سوجھائی دیگا چشم
نرگس کے اشارے یہی تھے کہ دیکھ ایسے بھی ای لالۂ باغ جام و پیالے ہوتے ہین مخموران نشۂ حسن کا نشہ اُن
رخسارون کے سامنے کرکرا جام آفتاب غیرت سے مثل چراغ جلتا دہان تنگ بہار حسن کا ایک چھوٹا سا غنچہ
یا بالشکل دہان مروارید دندان کی اللہ اللہ کیا صفائی کہ سلک گوہر کی آبرو خاک مین جنھون نے ملائی سینہ یہ
چھاتیان دو قمقمے بادۂ نشاط و خرمی سے بھرے ہوئے یہ از سرتا پا اُسکے حسن کی بہار محبوبی و خوبی سے سرشار کہ مسدس

سامنا حسن میں اُس سے ہی بڑی نادانی
شمع سوزان کی طرح دل ہو پگھل کر پانی
تیر پہ تیر جو پلکون کے لگائے وہ ماہ
سرنگون پائون پہ ہو کچھ نہ بن آوے اللہ

سارے آفاق مین ہو کوئی نہ جسکا ثانی
زیست مشکل ہو تلاطم مین سفینہ آئے
سینہ زخمون سے چھنے تو وہ بنائے وہ ماہ
وار پہ وار دو دستی وہ دم جنگ کرے

عرق آلودہ دکھائے وہ اگر پیشانی
غرق ہون ڈوب مرین سب یہ پسینا آئے
تیغ ابرو کے بھی جوہر جو دکھائے وہ ماہ
اک کسی کی نہ چلے وہ ہے تو جو رنگ کرے

اِسی طرح ہر اک ساحرہ ذیشان طاؤس ولرزان و سرخ مو و مشکمین کاکل کشا وغیرہ تخت و طاؤس ہائے
سحر پہ سوار ہوکر جانب جنگاہ چلین وہ لشکر کے چلنے کی شان وہ ہر ایک مبارز کی آن بان وہ نقیبون کا خوش
الحانی کی ساتھ نقابت کرنا گھوڑون کی چھل بل ہاتھیون کے فور کا چلنا شمع و چراغ کا جھلملانا صحرا مین
گلون کی خندہ زنی طائرون کا چہچہانا گھوڑون کی شہہ بھرنا اسلحے کی چقا چاق ساحرون کے تختون پر ابر سحر
چھایا ہوا مور اُسمین جھنکارتے بڑی عظمت سے یہ سب روانہ تھے کہ نظم

تہور سے تنتے تھے سب رزم ساز
کہ خود مرگ تھی طرفہ حیرت طراز
ذرا گرم ہان گرمی طعن و ضرب
ہرے رن دلیرون کے دل کچھ کھلین
ظفر دیکھیے لین کسکا دیتی ہے ساتھ
نہین کسکو ہے دین سے جان دریغ
کہ پھر دولون لشکر ہین اور دشت جنگ

فتح یاب ہونے کے تھے سب مجاز
ملک جیسے جنت کے گلگشت مین
کہ پھر سامنے اب ہے میدان حرب
شجاعون کے ہے امتحان کا یہ دم
یہ میدان رہتا ہے اب کسکے ہاتھ
ہزارون مین یان کون کرتا ہے نام
پھرتے ہین دیکھو طلسمی نہنگ

کیا قصۂ مرگ کو وہ دراز
چلے پھر مبارز اسی دشت مین
سنان ناچخ و تیغ و ترور مین تلین
علی الرغم ہے کون ثابت قدم
لگاتا ہے اب کون بڑھ بڑھ کے تیغ
پڑے کارگر کسکی خونی حسام

حاصل مرام وہ فوج لبعد عزت و
جاہ میدان رزمگاہ مین پہونچی اُسطرف سے حیرت بصد نکبت ٹیڑی دل اپنے ہمراہ لیے وارد دشت

قتال

قتال ہوئی ہوا زمانے کی بدل گئی سحر کی ایسی ہوا چلی کہ خس و خاشاک میدان کا اڑا لے گئی ہوا کے جھونکا جھونک عنایت و کرم کے ساتھ جھونکے تھے گھٹائیں آگئیں رحمت اپنی دکھا گئیں ہلکی ہلکی بوندیان اور پھوہار سی پڑ کے رنگی غبار صحرا بیٹھا غبار دلو نکا نکلنے لگا جب میدان پاک و صاف ہوچکا صف آرا دن نے نکل کر صف آرائی کی برابر برابر پلٹنین رسالے جم گئے ساحر ایک سمت پرا باندھ کر تھم گئے شور و غوغاے لشکر تمام عالم مین بھر اتھا اس زمانے مین جو مولود کہ بطن مادر مین تھا جب پیدا ہوا تو بہرا ہوا ہمیشہ چیخ کر بات سنتا تھا اسی شور کا عادی مان کے پیٹ سے ہو رہا تھا غرض بعد صفوف آرائی جانبین نقیب اور کڑکیت اور چاؤش ساحر جو تھے میدان مین نکلے اور پکارے کہ کہان ہین ساحران کاشغر و کاشمیر اور کدھر گئے بنگالے اور کالورو دیس کے بڑے بڑے جادوگر اور کون تھین ملکہ دمامہ اور شمامہ اور کہان ہین فرعون و نمرود شاد اور ساحر شمشش اور ہزار شکل ایسے بادشاہان ساحران جو دعوی خدائی کا کرتے تھے بس آج کے روز کون ایسا بڑا بہادر جادوگر ہے کہ سامری جمشید کا نام لے کر اس جنگاہ مین آئے اور معرکہ جدال و قتال مین قدم اپنے جمائے اور کچھ کرتب اپنے سحر و ساحری کے دکھلائے اور نام اپنے باپ دادے کا روشن کرے اور اگلے جادوگرون کا نام صفحہ ہستی پر سے اپنے نام کے آگے مٹا دے وہ وہا لوہا لوہا سب کہین اور لوہا بری بلاے + بگ آگو بت رہے اور بگ یا چھے بت جاے + غرض جب نقیب کنارے ہوے دونون لشکرون مین گھنٹ گھڑیال ناقوس جھانجھ دف نقارے قرنا شرنا کا شور و غل ہوا اور ہزارون ڈھول اور نقارے بجنے لگے اور ملکہ حیرت کی طرف سے ایک بادشاہزادی قلعۂ طلسم کی ملکہ خرچنگ افعی سوار اپنے افعی کو اڑا کر سامنے حیرت کے آکر اجازت خواہ میدان حرب مین جانے کی ہوئی حیرت نے فرمایا کہ جاؤ تمھین سپرد خداوند سامری و جمشید کیا ملکہ خرچنگ اجازت پا کر ہزاران ناز و انداز جانب جنگاہ چلی سن و سال مین بیس اکیس کی سبزہ رنگ جٹی بھوین رخسار کا رنگ سانولا سالونا حسن ملیح کی کیفیت دکھائی زخم دل پر عشاق کے نمک چھڑکتی بال سر کے کھولے بلائین اپنے جلو مین لیے ہنستی ہوئی دھانی جوڑا گلے مین پہنے کشت زار حسن کو سرسبز کیے یہ اسکے حسن جان فزا و دلربا کا نقشہ تھا کہ نظم

نظم

بدر رخسار تو وہ ابروے خمدار ہلال
کہکشان کہیے اگر مانگ کو ہر ٹھیک مثال

چمک انجم کی دکھاتا تھا رخ صاف یہ خال
ایسی جب بدر فلک حسن کی زیبائی ہو

مہر سے بڑھ کے درخشندہ وہ خورشید جمال
چمکے تقدیر منجم جو تماشائی ہو

شراب زمرد رنگ ایک گلابی مین بھرے دہنے ہاتھ مین وہ گلبدن لیے بائین ہاتھ مین ایک ترنج سبز تھامے لہنے
افعی بہلہراتی سراپا دکھاتی بیچ میدان مین آئی اور خوب نیرنگیان سحر کی دکھا کر للکاری کہ اے مہرخ تو شہنشاہ
ساحران کی کنیز کی برابری بھی نہین کرسکتی نہ کہ تونے ملکہ حیرت ملکہ طلسم اور شاہ جادوان افراسیاب
سے مقابلہ کرنا چاہا ہے ارے اس بادشاہ کے سامنے اور نام سحر و ساحری یہ فقط خداوندی اور کنیز پروری
شہنشاہ کی ہے جو آجتک اُسنے تجھکو لائق مقابلہ نہ سمجھکر چھوڑدیا اور مقہور و مغضوب نہ کیا تجھسے بدلا سرکشی کا
نہ لیا ابتو اپنی فوج سے کسی ساحر کو بھیجکر امتحان کر دیکھ کہ مین ادنی لونڈی اسی شہنشاہ کی ہون کس عذاب
الیم سے اُسکو مارتی ہون کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اُسکے حال زار پر روئین اور مجھکو رحم نہ آئے ابھی
یہ کلمہ خرچنگ کی زبان سے پورا نہوا تھا کہ ملکہ مہرخ کے دست چپ کی طرف سے ملکہ نافرمان حاکم
قلعہ نافرمانیہ طلسم ہوش ربا نے اپنے ہنس کو اُڑایا اور سامنے تخت ملکہ مہرخ کے آکر اجازت یاب ہوئی کہ
اب مجھکو ان باتون کے سننے کی تاب نہین ہے اس بیہودہ رنڈی نے کیا کیا کلمے شان مین جناب قدر
قدرت حضرت جہان پناہی ملکہ معظمہ کے کہے مین اور کنیز سے بدتر خطاب کیا ہے بس مجھکو اجازت حرب
عنایت ہو کہ جاکر سزا اسکی یاوہ گوئی کی اسکی کنار مین رکھون ملکہ مہرخ نے ایک خلعت گرانمایہ منگاکر
ملکہ نافرمان کو عطا کیا اور اپنے ہاتھ کی انگوٹھی اُتار کر عطا فرمائی جسکی یہ عظمت تھی کہ **نظم**

مانند سہیل ہے وہ خاتم
خوشبو ہو نہ کیون ادیم عالم
ہر قلزم فیض حسن جاری
اعمدری نگین کی آبداری

یہ انگشتری قبر جمشید پہ کسی بادشاہ نے ملکہ کے بزرگون مین چڑھائی تھی
چنانچہ ملکہ موصوف کی مان کو ملی اُسنے بہر حفاظت مہرخ کو دی غرض ملکہ نافرمان نے انگھوٹھی پاکر بسبان
حلقۂ انگشتری سر تسلیم خم کیا مہرخ نے فرمایا کہ جاؤ تمھین سپرد خدا ہے پاک کیا یہ پہلا مقابلہ ہے ذرا سمجھ بوجھکر
لڑنا ملکہ نافرمان فرمان اجازت حاصل کرکے اپنے ہنس پر سوار ہوئی اور اسطرح غضبناک ہوکر چلی کہ
جیسے بیوفا یار جاتا ہے تیوری چڑھائے تلوار ابرو کی بل کھائے ترچھی نظر تیر نگاہ دو سر رنگ رخسار بھبھوکا
سینہ ابھرا ہوا جوڑا سرخ پہنے سراپا زیور جواہر کار سے آراستہ حسن کا جوبن بہار پر تل بنا ہوا رخسار پر کسی
سیہ قسمت کا دل جلکر رہگیا تھا یا بقول مولف

میری سیاہ بختی جو آئی بہار پر
خال سیاہ جاکے بنی روے یار پر

لپٹتو از سنبھالتی ہنس پر آن و ادا دکھاتی یہ کیفیت بہار جوانی کی نظر آئی کہ بموجب **مسدس**

اُسکی پوچھے نہ کوئی شرم وحیا کا احوال	نیچی نظرون مین کرے سارا زمانہ پامال	آنکھ بھر دیکھے اُسے کوئی کسکی ہی مجال
سرد مہری پہ جو آجائے کبھی اُسکا خیال	جسکو دیکھے نگہ گرم سے آفت ہووے	آنکھ مین ایسی بھری اُسکی شرارت ہووے

غرض یہ مہ پارہ و دلربا ہنس کو اُڑا کر سامنے خرچنگ افعی سوار کے پہونچی اُسنے بعد گفتگوے لاطائل وہی نارنج سبز جو اُسکے ہاتھ مین تھا کھینچکر اُس گل اندام پہ مارا اُسنے انگلی کلمہ کی اُس ترنج کی طرف کرکے کہا کہ حیف است پڑ نشت قدہ زمین بر سر زمین تو جہان سے آیا ہی وہین جاکر تماشا دکھا اور بھوکا پیاسا مُنہ مجھے دکھا کر ناشاد و نامراد پھرا مین تیری دعوت دے چکی ہون اب تو جاکر اپنا پیٹ بھر جا ہے مارا مارا پھر یہ کلمات ایسے پُر اثر سحر کے تھے کہ وہ نارنج پلٹ کر خرچنگ افعی سوار کی طرف جا پڑا خرچنگ مع اپنے افعی کے دو تیر کے پرتاب پر جا گرا گری سحر ایسا زبردست تھا کہ روکنا اُسکا مشکل ہوا جب یہ ہٹ گئی نارنج دو ٹکڑے ہوگیا اور از بسکہ اُسنے بھینٹ نہ پائی تھی اسوجہ سے ایک ٹکڑا اُسکا لگا وہ تلوار سحر کی کھینچکر یہ کہتا ہوا کہ بھوکا ہون گوشت کھاؤنگا یہی کہتا ہوا تلوارین مارنے لگا اور ساحرون کے دو دو ٹکڑے کرکے گرانے لگا اور ایک ایک بوٹی ہر ایک کے جسم کی کھانے لگا اور چلو چلو بھر خون ہر ایک کا پیتا تھا اور ہزارون ساحر اُسپر نارنج ترنج ناریل مارتے تھے کسی کا حربہ اسپر اثر نہ کرتا اور ملکہ نافرمان کھڑی ہوئی الگ ہنس رہی تھی عجب طرح کی فتنہ الگنی کہ بیرون سے دشمن کے چلو چلو خون پلواتی تھی معرکہ کارزار مین اپنی ہنروری جتاتی تھی اسی طرح چالیس ساحر حیرت جادو کی فوج کے اپنے ساتھ والون کو مارتے بوٹیان کھاتے اور خون پیتے پھرتے تھے اور ابریق کوہ شگاف وزیر بھی اِس جنگ مین شریک تھا وہ اُسکے ہاتھی کے برابر آکر پہونچے اور تلوارین ہاتھی پر مارنے لگے اور ہزارون ساحرون کو انھون نے مار کر بھگا دیا تھا ابریق غصہ مین آکر للکارا کہ ای خرچنگ جلد اپنے سحر کو روک ورنہ اگر ہم مین سے کوئی اُسکا رد کریگا تو تیری جان رہنا مشکل ہی جب تو مار جائیگی تب یہ سحر اُتریگا اِس سے مناسب ہی کہ تو ہی رد کر اس سحر کو ورنہ دشمن کو اور زیادہ ہنسنے کا موقع ملیگا کہ اِدھر کا سردار اُدھر والون کے ہاتھ سے مارا گیا خرچنگ نے کہا ان چالیس ساحرون مین میرا نوکر کوئی نہین ملکہ حیرت کے سب ملازم ہین اور بغیر ان چالیس کے قتل ہوئے یہ سحر نہ اُتریگا جو اُتاریگا وہ آدھا ٹکڑا جو نارنج کا باقی ہی اُسکے جسم پر لگیگا اور اسکا بھی یہی حال ہوگا مجھکو معلوم نہ تھا کہ اِن نمکحرامون مین بھی ایسے ایسے زبردست ساحر ہین اسوجہ سے بے سمجھے ایسا زبردست سحر کر بیٹھی اِن باتون مین ہاتھی ابریق کا وہ ساحر مسحور شدہ زخمی کر چکے فیل چرخ مار کر گرا ابریق کود اوہ چالیسون

ساحر ابریق پہ دوڑے ابریق نے ایک گچھا سوئیون کا مارا کہ جسم ساحر کے سوئی لگی برچھی کی طرح پار نکلگئی سینہ توڑکر گذرگئی چالیسون جادو حیرت کے داخل جہنم ہوئے اسوقت حیرت نے پکارکر کہا ای خرخنگ افعی سوار بڑے بول کا سر نیچا ہوا اگر ایسی ہی لڑائی تم لڑوگی تو میری فوج سب مفت مین ہلاک ہوجائیگی اب سمجھکر جاؤ اور کام نافرمان کا تمام کرو اور خوب سمجھ لو کہ دشمن اگرچہ چیونٹی کے برابر ہو تو وہ مثل اژدر دمان ذیل ثریان کے ہی کبھی اسکو حقیر نہ جانتا خرخنگ افعی سوار نہایت ذلیل ہوکر آگے بڑھی ادھر سے مہرخ نے اور جلعت نافرمان کو فتح کا بھیجا اور تعریف پکارکر کی کہ ای ملکہ واہ واہ واکیا کہنا نافرمان تسلیم کرکے پھر بہر مقابلہ چلی اب دونون چاند کے ٹکڑون کا جھوم کر چلنا اور غصہ مین بیتر ا بدلنا عجب لطف دکھاتا تھا ملکہ خرخنگ افعی سوار الغضب تمام مثل شعلہ جوالہ چمک کر اپنے افعی پر سے نیچے اتر پڑی نافرمان نے جوڑے سے اپنے ناریل نکالکر اسپر مارے اسنے کہا ای نافرمان جڑی بوٹی خزان رسیدہ کے کام لینے سے کیا کام نکلے گا وہ ناریل سوکھ کر ان کلمون سے خزان رسیدہ ہوکر ایک جانب گر پڑا اور خرخنگ خنجر سحر کھینچکر نافرمان پر جا پڑی پھر تو یہ عالم ہوا کہ دونون کے پاچون مین گرہ لگی ہوئی تھی ودو پٹونکی کاتیان بندھی آسمان رزم مین دو آفتاب چمکتے تھے اور ساتھ ساتھ انکے طرفہ تماشا تھا کہ برق خنجر لیے لپکتی تھی یہ عالم تھا کہ نظم

یہ کہکر ہوئین دونون محو ستیز	غضب کی تھی آویزش مرگ خیز	یہ آئی وہ پہونچی یہ چمکی اڑی
وہ سمٹی وہ لپکی یہ ٹھٹکی ٹری	جو خو تھی وہ تھی دلربا دلفریب	بناوٹ دم رزم قاتل فریب
روش آرزوے دل کامیاب	تصور ہوا اور بر آئی شتاب	ہوئی گرد اک دوسرے کے جری
دکھانے لگی لطف چالاک گری	کھلے رن مین نیزہ وری کے ہنر	جو دل اپنے تاکا تو اسنے جگر
عجب گھات مین تھی ہم زد وگشت	یہ سینہ پر آئی تو وہ سوے پشت	سنان اپنے جوڑی تو اسنے نظر
شکم اپنے باندھا تو اسنے کمر	ہنر سے نہ خالی تھے دونون کے وار	سہادر تو ہو ہو گئے بیقرار

غرض جب خوب شمشیرزنی اور نیزہ وری ہوئی وہ چھوٹے چھوٹے نیزے وہ کلائیان گوری گوری وہ وارے نیارے کے وار خوب چلے اسوقت دونون پسینے پسینے ہوگئین گلاب پر اوس پڑگئی گویا آفتاب کے چشمہ مین آج پانی آگیا چہرہ ایسا عرق آلودہ ہوا گیسو بھی پسینے مین تر ہوے تو یہ عالم تھا موکف

	عرق آلودہ نہین ہین تیرے دلبر گیسو		روتے ہین میری پریشانی پر اکثر گیسو	

ایک جگہ ٹھہر کر دونون نے دم لیا اسوقت نافرمان کو تو یہ خیال تھا کہ اب پھر یہ شمشیر سحر کی بجلی گرائیگی

اسی طرح ہتھیارون سے لڑیگی اور خر جنگ نے جلد زمین پر دو ہتھڑ مارکر کہا کہ اے زمین طلسم ہوش رباب تو بھی افراسیاب سے منحرف ہے کہ یہ باغی کیا کیا زبردستی دکھاتے ہین مگر تو بھی نہین خبر ہوتی ہے لوگ ملازم شہنشاہ کے ذلیل ہوتے ہین جلد وہ سحر جو عالم مین انتخاب ہے اے زمین سحر ظاہر کر یہ کہنا تھا کہ دو سیاہ گوش زمین شق ہوکر نکلے اور سامنے خر جنگ کے آئے اُسنے چھنگلیا کاٹ کر خون ٹپکا دیا کہ اُنھون نے چاٹ لیا اُسنے کہا جاؤ اور اُس حریفہ کا کام تمام کرو یا پکڑ لاؤ اے میرے عمدہ ساحر کے سحر دونون سیاہ گوش فوراً جھپٹے اور آتے ہی نافرمان کے گرد ہوکر حملہ آور ہوے نافرمان نے ہرچند رد سحر پڑھا مگر ملک افراسیاب کا اُسی کے مدد مانگکر اُسی کی نامۂ طلسم نے سحر بلایا تھا یہ سحر کب پلٹنے والا تھا بس وہ سیاہ گوش نافرمان کے لپٹ گئے اور ایک نے پنجہ منھ پر نافرمان کے رکھ دیا کہ منھ پر قفل لگ گیا اور دوسرے نے حلق نافرمان کا پکڑ لیا اور کہہ دیا کہ یہ پشت پر آ گئی بس وہ لادکر اُسکو سامنے خر جنگ کے لے آئے اور کہا یہ مجرمہ حاضر ہے اسنے پھر سحر پڑھا کہ دو پنجے طوق و زنجیر لیے پیدا ہوے اور نافرمان کو مطوق و مسلسل کرکے خر جنگ کے حوالے کیا اُسنے اسکو ملکہ حیرت کے پاس بھیج دیا اور مہرخ کے لشکر کے سامنے آکر للکاری کہ اے مہرخ پھر تو اپنے مقام پر ہے اور ہم اپنے رتبہ پر ہین مگر خیر یہ بھی گردش فلک ہے کہ تجھ ایسی سے مقابلہ شہنشاہ کا ہے ہیچ اور کسی کو میرے مقابل یہ سنتا تھا کہ ملکہ طاؤس نے اپنے طاؤس کو میدان مین نکالا اور سامنے مہرخ کے آئی اور عرض کیا کہ اے شہنشاہ عالی بارگاہ آپ دیکھتی ہین کیسی کیسی بے ادبیان یہ کرتی ہے مجھکو اجازت دیجیے کہ جاکر سزا اسکو دون مہرخ نے ایک ٹیکا سیندور کا اُسکے ماتھے پر اپنے ہاتھ سے دیا اور کہا جاؤ تمھین بھی کریم و رحیم کے سپرد کیا یہ بھی طاؤس پر سوار ہوکر اپنے حسن کی کیفیت دکھاتی سر پر اُسکے گھٹا چھائی مور اُسمین جھنکارتے ننھی ننھی بوندیان پڑتین اور واہ یہ معشوقہ بھی پہنے گھٹا آفتاب پر جیسی چھائی ہوئی ہے ہزارون ناز و تمکین سامنے اُس سفاکہ خر جنگ کے آئی اور پکاری کہ او فحشہ کیا نسبت بندگان دارا دربان شاہی کے کلمات لاطائل بکتی ہے لاحرم میدان مردان عالم اُسنے ہنسکر کہا کہ مجھسے بیوقوفی ہوئی جو پہلے مین نافرمان سے لڑی تھی اسی طرح پیش آنا تھا جیسے نافرمان سے آخر مین پیش آئی یہ کہکر پھر اُسنے زمین پر دو ہتھڑ مارا کہ وہی سیاہ گوش زمین سے پیدا ہوے اُسوقت طاؤس نے خنجر سحر پکڑ کر اُن سیاہ گوشون کو آتے دیکھکر حملہ کیا اور کئی خنجر اُنکے مارے مگر نہین معلوم کہ وہ اژدھات کے تھے جو اُنپر کچھ اثر نہوا اور اُنکے بھی وہ دونون لپٹ گئے اور اسی طرح ایک نے پنجہ منھ پر رکھکر قفل لگا دیا اور دوسرے نے گلا پکڑ کر پیٹھ پر لادکر جست کی اور لیے ہوئے سامنے

خرچنگ کے پہونچایا زمین پر اُسکو ڈالدیا اُسنے پنجۂ سحر سے طوق و زنجیر اُسکو پنہا کر سامنے حیرت کے بھجوا دیا حیرت نے ایک خلعت معافی قاعدہ کا خرچنگ کو بھیجا اور تعریف کرا بھیجی اور اِن دونون شہزادیون کو قید کیا اِدھر خرچنگ نے پھر افعی پر سوار ہوکر سامنے لشکر مہرخ کے پہونچکر آواز دی کہ کیون ای خیرہ سر تباہ روزگار دیکھا تو نے بندگان شہنشاہ افراسیاب کو اب بھی کچھ نہین گیا ہی اگر توبہ کر اور عفو جرائم کی خواستگار ہو مہرخ نے تو کچھ اُسکی باتون کا جواب نہ دیا مگر اور ایک ساحرۂ جلیل القدر نے اجازت حرب ملکہ مہرخ سے لے کر اُسکے مقابلہ مین اپنے تئین پہونچایا مگر بموجب مثل سہ

یہ طرفہ پیر فلک نے مچایا ہی اندھیر	سیاہ گوش یہ چاہے ہی لون پلنگ کو گھیر

اُسکو بھی سیاہ گوش پکڑ کر سامنے اُس روباہ حیلہ ساز کے لائے اور شغال طینت نے پنجون سے قید نپوا کر اُسکو بھی سامنے حیرت کے بھیجا حیرت کی طرف سے اُسکے حال پر بدمبدم رعایت سلطانی بڑھتی جاتی تھی اور یہ میدان مین کھڑی ہوئی نعرۂ ہل من مبارز پکار رہی تھی شیران بیشۂ شجاعت سامنے جاکر شکار سیاہ گوشان ہوتے تھے قریب دس سرداران نامی کے سامنے اُس لکاتہ کے جاکر دام تزویر مین اُسکے اسیر ہوے اور اُسنے حیرت پاس اُنکو بھیجکر قید کرایا اور آپ میدان مین کھڑی ہوکر لاف و گزاف کرنا شروع کیا اور ہر بار للکارتی تھی کہ جلد جلد میرے سامنے آؤ اِس ہنگامہ کو دیکھکر رعد و برق جو پہلے ذکر ہوا کہ چھوٹکر آچکے ہین اُنکو تاب باقی نہ رہی اور رعد نے کہا اَمی جان مین تو جاکر ایک چیخ مارتا ہون کہ کان کے پردے اُس قحبہ کے پھٹ جائین برق نے کہا جا مین بھی آتی ہون رعد جہان کھڑا تھا وہین غرق زمین ہو گیا اور برق کڑکڑا کر صف لشکر سے اُڑی اور چمک کر بلند ہو گئی اجازت بھی اُنھون نے مہرخ سے نہین لی اور یکایک رعد قریب خرچنگ پہونچکر بوٹا سا زمین سے اُگا اور اپنے کان پر ہاتھ رکھکر بڑے زور سے اُسنے چیخ ماری یعنی پکارا کہ ارِی مالزادی رہ تو جا مین تیری جان کا ملک الموت آ پہونچا ایسی آواز اُسکی مہیب تھی کہ خرچنگ بہری ہوکر زمین پر افعی سے گر پڑی اوپر سے برق چوکڑ کر گری اُسکو کاٹ کر زمین مین اُتر گئی شور دار و گیر بلند ہوا آندھی آئی پیرون نے صدا سنائی کہ مارا خرچنگ افعی سوار جادو کو وہ دونون سیاہ گوش زمین مین نہ گئے تھے دیکھا تو جل کر خاک ہو گئے خرچنگ کی فوج چلی تھی کہ ہم جنگ مغلوبہ کر دین برق آڑی ترچھی ہوکر فوج پر گرنے لگی خرمن جان مدعیان جلنے لگے رعد چیخین مارنے لگا ملکہ حیرت نے افسران لشکر خرچنگ کو منع کیا کہ جنگ مغلوبہ کرنا ابھی بادولت کو منظور نہین

وہ لوگ بھرے برق بھی اپنے لشکر کی طرف پھری افسران لشکر خرچنگ نے لاشۂ خرچنگ اُٹھالیا اور اُسکے مرنیکا ماتم کیا اور ایک طرف کنارے ہوے نافرمان جو سحر مین اُسکے مع دس سردارون کے گرفتار ہوئی تھی اُسکے مرنے سے چھوٹ گئی اور وہین سے شمشیر سحر کھینچکر سرداروں کو لے کر نکلی حیرت نے کہا انکلجانے دو مین ایک آن واحد مین اِن سب کو خاک مین ملائے دیتی ہون غرض یہ بھی سب لشکر مہرخ مین آئے مہرخ نے برق کی بہت تعریف کی اور رعد کو چھاتی سے لگایا کہ شاباش بچے بڑا کام کیا اب مین میدان جنگاہ سے پھرون تو بہت بھاری خلعت تجھے دون غرض اِدھر تو سب خوشی کرنے لگے اور اسطرف حیرت رنجیدہ خاطر ہوئی اُسکے رنجیدہ ہونے سے ملکہ اژرنگ ماہی خوار قلعہ دار طلسم اپنے سرخاب کو اڑاکر سامنے حیرت کے آئی اور پکاری کہ اے ملکہ طلسم مین واری آپ کی بلا رنج کرے خرچنگ ایک کنیز تھی جو آپ پر سے نثار ہوگئی لونڈی غلام ہوتے کسدن کے لیے ہین وہ میری رشتہ کی چھوٹی بہن ہوتی تھی مگر مین سچ کہون سرکار کے کام مین جو ماری گئی تو مجھکو کچھ اُسکے مرنے کا رنج نہین ہوا ہمارا سر اسی کام کا ہے جو کام مین سرکار کے آوے آپ اس کنیز کو اجازت جنگ دیجیے تاکہ دمار اُن نابکاران غدار کے سر سے نکالون اور قصاص اپنی بہن کے مرنے کا لون حیرت نے اسکو خلعت سے مخلع کرکے حکم جنگ کرنے کا دیا یہ ملکہ تیوری چڑھائے سرخاب کو اُڑائے بڑے غیظ و غضب سے جانب میدان چلی واقعی چہرۂ پرنور اسکا اژرنگ نگار خانۂ چین تھا طرفہ نقش و نگار دلبری رکھتا تھا کہین تو بینی بلسان الف سرکشیدہ کہیں صاد چشم حلقہ زدہ رخسار پر خط کی جگہ خال خال نقطہ دیے کچھ چیچک کے داغ صفحۂ رخ پر حرف تحریر معلوم دیتے ابرو بلسان مد بسم اللہ تھے پلکین تھین کہ صحاف قدرت نے موشک دندان لوح رخسار پر کی تھی جو کھٹے مین آنکھ کے مردم چشم کی تصویر مصور قدرت نے کھینچی تھی اور اسمین سفیدی و سیاہی بھری تھی صفحۂ رخ بالکل مطلّا تھا اور ہر اعضا اُسکا گواہی دیتا تھا کہ مین بے مثل و یکتا ہون کہین طغرا نویس قدرت نے دہن سیم کا طغرا لکھا تھا اُسمین سین کے دندانون کو سطح کھپایا تھا کہ دندان دہن بنایا تھا لباس دھانی یہ قتالہ پہنے سرخاب پر سوار بڑی آن دبان سے میدان مین آئی کہ مسدس

شوخ طناز قیامت چالاک | معدن حسن و لطافت بیباک | وہ جوانی کہ دو عالم ہون ہلاک
نئے انداز نرالی پوشاک | ختم تھا حسن نزاکت اُسپر | بانکپن اور قیامت اُسپر
رگ جان خنجر ابرو کاٹے | راہ گو افعی گیسو کاٹے | وہ ادھر زلف سمن بو کاٹے

دست افسوس ادھر تو کاٹے	اسکی کنگھی سے پریشان دل ہو	دیکھے وہ آئینہ حیران دل ہو

ہزارون ناز ایک ایک انداز مین دکھاتی جان عاشقان پر بنجاتی جب زلف چہرہ پر لہراتی غرض جب وہ شوخ طناز میدان مین پہونچی ازبسکہ بہن کے مرنے سے رنجیدہ خاطر تھی تو پکاری کہ کہان ہو وہ تجربہ بازان موئی شہدن برق جادو آئے تو میرے سامنے ابھی سارا اسکا چکنا نکال دون یہ صدا دیتی ہی رعد تو فہرخ سے کھڑا اٹھلا اٹھلا کر باتین کر رہا تھا برق کو ان باتون کی تاب نہ آئی اور صف لشکر مین چمک کر اُڑھی قریب تر اسکے پہونچکر پکاری کہ خبردار ہوجا او موئی شعتل اپنے دمگڑے افراسیاب پر اتراتی ہو نے مین آ پہونچی یہ کہکر چاہتی تھی کہ اسکے سر پر گرے اسنے ایک ہار اپنے گلے سے اتار کے اپنے سر کے اوپر اچھال دیا کہ وہ ہار جانب فلک گیا برق نیچے ہو چکی تھی اسکے یہ ہار بھی ایک شعاع آفتاب بنکر از سرتا پا لپٹ گیا کہ برق بحبس و حرکت ہوکر دھم سے سامنے ارژنگ کے گر پڑی اسنے وہ ہار تو ہاتھ بڑھا کر اسکے جسم پر سے کھول لیا اور لوہے کا طوق اپنے جھولے سے نکال کر اسکے گلے مین ڈال کر چالیس ساحرون کو بلا کر حکم دیا کہ اسکی مشکین باندھ لو اور بیڑیان اسکے پاؤن مین پہنا کر پہین میرے پاس استادہ رکھو تاکہ میرے لڑنے کا یہ مالزادی تماشا دیکھے اور تڑپ تڑپ کر رہے اور کچھ اسکے بنائے نہ بنے چالیس ساحر برق کو پکڑ کر بیڑیان پہنانے لگے یہ تمام ماجرا رعد نے اپنے مقام سے دیکھا بس ہائے امان جان ہائے امان جان کہکر جو دوڑا میدان مین پہونچکر غرق زمین ہوا اور ان چالیسون ساحرون کے بیچ مین آکر نکلا ایک چیخ اس زور سے اسنے ماری کہ بھلا بے حرامزادون کہان جاؤگے میرے ہاتھ سے ایسی مہیب صدا تھی کہ چالیسون جادوگرون کے کان کے پردے پھٹ گئے او ارژنگ اپنے کانون مین انگلیان دے کر بیٹھ رہی تھی لیکن صدا رعد پہلے سن چکی تھی اور یہی اسکا سحر ہے کہ آواز اسکی جو سنے یا تو اسکا ردکرے نہین تو بیہوش ہوجاے پس یہ بھی نہ تھم سکی بیہوش ہوگئی برق جادو نے جو ساحرون کو مع حریفہ کے بیہوش دیکھا تڑپی کہ وہ بیڑیان اور طوق ٹوٹ کر الگ گرا اور یہ چمک کر فلک پر گئی وہان سے کڑکڑا کر جو گری ارژنگ ماہی خوار کو بھی کاٹ گئی لشکر کے لوگ ساحرون کے بیہوش ہونے سے دوڑے تھے مگر رعد نے جسکو آتے دیکھا اسمین بیدا ہوکر چیخا کہ وہ بیہوش ہوے اس عرصہ مین ارژنگ کا بھی نقشہ زندگی بگڑ گیا شور دارو گیر برپا ہوا غلغلہ ہوا کہ ہم ہی مارا ارژنگ ماہی خوار جادو کو آندھی پانی آگ پتھر برسے لشکر وہ بیڑیے لاش اٹھا لیگئے بغیر حکم حیرت جنگ مغلوبہ سے باز رہے برق جادو رعد کو لے کر پھر اپنے لشکر مین آکر داخل ہوئی اور

ادھر حیرت کا رنج اور زیادہ ہوا آبدیدہ ہوئی اُسوقت ملکہ سہیل ستارہ پیشانی ناظمہ طلسم اپنے ہنس کو
اڑا کر سامنے حیرت کے آئی اور عرض کیا کہ دریان تیری بلا رنج کرے ایسے بہت سی لونڈی غلام کام آئینگے
اور ہمکو بڑے فخر کا مقام ہی کہ تجھ ایسا مالک جو ہملوگون کو ہمیشہ بجائے فرزندون کے رکھے اور آپ ہمارے
مرنے کا رنج کرتی ہین واری مشیت جمشیدی مین کیا چارہ ہی آپ نے دیکھا کہ ارژنگ نے پہلے اس مجبہ
برق کو پکڑ لیا تھا مگر دھوکے مین بیٹا اُسکا اگر پہنچا آخر وہ خداوند کی بہشت مین گیئین اب اس کنیز
قدیم کو اجازت دیجیے کہ مین جاکر یا تو سر اپنا بھی آپ کے قدم پر نثار کرون یا ان نمکحرامون کو خاک و
خون مین سلاؤن اور لٹاؤن حیرت نے اُسکو بھی خلعت دیکر کہا تجھکو سامری کی حمایت مین
دیا جا اور کام ان لوگون کا تمام کر سہیل ہنس پر چمکتی ہوئی اپنے عکس رخسار سے صندل گون زمین کے
بساط کو خوشبودار ادیم بناتی ہوئی میدان مین آئی پیشانی مین اُسکے ٹیکا لگا وہ ستارۂ سحری کے طرح
چمکتا ہوا گویا آسمان حسن پر زہرہ نے طلوع کیا نیچے اُس ٹیکے کے بھوین خمدار جنسے یہ آشکار کہ ستارہ
دنبالہ دار ہی آنکھین دو نرگس مخمور رخسار اُسکے دو گلاب کے پھول یا فلک حسن کے مہر و ماہ از سر تا پا
آفت جان غضب کا ٹکڑا آفت کی پرکالہ بنی ہوئی غصہ جتاتی میدان مین آئی کہ نظم

سیب ہین یا کہ ہی ہین وہ انار پستان
طوطی حسن یہ کہتا ہی عیان راجہ بیان

یا لگے نخل تمنا مین یہ دو پھل ثمروان
آشکارا ہی عجب حسن جوانی کا دفور

ہر ڈوٹیہ کہ ثمر ہو ہو وہ گل کا دامان
مدہ سے بھر پور ہی جوبن ہی سند معہود

حاصل ہرام اس لالہ فام نے للکار کر کہا کہ ای مہرخ واہ واہ تمکو فقط ملکہ برق جادو اور رعد جادو سے
ملجانا باعث زندگی کا ہوا ہی سو وہ بیچاری اکیلی کہانتک چھینین ہٹین گے اور کس کس کو تمھارے لشکر
کے مرنے والون سے روئینگے آخر وہی مثل ہی کہ بکری کی مان کبتک خیر منائیگی آخر ایک نہ ایک دن چھری
تلے آئیگی یہ بھی کسی ساحر کے پھندے مین پھنس ہی جائیگی اُنکی عزت اور جان پر بنجائیگی پھر تم وہی عصمت
بی بی از بے چادری رہجاؤگی اور بھاگ کھڑی ہوگی برق کے سوا اور بھی کوئی اتنا ہی کہ دم بھر نکل کر
کسی کا سامنا کرے اور لڑے مرسخیر تمھارا حوصلہ نہ رہجائے برق ہی کو اب بھی بھیجدو اور کوئی ہی کون
تمھارے یہان اُسکو نہ بھیجوگی تو اور کسکو بھیجوگی یہ کلمات سنکر ملکہ ہلال سحر افگن آگے بڑھی اور
پکاری کہ ای ملکہ سہیل یہ کیا گفتگو واہیات کرتی ہو تم ایسا عقلمند ہوکر اور یہ باتین کرے مجھکو بھی
تمھاری باتون سے بڑا تعجب ہی ای بی سنو حریف کو مار ڈالنے سے مطلب خواہ برق سے ہو یا [illegible]

جنہین سے کام نبے اور دوسرے رعد ابھی چھوکرا ہی اسکو سحر تک تو یاد نہین ملکہ برق کچھ جادوگرنیون مین ایسی چندان مشہور نہین اور زبردست نہین اسکے نام سے تو تمہاری فوج مین تہلکہ سا پڑ گیا ہی ایک ایک کا جی چھوٹ گیا ہی تم کسی اور ساحر کا کیا سامنا کر سکو گی یہ میلا جمع کر کے جو چیرت چڑھ آئی ہی ایک تو یہی تم لوگون کی جوانمردی اور بہادری ظاہر ہی کہ اتنی بڑی فوج لے کے ہملوگون کے جنہین ادنی ترین کہتی ہو مقابلہ مین آئی ہو اور اسپر ایسی شیخی بگھارتی ہو اچھا دیکھون تو کہ تم کیسی ساحرہ ہو برق و رعد تو درکنار ہی مجھی سے سامنا کر لو یہ کہکر ملکہ مہرخ سے اجازت لے کر یہ ماہ پارہ بھی چلی اسوقت اسکی بھی عجب شان تھی واہ کیا آن بان تھی زلف چلیپا ترسائیون کے دل مین چلیپا کا خط بنکر گھر کرتی اور اپنی پرستش کراتی ابرو ہر ایک بجواب کلیسا نظر آتے پلکین ترسول اسی کلیسا کی تھین آنکھین تھین یا مردم دیدۂ بہر پرستش آئے تھے رخسار نازک اور مثل دو سیب کے ٹکڑے دہن تنگ تنگ شکر بات ہر ایک نبات سرتاپا اسکے حسن کا یہ حال جسکی نسبت یہ مقال کہ مسدس

گورے گورے سے ہین رخسار ملائم ازبس
بل بے وہ ٹپکے ہی پڑتا ہی جوانی کا رس
عمر بھر بوسۂ دلچسپ کی ہو جنکی ہوس
دیکھکر کہتے ہین صورت کو ملک صل علےٰ
مفت ہی جان کی عوض بھی جو میسر ہو کہین
رخ سے رخ چھوٹ گئے حور کے حاشا کلا

جب انکے سامنے یہ ماہ پارہ پہونچی سہیل نے جھنجلا کر بیضۂ عقاب سحر دم کر کے مارا ہلال نے ہنسکر ہاتھ پھیلا اور کہا اے ملکہ لاؤ بموجب مصرع شاید کہ ہمین بیضہ برآرد پر و بال وہ بیضہ ہاتھ پر ہلال کے آکر لگا اور شق ہو گیا اسمین سے ایک جانور خوشرنگ نکلکر چنگھاڑتا ہوا پھر جانب سہیل چلا سہیل نے فوراً رد سحر پڑھا کہ وہ طائر زمین پر گر کر جلگیا اور اسنے بیضہ دوسرا نکال کر ہلال پر مارا ہلال نے پھر ہاتھ پھیلا کہا لاؤ یہ انڈا گندہ ہی بچہ نہ دیگا یہ کہکر اسکو ہاتھ پر روک لیا اور ایک اپنی کنیز کو دیا کہ اس انڈے کو تو تل کر کھا لینا سہیل نے جو یہ زبردستیان ہلال کی دیکھین اور دو سحر اپنے رد ہوتے دیکھے اور ادھر ہلال نے پکار کر کہا کہ اے ملکہ سہیل اب تو تم ماندہ ہو گئین لاؤ اور کچھ دو سہیل نے غضبناک ہو کر گولا فولاد کا نکال کر سحر دم کر کے سینۂ ہلال پر مارا ہلال نے کہا میری جان ابھی تو یہ سن نہین ہی کہ تم موم کی گولیان بنا بنا کے کھیلتی ہو یہ بھی کوئی لڑائی سحر کی ہی یہ کلمات پر اثر تھے وہ گولا بھی موم کا ہو گیا اسوقت سہیل نے کہا کہ اے ہلال ماشاءاللہ مگر یہ بھی سب افراسیاب کی جوتیون کا صدقہ ہی جو بڑھ بڑھ کے بولتی ہو اچھا اب کچھ تم بھی اپنا کرتب دکھاؤ ہلال نے کہا خبردار ہو جاؤ یہ کہکر اپنے سر کے بال

توڑ کر اور ایک تنکا لے کر اُسپر باندھ کر کمان ایسی بنائی سحر پڑھا کہ وہ بشکل کمان اصل ہوگیا اُسمین ایک تنکا رکھکر پکاری کہ اے تیر سحر جا اور کام حریفہ کا تمام کر عجب کمان ابرو تھی کہ جسنے کمان حسن مین بصد حسن تیر ناز رکھکر مارا ہر چند سہیل نے رد سحر پڑھا مگر وہ تیر نہ ٹھہرا اور ایک داغ نیچے وہی ٹیکا جو ستارہ سا ماتھے پر تھا اُسپر آکر وہ تیر لگا کہ اُسمین سے بجاے خون شعلہ آگ کا نکلا اور سہیل چرخ مارتی اپنی فوج کی طرف چلی بس جسکے بدن پر لو اُس شعلہ کی لگ گئی وہ جل اُٹھا کیا گرما گرمی ہلال نے سرد مہری کرکے اُس ناریہ کو اپنے سحر کی دکھائی کہ مثل دل عشاق جان اُسکی جلائی اور ہر طرف وہ آگ دوڑی یعنی جسکے بدن مین لو اُسکی لگی جلنے لگا گویا دوزخ سے لو اُسکی لگی واہ بموجب ؎

مرغان باغ آتش گل نے جلا دیے
صیاد ہاتھ مل کے چمن مین نکل گیا

ملکہ بموجب ع آگ کچھ ایسی لگی سارا گلستان جل گیا + اب سہیل نے بنیٹھی کی طرح چرخ کھانا شروع کیا اور لشکر مین اُسکے لاکھون ساحرون کے پیرہن اور سر مین آگ لگی اور لشکر کو اُسکے گرد نار بنا دیا سہیل کو منبع آتش قرار دیا اچھی جنگی ہبس مین اِس جالو نے چھوڑی لشکری گویا بالکل ٹپا پھوس سے کر دھڑ دھڑ جلتے تھے اُف اُف کی صدا بلند تھی گویا دریاے آتش مین حباب پھوٹتے تھے دل کی لگی ہلال نے خوب بجھائی خوب دو بیٹون کیا سو بیٹون آگ لگائی یہ عالم تھا کہ ابیات

رہ نوردون کی چال کا تھا یہ حال
قرب سے آگ کے ہوا تھا سیاہ

جون بجھاتے ہین آگ جہل ابدال
ہاتھ اُٹھا کر کہے تھے ناہنجار

سایہ کی تیرگی پہ کرنے نگاہ
دقنا ربنا عذاب النار

حیرت اور تمام ساحرون نے ہزارون سحر اُس آگ کے بجھانے کے لیے کیے مگر یہ سحر جو ہلال نے کیا ہے یہ ایسا سحر نہ تھا کہ جو رد ہو جاتا کیونکہ اِن جادوگرنیون نے دو ایک سحر شاہ جادوان اور نامی ساحران طلسم سے ایسے ہی یاد کر رکھے ہین کہ اُنکا رد ہونا شاہ جادوان سے بھی ممکن نہین اور یہ سحر ایسے ہی وقت کے لیے اُنھون نے اُٹھا رکھے ہین کہ جب کوئی معرکہ پڑے بہت بڑا تو اسکو کرین لشکر مہرخ مین ہر سمت سے صدا واہ واہ کی بلند تھی اور شر رہائی سے سہیل کے بلند تھے اور وہ چرخ مار رہی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ شعر

بھول جائیگی نبیٹھی کا ہلانا بجلی
یار بھر آئینگے گر آئے سر بار کے الم

حیرت عنقریب تھا کہ بدحواس ہو کر طبل بازگشت بجوادے اور میدان سے پھر جاے اُسوقت ملکہ سجا

دریا باری اپنے تخت پر سے جھم سے کودی اور کالی گھٹا کی طرح جھومتی ہوئی سامنے حیرت کے آئی اور کہا اے ملکہ یہ سحر بڑے آفت کا ہلال نے کیا ہی لیکن اسکا توڑ مین ہی خوب جانتی ہون دیکھو کسطرح اسکے رد مین آگ لگا کر پانی کو دوڑتی ہون اجازت کی امیدوار ہون حیرت نے کہا بی تم سب میرے سامنے شیخیان بگھار بگھار کر لڑنے جاتی ہو اور ذلت مفت کی دلواتی ہو آج کل ان نگھرامون مین رات دن چرچا سحر و ساحری کا رہتا ہی مین نے سنا ہی کہ لاکھون روپیون کا ہوم خانے مین سامان روز بنیا ہوتا ہی اور بھینٹ لاکھون کی دیجاتی ہی اور ہم لوگ سب عیش و نشاط مین مشغول ہو کر کچھ بھی نہین کرتے صرف نام کے ساحر ہوگئے ہین سنو میری جان اسکا نام تو کر تب ہی کرے تب ہو لے اچھا جاؤ جمشید تمھاری مدد کرے اور اس آتش فساد کو بجھاؤ سحاب دریا باری تخت اپنا منگا کر سوار ہوئی اس معشوقہ کے ساتھ ساتھ گھٹا سر پر چلتی تھی اور جانور اسمین خوش فعلی کرتے تھے گرد تخت کے نہرین سرخ رنگ کے پانی کی اور سبز رنگ کے آب کی مختلف لون کے پانی کی بہتی نظر آتی تھین اور غائب ہو جاتی تھین نہر مین بلبلے جو اٹھتے تھے صاف شیخی بگھارنے کی گواہی دیتے تھے حسن مین بھی یہ صدف بحر حسن و گوہر یکتائے خوبی یم قلزم محبوبی تھی جو عاشق کہ اسکے عشق کی لہر مین آجائے غیرت سے ڈوب مرے بحر لطافت کی موج اسکی زلف پیچدار تھی حلقہ گیسو گرداب بلا تھا غرق جسمین جان عشاق زار تھی اسکے چھینٹون سے خدا کی پناہ طبیعت کو وہ لہرا آتی کہ جان مفت تراہ تراہ کر کے جاتی آشنائی ایسے حسین کی جان کی خواستگار ہی کب عشاق کا بیڑا اس منجدھار سے پار ہی چاہ اسکی انسان کو باؤلا کر کے مثل یوسف کنوین جھنکاتی نالہ فرصت نہ دیتا ندی اشکون کی آنکھون سے بہ جاتی کہ ابیات

شام کا رنگ جو مسی کی اودا ہٹ مین چھپا
پھول لالے کا عیان غنچۂ سوسن مین ہوا

اسپہ لالی جو لگائی تو شفق پھول گیا
ہنس پڑا وہ گل رعنا تو تماشا دیکھا

لایا پاہی جو زبان کو وہ جمانے لاکھا
گہر و نیلم و یاقوت کو اگلا دیکھا

بس وہ مغرور حسن و جمال مثل اسکے کہ جیسے بہار گلستان مین آتی ہی میدان کارزار مین آئی اور آتے ہی اسنے ایک مالا موتیون کا توڑ کر چار دانے گوہر کے جانب آسمان پھینکے بعد اسکے پکاری کہ اے ملکہ ہلال سحر افگن کتنا خوبصورت اور پیارا سحر ہوا ہی اور کیا اچھا رنگ ڈھنگ تمھاری لڑائی کا ہی واہ واہ آخر تم کس شخص کی تعلیم یافتہ ہو جو کہ شہنشاہ ساحران عالم ہی بھلا سہیل ستارہ پیشانی کو تمسے مقابلے مجادلے کی تاب کہان تھی اور نسبت ہی اسکو تمسے کیا ہی یہ مزا لڑنے کا تو برابر والے سے ملتا ہی اور اپنے ہمسر سے

حال بُرے بھلے کا کھلتا ہی اچھا اب کوئی لٹکا اور شعبدہ اور جو کچھ یاد ہو تو ہمین بھی دکھاؤ کہ تمھارے اس سحر پر دل اپنا لوٹ ہو گیا ہی اور جو کچھ ہم کردار کرین اُسکو ذرا استادانہ دیکھو اور بچاؤ ہلال نے یہ سُنکر جواب دیا کہ بی ہوش مین آؤ عقل کے ناخون لو جب مجھے شعبدے پوچھنا یہ سب تعریف ہجو ملیح جو میری نسبت آپ نے کی مین کیا ننھی ہون جو سمجھتی نہین اب دیر کیا ہی یہی گو یہی میدان ہی یہان زبان کے موکلون اور تقریر کے سیردان سے تو کام چلنے کا نہین زبان شمشیر سے بات کرو تمنے سُنا ہو گا مصرع کہ جائے سخن نیست اندر مصاف آپ انتظار تم کسکا کر رہی ہو لاؤ جو تمھارا حربہ اور وار ہو استاد کے اقبال اور خدا کے افضال سے جو کچھ ہمسے ہوگا وہ بھی دیکھ لینا اُسکا کہنا سننا ہی کیا ہی سحاب دریا باری نے کہا تو خبردار ہو جاؤ اس دریاے خیال کے لطمہ اور سطمہ سے بچو اور نہنگ اجل کی طعمہ نہو اتنا کہنا تھا سحاب کا کہ دیکھا آسمان سے گھٹا تیرہ و تار پیدا ہو کر مینھ بڑی قیامت کا برسنے لگا اور اس مینھ مین پتھر دو دو من کا مہرخ کے لشکر پر گرنے لگا فلک اور دہر غدار گویا حال پر پھیل کے رونے لگا لمحہ بھر مین دریاے مواج زخار رواں ہوا کہ جو تیرہ و تہ دار تھا ہزارون ساحران واحد مین اُسمین ڈوبنے لگے اور ہزارون کے سر پتھرون سے شگافتہ ہوئے مینھ جو رحمت تھا اُسکے ساتھ یہ سنگدلی بھی ظاہر ہوئی سختی زمانہ کی پیش آئی گویا شامت اعمال جو لشکریون کی تھی وہ ایک ہی مرتبہ جمع ہو کر سر پر برسنے لگی زمین پر تو دریا موج مارتا تھا آسمان سے مینھ برستا تھا اور اُسکے ساتھ پتھر برستے تھے آدمی جان بچانے کو ترستے تھے ایک لمحہ بھر مین یہ حال ہوا سردی جسم مین ہر انسان کے معلوم دی زمین تمام آب آب ہو گئی گویا غیرت سے آب آب ہوئی زال دنیا کے ماتھے پر کیا شرم سے تمام اندام مین عرق آگیا طوفان نوح اُس طوفان کا ایک نمونہ تھا یا کوئی عاشق بیتاب ہو کر رو دیا تھا خورشید فلک بھی شرم سے سوکھ گیا اور خوف سے مثل دریا کے موج مارتا تھا یعنی کانپتا تھا چرخ کی اطلس قبا یقین تھا کہ اس پانی مین تر ہو جائے وہ سارا طلسم اُسوقت زمین کا شمہ معلوم دیتا تھا بلکہ کرہ زمہریر معلوم دیتا تھا مہر تابان فلک پر نہ تھا پیر فلک تاپنے کے لیے انگیٹھی سلگائے گود مین لیے تھا پانی کی پھوہار پڑتی تھی دل دہر مین جو غبار تھا وہ بوچھار کی طرح نکل رہا تھا نہین نہین آسمان کے منہ سے یہ بھاپ نکلتی تھی پہاڑ جو وہان کے سب پابدامن تھے لیکن دامن سمیٹنا چاہتے تھے چار دیوار خانۂ دنیا کی بیٹھ جانے کا خوف تھا کیونکہ سیلاب کی رسائی تمام عالم مین ہو چکی تھی پرے گل بھی جنگل مین سمٹکر غنچہ مین گٹھری ہو کر رہ گئی تھی باہر نہ آتی تھی باد صبا بھی دم سرد بھرتی تھی سوی

مان گئی تھی درخت سب ثمر الور گھڑے تھے پتے فواروں کی طرح بیادری نسیم چل رہے تھے یا بہار نے دیواروں مین اپنے کلاغ کے پرنالے لگائے تھے بلبلین اور طائران صحرا اکڑ کر مر گئے جو زندہ تھے اُنکے آشیانے پتھروں سے اُجڑ گئے تھے میڈھا کئی کئی ہاتھ بحر سحر کا اُچھلتا تھا زندگی گھاٹ کر گئی تھی وہ آتش جو سہیل کی پیشانی سے نکل کر لشکر مین پھیلی تھی بجھ گئی اور سہیل بیہوش ہو کر گری دو پنجون نے پیدا ہو کر اُسکے تن کو اُس بحر سحر مین بجھایا یعنے غوطہ دے دیا کہ وہ آگ ماتھے سے نکلنا موقوف ہوئی قسمت جو جلی تھی اُسکو ٹھنڈھک ملی اب اُس بحر سحر کی طغیانی خدا کی پناہ جدھر دیکھیے پانی ہی پانی اُس سے مشکل تھی پناہ پانی کہ ابیات

رعد سردی کے ہاتھ گرم خروش
ابر دوش ہوا پہ بالا پوش
برف پڑتی تھی یا فلک نداف
بھرے تھا واسطے زمین کے لحاف
فرط سرما سے دیکھیے جسکو
دست زیر بغل تھا مثل سبو
کوئی اب جا سے ہل نہین سکتا
صف سے باہر نکل نہین سکتا
غرض ایسی ہی کچھ پڑی تھی ٹھنڈ
مٹ گیا زمہریر کا بھی گھمنڈ

تمام فوج مہرخ کی تہ و بالا ہوئی بڑے بڑے ساحران نامی جیسے مثل بہار و مخمور وغیرہ اُنھون نے بنگلے وغیرہ بزور سحر بنا کر اپنا بچاؤ کیا مگر سردی سے کانپتے تھے آگ ممکن نہ تھی منقل ہائے سحر گودون مین لیے تاپتے تھے اور باقی ماندہ لشکریون کے سر پتھرون سے جو فگار ہوگئے تھے اور ہزارون سر جوشق ہو کر خون تازہ سے گلنار تھے تو یہ ظاہر تھا کہ اس گھٹا اور مینھ مین شفق پھولی ہے اب یقین تھا کہ لشکر مین بھگدر پڑے اُسوقت ملکہ ہلال سحر افگن نے ایک قہقہہ مارا دیکھا کہ ایک بجلی مُنھ سے نکل کر چمکی اور رعد کی آواز اُس قہقہہ سے پیدا ہوئی بس یہ ملکہ پکاری کہ جو گرجتے ہین وہ برستے نہین گے کیا مینھ کے کھلنے کی علامت یہی ہے کہ گرج جائے اور چمک جائے اے سحاب دریا بار ہمی واہ تم بھی کن سوکھے گھاٹون کھڑی ہو کچھ بھی وارے نیارے کا تمنے سحر نہ کیا کچھ تمکو وار پار کا خیال نرہا تو تمھارے جہاز لشکر پر تباہی آئی طوفانی ہوا چاہتا ہے بادبان سحر ٹوٹ گئے اور گرداب الم مین تم پھنسین اب یہ سردی سوائے جہنم کی آگ کے اور کہین تمھاری نہ مٹیگی یہ کہکر پکاری کہ اے ناخدائے حقیقی عمرو کے ناخدا کیا ہم لوگون کی کشتی حیات ڈوب ہی جائیگی بس اتنا کہکر ایک لکیر اپنے دست نازک سے لشکر حیرت کی طرف کھینچدی گویا اُس قلزم حسن نے نہر بنا دی کہ پانی اُدھر سے نکلجائے اور پھر سحر اُس لکیر پر دم کر کے گویا ہوئی کہ مصرع خود کردہ را درمان چیست جسکی بلا اُسی کے سر آگ جانے لوہار جانے

دھوکنے والے کی بلا جانے ساتھ ہی لکیر کھینچنے کے اور ان کلمات کے زبان پر جاری کرنے کے وہ دریا
اُسی طرف بپھرا اور موج مار کر لشکر حیرت پر چلا باران قیامت بار لشکر حیرت پر برسنے لگا اور پتھر بھی
برسنے لگے دریا بھی طغیانی پر آیا ساحران حیرت کو آب خجلت مین تو ڈوبے ہوے تھے ہی اس دریا نے
بھی ڈوبایا اب سارا لشکر اُسکا تلے اوپر ہوگیا ہزارون ڈوب کر مرے اور ہزارون پتھرون سے واصل
جہنم ہوے کتنون کو گھڑیال مگر وغیرہ دریائی جانورون نے طعمہ بنایا ہرچند سحاب دریا باری نے
سحر کرکے چاہا کہ اس دریا کو روکون اور رد سحر کرون ممکن نہوا اور وہ بحر پُرقہر جب بہت طغیانی پر
آیا تو فوج ناطقان طلسم اور حیرت کی کنارہ کشی کرکے سب جھرمٹ کھا کے مقامہائے بلند پر جاکر
ٹھہری اور بعض آدمی پہاڑ اور پہاڑیون پر مسکن گزین ہوے اور وہان سے کیفیت ملکہ سحاب دریا باری
کی دیکھتے تھے اور سحاب دریا باری کے لشکر مین تلاطم تھا بہت افسر اور لشکری غرق دریائے سحر ہوچکے تھے
اور ڈوبتے جاتے تھے سحاب دریا باری بیجان واحد اُس پانی مین کھڑی رد سحر پڑھ رہی تھی اور
پانی اُسکی چھاتی تک آگیا تھا بس اُسوقت اُسکو یقین ہوا کہ ابکی جو کوئی ریلا موجون کا آیا تو مین بچ جاونگی
پانؤن نہین ٹھہرتا ہے پایہ پانی بڑھتا آتا ہے مین غرق ہوکر اسیر سلسلۂ موج الم ہونگی بس اُسنے فوراً اپنی
جھولی سے تھوڑی گھاس نکالی اور اُسکی ڈونگی بنا کر سحر پڑھا کہ وہ اصل مین ڈونگی کی صورت ہوگئی بس
یہ اُس ڈونگی پر سوار ہوئی اور پکاری کہ اے ڈونگی تو مجھکو پار لیچل ڈونگی لہراتی ہوئی چلی اور اُسنے چاہا
کہ مین دریا کے پار جاکر ساحل سے ہمکنار ہون ادھر ہلال نے اپنے سحر کو پھر زور دیا کہ پروائی ہوا کے
جھکورے آنے لگے اور شور دریا کا زیادہ ہوا بس پانی کی باڑھ اور تھپیڑے سے ڈونگی گھاس کے تنکے کی طرح
اُڑنے لگی اور باد مخالف کے سبب سے اُچھلکر ایک بھنور مین جا گری اور ہرچند سحاب نے سر پٹکا اور سحر
کرکے چاہا کہ ڈونگی بھنور سے نکلے مگر کچھ قابو نہ چلا کرورون ساحر دور سے اس تماشے کو دیکھ رہے تھے
کہ یکایک اُس ڈونگی نے چرخ مارا گھومتے گھومتے دریا مین ڈوب گئی بس اُسوقت لہرین دریا کی زنجیرین
بنکر دست و باو کمر مین سحاب دریا باری کے لپٹین اور قعر دریا مین کھینچکر لیگئین اب سب نے دیکھا
کہ دو ساحر اس پار لشکر مہرخ کی طرف دریا سے نکلے کہ جو سحاب دریا باری کی مشکین باندھے ہوے تھے
زنجیرین گلے مین پڑی تھین اور ایک زنجیر اتنی بڑی کہ دو کوس کے پھیلاوے مین ہوگی اُسمین کئی ہزار
ساحر اور جادوگرنیان بندھی ہوئی ایک ایک لنگی اُنکے بندھی ننگے دھڑنگے ساحر اُنپر محافظ دریا سے

لے کر سامنے ہلال کے آئے ہلال نے اشارہ کیا کہ سامنے بادشاہ عالم پناہ کے لیجاؤ وہ ساحر سامنے مہرخ کے
اُن سب کو لے آئے اور عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا ہے آپ فرمائیے تو ہم اُنکو قتل کریں اور فرمائیے تو قید رکھیں
ملکہ نے حکم دیا کہ اِن سب کو لیجا کر قید کرو پھر سمجھ لیا جائیگا ادھر حیرت نے جو یہ ماجرا سحاب کے قید ہونے کا
اور اُسکے لشکر کے ڈوبنے کا دیکھا پس بغضب تمامتر اپنی فوج کے افسروں کی طرف اُسنے دیکھا اور کہا صاحبو اِن کمبختون
ذلتون کے لیے تم سب لڑنے آئے تھے کہ اِن نمکحرامون کے ادنے ادنے سحر کے بھی جواب دینے کی طاقت
نہین رکھتے ہو اچھا مین اب خود جا کر کام اِن حریفون کا تمام کرتی ہون یا اپنی جان دیتی ہون یہ کلمات
زبانی حیرت کے سنکر دو ناظرِ طلسم یعنی ملکہ شمسہ سحر افگن اور ملکہ صندل آتش بدن جادو صف
لشکر سے الگ ہوئین اور ہاتھ باندھ کر سامنے ملکہ کے آئین عرض رسا ہوئین واری فرمانا آپکا بہت بجا ہے
لیکن ہم اب جاکر جانبازی کرتے ہین اور اِس دریا کو مٹا کر کام حریف ناکام انجام کو پہونچاتے ہین حیرت
نے آہ سرد دل پر درد سے بھر کر کہا کہ صاحبو مین کسکو اجازت دون اور کسکو روکون جو کچھ تم سے ہو سکے
قصور و کوتاہی نکرو اچھا جاؤ سیر و ساحری کیا یہ دونون ساحرہ شعلہ جوالہ بنی ہوئین سر سے پانوں تک
لباس سرخ پہنے بال بھی سر کے سنہرے ہمہ تن شعلہ بھبوکا بدن آگ کی طرح دونون کا چمکتا کندن ان لالہ فام
پر صدقے ہوتا اپنے عشوہ و ناز سے دل دہر مین یہ آگ لگاتین گویا نور کے سانچے کی ڈھلی ہوئی تھین
ہر اعضا سے شعلہ آتش کے نکلتے اُس قہر و غضب پر صورتین وہ اُنکی بھولی بھولی کہ فتنہ دہر ہر چند کہ
سیانا ہے مگر اُنکا ادنی غلام بننا چاہتا ہے سورج کی کرن جا خرسا بدن لالہ فام و رنگین ادا دست و پا
مین ملے ہوئے حنا کہ مسدس

مطلع مہر تجلی ہے جبین پر نور
دیکھے گر شمع رخ حور و پری ہو کافور
قدرتِ افشان کے درخشان نہین پیشانی پر
خط رو ہے یہ لیے دفتر خورشید و قمر

گورے ہے دیدۂ خورشید فلک جنکے حضور
گل خورشید گلستان ضیا ہے وہ جبین
شعلۂ آتش عارض سے اُڑے ہین یہ شرر
ذرے افشان کے جبین پر جو دمکتے دیکھے

زرد ہے مارے خجالت کے رخ شعلۂ طور
آئینہ دار عرق شرم و حیا ہے وہ جبین
الف ایسا جو کھینچا ہے سر خط قشقۂ زر
اختر طالع خورشید چمکتے دیکھے

پس یہ دونون آتش عذار حیرت بدکردار سے اجازت لے کر جو روانہ ہوئین بیچ مین دریائے سحر حائل تھا
مقابلہ حریفہ مین کیونکر جاتین پس اپنی اپنی سواریون سے اُتر کر زمین پر لوٹین اور لیسان شعلۂ جوالہ
چمک کر جانب فلک گئین وہ ابر سحر گھرا ہوا تھا اُسمین بجلی کی طرح جاکر تڑپین انکے تڑپنے سے وہ ابر

ٹکڑے ٹکڑے ہوا اور ابر کے شق ہونے سے وہ آواز مہیب پیدا ہوئی کہ بہت سے ایسے ویسے ساحر جابنین کے غش کھا کر گر پڑے اور ملکہ شمسہ اور آتش بدن اسی طرح بجلی بنی ہوئین اُس دریاے زخار و قہار پر گرین سب نے دیکھا کہ دریا کی بجلی چمکی پھر جو دیکھا برقین چمک کر دریا مین گرین اور دریا مین طوفان ہوا تا آسمان اُسکا پانی اونچا ہوگیا اور وہ تلاطم ہوا کہ خدا کی پناہ بعد لمحہ کے روغن کی طرح وہ سب پانی جلنے لگا اور بھبق سے اُڑکر دھوان ہوکر جاتا رہا گھٹا کھل گئی مطلع صاف ہوا کوسون تک میدان خشک چٹیل نظر آنے لگا اور یہ دونون برقین پھر بہیئت اصل اُسی طرح زنان مہر طلعت بنکر اپنے اپنے ہنس آتشبار پر سوار ہوکر سامنے ہلال سحر افگن کے پہونچین ملکہ حیرت نے تعریف اُنکے سحر کی بہت کچھ کی اور دو خلعت بہت بھاری روانہ کیے کہ وہ اُنھون نے لے کر ملکہ کو تسلیم کی پھر مخاطب بجانب ہلال ہوکر باآواز بلند پکارین کہ اے ہلال سحر افگن کیا کہنا سامری کی قسم کیا پاکیزہ جادو تمکو آتے ہین سچ تو یہ ہے کہ بہن ہم تم ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے تھے اور ایک ہی مالک کے تابع فرمان و نوکر تم بھی اپنے ملک کی اسی طلسم مین بادشاہزادی اور ہم بھی وہ تو سامری برا کرین اُن موؤن کا کہ جنھون نے گوشت کو ناخونون سے جدا کرالیا ورنہ اس طلسم کے سحر و ساحرہ کی عظمت کا کیا ٹھکانا تھا اگر تم مین کوئی ادھر ہوتا تو ہم جانتے کہ یہ سحر رد ہوتے شہنشاہ ساحران نے خوشی مین آکر جسکو سرفراز کیا ہمسر سامری اُسکو بنادیا ایسا سحر بتادیا کہ اب آج اُنکا جواب بنانا مشکل ہے لیکن ہان بہن حق حق ہے اور ناحق ناحق خیر کیا ہوا جو تم زبردستیان دکھاتی ہو اتنا ہم جانتے ہین کہ جس بادشاہ نے ایسے ایسے سحر تمکو سکھائے ہین تو وہ رد اور توڑ بھی اُسکے جانتے ہونگے اُنکی معشوقہ حیرت سے لڑکر جاہتی ہو کہ تم سر بسر ہو تو یہ ممکن نہین اچھا آؤ اب ہمین اپنا کرتب اور زبردستی دکھاؤ ہم تمھارے حربے سر آنکھون سے اُٹھائینگے جو تمسے ہوسکے قسم ہے سامری کی اُٹھا نہ رکھنا ہلال نے کہا اے بی بی یہ تمنے سچ کہا کہ ہم تم ایک ہی ہین لیکن شاید یہ مثل تمنے نہین سُنی کہ کیا سوپ کے جائے چھاج ہی مین رہتے ہین اور چراغ سے چراغ جلتا ہے آیا ہے ایک نے دوسرے کو سکھایا ہے پھر آگے اپنی اپنی محنت جو جیسا برتاو کریگا ویسا ہوگا اور یہ جو تم کہتی ہو کہ ملکہ حیرت سے لڑکر سر بر ہوگی تو سچ ہے کہ کہان ہم کہان حیرت خاص پہلوے بادشاہ کی سونے والی مگر ہم لوگ تو مرنے لڑنے سے ڈرتے ہی نہین جان اپنی ہتھیلی پر لیے پھرتے ہین مثل چلی آتی ہے کہ جب اوکھلی مین سر دیا تو دھمکون سے کیا ڈر سلامتی رہے خواجہ عمرو کی کہ وہ ہمارے خون کا بدلا لینگے اب تم جو آتی ہو ہمکو ڈراتی ہوئی تو سچ ہے کہ ایک تو یہ تمھاری شہزادی طلسم کی مالک کھڑی ہین اور دوسرے

تم دو ہو میں اکیلی مگر تمکو قسم ہے کہ تم اور دو چار کو اپنی مدد کے لیے بلالو اور مجھسے مقابلہ کرو یہاں بندی بڑنے والون
مین نہین ہے اور نہ کچھ ایسی موہوم کی ہے جو تم کل ہوگی تم دو جو مل کر آئین خوب کیا بندی بھی حاضر ہے اچھا ضرب
کرو یہ سنتے ہی ملکہ خورشید آتش بدن نے اپنی بڑی بہن ملکہ شمسہ سے کہا کہ باجی امان یہ بات لسنے
سچ کہی ہمکو خیال نہ کر ساتھی دونون چلے آئے باجی تم ٹھہر جاؤ اور میرے مقابلہ کا اس سے تماشا دیکھو جب
کوئی امر نوعدیگر دیکھنا اسوقت تم لڑنے کا ارادہ کرنا اور میدان مین آنیکی تکلیف فرمانا شمسہ یہ کلمات سنکر ٹھہر گئی
ملکہ وہان سے پیچھے ہٹکر ٹھہری اور ملکہ خورشید آتش بدن ناف میدان مین آکر زمین پر اُتری ایک بچہ خوک
جھولی مین سے نکال کر ذبح کیا اور اُسکے خون سے زمین کو لیپ کر چوکا دیا پھر ماش کا آٹا نکالا اور اسکو گوندھ کر ایک
شیر اور ایک پتلا بنا کے اسپر سحر دم کیا کہ وہ پتلا ایک ساحر کریہ منظر ہوگیا اور شیر بھی ذی روح ہو کر ڈکرانے لگا
اور وہ پتلا اُس شیر پر سوار ہو کر ایک تلوار ننگی کھینچکر ملکہ خورشید آتش بدن سے گویا ہوا کہ اے میری مالکہ
اور خالق کیا آپکا حکم ہوتا ہے اُسنے کہا تجھکو مٹی کی کاٹے مین نے لڑنے کے لیے بنایا ہے اور کیا مین تیری صورت
کو آگ لگاؤنگی پتلے نے کہا پھر میری خوراک کہان ہے اور اس شیر کا راتب کیونکر ملیگا ساحرہ نے کہا تو اندھا ہے
ارے تیرے سامنے لاکھون ساحر موجود کا اور یہ حریفہ اپنی فوج لیے ہلال سحر افگن کھڑی ہے اور تجھے راتب
نہین ملیگا جا اپنے شیر کو بھی کھلا اور آپ بھی اپنا پیٹ بھر آج تو تیرا پیٹ خوب بھر لیگا اسلیے تو مین نے
عین وقت پر تجھے بلایا ہے یہ سننا تھا کہ وہ پتلا شیر کو اڑا کر چلا یہ معلوم ہوتا تھا کہ مریخ فلک اُتر آیا ہے یا سمان
برج اسد شیر پر سوار ہو کر لڑنے چلا تھا وہ ہونٹھ اسکے بڑے بڑے نتھنے شہر قتا کے نا کے ہاتھ بہت دراز
اور بہت چھوٹ انتہائے گستاخ پاؤن اسقدر دراز تھے کہ عوج عنق کا سگا بھائی معلوم ہوتا تھا ہاتھ مین
تیغ بارھ دار لیے آنکھین لال لعنیظ و غضب کمال جانب لشکر ہلال چلا

ابیات

بڑھا جبکہ وہ کافر نحس و شوم	تڑپنے لگا مثل مجروح بوم	ہلے جیسے آندھی سے شاخ درخت
وہ یون جھومتا جاتا تھا تیرہ بخت	عزازیل سے کم نہ تھے اُسکے کام	عزازیل بھی بھاگے سن کے جو نام
گرامی منش مجمع شوم مین	نحوست جو اُسمین نہ تھی بوم مین	

ادھر تو وہ سوار بدکردار و خونخوار
شیر کو اڑا کر رواں ہوا اسطرف خورشید آتش بدن نے پکار کر کہا کہ اے سوار عالی مقدار ان لاکھون
ساحرون کا کہ جو تیرے سامنے کھڑے ہین خون ان سب کا مین نے تجھکو بحل کیا خوب پیٹ اپنا اور اپنے
شیر کا بھرنا اور ہلال کا کلیجہ آپ کھانا گوشت بدن کا شیر کو کھلانا لیکن سر اسکا ہمارے واسطے لیتے آنا

سوار نے کہا بہت خوب اور سیدھا تیغ علم کیے آہی تو پڑا ملکہ ہلال کا اُسکی صورت دیکھکر یہ حال ہوا کہ سکتا ہوگیا رنگ چہرہ کا بسان طائر رنگ حنا جسم کا لہو خشک مُنہ اُتر گیا رنگ سفید ہوا رعشہ تن مین پڑا دل سے کہا بچانا ای عمرو کے خدا اور اِس عرصہ مین اُس تپلے نے صف لشکر ساحران مین پہونچکر شمشیر زنی آغاز کی فوج ہلال کی آگے بڑھی تماشاے جنگ اپنے مالک کا دیکھ رہی تھی اُس فوج پر یہ آگرا العیاذ باللہ جسکے دو ٹکڑے اِسنے تیغہ مارا دو ٹکڑے اُسکے ہوے اِسنے کلیجہ اُسکا کھالیا اور شیر نے گوشت اُسکا کھایا فوج مین تمام برہمی اور درہمی ہوئی من چلے بہادر تلوارین سحر کی اُسپر مارتے تھے اور ہزارون سحر کرتے تھے مگر اُسپر کچھ اثر نہوتا تھا اور اُسنے تہلکہ ڈالدیا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ترک خنجر گذار سپہر آج بگڑکر زمین پر اُتر آیا ہی اور ساکنان خاکدان عالم کو خاک و خون مین ملا رہا ہی تیغ کی چمک آئینہ جان مین جاکر عروس مرگ کا جلوہ دکھاتی تھی بہت سے بغیر مارے بھاگ کھڑے ہوے بہت طعمہ شیر و تپلہ سحر ہوے تلوار اِس تپلے کی بے پناہ پڑنے لگی اور چار طرف سے ساحرون نے گھیر کر اُسپر حربہ سحر کرنا شروع کیے جب کچھ نہ بن آیا تو تیغ و ترسول وغیرہ پکڑکر یہ بھی آگرے کہ ٹکڑے ٹکڑے اُسکے کردینگے قیامت کی لڑائی ہونے لگی

ہلال کی فوج کا یہ حال تھا ابیات

پریشان و ترسان سراپا ہراس
غضب ہانپتی کانپتی بدحواس
نہ پاؤن مین موزے نہ سر پر کلاہ

قیامت کے ترسان خدا کی پناہ
پڑے تیغ کے آن واحد مین ہاتھ
کٹے ساحرون کے جو سر ایک ساتھ

کلیجہ لیا آپ بس اُسنے کھا
دیا گوشت اُس شیر کو بس کھلا
جان حزین پر تمام ساحرون کے

قہر خدا نازل تھا بلاے مبرم نازل ہوئی تھی مرگ سے دوچار تھے مجبور و ناچار تھے یا تو اُس گلستان فوج مین عنادل وار اپنی مالکہ کی لڑائی دیکھ کر باغ باغ ہو رہے تھے یا مثل اوراق گُل پریشان اور ابتر ہوگئے تیغ کی ہوا نے باد خزانی کا کام کیا ایسی خزان بھی کم آتے کسی نے دیکھی ہوگی کہ یکایک بیخ و بنیاد نخل ہستی قطع ہوگئی آخر جب اُن بیچارون کا کچھ بس نہ چلا تو بھاگ کر لشکر مہرخ مین جاکر مل گئے لقدرت خدا اُسوقت وہ تپلا کہ بھینٹ پا رہا تھا اور لہو اُسکے مُنہ مین لگا تھا بھلا وہ کب اُنکو چھوڑتا تیغ علم کیے یہ بھی لشکر مہرخ پر آگرا اگر ادھر نجاتا اور پلٹ کر ہلال پر آتا تو اُسکا یقینی سر کاٹ لیتا لیکن لشکر مہرخ پر جو اُسوقت مخمور سرخ چشم معشوقہ شہزادۂ نور الدہر نے آگے بڑھکر کہا کہ ای ملکہ مہرخ ہلال نے آج بڑے کار نمایان کیے اور بڑی دیر سے میدان داری کر رہی ہی مگر اب اُس تپلہ کے ہاتھ سے یقین ہی کہ مار ڈالی جائے

لازم ہی کہ اسکی مدد کے لیے کسی کو بھیجے مہرخ نے کہا وہ سوار تو اسی طرف آگیا ہی اگر تم سے ہو سکے تو روکو اسکو ورنہ مین ایک سحر سوچ رہی ہون بادشاہ جادوان نے ایک دن مجھکو بتایا تھا اُسکے منتر کا ایک بول مجھکو یاد نہین آتا ہی اسی سوچ مین اتنا عرصہ بھی ہوا ورنہ ابتک کب کا مین اُس سوار کو یہین سے بیٹھے بیٹھے غارت کر دیتی مخمور نے کہا پھر آپ اجازت دیتی ہین مین جاؤن لڑنے کو مہرخ نے کہا بسم اللہ اسوقت تو اُس گل باغ خوبی اور بادۂ خوش رنگ انجمن محبوبی کو غصہ آیا اجازت تو حاصل ہی کر چکی تھی اپنے تخت کو آگے بڑھا کر چلی اور وہ پتلا جیسے ہی صف لشکر پر آکر گرا تھا کہ یہ سحر پڑھ کر پکاری ارے موے رہ تو جا موم کے یا ماش کے آٹے کے پتلے تجھے بھی یہ طاقت ہوئی کہ ہمارے سامنے آتا ہی اور یہ کہکر ایک سانپ جو بجاے چابک دست نازک مین لیے تھی دوڑ کر اُس پتلے پر مارا اور دوسرا اُس شیر پر لگایا اور کہا ای شیر تف ہی تیری اس نامردی پر تجھسے تو ایک کتا اور بلی زیادہ غیرت رکھتے ہین نالائق اور کم زور کا بھیجا ہوا تو آیا ہی کہ میرے ہاتھ سے مار کھاتا ہی اور ذلیل ہوتا ہی یہ کلمات ایسے تھے کہ پتلا تو اسی طرح موم کا یا آرد ماش کا ہو گیا اور گر پڑا بس اُسکے گرتے ہی ملکہ ہلال افگن کو ہوش آگیا اور یہ بھی سنبھل کر اُسکے اُوپر مخمور نے اُس شیر کو تیسرا چابک سانپ کا پھر لگایا اور کہا ای شیر مین تجھے کیا بگاڑون مین نے تیری جان بخشی کی اور لے مین تجھے وہ چیز دیتی ہون جو کبھی کسی کو نہ میسر آئی ہوگی شیر طلسمی کو یا تو وہ ملی تھی یا اب تجھے دی گئی یہ کہکر وہ ڈبیا جسمین سیندور طلسمی تھا اور وہ طلسمی سیندور اسکو مقام بیابان آتش فشان مین کہ جب عمرو کو یہ جانب کوکب لے کر گئی تھی تو ملا تھا اور اسد کوہ کے مالک کو اسی سیندور سے اُسنے قتل کرایا تھا حال اُسکا جلد دوم مین اسی طلسم کے مذکور ہو چکا بس اس سیندور کو اُسنے لگا کر ایک ٹیکا ماتھے پر اُس شیر کے دیا اور کہا جا ملکہ خورشید آتش بدن کو پکڑ لا وہ سیندور ایسا تھا کہ جب شیر طلسمی نے اُسکے وجہ سے اُسکی عزت کی تھی تو اُس شیر کے جو سحر سے آتش بدن کے بنا ہی کیا حقیقت ہی بس فوراً دھڑ کا مارتا اور ڈکراتا ہوا یہ پھرا ادھر مخمور نے ہلال سے کہا کہ ای ملکہ ماشاء اللہ کیا کہنا خوب لڑین واہ واہ مین سچ کہون یہ سحر آتش بدن کا کسی سے بھی رد نہوتا میرے پاس اگر سیندور نہوتا تو یہ شیر کبھی اطاعت نہ کرتا اور ایک سحر اخلاص مین آکر بادشاہ نے مجھکو بتایا تھا وہی اسوقت کام آیا ورنہ اُس پتلے سے بھی جان بچانا مشکل ہوتی لہذا کچھ اسمین بے غیرتی نہین ہی اب تم ٹھہر کر دم لو اور مجھکو میدان مین جانے دو یہ کہکر اور اُسکو سمجھا کر اُسنے جانب صف لشکر پھیرا اور رُخ بہاران ناز و تخت سمت

جنکا ذکر کیا اسوقت اُس ماہ پارہ کی یہ کیفیت حسن کی تھی کہ بسبب غضب کے آنکھین جو زیادہ سرخ
ہوگئین تھین تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ساغر بادۂ احمر سے لبریز و سرشار ہین انھین آنکھون کی نرگس شہلا
بیمار ہین اور بادام ہزار جان سے نثار ہین جو کوئی بادہ خوار اُن ساغر چشم کا نام لے تو مست ہوجائے
اور آنکھون پر زلف رسا کا جو عکس پڑتا تھا اور بالون کا لہرانا اُنپر آجانا دوہی کیفیت دکھاتا تھا یعنے
میخانہ پر گھٹا کا چھاجانا ظاہر ہوتا تھا ہر چند کہ وہ جام آنکھون کے شراب حسن سے بھرے تھے مگر زہر
قاتل بھی اُسمین گھلا تھا جسنے ایک بار بھی اُس جام سے کچھ رس اور مزا دیدار کا لیا بس مارا پڑا زندگی سے
ہاتھ دھو بیٹھا ساغر عمر بادۂ فنا سے اُسنے لبریز کیا ابروائسکے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو سیہ مست میخانہ پہ جھکے
ہوے ہین رخسار تابان کا کیا بیان ہو اظہر من الشمس ایک بات ہی عیان راچہ بیان مگر بھولا پن
اُسمین غضب کا دو آئینہ اسکندر آرزو کے پیش نظر تھے قربان جنکی صفا پہ آئینۂ شمس و قمر تھے فلک
نے اپنے آئینہ خانہ مین آئینہ ہاے شمس و قمر کو لگایا مگر کبھی ایسی صورت دلپذیر کا اُسکو جلوہ نظر
نہ آیا دہن تنگ وہ تنگ کہ جاے سخن اسمین کہان شرم سے مُنھ چراتی مگر ایسی صورت کہین چھپتی ہی
صاف روشن ہی کہ رعنائی و زیبائی کا وہ دہن مخزن ہی کان جواہر اسمین پوشیدہ ہی ہنسی اسکی
بالون کا نقشہ ہی ہونٹھ دو ٹکڑے عقیق یمن کے دانت رشک وہ در عدن کے کہانتک بیان کرون کہ ایسا

ساغر بادۂ گلرنگ ہی آنکھو نپہ نثار	مستی حسن سے سرمست ہوے ہین ہشیار	ڈورے آنکھو نمین نہین جمع ہوئے ہین مے خوار
صاف ہی چہرۂ رنگین پہ گلستان کی بہار	مست سمجھین جو وہ نگھین نظر آئین کالی	گھر کے آئی ہین گلستا نمین گھٹا ئین کالی
راست ہی مثل الف بسکہ وہ قد بالا	دلمین جیسے الف دلمین ہی یون آنکھ سے آجا	دل بنا دال تو ہی دال کہ ہر جان فدا
شک نہین ثابت اسے تل کے تصور نے کیا	تل ہویدا ہی تو پھر رنگ نرالا کچھ ہی	جانکی خیر نہین دال مین کالا کچھ ہی

اس ناز و ادا سے وہ مہ پارہ غارتگر صبر و شکیبائی تخت سحر پر سوار ہو کر آنچل بلو کا دوپٹہ سنبھالتی پائجامہ
کے پائنچے آگے ڈھیر کیے جوڑا اترچھا باندھے مسکراتی ہوئی سامنے خورشید آتش بدن کے
آئی اتنے عرصہ مین اُس شیر کو جو ٹیکا سیندور طلسمی کا دیکر اُسنے پھیر دیا تھا بس وہ ڈکارتا ہوا اُلٹا
خورشید آتش بدن پر آیا خورشید نے اُسوقت رد سحر پڑھ کر ایک دستہ زمین پہ مارا کہ اے شیر
تو اپنی بھینٹ پاچکا ہی اب اُسی طرح ماش کا آٹا ہوجا شیر کے ماتھے پر ٹیکا سیندور طلسمی کا دیا ہوا تھا
وہ کب پھرتا تھا بس اُسنے آتے ہی ایک طمانچہ خورشید پر مارا خورشید نے طمانچہ اسکا رد کرکے اپنے

تیئین بیرمار کر زمین کے اندر پہونچا یا اور وہان سے پشت شیر پر آکر نکلی اور ایک ترسول اُسکے پیٹ پر اُسنے
مارا شیر نے پلٹ کر ایک ہاتھ جو اپنا مارا تو خورشید کو کھینچ لیا اور جھٹکا دے کر اپنی پیٹھ پر لاد کر چلا اُسوقت
شمسہ جو اُسکی بڑی بہن الگ کھڑی ہوئی تھی اُسنے یہ حال اپنی چھوٹی بہن کا دیکھ کر بیتابانہ اپنے تیئین قریب
اُس شیر کے پہونچا یا اور اُسکے پاس ایک گولا فولاد کا ایسا ہی کہ جس کسی ساحر صاحب منصب اور مرحلے
مالک پر لگائے تو کام اُسکا تمام کرے بس وہ ہی گولا اُسنے نکال کر اُس شیر پر مارا از بسکہ وہ شیر بنایا ملکہ
خورشید آتش بدن کا تھا اور اُسی کی طرف سے ردبھی اس سحر کا ایسی اشیاے زبردست سے ہو رہا تھا
وہ گولا اُس شیر پر جو پڑا اُتھر اکر وہ زمین پر گرا اور اُسی طرح ماش کا آٹا ہو گیا ملکہ خورشید اُسکے پنجہ سے
چھوٹی اور ہوشیار ہوئی یہان پر بعض داستان گویون نے بیان کیا ہی کہ ملکہ ہلال سحر افگن سحاب دریا باری
اور خورشید آتش بدن سے نہین لڑتی ہی ملکہ اختر بنت سیلان فیل زور بھتیجی کوکب روشنضمیر کی واسطے
دریافت حال ملکہ بُران آجاتی ہی اور وہ مقابلہ کرتی ہی اور جب وہ خورشید کے سحر سے مغلوب ہوتی ہی
تو مخمور آکر اُسکو ہٹاتی ہی اور آپ مقابلہ مین آتی ہی مگر بعض داستان گویون نے ابھی فوج بران کا مقابلہ
کرانا مناسب نہین جانا کہ سب فوج تو مہرخ کی لڑتی ہی ایک اکیلی اختر آکر لڑے کچھ حسن بیان نہین اس سے
یہی بہتر ہی کہ ایک ہی لشکر کی شوکت اور عظمت ظاہر ہوا اور آج ہی تو ملکہ حیرت کو معلوم ہوتا ہی کہ لشکر مہرخ
مین بھی قوت سحر و ساحری بہت زیادہ ہی صرف عیارون کے بھروسے پر یہ لشکر نہین لڑتا ہی اگر لڑائی پڑیگی
تو بڑی مار ہوگی اور مالکان دربند ہوش رُبا آجتک مہرخ کو ذلیل و حقیر سمجھتے تھے مگر آج سے زبردست
جاننے لگے حاصل مرام ملکہ مخمور لالہ فام جب میدان مین پہونچی اور وہ شیر طلسمی سیندور کی وجہ سے خوب
لڑا آخر مارا گیا اور شمسہ خورشید کو لشکر کی طرف پھیر کر آپ بمقابلۂ مخمور آئی اور پکاری کہ بی مخمور شہنشاہ
سے پھر کر تمنے تو بڑا زور پیدا کیا ہی مخمور نے کہا مین کمزور کسمدن تھی اور تمسے کب دب گئی تھی اور ہاتھ تمھارے
سامنے کسمدن مین نے باندھے تھے جو آج بڑا زور میرا تم اُگلنے آئی ہو ہان البتہ تم لوگون کی مین نے بڑی
دھوم سنی تھی جب ملازم شہنشاہ تھی جب بھی یہی غلغلہ سنتی تھی کہ صاحبان قلعہ ناظمہ بڑی زبردست ہین
لیکن دور کے ڈھول سہادنے یہ نرا بھرم ہی بھرم تھا سو آج وہ ہوا بگڑ گئی سارا بھرم کھل گیا اب بھلا مین و کہون
تو کہ تم کیونکر مجھسے سربر ہوتی ہو اور خورشید کو جو پھیر کر لیگئی ہو کیا وہ زندہ بچے گی اے تو یہ سیندور طلسمی جس شیر کے
لگا ہوا تھا اُسکا طمانچہ کھا چکی ہی اُسکا بچنا مشکل ہی شمسہ نے کہا اے مخمور اب زیادہ حد سے نہ بڑھو زخم پر نمک

نہ چھر کو لو اسکا مزہ چکھو یہ کہکر ایک قمقمہ اپنی جھولی سے نکالا کہ اُس قمقمے مین خاک قبر جمشید بھری ہوئی تھی بس وہ قمقمہ سینہ پر ملکہ مخمور کے مارا مخمور اُس قمقمہ کو دیکھکر سمجھ گئی تھی کہ اسمین خاک قبر جمشید ہوگی بس وہ قمقمہ آتے دیکھکر وہ پرواز کر گئی اور بلندی پر جا کر ٹھہری قمقمہ خالی گیا اور خاک جو اسمین تھی نکل کر اڑی جو ساحر کہ آگے بڑھے کھڑے تھے وہ بیہوش ہوگئے مخمور نے فوراً باران سحر برسایا کہ وہ خاک دب گئی اور آپ زمین پر اُتر ہی اور پکاری کہ اے شمسہ بڑے غیرت کی بات ہی تم لوگ بادشاہزادیان طلسم کی اور ناظمہ در بندون کی بڑی بڑی صاحب منصب و جاگیردار ہو کے خاک جمشیدی کے بھروسے پر لڑتی ہو اور آپ کو ایسی ہی لیاقت مین سحر اور ساحری کرنا جانتی ہو حیف ہی دیکھو سحر اسے کہتے ہین یہ کہکر ایک ڈبیا اپنے بالون سے نکالی کہ ایک ڈال یاقوت احمر کی تراشی ہوئی تھی۔ اور اسکو وا کر کے چالیس پتلے یاقوت کے کہ برابر انگشت کے تھے نکالے اور اُنکے ہاتھون مین تنکے اُٹھا کر دیے اور کہا یہ تلوارین بنجائین اور کچھ سحر ایسا پڑھا کہ وہ پتلے سب مثل انسان مبارز کے قد آور ہوے اور وہ تنکے ننگی تلوارین ہوگئین بس اُن پتلون نے جاندار ہو کر عرض کیا کہ فرمائیے کیا حکم ہوتا ہی مخمور نے ارشاد کیا کہ سامنے جو یہ چھوکریان کھڑی ہین اور بہت بڑا ہجوم کیے ہین اُنکے سر کاٹ لاؤ بس وہ چالیس پتلے تلوار علم کر کے اول تو شمسہ پر حملہ آور ہوئے شمسہ نے ہر چند چاہا کہ اُنکو رد کون مگر وہ کب رکتے ہین جب وہ پتلے اسپر آ پہنچے سمجھی کہ مین گھر جاؤنگی اور مار ڈالی جاؤنگی بس فوراً پیچھے ہٹنے لگی اور سحر پڑھتی ہوئی بھاگ کر لشکر حیرت مین جو فوج کہ اسکی تھی وہین یہ بھی آئی پتلے اسکے تعقب مین جو آتے تھے وہ بھی قریب پہونچکر فوج پر حملہ آور ہوے اور زیر تیغ انھون نے ساحرون کو رکھ لیا بگیر بدہ و بکشید کا شور و غوغا بلند ہوا بہت تن بے سر ہوے شکار اجل صف شکن و صفدر ہوے وہ چالیسون پتلے غضب کے تھے کہ دم بھر مین مارے تلوارون کے اُنھون نے تہلکہ ڈالدیا تیغ تیز کے جوہر دکھا دیے ہزارون مار کر گرا دیے لاش پر لاش دھڑ پر دھڑ مردہ پر مردہ دم بھر مین اُنھون نے گرا دیا اور از بسکہ کرورون فوج ناظمان طلسم کی تھی اسمین ان چالیسون پتلون کا لڑنا حیرت کو ثابت تھا کہ سحر کی لڑائی ہو رہی ہی مگر جانتی تھی کہ کوئی سبب خفیف ہی یہان تیغ تیز نے مضمون مرگ کو بحر طویل مین نظم کیا رکن جسم کو جان سے بدل کر حذف کیا تھا قافیہ ہر ایک کا تنگ تھا فقرے تیغ کے بہت گرما گرم تھے نظم جان کا انتظام کچھ نہ رکھتا تھا نثر مرگ کو پسند کیا تھا اور نظم کو پسند کرتے تھے تو بجر مصارع مین شعر نظم کرتے یعنے ایک کے دو دو کرنا خوب یاد تھا عدو منش سیفی کا سبق سب کو موت پڑھاتی تھی سبب وتد یاد دلاتی تھی یہ جنگ کا نقشہ تھا کہ

ابیات

تنون پر تھا ہر سمت جوشش فگار
ہوا ابر بحر خون نہ اٹھتی تھی گرد
زمین پر گرے تن سے اڑ اڑ کے سر
ہوے آج بیجان ہزاران ہزار

لب زخم تھے ساحل جو ئبار
وہ آمد تھی اسکی کہ طوفان مرگ
ہوا سے درختون کے جیسے ثمر
تڑپ کر گرے خاک پر وہ لعین

عبیری ہوئی خاک دشت نبرد
برش تھی ضمانددار سامان مرگ
سوار و پیادہ بوقت شمار
گئے جانب اسفل السافلین

لشکریان حیرت اُن پتلون پر بجھنے عقاب کے گولے فولاد کے نارنج ترنج کچھے سوئیون کے تلوارین خنجر وغیرہ ہتھیارون کے وار اور سحر کے حربے لگاتے تھے لیکن کوئی حربہ اُنپر اثر نکرتا تھا اور قریب دس بارہ سو جادوگرون کے اُنھون نے مار ڈالا تھا اب ایک غوغاے عظیم برپا ہوا اور حیرت کے لشکر نے سامنے سے اِن پتلون کے جھرمٹ کہایا سمٹ کر جب وہ سب ادھر آئے کہ جہان حیرت استادہ تھی تپلے بھی اسی طرف حملہ آور ہوے اور قتل کرتے ہوے چلے آتے تھے اور ناظمان و ربند بڑے بڑے شاہزادے اور شاہزدیان حیران کار تھین اسوقت کہ جب قریب تخت حیرت غوغا بلند ہوا اسوقت حیرت نے انگڑائی لی اور کہا اپنا کام کچھ آپ ہی خوب ہوتا ہی کیونکہ اگر اب مین ہاتھ پاؤن نہ ہلاؤن تو قتل ہوجانیکے سوا اور کیا ہی کیونکہ یہ تپلے آخر مجھے بھی تو ذلیل کرینگے اے صاحبو یہ کیسی غیرت تمھاری ہی کہ ادنے ادنےٰ کے سحر تمسے رد نہین ہوسکتے اُسوقت ابرق وزیر اپنے ہاتھی سے کود کے عرض پیرا ہوا کہ ای ملکہ ہم تو صرف ناظمون کی لڑائی دیکھنے آے تھے اب آپ فرمائیے تو اس مخمور کی کیا حقیقت ہی اور ان تپلون کی کیا بنیاد ہی ابھی دم بھر مین انکو غارت کردون اور مخمور کو پکڑ کے سامنے حاضر کرون مخمور نے کہا آپجانتے ہین کہ یہ کون سحر کیا ہی یہ وہ سحر ہی جو شہنشاہ نے روز نوروز ایک ایک سحر ہم سب کو جداجدا تعلیم فرمایا تھا ہمکو اور کچھ بتایا تھا اور اسکو یہ ڈبیا دی تھی معلوم ہوا کہ اُس ڈبیا مین یہی تپلے تھے جو عنایت کیے تھے پھر شہنشاہ کا عطا کردہ تپلے غضب ہی کے تپلے تھے جو دیے تھے جنھون نے آج تہلکہ ڈال دیا ہی لیکن کچھ پرواہ نہین ہم بھی تو وزیر اسی شہنشاہ کے کہلاتے ہین اور تعلیم و پرورش یافتہ اُسکے ہین یہ چھوکری مخمور تو کیا ہی مہرخ اور اُسکے حمایتی کوکب اور بُران کو ہم جواب دینے والے ہین اور اُسکو پکڑ لانے والے یہ کہکر ابرق سات لاکھ جادوگر اپنے ہمراہ لے کر آگے بڑھا ایک دریا تھا کہ موج مارنے لگا ہزارہا نارنج و ترنج اُچھلتا تھا اُس دریا مین گویا حباب معلوم دیتے تھے کہ تیرتے تھے غرض فوج نو موج مار کر لہراتی ہوئی اُسکے پیچھے چلی اور وہ بمقابلہ تپلان سحر ہو بجا پکارا کہ لونڈی کا حکم بی بی کے حکم سے غالب نہین ہوتا ارے او بے ادبان ملکہ طلسم خاتون معظم شہنشاہ والاحشم

کھڑی ہین اور تم بے ادبانہ چلے آتے ہو بس ادب سے قدم اُٹھاؤ جسطرح تم یاقوت کے پتلے تھے ویسے ہی اب
تمھاری سزا یہ ہی کہ موم کے پتلے بنجاؤ کیونکہ جسنے تمکو بناکر مخمور کے سپرد کیا تھا اُسی کی بی بی کا تمنے پاس نہ کیا
اور پاس کیا تو اس ادنے کنیز کا یہ کہکر ایک دو تڑ اُسنے زمین پر مارا کہ وہ پتلے یا تو خونریزی کرتے لڑتے
چلے آتے تھے یا اُسی جگہہ رہ گئے اور زمین سے شعلے آگ کے نکلے اور اُن پتلون پر پڑے کہ وہ پتلے گل کے
موم کے ہوگئے پھر اور شعلے نکلے کہ وہ پتلے پگھل گئے بعد اس سحر کے ابریق علیہ اللعن نے ایک پرچہ کاغذ کا اور
دوات و قلم جھولی سے سحر کی نکال کر کچھ حرف بخط طلسمی سحر کے اُسپر لکھے اور اپنے لشکر کے ایک علم مین باندھکر
مخمور سحر چشم کے مقابلہ مین وہ علم لے کر آیا اور پکارا کہ او چھوکری شہنشاہ کی صدقے مین سحر و ساحری سیکھکر
ساحرہ بنی اور معشوقہ شہنشاہ ملکہ حیرت عالیجاہ کا کچھ لحاظ و پاس نہین کیون نہو سچ کہا ہی کہ کمینہ اپنی
اصالت پر جاتا ہی بموجب مثل بیت

نیکی کرنا بدون سے ایسی ہی
جیسی نیکون سے کی بدی تو نے

تو اپنے ذات کے جوہر دکھاتی ہی اور اپنی اوقات پر جاتی ہی مخمور نے یہ سُنکر بغصہ کہا کہ بھڑوے تو اپنی تو پہلے
ذات دیکھ پھر کسی اور کی ذات صماد کو اُگٹنا تو ایسا کہان کا کھرا بن کر آیا ہی وہی مثل ہی کہ کھرے سے
جو کھوٹا اُسکو غش کا ٹوٹا موڈی کاٹے لڑنے آیا ہی یا ذات کا بیان کرتا ہی مین کس بھڑوے کی لونڈی
ہون کسنے مجھے خریدا ہی تو البتہ سنتی ہون کہ ذات کا کبڑیا ہی اس طلسم مین امان تیری کھڑی فالسے بیچتی
پھرتی تھی میرے امان اسرار جادو کہا کرتی تھین کہ مسندریا کبڑن ابریق کی مان اچھا سودا لاتی ہی
اور جسپے تو وزیر ہوا ہی اسوقت سے بھی ہزار جا پر مین نے تیری عزت اور جان بچائی مر لیجے تیری شادی جب
ہوئی تھی تو تجھکو لڑکی ہی کون دیتا تھا ہمین دونون بہنون نے اور امی جان نے قسم کھاکر کہا کہ نہین
یہ کبڑیا نہین ہی کیون تجھے یاد ہی ابریق یہ باتین سُنکر کھٹکا اور بہت ترش رو ہوا لڑنے سے دانت کھٹے ہوگئے
غیرت سے درخت کی طرح زمین مین گر گیا آخر اسی غیرت مین اسنے ایک روئی کا گالا جھولی سے نکال کر سحر
اسپر دم کرکے جانب آسمان اُڑایا کہ وہ پنبہ لمحہ بھر مین ایک کوہ پرشکوہ بنکر مخمور کے سر پر آیا اور گرا ہی
چاہتا تھا کہ اس کوہ وقار شیرین لب نے اودھر دیکھکر سحر پڑھکر اُف جو کی وہ پہاڑ روئی کا گالا پھر بنگیا
اور جلکر بھوسی بھوسی ہوکر اُڑ گیا اُسوقت ابریق نے کہا بڑا زور تو نے پیدا کیا ہی یہ بھی شہنشاہ کی عنایت
کہ وہ ہمیشہ سے تجھپر فریفتہ تھے نہین معلوم کیا بنا چکے ہین مخمور نے کہا بھڑوے پھر وہی باتین تو نے

نکالین تو یہ بھی جانتا ہی کہ حیرت جو تخت پر چڑھی کھڑی ہی یہ ذات کی کون ہی ارے ہم مطیع شہنشاہ عیاران عمرو بن امیہ ہین یہ اُسکا اقبال ہی جو تم کافرون پر فتحیاب ہوتے ہین اور ہونگے اور کم زور کسدن تجھے جو آج زور پیدا کیا ہی نہ جب ہی تجھسے دبے نہ اب اچھا اب سنبھل جا یہ کہکر ایک ناریل انگیا مین سے نکالا یہ ناریل اگر افراسیاب پر بھی لگاتی تو کام دیتا ابریق گھبرایا اور اُسنے اُس ناریل کو چرخ دے کر اسپر مارا ابریق اُسکو آتے دیکھکر زمین سے اُڑا مگر وہ ناریل پاؤن پر اُسکے لگ کر زمین پر گرا پاؤن اُسکا زخمی ہوا باقی بچ گیا ناریل اُٹھا کر لڑکھڑاتا ہوا زمین پر آیا لیکن سنبھل کر اُٹھا اور ترسول سحر کا پکڑ کر دوڑا مخمور بھی نیچہ پکڑ کر چلی لیکن اُسنے قریب پہونچ کر ترسول کھینچ مارا کہ وہ مخمور کے کندھے پر پڑا اُسنے سحر پڑھ کر ہاتھ جو مارا ترسول کندھے سے لگ کر زمین مین گڑ کر گیا مگر شانہ اُسکا بھی زخمی ہوا اور اُس نازک بدن نے شانہ نشانہ ہونے سے تیوری چڑھائی اور ہی شان حسن کی نظر آئی کہ گویا خط طغرا مین بسم اللہ کاتب قدرت نے مصحف رخسار پر لکھی ہی غرض کہ بطیش و غضب تمامتر یہ اپنا جوڑا کھوستی ہوئی آگے بڑھی اُسوقت حیرت کھڑی اس جنگ کا تماشا دیکھ رہی تھی اُسنے اپنے گلے سے مالا توڑ کر زمین پر پھینکا اور پکاری کہ اے مالے جا اس مخمور کو پکڑ لا وہ اگر سامنے مخمور کے گرا اور لڑیان اُسکی ٹوٹ گئین موتی سب بکھر گئے ابریق نے دیکھا کہ یہ سحر ملکہ حیرت نے کیا بس اُسنے بھی اپنی قوت و شوکت دکھانے کو پکار کر کہا کہ اے مخمور یہ دانے موتیون کے چن لے مخمور مسحور سحر حیرت اُس مالے کے سامنے بکھرنے سے ہو چکی تھی وہ دانہ چننے لگی اُس نازنین کا ناک بھون چڑھا کر پانچے اُٹھا کر جھکنا اور موتی چننا اور ہی لطف دکھاتا تھا گویا زہرۂ فلک حسن و حیا ستارون پر جھکی تھی اور تارے آسمان کے توڑ رہی تھی ادھر تو وہ موتی چننے لگی اُدھر اس بے ابرد یعنی ابریق نے کمند اُسپر ماری کہ گردن و کمر مین اُسکے پھندے پڑے اور بیہوش ہو کر گری ابریق نے دھر کھینچا اور قریب ترلا کر مشکین اُسکی اُسی کمند سے باندھین اور لیکر چلا کہ حیرت کو جا کر نذر دون اور عرض کرون کہ اے ملکہ آپ کے خیال سے اور سحر کے شریک ہونے سے یہ میرا اسیر قابض ہوا ادھر تو یہ اسکو لے کر چلا سامنے یہ ماجرا ملکہ بہار جادو نے جو دیکھا تاب ضبط باقی نہ رہی یہ معشوقہ طرحدار بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد شہریار فوراً تخت اپنا آگے بڑھا کر چلی جیسے بادشاہ اسلامیان سے اور اس سے راہ عشق و عاشقی پیدا ہوئی ہی اسوقت سے ہمیشہ آنکھون مین آنسو بھرے دیوانہ پن مزاج مین سمایا ہوا دل اپنا تھا وہ پایا ہوا بہار کی خواہان رہتی ہی گل و بلبل کی بحث پرچی دیوانہ ہی ورد زبان یار کا افسانہ ہی

اسوقت جو لڑنے کو نکلی عجب کیفیت اسکے حسن کی تھی کہ سر پر گھٹا چھائی ہوئی طائران خوش نوا زمزمہ سرائی کرتے سامنے کچھ چمن گلہاے خوشرنگ کے از خود پیدا ہو کر غائب ہو جاتے یہ معشوقہ اپنی زلفون کو پریشان کرکے گھٹا کالی بلاتی زلف پراگندہ سنبلستان دہر کی صدقے جان ہو جاتی سبزہ رنگ سبز بختان زمانہ کو سبز قدم خطاب دے کر سامنے سے نکالدیتا سبزہ زار چمنستان عالم کو عشق مین اپنے پامال کرتا آنکھون مین سرمہ دنبالہ دار دیا ہوا ابرو سے ملا ہوا حلقہ بنا ہوا یہ ظاہر تھا کہ دفتر حسن پر اس حسینہ کے دوہرا صاد کیا ہوا ہے یا یہ حلقہ طوق محبت آہو چشمان زمانہ کے لیے پیدا ہوا ہے یا آہوان چین وختن کو پابند کیا ہے صفحۂ رخ پر بینی کا ہونا ظاہر تھا کہ ملک حلب کے بیچ مین ایک دیوار کھینچ کر اس ملک کو دو حصہ کیا ہے بلبل اس گل رخسار کو دیکھکر طوطی کی طرح پس آئینہ بیٹھکر نقش بدیوار بننا چاہتی باد گل بالکل بھول جاتی لبون پر مسی اسکے لگی ہوئی پیشانی پر افشان چنی ہوئی لب لعلین پر لاکھا جما ہوا جوڑا دھانی گلے مین پڑا سینہ پر چھاتیون کا ابھرنا اللہ اللہ از سرتا پا وہ جھال وہ جھمکڑا کہ صل علی مسدس

چھاتیان ابھری ہوئی اور وہ جوانی کی بہار
کھٹے ہوجائین جسے دیکھکے جنت کے انار
گول گول اسکے سرین اور وہ بلوری ران
شمع حسن ہین یہ پروانہ ہین جنکی پریان

جسکو ہن دیکھ ہو نامحرونکی جان نثار
کچھ جھلکتے جو دوپٹے ہی کے تہ سے دیکھے
آئے دیکھے سے تن عاشق بیجان مین جان
پاؤن اس گل کے ان ہاتھون سے دباؤن کیا کیا

ایسے پستان ہون ترنج شجر قامت یار
چھاتی بھر آئے یہ حیرت کی نگہ سے دیکھے
پنڈلیان دیکھ پھڑک جاتے نہ کیونکر ارمان
شعلۂ دیونکو جو سیج پہ جھلاؤن کیا کیا

بس وہ مہ پارہ قریب ابریق پہونچکر پکاری کہ بیت

بہار آئی فساد خون کی تدبیر کرتے ہین
اسی موسم مین دیوانہ کو سب زنجیر کرتے ہین

ای ابریق ٹھہر دو پھول ہمارے گلستان محبت سے چنتا جا ای بہار آؤ بس اتنا کہنا تھا کہ تمام لشکر اور ہر ایک سردار نامی ونامور نے دیکھا کہ نسیم بہار چلنے لگی اور ملکہ بہار جادو کے تخت پر جو گلدستے پھولون کے رکھے تھے اسی طرح کے ہزارون گل میدان مین کھلے اور سیکڑون چمن نہالان چھپر دار اور سایہ دار اور پر ثمر نظر آنے لگے حوض ملبب آبشارین جاری لکھو کھا طائران خوشرنگ اور شیرین زبان مرغولہ سنجی اور نغمہ سرائی کرتے تھے عجب بہار نیرنگ افزا اس بوستان پرافسون کی تھی کہ ہمان تمنا اس پر غش ہوتی تھی بلبل بنکر آرزوے دیدہ مین روح روضۂ رضوان غش ہوتی تھی جہان نگہ کام کرتی تھی چمنہاے طلائی

لاثانی بنے تھے جواہر کے درخت لگے تھے ہر شجر ایسا پر از رنگین و بہار تھا کہ رشک وہ قامت یار تھا ہر برگ وہان کا کف رنگین دلدار تھا کسی جا عناب اپنے آب و تاب حسن کو دکھا کر لب رنگین معشوق کو شرماتا شقائق گل پر ہزارہا پہ فائق نظر آتا خون چشم عشاق سے اپنے عشق مین رلواتا کسی جا سنبل تر گیسوے عنبر فشان کا ہمسر کہین نرگس چشم تماشائی کو حیران کار بناتا برگ سمن مین انداز تیغ صفاہائی پایا جاتا لالہ بادل خونی خونین جگران چمن الفت سے برابری کرنے کو تیار تھا لیکن بہتر از رخسار یار تھا درخت پھولون سے لدے دولہن کی طرح زیور پہنے شرم سے جیسے عروس نو جھکتی ہر اُسی طرح جھکے جاتے طاؤسان مست خوش خفلیان کرکے ناچتے چتر طاؤس فلک بلاگردان سوسن وہ زبان کی اودا ہٹ دکھاکر نیل بوسہ لینے سے رخسار یار پر پڑ جانا یاد دلاتی گل سے گریبان چاک کرنیکی دلون مین خواہش پائی جاتی تھی سرو شمشاد سہی قامتان دہر کو ایسا شرماتے کہ وہ غلامی کا دم بھرتے مگر یہ انکو غلامی سے بھی آزاد فرماتے کہین بلبل نالہ کش کہین قمری کا دل سرو پر عشق نوک ہر خار زبان بنکر دعوی انا البہار کرتی نوک سبزہ بصورت زبان ہو کر بہار سے بھی تکرار کرتی ہر کان یار کو شرمسار کرتی چشمہ اور نہرین اسمین بصد آب و تاب جاری شرمندہ اُسکے سامنے چشمہاے شمس و قمر کی آبداری نہرین لطافت بیز و صفا انگیز دار بست انگور کا بند و بست عقد ثریا کو شرم خیز خلاصہ یہ کہ ہر طرف وزان باد بہاری

عروس بہار کے جوبن کی بڑی تیاری کہ ابیات

باغ تیار ہوا واسطے اُسکے نایاب
روشین کاہکشان پھول ہر رنگ مہتاب
رشک گلزار جنان جوش ترا وتے چمن
چشم نرگس گل خورشید سے بھی چشمک زن
گرد پھولون کے عنادل کے ترانون کا سمان
اپنے محبوب پہ ہین سب سے زیادہ قربان

مخمل سبز کہ سبزہ روشون پہ شاداب
طرفہ گلکاری ہوئی باغ کی دیوارون پر
جابجا نسترن و سوسن و نسرین و سمن
رنگ مین حور کے چہرہ سے رخ گل پہ اُنگل
قمریان بیٹھی ہوئی سرو پہ سرگرم فغان
چہچہے دلکے ہر ایک زمزمہ پرداز کے ساتھ

نہرین وہ چمن مین رواں چشمہ خورشید کا آب
لوٹے رضوان بھی جسے دیکھ کر انگارون پر
تختہ لالہ کا چراغان کی طرح سے روشن
زلف غلمان سے کہین گیسوے سنبل بڑھکر
ابر کو دیکھکے طاؤس گلستان رقصان
جسطرح ساز کی آواز ملے ساز کے ساتھ

اُس باغ مین بہار بصد ناز و انداز داخل ہوئی اور چبوترہ بلور پر جاکر استادہ ہوئی کنیزان خوش قامت و رنگین ادا گرد اُس ماہ لقا کے حلقہ کنان اور اُس سرو باغ کے حسن کا اُسوقت عجب نقشہ تھا کہ دوپٹہ آنچل پلو کا اوڑھے پائجامہ کے پائنچے کلائی پر سنبھالے سلوٹین اور چرسین برابر ران کے پڑین کرتی بیٹھے اونچی سینا ابھرا ہوا یہ انداز پیدا کہ مسند میں

چشم پر بار گران ہی ابھی کاجل کا بوجھ
ایسی نازک ہین کہ اٹھتا نہیں ہلکا سا بوجھ
ہر سراپا جو قیامت تو ہی آفت چھل بل
وہ لگاوٹ کے ہین انداز کہ دل ہو بیکل

روش سے انکے سنبھلتا نہیں آنچل کا بوجھ
تاب کب بار نزاکت کی وہ لا سکتے ہین
ایسی رفتار چھلاوے کا بھی دل جائے نکل
رنگ لائیگی غضب طبع مین رنگینی ہی

دور ہی انکے گلے سے ابھی ہیکل کا بوجھ
ہاتھ کب مہندی کی رنگت کو اٹھا سکتے ہین
نازک ایسی ہی کمر چلتے مین بل کھاتی ہی بل
دوسرا ابھی نام خدا دھیان سے خود بینی ہی

ہوا کے جھونکون سے خوشبو جو ان پھولون کی ابریق کوہ شگاف اور ناظمان طلسم کے ناک مین گئی بس یکایک جھومنے لگے اور مدہوش ہوئے پھر جو ہوش مین آئے گویا از خود فراموش ہوئے یعنی نعرۂ عاشقانہ مارنے لگے اور ہائے معشوقہ بہار طرحدار کہتے اشعار پڑھتے اس باغ کی طرف چلے ہاتھ سے مخمور کو چھوڑ دیا سات لاکھ سپاہ ہمراہ لیکر ابریق لڑنے آیا تھا وہ تمامی لشکری گریبان چاک کیے سر پہ خاک اڑاتے دیوانہ وار با دل بیقرار یہ اشعار پڑھتے چلے آتے تھے۔

غزل

دو چار آنکھیں ہوئین کوٹھے پہ آج اک یار جانی سے
خدا محفوظ رکھے ہر بلائے آسمانی سے

تری آنکھون کی کیفیت ہی یہ جوش جوانی مین
کوئی ساغر بھرے جیسے شراب ارغوانی سے

سنایا مین نے حال زار جب اپنا تو وہ بولے
بس اب موقوف رکھو دل بھر آیا اس کہانی سے

یقین ہی گردش چشم حسینان سے نہ چھوٹے گا
اگر بچ بھی گیا کوئی بلائے آسمانی سے

مرے رونے سے بھڑکی اور دلمین آتش الفت
غلط مشہور ہی یہ آگ بجھ جاتی ہی پانی سے

جفائین یار نے چھوڑین فلک نے پیسنا چھوڑا
غرض دونون یہ عاجز آئے میری سخت جانی سے

ہم ایسے چار بھی گریان جو آجائینگے محشر مین
بجھے گی آتش دوزخ تمام اشکون کے پانی سے

وہ درد آمیز باتین مین نے چلتے وقت کہدی تھین
بھر آیا انکا دل قاصد کے پیغام زبانی سے

اور ادھر سے چند ناظمان در بند جن تلک وہ خوشبو پہونچی تھی مست مئے محبت ملکہ بہار ہو کر یہ کہتے تالیان بجاتے آتے تھے۔

غزل

ای جنون رکھیو بیابان کو سواری تیار
پیشتر دل سے ہوئی جان ہماری تیار
ہار پھولون کا پہنتے ہو تو میری خاطر
بیڑیان ہوتی ہین ہر مرتبہ بھاری تیار

آج کل چلنے کو ہی باد بہاری تیار
سرمہ اندھیر حنا قہر قیامت مسّی
بدھی زخمون کی کرے تیغ تمھاری تیار

دل تو کہتا ہی نکل چلنے کو پر چلتے وقت
فتنہ انگیزی کی ترکیبین ہین ساری تیار
ترے دیوانہ کی وحشت ہی زیادہ ہر سال

یہ سب مجمع لاکھون آدمیونکا قریب اس گلشن افسون رنگ کے پہونچا سامنے بہار

چبوترے پر کھڑی تھی اُسکی صورت دیکھکر ہر ایک نے پکار کر کہا کہ ای ملکہ اس فصل مین تو بہت شورشِ خون اور ولولۂ جنون ہی یہ جی چاہتا ہی کہ اس نطفہ حرام افراسیاب ناکام کو ایسا کچھ بنائیے کہ ہیولی کا بھڑوا کر دیجیے اور بہار حسن اور گلزار سحر کی اسکو بھی سیر سبز باغ دکھلا کر دیوانہ کر دیجیے اور بزنگ بلبل آپکے گل رخسار کی مدح سرائی مین نغمہ سرائی کیجیے اور آپکے ہواخواہ اور عاشق شیدا کہلائیے اور چاہنے والے مشہور ہوجیے اور آپکے دشمنون کو ایسا خار غم دیجیے کہ سب پھڑک پھڑک کر مر جائین اور دہیر کی طرح منھ اُنکا کالا ہو جائے اور اس طلسم سے بوم کیطرح تالیان بجا کر اُنکو نکالدیجیے غرض ای ملکہ ہم تو آپکے گل رخسار کے بلبل ہین ملکہ نے قریب اپنے ابرق کو بلا کر کہا کہ ای عاشق تن بلبل ہرجائی ہوتا ہی تم ابھی میرے سامنے اسطرح چہچہے کرتے ہو اور مرتے ہو دم محبت کا بھرتے ہو کچھ دیر مین ہوا پھر جائیگی پھر اور ہی نالہ اور شیون کروگے اور کسی کے دام محبت مین گرفتار ہو کر یہی فریاد زبان پر لاؤگے مجھے تمھارے قول فعل کا اعتبار نہین اور کیونکر یقین ہو اگر حقیقت مین تم افراسیاب خیڈول کو رقیب اپنا سمجھتے ہو اور میری بہار حسن کی سیر کرنا چاہتے ہو تو مجھے رسوا نکرو میرا نام زبان سے نہ لو آہ و فغان لب پر نہ لاؤ اس افراسیاب کی فوج کو مار کر بھگا دو اور اس کلجبڑی کنجی یعنی ملکہ حیرت جادو کو کہ جو میرے ہوتے سلطنت طلسم کے تخت پر بیٹھی ہی ذلت و خواری کے ساتھ خوب مار کر باہر طلسم کے کردو ابرق نے کہا ای ملکہ میرا دل تجھپر صدقے اور جان میری تیرے ناخن پا پر سے نثار ہی یہ کتنی بڑی بات ہی جو تو نے کہی افراسیاب تو کیا مسخرا ہی ہم تو تیرے حکم سے سامری سے لڑنے کو حاضر ہین کہ بیت

ہے پرورش سخن کی تری مجھکو یان تلک
چلنا زمین کا کیا ہے اُڑون آسمان تلک

یہ کہکر ابرق پھر تلوار سحر کی بنا کر پھر لے چلتے وقت ملکہ نے کہا لو پھر ہمسے بھی یہ خلعت سرکار بہار کا ہی پہنتے جاؤ یہ فرما کر ایک گجرا پھولون کا اپنے ہاتھ سے اُتار کر اُس نافرجام کے ہاتھ مین اُس لالہ فام نے باندھ دیا اور ایک ایسا سحر کیا کہ لشکریون کے ہاتھ مین ایک پھول اُس گلستان سحر کا از خود آگیا کہ وہ سب اُسکو سونگھنے لگے آگے آگے ابرق اور پیچھے پیچھے وہ سب فوج بے طریق پھری ابرق نے افسران لشکر سے پوچھا بھئی کہو تم سب کا کیا ارادہ ہی افراسیاب سے لڑوگے یا نہین سب نے کہا کہ ہم اُس حرامی کو افراسیاب کو اور اُس ڈھڈو حیرت کو کیا سمجھتے ہین اُنکے تابع حکم تھے سو اب وہ بھی بادشاہ رہی ملکہ بہار کے جان نثارون مین آج سے ہوئے اس ملکہ کے حکم سے آپ جس سے لڑینگے پہلے ہم جانبازی

کرینگے اور تلوارین مارینگے نمکخوارون کا کام یہی ہی کہ تلوارین کھائین اور عاشقون کا دستور یہی ہی کہ رضاے محبوب کے لیے سر اپنا کٹائین ابرق نے کہا شاباش ای جوانمردان عرصہ نبرد عاشقی یہی چاہیے مصرع ع این کار از تو آید و عاشق چنین کنند * بہتر ہی دیر نکرو افراسیاب تو یہان نہین ہی پہلے اسی لکاتہ گیسو بریدہ حیرت بدسیرت کو تو پکڑ کر سامنے ملکہ بہار کے لیچلو اور اُسپر سے قربان کر کے ذبح کر ڈالو سب فوج حربہ ہاے سحر پکڑ کر ہمراہ ابرق لینا لینا کہکر چلی حیرت بادشاہ طلسم کی زوجہ ہی اور بڑی ساحرہ ہی اس سحر کو دیکھکر بہار کے غضبناک ہوئی مگر خیال مین آیا کہ یہ وہی بہن تیری ہی کہ کل ظلمات جو آئی تھی تو اُسکو تو نے بلایا تھا اور اُسنے کیا کیا ئی ظلمات کے قتل کی تدبیر کی آخر عیارون نے اُسکے طرفدارون نے کام اُس بیسوا کا تمام کیا اور پھر تیرا گھر پھیر املک و مال برقرار رہا ای حیرت ذلت ملکہ بہار کی اچھی نہین تمام ناظمان طلسم پر اسکی عظمت ثابت ہی تو بہتر ہی کہ بہن ملکہ طلسم کی ایسی بردست ہی ملکہ بھی ایسی ہی زبردست ہوگی پس یہ سوچکر یہ تو چھپکے کھڑی رہی اور جو ناظمان طلسم کہ مسحور ہونے سے بچے تھے وہ سحر پڑھ کر اپنے تئین بچانے لگے اور ادھر بہار کو بھی یہ منظور ہوا ہی کہ نصف فوج حیرت کی مسحور سحر بہار ہو اور نصف باقی رہے کہ مسحور شدہ لوگ اُنسے لڑین اسوجہ سے وہ ناظم مسحور نہوتے تھے اور بعض نے خاک جمشید ناک مین لگائی تھی کہ خوشبوے گلہاے باغ سحر اُنکی ناک مین جو آتی تھی سو تاثیر نکرتی تھی مگر اُسپر بھی یہ کہتے تھے کہ دیکھو بھائیو فی الحقیقت آج بہار جادو کے حسن کی عجب بہار ہی ملکہ حیرت جادو اُسکی لونڈی معلوم دیتی ہی کون ایسا مرد سنگ دل اور کونسی عورت ایسی سیہ قلب ہوگی جو ملکہ بہار کو پیار نکریگی بعض عورتین جو قریب بادشاہ کے کھڑے تھے اُنسے کہتی تھین کہ بھئی تم ہمکو بیحیا کہکر ہنسوگے لیکن تمہاری جان کی قسم ہر چند کہ ہم سن یاد رکھتے ہین اور دوست یاری اور ایسے اختلاط رگڑے جھگڑے سے نفرت و عار ہمیشہ سے ہمکو ہی مرد کی صحبت کا کیا کہنا گو وہ مزا تو نہین ہوتا گرچی بھر جاتا ہی لیکن اسوقت خاک مین ملے یہ مزا اور آگ لگے اس اجڑے کمبخت دلکو بہار کا جوبن دیکھکر بار بار یہی جی چاہتا ہی کہ دوڑ کر اسکو گلے سے لگائین اور لپٹ کر خوب پیار کرین اور ملکہ حیرت یا افراسیاب یا اور کوئی اگر ہمکو روکے تو مارین اور لڑکے مر جائین اور جان اپنی دیدین یا اُسکی جان لے لین مرد اُنکو جواب دیتے تھے کہ اے ملکہ تم سچ کہتی ہو ہمارے دلکو بھی اس بہار کی صورت بیچین کیے دیتی ہی اب چاہے جان جاے یا رہے مگر اپنا تو یہ قول ہی کہ بیت

عشق وہ کیجیے جسمین کوئی پہچان نہ جائے | جان جائے تو بلا سے پہ کوئی جان نہ جائے

ہم سچ کہین ملکہ حیرت جادو اُسکی دشمن اور افراسیاب جادو اُسکا تشنۂ خون ہی اور ہم قدیم نمک خوار اُس سرکار کے ہین اور ملکہ بہار جادو اور حیرت سے مقابلہ ہی شہنشاہ کے سردارون اور عزیزون سے لڑائی رہی گر وہان آداب عشق اور یہان پاس نمک بس اس سبب سے ہم خاموش ہین نہ ادھر تو لیتے ہین اور نہ اُسطرف کھڑے تماشا دیکھتے ہین بھلا کوئی بھی ایسی معشوقہ پر ہاتھ اُٹھاتا ہی ہماری بلا حیرت کی طرف سے لڑتی ہی اگر حیرت غالب آئی اور اُسنے بہار کو مار لیا تو سچ تو یہ ہی کہ ہمکو بڑا ہی صدمہ ہوگا اور اگر حیرت کو اُسنے مار لیا تو ہم خوش ہونگے اور دل اُسکی اطاعت کرینگے اور بہار کے ہلاک ہونے سے ہم بھی اپنے گلے کاٹ ڈالینگے حیرت اور افراسیاب سے تو نہ لڑینگے کہ نمکحرام ہون باقی اب اپنی جان پر اختیار ہی یہ کہکے بے اختیار رونے لگے اور یہ غزل اپنے حسب حال پڑھنے لگے کہ غزل

حیرت ہی ہو نہ زلف و رخ یار سے بگاڑ
گل سے بناؤ ہی نہ مجھے خار سے بگاڑ
آزردہ ہین وہ بوسۂ لب کے سوال پر
زیبا نہین ہی خادم سرکار سے بگاڑ
دیوانہ آج کل سے کچھ آتش نہین ہین ہم

رہتا ہی ورنہ کافر و دیندار سے بگاڑ
اُس مہ کی مہربانی سے اپنی ہی زندگی
تیسرخی کے لیے ہی نمک خوار سے بگاڑ
ای بحر حسن لہر یہ کیا آئی ہی تجھے
مدت ہوئی کہ ہی سر و دستار سے بگاڑ

مثل نسیم ہون چمن روزگار مین
غیرت سے مر گئے جو ہوا یار سے بگاڑ
تیرے سوا کسی سے علاقہ نہین مجھے
رکھتا ہی اپنے تشنۂ دیدار سے بگاڑ

ادھر تو کل لشکری ہو کہ ہوشیار تھے انکی تو یہ کیفیت ہوئی تھی اُسطرف سے ابرق نے بڑھ کر بڑے بڑے ٹکڑے پہاڑ کے بزور سحر بناکر اُڑائے اور لشکر حیرت پر گرائے یہ فرہاد منش عشق مین اُس شیرین غدار ملکہ بہار کے خود ہی جان دینے پر تیار تھے اُس آفت آسمانی کے آنے سے ناچار جان بچانے کے لیے یہ شعر پڑھتے ہوئے حربہ سحر کے پکڑ کر اُس فوج کیطرف چلے کہ بیت

بہار ہی مین موئی بچاری زیادہ رنج و محن دیکھا | ہمین غنیمت یہی ہی یارو خزان نہ ہمنے چمن یہ دیکھا

ابتو دونون فوجین باہم ملگئین تیغ سحر چلنے لگی ہوا اُسکی صرصر قہر بنگئی نخل جسم کٹنے لگے زنگ آہن بھی آج بہر آئینۂ جان سبزۂ زنگاری بنا ابر مرگ گھر آیا گلشن دہر مین تاریکی موت پھیل گئی تلاطم پڑ گیا باد خزانی نے نیا شگوفہ چھوڑا کہ جوان نہ بوڑھا چھوڑا جو ہر تیغ گلزار کی بہار دکھانے لگے آتش شمشیر و خنجر سے گلستان حیات مین آگ لگی برق آفت سر گلزار امان سے نہ ٹلتی تھی زخمون کے چشمے اور خون کے فوارے جاری ہوگئے

کمندین سنبل باغ بنکر پریشانی دکھانے لگین ہر برگ جان بلبل کے لیے سلسلۂ جنگ مین نشتر بنا آسیب بنا ہر ایک کو پہونچا نقیب اُس باغ مین بلبل بنکر زمزمہ سنج ہوئی رخ زرد گیندے کا پھول بنا بخت سیاہ سیارزان زلف سنبل کا پتا دیتا داغ دل لالہ کا نشان دیتے تھے خنجر عریان شاخ گل بنے تھے زخم جسم پر برنگ گل خندان تھے ایسا خون روان ہوا تھا کہ وہ بیابان ارغوان زار بنا تھا تیر سن سن چلکر نسیم صبا کی رفتار گلشن رزم مین دکھاتے تھے اُوس حیرت کے لشکر پر پڑگئی تھی رگ ابر جان کے لیے نوک شمشیر کا نشتر کرتی تھی کہ خون بہاتی تھی جسقدر گلبدنان یاسمن پیکر ناظم طلسم تھین وہ خون مین شرابور ہوکر گلنار پوش تھین راحت فراموش تھین گنج شہیدان مقتولون سے تھا کہ انارستان چمنستان جنگ مین پھلا تھا اور علاوہ تیغ و تبر و شمشیر وغیرہ چلنے کے سحر بھی طرح طرح کے ہو رہے تھے کسی نے کسیکو جلایا تھا کسی نے دریا بنایا تھا مینہ برسایا تھا بیر خون پیتے تھے چوٹین چلتی تھین منتر جنتر پڑھے جاتے تھے بیرون کے آنے کے سنائے ہوائے باغ سحر کے چلنے کا پتا دیتے یون چلتے تھے کہ نسیم وزان تھی نارنج ترنج کے چمن کے چمن ہر طرف لگے تھے اُنسے سوائے رنج کے اور کیا حاصل تھا بیکار نام اُنکا نارنج رکھا تھا نخل تن برنگ چنار آتش سحر سے جلتے تھے آفت کا سامنا تھا یہ نقشہ تھا کہ ع

غضب کی تھی بجھے پڑتی تیغ تیز
قضا بھیجتی تھی طلب پر طلب
اُٹھاتے قدم کو گروہ لعین
ڈھکیلا جہنم مین ایذا کے ساتھ
ہوا انقطع کافرون کا ثبات
بدن سے کہا جان نے اُس سرکی خیر

نہ جائے امان تھی نہ پائے گریز
اُٹھے وہ تو کاندھو نپہ بیٹھے اجل
پکڑتی تھی پائون کو رن کی زمین
وہ حاصل اجل کو تھا اُنمن رسوخ
کٹی ایکدم مین دوروزہ حیات

برستے نہ تھے تیر پر تیر سب
چلے دو قدم گر پڑے سر کے بل
وہین تیغ نے دیکے گردن مین ہاتھ
بہت دب گئے زیر سنگ و کلوخ
امان تھی زرہ کی نہ بکتر کی خیر

جب اُس جنگ کو طول ہوا اور ہزارون ساحر حیرت کا اسمین لڑکر داخل جہنم ہوا ملکہ بہار قتالہ و سفاکہ یکہ و تنہا اُس باغ مین کھڑی ہوئی تماشا دیکھ رہی تھی اور اُسنے مخمور کو جو ہاتھ سے ابریق کے چھوٹ گئی تھی اُٹھوا لیا تھا اور بڑی دیر تک سحر پڑھ کر افسون ملکہ حیرت کا اُسپر سے رد کرکے اُسکو ہوشیار کیا وہ بھی صف لشکر مہرخ مین آکر کھڑی تھی اور یہ تماشا دیکھ رہی تھی اور لشکریان مہرخ کے زبان سے صدائے احسنت مرحبا سحر پر بہار کے جاری تھے بہار کا اُسوقت یہ حال تھا کہ دوست دشمن سبکی زبان سے مرحبا مرحبا کا شور اُسکے نسبت بلند تھا اور اُسکے حسن پر ہر ایک

جی نثار تھا حیرت نے اُسوقت چاہا کہ طبل بازگشت بجواؤن اور پھر جاؤن لیکن خیال مین گذرا کہ اب
میرے پھر جانے سے کیا ہوگا جو لوگ کہ مسحور سحر بہار ہوگئے ہین وہ ہوش مین کسیطرح نہ آئینگے جب تک
کہ سحر بہار رد نہ کیا جائے ناچار اب مجھکو لڑنا چاہیے کیونکہ بسبب کثرت سپاہ ابریق اور اُسکا لشکر
مسحور شدہ تجھ تک پہونچا نہین ورنہ ابتک وہ سب تجھپر آپڑتے اور پھر کبتک آخر لڑتے پھرتے اگر وہ
تجھ تک پہونچ گئے تو بہت بڑی ذلت کا سامنا ہوگا بس ایسا کچھ سوچ کر اُسنے اشارہ کیا کہ تمام لشکر کے
جو اُسکے جلو مین ہمراہ رکاب تھا اُسکے علم جلوہ گری پر آئے اور ہزارہا نقارے بج گئے اسوقت عمرو
اور قران وغیرہ عیار جو سر برق کو دیکھنے آئے تھے وہ بھی علحدہ کھڑے اُس لڑائی کا تماشا دیکھ رہے
اُنھون نے آپسمین کہا کہ بھائیو اب غضب کا سامنا ہے حیرت خود لڑنے آیا چاہتی ہے اور وہ زوجہ بادشاہ
طلسم ہے یقینی سحر بہار رد کر دیگی اور سحر کے رد ہونے سے بہار بیہوش ہوجائیگی اُسوقت مہرخ لڑنے
لگےگی ایک وہی اب لڑنے سے باقی ہے پھر وہ بھی ملکہ طلسم سے سامنا نہین کر سکتی ہان لڑائی البتہ
بڑی گھمسان کی ہوگی پھر اُس سے فائدہ ہی کیا ہے سوائے اسکے کہ ہمارے لشکر کی آیندہ شکست ہوگی
اور مال بھی ضائع جائیگا بس لازم ہے کہ عیاری کرین عمرو نے کہا اچھا مین عیاری کرکے حیرت کو روکتا
ہون یہ کہکر چاہتا تھا کہ کچھ مکر کرے اور ہیون مکاری عرصۂ عیاری مین دوڑائے ہنوز یہ کچھ کرنے
نہ پایا تھا کہ وہان ابریق مع لاکھون ساحرون کے حیرت کو اور افراسیاب کو گالیان دیتا ہوا
لشکر کو لڑاتا لشکر قتل کرتا مارتا لڑتا ہوا قریب حیرت پہونچا اُدھر مہرخ نے قصد کیا کہ اب حملہ کرکے
ناظمان طلسم کے پڑاؤ پر جا پڑے اور اُنکے خیام و بارگاہ کو جلادے مال و خزانہ لوٹ لے اور ہر طرف
آتش فساد کو ایسا مشتعل کرے کہ جسکا بجھانا آب تدبیر سے نہو سکے اور چار طرف سے ہر ایک کو گھیر کے
پس پا کر کے جانب جہنم پہونچاے کیونکہ جانتی تھی کہ اب سوائے حیرت کے اور کسی مین تاب جنگ
باقی نہین ہے سب مدہوش ہین یہی وقت ہے لڑائی اپنی طرف کی بن پڑی ہے یہ سب اپنے اپنے ارادے
مین تھے ہی کہ ناگاہ آسمان پر برقین چمکین اور رنگ برنگ کی سبز و سرخ بجلیان کوندنے لگین اور موتی برسنے
لگے اور شہنشاہ جادوان افراسیاب بے ایمان کو دیکھا کہ تخت نکبت پر سوار پریزادان طلسم تخت کاندھے پر
اُٹھائے آگے آگے ویسا ہی تجمل کہ جیسا اکثر بیان ہوا ہے اور پس پشت اُسکے چار لاکھ جادوگر سامری وقت اسباب
ساحری سے پیراستہ ہمراہ رکاب شہنشاہ عالیشان پیدا ہوئے اور بادشاہ نے یہ سب ماجرا ابریق کا دیکھا

اور تمام لشکر کو اپنے مسحور پاکر نظر جو کی تو ملکہ بہار کو گلشن سحر مین کھڑے دیکھا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا آہ سرد بھری اور اسی طرف چلا بس قریب پہونچتے ہی ہوائے باغ سحر جو لگی سراپائے معشوقہ دیکھکر بیچین ہوگیا تھا ہی ہوائے باغ سحر سے اور بھی زیادہ ہوائے محبت بڑھی اور چند شعر عاشقانہ زبان پر جاری کہ ابیات

چنان بلند نہ شد سرو ناز پرور او
کہ سرو ناز تواند شدن برابر او
ہنوز سر نکشیدست سبزۂ تر او
بنازم آن مژۂ شوخ را کہ در دم قتل
بہ نیم جرعہ کہ در پرسش اتفاق افتد
فراغت ست مرا از بہشت و کوثر او
ز برگ لالہ و نسرین کشیدہ دفتر او
ز تو بہار رخش آفت خزان دورست
چنان نگرد کہ حاجت شود بہ خنجر او
چو گفتہای ہلالی بوصف تازہ گلیست

یہ اشعار پڑھ کر بہار کی طرف مسحور ہوکر چلا تھا کہ یکایک ایک طائر خوش رنگ ایک طرف سے اُڑتا ہوا آیا اور کان کے پاس سے یہ کہتا ہوا نکل گیا کہ ای شہنشاہ ساحران یہ باغ سحر ہی کہ جہان آپ جاتے ہین سنبھلیے اسوقت گل رخسار معشوقۂ بہار کو بالکل خار زار سمجھیے ورنہ وہ آسیب خزان پہونچیگا کہ کبھی بہار ہی اس طلسم مین نہ آئیگی دشمنون کی آپ کے جان جائیگی طائر تو یہ کہکر غائب ہوا اور بادشاہ کو ہوش آگیا اور پکارا کہ باشید ارے نمکحرامہ بڑا غضب کیا تو نے کہ سب لشکر میرا مسحور کیا ملکہ بہار کا رنگ سفید ہوگیا بہار حسن پر خزان آئی غنچۂ سربستہ کیطرح خمول ہوکر مرجھائی اور بادشاہ نے اُف جو کیا ایک شعلہ آگ کا نکلکر چمنستان بہار مین گرا کہ وہ گلشن جلنے لگا دل بہار چمن مین آگ لگی گل ہر ایک انگارا ہوگیا آتش گلستان ترقی پر ہوئی سنبل دھوئین کی شکل بنگئی نرگس کی آنکھ مین وہ دھوان لگا کہ اندھی ہوگئی تخت چمن سے گل معزول ہوا فوج بلبلان نے شکست کھائی خزان کے لشکر نے گھیر لیا نہرین مثل چشم اعمیٰ کور ہوگئین فوارے رونے لگے غنچہ بسورتے تھے گل نے گریبان چاک کیا لالہ کا دل غم سے خون ہوا سرو نے سر کو پر از خاک کیا دم بھر مین یہ حال ہوا کہ ہوا ہی بدل گئی وہ گلشن جل گیا بدلے اس باغ نگارین کے خاک ہی خاک کا ڈھیر ہر سمت نظر آتا تھا نہ وہ سبزہ کی تراوت نہ لہلہاہٹ نہ خوش فعلی اور زمزمہ سرائی مرغان بوستان قمری ہر ایک نالہ کنان بلبل مرثیہ خوان جانوران خوش الحان مرثیہ بھی پڑھتے تو سوز پڑھتے تھے چنار حال گلشن پر دلسوزی کرتے تھے یہ حال تھا کہ مسدس

نخل ماتم ہوئے سب نخل چلی صرصر قہر
پہونچی اس جوش تلاطم کی ہوا شہر بشہر
سبزہ تھا رنگ پئے ظلمت آئینہ نہر
شام چھوڑا نہ خرابی سے نہ کوفہ چھوڑا
ابر اندوہ سے تاریک ہوا گلشن دہر
طرفہ اس باد خزانے نے یہ شگوفہ چھوڑا

موج سبزہ تھی کہ تلوار تھا اُس گلشن مین
رخت گل خون سے گلنار تھا اُس گلشن مین
تیز کیا موت کا بازار تھا اس گلشن مین
جعفری جعفر طیار تھا اس گلشن مین
پتے پتے کو کمی خنجر بران سے نہین
جانثار اُسمین ہی کم گنج شہیدان سے نہین

ملکہ بہار جلنے سے اُس گلشن سحر کے بیہوش ہوئی اُسکو تو کنیزین ہوادار پر ڈالکر جانب خیام و بارگاہ لے گئیں اور بادشاہ نے ڈانٹا کہ ٹھہرو تو سہی نگوڑا سو دیکھو تو مین کیا کرتا ہون یہ نعرہ کرکے آسمان کیطرف اشارہ کیا کہ ایک ابر گھر آیا اور باران سحر برسنے لگا وہ جو ابریق کے ساتھ لوگ بیخبر تلوارین کھینچے گالیان دیتے چلے آتے تھے وہ ایک ہی مقام پر پا بگل ہوکر رہگئے اور ابریق کو بعد دم بھر کے ہوش آیا اور جتنے سردار ناظمہ و ناظم وغیرہ تھے مع سپاہ کے سب ہوشیار ہوئے پھول جو ہاتھ مین سے اور گجرا کلائی مین ابریق کے بندھا تھا وہ سب پھول مرجھا گئے اور سب ساحر اپنا حال کثیر الاختلال دیکھکر کمال ہی محجوب اور صاحب انفعال ہوے عرق انفعال مین نہا گئے اور فرط ندامت سے شرمندہ ہوکر سرفگندہ ایک جگہ کھڑے ہوئے افراسیاب نے اپنے ساتھ والون سے مخاطب ہوکر کہا کہ تمنے معلوم کیا کہ یہ آفت میرے لشکر پر کسکے سحر نے ڈھائی تھی یہ بی حیرت صاحب کی بھینا صاحب کا سحر تھا دیکھو بہار نے کیا سلوک کیا تھا اور قریب حیرت اگر جو دیکھا تو حیرت آنکھون مین آنسو بھرے بال سر کے کھولے چپ اور سُن تخت پر بیٹھی ہی اسنے اپنے تخت پر اُسکو بلاکر گلے سے لگالیا اور کہا رنج نکرو تمھاری ہی بہن کا توکر توت یہ تھا ای ملکہ بڑے بڑے ساحر جو یہان تھے اُنکا کیا حال اس سحر مین گذرا تھا ملکہ نے کہا ای شہنشاہ آپ باتون باتون مین جوتیان نہ ماریئے مین کیا جانون کہ نگوڑی بہن کیسی اور خالہ کیسی ابریق وزیر آپکا البتہ بلبلایا ہوا تھا باقی اور ناظمہ تو خوب خوب لڑین اب الگ صُم بکم بنی ہوئی کھڑی تھین یہ ابریق تمھارا بڑا چہیتا اور بڑے ساحر اور افسر اور ساری فوج اور تمام لشکر بہار کے عشق مین جوش و خروش کرتے میرے قتل پر آمادہ آپکو بُرا بھلا کہتے آتے تھے شاہ نے کہا کسیکا کچھ قصور نہ تھا وہ سب مجبور اور مسحور تھے بھلا اب تو انسے بلاکر پوچھو ملکہ نے کہا جو ہونا تھا وہ ہو چکا اب پوچھنے سے کیا فائدہ اسیطرح ایک دن سب ملکر مجھے مار ڈالینگے اور آپ کہیئے گا کہ کسیکا قصور نہ تھا قصور کیون نہ تھا یہ بھڑوے ساحر کیون کہلاتے ہین جو ایک چھوکری کے سحر مین اسطرح دیوانے ہو جاتے ہین نام بڑا درشن تھوڑے انکو غیرت نہین آتی اور سحر ساحری سیکھتے نہین عیش مین بھڑوے پڑ گئے ہین حرام کی روٹی کھاتے ہین شاہ نے ابریق اور افسران فوج کیطرف دیکھکر کہا صاحبو سُنا تمنے کہ ملکہ طلسم کیا فرماتی ہین اب تمھین غیرت

چاہیے ملکہ کے سامنے عذر کرو اور اپنی بیکسی اور مجبوری بیان کر کے تقصیر معاف کرواؤ پس سب کے سب
سردار دوڑ کر ملکہ حیرت جادو کے آگے رو رو عجز و عذر کرنے لگے کہ غلامون کا کچھ جرم دانستہ نتھا
ہم سب خود فراموش اور سحر مین بہار کے بیہوش اور مدہوش تھے اے ملکہ یہ تو اپنا اپنا وار ہے سحر کا اگر
ہمارا سحر پہلے بہار پر چل جائیگا تو کیا مجال ہے جو وہ مسحور نہو جائے غرض یہ تو خطا معاف کرانے لگے اور
افراسیاب چار لاکھ فوج لیکر لشکر مہرخ پر آگرا اور پہلے ہی ہلّے مین بزور سحر سبکو مسحور کیا یعنی ایک نارنج
آسمان پر مارا کہ وہ بلندی پر جاکر شق ہوا اور ایسی آواز مہیب آئی کہ گاو زمین کا کلیجہ یقین تھا شق
ہو جائے اور یکایک آسمان سے ستارے جھڑنے لگے گویا آسمان سحر سے بادشاہ نے تارے توڑے ستارۂ
قسمت لشکریان مہرخ گردش مین آیا تھا اور اُسیکا نمونہ یہ دکھائی دیا تھا کہ وہ ستارے ناچتے ہوے
لشکریون کے سر پر آگرے ہر ایک نے سحر فراموش کیا اور دم محبت شاہ جادوان بھرنے لگا اپنے
اپنے سواریون سے سحر کے اُتر کر ہاتھ اپنے رومال سے باندھ کر ہر ایک العفو العفو اے شہنشاہ ساحران
کہتا ہوا چلا اسوقت شاہ جادوان نے حکم دیا کہ ساحران نامی جاکر بارگاہ و بازار اور خزانہ دشمن پر قبضہ
کر لین مگر ابھی کسیکو قتل و غارت نفرمائین بازاری اور پڑاو پر کی فوج مضطر اور پریشان ارادہ بھاگنے
کا رکھتی تھی کہ یکایک لاکھون ساحر گرداگرد چار طرف سے آگئے اور اُنکو محاصرہ کر لیا وہ بیچارے سب
لرزان و ترسان درگاہ خدا مین دعا کرنے لگے کہ پروردگار شر سے اس ظالم بدکردار کے ہمکو بچالے شاہ طلسم
نے بعد اس انتظام کے چالیس لاکھ فوج کو اپنے حکم دیا کہ ان سب باغیون کو اپنے پہرے مین کر لو اور
آج دن بہت قلیل ہے رات بھر انکی حفاظت کرو صبح کو سبکو راہ فنا دکھاؤنگا ہر چند کہ خلاف آئین طلسم
یہ بات ہے کہ یکایک مجرم کو قتل کرے مگر مین ان سب سے ایسا جلا ہون کہ بغیر مارے نچھوڑونگا تم لوگ
عیارون سے ہوشیار رہنا اور عیار دو ایک کو مارینگے مین نے تو اتنا بڑا لشکر اُنکی حفاظت کو مقرر کیا ہے
غرض یہ انتظام کر کے چاہتا تھا کہ مراجعت کرے اُسوقت یکایک آسمان پر آواز دمامے کی آئی اور ستارے
ٹوٹ کر گرنے لگے لپٹین خوشبوؤن کی آنے لگین کبھی سنہرے پھول آسمان پر سے برسے کبھی سرخ رنگ کے
گرنے لگے طرح طرح کی بارش گلہائے متلون کی ہو کر موتیون کی بارش ہوئی آواز خوش آیند آئی پھر ایک
آواز بہت سخت اور مہیب پیدا ہوئی کہ اے بندۂ خاص من افراسیاب کچھ تجھکو خبر ہے کہ ہم کون ہین
تمام لشکر ناظران طلسم کا اور ملکہ حیرت کا جانب آسمان دیکھنے لگا تو سبکو یہ معلوم دیا کہ بارش نور کی

آسمان سے زمین تک ہی اور کچھ نظر نہین آتا ہی دشت و در تمام نورانی ہو رہا ہی افراسیاب نے کہا کہ
یہ تو کسی خداوند کی آمد کا ظہور ہی اسیوجہ سے پھیلا ہوا یہ نور ہی یہ کہکر پہلے اپنے تخت پر سجدہ کیا تمام لشکر سجدے
مین گرے اور جوج کا ساحری کے شور مچا یا طرفہ ماجرا اُسوقت نظر آتا تھا کہ ایک عالم سجدہ مین سر جھکائے
چہرہ آسمان کیطرف اُٹھائے تھا گویا خداوند کی آمد نے پہلے ہی دنیا پر انقلاب کر دیا تھا کہ سر نیچے ٹانگین
اوپر ہر شخص تھا غرض بعد سجدہ تمام لشکر تو ہاتھ باندھکر اور ہاتھون کو اُٹھاکر لب بعجز و تمنا ہلا تا دہن
کھولے جانب آسمان نگران ہوا اور بادشاہ تخت اپنا بلند کرکے بزور سحر کچھ دور گیا اور عرض رسا ہوا کہ جو
بزرگان دین مین سے خداوند یا اُنکے نائب وغیرہ تشریف لاتے ہین وہ اگر مناسب سمجھین تو تشریف لائین اپنا
اپنا کفش خانہ اس طلسم کو تصور فرمائین یہ غلام دیرینہ اور تو کچھ مقدرت نہین رکھتا مگر آنکھیں اپنی فرش راہ
کریگا اور اپنے سر پر اُس صاحب کو بٹھائیگا اس عرض کرنے سے ایک آواز قہقہے کی آئی اور صدا پیدا ہوئی
کہ ای افراسیاب ہم جب تشریف لائینگے کہ جب سوامن سونا ہمارے نام پر تو دان کریگا ورنہ کچھ ضرور ہمارے
آنے کی نہین تو ہی خود چلا آ ورنہ تو اپنے ہم نہ دکھلائینگے مگر جو کچھ ہمکو کہنا ہی وہ کہہ سنائینگے شاہ جادوان یہ
سُنکر نیچے اُتر آیا اور ملکہ حیرت سے کہا کہ خداوند یا اُنکے نائب تشریف لائے ہین سوامن سونا نذر کرنا چاہیے
وہ پاس بلاتے ہین نہین معلوم کہ کیا تقدیر غصہ مین آکر جائین تم جانتی ہو دیا لیا ہر جگہہ کام آتا ہی جب نذر
نہ پائینگے خفا ہو جائینگے بغیر دیے کام نہ نکلیگا اور بالفرض تقدیر میری بھی نکرین تو یہ کس کام کی بات ہی کہ
خداوند آئین اور درشن بھی ندین اُوپر ہی اُوپر چلے جائین سوامن سونا کیا بات ہی جلد منگانا چاہیے
ملکہ حیرت نے حکم دیا کہ ای ابریق جلد سوامن سونا لشکر کے جوہریون سے جاکر لے آ۔ ابریق دوڑا ہوا گیا اور
جلد جلد سوامن سونا اُٹھوا کر لایا شاہ نے اُسوقت تخت اپنا بلند کرکے عرض کیا کہ یا خداوند یہ سوامن سونا
حاضر ہی بس یہ کہتا تھا کہ یکایک بجلی سی کوندی اب جو دیکھا تو وہ نور جو چھایا ہوا تھا شگافتہ ہوا اور ایک
تخت اُسمین سے پیدا ہوا کہ تمام جواہر اعلے اور بیش قیمت اُسمین جڑا تھا اور اُسپر کوئی بیٹھا نظر نہ آتا تھا بیچ مین
ایک تصویر مثل شعلے کے جسمین چمک پیدا رکھی تھی اور گرد اس تصویر کے جلیسے شکارگاہ لڑکے بناتے ہین اسطرح
ایک چرخی لگی تھی اور اُس چرخی مین ہزار تصویرین چرخ کھائی تھین اور جلد جلد گھومتی تھین بس وہ تخت
یکایک زمین پر اُتر آیا اور قریب اُس سونے کے پہونچکر اُن تصویرون مین سے ایک پنجہ پیدا ہوا اور اُس سونے پر
وہ پنجہ پڑا کہ اُسنے وہ سب سونا اپنا لیا اور اندر اُس تصویرون کے پہونچکر پھر وہ سونا غائب ہوا جوج کار کا

کفار مین پھر غلغلہ ہوا اور آواز آئی کہ اے بندگان قدرت خداوند مُنعم ہزار شکل چرخ گردان دیکھا تمنے پیری قدرت کو سبنے پھر سجدہ کیا اور کہا واقعی ہم سنا کرتے تھے کہ خداوند ہزار شکل چرخ گردان کے سر پر چرخ ہزار شکلون کا پھرتا ہے چنانچہ جو کچھ ہمنے سنا تھا آج اُسکا ظہور ہوا وہ سب آنکھون سے دیکھا افراسیاب نے دوڑکر سجدہ کیا اور عرض کیا کہ یا خداوند عمر گذر گئی ہمکو پونے دو سو خداوند کو پرستش کرتے ہوئے مگر کچھ ہماری امداد کوئی نہین کرتا خداوند نے یہ سنکر ایک صداے ہیبتناک سے کہا کہ اے بندۂ قدرت تیرے ایمان مین فتور آگیا ہے جلد توبہ کر ارے تو نہین جانتا کہ ایک زمانہ مین ہمسے اور اسی عمر مین فساد ہوا تھا ہمارے پیغمبرون یعنے ملک مروارید سرخ پوش لال قبا پیغمبر نے ان مسلمانون کو بہت کچھ سمجھایا اور تیرے خداوند نے حمزہ کو عرش اعلے پر بلاکر دعوت کی آسمانون کی سیر کرائی زندہ اپنی بہشت مین بھیجا دوزخ کو دکھایا - جو مردے کہ حمزہ کے یہان کے تھے انھون نے آکر مثل قباد اور مہر نگار اور شیرویہ بن حمزہ وغیرہ سبنے خداوند کے دین کی گواہی دی کہ ہزار شکل چرخ گردان برحق ہے یہ سب امورات اسلیے ہمنے کیے تھے کہ یہ لوگ راہ راست پر آئین آخر جب ان سبنے ہمکو نمانا تو اور ایک حمزہ ہمنے اپنی قدرت سے پیدا کیا اور اُسکے ساتھ بھی ویسا ہی سامان اور سردار ہمنے خلق فرمائے کہ جیسا سامان و سردار اُس حمزہ کے ساتھ تھے اور ہمارے اُس حمزہ کے سردارون کو پکڑ پکڑ کے مچھلیون کو اور گھڑیالون کو کھلایا کہ شاید اب بھی ڈر کر حمزہ ہمکو سجدہ کرے اُس حمزہ نے نہ مانا اُسوقت ہمنے عمر کو بھی قدرت عنایت فرمائی کہ وہ محبوب پری چہرہ معشوقۂ قدرت کی شکل بنکر قدرت کے پاس آیا اور بے ادبی کی اور قدرت نے خود تقدیر کی تھی کہ قید ہو جائینگے پس عمرو قدرت کو پکڑ کر لیگیا قدرت جب سامنے حمزہ کے گئے تو فرمایا کہ اے ملچھ ہمنے ہر چند چاہا کہ تو راہ راست پر آئے مگر تو گمراہ ہی رہا اب جلد جلاد کو بلاکر قدرت کو قتل کر کہ قدرت دنیا کی سلطنت سے عاجز ہو کر عرش اعلے پر جائین اور اگر یہ منظور نہو تو اب بھی قدرت کو سجدہ کر حمزہ نے نمانا اور جلاد کو بلایا پس اتنا کہکر دیکھا سب نے کہ ان تصویرون کے اندر سے وہ شعلہ جو بیچ مین تھا کانپا اور آواز رونے کی آئی افراسیاب اور تمام سردار مع حیرت نابکار کے حال پر خداوند ہزار شکل چرخ گردان کے رونے لگے کہرام پڑ گیا پھر خداوند نے فرمایا کہ آخر جب جلاد آیا قدرت آپسے رنجیدہ دنیا مین تھے کہ یہ خوشی خاطر قتل ہونا گوارا کر کے عرش اعلے پر چلے گئے اور کہتے گئے کہ اے حمزہ ملچھ اب تو تمام عمر اسی الجھن مین رہیگا اور مین تقدیر کیے جاتا ہون کہ کسی خداوند کے ہاتھ پر راہ راست

نہ اختیار کریگا اور ہمیشہ پرستاران خداوند سے تو لڑیگا اور آپکو قتل کرکے خون بیگناہ اُنکا اپنی گردن پر لیگیا
اور وہ بیچارے سب ہمارے بہشت مین ہمارے پاس آئینگے اور تیری فریاد کرینگے اور تجکو اب جہنم نصیب ہوگا
ہماری بہشت نہ ملیگی پس یہ بد دعا دیکر ہم عرش پر چلے گئے سچ پوچھو تو ہمارا کچھ نہ بگڑا اب سلطنت
باطن کرتے ہین پوبے دو سو اپنے بھائیون کے ساتھ شراب پیتے ہین جغتیان کہاتے ہین کیونکہ ہم جب
چاہتے ہین جب عورت بنتے ہین جب چاہتے ہین جب مرد بنتے ہین اسوجہ سے جسکے مزاج مین آیا وہ مرد
بنگیا اور ایک بھائی کو عورت بنالیا باہم عیش کیا جس بندے کے گھر مین جی چاہا چلے گئے وہی خاطر سے
پیش آیا ای افراسیاب جب قدرت خود حمزہ سے ناراض ہوکر اور اُسکے ہاتھ سے دُکھ اُٹھاکر عرش اعلےٰ پر
چلے گئے تو پھر تیری کیا حقیقت ہی اور ایک کچھ ہم ہی نہین عرش اعلےٰ پر گئے اور حمزہ کے ہاتھ سے
قتل ہوئے خداوند بلکہ دم خبیثہ جو پہلی خداوند تھین اور بندریا کے بھیس مین طلسم نارنج مین خدائی
کرتی تھین وہ عمرو کے ہاتھ سے قتل ہوئین پھر خداوند بیمارہ تھین پھر لقیاے زرین تن جو ملک فرنگ
مین خدائی کرتے تھے اُنکے بعد ملک مغرب مین خداوند ثمرات سخنگو کیسی جاگتی جوت کے خداوند ہمارے
برادر مکرم و معظم تھے وہ مارے گئے سو ذکر اُنکی خدائیون کا مورخون نے لکھا ہی اور نام اُس کتاب کا
نوشیروان نامہ رکھا ہی تو منگا کر دیکھ لے ان سب خداوندون کے بعد تابوت معلق صندوق معلق شہر
عطلی آباد باختر مین تھے اسیطرح کہانتک بیان کرون زبرجد شاہ فرعون شاہ نمرود شاہ وغیرہ کہ
جنکے پاس لقا بھاگ کر گیا وہ سب اب عرش اعلےٰ پر ہین ذکر اُنکا ایرج نامہ اور باختر وغیرہ مین ہی اب
دیکھ خداوند لقا کو کہ اپنے بندون کو سمجھاتے ہین اور اُنکے ہاتھ سے کیسے کیسے دُکھ اُٹھاتے ہین جب
یہ بندے اُنکا کہنا نہ مانینگے اُسوقت وہ بھی عرش پر چلے آئینگے ای افراسیاب ہمکو اپنے بندے سب برابر
ہین ہم اُنکو پیار کرتے ہین کیونکہ ایک دن تو وہ تھا کہ ہمنے اُنکو پیدا کیا تھا اور اسطرح اُنکی نشو و نما کی تھی
کہ جیسے مالی درخت بوتا ہی اور اُسکی پرورش سوا کرتا ہی پھر اُس درخت کو کاٹتے برا معلوم ہوتا ہی اسیطرح
ہمکو بھی اُنھین بگاڑتے رنج معلوم ہوتا ہی ای افراسیاب شکر کر ہمارا کہ ہمنے تجھکو ایسا جلال اور نعمت
شوکت دی ہی کہ خداوندون کی مدد کرتا ہی اور برابر ہمارے تیرا رتبہ و مرتبہ ہی خداوند ساحران کہلاتا ہی
تیرے دم سے نام سامری و جمشید زمانہ مین باقی ہی تو قدوۂ خانمان ساحران ہی اور زبدۂ دودمان فسونگران
ہی یہ تعریف جو بادشاہ نے زبانی خداوند کے اپنی نسبت سنی فرط عشرت سے گل گل شگفتہ ہوا اور محبت

خداوند کی ایک حصے تھی اب سو حصے ہوگی اور سر عجز سامنے خداوند کے جھکا کر عرض پیرا ہوا کہ مین ایک بندہ نجس تیرا یا خداوند ہون یہ سب تیری ہی قدرت نمائی ہی کہ جو تو نے اپنے ایک ادنی بندہ کو ایسا کچھ رتبہ دیا کہ خداوند نے جو کچھ فرمایا نہایت درست اور بجا ہی سچ ہی کہ نالایق آدمیون سے خداوند کا کیا کسیکا بس نہین چلتا ہی یا خداوند یہان بھی عمرو کو مین نے گرفتار کر کے ایسا ایسا سمجھایا ہی کہ جو حق تھا نصیحت کا وہ ادا کیا ہی لیکن کسیطرح اُسنے کہنا میرا نمانا پس معلوم ہوا کہ آپ ایسے خداوند کی پھٹکار ان سب ملچھون پر ہی یہ کسیطرح راہ راست پر نہ آئینگے غرض ایسا کچھ سمجھا کر خداوند نے فرمایا کہ ای شاہ جادوان ہم اب جاتے ہین شاہ نے سجدہ کر کے کہا کہ یا خداوند بارگاہ مین تشریف لیجایے اور اپنے بندون کو درشن اپنا دیجیے خداوند نے کہا کہ ہم بارگاہ مین نجائینگے اسلیے کہ بہت سے بندے ہمارے اسوقت ہمکو پکار رہے ہین اور ہمسے فرشتگان تقرب اُنکا حال کہہ رہے ہین اور دریاے رحمت ہمارا جوش زن ہی ہم تیرے سبب سے سکوت کرین اُنکی فریاد کو نہین سنتے ہین اب جو ہم بارگاہ مین جائینگے اور وہان وہ بندے قید ہو کر آئینگے اور ہمکو دیکھکر طالب اعانت ہونگے پھر روبرو ان بندون کے ہمکو شرم آئیگی ہم سبکو چھوڑ دینگے اور ای افراسیاب ہمکو کیا جب ہم اسطرف جھکے تھے تو سامری اور جمشید کو رحم اُن بندون پر آچکا تھا ہم کہے جاتے ہین کہ وہ سب بندے جو ابھی گرفتار ہوئے ہین چھوٹ جاینگے اور اُنکی مدد کو لشکر برآن کا آیا چاہتا ہی اپنے مقام سے چل چکا ہی وہ آکر آفت ڈھائیگا اور خداوند کا فرشتہ کئی بار سامری پاس آچکا ہی کہ خداوند تمھارے چھوٹے بھائی نے منت کہا ہی کہ طلسم مین بندے ہمارے قید ہو گئے ہین اب تقدیر اُنکی رہائی کی کر دیجیے پس یہ سنتا تھا کہ افراسیاب نے کہا کہ لیکن ہم تو خداوند لقا کی طرف سے لڑتے ہین اور خداوند باغیون کی طرفداری کرتے ہین یہ کہی رہا تھا کہ یکایک آسمان پر رونے پیٹنے کی صدا آئی اور کچھ ساحر سر برہنہ اُڑتے ہوے سامنے بادشاہ کے آئے بادشاہ نے پہچانا کہ یہ ساحر طلسمات کے ہین پس بیقرار ہو کر پوچھا کہ ارے سچ بتاؤ کیون روتے ہوے آئے ہو کیا سانحہ گذرا ہی اُنھون نے کہا ای بادشاہ مہتر برق فرنگی زندانخانہ طلسمات مین گیا اور اُسنے افعی سحر او اژدر ظلماتی کو مارا اور برآن کو چھڑا لیا زندانخانہ تمام برباد ہوا پس یہ سنتا تھا کہ خداوند ہزار شکل نے ایک قہقہہ مارا اور کہا ای افراسیاب لقا کی سفارش سامری نے قبول کر لی وہ تو میرے سامنے ہی سے پیام سلام ہو رہے تھے اب برآن اپنی فوج لیکر آئیگی سبکو چھڑا لیگی علاوہ اسکے عمرو آکر تجھکو زک دیگا کچھ بنائے نہ بنیگا افراسیاب نے کہا یا خداوند اگر ایسی ہی ان مسلمانون کی اب خداوند اعانت فرمائینگے تو پھر ہمارا [illegible]

بیکار ہی خداوند نے کہا پھر تجھے اختیار ہی خواہ لڑ یا نہ لڑ افراسیاب نے کہا بغیر لڑے بھی تو نہین بنتا اب
عمرو کا یہ قول ہی کہ یا تو خداے نادیدہ کی پرستش کرو نہین تو ہمسے مقابلہ کرو پھر ہم کیا مسلمان ہو جائین خداوند
نے کہا پھر بنا بر پاسداری اپنے دین کے تو مقابلہ کرتا ہی خداوندون پر کیا احسان ہی افراسیاب نے کہا اسوقت
سب باغی آپ فرماتے ہین کہ رہا ہوا چاہتے ہین بس مین آپ ہی کی سیوا کرتا ہون خواہ اُنکو چھوڑ دیجیے یا
اُنکی حفاظت کیجیے خداوند نے کہا یہ مجھسے نہوگا افراسیاب نے اصرار کیا اُسوقت خداوند نے کہا اچھا تو فوراً
لشکر مہرخ کو مع مہرخ کے سامنے طلب کر اور سب پر سے اپنا سحر اُتار لے ہم اُنکو اپنی حفاظت مین رکھینگے
شاہ نے اسیوقت ساحرون کو حکم دیا کہ جاؤ افسران لشکر نمکحرامون کو لاؤ ساحر ملکہ مہرخ اور مخمور اور
بہار و طاؤس و نافرمان و زلزلہ و لرزان وغیرہ کو کہ سب مسحور تھے بلا کر لائے کہ چلو تمکو شاہ جادوان
بلاتا ہی وہ سب تو آپ ہی دم محبت کا افراسیاب کے بھر رہے تھے فوراً ساحرون کے کہنے سے حاضر خدمت
شاہ ہوے سب نے دیکھا کہ توبہ توبہ سب کرتے ہین اور اپنے آپ مین نہین ہین بس جب وہ سامنے آئے
خداوند نے فرمایا کہ انپر سے سحر دفع کرو شاہ نے سب پر سے سحر کو رد کر دیا اب جو ہر ایک ہوشیار ہوا دیکھا کہ
افراسیاب اور حیرت اور تمام سردار اُسکے اور سپاہ ایک مقام پر ایستادہ ہین اور ایک تخت پر ایک شعلہ
چمکتا ہی اور گرد اُسکے ہزار تصویرین چرخ مار رہی ہین اور ہر سمت نعرہ یا خداوند ہی بشکل چرخ گردان بلند ہی
بہار نے کان مین مہرخ کے کہا کہ یہ بیشک عیاری خواجہ عمرو کی ہی اسوقت مناسب ہی کہ جو کچھ یہ تصویر شعلہ
رخسار فرمائے اُسکو قبول کرنا مہرخ نے کہا مجھکو بھی کچھ طور ایسا ہی معلوم ہوتا ہی غرض یہان خداوند
نے یکایک فرمایا کہ اے بندیان قدرت تم قید مین شہنشاہ جادوان کے تھین مین نے تمپر سے سحر رد کرا کر
اپنی نگاہبانی مین تمکو لیا ہی اب تمہارا لشکر مسحور نہین ہی خبردار بھاگنے کا ارادہ نکرنا اور کوئی سرکشی نہ جتانا
صبح کو خداوند ساحران کے حوالہ کر کے چلا جاؤن اُسوقت تمکو اختیار ہی مہرخ وغیرہ سب یہ باتین سُنکر
خاموش کھڑی رہین اور دلمین سمجھ گئین کہ ہمپر سے خواجہ نے سحر دفع کر دیا ہی اب وقت پاکر دست و پا ہلانا
اور نکل جانا غرض یہان خداوند نے فرمایا کہ اے افراسیاب اب ہمارا اسطرح ظاہر یہان ٹھہرنا اچھا نہین
ہم غائب ہوتے ہین اور ان باغیون کے آج کی رات کو محافظ رہینگے صبح کو تجھے اختیار ہی خواہ تجھسے کوئی
چھڑالے یا تو اُنکو قتل کرے افراسیاب نے کہا آپ تو بارگاہ مین چلنے کو کہتے تھے کیا نہین آپ وہان جاینگے
افراسیاب نے کہا کچھ تبرک ہی اپنے دست پاک سے ہمکو دیجیے تاکہ ہم عمر اپنی زیادہ پائین مال و دولت حکایت کی

ترقی ہو خداوند نے فرمایا اچھا کچھ شراب اور شربت منگواؤ ہم اپنے اگیاری کی خاک اسمین ڈالدین سب
افسرون کو وہ تقسیم کر اور آپ بھی پی لے جو مس کی مراد ہوگی وہ پوری ہوگی عورت جو پیئے گی بارہ برس
کی ہو جائیگی حسن مین اپنے تئین بہ از حور قدرت پائیگی مرد جو پیئے گا رات بھر مین سو استری سے بھوگ
کریگا اور ماندہ نہوگا اور عمر اُسکی ہزار برس کی ہو جائیگی یہ سننا تھا کہ شاہ جادوان نے کئی خم شراب کے
اور کئی مٹکے شربت کے منگوائے خداوند نے مٹکے قریب اپنے منگوا کر پنجۂ قدرت اپنا شعلہ کے پاس سے نکالا
سب نے دیکھا کہ ایک پنجہ نہایت ہی خوبصورت ہی کہ پتلی پتلی اُنگلیان جیسے اچھے خوشنویس کے ہاتھ
کا قلم ہوتا ہی ویسی ہی ہر ایک اُنگلی ہی اور مہندی ہاتھ مین لگی ہی چوڑیان خداوند پہنے ہین بس وہ پنجہ
جب نکلا ایک بہت بڑا پڑا تھا اس پُڑے کو اُسنے مٹکی مین ڈالدیا اور اسیطرح شراب کے خمون مین بھی
خاک اگیاری کی ڈالی گئی اور اُسمین سے اول دو جام افراسیاب نے پیے اور دو حیرت نے پھر لقا
مصور صورت نگار اور ابریق کوہ شگاف اور اسیطرح ناظمہ دربند اور ناظمان ملک نے شربت اور شراب
نوش کی کچھ دیر کے بعد آپسمین لڑنے لگے ایک نے دوسرے کے سر سے ٹوپی تاج پگڑی اُتاری اور
افراسیاب نے حیرت سے کہا کہ ای ملکہ اسوقت تو مرد ہی اور مین عورت ہون خداوند کی قدرت کا
تماشا دیکھو اور ای ملکہ تو مجھسے جنتی کہا ملکہ نے کہا ای شاہ تم کہتے کیا ہو مین تو مرد ہو گئی ہون تم
خداوند سے کہکر اپنے تئین عورت بنوالو میرے پاس آؤ بادشاہ نے آگے بڑھکر چاہا تھا کہ خداوند سے
کہے مجھکو عورت بنا دیجیے بس چلا تھا کہ طمانچہ بیہوشی نے مارا سر نیچے ٹانگین اُوپر ہوگئین حیرت دوڑی
کہ ارے عورت بنا نہین اور ابھی سے لیٹا جاتا ہی بس اسکا دوڑنا تھا کہ یہ گری اتبولگا لگ گیا جتنے
افسران فوج اور ناظم وغیرہ تھے سب بیہوش ہو کر گرے اور خداوند نے یکایک تخت اپنا بلند کر کے شعلہ کو
اور چرخ کو غائب کیا اور تخت پھر نیچا کر کے یکایک اپنے تئین ظاہر کیا اور نعرہ کیا کہ منم عمرو بن امیہ ضمری
ای مہرخ کیا میرا گھڑی منھ دیکھ رہی ہو بس یہ سننا تھا کہ ساحران نامی نے نارنج ناریل ترنج گولے
فولاد کے مارنا شروع کیے اور عمرو نے خنجر کھینچکر بیہوش شدہ کے سر کاٹنا شروع کیے جو لشکر کہ بیہوش
نہوا تھا وہ تلوارین پکڑکر دوڑا اُدھر سے لشکر مہرخ تو رہا ہو چکا تھا ہی وہ بھی نعرہ اپنے مالکون کے
سُنکر حربۂ سحر کے پکڑکر آگرا اور لگی گھمسان کی مار ہونے دم بھر مین سیل خون جاری ہوئی شور و غوغا
تا بہ گنبد آسمان پہونچا جدھر سنیے شور اُقتلوا البند تھا جدھر دیکھیے لاش بالاے لاش اور مردہ بر مردہ

تڑپ رہا تھا تلوار ہی تلوار علم تھی گویا تیغ ہی کا عالم تھا ایک عالم بیدم تھا ضرب تیغ نقد جان پہ پڑ رہی تھی روح روان کے سکہ کا چلن تھا دنیا ٹکسال بادشاہ مرگ کی تھی کہ ابیات

وہان تھے جو سب بانیٔ دشمنی | قیامت کی تھی محو تیر افگنی | کمانون سے تا صف فوج قدیر
روان تھا ہم تیر کے بعد تیر | عمرو نے وہان پر نہ کی اعتنا | بڑھا کہہ کے تکبیر بہر دغا
رکھا ہاتھ جب قبضۂ تیغ پر | قضا یہ پکاری سوے اہل شر | کہ اے کافرو جلد مانگو امان
سرک جاؤ سر کی ہے خیر اب کہان | چڑھے منھ پہ تلوار کے جنگجو | لگے کٹنے مرنے جری چار سو
کہین تیغ چمکی کسی جا سنان | کوئی حملہ گر تھا کوئی تھا طپان | یہ کافر ہٹا اور وہ غازی بڑھا
یہ مرکب کٹا اور وہ راکب گرا | گری لاش پر لاش اور سر پہ سر | بھرے تھے قتیلون سے سب دشت و در
جری سب تھے خون مین نہائے ہوئے | گرجتے تھے گھوڑے اٹھلائے ہوئے | عمرو نے اسوقت جست کر کے

قریب افراسیاب آکر چاہا کہ ایک پتھر مار کر کام اُسکا تمام کرون اُسوقت چند پتلیان پریزادان طلسم شہنشاہ کہتی ہوئی پیدا ہوئین اور بادشاہ کو اُٹھا کر لیچلین اور چند پریون نے آکر حیرت کو بھی اُٹھایا اُسوقت سرداران بیہوش شدہ کو فوج اُٹھا کر رو بفرار لائی دلیرون نے تعاقب کیا پڑاو پر بھی پڑنے ندیا مال و اسباب خزانہ بازارین سب لوٹ لین خیمون مین آگ لگا دی لیکن پتلیون نے لا کر حیرت کو ایک مقام پر ہوشیار کر کے عرض کیا کہ واری اسطرح آپ بیہوش تھین ہم کنیزین نہ اُٹھلاتے تو دشمن ہلاک ہو جاتے ملکہ یہ سنکر وہان سے رنجیدہ خاطر اُڑی اور قریب اپنی بارگاہ کے جب پہونچی ہنگامہ کا بازار گرم دیکھا نعرہ کیا کہ باشید اے نالائقان تمنے یہان بھی پیچھا نچھوڑا مہرخ وغیرہ نے جو حیرت کو اُسجگہ دیکھا طبل بازگشت بجوا دیا اور بفتح فیروزی مراجعت فرمائی اور اپنی بارگاہ مین آئے سردار بھی داخل خیام ذوی الاحترام ہوئے لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوئے عمرو بھی بارگاہ مین آیا مہرخ سے مژدہ سنایا کہ اے ملکہ تم رنجیدہ نہو بلکہ خوشی کرو برق فرنگی زندہ ہے اور اُسنے جا کر زندان ظلمات مین ملکہ برّان کو قید سے چھڑایا ہے اب وہ اور برّان دونون ملکہ یہان آیا چاہتے ہین اس خبر کے سننے سے ملکہ مہرخ نے سجدۂ شکر خدا ادا کر کے حکم ترتیب انجمن عشرت دیا ساقی و مطرب حاضر ہو کر داد عیش و نشاط دینے لگے یہ سب سردار تو بعشرت تمام یہان ٹھہرے اُدھر برق فرنگی جو برّان کے پاس سے روانہ ہوا تھا اول لشکر ناظمان زر افشان

کیطرف آیا وہ فوج لیکر چل چکے تھے برق نے اُنسے آکر راہ مین ملاقات کی اور جو کچھہ پیام ملکہ نے دیا تھا وہ سب بیان کیا تمام شاہان قلعۂ طلسم غصہ ملکہ کا دریافت کرکے تھرا گئے اور کہا ای برق اسیوجہ سے تو ہم بغیر تشریف لائے ملکہ کے لڑنے کو چلے تھے کہ آپ گئے برق نے کہا اچھا اب اتنا تم توقف کرو کہ ملکہ سحر کرنے گئی ہین وہ آلین تو جانا اور مقابلہ کرنا اُنھون نے کہا کہ ملکہ اور زیادہ آزردہ ہونگی برق نے کہا ابتو آہی گئے ہین اگر آزردہ ہین تو ضرور ناراض ہونگی اور اگر خوش ہین تو ہونگی جہان اتنا توقف کیا ہی اور توقف کرو اب خلاف راے ملکہ پیش قدمی کرنا اچھا نہین غرضکہ یہ کہنے سے برق کے انتظار مین ملکہ ایک مقام پر ٹھہری حال اُسکا بیان ہوگا کہ بروقت ٹوٹنے پل پریزادون کے یہ سب کیا جانبازی کرتے ہین اور افراسیاب کو جو پریزادان طلسم لیگئین صحرا مین لیجاکر ہوشیار کیا یعنی ایک پری نے رنگ منہ پر افراسیاب کے چھڑکا اور ایک پری نے زانو پر اپنے سر رکھ لیا اور ایک پانؤن دبانے لگی آنکھ افراسیاب کی کُھلی اُٹھ بیٹھا پوچھا کہ تم کیونکر مجکو لائین اُنھون نے عرض کیا کہ ای افراسیاب وہ موا عمرو آپکو قتل کیا چاہتا تھا لشکر ہر چند لڑ رہا تھا مگر بہت بڑے خوف کی جگہ تھی کہ اُدھر تو سارا لشکر ناریخ تریخ آپکو تاک کر مار رہا تھا اور ادھر وہ عیار تیر لگاتا تھا ہمنے بخیال اسکے کہ آپکے دشمنون کو کوئی مضرت نہ پہونچے وہان سے آپکو اُٹھا لیا اور یہان لے آئے بادشاہ نے یہ سنکر اُنکو رخصت کر دیا اور آپ وہان سے بلغضب تمامتر جانب باغ سیب گیا کہ اور کوئی تدبیران نمکحرامون کی کرے یہان ملکہ حیرت جب فوج تہرخ کے پاس آئی تو اُسنے بارگاہ اپنی درست کرائی اور لشکر فراری کو جمع کرایا آپ داخل بارگاہ ہوئی مگر فرط رنج سے ناچ گانا سب موقوف کرایا آخر سرداران فوج نے آکر عرض کیا کہ ای ملکہ رنج آپکا جا سے ہی بیجا نہین لیکن ہم جانبازون نے بھی کوئی دقیقہ جان نثاری مین باقی نہین رکھا اور اب سحر اپنے اپنے خوب چاق و چست کرتے ہین جگاتے ہین اگر سامری نے چاہا تو ان باغیون کو مار لیتے ہین آپ کیون گھبراتی ہین اور یہ بھی مقدمات تقدیر کے ہین نہین معلوم سامری کو کیا منظور ہی کہ بنی ہوئی لڑائی بگڑ جاتی ہی دیکھیے شہنشاہ نے آتے ہی سب باغیون کو قید کر لیا تھا اُسوقت عمرو ہزار شکل بنکر آیا اور دھوکا دیکے لیا ای ملکہ ہم یہ حیران ہین کہ یہ ایسی صورت کیونکر بنجاتا ہی ملکہ نے کہا کہ اُسکے پاس بھی ایک تخت ایسا ہی کہ وہ اڑتا ہی اسی تخت پہ وہ سوار ہوکر اور گلیم اُوڑھکر شعلہ جلاکر اُس شعلہ پر چرخ لگاکر آیا اور حقہ ہاے نفیری

اُسنے مارے کہ جسکے سبب سے آگ برسی اور موتی اُسنے برسلائے بعض حقّون مین سے آواز پیدا ہوتی
ہی اُنکے شق ہونے سے دتّا ہوتا ہی وہ اُسنے شق کیے اور اندر اُن حقون کے خوشبو بھری تھی اور روغن
ایسے ایسے اُسکے پاس ہین کہ اُسکو آتشبازی کے مہتاب کی طرح جب وہ کام مین لاتا ہی نور ہی نور
پھیل جاتا ہی بس یہ کرشمہ اُسنے اپنی عیاری کا ہمکو دکھا کر فریب دیا سرداروں نے عرض کیا کہ افسوس
ہی ہم اُسکی اِن باتون سے آگاہ ہین اور فریب کھاتے ہین ملکہ نے کہا جب سے وہ طلسم مین آیا ہی
بہت سی اُسکی ایسی باتین کہ ہم اُس سے آگاہ ہوے ہین لیکن وہ ہمیشہ نئے طرز پر عیاری کرتا ہی اور
ہم آگاہ جو ہوے ہین اسوجہ سے اب اتنا ہوا ہی کہ ہم پہچان جاتے ہین بعض وقت ہین کہ یہ عمرو ہی یا کوئی
اور عیار ہی ورنہ پہلے تو ان موے عیارون کی شناخت نہو سکتی تھی یہ ہمارے لشکر کی عیار بیچاریان نہین
کہ ٹوٹی پھوٹی عیاری اُنکو یاد ہی وہ بھی کبھی کبھی بن پڑتی ہی یہ عیار موئے بلاے بد اور آفت روزگار
ہین اگر یہ طلسم مین نہ آتے تو ابتک کب کا شہنشاہ تمام باغیون کو قتل کر چکتے خیر اب دیکھا چاہیے
کہ کیا ہوتا ہی غرض کئی سو سردارون کی اِسنے ناظمان و در بندکی خطائین معاف کین اور اُنکو دربار مین
آنے کی اجازت دی پھر ساقی و مطرب طلب فرما کر مشغول عیش و نشاط ہوئی اِدھر ناظمان در بند نے
دل مین اپنے خیال کیا کہ واقع مین غصہ ملکہ کا جا سے تھا ہمکو غیرت لازم ہی اب ہم بھی عمدہ عمدہ سحر
تیار کرین کہ جنکا کوئی جواب نہ دے سکے دیکھو اُسطرف کی ساحرہ کیسی جانبازی اور سرفروشی اپنے
مالک کے ساتھ کرتی ہین اور میدان کارزار مین گوے سبقت لیجاتی ہین پھر جو وہ ہین وہی ہم ہین وہ بھی
اِسیطرح قلعہ دار اِس طلسم کی تھین اور ملازم بادشاہ تھین اب شریک عمرو ہو گئی ہین لیکن یہ اُنکی
محنت کا نتیجہ ہی کہ اُنکو معلوم ہی کہ جسسے لڑائی ایسے بادشاہ سے ہی کہ جو خداوند ساحران ہی پھر ایسی
محنت کرین کہ بادشاہ سے نہین تو اُسکی فوج سے لڑنے کے قابل تو ہو جائین غرض ایسا کچھ سوچکر
بعض شاہزادے چشمہ سامری مین نہانے اور سحر تیار کرنے کو روانہ ہوئے اور بعض شہر داؤدیہ کیطرف
بعض الاؤ پر جمشید کے بعض بیابان ہستی کیطرف چلے اور بعض نے یہین منترون کی جاپ شروع
کرائی بنگالی کانور و دیس کے ساحر دریا کے کنارے بیٹھے کہ وہ ڈمرو بجا کر سحر جگانے لگے ہوم خانے
درست ہو گئے بھٹین چڑھنے لگین جھٹکے ہونے لگے یہ سب تو اب سحر درست کرتے ہین اور دونون
لشکر اُترے ہوئے ہین اِدھر برق فرنگی بھی لشکر مین اپنے آکر داخل ہوا ہر ایک اسکو دیکھکر نہایت

خوشنود ہوا مہرخ نے گلے سے لگایا بہار نے تصدق اُتروایا مخمور گلے مین باہین ڈالکر رونے لگی
کہ بھتیا تمھاری صورت ہمکو پھر خدا نے دکھائی ہزار ہا روپیہ کا صدقہ اُترگیا عمرو نے سب سرداروں
سے کہا کہ ارے تم سب کیون مال کو ضائع کرتے ہو جو کچھ دینا ہو مجھکو دے ڈالو کہ مین خانۂ کعبہ مین
بھجوا دونگا وہان عورات غربا اور مساکین مومنہ کو تقسیم ہو جائیگا سب عمرو کی باتون پر ہنستے تھے
برق کو بہت بھاری خلعت پہننے دیے عمرو نے کہا لا بیٹا مین اپنے پاس رکھ چھوڑون عید بقرعید
کو پہننا تو خراب کر ڈالیگا برق نے سردارون سے اشارہ کر دیا کہ اُنھون نے عمرو کے سامنے پھر
نہ دیا مخفی طور پر مالا مال کر دیا عمرو کو بھی بہت کچھ ملا عمرو نے کہا اب مین تلاش بُران مین جاتا ہون
برق نے سب حال زندانخانہ کا کہ اسطرح مجھکو افراسیاب نے قید کر کے بھیجا ایسا تمام جمعیت
مین نے دیکھا اختر کے سبب سے راہ مین کچھ ضرر نہ پہونچا آخر یون افعی اور آذردر کو مار کر مین اپنے
بُران کو چھوڑا یا اب بُران اپنا سحر تیار کرنے گئی ہین آپکو نہ ملینگی نہین معلوم کہ کس صحرا مین اپنے
طلسم کے ہونگے آپ توقف فرمائیے عمرو یہ سنکر ٹھہر گیا اور کہا اچھا پھر جبتک ادھر اُدھر کی سیر ہی
کرین غرض یہ عیار ایک جا تو ٹھہرتے نہین ہین اپنی فکر مین کبھی بارگاہ مین کبھی صحرا مین کبھی لشکر
دشمن مین آتے جاتے ہین کہ حال انکا بیان ہوگا مگر اب اس ذکر کو یہان پر چھوڑ کر حال ملکہ

بُران شمشیر زن بیان کیا جاتا ہی کہ ابیات

ذرا اب سنو سحر کی داستان
مبارک ہو حیرت کو کامل شکست
ہوا صید لاغر سے جو دل نہ سیر
شکار افگنی پر نہایت ہین لوٹ
سخن مختصر ملکۂ خوش صفات
تو دل مین خیال اُسکے یہ آ گئے
ہوئی یہ روانہ اُسی سمت کو

یہ لکھتا ہی راوی شیرین بیان
ذرا ہان سنان ہان پھر سنبھل
نیستان مین پھر گرجتے ہین یہ شیر
سنبھل اب زبان قلم پھر ذرا
وہ بُران عالی گہر نیک ذات
کہ چلیے سوے گنبد سامری
یہ تھا دل مین دشمن کو مہلت نہ دو

ظفر کا ہی مہرخ کے پھر بند و بست
کہ تاکے ہی کفار کو پھیر اجل
کسی صید پر پھر کرینگے یہ چوٹ
کہ لکھا ہی مجھکو نیا ماجرا
روان جب ہوئی برق کے ساتھ سے
ملے ولنے تحفہ تو ہو بہتری

ملکہ مذکورہ ایک آن واحد مین سنانا
ہار کر اپنے طلسم کی سرحد مین پہونچی اور قلعۂ ہفت رنگ مین نہ گئی کہ عرصہ ہوگا راہ کاٹ کر اُسی سمت
کی راہ لی کہ جہان گنبد سامری بنا ہی اور ظہور اس مقام پر روح سامری کا ہوتا ہی حیرت بھی اپنے

طلسم کے حجرے ہفت بلا کوٹھری کے انگوٹھی جمشید کی لینے گئی تھی وہ مقام جمشیدی تھا لیکن اسی کے
متصل ایک مقام ہی کہ اُسی جگہ کو گنبد سامری کہتے ہین اول زمانہ مین طلسم ہوش رُبا اور نور افشان
اسطرح ملا ہوا تھا کہ ایک ہی طلسم تھا اور حاکمان طلسم ہوش رُبا اور نور آفشان سے دوستی کا برتاؤ
رہتا تھا نور افشان طلسم اتنا بڑا نہین ہی کہ مقابل طلسم ہوش رُبا ہو اسوجہ سے حاکمان طلسم
نور آفشان بادشاہ ہوش رُبا سے مغلوب رہتے تھے اور خراج لیتے تھے اتنا بڑا بادشاہ کوئی طلسمات
کا کاہے کو تھا کہ جیسا بادشاہ لاجین تاجدار جادو طلسم ہوش ربا کا تھا اُسی بادشاہ کو گرفتار
کرکے افراسیاب نے حکومت طلسم لی ہی اور شہنشاہ ساحران بنا ہی اسکے ساتھ بھی وہی طریقہ تمام
شاہان اطراف طلسم نے کیا ہی اور سبنے اطاعت اختیار کی ہی اور کوکب بھی پیر بھائی اُسکا تھا اور
ہمیشہ اس سے دبتا تھا اور عمرو کے باعث سے اُسنے سرکشی کی ہی حاصل مطلب یہ کہ طلسم نور افشان
سے بھی راہ جلنے کی بیابان ہستی اور آلاو جمشید کی ہی اور گنبد سامری پر جانے کی بھی راہ ہی جب کوئی
اس طلسم سے چلے تو بیچ مین یہ مقامات مذکور ملینگے اسکے بعد طلسم ہوش رُبا ملیگا اور جو کوئی طلسم ہوش ربا
سے چلے تو اول یہ مقامات ملینگے اسکے بعد نور آفشان ملیگا بس بُران کو پہلے ہوش ربا سے نور افشان
مین جانا پڑا اور پھر اتنا چڑھکر مغربی دروازہ طلسم کی طرف سے چلی کہ اب پہلے بیابان ہستی اور صحرائے
عجائبات اشناسے راہ گنبد سامری مل لین تو ہوش رُبا مین پہونچے غرض یہ مسافرہ صحرائے نیرنگ
وعجائبات وسیاح دشت افسون وغرائبات جب سرحد طلسم پر اپنے مغرب کی طرف کے پہونچی تو ادھر سے
پھر عازم ہوئی کہ اب گنبد سامری پر جاؤن اور اُدھر سے پھر ہوش ربا مین چلی جاؤن گی چنانچہ سرحد
طلسم سے اپنے آگے بڑھی ایک دشت ہول خیز و وحشت انگیز مین گذر ہوا یہ پروردہ مہد ناز و نعم
وہ صحرائے پر آفت دیکھ ہوش و حواس اُس دشت کو دیکھکر اُسکے بجا نہ رہے مگر دل کڑا کرکے کہ
خدائے تعالیٰ میرا نگہبان ہی آگے کو روانہ ہوئی ہر قدم پر صدا سنائی دی کہ ای جانے والی اس جنگل
مین کوئی بھولے سے بھی قدم نہین رکھتا ہی مسافر خیال بھی گذر نہین سکتا ہی کیون اپنی جان حزین
پر ستم کرتی ہی بازگشت ہی تیرے لیے پھر جاری او نوجوان یہ بڑے غضب کی جا ہی ملکہ نے ان
باتون کا کچھ بھی جواب نہ دیا اور قدم ہمت آگے بڑھایا یہ حال نظر آیا کہ منزلون تک زمین مین جادو
و نیرنگ کے فرش تھے جو بلندی تھی وہ اپنے خیال مین ہمسر عرش تھی ہر طرف آگ کے دریا بہتے تھے

شعلے تا بفلاک جاتے تھے خیال کرنے سے پاؤن مین ورم کے چھالے نکل آتے تھے زبانۂ شعلہ تا بفلاک سر کشیدہ

شعر

زمین آگ کی آسمان آگ کا
جدھر دیکھیے اک سمان آگ کا

جو غار تھا دعوی انا جہنم کرتا تھا اپنے جلال سے انسان کو کیا ملک کو بیدم کرتا تھا جو بگولہ دشت مین آڑتا تھا وہ ایک میل آتش کا نچاتا تھا اور اُسمین سے دیو سیاہ پیدا ہوکر ڈراتا تھا مردے جو ساحران نامی کے مر گئے تھے وہ اس دشت مین نظر آتے تھے اپنی اپنی کیفیت سناتے تھے انگارے اُچھالتے تھے اور کھاتے تھے سامری کے نام پر جو تپشی ہوکر مر گئے تھے اُنکا اُسی دشت مین گذر ہر ٹیلہ اور ٹیکرے پر بنگلے آگ کے بنے نظر آتے تھے پھر وہ غول بنجاتے تھے ابھی زمین پر پاؤن کھا ابھی ابھی پاؤن کے نیچے دریاے سبز رنگ پیدا ہوگیا آگے چلنا دشوار ہوا اُس دریا مین غوطہ کھایا پھر کسی نے بازو پکڑ کر کنارے پر پہونچایا پھر جو قدم اُٹھایا اپنے تئین دہن اژدر مین پایا جان سے ہاتھ دھویا اپنی بیکسی پر آنے والا خوب رویا پھر جو آنکھ کھولی نہ اژدر پایا اور نہ دشت کو دیکھا مگر ایک مختصر سا ویران گھر دیکھا کہ اُسکا جھونپڑا نئے ڈھنگ کا نہ ہی دیوار نہ در وحشت کا گذر آرام اُس سے سنر لون دور ساکن اسفل السافلین بھی نعوذ جو کوئی مقام مکان کی طرح کا پایا اُسکی چھت اچھت غائب دیکھی کوٹھریان ڈھی ہوئی نظر آئین کہین دو چار گز کا چبوترہ چار پانچ پتھر اور پرانے بانس کا چھپر جھکا ہوا پڑا مگر اُسمین سے یونڈلا اُڑ کر بلا بنجاتا اور پکارتا کہ کوئی ابھی نہین آیا سامری نے میرا کھانا بھجوایا بہت بھوکا ہون اس گھر کے مہمان کے خون کا پیاسا ہون پہونچنے والا وہان کا حیران رہتا ہی کہ اس بلا نے ایک ہی نوالہ کیا اس بیچاری نے تن بمرگ دیا پھر خدا نے بچایا آنکھ کھلی تو اپنے تئین ایک باغ مین جادو کے پایا کہ ہر پتا اُسکا اعجاز تھا ہر شاخ مین جادو کا سا تھا آہ رسا سے بڑھکر ہر ایک شمشاد قمری کو کلیجا کھانے کی ترکیب یاد دیدۂ رنگ فشان ہر ایک نہر اُسکی خدا کا قہر سبزہ وہان کا زہر غم جانکاہ گل وہان کا عندلیب جان کے لیے خار خدا کی پناہ نخل کی تجنیس خطی نخل چوب تابوت ہر اک شاخ کف افسوس ہر اک برگ نیا سامان اوبھارہ برگ خارون سے خلش پیدا گلون سے دشمن کی بو پیدا نرگس مین رنگ چشم عدو ہویدا سرکشی سرو لب جو کو آتی پھول وہان کے سیاحون کے حق مین کانٹے بوتے مرغان چمن نوحہ و شیون کرتے حال سیاران

باغ پر روتے مسدس

بید لبریز شرارون سے ہین مانند چنار
شاخ عرعر ثمر بے ثمری سے پربار
فاختہ صورت منصور تو شمشاد ہے دار
یہ صنوبر کو لگا گھن کہ ہوا سوکھ کے خار
راہ وحشت ہی مین جم جاتے ہین ہر بار قدم
بید مجنون سے بھی بڑھکر ہین قدم چار قدم

ہوبہو سے نہ کبھی شکل بہی جلوہ نما
سیب کو دیکھو تو آسیب کا دیتا ہے پتا
رنج نارنج سے حاصل ہے یہ حاصل ہے مزا
منھ لگائے کوئی میٹھے کو تو کھائے کھٹا
خون انگور کے دانتون سے ٹپکتا ہے یہان
تاک میخوارون کو کانٹا سا کھٹکتا ہے یہان

کبھی خاموش نہین اس چمنستان کے طیور
نالہ کش نخل یہ ہین دار پہ جیسے منصور
نوک ہر خار زبان ارنی گوئے سر طور
لب شیون سے گل شمع تجلی کا ظہور
نالہ جب کرتے ہین اک آگ لگا دیتے ہین
ہر شرر مین یہ فلک دم مین جلا دیتے ہین

ملکہ برّان اُس باغ مین جب پہونچی بلبل روح اُسکی قفس تن مین گھبرائی کہ یکایک ایک آندھی سیاہ آئی چار طرف سے لیجیو گھیر لیو پکڑ لیو کا شور ہوا اور ایک نہر کا پانی تلاطم مین آیا خدا کی پناہ وہ طوفان بپا تھا کہ طوفان نوح بھی ایسا نہو گا بعد اس طوفان کے ایک دیو قوی ہیکل اُس نہر سے نکلکر اسکے قریب آیا اور پنجۂ قوی جانب اُسکے بڑھایا منھ بھاڑ سا کھولدیا اسکو نگلجانا چاہا ملکہ نے چاہا کہ اُس سے مقابلہ کرے مگر اپنے بزرگون کی زبانی سنتی چلی آئی ہے کہ بیابان عجائبات مین جب قدم رکھے تو وہان کی بلائین سب فرشتے قہر سامری کے پجاری ہین اُنسے کوئی لڑ نہین سکتا چپکا کھڑا رہے وہ جیسا چاہین آزار پہونچائین دم نہ مارے جب یہ سب مصیبتین جھیل جائیگا گنبد سامری پر پہونچیگا اور اگر ذرا بھی ہاتھ پاؤن ہلائیگا تو اُن بلاؤن کا طعمہ ہوگا کشتی جان اس گرداب بلیات سے ساحل مراد پر نہ پہونچائیگا اور وہی شخص وہان جانیکا قصد کرے جو کوئی تحفہ اُس گنبد کا پہلے سے اپنے پاس رکھتا ہو ورنہ غیر شخص نہ جاسکیگا وہ تحفہ اول گویا نشانی ہے کہ یہ ایسا عاشق نام سامری ہے کہ باوجود مصیبت اُٹھانے کے اور ایک بار یہان آنیکے پھر بھی خداوند کے درشن کا مشتاق ہوکر یہان آیا ہے اُسکو گنبد تک پہونچانا چاہئے پس یہ اس ملکہ کو معلوم تھا اسوجہ سے خاموش کھڑی رہی وہ دیو اُسکو پکڑ کر دہن مین رکھکر نگل گیا کچھ بیان نہین ہوسکتا ہے جو اُس محبوبۂ نازک اندام کے جسم نازک اور روح

لطیف پر صدمہ گذرا وہ موت کا آنکھوں کے سامنے پھر جانا وہ اُس دیو کی شکل مہیب وہ اُسکے مُنھ مین جاکر زندگی سے ہاتھ دھونا اگر اسطرح کا انسان خواب دیکھے تو یقین ہی اُس خوف سے سونا ترک کر دے اور لیٹے تو اِس خیال مین اُچھل اُچھل پڑے اُس آرام جان عاشقان نے اُس مصیبت مرگ کو بھی اپنے اُوپر اختیار کیا لیکن خلاق طلسم عالم نے پھر خلعت حیات دوبارہ عطا فرمایا یعنی بسبب اُس خنجر مروارید کے جو اُسکے پاس ہی شکم دیو مین زندہ رہی اور آنکھ جو اُسکی کُھلی نہ وہ دیو دیکھا نہ وہ باغ نظر آیا ایک دشت پُر خار و مردم آزار کوسون تک کا چٹیل میدان نظر آیا کہ ابیات

وہ تھا اک دشت وحشت خیز ویران
ہزارون جسمین قہر آمیز سامان
درازی اُسکی سرحدِ عدم تک
نہ ٹھہرے قیس کا جسمین قدم تک
مصیبت زا بہ شکل ہجر جانان
زیادہ قلب مضطر سے پریشان
تھی راحت سے مثل بخت مجبور
امید زیست اُس سے ہزارون دور
وہان تقدیر نے اُسکو بلایا
فلک نے اور ہی کچھ کام چاہا
کہ یعنی وہ اسیر دام تقدیر
تمنا جسکی تھی شایان تعذیر
عجب اسے سر بزانو ہو رہے تھے
رخ گلگون کو آنسو دھو رہے تھے
طپش دوزخ کی پیدا تھی زمین سے
عرق بہتا تھا اُس مہ کی جبین سے
چراغ حسن مشتاق فنا تھا
کوئی دم کا وہ جلوہ دے رہا تھا

دیکھا کہ لو ن کے جھونکے آتے ہین چراغ زندگی کو بجھایا چاہتے ہین درخت سر جھاڑ مُنھ پھاڑ بنے کھڑے ہین گویا بلائین زمین سے اُگی ہین نئی گردش فلک کی ہی کہ ہر قدم پر آزار ہی ہر جگہ فرش خار ہی کانٹے تلوون سے پار ہوتے ہین پشت پا تک فگار ہوتے ہین اِس آسمان حسن کے ستارہ قسمت کو فلک نے خاک مین ملایا تھا خاک صحرا سر پر چھائی تھی پوشاک بھی ملگجی ہوئی تھی ٹپکا پسینہ کا زمین پر نجاتا تھا یہ خاک پھانکتی بدحواس سایہ درختان ڈھونڈھتی ہوئی چلی جاتی تھی کہین سے شیر کے ڈکارنے کی آواز آتی تھی کہین کوئی بلا زمین سے نکلکر ڈراتی تھی اژدہے مُنھ کھولے بیٹھے تھے زہر اُگل رہے تھے فلک سے آگ برستی تھی زمین لوہے اور تانبے کی طرح تپتی تھی اسی عالم مین یہ چلی جاتی تھی کہ یکایک ابیات

بشکل ابر اُٹھی کچھ سیاہی
لگے فریاد کرنے مرغ و ماہی
ہجوم اشک سے وہ ابن ہوا تھا
بہت سینہ مین تڑپا قلب مضطر
یکایک مثل بخت ناتوان مین
ہوا خورشید بھی محتاج تمکین
زمین سے تا فلک چھائی سیاہی
بلا اک سامنے کالی سی آئی
پکاری وہ اِدھر آ تجھکو کھاؤن

یہ محنت خاک مین تیری ملاؤن
کسی نے پشت پر سے دی یہ آواز
نظر آئیگی صورت بہتری کی
بڑھی والنسے جب آگے کو یہ بیکس
نہ تھی راہ اور تھی وہ راہ آتش
کنوئین مین آگ کے لاکر ڈھکیلا
کہ ظلمات عدم کی تھی گواہی

اُسے دیکھا تو گھبرائی یہ دلدار
نہ گھبرا اسقدر ای مایۂ ناز
پکاری یہ دُہائی ہی دُہائی +
بہت مجبور و مضطر سخت بیبس
بلا پیدا ہوئی پہلو سے اسکے
ہوا سب جسم جلکر اُسکا کوئلا

غرض بھاگی وہان سے ہوکے ناچار
دُہائی جلد دے تو سامری کی
بلا وہ اسکے پھر پیچھے نہ آئی
نظر آیا اُسے اِک چاہ آتش
اُٹھا کر پھینکی اِسکو زمین سے
کھلی جب آنکھ دیکھی اک سیاہی

اُس تاریکی مین یہ ماہتاباں جب روانہ ہوئی اختر مروارید نکالکر ہاتھ پر رکھ لیا کہ جسکے سبب سے کچھ کچھ روشنی نظر آتی تھی یہ قدم اُٹھائے ہوئے چلی جاتی تھی دل سے یاد خدا کرتی تھی مگر زبان پر حمد و شکر رب نہ لاتی تھی اگر ذرا بھی کوئی لفظ دعا کا آجاتا یا نام خدا مُنھ سے نکلجاتا جسم و جان مین تفرقہ پڑجاتا وہان کی بلا پھر زندہ نچھوڑتی یہ زبان اپنی سنبھالے ہوئے مضطربانہ روانہ تھی کہ

ابیات

نظر پھر آئے کچھ طاؤس وان چند
بدن مین ہر طرف سے آکے لپٹے
اُڑے اک سمت کو اور یون پکارے
مگر سیدھا ہوا قسمت کا وہ پھیر
ہوئے سب زخم تن پھر اسکے اچھے
چڑھے اس وار پہ دیکھے گنہگار
ہزارون رنگ کے دیو ستمگار
ہوا رنجیدہ اُسکا قلب مضطر
ہوئے گل اور ثمر بھی اسمین پیدا
نہ یہ واقف کبھی تھی آدمی مین
روان تھی بحر افسون مین وہ مچھلی
چلی آگے کو لیکن سخت حیران

نہایت تیز پر محظوظ و خرسند
کیا منقار سے ٹکڑے بدن کو
کہ ہم ای سامری صدقے تمہارے
کہ پھر اک اژدہا پاس اِسکے آیا
اُٹھی والنسے چلی پھر روتی آگے
حذر رانگا وہان سے اور آگے
مقابل آکے کرتے اپنے تھے وار
جب آیا ہوش دیکھا مین شجر ہون
شجر کی طرح تھین شاخین ہویدا
شجر سے پھر ہوئے دریاے زخار
کنارے جاکے پھر دریا کے پہنچی
کئی دن تک رہی گردش سفر کی

ہوئے وہ سدرہ اس نازنین کے
پیا پھر خون تن اور دلمین خوش ہو
رہی بیہوش یہ نازک بہت دیر
نگلکر اِسکو پھر جو اُسنے اُگلا
کھڑی پھر اُسنے دیکھی اک جگہ دار
بڑھی جب کچھ تو یہ سامان دیکھے
گری یہ خاک پہ بیہوش ہوکر
زمین مین گڑکے بار آور ثمر ہون
نہ تھا یہ ہوش مین انسان ہی گر مین
بنی دریا سے مچھلی خوب تیار
بنی مچھلی سے آخر پھر وہ انسان
نظر آئی نہ کچھ صورت مفر کی

غرض بعد از گذار دشت و ہامون
سراسیمہ پریشان دل جگر خون
نظر آیا وہ اک جانب کو پہونچی
کہ جادو کی سراسر وہ زمین تھی

یعنی وہ ماہ وش گل اندام اسطرح کی ایذائین اور سختیان سفر کی جھیلتی ہوئی ایک ایسے مقام پر پہونچی کہ بیچ مین زمین سرسبز و شاداب تھی اور چار طرف اُس قطعہ گلزار کے چار دریا بہتے تھے ایک دریا دھوئین کا تھا کہ بالکل چاہ بابل کا نمونہ تھا زمین سے فلک تک دھوان بھرا تھا یہ خاکدان عالم منبع و مخزن دھوئین کا تھا نہین نہین دودی جہاز اُسکو کہنا رواہی جسم آفتاب مین ایسا دھوان وہان کا لگا تھا کہ دُھندلا ہو گیا تھا منزل فلک کی چھت مین کاجل جما تھا دنیا سیہ خانہ تھی کاجل کی کوٹھری نظر آتی تھی زمین سے دھوان نکلکر پیچتاب کھاتا تھا زلف سیاہ جانان کو شرماتا تھا عارض شاہد ارض پر کاکل پیچ کھاتی تھی یا عجوزہ دنیا ساکنان عالم کو اور طالبان دنیا کو پیچ مین لاتی تھی زمین پر یعنی اس دریا مین موجین اُسی دھوئین کی اٹھتی تھین کمند الفت بہر عاشقان زلف نظر آتی تھین یہ عالم تھا کہ

ابیات

شب تیرہ کا وہ دریا تھا مخزن
وہین سے شب ہی پیدا تھا یہ روشن
سیہ مثل نصیب تیرہ بختان
بلا کالی بھی تھی اُس سے پریشان

ایک طرف کو اس زمین نزہت آگین کے دریاے آتش تھا زمین سے آسمان تک آگ بھری تھی چار چار منزل تک شعلہ اُس آگ کا اُڑکر جاتا تھا عفریت کہ جو آتش سے پیدا ہی اُس سے خوف کھاتا تھا ہوا مین وہ شرارون کا اُڑکر جانا اور پیچتاب کھانا عیاذاً باللہ آسمان کو اپنے جھوپڑے کے جل جانیکا ایسا خیال تھا کہ بروج آبی مین پانی بھر کر رکھنے کے لیے برج دلو کے ڈول کو چشمۂ حوت مین ڈبوئے رکھتا تھا انگارے بڑے بڑے چھوٹی چھوٹی چنگاریون کو کھا جاتے تھے اژدہے کی طرح ہر ساحل اُسکا مُنھ کھولے نظر آتا تھا دل اژدر دہر کا ہلاتا تھا کہ

ابیات

فلک سے برستی تھی اسجا یہ آگ
زمین کا ارادہ تھا جاوے مین بھاگ
زمانہ کی سب گرمیان اُن تھین جمع
جلا تھا اُسی خوف سے دل شمع

ایک طرف کو بیشۂ نزہت قرین کے دریاے آب تھا جس سے بحر عالم کو خوف غرقاب تھا ساحل اُنکا خون ساکنان قدم دنیا کا پیاسا ہر موج اُسکی برابر کوہ کے اُٹھتی ہر حباب گنبد افلاک سا موجین خنجر سے زیادہ تر تیز نظر آتین جاتین خوف سے دیکھکر اُسکو کٹ جاتین جبدم اُسکے کنارے پر قدم کوئی رکھے شور و غل پیدا ہو پانی آسمان سے جاکر مل جائے

کشتی ہلال کو ڈوب جانے سے فلک بچائے ہمہ تن آسمان نیلگون دودی جہاز بچائے کہ ابیات

ہوا پانی میں ایسا توڑ پیدا
جسے دیکھے سے رستم کے اڑین ہوش
لب ساحل سے تھا اک شور پیدا
ہر اک موج اُسکی آفت سے ہم آغوش

اور ایک جانب اُس صحرائے پُربہار وادی بے خار کے دریائے سیماب تھا نہایت نایاب تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ اژدر دہر کو مالک آسمان وزمین نے پارا پلایا ہی یا پارے کی کان وہ دریا بنایا ہی لہرین اُسکی جب اُٹھتی چاندی کے تیر بہتے نظر آتے حباب اُسکے سورج کی ایسی چمک دکھاتے زمین کا بوجھ بھار اُس بحر زخار کے ہونے سے بڑھ گیا تھا ایک ایک موجہ اُسکا اُٹھکر دیوار سیماب کا لطف دکھاتا تھا ہوا کے جھوکے سے لہراتا تھا عکس سے اُس بحر کے روے ہوا تک چاندی کا نظر آتا تھا آفتاب کی تمازت سے پارا پگھلکر لہرین لیتا تھا گویا چشمۂ خورشید لہراتا تھا کہ ابیات

کہیں چکر میں یون پارا تھا اُسکا
چمک جسکی تھی تا بہ چرخ جاتی
مہوس جسطرح ہی چرخ دیتا
کبھی تھی بحر آفت خیز اُٹھتی

اُن دریاؤن کے بیچ میں وہ بقیۂ فرحت آگین تھا عجب بہار جانفزا اُس صحرا کی تھی کہ شجر بار از ثمر مثل اہل تواضع سر جھکائے پھولون کے درخت یک لخت خلق مجسم انسان نظر آتے پھل درختون کے ایسے رنگین وخوبصورت کہ ترنج آفتاب کو شرماتے نہرین پر آب وتاب جاری ذران ہر سو باد بہاری چمن کی طرح بڑیان روشون کی بہر روش نہایت خوش قطع منین عروس باغ کی مانگ نکلی ہوئی قریب اُسکے ہری ہری گھانس لگی جو کان زمرد کو بھی شرماتی رشک سے ہیرا کھلاتی نہرون میں فوارے جاری بلبلون پر بیقراری طاری پانی کی شفافی پرجان چشمۂ ماہ ومہر لہراتی ہر گل کے متصل بلبلون کا ہجوم ہر سمت نغمہ سنجی کی دھوم ہر طائران خوش الحان گلستان اور بوستان کا سبق پڑھتا بلبل شیراز کی طرح اُستادی کا دم بھرتا خوشبو سے گلون کی تمام دشت مہکتا روح لطیف اہل ولان کا اُسجگہ مسکن پاک طینتون کا ٹھکانا نسیم وصبا عنبر فشان ہر گل عطردان کی طرح کھلکر کُملا ہوا شگوفہ تخلخے کی صورت بنا ہوا مہتمم وہان فصل بہار اور فضا ہر تختۂ چمن غیرت بخش ہزاران گلشن ہر پھول پہ ہزار طرح کا جوبن ہر فصل کے پھول لگے ہوئے میوے تیار بلبل دل سوجان سے اُس باغ پر نثار خزان کو وہان سخت خار تھتھائے چمن سریر حکومت شاہ زمن سے کہین بہتر جنکی سرزمین میں رعایا سبز وخرم ہر ایک نہال مادر دہر دو دھون نہائی پوتون پھلی

شاخ شاخ سے مشتاقون کی طرح باہم لپٹی ہوئی درخت گلدار بیلا چنبیلی موتیا موگرا نسرین نسترن
باردار اشجارون مین سیب وبہی دانار و ناشپاتی پر جوبن کہین سنبل دافع پریشانی کہین نرگس
رفع کی حیرانی کیسی سوسن خزان کو آنکھین دکھاتی یا بستان قدرت کی مدح زبان مژگان سے
فرماتی ہر طرف نسیم مستانہ وار لڑکھڑاتی کہین طاؤس رقص سے مانوس کہین گلگون پٹی ہوئی

اُوس کہ ابیات

نظر آئے نہال سبز و خرم	جسے دیکھے سے دل ہو شاد و خرم	ثمر مین اسطرح سے اتھا جوبن
کہ جیسے عارض دلدار روشن	پڑا ہر سمت سبزہ لہلہاتا	ہوا چلتی تو اک جوبن دکھاتا
اگر غنچون پہ وان کی چشم واکی	گرہ کھلتی تھی دل کے مدعا کی	نظر پہونچی اگر سوے گل تر
تو یہ دل محو تھا روے گل تر	بہار عمر تھی سینبھل مین پیدا	مزا جو چاہیے ہر پھل مین پیدا
کہین پھولون کا عکس ارغوانی	بنا تھا مثل مہر آسمانی	ملکہ غنچہ دہن اُس بیشۂ فرحت

آگین مین کچھ دیر ٹھہر کر راحت گزین ہوئی اور پھر آگے چلی بہت دور تک وہی جنگل خوشنما
اور نایاب پایا اور وہی چارون دریاؤن کو دیکھا کہ گرد اُس صحراے بہشت آئین کے موج زن
ہین جب کنارے پر اُس بیشہ فرحت آگین کے گذر ہوا دیکھا کہ صحراے بہشت آئین تو اُس
جنگل سے زیادہ تر سرسبز و شاداب ہی لیکن اُن چارون دریاؤن کے بدلے چار نہرین نہایت
عمدہ اور شفاف پانی کی روان تھین اور کنارے اُن نہرون کے بنگلے جواہر نگار بنے تھے جو
بروج آسمان کو اپنی خوبی کے آگے شرماتے تھے اُن بنگلون مین برج طلائی تعمیر تھے سراسر
پری کی تصویر تھے اُنمین تخت جواہر نگار گسترده تھے اُن تختون پر سامری کے پجاری ساحران
ذی عزت و باتوقیر جلوه فرما تھے کوئی شیر پیکر تھا کوئی چہرۂ انسان کا دھڑ فیل زیان کا رکھتا تھا
کوئی سنگ کا چہرہ اور جسم انسان کا رکھتا ہر ایک ساحر غدار ہیئتین نرالی شکلین کالی کالی کسی کا
شیر کا منھ جسم انسان کا کسی کے دس بارہ سر دھڑ حیوان کا کوئی اژدر دہان کوئی فیل دندان
کسی کا پتلا کرگدان کا کوئی دیو پیکر کوئی اژدر بدن کوئی شرر افشان کوئی آدھا انسان اور نصف
حیوان ہزارون ساحر ایک ایک کے زیر فرمان بنگلون کے گرد منڈھیان ڈالے اترے ہوے اپنے
اپنے گرو کی یاد مین کھنور چندن کی لگائے آنکھین بند کیے تمقلین آتشین سلگائے تلسی کی اور

ہڈیون کی مردون کے مالے بنائے چپ بیٹھے تھے سامنے ہوم سلگ رہا تھا دھوان ہوم کا تا بہ چرخ دوار جاتا تھا آفتاب بھی وہین کے جوگی کا چیلا تھا جو تپشیا کرتا پھرتا ہی زحل وہین کے جیپال کا دم بھرتا ہی ہندوے فلک کا نونمین وہین کا کنڈل ڈالے رہتا ہی حلقۂ مہر و ماہ سے حلقہ بگوشی کرتا ہی زمین سے دم بدم وہان کی خاک اڑتی تھی اور پری کی صورت اُس سے پیدا ہوتی تھی جوگی پاس جاتی تھی اور بھجن سامری کے گاتی تھی پھر غائب ہو جاتی تھی پھل درختون کے بشکل انسان قہقہے لگاتے تھے ہنگام قہقہہ جانور مُنھ سے نکلکر اُڑ جاتے تھے پھر شاخون پر بیٹھکر تعریف سامری کی زبان پر لاتے تھے نہرون پر یاقوت و زمرد کے پُل بنے تھے اُنکے اوپر درجے اور شہ نشین تعمیر تھین سراسر بے نظیر تھین اُنپر تصویرین پتھر کی اور جواہر کی بعد فرو تمکین رکھی تھین سامنے اُن تصویرون کے چوکیان صندل کی بچھی تھین انپر اسباب عیش و نشاط دھرا تھا دن کو وہ تصویرین تھین رات کو پریان بنکر گاتی بجاتی تھین مُنھ سے اُن تصویرون کے ہنگام تکلم موتی گرتے تھے بالون سے نیلم کے ٹکڑے جھڑتے تھے وہ سب دریا مین جا کر بہتے تھے پھر مچھلیان بنکر اُبھرتے تھے اور جے جے کا سامری کی شور کرتے تھے غرض عجب طرح کا نیرنگ ہر سمت آشکار تھا طرفہ عجائبات پر بہار تھا کہ

نظم

طلسمی تھے وہان کے کارخانے
ہر اک شے سے ظاہر سحر کا ڈھنگ
ثمر کی جا گھر سب مین نمودار
تھے انسان اگر اُسکو تو ہو غش
زمین سے دمبدم اُٹھتا بگولا
بہم سب جفتیان کھاتے تھے طائر
وہ بچے اُڑکے پھر بنگلون پہ جاتے

جدھر دیکھو تھے جادو کے ٹھکانے
کوئی پھل شکل مین مثل پری تھا
چمک پتون مین جیسے عارض یار
صدا غنچون سے تھی نغمون کی آتی
پری کی شکل بنکر ناچتا تھا
اُسیدم ملکے سب دیتے تھے بیضے
بھجن سب سامری کے وان پہ گاتے

درختون مین بھرا افسون و نیرنگ
کوئی گل نقشۂ جادوگری تھا
گلون سے آتی تھی آواز دلکش
سر ہر شاخ تھی ندی بہاتی
کہین سے اُڑکے کچھ آتے تھے طائر
نکلتے تھے اُنھین بیضون سے بچے

ملکه سیّار مقام عجائب و سیاح غرائب ان مقامات کو دیکھتی روانہ تھی چند قدم اور آگے بڑھی تھی کہ سامنے ایک گنبد طلائی نظر پڑا جسکے در پر ہزارہا پجاری بیٹھا تھا اور روے ہوا پر ہزارہا گھنٹا ٹنگا تھا جانور جو اڑتے تھے اُس گنبد کے گرد پھرتے تھے تعریف سامری کی گاتے تھے اور روے ہوا پر بہت سے تخت استادہ تھے کہ اُسپر پریان سوار تھین وہ سب چنور ہاتھ مین لیے اُس گنبد کی مرتبہ جنبانی کرتی تھین ہزارہا ستارا اُس گنبد پر

ٹوٹتا تھا اور ابر رنگ برنگ کے دمبدم اطراف سے آتے تھے اور اس گنبد پر موتی اور پھول برساتے
چلے جاتے تھے پھر ستارے سنہرے روپہلے ٹوٹکر گنبد کے گرد جمع ہوتے اور اُنمین سے بھی طائر خوش رنگ
نکلکر اُڑتے اور گرد گنبد پھرتے ہر بار گھنٹے بجتے ناقوس پھنکتے اندر گنبد کے چودہ چاند اور پندرہ سورج
گھومتے جنکی روشنی سے گنبد بالکل آگ کا انگارا معلوم ہوتا درختون کے نیچے ہزار ہا جادوگرنیان
کھپاٹ اور کم سن ایسی کہ چارسو برس سے عمر مین کم نہ تھین آسنیان بچھائے سامری کے دھیان
مین بیٹھی پوجا پاٹ کر رہی تھین سامری کے نام پر جوگ سادھے تھین ملکہ مذکور نے پہلے سامنے
گنبد کے جاکر سجدہ کیا اور کئی جواہر بے بدل چوکھٹ پر اُسکی چڑھائے پھر وہان سے ہٹ کر ایک
درخت کے نیچے آگ آسنی جواہر کی بچھائی اور بیٹھ کر پوجا کرنے مین مشغول ہوئی یہ صنم زیبا عجب طرح کی
کیفیت پرستش مین بھی دکھاتی تھی روح سامری کو اپنی محراب ابرو کا ساجد بناتی تھی تین پہر
کامل اسنے جبین سائی کی اور سامری کو پکار کر منتر کی جاپ کیا کی چوتھے پہر مین یکایک ہزارون گھنٹے
گنبد پر بجے اور چنور جلد جلد گنبد پر پریان جھلنے لگین اندر سے گنبد کے آواز آئی کہ بیٹی کوکب روشن ضمیر
بادشاہ طلسم نور افشان کی ہماری سرکار مین آئی ہی اُسکو سامنے ہمارے گنبد کے لاؤ کہ حال اُسکا سنکر اُسکو
داد دین اور مراد کو پہونچائین یہ حکم خداوند سامری کا سنکر لاکھون مہنت اور جادوگر سجدے مین گر پڑے
اور دھن ہویا سامری کا شور مچا پھر ایک چوکی یاقوت نگار اپنے ہمراہ لیکر اُس چوکی کے گرد ہزار ہا ساحر
چنور بال ہما کے ہاتھ مین لیے ناقوس پھونکتے گھنٹے بجاتے گاتے بجاتے ہوے اکتارہ چھیڑتے سامنے
برّان کے آئے اور پکارے کہ ارے پچھمی تجھ پر بڑی سامری کی دیا ہی چل تجکو اپنی سرکار مین طلب
کیا ہی یہ کہکر برّان کو اُس چوکی پر یاقوت کی بٹھایا اور اُس چوکی کو اپنے کاندھے پر لیکر سنکھ پھونکتے
بھجن گاتے لیکر چلے چنور دم بدم ملکہ کے سر پر ہوتے تھے اسی طرح سامنے اُس گنبد کے لائے اور ہاتھ
باندھکر سجدہ کرکے عرض رسا ہوئے کہ یا خداوند یہ بیٹی کوکب کی حاضر ہی آواز آئی کہ ای برّان تو
شریک عمرو عیار کی ہی یہان کیون آئی ہی کسکے ہاتھ سے از خود رفتہ ہی گھبرائی ہی برّان نے سجدہ کرکے
کہا خداوند خوب واقف ہین کہ مین نے اور میرے باپ نے عمرو کی شراکت کی ہی مگر دین خداوندی کو
نہین بدلا ہی آپ ہی کے دین پر اپنے تئین قائم رکھا ہی یہ کہنا تھا کہ صداے مہیب آئی اور سنائی دیا
ہی ہی جھوٹ بولی ارے توبہ کر اور جا جلد نخل قدرت کے نیچے ٹھہر کر سوا پہر خداوند کے نام کا جاپ کر

سر آنا اور سچی بات زبان پر لانا برّان کو وہان کے ساحر پھر چوکی پر سے اُٹھا کر ایک درخت کے نیچے لائے کہ جسمین پھل بصورت انسان لگے تھے اُن پھلون سے آواز قہقہے کی آئی اور انھون نے آپسمین کہا بھائی خداوند نے ہمکو اسی لیے پیدا کیا ہی کہ جتنے جھوٹے ہین اُن سب کے پاپ ہم ہر لین یہ کہکر وہ سب بھی نام سامری کا جپنے لگے اور ملکہ بھی سامری سامری پکاری جب سوا پہر گذر گیا پھر ساحر اور جادوگرنیان چوکی لیکر حاضر ہوئین اور ملکہ کو سوار کرکے بڑی تزک اور احتشام سے سامنے گنبد کے لائے ملکہ نے پھر اُترکر سجدہ کیا آواز آئی کہ ای بندی قدرت باپ نے تیرے البتہ دین ہمارا ترک نہین کیا اور تو نے تو طلسم آئینہ مین جاکر شہزادہ ایرج سے عشق جتا کر کلمہ پڑھا اُسکے ساتھ شراب پی عمرو تیرے یہان مدتون مہمان رہا تو اُسکے ساتھ کھانا کھایا کی اور ہمارے سامنے جھوٹ بولتی ہی ملکہ نے کہا یا خداوند پھر آپکو تو سب حال روشن ہی مین عشق کے پھندے مین پڑکے ناچار ہو گئی اب میری خطا معاف کیجیے آواز آئی کہ ای ملکہ ہم عمرو کی تعریف سامری نامہ ای کتاب مین لکھ آئے ہین کچھ اُسکی ملاقات مین بُرائی نہین مگر تمکو دین ہمارا نچھوڑنا چاہیے تھا کیونکہ اگر یونہین عمرو کے ساتھ سب ہو جائین گے تو ہمارا دین کا ہیکو رہیگا اچھا اب جو تو اس مشقت شاقہ کو اپنے اوپر گوارا کرکے یہان آئی ہی کیا حاجت رکھتی ہی اور کیا دلمین ٹھانی ہی برّان نے رو کر عرض کیا کہ یا خداوندا ایک تحفہ آپکی سرکار کا میرے پاس ہی کہ جسکے سبب سے آج تک مین دشمنون پر فتحیاب ہوتی تھی اب آپ واقف ہین کہ افراسیاب ایسے ساحر سے اور میرے باپ سے اور مجھسے مقابلہ پڑا ہی پھر اب یہ چاہتی ہون کہ کوئی تحفہ آپکی سرکار کا ایسا عنایت ہو کہ مین جاکر اس اپنے دشمن کو مارون اور فتح پاؤن یہ کہتا تھا کہ آواز مہیب آئی اور سُنائی دیا کہ ای برّان تو شریک عمرو کی ہی اور افراسیاب ہمارے دین کی طرفداری کرتا ہی ہم کیونکر کوئی تحفہ دیکر اُسکو تیرے ہاتھ سے مغلوب کراوین اور علاوہ اس کے یہی جھگڑے کے ای ملکہ بادشاہ آپسمین ہمیشہ لڑا کرتے ہین کہ بموجب

بیت

ہفت اقلیمے بگیرد بادشاہ ... ہمچنان در بند اقلیمے دگر

پس وہ دونون بادشاہ کینہ خواہ ہمارے بندے ہوتے ہین اور ہمکو اپنے بندے برابر ہین ہم کسی کو غالب مغلوب اپنی طرف سے نہین کراسکتے ہان اتنا البتہ ہم کراسکتے ہین کہ جسکی تقدیر مین روز ازل سے شکست لکھدی ہی اُسکو شکست ہوگی اور جسکی فتح ہی اُسکو ظفر حاصل ہوگی پس ابھی ہم کچھ نہین کرسکتے :

جب وقت شکست تمھارا یا افراسیاب کا آئیگا اُسوقت ہم تقدیر تئی کرینگے ایک کو غالب کر دینگے اور
ایک کو مغلوب بنا دینگے بُرّان یہ سُنکر روئی اور عرض کیا کہ یا خداوند پھر یہ بندی تیری تیری سرکار سے محروم پھر جائے
آواز آئی کہ برّان زیادہ ہوس نکر و ہانسے جب تو چلی تھی تو دل سے نیت کرکے چلی تھی کہ مین سرکار
سامری سے کوئی تحفہ ایسا جاکر لاؤن کہ جس سے پل پر یزدان توڑون اور دریائے خون رواں
خشک کر دون اب جو تو ہماری سرکار مین بجد و جہد تمام آکر پہونچی تو پاؤن تو نے پھیلائے اور زیادہ
طلبی کرنے لگی ہمکو اپنے بندے سب برابر ہین ہر چند کہ تو ملیچھ اور ترک ہوگئی ہی مگر پھر بھی دریائے رحمت
ہمارا جوش مین ہی اگر سامان دریا کے غارت کرنے اور پل توڑنے کا ہمسے مانگے تو البتہ ہم عطا کرین
باقی اور کچھ ہم تجکو نہ دینگے بُرّان نے سجدہ کرکے عرض کی کہ آپکا فرمانا مجکو قبول ہی ہان سچ ہی کہ یہی
نیت دل سے کرکے گھر سے چلی تھی بس اتنا کہنا تھا کہ آواز آئی یہانسے اُٹھکر سامنے نہر قدرت کے
داہنی جانب کو جو روان ہی جا اور اُس نہر مین ننگی ہوکر نہا تجکو سحر وہ عنایت ہوگا جس سے تو پل
توڑ دیگی اور دریا غارت کر دیگی بُرّان یہ سنکر شادان و فرحان اُسی نہر کی طرف چلی اُسوقت پھر ہزارون
گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے اور غلغلہ سامری کی جے کا بلند ہوا اور ملکہ کے سر پر ہزارون طائران خوشرنگ
آکر اپنے پرون سے سایہ فگن ہوئے اور ملکہ کنارے اس نہر کے آئی دیکھا اُس نہر مین سیکڑون سورج
جگمگا رہے ہین اور سیپیان بہ رہی ہین موتی اسمین پریان اچھالتی ہین ملکہ نے ایک جانگھیا تو رہنے دی
باقی برہنہ ہوکر اُس نہر مین کودی اور غوطہ مارکر اُبھری اُسوقت سامنے سے ایک گرداب چکر مارتا ہوا
قریب ملکہ آیا جب قریب پہونچا دیکھا کہ وہ گرداب ایک حوض ہی یاقوت کا کہ چشمۂ خورشید کو اپنی آب و
تاب کے سامنے اندھا بناتا ہی پانی اس حوض مین مثل گوہر آبدار کے مصفا بھرا ہی بس جب وہ حوض
قریب تر آیا آواز آئی کہ ای دختر کوکب اس حوض مین کود پڑ ملکہ آنکھین بند کیے یا سامری کہکر اس
حوض مین کود پڑی بس فورًا ایک ماہی خوشرنگ یاقوت کی بنگئی اور وہ حوض چکر کھاتا ہوا بلند ہوا
پھر ہزارون گھنٹے بجے اور ساحر وہان کے بھجن گانے لگے جانور چہچہانے لگے اور وہ حوض ملکہ کو لیے
سامنے اُس گنبد کے پہونچکر اُترا جب زمین پر آیا آواز آئی کہ یہ منتر ای ماہی غوّاص چشمہ قدرت سیکھ لے
اور پڑھکر حوض سے نکل ملکہ کنارے اُس حوض کے مُنھ نکالے مچھلی بنی ہوئی سُن رہی تھی کہ یکایک
منتر کی آواز آئی جتنی لفظین سُنائی دین اُسنے جلد یاد کین اور اُنکو پڑھکر جستجو کی باہر حوض کے آئی پھر

ویسی ہی نازنین اصلی صورت پر بنگئی سجدہ کیا حکم ہوا کہ یہ حوض تجکو عنایت ہوا جب یہ لفظین جو
تعلیم ہوئی ہین پڑھکر چاہیگی تو باہر حوض کے نکل آئیگی اور جب جست کرکے اس حوض مین جائیگی ماہی پرن
ہوجائیگی پس اُس حوض سے جب اصلی صورت پر بننا نہ چاہیگی اور مچھلی بنی ہوئی جس دریاے سحر اور جسپر
گریگی وہان کے ساکنون کو جلادے گی اور وہ تجسے لڑینگے تو غالب تو ہی آئیگی اور پانی دریاے سحر کا
روغن کیطرح اُڑجائیگا میدان ہوجائیگا ای ملکہ دریاے خون روان شاہ جادوان جو کہلاتا ہی
افراسیاب جادو اسکے بزرگون نے جاری کیا ہی اور اُسپر پُل بنایا ہی کچھ مرحلہ طلسمی نہین جو بغیر لوح
کے فتح نہو سکے وہ تو فتح کریگی باقی دریاے نیل وغیرہ مرحلہ طلسمی ہین اگر انپر گریگی تو فتح نہ پائیگی وہ بغیر
لوح اور طلسم کشا کے فتح نہونگے بس جس دریا پر مگر وہ دریا کہ جو ساحر کے سحر کا بنا ہوا ہو طلسمی نہو
وہ تیرے گرنے سے غائب ہوجائیگا اور تو فتح یاب ہوگی اور علاوہ اُسکے اور بھی ڈھکوسلے سحر کے
تو توڑ سکتی ہی وقت پر موقع ومحل دیکھکر کام اس حوض سے لینا اور اس امر کا ذکر کسی سے نکرنا گنبد
ہمارا تیرے طلسم کی سرحد مین ہی اسوجہ سے یہ تحفہ تجکو دیا گیا اگر افراسیاب سنیگا تو ہمسے شکایت
کریگا اور اگر طلسم ہوشربا مین یہ گنبد ہوتا تو طلسم کشا اور عمرو وغیرہ سے ہمکو بھی لڑنا پڑتا اور ہم کبھی
تجکو یہ تحفہ نہ دیتے تیرے گھر مین رہنے سے مجبور ہوگئے اور اب خداوند بھی عرش عالی پر جانے والے
ہین باپ تیرا ابھی اسطرف رُخ نہین کرتا بڑا تعجب یہ ہی کہ ہمارا نام لیکر ساحر سحر کرتے ہین اور اپنے
گھرون مین سجدہ ہمکو کرتے ہین مگر ہمکو یہان آکر پرستش نہین کرتے پھر خداوند کو کچھ اسکی پرواہ
نہین اچھا اب جا منتر خوب اچھی طرح سے یاد رکھنا اور پل پر زادان توڑنا لیکن اتنا یاد رہے کہ بعد
توڑنے پل مذکور کے یکایک حوض سے نہ نکلنا مع حوض اپنے لشکر مین جانا اور ایک رات مچھلی کے برن
مین رہنا ورنہ خطا پائیگی کیونکہ اس تحفہ کے ملنے سے ہزارون ساحرون کی تیرے ہاتھ سے جان جائیگی
ہمارے ابھی دنیا مین بڑے بڑے پجاری پڑے ہین کہ ہمارے نام پر قبر مین دفن زندہ بارہ بارہ
برس رہے ہین ہم اُنکے پاس ہر روز جاتے ہین اور اُنکے ہاتھ سے شراب پیتے ہین موہن بھوگ کھاتے ہین
پس وہ ساحر طرفدار افراسیاب کے ہین ایسا نہو کہ بعد ٹوٹنے پل کے تجکو وہ آزار پہونچائین ہمکو
ایسا معلوم ہوتا ہی کہ تو اب کچھ دنون چولا چھوڑ دیگی اور مردہ پڑی رہیگی اس زمانہ مین تیری لاش کی
اگر تیرے باپ اور تیرے طرفدارون نے حفاظت کی اور کلیجہ تیرا کوئی ساحر کھا گیا جب تو زندہ تو بہ

ہوگی ورنہ ہمارے جہنم مین جلائی جائیگی اور ملچھ ہوجانیکا بدلا ملیگا سزا پائیگی ای ملکہ یہ دنیا اس قابل نہین ہے
کہ ہمارے دھیان گیان کو چھوڑ کر کوئی کسی سے پیت کرے اور یار اپنا ٹھہرائے تجھے چاہیے کہ اب
توبہ کر کے ہمسے دھیان لگا اور چین سے سلطنت کر عمرو کی شراکت چھوڑ دے ہم تیری طرفداری کرینگے
اور افراسیاب ایسا بادشاہ تیرا شریک حال ہوگا پھر عمرو کچھ نہ کرسکیگا مارڈالا جائیگا ہمنے تقدیر کر دی ہے
کہ کوئی ساحر عمرو کو قتل نہ کرسکیگا ہم اس تقدیر کو بدل دینگے ان کلمون کو سنکر اسجگہ ایسی قلب ملکہ پر کو
پر تاثیر ہوئی کہ بالکل محبت عمرو کی دل سے جاتی رہی اور یہی دھیان آتا تھا کہ ہائے کیا تونے برا کیا جو
عمرو کو اپنے گھر مین رکھا اور اسکی شراکت کی اور بخاطر اور تواضع اس سے پیش نہ آئے اب چلکر یہان سے
اسکو نکال دینا غرض پھر اسنے سجدہ کر کے کہا کہ یا سامری تو برحق ہے اب مین رخصت ہوتی ہون اور ارادہ
رکھتی ہون کہ سمت طلسم ہوش ربا جاؤن پس جب اپنے طلسم سے چلی تھی تب تو بڑی بڑی آفتون مین
پھنسی تھی اور مصیبت اٹھا کر یہانتک پہونچی تھی اگر ہوش ربا کی طرف یہان سے جاؤنگی تو اور بھی زیادہ
مصیبت اور آفت اٹھاونگی کیونکہ ادھر سے آپ کے گنبد کی طرف آنے کی ممانعت ہے بلکہ یہی حکم آپکا ہے کہ جو
کوئی آئے وہ نور افشان ہوکر آئے ہان وہ لوگ جو آپ کے نام پر مدت سے جوگی اور جوگن ہوگئے ہین
وہ البتہ اس راہ سے آسکتے ہین اور اثنائے راہ مین اپنا مسکن رکھتے ہین اور انکے رہنے سے اور بھی زیادہ
راہ کٹھن ہوگئی ہے کہ وہ اپنے سحر مین آنیوالون کو مبتلا کر کے برسون آوارۂ دشت ادبار کر دیتے ہین ایک تو
راہ مین الاؤ جمشیدی پڑتا ہے کہ وہان ہمیشہ تاریک صورت کش دایۂ افراسیاب ہتی ہین پھر آلاؤ کی آگ
کو کون طے کرسکتا ہے پھر بیابان ہستی ملیگا وہ راستہ بھی طے ہونا بڑی مشکل ہے کہ بانیان طلسم ہوش ربا نے ہستی
اور فنا کا ایک نمونہ بنایا ہے لہذا علاوہ بلیات آپکی سرکار کے ان ساحران نامی سے کہ جنکا مین نے ذکر کیا ہے
بچنا مشکل ہے اب آپ جدھر سے ارشاد فرمائین مین جاؤن اور ایسا کچھ تحفہ مجکو عنایت ہو کہ راہ مین در پیش
کوئی مصیبت نہو بہت جلد اپنے مسکن پر پہونچ جاؤن یہ عرض کرتا تھا کہ آواز گنبد سے آئی ای بندی قدرت
ہمارے گنبد کے دہلیز کی خاک اٹھا کر اپنے ماتھے پر لگالے اور جس راستے سے آئی ہے اسی طرف سے
چلی جا تجھسے کوئی نہ بولیگا اور راہ جلد طے ہوگی کچھ ہی دیر مین تو اپنے طلسم مین پہونچ جائیگی ملکہ نے خاک
آستان گنبد اٹھا کر اپنی پیشانی پر قشقہ کھینچا چہرہ بسان پری زاد حوروش کے چمکنے لگا اور پر پیدا ہوگئے
اسوقت وہ حوض جو عنایت ہوا تھا گھٹکر چھوٹا سا ہوگیا اور پانی اسکا ایک جام بلور مین ملکہ نے بھر لیا اور اس

حوض کو اُٹھا کر اپنی جھولی مین رکھا پھر سجدہ کر کے دیر تک ڈنڈوت کی اور عرض کیا کہ بندی تیری یاس کی جاتی ہی اُسوقت ہزارون طائر اُڑے اور گرد ملکہ کے پھرنے لگے گویا صدقے ہو کر کہتے تھے کہ ای بندی قدرت زہے نصیب تیرے جو اس سرکار مین آکر اپنی مراد کو پہونچی یہ دن کسی کو کب نصیب ہوتا ہی برسون اسی خیال مین انسان روتا ہی دعا مانگتے مانگتے عمر بسر ہوتی ہی زبان گھستی ہی اور مراد پوری نہین ہوتی ہی پریان اُڑ کر ملکہ کے پاس آئین اور مبارکباد دینے لگین گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے اور اس پریوش نے پرواز دو کر کے سناٹا بھر ا سیر اطراف صحرا ئے عجائبات فرماتی ہوئی روانہ ہوئی اب جو کوئی بلا اُسکو ملی وہ آکر گرد اُسکے پھری اور بلائین لیکر غائب ہو گئی ہر ایک غول اور دیو صحرائی نے سامنے آکر عرض کی کہ اگر تو میرے کاندھے کو تخت آرام اپنا سمجھے اور سوار ہو کر چلے تو مین اطاعت مین حاضر ہون دم بھر مین تجھکو پہونچا دون ملکہ ہر ایک کو اپنا درشن دکھاتی کسی سے جواب کچھ نہ دیتی چلی آتی تھی اب نہ کنوین مین کسی نے ڈھکیلا نہ کسی جانور نے گوشت بدن کا نوچا نہ درخت بنی نہ راہ کی صعوبت اُٹھائی محنت سفر درپیش نہ آئی کچھ ہی دیر مین یہ اُس صحرائے عجائبات سے باہر آئی اور سجدۂ شکر بدرگاہ قاضی الحاجات ادا کر کے آگے بڑھی یہانتک کہ آکر اپنے قلعہ ہفت رنگ مین پہونچی اور آسودہ ہوئی یہان بھی کئی روز تک نام عمرو سے اُسکو نفرت رہی جب تین روز متواتر یہ نہائی اور وہ خاک اپنی پیشانی کی چھڑائی تب خیال شہزادۂ ایرج آیا حضرت عشق بھی کیا زبردست ساحر ہین کہ انکے افسون کے روبرو سامری ایک ادنی شعبدہ ہی جمشید کی روح کو بھٹکا کر انھون صحرا بہ صحرا پھر آیا ہی کہ

مسدس

خاک مین عالم و آدم کو ملا دیتا ہی
آب حیوان سے بھی جیتا نہین مارا اسکا
عشق دوزخ کے دھوئین دم مین اُڑا دیتا ہی
جلوہ خورشید کا ذرے مین دکھا دیتا ہی
برق خرمن ہستی کو جلا دیتا ہی
ہی جہنم تو فقط ایک شرارہ اسکا

جب یاد شہزادۂ مذکور نے بیقرار کیا خیال مین آیا کہ بغیر عمرو بن امیہ کے یہ عقدہ مالاینحل حل نہو گا بس کمر ہمت مضبوط باندھی کہ چلکر پل پریزادان توڑون اُسوقت خیال مین آیا کہ اتنے بڑے امر اہم پر تو نے قدم مارا ہی اسکی اطلاع اپنے پدر عالی مقدار سے بھی کرنا روا ہی بس یہ سوچکر اسنے ایک عریضہ اپنے باپ کو بھیجا کہ ای پدر والا قدر یہ کنیز ہر چند کہ بغیر اجازت جناب کے لڑنے گئی تھی خطاوار ہون مگر اب امیدوار ہون کہ میری خطا سے چشم پوشی فرما کر مجکو اپنے سامنے طلب فرمایئے اگر کچھ مجکو عرض کرنا ہی یہ عرضی ایک کنیز کو دی کہ وہ بادشاہ کی خدمت مین لیگئی شاہ قلعہ کوکب مین ملکہ حنائے گلگون پوش کے پاس سے آیا تھا کہ کنیز نے جا کر عرضی ملکہ کی پہونچائی بادشاہ نے مضمون عرضی سے

مطلع ہوکر دستخط فرمایا کہ اچھا اے فرزند آؤ جب جواب عرضی ملکہ کو ملا یہ لباس فرمانروائی سے آراستہ ہوکر
تخت سحر پہ بیٹھکر سامنے بادشاہ کے آئی اور عرض پرداز ہوئی کہ اے والد ماجد یہ کنیز اسطرح یہانسے بہر رہائی
عمرو گئی اور اُسکو چھڑایا لیکن مجکو شاہ جادوان نے زندانخانہ مین اپنے ظلمات کے قید کیا برق فرنگی
نے جاکر مجکو چھڑایا اب مین نے قسم کھائی ہے کہ اُسکے بدلے مین پل پریزادان توڑون اور دریاے
خون روان خشک کردون کوکب نے کہا یہ امر مشکل ہے پل پریزادان بزرگان افراسیاب نے
بنایا ہے اسکا باطل ہونا دشوار ہے بران نے کہا آپ کے اقبال سے اور سامری کے افضال سے آپ
ملاحظہ فرمائیگا کہ بلسان حرف غلط اُسکو یہ کنیز آپکی مٹا دیگی اور ساکنون کو وہان کے گور مین سُلائیگی کوکب
نے کہا کہ چہرہ بھی تیرا بہت رعب دار مجکو نظر آتا ہے سامری کی سرکار سے شاید کوئی تحفہ تجکو ملا ہے تیری
روشن ضمیری خبر دیتی ہے کہ تو گنبد سامری پر گئی تھی بران یہ سُنکر ہنس پڑی کوکب نے کہا اچھا اگر تو تحفہ
گنبد سامری لیکر آئی ہے اور ارادہ رکھتی ہے کہ ساحران پیشین جو بزرگان افراسیاب سے تھے
اُنکے نام نامی کو مٹا دے اور اپنا نام روشن کرے اِن ساحرون سے معرکہ جیتے گوے سبقت
لیجائے تو بہت انسب ہے دیر نکر یہ بھی افسانہ رہجائیگا کہ دختر کوکب نے اتنا بڑا معرکہ مارا اور باوجود
زندہ ہونے شاہ جادوان کے اُسکے باپ دادا کی بنائی ہوئی چیز کو آن واحد مین مٹا دیا اے
دختر تیری ہمت اور اولوالعزمی پر جان پدر قربان اگر تو ایسی نہوتی تو مین کاہیکو اپنا روح وجان
تجکو سمجھتا اور ملک و مال تیرے سپرد کرتا مگر شاہ جادوان اس غضب کی لڑائی لڑیگا کہ اس سے
سامری ہی بچائین تو جان بچے پھر مین تجکو ایک سحر تعلیم کرتا ہون اسکے پورا کرنے سے تجکو
یہ طاقت ہوگی کہ بارہ ہزار پتلا روئین تن ماش کے آٹے کا تو بنا لیگی اور وہ پتلے نہ کسی کے مارے
مرینگے نہ کاٹے کٹینگے بس وہ شاہ جادوان سے اور اُسکی فوج سے لڑنے کو کافی ہونگے اور فوج
ناظمان طلسم جو لڑنے کو تو نے بھیجی ہے اُسکا ابھی کٹوانا اچھا نہین ہے اُسکو ابھی روک دینا چاہیے
ملکہ نے عرض کیا کہ پھر وہ سحر مجکو تعلیم فرمائیے کوکب اُسکو علاحدہ ایک حجرہ مین لیگیا اور ایک سحر اُسکو
تعلیم فرمایا پھر ہنستا ہوا باہر آیا ملکہ وہ سحر سیکھکر وہان سے رخصت ہوئی اور اپنے ملک مین آئی ایک
نامہ آتے ہی بنام ناظمان طلسم لکھا کہ اگر تمکو حکم لڑنے کا زبانی برق پہونچا ہو تو اس حکم کو بھی سچ جاننا
مگر مصلحت اسوقت مین سوچی گئی ہے کہ تا حکم ثانی پہونچنے ہمارے کے خبردار قصد جنگ نہ کرنا بلکہ کوچ

کر کے جہان کہین کہ مقیم تھے اُسجگہ سے بھی ہٹکر اپنے طلسم کی سرحد کی طرف آکر اُترنا کہ ہم آکر تم کو
اپنے ساتھ لیچلینگے یہ نامہ طائر سحر کو دیا کہ وہ لیکر بہت جلد لشکر ناظمان مین جو لڑنے چلے تھے اور
ملکہ کا انتظار قریب لشکر مہرخ پہونچکر کر رہے تھے لایا اور افسرون کو بادشاہون کو نامہ پہونچایا وہ مضمون
نامہ سے مطلع ہوکر حسب الارشاد ملکہ کوچ کر کے سرحد طلسم کی طرف گئے اور ایک صحرائے وسیع و پاکیزہ
و سبزہ زار دیکھکر فروکش ہوئے اِدھر ملکہ برّان نے دوسرا نامہ لکھا ملکہ مہرخ و بہار کو لکھا مضمون
یہ تھا کہ اے حاکمان لشکر جانبدار عمرو مین نے سنا ہے کہ آج کل تمنے وہ معرکہ مارا ہے کہ سامری بھی ایسے
معرکہ کو فتح نہ کر سکتے مرحبا صد مرحبا لیکن میری طرف سے اطمینان رکھو اور مین بخوبی اپنے ملک مین آرام
تمام پہونچ گئی ہون اگر چاہا خدا تعالےٰ نے جو ارادہ کہ برق سے بیان کیا ہے اُسکی تدبیر کر کے
آتی ہون پس با طمینان تمام تم لوگ تو ساکن رہنا اور خواجہ عمرو سے بعد سلام کہدینا کہ آپکو فلان مقام پر
طلسم ہوشربا مین جانا چاہیے کہ وہان مین آتی ہون مجھسے ملاقات ہوگی اور مین کچھ مشورہ کرونگی
یہ نامہ محبت شمامہ بھی ایک پتلا سحر کا لیکر روانہ ہوا اور بارگاہ مہرخ مین پہونچکر نامہ دیا وہ نامہ جب
پڑھا گیا نہایت خوشنودی ہوئی اور خواجہ عمرو جو بالادی کو گئے تھے کہ یہ کبھی بارگاہ مین
کبھی لشکر حریف مین آمد و رفت رکھتے تھے الحاصل اب جو پھر کر آئے تو مہرخ نے وہ نامہ دکھایا عمرو مضمون
نامہ سے آگاہ ہوکر حسب نشان دہی ملکہ مذکور اُسی طرح کہ جسطرح بیٹھا تھا اُٹھکر اس سمت چل نکلا ادھر برّان
نے ملکہ مجلس وغیرہ اور عمران و اختر بنت سہیلان جو عزیزداران کوکب سے ہین بلوا کر اپنے ارادے
سے مطلع کر کے فرمایا کہ میرے عقب مین تم بھی باقیماندہ فوجین طلسم سے لیکر آنا اور مین طلسم ہوشربا
مین ایک پہاڑ ہے کہ اُسکو کوہ زبرجد نگار کہتے ہین اُس کوہ کے متصل چار پہاڑیان ہین اُن پہاڑیون
مین صحرائے سبزہ زار ہے چشمے جاری ہین ہر طرف وزان باد بہاری ہے میوہ ہر قسم کے درختون مین
لگے ہین شجر سب پھولے پھلے ہین الحاصل وہ مقام جائے عیش و آرام ہے پس وہان جا کر سحر تیار کرونگی
اور چند روز کے بعد آؤنگی یہ سب افہام و تفہیم کر کے دو گولے فولادی ہاتھ مین لیے اور بال اپنے بکھیر کر
رُخ انور پر پریشان کر دیے اور سناٹا بھر کر اُڑی اور بالائے ہوا جا کر غائب ہوگئی کچھ ہی دیر مین کوہ زبرجد
طلسم ہوشربا کے قریب پہونچکر ظاہر ہوئی یہان عمرو بن امیہ آچکا تھا اور ساحر بنا ہوا ہر طرف ملکہ کو
ڈھونڈ رہا تھا کہ یکایک ایک بجلی سی چمک کر غائب ہوئی اب جو دیکھا تو ایک درہ مین کوہ کے برّان

شمشیر زن اس ہیئت سے استادہ ہی کہ بال سر پر پریشان آنکھین سُرخ منھ پر بھبوت ملا ہوا فولادی
گولے ہاتھ مین لیے ہی یہ دیکھکر یہ قریب تر آیا اور کہا ای ملکہ فرمائیے کہ آپ نے کیون مجکو طلب فرمایا ہی
تیران نے عمرو کو پہچانکر کہا کہ خواجہ مین اس پہاڑ کے درے مین جاتی ہون اور سحر تیار کرونگی از بسکہ مین نے
تمسے عدہ کیا تھا کہ فوج لیکر تمھارے ساتھ چلونگی اور افراسیاب سے لڑونگی بس اس وعدہ کا ایفا ضرور
چاہیے اب تک تو مین جسطرح شاہان روے زمین باہم مقابلہ کرتے ہین اُسطرح لڑی نہین یونہین جب
سامنا افراسیاب کا ہوگیا تو ہاتھ پانون ہلانا پڑا مگر اب لشکر کشی تو مین نے کی لیکن پھر بھی مقابل
شاہ جادوان اپنے تئین نہین پاتی اسوجہ سے چاہتی ہون کہ اگر لڑنے نکلون تو کچھ لڑائی سنبھلے اور
کچھ تو زک شاہ طلسم ہوش ربا کو پہونچے ای عمرو افراسیاب ابھی مہرخ سے بھی نہین لڑا ہی یہ
لڑائیان اُسنے فقط دھمکانے کی راہ سے لڑی ہین ورنہ افراسیاب کا غصہ خدا کی پناہ ہان ایک
دن وہ لڑنے نکلا تھا اور فوج طلسمی کو بلایا تھا مگر اُسوقت صنعت وزیرہ اُسکی آکر اُسکو پھیر لے گئی
ورنہ اُسیدن ساری زمین طلسمی کی اُلٹ پلٹ ہو جاتی اور حیرت بھی مثل ایک جادوگرنی کے ہی
جیسے بہار وغیرہ ہین صرف اتنی عظمت اُسکی ہی کہ زوجہ بادشاہ طلسم ہی ورنہ وہ بھی ابتک قتل
ہو جاتی بس اُسکا لڑنا اور شکست کھانا اس امر پر دلیل نہین ہی کہ فوج افراسیاب یا افراسیاب
کو شکست ہوئی ای تو بہ افراسیاب اکیلا دو طلسمون کی فوج پر بھاری ہی جسدن وہ لڑیگا آپ تماشا
دیکھیے گا کیا آفت برپا کریگا ابھی تو وہ لڑائی مین آجایا کرتا ہی اور ایک آدھ سحر ہلکا سا کر کے مغلوب
حریف کو کر دیتا ہی مطلب اس بیان سے یہ ہی کہ یہ سحر جو مین تیار کر لونگی تو انشاءاللہ پل پر نیزا دان
توڑ ونگی اور فوج افراسیاب کو بھی مغلوب کر ونگی اُسوقت البتہ اسطرح لڑونگی کہ جیسے شاہان طلسم
مقابل ہو کر لڑتے ہین بس آپ کو چاہیے کہ مین تو اندر درۂ کوہ کے جا کر مصروف سحر خوانی ہوتی ہون
تم میری حفاظت اس مقام پر کرو اور کسی کو مجھ تک پہونچنے ندو تاکہ سحر میرا جلدی سے پورا ہو جائے
اور اگر کوئی در انداز رخنہ پردازی کریگا تو چلہ میرا ٹوٹیگا اور پھر نئے سر سے مجکو محنت کرنا ہوگی
خواجہ نے کہا مین بدل وجان ای ملکہ حاضر ہون انشاءاللہ حتی الامکان ایسا انتظام کرونگا کہ کسی
کو نہ آنے دونگا جو کوئی مخالفون مین سے اس درہ مین قدم رکھیگا جانب جہنم بھیجونگا آپ شوق سے
اپنے کام مین جا کر مصروف ہو جیے ملکہ یہ سنکر اندر درہ کے گئی اور ایک مقام پاکیزہ کو دیکھکر جگہ کو

اپنے ہاتھ سے صاف پاک کر کے اگیار کی اور سامنے اگیار کے بیٹھ کر مصروف سحر خوانی ہوئی اور
باہر عمرو نے ایک منڈھی لکڑیون کی جنگل سے لکڑیان کاٹ کر درست کی اور صورت فقیرون کی ایسی بنا کر دھونی
رما کر سکونت اختیار کی اب ملکہ بران کو تو مصروف سحر خوانی رکھیے اور لشکر ملکہ مذکور کو انتظار مین ملکہ کے چھوڑیے
چالاک کو جنگل مین پھرنے دیجیے اور مہرخ وغیرہ کو اپنے مقام پر آرام رکھیے افراسیاب کو رنجیدہ دل
کبیدہ رہائی بران سے سمجھیے مگر جبتک یہان درستی سحر و ساحری ہو اسوقت تک اور حال نئی داستانون
کی سنیے کبھی افراسیاب سے اور مہرخ سے مقابلہ اور چالاک کی چالاکیان اور گاہے امیر اور لقا
سے مقابلہ بیان کیا جاتا ہے

داستان گلستان آنا اژدر کوہی کا واسطے مدد کرنے لقا کے اور لڑنا
قاہر کوہی سے آخر بعیاری عیاران زیر ہو کر مسلمان ہونا پھر آنا زیور جادو کا
بمدد خداوند لقا اور عیاری عیاران پھر حال افراسیاب اور عیاری
چالاک مار کاکل سیاہ پر اور سفاک سے مقابلہ ہونا بیان عظم و شان چالاک
پھر جانا عمرو کا بیابان گلریز مین اور معمار قدرت کی داستان اور آنا اُسکا
اور شریک ہونا مہرخ کا اور عیاری صرصر کی معمار پر اور چھڑانا اُسکو
چالاک کا پھر قلعہ سحر بنانا معمار کا اور عمرو کا قید ہو کر قلعہ عقیق کوہ پر جانا اور
مارنا ساحرون کو اور معمار کے حسب حال داستانہائے رنگین کا بیان مولفہ

اُٹھا پھر جام مے ساقی خدا را
پلا ہمکو ذرا احسان کر کے
وفور شوق یہ کہتا ہی ساقی

کھلے کچھ راز دل مجھپر سبو کا
بڑی حسرت سے تکتا ہون سبو جام
کہ مے خم مین نہ رکھنا کچھ بھی باقی

لب مینا کو تر کر جام بھر کے
نگہ ڈوبی ہوئی ہی خشک ہی کام
مزا بھی منھ کا کچھ ہی پھیکا پھیکا

گلا بھی دیر سے ہی اپنا سو کھا
اُبلتا ہی ہمارے دلکا پھر جوش
سخن لاؤن زبان پر اپنی مین نغز
لڑین باہم لقا و اہل اسلام
کہ ہو لپیہ مین این قصہ نایاب

بہت عرصہ ہوا مشتاق مے ہین
و فور شوق سے رہتے ہین بیہوش
اُٹھگون پر ہو پھر جوش جوانی
جو بد ہین اُنکا پھر بد ہی ہو انجام

جھلک پھر جام کی دیکھین یہ آنکھین
ہیون دو چار جام اور گرم ہو مغز
سناؤن سب کو اک تازہ کہانی
بیا ساقی بدہ جام مے ناب

حیرت پردازان آئینہ خیال و نیرنگ بازان صورت حسال رستامان نقوش بوقلمون و نقاشان تصاویر مضمون آئینہ داران پیکر دلفریب داستان و صورت نمایان معشوقہ ہوش ربائی بیان نیرنگ طرازی خامہ جادو نگار طلسم تحریر مین اسطرح دکھاتے ہین اور افسون پردازی تقریر معرکہ بیان مین یون بمنصہ شہود لاتے ہین کہ ہمبران عالیشان تو سحر کوہ زبرجد کے درد مین طیار فرماتی ہین اور سب اپنے اپنے مقام پر ہین لیکن لقا لشکر خدا جو ہاتھ سے قاسم ویشان کے شکست کھا کر داخل قلعہ عقیق کوہ ہوا اُسنا اُسروز سے بہت رنجیدہ خاطر رہتا تھا کہ افسوس ہی کچھ کسی سے نہین ہوسکتا ہی اور یہ مسلمان روز داغ بالاے داغ دیتے ہین ایکدن اسیطرح مجکو مار ڈالینگے اِسکو رنجیدہ دیکھکر سلیمان عنبرین موی کوہی نے جو قلعہ کوہستان کے فتح ہونے سے باقی ہین اور قبضہ مسلمانان مین نہین آئے ہین اُنکے حاکمون کو نامے تحریر کیے اور یہ بھی لکھا کہ بہت جلد خدمت خداوند مین اپنے تئین پہونچاؤ ورنہ خداوند ناراض ہو کر یہان سے چلے جائینگے دیدار بھی اُنکا دیکھنا نصیب نہو گا سب ہاتھ مل کے پچتاؤ گے اور علاوہ نامہ جانب کوہستان لکھنے کے افراسیاب کو بھی عرضی تحریر کی کہ ای بادشاہ ذیجاہ آپنے گہرسلاک کو بھیجا تھا وہ بھی یہان خداوند پر سے نثار ہو گئے اب کسی ساحر زبردست کو بھیجنا چاہیے کہ وہ آکر خداوند کی مدد کرے یہ نامہ حسب معمول پہاڑ پر رکھوا دیا پنجہ نامہ لیکر افراسیاب پاس آیا وہ شکست کھا کر عیاری عمرو سے پریشان خاطر باغ سیب مین آیا تھا کہ پنجہ نے لاکر نامہ دیا وا کر کے پڑھا مضمون نامہ سے آگاہ ہو کر دستک سحر کی دی فوراً زمین سے ایک ساحرہ اڈھیڑ پیدا ہوئی کہ بال سر کے کچھ سفید اور کچھ کالے تھے ہاتھون مین ثمرنین موتیون کی بندھین گلے مین مالے پڑے تھے اُسنے سلام کیا شاہ نے یہ کلام کیا کہ ای سفاک جادو ہمنے تمہاری دختر کو پاس خداے باختر کے بھیجا تھا گہرسلاک جادو گیا بھی اور لڑکر مارا بھی گیا مگر وہ ابھی تک وہان نہ پہونچی واضح ہو

کہ اول بیان ہو چکا ہو کہ سفاک کی دختر ملکہ زیور جادو سے شاہ نے حکم دیا تھا کہ جاکر خداے
باختر کی مدد کرو غرض کہ اُسوقت سفاک جادو سے جو کہا کہ بیٹی تمھاری کیون نہ گئی یہ اپنی بیٹی
کو چاہتی بہت ہو اُسکو وہم دامن گیر ہوا کہ وہان خداوند کے پاس جو جاتا ہو مارا جاتا ہو ایسا نہو دختر
میری مار ڈالی جائے بس اُسنے بدحواس ہوکر کہا کہ ای شہنشاہ کیا لونڈی اِس خدمت کے لائق نہ تھی
کہ جو حضور نے ملکہ زیور کو ایسے مقام پر بھیجا کہ وہی جاکر سب کو غارت کر دیگی شاہ نے کہا جو
مناسب سمجھا وہ کیا گیا سفاک یہ سُنکر خاموش ہو گئی اور کہا بہتر کیا جو کچھ کیا وہ بھی لونڈی آپ کی ہی
مین بھی مگر اتنا تھا کہ وہ بچہ تھی مین اُس سے سمجھدار تھی اب لونڈی امیدوار اِس امر کی ہی کہ مین
خط اُسکے نام کا آپ کے پاس بھیجون گی آپ اُسکے پاس بھجوا دیجیے گا بڑا احسان اور فراوان عنایت
ہوگی افراسیاب نے کہا ہوسکتا ہو مضائقہ نہین مگر تم ایک کام کرنا کہ نیلم جادو کے پاس کوہ
نیلم پر وہ خط بھیجدینا وہان سے وہ مقام نزدیک ہی ہم اُس کو حکم کر دینگے وہ تمھارے خط کو زیور
پاس ضرور بھیجدیگا اور جواب منگوا دیگا اور علاوہ اُسکے میرے نامے روز آیا جایا کرتے ہین تمھین تو
خیریت روزمرہ ملا کریگی یہ کہکر کہا اگر زیور نہ گئی ہو تو اُسکے قلعہ مین تم جاؤ اور تاکید کرکے اُسکو بھیجدو
سفاک یہ سُنکر رخصت ہوئی اُسوقت بادشاہ نے اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا کہ مین کیا کہون
جو کچھ اِس اسد کے ہاتھ سے مجکو زک پہونچتی ہو اور صدمہ گذرتا ہو اب یہ جی چاہتا ہو کہ کتاب جمشیدی
سے حکم لیکر اُسکو قتل کر ڈالون سب نے تائید کلام کی کہ حضور ہان مناسب تو ہو اگر کتاب مین
نکلے تو جھگڑا الگ بھی کیجیے طلسم کشا مارا گیا اور سب کے چھکے چھوٹ گئے پھر کسی سے کچھ بھی
نہو سکیگا عمرو وغیرہ سب بھاگ جائینگے افراسیاب اُنکی باتون سے ہنسکر خاموش ہو رہا اور
ازبسکہ دل اُسکا رنجیدہ تھا تو بہت دیر یہان نہ ٹھہرا سوار ہوکر ظلمات کی طرف چلا گیا کہ جاکر دیکھون
زندانخانہ پر کیا آفت آئی غرض یہ تو اُدھر گیا اور اُدھر ملکہ سفاک نے جاکر زیور جادو
کو مطلع فرمایا کہ ای فرزند تم بہت کہا کرتی تھین کہ نگوڑمارا ہمنے سحر کسدن کے لیے سیکھا لڑنا
تو کسی سے ملتا ہی نہین لو اب جاؤ خداوند لقا کی مدد کرو اور مسلمانون سے لڑو اُسنے کہا امی جان
مجھسے پہلے ہی بادشاہ نے فرمایا تھا میری طبیعت کچھ ناساز ہو گئی تھی اسوجہ سے نہ گئی اب جاتی
ہون غرض مان بیٹیان دونون خوب گلے سے ملین اور زیور نے حکم تیاری اپنی فوج کو دیا بارہ ہزار

ساحر اور جادوگرنیان سوار ہیاے سحر پر سوار ہوکر اسباب ساحری ہمراہ لیکر بڑی چمک دمک سے روانہ ہوئین ڈہرو بجاناقوس پھنکا گوگل جلا اژدرمان پر تخت زر لیور کا کسا گیا یہ بھی پوشاک نفیس پہنے زیور سے آراستہ ہوکر تخت پر سوار ہوئی جلو مین فوج ساحران نابکار ہوئی روے ہوا پر غلغلہ برپا ہوا آسمان کو چکر آیا خورشید فلک تھرایا کہ ابیات

رکھا سر پہ تاج شہی زرنگار
چڑھی تخت پر وہ زن نابکار
چھپایا تہ مقنع گوہرین
بصد فخر وہ روے شامت گزین
ز سر تا قدم ہوگئے آہن لباس
لقا کی چلی سمت وہ بدحواس

غرض یہ ساحرۂ عجب و نخوت شناس تو لقا کے پاس آتی ہی مگر لقا باغ مینا مین تخت پر رنجیدہ خاطر بیٹھا تھا کہ یکایک جوڑی ہلکارے کی سامنے مجرا گاہ پر آکر آداب بجالائی اور دعا دیکر یہ خبر زبان پر لائی کہ یا خداوند اژدر کوہی مالک قلعہ اژدریہ آپکی اعانت کرنے کے ارادے پر قریب تر پہونچ چکا ہی یقین ہی کہ داخل قلعہ ہو اس خبر کو سنکر لقا نے حکم دیا کہ شیطان درگاہ جاکر بعزت تمامتر اُسکو لائے بختیارک یہان سے روانہ ہوا اور وہ قریب قلعہ پہونچ چکا تھا کہ یہ اُس سے ملا باہم رسم سلام ادا کیا اژدر بھی گینڈے پر سے اُترا اور اُس سے باتین کرتا ہوا ساتھ ہوا سب افسران لشکر پیادہ ہوے باقی لشکر کو حکم دیا کہ یہان لشکر خداوند اُترتا ہی ابھی اندر قلعہ کے فوج کی چھاؤنی ہی اور زیر قلعہ بھی فوج اُترتی ہی تم اسیجگہ اُترو فوج اُسکی اُسکے کہنے سے اُترنے لگی خیمہ و بارگاہ نصب ہوے لشکر تو اُترکر آسودہ ہونے لگا اور اژدر اندر قلعہ کے آیا اور باغ مینا مین آکر سامنے خداوند کے پہونچا سب نے دیکھا کہ یہ پہلوان آفت زمانہ ہی بڑا زبردست ہی نہایت چاق و چست ہی پر قوت و متکبر و خودبین ہی بہت معزز و پر تمکین ہی غرض اُسنے آکر خداوند کو سجدہ کیا اور نذر دی دنگل زرین خداوند نے عنایت فرمایا اور خلعت دیا کہ یہ بیٹھا ساقی کو اشارہ ہوا کہ اُسنے جام شراب ارغوانی کا دیا جب دو چار جام اسنے پیے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا پکارا کہ واہ واہ لقا کی پناہ اِنتو لوگون نے کیا نامردی پر کمر باندھی ہی کہ گھر سے تو آتے ہین اس ارادے سے کہ چلکر خداوند باختر کی مدد کرینگے اور جب یہان آکر پہونچتے ہین تو فوراً مسلمان ہوجاتے ہین پس لڑنے کا ہیکو آتے ہین گویا گھر سے مسلمان ہونے کو چلے ہین پھر کہوارے نالائقو گھر ہی مین مسلمان ہوجایا کرو تمکو منع کون کرتا ہی اور ایسی توہین کرتے ہین اور پھر یہ سمجھتے ہین کہ ہمسے زیادہ کوئی بہادر نہین ہی بردۂ دنیا پر خداوند لقا نے ہمین کو سور پیدا کیا ہی یہ طرفہ ماجرا ہی کہ باین نامردی اپنے تئین ایسا سمجھنا بختیارک نے یہ باتین سنکر کہا کہ اے بہادر دوران

بڑا بول نہ بولو ہمکو تو اسوقت تمھاری اِن باتون سے ایسا ثابت ہوتا ہی کہ کہین تم بھی مسلمان نہو جاؤ
اژدر کوہی نے کہا کہ ملک جی تمکو ایسا کلمہ نہ کہنا چاہیے لاحول ولا قوۃ ہم ایسے نامرد نہین ہین کہ اپنے
خداوند کو بھول جائین بختیارک نے کہا کہ ان لوگونمین کب کوئی نامرد تھا جو تم انکو نامرد بتاتے ہو اژدر
کوہی نے کہا کہ مجکو اس تقریر سے تو کچھ مطلب نہین اب تم میرے نام پر طبل جنگ بجواؤ آپ ہی فرق مرد و نامرد کا
کھلجائیگا بختیارک نے کہا ابھی تو تشریف لائے ہین ذرا زیارت خداوند کی کر لیجیے ہم لوگون سے مل لیجیے
پھر آخر یا تو مرد آپ ہونگے تو مارے جائینگے اگر نامرد ہونگے تو وہی طریقہ کرینگے جسکو آپ بڑی دیر سے فرما رہے ہین
یہ خاموش ہو رہا اور لقا نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا آج بیرون قلعہ نکلے بموجب حکم افسران لشکر لشکر کو کہ زیر قلعہ اُترا
ہوا تھا لیکر پڑاؤ پڑنے کے مقام پر آئے پھر از سر نو تیاری تمام لشکر کے اُترنے کی ہوئی خیمہ و سراپردے نصب ہوئے
بازارین آراستہ ہوئین بارگاہ لقا بیچ لشکر مین نصب ہو کر پیراستہ ہوئی ہر طرف گھاگھم شروع ہوئی
خرمی کا بازار کھلا لقا بھی باغ مینا سے آکر داخل لشکر ہوا اور بارگاہ مین سب کا دربار کیا اژدر بھی
اپنی بارگاہ مین آکر آرام پذیر ہوا اسقدر رات اور دوسرا دن اُسی راحت و عیش مین بسر کی جب دوسرے دن
مار سیاہ شب نے من کی طرح روز روشن کو نگلا اور اژدر شب نے عالم کا محاصرہ کیا کہ ابیات

سبکدوشی ہوئی حاصل زمین کو
چھپایا مہر نے عکس جبین کو
زمین کے پہلوؤن کو گدگدایا
مزاج شام گستاخی پر آیا

سر شام اژدر نے بارگاہ لقا مین آکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ لقا
نے بھی اشارہ کیا کہ بہتر ہی بس بموجب ارشاد خداوند طبل جمشیدی پر چوب پڑی صدائے شر و فساد
بلند ہوئی نامیان خبری و نومیان خبری ہلکارے جو بشکل مبدل اس لشکر مین حاضر تھے وہ خبر
دریافت کر کے خدمت والا نہمت امیر کشورگیر اور بادشاہ اسلام باتوقیر کے آئے اور بعد ادائے
آداب و تسلیم اسطرح گہر ریزی مدح و ثنائے بادشاہی مین کرنے لگے ابیات

رکھے ہمیشہ تری تیغ کار کفر تباہ
بحق اشہد ان لا الٰہ الا اللہ
فلک پہ سبعہ سیارہ تا قیام جہان
پھرا کرین تری مرضی شریف کے ہمراہ
ترا چراغ رہے تجھسے اسطرح روشن
کہ جیسے پرتو خورشید سے ہو روشن ماہ
سجود در سے ترے بہرہ ور ہون اہل زمین
رہے رکوع مین تا قامت سپہر دو تاہ

ای شہریار والا تبار اژدر کوہی
نام ایک سردار کوہستان سے بہر امداد لقائے گمراہ آیا ہی لقا نے قلعہ سے نکلکر بمقابلہ بندگان درگاہ
خیمہ و بارگاہ آراستہ کرا کے طبل جنگ بجوادیا ہی کل معرکۂ عناد و فساد کو تازہ کریگا باقی خیریت ہی یہ کہکر جب

ہرکارے کنارے ہوئے امیر کے جانب بادشاہ نے دیکھا امیر مرضی بادشاہ کی معلوم کر کے حکم فرماتے ہوئے
کہ بجے طبل جنگ ابوالفتح اصفہانی بجاے عمرو اُسی جگہ مقرر ہی اُسنے نقارخانۂ سلیمانی مین آکر نذر لیکر
بنام خواجہ جمع کرائی اور طبل سکندریہ سے غاشیہ اُٹھوا کر دوال دی صداے طبل چوسٹھ کوس
گئی دنیا مین ہیبت پھیلی دلاور آگاہ و خبردار ہوئے کہ کل معرکہ بزد ہی دربار ور بار سویرے سے
بادشاہ نے برخاست فرمایا ہر بہادر اپنے اپنے مقام پر آکر آلات حرب و ضرب کی درستی کرنے لگا رات
بھر قصۂ جنگ و جدال رہا بہادر بشاش نامرد کو اضمحلال رہا جوہر تیغ ہی کے افسانہ بہادر پڑھا کیے
عروس شجاعت ہی پر مردے نامرد بھاگنے کا تذکرہ کیا کیے بہادر قبضۂ شمشیر چوہکر کہتے تھے کہ ہمسے
گھاٹ نہ کر نا رخ دم جنگ نہ پھیر نا مرگ عدو کو چار طرف سے گھیر نا زبان شمشیر نے اس قول پر زبان دی
تھی کہ ای شجاعت کے دھنی میرا اور تیرا ساتھ ہی دامن تیغ ہی اور تیرا ہاتھ ہی غرضکہ تیر زہر آبدار کیے گئے
کمانین جو خانہ کر گئی تھین وہ سینک کر درست ہوئین گھوڑون کی رکابین تسمہ درست ہوئے نقیب
نقابت کیا کیے چار پہر یہی شورش رہی اور ہنگامہ طرفین مین رہا جب وہ وقت آیا کہ داغ سینۂ فلک
جسم دہر پر چمکتا ہوا نظر آیا اور شب صورت یاد فراموش نظر عالم سے غائب ہوئی ابیات

کہ جب ظاہر ہوئی صبح طرب خیز | بشکل روے جانان حسن آمیز
گھٹا کچھ نور شعلوں کی جبین سے | پھر الٹا عکس زلف شب زمین سے

صبح کو حسب دستور لشکر خیل خیل اور ذیل ذیل میدان جنگاہ کی جانب
روانہ ہوئے سردار براے اداے فریضۂ نماز سحر مسجد کر پاس مین آئے امیر کے ساتھ نماز پڑھکر
سلام علیک کر کے در دولت آسمان جاہ ظل سبحانی پر جا کر جمع ہوئے صاحبقران دوران
وظیفہ پڑھنے لگے دعا درگاہ کبریا مین کرنے لگے کہ یکایک ابوالفتح اصفہانی نے آکر نشست پر آمین کہی
امیر نے حالات لشکر دریافت فرما کر صندوق اسلحہ طلب فرمایا اور تبرکات انبیا علیہ السلام جسم پر
آراستہ فرمائے اور اشقر پر سوار ہو کر جلوخانۂ بادشاہی مین تشریف لائے بادشاہ بھی مشتاق جنگ
تھے کہ دفعۃً سرخ پردہ شبستان شاہنشاہی کی ڈیوڑھی کا چرخی پر کھچا آواز غراپے کی سنائی دی
امیر مع سرداروں کے مجراگاہ پر جا کھڑے ہوئے اجرام نورانی ظاہر ہوا پنجشاخے طلائی اور نقرئی
بھنکتے ہوے نکلے پھر فانوسہاے مینا نگار اور طلاکار ظاہر ہوئین اور عود عنبر کی لوٹے لیے طفلان
ماہ طلعت نکلگئے یکایک تخت شاہی برآمد ہوا کہاروں نے بڑھکر مد لوایا زنانہ سامان سب پھر گیا

بادشاہ جمجاہ برآمد ہوئے مرحبا پکارے سلطان باکرم امیر محتشم نگاہ روبرو صاحبقران دوران کا مجرا قبول ہو بادشاہ نے نگاہ اُٹھاکر دیکھا امیر نے مجرا کیا ہاتھ سینے پر بادشاہ نے رکھا پھر تو اور سرداروں کا مجرا و سلام لیتے ہوئے سلطان والا تبار جانب لشکر حریف روانہ ہوئے دہل و نقارہ نوازش مین آئے کہ بموجب

ابیات

نہان تھا نہ مقنع جان ربا رخ آسمان جاہ و انجم نما
زرہ کی وہ نظر س کی زیب بدن قیامت دلیری کی تھی وہ پھبن
تہور سے تنتے تھے سردار فوج چلی فوج یون جیسے دریا کی موج
پئے عزت دین یل حق نیوش ہوئی شکل مریخ سب سرخپوش
عمامے تھے فرق ہمایون پہ زرد کہ تھے تاج سر مہر گیتی نورد
تہ ران ہر ایک کے وہ تازی فرس پئے قتل کفار دل پر ہوس
بڑی عظم سے اور بڑی شان سے روان جنگجو تھے بڑی آن سے
غرض ایسی عظم و شان و کر و فر سے

مقام جنگ پر پہونچکر ٹھہرے تھے کہ اُدھر سے لقا اپنے ہاتھیون پر تخت کھچوائے فوج کوہیان و باختری ہمراہ لیے وارد میدان مصاف ہوا زمین لرز گئی تہلکہ پڑگیا آفت کا سامنا ہوا دو دریا سے موج مارنے لگے اول بیلداروں نے نکلکر جھاڑی جھنڈی کاٹ کر میدان پاک و صاف کیا پھر سقون نے آبپاشی کرکے گرد و غبار بٹھایا اور صف آراؤن نے میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ و صفون کو جمایا امیر چالیس قدم سرداری کا آگے بڑھکر کھڑے ہوئے سر پر علم اژدہا پیکر کے چہیتسون شقے کھل گئے آواز انہین سے یا صاحبقران یا صاحبقران کی بلند ہوئی نقیب چاؤش میدان مین للکارے دلاورون کو پکارے کہ ہان ای بہادرون ڈر نجانا خوف نہ کھانا قدم ہمت خوب جمانا یہ معرکۂ کارزار ہے اسمین بہادرون کو کب ننگ دعا رہی غرض ترغیب جنگ دلاکر نقیبون کا ہٹنا تھا کہ اژدر کوہی جو اپنے کر گدن پر بصد کبر و غرور سوار پشت پر فوج کوہیان نابکار لیے تھا گینڈے کو بڑھاکر سامنے فیل لقا کے آکر اجازت خواہ ہوا کہ یا خداوند امیدوار ہون کہ حکم حرب بنسبت اس بندے کے صادر فرمائیے خداوند نے فرمایا کہ جلد جا اور کام ان بندگان خاطی کا تمام کر اژدر یہ اجازت پاکر بصد کر و فر گینڈے کو دوڑاکر ناف میدان مین پہونچا اور سلطشوری دکھلاکر جانب لشکر امیر باتوقیر رخ کرکے نعرہ رعد آسا کیا کہ ای فرقۂ خدا پرستان و زبردستان تم مین سے جو کوئی کہ زبردست ہو آئے مقابلہ مین میرے یہ نعرہ سنکر قاہر کوہی نے مرکب اپنا صف لشکر سے جدا کیا اور سامنے تخت شاہی کے آکر عرض رسا ہوا کہ یا ظل اللہ اجازت میدان شاہ نے فرمایا کہ ای

قاہر تم ہمارے مہمان عزیز ہو لڑنے نجاؤ آرام فرماؤ گوئی اور مقابلہ مین اس کافر کے جائیگا اُسنے
عرض کیا کہ غلام نوازی حضور کے ہاتھ ہی اگر اجازت لڑنے کی نہ ملیگی آبرو کیا خاک باقی رہیگی بادشاہ نے
ناچار سپرد خدا کیا اُس بہادر نے مرکب کو زیر تنگ درست کیا تاکہ عرصۂ زندگی حریف پر تنگ کرے
اور جست کرکے خانۂ زمین مین در آیا گھوڑا الصد شوکت اُڑایا جب سامنے اژدر کے پہونچا اُسنے قہقہہ لگا در
گنبدا اپنا اُڑایا اور لگا در آگریا رہی کہ پانچ قدم پر گنبدا اُسکا اور تین قدم مرکب اُس بہادر کا پیچھے کو جا پڑا
دونون نے رانون مین مسل کر سامنا کیا اور نیزہ اُٹھا کر اٹکل کرکے سینۂ بے کینہ قاہر پر ضرب لگائی اُس
بہادر نے نیزے کو نیزہ کی سنان پر لیا برابر سے نیزہ بازی ہونے لگی کہ ابیات

ہوے روبرو دونون باہم دگر	دکھانے لگے اپنے اپنے ہنر	عنان در عنان ہوکے باصد قرار
لگے کرنے پھر وہ تیزی کے وار	بھڑکنے لگی آتش صفدری	ہوئی جبن وجرات مین جانشگری
ہنر آزماتے وہ دو نیزہ ور	تماشے مین تھے گرم دونون حشر	ڈپٹ وہ بلا کی وہ گھوڑون کی گشت
دہلتے تھے سینے لرزتا تھا دشت	ادائین تھین دونون کی جرات پسند	کھلے وصف باندھے جو نیزون کے بند
دلیری تھی دونون کی محتاج دید	کوئی منتظر تھا کوئی ناامید	پکارا صف رزم سے کوئی واہ
جری ہو تو ایسا ہے رزمخواہ	کہین تھا سپاہ عجم مین یہ شور	کہ ای قاہر صفدر وچیرہ زور
یہی ہین دلیران دین کے دھرم	عجب دار ہی یہ خدا کی قسم	

غرض بعد رد وطعن سنان ایک مقام پر
قاہر نے بند باندھکر نیزہ کو اُسکے ہاتھ سے ہوائی کیا بس اُسنے جھلا کر تیغہ گرا بنار پر ہاتھ ڈالا اور تلوار
کھینچکر سر قاہر پر تیغہ اُتارا اُس بہادر نے تلوار کی باڑھ کو پٹ کرکے کلائی پر اُسکے ہاتھ ڈالدیا اُسنے
گریبان مین ہاتھ ڈالا آخر دونون پشت مرکب سے کودے اور سرگرم کشتی ہوئی دو دریاے لشکر سرگرم
نظارہ تھے کہ کس کس بناؤ اور کس کس گھات اور داؤن سے دونون سر ٹکراتے تھے دو داہر مین مست
سرگرم تلاش تھے آخر اژدر قاہر کو ریل کر چھ سات قدم پر لیگیا تھا کہ ایک بار ابو الفتح عیار نے پکار کر
کہا کہ ای قاہر اب بارگاہ تک کیا یونہین چلے جاؤگے لنگر کو قائم کرو اس صدا کو سنکر قاہر نے سنبھلکر
دونون شانون کو اُسکے پکڑکر جو ریلا اور سینہ مین سر اڑا کر جو نہین دوڑا تو دس قدم پر ہٹا کر لیگیا وہان بھی
اُسنے لنگر مارا کہ پشت پا تک اندر زمین کے اُتر گیا مگر قاہر نے نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر اُسکے لنگر کو اُکھیڑا
اور سر سے اُسکو بلند کرکے چرخ دیا چاہتا تھا کہ زمین پر مارے اُدھر سے امیر بادتو قیر نے پکار کر آواز دی

کہ اے قاہر اسکو زمین پر اُتار دے بہادر جب کسی کو سر سے بلند کرتے ہین خاک ذلت پر اُسکو نہین
ڈالتے ہین قاہر نے فرمان قضا جریان صاحبقران دوران سنکر اُسکو زمین پر اُتار دیا ابوالفتح نے
دوڑکر حلقہ ہاے کمند مین اُسکو گرفتار کرلیا اور کہا اے اژدر کوہی حالا در شناختن خداوند عالم و عالمیان
چہ میگوئی اُسنے جواب دیا کہ مین نے معلوم کیا حقیقت مین دین و آئین تمھارا بہت سچا ہی اور خداوند
تمھارا برحق ہی مین مسلمان ہوتا ہون ابوالفتح نے اُسکو کمند سے کھول دیا وہ کلمہ پڑھکر بکر مسلمان
ہوا انجختیارک نے جو یہ ماجرا دیکھا لقا سے کہا کہ یا خداوند آپ نے یہ کیسا اپنا نظر کردہ کیا تھا کہ یہ بندہ
خاص بھی جاکر بندگان مغضوب سے گیا اُس لٹورے نے کہا کہ بھلا ہمارے دل کا حال اور مشیت
کا بھید کون جان سکتا ہی کہ ہم خوش کس بندے سے ہین اور ناراض کس سے ہین مگر ہماری
قدرت کا راز اگر کچھ پہچانتا ہی تو پہچانتا ہی کہ تو نے اول ہی کہدیا تھا کہ یہ مسلمان ہوجائیگا بختیارک
اس کلمہ کو سنکر بھول گیا اور عنصر کوہی کی جانب متوجہ ہوکر گویا ہوا کہ اے عنصر اب تو تمسے بھی ہمکو خوف
معلوم ہوتا ہی کہ جس روز تم لڑوگے اُسی دن تم بھی ہمسے جدا ہوجاؤگے اُنھون نے کہا کہ یہ کام ملک جی
بے ایمانون کا ہی ہمسے آپ یہ امید نرکھیے الحاصل اور کوئی تو لڑنے والا تھا نہین کہ جسکے بھروسے پر میدانداری
ہوتی اور دوسرے کشتی لڑنے سے قاہر کے دن بھی تمام ہوچکا تھا اور وہ زمانہ قریب تھا کہ کشتی گیر
سپہر نے اژدر روز کو چت کیا تھا کہ بیت نظر کی جانب مہر لب بام + اُسسے یا با قریب خواب آرام
لقا نے طبل بازگشت بجوا دیا اور لشکر لیکر پھرا امیر بھی قاہر کوہی کے سر پر سے زر نثار کراتے ہوے لشکر دون
نے بستر پہ پہونچکر کمر کھولی آسودہ ہوئے امیر داخل بارگاہ ہوے اُدھر لقا بھی آکر داخل بارگاہ نکبت
پناہ ہوا یہان اژدر کو دنگل قریب دنگل قاہر بادشاہ نے عنایت فرمایا اور امیر نے کہا کہ اے بہادر
ہمارے یہان کے یہ آئین اور دستور ہین کہ جو سردار جسکو زیر کرتا ہی مغلوب ہمیشہ اُسی کے سردارون مین شمار
کیا جاتا ہی اور اسی کے ماتحت بیٹھتا ہی اب تم ہمیشہ قاہر کے ماتحت رہوگے اژدر نے کہا مین بہر صورت اُنکا اور آپکا
دونون کا تابع ہون مجکو کچھ عذر نہین یہ کہکر قاہر کے پاس بیٹھ گیا الحاصل بعد کچھ دیر کے دربار برخاست
ہوا قاہر اژدر کو لیکر اپنی بارگاہ مین آیا اور سب سردار بھی اپنی بارگاہون مین جاکر آرام پذیر ہوے
ابوالفتح نے طلایہ کی گشت دینے کی چوکیان قائم کین روندین شبکو اُٹھنے لگین بازارین بہر رات
تک حکم ہا کھلی رہین امیر نے اژدر کے واسطے حسب دستور اپنے یہان سے چند آدمی بہر خدمت

اور ایک بارگاہ مع عملہ اور فعلہ کے اور کچھ خوان کہانے کے بھجوائے اور قاہر نے سب طریقے اُسکو سمجھائے کہ امیر ایسے باکرم آدمی ہین پھر آپ بھی خاطر سے پیش آیا حکم دیا کہ رقص و سرود کی محفل آراستہ ہوئے پھر خاصہ طلب کر کے ساتھ اپنے کھانا کھلایا اور برابر اپنے پلنگ اُسکا بچھوایا دونون آرام گزین ہوئے بار بیدار پلنگ کے آکر حاضر ہوئے چار طرف اندر باہر سب پہرا ہو گیا اِس انتظام کو دیکھکر اژدر گھبرایا اور مستفسر ہوا کہ ای بھائی قاہر کیا بارگاہ کے اندر بھی پہرا رہتا ہی قاہر نے کہا اندر باہر سب جگہ پہرا رہتا ہی اسلیے کہ عیار وغیرہ آکر کچھ گزند نہ پہونچائین اژدر نے کہا اندر بارگاہ کے تو پہرے کی کچھ ضرورت نہین یہان کیا خوف ہی مثل چلی آتی ہی کہ جہان ڈر وہان اپنا گھر یہ بات تو عین نامردی کی ہی بھلا یہ بھی مجال ہی کسی کی کہ جو کسی کے کوئی گھر مین چلا آئے یہ کلام جو اِس نافرجام نے کیے تو قاہر کو بھی حرارت آگئی اور بغصہ اُسنے کہا اگر مرضی آپ کی نہین ہی تو نہ سہی یہان کیا اگر آپ فرمائین تو ہم جنگل مین چلکر تنہا رہین یہ کہکر حکم دیا کہ اندر باہر سب جگہ کے آج پہرے موقوف کرو کچھ ضرور نہین یہ کہکر سبکو نکالدیا صرف چار خدمتگار رکھ لیے جبکہ دو پہر رات آئی اور تمام زمانہ سو گیا بیدار وہی پاک پروردگار تھا چوکیدار بولنے لگے روند اور گشت پھرنے لگی اور قاہر بھی سو گیا چارون خدمتگار بھی سوئے اُسوقت اژدر نے اپنے دلمین تصور کیا کہ جو دولت نصیب مین تھی وہ تو ہو چکی مگر اب اُس حریف کا تو کام تمام کر اور سر کاٹ لے اور یونہین لقا کے پاس نکلا ہوا چلا چل یہ سوچکر اُٹھا تو سہی مگر یہ ہر بہادر کے اوپر وار کرنا اور یک بیک جا پڑنا آسان نہین ہی اسوجہ سے یکایک اُسکو جرات نہوئی پھر دل کو اپنے مضبوط کر کے خوب خیال کر کے دیکھا تو قاہر کو بالکل غافل پایا اُسوقت خنجر پکڑ کر اُٹھا اور وار کرنے چلا مگر بموجب مثل جسکو خدا رکھے اُسکو کون چکھے اُسوقت ابو الفتح کہ شکو آپ بجاے عمرو ہر طرف نگرانی کرتا پھرتا ہی بس سب طرف سے ہوتا ہوا اُسطرف کو جو آیا تو اُسکے دلمین خیال آیا کہ قاہر کو دیکھتے چلو کیونکہ اژدر آج ایک نیا شخص اُسکے ساتھ ہی یہ سوچکر اندر بارگاہ کے چلا پھر ایک ملازم نے اُسکو دیکھکر کہا ای مہتر صاحب آج تو قاہر نے ہم سبکو نکالدیا ہی معلوم نہین کہ خفا ہین یا کسی نے کچھ چغلی کھائی ہی اگر ہمکو موقوف کر دینا وہ چاہتے ہون تو آپ سفارش کیجیے گا کہ ہمارا آدھ سیر آٹا برقرار رہے آپکو دعا کرینگے یہ کلام اُنکی زبان سے سُنکر ابو الفتح اور بھی زیادہ متوحش ہوا اور اندر بارگاہ کے نہ گیا قنات چاک کر کے اندر کا حال دیکھنے لگا عجب ماجرا نظر آیا کہ قاہر کو ہی تو غافل سو رہا ہی اور اژدر خنجر کھینچکر اُسکی بالین پر آیا ہی سر اُسکا کاٹا چاہتا ہی بس یہ دیکھکر اُسنے جلد در بارگاہ

پر جاکر زور سے کھنکار کر اپنی آواز سنائی اژدر جلدی سے خنجر میان مین کرکے اپنے پلنگ پر آکر لیٹ رہا
اور خراٹے لینے لگا ابو الفتح اندر آیا اور قاہر کو اُسنے جگایا جب وہ جاگا کہا مہتر صاحب کہان تشریف لائے
اُسنے کہا کہ مین گشت کو آیا تھا جی چاہا اندر بھی چلا آیا قاہر نے پاس اپنے بٹھالیا خاطر کرنے لگا ابو الفتح نے
اُس سے چپکے سے سب ماجرا بیان کیا کہ یہ حال مین نے دیکھا اگر مین نہ آجاتا تو کام تمھارا تمام تھا قاہر
اپنے جی مین سوچا کہ یہ عیار ہین اپنا احسان مجھپر جتاتے ہین بھلا اژدر ایسی حرکت کیا کرتا غرض ابو الفتح
سے اُسنے کہا کہ بڑا احسان آپ نے فرمایا کہ میری جان بچائی لیجیے اِسکے پان کھائیے گا یہ کہکر کچھ اشرفیان
اُسکی نذر کین ابو الفتح وہان سے چلا لیکن باہر آکر یہ ایسا کچھ سانحہ دیکھ چکا تھا اب کب جاتا تھا پھر قنات کے
پاس آکر چپکا کھڑا ہو رہا اور قاہر اپنے پلنگ پر لیٹا کچھ نیم خفتہ سا ہی اور اژدر سوچ رہا ہی کہ ابھی عیار آکر قاہر
کو جگا گیا ہی اچھی طرح غافل ہوجائے تو اُٹھکر وار اپنا کرو اُدھر ابو الفتح کو عرصہ جو ہوا دل مین کہتا ہی کہ تم تو یہان
پھنسے ہو اور اگر عیاران لشکر کفار مین سے کوئی آکر دستبردی امیر یا اُنکے فرزندون پر کر جائے تو کیا ہوگا
بس اور کچھ تدبیر کرو یہ سوچکر چھپٹا اور لشکر مین پھرتا ہوا اپنی فکر مین جو چلا ایک مقام پر ایک فقیر مگر مثل لقا
پرستون کے اُسکی قطع تھی اُس لشکر مین بھیک مانگنے آیا تھا رات زیادہ گئی ایک جگہ پر سو رہا تھا اُسکو اُسنے
دیکھا بس فوراً رنگ روغن عیاری کا لگاکر اُسکو بیہوش کرکے صورت اُسکی قاہر کی ایسی صورت بنائی
اور اُسکو اُٹھاکر دربارگاہ قاہر پر آیا اور پکارا کہ ای قاہر کو ہی جاگتے ہو اژدر اتنے عرصہ مین قاہر کو سوتا
جانکر اُٹھا چاہتا تھا اُسکے پکارنے سے اِسنے جواب دیا کہ ہان بھائی جاگتے ہین اُسنے کہا قاہر کو ذرا میرے
پاس بھیجدو حکم صاحبقرانی اُنسے کہنا ہی اژدر نے قاہر کو جگا دیا اور کہا تمکو مہتر ابو الفتح بلاتے ہین جو کہ
ابھی آئے تھے قاہر آنکھین ملتا ہوا باہر گیا کہا کہو اُسنے اِسکو الگ لاکر حباب بیہوشی اِسکے منھ پر مار کر اِسکو
بیہوش کر دیا اور ایک مقام پر اِسکو چھپا کر کپڑے اِسکے اُتار کر نقلی قاہر کو پہنائے اور اُسکو اُٹھاکر اندر بارگاہ
کے لایا اور اژدر سے کہا کہ امیر نے شراب بہت عمدہ بادشاہ کے لیے کھچوائی تھی اُسوقت اُسکے نمونہ کو
چکھانے کے لیے اِنکو بلایا اِنھون نے جو اُسکا ایک جام پیا بیہوش ہوگئے ہین اب اِنکو نشہ از حد ہی مین
پلنگ پر سلائے جاتا ہون شاید آنکھ کھلے اور پانی وغیرہ مانگین تو تم خبر رکھنا ایسا نہو کہ کانٹا لگ جائے اب امیر
بھی آرام مین گئے ہین اُنکی حفاظت کو جاتا ہون میرا آنا اب نہو گا اژدر یہ کلام سنکر بہت خوش ہوا اور کہا جی
نہین مین جاگتا رہون گا غرض ابو الفتح قاہر نقلی کو سلا کر آپ باہر نکلا اور قاہر اصلی کو اُٹھا کر ایک ایسے

خیمہ مین لایا کہ بیچ لشکر مین چند خیمہ اور قناتین اور نگیرہ استادہ ہین اور اُنھین اسباب ضروری عیارون کا رکھا رہتا ہی اسواسطے کہ جسوقت کسی عیار کو خواہش شراب کباب وغیرہ کھانے پینے کی ہوتی ہی تو وہ بے تامل وہان آکر کھاتا پیتا ہی اور اپنے کام کو چلا جاتا ہی دو چار پلنگ بھی وہان لگے رہتے ہین بس اُسنے وہین ایک خیمہ مین پلنگ پر لاکر قاہر کو لٹا دیا اور عیارون سے کہدیا کہ یہ قاہر کوہی ہین انسے ہوشیار رہنا اور بیہوش رکھنا یہ کہکر آپ روانہ ہوگیا اور وہان اژدر کوہی نے جب دیکھا کہ ابوالفتح کو گئے ہوئے عرصہ ہوا اور قاہر بھی نہین جونکا خوب بیہوش ہی بس سوچا کہ خداوند لقا نے تیری مدد کی اب بخوبی قتل کر چنانچہ اِس بیحیا نے اُس اپنے محسن باایمان کا سر پاک خنجر ظلم سے جدا کیا بظاہر تو اُسکو مارا بباطن اپنے ہی طرفدار کو قتل کیا اور اتنا صبر کیا کہ وہ رات تمامی پر آئی اور وہ زمانہ آیا کہ تیغ مہر نے سر زنگی شب جدا کیا اور سحر گریبان چاک کیے ظاہر ہوئی ابیات

جو آئے مشعل خورشید لیکر | نشان شب ہوا عالم سے نابود
سحر کا دانت کھٹا ہی شب کے اوپر | اڑا ار رنگ اخترون کا صورت دود

جب آثار سحر ظاہر ہونے لگے اژدر نے سر قاہر نقلی کا رومال مین باندھ لیا اور باہر نکلکر مرکب پر سوار ہوا کسی نے منع نہ کیا اسلیے کہ صبح ہو چکی تھی سمجھے کہ مسجد کر پاس مین جاتا ہی یا ہوا کھانے نکلا ہی اور یہ سوار ہوکر مرکب اُڑاتا لشکر سے نکلکر سیدھا لشکر لقا مین پہونچا اب یہان دو گھڑی دن چڑھے خادم خدمتگار وغیرہ جو اندر بارگاہ قاہر کے آئے اُس بیچارے کا خون ناحق زمین پر بہا دیکھا شور وغل بلند کیا کہ افسوس کسی نے قاہر ایسے بہادر کو مارا اُدھر لقا کو خبر ہوئی کہ اژدر کوہی سر کسی کا کاٹے ہوئے لیے آتا ہی بختیارک نے کہا کہ یا خداوند تیرے صدقے تیا تو سہی کہ اژدر کوہی سر امیر کا یا علمشاہ یا قاسم کا کسکا سر لاتا ہی تو تو خداوند برحق ہی اتنی بات بتا دینا کیا بات ہی لقا نے کہا قدرت ایسی واہیات باتین نہین بتاتے ہین جس کسی کو قضا نے گھیرا ہوگا اُسکا سر ہوگا یہ حکم ملک الموت قدرت کو رات کو سوتے مین ہمنے دیا تھا اِسوقت یاد نہین ہی یہ کہکر پکارا کہ ای بندگان قدرت دیدے قدرت مرا اِس اثناء مین اژدر اندر بارگاہ کے آیا اور سجدہ کرکے سر قاہر نذر کیا لقا ہنسا اور کہا تو بندۂ مقبول ہی غرض یہ بیٹھا ساقی نے اُسکو جام شراب دیا اُدھر امیر کو خبر پہونچی کہ اژدر سر قاہر کا کاٹ لیگیا اب لشکر لقا مین خوشی ہو رہی ہی یہ سُننا تھا کہ دھنوان دماغ سے نکلگیا اور فوراً تیغہ ٹیک کر اُٹھے کہ بے ایمان خود اگر قاہر مارا گیا ہی تو بغیر مارے اِس بے ایمان کو نچھوڑونگا یہ کہکر باہر آکر اشقر پر سوار

ہوے پھر تو اور بھی سردار فرامرز مالک بہرام علمشاہ وغیرہ اپنے اپنے مرکبون پر چڑھکر عقب امیر چلے
ابوالفتح کو توالی چبوترہ مین تھا دوڑا کہ امیر سے جاکر کہون آپ نکلیئے قاہر زندہ ہی مگر امیر نے اشقر
کو تازیانہ دکھایا وہ مرکب بادپا ہوگیا یہ اُسکے تیزی رفتار کی کیفیت تھی کہ **ابیات**

تصویر کھینچنے کے تئین رخش کی اگر
سبزہ سمند یوز بناؤن مین یا سرنگ

ذہن مین جو آئے گر کسی نقاش کے اُمنگ
آخر قلم کو ہاتھ سے رکھدیکیہ سکے

گذرے تمام عمر اسی سوچ مین اُسے
کس سے بجز خدا بندھے صورت ہوا کا رنگ

ابوالفتح آخر پھر آیا اور اُسنے گرچالاکی کی کہ قاہر کو ہوشیار کردیا اور سارا ماجرا کہا اُسنے شکریہ ادا کیا اور
مرکب منگا کر سوار ہوکر خدمت امیر مین پہونچا امیر کنارے لشکر لقا کے پہونچ چکے تھے کہ اسنے اکر تسلیم
کی امیر حیران ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہی مگر اُسکے زندہ ہونے سے خوشنود ہوئے اسی اثنا مین ابوالفتح بھی
حاضر ہوا اور تمام ماجرائے شبینہ معرض عرض مین لایا اور عرض کیا کہ اب حضور پھر چلین آخر وہ کافر
بھاگ کر گیا ہی تو لڑنے نکلے ہی گا اُسوقت کام اُسکا تمام فرمائیے گا امیر نے فرمایا کہ بہتر ہی اُسوقت قاہر
کوہی نے عرض کیا کہ حضور مین نہ پھرونگا اگر پھر کر جاؤنگا تو نامرد کہلاؤنگا مین جاکر اُس نامرد ازلی اور ابدی
کو اُسکے خداوند کے سامنے گوشمالی دونگا امیر نے فرمایا کہ ای بہادر بہادری کا تو یہی دھرم ہی جو تو کہتا ہی
شاباش مرحبا مگر تنہا جانے دینے کو جی نہین چاہتا اچھا اگر یہ ارادہ ہی تو بسم اللہ مین بھی تیرا شریک
حال ہون اور دربارگاہ لقا پر آکر ٹھہرتا ہون قاہر نے کہا زہے پرورش و عنایت یہ کہکر مرکب جمکا کر
آگے بڑھا اور سیدھا بارگاہ لقا کی طرف چلا امیر بھی پیچھے اُسکے روانہ ہوئے اور سب سردارون سے
فرمایا کہ تم یہین ٹھہرے رہو سردار چارطرف پھیلگئے لیکن لشکریان لقا نے جو امیر کو دیکھا وہ خوب لوہا اہل
اسلام کا مانے ہوئے ہین کسی سے ہون بھی نکلی اور قاہر دلیرانہ دربارگاہ پر آگر گونجا لوگون نے اندر
دوڑکر خبر کی کہ قاہر کوہی آپہونچا اور امیر اور سب سردار اُنکے لشکر مین پہونچ چکے ہین اژدر تو نام
قاہر سنکر حیران ہوگیا کہ وہ کہان سے آیا شاید مسلمان ہوجانے سے یہ شرف بھی ہوجاتا ہی کہ لاکھ
طرح مارو قتل نہین ہوتے ہین بختیارک نے کہا کہ ای اژدر اب تم کسی دنگل یا تخت کے نیچے جلد جاکر
پوشیدہ ہوکہ ملک الموت تمھاری جان کا آپہونچا یا قاہر کا ہمزاد آتا ہی جو بھوت بنکر تمکو لپیٹے گا اور کھا
جائیگا لقا نے سنکر کہا کہ یہ تقدیرین ہماری پیچیدہ ہین انکو کوئی سمجھ نہین سکتا ہی اس اثنا مین قاہر
بسان شیر نر ڈیوڑھیان بارگاہ کی طے کرکے آخر پردہ کے پاس پہونچا بختیارک نے کہا ابھی کچھ نہین

گیا ہی لوگون سے کہیے کہ وہ باہر روکین لقانے کہا مجکو سجدہ کرنے آتا ہی آنے دو بختیارک سے کہا آج تک ہمنے یہ تقدیر نہین دیکھی کہ مسلمان ہوکر پھر سجدہ کرنے آئے غرض یہ باتین ہوتی تھین کہ قاہر اندر بارگاہ کے گھس آیا اور للکارا کہ ارے او اژدر بیحیا سپاہیون کے لیے یہ دغا افسوس ہی تیرے حال پر اور تف ہی تیری زندگی پر اژدر نے اُسوقت اُٹھکر ایک تلوار ماری اُس بہادر نے پیترا بدل کر تلوار کو خالی دیا اور اپنی تیغ تیز کھینچکر اُسپر وار کیا اُسنے بھی تلوار کا وار کیا لگی شمشیر زنی ہونے بختیارک پکار رہا تھا کہ ای قاہر یہی اژدر بے ایمان بیحیا تمھارا دشمن ہی اسکو مار ہی ڈالنا واجب ہی مین بڑی دیر سے اسکو لعنت ملامت کر رہا تھا کہ تم آگئے اسکے کہنے کی تو قاہر نے سماعت نہ کی اور ایک مقام پر کمر کو تلاکر گردن پر اُس بیحیا کے ہاتھ مارا کہ سر اُسکا کٹکر دور گرا اُسوقت عنصر کوہی وغیرہ نے قصد بلوہ کرنے کا کیا بختیارک نے کہا کیون شامت آئی ہی باہر بارگاہ کے امیر بھی کھڑے ہین خداوند ابھی تو باہر قلعہ کے نکلے ہین بھاگتے راہ نہ ملیگی اسکو نکل جانے دو سب بارگاہ ورنہ خون سے لال ہو جائیگی منہم منہم کے نعرون سے رات کو نیند نہ آئیگی کئی دن تک بستر خواب میدان جنگاہ دکھائی دیگا تمھارا ای عنصر کیا جائیگا مرکے خداوند کی بہشت مین چلے جاؤگے ہمکو ابھی خدائی کرنا ہی عنصر یہ سُنکر خاموش ہو رہا اور بختیارک نے قاہر سے کہا حضور جاہین تشریف رکھین یہ کفش خانہ جناب ہی اور جاہین تو تشریف لیجائیے اُس کافر خاسر نے جیسا کیا تھا ویسا پایا ہم بھی نامرد کے شریک نہین ہین خوب کیا جو آپ نے اُسکو سزا دی اور ون کو بھی عبرت ہوگئی اب کوئی ایسا نہ کریگا قاہر اسکی باتون سے ہنستا ہوا بفراغت و آسائش تمام بارگاہ سے نکلا اور خدمت امیر مین حاضر ہوا امیر اسکو ہمراہ لیے شادان و فرحان مراجعت فرما ہوے اور اپنی بارگاہ مین آئے تمام سردار قاہر سے ملکر خوشنود ہوئے قاہر نے اور امیر نے ابوالفتح کو بہت کچھ انعام جلدوے مین اس خیرخواہی کے عنایت کیا بادشاہ نے جشن شاہانہ خوشی مین قاہر کے زندہ رہنے کے آراستہ فرمایا یہان تو سب خوش وخرم فروکش مین اُدھر کیفیت سنیے کہ کچھ ملازم اژدر کوہی کے اُسکے مارے جانے سے لاش اُسکی اُٹھاکر اُسکے قلعہ کی جانب گئے بھائی اُسکا اُسکے عوض سے حکومت کرتا تھا نام اُسکا ماران کوہی ہی غرض اُسکے سامنے جاکر اُن لوگون نے عرض کیا کہ بھائی آپ کے اسطرح خداوند لقا کی بہشت مین گئے اور سر بارگاہ قاہر آکر انکا سر کاٹ کر چلا گیا یہ خبر سنکر اسکو بہت بڑا صدمہ ہوا اور کہا یہ خداوند مسخرا بیٹھا

دیکھا کیا اور کچھ نہ بولا اور بھائی میرا قتل ہو گیا خداوند نے جان بوجھکر اُسکو قتل کرایا کیا کہون اگر مقدمۂ ایمان
نہوتا تو خداوند ہی سے پہلے سمجھ لیتا ہر چند کہ بھائی نے میرے بہت بڑی نامردی کی کہ ایسا کچھ مردان عالم
کو زیب نہین تھا اور کبھی اسطرح کا خواب بھی بہادرون کو نظر نہین آتا ہی مگر خیر میرا بھائی تھا مجکو عوض
اُسکا اُسکے قاتل سے لینا ضرور تر ہی میرا ارادہ تھا کہ مین خداوند کی مدد کو جاؤن مگر اب میرا دل ایسے
خداوند سے کھٹا ہو گیا ہی اب مین اپنے بھائی کا عوض لینے جاؤنگا یہ کہکر اُسی وقت باقیماندہ فوج
و سپاہ کو حکم تیار ہونے کا دیا اور کئی ہزار کوہیون کی جمعیت سے باحتشام تمام روانہ ہوا اور بعد قطع
مسافت راہ بہت جلد لشکر لقا مین پہونچا بختیارک آکر اسکو بھی لیگیا اِسنے بارگاہ مین آکر خداوند کو
مجرا کیا سجدہ نہ کیا اور دنگل پر بیٹھا لقا پکارا کہ ای بندۂ قدرت تو کچھ آزردہ معلوم دیتا ہی اُسنے کہا کہ
یا خداوند مجکو رنج یہ بہت بڑا ہی کہ آپ بیٹھے دیکھا کیے اور بھائی میرا مار ڈالا گیا آپ اُسوقت زمین کو حکم
دیتے تو قاتل برادر کو میرے وہ نگل جاتی لقا نے کہا کہ ای بندۂ قدرت اگر تو رنجیدہ ہی تو مین تیرے
بھائی کو بروز نوروز جلا دونگا یہ سنکر اُسنے سجدہ کیا اور کہا تو نہ پرورش کرے تو اور کون کرے غرضکہ
بیٹھکر شراب کشی کرنے لگے جب دماغ اُسکا گرم ہوا تو پکارا کہ ملک جی مین جاتا ہون اور قصاص بھائی
کا اپنے لیتا ہون بختیارک نے کہا بہت گرمی نہ کرو آج آرام کرو کل مقابلہ کرنا طبل جنگ بجواؤ یون
کہان جاتے ہو اُسنے کہا ملک جی جس طرح کہ قاہر نے آکر سر دربار میرے بھائی کو مارا ہی اسی طرح
اگر روبروے حمزہ سر بارگاہ مین نے اُسکا سر نہ کاٹا تو نام اپنا نہ رکھا میرا کلیجہ جب ہی ٹھنڈا ہوگا جب
مین پورا قصاص لونگا بختیارک نے کہا یہ امر بہت محال ہی کہ کوئی بارگاہ حمزہ مین گھس جائے
اور کسی اُسکے سردار کو مار کر زندہ چلا آئے دیکھا نہین ایسا شاید تم ایسا کر جاؤ مار ان نے کہا یہان بھی
ہم کہہ چکے اور گھر سے بھی یہی ارادہ کرکے چلے تھے پھر اب کب رکتے ہین یہ کہکر گرز کو کاندھے پر رکھکر تلوار
کے قبضہ پر ہاتھ ڈالکر اُٹھ کھڑا ہوا اور یکہ و تنہا باہر بارگاہ کے آکر جانب لشکر امیر کشورگیر چلا
بختیارک نے ہلکارے خبر کو بھیجے کچھ افسر فرط محبت سے پیچھے پیچھے اُسکے روانہ ہوئے آخر یہ لشکر
مسلمانان مین پہونچا لشکر کی رونق اور آرائش دیکھکر دلمین کہتا تھا کہ کیا جاہ و جلال اِن مسلمانون نے
بہم پہونچایا ہی واہ واہ وا بازار فرنگ بازار ہندوستان کو بہت آراستہ پایا سیر کرتا ہوا قریب بارگاہ
سلیمانی پہونچا اس بارگاہ پر احتشام کو دیکھکر عقل دنگ ہوگئی سراپردے اُسکے دور تک کھنچے تھے

دربارگاہ سے دور تک اردوے معلےٰ آراستہ دمدمویہ جھاڑ فرشی استادہ بیچ مین سڑک سرخی اُسپر یاقوت و عقیق کی کُٹی ہوئی گلاب کیوڑہ مشکون مین بھرے سقے چھڑک رہے تھے خواجہ خضر کا دم بھر رہے تھے بارگاہ پر کلس یاقوت کے جڑے تھے جواہر کے مور اُسپر بیٹھے تھے منقارون مین اپنے مالے مروارید کے لیے تھے دربارگاہ پر یل عادیان پور شدادیان پہلوان عادی بعہدہ درگہ سالاری دنگل پر بیٹھے تھے چالیس شملے سرپر بندھے تھے چالیس شدہ تخت الحنک کے چھوٹے ہوئے دیو تھا کہ قالب انسان مین سمایا نظر آیا ماران نے دیکھکر خوف کھایا اندر ہلکارون سے پہلے ہی خبر عرض کی تھی کہ ماران کو ہی ایسی ارادہ پر آتا ہی آپ نے فرمایا کہ آنے دو قاہر بھی کچھ ایسا حلوا نہین کہ جسکو وہ کھا جائیگا قاہر بھی بسبب شجاعت ذاتی کے بشاش ہو کر عرض رسا ہوا تھا کہ اگر حکم ہو تو مین دروازے پر جاکر اُسکو روکون یہان جناب بادشاہ کے روبرو وہ بے ادبی کریگا امیر نے فرمایا بھئی تمھارے ساتھ تو ہم بھی ہین کہان جاؤگے ای بہادر تم ایسے ہی ہو کیا کہنا غرض حکم پہلوان عادی کو پہونچ چکا تھا کہ آنے دینا اسوجہ سے اُسنے نرو کا اور یہ گھوڑا بڑھا کر اندر بارگاہ کے آیا امیر نے کہدیا تھا کہ تیسری ڈیوڑھی پر روکنا اور کہنا کہ مع مرکب اندر نجا غرض جب دو ڈیوڑھیان طی کر چکا اُسوقت پہلوان عادی کہ اُٹھکر اِسکے پیچھے پیچھے آتے تھے وہ سدراہ ہوئے اور کہا ای ماران گھوڑے سے اُتر پڑو نہین جانتے کہ یہ جگہ بادشاہ فیروز کلاہ لشکر اسلام کی ہی کہ جو ملجاے وماواے غریبان ہین یہ بھی سوچا کہ اندر مع گھوڑے کے جانے مین اِنسے تکرار کرنا کیا ضرور ہی مطلب وہ فوت ہو جائیگا اگر یہان تلوار چلیگی بس یہ گھوڑے سے اُترا پہلوان عادی نے بڑھکر آخر کی ڈیوڑھی کا پردہ ہٹا دیا قرق زنجیر کو سرکا دیا یہ اندر آیا عجب ایک انجمن پہلوانان صف شکن کی دیکھی کہ انجمن انجم گردون بھی اِس چمک دمک کی نہو گی عجب رعب وداب نظر آیا کہ ترک فلک کو بھی اسجگہ پر سر خم کیے پایا اقبال سامنے بادشاہ کے دست بستہ لبسان غلامان حاضر تھا نصرت یمین ظفر ہمقرین دو رسرداروں کا بندھا ہوا دست راستی وست راست کو دست چپی دست چپ کو چہل ستون فرزندان گرامی حمزہ سے بھرا ہوا بادشاہ سریر سلیمانی پر جلوہ فرما سات تاجدار کا گرد حلقہ بندھا ہوا اٹھارہ ہزار چینی سترہ ہزار فرنگی بارہ ہزار ہندی اُونچی بنا ہوا حاضر تھا امیر بصد توقیر دنگل نادعنبر آصف بن برخیا پر جلوہ فرما تھے خشت ہاے زرین پر ہزارون عیار با نہا کے

عیاری سے آراستہ کھڑے تھے ایک طرف بارگاہ کے کچہریان تمام کھلی تھین مقدمات مالی وملکی کا فیصلہ ہورہا تھا
سامنے بادشاہ کے رقاصہ حور پیکر رقص مین تھی جام مے سرداروں مین گردش پذیر تھا اس عظمت وجرات
کو دیکھکر وہ رعب ماران پر طاری ہوا کہ بے اختیار اُسنے جھک کر فراشی مجرا امیر کو اور بادشاہ کو کیا
امیر نے ہاتھ سر پر رکھا بخلق تمام وبخندہ پیشانی فرمایا کہ آئیے تشریف لائیے یہ آگے بڑھا امیر اُٹھنے لگے
اُسنے قسم دی کہ آپ تکلیف نہ فرمائین غرضکہ دنگل زرین پر آکر قریب تر بیٹھا امیر نے پوچھا کہ کہیے مزاج
تو اچھا ہے اور ساقی کو اشارہ کیا کہ اُسنے جام لاکر دیا اُسنے پیا اُسوقت امیر نے پوچھا کہ کیونکر تشریف لانے
کا سبب ہوا اب یہ شرمندہ ہوا کہے تو کیا کہے آخر کہا کہ آیا تو اسلیے تھا کہ قاہر کو مین قتل کرتا مگر آپ کے
خلق نے بندۂ بے دام بنایا سب غصہ جاتا رہا قاہر پاس موجود تھا اُسنے کہا اے بہادر مین موجود
ہون یہ کہکر اُٹھا کہ آئیے جسطرح چاہیے مقابلہ کیجیے امیر نے بھی کہا کہ اچھا تو ہی حوصلہ نہ رہے اُسوقت
اُسکو بھائی کا غم پھر تازہ ہوا اور اُٹھکر باہر بارگاہ کے آیا امیر نے حکم دیدیا کہ بارگاہ کے دروازے پر
اکھاڑہ کھد گیا سراپچے اُٹھوا دیے حضرت قدر قدرت شاہ جہاہ بھی دیکھنے لگے قاہر نے آکر مقابلہ کیا
اول سب فنون سپاہگری کے تلوار و نیزہ سے ہوے آخر جب چشم زخم کسی کو نہ پہونچا اُسوقت نوبت
کشتی کی پہونچی قاہر کو خدا تعالیٰ نے اُسپر غالب کیا چند دیر کشتی رہی آخر قاہر نے کولے پر بھر کر جو مارا
چارون شانے چت کردیا یہ وہانسے اُٹھکر پھر بارگاہ امیر مین آیا اور عرض کیا کہ دین آپ کا برحق ہے
جو آپ کے دین مین آئے کیا کہے امیر نے کلمۂ طیبہ بتایا یہ کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا جو سردار
کہ اسکے عقب مین آئے تھے وہ بھی بارگاہ مین آکر مشرف بشرف اسلام ہوئے اور اُسی وقت پھر کر
اپنے لشکر مین آئے پکارے کہ جسکو ہمارے ساتھ آنا ہو آئے کہ ہم مسلمان ہوئے غرض لشکر اُسکا
کوچ کرکے اُسی وقت ملحق لشکر امیر ہوا امیر نے جو سامان کہ اژدر کو عنایت کیا تھا وہ اب اسکو دیا
بارگاہ اور ملازم وغیرہ اور خلعت سرداری عنایت فرما کر سرفراز کیا ہلکارے جو خبر کو آئے تھے وہ پھر کر لقا
لقا مین گئے اور یہ خبر مفصلاً سب عرض کی بختیارک پکارا کہ صلواۃ صلواۃ یا خداوند دیکھے کیسا
گرماگرمی کرکے آتے ہین کہ جیسے اب کھا ہی جائینگے مگر پھر ٹائین ٹائین فش آپکا بندہ گندہ ماران کو بھی
مسلمان ہو گیا لقا خوب قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا اُسکے دلمین میری طرف سے پہلے شک آگیا تھا اب مین نے
یہ اختیار کیا ہے کہ جو کوئی بندہ میرا اپنے دلمین میری خداوندی کا شک کریگا اور برحق مجکو نجانیگا تو مین

اُسکو اپنی جوار رحمت سے دور کر کے مسلمانون کے حوالے کر دونگا اور اسکو اُنھین بندون کے ہاتھ سے ذلیل کراؤنگا یہ کہہ رہا تھا مگر رنجیدہ خاطر تھا کہ یکایک آواز تڑاقے کی بالاے ہوا پیدا ہوئی اور برف برسنے لگی آندھی آئی لقا پکارا کہ ہمنے ان کو ہیون کو خوب سمجھ لیا اب بندۂ قدرت کو طلسم سے بلایا ہی ابھی گفتگو مین تھا کہ ایک تخت روے بارگاہ مین اُترا سبنے دیکھا کہ اُس تخت پر ایک ساحرہ نازک اندام یاسمن پیکر سوار ہی زیور جواہر کار زیب بدن کیے کانون مین کرنپھول پہنے جو عقد ثریا کو بھی شرماتے تھے ہاتھون مین کنگن اور کڑے جو حلقہ اطاعت مین دستگیر بڑے بڑے زبردستون کو کرین پہنے بالے موتیون کے گلے مین ڈالے بھولی بھولی صورت پانچے کلائی پر ڈالکر تخت پر سے سنبھلکر اُتری اور سامنے خداوند کے آکر اس صنم زیبا نے تسلیم کی اور سجدے مین گری لقا پکارا کہ ای بندی سر اُٹھا کہ مین نے اپنی لعنت تجھے نصیب کی وہ سجدے سے اُٹھی اور ازبسکہ کمسن ہی تو مسکراتی ہوئی قریب تخت آئی بلا گردان ہوکر جواہر جو بہر نذر لائی تھی وہ نذر چڑھائی بختیارک نے کہا ای ملکہ نام نامی آپکا کیا ہی اکیلے آنے کا اتفاق ہوا یا لشکر بھی ساتھ ہی اُسنے کہا لونڈی کو زیور جادو کہتے ہین لشکر بھی کچھ ساتھ لائی ہون خداوند کی مدد کرنے کو بحکم شاہ افراسیاب آئی ہون یہ کہہ رہی تھی کہ اور بھی تخت اور طائران سحر آکر اُترے اور ساٹھ ستر اُسکی مصاحبین انیسین خواصین وغیرہ سب آکر دیدار خداوند سے مشرف اور فیضیاب ہوئین سبنے نذر چڑھائی بختیارک نے خداوند سے کہا یا خداوند بعض بندے تو آپ ایسے پیدا کر دیتے ہین کہ جو اورون کی جان لیتے ہین لقا نے کہا قدرت خود اپنی خاتون کرم بنانے کے لیے ایسی صورت پیدا کرتے ہین مگر پھر بھول جاتے ہین اب یہ بندی جو فیصلہ مسلمانون کا کر دیگی تو اسکو اپنی خاتون معظم بنائینگے زیور یہ کلمے سنکر مسکرا کر چپ ہو رہی مسکرانا بھی اسکا لاکھ لاکھ بناؤ دے گیا یہ معلوم ہوا کہ غنچہ کھلتے کھلتے رہگیا غرض دنگل زرین پر یہ بیٹھی لشکر اُسکا متصل لشکر خداوند بختیارک نے جا کر اُتروایا یہان دور شراب ناب ہوا جلسۂ جنگ درباب ہوا ساحرہ نے سارا ماجرا جنگ مسلمانان کا بختیارک سے سنا اور خداوند کی بہت تسکین کی کہ آپ نہ گھبرائیے مین ایک آن واحد مین آپ کی عنایت سے سب بندگان مغضوب کا استیصال کر دونگی بختیارک نے کہا چاہیے فیصلہ انکا نہ کرو مگر تم سلامت رہو اور خداوند عرش اعلے پر نہ جائین کہ جنکی بدولت یہ صورتین کبھی کبھی دیکھنے مین آجاتی ہین ساحرہ نے کہا پھر اچھا طبل جنگ بجے

بختیارک نے کہا صاحب اتنی جلدی نہ کرو ہمین اپنی صورت تو دیکھ لینے دو پھر ہم کہان اور تم
کہان ندی ناو سنجوگ ہو وہی مثل ہو کاغذ کی ناؤ آج نہ ڈوبی کل ڈوب جائیگی زیور نے کہا
ملک جی زیادہ مجھکو نہ بناؤ بھلا مین ہون ہی کیا ایسی چڑیل بھاڑ مین جائے ایسی صورت جسپر
کوئی نازسے اترائے خداوند نے مجھ ایسی پاشتین بہت پیدا کی ہین ملکجی اپنے کام مین مصروف ہو
تو صاحب میرا پلیا چمڑا دیکھ کے ایسا ریجھے کہ آپ ہی مین نہ رہے بختیارک ہنسنے لگا اور کہا ای ملکہ
ہمتو تمھارے تشنۂ دیدار ہین صدقے تیری صورت کے میرے کہے کو مان ای جان عالم ذرا عیارون
سے بچتی رہنا آج کی شب اور کل کا دن مجھسے عیارونکے فریب وغیرہ سن لے پھر لڑائی آغاز کرنا
خداوند تجکو اُنکے ہاتھ سے بچائین ورنہ یہ صورت زیبا خاک مین ملجائیگی ساحرہ اسکے سمجھانے سے
اُس شب کو دربار مین کچھ دیر بیٹھی پھر بارگاہ مین اپنی آکر استراحت پذیر ہوئی دوسرے دن جب ساحرۂ
شب زیور انجم سے آراستہ ہوکر بارگاہ زنگاری فلک مین آئی اور مہتاب نے ہالے سے طوق محبت اُسکا
گردن مین اپنی پہنا کر ابیات

ہوئی پھر شاہد شب جلوہ آرا	فلک پر ماہ کا چمکا ستارا	
مرصع ساز قدرت نے پھر اکبار	ستارون کے کیا گہنے کو تیار	

سر شام اُس ماہ تمام یعنی ملکہ زیور
جادو سے گلفام نے اپنی بارگاہ مین آکر نفیر سحر کو دم دیا لقا نے بھی طبل جمشیدی بجوایا جاسوسان لشکر
اسلام خبر مفصل دریافت کر کے خدمت بادشاہ ذیشان مین آئے سر عجز جھکا کر دعا و ثنائے شاہی زبان پر لائے کہ ابیات

زبسکہ عہد مین تیرے ہی رسم دادرسی	جرس کی بھی کوئی فریاد سن نہین سکتا	گئی بنائے تعدی جہان سے اب اُٹھ
بتان کی نازوادا مین رہا نہ ظلم وجفا	سوائے عشق ترے عہد مین تعدی سے	کٹا وہ ہاتھ کسی جیب تک اگر پہونچا
شہا سحر کا گریبان چاک کرتے وقت	ہی خوف ایسا کہ کانپے ہی دست مہر سے	

ایک ساحرہ لالہ فام و بد انجام زیور
جادو نام بامداد لقا سے ناکام آئی ہی اور بمقابلۂ بندگان درگاہ عالی مقام نفیر سحر اُسنے بجائی ہی کل کے
روز وقت معرکہ آرائی ہی یہ خبر سنکر شاہ نے امیر سے فرمایا کہ آپکی کیا صلاح ہی آپ نے ابوالفتح کو حکم دیا
کہ بجے ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ ابوالفتح نے جاکر طبل جنگ پر چوب لگائی ہر ایک بہادر کو خبر ہوئی کہ بھائیو کل معرکہ
نبرد و پیکار رہی دربار سے سردار اُٹھکر اپنی اپنی بارگاہ مین آئے بادشاہ داخل شبستان ہوئے آج
بہادرون کو گونہ انتشار ہی کہ سحر سے ہر فرد بشر ناچار ہی دیکھا چاہیے کہ انقلاب گردون دوار کیا کل
دکھاتا ہی یہ معرکہ کس کے ہاتھ آتا ہی اسطرف سنجاتی باختری مشتری حصاری خوشی کرتے تھے کہ کل یقین ہی

لشکر اسلام مغلوب ہوا اور مال غنیمت ہمارے ہاتھ آئے الغرض بنگالی دریا کے کنارے کئی سو بیٹھ گئے ڈہرو بجانے لگے منتر پڑھے جانے لگے زلیور اپنی بارگاہ مین آ کر سحر جگانے لگی ہر مقام پر جوت لکڑی ہوئی اگیاری ہٹوئی بیر آنے لگے بھبت بانے لگے آج کی رات ستارے آسمان پر روشن تھے یا فلک کا میدان مرگھٹ تھا مردے پھنکتے تھے ساحر زحل نام رشتہ کہکشان کو شاخ سنبلہ مین باندھکر یون تانتا تھا بنات النعش ارتھی کی صورت نئی یون اُٹھانے کے لیے مریخ با شمشیر برہنہ قوچ فلک کو جھٹکا کیا چاہتا تھا سنیچر برج دلو کا ڈول لیکر سر پر ڈالتا تھا اشنان کر رہا تھا چشمۂ حوت کے کنارے پر سورج کنڈ کے نہانے کا میلا تھا ہوا بھی آج بیراگیون کی طرح جنگل جنگل پھرتی تھی زمین و آسمان مین جدھر نظر کیجیے ساحری کا کارخانہ تھا برگد کا درخت جٹا دھاری جوگی نظر آتا بڑی سی ڈاڑھی تھی تو پرانا تپشی کہلاتا بیل بڑے ہاتھ پاؤن والا ساحر تھا دیوا ستھان بنکر جادوگر تھا ہر درخت ایک پاؤن سے کھڑا سحر کرنے مین مشغول نظر آتا یہان لشکرون مین دنیا سیاہ تھی کالی کی دُہائی دیتے تھے جب پناہ تھی بیرون کا آنا بھیٹون کے کلیجے کھانا پھر سن سن کرکے جانا ساحرون مین تو یہ ہنگامہ تھا بہادرون مین تیغ و خنجر کا افسانہ تھا نیام تیغ مار سفید کے لیے بانبی تھا ترکش وہان ساحر بنکر تیر کا بیر بھیجتا تھا کلیجے چھیدتا تھا تلوار کو خون چٹا کر سکھا دیا تھا کہ خون دشمنان چاٹنا بھیٹ مین سر لینا گلے کاٹنا گرزون کو سربلندی کا منتر یاد دلایا تھا کہ سر چڑھکر بغیر بھیجا کھائے نہ پلٹنا سنان کی زبان یہ منتر پڑھے کہ منتر چلے چلے رن چڑھے کلیجا کاٹے بر لہو چھوڑ جان مار کمانین بھی چلہ کش تھین عامل دہر نے اپنے بچاؤ کے لیے نقش شش جہت تھا نقش مسدس لکھا تھا جو درخت تھا وہ ہندسہ کی شکل دکھائی دیتا تھا کہ مربع نویس دہر نے ربع مسکون کے نقش اجل یہ ہندسہ پڑ کیے ہین خلاصہ یہ کہ زمین و زمان سب پر آشوب تھا آفت کا ہنگامہ اور جوش تھا ابیات

چمک تیغ و خنجر کی وہ الحذر
جوانون سے کہنا یہی صف بصف
نہ ڈرنا کہ ہے موقع نام و ننگ

وہ بیرون کی آمد کہ طوفان مرگ
جو آنکھون مین انسان کے کرتی تھی گھر
کہ ہان اے جوانان رستم شعار
رہے یاد کل تک یہ کار جنگ

وہ لڑنے پہ آمادہ خرد و سترگ
نقیبون کا للکارنا ہر طرف
یہ ہے معرکہ کل کا بھی یادگار

غرض چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا جب وہ وقت آیا کہ خاور کوہی فوج ضیا و جلال کو اپنے ہمراہ لیکر کوہستان مشرق سے نکلا

زیر دامان سبزہ فلک ایسا شوخ و چالاک توسن تھا لوز رخسار سے اُسکے عالم روشن تھا کہ **ابیات**

گئی جب عرصۂ عالم سے وہ شب | فلک سے مٹ گئی تصویر کوکب | موذن بول اُٹھا اللہ اکبر
گرم ہونے لگا ہر جنگ آور | بشکل برق چمکی گرز و شمشیر | کوئی بولا کہان اب وقت تاخیر
کفن پہنو کہ ہنگام اجل ہی | ہوس اب گور سے دست و بغل ہی | یہ حمزہ نے دعا مانگی خدا سے
جُھکایا سر ہزاروں التجا سے | کہ ای خالق مدد ہی تیری درکار | اجل کا ہوئے جدم گرم بازار
زبان آبرو ہی فتح دنیا | نہ حاصل ہو کہین الزام لینا | نہ پا پیچھے ہٹے بڑھکر ہمارا
بلا سے جان جانی ہی گوارا

امیر با توقیر تو دُعا کر رہے تھے اور لشکر گروہ گروہ میدان جنگ کی طرف روانہ تھے شورش روانگی بحر لشکر سمع ہمایون امیر والا گہر مین بھی پہونچی آپ نے سر سجدے مین رکھکر دعا ختم کی تھی کہ ابوالفتح خدمت اقدس مین حاضر ہوا اور حال روانگی لشکر اُسنے عرض کیا آپ نے بھی صندوق سلح سنجوگ منگاکر خود ہوُد اور زرہ داؤُد سے جسم انور کو مزین فرمایا تیغ صمصام و قمقام حمائل کرکے تیغۂ عقرب سلیمانی ہاتھ مین لیکر نیمچۂ سہراب یل کمر سے لگاکر باہر برآمد ہوے اور اشقر پر سوار ہو کر کچھ دور چلے تھے کہ سامنے سے مالک اژدر اسّی ہزار نیزہ دارون سے آتے دکھائی دیے سنان نیزہ یون چمکتی تھین کہ تارے سوا نیزے پر اُترے دکھائی دیتے تھے بہادران عرب عمامہ نورانی سرون پر باندھے تھے ایک طرف سے لندھور کا فیل نمایان ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ رات جو گذر چکی ہی عالم سے اب جاتی ہی اور لندھور کا اُسی پر رخ روشن جو دیکھا تو ثابت ہوا کہ اسی رات کا یہ آفتاب نکلا ہی غرضکہ سب سردارون سے سلام علیک کرتے ہوئے در دولت پر امیر آئے کچھ دیر یہان ٹھہرے تھے کہ جلوس سواری بادشاہ نکلنے لگا چوبدار برچھی بردار بلم بردار وغیرہ سب جلوخانہ سے باہر نکلے سامان باد بہاری آگے بڑھا بجا سلامی لینے کو ایک طرف ٹھہرا فرنگیون نے بگل بجایا ارگن کی وردی بجی ارمنی بیلا بجانے لگے کوس و دہل گڑگڑائے روشنی نمود ہوئی لڑکے حسین و خوبصورت لوٹے لخلخون کے لیے عود برکی کا گیتا اُسپر ڈالتے منقلون کو جلاتے گذر گئے زنانی ڈیوڑھی تک زنانہ سامان آکر ٹھہر گیا کہاریان پیاری پیاریان زیور طلائی مین غرق ناک بھون فرط نزاکت سے سمیٹے ہوادار بادشاہ کا کاندھے پر اُٹھائے قریب پردۂ سرخ پہونچین کہارون نے بڑھکر تخت بدلوایا حضور عالم کے برآمد ہوتے ہی

مردہون نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کا شور وغل مچایا امیر نے مجراگاہ پر جاکر اول مجرا کیا پھر لقا
لندھور بہرام فرامرز جمہور وغیرہ ہر ایک تسلیم سے کامیاب ہوا تخت ظل اللہ کو جانب میدان
قلب مین رکھکر لیچلے کہ فرد

وہ عظم و شان لشکر دیکھکر واہ ॥ فلک بھی کہہ رہا تھا اللہ اللہ

غرض ہنگام سحر نور کا تڑکا نقیب منقبت خدا کرتے ہوئے سوارون کے گھوڑے ہمہے بھرتے ہوئے
باجے عربی بجے کوس و نقارے بجتے ہوے سوے رزمگاہ روانہ تھے اُدھر صبح ہوتے ہی ملکہ
زیور جادو خواب مرگ سے اُٹھکر لشکر ساحران تیار کرکے میدان کی طرف چلی دنیا مین خرابی اس قحبہ
نے ڈالی آندھی آئی کالی روے ہوا پر ابر آکر چھاگئے ساحرون نے اژدر اپنے اُڑائے بُرجورات کو
قابو مین آئے تھے اُنکو بلاکر امتحان کیا کنکری کو پہاڑ بنایا پہاڑ کو کنکر کیا درخت جلاتے دریا کو جوش
مین لاتے کوہ و دشت مین تزلزل ڈالتے طائران سحر کو اُڑاتے ہوے میدان مین پہونچے
ایک طرف سے لقاے گمراہ ہاتھیون پر تخت کھچوائے خواصی مین بختیارک ایسے شیطان کو
بٹھائے رن پر چڑھا لشکر کو ہیجان دیا خریان ہنستا ہوا ساتھ تھا غرض جب یہ دونون گروہ انبوہ
انبوہ وارد میدان مصاف ہوے ظلمت و نور کا مقابلہ شب و روز کا سامنا تھا ایک طرف وحدہ
لاشریک لہ کے ماننے والے ایک طرف اپنے خدا کو ساتھ لیے ایک حق پر دوسرا ناحق پر لڑنے
پر تُل گئے ساحرون نے ڈہرو بجایا بجلیان چمک کر گرین صحرا جو آڑ رن کی تھا اُسکو جلادیا ابر سحر
برسا کر گرد و غبار بٹھادیا میدان پاک و صاف ہوا آئینہ بزم مصاف ہوا صفین ترتیب پذیر ہوئین
ملکہ زیور جادو اپنے تخت پر سوار صف لشکر سے آگے بڑھکر کھڑی ہوئی صبح کا وقت تھا تو یہ
معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب نکل آیا ہی امیر نے اُسکی صورت کو دیکھکر فرمایا کہ کیا اچھا ہوتا جو خدا
تعالی اسکو ہدایت فرماتا اور مسلمان ہوتی دولت حسن ضائع نہ جاتی کسی مسلمان کے کام آتی
غرضکہ شورش لشکر ترقی پر ہوا روے ہوا پر اژدر پھنکارنے لگے روے گیتی اثر زہر سے سوگیا
مشعلین دھڑ دھڑ جلنے لگین شعلہ رو جادوگرنیان بھڑک اُٹھین طاؤس و ہنس اُڑا کر حی کا ساحری
کے غل مچاکر بیرقون کو جلوہ دیکر قاصد ہوئین کہ صف لشکر اسلام پر جا پڑین اُسوقت نقیبون نے
نکلکر نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا جب یہ سب کنارے ہوے ملکہ زیور ہزاران ناز و ادا تخت
سامنے فیل لقاے خرس بادیہ ضلالت کے آکر اجازت طلب ہوئی اُس گبر نے کہا کہ جا تجکو

اسنے ید قدرت کے سپرد کیا یہ وہان سے تخت اُڑا کر سامنے لشکر اسلام کے ناف میدان مین پہونچی
اور پکاری کہ ای بندگان مغضوب خداوند آؤ میرے مقابل مین اسکی نہیب دینے سے یکایک صف
دست چپ مین طبل و نقارے بجے اور تہمتن خان خاوری ماموں شہزادہ قاسم کے گھوڑا اپنا اُڑا کر
سامنے تخت ظل اللہ کے آکر اجازت خواہ ہوے بادشاہ نے اُنکو سپرد خدائے پاک کیا یہ بہادر کب
اُڑا کر لطف چالشگری دکھاتے جولانگاہ پر آکر مقابلہ ساحرۂ بدسیر مین پہونچے انکو دیکھکر ساحرہ نے
ایک قہقہہ مارا اور ایک طرف کو منھ اُٹھا کر پکاری کہ ارے ابھی تک تو نہ آیا کہان مر رہا ہی اتنا کہنا تھا
کہ بونڈلا گرد کا جنگل کی طرف سے اُٹھکر قریب تر آیا اور اسمین سے ایک سوار مسلح و مکمل اسپ تازی
نژاد پر سوار نکلا برچھا ہلاتا ہوا سامنے زیور کے پہونچکر عرض رسا ہوا کہ ای ملکہ مین تو یہین حاضر تھا
آپ کیون غصہ فرماتی ہین جو کہیے بجا لاؤن زیور نے کہا کہ یہ جو سامنے تیرے کھڑا ہی مجکو قتل کرنے
آیا ہی اس سے سمجھ لے اور جو کوئی بعد اسکے اور آئے اُسکو بھی مارنا کہ ان لوگون نے خداوند باختر کو
بہت عاجز کر رکھا ہی یہ سنکر اُس سوار نے گھوڑے کو مہمیز کیا اور مقابل تہمتن خان پہونچکر اُسنے
ایڑھ گھوڑے کو زور سے کیا کہ گھوڑا اُسکا رقص کرنے لگا اور اسطرح اُس گھوڑے نے پیٹھ اپنی جھر جھرائی
کہ جسطرح مرکب پھریری لیتے ہین بس پھریری لینے مین زین کے اندر سے ایسا غبار نکلا کہ آندھی
آگئی اور دنیا کالی ہوگئی لشکر اسلام مین کچھ دکھائی دیا امیر بھی غافل تھے انکی بھی آنکھین بند ہوگئین
اب جو آنکھ کھلی اور زمانہ روشن ہوا سبنے دیکھا کہ تہمتن خان خاوری کا وہان پر سر کٹا ہوا پڑا ہی
لاشہ خون مین تڑپ رہا ہی سر سے لہو تازہ جاری ہی ایڑیان جو رگڑی ہین میدان مین گڑھے پڑگئے
ہین صاحب طاقت کا دم مشکل سے نکلا ہی یہ حال دیکھکر اہل اسلام آبدیدہ ہوئے لاشش اُس
باایمان کی اُٹھوا منگائی اور یہان سے فیروز خان خاوری نے جا کر اُس سوار کا مقابلہ کیا اُس سوار
کے گھوڑے مین نہین معلوم کتنا غبار بھرا ہوا تھا کہ ہر بار وہ پیٹھ جھاڑ کر نکالتا تھا اور دنیا کو سیاہ
کرتا تھا پھر جو دیکھیے تو سامنے لاشِ مبارز روز ہیجا کی پڑی نظر آتی تھی کہ آنکھین حسرت آلودہ کھلی
ہین گردن کٹی ہی صورت زیبا خاک و خون مین ملی ہی اسی طرح تا بہ شام وہ سوار میدان مین کھڑا رہا
اور مبارزان ملک خاوری یکے بعد دیگرے اُسکے مقابلہ مین جایا کیے اور قتل ہوا کیے چالیس سردار
شہر خاور کے اُسکے روبرو گئے مگر ہلاک ہوگئے پچھلا پہر دن باقی تھا کہ امیر نے قصد میدان مین

پہنچا

نکلنے کا گیا بختیارک ارادۂ امیر سمجھ گیا اُسنے طبل بازگشت بجوا دیا ملکہ زلور میدان سے پھری سوار گھوڑا اڑا کر جانب صحرا چلا گیا لقا ہنستا ہوا زلور پر سے زر و گوہر لٹاتا پھرا امیر بھی رنجیدہ خاطر مراجعت فرما ہوئے لشکریون نے کمر کھولی اور آسودہ ہوئے ملکہ زلور بارگاہ لقا مین آکر بیٹھی اور مصروف میخواری ہوئی بختیارک نے کہا اے ملکہ کیا کہنا کیا خوب پاکیزہ سحر ہے اور واہ کیا اچھی طرح تم لڑی ہو لیکن امیر کے اسم اعظم کی تمنے کچھ تدبیر نہین کی امیر کے نکلنے کا ارادہ مین پہچان گیا وہ آتے تو تمھارا سوار زندہ نہ رہتا یا تو ماش کا آٹا ہو جاتا اور اگر ساحر تھا تو جہنم مین جاتا زلور نے کہا ملک جی مین دھوکے کی لڑائی نہین لڑتی ماش کے آٹے کا سوار کیسا یہ سوار طلسمی ہے اور امیر آتے تو کیا ہوتا یہ سوار نہ مارے مریگا نہ کاٹے کٹیگا تم اطمینان رکھو اور آج پھر طبل جنگ بجوا دو لشکر دشمنون کا بہت ہی لڑنے لڑتے بہت عرصہ گذرے گا مین چاہتی ہون کہ جلد فیصلہ ہو جائے بختیارک نے کہا اے ملکہ بھولے سے بھی سوار کا ذکر سر دربار نہ کرنا ورنہ مار ڈالنے والے بھی بہت بدڈھب ہین وہ بغیر مارے نہ چھوڑینگے زلور نے کہا کیا تمنے مجھکو دیوانہ بنایا ہے یہ کہکر نفیر سحر کو دم دیدیا پھر وہی شورش وہی ہنگامہ برپا ہوا تا دیر زلور اُسی مقام پر رہی جب شہسوار زرین کلاہ آسمانی صحرا ے مغرب کی طرف گیا اور ساحرۂ شب کا بارگاہ عالم مین داخلہ ہوا کہ ابیات

طلسمی ہے جہان کا کارخانہ | کبھی شب ہے کبھی دن کا اُجالا | ہوا تاریک عالم جب ہوئی شب
چراغ آسمانی سب بجھے کوکب

ساحرہ اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آئی اُدھر امیر کشورگیر کو نفیر و طبل جنگ بجنے کی صدا اہلکارون نے پہونچائی اِدھر بھی نقارے اسکندری اور حشامی گڑگڑایا دلاورون میں اُسی چرچے کا زمانہ پھر آیا اپنی اپنی جگہ پر آکر پھر وہی منچلاپن دکھانے لگے وہی تیز بان وہی شوخیان جتانے لگے کہین تلوار چرخ پر چڑھی کہین تیر و پیکان کو آبداری ملی کسی نے زرہ درست کی کسی نے طبع سُست چاق و چست کی اِدھر ساحرون مین سحر کے جگانے کی گرم بازاری رہی پڑھنت زبانون پہ جاری رہی چار پہر رات یہی مشغلہ رہا جب مشعلۂ افروز عالم نور آفتاب ہوا عالم با آب و تاب ہوا کہ ابیات

کہ جب اس رات نے انجام پایا | جبین صبح پر اک نور آیا
گلابی رنگ پایا بام و در مین | شفق نے روشنی بخشی نظر مین

ہنگام سحر امیر باکرم مسجد کے پاس سے اُٹھکر جلوہ خانۂ شاہنشاہی مین آئے بادشاہ اُسی شوکت و جاہ سے برآمد ہوئے ہر ایک کا

مجرا و سلام ہوا قلب لشکر مین لبہان قالب تخت حضور لیکر جانب رزمگاہ مردان جنگ آزما چلے
کوس و نقارے اور دہل گرجنے لگے نسیم سحری چلتی تھی یونہین سی خنکی تھی باجے خوش نوائی
کے ساتھ بجتے تھے بہادر تنتے تھے اسی کر و فر سے وارد دشت مصاف ہوئے اُسطرف سے لقاے
گمراہ بھی فوج لیے آیا زلور جادو نے آکر ساحران نامی کا میدان مین پرا جمایا سامری جمشید
کے نعرون کی صدا سے دنیا بھر گئی بجلی سحر کی میدان صاف کر گئی نقیب جاوش للکار کر کنارے
ہوئے زلور نے بہ اجازت لقاے لیکر اپنے تئین میدان مین پہونچایا اور مبارز طلب کیا
اُدھر سے آج امیر نے قصد اول ہی نکلنے کا فرمایا اُسوقت الو الفتح نے میدان قرق کرنیکو اشارہ
کیا اُسنے دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار کل ہم عیار دربار کفار مین حاضر تھے کہ ساحرہ نے تخیار کر
سے کہا کہ یہ سوار طلسمی ہی اور آدمی آسے کا نہین ہی امیر آئینگے بھی تو کیا کر لینگے اسی سبب سے
مین جانتا ہون کہ آپ تشریف نہ لیجائین مبادا اسم اعظم پر کوئی آفت آئے تو تباہی لشکر کا سامان
ہوگا آج یہ غلام تدبیر معقول اُس سوار کی کریگا جب آج مجھسے کچھ نہو سکے اُسوقت آپ کو اختیار کہ
کل اُسی سوار کی فکر مین گیا تھا کچھ پتا اُسکا نہ معلوم ہوا مگر آج بہادرون کو تو لڑنے جانے دیجیے
اور مین سوار کی تدبیر کرنے پہلے سے جاتا ہون آپ کچھ فکر نہ کیجیے امیر نے یہ سنکر عرض کو اُسکی پذیرا کیا
اِس عرصہ مین آج دست راست کی صف سے سرداران شاہزادۂ بدیع و نور الدہر مثل
فضل بن گیا ہور وغیرہ مقابلۂ ساحرہ مین حسب اجازت بادشاہ گئے سوار طلسمی اُسی طرح
صحرا سے آیا اور گھوڑے نے اُسکے پیٹھ کو جھرجھرایا غبار نکلکر تاریکی چھائی اور لاش لڑنے والے
کی جب روشنی ہوئی تو نظر آئی تا بہ شام یہی معرکہ گرم رہا ساحرہ نے امیر کا نام لیکر پکارا نہ بہ
حسب وعدہ الو الفتح نکلنے کا ارادہ کیا قرب شام طبل بازگشت بجا لشکر دونون پھرے لقا آج
بہت خوش تعریف زلور کرتا ہوا بارگاہ مین آیا امیر پھر کر اپنے لشکر مین آئے کمر کھولکر آسودہ ہوے
الو الفتح آج پہلے ہی سے جنگل مین صورت بدلے ہوئے چھپا ہوا تھا کہ دیکھون سوار قدرت
کہان جاتا ہی الغرض جب سوار قدرت پلٹا اُسنے دیکھا کہ یہ آگے جنگل مین ٹھہرا اور ہر طرف
دیکھکر سامنے ایک چشمۂ آب صاف کا بہ رہا تھا اُسمین مع مرکب کود گیا اور غوطہ کھا کر غائب ہوا
اِس عرصہ مین بالکل شام ہو گئی تھی وہ وقت تھا کہ ضیاے خورشید بھی دریاے ظلمت مین ڈوب

گیا

گئی تھی اور چشمۂ افلاک مین کنول ستارون کے تیرتے نظر آتے تھے کہ ابیات

چھپے خط شعاعی جابجا سے — ٹھکے جی التماس مدعا سے — بڑھی مغرب سے لہراتی ہوئی شام
ہوا خورشید پر احسان آرام

ابوالفتح سوچا کہ اس چشمے مین جانا کاری دار دادر آج پھر ساحرہ نے طبل جنگ بجوایا ہوگا کل پھر یہی معرکہ لشکر اسلام پر آج کاسا در پیش آئیگا بہتر ہو کہ کوئی تدبیر کرون آخر سوچتے سوچتے اُسنے صورت اپنی ایک زن حسینہ وجمیلہ کی ایسی بنائی کہ زلف اُسکی جو دیکھے آشفتہ سری حاصل ہو سنبل لیلا کیا اُسکے مقابل ہو دل سودا زدہ کو سلسلہ جنبانی عشق وہی سلاسل کرے دل عشاق اسی کا پابندہ ہے گیسویہ کے پاس جبین کا چمکنا وہ کالی رات تو یہ ماہتابان یا شب سے سحر صادق کا طلوع ہونا بدران ابرودن کے سامنے اپنے تیئن بتاتا ہی مگر یہ کب اُنکا سا اپنے تیئن پاتا ہی ترک حسن نے قتل کی تلوارین بنائی تھین تیوریان چڑھتین تو دو تلوارین کھچی نظر آتین تھین دل عشاق پر اُنکے چڑھنے سے خنجر چل جاتے کشتگان ابرو مچل جاتے آنکھین وہ کہ جنکے سامنے ہر دل بیمار نرگس کو بھی اُنھین کے عشق کا آزار دام غم مین اُسکے گرفتار شب و روز آنکھین اُنکھون کی یاد مین ہر ایک بیدار پلک سے پلک نہ لگی جب اُنسے آنکھ لگی بادام کی طرح دل مردم پسے کسی جادو نے کہان ایسی طاقت پائی سامری کو یہ شعبدہ بازی کہان آئی معجزہ اِن آنکھون کو یہ حاصل کہ بیک ایماد اشارہ مردہ دل زندہ ہوتا ہی یہ سحر سامری کب کرسکتا ہی چہرۂ تابان مین بینی کا ہونا سبحان اللہ نیا اعجاز ہی کہ الف نور کا ما بین خورشید کھچا ہی کاتب قدرت سے نیا خط نور لکھا ہی کان ہر ایک جواہر کے کان فریادِ عاشق سننے مین انجان آئینۂ رخسار کے سامنے پانی پانی لب لعلین بہتر از عقیق یمانی دانت ہر ایک ہیرے کی کنی جان عشاق لینے پر دھنی دہن تنگ کی ایسی تنگی کسی غنچہ نے کب پائی یہ خلاق عالم کی ہی قدرت نمائی کہ بے نشان ایک چیز بنائی اُسکو دیکھکر چشمۂ حیوان بھی ظلمات مین نہان ہی سب پوچھتے ہین کہ کہان ہی چاہ ذقن مین آب سے ڈوبنے کی دلون کو ہوس بحر حسن کا گرداب ہی اُس کنوئین مین گر کر یوسف کا دل بھی نہ نکل سکے پستان سینہ مین ایسے کہ کوئی انار نہ پھل سکے سرو ساقد آسیرۂ ثمر قدرت خالق خشک و ترکہ ابیات مسدس

جان سو جان سے ہی خوبی پستان نثار — سرو سے قد نے یہ کیا خوب نکالے ہین انار — لوطبیان بازیہ دور تھی ہین یا ہین شکار
یا ہوے قمقمے دو نور کے روشن اکبار — دو یہ گلدستے لب بام دھرے ہین گویا — منقلب نور کے یا جام دھرے ہین گویا

کبھی چھاتی سے دوپٹا جو وہ ہٹ جاتا ہی
دم یہان عاشق بیدم کا اُلٹ جاتا ہی
ہی سراپا جو قیامت تو ہی آفت چل بل
وہ لگاوٹ کے ہین انداز کہ دل ہو بیکل

شرم سے جسم ہین اُنکا سمٹ جاتا ہی
بند محرم کے جو ہر وقت کسے رہتے ہین
ایسی رفتار چھلاوے کا بھی اِن جائے نکل
رنگ لائی ہی غضب طبع مین رنگینی ہی

رخ دوپٹے کے اُٹھنے کو پلٹ جاتا ہی
جان و دل طرفہ یہ بندش مین پھنسے رہتے ہین
نازک ایسی ہی کمر چلنے مین بل کھاتی ہی
دور ابھی نام خدا دھیان سے خود بینی ہی

پس اُس مہ پارہ نے ایک مقالی ہاتھ پر بنجی رکھی جو مکٹ اُسمین جلتی ہوئی اور زیور طلا کار سے جسم کو آرایش دی اور کنارے اُس چشمے کے آئی دو تین پتھر بڑے بڑے اُٹھا کر اُس چشمے مین گھما گھم ڈالے کہ تمام پانی اُسکا تلے اوپر ہو گیا اور چشمہ مین بڑا تلاطم ہوا سوار سحر گھبرا کر باہر نکل آیا اسنے دیکھا کہ وہی شخص ہی جو میدان مین جایا کرتا ہی مگر اسوقت گھوڑا نہین ہی اور اسلحہ نہین ہی غرض جب وہ سوار باہر آیا اسنے اُس لالہ فام قلزم حسن کو کنارے کنارے اُس چشمہ کے کھڑے پایا پکارا اے گوہر یم خوبی و آشنائے بحر محبوبی یہ پتھر تو نے ہی اس چشمے مین پھینکے تھے اُسنے کہا کیا مطلب تم جاؤ ہمنے جس لیے پھینکے ہین وہ آپ ہی آئیگا وہ سوار قریب اِسکے آیا اور اسکی صورت دیکھکر بیقرار ہوا اور پھر اس صفائی اور ڈھٹائی پر تو مرہی گیا اُسنے کہا اے پیاری یہ بری حرکت تمنے کی کہ اسمین ہم بیٹھے ہوے تھے اور تمنے پتھر مارے اس غواص محیط خوبی نے سنکر کہا مین کیا جانون کہ نگوڑے دریاؤن مین بھی آدمی رہتے ہین اچھا اب نہ پھینکون گی اے میان تمھارے چوٹ تو نہین لگی اگر لگ گئی ہو تو تم مجکو مار لو یہ کہکر پکارتی کہ یا خداوند تو اُس موے سے بدلا لے کہ جسنے مجکو یون خراب و خستہ کیا اُس سوار نے کہا اے مایۂ حسن و ادا و گوہر دریاے ضیا و صفا یہ تو بتلا کہ کس نے تجکو خراب کیا اور کیون تو اس جنگل مین آئی اور چشمے مین سنگ زن ہوئی اُسنے ایک آہ کی اور کہا کہ بیت

تلخ جینا ہوا ہمین اور مزے وہ لوٹین		روتے دیکھین ہمین جب ڈلکے پھپولے پھوٹین

اُس سوار نے کہا مین تیری ہر آن پر نثار اور ادا پر صدقے بتا تو کہ کسنے تجھے ستایا ہی یہ اپنا حال تو نے کیا بنایا ہی اُس نازکبدن نے کہا اے میان اب تمسے کیا پردہ رہا اور چھپا کون نگوڑا کہانتک ابتو آوارۂ دشت ادبار مین ہو چکی ذات برادری سے گئی مان باپ چھوٹے ٹھکین کی نہ رہی مین قلعۂ عقیق کوہ کی رہنے والی ہون اور نیچ قوم نہین اُتم ذات کی ہون اب اپنی ذات

کیا بتاؤن خیر اسکو تو یہین تک رہنے دو میرے گھر مین ایک چھوکرا نوکر تھا کاروبار گھر کی ٹہل کرتا تھا وہ مجکو دیکھکر فریفتہ ہوا اور مین بھی اُسکے دم مین آگئی اُسنے مجکو یہ سکھایا کہ پوجا کرنے کے بہانے سے سر شام تالابون پر جایا کرو مین دو روز سے تو اکیلی آئی اور پھر گئی آج اُسی سے وعدہ ہی کہ تالاب پر اُتر کی طرف جانا اور ڈھیلے اس چشمہ مین پھیکنا مین پہلے سے اُسمین اُتر کر بیٹھ رہونگا جب ڈھیلے تم پھیکوگی مین نکل آؤنگا سو اُسی کے لیے مین نے یہ ڈھیلے پھیکے تھے اُسکا تو کہین پتا نہ لگا تم البتہ نکل آئے یہ تو بتاؤ کہ تمسے بھی کیا کسی سے وعدہ اسی طرح کا تھا اُس سوار نے یہ سُنکر قہقہہ مارا اور کہا یہ بھی کچھ قاعدہ کلیہ ہی کہ جو آشنائی کرے وہ تالاب ہی مین آکر بیٹھے یہ کہکر اُس گوہر گرانمایۂ بحر حسن کو گلے سے اُسنے لگا لیا اور کہا ای سراپا ناز یہ آئین بھی قدرت کے کھیل کے ہین خداوند نے تیری آبرو بچائی پنچ قوم کے ہاتھ سے عزت برباد جاتی وہ لونڈا اٹھلوا تو نہین معلوم کہ کسی سردار کی بیٹی ہی نہین معلوم سوداگر زادی ہی تجکو اُس سے بھلا کیا نسبت خوب ہوا کہ تو اس تالاب پہ چلی آئی وہ لونڈا مارے ڈر کے جنگل مین آیا نہین تجکو روز اُسنے بھیجا شاباش تیرے دلکو کہ تو اُسکی محبت مین چلی آیا کی اسی طرح سمجھ لے کہ ہر بات مین وہ نکل جائیگا اور تجھسے دغا کریگا ای نازنین تیرے لیے سردار زادہ کوئی ہو تو زیبا ہی خبردار ایسا امر کبھی نہ کرنا کہ پنچ سے پیت کرکے اپنی عزت دنیا اب اگر تو محبت کرنا چاہے تو مین سردار طلسم ہوش ربا کا ہون اور ملازم ملکہ زلور جادو جو مصاحبۂ خاص شاہ جادوان افراسیاب عالیشان کی ہین اُنھون نے بڑی محنت کرکے مجکو پالا ہی اور سحر بند کیا ہی مین حمزہ سے لڑنے کو آیا ہون اور اُنکے حکم سے اس تالاب مین رہتا ہون تجکو مال دنیا سے مالامال کر دونگا اُس نازنین نے کہا کہ محبت تو سچ کو چھپوان نہین ہوتی کہ لگا یک مین تمسے کرنے لگون تم بھی میری کچھ دلون منت کرو پانون پر سر دھرو اور میرے گھر آیا جایا کرو اور خاطرداری کرو تو نہین بڑھتے بڑھتے محبت بھی ہو جائیگی یہ سُنکر وہ سوار اُسکے پانون پر گرا اور کہا ای جان جہان اچھا تو اب اپنے اُس لونڈے کا خیال چھوڑ کر میرے گھر مین تو چل اُسنے کہا میرے گھر مین سب راہ میری دیکھین گے دیر ہوگی تو سب چرچ جائینگے اُدھر کو وہ لونڈا راہ دیکھکر کسی تالاب پر سے گھر جائیگا تو اور بھی آفت ڈھائیگا مجھسے خفا ہو جائیگا مین اُسپر مرتی ہون اگر وہ خفا ہوگا تو مین جان دے دونگی اُس سوار نے کہا کہ ایک لمحہ بھر کے لیے کوئی خفا نہوگا اور ہم خداوند لقا سے

کہکر تیرے ماں باپ کو راضی کرا دینگے تیری عصمت کی خداوند سے گواہی دلوا دینگے اُسنے کہا پھر بھی کیون نہو مین تیرے ساتھ نہ جاؤن گی تو مجکو وہان لیجا کر بے عزت کریگا اور مین جانتی ہون کہ جو میری گت بنائیگا مردوسے جو اس بن آلو مجھ اکیلی عورت کو پاکر تو نے تو پاؤن پھیلائے ہین ایسی کچی نہین ہون مجھسے سب میری دائی بتلا چکی ہی کہ اسطرح مردوسے عورتون کو اپنے پاس بلاتے ہین اور اپنی جورو بناتے ہین سُن اے شخص مین کسی کی جورو نہ بنون گی جو چوری کی مٹھائی مین مزا ہی وہ کسی مین نہین ہی مین محبت نہ کرونگی وہ سوار بھولی بھولی باتین سنکر اور اُسکو گود مین اُٹھا کر تالاب مین کود پڑا ہرچند وہ تڑپی اور بیتاب ہوئی مگر اُسنے نمانا جب اُسکی آنکھ کھلی اور زمین پر پاؤن لگا دیکھا کہ یہان پانی نہین ہی ایک مکان بنا ہی چھت پردے چلمنون سے آراستہ ہی پلنگ جواہر کار گستردہ ہی نیچے اُسکے مسند بچھی ہی ہمہ اشیاے راحت و نعمت دھری ہی وہ ساحر آ مسند پر بیٹھا اسکو پہلو مین اپنے بسان دلکے بٹھایا اور پکارا کہ اے جان جہان یہان ٹھہر کر ایک جام شراب پی لے پھر تجکو مین تیرے گھر پہونچا دونگا مگر تیرے فراق مین یقین ہی کہ مین زندہ نہ رہونگا مدت سے مین ملکہ زلیور کو پیار کرتا ہون لیکن وہ میری مالک ہین اسوجہ سے راز دل اُنسے کہہ نہین سکتا خداوند نے اُنسے بہتر تجکو میرے لیے بھیجدیا ہی اب کیا پرواہ ہی اُس گلبدن نے انگوٹھا دکھا کر تیرے منہ کو جھلسا مین تیرے کہنے پر عمل کرون یہ کبھی نہوگا اب وہان اِس ماہ پیکر نے ہنگامہ گرم بازاری ناز و غمزہ کا گرم کیا کہ

ابیات

کہ چشم شوخ مصروف حیا تھی نہ تھے اسطرح چرچے انجمن مین	نگاہون مین تصور کو نہ جا تھی قدم واقف نہ تھے نقش زمین سے	نہ تھین ہوشیان کیف سخن مین زبان تھی آشنا ہان اور نہین سے

وہ ساحر اِسکے لپٹا جاتا تھا آخر اُسنے کہا مریے آگ لگ جائے تیری مستی پر اگر مین اس دریا پر آئی تو توکس سے یہ چہ میگوئیان کرتا لے اب مجکو گھر جانے دے میرا مارے بھوک کے برا حال ہی اُسنے کہا کھانا یہین موجود ہی کھالو تو ہمارے سر کی قسم پھر ہم جانے دینگے اُسنے کہا کہان ہی وہ سوار اُٹھا کہ کھانا لاؤن اِسنے کہا نہین ہم آپ لائینگے تو بتا دے اُسنے کہا دیکھو وہ سامنے تپائی پر خوان کسا رکھا ہی یہ ناز کبدن اُٹھکر اُس خوان پاس آئی اور کہا مین پہلے دیکھ لون کہ اسمین کیا کیا ہی تو لے بھی جاؤن اور جو کچھ میری پسند کا ہوگا تو نہ کھاؤنگی یہ کہکر خوان کو کھولا وہ ساحر تو اپنی جگہ پر

بیٹھ رہا تھا اور اُسکی آن دادا کا دیوانہ تھا اُسنے دہان خوان کھولکر کھانا جو کچھ اُسمین تھا اُسکو
آغشتہ بدارو ے بیہوشی کیا اور لیکر پاس اِس ساحر کے آیا کھانا سامنے چُنا اور آپ بھی بیٹھا پھر لوائے
کچھ بناکر اِس ساحر کے منھ مین دینے لگا اُسنے کہا ای گلفام تم آپ کھاؤ اور لاؤ مین تمکو کھلا دون
اُسنے کہا ای شخص اب کچھ کچھ تیری محبت آتی جاتی ہی ہمارا مردہ دیکھے جو ہاتھ سے ہمارے نہ کھائے
ناچار اُسنے خوش ہوکر منھ کھولدیا اُسنے چند لوائے اُسکو کھلائے اُسکو گرمی معلوم ہوئی کہا
ٹھہر جاؤ مین پانی پی آؤن جبتک تم کھاؤ یہ کہکر اُٹھا طمانچہ بیہوشی نے مارا کہ چرخ کھا کر گرا
ابوالفتح نے فوراً خنجر کھینچکر مارا مگر خنجر اُچٹ گیا اُسنے سیسہ کرچھے مین گرم کرکے سنسی سے منھ کھولکر
پلادیا کہ دل و جگر اُسکا جلگیا اور آواز گیرودار کی پیدا ہوئی وہ تالاب اور مکان بالکل سب نابود
ہوگیا بر روتے ہوئے زیور کی طرف گئے اور یہان ابوالفتح نے دیکھا کہ ایک غار بہت عمیق ہی
وہ مکان اور تالاب کچھ نہین ہی یہ اُس غار مین اُترا دیکھا کہ وہ سردار جو مارے گئے تھے امیر کے
وہ سب اُس غار مین ہین اور وہ گھوڑا بھی کہ جس پر یہ سوار چڑھکر میدان مین جاتا تھا بندھا ہی
مگر قریب جاکر جو دیکھا تو ماش کے آٹے کا ہوگیا ہی اور ایک تختی اُس سوار کی جھولی سے تلاش
کرنے مین ملی وہ تختی ابوالفتح نے لی اور سردارون کو لیکر اپنے ہمراہ جانب لشکر امیر روانہ ہوا
اور رات کو ملکہ زیور نے اِس خیال سے طبل جنگ نہ بجوایا تھا کہ دو دن برابر میدان داری سوار
کرچکا ہی ایک روز اُسکو آرام ملنا چاہیے اب کل کے روز پھر لڑون گی اور اُسکو اطمینان تھا کہ میرے
سوار پاس تختی ہی کہ اُسکے سبب سے وہ طلسم بند ہی وہ امیر کے ہاتھ سے مارا نہ جائیگا اسطرح سے
کہ جیسے نقابدار گریان و خندان امیر کے ہاتھ سے مارے نہ گئے اور اُنکو عمرو نے عیاری کرکے مارا
حال ہفت در بند فرعونیہ آخر ایرج نامہ مین ہی الحاصل کچھ دیر بارگاہ لقا مین ٹھہر کر بختیارک
سے صلاح کرکے اپنی بارگاہ مین آکر یہ آرام پذیر ہوئے تھے رات آدھی کے قریب آچلی تھی کہ یکایک
بیرون کے رونے کی صدا کان مین آئی یہ گھبرا کر اُٹھی سحر پڑھا کہ بر سامنے آئے یعنی چند طایر
سامنے آکر گرے اور پکارے کہ ای ملکہ ایک ساحرہ تالاب مین سوار طلسمی کے آئی اور اُسنے آکر
اُسکو مارا امیر کے سردارون کو چھڑا کر لیگئی یہ کہکر وہ طائر غائب ہوئے اور زیور یہ خبر سنکر بدحواس
ہوگئی کہ اب بڑی مشکل پڑیگی پھر دلکو کڑا کرکے گویا ہوئی کہ خیر سمجھ لیا جائیگا یہ خداپرست کہان جائیگی

میرے ہاتھ سے مگر حیران تھی کہ ساحرہ کون تھی جو وہان گئی ارے جب مین گھر سے چلی تھی تو سوار کو
پہلے سے مین نے بھیجدیا تھا اور وہ بھی اسی جگہ آکر رہا تھا کہ بتا اُسکا ملنا ممکن نہ تھا اچھا اب اور کچھ تدبیر
کرونگی یہان تو یہ اس تردد مین تھی اُدھر ابوالفتح نے سب سردارون کو لاکر داخل بارگاہ سلیمانی کیا
امیر بھی دربار برخاست کر چکے تھے لیکن خبر سُنکر خوشنود ہوے سردارون نے خلعت آکر ابوالفتح
کو دیے اور بہت خوشی لشکر اسلام مین ہوئی وہان رات کو زیور فکر مین سوئی نہین کروٹین لیا
کی اُسوقت ایک خواص خاص نے اسکی اُسکو متردد دیکھکر کہا کہ اے ملکہ آپ کو فکر کس بات کی ہے اگر ان
مسلمانون کی فکر ہے تو مجھسے ارشاد ہو کہ مین جاکر کام اُن خدا پرستون کا تمام کردن زیور نے کہا اس سے
کیا بہتر ہے مطلب سے مطلب ہے تم ہی سہی اُس خواص نے کہ جوشن جادو اسکا نام ہے اجازت پاکر
تیاری کی اور اُسی رات کو بارگاہ زیور سے نکلکر جنگل کو روانہ ہوئی اتفاق روزگار سرہنگ عیار
اس فکر مین لشکر ساحران مین آیا تھا کہ ہو سکے تو زیور پر کوئی عیاری کرون اُسنے دیکھا کہ ایک ساحرہ
بارگاہ سے نکلکر لشکر کے باہر جاتی ہے بس یہ بھی اُسکے عقب مین روانہ ہوا وہ ساحرہ کچھ دور چلکر اُڑی اور صحرا مین
قریب درہ کوہ پہونچکر اُتری اور زمین کو وہان کی لیپ کر آگیاری کرکے اُسنے چاہا کہ سحر کرون تاکہ آفت
لشکر اسلام پر نازل ہو سرہنگ تو اسکے پیچھے چلا ہی تھا ڈھونڈھتا ہوا ادھر بھر آیا اور اُسنے دور سے
اُسکو دیکھا بس فوراً صورت ایک ساحر کی ایسی بناکر راہ کترا کر ایک رسی ہاتھ مین لیکر درہ کوہ مین سے
نکلا مگر کہتا ہوا کہ واہ ری رسی واہ ری رسی مین نے آج تک کوئی قدر تیری نہ کی اگر چاہتا تو خدا پرستون
کی لڑائی فتح کر لیتا خیر اب کل تجھسے کام لونگا یہ کلام جوشن جو بیٹھی تھی اُسنے بھی سنے اور اُسکو پکارا کہ
بھائی ساحر ذرا یہان آؤ یہ اُسکے سامنے گیا اور پوچھا کہ تم کون ہو اُسنے کہا مین تو جوشن جادو ملازم
زیور ہون لیکن تم بتاؤ کہ یہ رسی کی کیا تعریف کر رہے ہو اور کل کیا کروگے اُسنے کہا دیکھ لینا کہ جو کچھ
کرینگے اُسنے کہا آخر ہم بھی تو سُنین اُسنے جواب دیا کہ یہ رسی ہمارے پاس جادو کی ہے اگر کہو تو تمام عالم
کو اس سے باندھ لین اُسنے کہا واہ یہ رسی تو خوب ہے ہمکو دو ذرا دیکھین کہ کس طرح کی بٹی ہے یہ سُنکر سرہنگ قریب اسکے
لایا اور کہا اجی جاؤ بھی میرا راز کھُلگیا وہ دیکھو تمھارے پیچھے کھڑے سُن رہے تھے اُسنے اسکے کہنے سے پیچھے
پھر کر دیکھا اُسنے وہ رسی نہ تھی کمند تھی اُسکے حلقے گردن مین پہنا دیے اور جھٹکا مارا کہ حلقے گردن مین کچے ہوئے اُسنے
گرا کر خنجر سے سر کاٹ لیا غل و شور برپا ہوا کہ ارے مارا جوشن جادو کو لاش اُسکی بونڈلے چکر دیتے ہوئے

سامنے زیور کے لائے اور کہا اِسطرح ایک ساحر نے اِسکو مارا زیور بہت ہی پریشان ہوئی کہ یہ ساحر
کون ایسے دشمن لگے ہوئے ہین اِس عرصہ مین وہ رات بھی تمام ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ جوشن طلائی
مہر بازوے فلک پر بندھا اور ہالۂ ماہ کا کنگن شاہد شب کی کلائی سے اُترا کہ بیت
کھلے لفظ مثلث کے معانی + نو دو دہشت کی تھی مہربانی + صبحدم لقا دربار مین آکر بیٹھا
زیور بھی آئی سجدہ کیا پھر اپنی جگہ پر بیٹھی اُدھر امیر بھی دربار مین آئے بادشاہ سریر جہانبانی پر آکر رونق
افروز ہوئے ابوالفتح کو خلعت عنایت کیا حال قتل سوار سُنا پھر ابوالفتح نے حال قتل جوشن
بیان کیا سرہنگ کو بھی خلعت فاخرہ ملا وہان زیور کو چپ چپ دیکھکر بختیارک نے کہا ای
غنچۂ گلزار حسن آج کیا اوس پڑی ہی کہ وہ گل کی روش خندہ زنی نہین کرتی ہو زیور نے کہا ملکجی
رات کو میرا سوار مار ڈالا گیا اور ایک خواص خاص بھی کام آئی اور مین حیران ہون کہ خبر سنی مین نے
کہ ایک کو تو ساحرہ نے مارا اور ایک کو ساحر نے بختیارک نے کہا لیجیے مبارک باشد لگا تو لگ گیا
ہم نہ کہتے تھے کہ کوئی اُنھین یا اُنکے سردارون کو ستائے اور پھر زندہ رہے اے زیور وہ ساحر اور
ساحرہ نہ تھے وہ عیار تھے یا تو سرہنگ تھا یا ابوالفتح تھا یہ اُنھین کا کام ہی تم گھبراتی کیون ہو
ابھی تو دیکھو اور کون کون مارا جاتا ہی یہ سنکر اُسنے کہا ابوالفتح کون شیطان نے سب تیرے عیارون
کے بتائے اُسنے کہا تو مین ابھی جاکر اُس موئے کو پکڑے لاتی ہون بختیارک نے ہرچند منع کیا
نمانا اور بیٹھے بیٹھے غائب ہوگئی اور لشکر اسلام مین آئی یہان وہی رونق اور پاکیزگی دیکھی بازارین
آراستہ پائین مگر غصہ مین بھری تھی ہر طرف ابوالفتح کو ڈھونڈھنے لگی وہ بارگاہ سلیمانی مین تھا
کہین پتا اُسکا نہ معلوم ہوا ناچار یہ بازار مین سیر کرنے لگی بازار چارطاق بلقیس اور بازار زرنگ
چوب شمشاد وغیرہ اُسکے بہت پسند خاطر ہوئین اُنھین بازارون مین پھرنے لگی اور ابوالفتح بعد
کچھ عرصہ کے بارگاہ سلیمانی سے نکلکر بازار کی طرف گشت کرنے چلا اور اُسنے دور سے دیکھا کہ زیور
بازار مین پھر رہی ہی حیران تھا کہ یہان کہان آئی اسی اندیشہ مین چاہا اُسنے کہ کوئی صورت بدلکر
اِسکے پاس جاؤن مگر اُسنے بھی دیکھ لیا تھا کہ وہ ابوالفتح کھڑا ہی بس اُسنے بزور سحر ہاتھ پاؤن اُس
عیار کے بیکار کر دیے اور وہان سے پنجہ بنکر جو اُڑی ابوالفتح کی کمر مین پنجہ دے کر لے اُڑی بازارین
غلغلہ ہوا مگر بازاری کیا کرتے اِدھر ساحرہ ابوالفتح کو پہاڑ پر لائی اور زمین پر اُتار دیا ابوالفتح کی

جب آنکھ کھلی جیپکا کھڑا ہو رہا کہ تن بر ضبیہ قضا اُدھر زیور نے کہا ارے موئے کمبخت غارت ہوئے
تو نے بڑا غضب کیا کہ میرے سوار کو مار ڈالا ابوالفتح نے کہا جی ہان مارا تو ہی پھر آپ اپنا مطلب
فرمائیے کہ کیا ہی زیور نے کہا او موئے کی ڈھٹائی تجکو اپنی جان کا بھی خوف نہ آیا کہ آخر اس سوار کا
کوئی مالک بھی ہوگا پھر وہ مجھسے کسطرح پیش آئیگا ابوالفتح نے جواب دیا کہ میری اس بات سے دلجمعی
ہی کہ کوئی میرا کچھ کر نہین سکتا ہی اور مین نے بیسون کو مار ڈالا تمھین بھی مار ڈالونگا آج البتہ اس امر کا
اقرار کرتا ہون کہ اگر تم مجھکو چھوڑ دو اور میرے حال پر رحم کرو تو البتہ اب جو تم سوار بناؤگی مین نمارونگا
زیور نے کہا ارے فیلسوف مین تیری باتون سے خوب آگاہ ہون بھلا موے تو مجکو کیا دم دیگا اور مین
کب تیرے فقرے مین آنے والی ہون لو صاحب اب جو مین اور کوئی سوار بناؤنگی تو یہ نمارینگے
اب کی جو مارا ہی تو اُسکو معاف کر دون ابھی کیون نہ مین مار ڈالون ابوالفتح نے کہا ایک خطا دو خطا
تو سب معاف کرتے ہین مگر تیسری خطا مین سزا دیتے ہین سو آپ بھی جب تین خطائین مین کرون
تو سزا دیجیے گا آپ کی تو ابھی ایک ہی خطا ہوئی آپ ابھی سے برہم کیون ہوتین زیور نے کہا کیا کہنا
تیرے بیان کا ماشاء اللہ کیا جرات ہی کہ ایک تو خطا کر چکا ہی اب اور چاہتا ہی کہ دو اور کرون سو مجکو
کیا غرض ہی کہ مین تیسری خطا کا راستہ دیکھون اور علاوہ اسکے تم لوگون کا تو کام ہی یہ ہی کہ تمام عمر
دغابازی مکاری کرتے ہو اور اپنی حرکت سے باز نہین آتے یہ کہکر پھر پنجہ مین دابکر اڑی اور ابوالفتح
کو سیدھی بارگاہ لقا مین لائی کہ دیکھو ملکجی مین پکڑ لائی ملکجی نے کہا کہ شاباش میری شیرنی زیور نے لقا
سے کہا کہ یا خداوند پھر اب مین اسکو قتل کرتی ہون آپ کیا فرماتے ہین اُسنے کہا یہ بڑا گنہگار ہی ہمنے بھی
اجازت دی مار ڈال اُدھر بختیارک نے بھی اجازت دی کہ ای زیور اگر اسی طرح کڑی پڑو گی اور
مار ڈالنے مین جلدی کروگی تو البتہ فتحیاب ہوگی مار ہی ڈالو تو بہت بہتر ہی اب مناسب ہی کہ جلدی کرو اسکے
قتل مین ایسا نہو کہ لشکر اسلام مین خبر ہو جائے اور اُنکے حامی آجائین تو مشکل پڑ جائیگی سب محنت
تمھاری برباد ہوگی اورون نے بھی تائید کلام کی کہ ای ملکہ ملکجی سچ کہتے ہین کلباد جادو اور آفت خیز
جادو اسکی مصاحبین بھی گویا ہوئین کہ داری جلدی مار بے اس مونڈی کاٹے کو کہ اسنے سوار کو ہمارے
مارا ہی یہ تقریر ایک خدمتگار کہ پشت بختیارک پر کھڑا رومال جھل رہا تھا اُسنے بھی سنی اور چپکے سے
کان مین ملکجی کے جھک کر کہا کہ ملکجی آپ کا ایک زمانہ دشمن ہو رہا ہی اور آپ اپنے مشورہ سے ابوالفتح

بھانجے کو عمرو کے قتل کراتے ہین یہ بات سب مین مشہور ہوجائیگی اگر کوئی آپ سے آکر دعوی خون کریگا تو آپ کی جان مفت جائیگی اور عمرو سے بھی شرمندہ ہونا پڑیگا اب ساحرہ قتل کرنے پر آمادہ ہی آپ عیار کو قتل ہوتے نہ دیکھیے تو اچھا ہی بختیارک نے یہ کلام خیرخواہی کے زبانی خدمتگار جو سُنے کہا سچ کہتا ہی اور اُٹھکر اپنے خیمہ مین چلا گیا وہ خدمتگار بھی اسکے ساتھ اسکے خیمہ مین آیا دیکھا تو بختیارک یہان آکر لیٹ رہا ہی خدمتگار نے آتے ہی چادر کو منھ پر سے ہٹایا اور کہا ملکجی کیون ہم لوگون سے بے اعتنائی بختیارک جو دیکھے تو سرہنگ مصری ہی جان نکل گئی کہا جی پیر و مرشد کیا اُسنے ایک بکٹا بیہوشی کا اُسکے منھ پر ملدیا اور اُسکو پلنگ کے نیچے ڈالکر داڑھی اُسکی مونڈکر منھ اُسکا کالا کرکے اُسکو وہین چھوڑا اور اُسکے کپڑے پہنکر اُسی کی ایسی صورت بنکر بارگاہ مین آیا اور زلوبہ کا ہاتھ پکڑکر کہا میری دو باتین سُن لو تو اس عیار کو مارنا زلوبہ نے کان اپنے لگا دیے اُسنے کہا اے ملکہ دشمن کے مارڈالنے سے مطلب یا کہ تمام عالم مین شہرت کرنے سے مطلب ہی سر بارگاہ اسکے قتل کرنے مین نقصان ہی قتل نہ کرنے پاؤگی عیار لگے ہونگے وہ ایک پتھر تمپر مار دینگے کھوپری ترشکر دور گریگی اس سے بہتر ہی کہ تم اُسکو ایک خیمہ مین لیجاؤ وہان سر کاٹ لو تا کہ کسی کو خبر بھی نہو اپنے کام سے کام رکھو زلوبہ نے کہا تم سچ کہتے ہو کیا کہنا اے شیطان درگاہ تمھاری عقلمندی کا آخر کیون نہو خداوند نے ایسا ہی سمجھ لیا ہی جب تو یہ عہدۂ شیطنت تمکو دیا ہی اور تم جو چاہتے ہو خداوند کو کہتے ہو وہ بُرا نہین مانتے یہ کہکر ابوالفتح کو پکڑکر ایک خالی خیمہ مین لیگئی جو خواصین کہ ساتھ آنے لگین اُنکو بھی منع کیا سبکو روک کر شیطان کو بلایا اور چاہا کہ سر ابوالفتح جدا کرے بختیارک نقلی نے کہا کہ اسوقت سحر اپنا اسیر سے اُتار لو تا کہ آہستہ جان اسکی نکلے اُسنے سحر اُتار لیا اُسوقت بختیارک نے ایک بیضہ بیہوشی ناک پر زلوبہ کے مارا کہ وہ چھینک مارکر بیہوش ہوئی مگر زمین پر گرتے گرتے اندر زمین کے سما گئی بختیارک یعنی سرہنگ نے ابوالفتح کو کھولدیا اور کہا جاؤ ابوالفتح بھی مسحور نہ تھا ایکطرف کو نکلگیا اور زلوبہ جب اندر زمین کے پہونچی سردیسی زمین کے ہوشیار ہوگئی اور تڑپ کر باہر نکلی یہان کسی کو بھی نہ پایا باہر نکلکر پوچھا کہ بختیارک شیطان درگاہ کہان ہین لوگون نے کہا آپ ہی کے ساتھ گئے تھے پھر ہمنے نہین دیکھا اُسنے اُسوقت ابوالفتح کو تلاش کیا جبکہ وہ بھی نہ ملا تو ناچار ہوکر بارگاہ لقا مین چلی آئی اور آکر ملکجی کو پوچھا یہان بھی لوگون نے وہی کہا کہ آپ کے ساتھ تھے ابھی تک تو یہان نہین آئے مگر یہ تو بتلائیے

کہ آپ نے اُنکو کہان چھوڑا جو آپ ڈھونڈھتی پھرتی ہین اُسنے تمام حال اپنے ساتھ جانیکا اور بختیارک
کے انڈا مارنیکا اور اپنے غائب ہوجانیکا بیان کیا سبنے یہ کلام سنکر کہا شاید خواجہ سلامت کے قدم
طلسم سے یہان آگئے معلوم ہوتا ہی کہ وہی اُنکو لیگئے زیور یہ سنکر گھبرا گئی اور ڈھونڈھتی ہوئی خیمہ
بختیارک مین پہونچی اور ہر طرف ڈھونڈھنے لگی ایک جگہ ملک جی کو دیکھا کہ ننگے پڑے ہین یہ شرماکر
آنکھین نیچی کرکے پکاری کہ صاحبو یہان آکر تو دیکھو یہ کسطرح پڑے ہین سپاہی سے کہا بی بی رات کو
ایک مہتر مرگیا تھا اس خیمہ کی پشت کی طرف وہی پڑا ہی اُسنے کہا مونڈی کاٹے تو دیوانہ ہی مین اندر
خیمہ کے کہتی ہون تو مہتر بتلاتا ہی غرض دو چار آدمی اندر آئے اور بختیارک کو اُس حال سے
دیکھکر اُنھون نے کہا کہ یہ کوئی ملکجی کے خیمہ مین دلگی کرگیا ہی کہ حلال خور کو لاکر ڈال گیا ہی غرضکہ
اُنھون نے منہ پر بختیارک کے پانی چھڑکا کہ وہ ہوشیار ہوا ملکہ نے کہا ارے شیطان جاکر
کپڑے پہن بختیارک ایک ہاتھ آگے ایک پیچھے رکھکر حمام خانہ مین گیا منھ دھوکر کپڑے پہنے پھر باہر آیا
اور زیور کے ہمراہ لقا کے سامنے گیا اور سب حال اپنا بیان کیا اُسنے سُنکر کہا کہ کیون ای شیطان
درگاہ تو بہت چھیڑ چھاڑ کیا کرتا تھا آج تو اُسکی سزا کو پہونچ گیا بختیارک نے کہا کہ یا خداوند یہ تو آپ
سچ فرماتے ہین غلام تو اپنی سزا کو پہونچ گیا مگر کیا وجہ ہی کہ جو آج خداوند کی ڈاڑھی نہ مونڈی گئی کس
واسطے کہ ہمیشہ کا یہ دستور چلا آتا ہی کہ جب تقدیر ہماری برگشتہ ہوجاتی ہی تو ساتھ ہی آپکی بھی تقدیر
پھر جاتی ہی اور ریش خداوند کام آتی ہی لقا نے کہا تقدیر کا معاملہ کبھی یون ہی کبھی وون ہی تو
ذلیل ہوا مین صاف بچ گیا قلم قدرت مین کسی کا اجارہ کیا ہی جدھر پھر گیا اُدھر پھر گیا ابکی یون ہی
چل گیا پھر اسکو مین کیا کرون غرض یہ تو اسطرح کہ رہا تھا کہ زیور نے رقعہ جمشیدی دیکھا معلوم
ہوا کہ سرہنگ مصری عیار ابوالفتح کو لے گیا اور ایک مرتبہ تجکو مار ڈالے گا بہت دوڑتی نہ پھر اس
مضمون کو دیکھکر زیور بہت گھبرائی بلکہ مثل مردہ ہوگئی اُسمین ایک پتلے نے سحر کے آکر سلام کیا اور
کہا مین آپکی امی جان ملکہ سفاک کا بھیجا ہوا آیا ہون یہ نامہ لیجیے اور جواب عنایت کیجیے ای ملکہ
مین دو روز سے آپ کے ہمراہ ہون اب اطلاع کیے دیتا ہون کہ ابکی بار عیارون کے ہاتھ سے بمدد
خداوند سامری آپ زندہ بچ گئین مگر اب کسی طرح سے امید نہین ہی مین جاکر سفاک سے کہدیتا
ہون کہ وہان بیٹی آپکی عیارون مین گھر گئی ہین کس لیے ای ملکہ آپ غافل ہین کسطرح اپنی جان کی

لے

اب کو پروا نہین ای لیجیے دیکھیے وہ دو عیار اب بھی آپ کی فکر مین کھڑے ہین پھر تمھاری جان بچنے کی
کون صورت ہی زیور نے اُس پتلے کے کہنے سے اُسطرف دیکھا کہ جدھر اُسنے بتایا تھا واقعی دو عیار دن
کو کھڑے پایا پس چاہا کہ دونون کے واسطے دستک دینے کو ہاتھ اُٹھائے اُسنے تو ہاتھ اُٹھاے عیار
دونون کافور ہو گئے جستین کر کے یہ کہتے ہوئے کہ اری فحبو ہم کب ہاتھ آتے ہین نکلگئے وہ پتلا پکارا کہ
وہ گئے گئے اب دستک دینے سے کیا ہوتا ہی زیور شرمندہ ہو کر رہگئی اور سرہنگ اور ابو الفتح صورت
بدلکر بارگاہ زیور کی طرف چلے وہان پتلا بھی رخصت ہو کر روانہ ہوا اب زیور کو تو یہان رہنے دو مگر حال
پتلے کا سُنو اسکو بسبب محبت کے بیٹی کے پاس سفاک جادو نے بھیجا تھا اور آپ افراسیاب
کے پاس آئی تھی وہان سے حیرت کے پاس آئی کہ ملکہ حیرت بادشاہ سے کہکر مجکو اجازت
بیٹی پاس جانے کی شاہ سے دلادیگی غرض یہ حیرت پاس دنگل پر بیٹھی ہی کہ پتلا جا کر پہونچا اور اُسنے
ملکہ حیرت کو مجرا کیا اُسنے اسکو مطلق نہ پہچانا ملکہ گھبرا گئی کہ یہ غیر کا پتلا کیونکر آیا بس جلد اُسنے اپنی انگلی
ایک گھڑی کی نہین معلوم کہ یہ کیا کیا اُسوقت پتلا پکارا کہ ہین ملکہ سفاک جادو کا پتلا ہون میرا قتل
کرنا ای ملکہ روا نہین اور کسی طرح واجب نہین سفاک یہان بیٹھی ہین اسلیے مین آیا آیندہ آپ
سفاک کی اور ہماری مالک ہین حیرت نام سفاک سُنکر خاموش ہو رہی اُدھر لشکر مہرخ بھی
سامنے اُترا ہوا ہی اُدھر سے قران وغیرہ نے بھی صورت بدلکر قصد کیا ہی کہ بارگاہ حیرت مین چلکر
آج سیر کرین چنانچہ دو عیار لشکر اسلام کے بھی صورت بدلکر داخل بارگاہ حیرت ہوئے اور علیحدہ کھڑے
ہو کر حال دریافت کر رہے تھے اور چالاک بن عمرو بھی صحرا سے آکر بہیئت مبدل داخل بارگاہ
ملکہ حیرت تھا غرض یہ عیار تو فراش سپاہی بنے ہوئے موجود تھے کہ پتلے نے سفاک کے کہا ای
ملکہ سفاک جادو صاحبزادی آپ کی ملکہ زیور جادو عیاران لشکر اسلام کے ہاتھ سے قریب ہی
کہ مار ڈالی جائین اُنکو اس حال مین چھوڑ آیا ہون یہ کہکر سب ماجرا جو بیان ہو چکا پتلے نے بیان کیا
سفاک جادو کے چہرہ کا رنگ سفید ہو گیا اور حیرت جادو سے بیقرار ہو کر عرض رسا ہوئی کہ
ای ملکہ آپ مجکو اجازت بادشاہ سے منگوا کے روانہ کر دیجیے ایسا نہو کہ میری بچی کنے والی ہنڈی کام
آجائے مین پہلے ہی کہتی تھی کہ وہ نگوڑی لڑانا بھڑنا کیا جانے شہنشاہ نے نانا یہ کہکر پھر گویا ہوئی کہ
ای ملکہ آپ اپنی طرف سے مجکو رخصت دیجیے مین اب ایک دم بھر نہین ٹھہرنے کی مقرر جاؤن یہ جاؤن

صاحب میری ساری جان لڑکی مین پڑی ہی کھانا پانی حرام ہی رات کو نیند نہین آتی ہی حیرت نے کہا کہ بی بی اختیار ہی مگر میری یہ طاقت نہین کہ مین تمکو بغیر حکم شہنشاہ افراسیاب کے ایسے مقام پر روانہ کر دون اسمین ایک اور خواص بھیجے حیرت جادو کے کھڑی ہوئی تھی کہ نام اُسکا مار کاکل سیاہ جادو تھا کاکل اُسکی افعی دوسر کی طرح تھی اُسنے سامنے آکر عرض کیا کہ اگر حکم ہوئے تو یہ کنیز ناچیز ملکہ زیور جادو کی حفاظت کے لیے چلی جاے میرے لیے تو کچھ احتیاج اجازت لینے کی نہین ہی مین جاکر وہان اپنی آنکھون سے رنگ ڈھنگ دیکھون اور باغیون کو بھی غارت کر دون ملکہ زیور میری شہزادی ہین مین نے اُنکو گودیون مین کھلایا ہی بھلا مجھ سے تو کاہیکو ہوگا کہ وہ لڑین اور مین بیٹھی دیکھا کرون حیرت نے پوچھا کہ بی بی تم کون ہو سفاک نے عرض کیا کہ جی یہ میرے میکے کی خواص ہی اب اسی ایک کمبخت کا تو دم باقی رہگیا ہی جس سے میرے میکے کا نام چلا جاتا ہی کہ ملکہ کے میکے کی ہی نہین تو اب ہی کون ای ملکہ مین اسکو اپنا روح و جان جانتی ہون اور کل گھر بھر کا اختیار اسی کے ہاتھ ہی خواہ سیاہ کرے یا سفید اور مین سچ کہون اس سے بھی کوئی بات سوا ے خیر خواہی آجتک ظہور مین نہین آئی حیرت نے کہا پھر اچھا ای سفاک اسکو بھیجدو اور سنو میری جان شہنشاہ سے تم بھی کہہ چکی ہو کہ حضور مجھے بھیجے اُنھون نے نہین بھیجا بادشاہ کی ضد تم جانتی ہو یہی اُنکے مزاج مین آگئی اب اُنسے تم ضد نہ کرو اور مجھسے نہ کہو اور شاید میرا کہنا نہ مانین تو میری بھی بات جائے اور میری جان ہان جاکر تم کیا کروگی اگر میرے منھ مین خاک خداوند نے قضا زیور کی لکھی ہی تو تم روک نہ سکوگی سفاک نے کہا پھر ای میری بہوی صبر بھی تو نہین آتا اچھا ای مار کاکل سیاہ تو جا بارہ خواصین جو تیرے تابع ہین اُنکو ساتھ لیجا اور خیمہ وغیرہ اپنے ساتھ سامان راحت لے لے فوج اپنے ہمراہ لیجا کر کیا کریگی لشکر تو بی ناجو صاحبزادی صاحب ساتھ لیگئی ہین پھر کیا ضرور مار کاکل نے کہا مجھے لشکر لیجانے کی کیا ضرورت ہی میرے پاس وہ چیز ہی کہ جاتے ہی لشکر حمزہ کو بات کرنے کی بھی مہلت نہ دونگی سفاک نے کہا صاحب مین کسی کی لونڈی باندی تو ہون نہین بادشاہ آئے اور اجازت لیکر مین بھی آئی مار کاکل نے کہا آپ آنے بھی نہ پائیگا کہ مین وہان فیصلہ کر دونگی حیرت نے کہا آخر وہ چیز تیرے پاس کیا ہی کہ جو دم بھر مین سبکو غارت کر دیگی ہم بھی تو اُسکو دیکھین کہ وہ کسطرح کی ہی یہ کلام سنکر مار کاکل سیاہ نے اپنی چوٹی مین سے بیضہ عقاب جمشیدی کا نکالکے دکھلایا اور کہا کہ حضور

اسکو ملاحظہ کرین ہماری پشتہا پشت سے یہ ہمارے خاندان مین چلا آتا ہی اور تاثیر اسکی یہ ہی کہ جب مین اُسکو مار دونگی طبقہ زمین کا اُلٹ دونگی کیسے ہی بڑے لشکر پر مارون سب غارت ہو جائے حیرت نے کہا واقعی یہ بہت بڑی نایاب چیز ہی اب ہماری خاطر جمع ہوئی اور سفاک سے دیکھکر کہا کہ مارکاکل بھی بڑی خاندانی ساحرہ معلوم دیتی ہی اچھا اے مارکاکل تم سدھارو اور فتح کرکے جب آؤ گی تو اپنا مرتبہ بیش شہنشاہ دیکھنا کہ کیا ہوتا ہی غرض مارکاکل نے رخصت پاکر اپنے خیمہ مین آکر دس خواصون کو اپنے ساتھ لیا اور تخت سحر تیار کرکے ایک اژدر سحر پر خیمہ لدوا کے کوہ عقیق کا راستہ لیا چلتے وقت سفاک نے کہدیا تھا کہ آج جاکر کوہ لاجورد کے قریب مقام کرنا اور کل وہان سے کوچ کرکے طلسم آئینہ کی طرف کو چھوڑ کر سیدھی طلسم سے باہر نکلجانا اور خداوند کے پاس پہونچ جانا الحاصل جب وہ چلی چالاک تو ایسی باتون کی فکر مین رہتا تھا کہ کوئی کار نمایان کرون بس حال سب اُسکے کوچ و مقام کا سن لیا تھا اُس سے پہلے بارگاہ سے نکلکر کوہ لاجورد کا راستہ پکڑا اور مثل برق و باد کے راستہ طے کرکے یہ کوہ لاجورد کے قریب تر پہونچا اِدھر وہ ساحرہ تخت سحر اُڑاتی آتے آتے قریب شام کوہ مذکور کے قریب پہونچی اور جب فلک لاجوردی سے سیاح عالم مراجعت کرکے کوہ مغرب کی طرف گیا کہ

ابیات

کھلے دل کے کنول گرمی ہوئی کم بڑھی سیاہی بشکل شوق شیدا	شعاع مہر کچھ ہونے لگی کم فلک کی چادر نیلی ہوئی صاف	نگاہون مین ہوئی ٹھنڈک سی پیدا دکھایا اخترون نے نور شفاف

کوہ لاجورد کے دامن مین چشمے تراوت آنکھون کو دینے لگی اور جانور بسیرا لینے لگے ہر طرف وہ سایہ ڈھلا ہوا آمد شام کا ہنگامہ جانورون کا چہچہانا کوسون تک سبزہ زار پھولون کی بہار سناٹے کا عالم وحشت دور کا بصورت نا امیدان سناٹے مین آنا کچھ عجب لطف دکھاتا تھا مارکاکل نے وہان پہونچکر ایک چشمہ کے کنارے مقام پاکیزہ پر خیمہ اپنا استادہ کیا اور آگے خیمہ کے فرش بچھوا کے مع اُن دسون عورتون کے بیٹھی اور شراب پینے لگی سیر سبزہ زار کرنے لگی چالاک نے دور سے اِسکو آتے اور اُترتے دیکھا تھا بس بدل اِس بات پر آمادہ ہوا کہ کسی طرح اِس مارکاکل کو قتل کرکے بیضۂ عقاب لے لون کس لیے کہ یہ قحبہ لشکر امیر مین جاکر آفت ڈھائیگی نہین معلوم کیسی پڑے کیسی نہ پڑے تو یہین اسکا کام تمام کردے غرض اِس عیار نے صورت اپنی ایک زن حسینہ کی ایسی بنائی گل رخسار

سمن بر مہر تمثال سرو قامت کم سن الڑھ پنے کے دن آئینہ رخسار اسکا اِسکندر دلکو ظلمات مین آوارہ پھرائے دہن تنگ چشمۂ حیوان کو بھی شرم سے نابود کرے آفت کا پرکالہ قیامت کا ٹکڑا سر سے پا تک بنکے اپنے قد بالا کے روبرو قیامت کو بھی ادنی فتنہ بتاتی کہ **مسدس**

وہ چھریرا بدن اور وضع وہ بانکی بانکی
پریان قربان ہوئین اُسکی جو صورت دیکھی
کامدانی کی وہ انگیا ہوئی گرتی بھاری
تھی وہ یوسف کہ حسینان جہان مرتے تھے
یہ پھبن جسم مین پوشاک کی دیکھی نہ سنی
سب زلیخا کی طرح جان فدا کرتے تھے

اس صورت پہ آراستہ ہو کے ایک تھالی برنجی ہاتھ مین لیکر اُس تھالی مین کچھ پھول رکھکر اور چانول اور ریوڑیان وغیرہ سامان نذر چڑھانے کا تیار کرکے تھالی کو ہاتھ پر رکھا چھم چھم کرتی جانب خیمۂ مار کا کل روانہ ہوئی اور جب اُسکے سامنے سے یہ ماہ پیکر نکلی سلام تو اُسکو کرلیا باقی آگے قدم اُٹھایا اُسنے کہا ای بی تم کہان جاتی ہو اور کہان سے آتی ہو تم تو مین سچ کہون ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو یہ مین جانتی ہون کہ کپڑے اور گہنا پہنے ہو پھر مین کچھ چھین تو لونگی نہین آہ سامری اتنی رکھائی بھی اچھی نہین ذرا ادھر آؤ لحظہ بھر ٹھہر کر چلی جانا وہ نازک بدن یہ سنکر پھری اور اُسکے پاس آکر تھالی کو تو رکھدیا اُسکی بلائین لین گرد پھرنے لگی مار کا کل خواص بھی اتنی خوشامد کرنے سے بھول گئی اور سمجھی کہ اب تیرا ستارہ بھی ترقی پر آیا غرض کہ اُس زن خوبرو کا ہاتھ پکڑ کر پاس بٹھا لیا کہ ای بس بس زیادہ باتین نہ بناؤ مجھ نگوڑی کے گرد پھر کر کیون مجکو گنہگار کرتی ہو لو آؤ بیٹھ کر کچھ اپنا حال بیان کرو یہ نازنین بھی ہٹکر بیٹھ گئی اور کہا ای ملکہ مار کا کل نے کہا بی مین ملکہ ٹلکہ نہین ہون میری شہزادی زندہ رہے ہزار برس وہ البتہ ملکہ ہین مین تو اُنکی لونڈی ہون اِس نازنین نے کہا ہماری تو آپ شہزادی ہین ہم کسی کو کیا جانین اچھا ای بیوی اب مجھ نگوڑی کا حال سنو کہ میرا خاوند یہان قریب ایک گانون ہے کہ وہان رہتا ہے مگر بی بی ایسا ظلمی نگوڑا ہے اور بدگمان کہ مین کیا کہون ایک تو اُس مریلے مین یہ عادت ہے کہ کسی وقت چھوڑتا نہین بس ہر وقت اُسکو یہی شغل ہے کہ بغل مین اُسکی پڑی رہون مین سچ کہون مجکو ایسا مردوا کچھ بُرا معلوم ہوتا ہے اور ذرا کسی سے ہنسکر بات کرو تو چھنالا لگاتا ہے کہین آنے جانے نہین دیتا آج بڑی مشکلون سے پوجا کرنے کے بہانے سے چندن تالاب پر جاتی تھی میرے جی مین آیا کہ ذرا جنگل کی بھی سیر کرتی چلون میرا اُس مردوے سے ناک مین دم ہے مگر کیا کرون گڑ بھرا ہنسیا ہے کہ نہ اُگلتے بنتا ہے نہ نگلتے اب یہ ٹانگ کھولتی ہون تو لاج ہے اور وہ ٹانگ کھولتی ہون تو لاج ہے مان باپ کے کیے کو

بھرتی ہون مین سچ کہون جیسا مین بیاہ کے آئی تھی اُسکی اب آدھی نہین رہی روز کے جلاپے
سے لونڈے کا سوکھ گیا مارکاکل نے کہا بی شکر کرو کہ تمھارا تو بڑا سہاگ ہی ایسا کسی کو
نصیب کہان ہوتا ہی سامری کل جہان کی سہاگنون اور بیٹیون کو نصیب کرے اُسنے کہا
بھاڑ مین جائے ایسا سہاگ آگ لگے ایسے سہاگ کو آپ بھی خوب ہین مین درگذری ایسے سہاگ
سے مین تو مرجاؤنگی ای بیوی اب مین چاہتی ہون کہ کسی طرح ملکہ حیرت پاس بہو بچون اور
افراسیاب کی ملازمت کرکے نوکری کرون وہ موا بڑا جھک مارا کرے جب اپنی لعل سی جان
گھل گھل کے تمام ہوگئی تو سہاگ کو لیکے جاٹینگے بس اسکے یہان تو روٹی کھا نو کپڑا نہین لو اور میرا جی
چاہتا ہی کہ باغ کی سیر ہو گانا روز سنون شراب پیون چین کرون دنیا کا سیر تماشا دیکھون مین
نگوڑماری کیا جانون یہ گاے بھینس کیطرح کھلی بھوسی کھالی اور کھونٹے مین بندھی رہی یا تو ہی یا خصم کی
بغل ہی دوسری کوئی بات ہی نہین مارکاکل ایک قہقہہ مارکر ہنسی اور کہا یہ کہو بی بی مزا تمھارے دلمین
بھرا ہی نام سامری سے چھوڑا آپ کا مزیدار ہی پھر بھلا یہ بہو بیٹیون کا طرز کہان اور کوئی مرد آدمی کا ہیکو جائز
کریگا اُس عورت نے کہا سامری قسم میرے دلمین کوئی بُرائی نہین مین بھی اُس کمبخت کو چاہتی ہون یہ نہین
چاہتی کہ اُسکو چھوڑ کر کسی اور کو کرلون یا کوئی یار کرون لیکن مین کیا کرون مین تو کبھی بچپنے سے
آج تک اکیلی رہی ہی نہین باپ مان کے یہان بھی کم سے کم ہونگے تو پچاس ساٹھ آدمی فقط گنتی کے
تھے کہ ایک ہی گھر مین رہتے تھے ہم سب ملکر باغون کی سیر کرتے تھے دن رات آپسمین ہنستے بولتے گاتے
بجاتے رہتے تھے مارکاکل نے کہا اِسی سے بیٹیون کو دبا دبو کے رکھتے ہین کہ اُسکا دیدہ ہوائی نہو جائے
اِن باتون مین اور ساتھ والیون نے کہا بی بی پھر تمھین کیا ہی انکو ہو سکے تو اپنی بی بی کے پاس بھیجدو
وہ ملکہ حیرت کے پاس نوکر رکھا دینگی ایک بولی کہ میری جان اب چاہیے کہ یہ دب کر رہین اور
خصم کا گھر کرین تو یہ ہونا نہین اِنکا دل اب اور طرف ہی آپ نہ بھیجیے گا تو یہ آپ ہی نکل جائینگی
مارکاکل نے کہا اور خصم تیرا جو تجھسے دعوی کرے تو او نیکبخت کیا مین جواب دونگی اُسنے کہا آپ کہدیجیے گا
کہ جورو کو تیری کوئی بھگا نہین لیگیا موجود ہی جو تجھسے راضی ہو لیجا ورنہ اُسکے باپ سے ہمسے ملاقات
تھی ہمارے لڑکون کی برابر ہی ناراض کو کیونکر بھیجدین اری بی وہ موا کیا دعویٰ دھکا کریگا بالکل جھوٹ
ہی اِن باتون مین اب وہ زمانہ آیا کہ چاندنی نے تھفیت کیا اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی اور اس

گرنے لگی جنگل مین پھول کٹورا سے کھلے نظر آنے لگے چشمے لہرانے لگے عجب لطف پر سیر گلزار کا زمانہ تھا کشتی شراب کی کھینچکر مارکا کل نے کہا لو شراب پیو آج رات کو یہان تم رہو دیکھون کہ تمھارا میان ڈھونڈھتا ہوا یہان آتا ہی یا نہین اور آتا ہی تو کیا راگ گاتا ہی چالاک نے سلام کرکے جام اسکے ہاتھ سے لیا اور اسنے کہا کہ مین ابھی لڑنے خدا پرستون سے جاتی ہون تم میرے ساتھ اسی طرف چلو جب مین اُدھر سے پھرونگی تو تمکو حیرت کے پاس پہنچاؤن گی اُس نازنین نے کہا بہتر ہی جسطرح آپ کی مرضی بلا سے روز کی آفت سے تو کچھ دنون بچی رہون گی یہی نہ کوئی کہیگا کہ جو دھر ہی کی بہو نکلگئی خیر کہ لیگا میرا حال تو سامری ہی خوب جانتی ہین اور ای بیوی جب میرا میان مجھسے ملا کریگا تو پھر کوئی مجکو کچھ نہ کہے گا غرض وہ جام آنکھ بچا کر اپنے گریبان مین اُنڈیلا اور اُن عورتون نے کہا حضور انکو گانے بجانے سے بھی شوق ہی بھلا آج تو اپنی گائین بلوا کر انکو گانا سنوا دیجیے سچ ہی یہ بیچاری ترسی بلکی عیش و راحت کی ہی ایک نے کہا ہی نگوڑی کی صورت تو پیاری پیاری ہی دوسری نے کہا اسی سے تو مردوا دن رات لیے پڑا رہتا ہی مارکا کل کی طبیعت بھی اسکو پیار کرنے لگی تھی اسلیے اُسنے گوارا بھی کیا کہ اسکا میان آئیگا تو کیا کریگا اب تو افراسیاب کی پیاری ہی وہ سب طرح اسکے خاوند کو راضی کر دیگا غرض اُسنے اپنے یہان کے گائنون کو بلایا وہ آکر بیٹھین اور ساز ملا کر سامنے مارکا کل کے گانے لگین چالاک چپکا بیٹھا رہا اور بعض بعض مقام پر اُسنے کہا اونھ ناک بھون تیوری چڑھائی منھ پھیر پھیر لیا ایک آدھ سے باتین کرنے لگا مارکا کل نے کہا ای بی گانا سنتی ہو کہ باتین بنا کر اور کا مزا بھی کھوتی ہو دیکھو گائنین تو اپنی جان لڑا رہین ہین اور تم خیال نہین کرتی ہو چالاک نے کہا مین ایسا سٹھا گانا نہین سُنتی کہ نہ جسکا سُر درست نہ تال ٹھیک مارکا کل نے کہا اخاہ اب تم ایسا گانا جانتی ہو کہ اِن گائنون کو کہ جو اس فن کی کسبی ہین انکو بے سُرا اور بے تالا بتاتی ہو اسنے کہا دیکھیے طنبورے ایسے ملائین ہین کہ پردے تک انکے ٹھیک نہین رکھب کی جگہ گندھار اور گندھار کی جگہ پنچم بھلا یہ بھی کوئی طریقہ گانے کا ہی اور بجانے کا مارکا کل نے گائنون سے کہا کیون یہ کیا کہتی ہین اُنھون نے کہا کہ بی بی ہان سچ کہتی ہین مگر انکے ہم بھی مشتاق ہین ذرا کچھ بجا کر گائین بڑی سمجھ بوجھ انکی معلوم دیتی ہی مارکا کل نے کہا ای بی پھر تمھین کچھ شغل کرو اُسنے کہا حضور یون تو کون ایسا بشر ہی کہ جسکو گانا رونا یاد نہین بھلا مین کیونکر کہون کہ مین خوب گاتی ہون

مار کاکل نے کہا کہ اِن باتون سے بالکل ثابت ہو گیا کہ تم خوب گاتی ہو اور تمکو بڑا دخل ہی اور تم پہلے ہی
کہ چکین کہ ہین عیش دوست ہون جب ایسی نہین ہو تو کیون تنہائی سے گھبراتی ہو ہان صاحب معلوم ہوا
کہ یہ لڑکی عالی خاندان سے ہی اب ہمارے سر کی قسم ہماری جان کی قسم جو انکار کرو لو کچھ تو گاؤ اُسوقت
چالاک نے طنبور الیکر اُسکو وقت دیکھکر ملایا اور بجانا شروع کیا سبحان اللہ اُسکے فرزند ہین کہ جنکو
الحان داؤدی عنایت ہوا ہی اُنکے بجانے اور گانے کا کیا کہنا فلک رقاص نے دائرہ ماہ ہاتھ مین لیکر
اُسکی سنگت کرنا چاہا زہرہ کو وہ نغمہ اور ترانا دل سے پسند آیا در و دیوار و دشت و بحر سب مست ہو گئے
ہوا بند ہو گئی درخت سُن ہو کر زبان برگ سے تعریف کیا چاہتے تھے بلکہ تعریف کے لیے ہمہ تن زبان
بن گئے تھے گلون نے کان اِدھر ہی لگا دیے تھے گریبان چاک کیے تھے چاندنی سامنے لوٹ رہی تھی
غش مین پڑی تھی دریا لب ساحل سے واہ واہ پکارا چاہتا تھا شوق مین آکر اُبلتا تھا جوش دل پیدا تھا
جانور اپنے اپنے آشیانون کو چھوڑکر باہر نکل آئے تھے اور گرد اُس بلقیس وش کے کہ فرزند عیار ثانی
سلیمان ہی جمع تھے اللہ اللہ ادھر تو کٹورے گلون کے شراب شبنم سے لبریز ہوا فرحت بیز بہار کے
دانگ گلزار کا عالم چاندنی رات اور ایسے مقام پر ایسا نغمہ تر کہ **ابیات**

زہرہ تھی ہزار جان سے شیدا	رقاصہ چرخ کو تھا سودا	مریخ فلک جو تند خو ہی
جلاد ہی اور جنگ جو ہی	اُس زہرہ جمال کا ترانہ	وہ بھی ہوا سُنکے تھا دوانہ

مار کاکل اور دسون خواصون اور گائنون کا تو یہ حال ہوا کہ روتے روتے غش آگیا اپنا اپنا زمانہ عاشقی جو
یاد آیا آنکھون سے دریا آنسوون کا بہایا چالاک نے پانی چھڑک کر سبکو ہوشیار کیا مار کاکل نے
پاس بلا کر پیشانی پر اُسکی بوسہ دیا اور ہاتھون کو چوم لیا گائنون نے کہا بی بی بھلا ایسا گانا بجانا
سات جنم مین بھی نصیب نہو گا یہ تو راجہ اندر کے اکھاڑے کی پری ہین مار کاکل نے کہا واقعی لائق
صحبت سلاطین روزگار یہ حسین ہی جب ہی اِسکا جی خاوند سے گھبراتا ہی بھلا ایسی طبیعت دار عورت کا
غریب کے گھر مین گذر کہان وہ بیچارہ مجکو اگر ملیگا تو سمجھا دونگی کہ اِس گلبدن کا وصل ایک بار بھی
مہینے مین میسر ہو جائے تو اُسکو غنیمت سمجھ ارے یہ عورت نہین لچھمی ہی کہین ایسی عورتین کسی کے
ہاتھ آتی ہین مین سچ کہون اِسکو ردی ٹکی کیا پرواہ ہی اتنی ہی دیر مین ہم سبکو ایسا اُسنے راضی اور
اپنے اوپر مائل کیا ہی کہ اب جی چاہتا ہی کہ یہ جان تلک مانگے تو دیدیجیے یہ کہکر کہا ای خوبرو اور بھی کچھ

کمال تمکو آتا ہی اُسنے کہا جی ہین ناقص العقل کیا جانتی ہون آپ سردار ہین جو پرورش فرماتی ہین
اور کیا ہی گانا بجانا ایک آدھ دلگی کی بات آتی ہی اُسنے کہا وہ دلگی کی بات کون سی ہی اس شعبدہ
بردار نے کہا یہی جیسے ایک قرابہ پانی سے آپ بھریے اور اپنے سامنے رکھیے مین ایک بوٹی اس جنگل سے
توڑکر اُسمین ڈال دونگی وہ پانی سب شراب سرخ ہو جائیگا آپ سب صاحب پیجیے گا اور شرابون سے
مزا بھی اچھا ہوگا نشہ بھی خوب ہوگا مارکاکل نے کہا واہ صاحب یہ تو خوب بات ہی اچھا دیکھین اُسنے
جواب دیا کہ خواہ پانی کی شراب بنوائیے خواہ اُسمین رنگترے کو لے جس چیز کو چاہیے شریک کیجیے کنیزون نے
کہا ہی ملکہ اسوقت رنگترون کی شراب بنوائیے مزا دیگی غرض جلد جلد رنگترون کا عرق نکالا گیا دسون
عورتون نے ملکر جلد ایک قرابہ عرق نکالکر بھر دیا اور کہا لیجیے شراب بنوائیے چالاک نے کہا کاسے
لے آؤ چند کاسے آئے اُسنے قرابے سے عرق کو نکالکر اُن کاسون مین بھرا اور پھر کاسون سے قرابے مین
بھرنا شروع کیا اسی اُلٹ پھیر مین بیہوشی سرخ رنگ اُسی عرق مین ملادی اور قرابے سے بوتلون مین
بھر کر کہا لیجیے شراب تیار ہی سب نے کہا تمنے تو کہا تھا کہ ہم ایک بوٹی اسمین ملائینگے اُسنے کہا لو واہ
ہم تمھارے سامنے ملاتے تمھین اس سے کیا کچھ ہمنے اسمین شراب تو نہین ملائی اب سب پی کر دیکھین
کہ یہ شراب ہی یا نہین اور بھی ترکیبین ہمکو معلوم ہین ابھی ای بی بیون تم کیا کیا دیکھو گی مارکاکل نے
کہا کہ ای نیکبخت اگر تیرا میان کچھ جھگڑا کریگا تو ہزارون روپیے خرچ کرکے اُس سے طلاق دلوا دونگی
اور تجکو اپنے پاس رکھونگی صاحبو کیا کمال کی عورت ہی میری آنکھون مین خاک دلگی کی پڑیا ہی
غرضکہ تعریف کرکے اُس شراب کے جام بھر بھر کے دسون عورتون کو اور گائنون کو دیے اور آپ بھی
دو جام اُسکے پیے سب نے تعریف کی کہ واہ واہ کیا بو باس ہی اور مزا بھی ہی اب کچھ دیر مین نشہ ہوا ایک
عورت نے آنکھین اپنی بند کر لین اور کہا یا سامری بچانا دوسری نے اس سے پوچھا کہ ارے تو نے
آنکھین کیون بند کر لین کیا دکھائی دیا اُسنے کہا تو تو اندھی ہی دیکھ تو سہی کیا بڑا سانپ آسمان پر اڑا
ہوا جاتا ہی ایک خواص مارکاکل کی برابر بیٹھی ہوئی تھی اور اُسکے سر کے بالون مین ایک تعویذ مینائی
زنجیر مین بندھا ہوا لٹک رہا تھا وہ اُسکو کنکھجورا سمجھی اور اُسنے رومال سے پہلے اُسکو جھاڑا وہ تو بندھا
ہوا تھا کب گرتا ہی اب اُسکے ذہن مین اُس نشہ کی دُھن مین یہ آیا کہ اُسکو جوتی سے ماریے بس یہ
سوچکر جلدی جوتی اُٹھا کر ایک سر پر ماری اور پکاری کہ ای ملکہ آپ کے سر مین کنکھجورا گھسا جاتا ہی

مارکا کل بال اپنے نوچنے لگی اُس خواص نے غل مچا دیا کہ ارے لوگو دوڑو ملکہ کو کنکھجورے نے کاٹا چالاک ہنس رہا ہے کہ اچھا کنکھجورے نے کاٹا ہی غرض مارکا کل خوب اپنے سر مین جوتیان مارنے لگی اور سب عورتین اسکے بچانے کو دوڑین کہ کنکھجورے کو سر مین سے نکالین اتنے مین اُٹھنے سے طمانچہ بیہوشی نے مارا کہ سر نیچے ٹانگین اوپر سر کے بل گرین اور چھینکین مار کر بیہوش ہوئین بس چالاک نے پہلے جوڑے مین سے مارکا کل کے بیضۂ عقاب جمشیدی نکال لیا اور اُسکے سر کو خنجر سے کاٹ ڈالا غلغلہ بیرون سے مچایا اُسنے جلد جلد اُن بارہ خواصون کا بھی سر جدا کیا شور قیامت برپا ہوا اہل عملہ جو لوگ کہ مارکا کل کے خدمتی ساتھ آئے تھے اپنے اپنے مقام سے اُٹھکر دوڑے کہ یہ کیا ماجرا گذرا چالاک نے دیکھا کہ اب اور ساحر آتے ہین پھر اب اُنسے لڑنا کیا کہ یہ سب تین تین روپیہ کے نوکر ہین کوئی بڑا سردار نہین کہ وہان عیاری کا مزا ہوتا بیضہ مل چکا اب چلو غرض ایک طرف کو قطرہ کرکے راہی ہوا اُن لوگون نے آکر لاشۂ مارکا کل اور اُن خواصون کا اُٹھایا اور قاتل کو ہرچند تلاش کیا پتا نہ ملا ناچار وہان سے روتے پیٹتے لاشین لیکر پھرے اور راستہ طے کرکے لشکر حیرت مین آئے اس عرصہ مین وہ رات بھی تمام ہو چکی تھی اور وہ وقت آیا تھا کہ سرمار شب کو سنگ بلور مین خور سے ترک دہر نے کچلا اور بطن عقاب دہر سے بیضۂ زرین مہر پیدا ہوا کہ ابیات

رہا باقی نہ وان ساقی نہ شیشا ۔ نہ پھر آنکھون نے وہ سامان پایا
ہوا حسن سحر کا شور پیدا ۔ کہ شب نے کوس رحلت کا بجایا

صبح دم حیرت دربار مین خوابگاہ سے آکر بیٹھی تھی سفاک اور سب ساحرہ حاضر تھین کہ یکایک شور گریۂ وزاری کانون مین پہونچا اُسنے خبر منگائی کہا مارکا کل کے ساتھ جو لوگ گئے تھے نالان وگریان آئے ہین حیرت نے سامنے اُنکو بلوایا اُنھون نے لاشین وہ سامنے رکھدین اور کہا یہ کوہ لاجورد کے دامن مین آج اُتری تھین مار ڈالی گئین سفاک تو یہ سنکر سناٹے مین آگئی اور کہا ہاے آج جیسے میری مان نے دوبارہ انتقال کیا اے لوگو میرے میکے کا تو نام مٹگیا صرصر اور صبا رفتار حاضر تھین اُنھون نے کہا مقرر کسی عیار نے اسکو بھی مارا حیرت نے رقعہ جمشیدی دیکھا اُسمین معلوم ہوا کہ چالاک بن عمرو نے عورت بنکر اُسکو مارا ہی بس یہ معلوم کرکے کہا بی بی ہمین سے غلطی ہوئی کہ مارکا کل سے سر دربار اُسکے راز کی باتین پوچھین عیار تو موے گھات مین لگے ہی رہتے ہین اور اب ایک بیٹا عمرو کا اور آیا

ہوا ہی چالاک بن عمرو بس اُسنے کہین سُن پایا اسکا حال وہ اُسکے پیچھے گیا اور اُسی نے اسکو مارا
سفاک نے کہا ای بایان خود مین جبتک اب ٹکراون سے بدلا اپنی مارکاکل کے خون کا نہ لے
لونگی چین مجکو نہ آئیگا بھلا یہ بھی تو یاد کرین کہ کسی کو ستانا ایسا ہوتا ہی حیرت نے کہا جو جس سے
ہوسکے وہ کرے مین تو یہ جانتی ہون کہ اُن لوگون کا اقبال ہی اور ہمارا ادبار ہی سفاک نے
کہا کل ہی جو مین نے لشکر مہرخ کو نہ غارت کر دیا تو نام اپنا نہ رکھا اس موے چالاک کو پکڑ کر بوٹیان
اُسکی کاٹونگی اور چیل کوون کو کھلا دونگی یہ کہکر دو پتلے موم کے بزور سحر بنا کر اور اُنکے جسم مین شیطانون
کو بٹھا کر زندہ کر کے حکم دیا کہ تم جاؤ ملکہ زیور جادو کے پاس اور اُنسے بہت خبردار رہنا اگر کوئی عیار
اُنکو بیہوش کرے تو اُنکو تم اُٹھا لانا قتل ہونے دینا اور اُنکے حال کی خبر ہمکو پہونچاتے رہنا وہ دونون
پتلے اُڑکر جانب عقیق کوہ روانہ ہوئے اور اُدھر چالاک بھیس لیکر راہ کو طی کر کے اُسی جنگل مین کہ جو
لشکر مہرخ اور حیرت کے قریب تر تھا آکر ٹھہرا کہ یہان سے لشکر حریف کا حال دریافت کر کے عیاریان
کرونگا یہان بعد بھیجنے پتلون کے سفاک نے کہا پھر اب شام کا کون راستہ دیکھے اور طبل جنگ
بجوائے مجکو تیاری سحر کی کیا کرنا ہی اور آگاہ مہرخ کو کس بات سے کرنا ہی آگاہ تو اُسکو کرتے ہین
جو ذرا کمزور ہوتا ہی اُسکو تو اب سب طرح کا سامان ممکن ہی مدمقابل شہنشاہ اپنے تئین وہ جانتی ہی
ای ملکہ حیرت مین ابھی جا کر اُسکے لشکر پر گرتی ہون اور جو کچھ مجھسے ہو سکتا ہی کرتی ہون حیرت
نے کہا آپ کو اختیار ہی بس یہ سنکر اُسنے نفیر سحر بجائی بارہ ہزار جادوگرنیان کہ ہر ایک اُنمین نایاب
زمانہ سحر جانتی تھین اور آفت کی پرکالہ تھین سامری اپنے تئین اُسوقت کا گنتی تھین نفیر کی صدا
سنکر جھولیان سحر کی گلون مین ڈالکر اور منقلین سلگا کر قشقہ سیندور کے ماتھے پر کھینچکر ترسول برچھی
بھالیان ہاتھون مین لیکر باز و بط ہنس و اژدر وغیرہ پر سوار ہوئین جے جے کا سامری کے غل مچا
سفاک بھی تخت سحر پر بارگاہ سے نکلکر سوار ہوئی شہنائی سحر کی پھنکی ہندوے فلک زاغ بنکر
منڈلایا آسمان نے منقل آفتاب کو سلگایا افسون تازہ پڑھکر نیا فتنہ اُٹھایا ہر طرف دھوان
ہوم کا چھا گیا خاکدان عالم سیہ خانہ بنا جوگی زمانہ کا بگڑ گیا زال دنیا ایک ہی اکاتہ کھیاٹ پرانی
جادوگرنی ہی مگر وہ بھی گھبرائی کہ کہین ایسا نہو منتر کسی کا مجھپر چل جائے زمانے کی حالت بدل چکی ہی
نو بہ دیگر حال ہو چکا ہی انقلاب ہوا چاہتا ہی وہ غوغا ہی الحاصل تمام دنیا پر آشوب ہوگئی ہوا سحر کی

چلنے لگی آندھیان آنے لگین خوف سے جانین جانے لگین سفاک لشکر لیے آگے بڑھی طائران سحر نے سامنے مہرخ کے جاکر صورت انسان کی پیدا کی اور پکارے کہ اے ملکہ دوران ہوشیار ہو جاؤ کہ سفاک جادو بڑا دعوی کرکے بغیظ و غضب تمامتر آپ کے لشکر پہ آتی ہے اُسکی خواص چالاک کے ہاتھ سے ماری گئی ہے اُسکا قصاص لینا چاہتی ہے یہ خبر سنتے ہی ملکہ مہرخ نے بھی نفیر سحر کو دم دیا اِدھر ہنگامہ آفت زا برپا ہوا جلد جادوگرنیان جو ہر وقت مرنے پر تیار و مستعد رہتی ہین اپنی اپنی سواریون پر سوار ہوئین مہرخ بھی تخت اپنا اُڑاکر چلی ایک طرف سے بہار و مخمور بارگاہ سے نکلکر بڑھین بیرون کی آمد کے سناٹے شروع ہوئے مشعلین اسقدر جلین کہ آفتاب کے جسم کو گرما دیا اُسکو بھی بخار چڑھ آیا تھا ہندوے فلک ایسا گھبرایا کہ بزدلی سے برج جدی مین چھپنے آیا خمسۂ متحیرہ کے حواس خمسہ درست نہ تھے آفتاب کے آگے پیچھے آآکر چھپتے تھے کبھی سیدھے چلتے تھے کبھی اُلٹے پاؤن بھاگتے تھے ستارون کے بھی بُرے ستارے آئے تھے مریخ پر ساڑھستی سنیچر آیا تھا آفتاب کو اُسنے اپنا مددگار بنایا تھا عطارد کی سب سدھ بدھ بھول گئی تھی زہرہ اے میرے اللہ بچا نا کہہ رہی تھی غرض زمین و زمان مین تہلکہ پڑا تھا عجب عالم اُس فوج کے چلنے سے ہوا تھا کہ ابیات

کیے آراستہ جو خود و زرہ	دی کمر بند مین گرہ یہ گرہ	نکلے خیمون سے اسلحہ بن ٹھن
سحر کے ابر سے تھا تجلی بن	ارض زیر قدم و لکتی تھی	پشت گاو زمین لچکتی تھی
لگا کہنے وہان یہ گل بوٹا	دشت مین آج خوب گل بوٹا	ہر طرف سے خیل خیل ساحران

ذیجاہ اسپ و طائر و اژدر سحر پر چڑھکر روانہ ہوئے مہرخ اور بہار و مخمور بڑی آن وبان سے طاؤس و ہنس اُڑاتی جانب میدان روان تھین فوج مین دہل و نقارہ و نفیر کی آواز سے از زمین تا چرخ برین ہیبت طاری تھی آندھیون سے دنیا تمام کالی تھی اسی طرح سب بیشۂ شجاعت کے شیر نہایت دلیر بھرے ہوے تلاش مین اپنے صید زبون کے مقابل حریف آکر پہونچے اور صف آرا ہوئے اِدھر تو سفاک اپنی فوج کو ترتیب کرنے لگی اُدھر مہرخ چالاک اپنے لشکر دلیر و بیباک کو آراستہ فرمانے لگی اُن دونون لشکرون کو مقابل مین چھوڑکر حال بران شمشیر زن بیان ہوتا ہے کہ وہ پرستش گزین بتخانۂ ساحری و بت جادو طراز صنم خانۂ عربدہ سازی و افسون پردازی جو درۂ کوہ مین بیٹھکر سحر تیار کرنے لگی ہار لونگ پھولدار انڈے کیلین وغیرہ سب اسباب

ساحری سامنے اپنے رکھکر وہ منتر جو اسکے باپ کوکب نے اسکو تعلیم فرمایا تھا پڑھنے لگی اور کئی روز
کے عرصے مین اُسنے بارہ ہزار پتلے موم کے بناکر سامنے رکھ لیے اُنپر وہ افسون پڑھتی جاتی تھی اور دم
کرتی تھی یہانتک کہ بزور سحر بقدرت خداوند عالم وہ پتلے زندہ ہوگئے اُسوقت ملکہ نے اپنی فصد کھولکر
خون مین اپنے اُنکو نہلایا کہ وہ اب مثل جوانان قوی تن کے دراز قامت ہوئے اور سب روئین تن
اور آہنی بدن ہوگئے ملکہ نے ایک ایک شاخ درخت اُن سبکے ہاتھون مین دیکر کچھ افسون پڑھا
کہ وہ شاخ مثل تلوار بران کے ہوگئی اُسوقت اُن پتلون سے اُسنے حکم دیا کہ پرواز کرکے یہان سے
ہمارے لشکر مین جاؤ کہ وہ لشکر قریب لشکر مہرخ فرخندہ سیر اُترا ہوا ہی تم سب وہین مقیم ہو جب
آگر دریاے خون روان ہر گردون اور پُل بر بزادان توڑون اُسوقت فوج حیرت اور افراسیاب
پرتم سب آگرگرنا اور کار دشمن ناکام تمام کرنا وہ سب عرض پیرا ہوئے کہ ہم اے ملکہ ایک کو تو زندہ نہ چھوڑینگے
کس لیے کہ ہمکو اگر ہلاک اور غارت کیجیے تو آپ کیجیے دوسرے کی مجال نہین کہ جو ہمکو مار سکے ملکہ نے
کہا جب تم اس لڑائی کو فتح کرلوگے تو مین تمکو بھینٹ پوری تمھاری دونگی وہ پتلے خوش ہو کے
پرواز کرکے روانہ ہوئے بعد اُنکے جانے کے ملکہ بھی درۂ کوہ سے باہر نکلی عمرو فقیر بنا ہوا منڈھی مین
بیٹھا تھا اُسنے ملکہ کو دیکھا کہ رنگ رخسار ارغوانی تھا اب بسبب محنت کے زعفرانی ہی بال سر کے
کھلے ہین منھ پر بھبھوت ملا ہوا ہی گاتی بندھی ہی ہر بن مو سے شعلہ آگ کا نکلتا ہی غرض عمرو اپنے مقام سے
اُٹھکر ملکہ کے پاس آیا اور کہا کہ چرخ شعبدہ گر تیری آن و ادا پر قربان فسون ساز عالم کی جان کہ وہ
کام جسکے لیے معتکف بتخانۂ ساحری ہوئی تھی پورا ہوا یا نہین اُس غارتگر الوان خاطر مکاران عالم نے
جواب دیا کہ خواجہ تمھاری مہربانی اور اقبال سے اپنے باپ کے اب مجکو وہ طاقت حاصل ہی کہ افراسیاب
مونڈی کاٹے کی ہڈیان توڑ کے رکھ دونگی اور مرحلات طلسمی ہر چند کہ وابستہ لوح ہی مگر اُنپر بھی حملہ کرون
تو درہم و برہم کردونگی عمرو نے کہا شاباش مرحبا اچھا اے ترک جفا پیشہ اب میرے لشکر کی جانب نہضت
فرما ہو راوی کہتا ہی کہ وہ پتلے سحر کے ملکہ کے باپ کوکب روشن ضمیر نے بھی واسطے نگہبانی ملکہ کے بطور مخفی
مقرر فرمائے تھے کہ ہر وقت کی خبر ملکہ کی مجکو پہونچاتے رہین چنانچہ اُسوقت ملکہ نے نکلکر جو کچھ کہ عمرو سے
اپنی طاقت و قوت کا حال بیان کیا وہ سب پتلون نے جاکر کوکب سے بیان کیا کوکب روشن ضمیر
بہت ہنسا اور اُسنے ایک تدبیر کی کہ جسکا حال آئندہ لکھا جائیگا الحاصل عمرو اور ملکہ بران عالیشان

درہ کوہ سے شادان و فرحان جانب لشکر مہرخ حشمت نشان روانہ ہوئی چنانچہ کچھ ہی دور یہ گئی تھی کہ سامنے کچھ چمک ہوئی اور روشنی مثل نور تابندہ کے دکھائی دی عمرو نے کہا ملکہ ہوشیار ہو جاؤ دشمن کی آمد معلوم ہوتی ہی ملکہ سحر پڑھتی ہوئی آگے بڑھی یکایک سامنے ایک دیوار بلور کی نظر پڑی کہ از زمین تا چرخ برین سرکشیدہ ہی اور لاکھون ستارہ اُسمین چمک رہا ہی اور اندر سے دیوار کے لمحہ لمحہ بھر کے بعد صورتین رنگ برنگ کی پیدا ہو جاتی ہین اور غائب ہو جاتی ہین کبھی پریان نکل آتی ہین اور قہقہے مارتی ہین کبھی دیوان سیاہ منھ نکالتے ہین اور نعرہ مارکر غائب ہو جاتے ہین کبھی انسان مثل معشوقان حور پیکر و یاسمن بر کے دیوار سے نکل آتے ہین اور اپنی صورت زیبا دکھا کر مسکراتے ہین پھر غائب ہو جاتے ہین دیوار نہین نگارخانۂ چینی ہی روح مانی بھی جس سے چین بجبین ہی ارژنگ بھی اسکے اُوپر سے نثار کیا ہی مصور قدرت نے مرقع دہر کا نقشہ اُتار کر دیوار کاخ دنیا مین یہ آئینہ کے اندر لگایا ہی یہ بات نگارخانہ مین کہان یہ دیوار تو ہستی و عدم کا نمونہ تھی کہ ابھی ابھی تو ہست تھا ابھی نیست ہوا بے ثباتی دنیا کا پتا دیتی تھی اُسی کی نشانی تھی کہ حیات دنیا بس اتنی ہی دیوار بلور مثل بحر کے تھی اور تصویرین اُسمین مثل حباب کے نکلتی تھین اور غائب ہوتی تھین اس طلسمات مین نیا طلسم اُس دیوار سے ظاہر تھا کہ گاہے جہان گاہے جنین کا نقشہ دکھائی دیتا تھا اُس دیوار کو دیکھ کر عمرو نے کہا کہ ای ملکہ معلوم ہوتا ہی کہ ہم راہ بھولکر کسی سرحد طلسم کی طرف نکل آئے اب اس دیوار کے آگے راہ نہین ہی مناسب یہ ہی کہ اِدھر سے پھر چلو اور راہ لشکر کی تلاش کرو بران نے کہا کہ میری بھی عقل کام نہین کرتی ہی کہ یہ کیا معاملہ ہی لیکن اتنا جانتی ہون کہ یہان طلسم ظاہر مین مرحلہ طلسمی کہان خواجہ ہنوز دہلی دور است جب شہزادہ اسد ظلمات مین جائین اور زمین کے نیچے جو طلسم ہی اُسکو توڑین دریاؤن مین درآئین جب مرحلہ طلسمی ملے ابھی یہان مرحلہ کہان گمان از افراسیاب نے میرے آنے کی خبر شاید سن لی ہی اور اُسنے سحر کیا ہی ہم اُسکے سحر مین گرفتار ہو گئے ہین عمرو نے کہا شاید ایسا ہی ہو پھر آخر اسکی تدبیر کیا ہی ملکہ نے ہنسکر کہا کہ مین تو خود اپنا سحر آزمایا چاہتی تھی اُس کمبخت کی تلاش مین جاتی تھی جب ہمارے لشکر مین پہونچی ضرور ہی اُس سے لڑتی پھر اب ہی سہی دیکھون تو کہ یہ کیا میرا کر لیتا ہی اب مین اُس دیوار کو اُڑا کر اُس پار جاتی ہون اور اسکی بنیاد کو گراتی ہون عمرو نے کہا کہ پھر مین کیا کرون اُسنے کہا مین تمھین بھی لیے چلتی ہون یہ کہکر عمرو کو پنجہ مین

وا ب گرا ور سناٹا پھر کے بزور سحر یہ اُڑی ادل بھی اسکا اُڑنا بیان کیا گیا تھا کہ اپنے باپ کے سامنے
یہ اُڑی تھی اور عمرو کو زنجیر سحر غربال سے ملک طلسم ہوش ربا سے اُٹھا لیگئی تھی اور کوئی ساحر اسکی
بلند پروازی کے مقابل نہ پہونچ سکا تھا اتنو کئی طرح کے سحر اسکو ملے ہین بہت بڑا زور اسکو ہوا ہی
اسطرح اسنے سناٹا ہوا کہ بالیقین تھا دیوار کاخ دنیا پھاند جائیگی لیکن جب بلندی سر دیوار پر پہونچی دیوار اور
زیادہ بلند ہو گئی اور سر پر ایک آسمان فولادی مثل چادر ظلمانی کے کھنچا پایا گویا چھت اُس دیوار کی
بنی تھی اُسنے وہان سحر دم کر کے چاہا کہ اُسمین جا کر ٹکر مارون اور اُسکو توڑ جاؤن لیکن دیوار کے اونچے
ہونے سے وہ چھت بھی اونچی ہو گئی یہ عمرو کو لیکر پھر زمین پر اُتر آئی اور ایک مرتبہ ایسا سحر کو زور دیا کہ
سقف بلند بے ستون کے توڑ جانیکا دل سے تہیہ کیا اور سناٹا بھر کر اُڑی ابکی اور بھی زیادہ دیوار اور وہ
چھت اونچی ہو گئی دم اُسکا آگیا اور سحر نے جواب دیا پھر زمین پر اُتر آئی اور مثل عقل رسا سے
راز دانان افلاک عرش پروازی کا ارادہ دل مین مصمم کر کے تیسری مرتبہ پھر پر پرواز کھولے اور قریب
سقف پہونچکر چاہا کہ ٹکر مارون پھر جو غور کیا تو دیوار اور سقف کو اونچا پایا اُسوقت یہ زمین پر نہ اُتری
اور وہین روے ہوا پر ٹھہر کر اُسنے ایک گولا فولادی اپنے جوڑے سے نکالا اُسوقت ایک آواز ترانے
کی آئی اور چمک پیدا ہوئی اور اُس دیوار کے اوپر ایک پری زاد حور نژاد رشک شمشاد ملکہ شمشاد نے
بھی یہ قد بالا کہان دیکھا قد اُسکا طوبی تھا رخ اُسکا لالہ تھا نہین نہین لالہ کا یہ رنگ کہان رخ اُسکا
گلزار بہشت کا گل تھا دہن تنگ راز عاشقان بیدل بے تامل تھا آنچل پلو کا دوپٹہ اوڑھے آئینہ بلوریں
ہاتھ مین لیے دیوار پر سے بڑھکر سامنے آئی اور وہ آئینہ ملکہ کو دکھایا اور مسکرا کر فرمایا کہ ای بران
خبردار خبردار جا سے ادب سے قدم باہر نہ دھرنا تھا اس نازنین کے منہ سے نکلتے ہی اُس دیوار مین
ہزار ہا رخنہ پیدا ہو گئے اور ہر سوراخ گویا دہان ساحر تھا کہ اُسمین سے صدائے یا سامری یا جمشید
آنے لگی غلغلہ سامری و جمشید کے نام کا زمین سے فلک تک بلند ہوا ملکہ بران اس آئینہ کو دیکھکر
اول تو حیران ہوگئی مگر اُسکو غصہ از حد تھا اس آئینہ پر اُف جو کی سیاہی روے آئینہ پر دوڑنے
لگی اور اُسنے وہ گولا فولادی ہاتھ مین سنبھالکر پرواز کی جیسے ہی قریب سقف پہونچی اب وہ چھت
بلند نہ ہوئی اسنے چاہا کہ اسکو توڑ جاؤن بس سر آ کر اُس چھت مین مارا ایسی ٹکر پڑی کہ سر گھوم گیا
اور چرخ کھا کر زمین کی جانب چلی اُس دیوار سے چند پتلیان رشک قمر سمن پیکر نکلین اور اُنھون نے

اسکو روک کر زمین پر اُتار دیا عمرو کی بھی آنکھیں بند ہو گئین تھین اب جو آنکھ کھُلی دیکھا کہ اُس دیوار مین
ایک دروازہ لگا ہی کہ مع پٹ اور چوکھٹ بازو وغیرہ سب اُسکا یاقوت احمر کا ہی دیوار بلور کی دروازہ
اُسمین یاقوت کا سُبحان اللہ وہ سفیدی مین سرخی یہ معلوم دیتا تھا کہ سفیدی سحر عید مین شفق پھولی ہی
نہین نہین وہ دیوار مثل روے نا اُمیدان سفید تھی مگر دروازہ باب اجابت دُعا تھا یا مثل وہان بامرادان
سرخ رو اور خندان تھا آفتاب آسمان نقرئی مین جڑا تھا دور تک عکس اُسکی سرخی کا پڑا دیوار پر بھی
گلابی پن آگیا تھا عمرو اور ملکہ اُسکو دیکھکر دنگ تھے سکتے کے دونون کو ڈھنگ تھے کہ یکایک کسی نے
پکار کر کہا جلد ای مشاہدہ کنندہ آئینۂ عجائبات داخل دروازہ ہو یہ صدا سُنتے ہی برّان کو تاب نہ رہی خواجہ
کا ہاتھ پکڑکر اندر دروازہ کے قدم زن ہوئی اندر جاکر جو دیکھا زمین و آسمان یہان سب بلور کا ہی سراسر
کارخانہ نور کا ہی اُوپر بجاے آسمان کے ایک چھت بلور کی بھی ہی زیر قدم زمین بھی بلورین ہی طور اُس
نور کو دیکھکر ایسا جلا کہ شعلہ کلیجہ سے نکلکر اور جلکر سرمہ ہو گیا چشم دہر رشک سے گویا سفید ہو گئی ہی نہین نہین
یہ سفیدی آشوب چشم زمانہ نہین ہی حلۂ نورانی زمین و زمان کو مالک دنیا نے عطا کیا ہی زمانہ صافی
مزاج ہوا ہی سفید پوش بنا ہی کثافت کو جسم دہر کثیف سے پاکیزہ طینت نے دور کیا ہی ملکہ اور خواجہ سیر کنان
جب اور آگے بڑھے سامنے ایک باغ بلور کا بنا نظر آیا کہ بلور کے ترشے ہوئے ناندے گلدار رکھے ہین
تھالے درختون کے بلورین بنے ہین اُنمین بلور ہی کے درخت بھی لگے ہین پھول بھی بلور کا ہی پتا بھی
بلور کا ہی لیکن پھل اُسمین اصلی لگا ہی اگر انار کا درخت ہی تو سب بلور کا ہی مگر انار اُسمین اصلی انار کیطرح
لگا ہی ہر دانہ اُسکا یاقوت رمانی کو شرماتا ہی لالہ رخان کا دل اُسکو دیکھکر رشک سے خون ہوا جاتا ہی
اسی طرح سیب و بہی و ناشپاتی کے درخت بار و ثمر سے بھرے کھڑے ہین گویا شاہد صبیح رخسار گہنا پاتا
پہنے ہین ہر طرف نور کا سما ہی جو درخت کا پتا ہی ید بیضا معلوم ہوتا ہی بلکہ ید بیضا کو بھی داغی بتاتا ہی
کہین سورج مکھی کا پھول آفتاب تھا مگر بلورین ہونے سے اب چاند چودھوین رات کا ہوا ہی
طلسمات کا سما ہی گلون مین خوشبو گلاب کے پھولون کی اور ہر قسم کے پھولون کی آتی ہی نگہت گلہاے
باغ ارم کو شرماتی ہی ہر طرف نہرین جاری لب گردان نہرون کی بھی بلورین بنی ہوئی بیچ مین
اُس باغ کے ایک بنگلہ بلور کا بنا ہوا ہی معلوم ہوتا ہی کہ چاند نکلا ہوا ہی دروازے چار چار ہر طرف
اُس بنگلے کے یاقوت احمر کے لگے ہین چاند مین سورج چمکتے ہین ہر دروازے پر صد ہا نازنین قمر پیکر اور

گل رخسار اسباب عیش و عشرت لیے استادہ ہین گویا بہشت کی حورین ہین اندر کے اکھاڑے ہین
پریان جمع ہین بعض اُنمین سے پچکاریان چاندی کی لیے ہین اور سامنے جو پچکاری مارتی ہین
جو رنگ کہ پچکاری مین سے نکلکر زمین پر گرتا ہی اُسی طرح کے رنگ کی گھانس زمین سے اُگتی ہی اور
پھولتی ہی سبزگی اُنکی پچکاری مین بجاے رنگ کے بھری ہی بس اُن پریون نے ملکہ اور خواجہ کو
تسلیم کی اور عرض کیا کہ ای ملکہ باادب اندر اِس مکان کے قدم رکھنا کہ شاہون کے شاہ جہان پناہ
جناب معلی القاب آپ کے پدر عالیشان کوکب روشنضمیر فلک نشان تشریف رکھتے ہین ملکہ نے
جب یہ حال سُنا چہرہ اُسکا فرط بشاشت سے بسان مہر درخشان کے چمکنے لگا کس لیے کہ دیوار کے توڑنے
مین جو عاجز آئی تھی تو عمرو سے شرمندہ ہوئی تھی پس خواجہ سے پھر کر اُسنے کہا کہ خواجہ یہ دیوار میرے
باپ کے سحر کی تھی جسکو مین باطل نہ کر سکی اگر افراسیاب کی بنائی ہوئی ہوتی تو اسکو بنیاد ستم کی طرح
ڈھا دیتی عمرو نے کہا ای ملکہ آپ ایسی ہی ہین غرضکہ دونون باتین کرتے ہوئے اندر اُس بنگلے کے آئے
دیکھا کہ فرش اُسمین قاقم و سنجاب کا بچھا ہی دیوارون مین تصویرین نصب ہین آئینہ لگے ہین اور آئینون کے
اندر کی تصویرین بولتی ہین طوطیان زمزمہ سرائی کرتی ہین سامنے صدر مین ایک تخت بلورین گوہر و
جواہر اُسمین نصب کیا ہی مگر کوئی تخت نشین نہین ہی تخت خالی بچھا ہی ملکہ حیران تھی کہ یہ کیا معاملہ ہی یکایک
چند تصویرین آئینہ کے اندر سے پکارین کہ حضور شہنشاہ عالم تشریف فرما ہین اور ای ملکہ تم سلام نہین
کرتین اب جو ملکہ نے غور سے دیکھا تو کوکب روشنضمیر تخت شاہی پر جلوہ فرما ہی ملکہ نے دلمین کہا پہلے مین
اسقدر اندھی ہوگئی تھی کہ بادشاہ مجکو دکھائی نہ دیا خیر جو ہوا وہ ہوا اب اِنسے اِسوقت کچھ لینا چاہیے بس
یہ سوچکر اُسنے تسلیم کی اور عمرو بھی بہر آداب و سلام خم ہوا کوکب نے بخندہ پیشانی پوچھا کہ خواجہ
تمھارا مزاج تو اچھا ہی عمرو نے کہا شہنشاہ کی جان و مال کو دعا کیا کرتا ہون شکر ہی خدا کا کہ ابتک
تو اچھا ہون ای بادشاہ آسمان جاہ کیوان کلاہ خداے تعالی کا احسان ہی کہ جسنے مجکو اور آپ کو پیدا
کیا ہی ای بادشاہ مین آپکا زیر بار احسان اور مرہون منت حد سے زیادہ ہون کہانتک آپ کے
احسانون کا شکریہ ادا کرون واقعی آپ میرے سرپرست اور مربی ہین اور کیونکر نہون کہ آپ جیسے بادشاہ ہین نظم

اسلام پناہ و رونق دین | دریاے نوال و کوہ تمکین | ہی جیسے رکاب تک رسائی
کرتا ہی ہلال خود نمائی | رتبہ دہ دیا خدا نے برتر | اک آئینہ دار ہی سکندر

تحریر قلم سے چار دفتر
نیسان کی طرح قلم گہر ریز
اُسکا ہی یہ نقش چار در چار

تسخیر علم سے ہفت کشور
تحصیل و خزانہ فوج و کشور
خالق نے کیا جہان کا مختار

کف صورت آفتاب زر ریز
شمشیر و نگین و تخت و افسر
ای شہنشاہ آسمان اورنگ جیسے

تو آپ عالی بارگاہ صاحب زور و زر ہین ویسے ہی صاحبزادی حضور کی دلاور ہین اُسکی شجاعت مین کچھ فرق نہین کیا کہون کہ کیسی صاحب جرأت اور ہمت ہین رستم اگر انکے دلکی ہمت کو دیکھتا تو ہمت ہارجاتا اور سامری اگر اِنکے سحر کو جانتا تو ساحری دسے اپنے بھلاتا ایسے لوگ دنیا مین کم پیدا ہوتے ہین یہ کلام ہو رہے تھے کہ دو کرسیان جواہر کار زمین سے نکلین اشارہ ہوا ایک پر بران اور ایک پر عمرو متمکن ہوئے اُسوقت کوکب نے فرمایا کہ ای عمرو تمنے بھی تعریف بران کی شجاعت کی فرمائی تمھاری دلاوری عقل سے مجکو بعید معلوم ہوا خواجہ سلامت یہ ننگ خاندان بموجب مصرع بدنام کنندۂ نکو نامے چند؛ ہی تمنے کس بات کی اِسکی تعریف کی ایک بار تو یہ مقابلہ افراسیاب مین گئی ہر چند کہ اُسکی لڑائی کو خوب اِسنے جھیلا پھر وہ وہی ہی اور یہی تھی بھی جو اُس سے لڑی ورنہ یہ یہی ہی کون ایسا ہی جو شاہ جادوان کہلائے کون ایسا ہی جسکے قبضہ مین طلسمات عالم ہون کون ایسا ہی جو جائے لاچین تاجدار پر بیٹھے کون ایسا ہی جو آئینہ سحر مین ہمیشہ رہے اور کوئی اُسکو نہ دیکھے اور ہر رنگ سے وہ نظر آئے کون ایسا ہی کہ جو زیر زمین طلسم بنائے ایک ایک ادنیٰ ادنیٰ سحر اُسکا برتر از سحر ساحران والاتدبیر ہی وہ فلک ساحری کا ماہ ہی وہ بادشاہ ذیجاہ ہی غرض اُس سے لڑکے اِسنے ذلت اُٹھائی بغیر میری اطلاع جا کر بہت بڑی قید کی مصیبت جھیلی اگر برق جا کر نہ چھڑاتا تو اُس قیدخانہ سے نکلنا اِسکا مشکل تھا مین ایک مدت تک مقابلہ کرتا لیکن طلسم نہ توڑ سکتا اور تا وقتیکہ طلسم ٹوٹتا نہین یہ چھوٹتی نہین پھر کیا ضرورت تھی جو بغیر میری اطلاع یہ وہان گئی بران نے کہا کہ ای بادشاہ جیسا آپ نے فرمایا سچ ہی مین اِس سے بھی بدتر ہون جیسا آپ کہتے ہین لیکن خواجہ سلامت قید مین اُس افراسیاب خانہ خراب کے تھے اور انکے قتل کا ڈھنڈھورا تک پٹ گیا تھا پھر اگر مین اُنکو چھڑا نے نجاتی تو یہ قتل ہو جاتے کوکب نے کہا کہ انکے رہائی کی بھی جو کچھ تدبیر کی بہت اچھا کیا مین راضی ہون اور خوش ہون مگر کیا مین اُڑ گیا تھا یا مین تدبیر رہائی نہ کر سکتا تھا یا مجھسے اجازت لیکر جانے مین کچھ بُرائی تھی بران نے کہا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ خواجہ کی ہر حال مین خبرداری کرنا اور اُنکی محافظ رہنا اُسی

حکم کی پابندی کی گئی اور فرط الفت خواجہ سے مجکو تاب نہ رہی بے اختیار اُٹھو دوڑی اچھا خطا ہوئی
معاف فرمائیے کوکب نے کہا کہ خیر وہ تو سب کچھ ہو گیا گذشتہ را صلوات لیکن اب جو تو آمادۂ رزم
افراسیاب ہی تو کس بھروسے پر بران نے کہا کہ مین آپ کے فرمانے کے بموجب چلہ پورا کر آئی اور پتلے
روئین تن بنا کر روانہ کر آئی کوکب ہنسا اور کہا یہ پتلے کیا مال ہین افراسیاب کی ایک اُف مین
جلجائینگے ای بران ابھی تو نے سحر افرسیاب کے دیکھے نہین مین ایک اُستاد نور افشان سے
پڑھا ہون اور وہ میرے اُستاد سے بھی پڑھا ہی اور چالیس اُستادون سے جو بڑے بڑے نامی
ساحر اس طلسم مین تھے اُنسے پڑھا ہی اور ایک ساحر تجربۂ باطن مین طلسم ہوش ربا کے رہتا ہی کہ اُسنے
آجتک روے دنیا اور رخ شاہد گیتی کو دیکھا ہی نہین سواے طبقہ زمین کے اور کہین اُسکا ٹھکانا نہین
سامری کو طفل مکتب سمجھتا ہی دو ایک سبق اُس سے میرا اُستاد نور افشان جادو رسالۂ نیرنگ سامری
کے پڑھا ہی اور اس پڑھنے پر میرے اُستاد کو بڑا ناز ہی کہ مین ملک اطلس گلگون پوش جادو شاگرد
اُستاد سامری سے سبق پڑھا ہون چنانچہ اسی ملک اطلس نے بارہ برس تک اپنی خدمت مین
افراسیاب کو رکھا اور سحر کی تعلیم دی جب اُسکو یہ قدرت حاصل ہوئی ہی کہ آن واحد مین کتنی ہی
دور کیون نہ وہ جگہ ہو حسم مین یہ پہونچ جاتا ہی اور ہمیشہ آئینۂ سحر مین رہتا ہی اور کوئی اُسکو دیکھتا نہین
اور ہر رنگ سے ہر جگہ ظاہر ہوتا ہی اور طلسم کی ہوا اُسکی مطیع ہی کہین کوئی باتین کرے خبر اُسکو پہونچتی ہی
ساحرون کا خداوند ہی اُس ایسے شخص سے مقابلہ کرنے کی ہوس کرنا امریست مشکل اور کاریست دشوار
یہ باتین سنکر ملکہ نے اپنے دلمین کہا کہ ابھی کل تو انھون نے کہا تھا کہ تو چلہ پورا کرلے تو لڑنے جانا آج ایسا
کچھ یہ فرما رہے ہین نہین معلوم کیا بھید ہی ملکہ خائف بھی ہوئی کہ ایسا نہو افراسیاب سے اُنھون نے
میل کر لیا ہو اور ادھر عمرو بھی کلام کوکب سے گھبرایا کہ آج تو یہ شوکت افراسیاب کی بیان کرکے
جو میری طرفدار ملکہ بران ہی اُسکو بھی ڈراتے ہین اور دل اُسکا توڑتے ہین پس ایسا کچھ سمجھکر عمرو نے
کہا کہ ای بادشاہ یون تو فرمانا آپ کا بجا ہی لیکن وہ مسخرا افراسیاب کیا کر سکتا ہی ای بابان خود اُسکا
آئینۂ سحر اسطرح توڑ دون کہ سکو حیرت ہو جائے اور اُسکے ملک اطلس کا جامۂ ہستی اگر مین نے رخت
ترک دہر پھاڑ کر زیر زمین جا کر ٹکڑے ٹکڑے نہ اُڑایا تو کچھ کام ہی نہ کیا وہ حرامزادہ بھی کوئی ساحر غدار ہی
پھر سحر سامنے عمل عیاری کے کیا چل سکیگا ای بادشاہ حق حق ہی ہی اور ناحق ناحق باطل حق کے سامنے

نہین ٹھہرتا ہمارے خدا نے فرمایا ہی کہ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوقًا کوکب نے کہا کہ یہ امر آپ نے اپنی نسبت جو فرمایا بہت صحیح اور درست ہی آپ ایسے ہی ہین لیکن یہ ناشدنی ابھی اِس قابل نہین دیکھیے ابھی اسکے دلمین یہ خیال آیا ہی کہ مین افراسیاب سے ملگیا ہون کیون ای بران مین غدار ہون اور عہد شکن ہون بران نے لرزکر کہا ای بادشاہ بھلا میری مجال ہی جو آپ کو غدار کہون بادشاہ نے فرمایا کہ مین اسلیے ای عمرو یہ باتین کرتا ہون کہ اب بھی یہ غیرت کو کام مین لائے اور سحر و ساحری سیکھے ابھی ایک سوال مین کرتا ہون اُسکا یہ جواب دے بھلا یل بر یزادان توڑنا یا اور کوئی مرحلہ افراسیاب کا بنایا ہوا توڑنا تو بسیار دشوار ہی ابھی ایک دیوار بلور کی مین نے بنائی تھی اور سراسری یہ میرا سحر تھا صرف اسی امتحان کے لیے کہ بران کو بڑا دعوا ہی دیکھون اس دیوار سے یہ کیونکر نکل سکتی ہی چنانچہ خواجہ آپ تو اسکے پنجے مین دبے ہوے تھے انصاف سے فرمایئے کہ اِسکی کیا حالت گذری اور کسی طرح اُس چھت سے اور دیوار بلورین سے نہ نکل سکی پھر مین آپ سے پوچھتا ہون کہ جب بڑے بڑے ساحران نامی مثل صورت نگار و مصور و صنعت و ابریق وغیرہ یہ چارون طرف سے میدان جنگ مین بھر جینگے اور آسمان فولاد کے بنائینگے اور منہ تیر ونکا برسائینگے اور شاہ جادوان آکر ایک آندھی پیدا کریگا کہ سیاہی اُس آندھی کی آسمان فولادی ہوگی اور ہوا کے جھونکے تیر قضا ہونگے اور بوندین دیو سیاہ ہونگی پھر وہ آندھی اِسکو اُڑا کر ظلمات عدم اور قعر فنا مین لیجائیگی یا نہین یہ کیونکر دشمن کے آسمانون سے نکلجائیگی اور اُنکی زمین سحر پر ٹھہر کر پانون جمائیگی بس یہی ہوگا کہ لشکر سارا کام آئیگا اور یہ ذلت و خواری اُٹھائیگی اور سنو میری جان جب کسی کا کوئی گھر برباد کرنے جائیگا تو وہ کوئی دقیقہ کیا اُٹھا رکھے گا ابھی تک افراسیاب نے کوئی کد ایسی نہین کی ہی کہ جس سے خواہ مخواہ ہی فتح پا ہی ہو سہل انگاری سے لڑتا چلا آیا ہی اسوجہ سے مہرخ وغیرہ اُسکے مقابلہ مین تھمی ہوئی ہین ورنہ تو یہ بھلی تھی اگر ایک اپنے طلسم کے کنوئین کو کھولدے قیامت آجائے ایک بار بادشاہ نے تنہائی طلسم کو بجوا دیا تھا اور تخت طلسمی پر چڑھکر سامنے آگیا تھا پھر سارا لشکر مہرخ کا بیہوش تھا بادشاہ نے خود ہی طرح دی اور سبکو ہوشیار کردیا ورنہ اُسی دن خاتمہ تھا کیون خواجہ آپکو یاد ہی عمرو نے کہا سچ ہی اسمین کچھ خلاف نہین اور واقعی بادشاہ طلسم سے سواے طلسم کشا کے اور لوح کے بغیر کون لڑسکتا ہی کوکب نے جواب دیا کہ اب سنئے انصاف

سے کہا اے عمرو اسی واسطے مین اس چھوکری کو نصیحتنامہ کہتا ہون کہ تیرا رتبہ و مرتبہ میرے طلسم مین بہت
بڑا ہے کوئی اس سرزمین پر تجھسے نہین لڑ سکتا ہے اگر ہاتھ اپنے اونچے کردے تو بلا زمان طلسم مجرم پر آفت
ڈھا دین لیکن غیر جگہ تو قوت بازو ہی کام آئیگی کچھ شہزادی ہونا کام نہ آئیگا بس غیر جگہ مثل ایک ساحرہ کے
یہ ہے ہان ساحرہ جلیل اسقدر ہے کہ صاحب ملک و مال ہے بس اسی قدر رتبہ ہے چاہیے کہ ایسا مرتبہ ہو
کہ جیسے بادشاہ طلسم یہ نہین ممکن چنانچہ اگر اتنے بڑے ساحر اور اُسکی فوج سے لڑنا منظور ہے تو ان
تیلون کے بنانے پر نازان نہو سحر کو خوب زور دو اور متواتر چلہ کشی کرو مقامات عمدہ پر جاؤ چشمہ ہاے
سامری و جمشید مین نہاؤ معبد گاہ سامری پر جاؤ گنبد سامری کی بھی زیارت کرو ہر چند کہ گنبد سامری تک
جانا مشکل ہے مگر کیسا ہی اشکل کیون نہو سب آفتین جھیلو اور اس لائق ہو لو کہ ہان اب ہم برابر کا
مقابلہ افراسیاب سے کر سکینگے اسوقت ہم سحر مین اُسکے برابر ہین گو مرتبہ بادشاہت طلسم اور ہے
تاہم اتنا تو ہو کہ سحر مین اُسکے ہمسر ہو جائین تو کہنے مین بات آئیگی کہ سحر مین تو ہمسری کر گئی مگر رتبہ سلطنت
طلسمی سے مجبور رہتی عمرو نے کہا حضور نے جو کچھ فرمایا بجا ہے لیکن آپ اطمینان کامل رکھیے انشاءاللہ
سب آسان ہو جائیگا آپ نے سنا ہوگا کہ کئی لاکھ ساحر کشمیر و کاشغر و بنگالہ و اندرکوٹ و چاہ ماران
دام الجبال و عنطلی آباد مین جمع تھا مین نے سبکو دو روز کی لڑائی مین جانب ملک عدم بھیجا دمہ قطامہ
نے بغیر لوح کا طلسم بنایا تھا پھر اُسکو بھی اس عبد ذلیل نے جہنم مین بھیجا یہان بھی انشاءاللہ ایسا ہی
ہوگا کوکب نے کہا یہ آپ نے سچ فرمایا مگر انکو تو یہی زیبا ہے جیسا مین نے کہا ہے اے عمرو مجکو اپنی بات کا
بہت بڑا خیال ہے انسان کو لڑائی کا بند و بست ضرور چاہیے تم بھی جو ان ساحرون سے لڑے ہوگے
تو تمہاری اعانت کے لیے حمزہ صاحبقران اور اُنکے سردار اور لاکھون آدمی ہونگے اب سامنا
اسطرح کا در پیش ہے کہ ہر وقت خیال رہتا ہے کہ ایسا نہو کوئی پیچ ہمارے طرفدارون یعنے مہرخ
وغیرہ پر پڑ جائے کہ اپنی بھی سبکی ہوئے لہذا اب مین نے اپنے فرزند ارجمند جمشید بن کوکب کو بھی بلایا ہے
کہ وہ ظلمات افراسیاب پر لشکر کشی کر کے گیا ہے اور مدت ہوئی کہ اُنھین ملکون مین لڑ رہا ہے پھر اب
کیا ضرورت ہے کہ اطراف طلسم مین لڑے بادشاہ طلسم ہی سے کیون نہ آکر لڑے اگر اُسکو قتل کیا
تو سب ملک پایا غرض وہ بھی آئیگا اور بران کو ہدایت کرتا ہون کہ اب ایک پہاڑ پر جائین کہ نام اُسکا
کوہ رخشان ہے روز وہان چاند بنکر روح سامری آیا کرتی ہے غریبون اور وہان کے چلہ کشون کی فریاد

بھیجی

سُنتی ہی اور جو مراد مانگو ملتی ہی اور سحر جو وہان بیٹھکر پڑھو روح سامری اُس سحر کے شریک حال رہتی ہی
اور جہان اُس سحر کو پڑھو روح سامری آکر مدد کرتی ہی چنانچہ وہان جاکر یہ چلہ کشی کرے اور ہر شب وہان
جایا کرے دنکو آکر اپنے ملک مین نامی اور نامور ساحر جو اُسکے ملازم نہین ہین اور رئیس قوم اور اپنے گھر سے
مرفہ الحال ہین اور شوق کی راہ سے سحر سیکھا ہی اور خوب کرتے ہین اُنکو جمع کرے اور مین بھی اپنے
طلسم کے تحفہ بہت کچھ نکالونگا اور اِس ملکہ کو دونگا اور میرا ارادہ ہی کہ اسی چھوکری کو اس مغرور
سرکش افراسیاب سے لڑاؤن آپ کم اُسکے مقابلہ مین جاؤن اور ای عمرو ایک میرا دوست ہی کہ وہ
بیابان گلریز مین رہتا ہی نام اُسکا معمار قدرت ہی ایسا ساحر ہی کہ ساحران جہان اُسکا نام لیکر
سحر کرتے ہین اور وہ سحر سے قلعہ ایسا بناتا ہی کہ کیسا ہی زبردست ساحر ہو مگر وہ قلعہ فتح نہین کر سکتا ہی
چنانچہ وہ ساحر بیابان گلریز کا جو مالک ہی جہاندار قدرت شاہ جادو اُسکا ملازم اور سرداردن مین سے ہی
اور جہاندار قدرت اِس بیابان کا بجائے خود حاکم ہی نہ مجکو خراج دباج دیتا ہی نہ افراسیاب کو اور
باعث اسکا یہ ہی کہ وہ بیابان داخل طلسم ہوش ربا ہی لیکن بہت سے سردار ایسے ہین کہ وہ رفیق
اور جان نثار لاچین تاجدار بادشاہ سابق طلسم ہوش ربا کے ہین پس جب لاچین قید ہوا تو وہ اپنے
ملک مین خود حاکم بن بیٹھے اور کسی طرح اُنھون نے اطاعت اِس نمکحرام افراسیاب کی نفرمائی اور
افراسیاب بھی خاموش ہو رہا اِس سبب سے کہ طلسم مین اِن لوگون کے ساتھ لڑنے مین قتل اور
خونریزی حد سے زیادہ تر ہوگی اور اُنمین بعض مالک تحفہ جات طلسمی ہین اور بعض کوہستان طلسم کے
بادشاہون اور اُستادان زمانہ سے تعلق رکھتے ہین پھر کیا ضرور ہی کہ ایسے شخصون سے بگاڑ
کیا جائے ایسا نہو کہ وہ سب قوت پاکر اپنے بادشاہ کو رہا کرلین تو سب محنت برباد ہو جائے غرض
اب مین معمار کو نامہ لکھتا ہون کہ آکر ایک قلعہ سامنے قلعہ طلسمی کے یعنی شہر نا پرسان کے بنادے
اور اُس قلعہ مین سارا لشکر مہرخ کا مقیم ہو بروقت جنگ وجدال کے باہر آیا کرے اُسمین فائدہ یہ ہی
کہ افراسیاب کا پنجہ کسیوقت بھی لشکر مہرخ پر قابض نہو سکے ابھی تو بیچ میدان مین لشکر اُترا ہوا ہی
سب طرح کے ضرر پہونچنے کا اندیشہ ہی اور اگر معمار ہمارا شریک حال ہوگا تو بہت بڑا فائدہ ہی ای عمرو
سات شہزادے حقدار بیابان گلریز کی سلطنت کے قید مین افراسیاب کے ہین کہ وہ بیچارے
نوجوان ہفت ملک کی سلطنت کرتے تھے لاچین کے ساتھ قید ہوئے مین نے اتنا سنا ہی کہ دریا سے

نیل پر قید ہین اور ایک دروازہ بیابان گلریزکا دریائے نیل کی طرف ہو کہ اُسکو بادشاہ طلسم ہوشربا نے
بند کرادیا ہی اور دوسرا راستہ ہوشربا کے اندر سے ہی وہ کھلا رکھا ہی مگر سرحد پر بڑے بڑے ساحر نامی
مقرر ہین میرے طلسم سے راستہ نہین ہی لیکن ایک راہ ہی کہ اُسکو راہ نہ کہنا چاہیے کیونکہ وہ راہ بالکل
بند ہی اسلیے بند ہی کہ اسطرف طلسم نورافشان ہی ایسا نہو کہ کوئی وہان سے آکر ملک مین فساد برپا کرے
بس ایک زنجیر آتش دور تک یعنے جہان تک میرے طلسم کی سرحد ہی کھینچی ہی اُس زنجیر کو نہ کوئی
توڑ سکتا ہی نہ کھول سکتا ہی نہ اُڑکر جا سکتا ہی لیکن معمار کو جو مین بلاؤنگا وہ اپنے بادشاہ سے اوجھل
میری ملاقات کو آیا کرتا ہی تو پھیر کھاکر کوہستان کی راہ سے میری پشت طلسم سے اُس طلسم مین داخل
ہوتا ہی بس ای بران میرے کہنے پر عمل کرنا خبردار ابھی کوئی غفلت و نادانی مین قدم نہ دھرنا اور جلدی
اس کام مین نہ کرنا یہ لڑائی شاہان طلسم کی ہی روباہ کے شکار مین شیر کے شکار کا سامان کرنا ہوتا ہی دشت
عجلت مین سرگشتہ نہ پھرنا یہ تو شاہ جادوان ہی اگر کوئی ادنی دشمن ہوتا تو اُسکو بڑا سمجھنا کار خردمندی تھا
بران نے کہا ای پدر والاقدر ابھی تو مین ایک چلہ کرکے تھکی ہوئی خستہ اور شکستہ آئی ہون ابھی تو مجھسے
کوہ رخشان پر نجاما جائیگا کوکب نے کہا دیکھیے مزاج ایسا عیش دوست ہوگیا ہی کہ تکلیف کسی طرح کی
دل گوارا نہین کرتا پھر وہ تکلیف شاقہ یعنی مقابلہ دشمن کی کسطرح اُٹھیگی اور طعن سنان طعنہ حریفان کی
طبیعت کب متحمل ہوگی اچھا دو چار روز ٹھہرکر اپنے مقام پر یا لشکر خواجہ مین شراب پیو راحت کرو سیرو
تماشا دیکھو کر دل بہلاؤ پھر وہان جانا اور جو مین نے کہا ہی عمل مین لانا اور مین بھی تدبیر مین جاتا ہون
ابتو بدولت خواجہ سلامت کے افراسیاب سے اور ہمسے بگڑی اٹکی ہی لو خدا حافظ و ناصر اتنا بادشاہ
کے منھ سے نکلتے ہی آواز تڑاقے کی آئی آنکھ بند ہوگئی اب جو دیکھا نہ وہ دیوار تھی نہ باغ تھا نہ بنگلہ تھا مگر
عمرو کو ایک کارخانۂ عجیب و غریب اور نظر آیا یعنی اُسنے دیکھا کہ وہ چار دیوارین بلور کی جو گرین تو ایک
طرف کی دیوار کے غائب ہونے سے ایک باغ دلپذیر اور بے نظیر نظر آیا کہ ہر برگ اُسکا جادو تھا ہر پھل
اُسکا خوبرو تھا لطافت وہان کی نہرون پر صدقے تھی ہوا وہان کی نسیم پر نثار تھی کیا لکھون کہ کیسی بہار تھی
دوسری طرف کی دیوار جو غائب ہوئی تو ایک پہاڑ لاجورد کا دکھائی دیا کہ ایسا پہاڑ بہاردار روح فرہاد جسے
دیکھکر بیقرار کوہ لاجوردی آسمان اُسپر نثار کبھی خواجہ کی نگاہ سے نہ گذرا تھا طرح طرح کے گل اُسپر کھلے تھے
اور چشمہ بسان چشمۂ آفتاب لہرین لیتے تھے جھرنا جھڑتا تھا اور ہزارہا درّاس پہاڑ مین بنے تھے اور

ہر در مین اُسکے ایک پریزاد حور تمکین مہر جبین بہزاران ناز و انداز استادہ تھی اُنکی صورت زیبا اگر دیکھے شیرین فرہاد وار پتھر سے سر ٹکرائے تیشۂ عشق سر مین مار کر مر جائے کوئی نازک بدن کوئی حور پیکر کوئی لالہ فام کوئی سبزہ رنگ اور کوئی حیرت سے انگشت بدندان کوئی پاے نازک کو دوسری ران پر رکھے ہوے ایک پانون سے استادہ واقعی باغ خوبی کی سرو روان کوئی ناز سے پاینچے کلائی پر ڈالے کوئی پائجامے کو چھوڑے پٹے لٹکائے کوئی چار سو حیرت سے نگران کوئی چھڑی ہاتھ مین لیے ادھر اُدھر خرامان کوئی تصویر کی صورت اُس در کے چوکھٹے مین جڑی ہوئی یون بے حس و حرکت کھڑی ہوئی

غرض ہر ایک صورت مین لاثانی اُٹھتی جوانی کہ ابیات

آنکھین وہ جس سے کہ آہوے ختن آنکھ چرائے
باغ مین نرگس بیمار کو سکتا ہو جاسے

وصف بینی سے ہر اک دم ہی کہ دم ناک مین آئے
کوئی گر ناک بھی رگڑے تو نہ وہ پاس بٹھائے

بلبلین دیکھ لین تو دور رہون گلزارون سے
خار گذرے اُنھین اُن پھولون سے رخسارون سے

تیسری طرف کی دیوار جو غائب ہوئی تو بیابان سبزہ زار پُر بہار دکھائی دیا کہ اُسی بیابان مین خضر کا مسکن تھا گویا وادی ایمن تھا گلہاے رنگین سے سراسر نگار خانۂ چین تھا گویا خاتم دشت پر جڑا ہوا نگین تھا چوتھی طرف جو دیوار غائب ہوئی تو ایک دریاے زخار کو موجزن پایا کہ کنارے کنارے اُس بحر افسون کے ہزارون تختہ لالہ و نافرمان کے کھلے تھے اور جہان تک سیاح چشم سیار ہوتا تھا وہی چمن کھلا نظر آتا تھا اور دریا موجین مارتا تھا رفتار معشوق کو شرماتا تھا خواجہ اس عجائبات کو دیکھکر دنگ بسان تصویر سکتے کے رنگ تھے کہ یکا یک آواز تڑاقے کی آئی اور ایک جانب سے زمین شق ہو کر پانچ کشتیان از خود نکلین کہ تورہ پوش بادلے کے اُنپر پڑے ہوئے تھے آواز آئی کہ خواجہ سلامت یہ کشتیان قسم ہر سامری جمشید کی کہ آپ کے لائق نہین اُسوقت جمشید سامری کے خزانہ پر مجکو دسترس بھی نہین ہی آپ دل مین رنجیدہ نہوجیے گا ان کشتیون کو قبول فرمائیے اور رکھ لیجیے عمرو نے بخوشی خاطر اُنکو کھولا بائیس توڑے اشرفیون کے اُنمین رکھے دیکھے پس آواز آئی کہ اِن اشرفیون کو بھلا آپ کیا لیجیے گا آپ کے قابل کہان ہین مگر غربا کو تقسیم کر دیجیے گا عمرو نے جواب دیا کہ شاہ کو کب واقعی ایسے حوصلۂ عالی کا بادشاہ ہی میرے تو لائق ہین لیکن اُسکے دینے کے لائق نہین ہی جب ہی اسقدر عجز و نیاز مین مبالغہ ہی حساب دوستان در دل مین نے بخوشی خاطر قبول کین خداے تعالی عمر و دولت ایسے بادشاہ

عالی حوصلہ کی زیادہ کرے بڑا صاحب جود وکرم ہی اور سوائے اسکے ہمارے اور اُس بادشاہ کے یکجائی اور
یگانگت کا طور ہی کچھ مضائقہ نہین وہ جو عنایت فرمائین ہمکو منظور ہی یار زندہ اور صحبت باقی آج اگر تلیل
اُنھون نے دیا ہی تو کل کثیر عنایت فرمائینگے کچھ آج ہی پر تھوڑی موقوف ہی اُنسے تو ملتا ہی رہے گا
سال کے تین سو ساٹھ دن ہین پھر سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر اُن توڑون کو نذر زنبیل کیا اور ملکہ تران کو ہمراہ لیکر
ایک درہ مین کوہ کے آیا اور وہان زنبیل سے فرش نکالکر بچھایا شراب کباب مہیا کیا اور مصروف مئے خواری
یہ دونون ہوئے انکو تو اس حال مین چھوڑیے اب حال جنگ وجدال ملکہ مہرخ فرخ فال اور سفاک
بداعمال سنیئے کہ یہ دونون لشکر مقابل مین آچکے ہین مبارزان میدان دلاوری و نبرد آزمایان عرصۂ
شجاعت گستری اسطرح توسن قلم جنگاہ قرطاس مین جولان فرماتے ہین کہ جب مہرخ دلاور مقابل لشکر
سفاک بداختر پہونچی بجلیان کڑک کر آڑ جھاڑیون کی دفع ہوئی ابر سحر برسے گرد وغبار بیٹھا صف آرائی
ہوئی نقیب وچاؤش کڑکا کہکر کنارے ہوئے اُسوقت اول سفاک اژدر پر چڑھکر مقابل لشکر مہرخ آئی
اور پکاری کہ اے لشکریان نگحرام مجکو کچھ تمسے عداوت نہین اور نہ کسی طرح کا تم لوگون سے سروکار ہی صرف
اسواسطے چڑھ آئی ہون کہ چالاک بن عمرو نے میری خواص خاص مار کاکل سیاہ کو ناحق مار ڈالا ہی
بس تم اُس میرے گنہگار کو گرفتار کرکے میرے حوالہ کردو اور یا میرے حوالہ نہ کرو تو اپنے لشکر سے نکالدو مین
خود اُسکو پکڑ لونگی اور اگر ایسا نہ کروگے تو تمھارے لشکر کو غارت کردونگی اگر اپنی بہتری چاہتے ہو اور خیریت تمھین
منظور ہی تو میرے کہنے پر عمل کرو مہرخ نے اُسکے جواب مین پکار کر کہا کہ تمھاری تو عقل زائل ہوگئی ہی جو تم اسطرح
کی گفتگو کرنے کو میرے ساتھ آئی ہو اپنے ہوش کی خبر لو کچھ سودا ہوگیا ہی تم مجھسے دشمنی کروگی تو کیا کرلوگی اور دوستی
کروگی تو کیا سرفراز کروگی اگر تمکو لڑنا منظور ہی تو تاخیر نہ کرو یہان تمسے کون کمی کرتا ہی دیوانہ پن کی باتین نہ کرو
بھلا مجھسے کیونکر ہوگا کہ چالاک بن عمرو کو تمھارے حوالہ کردون بس اب خبردار زبان ناپاک سے اپنے
نام مہتر مہتران و بہتر بہتران چالاک عالیشان کا نہ لینا جو کچھ تمسے ہوسکے قصور و کوتاہی نہ کرو مین دیکھون
تو کہ تم کیسی ساحرہ ہو اور کیا میرے واسطے کرتی ہو سفاک ان کلمات کو سُنکر برہم ہوئی اور اپنے لشکر کی طرف
پھری صف لشکر مین جاکر سپہ سالار لشکر ہرمز جادو کو حکم دیا کہ ہان جنگ آغاز کرو وہ مرکب سحر کو اُڑا کر میدان
مین آیا اِدھر سے بھی ایک ساحر نے نکلکر سامنا کیا لیکن ہرمز نے ایک تیغۂ سحر ایسا اُسکے مارا کہ وہ بیچارہ
دو ٹکڑے ہوا اُسوقت مہرخ نے ایک نارنج سحر کا تخت پر کھڑے ہوکر جانب سفاک جادو پھینکا اُسنے نارنج ۲۶

آتے دیکھکر ایک ترنج مارا کہ نارنج مہرخ تو زمین مین گر کر سرد ہو گیا اور ترنج مہرخ پر گیا مہرخ نے بھی رد سحر کیا
اور ایک تیر کمان مین رکھکر مارا کہ سفاک نے آگے بڑھکر دستک دی کہ پنجہ قراولی لیے پیدا ہوا اور اُسنے تیر کو
بھی کاٹ دیا اُسوقت سفاک نے پکار کر کہا کہ ای مہرخ دیکھو تو مین کیسی بلا تجھپر نازل کرتی ہون میرے
ہاتھ سے بچکر جانا محال ہی اپنے تیر کا جواب دیکھ کہ کیا دیتی ہون اب تجھسے دیر تک کون لڑے اور تماشا
دیکھا کرے قضا ہی تیری آگئی ہی تو مین کیا کرون یہ کہکر ایک تختی فولاد کی اپنی جھولی سے سحر کی نکالی کہ وہ مشبک
تھی مثل پارۂ آہن جنتری کے تھی پس اُس تختی کو اُسنے زمین پر پھینکدیا اور ایک نارنج نکالکر سحر اُسپر دم کرکے
اُس تختی پر مارا کہ وہ نارنج شق ہوا پس یکایک وہ تختی غائب ہوئی اور بجاے اُسکے ایک دیوار فولادی
مشبک یعنی سوراخ دار پیدا ہوکر مابین لشکر مہرخ و سفاک حائل ہوگئی جہان تک نگاہ کام کرتی تھی
وہی دیوار نظر آتی تھی لشکر سفاک بے ایمان زیر دیوار اُسطرف کو پوشیدہ ہوا پس اُس دیوار کے سوراخون
مین یکایک ہوا بھری اور آواز سائین سائین کی پیدا ہوئی پھر ہر روزن مین سے تیر آنے لگے اور
لشکر مہرخ مین گرنے لگے گویا کماندار دہر نے ٹٹی کی آڑ مین شکار کھیلنا شروع کیا تھا دیوار تھی یا تفنگ خانہ
زمانہ تھا نہین نہین آسمان سحر کا برج قوس تھا یا ترک زمانہ نے تیر اجل کا اِن بیچارون کو نشانہ
بنایا تھا دیوار نہ تھی ملک عدم کی حد کھینچی تھی اُدھر سے اجل صورت خدنگ بنکر آتی تھی اور سینۂ بیکینہ
لشکریان مہرخ کے پار ہوتی تھی کچھ ہی دیر مین لشکر مین ہل چل پڑگئی آفت برپا ہوئی ہزارہا ساحر
نشانۂ تیر سحر ہوا اِس لشکر کے تیار ہونے سے ایسی ہل چل پڑی تھی کہ لشکر برّان جو قریب تر اِس
لشکر کے آگیا تھا اُسمین بھی غلغلہ برپا ہوا اور بنا بر احتیاط وہ لشکر بھی طیار ہو گیا اور چند بادشاہان
دربند طائر اپنے اُڑا کر اِس ہنگامہ کے دیکھنے کو یہان آگئے اور حسب اتفاق ملکہ مجلس جادو بھی
مع اپنی مان کے تلاش برّان مین یہان آئی تھی وہ بھی آکر اِس جنگ کو دیکھنے لگی اور اُن سب نے
دیکھا کہ تیر اُس دیوار سے نکلکر اب سپرین سحر کی توڑتے ہین اور ایک ایک تیر چالیس چالیس ساحرون کے
سینہ توڑتا ہی اور اب دریا کی طرح روے ہوا پر تیر موج مار رہے ہین مینہ زمین پر تیرون کا برس رہا ہی
یہ معلوم ہوتا ہی کہ زمانے مین ہوا چلنے کے بدلے تیر ہی چلتے ہین روے ہوا پر عقاب سے مملو ہی دنیا نے
اُڑجانے کے لیے پر نکالے ہین اسقدر حادثات بھی عالم مین نہ پیدا ہوتے ہونگے جسقدر کہ تیر اِس
لشکر مین بھرے ہین مہرخ و بہار و مخمور پنجہ سحر کے پیدا کرکے قراولیون سے تیرون کو کٹواتی ہین

سپرین سحر کی آڑ کیے ہین لشکر سب برباد ہو رہا ہے کوئی تیر نشانہ پر نشانہ بنکر پڑا ہے کسی کے تیر جگر کے پار ہوا ہے کوئی لاشہ پڑا ہے کوئی زخمی سسک رہا ہے گویا ہیر زال دنیا کے ارمان دلی آج ہی تو نکلے ہین کہ کیسے کیسے نوجوان نشانۂ تیر اجل بنے خاک و خون مین لوٹ رہے ہین یہ حال دیکھکر مجلس نے کہا کہ اما جان آپ کو کوئی ایسا سحر یاد نہین ہے کہ جس سے یہ دیوار سفاک کے سحر کی ٹوٹ جائے ہمارے جادو نے کہا بیٹا قصۂ زمین برسر زمین یہ ساحرہ سرحد دار طلسم ہوش ربا ہے تحفۂ طلسم سے اُسنے کام لیا ہے ہم اُسکا کیا کر سکتے ہین اور علاوہ اُسکے ہم تابع ملکہ تران ہین اگر اسوقت ہم لڑین تو ہمارے ساتھ ناظمان طلسم بھی لڑینگے پھر ایسا نہو کہ لشکر ملکہ تران کا ہماری ذات سے برباد جائے اور ہم پر الزام آئے ہان اگر مہرخ بھاگ کر ہمارے لشکر مین چلی آئیگی تو اُسوقت اُسکی حمایت اتنی کرینگے کہ اُسکو قتل نہونے دینگے اور بناچاری لڑینگے کہ یہی حکم ملکہ بران کا ہے کہ لشکر مہرخ کی ہر شخص ہمارے طلسم کا حمایت کرے یہان تو یہ باتین تھین وہان تیرون نے لشکریان مہرخ کا دم بند کیا نفس در قفس بہ پیچیدہ ہزارہا کے سینہ کو توڑا اب وہ زمانہ آیا کہ یقین تھا بھگدر لشکر مین پڑے اور کوئی میدان مین ثابت قدم نہ رہے ابیات

لکھا ہے کہ جب مہرخ شیر روز
بڑھی جانب لشکر مکر و زور
تو اُس دم وہ سب بانیِ دشمنی
قیامت کی تھی محو تیر افگنی
کمانون سے تا صف فوج قدیر
روان تھا ہم تیر کے بعد تیر
ہدف سے کمان تک نہ تھی ایسی راہ
جوڑے تیر تھے مثل تیر نگاہ
دل اہل دل سے نکلتی تھی آہ
یہ جانو کہ ہم سب ہوئے اب تباہ
بڑھی فوج ساحر سراپا شریر
لگانے لگے فوج غازی یہ تیر
جمے تھے دلاوران حصار
خدا کی تھا رحمت کا بس انتظار

جب لشکر ظفر پیکر مہرخ نامور تباہ و برباد ہونے لگا اور آگے کی صف ٹوٹ گئی اب لوگ پیچھے ہٹنے لگے اُسوقت مہرخ نے تاج سر سے اُتار کر طرف کعبہ کے رُخ کیا اور درگاہ بے نیاز مین محتاج ہوکر پکاری کہ ای احکم الحاکمین و یا غیاث المستغیثین تو نے مجکو سلطان کیا ہے تو نے ہی تو جاہ و حشمت کا سامان دیا ہے ای رب اکرم ابیات

تجھی نے عطا کین یہ ہمکو نعم
تو ہی ہے سزاوار حمد اتم
بڑا تو نے ہمپر یہ احسان کیا
کہ کافر سے ہمکو مسلمان کیا
محمدؐ سا ہمکو دیا پشتبان
دکھائی ہمین جسنے راہ امان
ہوئی دور ہمسے بدی اور ستم
ترے رحم سے ہین ہدایت پہ ہم
ترے عون و یاری سے منصور ہون
بلائین جو ہین سب یہ اب دور ہون
ای کریم حکم دے فتح غیبی کو کہ یہ

کافران بیحیا ہمارے ہاتھ سے مثل کاخ شکستہ منہزم اور منعدم ہوں یہ دُعا اُسکی درگاہ خدا مین قبول ہوئی لیکایک بونڈا گرد کا ایک طرف سے صحرا مین پیدا ہوا اور غور سے جو دیکھا تو مہتر مہتران وبہتر بہتران فرزند رشید ریش تراشندۂ کافران وسر برندۂ جادوگران قتل کفار مین نہایت سفاک مہتر چالاک بانہ ہاے عیاری سے آراستہ پیدا ہوا اور اُسنے دیکھا کہ لشکر مہرخ تباہ وبرباد ہورہا ہے بس اُسنے بیضۂ عقاب جمشیدی کو کہ جو مار کاکل سیاہ کو مار کر اسنے لیا ہی اور زبانی اُس قحبہ کے وصف تو اُس بیضہ کا سُن چکا تھا ہی بہت جلد کمر سے نکالا اور غور کر کے دیکھا تو اُسپر بہ خط طلائی یہ لکھا ہوا بھی پایا کہ خواہ جمشید پرست ہو یا لقا پرست یا خداے نادیدہ کا پوجنے والا مسلمان ہو یا اُنکہ افراسیاب کی پرستش کرتا ہو کوئی ہو اس بیضہ کو کسی لشکر پر گو وہ کیسا ہی زبردست لشکر اور مالک اُنکا کیسا ہی بہتر اور زبردست ہو یہ مارے تو وہ لشکر سب غارت اور تباہ ہو جائیگا اسمین چاہے ساحر ہو یا غیر ساحر کوئی کیون نہو ہلاک اور برباد ہو جائیگا اور اِس بیضہ کے سامنے طائر قوت اُسکا کچھ پروبال نہ نکال سکیگا سواے ہلاک ہونے کے کچھ بن نہ آئیگا لیکن اس بیضہ کو مار کر لشکر حریف پر آپ بھاگ جائے اور اگر انگشتری سامری و جمشید بھی اپنے پاس رکھتا ہو تو کچھ بھاگ جانے کی ضرور نہین صاحب فوج کیسا ہی صاحب قوت ہوگا مگر اُس شخص سے مقابلہ نہ کر سکیگا جسکے پاس انگشتری ہوگی اس مضمون کو دیکھکر چالاک نے دلمین کہا کہ ایک انگوٹھی تو مجکو امیر کشورگیر نے عنایت فرمائی ہی بھلا وہ سامری کو کیا جانین لیکن ایک اور انگوٹھی بروقت ملاقات ملکہ بہار کے لشکر اسلام مین تو نے پائی تھی اسکو تو دیکھ کہ وہ کیسی ہی بس اُسنے اپنے ہاتھ کی انگوٹھی کو اُتار کر دیکھا تو ایک انگوٹھی مین کچھ لکیرین سی بنی ہوئی نظر آئین خیال کیا کہ یہی حال جب بھی ہوا تھا کہ لکیرین اُس انگوٹھی کی دکھائی دین تھین مگر پڑھی نہ گئی تھین اے چالاک اب بیضہ کو اس سے ملا کر دیکھو غرض اُسنے بیضہ کا عکس اُس انگوٹھی پر ڈالا تو اُسمین یہ لکھا ہوا ظاہر ہوا کہ جسکے پاس بیضۂ عقاب جمشیدی ہو بس اُسکو چاہیے کہ اُس انگوٹھی کو پہنکر جسطرف کے ہاتھ مین انگوٹھی پہنے ہو اُسی طرف کے ہاتھ مین بیضہ لے اور لشکر دشمن پر مارے پھر تماشا دیکھے کہ اِس بیضہ نے کیا کام کیا اور یہ انگوٹھی پھر بھی کام آئیگی برباد نہ کرے غرض چالاک اِس مضمون سے آگاہ ہو کر بہت شادکام ہوا اور شادان و فرحان آگے گام زن ہوا اُدھر تو یہ بیضہ لیکر چلا وہان عمرو اور بران درۂ کوہ مین بیٹھے شراب پی رہے تھے اور

کھانا دونون نے نوش کیا تھا اور خواجہ نے چاہا تھا کہ کچھ گاکر ملکہ کا دل بہلاوے کہ یکایک ایک آواز آئی کہ خواجہ تم ہمارے گلزار پُر بہار سے کیون چلے آئے آؤ وہین آکر بیٹھو یہ سنکر عمرو نے ادھر اُدھر جو دیکھا تو وہی سامان جو دیوار بلور کے گرنے سے چار طرف دکھلائی دیا تھا یعنی باغ اور پہاڑ اور دریا اور صحرا وہی دکھائی دیا خواجہ اور بران بے اختیار اُٹھکر اُسی باغ دلپذیر مین داخل ہوے آگے بڑھکر ایک بارہ دری سراسر جواہر جڑی آراستگی مین سراسر پری بنی ہوئی نظر پڑی اندر اُسکے فرش و کرسی و تخت آراستہ تھے اور شاہ کوکب تخت فیروزہ فام پر جلوہ فرما خواجہ نے تسلیم کی اور ملکہ اور خواجہ حسب ایماء شاہ کرسی پر متمکن ہوئے عمرو نے جسارت کرکے کہا اے بادشاہ آپ تو ہمسے رخصت ہوکر کچھ تدبیر کو گئے تھے پھر اب یہان کیونکر تشریف لائے بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک سرہزار سودا کیونکر جاتا اب دیکھو ہمین حال اُسکا واضح ہوا جاتا ہے یہ فرما ہی رہا تھا کہ دفعۃً آواز مہیب آئی عمرو اور ملکہ آواز کی طرف دیکھنے لگے وہم اُنکو ایسا ہوا کہ انکو پنجہ دکھائی دیا کہ ایک تھیلی زربفت کی وہ پنجہ لیے ہے اور اُس تھیلی پر خط طلسمی بطور نقش کے کچھ لکیرین بنی ہین بس بادشاہ نے وہ تھیلی ہاتھ مین لی وہم خواجہ اور ملکہ کا مٹگیا دیکھا تو پنجہ وغیرہ کوئی نہین ہے بادشاہ بیٹھا ہے مگر رنگ رخسار بادشاہ زرد ہے چہرہ پر فکر و تردد کی گرد ہے خون جسم مبارک کا خشک معلوم ہوتا ہے بران نے کھڑے ہوکر بصد ادب اسطرح عرض کیا **ابیات**

قربان تو صد جہان جہانست
در وہم و گمان آفرینش
انوار تجلی تو ظاہر
ای جان جہان آفرینش
بر خاطر روشن تو روشن
بر دیدہ وران آفرینش
حرفی ز کمال تو نیاید
اسرار نہان آفرینش

ای شہنشاہ عالی بارگاہ چشم زخم زمانہ آپ سے دور رہے اسوقت مزاج ہمایون کو مبتلاے فکر و تردد پاتی ہون گل رخسار جناب کو صرصر الم سے خمول و پژمردہ نظر کرتی ہون کیا اسکا سبب ہے اور باعث اضطراب کہ انجام اُسکا سوا صواب کے اور کچھ نہو کیا ہے بادشاہ نے کہا کہ مین فکر مین اپنی جانا چاہتا تھا کہ یکایک بیرون نے سحر کے خبر مجکو دی کہ لشکر مہرخ تباہ ہوا دیوار سحر نے اُنکو بے بیتیبان بنایا ہے ستون زور و قوت کو اُسکے گرایا ہے چنانچہ ابھی جو پنجہ وہم آیا تھا تو یہی خبر لایا تھا کہ سفاک جادو مادر زیور جادو کو ایک تختی تحفہ جات طلسمی سے ہاتھ آئی تھی اور اُسپر اُسکو بڑا ناز تھا بس اُس تختی کو اُسنے آکر دیوار شبکہ دار فولادی بنایا ہے اور تیر ستم برساکر سارا لشکر مہرخ کا غربال کردیا ہے بھگدر پڑا جاہتی ہے مہرخ ہی ایسی

دلا دری ہی جو ابتک اُسی میدان باران تیر مین استادہ ہی اور دعا کر رہی ہی چنانچہ مجکو فکر ہی کہ اُسکی دفع کی تدبیر کرون عمرو نے یہ ماجرا سنکر ملکہ بران سے کہا کہ ای ملکہ ہمارے لشکر کے متصل تمھارے ناظمون کا بھی لشکر اُترا ہوا ہی بس وہ لشکر مدد نہین کرتا ہی بران نے کہا خواجہ وہ سب میرے حکم کے منتظر ہونگے کہ ملکہ اگر حکم دے تو ہم لڑین عمرو نے کوکب سے اُسوقت عرض کی کہ ای بادشاہ پھر آپ ہی کچھ تدبیر برای خدا تعالیٰ جلد فرمائیے کوکب نے ہنسکر کہا بی بران صاحب آپ کے لشکر مین کہ جسکے بھروسے پر آپ شاہ ساحران سے لڑنے چلین یقین کوئی ایسا ساحر ہی کہ جو اس دیوار کو غارت کردے ملکہ بران کو بھی اُسوقت تیہہ آگیا اور کچھ تو براہ ادب نہ کہہ سکی مگر منھ لال کرکے اتنا کہا کہ حضور آپ کچھ تدبیر درباب دفع دیوار نہ فرمائین مین خود جاکر اُسکو توڑتی ہون کوکب نے کہا خواجہ دیکھیے انکی یہ سمجھ ہی کہ ذرا سی بات مین غصہ آگیا بران نے کہا ہان وہ بات ہی کیا ہی مین جاکر ٹکر مارونگی یا تو مین نے اُس دیوار کو گرادیا یا کاخ جسم وجان کو اپنے برباد کروادیا اور گرادیا کوکب نے کہا تمام عمر تو تمنے عیش وعشرت مین سب سحر اپنے برباد کیے اور غارت کردیے اب یہ حوصلہ ہی تم یہ نجانتی تھین کہ بموجب مصرع جنکے رتبہ ہین سوا اُنکو سوا مشکل ہی ؛ مین بادشاہ زادی ہون کبھی تو میرے ملک پر کوئی چڑھ آئیگا یا ہمکو کسی ملک پر چڑھائی کرنی ہوگی پھر ہمکو اپنے رتبہ کے موافق سحر کرنا ہونگے اب جہالت کو کام نفرمائو اور چالیس روز کوہ رخشان پر جاکر سحر کو تیار کرلو پھر مجال کسی ساحر کی نہوگی جو تمسے مقابلہ کرسکے یہ کہکر کوکب نے ایک دستک جو دی تو ساٹھ پریزادان در در گوش مرصع پوش مہ جبین حور تمکین حسن مین تمکین مہ پارہ دلربا جنکی ایک غمزۂ جان ستان پر جان عشاق قربان حاکم کشور حسن وجمال و والی اقلیم خوبی وکمال ایک تخت الماس کاندھے پر اُٹھائے سامنے حاضر ہوئین بادشاہ اُس تخت کو دیکھکر اپنے مقام پر سے اُٹھا اور ڈنڈوت کرنے لگا اُس تخت پر ایک کتاب رکھی ہوئی تھی بادشاہ نے ڈنڈوت کرکے وہ کتاب اُٹھائی کچھ اسباب ساحری بھی اُس تخت پر تھا اُسکو بھی قبضہ مین لیا اور کتاب پر غلاف زربفتی چڑھے تھے سراسر جواہر دوز بنے تھے بس اُسکو دور کرکے کتاب کو کھولا اور کہا خواجہ یہ کتاب ہمارے پیر اور بزرگون کے وقت سے چلی آتی ہی جتنے عمدہ سحر اگلے ساحران نامی کے کیے ہوئے ہین اسمین لکھے ہین مین اسکو دیکھتا ہون اور ایک نقش اسمین سے نکالکر لکھتا ہون کہ وہ دیوار غارت کردونگا اور اُس کتاب مین حال بھی جو کچھ گذر رہا ہی معلوم ہوتا ہی بس حال جنگ مہرخ وسفاک بھی

دیکھتا جاؤنگا یہ کہکر مشغول کتاب بینی ہوا یہ تو کتاب دیکھنے لگا اِدھر چالاک جو انگشتری جمشیدی اور بیضہ جمشیدی لیکر بڑھا قریب دیوار پہونچکر نعرہ زن ہوا کہ باش او قحبہ بدکار و ناہنجار پلید و بیباک ساحرہ سفاک وائے تیرہ سران وخیرہ روزگاران ساحران غدار کیون تمھاری شامت آئی ہی کیون دنیا تمنے سر پر اُٹھائی ہی مین آپہونچا تمھاری جان کا ملک الموت یہ نعرہ اُسکا سنکر لشکریان مہرخ یا تو بھاگا چاہتے تھے تھم گئے اور برق فرنگی عیار علیحدہ کھڑا ہوا اپنے لشکر کی بربادی پر دست تاسف مل رہا تھا اور فکر عیاری مین تھا اُسنے بھی نعرہ سنکر چالاک کو دیکھا اور بیقرار ہوگیا پکارا کہ ای بھائی چالاک ای سردار من مرشدروے کہان جاتے ہو میرے پاس بھر کے چلے آؤ وہان مینھ تیر و نکا برس رہا ہی چالاک نے سنکر کہا کہ ای برق تم کچھ اندیشہ نہ کرو اگر اس دیوار مین اور گروہ ساحران غدار مین گھس کر عیاری نہ کی تو پھر کام ہی کیا کیا ای بھائی تم اپنی جان بچائے وہان کھڑے رہو اور دیکھو تو کہ کیا ہوتا ہی مین اُن کافرونکو غارت کیے دیتا ہون اِس کلمے کو سنکر برق وغیرہ سمجھے کہ چالاک شاید مسحور ہوگیا سحر سفاک مین اور دماغ و دل اُسکا قابو مین نہین رہا ہی جب تو ایسے کلمات مہمل کہتا ہی اور دیوانہ وار اسی آفت مین بے پرواہی سے جاتا ہی رات بھی نہین ہی جو یہ عیاری کر کے نکل جائیگا غرض برق کو تاب نہ رہی اور پھر اُسنے پکار کر ندا دی کہ بھیا چالاک کہنا ہمارا مانو اور پھر آؤ اگر نشہ شراب کا بہت تمکو ہوگیا ہی تو وہ نشہ آگے بڑھکر ہرن ہو جائیگا اور تم مفت مارے جاؤگے کیون جان دینے جان بوجھکر جاتے ہو چالاک نے ابکی مرتبہ برق کے کلام کا جواب کچھ بھی نہ دیا اور جست کرکے برابر دیوار سحر سفاک کے پہونچ ہی تو گیا اور اِسطرح للکارا کہ سفاک کے کان مین بھی آواز اُسکی پہونچی اور اُسنے ساحرون سے اپنے استفسار کیا کہ یہ کون ڈانٹ رہا ہی ساحرون نے کہا کوئی عیار ہی وہان برق نے دیکھا کہ چالاک قریب دیوار پہونچ گیا اور مینھ تیرونکا برس رہا ہی مگر اُسکے اُوپر کوئی تیر نہین پڑا بس اُسنے پکار کر کہا کہ ای مرشدزادے آج غش کیا تم کچھ سحر بھی سیکھ کر آئے ہو چالاک نے پھر کر جواب دیا کہ پھر تمکو کیا ہان بیشک ہم سحر سیکھ کر آئے ہین کچھ شبہہ نہین کہ ہم ساحر ہین اور اگر ایسے نہوتے تو اِس جگہ بخوف و خطر کھڑے کیون ہوتے اِس عرصہ مین سفاک نے ایک پیکان آبدار سحر کو نکالکر بزور سحر کھینچکر اُسپر مارا اُسوقت چالاک نے بیضہ کو چرخ دیا اور بلند کیا برنگ ستارہ سحری اُسمین چمک پیدا ہوئی اور وہ پیکان اُٹھا کر پھر سفاک نے دستک دیکر اُسکو تو رد کیا لیکن اُس بیضہ کی روشنی بجلی کیطرح اُس دیوار کے

سوراخون مین سمائی بس اُس روشنی کو دیکھکر سفاک تو بدحواس ہوگئی اور جلد بزور سحر پائون اپنے زمین پر مارکر غرق زمین ہوگئی اور تیر جو اُس دیوار مین سے آتے تھے وہ روشنی ظاہر ہونے سے اور سوراخون مین پہونچنے سے بند ہوگئے اُس عرصہ مین اُسنے چرخ دیگر بیضہ دیوار پر مارا آواز ایسی ہولناک آئی کہ یقین تھا کاخ زبرجدی آسمان پھٹ پڑے چار دیوار ربع مسکون اڑا اڑا کر گویا گرے اور حصار اربع عناصر عالم جیسے ڈھی گیا وہ دیوار تھرائی اور لرزی اور زمین پر گرکر فولادی تھی ریزہ ریزہ ہوکر مثال دنیا مین خاک کیطرح برباد ہوگئی بنیاد ستم ڈھی گئی کاخ جور و فساد منہدم ہوا اور اُسپر یہ طرہ ہوا کہ بموجب مثل سنگ آمد و سخت آمد یعنی سنگریزہ اُس دیوار کے فولادی گولون کی طرح لشکریان سفاک پر آگر گرنے لگے اور سینون اور سر کو توڑکر پار گذرنے لگے اب تو کہ کردکہ نیا فت کا معاملہ ہوا ہزارہا ساحر اُسی میدان مین گرکر لوٹنے لگا کلو اسید ہا دُم دبا کر بھاگا بھیرون یا تو خوشی مین تھا اب ناچنے لگا صدائے یا سامری بچانا یا جمشید بچانا کی بلند ہوئین آوازین مہیب آنے لگین ساحرون کے مرنے سے آندھی سیاہ آئی پتھر برسنے لگے وہ میدان تمام پر آفت ہوگیا ادھر سے لشکر ظفر احتشام مہرخ عالی مقام بھی حربہ سحر کے پکڑکر اور تلوارین لیکر جو بڑھا پھر تو یہ نقشہ ہوا کہ زمین جہان ساحران کو کھنڈل ڈالا ہر ایک کو غار نیستی دکھا دیا لحد بھی نصیب نہوئی قصر تن مین جان جو مکین تھی وہ لوٹا گھر سمجھکر گھبراکر بھاگی جاتی تو کہان جاتی فی الحال خانہ جہنم خالی تھا وہین جاکر قرار لیا کاخ بدن برباد ہر ایک ناشاد و نامراد چالاک نے خنجر کھینچکر دس دس کے سر اُڑانا شروع کیے ساحرون کے سحر اُسپر اثر نہ کرتے تھے یہ آفت تھی کہ ابیات

اُڑا کر فرس کی عنان بیدرنگ
دکھانے لگی لطف چالشگری
ہوئے حملہ ور دو طرف کے سوار
بگڑنے مین جنکے تھے لاکھون بناؤ
قیامت کے حلے وہ باسے لگاؤ

چلی مہرخ نامور سوے جنگ
تڑپنے لگے خاک پر سب لعین
لگی ہونے باہم غضب گیر و دار
وہ نیزون کی جنبش وہ دشمن کی تاک
مبارز سے یک دوسرے کا بچاؤ

ہوئی گرد اک دوسرے کی جری
گئی جانب اسفل السافلین
وہ گردش ستورون کی وہ آؤ جاؤ
زمین کا دہلکر اُڑانا وہ خاک

اِدھر ساحرون کے سحر نے آفت برپا کی تھی کبھی دریا پیدا تھا کبھی ابر سحر چھایا کبھی آگ برسی کہین دُھوان پیدا ہوکر آنکھون مین ساحرون کے سرمہ بنا جسنے اندھا کیا وہ بیرون کا غل باجون کا شور کہا تک مذکور ہو کہ شور نشور برپا تھا ہزارون ساحر جب سفاک کے کام آئے بھگدر پڑگئی جان بچانی مشکل ہوئی اور ملکہ سفاک

بڑی دیر مین زمین سے نکلی اور اپنے لشکر کا حال پریشان و خراب دیکھکر اشک خونین روئی اور بغضب
تمام تر گولا فولادی لیکر چالاک کی طرف چلی پکاری کہ ارے او جوانا مرگ تیرا ہی نام چالاک ہی مین تو
تیری تلاش مین تھی اور اسی لیے لڑنے آئی تھی کھڑا تو رہ ایسے تیسے کہان جاتا ہی چالاک نے بھی
بڑھکر للکارا کہ اری او لکاتہ نابکار مین خود تیری فکر مین پھرتا ہون آ تو سہی ٹانگین چیر کر پھیکدونگا بس
یہ دونون مقابلہ مین آہی چکے تھے کہ زمین شق ہوئی اور ایک ساحرہ نوے برس کی بڑھیا زال دنیا کی
نانی بہت پرانی بیجا زندگانی کی کمر خمیدہ لاٹھی لیے زمین سے نکلی کہ غبارہ جادو نام رکھتی تھی اور سفاک
کی دایہ ہی اور اُسنے قریب سفاک آتے ہی اُسکی چوٹی پکڑ کر دھر گھسیٹی اور پکاری کہ اری کمبخت ہتیاری
کیون اپنی جان دینے کو چلی جاتی ہی جوتی سے ایک خواص مار کا کل ماری گئی تیرے ناخن پا پر سے
ایسی ایسی کتنی صدقے ہو جائینگی بڑے بڑے ساحرون سے تو یہ لڑائی فتح ہی نہین ہوئی تو اسکو فتح کیونکر
کریگی ان موؤن کمبخت امونکی تو آجکل رتی زور پر ہی کوئی اِنپر فتحیاب نہو گا مین اسوقت بلبلا کر بُرا حال
رقعہ جمشید مین دیکھکر دوڑی آئی کمبخت میرے پاؤن مین چوٹ بھی لگی گھٹنا ٹوٹ گیا مگر کیا کرون بوڑھا
میرا دم جلنے کی اور سحر پڑھنے کی طاقت نہین اسپر بھی دل نے صبر نہ کیا سچ ہی بلائی کی محبت بڑی ہوتی ہی
اری یہ کلیجہ کی آگ ہی نہ آتی تو دائی بندی ہی ہائے کرکے رہجاتی کبھی ایسی حرکت تو نہ کرنا جو یون پرائی آگ
مین گھس پڑنا میری جان کچھ حیرت آپ کی جان پھیر نہ دیتین یہی کہتین کہ ہائے افسوس کہنے والی انا
بندی یون ہوگئی وہ تو کہکر چپ ہو رہتین اور تیرے دشمنون کی جان جاتی بھلا تیرا کدھر خیال ہی تیرا
بھلا ہوا اتنا بھی نہین سمجھتی کہ جسکے پاس بیضۂ عقاب جمشیدی ہوگا انگشتری جمشیدی نہ ہوگی چل جلدی ایسے
سفاک کے مقابلے سے یہ کہکر چوٹی پکڑ کر زمین مین کھینچکر لیے ہوئے چلی گئی لشکریان مہرخ نے تمام ساحرون
کو اُسکے لشکر کے قتل کیا کچھ اُڑکر رو بفرار لائے کچھ زمین مین سمائے زمین کو سنگ ولاخ کر دیا کہ بہت سے
اندر تڑپ کر ہلاک ہوگئے روے ہوا پر ساحرون نے عقاب بنکر منقار دن سے کتر کر گرا دیا تمام زمین و
زمان مین موت پھیل پڑی تھی دلال اجل نے نرخ جان کو ارزان کر دیا تھا الحاصل کچھ جو بچ گئے
وہ بھاگے ہوئے بارگاہ حیرت کی طرف گئے لشکریان مہرخ نے خیمہ و بارگاہ تک اُنکے جاکر مارا اور آگ
لگا دی اور مال و اسباب لوٹ کر طبل فتح و ظفر بجا کر خوشی خوشی پھرے چالاک کے اوپر سے زر نثار کر دیا
زر سفید و سُرخ کا انبار ہوگیا اسقدر لُٹا غرض مہرخ چالاک کو بعزت تمام بارگاہ مین لیکر آئی لشکر نے بھی

گرکھولی اور آسودہ ہوئے اِدھر کوکب نے کتاب مین اپنے مقام پر یہ سب ماجرا دیکھا اور کتاب سے
نقش کی تلاش موقوف کرکے اِسی حال کو دیکھے گیا اور فتح کی کیفیت دیکھکر فرط عشرت سے چہرہ کا رنگ
سُرخ ہوگیا اور تشویش خاطر عاطر جاتی رہی عمرو نے جواب چہرۂ مبارک بادشاہ مذکور کو دیکھا تو اُدہی
رنگ نظر آیا معلوم ہوا کہ اب کوئی بات خوشی کی اِس کتاب مین بادشاہ کو نظر آئی ہی یا کوئی منتر فتح
پانیکا اِسمین لکھا دیکھا ہی بس یہ دریافت کرکے اُسنے عرض کیا کہ ای شہنشاہ کیا آپ نے فوج سفاک
جادو کے غارت کرنیکی تدبیر کوئی نکالی جو آپ کو اِسقدر خوشی حاصل ہوئی کوکب نے کہا کہ نہین اب
مین کیا تدبیر نکالونگا وہ لشکر تو خود ہی غارت ہوگیا اور ای عمرو تمنے غارت اُسکو کردیا یعنی کوئی فرزند ارجمند
تمھارا چالاک نام یہان آیا ہی اُسکے ہاتھ انگشتری جمشیدی اور بیضۂ عقاب جمشیدی آگیا تھا اُسنے
اُن دونون چیزون کے زور سے تمام لشکر کو اِسطرح سفاک جادو کے شکست دی اور دیوار کو گرا کر
خاک مین ملا دیا سب لشکر مارا گیا کچھ جو بچا وہ بھاگ کر حیرت پاس گیا ہی یہ حال سنکر عمرو دلمین بہت
خوش ہوا اور دِلسے کہتا تھا کہ اللہ اکبر اب اِس ناشدنی چالاک نے اگر یہ مرتبہ پیدا کیا ہی کہ جب سے
طلسم مین آیا ہی تہلکہ ڈالدیا ہی بادشاہ جادوان اِسکے ساتھ ساتھ آیا اور ہر جگہ اُسکو دھوکا دیا معشوقہ
کو اُسکی قتل کرایا سلیمان جادو کو مارا اور اِس ناشدنی نے میری نذر کچھ بھی نکیا اب چلکر اُس سے کچھ
نذر حاصل کرنا چاہیے یہ سوچکر کوکب سے کہا کہ ای بادشاہ پھر مجکو بھی لشکر مہرخ مین بھیجدیجیے کوکب
نے کہا کہ خواجہ ہم تمھاری کل دعوت کرینگے اور مشورہ کچھ تمسے کرنا ہی بعد مشورہ کے پھر تم جلے جانا
رخصت کردینگے عمرو یہ سنکر خاموش ہوا اور یکایک ہوائے سرد کے جھونکے آئے آنکھ خواجہ اور ملکہ براں
کی بند ہوگئی بعد لمحہ کے جو آنکھ کھُلی تو سبنے اپنے تئین قلعہ کوکبیہ دار الامارۃ طلسم نور افشان مین
پایا وہان بادشاہ نے خواجہ کی دعوت کرنیکا انتظام فرمایا اور شمع رائے روشن کرکے انجمن مشاورت کو
منعقد فرمایا یہ تو معمار قدرت کے بلانے کی مصلحت کرتے ہین لیکن وہ لشکری سفاک کے جو بھاگے
ہوئے بارگاہ حیرت کے قریب پہونچے اُسنے اُنکو بلوا کر حال شکست کھانیکا دریافت کیا اور اُس لشکر
کے بھاگ کر آنیسے سارے لشکر مین حیرت کے بلکہ سارے طلسم مین غل اور شور ہوگیا کہ میان عمرو
اور برق تو یہان عیار رہتے ہی کوئی بیٹا عمرو کا چالاک نامے آیا ہی اُسنے تو آفت برپا کر رکھی ہی وہ
تو سحر و ساحری سے بھی نہین ڈرتا ہی دن دہاڑے دھین دھوکڑی کرتا ہی ساحرون کے غول اور

لشکر مین گھس آتا ہی بڑے بڑے لشکرون کو اور اُنکے سردارون کو بھگاتا ہی اور جو نہ بھاگو تو راہ عدم دکھاتا ہی بڑا غضب ہوا چالاک کا ایسا کوئی ساحر شاید نہین ہی اب زندہ رہنا ساحرونکا دشوار ہی کیونکہ ایک تو اُنکی عیاری ہی کیا کم تھی دوسرے سحر اُنھون نے سیکھا ایک تو کڑوا کریلا دوسرے نیم چڑھا اب سارا طلسم یہ نمکحرام برباد کر دینگے کوئی صورت بچاؤ کی نظر نہین آتی ملکہ شکوہ زرین قبا کی بارگاہ مین بھی یہی تذکرہ تھا کہ اب طلسم برباد ہوا شکوہ نے کہا کہ سفاک کی دیوار بنائی ہوئی تو کوئی ساحر توڑ نہین سکتا وہ کیونکر مٹی لوگون نے کہا وہ بیضۂ عقاب جمشیدی پاکر اُس عیار نے غارت کر دی شکوہ نے کہا پھر سفاک کیا ماری گئی لوگون نے کہا معلوم نہین کہ کسطرح بھاگ کر بچی شکوہ نے کہا تو پھر چالاک پاس انگوٹھی بھی ہوگی سامری کی یہ باتین تھین کہ مصور بھی خیمہ سے باہر آیا اور اُسنے لشکر مین آکر دیکھا کہ غدر ہوگیا ہی سب لشکری کہ رہے ہین کہ اب طلسم سے نکل چلو اور اپنے اپنے مال و اسباب کو جا بجا سے اُٹھا کر گاڑ دو دروازے مکانون کے بند رہین چند روز آمد و رفت موقوف رہے بلکہ اسباب کنوؤن مین پھینکدو ارے میان اپنی جان ہی تو جہان ہی یہ باتین سنکر مصور نے بارگاہ حیرت مین جاکر ملکہ مذکور سے کہا کہ ای ملکہ اب ہمکو نہایت خجالت ہوتی ہی کہانتک ذلیل ہوا کرین اب ہمکو اجازت ملے کہ یا تو اپنا گلا کاٹ کر مرجائین یا ان نمکحرامونکو غارت کر دین اور اُس عمرو مکار کی بوٹیان کاٹین ملکہ نے کہا آپ نبیرۂ جمشید ہین آپ کو اجازت مین دون یہ میری مجال نہین آپ کو ہر طرح کا اختیار ہی جو چاہیے وہ کیجیے مین آپ کے دادا کی بندی گندی اور آپ کی کنیز خاص ہون اگر آپ کو کچھ فرمانا ہی تو شہنشاہ سے فرمائیے کہ اُنھین بھی تو خیال کچھ آئے اور کچھ غیرت کو وہ کام فرمائین مصور نے کہا سچ کہا میتنے کل مین جاکر بادشاہ ساحران سے کہونگا اور اُنکو آمادہ اُنکی غارت کرنے پر کرونگا یہ کہکر شریک بزم ہوا اور صلاح جنگ و جدال کرنے لگا اب ہر طرف طلسم مین مشورہ لڑائی کے ہو رہے ہین **افراسیاب** اپنی فکر مین جو ہی وہ خیال لڑنے کا رکھتا ہی مریخ آجکل شرف پر ہی صدائے اقتل الحریف ہر زبان پر جاری ہی عجب زمین خونریز ہی کہ ہر طرف یہی چرچا ہی تلوار کا سورج دنکو چمکتا ہی سپرون کی سیاہی رات بنتی ہی لیل و نہار بھی ہتیارون کی صورت نظر آتے ہین دیکھیے انجام کار کیا ہوتا ہی اب حال تدبیر کوکب بیان کیا جاتا ہی کہ اُسنے کیا صلاح کی ہی

نامہ نگاری خامۂ رنگین بیان کی نامہ لکھنے مین معمار قدرت کے اور آنا اُسکا پاس

کوکب کے اور وہان سے لشکر مہرخ مین آنا اور پکڑ جانا عیاری سے صرصر کی اور ذلت اُٹھاکر شریک مہرخ اور عمرو بدل ہونا اور نفشان قلعہ کا بناکر اپنے ملک مین پھر جانا اور قید ہوجانا حسب تحریر افراسیاب جادو جہان دار شاہ کے دربار مین اور چھڑانا اُسکو جاکر عمرو عیار کا پھر عیاریان چالاک کی اور قید ہونا عمرو کا جہاندار کے یہان اور جانا لشکر امیر مین قید ہوکر اور لشکر امیر کو سحر مروارید وصدف کے مہلکے نجات دینا پھر آنا لشکر حیرت مین اور داستانین متعلق اسی بیان کے اور حالات صرصر و چالاک وغیرہ اور جنگ وجدال لشکر حیرت و مہرخ نیک سیرت لمولفہ

ہان اے مرے لالہ فام ساقی
کر ساقیا جام مے سے معمور
مے دینے مین کر نہ اب توقف
دعوت کا ہے اُسکی کرنا سامان
طاقون پہ چنے ہوئے ہون شیشے
شیشے سے پری یہ نکلے بن ٹھن
میخواری مین ہو طلسم پیدا
پھر بادہ کشون کے کام مین آے
ہو جام لبون پہ لب ہون خندان
مطرب سے ہو دلکو ساز ساقی
بس جاہ لکھو وہ اب فسانہ
این کردز کلک دُرفشانی

وہ مے دے جو آئے کام ساقی
حرمت مین بڑی ہے دخت قاضی
کرنا ہے مجھے نیا تکلف
آراستہ ہو مکان بھی نایاب
گلدستہ ہون بزم عاشقی کے
ایسا ہو لباس ارغوانی
نیرنگی نشہ ہو ہویدا
دے ساقیا جام حیرت افزا
دل شاد ہون رند سب فراوان
آنکھون مین سرور لب پہ قہقہہ
مشتاق ہے جسکا اک زمانہ

توبہ شکنی ہے اپنا دستور
میخوارون کا دل کریگی راضی
آتا ہے جو گھر مین میرے مہمان
اور اُسمین بچھا ہو فرش کمخواب
ہو دختر رز پہ خوب جوبن
پوشاک دُلھن کی جون شہانی
شیشے سے پری وہ جام مین آے
لکھتا ہے طلسم کا تماشا
مستی کے اُٹھاؤن ناز ساقی
خوبی بیان ہو جسکا حصہ
اُستاد بفن قصہ خوانی

نیرنگ طرازان طلسم تحریر و طلسم سازان نیرنگی تقریر مستظہران کلام عجائب و اعجاز نمایان بیان نوادر و غرائب نامہ نگاران دیوانکدۂ الفت و قاصدان منازل کشور محبت رایت افزایان عرصۂ دد و دو تیغ کشان معرکۂ ایجاد معرکۂ دوستی و الفت مین اسطرح لشکر کشی فرماتے ہین اور طلسم اتحاد مین نیرنگی مودت یون دکھاتے ہین کہ جب غبارۂ جادو ملکہ سفاک کو تہ زمین مین کھینچکر لیگئی تو بہت دور جاکر زمین سے نکلی سفاک اپنے بربادی لشکر پر

اشک حسرت بہانے لگی غبارہ نے پھر اُسکو بہت کچھ سمجھایا اور اِسیطرح قلعہ مین اُسکے لاکر اُسکو داخل کیا
یہ تو ترتیب فوج و سپاہ مین مصروف ہوئی اور بیٹی اُسکے مقابلہ مین امیر کے قلعۂ کوہ عقیق پر ساکن ہی
حال اُن دونون کا پھر تحریر ہوگا مگر خواجہ عمرو کو جو کوکب دعوت کرنیکے لیے قلعہ کوکبیہ مین لیگیا بس حکم
اہلکارون کو دیا کہ سامان دعوت وضیافت مہیا کرو کارپرداز حسب ارشاد عمل مین لائے ساقی و مطرب
آکر حاضر ہوئے بکاولون نے طعام عمدہ ولذیذ تیار کیے ایک شب اور ایک دن بڑی دھوم سے
خواجہ کی دعوت رہی جب تیسرے دن خوان پر ایوان فلک سے قفلی ماہ کی اُٹھالیگئی اور دیبائے
سفید سحر کا دسترخوان بچھایا گیا کہ ابیات

نمودِ صبح نے جلوہ دکھائے — نگاہون نے نئے سامان پائے
صدائے رخصتِ شب دی گجر نے — محبت کی نگاہون سے سحر نے

صبحدم بعد فراغ طعام صحبت رقص و سرود آراستہ ہوئی کوکب
اور عمرو اور بران ایک جگہ پر بیٹھے ناچ دیکھنے لگے اور سبکو اہل دربار سے ہٹایا مشورہ کرنا شروع کیا
کوکب نے کہا کہ پہلے مین نے ایک نامہ معمارہ کو لکھا تھا مگر وہ ابتک نہین آیا معلوم نہین اِسکا
کیا سبب ہی لیکن خیر جب نہ آیا نہ سہی ابتو اپنی غرض اُس سے لاحق ہی اگر وہ کچھ ناراض ہوگیا ہی
تو اُسکو راضی کرنا چاہیے اور یہان بُلانا اُسکا مناسب ہی عمرو نے کہا اے بادشاہ پھر وہ رہتا ہی جس ملک
مین اُسکا راستہ تو آپ نے فرمایا کہ بہت سخت گذار ہی اگر مناسب جانیے تو مجکو اُسطرف بھیجیے کوکب
نے کہا بیابان گلزار مین ایک باغ ہی کہ باغ جمشیدی اُسکو کہتے ہین اور اُسی کے برابر ایک دریائے
جمشیدی ہی بس وہین پر وہ رہتا ہی اور میرے باپ شہنشاہ اختر جادو سے اور اُسکے باپ
لعمیر قدرت جادو سے بہت ملاقات تھی اور دوستی حد سے زیادہ تھی اِسیوجہ سے مجھسے اور اُس سے
بھی از حد اتحاد ہی اور اُسی زور پر مین نے اُسکو نامہ لکھا تھا ورنہ وہ میرا کچھ مطیع اور نوکر نہین ہی بلکہ
سامری اور جمشید کا پیارا بندہ ہی اور جسطرح ہمکو خداوند سامری نے ملک ومال دیا ہی اُسکی بھی جد و آبا
ہمیشہ مغرور رہے ہین اے عمرو مجکو اُسکی محبت پر دعویٰ ہی یقین ہی کہ مین خفا ہوکر اگر لکھون تو وہ دوڑا
آئے عمرو نے کہا پھر جسطرح مناسب جانیے وہ امر کیجیے خواہ نامہ اُسکو لکھیے خواہ کسی کو بھیجیے کوکب نے
اُسوقت قلمدان طلب کرکے ایک تختۂ قرطاس پر اپنے ہاتھ سے نامہ معمار کو تحریر کیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ

نامۂ کوکب روشن‌ضمیر بجانب معمار قدرت جادو و متضمن بہ مضامین لتو دو تحمیر لمولفہ

لاؤن ایسی کہان سے مین تحریر
ساحری اُنکے نام سے ہی عیان
مہربان ایسے تھے وہ بندون پر
جسنے خود آگے اُنکا سر توڑا
گوہر سشا ہوا رنجبر کرم
مخلص بے ریا و بے ہمتا
زینت بزم خسرمی و دلا
یعنے معمار قدرت جادو
دوستی کے کہان ہی یہ شایان
واہ وا واہ تھا یہی لایق
یاد بلبل کو گل کی ہی بھولی
شمع و پروانہ مین عداوت ہی
باغ مین سنکے نالۂ بلبل
جس سے ہونٹھون پہ دم اب آیا ہو
ہون مین فرقت سے رات دن بیچین
جلوہ گر ہو یہان بصورت ماہ
عرض مین اُسکے گو ہی جائے حجاب
روز دشمن سے جنگ ہی درپیش
وان سے آیا عمرو ہمارے پاس
خوف معبود دل مین بس آیا
جو کوئی ہی شریک عاجز کا
حال بیڈھب ہی یان کا مشفق من
نہین پاتے ہین اسقدر مہلت
جو کرون وصف سامری تسطیر
لکھون جمشید کی مین کیا تعریف
رحم کا اُنکے ایک ہی یہ اثر
بعد تعریف سامری جمشید
نیر آسمان جاہ حشم
نیک خو نیک خلق نیک نہاد
گل گلزار دوستی و صفا
پہلے پہونچے اُنھین سلام مرا
بیخبر دوست سے رہین ہر آن
سچ ہی ہان منقلب زمانہ ہی
سرو سے قمریون نے نفرت کی
مہر سے مہ پہ دوڑتا ہی چکور
خار ہنس ہنس کے دیتے ہین سب گل
ہر گھڑی دلکو اپنے ہی یہ ملال
ہی دعا حق سے یہ بشیون و شین
حال جو آج کل ہمارا ہی
ضبط کرنے کی پر نہین ہی تاب
مہرخ افراسیاب کا لڑنا
رخ سے ظاہر تھی اُسکی صورت یار
ہوئے ہم اُسکے جان و دل سے شریک
اپنے معبود کا ہی وہ پیارا
فوج کی ہر طرف چڑھائی ہی
کہ کرین اپنے دوست کی خدمت
ہین وہ معبود ساحران جہان
حد سے باہر ہی اُنکی بھی توصیف
کیا ضحاک کو وہ زور عطا
لکھے جاتے ہین دوستی کے بھید
معدن فیض وجود و لطف و عطا
اختر برج آسمان و داد
صاحب ہمت و کرم خوش خو
بعد اُسکے ہی یہ پیام مرا
مہر و الفت مین آپ تھے فائق
اُلٹا دنیا کا کارخانہ ہی
گو یہ تاثیر سوز الفت ہی
اپنی ہی جان دیتا ہی وہ ضرور
ہجر نے ہمکو یون ستایا ہی
نہین معلوم دوست کا کچھ حال
کہ مراد وہ محب عالی جاہ
کہان لکھنے کا اُسکے یارا ہی
سامنے اپنے تنگ ہی درپیش
حال یہ تمنے بھی سنا ہوگا
اُسکو مغلوب ہمنے جب پایا
قول یہ ٹھیک ہی مرے نزدیک
شہ افراسیاب ہی دشمن
شہ مذکور سے لڑائی ہی
ہم تو مجبور اِس سبب سے تھے

آپ کیون ہمکو اسقدر بھولے
دیکھکر میرا نامۂ الفت
تاکہ دل دوستون کا ہو مسرور
حق الفت کو مانیے گا بہت
خط کے لکھنے کی پھر نہو تکرار
رہے تو زندہ تا صد و سی سال
تیرے دشمن تمام ہون فی النار

نہ سمجھنا کہ یہ شکایت ہی
اب نہ کیجیے گا اسقدر غفلت
حال دل اپنا کچھ سنائینگے
تھوڑے لکھے کو جانیے گا بہت
سر جھکا کے دعا کرا ہی خامہ
دوست ہون شاد و عدو پامال

دوستی کی یہ سب حکایت ہی
یہان تشریف لائیے گا ضرور
طور لڑنے کا بھی دکھائینگے
آئیے گا یہان ضرور ای یار
ختم تا اس جگہ کرون نامہ
ذات کو تیری حشر تک ہو قرار

یہ نامہ محبت شمامہ بادشاہ نے ختم کرکے مہر شاہی اُسپر ثبت کی اور ایک پتلا سحر کے زور سے موم کا بناکر زندہ کیا اور اُسکو وہ نامہ دیکر روانہ فرمایا کہ جہان معمار قدرت ہو وہان یہ نامہ جاکر دینا مگر موقع و محل دیکھ لینا دشمنون کو نہ اسکی اطلاع ہو تخلیہ مین رسم و راہ ہو پتلا نامہ لیکر روانہ ہوا اور صحراے جمشیدی مین پہونچا اُس صحرا مین مکانات اور عمارتین وہم کی معمار قدرت نے بنائی ہین پتلے کے پہونچنے کی خبر ہواے سحر نے جاکر معمار کو پہونچائی کہ ایک پتلا نامہ کوکب کا لیے صحراے جمشیدی مین آیا ہی معمار یہ بات سنکر گویا ہوا کہ خیر بڑی بات اور بڑی عنایت کوکب کی ہمارے حال پر ہوئی کہ ہمکو یاد کیا ہی ورنہ ہم تو یہی جانتے تھے کہ کوکب نے ہمکو فراموش کیا اور محبت قدیمانہ کو گوشۂ دل سے سہو کر دیا یہ کہکر دربان قدرت کو حکم دیا کہ تم جاکر جلد نامہ دار شہنشاہ عالی شان کو ہمارے پاس باعزاز تمام تر لے آؤ خبردار کوئی منع نہ کرے اور نہ کچھ پوچھے دربان قدرت حکم کے ساتھ ہی دوڑا گیا اور جاکر نامہ بر کوکب کو ہمراہ اپنے لایا معمار قدرت اُسکو دیکھکر اپنی جگہ پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور نامہ کو دونون ہاتھون سے لیکر کہا کہ صاحبو کوکب روشنضمیر حقیقت مین ہمارے مالک اور حاکم ہین اور ہم اُنکے ملازم و فرمان بردار ہین یہ کہکر نامہ کو جو وا کیا مضمون نامہ شکایت آمیز براہ دوستی لکھے دیکھے اور حال لڑائی کا افراسیاب سے لکھا دیکھا اور یہ بھی لکھا دیکھا کہ فوج کی چڑھائی جانب طلسم ہوش ربا ہوگئی بر ان لڑ چکی ای معمار اب تمسے ہمکو صلاح کرنا ضرور ہی بس تمکو مناسب ہی کہ از راہ محبت قدیمانہ دیکھتے ہی نامہ کے اگرچہ تکلیف تمکو ہوگی مگر جلد مہربانی فرماکے قدم رنجہ کرو کہ ہم تمکو اپنا قوت بازو جانتے ہین معمار قدرت نے نامہ کو پڑھکر کہا افراسیاب ہمیشہ سے متکبر و مغرور اور دیوانہ مزاج ہی اب زیادہ معلوم ہوتا ہی کہ اُسکو خبط ہوا ہی کہ ہر ایک سے ناحق کو پرخاش کرتا ہی مگر خیر معلوم ہوا کہ قضا اُسکی آئی ہی اچھے کے گھر بینا دیا

کوکب کو اُسنے بالکل بے یار و مددگار سمجھ لیا ہی اب چاہتا ہی کہ دبا کُر ڈالکے ملک شہنشاہ کوکب چین بولن دربان قدرت اور بے نظیر قدرت سرشار قدرت نے کہا کہ کیون حضور یہ کوکب بن اختر جادو کا نامہ آپ کے پاس آیا ہی یا کسی اور بادشاہ نے لکھا ہی معمار نے جھلا کر کہا چپ رہو چھوٹا مُنھ بڑی بات کوکب بن اختر کہتے ہو یہ اُنکی پرورش ہی جو مجکو نامہ لکھا شہنشاہ طلسم نور افشان ہین دربان قدرت نے کہا کہ آپ سے اور بادشاہ مذکور سے تو دوستی از حد ہی بس آپ کو مناسب ہی کہ آپ جا کر اُس لڑائی مین شریک ہون معمار نے کہا مجھے افراسیاب بھی خوب جانتا ہی میرا ارادہ ہی کہ مین جا کر افراسیاب کو فہمایش کر کے باہم کا فساد مٹوا دون اور کوکب اور افراسیاب کو گلے ملوا دون یہ کہکر اُس پتلے کو جو نامہ لیکر آیا تھا خلعت حیات ایک مدت کے لیے عطا فرمایا اور کہا کہدینا کہ ای بادشاہ واقعی ہمسے غفلت ہوئی کہ ابتک آپ پاس نہ حاضر ہو سکے اب ضرور ہم آتے ہین پتلا یہ جواب لیکر مراجعت فرما ہوا اور پاس کوکب کے آیا جواب نامہ سُنایا کوکب نے کہا ارے کچھ دیا ہی تجھے اُسنے کہا ایک مدت تک زندگی دی ہی کہا اچھا جا بیابان عجائب مین رہ جب بلائین جب آنا پتلا چلا گیا اور کوکب نے کہا ای بران جلد سامان عیش اور ترتیب بزم مہیا کرو کہ معمار آتا ہی بران جلد جلد مصروف انتظام ہوئی مکان شاہی تو آراستہ تھا ہی مگر اُسپر بھی اور زیادہ تکلف کیا کہ عمدہ عمدہ اشیا منگا کر وہان رکھے پُرانی چیزین دور کی گئین میزین کرسیان فرش تخت سب جواہر کار آراستہ کیا از سر نو مکان کو دُولھن کیطرح سجا وہان معمار قدرت نے بعد رخصت کرنے پتلے کے خود بھی سواری طلب کی ملازمون نے عرض کی کہ ہم بھی ساتھ چلین کہا نہین بھئی مین اپنے بادشاہ کی زیارت کو جاتا ہون زیادہ مجمع لیجانے سے کیا حاصل ہی کچھ کسی کو شوکت تو دکھانا منظور نہین کوکب مجھے خوب جانتے ہین کہ جتنا مین ہون تم سب دربار مین جہاندار شاہ قدرت کے جب جانا کہدینا میری طرف سے کہ وہ ایک دوست کی ملاقات کو گئے ہین یہ سُنکر سب ملازم اُسکے ٹھہرے یکایک ایک مکان بہت عمدہ بنا ہوا روے ہوا پر اُڑتا ہوا نظر آیا معمار قدرت اُڑکر اُس مکان مین گیا وہ مکان پھر ایک بنگلہ بنگیا لمحہ بھر مین روے ہوا پر ایک باغ پُر بہار لگا ہوا دکھائی دیا چبوترہ پر معمار کُرسی بچھائے بیٹھا تھا وہ باغ سن سن ایک طرف کو چلا راہ مین اِسی طرح سے وہ کبھی مکان کبھی بنگلہ کبھی باغ کبھی صحرا بنتا تھا معمار غائب تھا اور وہ روے ہوا پر اُڑتا چلا جاتا تھا یہان کوکب کے یہان سامان ہو رہا تھا کہ یکایک جھونکے

ہواے سرد کے آئے کوکب نے خواجہ کی جانب دیکھا اور ایسا کچھ اشارہ کیا کہ مابین خواجہ عمرو اور
کوکب ایک دیوار بلور کی چھوٹی سی حائل ہوگئی اور آواز تڑاقے کی آئی اب آدھے مکان مین تو عمرو
ہوگیا اور نصف مکان مین اُسطرف کو کوکب برّان کو خواجہ کی تنہائی کے خیال سے اُسی طرف کر دیا
باوجودیکہ ہزارہا دروازہ اُس مکان مین تھا لیکن برابر آدھا اِدھر آدھا اُدھر مکان ہوگیا اُسوقت بران نے
کہا خواجہ دیکھا تمنے کوکب نے کیسا پیارا اور تحفہ سحر کیا ہی یہ کہی رہی تھی کہ لگا یک آسمان پر ابر نارنجی
لبہان شعلہ آتشی نمودار ہوا اور ڈنکا بجتا سنائی دیا پھر مکانات وہم کے بنکر تیار ہونے لگے خیال مین آتا
تھا کہ بنگلہ کوٹھی مکان عمدہ روے ہوا پر بنا ہی لیکن پھر جو دیکھا تو کچھ بھی نبایا عمرو نے دیکھا کہ کبھی تو بنگلہ
بہت عمدہ اور تحفہ بنا کبھی مکان پختہ مستحکم عالیشان نظر آیا پھر وہ غائب ہوکر بارہ دری عظیم الشان
تیار ہوئی جسکے آگے سائبان زربفتی کھنچا تھا استادہ اُسکا مرصع کار بنا تھا فرش شاہانہ اُسمین گسترده تھا
بعد لمحہ کے کوٹھیاں بنی ہوئی دیکھین پھر قلعہ برج و بارے سے آراستہ نظر آیا عجیب و غریب معاملہ تھا
کہ طرح بطرح کے مکان بن بھی جاتے تھے اور پھر غائب ہوکر دوسری طرح پر نظر آتے تھے غرضکہ جب وہ ابر
اور مکانات قریب زمین کے معلوم دینے لگے تو کوکب اُٹھکر ٹہلنے لگا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہ آمد معمار کی ہی
اسی اثنا مین ایک مکان اُن مکانات مین سے زمین پر اُترا اور اُسمین سے ناقوس اور گھنٹے ہزار ہزار بجے
سُنائی دیے اور برج اُس مکان کے کھل گئے اب کوکب تخت کی جگہ سے دوڑکر صحن مکان مین براے
استقبال آیا اُدھر اُن برجون مین سے چالیس اتیت سامری کے دھوتیان ہیمبری باندھے بھبھوت
سب جسم پر ملے سونے کی کردھنی کسے قشقے ماتھون پر کھینچے آنکھین لال لال کیے منقلین سلگتی آگ
مین لیے اُترے یہ بھی معمار کا سحر تھا کہ اپنی جگہ پر سے تو اکیلا سوار ہوا تھا یہان اِس حشم و خدم سے اُترا ان
اتیتون کے بعد پھر گھنٹے بجے اور جے جے کا سامری کے غل ہوا اور تین سو نازنین مہ جبین دُر در گوش مرصع
پوش سراپا غرق دریاے جواہر حسن مین بہ از مہر منور عمدے ہاتھون مین لیے اُترین اُسکے بعد معمار
قدرت قباے عمدہ گلے مین پہنے مالے موتیون کے گردن مین ڈالے برج سے نکلا اور کوکب کو صحن
خانہ مین منتظر اپنا دیکھکر بہر تسلیم خم ہوا کوکب نے دوڑکر گلے سے لگا لیا اور ہاتھ پکڑکر اندر مکان کی بارہ دری
کے بیچ ہوے آیا یہان بھی کوکب نے مسند پر لاکر ہاتھ چھوڑا معمار نے ہرچند چاہا کہ مین اِسکے سامنے مسند پر
نہ بیٹھون لیکن کوکب نے نہ مانا اور قسمین دیکر بٹھایا ہرچند کہ کوکب معمار سے قوم مین بھی اچھا ہی

اور حکومت اور لیاقت مین بدرجہا زیادہ ہی لیکن نہایت خاطرداری کی اور محبت قدیم جتائی پھر وہ ملازم معمار کے بھی آکر مؤدب فرش پر بیٹھے کوکب نے ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام مے ارغوانی معمار کو دیا اُسوقت معمار کھڑا ہو گیا اور تسلیم بجالایا اور صفت و ثنا کوکب کی کرنے لگا کہ **ابیات**

سلطان ستارہ فوج ذی شان
منشور عطیۂ الٰہی
مہتاب سما و قدر عالی
سلطان جہان و ابن سلطان
خاقان زمان شہ معظم
توقیع خرد کلام تیرا

کوکب ہی ہی افتخار شاہان
آئینۂ معدلت پرستی
مصداق مفاخر و معالی
مفتاح کنوز ملک داری
طوبیٰ علم و بہشت پر جم

عنوان کتاب دین پناہی
خورشید کرم چراغ ہستی
قیصر حشم و خدیو گیہان
دانائے رموز شہریاری
فرمان قضا مین نام تیرا

یہ تعریف کرکے جام مے لیکر بیک جرعہ درکشید کیا کوکب نے حکم دیا کہ رقاصان مہر سیما حاضر ہون حسب ارشاد وہ زنِ حور وش حاضر ہوکر ہنر اپنے دکھانے لگین کہ دل رقاصہ دہر کو لبھانے لگین اور ادا و ناز سے ہر آن قیامت ڈھانے لگین یہ اُنکے حسن کا انداز تھا کہ **ابیات**

جنبش لب سخن آبروے چشمۂ خضر
پابزنجیر اُسے سلسلۂ عمر دراز
تیوری کا گانٹھ کا کب ہمہ کھلے ہی عقدہ

گردش دہر اُن آنکھوں کی بلاگردان ہی
دم عیسیٰ کے لیے موج تبسم دمساز
نذر ہنگام ادا ایک جہان کا دل ہی
ہوئیگی کوئی گرہ دہر کی یان محرم راز

بخت برگشتہ کا مژگان کے تصدق انداز
ہی سرو ہر مین اُس زلف کا سودا کہیا
ناز کے وقت گریبان دو عالم ہی نیاز

بڑی دیر تک یہ ہنگامۂ نشاط گرم رہا جب دماغ خوب بادۂ ناب سے گرم ہوا اُسوقت معمار قدرت نے کہا کہ ای شاہ عالیجاہ آپنے جو مجکو اب یاد فرمایا ہی زہے فخر و افتخار میرا مین جانتا ہون کہ تفقدات و عنایات سلطانی جو کچھ میرے حال پر مبذول ہی کسی پر نہین ہیشد تجھ ایسے قدردان بادشاہ دوست پرور قدیم ملازم کی قدر کرنے والے کو سلامت بصد حشمت و جاہ رکھے لیکن پھر بھی درباب جنگ جو مشورہ کرینگا ایا فرمان واجب الاذعان مین تھا وہ کیا ہی یہ فرمایئے کہ اب شہنشاہ کے ملازمون سے اور **افراسیاب** سے کیا بالکل بگڑ گئی بھلا ایسا ہو سکتا ہی کہ کوئی پہلو صلح کا نکلے کوکب نے یہ کلام سُنکر جواہر زواہر بیان کو دامن حال مین اُسکے یون گرایا کہ ای دوست قدیم و ای مخلص صمیم **ابیات**

اختر برج عظمت و اجلال	گوہر درج دولت و اقبال	مخلص باد فنا مروت کیش

ہر گھڑی جنگی ہی محبت بیش | اب کوئی صورت آشتی کی باقی نہین بلکہ اب تو صلح کا نام بھی نہ لینا

چاہیے ای مشفق من میرا ارادہ کسی طرح افراسیاب سے لڑنے کا نہ تھا اسی خیال سے کہ وہ معین و ناصر
اپنے بہت رکھتا ہی اور صاحب فوج کثیر و مال بیشمار ہی مگر کیا کرون مقام ناچاری ہی کہ اُسنے بے واسطہ
میرے ساتھ ارادہ لڑنیکا کیا یعنے میری لخت جگر نور بصر ملکہ بران شمشیر زن واسطے شکار کے اُسطرف کو
ایک دن جا نکلی اُسنے اُسکو گرفتار کر لیا مگر جمشید نے کچھ عیارون کو اُسپر مہربان کر دیا کہ اُسکے سبب سے
وہ چھوٹی جب ہمنے یہ ماجرا سُنا اپنی فوج کو بہر مقابلہ روانہ کر دیا کچھ لوگ پہلے سے افراسیاب کے ملازم
بگڑے ہوئے تھے اُنھین کے شامل ہین لشکر ہمارا ابھی اُسکے لشکر کے مقابل مین اب اُترا ہوا ہی دیکھا
چاہیے کہ اب کیا ہوتا ہی اُسوقت بیٹھے بیٹھے میرے خیال مین آیا کہ جنگ و سردار و جمشید جانے کہ کیا
درپیش آئے لاؤ اپنے دوست کو تو اس ماجرے سے اطلاع دون بلکہ اُسکو بلا کر دیکھ لون کیونکہ اب لڑائی
شروع ہو گئی ہی اگر خدمت جمشید مین جانا ہو گیا تو حسرت دیدار باقی رہی اب ہمنے تمکو دیکھ لیا دل شاد
ہو گیا اگر تمسے ہو سکے تو اس زمانہ مین پے در پے ہمارے پاس آیا کرو اور ہو سکے تو اتنی تکلیف فرماؤ
کہ جیسا قلعہ طلسمی افراسیاب کا بنا ہوا ہی کہ وہ گنبد نور شہر ناپرسان کہلاتا ہی اور حد اُسکی طلسم ظاہر
سے تا طلسم باطن ہی اور کبھی وہ ظاہر ہوتا ہی کبھی پوشیدہ رہتا ہی چنانچہ ویسا قلعہ تو تیار ہونا مشکل ہی
اور خیلے اشکل ہی اور کہان میسر ہو سکتا ہی کس لیے کہ اکابرین طلسمات نے جمع ہو کر اُسکو تیار کرایا ہی
مگر یہ جانتا ہون کہ تم بھی بے بدل قلعہ بناتے ہو اگر از راہ محبت قدیم مہربانی کر کے ایک دیوار شہر پناہ کی
ایسی بنا دو کہ کوئی اُسکے اندر بغیر طلب ہماری نہ آسکے تو بڑی عنایت ہی کہ ہم بھی بدلجمعی تمام مع اپنے
لشکر کے وہان رہین اور اُس سے مقابلہ کرین اِن باتون کو سُنکر معمار نے کہا کہ ای بادشاہ آپ
اسقدر اس غلام سے سماجت اور منت کیون فرماتے ہین نمکپروردہ قدیم ہون اور مجکو آپ کے غلام
کے فرمانے سے تو کچھ عذر کسی کام مین نہوگا نہ کہ آپ کے ارشاد سے عذر کرنا یہ کبھی آپ مجھسے امید
نہ رکھیے گا دیوار کی تو کیا اصل و بنیاد ہی اگر آپ فرمائیے تو مین قلعہ اُس قلعہ سے بہتر و تحفہ تیار کر دون
کہ وہ قلعہ طلسمی بے اصل ہو جائے مگر آپ کو مناسب نہ تھا کہ افراسیاب سے آپ بگاڑتے کس لیے
کہ آپ وہ دونون آپسمین پیر بھائی اور بندہ سامری و جمشید کے ہین چنانچہ آپسمین لڑے کے سوائے نقصان
کے اور کیا متصور ہی اگر وہ گھر تباہ ہوا تو دین سامری برباد گیا اور یہ گھر برباد ہوا تو دین جمشیدی کو ضعف آگیا

سامان

ساحران عالم مارے مارے پھرینگے کوئی نام بھی سامری کا نہ لیگا سب خداے نادیدہ کے پوجنے والے جمع ہونگے اذان کی آواز کان مین آئیگی جتنے پیر اور دیوتا ہین سب طلسم چھوڑ کر بھاگ جائینگے سایہ رحمت سامری ہمارے سرون پر سے اُٹھ جائیگا خیر پھر اب توجہ ہوا دہ ہوا مگر مین چاہتا ہون کہ اپنا حوصلہ بھی نکال لون ذرا جاکر اُس متکبر کو سمجھاؤن اور راہ راست پر لاؤن اور آپ سے اُسکو ملاؤن قدیم باتین محبت کی یاد دلاؤن لڑائی کا منھ کالا اگر یہ قصہ برطرف ہوجائے تو اچھا کوکب نے کہا تمھین اختیار ہی مگر اتنا جانتا ہون کہ وہ مانیگا نہین مفت مین بات جائیگی اور سخت ملال ہوگا ای دوست کیا تمکو اِس حال کی خبر نہین ہی کہ ملکہ مہ جبین مالک طلسم تھی اور وہ اسد کے ساتھ نکل گئی تھی اُسکو پکڑ لیا ہی اور افراسیاب کے ساتھ اب مہرخ نانی مہ جبین کی لڑ رہی ہی اور افراسیاب اُسکا کچھ نہین کر سکتا ہی پھر کیا ضرور ہی کہ اُسکی منت کیجیے اب اُسکا ادبار ہی آیا ہوا ہی جب وہ ایک ادنی اپنی ملازمہ کی لڑائی فتح نہین کر سکتا تو تمھارا کیا کر لیگا اور اب تو یہ نوبت پہونچی ہی کہ بہار سگی بہن حیرت کی اور ملکہ مخمور جو معشوقہ بادشاہ تھی اور نافرمان مشکین مو یاقوت وغیرہ سب افراسیاب سے بگڑ گئی ہین اور شریک مہرخ ہوکر لڑ رہی ہین دس بارہ لاکھ ساحرونکا اجماع مہرخ کی طرف ہی بہت سی لڑائیان افراسیاب لڑ چکا میلہ بھی چاہ زمرد کا کیا مگر اُن لوگون کا کچھ نہ کر سکا وہ میرا کیا کر لیگا مین نے تو براہ دوستی تمکو بلایا ہی اور خواہش دیوار بنانے کی ہی کچھ دلال بیچ کا نہین مقرر کیا ہی کہ آپ میری جانب سے اُسکو جاکر سمجھائیے اور منت کر کے میری تشفی کیجیے معمار نے کہا کہ اِن سب باتون کی مجکو اخبارات سے خبر ہی روز دربار مین جہاندار کے پرچہ اخبار جاتا ہی سب کیفیت معلوم ہوتی ہی مگر اتنا جانتا ہون کہ مہرخ چاہے کہ افراسیاب سے لڑ کر زندہ بچ جائے تو یہ ممکن نہین جسدن اُسکو غصہ آگیا اُسدن دیکھ لینا کہ صفحۂ ہستی پر نشان مہرخ بھی باقی نہ رہا کوکب نے ہنسکر کہا ای برادر یہ خیال خام اور تصور ناتمام ہی جب نمرود ایسے خداوند اور جمشید ایسے جاگتی جوت کے خداوند دنیا مین باقی نہ رہے اور ادنی ادنی آدمیون سے ہلاک ہوئے تو یہ افراسیاب کیا ہی جمشید نہ کرین جو کمبختی آئے اب ایک نشانی تو اُسکے بد اقبالی کی یہ ہی کہ مسلمانون سے اُسنے بگاڑی اور ایک شخص ایسا اس طلسم مین آکر شریک مہرخ ہوا ہی کہ اُس سے یہ افراسیاب تو کیا ہزار ایسے افراسیاب ہونگے تو شکست کھائینگے اور مہرخ ہی فتح پائیگی معمار قدرت نے یہ سنکر کہا وہ کون شخص ہی اور اُسکا کیا نام ہی اور کیا زبردستی رکھتا ہی کیا بڑا ساحر ہی کسی بڑے طلسم کا

کہ جو ہوش ربا سے بڑا ہی بادشاہ ہی کون ایسا ہی جو افراسیاب کو شکست دیدیگا ای بایان خود افراسیاب
وہ ساحر ہی کہ سوائے سامری کے اب کوئی اُس سے لڑنے والا نہین اُسکے ہر موے بدن مین ہزار ہزار
سحر ہین کوکب نے کہا اُس شخص کا نام کیا تمنے نہ سُنا ہوگا ای بھائی وہ شخص جسکو سر بندۂ ساحران عالم
خود خداوند سامری لکھ گئے ہین اُسکی قضا ہی خداوند نے پیدا نہین کی وہ ایسا ہی کہ لقا جواب خداوند
دنیا پر ہین اُنکی ڈاڑھی کو اُسنے اپنے پیشاب سے مونڈا اُسکا قول ہی کہ بر ریش خداوند شاشیدم و تراشیدم
وہ شخص بہت خدائیون کو باطل کرچکا ہی لشکر امیر مین رہتا ہی دمامہ کو اُسنے مارا فرعون کی خدائی کو بگاڑا
ثمرات سخنگو بقیاے زرین تن تابوت معلق صندوق معلق کہانتک بیان کرون ہر ایک کو اُسنے مار ادہ
اب شریک مہرخ ہی افراسیاب کہان اُس سے لڑسکے گا ان کلمات کو سنکر معمار قدرت نے کہا ای
بادشاہ یہ تو آپ عمرو کا ذکر کرتے ہین یہ کہکر معمار قدرت تھرانے لگا اور کہا ای بادشاہ آپ نام ایسے
شخص کا نہ لیجیے گا میرے روئین نام اُسکا سنکر استادہ ہوگئے کوکب نے کہا کیون نام اُسکا منحوس ہی جو تم ایسا
کانپنے اور ڈرے معمار نے کہا نہین منحوس تو نہین ہی مگر وہ دشمن ساحران عالم ہی جو ہمارے خداوند کا
دشمن ہی وہ ہمارا دشمن پہلے ہی اور سخت مدعی ہی کوکب نے کہا تمھارے خداوند کا تو دشمن نہین ہی
بلکہ پیارا بندہ ہی وہ کہتا ہی کہ مجکو خداوند بہت چاہتے تھے میری قضا پیدا نہین کی مجکو یہ کچھ تو تین عنایت
فرمائین معمار نے کہا یہ بھی سہی لیکن وہ شخص بڑا مکار و غدار ہی اور دغا شعار ہی اسوجہ سے میرا دل سینہ
مین اُسکا نام سُنکر تھراتا ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ شاید تمسے اور اُس سے ملاقات ہوئی ہی جو تم اسطرح سے کہتے ہو
اور اُسی کے بہکائے ہوئے ہو بادشاہ خداوند کا پیار تو ادنیٰ ادنیٰ بندون پر تھا اسلیے کہ خداوند بھولے
بہت تھے جسنے انکو اچھا کہا اُسی کا رتبہ اُنھون نے بڑھا دیا یہانتک کہ دیکھو ضحاک کو ایسا رتبہ دیدیا کہ اُسنے
خداوند کو وارہ سے چروا ڈالا ای بادشاہ آپ اُسکے دم مین نہ آئیے اور اُس سے ملاقات ترک کیجیے ورنہ
اِس غلام قدیم کا آنا آپ کی خدمت مین اب نہو گا کیونکہ وہ دین کو بھی آپ کے خراب کریگا اور فتنۂ نو برپا
کر ہی چکا ہی کہ بادشاہون کو آپسمین لڑوا کر اپنا مطلب نکالون پھر ایسی صورت مین دوستون سے تباہی
گھر کی دیکھی نہ جائیگی کوکب نے کہا مجھسے تو ملاقات اُس سے نہین ہوئی مگر برا ان تمھاری بھتیجی سے
اُس سے رسم و اتحاد ہی بلکہ وہ پاس اُسکے موجود ہی اور وہ چھوکری لاکھ طرح مین سمجھاتا ہون اُسکی الفت سے
ہاتھ نہین اُٹھاتی ہی معمار نے کہا ای بادشاہ اب آپ مجھسے صاف صاف آپ کو قسم ہی اپنے دین و ایمان کی

اگر بیان کیجیے یعنی اُسنے آپ کو اپنے مکر و فریب سے ملا لیا ہی یا نہین اُسوقت کوکب نے ناچار ہو کر کہا
کہ اے معمار سچ تو یہ ہی کہ وہ میرے پاس سرحد طلسم ہوش ربا کے مرحلات طے کر کے لطور فریادیون کے آیا اور
مین نے اُسکو اپنا شریک حال بنایا چنانچہ مین نے نامہ مین بھی تمکو لکھا تھا بھلا تمسے کس بات کا
پردہ ہی جو مجھپر صعوبت گذریگی وہ تمپر پہلے گذریگی تمکو اسکا سنبھالنا پڑیگا مین نے تو بجائی اس خوفسے
کہ ایسا نہو وہ مجھپر بھی عیاری کرے اُسکو ملا لیا ہی اور بڑی خاطر اُسکی کرتا ہون اب تم بتاؤ اس امر مین کیا
صلاح ہی آیا اُسکو مین پکڑ کر قتل کر ڈالون یا اپنے گھر سے نکالدون اُس سے ملا رہون یا اُس سے لگا ڈون جو تم
مشورہ دو وہ کرون معمار نے سنکر کہا کہ اے بادشاہ آپ کی عقل سے بہتر میری عقل نہین جب آپ اُسکو ملا چکے
تو زبان ایک ہی خلاف عہد شاہون کو کرنا نہایت برا ہی اگر اب آپ اُسکو نکالدیجیے گا تو وہ بدعہدی کا الزام
رکھکر آپ کو ذلیل کریگا اور سوا اسکے میری خاطر سے آپ یہ فرماتے ہین ورنہ آپ اُس سے عہد و میثاق
دوستی کر چکے ہین اچھا جو آپ کی مرضی الخ مرضی مولا از ہمہ اولی دوستون کو آپ کی بہبودی سے مطلب ہی
اب ذرا آپ اُسکو میرے سامنے بلوائیے کہ مین بھی اُسکی صورت دیکھون کہ کیسی شوکت و شہامت رکھتا ہی
جو ایسا مشہور زمانہ ہی اور خداوندون سے بے ادبیان کرتا ہی شاہان عالم کو تخت سے اُتار کر تختہ تابوت پر
سُلاتا ہی یہ سنتا تھا کہ کوکب نے ایک پتلے کو بلا کر حکم دیا کہ جا کر بران کے پاس سے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
کو بلا لا پتلا حسب ارشاد اُس دیوار کو اُڑ کر فراکے اُسطرف گیا یہان خواجہ پس دیوار تمام گفتگوے
کوکب اور معمار سن رہے تھے اور جانتے تھے کہ کوکب باتین بنا کر کوئی پہلو ضرور میری ملاقات کرائیگا
معمار سے نکالیگا پس آپ نے بھی زنبیل سے تاج گوہر نگار نکالکر سر مقدس پر رکھا تھا اور قبائے قلمکار
زرانذود پرستان کی نکالکر زیب جسم کی تھی پٹکا جواہر دوز کمر سے لگا کر خنجر کی جوڑی لگائی تھی کہ دستہ خنجر
الماس تراش تھے مالے جواہر کے گلے مین پڑے انگشتریان لعل و الماس انگشت مین تھین زیر جامہ
بھی بہت نادر تھا بانہ عیاری کے نیچے عبا کے پوشیدہ تھے اُسوقت ایک بادشاہ ہفت کشور کی طرح
آراستہ تھے اور مسند زرین پر بران کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ پتلے نے جا کر آپ کی صورت زیبا کو دیکھا
اور فرط رعب سے مودب تسلیم کی بجا عرض رسا ہوا کہ اے آفتاب سپہر عیاری خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری
بادشاہ کوکب روشن ضمیر نے حضور کو بلایا ہی مناسب جانیے تو جلدی تشریف لیچلیے کیونکہ معمار قدرت
سے ملاقات کرائینگے اور وہ زیادہ دیر نہین ٹھہرینگے بران نے نام معمار سنکر تخت جواہر نگار طلب فرمایا

اور آپ بھی سوار ہوئی برابر اپنے خواجہ سلامت کو بٹھالیا اُسوقت سترہ اٹھارہ سو خواص نازک اندام
دسمنبر کہ ایک ایک اُنمین حاکم کشور دلبری اور مالک اقلیم خوبی و بہتری تھی لباس اور زیور سے آراستہ
دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے گرد تخت کے عہدے ہاتھون مین لیکر روانہ ہوئین اور چارسو
پریزاد حور نژاد مورچھل پہماکی ہاتھون مین لیے پریدلون کے مروحہ جنبان ہوئین چتر مرصعی پر
گردش پذیر ہوا نقیب اور چوبدار آوازین لگانے لگے اور اُس مکان کے دوسرے دروازے سے
نکلکر اُس دروازے کی طرف جو آدھا مکان کوکب کی جگہ کا ہی چلے بڑی دھوم دھام سے جاکر
در دارالامارۃ کوکب پر اُترے بران خواجہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے اندر بارہ دری کے آئی کوکب نے
اشارہ کیا کہ معمار کو چچا کہکر سلام کرے بران نے چچا جان کہکر تسلیم کی اُسنے کہا برخوردار عمر دراز آؤ
بیٹی میری آنکھین تمھین ڈھونڈھتی تھین کوکب عمرو سے نہ کہ سکا کہ آپ بھی سلام کرین عمرو نہین جھکا
کھڑا رہا وہان بران کی پیشانی پر معمار نے بوسہ دیا اور ہاتھ پکڑ کر سامنے بٹھالیا پھر جو نظر اٹھاکر دیکھا تو
عمرو پر نگاہ پڑی ایک عجیب الخلقت انسان کو دیکھا کہ جسکا سر ناریل کا ایسا ہی کلیچہ سے گال ہین خوبانی
سی ناک لکا سی لیش ہی موتی مروارید کے ایسے دانت رسی سے ہاتھ پانوٴن طباق سا پیٹ زیرہ سے
آنکھین چھہ گز کا دھڑ نیچے کا اوپر کا تین گز کا نو گز کا آدمی لباس فرمانروائی سے آراستہ سامنے کھڑا ہی
معمار یہ صورت دیکھکر گھبرایا کہ شاید یہ بھی کوئی دیوتا ہی جو اس صورت پر خداوند سامری نے اسے
خلق کیا ہی وہ تو عمرو کو دیکھکر گھبرایا اور عمرو نے اُسکو گھور کر دیکھا بس وہ بدحواس ہوکر گھبرا کے اُٹھ کھڑا ہوا
کہ یا سامری بچانا اور پکارا کہ خواجہ سلامت میری بھی تسلیم آپ کی خدمت مین پہونچے آپ نے
بڑا احسان و کرم کیا کہ جو یہان قدم رنجہ فرمایا کوکب نے جو یہ کیفیت دیکھی کہ معمار کی جان صورت
خواجہ کی دیکھکر نکلی جاتی ہی بس دل سے خیال کیا کہ یہ اقبال عمرو کا ہی جو ایسے دشمن سخت کا صورت
دیکھتے ہی یہ حال ہوا غرض اُسنے عمرو سے کہا کہ خواجہ سلامت جن دوست کی کہ مین آپ سے تعریف
کیا کرتا تھا وہ آپ ہی ہین معمار قدرت جادو عمرو نے یہ سنکر کہا ہان زہے نصیب میرے جو آپ
سے ملاقات ہوئی اے معمار قدرت جادو مزاج ہمایون تو آپ کا اچھا ہی آپ کے اشفاق حمیدہ
کا ذکر زبانی شاہ کوکب سنکر مین نہایت مشتاق ملازمت کیمیا خاصیت تھا بارے طالع یاور ہوئے
جو آپ کی زیارت نصیب ہوئی معمار نے کہا خواجہ مین بھی بہت اشتیاق آپ کی ملاقات کا رکھتا تھا

اِسی لیے بادشاہ کے لکھنے سے فوراً سر کو قدم بناکر حاضر ہوا آئیے ٹھہر جائیے عمرو جاکر برابر کوکب
کے بیٹھ گیا معمار نے کہا آپ سے ایک بات مین ڈرتے ڈرتے پوچھتا ہون سچ تبلادیجیے گا وہ یہ کہ آپ
شاہ کوکب کے دوست ہین یا دشمن عمرو نے کہا یہ بات تو کچھ میرے بتانے کی نہین ہی شاہ کوکب
خود ہی اپنے دل سے دریافت کرلین اگر وہ میرے دشمن ہین تو مین بھی اُنکا دشمن ہون اور اگر دوست
ہین تو مین بھی اُنکا دوست ہون دل آئینہ ہر شخص کا ہوتا ہی ہر صورت اُسمین جلوہ گر ہوتی ہی اور
یون تو اَی معمار بموجب مصرع ع ضرورت کی کچھ دوستی ہی ضرور + اگر وہ میرے دشمن بھی ہین تو مین اُنکا
دوست ہون معمار نے کہا یہ آپ نے سچ فرمایا اچھا اب تو شاہ افراسیاب سے اور کوکب سے بگڑ گئی ہی اور
آپ سے بھی بگڑی اٹکی ہی اُسکی تدبیر آپ نے کیا کی ہی عمرو نے کہا دوبار اُس موذی کو بھی قبضہ مین
لاکر سر کاٹنا مین نے چاہا مگر وہ اپنے جال سے نکلگیا مگر اب بحول وقوۃ الٰہی کہان جائیگا کیونکہ اَی معمار
تم جانتے ہو کہ سر کاٹنے مین کچھ عرصہ نہین لگتا ایک نہ ایک دن مقرر خنجر میرا اُسکی گردن پر چل جائیگا
اِسمین کچھ فرق نجاننا معمار یہ سنکر صورت متحیر ہوکے عمرو کی دیکھنے لگا اور کہا آپ سچ فرماتے ہین
عمرو نے اُسکو متحیر دیکھکر ایک کاغذ کمر سے نکالا اور معمار کو دیا کہ اِسکو پڑھیے اُسمین تفصیل دار نام ساحران
مقتول کے لکھے تھے کہ جسکو خواجہ نے تہ تیغ کیا تھا اور ذلیل کرکے مصور وغیرہ کو چھوڑ دیا تھا اور
افراسیاب کو بیہوش کیا تھا معمار کے حواس اُس کاغذ کو دیکھکر جاتے رہے قریب تھا کہ دم نکلجائے
آخر کو بعد دم بھر کے دلکو قوی کرکے عمرو سے کہا کہ اب ہم جاکر افراسیاب سے تمھاری صفائی کرادین
عمرو نے کہا خیر اِسکا بھی کچھ مضائقہ نہین ہم بھی راضی ہین اگر وہ اسد کو چھوڑ دے مہ جبین کی
شادی اسد سے کردے اور صاحبقران زمان کی اطاعت کرے آدھا ملک وخزانہ نذر کرے
اور سب طلسم مین دین اسلام شائع کرے ہر ایک ساحر اسلام قبول کرے بس ہمارے اُسکے صلح ہی
وگرنہ بہر صورت اُسکی قضا ہی معمار نے کہا شادی مہ جبین کی آپ نے کسکا نام لیا ہی کہ کردے عمرو
نے کہا اسد دلاور کا جو طلسم کشا ہی معمار نے کہا مقرر یہی نام ہی طلسم کشاے ہوش ربا کا مین نے
اپنے بزرگون سے سُنا ہی مگر جبتک طلسم کی لوح نملیگی وہ فتح کیونکر ہوگا خواجہ صاحب ہمکو تو رنج اِس بات کا ہی
کہ مفت مین طلسم کوکب کا بھی تباہ ہوا اور ہم بھی مارے گئے عمرو نے کہا میری تو موت نہین مجکو
کون ماریگا مین نے تو آجتک افراسیاب ایسے لاکھون ساحر مار ڈالے کاشمیر کاشغر عنظلی آباد وغیرہ

سیکڑون شہر برباد کردیے ساحر مشمش کو اندر دریا کے گھسکر مارا معماران باتون کو سنکر بیہوش ہوجاتا
تو عجب نہ تھا کوکب نے کہا خواجہ اب معمار کو لشکر مہرخ مین جانے کیون نہین دیتے اور کیسے کہا
کہ وہان جانے سے اسیر ایسے پیچ پڑینگے کہ یہ آپ ہی افراسیاب سے بگڑ جائیگا خواجہ نے یہ سنکر معمار
سے کہا اچھا آپ حجت تمام کرنے کے لیے اگر عزم رکھتے ہین کہ افراسیاب پاس جائین تو تشریف لیجائیے
اور اُسکو سمجھائین دیکھیے تو کیا درپیش آتا ہی وہ متکبر و مغرور کب کسی کا کہنا خاطر مین لاتا ہی معمار یہ سنکر
اُٹھا اور اپنے ساتھ کے لوگون کو وہین چھوڑ کر آپ ایک اژدر آتشین پہ سوار ہوکر روانہ ہوا اُسوقت ایک
پتلے کے ہاتھ نامہ کوکب نے مہرخ کو لکھا کہ ہمنے معمار کو تمھارے پاس بھیجا ہی یہ ساحر بہت معزز ہی ہمسے
دعوی برادری اور برابری رکھتا ہی اُسکی بڑی خاطر اور مدارات کرنا اور کوئی بات اُسکے رنج کی نہونے
پائے پتلا تو نامہ لیکر چلا مگر راہ نزدیک سے بزور سحر معمار بھی چلا تھا یہ پتلے سے پہلے لشکر مہرخ مین جاکر
پہونچا وہان کے ساحرون نے جو اسکو آتے دیکھا آمادہ بہ رزم و پیکار ہوئے اور غلغلہ ہوا ہر ایک نے
شور و غوغا مچایا لیکن پتلے نے کوکب کے پہونچکر نامہ مہرخ کو دیا مہرخ مضمون نامہ سے آگاہ
ہوکر سب اپنے سردارون کو ہمراہ لیکر بہر استقبال تخت سحر اُڑا کر چلی اور جاکر معمار کو برابر اپنے تخت پر
سوار کراکے بڑی تعظیم و تکریم سے اندر بارگاہ کے لائی حد سے زیادہ تعریف شوکت و جلادت کی
اُسکی فرمائی اور اندر بارگاہ کے تخت کے برابر نیم تخت بچھوا کر بٹھایا اُسوقت چالاک و برق و ضرغام
و جانسوز عیار بھی موجود تھے اور بہار وغیرہ سب معزز جادوگرنیان بیٹھی تھین معمار قدرت نے بھی
تعریف مہرخ از حد کی اور کہا مرحبا صد مرحبا خوب تمنے مقابلہ افراسیاب سے کیا مگر اب ہم آئے ہین
کہ تمسے اور اُس سے صفائی کرادینگے خواجہ اور کوکب کو تو ہم راضی کر آئے ہین ایک تمسے کہنا تھا سو وہ بھی
کہہ لیا اب حیرت کے پاس جاتا ہون یہ کہہ ہی رہا تھا کہ احتیاج پیشاب کی ہوئی کہا مین چوکی پر جاؤنگا
کوئی آفتابہ رکھدینا لوگون نے دوڑ کر آفتابہ چوکی پر لگایا معمار اُٹھکر پشت بارگاہ پر چوکی لگی تھی وہان جا
اور چوکی پر بیٹھا یہان تمام لشکر مین غلغلہ ہو رہا تھا کہ معمار قدرت اب ہماری جانب آیا ہی قلعہ تیار ہوگا
قضائے کار صرصر شمشیر زن بھی بصورت مبدل اُس لشکر مین آئی تھی اُسنے بھی یہ حال سنا اور وہم
اُسکو دامن گیر ہوا کہ اگر قلعہ بنایا گیا تو اور بھی مشکل سخت ہوگی لازم ہی کہ تو معمار کو پکڑ لیجا بس یہ سوچکر
راہ کترا کر دربار گاہ پر آئی اور گھات مین لگی رہی جب معمار اُٹھکر چوکی پر آیا یہ بھی اُسکے پیچھے پیچھے جانب

بیت الخلا آئی یہان صرف قنات گھری تھی چھت نہ تھی جب معمار اندر گیا یہ بھی جست کرکے اندر آئی جبتک وہ سنبھلے اسنے بیضہ بیہوشی اِسکی ناک پر مارا کہ وہ بیہوش ہوگیا اسنے پشتارہ مین اُسکو باندھا اور قنات چاک کرکے ایک طرف کو نکلی بسبب چوکی یہان لگانے کے سوائے صاحب احتیاج ضرورت کے لوگ کم آتے ہین یہ صحرا کی طرف پشتارہ بدوش گئی اور وہان سے جو سیدھی ہوئی اپنے لشکر کی راہ پکڑی یہان جو معمار کو عرصہ ہوا تو لوگون نے جاکر چوکی پر دیکھا معمار کو نپایا قنات کو چاک دیکھا تمام بارگارہ مین غل برپا ہوا کہ معمار کو کوئی پکڑ لیگیا چالاک نے آکر دیکھا تو پہچانا کہ یہ ہتیرہ صرصر کا ہی برق نے بھی سُنا کہ استانی کا یہ کام ہی مہرخ نے سُنا تو بدحواس ہوئی اور کہا افسوس کوکب اب کیا کہیگا تدبیر اِسکی رہائی کی ضرور چاہیے اور ہو سکے تو صرصر کو راہ مین روکو چالاک نے کہا آپ خاطر جمع رکھیے کچھ اندیشہ نفرمائیے مین جاکر معمار کو لاتا ہون اگر صرصر بارگاہ مین پہونچ گئی ہوگی تو مین اندر سے بارگاہ کے لاؤنگا وہ کہان میرے ہاتھ سے بچکر جائیگی اگر مین نے اُسکو ذلت ندی تو نام اپنا چالاک نپایا یہ کہکر چل نکلا پیچھے اُسکے برق بھی روانہ ہوا چالاک دست راست کو برق بائین طرف چڑھکے چلے مگر صرصر جو پہلے چلی تھی معمار کو لیے ہوئے بارگاہ حیرت مین پہونچی حیرت اتفاق سے اُسوقت بارگاہ مین نہ تھی اندر طلسم کے گئی تھی صرصر نے جو اُسکو ندیکھا تو پوچھا کہ ملکہ طلسم کہان گئی ہین لوگون نے کہا اندر طلسم کے گئی ہین صرصر یہ سُنکر پشتارہ لیے ہوئے پُل پر پرزادان طی کرکے اندر طلسم کے گئی وہان بھی حیرت گنبد نور پر نہ تھی مگر باہر گنبد کے ایک مقام پر فرش بچھوا کر بیٹھی تھی ناچ دیکھ رہی تھی چند مصاحبین ہمراہ تھین صرصر نے آکر تسلیم کی اور پشتارہ سامنے رکھدیا اُسنے پوچھا کہ اِس پشتارہ مین کسکو لائی ہی اسنے کہا معمار قدرت کو حیرت نے کہا اری یہ تو جہاندار قدرت مالک بیابان گلریز کا مصاحب ہی تجھے کیونکر ملگیا اُسنے کہا یہ طرفداری کرنے کو مہرخ کی آیا ہی تمام لشکر مین شور مچا ہوا ہی کہ اب قلعہ بنایا جائیگا حیرت نے کہا تو نے کار نمایان کیا جو اِس جھگڑے کو اول ہی سے طی کردیا اچھا گنبد نور کے قصر مین وہ جو مکان سامنے بنا ہی وہان ایک پلنگ بچھا ہوا ہی اُسپر لیجاکر ابتو اِسکو لٹادے اور پردے دالان کے چھوڑ کر دس بارہ ساحرون کو پہرے پر برائے حفاظت مقرر کردے اور خوب بندوبست کرکے آ صرصر حسب الحکم وہان معمار کو لیگئی اور سب انتظام کرکے اِس خیال سے کہ اندر طلسم کے کون آئیگا پھر حیرت کے پاس آئی اُسنے ایسی

پارچہ کا خلعت صرصر کو دیا صرصر تو مالا مال ہوکر اپنے مقام پر متمکن ہوئی یہان تو یہ سانحہ گذرا لیکن اور ماجرا سُنیے جسوقت نامہ کوکب معمار کو پہونچا اور عازم ہوا کہ کوکب پاس جاؤن بس یہ کوکب کیطرف آیا وہان ایک ساحر افراسیاب کا دوست بھی معمار کے پاس اُسوقت تھا وہ اپنی جگہ پر اِسکے جانے کے بعد آیا اور اُسنے نامہ جملہ حال کا افراسیاب کو لکھا کہ اِسطرح معمار کو کوکب نے بلایا ہی وہ اُسکے پاس گیا ہی آپ ہوشیار ہو جائیے یہ نامہ افراسیاب کو جب پہونچا اُسوقت حیرت کا نامہ بھی پہونچا کہ مہرخ کے لشکر مین معمار آیا ہی اور اسکی شراکت کرنیکا اِسکا ارادہ ہی بادشاہ یہ دونون نامہ پڑھکر متفکر تھا کہ تیسرا نامہ حیرت کا آیا کہ معمار کو صرصر پکڑ لائی ہی یہ نامہ پڑھکر بادشاہ کو خوشی ہوئی اور اُسیوقت جواب لکھا کہ اے ملکہ معمار کو بہت ہوشیاری سے رکھنا مین بھی آتا ہون حیرت کو جب نامۂ شاہ پہونچا اُسوقت اُسکو شراب کا نشہ بہت تھا وہ اُٹھکر اندر ایک قصر کے کہ وہان پتلے اور بُت ہزارون رکھے ہوئے تھے اُنکے دیکھنے کو چلی گئی اِدھر حال چالاک سُنیے کہ یہ جو وہان سے چلا تو پہلے اُسنے صورت بدلکر بارگاہ حیرت مین جاکر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ صرصر اندر طلسم کے معمار کو لیگئی بس یہ بھی اُسی طرف چلا اور دریاے خون روان پر پہونچا نشان قدم صرصر کا وہان دیکھا اُسنے بھی چلنے کا قصد کیا جب پل پر پریزادان پر قدم رکھا دریاے خون روان جوش مین آیا پانی اُسکا معلوم ہوا کہ آسمان سے لگ گیا کف دریا اُسوقت آفتاب تھا آسمان اُس بحر کا ایک حباب تھا اور علاوہ دریا مین جوش آنے سے ایک دیوار چالاک کو پانی کی سُرخ رنگ نظر آئی جس سے طبیعت سخت گھبرائی حال اُس پل کا اور دریا کا بارہا لکھا گیا ہی لیکن بسبب یاد دہی ناظرین پھر درج ہوتا ہی کہ ضرور چاہیے بیان کیا گیا ہی کہ یہ مقام طلسم بند ہی اور چار درجہ کا بنا ہوا ہی اُسکے نیچے کے درجہ مین دریاے خون روان جاری ہی اور اوپر کے درجون کا یہ نقشہ ہی کہ ہر درجہ مین بارہ بارہ ہزار در طلاے احمر کے بنے ہین اور ایک درجہ مین جو بارہ ہزار در ہین اُنمین ایک ایک پریزاد کھڑی ہی اور ایک سمت کو کچھ جن ہین کہ وہ شیر پر سوار شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیے مستعد بجنگ ہین اور ایک درجہ مین بہت سے در ہین اور ہر در مین دو زنگی آپسمین شمشیر زنی کر رہے ہین مگر تلوارون کا اُنکی یہ عالم ہی کہ جہان وہ تلوار جس زنگی کے جسم پر لگ جاتی ہی بس وہ ایک ہی وار مین دو ٹکڑے ہو جاتا ہی باوجودکہ وہ دونون وار کو روکتے بھی خوب ہین لیکن اگر ہاتھ پڑ جاتا ہی تو پھر قلم ہی ہو جاتا ہی اور قاتل اُسی مقتول کے دونون ٹکڑے جسد کے ملا کر گرد لاش پھرتا ہی وہ پھر زندہ ہو جاتا ہی اور لڑنے لگتا ہی اور اُسکو قتل کر کے

یہی حرکت وہ بھی کرتا ہی وہ بھی جی اُٹھتا ہی غرض اسی طرح سے سب آپسمین قتل وقمع ہوتے ہین مگر مرتا ایک بھی نہین اور تیسرے درجے کے درون مین ایک ایک پریزاد بیٹھی ہی نہایت شوخ وشنگ ناہیدۂ آسمان سے بہتر فلک حسن کی قمر وہ پریزادین موتی جھولیون مین بھرے اُچھالتی ہین کہ وہ موتی سب دریا مین گرتے ہین اور دریا سے سبز و سُرخ زرد مچھلیان نکلکر اُنکو نگلجاتی ہین اور اوپر اُس درجہ کے جو برج بنے ہین اُن برجون مین ایک ایک پری حسن مین بہتر از ماہ ومشتری شہنائیان منہ سے لگائے کھڑی ہین اور پُل پر پریزادان بالکل الماس کا ہی کہ مثل برق کے چمک رہا ہی منڈیرین اُسکی بہت بلند ہین اور جابجا مینار اُس پر بنے ہین اور ہیئت اُن منارون کی ایسی ہی کہ آدھے آدھے مینار اوپر کے ایسے نظر آتے ہین کہ جیسے دھڑ آدمی کا ہی اور اُس مینار مین سے آدمی نکل رہا ہی لیکن پانؤن کا پتا نہین اور وہ آدمی بھی دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہی اور دونون طرف فصیلون پر پُل کے کچھ پریان ہین کہ سراسر زر وزیور سے آراستہ گولے فولادی ہاتھون مین لیے آپسمین گیند دھڑ کا کھیل رہی ہین اور اسطرح گیند بازی ہوتی ہی کہ کوئی گولا زمین پر گرنے نہین پاتا ہی برابر تار بندھا ہوا ہی اور ہر گیند سے پھول مثل ہوائی اور بہت پھول کی آتشبازی کے جھڑتے ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ سہرا پھولون کا لٹک رہا ہی چالاک نے تو کبھی یہ تماشا دیکھا نہ تھا حیران ہوا اور سر کھڑے ہوکر دیکھنے لگا اس عرصہ مین برق بھی ہر طرف سے پھرتا ہوا یہان آکر پہونچا اور چالاک کو پُل پر کھڑے دیکھکر اُسنے پوچھا کہ کیون بھائی صاحب کچھ سُراغ آپ کو معمار کا ملا یا نہین چالاک نے کہا کہ صرصر تو نکل گئی اور اسی طرف سے گئی ہی مگر ہم یہان طلسم کا ایسا انداز دیکھتے ہین اِس سبب سے جاتے ہوئے خوف کھاتے ہین مقام ناچاری ہی برق نے کہا پھر کوئی تدبیر ضرور کرنا چاہیے اور معمار کو لانا ضرور ہی کیونکہ وہ ہمارا مہمان عزیز ہی اور دوسرے خواجہ کوکب کے پاس ہین اُنھون نے وہان سے بھیجا ہی اگر کچھ پیچ پڑگیا تو بُرا ہوگا خواجہ الزام دینگے کہ تم لوگون سے نگہبانی ایک شخص کی نہوسکی چالاک نے کہا اگر یہ ہی تو ہم جانتے ہین چاہے کچھ ہی کیون نہو ہمکو عیاری جیسے طلسم ظاہر مین کرنا ویسے باطن مین برق نے کہا یہ سب سچ ہی مگر اندر طلسم کے کوئی جا نہین سکتا راہ نہین اسمین ساحر ہو یا غیر ساحر وہی شخص جاتا ہی جسکو افراسیاب کی اجازت ہی یا افراسیاب بُلا لیتا ہی جب جانا ہوتا ہی اے بھائی یہ طلسم مثل اور طلسم کے نہین ہی یہ مقام بہت سخت اور دشوار گذار ہی جب سے مین یہان

آیا ہون دو مرتبہ اندر طلسم کے گیا ہون اور خواجہ بھی بہزار دشواری گئے ہین چالاک نے کہا اگر تم ہو آئے
تو ہم کو بھی دو ایک مرتبہ جانا ضرور چاہیے برق نے کہا ہرگز ایسا ارادہ نہ کرنا وہان کا گیا پھر بہو رتا ہی
اور بڑی مشکل سے زندہ رہتا ہی ساحران آدم خوار و مردم آزار ناخدا ترس رہتے ہین مسکن شیاطین
و آسیب ہر جگہ ہی خدا پناہ جان اُنسے بچنا مشکل ہوتی ہی روٹی نہین ملتی پانی نہین ملتا ہی چالاک
نے کہا کچھ کیون نہو اے برق تم تو ہو آئے اور ہمسے یہ باتین عیاری کی کرتے ہو اب تو جو خدا کی مرضی ہم جائینگے
ضرور یہ کہکر اُسنے قدم آگے بڑھایا شور و غوغا پانی کے اندر سے پیدا ہوا کہ الحجبو گھیر لو مار لیو اور شعلہ ہاے
آتشی دریا سے نکلکر اور ہر طرف سے پیدا ہو کر تا بفلک سر کشیدہ ہوئے برق نے دوڑکر پکارا کہ اے بھائی
چالاک واسطہ اپنے دین و مذہب کا پھر آؤ کیا غضب کرتے ہو کیون اپنی جان مفت دیتے ہو دیکھو
اب بھی کچھ نہین گیا ہی آؤ پھر آؤ چالاک نے اُسکی خاطر سے کہدیا کہ اچھا آتا ہون اور وہان سے
دکھلانے کی راہ سے پھرا اور سامنے ایک درۂ کوہ تھا اسمین چلا گیا برق بھی مطمئن ہو کر ایک طرف
روانہ ہوا چالاک پھر درۂ کوہ سے نکلکر پل کیطرف روانہ ہوا اگر برق نے خیال کیا کہ دیکھو تو چالاک
کیا کرتا ہی پھر اُسنے جو تلاش کیا تو دیکھا کہ پُل پر جاتا ہی اور پل پر قدم رکھتے ہی پھر جوش و خروش پیدا ہوا ہر حباب دریا کا
چشم خونخوار بنکر آنکھین دکھانے لگا پھٹے پھٹے لال لال دیدون سے ڈرانے لگا اور قدم جب چالاک
آگے بڑھاتا ہی پیچھے پڑتا ہی اور یہ معلوم دیتا ہی کہ ہزار کوس پر مین جا گرتا ہون لیکن پھر کوئی سنبھالدیتا ہی
اور چار طرف اُس دریا مین سے اژدر آتشین اور ماران سیاہ زہریلے نکلنا شروع ہوئے اور پریون نے
ڈہی گمنیلعنی گولے فولادی اُسپر برسانا آغاز کیے عیاذاً باللہ ہر سمت سے آتشباری ہونے لگی زمین و آسمان
سب ایک انگارہ نظر آتا تھا بیچ مین اُسکے سمندر کی طرح چالاک جاتا تھا ہر طرف سے آواز گھنٹ گھڑیال
بجنے کی آتی تھی اور صداہاے مہیب سے دل دہلتا تھا زنگی جلد جلد لڑتے تھے اور مرتے تھے نہنگ
خون آشام دریا سے نکلکر حملہ کرتے تھے زمانہ کا مزاج برخلاف تھا دریا نہ تھا ترک دہر کا دل جوش مین
فرط غضب سے آیا تھا یا بخارات دل دہر کے نکلتے تھے کہ آگ کے شعلے بنگئے تھے وہ جگہ کرۂ نار تھی
دوزخ سے بھی زیادہ گرم اور پُر از شرار تھی اِدھر آگ برستی تھی شرر مثل باران کے یا تیر شہاب کے آتے تھے
شعلے بگولے کیطرح پیچ و تاب کھاتے تھے شیاطین آگ منھ سے اُگل کر رخت ہستی جلایا چاہتے تھے

اُس مقام پُر شرر و شعلہ بیز کا یہ حال تھا کہ ابیات

شور پانی کرے تھا رہ رہ کے
چھاتی پر جون گرے ہی نزلۂ حار

اسطرح چھوٹتے ہین جون چھلکے
ساغر مہر گرم تھا یان تلک

سنگ پر یون تھی آب کے اب دھار
شیشۂ آتشی ہوا تھا فلک

یہ کیفیت اُس سرزمین طلسم کی دیکھکر چالاک گھبراتا تھا مگر اسکا جسم آتش اور ہر بلاسے سحر سے بسبب انگشتری جمشیدی کے محفوظ تھا اور قدم اُٹھائے خداکو یاد کرتا چلا جاتا تھا اور دل سے کہتا تھا برق فرنگی کا قول بالکل غلط نظر آتا ہی یہان تو یہ سب شعبدہ صرف دکھلانے کا ہی کچھ ضرر نہین پہونچتا ہی ای چالاک کبھی کسی کے کہنے پر نہ چلے اگر تم ڈر کے رہجاتے ہرگز یہان نہ آسکتے برق کو نہین معلوم مجسے کیا عداوت تھی جو منع کرتا تھا اسی طرح کے خیال دل سے کرتا ہوا جاتا تھا مگر یہ نہ جانتا تھا کہ مین بسبب انگشتری جمشیدی کے بچتا ہوا جاتا ہون اور ہر بلا سے محفوظ ہون الحاصل یہ تو جست وخیز کرتا ہوا پل کے اوپر سے گذر کر اُس پار دریاے خون روان کے پہونچا مگر دل مین حیران تھا کہ کیونکر مین بچ آیا اور برق اس پار کھڑا دیکھا کیا دل مین بہت متحیر تھا کہ چالاک ضرور کچھ سحر سیکھ آیا ہی غرض جب چالاک اُس پار پہونچا سامنے قلعۂ طلسمی نظر پڑا کہ دروازہ بہت وسیع اور دراز اُسمین لگا ہی اور گنبد نور سامنے بنا ہی منزلہا منزل تک دیوار قلعہ کی کھنچی نظر آتی ہی دروازہ کھلا ہی ہزارہا ساحر نکاہبرا ہی چالاک بھی الگ جاکر صورت ایک ساحر جلیل القدر کی ایسی بنا کہ کانون مین جواہر کے کنڈل ڈالے یاقوت رنگ سانپ گلے سے لپٹے دھوتی پتامبری باندھی موتی اور مونگے کا مالا ہاتھ مین لیا بازون پر جوشن مرصع کار باندھے کردھنی سونے کی کمر سے پیٹی منقل سونے کی آگ اُسمین دہکتی ہاتھ مین لیکر اندر دروازہ کے آیا کسی نے اُسکو روکا نہین یہ سمجھکر کہ یہان سواے اجازت یافتہ ساحر کے اور کوئی آ نہین سکتا ہی چالاک بے اندیشہ دروازہ سے گذر کر جب آگے بڑھا شہر نا پرسان اُسکو نظر پڑا ہر طرف ساحرون کی بستی دیکھی رعیت فرط عشرت سے ہنستی دیکھی کئی مرتبہ کیفیت اُس شہر کی بیان ہوئی ہی اسوجہ سے اختصار کیا گیا یہ دوکانین اور مکانون کو دیکھتا ہوا چلا کہ ہر قصر جسکا قصر فریدون اور نوشیروان پر طعنہ زن تھا یہان کے مکانات دیکھکر طاق فریدون کے دل مین رشک سے روزن تھا سفینہ سورا خدا کا تھا مختصر یہ کہ یہان کا ہر ایک ادنی مکان بھی بہت نایاب وقطعدار تھا بالکل پرستان کا ایسا نقشہ نظر آتا تھا دل اُسی جا رہنے کو چاہتا تھا ہر طرف پری پیکرون کا جماؤ ہر سمت جوان جوان جادوگرنیون کا بناؤ دکانین آراستہ خریدار دوکاندار پیراستہ اشیاے نفیسہ واقمشہ واجنسہ عمدہ کا انبار ہر چیز نایاب پُر بہار

چالاک سیر دیکھتا ہوا گنبد نور کے متصل آیا اُسکو بھی تر اطلسم کا پایا تین درجے کا ایک قصر فلک رفعت بنا پایا کہ جو ملکہ طلسم کی تخت نشینی کا مکان ہی اطراف مین اُسکے ہزار ہا قصر بنے تھے نقش و نگار مین ارژنگ چین اور نگارخانۂ مانی کو شرماتے تھے روح نعمان بن منذر اُس مکان کی گرد آوری پر نثار تھی سبحان اللہ کیا عمارت قطع دار تھی خورنق بہرام کی حقیقت اُسکے سامنے بے حقیقت نظر آتی تھی صفائی عمارت آئینۂ اسکندر کو اندھا بنائی تھی اوپر گنبد کے ملکہ حیرت نہ تھی اُنھین مکانات مین سے ایک مکان مین مسند نشین عزت تھی ساحران نامی حاضر تھے فن ادب سے ماہر تھے سامنے ملکہ کے گلدستے طلسمی چنے تھے عطر دان پاندان جو گھڑے رکھے تھے صرصر شمشیر زن بھی حاضر تھی اور معمار کو سامنے والے ایوان مین کہ اُس قصر سے علیحدہ وہ مکان تھا وہان پلنگ پر جا کر صرصر نے لٹا دیا تھا ساحرون کو پہرے پر بٹھا دیا تھا چالاک ساحر بنا ہوا اندر اُس مکان کے کہ جسمین حیرت تھی آیا اور ایک طرف کو اپنی فکر مین استادہ ہوا اور اُسنے حال دربار سب دیکھا خیال کیا کہ خدا کی قدرت بہت بڑی ہی کہ جو ایسی بادشاہزادی اور ایسے زبردست ساحر افراسیاب پر ہم لوگ فتح پائین اور اُن ملاعنان غدار کو خاک مین ملائین اللہ اکبر کیا جاہ و جلال ہی کیا ملک ہی کیا خزانہ و مال ہی اسی فکر مین تھا کہ صرصر کو اُسنے خلعت پر زر پہنے ایک طرف کو استادہ دیکھا اور صرصر نے بھی کہ دستور عیاران ہی نئے آدمی کے آنے سے اُسکو خوب دیکھ لیتے ہین چار طرف دیکھا چالاک پر نگاہ پڑی مدت سے طریقے عیارون کے یہ دیکھتی آتی ہی اور عیارہ زبردست ہی اُسنے بنگاہ اول پہچانا کہ یہ چالاک عیار ہی اور اُسکی آنکھ چالاک کی آنکھ سے اسطرح لڑی کہ چالاک بھی سمجھ گیا کہ اُسنے تجکو پہچانا یہ تو راہ کترا کر اُسیوقت باہر اُس قصر کے نکلگیا اور صرصر اُسکو دیکھکر متوجہ ہوئی تھی کہ ہین حیرت سے اُسکے آنے کی حقیقت کہون اُسنے اُسکو باہر جاتے نہین دیکھا پس حیرت سے اُسنے کہا کہ اے ملکہ دوران وہ دیکھیے چالاک بن عمرو معمار کے چھڑانے کی فکر مین یہان آیا ہی اور استادہ ہی حیرت نے اُسکے کہنے سے اُسی طرف پھر کر دیکھا تو چالاک کو نہ پایا پس خفا ہو کر صرصر سے کہا کہ اری چڈو تو کیا کچھ دیوانی ہو گئی ہی یا نشہ زیادہ ہو گیا ہی بھنگ پی کر آئی ہی جو ایسی بات بیوقوفی کی منھ سے نکالتی ہی اری یہ تو بھلا تو اپنے دل مین سمجھ کہ چالاک دریاے خون روان طی کر کے اندر طلسم کے کیونکر آیا اور در شہر ناپرسان پر ہزار ہا ساحر بیٹھا ہوا تھا اُسکی آنکھون مین خاک اُسنے کیونکر جھونک دی صرصر ان باتون

کو سنکر سمجھی کہ ملکہ سچ کہتی ہین تجکو شبہہ ہوگیا واقعی یہان عیارون کا آنا دشوار ہی اگر کبھی آئے ہین
تو پکڑ کر آئے ہین یا ایک بار برق چادر جمشیدی کی وجہ سے آگیا تھا ایسا کچھ سوچکر یہ بھی خاموش
ہورہی اور دربار مین اور باتین ہونے لگین اِدھر چالاک جو باہر اُس قصر کے نکلا تو اُس مکان
کی طرف آیا کہ جہان معمار قید ہی وہان اُسنے دیکھا کہ بہت سے ساحر ایک مکان کے دروازے پر
بیٹھے ہین یہ بھی ٹہلتا ہوا اُسی طرف پہونچا اور اُنکے قریب آکر پہلے تو کھڑا رہا پھر کہا کہ بھائیو یہ مکان تو
بہت سرد معلوم دیتا ہی ملکہ جس قصر مین بیٹھی ہین وہ تو بہت گرمی کی جگہ ہی مین تو بوکھلا کر چلا آیا اُن
ساحرون نے یہ کلمات سُنکر جواب دیا کہ بھائی صاحب حقیقت مین تو ہم تم ایک ہی ہین کیونکہ تم بھی
اِس طلسم مین رہتے ہو اور ملازم بادشاہ ہو اور ہم بھی یہین کے ساکن اور ملازم ہین لیکن دلمین
اپنے آزردہ نہو نا کہ ہمکو یہان ٹھہرنے کو انہون نے منع کیا اے بھائی ہم مجبور ہین اِس مقام پر کسی کو حکم مالک کا
ٹھہرنے دینے کا نہین ہی بس لازم ہی کہ تم یہان سے چلے جاؤ اسجگہ ٹھہرنے مین ہمارے تمھارے
دونون کے لیے قباحت ہی کیونکہ یہان ایک ساحر زبردست قید ہی چالاک نے نام قیدی کا جو سُنا
تو مستفسر ہوا کہ کون ایسا زبردست قید ہی کہ باہر مکان کے بھی کسی کو ٹھہرنے کا حکم نہین انھون نے
کہا بھائی معمار قدرت اُس ساحر کا نام ہی چالاک نے معمار کا نام سُنکر گردن ہلائی اور کہا خوب ہوا
جو وہ قید ہوا بڑے دعوے سے قلعہ بنانے آیا تھا نمکحرامون کا طرفدار بنا تھا سرکشی سے بہت سر اُٹھایا
تھا اے بھائی اِسی طرح سب نمکحرام قید ہوآئین تو البتہ خوشی کا مقام ہی یہ کہکر کہا اچھا بھائی کام سے کام ہی
وہ بات کیون کرین جسمین تمپر الزام آئے ہم جاتے ہین مگر گرمی مین آئے تھے اگر کہو تو پانی تھوڑا وہ
جو گھڑا سامنے رکھا ہی اُسمین سے پی لین ساحرون نے کہا شوق سے پانی کی منا ہی نہین ہی
چالاک گھڑونچی پاس گیا اور سرپوش گھڑون کے اُٹھا کر سبکو دیکھا وہ ساحر اُسکو پانی کی اجازت
دیکر آپسمین باتین کرنے لگے اور اُسنے بیہوشی پانی مین ملادی اور ایک گھڑے سے کچھ پانی انڈیل کر
دکھانے کی راہ سے پیا اور کہا بھئی پانی بھی بہت سرد تھا کہ پینے سے کلیجہ ٹھنڈھا ہوگیا کیون بھائی
کیا برف اُسمین ڈالی ہی اچھا سامری کے حوالے کیا ہم چلے مگر تم بھی کتنے بیمروت لوگ ہو کہ ایک چلم بھی
نہ پلائی آگ ہوتی تو تمباکو اور چرس ہمارے پاس تھی دو دم مار لیتے کہ گرم ہو جاتے یہ جو اُسنے کہا وہان
دو چار ساحر چرس کے عادی تھے وہ بولے کہ آؤ بھائی آگ ہم دین یہ تو خواہ مخواہ ڈرے جاتے ہین

ارے قیدی اندر مکان کے قید ہی یہ بیچارے قیدی کا کیا کرینگے اِن باتون سے ساتھ والے بھی خاموش
ہو رہے چرسیون نے چالاک کو بُلا کر پاس اپنے بٹھایا اور کہا بھائی دیکھو وہ ٹھیک آگ کی سلگا رکھی ہی
چالاک نے کمر سے کیسی تمباکو کی نکالی اور چلم اُنسے لیکر اُسپر جمائی اور کچھ چرس نکالکر اُنکو دکھائی اور
کہا یہ ہی تو کشمیر گر سال جہان کے مقابلے مین ہی اور بہت نایاب ہی یہ کہکر تھوڑی سی چلم مین جما کر
آگ بھٹک کر رکھی اور اُنکو دی کہ لو بھائی سر کرو اُنھون نے کہا نہین پہلے تم سر کرو اُسنے کہا واہ ہم تمھارے
سامنے سر کرین ارے بھائی ہم تو تمھارے پست پینے والے ہین اُنھون نے کہا واہ واہ یہ آپنے
خوب کہی ایک نے کہا ان بھائی کا مزاج بہت اچھا معلوم ہوتا ہی بہت گل آدمی ہین غرض باتین
بنا کر اُنھون نے دم لگائے چالاک نے دوسری چلم اور جما کر اون کو دی جتنے تھے سب نے
دو دو ایک ایک دم لگائے اور تعریف کرتے جاتے تھے کہ بھئی واہ کیا تحفہ چرس ہی کچھ دیر مین سبکو
گرمی معلوم ہوئی اور تشنگی پیدا ہوئی اُٹھکر انھین گھڑون مین سے سب نے سیر ہوکر پانی پیا اور چھینک مارکر
سب بیہوش ہو گئے چالاک اندر مکان کے پردہ اُٹھا کر داخل ہوا اور صورت صرصر کی بنکر پلنگ پر سے
معمار کو اُٹھا کر پشتارہ باندھکر دوسرے دروازہ سے مکان کے نکلا وہان اور دربان استادہ تھے
اُنھون نے صرصر کو پشتارہ لیجاتے اور اندر سے مکان کے نکلتے دیکھکر کہا کہ آپ اِسطرف سے تو گئی نہین
پھر کدھر سے اِس مکان مین آئین صرصر نے جواب دیا کہ ہمکو سامری جمشید نے یہ بھی قدرت دی ہی
کہ جہان چاہین ظاہر ہوکر جائین چاہین پوشیدہ داخل مکان ہون کہ کسی کو نظر نہ آئین اور جس مقام پر
جی چاہا ہی یونہین ہزار مرتبہ گئے ہین اور اگر ایسی قدرت ہم مین نہوتی تو ایسے ایسے ساحران نامی کو ہم
پکڑ کر کیون لے آتے لو دیکھ لو یہ پشتارہ معمار قدرت کا ہی ملکہ حیرت جادو پاس لیے جاتی ہون
یہ کہکر قدم شاطری مارتا ہوا سیدھا ایک طرف کو روانہ ہو گیا مگر راہ مین اور بہت ساحر دیکھے کہ گنبد نور کے
محافظ تھے اور یہ اندر سے گنبد نور کے ابھی نکلا نہ تھا آخر کی ڈیوڑھی پر اُن محافظون نے اِسکو روکا کہ
بی بی صرصر کیا لیے جاتی ہو اُسنے کہا کہ ملکہ حیرت نے ایک شے اپنی بارگاہ مین بھیجی ہی مین اُسی کو لیے
جاتی ہون اُنھون نے کہا کہ ہمکو تو آدمی اِسمین معلوم ہوتا ہی صرصر نے جواب دیا کہ پھر ہمارا تو کام ہی
یہ ہی کہ آدمی کو لاتے ہین اور لے جاتے ہین اور نہین کیا ہم بوجھ کسی کا مزدورن کی طرح ڈھوتے ہین
اور مال و جواہر تھوڑی کسی کا باندھکر لیجاتے ہین جو کوئی بھڑ و اچھنال ہمکو روکے ٹوکے اور پکڑے

تم تو آج ایسی تحقیقات کرتے ہو گویا مجکو چوٹی مقرر کیا ہی بھلا مجکو کیا مطلب ہی جو آدمی لا دون اور جی چور بنون جی مین آتا ہی کہ اس پشتارے کو تمھارے سر پر مار کر اپنا راستہ پکڑ دون جو کوئی پوچھے گا تو کہدونگی کہ اپنے دربانون سے پوچھ لو وہ لوگ یہ باتین سنکر خائف ہوئے اور کہا واقعی بی صرصر تم سچ کہتی ہو کہ تمھارا کام آدمی کا لانا اور لیجانا ہی لیجاؤ خفا نہو ہمکو کیا کام ہی روک ٹوک سے صرصر بکتی جھکتی وہان سے لیکر آگے بڑھی مگر جب کوئی دس بارہ قدم دروازہ باقی رہا تو دروازہ نظر سے غائب ہو گیا اُسوقت اُسنے اپنے دل مین کہا کہ برق فرنگی سچ کہتا تھا بس اُسنے خیال کیا کہ لاؤ انگشتری جمشیدی کو دیکھون یہ سوچکر اپنے ہاتھ کو دیکھا تو انگشتری پر نگاہ پڑی اُسمین لکھا دیکھا کہ اے چالاک میرے سبب سے تو اس مقام پر چلا آیا مگر اب مجھ مین طاقت نہین ہی کہ مین تجکو باہر مکان طلسمی کے پہونچاؤن مگر ہان اگر بیضۂ عقاب جمشیدی تیرے پاس ہوتا تو البتہ تو باہر جا سکتا تھا اب تو بغیر امداد ساحر زبردست کے نکلنا یہان سے دشوار ہی ماندی ماندی تا دور قیامت ہمین جا ماندی اب چالاک یہ مضمون دیکھکر انگوٹھی کا حیران ہوا اور آندھی آئی غلغلۂ آمد افراسیاب ہوا تمام طلسم مین شور مچگیا کہ شہنشاہ آتے ہین ہزارون ساحر دوڑ پڑے ہوا سرد چلنے لگی ابر سُرخ نمودار ہوا ساحرون مین سے کوئی سجدہ کرنے لگا کوئی اوندھے منھ گرا کوئی ڈنڈوت کرنے لگا گھنٹے اور گھڑیال اور ناقوس اور جھانجھ بجنے لگے اب چالاک سمجھا کہ اب بُرے پھنسے بس اُسنے گھبرا کر جو دیکھا تو اُس مکان کا کوٹھا اُسکے خیال مین آیا کہ سوائے اسجگہ کے اور کوئی مقام پوشیدہ ہونے کا نہین بس یہ زینہ اُسکا تلاش کر کے جلد تر بالاخانہ پر آیا وہان ایک راوٹی پڑی تھی اُس راوٹی مین جا کر چپکا بیٹھا وہان سے بھی ایک طرف کو کھلا ہوا تھا تو وہ مقام جہان حیرت تھی دکھائی دیتا تھا الحاصل یہ تو وہان بیٹھا اور افراسیاب اُسی قصر مین کہ جہان حیرت تھی آکر اُترا حیرت نے اُٹھکر مجرا کیا شاہ نے ہاتھ پکڑکر تخت پر برابر اپنے بٹھا لیا حیرت نے ایک سو ایک کشتی جواہر اور سوا سو کشتی اشرفیون کی نذر پکڑائی اس اثنا مین صرصر بھی خلعت عطیۂ حیرت پہنے ہوئے آئی اور نہایت خوش و خرم بامید انعام سامنے بادشاہ کے آکر کھڑی ہوئی جب شاہ نے اُسکی طرف دیکھا اُسنے مجرا کیا شاہ نے بھی اُسکی تعریف فرمائی کہ اے صرصر تو نے بڑا کام کیا اُسکے صلے مین بہت کچھ تو پائیگی صرصر نے بادشاہ کی دونون ہاتھون سے بلائین لین اور کہا اے بادشاہ یہ سب آپ کا اقبال ہی میری کیا اصل ہی جو مین کچھ کر سکون آپ کے اقبال سے پنجہ میرا اتنے بڑے

ساحرہ پر قابض ہو گیا اور مین ایسے موذیون سے بچکر اُسکو لے آئی شاہ نے کہا اس امر مین بہت مجکو حیرانی ہی
کہ معمار بڑا اپنے مذہب کا پکا تھا یہ کیا وجہ ہی کہ اب سب لوگ سامری اور جمشید سے برگشتہ ہوتے جاتے ہین
یہ کیا شامت اعمال ہر ایک کی ہی کہ اپنے دین کو خود چھوڑکر خداے نادیدہ کو پرستش کرتے ہین کیا
مرنے سے نہین ڈرتے کبھی آخر سامنا سامری کا ہوگا یا نہین پھر اُسوقت کیا جواب دینگے حیرت
نے کہا پھر دوزخ مین خداوند کی جلینگے اور کیا ہوگا افراسیاب نے کہا اچھا ان امور سے کچھ مطلب نہین ای
صرصر تو جاکر معمار کو میرے سامنے لے آ صرصر بموجب حکم چند ساحرون کو اپنے ساتھ لیکر چلی اور اُس مکان
کے دروازے پر پہونچی کہ جہان معمار کو چھوڑ آئی تھی دربان وغیرہ اُسکو دیکھکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور
کہا کیون بی صاحب پہونچا آئین اُس بیچارے کو دوسرے نے کہا ارے بھائی دریافت کرنے کی کیا
احتیاج ہی وہ لیگئی تھین تو پہونچا آئی ہونگی تم ان عیارنیون کے مقدمہ مین زیادہ دخل نہ دیا کرو تھین
کیا مطلب ہی جو پوچھتے ہو صرصر نے یہ باتین سُنکر کہا کہ تمنے کیا کہا کہ پہونچا آئین مین کیا لیگئی تھی جو پہونچا آئی
اُسنے کہا کہ جسکو تم لیکر آئی تھین اُسی کو ابھی لیگئی تھین صرصر نے کہا ارے واہی ہوا ہی کون چڈو آئی تھی
اور لے کون گئی تو کہتا کیا ہی کچھ دیوانہ ہوا ہی دربان نے کہا آپ تو گالیان دیتی ہین ہماری جانے
جوتی کہ آپ کیسے لیگئین اور لے آئین آپ ہی اپنے منھ سے آپ چڈو بنتی ہین اور رالزادی بنتی ہین
ہم نہین جانتے جاکر دیکھیے اس کلمہ پر صرصر اُسکو نگاہ قہر گھورتی ہوئی کہ رہ تو جا مونڈی کاٹے سمجھون گی
اور دربان ساتھ والے کہتے ہوئے کہ تمنے اتنا پوچھکر آفت بلائی اُسنے کہا اجی آفت کیا آئیگی بہت
ہوگا نوکری چھوٹ جائیگی لو صاحب ہم کیا اب ہر ایکسی کی باتین سُنا کرینگے یہان تو ایسی باتین ہین مگر وہان
صرصر دوسرے دروازے پر جو آئی تو ساحرون کو بیہوش پڑے دیکھا اندر مکان کے جو گئی تو معمار کا پتا
نہ پایا پیترا چالاک کا لگا پایا بس یہ ماجرا دیکھکر بدحواس ہو گئی اور سب ساحرون کو باہر آکر اُسنے ہوشیار
کیا اور کہا ارے کمبختو یہ کیا ستم تمنے کیا کہ تم سب مر رہے انھون نے کہا سبحان اللہ واہ واہ آپ بھی
کیا خوب آدمی ہین کہ ہمکو الزام دیتی ہوئی آئین سوتا کون ہی اور غافل کون تھا ہم تو سب جاگ
رہے ہین صرصر نے کہا اگر تم ہوشیار تھے تو معمار کو کون لیگیا وہ بولے کوئی لیگیا ہوگا اسکو ہم کیا
جانین مگر ہم جاگتے ہین صرصر نے کہا شہنشاہ آئے ہین اب تمھارا جاگنا معلوم ہوگا معمار کو کوئی لیگیا
اور تم جاگتے تھے اتنا سُنتے ہی ہرکارے جو لگے ہوئے تھے وہ بھاگے اور جاکر شہنشاہ کو اطلاع دی کہ

معمار وہان نہین ہی اسمین صرصر بھی آئی اور اسنے سب حال بیان کیا افراسیاب نے سب ماجرا سُنکر اپنے دونون ہاتھ بند کرکے کھولے ہاتھون مین سے ایک پتلا پیدا ہوا اور اُڑکر سامنے آیا افراسیاب نے کہا پکار جا کر کہ معمار کو لیکر ای چالاک جلد حاضر ہو پتلا اُڑکر جانب آسمان گیا اور بلندی پر ٹھہرکر اُسنے باواز بلند پکار کر کہا کہ ای چالاک بن عمرو جس مقام پر کہ تو بیٹھا ہی معمار کو لیے ہوئے وہان سے جلد مع معمار کے سامنے شہنشاہ ساحران کے حاضر ہو کہ شہنشاہ قسم یاد فرماتا ہی کہ مین تجکو طلسم کے باہر نکالدونگا اور اگر میرے حکم کو تو نے نمانا اور معمار کو نہ لایا تو مقرر غارت کردونگا پتلا تو یہ منادی کر رہا تھا اُدھر مہنت جادو نام ایک ساحر نے ہاتھ باندھکر افراسیاب کے سامنے عرض کیا کہ ای شہنشاہ آپ نے جو پتلے سے منادی کرائی ہی مگر وہ لیجانے والا اُس مقام پر کاہیکو ہوگا جو آواز پتلے کی سُنکر آئیگا وہ کب کا چلا گیا ہوگا افراسیاب نے کہا کہ وہ جا نہین سکتا طلسم سے مہنت نے کہا کہ چالاک پاس انگشتری جمشیدی ہی اور بیضۂ عقاب ہی پھر وہ کیون ٹھہرنے لگا افراسیاب نے کہا بیضہ اُسنے دیوار سفاک پر مارا وہ اسکے پاس باقی نہ رہا اگر کوئی تمیزدار لائق ساحر ہوتا تو بیضہ سے دیوار بھی توڑتا اور اُسکو ہاتھ سے نہ کھوتا وہ سحر کی قدر کیا جانے بیضہ اسنے کھینچ مارا وہ برباد ہو گیا خالی انگشتری سے اب وہ جا نہین سکتا اِدھر اُدھر ہوگا مہنت یہ کلام سُنکر خاموش ہو رہا وہان پتلے نے جو بار بار پکار کر کہا تو چالاک نے آواز اُس پتلے کی سُنی اور دلمین آیا کہ سامنے باشاہ کے چلون مگر بسبب انگشتری کے صداے پتلۂ سحر نے تاثیر کامل نہ کی اگر انگشتری نہوتی تو ضرور سامنے مسحور ہو کر جاتا اور انگشتری ہونے پر بھی اتنا اثر ہوا کہ گھبرا کر زینہ پر اُس کوٹھے کے آیا دیکھا تو تمام طلسم مین غدر ہو رہا ہی ہر ایک ساحر کہتا ہی کہ ارے بھائی اپنے اپنے مکان کے دروازے بند کردو کانون کو بڑھاؤ ایک بار برق طلسم مین آیا تھا تو سب بازار لٹ گئی تھی ابکی کوئی چالاک ہی کہ وہ آیا ہی پھر وہ تو چالاکی کرے ہی گا نگہبان قلعہ مکانات کے دروازون پر بیٹھے جاتے ہین دوکانون کے بند ہونے کی آواز آتی ہی خلقت بھاگی جاتی ہی یہ حال دیکھکر چالاک سمجھا کہ بیشک تم مارے گئے اسی شش و پنج مین خیال آیا کہ انگوٹھی مین معلوم ہوا تھا کہ بغیر ساحر زبردست کی اعانت کے نکلنا یہان سے دشوار ہی اس سے معمار تو ساحر زبردست ہی وہ تیرے پاس ہی اسکو ہوشیار کرکے حال بیان کر کیا بعید ہی کہ جو یہ تجکو نکال لیچلے یہ سوچکر جست کرکے پھر اُس راوٹی مین آیا اور معمار کو نشتار سے کھولکر ہوشیار کیا جب اُسکی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک راوٹی مین پڑا ہون اور ایک عیار وہ کہ بارگاہ جمرخ مین تھا میرے

پاس کھڑا ہی یہ اُٹھ بیٹھا اور مستفسر ہوا کہ مین کہان ہون اور کیا ماجرا ہی چالاک نے جملہ حال صرصر
کے پکڑ لانے کا اور اپنے یہان آنیکا اور مکان سحر سے نکالکر اُس راؤٹی مین لانیکا اُس سے بیان کر کے
کہا کہ ای معمار اب تمسے کچھ تدبیر ہو سکے یہان سے نکل چلنے کی تو کرو ورنہ میری اور تمھاری جان مفت
مین جاتی ہی میرا جو کام تھا وہ مین کر چکا اِس امر سے ناچار ہون کہ تمھین لیکر نکل نہ سکا اب افراسیاب
یہان آیا ہوا ہی اور اُسکا پتلا مجکو کئی بار پکار چکا ہی اور بار بار میرے دل مین آتا ہی کہ مین اُسکے سامنے
چلا جاؤن اور دروازہ مکان کا مجکو نکل جانے کے لیے معلوم نہین دیتا ہی بس اب تم جلدتر کوئی
بندوبست کرو معمار قدرت نے ہنسکر کہا کہ تم گھبراؤ نہین مین تمکو لیے چلتا ہون مین تو افراسیاب
کے سمجھانے کو آیا تھا مگر سچ کہا تھا کوکب نے کہ وہ بالکل خردماغ ہی اور کوڑمغز ہی پھر وہ میرا کہا کاہیکو
مانیگا ایسے کو نصیحت کرنا بالکل بے سود ہی بموجب مصرع تربیت نااہل راچون گردگان برگنبدست ؎
یہ کہکر چالاک کو پنجہ مین داب کر اُس کوٹھے کے دوسری طرف یہ کودا یہان جو آکر دیکھا تو صدہا پتلا
سحر کا معمار کو اور چالاک کو ڈھونڈھ رہا ہی اور غلغلہ بلند ہی اُسمین ایک پتلے نے چالاک کو اور معمار
کو جاتے ہوئے دیکھا کہ کوٹھے پر سے اُتر کر پنجہ سے چالاک کو اُسنے چھوڑ کر کہا میرے پیچھے چلے آؤ اور یہ
دونون جاتے ہین بس پتلے نے غل مچایا کہ وہ جاتے ہین وہ جاتے ہین آواز پتلون کی افراسیاب
نے بھی سنی اور بیقرار ہو کر کھڑا ہو گیا اور پکارا کہ او معمار قدرت خیرہ سر تیرہ روزگار کہان جاتا ہی
خبردار جانے کا ارادہ نہ کرنا اُس آواز کو سُنکر معمار نے کہا کہ ارے تو کیا بکتا ہی معلوم ہوا کہ اندھا ہو گیا ہی اور اسقدر
غرور تیرے کاسہ دماغ مین سمایا ہی کہ اب تجکو کچھ دکھلائی نہین دیتا ہی یہ کہکر چالاک کو پنجہ مین دابکر اُڑا
اور قندیل فلک ہو گیا پھر پتلون نے غل مچایا کہ وہ گئے وہ گئے اور معمار کا کہنا بھی کہ تجکو غرور ہو گیا ہی
شاہ طلسم نے سنا بس غصہ مین آکر قصد اُڑنے کا کیا ملکہ حیرت جادو اُٹھکر کمر سے لپٹ گئی اور بادشاہ کو
کھینچا کہ وہ اُڑنے سے گر گرنے مین لات حیرت کے لگ گئی وہ سمجھی کہ بادشاہ کو مین جو مانع جانے کے لیے
ہوئی تو اُسنے عمداً لات ماری بس پھر تو بگڑ کر بولی کہ بھاڑ مین جائے ایسا گھر چولھے مین جائے ایسا ساتھ
ای صاحب تم اسقدر گھبرا کیون گئے ہو تو اپنا راج تہ کر رکھو تم آدمی کو آدمی ہی نہین سمجھتے ہو لو صاحب
میرے لات مار بیٹھے اور کوکھ کو ٹھکرا نا برا ہوتا ہی میری جلتی کوکھ ساری قسم میری کمر مین درد ہونے لگا
یہ کہکر تیوری چڑھا کر منہ بنایا افراسیاب نے ٹھڈھی مین ہاتھ ڈالا کہ ای جان من مین نے آپ سے

جبانکر لات نہین ماری تمنے مجکو کھینچا مین خود گر پڑا اچانک لات تمھاری لگ گئی یہ کہکر خوشامد کرنے لگا
اُسنے کہا بس بس اب باتین نہ بناؤ معلوم ہوا کہ اب ہماری کم بختی سب طرح سے آگئی ہی تمھارا تو یہ حال ہی
کہ ادنی اعلی ہر ایک پر دوڑ پڑتے ہو یہ کون حرکت بیجا ہی شاہ نے کہا پھر کیا کرون اتنے ساحر بیٹھے تھے
کسی نے بھی حوصلہ عقب معمار جانے کا نہ کیا ملکہ نے کہا تو مُنھ سے کہنا چاہیے تھا کہ لو اُسکو جب کوئی بچا نا
جب ہی کہتے خیر ہمارا ادبار ہی اب یہان ملکہ تو بگڑتی ہی شاہ خاطر اُسکی کر رہا ہی وہان معمار جو بلند ہوا
شہنا پر سان سے ایک ہی سناٹے مین لنکلو بل پر آیا یہ ساحر زبردست ہی سب طرح کے تحفہ اپنے
پاس رکھتا ہی اسوجہ سے جب شعلہ ہاے آتش اور بلیات دریائے سرکشی کرکے اُسکو آزار پہونچانا
چاہا اُسنے سحر پڑھا ادھر انگشتری دست چالاک مین تھی اسوجہ سے دریانے راہ دی یہ صحیح سلامت
اُس پار اُترکر چالاک کو تو پنجہ سے چھوڑ دیا اور کہا تم اب لشکر مین جاؤ مین بھی دو تین روز کے بعد آؤنگا
اور اپنی ذلت ہونے کا مزا اُس افراسیاب حرامزادے کو دکھاؤنگا یہ کہکر ایک سمت کو روانہ ہوا اور
چالاک بارگاہ مہرخ کی طرف چلا کہ جاکر ملکہ سے رہائی معمار کا حال بیان کرون اُدھر حیرت جادو
نے بارگاہ رنگین حصار کو نکلوا کر باہر طلسم کے استادہ کرایا اور وہان آکر داخل ہوئے اور افراسیاب
اُسکے پاس سے اُٹھکر جانب ظلمات چلا گیا مگر چالاک جو جانب بارگاہ مہرخ چلا اُسکو راہ مین معمار پھر
ایک سمت کو جاتا تھا اور کچھ سوچتا جاتا تھا چالاک نے اُسکو روکا اور کہا ای معمار اگر آپ کے خلاف
مزاج نہو تو دو قدم پر بارگاہ مہرخ ہی وہان تشریف لیچلیے آسودہ ہو جیے ونیز وہان سب متفکر آپ کی
گرفتاری سے ہونگے اُنکی تسکین بھی کیجیے وہ سب آپ کو دیکھ لین مین زبانی جاکر جو کہونگا تو کسی کو
یقین آئیگا اور کسی کو نہ آئیگا اور مہرخ مجھسے آزردہ ہونگی ہم لوگ عیار ہین جو کچھ انعام اکرام
ملنے والا ہوگا وہ کچھ نہ ملے گا آپ کا حرج ہی کیا ہی دو چار جام شراب کے پی کر چلے جائیے گا یہ کلمات
سُنکر معمار قدرت ہمراہ چالاک چلا اور دونون آکر داخل بارگاہ مہرخ ہوئے مہرخ کو نہایت
خوشی ہوئی اور بڑی خاطر معمار کی کی احوال پوچھا اُسنے تعریف چالاک کی فرمائی کہ اسطرح جاکر
اُسنے مجکو چھڑایا ورنہ بڑی مجکو ذلت شاہ جادوان دیتا مہرخ نے حکم ترتیب جلسۂ عشرت دیا جام مے
ارغوانی کا دور چلنے لگا صداے ہوشاہوش و نوشا نوش بلند ہوئی رقاص رقص کرنے لگے یہان
تو سب مصروف عیش و نشاط ہین وہان بارگاہ رنگین حصار مین حیرت جادو جو آئی ہی تو نہایت

آزردہ خاطر اور ملول ہو رہی ہی اور حال معمار اور چالاک سب سے بیان کر رہی ہی اُسمین مصور اور
صورت نگار جادو بھی آئے اور اُنھون نے حال زبانی ملکہ سُنگر صرصر سے کہا کہ تو ہمیشہ کہا کرتی تھی کہ
مین عیار کو خوب پہچانتی ہون مگر آج تو نے کیون نہ پہچانا جو چالاک قید سے آکر معمار کو چھڑا لیگیا صرصر
نے کہا قضا و قدر سے کیا چارہ ہی اسکو مین کیا کرون اور مین نے تو ملکہ سے عرض کیا تھا کہ چالاک آیا ہی ملکہ
نے فرمایا کہ یہان کوئی نہین آسکتا مین بھی سمجھی کہ ملکہ سچ فرماتی ہین بس یہی دھوکا ہو گیا پھر ہونے والی بات
اُس سے سب ناچار ہین حیرت نے کہا اچھا ایک مرتبہ وہ قید سے نکل گیا پھر اب کیا نہین پکڑا آسکتا جاؤ دیکھو
تو کہ معمار کہان ہی اور ہو سکے تو پکڑ لاؤ صرصر یہ سُنکر کچھ غیرت مین آکر صبا رفتار کو اپنے ہمراہ لیکر پھر روانہ
ہوئی اور صورت بدلکر لشکر مہرخ مین آئی بحر عیاری مین غوطہ مار کر ایک دُر مقصد اُسنے حاصل کیا فوراً
چوبدار کی صورت بنکر اُس طرف پہونچی کہ جہان مہرخ کی مجرائی رنڈیان اُتری ہوئی تھین یہان آکر جو دیکھا
تو خیمہ اور بالین استادہ ہین فرش دریون چاندنیون کے بچھے ہین رنڈیان جوان جوان بیٹھی ہین کوئی
مقابہ کھولے آرائش و زیبایش مین اپنے مصروف ہی کوئی بیٹھی تعلیم لیتی ہی عاشق تن جمع ہین کوئی
کسی یار سے ہنس رہی ہی اسی طرح یہ دیکھتی ہوئی ایک رنڈی سندر نام کے ڈیرے پر پہونچی کہ اونچی
رنڈی تھی اُسکا ہاتھی جو انعام مین ملا تھا ایک طرف بندھا تھا خیمہ مثل بارگاہ کے بہت بلند اور
وسیع تھا نوکر خدمتگار وغیرہ سرگرم کار تھے دو چار خوشامدی ہر وقت مرد آدمی وضع وہان بیٹھے رہتے تھے
رنڈیان یعنے نوچیان ہر طرف بصد آرایش و زیبائش پھرتی چلتی تھین دو ایک چاہنے والے بھی
اِدھر اُدھر لگے ہوے تھے بعض سے اشارے ہوتے تھے بعض سے جگت بازی ہوتی تھی صرصر
چوبدار تو بنی ہوئی تھی ایک نازنین نہایت خوبصورت گلفام کو اُسنے تجویز کر کے قریب جاکر ہاتھ اُسکا
پکڑ لیا اور کہا اے بی ذرا ادھر آؤ سنو تو اُسنے کہا بھئی ہائے اللہ ہمسے نہ بولو اُسنے کہا واہ واہ تمتو خوب
ہوا رے صاحب مین تمسے ایک بات پوچھونگا اُسنے کہا کہ جو کچھ پوچھو امّی جان سے پوچھو مین کیا جانون
اُسنے کہا نہین تمسے پوچھ لینگے تو کیا قباحت ہوگی ذرا ادھر آؤ وہ نازنین اُسکے کہنے سے پشت خیمہ کی
طرف چلی آئی اُسنے کہا مین تمسے یہ پوچھتا ہون کہ تمھارا سر ڈھاکا گیا ہی یا نہین وہ شرماکر نیچی گردن
کر کے چپ ہو رہی اُسنے کہا شرمانے کی بات نہین ہی یہان ایک سردار والا تبار معمار قدرت
آیا ہی اُس سے کئی لاکھ روپیہ کی یافت ہی اُسنے یہ سُنکر چاہا کہ اپنا ہاتھ چھڑا کر کھلکھلا کر ہنستی ہوئی

بھاگ جائے صرصر نے ہنسی سے اُسکے منھ پر ہاتھ پھیرا کہ وہ بیہوش ہوگئی اُسنے اُسکو اُٹھاکر اور علیحدہ مقام تنہائی مین لیجاکر کپڑے اُسکے اُتارے اور رنگ روغن عیاری لگاکر اُسی کی ایسی صورت بنی اُسوقت اُسکی صورت زیبا اور طلعت جہان آرا کی عجیب کیفیت تھی کیونکہ ایک تو وہ خود ہی حسینہ جمیلہ نازنین عورت تھی دوسرے طرۂ اسیر بناوٹ تھی مار کاکل سے اُسکی جان عشاق بچنا دشوار وہ زلف اُسکی پُر پیچ و خمدار کہ دام دلکش اُنکو گمنار وا ہزارون بلائین اُنکے بلون سے پیدا خم کاکل کا قریب چشم آنا پھندے مین آہوون کو پھنسانا نظر آتا عید کا چاند جبین اُسکی مہ پارا یا افق مطلع الانوار یا صبح صادق کے آثار مہر و مہ کا رنگ سامنے اُسکے پھیکا آئینۂ اسکندر سامنے آجانے سے شرمندہ چاند اُسکا ماتھا ٹیکا اُسکے اوپر نیا تماشا کہ چاند کے اندر تارا چین جبین بحر خوبی کی موجین چین بر جبین جنسے مصور چین رہین ابرو کو برق دم کہیے تو بجا ہی ہر ایما سے اُنکے بجلی گرانا ظاہر ہوتا ہی ہزارون اُس کمان ابرو کے عشق مین چلہ کش جان کمان ابروان خنجر غش چشم فتان بعینہ توسن ناز شوخی اور دلبری کا اُنسے پیدا انداز ابلق لیل و نہار کو آنکھین دکھاتی تازیانہ سرمہ دنبالہ دار کا لگاتی سرگین آنکھین تو آہو تھین اور سرمہ شاخ آہو ہر چشم اُسکی آفت اور فتنہ جو ناک اُسکی چہرہ پر حسن کی ناک خود بینیون کو ہر وقت اُسکی تاک وہ گورے گورے رخسار نرم و نازکتر جنکے بوسہ کی ہوس ہے عمر بھر اگر جان دیکر بھی بوسہ اُسکا میسر ہو تو مفت ہی سراسر خوبی مین طاق ہی ہر چند کہ بظاہر جفت ہی لعل سے لب لعلین کی اُسکی تشبیہ کیا اُسمین یہ تبسم یہ نزاکت یہ ادائے دلربائی کجا وہ واقعی رکھتے ہین اعجاز مسیحا اسی طرح ہر اعضا اُسکا بے مثل ولاجواب بحر خوبی مین وہ در نایاب چھاتیان سینہ پر اُبھری ہوئی انار و بہی سیب کو شرماتین باغ حسن کے نخل مین یہ دو ثمر عمدہ تھے وہ چھاتیان دو انار پر سو بیمار بنائین کیا وصف حسن اُسکا کیا جائے از سرتا پا جسکا یہ نقشہ ہو کہ

مسدس

دیکھنا چاہیے لیلی کو بچشم مجنون
جھومنا سحر اور اٹکھیلون کی چال فسون
ہاتھ اک کو لے یہ اور ایک ہو بالائے دہان
تکتی چوری کی نظر سے وہ چلی شرم کنان
فاش پردہ کرے جب آئینۂ زانو کا

اُسکا سایہ ہی پری بنکے اُسی پر توفن
کیسی مستانہ قیامت کی چھبیلی ہی چال
لب لجکتی ہوئی اِس چال سے دل پامال
پیر ٹھکراکے جو پازیب کی جھنکار کرے
سر کے بل پھینک کے آئینہ سکندر آیا

معجز عیسی مریم کا ہی رفتار سے خون
کبک اور ہنس تو خود رفتہ ہین آ ہو پامال
سینہ اُبھرا ہوا گردن مین خم اور کجخندان
خفتۂ خواب عدم کیسے نہ بیدار کرے
آب آئینہ سے پانی ہو بہت ساچاہا

ڈوبتا چینی بھرا پانی نہ یوسف کو ملا
شوخ و شتاح تھی وہ کافر بدین عیار
ستم و جور و جفا سبکے نرالے اطوار

آئینہ رو وہ یون ہے یون نسبت زانو تھی عیان
رام اُس بت نے کیے مومن و کافر دیندار
ڈھنگ سارے تھے نئے چھب نئی انداز نئے

آئینہ داری ہی مانند حضور کوران
ہی قیام اُسکا قیامت تو بلا کی رفتار
طور تھے تازہ کرشمے ہین نئے ناز نئے

اِس صورت سے آراستہ ہوکر اُس رنڈی کو ایک گڑھے مین ڈالکر پتون وغیرہ سے چھپاکر آپ اٹھلاتی ہوئی اُس خیمہ مین کہ جہان سے وہ رنڈی آئی تھی آئی نائکہ نے اُسکو دیکھکر پوچھا اری سندر کہان گئی تھی اسنے کہا حضور اِدھر ہی اُدھر تھی وہ خاموش ہو رہی اِس عرصہ مین چوبدار سلطانی آیا کہ چلو حضور مین مجرا کرنے کو بُلایا ہی نائکہ نے کڑے سونے کے ہاتھ مین پہنے انگیا ٹھیک جست زیب تن کرکے ململ کا چنا ہوا ڈوپٹا اوڑھکر چوپہلے مین سوار ہوئی رنڈی کو بھی پاس بٹھایا ایک طرف اُگالدان لگالیا پانچے آگے ڈھیر کرلیے کہار ڈولی اُٹھاکر چلے پیچھے پیچھے سازندے بھی روان ہوئے غرض یہ جاکر جلوخانہ مین اُتری ایک طرف کو صحنچی بارگاہ مین ملی فرش بچھ گیا اسباب وہان رکھا گیا ساز وہان چھڑنے لگا نوچی آراستہ کنگھی چوٹی سے ہوکر ناچنے چلی نائکہ آکر ایک طرف بیٹھی ملکہ اور اہل دربار کو تسلیم کی یہ لو اسطرح ناچنے آئی مگر صبا رفتار جو اُسکے ساتھ آئی تھی اُس سے اُسنے کہدیا تھا کہ مین تو جاکر کسی طوائف کی صورت پر بنکے بارگاہ مین پہونچون گی تجکو چاہیے کہ بارگاہ مین اگر کوئی عیار ہو تو اُسکو بفن عیاری بارگاہ سے اُٹھا لیجانا اور ایسا کچھ اپنے خیال مین اُسکو مصروف کرنا کہ وہ میرا دھیان مطلق نکرے پس صبا رفتار ایک خواص کی ایسی قطع بنکر داخل بارگاہ ہوئی یہان چالاک کرسی پر سامنے معمار کے بیٹھا تھا اُسنے جو نگاہ اُٹھاکر حسب دستور عیاران چار طرف دیکھا تو ایک خواص کو اجنبی صورت پر دیکھا رفتار پر جو اُسکی نظر پڑی صاف پیترہ سے پانْون پڑتے دیکھا پس پہچان گیا کہ یہ عیارہ ہی پس یہ بھلا دا دیکر اُٹھا کہ مین پکڑلون صبا رفتار تو اِسکو اپنی جانب مصروف کرنے آئی تھی پس وہ جلد باہر جلوخانہ مین چلی گئی چالاک پھر ٹھہر گیا سمجھا کہ وہ نکل گئی لیکن ہر طرف اب ہوشیاری کی راہ سے نگران رہا صرف جو کسی بنکر آئی ہی اُسکی جانب چندان خیال نہین کیا اور صبا رفتار بعد کچھ عرصے کے پھر داخل بارگاہ ہوئی اور ایک طرف آکر ٹھہری چالاک نے جو اُسکو دیکھا معلوم کیا کہ عیارہ پھر آئی معلوم ہوتا ہی کہ یہ گھات مین لگی ہی اُسکو پکڑنا چاہیے پس یہ سوچکر پھر اپنی جگہ پر سے اُٹھا اور راہ کتراتا ہوا اُسی کی جانب چلا کہ دھوکا دیکر پکڑلون صبا رفتار

ترچھی نظر سے دیکھ رہی تھی وہ پھر بھاگ کر جلی اتفاق سے جلوخانہ کی طرف چالاک جاچکا تھا اُدھر نہ گئی اُسکے سراچہ بارگاہ فرار کر چلی چالاک بھی اُسکے پیچھے بارگاہ سے نکلکر چلا پھر تو تمام بارگاہ مین اندر باہر غلغلہ ہوا کہ صاحبو ہوشیار ہو جاؤ عیار بچیان بارگاہ مین آئی ہوئی ہین دست بردی کو ہر ایک شخص اپنے مقام پر متنبہ ہوا اُس عرصہ مین صرصر ناچنے لگی اور اسطرح گائی کہ ہر ایک محو ہو گیا مگر ہر شخص بسبب شور ہونے عیار بچیون کے متوحش ہو رہا تھا اسوجہ سے کچھ اچھی طرح اُسکا رنگ نہ جما اور معمار نے جو نام عیار بچیون کا سُنا گھبرا کر کھڑا ہو گیا مہرخ نے کہا کیون کہان کا ارادہ ہی اُسنے کہا مین اب جاؤنگا یہان عیار بچیان آمادہ بہ عیاری ہین مجکو دلت ہو چکی ہی اب ٹھہرنا مناسب نہین ہی ایسا نہو کہ پھر کوئی پیچ پڑ جاے انشاء اللہ اب جو وہان سے آؤنگا تو سزاے معقول ہر ایک باغی کو دونگا مہرخ بھی اس کلمے سے خاموش ہو رہی اور یہ اُٹھکر جانب جلوخانہ روانہ ہوا صرصر ناچ رہی تھی اُسنے نائکہ سے کہا کہ یہ سردار مجکو اشارے سے بُلا گیا ہی شاید کچھ مجھپر مفتون ہوا مین جاتی ہون اور اس سے باہر بارگاہ کے جاکر باتین کرتی ہون نائکہ نے لالچ مین آکر اجازت دی صرصر جلد باہر بارگاہ کے گئی اور معمار کو جاتے دیکھکر پُکارا کہ اے نوجوان ذرا ٹھہرنا اندر بارگاہ کے تو غلغلۂ عیار نیان تھا بدینوجہ معمار نے اُسکے حسن و خوبی پر اچھی طرح نظر نہ کی تھی اِسوقت ٹھہر گیا اور غور سے جو اُسنے دیکھا تو ایک بت شوخ و شنگ جسکا دل اور چھاتیان دونون سنگ ماہ لقا یوسف جمال شمع رو گل اندام مہر ضیا عیسیٰ خصال سمن بو لالہ فام دریاے دلبری کی گوہر برج حسن کی مہر منور راحت دلہاے مضطر حبیب خوشرو محبوب خوشخو گلرو بلبل خو سمن بو چشم آہو بناز و ادا تیری جانب آتی ہی اور مسکرانے مین خنجر موج تبسم دل پر پھراتی ہی غرض اُس آفت جان نے قریب آکر دونون ہاتھ کمر مین ڈال دیے اور کہا یا سامری ایسا بھی بے مروت مین نے تمسا کوئی مرد وا نہین دیکھا اِس طوائف پنے کے پیشہ مین ہزارون مرد وے مین نے دیکھ ڈالے لیکن تمھاری سی صورت آجتک مین نے نہ دیکھی تھی مین سچ کہون جب سے مین نے تمھین دیکھا ہی میرا تو یہ حال ہوا ہی کہ مسدس

پیار کرتی ہون مگر تمکو مری چاہ نہین
تمسے کیا رسم ہو خوبون سے مری راہ نہین
دل ہوا تمپہ فدا تم نہین واقف پیارے

آپ اتراتے ہین یا خیر سے آگاہ نہین
ہو گیا جان کا لیوا مجھے کرکے مفتون
ہو کے خون رہ گئے آخر دل و جان بیچارے

کھا کے سوگند کہا مین نے کہ واللہ نہین
اڑی جوٹی یہ موے عشق کو قربان کرون
دن جو حسرت مین گیا شام الم کے مارے

رات بھر صبح ہوئی ہجر مین گن گن کر تارے	خاک مین آپ کی الفت نے ملایا جوبن	آتش عشق نے پھونکا دل و جان کا خرمن

بس اب مین تمکو کہان جانے دون گی سامری کی قسم ہی جان دونگی اگر میری جانب نظر التفات نہ کروگے
معمار نے جو ایسی خوبصورت کم سن معشوقہ کو ایسا عاشق خصال پایا دل سے کہا کہ یہ بھی ایک دولت
لازوال ہی جو سامری نے تجھے عنایت کی ہی ارے نادان مصرع چاہنے والی کسکو ملتی ہی + اسکو ہاتھ
سے نہ دینا چاہیے بس یہ سوچکر اُسنے کہا اے جانی دای مایۂ عمر و زندگانی بھلا مین کیا جانون کہ کون مجھسے محبت
کرتا ہی اور میری الفت مین آہ و نالہ کرتا ہی اب معلوم ہوا کہ تمکو مجھسے الفت ہی اچھا تم ٹھہرو مین بعد چند روز کے
پھر یہان آؤنگا اُسوقت تمکو اپنے پاس بُلاؤنگا اِس صنم زیبا صورت نے ایک ڈھیلا ہاتھ اُسکے اوپر مارا
کہ چل مردوے حواس مین آ اپنا تو یہ حال ہی کہ ایک گھڑی فرقت مین کٹنا محال ہی اور یہ جب آئینگے
تب مجکو بلائینگے جب تک تم مجکو جیتا پاؤگے ہان قبر پر روتے ہوئے آؤگے یہ کہکر چپکے سے کہا کہ سامری
کی قسم نائکہ روز پیام سر ڈھکنے کا ہر ایک امیر سے دیتی ہی مین اِس نام سے بھاگتی ہون اور کہتی ہون
کہ جسپر دل آیا ہی سامری کرے وہ امانت اپنی پوری پائے اے میان تیرے صدقے اب مجکو تم اپنی
فرقت مین نہ تڑپاؤ جہان جاتے ہو وہان ساتھ لیتے چلو مجکو گھر مین چھوڑکر یہان چلے آؤ نائکہ اگر داد و بیداد
کرے کچھ اُسکو دیکر راضی کر دینا معمار دل مین اپنے سوچا کہ یہ مال تو خوب ملا کہ یہ نا کتخدا ابھی ہی پھر
کسی کی جورو بیٹی نہین اچھا تو ہی اِسکا محل کریے بس یہ سوچکر اِسکا ہاتھ پکڑکر اشارہ جو کیا ایک تخت
اِسکے جو تڑون کے نیچے آگیا معمار بھی اُس تخت پر سوار ہو لیا اور اُسکو لیکر چلا یہان کچھ عرصہ مین نائکہ
نے اپنی نوچی کو تلاش کیا تو اُسکو نہ پایا باہر کے لوگون سے دریافت کیا اُنھون نے کہا کہ ہمنے تو دیکھا
کہ وہ معمار قدرت کے تخت سحر پر بیٹھکر چلی گئی نائکہ یہ سُنکر سامنے مہرخ کے آکر پیٹنے لگی اور کہا
دارے میری روزی کا ٹھیکرا تو معمار قدرت صاحب لیگئے مہرخ نے کہا تجکو سرکار سے تنخواہ بدستور
ملا کریگی اور حال دریافت کرکے نوچی تیری دلا دی جائیگی کہنا کپڑا ابھی منگا دیا جائیگا نائکہ ناچار وہان
سے پھر کر اپنے مقام پر آئی وہان کچھ دیر کے بعد اُسکی نوچی کو گڑھے مین پڑے پڑے ہوش آیا اور
گھبرا کر اُٹھی اپنے حال کو دیکھکر گھبرائی اور وہان سے بتون وغیرہ کو باندھکر جلد تر خیمہ مین آئی نائکہ نے
پوچھا کہ اری تو تو معمار کے ساتھ چلی گئی تھی اُسنے سب حال چوبدار کے آکر بلا لیجانیکا بیان کیا اب نائکہ
اور خائف ہوئی کہ وہ جو معمار کے ساتھ گئی ہی وہ معلوم ہوتا ہی کہ عیار بچی ہی دیکھیے اگر معمار کو مار ڈالا

تو ہم لوگون پر بڑا الزام آئےگا اُسنے نوچی کو کپڑے پہنائے اور پھر لیکر سامنے مہرخ کے گئی اور سب
کیفیت معرض عرض مین لائی مہرخ نے فوراً طائر سحر اور پتلے وغیرہ بارگاہ حیرت کی طرف روانہ کیے
کہ اگر معمار کو عیارہ وہان پکڑ کر لائے تو مجکو اُسی وقت خبر دینا طائر وغیرہ تو اُس طرف بھیجے اور طوائف
کو گہنے اور لباس کھو جانے کے عوض بہت کچھ روپیہ دیکر راضی کیا یہان تو مہرخ ہمہ تن گوش بنی ہوئی
متحیر اور متفکر بیٹھی ہی لیکن وہان صرصر کا حال سُنیے کہ معمار تخت اُڑائے اُسکو لیے روانہ تھا اُسنے
اثناءِ راہ مین معمار سے پوچھا کہ اِسوقت آپ کہان جاتے ہین مین نے سُنا ہی کہ آپ کا وطن بیابان
گلریز ہی کیا وہین جانے کا ارادہ ہی معمار نے کہا ای سراپا ناز حسن خداساز اپنے وطن بھی جاؤنگا مگر پہلے
میرا قصد کوکب پاس جانے کا ہی کہ پہلے اُنسے یہان کا سب حال بیان کرون تو پھر اپنے وطن مین
جاؤن صرصر نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اگر تو اِسکے ساتھ ملک کوکب مین چلی گئی تو وہان خواجہ
عمرو موجود ہین وہ پہچان کر تجکو پکڑ لینگے پھر تو چھوٹ بھی نہ سکے گی اور وہ مواسار بان زادہ تجکو ذلیل بھی
بہت کریگا دوسرے یہ کہ وہان کے جانے سے کیا مطلب ہی راہ ہی مین کام اِسکا تمام کر اور اِسکو پکڑ کر لیچل
یہ سوچکر ایک مقام پر اُسنے کہ وہان دامن کوہستان تھا اور دور تک سبزہ لہلہا رہا تھا طرح طرح کے
گلہاے بوقلمون کھلے تھے ہواے سرد عیسیٰ دم مسیح نفس وزان تھی پہاڑ گلدستۂ ایوان بہار سے تھے
پھولون سے بھرے تھے مشاطۂ بہار نے سر کوہ پر سہرے پھولون کے باندھے تھے چشمۂ لطیف اور صاف
ہر طرف لہرین لیکر دل سیاحون کے لہراتے تھے چشمہ چشم مین ترادت اُنکے دیکھنے سے آتی تھی دل انسان
کو اپنے اوپر لبھاتی تھی درخت زمین کے بار اثمار سے بوسہ لیتے تھے جانور اُنپر زمزمہ سرائی کرتے تھے
یہ عالم اُس صحرا کا تھا کہ بیت این سبزہ و این صحرا بوے جنون دارد ٭ دیوانگی و مستی امروز شگون دارد
اُس صحرا کو دیکھکر صرصر نے معمار کی گردن مین باہین ڈالدین معاذ اللہ وہ گدرایا بدن وہ تن گرما گرم
کی گرمی پہونچنا قوت حیوانی ہیجان مین آئی جلد اُسنے بھی رخسار پر رخسار رکھدیا یا وہ فرط رعب
حسن سے چپ بیٹھا تھا اُسنے ہنگامۂ مستی اُٹھایا غلیان شہوت ہوا اُس ماہ پارہ نے بصد اخلاص
آنکھون کو گردش دے کے مسکرا کر کہا کہ ای معمار ایسا سبزہ اور ایسا صحرا ابھی کم دیکھنے مین آیا ہی
ابھی ملک کوکب یقین ہی کہ بہت دور ہو اگر تمھارا جی چاہے تو اِس پہاڑ کے دامن مین کسی چشمے کے
کنارے اُتر کر گھڑی دو گھڑی ٹھہرو ہنسو بولو عیش کرلو پھر آگے چلنا معمار فرط مستی سے بےچین تو ہو گیا تھا

اِس بات کو غنیمت کیا فوز عظیم سمجھا اور یہ بھی خیال کیا کہ بیشک یہ کمان ابرو تجھپر ہزار جان سے
قربان ہی ازبسکہ لذت وصل سے ابھی آگاہ نہین ہی اسوجہ سے سادہ مزاج ہی جو آپ ہی خواہش
کرتی ہی اگر بھولی بھالی نہوتی بلکہ چھتیسی عورت کھیلی کھائی ہوتی تو ناز و غمزہ جتاتی اب دلبری کی ہزار
مار رکھنے کی چوٹین اِسکو سکھاینگے اور طرحدار محبوبہ بنائینگے جب اپنے گھر مین اِسکو بیاہ لیجائینگے
خوب مزے اُڑائینگے بس ایسا کچھ سوچکر اُسنے کہا ای جانی میری جان تجھپر قربان اگر تیرا جی سیر کرنے
کو چاہتا ہی تو اُتر پڑ مین تو تیرے بہار باغ حسن کو دیکھتا تھا دنیا کی بہار سب بُری جانتا تھا اور
نظارہ گلشن جمال کا کرتا تھا اب تیری مرضی سے ناچار ہوا یہ کہکر تخت اُسنے ایک چشمہ کے کنارے
اُتارا کہ اُسکے قریب ایک ضرغمہ درختون کا بھی تھا بس اُس چشمہ کے کنارے معمار نے چادر کمر سے
کھولکر بچھائی اور بیٹھا وہ نازنین پانی مین پانون ڈالکر خوش فعلی کرنے لگی اور گھٹنون تک پائچے
چڑھالیے معلوم ہوا کہ شمع فانوس پیرہن سے باہر نکل آئی وہ پانون اُسکے نگارین اور
گوری گوری پنڈلی معمار کی جان نکلنے لگی چاہا لپٹ جاؤن اُسنے کہا ٹھہرو تو لو تم یہان ستاؤگے
مین ذرا تمسے الگ جاکر پانی سے کھیل لون منھ ہاتھ دُھو کر ابھی آتی ہون اُسنے کہا مین تجکو اس
جنگل مین اکیلا نہ جانے دونگا شیر بھیڑیے کا ڈر ہی اُسنے جواب دیا کہ مین دور نہ جاؤن گی گز دو گز تمسے
ہٹکر منھ دھوؤن گی یہ کہکر کچھ دور اُسکے پاس سے ہٹ کر کنارے چشمے کے بیٹھی اور پانی مین ہاتھ
ڈالا اُسوقت اُس بحر خوبی کے عشق مین موجین پانی کی کنارے سے دریا کے سر ٹکرانے لگین
پانی کے دلمین بھی جوش محبت پیدا ہوا شور اُسنے بھی مثل نالۂ عاشق کیا غرض بر سبیل اختصار
ہر مقام پر لکھنا اس جلد کا مرکوز ہی صرصر نے ہاتھ منھ دھو کر ایک بیضۂ بیہوشی اپنے پاس سے
نکالا کہ وہ بیضہ کئی طرح کے رنگ سے رنگا ہوا نقش دار تھا سبز سرخ زرد لکیرین اور پھول اُسپر
بنے تھے بس وہ بیضہ لیکر اٹھلاتی ہوئی گات کا عالم اُبھرے پن کا دکھاتی ہوئی معمار کے پاس آئی
اور کہا ای جی ای جی مین منھ دھو رہی تھی یہ انڈا وہان پڑا تھا نہین معلوم کس جانور کا ہی کہ ایسا
انڈا مین نے کبھی اپنی آنکھون سے نہین دیکھا معلوم ہوتا ہی کہ رنگین مچھلی جو دریا مین ہوتی ہی
وہی کنارے پر آکر یہ انڈا دے گئی ارے نہین نہین مین سمجھ گئی یہ ولایتی کچھوے کا انڈا ہی اور
صاحب اسمین سے خوشبو بھی آتی ہی سامری کی قسم مجھے دل سے بھاتی ہی یہ کہتی جاتی تھی اور

اِسطرح گرگونون کو بل دیتی تھی کہ نامرد ما در زاد کو بھی مستی آتی تھی معمار نے اُسکو دھر کھینچا اور کہا میرے ساتھ
سو رہو اُسنے کہا سامری قسم دیکھو میری کلائی ٹوٹ جائیگی اور نگوڑا یہ وقت سونے کا کون ہی رات کو سوتے ہین
یا اِسوقت ہوا بھی ٹھنڈھی چلتی ہی نیند تو خوب آئیگی مگر مین سچ کہون جان بھی جائیگی معمار نے کہا واہ وہ
سونا مین نہین کہتا ہون ذرا میرے پاس بیٹھیے تو سہی اُسنے کہا ای لو اب مین سمجھی تم مجکو جورو بناؤ گے جمشید
جانے مین اِن باتون کی راضی نہین ہین ای صاحب تمھاری صورت دیکھنے کی مشتاق ہون مین صاحب
تمھارے ہتے پر نہ چڑھون گی معمار نے ایک نمانا اور اُسکو جب آغوش محبت مین کھینچا اُسنے کہا
اچھا اچھا مین تمھاری کنیز ہون مین جانتی ہون کہ مردوے اپنے مزے کے واسطے رحم نہین کرتے ہین
دیکھو سامری کی قسم میرا سینہ ابھی پھیکا ہی کئی دن سے بخار رہتا ہی اِسوقت تمھاری زبردستی سے
دل دھڑکنے لگا مگر تمکو اپنے مزے کی سوجھی خیر اِس انڈے کو سونگھو اور بتاؤ تو کہ یہ کسکا انڈا ہی اُسنے
دل سے کہا کہ سونگھکر کچھ کہہ بھی دے کہ یہ اُسکا انڈا ہی بس اُسکو لیکر اُسنے سونگھا سونگھتے ہی بیہوش ہو گیا
اُسنے بچھا چادر عیاری اُسکو کمند سے خوب مضبوط باندھکر پشتارہ اُٹھا کر پشت پر لگایا اور ڈیڑھ گرو عیاری
کی لگا کر وہان سے روانہ ہوئی اور تمام طلسم کی راہون کو تو یہ جانتی ہی اور عیارہ ہی بانون شاطری مارکر
راہ کو طی کرکے اپنے لشکر مین پہونچی راہ مین کسی عیار سے بھی ملاقات نہوئی اور اُسنے معمار کو لاکر سامنے
حیرت کے ڈالدیا اور کہا لیجیے وہی معمار یہ موجود ہی اب جو چاہیے اسکے حق مین کیجیے حیرت نے یہ حال
دیکھکر خوشنود ہو کر اسکو پھر بہت بھاری خلعت دیا اور کہا ای صرصر اب اِسکو تو حالت بیہوشی ہی مین
قتل کر ڈال صرصر نے کہا بہتر اگر یہ مین جانتی تو سر کاٹ لاتی یہ کہکر پشتارے سے اُسکو کھولکر نیچہ گھسیٹکر چاہا
کہ ہاتھ مارون اور گردن اُسکی قلم کرون یہان بیان راوی کا ہی کہ کوکب نے معمار کے چلتے وقت سحر بھی اپنا ساتھ
اِسکے کر دیا تھا کہ جائے تو بارگاہ افراسیاب مین لامحالہ ذلتین اُٹھائے تاکہ دل اِسکا افراسیاب کی طرف سے
پھر جائے مگر اُس سحر کی تاثیر رکھی تھی کہ معمار قتل نہونے پائے بس جیسے ہی صرصر نے نیمچہ مارا وہ سحر
کوکب کا سونے کی جریب بنکر بابین تلوار صرصر و معمار حائل ہو گیا کہ شمشیر صرصر اُس جریب پر پڑی معمار
تو قتل سے محفوظ رہا مگر وہ جریب طلائی ٹوٹ گئی اِس عرصہ مین چالاک جو پیچھے صبا رفتار
کے گیا تھا جب اُسکو وہ نہ ملی تو وہ پھر کر بارگاہ مین مہرخ کے پاس آیا مہرخ نے کہا ای چالاک
تمتو عقب عیارہ گئے تھے صرصر کیسی بنی ہوئی آئی تھی وہ معمار کے ساتھ گئی ہی مین دل سے

دعا کر رہی ہون کہ خداوند امعمار کو شر سے اُسکے بچائے چالاک نے کہا مین جاتا ہون خبر کو یہ کہکر اُٹھا تھا
کر جائے اُسوقت طائران سحر نے آکر خبر دی کہ صرصر معمار کو بارگاہ حیرت مین لائی ہی اور قتل کر رہی ہی
بس چالاک یہ خبر سنتے ہی فوراً روانہ ہوا اور راہ مین ایک ساحر زبردست کی صورت بنکر کہ جیسے
سامری کے تپشی بڑے جوگی ہوتے ہین اس صورت پر بنا ہاتھ مین ایک کڑا پڑا ہوا لنگوٹا بندھا ہوے
زنار باہر نکلے ہوئے کنڈل کان مین پڑے ہوئے سانپ وغیرہ تن سے لپٹے ہوئے یہ تو اس صورت سے
بارگاہ مین حیرت کے آیا اور مہرخ بھی بارگاہ سے غائب ہوگئی اور معمار کو بچانے چلی یہان
چالاک اندر بارگاہ کے جب پہونچا پکارا کہ صاحبو مجکو شہنشاہ نے ظلمات سے بھیجا ہی کہ جاؤ معمار
قید ہوکر پھر آیا ہی اُسکی قضا اس تیغہ سے ہی دیکھو یہ تیغہ مجکو دیا ہی سوا اس تلوار کے یہ اور کسی
حربہ سے نمارا جائے گا تم سب ہٹ جاؤ مین قتل کرون سب ساحرون نے کہا از ین چہ بہتر آپ ہی
اِسکو ہلاک کیجیے ہمکو تو اُسکے مرجانے سے مطلب ہی چالاک تیغہ لیکر آیا تھا وہی تیغہ تولکر آگے بڑھا مگر
صرصر عیارہ زبردست ہی اُسنے پہچانا کہ یہ جوگی نہین اور فرستادہ شاہ جادوان نہین عیار ہی بس
پہچان کر اُسنے صورت نگار سے بایا کہا اُدھر حیرت کو بھی شبہ گذرا تھا کہ بروقت قتل یکایک
جوگی کا آنا یہ کوئی فتور ہی غرض صورت نگار کو جب ایا صرصر سے شبہہ ہوا کہ یہ کوئی عیار ہی بس
اُسنے ایک گولا سحر کا سامنے چالاک کے پھینکا اور کہا ای سامری کے اتیت اس گولے کو اُٹھا کر
معمار قدرت پر مار کہ یہ اِس سے جلد تر مرجائیگا مہرخ تو بزور سحر پوشیدہ روے ہوا پر ٹھہر رہی تھی
اور صحن بارگاہ مین یہ سب کرشمہ ہو رہا تھا اُسنے جو دیکھا کہ یہ گولا سحر کا ہی چالاک سے ہرگز نہ اُٹھیگا بلکہ
خود گرفتار ہو جائیگا بس اُسنے سحر پڑھکر مصور کے سحر کو کہ صورت نے اُسی سے یہ سحر سیکھا ہی رد کر دیا
اور ایک رقعہ قلم سحر سے لکھکر چالاک کی گود مین پھینکا اسنے آنکھ بچاکر اُس کاغذ کو جو دیکھا تو لکھا
پایا کہ ای چالاک منم مہرخ مین نے یہ گولا سحر کا جانکر سحر کر دیا ہی کہ اب یہ تجھسے بخوبی اُٹھیگا پہلے اسکا
اُٹھنا دشوار تھا اب یہ گولا ایسا ہو گیا ہی کہ اگر تو اُٹھا کر صورت نگار پر مارے تو یقین ہی کہ یہ اسکا
کام تمام کرے بس اب تو خوف نہ کر اور اِسکو اُٹھا کر مار اُس قحبہ صورت نگار پر یا مصور پر بس
چالاک نے یہ مضمون معلوم کر کے جلد وہ گولا جھک کر اُٹھا لیا اور چرخ دیا سب جانتے تھے کہ معمار
پر لگائیگا مگر اُس عیار طرار نے مصور پر اُسکو مارا صورت نگار نے اُس گولے کو آتے دیکھکر مصور
ہوا

کا جلد ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور سحر کیا کہ سات سپر مین از خود پیدا ہوکر اُسپر آڑ ہوگئین مگر وہ گولا جو پڑا تو سپرون کو توڑ گیا مصور تو غرق زمین ہوا مگر اور ساحر جو سامنے کھڑے تھے اُنکو اُس گولے نے جلا کر راکھ کر دیا یہ ماجرا دیکھکر حیرت جادو نے ایک بیضہ سحر کا مارا کہ اُسمین سے دُھوان اور سیاہی نکلکر مثل چادر ظلمات کی پھیلکر مہرخ جہان کھڑی تھی وہان تک پھیل گئی اور چالاک معمار وغیرہ سب اُس تاریکی مین پوشیدہ ہوگئے اور صرصر تو اپنی کمبختی سمجھ کر علیحدہ جا کھڑی ہوئی تھی وہ حیرت کے پیچھے اب جا کر کھڑی ہوئی پھر حیرت نے دو گولے اپنی انگیا مین سے نکالے ایک گولے کی تو یہ خاصیت ہی کہ کیسے ہی زبردست جادوگر اس تاریکی کا پیدا کرنے والا ہو مگر اس گولے کے مارنے سے وہ تاریکی دفع ہوجائے اور روشنی ہوجائے مقیدان تاریکی رہا ہوجائین اب حیرت نے چاہا کہ وہ گولا جو ساحران زبردست کو ہلاک کرتا ہی معمار پر مارون مگر ادبار آیا ہوا ہی اس گھبراہٹ اور جلدی مین وہ گولا تو نہ مارا دوسرا گولا جو دافع تاریکی تھا اُٹھا کر مارا اور بہت فرحناک ہوئی کہ اب مین نے کار حریفان تمام کیا مگر قسمت مین غمناک ہونا تھا وہ گولا جو اُس تاریکی مین جا کر پڑا سب اندھیرا اور دُھوان ہوا ہوکر اُڑ گیا اور پہلے سے زیادہ روشنی ظاہر ہوئی ہر ایک چیز بخوبی نظر آنے لگی چالاک نے جلد گل بیہوشی کے دفع ہونے کا معمار کو سنگھایا جب اُسکی آنکھ کھلی اُٹھ بیٹھا اور اپنا حال دیکھکر کہ مین بارگاہ حیرت مین گرفتار بیٹھا ہون بہت پریشان ہوا اور از بسکہ عاقل ہی سمجھ گیا کہ پھر تو پکڑا آیا ہی بس یہ سمجھکر اُسنے سحر کیا کہ کمند صرصر کی جلگئی اور یہ سیدھا ہوا اُسوقت بارگاہ مین غلغلہ ہوا کہ پیچھو گھیر لو جانے نپائے صدہا ساحر اسکے گرفتار کرنے کو دوڑ پڑے اُسوقت مہرخ نے ایک گچھا سوئیونکا مارا کہ وہ سوئیان صدہا کے جگر سے پار گذر گئین ساحرون کے مرنے کا شور بیرون نے مچایا باہر جلد جلد لشکر تیار ہونے لگا مگر ہر ایک کہتا تھا ارے بھائی ان عیارون کے مقدمہ مین کون بولے یہ ایسا وار کرتے ہین کہ گروہ گروہ لشکریون کو بیہوش کر دیتے ہین ساحرون کے مرنے سے اندھیرا بھی ہوگیا معمار اُسی اندھیرے مین اُڑ کر اپنے لشکر کی طرف چلا چالاک جست کر کے ایک سمت کو بھاگا جب مہرخ نے انکو نکلجاتے دیکھا بس یہ بھی سناٹا بھر کر چلی معانہ دم بھر مین مہرخ کی بارگاہ مین آکر پہونچا چالاک بھی راہ کترا کر آیا یہان غلغلہ تیاری فوج حیرت سنکر بہار وغیرہ نے نفیر سحر کو بجایا تھا یہ لشکر بھی تیار ہو رہا تھا کہ مہرخ آکر پہونچی ادھر خبر طائران سحر نے فوج کے تیار ہونے کی حیرت کو پہونچائی اُسنے کہا صاحبو بیکار کا ہنگامہ کرنا اچھا نہین اُن لوگون کا اقبال یاور ہی

اب وہ سب نکل گئے پھر کیا ضرور ہی لڑنا بھڑنا سانپ نکلگیا لکیر کو پیٹا کرو اُسنے بھی طبل آسایش بجوایا
فوج نے تیاری موقوف کی یہان مہرخ جو آئی اُسنے معمار کو باعزاز تمام مقام صدر پر بٹھایا ارباب
نشاط کو بُلایا ناچ ہونے لگا ساقی نے جام مے ارغوانی دیا معمار نے کہا مین بڑے غضب مین گرفتار
ہوگیا تھا مگر عیار تمھارے لشکر کے اور عیار بچیان افراسیاب کی بڑے غضب کی ہین مگر عیار
اُنسے بھی زبردست ہین اگر آج عیار تمھارے یہان کے سرفروشی نہ کرتے تو مین مفت مارا جاتا اور
اے ملکہ اِس امر مین عقل میری حیران ہے کہ اب مجھکو وہان پکڑ کر کون لیگیا تھا ملکہ مہرخ نے کہا ہمکو پہلے ہی
خبر ملگئی تھی کہ معمار قدرت گئے تو ہین مگر پکڑ آئینگے کیونکہ وہ ایک بلا کو اپنے ساتھ لینے گئے ہین اے
معمار تمسے کسی سے راہ مین ملاقات ہوئی تھی اور تم اپنے ساتھ لیگئے تھے معمار نے کہا مجھسے تو کسی
سے ملاقات نہین ہوئی مگر ہان ایک عورت وہ تمھاری بارگاہ مین ناچ رہی تھی جبکہ مین یہان سے
چلا تو وہ مجھکو آکر لپٹ گئی اور کہنے لگی کہ مین تمھاری عاشق ہون مجھکو بھی اپنے ساتھ لیتے جاؤ میری جان
تمپر سے قربان ہو مین اُسکو اپنے ساتھ عورت جانکر لیگیا اور ایک کوہ کے دامن مین اُسکے کہنے سے
ٹھہرا اُسنے جھیل پر جاکر ہاتھ منھ دھویا اور ایک انڈا کسی جانور کا اُٹھا کر لائی اور مجھکو سنگھایا کہ بتاؤ
یہ کس جانور کا انڈا ہے اُسکے سونگھنے سے مین بیہوش ہوگیا پھر مجھکو نہین معلوم کہ کیا گذرا اور بارگاہ
حیرت مین پھر میری آنکھ کھلی چالاک نے کہا کہ وہ عورت جو تمپر عاشق ہوئی تھی وہ کسبی نہ تھی وہ
صرصر عیارہ ہمارے اُستاد اور والد ماجد کی منظور نظر ہے اور سرگروہ عیار بچیان ہے وہ آپ کو بفن عیاری
عاشق بنکر لیگئی تھین معمار نے نام عیارہ کا صرصر سنکر کہا خیر کچھ مضائقہ نہین اب تو وہ غفلت مین اپنا
کام کر گئی مگر اب جو مین جاؤنگا تو اُنکی تدبیر کرتا جاؤنگا اور خیر ابھی تو اپنی نشانی کچھ بناکر یہان چھوڑتا
جاؤنگا کہ اُنکا قابو میرے اُوپر نہ چلے غرض یہ باتین کرکے شراب وکباب کی صحبت مین مصروف ہوا
ناچ ہونے لگا بعد کچھ عرصہ کے جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا تو اُسنے کہا کہ مین اب رخصت ہوتا ہون
چالاک نے کہا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ مین کچھ نشانی چھوڑ جاؤنگا سو اُسکے باب مین کیا ارشاد ہوتا ہے
معمار نے کہا اے چالاک تمنے خوب وقت پر یاد دلایا اچھا چلو مین میدان جنگ مین ایک نشان
اپنا گاڑ جاؤن یہ کہکر باہر بارگاہ کے نکلا مرکب سحر پر سوار ہوا اور دریا کو قریب رکھکر ایک بہت بڑا میدان
وسیع دیکھکر اپنی جھولی سے سحر کی ایک گولا سنگ مرمر کا نکالا اور کچھ اسماء سحر پڑھکر اُس گولے کو زمین پر

مار ایکایک اُس گولے مین سے چمک ہزار در ہزار برقین چمکنے کی پیدا ہوئی اور آواز مہیب آئی اور کڑک کر بجلی کیطرح وہ گولا زمین کے اندر سما گیا اور اسقدر گرد اُڑی کہ جہان روشن تیرہ و تار ہو گیا معمار نے پھر دستک دی کہ وہ گرد سمٹکر کنارے ہوئی اور آندھی موقوف ہوئی اب جو دیکھا تو ایک برج ہشت پہل بطور لاٹ کے بنکر تیار ہوا ہی کہ آٹھ دروازے اُسمین لگے ہین اور ہر دروازے پر ایک ایک برج بنا ہی ہر برج مین ایک ایک حبشی قرنا منھ سے لگائے ہوئے کھڑا ہی قرنا بھی مثل صور سرافیل ہی اور دروازے پر بھی اُس گنبد کے طرح طرح کے عجائبات پیدا ہین انشاء اللہ حال معمار کے قلعہ بنانیکا آگے تفصیل وار لکھا جائیگا ابھی تو اُسنے یہ نشان بنایا ہی غرض جب یہ نشان بنا چکا اُسوقت عمرخ وغیرہ ہر ایک سے رخصت ہوا اور یہان سے سناٹا بھر کر چلا کہین راہ مین اُسنے نہ پھر کر دیکھا اور نہ کسی سے بات کی نہ ٹھہرا غرض منازل طلسمات طے کرکے کوکب کے پاس قلعہ کوکبیہ مین پہونچا اور براں عمرو اور کوکب سے ملاقات کی اور تمام حال جو کچھ کہ اسپر ہوش ربا مین گذرا تھا بیان کیا کہ اسطرح چالاک نے میری مدد کرکے مجکو بچایا ورنہ میری آبرو اور جان دونون گئی تھین عمرو نے سارا ماجرا سنکر پوچھا کہ معمار قدرت جادو اب کہو کہ تمہارا کیا ارادہ ہی معمار نے جواب دیا کہ خواجہ سلامت ہمسے اور افراسیاب سے تو اب بالکل بگڑ گئی مین مقرر اُس سے لڑونگا اُسنے میرے برو مجکو گالیان دین اور کہا کھڑا رہ او تیرہ سر خیرہ روزگار کہان جاتا ہی خواجہ اُسوقت چالاک میرے پنجہ مین تھا اور مین اُسکے گھر مین مقابلہ مناسب نہ سمجھا کچھ کلمات سخت کہکر مین چلا آیا وہ میرے پیچھے آتا تھا مگر اُسکی جورو نے اُسکو روک لیا خواجہ اب اگر تم سب چاہو تو اُس سے ملجاؤ مگر مین نہ ملونگا اسمین کچھ ہی کیون نہ میرے لیے ہو جائے اب مین بیابان گلریز مین جاتا ہون کہ مالک اُسکا جہاندار شاہ قدرت نبیرۂ جمشید ہی اور مجکو فی الحال اُسی کی ذات سے تعلق ہی اور جہاندار شاہ مطیع تصویر جمشید ہی اُسکے یہان خداوند جمشید کی شبیہ بولتی ہی اور حکم و احکام دیتی ہی مین جاکر جہاندار شاہ سے سب اپنا حال عرض کرونگا اور تصویر جمشیدی کو بھی عرضی اپنے حال کی دونگا اب جسطرح وہ میرے مقدمہ مین حکم کرے اُسی کے بموجب عمل کرونگا اچھا لیجیے اے کوکب روشنضمیر سامری کے سپرد آپ کو کیا کوکب نے کہا بھائی ذرا ٹھہر کر شراب پی لو کھانا کھا کر آسودہ ہو لو تو پھر جانا اُسنے کہا مجکو آئے ہوئے عرصہ بہت گذرا اور اُس سے ایک دن پہلے سے مین دربار مین جہاندار

کے نہین گیا تھا اب مجکو آپ جانے ہی دین کوکب نے کہا سدھارئیے معمار وہان سے اپنے
اتبّاعون اور خواصون کو لیکر اُسی طرح مکانات سحر کے بناتا ہوا روانہ ہوا اور اپنے مکان کو چلا گیا
بعد اُسکے جانے کے عمرو نے کوکب سے کہا کہ جس مشورہ کے لیے مجکو آپ نے بلایا تھا وہ تو اے کوکب
پورا ہوا پھر اب مجکو بھی رخصت فرمائیے کہ جاکر حال لشکر کا دیکھون اور بران نے کہا مجکو اجازت
دیجیے کہ مین کوہ رخشان پر سحر تیار کرنے جاؤن اب جبتک کہ افراسیاب کو مین مار نہ لونگی چین
مجکو نہین ہی کوکب نے کہا خواجہ مجکو سحر سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ابھی بڑا بکھیڑا ہونا معمار سے اور
افراسیاب سے باقی ہی اور تمکو بھی کچھ اسکی تدبیر کرنا ہوگی اِس سبب سے چندے ابھی دونون صاحب
یعنی بران اور تم یہان استقامت کرو جسوقت مناسب ہوگا مین تمکو روانہ کر دونگا عمرو نے کہا
بہت اچھا غرض خواجہ سکونت پذیر ہوئے اور جلسۂ عشرت بران نے آراستہ فرمایا اُسوقت کوکب
سے باب تکلم وا کیا اور کہا اے بادشاہ عالی جاہ یہ تو فرمائیے کہ معمار قدرت کا مکان یہان سے کتنی
دور ہی کوکب نے کہا کوئی بیس پچیس روز کی راہ ہی عمرو نے کہا تو ہم دو تین روز مین جا سکتے ہین
کوکب نے کہا بغیر استعانت کسی ساحر زبردست کے وہان جانا دشوار ہی خواجہ یہ ملکون کی سرحدین
ہین یہان بڑا انتظام ہر بادشاہ نے کیا ہی کہ ایسا نہو وقت بے وقت کوئی غنیم چڑھ آئے اور ملک
ہاتھ سے نکلجائے عمرو نے کہا خیر سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر مصروف عیش و نشاط ہوا وہان ملکہ حیرت جادو
کو بھی خبر پہونچی کہ معمار قدرت لشکر کے سامنے ہمارے ایک نشان بنا گیا ہی اُسنے مفصل خبر دریافت
کرکے افراسیاب کو لکھ بھیجا چنانچہ ہمارے سحر نے وہ نامہ شاہ کو جب پہونچایا وہ فورًا سوار ہوکر بارگاہ
حیرت مین آیا اور ہر ایک سے حال معمار دریافت فرمایا گیسوے بن شہاب اور شہاب جادو
نے عرض کیا کہ حقیقت مین معمار قدرت ایک نشان اپنا بنا کے چلا گیا ہی افراسیاب نے
کئی سو ساحرون کو واسطے دیکھنے اُس برج کے جو معمار بنا گیا تھا روانہ کیا انھون نے جاکر برج کو
دیکھا اور آکر عرض کیا کہ ایک برج میدان مین ایسا بنا ہوا ہی کہ جبتک معمار قتل نہوگا یہ برج کسی سے
نہ ٹوٹیگا اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ نشان قلعہ بنانے کا معمار ڈال گیا ہی یہان وہ آکر قلعہ بنائیگا
افراسیاب نے کہا یہ کیا کہتے ہو کہ یہ برج کسی سے نہ ٹوٹیگا اُس برج کی تو کیا اصل ہی اگر ہزار برج
معمار کا بادشاہ جہاندار قدرت شاہ بنائے تو اُسکو آن واحد مین بباد فنا مین اُڑا دون اور

میرا اُس برج کے بنانے مین نقصان ہی کیا ہی وہ چاہے تو سارے شہر مین برج او قلعہ بنا تا پھرے مین کیا اُس بُرج کے بنانے سے ڈر گیا مجکو فقط خیال یہ ہی کہ ساکنان بیابان گلریز مالک تصویر حسنداوند جمشید ہین اُنسے بگاڑنا اچھا نہین ورنہ ابھی اُس برج کو مین توڑ ڈالتا اور معمار کو اگر مین پکڑ بھی لیتا تو اسکو گوشمالی دیکر جہاندار کے پاس بھیجدیتا ای حیرت تم یہ خیال کرو کہ عمرو نے کچھ بیابان گلریز کے بادشاہ پر کوئی احسان تو کیا نہین اور مین ہر سال لاکھون روپیون کا تحفہ تحائف اِس سبب سے کہ یہ نبیرۂ جمشید ہی اور مالک تصویر ہی تو اُسکو بھیجا کرتا ہون بس اگر جہاندار یہ سب حقیقت سُنیگا تو یقین ہی کہ ہماری طرفداری کریگا اور عمرو کے ساتھ دوستی ہرگز نہ کریگا اب اُسکو اِس حال سے اطلاع دینی لازم ہی کہ وہ خود معمار کو پکڑ کے میرے پاس بھیجدے یا اُسکو وہین خود قتل کر ڈالے کیونکہ وہ حاکم معمار کا ہی اور معمار اُس سے کسی طرح لڑ نہین سکتا یہ کہکر بموجب ابیات

دبیر نویسندہ را گفت شاہ	کہ پیش آر قرطاس و مشک سیاہ	یکی نامہ بنوشت ارژنگ وار
براو کردہ صد گونہ رنگ و نگار	چو قرطاس چینی شد از باد خشک	نمودند مہرے بران پُر ز مشک
بموبد سپرد آن بہ پیش روان	سر افراز و بیدار دل بخردان	در گنج بکشاد افراسیاب
زر و سیم کہ بُد جسامہ با آب و تاب	ز دینار و دیبا و خرد حریر	ز مہر و ز افسر ز مشک و عبیر
ہم از پارہ و گوہر شاہوار	ہم از طوق و ز افسر و گوشوار	پرستندہ در پیش خادم چہل
برو بر گذشتند شاداب دل	چو سہ صد پرستار با ماہروے	برفتند شادان دل تازہ روے

یعنی لاکھون روپیہ کا مال و اسباب جواہر پوشاک وغیرہ چار سو قرابے شراب عمدہ کے اور خواصین حسین و خوبصورت وغیرہ سب ہمراہ نامہ دار کے روانہ فرمایا اور نامہ مین یہ مضمون منشی عطارد رقم نے تحریر کیا

نامۂ افراسیاب جادو بجانب بادشاہ بیابان گلریز یعنی جہاندار قدرت شاہ جادو متضمن بہ مضامین محبت آگین و درخواست طرفداری خویش در پردہ لمؤلفہ

پہلے لکھے خامہ وصف جمشید	برلاتے ہین جو ہماری امید	پھر وصف لکھون مین ساحری کا
ہی سلسلہ جن سے ساحری کا	توصیف لقا قلم سے لکھے کیا	بندون پہ ہی مہربان وہ ایسا
تکلیف و ستم اُٹھاتا ہی وہ	غارت نہین اُنکو کرتا ہی وہ	حمزہ پہ ہی رحم اُسکا ایسا
بندون سے ہی بھاگا بھاگا پھرتا	اور اُسکے سوا ہین جتنے معبود	رتبہ مین ہر اک ہر اک سے افزود

ہی باغ خدائی کا ہر اک گل
ازروے ادب ہی ترک اولا
گلدستۂ گلشن جوانی
درج در بحر بادشاہی
سرخیل شہان جملہ عالم
تیری رہے نسل تا قیامت
تحریر کرون یہان کا کیا حال
گندم کی طرح پسے ہین دانہ
ہم سب کا ہوا فلک عدو ہی
حیوانونسے چھٹ گئے ہین مسکن
ماتم ہی خوشی کی انجمن مین
نرگس ہی برنگ چشم حیران
بلبل کو نہین ہی گل کی اب یاد
لالہ کا ہی داغ دل نمایان
کرتے ہین فسادیان فسادی
عیارون سے ناک مین ہی اب دم
آرام نہین مجھے کسی دم
ہی اس سیے اور اشکباری
کوکب کہ تھا اپنا پیر بھائی
وہ انکا ہوا ہی دل سے غمخوار
برباد ہی دین سامری کا
ہی سب کو عداوت ہمسے منظور
یہ حال تو ہو گا تمکو معلوم

سو جان سے انھین گے ہم ہین بلبل
اب مطلب دل کا کچھ بیان ہی
نوبادۂ باغ کامرانی
رونق وہ تاج وکشور و تخت
سرحلقۂ داوران اکرم
پہونچین تجھے تحفہاے تسلیم
ہر ایک بشر کا ہی برا حال
نظرون مین ہی میری خار گلشن
غل آہ و بکا کا کو بکو ہی
آہو بھی جدا ہوے ہین بن سے
گل کو بھی ہی بیکلی چمن مین
قمری سے جدا ہوا ہی شمشاد
گلشن مین صبا ہوئی ہی برباد
کانٹا ہی کھٹک رہا جگر مین
غم دیتی ہی ہمکو جان شادی
ظاہر ہوے تمپہ میرے حالات
غم سے ہی میرا عجیب عالم
جو اپنے تھے دوست دل سے پیارے
کی اسنے بھی ہمسے اب جدائی
کچھ دین کا پاس ہی نہ الفت
اب مٹتا ہی نام ساحری کا
مہرخ کی شریک سب ہوئی ہین
مدت سے ہی اسکی ہر طرف دھوم

کب وصف بیان ہو ہمسے انکا
اس سے جو محب دوستان ہو
غواص محیط آشنائی
زینت وہ جاہ ولشکر و بخت
اللہ رکھے تجھے سلامت
گلدستۂ انجمن ہو تعظیم
گردش مین ہی آگیا زمانہ
اب دوست بھی ہو گئے ہین دشمن
گھیرے ہین مخالفان پرفن
بو گل سے جدا ہی گل چمن سے
نظرون مین ہی خار اب گلستان
ہی قید الم مین سرو آزاد
سنبل ہی مثال مو پریشان
محشر ہی بپا ہر ایک گھر مین
ہر گھر مین پڑا ہوا ہی ماتم
اب نظرون مین میری دن بھی ہی رات
ہی سب سے زیادہ بیقراری
دشمن وہ ہوئے ہین اب ہمارے
آئے ہوئے ہین یہان جو عیار
دشمن کیطرح سے ہی عداوت
طاؤس وبہار اور مخمور
جی توڑکے ہمسے لڑ رہی ہین
اب اور ہئی سنو روایت

ہی آئینہ سان مجھے یہ حیرت
جو بندۂ خاص سامری ہین
ہی اُسکو بھی سامری سے انکار
آثار تمام اُسکے ہین بد
تیاری قصد سحر کرنا
معمار کو کرکے تم گرفتار
کب ہوگا بھلا تمھین گوارا
الفت کا یہی ہی اب تقاضا
اب ختم دُعا یہ ہی یہ نامہ
ڈنکا بجے ہر طرف تمھارا
اب ماہ سے لیکے تا بماہی

ہی ساحری جنکے آب و گل مین
اب اُنکی طبعیتین پھری ہین
دین اُسنے عمرو سے ملکے کھویا
تیار کیا ہی ایک گنبد
بس لکھتے ہین تمکو دوستی سے
یان بھیجدو ہی یہی سزاوار
برباد ہو ساحری کا گلشن
یہ تھوڑا لکھا بہت سمجھنا
تم تخت نشین رہو بصد شان
دشمن کا جگر ہو پارہ پارا

جمشید بنا ہوا ہی دل مین
معمار جو ہی تمھارا سردار
یان آکے ہی اسنے بس یہ بویا
منظور ہوا ہی ہمسے لڑنا
جب نامہ ہمارا تمکو پہونچے
ہی دین تمھارا جو وہ اپنا
ساحر تو حزین ہون شاد دشمن
الفت کا قلم نے پہنا جامہ
ہو مُلک تمام زیر فرمان
ہو زیر نگین تمھارے شاہی

یہ نامہ تمام کرکے ایک معتمد خاص کو دیکر روانہ کیا کہ وہ سب تحفہ جات کو تخت و فیلان سحر پر بار کرکے رہگراے منزل مقصد ہوا اور راہ بیابان گلریز کی طلسم ہوش ربا سے بھی ہی بس اُسی راہ سے بعد قطع منازل وطی مراحل کرکے داخل بیابان مذکور ہوا اِدھر سے تو یہ نامہ دار گیا اور اُس طرف معمار اپنے مکان پر آکر پہونچا مگر شدنی امر مین چارہ کیا ہی معمار ازبسکہ ہوش ربا مین دو بار قید ہوا اور سفر کی زحمت بھی اُسکے لیے ہوئی تھی اسوجہ سے گھر پہونچکر دربار بادشاہ مین نہ گیا خیال کیا کہ ایک روز آسودہ ہولون تو دربار جہاندار شاہ مین جاکر جملہ ماجرا افراسیاب اور کوکب کی لڑائی کا اور مغروری شاہ ہوش ربا کی اور اپنا ذلت پانا سب بیان کرون بس ہی تو یہ نازک دماغ اپنے مکان پر ٹھہر کر غسل فرمایا اور آسودہ ہوا اور ایک دن تو کوکب کے یہان اُسکو گذرا تھا ایک روز راہ مین تیسرے روز گھر مین اپنے رہا وہان اِس عرصہ مین نامہ دار پہونچ گیا وہ دربار مین جانے بھی نہ پایا تھا کہ خبر جہاندار کو پہونچی کہ نامہ دار شاہ جادووان افراسیاب جادو کا آیا ہی اُسنے اپنے یہان کے سردار بہر استقبال روانہ کیے کہ وہ لوگ پیشوائی کرکے نامہ دار کو دارالامارۃ بادشاہی پر لائے بادشاہ مذکور نے باعزاز تمام سامنے اپنے طلب کیا نامہ دار نے آکر مجرا کیا اور بصد ادب وہ سب تحفہ جات جو ہمراہ لایا تھا پیشکش کیے

اور نامہ سر سے لگا کر ہاتھون پر رکھا جہاندار شاہ نے نیم قد اٹھکر تعظیم دی نامہ کی اور نامہ ہاتھ سے نامہ دار
کے لیکر قائم جادو اور مقیم جادو کہ دونون یہ مصاحب خاص ہین اُنکے حوالہ کیا کہ اسکو پڑھو
مقیم جادو نے لفافہ سے نامہ نکالکر پڑھنا آغاز کیا اور از بسکہ معمار اُنکے ابناے جنس سے ہی اسوجہ سے
اُس سے حسد رکھتے ہین نامہ کو خوب نمک مرچ لگا کر پڑھا مضمون نامہ معلوم کرکے جہاندار کے
چہرے کا رنگ سفید ہوگیا اور اپنے اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا کہ صاحبو اگر افراسیاب
طلسم ہوش ربا مین حاکم نہ رہا تو یہ سمجھ لینا کہ تم ساحران جہان کی مٹی خراب ہوگی سب مارے مارے
پھرینگے سامری کے مندرون مین گدھے لوٹینگے اور سگ توبہ توبہ عف عف کرینگے افراسیاب
خداوند ساحران ہی اور اُس سے بگاڑ گویا جمشید سے بگاڑنا ہی یہ معمار کو کیا ہوا تھا جو وہان جاکر بچھڑا
کچھ دین کا بھی پاس نہ کیا اور نہ کچھ میرا خوف آیا یہ کلمات زبانی بادشاہ سنکر قائم جادو نے عرض کیا
کہ اے نبیرۂ جمشید معمار قدرت بڑا سرکش اور مدبر ہی وہ آپکو اور کسی کو خیال مین کب لاتا ہی اپنے
نزدیک کسی کو موجود کب گنتا ہی ہمیشہ سے اُسکی عادات خراب ہین ایک ادنیٰ تو اُسکی یہ حرکت ہی کہ
لوگون کی لڑکیان زبردستی چھین لیا کرتا ہی اور قرض لیکر تو عمر بھر بھی ادا کرنا نہین جانتا ہی اہل شہر کے
لاکھون روپیہ اُسپر آتے ہین بسبب خوف کے وہ بیچارے خاموش ہین اے شہریار عمرو کے پاس ذلیل ہی
اُسنے لاکھ دو لاکھ روپیہ دینے کہے ہونگے وہ لالچ مین آگر ملگیا ہوگا اور یقین ہی کہ لالچ مین آکر وہ حضور
کے دشمنون کے درپے ہلاکت ہو تو کیا بعید ہی بس ایسے شخص کا زندہ رکھنا بہتر نہین یہ تو ضرور ہی
کہ اگر طلسم ہوش ربا مین وہ قید ہوکر جائیگا تو وہان عیار اُسکے دوست اور طرفدار موجود ہین وہ
قتل نہونے دینگے لہذا یہین سے اُسکا سر کاٹ کر بھیجنا چاہیے جہاندار شاہ نے حالت غضب مین
راے اُنکی پسند فرمائی اور نامہ دار افراسیاب کی دعوت کا سامان فرمایا اور ایک قصر عالیشان
مین باعزاز تمام اُترو ایا طائفے ناچ کے بھیجے بکاول نے لذیذ و عمدہ کھانے پکا کر کھلائے وہان تو یہ
جلسہ جما دارالامارۃ مین حکم حاضر ہونے کا معمار کے جہاندار نے دیا فوراً ایک دستہ مع چوبدار سلطانی
کے روانہ ہوا اور معمار سے جاکر کہا کہ جلد چلیے حضور نے یاد کیا ہی معمار سمجھا کہ کچھ آفت آئی ہی
جب تو بادشاہ نے اسقدر تاکید بُلانے مین فرمائی ہی بس اُسی وقت لباس درباری سے
آراستہ ہوکر طاؤس سحر پر سوار ہوا اور حاضر دربار ہوا بادشاہ کو تسلیم کی شاہ نے منھ پھیر لیا

نفرت ظاہر فرمائی اور کہا اے بے ادب یہ کیا حرکت تھی کہ بغیر ہمارے حکم کے تو طلسم ہوش ربا مین گیا اور یہ فساد ظاہر کیا کہ شاہ جادوان افراسیاب ذیشان مجھسے شکایت فرماتا ہی اور نامہ متضمن بہ پاسداری دین و شکایت آمیز مجکو لکھا ہی معمار نے جواب دیا کہ ای بادشاہ کیوان کلاہ کوکب روشنضمیر بادشاہ طلسم نور افشان سے اور مجھسے دوستی ہی اُسنے مجکو بُلوا بھیجا تھا اور مجھسے حال افراسیاب کا بیان کیا تھا کہ مجھسے وہ لڑتا ہی بس مین نے چاہا کہ مین جاکر افراسیاب کو سمجھاؤن اور دونون مین صفائی کراؤن آپسمین ملوا کر جھگڑا مٹاؤن چنانچہ اس عزم پر جب داخل طلسم ہوش ربا ہوا دو بار مجکو عیارہ سے گرفتار کراکر ذلتین دین اور میرے قتل کا درپی رہا سامری نے مجکو بچایا اور یہ سانحہ پیش آیا اُسوقت مین نے بھی جھلا کر ایک برج سحر سے اُسکے دھمکانے کو بنایا اور آپ سے اطلاع کرنے کو وہان سے چلا آیا ایک روز گھر مین رہا آج حاضر ہونے کو تھا کہ حضور نے بلا بھیجا اسمین میری کیا خطا ہی افراسیاب متکبر اور مغرور ہو گیا ہی جہاندار نے یہ کلمات سُنکر کہا کہ او بدزبان شاہون کی جناب مین یہ گستاخیان اگر وہ متکبر اور مغرور ہی تو ہم پہلے ہو چکے تجکو اب کوکب کی ملاقات پر ایسا گھمنڈ ہی کہ ہم لوگون سے دعوی ہمسری کرتا ہی تیرا کاسۂ دماغ خود بوے کبر و غرور سے مملو ہو گیا ہی خیر اگر تو افراسیاب کے ساتھ سے بچکر چلا آیا تو میرے ہاتھ سے کب بچیگا یہ کہکر اُسنے اپنے تاج سے ایک موتی توڑ کر سینۂ معمار پر مارا اور پکارا کہ اگر یہ تاج عطیۂ خداوند جمشید ہی تو معمار گرفتار ہو از بسکہ یہ نبیرہ جمشید اور مالک شبیہ جمشید ہی معمار کی کیا حقیقت ہی اگر افراسیاب و کوکب وغیرہ پر تحفہ جات طلسم سے کام لے تو وہ بھی مغلوب ہون بس معمار قدرت بحیس و حرکت ہو کر گر پڑا بس اُسنے حکم دیا کہ ایک قفس آہنی لاؤ چنانچہ وہ قفس جب آیا معمار کو اُسمین بند کراکے مقیم جادو کے سپرد کیا کہ آج کے روز اِسکو تو قید رکھ کل مین اِسکو قتل کرونگا اور سر اِسکا پاس افراسیاب کے بھیجونگا مقیم یہ سُنکر اُٹھا کہ اِسکو لیجاؤن اُسوقت قایم جادو نے عرض کیا کہ ای بادشاہ اِسکو میرے حوالہ فرمائیے کہ مین اپنے مکان مین قید کرونگا اور بہت حفاظت سے رکھونگا بادشاہ نے کہا اچھا تو ہی لیجا اُسنے عرض کیا کہ پھر مین اپنا سحر اُسپر قائم کرتا ہون یہ لو اب بے بس ہی جسکا جی چاہے اُسکو مسحور کرلے ہان اگر چھوٹا ہوا ہوتا تو البتہ مشکل سے مسحور ہوتا آپ اپنا سحر اُسپر سے اُتار لیں یہ کہکر خوب سحر مین اُسکو جکڑ کر بادشاہ سے

سحر رد کرایا اور قفس کو تخت سحر پر رکھکر لئی سو ساحر گرد و پیش اُسکے مقرر کیے کہ وہ سب حربہ سحر کے
پکڑے ہوئے اور منتر جنتر پڑھتے ہوئے ہمراہ تخت چلے اِس صورت سے قائم جادو اُسکو اپنے
گھر مین لایا مکان اُسکا بھی بہت نایاب مثل قصر سلاطین و شاہان روے زمین تعمیر تھا اور
آراستہ بصورت تصویر تھا معمار کے ملازم خبر گرفتاری سنکر روتے ہوئے آئے اور ہمراہ قید معمار
چلے جب معمار قائم کے گھر پر پہونچا اپنے ملازمون سے کہا کہ یارو ہمنے تمھارے ساتھ کیسا کیا
سلوک نہین کیے ہین اب اگر تمسے ہو سکے تو ہمارے احسانون کے بدلے مین جاکر کوکب اور
عمرو سے ہمارے اِس حال کی خبر کردینا مین تمھارا ممنون احسان تا بہ زیست رہونگا سب ملازم
اُسکے اِس کلمہ کو سنکر رونے لگے اُسمین قائم معمار کو لیکر اپنے قصر مین داخل ہوا اور معمار کے ملازمون
کو گھرکا کہ کیون مجرم کے ساتھ چلے آتے ہو وہ بیچارے سب مایوس ہو کر پھر آئے اور قائم نے جس جگہ
کہ خود آرام کرتا ہی وہان لاکر چھت مین قفس کو لٹکا دیا اور دروازے سے اندر تک پہرا ساحرون کا
مقرر کرکے باطمینان تمام متمکن ہوا مگر ملازم جو پھر کر اپنے مکان پر آئے ہر ایک ساحر تو یہ سمجھا کہ دریا مین
رہنا مگر سے بیر اچھا نہین اگر ہم کوکب سے خبر کرنے جائین اور بادشاہ سنے تو ہمپر آفت آئے اِس سے
مناسب ہی کہ خاموش ہو رہو پس ہر ایک خاموش رہا ایک ساحر کہ بڑا خیر خواہ اور نمک حلال تھا
شہناز جادو نام اُسکو تاب نہ رہی اور خیال کیا کہ چاہے جان جاتی رہے مگر حق نمک ادا کیجیے اور
اپنے مالک کی رہائی کی تدبیر ضرور چاہیے پس یہ سوچکر کسی حیلہ سے اُسنے سفر اختیار کیا اور بیابان گلریز
کے باہر نکلکر سیدھا سرحد طلسم نور افشان مین آیا کوکب کو تو بزور سحر معلوم ہی تھا کہ آفت ضرور بر
معمار پر آئیگی پس پتلے لگا رکھے تھے کہ جو کوئی آکر سرحد پر میرے پاس آنا چاہے فوراً اُسکو نے آنا چنانچہ
شہناز نے سرحد پر آکر صدا دی کہ ای کوکب مجکو اپنے پاس بلا لیجیے کہ آپ روشنضمیر ہین اُسی وقت
ایک پنجہ پیدا ہوکر اسکی کمر مین پڑا اور قلعہ کوکبیہ مین لے آیا سامنے کوکب کے پہونچایا جب یہ کوکب
کے روبرو آیا تسلیم کرکے رونے لگا اور تمام ماجرا نامہ دار کے جانیکا اور معمار کے قید ہونیکا معرض عرض
مین لایا اور کہا کہ اب کل وہ قتل کیا جائیگا اور سر اُسکا افراسیاب کے پاس آئیگا عمرو یہ حال سُنکر
رونے لگا اور کہا افسوس جو طرفدار اپنے ہین وہ بیچارے کیا مصیبتین اُٹھاتے ہین اور آفت مین
پھنستے ہین اگر میرا جانا بیابان گلریز مین ہوتا تو مین معمار کو اِس قید سخت سے رہائی بحکم خدا دیتا اور

جہاندار کے دربار مین عیاری کرتا اور ایسا اُسکو ٹھیک بناتا کہ وہ بھی کچھ دنون کو یاد کرتا کہان عمرو کے طرفدار کا ستانا ایسا ہوتا ہی یہ کہکر بادشاہ سے کہا کہ ای شاہ کوکب اگر مجھے آپ وہان پہونچا سکین تو برائے دین ومذہب خود جلد لیچلیے تاکہ مین کچھ کوشش وہان پہونچکر کرون کوکب نے کہا کہ خواجہ مین پہلے ہی کہہ چکا ہون کہ وہ راہ نہایت دشوار گذار ہی ہم لوگ نہین جا سکتے وہی لوگ جاتے ہین جنسے جہاندار سے رسم وراہ ہی وہان کے رہنے والے آمد ورفت رکھتے ہین اور دوسرے اگر دروازۂ ملک سے تمکو لیچلون تو راہ دور بہت ہی اور ممکن نہین کہ بادشاہ بیابان کو خبر میری اور اور تمھارے آنے کی نہو جائے کیونکہ جو وہان پہونچتا ہی سحر برابر اُسکو خبر دیتا ہی اب رہا پوشیدہ راہ سے جانا وہ راہ وہ ہی کہ جسکے مابین مین زنجیر آتشین حائل ہی ہمارے بزرگون سے ایک عمل چلا آتا ہی کہ جو کوئی وہان جانیکا قصد کرے تو جانے سے تین دن پہلے اس عمل کی تسبیح پڑھے پھر بخوبی زنجیر کو پھاند جائے اور کسی کو اطلاع نہو سو اب تین دن کا وقفہ باقی نہین رہا جبتک ہنوز اور ہم اس عمل کو پڑھونگا اُسوقت تک معمار قتل ہو جائیگا یہ کہکر شہناز جادو کو عمدہ مقام پر اُتروایا ہاتھ منھ اُسنے دھویا شراب پی آسودہ ہوا اُسکی تو دعوت وغیرہ کا سامان اُسنے مہیا کرایا اور خواجہ سے اس باب مین مشورہ ہونے لگا ادھر جہاندار نے بعد دعوت وغیرہ کے ایلچی افراسیاب سے کہا کہ جبتک آپکے مزاج مین آئے یہان تشریف رکھیے اور اگر جانے کو جی چاہے تو تشریف لیجائیے بادشاہ جادوان کو میرا سلام نیاز کہکر میری طرف سے عرض کر دیجیے گا کہ معمار کا سر کاٹکر آپ کے لکھنے کے بموجب مین بھیجے دیتا ہون اور مین بدل آپ کا مطیع اور فرمان بردار ہون ایلچی یہ پیام سنکر شادان وفرحان رخصت ہوا بادشاہ نے بہ عزت تمام اپنی سرحد سے باہر پہونچایا ایلچی مذکور خدمت بادشاہ جادوان مین آیا اور پیام جہاندار مفصلاً معرض بیان مین لایا بادشاہ نہایت شاد ہوا بند غم سے آزاد ہوا ادھر جب پچھلا پہر دن باقی رہا اور کرن خورشید کی دریائے ظلمت مین ڈوبنے لگی دھوپ ڈھلگئی سایہ ہلکا ہلکا ہر طرف پھیلا عمرو نے صحبت کوکب مین پھر وہی ذکر معمار کی رہائی کا نکالا کوکب نے مجبوری ظاہر کی عمرو نے اُسوقت کہا اچھا یہ تو آپ سے ہو سکتا ہی کہ آپ اُس زنجیر تک مجکو پہونچا دین کہ جو مانع رفتن بیابان گلریز ہی اگر آپ وہانکے لے جانے مین انکار کرینگے تو مین کسی طرح نہ مانونگا اور آپ کو ضرور وہان تک لیجاؤنگا کوکب نے کہا کہ وہان کوئی ایسا نہین ہی کہ جسکی

صورت بنا کر تم اُدھر چلے جاؤ گے اور اگر صورت بھی بدلو گے جب بھی نہ جا سکو گے پھر کیا ضرور ہی سفر کی زحمت اُٹھانا اور اگر ساحر سنینگے کہ کوکب بیابان گلریز مین گیا تھا اگر جا نہ سکا تو ہنسینگے ان صورتون مین مناسب نہین اُدھر جانا عمرو نے کہا کچھ ہی کیون نہو آپ مجھکو لیچلیے جب عمرو نے بہت اصرار کیا مجبور ہوکر کوکب بے چلنے پر راضی ہوا اور تخت سحر تیار کر کے عمرو کو بٹھا کر روانہ ہوا اور اپنے طلسم کی سرحد تک سیر کنان گیا جب وہان سے آگے بڑھا خواجہ کو پنجہ مین دابکر اُڑا اور قندیل فلک ہو گیا اور سناٹا مارے ہوے سرحد بیابان گلریز مین پہونچا اور ایک ہی مرتبہ کے سناٹے مین زمین پر اُتر آیا اور خواجہ کو ہاتھ سے زمین پر رکھ کر آپ پھر بلند ہو گیا عمرو کی آنکھین تموج ہوا سے بند ہو گئین تھین اب جو آنکھ کھلی تو عجب صحراے ہول خیز و وحشت انگیز دیکھا کہ روح قالب مین بیچین ہو گئی اور پاے ثبات نے جواب دیا یہی دل مین آیا کہ ای عمرو تا پاے داری بگریز گرد اوبھا بڑے بڑے عظیم الشان سیاہ رنگ کے دیکھے جنکے درون سے شعلہ نکلتے تھے پہاڑ کے درے وہان اژدر آتش فشان تھے صحرا مین بگولے سیاہ رنگ کے اُڑتے تھے اور درختون پر گرتے تھے معلوم ہوتا تھا کہ تو جوانان گلشن کے سر پر بھوت سوار ہین درخت خاردار اور جلے ہوے نظر آتے تھے مسافر خیال کو بھی ڈراتے تھے پتے کھڑکھڑاتے تھے گویا درخت بھی زبان برگ سے یہ سناتے تھے کہ ای آنے والے بیابان گلریز کے نخل ہستی تیشہ سحر و نیرنگ سے یہان قطع ہوگا خبردار یہان ہرگز قدم نہ رکھنا علاوہ ان بلیات کے جب عمرو نے دل مضبوط کر کے قدم آگے بڑھایا یکایک زمین سے غبار سیاہ رنگ اُڑا اُسکے بعد تمام جنگل لال ہو گیا آنکھین خواجہ کی بند ہو گئین اب جو آنکھ کھلی دیکھا ہر سمت آگ لگی ہے دل سے کہا وقنا ربنا عذاب النار پروردگار عالم بچانا یہ کیا طلسم عالم کے دل سے لگی ہے جب خوب غور کر کے دیکھا تو آگ نہین ہے گلہاے سُرخ رنگ تلہ کوہ سے تا پایین کوہ اور دشت مین کھلے ہین جنکی سرخی سے تمام جنگل آتش بہار ہو رہا ہے یہ نیرنگی سحر کی تھی جو پہلے آگ لگی نظر آئی تھی اب وہی آگ گل ہو گئی ہے اور صحرا سرخروئی بھی جتاتا ہے دل بہار مین بھی آگ لگاتا ہے خواجہ یہ کیفیت دیکھ رہے تھے کہ یکایک کلیان گلون کی کھل گئین اور اُنکے اندر سے پتلیان چھوٹی چھوٹی خوشرنگ باہر نکلین اور پکارین کہ ای آنے والے بیابان گلریز کے تو کہان ہے یہ کلمات جو خواجہ نے سُنے سمجھے کہ تم مسحور بہ سحر ہوے آگے چلنا کیسا یہان گرفتاری کا

سامنا ہی بس یہ سوچکر آپ نے گلیم کو زنبیل سے نکالکر اوڑھ لیا اور غائب ہوگئے وہ تیلیان تا دیر تو کھڑی پکارا کین ازبسکہ گلیم کے سبب سے خواجہ مسحور نہوئے تھے اسوجہ سے اُنکی صدا نے کچھ اثر نہ کیا جب کوئی آنے والا اُس جگہ اُن تیلیون کو ثابت نہ ہوا زمین پر قہقہہ مار کر گرین اور لوٹ کر مرغ خوشنما رنگ بنکر اُڑ گئین وہ درخت پھولون کے بلند ہونے لگے اور کلیون نے چٹک کر یہ شگوفہ چھوڑے کہ پریزادان طلسم بے نشان کا نشان بادشاہ سے دینے کیون جاتی ہو ابھی ٹھہرو ایسا نہو کہ تم خود مورد صد الزام و قصور ہو جاؤ وہ طائر خوشرنگ یہ کلمات سنکر شاخون پر آکر بیٹھے اور زمزمہ سرائی کرنے لگے اسطرح چہچہائے کہ خواجہ باوجود گلیم اوڑھے ہونے کے محو ترنم مرغان بوستان سحر ہوئے لیکن آپ بھی دعا ہائے صحائف ابراہیم پڑھتے جاتے تھے کچھ اثر اُنکی نغمہ سرائی کا اُنپر نہوا اور وہ طائر منقارین اپنی اُن پھولون پر گڑ کر رس اُنکا پینے لگے اور منھ کلیون اور پھولون کے ایسے کشادہ ہوئے کہ وہ جانور اُنہین غائب ہوگئے درختون کا بھی کچھ دیر مین نشان باقی نہ رہا اُسی طرح کا صحراے وحشتناک پھر نظر آنے لگا عمرو گلیم اوڑھے ہوئے پھر آگے کو قدم زن ہوا پھر غلغلہ شور نشور ایسا برپا ہوا کہ ارے کیا غضب ہی پرائے گھر مین چلا آتا ہی اور ہم سبکو اندھا بنایا ہی کہ دکھائی نہین دیتا ہی عمرو نے دیکھا کہ اب نئی طرح کا طلسم و نیرنگ اس دشت پرخطر مین ظاہر ہونے لگا

ابیات

ہوئے درپیش ہر جا سخت حالات
کبھی دن ہوگیا اُس جا کبھی رات
کبھی گھر آیا بادل خوب گرجا
چمک کر برق منھ شعلون کا برسا
پھر اُسکے بعد پانی خوب برسا
کہ بھیگے کوہ بھی اور سارا صحرا
غرض وہ دیکھتا سامان ہر سو
چلا جاتا تھا ناگہ ایک آہو
مقابل اُسکے آکر بن گیا مور
نہایت جو بصورت صاحب زور
وہ کوکا اور ہر جانب پکارا
ہوا ان چار لشکر کا اُتارا
گھرے اُسپر بشکل ابر وہ سب
نظر آنے لگا دن صورت شب
گلیم اوڑھے ہوا ان سے گریزان
نظر آنے لگا وہ ہی بیابان
مگر اک نخل سے دو مور خوشرو
اُڑے اور آئے اُسکے قرب پہلو
رہی اُسکی نہ وہ جرأت نہ وہ زور
زمین و آسمان سے اِک اُٹھا شور
کہ آؤ ساحران ملک اطراف
نہایت فکر سے مطلع ہوا صاف
یہ سنتے ہی کئی سو فیل بدمست
ہوئے موجود سر اپنے کیے پست
زمین مین سب نے خرطومون کو گاڑا
اُکھاڑے نخل سب جنگل اُجاڑا
یکایک دو جوان چست و طرار

ہوئے پیدا ابیں پہلو سے اکبار
صدا دی لے ہم آئے اب نہ گھبرا
قوی رکھو دل خدا پر کر بھروسا
یہ سنتے ہی اُسے پھر جوش آیا
ذرا ٹھہری طبیعت ہوش آیا
ہوا شفاف میدان صورت دل
نہ پایا کوئی بھی اپنے مقابل

اسی صورت سے خواجہ عجائبات اُس جنگل کے ملاحظہ فرماتے ہوئے روانہ تھے جب گلیم اُتارتے تھے آفت مین گھر جاتے تھے پھر گلیم کو اوڑھ لیتے تھے اور پچھلے پہر دن ہر تو کوکب اُنکو لیکر یہان آیا ہی تھا کچھ عرصہ مین وہ زمانہ آگیا کہ فتاح طلسم ظلمت شب نے لوح طلاء اخترخورشید کو جیب مغرب مین رکھا اور شہزنگی بیداسے عالم مین کواکب ماہ وکہکشان کی ظاہر ہوئی کہ ابیات

فلک نے لیکے منھ پر دامن شب
چھپایا اور ہی صورت کا مطلب
چھپا دن خوف سے پاس آگئی شام
مزاجون نے بھی چاہی رسم آرام

قریب شام عمرو عالی مقام اِس صحرا کو طے کرکے ایک ایسی جگہ پہونچا کہ چار طرف تو پہاڑون کو سد راہ دیکھا اور نیچے پہاڑون کے دریا بہتے نظر آئے جدھر سے کہ یہ آیا تھا وہ ہی راستہ کھلا تھا اور آگے جانے کے لیے اُن پہاڑون اور دریاؤن کے بیچ مین راہ تھی مگر وہان یہ آفت پیدا تھی کہ ایک زنجیر آتشین قدآدم زمین سے بلند کھچی تھی اُس پہاڑ کے سرے سے دوسرے کوہ تک وہی سلسلہ جاری تھا جانے والا سخت عاری تھا اُس زنجیر سے شعلۂ آتشی نکلکر ہر طرف گرتے تھے اور زمین پر اُنکے گرنے سے نئی نئی آفتین پیدا ہوتی تھین یعنی وہ شعلہ زنجیر سے چھوٹکر زمین مین سما جاتے تھے اور تہ زمین سے پتلے آتشین تلوار برق کردار ہاتھ مین لیے نکلتے تھے اور پرواز کرکے گرد اِس زنجیر کے طائرون کی طرح چکر لگاتے تھے اور پھر زنجیر کے قریب آکر غائب ہو جاتے تھے اسی طرح کبھی پتلے زمین سے کبھی جانور پیدا ہوتے تھے اور گلہائے بوقلمون اُگتے تھے اور اُن پھولون سے چہرے انسانون کے نکلکر باتین کرتے تھے عمرو نے جو اُس زنجیر کو دیکھا معلوم ہوا کہ گویا یہ زنجیر جہنم سے منگائی ہی آیہ خذوہ فغلوہ ثم الجحیم صلوہ اِسی کی اور یہان کے ساکنون کی شان مین آئی ہی اب ای پروردگار عالم کس طرح اُس طرف جاؤن کیا مکر پھیلاؤن اسی سوچ مین ایک طرف کو ٹھہرا اور گلستان عیاری کی سیر کرنے لگا کوئی گل مراد پر ہاتھ نہ آیا پھر اسی بحر مکاری مین غوطہ لگایا کوئی گوہر مراد نہ پایا آخر دست فطرت مین ہر طرف دوڑنے لگا منزل مقصد پر پہونچ گیا خیال مین گذرا کہ ای عمرو قرغول اور بادھرے حضرت جبرئیل کے باندھکر اُس زنجیر کو فرا جا سوا اِسکے اور کوئی تدبیر سمجھ مین نہین آتی ہی بس یہ سوچکر اُسنے ایک

۶۷

ساحرہ حسینہ و جمیلہ کی ایسی صورت اپنی بنائی یعنی چہرہ مثل قمر روشن چھاتیون کے اُبھرنے کا نزا لا جوبن قد باغ حسن کا شمشاد قمری دل جسے دیکھکر سرگرم فریاد گمر کوے نہایت قطعدار خلاصہ یہ کہ عجب حسن کی بہار بندلی ماتھے پر لگی ہوئی پیشانی سیندور سے رنگی ہوئی سُرخ اُوڑھنی جواہر دوز اُوڑھے ہوئے انگیا کرتی پہنے ہوئے جھولا بادلہ نگار گلے مین ڈالے پٹیان نکالے موتیون کے سمرن ہاتھون مین باندھے گریبان پرسے دوپٹا ہٹا ہوا سینہ پر جگنو کا دمکتا انگیا سے چھاتیون کے رنگ کا پھوٹے نکلنا انگوٹھیان ہاتھ مین لعل و الماس کی پہنے اِس صورت پر تیار ہو کر گاتی دوپٹہ کی باندھکر غول اور بادمہرے حضرت جبرئیل کے نکالکر پاؤن مین باندھے کہ جسکی تاثیر سے کئی گز بلند ہو سکتا تھا اور طے الارض بھی ہوتا تھا پس اس صورت سے گلیم اوڑھے ایک طرف اُس زنجیر کے آکر گلیم اُتار کر روے ہوا پر اُسنے سناٹا جست کا ایسا بھرا کہ یقین تھا کئی کوس پر جا کر گریگا زنجیر تو نیچے رہی اور یہ اس سے بلند ہو کر چو چلا زمین او رزمان مین دہان غلغلہ بلند ہوا کہ لینا پکڑنا جانے نہ دینا یہ کون ساحرہ ہی کہ جو ایسی دلیرانہ اس طرف سے جاتی ہی مگر کیفیت سنئے کہ کوکب جو انکو چھوڑکر جنگل مین غائب ہو گیا تھا تو اسی زنجیر کے متصل بالا بالا آکر بزور سحر ٹھہرا تھا اور بڑی دیر سے سحر بیٹھا پڑھ رہا تھا اسکی تاثیر سے بہت سے بر اُس زنجیر کے محافظ غافل ہو چکے تھے وہ سب گویا ہوئے کہ ارے میان یہ کوئی ساحرہ ملک کوکب کی یا ہوشربا کی ہی جو ہمارے ملک مین جاتی ہی ایسی کوئی اولوالعزم ہوگی جو دروازہ سے ملک کے آئی اپنے سحر کے بھروسے پر ادھر سے گذری ہی جانے بھی دو اور اُسکو یقین ہی کہ پاؤ گے بھی نہین دیکھو تو کہ کس سناٹے مین جاتی ہی یہ وہ کہی رہے تھے کہ آن واحد مین خواجہ زنجیر کے اُس پار جا کر گرے ہر چند شعلۂ آتش زنجیر سے بلند ہوئے لیکن یہ برکت بادمہرہ خواجہ تک نہ پہونچے اور یہ جب اُدھر زمین پر گرے آندھی سیاہ آئی اور تمام بیابان مین آگ برسنے لگی اور ایسے شعلہ ہاے آتش چارطرف بلند ہوئے اور گرد و غبار اور تاریکی چھائی کہ جہاندار شاہ اپنے قصر مین بیٹھا ہوا تھا اُسکو معلوم ہوا کہ یہ خاکدان عالم خراب ہو گیا اور قصر دنیا کی بنیاد بگڑ گئی ڈھ پڑا دفعۃً آواز ہیبت ناک پیدا ہوئی کہ صور اسرافیل کے مشابہ تھی جہاندار شاہ گھبرا گیا اور پکارا کہ یا خداوندا ای جد نامدار جمشید الامان اور الحفیظ بچانا اپنے بندون کو اسی طرح تمادیر مصروف دعا رہا یہان خواجہ نے اُس پار زنجیر کے آکر غلغلہ جو برپا دیکھا جلد تر گلیم کو اُوڑھ لیا

اور جمشید کے واسطے وغیرہ بادشاہ کے دلانے سے وہ ہنگامہ موقوف ہوا اور جب وہ غلغلہ برپا ہوا
کوکب روے ہوا پر سے خواجہ کی دلیری دیکھ رہا تھا اور اُنکی جرأت پر متحیر ہوکر عش عش کرتا تھا اب
جو آفت برپا دیکھی سناٹا بھرکر ایک طرف چلا گیا کہ ایسا نہو کسی آفت مین گھر جاؤن کیونکہ یہ مقام خداوند
جمشید کی شبیہ کا ہی ادھر بعد موقوف ہونے اس شور اور ہنگامہ آفت بیز کے **جہاندار شاہ قدرت**
نے اپنے اہل دربار سے کہا کہ بالضرور آج کوئی غیر ہماری سرحد مین داخل ہوا ہی جو یہ سانحہ در پیش آیا ہی
ہر ایک نے دست بستہ عرض کی کہ آپ سچ فرماتے ہین آپ نبیرہ جمشید ہین آپ کو سب حال روشن ہی
لیکن محافظان بیابان و ملک و قلعہ حاضر خدمت ہو کر آنے والے کا حال عرض نہ کرتے جو کوئی آتا
خبر ضرور دیتے اُسنے کہا ایسا کوئی زبردست آیا ہی کہ محافظان بیابان نے اُسکا پتا نہین پایا ہی لوگون
نے کہا نامہ دار شاہ **افراسیاب** جو رخصت ہوا ہی اُنھین مین سے کوئی خواص ساحر زبردست
شاید سیر کرنے رہ گیا ہی وہی کسی جگہ آگیا ہوگا **جہاندار** نے کہا اب مین داداجان کی تصویر کو
تکلیف دون اور اُنسے پوچھون تو معلوم ہو خیر معلوم ہو جائیگا جو کوئی آیا ہوگا کہان تک چھپے گا
یہ کہکر خاموش ہو رہا اور خواجہ جو اُس زنجیر کو پھاند کر آگے بڑھے اب یہان وہ کوئی آفت نظر نہ آئی
اُنھون نے جانا کہ بس زنجیر ہی تک روک ٹوک تھی اب یہ معلوم ہوتا ہی کہ مقام قلعہ ہی اور یہان
امن و امان ہی بس یہ معلوم کرکے ایک جگہ ٹھہر کر ساحرہ سے اُنھون نے صورت اپنی ساحر کی
ایسی بنائی کانون مین کنڈل ڈالے ہاتھون مین لوہے کے کڑے پہنے جھولا گلے مین ڈالا دھوتی
ہیتمبری باندھی کھنور چندن کی تمام جسم مین لگائی کھڑاؤن پاؤن مین پہنکر مالا ہاتھ مین لیکر یا جمشید
یا جمشید کہتے ہوئے آگے بڑھے اب دیکھا تو عجب صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا ہی کہ سبحان اللہ
ہر طرف تختہ لالہ و یاسمن کے لگے ہین گلہاے خود رو بھی کھلکر اپنا جوبن دکھاتے ہین رات کو مثل
چراغ روشن نظر آتے ہین یا ستارے فلک صحرا مین نکلے ہین کہین گیندا کھلا کہین چاندنی کا
پھول چمک رہا گل شبو کی خوشبو پھیلی ہوئی ہی گلون کی چمک سے چاندنی خجلت زدہ ہوکر میلی ہوئی ہی
ہر طرف جوش بہار ہی دامن صحرا مثل روے یار ہی کہ **ابیات**

نظر آئے نہال سبز و شاداب ۔ کہ جسکی دید سے خاطر ہو بیتاب
ثمر خوش رنگ پتے لہلہاتے ۔ ہوا چلتی تو اک جوبن دکھاتے

عمرو ساحرہ بنا ہوا سیر کنان جب اور آگے بڑھا ایک دروازہ

قلعہ کا نظر آیا بالکل طلاے احمر کا تھا اور یاقوت سُرخ اُسمین جڑے تھے آفتاب مین ستارے ہمرنگ مریخ نظر آتے تھے دروازہ برج اسد تھا اُسمین داخلہ مریخ تھا کئی ہزار ساحران غدار بطور محافظ اور نگہبانون کے دروازے پر اُترے ہوے تھے ہوم خانے جابجا استادہ تھے بستر لگے تھے ڈھیر وا ور خنجریان بجتی تھین بھجن ہوتے تھے طول ہر جگہ اچھا نہین عمرو تو ساحر بنا ہوا تھا ہی بے محابا اندر قلعہ کے داخل ہوا اُن ساحرون نے بسبب اِسکے اُسکو نروکا کہ جانتے تھے کوئی شخص اندر شہر کے غیر آنہین سکتا ہی یہ ساحر بھی یہین کا رہنے والا ہی جب عمرو اندر شہر کے آیا اُسکو طلسم پایا ہر طرف عمارات عالیشان پتھر کی دلچسپ اور قطعدار مکان بنے تھے ساحر نیان اور ساحر جوان لباس وزیور سے آراستہ ہر طرف خوش وخرم پھرتے تھے دُکانین رنگین اجنسہ لطیف سے آراستہ تھین دُکانون مین دُکاندار لباس رنگین پہنے بیٹھے تھے ہر طرف مایۂ حسن وناز سے وہ شہر بھر انظر آتا تھا اپنی رنگین ادائی پردہ شاہد ملک حوران مینو کو شرماتا تھا کہ ابیات

نظر آئے جو کوچے سب معطر
گلاب تو کشیدہ کا گمان تھا
کہین آواز خوش آتی مگر دور
منور صورت حسن بتان تھا

زمین سے لطف خوشبو تھا برابر
کہ چھڑکا ہی کسی نے بسکہ ہر سو
کہ دل سُننے سے جسکے ہوئے مسرور
دہان سے تھی صداے رقص پیدا

مقر آب پاشی کی تھی اسجا
چلی آتی تھی ہر جانب سے خوشبو
ہر اک جا دیکھیے وان جو مکان تھا
اُسی آواز کی تھی روح شیدا

عمرو پھرتا ہوا شہر مین رئیسان شہر کے مکانات کی طرف آیا اور ایک شخص سے پوچھا کہ ای برادر قائم جادو کا کون سا مکان ہی اُسنے کہا ارے میان اُنکا مکان تو وہ سامنے نظر آتا ہی مثل مکان بادشاہ کے دور سے بلندی دکھاتا ہی کیا تمکو نہین معلوم ہی یا تم یہان کے رہنے والے نہین ہو عمرو نے کہا چہ خوش آپ بھی خوب آدمی ہین یہ بھی کچھ ضرور ہی کہ تمام شہر کے ساکن قائم جادو کے گھر کو جانتے ہون ازانجملہ ایک مین ہی ہون کہ بہت سے رئیسان شہر کو نہین جانتا ہون ہملوگون کو کچھ ضرورت تو اُن امیرون سے پڑتی نہین اس سبب سے مکان بھی نہین جانتے آج ایک ضرورت سے اُنکے پاس جانا تھا اگر تم سے دریافت کیا تو کیا قباحت ہوئی اُنکے مکان کو پوچھنے مین ہم اِس شہر کے رہنے والے نہ ٹھہرے اُسنے کہا بھائی خفا نہو سچ ہی انسان سے سہو ہو جاتا ہی عمرو نے کہا مین آیا بھی ایک مدت کے بعد ہون ہوش ربا مین ایک کام کے سبب چلا گیا تھا اِس وجہ سے اب جو دیکھتا ہون تو

اس شہر کی قطع ہی کچھ بدل گئی ہی میرے سامنے دیکھو یہ محلہ آباد نہ تھا اب آباد ہی یہ مکان بالکل گرا پڑا تھا اب بنگیا ہی اُسنے کہا سچ کہتے ہو اچھا جاؤ وہ سامنے مکان قائم کا ہی عمرو وہان سے اُسی مکان کی جانب آیا دیکھا کہ یہ مکان مثل ایوان بادشاہی کے نہایت مرتفع اور وسیع معلوم ہوتا ہی مصقلہ اسیر چاندی کا کیا ہی چاندی کا ڈلا بنا ہوا ہی چاندنی رات مین مثل ماہتاب کے چمکتا ہی کرے اور برج تعمیر ہین ڈیوڑھی پر ملازم دربان وغیرہ حاضر ہین عمرو نے بے تامل اندر مکان کے قدم رکھا اور محافظان مکان سے جو آنکھ ملی اُسنے کہا بھائی اچھی طرح سے تو ہو وہ اُسکے بے دہشت جانے سے سمجھے کہ یہ شاید کوئی ملازم بادشاہی ہی اور قائم کا دوست ہی بس یہ سمجھکر خاموش ہو رہے اور خواجہ نے آخر کی ڈیوڑھی پر پہونچکر اندر مکان کے تو نہ گیا باہر ہی سے آواز دی کہ ای قائم جادو جلد میرے پاس آؤ قائم یہ صدا سنکر گھبرایا کہ یہ کون ایسا میرا ہمسر آگیا جو اس طرح بیباکانہ اور گستاخانہ مجکو پکارتا ہی بس جلد تر اُٹھکر باہر آیا عمرو کو بصورت اکابر و جلیل القدر ساحر دیکھکر دست بسر ہوا عمرو اُسکو دیکھکر رونے لگا اور زار زار گریہ ناک ہوا وہ اُسکو روتا دیکھکر اور بھی بد حواس ہوا اور کہا ای برادر بیان تو کرو کہ تمھارا آنا کہان سے ہوا اور کیون میری صورت دیکھکر روتے ہو عمرو نے کہا مین تمکو روتا ہون کہ کوئی دم مین سررشتۂ زندگی تمھارا منقطع ہوا چاہتا ہی از بسکہ مجھے تمسے الفت کمال تھی اسوجہ سے روتا ہوا دوڑا آیا اور کسی کو کیا پڑی تھی جو ایسی آفت مین تمکو آکر خبر کرتا ای مشفق کوئی ایسی حرکت کرتا ہی قائم اپنے دل مین سمجھا کہ تو معمار کی قید اپنے پاس رکھنے کو لایا ہی شاید بادشاہ سے کسی نے تیری جانب سے کچھ لگایا ہی یہ ساحر دربار مین حاضر ہوگا خبر سنکر تیری محبت سے تیرے پاس آیا ہی یا کوئی اور شاید سبب ہوا اس سے دریافت کر بس یہ سوچکر اُسنے کہا ای بھائی تمھاری محبت اور عنایت مین کہ جو تمنے اسوقت میرے حال پر صرف فرمائی ہی کچھ شک نہین مگر اب امیدوار ہون کہ جلد تر اس راز جانکاہ سے بھی اطلاع پاؤن تاکہ کچھ اُسکی تدبیر کرون عمرو نے کہا کہ ای برادر یہ راز بادشاہی ہین یون عام طور پر نہین بیان ہو سکتے ہین اگر تمکو سننا ہو تو علیحدہ چلو قائم اُسکو ہاتھ پکڑکر اندر مکان کے لے گیا عمرو نے وہان جو ساحر وغیرہ پہرے پر بیٹھے تھے اُنسے کہا کہ تم سب باہر چلے جاؤ قائم نے بھی کہا کہ ہان جلد یہان سے ہٹ جاؤ وہ سب باہر مکان کے چلے آئے عمرو نے دیکھا کہ چھت مین قفس لٹکا ہی اُسمین معمار بند ہی اور وہ ہمارے اوج ساحری و عنقائے قاف

شعبدہ گری پاؤن ہاتھ سمیٹے اس پنجرے مین پڑا ہی اور اپنے حال پر زار زار رو رہا ہی باقی تمام مکان قائم کا بہت آراستہ ہو رہا ہی روشنی سے بہ از روز روشن وہ رات ہی ہر طرف آراستہ شیشہ آلات ہی بس جب تخلیہ ہوا عمرو نے فوراً ایک طمانچہ منھ پر قائم کے مارا کہ او نالایق تو کچھ سمجھ بوجھ کے کام نہین کرتا ہی قائم کو طمانچہ کھا کر غصہ آیا کہ یہ اچھا کوئی نصیحت کرنے والا آیا ہی کہ خبر تو مفصل نہین کہتا ہی اپنے اڑھائی چانول بگھار رہا ہی اس غصہ مین اُسنے چاہا کہ اُٹھکر اُسکو پکڑ لون ہاتھ خواجہ کا بیہوشی بھرا تھا طمانچہ پڑنے سے بیہوشی ناک مین جا چکی تھی وہ اُٹھتے ہی بیہوش ہو گیا عمرو نے دروازے کی کنڈی بند کرکے اسباب جو کچھ جلدی مین اُٹھ سکا وہ نذر زنبیل کیا پھر جال مار کر مع قفس معمار کو چھت سے اُتارا کیونکہ وہ مسحور بہ سحر قائم تھا جب اُسکو اُتار چکے خنجر سے سر قائم کا جدا کیا تن پر قائم نہ رکھا قیام اُسکو دوزخ مین دیا جب وہ واصل جہنم ہوا معمار پر سے سحر اُتر گیا خواجہ نے اُس جلدی مین اُسکو زنبیل مین ڈال لیا اِدھر شور قائم کے مرنے کا بلند ہوا آندھی تند چلی رات وہ کالی کالا پہاڑ ہو گئی جو جو مکانات کہ قائم کے سحر سے بنے تھے وہ سب ڈھہ پڑے اور اُسکے نیچے جو ساحر کہ مقیم تھے سب دبکر فی النار والسقر ہوئے اور اُسوقت کا ہنگامہ قیامت نما ایسا تھا کہ زبان قلم کو یارا اُسکے بیان کا نہین ساحر وغیرہ جو بچ رہے تھے مکانات گرنے سے اُٹھکر بھاگے عمرو بھی معجزے سے شکل اور طرح کی ساحر کی بنا کر یہ کہتا ہوا کہ بھائیو جلد بھاگو بڑی آفت آئی ہی جو لوگ کہ قوی دل تھے وہ بھی اُسکے بھگوانے سے بودے ہو کر بھاگے کہ واقعی بیٹھے بٹھائے یہ کیا آفت آئی خواجہ بخوبی تمام وہان سے بھاگ کر سیدھے در شہر پر آئے اور کہا بھائیو کوئی اِدھر سے گیا تو نہین دربانون نے کہا کوئی نہین کہا نہین گیا تو بادشاہ نے مجھے بھیجا کیون ہی دیکھو مین خبر لاتا ہون یہ کہکر جلد تر باہر دروازے کے جاکر صحرا مین ایک طرف کو ایک پہاڑ چینی کا تھا اُس پر چڑھ گیا اور وہان سے بیٹھکر شور و غوغائے اہالیان شہر سننے لگا یہ تو یہان بآرام و مطمئن قلب ساکن ہی مگر ہمہ تن چشم بنا ہوا نہایت ہوشیار و خبردار بیٹھا ہی مگر وہان شہر مین ساحرون کے مرنے کا ایسا غوغا بلند ہوا اور وہ شور محشر آشکار ہوا کہ تمام شہر کے ساکنون نے دروازے اپنے بند کر لیے اور دوکاندار دوکان بڑھا کر بھاگے اور جہاندار شاہ جو شب کے دربار مین سریر حکومت پر جلوہ گر تھا اُسنے بھی یہ غوغا سُنا اور گھبرا کر اہل دربار سے کہا کہ دریافت تو کرو یہ شور شہر مین کیسا ہی کیا کسی کے مکان پر ڈاکا گرا ہی کیا ماجرا ہی

ہرکارے دوڑے اور خبر لائے کہ اے شہریار سنا جاتا ہے کہ قائم جادو مر گیا اور آپ سے نہین مرا کسی نے
مار ڈالا ہے بادشاہ نے کہا کوئی آدمی جائے اور خبر لائے کہ کس نے اُسکو مارا مقیم جادو بیقرار ہو کر
دوڑا اور قائم کے مکان پر آکر جو دیکھا تو سب عمارت اُسکی گری پڑی ہے ملازم بھاگ گئے ہین ویرانی
چھائی ہے یہ دیکھکر اُسنے جو لوگ باقی تھے اُنسے پوچھا کہ ارے میان تمکو کچھ اطلاع ہے کہ مالک تمھارا
کس طرح مارا گیا اور کس نے اُسکو قتل کیا اُنھون نے کہا ہمنے کسی کو اندر مکان کے جاتے نہین دیکھا
مگر ایک شخص البتہ آیا تھا اور درانہ اندر چلا گیا اور دروازے ہی پر آخر مکان کے اُسنے قائم کو
پکارا وہ باہر آئے وہ شخص رونے لگا اور نہین معلوم کیا کیا اُسنے باتین کین پھر قائم اُسکو اندر
مکان کے لے گئے سبکو اندر سے مکان کے باہر نکالدیا تھوڑی دیر کے بعد اندر سے غلغلا اُنکے
مرنے کا بلند ہوا پھر ہمنے اُس شخص کو نہین دیکھا کہ کدھر گیا اور کب بھاگا یہ حال سنکر مقیم نے
اپنا گریبان چاک کیا اور اندر مکان کے جاکر لاش قائم کو اُٹھوا کر جہاندار شاہ کے پاس
آیا اور جملہ ماجرائے گذشتہ جو کچھ اُسنے سنا تھا بیان کیا جہاندار نے کہا مقرر کوئی غضب خداوند
جمشید کا آیا ہے معمار کو جو قائم نے قید کیا دیکھو مارا گیا یہ سب فساد کوکب یا عمرو کا معلوم دیتا ہے
خیر کہان میرے ہاتھ سے جائینگے جسوقت مین نے تصویر سے دادا جان کی عرض حال کیا
طلسم نور افشان تک غارت ہوجائے گا کوکب کی بھی جان جائیگی شریرہ جادو نامی ایک ساحر
حاضر دربار تھا اُسنے عرض کیا کہ اے بادشاہ آپ سچ فرماتے ہین معمار طرفدار مسلمانون کا ہوا ہے اور
لشکر امیر حمزہ زیر عقیق کوہ پڑا ہے جو دربند اژدریہ کے پاس ہے اور وہ دربند اُس ملک سے
بہت قریب ہے افراسیاب کے بزرگون نے راستہ وہ بند کردیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی عیار اُس
لشکر کا یہان اُسی راہ سے آگیا ہے اُسی نے قائم کو زندہ نہ رکھا اور معمار کو رہا کرلے گیا کہ اُنھین لوگون
کی وجہ سے معمار قید بھی ہوا تھا پھر اُن عیارون کو تاب کہان جہاندار نے کہا یا تو جو کچھ تم کہتے ہو
یہ امر ہے یا کوئی ساحر یا ساحرہ مسلمانون کے دوست یہان رہتے ہین بس اُنھون نے یہ حرکت
ہمارے ستانے کو کی ہے مگر خیر کسی نے یہ امر کیا ہو وہ ہمسے بچکے یہان سے جا نہین سکتا ہے کچھ دن آج
باقی تھا کہ ایک غلغلہ قیامت زا بلند ہوا تھا مین نے دعا کی کہ خداوند نے رحم فرمایا مین جانتا ہون اُسی
وقت سے انتظام قتل قائم کیا جاتا تھا خیر اب تو غفلت مین کام کرنے والا اپنی سعی کر گیا تمام بیابان کا

روز اخبار میرے پاس آتا ہی اب کہان تک وہ بچے گا اور محافظان بیابان کو سزا دینا بھی چاہیے کہ وہ بہت غفلت کرتے ہین اسی طرح کی باتین کر کے اُسنے ساحرون کو اُسی وقت حکم دیا کہ جاؤ اور قاتل قائم کی تلاش کرو اور ایسے ساحر روانہ کیے کہ معمار سے جو سحر مین غالب آسکین کس لیے کہ جانتا تھا ہمراہ عیار معمار بھی ضرور ہوگا اور وہ لڑیگا صدہا ساحر ہر سمت کو روانہ ہوا اور دلیوان بیابان کو عتاب آمیز حکم پہونچا کہ اگر تمھاری سرحد سے قاتل قائم نکل گیا تو سبکو جلا دونگا اب ہزارون پتلے اور دلیو اور پریزادان طلسم اور ساحر و ساحرہ وغیرہ تلاش مین روانہ ہوئے اور بادشاہ دو پہر رات تک اسی بندوبست مین سریر حکومت پر جلوہ گر رہا بعد دو پہر رات کے دربار برخاست کر کے ساحرون کو انعام کا بھی امیدوار کیا کہ جو کوئی قاتل کا پتا لگائیگا بڑا رتبہ ہماری سرکار سے وہ پائیگا ایسا کچھ انتظام کر کے داخل شبستان ہوا وہان رات بھر خواجہ کوہ چینی پر درختون کی آڑ مین دبکے ہوئے بیٹھے رہے جسوقت کوہ لاجورد فلک پر عیار مہر قدم زن ہوا اور عالم تمام شعاع خورشید سے روشن ہوا **ابیات**

کہ جب شب بنگئی اک نقطۂ حال
تجسس کا ہوا سامان فراہم
اُٹھا بستر سے پھر شاہ خوش اقبال
ہوا ابر سیاہ شب جو بھی کم

ہنگام سحر جہاندار برآمد ہوکر تنبیہ برائے تلاش قاتل قائم کرنے لگا اور عمر و صبح کو پہاڑ پر سے بطور مخفی اترا دل سے کہتا تھا کہ اب کسی طرح یہان سے نکل چلنا چاہیے یہان کب تک بیکار رہوگے مفت مین زیر باری ہوگی اپنے پاس سے روٹی کھانا پڑیگی شہر سے بھی نکل آئے ہو نہین تو وہان دو ایک پیسہ روز کی مشقت ہی کر لیتے دو چار کام کسی جوہری کے کرتے کہان تک تمکو نہ دیتا ضرور ہی کچھ جواہر نذر پکڑتا اِس سوچ مین ایک جھیل کے کنارے آکر استادہ ہوئے اور فکر کرنے لگے کہ کس طرح چلنا چاہیے اسی فکر مین دو چار قدم آگے بڑھتا تھا اور پھر ہٹ آتا تھا اب جو غور کر کے دیکھا تو زمین سے گھانس ہری ہری اُگ آئی ہی اور اُس گھانس مین خود بخود گلہاے زنگار رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون پھول رہے ہین اُسوقت یہ گھبرایا اور سوچا کہ یہان جس جگہ تم ٹھہروگے گرفتار ہوجاؤگے کس لیے کہ ایک تو مقام ایسا سخت و صعب دوسرے جب سے قائم کو قتل تمنے کیا ہی بادشاہ یہان کا تلاش مین تمھاری ہوگا کچھ ہی دیر مین آفت آیا چاہتی ہی اِس سے مناسب ہی کہ معمار کو زنبیل سے نکالون اور اُس سے کچھ مشورہ کرون

بس یہ سوچکر اُسنے قفس نکالا اور اُسمین سے معمار کو نکال کے زمین پر رکھا قفس پھر داخل زنبیل کیا
اور معمار کو ہوشیار کرکے اُس سے سب ماجرا کہا کہ ہم تمھاری محبت مین طلسم نور افشان سے یہان
آئے اور تمھین قائم کو مار کر چھڑا لائے اب تم کوئی تدبیر کرو کہ ہم تم یہان سے چلین معمار کے عمرو کو دیکھا
حواس باختہ ہوگئے اور گویا ہوا کہ خواجہ سلامت پہلے یہ تو آپ ارشاد فرمائیے کہ آپ کو اس مقام پر
نیرنگ و فسون مین پہونچایا کس نے اور آپ آئے تو کس طرح سے کیونکہ یہ جگہ ایسی نہین جو کوئی یہان
آسکے اور کیا تاب کسی کی جو اِدھر آنے کے لیے کوئی رخ بھی کرے اور یہ بھی ممکن نہین کہ یہان
کسی طرح کا قصور کرکے کوئی نکلجائے عمرو نے یہ سنکر جواب دیا کہ ای معمار ہمکو ہمارے خدا نے
اکبر نے یہان پہونچایا سوا اُسکے اور کس کو قدرت ہی جو مجھ ایسے بندۂ ذلیل کو ایسی جا۔ عمدۂ دلیل جلیل
پر پہونچائے وہی خداے تعالی ہمارا ہر وقت اور ہر مہم مین مددگار ہی اور وہی ہمکو یہان سے
بچاکے ہر ایک آفت سے بہر منزل مقصد و راحت پر لیجائیگا کہ وہ سب سے زبردست ہی
تم کچھ ہمارے آنے کا تعجب نہ کرو اب فکر یہان سے چلنے کی کرو کیونکہ پہلے تو تم یہان کے سرداران
مین تھے جہان جی چاہتا تھا آتے جاتے تھے اب باغی ہوئے تمھارے لیے چوکیان بیٹھی
ہونگی اگر مین اکیلا ہوتا کچھ مکر کرکے نکل جاتا تمھارے ساتھ لے جانے مین البتہ ذرا مشکل
پڑیگی لو تم کوئی تدبیر ہو سکے تو کرو ورنہ مین تو پھرے جاؤن ہی گا عمرو تو یہ باتین کر رہا تھا
اور صفت پروردگار عالم کی کرتا تھا کہ دفعۃً دامن کوہ سے صداہاے مہیب آنے لگی یہ معلوم
ہوا کہ جیسے فیل روزگار نے چیخ ماری عمرو سمجھا کہ کوئی آفت آئی فوراً گلیم عیاری اوڑھ کر یہ تو
غائب ہوگیا اور معمار سے کچھ دور جاکر الگ کھڑا ہوا کہ شاید یہ مسحور بہ سحر ہو تو مین تو بچ رہون اور
یہان معمار پھر حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہوا خواجہ کھڑے کھڑے میری نظرون سے پنہان ہوگئے
ای معمار عمرو بھی ساحر زبردست ہی یا یہ امر ہی کہ جس ساحر کی قید مین ہم ہوے اُسنے عمرو کی ایسی
صورت بناکر مجھسے کچھ راز دوستی عمرو کے دریافت کرنا چاہتا تھا ورنہ عمرو کا یہان آنا اور قائم
کو مارنا بہت مشکل ہی اسی شش و پنج مین یہ کھڑا تھا کہ سامنے سے ایک ساحر سامری وقت نہایت
قوی ہیکل دیو صورت سخت بدسیرت سیاہ فام کریہ منظر آنکھین لال لال کیے جھولا گلے مین
ڈالے لٹھ ایک لوہے کا کاندھے پر رکھے تہمد باندھے پیدا ہوا معمار سمجھا کہ یہ وہی شخص ہی جو ابھی

ٹھا

عمرو بنا ہوا تجکو فہمایش کر رہا تھا اب یہ اِس صورت سے آیا ہی بس یہ معلوم کر کے اُسنے کہا ای شخص اِن
باتون سے کیا مطلب نکلتا ہی اور کیا فائدہ ہی کہ تو صورت بدل بدل کر میرے سامنے آتا ہی
مین خود حیران تھا اس امر مین کہ بھلا وہ کہان اور یہ مقام کہان اور کیونکر یہان اُنکا آنا ہوا
قسم ہی جمشید و سامری کی کہ میرا کچھ قصور اسمین نہین ہی اور نہ مجکو کچھ سروکار اُس سے ہی
مین اُسکی صورت سے بھی آگاہ نہین تم ناحق مجھسے ایسی باتین کرتے ہو اُس ساحر نے یہ کلمات
سنکر جواب دیا کہ ارے تو کیا دیوانہ ہی یا اپنے تئین بناتا ہی جو اس طرح دیوانہ وار بکتا ہی اور یہ تو نے
کیا کہا کہ وہ کہان اور یہ مقام کہان اور وہ کیونکر آیا معمار نے کہا مین تو دیوانہ نہین ہون جسکو کہ مین
کہتا ہون وہ تمھین تو ہو انکار کرنے سے تمھارے ہوتا ہی کیا ہی مین پہلے ہی سے پہچان چکا ہون
اِس کلمہ پر اُس ساحر نے کہا ارے کمبخت ایک تو قائم جادو کو تو نے مارا اور دوسرے ہمسے دیوانہ
بن کرکے بچنا چاہتا ہی بھلا اب ہم تجکو زندہ چھوڑینگے یہ کہکر ایک ناریج اُسنے معمار پر مارا معمار تو اُس سے
باتین کر رہا تھا اس سبب سے غافل تھا دوسرے یہ سب ساحر ملازم جہاندار قدرت کے ہین
معمار اُسنے بگاڑ کر سر بر نہین ہو سکتا ہی اُسنے اتنا کیا کہ دستک جو سحر کی دی وہ ناریج زمین پر گر کر
سرد ہو گیا اُس ساحر نے ایک مرتبہ ایک زنجیر جھولی سے نکالی اور پکارا کہ ای سلاسل عطیہ
شبیہ خداوند جمشید جلد اس گنہگار کو باندھ لے وہ زنجیر معمار کے دست و پا مین آکر لپٹ گئی اور
ہر چند اُسنے رد سحر پڑھا وہ کسی طرح نہ چھوٹی آخر معمار اُسمین بندھکر گرا اُس ساحر نے آکر اُسکو بزور
سحر اُٹھایا اور لیکر روانہ ہوا کچھ دور گیا ہوگا کہ ایک ساحر سامنے سے آتا تھا اُسنے اُسکے پاس آکر کہا
کہ بھائی صاحب واہ واہ کیا خوب تمنے کام کیا ہی کہ جو اس مفتری کو پکڑ لیا مین بھی اُسکی تلاش مین
بڑی دیر سے حیران و سرگردان پھر رہا تھا بلکہ میرے اوپر کیا موقوف ہی اِسکے واسطے تو صدہا ساحر
نکلے ہوئے ہین اور ہر جگہ ڈھونڈھ رہے ہین مگر چلو خوب ہوا کہ جو تمھارے ہاتھ یہ آگیا لیکن
ای برادر جو کچھ انعام تمکو ملیگا اُسمین ذرا ہمکو بھی یاد رکھنا بھول نہ جانا کیونکہ ہم بھی تمھارے برابر ہی
آکر پہونچے ہین اگر دم بھر بھی پہلے پہونچتے تو پھر ہمین اِسکو باندھ لیتے لیکن کچھ مضائقہ نہین جیسے تم
ویسے ہم ہمارا تمھارا معاملہ واحد ہی اِسکے گرفتار ہونے سے مطلب تھا خواہ تمھارے ہاتھ سے
یا ہمارے ہاتھ سے ہو وہ مطلب جمشید نے پورا کر دیا مین اِسکو پکڑتا تو بھی روبروے شاہ لے جاتا

تمنے قید کیا ہی تو بھی وہ ہی مطلب ہو اچھا اب جلد چلو ایسا نہو کہ جو مکر اِسنے قائم کے ساتھ کیا ہی
اسی طرح تمکو بھی فقرہ دیکے نکلجائے وہ ساحر اِس ساحر کی باتون کا کچھ جواب تو نہ دیتا تھا چپکا معمار
کو لیے چلا جاتا تھا ان دونون کی باتین خواجہ نے جو علیحدہ گلیم اوڑھے کھڑے تھے سنین اور جلد منھ پر
ہاتھ پھیر کر پکارے کہ یا جناب آدم صفی اللہ جد پاک میری صورت ایک پیر ضعیف کاہ کش کی ایسی
ہو جائے دادا تو پوتے کے کہنے مین ہا کرتے ہین لمحہ بھر مین وہی صورت ہو گئی کہ چہرے پر جھریان
پڑی ہوئین قامت خمیدہ بدن کی رگین اور پسلیان سینے کی نکلی ہوئین سر پر بال بالکل روئی کے
گالا سر ہلتا تمام بدن مین رعشہ ایسا بڈھا کہ پیر فلک کا اُستاد کچھ ہی دنون کے چرخ مکار سے
چھوٹائی بڑائی ایک انگوچھا سر سے لپیٹے رانون کی کھال لٹکی ایک لنگوٹا ڈھیلا ڈھیلا باندھا اینٹین
بڑی بڑی اُسمین رکھے ہوئے کھرپا ہاتھ مین اِس صورت سے بنکر ایک جگہ اُن دونون ساحرون
کی راہ مین آگے آکر بیٹھا اور گھانس چھیلنے لگا مگر بسبب ضعف و نقاہت و رعشہ کے کھرپی
گھانس کی اوپر پڑکے اوپر ہی سے پھسل جاتی تھی چھلتی نہ تھی اور ہاتھ پاؤن تھراتے جاتے تھے
جب وہ ساحر اِسکے پاس آکر پہونچے اُسکو ایسی محنت بیہودہ اور بیکار مین مبتلا دیکھکر پہلے تو ہنسے
پھر کچھ رحم اُنکو آیا اور ترس کھا کر گویا ہوئے کہ ای بڑے میان تم بڑے بے وقوف معلوم ہوتے ہو ارے
طاقت ہاتھ پاؤن مین تو مطلق نہین رہی ہی اور گھانس چھیلنے کو گھر سے نکلے ہو ارے کیا
لڑکا کوئی تیرے نہین ہی اور عزیز و اقربا مین کوئی ایسا نہین جو ایسے وقت مین روٹی پانی کی
خبر لے یا ایام شباب مین تو نے ہی اسقدر پیدا کر لیا ہوتا جو اِس بڑھاپے مین تیرے کام آتا
اور تجکو آرام ملتا اِس بیان کو سنکر اُس پیر نے کہا کہ جمشید تجکو سلامت رکھین عزیز و اقربا لڑکے
بالے سب میرے موجود ہین اور جوانی مین کمایا بھی بہت ہی ایسا کمایا ہی کہ کسی کو نصیب نہو گا
لیکن میری عادت مین نہین ہی جو کسی کا احسان لون اپنی غیرت مین آپ مرا جاتا ہون اور
پھر چلکر دو چار پیسے جو کچھ تقدیر کے بدے ہین وہ ملجاتے ہین بس اُسی مین گذران کرتا ہون اور
سنو میرے صاحب دینے کی بھی حد ہوتی ہی اب جو کچھ میرے پاس باقی ہی وہ نالائقون کو میرا
دینے کو جی نہین چاہتا ہی ورنہ اب بھی میرے پاس وہ دولت ہی کہ بادشاہ جہاندار قدرت
نے بھی نہ دیکھی ہو گی بلکہ نام بھی نہ سنا ہو گا ساحرون نے کہا بڑے میان ہم بھی تو سنین کہ تمنے

جوانی مین کیا ایسا پیدا کیا تھا جو دوسرے کو ممکن نہین ہوا ذرا ہم سے تو بیان کرو ہم تمھارے کوئی
ساجھی تو ہین نہین جو سنکر تمسے دعویٰ کرینگے بڈھے نے کہا کہ اس تقریر سے کیا مطلب ہی
خیر ہم جھوٹ ہی کہتے سہی تم چلے جاؤ اپنی راہ لو کوئی بھی اپنی کمائی کا حال بیان کرتا ہی جو مین تمسے
اپنا حال کہنے بیٹھون اتنی ہی دیر مین میری گھانس چھیلنے کی حرج ہوئی ورنہ کچھ چھیل ہی جاتی
ارے میان تم اپنی راہ کیون کھوٹی کرتے ہو بڈھے نے یہ جو کہا وہ ساحر اور زیادہ بجد ہوئے
بڈھے نے خوب سا انکار کرکے اور انکو مشتاق بنا کر کہا تمھاری خاطر ہی جو بتاتا ہون مین نے
دو نگینے شیرین پکھراج کے پائے ہین وہ بیٹے میرے مجھسے مانگتے ہین اب مین انکو نہین دیتا ہون
بھلا تم ہی بتلاؤ کہ آجتک تمنے نام بھی شیرین پکھراج کا سنا ہی بھلا دیکھنا تو درکنار وہ دونون ساحر
یہ بیان سنکر گھبرائے بلکہ ایک نے کہا ارے میان یہ بڈھا بڑھاپے کے سبب سے سٹھرا بھترا ہو گیا ہی
نہین معلوم کیا بیہودہ بکتا ہی آؤ چلو بھی کہین پکھراج بھی شیرین ہوتا ہی بڈھے نے کہا جاؤ جاؤ میان
تمکو ٹھہراتا کون ہی یہی سمجھ کے تو مین بتاتا نہ تھا اور انکار کرتا تھا آخر تمکو میرے کہنے کا اعتبار نہوا نہ ہوا مگر اب
تو مین نے تمسے بتایا ہی تو لازم ہی کہ تمھین دکھلا بھی دون بھلا کیا یاد کروگے کہ ایک ادنیٰ گھسیارے
کے پاس ہمنے ایسی نایاب چیز دیکھی تھی مگر میان مین غریب آدمی ہون تم اگر ان نگینون کو دیکھکر
مجھسے چھین لو تو مین کیا کرون اگر دعویٰ بھی کرونگا تو لوگ جھوٹا کہینگے ساحرون نے قسم کھائی کہ نہین
ہم زبردستی کسی طرح کی نہ کرینگے بڈھے نے کہا میرے بیٹے اور عزیز وغیرہ بھی سب واقف ہین مین
اُنسے گواہی دلواؤنگا تو اچھا دیکھو لو یہ کہکر دو نگینے اپنے لنگوٹے سے اُسنے نکالے نگینے ہاتھ پر کیا رکھے
کہ تمام جنگل منور و روشن ہو گیا فلک فیروزہ فام یاقوت آفتاب کو اُن نگینون پر نثار کرتا تھا جوہری
روزگار کی آنکھون مین خیرگی آگئی وہ دونون ساحر دیکھتے ہی عش عش کرنے لگے اور منھ مین
پانی بھر آیا کہا بڑے میان اگر تم کہو تو ہم ذرا ہاتھ مین لیکر انکو دیکھین بڈھے نے کہا لو دیکھو اور
وہ جو صفت مین نے انکی بیان کی ہی کہ شیرین پکھراج ہی تو چکھ کے بھی دیکھو اُن دونون نے وہ
نگینے بڈھے سے لیے اور ہاتھ پر اپنے رکھکر رنگ ڈھنگ سنگ اُنکے دیکھے اور کہا کیا قدرت جمشید
کی ہی واہ وا واہ کہ اِس گھسیارے کو اور یہ دولت لازوال عنایت فرمائی ہی اور پھر اُسپر یہ خداوند
کی قدرت نمائی ہی کہ یہ بیچارہ انکو کام مین نہین لا سکتا ہی گھانس چھیلتا ہی اور اس پیرانہ

سالی مین دُکھ بھرتا ہی اور کمبخت بیٹے بھی اسکے نالائق معلوم دیتے ہین کہ ایسی چیز کی قدر نہین جانتے
ہین اگر یہ نہین دیتا تھا تو اسکی منت کرکے اس بڑھاپے مین چھین دیکر اس سے لیتے مثل چلی آتی ہی
کہ محنت سے عظمت ہوتی ہی بیٹا شکر کھاتے ہین کوئی باپ شکر نہین کھاتا ہی چہ جائکہ وہ تو اُسکے
فرزند ہی ہین یہ کہکر کہا بڑے میان سچ بتا تاکہ یہ تمنے کہان سے پائے ہین بڈھے نے کہا
کہ مین نے کچھ مفت تو پائے نہین لاکھون روپیے دیکر خریدے ہین ایک روز کا ذکر ہی کہ مین دریاے
جمشید مین نہانے گیا نہا کر کنارے اُسکے کھڑا تھا وہان ایک شخص انکو کھڑا بیچ رہا تھا اور بھی لوگ
وہان تھے مگر کسی کو یہ جنچے نہین اور کسی نے قیمت انکی نہ لگائی مین نے جو انکو دیکھا بس دل
لوٹ ہوگیا سمجھا کہ یہ نگینے نایاب ہین بس مین نے اُس شخص سے قیمت انکی پوچھی اُسنے کہا کیا کہون
کہ کیا قیمت مانگی بہرصورت مین نے اُسکو راضی کرکے یہ لے لیے اُسوقت اُسنے کہا ای شخص یہ
خداوند جمشید کے مندرون مین کے جواہر ہین اور انکے پہنے ہوئے ہین تو انکی ہمیشہ زیارت
کرنا اور تاثیر انکے پہننے سے انہین یہ ہوگئی ہی کہ یہ میٹھے ہوگئے ہین نام انکا شیرین پکھراج ہی
شاہان جہان کو بھی آجتک یہ خداوند کا پہنا ہوا تحفہ دستیاب نہین ہوا خبردار اپنی جان کی برابر
رکھنا اور کوئی بے ادبی انکے ساتھ نہونے پائے ورنہ بھیک مانگنے لگے گا پھر میرا صاحب اب
مین اتنا روپیہ کہان سے لاتا کہ بتخانہ بنواتا خداوند کی شبیہ وہان رکھکر اُسکے کانون مین یہ پہناتا
اور روز انکا پوجا کرتا جب میرے یہان بھی برکت ہوتی اب تو مین لنگوٹی مین رکھتا ہون اور اسی
سبب سے گھانس چھیلتا ہون تو اب نگینہ مجھے دو اور تم اپنی راہ جاؤ ساحرون نے کہا
پھر ہمکو انکی شیرینی کیونکر معلوم ہو اُسنے کہا منھ مین رکھکر دیکھو نگینے اور زیادہ آبدار ہوجائینگے
اور مٹھاس تمھارے حلق مین اتر جائیگی اور ایسی شیرینی ہوگی کہ کبھی تمنے تو کیا تمھارے باپ نے
بھی نہ کھائی ہوگی ساحر نگینون کے دیکھنے سے بڈھے کی خوشامد کرتے تھے کلمات درشت بھی
سُنکر چپ ہو رہے اور دونون نے نگینون کو اپنے منھ مین رکھ لیا اور پھر جو منھ سے نکالا نگینے
زیادہ چمکنے لگے اور شیرین تمام دہن ہوگیا یہ شیرین کامی دلیل انکی تلخکامی کی تھی خواجہ نے
ایسے وہ نگینے بنائے تھے کہ اوپر اُسکے مٹھائی بیہوشی آلودہ لگائی تھی بس وہ مٹھائی جو انکے حلق سے
اُتری پہلے تو کچھ سرور معلوم ہوا اور اُسی حالت سرور مین کہا بڑے میان انکو تم ہمسے قیمت

لیکر دیدو عمرو نے کہا قیمت انکی تم کیا دوگے انکی قیمت تمھاری جان شیرین ہی یہ نگینے بہتون کی جان لیچکین ہین اب تم مشتاق ہوئے ہو تو جان دوگے وہ یہ سنگر نگینے پھینک کر دوڑے کہ او بے ادب ہم تجکو مار ڈالینگے بس جیسے ہی یہ جھپٹے طمانچہ دیو بیہوشی کا پڑا کہ سر نیچے ٹانگین اوپر دہم سے گرے عمرو نے بنا بر احتیاط ملکے گلیم اوڑھ لی اور لمحہ بھر غائب ہو گیا پھر بصورت اصل ہو کر ظاہر ہوا اور سامنے معمار کے آیا پکارا کہ انا شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار ای معمار تو جو ان ساحرون سے بہکی بہکی باتین کرتا تھا اور اپنے دشمنون کو دوست جانتا تھا بھلا تیرا کہان خیال ہی ارے مین وہ ہون کہ دریاے عمان و قلزم و محیط مین گھسکر ساحر شمشش کو مین نے مارا یہان تو مجکو بھلا کو کب کچھ دور سے آیا تھا اب خوب سمجھ لے کہ قائم جادو کو مین نے ہی مارا اور تجکو چھڑایا اور اب اُن دونون حرامزادون کو بیہوش کیا دیکھا تو نے قدرت خداے تعالیٰ کو کہ کیا اُسنے ہمکو قدرت و قوت عنایت فرمائی ہی یہ سب اُسی کی قدرت ہی ورنہ میری کیا اصل ہی کہ جو ایسے مقام پر آکر ایسے بڑے ساحرون پر غالب آؤن اب تمکو یقین کرنا چاہیے کہ ہم افراسیاب کو بھی اِسی طور سے اگر منظور خدا ہی تو مار ڈالینگے کچھ فرق نہ پڑیگا یہ کہکر معمار کے سامنے سیسہ گرم کیا اور اُن دونون ساحرون کو منھ کھولکر پلا دیا وہ تڑپ کر ہلاک ہو گئے اور صداہاے دار و گیر بلند ہوئین بعد کچھ دیر کے آوازین آئین کہ مارا فیسان جادو اور مبہوت جادو کو افسوس مارا اور کام تمام کیا مطلب دلی کچھ نہ حاصل ہوا معمار زنجیر سحر سے کھلگیا اور خواجہ کی دلیری پر بھر اِکر جلد عمرو کو پنجہ مین دابکر اڑا کہ خواجہ تمنے بڑا غضب کیا انتہا کے سفاک اور بہت جھوٹے تم ہو یہ کہتا ہوا اور تو کہین نہ جا سکا خواجہ کو غار کے اندر لیکر اُتر گیا اور پوشیدہ ہو کر بیٹھا اور لوبنڈے پیدا ہو کر لاش دونون ساحرون کی اُڑا کر سامنے جہاندار کے لیگئے اُسوقت اُنکے سرون سے دو طائر نکلے اور پکارے کہ ای نبیرہ جمشید یہ دونون معمار کو گرفتار کیے ہوئے لاتے تھے راہ مین عمرو گھسیارا نباہ ہوا ملا اور انکو فریب دیکر اُسنے بیہوش کر کے مار ڈالا جہاندار نے کہا خیر معلوم ہوا کہ عمرو کا قدم یہان آیا ہوا ہی اب تدبیر اسکی معقول کیجائیگی کہان میرے ہاتھ سے بچکر جائیگا لاشین انکی لیجاکر اُٹھواؤ ساحرون نے لاشین تو اٹھوائین اور آپ دارالامارہ سے اُٹھکر داخل شبستان ہوا جہان یہ سوتا بیٹھتا ہی وہان آئینۂ قد آدم لگا ہی آئینہ نہین ہی مرأت خیال کہیے جو صورت نماے ماجراے گذشتہ و حال ہی چار طرف اُس آئینہ کے چوکھٹے مین تصویرین سامری

اور جمشید کی لگی ہین کہ وہ سب ہنستی ہین اور ایک کنارے پر رقعہ جمشیدی لگا ہوا ہی کہ جسکے
حرف کیڑون کی طرح سے رینگتے ہین کوئی اور شخص سوائے جہاندار کے اِس رقعہ کو نہین پڑھ
سکتا ہی آئینہ شفافی مین آئینہ خورشید کو اپنے مقابلہ مین اندھا بناتا ہی روح سکندر کو بڑا اُمنہ پر
کہتا ہی اُس بادشاہ نے جاتے ہی غلاف اس آئینہ پر سے اُٹھایا اور ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا
دل سے نیت کی کہ حال عمرو اور معمار معلوم ہو کہ کہان ہین اُس مین معلوم ہوا کہ فلان غار مین
معمار عمرو کو لیکر بیٹھا ہی بس یہ دیکھکر اُسنے رقعہ جمشیدی کو منتر پڑھکر دیکھا کہ حرف اُسکے قائم
ہوئے اور اُسمین یہ لکھا ہوا ظاہر ہوا کہ ارے او بے وقوف احمق تونے بڑی خطا کی کہ جو معمار
کو قید کرکے عمرو کا قدم اپنے شہر مین بھی داخل کرایا اگر تو اسکو قید نہ کرتا تو عمرو کبھی یہان نہ آتا اب
عمرو کو تو ایسا ویسا سمجھے ہوئے ہی عمرو وہ عیار ہی کہ تمام خداوند اُسکے ہاتھ سے بھاگ کر عرش پر گئے
اور دنیا مین نہ ٹھہر سکے اب لقا بھاگتا پھرتا ہی خیر اب دیکھ لینا وہ ایک کو تو یہان زندہ نہ چھوڑے گا
جب سے وہ یہان آیا ہی تین ساحر نامی و نامور کو قتل کر چکا ہی اب تمام ساحر یا تو مطیع اسلام ہونگے
یا مارے جائینگے جہاندار نے جو یہ مضمون پڑھا جسم کا خون خشک ہو گیا اور فرط خوف سے کانپنے لگا
مگر دست استقلال سے دامن صبر کو نہ چھوڑا بلکہ ضبط کرکے خاموش ہو رہا اور بخیال مدعی ہو جانے
کے رقعہ کے مضمون کو کسی سے بیان نہ کیا آپ باہر دربار مین آیا ایک مصاحب مقرب اُسکا ہی
اُسنے جو رنگ رخسار اُسکا متغیر دیکھا تو پوچھا کہ ای شہریار خیر تو ہی اسوقت حضور کا چہرہ بہت اُترا ہوا ہی
کچھ اسکا سبب ہم غلامون سے بھی ارشاد فرمائیے جہاندار نے کہا بھائیو کیا اپنا حال مین تم
لوگون سے بیان کرون سوائے اِسکے کہ شاید غضب جمشید کا مجھپر نازل ہوا ہی عمرو میرے
گھر مین گھس آیا ہی اور مین بہت حیران ہون کہ وہ کیونکر یہان تک چلا آیا لیکن اتنا جانتا ہون
کہ اور جہان کہین عمرو آگیا اپنی فطرت سے بچ آیا کیا مگر یہان اُسکی قضا لائی ہی مین ابھی ابھی
اُسکے قتل کرنے پر قادر ہون اور تو سہی میرا نام جہاندار نہ قدرت نبیرہ جمشید جو مین اُسکا کام
نہ تمام کرون یہ کہکر تاب نہ رہی اپنے مصاحبین کو لیکر اندر شبستان کے گیا اور کچھ دانہ ماش کے
سحر پڑھکر جو اُس آئینہ پر کہ جسکا حال پہلے بیان ہوا مارے اُن دانون کے پڑتے ہی خود بخود
پٹ اُسکے مثل دریچے کے لگے تھے بند ہو گئے اور بعد اُسکے کچھ سحر دیر تک پڑھا کیا جب وہ سحر

ختم ہوا دستک دی اور پکارا کہ عمرو اور معمار کو لاسحر اُسکا اُن دونون کے پکڑنے کو چلا وہان عمرو
غار کے اندر معمار سے کہہ رہا تھا کہ ای بھائی اِس غار مین تم کب تک بیٹھو گے اِس سے تو مین
اکیلا ہی اچھا تھا ابتک تو مین شہر مین جا کر کچھ نہ کچھ انتظام کرتا اب تمکو لازم ہی کہ مردانہ وار یہان سے
نکلکر کہین اور چلو مجکو بھی لیتے چلو معمار نے کہا خواجہ یہان بیٹھنا غنیمت سمجھو مجھسے تین دن تک
سحر نہو سکیگا آج کل مین سحر تین دن کے لیے بھول جاتا ہون اِسکا قصہ بہت طولانی ہی مین تمسے
کسی وقت کہدونگا اب تم بھی دعا کرو کہ یہان کوئی اور آفت نہ آئے یہ کہہ ہی رہا تھا کہ یکایک ایک
بجلی چمک کر اُس غار مین گری عمرو جبتک سنبھلے سنبھلے اور گلیم اُوڑھے اُسوقت تک دیکھا کہ ایک
چابک آہنی آستین معمار کی اور میری کمر سے لپٹا ہوا ہی اور وہ چابک بردے ہوا بلند ہوا اب یہ بھی دونون
لٹکے ہوئے چلے اُسوقت عمرو نے کہا کیون ای معمار قدرت افسوس صد ہزار افسوس آخر گرفتار
ہو گئے نا اگر کچھ نکلکر پیدا کر لیتے تو اچھے رہتے معمار اپنے دل مین کہتا ہی کہ کسقدر مطمئن قلب یہ شخص ہی
کہ ہر جگہ اِسکو فکر پیدا کرنے زر کی ہی گویا قضا کو جانتا ہی نہین اور اِس مصیبت کو کہ جسکا سامنا ہی
کچھ شمار ہی مین نہین لاتا ہی الحاصل جب وہ چابک سحر خوب بلند ہو گیا تو دونون متوجِ ہوا سے
بیہوش ہو گئے شہر مین غلغلہ اُنکے گرفتار ہونے کا پڑا ہر ایک زن و مرد در و بام سے تماشائی ہوا
سب کی آنکھین سمت آسمان لگی تھین جیسے اہل اسلام چاند عید کا دیکھتے ہین اس طرح کی
کیفیت نظر آتی تھی کسی طرف سے صدا آتی تھی کہ دیکھو وہ جاتا ہی وہ جاتا ہی کوئی کہتا تھا بھئی واہ
کیا چابک کمر سے لپٹا ہی کسی کی زبان پر تھا کہ بعد مدت اب یہ حضرت دھرے گئے کوئی بازاری
کہتا تھا اب چڈّا ردے کے نیچے آئے اسی طرح رعایا و مردمان شہر تو اپنی اپنی کہتے تھے اور چابک
اُنکو لیے جاتا تھا تا اینکہ سامنے شاہ بیابان گلریز کے لایا یہان جو عمرو کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک
ایوان عظیم الشان بادشاہ کا مکان نہایت آراستہ بنا ہی صحن مین اُسکے باغ نگارین لگا ہی
بارہ دری کے چبوترے پر کرسی یاقوت کی بچھی ہی اُسپر جہاندار قدرت شاہ بیٹھا ہی اور تمام سردار
حاضر ہین قاعدۂ ادب سے ماہر ہین بارہ دری بھی نہایت سجی ہی باغ بھی ایسا گلزار پُر بہار ہی
کہ بہار گلشن حسین سبزہ رنگان دہر اُسپر نثار ہی مختصر یہ کہ جہاندار کو عمرو نے دیکھکر منہ بنایا اور ہاتھ
بھی بہر سلام نہ اُٹھایا اُسنے اِس سے پوچھا کہ ارے عمرو تیرا ہی نام ہی اور تو ہی معمار کے رہا

کرنے کو آیا ہی اور قائم کو تونے ہی مارا ہی عمرو نے ہنسکر جواب دیا کہ پھر ہمین آپکو شک کیا معلوم ہوتا ہی
یہ سب کام میرے بائین ہاتھ کے کھیل ہین اور عمرو بھی مین ہی ہون آپ فرمائیے کہ میرے دریافت
کرنے مین یہ مطلب ہی اگر آپ یہ جانتے ہین کہ مین اسکو قتل کر ڈالون تو یہ ممکن نہین جہاندار نے
کہا اب تم بچکر بھی یہان سے چلے جاؤگے عمرو نے کہا تیری بھی مجال ہی کہ تو ہمکو روک رکھے یا قصد ہمارے
قتل کا کرے بھلا تو یہان کی حکومت ہی پر گھمنڈ رکھتا ہی تیرا وہ جمشید لٹورا تو مجکو مار سکے اس
کلمہ پر جتنے ساحر کہ وہان کھڑے تھے سب نے توبہ توبہ کر کے منھ مین اپنے طمانچے لگائے اور کانون مین
اُنگلیان دے لین اور جہاندار نے غصہ مین آکر کہا کہ ای غضبناک جادو جلد حاضر ہو یہ کہتے ہی
اُس جگہ کی زمین شق ہوئی اور ایک ساحر جلاد وضع ہلاکو طینت آنکھون سے جسکی خون ٹپکتا کردھنی
باندھے تیغہ برہنہ ہاتھ مین لیے نکلا اور حاضر حاضر کہکر سامنے بادشاہ کے آیا بادشاہ نے اُس سے
فرمایا کہ حکم خداوند جمشید سے مار ایک تیغہ کہ پہلے سر معمار کا اُڑجاے وہ یہ حکم سُنکر پیترا بدلتا ہوا
تیغہ کو تولتا ہوا سر پر معمار کے آیا عمرو نے دیکھا کہ معمار کو اب مقرر مار ڈالیگا بس ایک ہی جست
اپنے مقام پر سے اُسنے کی کیونکہ جب بادشاہ نے قتل کرنے کو جلاد بُلایا تو چابک سحر اپنا کمر سے اُن دونون
کے کھول لیا تھا بس عمرو نے قریب معمار پہونچکر جال الیاسی نکال کر مارا اور اُسکو کھینچکر اندر زنبیل
کرلیا غضبناک نے جو دیکھا کہ عمرو نے معمار کو غائب کر دیا بس اُس سے پوچھا کہ تونے معمار
کو کہان چھپا لیا اور وہ کہان غائب ہو گیا عمرو نے اُسکو کچھ جواب نہ دیا اور چاہا کہ گلیم اوڑھکر مین بھی
غائب ہو جاؤن مگر غلغلہ جو ہوا کہ عمرو نے معمار کو چھپا لیا جہاندار نے گھبرا کر کہا کہ کہین عمرو
بھی غائب ہو جائے سحر کر دیا کہ عمرو بحس و حرکت ہو گیا اور گلیم نہ اوڑھ سکا اُسوقت اُسنے
آبدیدہ ہو کر نظر حسرت و یاس سے جانب فلک دیکھا لوگون نے کہا کہ ارے تونے آسمان کو کیا
دیکھا اور ہماری بات کا جواب کیون نہین دیتا ہی عمرو نے کہا آسمان کو مین اس سبب سے دیکھتا ہون
کہ ابھی ایک نور ساطع الانوار ہوا تھا وہ نور معمار کو تو اُٹھا کر لے گیا اور مجکو چھوڑکر چلا گیا مین
جانتا ہون کہ جمشید خود آئے تھے اُسکو تو لے گئے اب یقین ہی کہ میرے لینے کو آئینگے یہ کلمات سنکر
جہاندار نے کہا یہ کیا معاملہ ہی کہ جمشید کو یہ شخص بُرا بھی کہتا جاتا ہی اور جمشید اُسکی حمایت بھی کرتے ہین
مین اب شبیہ خداوندی کو بُلواتا ہون یہ کہکر سجدہ کیا اور پکارا کہ ای محافظان صندوق جمشیدی

صندوق

صندوق سے آو کئی بار اسی طرح سے جب اُسنے کہا یکایک رد سے ہوا پر ہزار ہا گھنٹہ بجا سنائی دیا
دم بھر مین وہ صحن مکان ساحران نامی اور پریزادان حسین سے پر ہو گیا کہ سب مورچھل بال ہما
اور پر طاؤس کی ہاتھ مین لیے تھے اور گھنٹے اور ڈیرو بجاتے تھے پھر دیکھا تو ہوا سے شعاعین
مثل شعاع آفتاب تابان صحری کی طرح زمین پر لٹکنے لگین اور موتی اور جواہر برسنے لگے
عمرو نے کہا یا جمشید تم ترساتے ہو اور ہم ترستے ہین کیسا ہم حقدارون کو ان بے ایمانون نے
بے حق کیا ہی کہ باندھکر بٹھایا ہی اس کلمہ کے کہنے سے عمرو کے پاس بہت کچھ جواہر برسکر ڈھیر ہو گیا
اور آواز آئی کہ ہمارے بندۂ خاص سے کوئی یہ جواہر نہ لے اس صدا کو سُنکر ساحر تھرانے لگے
اور جہاندار نے کہا صاحبو مین نہ کہتا تھا کہ بغیر امداد خداوندی یہ شخص ایسا زبردست نہو تا اب
مجکو یہ قتل ہوتا نظر نہین آتا اسی عرصہ مین بعد گوہر و جواہر باری کے چار پریزادین ایک تخت
کاندھے پر رکھے اُترین کہ وہ تخت تمام جواہر نگار تھا اور اُسپر ایک صندوق جواہر آگین رکھا تھا
جسپر ہزار ہا سہرا موتیون اور جواہر کا بندھا تھا اور پھولون سے وہ صندوق چھپا ہوا تھا اُسکے
اُترتے ہی سب ساحر مع بادشاہ کے کھڑے ہو گئے اور سجدے مین گرے پریون نے وہ تخت لاکر چبوترہ پر
رکھدیا جہاندار نے سامنے صندوق کے آکر سجدہ کیا اور کہا حضور بر آمد ہون یہ کہنا تھا کہ
صندوق کا پٹ کھلگیا اور ایک آفتاب اُسمین سے ساطع ہوا اور اُس صندوق پر آکر جما فلک
ساحری کا واقعی خورشید تابان تھا جہاندار نے سوا سو اشرفیان اُسکے سامنے نذر رکھدین
اُسوقت وہ آفتاب تو بلند ہو گیا اور اندر سے صندوق کے ایک پتلا سوا بالشت کا نکلا اور اُسنے
اُن اشرفیون پر ہاتھ اپنا رکھدیا جہاندار سمجھا کہ نذر میری قبول ہوئی یکایک ہزار ہا گھنٹہ اور
ناقوس بجے اور سب ساحرون نے جمشید کا غل مچایا اور جہاندار نے ہاتھ باندھکر کہا کہ
کہ اسے شبیہ جد بزرگوار غلام اس بات کا امیدوار ہی کہ مجکو یہ حال معلوم ہو کہ معمار کو اُس عمرو
نے کہان چھپا دیا یا اُسکو واقع مین کوئی آکر لے گیا جہاندار تو یہ کہہ رہا تھا کہ عمرو نے پکار کر کہا
ای شبیہ جمشیدی ہمارا بھی سلام قبول ہوئے اس کلام کو سُنکر اُس پتلے نے تیوری چڑھائی
اور جہاندار سے کہا کہ تو نے بڑا غضب کیا کہ ہمارے بندۂ مقبول کو اپنے ملک مین بُلایا معمار
کو بھی اسی نے غائب کیا اور اسکی زنبیل مین موجود ہی ہمنے جو اُسکو زنبیل دی ہی تو اُسمین سات شہر

آباد ہین اور سات دریا بہتے ہین ایک معمار کی کیا اصل ہی وہ چاہے تو سب تیرے ملک زنبیل
مین رکھ لے اور تیرے ملک پر کیا ہی اور دو چار شہر رکھ سکتا ہی اب یہ تجھسے قتل نہوگا ہمکو ناحق
تو نے بلایا ہی اگر تو قتل کرنا اسکا چاہتا ہی تو حوصلہ اپنا نکال لے یہ کبھی قتل نہو سکے گا اس فعل کو
بھی کرکے ارمان پورا کر لے مین مانع نہین ہون جو تقدیر خداوند کر چکے ہین وہ ضرور ہوگی یہ سنکر
جہاندار نے سوا سوا اشرفی رخصتی پھر نذر پکڑا مین گھنٹے اور ناقوس بجے وہ آفتاب جو بلند
ہوگیا تھا اُتر آیا پتلا پہلے صندوق مین گیا اور آفتاب غائب ہوا تخت پریون نے کاندھے پر اُٹھا لیا
اُسوقت جہاندار نے کہا ای پریزادان خدمتی خداوند ذرا تھم جاؤ وہ ٹھہر گئین جہاندار نے عمرو
سے کہا کہ ای عمرو لا اب معمار کو دیدے عمرو نے کہا میرے پاس وہ کہان اُس پتلے نے تجھسے
جھوٹ کہا ہی تو ناحق کو مجھسے اُلجھتا ہی جہاندار نے کہا کہ مین چالیس ہزار روپیہ تمکو دونگا اگر تو
معمار کو دیدیگا روپیہ کا نام سنکر خواجہ کے مُنھ مین پانی بھر آیا اور کہا ای جہاندار مین کبھی معمار
کو نہ دیتا مگر روپیہ وہ بری چیز ہی کہ آخر کو دینا ہی پڑا اچھا روپیہ منگوائیے جہاندار نے اُسی وقت
چالیس توڑے منگا کر سامنے رکھے عمرو نے کہا اب میرے ہاتھ قابو مین کر دیجیے کہ زنبیل سے
معمار کو نکالون بادشاہ نے جال زنبیل شبیہ جمشیدی سے تو سنا ہی تھا بس فوراً اُسکے ہاتھ
قابو مین کر دیے اُسنے کمر پہ ہاتھ رکھکر جال الیاسی نکالا سب جانتے تھے کہ اب یہ معمار کو نکالیگا
وہ تو سب متحیر ہوکر دیکھ رہے تھے کہ عمرو نے جال روپیہ پہ مارا اور توڑے کھینچکر زنبیل مین رکھے
جہاندار نے روپیے کو غائب ہوتے دیکھکر جلد اُسکے ہاتھ پھر بے قابو کر دیے اور بغضب تمام
عمرو کی طرف دوڑا اور ساحرون نے غل مچایا کہ ارے وہ روپیہ بھی لے گیا لے گیا کا جو
غل ہوا عمرو ہنسا اور گویا ہوا کہ ہاتھ کھلے رکھے ہوتے مین تم سبکو لیتا اور چھوڑ دونگا تھوڑی
جہاندار اُسوقت تیغہ سحر کھینچکر سر پہ عمرو کے آہی تو گیا اور پکارا کہ ای عمرو قسم ہی خداوند جمشید
کی اب مین اِس جرم پہ تجکو ضرور مار ڈالونگا عمرو نے کہا یا تم مار ڈالوگے یا پھر تمہین مار دینگے
جہاندار نے کہا ہان یہی بات ہی تو لے یہ کہکر چاہتا تھا کہ تیغہ مارے یکایک ہان ہان کا غل
صندوق کے اندر سے بلند ہوا اور گھنٹے اور ناقوس بجے اور وہ تخت پریان لیکر بلند ہوگئین
جہاندار نے ڈر کے ہاتھ اپنا روک لیا اور عمرو نے کہا کیون رُک کیون رہے مارو نا ای دیکھو

توکہ وہ تیغہ ہمپر پڑتا ہی یا تہر جہاندار نے پھر غصہ کھا کر قصد کیا کہ تلوار مارون لیکن وہ صندوق جو یہان
لیکر گئین یہان سے کچھ دور پر ایک مندر ہی کہ یہ صندوق وہان رہتا ہی اور آفتاب جادو
نام ایک ساحر نائب خداوند جمشید اُس مندر مین حکومت کرتا ہی جہاندار شاہ بھی اسکا مطیع ہی
اور وہ خداوند جمشید کا شاگرد اور بڑے پالک مشہور ہی جہاندار اُسکو باپ اپنا جانتا ہی پس یہ
صندوق جو وہان گیا تیلے نے آفتاب کو آواز دی کہ ارے جلد جا جہاندار عمرو کو قتل کر رہا ہی
مفت کی زحمت ہم لوگون کو ہوگی کوکب اور چالاک اور سب عیارون کی اور امیر کی مع کل
لشکر اسلام کے افراسیاب کو چھوڑ کر اسی بیابان پر چڑھائی ہوگی جان غضب مین پھیسگی
جلد جا کر جہاندار کو اس کام سے باز رکھ اور تہدید و عتاب اُسکو منع کرین روک آیا ہون
لیکن تو جا کر اُسکو مار کے سمجھا جو راز کہ مین نے بیان کیا ہی مسلمانون کے غلبہ کا وہ اُس سے
نہ بیان کرنا اور عمرو کو کوہ عقیق مین بھجوا دینا یہ سنکر آفتاب بیٹھے بیٹھے غائب ہوگیا اور یہان
جہاندار آمادہ قتل عمرو ہوا ہی تھا کہ یکایک ایک برق آسمان پر چمکی اور صدائے مہیب
آئی بعد اُن آفتون کے ایک آفتاب چمک کر زمین پر گرا اب تو سب کی آنکھین بند ہوگئین بعد لمحہ کے
جو آنکھ کھلی ایک ساحر کو شیر پر سوار تازیانہ مار ہاتھ مین لیے دیکھا کہ چہرہ اُسکا برنگ آفتاب
تابان تابان ہی اور تمام بدن سرخ کندن کی طرح دمکتا ہی منھ اور کان اور ناک سے آگ نکلتی ہی
اور ہر ایک رویان بدن کا شمع کی طرح جل رہا ہی پس اُسکو دیکھتے ہی ہر ایک ساحر بہر تسلیم
خم ہوگیا جہاندار نے بھی جھک کر فراشی مجرا کیا اُس ساحر نے شیر پر سے اُتر کر ایک ہی طپانچہ
جہاندار کے رخسار پر بتراق سے لگایا اور کہا او بندہ گستاخ و بے ادب تجکو کچھ خداوند کے منع کرنے
کا خیال نہ آیا کہ جب تو عمرو کو قتل کرنے چلا تھا تو صندوق قدرت سے ہان ہان کی آواز آئی
تھی اور آخر شبیہ خداوند ناراض ہوکر چلی گئی اور اب تک ناراض ہی کیون تو عمرو کو قتل کرتا ہی اُسنے
کونسا تیرا ملک و مال چھین لیا ہی اگر معمار کو اُسنے آکر رہا کیا ہی تو تیرا کیا نقصان ہوا ہی معمار
اگر مسلمان ہوگا تو اُسکا آپ ایمان جائیگا اُسکا ثمرہ آپ وہ پائیگا تو شاہ افراسیاب کو
لکھ بھیجنا کہ مین نے آپ کے فرمانے بموجب معمار کو قتل کرنا چاہا تھا جب اُسکو قید کیا عمرو اُسکو آکر رہا
کر لے گیا پس مین اب اُسکو اپنے دربار مین نہ آنے دونگا آپ کو اُسکے قتل کرنے کا اختیار ہی مین اُسکے

قتل سے خوش ہونگا ناراض نہونگا اور مین آپکا بدل شریک ہون بس امر نا جاری ہین افراسیاب
بھی ناراض نہوگا اور عمرو کہ جو بندۂ خاص خداوند سامری ہی اُسکے خون مین بھی تو شریک نہوگا عمرو
کا مرتبہ تو کیا جانے ہم جانتے ہین جو کچھ کہ کتابہاے خداوندی مین اسکے مرتبہ لکھے ہین عمرو نے یہ
کلمات سُنکر کہا دیکھیے ہمارے قدر شناس آگئے سچ ہی جو جس مرتبہ کا ہوتا ہی وہی انسان کا رتبہ
پہچانتا ہی آفتاب جادو یہ باتین سنکر ہنسا اور کہا خواجہ واقعی قول آپ کا صحیح ہی یہ کہکر ایک
پتلے سے کہا کہ خواجہ کو بآرام تمام اُٹھا کر سرحد کوہ عقیق گلزار سلیمانی مین چھوڑ آ کیونکہ وہان خواجہ کے
مالک امیر بانوقیر بھی ہین اور خداوند لقا بھی ہین یہ اُنسے وہ اُنسے سمجھ لینگے ہمکو دخل دینے سے
کیا مطلب ہی پتلا یہ کلام خیر انجام آفتاب نیکنام سُنکر پنجہ بنکر خواجہ کی کمر مین پڑا اُسوقت جہاندار
نے اپنا سحر دفع کر دیا کہ خواجہ مسحور نہ رہے دست و پا سب قابو مین آگئے پنجہ تو اُدھر اِنکو لیکر روانہ ہوا اور معمار
زنبیل خواجہ مین ہین اور کوکب روشنضمیر بیابان گلریز سے پھر کر اپنے مقام پر آیا ہی بران کو انتظار
خواجہ عمرو کے آنے کا ہی ابھی سحر تیار کرنے کوہ نور افشان پر نہین گئی ہی لشکر مہرخ بعفتح فیروزی
اپنے مقام پر اُترا ہوا ہی ان سب کو اس حال مین چھوڑکر حال لشکر لقا بیان ہوتا ہی کہ زہر و شاہ
کے پاس ملکہ زیور جادو بن سفاک جادو اپنی بارگاہ سے آکر روز بیٹھتی ہی اور اُسکا سوار جو مارا
گیا ہی تو بہت پریشان حال فکر مین نئے سحر کی ہی اِدھر تمام کوہی اِس بات پر آمادہ ہوئے ہین
کہ ایک جنگ ایسی کرو کہ اسمین یا تو امیر کو مار ڈالو یا سب ملکر مر جاؤ اور لقا بھی اپنی جان سے عاجز ہو چکا ہی
شکستین بہت کھا چکا ہی تردد مین تخت خداوندی پر بیٹھا ہی چنانچہ اسی تردد و تفکر مین ایک روز بیٹھا تھا
کہ یکایک آسمان پر بجلیان چمکین اور سیاہی ہر طرف چھائی پھر مینہ موتیون کا برسا لقا نے کہا تقدیر کی
کہ کوئی بندۂ قدرت بہر جان نثاری آتا ہی یہ کہہ ہی رہا تھا کہ دو تخت روے ہوا سے نیچے اُترے اُنپر
دو ساحر کریہ منظر سوار تھے گلون مین مالے موتیون کے ڈالے اور تمام جواہر طلائی احمر کا زیور جا بجا مناسب
طور سے پہنے منقلین آگے سلگائے ہوئے تخت سے نیچے اُترے اور سامنے خداوند لقا کے آکر سجدہ کیا
پھر نذر دی خداوند نے خلعت عنایت کیا و لگل زرین دیا کہ یہ دونون بیٹھے بختیارک نے باہر جاکر
اِنکے ساتھ لشکر جو آیا تھا اُسکو اُترو ایا بارگاہ مین جام مے ارغوانی کا دور چلنے لگا جب دماغ اُن ساحران
بیحیا کا بادۂ ناب سے گرم ہوا خداوند کی خدمت مین عرض رسا ہوئے کہ ہم قلعۂ عقیق کوہ کے متصل جو

طلسم کی سرحد ہی وہان رہتے ہین آپ سے بہت نزدیک ہین اکثر ہمارے دل مین آیا کہ خداوندکی زیارت چلکر کرین اور اُنکے دشمنون سے لڑین لیکن شومی قسمت سے حاضر ہونے کا اتفاق نہوا اب یہ صاحبزادی جو آپ کے سامنے بیٹھی ہین یعنے ملکہ زیور جادو انکی مان ملکہ سفاک کا پیام ہمکو پہونچا کہ ای مروارید جادو و ای صدف جادو جلد تر خدمت خداوند مین جاؤ اور اپنی لڑکی کو مسلمانون کے ہاتھ سے بچاؤ از بسکہ انکی مادر گرامی سے اور ہمسے بہت عرصہ سے رسم و راہ ہی اور وہ ملکہ اکثر ہمارے پاس آیا کرتی ہین جبتک جی چاہتا ہی تشریف رکھتی ہین فرمانا اُنکا ہمکو قبول کرنا پڑا و نیز مشتاق زیارت خداوند بھی تھے پس اگر حاضر ہوئے لقا نے کہا کہ ہمنے یہی تقدیر کی تھی کہ ان دنون مین تم آکر حاضر ہوگے اور کارہاے نمایان کروگے اُن دونون نے عرض کیا کہ خداوند آپ نے ان بندگان خرابی کو اپنے اسقدر طاقت اور زور کیون عطا فرمایا اور اُنکے حال پر اسقدر رحم کیون آپ کرتے ہین کہ جو وہ گستاخانہ قدم حد ادب سے بڑھاتے ہین اور بلا زوال خداوند کو عاجز و مجبور کرتے ہین اب انکے مقدر مین کیا تقدیر ایسی نہین ہوسکتی کہ وہ سب مغلوب ہوجائین لقا نے کہا کہ ہم اپنی قدرت کے کھیل کھیلتے ہین اُنھون نے کہا تو پھر ہمارے ارادے یہ تھے کہ خداوندکی طرف سے لڑکر بندگان مغضوب کو سزاے واقعی دین وہ سب ارادے ہمارے بیکار ہین کیونکہ جب آپ ہی کو اُنکا غارت کرنا منظور نہین تو پھر وہ ہمسے کیا **افراسیاب** سے بھی نہ ہلاک ہونگے لقا نے جواب دیا کہ اگر مین اُنپر رحم نہ کرتا تو وہ پھر زندہ کیونکر رہتے مین نے تو اُنکو پیدا کیا ہی اگر مین ہی اُنسے خفا ہوجاتا تو ٹھکانا کہان تھا تمھین خیال کرو کہ دن بھر مین کتنے گناہ میرے کرتے ہو پھر مین سب معاف کرتا ہون وہ ساحر بولے کہ آپ نے جو فرمایا تو بالکل سچ ہی اگر آپ نہ رحم فرمائین تو کون رحم کرے لقا نے کہا اب مین بھی اُنسے خفا ہوگیا ہون مگر در پردہ اُنکا غارت کرنا منظور ہی چاہتا ہون کہ کسی خاص بندہ کے ہاتھ سے اُنکا استیصال کراؤن تاکہ بدنامی میرے واسطے نہو صدف و مروارید نے کہا یون تو ہم اُنکے غارت کرنے کی قابلیت نہین رکھتے ہین لیکن اگر خداوندکی نظر رحمت اور نگاہ عنایت ہمارے حال پر ہو تو البتہ ہم دم بھر مین اُنکو مٹا دین اور قہر خداوندی سے وہ خود برباد ہوجاوین لقا نے کہا ہمنے اُن سبھون کو اب تمھارے سپرد کیا تم جاؤ اور وہ جائین بلکہ اُن سبکی موت بھی ہمنے تمھارے ہی ہاتھ مین رکھی مروارید جادو نے اٹھکر مجرا کیا اور کہا اگر خداوند نے ہمارے حال پر یہ

عنایت فرمائی ہی تو پھر طبل جنگ بھی ہمارے نام پر بجوائیے اور ہماری جان فشانی کرنا ملاحظہ کیجیے
دیکھیے تو سہی کہ ہم کیا نئی طرح کی لڑائی لڑتے ہین بختیارک نے کہا اس بات کا تو ہمین یقین ہی
کہ تم جو چاہو گے وہ کر جاؤ گے مگر عیارون سے بچے رہنا کہ وہ ساحرون کے بھی اُستاد ہین
انھون نے جواب دیا کہ ملکجی ہم اُن ساحرون مین نہین ہین کہ عیار ہمارے اوپر عیاری کر سکین
ہم انکو بھی کھا جائینگے غرض اسی طرح کے لاف وگزاف یہ دونون مرتد کیا کیے جب گوہر کواکب صدف
شب کے بطن سے آبرو افزاے بازار فلک ہوے اور نور افشانی نگین مہر گم ہوئی
چھ سیارے پُر از چمک دمک ظاہر ہوئے کہ

ابیات

سحر گذری ہوا باتون مین دن خواب | دکھائی ماہ نے شکل جہان تاب | قمر لیکر ستارون کو پھر آیا
بتا کچھ مہر گردون کا نہ پایا

سر شام حسب ارشاد لقا نے بد انجام طبل جنگ بجا ہرکارے
لشکر اسلام کے خبر سنکر بارگاہ سلیمانی مین حاضر ہوئے اور سامنے امیر بلند احتشام و بادشاہ
عالی مقام زمین ادب کو چومکر عرض پیرا ہوئے کہ

نظم

باد بہار روے خزان پر طپانچہ زن
بےخوف تیرے عدل سے ذلیلین پا ہی ڈال
اژدر رہے ہین سہم کے یہان تک ضعیف و خشک

گلشن مین تیرے عدل سے ہر برگ ہی نہال
آہو کے دشت مین جو سنی ہی صدائے پا
کرتے ہین اُنسے مورچہ منہ مین سد اخلال

گر اسکو تو یقین کہ درندہ گزند کے
چھپنے کو بیر ڈھونڈھتے ہین جائے شغال

ای بادشاہ عالیجاہ دو ساحر
مروارید و صدف جادو قریب کوہ عقیق سرحد طلسم کے رہنے والے حسب اشتعالک سقاک مادر
زیور جادو آئے ہین بہت کچھ لاف وگزاف لب پر لائے ہین اب طبل جنگ گرما کر بجوایا ہی باقی خیر و عافیت ہی
یہ کہکر ہرکارے تو کنارے ہوئے اور حسب ایما شاہ جم قدر امیر نامور نے ابوالفتح عیار سے
ارشاد فرمایا کہ خداے مابزرگ ست تم جاکر ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجواؤ اور خبر گوش
دلاوران مین رزم کی پہونچاؤ ابوالفتح نے حسب دستور نقارخانۂ سلیمانی و سکندری مین آکر نقارۂ
اسکندری پر چوب لگائی جسکی صداے ہیبت زا سے زہرۂ عدو آب آب ہوتا تھا مروارید و صدف
بھی اپنے مقام پر اُچھل پڑے بختیارک نے کہا کہ یہ مسلمانون کی پہلی بسم اللہ ہی انھون نے
کہا کہ معلوم ہوا حمزہ بڑا جاہ و جلال رکھتا ہی اور اُسکے مقابلہ کے لیے بڑی ہوشیاری چاہیے یہ کہکر
خداوند لقا سے کہا کہ ہم سحر تیار کرنے اپنی بارگاہ مین جاتے ہین آپ یہان اپنے لشکر کی درستی

فرمائین یہ کہکر اپنے مقام پر اُٹھکر آئے اور بعد فراغ اکل و شراب دونون خوک کے خون سے نہائے پھر
اسباب ساحری لونگ آگ دھتورے کے پھل وغیرہ سامنے رکھکر مصروف سحر خوانی ہوئے لشکر مین
اُنکے ڈہرو بجنے لگا بیرون نے شور و غل مچایا کڑاہیان پونون کو دی گئین بھیٹین دیوتاؤن کو دی گئین
منتر کی جاپ ہونے لگی لشکر اسلام مین سلح خانے کھُلے بادشاہ سر شام ہی سے داخل شبستان ہوئے
سردار اپنے اپنے مقام پر آکر تیاری جدال و قتال کرنے لگے نیزون کا آج ارادہ ہوا کہ راست بازی
چھوڑ دیجیے سیدھی سیدھی تو یہ ہی کہ زبان سنان سے دشمن کو ٹیڑھی سنایئے تیرون نے کہا راستی
دکھا کر سینون مین گھر کیجیے خانہ تن سے جان عدو کو نکالکر در بدر کیجیے خنجر گلوگیری دشمن کا دعوی رکھتے
سر کشی کرنیکا ارادہ رکھے تیغین مثل اہل تواضع گردن جھکائے دل مین کاٹ پھانس کی ٹھہرائے نیمچہ
ہر طرف پلٹنون اور رسالون مین باجے بجتے نائے رزمی کا شور بلند نقیبون کی صدا خاطر بہادران
کے پسند شجاعت کا ڈنکا بجتا تلوار کا سکہ جاری ہر سمت تیاری میدان داری گھوڑون کی رکابین
اور تسمے وغیرہ درست کرائے جاتے دو پہر رات سے دلاور نہاتے ہر ایک مجاہد کفن سر سے پیٹے مشت
خاک گریبان مین ڈالے کہ یہی خاک بجائے لحد کے ہی اسی طرح لڑتے مرنے کا چرچا تا بہ سحر ہر بہادر
کی زبان پر رہا جب وہ وقت آیا کہ زرۂ آہن شب کو ترک دہر نے جسم پر سے اُتارا اور تیغ مہر کو
غلاف مشرق سے نکالکر چمکایا کہ ابیات

ہوا مشرق کی جانب آسمان لال ... شفق کا رنگ چمکا خوب فی الحال
ضیا شائع ہوئی نزدیک اور دور ... ہوا سُرخی سے پیدا شعلۂ نور

صبحدم امیر ذوی الاحتشام مسجد کرباس مین بیٹھے دعا کر رہے تھے
کہ جب خبرداروں نے مرکب اپنے اپنے طلب کیے تا کہ خدمت بادشاہ مین جاکر حاضر ہون شاطر
جو اسطبل مین آئے طرفہ ماجرا نظر آیا یعنے راجہ سالباہن کا ایسا کرشمہ دیکھا جتنے گھوڑے تھان پر کھڑے
دیکھے سب مٹی کے تھے نہ دست و پا مین قوت نہ تن مین حس و حرکت تصویرین گلی تھان پر کھڑی تھین
حسرتین اُنکے چہرون سے برستی تھین سائیس روتے پیٹتے سردارون کے پاس آئے اور عرض کیا
کہ حضور چلکر ملاحظہ فرمائین ہماری محنت آج فلک نے خاک مین ملادی گھوڑون کو مٹی کی تصویر
بنادی اب ہم کسکو آپکی سواری کے لیے لائین اور اتنا بڑا گلہ اسپان کہان ہی جو از سر نو مرکب ابھی
آئین سردارون نے جو اسطبل مین آکر دیکھا تو واقعی شاطرون کا بیان صحیح ہی ہر ایک گھوڑا پیکر

بیجان ہی تصویر آزری ہو سمجھے کہ یہ جو ساحران ناکام آئے ہین اُنھون نے بزور سحر گھوڑے مٹی کے بنائے ہین خیر دیدہ باید کہ چہ مشیود تن بہ رضینا قضا یہ کہکر سلیح سنجوگ سے آراستہ ہوکر جانب مسجد کبریا س روانہ ہوے یہان امیر مشغول وظائف الٰہی تھے کہ مقبل وفادار نے آکر عرض کیا یا امیر محتشم عالی ہمم آج طرفہ ماجرا گذرا ہی کہ کبھی ایسا سانحہ درپیش نہین آیا یعنے سب ساحر وغیر ساحر لڑتے تھے تو انسانون سے لڑتے تھے مگر گھوڑون اور جانوران لشکر سے بے قصور سمجھکر کوئی نہ بولتا تھا آج جملہ سرداران حضور پیدل آتے ہین گھوڑے سب کے مٹی کے ہوگئے ہین امیر نے یہ خبر سنکر فرمایا کہ جو مرضی میرے رب کی شیطانون سے سواے شیطنت کے اور کیا ہوسکتا ہی ساحران غدار نے یہ شعبدہ دکھلایا ہی یہ فرماکر تبرکات انبیا علیہم السلام جسم مقدس پر پیراستہ فرماکر باہر برآمد ہوئے اشقر دیوزاد فقط مٹی کا نہوا تھا دیوانہ بن قندس نے اسکو لاکر حاضر کیا امیر سوار ہوسے اشقر بھی اس طرح روان ہوا کہ جیسے کوئی گھوڑا خوب تھکا ماندہ ہوتا ہی امیر کے سوار ہونے کا غلغلہ ہوا کہ صاحبقران سوار ہوئے لیکن کوئی سردار آج جلو مین نہین ہی سردار جو پا پیادہ روانہ ہوے تھے جلدتر خدمت والانعمت امیر مین آئے اور مجرا کیا امیران سبکو پا پیادہ دیکھکر آبدیدہ ہوئے اور خلق صاحبقرانی متقاضی ہوا کہ آپ سوار ہوکر چلین بس آپ بھی اشقر پر سے کود پڑے اور پیدل سب کے ہمراہ جلوخانہ شاہی مین آئے یہان بادشاہ بھی شور گھوڑون کے مٹی کے ہوجانے کا سُن رہے تھے بہت جلد تشریف فرما ہوئے پردۂ عیش محل کی ڈیوڑھی کا چرچی کھینچا جلوس سواری شاہ لشکر اسلام برآمد ہوا پھر تخت شاہی کو کہارون نے کہاریون سے بدلوایا جب حضور عالم پناہ برآمد ہوئے امیر اور سردارون نے گردن بہر تسلیم علی قدر مراتب یکے بعد دیگرے خم کی شاہنشاہ نے بعد سلام لینے کے ہر ایک کو پیادہ ملاحظہ فرماکر دل مین خیال فرمایا کہ ہمنے جو حال مرکبان لشکر کا سُنا تھا وہ سچ معلوم ہوتا ہی بس یہ سمجھکر مضطربانہ درج دہن سے گوہر کلام درباب استفسار حال انکا سردارون نے عرض کیا کہ مرکب ہم سب کے مٹی کے ہوگئے ہین بادشاہ بھی تخت پر سے اُتر پڑے اور کہا ہم تم سب کے سردار ہین ہمکو بھی پیدل ہی چلنا مناسب ہی سردارون نے عرض کیا کہ ہم سب کا آپکی سواری کے ساتھ چلنا باعث افتخار ہی حضور کو مناسب نہین کہ پیدل داوگاہ مصاف تک تشریف لیجائین بادشاہ نے فرمایا کہ نہین بھئی آج یونہین چلنے کو جی چاہتا ہی اور اسمین تم لوگون کے لیے

کہنے کو بھی ہوگا کہ ہمارا بادشاہ آج پیدل جنگاہ مین آیا ہم کیونکر سوار ہوکر آتے خلاف ادب تھا ورنہ
ہمکو گھوڑے بہت ممکن ہوسکتے تھے سردار سب خاموش ہو رہے اور بہت سے محبت بادشاہ
اپنی جانب خیال فرما کر دل سے دُعا کرتے تھے کہ ای بادشاہ کون و مکان و خلاق زمین و آسمان
ایسے بادشاہ عادل رعیت نواز کو بجاہ و جلال تا بروز قیام سلامت باکرامت رکھنا آج کے دن
عجب رونق اس لشکر پیادگان کی تھی کہ شاہ اسلام قلب لشکر مین پیادہ روان سر پر چتر زرین
گردش کنان سردار گرد حلقہ کیے آفتاب کو ستارے گھیرے ہوے کوس دوما مے گینڈے اور
گاوان لشکر پر لدے تھے گھوڑے سب مٹی کے ہوگئے تھے نسیم سحری چلتی تھی شاہد شب کی زندگی میں
دو ایک سانسین باقی ہین فلک کجرفتار کا یہ ادنی ظلم ہے کہ شہسواران عرصۂ امارت و جلادت کو
آج پیدل پھراتا ہے اور با اُفتادگان کے سامنے اُن سرکشون کو بذلت تمام لاتا ہے غرض یہ لشکر
مع بادشاہ و امیر نامور کے عرصۂ کارزار مین آکر پہونچا اور حسب دستور صفوف آرائی فرمائی
اُسطرف بڑی دھوم سے سواری لقاے مردود کی آئی کوہیان اشرار گھوڑے اُڑاتے
تیغین چمکاتے ہمراہ تھے مروارید و صدف اژدران سحر پہ سوار پشت پر گئی ہزار ساحران
غدار نیرنگیان سحر کی دکھاتے آئے ملکہ زیور جادو بھی تخت پر سوار کنیزان و مصاحبین کو ساتھ
لیے ایک طرف آکر ٹھہری اور تخت لقا کا ہاتھیون پر کھچا ہوا قلب لشکر مین قائم ہوا اور مروارید
نے جو کل لشکر اسلام کو پیدل کھڑے دیکھا لقا کے سامنے آکر مجرا کیا اور بختیارک سے کہا
ملک جی دیکھو ہمنے کیسا انتظام کیا ہے کہ آج تمام سردار امیر کے پیادہ میدان مین آئے ہین اور
ہمارے لشکر کے سامنے ادنی کی طرح استادہ ہین آج البتہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بندگان مغضوب ہین
ورنہ بندگان مغضوب کا خاص بندون سے بھی زیادہ جاہ و جلال تھا لقا نے اُسوقت
اپنی ڈاڑھی پر ہاتھ پھیر کے کہا کہ ای بندگان قدرت یہ قدرت کی تقدیر کی ہوئی ہے تم سب نے
رات ہی بھر مین میری قدرت کو دیکھا کہ یون سے وون کر دیا بختیارک نے کہا کہ یا خداوند ہم مین
سے کون ایسا مسخرا ہے جو تجکو خداوند نہین جانتا اور تجھ مین قدرت نہین سمجھتا مگر ساتھ ہی اس
قدرت کے مین بھی تقدیر کیے دیتا ہون کہ اگر آج ہی تو نے لشکر حمزہ کو غارت کر دیا تو کر دیا ورنہ خوب
یاد رکھنا کہ پھر یہ بندگان مغضوب قلعۂ عقیق کوہ سلیمانی بھی چھین لینگے اور قدرت کو تقدیر گریز کرنا

ہوگی لقانے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی مرواریدنے عرض کیا کہ شیطان قدرت آج خوش ہین جو جاتے
ہین فرماتے ہین یہ کہکر اجازت خواہ برائے حرب وپیکار ہوا لقانے کہا کہ جا سپرد اپنے ید قدرت کے
تجکو فرمایا یہ کلمہ سنکر وہ کافر خاسر بسان خر پھولکر اثردر اُڑا کر میدان مین آیا اتنے عرصہ مین میدان
رزمی پاک وصاف ہوچکا صفین جم چکی تھین نقیب بولکر ہٹ گئے تھے کہ مرواریدنے وسط میدان
مین پہونچکر نہیب دی کہ ای بندگان معتوب ومغضوب درگاہ خداوندی آؤ میرے سامنے کیونکہ
تم اپنے جالتی جوت کے خدا کو دل سے اب بھول گئے ہو اور خداوند تمسے حد کا ناراض ہین دیکھو اور
خوب غور سے سمجھو کہ جس خداوندنے تم سبھون کے مرکبون کو آن واحد مین مٹی کا کردیا اور جان دارون
کو بیجان بنایا ہی پھر وہ تم خاک کے پتلون کو کیا مسخ نہین فرما سکتا ہی کیون اپنی بربادی اور خرابی
چاہتے ہو اب بھی کچھ نہین بگڑا ہی جو تم سب آکر سجدہ کرو اور خداوند کو معبود برحق اپنا جانو مین تم سبکا
قصور معاف کرادونگا اسکے جواب مین تمام لشکر اسلام نے لقاکو برا بھلا کہنا شروع کیا اور لچھا گالیون کا
باندھ دیا اُسوقت مرواریدنے کہا بس اب کچھ زبان سے نہ کہنا مین نے بہت برا کیا جو تمکو نصیحتانہ
سمجھایا آؤ اور زبان تیغ سے اب جواب وسوال کرو اور سزا اپنی زبان درازی کی پاؤ اس کلمہ پر سردار
اور فرزند امیر سب تو جھنجھلائے ہوئے تھے ہی قائم نے مشورہ کیا کہ اول تو مین جاتا ہون میرے بعد
کل لشکر میرا ہر طرف سے حملہ کرکے اس مرتد کو ٹکڑے ٹکڑے کرڈالے غرض چالیس ہزار آدمی اس کام
کے لیے منتخب فرماکر اپنا قدم آگے بڑھایا اور بادشاہ لشکر اسلام سے دست بستہ اجازت حاصل کرکے
ہیتر سے بدلتا بانکپن کی دکھاتا مقابلۂ حریف مین چلا جب کچھ دور میدان کو طی کیا مرواریدنے دیکھا کہ قریب
چالیس ہزار آدمی کے اس شہزادہ کے پیچھے پیچھے آتا ہی بس یہ دیکھکر سمجھا کہ ان مسلمانون کا ارادہ
بہت بدی کا معلوم ہوتا ہی چنانچہ رات کو ان دونون ساحران نابکار نے سحر تو تیار ہی کیا تھا اور اس
افسون کو آزمایا تھا کہ ای سحر ہارے جا اور جملہ مرکبان لشکر دشمن کو مٹی کا کردے سرداران اسلام
پر اسلیے شب کو سحر نہ کیا تھا کہ بہت سے آدمی بارگاہ سلیمانی مین رہتے ہین وہان سحر جانہ سکیگا اور دوسرے
سر میدان عالم عالم اُنکے حال زار کو دیکھیگا ذلت بیدل میدان مین آنے کی ہوگی بس اسوقت اُس
نابکار نے پکار کر کہا کہ یہ شہزادۂ قاسم ہین جو میرے سامنے آتے ہین از بسکہ یہ نبیرۂ خداوند لقا ہین
اُنکو زیادہ تکلیف دینا نہ چاہیے یہ کہکر اژدر پر سے اپنے اُترا اور ایک لکیر زمین پر اپنے اور قاسم کے

مابین مین کھینچکر پکارا کہ یہ شہزادہ بھی مع اپنے رفقا کے مرکبون کی طرح مٹی کا ہوجائے اس کہنے کے
ساتھ ہی قاسم مع اُن چالیس ہزار آدمیون کے مٹی کا ہوکر ایک ہی مقام پر جمگیا میدان جنگ
تصویر خانہ بنا مرقع لڑائی کا مصور سحر نے کھینچدیا امیر نے یہ معاملہ جو دیکھا کلیجہ منھ کو آیا اور قصد کیا
کہ اسم اعظم کا پانی ان تصویرون پر چھڑکوائین لیکن ہزارون آدمیون پر دفعتہً پانی چھڑکنا ممکن
نہ تھا دوسرے یہ بھی جانتے تھے کہ اکثر سردار سامنے ہمارے قتل ہوگئے ہین اور پھر زندہ آکر ہم
سے ملے ہین یہ مٹی کے سردار اب سحر کے پتلے ہین اصل نہین ہین یہ سمجھکر خاموش ہو رہے اور
اُدھر مروارید نے پھر نعرہ کیا کہ اور ای مسلمانان تم سے جسکو تمنائے مرگ ہو وہ میرے سامنے آئے
یہ سنکر دست راست کی صف کے کل لشکر جلوہ گری پہ آئے اور دارائے دولت آرائے صاحب
گرز گران جانشین حمزہ صاحبقران لندھور بن سعدان نے قدم اپنا آگے بڑھایا بادشاہ سے
اجازت میدانداری حاصل کرکے گرز کو ہتوانسے ہوئے چلا اسکے پیچھے پیچھے بھی ہندیون نے قدم بڑھایا
اسلیے کہ حکم امیر بھی نسبت ساحر کے ہی کہ عیار مکاری اور عیاری کرکے بہرصورت جسطرح چاہین
اسکو ہلاک کرین چنانچہ دس ہزار آدمیون نے ہمراہ لندھور جانیکا ارادہ کرکے قدم بڑھایا تھا کہ
مروارید نے کہا یہ شخص بھی زبردست ہی مالک ہندوستان جانشین صاحبقران ہی اسکو بھی تکلیف
دینا نازیبا ہی یہ کہکر زمین پر اُتر کر لکیر کھینچدی اور پکارا کہ خط کشش یہ بات ہی کہ لندھور بھی مع اپنے
ملازمون کے جو میرے سامنے آتے ہین مٹی کے ہوجائین یہ کہتے ہی لندھور اور پچاس ہزار
آدمی مٹی کا ہوکر میدان مین کھڑا رہگیا یہ حال جو امیر نے دیکھا رو دیا پھر دل سے کہا کہ جو مرضی
مالک بر و بحر کی اُسطرف اب تار بندھ گیا مروارید نے پھر نہیب دی ایک ایک رومی اور مغربی
وغیرہ سردارون نے نکلکر اس خاکدان دنیا کو خاکہ تصاویر مرقع آدمیان دہر بنادیا اسی طرح جو
نکلا اور مقابلے مین اُس ساحر کے گیا مٹی کا ہوگیا اُسوقت اس کافر نے پکارکر
کہا کہ ای حمزہ دیکھا تو نے کہ کیا نقشہ تیرے حمایتون کا ہوا امیر نے ارشاد فرمایا کہ او کافر بدزبان
تو مجکو ایسے شعبدون سے کیا دھمکاتا ہی مین ہرگز نہ ڈرونگا اگر ایک دم میرا باقی رہ جائیگا تو بھی
تجھ پر اور تیرے خداوند پر سوائے لعنت کے اور کچھ نہ کہونگا مروارید نے خفا ہوکر مبارزطلبی کی
غرض رومی و مغربی و گجراتی و اصفہانی جو مقابل مین گیا مٹی کا ہوگیا یہ ماجرا دیکھ کر بختیارک بھولا

اور گویا ہوا کہ یا خداوندا اب تقدیر آپ نے سیدھی کی وگرنہ آجتک تو ہم غضب خداوندی مین گرفتار تھے مگر اب دشمن بھی مبتلاے بلا ہوے اسی طرح لڑتے لڑتے وہ دن تمام ہو آیا شہسوار توسن فلک نے زین زرین مہر کو پشت سبزہ فلک سے کھولنا چاہا

بیت

رہی کم دن کی باقی زندگانی
چلا پھر شہسوار آسمانی

اُسوقت طبل آسایش مروارید نے بجوادیا اور کہا اب پھر چلنا چاہیے کل حمزہ کی بھی مین تدبیر کرلون تو نام ان بندگان مغضوب کا صفحۂ ہستی سے مٹادون بختیارک نے کہا یہی کرنا واجب ہی شاباش تم بڑے سمجھ کے آدمی ہو کس لیے کہ جبتک حمزہ کی فکر نہوگی لشکر اسلام کا غارت ہونا غیر ممکن یہ باتین کرتے ہوے لشکر لیکر پھرے اور پڑاؤ پر آکر لشکر نے کمر کھولی اور لقا داخل بارگاہ ہوکر تخت خدائی پر بیٹھا مروارید اور صدف بھی آکر بیٹھے اُن دونون کو لقا نے خلعت گرانبہا عنایت فرمایا ساقی و مطرب حاضر ہوئے جلسۂ عیش و مسرت گرم ہوا ادھر امیر نے بادشاہ اسلام کو سمجھا کر شبستان مین بھیجا اور آپ اُسی مقام جنگاہ پر کہ جہان سب مٹی کے ہوگئے ہین خیمہ استادکراکر فروکش ہوے اور وہ لوگ جو مٹی کے ہوگئے تھے اُن سب کے اوپر بھی خیمے استادکرداے لشکر اسلام مین ہر شخص ملول و غمگین تھا اور اپنے سردارون کے لیے مصروف دعا بدرگاہ رب العالمین تھا محلات مخدرات مین یہی کہرام برپا تھا ہر ایک شہزادی اپنے وارث کے لیے روتی تھی اور اشکون سے منھ دھوتی تھی اور دعا کرتی تھی یہان کی یہ کیفیت ہی لیکن اُسطرف جب دماغ ہر ایک کا بادۂ ناب سے گرم ہوا بختیارک ایک ہی نطفۂ شیطان ہی اُسکو قرار کب پڑتا ہی اُسنے پھر وہی ذکر چھیڑا کہ اے مروارید ہمنے سنا ہی کہ حمزہ آج میدان جنگاہ مین فروکش ہوا ہی پھر دیکھو کسقدر محبت اپنے سردارون سے رکھتا ہی یقین ہی کہ وہ ہم لوگون کے ٹکڑے ٹکڑے اور پرزے پرزے اُڑادیگا پس اُسکی فکر جملہ واجبات سے ہی کس واسطے کہ وہ صاحب اسم اعظم ہی اور حرز ہیکل بھی اُسکے پاس موجود ہی سحر اُسپر کسی کا اثر نہین کرتا زبردست ایسا ہی کہ اُسنے دیوون کو مارا ہی اگر آج اُسکی تدبیر نہوئی تو کل تم وہ روز بد دیکھوگے کہ کبھی کسی نے نہ دیکھا ہوگا یہ باتین سنکر صدف جادو نے کہا ملک جی تم سچ کہتے تھے حمزہ تو اتنا بڑا صاحب طاقت بھی ہی اگر کوئی ضعیف سا ضعیف دشمن ہو تو اُس سے بھی غفلت سراسر حماقت کی نشانی ہی اچھا مین جاتا ہون اور اسم اعظم بند کرکے حمزہ کو قید کیے لیتا ہون یہ کہکر اپنی سحر کی جھولی سے ایک

شیشہ نکالا اور اُٹھکر جانب لشکر امیر روانہ ہوا اتفاق سے عیاران لشکر اسلام کہ ہر وقت بارگاہ دشمن مین بہ امر جاسوسی رہتے ہین اُسوقت سرہنگ مصری صورت بدلے ہوے بارگاہ لقا مین موجود تھے اُسنے گفتگو بختیارک کی سُنی اور صدف کو جاتے دیکھکر یہ بھی اُسکے پیچھے چلا اور ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر تنہائی کے مقام پر پہونچکر آواز دی کہ ای صدف جادو ٹھہر جا جو کچھ مروارید جادو نے کہا ہی وہ سُن لے صدف اُسکے پکارنے سے ٹھہر گیا اور یہ قریب اُسکے پہونچا اور کہا مروارید نے کہا ہی کہ رات کا وقت ہی تم بیگانے گھر پر جاتے ہو بہت ہوشیار رہنا اور اپنے تئین عیارون سے بچانا کہین ایسا نہو کوئی عیار دھوکا دیکر تمھارے دشمنون کو زک پہونچا دے صدف نے کہا مین بہت ہوشیار ہون تم جاکر کہدو کہ آپ خاطر جمع رکھین میرا کوئی کچھ نہ کر سکیگا اُسنے کہا کہ تم خاک ہوشیار ہو دیکھو ابھی وہ پیچھے کھڑے ہین صدف نے اُسکے کہنے سے پیچھے پھر کر دیکھا اُسنے ساتون حلقے کمند کے گانٹھ کر مارے کہ اُسکی گردن مین پھنسے ہوے وہ گھبرا کر ادھر پھرا اُسنے بیضہ بیہوشی منھ پر مارا وہ بیہوش ہوکر گرا عیار مذکور نے پشتارہ مین اُسکو باندھکر پشت پر لادا اور لیکر بھاگا ایک صحرا مین لاکر پشتارے کو زمین پر دے مارا صدف کو کھولکر خنجر سے گردن اُسکی رگڑی مگر کسی طرح گلا نہ کٹا جب تو یہ گھبرایا اور پھر اُسکو پیٹھ پر لادکر بھاگا یہان تک کہ اپنے لشکر مین آیا از بسکہ رات کا وقت تھا ایک نانبائی کا تنور گرم ہو رہا تھا اور شعلۂ آتش اُسمین سے اُٹھتے تھے اُسنے پشتارہ مع صدف اُس تنور مین ڈال دیا کہ وہ جلکر خاک ہوا اور بیرون نے اُسکے غل مچایا آواز دار و گیر کی بلند ہوئی نانبائی دوکان چھوڑکر بھاگا اور سرہنگ امیر کے پاس آیا سب حال صدف کے مارنے کا معرض بیان مین لایا کہ اس طرح وہ آپکے اسم اعظم کو قید کرنے کو آیا تھا مینے اُسے واصل جہنم کیا اس حال کو سنکر باوجودیکہ امیر باتوقیر رنج و صدمہ مین تھے مگر ہنس پڑے اور اُدھر بیروتے ہوئے سامنے مروارید کے گئے اور پکارے کہ صدف جادو سرہنگ مصری کے ہاتھ سے خداوند لقا کی بہشت مین گئے یہ سنکر اُسکو ایک سناٹا آیا بلکہ یقین تھا کہ کلیجہ پھٹ جائے آب و تاب چہرہ کی جاتی رہے موتی کی طرح گرج کر بغضب تمامتر اُس مادر قحبہ نے ایک بیضۂ سحر جوڑے سے نکال کر جانب آسمان پھینکا کہ وہ بیضہ اوپر جاکر پھٹا اور اُسمین سے دھوان نکلا اور وہ دھوان ابر بنا اور جاکر لشکر امیر پر محیط ہوا اور اُسمین سے پانی برسنے لگا وہ پانی بھی عجب سنگدلی کی تاثیر

رکھتا تھا کہ تمام لوگ لشکر امیر کے ادنیٰ سے اعلیٰ تک سب بیہوش ہو گئے سوائے امیر کے کوئی ہوشیار نہ تھا اور لمحہ بھر مین وہ پانی کی طغیانی ہوئی کہ پناہ پانی مشکل پڑی ہوا چلتی تھی وہ یون پانی کو گھیر کر لاتی تھی ہوشیاران عالم کو بیہوش بناتی تھی ہوشیاری کو خواب سحر نے بہا دیا تھا دریاے غفلت اُمڈا ہوا تھا آسمان سے پانی کے ساتھ بیہوشی برستی تھی ہوشیاری اُس لشکر مین قدم رکھنے کو ترستی تھی کہ بموجب

ابیات

ماننده سر شک بادل اُمڈے
ہر چشمہ آنکھ مین تھا ڈھلکا
دھارا تھا ہر ایک سیف کی دھار
چشمے آنکھین دکھا رہے تھے

جس طرح سے جنگ کو دل اُمڈے
چھائی جو گھٹا بڑھا غم و درد
تھی باڑھ پہ تیغ بحر زخار

پیمانۂ بحر بھر کے چھلکا
تبخیر بڑھی چلی ہوا سرد
سر تن کے حباب اُٹھا رہے تھے

اس بارش ابر سحر مین امیر اسم اعظم پڑھتے جاتے تھے مالک بر و بحر کو یاد فرماتے تھے کہ یکایک ہواے سرد کے جھونکے آئے بعد اسکے کچھ شعلے چمکے مرواریدجادو کو سامنے استادہ پایا اور وہ کافر خاسر پکارا کہ ہی کوئی ایسا بہادر خدا پرستون مین جو میرے سحر کو رد کر سکے اور میرا سامنا کرے امیر یہ سنکر قبضہ شمشیر تھام کر کھڑے ہوے فرمایا کہ او احمق کیون دیوانہ ہوا ہی ابھی تو مین تیرا سر توڑنے کو موجود ہون جب تیرا جی چاہے مجھسے لڑے مرواریدنے کہا خیر حال تیرا معلوم ہوا تو نہایت سخت جان ہی اب مین تیری بھی فکر کرتا ہون پھر سب کو ایک ہی مرتبہ قتل کرونگا یہ کہکر غائب ہو گیا اور بارگاہ مین آیا ماجراے گذشتہ زبان پر لایا بختیارک نے حال سنکر کہا کہ ای مروارید کیا غضب تونے کیا کہ سبکو چھوڑ کر چلے آئے سب کو مار ڈالتے پھر امیر سے سمجھ لیتے مرواریدنے کہا کہ یہ بات مناسب نہ تھی مین امیر کو پکڑ لاون تو سبکو قتل کرون جسمین کوئی دغدغہ باقی نہ رہے یہ کہکر بیٹھا اور زائچ دیکھنے لگا مگر اسم اعظم بند کرنے کی فکر مین ہی اب اسکو تو اس حال مین رہنے دو لیکن دو کلمہ داستان شاہ عیاران عیار عمرو بن اُمیہ نامدار کے سنو

نظم

کہان ہی ای مرے غمخوار ساقی
ترقی ہو مرے کیف بیان کو

مجھے بھی مے دے کر سرشار ساقی
لکھون پھر مین فسانہ ایک رنگین

وہ مے دے تا کہ بھولون دو جہان کو
ہو جسکے زیور معنی سے تزئین

آرایش دہندگان عروس سخن وہر ہفت سازان زیور شاہد انجمن معشوقہ دلفریب کلام کو محفل بیان مین اسطرح جلوہ طراز فرماتے ہین اور آئینۂ مضمون کو یون دکھاتے ہین جب شاہ عیاران

عیار بیک طرار عمرو باوقار بیابان گلریز مین پہونچے اور معمار قدرت کو زنبیل مین ڈالدیا تو
اُسوقت جہاندار نے انکو گرفتار کرایا اور چاہا کہ قتل کرے اُسوقت شبیہ جمشید کی طرف سے آفتاب
جادو آیا اور اُسنے حکم دیا کہ عمرو کو کوہ عقیق مین بھجوا دو چنانچہ بموجب اُسکے حکم کے جہاندار نے
ایک بچہ سحر کو حکم دیا کہ اسکو لیجا کر کوہ عقیق مین چھوڑ آ وہ بچہ خواجہ کو لیکر روان ہوا اور دامن کوہ عقیق
مین لاکر چھوڑ دیا اب خواجہ نے تئین اوپر عقیق کوہ کے پایا اور دیکھا کہ لشکر امیر کا سامنے پڑا ہوا ہی اور
بارگاہ لقا مین طبل اور نقارے خوشی کے بج رہے ہین تمام کفار خوش و خرم پھر رہے ہین یہ ماجرا
دیکھکر اسکو یقین ہوگیا کہ خوامخواہ کسی طرح کی خوشی ان کفارون کے تئین ہوئی ہی خدا خیر کرے
ذرا چلکر خبر لشکر امیر کی تو دریافت کر کہ وہان تو کوئی امر رنج کا ظہور مین نہین آیا ہی کہ یہ سب خوش
ہو رہے ہین یہ سوچکر لشکر امیر مین جو آیا تو دیکھا کہ ہزارہا آدمی مٹی کے کھڑے ہوے ہین اُسکو
کمال حیرت ہوئی اور وہان سے آگے بڑھا تو دیکھا کہ تمام لوگ لشکر کے مع ددو کاندار وغیرہ سب
بیہوش اور مدہوش اوپر زمین کے برلب فرش پڑے ہوے ہین یہ ماجرا دیکھکر عمرو کو اندیشہ
تردد دامن گیر ہوا اور گھبرا کر اندر ایک خیمہ کے جو گیا تو دیکھا کہ امیر با توقیر یکہ و تنہا کھڑے ہوے
زیر آسمان دونون ہاتھون کو اُٹھائے ہوے ساتھ گریہ و زاری کے اس طرح سے پکار پکار کر کہہ رہے
ہین کہ ای خلاق ہر دو عالم تو اس امر سے خوب آگاہ ہی کہ یہ عبد ذلیل اور حقیر جاروب کش خانہ
کعبہ کا ہی اور یہ مرتبہ اور حکومت جو کچھ کہ تو نے اپنی عنایت سے اس بندہ ناچیز کو عنایت کی ہی
فقط تیری یہ بندہ نوازی تھی ورنہ مین اس لائق کا ہیکو تھا کہ جو ایک سردار بھی ایسا مجکو میسر آتا
بس امیدوار ہون کہ اگر تو نے میرے حال کے اوپر نوازش فرمائی ہی تو پھر اس میرے نام کو
برقرار رکھ اور یون تو بہر صورت تو مالک ہی مین تیرا ہر حال مین شکر گذار ہون جو کچھ کہ میرے
حق مین بہتر سمجھو وہ ہی کر کہ مین تیرا تابعدار ہون مجکو کیا عذر ہی اس تقریر کو عمرو نے جو سُنا تو اُسکو
تاب باقی نہ رہی کہ عاشق حمزہ کہلاتا ہی بیتاب ہوکر پکارا کہ ای آقائے عمرو یہ غلام بھی تیرا حاضر ہی
امیر نے جو آواز کو عمرو کی سُنا تو بیقرار ہوکر دوڑ پڑے اور عمرو کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ ای یار وفادار
و مونس غمگسار حمزہ قسم ہی اُسی پیدا کرنے والے کی کہ جسنے ہمکو اور تمکو خلق کیا ہی کہ شب و روز
تمھاری ہی یاد مین بستر ہوتا تھا اور بے اختیار دل ملاقات کو چاہتا تھا اگر شکر ہی اُس پروردگار کا

اور لاکھ لاکھ احسان ہی اُسکا کہ وقت اخیر تو ملاقات ہو گئی عمرو نے بھی یہ حال امیر کا دیکھکر اپنے تئین
بے حال کر دیا اور بعد جزع و فزع بسیار کے مستفسر ہوا کہ یا امیر خیر تو ہی امیر نے جملہ ماجرائے جنگ
مرواریدہ بیان کیا عمرو نے کہا کہ یا گل بوستان صاحبقرانی آپ کسی پھول مین مثل بو کے
پوشیدہ ہو جائیے مین جا کر باغ ہستی پر اُسکے خزان لاتا ہون اور نخل ہستی ساحر نابکار کو خنجر ظلم
سے قطع کرتا ہون امیر نے فرمایا کہ پوشیدہ ہونا کام بہادرون کا نہین مین خود تلوار پکڑ کر نکلتا ہون اور اُس
فوج بیحیا پر گرتا ہون اگر خدا حامی و مددگار ہی تو یہ ساحر کیا نابکار ہی ان باتون مین عمرو کی نگاہ رخسار
بے نظیر امیر با توقیر پہ پڑی دیکھا کہ گل رخسار مرجھایا ہوا ہی معلوم ہوتا ہی کہ بڑی دیر سے کچھ نوش نہین
فرمایا ہی یہ دیکھکر عرض کیا کہ یا امیر آپ نے کچھ تناول نہین کیا ہی عمرو کی اس بات سے امیر ہنس
پڑے فرمایا کہ بھلا جسکے اوپر ایسا سانحۂ عظیم گذرے اور اُسکے جگر بند یون مبتلائے مصیبت ہون
اُسکو کھانے پینے سے کیا خاک رغبت ہو عمرو نے کہا حمزہ فرزند دلبند مرجاتا ہی جب تو کھانا کھاتے ہین
برائے خدا کچھ تو نوش کیجیے یہ سب انشاء اللہ رہا ہوے جاتے ہین مسحور بہ سحر ہین یہ کہکر کچھ کلیچہ اور کباب
زنبیل سے نکالے اور قسم وغیرہ دے کر امیر کو کھلائے پھر نار اللحم کا جام دیا کہ امیر نے پیا انمین بیہوشی
ملی تھی امیر بیہوش ہو گئے عمرو نے آپ کو اُٹھا کر زنبیل مین ڈال لیا اور وہان سے جانب صحرا روانہ ہوا
اور ایک درہ مین پہاڑ کے آکر ٹھہرا اور ہاتھ کو سونگھا اور ہاتھ کی پیٹھ کو سونگھا تین سو ساٹھ ساحر تازہ دم
دست بستہ سامنے آئے ایک کو اُنمین سے پسند کیا اور رنگ روغن عیاری لگا کر صورت اپنی مثل
ایک اتیت کے بنائی کانون مین کنڈل ڈالے اور ہاتھون مین لوہے کے کڑے پہنے فولادی کوپھنی
باندھے ہوے زنار باہر نکلے ہوے لنگوٹا کسا ہوا مونچھین بڑی بڑی ہاتھ مین کھپر سلگتا ہوا با این
ہیئت گدائی جانب لشکر لقا روانہ ہوا جب قریب بارگاہ لقا پہونچا پکارا کہ ابے او حرام زادے
نطفہ حرام ولد الزنا مروارید جادو تو کہان گیا ہی ایسی جوتیان مارونگا کہ فرش ہو جائیگا اُسکے
گالیان دینے سے لشکر کے لوگ گردا گرد جمع ہو گئے اور کہا کہ مروارید نے اب کا کیا گناہ کیا ہی کہ گالیان
دیتے ہو اتیت نے کہا وہ کمبخت اندھا ہو گیا ہی دیکھتا نہین ہی کہ چھپکلی کے پیٹ سے رات نکلتی ہی
اور بھینس انڈے دیتی ہی اسی طرح کی باتین مہمل لوگون نے سنین سمجھے کہ دیوانہ ہی اور ہر کارون
نے دوڑ کر بارگاہ مین خبر مروارید کو پہونچائی کہ ایک اتیت اب کو گالیان دیتا ہوا آتا ہی اُسنے کہا

آنے دو کوئی خبر نہو کیونکہ وہ کوئی بندہ مقبول خداوند ہی اس اثنا مین اتیت اندر بارگاہ کے آیا اور یہان بھی خوب سی گالیان مرواریدکو دین مروارید نے کہا یہ کوئی سودائی ہی یہ کہکر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ آپ تشریف لائیے تو آیئے یہ سودائی پن چھوڑ دیجیے اتیت نے کہا سودائی تو اور تیرا باپ مین دوسرے لقا کے پاس سے آیا ہون بھلا یہ مین تجھسے پوچھتا ہون کہ لشکر مسلمانان کو تو نے کس کے کہنے سے غارت کیا مروارید نے کہا تم بیٹھو تو مین بتاؤن تم تو دیوانے پن کی باتین کرتے ہو اتیت نے کہا پھر تو نے وہی کہا دیوانہ تو آپ ہوگا اسمین بختیارک نے کہا کہ اتیت صاحب انکو گالیان نہ دیجیے انھون نے بڑا کام کیا اتیت نے کہا اسی لیے مین اسے گالیان دیتا ہون کہ ابتک انکے سر کیون نہ کٹوا ڈالے میری عمر ایک ہزار چارسو برس کی ہی اور اسی سال امان جان نے دودھ بڑھائی کی اب اسے لازم ہی کہ جلد سب کا کام تمام کرے مروارید نے کہا پہلے اسم اعظم حمزہ بند کرون پھر جیسا آپ کہتے ہین مین وہی کرونگا ان باتون مین بختیارک کی بائین پسلی کے تلے رگ مادر بختائی پھڑکی گھبرا کے اِدھر اُدھر دیکھنے لگا اور پکارا کہ یارو کچھ ہو نہو وہ آگئے مجھے ہوا پھری ہوئی معلوم ہوتی ہی یہ کہکر کھڑا ہو گیا اور رقید اُتار کر ناچنے لگا اور کہا کہ مروارید جلد مسلمانون کو چھوڑ دے نہین ورق اُلٹا چاہتا ہی کوئی دم مین نہ تو ہی نہ لقا ہی لوگ حیران ہوے کہ ملک جی کو بیٹھے بیٹھے یہ کیا ہوا ابھی تو اچھے تھے دیوانے کیون ہو گئے اسمین بختیارک نے اتیت سے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہی اتیت نے کہا مجھے عمرو جادو کہتے ہین عمرو کا نام سنکر ملک جی کا دم نکلگیا اور عمرو نے کہا ملک جی پھر ذرا تم الگ چلو تو مجھے کچھ تمسے کہنا ہی بختیارک انکے ساتھ گوشۂ بارگاہ مین مقام تنہائی پر آیا عمرو نے وہان کہا ملک جی مزاج تو اچھا ہی بختیارک نے کہا دعا کرتا ہون اُسوقت عمرو نے بائین آنکھ کا تل دکھایا کہ بختیارک کے رہے سہے حواس منتشر ہو گئے اور قدم پر عمرو کے گرا اور کہا حضور مین تو آپ کا غلام غلام کا غلام بلکہ احتلام ہون مارے اس لقا بڑچڑ کو ہرچند مین منع کرتا ہون کہ اپنی حرم زدگی سے باز آ نہین مانتا اب آپ کی جوتیان کھائیگا تو سیدھا ہوئیگا اور غلام نے بیس ہزار روپیہ بارہ ہزار اشرفی اور بہت سا جواہر بدریان دوشالون کی حضور کے لیے رکھی ہین آپ تو جانتے ہین مین چھ مہینے پیشتر سے مسلمان ہون یہ کہکر کلمہ پڑھنے لگا عمرو نے کہا بھئی تمھارے سبب سے کچھ قرض ہمارا ادا ہو جائیگا مگر تو دورنگی منافق ہی خیر او نطفہ حرام اگر کسی سے یہ راز کہا تو مار ہی ڈالونگا بختیارک نے کہا کیا طاقت جو زبان پر بھی آئے یہ کہکر

عمرو وہان سے بارگاہ مین آکر کرسی پر بیٹھا بختیارک بھی آکر اپنی جگہ پر متمکن ہوا اور پکارا کہ صلواۃ
بر محمد لعنت بر لقا مسخر کوہی نے کہا کہ ارے تو ہمارے خداوند کو کیون کہتا ہی بختیارک
نے کہا یہ تو قدیم سے مثل چلی آتی ہو ایک دن تم بھی یہی کہو گے اور لقا سے اشارون مین کہا کہ
وہ عمرو آیا ہی یہ کیسی تقدیر تو نے کی اُس گیدی نے کان مین اِسکے کہا کہ اگر یہ تقدیر نہ کرتا تو کیا کرتا
مجکو منظور نہین کہ سب بندے میرے قتل ہو جائین بختیارک نے مرواریدجادو سے سب
بیان کیا کہ جلد خبر لے عمرو آگیا اُسکو یقین نہ آیا مگر سوچا کہ اس اتیت کو گرفتار کر لینا چاہیے پھر
آگے سمجھ لینگے یہ سوچکر اپنی کمر سے رقعہ جمشیدی نکالا اور اُسمین دیکھا معلوم ہوا کہ یہ امر سچ ہی بس
ماش کا دانہ نکالکر سحر پڑھنے لگا اور پکارا او نابکار کہان جائیگا میرے ہاتھ سے عمرو بھی کرسی پر سے
سنبھلکر کھڑا ہو گیا اُسنے وہی ماش کا دانہ جو مارا عمرو کے آدھے دھڑ کا دم نکل گیا عمرو نے جلد زنبیل سے
امیر کو نکالا اور ہوشیار کر کے کہا کہ یا امیر مروارید سے سمجھ لیجیے صاحبقران از بسکہ میدان جنگ مین
مسلح و مکمل آئے تھے اسوجہ سے اسوقت بھی ہتیار لگائے تھے بس عقرب سلیمانی کھینچکر ساحر پر
حملہ آور ہوے اور اسکے حربہ کو رد کر کے ہاتھ مارا کہ تلوار سر پر بیٹھکر ٹانگون سے نکل گئی دو پرکالہ ہوے
اُسکے مرنے کا شور و غوغا برپا ہوا آواز آئی کہ مارا مروارید جادو کو تمام عالم مین تاریکی چھا گئی اسی
تاریکی مین لقا تو تخت پر سے کود کر بھاگا اور امیر نے نعرہ اللہ اکبر کہا سرداران لقا ہمیشہ سے لوہا مانے
ہوے ہین یہ بھی رو بفرار لائے اور امیر قتل کرتے ہوئے انکو چلے باہر لشکر لقا شور و غوغا سنکر تیار ہونے
لگا جلد جلد کمر بندی ہوئی اور اُسطرف مروارید کے قتل ہونے سے لشکر اسلام پر سے سحر اُتر گیا سب
ہیئت اصلی پر آئے اور گھوڑے بھی جو مٹی کے ہو گئے تھے بدستور قدیم جاندار ہوے شاطرون نے
جلد مرکبون کو پاس سرداروں کے پہونچایا ہر ایک شیر بیشۂ شجاعت نہنگ بحر جلادت سوار ہو کر
قلزم جنگ مین بہر شناوری روانہ ہوے یہان امیر لشکر شریر لقا سے مقابل ہوے تھے کہ لشکریان
اسلام آگئے اور دو لشکرون مین باہم زد و کشت شروع ہوئی نعرۂ بہادران سے گنبد لیلی سائبان
آسمان لرزان تھا دشت و کوہ ہلتا تھا گرد سیاہ سے دنیا تاریک تھی تلوار کی چال ڈھال پر بہادر
مرتے تھے تیغ کے نیچے سر دھرتے تھے زبان شمشیر و سنان و تیر سے صدائے وھاوہ اور زہازہ آتی تھی
فرط خوف سے جان جاتی تھی محیط رزم مین ہر بہادر غوطہ زن تھا تلوار کا سر دست جان کا دشمن تھا

ہر سمت کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگے تھے دریا خون کے بہے تھے یہ نقشہ تھا کہ ابیات

یکے حملہ بردند از آسمان کہ کوہ
بدرید از آواز ایشان گروہ
تو گفتی کہ دریا بجوش شد ہمین

سپہر روان خون خروشد ہمین
چکا چاک برخاست بانگ سران
ہمان زخم شمشیر و گرز گران

ازان کافران کشتہ شد لشکرے
ہران کس کہ بُد زان دلیران سرے
ہمہ کشتگان رابہم درفگند

تلے گشت برسان کوہ بلند
ہمہ قلب گہ پاک درہم درید
درفش سپہدار شد ناپدید

زمین سربسر گفتی از جوشن است
ستارہ ز نوک سنان روشن است

لقاے کمرہ مع سرداران روسیاہ تاب مقاومت نلا سکا جانب قلعہ کوہ عقیق بھاگ کر روانہ ہوا غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار مال و اسباب کفار غارت کر کے خیام و بارگاہ جلا کر اپنی بارگاہ کی طرف پھرے طبل آسایش پر چوب پڑی امیر عمرو پر سے زر نثار کرتے ہوے جب روانہ ہوے عمرو نے کہا کہ یہ مال کیون غارت کرتے ہو جو کچھ لٹاتے ہو ہمین کو دے دینا ایک رات کی تو ہماری تمھاری ملاقات ہے اسی طرح کی باتین کرتے ہوے بارگاہ سلیمانی مین آئے لشکر نے کمر کھولی سردار اپنے اپنے خیمون مین جا کر آسودہ ہوے بادشاہ بھی داخل شبستان ہوے شب بھر آرام فرمایا دوسرے روز جب چادر مشک فام سے شاہد روز نے چہرۂ روشن اپنا دکھایا جہان کو منور فرمایا کہ ابیات

چو برزور دریا درفش سفید
ستارہ شد از تیرگی نا امید
خروش آمد از نائے روز گاو دم

ہمان نعرہ پیل وروئینہ خم

صبحدم شہنشاہ گیتی ستان سریر جہانبانی پر آ کر جلوہ فرما ہوے عمرو بھی حاضر دربار ہو کر کرسی پر متمکن ہوا سب سردار سالار اپنے اپنے مقام پر آ کر بیٹھے امیر دنگل ناد عنبر پر جلوہ فرما ہوے عمرو کو خلعت بہت بھاری عنایت کیا سب سردار گلے سے عمرو کے ملے اور کرب غازی کو عمرو نے خوب سا گلے لگایا کرب نے حال اسد کا پوچھا عمرو نے کہا کہ یہ تو بڑی داستان تھی مگر اسد زندہ ہین یہ کہکر حال افراسیاب و کوکب وغیرہ کا بیان کیا غرض بادشاہ نے حکم عیش و یا صحبت رقص و سرود کی برپا ہوئی جام مے گردش مین آیا اُسطرف لقا ہزیمت خوردہ قلعہ کوہ عقیق مین آ کر چھپا تھا دوسرے دن سب لشکر بھاگا ہوا مجتمع ہوا اور اس گبر کو پھر سب نے تخت خدائی پر بٹھایا سردار وغیرہ اُسکے بھی جمع ہوے سلیمان عنبر مین ہو نے جا بجا نامہ بنا بر طلب امداد روانہ کیے اور حکم ترتیب مجلس عیش دیا

داستان شوکت بیان لوٹنا بختیارک کو عمرو کا اور ملاقات کرنا ملکہ سرو سیمین تن اپنی زوجہ سے پھر پکڑ لیجانا مواج جادو کا عمرو کو طلسم ہوش ربا مین اور مارنا معمار قدرت کا مواج جادو کو اور چھوٹنا عمرو کا پھر عیار ہی چالاک کی افراسیاب پر اور آنا اژدر سوار رو ئین تن کا پی درپی عیاریان کرنا چالاک کا المؤلفہ

کہان ہی ای مرے ساقی کہان ہی
نہین طاقت تجسس کی بھی باقی
کرون پیر مغان کی پھر زیارت
خوشی سے رند سب بنکارین ملکے
جدائی بزم رندان کی ہی اشاق
خدا سے اپنے دل مین ہون یہ کہتا
کرون جلدی سے یارب غسل صحت
چلے رندون مین دور ساغر مے
بط مے کشتی مے پر ہوا سوار
بہم رندون مین اُڑتے قہقہے ہون
زبان پر ہو یہی ہر اک کے تقریر
جو پھر نکلے ہماری عیش کی راہ
اُنھین کے دم سے میخانہ ہی آباد
مگر باقی ہی حسرت کی کہانی
کہان تک جاہ یہ حسرت کی باتین
نہین ہی مے نہو تم ہو نہ غمگین
ترا میخوار ابتو نیم جان ہی
ذرا بھی قوتِ رفتار پا ؤن
مبارکباد دینے آئی حسرت
نظر پھر آئے دخت رز کا جوبن
صدائے نی کی پھر ہی جان مشتاق
کہ اپنا فضل کر تو مجھپہ یارب
بجا پیر مغان کی لاؤن خدمت
صدا قلقل کی پھر شیشہ سے آئے
تو مجھسے رند کا بیڑا ہو پھر پار
ہر ایک آنکھون پہ پھر بٹھلائے مجکو
کہ تیرا شکر ہی ای رب تقدیر
اُنھین سے ہم تو میخواری ہین سیکھے
یہ وہ ہین جن سے ہی پیر مغان شلو
خدا کو دیر کیا ہی فضل کرتے
یہ غمگینی کے دن عشرت کی راتین
مسیح خوش لقاے این روایت
کہان پاؤن تجھے ای میرے ساقی
تو سر آنکھون سے مے خانہ مین آؤن
ملون یاران ہم مشرب سے اپنے
کرے عشوہ گری پھر یار پرفن
پڑا جب بستر غم پر ہون رہتا
عطا کر صحت کامل مجھے اب
بجے میخانہ مین چنگ و دف و نی
صراحی قہقہہ جلدی لگائے
خوشی کے ہر طرف کو چھچے ہون
شریک بزم پھر فرما ے مجکو
کہ میخانہ مین ای حضرت جاہ
یہی استاد برحق ہین سبھون کے
سنا ساقی یہ راز دل زبانی
جو وہ چاہے تو دم بھر مین شفا دے
زبان پر لاؤ ایک افسانہ رنگین
چنین زندہ کند مردہ حکایت

رنجوران بستر ناکامی و بیماران شفاخانہ خوش کلامی مریضان بساط داستان گوئی و طبیبان امراض سرگرانی و دلجوئی دار الشفاے تحریر مین براے علاج بے تابی دل اسطرح جاتے ہین اور حکیم خرد سے یون معالجہ فرماتے ہین کہ جب طبیب مطب خانہ عیاری و نباض دار العلاج

مکاری وطراری یعنی عمرو بن اُمیہ ضمری کام مروارید جادو کا تمام کرکے ایک دن بارگاہ سلیمانی مین مشغول عیش وعشرت رہا آخر شفاخانہ دہر سے حکیم مہر برخاست کرگیا اور مرض صفرہ مبدل بمرض سودا ہوا عالم مین تاریکی چھائی دن گیا اور رات آئی ابیات

کہ اتنے مین وہ اوج روز روشن	سوے پستی ہوا افتادہ دامن	پس از رفعت گھٹا کچھ دم مین اقبال
ہوا آخر بشکل گردش سال	شباب شام نے جوبن دکھایا	نظر کے سامنے جو تھا نہ پایا
فروغ شمع نے روشن کیے گھر	طپش پر آئے وہ دل تھے جو مضطر	

قریب شام عمرو خوش اندام خیمہ مین ملکہ سرو سیمین تن گلفام کے براے ملاقات آیا ملکہ مذکور بہت پیاری بی بی اُسکی ہی آمد خواجہ سنکر ملکہ نے بھی خوب اپنے تئین آراستہ وپیراستہ کیا تھا بزم عشرت کو بعد حسن وزیبایش ترتیب دیا تھا شیشہ آلات سے خیمہ سجا تھا فرش بچھا تھا مسند پر تکلف آراستہ تھی کشتی مے ایک طرف جمی تھی چنگیر چوگھڑے پاندان عطردان سامنے مسند کے رکھے تھے لباس وزیور سے جسم نازک ملکہ گل اندام مزین ومحلی تھا یہ نقشہ نظر آتا تھا کہ مسند مین

سینہ صاف تھا آئینہ صورت روشن	دانت موتی کی لڑی ہیں نہین جاے سخن	وقت گفتار جو ہنس پڑتا ہی وہ غنچہ دہن
سینہ مین ہوتے ہین دانتون کے گہر عکس فگن	واہ کیا حسن دکھاتا ہی گلے مین مالا	موتیون کا نظر آتا ہی گلے مین مالا
گوری گوری وہ ہتیلی ہی کہ بلور کا جام	سرخی رنگ حنا اُسمین شراب گلفام	نقرئی ظرف ہی یا جسمین کہ سونیکا ہی کام
یا نظر آتا ہی لبریز شفق ماہ تمام	صاف شنجرف کی تحریر یہ مکتوب مین ہی	رخ یوسف کی چمک دیدۂ یعقوب مین ہی

الغرض جب عمرو داخل خیمہ ملکہ ہوا ملکہ نے آکر استقبال کیا مسند پر لیجا کر بٹھایا جام مے ارغوانی بھر کر دیا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا تو اُسوقت کہا کہ اتنی مدت کے بعد تم طلسم سے آئے ہمارے لیے کیا تحفہ لائے خواجہ یہ سنکر آبدیدہ ہوے اور کہا مین اسلیے خاص کر تمھارے پاس آیا ہون کہ جو کچھ تمھارے پاس زیور ہو وہ لیجاؤن اے ملکہ مین انتہا سے زیادہ قرضدار ہوگیا ہون کیونکہ جب سے شہزادہ اسد طلسم مین گئے ہین قید ہوگئے ہین اور کئی لاکھ کا لشکر جو مطیع اسلام ساحرون کا ہی وہ سب میرے ذمہ ہی ہر ایک کو تنخواہ ماہ بماہ مین دیتا ہون پھر اُنین بڑی بڑی شہزادیان اور سردار ہین کہ جنکی تنخواہ کئی کئی لاکھ روپیہ ماہواری کی ہی یہ سب خرچ میرے ہی اوپر ہی اور افراسیاب ایسے بادشاہ سے مقابلہ ہی ایک ایک عیاری کرنے مین ہزار ہا روپیہ خرچ ہوتا ہی

اس صورت مین بیچارہ مین اکیلا کہان سے خرچ لاؤن قرض دام کرکے کام نکالتا ہون تمھین گھنا
اپنا وید دکہ کچھ دن کٹین ملکہ یہ باتین سنکر ہنسی اور کہا خوب مین بھلا کیا جانون کہ آپ محتاج ہین ہان
تو اگر مجکو تو پہنے سے مطلب بیبیون کو روٹی کپڑا خرچ اخراجات نہ ملے تو وہ کیونکر رہ سکتی ہین یہ کہکر
خواجہ کی کمر ٹٹولنے لگی اُسوقت آپ نے کہا ہا افسوس کمبخت عورتون کو سواے اپنے مطلب کے
اور کسی کی فکر ہی نہین اچھا صاحب ٹھہرو مین دیتا ہون یہ کہکر زنبیل سے آپ نے کچھ کیلین
لوہے کی اور گرہین ہلدی کی اور کوڑیان جھنجی ٹوٹے ہتیار و بینے گاڑھے کی ٹوپیان جھوٹے نگینے
نکالے اور کہا صاحب لو گھبراؤ نہین اگر مین یہ جانتا کہ یہان آکر اس آفت مین گرفتار ہونگا اور
لوٹا جاؤنگا تو کبھی نہ آتا ملکہ نے یہ سب چیزین دیکھکر اپنے اوپر سے صدقہ کرکے پھینکدین اور کہا
درگور میرے دشمن یہ چیزین لین عمرو نے وہ پھر سب اُٹھا کر نذر زنبیل کین محل مین اُنکی باتون
سے قہقہے اُڑنے لگے غرض بہت کچھ اُنکو چھیڑکر ملکہ نے حکم دیا کہ گائین خوش گلو زہرہ جبین آئین اور
گانے بجانے لگین جام بادۂ ارغوانی کا دور چلنے لگا سنگریون کی قینچیان بندھ گئین جام و گلابیان
سینہ پر آگئین خواصین سامنے سے ہٹگئین دونون مصروف عیش و نشاط ہوے شب
اسی جلسۂ عشرت مین بسر ہوئی جب وہ زمانہ آیا کہ ساقی دہر نے جام ماہ کو بادۂ نور سے
خالی کیا اور زہرہ نے دف اپنا سنبھالکر ملک پوشیدگی کا رستہ لیا کہ ابیات

رہا باقی نہ دن ساقی نہ شیشا
سحر چمکی اُٹھے لوگون کے بستر
ہوا حسن سحر کا شور پیدا
صدا دی طائرون نے ہر شجر پر

صبح کو دونون اُٹھکر حمام مین گئے پھر خاصہ وغیرہ نوش کرکے ملکہ
سے خواجہ رخصت ہوکر شبستان امیر مین آئے یہان بیبیان امیر کی مستفسر حال شہزادہ
بدیع الزمان و اسد ہوئین اُنسے سب کیفیت بیان کی پھر اپنی بیبیون سے عمرو ملا اور ہر ایک نے
اُنکو خرچ وغیرہ مانگ کر چھیڑا آخر سب سے رخصت ہوکر خواجہ باہر آئے اور امیر سے مع تمام سردارون
کے ملکر رخصت ہوئے کہ یا امیر اب مین ذرا کوہ عقیق کی سیر کرکے طلسم مین جانے کی کچھ فکر
کرتا ہون انشاء اللہ زندہ ہون تو پھر آکر ملونگا یہ کہکر بارگاہ سے لشکر اسلام مین آیا اور ہر طرف
پھرتا ہوا کوتوالی چبوترہ مین آکر ٹھہرا یہان جتنے عیار تھے سب سے ملا پھر صورت اپنی مثل ایک حجام
کے بنائی انگرکھا پائجامہ مین سلمہ کا پہن کے سر پر پگڑی ملازمان شاہی کیطرح باندھ کے ایک کسوت

رومال مین لپٹی ہوئی بغل مین دابی ڈبیا مرہم کی کمر مین رکھی اور جانب کوہ عقیق روانہ ہوا دل مین یہی
فکر تھی کہ کسی طرح ان کافرون کو مونڈیئے غرض جب دروازہ قلعہ پر آیا دربانون نے ساکن قلعہ مذکور
سمجھکر جانے دیا یہ بازار کی سیر کرتا ہوا دار الامارۃ شاہی کی طرف جا نکلا وہان لقا بھی اپنے تخت پر
بیٹھا تھا اور بختیارک سے کہہ رہا تھا کہ یا خداوند عمرو نے حمزہ کو بیٹ سے نکالا لقا نے کہا
ایک دن مین نے حالت نشہ مین زنبیل قدرت دی تھی یہ کہکر عنصر کوہی سے کہا کہ تمنے ان بندون
کی میرے بے ادبی دیکھی مین کہان تک ان پر رحم کرون اگر مین چاہتا تو سب مار ڈالے جاتے لیکن
مین سمجھتا ہون کہ ایک بندہ کے ساتھ میرے لاکھون بندے ہین بس طرح وے جیتا ہون اور
چپ رہتا ہون سب اہل دربار نے کہا برحق تو ایسا ہی رحیم ہے اس اثناء مین بختیارک کو خیال
آیا کہ ایسا نہو عمرو گھر میرا لوٹ لیجائے یہ سمجھکر دار الامارۃ سے باہر آکر خچر پر سوار ہوا اپنے گھر کی طرف
چلا راستے مین عمرو نے اسکو جاتے دیکھا پکار کر کہا کہ ملک جی ہمارا سلام پہونچے بختیارک آیا ہوا تھا
پہچانا نہین اور پوچھا کہ تم کون ہو اسنے کہا کہ تمنے ہمین نہین پہچانا ہم وہ ہین کہ جسنے تمھین مونڈا
اور تمھارے باپ کو مونڈا ملک جی نے اب غور کر کے دیکھا عمرو نے بائین آنکھ کا تل دکھایا ملک جی کا
دم نکل گیا اور کہا آئیے آئیے غلام اترا پڑتا ہے آپ سوار ہو کے چلیے عمرو نے کہا تم چلو ہم بھی آتے ہین
یہ کہکر بختیارک سے پہلے اسکے خیمہ مین جا پہونچا اور توشے خانے کے داروغہ سے کہا کہ جلد اسقدر
روپیہ اور مال نکال کے رکھو ملک جی آتے ہین اس عرصہ مین بختیارک بھی آیا داروغہ نے
اُس سے کہا کہ اس حجام نے جو کچھ کہا ہے وہ بجا لاؤن اُسنے کہا کیا مال الگ کر رکھا ہے داروغہ نے
کہا جی ہان ہے بختیارک نے کہا بارہ ہزار روپیہ نقد ایک چنگیر پاندان عطردان چوگھڑے کا لے آؤ
اور جواہر نگار جو اسباب ہے اُسے الگ کرو داروغہ نے کہا بہت خوب یہ کہکر خزانہ کی طرف
روانہ ہوا ایک خدمتگار کو ساتھ لے لیا عمرو نے جو یہ ماجرا دیکھا بختیارک سے کہا ملک جی
تم ٹھہرو مین آتا ہون یہ کہکر خیمہ کے باہر نکلا اور کچھ دور چلکر پکارا ارے بھئی ٹھہر جاؤ داروغہ اور
خدمتگار دونون ٹھہرے عمرو نے داروغہ سے کہا آپ تشریف لیچلیے مین اس سے کچھ کہونگا
داروغہ تو آگے بڑھا اور یہ خدمتگار کا ہاتھ پکڑ کر الگ تنہائی مین لایا وہان لاکر حباب بیہوشی
مار کر اُسکو بیہوش کیا اور کپڑے اُسکے لیکر آپ پہنے اور معجزہ سے صورت اُسکی ایسی بنکر اسکو کسی

گڑھے مین ڈالدیا پھر آپ دوڑکر داروغہ کے پاس آیا اُسنے پوچھا کہ یہ حجام کیا کہتا تھا جواب دیا کہ ملک جی
نے کچھ اسباب الگ رکھنے کو کہا ہی داروغہ نے کہا وہ کونسا اسباب ہی کہا آپ توشک خانہ مین چلیے
تو مین بتاؤن وہ اُسکو لیکر توشک خانہ مین آیا اور اسباب الگ کر کے خدمتگار سے کہا کہ اسکو خالی
صندوقچہ مین بھرو خدمتگار اسباب زمین مین ڈھیر کرنے لگا داروغہ نے کہا ارے ہم صندوقون مین
رکھنے کو کہتے ہین تو الگ رکھتا ہی خدمتگار نے کہا کیا ڈاکا پڑتا ہی رکھدینگے جب جی چاہیگا اور اگر مال کے
لٹ جانے کا ڈر ہی تو لٹ جاے پاپوش کے صدقہ سے داروغہ نے یہ سنکر اُسکو ایک دھکا دیا خدمتگار
بھی جھپٹ گیا اور ایک طمانچہ داروغہ کے مارا ہاتھ آغشتہ بدارو سے بیہوشی تھا داروغہ طمانچہ کھا کر بیہوش
ہوگیا عمرو تمام مال و اسباب وہان کا لیکر بختیارک کے پاس آیا اُسنے کہا سب اسباب رکھدیا جواب
دیا سب اچھی طرح رکھا آپ اطمینان رکھین بختیارک بولا وہ تو نہین آئے اُسنے کہا کہ آپ تو اپنی
خوشی سے دیتے ہین پھر وہ نہ آئے تو کیا کیا جاے اُسنے پھر پوچھا کہ داروغہ کہان ہی اُسنے کہا وہین ہی
بلوا لیجیے بختیارک نے ایک خدمتگار کو بھیجا کہ بلالا خدمتگار نے جاکے دیکھا داروغہ بیہوش
پڑے ہین مال لٹ گیا ہی روتا ہوا آیا ملک جی سے حال کہا ملک جی نے ہاے کرکے کلیجہ پکڑ لیا توشک خانہ
مین جاکے دیکھا ذرا اسباب نہ پایا پکارا کہ ہاے خدا اُسکو غارت کرے مجکو لوٹ لیا اب میرے گھر مین
آنا نہ نصیب ہو خدمتگار یعنی عمرو نے کہا ملک جی کیون غم و غصہ کرتے ہو ابھی ایسے ایسے چار حصہ
اور تمھارے پاس ہونگے تم تو شعوردار ہو آدھا یون گیا آدھا ون گیا ملک جی اُسکی تقریر سے
گھبراے آپ ہی کہا کہ خیر میری پاپوش کا صدقہ گیا عمرو نے کہا وہان دوسرے قفل لگوا دو جہان مال
باقی ہی بختیارک نے کہا تو ہی میرا قدیم نوکر ہی سچ کہتا ہی یہ کہکے اُسی مقام پر گیا جہان باقی مال رکھا تھا
عمرو نے دیکھا کہ ایک مکان ہی اُسمین قفل لگا ہی اُسنے بڑھکر قفل پر ہاتھ لگایا اُنگلیان انکی کنجیان
تھین قفل کھل گیا کہا ملک جی یہ قفل چھوٹا لگا ہوا تھا اسمین دروازہ کھول کے اندر گئے عمرو نے دیکھا
بہت بڑا مال ہی کہا ملک جی مینے ایک حویلی کرایہ کو لی ہی وہان یہ اسباب لے کے رکھدو اور اگر کہو تو
مین ابھی لیجاؤن بختیارک نے کہا تو کیونکر لیجائیگا عمرو نے کہا یہ کون بڑا کام ہی ہم تو تم تک
کو لیجائین اور ہم امانتدار بھی ایسے ہین کہ جو کچھ رکھوا دو قیامت تک ندین بختیارک یہ گفتگو سنکر
پہچان گیا یقین تھا کہ مرجاے پکارا کہ لیجیے لیجیے یہ آپ ہی کا ہی مین تو آپ کا غلام ہون اُسنے کہا

آنکھین بند کر بختیارک ناچار آنکھین بند کر کے کھڑا ہوا عمرو نے جال الیاسی مار کر سب مال نذر زنبیل کیا بختیارک سے کہا آنکھین کھولدے اُسنے جو آنکھین کھولین دیکھا سب مال غائب عمرو نے کہا کہ بے تیرا شیطان حافظ ہی مین جاتا ہون یہ کہکر اُس مکان سے باہر نکلا بختیارک بیٹیا لقا کی بارگاہ مین آیا اور سب احوال بیان کیا عمرو بھی خدمتگار کی صورت بنکر بارگاہ مین موجود تھا کہ لقا نے بختیارک پر رحم کھا کے بہت سا روپیہ اور جواہر دیا اُسنے عمرو کو اپنا خدمتگار سمجھکر کہا کہ اس اسباب کو اُٹھوا لیجا دو چار سپاہی ساتھ لے عمرو نے پھر کے بائین آنکھ کا تل دکھایا اور کہا کچھ آدمی کی ضرورت نہین ہی بختیارک پکارا لیجائیے لیجائیے آپ ہی کا مال ہی لقا نے کہا کہ او شیطان کیا کہتا ہی کہا کہتا کیا ہون تمھاری میری دونون کی تقدیر اُلٹ گئی ہی غرض یہ بکتے رہے عمرو مال زنبیل مین رکھکر بارگاہ سے نکلگیا اب یہ تو طلسم مین جانیکی فکر کرتا ہی لیکن اب حال نکبت افراسیاب خسران مآل بیان کیا جاتا ہی کہ بیت کنون مینو نسیم سے یکے داستان + بہین و متین مغز نادر بیان ٭ جرعہ بیشان خمخانۂ سحر و ساحری اسطرح تحریر کرتے ہین کہ افراسیاب جادو فکر جنگ ملکہ بران شمشیر زن مین اپنے مقام پر متمکن تھا کہ یکایک طائران سحر سامنے آگر گرے اور متمثل بشکل انسان ہوکر عرض پیرا ہوے کہ ای شہنشاہ عالی بارگاہ معمار قدرت کا حال ہمنے سنا ہی کہ اسطرح عمرو نے جاکر بیابان گلریز مین اُسکو رہا کیا یہ کہکر جملہ ماجرا جہاندار کا جو کچھ اوپر بیان ہو چکا ہی عرض کیا افراسیاب نے اہل دربار سے کہا کہ صاحبو مجکو یقین نہین آتا کہ بیابان گلریز مین عمرو جاے سب نے کہا بجا ہی اُسوقت باغبان قدرت وزیر بھی حاضر دربار تھا اُسنے عرض کیا کہ آپ کتاب سامری مین دیکھیے سب حال معلوم ہو جائیگا بادشاہ نے حسب دستور قدیم کتاب سامری کو طلب کیا اُسمین دیکھا تو معلوم ہوا کہ اب عمرو قلعۂ کوہ عقیق مین ہی یہ دیکھکر پکارا کہ ای باغبان اگر کتاب کو نہین مانتا ہون تو ایمان مین فرق آتا ہی اور اگر مانتا ہون تو قیاس مین نہین آتا کہ عمرو کوہ عقیق مین کیونکر گیا کہان بیابان گلریز کہان مقام کوکب کہان قلعہ کوہ عقیق مگر کتاب کی آزمایش کرتا ہون یہ کہکر ایک ساحر مواج جادو نام کہ سرداران معزز مین سے تھا اُسے حکم دیا کہ تم جاکر کوہ عقیق سے عمرو کو پکڑ لاؤ اور بارگاہ حیرت مین لیجا کر ملکہ مذکور کے سپرد کرنا اور کہنا کہ اسی وقت اِسکا سر کاٹ ڈالو یہ کہکر ایک تصویر اُسکے حوالہ کی کہ جس صورت پر عمرو ہوگا یہ تصویر ویسی ہی صورت بنجائیگی مواج وہ تصویر

لیکر باغ سیب سے باہر نکلا اور اژدر سحر پر سوار ہوکر جانب کوہ عقیق چلا بعد اُسکے جانے کے افراسیاب
بھی سوار ہوکر لشکر حیرت مین آیا گھنٹہ و گھڑیال بجے ساحر سجدے مین گرے غلغلہ ہوا کہ شہنشاہ آئے
حیرت بہر استقبال آئی بارگاہ مین لیجا کر تخت پر بٹھایا ساقی نے جام شراب دیا دماغ بادۂ ناب
سے گرم ہوا اُسوقت حیرت سے بادشاہ نے کہا کہ ہمنے عمرو کو پکڑوا بلوایا ہی مواج جادو گیا ہی
ہمارے سر کی قسم جسوقت وہ گرفتار ہوکر آئے اُسی وقت مار ڈالنا حیرت نے کہا سامری وہ دن کرے
کہ وہ مونڈی کاٹا پکڑا آوے طائران سحر ملکہ مہرخ بھی اس بارگاہ مین بام جاسوسی بطور مخفی حاضر تھے وہ
یہ خبر لیکر سامنے ملکہ مہرخ کے آئے اور جو کچھ زبانی افراسیاب سنا تھا معرض بیان مین لاے
یہان ضرغام عیار موجود تھا اُسنے کہا مین جاتا ہون اور خدا چاہتا ہی تو خواجہ کو چھڑا کر لاتا ہون
یہ کہکر روانہ ہوا اثناے راہ مین اُسکو چالاک بن عمرو ملا اُسنے اس سے سب حال بیان کیا
چالاک نے کہا تم کلال کی صورت بنو مین کلالنی بنتا ہون یہ کہکر دونون رنگ روغن عیاری لگاکر
بصورت مذکور تیار ہوئی ضرغام نے ایک انگوچھا سر پہ باندھا مرزئی گلے مین پہنی دھوتی باندھی
بوتل شراب کی کمر سے لگائی اور چالاک نے ٹپیان سر پر لگائین مانگ مین سیندور بھرا بیندی
ماتھے پر لگائی مسی ہونٹون پر جمائی گلوری پان کی منھ مین لیکر سرخ چیندری اوڑھی لہنگا گنگام کا
پہنا سوائی لہنگے پر لگائی رنگ چہرے کا مہر و ماہ کو شرماتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ زہرہ فلک سے اُتر
آئی ہی اُسوقت اُسکے جمال جہان آرا کا یہ نقشہ تھا کہ جان خوبان جہان تھی اور رشک حور و غلمان تھی
قربان اُسپر مردمک چشم انسان تھی دانتون سے موتی بے آبرو ہوتا لب لعلین سے لعل ہیرا کھاتا
میم دہن کا حلقہ دل پر ارمان تھا قد بالا الف جان تھا لام زلف پریشان تھی یا سے گیسو بلاے
سر یاران تھی کہانتک وصف اُسکا کیا جاے یہ اشعار اُسکی صفت مین کافی ہین اشعار

شعرا کہتے ہین وہ مانگ ہی سلک گوہر
کہکشان یا شب دیجور مین آئی ہی نظر
لو ذرا پہلے کرو جبہہ روشن پہ نظر
معجز حسن عیان ہی اُتر آیا ہی قمر

یا کھنچا ہی محک حسن پہ کوئی خط زر
شانہ کہتا ہی زبانی یہ نیا پہلو ہی
بدلے خورشید کے مہتاب سے پیدا ہی سحر
لوح سیمین تو اسے کیا ید بیضا کہیے

یا یہ ظلمات مین جاری ہوئی نہر گوہر
اُسی سر کی ہی قسم صبح شب گیسو ہی
کیا صفائی ہی کہ پانی ہی خجالت سے گہر
غش نہ آجاے اگر برق تجلی کہیے

اس صورت سے تیار ہوکر آگے آگے کلال اور پیچھے پیچھے کلالنی الوٹ بچھوے پاؤن مین پہنے

چھم چھم کرتی چلی راہ مین چالاک نے ضرغام سے کہا مین چلکر دہائی دونگا کہ یہ میری زوجہ ہی اور مجھسے راضی نہین ہوتی اور تو کہنا مین ہرگز اسکی راضی نہین اور لڑنا مجکو باتین سنانا اسی طرح سے سمجھا کر دونون لشکر حیرت مین آئے اور لڑنے لگے ضرغام نے کہا رہ تو جا مالزادی مین تجھے شہنشاہ کے سامنے لیجا کر ذلیل کرونگا یہ تو یارون کے پیچھے دیوانی ہی مجھے خطرے مین نہین لاتی آج تیری سب حقیقت کھل جائیگی کلوارنی نے کہا دور بھڑوے تو کیا میری حقیقت کھولیگا پہلے اپنی بہنیا کی تو خبر لے کہ جو لونڈون پر جان دیتی ہی اور لونڈے اُسے گھیرے پھرتے ہین ابھی پرسون کا ذکر ہی کہ سلار و مدار و کبڑیے کا لڑکا تیرے سامنے اُسکو درپنی دے گیا اور وہ اُس سے ہنسا کی موے جھڈو تو بیٹھا دیکھا کیا اتنا بھی نہ کہا کہ یہ تو کیا کرتی ہی اور آگے کیا کہون جسکا باپ اُسکا باپ لیکن کورے بتے سے اور پارسائی بگھارنے سے جان جلگئی اس سبب سے اتنا منھ سے بھی نکالا نہین مجھے کیا مطلب کہ مین کہون مولا سنار سے تین بیٹ رکھواے اور گرواے کلوار نے کہا کہ تو ایسی کہان کی ڈال کی ٹوٹی ہی یہ کہو کہ مین طرح دے جاتا ہون نہین تو ایک بار تیرا صبح کو پکڑون ایک شام کو ابھی پندرہ روز اُدھر کا ذکر ہی کہ جمن کبڑیے کا لونڈا جو آیا تو اُسے تو کوٹھری مین لیگئی وہ تو کہو مین آپڑا دونون کوٹھری سے گھبرا کے نکلے خیر اس سے کیا مطلب ہی تو میری جورو ہی کہ نہین تجھے میری مان بہن کے خراب ہونے سے کیا مطلب مین تجکو زبردستی اپنے قبضہ مین لاؤنگا کلوارنی کہا تیری کیا طاقت جو زیادتی کرسکے مین حلال خور کے پاس جاؤنگی تیرے پاس نہ ہونگی بھڑوے اپنے دل مین سمجھا کیا ہی کلوار نے دوڑ کے جھونٹے پکڑے کلوارنی نے کہا دہائی ہی شہنشاہ کی غل جو مچا افراسیاب نے بارگاہ مین سنا اور حکم دیا کہ یہ کون لڑتا ہی بلا لاؤ کچھ ملازم آئے اور دونون کو سامنے لیگئے دونون نے سلام کیا شاہ نے پوچھا کہ کیون لڑتے ہو یہ کیا ماجرا ہی کلوار نے کہا یہ میری جورو ہی اور مجھسے راضی نہین ہوتی بادشاہ نے کلوارنی سے پوچھا کہ تو کیون نہین راضی ہوتی اُسنے کہا اے بادشاہ اگر آپ غلام کے حوالہ کردین مجھے منظور ہی اور اسکا ساتھ نہین منظور ہی یہ موا نہ روٹی دیتا ہی نہ کپڑا دیتا ہی اور مارے مارے گئیری ہڈیان چور کردین جو کماتا ہی رنڈیون مین اُڑاتا ہی کلوار نے کہا یہ بالکل جھوٹ کہتی ہی یہ خود بدبازہی افراسیاب نے دونون کا حال سنکر حکم دیا کہ اچھا تم دو ایک مہینہ ہماری سرکار مین رہو جسکی بُرائی ثابت ہوگی

اُسکو سزا دیجائیگی کلوار نے کہا کہ مین اپنی دوکان رکھا چاہتا ہون مین یہان حاضر نہین رہ سکتا
مگر ہان اس عورت کمبخت کو حضور رکھین شاید آپ کے یہان رہکر درست ہوجاے بادشاہ نے
حیرت سے کہا تم اس عورت کو اپنے پاس رکھو حیرت نے اُس عورت سے اشارہ کیا تو میرے
پیچھے آ کھڑی ہو وہ پشت پر جاکر کھڑی ہوگئی اور کلوار دعا دیکر باہر بارگاہ کے نکل آیا بعد دو تین گھڑی کے
افراسیاب ملکہ حیرت کا ہاتھ پکڑ کے ایک مکان تنہائی مین چلا سب ملازم تو ٹھہرے رہے مگر یہ
عورت پیچھے چلی گئی جبکہ افراسیاب اُس مکان مین گیا وہان پردے پڑے ہوے تھے سامان
عیش و عشرت مہیا تھا حیرت نے اُس عورت سے کہا تو یہان پردے پاس کھڑی رہ کچھ کام ہوگا
تو پکار لینگے یہ وہان ٹھہری رہی بادشاہ اور حیرت دونون گئے مسند پر بیٹھے بوس و کنار اور اختلاط
ہونے لگا لیکن یہان چالاک نے دیکھا کہ پردہ کے پاس ایک طرف کو چند ڈالیان دھری ہین
کسی مین میوہ ہی کوئی پھولون کی ہی اُسنے پکار کر کہا کہ ای ملکہ اگر حکم ہو تو لونڈی ڈالیان لے آوے
حیرت نے کہا لے آ اُسنے ڈالیون مین میوہ آغشتہ بدار وے بیہوشی اور پھول بھی بیہوشی کے
بسے ہوے لگائے اور اُسمین کا میوہ اور پھول نکال لیے پھر وہی ڈالیان سامنے لیجا کے رکھدین
اور باہر نکل آیا حیرت نے کچھ پھول اُٹھا کے سونگھے اور افراسیاب نے ایک بہی تراش کر
آپ بھی کھائی اور ملکہ کو بھی کھلائی کچھ ہی دیر مین نشہ ہوا بیہوش ہوکے گر پڑے چالاک نے
اندر جاکے خنجر کھینچا کہ دونون کو مار ڈالون اُسوقت جانسوز بن قران کہ پہلے سے خدمتگار کی
صورت بنکر اُس مکان کے گوشے مین چھپا کھڑا تھا اُسنے آتے ہی پیچھے سے چالاک کا ہاتھ پکڑ لیا
یہ جو دیکھے تو ایک سیاہ فام خدمتگار ہی پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے اپنا نام بتایا اور کہا ای بھائی
چالاک یہ کیا غضب کرتے ہو ابھی آفت برپا ہوجائیگی یہ افراسیاب جادو ہی اسکی قضا ہی نہین ہی
ورنہ ہم ابتک کب کا مار ڈالتے چالاک نے یہ سُنکر جو کچھ اسباب اس مقام کا اُٹھ سکا وہ لیا اور
جانسوز نے کپڑے چاہا کہ حیرت کے اُتار لون اُسوقت صداے مہیب آئی زمین کو تزلزل ہوا
یہ دو عیار اُس مقام کے سراسیمہ چاک کرکے بھاگے وہان مینھ برسنے لگا اور پریزادان طلسم نے
زمین سے نکلکر پچکاریان حیرت و افراسیاب کے منھ پر لگائین دونون کو ہوش آیا اُس مقام کا
عجب حال ابتر اُنھون نے پایا کہ اسباب بالکل لٹ گیا ہی سمجھے کہ یہ کام عیارون کا ہی پس بادشاہ ۱۹

نے منغض ہوکر حیرت سے کہا کہ ای ملکہ تمکو میری جان عزیز کی قسم جسوقت وہ لک لک یا سار بان زادہ گرفتار ہوکر آئے خنجر طلسم سے تمھارے رہائی نپائے فوراً سر کاٹ ڈالنا اور مین ظلمات مین جاتا ہون وہان بھیجدینا یہ کہکر ظلمات کیطرف تخت سحر پہ بیٹھکر چلا گیا ملکہ حیرت اُس مکان تنہائی سے نکلکر بارگاہ مین آئی اور تخت نکبت پر متمکن ہوئی سب حال اہل دربار سے بیان کیا ادھر دونون عیار لشکر اسلام کے بھی فکر عیاری مین گرد بارگاہ کے پھرنے لگے یہان تو یہ ماجرا ہی لیکن مواج جو بہر گرفتاری عمرو روانہ ہوا تھا بعد کچھ عرصہ کے قریب لشکر امیر با توقیر آکر پہونچا اور تخت پر سے اپنے اُترکر ہر طرف تلاش خواجہ کی کرنے لگا اتفاق سے ایک مقام پر صحرا مین عمرو بیٹھا ہوا فکر عیاری کر رہا تھا کہ کسی طرح سے اندر طلسم کے جاؤن اُسنے جو خواجہ کو تنہائی مین بیٹھا دیکھا تصویر جو لایا تھا اُسپر نظر کی معلوم ہوا کہ ہان یہی عمرو ہی بس روے ہوا سے پنجہ بنکر جو گرا خواجہ کی کمر تھامکر بلند ہوگیا اور جب روے ہوا پر پہونچا پکارا کہ ارے مفتری بدذات ہی شرط کہ تجھکو یہین سے پھینکدون یہ کہکر کئی جھٹکے خواجہ کو دیے خواجہ نے کہا کہ او موذی مین کوئی انسان ہون یا دیو ہون جو تو اِسقدر جھٹکے دیتا ہی اور مجھکو لیے جاتا ہی بہت پچھتاے گا تو نہین جانتا ہی کہ مین سر بریدہ جادوگران ہون مواج نے کہا کہ شہنشاہ نے قسم کھائی ہی کہ اگر عمرو کو زندہ نچھوڑونگا اب تو مارا جائیگا مین کیون پچھتانے لگا یہ کہکر قندیل فلک ہوگیا خواجہ کی آنکھین تموج ہوا سے بند ہوگئین اور وہ کچھ دیر مین انکو لیے ہوے بارگاہ حیرت مین آکر اُترا ملکہ مذکور سریر حکومت پر جلوہ گر تھی کہ اسنے آکر عرض کیا یہ گنہگار حاضر ہی ملکہ کو تو حکم بادشاہ تھا ہی کہ جب عمرو آئے فوراً قتل کرنا بس تصور پذیر ہوئی کہ جلاد کو بلا کر قتل کرانے مین عرصہ ہوگا اور اسکے معین و مددگار آجائینگے چاہیے کہ تو کسی سردار سے حکم دے کہ وہ سر اِسکا کاٹ ڈالے یہ سوچکر مواج سے حکم دیا کہ ای بہادر تمھین سر اسکا کاٹ ڈالو مواج تیغہ کھینچکر آمادہ قتل ہوا تھا کہ خواجہ کو بھی ہوش آیا اور دیکھا کہ مین بارگاہ حیرت مین ہون سمجھے کہ اسی غیبانی نے تجھکو پکڑوا بلایا ہی اور ایک ساحر کو سر پر تیغہ کھینچے آمادہ اپنے قتل پر پایا بس اِس جلدی مین اور کیا ہو سکتا تھا سواے اسکے کہ زنبیل سے انھون نے معمار قدرت جادو کو نکالا اور ہوشیار فوراً کر کے کہا کہ ای معمار یہ ساحر جو کھڑا ہی مجھکو پکڑ لایا ہی اور حیرت چڑیل کی یہ بارگاہ ہی ذرا خبردار ہو جاؤ ورنہ ہم اور تم دونون ہلاک ہوا چاہتے ہین عمرو معمار سے یہ

کہ رہا تھا کہ مواج نے یہ ماجرا دیکھا اور کہا لو اور غضب دیکھو اُسنے تو بیٹ سے پانون نکالے معمار
کو نکالا بس تیغہ تو کھینچ چکا تھا ہی آہی پڑا کہ خواجہ کا سر اُڑا دون معمار نے فوراً ہاتھ اپنا سپر کر دیا کہ تلوار
ہاتھ پر پڑی اور اُچٹ گئی اور معمار نے اُٹھکر ایک طمانچہ سحر کا اس زور سے مارا کہ مواج غرق فنا ہوا
سر پھٹ گیا تڑپ کر ہلاک ہوگیا صدائے دار و گیر و دار بلند ہوئی برق چمکی تاریکی ہوئی صدا آئی
مارا مواج کو عمرو جو سحر سے مواج کے زمین سے اُٹھکر بھاگ نہ سکتا تھا وہ سحر اُسکے مرنے سے دفع ہوگیا
اِس آفت کے آنے سے حیرت تخت پر سے کھڑی ہوگئی تھی سب سردار ہان ہان کرکے اُٹھے تھے
کہ عمرو نے دوڑکر پشت حیرت پر اپنے تئین پہونچایا اور کمند کے حلقہ گانٹھ کر جو مارے ساتون حلقے
بچی ہوگئے مگر حیرت نے سحر کیا کہ سب بند الگ الگ ہوگئے اور حیرت تڑپ کے نکلے عمرو نے
پھر تو خنجر کھینچکر لوٹ ماری کہ بہتون کی ٹانگین کاٹین اور جست کرکے بہتون کے سر اُڑا دیے اور خواجہ کی
یہ اُستادی فن عیاری مین دیکھیے کہ جو سر کاٹا اُسکی پگڑی اور ٹوپی لی سر زمین پر گرے ننگے تھے غلغلہ
عظیم برپا ہوا کہ لیجیو گھیر لو جانے نہ دیجیو جب غوغا زیادہ ہوا خواجہ نے دیکھا کہ تم گھر جاؤ گے بس
گلیم عیاری اوڑھ کر غائب ہوا اور پکارا کہ ای معمار ہم تو جاتے ہین تم بھی آؤ معمار اپنے سے سحر رد
کرتا جاتا تھا اور لڑ رہا تھا جب یہ صدا سنی یہ بھی بزور سحر اڑ کر چلا اُسوقت آندھیان اُٹھ رہی تھین
بجلیان چمکتی تھین ہیر غل مچا رہے تھے طوفان عظیم برپا تھا کچھ ساحرون نے تعاقب معمار
کرنا چاہا پھر سمجھے کہ یہان ایسا کچھ دن رات ہوا کرتا ہی کیون آفت مین اپنے تئین پھنسائین بیکار ہم
سمجھکر باز رہے لشکر مین بھی قسمنا ہوئی تھی اور تیاری ہو رہی تھی کہ معمار پیچھے پیچھے اور خواجہ
آگے آگے نکلکر روانہ ہوئے وہ آفت موقوف ہوئی لشکری بھی رُکے اُدھر مہرخ کو بھی خبر پہونچی کہ
مواج جادو خواجہ کو پکڑ لایا لیکن خدا نے اُنکو بچایا اسطرح وہ دونون بارگاہ سے نکلکر آتے ہین
مہرخ نے چند ساحران نامی کو بھیجا کہ جلد جاکر اُنکی خبر لو اگر کوئی امر نو عدیگر ہو تو خبر کرنا مع لشکر مین بھی
آؤنگی سرداران گرامی یہ حکم سُنکر چلے تھے کہ اثنائے راہ مین سرداران خواجہ اور معمار سے ملے
یہ بغلگیر ہوئے اور شادان و فرحان لشکر مین آئے لشکر مین بھی غلغلہ اُنکے آنے کا ہوا مہرخ ایسا
خوش ہوئی کہ بارگاہ سے باہر نکل آئی اور معمار سے ملی پھر اندر بارگاہ کے لاکر مقام صدر پر بٹھایا
عمرو بھی کرسی پر آکر بیٹھا ساقی و مطرب حاضر ہوئے دور جام ارغوانی چلنے لگا مگر معمار حیران تھا

کہ مین تو اپنے ملک مین تھا کوہ عقیق مین کیونکر گیا اور پھر یہان کیونکر آیا آخر خواجہ سے حال پوچھا انھون نے سب کیفیت کوکب کی اور اپنی عیاری کی مارنا قائم جادو وغیرہ کا اور آنا آفتاب جادو کا اور بھجوانا کوہ عقیق مین سب بیان کیا اس عرصہ مین چالاک بن عمرو بھی آیا اور اُسنے خواجہ کو بیٹھے دیکھا جھک کر سلام کیا خواجہ نے منھ پھیر لیا اسنے کسوت عیاری سے ایک تاج جسمین لعل اور گوہر شب چراغ لگے تھے خواجہ کو نذر دیا یہ کرورون روپیہ کا مال دیکھکر خواجہ نے ہاتھ پھیلا دیے اور گلے سے لگایا اور کہا ای فرزند مجھے نہین معلوم تھا کہ تم کھڑے ہوے ہو اور مہرخ سے پھر تعریف کی کہ یہ ہمارا فرزند رشید اب مثل ہمارے ہی مہرخ نے انکی عیاری کا حال سنا تھا کہ جو ابھی افراسیاب پر کی ایک خلعت بہت بھاری منگوا کر عنایت کیا اور عیار بھی آئے اور خواجہ سے ملے پھر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے اور ناچ شروع ہوا یہان تو جلسہ عشرت گرم ہی اور ہنگامہ مسرت آراستہ ہی لیکن اُسطرف حیرت نے نامہ افراسیاب کو لکھا کہ اسطرح مواج عمرو کو لایا مین نے حکم قتل دیا اور تلوار کھینچے چلا تھا کہ عمرو نے زنبیل سے معمار کو نکالا اُسنے مواج کو مار ڈالا اور دونون نکلکر چلے تھے کہ مین نے روکنا چاہا عمرو نے کمند ماری مین تو گر پڑی اور وہ دونون نکل گئے یہ سب حال لکھکر طائر سحر کو دیا کہ وہ لیکر بادشاہ پاس لایا بادشاہ کو اُسوقت نشہ شراب بہت تھا نامہ پڑھکر سب نشہ ہرن ہو گیا اور اُسیوقت تخت یاقوت نگار پر سوار ہوکر بہ تجمل تمامتر بارگاہ حیرت مین پھر آیا دیکھا کہ حیرت نہایت مثل اپنی زلف کے پریشان ہی بارگاہ بھی جابجا خون سے رنگین تھی اور جلی ہوئی بادشاہ نے ملکہ کو گلے سے لگایا تسکین و دلداری کی پھر تخت پر بیٹھا اور سحر پڑھکر دستک دی فوراً آندھی پیدا ہوئی اور اُس آندھی سے ایک جادوگر سیاہ فام وکریہ منظر جھولا سحر کا گلے مین ڈالے شیر پر سوار نکلا بادشاہ کو اُسنے مجرا کیا بادشاہ نے فرمایا کہ ای روئین تن شیر سوار کہو مزاج تو اچھا ہی اُسنے کہا غلام دعا کرتا ہی بادشاہ نے ایک دنگل زرین دیا یہ بیٹھا پھر بادشاہ نے فرمایا کہ اب تمھارا اور مہرخ و معمار قدرت کا سامنا ہی اُسنے عرض کیا کہ آپ حکم دین تو مین ساحری سے سامنا کرون مہرخ تو کیا مال ہی اور معمار قدرت تو ایسے ہزارون بنا کے چھوڑ دیے اور ای شہنشاہ آپ ہی نے اتنا تامل کیا کہ ان نمکحرامون نے یہ قدرت پائی ورنہ کیا انکی حقیقت ہی شاہ نے کہا کہ میرے نمک خوار تھے اِس سبب سے رحم کرتا ہون مگر اب اسد کو مار ڈالونگا وہ طلسم کشا ہی جب وہ مارا گیا پھر اُسنے

کیا ہوگا اچھا اب تم اپنا لشکر طلب کرو اور طبل جنگ بجوا کے اِن باغیون سے لڑو ساحر مذکور یہ حکم سنکر اپنے قلعہ کی طرف گیا اور سپہ سالاران لشکر کو بلاکر حکم تیاری سپاہ دیا اُسی وقت ایک لاکھ بہادر واژدر سوارون کا لشکر تیار ہوا شورش سپاہ سے شیر چرخ برج اسد مین چھپنے لگا بہرام فلک کا مسکن برج حمل ہوا تیغ و خنجر کی جھنکار گوش فلک کے پار ہوئی بیرون کی چار سمت کو پکار ہوئی ڈہر و بجا ز سنگا پھنکا آندھیان آئین طوفان عظیم برپا ہوا یہ اُس فوج کا نقشہ تھا کہ ابیات

چو آواز طبل آمد و کرنای
برآمد بجنبید لشکر ز جای
برآنگونہ راندند یکسر ستور
کہ پر شد ہمہ روی گیتی ز شور
ہم از جنگ آور دو روز کین
باآوردگہ بر بلرزد زمین
گزیدہ ز لشکر دہ و دو ہزار
زرہ دار و برگستوان در سوار
بجای جوانان شمشیر زن
چہل سالکان خواست از انجمن

اِسی کروفر و احتشام سے بعد قطع مسافت راہ بارگاہ حیرت کے متصل پہونچا لشکر اُسکا سرداران حیرت نے آگر اُتروایا یہ بارگاہ مین آیا دنگل زرین پر متمکن ہوا بارگاہ فلک فرسا اِسکے لیے بھی علیحدہ نصب ہوئی لشکر مین بازار کھل گئی کٹورا کھنکنے لگا گرم بازاری شروع ہوئی افراسیاب بھی اُسی مقام پر ابھی ہر اس سے لیکر اُسنے طبل جنگ بجوایا یہانتک کہ جب مرقع دہر سے رنگ ضیا خورشید مثل طائر حواس پریشان اُڑا اور لقاء و برکواکب و ماہ کا جلوہ نظر آیا کہ نظم

غبار آلودہ تھا مہتاب کا رنگ
مثال غنچہ دل گرمی سے تھا تنگ
ترقی پر جو اقبال قمر تھا
ستارہ روشنی سے خوب چمکا

سر شام بحکم روئین تن بر سوار طبل جنگ پر چوب پڑی نفیر سحر ساحرون مین بجی غلغلہ زمین و زمان مین پڑا تیاری آلات حرب و ضرب مین ہر شخص مصروف ہوا جاسوسان لشکر مہرخ یہ خبر لیکر سامنے ملکہ مذکورہ کے آئے اور بعد عرض دعاے شاہی خبر آمد روئین تن اور بجوانا طبل جنگ کا معرض بیان مین لائے ملکہ موصوفہ نے بھی ارشاد فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے خواجہ عمرو ابھی یہان موجود تھے اُنھون نے نقارخانہ مین جاکر طبل پر چوب لگائی کرنا کو دم ملا زمانہ شر و فساد قریب تر آیا سرداران ملکہ مہرخ براے درستی سحر اپنے اپنے خیمون مین آئے ملکہ مہرخ بھی ساحری کی فکر مین آرام پذیر ہوئی اسی اثنا مین چالاک بیباک اپنے مقام پر سے اُٹھکر اس ارادے سے روانہ ہوا کہ اگر بن پڑے تو اُس روئین تن حرام زادے کو پکڑ کر سامنے خواجہ کے لاؤن جب یہ بارگاہ سے نکلگیا اُسوقت مہرخ نے

خیال کیا کہ چالاک نہین معلوم ہوتا ہی فرمایا کہ چالاک ابھی موجود تھے نہین معلوم کہان گئے عمرو نے
کہا وہ بارگاہ افراسیاب مین پہونچا ہوگا اور یقین ہی کہ اس روئین تن کا کام تمام کرے مہرخ نے
کہا خدا اے کریم اُنکا نگہبان ہی خواجہ سچ تو یہ ہی کہ فرزند اور شاگرد آپ کے بلا سے بنے در مان ہین یہان
تو یہ باتین ہو رہی ہین اور وہان مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو بصورت خدمتگار کی ایسی بنکر داخل
بارگاہ حیرت خیرہ سر ہوا دیکھا کہ یہان افراسیاب بیٹھا ہی مگر تخلیہ ہی شب کا وقت ہی حیرت
اور چند مقرب سردار حاضر ہین اور روئین تن ببر سوار بھی وزنگل پہ بیٹھا ہی شراب کا پیالہ گردش
مین ہی چالاک بھی ایک مقام پر چپکا کھڑا ہو رہا اور باتین سننے لگا چنانچہ رات زیادہ آئی تھی افراسیاب
نے خاصہ طلب کیا داروغہ مطبخ خانہ نے جلد دسترخوان لاکر چنا نعمت خانہ آراستہ ہوا شاہ حیرت
کا ہاتھ پکڑ کر اُٹھا اور کہا اے روئین تن تم بھی آؤ اُسنے کھڑے ہو کر تسلیم کی اور عرض کیا کہ میرا اسوقت
کچھ جی نہین چاہتا ہی شاہ نے فرمایا کچھ تو چلکر کھاؤ کہا بہت خوب غرض سب آگر دسترخوان پر بیٹھے
روئین تن کا واقعی کچھ جی نہ چاہتا تھا صرف کباب کھانے لگا اُسوقت حیرت نے کہا کہ اے
روئین تن تم کچھ کھاتے نہین ہو خالی بیٹھے ہو اُسنے کہا مین ٹھہر کر کھاؤنگا مین نے پہلے ہی عرض
کیا تھا کہ میرا جی نہین چاہتا ہی شاہ جادوان نے فرمایا کہ اچھا انکی بارگاہ مین کھانا بھیجدیا جاے
اُسی وقت سوا سو خوان کھانے کے آراستہ کیے گئے کہ جسمین انواع واقسام کے کھانے لذیذ و خوشگوار
تھے غرض مزدورون کے سر پہ خوان رکھوا کر چوبدار شاہی ساتھ ہوا اور کھانا اُسکی بارگاہ مین گیا
چالاک نے چاہا کہ مین بھی اس کھانے کے ساتھ جاؤن اور کچھ تدبیر کرون لیکن موقع
نہ ملا وہ چوبدار جو ساتھ تھا نہایت ہوشیار تھا کہ اپنے سایہ سے بھی رم کرتا تھا چالاک
اسکے پیچھے پیچھے آیا تو سہی مگر اُسکو بیہوش نہ کرسکا خاموش ہو رہا اور ادھر اُدھر پھرنے لگا اس
عرصہ مین روئین تن بھی بارگاہ شاہی سے اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا چالاک نے اُسکو جاتے
دیکھا سمجھا کہ اب یہ جاکر طعام فرستادۂ شاہ جادوان زہر مار کریگا بس اسی وقت کچھ تدبیر کرنا چاہیے
یہ سوچکر اُسنے بازار سے تحفہ مٹھائی خریدی اور اُسکو آغشتہ بداروے بیہوشی کر کے قابون مین
لگا کر ایک خوانچہ تیار کیا تورے پوش اُسپر ڈالا اور ہاتھ پر رکھکر روئین تن کی بارگاہ کے دروازے
آیا صورت تو خدمتگار کی ایسی بنے ہی تھا جب دروازہ پر آیا دربانون نے روکا کہ میان اندر جانے کا

حکم نہین ہی یہین ٹھہرو اُسنے کہا تم تو اندھے ہو دیکھتے نہین کہ شاہ طلسم کا خدمتگار ہون اور اُنھین کا بھیجا ہوا
آیا ہون یہ پکوان اور مٹھائی کھانیکے ہمراہ بھیجنا بھول گئے تھے اب بھیجی ہی اچھا تم نہ جانے دو مین جاکر عرض کئے
دیتا ہون کہ وہان کے دربان بڑے شور سے پشت ہین وہ بارگاہ مین نہین جانے دیتے ہین دربانون نے یہ کلمات
سنکر باہم کہا کہ میان جانے بھی دو کیون آفت بلایا چاہتے ہو یہ کہکر اندر جاکر رویین تن سے عرض کیا اُسنے
کہا جلد بلا لاؤ ایسا نہو کہ بادشاہ خفا ہون دربانون نے باہر آکر چالاک سے کہا جاؤ میان جاؤ حضور بلاتے ہین چالاک
بچالاکی تمام اندر آیا دیکھا کہ چند مصاحبین بیٹھے ہین اور رویین تن کھانا کھا رہا ہی اُسنے وہ خوانچہ سامنے رکھدیا اور عرض کیا
کہ شاہ جادوان نے یہ مٹھائی اور پکوان بھیجا ہی ہمراہ طعام اول بھیجنا فراموش کیا تھا رویین تن
نے اُٹھکر اس خوانچہ کی تعظیم کی اور اُس مٹھائی کو لیکر تھوڑی تھوڑی سبکو دی اور کچھ آپ بھی نوش
کی اس عرصہ مین چالاک باہر نکل آیا تھا اور یہان بیٹھکر اپنے پاس سے کچھ میوہ اور مٹھائی نکالکر
کھانے لگا دربانون وغیرہ نے جو لوگ کہ یہان موجود تھے اس سے کہا کہ ارے میان کسی کی صلاح
بھی نہین کرتے کیا تم ہمکو پوچھتے تو ہم کھانے لگتے چالاک نے کہا خالی صلاح سے کیا فائدہ تھا
اسقدر مٹھائی تھی نہین جو مین صلاح کرتا اچھا ہمارے سر کی قسم ایک ایک ڈلی اب جو ٹوٹا ہی تو لو کھالو
اُنھون نے وہ اُسکی خاطر سے لیکر کھالی اُدھر جب سب نے وہ مٹھائی اور پکوان جو یہ دے آیا تھا
کھایا رویین تن نے کہا میرے سر مین درد ہونے لگا شاید نیند آئی ہی لوگون نے کہا آپ آرام
فرمائین یہ جاکر پلنگ پر لیٹا اور لوگ بھی اپنے اپنے مقام پر گئے مگر وہ بھی وہان پہونچتے ہی بیہوش
ہوگئے صرف دو ایک خدمتگار جو چپی کرنے کو رہگئے تھے وہ رویین تن کے پاس ہوشیار رہے
یہان باہر دربان بھی ڈلی مٹھائی کی کھاکر بیہوش ہوگئے چالاک سمجھا کہ اب بارگاہ مین بھی سب
بیہوش ہونگے تو چلکر اپنا کام کرے یہ سوچکر اندر آیا دیکھا تو خدمتگار چپی کر رہے ہین اور ہوشیار ہین
اُنسے اُسنے کہا کہ کیا حضور نے آرام کیا مجکو کچھ عرض کرنا تھا خدمتگارون نے کہا تم جگاؤ ہماری تو
مجال نہین جو بیدار کرین اُسنے کہا اچھا مین بھی ٹھہر جاتا ہون شاید آنکھ آپ سے کھلے یہ کہکر وہان
بیٹھ گیا اور پردانے بیہوشی کے اُڑانے لگا اُن پردانون کے جلنے سے دھوان ہوا اور خدمتگارون
کی ناک مین گیا وہ بھی بیہوش ہوے اُسنے اُٹھکر رویین تن کو اور زیادہ بیہوش کیا اور فکر
کرنے لگا کہ کیونکر لیجاؤن آخر خیال مین آیا کہ اسطرح لیچل پس اُسنے اُسکو اُٹھاکر ایک خوان مین رکھا

اور ہاتھ پاؤن سمیٹ کر باندھ دیے پھر اوپر سے کسنا کسکے تورے پوش ڈالکر وہ خوان سر پر رکھکر باہر نکلا اور جس کسی نے لشکر مین اُسکے دیکھا پوچھا کہ کیا لیے جاتے ہو کہا افراسیاب نے روئین تن کو کھانا بھیجا تھا مین لیکر آیا اب افراسیاب کو اُنھون نے یہ بھیجا ہی یہان تو یہی لگا رہتا ہی آنے جانے مین پاؤن ہمارے ٹوٹتے ہین وہ لشکری یہ سنکر خاموش ہو رہا اور یہ وہان سے صحیح سلامت اُسکو لیے ہوئے بارگاہ ملکہ مہرخ مین آیا یہان جو لوگ کہ حاضر دربار تھے وہ حیران ہوے کہ یہ تو خدمتگار شاہ طلسم ہی خوان مین کیا لایا ہی اور اُس گبر نے کیا بھیجوایا ہی اس عرصہ مین اُسنے خوان کو سامنے خواجہ کے کھولا کسلیے کہ خواجہ ابھی سونے نہ گئے تھے مدت کے بعد جو ملاقات ہوئی تھی تو مہرخ سے بیٹھے باتین کر رہے تھے کہ اُسنے عرض کیا اتنا تو غلام سے ہو سکا منم چالاک یہ گبر ناہنجار روئین تن ببر سوار حاضر ہی مار دیے اِس حرام زادے کو خواجہ نے کہا اے مہرخ اسکو قتل ہی کر ڈالو مہرخ نے کہا یہ روئین تن ہی یون قتل نہو گا یہ کہکر مہرخ نے چالاک کو خلعت دیا اور معمار قدرت بھی موجود تھا یہ عیاری دیکھکر حواس باختہ ہوا عمر و نے چالاک کو گلے سے لگایا چالاک نے عرض کیا کہ اچھا اسکو ابھی بیہوش رہنے دیجیے مین اور فکر مین جاتا ہون یہ کہکر یہ پھر وہان سے بعجلت تمامتر روانہ ہوا اور خیمہ مین روئین تن ببر سوار کے آیا جلد صورت اپنی اُسی کی ایسی بنائی اور خدمتگار جو بیہوش پڑے تھے اُنکو ہوشیار کیا اور کہا ارے نمکحرامون تم غافل ہو کر سو رہے عیار ابھی آیا تھا مجکو جمشید نے بچایا مین اب یہان نہ ٹھہرونگا یہ کہکر بہت کچھ عتاب خطاب دربانون پر باہر نکلکر فرمایا اور سوار ہو کر بارگاہ افراسیاب مین آیا یہان بادشاہ جادوان کھانا کھا کر پلنگ پر لیٹا تھا حیرت ابھی پلنگ پر نہ گئی تھی نیچے مسند پر بیٹھی تھی اختلاط ہو رہا تھا کہ یہ جا کر پہونچا باریداروں نے پلنگ کے خبر عرض کی بادشاہ کو اُسکی خاطر بہت منظور رہتی تھی حکم دیا کہ اچھا بلا لو یہ سامنے گیا اور بیٹھا کہا عیار نے مجھپر عیاری کی تھی خداوند جمشید نے بچایا جیسا مین غرور کرتا تھا ویسا میرے سامنے آیا آپ میرے ملازمون سے حال پوچھیے سب نے کہا کہ ایک شخص آیا تھا اُسنے مٹھائی کھلائی تھی پھر ہمکو نہین معلوم کہ کیا ہوا افراسیاب نے کہا کہ عیار بڑے زبردست ہین واقعی تم بچگئے سامری کا شکر کرو اور اب بہت ہوشیار رہنا یہ باتین کرتے کرتے افراسیاب کے پلنگ کے گرد پھولون کی ڈالیان رکھی تھین اُسنے کہا کہ کیا خوب خوشبو اِن پھولن سے آتی ہی

مین نے کبھی ایسے پھول نہین دیکھے یہ بادشاہ کے باغ کے ہین ای ملکہ حیرت ایک آدھ درخت
اسمین کا مجکو بھی عنایت فرمایئے گا کہ مین اپنے باغ مین لگاؤنگا حیرت نے کہا اچھا ابتو اسکو
اُٹھا کر سونگھو اُسنے چند پھول اُسمین سے لیکر سونگھے اور ہاتھ مین عطر بیہوشی ملا تھا وہ سب پھولون
مین ملکر کہا ای ملکہ واہ واہ وا عطر بھی اِسکے سامنے گرد ہی لیجیے ذرا دیکھیے تو کیا خوشبو آتی ہی
حیرت نے کہا جیسی تم تعریف کرتے ہو ایسی خوشبو تو انمین نہ تھی اُسنے کہا لیجیے سونگھیے تو سہی اُسنے
لیکر سونگھے اور متعجب ہوکر کہا واقعی آج تو عجب خوشبو ہی کہ مشام جان معطر ہوا جاتا ہی افراسیاب
کو بھی تعجب ہوا اور اُسنے بھی لیکر سونگھے جو لوگ کہ وہان حاضر تھے گواہی دلوانے کے لیے سبکو دو دو
چار چار پھول دیے کہ سبنے سونگھے اور کچھ عرصہ مین بیہوش ہوگئے لیکن اتفاق روزگار اسنے
عرصہ مین روئین تن کو بارگاہ مہرخ مین ہوش آگیا بیہوشی اُترگئی اور اپنے تئین اُسنے بندھا پایا
سحر پڑھکر جلد کھولا دیکھا کہ مہرخ کی بارگاہ مین ہون یہ کہکر اُسنے بزور سحر پیدا کرکے پرواز کی کیونکہ
خواجہ اور مہرخ ایسے محو تھے باتین کرنے مین کہ اُسکی زبان مین نہ سوزن دیا تھا نہ اور کوئی انتظام
اسکی حراست کا فرمایا تھا اور یہ بھی گمان تھا کہ اب چالاک آتا ہوگا اِسکو سیسہ گرم کرکے پلا دینگے
الحاصل یہ کھلا ہوا تھا اُڑکر سیدھا بارگاہ افراسیاب مین آیا یہان تخلیہ پایا اور مع افراسیاب
و حیرت ہر ایک کو خواب غفلت مین مبتلا دیکھا اور ایک شخص کو اپنی ایسی صورت کا بنا ہوا دیکھا سمجھا
کہ یہ کوئی عیار ہی بس فوراً سحر کرکے چالاک کو بے قابو کردیا پھر آگر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ای خیرہ سر
تیرہ روزگار پہچانتا مین نے تیرے تئین او ناعیار اب کہان میرے ہاتھ سے جائیگا چالاک
نے جو یہ ماجرا دیکھا سوچا کہ اب بُرے پھنسے لازم ہی کہ کوئی تدبیر ایسی کرو جسمین رہائی ہو ایسا کچھ تجویز
کرکے گویا ہوا کہ ای روئین تن ببر سوار مین نے آپ کا کیا کیا ہی مجکو گرفتار کرنا بیکار ہی اسوقت
شہنشاہ جادوان نے خبر سنی کہ عیار آپ کو پکڑ لے گئے ہین بس یہ خبر سنتے ہی مجکو آپ کی ایسی
صورت کا بنا دیا اور آپ کچھ فکر مین تمھاری رہائی کے غافل ہوکر لیٹ رہے ہین اُنکو آپ ہوشیار
کرکے دریافت کر لیجیے جو اِسمین ذرا بھی سر مو فرق ہو اور فرماتے تھے کہ مجکو فکر یہ بڑی ہی کہ اب کون
ایسا ہی جسکو روئین تن کا لشکر سپرد کرون انھین فکرون مین شاید زیادہ غافل ہوگئے ہین روئین تن
سوچا کہ یہ کوئی ایسا نہو کہ مقرب بادشاہ یا ملکہ ہو تو ناواقف ہی اِسکو ذلیل نہ کرو ورنہ خرابی ہی بادشاہ

ناراض ہونگے یہ سوچکر چالاک پر سے سحر اُتار کر چھوڑ دیا چالاک بچالاکی تمام بارگاہ سے باہر نکلگیا
افراسیاب کو تیلون نے سحر کے پیدا ہوکر ہوشیار کر دیا بادشاہ نے دیکھا کہ روئین تن استادہ ہی
اور باقی حیرت وغیرہ ہر ایک بیہوش ہین یہ دیکھکر شاہ کو بھی خیال ہوا کہ یہ روئین تن کوئی عیار ہی
چاہتا تھا کہ کچھ سحر اسیر کرے اُسوقت روئین تن نے سب حال اپنا بیان کیا اور جو کچھ چالاک
کی زبانی سُنا تھا وہ بھی اظہار کیا بادشاہ نے کہا افسوس وہ عیار تھا تمکو فقرہ دیکر نکلگیا لیکن
خیر تم کچھ اندیشہ نہ کرو اب مین بھی ایک سحر ایسا تیار کرتا ہون کہ معمار قدرت مکان اور قلعہ بنانا
اپنا بھول جاے کیونکہ اب مہرخ کو بڑا بھروسا اِسی کا ہی یہ کہکر رات ہی کو جانب طلسم باطن گیا اور
وہان جاکر نامہ اس مضمون کا حیرت کو لکھا کہ ای ملکہ کل جب صبح کو روئین تن سوار لڑنے کو
جائے تو تم بھی اُسکے ساتھ جانا اور الگ کھڑی ہوکر تماشا لڑائی کا دیکھنا یہ نامہ تیلا سحر کا لیکر بارگاہ
حیرت مین آیا حیرت وغیرہ ہوشیار ہوکر بیٹھی تھی روئین تن بھی اُسی جگہ بیٹھا ہوا تھا کہ یہ تیلا
نامہ لیے آیا ملکہ نے پڑھکر جواب لکھ دیا کہ آپ کے فرمانے بموجب عمل کیا جائیگا تیلا تو اُسطرف گیا وہان
چالاک بن عمرو جو اپنی بارگاہ مین گیا جملہ ماجرا اپنی عیاری کا بیان کیا کہ اِسطرح مین سب کام کر چکا تھا
کہ تمنے روئین تن کو چھوڑ دیا مہرخ نے کہا واقعی ہمسے غلطی تو ہوئی اُسنے کہا خیر ایک دن کے
سو ساٹھ دن ہین ابکی سہی یہ کہکر شریک بزم ہوا اور مصروف عشرت ہوا لشکر دن مین تو تیار ی
آلات حرب ہو رہی تھی ہی حیرت نے اپنی سپاہ کی آراستگی کے لیے طبل جنگ اور نفیر سحر کو بجایا بجے
تو یہ حال ہوا کہ نارنج ترنج اُچھلنے لگے لونگ الائچی چلنے لگی گوگل گھی کی چراہند آنے لگی اُردہنو سے
ماش کے دانے پھکنے لگے پردار جانور سحر کے اُڑنے لگے ابر رنگ برنگ کے آسمان پر آنے لگے
آتش سحر کا دھوان بلند ہوا لشکر بان کھل گئے ترسول پنسول صاف وصیقل ہوئے نشانون
مین سے آواز تڑاتے کی آنے لگی طائر سحر نکل نکل کر جانب فلک گئے کڑاہیان چڑھ گئین
ایک طرف تلوار سے کے دھنی منچلے اپنا ہنر سپہ گری دکھانے لگے تلوار کے ہاتھ نکالنے تڑ دون کے
لگانے لگے ہر ایک کا قول تھا کہ جب دشمنون پر تیر برسائینگے کمانون کو ابر بہاری بنائینگے
خنجر جانستان جامہ ہستی کے لیے مقراض بنے تھے سوائے قطع و برید کے اور کچھ نہ جانتے تھے
برچھیت ہر مرتبہ نیزے مانتے تھے کہ یہ سنان ہی اور سینہ عدو ہی اتنو فتح یا اجل ہمسے دو بدو ہی ہر طرف

یہی شورش اور ہنگامہ برپا تھا اس رزمگاہ کا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

ز نیروے آسودگی اسپ و مرد	نمیدید شد از روزگار نبرد	تو گفتی جہان یکسر از جوشن است
ستارہ ز نوک سنان روشن است	سیہ شد ہمہ دست از گرد سُم	برآمد خروشیدن گاو دم
بیاراست با میسرہ میمنہ	سپاہی ہمہ یکدل و یک تنہ	بزد طبل روئین و بر شد خروش
زمین آمد از نعل اسپان بجوش	سپہ را بیاراست و خود بر نشست	یکے گرز پرخاش دیدہ بدست

شب بھر یہی ہنگامہ رہا جب چشمۂ ظلمت سے سکندر فروغ افزاے دہر باہر آیا اور جہان ظلماتی مثل روے سفید دکھائی دیا کہ نظم

چو پنہان شد آن چادر آبنوس	بگوش آمد از دور بانگ خروس	چو از خنجر روز بگریخت شب
ز لشکر ہمہ شاد دل خندہ لب	تبیرہ برآمد ز ہر دو سراے	بدان رزم خورشید بدر بہناے

دم سحر ایک جانب سے روئین تن بر سوار اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر بڑے کر و فر سے وارد میدان مصاف ہوا دوسری جانب سے حیرت نابکار تخت شاہی پر سوار ہوکر فوج اپنے ساتھ لیکے نہایت احتشام سے گھنٹے اور گھڑیال بجواتی رال و گوگل کے شعلے اُڑاتی داخل رزمگاہ ہوئی اسطرف سے مہرخ نامور معمار قدرت کو ہمراہ لیکر چلی پھر تو بہار و مخمور و لرزان و زلزلہ وغیرہ بڑے آن وبان سے سمت جنگاہ چلیں شورش بحر مواج سپاہ سے کشتی دہر کو تلاطم ہوا سفینہ حیات انسان ڈگمگانے لگا یہ ماجرا تھا کہ ابیات

ز دیباے زربفت چینی قباے	چو معمار پیش اندرش رہنماے	ہمہ غرق در آہن و سیم و زر
ز یاقوت پیدانہ زرین کمر	نشست از بر ابلق مشک دم	جہندہ سرافراز و روئینہ سُم
سلیحش یکے ہندوے تیغ بود	کہ در زخم چون آتش میغ بود	بدید آمدش خط بر گرد عاج
چو مہرخ شہنشاہ با گرز و تاج	ہمان زخم گوپال و باران تیر	خروشش یلان بردہ دار و گیر

اس حشمت و شوکت سے یہ لشکر بھی وارد میدان جدال و قتال ہوا بہار آپس میں باتیں کرتے تھے بسان گل شگفتہ تھے معمار کہتا تھا کہ ای ملکہ مہرخ بہت اچھا ہوا کہ طبل جنگ بجا اب میں طرز جنگ تو دیکھ لون جو کچھ ہوتا ہوگا وہ ہوئیگا مہرخ نے کہا آج آپ ہمارے لڑنے کا تماشا دیکھیے اُسنے کہا مجھے طرز معلوم دیتا تھا کہ آج کی لڑائی جنگ مغلوبہ کی ہوگی مہرخ نے

کہا ہر چہ بادا باد ادھر تو یہ تذکرہ ہی کہ یکایک لشکرون مین ڈہرو بجا طبل و بوق گڑگڑاے علمون کے پھریرے کھُلے صفین جمنے لگین صورت نگار مصور شہاب جادو ابریق گیسوے بن شہاب طوفان برافگن شکوہ زرین قیاد غیرہ سردارون کے تخت واژدر بڑھکر استادہ ہوے نقیب جاؤش للکارے لڑنے والون کو پکارے کہ ہان اے بہادران روزگار نام کر جانا مرجانا مگر قدم نہ ہٹانا یہان تو ترتیب صفوف جدال ہونے لگی مگر طلسم نور افشان مین بران موجود ہی ابھی کوہ رخشان پر سحر کرنے نہ گئی تھی کہ کوکب نے بزور سحر بیضۂ عقاب مین دیکھکر حال معمار بران سے بیان کیا کہ اسطرح مین خواجہ کو لیگیا تھا خواجہ تو زنجیر سحر بیابان گلریز پھاند گئے مین ناچار پھر آیا لیکن خواجہ کو کوہ عقیق مین معلوم ہوتا ہی کہ جہاندار نے بھیجدیا تھا کہ اب وہ لشکر مہرخ مین ہین اور حیرت نے طبل جنگ بجایا ہی رو ئین تن ببر سوار لڑنے آیا ہی یہ معرکہ بھی قابل دید ہی بران نے سب حال سنکر کہا باباجان اگر فرمائین تو مین بھی اس معرکہ کو فی الحال دیکھتی جاؤن کہ ابھی تو کوہ رخشان کی طرف جانے کو مجھے منع فرماتے ہیز کوکب نے کہا کیا مضائقہ ہی لیکن ابھی تم پوشیدہ طور پر اپنی فوج ذاتی لیکر جاؤ اور حاکمان در بند کو نہ لڑواؤ بلکہ تم بھی جاؤ تو اپنے لشکر کو لڑواؤ تم نہ لڑو اُسنے عرض کیا کہ ایسا ہی ہوگا یہ کہکر قلعہ کو کبیہ سے اپنے مقام پر آئی قلعہ ہفت رنگ مین ٹھہر کر تمام اپنی انیسون جلیسون کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ تیاری کرکے جانب لشکر مہرخ چلو یہ حکم سُنتے ہی ملکہ ہمارے جادو نے حکم تیاری لشکر دیا پانچ لاکھ ساحرونکا لشکر تیار ہوا مجلس جادو بھی تیار ہوئی اور کہا مین سب سے پہلے مہرخ پاس جاتی ہون یہ کہکر مع کئی سو کنیزان زرین پوش کے تخت پر بیٹھکر چلی بران بھی سوار ہوئی آفتاب تابان تخت پر چمکنے لگا باجے طرح طرح کے بجے ڈنکے پر چوب پڑی ساحران نامی بازو بط و قرقرے ہنس آتشین فیل دمان سحر پر سوار ہوکر روانہ ہوے زمانہ مین ہلچل پڑگئی دنیا نے کہا کہ مین بیچاری ضعیفہ کچلی جاتی ہون فلک تھرایا کہ دیکھیے کیا آفت کا سامنا ہوتا ہی اس لشکر کا کروفر کیا لکھا جاسے یہ حال تھا کہ ابیات

خروش آمد از دشت و آواز گو
که ای جنگ سازان و گردان نو
همه تیر و شمشیر و خنجر نهید
همه یکسره ترک بر سر نهید
چو هر کس که اورا کمانست و تیر
کمان را بزه بر نهید ناگزیر

خروشے برآمد ز اسلامیان / ببستند خون ریختن را میان / یکے تخت زرین نهاده بروے

نشستند گردان بر خانش بجوے / سپه بود چون کوه آهن روان / همه سر پر از گرد چالاک جان

پس پشت شان زنده پیلان مست / همه کوفتند آن سپه را بدست / اس کروفر سے یہ لشکر ادھر سے

چلا اور اسطرف بعد صفوف آرائی جدال و قتال جنگ آغاز ہوئی روئین تن ببر سوار اپنا شیر اڑھا کر لشکر مہرخ پر آپڑا پیچھے اسکے فوج شقاوت شعار اُسکی لینا لینا کہکر چلی اُسوقت ادھر سے بھی حملہ ہوا تلوار برق کردار سحر کی چلنے لگی نارنج ترنج گچھے سوئیون کے ماش کے دانے کی بوچھار ہوئی چھری چلنے لگے ساحرون کے جسم مین آگ لگی بہادرون نے باہم ایک کی دوسرے نے کمر بھتام لی اور کٹاریان کھینچ لین قرادلیان چلنے لگین سینہ گلنار ہوے دلاور مرگ سے ہمکنار ہوے مہرخ بھی شمشیر سحر سے لڑنے لگی ایک طرف سے مصور نے جو تیر مارا سو سوا سو کے سینہ کو توڑ کر نکلگیا گیسوے بن شہاب نے جو گولا مارا تخت کو مہرخ کے توڑگیا مہرخ تخت پر سے اڑگئی اور پھر لپک کر نارنج مارا کہ گیسوے بن شہاب کی ران کو زخمی کردیا شہاب جادو نے گولا مہرخ سحر چشم کے مارا کہ اُسکا بایان شانہ نشانہ ہوا بلور جادو نے تلوار ماری کہ شہاب جادو کا بایان ہاتھ زخمی ہوا اب مہرخ کا تخت پیچھے ہٹا ماش کے دانے سحر کرکے آسمان پر مارے ایک تڑاقا ہوا ابر گھر آیا سلین گرنے لگین ساٹھ ستر ہزار ساحر غارت ہوگیا ایک سل ابریق کوہ شگاف پر بھی گری ابریق غرق زمین ہوگیا سل بھی زمین مین چلی زمین سخت ہونے لگی ابریق تڑپ کر باہر نکلا اُسوقت معمار نے ایک تیر مارا کہ ابریق کی ران کو وہ توڑگیا پھر تو سرمایہ برف انداز نے ماش کا چھرا مارا کہ جسکے لگا پار نکلگیا رعد جادو اور برق جادو بھی کار نمایان کر رہے تھے رعد چیخین مارتا تھا اور برق تڑپکر گر رہی تھی روئین تن ببر سوار کا کئی ہزار ساحر مارا گیا مہرخ نے دوسرا گولا جو مارا ابریق کا شانہ ٹوٹ گیا لشکر حیرت پست یا ہونے لگا حیرت علیحدہ ایک ٹیکرے پر کھڑی ہوئی صرف دید تماشاے جنگ تھی اُسنے دیکھا کہ لڑائی بگڑتی ہے بس دریاے خون روان کی طرف اُسنے اشارہ کرکے چھڑی اُسکے ہاتھ مین سحر کی تھی زمین پر وہ ماری کہ زمین کو زلزلہ آیا دریاے خونروان جوش کھاکے کوس بھر آگے بڑھ آیا اُسوقت حیرت نے موتیون کا مالا گلے سے توڑکر دریا کی طرف پھینکا کہ دریا سے تیس چالیس ہزار مچھلی

بشکل خنجر تڑپ کے باہر نکلی اور منھ گاڑ کر جو چلی ساٹھ ستر ہزار آدمی مار گیا یہ حال دیکھکر معمار قدرت نے بیضہ نکالکر سحر پڑھکر زمین پر مارا ادھر حیرت نے کہا ایکی ضرب مین ان سبکو غارت کر دونگی اور پھر لنگن ہاتھ سے اُتار کر مارا کہ سوا لاکھ مچھلی ایکی نکلی مگر بیابان گلریز کا وہ بیضہ تحفہ ہی جو معمار نے زمین پر مارا تھا اُسکے زمین پر گرنے سے غبار زمین سے اُڑا اور دیوار سحر بنکر تیار ہوئی وہ سوا لاکھ مچھلی جو بڑھی ہوئی چلی آتی تھی اُسنے آکر دیوار مین ٹکر ماری سبکا سر پھٹ گیا مگر دیوار کو بھی زلزلہ آیا اور ڈھ گئی اور مصور نے اِس اُلجھاوے مین معمار کو دیکھکر ایک نارنج مارا کہ سر پر اِسکے آکر لگا اگر یہ ساحر زبردست نہوتا تو سر پھٹ کر ہلاک ہو جاتا لیکن یہ زخمی ہوا مر نے سے بچگیا فوج مہرخ کی پھر پسپا ہونے لگی اور پیچھے ہٹی مورچہ چھوٹا حیرت نے چاہا کہ بڑھکر بارگاہ مہرخ پر جا پڑے اُسوقت ابر تاریکی آسمان پر پیدا ہوا اور طاؤس زرین بال اُسمین سے نکلا اُس طاؤس پر ملکہ مجلس جادو جو سب سے آگے چلی تھی سوار تھی اُسکے آنے سے تقویت ہوئی فوج مہرخ رُکی اور ہلال سحر افگن نے بڑھکر سحر کیا کہ دس بارہ ہزار ہلال جو گرے پندرہ ہزار فوج حیرت سے ساحر کام آئے سبکے سر قلم ہو گئے مجلس نے یہ حال دیکھکر طاؤس کو ٹھوکر ماری اور تلوار سحر کی کھینچکر جا پڑی جسکو تلوار ماری دو ٹکڑے کیا مصور نے اُسوقت للکارا کہ اری او چھوکری کیا کرتی ہی اور دوڑ کر تلوار ماری مجلس نے خالی دیکر تیر مارا کہ مصور کی اُنگلیان توڑ کر نکل گیا اب تو یہ حال ہی کہ دونون طرف کے لوگ زخمی ہین مردہ پر مردہ گر رہا ہی کوئی سسکتا ہی کوئی جان بلب ہی کسی کا سینہ زخمی ہی کوئی ہاتھ کٹائے چلا آتا ہی کوئی بھاگا جاتا ہی کوئی کسی کے سینہ پر سوار ہی کوئی مقتول ہی کوئی قاتل ہی عجب طرح کی ہلچل ہی اسی ہنگامہ آفت خیز و جانکاہ مین یکایک عمرو بن اُمیہ ضمری نے لشکر سے نکلکر ایک مقام بلند پر جا کر دعا کی کہ ای خلاق مہر و ماہ آفرینندہ زمین و آسمان اِس لشکر کفاران روسیاہ پر تو مجکو فتح عنایت فرما کہ ابیات

ہمی خواند بر کردگار آفرین
نشانندۂ شاہ بر پیشگاہ

کہ چرخ آفرید و زمان و زمین
ہر آنکس کہ او را بہ یزدان گرید

برآرندۂ ہور و کیوان و ماہ
سر از ناسپاسی بباید کشید

ای کریم کارساز وقت یاری و مددگاری ہی یہ دعا اسکی درگاہ خدا مین قبول ہوئی عمرو نے دیکھا کہ آسمان پر نوبت و نقارے بجے بجلیان ہزار در ہزار چمکنے لگین دل دہر مین آگ لگاتی تھین

ابر رنگ برنگ کے اُڑتے ہوئے نظر آئے عمرو نے دوڑ کر مہرخ سے کہا کہ اے ملکہ دیکھنا یہ کیسا سامان ہی
مہرخ نے کہا بڑا غضب ہوا ادھر سے تو آفت حیرت کر رہی تھی اُسطرف سے افراسیاب
خانہ خراب آیا اب ہمارا ٹھکانا نہ لگے گا خدا تعالےٰ اس موذی کی شر سے بچاے یہ کہ رہی تھی ہی
کہ ملکہ ہاے ابر مین سے غول کے غول جانورون کے نکلے اور لہرا کر پھر ابر ہی مین غائب ہوگئے
مہرخ نے کہا واہ واہ کیا ابر ہین اور کیا جانور ہین اور اُن جانورون نے ملکہ ہماے تاجدار
سپہ سالار لشکر بران سے کہا کہ اے ملکہ یہان تو لڑائی ہو رہی ہی لاکھہا مردہ پڑا ہی ہماے تاجدار
نے کہا کہ اے ملکہ خورشید جادو دیکھنا کہ اس جنگ کا کیا ڈھنگ ہی خورشید اپنا تخت بڑھا کر چلی
تخت اُسکا بسان آفتاب چمکتا تھا غرض اُسنے آکر جو دیکھا تو لشکر مہرخ کو مغلوب پایا اور ادھر لشکر بران
مہرخ نے دیکھا کہ ایک نورانی ابر بڑھکر آیا اُسمین سے بجلی چمک گئی سب کی آنکھ جھپک گئی پھر
ابر وہ پھر گیا خورشید نے پلٹ کر ہما سے سب حال کہا ہما نے سامنے ملکہ بران کے آکر دست بستہ
عرض کیا وارمی مہرخ پس پا ہوا چاہتی ہی بران نے فوراً اپنی ہمشبیہ ایک پتلی اپنے جوڑے
سے نکالی اور اپنے مقام پر اُسکو بٹھا کر آپ غائب ہوگئی اب لشکر ملکہ بران ظاہر ہوا ہزارہا علمون نے
جلوہ کھایا ڈھرِ وناقوس نے گنبد چرخ کو دہلایا پھر لاکھون سوار مرکبہاے پرند پر سوار لباس
زرین سے آراستہ و پیراستہ اُڑتے ہوئے نظر آئے اور ہزارون ساحر ہنس و فیل و باز وغیرہ
پر سوار نیرنگی سحر کی دکھاتے دکھائی دیے کہ آگ پانی پتھر وغیرہ برساتے تھے ایک طرف سے
لاکھون بہادران و وران ہتیارون سے مسلح و مکمل جانبازی کرنے پر آمادہ دکھائی دیے
شان و شوکت پر اُس لشکر کے لشکر انجم ترک فلک ہزار جان سے نثار تھا جسکا مریخ الیسا ترک
خنجر گذار فرمان بردار تھا جادوگرنیان جوان جوان ہنس و طاؤس زرین بال پر سوار حسن مین
مہ پارہ ہر ایک گلبدن رشک صد بہار چمن تھی گات ہر ایک کی نیرازجوبن تھی لباس رنگین
ہر ایک کے زیب تن اور راج کالون مین پڑے ہوے ترنین ہاتھون مین باندھے ہوئے ناریج نریج
اُچھالتی ہوئی آئین شورش قلزم فوج سے لشکر عدو کا سفینۂ حیات ڈگمگانے لگا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

بتو قید شہر و برآمد خروش	شدہ دشت یکسر پُر از جنگ و جوش	زبس جوشن و خود چینی سپر
زبس نیزہ و گرز و جاچی تبر	سپاہی طلسم آمدہ ہم چو آب	کہ از گرد بیدا نہ بد آفتاب

برابر عدو چون صفے برکشید	ہوا نیلگون شد زمین ناپدید	مہرخ یہ سامان دیکھکر گھبرا رہی تھی

کہ ایک ابر سرخ پیدا ہوا اور اسمین سے ایک دریچی ظاہر ہوئی دریچی مین چہرہ پریزاد کا دکھائی دیا سب کے خیال مین ابتک یہی ہی کہ افراسیاب آیا ہی عمرو نے مہرخ سے ہنسکر کہا کہ اے ملکہ ہمتو افراسیاب کا دین اختیار کرلینگے تم کیا کروگی مہرخ نے کہا بھیا تمکو اسوقت بھی ہنسی سوجھی ہی مین لڑونگی اور کیا کرونگی ادھر بران نقلی نے فرمایا کہ اے ملکہ قہر نگاہ جادو واے ملکہ مہر شعر و جادو و افق جادو کیا وقت پر ہم آکر پہونچے اچھا پھر اب دیر کیا ہی یہ کہنا تھا کہ وہ نور جو چھایا ہوا تھا شعلہ کی طرح اُڑ گیا اور ابر شق ہوا ساٹھ ستر ہزار ہاتھی نشان کے پیدا ہوے پھر پر سے اُنکے کھُلے ہوے اُنپر نام کوکب روشنضمیر کا لکھا ہوا ایک سمت فوج بران کی شان وشوکت سے ظاہر ہوئی آواز تڑاقے کی آئی اُسوقت ایک لڑی موتیون کی آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی دکھائی دی اور ایک پتلی بلورین سوا بالشت کی پیدا ہوکر پکاری کہ منم ملکہ بران شمشیر زن وہ پتلی اُس سے لڑنے کو تھی مگر جانب فلک چڑھ گئی ہر ایک کی عقل حیران تھی کہ یہ کیا نیا طلسم ہی مہرخ کی فوج قوی دل ہوکر پھر جی توڑ کر لڑنے لگی اور قہر نگاہ نے نفیر سحر بجائی کہ ہان لشکر دشمن کو مار لو نفیر کے بجتے ہی افق جادو ایک ناگن کالی بنکر اُڑی اور ہر طرف سے آوازین مہیب آنے لگین چالیس ہزار پتلا سونے کا چار سمت سے تلوارین لیے پیدا ہوا اُسوقت سب نے دیکھا کہ ملکہ بران شمشیر زن ایک کرسی جواہر نگار پر بیٹھی ہوئی اُترتی چلی آتی ہی اور اُسنے آکر زمین پر قرار لیا اُسوقت لشکر کے سوار اور ساحران وفاشعار حیرت کے لشکر پر جا پڑے اور چالیس ہزار پتلے بھی حملہ آور ہوئے پہلے ہی حملہ مین چالیس ہزار سر قلم ہوا اور بران نے کرسی پر بیٹھے بیٹھے سحر کیا کہ ہزار ہا پنجہ پیدا ہوا اُنکو حکم دیا کہ اے پنجہ ہاے سحر بحکم شہنشاہ زبانین ساحران مخالفین کی کھینچ لو پنجہ جب ساحر سحر پڑھنے کو مُنھ کھولتے زبانین کھینچ لیتے ہزار ہا زبانین کھینچنے لگین فوج حیرت بس پا ہونے لگی بران نقلی نے پھر ناریل مارا کہ آسمان پر ستارہ سا چمک گیا اور وہ ستارہ مصور کے لشکر مین گرا ہزار ہا جادوگر ہلاک ہوا یعنی جلکر فی النار ہو گیا مصور جھنجلا کر بڑھا تھا کہ صورت نگار نے روکا اور کہا دیکھتے نہین کہ چھوکری کوکب کی بگڑ آئی ہی الحاصل کچھ دیر پھر کر تلوار چلی اور سحر کی مار ہوئی ہزار ون دہن بے زبان ہوئے خواب عدم

مین بھی برانے سے گئے ہر سمت تیرون کی بوچھار خنجر و شمشیر و ناریل و ترنج و نارنج کی مار تھی ایک کو ایک نہ پہچانتا تھا بیٹا باپ کے باپ بیٹے کے سینے پر سوار تھا دشت خون کا ایک بحر زخار تھا روحون کا اُس محیط بے پایان سے اُترنا اور ملک عدم مین کشتی تیغ پر بیٹھکر جانا تھا وہان بھی کہان ٹھکانا جہنم مین جانے کا بہانا تھا صداے دہادہ و زہازہ بلند تھی جان قالب مین ہر ذی روح کی ہرگز نہ تھی آفت برستی تھی امان ملنے کو جان ترستی تھی کہ **نظم**

سپہبد چو آتش برانگیخت اسپ
بہ پیش سپہ در نماند ایچ گرد
بفرمود تا تیر باران کنند
زگردان جنگی برخاست جوے
زبیداد و زرنج افراسیاب

بیامد بکردار آذر گشسپ
فراوان ز لشکرش شیران بکشت
ہوا چون تگرگ بہاران کنند
کمانے نہ بایست کردن بزہ
کسے را نہ بُد جاے آرام و خواب

چپ لشکر ساحران را ببرد
ازان کار شد حیرت ازآن بدشت
برآمد وہ و دار از ہر دو سوے
نہ گہ ماند ایدر ز ساحر نہ مہ

جب ہزارہا ساحران نابکار داخل دارالبوار ہوئے پتلے سحر کے روئین تن ببر سوار سے لپٹ گئے ہر چند وہ تڑپا مگر نہ چھوٹ سکا اُسکو باندھ کر لشکر بران نقلی مین لے آئے آسنے حکم دیا کہ سر اُسکا پتھرون سے کچل ڈالو بعد سوال مطیع الاسلام ہونے کے اُسکا سر کچل ڈالا صداے مہیب اُسکے مرنے کی بلند ہوئی اور فوج نے اُسکی شکست کھائی اُسوقت تو حیرت بھی تاب مقاومت نہ لاسکی آخر طبل آسایش بجوا کر مہرخ نے شادیانے بجوائے اور لشکریون کو ہمراہ لیکر پھری کارپردازون نے لاشین مقتولون کی اُٹھوائین زخمیون کو ڈولیون مین ڈالکر بستر پر لائے ٹانکے زخمون مین لگائے فوج نے کمر کھولی آسودہ ہوئی مہرخ مع خواجہ معمار بارگاہ مین آکر بیٹھی بران نقلی تو غائب ہوگئی ملکہ بران اصلی ظاہر ہوکر حکم فرما ہوئی کہ لشکر مہرخ سے ہٹکر بارگاہ ہماری برپا ہو چنانچہ بارگاہ زربفتی اُسکے لیے آراستہ ہوئی ملکہ مہرخ نے لاکھون روپیہ اور جواہر عمدہ اور بیش بہا خیرات کے لیے ملکہ بران پرسے ملکہ مذکور کے پاس بھیجا ملکہ نے وہ سب غریب و غربا کو تقسیم فرمایا پھر خواجہ کو بلوا کر قسم خداے پاک کی دی کہ میری دعوت کا ابھی سامان نہ کرنا اسلیے کہ مین جب پل بریزادان توڑ دونگی اور اس لشکر مین تمھارے مہمان ہونگی اُسوقت دعوت بھی قبول کرونگی یہ فرماکر حکم دیا کہ دور جام بادۂ ارغوانی شروع ہوا ناچ سامنے ہونے لگا یہان مہرخ نے بھی حکم ترتیب مجلس عیش دیا پھر تو یہ حال تھا کہ ابیات

بہ بستند آذین شہر و براہ
زمین بود یکسر چو پر تذرو
زالیوان ہمی کودک و مرد و زن
ز مشک و ز عنبر ہمی بیختند
ہمی بال اسپان پر از مشک و می
بند بر زمین جاے آرام و خواب

درم ریختند از بر تخت شاہ
چنین تا بہ کوہ عقیق آن رسید
براہ بت چین شدند انجمن
بر آمیختہ طشتہاے خلوق
شکر با درم ریختہ زیر پی

با موے و راہ بیابان مرو
تو گفتی زمین آسمان را ندید
ز بالا بدیشان درم ریختند
جہان پر شد از نالہ کوس و بوق
ز بس نالۂ ناے و چنگ و رباب

ہر طرف یہی سامان عیش و نشاط تھا جلسۂ انبساط تھا خواجہ کو مہرخ اور سب سرداروں نے بہت کچھ دیا تھا خواجہ بران پاس آکر جلوہ گر ہوئے تھے باتین ہوتی تھین یہ تو اس حال مین ہین لیکن حیرت بدسیرت ذلیل و رسوا نالان و گریان جب اپنی بارگاہ مین داخل ہوئی مصور و صورت نگار وغیرہ بھی آئے اور سب کے سب سر جھکا کر شرمندہ و غمگین بیٹھے اُسوقت ابریق وزیر بھی آیا اور اُسنے دیکھا کہ یہان سامان رنج و غم برپا ہے بدلے شراب کے سب خون جگر پیتے ہین دل ایسے جلے ہین کہ وہی کباب بنگئے ہین عوض ترنم عشرت نالۂ جانکاہ بلند ہی ہر ایک بیقرار و مستمند ہی ابریق ملکہ کے گرد پھرنے لگا اور عرض رسا ہوا کہ اے ملکۂ دوران سامری تمکو کبھی رنجیدہ نہ کرین اسقدر کیون آزردہ خاطر ہو یہ مقدمہ لڑائی کا ہی ورنہ تم کچھ کم ہو یا شہنشاہ کسی بات مین عاجز ہین تم تو وہ ہو کہ بران ایسی چھوکریان ہزارون بنا کے چھوڑ دو حیرت نے کہا مجکو خوف کسی شخص کا نہین ہی سلامتی رہے ہمارے شہنشاہ افراسیاب کی کہ وہی ہر مرتبہ مجکو ذلیل کراتے ہین اور اُنھون نے رحم کرکے ان نمکحرامون کو یہ رتبہ دیدیا ہی ورنہ یہ چھوکری بران تو کیا تھی وہ جو اُسکا باپ کوکب روشن ضمیر ہی پہلے وہ تو میرا سامنا کرلیتا ابریق نے کہا پھر اس غلام کی خاطر سے ایک جام شراب کا پیجیے ناچ کو حکم دیجیے تاکہ دشمن کے بھی دانت کھٹے ہوجائین اور وہ یہ سمجھے کہ اس لڑائی کے شکست کا کچھ رنج و غم ملازمان شہنشاہ کو نہین ملکہ نے کہا اے ابریق ان ذلتون کے اُٹھانے سے اب تو جیتا رہنا بھی گوارا نہین شراب کیسی اور کباب کہان کا اور اگر جیتے ہین تو سب ہی کچھ کرینگے کھائینگے پینگے ابریق یہ سُنکر دوڑا کہ مین میخانہ آراستہ کرا کر لاؤن اُسوقت ابر زنگاری روے ہوا پر پیدا ہوا اور گھنٹے ناقوس بجتے سنائی دیے ہواے سرد چلی طائران سحر یا شہنشاہ افراسیاب جادو

یا شہنشاہ افراسیاب جادو پکارنے لگے ہر ایک ساحر نے کہا کہ یہ آمد شہنشاہ ساحران کی معلوم ہوتی ہے اس اثنا میں ابر شق ہوا اور آسمین سے تخت زمرد نگار نکلا جسپر افراسیاب سوار تھا سر پر اُسکے تاج گوہر نگار تھا ستره سو نازنین پریزادان طلسم جکئی زمرد و یاقوت کی آگے پھراتی تھین ابر جو سر پر سایہ افگن تھا اسمین بجلی اسطرح چمکتی ہوئی کہ رو پہلی گوٹ اُودے دوپٹے مین جیسے کسی معشوقہ کے لگی ہوئی ابر سے مقیش جھڑتا ہوا سامنے بادشاہ کے تخت روان پر تاج ہوتا ہوا اور بادشاہ کے ہاتھ مین ایک گیند سبز زمرد رنگ مگر گھانس کا بنا ہوا تھا کہ اُسکو دمبدم شاہ سونگھتا اور اُچھالتا جاتا تھا غرض جب سواری قریب آئی ساحر سجدے مین گرے بعض ہاتھ باندھکر کھڑے ہوے حیرت بہر استقبال اُٹھی تخت شاہی زمین پر اُترا ہر ایک کا مجرا و سلام بادشاہ نے لیا اور تخت پر بادشاہ جلوہ گستر ہوا حیرت کو رنجیدہ دیکھکر گلے سے لگایا زبان کو بنا بر تسکین و دلداری کھولا حیرت و مصور وغیرہ نے سب حال رو رو کر روبروے بادشاہ بیان کیا بادشاہ نے کہا مین سُن چکا ہون کہ اُس چھوکری بران نے آکر بڑی بے ادبی تمھارے ساتھ اے ملکہ کی ہے چنانچہ قسم ہے سامری و جمشید کی ابکی وہ سحر کرونگا کہ آپ سے آپ بران تمھارے پاس آکر حاضر ہو اور اپنا گلا اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالے سب ساحرون نے کہا بیشک آپ ایسے ہی ساحر ہین اور ہر ایک تعریف و ثنا کرنے لگا بس بادشاہ نے وہی گیند جو ہاتھ مین تھا حیرت کو دیا اور فرمایا جو کچھ مین کہہ جاؤن وہی کرنا خبردار اے ملکہ تامل کو راہ نہ دینا وہ یہ ہے کہ جسوقت بران آئے فوراً قتل کرنا یہ کہکر مشغول میخواری ہوا بعد کچھ عرصہ کے کہا کہ مین تو اب جاتا ہون تم اِس گیند کو حکم دینا کہ اے گیند بحکم شاہ افراسیاب بران کو پکڑ لا یہ گیند حکم کرتے ہی جائیگا اور پھانسی بنکر اُسکے گلے مین پڑیگا اور کھینچ لائیگا ملکہ نے وہ گیند شاہ سے لیکر بہت احتیاط سے رکھا اور فکر گرفتاری بران مین مشغول ہوئی لیکن صرصر شمشیر زن عیارہ پہلے ہی سے اِس فکر مین تھی کہ اگر ہو سکے تو بران کو پکڑ لیجاؤن اور اسی فکر مین صورت اپنی مثل ساحران مطیع الاسلام کے بنائی لشکر مہرخ مین پھر رہی تھی یہان سے تحفہ و تحائف بران کے لیے جاتے تھے اور ہزارون ساحر و ساحرہ اُدھر سے اِدھر اور اِدھر سے اُدھر آتی جاتی تھین صرصر نے اُنمین سے ایک ساحرہ کو تجویز کیا کہ وہ کنیز ملکہ بران کی تھی بس یہ اُسکے پاس گئی اور جھککر اُسکو سلام کیا

اُسنے کہا کہ ای بی تم کون ہو اُسنے کہا مین ملکہ لرزان پاس ملازم تھی کل مجھسے یہ خطا ہوگئی کہ باری دینے مین پلنگ کے اُونگھ گئی مجکو موقوف کردیا بس مین تمھارے پاس اسلیے آئی ہون کہ مجھے ملکہ کے پاس لیچلو اور اپنی سرکار مین نوکر رکھا دو اُس کنیز نے کہا کہ مجکو اسقدر رسوخ نہین ہی کہ کسی کی سفارش کرون صرصر نے کہا اچھا ذرا میری ایک بات علحدہ آکر سُن لیجیے پھر میری قسمت مین جو کچھ ہوگا وہ ہو رہیگا کنیز بیچاری سادہ مزاج وہ اسکے کہنے سے ایک مقام تنہا مین آئی اُسنے باتین کرتے کرتے حباب بیہوشی مارکر اُسکو بیہوش کردیا اور اُسکا پیرہن اُتار کر اُسکو تو کسی درخت پر چڑھ کر باندھ دیا اور رنگ روغن عیاری لگا کر اپنی شکل اُسی کی ایسی بنائی وہ کنیز ملکہ بران اُسی شہزادی کی تھی اسوجہ سے نہایت خوبصورت تھی صرصر نے اُسپر اور زیادہ ایجاد کیا کہ بناوٹ سے کام لیا ایسی شکل زیبا اپنی بنائی کہ جو کوئی دیکھے دل و جان اپنا اسیر نثار کرے ہزار جان سے عاشق ہوکر اُسی کو پیار کرے گیسوے رسا سراسر آفت جان دام بلا براے عشاقان تھے یہ سلسلہ جور و جفا تھا دام اُلفت مین اُنھین کے پھنسا ہوا نہین چھوٹتا تھا بالون مین موتی پروے ہوے گویا شب تار مین اختر چمک کر نکلے یا شب گیسو متبسم ہوئی بلکہ سنبل گلشن حسن پر شبنم پڑی ہوئی جبین نور آگین مطلع مہر چتونون سے ٹپکتا ہوا قہر دیدۂ خورشید فلک جسکے سامنے کور فرط خجلت سے زرد رخ شعلۂ طور شمع رخ کے سامنے ضیاے حسن رخسار پری و حور کا فور آنکھون پر نرگس شہلا بیمار با دام اُسی کے دام محبت مین گرفتار جام می کیا بلکہ جام زہر ہلاہل سے دونون ساغر چشم سرشاران ساغرون کے شربت دیدار کا جو مزا چکھے جام عمر اپنا لبریز کرے تیر مژگان کے ہونے سے یہ ظاہر کہ شہسواران توسن عشق نے آہوون کو برچھون مین گھیرا ہی ترچھی نظرون سے یہ ثابت کہ ہرن نے جو کڑی بھرنے کو رخ پھیرا ہی ابروے خمدار تو گویا قدرتی حسن کی تلوار یا ماہ نو چرخ حسن پر اظہار نہین نہین وہ کمان کہ جسکا تیر دلدوز جگر عشاق کے پار کہانتک وصف اُسکا بیان ہو یہ حسن و جمال کا نقشہ تھا مسند مین

عارض صاف نہین شمس و قمر ہین دونون
دو ہین شمعین کہ ادھر اور اُدھر ہین دونون
حسن کا ہی یہ اشارہ طرف شمس و قمر
یہی گو ہی یہی میدان یہی چوگان آگے

صاف آئینہ سے بھی مثل نظر ہین دونون
سینہ دیکھین کہ رہین اُسکے گریبان پہ نظر
مین بھی حاضر ہون تمھین نور کا دعوی ہی اگر

رنگ مین لعل صفائی مین گہر ہین دونون
اور اُبھار اُسپہ ہی پستان کا غضب یا یہ
دیر تا چند فلک سے کسی عنوان آئے

الحاصل از سر تا پا نک شک سے درست اور آراستہ ہوکر لباس اور

زیور پہنکر وہان سے اٹھلاتی ہوئی بارگاہ ملکہ بران مین آئی اور پس پشت ملکہ مذکور آگر رومال سر پر جھلنے لگی اسلیے کہ اُس کنیز سے حال اسنے پوچھ لیا تھا کہ تم کسکی خدمتی ہو اُسنے کہا تھا کہ ملکہ بران کی چنانچہ اُسنے آکر ملکہ ہی کی خدمت اختیار کی یہان خواجہ کرسی پر بیٹھے تھے اور مہتر برق فرنگی بھی ایک جانب کو بیٹھا تھا لیکن دونون ناچ دیکھنے مین مشغول تھے کسی نے اُسکی جانب کچھ خیال نکیا اِس عرصہ مین دن وہ تمام ہو چکا تھا وہ زمانہ آگیا تھا کہ بارگاہ فلک سے خسرو عالم آراے مہر برخاست کرکے خوابگاہ مغرب مین گیا تھا اور شمع رخشان کواکب کو جلوہ طراز و فروغ افزا خیمہ دہر مین فراشس قدرت نے فرمایا تھا کہ نظم

یکایک مہر نے عزم سفر سے — زمین پر رخ کیا پیش نظر سے
نقاب روز نے چہرہ چھپایا — پلک کا عکس سوے عارض آیا

شام کو ملکہ بران عالیشان اپنے یہان کا جلسہ موقوف فرما کے بارگاہ مہرخ مین گئی مہرخ نے بہت زر و گوہر اُسکے اوپر سے نثار کیا ہر سردار بخندہ پیشانی اُس سے ملا اُسنے ہر ایک کو گلے سے لگایا پھر تخت پر بیٹھکر جلسہ عشرت کے تماشے مین مصروف ہوئی صرصر کنیز بنی ہوئی ساتھ آئی تھی اسی طرح پشت پر ملکہ کے آکر استادہ ہوئی جب رات زیادہ گئی بران نے بیٹھے بیٹھے انگڑائی لی اور خواجہ بھی اُونگھنے لگے صرصر نے کان مین جھُک کر کہا داری جب سے آپ لڑائی مار کر آئی ہین لمحہ بھر بھی آرام نہین فرمایا ہی مین قربان کہین ایسا نہو کہ دشمنون کا مزاج ناساز ہو جاے اب کچھ دیر آرام فرمائیے ملکہ نے فرمایا کہ پھر یہین سو رہون اُسنے عرض کیا کہ یہ بھی مکان آپ ہی کا ہی لیکن جو آرام کہ اپنے مقام پر ملتا ہی کہین اور جگہ وہ چین نہین ملتا ہی حضور اپنی بارگاہ مین آرام چلکر فرمائین تو بہت مناسب ہی بران نے کہا تو سچ کہتی ہی بس کچھ عرصہ کے بعد یہ اُٹھی مہرخ نے عرض کیا کہ کہان تشریف لیجائیے گا اُسنے کہا اپنی بارگاہ مین اب مین ذرا جاکر سوؤن گی صبح کو خدا اسنے چاہا تو پھر ملاقات ہو گی اتفاق سے عمرو جو اُونگھتا تھا تو اُٹھکر چلا گیا مہرخ نے روکنا مناسب نجانا ملکہ اُٹھکر بارگاہ مین آئی یہان پلنگڑی جواہر نگار آراستہ تھی جلسہ تو برخاست تھا ہی یہ اُس پلنگ پر لیٹے جو لوگ کہ موجود تھے اُنکو بھی رخصت کر دیا صرصر نے اُسوقت عرض کیا کہ اے ملکہ دوران یہان عیارنیان افراسیاب کی پانچ ہین کہ وہ آکر ہر ایک کو پریشان کرتی ہین اُنسے خبرداری ضرور ہی بس اگر یہان مجمع رہیگا تو اُنکے ضرر پہونچانے کا اندیشہ ہی تخلیہ کر دیجیے

تو بہتر ہی بران نے کہا یہ بھی تو نے سچ کہا اچھا جتنی کنیزین ہین سب چلی جائین فقط دس یہان جیسی کرنے
کو رہجائین بموجب حکم دس کنیزین کہ جو نہایت خیرخواہ اور قدیم تھین وہ دس رہگئین اور باقی
سب چلی گئین اور باہر بھی پہرا ہوگیا کہ کوئی اندر نہ آنے پائے غرض یہ انتظام کرکے ملکہ آرام فرما ہوئی
اور وہ دسون لونڈیان پنکھا جھلنے اور پانون دبانے مین مصروف ہوئین اُسوقت صرصر شمشیرزن
نے ایک گلوری اپنے پاس سے نکالکر کھائی اور ایک ایک اُن کنیزون کو بھی دی اُنھون نے کہا
نہین آپ کھائیے اُسنے کہا کھاؤ تکلف اسمین کیا ہی موٹے پھرے پان کی بھی یہ حقیقت ہی کہ کوئی
اُسپر گمان کرے کنیزون نے یہ سُنکر وہ گلوریان کھائین اور سب بیہوش ہوگئین صرصر قریب تخت
ملکہ بران کے گئی مگر اس خیال سے کہ یہ ایسی ویسی ساحرہ نہین ہی مالک طلسم ہی ایسا نہو کہ یہ
سحر چلکہ پکڑ لین اس خیال سے ہاتھ پانون اُسکے تھرانے لگے پھر سوچی کہ تیرا تو کام ہی یہ ہی اتنی محنت
کرکے یہان تک پہونچی ہی ہر چہ بادا باد اپنا کام کر بس اُسنے غلطک مار کر اپنے تئین پلنگ کے نیچے
پہونچایا اور بنوار رخسارۂ انور ملکہ کے پاس کی کاٹ کر کفچہ مین دارو بیہوشی رکھکر قریب بینی کفچہ
لگایا اور آہستہ سے دو بٹا ہٹا کر بیہوشی کو پھونکا کہ ملکہ بھی بیہوش گئی یہ تو پشتارہ باندھنے لگی لیکن
عیار تو رات کو بھی کم سوتے ہین عمرو کچھ دیر آرام کرکے جو بارگاہ مین آیا بران کو اُسنے نہ پایا مہرخ سے
پوچھا کہ ملکہ بران کہان ہین اُسنے کہا کہ وہ بیٹھی تھین اُنھون نے ایک انگڑائی لی کنیز جو اُنکے
ساتھ تھی اُسنے کہا کہ واری دیر سے تمنے آرام نہین کیا چلکر آرام کرو چنانچہ وہ اپنے خیمہ مین بآسائش
و آرام گئی ہین عمرو نے کہا وہ تو کہتی تھین کہ مین نہین شب کو رہونگی اسمین کچھ فتور ہی یہ کہکر جلد تر
اُٹھکر چلا اور بارگاہ بران کے دروازے پر آیا یہان دربانون نے منع کیا کہ ملکہ آرام کرتی ہین اور
ممانعت کی ہی کہ کوئی آنے نپائے عمرو نے دلمین کہا انسے کون گفتگو کرے دیر ہوگی یہ سوچکر
خیمہ کے پہلو پر سراپچہ چاک کرکے جو دیکھا تو صرصر بران کا پشتارہ باندھ چکی تھی بس اُسنے فوراً
معجزہ سے صورت اپنی مثل صورت صبا رفتار کے بنائی اس عرصہ مین برق فرنگی بھی عقب
خواجہ روانہ ہوا تھا وہ بھی قریب بارگاہ پہونچا لیکن عمرو صبا رفتار بنکر آیا اندر بارگاہ کے
سراپچہ پھاڑ کر گیا اور پکارا کہ ہان ہان بی بی یہ پشتارہ لگا کر نکلنا مشکل ہوگا کیا کرتی ہو صرصر
نے اُسکی صورت دیکھکر بنگاہ اول پہچانا کہ یہ عمرو عیار ہی بس سمجھی کہ دروازے پہ پہرا ہی تو

نکل نہ سکیگی سراچہ فراکر نکلجا یہ سوچکر پشتارہ تو پھینکدیا اور آپ سراچہ فراگئی عمرو نے جالاکی
کرکے باہر بارگاہ کے آکر کمند کے حلقے مارے اور پکارا کہ ای جان جہان کہان جاؤگی کمند اگر
صرصر کی گردن و کمر مین پڑی مگر وہ بھی عیارہ ہی دوسری جست اُسنے اسطرح کی کہ صاف بسان نگاہ
حدقہ ہاے چشم کمند سے نکل گئی اور پنجہ اُسنے بھی گھسیٹا عمرو نے جست کرکے پس پست اُسکے
اپنے تئین پہونچایا اور پھر کمند ماری کہ ابکی وہ الجھکر گری کس لیے کہ اُسکو خوف بہت تھا لشکر پرایا عیار
زبردست سے سامنا جست و خیز کرنے مین دست و پا اُسکے تھراتے تھے اب جو وہ گری عمرو نے
اُسکو چاہا کہ اُٹھاکر اندر بارگاہ کے لیجاؤن صرصر کے ساتھ سایہ کی طرح اور بھی عیار نہیان رہتی ہین
چنانچہ صبا رفتار برق کی شکل بنکر یہان آئی تھی اُسنے جو یہ کیفیت دیکھی دوڑکر قریب ترعمرو کے
آئی اور کہا اُستاد لائیے اُستانی کو مجھے دیدیجیے اور آپ جاکر ملکہ بران کی خبر لیجیے عمرو نے اسکو
برق سمجھکر دیدیا وہ پشتارہ لیکر بسان برق جہندہ چلی اور کچھ دور جاکر پکاری کہ سنم صبا رفتار
یون لیجاتے ہین اور عیاری اسکو کہتے ہین عمرو نے اُسوقت تعقب کرنا اُسکا مناسب نہ سمجھا اور
پھر کر بارگاہ مین بران کی گیا اور دربانون سے کہا کہ اچھا پہرا دیتے ہو اسوقت غضب کردیا تھا
عیارہ ملکہ کو پکڑے گئی ہوتی یہ کہکر اندر جاکر ملکہ کو پشتارہ سے کھولکر نذر زنبیل کرلیا اور ایک کنیز روم
کی نرگس نام زنبیل سے نکالی اور اُسکی صورت ملکہ بران کی ایسی بنائی اور لباس عمدہ زیب
قامت اُسکے فرماکر گہنا پہناکر پلنگ پر لٹا دیا اور ہوشیار اسکو کرکے کہا کہ دیکھ قدرت خداوند
سامری کی کہ تجکو ملکہ بران شمشیر زن بنادیا خبردار جو کوئی تجھسے پوچھے تو کہنا مین ہون بران
شمشیر زن اور اگر تجھسے کوئی کہے کہ ہم تیرا سر کاٹ ڈالینگے ورنہ بتا کہ تو کون ہی تو بھی تو نہ بتانا
کس لیے کہ اب تیرا بڑا مرتبہ پیش خداوند سامری ہونے والا ہی بران کو خداوند نے بلا لیا ہی
تو ہی بران اب مقرر ہوئی ہی لاکھون کرورون روپیہ کی دولت تیرے قبضہ مین ہی شہزادیان
طلسم نور افشان کی تیری مطیع اور فرمان بردار ہین اور ہم ہروقت تیرے حامی و مددگار ہین
وہ کنیز یہ باتین سُنکر نہایت خوشنود ہوئی اور بآرام تمام پلنگ پر لیٹی کنیزون کو عمرو نے بلوا کر حکم دیا
کہ ملکہ آرام کرتی ہین پاؤن دباؤ وہ سب حسب ارشاد اطاعت مین مصروف ہوئین اور عمرو
وہان سے پھر کر بارگاہ مہرخ مین آیا کسی سے اس احوال کو نہ کہا اس عرصہ مین وہ رات بھی

تمام ہوئی اور وہ وقت آیا کہ عیارۂ شب نے خزانۂ اختران کو چرا کر گریز کی اور مہر زرین رخسار مثل عمرو عیار براے تجسس عرصۂ افلاک مین قدم زن تھا کہ ابیات

کہ جب اس شب نے اپنا منھ چھپایا	دم آغاز حسن صبح آیا	وہ ہلکی ہلکی رنگت کی سفیدی
کہ جسمین کچھ سیاہی بھی ملی تھی	کہین پھیلے کہین سمٹے اُبھر کر	کہ جیسے گوشۂ دامان دلبر

ہنگام سحر وہ کنیز رومی بستر خواب سے اُٹھی اور پکاری کہ ارے کوئی حاضر ہی کنیزین حاضر حاضر کہکر سامنے آئین کہا چوکی پر جاؤن گی اُنھون نے آفتابہ طلائی لیجا کر چوکی پر لگایا یہ وہان سے فارغ ہو کر جب آئی لونڈیان آب گرم لیکر منھ دھلانے کھڑی ہوئین اُسنے ایک چلو پانی لیکر اسطرح چھینٹا منھ پر مارا کہ گریبان تک تر ہو گیا کنیزین چکرائین کہ آج ملکہ کو کیا ہو گیا ہی یہ منھ کیونکر دھوتی ہین اسی فکر مین لونڈیان تھین کہ اُسنے جلد ایک کنیز کی کمر سے رومال کھینچ کر بڑی بے عنوانی سے منھ پونچھا بران کا قاعدہ تھا کہ اشارہ کرتی تھی کنیزین پہلے ایک دست پاک دیتی تھین کہ اُس سے منھ پاک کر کے پھر دوسرے رومال سے ہاتھ پونچھتی تھی کہ پانی کی تری نہ رہے غرض یہ منھ پونچھکر کرسی پر آ بیٹھی ہماے جادو مجلس جادو وغیرہ نے آکر مجرا کیا اور اختر نگاہ و قہر نگاہ بھی حاضر ہوئین اُسنے کسی کا بھی سلام نہ لیا تیوری چڑھائے نہایت کبر و غرور سے کرسی پر بیٹھی رہی اُسوقت سب جادوگرنیون نے کہ بہت معزز اور ناظمۂ دربند ہین قیافہ سے پہچانا کہ یہ ملکہ بران نہین ہی پس آپسمین کہا کچھ ہی کیون نہو اس سے نام پوچھنا چاہیے غرض ہماے جادو نے ہاتھ باندھکر کہا داری حضور کا اسم مبارک کیا ہی مجکو اسوقت یاد نہین رہا ہی اسوجہ سے پوچھتی ہون اس کنیز نے پہلے تو کچھ جواب نہ دیا جب اُسنے مکرر اور سہ کرر پوچھا تو اُسنے کہا کہ وہان کا تو نام یاد ہی مگر یہان کا یاد نہین رہا اسوجہ سے سوچتی ہون ہماے نے کہا یہ آپ نے کیا فرمایا وہان اور یہان کیسا اُسنے جواب دیا کہ ای توبہ بھول گئی میرا نام شمشیر زن ہی بران تو یاد نہین رہا خالی شمشیر زن کہدیا ہماے نے کہا ابتو آپ فرما چکین کہ میرا دہانکا بھی ایک نام ہی چنانچہ وہ بھی ارشاد ہو کہ دوسرا نام کیا ہی اُسنے کہا وہ بتانے کا نہین ہی ہماے نے عرض کیا کہ داری ہم لوگ تو جان نثار ہین ہمسے کیا پردہ ہی اُسنے جواب دیا کہ دوسرا نام میرا نرگس رومی ہی اب ہما کو یقین کامل ہوا کہ ملکہ بران پر کچھ پیچ پڑا بڑا غضب ہوا خواجہ عمرو سے حیلے سے بلا کر کہنا چاہیے

ورنہ سب لشکر تہ و بالا ہو جائیگا یہ تو اس فکر مین ہوئی وہان خواجہ بارگاہ مہرخ مین بیٹھے ہین مہرخ
بھی تخت پر ہنگام صبح جلوہ گستر ہوئی ہی ناچ ہو رہا ہی سردار آتے جاتے ہین تذکرہ لڑائی کا ہوتا ہی
اِدھر ملکہ حیرت بھی تخت پر آکر بارگاہ مین بیٹھی ہی سب سردار اُسکے پاس بھی جمع ہین کہ اُسنے
وہ گیند افراسیاب کا ہاتھ مین لیا اور پکاری کہ اے گیند بحکم شاہ جادوان و بتصدق سامری
و جمشید یہان سے جاکر بران کو مہرخ کی بارگاہ سے یا اُسکے خود خیمہ سے جہان کہین ہو پکڑ لا گیند
ایک حلقہ پھانسی کی طرح بنکر نظرون سے غائب ہو گیا اور بران نقلی کو جو کرسی پر بیٹھی تھی اُسکے
سر پر چھپا سا بنا ہوا آکر گرا اور اُسمین سے بجلی کی طرح چمک پیدا ہوئی کہ ہما اور مجلس کی آنکھین
بند ہو گئین مگر ہما نے جلد آنکھون پر ہاتھ رکھ کر اپنے گلے سے موتیون کا مالا اُتار کر اُس چھپے پر مارا
اُس حلقہ مین سے ایک پنجہ پیدا ہوا اور اُسنے اُس مالے کو روک لیا اور وہ حلقہ گردن و کمر مین
بران کے پڑکر اُسکو اُڑاتا ہوا لیکر چلا لشکر مین غلغلہ برپا ہوا کہ لینا جانے نہ پائے ساحر اُسکے
عقب مین اُڑے ہزارون نارنج ترنج ناریل تیر سحر کے مارے مگر جسنے جو حربہ کیا وہ اُلٹا پلٹ آیا
اور وہ حلقہ بران نقلی کو لیکر غرق آسمان ہو گیا اُسوقت ہما کو خیال آیا کہ ملکہ جو بہکی بہکی باتین
کرتی تھین معلوم ہوتا ہی کہ بڑی دیر سے مسحور سحر افراسیاب تھین بدل کوئی نہین لے گیا تھا یہ فقط
سحر کا باعث تھا جو نرگس رومی اپنے تئین کہتی تھین سواے اسکے اور کوئی امر سمجھ مین نہین
آتا ہی غرض یہ سمجھکر اُسنے کہرام مچایا تمام سردارون مین دو ہتڑ چلنے لگا ایک دو اپنا گلا کاٹنے لگے
لوگون نے ہاتھ پکڑ لیا کہ بھئی دیکھو تو کیا ہوتا ہی جب ملکہ کے دشمن مارے جائین جب ہی اپنی جان
دینا بلکہ لڑکر مرجانا کہ نام بھی ہو اور قہر نگار و افتان و خیزان بھاگ کر مہرخ کے پاس آئی مہرخ
جو دیکھے تو اسکا گریبان چاک ہی سر پر غم کی خاک ہی پوچھا کیون خیر تو ہی اُسنے کہا خیر کیا بران
عالی مقام پر یہ سانحہ گذرا مہرخ نے کہا پھر آخر ایک دن مرنا ہی آج ہی ہم بھی جان دیدینگے یہ کہکر
نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین کمر بندی ہونے لگی عمرو عیار خبر بھی نہوا کہ کیون جاتی ہو غرض لشکر کے
کئی لاکھ سردار ساحران ذیوقار سواریون پر سحر کی سوار ہوکر روانہ براے کارزار ہوئے وہ
طاؤسان زرین بال کا پر کھولکر اُڑنا روے ہوا کو زرلفتی بنانا نظر آتا وہ اُنکے پرون کا تیلا بین
اور اُسمین داغہاے طلائی رنگ کا چمکنا گویا روے ہوا پر اطلس نیلگون بوٹے دار کاڑھ بچھا تھا

نہین نہین ایک آسمان اور زیر آسمان پیدا ہوا تھا اور اُس آسمان مین ستارے نکلے تھے جادوگرنیان جوان جوان اُن طاؤسون پہ سوار گویا آسمان حسن پر زہرہ کا جمال آشکار اژدہون کی چار سمت کو پھنکار روے گیتی سب زہردار سردارون کے سرون پر تاجہاے زرین رکھے ہوئے گویا ہزارہا سورج نکلے ہوے طائران سحر پر کھولکر سرون پہ ہر ایک کے سایہ فگن ثانی سلیمان کے مطیع ہونے کا پتا دیتے دم اپنے مالکون کی ہواخواہی کا بھرتے بر جادو کی آگ پتھر برساتے آوازین مہیب لگاتے ڈہرو بجتے نشان کھلے ہوئے ترسول پنسول چمکتے ساحر تو اس آن بان سے روانہ تھے بہادرون کی ورد زبان جنگ کے افسانے تھے مرکبہاے پرند پر ہر ایک سوار سنان نیزہ کا چمکنا فلک پیر اپنے سینہ کو بچاتا کہ کہین ایسا نہو مین نشانہ ہو کر گھائل ہون گرز ہر ایک خانہ بدوش بہادر خمخانہ جرأت کے پیمانہ نوش وہ اُنکا بانکپن اور اکڑنا طبل و بوق کا بجنا بہرام فلک کا دل دہلتا خلاصہ یہ کہ اِس لشکر کا اسطرح چلنا تھا کہ ابیات

خروش آمد از دشت و آواے مرد	کہ گفتی بدرید دشت نبرد	درخشیدن تیغ و بانگ ستور
ہمہ پہلوانے چو تابندہ ہور	سہیل ستور و خروشی سوار	درخشیدن تیغ زہرآبدار
زمستی خروشید چون شیر نر	و یا موج دریاے پُر شور و شر	ہمی راندہ بارہ چو دریا بجوش
در افگند در دشت و ہامون خروش	غریوان و جوشان چو شیر ژیان	کمانے ببازو کمر بر میان
برانگیز بارہ بکردار باد	پس نامداران فرخ نژاد	ہمین تاخت از کمین زخرگہ زمین
سیہ کرد از سم اسپان زمین	درفش سیہ اژدہا پیکرش	یکے باز زرین فراز سرش
سواران جنگی ہزاران ہزار	بآہن درون غرقہ اسپ و سوار	ز تابیدن گوشہ گوشہ درفش
ہوا گشتہ زرد و کبود و بنفش	چو دریاے جوشان سراسر زمین	کہ باشد ہمہ موج او آہنین

اُسطرف سے لشکر ظفر پیکر مہرخ نامور اور ہماے تاجور بصد کروفر جانب حیرت خیرہ سر چلا اسطرف وہ گنبد بران نقلی کو لیے ہوئے سامنے حیرت کے آیا بران نقلی کو غش تھا اُسکے گلے سے اُس گنبد کا پھندا نکالکر خوب اپنے سحر مین مسحور کر لیا پھر ہوشیار کیا جب اُس کنیز رومی کی آنکھ کھلی پکاری کہ اری او ہماے تاجدار و مجلس تابکار سب کہان ہو جلد مجھکو تخت پر بٹھاؤ ارے یہ پہرے والیان کدھر اُڑ گئین کہ مانند پست اسطرح فرش خاک پر بیٹھی ہین جنہنے مجھکو پکڑا تھا پہرے والیون نے اُسکو روکا کیون نہین ارے جلد تخت طاؤسی لاؤ

صنوبر بالاں ہما کا سر ہلاؤ حیرت اور سب ساحرون نے یہ کلمات سنکر کہا دیکھیے عمرو کی صحبت مین رہکر عیاری بھی
یہ چھوکری کوکب کی سیکھ گئی ایسی باتین کرتی ہی جیسے بران یہ نہین ہی حیرت اسوقت پکاری
کہ اری او دختر کوکب بڑی لڑائی تو نے اگر فتح کی اسدن کی بھی تجکو خبر تھی اب تیرا سر کاٹون گی
یہ کہکر حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد طلب ہوئے برابر آب ریز کے بارگاہ ہی مین چبوترہ ریگ کا باندھا
گیا بران نقلی کو اسپر بوریاے فلاکت بچھا کر بٹھایا اس اثنا مین جاسوسان لشکر دوڑے ہوے
آئے اور حیرت بدسیرت کو بددعا دیکر عرض رسا ہوے کہ ای ملکہ عالم فوج مہرخ و بران بڑی عظم و شان
سے آپہونچی ہر ایک کے یہی ارادے مین ہی کہ اپنی جان دیجیے اور بران کو چھڑا لیجایئے یہ خبر سنکر
حیرت دروازہ پر بارگاہ کے آئی اور ایک سحر پڑھکر مشت خاک زمین سے لیکر اڑائی کہ اسکے اڑنے
سے بجلی چمکی آواز رعد کی پیدا ہوئی اب جو دیکھا تو ایک دیوار شبکہ دار گرداگرد اسکے لشکر کے گھر گئی ہی
سراچہ بارگاہ کے اٹھوا دیے اور گرد بارگاہ کے ساحران ببر سوار و اژدر سوار سامری کے یادگار
جمشید زمانہ اپنے فن مین یگانہ حربہ ہاے سحر لیکر استادہ ہوے جوش لشکر سے یہان بھی تلاطم ہوا
صفین آراستہ ہوئین اسوقت خواجہ عمرو کے ذہن مین آیا کہ چلکر تو بھی ان ساحران مخالف
وبیحیا کو دھوکا دے اور عیاری کر یہ سوچکر بارگاہ سے روانہ ہوا اور قریب لشکر حیرت پہونچکر اسوقت
کہ جب دیوار سحر کی نہ کھنچی تھی اسنے مقوے کا ایک سر تیار کیا اسطرح کا کہ اسمین چار سر تھے اور ہر سر مین
آٹھ آٹھ آنکھین تھین پیشانی پر ایک تختی ہیرے کی لگائی جسمین کندہ کیا ہوا تھا کہ ملازم افراسیاب
جادو بھالی برنجی جسمین چومک جلتے ہوئی ہار لونگ پھول رکھے ہوے ہاتھ پر اپنے رکھکر جست
کر کے اندر بارگاہ کے آیا اور پکارا منم نامہ دار افراسیاب یہ کہکر ملکہ حیرت کو نامہ دیا اور آپ
گلیم اوڑھ کر غائب ہوگیا حیرت نے نامہ پڑھا لکھا دیکھا کہ منم شہنشاہ عیاران عمرو بن امیہ ضمری
اری او چڈو حیرت جسطرح ملکہ ذیشان بران والاشان کو بلایا ہی اسکی سزا ہم دنیا موقوف کرتے
ہین بشرطیکہ نذر دیکر اور خلعت گرانمایہ سے مخلع کر کے انھین بتوقیر تمامتر رخصت کر دے ورنہ قسم ہی
جناب امیر حمزہ کی کہ تمام طلسم کو غارت کر دونگا یہ نامہ تجھے اپنے عیار چہار شکل ہشت چشم جادو
کے ہاتھ مین نے روانہ کیا ہی تھوڑے لکھے کو بہت جاننا حیرت نے نامہ پڑھکر دیکھا تو مہر بھی
پیشانی پر عمرو کی کی ہوئی ہی حیرت نے نامہ تو ہاتھ سے پھینکدیا اور کہا اس موے کی شامت

آئی ہے مین جانتی ہون کہ اِسکے پاس گلیم غیبی ہے خیر کہان جائیگا شہنشاہ کے ہاتھ سے یہ کہکر گلے سے
اپنے موتیون کا مالا توڑکر مارا عمرو تو پہلے ہی سے جست کر کے گلیم اوڑھے نکلگیا تھا مالا چارطرف
عمرو کو ڈھونڈھ کر پھر آیا اُسوقت حیرت خود اُٹھی اور شبیہ بران پر تلوار لیکر دوڑی وہ ہر چند
واویلا کیا کی مگر اُسنے ایک نہ سنا ایک ہاتھ مارا کہ سر اُسکا اُڑگیا اُسوقت خوشی مین آکر ایک نارنج
حیرت نے جانب فلک اُچھالا کہ جو نسٹھ ہزار نقارہ سحر کا بر دے ہوا بجگیا زمانہ مین تزلزل پڑگیا
طائر سحر مبارکباد دینے لگے اور ہر ایک سردار گلے ملنے لگا آپسمین خوشی ہونے لگی یہان لشکر لیکر
مہرخ جو آئی تھی دیوار کو دیکھکر بیس دیوار ٹھہر کر سحر کرنے لگی کہ یہ دیوار گرے بعض ساحر اُڑکے چلے
مگر گر پڑے اُسطرف نہ جاسکے دیوار کے توڑنے اور گرانے کی تدبیر ہونے لگی کسی نے گولا فولادی
مارا کسی نے نارنج سے کام لیا لیکن یہ دیوار ملکہ شاہ طلسم کی بنائی ہوئی تھی گرنا اُسکا دشوار ہوا
اتنے عرصہ مین عمرو عیار ذیو قار پشت لشکر کی طرف حیرت کی بھاگ کر گیا وہان کچھ دور پر ایک
پہاڑی کنارے دریاے خون روان کے تھی اُس پہاڑی پر عمرو چڑھ گیا اور زنبیل سے
فرش مخملی نکالکر بچھایا مسند مغرق آراستہ کی چنگیرین جو گھڑے وغیرہ سامنے مسند کے رکھین
ڈالیان میوون کی اور گلابیان شراب کی چن دین پھر ملکہ بران کو زنبیل سے نکالا اور مسند پر
بٹھا کر ہوشیار کیا اُسکی جو آنکھ کھلی خواجہ کو اپنے پاس دیکھا اور پہاڑی پر اپنے تئین پایا حال
استفسار فرمایا عمرو نے سب حال بیان کر کے کہا کہ آج دشمنون کی جان پر تنگی ہوتی جو مین
عیاری نہ کرتا اب لشکر مہرخ اور ہمارے تاجدار لیکر آئی ہین مگر راہ نہین باقی ہین دیکھیے وہ
دیوار فولادی مشبک از زمین تا چرخ برین اُٹھی ہوئی ہے اُس دیوار کے سبب سے میرا اور
آپکا نکلنا بھی دشوار ہے بران نے سب حقیقت سنکر کہا کہ خواجہ مین اپنے باپ سے لڑکر اِس
لڑائی مین آئی ہون اُنھون نے یقین ہے کہ پتلے سحر کے ساتھ کر دیے ہونگے مین قتل نہوتی
لیکن آپ نے بڑا احسان کیا کہ ذلت سے بچایا اب آپ تماشا دیکھیے یہ کہکر کچھ ایسا سحر پڑھا کہ
وہین بیٹھے بیٹھے غرق زمین ہو گئی اور جہان وہ دیوار کھنچی تھی اُسکی تہ زمین مین جاکر اُسنے قلاب
زمین کو جنبش دی حیرت تو جانتی تھی کہ اسطرف کوئی نہ آسکے گا اسوجہ سے سحر کو اُسنے زور
نہ دیا تھا دیوار فوراً اِسکے قلاب زمین کو جنبش دینے سے موم کی ہو کر اور اُڑاکر گری اور اُسکے

گرنے سے کوسون تک جو وہ کھنچی ہوئی تھی ساٹھ ستر ہزار ساحر حیرت نابکار کا جو صفین باندھے
استادہ تھا دب کر ہلاک ہوگیا اور حیرت گھبرا کر پکاری کہ ارے یہ کونسا بدبخت ساحر تھا جسنے دیوار
سیہ سحر کی گرادی یہ کہہ رہی تھی کہ بران تہ زمین سے نکلی اور نعرہ زن ہوئی کہ منم ملکہ بران
شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب روشنضمیر حیرت اسکی طرف لپکی اور ایک طرف سے دیوار
جوگری تھی فرخ اور ہمارے تاجدار حملہ آور ہوئی بقیہ فوج حیرت سے سحر کی چوٹین اور شمشیر سحر
چلنے لگی اور بران شمشیر زن اڑکر روے ہوا پر گئی حیرت بزور سحر اڑی لیکن روے ہوا سے
ہزاروہا چاند ٹوٹ کر زمین پر گرے کہ حیرت کی آنکھین خیرہ ہوئین اور زمین پر اتر آئی اور ایک نارنج
سحر کی جھولی سے نکالکر ان چاندون کے اوپر مارا کہ وہ چاند سب ماند ہوگئے اُسوقت بران نے
اپنے باپ کی نصیحت کے بموجب پتلی یاقوت نگار روے ہوا پر ڈبیا سے نکالی کہ وہ پتلی بران کی
ایسی صورت بنگئی اُس سے حکم دیا کہ مین تیری لڑائی دیکھتی ہون جا اور میرے حریفون کا مقابلہ
کر پتلی بران بنی ہوئی زمین پر اُتری اور حیرت پر چلی کہ ایک دو ہتڑ اُسپر مارون حیرت نے
فورًا اسکے ہاتھ بلند ہوتے ہی سحر پڑھا کہ ایک پنجہ نے پیدا ہوکر ہاتھ پکڑ لیے بران نقلی نے سحر پڑھا
کہ پنجہ موم کا ہوگیا ہاتھ چھوٹے پھر یہ ایک چابک سحر کا لیکر چلی اور پکاری کہ روئی کی طرح سے اگر
نہ دھنک ڈالا تو نام اپنا بران نہ رکھا حیرت نے پکار کے کہا اری چھوکری یہ موم کا چابک
لیکر آئی ہی پس وہ چابک موم کا ہوگیا اب حیرت سحر کا خنجر لیکر چلی شبیہ بران نے سحر کیا کہ دو پنجون نے
پیدا ہوکر حیرت کے بھی ہاتھ پکڑ لیے اُسوقت ایک لال از خود ظاہر ہوکر حیرت کے کان کے
برابر سے یہ کہتا ہوا نکلا کہ ای ملکہ یہ بران نہین ہی جس سے لڑتی ہی بلکہ ہمشبیہ اُسکی ہی یہ کہکر لال تو
غائب ہوگیا اور ملکہ نے بھی ایک مٹھی خاک اُٹھا کر اپنے گریبان مین ڈالی کہ آپ اُس خاک کے
ڈالنے سے غائب ہوگئی اور بجاے اُسکے ایک اور حیرت پیدا ہوکر مقابل ہمشبیہ بران ہوئی
اتنے عرصہ مین لرزان و زلزلہ و رعد و برق و بہار و نافرمان شکوہ زرین قبا و ابریق
اور مصور وغیرہ سے آگتھ گئے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار انھون نے لگا دیے آتش
سحر نے اپنا فروغ دکھایا دشمنون کے جان و تن کو جلایا ہزارون جہنم کے کندہ ہوئے فی النار
والسقر کہکر مسلمانون نے کنارہ کیا جادوگرنیان درگور کہکر ہٹین اور دوسری طرف لڑنے لگین

ہر طرف باران تیر اور صداے دار و گیر تھی نیزے سینے توڑنے پر آمادہ گرز سر کچلنے پر آمادہ زنی کرتے ایک سے دوسرا لپٹا ہوا بھوت سر پر جادو کا چڑھا تلوار کا آسیب جن جن کو بہچانتا تھا اُنکی جان بھینٹ مین لیتا تھا پتھر برسکر اپنی سنگدلی دکھاتے تھے سانپ زہر اُگلتے جاتے تھے موذی بن جاتے تھے دریاے خون روان تھا تھل بیڑا لگنا مشکل تھا تا دیر خوب بھڑکر تلوار چلی تھی فوج دشمن مین ہلچل پڑی تھی جان بچانے کو ترستے تھے کہ

ابیات

دو لشکر برابر کشیدند صف
زبس نیزه و پرنیانی درفش
تو گفتی که دریا بجوشد همی
ز دریا بر آمد یکے سرخ میغ
تو گفتی هوا تیغ بارد همی
که کرگس نیارست بر سر گذشت
ز دریا همی خواست از باد موج
همه نعل اسپان ز خون تر ز گل

سواران همه بر لب آورده کف
هوا شد ز گرد سپه آبنوس
نهنگ اندرون خون خرو شد همی
چو بر پیش خورشید دامن کشید
بخاک اندرون لاله کارد همی
گروهی بکنده درون پر ز خون
سپاه اندر آمد همی فوج فوج

زمین قار رست آسمان چون نقش
ز نالیدن بوق و آواے کوس
ز زخم تبر زین و گوپال و تیغ
چنان شد که کس روے گیتی ندید
ز افگنده گیتی بر آنگونه گشت
دگر سر بریده فگنده نگون
همه دشت مغز و جگر بود و دل

سپاہ تو اسطرح جانبازی کر رہی تھی اُدھر دونون شبیہین بران و حیرت کی لڑ رہی تھین حیرت نقلی نے ایک بجلی بران نقلی پر گرائی بران نقلی نے اُن جرکی وہ بجلی اُلٹ کر حیرت پر گری اُسنے رد سحر کیا اور دوڑ کر تلوار ماری بران کے دو ٹکڑے ہوے اور وہ دونون ٹکڑے پھر ملگئے بران زندہ ہوکر جھپٹی اور حیرت کے تلوار ماری کہ اُسکے بھی دو ٹکڑے ہوے لیکن وہ ٹکڑے بھی آپسمین ملگئے اور حیرت بھی زندہ ہوئی یہ خبر لڑائی کی افراسیاب کو بتلون نے سحر کے پہونچائی وہ وہان سے اُڑکر چلا اور قریب لشکر جنگ پہونچکر ایک سحر الیسا پڑھا کہ پہاڑ سے کئی ہزار من کی ایک سل جدا ہوکر اُڑی یہ سل کو اُڑائے ہوے جب سر لشکر پہ پہونچا دیکھا کہ اسطرح جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی کہ سب آپسمین بھڑے ہوئے ہین اگر سل گراؤن گا تو اپنے پرائے سب کام آئینگے اور دب جائینگے یہ مناسب نہین ہی چنانچہ یہ سوچکر اُس سل کو تو الگ گرایا اور سواے اسکے اور کچھ نہ بن آیا کہ حیرت اصلی کو جو روے ہوا پر تھی پنجہ مین اپنے دابکر ایک سمت کو لیے چلا گیا وہ شبیہہ حیرت بھی غائب ہوگئی اُسوقت ملکہ کے نہونے سے مصور اور صورت نگار

وغیرہ سرداروں نے طبل آسائش بجوادیا ازبسکہ مہرخ جانتی تھی کہ بران چھوٹ چکی ہی اسوجہ
سے یہ بھی بفتح و فیروزی طبل امان بجواکر پھری اور راہ مین بہت کچھ زر نثار کیا پھر اپنے اپنے مقام پر
ہو نچکر لشکروں نے کمر کھولی آسودہ ہوئے لاشین غار کھود کر گڑوادین میدان پاک و صاف کرادیا
مہرخ بہار نافرمان برق رعد وغیرہ سب اس جنگ مین زخمی ہین اُنکے ٹانکے وغیرہ دلوائے
بران بھی آکر تخت پر جلوہ گستر ہوئی شراب کا پیالہ گردش مین آیا ناچ ہونے لگا عمرو آکر کرسی پر بیٹھا
چالاک وغیرہ عیار بھی آئے اور شریک جلسۂ عشرت ہوے چالاک نے اُسوقت چپکے چپکے کہا کہ
بھئی میری تو عقل حیران ہی یہ عجب طرح کا طلسم ہی کہ جسکا فتح ہونا دشوار نظر آتا ہی بران نے اُسکو
بکتے دیکھکر کہا کہ ای چالاک تم کیا بڑبڑا رہے ہو عرض کی کہ ای ملکہ مین یہ کہتا ہون کہ یہان تمام
عمر یون ہی لڑائی رہیگی یہ جگہ نہایت قلب اور سخت ہی آجتک طلسم کشا اور مہ جبین کا حال ہی نہین
معلوم کہ زندہ ہین یا مر گئے سوا اسکے اور کچھ سنائی نہین دیتا کہ گنبد نور پر قید ہین دوسرے
یہ کہ خواجہ کے عقب مین شبرنگ عیار لشکر اسلام سے چلا تھا اسکا پتا نہین کہ کدھر گیا یہان آکر
ہمنے سنا ہی کہ ہفت نیرنگ قلعہ کے آگے ملک لوح داران ہی مگر اُسکا حال بھی نہین کھلتا کہ مالک لوح کون ہی
اور کیونکر دستیاب ہوگی اور تو سب درکنار اتنا تو دریافت نہین ہوسکتا کہ پل پر یزدان کیونکر طے ہو
اور یہ دریا سحر کا جو بیچ مین حائل ہی کسطرح موقوف ہو جو راستہ کھلے اور ہم لوگ بیخوف و خطر جاکر وہان
عیاری کرین پس جب یہ نہین ہوسکتا تو ملک لوح داران تک کون جائیگا غرض میری عقل کام
نہین کرتی ہی کہ آئندہ کیا ہوگا خدا مالک ہی جو وہ چاہے گا وہ کرے گا بران شمشیر زن نے کہا کہ ای
چالاک حقیقت مین تمنے جو کچھ کہا بہت بجا اور درست ہی لیکن اگر بران شمشیر زن جیتی ہی
تو چالیس دن مین دریاے خون روان خشک کردیگی اور پل پر یزدان توڑ ڈالیگی عمرو نے کہا
ای ملکہ کار بسیت مشکل اور راہ بسیت دشوار بران ہنسی اور کہا خواجہ جسطرح تم کہتے ہو یون ہی ہی
حال اسکا یہ ہی کہ جسطرح بے لوح کے طلسم نہین فتح ہوتا ہی یہ پل بھی ویسا ہی سخت ہی لیکن اسکے
احوال سے مین خوب ماہر ہون دریاے خون روان اور یہ پل اس طلسم سے تین برس آگے
بنا ہی افراسیاب کے دادا پردادا نے بنوایا تھا لیکن وہ بھی تو ساحر ہی تھے حکیم طلسم جو بانی طلسم ہی
اُنکی شرکت اسمین نہین ہی اسوجہ سے مین نے یہ ارادہ کیا ہی ورنہ میری کیا مجال تھی جو بنگاہ کج

بھی اس پل کی جانب دیکھ سکتی یہ کہکر ملکہ اور سب مصروف عیش و نشاط ہوے شراب کباب کھانے پینے لگے بعد اسکے ملکہ بران نے کہا ای خواجہ خدا حافظ اب ہم خدمت پدر نامور مین جاتے ہین اور ہوسکتا ہی تو اُنسے اجازت لیکر کوہ رخشان پر جائینگے اُسوقت معمار قدرت نے بھی کہا کہ خواجہ مین بھی رخصت ہوتا ہون زخمی ہوگیا ہون شفاخانۂ ساحری مین جاؤنگا اور علاج کرکے وہان سے جو آؤنگا تو قلعہ بناؤنگا اور قلعہ کیا بناؤن مجکو بزور کہانت ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ضرور تر مجکو قلعہ بنانا ہوگا اور تالاب جمشیدی چھانا پڑیگا مگر ابھی ساعت اُسکی نہین وہ اور وقت ہی کہ اُسکا حال مین ابھی کہہ نہین سکتا یہ کہکر سب سے رخصت ہوکر اول معمار ہی ایک طرف کو اُڑکر روانہ ہوا اسکے بعد ملکہ بران نے اپنے ناظمان دربند کو فرمان لکھا کہ تم کوچ کرکے قریب تر لشکر مہرخ کے آکر اُترو اور ہمارے تاجدار سے کہا کہ تم بھی اپنا لشکر لیکر ملحق لشکر ناظمان طلسم نور افشان مین جاکر ٹھہرو اور میرے آنے کا انتظار کرنا خبردار بے سمجھے بوجھے نہ لڑنا اگر کوئی آفت خدا نکردہ لشکر مہرخ پر آئے کہ جسمین تمھین لڑنا لازم و ملزوم پڑے جب بھی تم عریضہ شہنشاہ کوکب کو لکھنا وہ سمجھ لینگے لیکن تم دخل نہ دینا ہمارے تاجدار اور خورشید جادو وغیرہ حسب ارشاد کوچ کرکے دامن کوہ سیاہ مین جاکر اُترین اور فرمان جب ناظمان طلسم کو پہونچا وہ بھی کوچ کرکے ملحق لشکر ہمارے تاجدار آکر اُترے دامن کوہستان مثل شہر معمور کے آباد ہوگیا صحرا مین بچاس ہزار کہین تیس ہزار کہین بارگاہین اور کہین خیمہ استادہ ہوگئے بازارین کھل گئین کٹورے بجنے لگے جب یہ انتظام ملکہ عالی مقام فرما چکی اُسوقت مہرخ وغیرہ سے رخصت ہوکر خدمت پدر نامور مین گئی اور سارا ماجرا معرض بیان مین لائی پھر استدعا کی کہ مجکو کوہ رخشان کی جانب حضور روانہ کرین کوکب نے اُسکو روکا کہ چندے تامل کرو مین تمکو بھیجتا ہون یہ اپنے مقام پہ بعیش و عشرت انتظار رخصت پدر مین ٹھہری ہی حال اسکا انشاء اللہ بیان ہوگا اب حال عشرت اشتمال حیرت بدخصال مذکور ہوتا ہی کہ اُسکو جو افراسیاب خانہ خراب پنجہ مین دابکر اُٹھا لے گیا تھا تو وہ سید ھا باغ سیب مین اُسکو لایا اور ہوشیار کرکے اپنے پہلو مین بٹھایا حیرت آنکھ کھلتے ہی رونے لگی شاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ تم میرے سمجھانے سے یہان نہ مانوگی اب تم سوار ہوکر اپنی بارگاہ مین جاؤ مین بھی وہین آتا ہون حیرت ازبسکہ رنجیدہ خاطر تھی شاہ کے رخصت کرتے ہی

طاؤس سحر پہ سوار ہوکر روانہ ہوئی اور اپنی بارگاہ مین پہونچی یہان سردار طبل امان بجوا کر جو بھرے
تھے تو انتظار ملکہ مذکور رکھتے تھے اُسکے بہت خوشنود ہوئے اور استقبال کرکے تخت پر لاکر بٹھایا
اُسنے دیکھا تو اس جنگ مین ہر سردار زخمی ہی سواے صنعت کے کہ وہ اس لڑائی مین نہ تھی
اور جو کوئی کہ موجود تھا اُسنے زخم کاری ملازمان بران کے ہاتھ سے کھایا تھا سبکے سر و پشت پہلو فگار
تھے اُنپر مرہم سحر کی پٹیان چڑھی تھین حیرت یہ دیکھکر آبدیدہ ہوئی اور مقتولون کو جو شمار کیا
تو ہزار دن ہی کیا لاکھون آدمی مارا گیا تھا بہت بڑا رن پڑا تھا ملکہ نے کہا کہ اب چالیس روز تک
صف ماتم بچھانا چاہیے یہ سنکر سب سردارون نے عرض کیا کہ ای ملکہ عالم ساحری وہ دن نکرے
کہ آپ صف ماتم پر بیٹھین نظر بفضل جمشید ولقا رکھیے کچھ آپ نے لڑنے مین کمی تھوڑی کی جو آپ
صف ماتم پر بیٹھین دشمنون کو موقع خندان و دندان نما کا ملیگا سب قہقہے لگائینگے ای ملکہ طلسم
شراب پیجیے کباب کھائیے ناچ دیکھیے دل بہلائیے یہ تو لڑائی ہی کبھی بنی کبھی بگڑی اور بگڑے
دشمنون کی بگڑی کیا آپ تو ایسا لڑین کہ شہنشاہ بھی ایسا نہ لڑتے یہ کہو کہ شہنشاہ نے آکر
طبل امان بجوا دیا ورنہ آج تو آپ خاتمہ کرچکی تھین حیرت نے کہا شہنشاہ تو مالک و مختار ہین
انھین کا تو یہ سب کھیل بگاڑا ہوا ہی بایمان خود اگر بران شمشیر زن مجکو زخمی کرتی ایسا کہ
قریب ہلاکت ہوجاتی تو بھی مین اُسکو زندہ نچھوڑتی یہ باتین ہو رہی تھین کہ طاؤس سفید رنگ
بلور کا آیا گلے مین اُسکے نامہ بندھا تھا ملکہ نے نامہ لیکر پڑھا لکھا تھا کہ ای ملکہ ای خاتون من ہم
باغ مینا مین سیر کو گئے تھے اب طلسم کی سیر کو آتے ہین تم بھی وہین آؤ تمھارے ہمراہ ہم بارگاہ
مین تمھاری آئینگے یہ نامہ پڑھکر طاؤس کو تو رخصت کردیا اور آپ کل سردارون کو اپنے ہمراہ
لیکر کنارے دریاے خون روان کے گئی دروازۂ طلسم اکثر بیان ہوا ہی کہ اندر دریا کے ہی چنانچہ
وہ دروازہ کھلوا دیا اور داخل دروازہ ہوئی اڑھائی سو گز کا ایک ستون بلند ہی
اُسپر اُس دروازے سے آگے بڑھکر ایک دروازہ اور تھا ملکہ اُس دروازے مین بھی قدم
زن ہوئی لیکن ہنوز داخل در مذکور نہوئی تھی کہ سواری بادشاہ طلسم کی نمودار ہوئی بتلے
اور پری پیادان طلسم آگے آگے صداے طرقوا و دور باش دیتے چنور بال ہما کا سر پر ہوتا مرکب
بلند پر بادشاہ سوار سترہ اٹھارہ سو غلام حبشی بچہ ہمراہ رکاب نحوست انتساب دہنی سمت آسمان

سرخ رنگ چھایا ہوا بائین جانب ابر زرنگاری سایہ فگن ساتھ چلا آتا ملکہ اور سردارون نے یکے بعد دیگرے شاہ کو مجرا کیا ملکہ کو بھی حکم ہوا کہ یہ بھی طاؤس پر سوار ہوئی گھنٹے بجے اور ناقوس پھنکے سب سردار علی قدر مراتب بعض پیدل بعض سوار ہوکر ہمراہ چلے بادشاہ دروازۂ طلسم سے نکلکر جانب بارگاہ حیرت خود سرآیا یہان بھی ہر ایک نے بہر تسلیم سر جھکائے بادشاہ بارگاہ مین آکر تخت پر بیٹھا سبکو زخمی دیکھکر افسوس کیا اور کہا بڑی لڑائی ایسی پڑی کہ سب زخمی ہوگئے اور ابھی کیا جنگ ہوئی ہی جب لڑائی ہوگی کہ جب ناظمان طلسم نور افشان ہمراہ کوکب آکر لڑینگے اور اسد اگر چھوٹ گیا تو قیامت کا سامنا ہی حیرت نے کہا آپ کی رحم دلی سے جو کچھ ہو وہ تھوڑا ہی ورنہ ہم لوگون نے کیا کوئی دقیقہ اس لڑائی مین اُٹھا رکھا ایسا کہ جو اُدھر سب زخمی ہین تو اُسطرف بھی ہین شاہ نے کہا اِسی لیے مین نے تمسے کہا تھا کہ مین تمھین بارگاہ مین سب سردارون کے سامنے سمجھاؤنگا چنانچہ اے ملکہ برا ماننے کی بات نہین ہی بران دختر کوکب صرف اپنی بات کے لیے لڑتی ہی کچھ اُسکا ملک و مال نہین چھنا جاتا ہی پھر دیکھو کیا کیا جانبازی کرتی ہی اور تمھارا ملک چھنا جاتا ہی اُسپر تم جو لڑتی ہو تو اُسکی برابری نہین کرسکتین بڑی غیرت کی بات ہی میری جان تمھارے تو دلکو لگی ہی اُسپر یہ حال ہی کہ اُسنے کم ہی رہتی ہو اور اُسکے دلکو نہین لگی ہی اگر وہ اپنے تئین کم زور سے پائے تو میرے پاس چلی آئے سارا ملال جاتا رہے لیکن کیا بات کا پاس ہی کہ جان سے جانا قبول جہان سے جانا قبول ہی مگر بات جانا گوارا نہین اگر وہ تمھارے برابر بھی رہی تو میرے نزدیک وہی غالب رہی کہ تمھارا گھر چھنا جاتا ہی اُسکا کوئی گھر نہین چھین سکتا ہی اُسکے زبردست رہنے کا یہ سبب ہی کہ وہ دن رات مشغلۂ سحر و ساحری کا رکھتی ہی اور تمکو رات دن شغل عیش و شراب خواری ہی مین آج اس لیے تمکو اُسکے مقابلہ سے اُٹھا لے گیا کہ اگر تم گرفتار ہوجاتین تو یہی نام ہوتا کہ معشوقۂ شہنشاہ ساحران ایک چھوکری کے ہاتھ سے قید ہوگئین اے ملکہ ایک مرتبہ کا گرفتار ہونا اور لاٹ پر چڑھکر ذلت اُٹھانا کیا تمکو یاد نہین یہ باتین شاہ کرکے مخاطب بجانب اہل دربار ہوا اور کہا کیون صاحبو مین سچ کہتا ہون یا کچھ اِسمین دروغ ہی سب نے عرض کیا کہ حضور واہ واہ واہ شہنشاہون کی عقل بھی شہنشاہ ہوتی ہی واقعی حضور نے جو کچھ کہا کنقش الحجر ہی حیرت نے بھی کہا جو کچھ آپ نے ارشاد فرمایا بجا اور درست ہی مگر مین اگر عیش مین پڑ گئی ہون تو آپ خود ہی کسی ایسے ساحر کو کیون نہین ان نمک حرامون کے غارت کرنے کو بُلاتے

تاکہ یہ دلنشین جائین شاہ نے فرمایا کہ دیر آید درست آید دیکھو مین تدبیر اسکی کرتا ہون تم رنج دغم نہ کرو
یہ کہکر ملکہ کو گلے سے لگایا پھر ساقیان خوش ادا و مطربان ترنم سرا کو یاد فرمایا اپنے ہاتھ سے جام مے سرخ ملکہ
کو پلایا ناچ ہونے لگا جلسۂ عشرت جما جب ملکہ خوش مزاج ہوئی اور بارگاہ مین صداے ہوشیا ہوشیار
دنوشا نوش بلند ہوئی اُسوقت قلم سحر رقم سے ایک نامہ ملکہ صنعت سحر ساز کو لکھا مضمون یہ تھا
کہ اے صنعت جب مین لڑنے کو نکلا تھا تو اسوقت مجکو آکر تمنے فہمائش کی اور لڑنے سے باز رکھا
اس زمانے سے ایک دو جنگ لڑکے جو تم گئین تو نہین معلوم کہ وہان کیا بیٹھی کرتی ہو تمھارے
نزدیک جیسے طلسم مین کسی سے لڑائی ہی نہین ہے اب چاہیے کہ بفور دیکھنے اس نامہ کے اپنے تئین
لشکر حیرت مین پہونچاؤ اور جو کچھ تم سے درباب رزم ان باغیون کے ساتھ ہو سکے قصور دکوتاہی
نہ کرو تاکید جانو یہ نامہ ایک طائر سحر کے گلے مین باندھکر روانہ کیا اول مین لکھا ہی کہ گنبد نور کے
اطراف مین بہت بڑا ملک ہی کہ جہان کی صنعت حاکم و ناظم ہی اور لشکر کشی وہ کرچکی ہی گنبد نور سے
پشتۂ رنگین حصار کے دامن تک لشکر اُسکا اُترا ہوا ہی اور اُسکا بھی ہزارون ساحر کام آچکا ہی
اب وہ سحر اپنا تیار کرنے اپنے مقام پر گئی تھی چنانچہ سحر تیار بھی کرچکی ہی آنے والی تھی کہ طائر نامہ
بادشاہ لیکر پہونچا ملکۂ مذکورہ اپنی دار الامارۃ مین سریر جہانبانی پر جلوہ فرما تھی کہ طائر نے آکر نامہ
دیا اُسنے اُسکے گلے سے نامہ کھولکر پڑھا اور اُسکے مضمون سے آگاہ ہوکر جواب مین عرضی لکھی
کہ کنیز ابھی ابھی حاضر ہوتی ہی اگر ملازمان شوکت نشان بادشاہ ملکہ حیرت کی بارگاہ مین کچھ دیر
تشریف رکھینگے تو ملازمت میری ہوجائیگی ورنہ مین تو حاضر ضرور ہونگی طائر کو تو رخصت کردیا
اور آپ بھی لباس و زیور سے آراستہ ہوکر چالیس اژدرون پر تخت اپنا کھچواکر سوار ہوئی کنیزین
انیسین جلیسین ہمراہ رکاب چلین اور یہ بعد قطع مسافت راہ حاضر بارگاہ حیرت ہوئی یہان
طائر نے عرضی لاکر شاہ کو دی تھی وہ انتظار مین تھا کہ صنعت آکر اُتری اور بارگاہ مین آکر اُسنے
تسلیم کی نذر دی پھر کرسی وزارت پر متمکن ہوئی شاہ نے اشارہ کیا ساقی نے جام مے ناب دیا جب
دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا شاہ نے فرمایا کہ اے صنعت کل کی لڑائی کا تمنے کس سے حال سنا
اُسنے کہا کہ مین اپنے مقام پر تھی اور مصروف سحر خوانی تھی اسوجہ سے اخبار بھی نہین دیکھا مجکو
معلوم نہین اور اے بادشاہ مجکو بڑا تعجب یہ ہی کہ نہ تو ملکہ ہم لوگون کو یاد کبھی فرماتی ہین اور نہ آپ

بلاتے ہین جسکے پاس ایسے ایسے زبردست ساحر ہون اور وہ کسی کو یاد نہ کرے شاہ نے کہا مین نے
اسی وجہ سے آج تمکو بلوایا ہی کہ اب تم بھی ساحری کا نام لیکر کمر ہمت مضبوط باندھو اُسنے عرض کیا
کہ کنیز آج اسلیے حاضر خدمت ہوئی ہی صرف آپ کے حکم کی دیر ہی یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین
لگر بارگاہ تو کبھی عیارون سے خالی نہین رہتی ہی ضرغام شیردل اور جانسوز بھی صورت بدلے
ہوئے یہان موجود تھے اور مشورہ ساحران غدار سُن رہے تھے غرض بادشاہ صنعت کو الگ
اُٹھا کرلے گیا دونون عیار بھی راہ کترا کر بھولا وہ دیکر ایک طرف کو اُس تخلیہ مین آکھڑے ہوئے اُسوقت
بادشاہ نے کہا کہ مین نے تمکو اسلیے الگ لایا ہون کہ اب کون سحر ان نگراموں پر کروگی اُسنے
جواب دیا کہ حضور مین نے سحر ہفت بیضہ تیار کیا ہی یہ بیضہ خاص عقاب جمشید کے ہین آپ ملاحظہ
فرمائیے گا کہ اس سحر سے اندھیر ہو گیا یا نہین شاہ نے کہا اب ذکر کسی سے اسکا نہ کرنا ورنہ یہ بیضہ
بدلجائیگا اب مجکو اطمینان ہوا واقعی یہ سحر ایسا ہی ہی جسکو تم تیار کرکے لائی ہو یہ کہکر وہان سے
پھر کر تخت پر آکر بیٹھا صنعت بھی آکر کرسی پر بیٹھی اور تا دیر شریک جلسۂ عیش رہی پھر رخصت ہو کر
اپنے لشکر کی طرف چلی جانسوز اور ضرغام بھی اِسکے عقب مین چلے اور جب وہ ڈیڑھ دو کوس نکل گئی
اُسوقت جانسوز بن قران ایک جادوگر کی صورت بنا کہ رنگ سے اُسکے چہرۂ تاریک کی سیاہی
شب دیجور کو شرماتی تھی ایک ہونٹھ بیرۂ بینی سے گذرا ہوا دوسرا ٹھوڑی سے نیچے لٹکا ہوا جسم پر
مثل خرس کے بال تن سیاہ کئے بال موتیون کے دانے گلے مین ڈالے یاقوت کا تاج سر پر رکھا
سانپ کا تازیانہ ہاتھ مین لیا ایسا سانپ موم کا کلدار بنایا تھا کہ دمبدم زبانین نکالتا تھا جھولا
بادلہ کا گلے مین ڈالا ترنج ناریل ہاتھ مین لیکر اُچھالتا ہوا جست وخیز کرتا چلا اور بہت جلد قریب
صنعت پہونچکر پکارا کہ منم نامہ دار افراسیاب صنعت نے طاؤس اپنی سواری کا روکا
اسلیے کہ ابھی شاہ نے مجکو بُلایا تھا شاید کچھ اور بات یاد آئی ہو وہ کہلا بھیجی ہی غرض جب اُسنے
سواری روکی یہ قریب تو پہونچ چکا تھا ہی اُسنے کہا کہو کیا نامہ لائے ہو اُسنے کہا واہ آپ تو خوب
آدمی ہین کہ روے ہوا پر طاؤس لیے کھڑی ہو رازِ بادشاہ اور مین یہان سے چیخ کر کہون اور
نہ مجکو یہ حکم ہی کہ وزیر بادشاہ سے بے ادبی کرون یعنی اُڑکر قریب طاؤس آؤن اور منھ کان سے
ملاؤن آپکو چاہیے کہ نامۂ شاہ کی تعظیم کے لیے زمین پر اُترتین اور بعزت تمام نامہ لیتین

صنعت یہ سنکر شرمندہ ہوئی مگر ہنس پڑی اور ادھر اُدھر دیکھا ایک کنوان تھا پختہ اُونچی جگت
اُسکی بنی تھی اُسپر اُتری طاؤس کو سحر کرکے روک دیا جانسوز نے کہا حضور نے فرمایا ہی کہ سحر
ہفت بیضہ ایسا نہین ہی کہ کوئی اُسکو کر سکے ای ملکہ تم عیارون سے غافل نہ رہنا صنعت نے
کہا میری جانب سے عرض کر دینا کہ لونڈی ایک دم غافل نہین ہی جانسوز نے کہا ای ملکہ کیا غاک
ہوشیار ہو دیکھو جنکو تمھاری ممانعت تھی وہ تو پس پشت کھڑے ہین یہ سننا تھا کہ صنعت نے پھر کے
دیکھا جانسوز نے حلقہ کمند کے گانٹھ کر مارے کہ ساتون بند بچی ہو گئے وہ گھبرا کر اُدھر پھری اُسنے
بیضۂ بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہوئی حسب اتفاق یہ اکیلی لشکر کو اپنے اسلیے جاتی تھی کہ بادشاہ نے
کہدیا تھا اب تم زیادہ مجمع اپنے ساتھ نہ رکھنا تو اُسنے انیسون کنیزون سے کہا تھا کہ تم میرے بعد
لشکر مین آنا بس یہ تنہا تھی کہ جانسوز نے بیہوش کرکے پشتارہ اسکا باندھا اور لیکر روانہ ہوا اور
بہت جلد راہ طی کرکے اپنی بارگاہ مین پہونچا اور اُدھر ضرغام نے آکر عمرو کو مجرا کیا خواجہ نے کہا کہ
مزاج اچھا ہی اُسنے کہا حضور مین تو اچھا ہون مگر صنعت آئی ہی اور اُسکا بیان ہی کہ مین سحر
ہفت بیضہ تیار کرکے لائی ہون عمرو نے کہا خدا مالک ہی خواجہ تو یہ کہکر چپ ہو رہے مگر مہرخ
اور بہار وغیرہ کا رنگ رخسار زرد ہو گیا اور بدحواس ہو گئین عمرو نے اُنکے چہرے کو دیکھکر پہچانا
کہ انکو کچھ تردد بڑا لاحق ہوا بس استفسار کیا کہ ای ملکہ مہرخ و بہار کیون خیر تو ہی اُنھون نے کہا
خواجہ سلامت سحر ہفت بیضہ بہت بڑا نایاب اور زبردست ہی رد اُسکا ہونا ہمسے تو کیا شاہان طلسمات
سے بھی ممکن نہین عمرو نے کہا نظر بافضال کردگار رکھو اور چپ رہو کچھ منھ سے نہ نکالو ورنہ لشکر تمام
بدحواس و بیدل ہو جائیگا یہ کہی رہا تھا کہ جانسوز پشتارہ لیے آیا اور خواجہ کو اُسنے تسلیم کی عمرو
نے کہا کہ ای جانسوز بن قران آج تو بڑا مال لوٹ لائے کہ پشتارہ اُٹھ ہی نہین سکتا ہی کیا کسی
مہاجن کا گھر لوٹا ڈانکا مارا جانسوز نے کہا مال سے بڑھکر یہ مال ہی ہین صنعت غیبانی کو لایا
ہون بڑا ارادہ کرکے چلی تھی مہرخ یہ سُنتے ہی اُچھل پڑی اور جانسوز کو گلے سے لگایا اور کہا تو نے
بڑا کام کیا اچھا پشتارہ کو کھولو اُسنے پشتارہ کھولا لیکن کنیزان صنعت جو عقب صنعت چلین لشکر
مین آئین دیکھا کہ یہان صنعت نہین ہی غلغلہ کیا کہ نہین معلوم کہان گئین اور جب پتا نہ لگا
تو پھر کر افراسیاب پاس آئین اُسنے پوچھا کہ ای گلزار جادو و ای گل خار جادو تم کہان آئین

اُنھون نے عرض کیا کہ ملکہ صنعت کا پتا نہین سُنتے ہین کہ ایک ساحر راہ مین اُنکو ملا تھا اور نامہ دار
آپ کا اُسنے بیان کیا ملکہ نے سواری روکی اور ایک کنوئین پر اُتر ین وہین سے غائب ہوگئین اب
پتا نہین کہ اُنپر کیا گذری شاہ نے یہ حال سنکر ایک قہقہہ مارا اور اپنے دونون ہاتھ بند کرکے کھولے
اور اُنکو بغور دیکھکر کہا یارو کیا غضب کے عیار ہین جانسوز بن قران صنعت کو لے گیا ہی یہ کہکر
شاہ نے دونون ہاتھ اپنے بلند کیے سینے دیکھا کہ پنجے پیدا ہوئے اُنسے حکم دیا کہ ای پنجہ ہاے سحر
جلد بارگاہ مہرخ سے صنعت وزیرہ کو اور جانسوز بن قران کو اُٹھا لاؤ وہ پنجے جانب آسمان
اُڑ گئے اور غائب ہوگئے بارگاہ مہرخ مین پشتارہ جانسوز نے کھولا تھا اور جانسوز کھڑا تھا
مہرخ نے کہا تھا کہ ٹھہر جاؤ مین وہ تلوار لے آؤن کہ جس سے ایسی زبردست ساحرہ قتل ہوسکے
یہ کہکر اُٹھی اور جانب سلح خانہ گئی اُسوقت فلک پر بجلی چمکی عمرو نے تو جلد گلیم اُوڑھ لی اور جانسوز
نے چاہا کہ بھاگ جاؤن ساحر سب گھبراکر کھڑے ہوگئے یکایک آواز مہیب آئی اور پنجے فرستادہ
شاہ جادوان جو چمک کر گرے جانسوز کو اور صنعت کو اُٹھالے گئے اُسوقت ساحرون نے نارنج
ترنج وغیرہ مارے اور مہرخ بھی تلوار برق کردار لیکر آئی مگر وہ پنجے قندیل فلک ہوگئے مہرخ نے کہا یہ
پنجے خاص افراسیاب کے بنائے ہوئے تھے اُنکا تعقب بیکار ہی ناچار خاموش ہو رہے اور پنجون
نے دونون کو لے جاکر سامنے بادشاہ طلسم کے پہونچایا شاہ نے جانسوز کو مسحور کردیا اور صرصر
کو بلواکر حکم دیا کہ اُنکو ہوش مین لاؤ صرصر صنعت کو ہوش مین لائی وہ ہوشیار ہوکر حیران ہوئی کہ
تو کہان آئی شاہ نے کہا کہ حیران کیون ہو یہ عیار تکو لے گیا تھا مین نے اِسطرح بلوا لیا ہی صنعت
نے یہ سنکر اور غیظ مین آکر تلوار سحر کی کھینچی اور ایک ہی ہاتھ مارا اگر پڑجاتی تو جانسوز کا پتا نہ معلوم
ہوتا لیکن شاہ جادوان نے تلوار کو سحر سے روک لیا اور کہا ای صنعت میرے سامنے نہ قتل کر
بغیر چھ مہینے گذرے ہوے میرے سامنے قتل کرنا نہ چاہیے صنعت نے کہا مین اس موے
کو الگ لے جاکر مار دونگی یہ کہکر پنجہ مین داب کر بغضب تمامتر لے اُڑی اُسوقت جانسوز کے
پکڑ آنے سے چالاک بھی دوڑا تھا اور صورت بدلکر بارگاہ حیرت مین آکر ٹھہرا تھا کہ پنجہ یہین لیکر
آئینگے غرض اب صنعت اُسکو لیکر اُڑی چالاک بھی نیچے نیچے اُسکے بطور مخفی روانہ ہوا لکھا ہی
کہ دریاے خون رواں کے پاس کچھ غار ہین اور کچھ پہاڑیان ہین کہ اُنکی گھاٹیان ہین اُنھین گھاٹیون

کے قریب ایک نشیب مین صنعت نے جانسوز کو لاکر اُتارا اور خنجر نکال کر چاہا تھا کہ سر کاٹ لے
اُسوقت سحر نے خبر دی کہ اے ملکہ تمھارے پیچھے پیچھے چالاک بن عمرو بھی آتا ہے یہ اِس خبر کو معلوم
کر کے ٹھم گئی اِس اثنا مین چالاک بھی ساحر بنا ہوا سامنے آیا اور اُسنے دیکھا کہ صنعت خنجر کھینچے
جانسوز کو قتل کیا ہی چاہتی ہے یہ دیکھکر اُسنے للکارا کہ او بڑھیا ڈھڈو لکاتہ شیطان کی خالہ کیا
اِس مجبور و گرفتار کو قتل کرتی ہے اِدھر آ میرا سامنا کر صنعت تو معلوم کر چکی تھی کہ چالاک آتا ہے
بس اُسنے اِسکی باتین سنکر کہا کہ ارے مونڈی کاٹے جوانا مرگ کیون تیری شامت آئی ہے اسوقت
تو میری محنت برباد کرنے آیا ہے مگر یہ ہونا نہین دیکھ یون مار ڈالتے ہین چالاک نے بجواب ان کلمات
کے کہا کہ تو کیا مار ڈالے گی دیکھ یون ہم مار ڈالتے ہین اور مارنے والے ایسے ہوتے ہین یہ کہکر ایک
بیضہ غلے کی طرح غلیل مین رکھکر چلا کی تا مرصنعت کی ناک پر تاک کر جو مارا اسکی ناک پر پڑکر
وہ غلہ پھوٹ گیا اور اُسکو تڑاق تڑاق چھینکین آنے لگین بیہوش ہو کر گری چالاک نے آتے ہی
جانسوز کو رہا کیا اور خنجر نکالکر چاہا کہ صنعت کا سر کاٹ لے لیکن یہ ساحرہ سخت جان وزیرہ شاہ
جادوان ہے مرنا کم جانتی ہے بقدرت کردگار افراسیاب بعد فہمائش حیرت اپنے باغ سیب کی
طرف اُٹھکر چلا تھا اسطرف آنکلا اور اُسنے دیکھا کہ ملکہ صنعت تو بیہوش پڑی ہے اور چالاک
بن عمرو قتل کیا چاہتا ہے یہ دیکھکر اُسنے نعرہ کیا کہ باشید باشید منم افراسیاب جادو چالاک
اور جانسوز یہ نعرہ سنتے ہی وہان سے کافور ہو گئے کس لیے کہ وہان غار اور گھاٹیان تو
بہت تھی ہین یہ دونون ایک ہی جست مین کسی گھاٹی مین پوشیدہ ہو گئے افراسیاب بھی ان
عیارون کے ہاتھ سے زک اُٹھا چکا ہے جو پیا اُنکا نہوا اور صنعت کو پنجہ مین دابکر لے اُڑا جب وہ چلا گیا
چالاک اور جانسوز بھی گھاٹی سے نکلکر اپنی بارگاہ مین آئے عمرو اِنکو دیکھکر بہت خوش ہوا اور کہا ای
فرزند کیونکر رہا ہوئے جانسوز نے سب حقیقت کہی کہ اِسطرح صنعت مجکو قتل کرنے لے گئی تھی مرشد زادہ نے
یون جاکر اُسکو بیہوش کیا اور افراسیاب آکر اُس قحبہ کو اُٹھالے گیا ہم دونون بھاگ کر یہان حاضر ہوئے خواجہ نے
حال سنکر کہا بیٹھو یہ بھی دونون شریک انجمن عشرت ہوئے اُدھر شاہ طلسم جو صنعت کو لیکر چلا باغ سیب
مین نہ گیا ایک بیابان فرحت افزا مین پہونچا کہ اُس بیابان مین وہ بہار جان فزا تھی جسپر گل اپنی شوخی نثار کرتا تھا
رنگ گلبدن زمانہ اُسپر قربان تھا ہزار جان سے بلبل دل اپنا نثار کرتا تھا مردہ صد سالہ وہان

قدم رکھے تو زندہ ہو جائے ہوا وہان کی عیسیٰ نفسی فرمائے جدھر نگاہ جاتی تختے لالہ و نافرمان کے کھلے
نظر آتے لالہ رخساران یاسمن پیکر کو شرماتے تھے ہرے ہرے لہلہاتے بوے گل سے مشام جان
عالمیان معطر حکم فرما باد بہار دشت تاتار کی طرح سارا جنگل معطر جانوران خوش ادا آہو و غزل رعنا
سیر کرتے چرند جانور طائران متلون رنگ کلیلین کرتے لگے ہین جنگل مین راستہ چلنے سے جو پڑی تھین
جادۂ کہکشان کو شرماتی تھین شجر ہر ایک طوبیٰ سے دعوی ہمسری کرتا ہر ایک گل کے سامنے
گل خورشید کا چراغ گل ہوتا نرگس کے روبرو نرگس چشمان دہر حیران سنبل پیچان کے سامنے
گیسوے جانان پریشان غنچہ کے مقابل ہونا غنچہ دہنون کا واہیات بات ہر سوسن کے سامنے
دہن مسی زیب مات ہو سرو کو دیکھکر شمشاد و قامت دیکھے کانٹا ہو جائین پھول کے سامنے رخ گلرنگ زرد
پیتا کہلائے کہ بموجب ابیات مسدس

کیا بہار چمن سحر کا عالم کہیے
لخت دل اسکو اسے دیدۂ پرنم کہیے
کبھی خاموش نہین اس چمنستان کے طیور
لب شیون سے گل شمع تجلی کا ظہور

عمر بھر اسکو جو کہیے تو بہت کم کہیے
تیے تیے کے گھر کنے مین وہان دلکی تڑپ
نالہ کش نخل پہ تھے دار پہ جیسے منصور
نالہ جب کرتے ہین اک آگ لگا دیتے ہین

گل کو گل چاہیئے شبنم کو نہ شبنم کہیے
غنچہ غنچہ کے چٹکنے مین تھی بسمل کی تڑپ
نوک ہر خار زبان ارنی گو سر طور
پر بسر ہین فلک دم مین جلا دیتے ہین

بیچ مین اُس صحراے فرحت بیز و دلربا کے ایک بنگلہ جواہر کا بنا تھا جسکی گرد آوری پر گنبد چرخ مقرنس
بلا گردان تھا برج آسمان اُس بنگلہ پر تصدق بہزار جان تھا محرابین اُسکی ابروے خمدار حوران جنان
کو رشک دیتین جلمنین اُسمین چھوٹی ہوئین مژگان یار کو شرماتین فرش پُر تکلف مخمل کاشانی کا اندر بنگلہ کے
بچھا تھا سائبان زربفتی آگے کھنچا تھا چبوترہ پر آگے بنگلہ کے تخت جواہر کار گستردہ تھا گرد تخت کے
کرسیان یاقوت و زمرد کی آراستہ تھین اندر بنگلہ کے مسندین چھپرکھٹ پیراستہ تھین سامان عیش و نشاط
وہان مہیا تھا گلابیان شراب کی کشتی مین لگی تھین خوان پُر الوان نعمت دھرے تھے چنگیرین جواہر کار
روبروے مسند زرنگار آراستہ تھین غرض کوئی سامان ایسا نہ تھا جو اُس بنگلہ مین مہیا نہ تھا مسدس

الغرض پہونچے جو وان نور کا سامان دیکھا
آنکھ جو رون پہ پڑی روضۂ رضوان دیکھا

فرش و اسباب سے آراستہ ایوان دیکھا
فرش تا دور خز و اطلس و کمخواب کا تھا

گل نظر آئے تماشاے گلستان دیکھا
ہر جگہ نور عیان چادر مہتاب کا تھا

اُس بنگلہ مین جب بادشاہ تشریف فرما ہوا گوشہ ہاے صحرا سے پریزادان یاسمن پیکر آکر حاضر ہوئین اور

آداب بادشاہ کو بجالائین بادشاہ تخت پر بیٹھا اور صنعت کو ہوشیار کرکے استفسار فرمایا کہ تم تو جانسوز
عیار کو پکڑا کر قتل کرنے لائین بقین خود کیونکر بیہوش ہوگئین اُسنے چالاک کا آکر للکارنا اور غلہ مارنا سب
بیان کرکے کہا ای بادشاہ باایمان خود اب بغیر مار ڈالے اِس موے چالاک کے مین باز نہ آؤنگی کہ
اُسنے منھ پر میرے مجکو لکاتہ اور بیسوا کہا اور اسطرح شرطیہ مجکو بیہوش کرکے قتل کرنا چاہا شاہ نے فرمایا کہ
ای ملکہ اگر مین تمکو نہ اُٹھالاتا تو وہ کام تمھارا تمام کرچکا تھا صنعت نے بادشاہ کی بلائین لین اور کہا
آپ میرے مالک و مختار ہین اگر آپ کنیز کی خبر نہ لیتے تو اور کون لیتا لیکن آپ ملاحظہ فرمائیے گا کہ کسطرح
اُس موے کو مین ہلاک کرتی ہون بادشاہ نے کہا تم ان نابکار عیارون کے منھ نہ چڑھو سحر ہفت
بیضہ جو تیار کیا ہی اُس سے سب نمک حرامون کو غارت کرو اِن عیارون کی مین تدبیر کرتا ہون اور تمھارا
تو وہ مرتبہ ہی کہ جس سے کہو وہ اِن موذیون کو مار ڈالے صنعت نے عرض کیا اب تو جو کچھ ہو مین
ای شہنشاہ بغیر قتل چالاک باز نہ آؤنگی آپ مجکو نہ روکیے خلاف ادب ہی کہ حکم شہنشاہ نمانا بادشاہ
نے فرمایا اچھا ابھی رہنا آگے تمکو اختیار ہی یہ سنکر صنعت کچھ دیر ٹھہر کر وہان سے رخصت ہوکر روانہ
ہوئی اور کچھ دور صحرا سے سبزہ زار مین سیر کرتی ہوئی پیدل آگے بڑھی تھی کہ ایک ساحر لالہ زار
جادو نام اِسطرف سے آتا تھا اُسنے اِسکو دیکھا اور قریب آکر سلام کیا پھر گلہاے کلام گلشن دہن سے
توڑکر دامن حال مین یون گرائے کہ ای ملکہ آپ کہان سے اِسوقت تشریف لاتی ہین صنعت نے
کہا شہنشاہ پاس گئی تھی لالہ زار نے کہا کہ میرا غریب خانہ قریب ہو وہان چلکر دو گھڑی آرام فرمائیے
پھر چلی آئیے گا کیونکہ بار بار تو آپ کا تشریف لانا اِسطرف ہوتا نہین آج مین ہی سرفراز ہوا سہی زہے
نصیب میرے جو وزیر اعظم شہنشاہ میرے کاشانہ مین تشریف فرما ہو صنعت نے کہا بھیا تم سچ
کہتے ہو اور ہمارے دوست ہو حقیقت مین پوچھو تو ہم تم ایک ہین اور وزارت نگوڑی کا کیا گھمنڈ
مین سر آنکھون سے تمھارے مکان پر چلتی مگر کیا کرون کہ مجبور ہون ایک کار ضروری درپیش ہی
آج تو مجکو معاف کرو پھر جب کہو گے مین حاضر ہونگی لالہ زار نے پھر اصرار کرنا مناسب نہ جانا کہا اچھا
آپکی خوشی صنعت اِس سے بھی رخصت ہوکر اُڑی اور دریاے خون رواں سے اُترکر بارگاہ
حیرت مین آئی حیرت کو اُسکی حقیقت گرفتاری کچھ معلوم نہ تھی پریشان حال ہوئی کہا ای صنعت
سحر ساز اِسوقت یکہ و تنہا کہان آئین صنعت نے کہا مین شہنشاہ کے پاس گئی تھی وہان سے

آتی ہون اور اب جاتی ہون سحر ہفت بیضہ کرنے اور اے ملکہ کبھی تمنے عیارون کو اسطرح گرفتار ہوتے نہ ملاحظہ کیا ہوگا جسطرح آج چالاک کو مین قید کرونگی اور بڑے عذاب سے مارونگی حیرت سے کہا ساحری ایسا کرین کہ یہ موے غارت ہوے سبکے سب کے سب ہلاک ہون اسنے کہا آج ایسا ہی ہوگا کہ چالاک کی خاک بباد فنا اُڑائی جائیگی قسم ہی جمشید کی کہ بغیر اِس موے کے گرفتار کیے مجکو چین نہ آئیگا یہ کہکر اور دو جام شراب کے پی کر وہان سے غائب ہوکر اپنی بارگاہ مین آئی اور حکم دیا کہ ایک خیمہ الگ سب سے اِستادہ کیا جائے ملازم فوراً حکم اسکا بجا لائے اسنے اول بارگاہ مین بیٹھکر شراب پی کچھ کھانا زہر مار کیا پھر وہان سے اُسی خیمہ مین تنہا گئی اور ہر ایک ملازم کو حکم دیدیا کہ خبردار کوئی اِس خیمہ مین نہ آئے اور جو کوئی آئے ہرگز اندر آنے نہ دینا ملازم پہرے چوکی پر مقرر ہوگئے مگر خیمہ سے ہٹ کر ٹھہرے اور اُدھر بارگاہ حیرت مین طائران سحر جاسوسان لشکر موجود تھے اُنھونے یہ خبر ملکہ مہرخ سے جا کر عرض کی کہ اسطرح صنعت افراسیاب پاس سے آئی اور لاف وگزاف بہت کچھ زبان پر لائی اور قسم کھا کر اپنی بارگاہ مین گئی ہی کہ آج بغیر گرفتار کیے چالاک بن عمرو کے نہ رہونگی اُسکا مصمم ارادہ نسبت چالاک کے بدی کرنے کا ہی مہرخ نے کہا پروردگار چالاک کا حافظ ونگہبان ہی وہ کیا قحبہ کر سکتی ہی عمرو نے بھی یہ خبر سُنی دل دھڑکنے لگا کھٹکا پیدا ہوا چالاک بارگاہ مین موجود تھا اُس سے کہا بیٹا کچھ تمنے سنا اب تم پانچ چار روز خیمہ سے باہر نہ نکلنا یہ ساحرہ بلاے بے درمان ہی چالاک نے عرض کیا کہ اے پدر عالی قدر اگر میری قضا ہی تو کوئی روک نہین سکتا ہی اور جو قضا نہین ہی تو انشاء اللہ تعالیٰ مارا ہین نے اس قحبہ کو کہ ابیات

دل اندر وفاے زمانہ بلند
بفر جام خواہد کلاہم ربود

ہر آنکو برآید بباید ش مرد
کہ یکسان نگردد سپہر بلند

کسے شخص زندہ بمینو نبرد
مرا چرخ بسیار یاری نمود

یہ کہکر فکر مین اپنے بچاو کے ہوا اور اُدھر صنعت سحر ساز خیمہ مین جا کر سحر اپنا تیار کر کے باہر نکلی اور گرمی ایسی اُس سحر کی تھی کہ اُسنے حکم دیا کہ ایک میدان وسیع اور سبزہ زار دیکھکر ایسے مقام پر کہ جہان دریا کا کنارہ ہو فرش عالی گسترده کیا جاے اور سامان عشرت مہیا ہو ملازم حسب ارشاد فرش پر تکلف لیکر چلے اور دامن کوہستان مین جھیلین بہت سے لبریز ہین ایک جھیل کے کنارے مقام پاکیزہ و فرح افزا دیکھکر بچھایا مسند لگا دی کشتیان شراب کی آراستہ کین گائین خوش گلو زہرہ جبین آکر حاضر ہوئین صنعت آکر مسند پر بیٹھی اور دو جام شراب

کے پی کر ذرا آرام لیکر ایک تھالی برنجی اُسنے سامنے رکھی پھر ایک ارنا بھینسا منگوایا اُسکے ماتھے پر سنید ور کا ٹیکا دیا وہ ارنا گرد اُس تھالی کے گھومنے لگا اور اب اُسنے اتنا بڑا قد پیدا کیا کہ وہ بےستون نظر آنے لگا بلاے مبرم کو شرمانے لگا منھ مثل قعر جہنم کے کھُلا تھا بھینسا سُر اُس سے خوف کھاتا تھا کر ابیات

بھینسا تھا کہ اژدر دہان تھا
قامت مین پہاڑ سے گمان تھا
اژدر کی طرح تھا شعلہ آور
پھنکار بھی اُسکی مثل اژدر
شیطان کی فوج کو بھگا دے
جب اپنی وہ شیطنت پر آئے

جب وہ ارنا قدآور ہو چکا صنعت نے ایک پتلا ماش کے آٹے کا بنا کر اُسکی پیٹھ پر بٹھا دیا اور پھر ہار ارنے کے گلے مین ڈالدیئے اور سحر پڑھکے ماش کے دانے مارے کہ وہ پتلا زندہ ہوگیا پس اُس پتلے سے اور ارنے سے حکم دیا کہ تم دونون جاؤ اور جہان کہین چالاک بن عمرو ملے گرفتار کرکے اپنی پیٹھ پر لاد کر لاؤ خبردار اس حکم مین میرے فرق نہ پڑے یہ حکم سنکر وہ ارنا روانہ ہوا گویا آسمان ظلم کسی پر ٹوٹنے چلا اُدھر تو یہ ارنا چلا تاثیر سحر یہ ہوئی کہ چالاک کا بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے دم گھبرایا اُٹھکر ہو قاعدہ ہی کہ جس بات کی انسان کے لیئے قید ہوتی ہی اُسی بات کو جی چاہتا ہی بمصداق الانسان حریص علی ما منع غرض جب یہ اُٹھکر چلا عمرو نے کہا کہان کا ارادہ کیا چالاک نے جواب دیا کہ میرا جی گھبراتا ہی ذرا لشکر کی سیر کرونگا ہر چند عمرو نے روکا مگر اُسنے نمانا اور نکلکر بارگاہ سے بازار مین لشکر کی آکر پھرنے لگا اُسوقت وہ ارنا اور پتلا لشکر مین ایک جانب سے نمودار ہوا سبنے دیکھا کہ پتلا اُسپر سوار ہی لشکر مین اُسکی صورت زشت دیکھکر غلغلہ ہوا کہ ارے بھائی بچنا یہ نئی آفت آتی ہی خدا اِس سے بھی بچائے غلغلہ سنکر لوگ بھاگ کھڑے ہوے دکانین بند ہونے لگین مگر وہ ارنا کسی سے نہ بولا اور چالاک کے قریب آپہونچا چالاک سمجھ گیا کہ یہ فرستادہ صنعت ہی تیری ہی تلاش مین آیا ہی خیر رضینا بالقضا اِس عرصہ مین اُس پتلے نے آتے ہی سینگ اپنے چالاک پر مارے چالاک نے چاہا کہ پیترا بدلکر خالی دے مگر اُسنے سینگون سے اُچھال کر پیٹھ پر ڈالا پشت پر پتلا بیٹھا تھا اُسنے گردن و کمر تھام لی چالاک بالکل بےقابو ہوگیا اور پتلا اور بھینسا اِسکو لیکر روانہ ہوا ساحران لشکر نے کہ چندان بدحواس نہ تھے اور بہادر تھے اُنھون نے پیکان تیر سحر مارے ناریج و ترنج لگائے لیکن اُس بھینسے اور پتلے پر کچھ اثر نہوا اتنو غل پڑگیا کہ یارو بڑا غضب ہوا چالاک بن عمرو کو بھینسا پکڑ لے گیا ہرکارون نے دوڑکر یہ خبر ملکہ مہرخ کو بھی پہونچائی بارگاہ مین بھی تلاطم ہوگیا ہر ایک ساحر اور ساحرہ

رونے لگا عمرو نے آہ کی اور آبدیدہ ہوکر کہا کہ ای پروردگار عالم حافظ حقیقی توہی چالاک کا
بچانے والا ہی کس لیے کہ اُس قحبہ صنعت نے قسم کھاکر میرے فرزند کو بلوایا ہی دیکھیے کہ اب کیا
ہوتا ہی یہ کہکر بے اختیار اُٹھکر آپ بھی چلا مہرخ نے کہا خواجہ مین بھی لشکر لیکر آتی ہون عمرو نے
کہا عیاری سے یہ بات دور ہی مین جاتا ہون جو کچھ مجھسے ہوسکے تو تمکو اختیار ہی مہرخ اور سب
سردار تو دست بدعا ہوے اور لشکر مین جو غلغلہ تھا اُنکے افسرون کو بلاکر تسکین و دلداری فرمائی
کہ یہ مقدمۂ عیاران ہی تمکو بدحواس ہونا زیبا نہین یہان تو یہ تدبیرین ہین وہان ارنا چالاک
بن عمرو کو لادے ہوے سامنے صنعت کے آیا اور اُس پتلے نے پکار کر آواز دی کہ یہ
گنہگار سرکار عالی تیار حاضر ہی صنعت نے چند بچہ ہاے خوک جھٹکا کر کے پتلے اور
بھینسے کو بھینٹ دیے کہ وہ تو پھر جیسے تھے ویسے ہوگئے پتلا آٹا ہوگیا اور ارنا جیسے قد کا تھا
ویسا ہوا اور صنعت نے چالاک کو مسحور بہ سحر کر کے پوچھا کہ کیون میان چالاک مزاج مبارک
حضور کا کیسا ہی چالاک نے کہا جی ہان شکر ہی خدا کا ابتک تو زندہ ہون آگے کا حال نہین
معلوم صنعت نے کہا اب کچھ فاصلہ تمسے اور موت سے باقی نہین ہی صرف میرے لب ہلانے
کی دیر ہی چالاک نے کہا سنو ای ملکہ یہ شرط انصاف کی نہین ہی لڑائی مین ایسا ہی ہوتا ہی
ہمنے تمکو پکڑ لیا تھا تمنے ہمکو قید کر لیا اُسوقت کہ جب تم قید ہوئی تھین افراسیاب نہ آجاتا تو ہم
تمکو مار ہی ڈالتے اُسکا آنا تیرے جینے کا بہانہ ہوگیا اب معلوم ہوا کہ ای ملکہ تم بڑی زبردست ہو
سرداران شاہ طلسم مین اور لشکر حیرت مین کوئی تمھارا ثانی نہین ہی پھر جیسی اولی العزم
سردارہ ہو ویسا ہی انصاف بھی چاہیے میری خطا معاف کرو مین عمرو عیار کو اور امیر حمزہ کو چھوڑ
دونگا اب تمھاری اطاعت کرونگا بلکہ تمام عمر غلامی سے سر نہ اُٹھاؤنگا یہ کلمات سنکر قہار جادو نام
ایک ساحر نے کہا کہ ای ملکہ ابتو یہ اطاعت کرتا ہی چھوڑ دیجیے عیار بھی بے نظیر ہی عمرو کی عیاریون کا
اگر جواب دیگا تو یہی دیگا صنعت ہنسی اور کہا ارے یہ بڑے دغاباز ہین بھلا یہ اور اطاعت
کرینگے شہنشاہ نے کئی مرتبہ ایسی باتون پر اسکے باپ سے دھوکے کھائے برق فرنگی نے
ایسی طرح فرمان برداری کا دم بھرا تھا پھر شہنشاہ کو قتل کرنا چاہا ابھی یہ اطاعت کرنے کو کہتا ہی
ابھی چھوڑ دو تو ہمین کو مار کر چلا جائیگا ان مسلمانون کا یہ قول ہی کہ الولد سر لابیہ بیٹا خصلت بہ

باپ کی اب اسکو مین کب چھوڑتی ہون یہ کہکر چالاک کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ ارے موے تو مجکو کیون فقرہ دیتا ہی مین تیرے دم مین نہ آؤنگی بس ایسا کچھ عتاب و خطاب کرکے چالاک کو زیر تیغ بٹھایا اس اثنا مین مہتر برق فرنگی کہ بارگاہ سے غل سنکر یہ بھی بھر رہائی چالاک چلا تھا اِس جھیل کے کنارے دور آکر کھڑا ہوا اور گوشہ مین ٹھہر کر صورت اپنی اُسنے مثل ایک پریزاد طلسم کے بنائی زیور جواہر کار جسم پر آراستہ کیا لباس پُر زر زیب جسم فرمایا صورت رعنا رنگ روغن عیاری لگاکر ایسی بنائی کہ پری پرستان سے صدقے ہونے آئی زلف چلیپا کی رسائی کہان سے کہانتک بیان ہو دل کے ڈس لینے کو ناگن زلف پر گمان ہو زلف عنبرین کی بو جو موج طبیعت مین آئی عشاق کی نئی سر سے پریشانی بڑھائی یہ معلوم ہوتا تھا کہ سودلے محبت عاشقان اس کافر کے سر چڑھا ہی ایک ہی جا بر اکٹھا ہوکر رہگیا ہی پیشانی پر ابروے خمدار کا ہونا در حسن پر نصب کیا آئینہ حسن نے قتل عالم کے لیے یہ تلوارین بنائی تھین جو ہر وقت کھنچی رہتی ہین جب دھیان اُنکا آتا ہی دل پر خنجر چل جاتا ہی چشم فتان کا دل عشاق بیمار نرگس کی طرح نرگسی چشمان دہ ہزار و نزار دام مین اُن لال لال ڈورون کے گرفتار سامری کو اُنکے کرشمون سے حیرت کسی جادو مین بھلا ایسی کہان طاقت چہرہ تابان مین بینی کی ضیا الف نور کا مہر درخشان مین کھنچا لب لعلین عقیق یمن کا دل خون کرے دانت ہیرے کی کنی کو ہیرا کھلاسے گوہر کو بے آب و تاب بنائے دہان تنگ جانان کو دہن اُسکا باتین سنائے از سرتاپا

ایک تصویر حسین کا نقشہ کہ ابیات

جان سو جان سے ہی خوبی پستان پہ نثار — سرو سے قد نے یہ کیا خوب لگائے ہین انار
ٹوپیان باز پہ دو رکھی ہین یا بہر شکار — یا ہوئے قمقمے دو نور کے روشن اکبار
دو یہ گلدستے لب بام دھرے ہین گویا — منقلب نور کے یا جام دھرے ہین گویا
آگے تعریف مین خاموش زبان ہوتی ہی — بات پردے کی ہی پردے مین بیان ہوتی ہی
دل عاشق کو مگر تاب کہان ہوتی ہی — پردۂ شرم مین تشبیہ نہان ہوتی ہی
یان مضامین حیا خوب پسندیدہ ہین — دو مہ نو نئی صورت سے یہ جسپیدہ ہین

اِس صورت سے تیار ہوکر نامہ شاہ طلسم کی طرف سے لکھکر مہر اُسپر بادشاہ کی کرکے جست و خیز کرتا ہوا سامنے صنعت کے آیا اور راہ کترا کر بارگاہ کی طرف اُسکی چلا لوگون نے صنعت کو خبر دی کہ

دیکھیے یہ پریزاد خاص ملازمان طلسم سے بادشاہ کی منظور نظر معلوم ہوتی ہی آپ کے پاس کسی کام کو آئی ہی اسکو معلوم نہین ہی کہ آپ یہان ہین صنعت نے کہا خبر اُسکی لو اور یہان بلا لاؤ ملازم حسب الارشاد دوڑے اور برق کو بارگاہ کی طرف سے پھیر کر سامنے صنعت کے لائے برق نے آتے ہی سلام کیا صنعت نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ میان چالاک کی کچھ خبر شہنشاہ کو پہونچی پریزاد نے کہا کہ بی بی حضور عالم کو سب خبر رہتی ہی بھلا اُنکو اور خبر نہ پہونچے سارے طلسم کا واقعہ اُنکے پیش نظر ہی لیجیے یہ نامہ آپکو دیا ہی صنعت نے کھڑی ہو کر نامہ کی تعظیم کی اور پھر اُسکو وا کیا مضمون اُسمین یہ تھا کہ ای ملکہ صنعت سحر ساز ہمنے سنا کہ تم چالاک کو پکڑ لائین واقعی جو کچھ تمنے کہا تھا وہی کیا اب جو پکڑ لائی ہو تو تاکید سے لکھا جاتا ہی کہ بغیر مار ڈالے باز نہ آنا اس چالاک کو کیا قتل کیا گویا عمرو کو مار ڈالا اور لشکر مہرخ کو تمنے جیسے غارت کر دیا لیکن یہ امر ضرور کرنا کہ دشمن قریب تر ہین تمکو فریب دینگے کسی الگ مکان مین لے جاکر قتل کرنا اور بہت ہوشیار رہنا یہ مضمون معلوم کر کے گویا ہوئی کہ جب قتل کر ڈالا اور آپ بھی لڑنے مرنے پر آمادہ ہوئے تو پھر ڈر کسکا ہی اگر اُنکا پنجہ قابض ہو گیا تو وہ مار ڈالینگے نہین ہم اُنھین بھی قتل کرینگے لیکن شہنشاہ نے جو کچھ لکھا ہی وہ ہماری ہی بھلائی کے لیے لکھا ہی اچھا ای نازنین تم ٹھہر جاؤ شراب پیو ذرا آرام کرو مین عرضی اس نامہ کے جواب مین لکھتی ہون یہ کہکر قلم سحر نکالکر عرضی لکھنا چاہی اُسوقت خیال آیا کہ ای صنعت کہین ایسا نہو کہ یہ پریزاد کوئی عیار ہو اور تجکو دھوکا دینے آیا ہو سابق مین بیان ہوا تھا کہ اِسکے پاس ایک تختی ہی کہ جسمین حال جسکا چاہتی ہی دریافت کرتی ہی اُسوقت بھی اِسکے خیال مین آیا کہ تختی دیکھ لے پھر عرضی تحریر کر بس اسنے گردن سے تختی اُتار کر دیکھی اُسمین معلوم ہوا کہ یہ برق عیار ہی تجکو فریب دینے آیا ہی یہ دیکھتے ہی اُسنے اپنے ہاتھ سے جوڑی اُتاری برق جسکا بیٹھا تھا اُسکو معلوم نہین کہ یہ مجکو پہچان چکی ہی اور اُسنے جوڑی اُتارتے ہی برق پر کھینچ ماری کہ وہ جوڑی ایک بھاری طوق بنکر برق کی گردن مین پڑ گئی اُسوقت وہ پکاری کہ ارے موے برق فرنگی مین نے دریافت کیا کہ مجکو تو دم دینے آیا ہی اور مین جانتی تھی کہ تم سب چالاک کے چھڑانے کو آؤگے برق نے اُسکے کلام کا کچھ جواب نہ دیا اور اُسنے خنجر لیکر اب دونون کا سر کاٹنا چاہا لیکن خواجہ عمرو جو روانہ ہوے تھے کہ مین بھی جاکر براے رہائی چالاک کچھ تدبیر کرون چنانچہ اُنھون نے آکر دور سے صنعت کو کنارے جھیل کے بیٹھا دیکھا بس گلشن عیاری کی سیر کی ایک گل مراد ملا یعنے ایک نادکہ خوبی مین بسان ہلال

نوکھی زنبیل سے نکالی اور اسمین فرش بچھایا مسند آراستہ فرمائی کشتی شراب کی سامنے رکھی گلدستے بھی سامنے چن دیے پھر اپنے تئین رنگ روغن لگاکر **افراسیاب** کی ایسی صورت پر تیار کیا تاج گوہر نگار سر پر رکھا قباے قلم کار و زر اندود کو زیب بر فرمایا اسطرح اپنی آراستگی کی کہ نظم

بسر بر بیکے تاج گوہر نگار	کہ بادش زشاہان درا یادگار	یکے چتر زرین بفرق سرش
کہ باشد زخور سایہ بر پیکرش	ہمان جوشن و خود و غیبہ بزر	بپوشید در زیر شان چون زر

جب اسطرح درست ہو چکا مور پنکھی پر آکر بیٹھا شست ہاتھ مین لی اور مور پنکھی کو روان کیا اسمین گھنگرو بندھے تھے وہ چھم چھم بولنے لگے اور مور پنکھی روانہ ہوئی **صنعت** چالاک اور برق کو قتل کیا چاہتی تھی کہ یکایک آواز چھم چھم کی آئی ایک کنیز نے کہا کہ اے ملکہ **صنعت** ذرا ٹھہر جائیے دیکھیے تو یہ آواز چھم چھم کی کہان سے آتی ہے **صنعت** اُسکے کہنے سے تھم کر جھیل کی جانب دیکھنے لگی یکایک ایک کشتی کو دیکھا کہ بہزاران خوبی و ادا مثل رفتار معشوق کے جھیل مین روان ہے اور اُسمین شاہ طلسم مسند زرنگار پر بیٹھا ہے تاج یاقوت سر پر رکھا ہے تمام زمرد لباس مین جڑا ہے گلے مین موتیون کی بدھی پڑی ہے ہاتھ مین ایک گلابی الماس کی اُسمین شراب بھری ہوئی چالیس لونڈیان دُر در گوش مرصع پوش دست بستہ کھڑی ہین ہے **صنعت** بادشاہ کو آتے دیکھکر کھڑی ہوگئی اور جھک کر مجرا کیا ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ تشریف لائیے **افراسیاب** نے فرمایا کہ تم اپنے کام مین مشغول رہو مین سیر کرتا ہوا آگیا ہون یون ہی تماشاے آب کرتا چلا جاؤنگا **صنعت** نے کہا اب تو آپ تشریف لائے ہین لونڈی کی خاطر سے تشریف فرما ہو جیسے دو باغی نابکار عیاران زبردست قتل بھی ہوتے ہین اُنکے قتل مین شریک ہوکر ثواب بھی کمائیے **افراسیاب** نے پھر عذر کیا کہ اے ملکہ ایک سر ہزار سودا تم اُنکو قتل کرو مین اور کام کو جاؤنگا **صنعت** نے عرض کیا کہ کنیز مانیگی نہین حضور لحظہ بھر کے لیے ضرور آئین شاہ نے فرمایا کہ خیر تمھاری خاطر ہے یہ کہکر کشتی پر سے اُترا **صنعت** نے سوا سو کشتی جواہر کی نذر دی مسند پر لے جاکر بٹھایا کچھ نگینے الماس کے پیشکش کیے **افراسیاب** نے کہا مین اسی واسطے نہین آتا تھا اسکی کیا ضرورت تھی **صنعت** نے کہا یہ سب آپکی دی ہوئی عزت ہے اسکو قبول فرمائیے شاہ نے سب نذر قبول کی اور کہا کشتی پر ایک کنیز کو دیدو وہ سب کشتی پر پہونچا گئی گلابی شراب کی جو ہاتھ مین تھی اُسکو دکھا کر کہا کہ اے ملکہ دیکھو یہ شراب نو کشیدہ ہے اور بہت تحفہ ہے **صنعت** نے بہت تعریف

فرمائی اور گلدست اور زرین وست دو کنیزین سر پر کھڑی ہوئی رومال جھل رہی تھین اُسنے کہا کہ ہمارے
یہان جو شراب کہنی کھچوائی گئی ہے وہ لے آؤ وہ دونون کنیزین دوڑین اور قرابہ اُٹھالائین صنعت
نے کہا حضور اس شراب کو بھی نوش فرمائیے اور اپنی گلابی سے ہمکو پلائیے شاہ نے کنیزون کو جو
شراب لائین تھین پانچ اشرفیان جوڑن کی انعام دین صنعت نے اُٹھکر شاہ کی بلائین لین
اور کہا اب شراب بیجیے شاہ نے گلابی جو ہاتھ مین تھی اُسکی شراب قرابہ مین ملائی اور کہا تمتو شراب کیا
کے جھگڑے مین پڑ گئین ان عیارون کو تو قتل کر لیا ہوتا صنعت نے کہا اب آپ شراب پی لین تو
قتل کرون کہا تم سحر اپنا اُتار و مین مار ڈالون اُسنے حسب ارشاد بادشاہ سحر دونون عیارون پر سے
اُتار لیا بادشاہ نے فرمایا کہ لو اب یہ جام مین بھر کر تیار کر چکا ہون اِسکو پی لو تو پھر مین اُٹھکر قتل کرون صنعت
نے وہ جام تسلیم کر کے لے لیا لیکن کھٹکا گذرا کہ شاہ نے پہلے مجرمون پر سے سحر کیون دفع کرایا ہے صنعت
تختی دیکھ لے یہ خیال کر کے اُسنے گلے سے تختی کو اُتارا کہ دیکھون عمرو سمجھ گیا کہ مقرر یہ مجکو پہچان گئی ہے اُسنے
جلد دو چار حقہ ہائے نفطی بیہوشی آمیز کمر سے نکالے اور اُدھر صنعت نے تختی دیکھی معلوم ہوا کہ یہ
عمرو عیار ہے افراسیاب بنکر آیا ہے یہ معلوم کر کے رنگ اُسکا سفید ہو گیا اور تیور پر بل آ گیا عمرو تو
پہلے ہی اپنا مطلب مفہوم کر چکا تھا بس پکارا کہ منم عمرو بن اُمیہ اور نعرہ کر کے حقہ نفطی جو داغ کر ا سے
دود بیہوشی بلند ہوا اور صنعت گھبرا کر اُٹھی کہ ایسا نہو مین جل جاؤن اُٹھنا تھا کہ یہ بیہوش ہو کر
گری اور کنیزین بھی دو تین حقے مارنے سے بھاگتے وقت بیہوش ہو گئین دونون عیار چالاک
اور برق تو فوراً حقہ مارتے ہی بھاگ کر پوشیدہ ہو گئے اور لوگ بارگاہ صنعت سے دوڑے کہ کیا
آفت آئی عمرو نے اُس جلدی مین کچھ اسباب نذر زنبیل جال مار کر کیا اور جھپٹ کر کشتی پر اُسکو بھی
نذر زنبیل کیا اور اپنا راستہ پکڑا یہان ساحرون نے آکر باران سحر برسایا کہ دھوان برطرف ہو ملکہ
صنعت کو ہوش آیا سب سے کہا کہ بلا کے عیار ہین سب محنت میری خاک مین ملا دی خیر یہ
موذی کاٹے کہان جائینگے میرے ہاتھ سے یہ کہکر اپنی بارگاہ مین گئی اور بغیظ و غضب یہ خیال
پذیر ہوئی کہ عیارون کا تعقب کرنا بیہودہ ہے طبل جنگ بجوا کر مہرخ وغیرہ کو غارت کر دے یہ تو اس
خیال مین بیٹھکر مصروف شراب خواری ہوئی اُدھر چالاک و برق و عمرو بھاگ کر بارگاہ مہرخ
مین آئے مہرخ اور سب سردار انکو دیکھکر خوشنود ہوئے اور حال رہائی استفسار کیا انھون نے جملہ

ماجرا بیان کیا مہرخ نے فرمایا کہ صنعت بہت بڑی ساحرہ ہے وہ تمسے کسی سے ماری نہ جائیگی اب
ایسا کام نہ کرنا کہ اُسکو خواہ مخواہ جا گرستاؤ عیارون نے کہا جیسا مناسب ہوگا عمل مین آئیگا یہ کہکر شریک
جلسۂ عشرت ہوئے اِس عرصہ مین وہ دن بھی تمام ہوا اور وہ زمانہ آیا کہ صناع قدرت نے اپنی قدرت
کاملہ کی صنعت دکھائی روشنی مین تاریکی ظاہر فرمائی رات دن گذر کر آئی سر شام بحکم صنعت نازر جام
نفیر سحر کو دم ملا طبل جنگی گڑگڑایا حیرت کو بھی خبر طبل جنگ بجنے کی پہونچی اُسنے کہا کہ ملکہ صنعت دعوی
کرکے طلبیدہ شاہ طلسم آئی ہین اُنھین کو لڑنے دو کیا ضرور ہے کہ تم دخل دو یہ تو خاموش ہو رہی صرف
اتنا کیا کہ لشکر کو حکم تیاری کا دیدیا اسلیے کہ لشکر لٹ نہ جائے حفاظت ضرور چاہیے اُدھر بھی ہزارہا
ساحر کا لشکر تیار ہونے لگا اور جاسوسون نے جا کر یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی کہ نوبت
جنگ وجدال آئی یعنے نظم

فلک شکوہ ستارہ حشم خدیو جہان ۔ ترے جلال کو کن لفظون مین کردن تعبیر
تجھے ہے حشمت و جاہ وجلال و قدرت و زور ۔ کہ تیرے حکم کے آگے ہے سہل امر خطیر ۔ ترے محرر دفتر کا ہے سدا محتاج
جہان مین شہرہ عطارد جو ہے فلک کا دبیر ۔ روان ہو صبح کا گر مرکب ظفر پیکر ۔ تو تا بہ شام کرے روم و شام تک تسخیر

ای بادشاہ صنعت نے طبل جنگ بجوایا ہے باقی خیریت ہے مہرخ نے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہان
بھی طبل جنگ بجے اُدھر بھی نفیر سحری طبل و بوق گڑگڑائے اب اُس شب کو یہ عالم تھا کہ نظم

جلوۂ ماہتاب نور فشان ۔ پردۂ سایہ ہم قماش کتان ۔ ذرہ ذرہ غبار نورانی
صبح محشر کی سی درخشانی

اُس شب مجاہدان دیندار کے یہ ولولے تھے کہ مثنوی

خدا نے مجاہد بنایا ہمین ۔ سر قتل کفار پایا ہمین ۔ دم اُس دست و بازو کو دیوے اجل
لب تیغ کی بوسے لیوے اجل ۔ جلو مین ہمیشہ روان ہو ظفر ۔ رکاب اپنی پکڑے روان ہو ظفر
سعادت ہے جو جانفشانی کرے ۔ یہان اور وہان کامرانی کرے

دربار دُربار مہرخ نامدار نے سویرے
سے برخاست کیا ہر ایک غازی وصف شکن اپنی بارگاہ مین آیا سلح خانے کھلگئے ہتیار نکلنے لگے
سحر خوانی ایک طرف کو خروع ہوئی دفلے اور بالنسریان بجین بیرون کو بھٹیین ملین کڑاہیان
چڑھ گئیین ڈھیرو کی آواز پہ پیر فلک کا ایسا پُرانا بیر ناچنے لگا ستمگری پر آمادہ ہوا مریخ نے بھی زحل
کی شاگردی کا دم بھرا اقبلوایا مریخ پڑھا البغض والنفاق مین طاق ہوا شہرۂ آفاق ہوا آفتاب
نے مریخ سے دوستی کرلی کہ ایسا نہو مجھپر آتش سحر کی آنچ آجاے باین حفاظت بخار اتبک ہتا ہے

اُسی دن کے خوف سے آج تک کیا قیامت تک لرزان و ترسان رہے گا ہمیشہ کا نیا کر آئیگا دنیا مین جبھی
ہلچل پڑ گئی زال دنیا کہ ہمیشہ سے تیرہ رو ہی آج کی شب کالی بھوانی بنی غبار زمین سے اُٹھتا تھا
یا مجذوب دہر جوش مین آکر خاک اُڑاتا تھا ایک طرف تلوارین خون چاٹتے پر دشمن کے جوہر کے
دانت نکالے تھین خنجر برّائی دکھاتے تھے نیزے سرکشی جتاتے تھے گرز اُٹھاتے تھے کمانین چلاتی تھین کہ
ای بہادران گوشہ گیر نامردی نہو نا خطا کر دار دن مین نام نہ لکھوانا قربان عروس شجاعت ہو جانا کہ ابیات

یہی اب تو کچھ آگیا ہی خیال
کہ شرع پیمبر کو جاری کرو
سمجھ لو جو کچھ بھی ہی تمکو تمیز
کہ آجائے بیٹھے ہوئے اپنے گھر
تو بہتر یہی ہی کہ جان کام آے

اگر اِن کشون کو کرین پائمال
ہوا مجتمع لشکر اسلام کا
نہ جان آفرین سے کرو جان عزیز
تو مقدور کسکا کہ آنے نہ دے
پس مرگ تربت مین آرام آے

بہت کوشش و جان نثاری کرو
اگر ہو سکے وقت ہی کام کا
کسی کو نہین ہی اجل کی خبر
تن خستہ سے جان کو جانے نہ دے
اسی ہنگامہ قیامت زا مین آخر دم

شب بسر ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ کحل الجواہر شب دیدۂ دہر سے یہ اشک شبنم سحر دھو گیا اور مہر تابان ضیا گستر
و فروغ گستر عالم ہوا کہ ابیات

صبح کا دم بھی ڈر سے کیا نکلا
ہو گیا جون سحر ہر اک رخ فق

کیا خیال و گمان کی نیرنجات
مہر نکلا تو کانپتا نکلا

تھی بہت سانگ اور تھوڑی رات
اُڑ گیا رنگ رو برنگ شفق

صبحکو مہرخ نامور بصد کر و فر تخت سحر پر سوار ہو کر جانب جنگاہ چلی فوج ساحران
بے شمار ہمراہ ہوئی بہار و زلزلہ دار زران و طاؤس تخت و طاؤس سحر پر سوار حسن مین رونق بخش صد بہار طرار ان
سحر ہر اک کے سر پر سایہ فگن بلٹنون اور رسالون پر جوبن منچلے دلاورون کا یہ قول تورات ہی سے تھا کہ ابیات

تو سہی صبح دھوم اُٹھائین ہم
تیرہ روزون کی شامت آتی ہی

فتنۂ خفتہ کو جگائین ہم
راز شب آشکارا ہوتا ہی

منتظر اب قیامت آتی ہی
شور محشر دوبارا ہوتا ہی

غرض بہادر اڑنے بل کرنے سحر کی نیرنگیان دکھاتے بڑے جاہ و جلال سے وارد میدان قتال ہوئے
اُسطرف سے صنعت اپنا تخت چالیس اژدرون پر کھنچوائے اور اُسیر اسباب ساحری لیکر سوار بعزم
کارزار آئی فوج بے قیاس ہمراہ لائی ساحرون نے پرے جمائے صفوف آراستہ ہوئین ابر سحر برسا
میدان غبار سے بسان آئینہ پاک و صاف ہوا بجلیان گرین درخت آڑ جو تھے جل گئے پھر طبل و بوق بجے
دونون طرف دلاور جمے تخت مہرخ قلب لشکر مین ٹھہرا جب آراستگی لشکر ہو چکی صنعت کی طرف سے

ایک ساحر نابکار زنار جادو اجازت سرب لیکر میدان مین نکلا اور دلشوری دکھا کر پکارا کہ ای مہرخ
نمک حرام بھیج کسی کو میرے مقابلہ مین مہرخ نے یہ نہیب سنکر اپنے لشکر کی طرف نگاہ کی ایک ساحر کوہ ابوقلمون
دائودیہ کا ساکن مدھ مات جادو نام نکلا اور مہرخ سے اجازت لیکر اپنے ہنس آتشبار کو اڑاتا سامنے
زنار کے گیا اور طالب ضرب ہوا زنار نے ایک نارنج سحر پڑھکر اُسپر مارا اُسنے دستک دی کہ نارنج زمین
مین گرکر سرد ہو گیا پھر اُسنے جواب مین نارنج کے ناریل مارا کہ اُسکے سینہ پر پڑا ہر چند اُسنے رد کیا مگر کچھ نہوا
اور ناریل سینہ کو توڑ کر نکلگیا اور زنار مرکر زمین پر گرا غلغلہ اُسکے مرنے کا بلند ہوا مدھ مات نے پھر
مبارز طلبی کی صنعت کی جانب سے طرار جادو نام ایک ساحر اُسکے مقابلہ مین آیا اور اُسنے آتے ہی
ایک تلوار برق کردار سحر کی مدھ مات پر لگائی وہ شمشیر برق بنکر مدھ مات کے سر پر آئی اُسے بھی
ہر چند رد کیا مگر کچھ نہوا دو پر کالے اُسکے اُسنے کیے یہ ماجرا دیکھکر مہرخ سے اجازت لیکر جرار جادو نے
قدم اپنا جانب جنگاہ بڑھایا اور مقابلہ طرار مین آیا اُسنے گرز آتشین اُسپر مارا اُسنے رد کرکے ایک پیکان
سحر کا مارا کہ بھالا بنکر طرار کے پیٹ مین در آیا اور وہ ہلاک ہوا عدہا ے مہیب آئین اُسوقت صنعت
نے ایک ساحر خونخوار گرز انداز نام کو حکم دیا کہ تو جاکر معرکہ رزم مین کچھ کام کر بہادرون مین اپنا نام کر
وہ نخوت شعار و بد کردار گرز سحر دوش پر رکھے مثل دیو خبیث کے نعرے مارتا اور بسان فیل مست
جھومتا سامنے جرار کے آیا اور آتے ہی گرز اپنا اُس بیچارے کے سر پر لگایا ہر چند اُسنے سنبھالنا چاہا
مگر موت نے فرصت نہ دی بھیجا پاش پاش ہو گیا تڑپ کر ہلاک ہوا اُسکے مارے جانے سے جبتک
کوئی اُسکے مقابلے مین آنے آئے اُسوقت تک یہ گرز بکر اُکر صف لشکر پر جا پڑا لشکر صنعت مین
ڈہرو اور ناقوس بجنے لگے اور خونخوار نے جسکے گرز لگایا پیوند زمین اُسکو بنایا جب جھپٹ گرز لگاتا
تھا پانچ پانچ کے سر پھٹ جاتے تھے لشکر مین تلاطم برپا ہوا کہ ارے یہ اوندھی کھوپری کا آدمی
دشمن بہدین بڑا غضب ڈھا رہا ہے کوئی اس بات کے سر نہین ہوتا کہ گرز مین اِسکے کونسا سحر چلا گیا
ہے جس سے بھیجا پھٹتا ہے ہر ایک اپنے سر کی سلامتی مناتا تھا اور خونخوار اپنی خونخواری دکھا کر
گرز لگاتا چلا جاتا تھا جب صف اول وغیرہ سے گذر کر اُس مقام پر پہونچا کہ جہان سرداران لشکر
استادہ تھے اور ملکہ بہار پر حملہ آور ہوا چاہا کہ ملکہ مذکور پر گرز لگائے ملکہ کے ہاتھ مین ایک چھڑی
تھی اُسمین ہار لپٹا ہوا تھا بس وہی چھڑی گرز کو خالی دیکر جو اس مفسد پر لگائی ہار چھڑی سے کھلکر

گلے مین اُسکے پڑگیا ایسا بوجھ اُس سحر کے ہار کا تھا کہ خونخوار زمین پر بیٹھ گیا بہار اپنے تخت پر سے اُتری اور قریب اُسکے آکر اپنے جوڑے سے ایک ڈبیا یاقوت کی نکالی اُسمین سیندور بھرا تھا اُس سیندور کا ٹیکا اُسکے ماتھے پر دیدیا اور پوچھا کہ تو ہمارا دوست ہی یا دشمن اُسنے اس غزال صحرائے رعنائی اور بدر کمال آسمان زیبائی کا جمال جو دیکھا دست بستہ عرض رسا ہوا کہ ای ملکہ مین آپکے غلام کا غلام ہون جو حکم فرمایئے بجالاؤن ملکہ نے فرمایا کہ اگر ہمارا عاشق زار ہی تو معشوقہ تیری عازم کارزار ہی تو بھی اُسکے عوض جاکر جانبازی کر ہنر شجاعت کے دکھا اگر بچکر آئیگا معشوقہ دلنواز کو پائیگا تمام عمر مزے اُڑائیگا اُسنے عرض کیا کہ پھر کس کو جاکر قتل کرون بہار نے کہا صنعت سحر ساز کا سر لاکر میرے قدمون پر نثار کر اور بعد اُسکے قتل کے اور جو اُسکے ہوا خواہ سپہ سالاران لشکر ہین اُنکو ہلاک کر اُسنے عرض کیا بہت خوب یہ کہکر وہان سے اُٹھا اور لشکر صنعت کی جانب چلا سبنے دیکھا کہ خونخوار گرز انداز صف لشکر سے بہتون کو مار کر زندہ پھر آتا ہی ہر ایک نے یہ دیکھکر خوشی کی اور کسی نے اِسکو اپنا طرفدار سمجھکر روکا نہین اور اُسنے بھی صفوف لشکر مین کچھ غریو نہ کیا جب قلب لشکر مین قریب صنعت پہونچا پکارا کہ اری او قحبہ غیبانی بالزادی صنعت سحر ساز خوب تو نے مجکو بہکا کر میری معشوقہ سے لڑوا دیا ہو تا لے اسکو یہ کہکر ایک گرز آتشین و شعلہ ور صنعت پر لگایا صنعت نے خیال کیا کہ اب یہ کسی طرح ہوش مین نہ آئیگا کیونکہ مسحور کیا ہوا ایسے کا ہی کہ شاہ جادوان بھی جسکے مسحور کردہ کو ہوش مین نہین لاسکتا ہی بس یہ سمجھکر گرز کو تو خالی دیا اور ایک نارنج جھولی سے نکالکر خونخوار کے سینۂ پرکینہ پر لگایا کہ سینہ کو اُسکے وہ نارنج توڑ گیا اور وہ مر کر گرا صدائے آفت زا برپا ہوئی بعد موقوف ہونے ہنگامۂ گیر و دار کے صنعت پر غضب طاری ہوا اور پکاری کہ اس بہار مردار نے بڑا غضب ڈھایا کہ میرے سردار کے باغ ہستی پر خزان لائی اور اُسکی طائر جان کو مجھی سے صیادی کراکر گرفتار قفس اجل اور نشانۂ خدنگ مرگ بنایا اب مین خود اُسکا بدلا بادشاہ لشکر بہار سے لونگی یہ کہکر تخت اپنا جانب میدان بڑھایا اُسوقت کل لشکر کے ترسول و منبسول بلند ہوئے علمون کی وہ جلوہ طرازی سردارون کا پاپیادہ چلنا نیا لطف دکھاتا تھا صدائے نقارہ ہائے شتری و فیل سے گوش فلک کر ہوا جاتا تھا غرض بڑے شوکت و نشان سے وسط میدان مین پہونچکر نیرنگی سحر دکھانے لگی آگ پتھر برسانے لگی پھر للکاری کہ ای مہرخ آؤ میرے مقابلہ مین تمنے بہت سر اُٹھایا ہی آج اِس سرکشی کا مزا دیکھو مہرخ نے یہ نعرہ سنکر تاج کو اُتارا اول بارگاہ خدا مین

دعا کی کہ ای ظفر بخش عاجز اخالق شمس و ماہتابان تو فروغ دیگا تو اس عاجزہ کو سب کچھ بن پڑیگا الہٰا مجکو اس کارزہ پر مظفر و منصور کرنا یہ دعا کرکے چاہا کہ میدان مین جائے خواجہ عمرو بھی اس جنگ مین موجود تھے انھون سنے کہا ای ملکہ یہ اچھا نہین کہ تم اُس قحبہ کے مقابلہ مین جاتی ہو تم نہ جاؤ کہ بادشاہ لشکر ہو مہرخ نے کہا خواجہ سلامت کنیزان حمزہ صاحبقران مشہور ہو کر حریف کے پکارنے پر لڑنے نہ جائین یہ تو غیرت مقتضی نہین ہی اب اس کنیز کو اجازت دیجیے عمرو اس کلام سے خاموش ہو رہا اور ملکہ نے تخت اپنا آگے بڑھایا اُسوقت بہار و مخمور وغیرہ اسطرف کے بھی سردار سب پاپیادہ ہوئے اور عرض کیا کہ حضور ہم لوگ آخر کس روز کے لیے ہین ہمکو اجازت دیجیے کہ جاکر جان فروشی کرین ملکہ نے ہر ایک کو تسکین و تشفی دیکر رخصت کیا علمون کو جلوہ ملا نقارون کی صدا کا حال از نظم

کرتا ہی رقص تخت پر نقار خانے کے
وہ جو سب آسمانون کے اوپر ہی آسمان
شہنائی صدا کو جو سن سنکے آسمان
آوازۂ دمامہ نوبت سے گونج اٹھا

غرض بہزاران کر و فر یہ زن دلاور مقابلہ صنعت مین ہنر گہر کے پہونچی صنعت پاس ایک تلوار آبدار برق کردار کہ ہنگام ضربت وہ گئی گز کی ہوتی ہی پس اُسنے کھینچکر اور افسون اُسپر دم کرکے حملہ کیا مہرخ نے بھی تلوار سحر کی کھینچی چوٹین چلنے لگین اُسنے سر باندھا اسنے کمر کو بتایا بجلیان رن مین چمکنے لگین آفت کی گھڑی تھی اجل دونون کی سر پر کھڑی تھی کوئی زخم کاری دونون کے نہ لگا اُسوقت صنعت کو غصہ آیا اور اُسنے شمشیر زنی سے ہاتھ اُٹھاکر ایک صندوقچہ اپنی بغل سے نکالا اور اُسکو کھولا سو پنجے اُسمین سے نکلے اُسنے حکم دیا کہ ای پنجہ ہاے سحر اس مبارزہ کو جو مجھسے لڑ رہی ہی پکڑ لیجاؤ وہ پنجہ سو کے سو ملکہ مہرخ کی دست و کمر و گردن مین لپٹ گئے ہر چند اُسنے زور کیا کہ انکے پنجہ سے چھوٹون مگر رہائی نہ ملی اور وہ پنجے اسکو اُٹھاکر جانب آسمان گئے اور قندیل فلک ہوگئے ہر چند کہ ساحران نامی نے کہ کوشش چھڑا لینے مین کی لیکن کچھ نہوا اور صنعت نے طبل آسائش بجوادیا لشکر میدان سے پھرے یہان بہار و مخمور وغیرہ تمام سردارون نے غم مین گرفتاری مہرخ کے گریبان چاک کیے لشکر مین تلاطم پڑگیا کہرام ہر جگہ برپا ہوا لشکر پھر کر اپنے مقام آسائش پر آئے لیکن آرام لینا کیسا جان مضطر کو قرار نہ تھا خیمہ غمکدہ بنگئے تھے قناتین تھین کہ زمین منھ ڈھانکے رو رہی تھین پلٹنون مین نعرۂ بہادری کے عوض نالہ و شیون برپا تھا نالہ کا طرم بجتا تھا دہل و نقارے سر پیٹتے تھے سردار آپسمین گریبان چاک کیے باتین حسرت و افسوس کی کر رہے تھے کہ افسوس

اس گردون دون کا عجب طور ہی ظلم کا ہمیشہ سے دستور ہی کسی کا گھر آباد نہین دیکھ سکتا ہی گلشن کو خارِ غم دیا ہی برباد کیا ہی بلبل اسی کے جور سے فصل خزان دیکھکر سیاہ پوش ہمیشہ رہتی ہی رنج و غم سے نالہ و شیون کرتی ہی دریا بحر مین اسی کے ستم سے جوش ہی دل سے پیدا خروش ہی پانی لب ساحل سے ہر دم سر ٹکراتا ہی کنارہ بھی کنارہ کیا چاہتا ہی غرض ایک جانب ملکہ بہار دل فگار تھی ایک جانب لالہ زار و نافرمان بیقرار تھی یہ ہر ایک کا حال تھا کہ

ابیات

یہ آہین کھینچتے تھے سب مشوش
دم گرم اسکی سے اکثر گئے جل
تھے اسکے سوز ہجران سے وہ بیتاب
کہ پڑجاتے ہین تبخالے زبان پر
غم دوری سے مہرخ کے جگر خون
کیے تو ہوگیا سب دشت آتش
جلا آتش سے انکی کوہ صحرا
نہایت مضطرب تھے مثل سیماب
وہ سب آوارہ تھین ہمشکل مجنون
درخت و برگ و دریا کاہ و جنگل
ہوئے سب خشک دجلہ اور دریا
لکھون کیا انکا سوز جان مضطر

لشکر مین جب یہ تلاطم برپا ہوا عمر و بھی شریک ماتم تھا اُسنے زبان تسکین مجبتی کو بہر دلداری کھولا اور کہا کہ ای بہادرو کیون رو رو کر اپنی جان کھوتے ہو بارہا ایسا ہوا ہی کہ مہرخ گرفتار ہوئی ہی مگر پھر خدا نے رحم کیا ہی چھوٹ آئی ہی پروردگار عالم اُسکا حامی و مددگار ہی اور وہی نگہبان ہی ایسا ہی تو اُسوقت کہ جب کوئی امر نو عدیگر ہو اُسی وقت حال اپنا تباہ کرنا اب خاطر جمع رکھو مین جاتا ہون اور خبر لاتا ہون اور پتا اگر ملگیا تو چھڑا کر لاؤنگا تمسے بحکم خدا ملاؤنگا یہ کہکر قلندرہ بیتا دہے سے آراستہ ہوکر روانہ ہوا اور عیار بھی بہر عیاری اسکے عقب مین چلے لیکن صنعت سحر ساز کا ایک مقام سیرگاہ ہی کہ یہ وہان جاکر سیر کیا کرتی ہی اور کچھ سحر بھی تیار کرتی ہی سامنے گلشن نگارین لگا ہی سرسبز اور پھولا پھلا ہی بنگلہ جواہر کا تعمیر ہی نہایت دلپذیر ہی اور یہ مقام اُس پار دریاے خون روان کے قریب شہر نا پرسان ہی چنانچہ وہ پنجہ جو مہرخ کو لیکر اُڑے اُسی سیرگاہ مین لائے اور صنعت بھی اپنے لشکر کو چھوڑ کر اُسی مقام پر آئی اور پنجون سے مہرخ کو لیکر ایک صندوق مین بند کیا اور باحتیاط تمام اُس بنگلہ مین رکھا اور ایک پتلا آرد ماش کا تیار کرکے بشکل مہرخ سحر پڑھا کہ وہ زندہ ہوگیا اُسکو غل و زنجیر پہناکر تخت سحر پر ڈالکر مراجعت کرکے لشکر مین آئی یہان تمام لشکر مین اُسکے نالہ و شیون مطیعان اسلام سنکر خوشی ہو رہی تھی ہر ایک آپسمین بغلگیر ہوتا تھا اور کہتا تھا کہ ملکہ صنعت بڑی زبردست ہی کسی کا مقدور کب ہی کہ انکا سامنا کر سکے شاہ طلسم بھی اُسکی خاطر کرتا ہی یہ تذکرہ ہو رہا تھا کہ صنعت آگر پہونچی سب نے دیکھا کہ ملکہ مہرخ طوق و زنجیر مین گرفتار ہمراہ ہی غرض صنعت نے یہان پہونچکر سامنے اپنی بارگاہ سے

دار استادہ کرائی اور جلادون کو طلب کیا چبوترہ ریگ کا بنایا گیا بوریاے فلاکت بچھایا گیا اُسپر مہرخ کو بٹھایا
اُدھر خواجہ عمرو بھی صورت بدلے اُسکے لشکر مین پھر رہے تھے صنعت کے آنے کا غلغلہ سنکر بہیئت مبدل
اُسکی بارگاہ مین آئے یہان یہ سامان دیکھا کہ سراچۂ بارگاہ کے اُٹھے ہین اور مہرخ قتل ہوا چاہتی ہی
اُنھون نے چاہا کہ کچھ دست و پا ہلاؤن اور مہرخ کو عیاری کرکے چھڑاؤن لیکن ٹھہر گئے کہ دیکھون کیا ذکر و تذکرہ
ہوتا ہی اُدھر لشکر بھی تیار ہو کر گرد چبوترہ کے کہ جسپر مہرخ بیٹھی تھی استادہ ہوا اور لشکر کے لوگ عیش و عشرت
کرنے لگے دانشمندون کی زبان پر یہ جاری تھا کہ ابیات

جہان دیکھو اسی کی ہی حکایت
ستانے بن نہین کچھ کام اسکو
بُری چتون سے کافر دیکھتا ہی

نہین یہ دیکھ سکتا خانہ آباد
کہان ہی ظلم سے آرام اسکو
کمر بس ظلم پر اسنے ہی باندھی

کرین کیا جور گردون کی شکایت
کہ ہو کوئی کسی ڈھب سے کہین شاد
نہین معلوم منظور اسکو کیا ہی
یہ ظالم ہی اُڑا دینے کو آندھی

اِسطرف تو یہ غلغلہ برپا تھا اُدھر صنعت کو خیال آیا کہ تو نے جو قتل کے لیے اِس شبیہ مجرمہ کے اسقدر
بکھیڑا کیا ہی اس سے کیا فائدہ ہی جلدتر قتل کر ڈالنا چاہیے یہ سوچکر خود آپ اُٹھی اور سحر پڑھکر دستک
جو دی ایک برق چمک کر جو گری تلوار کا کام کر گئی مہرخ کی ہمشبیہ کی گردن جُدا ہوئی سر کو حکم دیا کہ سامنے
لشکر مہرخ کے لیجا کر ڈالدو ساحرون نے سر لاکر روبروے لشکر پھینکدیا مگر قہار جادو نے اِس جلدی کو
دیکھکر کہا کہ اے ملکہ صنعت یہ آپ نے کیا کیا کہ مہرخ کو مار ڈالا اگر افراسیاب چاہتا تو ابتک کب کا
مار ڈالتا اُسکو کچھ تو منظور تھا جو نہ قتل کیا اب تمنے بغیر اجازت اُسکی مار ڈالا بُرا کیا حیرت سے بھی اجازت
نہ لی کہ کاش کہنے کو ہوتا ہمنے ملکہ حیرت کے حکم سے قتل کیا مقرر افراسیاب جادو خفا ہوگا آپ نے
پہلے اطلاع کرلی ہوتی جو حکم شاہ ہوتا وہ کرتین صنعت نے بجواب اسکے چپکے سے اُس سے کہا کہ اے قہار تم سچ
کہتے ہو لیکن مین بھی بیوقوف نہین ہون عمرو تو وہان بشکل کنیز کھڑا ہی تھا اُسنے بھی کان لگائے کہ دیکھون
کیا کہتی ہی اُسوقت صنعت نے کچھ لکھکر قہار جادو کو دیا اُسنے پڑھا مگر عمرو پشت پر کھڑا تھا اُسنے بھی
پڑھا لکھا تھا کہ اے قہار مین مہرخ کو قید کر آئی ہون یہ پتلا تھا کہ جسکو مین نے مار ڈالا ہی اور میری سیرگاہ
جو ہی فلان مقام پر وہان مہرخ صندوق مین بند ہی بہت احتیاط سے چھوڑ کر آئی ہون مین ایسی نادان
تھی کہ بغیر حکم بادشاہ مار ڈالتی مہرخ کچھ میری گنہگار نہ تھی یہ مضمون جو قہار نے پڑھا ہنسا اُسوقت
صنعت نے دیکھا کہ ایک کنیز پشت پر کھڑی ہی اُسکو یقین ہوا کہ بیشک اِس کنیز نے بھی یہ مضمون

پڑھا بس سوچی کہ اُسکو نگاہ سحر سے دیکھے اگر عیار ہی تو گرفتار کر نہین تو اور کچھ ہوشیاری کرنا اور جو عیار نہو تو کنیز کو بلاکر حفاظت درباب پوشیدگی راز کے تاکید مناسب ہی یہ سوچکر اُسنے بنگاہ تیز و گرم جانب عمرو دیکھا عمرو سمجھا کہ یہ مجھکو پہچان گئی بس فوراً عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور غائب ہوگیا صنعت کو یقین ہوگیا کہ یہ عمرو عیار تھا کیونکہ فوراً غائب ہوجانا اُسی کے ہونے کی دلیل ہی اب راز آشکارا ہوا ہی ایسا نہو کہ جاکر مہرخ کو رہا کرلائے اب مجھکو چاہیے کہ مقام سیرگاہ سے مہرخ کو لے جاکر اور کہین رکھ دینا چاہیے تاکہ یہ پتا نہ پائے ایسا کچھ سوچکر یہ بھی جانب سیرگاہ روانہ ہوئی اُدھر لشکر مہرخ مین بہار و مخمور وغیرہ کو بھی خبر پہونچی کہ ملکہ مہرخ کو صنعت نے مار ڈالا اور سر کٹوا کر آپ کے لشکر کی طرف پھنکوا دیا ہی یہان ماتم تو برپا ہی تھا اور زیادہ تر شیون و نوحہ کی صدا بلند ہوئی اور سب نے ارادہ کیا کہ اب زندگی بیکار ہی چلکر لشکر صنعت تباہ کرنا چاہیے اُسوقت ملکہ بہار جادو کہ بعد مہرخ یہ بادشاہ لشکر ہوتی ہی اُسنے فرمایا کہ لڑنا ہر وقت ہوسکتا ہی اور بغیر لڑے چارہ ہی نہین اب مسلمان ہوکر ساحرون کا ساتھ تو دینگے نہین پھر افراسیاب ضرور ہی لڑیگا اسوقت اتنی دیر صبر کرنا چاہیے کہ جنکے ہم مطیع ہین یعنے خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری وہ تشریف لائین اور اُنسے پوچھ لین جیسا کچھ وہ فرمائین اُسپر عمل کرین ہر ایک نے کہا بہت مناسب ہی چنانچہ یہ سب تو اِس امر پر دل لگا کر ٹھہرے لیکن رعد جادو اور برق اِن دونون نے صلاح کی کہ جبتک اور سردار لڑنے کو جائین اُسوقت تک اپنی فوج لیکر ہم دونون لشکر صنعت پر جا گرین کس لیے کہ ہمارا اب ٹھکانا نہین ہی افراسیاب ہمکو مار ڈالے گا پھر لڑ ہی کے مرجائین تو بہتر ہی یہ مشورہ کرکے دونون باہر بارگاہ کے نکلے اور لشکر سے اپنے حکم دیا کہ تم ہمارے عقب مین تیاری کرکے آنا ہم دونون صنعت کے لشکر پر جا گرتے ہین یہ حکم اُنکو سنا کر دونون طرفۃ العین مین اُس لشکر گمراہ کے قریب آکر پہونچے یہان تو سب خوشی ہو رہے تھے اور غافل تھے اور علاوہ اِسکے مالکہ بھی اُنکی نہ تھی بس اِسی غفلت مین اُن دونون نے اُنکا کام کیا یعنے رعد قریب لشکر ساحران آکر چیخا اِس زور سے آواز لگائی کہ زیر زمین گاو زمین تھرائی ساحران لشکر بعض بیہوش ہوئے بعض کے بھیجے نکل پڑے اوپر سے کڑکڑ کی صدا بلند ہوئی اور ملکہ برق جادو چمک چمک کر گرنے لگی جب گری ساٹھ ساٹھ اور ستر ستر کے خرمن جان کو اُسنے جلا دیا غضب کی بجلی گرنے لگی لشکر مین تلاطم پڑگیا اُس جلدی مین سوا اے بھاگنے کے اور کچھ بن نہ آیا گروہ گروہ اُٹھکر بسترون سے اور خیمون سے نکلکر بھاگے جدھر جسکا منھ اُٹھا چل نکلا ہنگامۂ آفت خیز و قیامت انگیز برپا ہوا برق آڑی اور

ترچھی ہو کر گرنے لگی گلزار لشکر کو برق قہر نے جلا کر خاک سیاہ کرنا شروع کیا رعد کے چنجنے اور برق کے گرنے سے غار زمین مین پڑ گئے لاشین جھلسی ہوئی ہر طرف ڈھیر نظر آتی تھین خیمے جل رہے تھے بارگاہین آتش خانہ تھین گویا زمین بھی نالہ آتشین کرتی تھی ایسی کچھ دلکو لگی تھی کوئی ایسا نہ تھا جو آگ لگا کر پانی کو دوڑتا شور و قیامت زا برپا تھا کہین عورتین نالہ کش کسی جا لڑکے لشکریون کے غش یہ آفت برپا کہ **ابیات**

لگا چھٹنے ہر اک سو توپخانہ ہراسان جسکی آتش سے زمانہ
کہون کیا مین ہوا جو تیر باران جوانون نے پیا بس آب پیکان
کرون کیا دشنۂ ناوک کی تقریر اگر پہلو اُنسے تھے قندیل بر تیر
ہوئے ساحر بہت جل جلکے فی النار ہوئے کچھ آب نوش تیغ خونخوار
شرار برق جادو سے ہو بیتاب اُڑے اپنی جگہ سے مثل سیماب

یہ جنگ اسلیے تیر و خنجر سے بھی ہوئی کہ فوج برق بھی عقب مین آ گری تھی اور بھاگون کو مارے تلوارون کے پرزے اُڑا دیا تھا دھڑ پہ دھڑ اور مردے پہ مردہ گر رہا تھا وہان ملکہ صنعت سیرگاہ مین اپنی جا کر پہونچی اور مہرخ اصلی کو لیکر جانب لشکر مراجعت کر کے آئی اسلیے کہ حیرت وغیرہ سے پوچھکر اسکا کام ہی تمام کر ڈالون غرض یہان جو آکر پہونچی تو عجب آفت برپا دیکھی کہ ہزارہا لاش پڑی ہی دشت سب مُردون سے بھرا ہی سارا لشکر تباہ و برباد ہو رہا ہی لوگون کو بھاگنے کا راستہ نہین ملتا ہی برق جادو چمک چمک کر گر رہی ہی فوج اُسکی لڑ رہی ہی رعد برنگ رعد چنخین مار رہا ہی یہ حال دیکھکر بغیظ و غضب تا مقر پرواز کر کے چلی اور قریب برق پہونچکے اپنے بالون کا ایک کوڑا بنا کر جو مارا وہ تازیانہ وبال جان برق جادو ہوا دست و پا و کمر مین لپٹ گیا جیسے کوئی رسن ظلم مین بندھتا ہی اِسطرح برق اُسمین بندھ گئی صنعت نے جھٹکا مار کر کھینچ لیا اور زمین پر اُتری رعد امان جان کہتا ہوا دوڑا اُسنے اُسی تازیانہ کو حکم دیا کہ باندھ لے اِسکو بھی تازیانہ اِسکے بھی لپٹنے چلا لیکن رعد بزور سحر بھاگ کر ایک طرف کو نکل گیا اور وہان گر پڑا صنعت سمجھی کہ رعد بھاگ گیا بس اُسنے اور سحر کیا کہ لشکر برق بھی متفرق ہوا اور سب بھاگ کر جانب صحرا روانہ ہوئے صنعت مہرخ اور برق کو لیکر بارگاہ مین آئی اور تخت پر متمکن ہوئی غلغلہ آمد صنعت بلند ہوا بھاگا ہوا لشکر پھر مراجعت کر کے آیا عمرو جو حال دریافت کر کے سیرگاہ صنعت کی طرف جانے کا عازم ہوا تھا چنانچہ جب صنعت خود یہان سے گئی تو عمرو ٹھہر گیا اب جو غلغلہ آمد کا اِسکی سنا جلد صورت اپنی اُسنے مثل ایک ساحر کے بنائی ماتھے کو اپنے ہلدی وغیرہ سے رنگا کنپٹیون پر اگل خوشنما بنائے ماتھے پر نام **افراسیاب** کا اسطرح لکھا کہ کندہ کیا ہوا معلوم ہوتا تھا دھوتی بادلہ لگا

باندھی تمام بدن مین سیندور کے ٹیکے دیے سینہ پر تصویر جمشید کی بنائی منقل آتشین ہاتھ مین لیکر بارگاہ مین صنعت کی آیا اور اُسکو سلام کرکے کہا اے ملکہ شہنشاہ جادوان افراسیاب عالیشان نے مبارکباد دی ہے اور یہ نامہ دیا ہے صنعت نے اُٹھکر نامہ کی تعظیم کی اور نامہ طلب کیا ساتھ ہی خیال گذرا کہ تکو آتے دیر نہین اور نامہ آتے دیر نہین مقرر یہ ساحر کوئی عیار ہے یہ معلوم کرکے سحر سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ گمان اے ملکہ آپ کا درست ہے اُسنے ہاتھ پھیلا دیے کہ لاؤ نامہ دو عمرو کو اگر وہ تختی دیکھتی یا اُنکو گھورتی تو معلوم ہوجاتا کہ تجکو پہچانا وہ تو اُسنے گمان سے اپنے اُنپر شک کرکے نامہ مانگا اُنھون نے نامہ ہاتھ پر رکھ دیا اُسنے دونون ہاتھ اُنکے پکڑ لیے اور سحر پڑھکر پکاری کہ باش او ناعیار پہچانا مین نے تجکو اب کہان جائیگا میرے ہاتھ سے افراسیاب چاہے خفا ہو یا خوش ہو مگر تم دونون سرگروہ لشکر ہو مین تم دونون کو قتل کرونگی عمرو نے اُسکی باتون کا کچھ جواب نہ دیا مگر انکی گرفتاری کا بھی غلغلہ ہوا کہ میان ملکہ عالم کیا خوش نصیب ہین دیکھو عمرو کو بھی اُنھون نے پکڑ لیا باہر بارگاہ کے برق فرنگی صورت بدلکے تدبیر مین عیاری کے کھڑا تھا اِسنے جو یہ غل سنا جلد علیحدہ جاکر اپنی صورت مثل ملکہ حیرت کی شکل کے بنائی اور چالاک بن عمرو بھی پھرتا ہوا اسطرف آنکلا اُسنے برق کو شکل تبدیل کرتے دیکھا یہ بھی قریب اُسکے آیا اور کہا بھائی حیرت شہزادی ہے اکیلے اُسکی صورت بنکر نجاؤ مین خدمتگار کی صورت بنکر تمھارے ساتھ چلتا ہون یہ کہکر برق نے تو تاج شہریاری سر پر رکھا آنچل پلو کا دوپٹہ اُوڑھا پائجامہ اطلس زرانددو کا پہنکر زیور سے اپنے تئین آراستہ کیا اور چالاک نے جتنی ہوئی چپکن پہنی پگڑی طرہ دار سر پر باندھی پیٹی پاک کمر سے لگایا اور ملکہ نقلی کے ہمراہ ہوا ملکہ نقلی خراماں خراماں پیدل جانب بارگاہ صنعت روانہ ہوئی صنعت کو کنیزون نے خبر پہونچائی کہ حیرت جادو تشریف لاتی ہین وہ خبر سنتے ہی سمجھی کہ ان مجرمون کے قید ہونے کی خبر سنکر آئی ہین پس بارگاہ سے بہر استقبال باہر آئی بادب تمام تسلیم بجالائی اور اندر بارگاہ کے لیجاکر تخت پر بٹھانا چاہا برق یعنے حیرت نقلی نے تعریف بہت کچھ کی کہ اے ملکہ صنعت واہ واہ واکیا کام کیا ہے اور تعریف کے بعد قریب برق جادو آئی دو طمانچے اُسکے آہستہ سے لگائے اور کہا اے لعنت ہے سامری کی کہ شہنشاہ ایسے مالک سے تو نے بگاڑی پھر مخاطب بجانب مہرخ ہوکر بہت کچھ ملامت اُسکو بھی کی یعنے کہا کیون او نمکحرامہ یہ ہماری مہربانیان اور احسان اور شاہ جادوان کی عنایت و پرورش سب تو نے بھلادی کہ تیری نواسی کو جبکہ طلسم کا مالک کیا شہزادی بنایا اور تو نے اُن سب حقوق کو فراموش کرکے بادشاہ جمجاہ سے سامنا کیا

اِس لعنت ملامت کے کرنے مین چپکے سے برق اور مہرخ سے یہ بھی کہا کہ مین ہون مہتر برق فرنگی جو کہون
اُسکا بُرا نماننا اور جو کچھ تمسے قبول کراؤن قبول کرنا میری راے پر اسوقت رہنا مہرخ اور برق برق کو حیرت
بنا معلوم کرکے بہت خوش ہوئین اور برق بہت کچھ شور و غل ان گرفتارون پر کرکے قریب صنعت بدسیرت
جاکر بیٹھا اور چالاک سر پر اُسکے رومال جھلنے لگا اِسمین برق جادو نے ہاتھ باندھکر عذر کیا کہ اے ملکہ
حیرت لونڈی نے جو کچھ کیا ویسا پایا خوب سزا مجکو ملی اب واسطہ سامری و جمشید کا آپ میری خطا کو معاف
کرین دوبارہ مجھسے ایسی تقصیر نہوگی جب اُسنے بہت منت خوشامد کی اُسوقت حیرت نقلی نے کہا اری
صنعت اب تو یہ منت کرتی ہی ہمنے اسکی خطا معاف کی تم بھی معاف کردو اپنا سحر اُتار لو صنعت نے کہا کہ مین
صدقے گئی آپ کے فرمانے کی بات ہی آپ خطا معاف کرین اور مین نکرون میری مجال ہی یہ کہکر سحر پڑھا کہ وہ
کوڑا جو رسی کی طرح بندھا تھا وہ اسکی کمر سے کھل گیا جب یہ رہا ہوئی برق اس فکر مین تھا کہ اب صنعت کو
بیہوش کرکے خواجہ وغیرہ کو بھی رہا کرون لیکن جاسوسون نے خبر جنگ کرکے قید ہونے برق کی ملکہ حیرت
کو بھی پہونچائی اور پھر دوبارہ یہ خبر پہنچی کہ آپ کی صورت بنکر ایک حیرت اور صنعت کے پاس بیٹھی ہین اور
اُسنے برق جادو کو تو رہا کر لیا ہی اب اور کچھ فتور کیا چاہتا ہی بس یہ سُننا تھا کہ حیرت یکہ و تنہا پرواز کرکے چلی
اور اِدھر صنعت کو بھی خیال آیا کہ ایکایک حیرت کے آتے ہی برق جادو مطیع بھی ہو گئی اور مجھسے سحر بھی
حیرت نے اُتروا لیا اِسمین کچھ فتور ہی بس یہ خیال کرکے اُسنے اپنی تختی کو دیکھا وہ تو تختی دیکھتی تھی برق
فرنگی نے حلقہ کمند کے گانٹھکر جو مارے ساتون بندھی ہوئے برق جادو نے جو یہ معاملہ دیکھا سمجھی کہ پھر ہم
سب قید ہو جائینگے یہ سمجھکر اُسنے ایک سحر ایسا پڑھا کہ مہرخ اور عمرو پر سے سحر صنعت کا جاتا رہا برق نے
ایک پنجہ مین تو عمرو کو اور دوسرے مین مہرخ کو دابا اور پرواز کرکے چلی اِدھر برق کمند مارکر چاہتا تھا کہ کھینچے
صنعت دُھوان بنکر اسمین سے نکلی برق اور چالاک دونون سراسیمہ فرار کر بھاگے بارگاہ مین غلغلہ ہوا کہ
ارے بھائی لینا جانے نہ دینا گھیر نا لیکن یہ عیار مثل برق جہندہ کو نذر نظرون سے غائب ہو گئے اور طرفہ تماشا یہ
ملکہ حیرت جو اُڑکر چلی تھی اُسنے بھی غلغلہ سُنا اور برق جادو کو دیکھا کہ یہ عمرو اور مہرخ کو پنجہ مین دابے لیے
جاتی ہی یہ دیکھتے ہی پکاری کہ اری او قحبہ کہان جاتی ہی مین بھی آپہونچی بس قریب برق پہونچکر چاہتی تھی
کہ کوئی سحر کرے وہان اتفاق سے رعد جادو اپنی مان کے غم مین پڑا ہوا تھا اُسنے جو یہ ماجرا دیکھا دوڑا ایک
چیخ جو ماری ملکہ حیرت کا سر چکر مین آیا اور سمجھی کہ بیہوش ہو جاؤنگی اڑنا چھوڑکر زمین پر اُتر آئی لیکن زمین تک

آتے آتے بیہوش ہوگئی برق ازبسکہ عمرو وغیرہ کو لیے تھی اسوجہ سے وہان نہ ٹھہری اپنے لشکر کی طرف چلی اور یہ باعث بھی طرح دینے کا ہوا کہ سکو معلوم ہی حیرت اور افراسیاب مارے نہ جائینگے غرض برق تو نکل گئی چالاک اور برق عیار لشکر مین آئے مگر برق جادو گھبرائی ہوئی تھی اپنی دانست مین تو سمت لشکر چلی لیکن منھ اُسکا اور جانب اُٹھ گیا سناٹا مار کر کوسون نکلگئی اب جس مقام پر یہ پہونچی ہی حال اُسکا لکھا جائیگا لیکن صنعت کا ماجرا سُنیئے کہ یہ جو حلقہ ہاے کمند سے نکلی تو دھوان بنی ہوئی بہت بلند ہوگئی تھی اب بعد چلے جانے عیارون کے پھر بارگاہ مین آکر پہونچی یہان کسی کو بھی مجرمون مین سے نہ پایا بہت رنج اُسکو ہوا غمگین صورت بنا کر سناٹے مین تخت پر بیٹھی اسمین قہار جادو وغیرہ اسکی مصاحبین آئین اور ان سب نے اسکو رنجیدہ دیکھکر بلائین لین کہا واری کیون چہرہ آپ کا اُداس ہی صنعت نے کہا کیا غضب کے عیار ہین کہ ہر بار مجکو انکی ذات سے صدمہ پہونچتا ہی اور ذلیل کر کے وہ چلے جاتے ہین قہار نے عرض کیا کہ اى ملکہ آپ کی پاپوش رنج کرے بھلا ہم ایسے جادوگر ہون اور ان عیارون کے ہاتھ سے زک اُٹھائین تو بجا ہے ہی آپ کو زک دنیا واقعی اُنھین کا کام ہی مگر پھر بھی یہ خیال آتا ہی کہ ان مونڈی کاٹون نے شہنشاہ ساحران کو ذلت دی حیرت کو بیہوش کئی مرتبہ کیا ہی پس یہ مقام آپ کے رنج کرنے کا نہین ہی کوئی اس ذلت کو ذلت نہ کہیگا صنعت نے کہا تم سچ کہتی ہو مگر میرا ارادہ مصمم ہی کہ اس مہرخ کو تو مین گرفتار کر کے سزا دون انیسون نے کہا واری مہرخ کئی مرتبہ قید ہو چکی ہی اب وہ بھی سنبھل کر لڑیگی خیر لڑائی پڑی ہی ہوئی ہی حضور خاصہ نوش فرمائین آرام کرین رنج وغم جانے دین مہرخ بھی قید ہو آئیگی اور مہرخ پر کیا ہی سب ہی باغی اپنی سزا کو پہونچینگے کیا کوئی بچ رہیگا اى تو یہ شہنشاہ سے طلسم مین بگاڑ کر کون رہ سکتا ہی ہم شرط بدتے ہین کہ مہرخ وغیرہ کا جاہ وجلال چند روز کا ہی ایک دن یہ سب غارت ہو جائیگا صنعت نے اُن سب کے سمجھانے سے حکم دیا کہ خاصہ نعمتخانہ مین چنا جائے حسب ارشاد بکاول و داروغہ مطبخ عمل مین لائے دسترخوان آراستہ ہوا صنعت آکر بیٹھی اور اس عرصہ مین ملکہ حیرت جو صداے رعد سے بیہوش ہوگئی تھی اُسکی بھی آنکھ کھلی رعد و برق وغیرہ کا کہین اُسجگہ نشان بھی نہ پایا بہت خفیف ہوئی اور خیال کیا کہ تنہا تو ناحق آئی بس اُسنے مٹی گوندھ کر چالیس پتلے بنائے اور اُنھین پر پڑھ کے بٹھائے کہ وہ سب زندہ ہو گئے انکو اپنی کنیزین مقرر کین اور ہمراہ لیکر پرواز کر کے بارگاہ صنعت مین آئی دیکھا کہ صنعت کھانا کھانے مین مصروف ہی اور صنعت اُسکو آتے دیکھکر بنا بر تعظیم اُٹھی اور عرض کیا کہ آیئے کھانا نوش فرمائیے کہا تو سہی مگر اپنا ذلیل ہونا یاد کر کے

آنکھ نیچی کر لی اور نہایت شرمندہ ہوئی حیرت نے اُسکو خجالت زدہ دیکھکر فرمایا کہ اے ملکہ صنعت سحر ساز کچھ فکر نہ کرو اور شرمندہ ہو اُن عیارون نے کس کو باقی رکھا ہی جو ذلیل نہین کیا ہی شہنشاہ تک کو دھوکے دیے ہین مجھپر ہزارہا عیاریان کی ہین مصور جادو نبیرہ جمشید سامری کی تصویر لیکر بڑی دھوم دھام سے آتے تھے اُنھون نے کیا کیا غوطے نہین کھائے غرض ملکہ حیرت کے سمجھانے سے صنعت نے کھانا کھایا ہاتھ منھ دھو کر شراب پینے لگی اُدھر چالاک عیار جو بھاگ کر بارگاہ کو گیا تھا بارگاہ مین پہونچکر سوچا کہ یہان ٹھہرنے سے کیا حاصل ہی چلکر پھر کوئی عیاری کر اور ایسے مین صنعت گھبرائی ہوئی ہی اور زیادہ اُسکو پریشان کرنا واجب ہی مثل مشہور ہی کہ زدہ را میتوان زد اگر اِس عیاری مین صنعت پر پنجہ قابض ہو گیا اور اُس قحبہ کو تو نے مار لیا تو بڑا کام کیا ایک دشمن صعب سے گویا تمام لشکر نے تیری طرف کے نجات پائی غرض ایسا کچھ سوچکر صورت اپنی مثل ایک ساحر کے بنائی اور جانب بارگاہ صنعت روانہ ہوا یہان حیرت نے صنعت سے کہا کہ اے ملکہ تم نے وعدہ کیا ہی شہنشاہ سے کہ مین سحر ہفت بیضہ کرونگی پھر وہ تو نہ کیا اور لڑائی لڑنے لگین مین حیران ہون کہ اُس سحر کے کرنے مین کیون عرصہ کیا ہی صنعت نے کہا کہ اُسمین اسباب کی ضرورت ہی اور وہ یہان ہی نہین اور کوئی شخص ایسا نہین کہ جسکو مین پتا دیکر بھیجون کہ وہ جا کر اسباب مطلوبہ لے آئے اب میرا قصد ہی کہ خود ہی جاؤن اِس زمانہ مین مین نے چاہا تھا کہ یون ہی کام نکلجائے تو کاہے کو سحر ہفت بیضہ کرون مگر نہین معلوم ہوا کہ اِن نمکحرامون نے بڑا زور پیدا کیا ہی یون یہ قتل ہونگے چالاک بن عمرو ساحر بنا ہوا یہان آگیا تھا اور چپکا کھڑا ہوا ایک گوشہ مین یہ باتین سُن رہا تھا اِس اثناء مین ملکہ حیرت کے ملازم وغیرہ تخت طاؤسی ملکہ کا بھی لیکر یہان آئے راہ مین اُنکو صرصر اور صبا رفتار عیارنیان ملین پوچھا کہ یہ کس کے لیے سواری لیے جاتے ہو اُنھون نے کہا کہ اِسطرح عیارون نے آکر صنعت کو ستایا تھا تو ملکہ حیرت وہان تشریف لے گئی ہین عیارون کا نام سنکر عیارنیان بھی ہمراہ ملازمان چلین کہ ایسا نہو حیرت پر بھی کوئی عیاری عیار کرین غرض یہ سب آکر بارگاہ صنعت مین پہونچے سواری دروازے پر ٹھہری ملازم اور عیارنیان اندر بارگاہ کے آئین ہر ایک نے حیرت کو مجرا کیا صرصر کو حیرت نے دیکھکر پوچھا کہ تم کہان سے آئی ہو عرض کی اسطرح کا حال ہمنے سُنا حاضر خدمت ہوئے کہ شر سے عیارون کی جہان تک ہو سکے آپ کو محفوظ رکھین حیرت نے کہا وہ چیز ہم دیکھین دونون عیارنیون نے ہاتھ دکھا دیے صنعت نے اُسوقت کہا کہ اے ملکہ حیرت یہ فارسی تو ہم خاک بھی نہ سمجھے حیرت نے کہا عیار صرصر و صبا رفتار وغیرہ کی صورت بنکر آتے ہین اور دھوکا دیتے ہین تو مین نے انکو

نشان کچھ بتا دیے ہین کہ مجکو ڈھونڈھو کا نہو چنانچہ تمسے کیا پردہ ہی انگوٹھیان دی ہین کہ وہ مین دیکھ لیتی ہون
چالاک بن عمرو صرصر کے آنے سے دروازہ بارگاہ کے اندر آکھڑا ہوا تھا کہ مخفی رہون لیکن ایسے مقام پر تھا کہ
سب باتین سُنتا تھا اُسنے حیرت و صرصر کا بیان بھی سُنا اور فکر عیاری کرنے لگا اسمین صبا رفتار جانب
دروازہ آئی وہان چالاک کو اُسنے دیکھکر پہچانا اور چالاک بھی سمجھ گیا کہ اسنے مجکو پہچانا بس فوراً قریب آکر
کہا ای ملکہ کہان جاتی ہو ذرا ادھر تو آؤ مجکو کچھ تمسے کہنا ہی صبا رفتار ازبسکہ عیارون سے خوفناک رہتی ہی
اسکے ہمراہ تو ہوئی مگر ساحرون سے اشارہ کرتی گئی کہ اسکو پکڑلو چالاک نے صبا رفتار کا ہاتھ پکڑ لیا تھا اب
جو اشارہ کرتے اُسکو دیکھا ہاتھ چھوڑکر جست کرکے باہر دروازے کے نکلگیا اُسوقت بارگاہ مین غل ہوا حیرت نے
پوچھا کہ ارے یہ غلغلہ کیسا ہی صبا رفتار دوڑکر سامنے آئی اور عرض کیا کہ عمرو کا بیٹا جو نیا آیا ہوا ہی وہ آیا تھا اور مجکو
الگ لیے جاتا تھا ساحرون کے ڈر سے بھاگ گیا یہ سنتا تھا کہ صنعت نے اپنا ہاتھ دیکھا اور نیت کی کہ مجکو معلوم ہو
چالاک کہان بھاگ کر گیا ہی معلوم ہوا کہ لشکر کے کنارے ایک درخت ہی وہان اسوقت ہی بلکہ زیر درخت
غافل بیٹھا ہی یہ معلوم کرکے اپنی جگہ سے اُٹھی اور اُسی درخت کے نیچے جہان چالاک تھا ہو نمکر پنجہ بنکر جو گری
گرفتار کرکے بارگاہ مین لے آئی اور ایسا خوش ہوئی کہ چالاک پر سحر بھی نہ کیا یونہی سامنے حیرت کے لاکر
ڈالدیا اور کہا ای ملکہ دوران ان موذیونکی یہ اوقات ہی جوتی خورون کی کہ جب قصد کرون پکڑ لاؤن ایسے تو
کم زور ہین مگر دیدہ ایسا موٹا ہی کہ کہین چوکتے ہی نہین حیرت نے کہا تم کچھ شہنشاہ کا پاس نہ کرو میرے
سر کی قسم سر اسکا ابھی ابھی کاٹ ڈالو مین سمجھ لونگی اگر بادشاہ کچھ کہینگے ای قسم ہی مجکو سامری کی کہ جو ہون
کرین تو گھر کو آگ لگاکر نکل جاؤن اور سلطنت کو خاک مین ملاؤن یہ سنتا تھا کہ صنعت نے قہار جادو سے کہا
اِس موے کا سر کاٹ ڈال وہ جو آکر قریب پہونچی دیکھا کہ اُسکا تو رنگ زرد ہی ناک کا بانسا پلٹا ہوا ہی ہاتھ پاؤن مین
بالکل دم نہین اولا ہو رہے ہین ایسے سرد ہین دیدے نکل آئے ہین مُردنی منھ پر چھائی ہی اُسنے یہ ماجرا دیکھکر کہا کہ
ای ملکہ مین قتل کسے کرون یہ تو مر گیا صنعت ہر چند کہ ساحرہ زبردست ہی مگر ڈر گئی اور پاس سے ہٹ آئی
چالاک زمین پر گر پڑا اب بالکل مثل مردہ صد سالہ کے تھا حیرت نے کہا یہی مشہور اب کرنا کہ آپ سے مر گیا
کس لیے اپنا نام ناحق کو بدنام کرنا کیا ضرور ہی یہ بھی کہا پھر خیال آیا کہ عمرو عیار اسکا باپ بھی اسی طرح مر گیا تھا
اسنے بھی عیاری شاید کی ہی بس یہ خیال کرکے صرصر تو دربارگاہ پر حاضر تھی ہی اُسکو بلوا کر کہا دیکھ تو یہ مر گیا یا
جیتا ہی صرصر نے آکر جو دیکھا کہا داری مردے مین اور اسمین کوئی فرق نہین ہی لیکن مین بھی کہونگی کہ اس موے

سے دم چرایا ہی مرا نہین جیتا ہی اُسکو ایک ہاتھ ضرور مار دینا چاہیے کہ سر جدا ہو جائے حیرت نے اشارہ کیا کہ پھر اچھا لگا دے ایک ضربت صرصر نیمچہ کھینچکر چلی چالاک بن عمرو کی مردم چشم خانہ دیدہ مین پلکون کی چلمن ڈالے ہوئے تماشا دیکھ رہی تھی اب جو ملاحظہ کیا کہ صرصر نیمچہ کھینچے درپے قتل آتی ہی ازبسکہ مسحور بسحر تو نہ تھا لیٹے لیٹے جست جو کی صرصر کو یہ معلوم ہوا کہ تیغ تہی میرا گلا کاٹ ڈالے گا بس وہ زمین پر لوٹ گئی اور چالاک نے زمین پر پہونچکر پھر پاؤن کی ٹھیکی دی اور دوسری جست کرکے قریب دروازۂ بارگاہ پہونچا اسمین صرصر بھی اُٹھی اور پکارتی کہ لینا یہ نامردہ جانے نہ پائے دروازے کے آگے دو جادوگر کھڑے تھے وہ گھبراکر بغیر سحر پڑھے پکڑنے دوڑے چالاک نے زمین پر پہونچکر انکی لوٹ جو ماری قریب ساحران پہونچکر خنجر سے انکی ٹانگین قلم کین کہ وہ گرے اُسنے اُٹھکر ایک ہاتھ اور لگایا اور صاف باہر بارگاہ کے نکلگیا حیرت یہ چالاکی دیکھکر بے اختیار ہنس پڑی اور تمام اہل بارگاہ کے ہوش جاتے رہے لیکن چالاک جو بارگاہ کے باہر گیا دوسری طرح پر صورت اپنی ساحر کی ایسی بنائی ماتھے پر تختی لگائی جسمین لکھا تھا کہ ملازم خاص افراسیاب جادو لباس بھی عمدہ پہنا جھولا سحر کا گلے مین ڈالکر پھر سامنے حیرت کے اندر بارگاہ مین آیا حیرت کو اور صنعت کو مجرا کیا اور پکارا کہ منم فرستادۂ شاہ جادوان حیرت نے کہا کہ شہنشاہ کہان ہین اُسنے جواب دیا کہ زیر دیوار طلسم سیر کرتے ہوئے آتے ہین حیرت نے کہا میرے بارے مین کچھ فرماتے تھے اُسنے عرض کیا کہ شہنشاہ آپ سے بہت ناراض ہین باغبان وزیر سے فرماتے تھے کہ اب تو حیرت بغیر ہماری اجازت عیارون کے پیچھے دوڑتی پھرتی ہین بس اب ملکہ آپ کو مناسب ہی کہ شہنشاہ کے پاس چلی جایئے حیرت نے کہا بھائی تو میرا دوست ہی کہ تو نے اگر اُنکے ناراض ہونے کی مجکو خبر دی اچھا مین جاتی ہون چالاک نے کہا سوار ہوکے نہ جایئے اسلیے کہ عیار گھات مین ہین دھوم دھام جو ہوگی وہ بھی لوگون مین ملکر ساتھ چلے جائینگے چپکے جانا اچھا ہی یہ تو اسطرح کی باتین کر رہا ہی اتفاق سے صرصر اور صبار فتار دونون ایک مقام پر جاکر کھانا کھانے لگی تھین وہ نہ تھین بس چالاک کی بن آئی ایسا کچھ کہا حیرت سے کہ وہ اُٹھکھڑی ہوئی اور چلی جب لشکر کے باہر بیابان مین پہونچی چالاک بھی ساتھ تھا اُسنے کہا ہان مین نامہ دینا بھول گیا تھا یہ کاغذ بھی دیا ہی دیکھ لیجیے حیرت نے کہا لاؤ اُسنے کاغذ دینے کے بہانے سے قریب جاکر ایک بیضہ بیہوشی اُسکی ناک پر مارا کہ وہ بیہوش ہوگئی اُسنے پشتارہ باندھا اور لیکر چلا وہان صرصر و صبا رفتار کھانا کھاکر جو آئین حیرت کو نہ دیکھا پوچھا کہ ملکہ عالم کہان گئین ہین صنعت نے حال بیان کیا کہ اسطرح ساحر آیا تھا ملکہ کو لے گیا ہی یہ سُننا تھا کہ یہ بھی عقب مین چلین اور اُدھر سے چالاک پشتارہ لیے ہوئے آتا تھا راہ مین سامنا ہوگیا

اُنھون نے پہچانا اور نیمچہ کھینچکر پکارین کہ ارے او نا عیار کہان جائیگا میرے ہاتھ سے چالاک نے بھی نیمچہ کھینچا باہم شمشیر زنی شروع ہوئی لیکن حیرت کو عرصہ جو ہوا تو ہوش آگیا اور بشتارہ چالاک کے کاندھے پر بھاری معلوم دیا اُسکو بھی یقین کامل ہوا کہ حیرت کو ہوش آگیا ہی بس یہ سمجھکر بشتارہ اپنے کاندھے سے گرا دیا اور آپ جست کر کے بھاگا ایک درۂ کوہ مین جا کر چھپ رہا صرصر و صبا رفتار بھی عقب مین چالاک کے چلین بشتارہ سے ملکہ کو یہ سمجھکر نکالا کہ یہ آپ نکل آئینگی ہم دونون ہو سکے تو عیار کو پکڑ لائین الحاصل عیار نیان تو پیچھے چالاک کے چلین اور حیرت بشتارہ پھاڑ کر نکلی کسنے دیکھا کہ دو عیار وضع صرصر و صبا رفتار کی بنائے ایک طرف کو جاتے ہین یہ دیکھتے ہی اُسکو گمان ہوا کہ یہی دونون عیار مجکو پکڑ لائین ہین بس وہان سے جو اُڑی پنجۂ غضب مین پکڑ کر دونون کو لے اُڑی اور غصہ مین آکر لشکر مین اپنے نہ گئی کہ وہان ان عیارون کے حمایتی اگر چھڑا لیتے ہین تو انکو کسی صحرا مین لے جاکر مار ڈال غرض سناٹا مارے بہت دور نکل آئی اور ایک درۂ کوہ مین آکر اُتری وہان دونون عیار بچیون کو ڈال دیا دونون متوجہ ہوا سے بیہوش ہو گئی تھین اُسی بیہوشی مین اسنے چاہا کہ دونون کے سر کاٹ لون لیکن جب قتل کرنے قریب تر آئی اُنکے ہاتھون پر نگاہ پڑی انگلیون مین اپنی دی ہوئی انگوٹھیان دیکھین سمجھی کہ بیشک یہ صرصر و صبا رفتار ہین تامل اُنکے قتل سے کیا اور اس عرصہ مین اُنکو بھی ہوش آیا گھبرا کر اُٹھین اور حیرت جادو کو تسلیم کر کے عرض کی کہ داری آپ ہمارے قتل پر کیون آمادہ تھین یہ ماجرا آپ پر گذرا سارا حال چالاک کا اُنھون نے کہہ سنایا حیرت نے کہا بھلے کو مین نے تمکو مار نہ ڈالا تھا یہ کہکر اس درۂ کوہ مین کچھ دیر ٹھہری عیارنیون نے کچھ شراب کسوت سے نکالی ملکہ نے پی یہ تو یہان ہی لیکن حال ملکہ برق جادو بیان ہوتا ہی کہ یہ جو سناٹا مارکر چلی ایک صحرائے سبزہ زار اور نواح دلکشا مین اُتری اگرد اُس صحرا کے پہاڑ تھے جاری اُنسے آبشار تھے پھولون سے وہ کوہ پر شکوہ لدے ہوئے تھے انجمن ایوان بہار مین فرش زمردین سبزہ پر گویا دہ پہاڑ گلدستہ کی طرح دھرے تھے ہر سمت نسیم مشکبار وزان چشمے اور نہرین روان لیکن علاوہ گلدار درختون کے پھولون کے جو درخت تھے وہ سب انار کے تھے ہر نخل اپنی خوبی پر آئیہ نخل و رمان پڑھتا جو انار چٹخا ہوا تھا وہ گویا اپنی بہار پر باغ جنان کو ہنستا تھا خندۂ دندان نما کرتا تھا ہر برگ زبان شکر وا رکھتا سر سبزی سے ہر نہال خوبی سے ماہر تھا انارون پر تھیلیان زربفت کی چڑھی تھین درختون کے تھالے چاندی کے بنے تھے تنے درختون کے سونے سے منڈھے تھے جانوران خوش الحان اُس بیشۂ انارستان مین زمزمہ سرائیان کر رہے تھے کہ ابیات

وقت وہ ہی کہ زبس شوق سے چشم بلبل
لالہ و نرگس و گل سے ہین بھرے دشت و جبل

خوبی دلکش گل دیکھنے کو ہو احول
لطف روئیدگی مت پوچھ کہ ہین شیشے مین ہون

جوش گل یہ ہی جہانتک کرے ہی کام نظر
سبزہ غلطان ہی لب جو یہ کہ خواب مخمل

چشم رکھتا ہی تو چل فیض ہوا کو ٹک دیکھ
خشک بھی شاخ نے اب سبز نکالی کونپل

نرگس اُگتی ہی جہان گرتی تھی دہقان کی بصر
خون خمیازہ کش عاشقی و غنچہ گل

سیر کر تازگی و خرمی و شادابی
دونون نکلے ہین تہ خاک سے اب دست بغل

اُس صحرائے نزہت بنیر مین جب ملکہ برق جادو اُتری سیر لالہ و گل دیکھکر بہت خوش ہوئی اور مہرخ و عمرو کو بے چھوڑکر ہوش مین آئی حال سب بیان کیا اور ٹھہرکر آرام لینے لگی عمرو نے زنبیل سے شراب نکالکر کباب بیچے سب نے پی انکے ٹھہرنے سے اُس جنگل مین ہوائے سرد چلی اور چند برگ خشک اُڑکر بونڈرے کی طرح چرخ کھاتے ہوئے ایک طرف چلے چنانچہ افراسیاب جادو باغ سیب مین آبیٹھا تھا وہ پتے خشک سامنے آگرے اور طائران خوش رنگ بنکر پکارے کہ شہنشاہ کا گل اقبال و مراد ہمیشہ شگفتہ رہے دشمن کے گلشن پر خزان آئے ملکہ برق جادو اور مہرخ اور عمرو عیار بیابان انارستان مین آکر ٹھہرے ہین جیسا اُنکی نسبت حکم صادر ہو وہ عمل مین آئے بادشاہ نے یہ خبر سنکر حکم دیا کہ تم جاکر مالک بیابان سے کہنا کہ تو کچھ خبر اُنسے نہو ہم انکو گرفتار کرا لینگے وہ طائر پھر برگ بنکر اُڑ گئے اور بادشاہ جادوان نے بعد اُنکے جانے کے سحر پڑھا کہ آندھی سیاہ آئی اُس آندھی سے دو ساحر کریہ منظر شیر آتشین پر سوار نہایت نابکار زشت رو تیرہ درون کہ نظم

نقش اژدہا تھا دم اُنکا
گال کلچہ سے اور توے سے سیاہ
آہنین ہی تنور اُسکا پیٹ

آنت شیطان کی تھی اُنکی آنت
کاٹھ کا ہی سر جیسے اندھا کڑاہ

صدمنی دیگ تھا شکم اُنکا
دانت اُسکا ہی ہاتھی کا سا دانت
توند کالی جو کھول جائے لپیٹ

بس اُن ساحران غدار سے بادشاہ نابکار نے فرمایا کہ اے غضب جادو و غضبناک جادو تمکو اسواسطے بلایا ہی کہ بیابان انارستان مین جلد جاؤ وہان مہرخ و برق جادو اور عمرو عیار وغیرہ آئے ہین اُنکو گرفتار کرلاؤ یہ کہکر غضبناک کو الگ بُلا کر ایک انگوٹھی اپنی دی اور کہا مہرخ اب بادشاہ سنکر عمرو ہی وہ زبردست ہوگئی ہی یون قید نہوگی ہنگام جنگ اُسکو یہ انگوٹھی دکھا دینا وہ اندھی ہوجایگی تم باندھ لینا غضبناک تسلیم کرکے انگوٹھی لیکر پھرا اور دونون ساحر اُسی وقت حسب الحکم بادشاہ اپنے شیر پر چڑھکر چلے کچھ فوج بھی ساتھ نہ لی یونہین دریائے خون روان سے اُترکر اُسطرف آئے اور اسطرف سے گذرے کہ جہان حیرت صرصر وغیرہ کے ہمراہ بیٹھی ہوئی تھی اور حیرت نے بھی دیکھا کہ دو ساحر شیر آتشین پر سوار اس ہیئت سے آتے ہین کہ ایک کے ہاتھ مین تو ترنج سبز ہی اور ایک کے کاندھے پر چھارسی کا پڑا ہی حیرت نے اُنکو پہچانا کہ یہ غضب اور غضبناک ہین اور اُن دونون نے بھی ملکہ کو پہچانکر تسلیم کی حیرت نے استفسار کیا کہ اے غضب جادو و غضبناک جادو کدھر آئے اور کہان جانے کا ارادہ ہی انھون نے عرض کیا کہ برق جادو اور عمرو وغیرہ

بیابان انارستان مین گئے ہین شاہ کا حکم ہی کہ انکو پکڑ لاؤ چنانچہ اُنھین کو قید کرنے جاتے ہین حیرت نے کہا جلد جاؤ اور اس کام مین سعی کرو سامری ایسا کرے کہ تم فتحیاب ہو وہ دونون رخصت ہوکر بارگاہ سے انارستان کی طرف چلے اور حیرت جادو نے تخت سحر تیار کر کے صرصر اور صبا رفتار کو بٹھایا اور آپ بھی سوار ہوکر اپنے لشکر کو روانہ ہوئی اور کچھ عرصہ مین بارگاہ مین پہونچکر تخت پر بیٹھی ملازم اُسکے سب مشوش تھے کہ نہین معلوم کہان ملکہ عالم تشریف لے گئی ہین اب اُسکے آنے سے خاطر جمع ہوئی اور ملکہ شکوہ زرین قبا نے پوچھا بھی کہ حضور کہان تشریف لیگئی تھین اسنے کہا صنعت کی بارگاہ مین یہ کہکر مصروف عیش و نشاط ہوئی اُدھر برق جادو اور مہرخ جو بیابان انارستان مین بیٹھی تھین اُنکے فراق مین رعد جادو بھی ڈھونڈھتا ہوا اُسی مقام پر آیا اور اپنی مادر سے ملا اور مہتر برق فرنگی جو کمند مارکر صنعت کو بھاگا لشکر مین آکر خیال پذیر ہوا کہ یہان ٹھہرنا بے کار ہی تو بھی چلکر عیاری کر بس یہ بھی لشکر کفار مین آیا اور یہان جو دیکھا تو نہ حیرت تھی نہ مہرخ وغیرہ کا پتا تھا بس یہ بھی قطرہ زن ہوا اور ڈھونڈھتا ہوا چلا یہانتک کہ کوسون نکلگیا اور قریب بیابان انارستان کے یہ بھی پہونچا الحاصل جب برق بیابان مذکور مین ٹھہر کر دم لے چکی عمرو نے کہا ای برق تم راہ بھولکر اس صحرا مین نکل آئین مقرر یہ جنگل سیرگاہ کسی ساحر یا بادشاہ کی ہی کوئی آفت ضرور آئیگی لازم ہی کہ یہان بہت نہ ٹھہرو مہرخ نے بھی کہا کہ ہان خواجہ سچ کہتے ہین چلو یہان سے نکل چلین برق یہ سنکر ہمراہ اُنکے اپنے لشکر کی طرف چلی لیکن وہ بیابان ایسا دلچسپ تھا کہ اُٹھکر جانے کو جی نہ چاہا بپیادہ یہ سب روان ہوئے سیر بوستان کرتے ہوے جب ایک درۂ کوہ سے اُنھون نے سر بدر کیا اُدھر سے غضب و غضبناک آتے تھے برق نے اُنکو آتے دیکھکر کہا خدا خیر کرے نہین معلوم کہ یہ دونون شیر سوار کون ہین اور کیون آتے ہین مہرخ نے کہا خیر ہو کہین جاتے ہونگے اِس اثنا مین وہ دونون قریب اِنکے پہونچے اور للکارے کہ ارے نمکحرامان کہان جاؤ گے ہمارے ہاتھ سے رعد نے کہا امان اِنکو زندہ نچھوڑو یہ تو ڈانٹتے ہین معلوم ہوا کہ آمادہ پرخاش آئے ہین یہ کہکر قریب اُنکے جاکر زمین سے نکلا اور ہاتھ کانون پر رکھکر اُسنے چیخ ماری اور برق جادو چمک کر اوپر سے گری مگر وہ ایسے زبردست تھے کہ نہ رعد کی چیخ سے بیہوش ہوے اور نہ برق کچھ اِنکا کر سکی اور غضبناک جادو نے وہی رسی جو کاندھے پر ڈالے تھا وہ اِن دونون پر پھینکی کہ رعد و برق دونون کے لپٹ گئی اُسوقت مہرخ سینہ سپر کر کے مقابلہ مین آئی اور چاہتی تھی کہ کوئی سحر کرے وہ دونون پکارے کہ ای مہرخ جب تک تو افراسیاب سے ملی تھی حقیقت مین کوئی تیرا سامنا نہ کر سکتا تھا تو بڑی زبردست تھی اب تو لچھ ہو گئی سحر کے پڑھنا چاری سے تیرے قالب مین ہین اور سامری تجھسے از حد خفا ہین تو بھلا ہمارا سامنا کیا کریگی اچھا سحر کر دیکھین تو کہ تو ہمارا کیا کر لیتی ہی مہرخ نے کہا سامری

کی خفگی ایسی ہو کہ مین وہ جو تمھارا شاہ ہی اُس سے لڑنے کو حاضر ہون تم کیا بچارے ہو اُنسے تو مباحثہ ہونے لگا
اور عمرو کے خیال مین آیا کہ یہ بھی ضرور گرفتار ہو جائیگی بعد اُسکے پھر مجکو یہ قید کرینگے بس یہ سوچکر اُسنے جست کی
اور چاہا کہ نکلجاؤن لیکن غضب جادو مہرخ کے مقابلہ سے ابھی علیحدہ تھا اُسنے جو خواجہ کو بھاگتے ہوئے
دیکھا وہ بھی بزور سحر اُڑا اور قریب پہونچکر اُنکی کمر مین زنجیر بندھی تھی وہ اُسنے تھام لی کہ ارے نالائق کہان جاتا
بھاگ کے عمرو نے دیکھا کہ تیری کمر اُسنے پکڑ لی ہی بس فوراً ایک آہ جان خراش کی اور کہا ارے بیدرد میرا دم نکلا
جاتا ہی ذرا تو ہاتھ ڈھیلا کر میری کمر مین پھوڑا ہی ہاے ہاے مار ڈالا غضب نے گھبرا کر ہاتھ اپنا ذرا ڈھیلا کیا
اب بھلا یہ کب رُکتے ہین اسطرح تڑپے کہ اِسکے ہاتھ سے چھوٹ کر سامنے ایک پہاڑی تھی اُسکی گھاٹی مین
جا گرے اور دوسری جست کر کے قلعہ پر اُس پہاڑ کے پہونچے اُسوقت وہ ساحر بھی کہ سحر کی طاقت رکھتا ہی اُڑ کر
برابر ہی اِنکے پہونچا انھون نے نعرہ کیا کہ منم شہنشاہ عیاران عمرو بن اُمیہ نعرہ کر کے بہت جلد بیضۂ بیہوشی جو
اُسکی ناک پر مارا وہ بیہوش ہو کر گرا عمرو اُسکو آڑ مین کھینچکر لے گیا اور خنجر کھینچ کر چاہا کہ سر اُسکا جدا کر دون لیکن مہتر برق
بھی یہان پہونچ چکا تھا اور جب غضب و غضبناک سے مقابلہ شروع ہوا تھا تو وہ پہاڑی پر چڑھکر تماشا ئے
جنگ بطور مخفی دیکھ رہا تھا اور خیال مین اُسکے تھا کہ اگر ہمارے طرفدارون پر خدانخواستہ کچھ آفت آئے تو پھر
مین عیاری کرون غرض کہ اُسنے جو خواجہ کو آمادۂ قتل غضب جادو دیکھا دوڑ کر پاس آیا اور کہا اُستاد یہ آپ
کیا غضب کرتے ہین اِسکا بھائی زیر کوہ موجود ہی اِسکو کسی غار مین پھینک دو یا زنبیل مین رکھو اور اِسکی صورت
بنکر جائیے اِسکے بھائی کو بھی مار لیجئے عمرو نے برق کو گلے سے لگایا اور غضب جادو کو زنبیل مین کھا پہن اُسکا
اُتار لیا اور رنگ روغن لگا کر اُسی کی ایسی صورت اپنی بنائی اور زیر کوہ چلا بکتا جاتا تھا کہ یہ عیار نابکار اِسوقت
بھاگ گئے تو بھاگ گئے لیکن کہان جائینگے میرے ہاتھ سے یہ تو یہان سے چلا اُدھر غضبناک سے اور
مہرخ سے مقابلہ آخر ہوا مہرخ کوئی سحر بھی عمدہ نہ کرنے پائی کہ غضبناک نے انگوٹھی افراسیاب کی اُسکو دکھائی
اُسکی آنکھون کی روشنی جاتی رہی آنکھون مین اندھیرا آگیا چکر کھا کر گر پڑی غضبناک نے مسحور پھر کر لیا
اور قید مین خوب جکڑا اور غضب جادو کو پکارا کہ بھیا کیا کرتے ہو آؤ عمرو نے جواب دیا کہ آتا ہون اِس عیار
عمرو کی فکر مین ہون کہا آؤ بھی پھر سمجھ لیا جائیگا عمرو اُسکے قریب تر آیا دیکھا کہ مہرخ کو گرفتار کیا ہی یہ دیکھکر اُسنے کہا بھیا
تمنے بڑا کمال کیا کہ اتنا جلد اس ساحرہ زبردست کو پکڑ لیا کیونکر پکڑا غضبناک نے کہا مجکو چلتے وقت بادشاہ نے
انگوٹھی وہ دی تھی کہ جب اُسکو دکھاؤ گے کیسا ہی ساحر زبردست ہو گا اندھا ہو جائیگا بس وہی انگوٹھی مین نے دکھا کر

پکڑ لیا غضب نے کہا اور یہ رسی جو برق و رعد کو باندھے ہی یہ کیونکر کھُلے گی اُسنے کہا کہ جب کہو گے بحکم افراسیاب جادو ای رسن سحر کھُل جا وہ کھُلجائیگی اور جب کہو گے کہ بحکم افراسیاب باندھ لے یہ باندھ لے گی عمرو جب یہ سُن چکا کہا بھیا بڑا کام کیا واہ وا اور ہاتھ پھیلا کر گلے سے لپٹ گیا وہ بھی لپٹا عمرو نے منھ قریب اُسکے منھ کے ملا کر پھُت جو کیا سفوف بیہوشی منھ سے اُڑا اور ناک مین اُسکی گیا چھینک مار کر بیہوش ہو گیا عمرو نے نعرہ کیا کہ منم شہنشاہ عیاران عمرو عیار اور زنبیل سے سوا سیر سیسہ نکالکر گرم کر کے غضبناک کو پلا دیا کہ وہ واصل جہنم ہوا صدا ے گیر و دار برپا ہوئی بعد اُسکے غضب کو بھی زنبیل سے نکالا اور سیسہ پلاکر اُسکو بھی مارا انگشتری اُتار کر ہاتھ مین پہن لی اور برق جادو و رعد جادو نے کہا ہم بندھے رہین عمرو نے کہا مین سحر کرتا ہون کہ تم بھی کھُلجاؤگی یہ کہکر اُنگلی ٹیک کر زمین پر جھوٹ سچ کچھ بڑبڑانے لگا اور آخر مین کہا کہ بحکم افراسیاب ای رسن سحر کھل جا رسن کھُل کر اُسکے ہاتھ مین آگئی اُسکو زنبیل مین رکھا مہرخ نے کہا بھیا تمنے کیا سحر کیا ہمین بھی بتا دو ایک سحر تمھین سے سیکھا سہی عمرو نے کہا اس سحر کے بتانے کا حکم اُستاد کا نہین ہی بعد فتح طلسم تمھاری خاطر سے بتا دونگا برق جادو و رعد جادو و مہرخ سحر چشم برق فرنگی سب وہان سے دوبارہ جانب لشکر ظفر پیکر روانہ ہوے کیونکہ مہرخ کی آنکھین مرنے سے غضبناک کے اچھی ہو گئی تھین اور اُنھون نے اب مشورہ کیا کہ پیدل چلنا نہ چاہیے بس تخت سحر تیار کر کے سب بیٹھے اور روانہ ہوے یہ تو لشکر کی سمت چلے لیکن افراسیاب اپنے مقام پر بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا ہی اور مست شراب ہی ملازمین سے کہ رہا ہی کہ اب عمرو و مہرخ و برق وغیرہ پکڑ کر آتے ہین باغبان قدرت بھی حاضر تھا اُس سے کہا کہ کیون ای باغبان قدرت کیا مقدور کسی کا کہ جو ہماری انگوٹھی کا سحر رد کر سکے غضب اور غضبناک دونون اگر مارے جائین تو سحر رد ہو پھر اُسکا مرنا کجا اب وہ سبکو لاتے ہونگے باغبان نے عرض کی کہ حضور کے سحر کا رد کرنا شاہان طلسمات سے ممکن نہین مبالغہ تو یہ ہی کہ جمشید بھی ہوتے تو مان جاتے اہل دربار بھی تائید کلام باغبان کرنے لگے اس عرصہ مین محافظان بیابان انارستان کی طرف سے تیلے اور ساحر آکر حاضر ہوئے اور بعد دعا و ثناے بادشاہی کے عرض پیرا ہوے کہ ای شہنشاہ نصفت نشان غضب و غضبناک جادو نے جا کر مہرخ وغیرہ کو پکڑ لیا تھا اور غضب عمرو کے پیچھے دوڑا تھا عمرو تو ہاتھ نہ آیا اُدھر سے پھر کر غضب نے یہ غضب کیا کہ غضبناک کو مار ڈالا افراسیاب یہ خبر سنکر حیران ہو گیا اور سب اہل دربار پریشان ہوئے اور شاہ نے کہا ان ساحرون نے شراب بہت پی ہی اُلٹی باتین کہتے ہین اِنکے حواس ہشیار نہین ہین اُسوقت گلچین جادو اور باغبان نے گرد تخت شاہی پھر کر عرض کیا کہ قربانت شوم حضور کتاب سامری مین حال دریافت کرین جھوٹ سچ سب معلوم ہو جائیگا شاہ نے اِنکے کہنے سے

کتاب مذکور منگا کر دیکھی اُسمین معلوم ہوا کہ جو یہ ساحر کہتے ہین سچ ہی عمرو نے اِسطرح غضب کی صورت بگاڑ ڈالا
بس یہ دیکھکر بادشاہ نے آہ سرد بھری اور کہا ایہا الناس کچھ ہی دن جاتے ہین تم دیکھ لینا کہ ان سبکو اگر ہین نے
بحال خراب نہ قتل کیا تو نام اپنا شاہ جادوان نہ رکھا یہ کہکر کچھ سحر پڑھا کہ یکایک غبار اُس باغ دلکشا اور
صاف آئینہ نمط مین چھا گیا پھر اُس غبار مین سے ایک تخت جواہر کار نکلا جسپر ایک محبوبہ دلنواز ملکہ طاؤس
غبار انگیز نام سوار تھی خوبان جہان کی سردار تھی قد بالا اُسکا قالب تمنا مین ڈھالا ہوا بال سر کے جو کبھی دیکھ
لے عمرو راز خضر بل ہی کھایا کرے کاکل اُسکی دیکھکر کاکل سحر پر کوئی نہ کرے نظر بھلا کاکل سحر کجا وہ زلف رسا کجا
کالے کوسون کا فرق ہی وہ جبین منور نور مین غرق ہی صبح صادق کا دعوی حسن کاذب ہی ماتھا اُسکا خوش
نصیبون کی قسمت کا جاذب ہی ابرو وہ کمانین کشیدہ جو کبھی کسی سے نہ کھنچ سکین اپنے حسن مین آپ ہی کھنچی ہین
پلکین بسان تیر اُنین جڑی ہین سطح رخسار برنگ آئینہ شفاف نگاہ اُنپر نہ ٹھہرے ایسے صاف لطف بنی بین
باریک بینی درکار ہی دہن تنگ مخزن اسرار ہی وہ غنچہ ناشگفتہ باغ آرزو کہ گل چننا اُس سے محال غنچہ سے بھی کم بلکہ
مثل کمر گم کیونکر کرے اُسکی جستجو زبان برگ گل سے نازکتر پھول جھڑتے بات بات پر اُن لبون کو کوئی جان بخش کیا
کرے عشاق تو ہمیشہ اُنپر مرتے ہی رہے کہانتک وصف سراپا ہو بقول میر ابیات

آگے چلنا نگاہ کو مشکل
رہے گردن مین اُسکی میرا ہاتھ
تیغ سے پھر جدا کرے تو نہون
کیا بیان خوبی شکم کو کرے
چھپکے جاگہ ہی کیونکہ کیسے صاف
پردے مین بھی جو کچھ کہا جاے
اُس بن اب زندگی ہوئی ہی شاق

بوا اگر کیجیے اِس زنخ کا سیب
یہ تو یارب ہی میرے جی کے ساتھ
دیکھے از بس بر آمدہ سینے
دیکھنے سے کبھو نہ پیٹ بھرے
اُس سے پھر آگے غنچۂ گل ہی
آپ سے تو نہ ٹک رہا جاے
پاے جانان سے گفتگو ہی اب

کنج لب آرزوے جان و دل
جاے سر سے جنون کا آسیب
بس چلے تو گلے لگا ہی رکھون
ایسا معلوم دل جو یون چھینے
صدر کے ناحیہ سے لے تا ناف
یان سخن بابت تامل ہی
کیون پڑے ران پر نظر تا ساق
خاک مین ملنے کا یہی ہی ڈھب

اِس حسن و جمال پر لباس پُر تکلف زیب قامت فرمائے زیور مرصع کار سے جسم کو آرائش دیے بلکہ زیور جسم
نازک سے آراستگی حاصل کیے ہوئے ٹیکا سیندور کا ماتھے پر دیا حسینون مین سرخروئی کی گواہی دیتا جھولا
بادلہ نگار گلے مین اسباب ساحری کا بڑا منقل آتشین روبرو روشن غرض کہ ہزار دن طرح کا جوبن تخت سے اُترکر
سامنے بادشاہ کے آئی اور تسلیم باادب تمام بجا لائی اُس سے بادشاہ نے مسکرا کر پوچھا کہ اے ملکہ مزاج تو اچھا ہی تمکو کبھی بغیر

بلائے ہمارے سلام کو بھی نہین آتین اُسنے عرض کیا کہ کنیز اپنے امورات مالی و ملکی مین ایسی عدیم الفرصت رہتی ہی
کہ واقعی قصور وار ہی شاہ نے فرمایا کہ اب تمکو اسلیے بلایا ہی کہ مہرخ و برق و عمرو وغیرہ نمکحرام غضب عضبناک کم
قتل کرکے بیابان انارستان سے اپنے لشکر کی طرف جاتے ہین تم اُنکی جانے کی راہ کو تین کوس آگے جاکر روکو مین
بھی آتا ہون غبار انگیز نے کہا بہت اچھا کنیز اسی طرح جائے یا لشکر لیکر شاہ نے کہا لشکر لینے مین وہ باغی نکلجائینگے
تم اِدھر ہی سے جاؤ اور اُنکو روکو یہ حکم شاہ سُنکر اُسنے سحر کی دستک دی جس تخت پر سوار تھی وہ تو غائب ہوگیا
اور ایک طاؤس زرین بال کہ چہرہ اُسکا مانند پری تھا قد و قامت مین ہمسر دلبری تھا کاٹھی زمرد کی اُسپر کھنچی ہوئی
گلے مین ہیکل خوشنما جواہر کی پڑی ہوئی سامنے فلک سے اُترکر آیا یہ اُس طاؤس پر طاؤس صحرائے رعنائی و خوبی سوار
ہوئی اور حسب نشانہ ہی بادشاہ چلی اور اِسکی روانگی کے بعد شاہ طلسم نے خاصہ طلب فرمایا لگا و لوگون نے
دسترخوان چنا جب کھانے سے فارغ ہوا ایک ساحر عنصر جادو نام سے کہا کہ افسوس مین نے ناحق غبار انگیز
کو تنہا بھیجا کچھ فوج ساتھ ضرور کردینا تھی اس خیال سے مین نے نہین فوج ساتھ کی کہ میرا ارادہ خود بھی جانیکا ہی
یہ کہکر اُٹھا کہ اب مجھکو چلنا چاہیے اُسوقت عنصر نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ای بادشاہ میری یہ حقیقت
نہین کہ آپ کو کسی طرح کی صلاح دون اور آپ کے کامون مین دخل انداز ہون کہ بقول شاعر مصرع
حقیقت کیا گدا کی بادشاہ کے سامنے ✤ لیکن ازراہ ترقیخواہی اور دولت سگالی عرض کرتا ہون کہ مہرخ
کے ساتھ مقدمہ بے ڈول ہی عمرو عیار اُسکے ساتھ ہی اور دوسرے عیار بھی ضرور ہی ہونگے اور بادشاہون کو لازم نہین
کہ ذرا سے کام کو آپ دوڑتے پھرین ازبسکہ آپ جری ہین لیکن شایان حضور کی نہین ہان اگر کوئی برابر کا ہوتا تو
اُسکے مقابل مین جانا مضائقہ نہ تھا ہزارہا غلام آپ کے موجود ہین اُنہین سے جسکو چاہیے بھیجدیجیے کیا مقدور ہے
کوئی اِن غلامون کا سامنا کرسکے خصوصاً ایک تابع فرمان آپ کا مین ہی ہون اگر ارشاد ہو تو جاکر اُنکو
پکڑلاؤن شاہ نے فرمایا کہ ای عنصر تقریر تیری درست ہی اور تو نہایت سچا ہی اول تو ملکہ غبار انگیز ہی کا سامنا
کرنا مشکل ہی اور جب تم دونون ایک ہوئے تو بموجب مصرع دو دل یک شود بشکند کوہ را ✤ اچھا تم بھی
جاؤ اور کام حریفان تمام کرو عنصر نے عرض کیا کہ جب مین اُنکو گرفتار کرکے لاؤن تو حضور کہان ہونگے جہان
مین آؤن افراسیاب نے کہا مین آجکل بسبب تشویش کے ایک جگہ تو ٹھہرتا نہین کبھی باغ سیب مین کبھی
ظلمات مین گاہے کسی سیرگاہ مین کہان کا تمکو بتا دون اب تمکو لازم ہی کہ لشکر حیرت مین آنا مین وہین پھرتا ہون چلو گا
عنصر یہ کلمات سنکر تسلیم کرکے روانہ ہوا اور اژدرہان پر چڑھکر چلا اور افراسیاب مع باغبان وزیرہ وغیرہ کے

بجانب طلسم چلا جب ظلمات سے باہر نکلا وہان ایک دریا ہی کہ اُسکا بحر صندل نام ہی اُسمین کشتی بجرے وغیرہ سب لگے
رہتے ہین شاہ ایک بجرے پر سوار ہوا اور سب ہمراہی جاہ وتجمل کے لوگ کشتیون پر سوار ہوکر سیر وشکار کرتے چلے
یہانتک کہ دریا سے اُترکر داخل شہر ناپرسان ہوا وہان سلامیان ساحرون نے لین نذرین گذرین سبکی نذرین
لیتا ہوا پل پریزادان سے اُترکر لشکر حیرت مین آیا حیرت نے خبر سُنی نذر لیکر مع انیسان وہمدم کے خدمت شاہ
مین پہونچی تسلیم کرکے نذر دی حال مزاج پوچھا پھر لے جاکے تخت پر بٹھایا شاہ نے فرمایا کہ اے ملکہ کچھ بی مہرخ جو
بڑی لڑنے والی ہین اُنکا حال کہو حیرت نے کہا آپ کو سب کچھ معلوم ہی اسمین خبردارون نے آکر مجرا کیا اور
عرض کی کہ آج تیسرا دن ہی مہرخ اور برق ورعد وعمرو وبرق عیار لشکر مین نہین ہین کچھ اُسکا حال نہین
معلوم کہ کہان ہین ساحر جستجو کر رہے ہین کہین پتا نہین ملتا ہی شاہ یہ خبر سُنکر ہنسا اور کہا اے ملکہ حیرت کچھ غم
مین وہ سب باغی پکڑکر یہان آیا چاہتے ہین مین اسی واسطے آیا ہون کہ آج اُنکی گردن زنی کرونگا حیرت نے
کہا سامری ایسا کرین اور آپ مالک ہین جو چاہے کرین یہ کہکر حکم دیا کہ ناچ ہونے لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا
اُدھر ملکہ بہار عوض مہرخ تخت پر بیٹھی ہی مگر تردد مین ہی کہ نہین معلوم مہرخ کہان گئین یا کسی کے قید مین ہین
پھر کہتی ہی کہ عمرو کا قید ہونا ایسا نہین کہ چھپا رہے کچھ حال معلوم ہی ہوجائیگا بغیر دریافت کیے مین کہان
جاؤن الحاصل یہ سب تو اس فکر مین ہین وہان غبار انگیز جو روانہ ہوئی تھی اُسنے آکر دیکھا کہ مہرخ وغیرہ
سب چلے آتے ہین اور اب قریب اپنے لشکر کے پہونچ چلے ہین اُسنے تین کوس آگے بڑھکر ایک سحر ایسا کیا کہ
ایک دیوار فولادی دھوئین کے رنگ کی چارطرف گھر گئی مہرخ اپنا تخت اُڑائے جو آتی تھی اُسنے اُس دیوار کو
دیکھکر کہا کہ یہ دیوار سحر کی معلوم دیتی ہی عمرو بھی گھبرایا کہ لو اب اور آفت مین گھرے مہرخ نے کہا خواجہ ہم ضرور
سحر مین گرفتار ہوگئے برق نے کہا آپ ٹھہریے مین خبر لاتی ہون یہ کہکر اُسنے پرواز کی جب قریب دیوار پہونچی اُسکے
ٹکر ایسی لگی کہ چکرا کر گرنے لگی مہرخ نے روکا جب ہوش آیا تو کہا اے ملکہ چارطرف مین کسی سمت کو راہ نہین ہی اور
دیوارون کے آسمان سحر فولادی بنا ہی عمرو نے کہا کوئی بھی صورت نکلجانے کی ہی یا نہین کہا کوئی نہین
اُسوقت مہرخ پکاری کہ یہ کون ہی جو چوٹّا پن کرکے لڑتا ہی سامنے آکر مقابلہ کرے تو جانین یہ نعرہ سُنتے ہی ملکہ
غبار انگیز طاؤس سوار سامنے آئی اور پکاری کہ منم غبار انگیز مہرخ نے اُسکو دیکھکر عمرو سے کہا کہ اسکی بنائی ہوئی
دیوار کا توڑنا ممکن نہین ہان اگر یہ قتل ہو تو دیوار ٹوٹے مگر کس لیے کہ یہ بھی سرحدار طلسم ہی اور بڑی زبردست ہی
عمرو نے کہا افسوس اسکے تو مارنے کو جی نہین چاہتا مرقع دہر مین ایسی تصویرین بھی کم دیکھنے مین آئی ہین اس

کلمہ کو غبار نے بھی سُنا اور اپنی دیوار پاس آکر کہا کہ او ناعیار تو نے کیا کہا عمرو نے دیکھا کہ اب دیوار مین ایک تصویر سی
نظر آتی عمرو گڑگڑانے لگا کہ ای ملکہ غبار انگیز طاؤس سوار آپ نے ہمکو ناحق قید کیا ہی ہم تو لشکر سے اپنے اس ارادہ سے
نکل آئے تھے کہ کوئی ہمارا حامی ہو اور ہمکو اپنے ساتھ لے جاکر شاہ جادوان کے قدمون پر گرادے اور اُنسے خطا
معاف کرادے کیونکہ بہت کچھ سرگشتہ اور حیران ہو چکے کرورون روپیے کھو چکے فقیر ہو گئے اب کیا ہم بادشاہ سے
لڑینگے ایک صنعت نے جو آکر لڑائی ماری اُنھین کا ہم کچھ نہ کر سکے بھلا ایسے زبردست شاہ سے کیا مقابلہ
ہم سے ہوگا ای ملکہ تم عزت دار ہو اور شعور رکھتی ہو تم ہی ہماری سفارش کروگی ہمکو یقین کامل ہی غبار انگیز اپنے
قلعہ سے کبھی اس لڑائی مین آئی نہ تھی عمرو کے فقرون سے آگاہ نہ تھی سمجھی کہ ای غبار انگیز تیرا بڑا نام ہوگا طلسم مین
کہ کسی سے یہ نہو سکا جو غبار انگیز نے کیا بہتر تو ہی جو جنگ کی صلح ہو جاے یہ سوچکر دیوار سے جُدا ہوئی اور اندر حصار
کے آئی ملکہ مہرخ نے کہا ای ملکہ ہمارا بھی سلام پہونچے اُسنے کہا بی بی سلام عمرو نے بھی جھک کر مجرا کیا عمرو کی صورت
دیکھکر خوب ہنسی اور کہا آپ کی تو عجب برزخ ہی عمرو نے کہا بی بی کیا ہنستی ہو جیسا لقا نے بنایا ویسا ہون غبار انگیز
نے کہا تو لقا سے برگشتہ ہی اُسکو کیا جانے اور اُسکے بنانے کو کب مانتا ہوگا عمرو نے کہا واہ مین اُسکو خداوند جانتا ہون
سب اُسکے بندے ہین مین برگشتہ نہین ہون امیر کے لشکر مین نوکری پیٹ کے لیے کرلی ہی غبار نے کہا اگر تم سچ
کہتے ہو تو بادشاہ سے اس بات پر مین فیصلہ کرا دونگی کہ قید بدیع الزمان تو ملے گی نہین کہ خدا معلوم وہ زندہ ہی یا مر گیا
لیکن اسد اور مہ جبین الماس پوش کو چھڑا دونگی عمرو نے کہا جب بادشاہ کی اطاعت کی تو ہمکو بدیع اور اسد
سے کچھ مطلب نہین آپ ہمکو ملوا دیجیے غبار انگیز نے کہا اچھا ابھی یہ کہکر پاس عمرو کے آئی عمرو نے کہا ای ملکہ ہمکو تین دن
ہوئے لشکر سے نکلے ابتک کچھ کھایا نہین اگر کچھ غذا ممکن ہو تو ہمکو دو تاکہ پیٹ بھرین غبار انگیز یہ کلمہ سنکر سوچنے
لگی اور بعد تامل بسیار سر اُٹھاکر کہا کہ ای عمرو پہلے تو مین سمجھی تھی کہ تو بیشک ملجائیگا مگر اب جو تو نے کھانے کا نام لیا
تو مجھکو گمان ہوا کہ بیشک تو نے میرے قتل کی تدبیر کی ہی عمرو نے یہ سُنکر بہت سی قسمین کھائین اُسنے کہا اب کیا
ہوتا ہی یہ کہکر وہان سے اُڑ کر چلی عمرو سمجھا کہ اب یہ نہ پھنسے گی اُسنے بھی ایک بیضۂ بیہوشی تاک کر ناک پر مارا کہ وہ
چھینک مارکر بیہوش ہونے لگی بیہوش ہوتے ہوتے پکاری کہ ارے پتلون لینا یکایک چند پتلے پیدا ہوئے اور
اُسکو اُٹھا کے لے گئے الگ لے جاکر پانی چھڑکا کہ اُسکو ہوش آگیا بس ہوشیار ہو کر اُسنے دستک دی کہ پانچ پتلے پیدا
ہوئے اُنکے ہاتھ مین اُسنے خنجر دیے کہ جاؤ ان پانچون کا سر کاٹ لاؤ خبردار دیر نہ لگانا مین اُنکے سر لیکر بادشاہ
طلسم پاس جاؤنگی پتلے حسب ارشاد روانہ ہوئے لیکن مہتر قران کہ ہمیشہ جنگل مین رہتے ہین اور مہرخ قریب

لشکر پہونچ رہی چلی تھی یہ وہی بیشہ تھا کہ جہان درۂ کوہ مین مہتر موصوف بیٹھے کچھڑی پکا رہے تھے اُنھون نے بھی
آواز سنی اور باہر نکلکر دیکھا کہ ایک جادوگرنی حسینہ بیٹھی ہی اور پتلون کو حکم دے رہی ہی یہ دیکھا قران تو ساحر
بنے ہی رہتے ہین درہ سے نکلکر سامنے غبار انگیز کے آیا اور پکارا کہ منم غلام شاہ افراسیاب جادو غبار پتلون کو
بھر قتل مہرخ وغیرہ بھیج رہی تھی اس سبب سے اُدھر مخاطب نہ تھی اب جو آواز قران کی سُنی نگاہ اُٹھا کر دیکھا تو ایک
ساحر سیاہ فام کو آتے پایا اور قران نے قریب اُسکے پہونچکر باادب تمام سلام کیا اُسنے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان سے
آتے ہو قران نے کہا جہان سے تم آئی ہو وہین سے ہم بھی آتے ہین غبار نے کہا وہان تو تم نہین تھے قران نے کہا ہزار
رومال سر شاہ پر نہین ہلا رہا تھا واہ وا آپ کی بھی کیا نگاہ ہی ملکہ نے خیال کیا کہ شاید یون ہی ہو اور تو نے نہ دیکھا ہو پھر
مستفسر ہوئی کہ اچھا تم وہان تھے تو بتاؤ میرا نام کیا ہی قران نے کہا مین کیا جانون کہ تیرا کیا نام ہی بھلا تم ہی بتاؤ کہ
میرا نام کیا ہی اے ملکہ افراسیاب کے یہان تجھ ایسی ہزارون ہین اور مجھ ایسے لاکھون ہین کون کس کے نام کو جانتا ہی
اچھا اس تقریر سے کیا مطلب ہی لو نامہ یہ دیا ہی اسکا جواب دو مین چلا جاؤن یہ کہکر نامہ ہاتھ پر رکھ دیا اُسنے دیکھا کہ مہر بھی
افراسیاب کی لگی ہی بس تعظیم کر کے نامہ لیا لیکن خیال مین گذرا کہ عمرو کو تو نے اور سردارون کو اُسکے قید کیا ہی
ایسا نہو کہ یہ بھی کوئی عیار ہو اور اُنکے چھڑانے کو آیا ہو بس تو اپنی فکر کر لے یہ سوچکر اُسنے چپکے سے ایک سحر پڑھا کہ اُسکے
سر پر اور ایک سر سحر کا پیدا ہو گیا قران اس بات کے سر بھی نہوا اور اُسنے نامہ لیکر سر جھکا یا پڑھنا شروع کیا
قران نے اُسکے سر جھکائے ہوئے پر چمک کر لغدہ مارا اور نعرہ کیا منم مہتر قران حبش غبار انگیز کا سر تو سحر کا تھا
لغدے کا کچھ اثر نہوا اور وہ بھی نعرہ زن ہوئی کہ منم غبار انگیز قران نے دل مین اپنے کہا وا مردیم یہ کیا
غضب ہوا بس اُسکے نعرہ کرتے ہی ایک نارنج بیہوشی بجالائی اُسکے منھ پر مارا کہ وہ بیہوش ہو کر گری اُسوقت
دو پتلے زمین سے پیدا ہو کر اُسکو کھینچ لے گئے زیر زمین لے جا کر پانی مین غوطہ دیا اُسکو ہوش آگیا تڑپ کے
باہر نکلی اُسکے زیر زمین جانے سے قران بھاگ کر ایک مقام پر آیا اور جلد صورت سے اپنی رنگ روغن چھڑا کر
دھوتی باندھکر کھُرپی لیکر گھانس چھیلنے لگا غبار انگیز جو زمین سے نکلی قران کو ڈھونڈھنے چلی لیکن اُسکے
بازو پر ایک اِکہ بندھا ہی اُسکی مان شبیہ جادو نام نے کہ بے بدل منجمہ اور کاہنہ تھی باندھ دیا تھا اُس اِکے
نیچے ایک رقعہ لکھکر رکھ دیا تھا چنانچہ اُسنے وہ اِکہ بازو پر سے کھولا کیونکہ مان نے اُسکی یہ بھی کہہ دیا تھا کہ اے فرزند
جسوقت تجھسے اور عیاران لشکر اسلام سے سامنا ہو اور تجکو یہ خوف آجائے کہ مین سحر سے اُنکو پکڑ لونگی تو خبردار
اِس امر کا خیال دل مین نہ لانا بلکہ یہ خیال کرنا کہ مین بہتر رہتی ہون اُنپر یا کہ یہ غالب رہتے ہین اِسمین اگر اُنکے

ہاتھ سے بچ بھی جائے اور پھر ایسا پیچ پڑے کہ تو بیہوش ہو اور یتیلے تجکو بچالے جائین تو پھر خبردار اُنسے مقابلہ نہ کرنا کیونکہ عمرو کے ہاتھ سے تمام مردمان طلسم ہوشربا مسلمان ہو جائینگے اور وہ مقرر طلسم توڑیگا بس لازم ہو کہ رقعہ کو ادکے دیکھنا غبار نے رقعہ کو ادکہ سے نکالا اور دیکھا لکھا ہوا تھا کہ عیارون سے ہرگز نہ لڑنا اور اُنسے ملجانا اپنی جان گئی ہوئی پھر نہ ملیگی اور مرکر انسان پھر زندہ نہین ہوتا اس امر کا خیال ضرور چاہیے غبار اس مضمون سے آگاہ ہوکر خود بھی علم نجوم مین دخل رکھتی ہو اسنے بھی ستارون برجون کو نظر کیا اور نیت کی کہ مین شریک افراسیاب رہون یا عمرو سے ملجاؤن میرے حق مین بہتر کیا ہو اسکو معلوم ہوا کہ اگر شراکت افراسیاب کریگی تو تیرے واسطے بہت بُرا ہی عیار تجکو پکڑکر مار ڈالینگے اور اگر تو شریک عمرو ہوکر مطیع اسلام ہوگی تو نہایت ہی تیرے لیے بہتری ہی عمرو وغیرہ کیطرف سے جانبازی کرنے مین جب تک بنیاد طلسم باقی ہی تو برقرار اور قائم رہیگی اور پھر بھی شکل بہبودی کی ہی اسمین فرق نہوگا بس اس حال کو معلوم کرکے گھبرا گئی اور پکاری کہ اے مہتر قران قسم ہی مجھکو اپنے دین و ایمان کی کہ اب مین تمسے کسی طرح کی بدی نکرونگی تم میرے سامنے چلے آؤ اور مجھکو اپنے ساتھ لیجاکر شہنشاہ عیاران عمرو نامدار سے ملواؤ مین عمر بھر کو تمھارا احسان مانونگی یہ صدا اُسکی سنکر قران کو خیال آیا کہ شاید یہ میرے ساتھ عیاری کرتی ہی لیکن اُٹھکر گھسیارا بنا ہوا اُسکے سامنے آیا اور کہا اے ملکہ تم کسکو بلاتی ہو اُسنے کہا مین اُس حبشی کو بلاتی ہون کہ وہ آکر مجھکو عمرو سے ملوادے قران نے کہا وہ ایسا احمق نہین ہو کہ خود دشمن کے سامنے آکر اپنی جان دے کیا تمنے سُنا نہین **بیت** بر تواضع ہای دشمن تکیہ کردن ابلہی ست ✤ پای بوس سیل از پا افگند دیوار را اگر تم اُسکو پکڑلو تو وہ بیچارہ کیا کرے غبار نے اُسوقت قسم کھائی کہ مین اُسکی اطاعت کرونگی اور جیسا وہ کہیگا وہ بجالاؤنگی مجھکو اب ثابت ہو چکا ہی کہ عمرو کے شریک ہونے مین سراسر فائدہ ہی جب اُسنے اسطرح سے کہا قران نے کہا اچھا چلو میرے ساتھ مین نے ایک مقام پر اُس حبشی کو بیٹھے دیکھا ہی مین بتادون پھر آنا نہ آنا اُسکا کام ہی یہ کلمہ سنکر غبار تو خود عقلمند اور ریاضی دان ہی فوراً پہچان گئی کہ یہی قران ہی لیکن سوچی کہ اگر تو کہدیگی کہ تم ہی قران ہو تو یہ مارے ڈر کے بھاگ جائیگا اس سے بہتر ہی کہ اسکو غفلت مین بزور سحر پکڑلے یہ تصور کرکے ایک دانہ ماش کا مارا تو فقط قران کا بگڑ بیا اور بیہوشی سی طاری ہوئی پاؤن زمین نے پکڑ لیے اُسوقت یہ دوڑکر قدمون پر گری اور گویا ہوئی کہ میرے قصور کو آپ معاف فرمائین اور عمرو سے چلکر معافی تقصیرات کرائین ملوادین قران

نے کہا بہت اچھا چلیے مین حاضر ہون یہ دونون ہاتھ اپنے رومال سے باندھکر قران کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے سامنے عمرو کے آئی اور قران پرسے سحر کو دور کردیا عمرو تو قران اور غبار انگیز کو دیکھکر گھبرا گیا اُسوقت قران نے بڑھکر سب حال غبار انگیز کا بیان کیا اور کہا اُسنے اطاعت بخوشی قبول کی ہی آپ بھی اُسکی خاطر کرین اور ہاتھ اُسکے کھلوادین عمرو نے یہ سنکر غبار انگیز کو گلے سے لگایا اور نہایت خاطر کی بعد اسکے مہرخ نے دست شفقت اُسکی پشت پر پھیرا اور کہا تم ہماری روح و جان ہو ہم تمھارے ساتھ اپنی جان لڑا دینگے اگر افراسیاب ارادہ بدی کا کریگا تو یاد رکھنا کہ کوئی دقیقہ ہم لڑنے مین اُٹھا نہ رکھینگے اور اپنی جان تمپر فدا کرینگے غبار انگیز نے اُسکے جواب مین کہا خیر اے ملکہ مہرخ کہنا تو فضول و زیادہ گوئی پر محمول ہوگا لیکن تم اپنی آنکھون سے دیکھ لینا کہ مین بھی بروقت مقابلہ صنعت سحر ساز سے کسطرح لڑتی ہون اور کیونکر سامنا کرتی ہون مہرخ نے کہا اے ملکہ تم چلکر تخت حکومت پر بیٹھو تو میرا جی خوش ہو مین تمھارے ماتحت بیٹھونگی اور اگر طلسم فتح ہوا تو ملک و مال سب تمھارا ہی غبار انگیز نے کہا کہ اے شہریار یہ کیا آپ فرماتی ہین آپ ہمیشہ سریر حکومت پر شادان و فرحان جلوہ گر رہین قطعہ

دانۂ انجم گردون سے پروے جبتک	رشتۂ کاہکشان مین شب یلدا گوہر	جب تلک جوش بہاران سے ہواے دم صبح
ٹانکے شبنم یہ سر دامن صحرا گوہر	ہر برس جشن ترا تجھکو مبارک ہووے	برسین نیسان کرم سے ترے شاہا گوہر
دوستون کو ہو ترے گنج و گہر روز نصیب	ہو نہ جز اشک سر دامن اعدا گوہر	

اے ملکہ طلسم ہوش ربا اب دشمن آپکا یعنے افراسیاب خانہ خراب تمھارے قتل کی تدبیر مین ہی اور مجھکو ادھر بھیجکر آپ طلسم مین گیا ہی تمکو چاہیے کہ یہان نہ ٹھہرو اور راہ دور سمت سے اپنے لشکر کی طرف جاؤ یہ سُنکر خواجہ عمرو اور مہرخ اور رعد و برق مع غبار انگیز اور مہتر برق فرنگی تختہاے سحر پر بیٹھکر جانب لشکر نصرت اثر اپنے کے روانہ ہوے مگر بیان کیا گیا تھا کہ عنصر جادو کو بھی بادشاہ جادوان نے عقب غبار انگیز روانہ کیا تھا چنانچہ جب یہ سب ادھر سے چلے عنصر الکا جویان اُسطرف سے آتا تھا اُسنے دیکھا برق و رعد و مہرخ و عمرو و برق عیار وغیرہ کے ہمراہ غبار انگیز ہنستی ہوئی چلی آتی ہی یہ حال دیکھکر اُسنے اپنے دل مین کہا کہ اے عنصر غبار انگیز طاؤس سوار بہت بے نظیر ساحرہ ہی واہ واہ دا کیا نادر سحر کیا ہی کہ آپ سے آپ سب باغی اُسکے ساتھ چلے آتے ہین غرض کچھ قریب آکر پکارا کہ اے ملکہ غبار انگیز کیا خوب کام کیا ہی مجھکو شاہ جادوان نے بھی آپکی اعانت کے لیے بھیجا تھا اور حکم

سر کاٹنے کا دیا تھا لیکن تمنے تو خاتمہ ہی کر دیا غبار انگیز اُسکی اسن تعریف کرنے کو سمجھی کہ ہجو ملیح کرتا ہی
اور کہتا ہی کہ تم تو دعوی جنگ کر کے آئی تھین یہان آکر مل گئین بس یہ سمجھ کر اُسنے جواب دیا کہ ہان پھر
ہمنتو مل گئے اور یہ سمجھکر اور بھی کہ افراسیاب اپنی عیش مین مشغول رہتا ہی ہم لوگون کو لڑوا کر
قتل کراتا ہی پھر ہم جو آپسمین لڑتے پھرین اس سے کیا حصول ہی عنصر نے کہا ای ملکہ مین سمجھا تھا
کہ یہ سب نمکحرام تمھارے سحر مین گرفتار ہو کر ساتھ آئے ہین یا یہ کہ اُنھون نے اطاعت قبول کی ہی یہ مجھکو
نہ معلوم تھا کہ تم خود اُنکے سحر مین مبتلا ہو کر اُنسے مل گئی ہو پھر تم اور یہ کیا میرے ہاتھ سے زندہ
بچکر جاؤ گی غبار نے کہا تو بکتا کیا ہی جو کچھ تجھسے ہو سکے قصور دکوتاہی نکر یہ سنکر عنصر مرکب اپنا
جھمکا کر آگے آیا اور تیغ سحر کھینچکر حملہ آور ہوا مہرخ غبار کے آگے آگئی اور سینہ اپنا سپر کیا وہ تلوار
سر پر آئی سحر پڑھکر مہرخ نے بھی خالی دی غبار انگیز نے برابر سے نارنج سحر مارا کہ عنصر کے مرکب کو
اس نارنج نے جلا دیا عنصر کود کر الگ ہوا اور پھر سنبھلکر چاہتا تھا کہ ایک دو ہتڑ مارے پیچھے اُسکے
آکر مہرخ نے ایک ہلال سحر مارا کہ عنصر کے دو ٹکڑے ہوے غبار انگیز نے یہ حال دیکھ کر کہا کہ
ای ملکہ سبحان اللہ کیا تیر سحر کیا ہی مین تو قائل ہون اس آپ کی پھرتی کی غرض عنصر کے مرنے کا
شور بلند ہوا عمرو نے جھولا اُسکے گلے سے اُتار لیا اور بت بازوون پر سے کھول لیے پھر اُسکی لاش
نحس پہ تھوک کر سب نے آگے کا راستہ لیا اور کچھ ہی دور آگے بڑھے تھے کہ لشکر ملکہ مہرخ کا نظر آیا ملکہ
مذکور نے غبار سے کہا کہ وہ دیکھو ہمارا لشکر دکھائی دیتا ہی عمرو نے کہا مجھے تخت سے اُتار دو
اُنھون نے تخت نیچا کیا عمرو جست کر کے نیچے آیا اور لشکر مین پہونچکر سب کو اطلاع دی کہ ملکہ مہرخ
سحر چشم تشریف لاتی ہین اور اُنکے ہمراہ ملکہ غبار انگیز طاؤس سوار مالک ملک طاؤسیہ بھی
ہین یہ سننا تھا کہ لشکر مین غلغلہ پڑگیا کہ خواجہ سلامت اور ملکہ بھی آتی ہین سردار برائے
استقبال بارگاہ سے نکلکر چلے اسباب ترک و احتشام ہمراہ فوج ظفر موج آراستہ ہوگئے ڈنکے بجنے
لگے بہار و نافرمان و زلزلہ و لرزان مشکین مو بھی جا کر ان سب سے ملین پھر تو یہ عالم تھا کہ **ابیات**

جو کچھ اسباب جنگی ہوئے درکار | ہوا سب بات کہنے مین وہ تیار | رکھی چارون طرف آتش کی وہ مار
کہ جانا جسکے منھ پر سخت دشوار | نقیبون کی صدائین وحشت انگیز | وہ کڑکے ڈھاڑیون کے اژدر خونریز
لگا ہونے ہر اک سو راگ اور رنگ | نوازش مین ہر ایک جا بربط و چنگ | مرصع سر پہ تھا مہرخ کے وہ تاج

کہ جسمین صرف ہفت اقلیم کا باج	کھڑے تھا ایک عالم کر نظارے	کہ جس منھ پر فدا ہوتے ہین تارے
ہزارون پالکی فیل و عماری	جواہر جنپہ تھے صرف تیاری	جب اُنمین ایک پر بیٹھی وہ آکے
جنور جھلنے لگے بال ہما کے	کوئی فیل سیہ پر جلوہ گر تھا	گل نوابر کے اوپر قمر تھا
کوئی گھوڑے پہ چڑھ کر غیرت ماہ	رکاب دولت مہرخ کے ہمراہ	اسی صورت سے ادنی اور اعلا
کر اپنی وضع اور خوبی دوبالا	پرا باندھے کھڑے ادھر اُدھر یار	چلے جسطرح سرو کبک رفتار

غرض باین تجمل و شوکت یہ نوشاہ عروس دولت بارگاہ مین آکر پہونچی چار طرف سلامی اُڑنے لگی نوبتین بجنے لگین سردارون نے نذرین دین ملکہ بہار جادو بغلگیر ہوئی مہرخ نے کہا کہ ملکہ غبار انگیز طاؤس سوار نے ہمارے اوپر رحم کیا یہ سُنکر غبار کے گلے سے بہار بھی ملی مہرخ نے اپنے تخت کے برابر تخت بچھوایا اب سب بیٹھے شراب کا پیالہ گردش مین آیا ناچ ہونے لگا عمرو بھی اپنی کرسی پر آکر متمکن ہوا لیکن قران بھی اس تماشے کے دیکھنے کو آیا تھا وہ تو تجمل و احتشام دیکھکر ایک سمت کو چلا گیا اور رہرکارے سحر کے خبر سنکر روانہ ہوے مگر عرق عرق پسینے مین غرق افراسیاب بارگاہ حیرت مین تھا اُسنے کہا کہ کیون خیر تو ہی کسلیے اسطرح بدحواس آئے ہو اُنھون نے آنا مہرخ کا مع غبار انگیز کے بیان کیا کہ اب وہ سب خوش و خرم بیٹھے شراب پی رہے ہین یہ خبر سنکر حیرت کے حواس جاتے رہے رنگ رخسار زرد ہو گیا افراسیاب نے کہا کہ ہمکو دو گھڑی پہلے ہی سے خبر ہو گئی تھی کہ عنصر جادو کو مارا اور آپ غبار انگیز شریک مہرخ ہوئی خیر کیا مضائقہ ہی خوب ہوا جو وہ ملکئی نمکحرام دریافت ہوتے جاتے ہین مین اُسکے ملک طاؤس کو اب جاکر غارت کرونگا یہ کہکر اُٹھا اور اسی فکر مین اول ظلمات کو گیا پھر وہان سے کچھ ایسی تدبیر کی کہ مہرخ وغیرہ سب اپنی بارگاہ مین خوش و شنود بیٹھے تھے کہ یکایک ہواے سرد چلی اور پھر وہی ہوا گرم ہوئی اور ایسے جھونکے اُسکے آئے کہ ہر ایک جادوگر نے آنکھیں بند کرلین بعد اُسکے جو آنکھ کھلی تو سب نے دیکھا کہ ایک پتلا برنگ آتش پیدا ہوا لیکن آنکھین اُس پتلے کی سبز اور پتلی سفید اور وہ بیچ بارگاہ مین آیا اور نعرہ کیا کہ منم پتلۂ افراسیاب جادو جس کسیکو حوصلہ کسی طرح کا ہو وہ آکر میرا سامنا کرے اسوقت یہ عالم سبکا تھا کہ آنکھین کھلی مگر زبان گویا نہ تھی یہ حال تھا کہ ع شمع کی صورت زبان رکھتا ہون گویائی نہین ✤ بصورت تصویر سب چپ اور

خاموش تھے اس پتلے نے غبار انگیز کو پکڑ کے کہا کہ خبردار لیجاؤ دو پتلے اس کہنے کے ساتھ پیدا ہوئے اور اُسکو لیکر چلے اُسوقت پتلہ آتشی بھی چلا گیا اب پھر ہوا سے سرد چلی اور ہر ایک کی زبان گویا ہوئی تخت ملکہ غبار انگیز کا خالی پایا مہرخ رونے لگی اور کہا ای ملکہ بہار جادو تمنے دیکھا کہ یہ کیا ہوا بہار نے بھی آہ کی اور سب نے گریبان چاک کیے شور نالہ و فغان سے یہ عالم برپا ہوا کہ گنبد آسمان ہلنے لگا بہار نے کہا ای ملکہ یہ اور زیادہ تر ستم تھا کہ ہم سب کچھ دیکھتے تھے مگر بول نہ سکتے تھے مہرخ نے فرمایا کہ یہ پتلا نہ تھا اسی پیرایہ مین خود افراسیاب آیا تھا یہ کہکر کف افسوس ملے اور کہا سوا اسکے اور کیا ہو سکتا ہی کہ فوج تیار کر کے لشکر حیرت پر ہم جا گرین بہار نے کہا ابھی تامل کرو یہ خبر تمام لشکر مین مہرخ کے منتشر ہوئی کہ افراسیاب نے آکر غبار انگیز کو پکڑ لیا لشکر مین بسبب غم و ہم ملکہ مہرخ و دیگر سرداران کہرام برپا ہوا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

جان ہمہ رنج دسراپا غم ہی
کوئی محرم ہی نہ ہمراز اپنا
لے لی چٹکی سی خلش نے دلمین
ناخن غم سے کھجائی چھائی
تپش و لولہ جان تک پہونچی
تو اجل آگ بجھاتی دوڑی

رنج سا رنج ہی غم سا غم ہی
کوئی اتنا نہین جو حال سُنے
گُدگُدی سی کی تپس نے دل مین
اک دھوان نالہ دا فغان سے اُٹھا
آتش سینہ زبان تک پہونچی

کوئی محرم ہی نہ دمساز اپنا
متوجہ ہو کچھ احوال سُنے
شدت غم سے بھر آئی چھاتی
شعلہ کیسا دل سوزان سے اُٹھا
آگ جو شعلہ اُٹھاتی دوڑی

عمرو نے اُسوقت مہرخ سے کہا کہ ای ملکہ مجھکو سات دن کی رخصت دیجیے یا تو ہم ملکہ کو لائے یا غبار انگیز کے ساتھ ہم بھی خاک مین ملگئے یہ کہکر جسطرف وہ پتلا گیا تھا اُسی سمت کو یہ بھی روانہ ہوا پیچھے اُنکے برق فرنگی بھی چلا اب حال افراسیاب سنیئے کہ یہ ملکہ کو لیے ہوے ایک کوہ سفید پر آیا اور اُسپر غبار انگیز کو اُتارا اور بشکل اصلی کھڑا ہوا ملکہ غبار انگیز کی آنکھ کھُلی دیکھا کہ افراسیاب جادو کھڑا ہی اور افراسیاب نے کہا کہ ای ملکہ تم کس واسطے گئی تھین اور کیا کر آئین ملکہ غبار انگیز نے کہا کہ ابتو جو کچھ ہوا وہ ہوا چاہے تو مار ڈالے یا جلائے مین تو جو کچھ کہ چلتی ہون وہ ہی کرتی ہون اور جو ہمارے منھ سے نکلتا ہی وہی ہوتا ہی افراسیاب نے کہا ابتو تیری تقصیر معاف کی اپنے ملک طاؤسیہ کو جا لیکن ملک سے باہر نہ نکلنا غبار نے کہا تو اگر ہزار مرتبہ قید کریگا تو بھی مین وہان نجاؤنگی اور تو سردار ہوکے

ایسی باتین کرتا ہی اگر مین تجھ سے مارے ڈر کے ملگئی اور پھر مین نے دغا کی تو کیا تجھکو حصول ہوگا افراسیاب نے کہا مین تجھکو دہن اژدر مین قید کرونگا کہ تمام عمر دہن اژدر سے نجھیو ٹیگی الغرض یہ کلمات کوہ سفید پر ہو رہے تھے کہ اس اطراف مین ایک ملکہ رہتی ہی کہ نام اس ملکہ کا شوخ جادو ہی اور افراسیاب کیطرف سے حاکم و ناظم ہی مگر سن اسکا برس سترہ اٹھارہ کا ہی نہایت حسین و خوبصورت ہی کہ اُسکے حسن کی نسبت یہ کہنا زیبا ہی نظم

عجب صورت کہ جس سے ناز ظاہر
گل افشان معنی غنچہ دہانی
سکون سے شوخی انداز ظاہر
نشان رشک سود النقطہ خال
خموشی سے عیان شیرین زبانی
کہ وہ بے مثل تھے جسکے یہ تمثال

نازنین حور شمائل تیغ ادا سے جسکے دل عشاق گھائل پیکر نازک اُسکا ایسا کہ ہر اعضا دلکو محبوب ایک جگہ سے دوسری جا بہت ہی خوب جتون سے پیاز نکلتا جو دیکھے وہ ہو جاے شیدا کاکل معنبر کے آگے سنبل باغ کے پیچ کچھ نہ چلین لاکھ داؤن گھات لگائے مگر اسکے ہمسر نہ کہلاے پیشانی وہ نورانی کہ حضرت موسیٰ کو دیکھنے سے غش آئے آنکھین قتال حسینان خوش چشمان نرگس جسکو دیکھکر حیران رخسار تابان کے مقابل آئینہ شمس و قمر اندھا دہن تنگ کا وصف کیا بیان ہو منھ مین ایسی زبان کہان ہو لب ہین وہ شیرینی کہ عشاق کا اُسپر دانت رہے ایک بوسہ ملجاے اس خیال مین تمام عمر لب چبائے کہ ع

ان لبون سے جو کوئی کام رکھے
قند مصری کو کیون نہ نام رکھے
دلکشی مین تمام یاس ہو
یون نہین سرخ اُسکے ہر انگشت
ڈوبے ہین میرے خون مین کنگشت
شانہ و دست و ساعد و بازو
جائے نظرون مین جو کمر باریک
ہو نہ آنکھون مین کیون جہان تاریک
ٹک اگر سیلے تو قیامت ہی
پھر قیامت تلک ندامت ہی
وہ قدم کاشش میرے سر پہ ہو
ساق سیمین میرے کمر پر ہو

اس رونق باغ خوبی نے جب یہ خبر سنی کہ شاہ افراسیاب کوہ سفید پر آیا ہی بس اُسنے لباس اور زیور سے اپنے جسم لطیف کو آراستہ فرمایا ایک سوا ایک اشرفی نذر کے لیے لیکر اور تحفہ بہت سے کشتیون مین لگا کر سترہ سو نازنین اور کنیزین ساتھ لیکے تخت مرصع پر سوار ہوئی اور خدمت شاہ مین آکر حاضر ہوئی مجرا کیا نذر بادشاہ کو دی کشتیان تحفون کی پیشکش کین اور ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ لونڈی کی سرحد مین حضور تشریف لائے ہین تو باغ مین میرے رونق افروز ہون مین نے ایک باغ فی الحال نیا تعمیر کیا ہی اُسکو اپنے قدم گل رنگ سے بہار تازہ

عنایت کرین بادشاہ طلسم اُسکی باتون سے نہایت خوشنود ہوا اور فرمایا کہ اچھا چلو اُسنے تخت پر بادشاہ کو سوار کیا اور آپ ہمراہ رکاب بخوست آب ہو کر چلی اور سیر اطراف کراتی ہوئی داخل باغ ہوئی ملکہ غبار انگیز نے کوہ سفید پر دیکھا کہ بادشاہ تجھکو چھوڑ کر چلا گیا اب تو اپنی راہ لے یہ سوچکر چاہتی تھی کہ روانہ ہو خیال جو کیا تو ایک حلقہ دھوئین کی طرح میرے گرد ہی یہ بھی ناچار اُسی باغ کے سمت کہ جہان بادشاہ گیا ہی چلی اور باغ مین آکر دیکھا کہ باغ نہایت سرسبز و پُر بہار ہی ہر سمت لالہ زار ہی گلزار خان دہر کی جان وہ باغ تھا رضوان کو جسکے دیکھنے سے داغ تھا بلبلون کا ہر سمت ہجوم بلبل دلکی اس جگہ کو دیکھکر یہ دھوم کہ ان گلون کی بہار لوٹیے کسی گل کے گلے کا ہار ہو جیسے ہر غنچہ دہن تنگ سے بولا ہی چاہتا تھا اپنی خوبی پر آپ ہی مسکراتا تھا نہرین ہر سمت لطافت نیر ہوا دہان کی فرحت انگیز کہ

نظم

پھول و گل آئین نظر دیکھو جدھر
آئنہ کی سطح کی رکھتا تھا تاب

اس چمن مین باغ ہر گل سرخ و زرد
لالہ و صد برگ سب باغ نظر

نکہت گل چھاڑتی تھی دان کی گرد
ان گلون کے عکس سے نہرون کا آب

بارہ دری وسط باغ مین بہت نایاب بنی ہوئی اندر اُسکے ہر طرح کے اشیاے عیش و راحت دھرے ہوئے مسندین لگین کہانتک وصف اُسکا کیا جاے بادشاہ کو اُس شوخ یعنے شوخ جادو نے لاکر مسند پر بٹھایا جام شراب ناب دیا رقاصون کو بلوایا ناچ ہونے لگا جام شراب کا دور ہوا نقشہ ہی کچھ اور ہوا غبار بارہ دری کے چبوترے کے نیچے کھڑی تھی گویا بندھی ہوئی تھی اب حال عیاران سنیے یعنے عمرو جو بارگاہ سے روانہ ہوا اسکی رہائی کو وہ تو ہنوز راہ مین ہی لیکن برق فرنگی بھی غبار کا جویا ہر سمت پھر رہا تھا اور دل سے کہتا تھا کہ آلہی بادشاہ طلسم غبار کو کدھر لیگیا مین نے تو پتلے کو اسطرف لیجاتے دیکھا تھا اب پتہ اسکا نہین ملتا ہی یہ کیا ماجرا ہی اسیطرح ڈھونڈھتا ہوا یہ بھی ایک بستی کے قریب پہونچا خیال مین آیا کہ اس بستی مین چلکر تلاش کر اُسی طرف چلا سامنے ایک سواد شہر دکھائی دیا یہ شہر کے جانب متوجہ ہوا تھا کہ آواز طبلہ بجنے کی سنائی دی خیال کیا کہ جہان یہ طبلہ بجتا ہی پہلے وہان چلکر دیکھ لے پھر آگے جانا یہ سمجھکر اُسی آواز پر چلکر قریب باغ شوخ جادو پہونچا اور ایک ساحرہ کی ایسی صورت بنکر اندر باغ کے آیا باغ کو رونق بخش صد بہار پایا اور جو کچھ آگے بڑھا دیکھا کہ بارہ دری مین مسند پر شاہ افراسیاب بیٹھا ہی اور ایک پری سامنے بیٹھی ہی سترہ سو خواص اور رانیں دریاے جواہر مین غوطہ مارے حاضر ہین ناچ ہو تا ہی

شراب کا دور چلتا ہی اسنے آہستہ سے کہا کیون میان افراسیاب تم تو یہان آکر چین سے بیٹھ رہے اور ہمکو اسطرح دوڑایا اور پھر اب بھی صلاح نہین کرتے آؤ شراب پیو راحت کرو یہ کہنا اسکا کسی نے نہین سنا اور اسنے دیکھا کہ غبار انگیز چبوترے کے نیچے کھڑی ہی بندھی بھی نہین ہی مسحور بھی نہین ہی دستیاب قابو مین معلوم دیتے ہین جب چاہتی ہی کھڑی ہوتی ہی یہ دیکھکر باغ مین پھرتا ہوا قریب اس اسیر دام درد کے گیا اور کہا اے غبار تم تو مہرخ نابکار سے مل گئی تھین اب کیا انکو پھر چھوڑ دیا غبار نے کہا ارے لونڈی احمق بے تمیز چاہے افراسیاب مار ڈالے چاہے زندہ رکھے جب تک میرے دم مین دم ہی بھلا مہرخ کو چھوڑ دونگی اسکو مرنا اور جینا سب مہرخ کے ہی ساتھ ہی برق یہ کلمہ سنکر خوشنود ہوگیا اور چپکے سے کہا منم مہتر برق فرنگی کیون اے ملکہ پھر تم بڑی احمق ہو یہان کھڑی ہو چلی نہین جاتی ہو اُسنے کہا اے برق ایک حلقہ میرے گرد ہی اگر زمین مین بھی جاؤن تو وہ حلقہ کھینچ لائیگا برق نے کہا زمین مین بھی جادوگر بڑے بڑے ہین گھبراؤ نہین سحر برطرف کر دینگے یہ کہکر دل مین اپنے برق سوچا کہ شاہ جادوان تو ناچ دیکھنے مین مشغول ہی اور یہان آڑ بھی ہی تو اسکو بیہوش کرکے لیچل حلقہ سحر تیرا کیا کریگا یہ سوچکر کہا اے ملکہ اچھا چل تو سکتی ہو ذرا اس کھڑکی تک چلو پھر مین سمجھ لونگا غبار یہ سنکر اُسی طرف گئی برق نے وہان لیجاکر بیضۂ بیہوشی مارا کہ یہ بیہوش ہوئی برق نے اسکا پشتارہ باندھا اور لیکر چلا حلقہ اسکے بھی گرد ہو گیا اس عرصہ مین عمرو روانہ ہوا تھا وہ بھی ڈھونڈھتا ہوا اسطرف آگیا تھا جب برق پشتارہ لیکر باہر نکلا عمرو نے پہچانا کہ برق ہی پکارا کہ او بھی جانے والے ادھر بھی دیکھتا برق نے اُسکی جانب دیکھا عمرو نے بائین آنکھ کا تل دکھایا برق دوڑ کر قدمون پر گرا اور کہا اُستاد مین غبار انگیز کو لایا عمرو نے جست کرکے کہا مجھسے الگ رہو تمھارے ساتھ کوئی بلا بھی ہی یعنے حلقہ دھوئین کا گرد تمھارے معلوم ہوتا ہی یہان تو یہ باتین تھین ادھر جب برق باغ سے نکل آیا تو اب افراسیاب کو بھی خیال آیا کہ غبار جو ساتھ آئی ہی اسکا فیصلہ کرنا چاہیے یہ خیال کرکے غبار کو ڈھونڈھا مگر کہین باغ مین پتہ نہ پایا اسوقت اسنے اپنے ہاتھ کو دیکھا معلوم ہوا کہ برق فرنگی لیگیا یہ معلوم کرکے اسنے سحر کی دستک دی کہ پنجہ پیدا ہوا اس سے کہا جا برق کو مع پشتارہ اُٹھا لا وہ جاکر اُٹھا لایا شاہ نے پشتارہ سے غبار کو نکالکر ہوشیار کیا اور پھر اسکو بہت سمجھایا لیکن سوائے انکار اطاعت کے اُسکی زبان پر اور کچھ نہ آیا شاہ نے اُسوقت سحر پڑھا کہ ایک

جلاد سیہ فام تیغہ ہاتھ مین لیے آنکھین لال لال اُسکی سامنے شاہ کے اُڑکر آیا اُسسے حکم دیا کہ ای جلاد جادو ان دونون کو تم باہر باغ کے لیجاؤ اور سر کاٹ کر لے آؤ جلاد نے غبار اور برق کے بازو کو تھام کر پرواز کی اور باہر باغ کے آیا خیال مین اُسکے گذرا کہ یہ دونون مسلمان ہین ان دونون کو صحرائے پرخار مین لیجاکر قتل کرو تو بہتر ہی یہ سوچکر باغ سے کچھ دور ایک دامن کوہ مین آیا کہ زمین وہان کی بالکل سنگستان تھی اور اتفاق سے اُسی مقام پر خواجہ عمرو بھی فکر عیاری بیٹھے کر رہے تھے اُنھون نے بھی اسکی پرچھائین دیکھی گلیم اُوڑھ لی اب جو دیکھا تو ایک جلاد غبار و برق کو قتل کرنے لایا ہی اوس جلاد نے دونون کو بٹھا کر تیغہ کھینچا چاہا کہ قتل کرے عمرو نے گوپھن مین پتھر رکھکر جب اُسنے پیترا بدلا اُس پتھر کو لگایا کہ جلاد کا کاسہ سر ترش کر دور گرا صدا اُسکے مرنے کی بلند ہوئی مگر وہان کون تھا جو سنتا برق اور غبار رہا ہو گئے اسوجہ سے کہ جب قتل کرانے انکو بادشاہ نے بھیجا تھا تو سحر انپر سے اپنا اُتار لیا تھا غرض جب جلاد ہلاک ہوا عمرو نے کہا ملکہ اب یہان سے تا ایسے داری بگریز جلد چلو کہ دشمن اسی مقام پر موجود ہی غبار انگیز نے کہا تم اپنی راہ جاؤ مین اور کام کو جاتی ہون یہ کہکر زمین پر گری اور سحر سے مچھلی بنکر زمین مین سما گئی عمرو اور برق اپنے لشکر کی طرف چلے راہ مین برق نے کہا کہ باغ مین جو ساحرہ کہ افراسیاب کے پاس بیٹھی ہی اُستاد میری نگاہ سے تو ایسی حسینہ عورتین کم گذری ہین عمرو نے کہا تو پھر مین جاؤن اور ہو سکے تو راہ راست پر اُسکو لاؤن برق نے کہا ایک سر ہزار سودا وہان افراسیاب بھی بیٹھا ہی نہین معلوم کیا اتفاق ہو چلیے بھی اپنے لشکر کو برق کے اسطرح سمجھانے سے عمرو جانب لشکر روانہ ہوا ادھر غبار انگیز طاؤس سوار جو غرق زمین ہوئی بہت دور جاکر مثل دفینہ کے تہ زمین سے برنگ لالہ و گل نکلی اور خیال کیا کہ پہلے اپنے ملک مین چلکر لشکر اپنا اور مال و خزانہ ساتھ لے پھر لشکر مہرخ مین چل ورنہ افراسیاب آکر سب لٹوا لیگا بس یہی رائے پسند آئی اور بزور سحر اُڑکر اپنے ملک مین پہونچی اُسکے ملازمون کو خبر ہوئی سواری اور اسباب تزک و احتشام ہمراہ لیکر اُسکے پاس حاضر ہوئے چار سو کنیزان حسین و مہ پارہ اُسکی ہین وہ بھی لباس و زیور سے آراستہ ہو کر آئین ملکہ دار الامارہ مین اپنے آئی سب مال و اسباب بجنسہ جیسا چھوڑ گئی تھی پایا یہ مسند حکومت پر بیٹھی اور اُسکی طرف سے فوج کا مالک کوہ وقار جادو نام ایک ساحرہ ہی اُسنے آکر تسلیم کی نذر دی غبار نے ہنسکر کہا کہ ای کوہ وقار عجب طرح کا مقدمہ در پیش ہی کہ جسکا بیان کرنا بھی دشوار ہی خیر تمسے

لیتی ہون لو سنو مجھسے اور افراسیاب مالک طلسم سے بگڑگئی ہی اور مین مہرخ سحر چشم کے شریک ہوئی ہون کوہ نے کہا مہرخ نے جو آجتک مقابلہ کیے پھر بادشاہ کا کیا کیا آجتک اسد اور مہ جبین قید ہین غبار انگیز نے کہا مہرخ نے بہت کچھ کیا کہ بادشاہ سے لڑے گئی ہان یہ کہو کہ وہ بادشاہ کی خاک باقی اُسکا کچھ بادشاہ نے آجتک نہ کرلیا کوہ نے عرض کیا کہ غلامون کو مالکون سے تقریر کرنا نہ چاہیے اچھا جو کچھ آپ نے کیا بہت بہتر کیا ہم آپکے مطیع ہین جو فرمایئے وہ بجالائین جب ملکہ مذکور نے یہ عجز اُسکا دیکھا خوش ہوکر خلعت سے اُسکو مخلع کیا اور حکم دیا کہ جلد فوج ہماری تیار ہو اور از دریا سحر پہ بارگاہ و مال و خزانہ لادکر روانہ کرو بموجب ارشاد اُسیوقت نفیر سحر کو دم ملا فوج نصرت شعار اُسکی مسلح و مکمل ہوئی آسمان دود سحر سے ایک دودی حبار نظر آنے لگا ہر سمت صدائے بوق و نفیر سے تزلزل آشکار ہوا بازو بط جانوران سحر نے رووے۔ ہر ہر پھولکر کالا کیا ایک سمت تلوار لگے دھنی ساحر بھی اور سردار بھی ہتھیارون کو کھڑکھڑاتے اپنا جوبن دکھاتے تھے تنتے ہوے جاتے تھے سوار گھوڑے بادرفتار کو داتے تھے کہ ابیات

ابیات

تھی سواری کے فیل کی وہ دھوم — جیسے ابر بہار آئے جھوم
لعل ناب و گہر تھے صرف نثار — اک مہابت کے ساتھ فیل لشان
اور ہاتھی تھے جھومتے جلتے — جیسے آئے جوان مدھماتے
صف مژگان و ابرون کی جون — پال بستہ رکاب بن تھے سرنگ
تھا بہت تیز گام اسب خیال — رہگیا دیکھ کر اُنھون کی چال

آئی دولت سرا سے ہو کے سوار
آگے مانند کوہ زر کے روان
پلٹنین جاتی تھین برابر یون
جنکے دیکھے کیست چرخ ہو دنگ

خلاصہ کلام غبار انگیز گلفام سب فوج و خزانہ لیکر تمام قلعہ کو ویران کرکے بازاری بیوپاری سبکو لشکر مین مقرر کرکے نرگسی کوہ کیطرف سے راستہ بادشاہ کی آمد و رفت کا چھوڑکر جانب لشکر مہرخ فرخ نامور روانہ ہوئی یہ تو یہان سے جب دور تر نکل گئی شاہ جادوان اُسوقت ملکہ شوخ جادو کے یہان ناچ وغیرہ دیکھکر فارغ ہوا اور اُسکو خیال غبار کا آیا پکارا کارے ہمنے جلاد جادو کو بھیجا تھا کہ وہ غبار اور برق عیار کا سر کاٹ لائے بڑا عرصہ ہوا کہ وہ ابتک نہ آیا جلد تر کوئی جاکر باہر باغ کے اُسکی خبر لائے کہ اُسپر کیا گذری حسب الحکم ملازم شوخ جادو کے دوڑے اور ہر طرف تلاش کیا آخر ایک مقام پر جلاد جادو کی لاش پائی کہ سر شق ہوگیا ہی اور مرا ہوا پڑا ہی یہ دیکھکر خدمت بادشاہ مین آکر عرض کیا

کہ حضور جلاد مردہ پڑا ہی اور غبار دبرق کا کہین پتہ نہین ہی یہ سُنکر بادشاہ نے کہا کہ صاحبو مین
یہ حیران ہون کہ یہان کون آیا جو جلاد کو مار کر غبار کو لے گیا یہ کہکر اپنی بغل سے ایک لوح نکالی
اور سحر پڑھکر اُسکو دیکھا اُسمین ظاہر ہوا کہ جب غبار کو جلاد لیگیا اور قتل کرنے لگا وہان عمرو عیار
موجود تھا اُسنے پتھر مار کر جلاد کو مار ڈالا اور غبار انگیز کو لیگیا بس لوح سے یہ معلوم کر کے شاہ
وہان سے اُٹھا اور کہا ای شوخ تم غبار کے قتل کی نسبت سنگ راہ میری ہوئین ہر وقت افسانہ
کو ناچ رنگ بھی دیکھنا اچھا نہین اگر مین خیال کر کے پہلے ہی اُسکو مار ڈالتا تو اچھا تھا مین تو
مصروف عیش و نشاط رہا دشمنون نے اپنا کام کیا شوخ نے بہت کچھ عذر کیا اور کہا مجھسے جو خطا
ہوئی ہو ملازمان جناب معاف کرین اُسنے کہا کہ ہم تمسے بہت راضی ہین مگر خیر غبار اگر چھوٹ گئی تو
کیا ہوا میرے ہاتھ سے کہان جائیگی یہ کہکر وہان سے رخصت ہوا اور راہ مین سوچا کہ چلکر غبار انگیز کا
ملک تمام ویران کر دے خزانہ لوٹ لے وہ محتاج ہو جاے بس یہ سوچکر سناٹا بھرا اور دریاے عقاب پر
آیا وہان کشتی سحر لگی تھی سوار ہوکر پار جو اُترا ملک طاؤسیہ مین پہونچ گیا یہان جو دیکھا تو سب ملک
ویران نہ فوج ہی نہ دوکانین ہین نہ مال ہی نہ خزانہ ہی سوچا کہ غبار آگر پہلے ہی لیگئی ہوگی تو نے
بڑی غفلت کی جو بیٹھا ناچ دیکھا کیا اب چلکر لشکر مہرخ مین وہ ملیگی اُسکو مع مہرخ کے قتل کر یہ خیال
کر کے وہان سے رنجیدہ خاطر ہوا اور جانب ظلمات گیا اور اُسکو اختیار ہی کہ ہر مقام سے ظلمات مین
چلا جاتا ہی بس ظلمات مین پہونچکر ایک نامہ اُسنے لکھا اور طائر سحر کو دیا کہ پاس ظالم گیسو دراز ظلماتی
کے لیجائے طائر مذکور نامہ منقار مین داب کر چلا اس ظلمات مین ایک پہاڑ ہی کہ اُسکے دامن مین
قلعہ آباد ہی اس قلعہ کا ظالم حاکم ہی چنانچہ وہ اپنے دار الامارۃ مین بیٹھا تھا کہ طائر نے لاکر نامہ دیا
اُسنے نامہ کو پڑھا لکھا تھا کہ ای مہنت ظالم گیسو دراز ہمارا تمھاری ملاقات کو جی چاہتا ہی اور
یہان کار ضروری ہی بس لازم ہی کہ بفور دیکھتے اس نامہ کے مع فوج قاہرہ اپنی کے جلد ہمارے
پاس آؤ یہ پڑھکر اُسنے اپنے سپہ سالار سے کہا کہ ای مہنت سرخ چشم افراسیاب نے بعد مدت کے
ہمکو یاد کیا ہی اور سنا ہی کہ طلسم مین غدر بھی پڑا ہی اچھا پھر کچھ ہی ہو ہمکو بادشاہ کے حکم کی تعمیل ضرور
چاہیے اچھا تم جاؤ اور فوج کو مسلح و مکمل کراؤ سپہ سالار یہ حکم سنکر لشکر تیار کرانے گیا اور اُسنے
بجواب نامہ عرضی لکھی کہ غلام حاضر ہوتا ہی طائر نے جواب لاکر بادشاہ کو دیا بادشاہ نے عرضی پڑھکر

باغبان وغیرہ جو لوگ کہ وہان حاضر تھے اُنسے کہا کہ ہمنے ظالم ظلماتی کو بُلایا ہی آتا ہوگا وہ ساحر کیسا ہی ساحرون نے کہا کہ حضور وہ بڑا زبردست ہی ہمسے بہین ہی تعریف اسکی سب کرنے لگے شاہ بہت خوشنود ہوا اور اسطرف ظالم کی فوج درست ہوئی ایک ایک مہنت جوگی جیپال اور شہپال کا یادگار لوہے کے کڑے ہاتھون مین ڈالے منقلین سلگائے ہوئے ڈاڑھیان لٹکائے ہوئے جٹا ہائے خاک کی کا گٹھا سر پر رکھا ہوا کھور سیندور و چندن کی بدن مین ملے تصاویر سامری و جمشید وغیرہ سینہ و جبین پر بنائے کانون مین کنڈل اور مندرے ڈالے بعضون کے سر پر حلقہ ہائے زری رکھے ہوئے رال و گوگل وغیرہ منقلون پر جلاتے دھوان ہوم کا بلند ہوم خانے اژدرون پر لادے ہوئے ہاتھیون پہنت سنگ ڈھرنگ کردھنے باندھے سوار گلون مین ہاتھیون کے گھنٹے بندھے زنجیرین کھنکتین ہزارہا سپاہی اڑنے مرنے والے اسباب جہالت سے آراستہ گھوڑے کوداتے بڑے عظم و شان سے روانہ ہوئے کہ نظم

چل سواری کی سیر بھی ہی بڑی
ایک خلقت ہی دونون رستے کھڑی

جل زر بفت پوش فیل نشان
کوہ زر سا تھا بیش بیش روان

گل کی ہالکھ پڑی ہوئی یکبار
ہاتھی آیا برنگ ابر بہار

زری پوشون کا بیش و پس انبوہ
اللہ اللہ ری اُنکی شان و شکوہ

تور مین کتنے سونے کے سے پہاڑ
آگے روپے کے روشنی کے جھاڑ

موتی کرتے تھے ہر طرف سے نثار
تھے مگر فیل ابر گو ہر بار

تھین جلو مین زینیان حاضر
جاہ کے آسمانیان حاضر

تازی ترکی عراقی و عربی
کوتل آگے تھے خوش جلو مین سبھی

نوبتی خوش سلیقہ ساری ہین
نے نوازون کی جان واری ہین

آج نوبت کے بجنے پر ہی رنگ
عقل ہوتی تھی بس ٹکور سے دنگ

القصہ بڑے کروفر سے ظالم خدمت شاہ مین آکر حاضر ہوا اور سواری سے اُتر کر اندر قصر شاہی کے آیا بادشاہ کو مجرا کیا نذر دی پھر اجازت بیٹھنے کی لی دنگل پر بیٹھا اور عرض کیا کہ جناب معلی نے آج جو مجھکو یاد کرکے سرفراز فرمایا کچھ سبب بھی اسکا ارشاد ہو بادشاہ نے اُسوقت سب ماجرائے گذشتہ جنگ و جدال مہرخ اس سے بیان فرماکر حال غبار انگیز کی مخالفت کا بھی بیان فرمایا اور ارشاد کیا کہ اب مین نے اسلیے تمکو بلایا ہی کہ بہار اور سب میرے نمکخوارین مجھسے منحرف ہوگئین وہان غبار انگیز بھی ہی اس سے تم ایک اکیلی غبار ہی کی فکر کرنا مہرخ جو اسکی طرفدار ہی اور اُسکے لشکر وغیرہ سب ہی کو غارت کر دینا ظالم نے کہا وہی غبار انگیز جو گوری گوری جوان سی خوبصورت ہاتھ مین یاقوت کی چھڑی رکھتی ہی شاہ نے فرمایا کہ ہان وہی ظالم نے

کہا حضور ملاحظہ کر لینگے کہ مین جا کر طبقہ اس مقام کا اُلٹ دونگا جہان یہ سب مخالف ہین اور ہر ایک کی بعنایت سامری مشکین باندھکر حاضر آستان کرونگا لیکن ایک بات شرم کی اور خلاف ادب سلطانی ہی اُسکو عرض نہین کر سکتا ہون اگر جان کی امان پاؤن تو زبان پر لاؤن بادشاہ نے فرمایا کہ کہو تمھاری جان بخشی کی اُسنے اُٹھکر پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ غبار کو مین پکڑ لاؤن تو مجھی کو وہ مرحمت فرمایئے گا کہ مین ایک مدت سے اُسپر شیفتہ اور فریفتہ ہون اور اسکیدن مین نے چاہ زمرد کے میلے مین اُسکو دیکھا تھا اُسدن سے میرا یہ حال ہوا ہی کہ مثنوی

خون ہوے نالۂ حزین کے ساتھ
رابطہ آہ آتشین کے ساتھ
ہونٹھ سوکھے تو خون ناب ملا

خواب و خور دونون کو جواب ملا
بستر خاک پر گرا ہون زار
درد کا گھر ہوا دل بیمار

رفتہ رفتہ ہوا ہون سودائی
دور پہونچی ہی میری رسوائی
آہ جو ہمدمی سے کرتی ہی

ابتو وہ بھی کمی سے کرتی ہی
ناامیدانہ گر گرون ہون نگاہ
دیکھتا ہون ہزار روز سیاہ

الطاف خسروانی و عنایت سلطانی سے بعید نہین کہ یہ التماس میرا بدرجۂ اجابت پہونچے شاہ یہ سوال اُسکا سنکر ہنس دیا اور فرمایا کہ یہ سب معشوقین طلسم مین ہماری ہین کہ کوئی انھین سرفراز مابدولت سے ہو چکی ہی اور کوئی ابھی باقی ہی اُنھین سے ایک یہ بھی ہی کہ ابھی میرے کام مین نہین آئی ہی مخمور در بہار کیطرح چنانچہ جب تمنائے دلی تیری ہی تجھکو وہ عنایت کی تو اب اُسکا مختار ہی اسنے یہ عنایت شاہ کی دیکھکر پھر نذر دی خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوا اور لشکر ہمراہ لیکر طلسم ظاہر کی جانب چلا شاہ نے اُسکے جانے کے قبل نامہ حیرت کو لکھا کہ ای ملکہ ہمنے ظالم گیسو دراز ظلماتی کو بھیجا ہی تم جانتی ہو کہ وہ ساحران ظلمات مین سے ہی اور بڑا معزز ہمارا نوکر ہی اور خیرخواہ بھی ہی اِسکی خاطر بہت کرنا اور تماشا اِسکی لڑائی کا دیکھنا اور جب وہ غبار انگیز کو پکڑ لائے تو غبار کو ہمنے اُسے دیدیا ہی وہ جو جی چاہیے اُسکے ساتھ کرے تم دخل ندینا یہ نامہ حیرت پاس جو پہونچا اُسنے پڑھا اور حکم دیا کہ جلد تر بارگاہ وسیع و عالی برپا کیجاوے کہ شاہ نے خود سفارش ظالم گیسو دراز کی فرمائی ہی حسب ارشاد ملکہ بارگاہ دلکشا نصب ہوئی اُسمین خوان طعام گوناگون کشتیان شراب سرخ کی اور سب اسباب راحت و عیش بھی مہیا فرما دیا اس عرصہ مین با ہزاران احتشام و تجمل ظالم گیسو دراز ظلماتی یہان آکر پہونچا ملکہ نے استقبال کرایا اور لشکر اُسکا اُتروایا وہ جب سامنے آیا جبین عجز و انکسار کو سامنے خاتون بادشاہ کے جھکایا خلعت ملا بیٹھکر شراب پینے لگا جب وہ زمانہ آیا کہ شب تیرہ فام مثل ظالم گیسو کھولے ہوئے خیمۂ دہر مین قدم زن ہوئی اور پسبان غبار انگیز روز سفید سے گریز کی کہ ابیات

لطف چرخ بلند پیشانی | دیدۂ مہ نے کی نگہبانی
ساغر مہ لبالب مئ نور | تھا جو اُس شب کو انبساط و سرور

سر شام بحکم حیرت و ظالم ناز جام طبل جنگ بجا نفیر سحر کو دم ملانا رزمی کا شور بلند ہوا ہرکارے لشکر مہرخ مین آکر بعد دعا و ثناے شاہی عرض پیرا ہوے کہ ای ملکہ عالم ظالم گیسو دراز ایک ساحر اظلم آیا ہی اُسنے اپنے نام طبل جنگ بجوا دیا ہی مہرخ نے خبر سنکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے اِسطرف بھی شور محشر آشکار ہوا ہر ایک صداے طبل و بوق سنکر خبردار ہوا کہ کل پھر معرکہ جنگ در پیش ہی قدم بہادران میدان مین پیش ہی وہی ہنگامہ خیزی و معرکہ انگیزی جان دینے کی آشکار ہوئی لڑائی کی ایک دھوم ایسی ہوئی کہ ہجوم سپاہیان اور مبارزان سے مجمع قیامت نظر آتا تھا وہ میدان جنگ میدان حشر بپا تھا فوج مین سے یہ گرد و غبار اُڑا تھا کہ آئینۂ خورشید اندھا ہوا تھا فلک سے غبار یون گرتا تھا کہ جیسے کہر اپڑتا تھا ملک شہود کیفیت شب تار دکھاتا ہر قدم پر پامال قدم رکھنے سے بھونچال آتا زمین کا انبوہ سپاہیان سے یہ حال تھا کہین تفنگہاے سحر کی کثرت تھی کہیں کمانون اور ترکشون کی شدت تھی تلوارین اتنی صیقل ہوئی تھین کہ دنیا تمام سلح خانہ نظر آتی تھی خوف سے بزدلون کی جان جاتی تھی ایک سمت سحر کا کارخانہ تھا جادو کا ٹھکانا تھا اندھیر جہان مین برپا تھا کسی جا روشنی کہین اُجالا کوئی ساحر چندان منھ پر ملتا کسی کا منھ کالا تھا اگیارون کی وہ کثرت تھی کہ دنیا آتش سے بھر گئی تھی لونا چاری بھی یہان آتے ہوے ڈر گئی تھی جو برآتا تھا وہ سامری اپنے تئین بتاتا تھا زبردستی جتاتا تھا دمبدم فلک سے آگ برستی تھی آتشبازی سحر کی چھُٹتی تھی یہ حال تھا کہ قصیدہ

بجاے قلم خنجر بران کے برابر
تلوار تری روز وغا برق نظر آے
ہو ملک عدو شہر خموشان کے برابر
ہی اسپ فلک سیر ہر ایک غیرت خورشید
بجلی سی کبھی گنبد گردان کے برابر

افسانہ کہون اُنکے جو شمشیر دو دم کا
سر دشمنون کے قطرۂ باران کے برابر
بجلی گرے دشمن پہ جو ہو عکس فگن تیغ
ڈانٹین جو اگر اُنکو تو بس ہان کے برابر
ہی فیل سیہ مست ہر ایک رشک شب تار

اگر اُسکی شجاعت کا کرون حال مین تحریر
دشمن کو سلاؤن مین میدان کے برابر
گر کاٹ سناؤن مین تری تیغ دو دم کا
سایہ بھی ہی اک برق درخشان کے برابر
جائین کبھی مشرق کبھی مغرب وہ چھلاوے
مالک جو ہی اُنکا مہ تابان کے برابر

غرض رات بھر ہر سمت عروسان حجلہ شجاعت کا بناؤ سنگار رہا جب وہ زمانہ آیا کہ فیل فلک کی گردن پر فیلبان زرین تن مہر سوار ہوا اور اسپ مشکین لیل دُم دبا کر بھاگا کہ ابیات

مہر نکلا تو کانپتا نکلا | راز شب آشکارا ہوتا ہی
صبح کا دم بھی ڈر سے کیا نکلا | شور محشر دوبارا ہوتا ہی

صبحدم مہرخ و بہار و مشکین مو وغیرہ بہزاران تمکنت و شوکت تختہائے سحر پر سوار ہو کر جانب میدان چلین فوج مین نفیر و بوق کا شور ہوا مائل جنگ ہر صاحب زور ہوا ایکطرف سے ساحر طائر سحر واژدر اڑا کر چلے کسی سمت بہادر منچلے گھوڑے کوداتے روانہ ہوے تختہائے زرین کا روے ہوا پر چمکنا آفتاب کی ضو مین ہزار دن آفتاب نکلا ہوا دکھائی دیتا ساحر کڑکا روے ہوا پر کہتے نقارے بلندی پر جو بجتے کروبیان فلک کو خیال ہوتا کہ قلعہ فلک پر نہ کہین یہ لوگ حملہ کرین ہر سمت بادشاہ لشکر کی شان مین نقیبون کی زبان پر نظم

ای ترے ڈر سے جگر شیرون کے آب
لشکری اس فوج کا ہر اک عقاب
گرد اس لشکر کی گر ہوئے بلند
وقت گرگ و میش سے منھ پر نقاب

دشمنون کو رد بہانہ اضطراب
موج زن جیدھر ہو یہ دریاے موج
پھر زمین و آسمان مین ہو حجاب
زیر دست اسکے رہین گردن کشان

مدعی کی صف ہو گو نجون کی قطار
بستیان اس سمت کی جیسے حباب
جاے دشمن جون سیک با سوختہ
تا قیامت وہ رہے مالک رقاب

اسی عظم و تجمل سے وادگاہ مصاف مین آکر یہ سب منچلے ہو گئے اسطرف طبل جنگ بجوا کر ظالم گیسو دراز ظلماتی اپنی بارگاہ مین آیا تھا اور سو رہا تھا صبح کو جو اٹھا لشکر جانب میدان جانے کو تیار ہوا لیکن اسنے براہ عجب و پندار کہا کہ ابھی بہت سویرا ہی مین ایک دو گھڑی مین تو سب خطاکارون کو پکڑ لاؤنگا لشکر آگے چلے مین ایک بازی شطرنج کی کھیل کر آتا ہون یہ کہکے شطرنج بچھا کر مصاحبون سے شطرنج کھیلنے لگا لڑائی کی کچھ بساط نہ سمجھا لیکن عیار عمرو کی جانب کے بڑے بڑے فرزینون کو مات کر چکے ہین اسپ فطرت ہر جگہ دوڑاتے ہین گو وہ فیلبند نامرادی مین پھنسا ہوا تھا لیکن ضرغام نے رخ نہ پھیرا جادوگر بنکے اسکی بارگاہ مین گیا اسنے شطرنج کھیلتے کھیلتے ایک قہقہہ مارا اور کہا بازی ہمنے پائی یہ کہنا تھا کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور وہ ضرغام کے لپٹ گیا پکڑ کر سامنے لایا اسنے استفسار کیا کہ تو کون ہی اسنے کہا مین ملازم حیرت جادو کا ہون اور ساحر ہون ظالم نے کہا نہین تو عیار ہی ضرغام نے کہا مین عیار نہین ہون اسنے سحر پڑھکر جو پھونکا روغن عیاری اسکے چہرہ پر سے اڑ گیا سحر سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہ ضرغام عیار ہی بس یہ دریافت کرکے اسنے نامہ لکھا عمرو کو کہ ای عمرو تمنے لاکھون ساحر مار ڈالے مگر اب میرے ہاتھ سے تم مارے جاؤگے اگر ایسی حرکتین کروگے تمکو عیارون سے دعوی جنگ چاہیے میرے مقدمہ مین دخیل ہونا مناسب نہین مین تمھارے طرفدار ساحرون سے لڑنے آیا ہون خبردار اب ہمیون مکاری کو نہ دوڑانا اور ہر زہ پوئی کو کام نفرمانا یہ نامہ لکھکر ضرغام کو دیا کہ اپنے استاد کو جا کر دینا اور خطا تیری بھی معاف فرمائی

جا اب یہان نہ آنا ضرغام وہان سے چلا تھوڑی دور جاکر دل سے کہا کہ تم اس ساحر کے باپ کے نوکر تو ہو
نہین جو نامہ لیجاؤ اور پیام سلام کرو چلو عیاری کرو جب جانا بارگاہ مین نامہ بھی دکھا دینا خواجہ ابھی میدان
جنگ مین آئے ہونگے وہان نامہ کا کیا موقع ہی یہ سوچکر پھرا اور دوسری طرح پر صورت اپنی بناکر بارگاہ
مین ظالم کے آیا اُسنے بھر سحر سے دریافت کرلیا اور پنجہ کو بھیجکر گرفتار کرایا اور مہنت سرخ حشیم کو بلواکر کہا
ابھی تم اسکو پکڑکر لیجاؤ اور مہرخ کے یہان چھوڑ آؤ مہنت ضرغام کو لیکر اُڑا اور سامنے لشکر جنگ آزما
کے لاکر اُسنے چھوڑ دیا اور کہا تجھے منع کردیا تھا کہ اب نہ آنا تو نے نہ مانا خیر اب کبھی ارادہ نکرنا ورنہ مارا جائیگا
ضرغام نے لشکر مین آکر خواجہ کو نامہ ظالم دیا اور سب حال کہا عمرو از بسکہ میدان مین کھڑا تھا اسوجہ سے
جب ہو رہا اور کچھ عرصہ مین ظالم بھی سوار ہوکر عرصہ کارزار مین پہونچا مہنتون کی فوج مین گھنٹے بجتے
ناقوس پھنکتے اژدرہاے دہان پھنکارتے نارنج ترنج ناریل اُچھلتے تھے ترسول بنسول چمکتے تھے جے جے کار
سامری کے شور بلند ان سبنے آکر پرا اپنا جمایا جب صفوف فوج دونون جانب ترتیب پذیر ہوچکین جیپال
مہنت ظالم کیطرف سے میدان مین اجازت لیکر آیا اور بعد سلح شوری و نیرنگی سحر دکھانے کے مبارز طلب
ہوا سمر شار جادو نام ملازم مہرخ نے اپنا اژدر اُسکے مقابلہ مین نکالا اور مہرخ سے اجازت لیکر سامنے اُسکے
گیا اسنے ایک نارنج مارا سمر شار نے خالی دیا اور ناریل اُسکے سینہ پر لگایا اُسنے بھی خالی دیا اور غصہ مین آکر
اپنے کان سے کنڈل اُتار کر چہ مارا وہ کنڈل بجلی بنکر جو گرا سمر شار کو کاٹ گیا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا سمر شار کا
بھائی منیجہ اراس سانحہ کو دیکھکر تاب نہ لایا اور مہرخ سے اجازت لیکر بہر مقابلہ آیا جیپال نے اسپر بھی کنڈل
کھینچ مارا لیکن یہ بہادر زمین مین سما گیا کنڈل خالی گیا اور یہ پشت پر جیپال کے زمین سے نکلا اور للکارا
کہ سنبھل وہ جبتک خبردار ہوئے اسنے ایک تلوار سحر کی لگائی کہ بجلی بنکر وہ تیغ آبدار بھی جیپال کے سر پر
گری اور اُسکو بھی کاٹ گئی صداے دار وگیر اُسکے مرنے سے بھی بلند ہوئی یہ حال جو ظالم نے دیکھا سب لشکر
کو روک کر خود آپ بہر مقابلہ نکلا اور میدان مین آکر للکارا کہ اے فرقہ نمکحرامان آؤ میرے مقابلہ مین یہ سنا تھا کہ
ملکہ بہار اپنا طاؤس خوش نگار بڑھاکر سامنے مہرخ کے آئی اور کہا اے ملکہ یہ ساحر رہنے والا ظلمات کا ہی
جسکو شاہ طلسم نے غصہ مین آکر بھیجا ہی ایسے ویسے ساحر سے مارا نجائیگا مین اُسکے مقابلہ مین جاکر نصیب
آزمائی کرتی ہون آگے پھر سیر النصیب ملکہ مہرخ نے اُسکو گلے سے لگاکر رخصت کیا یہ محبوبہ خوش لقا وشیر زن
ادا دل لشکریان پامال کرتی حنائی انگلیان اپنی کیا دکھاتی کہ قتالۂ عالم ہوتا اپنا جتاتی زلف رخسار پر

اُسکے ہلتی تھی یا یہ کہتی تھی کہ سب دشمنون کو پریشان کرونگی چشم فتان کا بہزاران شوخی یہ اشارہ تھا کہ ترک غمزہ نے میرے ہزارون لشکر دل پامال کردیے ہین اب بھی صفوف لشکر اعدا کو حیران بناؤنگی چہرہ میز بسان آفتاب تابان وہ گرمی کہ جسکے جلال سے کوئی سامنے ٹھہرنے کی تاب نہ لا سکے دہن تنگ ایسا گم کہ دشمنون کو راہ عدم دکھائے عجب حسن لاجواب کی اُسکے بہار تھی واقعی سراپا وہ بہار تھی کہ **ابیات**

دیدہ گل مین جا گہ اُسکی
نقش قدم تھا یاسمن اُسکا
جب وہ چہرہ تابندہ ہوا
کاکل صبح سے خوش آیندہ

نکہت گل گرد رہ اُسکی
گل آشفتہ اُسکے رو کا
ماہ دوہفتہ شرمندہ ہو
دیکھ اُسکے رخ کی نور افشانی

چشم برہ سارا چمن اُسکا
سنبل اک زنجیری ہو کا
زلف اس چہرہ پر تابندہ
شمع مجلس ہو پانی پانی

الحاصل یہ فروغ افزاے مجلس جادو بیانی سامنے اُس ظالم اظلم کے جا کھڑی ہوئی اُسنے اُسکی صورت دیکھکر ایک قہقہہ مارا اور کہا کہ خوب تونے اوچھو کر یا پیٹ سے پاؤن باہر نکالے کہ میرے مقابلہ مین آئی مجھکو بھی تونے افراسیاب مقرر کیا ہو افراسیاب تیرے عاشق ہین وہ طرح دیجاتے ہین لیکن میرے ہاتھ سے تو بچکر کہان جائیگی اچھا اپنا ارمان باغ سحر بنا کر نکال لے بہار نے یہ سنکر خیال کیا جو پہلے مار چلے وہ ہی میری یہ زبردست ساحر ہو شاید تجھے مہلت سحر کی نہ ملے بہتر تو ہی کہ اپنا کام پہلے کرے یہ سوچکر اُسنے طاؤس پر سے جست کی اور بیچ میدان مین کھڑے ہوکر کچھ افسون پڑھا اور پکارہی کہ ای بہار آؤ اُس آواز کا دینا تھا کہ یکایک ہواے سرد چلی آنکھین ہر ایک کی بند ہوئین پھر جو آنکھین کھلین ہر سمت چمنستان بنا پایا اور اُس چمنستان مین لالہ و گل اُگا پایا جوش پر فصل بہار تھی گلشن مین آمد یار تھی باغ بالکل فرنگستان تھا سنبل شبنم سے پوڈر بالون پر چھڑک کر پریشان تھا شاخ نازک کسی فرنگن کے دست نازک کا کیت تھی ہر گلی کوچ پر ناز کے پاؤن رکھے اسباب عیش سمیت تھی شگوفہ گیلاس کی شکل غنچہ تو لبریز شراب کی تھین سوسن بھی اودی باناتی کی کرتی پہنے تھی اپنی شکوہ دکھاتی بصد آب و تاب تھی جب ہوا چلتی تھی پتون سے آواز ارگن بجنے کی آتی تھی لالہ نے سلامی کے لیے پلٹن جمائی تھی تار رگ ابر بہار کو کھینچکر نسیم سحر نے ساز خوشی بنایا تھا انگریزی باجا بجایا تھا اس گلستان سحر کا یہ نقشہ تھا کہ **ابیات**

اپنی سنگینین چمکتی ہوئی دکھلائینگے
آنکے دکھلائینگے بلبل بھی جو ہی اُسکا فن

آپڑے گی جو کہین نہر پہ سورج کی کرن
آئیگا نذر کو شیشہ کے کٹورے لیکے حباب

ی نوازی کے لیے کھول کر اپنی منقار
یاسمین پتون کے بجنے مین چلے گی بن ٹھن

نکہت آئیگی نکل کھول کلی کا مکرا | ساتھ ہوئے گی نزاکت بھی جو ہی اُسکی پھبن | حوض صندوق فرنگی سے مشابہ ہونگے
اُسمین ہو وینگے پریزاد بھی سب عکس فگن | کیا تعجب ہی کہ فوارون کی ہو سارنگی | رعد کے طبل بجین ایسے کہ ہون مست ہرن

جب ایسا باغ پر بہار تیار ہو چکا ملکہ بہار اس باغ مین داخل ہوئی اور لباس پُرتکلف کے اپنے اور زیور مرصع کار کے علاوہ حسن وجمال کی پھبن دکھانے لگی ہواے سر و جلی لشکری ظالم کے ساتھ تھے وہ سب جھومنے لگے اور شعر عاشقانہ ہر ایک نے ورد زبان کیے کوئی پکارا کہ اے جانی ملکہ بہار ہم تو تیرے فرمان بردار ہین بیت

یون ناکام رہینگے کب تک جی مین کام کرین | رسوا ہو کر مارے جائین تجھکو بھی بدنام کرین

کسبی نے آواز دی کہ اے میرے دل وجگر سے بہتر کیا تیرے حسن وجمال کی تعریف کرون کہ مطلع

کس سے مشابہ کیجے تجھکو ماہ مین ویسا نور نہین | کیونکر کیسے بہشتی رو ہی اس خوبی سے تو حور نہین

ایک اُنہین سے بولا کہ اے راحت جان وعمر مطلع

دل سے گئے بیدل کہلائے آگے دیکھین کیا کیا ہون | محزون ہوئین مفتون ہوئین مجنون ہوئین رسوا ہون

اسی طرح تمام لشکر دیوانہ وار عشق بہار مین یہ اشعار بکتا ہوا جانب باغ روانہ ہوا اشعار

کہان تک شوق وصلت مین مرین ہم | نہین جی صبر کرتا کیا کرین ہم | نہین جان ٹھہرتی ٹھہرائین کیونکر
نہین دل مانتا سمجھائین کیونکر | کہان تک آرزوے ہمنشینی | رکھے واماندۂ خلوت گزینی
کہان تک سوز شوق ہمکناری | کرے یون گرم جا بر مین ہماری | کہان تک اشتیاق بوسۂ لب
فسون خوان فغان وجوش یارب | کہان تک طوق ایام جدائی | کہان تک عرض غم کی نارسائی
حریف یاس اک مدت ہوئے ہین | خبر لے جلد اے ظالم موئے ہین | نہین بچتا کہ جی پر ہی قیامت
رہے عاشق کُشی تیری سلامت

جب لشکری اسطرح دیوانہ وار بکتے چلے ظالم نے کچھ خاک اُٹھاکر اپنے لشکر کی جانب اُڑا دی وہ خاک جسکے سر پر جا کر پڑی وہ چپ ہو کر ایک مقام پر کھڑا ہو رہا پھر کچھ اُسنے شور و غوغا نہ کیا جب سب اپنے لشکر کو وہ ساکن بصبر و سکون کر چکا اُسوقت پکار کر کہا کہ واہ بی بہار تمھارا کیا کہنا بس اسی سحر پر تحسین ناز تھا لے اب اچھا ہوشیار ہو جاؤ اس نعرہ کرنے پر بہار نے اور زیادہ اپنے سحر کو زور دیا لیکن اُس ظالم کو کچھ اثر نہوا اور اُسنے اپنے گیسوہاے دراز سے بالون کو توڑ کر کچھ افسون پڑھا کہ وہ بال مثل زنجیر پیچان کے بنگئے اس زنجیر سے اُسنے بڑھ کر حکم دیا کہ جاؤ اور اس لشکر

مہرخ نابکار کی فوج کو مع سرداران باندھ لے اور ایک بال اور توڑ کر اُسنے باغ کی جانب بہار جادو کے پھینکا کہ جاتو اس باغ کو بہار کے تاراج کرکے بہار کو مع کنیزون کے پکڑ لا وہ بال زمین پر گرکر ایک اژدر خونخوار بنا اور شعلہاے آتشین چھوڑتا ہوا جانب باغ نگارین بہار روانہ ہوا اور باغ مین وہ باغی جب پہونچا وہ باغ تمام دشت ویران بنگیا جہان ایسے موذی کا گذر ہوا اور اِس اژدر کا یہ حال تھا کہ ابیات

وہ تھا باغ اُسکے سبب ہولناک	دم اُسکے نے وان کی اُڑادی تھی خاک	کہان سایہ اُسجا وہ سبزہ کہان
درخت اُسکے جاتے رہے تھے نہ وان	صداے مہیب اُسکی ایسی بلند	جگر چاک تھے سب ہوا پر پرند
اُڑا اسطرح باغ مین بس غبار	کہ وہ باغ تھا ایک تاریک غار	پہونچتا تھا گردون تلک شور و شر
ہوا صاف ہوتی نہ دو دو پہر	جدھر بھر نظر دیکھیے لگ جاے آگ	دم دم کشی لب پہ کھیلے ہی ناگ

خدا کی مار اُس بس کی گانٹھ نے اپنے دم آتش فشان سے تمام درخت اور چمنستان جلا دیے جو شجر کہ پھولا پھلا تھا وہ اب چنار آتش فشان نظر آتا تھا طاؤس باغ اور لالہ کا دل اسی آتش سے داغی ہوا ہی حنا کا دل اسی رنج سے خون ہوا ہی سوسن دھوان گئی ہی جب ہی نیلی ہی سنبل پر پیچ دھوئین کا پتا دیتی ہی نہرین جوش کھاکر اُبلنے لگین جیسے کوئی پانی کھولتا ہی ترکیب بند

یہ گلستان سراے تماشا نہین رہا	وہ نوبہار گلشن و مینا نہین رہا	افسوس کوئی پردہ نشین پردہ در نہین
وہ حسن جس سے عشق ہو رسوا نہین رہا	حیف اپنی تلخکامی و شوریدہ طالعی	جس سے کہ زندگی کا مزا تھا نہین رہا
اپنی خرابیون کو کہان جا کے روے	وہ شمع روے انجمن آرا نہین رہا	ہر دم جبین آئینہ آلودہ تم سے تھی
یہ آب و تاب حسن اُسی مہ کے دم سے تھی		

جب وہ باغ سب جلکر خاک ہوا اُس اژدر نے دم کھینچا کہ کنیزان ملکہ بہار اور بہار جادو سب کھینچکر اُسکے غار دہن مین چلی گئین اور وہ اژدر پھر کر سامنے ظالم کے آیا بہار کو مع کنیزان کے اُسنے اُگلدیا ظالم نے قید سحر مین مبتلا کرکے اُسکو لشکریون کے حوالہ کیا اور آپ للکارتا ہوا آگے بڑھا اُسوقت خواجہ عمرو وغیرہ عیارون نے دیکھا کہ معاملہ جنگ بے ڈھب ہی یقین کامل ہوا کہ ہمارے لشکر کی شکست ہوگی بس یہ حال دیکھکر عیار تو سب لشکر سے نکل گئے اور وہ زنجیر جو بالون کی بنی تھی وہ آکر لشکریون کے دست و پا و کمر مین لپٹنے لگی اور ایسی وسعت اُسکو ہوئی کہ تمام لشکر کے ہر بند کو اُسنے جکڑ لیا ایک ہی رسی مین یہ بیچارے سب بندھے جو جو کہ بزدل تھے وہ پہلے ہی سے بروقت تاراجی گلشن بہار جادو بھاگ گئے تھے باقیماندہ اُسوقت بندھنے سے جو بچے بھاگ نکلے بازارین

لشکر کی بند ہوگئین وہ چہل پہل اور رونق سب مٹگئی جو جو لشکری کہ منچلاپن کرکے آمادہ لڑنے پر ہوسے ایک سو مہنت کو ہمراہ لیکر ظالم بھی اُنپر آپڑا اور تلوار چلنے لگی کچھ دیر زد و کشت کا ہنگامہ برپا رہا آخرہ وبھی گرفتار زنجیر سحر ہوئے اب ہر ایک کی زبان غم بیان پر یہ افسانہ تھا کہ **ابیات**

کیا ماجرا لکھون مین کہ تاب رقم نہین
آتا نظر وہ سلسلۂ خم بخم نہین
ہین نالہ ہاے صور صریر قلم نہین
آواز ہاے ہاے کی آتی ہے متصل
وحشت مری نگاہ سے ہوکیون نہ جلوہ گر
گردون ظلم گنبد ماتم سے کم نہین

غرض اس زنجیر سحر مین بصد ستم یہ سب وابستہ رنج والم کھنچتے ہوے چلے اور سامنے ظالم کے وہ زنجیر آئی اُسنے ہر ایک کو طوق و زنجیر سحر پنہا کر قید کیا اور طبل شادمانی بجوا کر پھر اپنے لشکریون کو حکم دیا کہ انکی بارگاہون اور مال خزانہ پر جا کر قبضہ کرلو اور جب تک کہ یہ سب قتل ہون یا اطاعت شاہ طلسم کی اختیار کرین اُسوقت تک کوئی اسباب انکا غارت نکرے بارگاہون پر ان بیچارون کے پہرا مقرر ہوگیا اور یہ پھر کر بارگاہ حیرت مین آیا لشکر نے اُسکی کمر کھولی آسودہ ہوا اور اسنے حیرت کو آکر نذر دی اور عرض کیا کہ مبارک ہو مین نے سب باغیون کو گرفتار کردیا حیرت نے اُسیوقت عرضی خدمت شاہ طلسم مین اس فتح کی لکھی کہ اسے بادشاہ ذی شان ظالم نے آکر وہ کار نمایان کیا ہی کہ زبان اُسکے وصف مین قاصر ہی اب سب نکحرام اسیر سلسلۂ سحر ہین اب جو کچھ حکم دین وہ عمل مین آئے بلکہ اگر مزاج ہمایون مین آئے تو خود قدم رنجہ فرماکر ان لوگون کو قتل فرمائیے یہ عرضی تو بیتلے کو دی کہ وہ لیکر بادشاہ کے پاس گیا اور حیرت نے حکم ترتیب جشن دیا اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ ظالمۂ شب نے زنجیر کہکشان مین مہرخ روز کو گرفتار کیا کہ **نظم**

خواب سرخوشی نے سر دبائے رکھا
بخت بیدار نے سُلائے رکھا
رہی پوشیدہ گرمجوشی شب
کھل گئی ہمہ پردہ پوشی شب

رات کو ظالم نے اپنی بارگاہ مین آکر شراب‌خواری کرنا شروع کی جب دماغ اُسکا شراب سرخ سے گرم ہوا بے اختیار خیال یار آیا سوچا کہ ساری لڑائی تو نے فتح کی مگر کہین غبار انگیز جادو کا پتہ نپایا اگر اسوقت وہ ہوتی تو کس مزے سے پہلو مین سوتی واے ناکامی کہ اتنی محنت بھی کی پھر بھی وہ جلوہ پرداز حسن نملی ہاے یہ رات کیسی ہجر دلدار مین گذرتی ہی یہ سوچکر بیتابیان کرنے لگا اور کہتا تھا کہ ؎

قلق وجوش منفعل کیا کیا
جون زمان دمبدم تغیر حال
انجم طالع کو بھی زوال ہوا
مجھسے بیتابیان خجل کیا کیا
کبھی جون سایہ خاک پر گرنا
اپنا گھر خانۂ وبال ہوا
گہ غم ہجر گاہ یاس وصال
کبھی بیتاب دوڑتے پھرنا

کبھی جوشِ سرشک طوفان بار	کبھی آہون کا باندھ دیتا تار	اسی حالت بیقراری مین اس

بات پر قرار آیا کہ جو کوئی شریک مہرخ ہو وہ اُسکے لشکر مین موجود ہی اگر غبار بھی شریک رنج و راحت مہرخ ہی تو کیون لشکر مین نہین ہی اور اگر نہین ہی تو انہین لوگون نے تیرا عاشق ہونا سنکر اُسکو کہین چھپایا ہی تجھے درد فرقت مین اُسکے رُلایا ہی انہین لوگون سے اِسکا حال پوچھنا چاہیے اگر نہ بتائین تو مار مار کے دریافت کرنا زیبا ہی بس یہ سوچکر جہان سب قید تھے وہان گیا پھر ایک اسیر سلسلۂ غم کو زنجیر رنج و گزند سے پریشان حال بندھا پایا فرط غیظ و غضب سے زبان پر لایا کہ ای مفتریان مکار تم لوگون نے عیارون کے ہمراہ رہکر جعلسازی سیکھی ہی بہتر اور لائق یہ ہی کہ جلد بتاؤ ملکہ غبار انگیز طاؤس سوار کہان ہی مین خوب جانتا ہون کہ تم ہی نے اُسکو کہین چھپایا ہی ایک نے یہ گفتگوے لاطائل اور بے مغز اُسکی سُنکر جواب دیا کہ ہمکو اپنے دین و مذہب کی قسم ہی کہ ہم اُسکے حال سے فی الحال آگاہ نہین ہین کہ وہ شہزادی اب کہان ہی معلوم ہوتا ہی کہ اپنے ملک مین ہونگی یا جہان انکا جی چاہا ہوگا تشریف رکھتی ہونگی ہمکو اُنکا حال کچھ معلوم نہین ہی اُسنے یہ سُنکر کچھ سحر پڑھا کہ زمین سے چند پتلے تازیانے لیے پیدا ہوے اُسنے حکم دیا کہ مارو اُنکو اور قبول کراؤ کہ یہ ملکہ غبار انگیز کو بتائین پتلے ساحرون کے تازیانہ زن ہوے اُسوقت سب نے اشک حسرت رخسار پر بہاے اور کہا ای ظالم اگر تو ہمکو مار بھی ڈالیگا جب بھی ہم واقف نہین حال غبار سے کچھ نہ بتا سکینگے اِسنے خیال کیا کہ شاہ طلسم ایسا نہو کہ اُنکے ذلیل کرنے سے ناراض ہو اور آخر تو یہ سب مارے ہی جاوینگے پھر کیا ضرور ہی کہ تو انپر جبر و تعدی کرکے بے عزت کرے ناچار خاموش ہو رہا پتلہاے تازیانہ زن کو بھی سحر سے غائب کر دیا اس اثنا مین خواجہ عمرو بھی فکر عیاری مین ساحر بنے ہوے اُسکی بارگاہ مین آئے اسکا تو سحر مقرر ہی کہ جو کوئی عیار آتا ہی سحر اُسکو خبردار کرتا ہی چنانچہ خواجہ کے آنے کی بھی اُسکو خبر سحر نے دی اُسنے پنجہ سحر بھیجا کہ وہ آکر عمرو کے لپٹ گیا اُسوقت ظالم بھی آیا اور گویا ہوا کہ ای عمرو مین نے پہلے ہی تمکو نامہ بھیجکر آگاہ کر دیا تھا کہ مجھکو عیارون سے کچھ کام نہین ہی مین ساحرون سے لڑنے آیا ہون بس وہی ہوا کہ مین ساحرون سے لڑا اور انکو بافضال سامری و باقبال بادشاہ طلسم گرفتار کر لیا پھر تم ناحق اپنی جان دینے کو آئے اچھا اگر آئے ہو تو ایک طرح سے تمھاری رہائی ممکن ہی یعنے یہ بتا دو کہ غبار انگیز طاؤس سوار کہان ہی اسلیے کہ اُسی صاحب حسن و جمال پر مین ہزار جان سے شیدا ہون اور اب مین نے

افراسیاب سے اُسکو مانگ لیا ہی یہ کہکر ایک آہ سرد دل پر درد سے بھری اور زار زار برنگ ابر بہار جیب و دامن کو تر کیا اور پکارا کہ **نظم**

دل زار تجھ بن ہی بے کل بہت	نہ جی کو میرے ہے بلے مل بہت	کہین یون فراموش ہوتے ہین یار
ہمارا ترا عشق ہی یادگار	ترحم کہ اب بھی گیا کچھ نہین	تلطف کہ ہم مین رہا کچھ نہین
نکریون کہ افسوس باقی رہے	گل تر بہ چند اوس باقی رہے	گھٹی جان جاتی ہی یون ہر زمان
تلف جیسے ہردم ہو آب روان	نہو جاتی ای کاش الفت ہمین	اُٹھانی نہ پڑتی یہ کلفت ہمین

عمرو بھی اُسکے ساتھ رونے لگا اور گویا ہوا کہ ہاے یہ عشق بھی کیا بد بلا ہی ای ظالم جب مین تمھاری معشوقہ غبار انگیز سے ملاقی ہوا تھا تو اُسکو بھی بیتاب اسی تب و تاب مین دیکھا تھا اور کہتی تھی کہ ای کاش یہ جان حزین نکلجاتی تو اچھا تھا کہ نہ منہ سے کہا جاتا ہی نہ اُس بن رہا جاتا ہی اب نہین معلوم کہ تمھاری ہی وہ سودائی تھی یا یہ بلا کسی اور نے اُسکو لگائی تھی مین تو جانتا ہون کہ دل سے دل کو راہ ہوتی ہی یہ تمھارا ہی جذب کامل تھا کہ جو اسکو بیقرار کیے تھا سچ کسی نے کہا ہی کہ **ابیات**

محبت سے کسکو ہوا ہی فراغ	محبت نے کیا کیا دکھائے ہین داغ	محبت اگر کار پرداز ہو
دلون کے تئین سوز سے ساز ہو	محبت عجب ترک خونریز ہی	محبت بلاے دل آویز ہی
ہوئی اس سے شیرین کی حالت تباہ	کیا اس سے لیلی نے خیمہ سیاہ	

ای ظالم مین جانتا تھا کہ تم بہت بڑے ساحر ہو اور مین جاؤنگا تو ضرور پہچان لوگے اب تمکو یقین آئے یا نہ آئے مگر مین آپ سے اس ماجرے کو سنکر تمھارے پاس آیا ہون کہ تم مہرخ وغیرہ کو زدوکوب کر کے حال غبار دریافت کرتے ہو بس مین نے کہا کہ جو کچھ مجھکو معلوم ہی جاکر بیان کر آؤن اس کلمہ کو سنکر ظالم خوشنود ہوا اور ہنسنے لگا پھر عمرو کو پنجہ سے سحر کے چھوڑا کر کہا خواجہ مین بہت کچھ تمکو دونگا اگر میری معشوقہ دلنواز کا حال بیان کر گے عمرو نے کہا کہ جب تم باغ ملکہ بہار تاراج اور برباد کر رہے تھے اسوقت وہ ملکہ ایک درۂ کوہ مین بیٹھی رو رہی تھی اور عزم اُسکا یہ تھا کہ مین بھی جاکر اپنی جادو ن مگر کہتی تھی کہ اگر مین ظالم کے مقابلے مین جاؤنگی تو اسیر مجھسے بسبب فرط الفت سحر نہو سکیگا اور اگر وہ مجھکو پکڑ لیگا تو جس طرح مین وصل اس سے کرنا چاہتی ہون وہ سب مطلب میرا فوت ہو جائیگا اس لحاظ سے اُسکو نہ روے رفتن، نہ پاے ماندن تھا ناچار ہو کر وہ تمھارے مقابلہ مین نہ آئی آخر مین نے اُس سے کہا کہ اب اگر تم

کہو تو مین جاکر ظالم کی خبر لاؤن کہ وہ بھی کچھ تمکو چاہتا ہی یا نہین کچھ ذکر تمھارا اپنے ساتھیون سے
کرتا ہی آہ سرد بھرتا ہی یا نہین بس مین یہان جو آیا تو تمکو سرگرم نالہ و فغان پایا مرحبا ای مرد میدان
عشق یہی چاہیے جو کچھ کہ تمنے کیا المدد ای جوشش خیال یار کہ کسی حال مین معشوقہ کو دلسے اپنے
نہ بھولا یا اب اگر میرا اعتبار ہو تو قسم کھاتا ہون نمک کی اپنے مالک کی کہ مین جاکر اُسکو لے آؤنگا
اور تمسے ملا دونگا لیکن اتنا خیال رکھنا کہ تمنے اور تو سب میرے طرفدارون کو گرفتار کر لیا ہی
مجھکو طلسم سے باہر نکال دینا ظالم نے یہ سُنکر قسم کھائی کہ مین آپ تجھکو طلسم سے باہر لیکر جاؤنگا اور لشکر
امیر مین پہونچا دُونگا اور سوا لاکھ روپے تجھکو دونگا اگر تو میرے یار دلنواز کو لیکر آئیگا اُسنے کہا
تو پھر آپ مجھکو رہا کر دیجیے کچھ دیر مین اپنی معشوقہ کو مجھسے لیجیے ظالم اپنے دل مین سوچا کہ اگر تو گرفتار
کرنا اِسکا چاہیگا تو جہان کہین یہ ہوگا پکڑ بلائیگا اُسکو رہا کر دینا چاہیے شاید کہ لالچ مین آکر اور اپنی
جان بچانے کے لیے ملکہ مذکور کو سمجھا کرلے آوے بس عاشق تو ملکہ غبار پر تھا ہی فوراً اُسنے عمرو
کو رہا کر دیا خواجہ وہان سے جست و خیز کر کے ایک درۂ کوہ مین آئے اور زنبیل پر ہاتھ رکھکر پکارے
کہ دادا جان خرسنہ روم پر جب مین گیا تھا تو ایک پہلوان کو مع اُسکے غلامون کے اُٹھا کر مین نے
زنبیل مین رکھ لیا تھا چنانچہ وہ ہی اسوقت عنایت فرمایئے کہ خوب کنگڑا اور موٹا ہی یہ کہکر زنبیل سے
اُسی پہلوان رومی کو نکالا اور اُس سے کہا کہ مجھکو پہچانتے ہو منم عمرو عیار وہ ڈر گیا کہ شاید
قتل کرنے کو مجھے زنبیل سے نکالا ہی بس گڑگڑانے لگا کہ ای شہنشاہ عیاران میری کیا خطا ہی
جو آپ مجھکو قتل کرتے ہین عمرو نے کہا ہم تجھکو چھوڑ دینگے اور تمھارے غلام بھی تمکو دینگے لیکن ایک
شخص کے پاس تمکو عورت بنا کرلے چلتے ہین جب وہ تمسے لپٹے اور مساس کرے اُسکو مار ہی ڈالنا
چھوڑنا نہین اسنے کہا حضور مین ہر چند کہ قید مین آپکی بھوکا پیاسا رہا ہون لیکن ٹانگین حرامزادے
کے چیر ڈالونگا عمرو نے شاباش کہکر پشت پر اُسکے ہاتھ رکھا اور کہا جب کوئی تمسے پوچھے تو کہنا مین ملکہ
غبار انگیز طاؤس سوار جادو ہون یہ کہکر اُسکو بخوبی سب حالات سے ماہر کر دیا یعنے بتلا دیا کہ یہ
مقام طلسم ہوشربا ہی اور افراسیاب بادشاہ طلسم ہی اُس سے اور ہمسے مقابلہ ہی چنانچہ
اُسنے ایک ساحر ظالم نام کو لڑنے بھیجا ہی اُسنے آکر ہمارے طرفدارون کو پکڑ لیا ہی اور ملکہ غبار انگیز
پر وہ عاشق ہی اُسکو مجھسے مانگتا ہی مین اُسکی صورت بنا کر تمکو اُسکے پاس بھیجتا ہون خبردار کمی نکرنا

مارہی ڈالنا پہلوان رومی نے سنکر کہا آپ دیکھیے گا کہ مین کیا کرتا ہون عمرو نے اُسکو گلے سے لگایا اور رنگ روغن عیاری اُسکے جسم پر لگاکر بعینہ بصورت ملکہ غبار انگیز اُسکو بنایا خواجہ کا بنانا سبحان اللہ غبار انگیز بھی اسکی صورت دیکھتی تو ہزار جان سے عاشق ہوتی مانگ سر پر وہ نکالی کہ نہر کوثر ظلمات مین گویا جاری ہوئی یا شب دیجور مین کہکشان کی روشنی طاری ہوئی جبین مبین کو جو کوئی دیکھے نیا تماشا نظر آئے یعنے خورشید کی عوض شب زلف سے چاند نکلا ہوا پائے سحر کو مہتاب ہی آفتاب کے عوض روشنی افروز عالم ہو آفتاب سے بہتر یہ نور مجسم قایم ہو ہمیر حسن کا معجزہ عیان ہو صاف فلک سے چاند اُترا ہوا نظر آئے لوح سیمین تو پرانی تشبیہ ہی برق تجلی کہنے کو طبیعت غش ہوئی ہی نگاہ طرفہ آفت نئی بلا فسون سازی کا سارا نقشہ اُن آنکھون سے اعجاز پیدا ہر گردش مین ظاہر ہزارون ناز کبھی مارا کبھی جلایا مرگ وحیات کا پیدا اندازہ گورے گورے گال پھول سے بہتر حسن قبول سے باغ حسن کے دو کنول ول جنکو دیکھنے سے بیکل دہن تنگ مین تنگی سے جائے سخن نہین صاف تو یہ ہی کہ پیدا دہن نہین سینہ پر پستان کا ابھار مایہ خرد جانب مقابلہ مین شمش و قمر مقمہ نور کے دونون گیند بلور کے کیا اُسکا وصف بیان ہو کہ ابیات

مژہ بخت عاشق کی برگشتگی	نگہ ایک عالم کی سرگشتگی	قد و قامت اُسکا کرون کیا بیان
قیامت کا ٹکڑا ہوا تھا عیان	وہ نازان جدھر آتی تھی اچپلی	قیامت بھی آتی جلو مین چلی
ہلے اُسکے ابرو جدھر کرکے ناز	کرے اسطرف ایک عالم نماز	چھپین اُسکے غمزے مین کتنے نہان
نمایان ہوے سب پہ مرگ جہان	وہ مُردون کو زندہ دوبارا کرے	مسیحا جہان سے کنارہ کرے
ہرے منفعل رنگ رخسار سے	خجل کبک انداز رفتار سے	خضر تشنہ ہی اُسکے دیدار کا
مسیحا شہید اُسکے بیمار کا	سوا اسکے باتون کے سب باتین ہین	جسے سنکے مُردے بھی جی جاتے ہین
غرض اور سب یونہین کہنے کو ہین	مسیحا کے لب یونہین کہنے کو ہین	جب وہ پہلوان اِس خوبی

و شمائل سے تیار ہو چکا اُسوقت خواجہ بھی اُسکے ساتھ ہوے اور راہ کر کے ظالم کی بارگاہ مین اُسکو لائے وہ انتظار دیدار مین بیٹھا رہا تھا منھ آب اشک حیرت سے دھو رہا تھا دیکھتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور پکارا کہ بیت

مثل نسیم ہر سحر تیری کرون ہون جستجو	خانہ بخانہ دہ بدہ شہر بشہر کو بکو

یہ کہکر ہاتھ غبار نقلی کا تھام لیا اُسنے ہاتھ چھڑا لیا اور کہا نچلے بیٹھو آخر یہ کیا ہی کپٹے لپٹے جاتے ہو اُسنے گود ہی مین لیکر مسند پر بٹھا دیا اور عمرو نے کہا کہ ای ظالم مجھکو عنایت فرمانے کو کہا تھا وہ دلوا دیجیے کہ مین بھی خوش ہو جاؤن اُسنے لاکھ روپیہ منگوا کر خواجہ کو دیے کہ اُنھون نے نذر زنبیل کیے اور وہان سے نکلکر فکر مین لشکر لوٹنے کے ٹھہرے وہان اختلاط اور گرمجوشی شروع ہوئی لیکن وہ پہلوان رومی ہی عیار تو کوئی ہی نہین جو غمزۂ جان ستان اُسکے ساتھ تادیر کرتا نہ وہ عورت تھا جو اپنی عادت جبلی کے موافق ناز دکھاتا چپکا بیٹھا رہا ظالم نے آپ ہی اُسکی منت کی کچھ شعر عاشقانہ پڑھے کہ اشعار

جگر مین نہو خون تو کیا خون پیجے / تن نار ہجران کیونکر جیے
نہین صبر آتا ترے بن ملے / بہونسے جگر تک بھرے ہین گلے
کسو سے کسو کو نہو جائے لاگ / کہے تو لگائی ہی سینے مین آگ
کسو کا کسو سے نہ لگ جائے دل / کہ کہنا پھرے ہائے دل ہائے دل

یہ کہکر ایک جام شراب اُسکو دیا اُسنے لیکر پی لیا پھر اُسنے جام بھر کر دیا ظالم نے پیا اور اُسکو جب نشہ ہوا ای جانی و مایۂ عمر و زندگانی کہکر لپٹا پہلوان بھی اُس سے لپٹا تو ظالم کو معلوم دیا کہ اِسمین کچھ فریب ہی کیونکہ عورت کو یہ طاقت کہان اِسکے لپٹنے مین تو بہت اچھے پہلوان کا زور معلوم دیتا ہی بس اُسنے سحر سے دریافت کیا کہ واقعی یہ غبار نہین ہی پہلوان ہی یہ معلوم کرکے پکارا کہ ارے او فریبی کہان جائیگا میرے ہاتھ سے یہ دغابازی میرے ساتھ بھی پہلوان رومی نے اُسکو جب دابا تھا تو وہ روئین تن تھا اُسکا بس نہ چلا تھا اب جو اُسنے نعرہ کیا اور منھ اُسکا کھلا پہلوان رومی نے اُسکے دونون کلون مین اُنگلیان دیکر چیرا اور زبان اُسکی ایک ہاتھ سے تھام کر جو زور کیا زبان باہر کھنچ آئی اُسنے نکال کر پھینک دی پس اب تو وہ تڑپ کر بلاک ہوا عیاذاً باللہ شور ایسا اُسکے مرنے کا بلند ہوا کہ یقین تھا آسمان پھٹ پڑے گا آتشباری سنگباری ہوئی اندھیرا ہو گیا آواز آئی کہ مارا اُس شخص کو کہ جو اپنا ثانی نرکھتا تھا سحر مین ظالم گیسو دراز ظلماتی نام تھا لشکر ی غلغلہ سُنکر دوڑے اُسی ہنگامہ مین عمرو بھی کیا ہوا کیا ہوا کہتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا اور آتے ہی اُسنے پہلوان رومی کو جال مار کر نذر زنبیل کیا اور سراچہ فرا کر بھاگا ادھر حیرت غل سُنکر جلد سوار ہوئی فوج اُسکی تیار ہونے لگی لیکن اُسکے مرنے سے لشکر مہرخ کا مع مہرخ اور بہار وغیرہ سرداروں کے چھوٹ گیا اور سب نے غلغلۂ مرگ ظالم سُنکر سجدۂ شکر کیا پھر تارنج ترنج پکڑ کر یہ سب اِس قید خانہ سے نکلے لاکھون آدمی کا ہجوم جو آکر لشکر بے سردار

ظالم پر گرا اُن مفسدون کو بھاگتے راستہ نملا اُنھون نے زیر تیغ بیدریغ رکھ لیا کشتون کے پشتے اور لاشون کے ڈھیر لگادیے ظالم کا ظلم فوج کے آگے آیا جیسا کیا ویسا اُنھون نے پایا حیرت جو سوار ہوکر اُسکی بارگاہ کی طرف چلی تھی راہ مین اُسنے خبر سنی کہ اسطرح ظالم مارا گیا مہرخ اُسکی فوج پر گری ہے یہ خبر سنکر ملکہ مذکور ٹھہر گئی کہ میرے جانے سے فوج تو میری بیدل ہورہی ہے بڑی لڑائی پڑے گی اور مفت مین ذلت بھی ہوگی اگر شکست ہوگئی یہ سوچکر فوج کو تیار کرکے تھمی رہی کہ وہ باغی اُسطرف اگر نہ فساد برپا کرین یہان بہار اور مخمور و زلزلہ وغیرہ نے تہلکہ ڈالدیا تھا ایک ایک وار مین صدہا کو بیجان کیا تھا تیر اُنکا چالیس چالیس سینے ایک ہی مرتبہ مین توڑتا تھا کہین آتش فشانی تھی کہین پتھرون سے سرگرانی تھی کہین ماران سیاہ برستے تھے کہین دشمن جان بچانے کو ترستے تھے کوئی بھاگتا تھا کوئی لڑتا تھا تلوار سحر کی شعلہ فشان تھی کمان چلاکر کوستی تھی سینے مین غرق پیکان تھے خنجر آتشبار تھے نیزے جگر کے پار تھے کچھہ ہی دیر مین یہ عالم ہوا تھا کہ دریا سے خون جوش مار رہا تھا

اٹھا فوج مین بس یہ گرد و غبار	کہ منھ پر تھا خورشید آئینہ دار	فلک گرد سے تھا دھوان سا نمود
سمان شب کا رکھتا تھا ملک شہود	زمین تھی سو تھی فرش بالائے آب	تحمل سے مطلق نہ گھٹتی تھی تاب
نہ پوچھو کہ لوگون کا کیا حال تھا	جو رکھتے قدم وان تو بھونچال تھا	چلی تیغ مہرخ کی اسطور سے
بہی جدول تیر جس طور سے	بہت رہ گئے زیر شمشیر و تیر	بہت آئے لشکر مین ہوکر اسیر

خیمہ و بارگاہ و خزانہ وغیرہ سب اِس لشکر ظفر پیکر نے اِس ظالم اظلم کا لوٹ لیا اور وہ سب بھاگ کر لشکر حیرت مین جا کر ملے اُسوقت مہرخ نے کہا بس مار کے بھگایا بھرو آگے حیرت سے معرکہ پڑیگا اب کچھہ دیر آرام لینا اچھا ہے یہ کہکر طبل شادمانی و آسائش بجوادیا اور بلفتح و فیروزی پھری یہان بارگاہ وغیرہ پر جو لوگ کہ متعین تھے اور پہرا کیے تھے وہ پہلے ہی سے خبر مرگ سردار سنکر رو بفرار لائے تھے مسکن و مقام اپنا مہرخ نے آکر خالی از اغیار پایا لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا جو بازاری اہل حرفہ وغیرہ کہ بھاگ گئے تھے وہ پھر آکر آباد اور دلشاد ہوے بارگاہ مین مہرخ آکر بیٹھی جشن کی تیاری کی یہان تو سب بہ عیش و نشاط مشغول آرام و راحت ہین لیکن خواجہ نے صحرا مین جاکر پہلوان روی کو مع اُسکے غلامون کے زنبیل سے نکالا اور کہا اے پہلوان کارے کردنی واہ وا کیا کہنا اچھا اب تمھارا جہان جی چاہے وہان چلے جاؤ اور مین پہلے ہی تمسے کہہ چکا ہون کہ یہ مقام طلسم

ہوش ربا ہی اور مین اسمین لڑنے آیا ہون بس بغیر طلسم فتح ہوے کوئی باہر جا نہین سکتا ہی اسی وجہ سے مین تمکو
باہر طلسم کے نہین پہونچا سکتا مگر یہان ایک بادشاہ اور طلسم کا کوکب روشن ضمیر نام میرا
عنایت فرما ہی اُس سے کہکر باہر طلسم کے بھجوا سکتا ہون اب جیسا تمھارے مزاج مین آوے
وہ قبول کرو پہلوان نے سر قدم پر خواجہ کے رکھا اور عرض کیا کہ مین اب آپکے قدم اقدس کو چھوڑکر
کہین نجاؤنگا امیدوار ہون کہ زمرۂ ملازمان مہرخ مین مجھکو بھی منصوب فرمائیے عمرو نے
سر اُسکا اُٹھاکر سینہ سے لگایا اور وہان سے لیکر اُسکو بارگاہ مہرخ مین آیا پہلے مہرخ کو نذر
دلوائی پھر زمرۂ پہلوانان مین کرسی بیٹھنے کو دی اور اُسکا کار نمایان کرنا بیان کیا کہ اسطرح اپنے ظالم
کو مارا مہرخ نے بھی بہت کچھ اُسکی تعریف کی اور خلعت گران قیمت اُسکو دیا پھر درماہہ بیش قرار مقرر کیا
اور خیمہ واسباب سکونت وآرام کے لیے بھی عنایت فرمایا پہلوان بھی مطمئن خاطر ہوکر ناچ دیکھنے اور
شراب پینے لگا اسطرف حیرت بدسیرت نے بھی بعد موقوف ہونے ہنگامہ کے لشکر کو آرام کرنے کا
حکم دیا اور آپ آکر بارگاہ مین بیٹھی سپہ سالاران لشکر ظالم کو سامنے بلوا کر حقیقت پوچھی اُنھون نے
عرض کیا کہ ہم چار لاکھ ساحر ہمراہ ظالم کے آئے تھے چنانچہ دو لاکھ کا سپہ سالار تو مہنت سرخ چشم ہی
اور دو لاکھ کا مہنت اژدر سوار ہی دو لاکھ ساحر تو اندھے سحر سے ہوئے اور مارے گئے اب آدھی
فوج باقی ہی اگر آپ حکم دین تو ہم بھی لڑکر مرجائین جیسا آپ فرمائین ہم عمل مین لائین ملکہ نے کہا سنو صاحب
مالک تمھارا مارا گیا تمھین لڑنے کے لیے حکم دینے کا اختیار شہنشاہ کو ہی وہ جیسا فرمائینگے ویسا کرنا ابھی توقف
پذیر ہو یا ظلمات کی طرف جاؤ وہ سب فوج ایک مقام پر آکر اُتری اور اسطرف افراسیاب کے پاس
نامۂ حیرت پہلے ہی پہونچا تھا کہ ظالم نے اسطرح سبکو پکڑ لیا ہی آپ آئیے تو قتل کیے جائین شاہ یہ نامہ
پڑھکر بہت خوشنود تھا اور قصد رکھتا تھا کہ جاکر سبکو ہلاک کرون کہ یکایک چند پتلے سحر کے گریبان
چاک کیے روتے ہوئے سامنے آئے افراسیاب نے کہا ارے خیر تو ہی پتلون نے کہا خیر کہان ہی
ظالم گیسو دراز خداوند سامری کی خدمت مین پہونچے افراسیاب کا یہ خبر سُنکر رنگ زرد ہوگیا
آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا گھبراکر کہا ارے پتلو یہ تو بتاؤ کہ کس نے میرے شیر جنگی کو ہلاک کیا پتلون
نے کہا یہ ہمکو معلوم نہین کہ کس نے مارا اتنا جانتے ہین کہ ظالم نے پہلے تو سبکو گرفتار کرلیا تھا رات کو ملکہ
غبار انگیز طاؤس سوار آئین اُنسے اختلاط کرنے لگا اُنھون نے مزے مین آکر زبان حلق سے کھینچ لی شاہ نے

کہا کہ اچھا جاکر خبر لاؤ کہ اب مہرخ نمک حرامہ کیا کرتی ہی پتلے بہر خبر گیری روانہ ہوئے اور مہرخ لڑائی لڑکر
اور سب انتظام فرما کر بارگاہ مین اپنے آئی تھی اس ہنگامہ مین وہ رات تمام ہو چکی تھی اور وہ وقت آیا تھا
کہ پہلوان رومی نے ظالمۂ شب کو خنجر سحر سے ہلاک فرمایا تھا کہ **ابیات**

کہ جب ابر سیاہ شب ہوا کم | بڑھا محفل سے اسباب فراہم
نوید صبح سے پیدا ہوئے شور | چلا پھر دشت کو سلطان اسی طور

یعنے **افراسیاب** صبح ہوتے ہی جانب لشکر **حیرت** سوار ہو کر
روانہ ہوا ادھر **مہرخ** نے فرمایا کہ ملکہ بہار کچھ دیر دربار کرین مین راحت و آرام کرلون پھر وہ آرام فرمائین
مین تخت نشین رہون اور نصف سردار دربار مین رہین نصف آرام کرین غرض جسکو کچھ کسل تھا وہ تو جاکر
آرام پذیر ہوا باقی دربار مین انجمن آرا رہے یہ حال سب پتلون نے **افراسیاب** کے دیکھا اور پھر کر چلے
بادشاہ سوار ہو چکا تھا پتلے اُسکو آتے دیکھکر بارگاہ **حیرت** مین آئے یہان **حیرت** رنجیدہ صبح کو تخت پر
آکر بیٹھی تھی کہ چار ہزار ساحرون کا غول روے ہوا پر اڑتا ہوا دکھائی دیا اور ابر زرنگاری نمودار ہوا
غلغلہ ہوا کہ شہنشاہ تشریف لاتے ہین سب اہل دربار مع **حیرت** بہر استقبال اُٹھے **افراسیاب** آکر
بارگاہ کے در پر اترا **حیرت** نے مجرا کیا اور سب کا مجرا و سلام ہوا شاہ تخت پر آکر بیٹھا پتلون نے یہان
خبر عرض کی کہ حضور **مہرخ** کے یہان ایسا کچھ انتظام ہی اور خوشی ہو رہی ہی شاہ خبر سنکر آگ ہو گیا اور
کہا ای ملکہ **حیرت** تمنے کچھ دیکھا کہ کیا ہو گیا اس **غبار** نے بڑا غضب ڈھایا ہی ناک مین دم کر دیا ہی کہین
چوکتی ہی نہین اور اس حرامزادے شہوت پرست **ظالم** کو بھی اُسی وقت **غبار انگیز** کو بلانا تھا کہو کہ
جب سب فتح ہو گئی تھی **غبار** اکیلی بچکر کہان جاتی آخر ل ہی جاتی کیا ضرور تھا کہ جو آج ہی اُسکو بلوایا
سزا تھی اُسکی جیسا کیا ویسا پایا **حیرت** رونے لگی اور کہا ای شہنشاہ آپ جو چاہین وہ فرمائین مگر اس زندگی
بے غیرت پر ہماری لعنت ہی اس سے تو لاکھ مرتبہ مر جانا اچھا ہی ذلتون پر ذلتین ہوتی ہین **افراسیاب** نے
کہا آج تو کیا ذلت ہوئی احمق پن کی باتین نکرو **مہرخ** کی بھی آنکھین کھل گئی ہونگی کہ بادشاہ طلسم کے
ایسے ایسے ملازم ہین اور **ظالم** جادو فریب سے مارا گیا ورنہ کسکا مقدور تھا جو بنگاہ کج اسکی جانب دیکھتا
اچھا اب تمھاری یہی خوشی ہی کہ حیلہ نمک حرام مارے جائین تو لو آج مین مارے ڈالتا ہون یہ کہکر ساحرون کی
جانب مخاطب ہو کر پکارا کہ جسکو میرے ساتھ مرنا گوارا ہو وہ رہے باقی ابھی سے کنارہ کر جائے کیونکہ
آج **افراسیاب** لشکر **مہرخ** غارت کر دے گا اور یہی ارادہ کر کے آیا ہی پھر جنگ دوسرا دارد اس سے

اول ہی مین نے آگاہ کردیا یہ نعرہ اُسکا سُنکر چار ہزار جادوگر تیغین ٹیک کر اُٹھا اور گویا ہوا کہ ای شہریار ہم سب
سرفروشی کو حاضر ہین چار قدم آگے آپ ہمکو پائیے گا اور سوائے لاش کے میدان مین ہمکو بھاگتے نہ دیکھیے گا
ان ساحرون کا یہ کہنا تھا کہ حیرت نے بھی اپنے لشکر کے سپہ سالارون کو بلا کر حکم شاہ سنایا اُسیوقت
بارہ لاکھ جادوگر مرنے اور لڑنے پر تیار ہوگیا نفیر ہاے سحر بجنے لگین ادہر صورت نگار کو خبر ہوئی کہ
آج بادشاہ طلسم کو غصہ ہی لشکر مہرخ غارت کرنے کا مصمم ارادہ ہی بس یہ حال سنتے ہی پانچ لاکھ ساحر مصور
نے بھی اپنے تیار کروائے طبل و بوق بجے زمین و زمان مین غلغلہ ہوا شور محشر ایسا بلند ہوا کہ صنعت
سحر ساز اپنے لشکر مین تھی اُسنے بھی خبر دریافت کرائی اور ارادہ بادشاہ کا معلوم کرکے پانچ ہزار ساحر
اپنے ہمراہ لیکر سوار ہوئی اور بہت جلد خدمت بادشاہ مین آئی بادشاہ سوار ہوا چاہتا تھا کہ اُسنے آکر
تسلیم کی یہان بہت بڑی تیاری دیکھی کہ لشکر سب تیار ہوکر آتے جاتے ہین افراسیاب تیوری پر
بل ڈالے تخت پر بیٹھا ہی صنعت بھی کرسی پر آکر بیٹھی اور عرض کیا کہ کنیز بھی کچھ فوج لیکر آئی ہی
بادشاہ نے کہا ای صنعت تم لوگ مجھ سے محبت رکھتے ہو اسوجہ سے فوج وغیرہ لیکر آئے ہو ورنہ
کچھ ضرورت مجھکو فوج و لشکر کی نہین تمنے کیا ظالم کا حال سُنا نہین کہ اُسنے تنہا کیا کچھ کیا تھا صنعت نے
کہا زبان نہین کہ جو اُسکی تعریف مین کرسکون سامری اُسکو اپنی جنت مین رکھین اور جنتی تو وہ تھا ہی
لیکن ایسا سحر بھی ہمنے نہین دیکھا تمام عمر نام اُسکا رہیگا ای شہنشاہ قضا سے کسی کو چارہ نہین اُسکی آئی
یون ہی تھی جب تو باوجود روئین تن ہونے کے مارا گیا زبان اُسکی ہاتھ مین آگئی افراسیاب نے
کہا کہ یہ سب فتور عمرو کا تھا ای صنعت اب ان لوگون نے بہت کچھ سر اُٹھایا ہی آج میرا ارادہ ہی
کہ جاکر سبکو ہلاک کر ڈالون بس اتنا کہنا تھا کہ صنعت زمین پر لوٹنے لگی پچھاڑین کھانے لگی اور پکاری
کہ ہی ہی یہ کیا غضب ہی مین تو نجانے دونگی کیا ملک سب آپکا غارت ہوگیا مال و خزانہ لٹ گیا ہفت
بلا کے حجرے خالی ہوگئے کنیزان سامری مر گئین حیرت دنیا سے گذر گئی مصور غارت ہوا صنعت
سحر ساز دنیا سے ناپید ہوگئی لوح طلسم اسد کو مل گئی اور وہ قید سے چھوٹ گیا کہ بادشاہ عالیجاہ نے
ارادہ کیا ای بادشاہ ایسے ایسے نوکر تیرے ہزارون مارے گئے اُسکے قتل ہونے سے ہوتا ہی کیا ہی
جو اصل مقدمہ ہی اُسکو دیکھنا روا ہی یہ کہکر حیرت کی جانب مخاطب ہوکر کہا کہ ای ملکہ قصور معاف ہو
تم اپنے وارث کی حرمت گنوایا چاہتی ہو جو ہر وقت اُسکے سامنے روتی ہو اور طعنے دیتی ہو پھر وہ

تو مرد ہین اور صاحب اختیار ہین اور ایسا کچھ اختیار رکھتے ہین کہ لشکر جمع کرنا کیسا یہین بیٹھے بیٹھے
اُف کرین تو مہرخ مع لشکر کے جلجائے افسوس کہ اُنکو تم لڑنے کو بھیجتی ہو بی بی بُرا ماننا خفا ہونا
تو میرے منھ پر کہنا اگر عمرو وغیرہ کے ہاتھ سے کوئی دشمنون کی حقارت ہوئی تو آبرو گئی پھر ہاتھ
نہین آتی ہی یہ کہکر اورون سے مخاطب ہوکر کہا کیون لوگو مین کچھ جھوٹ کہتی ہون تمھین سب
واسطہ سامری کا بتاؤ بادشاہ کو لازم ہی کہ ایسے ایسے ادنی ملازمون اور اپنی کنیزون کے مقابلہ مین جائے
سب نے کہا حضور بجا فرماتی ہین اور ہر ایک حیرت کو اسوقت سمجھانے لگا یہ سب سچ کہتی ہین
بس گویا ہوئی کہ صاحبو مین یہ کب کہتی ہون کہ حضور خود بہر قتل مخالفان جائین یہ کہکر بادشاہ سے
ہاتھ باندھ کر کہا کہ مین تیرے صدقے قربان میری خطا کو معاف کر اور عزم جنگ سے باز آ ادھر
حیرت نے اور اُدھر صنعت نے جب منت کی بادشاہ کا غصہ فرو ہوا حیرت کو گلے لگایا
اور کہا مجھکو تو تمھاری خوشی ہر طور کرنا ہی اچھا نہ جاؤنگا لیکن اس ظالم کے مارے جانیکا
بدلا ضرور لینا چاہیے اور کوئی زبردست سحر ان باغیون پر کرنا لازم ہی اسوقت صنعت نے
کہا کہ مجھکو کچھ درستی کرنا سحر ہفت بیضہ مین باقی تھی سو وہ بھی بفضل جمشید ہو گئی اب مین
اسی سحر کو کرونگی اور سبکو باندھ کر لے آؤنگی آگے آپ مالک ہین شاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ
تم یون کیا کم ساحرہ ہو اگر چاہو تو باغی ایک بھی زندہ نرہے سحر ہفت بیضہ کی اصل کیا ہی
اچھا فتح سامری تمکو دین جلد اسکا بندوبست کرو یہ کہکر اور حیرت کو سمجھا کر آپ جانب
باغ سیب روانہ ہوا اور صنعت کچھ دیر حیرت کے پاس بیٹھکر شراب پیا کی پھر
ظالم کی فوج کو حکم بھیجدیا کہ اب تم چاہے یہان رہو چاہے اپنے گھر جاؤ بہت سے ملازمت
اختیار کرکے یہان ٹھہرے اور بہت جانب ظلمات گئے اور صنعت وہان سے اُٹھکر
اپنی بارگاہ مین آئی اور کوچ کرکے بمقابلہ لشکر مہرخ آکر اتری بقیہ دن تو شغل میخواری
اور رقص دیکھنے مین بسر کیا جب مثل عمر روان آفتاب تابان جانب مغرب گیا اور کنارون سے
آسمان کے سرخی شب نمایان ہوئی کہ ابیات

غرض وہ دن کٹا باعیش وآرام
بڑھے پابوس کو پھر گیسوے شام
حجاب نور تھا ظلمت مین نہان
بڑھے اٹکھیلیون سے مثل جانان
سر شام صنعت ناکام نے نفیر سحر کو دم دیا طبل جنگی فوج شقاوت

موج مین اُسکی بجا جا سوسان لشکر مہرخ خبر لیکر سامنے ملکہ مذکور کے آئے اور نسبت دعا و ثنا شاہی زبان پر لائے کہ ابیات

تہاہی بازی تیری آگے تیغ بازی بھی
فراز دست عدو کیون نہ سیکھے بانوئے سے
خرید کیجیے کوڑی کٹار کی دیکر
جلا کے خاک کرے چاہے پھر کرے سر سبز

سر عدو بھی حرم تیغ و کوے و چوگان ہی
کہ تیغ قبضہ سے سر جسم سے گریزان ہی
متاع جان عدو آجکل یہ ارزان ہی
غضب مین برق ہی تو اور کرم مین باران ہی

ای ملکہ دوران ظالم کے مارے جلنے کی خبر سنکر شاہ جادوان بغضب تمامتر بارگاہ حیرت مین آیا اور خود عزم رکھتا تھا کہ ملازمان ملکہ عالم سے آکر مقابلہ کرے صنعت نے آکر منت اُسکو روکا اور آپ وعدہ سحر ہفت بیضہ کرنے کا کیا پھر اُٹھکر وہان سے اپنی بارگاہ مین آئی اور فوج بمقابلہ خادمان ملکہ لائی طبل جنگ اب بجوایا ہی باقی خیریت ہی یہ خبر کہکر جاسوس تو کنارے ہوئے اور مہرخ نے دل مین کہا کہ شاہ اگر چڑھ آتا قیامت آجاتی خدا نے بڑی خیر کی ایسا کچھ سوچکر سجدۂ شکر خدا بجا لائی اور یہی حال اور سرداروں کا بھی ہوا الحاصل مہرخ نے بھی نفیر سحر کو پھونکا کوس رزمی لشکر مین بجا ہر سمت غلغلہ ہوا کہ میان کل معرکہ جنگ صنعت سے درپیش ہی اور اُسنے سحر ہفت بیضہ کرنیکا دعوی کیا ہی دیکھا چاہیے کہ خدا کو کیا منظور ہوا ہی تیاری آلات حرب ساحر و بہادر کرنے لگے نامرد و بزدل تو سحر ہفت بیضہ کا نام سنکر گھبرا گئے بھاگنے کا طور سوچنے لگے منچلے دلاور تن تنکر یون کر کہتے تھے کہ ہفت بیضہ اور ہشت بیضہ ہمارا کیا کریگا ای برادران اگر قضا آئی ہی تو بہانے بہت ہین ورنہ عروس فتح سے ہمکنار ہی ہی اور ہمکو تو اپنی جان بھاری ہی ہے نام رہجائے چاہے جان رہے یا نرہے قضا سے ناچاری ہی آج بسبب خبر سحر ہفت بیضہ مشہور ہونے کے لشکریون کو بیدل سمجھکر نقیب سر شام ہی سے مذمت دنیا شمار ہے تھے ترغیب جنگ دیتے تھے ہر سمت یہ صدا بلند تھی کہ نظم

پیمبر ہی شہ ہی کہ درویش ہی
نہین اس سرا میں رہتا کوئی
گدا ہو کہ ہو شاہ عالی تبار

سنو ای عزیزان ذی ہوش و عقل
سبھون کو یہی راہ درپیش ہی
یہ بیٹھے جو ہین سامنے ہین کہان
تہ خاک سبکا ہی دار القرار

کہ اس کاروانگہ سے کرنا ہی نقل
کھو گئے کہ آگے تھا گھتا کوئی
جہان جملہ ہی ایک بزم روان
یہ بہتر ہی کچھ نام کر جائیے

شجاعت کو دکھلا کے مرجائیے	کہ رہجائے گا نام سے کچھ نشان	وگرنہ یہ دنیا کہان تم کہان

یہ صدائین سنکر ہر ایک بہادر پسبان شیر نر ڈکارا اور پکارا کہ ہمارے سامنے صنعت اور حیرت چڑیا والی کیا ہی جو سحر صفت بیضہ کریگی ضیغم روز میدان کو ہم باندھ لانے والے ہین پلنگان خون آشام معرکۂ نبرد کی گردن کے توڑ ڈالنے والے ہین سیمرغ قاف کے ہمارے روبرو پر جلتے ہین نہنگ ہمارے خوف سے دریا مین اُچھل اُچھل پڑتے ہین یہ کہکر گڑاہیون کو چڑھایا بیرون کو بلایا ڈھولون کو چھپایا اگیار کی روشنی کی جوت کے دیے جلنے لگے کلو اجھیرون نارسنگہ کی پکار ہوئی چار طرف مار مار ہوئی اسی رات کو زاغ کمان نے بھی گویا پر لگائے تھے اڑا چاہتا تھا تفنگ کا طوطا پرواز کیا چاہتا تھا ہر ایک طائر جان عدو کو صید کرنے کا عزم رکھتا زرہ کو دام بنایا تھا کمند کو حلقۂ صیاد سمجھا تھا صید بندی کی اس دشت مین ہجوم مبارزون کا ہجوم بیابان پر ابر مرگ چھایا ہوا دشمن کے شکار کرنے پر دل آیا ہوا ہر ایک کا بقول میر یہ حال تھا کہ بیت کیا کشتۂ خون پہ نہ دنون میلان پڑے ٭ ہر جا ہی پوچھتا ہی کہ یان کچھ شکار ہی لشکر مین تو اسطرح کا ہنگامہ برپا تھا مگر حال خواجہ عمرو سنیے کہ انکو بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ اگر صبح کو سحر صفت بیضہ صنعت سے سب لشکر میرا پامال ہوگیا تو سر دست کچھ بن نہ پڑیگا لائق یہ ہی کہ ابھی سے کچھ تدبیر اسکی کرنا یہ سوچکر ملکہ مہرخ سے کہا کہ میرے جی مین آتا ہی آجکی شب اس قحبہ صنعت کو بھی گور مین سلادون مہرخ نے کہا کہ ای بھائی واسطے خدا کا ایسا ارادہ نکرنا وہ بہت بڑی ساحرہ ہی ایسا نہو کہ کچھ نوع دیگر ہو جائے عمرو نے کہا مین ایسا احمق نہین ہون وقت اور موقع دیکھکر کام کرونگا یہ کہکر پانچ چار گھڑی رات گئے بارگاہ سے نکلکر روانہ ہوا اور ایک جادوگرنی کی ایسی صورت بنکر داخل بارگاہ صنعت ہوا دیکھا کہ یہان ناچ ہو رہا ہی جام سرخ گردش مین ہی صنعت تخت پر بیٹھی ہی یہ بھی ایک گوشہ مین چھپکر ٹھہر رہا جبکہ دو پہر رات کا عمل ہوا چالیس لونڈیان چوکی کے واسطے صنعت نے بلوائین اور انکو حکم دیا کہ آج تم میرے پلنگ کی باری بھرنا جاؤ اپنے کاروبار سے فارغ ہوآؤ وہ سب اپنے اپنے مقام پر چلین عمرو بھی انکے عقب مین بطور مخفی چلا اور باہر بارگاہ کے آکر ایک کنیز سے کہا بوا ذرا ٹھہر جانا مجھکو کچھ تمسے کہنا ہی وہ ٹھہر گئی اُسنے اُسکو الگ لیجاکر کہا ای بی مین ہزار بار تمسے پوچھ چکی ہون مگر ستیاناس جائے کیا کمبخت میرا جیتا ہی کہ تمہارا نام ہی یاد نہین رہتا وہ کنیز اُسکو بھی اپنی مالکہ کا ملازم سمجھی ہوئی تھی ہنس کے بولی کہ میرا نام نیک افزا ہی اُسنے کہا ہان ہان اب یاد آیا ای نیک افزا دیکھ تو میرے ہاتھ مین یہ خوشبو کیسی آتی ہی اُسنے اُنکے کہنے سے ہاتھ کو سونگھا ہاتھ مین

بیہوشی ملی ہوئی تھی وہ سونگھتے ہی بیہوش ہوگئی انھون نے کپڑے اُسکے اُتار لیے اور اُسکو زنبیل مین ڈال کر آئینہ
سامنے رکھکر اُسکی ایسی صورت اپنی بنائی ہرچند کہ وہ اصل تھی مگر نقل اُس سے بھی بہتر تھی چہرہ نمکین اور
نازک بنایا آفتاب کو اُسکے سامنے شرمایا زلفون کو بل دیکر دوش پر چھوڑا کراماً کاتبین کو بھی پھانسنے کا
ارادہ کیا انکھون کی شوخی نے شوخ چشمون کے کان کھولدیے شمع رخسار سے اُسکے جسنے لو لگائی پروانہ
سان اپنے دل کو جلایا لب لعلین کو دیکھکر ہوس بوسہ مین ہونٹھ کو کاٹ کاٹ کھایا چاہ ذقن کی محبت
کنوئین جھکائے دہن تنگ کی الفت مین جینے سے دل تنگ ہوجائے بیاض گردن جو کوئی دیکھے
اُسکی صبح ہوجائے کہ

مسدس

دلکو دھچکا ہو کمر کی جو لچک آئے نظر درد دل چمکے جبین کی جو چمک آئے نظر		دم بھڑک جائے جو نتھنون کی پھڑک آئے نظر غم سے کٹ جائے جو گیسو کی لٹک آئے نظر
سینۂ صاف جو سر شق تصور ہوجائے		شکل آئینہ ہو سکتہ یہ تحیر ہوجائے
دیکھے وہ لعل مسی زیب تو شامت لائے زلف کج پیچ ہی سقدر کی کجی دکھلائے		سرمگین چشم سے آنکھون مین اندھیرا چھائے راستی قامت موزون کی قیامت ڈھائے
بیکلی دل مین ہویدا جو کلائی دیکھے		کیا ملے ہاتھ جو وہ دست حنائی دیکھے

کانون مین چاندی کی بجلیان پہنین اور دو دو بالیان سونے کی اوپر کو ڈالین ہاتھ مین چوڑیان چاندی کی
پہن کے طوق ڈھولنا وغیرہ یہ سب چاندی کا آراستہ کرکے لباس بھی ویسا ہی زیب بدن کیا یعنی
تن زیب کا دوپٹہ گلبدن کا پاجامہ اوڑھ پہنکر وہان سے بہت جلد بارگاہ صنعت مین آیا اس عرصہ
مین اور کنیزین بھی اپنی اپنی ضرورت سے فراغت کرکے حاضر ہوئین اور دو پہر رات گئے صنعت اور
سب انیسون وغیرہ کو رخصت کردیا اور آپ پلنگ پر گئے اور حکم فرما ہوئے کہ ارے نرگس جادو
تو خبردار رہنا اور ای گلزار جادو تو پائون دابنا اور ای سوسن جادو تو پنکھا جھلنا اور عمرو کی طرف
دیکھکر کہا کہ ای نیک افزا تو رومال جھلنا عمرو دلمین اپنے نہایت خوش ہوا کہ اب مارا غیبانی کو بس
رومال لیکر اپنے عہدہ پر آکر ٹھہرا اب کنیزین اپنے اپنے کام مین سرگرم ہوئین عمرو بھی رومال جھلنے لگا
اور لمحہ بھر کے بعد وہان سے آکر پانی پیا شلیا مین پانی پینے کے بہانے سے بیہوشی ملادی اور آکر
رومال جھلنے لگا اور سب کنیزون سے کہا کہ کیا ٹھنڈھا پانی تھا معمول ہی کہ جہان ایک سنے

پانی پیا سب کو پیاس لگی وہ کنیزین بھی جا جا کے پانی پی آئین اور صنعت جو پلنگ پر لیٹی تھی اُسکو بھی
سحر نے خبر دی کہ عمرو کھڑا ہوا رومال جھل رہا ہی اور عمرو نے جب دیکھا کہ کنیزین پانی پی آئین اب رومال
مین بیہوشی ملا کر جھلنے لگا اس عرصہ مین کنیزین جو پانی پی آئی تھین بیہوش ہو گئین صنعت لیٹے لیٹے
دیکھ رہی ہی کہ کنیزین بیہوش ہوئین اور دل سے کہتی ہی کہ کیا بلا کا عیار ہی اب مجھکو جو بیہوش کرنے لگے
تو گرفتار کرنا اور اسکی خبر نہین کہ تیری بھی تدبیر ہو چکی ہی پھر سوچی کہ شاید تیرے اوپر بھی پنجہ اسکا قابض
ہو جائے یہ سوچکر سحر پڑھا سحر نے خبر دی کہ آجکی شب تیری قضا نہین ہی بس یہ معلوم کر کے
مطمئن ہوئی کہ ابھی تو نہ مرینگی اسی عرصہ مین خوشبو بیہوشی کی اُسکی ناک مین بھی گئی اور سر اُسکا چکر
مین آیا اسکے سرہانے کچھ اسباب سحر کا رکھا تھا جلد تر اُسنے وہ اُٹھا لیا اور بیہوش ہو گئی عمرو نے
لونڈیون کو پکارا کہ کیون بوا جاگتی ہو اکی ای ڈھکی کسی نے جواب نہ دیا سب بیہوش تھین عمرو نے
اُسوقت صنعت کے پانوٴن پر ہاتھ ڈالا کہ دیکھون بیہوش ہی یا ہوشیار پانوٴن چھونے سے معلوم ہوا
کہ یہ تو لوہے کی ہی اور اعضا کو اُسکے چھوا اب معلوم ہوا کہ پانوٴن لوہے کے ہین اور سارا بدن پتھر کا ہی عمرو
سوچا کہ یہ اس قحبہ کا سحر ہی تو اسکو باندھ کر لیچل پھر سمجھ لینا یہ سوچکر چاہتا تھا کہ اسکو باندھے اُسوقت
ایک آواز آئی کہ او موئے چوٹّے کیا کرتا ہی عمرو سمجھا کہ یہان بڑی آفت ہی تو گرفتار ہو جائیگا بس یہ سوچکر
جست کر کے بھاگا اور ایک دامن کوہ مین آ کر ٹھہرا وہان کچھ پتلیون نے از خود ظاہر ہو کر صنعت کو
ہوشیار کر دیا اُسکی جو آنکھ کھلی سحر سے دریافت کیا کہ عمرو فلان مقام پر ہی چنانچہ یہ بھی اپنے مقام سے
اُڑی اور سنّاٹا بھر کر اُسی دامن کوہ مین آ کر اُتری کہ جہان عمرو تھا عمرو نے دل مین خیال کیا کہ یہ بھی کوئی
ساحرہ ہی شاید تیری تلاش مین آئی ہی بس عیاری کرنا اُسکے ساتھ بھی چاہیے یہ سوچکر پکارا کہ ارے تو کون ہی صنعت
اُسکے پاس آ گئی اور گویا ہوئی کہ مین وہی ہون جسکے قتل کرنے کو گئے تھے لیکن قسم کھاتی ہون سامری کی کہ تجھسا
عیار مین نے نہین دیکھا عمرو جو اپنے تئین خیال کرتا ہی تو میرے ایک پانوٴن کا دم نکل گیا ہی دل سے کہا کہ بڑی
تو نے نادانی کی جو پہلے ہی بھاگ نہ گیا اب جان گئی پس خدا سے دعا کرنے لگا کہ ای خالق اکبر تو ہی
بچائیو الاہی ادھر صنعت نے کہا کہ ای عمرو مین تجھکو قتل اسوقت نہ کرونگی کیونکہ قاعدہ طلسم مین فرق آ جائیگا
اور دکھلانا بھی تجھکو منظور ہی کہ دیکھ سحر مہنت بفضہ اسکو کہتے ہین اسوقت جو تو مارا جائیگا تو کل اپنے لشکر پر
اشک حسرت کون بہائیگا اب مین تجھسے یہ پوچھنے کو اور بھی آئی ہون کہ تو نے کرورون ساحر مار ڈالے لیکن

بعد بیہوش ہونے کے کوئی بھی ایسا ہوشیار تھا جیسی کہ مین ہون لے اچھا صبح کو اپنے لشکر کی تباہی دیکھنا عمرو نے کہا ساحرہ تو بیشک تم زبردست ہو مگر مین سمجھا تھا کہ تم اکیلی آئی ہو یہ نہ معلوم تھا کہ کنیزون کو بھی ساتھ لائی ہو صنعت سمجھی کہ مجھکو اکیلا جانکر فرط محبت سے کنیزین بھی شاید چلی آئی ہین یہ سمجھکر اپنے پیچھے پھر کر دیکھا عمرو نے کمند گانٹھ کر جو ماری حلقہ اُسکے گردن وکمر مین صنعت کے پیچیدہ ہوئے اُسنے سحر کیا کہ کمند تو جلگئی اور وہ تڑپ کر غرق زمین ہو گئی اب عمرو جو دیکھے تو میرے پاتون مین بھی دم آگیا ہے دل سے کہا سچ کسی نے کہا ہے کہ لاتون کا آدمی باتون سے نہین مانتا جب تو اِسطرح پیش آیا تو پاتون کو اپنے قابو مین پایا بس یہ بھی وہان سے بھاگا اور اپنے لشکر کی طرف چلا اور صنعت آکر اپنی بارگاہ مین زمین سے نکلی اور اتنی رات جاگتی رہی خوف سے عیارون کے آرام نہ کیا سحر جگایا کی یہانتک کہ وہ زمانہ آیا کہ طائر شب کے بطن سے بیضۂ آفتاب نکلا اور میدان فلک مثل کف دست جناب موسیٰ ہوا ید بیضا کا معجزہ نظر آیا نظم

کھلا جسم فلک سے مہر کا راز	کہ جسدم زلف شب کھلنے پر آئی	سحر کی پھر گئی ہر سو دہائی
	ہوئی پیدا اسرار کباد آغاز	طبل جنگ تو بج ہی چکا تھا لشکر

آمادہ کار زار تھے صبح کو مہرخ فرخ بصد جاہ وحشمت سوار ہوئی جلو مین فوج بے شمار ہوئی اِسطرف صنعت سحر ساز نے ایک صندوقچہ کھولا اُسمین سے ایک کنٹھا نکالا کہ سات بیضے اُسمین بیلن گو مثل بیضۂ زاغ گندھے تھے سب بیضون کا رنگ تو مثل مروارید کے تھا ایک اُنمین سیاہ رنگ رکھتا تھا جب اُن بیضون کو اُسنے دیکھا روئی اور کہا افسوس وہ زمانہ آگیا کہ مین نے تمکو لڑنے کے لیئے نکالا غرض بعد افسوس کے وہ کنٹھا سامنے رکھکر سوا سوا اشرفی پر نذر سامری کی دلاکر ڈنڈوت کی پھر وہ کنٹھا باادب تمام گلے مین اپنے پہن لیا اور باہر نکلکر سوار ہوئی پانچ لاکھ ساحر طائران سحر واژدر وغیرہ پر سوار ہوکر ہمراہ چلے بوق ونفیر بجنے لگی شور وغلغلہ روانگی لشکر تا بہ گنبد آسمان پہونچا اُسطرف سے مہرخ وبہار ومخمور وغیرہ اپنا کروفر دکھاتی ہوئیں بڑے مکنت وعظمت سے روانہ تھیں کہ نظم

		کہ تا چون بود گردش آسمان
گرا بر کشید این دو مہتر جوان	ہمہ کشور آگاہ شد زین دو شاہ	ومادم بیامد ز ہر سو سپاہ
بپوشید مہرخ چو جوشن نخست	بخون ریختن جنگہا را نشست	بدان تیز ے انجا بے بغا ستند
ہمہ پشت پیلان بیارا ستند	نہادند بر کوہۂ پیل زین	تو گفتی ہمین جنگ جوید زمین
ہمہ شہر بہ زنگ و ہندی درای	ہمہ گوش بر نالۂ کرنائے	بہ لشکرگہ آمد دو شاہ جوان

ہمہ بر کف خود نہادہ روان
برآمد خروشیدن گاؤ دم
تو گفتی زمین کوہ شد یکسرہ
درفش درفشان سر پر پیاے
سپردار و شائستہ کارزار
ہمہ کام خاک و ہمہ دشت خون
سپہر اندران رزمگہ خیرہ شد
ز دو رویہ آواز روئینہ خم
دو لشکر کشیدند صف بر دو میل
یکے پیکرش ببر و دیگر ہماے
نگہ کرد مہرخ دران دشت جنگ
بگرد اندرون نیزہ بد رہنمون
زگرد سیہ چشمہا تیرہ شد
بیاراست با میمنہ میسرہ
دو شاہ سرافراز بر پشت پیل
پیادہ بہ پیش اندرون نیزہ دار
ہوا دید چون پشت جنگی پلنگ

جب میدان رزمگاہ مین لشکر دار ہوئے حیرت اس سبب سے سوار نہوئی تھی کہ اول تو صنعت کو اکیلے دعوے لڑنے کا تھا اسلیے وہ شراکت کرنا منظور نکرے اور دوسرے یہ خیال آیا کہ مقدمہ سحر ہفت بیضہ کرنیکا ہی مبادا عیارون نے کچھ آفت ڈھائی تو بہت فوج کام آئیگی اور بھاگنا مشکل پڑیگا بس وہ تو میدان مین نہ آئی مگر طائران سحر اور جاسوس ہزارون خبر کے لیے مقرر کر دیے کہ ہر وقت کی خبر مجھکو دیتے رہین چنانچہ میدان مین آب سحر نے ہر لشکر کے گرد و غبار کو بٹھایا بر تہلے سحر نے گر کر جھاڑی جھنڈی کو جلایا جب میدان پاک و صاف ہوا نقیبون نے نکلکر یہ سنایا کہ اے جوانان مردان صف شکن دنیا چند روزہ ہی یہ معرکہ جنگ تمہارے لیے بڑا دلسوز ہی لڑکر نام کر جاؤ کہ ہمیشہ یہان کسیکو رہنا نہین ہی دیکھو

ابیات

وہ رنگینی باغ کیا ہو گئی
پتنگون نے گر خاک مسکن کیا
رہا آب سو بھی روانی کے ساتھ
زمین کا رہیگا یہی کب سبھاؤ
عیان ہی کہ کتنے ہین جان کو وان
اگر مر گئے زندہ جاوید ہو
ملے خاک مین جھڑ کے گلہاے تر
چراغون نے بھی خانہ روشن کیا
نہ جدول رہیگی نہ نہر روان
لپٹ جائینگے آسمان جیسے تاو
یہی آج لازم ہے اے مہربان
شہیدون کے رتبے کی امید ہو
نہ یک بوے خوش ہی ہوا ہو گئی
پریشان ہوے مرغ گلشن کے پر
گئی خاک دامن فشانی کے ساتھ
گلستان کو پائینگے ہو کا سمان
بھلا جی کے جلنے کا کیا ہی بیان
کہ دشمن سے لڑ بھڑ کے دو اپنی جان

جب نقیب کڑکا کہکر ہٹے لشکر کے صفون پر مثل صف مژگان سناٹا آگیا موت سامنے پھرنے لگی ہر ایک جان دینے پر تیار ہوا اُسوقت صنعت سحر ساز خود اپنا اژدر اڑا کر میدان مین آئی اور بہت کچھ لاف و گزاف زبان پر لائی پکاری کہ اے مہرخ و بہار تمنے نام سنا ہوگا سحر ہفت بیضہ کا مگر دیکھا نہوگا لو آج دیکھ بھی لو کہ سحر ہفت بیضہ اسکو کہتے ہین یہ کہکر کنٹھے سے ایک بیضہ توڑ کر جانب آسمان پھینکا وہ بیضہ مثل بخت بلند بختان بلند ہو کر

۲۱

شق ہوا وہی عروج آسکے لیے باعث فروغ ہوا یعنے ہزار ہا ستارہ آسمین سے نکلا اور دور تک پھیل گیا اب یہ معلوم ہوتا تھا کہ چادر ستارہ دار روے ہوا پر پھیلا دی ہے یا پیر فلک نے شادی رچائی ہے مگر اپنے ظلم کے موافق یہ اندھیر کیا ہے کہ دنکو چراغ جلائے ہین نظم

ناگہان جون ہوئین تارے ٹوٹتے
کیا ستارے ٹوٹنے کا ہو بیان
رات دن تھی روشنی کے نور سے

دیکھے جاتے تھے چراغان آب مین
ذو ذنب جیسے ستارے ہون عیان

اس روش سے تھے ستارے چھوٹتے
شعلے تھے نہرون کے پیچ و تاب مین
ایک عالم دیکھتا تھا دور سے

یہ سب ستارے پھیل کر ہزارون سے لاکھون ہوگئے اور جانب لشکر مہرخ مثل شہاب ثاقب چلے اسوقت ملکہ بہار نے مہرخ سے کہا کہ یہ ستارہ گردش نحیت مردان لشکر مین جسکے سر پر پڑیگا وہ مثل سر چراغان کے جلے گا مہرخ نے کہا پھر کیا چارہ ہے رضینا بقضاء اللہ بہار نے کہا ایک سحر اسکے رد کا مجھکو آتا ہے شاید چلجائے اور یہ بلا سر سے ٹلجائے لیجیے خدا حافظ مین جاتی ہون یہ کہکر اپنے طاؤس کو اڑا کر آگے بڑھی اور کچھ سحر پڑھ کر جانب فلک اشارہ کیا کہ ایک بجلی چمکی مع صنعت سبکی آنکھین خیرہ ہوئین بہار اپنی مادر کو دیکھ چلی تھی یہ سحر کرتے جب برق چمکی یہ نہایت خوشنود ہوئی کہ اب یہ سحر کام دیگا غرض اب جو آنکھین ہر ایک کی کھلین دیکھا کہ ایک عورت حسینہ و جمیلہ زر و زیور سے آراستہ گلستان خوبی کی گل سرو باغ محبوبی بے تامل آنکھین غزال صحرا لیے رعنائی گیسو سنبل باغ زیبائی خال دونون فلک جمال کے شمس و قمر بلکہ ماند انکے سامنے چاند اور نیر ہین غنچہ گلشن جمال لبون مین سرخی اور شوخی کمال غرض از سر تا پا حسن کا جھمکڑا قد و قامت قیامت آفت کا ٹکڑا کہ اشعار

گئی نظرون سے وہ کمر باریک
کہین یارب شتاب ہاتھ آئے
وہ قدم کاش فرق سر پہ ہے
ٹھوکر اسکی نصیب ہو میرے
یون نصیبون سے ہو حنا کا تاؤ کن
آگئی جس طرف بہار آئی

ہو نہ آنکھون مین کیون جہان تاریک
تاڑ کی اس میانگی کیا کہیے
ساق سیمین مری کمر پہ ہو
پنڈلی نازک ہے شاخ سنبل سے
ورنہ ڈوبین ہین میرے خون سے تو
رنگ رفتار دیکھ مجنون ہو

اور کیا دل زدے کو بات آئے
بنے تو ہاتھون مین لیے رہیے
وہ کف پا قریب ہو میرے
پشت پا اینٹھری سے ہے گل کے
گل و بلبل سبھی تماشائی
طرز گفتار جیسے افسون ہو

پس نزن صاحب جمال فلک سے اتری پچکاری رنگ سے بھری ہاتھ مین لیے تھی بہار نے اس سے

کہا کہ یہ چادر ستارہ دار جو چھائی ہوئی گھٹا کی طرح ہے اُسکو رو کرو وہ سلام کرکے اُڑی اور قریب چادر مذکور پہونچکر اُسنے پچکاری اس چادر پر ماری واہ رے نیرنگی سحر کہ وہ سب ستارے پچکاری پڑتے ہی پھول گلاب داہین کے ہوکر علحدہ لشکر مہرخ سے زمین پر برس پڑے صنعت نے یہ ماجرا جو دیکھا کہ بہار نے ایک بیضہ کو میرے سحر کے خراب کیا اور زمین کو گل زمین بنا دیا قہقہہ مار کے ہنسی اور گویا ہوئی کہ مین تو سمجھی تھی کہ اس سحر کا رد کرنے والا کوئی نہین ہے مگر واہ بی بہار کیا کہنا کہین تم ہو کتی نہین ہو اچھا لو اب اس بیضہ کے سحر کو بھی رو کرو یہ کہکر ایک اور بیضہ مثل اختر سحری کے چمکتا ہوا کنٹھے سے توڑ کر جانب فلک اُچھالا وہ بیضہ بھی بلندی پر جاکر شق ہوا اور یہ پر و بال اُسنے پیدا کیے کہ ایک تو آپ اور پیچھے لاکھون اُسنے دیے جانوران خوش رنگ لعل کے برابر سرخ چادرین کی چادرین بنکر اُڑے اور لشکر مہرخ پر آکر گرے بہار تو جلد تر عرق زمین ہو گئی اور مخمور و مشکین مو وغیرہ سہزارون نے چھیپیان سحر کی بنا کر سر مہرخ پر جھلنا شروع کین بعض تیگہ سحر کا بنا کر چھپے بعض اُڑ کر کسی طرف چلے گئے بعض زمین مین سمائے لیکن وہ طائر آکر ہر ایک کے سر پر بیٹھنے لگے اب تو اصحاب فیل کا ایسا رنگ نظر آیا جس کسیکے سر پر طائر نے منقار لگادی دماغ اُسکا شق ہو گیا لشکر مین بھگدر پڑی ہر چند مہرخ نے چاہا کہ مین فوج کو روکون لیکن ٹھہرنا کیسا لوگ پاؤن اپنے سر پر رکھکر بھاگے سردار بھی جان جانے کے خوف سے منہ پھیر کے مہرخ دیکھنے لگے عمرو وغیرہ عیار تو پہلے ہی نکل گئے تھے یہان ایک تلاطم پڑ گیا بھگدر بھی ایسی پڑی کہ جیسے دریا جوش مار کر چلتا ہے زمین پاؤن کے نیچے سے نکلی جاتی تھی کہین طائر جان کو آشیانہ نملتا تھا کوئی ٹھکانا نملتا تھا کہ صیاد اجل سے بچاؤ ہوتا ہزارہا آدمی بھیجے پھٹ پھٹکر گرا اور ہلاک ہو گیا شورش اور غریو زاریان سے گوش کروبیان کر ہوتا تھا پھر تو یہ حال ہوا

نظم

چلی ہر طرف اب جو آکر تفنگ
نہ اوقات صلح و نہ ہنگام جنگ
لگی آگ جنگل مین جارا گیا
بن آئی نہ کچھ مفت مارا گیا
لگے مرغ گرنے نہ پھر چل سکے
نہ جاگہ سے اُکسے نہ ٹک ہل سکے
پڑی سر پہ ایسی کہ فرصت نہین
پھر اُسکو بھی کیا جھیلین اور کیا کہین
تحمل ہو کچھ بھی تو تدبیر ہو
کرین کیا اگر یون ہی تقدیر ہو

اس طرف بازارین لشکر کی بند ہو گئین اور صنعت نے جب یہ حال دیکھا کہ سب لشکر تباہ و برباد ہو رہا ہے جو بچے ہوئے ہین اُنکو بھی مار لینا چاہیے پس اُسنے تیسرا موتی اور کنٹھے سے توڑ کر جانب لشکر مہرخ پھینکا اُسکا قریب لشکر آکر شق ہونا تھا کہ لاکھون پیکان آبدار لشکر پر برسنے لگے ترک دہر نے کمانداری کی تیر ستم کیا کم لگایا کرتا تھا کہ یہ خدنگ جانستان لگانا شروع کیے سینے اور تن فراریون اور لڑنے والون کے مجروح ہوئے کچھ دیر مین غربال ہو گئے

اب نہ بھاگنے کی طاقت نہ ٹھہرنے کا یارا ایک طرف سے مرغان سحر جان لیتے تھے پنجے بھیجا کھائے جاتے تھے
ایک طرف سے پیکان تیر آکر نشانہ بناتے تھے اب صنعت نے جو تھا گو ہر درکنٹھے سے توڑا اور چاہتی تھی کہ اسکو بھی
لگائے اُسوقت مہرخ وغیرہ اور سردار جو ابھی تک بچے ہوئے تھے اُنھون نے دست دعا بدرگاہ کبریا بلند
کرکے دعا آغاز کی کہ یاارحم الراحمین و یاغیاث المستغیثین اپنا رحم ہمارے حال پر کر اور اس بلا سے ہمکو نجات دے نظم

کہوں کیا میں تیری صفات و کمال	کہ ہے عقل کل یاں پریشان خیال	خرد کنہ میں تیرے حیران ہے
کہاں یاں پریشان پشیمان ہے	زمین و فلک سب ہیں تیرے حضور	مہ و خور تجھی سے ہیں لبریز نور
یہ صنعت گری تجھ ہی صانع کو آئے	کف خاک کو آدمی کر دکھائے	نظر کرکے دیکھا تو ہر جا ہے تو
نہاں و عیاں سب میں پیدا ہے تو	نہیں کوئی اپنا ہے یاں دستگیر	دعا پا شکستوں کی کر تو پذیر
بچالے ہمیں قہر دشمن سے اب	یہی تجھ سے اس دم ہے اپنی طلب	یہ بلبلا کر جو استغاثہ کیا مقرون بہ اجابت

دعا ہوئی یعنی ملکہ غبار انگیز جو اپنے ملک سے چلی تھی اُسوقت آکر پہونچی اور اُسکو طائران سحر نے خبر دی
کہ لشکر مہرخ برباد ہو کر بھاگا جاتا ہے صنعت نے سحر ہفت بیضہ کیا ہے بس یہ معلوم کرکے مال و اسباب
جو اُسکے ہمراہ تھا اُسکو ایک جگہ ٹھہرا کر آپ صنعت کے پاس آئی صنعت ہنوز بیضہ چہارم نہ لگانے پائی
تھی کہ اُسنے آکر سلام کیا صنعت نے بنگاہ کج اُسکی جانب دیکھا اور کہا اے چھوکری میں نے تو سنا ہے
کہ تو مہرخ سے ملگئی ہے پھر اب میرے پاس کاہیکو آئی ہے شاید لشکر جو اپنے طرفدار کا تباہ ہوتے دیکھا ہے
تو کچھ فقرہ دینے آئی ہے غبار انگیز نے کہا کہ میرا پہونچنا ایسے وقت میں تیرے پاس ہوا ہے کہ جو کچھ کہو وہ بجا ہے
اے صنعت نہیں عیار سے دھوکا کھا کر گرفتار ہوئی نہ کسی ساحر نے مجھکو قید کیا مگر اکیلی تھی اس سبب سے
موقع و مناسب ہی ایسا تھا کہ مجھکو سوائے آشتی کے کچھ بن نہ آیا ورنہ مفت میری جان جاتی اور عمرو کے
ہاتھ سے ہلاک ہوتی بس میں بچاؤ اپنا کرنے کو مل گئی تھی اب میں تمہارے پاس آئی ہوں کہ افراسیاب سے
مجھکو ملوا دو صنعت سمجھی کہ یہ اسوقت اگر بارادۂ دغا بھی آئی ہے تو کیا کرلیگی اُسکو تسکین و دلاسا دیکر ساتھ
رکھو بس اُسنے کہا اے ملکہ غبار انگیز یہی چاہیے کوئی مالکون اور پرورش کرنے والون کے حق نمک کو بھلاتا ہے
اور اُنسے بگاڑتا ہے تو میرے بجائے فرزند کے ہے بیٹی ہے میں تجھکو شاہ سے ملوا دونگی اور کئی قلعہ علاوہ تیرے
ملک کے اور دلوا دونگی غبار انگیز نے یہ باتیں سنکر اسکو کئی اشرفیان نذر دین اور برابر جا کھڑی ہوئی اور
تعریف کرنے لگی کہ اے ملکہ واہ کیا نایاب سحر کیا ہے کہ دم بھر میں اتنے بڑے لشکر کو آپ نے غارت کر دیا صنعت نے

کہا اس سحر مین میرا کچہ اجارہ نہ تھا دیکھو یہ بیضے سامری کے عنایت کیے ہوئے مین اُنکی خاصیت ہی یہ ہی کہ جس لشکر پر لگاؤ وہ لشکر تباہ و برباد ہو جائیگا غبار نے تعجب کرکے کہا ذرا مین ایک بیضہ کو دیکھون صنعت نے وہی بیضہ جو ہاتھ مین لیے تھی اُسکو دیا اور کہا کہ یہ بیضہ چوتھا ہی اور خاصیت اِسکی یہ ہی کہ اگر لشکر حریف پر لگاؤ اور وہ لشکر مین بیضہ اول لگانے سے برباد ہو چکا ہو تو وہ سحر بھی برطرف ہو جائیگا اور لشکر حریف یعنی جسنے تین بیضون سے اول کام لیا ہی وہ برباد ہو گا اُسنے کہا کہ ہان ایسا ویسا لشکر جیسے کہ مہرخ کا تھا برباد ہوگا ورنہ جو زبردست ساحر ہوگا اُسکا لشکر تو کیا برباد ہو گا صنعت نے کہا بس آخر تو لڑکی ہی نہ ارے نادان یہ تحفہ عطیۂ سامری ہی کہین رُکتا ہی اگر افراسیاب کے لشکر پر لگائے تو وہ بھی غارت ہو جائے یہ حال جب غبار انگیز خوب سا دریافت کر چکی اُسوقت اُسنے طاؤس کی باگ لی صنعت پکاری اگہ کہان قصد ہی کیا تم اِس بیضہ کو مہرخ کی بھاگی ہوئی فوج پر لگاؤ گی. اُسنے کچھ جواب نہ دیا اور کچھ دور ہٹ کر اُسکے لشکر سے پکاری کہ ارے او مالزادی پُرانی ڈھڈو لکاتہ کہان جائیگی بچکر لے اب سنبھل جا یہ کہکر وہ بیضہ اُسنے صنعت کے لشکر پر کھینچ مارا کہ صنعت کے تخت پاس آکر وہ شق ہوا اور آواز مہیب اُسمین سے آئی صنعت پکاری کہ ارے لشکریو بھاگو اور وہ پیکان جو لشکر مہرخ پر برس رہے تھے وہ اُسکے لشکر پر آکر برسنے لگے اور وہ جانور جو منقارین مہرخ کی سپاہ پر لگاتے تھے اُسکے لشکریون پر آکر لگانے لگے اور اُس بیضہ کے لگانے سے آگ برسنے لگی اتنو یہ حال ہوا کہ لشکری سرو چراغان کی طرح چھوٹ رہے تھے اور ہزارون کیا لاکھون داخل جہنم ہوئے اور زمین و آسمان مین تزلزل پڑ گیا آتشبازی نے جنگل جلا دیے یہ عالم ہوا کہ زمانہ کرۂ نار بنگیا اور غبار نے اپنی فوج کو نعرہ کرکے بلایا کہا کہ لینا اِن باغیون کو اِنھون نے زیر تیغ سحر رکھ لیا اور جب وہ بلا دفع ہوئی مہرخ بھی مع اپنی فوج باقیماندہ کے پھر پڑی پھر تو لشکریان صنعت کو بھاگنے کا راستہ نہ ملا کہ نظم

چلی بھاگکر دامن کوہ کو	لیے ساتھ سب فوج و انبوہ کو	خطر فوج کا شور بنگاہ کا
عجب وان کے جانے مین غم راہ کا	کہ جاؤ زمین کچھ ہویدا نہ تھی	کہین اُمین پگڈنڈی پیدا نہ تھی
عجب کشمکش درمیان آگئی	بہ تیر اِک بلا تھی جہان آگئی	نہ ہلنے کو جاگہ نہ چلنے کو راہ
سرون پر کھڑی فوج و فیل و سپاہ		

تیغ تیز نے گو مرجان لینے کے لیے جوہر سے دانت اپنے نکالے تھے غنچہ گلے کاٹنے پر حلقہ باندھے تھے تیر سن سن چل کر یہ خبر سناتے تھے کہ سینہ چھیدنے پر ہم آمادہ ہین

نیزہ سرکشی جتانے پر بلند طبعی اپنی دکھاتے تھے کمانین لب سوفار سے کہتی تھین کہ لاؤ نقد جان دشمنان
لاؤ خطا گرفتہ لوگون کو قربان کرکے بھینٹ ہمارے لیے چڑھاؤ سحر کی تو اس جنگ مین کچھ ضرورت
نہ تھی سحر تو وہی بیضہ کا کافی تھا کہ کرد کہ نیافت کا معاملہ گذر اتھا لاکھون آدمیونکا کھیت پڑا ہر ایک مدعی
کھیت رہا پہلے تو وہ سب ہنستے تھے اب اپنے نصیبونکو روتے تھے اور جان بچانا چاہتے تھے لیکن ممکن نہ تھا
کسیکا بھیجا پھٹا ہی کسیکا سینہ چھدا ہی کوئی لوٹ رہا ہی کوئی جو بھاگا ہی وہ کچھ دور جا کر گرا ہی اوپر سے آگ
برس کر خانۂ تن جلاتی ہی زندگی بھاگنے والونسے دو کوس آگے بھاگی جاتی ہی کہانتک بیان کیا جائے صنعت
سے سبھی بھاگے تھے یہ تو مع چند سردارونکے بچ گئی اور میدان جنگ گاہ سے کئی کوس پر بھاگ کر آئی
اس مقام پر پناہ ملی سحر پڑھ پڑھ کر اسنے دستک دی از بسکہ صاحب ہفت بیضہ بھی تھی بدین وجہ
وہ جانور اور آتش اور پیکان سب موقوف ہوئے اُدھر ملکہ مہرخ سے غبار انگیز ملی ملکہ مذکور نے اُسکو
برابر اپنے تخت پر سوار کر لیا اور طبل شادمانی بجوا کر پھری لشکر اودھر کا کم کام آیا تھا اُسنے آکر کمر کھولی اور
سجدۂ شکر جناب باری مین کیا مہرخ آکر سریر جہانبانی پر بیٹھی اور غبار انگیز کے شکریہ ادا کرنے مین
تر زبان ہوئی کہ ای ملکہ اگر ایک لحظہ تم اور نہ آتین تو کام ہمارا تمام ہو چکا تھا غبار انگیز نے کہا کہ ای مہرخ
نامور مین نے کیا کیا یہ بھی سب فریب تھا ای ملکہ اب صنعت کی تدبیر کرنا لازم ہی مہرخ نے کہا
جو مرضی پروردگار کی ہم تدبیر اُسکی کیا کرین غبار نے کہا ابکی وہ غضب ڈھائیگی عمرو نے اُسوقت
پوچھا کہ ای ملکہ غبار انگیز ہمسے تو بتاؤ کہ تمنے یہ کون سا سحر کیا جس سے وہ قحبہ پست پا ہوئی اور ہمپر سے
خدانے اُسکے سحر کی بلا دفع کی غبار انگیز نے کہا مین نے کوئی سحر نہین کیا مین اُسکے پاس گئی
اور اظہار اطاعت اُس سے کیا اور کہا افراسیاب سے مجھکو ملوا دیجیے وہ وقت ایسا ہی تھا
کہ مین عمرو سے مل گئی تھی اُسنے کہا تو میری بیٹی ہی مین تیری خطا معاف کرا دونگی بس اُسکے ہاتھ
مین بیضۂ سحر تھا مین نے کہا یہ مین دیکھون اُسنے وہ بیضہ دیا مین نے اُسی کے فوج پر مارا اُسکا
خواص ہی یہ تھا کہ جس لشکر پر مارو وہ تباہ ہو جاوے ای عمرو سوائے اِسکے اور کچھ مین نے
نہین کیا عمرو نے اِس فطرت کی کمال تعریف کی پھر سوچا کہ صنعت اتنی بڑی شکست اُٹھا کر
گئی ہی کماہی حیران ہوگی اگر اسوقت کوئی عیاری بنجاوے تو بہت بہتر ہی یہ سوچکر اُٹھا اور مہرخ
سے کہا کہ ای ملکہ مین صنعت کی خبر لینے جاتا ہون کہ کدھر گئی مہرخ نے ہر چند روکا مگر مانا نا

اور روانہ ہوا اُدھر صنعت صحرا سے پھر کر اپنے اس لشکر مین کہ جو لاکھون آدمیونکا دور تک اُترا
ہوا ہی آئی بارگاہ و خیمہ اور اُسکے لیے نصب ہوا یہ آکر بارگاہ مین تخت پر بیٹھی اور اپنے ملازمون جادو ہمان
جادو اور مختار جادو سے مخاطب ہو کر گویا ہوئی کہ کیون تمنے دیکھا اُس غبار نے کیا حرکت کی ہی یہ بھی اتفاق کی
بات ہی تم دیکھنا کہ مین کس طرح ان سب کو ہلاک کرتی ہون جیسے انکی بھاگنے کا ٹھکانا
نہ ملتا تھا ایسا جب بھی ہوگا ساحرون نے عرض کیا کہ اے ملکہ آپ سچ فرماتی ہین آپ کیا کچھ
شاہ افراسیاب سے کم ہین اب اِسوقت غلامان جانباز کی عرض بھی پذیرا فرمایئے
یعنے کچھ خاصہ نوش جان کر لیجیے کہ آپ کے چہرۂ مبارک کا عجب حال ہوا جاتا ہی پھر جو
چاہیے گا وہ کیجیے گا اُسنے جواب دیا کہ کھانے پانی سب سے مجھکو نفرت ہو گئی ہی کچھ جی
نہین چاہتا ہی اُنھون نے بھر بہ منت تمام اصرار کیا ناچار اُسنے کہا اچھا منگواؤ بکاولون نے
دسترخوان لاکر بچھایا صنعت آکر کھانا کھانے مین مصروف ہوئی اُسوقت خواجہ جو روانہ
ہوئے تھے علیحدہ ایک مقام پر ٹھہر کر ساحر کی ایسی صورت اُنھون نے اپنی بنائی مہر
افراسیاب جادو کی ماتھے پر اپنے بنائی اِس طرح کی کہ کندہ کی ہوئی معلوم ہوتی تھی تمامی
کی دھوتی باندھے بازو پر پُتلیان جواہر کی باندھکر گلے مین مالا مروارید پہنکر نامہ افراسیاب کا
ہاتھ مین لیکر دروازۂ بارگاہ صنعت پر اپنے تئین پہونچایا سب نے دیکھا کہ افراسیاب کے
یہان کا جادوگر آیا ہی یہ دیکھکر کوئی مانع نہ ہوا اور خواجہ اندر بارگاہ کے آئے صنعت کو
مجرا کیا اُسنے پلکون کے اشارہ سے سلام لیا اُنھون نے نامہ دیا اُسنے نامہ کھولکر پڑھا
لکھا ہوا تھا کہ اے ملکہ صنعت سحر ساز مرحبا کیا کہنا جس طرح سے کہ ساحران زبردست
لڑتے ہین اُسی طرح سے تم لڑین مین خود آسمان سحر پر سے تماشا دیکھ رہا تھا تم ناچار
کہ غبار انگیز کے فریب مین آگئین اِسکا تم کچھ رنج و ملال نہ کرنا یہ نامہ جو میرا لیکر آتا ہی
یہ صرف نامہ بر ہی نہین ہی اور نہ قاصدی کرتا ہی یہ بہت بڑا ساحر زبردست ہی بس اِسکو
مین نے اِس لیے بھیجا ہی کہ تم اپنے پاس اِسکو رکھنا نام بھی اِسکا ہوشیار جادو ہی
اِسکی خاطر بہت کچھ کرنا اور لڑنے کو جانا تو اپنے ساتھ لیتی جانا یہ بڑا کام کریگا باقی مراعات
سلطانی کی امیدوار رہو صنعت نامہ پڑھ کر خوشنود ہوئی ساحر نامہ دار کی بہت خاطر کی

کھانے کی اول صلاح کی پھر آپ چند لقمہ کھا کر تخت پر آکر بیٹھی ساحر مذکور کو کرسی بیٹھنے کو دی پھر ایک راوٹی استادہ کرائی سب اسباب راحت وہان بھیجدیا اور کہا ای ہوشیار جادو تم اِس راوٹی مین رہو عمرو اٹھکر اِس راوٹی مین آیا میوہ تر و خشک کھایا اپنے پاس سے شراب نکال کر پی پھر پلنگ پر لیٹ رہا تین چار لونڈیان خدمت کو حاضر تھین وہ کام کرنے لگین بعد آنے خواجہ کے چالاک بن عمرو بھی صنعت کی فکر مین آیا تھا کنیزین جو اندر باہر کام کاج کے لیے آتی جاتی تھین اُسمین سے ایک کو اُسنے فقرہ سے الگ لیجا کر بیہوش کیا اور اُسکی ایسی صورت بنکر سر پر صنعت کے رومال جھلنے لگا اس اثنا مین ملکہ حیرت جو کھانا کھانے اپنی بارگاہ مین بیٹھی اُسنے حال شکست کھانے کا صنعت کے سُنا تھا پس کچھ میوہ مٹھائی پکوان کشتی مین لگا کر صرصر عیارہ کو بلوا کر کہا کہ جا کر یہ ملکہ صنعت کو دے آ سامری جانین کہ اُسنے فرط رنج والم سے کچھ کھایا ہی یا نہین قسم ہماری طرف سے دینا کہ اِسکو کھاؤ صرصر وہ کشتی لیکر روانہ ہوئی اور بارگاہ صنعت مین آئی مجرا کیا عرض رسا ہوئی کہ یہ تحفہ ملکہ حیرت نے آپ کے لیے بھیجا ہی صنعت نے کہا ای صرصر تو اس طرح اِسوقت آئی جیسے کوئی عیار آتا ہی صرصر نے کہا ای ملکہ پھر مین تو عیارہ ہون اگر آپکو کچھ اور شبہ ہو تو اپنا اطمینان فرما لیجیے صنعت سحر ساز نے پانی سے منھ صرصر کا دھلوایا صرصر اصلی پایا اُسوقت ایک دوشالہ اور بہت سے روپیہ انعام مین دیے صرصر خلعت پا کر رخصت ہوئی لیکن دیکھتی گئی کہ چالاک سر پر کھڑا رومال جھل رہا ہی بس اُسنے الگ جا کر نیل کے قلم سے لکھا کہ یہ جو لونڈی سر پر کھڑی رومال جھل رہی ہی یہ کنیز نہین ہی عیار ہی اِسکا کام تمام کر دیہ لکھ کے پھر آئی اور کہا ملکہ نے یہ کاغذ بھی دیا تھا مین دینا بھول گئی تھی اب یاد آیا لیجیے صنعت نے لیکر پڑھا صرصر تو چلی گئی اور صنعت حیران ہوئی دل سے کہتی ہی کہ کیا بلاے بدعیار ہین کہ کسی وقت پیچھا ہی نہین چھوڑتے ہین یہ کہکر اُٹھی اور چالاک کو پکڑ لیا اور پوچھا کہ اری تو کون ہی چالاک نے کہا کہ مین آپ کی کنیز ہون اُسنے کہا کہ اری خیرہ سر تیرہ روزگار تو کنیز ہی یا چالاک ہی ارے پانی گرم لا کر اِسکا منھ

دھولاؤ اور کنیزین گرم پانی لیکر آئین اور منھ چالاک کا دھولایا رنگ روغن چھوٹ گیا
صورت اصلی ظاہر ہوئی صنعت نے کہا میرا چابک تو لاؤ غلغلہ اسکے قید ہونے کا بلند ہوا
عمرو جو راوٹی مین جا کر لیٹا تھا اُسنے بھی سُنا جلدی سے باہر نکل آیا اور چالاک کے پاس
آکر کہا ای اجل رسیدہ غضب کیا تھا یہ کہکر ملکہ صنعت کو چابک نہ لگانے دیا آپ ایک
چابک اُسکے لگایا صنعت نے کہا یہ موذی کاٹے کسیطرح باز نہین آتے ہین مین اب اسکو
افراسیاب کے پاس لیجاؤنگی عمرو نے عرض کیا کہ ای ملکہ میرے کام مین خلل انداز
یہ ہوا میری رائے یہ ہی کہ اسکو مجھے آپ عنایت فرمائین کہ مین اسکو قید کرون یہ کہکر اپنے
جھولے سے سحر کی زنجیر نکالکر خوب چالاک کو جکڑا اور کہا مین اس سے کچھ پوچھ لون
تو مار ڈالونگا صنعت نے کہا مین نامہ افراسیاب کو لکھتی ہون جیسا وہ فرمائین
عمل مین لانا عمرو نے کہا اچھا اور چالاک کو اپنی راوٹی مین لایا وہان لا کر مشکین
کھول دین اور کہا او جوانا مرگ کیون اپنی جان کے پیچھے پڑا ہی چالاک نے کہا آج تو
صنعت نے نہ پہچانا تھا صرصر شمشیر زن آکر گرفتار کرا گئی عمرو نے کہا مین سمجھ لونگا
چالاک اُنکے کہنے سے قنات چاک کر کے نکلگیا اور عمرو ہائے ہائے کر کے زمین پر
گر پڑا اس طرح سے کہ آدھا پردے کے اندر دھڑ تھا اور آدھا باہر اُسکے ہائے
ہائے کی آواز اہل بارگاہ نے جو سُنی صنعت نے کہا خدا جو ہوشیار جادو کو
بادشاہ نے بھیجا ہی اور وہ عمرو کے بیٹے کو قید کرنے لیگئے ہین معلوم ہوتا ہی کچھ آفت
اُنپر آئی یہ کہکر خود راوٹی مین آئی دیکھا تو ہوشیار جادو بیہوش پڑا ہی اور قنات چاک ہی
چالاک کا پتا نہین ہی لوگون سے یہ حال دیکھکر گویا ہوئی کہ دیکھو ہوشیار نے کیسا زنجیر مین
جکڑ دیا تھا بندھا ہوا نگوڑ مار اُنکلگیا بڑے غضب کے عیار ہین آتسے کوئی جیت نپائیگا اچھا
اب کوئی پانی لا کر ہوشیار پر چھڑکو کہ اُنکو تو ہوش آئے عمرو نے یہ بیان جو اُنکا سُنا سمجھے کہ
پانی چھڑکنے سے رنگ روغن نہ کہین بگڑ جائے لازم ہی کہ اُٹھ بیٹھو بس یہ سوچکر ایک آہ کی اور
کروٹ لی صنعت اُسوقت پکاری کہ ای ہوشیار جادو ہوشیار جادو کیا غافل پڑے ہو ذرا تو ہوشیار ہو
اسکے پکارنے سے عمرو اُٹھ بیٹھا اور کہا ای ملکہ چالاک نے کیا کہون کہ کیا کام کیا ہی کچھ سمجھ مین نہین آتا

مین مرگیا ہوتا سامری نے بڑی خیر کی صنعت نے کہا اگر اسوقت کچھ تمھارے دشمنون کو ہو جاتا تو مجھکو افراسیاب سے بڑی ندامت ہوتی لوگون نے کہا ای ملکہ آپکا کدھر خیال ہی یہ وہ چالاک ہی جسنے کہ افراسیاب پر عیاری کی ہی اس سے بچے رہنا ہی غنیمت ہی اور جسوقت اسکو قید کرے چوکے نہین مار ہی ڈالے یہی بہتر ہی غرض صنعت وہان سے اُٹھکر پھر اپنے مقام پر آئی اور چالاک جو نکلکر یہانسے چلا ایک درہ مین پہاڑ کے گیا وہان قریب تر ایک ساحر ہی کہ اس جگہ کی صنعت کیطرف سے نگہبانی کرتا ہی اس ساحر کا نام بھی مبہوت جادو ہی اور وہ ساحر نہایت زبردست ہی چنانچہ چالاک جو دیکھے تو درہ کو بہت آراستہ ہی اسطرف درہ کے درخت تمام سر تراشی کیے ہین سبزہ اُگا ہی کنوئین بختہ بنے ہین پٹری جائی گئی ہی اور سامنے ایک باغ کہ جس سے گلستان ارم کو داغ بنا ہوا نظر آتا ہی چالاک اُس باغ مین آیا اسکو بھی نہایت سرسبز پایا نرگس و یاسمن تختہ تختہ گل و سنبل چمن چمن لگے ہین یہ اسکی خوبی کی نسبت کہنا چاہیے کہ

ابیات

وہ باغ نہین بہشت سے کم
ازبسکہ ہی سبزہ جلوہ آرا
گویا خط یار دلربا ہی
ہر رنگ کے گل جو ہین نمودار
ہم رنگ سرشک خون بلبل

رخسار زمین پہ سبزہ ہر سو
ہی خاک طلسم چرخ خضرا
تھے پھول بھی پھل بھی کیسے کیسے
گلشن کی زمین ہی صحن گلزار
ہر سمت نہرین جاری

دیکھا تو کچھ اور ہی ہی عالم
ریحان خط عذار گلرو
یون سبزہ گیاہ جانفزا ہی
شاید کہ بہشت مین ہون ایسے
ہر سرخ تو رشک لالہ و گل

خلاصہ یہ کہ بڑی تیاری ایک طرف بارہ دری بحسن و خوبی بنی ہوئی بنی کی طرح سجی ہوئی فرش پر تکلف سے آراستہ شیشہ آلات لگا ہوا سامان عیش و راحت وہان مہیا مسند مغرق بچھا ہوا اور اُسپر ایک ساحر سیاہ فام بیٹھا ہوا شراب زہر مار کر رہا ہی اُسکو دور سے دیکھکر چالاک صورت ساحر کی ایسی بنا اور وہ وضع اپنی بنائی کہ جیسے وضع کے ساحر صنعت کے ملازم ہین بس اس صورت پر تیار ہو کر سامنے اُسکے گیا اور اُسکو سلام کرکے کہا کہ ملکہ صنعت نے آپ کے پاس بھیجا ہی فرمایا ہی کہ جب سے ہم شکست کھاکر آگئے ہین مہرخ کمبخت ہمارے مار ڈالنے کی فکر مین ہی ابھی چالاک عیار آیا تھا ہمنے قید کرنا چاہا وہ نکلگیا اب تم بہت ہوشیار رہنا اور جو کوئی عیار طرار آئے اُسکو پکڑکر مار ڈالنا مبہوت اُسی ساحر کا نام ہی چالاک کی تقریر سنکر وہ اپنے ملازمون سے حکم فرما ہوا کہ سو روپیہ اسکو لا کر دو اُنھون نے

روپیہ مذکور لاکر دیے اور مبہوت نے کہا ملکہ عالم کو میری تسلیم کہدینا اور عرض کرنا کہ آپ میری جانب سے غافل رہین مین بہت ہوشیار ہون چالاک نے جب روپے پائے کہا تمنے ہمارے ساتھ احسان کیا ہی ہمارے باپ دادا سے بھی ایک چیز نادر چلی آتی ہی بھلا اُسکو ہم بھی تو دکھلا دین لے آؤ الگ چلو مبہوت یہ سُنکر اُٹھا اور اِس باغ کی ایک کنج مین گیا ملازمون کو وہان آنے سے منع کر دیا چالاک بھی اُسکے ساتھ گیا اُسنے کہا دکھاؤ وہ کیا چیز ہی چالاک نے قریب پہونچتے ہی اُسکے ایک طمانچہ دست بیہوشی آلودہ کا لگایا مبہوت نے کہا او بے ادب یہ تونے کیا کیا چالاک نے کہا اِسمین تو کرامات ہی تم دیکھ لینا گھبراؤ نہین یہ کہی رہا تھا کہ وہ چکر مار کر گرا بیہوش و مدہوش تھا چالاک نے اسوقت تنہائی پاکر اپنی ایسی صورت اُسکی بنائی اور آپ اُسکی صورت پر بنا اور اُسکو پیٹھ پر لاد کر باہر نکلا نوکرون نے اُسکے کہا کہ یہ کون ہی اُسنے جواب دیا کہ جمشید نے میری عزت بچالی اور جان بھی رکھ لی اِسنے مجھکو مار ڈالا ہوتا یہ عیار ہی یہ کہکر بارگاہ صنعت کے دروازے پر اُسکو لادے ہوئے لایا صنعت کو خبر ہوئی کہ مبہوت جادو کوئی آپ کی جانب سے فلان صحرا مین محافظ ہی وہ چالاک کو پکڑ کر لائے ہین یہ حال سنکر صنعت اُٹھی اور ہوشیار جادو کے پاس آئی کہا ای ہوشیار مبارک ہو چالاک پکڑا گیا مبہوت جادو میرا ملازم لایا ہی عمرو کی یہ خبر سُنکر جان نکلگئی مگر بظاہر خوشنود ہوا اور جلد وہان سے باہر نکل آیا اِس اثنا مین مبہوت نقلی بھی داخل بارگاہ ہوا ملکہ صنعت عمرو کے ساتھ کھڑی تھی اُسکو مجرا کیا صنعت نے ہنسکر کہا کہ ای مبہوت مزاج تو اچھا ہی کہو کسکو لائے مبہوت نقلی نے سب ماجرا بیان کیا کہ یہ عیار مجھکو بھی فریب دینے گیا تھا مین نے پکڑ لیا اِن باتون مین یکایک خبر آئی کہ ملکہ شکوہ زرین قبا اور شہاب جادو سیر کنان اِس طرف آئے تھے وہ آتے ہین صنعت نے کچھ لوگ اُنکے استقبال کو بھیجے کہ وہ دونون بھی بارگاہ مین آئے صنعت سے ملاقات ہوئی اُسنے مزاج پرسی کرکے بڑا تپاک ظاہر کیا پھر یہ بھی کرسیون پر بیٹھے جام مے گردش مین آیا اُسوقت ملکہ شکوہ نے پوچھا کہ ای ملکہ یہ سامنے مردہ سا کون پڑا ہی صنعت نے سب احوال اُنسے بھی کہا اور کہا افراسیاب نے ایک ہوشیار جادو نام ساحر نیکنام کو میرے پاس بھیجا ہی اور بہت تعریف اُسکی نامہ مین لکھی ہی مین اُنسے نہایت خوش ہون شکوہ نے کہا ای ملکہ اب تم اُسکو

مار ڈالو صنعت نے کہا لڑائی کی فتح اور شکست جب ہی کہ جب حریف پکڑا جائے تو سمجھا کر مارے لیکن آپ کے فرمانے سے مین ابھی اُسکو قتل کرتی ہون مجھکو کسی بات کا دغدغہ نہین کہ شکوہ نے کہا کہ مجھہ ہی کیون نہو آپ اُسکو مار ڈالین اُسنے کہا اچھا اُسوقت شہاب جادو نے کہا کہ ہوشیار جادو کو بھی بلائیے ہم ملاقات بھی کرینگے اور وہ اُسکے قتل کی بھی کیفیت دیکھینگے صنعت نے ایک کنیز کو حکم دیا کہ جاکر دیکھہ تو ہوشیار جادو کیا کرتے ہین عمرو یا تو باہر نکل آیا تھا یا پھر جاکر راوٹی مین لیٹ رہا اِسلیے کہ اُسنے باہر آکر جو مبہوت کو دیکھا تو چالاک گم پایا تھا غرض کنیز جو آئی دیکھا کہ آرام میں ہین اُسنے جگانے کا ارادہ کیا کنیزین جو اُسکی خدمت مین تھین وہ گویا ہوئین کہ ابھی آرام کیا ہی اور فرمایا ہی کہ اگر ملکہ بھی آکر جگانے کا ارادہ فرمائین تو مجھکو نہ اُٹھانے دینا کنیز یہ ماجرا سُنکر پھر آئی اور صنعت سے آکر عرض کر دیا شہاب وغیرہ سب خاموش ہو رہے اور صنعت نے جلاد کو حکم دیا کہ جلد تر اِس مفتری کا اِسی عالم بیہوشی ہی مین سر کاٹ ڈال جلاد نے بموجب حکم دوڑ کر تیغہ مارا کہ سر مبہوت اصلی کا اُڑ گیا اور پکارا کہ مبارک ہو مین نے کام پسر عمرو کا تمام کیا لائیے انعام دلوائیے یہ تو انعام مانگ رہا ہی کہ وہان صدائے گیرودار ودار وگیر بلند ہوئی دھوان سب طرف پھیلا آواز آئی کہ مارا مبہوت جادو کو اُس اندھیرے مین چالاک نے نعرہ کیا کہ منم چالاک ادی قحبہ صنعت تو میرا نام چالاک کہ تیرے ہاتھون سے تیرے رفیقون کا سر کٹواؤن یہ کہکے تخت کے نیچے صنعت کے چلا گیا کسی نے اِس تاریکی مین دیکھا نہین کچھہ عرصہ کے بعد وہ دھوان برطرف ہوا سب نے دیکھا کہ مبہوت جادو کا سر الگ کٹا پڑا ہی اور شکوہ اور شہاب جادو تو گھبرا کر باہر نکلگئے کہ یہ کیا آفت آئی اور آپسمین گرم سخن ہوئے کہ غضب ہی سامری کا بھلا کیجیے کسکو کوئی مارے اور کسکو رہا کرے بھائیو اب طلسم پر ادبار آیا ہی ادھر صنعت لاش مبہوت دیکھکر بدحواس ہوگئی کہ بل بے تیری تلاش کہان پہونچا اور مبہوت کو پکڑ کر لایا یہان تو سب متحیر اور متردد ہین لیکن حیرت کو بھی طائران سحر نے یہ سب خبر پہونچائی وہ بھی پریشان خاطر بیٹھی تھی کہ شکوہ اور شہاب جاکر پہونچے اُنھون نے مفصل کیفیت عرض کی کہ ہمارے سامنے یہ ماجرا گذرا پھر یہ بھی بیان کیا کہ افراسیاب نے ایک ساحر ہوشیار جادو نام کو صنعت کے پاس بھیجا ہی اور بڑی تعریف اُسکی نامہ مین لکھی ہی وہ ساحر وہان موجود ہی بڑی خاطر اُسکی ملکہ صنعت کرتی ہین

حیرت نے یہ حال سُنکر کہا ای بی آسمین بھی کوئی نہ کوئی فریب معلوم دیتا ہی مین بادشاہ کو نامہ لکھتی ہون جیسا ہوگا ظاہر ہو جائیگا یہ باتین جو یہان ہوئین طائران جادو مہرخ کے یہان کے اور افراسیاب کے یہان کے برائے جاسوسی حاضر تھے اُنھون نے بھی سُنا اور طائران اُڑکر بادشاہ طلسم کی خدمت مین گیا ادھر طائران سحر نے آکر مہرخ سے جو سُنا تھا بیان کیا مہرخ بہت خوشنود ہوئی اور عیاران نے کہا بی بی عیار بڑے فیلسوف اور زبردست ہین مہرخ نے کہا سب ملکر چالاک کے لیے دعا کرو کہ خدا تعالی اُسکو صحیح و سالم ہمسے لاکر ملائے سب دست بدعا ہوے ادھر طائران جادو جو شاہ جادوان کے پاس پہونچا جملہ ماجرا اُسنے یہانکا بیان کیا بادشاہ نے حال سُنکر گردن جھکائی اور کہا مین اسی وجہ سے سب کو غارت کرنے جاتا تھا تو اس صنعت نے نمانا اب اچھا ہوا جو ذلتین اُٹھاتی ہی یہ کہکر رقعہ جمشیدی مین دیکھا کہ کونسا ساحر میرا ملازم ہوشیار جادو نام ہی جو اُسکے پاس گیا ہی رقعہ مین معلوم ہوا کہ وہ عمرو عیار ہی اگر ای بادشاہ قتل کرنا ہو تو ایسے وقت مین اُسکو مار ڈال پھر ایسا موقع نہ ہاتھ آئیگا یہ رقعہ سے دریافت کرکے آسنے باغبان کی طرف دیکھا اور کہا کہ تمنے وعدہ کیا تھا مین عمرو کو پکڑ لاؤنگا آجتک ایفاے وعدہ نہوا خیر اب تم بارگاہ مین صنعت کی جاؤ اور وہان ہوشیار جادو بنا ہوا عمرو ہی اُسکا سر کاٹ لاؤ صنعت سحرساز سے کہنا کہ وہ خود قتل کرکے سر تمہین دیدیگی باغبان نے پایۂ تخت بادشاہ کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ اینک رفتیم و آوردیم یہ عازم رہ نوردی ہوا لیکن بوجہ اُسکی ملکہ گلچین جادو کہ عمرو سے ڈرتی ہی اسواسطے کہ عمرو جو باغبان کو مار ڈالیگا تو مین رانڈ ہو جاؤنگی اِسنے قرآن حبش کو بھائی بنایا ہی اور اُسنے اِسکو بہن کہا ہی ہرچند باغبان کو یہ سمجھایا کرتی ہی مگر وہ نہین مانتا ہی چنانچہ ملکہ گلچین جادو اپنے شوہر سے پہلے چادر سحر اوڑھ کر روانہ ہوئی چلکے صنعت کی بارگاہ مین پہونچی بسبب چادر سحر کے کسی نے اُسکو دیکھا نہین عمرو کی راوٹی مین گئی عمرو سوتا تھا اُسکو جگایا اور کہا خواجہ سلامت مین ہون آپکی کنیز گلچین جادو افراسیاب کو آپ کی خبر پہونچی ہی اُسنے میرے شوہر کو صنعت کے پاس بھیجا ہی وہ آتا ہی آپ ہوشیار ہو جائیے مین پہلے آپ سے خبر کرنے کو آئی ہون آپ کو قسم ہی اپنے خداے پاک کی کہ باغبان کو مار نڈالیے گا مین رانڈ ہو جاؤنگی لو خدا تمھارا حافظ ہی مین جاتی ہون یہ کہکر وہانسے چلی گئی اسکی باتونکی آواز کچھ کچھ کنیزون اور صنعت نے بھی سُنی مضمون تو کچھ بھی نہ سمجھین لیکن صنعت نے پکار کر کہا کہ ارے

یہ کیسے بیر آتے جاتے ہین عمرو نے کہا یہ بیر ہمارے ہین اور کیسے ہین عرصہ ہوا ہمکو آئے ہوئے اب تدبیر
لڑنے کی ہم بھی کرتے ہین دمبدم خبر منگاتے ہین یہ کہکر باہر راوٹی کے آیا اور دیکھا کہ ایک جادوگر
اژدر نگاہ جادو نام صنعت کے پاس استادہ ہی اُسنے صنعت سے کہا کہ ای ملکہ ذرا یہ جو
آپ کے پاس کھڑے ہین انکو میرے پاس بھیجدو مجھے کچھ اُنسے کہنا ہی صنعت نے یہ سُنکر اژدر نگاہ
سے اشارہ کیا کہ جاؤ وہ عمرو کے پاس آیا عمرو نے کہا ای بھائی یہ غل کیسا ہوا تھا اُسنے کہا
کیا بتاؤن اپنی اپنی سبکو پڑی ہی عمرو نے کہا ہان بھائی یہان یہی حال ہی معلوم نہین کہ ہم مارے
جائین یا تم مارے جاؤ مگر بھائی عیار کیا کام کر رہے ہین ابھی دیکھو میرے پاس ایک عیار
آیا تھا اُسنے زبردستی بغیر کہے سُنے میرے منہہ پر یون ہاتھ مارا دون ہاتھ مارا ای لو اسطرح سے
ہاتھ پھیر ہی تو دیا یہ کہکر ہاتھ مُنھ نقل کرنے کے بہانے سے پھیر دیا کہ اژدر نگاہ بیہوش
ہو گیا اُسنے جب اُسکو بات کہنے کے لیے بلایا تھا تو کنیزون کو ہٹا دیا تھا چنانچہ تنہائی تو
تھی ہی اژدر نگاہ کو بشکل ہوشیار جادو بنایا اور آپ اُسکی ایسی صورت بنا اور اُسکو
اپنے پلنگ پر لٹا دیا اور کنیزون کو پکار اُنسے کہا خبردار سے ہوشیار نکرنا یعنے جگانا نہین یہ کہکر آپ
یا جمشید یا جمشید کہتا ہوا صنعت کے پاس آیا اُسنے کہا ای اژدر نگاہ جادو خیر تو ہی مجھسے تو کچھ
کہا ای ملکہ مین تمسے کیا کہون اب آپ ہی معلوم ہو جائے گا اُسنے اِس کلمہ پر گھبرا کے کہا ارے
کتاب تو لانا عمرو نے دل مین کہا کہ کتاب مین دیکھا اسنے تو حال تیرا کھلے گا بس گویا ہوا کہ ای ملکہ
تمنے تو کتاب کی عزت کھو دی ذرا ذرا سی بات پر کتاب لانا کتاب لانا کرتی ہو ای مالکہ مین
جس کام پر عقل کام نکرے وہ کتاب مین دیکھتے ہین لو کتاب کیا کروگی مجھسے میرا بیر کہہ گیا ہی کہ
شاہ جادوان کے پاس سے کوئی اِسوقت آتا ہی اور ہم رتبہ و ہم پایہ تمہارا ہی اور جس کام کو آتا ہی
اُسی کام کو سُنکر مین یا جمشید یا جمشید کہتا ہون اب معلوم ہی ہوا جاتا ہی گھبراتی کیون ہو یہ کہہ ہی
رہا تھا کہ باغبان قدرت تیور پر بل ڈالے ہوے اسباب سحر لیے ہوے تخت پر سوار آگرا اُسکی
بارگاہ مین اُترا صنعت براے استقبال خود اُٹھی باغبان نے بڑی سمجھکر سلام کیا صنعت نے
ہنسکر سلام لیا اور ہاتھ اُسکا پکڑ لیا مقام صدر پر برابر اپنے بٹھایا باغبان نے بیٹھتے ہی کہا کہ
شہنشاہ نے فرمایا ہی مین نے کب ہوشیار جادو کو بھیجا ہی اور وہ ہی کہان صنعت نے کہا کہ وہ

جب سے آیا ہی مست شراب ایسا رہتا ہی کہ ہر وقت راوٹی مین پڑا رہتا ہے اب بھی وہین ہی
باغبان نے کہا وہ عمرو عیار ہی اسیوجہ سے بہت تمھارے پاس نہین بیٹھتا ہی اسی
فکر مین ہی تمکو مار ڈالیگا اسوقت اژدر نگاہ نقلی نے ایک قہقہہ مارا اور کہا بھلا ہم تو سمجھے ہوئے
صنعت یہ ماجرا سنکر نہایت درجہ گبرائی باغبان نے کہا حکم دیا ہی شاہ نے کہ جلد مار ڈالو اسکو
اور سر اسکا مانگا ہی لاؤ مجھے دو کہ مین قتل کرکے سر لیجاؤن صنعت نے اسوقت ایک جلاد کو
بلاکر چپکے سے کہا کہ راوٹی مین جا اور کنیزون کو یہان بھیجدے اور وہ جو پلنگ پر سو رہا ہی اسکا
سر کاٹ جلاد بموجب حکم راوٹی مین گیا اور کنیزون سے کہا جلد یہان سے باہر جاؤ وہ سب
لرزان ترسان باہر آئین اور جلاد نے ایک ہی تیغہ کا ایسا زبردست ہاتھ مارا کہ اژدر نگاہ کے
دو ٹکڑے ہوئے اسکے مرنے سے بھی صداے مہیب آنے لگین اندھیرا ہوا آواز آئی کہ لیجیو پکڑیو
مارا اسکو کہ جسکا نام اژدر نگاہ جادو تھا صنعت نے جب جلاد کو بہر قتل ہوشیار بھیجا تھا
چار ہزار جادوگر براے حفاظت مقرر کیے تھے کہ شاید عمرو ہوشیار ہوکر نکلے تو جانے نپائے دو ہزار
جادوگر بروے ہوا پروانہ کر رہا تھا اور دو ہزار گرد بارگاہ تھا بس ادھر تو صداے قتل ہوشیار
بلند ہوئی ادھر عمرو نے نعرہ کیا کہ منم شہنشاہ عیاران عمرو نامدار اری او شقی صنعت سحر ساز
اگر تیرے جادوگرون کو اسیطرح نہ داخل جہنم کرایا تو نام اپنا نہ رکھا صنعت نے یہ نعرہ سنکر گرد اپنے تو
حصار کیا اور پکاری کہ لینا موذی کاٹے کو جانے نپائے اندھیرا تو تھا ہی نارنج ترنج ناریل چلنے لگے
اسوقت چالاک جو تخت کے نیچے چلا گیا تھا باہر نکلا اور آکر اسنے عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا کہ ای والد ماجد
راہ مین نے پہلے ہی سے بنا رکھی ہی آئیے چلیے عمرو بھی غلطک مار کر زیر تخت آیا دیکھا تو یہان نقب لگی ہی
دونون اس نقب مین کودے اور روانہ ہوے صنعت نے جب وہ اندھیرا موقوف ہوا ہر چند تلاش
کرایا کہ دیکھو یہ دونون کہان گئے ہین لیکن پتا نہ ملا بہت پریشان خاطر ہوئی اور مختار جادو نے عقل سے
دریافت کیا کہ اور تو سب راہ رکی ہوئی تھی تخت کے نیچے معلوم ہوتا ہی کہ دونون ہین پس اسنے تخت کو اٹھوایا
دیکھا تو نقب لگی ہی بس عرض کیا کہ ای ملکہ دیکھیے وہ اس راہ سے گئے ہین باغبان تو یہ سب ماجرا دیکھکر پہلے ہی
چلا گیا تھا اور یہان صنعت نقب دیکھکر بہت پریشان ہوئی اور گویا ہوئی کہ ای مختار کچھ عقل نہین
کام کرتی ہی اور نہ کچھ کہ سکتی ہون مختار نے کہا قربانت شوم آپ فرمائیے تو آخر کیا کہنا ہی اسنے کہا باغبان

قدرت جو افراسیاب کے پاس سے آیا اور اُسنے کہا کہ یہ عمرو عیار ہی بس اب تو افراسیاب بھی جھوٹ بولنے لگا مختار نے کہا ای ملکہ جب ہوشیار جادو نے اژدر نگاہ کو راونی مین بلایا تھا اُسوقت تک وہ ہوشیار عمرو ہی تھا جب اژدر نگاہ اُسکے پاس گیا اُسنے بیہوش کر کے اپنی صورت پر اُسکو بنایا اور آپ اُسکی صورت بنکر باہر آیا اور آپ سے باتین کین باغبان قدرت کیا کرے جو سُن آیا تھا اُسنے وہی آپ سے کہا لیکن تعجب یہ ہی کہ اُسکو خبر کسنے پہونچائی کہ باغبان قدرت آتا ہی صنعت نے کہا کچھ ہی ہو مگر اب عزت سامری رکھین ہماری تو بے آبروئی ہوتی ہی یہان تو یہ تذکرہ ہی اور عمرو عیار مع چالاک کے نقب سے نکلکر ہنستے ہوئے اپنی بارگاہ مین آئے مہرخ اور سب سردارون نے خدا کا شکر کیا کہ پھر خدا نے تمکو ہمسے ملایا عمرو نے تمام کیفیت سامنے مہرخ کے بیان کی مہرخ اور جملہ سردار قہقہہ مارنے لگے اور سب عیار بھی مع مہتر قران کے اُسوقت بارگاہ مین آئے اور بیٹھکر شراب پینے لگے ناچ ہونے لگا شراب کا جام گردش مین آیا مہرخ نے کہا اب خدا وہ دن بھی کرے کہ شہزادۂ اسعد اور مہ جبین بھی چھوٹین اور اسعد دلاور طلسم فتح کرے عمرو نے کہا انشاءاللہ اب وہ زمانہ بھی قریب ہی ملکہ بران تدبیر مین لگی ہین لیکن جبتک آپ دیکھیے گا کہ کیسی کیسی لڑائی پڑتی ہی اور ہم بھی چن چن کے اِن نابکارون کو خدا نے چاہا تو مارینگے یہ کہکر مصروف عیش و انبساط ہوئے اُدھر باغبان کے پہونچنے کے قبل پتلے افراسیاب کے پاس آئے اور عرض رسا ہوئے کہ بموجب ارشاد حضور باغبان کے کہنے سے صنعت نے ہوشیار جادو کو قتل کرایا لیکن صدائے گیر بگیر کی بلند ہوئی دریافت ہوا کہ ہوشیار جادو عمرو تھا اژدر نگاہ جادو تھا افراسیاب نے کہا عجیب و غریب مقدمہ ہی کہ جو تدبیر ہم کرتے ہین وہ برعکس ہوتی ہی یہ کہکر ایک آہ سرد دل پُر درد سے بھری اور پتلون سے کہا کہ تم جا کر پھر خبر لاؤ کہ صنعت کیا کرتی ہی اور مہرخ کس فکر مین ہی پتلے روانہ ہوے آگے چند پتلے تو بارگاہ صنعت مین پہونچے اور چند بارگاہ مہرخ مین آئے یہان دیکھا تو ناچ ہو رہا ہی اور صنعت کو جو دیکھا تو غصہ مین رنجیدہ پایا اور سنا کہ وہ کہتی ہی ای مختار جادو مجھکو افراسیاب سے بڑی ذلت ہوئی اب جی چاہتا ہی کہ اپنے تئین ہلاک کرون مختار کہ رہا ہی کہ حضور شراب پین کچھ خاصہ نوش فرمائیے یہ تو معاملات جنگ ہین اسقدر تشویش نفرمائیے اُسنے کہا کہ اب کھانا مین جب کھاؤنگی کہ لشکر باغیان کو غارت کرونگی یہ کہکر وہ بیضہ سیاہ جو کنٹھے مین تھا ہاتھ مین لیکر دکھایا پتلون نے جو یہ ماجرا دیکھا سمجھے کہ اب تو یہ آمادہ حرب و ضرب ہی لازم ہی کہ بادشاہ سے جا کر خبر کرین پھر آپ ہی کہا کہ تماشاے جنگ

دیکھ لیں تو ایک ہی مرتبہ جا کر عرض کریں غرض یہ تو ٹھہرے اور جاسوسان لشکر مہرخ جو یہان موجود تھے
وہ سب خبر لیکے مہرخ کے سامنے آئے اور عرض رسا ہوئے کہ ملکہ صنعت سحر ساز پھر آیا چاہتی ہے
اور اُسکا ارادہ ہے کہ اپنی بیضۂ سیاہ سے کام لون مہرخ یہ خبر سنکر بدحواس ہوئی پھر آپ ہی کہا کہ ہمارا
اللہ مالک ہے وہی بچانے والا ہے چالاک جو شریک انجمن انبساط تھا وہ اپنی جگہ سے اُٹھا اور کہا
جبتک اس قحبہ صنعت کو قرار واقعی نہ گوشمالی ملیگی یہ مانیگی نہین یہ کہکر وہان سے چلا اور ساحر کی ایسی
صورت بنکر قریب بارگاہ صنعت آیا یہان صنعت باہر بارگاہ کے آکر غصہ مین کھڑی ہوئی تھی تمام
سردار اور مصاحب اُسکے گھیرے ہوئے سمجھا رہے تھے کہ اے ناظمہ کل طلسم افراسیاب کی پیاری خیریت
کی راہ چلا رہی اگر لشکر باغیان برباد کرنا منظور ہے تو فوج کو ہمراہ لیکر جا سپہ سالار فوج بھی عرض کر رہے
ہین کہ ہمکو لیتی چلیے صنعت کہ رہی ہے کہ مین اکیلی جاؤنگی اپنا کام آپ ہی خوب ہوتا ہے یہ کہکر مختار جادو
سے مخاطب ہوئی کہ تم گھر سے اور فوج و لشکر سے خبردار رہنا مجھکو دیر نہوگی ابھی گئی اور کام لشکر حریفونکا
تمام کر کے پھر آئی دیکھو یہ وہ بیضۂ سیاہ ہے کہ جسکے لگاتے ہی ہزارون سانپ پیدا ہوگا اور مفسدونکو
ڈس لیگا یہ کہکر بیضہ ہتیلی پر رکھکر بلند کیا چالاک جو فکر مین آیا ہوا تھا اُسنے دل مین خیال کیا کہ بس
یہی وقت ہے تو اپنا کام کر یہ سوچکر اُسنے کلہ گوپن مین پتھر رکھکر اور ہتیلی کو اُسکی تاک کر چرخ دیکر جو مارا پتھر
ہاتھ پر پڑا عیار کے ہاتھ کا پتھر انگلیان تو سب ٹوٹ گئین اور بیضہ سیاہ ٹوٹ کر وہ سردار اور فوج کے
لوگ جو سمجھا رہے تھے اور ساتھ چلنے کے لیے مصر تھے اُنہین گرا معاذ اللہ قیامت کبریٰ بپا ہوگئی اول تو
آواز مہیب آئی اور دھوان اِسقدر پیدا ہوا کہ وہ مقام ظلمات سے بھی بدتر تھا چاہ بابل کی وہان کی
تاریکی کے آگے کچھ حقیقت نہ رہی ہزارہا ساحرونکا اُس اندھیرے مین دم خفا ہوا اور علاوہ اِس اندھیری کے
ماران سیاہ زمین سے نکلنے لگے اور روے ہوا سے برسنے لگے تمام عالم اُن موذیون سے بھر گیا ہوا مسموم
ہوگئی اُن سانپون نے جسکو کاٹا پانی ہوکر وہ بہ گیا لشکر جو تیار ہوا تھا اُسمین بھگدر پڑی ہر چند صنعت
سحر پڑھتی تھی لیکن وہ آفت موقوف نہ ہوئی تھی اندھیری نے جان لی سانپون نے آفت برپا کی
اِن کافرون کو گویا جہنم مین بند کیا تھا کہ ہر ایک کالا اُنکو کاٹتا تھا خدا کی پناہ ہر سمت پھنکار کی صدا
بلند تھی زہر دار سے نالان ہزار حمید خانۂ تن کی پانی سے روح مثل سانپون کے نکلی جاتی تھی غلغلہ
عظیم ہاے کاٹا واے جان گئی کا بلند تھا سامری بچانا جمشید بچانا کی پکار تھی یا خداوند لقا مدد کرنا

اِن صداؤن کے آنے سے کوہ آگہار تھی کھلبل اور ہلچل پڑی تھی بڑی آفت کی گھڑی تھی کہ اشعار

جدھر بھر نظر دیکھیں لگ جائے آگ
عصا سے چلا راہ دان مار و مور
صدائے مہیب اُنکی وہ تھی بلند
جرسے کانون سے سب تھے ڈر ہاس
ہوئی اُنکی کوسون تلک ایسی دھوم
اُٹھے کوہ و وادی سے شیر و پلنگ
اِس آواز سے جی نکل ہی گئے
تو پایا اِس انبوہ کو نیم جان
زمانہ وہی آگ کا جبار اور

دم و دم کشی لب پہ پھیلین ہین ناگ
ہر اک آنکھ سے زہر ٹپکا کیا
جگر چاک ہوتے ہوا پر پرند
وحوش اُس بیابان مین آتے نہ تھے
کہ آیا نہ اِس رہ کوئی جز سموم
پراگندگی تھی اُس انبوہ مین
جو ثابت قدم تھے بچل ہی گیے
دم دیگر اُنسے نہ کوئی رہا
ہوا گرم ویسے ہی ویسا ہی شور

جہان مین وہ تھی جا بجا پر شر و شور
جلا اُنکے آگے کوئی کب دیا
درندون کے بر جا نہین تھے حواس
طیور آشیانون مین جلتے نہ تھے
ہوئے ساکنان بیابان بتنگ
کہ گونجی بلا سے سیہ کوہ مین
بھر ایک دم اُسنے واکر دہان
وہی دشت خالی وہی اژدہا

صنعت کی فوج اور صنعت بزور سحر بھاگ کر بہت دور نکل گئین اور قریب دریائے سحر آکر ٹھہرین اُسوقت کہ جب کوئی اُس جنگل مین باقی نہ رہا وہ اژدر بھی ناپدید ہوئے مطلع صاف ہوا لیکن صنعت نے ایک مقام پر ٹھہر کر بھگیلی فوج کو اپنی مجمع کیا اور اِس جائے خطرناک سے بہت دور ہٹ کر خیمہ کیا اُسکی فوج اور خزانہ لاتعد و لاتحصے ہے اسوجہ سے ہر بار نیا سامان مہیا ہوتا ہے چنانچہ اب بھی لاکھون ساحرون کو لیکر ایک جگہ پر اُتری مگر داغ بالائے داغ آتش رنج سے جگر و دل کباب کہ یا سامری ہین کس آفت مین آکر گھر گئی دیکھیے اب کیا ہوتا ہے سردار جو باقی ماندہ تھے وہ آکر پھر سمجھانے لگے کہ اے ملکہ ایک بات کے پیچھے پڑ جانا اچھا نہین اسین بہی خرابیان ہوتی ہین دیکھیے بادشاہ طلسم سب طرح کے سحر جانتا ہے اور قدرت و طاقت سامری نے اُسکو عنایت کی ہے مگر یکایک کوئی کام نہین کرتا ہے دیر آید درست آید کا معاملہ ہے آپ بھی اب چندے توقف فرمائیے پھر سمجھ لیجیے گا صنعت اپنے حال پر نالان و گریان ہوکر خاموش ہو رہی اور چالاک بن عمرو جو بیضہ کو نذر کر روانہ ہوا سامنے مہرخ کے آیا یہان سب کو مژدہ پایا دیکھا کہ لشکر مہرخ تیار کرا رہی ہے اور منتظر ہے کہ آفت آیا چاہتی ہے اُسوقت اُسنے آکر کہا کہ اے ملکہ آپ جشن کر ناچ دیکھیے عیش کیجیے مین جنگ سے فتح کر آیا یہ کہکر حال ماجرا سنایا کہ اِس طرح اُسنے بیضہ دکھایا مین نے پتھر مار کر ہاتھ اُسکا توڑا

اور بیضہ اسکی فوج مین گرا اب وہ بھاگ کر آوارۂ دشت ادبار ہوئی اور یقین تو یہ ہے کہ طعمۂ مار ہوئی آپ کے سر سے بلا گئی لڑائی کیسی اور لڑنے والے کجا یہ حال سنکر عمرو اور مہرخ وغیرہ شاد ہوئے بند غم سے آزاد ہوئے بارگاہ مین بیٹھکر داد عیش و نشاط دینے لگے ناچ دیکھنے اور شراب پینے لگے ادھر تیلون نے جاکر شاہ جادوان افراسیاب بے ایمان سے یہ سب ماجرا ذکر کیا کہ اطرح صنعت کے ہاتھ سے چالاک عیار نے بیضہ گراکر توڑا اور آفت نے صنعت کو گھیرا افراسیاب باوجودیکہ پے در پے کی شکست ہونے سے غصہ مین تھا مگر چالاک کی چالاکی کا حال سنکر ہنس پڑا اور باغبان وغیرہ اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا کہ صنعت کے دن آجکل برے ہین جب لڑیگی تباہ و برباد ہوگی اب مین اسکی لڑائی چند روز موقوف کراکر ایسے ساحر کو بھیجتا ہون کہ وہ سب باغیون کو سزاے معقول دیگا اور جیسا ہمارے ملازم وغیرہ پریشان ہوکر روئے ہین ویسا ہی انکو وہ ساحر رلائیگا یہ کہکر کچھ سحر پڑھا اور دستک دی کہ فلک سے آتشباری ہونے لگی اسی آگ کے شعلون مین ایک تخت آتشین نکلا جسپر ایک ساحر سیاہ فام سوختہ بدن گندۂ جہنم جسکی شان مین یہ کہنا زیبا ہے نظم

شعلۂ رو ونرخ رخ روشن کی تاب	جس سے ہر مومن کو واجب اجتناب	جبہہ تھا یا صبح داغ زہ جبین
روسیہ پر تیرگی ظاہر نہین	گردہ اک لتنگی مایوس کا	ہر شکن خط تھا کف افسوس کا
آبروے ہوے ظاہر جبلد یون	زنگ خوردہ جیسے تیغ سہم گون	یا نیام مخمل فنہ سودہ خواب
یا شکستہ کہنہ محراب خراب	شوخی مژگان خرام ناشکیب	نرگس بیمار مرنے کے قریب
خانۂ چشم ایک صحرا سراب	آنکھ کے ڈھیلے کلوخ خوردہ آب	رشک نفخ صور آواز بلند
خندۂ صبح قیامت زہر خند	کیا کریہ الصوت جیسے شور رعد	شہر پر بجلی گری ہنسنے کے بعد
رشک تیغ اصفہانی قد زخم	خلق کا ہیبت سے نکلا جائے دم	شور آواز قدم افلاک تک
چونک اٹھین خفتگان خاک تک		

بس وہ سیہ درون اس تخت پر سوار تھا سامنے بادشاہ کے آکر ہنگام تکلم شعلے منہ سے چھوڑتا تھا بادشاہ کو تسلیم کرکے باادب تمام منتظر کلام سامنے شہریار افتاد اس مردود ازلی سے خطاب فرمایا کہ اے آتش فشان سرخ چشم جادو تم یہان سے لشکر لیکر مہرخ کے لشکر پر چڑھ جاؤ اور اسکو تباہ و برباد کردو خبردار کسی پر رحم نہ کھانا اور لڑائی مین دیر نہ لگانا اور عیارون کی مکاری بھی کچھ بیان کرکے فرمایا کہ ان لوگون سے بچے رہنا وہ گم کردۂ راہ راست ہسکر

بادشاہ بے کم و کاست دوش اطاعت پر رکھکر پھر اپنی آتش سحر مین غائب ہو گیا اور اپنے قلعہ زر افشانیہ مین آیا سپہ سالاران لشکر کو بلا کر حکم سنایا کہ جلد دو لاکھ ساحر تیار ہو کر میرے ہمراہ چلین کہ مین مہرخ کے یہان لڑنے جاتا ہون بموجب حکم اسکے لشکر مین تیاری شروع ہوئی گردان دلاور یادگار رستم و سام اور ساحران ناکام اپنے اپنے متعلقین سے رخصت ہو کر سوار ہمائے سحر پر سوار ہوئے طبل و بوق و نقارے بجنے لگے ہوم خانے لدگئے ہر سمت آگ برسنے لگی آتش فشان بھی مثل شعلۂ جوالہ کے آتش فشانی کرتا ہوا اژدر دمان پر سوار ہوا پھر تو یہ حال تھا کہ اشعار

ہیونان مست و گستہ مہار
بہ بودند جنگی دہ و دو ہزار
سپہدار ایشان برآمد بجوش
بہ پیش سپہ اندر آمد چو پیل

بہر گوشہ ے در ستمگارۂ
بنردہ سواران خنجر گزار
ہمی بود بانیزہ در قلبگاہ
زمین شد چو کردار دریا ئیل

چنان شد کہ از ساحران صد ہزار
پدید آمد و زشت تپیارۂ
چو نزہ برکشیدند بر شد خروش
شد از گرد گیتی سراسر سیاہ

اسی کروفر سے کوچ کر کے دریاے سحر کے پار اترا اور قریب لشکر حیرت بد سیرت پہونچا اُسنے سردار بہر استقبال بھیجے کہ وہ آکر لیگئے لشکر اُسکا ملحق لشکر اتروایا آتش فشان بارگاہ حیرت مین آیا اُسنے خاطر کر کے بٹھایا اُسنے ملکہ کو نذر دی خلعت پایا پھر بیٹھکر شراب پینے لگا اور عرض پیرا ہوا کہ مجھکو خداوند ساحران نے بہر استیصال لشکر مہرخ بھیجا ہے اب مین اپنے لشکر مین جاتا ہون اور جنگ آغاز کرتا ہون حیرت نے اس حرام خور کو خوب شراب پلوائی کھانا لطیف کھلوایا جب یہ خوب سرشار ہوا اُسی نشہ کی ترنگ مین وہان سے اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا اور بقیہ دن تامل پذیر رہا جب آتش فشانی مہر تابان گم ہوئی اور دنیا تمام ظلمت سراے دہر بنی کہ ابیات

شب تیرہ ہنگام بانگ خروس
ہمہ نیزہ داران و جوشن وران
ازان دشت بہ خاست آوائے کوس
ہمہ جنگ راساز کردہ سجان

ہرکارے یہ خبر لیکر بہت جلد خدمت مہرخ مین آئے اور لب پر دعا و ثناے بادشاہی لائے نظم

کاوس و کیقباد و کیومرث یزدجرد
جردغان و مرو صفاہان وہم خجند
باشی توشاہ نادر کشور ستان دہر

خاقان چین و قیصر روم و شہ فرنگ
پیوستہ در رکاب تو فخریہ می روند
تا ہست آفتاب و سہ خط استوا
گشتے زبیم نام سکندر نمی برند

فرمان حکم تو بسر و چشم مے برند
لرزد ز بیم سطوت تو یزدو کاشغر
تا طائران سدرہ بر افلاک می پرند

خسرو اتلک رکا با ایک ساحر

آتش فشان سُرخ چشم جادو نام فرستادۂ افراسیاب ناکام دو لاکھ ساحر کی جمعیت سے آیا ہی
اور اُسنے بمقابلۂ ملازمان دارا دربان جناب طبل جنگ بجوایا ہی کل نکلکر میدان آتش عناد و فساد مشتعل
کریگا یہ کہکر ہرکارے تو پھر بہر خبر روانہ ہوے اور ملکہ مہرخ نے توکلت علی اللہ کہکر بجواب طبل جنگ
عدو نفیر سحر کو دم دیا یہان بھی طبل و بوق بجے ناقوس پھنکے ساحرون نے سحر کے جگانے کا سامان
کیا مبارزون نے آلات جنگی کو درست کرنا آغاز فرمایا دو بار مہرخ نے سویرے سے برخاست کیا
ہر ایک بہادر اپنے اپنے مقام پر بہ آرام آیا تیاری لشکر بیہر بیان ہوگی خواجہ کا ذکر کیا جاتا ہی
کہ یہ بارگاہ سے اُٹھکر فکر مین عیاری کے روانہ ہوئے اور اسیطرح اور عیار بھی اس اندیشہ مین
چلے لیکن خواجہ عمرو قریب بارگاہ آتش فشان پہونچکر بصورت مبدل ٹھہرے تھے کہ ایک
خواص کو اُنھون نے دیکھا کہ وہ بارگاہ سے نکلکر کسی کام کو جاتا تھا یہ اُسکے ساتھ ہوئے
اور ایک جگہ تنہائی پاکر اُسکو سلام کیا وہ بیچارہ نو وارد اِنکے فقرے کیا جانے اُسنے غریب سمجھکر جیب
مین ہاتھ ڈالکر چند اوے نکالے اور کہا میان صاحب اِسوقت یہ موجود ہین اُنھون نے ہنسکر
کہا کہ مین یہ ادلے لیکر کیا کرونگا مجھکو کچھ آپ ہی سے عرض کرنا تھا اِسلیے ساتھ چلا آیا اُسنے کہا
فرمائیے کہا کہون کیا خاک مین تنہائی چاہتا ہون اور وہ آپکے پیچھے کھڑے ہین یہ حال سنکر
اُسنے پیچھے پھر کر دیکھا انھون نے کمند ماری کہ وہ اُلجھکر گرا انھون نے گرتے گرتے اُسکے منھ پر
حباب بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہوا پیرہن اُسکا لیکر اُسکو تو اُنھون نے کسی گڑھے مین ڈالدیا اور آپ
اُسکی ایسی صورت بنکر تیار ہوئے سر پر پگڑی باندھی چپکن پہنی بینی پاک کمر سے لگایا تحویلداری کی
کنجیون کا شگوفہ لیکر رومال سے باندھا اور اُس رومال کو جیب مین ڈال لیا اور جو کچھ اُسکے پاس
روپیہ پیسا تھا وہ سب لیکر اندر بارگاہ کے آئے یہان دیکھا تو ایک ساحر کریہ المنظر سیاہ فام بدانجام
مسند پر بیٹھا ہی اور شراب زہر مار کر رہا ہی خواجہ بھی اور خواصون کے ہمراہ کاروبار مین مصروف ہوے
اِس عرصہ مین اُس نابکار نے پانی طلب کیا کہ آبخاصہ لاؤ عمرو جلد نمک سرکاری پانی مین
ملاکر گیلاس سنبھالی جوڑ مین لگاکر سامنے اُسکے لیگیا اُس ناہنجار نے گیلاس کو تو اُنکے ہاتھ سے لے لیا مگر
جب پینے لگا منھ سے گیلاس لگاتے ہی ایک پتلا پیدا ہوا اور اُسنے ہاتھ مارا کہ گیلاس گر گیا اور پتلا پکارا
کہ اِس پانی مین دغا تھی خبردار ارادہ پینے کا نکرنا عمرو تو یہ رنگ دیکھکر بھاگا اور اُسنے فوراً ایک گولا

اپنی جھولی سے نکالکر مارا کہ وہ گولا شق ہوا اور اُسمین سے دھوان پیدا ہوکر جانب عمرو دوڑا عمرو نے
بارگاہ سے باہر آکر گلیم عیاری کو اُوڑھا اِس دھوین نے نپایا عمرو دل مین یا ودود کہتا ہوا پھر
ظاہر ہوا اور دو دسحر ناچار ہوکر پھر آیا اِدھر تو یہ سانحہ گذرا اُدھر چالاک بھی ایک خدمتگار کی
ایسی صورت بنکر بارگاہ مین اِس ساحر کی گیا اب اُسکو کھٹکا پیدا ہو چکا تھا بنگاہ گرم ہر ایک کو
دیکھتا تھا بس چالاک کو اُسنے پہچانا کہ یہ بھی کوئی عیار ہی چنانچہ اِدھر تو اُسنے نگاہ سحر چالاک پر
ڈالی اُدھر اُسکو گرمی معلوم دی چالاک بھاگا آتش فشان نے للکارا کہ لینا مُنہ سے اُسکے شعلۂ
آتش نکلکر چالاک کو پکڑنے دوڑا یہ باہر بارگاہ کے آچکا تھا کہ شعلہ کو اُسنے اندر سے آتے دیکھا یہ
گھبرا کر اور تو کہین نہ جا سکا ایک غار تاریک کنوئین کیطرح اُس جگہ تھا اُسمین پھاند گیا اور یہ عیار آ ہم
بھاگ آتے ہین کہ اُسنے منتخب کرکے ساحر اپنی خدمت کے لیے رکھ لیے ہین اُنھین کی ایسی صورت بنکر
جاتے ہین اور دوسرے اُسنے اور اپنے ملازمون کو منع کر دیا ہی کہ عیارون کے تعقب کرنے مین جان کا
ضرر ہی تم اُنسے خبر نہو نا غرض کہ وہ شعلہ بھی بناچاری پھر گیا اور چالاک اُسکے پھر جانے کے بعد کچھ عرصے
مین کنوئین سے نکلا اور جیسے ہی دو قدم چلا تھا کہ ایک ساحر کو اُسنے جاتے دیکھا اور ساحر مذکور نے بھی
اُسکو دیکھا اور سحر سے دریافت کیا کہ یہ بیشک کوئی عیار ہی اِسکو پکڑ لینا بہتر ہی یہ سوچکر وہ ہنسا
چالاک سمجھا کہ یہ تجھسے بدی کریگا بس بھاگا اور ایک درۂ کوہ مین در آیا لیکن سحر کے آگے انسان کُشکل سے
بھاگ سکتا ہی وہ ساحر بھی اُسی درۂ کوہ مین آیا اور ایک سحر اُسنے ایسا پڑھا کہ چالاک آپ سے آپ اُسکے
پاس چلا آیا وہ اُسکو لیکر جانب لشکر حیرت روانہ ہوا اقتضاے کار مہتر قران عالی وقار درۂ کوہ سے
نکلکر ساحر بنے ہوئے چاندنی کی سیر کر رہے تھے اُنھون نے دیکھا کہ ایک ساحر کسیکو پکڑے لیے جاتا ہی
یہ دیکھتے ہی للکارے کہ ارے تو کون ہی اور کس شخص کو ہمارے مقام پر سے پکڑے لیے جاتا ہی اِس ساحر
کو تو حال قران کا معلوم نہ تھا بس صاف صاف اُسنے کہدیا کہ مین اِس عیار کو لیے جاتا ہون کہ اُسنے
ہمارے مالکہ کو بفن عیاری پکڑنے کا ارادہ کیا تھا قران نے کہا اچھا تم ذرا ٹھہر جاؤ ہم بھی تو دیکھ لین
پھر تم لیجانا یہ کہکر قریب جو اُسکے گئے تو دیکھا کہ چالاک ہی بس اُس ساحر کی تعریف کرنا شروع کی
کہ بھائی تمنے بڑے مفتری اور مفسد کو گرفتار کیا ہی اِسکا قید ہونا بہت دشوار تھا مگر یہ شخص جو تمھارے
ساتھ نہ ہوتا تو اسکا قید ہونا دشوار ہوتا وہ ساحر دوسرے کا نام سنکر گھبرایا کہ مین تو اکیلا آیا تھا اور

کسیکو بتلاتا ہی دیکھ تو سہی کہ اور کون ہی یہ سوچکر پیچھے پھر کر اُسنے دیکھا قران نے پہلو پہ بغدا مارا کہ سر اُسکے پڑا اسفرِ پاش پاش ہوگیا بھیجا نکل گیا تڑپ کر ہلاک ہوا بیرون نے اُسکے غل مچایا اور چالاک رہا ہوا قران نے کہا ای چالاک اب تم رات بھر اسی مقام پر رہو اور تماشا اِس ساحر کے مرنے کا دیکھو پھر جیسا ہوگا ویسا سمجھ لینا چالاک قران کے پاس رہا اور عمرو کا بھی نیچہ اِس شب کو آتش فشان قابض نہ ہوا یہ بھی پھر کر چلا آیا لشکرون مین رات بھر تیاری رہی جوان دلاور مثل گل گلزار رو بین کہ جو مثل شاخسار ہوا سے اُڑنے سے سوار ہونے پر تیار ہوئے خزانہ مثل خزائن گل اشرفی گلشن لشکر مین کھل گئے گھوڑے سے برنگ لالہ داغی ہوئے مستکین ہاتھیون کی اسطرح رنگین ہوئین جیسے پہاڑ گلہائے سُرخ سے رنگین ہوتے ہین چار آئینے یون شفاف تھے کہ جیسے چار نہر جو یہ کی باغ مین ہوتی ہی نگاہ کرنا کو دمبدم دم ملتا تھا تلوارین پانی کی لہرونکی طرح لہراتی تھین ڈھالین ہر ایک گرداب نظر آتی تھین آبشار کوہ کیطرح جھلم شہ پر بہادرون سے کہتا تھا کہ زندگی حباب آسا ہی آب تیغ کا جو کوئی تم مین پیاسا ہی وہی دلاور ہی لب مرگ بھی نام آور ہی بکتر یون تن پر سجے تھے کہ جیسے تاک کے عکس جوئبار گلشن پر پڑے تھے ایک طرف ساحرون مین سحر سے گلشن افسون ہرا بھرا تھا ابر جو سحر کے آتے تھے گویا دگلے ہزار رنگ کے موج ہوا کو پہنائے ہین دمبدم ہوا بھی زرہ پوش ہوا ہی بیرون کی صدا تھی یا ابر بہاری گڑگڑاتا تھا برق دمبدم چمکتی تھی سبزہ خوابیدہ چونک اُٹھا تھا طائران سحر مثل بلبل کے زمزمہ سرائی کرتے تھے ہر ایک بہادر شاد و خرم تھے کہ اشعار

طنین پشہ صدا فیل کی ہی درحمام
جو تیر سے تیر کے ہو تا دہ تو ہے سے لگا
علی ہین صف میدان پہ جنکے سب ہین غلام
حضور اُسکے کڑک برق کی ہی بھر پانی

اگر وہ ہوئے علم اُسکے سایہ کے آگے
کمان کے گوش سے آتا ترے کھنچا بہرام
ترا سمند سکو وہی ہی اسقدر کہ نہین
عنان اچک کے اُسے گر رہے گا رم حرام

تری وہ تیغ کہ فتنہ کار وہو سوئے عدو
عجب نہین سپر افگن ہون آگے رستم و سام
کرون مین وصف سپر کیا کہ تیری پشت پناہ
بغیر خانہ زین اُسکے خانہ آرام

غرض رات بھر سوزش و ہنگامہ آہنگی لشکر رہا صبحدم طبل و نفیر بجے ساحر تخت واژدر و طاوس پر چڑھکر در دولت پر مکنت مہرخ ذی عزت کے آئے مہرخ بھی لباس فرمان روائی سے آراستہ تخت پر سوار برآمد ہوئی ہر ایک نے پائیہ تخت کو بوسہ دیا مجرا و سلام ہر ایک کا ہوا پھر کوس و دہل گرجتے اور بجتے جانب جنگاہ سب دلاور چلے عیار بھی بہر تماشا ساتھ ہوئے کسی طرف سے سواری برنگ باد بہاری ملکہ بہار کی

پیدا ہوئی فوج جسکو دیکھ کر شیدا ہوئی ابر سرخ سر پر چھایا ہوا اُسمین سے پھول گرتے ملکہ بہار
جوڑا نافرمانی پہنے ماتھے پر افشان چنی ہوئی گلدستہ سامنے رکھے ہوئے تخت کو سونے کی پتلیان
اُٹھائے گرد و پیش خواصان زرین کمر کا ہجوم غرضکہ انتہا کی دھوم اسیطرح ملکہ مخمور اپنے حسن و خوبی
سے بھرپور تخت پر سوار گرد اُسکے پریون کی قطار میخانہ طائران سحر پر لدا ہوا ہر ایک ملازم مست و مخمور
بنا ہوا مخمور بھی دھانی جوڑا گلے مین پہنے لباس تمام جواہر دوز گہنا سب جواہر کا عشرت اندوز بہزاران
زیب و زینت روانہ بہ حال نافرمان اور طاؤس کا کہ کہانتک اُنکی خوبیان بیان ہون یہ سب ماہ سپہر
شجاعت و خورشید آسمان جلادت میدان جنگ گاہ مین آکر پہونچین اُسطرف سے دو لاکھ ساحر
کا پرا ہمراہ لیے ہمہ تن شعلہ بنا ہوا آتش فشان ایک توسن آتشین پر سوار وارد میدان کارزار ہوا
ہزار ہا دہل اور دمامے بجنے نقارون کی آوازنے گنبد فلک مین ہلچل ڈال دی آگ چار طرف برسنے لگی
ساحران مہرخ نے اُس آگ کے جواب مین باران سحر برسایا کہ گرد و غبار میدان بیٹھا آگ کو
بجھایا پھر جنگل سب صاف ہوا ہر ایک عازم مصاف ہوا نقیبون نے نکلکر نقابت کی میمنہ
و میسرہ قلب و جناح صفین آراستہ ہوئین بعد صفوف آرائی جانبین آتش فشان آگ
سے نکلا اور ڈنڈوت کر کے سامری کو دیر تک پکارا کیا پھر جی اُستاد کی بول کے خود اپنے
گھوڑے کو وسط میدان مین نکالا اور نیرنگی سحر دکھا کر خوب گرما کر للکارا نعرہ مہیب مارا کہ اے
فرقہ نمکحرامان سخن ناشنو بھلا آؤ تو میرے مقابلہ کو یہ صدا سنکر مہرخ نے بھی اپنے لشکر کے
داہنے بائین نگاہ کی ایک ساحر لالہ رخ جادو حسین و خوبرو سامنے آکر اجازت خواہ ہوا
کہ غلام جاکر کام اس کافر کا تمام کرتا ہے مردان عالم مین نام کرتا ہے ملکہ نے اُسکو دعا دیکر رخصت کیا
جب وہ بہادر سامنے اُس خیرہ سر کے پہونچا ہیون ارادہ کو اپنے گرما کر طالب حرب و ضرب ہوا
اُس دغا شعار نے کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک بجلی چمک کر اُس بیچارے کے سر پر گری
ہر چند اُسنے روکا لیکن جانبر نہوا دو ٹکڑے ہو کر گرا صدا اُسکے مرنے کی بلند ہوئی اور اُس
موذی نے پھر نہیب مبارز طلبی دی اب کی مرتبہ ملکہ زلزلہ جادو نے نکلکر اجازت لی اور
سامنے اُسکے آئی اور جب حربہ اُسنے طلب کیا اُس خیرہ سر نے ایک ہاتھ تلوار کا سحر پڑھ کر مارا
کہ زلزلہ کے سر پر تلوار پڑی یہی ایسی ساحرہ تھی جو بچ گئی ورنہ دو ٹکڑے ہوتی لیکن شمشیر آبدار

تاد وابرو اُسکے اُتری اُسنے واستانہ مارے کہ تلوار نکلگئی اور آپ سحر ایسا پڑھا کہ لہو سر سے
نکلنا بند ہوگیا اور طاؤس سے کود کے غرق زمین ہوگئی لرزان جادو کو تاب باقی نرہی اُسنے
آکر نارنج سحر اُسپر مارا وہ خفیف سا زخم دیتا ہوا نکلگیا اُسوقت آتش فشان کو غصہ آیا اور
تیغہ کھینچکر لگایا کہ شانہ لرزان کا جھول گیا اُسنے بھی جلد سحر پڑھا کہ نیچہ پیدا ہوکر اُسکو اُٹھا لیگیا
اُسوقت تو پرا لشکر اسلامیان کا بند ہوا اور فوج کو بیدل دیکھکر مہرخ نے خود ارادہ جنگ کیا
تمام لشکر کے علم جلوہ کھانے لگے سردار سب پاپیادہ ہوکر دوڑے اور عرض کیا کہ گو لشکر بیدل ہے
لیکن ہم جان نثاری کو حاضر ہین سردارون کو ملکہ موصوف نے بسہل و آسانی شفقت و دلاسا دیکر
رخصت کیا اور آپ مقابلہ حریف مین آئی اور اُسکی تلوار کو رد کرکے اُسنے تلوار ماری کہ آتش فشان
تو آڑ گیا لیکن مرکب اُسکا دو ٹکڑے ہوا اسوقت آتش فشان جھلاکر دوڑا ملکہ یاقوت کو تاب
نرہی یہ نیچہ سحر پکڑکر سد راہ ہوئی اور آتے ہی اُسنے ایک ہاتھ آتش فشان پر لگایا وہ تو مہ طلب
مہرخ کی طرف تھا نیچہ اسکا اُسپر پڑا مگر وہ ایسا زبردست ساحر ہے کہ پتھر کا ہوگیا تلوار بیل قوت
کی کارگر نہوئی اور اُسنے پھر کر جو جواب مین نیچہ کے تلوار ماری یاقوت زخمی ہوگئی ملکہ شکلین
کی آنکھ مین خون اُتر آیا اور اُسنے سامنے آکر ایک پیکان تیر مارا وہ پیکان بھی خالی گیا کچھ اثر نہوا
کیونکہ اُسنے جسم اپنا فولاد کا کر لیا تھا اور اُسنے ایک تیغہ سحر کا اُسپر بھی لگایا کہ یہ بھی زخمی ہوگئے
اب یہ سب مع مہرخ کے صف لشکر مین اپنے زخمی ہوکر آئین اور آتش فشان بھی
میدان سے ہٹ کر کھڑا ہوا اور جو کوئی اُسکے مقابلہ کو گیا اُسنے مار لیا یا زخمی کردیا جب
بہت سے سردار زخمی ہوگئے اسوقت ناچار ہوکر ملکہ غبار انگیز طاؤس سوار اور رعد
و برق نے نکلنے کا عزم کیا اور رعد نے تو راہ کسیکی پھر نہ دیکھی اور دوڑکر ایک چیخ ماری لیکن
آتش فشان کو کچھ اثر نہوا اوپر سے برق چمک کر گری آتش فشان نظر سے غائب
ہوگیا یہ بھی دونون پھر آئے غبار انگیز نے جب رعد و برق کو مجبور دیکھا آپ
ایک مٹھی غبار زمین سے لیکر سحر دم کرکے آگے بڑھی اس عرصہ مین آتش فشان
پھر ظاہر ہوا اور پکارا کہ ای ملکہ مہرخ مین نے تم لوگون کی لڑائی بخوبی دیکھی دو سکی ڈھول
معاونی تمتو کسی قابل بھی نہین ہوا ابھی چاہون تو تمکو ہلاک کر ڈالون اور گرفتار کرون لیکن

اتنا دن اور ایک رات اور مہلت دیتا ہون جاؤ اور آپسمین مشورہ کرکے اطاعت بادشاہ
طلسم کی اختیار کرو ورنہ کل مین تم سبکو روز بد دکھادونگا خاک وخون مین سلادونگا یہ کہکر
اپنے لشکر مین طبل امان بجواکر پھرا مہرخ نے طبل آسایش بجوایا اور بازگشت فرمائی لشکری
بستروں پر آکر آرام پذیر ہوئے زخمیون کی تیمارداری شروع ہوئی مہرخ بارگاہ مین آکر
بیٹھی عمرو بھی کرسی پر اپنی آکر متمکن ہوا اور ملکہ برق جادو سے کہا کہ کیون ای برق آج تو
تمسے بھی کچھ نہوسکا اِسکی کیا وجہ تھی برق نے کہا خواجہ اُس موئے کو سحر کچھ خاک بھی نہین
آتا ہی مگر اس سلسلہ پر وہ نازان ہی کہ اُسکے پاس ایک زنجیر ہی اِس طرح کی کہ جیسے عورتین توڑا
گلے مین پہنتی ہین چنانچہ وہ زنجیر سونے کی ہی کہ ہر وقت وہ اُسکے گلے مین رہتی ہی اور وہ زنجیر
سامری و جمشید کے گلے کی ہی پس اگر وہ زنجیر اُسکے پاس نہوتی تو مثل سگ نجس کے مین اسکو
مارڈالتی اور اُس زنجیر کا حال سوائے میرے کوئی جانتا بھی نہین ہی سب یہی جانتے ہین
کہ آتش فشان ساحر زبردست ہی اور مین اِسوجہ سے جانتی ہون کہ ایک دن یہ میرے
مکان پر آیا تھا وہان کچھ تحفون کا ذکر چلا مین نے بیان کیا کہ ہمکو سحر سیکھنے مین خداوند
سامری نے یہ عنایت فرمایا کہ ہم برق بنجاتے ہین اسوقت اُسنے بھی بیان کیا کہ
میرے پاس یہ زنجیر ہی کہ جسکی بدولت مین ساحران عالم پر ممتاز ہون مین نے یہ سُنکر
دریافت کیا کہ ای آتش فشان یہ زنجیر اگر کوئی لینا چاہے تو اُسکو مل سکتی ہی یا نہین
اُسنے بیان کیا کہ ہان مل سکتی ہی لیکن کوئی ساحران کلمات کو سحر کے علیحدہ پڑھتا جائے
اور دوسرا شخص میرے گلے سے اُتارے تو بیشک اُتر آئیگی اور دوسرے کو ملجائیگی
خواجہ نے کہا پھر ای برق تم تو اِس سحر کو جانتی ہو الگ کھڑی ہوکر پڑھو اور مین جاکر زنجیر
اُسکے گلے سے اُتار لون کیون ای ملکہ پھر تو کوئی دغدغہ باقی نرہیگا برق نے کہا
کہ کوئی خوف پھر نرہیگا اور مین اُسکو مار لونگی عمرو نے کہا کہ پھر آج تو ہم خود تنہا بھی
کوشش کرتے ہین شاید زنجیر ہاتھ آجائے نہین توکل بر سر میدان تو لے ہی لینگے برق
نے کہا کہ بغیر سحر پڑھے اُس زنجیر کا اُترنا مشکل ہی آپ ناحق تکلیف اُٹھاتے ہین عمرو نے
کہا خالی بیٹھے بیٹھے دم بھی گھبراتا ہی شغل ہی سہی یہ کہکر مصروف شراب خواری ہوا جب زنجیر

شعاع مہر گردون روزگار سے اُتری اور کہکشان کا توڑا شاہد شب نے گردن مین پہنا کہ ابیات

خون دل صاف کاشفِ اسرار ۔ ہم فروغ ضمیر شب بیدار
لطف چرخ بلند پیشانی ۔ دیدۂ مہ نے کی نگہبانی

سر شام بحکم آتش فشان ناکام نفیر سحر کو دم ملا لشکر مین طبل جنگ بجا ہرکارے خبر لیکر خدمت مہرخ مین آئے اور خبر نواخت طبل جنگ عرض کناں ہوے اس طرف بھی طبل جنگ بجا بدستور قدیم تیاری آلات حرب و ضرب آغاز ہوئی دلاورون مین لیکن آج کی شب کو ہم وہراس طاری تھا کہ یہ ساحر کسی سے زیر ہی نہین ہوتا ہی دیکھیے کہ خداے اکبر نے کیا چاہا ہی غرضکہ ہتھیار صاف ہونے لگے ہر شخص مصروف کار و بار درستی اسباب جنگ ہوا طالب نام و ننگ ہوا اور خواجہ عمرو بارگاہ مین سے اُٹھکر صورت اپنی ساحر کی ایسی بنا کر قریب بارگاہ آتش فشان آئے اُسنے اپنی بارگاہ کے گرد چند پتلے براے نگہبانی سحر کرکے معین کیے تھے کہ وہ جو کوئی آئے اُسکے آنے کی خبر کر دین چنانچہ عمرو نے چاہا تھا کہ مین اندر بارگاہ کے جاؤن کہ ایک پتلے نے پکار کر کہا کہ خبردار ہو جانا بڑا چوٹّا آتا ہی جو عمرو کہلاتا ہی عمرو نے جو یہ آواز سنی سمجھا کہ برق کا کہنا درست ہی بیکار دوڑ دھوپ کرنے سے کیا فائدہ ہی بس یہ اُلٹے پاؤن پھرا اور پھر کر اپنے مقام پر چلا آیا اسی طرح اور عیار بھی گئے پتلون نے پکار پکار دیا کہ ہوشیار ہو جاؤ چوٹّے کے چوٹّے آتے ہین اور عیار بھی بے نیل مقصود واپس آئے اور عمرو جو پھر کر آیا سیدھا خیمہ مین برق جادو کے گیا اور اُس سے مشورہ کیا کہ کل اس طرح مقابلہ کرنا چاہیے کہ رعد جادو تو چیخین مارے اور ایک سردار چار پانچ ہزار جادوگر لیکر آتش فشان پر گرے اور اُسکے لشکر پر بھی حملہ کرے اور تم بھی اُسپر گرو اور سحر بھی پڑھتی جاؤ اور مین جا کر عیاری کرون اور زنجیر گلے سے اُتار لاؤن برق نے عرض کیا کہ انشاء اللہ ایسا ہی کرونگی جیسا آپ فرماتے ہین پس برق نے ایک سردار کو اپنے لشکر کے بلایا اور اُس سے کہا کہ کل جب ہم مان بیٹے لڑنے کو نکلین اُسوقت تم پانچ ہزار آدمی سے آکر آتش فشان پر حملہ کرنا اور اُسکے لشکر پر بھی گرنا خبردار اسمین فرق نہو وہ سردار اس بات پر آمادہ ہو کر اپنی جگہ پر گیا اور خواجہ بھی آکر کہین ٹھہرے رات بھر لشکرون مین ویسا ہی غلغلہ برپا رہا پھبتین پڑھی گئین منترون کی جاپ رہی ہتھیار صاف ہوا کیے جب زمانہ مشعلہ افروزی مہر تابناک قریب آیا اور

فراش شب نے کنولہاے کواکب کو بارگاہ افلاک سے بڑھایا کہ **نظم**

دھر اگردون نے تاج مہر سر پر ہوا رونق فزا تخت سحر پر

اُجالا چاندنی سے بڑھکے چھایا ستارے کیا قمر نے منہ چھپایا

صبحدم مہرخ عالیشان اپنا لشکر بڑے سامان سے لیکر جانب رزمگاہ روانہ ہوئی اور نہایت اہتمام سے وارد دشت مصاف ہوکر براے جنگ وجدال صف کشی کی اس سمت سے **آتش فشان** اپنے ساحران بے ایمان کو ساتھ لیے ہوئے آیا اُن گمراہون نے بھی برا جمایا صفین مترتب ہوئین میدان پاک وصاف ہوا اور آتش فشان گھوڑا اپنا بڑھا کے میدان مین آکے بعد نیرنگی سحر دکھانے کے پکارا کہ اے ملکہ مہرخ کل تو نے دو دو چار چار ساحرون کو مجھ اکیلے سے لڑوایا اب آج اسکی بھی مجھے پروا نہین ہے تم چاہو سارا لشکر لیکر مجھپر ٹوٹ پڑو جب بھی میرا کچھ نکر سکوگی اچھا جس طرح تمہارا جی چاہے میرے مقابلہ مین آؤ یا کسیکو بھیجو یہ نہیب اسکا دینا تھا کہ عمرو نے برق کی طرف اشارہ کیا برق اور رعد دونون نکلکر چلے اور وہ سردار جس سے کہ کہہ رکھا تھا پانچ ہزار آدمی سے ایک طرف کو روانہ ہوا اس عرصہ مین عمرو بھی ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر مرکب پر چڑھکر چلا خلاصہ یہ کہ اول رعد نے جاکر بڑے زور سے چیخ ماری آتش فشان ہنسا اور چاہتا تھا کہ اُسکو گرفتار کرے اوپر سے برق چمک کر گری وہ برق کو آتے دیکھکر غائب ہوگیا اب جو زمین سے نکلا وہ سردار پانچ ہزار سے آگرا آتش فشان گھبرایا کہ کسکو کسکو جواب دون اور اُن لڑنے والون نے نارنج ترنج ناریل حربہ سحر کے مارنا شروع کیے اُسوقت تو اُسکے لشکر کو بھی تاب باقی نرہی وہ بھی دوڑ پڑے آپسمین جنگ مغلوبہ کا سامان ہوا جب تو عمرو گھوڑا اپنا بڑھا کر سامنے آتش فشان کے آکر للکارا کہ او خیرہ سر کہان جائیگا ہمارے ہاتھ سے اسنے چاہا کہ اُسپر تلوار مارون عمرو جست کر کے اول تو زمین پر اُتر پڑا اور اُسکے مرکب کی پیٹ کے نیچے پہونچا وہ جھک کر دیکھنے لگا کہ یہ کیا کرتا ہے وہ تو چھپا نکلتا تھا کہ عمرو دوسری جست کر کے اُسکے گھوڑے کے پٹھے پر پیچھے اُسکے آیا گھوڑے کو جو بوجھ دو آدمی کا معلوم دیا ایک پشتک اُسنے لگائی ملکہ برق اب جلد جلد وہی سحر جو زنجیر اُتار لینے کا ہے پڑھنے لگی اور آتش فشان پیچھے پھرنے لگا کہ عجیب طرح کا ساحر ہے کہ گاہے گھوڑے کے نیچے کبھی پٹھے پر آتا ہے وہ تو پیچھے پھرنے لگا پچاس ساٹھ ساحر جو پہلے سے گرا ہوا تھا اُسپر حربہ لگانے لگا اُسکے روکنے مین بھی وہ مشغول ہوا اور عمرو کی بھی فکر کرتا تھا ایک طرف رعد چیخ

رہا تھا لشکر لڑ رہا تھا آگ پتھر برس رہے تھے ایسی جنگ بھی اُسنے کبھی نہ دیکھی تھی اس گھبراہٹ مین چاہتا تھا کہ غائب ہو جاؤن اور سنبھلکر لڑون کہ عمرو نے بہت زبردست مقراض سے زنجیر اُسکی گردن سے کاٹی وہ کُھل کر گردن سے اُسکے پیٹ پر آئی وہ سمجھا کہ یہ ساحر جو گھوڑے کے پیچھے پر بیٹھا ہی اُسنے کوئی چیز میرے پیٹ پر ڈال دی ہی بس یہ سمجھکر ہاتھ جو مارا زنجیر کو نوچکر نیچے گھوڑے کے پھینک دیا ساتھ ہی عمرو بھی گھوڑے سے کود کر زنجیر پر آیا اور اُسکو لیکر نعرہ کر کے بھاگا کہ منم عمرو عیار نامدار جب یہ زنجیر لیکر بھاگا مہرخ سب فوج لیکر آگری مار سحر کی اور ہتھیارون کی شروع ہوئی مگر اول رعد جادو قریب آتش فشان آکر چیخا کہ وہ بیہوش ہو کر گرا اور پیچھے برق جو گڑگڑا کر گری اُسکو کاٹ کر زمین مین در آئی شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا اور برق آڑی ترچھی ہو کر لشکر پر گرنے لگی رعد چیخین مارنے لگا ہزارون ساحرون کا سر پھٹا اور برق نے جلا دیا مہرخ اور بہار نے بہتون کو خاک و خون مین لٹا دیا آدمی بڑے زور شور سے تلوار چلی یہ حال ہوا کہ اشعار

پلانے کہ بودند خنجر گزار	بگشتند پیر اہن کارزار	ز زخم دو شاہان پیکار جو
ہمی خون و مغز اندر آمد بجوے	ہمین این بدان گفت ہم آن بدین	جو دریاے خون شد سراسر زمین
ز رخشندہ پیکان پر عقاب	ہمی دامن اندر کشید آفتاب	ہمہ کوہ و دریا پر آواز گشت
تو گفتی سپہر روان باز گشت	ز باد و ز خورشید و شمشیر تیز	نہ آرام بود و نہ راہ گریز

آخر کار سپہ سالاران لشکر آتش فشان نے طبل امان بجوایا اور بھاگ کر اپنی جان بچائی مہرخ بفتح و نصرت لشکر لیکر پھری اور وہ فوج ہزیمت خوردہ سیدھی بھاگ کر دریاے خون روان کے پار اُتر گئی وہانسے کچھ لوگ تو خدمت افراسیاب مین آئے اور بہت سے اپنے ملک کی طرف جو افراسیاب کے پاس آئے سب حال شکست کھانے کا سامنے شاہ طلسم کے بیان کیا بادشاہ کا غصہ ایک سے سوا حصہ زیادہ ہو گیا اور کہا تم جاؤ جلد آتش فشان کے بھائی سحر افشان جادو کو میرے پاس بھیجدو وہ سب رخصت ہو کر قلعہ زر افشانیہ مین آئے سحر افشان جادو کو فوج جو پہلے پھر آئی تھی اُس سے مارے جانے کا اپنے بھائی کے حال معلوم ہوا تھا بہت اُسنے غم کیا تھا اب بموجب حکم بادشاہ طلسم لشکر اپنے ہمراہ کسیقدر لیکر باغ سیب مین آیا بادشاہ کو تسلیم کی نذر دی خلعت پایا اور اپنے بھائی کو یاد کر کے رویا بادشاہ نے تسکین دی اور فرمایا کہ اب تم جاؤ رعد جادو اور اسکی مادر برق جادو ۲۹

ہے بشرارت عمرو تمہارے برادر کو قتل کیا ہی انکو قتل کرکے قصاص اپنے بھائی کا لو یہ کہکر ایک نامہ ملکہ
حیرت جادو کو بھی لکھا کہ حال اُسکا بیان ہوگا القصہ سحر افشان بڑے کروفر سے طبل و بوق
بجاتا ہوا لشکر اپنا درست کیے دریاے خون رواں سے پار اُترا یہان ملکہ حیرت کو بھی خبر آتش افشان
کے قتل ہونے کی معلوم ہوئی تھی اور وہ نہایت رنج مین افسوس کررہی تھی پریشان خاطر بیٹھی تھی کہ
مصور جادو نے اُسکو مضطر دیکھکر کہا کہ آپ خاطر جمع رکھین اور کسیطرح کا رنج و غم نکرین مین
اب چند روز مین مہرخ کو مع اُسکے لشکر کے غارت کیے دیتا ہون مصور تو حیرت کی تشفی خاطر
اور دلجوئی کررہا ہی اور اسطرف عمرو کو بیٹھے بیٹھے یہ خیال آیا کہ چلکر بارگاہ حیرت مین دیکھو تو سہی کہ اب
کیا تدبیر ہو رہی ہی یہ سوچکر اپنے مقام پر سے چلا اور بصورت مبدل دروازہ بارگاہ پر آیا یہان دیکھا
تو ایک خدمتگار قلمدان لیے استادہ ہی اور اندر جانے کا جب ارادہ کرتا ہی لوگ اُسکو نہین جانے دیتے ہین
اور اُن سبکو خیال ہی کہین عمرو عیار نہو عمرو نے یہ ماجرا دیکھکر دربانون سے کہا اے بھائیو
آپس مین حجت و تکرار نکرو اسکو جانے دو ایسا نہو کہ وہان قلمدان کی خواہش ہو تو اس بیچارے پر
مفت مین عتاب آئے یہ کہکر اُس خدمتگار کا ہاتھ پکڑ لیا اور ایک کونے مین لیگیا وہان لیجاکر اُسکو
تو بیضہ بیہوشی مارکر بیہوش کردیا اور آپ اسکی ایسی صورت بنکر پیراہن اُسکا پہنکر قلمدان ہاتھ مین لیکر
آیا دربانون کو تو پہلے ہی سمجھا چکا تھا اب بےخطر سیدھا اندر بارگاہ کے داخل ہوا اور جاکر پیچھے
مصور جادو کے استادہ ہوا اسمین شکوہ زرین قبا نے مصور سے کہا کہ اے نبیرہ جمشید حقیقت مین
تو یہ ہی کہ عمرو عیار بڑا بےڈھب ہی اور ایسے ایسے مقام پر جاتا ہی کہ جہان رستم و سہراب کی بھی طاقت
نہین کہ وہان قدم رکھ سکین مگر آپ اسوقت بھلا دیکھین تو سہی کہ وہ عیار مکار کس مقام پر ہی اور کیا کررہا
مصور جادو پاس تختی ہو اُسمین دیکھ کر بتاتا ہی اُسنے وہی تختی دیکھی تو معلوم ہوا کہ عمرو تو تیرے سر پر
کھڑا ہوا رومال جھل رہا ہی یہ ماجرا معلوم کرکے اُسکا خون خشک ہوگیا اور منھ پر زردی آگئی لیکن
دلکو اپنے قوی کرکے عمرو کیطرف پھرکر جو دیکھا تو عمرو کو دکر حیرت جادو کے سامنے آیا اور قہقہہ مارکر
اسطرح ہنسا کہ حیرت کو بڑی حیرت ہوئی اور دل سے کہا کہ اُسنے کیا دیکھا ہی جو اسطرح ہنسا ہی غرض
وہ تو متحیر تھی اور سب خواجہ کیطرف تعجب سے دیکھ رہے تھے کہ یہ ملکہ شکوہ زرین قبا کے گلے سے ہیکل
جواہر کی کھینچکر بھاگا غل ہوا لینا لینا لیکن ساحر تو اس سے ڈرے رہتے تھے کسی نے تعقب نہ کیا یہ نکلا ہوا

صاف چلا گیا تمام ساحر بدحواس ہوکر اور منہ پھیلا کر رہ گئے اس اثنا میں آواز طبل اور نفیر سحر کی سپاہ کے
گوش زد ہوئی حیرت نے متوحش ہوکر کہا ارے خبر تو لاؤ کہ یہ نقارے کیسے بجتے ہیں کیا کوئی لشکر آتا ہے
ہنوز سخن در دہان تھا کہ چیلے نے لاکر نامہ افراسیاب کا دیا حیرت نے اس نامہ کو بتعظیم تمام لیکر کھولا
اور پڑھا لکھا تھا کہ اے ملکہ بھائی آتش فشاں جادو کا اپنے بھائی کے مرنے کی خبر سنکر بلائے سحر افشاں
جادو نام ہمارے پاس آیا تھا اُسکو ہمنے تمھارے پاس روانہ کیا ہے بدلا اپنے بھائی کے مرنے کا عمرو
سے مقرر لیگا تمکو مناسب ہے کہ تم اُسکی خاطرداری بہت کرنا اور لشکر مہرخ اُسکے ہاتھ سے غارت کرانا
حیرت مضمون نامہ سے مطلع ہوکر نہایت درجہ خوشنود ہوئی اور سمجھی کہ یہ آواز طبل و نقاروں کی جو
ہوتی ہے کہ بلائے سحر افشاں کے لشکر سے آتی ہے یقین ہے کہ وہ قریب تر پہونچ چکا ہے لیس اسنے حکم دیا
کہ بلائے سحر افشاں بھائی آتش فشاں کا آتا ہے لوگ استقبال کو جائیں چند ساحران ذی اقتدار
بہر استقبال چلے دربارگاہ تک پہونچے ہونگے کہ وہ اسطرف سے آتا تھا اُس سے ملاقات ہوئی غرض
تمام اُسکو لے آئے اُسنے آتے ہی نذر دی حیرت نے بغل بر بن صدر میں عنایت فرمایا کہ وہ بیٹھا
ساقی نے لاکر جام مے ارغوانی دیا اُسنے پیا اور دو چار جام متواتر پیے بھائی اُسکو اپنا یاد آیا حال
اسکا دریافت کرکے سنا بعد ان امورات کے اپنے مقام پر اُٹھکر آیا اور حکم نواخت طبل جنگ دیا
جب حکم اُن بدکردار طبل رزمی نوازش میں آیا ہرکارون نے لشکر مہرخ کے خبر جاکر مہرخ سے کہی
اِدھر بھی طبل جنگ جواب میں بجا تنا دن جو باقی تھا طبل و بوق دونوں جانب بجا کیے جب لشکر
ظلام خورشید زرین فام پر آکر چلا آور ہوا اور فوج ضیائے خورشید نے غار مغرب میں جاکر منہ چھپایا کہ اشعار

حنائی رنگ کا دے ساقیا جام ۔۔۔ گرا خورشید بر سپہر لشکر شام
سر انجم ہوا پھر آشکارا ۔۔۔ صف آرا پھر ہوئی فوج ستارا

شام کو لشکر ہی دو جانب کے تو سحر جگانے لگے دربار برخاست ہوئے
اُدہر وہ بجنے لگا جاپ ہونے لگی لیکن سحر افشاں ایسا کچھ رنجیدہ خاطر تھا کہ اپنی بارگاہ میں بیٹھکر سطرنج
کھیلنے لگا اور دونوں کی باتیں نشہ میں کرتا تھا کہ کل میں سب لشکر حریف کو مات کرونگا اسطرح کی باتیں
کر رہا تھا کہ یکایک خبر ہوئی گیسوے بن شہاب تشریف لاتے ہیں یہ گیسوے بن شہاب چالاک ہے
کہ صورت گیسو کی ایسی بدلکر آیا ہے غرض خبر سنکر سحر افشاں نے اُسکا استقبال کرایا اور بڑے پاس
لاکر مسند زر پر بیٹھایا اور کہا آپ نے سرفراز فرمایا جو اسوقت رونق افروز کاشانہ غریب ہوئے میرا کیا حال

آپ کی ملاقات کو بہت چاہتا تھا خوب ہوا جو ملازمت ہو گئی یہ کہکر دو ایک جام شراب اوسے اور
گیسو کو بھی دیے گیسو نے آنکھ بچا کر اونڈیل دیے پھر سحر افشان باتین لاف زنی کی کرنے لگا گیسو نے کہا
کہ بھائی صاحب ہمارے نزدیک تو یہ امر ہو کہ اگر عمرو مارا جائے تو البتہ لطف لڑنے کا ملے اور جرأت کا
مزا حاصل ہو ورنہ یہ سب باتین بیکار ہین ای برادر کیا مجال ہو کسیکی کہ جو کوئی لشکر مہرخ کے ایک ادنے
ملازم کو بھی بچشم قہر نگاہ بھر کر دیکھ سکے **بلائے سحر افشان** نے یہ کلام سنکر کہا کہ ہان بھائی مین نے بھی
اُس ناعیار کی ایسی تعریف سُنی ہو پھر کیا وہ کسی ساحر کو زندہ نہین چھوڑتا ہو گیسو نے کہا نہین جو ڈر گیا
مارا گیا اُسنے کہا اچھا یہ تو بتلائیے کہ آپ آجتک کیونکر زندہ رہے اور اُسکے ہاتھ سے کیونکر بچے کیا
آپ نے کوئی سحر ایسا تیار کیا ہو کہ جسکی تاثیر سے محفوظ ہین اور وہ آپ پر قابو نہین پاتا ہو اگر درحقیقت
یہی بات ہو تو پھر آپ احسان کر کے وہ سحر مجھکو بھی بتلائیے تاکہ مین بھی اُسکے شر سے بچتا ہون
بھلا بہت زمانہ تک نہین تو ایک ہی رات سہی پھر تو مین خاتمہ اُسکا کر ہی دونگا گیسوے بن شہاب
نے کہا اگر مین اسطرح سے اپنے تئین نہ بچاتا تو ابتک ہڈیان بھی میری گل جاتین وہ کب کا مجھکو
مار ڈالتا خیر خاطر تمھاری بہر صورت مجھکو منظور ہو اور مین اپنا دوست صادق آپکو جانتا ہون
آپ ذرا علحدہ چلین تو مین آپکو بھی اُس سحر کا نسخہ اور اُسکی بھینٹ بتلا دون بھلا تم بھی کیا یاد کروگے
کہ نہ بتلایا **بلائے سحر افشان** یہ باتین سنکر خوش ہوا اور گیسو کا ہاتھ پکڑکر ایک گوشہ مین لیگیا
اور کہا اب تو اس مقام پر کوئی نہین بتلائیے **گیسوے بن شہاب** نے ایک پھول نہایت
خوش رنگ تر و تازہ نایاب زمانہ اپنے پاس سے نکالا اور کہا دیکھیے سحر تو مین اور کچھ نہین کرتا
لیکن یہ پھول آج شیدی گلدستہ کا ہو مجھکو بمشکل تمام ملا تھا مین اسکو سونگھ لیتا ہون اسکی تاثیر سے
نہ تو بیہوشی مجھپر تاثیر کرتی ہو اور نہ کسی کی عیاری کارگر ہوتی ہو اور اگر کوئی میرے سامنے آبھی جاتا ہو
تو مجھکو خود بخود حال اُسکا ظاہر ہوجاتا ہو پوشیدہ وہ نہین رہ سکتا ہو اگر تمھارا جی چاہے تو آج کی شب
کے لیے اسکو سونگھ لو کل پھر مین تمکو آکر سنگھا جاؤنگا **بلائے سحر افشان** نے یہ تقریر سنکر وہ پھول اُسکے
ہاتھ سے لیکر سونگھا سونگھتے ہی تڑاق سے چھینک آئی اور بیہوش ہو کر گرا **چالاک** نے اُسکو اور زیادہ
بیہوش کیا اور پشتارہ بدوش ہو کر سراپردہ چاک کر کے صاف لیے ہوئے چلا گیا یہ تو اُسکو لیکر چلا اِدھر
صرصر شمشیر زن کا ماجرا سنیے کہ اُسکو بیٹھے بیٹھے یہ خیال آیا کہ آج کی شب تو چلکر کوئی عیاری کر کیونکہ

تو تھک کر بیٹھ رہی ہو کوئی عیاری اب تک کی ہی نہین آج برق جادو کو بن پڑے تو پکڑ لا بس یہ
سوچکر اپنے مقام پر سے چلی اور راہ مین آسنے برق فرنگی کی ایسی صورت بنائی اور سیدھی خیمہ مین
ملکہ برق جادو کے گھس آئی یہ عیار تو ہر وقت آتے ہی جاتے ہین انکو کون روک سکتا ہی عیارہ کو بھی
کسی نے نہ روکا اور اُسنے اندر آتے ہی دیکھا کہ ملکہ برق پلنگڑی پر آرام کر رہی ہی اُسنے برق عیار کو
دیکھکر پوچھا کہ کیون بھتیا خیر تو ہی اسوقت کدھر آئے اُسنے کہا کہ خواجہ سلامت نے کچھ کہلا بھیجا ہی
سو آپ ذرا علیحدہ چلکر سن لیجیے برق جادو نام خواجہ کا سنکر فوراً اُٹھی اور مقام خلوت مین برق
نقلی کو لیکر آئی اُسنے وہان آتے ہی بیضہ بیہوشی اُسکے منھ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوئی اُسنے بھی پشتارہ باندھکر
دوش پر رکھا اور قنات چاک کرکے نکلکر چلی جب صرصر اپنے لشکر سے نکلکر پہونچی اُدھر سے چالاک
پشتارہ سحر افشان کا لیے آتا تھا راہ مین دونون سے ملاقات ہوئی اور صرصر کو یقین ہوا کہ چالاک
سحر افشان کو لیے جاتا ہی اور چالاک کو بھی ثابت ہوا کہ صرصر کسی سردار کو ہمارے یہان سے
لیے جاتی ہی بس اُسنے للکارا کہ ٹھہر جا کہان جاتی ہی اور کسکو لیے جاتی ہی مین دشمن تیری جان کا آپہنچا
صرصر نے بھی نعرہ کرکے نیمچہ کھینچا اور پکاری کہ اگر تو آیا ہی تو میرا کیا کر لیگا اب دونون مین نیمچہ زنی
آغاز ہوئی اور لڑتے لڑتے دونون نے اپنے دل مین خیال کیا کہ پشتارے یا تو زمین پر رکھدو یا یہ کہ ایک
شخص دوسرے پشتارے پر اسطرح نیمچہ مارے کہ گرہ پشتارے کی کھلجائے اور مالک رہا ہوجائین
یہ سوچکر دونون نے ہاتھ تلوار کا پشتارون پر جو مارا تو دونون پشتارے کٹ گئے اور برق جادو
اور بلائے سحر افشان کھلکر گرے اور دونون کو ہوا جو لگی ہوشیار ہو گئے اور اُٹھکر سمجھے کہ عیارون کا
منصوبہ ہی ہم نہ بولین تو اچھا ہی بس یہ دونون اُڑکر اپنے اپنے مقام کی طرف چلے گئے بعد کچھ عرصے کے
صرصر گھبرائی اور سمجھی کہ تو اب عیار کے ہاتھ سے زخمی ہو جائیگی اب تجھکو نکلجانا چاہیے یہ سوچکر اُسنے
چالاک سے کہا کہ او جوانمرگ معلوم ہوا کہ تو دوسرے کے بھروسے پر میرے ساتھ لڑ رہا ہی اور یہ
وہی تجھکو لڑواتا ہی چالاک نام دوسرے کا سنکر گھبرایا کہ مبادا اُسکا کہنا تو عیاری کا فقرہ سمجھے
اور کوئی اور عیارہ تیری گھات مین ہو بس یہ خیال کرکے اُسنے پیچھے پھر کر دیکھا صرصر تو جست کرکے اتنے
ہی عرصہ مین سامنے سے کافور ہو گئی اور چالاک بھی ناچار ہو کر اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوا اِدھر برق جادو
اپنے خیمہ مین آکر پہونچی اور سحر افشان اپنی بارگاہ مین آیا رات بھی دوادوش مین تمام ہو چکی تھی اور وہ وقت

کہ قیدی مشرق کی میعاد پوری ہوئی تھی اور خورشید تابان کو رہائی ملی تھی پشتارہ سیاہی شب سے ہا
ہو کر بارگاہ افلاک مین آیا تھا شب تیرہ فام نے منہ اپنا چھپایا تھا کہ ابیات

ستارہ صبح کا ناپید نکلا | بھبوکا بن کے پھر خورشید نکلا
شب تیرہ پر آفت اُسنے ڈالی | ہوئی پھر دن کے افسر کی بحالی

رات بھر طبل جنگ سے تیاری آلات حرب و ضرب ہو رہی تھی ہنگام سحر مہرخ نامور لشکر اپنا بصد کروفر لیکر جانب دشت جنگ روانہ ہوئی اِسطرف سے بلائے سحر افشان بصد عظم و شان فوج گران لیکر چلا دونون سردار لشکر لیے ہوئے میدان مین آئے دلاورون نے پرے جمائے صفوف آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرکے ہٹے سحر کی نیرنگیان دکھانے لگے کسی نے جنگل مین آگ لگادی کسی نے دریا جاری کیا کسی نے خون کی ندی بہادی کسی نے جانوران سحر ہزارون پیدا کیے کسی نے پتھر برسا دیے طبل و بوق بجنے لگے کڑکا ہونے لگا بلائے سحر افشان اژدر اپنا اُڑا کر میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا مہرخ کی طرف سے نہروان جادو مقابلہ کو گیا مگر اُسکے تاریخ سحر سے جانبر نہوا پھر اُسکا بھائی گیسو دراز برائے مقابلہ نکلا وہ بھی برق آتش فشان سے اُسکی مارا گیا اُسوقت برق جادو نے عمرو سے کہا کہ خواجہ سلامت مین جانتی ہون کہ کوئی نہ کوئی چیز اُسکے پاس بھی مثل تحفہ کے ہی جب تو تیرا کا وار اُسپر کارگر نہین ہوتا ہی عمرو نے کہا کہ ای ملکہ اگر کوئی شی اُسکے پاس ہوتی تو کیا معلوم ہوتا تم ناحق کو اندیشہ کرتی ہو کچھ بھی نہین ہی تم جاکر مار لو یہ نابکار تمھارے ہاتھ سے کہان بچکے جائیگا یہ جو عمرو نے کہا تو رعد و برق دونون تڑپ کر اپنے ابر سحر مین گئے اور وہان سے رعد گرج کر زمین پر آیا اور دامن تھامکر چاہتا تھا کہ چیخ مارے اُسوقت برق تڑپ کر جو سحر افشان پر گری تو اسطرح سے گری کہ ابر نیچا ہوگیا اور برق نصف ابر مین رہی اور نصف باہر نکلی تھی اور رعد دامن پکڑے ہوئے تھا سحر افشان کو رعد و برق کے لیے افراسیاب نے ایک سحر تبلا دیا تھا کہ یہ اُنکار دہی بس اُسنے وہی سحر کیا اور کمند سحر کو لگایا برق جادو تو اُسمین گرفتار ہوگئی اور جھٹکا جو دامن کا لگا تو رعد بھی گر پڑا دونون کو اُسنے گرفتار کر لیا اور اپنے لشکر مین طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا اور نہایت خوش ہوا یہ کہتا ہوا پھر اکہ اب مجھکو کچھ کام نہین ہی مین کسی سے نہ لڑونگا جس نے میرے بھائی کو مار ا تھا اُسکو مین نے پکڑ لیا مین اُسکے خونکا بدلا لینے آیا ہون جبتک ان دونون کو قتل نہ کرونگا

تو سن کسحر کو میدان رزم مین نہ دوڑاؤنگا ہان اگر شہنشاہ یا ملکہ حیرت لڑین تو انکے شریک البتہ ہوجاؤنگا
یہ کہتا ہوا اپنے مقام پر آیا سپاہ نے اسکی آرام لیا یہ خود اپنی بارگاہ سے خدمت حیرت مین آیا اور بہت
خوشی ظاہر کی کہ ای ملکہ مین نے اپنے بھائی کے قاتلون کو گرفتار کیا اب مین انکو قتل کرنے جاتا ہون حیرت
نے کہا جاؤ مبارک ہو مگر ذرا خبرداری سے انکو قتل کرنا کیونکہ انکے چھڑا لیجانے والے بھی بہت ہین
غرض یہ وہان سے اپنی بارگاہ مین آیا اور افراسیاب کو بھی عرضی اس مضمون کی لکھی کہ مین نے
رعد و برق کو قید کر لیا ہے اگر حکم عالی ہو تو مین دونون کو قتل کر ڈالون یہ لکھکر اسنے پتلا سحر کے ہاتھ
بھیجا ادھر حیرت نے بھی شاہ کو لکھا کہ برق و رعد کو قتل کرنا ہرگز مناسب نہین کیونکہ سب ساحران
دونون سے ڈرتے ہین آپ اجازت انکے قتل کی ہرگز نہ دیجیے گا اسنے بھی پتلے کے ہاتھ نامہ روانہ کیا
یہان رعد و برق کو ایک تخت پر قید کر کے سحر افشان نے اپنی بارگاہ مین بٹھا دیا اور آپ بیٹھکر
ناچ دیکھنے لگا اور شراب زہر مار کرنے لگا لیکن مہرخ رنجیدہ خاطر پھر کر اپنی بارگاہ مین آئی اور لشکر کو
حکم آسائش دیکر بیٹھی عمرو کو خیال آیا کہ تیرے کہنے سے برق و رعد لڑنے کو گئے تھے بس وہ گرفتار ہو گئے
انکو چھلکر رہا کرنا چاہیے یہ سوچکر ایک ساحر معزز کی ایسی صورت الگ جا کر بنا بادلے کی پتمبر باندھی ہاتھ
جواہر کے کہنی سے شانہ تک آراستہ کر کے موتیون کا مالا گلے مین ڈالکر یا جمشید یا جمشید کہتا ہوا بارگاہ
سحر افشان مین آیا اسنے خاطر کی بٹھایا اسنے کہا مین اسی اطراف کا رہنے والا ہون آپ کی ملاقات
کو جی چاہا چلا آیا اسنے کہا آپ نے بہت مناسب کیا آپ کا یہ مکان کفش خانہ ہے یہ کہکر ایک جام جواہر
منگا کر اپنے پاس رکھا اور کہا اب مین پانی شراب وغیرہ اسی جام مین پیا کرونگا یہ کہکر پیاس جو معلوم ہوئی
آب خاصہ طلب کیا جبکہ خواص پانی لیکر آیا اسنے اسی جام مین پانی لیکر پیا خواجہ سلامت نے دریافت کیا
کہ حضور یہ تو فرمائیے کہ اس جام مین کیون پانی لیکر پیا اور دوسرے جام مین پینا ترک فرمایا کیا یہ جام اور
جامون سے بہتر ہے اسنے جواب دیا کہ نہین یہ جام اورون سے بہتر تو نہین ہے مگر وصف اسمین یہ ہے کہ اگر کوئی
بیہوشی ملا کر دے تو مجھکو اس جام مین پینے سے معلوم ہو جائیگا یہ وجہ ہے جو مین نے اسی جام کو اختیار کیا ہے عمرو
یہ کلمات سنکر خاموش ہو رہا اور فکر مین ہوا کہ اسکو کسی طرح مار ڈالون اور اسنے کہا کہ آئیے ہم آپ شطرنج
کھیلین یہ تو اسی امر کے منتظر تھے کہا بہت اچھا آئیے اسنے شطرنج بچھائی اور کھیلنے لگا پھر تو عمرو ایسا کھیلنے والا
رومی اور فرنگی سب طرح کی شطرنج اسکو یاد تھی کیا بساط تھی جوان ایسے فرزین سے کھیلتا یہ ایک ہی چال مین

فیل مست کو مار ڈالتے ہین اور ایسے پیادہ ہین کہ سوار کو گھیر کر قید کرتے ہین خانہ بخانہ پھرتے ہین آٹھ شش و پنج مین
اوقات بسر کرتے ہین کبھی رخ ایسی باتون سے پھیرتے ہی نہین بازی بازی چال آپ پر رکھی تو وہ
مات ہوگیا اور اپنے دلمین کہتا تھا کہ اب تو اسکے ساتھ دو ایک بازی شطرنج کی کھیلا کرونگا تیری شطرنج بھی
کڑی ہو جائیگی غرض یہان تو شطرنج بازی ہو رہی ہے اور وہان عرضی اسکی اور حیرت کی پاس شاہ
جادوان کے پہونچی اُسنے دونون کو پڑھ کر کہا کہ ملکہ حیرت کو غصہ بات بات پر آجاتا ہے حق بجانب
سحر افشان ہے کہ اُسکا بھائی مارا گیا ہے اُسکو اختیار ہے کہ اپنے بھائی کے قاتلون کو مارے مین حیرت
کو سمجھا دونگا لیکن اُسکو اختیار دیتا ہون کہ وہ رعد و برق کو قتل کرے یہ کہ مگر کتاب جمشیدی
دیکھی اُسمین بھی ظاہر ہوا کہ رعد و برق کو قتل کرنا ہی مناسب ہے مگر اندر بارگاہ کے نہ قتل کرے
باہر لاکر قتل کرے اور اُسکو آگاہ کر دینا چاہیے کہ تیرے ساتھ عمرو بیٹھا ہوا شطرنج کھیل رہا ہے اور تو
غافل ہے لازم ہے کہ اُس دزد گردن باریک کو بھی گرفتار کر کے تینون کا سر کاٹے شاہ نے یہ حال
معلوم کر کے جواب عرضی کا لکھا کہ اے ساحری وقت کیا کہنا خوب تم لڑے رعد و برق کو جلد
قتل کر ڈالو لیکن آگاہ ہو جاؤ کہ عمرو تمھارے ساتھ بیٹھا ہوا شطرنج کھیل رہا ہے اب تم چال چوکوگے
تو مارے پڑ جاؤگے لائق ہے کہ دشمن صعب کو بھی گرفتار کر لو اور سبکا سر کاٹ کر بھیجدو لیکن باہر
بارگاہ کے لا کر ان سبکو ہلاک کرنا اندر نہ قتل کرنا یہ جواب لکھکر آسمان نشین جادو نام ایک ساحر
کو دیا کہ تو لیکر جا اور اسطرح یہ نامہ دینا کہ عمرو نہ آگاہ ہونے پائے ساحر مذکور نامہ شاہ لیکر روانہ ہوا
اور اڑتا ہوا ایک آن مین آکر بلائے سحر افشان کے پاس پہونچا دیکھا تو واقعی یہ شطرنج کھیل
رہا ہے اُسنے وہ نامہ اُسکو دیا اسنے بطور مخفی اسکو پڑھا اور مضمون سے اُسکے آگاہ ہو کر دنگ ہوگیا
مگر خبر نہوا اور شطرنج کھیلنے ہی مین ایک دانہ ماش کا مارا کہ عمرو بے قابو ہوا اُسوقت وہ پکارا کہ اے باش
او دزد مکار دیکھا تو نے کہ ہمنے یہ بازی کس تدبیر سے جیتی اب تم تینون کو بڑے عذاب الیم سے قتل
کرونگا یہ کہکر عمرو اور رعد و برق کو سحر مین مبتلا کر کے بارگاہ سے لیکر چلا آسمان نشین تو
نامہ شاہ دیکر چلا گیا تھا یہ ان تینون کو ایک درہ مین کوہ کے لایا اور وہان بٹھلا کر قتل کرنیکا ارادہ
کیا تینون درگاہ خدا مین استغاثہ کرنے لگے بقدرت قادر توانا مہتر قران درہ کوہ مین ستھا
کیونکہ جہان کہین لشکر حریف اُترتا ہے اُسکے قریب وہ شیر بیشہ عیاری بھی رہتا ہے بس اس درہ مین شیر گرگ کے

خوف سے تین چھینکے اُسنے باندھے تھے اور انہین چھینکون مین اسطرح سے سوتا تھا کہ ایک مین سر ایک مین کمر
ایک مین پائون رکھتا تھا زمین پر سونا ترک کیا تھا چنانچہ اُسوقت بھی پڑا ہوا آرام کرتا تھا برق جادو
اور رعد و عمرو کا گھر کنا سحر افشان کی آواز کو اُسنے بھی سُنا گھبرا کے اُٹھ بیٹھا اور للکارا کہ ارے تو کون ہی
کہ جو اسوقت پرائے مکان مین بغیر اجازت صاحب مکان کے چلا آیا سحر افشان اُسکو چھینکون پر لیٹا
دیکھکر سمجھا کہ یہ بھی کوئی بڑا خداوند سامری کا پیشی ہی اور اس درہ کا مالک ہی بس گھبرا کر عرض رسا ہوا کہ مین
کوئی غیر نہین ہون مین سحر افشان جادو ہون عمرو اور برق جادو اور رعد کو کہ دشمن افراسیاب
کے ہین اُنکو پکڑ کر قتل کرنے لایا ہون قران نے کہا اگر دشمنان افراسیاب کو قتل کرنے لائے ہو تو پھر
کچھ مضائقہ نہین مگر ذرا ٹھہر جاؤ کہ ہم بھی اگر اُنکے قتل مین شریک ہو جائین اور داخل ثواب ہون بلاے
سحر افشان اُسکے کہنے سے رکا اور یہ چھینکون پر سے کود کر قریب تر اُسکے آیا اور عمرو کو دیکھکر پوچھا کہ
کیون بھائی سحر افشان یہ شخص کیا رعد جادو ہی اُسنے ہنسکر کہا نہین ای برادر یہ وہی سارہ بان زادہ
عمرو عیار چوٹا مکار ہی قران کی آنکھون مین یہ کلمات سُنکر خون اُتر آیا اور کہا کہ ابے او حرامزادے تو بڑا
بے وقوف ہی اور حد سے زیادہ احمق ہی دیکھ تو سہی کہ فرزند عمرو کا تو پیچھے تیرے کھڑا ہی اور تو اُسکے باپ کو
بُرا بھلا کہہ رہا ہی سحر افشان نے جو نام فرزند عمرو کا سُنا گھبرا کر منھ اُدھر دیکھنے کو پھیرا قران نے اپنا
نعرہ کر کے ایک ہی ہاتھ بغدے کا مارا کہ سر اُسکا پاش پاش ہو گیا آواز دار و گیر کی بلند ہوئی عمرو
و برق و رعد رہا ہوئے عمرو نے قران کو سینہ سے لگا لیا اور تعریف عیاری کی بہت فرمائی پھر ایک
بتاسا کہ جسکو چیونٹیان کچھ کھا چکی تھین زنبیل سے نکالکر کہا کہ ای فرزند تو منھ تو میٹھا کر لو اور مجھ فقیر سے
کیا ہو سکتا ہی قران سمجھا کہ اسوقت یہ کچھ لینگے بس جلدی سے زہے فخر میرا کہتا ہوا قریب آیا اور ایک
اشرفی ہاتھ پر رکھکر نذر دی وہ بتاسا سلام کر کے لے لیا اور رخصت ہو کر جنگل کو چلا گیا پس برق
جادو نے عمرو سے کہا کہ اب ہم آپ کو اور کہین جانے نہ دینگے لشکر مین لیچلینگے یہ بھی راضی ہوے کہ اچھا
کیا مضائقہ ہی برق نے تخت سحر تیار کیا اور رعد و عمرو کو اُسپر بٹھا کر پرواز کی اور پلک جھپکانے مین اپنے
لشکر مین آئی یہان ہر ایک کو اُسکے آنے سے خوشی ہوئی خواجہ کو بہت کچھ ہر ایک نے دیا پھر انجمن عشرت
مرتب ہوئی ادھر کا طائران سحر نے یہ خبر جا کر ملکہ حیرت کو پہونچائی کہ بلاے سحر افشان بھی مارا گیا رعد
و برق و عمرو چھوٹ کر اپنے لشکر مین آئے وہان خوشی ہو رہی ہی حیرت نے کہا کہ اس موے کو بھی

بڑا غرور سمایا تھا جیسا اُسنے کیا ویسا پایا اور تلماے سحر نے افراسیاب کو بھی جاکر مطلع کیا کہ اسطرح پر
سحر افشان مارا گیا قران نے اُسکو بھی اُسکے بھائی کے پاس جہنم مین پہنچادیا افراسیاب کو یہ خبر سنکر
کمال غصہ آیا اور گلچین جادو سے کہا کہ اب مین خود جاکر عمرو کو پکڑے لاتا ہون اسمین کچھ ہی کیون نہ خرچ
لیے ہو جاے گلچین جادو نے یہ باتین سنکر عرض کیا کہ مین کبھی نہ عرض کرونگی کہ آپ عمرو سے لڑنے جائین
بلکہ انسب یہ ہی کہ آپ اُس سے ملجائین افراسیاب نے کہا کہ مین جانتا ہون تم سب میری بہتری کے لیے
یہ باتین کرتے ہو اچھا اور کچھ تدبیر کرونگا اور آیندہ سمجھ لونگا یہ کہکر بتلہ کو سحر کے حکم کیا کہ جاکر خبر لادے کہ مہرخ
کی بارگاہ مین کیا ہوتا ہی بتلہ اُسطرف کو روانہ ہوا اور یہان جب افسران فوج بلاے سحر افشان کو اپنے
مالک کا مارے جانا معلوم ہوا تو بہت کچھ رنج و الم کیا آخر جب اُس سے حیرت وغیرہ کو کچھ خبر نہوئی
تو آزردہ خاطر ہو کر لشکر اپنا لیکر اپنے ملک کیطرف کوچ کر کے چلے گئے اور صنعت سحر ساز جو پانچ انڈے
سحر کے کھو چکی تھی اور دو انڈے باقی تھے انھین کے بھروسے پر اُس نے پھر چاہا کہ مہرخ سے
مقابلہ کرون اور اگر یہ بھی کچھ کام ندین تو انکی وہ جاکر بیضے لاؤن کہ تمام لشکر باغیون کا سر اپنے آپ کاٹ ڈالے
پس اُسنے وہ بیضے نکالے اور چاہتی تھی کہ ملکہ مہرخ کے مقابلہ مین جائے اُسوقت ایک عقاب سحر اڑتا ہوا آیا
کہ جسکے گلے مین نامہ بندھا تھا اُسنے نامہ کھولکر پڑھا یہ لکھا ہوا تھا کہ اے ملکہ صنعت سحر ساز زید حشمتہا
شہنشاہ افراسیاب آگاہ ہوجیے کہ منم مہنت جادو اسطرف کو اندنون شکار کھیلتا ہوا مین آگیا ہون
اور مجھکو اشتیاق آپکی ملازمت کا عرصہ سے ہی اب سنا گیا ہی کہ آپ اِس مقام پر رونق افروز ہین اگر اجازت دیجیے
تو حاضر ہو کر شرف بہ ملازمت کیمیا خاصیت ہون اور آپ سے ملکر اپنے مکان کو چلا جاؤنگا صنعت نامہ
پڑھکر بہت شاد ہوئی اور جواب لکھا کہ ہمارا بھی دل تمھارے ملنے کو ایک مدت سے چاہتا ہی خوب ہوا کہ جو
تم اسطرف آنکلے کیونکہ مجھکو شب و روز کی جنگ و جدال سے فرصت بہت کم ہوتی ہی جو مین تم تک آتی اب
مناسب ہی کہ جلد تشریف لاکر مجھکو سرفراز فرمائیے اور راہ انتظار کوتاہ کیجیے مین منتظر آپ کے بیٹھی ہون یہ لکھکر
عقاب کے حوالہ کیا کہ وہ منقار مین لیکر اڑگیا اور مہنت کے پاس جاکر جواب نامہ کا پہونچایا اب حال اُس
ساحر کا سنیے کہ اُسکا مہنت سرشار جادو نام ہی اور اُسنے ایک گنبد فولادی سحر سے تیار کیا ہی اُسکے اندر
رہتا ہی اور اُسکے اوپر سوار ہو کر جہان جاتا ہوتا ہی چلا ہی جاتا ہی پس جب اُسنے اجازت صنعت کی پائی اُسی گنبد پر
سوار ہو کر اُسکے پاس بھی آیا گنبد کیا ہی کہ دڑبا ہی جسمین بیٹھکر غار ہا کرتا ہی جب صنعت نے سنا کہ مہنت صاحب

تشریف لائے استقبال تا در بارگاہ اُسکا کیا اور لاکر مسند عزت پر بٹھایا دونون ملاقات باہمی سے بہت خوشنود و مسرور ہوئے مہنت نے حال افراسیاب کا اور طلسم مین غدر ہونے کا پوچھا صنعت نے اُس روز سے کہ جب سے بدیع الزمان قید ہوگئے تا آن دم سب بیان کیا اور تصریح کے ساتھ سارا ماجرا کہا پھر یہ بھی کہا کہ اب مین جاتی ہون اس ارادہ پر کہ لشکر مہرخ کا غارت کردون مہنت نے سب کیفیت سُنکر کہا اے ملکہ اب تم ہفت بیضہ مین سے کسی بیضہ کو لیکر نجاؤ اور اگر یہ منظور خاطر ہی کہ نہین انھین بیضون ہی سے لشکر دشمن برباد ہو تو کسی اور ساحر کو دو کہ وہ لیجائے اور انکو تباہ کردے صنعت نے یہ کلام سُنکر کہا کہ ہان اے شفیق یہ بات تُمنے سچ کہی اسمین یہ فائدہ ہی کہ شاید کوئی آفت آئے تو اسقدر مجھکو ذلت نہوگی جیسے کہ ہو چکی ہی بس اُسیوقت اپنی ایک انیس خاص ملکہ ہلال کامل سحر جادو کو بُلایا اور وہ دونون بیضہ باقی کے دیکر حکم دیا کہ میری فوج مین سے دو لاکھ ساحر اپنے ہمراہ لیکر جاؤ اور مہرخ سے مقابلہ کرو ایک بیضہ کو تو دہنے طرف لشکر مہرخ کے اور دوسرے کو بائین طرف لشکر کے مارنا ہلال سحر نے تسلیم کرکے وہ دونون بیضے لیے اور کہا بہت اچھا مین اسیطرح عمل مین لاؤنگی کہ جیسا آپ نے ارشاد فرمایا ہی یہ کہکر بارگاہ سے آئی اور نفیر سحر کو دم دیا دو لاکھ ساحر جمشید و سامری و زند دشت کا ماننے والا اژدرون پر سوار ہوکر ہمراہ رکاب ہوا ناقوس کی صدا پر فلک کا پرانا پیر ناچنے لگا گوگل کے دھوئین نے دنیا ایسی محتالہ کانہ کالا کیا ایک طرف سے مبارزان صف شکن ہتھیارون سے آراستہ ہوکر اسپ و گرگان سحر پر سوار ہوئے نقارے ہزارون بجنے لگے دھونسون نے لڑنے کی دھونس دی ہلال کا ستارہ قسمت گردش مین آیا زندگی اُسکی آگے آگے بھاگی جاتی تھی تنگ قضا کے منھ مین یہ خود جاتی تھی روے ہوا پر لشکر کے چلنے سے ہنگامۂ عظیم برپا تھا بقول کسے ابیات

برفتند لشکر ز قلب سپاہ
سپرہاے زرین و زرین کمر
ز زربفت چینی کشیدند تیغ

خروشے برآمد بکردار رعد
بلیسو کشیدند آوردگاہ
سنانہاے الماس در تیرہ گرد
سپاہ اندر آمد چو مور و ملخ

ازین سوے نحس و زان سوے سعد
ہمہ غرق در آہن سیم و زر
ستارہ است گفتے شب لاجورد

قریب لشکر مہرخ پہونچکر ہلال نے خیمہ کیا اور لشکر کو اتروانے کا حکم دیا ہرکارون نے جاکر خبر مہرخ کو آمد لشکر کی دی ہلال اُس ملاز ملکہ حیرت کے پاس آئی اُسنے خاطر کی اُس سے سب حال ملکہ صنعت کا اور اپنا بیضے لیکر آنے کا بیان کیا پھر وہان سے اُٹھکر اپنے خیمہ مین آئی اور مصروف عشرت و نشاط رہی جب مرغ

سنور آفتاب چراگاہ فلک سے پھر کر خانۂ مغرب میں بند ہوا اور ماکیان شب نے بیضہ ہاے انجم ظاہر فرمائے کہ قطعہ

ہوئے ہر جا چراغ شام روشن
بنا ایوان شاہی رشک گلشن
تھا بزم رزم کا چمکا ستارا
شب خنگی ہوئی پھر جلوہ آرا
شام کو ہلال نے طبل جنگ بجوایا

ہرکارون نے دوبارہ خدمت اقدس مہرخ نامور مین بعد عجز و انکسار عرض کیا کہ قطعہ

ہوئے ہین تیری خفالت سے جگر چیر
ہوا نہ زاغ کمان آجتک نشانہ تیر
ترے زمانے مین ظالم ہین یہ مسالن
کمان چرخ کو دیکھو تو وہ بھی ہے تیر
تری نسیم کرم گر نہ اس چمن مین چلے
خراب باغی ہے ہو شکل گلشن تصویر
تو چشم کم سے جو اسکی طرف نگاہ کرے
ہلال سے بھی دو چندان ہو آفتاب حقیر
ملکہ عالم ہلال نے طبل جنگ بجوایا ہے

اور سنا گیا ہی کہ دو بیضہ جو باقی ہفت بیضہ مین سے ہلتے تھے وہ صنعت نے اُسکو دیگر بھیجا ہی کل صبح کو وہ انھین بیضون سے کام لیگی باقی خیریت ہی یہ خبر سُنکر ملکہ مہرخ متردد تو ہوئی مگر اپنی ہمت مردانہ سے اُسنے بھی جواب مین طبل جنگ بجوایا اور چالاک بن عمرو اور ضرغام وغیرہ عیار مع عمرو نامدار کے فکر مین عیاری کے روانہ ہوئے لشکر مین طبل جنگ بجنے سے تیاری آلات حرب و ضرب آغاز ہوئی گلستان شجاعت مین پھر بہار آئی تلوارون کے پھل ذائقہ دینے پر تیار ہونے لگے جوہر خنجر و شمشیر سے گلشن پھولون کا ہرا بھرا دکھائی دیتا تھا ہر سبزۂ بوستان جلادت کا سر و تھا نقیبون کی صدا بلبل خوش الحان کی آواز سے بہادران کی دمساز تھی ہر ایک شہنائی گل عباس کی صورت دکھاتی تھی طرم پر شبو کی پھبتی چھاتی تھی ہتھیار پر آبداری دیکر چمنستان جنگ کے بہادر آبیاری کرتے تھے دم شجاعت کا بھرتے تھے سوسن نے پھر لقابت دہن زبانین پیدا کی تھین بہر حال زمزمہ سرا سے فقیا تھا ہر نظر باز خوبی مین نرگس آسا تھا نہر ہاے باغ کی طرح دل مین ہر ایک کے لڑنے کی موج اُٹھتی تھی بہادران کا تو یہ حال تھا ساحرون مین بھی طرفہ سامان جنگ و جدال تھا پھول سندرون پر چڑھائے جاتے تھے ہر ایک گل کیطرح شگفتہ خاطری بناتے تھے پھر جنکو جب بلاتے تھے مارے خوشی کے پھول جاتے تھے نخل تن ہر ایک کا گلہاے سحر سے لدا تھا ہر شخص پھولا پھلا تھا غرض کہ رات بھر یہی ہنگامہ رہا جب چاندنی پر سفیدی سحر نے سبقت کی اور گھڑیالی نے گجر کے سر پر آفت ڈھائی فریاد جرس بلند ہوئی شب گذر کر نوبت روز روشن آئی کہ ابیات

سحر کا نور رخ تیر بنکے چمکا
ستارون نے لیا رستہ عدم کا
ہوا خورشید نور افشان جہان مین
اُجالا چھا گیا سب آسمان مین
ہنگام سحر بہادر بسترون سے اٹھکر ہتھیار سجکر خیل خیل دیل دیل جانب

میدان جنگاہ روان ہوئے بہار و رعد و برق در دولت ملکہ مہرخ پر آئے ملکہ موصوفہ بھی بعد حشمت برآمد ہوئی ہر ایک نے تسلیم کی پھر بڑے کر و فر سے جانب میدان چلی جلو مین اُسکے ہزاروں گھوڑے اور فیل تھے جنپر ہودج زرین اور کاٹھیان کھنچی تھین صبح کا وقت تھا نقیبون کا بصدائے مرغوب بولنا ہر ایک دل کو بھاتا تھا نسیم سحری کا فرانا آتا اس تجمل و شان کا کیا ذکر کیا جائے کہ اشعار

عدو کے سر نظر آتے ہیں قطرے باران کے
برنگ برق نکلتی ہے اسکی جب تلوار

زبسکہ ہر تری تیغ خمیدہ کی ہیبت
چلا نہ سر کو اُٹھا کر یہ گنبد دوار

ہمیشہ کاٹ کا اسکے خیال رہتا ہے
ہر آگے آنکھوں کے آٹھوں پہر ترے تلوار

کمان قوس قزح ہے شہاب ثاقب تیر
فلک ہے نیزہ فگن ایک جا کرے سہ کار

ترے سمند کی کس سے بیان ہو چالاکی
مصوروں کو ہے تصویر کھینچنا دشوار

پھر لئے روئے زمین سب وہ گام اول مین
یوں جیسے صفحۂ قرطاس پر پھرے پرکار

سوار ہوئے جو فیل سیاہ رنگ پہ تو
تو کہیے تو مہ تابان ہے اور وہ شب تار

غرض اس شوکت و شہامت سے وارد دشت مصاف ملکۂ عالیشان ہوئی صفوف آراستہ ہونے لگین میدان پاک و صاف ہوا ہنوز آغاز جنگ نہوئی تھی کہ ملکہ ہلال کال نے قصد کیا کہ بیضہ دست اٹ وپپ کی طرف لشکر مہرخ کے لگائے بس یہ بیضہ لیکر آگے بڑھی تھی کہ ایک طرف سے آواز پیدا ہوئی باش باش اے ہلال دست خود را نگہدار کہ ما ہم رسیدیم اس آواز کو سنکر ہلال نے جو پھر کر دیکھا تو ملکہ صنعت سحر ساز کو آتے دیکھا بس یہ تسلیم کرکے دوڑی اور قریب آکر عرض کیا کہ اے ملکہ عالم آپ نے کیون تکلیف فرمائی کہیے تو خیر تو ہے صنعت نے کہا اے ہلال بڑا غضب ہوا تھا مین نے بھولے سے وہ بیضہ تمکو دیدیے کہ اگر تم انکو مارتین تو وہ تمھارے ہی لشکر کو غارت کر دیتے اسوجہ سے مین گھبرا کر چلی آئی کہ مبادا تم اُن بیضون سے کام لو اور لشکر تمھارا تباہ ہو جائے اب وہ بیضے میرے حوالہ کرو اور ان بیضون کو لے لو یہ کہکر وہ دونون بیضے تو لے لیے اور اپنے پاس سے دو بیضے اور نکالکر حوالے کیے اور آپ پھر کر چلی گئی جب کوئی پاؤ کوس نکلگئی تو وہان سے آواز دی کہ اے ہلال سحر خبردار ہو جا کہ منم چالاک بن عمرو عیار کر گئے وہی دونون بیضے لشکر ہلال کے داہنے بائین جو مارے تو ایک بیضہ مین سے تو آندھی کالی زور شور کی پیدا ہوئی کہ درخت اور مکان اُڑنے لگے اور دوسرے سے سلین پتھر کی پیدا ہو کر دس

ہوا سے گرنے لگین پھر تو یہ حال ہوا کہ ہوائے طوفان قوم عاد کو شرما دیا ہزارون ساحرون کو برباد کیا
طبقۂ زمین سے اُڑوا یا پردۂ دنیا سے نابود ہو گیا ہر ایک جھونکا باد سخت کا باد مرگ کا جھونکا تھا کہ
جس سے جانبر ہونا دشوار تھا جو جھونکا ہوا کا آتا تھا گویا تیر قضا پڑتا تھا اور علاوہ اس ہوا کے
کہ جسکو وبائی ہوا کہنا چاہیے مرگ مفاجات سے بھی زیادہ لکھنا چاہیے فلک سنگدل پتھر برساتا تھا
ہر ایک ساحر دشمن لشکر کا سر پھوڑ کر ہلاک ہوا جب بھی بے غیرتی نے پیچھا نچھوڑا آفت تازہ زمین و
آسمان سے پیدا تھی کہین بھاگنے کا ٹھکانا نملتا تھا اُن بیعنون نے عجب فتنہ انگیز سجہ دیا تھا جن
ہیجون نے جان لینے کے پر و بال نکالے تھے جب سب لشکری ہلال کے اس آفت مین گھرے
ہلال سر پر پانون رکھکر بھاگی لیکن کہان بھاگ کر جا سکتی تھی ایک سل کئی ہزار من کی اُسکے سر پر بھی
آکر گری کہ سقر اُسکا مستقر ہوا ادر فی النار و السقر ہوئی مہرخ نے اُسوقت چاہا کہ اپنے لشکر کو لیکر اُن
جنگلیون پر جا پڑون لیکن چالاک بیٹے مار کر لشکر مین آگیا تھا اُسنے کہا ای ملکہ جو آپ بے مارے
مر جائین تو کیا ضرور ہی کہ تم اپنے لشکر کو پریشان کرو اور تکلیف اُٹھاؤ مہرخ اُسکے کہنے سے رکی اور
اُدھر اسقدر آندھی اور سنگباری ہوئی کہ چند اشخاص تو بھاگ کر مفر ہوئے باقی سب ہلاک ہو گئے
اور جو زندہ بچے وہ روتے پیٹتے ملکہ صنعت کے پاس گئے اُسنے اُنکو نالان و گریان چاک گریبان جو
دیکھا گھبرا کر پوچھا کہ ارے یہ کیا تمھارا حال ہوا اُن سب نے جملہ ماجرا با نالہ و زاری ہلال کے ہلاک
ہونے کا بیان کیا سرشار مہنت بھی یہ حال سنکر رونے لگا کیونکہ وہ بھی صنعت کی ملاقات کو دوسرے
دن پھر آیا تھا اُسطرف تو صنعت نالہ و شیون کرتی ہی اور یہان مہرخ طبل فتح و ظفر بجا کر اپنی بارگاہ
ظفر پایگاہ مین آئی ہی لشکر نے اُسکے بہت کچھ مال غنیمت مین پایا ہی ہر ایک ساحر غنی اور مالدار ہو گیا ہی لشکر
مین کٹورا بجتا ہی گھاگھم ہی سب خوش و خرم بیٹھے ہین حیرت کو بھی پیہم شکستین کھانے کی دمبدم پہونچتی ہی بیچی
آتش غم پر کباب کیطرح جلتی ہی اُدھر جب مہنت نے حال شکست دریافت کیا آیا تو واسطے ملاقات کے تھا
مگر دل نے اُسکے نہ مانا صید تیغ اجل ہونے کو جی چاہا ملک الموت کی ملازمت کا مشتاق ہوا بس اُسنے صنعت
سے کہا کہ ای ملکہ آپ کچھ رنج و غم نہ کرین مین اب لشکر نمکحرامان کو غارت کرونگا آپ مجھکو فوراً ملکہ حیرت جادو
کے پاس لیچلیے صنعت نے کہا اچھا چلو یہ سنکر سرشار اُسکے ساتھ ہوا اور یہ دونون اُٹھکر سوار ہوئے
اور حیرت جادو کے پاس آکر سب ماجرا بیان کرکے اجازت طبل جنگ بجوانے کی بنام سرشار حاصل کی پھر

وہاں سے اپنے مقام پر آئے اور سحر شعار کے ساتھ جتنی فوج کشکار کے لیے ہمراہ آئی تھی اُسی فوج کو آ کے اپنے ساتھ لیا خیمہ و خرگاہ صنعت نے بھیجدیا وہاں سے مقابلہ میں ملکہ مہرخ کے آیا اور خیمہ میں بیٹھکر سحر تیاری کرنے لگا جب سلطان آفتاب برائے چلہ کشی غار مغرب میں گیا اور ساحرۂ شب نے اپنی نیرنگی صنعت نظر عالمیان میں ظاہر فرمائی کا ابیات

سیاہ پوش ہوا ہے الم سے چرخ کبود
ہے چاندنی میں دلائیل اشک کا عالم
ہر رنگ داغ دل ماہ ہے ہر اک اختر
وفور گریہ سے اب ہے سفید چشم قمر
یہ ایسی شام ہوئی کہ خدا انجام بخیر کرے

غرض کہ سحر شعار صنعت نے اس شام کو اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا صدائے طبل جنگ سنتے ہی یوں مہرخ نامدار میں بھی پہونچی ادھر بھی نقیر سحر کوو ملا لشکر دن میں پھر وہی جوش و خروش سامان جنگ ہوا بحر آہن جوش میں آیا ہر ایک مبارز خروش میں آیا بزدل گھبرائے بیتابی سے زبان پر لائے کہ کبھی ایسی نوکری سے درگذرے جہاں روز لڑائی کا سامنا ہوتا ہے کسی دن چین سے بیٹھنا نہیں ملتا ہے شجاعت شعاران جلادت قرین شاد و بشاش تھے کہ الٰہی شکر تیرا ہے کہ جس کام پر ہم ملازم ہیں وہ ہر روز ادا کرنا ہوتا ہے غرضکہ تیغ بازی کو بھی بازی طفلان سمجھے جانتے تھے تیغ کو چوگان اور سر عدو کو گیند سمجھ کر کو جانتے تھے موج گنگ بھی جدول قناتی تیغ ہاتھ سے اور جسم پر سے بچا کا جاتا تھا ہیبت دشمنوں پر طاری ہوئی تھی سکندر طالعون کو بھی عکس تیغ ڈراتا تھا آئینہ شمشیر میں جلوہ عروس مرگ نظر آتا تھا جذبۂ خاطر بہادران جذب آہن کی کیفیت دکھاتا تھا مقناطیس جان کو کھینچتا نظر آتا تھا متاع جان ایسی ارزان تھی کہ کناری کوڑی دیکر ملجاتی تھی کہاں گوشہ عافیت پانے کے لیے چلاتی تھیں تیغیں سر اٹھاتی تھیں گرز خود ہی کا دم بھرتے تھے تیر زبان سرد اکڑتے تھے جوانان چمن شجاعت بنے تھے یہی حال ساحرون کا بھی تھا کہ سحر کی تلوار رہیں بجا کر بجلیاں بناتے تھے روئی کو بصد خوبی دھنی ابر بنا کر اڑاتے تھے پر جو آتا تھا وہ نئی تدبیر بتاتا تھا بھینٹ میں دشمن کا خون مانگتا تھا کاپیا ساتھ اور صدا سناتا تھا کہ آج کی شب ہے مدعیان میں امان ہے کل طبل رحیل بجے گا تفرقۂ جسم و جان ہے ہر طرف ایک الجل پڑی تھی قیامت کی گھڑی تھی کہ ابیات

کیا تماشا ہے کہ ہے آب سے آتش سیال
انکی شمشیر کو ہے خون عدو روز مباح
ابتدا ہی میں تری تیغ کی ہے برق کی ہوتا
طائر روح عدو کے لیے صیاد اجل
سبزۂ تیغ میں جوہر سے لگا رکھتا ہے جال
یہ غلط تیسرے دن ہوتا ہے مہ جلال
اپنی دکھلائے چمک چین کپٹ سے بجلی
وہ بہادر وہ میہا کہ اگر تیغ انکی

اسی طرح بہادران نامی میں شب بھر تو تیاری جدال و قتال رہی جب

عرصہ گاہ فلک تیغ تیز خورشید سے پر از چمک ہوا اور ظلمت شب تیرہ فام مثل سپر کے کٹ گئی کہ نظم

یہ کیا الم ہے جو ہوا چاک چاک جیب سحر — اب اپنے قتل کو مانگے ہلال سے خنجر
یہ کیا الم ہے جو ہے مہر تک برہنہ سر — دفور غم سے عجب نہیں اگر سر صبح
نہیں معلوم کیا حادثہ درپیش ہوگا جو اس سحر نے منہ دکھایا ہے ایسی صبح

قیامت خیز کو مہرخ ذی شان بصد جاہ و ہزاران سامان شبستان سے نکلکر سوار ہوئی اور تمام سرداران عالیشان و جلادت توامان کو ہمراہ لیکر چلی فیلان فلک شکوہ جو سحر سے اڑ کر چلے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ پہاڑ اڑے جاتے ہیں یا آسمان دوڑے ہوا پر اتر آیا ہے ایک طرف سے مرکبان باد پا کا اڑنا نیا لطف دکھاتا تھا لشکر غیبی گویا ساتھ جاتا تھا ساحرون کے طائر پران تھے اژدہے آتش فشان تھے اسی کر و فر سے ہیب ساز میدان ہوئی اسطرف سے سرشار مہشت اپنی فوج نکبت موج کو لے آیا دونون جانب دلاوروں نے پرا جمایا بعد صفوف آرائی لشکر جانبین سرشار نے کسیکو میدان مین نکلکر طلب نہ کیا اور سلحشوری دکھائی یہ ساکن جوار بلغ جمشیدی ہے اسکو بہت بڑا غرور ہے بس اس تکبر خصال و نخوت شعار نے بھی ایک بیضہ اپنی کمر سے نکالا اور کچھ سحر دم کر کے جانب آسمان پھینکدیا کہ وہ بیضہ بلندی پر جا کر شق ہوا اور اسمین سے دھوان نکلنا شروع ہوا کچھ ہی عرصہ مین وہ دھوان اسقدر بڑھا کہ تمام عالم سیاہ ہو گیا اور اس دھوئین نے اب صورت ابر کی پیدا کی اور وہ ابر لشکر مہرخ پر آکر محیط ہوا اضطراب عام اور چالاک تو اس ابر کو دیکھکر صحرا کی جانب بھاگے اور بہت دور نکلگئے اور ایک مقام بلند پر سے کھڑے ہو کر حال لشکر مہرخ کا دیکھنے لگے اور ابر سحر سے بارش آغاز ہوئی پانی موسلادھار برسنے لگا طرفۃ العین مین یہ عالم ہوا کہ ہر سمت اندھیر برسنے لگا آسمان آنکھ کھولنے کو ترسنے لگا چرخ کا سینہ غربال ہوا غیر برسات یہ حال ہوا کہ مینہ کی بوچھاڑ پڑتی تھی یا تیر پڑتے تھے ساحرون کے سحر سے جلنے تھے خورشید کا نکلنا کیسا ستارۂ قسمت ڈوب گیا تھا آسمان تک پانی بھر گیا تھا یہ خراب آباد دنیا ایک گڈھا تھا ماہ و ماہی کا قران ہوا تھا زمین سے آسمان تک غرقاب تھا آفتاب بھی اس بحر کا ایک گرداب تھا بات سر ایک ہی جاتی ابر کی سیہ مستی جان کھاتی تھی بلا نگرڈتی تھی کہ ابیات

تنگ آبی سے جان ہست غرق — زخم دل نے بھی سر اٹھایا ہے
سقف آماج بوند پیکان ہے — ڈوبنے پر ہے کشتی آفاق
ابر کرتا تھا قطرہ افشانی — منہ ہے یہ یا کہ تیر باران ہے
کیسا طوفان منہ سے چھایا ہے — پانی پانی رہی تھی بارانی
ابر رحمت ہے یا کہ زحمت ہے

ایک عالم غریق رحمت ہے | لے گئی ہے جہان کو سیلاب | نقشۂ عالم کا نقش ہے بر آب

اس ابر سے جو پانی کی بوندیں لشکریان مہرخ پر گرین بہارہ و مخمور و مہرخ وغیرہ کیسے کیسے کچھ ہو سکا ہر ایک بیہوش بروے خاک افتادہ ہوا کشتی جان گویا ڈوب گئی سفینۂ ہوش و خرد تباہ ہوا نہ طبل رہا نہ بوق رہا نہ وہ لشکر کی آرایش نہ زینت نہ سرکبان سحر کا کہیں پتا نہ چتر شاہی نہ ڈنکا عجب طرح کی تباہی کا سامنا سرو قدان یاسمن بو پانی میں ایسا بھیگے تھے کہ اُنکے چمنستان حسن پر اوس پڑ گئی تھی کپڑے جو پرزر پہنے تھیں وہ سب بھیگ کر شرابور ہوئے تھے رخسار اُنکے اُس پانی میں یون چمکتے تھے کہ جیسے دریا میں کنول کے پھول تیرتے ہین یا غرق ہیں گلاب کا تختہ پانی میں ڈوبا ہوا نظر آتا تھا جو کوئی کہ اس ابر کو محیط ہوتے لشکر پر دیکھکر بھاگ گیا تھا وہ بہت دور کھڑا ہوا اس حال زار کو دیکھ دیکھ کے روتا تھا لشکر میں بازاری بیوپاری دکاندار وغیرہ محافظان خیمہ و بارگاہ بھی بھاگ کر الگ کھڑے ہوئے تھے اور اشک حسرت حال پر اپنے مالکون کے بہاتے تھے اُس دشت میں ذرہ ذرہ تک غمگین تھا پہاڑون سے آبشار نہوتا تھا کوہ بھی روتا تھا فرہاد کی روح گریہ کر رہی تھی جان شیرین پر شیرین لبون کے بنگئی تھی ہر نخل ایک پانون سے کھڑا پاگل تھا حیرت میں غمزدہ بنگیا تھا وحشت ہر چند کہ بھیگا تھا مگر خاک اُڑاتا تھا یہ عالم تھا کہ

کہ مشتری ہے خریدار درد و سوز جگر | جو دیکھو ابر کو تو زار زار روتا ہے
یہ کیا الم ہے جو اب خونفشاں ہے چشم جہان | یہ کیا الم ہے جو ہے وامصیبتا لب پر
فلک جو صبح گریبان دریدہ واویلا | ہر ایک گلشن عالم میں سبزہ پریشان ہے
ہر ایک شاخ اٹھائے ہے ہاتھ ماتم کو | ہر ایک نخل پہ بلبل بھی مرثیہ خوان ہے

اب ایسا گرم ہے بازار رنج و آفت کا
نظر جو کیجیے ہے برق بھی بہت مضطر
فلک نے بار مصیبت خمیدہ واویلا
چمن میں سنبل تر زلف سوگواران ہے

جب تمام لشکر مصیبت باران میں غرق ہوا سرشار مہنت نے ہر ایک کو سحر سے مسحور کر کے باران کو موقوف کیا اور آپ بارگاہ حیرت میں آیا تسلیم کر کے نذر فتح دی خلعت سرخروئی پایا اور تمام ماجرا لڑائی کا کہکر عرض کیا کہ اب ملکۂ عالم تشریف لے چلیں تو میں سبکے سر کاٹ کر نذر گذرانون حیرت یہ کلام سنکر بہت خوش ہوئی اور کہا ایک دو جام شراب کے آؤ پی لیں تو پھر چلیں کیونکہ اُنکے قتل کر کے آنے میں بہت عرصہ ہوگا سرشار راضی ہوا اور فرش پر بیٹھکر باتیں کرنے لگا اس اثنا میں عیارون کے تو دل سے لگی ہوئی تھی ضرغام اور چالاک جو پہلے ہی سے بھاگ گئے تھے اب عقب میں سرشار کے

یہ بھی بصورت مبدل بارگاہ حیرت مین آئے اور وہ کر شراب کا جو سُنا تو اِن دونون نے میخانہ کے دارغہ
سے آکر کہا کہ ہمکو کہا ماہ وبدتیجے گا فرمائیے تو ہم بھی حاضر رہین اُسنے کہا کیا مضائقہ ہی یہ دونون جام و
صراحی لیکر اُسکے ساتھ کاروبار کرنے لگے اِسمین سرشار نے حیرت سے کہا کہ الامر فوق الادب
ای ملکہ اب جلد شراب منگوائیے چلنے مین دیر نفرمائیے حیرت نے نورنگا حکم دیا کہ مئے ارغوانی
لاؤ بموجب حکم ضرغام و چالاک صراحی و جام لیکر حاضر ہوئے حیرت نے جو دیکھا کہ قدم
اِن دونون کے بطور عیارون کے پڑتے ہین بس پہچان گئی کہ بیشک یہ عیار ہین اور سرشار
صنعت کو بایما و اشارہ آگاہ کیا کہ اِنکو گرفتار کرلو یہ عیار ہین اور کچھ سحر پڑھکر دستک دی اور
گیر جو کہا ضرغام اور چالاک کے پانون زمین نے پکڑ لیے اِن سے قبول کرایا کہ ہان ہم
عیار ہین سرشار نے کہا ای ملکہ کیا کہنا آپکے سحر کا اب آپ اِنپر سے اپنا سحر اُتار لیین مین
اِنکو قید کیے لیتا ہون حیرت نے اِنپر سے سحر دفع کردیا اور سرشار نے جو سحر کیا تو ایک رسی
اژدہا ہو کر اِنکے لپٹ گئی اور کھینچکر اِنکو جنگل مین لائی اِس لیے کہ یہین آکر تو ہر ایک مفسد کو
سرشار ہلاک ہی کریگا اور بارگاہ مین رکھنا اِنکا سناسب بھی نہ سمجھا اور عیار بھی اِنکے ہاتھ
آئینگے غرض جب یہ جنگل مین آکر کھڑے ہوے اپنی گرفتاری پر اشک حسرت بہانے لگے اور لشکر کا
حال بھی اُنکے پیش نظر تھا اِسوجہ سے زیادہ تر روتے تھے اور درگاہ خدا مین بعجز و زاری دعا
کرتے تھے ناگاہ مہتر قِران نظر کردۂ شاہ مردان بھی اِسطرف سے پھرتے ہوئے آنکلے اور ضرغام
و چالاک کو بندھے ہوئے دیکھکر متحیر ہوئے پھر قریب آکر دونون سے حال پوچھا اُنھون نے حال تباہی
لشکر اور اپنا قید ہونا سب بیان کیا قِران کو یہ حال سنکر تاب نہ رہی غضب تمام صورت ساحر
کی ایسی بنکر بہت جلد دربارگاہ حیرت پر آیا وہ وقت ہی کہ سرشار تو تخت پر سوار ہو چکا ہی
اور حیرت سوار ہوا چاہتی ہی کہ اُنھون نے آکر سلام کیا اور کہا ملکہ صنعت نے مجھکو
بھیجا ہی اور شکایت کی ہی کہ ایسے وقت مین کہ جب تم فتحیاب ہوئین تو ہمکو پوچھا بھی نہین
اور کچھ اور بھی فرمایا ہی وہ بھی مین کان مین آپ کے کہونگا سرشار کچھ شکایت صنعت سنکر
نادم ہوا تھا جلد سر جھکا دیا کہ فرمائیے کیا کہا ہی جب اُسنے بات سننے کو سر جھکایا اُسنے جھک کر
پہلو پر سے بغدہ مارا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوے شور دار و گیر بلند ہوا قِران نے نعرہ کیا کہ منم

صاحب بغدۂ گران مہتر قران اندھیرا اور تاریکی پھیل گئی حسب دستور صداے مہیب آئین
اُسی اندھیرے مین قران تو جست وخیز کرکے نکل گیا لشکر حیرت کے لوگ فرط خوف سے
دوڑے تو مگر طرح دے گئے مہرخ وغیرہ سب قید سے لشکر نے رہائی پائی سجدۂ شکر درگاہ
خدا مین کیا اور شادان و فرحان پھر کر اپنی بارگاہ مین آئے چالاک و ضرغام بھی رہا
ہوگئے اور حیرت جادو کف افسوس ملکر رہگئی صنعت نے حال سُنا وہ بھی غمگین بدرجۂ
کمال ہوئی فوج جو ہمراہ سرشار تھی وہ نالان وگریان اپنے شہر کو گئی سرشار کا بھائی ناقوس
اژدر سوار نام موجود تھا اُسنے اِن ساحران فوج کو بلایا اور اپنے بھائی کا حال پُر ملال پوچھا
سب نے رو رو کر جو کچھ گذرا تھا بیان کیا بھائی اِسکا بہت رویا اور نہایت درجہ اُسنے افسوس
کیا بلکہ کہا جبتک اپنے بھائی کا بدلا نہ لیلونگا چین و آرام مجھکو نہ آئیگا پھر کہکر حکم تیاری لشکر دیا کئی
ہزار فوج ساحران و مبارزان تیار ہوئی اور ناقوس اژدر سوار بڑے جوش وخروش سے اژدر پر
سوار ہوکر چلا دریا تھا کہ موج مار کر رواں ہوا ناقوس وہان سے سیدھا صنعت کے پاس آیا اُسنے
اُسکے لشکر کو اُتروایا اور اُسکے بھائی کا پُرسا دیا پھر اُسکی خاطر داری مین مصروف ہوئی شراب
کشیدکی ہوئی پلائی خوان نعمت منگاکر آب وطعام سے خوب آسودہ کیا پھر یہ وہان سے اپنا لشکر
لیکر بمقابلۂ مہرخ آیا اور بارگاہ مین بیٹھکر میخواری کرنے لگا جب خمخانۂ دہر سے ساغر زرین آفتاب
طاق مغرب پر ساقی روزگار نے رکھا اور انجمن کواکب کو شاہدۂ شب نے بصد فروغ وضیا آراستہ فرمایا شیشۂ
ساغر ماہ تھا لبالب نور سے چاندنی کا ہر اک طرف تھا وفور سرشار نے اس شب تیرہ فام
مین طبل جنگ بجوادیا ہر چند سب نے کہا کہ ابھی چندے توقف فرمایئے اُسنے نہ مانا اور کہا مین اپنے
بھائی کا جبتک بدلا نہ لیلونگا آب ودانہ مجھے حرام ہی غرض ہرکارے خدمت مہرخ مین آئے اور خبر نواختن
طبل جنگ عرض کرکے کنارے ہوئے ملکہ موصوف نے بھی کوس حربی کو بجوایا لشکر کے سردار واقف خبردار
ہوئے تیاری جنگ مین رات بسر ہونے لگی ہر سمت غوغاے لشکریان برپا تھا رات بھی ڈراؤنی صورت
بنائے تھی اِس شب مین ہتھیارونکا چمکنا گھوڑون کا شیہے بھرنا بھبھکے کرنا دل رستم کو بھی زیر زمین دہلاتا تھا
ہر ایک ہیر کلیجا کھاؤن کلیجا کھاؤن کہتا ہوا آتا تھا صداے طبل و بوق پیر فلک کے سینہ کے پار ہوئی جاتی تھی
نقیبون کی آواز موت یاد دلاتی تھی نامردون مین جان بچانے کی فکر بھاگنے کا بیان غلاو رو تمن رستم و سام کی

داستان مختصر یہ کہ چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب شاہد شب کا سن ڈھلا اور سفیدی جمال شب مین پیدا ہوئی ندائے رخصتی گجر نے سنائی کہ سحر کہ جب جوش سحر آمد از مین پر نظر آئے نئے سامان ہستہ * یعنے ملکہ مہرخ دلاور فوج و لشکر لیکر جانب میدان روانہ ہوئی اسطرف سے ناقوس اژدر سوار مع فوج نابکار کے چلا لشکرون کی آمد کا میدان جنگ مین وہ غلغلہ ہوا کہ فلک بھی سر پر پاؤن رکھکر بھاگا چاہتا تھا وہ ساحرون کی آمد ہوم کا دھوان بلند زبانہ تاریک مورون پر جادوگر نیان سوار سامری جمشید کی پکار سرخ زرد سبز اژدہین نارنج نار ایل اچھلتے اژدر پھنکار نے بڑے کر و فر سے یہ دونون لشکر وارد میدان ہوئے ابیات

فراوان سپہ بود با او بسے
ہمہ غرق در آہن بہ عود و گسر
بدیشان چنین گفت کاکنون بہ نبرد
بجنگ اندرون جان ندارد دریغ
کہ زیر درخشش برفتی ہزار
درفش سواران و جوشن وران

سلیح بزرگی گنج و درم
دل مہرخ از لشکر نامدار
کدامند مردان جنگ آوران
اگر شیر پیش آیدش گر پلنگ
گزیدہ سواران نیزہ گزار

ہمیرفت لشکر بکردار ابر
بخندید چون گل بگاہ بہار
کسے کو گر آید بگرز و بہ تیغ
از و بر نگردد بہنگام جنگ
پدید آمد از دشت گرد سران

جب دشت کین مین پہونچے دونون لشکرون مین صف آرائی ہوئی نقیبون نے نقابت کی میدان پاک و صاف ہوا اُسوقت ناقوس اژدر سوار بھی بڑھکر میدان جنگ مین آیا اور خوب نیرنگی سحر کی دکھاکر للکارا کہ ای فرقہ سرکشان و متکبران آؤ تو میرے مقابلہ مین یہ نہیب سنکر ایک ساحر ظالم سحر نگاہ جادو نام مہرخ سے اجازت لیکر سامنے اُس کافر کے آیا اور طالب حرب ہوا اُسنے ایک ترنج اُسپر مارا اُسنے ترنج کو خالی دیا اور جواب مین نارنج مارا اُسنے بھی خالی دیا اور تیغ سحر پکڑکر اُسپر آگرا ہاتھ چھوٹ کے چلنے لگے برق شمشیر چمکنے لگی بڑی دیر تک رد و بدل رہی آخر اُسنے ایک تلوار ایسی جھپٹ کر لگائی کہ برق تیغ سر ظالم کے آئی یہاں سے جہاز نہوار رخت ہستی اُسکا چلا صدائے پیران اُسکے مرنے سے بلند ہوئی ناقوس نے پھر للکار کر نہیب دی کہ او جس کسیکو تم مین سے تمنائے مرگ ہو وہ آئے ایک زلزلہ جادو نے صف سے نکلکر مہرخ سے اجازت لی اور سامنے اُسکے آکر ضرب طلب کی اُسنے تیغ سحر اوسپر لگائی اُسنے تیغ کو روک کرکے ایک دو مشت زمین پر مارا زمین مین زلزلہ پیدا ہوا اور ایسی نرم ہوئی کہ اگر کوئی اور ساحر ہوتا تو غرق زمین ہوکر پیوند خاک

ہو جاتا مگر ناقوس جسطرح کھڑا تھا اُسیطرح کھڑا رہا اُسوقت زلزلہ جادو نے جھلا کر تیسرا سحر مارا ناقوس اُژدر
پر سے کود گیا تیغہ نے اژدرہی کے دو ٹکڑے کیے اُسوقت ناقوس نے بھی بڑھکر تلوار ماری کہ وہ تلوار جو
کاٹکر تا ہوا بر زندہ زلزلہ کے اُتری اُسنے دستانہ سحر کے مارکے تلوار کو توڑ دیا لیکن چادر خون بلبلا کر منہ پر آئی
اُسوقت ناقوس نے چاہا کہ میں سر کاٹ لون دو پنجے فلک سے پیدا ہوکر زلزلہ کو اُٹھا لیگئے اُسوقت ناقوس نے
دستک سحر کی دی کہ زمین سے اژدرہ دوسرا پیدا ہوا یہ اُسپر سوار ہوا اور پکارا کہ یہ کیا لاشی پاشی کو میرے مقابلہ پر
اے مہرخ بھیجتی ہو کسی زبردست کو بھیجو کہ مزا جنگ کا ملے یا ہم اُترجائین یا وہ کام آئے یا ہم کام آئین اِدھر
صدا کو سنکر ملکہ غبارہ انگیز طاؤس سوار نے اپنا طاؤس نکالا اور اجازت مہرخ سے لیکر سامنے آئی اور
اُسکے حربہ کو اُسنے رد کرکے ایک نارنج مارا کہ وہ نارنج اُسپر پڑا مگر کچھ کارگر نہوا صرف یہ ہوا کہ وہ اژدر
پر سے گر پڑا اور اُٹھکر اُسنے بقوت تمام ہاتھ تلوار کا غبارہ انگیز پر لگایا فوراً دو پنجے پیدا ہوئے اور
غبارہ انگیز کو بھی اُٹھا لے گئے اب ہر ایک کو ثابت ہوا کہ یہ پنجے ناقوس کے سحر سے آتے ہین
غرض مشکین کاکل کشا و یاقوت جادو یکے بعد دیگرے نکلین اور اکثر زخمی ہوئین اور پنجے
اُنکو بھی اُٹھا کر لیگئے اب برق اور رعد نے کڑکڑا کر اور تڑپ کر ارادہ کرنے کا کیا ناقوس نے
اپنے گلے سے ایک تار زنار کا توڑ کر جانب آسمان پھینکا اور ایک دانہ ماش کا مارا اُسوقت ایک بجلی
پیدا ہوئی اور برق پر گری لیکن اُسنے بھی وہ چالاکی کی کہ اپنے تئین دامن ابر سحر مین لپیٹ کر دامن
کوہ مین گرا دیا مگر بیہوش ہو گئی ناقوس جادو آج خوب لڑا جو سامنے اُسکے گیا اسیر سحر ہوا اور
زخم کھا کر پھرا جب نہیب شمشیر سحر سے اُسکی دن کٹ گیا وہ پھر آگئی دھوپ کی تاب نہ لایا طبل
آسایش اُسنے بجوایا اور کہا اے مہرخ آج امان دیتا ہون کل جانبری مشکل ہے یہ کہکر اپنی بارگاہ کی
طرف روانہ ہوا مہرخ بھی غمگین و ملول اپنی بارگاہ کیطرف پھری لشکریون نے بستر پر پہنچکر کمر کھولی
آسودہ ہوئے سردار جو زخمی ہو گئے تھے اُنکی زخم دوزی مہرخ نے کرائی اور فکر مین بیٹھی اِدھر ناقوس شادان
و فرحان اپنی بارگاہ عالیشان مین بیٹھکر ناچ دیکھنے لگا عیاران لشکر کے دل سے لگی تھی مہ برق
فرنگی ناقوس کی فکر مین چلا اور علیحدہ ایک مقام پر ٹھہر کر اُسنے صورت اپنی ایک زن طوائف کی
ایسی بنائی لیکن وہ حسن ملیح اپنا آشکار کیا کہ ملایک بھی اسکو دیکھتا تو فریب کھاتا خورشید لقا بیمثل اشق
جوان سرخی رخسارے جسکے شفق چرخ حیران ابرو اُسکے جگر عشاق کے دو ٹکڑے کرنے کو بھی تلوارین ترک خدنگ

بنائی تھین کہ تشنین خود دانت نکالکر سامنے آنکے شرمائی تھین زلف مسلسل کے تھکت ل باندھکر کھینچ لیتین مژگان تیر اندازی کرین ابرو دشنہ گزاری کرے توسن چشم ابلق باترک تازو ناز و کرشمہ غارت گر دل و جان سرو قامت سمن اندام گلستان رخسار زنبق بینی غنچہ دہن لالہ فام کہ **اشعار**

سرو قامت سے اگر اسکے ہو طوبیٰ کش مکش
سیب فردوس زنخدان لب خندان فستق

مصحف روے کتابی کو جو دیکھو اسکے
تا کہ ہو سرخی شنجرف نہ خون ناحق

ہست ہان است ہر یک طول احمق
کھلنا اسکے دہن تنگ کا ایسا مشکل

تو کہین صورت اخلاص ثنا و مطلق
شکر آمیختہ بادام مقشر دندان

جیسے دشوار ہو مفہوم کلام مغلق
رخ رنگین سے نہ زیبا ہو بیاض گردن

اسیطرح از سر تا پا وہ خورشید سیما رنگ روغن لگا کر آراستہ ہوا اور لباس پرند زیب قامت کرکے گہنا سونے کا پہنکر لشکر مین ناقوس کے ایسے مقام پر آیا کہ جہان اسکے مجرے کی ڈیانین اتری ہوئی تھین چنانچہ ایک کسبی کے بستر پر جب آکر پہونچا دیکھا کہ خیمہ کے آگے فرش بچھا ہے نوچیان بیٹھی ہین سازندے ساز ملا رہے ہین نائکہ مسند کا تکیہ دابے گلوری کلہ مین لیے اگالدان سے پاءیچون کا ڈھیر آگے لگائے متمکن ہے اسنے بھی آکر سلام کیا اور ہنسکر پاس نائکہ کے بیٹھ گئی اُسنے عورت جوان شکیل زر و زیور سے درست جو دیکھی بخاطر تمام پیش آئی گلوری لگا کر دی اور مستفسر حال ہوئی اسنے کہا کہ بی بی مین لشکر حیرت مین رہتی ہون اسوقت مین نے قصد کیا کہ ناقوس کے سامنے جاکر مجرا کرون سازندے میرے ایسے حرامزادے ہین کہ ٹال گئے اور میرے ساتھ نہ آئے مجھکو غصہ مین کچھ اور نہ سوجھا اسطرف چلی آئی کہ وہان کسی اپنی برادری سے سازندے مانگ لونگی اور جو کچھ انعام و اکرام ملیگا ہمراہ انکو دونگی اور آپ بھی لونگی اور سچ تو یہ ہے کہ اب مین ان موے سیٹرداءیون کو نوکر بھی نہ رکھونگی جو وقت پر تا تا تے ہین اور ہماری سچ پوچھو امی جان یہ کمائی ہی ہماری ہے پھر ہم کیونکر کاہلی کرینگے بس اسلیے تمکو بیٹھے دیکھکر مین ٹھہر گئی اگر کسی صاحب کو تمہارے یہان فرصت ہو تو ذرا دو گھڑی کو تکلیف کرین میرے ساتھ بجاوین اسکا کمال احسان ہوگا نائکہ نے کہا بی بی یہ تمہارا گھر ہے میرے یہان کئی طرح کے سازندے ہین کام تو ایک ہی دو سازندون سے پڑتا ہے مگر وہ قدیم سے میرے نوکر ہین مین سچ کہون اسکو بھی کہے دیتی ہون کہ وہ بیچارے بھی اپنا گھر سمجھتے ہین یہ کہکر مخدوم میان جہانگیر بخش وغیرہ نام لیکر پکارا کہ ذرا بی صاحب کے ساتھ تم جاکر بجاؤ انھون نے کہا بہت خوب اور ساز وغیرہ انھون نے درست کیا اسی اثنا مین چوبدار بلانے آیا کہ پہلے آپکے طائفے کی یاد ہے برق عیار نے مرحبا صاحب کہکر

اُسکو سلام کیا اور ذرا اپنے حُسن کی جھلک اُسکو دکھائی ہاتھ پکڑ کر پاس بٹھا لیا گلوری بنا کر دی وہ
ایسا مفتون ہوا کہ دین و دنیا کو فراموش کیا اُسوقت اُسنے کہا مرد ہے صاحب ہمارا ابھی مجرا کریجیے
اُسنے کہا ابھی کیون بی صاحبہ تمھارا نام کیا ہی اُسنے کہا مجکو کامنی جان کہتے ہین مرد یہ اسکے پاس
سے اُٹھکر سامنے داروغہ ارباب نشاط کے گیا اور کہا حضور ایک رنڈی لشکر حیرت مین آئی ہی
زہرہ فلک بھی اُسکے سامنے شرمائی ہی وہ بھی ایسی نہوگی میرے اوپر آپ احسان فرمائیے گا جو اُسکا
مجرا سامنے ناقوس کے کرا دیجیے گا داروغہ نے کہا جاؤ لے آؤ مرد یہ پھر کر آیا اور کہا کامنی جان صاحبہ
آئیے آپکی یاد ہی کامنی جان سازندون کو لیکر داروغہ کے پاس آئی اُسنے جو صورت زیبا اُسکی دیکھی شیفتہ ہوکر
عقل و حواس سے بیگانہ ہوا اور سوچا کہ پہلے یہ مجرا کر آئے تو اُسکو اپنے بستر پر بٹھائینگے اور جو کچھ یہ مانگیگی دیکر اپنے
کام مین لائینگے الحاصل اِس مہ جبین کو اپنے ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا اول دست بستہ حال اُسکا عرض کیا ناقوس نے
اجازت مجرا کرنے کی دی برق چمک کر سامنے آیا اور گت ناچنے لگا یہان گت پر تو یہ گت ہوئی کہ مجلس کف
افسوس ملنے لگی ناقوس نے کچھ جانور سحر سے بنا کر جانب آسمان اُڑا دیے تھے کیونکہ حال عیارون کا یہ بخوبی
جانتا تھا لیکن ان جانورون سے اُسنے کہدیا تھا کہ اگر کوئی شخص غیر ہماری صحبت مین عیار وغیرہ کی قسم سے
بھی آئے تو ہمکو تم خبر کر دینا اور پنجہ سحر کے زمین پر مقرر کر دیے تھے کہ بموجب ہمارے حکم کے تم پکڑ لینا جب برق
فرنگی آکر ناچنے لگا اُسکے ناچنے پر اہل محفل دنگ ہوئے اور صدائے احسنت و آفرین سب نے بلند کی اُسوقت
ایک طائر اُڑتا ہوا آیا اور کان مین اُسنے ناقوس کے کہا کہ یہ رنڈی جو سامنے ناچ رہی ہی یہ رقاصہ نہین ہی
برق فرنگی عیار ہی جلد اِسکی گرفتاری کا سامان کرنا مناسب ہی ناقوس اُسکی صورت دیکھکر
عاشق زار ہو گیا تھا اور بڑی خوشی سے ناچ دیکھ رہا تھا عیار ہونا اُسکا جب اُسکو ثابت ہوا کف افسوس ملے
اور بناچاری پنجہ سحر کو حکم دیا کہ اُنھون نے برق کو پکڑ لیا اور نہین معلوم کس مقام پر بھیجدیا پتلہ ہائے سحر نے
یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی کہ برق طوائف بنکر گیا تھا اُسکو بھی ناقوس نے پکڑ لیا وہ یہ خبر سُنکر مضطر ہوئی
اور برق جو آکر دیکھے تو جہان مین قید ہو کر آیا ہون اسجگہ وہ لوگ بھی ہین کہ جو میدان رزم سے گرفتار ہوکر
آئے ہین الحاصل جب مہرخ برق کا حال سُنکر مضطر و پریشان ہوئی اُسوقت خواجہ عمرو بارگاہ سے نکلکر روانہ
ہوئے اور اُنھون نے تنہائی مین مکر ابنی ایک ساحر کی ایسی صورت بنائی اور بارگاہ ناقوس مین آئے
لیکن حال اِن جانورون اور پتلون کا اُنکو بھی معلوم نہ تھا جب یہ بارگاہ مین قدم زن ہوئے ہنوز کچھ کہنے

بنائے تھے کہ ایک پتلے نے حلقۂ کمند سحر کے انپر مارے اگر وہ کمند کوئی عیار لگاتا تو بیاشمین سے نکلتے وہ کمند سحر کی تھی یہ الجھکر گرے ہاتھون ہاتھ انکو بھی پکڑ لیا اور ناقوس کے حوالہ کیا اُسنے انکو بھی قیدخانہ مین اُسی جگہ کہ جہان سب قید تھے بھیجدیا اب کسی اور عیار کو خواجہ کی گرفتاری کا حال سُنکر جو صلہ جانے کا نہ پڑا اور جب وہ دو پہر دن تمام ہوا مطرب فلک نے دائرہ ماہ ہاتھ مین لیا اور خنجر آفتاب کو نیام مغرب مین کیا کہ بیت رخ پر نور جو وہ پونچھکے جھاڑے رومال ٭ ہوگئی چادر مہتاب گلیم شب تار ٭ سر شام پھر ناقوس نے طبل رزمی پر چوب ڈلوائی ہرکارون نے جاکر خبر عرض کی مہرخ نے بھی نفیر سحر بجائی پھر دونون لشکرون مین تیاری آغاز ہوئی طول ہر مقام پر اچھا نہین رات بھر وہی شورش جنگ برپا رہی وہی ہتھیارون کی صفائی وہی سحر آزمائی تھی جب نیام شب سے تیغ آبدار آفتاب علم ہوئی اور چار دانگ عالم مین روشنی پھیلی کہ بیت سحر کہ جب کہ پھر ظاہر ہوا روز ٭ تو چمکا حسن مہر عالم افروز ٭ لشکر جوق جوق و طوق طوق بہر کارزار وارد میدان حرب ہوئے مہرخ و بہار بھی نہایت احتشام سے جبابرۂ ان باقیماندہ کو ہمراہ لیکر چلین اور جب میدان مین پہونچین ناقوس بھی فوج لیے ہوئے آیا دلاورون نے پرا جمایا بعد درستی میدان و صفوف ناقوس نے نکلکر بہار زطلبی کی ادھر سے سردار جانے لگے مگر انکو روز گذشتہ کی طرح صعوبت درپیش ہوئی یعنے زخمی ہوتے تھے اور پنجے سحر کے اُٹھا لیجاتے تھے آج کی میدان داری مین کئی سو سوار نامی زخمی اور اسیر ہوا اسوقت تو بہار جادو کو تاب نہ رہی یہ مہرخ سے اجازت لیکر نکلی اور سوائے اسکے دو روز کی میدانداری مین اور کون لڑنے والا باقی تھا غرض یہ سامنے اُس تیرہ روز خزان رسیدہ کے پہونچی اپنا سحر کائنات کا اُسنے کیا پہلے تو ایک سحر ہو آشکار کیا پھر ایک گلدستہ اُٹھا کر زمین پر پھینکا اور کلمات سحر ورد زبان کرکے بہار کو بلایا کچھ ہی عرصہ مین یہ سامان نظر آیا کہ ابیات

کلک نقاشی قدرت سے گلستان میں ہے آج
قطرۂ شبنم کا ہے مینائے شراب گلرنگ

واہ کیا گلشن آفاق میں ہے جوش بہار
تختۂ لالہ و گل صفحۂ نقش ارژنگ
بلکہ ہے جوش بہاران کرم سے اُسکے

چہچہے کرنے لگے بلبل تصویر فرنگ
بل بے بالیدگی عیش کہ برگ گل تر
کیا عجب شاخ مین آہو کے گل رنگارنگ

جوش بہار سے تختۂ لالۂ نافرمان کھل گئے گل مسکرانے لگے طائران زمزمہ سنج تعریف بہار کی گانے لگے شور نوا سنجی قمری و بلبل و طوطی و گل دلکو بھاتی تھی ہوا وہان کی فرحت بڑھاتی تھی پیام یار دلنواز لاتی تھی ناقوس کی فوج اُس ہوا کے جسم پر لگنے سے شعر عاشقانہ پڑھنے لگے اور ملکہ بہار کو

سب نے اسی باغ پر بہار مین بصد ناز و انداز چبوترہ پر بلور کے استادہ پایا ہر چند کہ باغ اسنے ایسا زینت آگین بنایا تھا مگر حُسن بھی اُسکا اُسوقت ایسا تھا کہ اس باغ کے گل روبروے رخسار شرماتے تھے سنبل سامنے زلف کے پریشان و نزار تھی نرگس آنکھون کی اُسکے بیمار تھی سرو نے قامت رعنا اُسکا دیکھکر اپنے تئین آزاد بنایا تھا سیب وبہی و انار کو اُسکے پستان نے سر بایا تھا چشم فتان بادام کو دام مین لاتی تھی سرخی اُسکے رخسار کی لالہ کے دلکو بڑھاتی تھی ابیات

پرستم مین ستم شہر یک سپہر
رخ تعالی اللہ زلف صل علی
کہے مشائیون کو اشراقی
پھل بازو کی ماہی زلفین
دشنۂ کار عقدۂ دشوار

فتنہ استاد نرگس فتان
قدوہ سبحان ربی الاعلی
گو انار بکم نہ منہ سے کہے
غرقہ کش بحر خون سے مردم عین
رنگ پان لعل روح افزا پر

ماہ بے مہر بلکہ دشمن مہر
دل مژگان ہجوم شاگردان
زلف جنبان مین رخ کی ترقی
لیک جاری زبان ہو بے
کمر و ناف ازپئے دل زار
خون ثابت کرے مسیحا پر

ناقوس بھی اس حسن کو دیکھکر اور باغ سحر سے ہوا کھاکر فریفتہ و شیفتہ بہار ہوا اور ہمراہ اپنے لشکر کے یہ کہتا ہوا چلا کہ غزل

چھلا نہین تو چھلے کا گل ای نگار دے
پان نغمہ وہ نہین جسے ترشی اتار دے
گریان ہون فغان دل امیدوار وصل
ہنسکر گزار دیا اسے رو کر گزار دے
بے فیض اگر ہے چشمۂ آب بقا تو کیا
عیون کو ریون کے بدلے در شاہوار دے

تو آنکھ مین نہ سرمۂ دنبالہ دار دے
مجھ تو نشانی اپنی مجھے یادگار دے
گیا خاک تجھپہ جان کوئی جلن نثار دے
جیسے اذان بلند کوئی روزہ دار دے
لے دام ولغ دلسے مرے سوزش آب
مانگو تو ایک قطرہ نہ آئینہ دار دے
اس جبر پر تو ذوق بشر کا یہ حال ہے

مفتون چشم کو یونہین اک وار مار دے
دشنام ہے کہ وہ ترش ابرو ہزار دے
مٹی تلک نہ جب تیرے در کا غبار دے
ای شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات
وعدے پہ روز حشر کے پر کون ادھار دے
عاشق نہ بدلے انجم گردون سے اپنے اشک
گیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے

جب ناقوس دیوانہ وار اسطرح کے اشعار پڑھتا جانب باغ بہار روانہ ہوا اسیوقت ایک پتلی زمین سے نہایت حسینہ وجمیلہ نکلی اور آئینہ ہاتھ مین لیے تھی وہ آئینہ اُسنے ناقوس کو دکھایا سارا نقشہ عشق کا اسٹ گیا صورت ہی اور کچھ ہوئی ہوش اسکو آگیا اور اُس پتلی نے کہا کہ ای میان ہوش مین آؤ حواس درست کرو کہان تم کہان ملکہ بہار وہ بادشاہ طلسم کے ہاتھ لگی نہین جو آج تک اپنی جان اسپر نثار کرتا ہے گو وہ دشمن ہے مگر شاہ اسکو پیار کرتا ہے اس باغ کو باغ سبز سمجھکر اپنے

باغ جوانی کی بہار نہ برباد کرو ذرا سوچ سمجھکر بات کرنا اچھا ہی یہ کلام سُنکر ناقوس نے ایک سحر پڑھا کہ ہوا گرم سموم آسا چلنے لگی اور باغ بہار مین ہر طرف آگ لگی ہر کلی پھول کی انگارا بنگئی درخت شکل چنار ہوئے گل بالکل خار ہوئے در پے آزار ہوئے کچھ ہی عرصہ مین یہ عالم ہوا کہ ابیات

گرم ہی یہ بہار کا عالم
شاخ گل پھلجھڑی سے ہی نہین کم
یہ پٹاخا چٹکنے وقت گلاب
کف نرگس پہ چھٹتی تھی مہتاب
دستۂ گل کا کیا کہون مین رنگ
اسمین ہت پھولکے سے سارے ڈھنگ
غنچہ کھلنے مین یون ہوا آتشبار
جیسے چھٹتا ہی داغنے مین انار
جلوے دین یون چنبیلی کے بوٹے
اسطرح جائی جوہی کب چھوٹے
نہین گیندون کے یہ چمن مین درخت
دی ہی آتش ستارون کو یک لخت
گرد صد برگ و جعفری پہ نظر
چھٹ رہی ہین ہوائیان منہ پر
یہی بولے ہین پانی بھر بھر کر
ہی چکا ہو کا حوض گھن چکر
گر گرک بر ہو مینھورون کا من
ہو رہے تھے کباب مرغ چمن
طوطی کی گر سُنے کوئی آواز
پگھلے دل ہی کچھ ایسا سوز و گداز
جب وہ سارا چمن جلگیا بہار

پر بیہوشی چھائی اُسوقت وہ پنجہ پیدا ہوکر اُسکو بھی اُٹھا لے گئے جب وہ صورت زیبا بھی سامنے سے پوشیدہ ہو گئی اور باغ بھی جلگیا لشکریان ناقوس کو ہوش آگیا بہار کو بھی اُنہون نے لاکر دین مین پہونچا دیا کہ جہان اور سب مقید ہین اب لشکر مہرخ مین کوئی سردار باقی نرہا سوائے مہرخ کے فوج و لشکر مین سب بیدل ہوکر کنارہ کشی کرنے لگے مہرخ نے قصد کیا کہ اب مین بھی جاکر نصیب آزمائی کرون اور اُس کافر سے لڑون لیکن وہ نازک دماغ بہت ہی اسیقدر کے لڑنے مین تھک گیا اور پکارا کہ اے مہرخ اب سوائے تیرے کون باقی رہا ہی سو تیرا بھی کل خاتمہ ہی آج اور اپنے ہمراہیون کے لیے رو لے اور تخت سلطنت کو تختہ تابوت سمجھ لے یہ کہکر طبل امان بجواکر پھرا مہرخ نے پھر سجدۂ شکر ادا کیا کہ خدا نے آج بچا لیا کل کی کون جانتا ہی کہ کیا ہونیوالا ہی شعر

کبھی روتی ہی چمن مین بلبل × کبھی گل دیکھو ہنسا کرتے ہین ×

غرض یہ ملکہ نہایت تردد مین پھر کر اپنی بارگاہ مین آئی دنگلون پر سردارون کے غاشیے ڈلوا دیے لشکر بھی حالت بیم و ہراس مین اُترا ناچ رنگ سب موقوف معشوقۂ رنج سے ہر ایک مالوف اُسطرف ناقوس پھر کر ملکہ حیرت کی بارگاہ مین آیا لشکر اسکا بستر پر اپنے اترا حیرت نے ناقوس کو مبارکباد فتح دیکر اُسنے ملکہ کو نذر دکھلائی دنگل پر بیٹھا شادیانے بجنے لگے جام مے ارغوانی کا دور ہوا ناقوس نے

کہا اب کل ملکہ مہرخ کو بھی پکڑ لون تو سب کو ہلاک کر ڈالون اس خوشی کا اب کل جشن کیجیےگا حیرت نے کہا ایسا ہی ہوگا طائفے آکر ناچنے لگے صحبت عیش و نشاط برپا ہوئی اُسطرف مہرخ فکر مین سر بزانو ہوکر بیٹھی تھی کہ مہتر قران حال قید ہوجانے ملکہ بہار کا شکر بارگاہ مین آئے اور مہرخ کو غمگین خاطر دیکھکر سارا ماجرا استفسار کیا اور جب کل کیفیت بربادی لشکر کی سُن چکے عرض کیا کہ اب ہم بھی جلتے ہین یا تو ناقوس کو اُسکے بھائی کے پاس بھیجتے ہین یا اپنی جان دیتے ہین یہ کہکر وہان سے باہر آئے اور کئی سو ساحرون کو ملازمان غبار انگیز مین سے اپنے ساتھ لیا اور اُنسے کہا کہ تم صورتین اپنی بزور سحر بدل لو وہ سب مہنتون کی ایسی صورت پر بنے لنگوٹے سب نے باندھے موے زہار انکے لنگوٹون سے باہر نکلے ہوئے تھے ہاتھون مین سب نے لوہے کے کڑے ڈالے جٹائین خاکستری اپنی بنائین اور سرون پر لپیٹین انگیٹھیان ہاتھون مین لین سیندور کے قشقے ماتھے پر کھینچے چندن سب بدن مین لگایا بھبوت سے سب بدن اپنا خاکستری کرلیا اسیطرح مہتر قران بھی درست ہوا اور اُسنے جواہر کے بُت بدن پر جابجا آراستہ کیے مالے موتیون کے گلے مین ڈالے یا جمشید یا جمشید ہر ایک چیلے کی زبان پر جاری اور قران کے لب پر فغان و زاری اس ہیئت سے صحرا مین بطور مخفی گیا پھر وہان سے رخ جانب لشکر حیرت کیا جب قریب لشکر بدکو پہونچا نعرۂ آہ بلند کیا اور سر اپنا پیٹنے لگا اور کہتا تھا یارو بتاؤ کہ میرے استاد سرشار مہنت کو کسنے مارا ہاے وہ اُستاد میرا پیارا کدھر گیا افسوس کہ یہ ساحری نے میرے ساتھ کیا کیا ہاے وہ اُستاد جو باپ سے زیادہ شفیق تھا میرے سر پرسے اُٹھ گیا افسوس مین کیا کرون

ترکیب بند

بھلا ہو خاک مری زیست جب جدا ہو جگر
زمین پہ گر نہ پڑا کیون یہ آسمان افسوس
نہ کوئی دوست غمونس نہ کوئی ہمدم ہی
ہوئی مثل سبزۂ بیگانہ بوستان افسوس
فلک نے داغ دیا آہ نوجوان افسوس
انیس جان و دل آرام و نکتہ دان افسوس
خیال اُسکا جب آتا ہے رو کے کہتا ہون
کرون مین کس سے یہ احوال اپنا بیان افسوس
چمن مین پھیر لی نرگس نے آنکھ اب مجھسے
وہ رفتہ ہو خاک مین نہان افسوس
ملایا خاک مین اس رشک ماہ تابان کو
رفیق و مونس و دلدار و نکتہ دان افسوس
نہ آشنا کوئی گل ہے نہ کوئی بلبل یار
نہین نظارہ کے قابل ہین ناتوان افسوس

بگریہ ایم اگر گل بباغ مے خندد
بنالہ ایم ہو بلبل بباغ مے خندد

اسیطرح سے سب مہنتون کے گریبان پھٹے ہوئے باحال پریشان گریہ کنان سینہ زنان بارگاہ حیرت

کے دروازے پر پہونچا یہان ناقوس پہلے سے بیٹھا ہوا شراب زہر مار کر رہا ہی اور سب ساحر اسکی خوشامد اور تعریف کر رہے ہین کہ قران نے دربارگاہ پر پہونچکر ایک ٹکر زمین پر ماری کہ سر شق ہو گیا اور لہو جاری ہوا اور ہاے ہاے کا شور بلند کیا کہ ارے بتاؤ میرے اُستاد کو کسنے مارا واے صد واے مین اپنے اُستاد کو کہان پاؤن اس حال سے جو لوگون نے وہان کے دیکھا تو ملکہ حیرت جادو کو خبر کی اُسنے سُنکر حکم دیا کہ ہمارے سامنے اس غمزدہ کو لاؤ لوگ بموجب حکم باہر آکر قران کو اپنے ساتھ اندر لے گئے یہ جو اندر پہونچے تو آتے ہی قدمون پر ناقوس کے سر رکھدیا اور کہا ای چھوٹے اُستاد واسطے جمشید و سامری کا سچ بتا دیجیے کہ میرے اُستاد کو کسنے مارا ہی یہ ماجرا دیکھکر حیرت جادو نے پوچھا کہ بھائی تم اپنا نام تو بتاؤ کہ تم کون ہو اور کسکو پوچھتے ہو ذرا اپنے تئین سنبھالو اور ہوش مین آکر بات کرو قران نے آنسو پونچھکر کہا کہ ای ملکہ دوران مجھکو مہنت ابر سر جادو کہتے ہین حیرت نے نام سُنکر بہت کچھ تشفی اور دلداری کی اور کہا ای مہنت ابر سر جادو جمشید کی جو مرضی تم سامری کو یاد کرو اور اسقدر گریہ و زاری نکرو تمھارے اُستاد کا عوض لے لیا جائیگا یہ جو حیرت نے کہا اور دم دلاسا دیا پھر اور زیادہ تڑپنے لگے اور سیماب وار بیقرار ہوئے ہچکی لگ گئی غش کر گئے حلق سے پانی اُترنا موقوف ہو گیا ناقوس نے یہ حال جو دیکھا سمجھا اگر کہین مر نجائے پس حیرت سے کہا کہ مین انکو اپنی بارگاہ مین لیے جاتا ہون اور ہو سکتا ہی تو بطور مخفی وہان بھیجدونگا کہ جہان سب نمکحرام قید ہین کسواسطے کہ اس مقام پر انکو قرار نہین آنے کا یہ کہکر وہان سے اُٹھا اور اپنے تخت پر باہر آکر سوار ہوا مہنت ابر سر نقلی کو بھی بٹھا لیا انکے ساتھ جو کئی سو مہنت تھا وہ بھی ساحر تھے سب اُڑتے ہوئے ساتھ چلے جب لشکر حیرت سے کچھ الگ آکر پہونچے اُسوقت قران نے اپنے ساتھیون کو اشارہ کیا کہ وہ سب گرد تخت کے آگئے اور قران نے ناقوس سے کہا کہ دیکھیے وہ حیرت کی بارگاہ کی پشت پر کوئی عیار کھڑا ہوا سر اُسکا مین جانتا ہون کہ چالاک کرتا ہی وہ اُسکے کہنے سے بغور بارگاہ حیرت کی طرف دیکھنے لگا اور انھون نے سنبھلکر ایک ہی بغدہ پہلو پر سے اُسکے سر نحس پر لگایا مگر وہ ایسا ساحر زبردست ہی کہ بغدہ سے سر اُسکا نہ شق ہوا اور نوبت ہلاکت بھی نہ پہونچی لیکن ضرب سے بغدہ کے تیورا گیا اور کچھ نشہ ایسا آگیا کہ جھومنے لگا اُسوقت قران نے بخوبی تمام اُسپر کمند ماری اور تخت پر سے

کودا وہ چاہتا تھا کہ سنبھلے انھون نے حباب بیہوشی مارکر بیہوش کیا یہ ماجرا جو ہمراہ سواری کے
ساحر تھے اُنھون نے دیکھا سب ناریل پکڑکر آمادہ حرب ہوئے کہ اِس مہنت نے جو اسقدر
رو تا تھا پہلے تو بندہ مارا اب کمند مارکر کودا اور ہمارے مالک کو بیہوش کردیا غرض جب وہ
آمادہ جنگ ہوے قران کے ہمراہ جو مہنت تھے وہ سب انپر حملہ آور ہوئے اور کئی سو نارنج ترنج
جو اُنپر مارے تو وہ سب متفرق ہو گئے اور ہمراہ سواری کے تھے بھی بہت کم پس وہ سب
دوڑے کہ فوج کے افسرون کو خبر کرین ہم لوگ خادم خدمتگار کیا لڑ سکتے ہین الحاصل قران
اُسکو لیکر بھاگا اور سمجھا کہ مین لیکر کہان اُسکو جاؤنگا بس اِدھر اُدھر دیکھکر ایک کلوار کی دکان دیکھی
کہ بھٹی اُسکی سلگ رہی تھی اور آگ دھڑ دھڑ جل رہی تھی اور ایک کلوار بیٹھا ہوا تھا اُسنے اُس سے کہا کہ
مین دشمن افراسیاب کو لایا ہون اب حکم ہے کہ اِسکو جلادو یہ کہکر ناقوس کو کمند سے کھولکر
بھٹی مین ڈالدیا کہ وہ جلکر خاک ہوا آواز دار وگیر کی بلند ہوئی کلوار گھبراکر دکان پر سے بھاگا
اور گرد اُس دکان کے جو اور دکانین کھلین نہین آسکے دکاندار بھی بھاگے اور قران بھی جست
کرکے نکلا وہ ساحر جو سب مہنت بنے ہوئے تھے وہ بھی اُڑ اُڑ کر نکلگئے اِدھر خدمتگارون نے
جاکر فوج کے افسرون سے اطلاع دی کہ جلد چلیے میان کو کوئی پکڑے لیے جاتا ہے وہ
سب دوڑے لیکن بازار مین جب آکر پہونچے آواز سُنی کہ افسوس مارا مجھکو کہ نام میرا
ناقوس جادو تھا یہ صدا سُنکر نالان وگریان افسران لشکر ناقوس پھرے
اور اُسکے مرنے سے عمرو اور سرداران مہرخ کہ ایک درۂ کوہ مین قید تھے چھوٹ گئے
جب قید اُنکے جسم پر سے دور ہوئی عمرو نے کہا کہ ای ملکہ غبار انگیز اب یہان سے چلو
خدا نے بڑا فضل کیا کہ ناقوس اژدر سوار واصل جہنم ہوا سب سردار عمرو کے کہنے سے
شادان وفرحان درۂ کوہ سے نکل آئے اور اپنے لشکر کیطرف چلے راہ مین کنارہ لشکر کے
مہتر قران اُنکو ملا ہر ایک اُنسے بغلگیر ہوا اور حال لشکر کا پوچھا قران نے تمام حال اپنی
عیاری کا اور ناقوس کے مارڈالنے کا بیان کیا ہر ایک نہایت خوش ہوا عمرو نے
اور برق نے تعریف کی اور سب ملکر بارگاہ مہرخ مین آئے مہرخ کو بھی نہایت
مسرت ہوئی اور اسطرف فوج کے افسرون نے حیرت جادو سے اور صنعت

تمام ماجرا ناقوس کے قتل کا بیان کیا وہ دونون سُنکر سکوت مین ہوگئین اور ایسا صدمہ ہوا کہ جیسے جان تن سے نکلگئی اس عرصہ مین خبر افراسیاب کو بھی پہونچی کہ سر شار مہنت صنعت کی ملاقات کو آیا تھا اُسکو بھی عیارون نے مار ڈالا اور مارے جلنے کی خبر سنکر بھائی اُسکا ناقوس اژدر سوار بدلا اپنے بھائی کا لینے آیا تھا اُسکو بھی قران نے جلادیا افراسیاب کو بھی یہ خبر سُنکر بڑا رنج ہوا اور کہا اب مین نے وہ تدبیر کی ہی کہ یہ نمکحرام سب کے سب آپ سے آپ مرجائین یہ سخن ہنوز در دہان تھا کہ نامہ لقاے باختر کا اسکے پاس آیا اسنے پڑھا لکھا تھا کہ یہان مروارید و صدف جادو آئے تھے وہ بھی ہلاک ہوئے ملکہ زیور جادو کو تونے بھیجا تھا وہ ایسا خائف عیارون سے یہان کے ہوئی کہ جنگ سے کنارہ کرکے صحرا مین چلی گئی ہی اور مقابل جنگ مسلمان وہ ہی بھی نہین اب لائق و لازم یہ ہی کہ جلد تر نامہ کے پہونچتے ہی ہمارے خدمتگزاری اور طرفداری کو کوئی ساحر جلیل القدر روانہ کرو ورنہ عتاب ہمارا تجھپر آئیگا یہ مضمون نامہ پڑھکر اسنے سحر پڑھکر ایک پھونکا کچھ دیر مین آندھی پانی آنے کے بعد ایک ساحر اژدر پہ سوار سامنے اسکے آیا کہ واقعی بلاے بد اور خبیث صورت تھا بیت شکل اُلو کی وہ غریب دم ٭ اوسیت تحی ہشل عنقا گم اس دیو صورت نے شاہ کو مجرا کیا بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ اے قہر نگاہ جادو تم پاس خداوند باختر کے جاؤ اور کام خدا پرستون کا تمام کرو مگر اسطرح سے کہ ہمارا نام نہو اور تمھاری جان بچے عیارون سے بچے رہنا اور سوچ سمجھکر مقابلہ کرنا اُسنے عرض کیا کہ مقدر سے تو البتہ غلام مجبور ہی ورنہ غلام آپکا ایسا لڑیگا کہ کوئی ساحر ویسا نہ لڑا ہوگا یہ کہکر خلعت رخصت حاصل کرکے اپنے مقام پر آیا اور اپنی فوج کو کہ ایک لاکھ ساحر کا مالک ہی حکم تیاری کا دیا طبل سفر بجوایا ساحرون کے چلنے سے روے دہر کالا ہوگیا طائران سحر نے تمام دنیا کو پرون مین چھپا لیا سنانہاے نیزہ و تر سول و چیسول ہوا مین چمک دمک دکھانے لگین مرغان ہوا کو سینے چھد جانے کا خوف ہوا تھا ان جنگاہ کے گھوڑون نے نشیبہے بھر نئے نعلین ایسی روشن ہوئین کہ ہزارون آفتاب نکلے نظر آتے تھے بہادر تنتے ہوئے گھوڑے اڑاتے جاتے تھے ابیات

چو خورشید برزد سر از تیره کوه که از تیغها تیره شد روے مهر	خروشی برآمد از ایشان گروه بیاراست با میمنه میسره	که گفتی زمین گشت گردان سپهر زمین کوه گشت آهنین یکسره

ز آواز اسپان بانگِ سپاہ — دل شیر درندہ شد بر دو نیم

بیابان ہمی جست بر کوہ راہ — تو گفتی زمین کوہ آہن شدہ ست

نیامد بدش اندرون ترس و بیم — سپہر از بر خاک دشمن شدہ ست

غرض بڑے کر و فر سے یہ لشکر مثل دریا کے جوش مار کر جانب لقاے بدسیر روانہ ہوا اسکو تو راہ مین چھوڑیے لیکن حال کثیر الاختلال ملکہ زیور جادو کا بیان ہوتا ہی کہ اسکی مان ملکہ سفاک جادو کو جب چالاک کے مقابلہ سے غبارہ جادو دایہ اُسکی کھینچکر لے گئی تو سفاک کو دایہ نے بہت کچھ سمجھایا کہ ای فرزند تو ایک ہی میرے دلکی قوت اور آنکھون کی روشنی باقی رہگئی ہی ان خدا پرستون سے اور عیارون سے ہرگز مقابلہ نہ کرنا نہین تو میرے منھ مین خاک دائی بندی اکبر ہی ہی کرکے تیرے دشمنون کو رہجائیگی اور ای نور بصر قوت جان و جگر تیری بیٹی زیور جادو جو خداے باختر کی مدد کو گئی ہین انکا بھی وہان رہنا اچھا نہین ہی اسلیے کہ وہان ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار لشکر امیر نامدار مین ہین اور ہر ایک اپنے تئین اُنھین کا ثانی عمرو جانتا ہی انھین مین سے دیکھو ایک چالاک یہان آگیا ہی کیا کیا اُسنے فتور اور مفسدہ برپا کر رہا ہی سفاک نے کہا وہان خداوند خود موجود ہین پھر دایہ امان ڈر کاہے کا ہی دایہ نے اپنا ماتھا کوٹ لیا اور کہا ہی ہی مین کسطرح سمجھاؤن ای بیٹی تجھے اس خداوند بوبک کا کچھ اعتقاد ہوگا ارے وہ نگوڑا تو مرغ زرین بنا ہوا تخت پر بیٹھا رہتا ہی اور نقدیرین بگھارا کرتا ہی اُسکا دوست بھی خراب اور دشمن تو خراب ہی ہی ہان جو اسکو بخدائی نہین مانتے ہین وہ البتہ شاد ہین بند غم سے آزاد ہین تم سن لینا کہنے والی بندی کا جیتا خدا کرے نہو خبر بد ملکہ زیور کی آیا ہی چاہتی ہی یہ کلمات وعظ و پند دایہ سے سنکر سفاک تو بیٹی کو بہت چاہتی ہی بیقرار ہو گئی اور گویا ہوئی کہ پھر دایہ امان مین کیا کرون اُسوقت دایہ نے کہا کہ میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ افراسیاب کی شراکت تو چھوڑ دے دیکھا نہین تو نے کہ ہر چند تو نے منت کی کہ میرے بیٹی کو لڑنے نہ بھیجیے اُسنے نہ مانا اور تجھکو اُسکے پاس جانے کی اجازت دی اُسکو خود تیرا رنج دینا منظور ہی اب تو نامہ بطور مخفی اپنے دختر نیک اختر کو لکھکر بھیج اُسمین یہ مضمون ہو کہ ای فرزند تمکو لازم ہی کہ دیکھتے ہی نامہ کے میرے پاس چلی آؤ اگر بادشاہ کی خفگی کا کچھ خیال تم کرو تو مطمئن رہو کہ مین بادشاہ سے کہکر خطا تمھاری معاف کرا دون گی جب صاحبزادی یہان چلی آئین تو اُنکو مین اور تم دونون سمجھا کر قابو پا کر خدمت مین مہرخ کے لیچلین اور

اُنھین کے شریک ہوکر اِس طلسم مین رہین مجھکو دل اس طلسم کا بیڈھب معلوم ہوتا ہی یقین ہی کہ
افراسیاب خراب ہو اور مارا جاے سفاک نے کہا کہ مجھسے سلمان تو نہوا جائیگا بادشاہ
مجھکو مار ڈالیگا دایہ نے اُسوقت ایک صندوقچہ اُسیکے توشک خانہ مین سے جاکر نکالا اور کنجی
اُسکی جوڑے سے اپنے نکالکر دی اور سفاک ہی سے کھلوایا جب اُسکو وا کیا تو اُسمین سے ایک
کاغذ لکھا ہوا جمشید جادو نام کاہن کا کہ جو جد اعلے ملکہ سفاک کا تھا نکلا اُسکو جو سفاک نے
پڑھا تو لکھا تھا کہ یہ کاغذ اسواسطے لکھکر مین رکھے جاتا ہون کہ جو کوئی اس زمانہ مین ہو وہ اِسپر عمل
کرے اُسکے لیے بہتر ہوگا وہ زمانہ کونسا ہوگا کہ کچھ عیار سلمان اِس طلسم مین آئینگے اور اُنکے شہزادے
یہان قید ہونگے بادشاہ طلسم سے بادشاہی کی فوج بگڑکر شریک عیاران ہوگی اور مقابلہ ہوگا انجام کو بادشاہ
مارا جائیگا اور طلسم فتح ہوگا پس جو کوئی کہ ہماری اولاد مین ہو اُسکو لائق ہی کہ وہ جاکر شریک ہو اور
حماقت کر کے اپنی جان ندے کہ بادشاہی کا یطیع نیا ہے اگر خلاف اِسکے کریگا جان و مال و ملک
سب برباد دیگا یہ مضمون جب سفاک نے اِس کاغذ مین لکھا دیکھا دایہ کے گلے سے لپٹ گئی
اور کہا کہ دایہ امان تمنے میری جان بچائی بس اسیوقت اُسنے نامہ اِسی مضمون کا کہ جو دایہ نے
بتایا ہی ملکہ زیور جادو اپنی دختر کو لکھا اور اگیاری کر کے سحر خوانی بڑی دیر تک کی پھر ایک
پتلہ اپنے خون سے آٹا گوندھکر بنایا اور اُسکو جاندار کیا اور اُسکو نامہ دیا کہ جاکر زیور کو
پہونچائے اُس پتلے مین ایسا زور و قوت پیدا ہوا کہ ایکبار افراسیاب سے بھی مقابلہ کرسکتا
تھا اور کسی سرحد پر طلسم کے نامہ نہ چھنوا دیگا غرضکہ وہ پتلہ نامہ لیکر سفاک کا روانہ ہوا یہان
جب سے کہر وار یدا ور صدف آئی تھی ملکہ زیور جادو لشکر لقا سے اپنا لشکر ہٹا کر صحرا مین
اتری تھی اور ہر روز خوف و بیم مین بسر کرتی تھی کہ مبادا کوئی عیار آکر مجھکو زحمت نہ پہونچائے
طلسم مین بخیال عتاب بادشاہ طلسم نجاتی تھی اور خوف عیاران سے لشکر لقا مین نہ آتی تھی
بلکہ لقا سے اُسنے یہ عرض کیا تھا کہ کنیز سحر تازہ تیار کر رہی ہی اور چلہ مین ہی چنانچہ ایک روز
وقت سحر یہ خوابگاہ سے اُٹھکر مسند پر بیٹھی تھی سراپردہ بارگاہ اُٹھوا دیے تھے صحرا کی رنگینی اور
بہار غنچہ و گل دیکھتی تھی مگر تشویش یہی تھی کہ نہ روے رفتن نہ پاے ماندن کردن تو کیا کردن اسی
اندیشہ مین دیکھا اسنے کہ دو پتلے اُڑتے ہوئے سامنے آئے یہ وہ پتلے ہین کہ جنکو پہلے ملکہ سفاک

نے اسکی خبر کے لیے بھیجا تھا پس اُن پتلون نے سامنے اُسکے آکر سلام کیا اور پیام دیا کہ ای ملکہ آپکی
مادر مہربان نے برائے حفاظت و اعانت آپ کے ہمکو بھیجا ہی اسنے پوچھا کہ امّی جان اچھی تو
ہین اُنھون نے کہا آپ کی یاد مین غمگین رہتی ہین اور باقی تو ابھی تک اچھی ہین یہ بھی مادر کو یاد
کر کے رونے لگی اور اُنکو حاضر رہنے کا حکم دیا پھر مشغول شراب خواری ہوئی اسیطرح سے پہر کو بھی
بیٹھکر سیر دشت کر رہی تھی کہ یکایک روے ہوا پر سناٹا ہوا اور پتلا اڑتا ہوا سامنے اسکے آکر اترا
اور اُسنے سلام کر کے کہا کہ یہ غلام بھیجا ہوا آپ کی مان کا ہی لیجیے یہ اُنھون نے نامہ دیا ہمزاد
نامہ دیکھکر شاد ہوئی اور خط کھولکر جب پڑھنے لگی پتلے نے کہا فرمادیا تھا کہ تخلیے مین اسے پڑھین
کوئی اس مضمون سے ماہر نہو اُسنے اپنی انیسون وغیرہ کو وہان سے ہٹادیا اور اُن دونون
پتلون کو بھی پاس سے سرکا دیا پھر اُس نامہ کو پڑھا حال نامہ مضمون اُسکا بھی پیچیدہ تھا صاف
صاف تو لکھا نہ تھا کہ ہم مہرخ کے شریک ہوگئے لیکن اُسپر بھی احتیاط شرط تھی کیونکہ
بادشاہ نے تو لڑنے کو بھیجا اور یہ آپ مختار بنکر جو طلسم مین چلی جاے تو کچھ تو استحکام اپنی
مادر نے کر لیا ہی جب زیور نے نامہ پڑھا جیسی تو یہ حسینہ ہی ویسا ہی حسن عقل بھی خدا
نے دیا ہی سمجھگئی کہ اب معاملہ اور طرح کا ہی بس اُسیوقت اُسنے ایک نامہ مان کو اپنی لکھا مضمون
یہ تھا کہ ای مادر گرامی قدر نامہ محبت آمود گرامی شمامہ آپکا مجھکو پہونچا میرے پھر کر طلسم مین داخل ہونے
کی خبر شاہ جادوان کو ضرور پہونچیگی اور وہ کسی ساحر کو میری گرفتاری کے لیے ضرور بھیجیگا اُسکو منتظر
اور کچھ نذر یگا پس آپ کچھ اسکا بندوبست فرمالین تو مین اطلاع پاکر داخل طلسم ہون یہ نامہ اسی
پتلے کو دیکر اور شراب وغیرہ بھینٹ مین دیکر روانہ کیا پتلا نامہ لیکر قندیل فلک ہوگیا اور سناٹا مارکر
شہر سفاکیہ مین آیا نامہ زیور کا سفاک کو پہونچایا اُسنے وہ نامہ تخلیہ مین دائی کو اپنی دکھایا دایہ نے
نامہ پڑھکر کہا کہ ای سفاک ہرچند کہ وہ صاحبزادی خرد ہی مگر بات اُسنے بزرگی کی لکھی ہی اسکا انتظام
ضرور چاہیے ہی عاقبت اندیشی اچھی بات ہی سفاک نے کہا پھر اسکی تدبیر تو سواے مہرخ کے
اور کسی سے نہو سکیگی دایہ نے کہا پھر مین مہرخ کے پاس چھپکر جاتی ہون اور اُسکو یہ حال
سناتی ہون دیکھون کہ اُسکی کیا راے ہی یہ کہکر غلطکین مار کر طائر بنی اور اڑکر روانہ ہوئی یہان
مہرخ بادل شاد سر حکومت پر جلوہ فرما تھی کہ دایہ قبہ بارگاہ پر آکر بیٹھی اور پکاری کہ خواجہ عمرو

اگر تشریف رکھتے ہین تو ذرا صحرا مین آئین کہ اس کنیز کو کچھ اُنسے عرض کرنا ہی مین دوست ہون کوئی
دشمن نہین ہون مجھسے ڈرنا بیجا ہی عمرو بھی رہا ہو کر قید تاقوس سے یہان آیا ہوا تھا یہ صدا سُنکر
اُٹھا مہرخ نے کہا بھی کہ بھیا یکایک یون جانا مناسب نہین ہی مگر عمرو نے نمانا اور باہر بارگاہ
کے یہ کہتا ہوا گیا کہ ای طائر سحر تیرے کہنے سے مین فلان کوہ کے درے مین جاکر ٹھہرتا ہون
طائر یہ کلام سُنکر اُڑ گیا سب کو اک تعجب ہوا اگرچہ خواجہ حسب وعدہ درہ کوہ مین آئے تو ایک
طرف سے دیکھا کہ ایک ضعیفہ ساحرہ آئی ہی عمرو حقہ ہائے نقطی گاہیون مین داب کر کھڑا ہوا اور
نہایت چست و ہوشیار بہت نگران تھا کہ اس ضعیفہ نے پاس آکر اُسکو سلام کیا اور بلائین لین
اور کہا ای شہنشاہ عیاران مین دایہ ہون ملکہ سفاک جادو کی اور اُنکو خود تمہاری محبت پیدا
ہوئی ہی اور وہ چاہتی ہین کہ مثل اور کنیزون کے مین بھی سایۂ عاطفت جناب خواجہ عمرو مین
رہون عمرو یہ سنکر خوش ہوا اور کہا کہ پھر اُنکو کسنے منع کیا ہی خانہ خانۂ شماست یہان جو چنے جوار
حاضر ہین اُس سے ہمکو کب انکار ہی بشرطیکہ جو عار اُنکو نہ آئے دایہ نے کہا کہ مین چھپکر پہلے اسواسطے
آپ کے پاس آئی ہون کہ اُنکی بیٹی ملکہ زیور جادو کو بادشاہ طلسم نے بہر مقابلہ لشکر اسلام عقیق
کوہ مین بھیجا تھا چنانچہ اب مادر اُسکی جو آپکی اطاعت کرنا چاہتی ہی تو اُنکو بھی لڑنے سے منع
کر بھیجا ہی اور بلایا ہی کہ یہان تم چلی آؤ اُنھون نے جواب مین لکھ بھیجا ہی کہ جب مین داخل طلسم
ہونگی تو شاہ طلسم مجھسے بدی کریگا راستہ ہی مین مجھکو قید کرالیگا چنانچہ اب مین آپ سے یہ استدعا
کرتی ہون کہ کسیطرح ملکہ سفاک کی اعانت آپ فرمائین اور اُنکی دختر جب داخل طلسم ہون
اور شاہ جادوان اُنکو گرفتار کرائے تو آپ اُنکو رہا کرکے اپنے یہان لے آئین عمرو نے کہا جو
ہمارا شریک ہی ہم اُسکے جان و دل سے شریک ہین تم اُنکو لکھ بھیجو کہ وہ کوچ کرکے وہان سے
آئین اور مین یہان سے سرحد طلسم پر جاتا ہون خدا چاہیگا تو کسیطرح کا اُنپر گزند نہ آنے دونگا اور
جب وہ ملکہ وہان سے کوچ فرمائین مان اُنکی فوراً میرے لشکر مین چلی آئین دایہ نے یہ اقرار سُنکر
عمرو کی پھر بلائین لین اور گرد پھری اور کہا واری آپ قسم کھائین تو مین ملکہ سفاک کو ابھی لے
آؤن جب خدا نے آپ کو ہمارا شریک حال کیا تو پھر اب ہمکو ڈر کاہے کا ہی عمرو نے اُسکی تسلی کے
لیے قسم کھائی دایہ خوشی خوشی گھر مین آئی اور ملکہ سفاک سے کہا کہ بی بی تم اپنی بیٹی کو اب بلا بھیجو مین چاہ

عمرو کو رہنی کرائی ملکہ سفاک نے پھر بھینٹ اُس پتلے کو دی اور نامہ لکھا کہ ای فرزند اس نامہ کے
دیکھتے ہی تم کوچ کرکے داخلہ طلسم مین کرو مین نے وہ جو کچھ کہ تمنے لکھا تھا اُسکی تدبیر سب کر لی ہی
پتلہ تو نامہ لیکر اُسطرف کو روانہ ہوا اور یہان عمرو درۂ کوہ سے جو پھر کر بارگاہ مہرخ مین آیا
مہرخ نے حال پوچھا کہ کیون خواجہ سلامت آپ کہان گئے تھے اور کون وہ تھا جو
آپکو بلا لیگیا تھا عمرو نے الگ لیجاکر مہرخ سے تمام و کمال کیفیت بیان کی مہرخ
نے کہا خواجہ پھر جو آپ نے وعدہ فرمایا ہی تو اُسکی تدبیر کیجیے سرحد طلسم پر جائیے یا کسیکو
بھیجیے عمرو نے کہا ہان مین اسکی فکر کرتا ہون یہ کہکر باہر بارگاہ کے آیا اور چیدہ و منتخب سردارونکو
اپنے پاس بلاکر کہا کہ ای عزیزان میرا ارادہ ہی کہ مین سرحد طلسم کی طرف براے اعانت ملکہ زیور جاؤن
جاؤن کہ اُسکی مادر نے اسطرح کا پیام مجھکو دیا ہی بس تم مین سے کون ایسا ہی کہ جو میرے ساتھ چلیگا
اور راستہ بھی مجھکو بتلائیگا اور وقت بد کے بحکم خدا کام بھی آئیگا یہ کلمات سنکر ہلال سحر افگن اور
ملکہ مخمور نے عرض کیا کہ یہ کنیزین جان نثاری کو حاضر ہین اور آپ کے ہمراہ چلینگی اور مخمور کے
دل مین آیا ہی کہ اگر موقع ملیگا تو جاکر شہزادہ نور الدہر کو ایک بار اور دیکھ لونگی عرض عمرو نے
ان دونون کو مع چند کنیزون کے کہ وہ سب ساحرہ بے بدل ہین اپنے ہمراہ لیا اور اپنے جانے کا
غلغلہ نہ کیا علیحدہ اُنکو لیجاکر پہلے سب کی صورت بزور سحر تبدیل کرائی پھر ایک نقش خواجہ کو
کوکب نے دیا ہی کہ جب تم اسکو منہ مین رکھو گے میرے پاس چلے آؤ گے چنانچہ اُنھون نے اُس
نقش کو منہ مین اپنے دیا یا ایک مرکب باد رفتار پیدا ہوا کہ وہ اُنکو اُٹھا کر پاس کوکب کے لے آیا وہ
فکر مین اپنے کار وغیرہ کے اپنے قلعہ مین بیٹھا تھا کہ خواجہ نے آکر سلام کیا اور کہا میرے ساتھ کئی سو
آدمی ساحر ہین اور اُنسے مجھکو کار ضروری ہی آپ اُنھین بھی بلوا لیجئے فلان صحرا مین وہ سب جمع ہین
مجھکو مرکب لے آیا وہ سب وہین رہے کوکب نے تختہاے سحر بھیجکر اُنکو بھی بلوا لیا جب یہ وہان
پہونچ چکے اُسوقت عمرو نے کہا مین یہ چاہتا ہون کہ آپ اپنے طلسم کی راہ سے مجھکو سرحد کوہ عقیق مین
پہونچا دین کہ جلد ہی پہونچونگا اور جو کچھ مجھکو ضرورت درپیش ہی وہ بھی رفع کرونگا کوکب نے کہا کیا مضائقہ
ہی طائران سحر پر مخمور اور ہلال سحر افگن کو مع اُنکی کنیزون کے سوار کرکے حکم دیا کہ ہمارے طلسم سے
جاکر جب سرحد کوہ عقیق مین پہونچنا تو خواجہ کو اندر ہی طلسم ہوش ربا کے چھوڑ دینا اور تم اپنے طلسم کی سرحد

آگر اُنکے منتظر رہنا خبردار قصور کسی کام مین نکرنا طائران سحر سبکو لیکر روانہ ہوئے اور ادہر تپلا نامہ سفاک کا لیکر ابکی جو روانہ ہوا تو قریب قلعۂ کوہ عقیق اندر طلسم ہوش ربا کے ایک قلعہ ہی کہ نام اُس قلعہ کا قلعہ طیران ہی اور طیران جادو نام ساحر زبردست سرحددار بھی ہی اور اُس قلعہ کی حکومت کرتا ہی اور اُسکے بزرگون سے ایک جال سحر کا اُسکے پاس ہی کہ جو کوئی حاکم قلعہ ہوتا ہی اس جال پر قبضہ کرتا ہی اور وہ اسکو کام دیتا ہی چنانچہ وہ جال طیران اپنے قلعہ کے گنبد پر لگائے رکھتا ہی کہ جو کوئی اُدہر سے طائر بنا ہوا ساحر نکلے بغیر اس جال مین پھنسے کہین جا ہی نہ سکے جب مین جال اُسکا دریافت کرون تو جیسا مناسب ہو وہ کرون تپلا سفاک کا اتفاق سے دو مرتبہ تو اور راہ سے گذر گیا اور خیرت سے رہا ابکی مرتبہ اس قلعہ طیرانیہ کیطرف آنکلا اسکو تو حال اس جال جنجال کا معلوم نہ تہا جب برج قلعہ کے قریب پہونچا چاہا کہ اُسپر سے گذر جاؤن تاثیر سے دام سحر کی خود بخود نیچا ہو گیا اور اُس دام مین پھنسا ملازم جو اُس برج پر معین تھے انہون نے جاکر حال اُسکا طیران سے کہا وہ خود بالا سے بام قلعہ آیا اور جال سے اُس تپلے کو چھڑا کر مسحور سحر کر لیا اور پوچھا کہ سچ بتا تو کسکا تپلا ہی اور کہان تیرے مالک نے تجھکو بھیجا ہی اُس تپلے نے سوائے راست کہنے کے مفر نہ دیکھا کہا مین تپلا ملکہ سفاک جادو کا ہون اور انہون نے اپنی بیٹی ملکہ زیور جادو کے پاس مجھکو بھیجا ہی طیران نے کہا کہ سفاک کیا شریک مسلمانان ہی اُسنے کہا نہین ملازم افراسیاب اُسنے پوچھا کہ دختر اُسکی کیا خداوند لقا کی مدد کو آئی تھی اُسنے کہا ہان کہا پھر تجھکو کس لیے بھیجا ہی اُسنے کہا خیریت اپنی دختر کی منگائی ہی طیران نے یہ حال سنکر رقعہ جمشیدی دیکھا اُسمین معلوم ہوا کہ یہ تپلا سچ کہتا ہی لیکن اسکے پاس نامہ بھی سفاک کا ہی طیران نے کہا کہ ای تپلے جو کچھ تو نے کہا سر بسر راست اور بجا ہی مگر تیرے پاس نامہ بھی ہی وہ کیون نہین مجھکو تو دیتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ اس نامہ مین کچھ مضمون غور کا ہی تپلے نے ناچار ہوکر وہ نامہ اُسکو دیا اُسنے اُسکو پڑھا مضمون سے جو آگاہ ہوا کہا سفاک نے اپنی دختر کو لکھا ہی کہ جس بات کا تمکو اندیشہ ہی وہ انتظام مین نے کر لیا ہی اب تم داخل طلسم ہو چنانچہ اس مضمون سے صاف ظاہر ہی کہ بغیر فتح کیے جنگ سے پھر آنا افراسیاب کے عتاب کا خوف دلمین سمایا ہوا ہی اسکی مادر نے شاہ طلسم کے دشمنون سے سازش کی ہی یہی انتظام اُسنے کر لیا ہی مجھکو تو یہی معلوم ہوتا ہی تپلے نے کہا ان باتون کو مین نہین جانتا اُسنے اس خیال سے کہ مبادا جیسا تو سوچا ہی ایسا نہو اور

پتلے کو تو ہلاک و برباد کرے اور ملکہ سفاک کے کام مین فرق آئے اِس سے بہتر یہ ہی کہ پتلے کو چھوڑ دے کہ یہ تو اپنے کام کو جائے اور تو عرضی بادشاہ کو اِس حال کی لکھ بھیج جیسا بادشاہ اِس بارے مین فرمائے اُسپر عمل کریں اُسنے ایسا ہی کیا کہ پتلے کو تو رہا کر دیا اور ایک عرضی بادشاہ کو اس مضمون کی لکھی کہ اے شاہ شاہان شہنشاہ ساحران دام اقبالہ ایک پتلہ اسطرح سے میرے دام سحر مین گرفتار ہوا اور اُس سے مین نے ایک نامہ پایا مضمون اُس نامہ کا مین نے نقل کر لیا تھا وہ ملفوف عریضہ ہی اِس بارہ مین جو حکم شرف نفاذ پائے وہ عمل مین آئے [illegible] طیران جادو نمکخوار قدیم نے یہ عرضی ایک ساحر کو دی کہ وہ اُسکے یہان نہایت معزز تھا اور اُس سے حکم دیا کہ [illegible] جادوان کو پہونچانا وہ ساحر لباس فاخرہ سے درست ہو کر عرضی لیکر روانہ ہوا اور پر اُڑان بر آن دریاے خونروان پر پہونچا اور پکارا کہ اے بادشاہ طلسم مجھکو بلوا لیجیے کہ عرضی سرحددار کی لیکر آیا ہوں محافظان دریاے مذکور نے بادشاہ طلسم کو اُسکے آنے سے آگاہ کیا بادشاہ نے پنجہ بھیجا کہ وہ اُسکو اُٹھا لیگیا جب دربار مین پہونچا جھک کر بادشاہ کو مجرا کیا کچھ تحفے بھی اپنے مالک کیطرف سے لایا تھا وہ پیشکش کیے اور آپ نذر دیکر خلعت پایا پھر عرضی طیران کی دی بادشاہ نے منشی کو دی کہ اُسنے پڑھی عرضی پڑھتے ہی بادشاہ نے نامہ دار کو ٹھہرایا اور آپ کتاب سامری منگا کر ملاحظہ کی اُسمین معلوم ہوا کہ سفاک منحرف ہو گئی ہی اور اُسکا ارادہ ہی کہ اپنی دختر کو یہان بلا کر لشکر مہرخ مین لیجائے اور دایہ نے اُسکی جا کر عمرو سے سازش کی ہی اور یہ معرکہ گذرا ہی اب عمرو بھی اُسکی اعانت کو مع چند ساحرہ کے گیا ہی فکر اُسکی کرنا ضرور ہی کتاب سے یہ حال دریافت کر کے قہقہا ہنسا اور کہا دوست جسکو ہمنے سمجھا وہی دشمن جان نکلا خیر کہان میرے ہاتھ سے بچکر یہ لکاتہ جائیگی سزا اپنے کردار ناسزا کی پائیگی یہ کہکر کتاب تو بند کی اور ایک نامہ بجواب عرضی طیران کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے طیران ہم تمھاری خیر خواہی سے نہایت خوش ہوئے ایک خلعت ہمراہ سرفراز نامہ کے بجلدوے خیر خواہی تمکو پہونچتا ہی چاہیے کہ تم خیال زیورکار رکھو کیونکہ گمان تمھارا درست اور بجا ہی زیورا اور اُسکی مادر ہمسے برخلاف ہو گئی ہی اب جو وہ طلسم مین آئے اور تمھارے قلعہ کی جانب سے گذر کرے تو اُسی وقت اُسکو گرفتار کرنا اور ہمکو اُسکی اطلاع کرانا اور ہم بھی اُسکی گرفتاری کے لیے یہان سے ساحران نامی کو روانہ کرتے ہین وہ تمھاری مدد کرینگے اور عمرو عیار مفتری و مکار مع کچھ ساحران نابکار کے سرحد طلسم پر [illegible] غدار کے بہکانے کو آتا ہی اسکا بھی بہت کچھ خیال رکھنا یہ نامہ لکھکر ایک خلعت نو اُس نامہ بر کو دیا اور ایک خلعت گران بہا مع چند تحفون کے اُسکے حوالے کر کے حکم دیا کہ ہماری طرف سے طیران کو دینا پھر کچھ

زبانی بھی پیام دیکر رخصت کیا اور پار دریاے خون رواں کے پہونچوا دیا وہ نامہ بر تو اپنے مالک کے پاس گیا
اور بادشاہ نے سرحد طلسم کی راہون پر جو ناظم اور قلعہ دار ہین اُنکو بھی فرمان واجب الامتثال لکھے یہی مضمون
اُنمین بھی لکھا کہ زیور جادو ہمسے پھری ہی اُسکو فوراً گرفتار کر لینا یہ فرمان پتلہاے سحر کے ہمراہ روانہ کیے کہ جملہ
ناظمان و دربند خبردار ہوے اور ہر ایک نے راستون پہ خبردار مقرر کیے تاکہ زیور کے داخلہ کی خبر ہمکو
پہونچائین اور سپاہ کو بھی اپنی ہر وقت تیار رہنے کا حکم دیا اسطرف طیران کو بھی خلعت وغیرہ پہونچا اور
وہ بھی مستعد کار ہوا اور یہان بعد انتظام قلعہ جات بادشاہ نے اپنے دربار مین ایک ساحر اضلال جادو
نام کو حکم دیا کہ تم کئی ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر جاؤ اور قلعہ سفاکیہ کو تاخت و تاراج کر کے ملکہ سفاک کو
مع دایہ غدار اور اُسکے متعلقین نابکار کے گرفتار کر لاؤ اضلال بموجب حکم بادشاہ طلسم پناہ بارہ ہزار
فوج ساحران اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا لیکن تیاری لشکر بطور مخفی کی لیکن وہ شورش روانگی کسیا ہونے
دی مگر قدرت خداے عزوجل دیکھیے کہ اور اور مقامات کا تو بادشاہ نے انتظام کیا مگر اپنے لشکر کا بندوبست
نہ کیا پنے محافظان دریاے خون رواں کو اطلاع نہ دی کہ ملکہ سفاک کو پار دریا کے نہ اُترنے دینا اور
یہی سانحہ درپیش آیا کہ ملکہ غبارہ جادو دایہ جب عمرو سے قول و اقرار کر کے گئی تو اُسنے ملکہ سفاک سے
جاکر مروت و خلق خواجہ کا تذکرہ کیا کہ اسطرح میرے بلانے سے درہ کوہ مین آئے اور میری عرض کو
قبول فرمایا اب اے ملکہ وہ تو ملکہ زیور کی امانت کو گئے ہونگے ایسا نہو کہ یہان کوئی مفسدہ پردازی
کرے اس سے بہتر یہ ہی کہ تم لشکر مہرخ مین چلی چلو اور بآرام تمام وہان بیٹھو سفاک نے اسیوقت
اپنا خزانہ بار کرایا اور اسباب وغیرہ ہمراہ لیکر فوج کو اپنی تیار کرایا اور کچھ صندوقچے جواہر کے خواجہ کی نذر کے
لیے اور جواہر بہت سا اور عیارون کے لیے اور مہرخ و بہار کے لیے تحفے وغیرہ ساتھ لیے اور تخت سحر پر
آپ سوار ہوئی کنیزین انیسین جلیسین ہمراہ چلین بڑے حشم و خدم سے تمام قلعہ کو اپنے ویران کر کے جانب
مہرخ روانہ ہوئی اور یہ تو آیا جایا لشکر حیرت مین کرتی ہی محافظان دریاے خون رواں مین سے
کسی نے اُسکو روکا نہین اور قلعہ سفاکیہ قریب گنبد نور ہی بس یہ صاف دریا سے اُتر کر جانب لشکر مہرخ
روانہ ہوئی یہان ملکہ مہرخ اور سردار وغیرہ تو اس راز سے آگاہ ہین اُنھون نے قران وغیرہ اور عیارون
سے بھی کہا ہی کہ ذرا سفاک کی فکر رکھنا اور یہ ساحرہ سب اسی طلسم کی رہنے والی ہین اسوجہ سے قلعہ
سفاکیہ کے راستون سے ماہر ہین وہ راستے بھی عیارون کو بتلا دیے تھے عیار اب جو بالادوی کو جاتے ہین

اسیطرف بہت جاتے ہین اور انتظار آمد سفاک کھینچتے ہین ہر طرف ہوشیاری اور خبرداری ہو کہ آخرکار
لشکر سفاک پار دریا کے اترا عیارون نے اسکو دیکھا اور بطور مخفی اُس لشکر کے ہمراہ ہوئے اب یہ سب
مہرخ کے جانب چلے آتے ہین کہ راہ مین لشکر اضلال جادو کا ملا اور اضلال جادو دریا سے اترنے والا
تھا کہ طائران سحر نے خبر دی ای سردار سن ملکہ سفاک اپنا لشکر لیے اس پار اُتر آئی ہو اور اُسکا ارادہ شاید
مہرخ کے جانب جانے کا ہو بس یہ خبر سنتے ہی اسنے لشکر اپنا درست کرا کر سامنے لشکر سفاک کے آکر
راہ روکی اور پکارا کہ باش او گیسو بریدہ تو جانتی ہو کہ شاید تیری خبر شاہ جادوان کو نہین پہونچی ہو ہمارے خدا
سے بغاوت کرکے کہان جائیگی سفاک نے اول تو منت کہا کہ یہ تیرا خیال خام ہو مین ملکہ حیرت پاس
جاتی ہون لیکن اضلال نے اسکا کہنا نہ مانا اور فوج کی صف کشی کرائی سفاک کی فوج بھی صف آرا
ہوئی اضلال آگے بڑھا طبل و بوق بجے لشکر مین کڑکا ہوا اضلال للکارا کہ ای سفاک اب آ
میرے مقابلہ کو ورنہ مین تیرے صف لشکر پر آتا ہون سفاک اپنا طاؤس آتشین اڑا کر اسکے سامنے آئی
اسنے ایک ہار فلفل گلے سے اپنے توڑ کر مارا کہ وہ زنجیر بنکر سفاک کے آلپٹا سفاک نے سحر کی دستک
دی کہ ایک پتلہ مقراض سحر لیے پیدا ہوا اور اُسنے زنجیر کو کاٹ دیا پھر سفاک نے ایک نارنج اُسپر
مارا کہ وہ نارنج شق ہوا اور اُسمین سے ایک پتلہ تلوار لیے نکلا بڑھکر مثل قامت انسان ہوا اور
اضلال پر جا پڑا تلوارین مارنے لگا اضلال نے مشت خاک اٹھا کر اُس پتلے پر لگائی کہ وہ پتلا زمین مین غرق
ہوگیا اور اضلال نے کہا کہ مین گھڑی گھڑی کا جھگڑا نہین رکھتا ایک ہی دفعہ مین مار لیا کرتا ہون یہ کہکر
کرکے سر لشکر سفاک پر آیا اور دو مشت خاک قبر جمشید اُسنے اُس لشکر پر پھینکی کہ ملکہ سفاک اور سرداران لشکر وغیرہ
سب بیہوش ہو گئے اُسنے زنجیر سحر مین سبکو باندھ لیا اور جمشید کے چشمہ کا پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور کہا کیون ملکہ اُن
آجکے دن کی تمکو خبر نہ تھی سفاک نے کہا ارے موئے خاک قبر جمشید سے تو لڑتا ہی پھر اُس سے تو ہر ساحر ناچار ہی
اگر مردانگی سحر سے لڑتا تو بتا دیتے اُسنے کہا تم نمکحرامون سے یون ہی پیش آنا چاہیے یہ کہکر ہر ایک کو قید مین مبتلا کرکے
جانب باغ سیب لیچلا خیمہ و بارگاہ و خزانہ پر سفاک کے قبضہ کر لیا لشکری سب روتے ہوئے اسکے ساتھ ہوئے
عیارون نے جو یہ ماجرا دیکھا مہتر قران ابن اضلال رو سیاہ کی فکر مین کئی کوس آگے نکل آیا اور تجویز کرتا تھا
کہ کسطرح اسکو واصل دار البوار کرون بقدرت کارساز عالم ایک مقام پر جھونپڑی ڈالے ایک فقیر بیٹھا تھا اور
آنے جانے والون کو حقہ پانی پلاتا تھا ٹھیک سامنے آگ کی رکھی تھی چلمین گانجا پینے کی اُسی ٹھیک مین اُدھر

ہوئی تھین اُبلا کھڑ سا تھا دھوان ہوتا تھا فقیر لاٹھی چوتڑون کے نیچے رکھے داتا بھلا کرے بیٹھا گر ہاتھا
قران اُسکے پاس آکر بیٹھا اور کہا سائین یہ چار کوڑیان لو اگر کہو تو ہم آگ لیکر چلم پی لین تما کو ہمارے پاس ہے
اور گانجا بھی ہے تم بھی پینا فقیر گانجے کا نام سُنکر خوش ہوا اور اُسکو اجازت دی اُسنے چلم بھری اور بیہوشی
اُسکے تما کو مین ملاکر پہلے فقیر ہی کو دی کہ لو باباجی پہلے تم ہی سر کرو فقیر نے چلم کو لیکر دو تین دم کھینچکر مارے
اور چلم اِسکے حوالے کی مگر تھوڑے ہی عرصہ مین سر چکر آیا اور بیہوش ہوگیا قران نے اُسکو تو جھونپڑے کے اندر
کہ جسمین پیال وغیرہ بچھا تھا چھپا دیا اور آپ ویسا ہی لنگوٹا باندھکر جوجھین بڑی بڑی بنا کر بدن کو
خاک آلودہ کرکے ضعیف کی قطع بنکے بیٹھا اور ٹھیک مین بھی بیہوشی ڈالتا جاتا تھا کہ دھوان بیہوشی کا
بلند تھا اُسی سامان سے یہ بیٹھا تھا کہ اضلال زیور کو گرفتار کیے اُدھر آنکلا فقیر نقلی نے کھڑے ہوکر
دعا دی کہ داتا بھلا کرے گُسیان کرے سلامت رہو منصب جاگیر برقرار رہے بادشاہ کا میرے حضور پر پیار رہے
دوست شاد دشمن پامال گھڑی گھڑی کی بلا دور ہے رویان رویان میرے جناب کا جین مین رہے
اضلال نے یہ دعا سنکر جیب مین ہاتھ ڈالکے پانچ روپیے نکالے اور اِس خیال سے کہ فقیر کو
تکلیف دینا اچھا نہین آپ ہی آگے بڑھکر کہا لو سائین بابا لو شاہ جی نے سلام کیا اور دعائین بہت
سی دین اور روپیے لیتے لیتے ایسی باتین بنائین کہ وہ جملہ گھڑی بھر تک ختم نہوا اضلال کھڑا ہوا
ہان ہان کیا کیا دو بیہوشی تو ٹھیک سے اُٹھ ہی رہا تھا اضلال کا سر گھوما اور کہا سائین میرا سر
درد کرتا ہے فقیر دوڑکر ایک پیالے مین پانی ٹھنڈا بھر کر لایا اور کہا بابا لو یہ پی لو گرمی سے سر درد کرتا ہے
اُسکو پیاس بھی نشہ کے سبب سے تھی وہ پانی پی گیا فوراً چرخ کھا کر گرا ملازم اُسکے اُس سے دور
پیچھے کھڑے تھے کچھ ابھی بہت دور پر پیچھے رہگئے تھے وہ ہنستے بولتے آتے تھے کچھ آگے بڑھ گئے تھے کچھ لوگ
اِسکے ساتھ تھے وہ بھی تماشائے صحرا مین اِدھر اُدھر مشغول تھے کہ اُسکے گرنے سے جنہون نے دیکھا
اُٹھانے دوڑے لیکن قران نے اتنے عرصہ مین قمہ چمکا کر اُسکے سر جس پر لگایا سر اُسکا پاش پاش ہوا
اور نعرہ اُسنے بلند کیا کہ منم قران شور اِسکے مرنے کا بلند ہوا اندھیرا اور تاریکی ہوگئی قران وہان سے
روبفرار لایا ملازم سب ہائے ہائے کرکے رہگئے اور اُسکے مرنے سے ملکہ سفاک جادو مع دایہ کے
اور اپنے لشکر کے چھوٹ گئی پھر تو اُسنے آفت مچادی اپنی سفاکی دکھا دی جان دشمنان خاک مین
ملا دی ایک ایک نارنج نے اُسکے دس دس کے سینے توڑے افسران لشکریان اضلال شعر

اپنے مالک کا لشکر سب طرف سے جمع ہوئے تھے اور جان پر کھیلکر سفاک سے لڑ رہے تھے مگر سفاک کا یہ حال تھا کہ اُس گھٹا مین کفر کے جیسے بجلی کوندتی ہو اسطرح چمک رہی تھی ہر سمت تلوار برس رہی تھی تیرون کے سائین سائین سے یہ ثابت تھا کہ ہائین یہ کیا ہوا سنانون کی زبان پر یہ دوتی تھین کہ ہوا کیا ضلال جہنم مین گیا وہ مارا آفت عظیم برپا تھی کہ ابیات

خروشان عدسان آئین جون دیگ | کھون کہا مین ہوا جوش دلیران | دو جانب کی صفین جون ابر تاریک
لگا جادو کا چھٹنے توپخانہ | ہراسان جسکی آتش سے زمانہ | جوانون نے پیا بس آب پیکان
شب یلدا مین جون تیر شہابی | ہوئے کفار کچھ گولون سے فی النار | یہ گولہ سرخ نکلے تھا شتابی
اٹھا کر ہاتھ کو تیغ و سنان سے | لگے لڑنے بہم تیر و کمان سے | ہوئے کچھ آب نوش تیغ خونخوار
اٹھے اپنی جگہ سے مثل سیماب | | شرار فوج زیور سے ہو بیتاب

یعنی بغیر افسر لشکر مثل مشہور ہے کہ بیکار ہے تاب مقاومت وہ فوج ناری اور بھاگ کر دشت و کوہ مین متواری ہوئی سفاک نے مطلع صاف کرکے میدان مار لیا اور بفتح و فیروزی نہایت عجلت کرکے جانب مہرخ رُخ کیا اسطرف کچھ ساحر کے روتے ہوئے خدمت شاہ طلسم مین گئے اور پکارے کہ ای بادشاہ ضلال کو اسطرح مہتر قران نے قتل کیا بادشاہ سنکر آگ ہوگیا اور اُسی وقت اُسنے افعی قوی بازو نام ایک ساحر کو حکم دیا کہ تو جا کر جلد اُس لکاتہ کو باندھ لا مین تجکو ایسا جانتا ہون کہ تو نبیر لشکر جا کر بھی لاکھ جادوگرون کو شکست دیدے گا اُسنے گردن جھکا کر اور مسکرا کر عرض کیا کہ یہ سب حضور کی قدر دانی ہے ورنہ مین کس قابل ہون یہ عرض کرکے وہان سے غائب ہوگیا اِدھر سفاک روانہ ہوکر ایک صحرا مین پہونچی تھی اور سیر کنان پیدل جاتی تھی کہ یکایک زمین شق ہوئی اور ایک اژدر نے سر نکالکر دم اپنا جھنجھا سفاک نے اور اُسکے رفیقون نے ہزارہا نارنج اور گولے سحر کے اُسپر لگائے لیکن وہ سب اُلٹے پھر آئے اور سفاک مع چند انیسون کے کھنچکر منھ مین اُس اژدر کے پہونچی وہ اژدر چاہتا تھا کہ زمین مین غائب ہو جائے یکایک سامنے سے آواز آئی کہ واہ وا ای بھائی بغیر ہمارے اکیلے تم ہی لیجاؤ گے اژدر تھم گیا اور اُسنے دیکھا کہ ایک شیر ژیان کہ جسکے سبب سے شیر فلک ہراسان پنجہ اپنا اُٹھائے ہوئے پہلو پر کھڑا ہے اور لشکر سفاک مین جسپر غضب کی نگاہ ڈالتا ہے وہ بدحواس ہوکر سامنے سے بھاگتا ہے اور بعض بیہوش ہوجاتا غرض اُس اژدر نے اسکو معزز سمجھکر کہا کہ ای بھائی مین نے تمکو پہچانا نہین شیر نے کہا تم ہمکو مت کیا پہچانوگے اور مین تمکو زیادہ ٹھہراؤنگا بھی نہین جو پتا نشان بتلاؤن بمحفل عیش

جاؤن لیکن مجکو کچھ ضرورت تمسے ایک بات کرنے کی تھی اسوجہ سے روکا اب تم یہان سے چلکر وہ جو درۂ کوہ ہے وہان لمحہ بھر ٹھہر جاؤ مین آکر وہ بات پوچھ لون پھر چلے جانا یہ سنکر اژدر ایک سناٹے مین اُس درہ مین پہونچگیا پیچھے پیچھے شیر بھی گیا اور اُسنے کہا ای بھائی مین نے سنا ہی کہ افراسیاب تمہارا نام لیتا تھا کہ اسکو مین نے اژدر بنا بتا دیا ہی اسوجہ سے وہ ساحر کھلاتا ہی ورنہ ایک طمانچہ بھی تو ساحر کا کھا نہین سکتا ہی خیال نہ یہ بات دربار مین یا تمہارے گھر پر آکر پوچھنے کے لائق نہ تھی مین نے یہین تمکو روک کر پوچھا ہر چند کہ تکلیف تو تمکو ہوئی لیکن اسکا سبب بتلا تو مہربانی ہی اژدر نے کہا کہ شاہ جو کہتا ہی وہ درست ہی لیکن جسکا جی چاہے میرا امتحان کرلے جسطرح چاہے آزمالے شیر نے کہا بھائی اگر تم اصل صورت ہو تو تمسے امتحاناً لڑون ابھی حال کھلجائے اژدر کو غصہ آیا اور اُسنے سفاک کو اُگلا مگر سحر سے بیہوش رکھا اس عرصہ مین شیر بھی ایک نشیب مین چلا گیا اور وہان سے ساحر بنا ہوا نکلا یہان بعد اُگلنے سفاک کے اژدر نے شکل ساحر بنا ادہر شیر جو بنا ہوا تھا سامنے آیا اور کہا مین کیا خاک تمہارا امتحان کرون وہ تو پیچھا ہی نہین چھوڑتے تم مجھسے لڑنے مین مشغول اور وہ سفاک کو لیجائین تو بدنامی مجکو ہو اژدر نے کہا بھائی کون کہا جی تم کون کہتے ہو اور وہ تاک مین ہین ایسا ہی تو پیچھے تو کھڑے ہی ہین یہ کہتا تھا کہ اژدر نے پیچھے پھر کر دیکھا شیر صورت نے پہلو پر سے بغدہ لگایا کہ سر پر پڑا مغز پراگندہ ہوا اور نعرہ بلند ہوا کہ منم مہتر قران سفاک وغیرہ کو پھر ہوش آگیا اور شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا پھر تو ہنڈلا بنکر لاش اُسکی اُٹھا کر لیچلا اور سفاک نے بڑی تعریف مہتر قران کی فرمائی مگر قران سامنے سے اُسکے جست وخیز کرکے روانہ ہوگیا اور سفاک پھر وہان سے فوج لیکر چلا چند ہی قدم چلا تھی کہ یکایک آسمان پر ابر تاریک نمایان ہوا اور اُسمین سے تیر برسنے لگے اور آواز آئی کہ باش او لکاتہ خوب تو نے عیارون سے سازش کرکے دیدہ پناہ لیا ہی تیر وہ سینہ غربال کرنے لگے ساحر سفاک کے ترولیون سے سحر کی کاٹتے تھے سپر بن سر ان پر سایہ کیے تھے کہ رسی اُس ابر سے اسطرح گری کہ جیسے لچھا کرکے کوئی پھینکتا ہی چنانچہ وہ رسی رسن ظلم تھی کہ اُسنے درازی مثل زمانۂ فراق وشب مہجوری کے پیدا کی اور برنگ زلف معشوق اسمین حلقے ظاہر ہوے کہ وہ حلقے سفاک اور دایہ اور جملہ ساحرون کی گردن وکمر مین پڑگئے سب بندھ گئے اسوقت سامنے سے ایک ساحر پیدا ہوا کہ سر اُس رسن کا اُسکے ہاتھ مین تھا آنکھ ناک کان سے شعلے نکلتے تھے آنکھین لال لال کیے تھا لنگوٹا باندھے سانپ کالے بدن مین لپٹائے تھا بس اُسنے آتے ہی چاہا کہ سفاک کا سر کاٹ لے اُسوقت ایک ساحر سامنے سے پیدا ہوا کہ زار زار برنگ ابر بہار رو دیتا تھا اور کہتا تھا ہاے کوئی میری فریاد کو نہین پہونچتا ہی ارے مجکو فلک نے لوٹا ہی ہاے وہ جلاد کیا مجکو جیتے جی مار لیا ارے میرا دم نکلا وا ے میرا بیٹا اب دشوار ہوا ہی وہ ساحر یا تو سفاک کو قتل کیا چاہتا تھا یا اُسکو دیکھکر ٹھہر گیا اور پوچھا

کہ ای برادر کیا سانحہ تمپر گذرا ہی جو اسطرح بلبلاتے ہو اور فریاد و الغیاث کے نعرہ مارتے ہو اُسنے جواب دیا کہ ایک عیار طرار نابکار افعی قوی بازو کو جو مار کر بھاگا راہ مین میرا مکان پڑا مجھکو اُسنے جو کچھ کہ دھوکا دیا اُسکا بیان تو بہت طویل ہی مختصر یہ ہی کہ دیکھیے اسکے ساتھ کی ہیرے کی ڈبیا لیگیا کہ وہ میری تمام عمر کی کمائی تھی اور میری روح و جان تھی یہ کہکر ایک ڈبیا یاقوت احمر کی ترشی ہوئی ایک ڈال نکالی جسکے دیکھنے سے چشم دہر مین شکر سے خون اُتر آئے شفق رنگ عالم کو لبھائے اُس مقام کو اُس ڈبیا کے عکس سے سرخروئی ہوئی سب وہ جگہ نور و روشن ہو گئی آفتاب اسکی ضیا سے روبرو شرملائے جلال مین آیا قمر داغی نگینہ کہلایا اُس ساحر نے جو ڈبیا کو دیکھا سفاک کو تو قتل کرنا بھولا کہا بھائی ذرا یہ مجھکو دو کہ ہاتھ مین لیکر دیکھون اُسنے کہا کیا کہون جی نہین چاہتا کہ ہاتھ مین دون وہ ساحر ہنسا اور کہا مین بے ایمان نہین ہون بلکہ اُس عیار سے بھی چلکر مین دوسری ڈبیا بھی دلا دونگا جب وہ ڈبیا ملیگی اسوقت البتہ ایک مین لے لونگا ساحر مذکور نے ناچاری اسے وہ ڈبیا اُسکے ہاتھ مین دی مگر دیتے وقت بھی ہاتھ تھرتا تھا اور حسرت سے دیکھتا جاتا تھا چنانچہ جب وہ ڈبیا اُسنے ہاتھ مین لی سب طرح سے اُسکو دیکھا اور نہایت ہی پسند کیا پھر اُسکو کھولنے لگا مگر ہرچند کھولا وہ نہ کھلی اسوقت اُسنے دونون سے مضبوط اُسکو تھام کر اور سینے کے قریب رکھکر چھاتی کا زور بھی شریک کر کے جھٹکا مارا کہ یکایک کھٹ سے آواز آئی اور ڈبیا کھلی لیکن ڈبیا کھلتے ہی بقعہ بیہوشی ایسا اُٹھا کہ سینہ کے پاس تو ڈبیا تھی ہی سب غبار اُسکی ناک اور منہ مین گیا اور تڑاق تڑاق چھینکین آئین بیہوش ہو کر گرا ساتھ ہی ڈبیا والے ساحر نے چمک کر خنجر بُرّان مارا کہ سر اُسکا تن سے الگ گرا اور نعرہ ہوا کہ منم مہتر برق فرنگی رسن ظلم نے سفاک اور تمام لشکر ہا ہوا برق بھی جست و خیز کر کے سامنے سے ناپدید ہو گیا سفاک نے سجدۂ شکر بدرگاہ ایزد بیچون ادا کیا اور کہا ای دایہ امان عیاران لشکر عمرو کیا کام کر رہے ہین باطناً ہماری حفاظت کرتے ہوئے ہمارے لشکر کے ساتھ آتے ہین واہ کیا صاحبان مروت لوگ ہین کہ مہمان کی خاطرداری مین جان اپنی اُسپر سے فدا کرتے ہین اب جلد یہان سے چلنا چاہیے یہ کہکر لشکر کو حکم دیا کہ سب متفرق ہو کر برسم یلغار اپنے تئین لشکر مہرخ نامور مین پہونچاؤ اور مین آگے چلتی ہون یہ کہکر پرواز کر کے مع دایہ کے روانہ ہوئی اور وہان لاشین پڑی شاہ جادوان کے پاس ان ساحرون کی پہونچین وہ بھی دنگ ہو گیا کہ کیا بلا کے عیار ہین واقعی کوئی انپر غلبہ نہ پائیگا اب مجھکو خود جانا چاہیے یہ سوچکر خود عازم چلنے کا ہوا پھر سوچا کہ اب وہ اپنے عرصہ مین لشکر مہرخ مین پہونچ گئی ہوگی پھر اُس لشکر سے تو مقابلہ بڑا ہی ہی جہان اور سب باغی ہین عثمان ایک یہ بھی مدعیہ

سہی الحاصل یہ تو اس فکر مین ہے اُدھر سفاک کچھ ہی عرصہ مین قریب لشکر ملکہ مہرخ آکر پہونچی اور کنارے لشکر کے چل کے ٹھہری تھی کہ سرداران فوج بھی آکر اسکے پاس جمع ہوے اور عیارون نے جاکر بارگاہ مین خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی کہ مبارک ہو ملکہ سفاک تشریف لائین مہرخ نے سرداران اُسکے استقبال کو بھیجے سرخ مو اور نافرمان و مشکین مو و غبار انگیز وغیرہ اُس سے آکر ملے لشکر کو مقام پاکیزہ مین اُتروایا اور اُسکو لاکر بارگاہ مین پہونچایا مہرخ کو اُسنے تسلیم کی نذر دی ملکہ نے دست شفقت اُسکی پشت پر رکھا اور مقام اعلیٰ پر دنگل عنایت کیا بارگاہ فلک فرسا اِسکے لیے استادہ فرمائی سامان راحت و نشاط مہیا فرمایا ساقی و مطرب حاضر ہوے جام مے کا دور ہوا جلسۂ مسرت کا ظہور ہوا یہ تو یہان بعیش و عشرت بیٹھی ہین لیکن اُدھر ملکہ زیور کا حال سنیے کہ جب پتلا سفاک کا جال سے طیران کے رہا ہوکر اُسکے پاس پہونچا اِسنے حال اُس پتلے سے جال مین پھنسنے کا بھی سنا اور خائف ہوئی مگر نظر بفضل رب اکبر کی کوچ کیا اور سمت طلسم چلی اور اُسنے چاہا کہ طیران کی سرحد کو بچاکر طلسم کی راہ کو طے کرون مگر سب راہون کو مسدود پایا کہ نامہ وغیرہ بادشاہ کے ہر ایک ناظم کو پہونچ گئے تھے ایک طلسم ہزار برج کی راہ کھلی تھی پھر وہ برسون کی تھی ناچار اُسنے طیران ہی کی سرحد سے گزرجانا چاہا جب وہ خلعہ سرحد پر گیا دیکھا تو ایک دریاے زخار اُس مقام پر جوشان و خروشان بہتے پایا شور جوش اُس بحر کا شورِ زمانہ کا پتا دیتا بلکہ شور محشر اسکا ایک نمونہ تھا ہر موج پرپیچ اُسکی زنجیر ستم تھی قہرناک چین جبین ظالم تھی یاد دریا بھی دل مین پیچ رکھتا تھا مکار کے خاطر کی طرح اُسمین پیچ اُٹھتا تھا مردمان آبی سر پر ترکان شجاعت کی طرح پگڑیان باندھے ہوے تھے گرداب سے ثابت تھا کہ بھیرین سر پر سایہ کیے ہین ہوچین نہ تھمین زمانہ ٹیڑھی چال چلتا تھا کجروی اپنی جتاتا تھا جو موج کہ سیدھی چلتی تھی وہ بھی تیر دل دوز نظر آتی تھی حباب چشم قہر کا نقشہ دکھاتا تھا بحر نہ تھا کسی غضب ناک دل پر جوش کا خاکا تھا کہ مثنوی

دست غم اسقدر بہ طغیان ہے

کہ ہر اک گوشہ بیچ طوفان ہے
جزر و مد جسکا تا فلک جائے
کیا غضب کا وہ قہر دریا ہے

ہر طرف ہے نظر مین ابر سیاہ
پانی ہے جس طرف کو کرئیے نگاہ
سیلہا در رکاب دیدہ است

چشم تا کارنے کند دریا است
پانی عالم کے تا بسر ہیگا
خشک مغزون کا مغز تر ہیگا

خضر کیونکر سے زیست کرتا ہے
آب حیوان مین پانی مرتا ہے
وسعت آب پوچھ مت کچھ یار

اُوچے موجون کے ہو گئے بازار
معبد اب سارے گرتے آتے ہین
زاہد خشک ڈوبے جاتے ہین

پڑھتے ہین یار درس حیرانی | آئنہ کے بھی گھر مین ہی پانی

اور اُس دریا کے کنارے پر گویا کوئی ہزار ساحر مسلح و مکمل استادہ تھے ہوہم ہو رہے تھے بستر آنکے لگے تھے نارنج ناریل وغیرہ اچھلتے تھے زیور نے اُس قلزم عمیق کو دیکھکر فرمایا کہ یہ دریا مجکو سحر کا معلوم ہوتا ہے اسپر سے آڑکر جانا چاہیے یہ کہ رہی تھی کہ نگاہ ایک ساحر کی اوپر کو جا پڑی دیکھا کہ دریا کے اِس پار سے اُس پار تک تاریکی چھائی ہے آسمان فولادی بنا ہی دریا چشمہ ظلمت نظر آتا ہی اُسنے وہ تاریکی زیور جادو کو بھی دکھائی زیور نے راہ ہمت سے سدو دیائی فرمایا کہ خیر ہماری مخالفت کی افراسیاب کے گوش زد ہوئی ہے اور اُسنے فکر ہماری گرفتاری کی کی ہی خیر بہر حال توکلت علی اللہ تعالی کشتیان اور مور پنکھیان سفینے وغیرہ ہماری سرکار کے میر بحر سے کہو کہ دریا مین لگا دے اگر یون نہ چلینگے جو ہمسے لڑیگا ہم بھی لڑینگے مالک بر و بحر ہمارا مالک و نگہبان ہی یہ حکم دیتے ہی میر بحر نے سواری دریا کی آراستہ کی ملکہ آکر مورپنکھی مین مسند پر جلوہ گر ہوئی اور افسران لشکر زورقون پر سوار ہوئے ملاح اور ماجھیون نے کشتی روان کی اور از بسکہ یہ شہزادی طرفدار مسلمانون کی تو کہتی جاتی تھی کہ قال ارکبوا فیہا بسم اللہ مجریہا و مرسہا ان ربی لغفور رحیم غرضکہ یہ کشتیان روانہ ہوئین ساحر دریا مین بھی نیرنگی سحر دکھاتے تھے آگ پانی مین لگاتے تھے عکس ماہ رویان جو پانی مین پڑتا تھا چاند ہزار ہا فلک دریا مین نکلا تھا اسی طرح سیر کنان جب بیچ دریا مین پہونچی ایک طوفان عظیم برپا ہوا اُس تاریکی سے چادرین سیاہی کی دریا پر پڑنے لگین اندھیرا ہو گیا ہوا تند و تیز غضب قوم عاد کی طرح چلنے لگی موج کو موج دریا کی نگلنے لگی ہنڈھا اچھلنے لگا دریا کا مینڈھے لڑاتا جان پر ہر ایک کے بنجا تاب گوہر جان غمناکان پر بھی ننا کی ہوئی گوہر جان کی بے آبرو ہو کر بلا کی ہوئی کشتیان سب چکر کھانے لگین گرداب کی چال سینے سیکھی فلک نے عجب چکر مین ڈالا لجہ و لطمہ نے سر اُٹھایا جانوران آبی اُچھلنے لگے نہنگان خون آشام سر نکالتے تھے اس بحر آفت خیز مین آخر وہ سب کشتیان مع اُنکے ساکنون کے ڈوب گئین مثنوی

وہ سفینے تھے جو کہ دریا مین | موج زنجیر اُنکے تھی پا مین
ہی کشش ظلم کی مگر تہ آب | کھنچ گئی قعر کو وہ گوہر ناب
ڈوبے جو یون کہین وہ جا نکلے | کہتے ہین ڈوبتے اُچھلتے ہین
ایسے ڈوبے کہین نکلتے ہین | غرق دریائے ظلم کیا نکلے
آخر آخر ڈبو دیا اُسکو | ظلم نے آہ کھو دیا اُسکو

جب کچھ عرصہ اُنکو ڈوبے ہوئے گزرا تو اُنھون نے دیکھا کہ زنجیرین ہم سب کی گردن و کمر مین بندھی ہین اور کھنچے ہوئے اندھیرے مین جاتے ہین کچھ دیر تک اُسی تاریکی مین چلے

پھر جو روشنی دکھائی دی تو اس پار دریا کے جو فوج اُتری ہوئی تھی وہین اپنے تئین سینے بندھا ہوا پایا اور ملکہ زیور نے دیکھا کہ ایک ساحر خیمہ زرین مین مسند پر بیٹھا ہی مین اُسکے سامنے بندھی کھڑی ہون چنانچہ اُس ساحر نے کہ نام اُسکا باران بحر انگیز جادو تھا اُس ملکہ سے خطاب کیا کہ کیون او نمک حرام شوخ دیدہ تو نے یہ عزت و حرمت جس شاہ کے بدولت پائی اُسکی مخالفت پر کمر باندھی تو اب طلسم مین آئی ساری عزت تو نے دریا سے بے حرمتی مین ڈبائی ملکہ نے کچھ جواب اُسکو نہ دیا اور وہ بے حیا اُسکو مع تمام اُسکی فوج کے بندھا ہوا لیکر چلا سب ساحر جو وہان اُترے تھے کوچ کر کے ہمراہ ہوئے اور شہر مین آکر پہونچے اُس قلعہ کو بھی بہت آباد دیکھا جوان ہر ایک یہان کا رشک شمشاد دیکھا امکانات غیرت بخش طاق کسریٰ و فریدون ساکنان شہر مثل لیلیٰ حسین کہ دل دیکھنے والون کا اُنکے عشق مین مجنون وصف شہر بہت جگہ کیا گیا اسوجہ سے اختصار کیا جاتا ہی کہ یہ سب کو الف شہر دیکھتے اپنے حال پر اشک خونی بہاتے جاتے تھے مردمان شہر مین چلو دیکھو چلو دیکھو کا غلغلہ بلند تھا یہ سب روتے تھے وہ سب ہنستے تھے جو وہان بستے تھے ہجوم مردمان شہر ہمراہ بعض کے لب پر جور فلک سے آہ آہ بعض کے لب پر واہ واہ اسیطرح دار الامارۃ مین پہونچے فوج کے لوگ باہر ٹھہرائے گئے زیور اور اُسکے افسر اندر بلائے گئے تخت شاہی پر طیران جادو بدباطن و تیرہ رو متمکن تھا اُسنے زیور کے حسن و جمال کو دیکھکر عقل و ہوش کھویا لیکن کیا کرتا مجبور تھا کہ مجرمہ شاہی ہی خاموش ہو رہا اور کچھ دیر مین جب حواس درست ہوئے عتاب اُس بیچاری پر کرنے لگا کہ کیون او گیسو بریدہ تو نہ جانتی تھی کہ بادشاہ کا عتاب کس غضب کا ہی اور اُسکو کیا خبر نہ ہو جیگی جو برخلاف اُس سے ہونگے زیور نے بجواب ان کلمات کے کہا کہ او موذی بیحیا اول تو مین بادشاہ سے خلاف نہین ہون اور جو تو کہتا ہی تو یون ہی سہی تو کیا ہی اور تیرا بادشاہ کیا مسخرا ہی طیران کو غصہ آیا اور چاہا کہ حکم قتل کا دے مگر مشیران سلطنت نے عرض کیا کہ حضور بادشاہ طلسم کو اُسکے قتل کا اختیار ہی آپ لکھ بھیجیے اگر حکم دے کہ زندہ بھیجدو تو اسکو روانہ کر دیجیے گا اور سر مانگے تو قتل کر کے سر بھیجیے گا بادشاہ نے مشورہ انکا پسند کر کے اُسکو حکم قید کا دیا ملازم اسکے اور فوج کے لوگ اور زیور سب ایک ہی مقام پر مقید ہوئے یہ شاہزادی اس زندان غم مین بہت گھبرائی مکان تیرہ و تنگ مین جان لب پر آئی نظم

سخت دل تنگ یوسف جان ہی
کوٹھری کے حساب کے سے ڈھنگ
کبھی کوئی سنپولیا ہی پھرے
کوئی داسا کہین سے چھوٹا ہی

گھر کہ تاریک و تیرہ زندان ہی
چار دیواری سو جگہ سے خم
کبھو چھت سے ہزار پایہ گرے
دب کے مرنا ہمیشہ مدنظر

کوچۂ موج سے بھی آنگن تنگ
تر ذرا ہو تو سوکھتے ہین بسم
کوئی تختہ کہین سے ٹوٹا ہی
گھر کہا صاف موت کا تھا گھر

دن کو تھی دھوپ رات کو تھی اوس	خواب راحت وہان سے سوسو کوس	بس وہ حیران کار رہتے تھے
بے مددگار و یار رہتے تھے	اب انکو تو قید زندان ستم طیران مین رکھیے لیکن حال عمرو بن امیہ	

ضمری سنیے کہ انکو جو طائران سحر لیکر روانہ ہوے تھے جب سرحد ملک کوکب ختم ہوئی تو اُس مقام پر ٹھہر انہون نے
عرض کیا کہ اے شہنشاہ عیاران یہ جو دست راست کو راستہ گیا ہی طلسم ہوش ربا کا ہی اور یہ جو سامنے کی راہ ہی
یہ قلعہ کوہ عقیق کو راستہ گیا ہی اور اسی طرح طلسم کوہر گرہ و ہزار برج وغیرہا کو راہین گئی ہین اور طلسم ہوش ربا
کو جو کوئی جائے قلعہ جات کے علاوہ دریاے ہفت رنگ بھی اُسکو پڑیگا بغیر اُسکے خاص طلسم مین جا نا
نہو سکے گا یہ قلعہ جات جو پڑینگے یہ دریا کے اسطرف ہین عمرو نے کہا خدا مالک و نگہبان ہی لیکن اب تم اسی صحرا مین
ٹھہرے رہو مین جاتا ہون اور تلاش ملکہ زیور کرتا ہون یہ کہکر وہان اُترا ملکہ ہلال سحر افگن و مخمور بھی
اُترین کچھ دیر آسودہ یہ سب ہوے اور کوکب نے چلتے وقت یہ کہدیا تھا کہ سرحد قلعہ ملیر انیہ پر جاکر اُترنا یہ
اُسی مقام پر اُترے ہین لیکن ترود مین ہین کہ دیکھیے زیور ادھر سے آتی ہی یا نہین غرضکہ جب خوب آسودہ
ہو چکے ساحرہ تو دونون طائر بنکر اُڑ گئین اور خواجہ ساحر کی ایسی صورت بنکر یعنے جھولا سحر کا گلے مین ڈالکر
کنٹھی مالے سے درست ہو کر کھنور چندن کی جسم مین لگا کر جمشید جمشید کہتے روانہ ہوے اور جب اُس صحرا
کی سرحد سے آگے بڑھے ایک نہر بہتی دیکھی اُس نہر کے قریب پہونچتے ہی موجین اُسکی بڑھنے لگین اور
آتش سحر شعلہ آور ہوئی خواجہ نے اُس نہر مین تعویذ دیا ہوا کوکب کا ڈالدیا پھر تو چند مچھلیان اُسمین سے
نکلین خواجہ کو اُنھون نے زبان فصیح سے سلام کیا اور ایک مچھلی آئی کہ اُسکی پشت پر کاٹھ رکھا تھا وہ جب
کنارے پر آئی خواجہ اُسپر سوار ہوئے وہ غوطہ مار کر اُس نہر کے پار پہونچی عمرو جست کر کے نہر کے اُس پار اُترا
اور آگے بڑھا کہین صحراے سبزہ زار نظر آیا کہین صحراے ہولخیز پایا کسی طرف دریا بہتے دیکھا کہین ساحرون کے
مسکن بنے تھے جادوگرنیون کو رہتے دیکھا اسیطرح سیر کنان قریب قلعہ کے پہونچا دیوار شہر پناہ نہایت مستحکم و
استوار پائی پتھر کی عمارت نہایت طرحدار پائی ہر طرف برج و مکان اُسپر بنے تھے در شہر پناہ پر ساحر بطور
پاسبانون کے بیٹھے تھے عمرو بھی اُنھین پاسبانون کے پاس جاکر بیٹھا اور کہا بعد مدت اسطرف آیا ہون اب
شہر مین کون جائے حقہ پانی پیکر گانون کو اپنے چلا جاؤن گا ایک ساحر نے کہا بھائی تم کہان کے رہنے والے ہو
اُسنے کہا ایک گانون ہی اُجرپاؤن نام وہان رہتا ہون اسنے کہا بھائی آجکل اندر شہر کے جانے کی روک ٹوک
بھی ہی اسلیے کہ ایک گنہگار شاہ جادوان کی مع اپنے لشکر کے گرفتار ہوئی عمرو نے کہا اُسکا کیا نام ہی پاسبان نے کہا

ملکہ زیور جادو اُسے کہتے ہین عمرو نے اپنے دلمین کہا کہ شکر خدا کا ہی محنت میری ٹھکانے لگی پس سب احوال
دریافت کرکے یہ وہان سے اُٹھا اور اُسی قلعہ کے قریب صحرا مین آکر صورت اپنی ایک جوگن کی ایسی بنائی اول تو
زلف چلیپا دراز تھی ہی اب مثل بخت رسا اور زیادہ اُسکو بڑھایا طول شب ہجر سے تشبیہ دینا باعث پیشانی
دل ہی شب دیجور سامنے اُسکے خجل ہی بہار سنبل روبرو اُسکے خزان دیدہ ہو شگافی لاکھ کرے مگر بال
بھر بھی وصف اُسکا نہوا دا اُسکے عشق مین دیوانے بستہ زنجیر ہین دل کو ایسا کھو مین کہ جیسے اندھیرے
مین کچھ ڈھونڈھین اور بنائین جعلسازی اُسکی دل کو یاد پیچ و فن کرنے مین وہ زلف اُستاد اس زلف کو
خاکستر آلودہ کرکے جٹائین لٹین بٹکر رخسار پر چھوڑین توسن ناز کی باگین موڑین کان کی لو کا دھوان
ایسا بلند تھا کہ وہ کاکل کے نیچے اور کاکل بنا تھا دو رہزنون نے اکٹھا ہو کر متاع دل لوٹنے کا ارادہ
کیا تھا پیشانی اُس زلف مین یون نور فگن تھی جیسے اندھیری رات مین شمع روشن تھی زہرہ جبینان دہر
پیشانی اپنی اُسکے عشق مین پٹکا کرین ہر شام سودے مین بسر ہو تیغ ابرو سے اُسکے گھائل دل و جگر ہو
ابروؤن کے سامنے تیغ ہلالی نظر مریخ سے گر جائے اگر وہ تیوری چڑھائے تو گویا تیغ چرخ پر چڑھ جائے
تیر فگن کمان کو لیس کرے ہر لیلی کو غیرت قیس کرے کمان خود شرم سے گوشہ گیر ہو مرغ جان عشاق
نشانۂ تیر ہو نرگس بیمار کو اب تو حشر تک شفا ہونا دشوار کیونکہ اُسکی آنکھون کے عشق مین بیمار ہی جادو نگاہی
مشہور ہی مگر یہان سحر سامری بھی مجبور ہی غزالان چین ختن کا سارا نشہ ہرن ہو جائے اگر وہ آنکھ کبھی
دکھلائے خوش چشمون کا چہرہ انھین آنکھون کے سامنے نظری ہو یکتائی کا صاد دفتر حسن مین منشی نے کیا ہی
چتونون سے ایسی گریزان ہی کہ قیامت ابتک شرم سے پنہان ہی رنگ رخسار وہ کہ جسکا نظیر نہین ایسی نور کی
تنویر نہین چاند سورج کو سین ہر چند سر چڑھائین لیکن یہ چمک و دمک رخسار مین اپنے کب پائین لب
نازک کی کوئی کیا ثنا کرے اُسی کے دھیان مین تمام عمر ہونٹھ چاٹا کرے نگہ گرم سے جو کوئی خیال شوق
بوسہ مین دیکھے تو وہ ہونٹھ نیلا ہو جائے نازک بدن مسی زیب اپنا لب تصدق فرمائے دہن تنگ کا
عقدہ تو آجتک کسی سے نہ کھلا غنچہ کی روش زبان مُنھ مین لال ہے مُنھ پر بات نہ آسکے حیرت سے
صاحب دید کا یہ حال ہے غرضکہ از سرتاپا آفت کا پتلا قیامت کا پورا نقشہ ہمن پریا ہمن بولا نامگلعذار سراپا بہار
نادر زمانہ حسن مین یگانہ مہ جبینون کی افسر دنیا بھر سے بہتر کہ

قصیدہ

تاب رخسار فلق سرخی رخسار شفق | وہ جبین ماہ مبین اسپہ خط جبین جبین
ایک خورشید اتا طرفہ جوان از شق | تھی وہ انگشت نبی جسنے کیا ماہ کو شق

کرے دو ٹکڑے جگر کھینچ کے ابرو تلوار
چشم ابلق تو نگہ ترک سوار ابلق
سرو قامت سمن اندام گلستان رخسار
راست ہان راست ہی گل طویل احمق
لوح رنگین سے نہ زیبا ہو بیاض گردن
ناف اک عکس فگن اسمین بجائے ورق
کیا کہون ساق بلورین کی صفائی اسکی

باندھ کر کھینچ لے دل زلف سلسل کی رگ
غمزہ و ناز و کرشمہ وہ بلا غارت گر
ہونٹھ گلبرگ دہن غنچہ و بینی زنبق
شکر آمیختہ بادام مقشر دندان
تا کہ ہو سرخی شنجرف نہ خون ناحق
نازک ایسی کمر اسکی کہ سمجھنا مشکل
شمع گر دیکھے اُسے شرم سے آجائے عرق

تیر انداز جو مژگان تو ادا دشنہ گزار
کہ نچھوڑین تن عشاق مین جان اک مو
سرو قامت سے اگر آ سکے ہو طوبی کُبڑا
سیب فردوس زنخدان لب خندان فستق
سینہ تا ناف صفا آب گہر کا دریا
جسطرح شعر خیالی مین ہون معنی اوراق

جب اس صورت سے آراستہ ہو چکا سر پہ ایک حلقہ زرین بنا کر کیا تھا پیشوائد کی طرح باندھی بھبوت منھ پر ملا موتیون کو جلا کر راکھ کیا ایسا چہرہ آب و تاب بنایا بین لیکر کاندھے پر رکھی مرگ چھالا کاندھے پر ڈالا اور ایک جھولا اپنے اسباب رکھنے کا دوش سے لٹکایا درختہائے گنجان اُس مقام پر دیکھکر چشمہ روان کے قریب مرگ چھالا بچھا کر بیٹھا اور بین بجانا شروع کیا پھر اُسکو تو الحان داؤدی خدا نے عطا فرمایا ہی تمام جانوران صحرائی گرد و پیش آکر جمع ہوگئے اور طائر ایسے محو ہوئے کہ بالکل خوف نرہا ہاتھ پر اور سر و دوش پر نشیمن پذیر ہوئے ہر درخت وہان کا بین سُنکر نہال ہوا صحرا سب خوشدلی سے باغ باغ تھا سبز بختی تمام جنگل کو نصیب ہوئی چشمہ کی ہر موج شوق سے لہرائی ایسا جوش دل مین پیدا ہوا کہ چشمے سے بڑھکر دریا ہوا فرط عشق سے اُبلنے لگا شاخین درختون کی جھومنے لگین جھک جھک کر جوگن کا منھ چومنے لگین وہ صحرائے سرسبز کی بہار ابر گھرا ہوا قوس قزح فلک پر نکلا ہوا چشمون کا لہرانا اور ایسی پُر بہار جگہ پر بیٹھکر بین جوگن کا بجانا اور ایسی حسین جوگن کہ چشم زمانہ نے کاہیکو یہ حُسن دیکھا ہوگا اسکی مستانہ ادائین جوانان گلشن کو دکھانا قدرت خدا نظر آتی تھی کہ ابیات قصیدہ

کھلے ہی جاتے ہین سب غنچے رہے جوش نشاط
نہ رہی کلفت عصیان سے جہان مین ظلمت

ٹوٹے ہی جاتے ہین گل بل بے ہنسی کی شدت
اسقدر ساز طرب ساز کی آواز بلند

آج وہ جوش پہ تھی رحمت باری کہ کہین
چھیڑین گر تار کھرج کا تو ہو پیدا دھیوت

ازبسکہ یہان سے قلعہ قریب تر ہی تو بہت آدمی قلعہ سے ادھر آتے اور بہت جاتے ہین جو کوئی اُدھر سے گزرا وہ جان و خرد کھو کر گھر کا راستہ بھولا بیٹھکر جوگن کا منھ دیکھنے لگا اور بیہوش و مدہوش ہوا جب ہجوم زیادہ تر ہوا جوگن نے بجانا موقوف کیا اور وہان سے اُٹھ گئی ناچار خلقت بھی اپنے اپنے گھر گئی اور قلعہ مین آکر سبنے بیان کیا کہ ارے میان ایسی جوگن کبھی ہمنے تو کیا پیر و سہراور زال دنیا نے بھی نہ دیکھی ہوگی اور نہ ایسا گانا بجانا سُنا اور دیکھا یہ صورتین بھی قابل

دیدہ مین چلو اور دیکھ رکھو کچھ لوگ اسکے ساتھ آئے اور گانا وغیرہ سنکر محو ہوئے پھر تو چار طرف سے دیہات اور شہر مین دھوم ہو گئی عالم خدا کا اسی صحرا مین اکٹھا ہو گیا میلا بھی ایسا نہو گا جیسا وہان مجمع ہوا شہر کے امیر و غریب و فقیر سب آنے لگے اور تیر عشق جوگن کا کھا کر تڑپتے ہوے گھر جانے لگے وزیر نے اُس قلعہ خبر سُنی اور امیرون نے اُسکو اشتعالک دی کہ حضور یہ جلسہ بھی کم ہوا ہی جواب آجکل بیرون شہر ہوتا ہی دیکھ رکھنے کے قابل ہی جوگن کا ہے کو ہی قدرت خداے باختر ہی سامری نے اپنے ہاتھ سے اُسکو بنایا ہے ایسا نقشہ کم دیکھنے مین آیا ہی وزیر مشتاق ہو کر سوار ہوا اُسکے ہمراہ تمام ارکان دولت و مشیران سلطنت توڑے اشرفیون اور روپیون کے اپنی اپنی ہمت کے موافق اپنے ساتھ لیے یہان جو لوگ کہ آتے تھے وہ دونے مٹھائیون کے اور پیسے کوڑی روپیے جوگن کے لیے لاتے تھے گرد اُس حسینہ کے پیسہ روپیون کا ڈھیر رہتا تھا اور وہ آنکھ بھی نہ ملاتی تھی وہ سب مال اسی طرح پڑا رہتا تھا ہر ایک کو یہ آرزو تھی کہ ہماری جانب سیدھی نظرون سے یہ دیکھ لے اور کوئی بات کرے لیکن بات کرنا کیسا وہ انکے مجمع کرنے سے درختون مین جھاڑیون مین پوشیدہ ہو جاتی تھی یہ لوگ بھی جب اُسکو ناراض پاتے تھے ہاتھ باندھکر کھڑے ہوتے تھے اور بعض وقت ہٹ جاتے تھے کوئی اُسکی تعریف مین کہتا کہ ای جان جہان مین تیرے عشق مین اپنا یہ حال رکھتا ہون کہ شعر مثال نی ہی مرا جبتلک کہ دم مین دم ٭ فغان ہی میرے لیے اور مین فغان کے لیے ٭ کوئی یہ زبان پر لاتا تھا کہ بیت دنگ کیا فتنہ سازی مین ہو ہمیشہ چشم فتان سے ٭ گرا تھا یہ بھی اشک سرمہ آلود اُسکی مژگان سے ٭ اسی مجمع مین آخر وزیر بھی آکر پہونچا اور اُسنے جو قریب تر آکے اُس صورت زیبا کو دیکھا یہ حال ہوا کہ اشعار

شکل دل جامہ پارہ پارہ ہوا
لیا پھر قرار نے آرام
تیر حسرت جگر کے پار ہوا

ہو گئی بس کہ لوٹے خاک مین ہم
کھو دیا اضطراب نے سب کام

خار خار غم اشک کا رہ ہوا
جلد بھر رنگ کسوت ماتم
سینہ کوبی سے دل فگار ہوا

ہمراہیان وزیر نے گلاب کیوڑا چھڑکا کہ وزیر کو ہوش آیا اُسوقت جوگن نے مسکرا کر باشارۂ ابرو پاس بلایا اشارہ تھا تیغ دو دم تھا کہ جسنے ایک ہی وار مین دل کو سو ٹکڑے کیا مگر کچھ جان مضطر کو قرار آیا مرگ چھالے پر جا کر پاس بیٹھا جوگن نے مزاج پرسی کی اُسنے کہا جان پر بنی ہی باقی سب طرح طبیعت اچھی ہی نام پوچھا تو اُسنے آوارہ و سرگشتہ و بدنام و رسوائی خطاب اپنا بتایا اور کہا کہ افراد

آنکھ اُس پہ چھلا سے لڑ گئی ہی
جان کشتی قضا سے لڑ گئی ہی
قسمت اُس بت سے جا لڑی ہی

دیکھو احمق خدا سے لڑتی ہی

جوگن نے تیوری چڑھا کر کہا کہ میان حُسن پرستا ایسے ہی ہوتے ہین جعلسازی بسان حسن معشوق رکھتے ہین باتین پیدا کرتے ہین ورنہ مین بیچاری اس لائق کب ہون کہ کوئی مجھپر مرنے کا ارادہ کرے یہ کہکر اشک آنکھون مین بھر لائی اور بین اُٹھا کر ایسا پرسوز و گداز دیپک کا راگ بجایا کہ اشنوان سامع کو زن بنا کر جلایا اور یہ غزل زبان پر لائی کہ غزل

ترے کوچے کو وہ بیمار غم دار الشفا سمجھے
اجل کو جو طبیب اور مرگ کو اپنی دوا سمجھے

نگہ کیا اور مژہ کیا ہم تو دونون کو بلا سمجھے
اسے تیر قضا اُسکو پر تیر قضا سمجھے

وہی کچھ تلخ کام اِس زندگانی کا مزہ سمجھے
کہ جو زہراب تیغ یار کو آب بقا سمجھے

سر اک گردش مین سو انداز ناز فتنہ زا سمجھے
فلک کو ہم کسی کافر کی چشم سرمہ سا سمجھے

ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے
جو اسپر بھی نہ سمجھے وہ تو اُس بت سے خدا سمجھے

تجھے ای سنگدل آرام جان مبتلا سمجھے
پڑین پتھر سمجھ پر اپنی ہم سمجھے تو کیا سمجھے

تری کشتے جو یون خواب عدم سے یک بیک چونکے
مگر شور قیامت کو تری آواز پا سمجھے

حساب اصلا نہ پوچھے مجھسے میرے دلکے زخمون کا
حساب دوستان در دل اگر وہ دلربا سمجھے

اگر دل کو نکالا چیر کر پیکان تو رہنے دے
کہ عاشق اپنے پہلو مین اسی کو دل کی جا سمجھے

نہ آیا خاک بھی رستہ سمجھ مین عمر رفتہ کا
مگر سمجھے تو داغ معصیت کو نقش پا سمجھے

بلا اس زلف کے پیچ مین ہی مضمون پیچیدہ
اُسی سے کھلے جو معنی ناز و ادا سمجھے

ہوا نے زلف کو چھیڑا اور اپنا دل لرزتا ہے
کہین ایسا نہو وے ہمسے وہ کافر ادا سمجھے

سمجھ ہی مین نہین آتی ہے کوئی بات فی وقت اُسکی
کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے

اِس غزل نے وزیر کو زار زار رولایا دیوانہ زیادہ بنایا جب اُسنے گانا موقوف کیا اور قصد کیا کہ اب وزیر کے پاس سے اُٹھ جاوٴن اُسنے ہاتھ پکڑ لیا اور منت کر کے قدمون پر سر رکھ کے کہا کہ ای لعبت دل و جان ایک عرض میری اگر تو قبول کرے تو گویا بندہ بے درم مجکو بنائے اور مول لے جوگن اُسکے پاس پھر توقف پذیر ہوئی اِسنے نہایت خوشامد سے عرض کیا کہ یہان اتفاق زمانہ سے آپ وارد و صادر ہوئی ہین غریب خانہ اسی شہر مین میرا ہی امیدوار ہون کہ قدم رنجہ فرما کر اُس کلبۂ احزان کو رشک قصر قیصر و خاقان بنائیے اور مرتبہ میرا براہ افتخار تا بفلک دوار حضیض خاک سے

پہونچائیے جوگن نے ہنسکر کہا اتنی فرصت فقیرون کو کہان جو کسی کے گھر پر جائین یا کوئی دم ہمنشین
ہو لین اپنا تو یہ حال ہی کہ بیت پھر کر ادھر اُدھر نہ ہمارا گیا قلق ٭ لفظ قلق کی طرح سے وہی ہا قلق
پھرنے چلنے سے تو کچھ جی بہلجاتا ہی ورنہ مجکو وہ وحشت ہی کہ مجنون میرے نام سے گھبراتا ہی وزیر نے
بہت منت و سماجت کی اُسوقت یہ راضی ہوئی بس اسیوقت سواری بسان باد بہار ہی تیار ہوئی اور
بڑے تزک و احتشام سے سوار کرکے وزیر لے چلا اور اپنے ایوان مین ایک مقام تنہا اور پاکیزہ
دیکھکر اُسکو اُتارا اتفاقاً اور امیر وغیرہ جو وزیر کے ساتھ سے پھر کر گئے اُنھون نے یہ تذکرہ طیران جادو
بادشاہ سے کیا بادشاہ نے اُسی دم وزیر کو بلوایا اور فرمایا کہ ہماری خوشی یہ ہی کہ جوگن کو لاکر ہمارے
مکان مین آتارو وزیر حیران ہوا کہ بادشاہ جو اِسکو دیکھیگا تو محل کرنا اُسکا چاہیگا میرا مطلب
جائیگا لیکن حکم حاکم مرگ مفاجات بہت خوب کہکر مکان پر آیا یہان بادشاہ نے اپنا وہ باغ خاص
جو اِسکو بہت پیارا تھا باغ عالم سے نرالا تھا اُسکو جوگن کے لیے آراستہ فرمایا وصف اُس باغ
دلکشا کا کیا زیب قلم ہو آمد سے ایسی معشوقہ سبز رنگ گل رخسار کے باغ کا دل بھی باغ باغ تھا
ہر گل گوہر شب چراغ تھا بلبل ترانہ سرا کیا گاتی تھی نسیم مژدۂ جانفزا لاتی تھی فوارہ جوش عشرت سے
اُچھلتا تھا نہرین وفور مسرت سے اُبلتی تھین اور چھلکتی تھین سرو تن رہا تھا شمشاد قامت زیبائی
پھبن دکھلانے کو بن رہا تھا طائران نواسنج غزلخوانی کرتے تھے وصف مہمانی کرتے تھے گلون کا
دماغ عرش اعلیٰ پر پہونچا ہوا تھا مشام جوانان چمن کو بسا دیا تھا عروس گلشن نے نئے سر سے پھولونکا
گہنا پہنا تھا غضب کا نکھار کیا تھا نرگس چشم حیرت سے یہ تماشا دیکھ رہی تھی وہ خرمی پھیلی تھی
کہ سنبل اپنی پریشانی بھولی تھی غنچہ منھ نہین پھولائے تھے فرط عشرت سے کلیان پھولی تھین سوسن کو
حکم تھا کہ جانے ادب ہی چپ رہے زبان نہ کھولے کہین ایسا نہو بے تکی بولے باغ کی بارہ دری مین
تصویرین اور شیشہ سجا گیا نقار خانہ چین وہ مقام بنایا گیا فرش وہ بچھایا گیا کہ اطلس چرخ کو
غیرت آئے ساعت ترتیب بزم عشرت آئے کہ

غزل

گلشن مین گویا چھا گیا نور سحر رنگ شفق
افشان جبین پر سر بسر مہتاب و انجم جلوہ گر
ہو جیسے کیفیت فزا نور سحر رنگ شفق

ہر سرو قد غنچہ دہن ہی زیب چمن شان چمن
اور گورے ہاتھون مین حنا نور سحر رنگ شفق
وہ سیمگون ایوان بنا وہ سائبان رنگین تنا

یہ جوش نسرین و سمن یہ لالۂ و گل کا چمن
ہر سیمبر گلگون قبا نور سحر رنگ شفق
جام بلورین مین ہی یون عکس شراب لالہ گون
لیں وام اب جس سے صفا نور سحر رنگ شفق

فانوس شیشہ لالہ گون روشن ہوئی فتیلیون
گویا کہ شیشہ مین بھرا نور سحر رنگ شفق

جب آراستگی باغ و مکان ہو چلی کنیزان زرین کمر بہ خدمتگزاری حاضر ہوئین اور ہوادار پر جوگن کو سوار کرکے وزیر نے داخل باغ کیا یہ اگر بارہ دری مین مسند پر جلوہ گر ہوئی جسوقت کہ باغ عالم سے گل آفتاب جھولی پژمردہ ہوا اور فراش مہتاب نے فرش چاندنی کا گسترہ فرمایا کہ ابیات

نہال شمع سے اُس شب چنے تھی گل شبو
ہنسے چراغ تو ایسے ہنسے کہ پھول جھڑے
بہار عیش مین گلچین کیطرح سے گلگیر
حیا سے رنگ گل آفتاب تھا تغیر

شام کو بادشاہ آکر داخل باغ ہوا اور اُسنے جو حسن و جمال کو جوگن کے دیکھا غش کر گیا یہ عالم ہوا کہ ابیات

ہوش و بیہوش خود نما غفلت
ضعف سے طاقت آزما غفلت
غش سے مجکو افاقہ ندرت ہی
جان پر غش کہ کیا بلا آئی
جلوہ افروز تہی سر بالین
اُسمین اک بوے جان فزا آئی
صدمۂ جان گسل دوبارہ ہوا
نہ چلے بس خدا کی قدرت ہی
تھا دماغ آسمان پر اپنا
دیکھتا گیا ہی ایک زہرہ جبین
والہ اُس ماہ کا کیا اُسکو
چرخ نے داغ تو دیا اُسکو
دیکھ زانو پر اُسکے سر اپنا
جون کتان سینہ پارہ پارہ ہوا

غرضکہ غش سے جب افاقہ ہوا جوگن نے گھٹنا اپنا سر کے نیچے سے سرکا لیا اُس نو گرفتار دام الفت نے اُٹھکر ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور کہا کہ ابیات

ہم تو ہین کے دلکو جذب دل سے کھینچے جائینگے
پر بڑے پتھر ہین یہ مشکل سے کھینچے جائینگے
دیکھین تو دلکی کشش کبتک نہین کرتی اثر
ہم بھی نالے اِس دل بیدل سے کھینچے جائینگے

وہ فتانۂ عالم بھی مسکرائی اور چشم فتان کی گردش سے قیامت ڈھائی پھر بادشاہ کو مسند پر بٹھایا اور جام لالہ گون بھر کر دیا اور آپ بین کی طرح بین درست کرکے بجانا شروع کیا اور اِس غزل کو گایا کہ غزل

نالہ اِس شور سے کیون میرا دُہائی دیتا
اے فلک گر تجھے اونچا نہ سنائی دیتا
دیکھ چھوٹون کو ہی اللہ بڑائی دیتا
آسمان آنکھ کے تل مین ہی دکھائی دیتا
لاکھ دیتا فلک آزار گوارا تھے مگر
ایک تیرا نہ مجھے درد جدائی دیتا
روش اشک گرا دینگے نظر سے اکدن
ہر اِن آنکھون سے یہی مجکو سجھائی دیتا
مین وہ ہون صید کہ پھر دام مین پھنستا جاکر
گر قفس سے مجھے صیاد رہائی دیتا

ابتو یہ حال ہوا کہ غزل

چشم سرمست نے نازمین کاجل پھیلا
لب میگون پہ مسی کی پڑی کھنکلت
لیکے انگڑائی کہین ہنسنے لگی رام کلی

اُٹھی ملتی ہوئی جو آنکھوں کو کہیں اپنی للتا
چرخِ مینائی پہ اک سبز پری کا عالم
مانگے گر باد تو یہ زہد کہن کی قسمت

بے نمک آیا نظر حسن سرو انجم جیسے رخ
شفقِ صبح پہ اک لال پری کی حالت

ہو گیا زرد رخ شمع و چراغ خلوت
کسے یہ رندکا او زہد فروش آگ نہ بھانگ

بادشاہ کا یہ گانا سنکر وہ حال ہوا کہ اپنے آپ سے جاتا رہا اشک مسلسل کا تار رخسار پر بندھا کچھ دیر کے بعد جوگن نے گانا موقوف کیا انجمن برخاست ہوئی وہ رات کا بھیگنا ستارون کا چمکنا کھیت چاندنی کا کرنا درختون کے پتون کا چمکنا ہوا سے سرو کا چلنا بدن مین کچھ کچھ سردی کا لگنا شبنم کا گرنا خلوت کی رات سبحان اللہ طیران کا یہ حال ہوا کہ اکیلے مین اُس انجمن آرائے خوبی کے گرد پھرا اپنا قدمون پر اُسکے دھرا اور چاہا کہ بوسۂ لب شیرین لے اُسنے ایک طمانچہ منھ پر اُسکے مارا اور کہا کہ مردودے حواس مین آگیا تونے مجکو نیلا بنایا ہی تو صاحب کسبی خانگیون کی طرح بلا کر لگے اپنے مطلب کی گانے ای بابیان خود وہ سزا دونگی کہ تو بھی کچھ دنون کو یاد کریگا ہم فقیر سامری کے جوگی غم کے بروگی ہمارے ساتھ یہ باتین کرنا کب زیبا ہین اُسکے آنکھ دکھانے سے بادشاہ ڈر گیا اور رونے لگا کچھ دیر مین یہ زبان پر لایا کہ سیت کر دیا کیا تیرے ابرو نے اشارہ ظالم ٭ کہ قضا ہاتھ مین تلوار لیے پھرتی ہی ٭ اُسنے جب اُسکو روتے دیکھا منھ پھیر کر ہنس دیا پھر اُسکو ڈھیٹ بنایا وہ پھر منت کرنے لگا پانون پر سر دھرنے لگا جوگن نے اپنا ہاتھ اکوٹ لیا اور کہا یاد آتا کیون تونے ہم فقیرونکو ستار کھا ہی بادشاہ نے کہا کہ ایک بوسۂ لب شیرین کی امید رکھتا ہون اُسنے انگوٹھا دکھایا اور کہا اُدھ ہون یہ ہونا ہی نہین بادشاہ نے کہا کہ شعر بوسے کے مانگتے ہی پھیرنے چتونکو لگے ٭ ایسے کیا لعل لب غیرت گلشن کو لگے ٭ یہ کہکر بے اختیار اُسکے لپٹ گیا وہ آغوش سے مثل برق جہندہ تڑپ کر نکلی اور پکاری کہ شعر پوچھ مت راہ وفا اس نگہ پرفن سے ٭ رہنمائی کی نہ رکھ چشم دلا رہزن سے ٭ آخر اُسنے ایک جام شراب ارغوانی سے بھر کر اور رانگھ سیجا کو بیہوشی ملا کر بادشاہ کو دیا مگر اسطرح سے کہ منھ پھیر کر پہلے جام لبون سے آپ لگایا پھر قسم دی کہ میرا مزہ دیکھے جو میری جھوٹی کی ہوئی شراب نہ پیے بادشاہ مست مے محبت تھا وہ جام بیک جرعہ درکشید کر گیا گویا جیتے جی مر گیا اُس نازنین نے اور دوسرا جام دیا اب تو لاؤ لاؤ کی صدا بندھ گئی اور اُسی حالت نشہ مین اُس ساقی مستم کو اُسنے آغوش مین لینا چاہا یہ اُٹھکر بھاگی وہ فرط مستی سے جان جہان کہکر اُسکے پیچھے جھپٹا طمانچہ بیہوشی کا پڑا کہ سر ملے تا گیا اُدہر اُسوقت جوگن نے پیرہن اُسکا اُتار کر آپ پہنا اور اُسکو بارہ دری کے ایک گوشہ مین دھری ہو غیرہ سے

لپیٹ کر چھپا دیا پھر آپ اُسکی ایسی صورت بنکر تیار ہوا اور کنیزان ماہ لقا کو کہ جو بروقت تخلیہ حاضر رہتی تھین طلب کیا کہ وہ آکر ہاتھ پاؤن دبانے لگین اور اپنے کام مین سرگرم و مشغول ہوئین اُسنے کسی سے کچھ نہ کہا پلنگڑی پر آرام فرمایا جسدم فروغ ماہ نے پلنگ پر عدم کے پاؤن پھیلا کر آرام کیا اور آفتاب بستر خواب سے بیدار ہوا کا بیات

بستر خواب سے بیدار ہوا کا بیات
اکطرف سے ہوئی گھڑیال کی آواز بلند
کہ عداوت سے اگر کیجیے ترک عادت

ہوئی بتخانہ سے ناقوس کی پیدا آواز
ایک جانب کو لگی آنے صدائے نوبت

چلے جمنا کو برہمن کوئی لیکر پوتھی
اُٹھے میخوار صبوحی کے لیے لیکے سبو

ہنگام سحر عمرو بستر سے اُٹھا تاج شاہی اور لباس فرمانروائی سے آراستہ ہوکر دربار مین آیا وزیرا امیر شیران خوش تدبیر حاضر ہوئے جب سب مع افسران لشکر کے حاضر ہوچکے اُسوقت اُسنے باواز بلند پکار کر کہا کہ کل وزیر نے وہ نمکحرامی میرے ساتھ کی ہے کہ اگر اسکے عوض مین زن وعیال اُسکے دار پر چڑھاؤن تو بجا ہے اور کولھو مین پلواؤن تو نہایت درست ہے یعنے بغیر دریافت حال بے سمجھے بوجھے جوگن کو لے آیا اور وہ جوگن عمرو بن اُمیہ ضمری عیار تھا یہ سُنتا تھا کہ وزیر کی عقل دنگ ہوئی اور تھر تھر کانپنے لگا اور تمام امیرون کا عجب حال ہوا کیونکہ یہ بھی وصف کرنے مین جوگن کے شریک تھے اُسوقت اُسنے کہا کہ تم سب خائف نہو مین نے تو ایسا عیار طرار نہین دیکھا تھا کہ دین مبین اُسکا حق ہے یہ اُسی کی برکت تھی جو اُسنے آکر مجکو گرفتار کرلیا اور مارے ڈالتا تھا مین نے دین اُسکا درست سمجھکر اطاعت اُسکی اختیار کی ہے اب تم مین سے جسکا جی چاہے میرے پاس رہے اور نہ جی چاہے تو جدھر چاہے چلا جائے تمام ملازمون نے یہ کلمات سُنکر عرض کی کہ ہم آپکے مطیع فرمان بردار ہین جو رائے اقدس مین آیا بہت اچھا ہوا جو آپ فرمائین وہ ہم سب بجا لائین عمرو نے کلمۂ طیبہ سبکو تلقین فرمایا کہ ہر ایک از سر صدق ایمان لایا اُسنے حکم دیا کہ زندان سے ملکہ زیور کو باعزاز تمام لائین لوگ خوشی خوشی دوڑے اور زندان سے ملکہ مذکور کو مع افسران لشکر کے لائے عمرو نے محل مین عنایت کیا کہ ملکہ بیٹھی شہر مین انتظام ہونے لگا دیرے بتکدے گھر سے مسجدون کی بنیادین ہوئین تمام اہل شہر نذرین لیکر حاضر ہوئے کلید خزانہ خزانہ دار نے لاکر سپرد کی منادی نے ندا کی کہ جو اطاعت خواجہ عمرو کی نہ کریگا بُرے عذاب سے مارا جائیگا غرضکہ جب خوب تسلط ہوچکا اُسوقت مع ملکہ زیور کے عمرو اُس باغ مین آیا کہ جہان طاران کو رکھا تھا اُسکو دری سے نکالکر زبان مین سوزن دیکر ستون سے باندھا اور ہوشیار کیا اور فرمایا کہ اے طاران دیکھ قدرت خلاق زمین و زمان کو کہ کسطرح مجکو تجھپر غالب کیا!

اب کیا کہتا ہی شناخت مین اُس خداے پاک کی طیران کی عقل ابن عیار کو دیکھکر حیران ہی اور دل سے کہا کہ واہ واہ واسبحان اللہ کیا عیار ہی کہ کبھی یہ عورت بنتا ہی اور کبھی جسکی صورت چاہتا ہی بنجاتا ہی اور حامی اپنے شریک کا ایسا کہ جہان کہین اسکا مطیع گرفتار بلا ہو یہ وہان پہونچتا ہی واقعی دین اسکا سچا ہی بس اُسنے اشارہ کیا کہ سوزن زبان سے نکال لو خواجہ نے سوزن زبان سے نکالی اور کھول دیا یہ دوڑ کر قدمون پر گرا کسلیے کہ نہ ملک اسکے قبضہ مین رہا تھا نہ مال باقی تھا جسکو دیکھتا تھا دشمن جانی اپنا جانتا تھا عمرو نے سر اُسکا اُٹھا کر سینے سے لگایا اور مطیع اسلام کیا پھر وہان سے دار الامارۃ مین آیا خواجہ نے اپنی اصلی صورت سبکو دکھائی ہر ایک کو حیرت ہوئی کہ کیا قدرت خداے اکبر ہی صورت تو اِس انسان کی ہی اور سیرت ایسی نظرت ہر اعضا مین کوٹ کوٹ کر بھری ہی غرضکہ جب یہ انتظام ہو چکا طیران نے بہت سے صندوقچہ جواہر کے خواجہ کی نذر کیے ہلال سحر افگن و مخمور بھی آکر پہونچین اور اُس سے بغلگیر ہوئین اب آسنے زاد سفر تیار کیا اور ساٹھ ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر بحشم و خدم کوچ کیا اِسلیے کہ افراسیاب جو اسکا مطیع الاسلام ہونا سنتا تو زندہ نچھوڑتا غرضکہ اسکی سرحد کے قریب ہی تو سرحد کوکب روشن ضمیر تھی چند ہی منزل کے بعد اُس سرحد مین آکر پہونچ گئے اسلیے کہ کوئی گزند راہ مین نہ پہونچے راستہ طلسم ہوش ربا کا چھوڑ دیا جب اُس سرحد مین پہونچے سواریان تو پہلے ہی سے موجود تھین بہت سے اُن سواریون پر سوار ہوئے اور باقی سب ساحران زبردست ہین اُنھون نے خود سواریان سحر درست کر کے راستہ پکڑا اور بہت جلد ملک ہفت رنگ کے قریب پہنچ گئے اُسوقت اُسی راہ سے جو کہ بہت نزدیک کی خواجہ کے لیے کوکب نے مقرر کی ہی یہ سب آکر داخل طلسم ہوش ربا ہوئے اور عمرو اول جا کر لشکر مہرخ مین پہونچا سفاک نے جو خبر آمد خجستہ سنی خواجہ کے نثار ہوئی مہرخ نے حکم دیا کہ لوگ جائین اور زر نثار کرتے ہوئے لائین پھر تو یہ دھوم ہوئی کہ نظم

جیسے ابر بہار آئے جھوم
رخش ایسے کہ چھیڑو اڑ جائین
فیل سواری کا ٹک اصول بجاؤ
ایک دو دم بجائے جاؤ یونہین
رہگذر مین تھے رستہ رستہ گل

ملتیین جاتی تھین برابر یون
آنکھ پھیرو تو کل سے مر جائین
خوب نقارے پر لگاؤ ضرب
دلکش آواز گائے جاؤ یونہین

تھی سواری کے فیل کی یہ دھوم
صف مژگان ہوئی لبرین کی جون
کوئی اب طبیعتو نکو خوب رجھاؤ
کہ رکھین گوش اس صدا پر سب
پھینکتے تھے جو دستہ دستہ گل

غرض جلو تمام یہ آکر داخل بارگاہ ہوے لشکر امن کے ساتھ اُترا

بارگاہ مین ہر ایک شگفتہ ہوا مہرخ نے جشن شاہانہ کیا سب عیش و عشرت مین مشغول ہوے خبرواروں نے یہ خبر بلکہ حیرت کو پہونچائی وہ نہایت پریشان ہوئی اور نامہ افراسیاب کو لکھا اُسنے بھی نامہ نہایت غم و غصہ کیا باقی تدبیرین اُن سب کے غارت کرنے کے تو وہ مشغول ہی ہے اُسکو تو اس حال مین رکھیے اُدھر بہران شمشیر زن اجازت اپنے باپ سے لیکر جس سامان سے کہ جانب کوہ زخشان روانہ ہوئی ہے وہ بھی کیفیت معرض بیان مین انشاءاللہ تعالیٰ آئیگی اب شمہ حال خجستہ مآل جہانگیر بن حمزہ صاحبقران

داستان دلستان گہرریزی زبان کلک عنبر فشان سے حالات طلسم شکنی جہانگیر بن صاحبقران عالیشان یعنی حسب نشان وہی تاریک صورت کش پہونچنا گنبد جمشیدی پر بیابان تاریک مین اور لینا تیغہ بلاکش اور چراغ جمشیدی کو اور مقابلہ ساحران قلعہ دار کے فرستادون سے اور عیاریان چالاک تیز رفتار کی اور حالات قلعہ انجم حصار اور خواجہ عمرو کی عیاریان چالاک سے لمؤلفہ

مرے ساقی بہت مدت ہوئی ہے
اُٹھاؤن کب تلک دو رہی کا مین جبر
سحاب رحمت حق گھر کے آیا
عجب کیا ہے رہے نرگس نہ بیمار
بہار عمر دیکھو نوجوانو
چمن مین میکشون کا ہے اجارا
لچک ہے سرو مین جیسے قد یار
شجر لپٹے ہین باہم مثل گستاخ
ہر اک گل قہقہے یون مارتا ہے
چمن شوریدہ ہے کیا اسمین نمک ہے
شراب ناب کی خواہش مین لالہ
صدا آتی یہی ہے بس کہ مر لا
غزل جسطرح سے مطرب ہین گاتے

کہ ترک احباب کی صحبت ہوئی ہے
خدا نے فضل اے ساقی کیا ہے
گلستان پر کیا ہے جسنے سایا
ہوا سرسبز سارا باغ عالم
کنارے نہر کے پھر کشتی ہو
گلستان ہے کہ ساقی انجمن ہے
گلون کے مثل ہے مین سرخ رخسار
نشیلون کی طرح سے برگ ہر گل
شراب نشہ مین جون بس رہا ہے
نشہ آنکھون مین ہے نرگس کے چھایا
لیے ہے ہاتھ مین اپنے پیالہ
چمن مین ہے جو بلبل چہچہاتی
چمن مین یون ہین طائر چہچہاتے

نہین ہے کمین اب باقی مرے ہمر
چمن مین سبزۂ رحمت اُگا ہے
نہین باقی رہا اب کوئی آزار
صبا دیتی ہے خوشخبری یہ پیہم
غنیمت ہے گلستان کا نظارہ
بڑھے جوبن پر ان روزون چمن ہے
نشہ سے جھومتی ہے نخل کی شاخ
زمین پر لوٹتے ہین بے تامل
صدائے خندۂ گل مین نمک ہے
ہوا سنبل کو میخواری کا سودا
دہن غنچون کا بھی جسدم ہے کھلتا
تو سنکی بکی ہے باتین بناتی
کہون کیا مین بہار باغ عالم

ہر اک سو جوش ہی عشرت کا باہم
دکھا دے مجکو روے جام مینا
کہ مجھ مین ہوش ہون کچھ بھی باقی
لگاؤن طبع رنگین سے مین وہ باغ
کہ پھلتا پھولتا ہی باغ جیسا
کرے گلگشت جو اس باغ مین آ
گل افشانی کند نخل قلم این

مجھے بھی جام گل مین دے لگی جا
کہ دل کھنچتا ہی سوے جام مینا
یہ میری بیخودی وہ رنگ لائے
کہ ہو جنت کو جسکے رشک سے داغ
اسی گلشن کا ہر اک دل ہو بلبل
کنول کھلجاے یارب اسکے دل کا

کہ ساقی اب تو میرا دل ہی بیتاب
چھکا دے مے سے ایسا مجکو ساقی
بہار باغ افسانہ دکھائے
پھلاون پھولون مین اس گلشن مین ایسا
جنے اس باغ رنگین سے ہر اک گل
ز تماشیں ہواے طبع رنگین

سیاحان ریاض سخن و گلگشت کنندگان گلشن علم و فن زمزمہ سنجان بہارستان سخندانی و ہنرمندان چمنستان معانی معطر شامان گلہاے کلام و گل فشانان باغ کلام ندرت نظام سیاح بوستان داستان رنگین بیان اسطرح فرماتے ہین و برنگ بلبل شیوا زبان نغمہ سرا و سرود یون زبان پر لاتے ہین کہ جب شاہزادہ سلطان گردون سپر جہانگیر والا تدبیر بہزاران توقیر براے تسخیر طلسم کوکب روشن ضمیر افراسیاب بے پیر سے رخصت ہو کر روانہ ہوا ہر مقام پر پتلہاے سحر سپری کرتے تھے جادۂ اطاعت سے خلاف قدم نہ دھرتے تھے ہمراہ رکاب سعادت انتساب کئی لاکھ ساحرون کا لشکر انتہا کا کروفر تخت پر خورشید جادو سوار جلو مین فیل و اسپ کی قطار ڈنکا ہوتا نفیر سحر کو دم ملتا ابر سحر سر پر سایہ فگن لشکری دشمن شکن ہر ساحر سامری زمانہ بہادری کا زبان پر فسانہ اسی طرح کوچ و مقام فرماتا بعد قطع منازل و طی مراحل ایک صحراے صعوبت زا مین پہونچا کہ بخت سیاہ دل کی طرح وہ سیاہ تھا ہوا وہان چلتی تھی یا آواز مین اسکی پیدا نالہ و آہ تھا چشم دہر گویا اندھی ہو گئین تھین شب دیجور کی سیاہیان سب گھٹکر اسی جا جمع تھین تاریکی ظلم کا وہان مجمع تھا اندھیرون سے پیدا تھا ستم و جور کو جو اپنی رونق زیادہ منظور ہو تو تاریکی وہین سے قرض لے آفتاب ادھر سے کبھی ہو کر نہ نکلے بلکہ اسی خوف سے تھراتا ہے کہ ادھر راہ بھولکر چلا جاؤن جو اندھا ہو جاؤن ہوا وہان کی دلون کو سیاہ کرتی تھی ہر درہ کوہ کے ایسے تھے کہ گور جہود بھی ایسی تاریک نہو گی پھول وہان کے دیدۂ آہو کی طرح کالے تھے دریا وہان کے اندھے کنوئین اور نالے تھے بگولون نے کالی بلاؤن کو شرمایا تھا جنہون نے جٹاؤن کو کالے جوگیون کے پریشان بنایا تھا ہر قدم پر بلا نازل ہوتی تھی غبار زمین سے جو اڑتا تھا مطبخ خانۂ عالم مین دھوان بھرا تھا سیاہی ہر سمت برستی تھی ہاتھ کو ہاتھ دیکھنے کے لیے آنکھ ترستی تھی

سیاہ قلبی دنیا کی تھی جا سے ہویدا ہر گام
نہ صحرا رشکِ میدانِ قیامت
تصور سے رخِ سیاح ہو زرد

نہ صحرا خانۂ زنبور تھا وہ
ملا دے خاک مین شانِ قیامت
غضب پُر ہول وحشت لق و دق تھا

کہ نیش خار سے معمور تھا وہ
غضب پُر ہول و پُر آشوب پُر درد
جہان ہر ایک قدم پر اتفاق تھا

اس صحرا مین اسنے خیمہ برپا کیا اور ازبسکہ زیادہ ٹھہرنا وہان مشکل تھا اس لیے خود یکہ و تنہا روانہ ہوا ایک لمحہ بھی بارگاہ مین نہ ٹھہرا چند فرسنگ کے بعد ایک گنبد کے نزدیک ڈھونڈتا ہوا پہونچا یہ معلوم ہوا کہ یہان سیاہ اسی جگہ ساکن ہے یا کسی ہوکل جہنم کا مسکن ہے گنبد نہین یہ بھی ایک مکان ساکنان جہنم کا ہے دوزخ کے سندگی کا ایک ٹکڑا ہے کالا جلخانہ ہے بہادر بسکہ اپنے پاس لوح طلسم بندھی رکھتا تھا اسکو گلے سے اُتار کر اُسنے بلند کیا تو معلوم ہوا کہ نہین گنبد بنا ہے اور بڑے بڑے حرفون سے کچھ لکھا ہے اُسوقت افراسیاب نے اُس سے کہدیا تھا کہ بروقت تمہارے پہونچنے کے مین بھی آونگا تم اِن اسما کو پڑھنا اُسنے جب کچھ چارہ نپایا اُن اسما کو ورد زبان فرمایا ایک طائر اُس گنبد کے حوالی سے پیدا ہوکر ایک طرف اُڑتا ہوا گیا بادشاہ باغ سیب مین لیٹا تھا کہ وہ طائر شاہ کے ہاتھ پر آبیٹھا بادشاہ سہم گیا اور اسی طرح مجھے بیٹھے غائب ہوگیا اور ایک ایسے مقام پر اپنے طلسم مین آیا کہ جہان ابر سفید کا ایک گنبد بنا تھا اور ابر سفید ہی کا سبز سا یہ کیے تھا وہان کھڑے ہوکر اُسکے سحر پڑھا کہ در گنبد کھلا اندر سے دھوے کے ایک خط باریک نہایت منور و روشن مثل خط کہکشان ظاہر ہوا بادشاہ اُس خط کے سایہ مین اندر گنبد کے آیا اور اسطرف کے گنبد کے دروازے کو کھولا تو ایک ساحر کو استادہ دیکھا کہ سراپا نور تھا اور منہ مین اُسکے ایک فتیلہ مثل مشعل جلتا تھا بادشاہ نے ران اپنی کاٹ کر خون لیا اور کئی چھینٹے اُس ساحر کے منہ پر اُس خون کے مارے کہ وہ فتیلہ اُسکے منہ سے چھوٹا اور وہ ساحر ایک آہ کرکے جلگیا صداے شور نشور قیامت برپا ہوئی اور آندھی سیاہ آئی چار سمت ہزارون پتلے اور پرچھائیان ظاہر ہوکر دست و پا مین بادشاہ کے لپٹنے لگین اُسوقت اُسنے منہ کھولدیا کہ بھق بھق شعلہاے آتشین نکلنے لگے اور پتلے اور پرچھائیان سب نابود ہونے لگین لیکن اُن پتلون نے بھی تلوارین اِسقدر لگائی تھین کہ جا بجا تن شاہ زخمدار تھا آخر وہ ابر سفید غائب ہوا اور آواز آئی کہ او بدکار ناہنجار دیکھ تو کہ اسکی کیسی سزا تجھے ملتی ہے افسوس یہی ہے کہ ہم ناچار مین اول ہی سے مطیع ہمکو اور ہمارے بادشاہ کو بانیان طلسم نے تیرا کردیا تھا خیر اب در آشتی تو بند ہوا در جنگ کھلا

غرض کہ بعد ان آوازون کے وہان بجاے روشنی کے تاریکی ہو گئی بادشاہ بہت جلد اُس گنبد سے اِدھر کو نکل آیا اور منھ سے آفت جو کی ایک شعلہ نکلکر فتیلہ پر پڑا کہ اُسنے کار روغن کیا یا تو وہ بجھا چاہتا تھا اب دھڑ دھڑ جلنے لگا بادشاہ پرواز کرکے وہان سے صحراے تاریک مین پہونچا روشنی کے باعث سے وہ تمام صحرا روشن ہو گیا خورشید جادو نے اگر التفات کی اور چاہا کہ ہمراہ چلے لیکن اُسنے منع کیا کہ دشت پُر خطر ہے وقت پر تم قدم آگے بڑھانا ورنہ نہین جانا یہ تو سب مر گئے اور بادشاہ قریب گنبد پہونچا وہان شیر بیشۂ شجاعت شبلی ہیجا جہانگیر کو تبر فہر استادہ پایا اور اُسنے شاہ کو دیکھکر سلام کیا شاہ نے فرمایا کہ مرحبا اے میرے شیر دلاور پھر کہا کہ اُس فتیلہ کو جو بلند کیا گنبد پر جو کچھ لکھا تھا حرف بحرف پڑھا گیا جہانگیر نے اُسکو پڑھا اور کئی مرتبہ ورد زبان کیا یکایک در گنبد وا ہوا اور اُسمین سے ایک ساحر تیرہ فام کہ قد اُسکا تاڑ سا فربہی مین پہاڑ سا تھا منھ سے شعلے آتش کے چھوڑتا نکلا اور اُسنے بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے ہاتھ اُسکا پکڑا اور گردن مین باہین ڈالدین کئی مالے مروارید کے کہ اصل مین وہ بیضۂ عقاب تھے اور رنگ در رنگ سحر اُس سے پیدا ہوتے تھے اُسکی گردن مین اپنے گلے سے اُتار کر پہنا دیے اور کہا اے برادر خوب تم آگاہ ہو کہ میرے طلسم مین عمرو عیار آیا اور اُسنے میرے ملازمون کو بہکایا راہ ریاست کو بھلایا اور وہ بلیچھ اور ترک پرستار خدا اسے نا دیدہ ہے کہ جسکے نام سے ہم تم دونون نفرت کرتے ہین چنانچہ بادشاہ نے تمہارے اُسی بیدین سے دوستی پیدا کی اور دین اپنا اور نام اپنے جد و ابا کا برباد کیا اور علاوہ اسکے تم جانتے ہو کہ ہمیشہ سے میرے باج گزار تمہارے بادشاہ کے جد و ابا رہے ہین اور وہ خود بھی غاشیہ بردار حکم رہا ہے پھر تمکو میری اطاعت کرنا زیبا ہے اُس ساحر نے کہا کہ اے ملجاے ساحران جہان و بادشاہ افسون خوانان

بیت

کہ گو شہر تیرا بہ سرخ برین
مطیعون مین ہین تیرے جادوگران
ترا دین و آئین ہے دین و مبین
تو ہی قدوہ ساحران جہان

اس ذرہ بے مقدار سے آپ کیا خدمتگزاری چاہتے ہین کہ ہمکو بجالانا مین اپنا فخر و افتخار جانون بادشاہ نے کہا بھائی مناسب یہ ہے کہ چراغ جمشیدی اور تیغہ بلاکش جو اپنے قبضہ مین تم رکھتے ہو وہ اس نہنگ بحر جلادت و دریاے فتوت

انجم سیاہ فلک جاہ شہزادۂ با توقیر جہانگیر کو حوالہ کرو کہ یہ طلسم کشا ہی یہ کہکر اشارہ کیا کہ جہانگیر بھی اُس سے
کچھ باتین لجاجت کی کرے لیکن یہ بہادر یگانہ کب سر فرو لانے والا ہی کچھ اُسنے سماعت نہ کی سوا
اسکے کہ اُس سے بغلگیر ہوا اور اُسنے بھی اسکے تیور اور شوکت و شہامت جو دیکھی بندۂ بے دام بنا
اور فرمان بادشاہ قبول کیا اندر گنبد کے جہانگیر کو اجازت دی کہ جائے نام اِس ساحر کا وہم جادو ہی
اور اِسکا بھائی ہی کہ اُسکو موہوم جادو کہتے ہین موہوم جادو بیرون گنبد برائے حفاظت
رہتا ہی اسوقت اپنے مسکن مین تھا کہ اُسنے روشنی دیکھی بسحر سے حال دریافت کیا کہ
افراسیاب یہان آیا ہی چنانچہ فساد سے کوکب اور افراسیاب کے تو آگاہ تھا
سمجھ گیا کہ آنا افراسیاب کا خالی از فتور نہین جلد خبر لینا چاہیے پس فوراً اُڑکر اِس مقام پر
اور مخفی طور پر ساز کرنا افراسیاب کا اپنے بھائی سے دیکھا دل سے کہا واے سرد یم یہ کیا
غضب ہوا اُسنے پشت گنبد پر جلد تر پہونچکر سحر کی نقب لگائی اور اندر گنبد کے آیا اور جس
صندوق مین کہ تحفہ ہاے مذکور تھے اُسکو وا کرکے حاصل کیے اور نقب ہی سے نکلکر صحرا کا
راستہ پکڑا ادہیان جہانگیر جو اندر گنبد کے آیا قندیل سحر کی بہت روشنی تھی دیکھا تو ہزارہا تصویرین
یہان لگی ہین کہ سب ہنستی بولتی ہین اور سبزہ بن بچھی ہین گلدستے اُنپر چنے ہین سامنے گلدستون
کے آئینہ بیٹھک وار لگے ہین آئینون مین پریان ناچتی نظر آتی ہین بادشاہان ممالک سیر و شکار
مین مصروف دکھائی دیتے ہین صحرا و کوہ کا تماشا نظر آتا ہی بلبلونکا چہچہانا سنائی دیتا ہی رقص
طاؤس گلستان مین دکھائی دیتا ہی آئینہ نہین اصطرلاب جاماسپ و جام کیخسروی کو شرماتے ہین
جام جم کو کوزۂ سفال بتاتے ہین انہین نیرنگیون مین ایک یہ بھی تماشا ہی کہ کئی ہزار صندوق جواہر
اور شیشے کے کار رکھا ہی ہر ایک پر غلاف مخمل کا چڑھا ہی ہر صندوق پر جواہر کے مور کھڑے ہین
دم اپنی اُٹھائے رقص کرتے ہین جو کوئی قریب صندوق جانے کا ارادہ کرتا ہی وہان سے
ایک پریزاد نکلتی ہی اور اپنی ادا ہاے دلفریب پر لبھاتی ہی ہنسکر برق دندان کی چمک سے
بجلی گراتی آئینۂ رخسار کا اپنے حیرتی بناتی ہی انسان محو ہوکر رہجاتا ہی کچھ دیر مین وہ پری تو غائب
ہوتی ہی جانے والا مثل تصویر گنگ بے حس ہوتا ہی اور کچھ دیر مین زمین مین سماتا ہی جہانگیر نے
وہ اسما جو سر گنبد پر تھے پڑھے اور لوح طلسم بند بھی پاس رکھتا ہی پس قدم جلادت سے

بڑھا کر صندوقون کے پاس آیا لیکن حیران کار تھا کہ کس صندوق کو کھولون اور کسطرح مفتاح باب مقصد ہون لیکن ایک صندوق جواہر کار منقش بنقش و نگار کو دیکھا کہ سب سے زیادہ تجمل اسکا تھا دونون مین سے زیادہ ماہبین تصدق اسپر صندوق جواہر انجم جسرخ برین اسکا قفل بھی کھلا دیکھا اسنے اسی کا پٹرا اٹھایا اپنے مطلب کا نپایا مگر اسکے کنارون پر لکھا دیکھا کہ یہی ہی مخزن جواہر تحفۂ طلسم بس اسکا ماتھا ٹھنکا ناچار کرنا کیا باہر نکل آیا افراسیاب کو اسوقت صدمہ عظیم ہوا اور سمجھا کہ شاید وہم نے دغا کی وہم بادشاہ کے تیور بد دیکھکر غائب ہوگیا افراسیاب نے ہر چند سحر کیا کہ حاضر ہو مگر وہ ملازم اور بادشاہ کا اور سرحد دار ہے وہ اسکے ادنی سحرون کو کب مانتا ہی کہ یہ گھڑے گھڑے سحر کرے اور وہ آجائے ہان جب ہوم وغیرہ کرکے کسی طریقہ کو اثر کرے تو اثر ہو ناچار بادشاہ تو اپنی فکر مین ایک طرف گیا اور جہانگیر نے قدم ہمت آگے بڑھایا اسوقت ایک پنجہ کمر مین آگر اسکے پڑا کہ بروے فلک لیکر اڑگیا یہان کا تو یہ ماجرا گزرا مگر چالاک بن عمرو بھی ساتھ جہانگیر کے آیا ہے اسنے تلاش مین اپنے مالک کے رہ نوردی کی اور ایک مقام پر ٹھہر کر صورت اپنی تشکل زن حسینہ و جمیلہ کے بنائی زلف کا سلسلہ تبل باغ جنان تک پہونچا ہوا رخسار کے روبرو گل باغ رضوان شرمندہ پیشانی شعلۂ طور کے روبرو بہشتی پیشانی آنکھین دور ساغر آب زندگی سے لبریز ابرو مستی خیز لبون پر جان مسیحا قربان مرے پاتک عجب آن بان اگر لیلی اسکو دیکھے تو مجنون بنے ہیرا ہیرے کی کنی کھائے شیرین سامنے اسکے پھیکی ہو جائے عذرا عارض پر مفتون ہو کر جان گنوائے **نظم**

کھلے بال چلتی ہو وہ سرو ناز
قد مبکس کو آئی عمر دراز
جدھر کو وہ ٹک گرم رفتار ہو
قیامت ادھر سے نمودار ہو
نگہ گرم اسکی جدھر جا پڑے
کہے تو کہ ادھر کو بھی گر...
وہ کافر بھوین ہوئین اہل جہان
کرین سجدہ اسکا یہ اسلامیان
جب اس صورت سے آراستہ

ہو چکا لباس و زیور سے بھی مزین و مجلے ہوا اور اٹھلاتا لمکرولے کا عالم دکھاتا چلا لیکن یہ کہتا جاتا تھا کہ یہ مردوا بڑا دغا باز ہے مجکو اکیلے مین لاکر چھوڑ گیا بے مروتی سے منھ موڑ گیا سامری کسون اب کبھی اس موے سے مین بات نہ کرون اے اسکے منھ کو جھلسا آگ کا لگاؤن دیکھو چھائین پھوئین اوہ رے دل تو اسکا نام نہ لے چل اپنا کام کر بس ایسے شام درے در پیچ ...

اسی طرح اس گنبد سے چند گام بڑھا تھا کہ سامنے سیاہی دیکھی اور سیاہ پانی کا ایک چشمہ نظر آیا یہ اُسکے کنارے جب پہونچا پانی کو اُسکے تلاطم ہوا اور بعد کچھ دیر کے ایک ساحر نے سر بدر کیا اور باہر چشمہ کے آیا یہ اُسکو دیکھکر جھجکی اور چھاتی اُبھار کر چلی اُسنے جو دیکھا کہ ایک معشوقۂ طناز عربدہ ساز مست مے ناز رفتار سے دل پامال کرتی بسان آہوے رم خوردہ دلفریبی دکھاتی جاتی ہے بس وہین سے پکارا کہ

بیت

ہم وہ ہین گرم رو رہ وفا جون خورشید
سایہ تک بھاگ گیا چھوڑکے تنہا ہمکو

وہ نازنین بھی پھر مسکرائی رخسار انور کی تنویر نظر آئی برق رخسار نے دل جلایا دوڑ کر وہ اُسکے قریب آیا اور کہا کہ

شعر

خرامان نکلتی ہو جس راہ سے
قیامت ہر وان نالہ و آہ ہے

اے یار بیوفا اے طالب طرحدار دل لیکر یون بھاگنا اچھا نہین ہان سچ ہے چورون کا اور کام ہی کیا ہے اُسنے جواب دیا کہ چل تجھے مردوے اتنی باتین نہ بنا دل اپنی امان جان کو جا کر دے مجھ بیچاری غیر سے کیا واسطہ ہے یہ تو وہی مثل ہوئی جان نہ پہچان بڑی خالہ سلام اُسنے منت کی اور سر قدم پر رکھا یہ نہین نہین کیا کی آخر وہ اُسکو گود مین لیکر بھاگا اور اگر چشمہ مین کود پڑا جب اُسکی آنکھ کھلی ایوان وسیع و رفیع تعمیر دیکھا آراستہ برنگ تصویر دیکھا اندر ایوان کے فرش بچھا مسند مغرق آراستہ نہایت پیراستہ اسباب عیش و عشرت کھانا جام و صراحی موجود عشرت حاضر غم نابود اُسنے لاکر اُسکو مسند پر بٹھایا اور آپ سامنے بیٹھا نظارہ جمال عدیم المثال سے ایسا خوش تھا کہ پھولون نہ سماتا تھا آخر اختلاط اور گرم جوشی شروع ہوئی اُسکا منت کرنا اور اُسکا بگڑنا ہاتھا پائی باہم ہونا چھوٹے کپڑے کا اوپر چڑھنا کبھی بند سیون کا کھلجانا اُسکا آغوش مین لینا اُسکا تڑپ کر نکلنا اور کہنا کہ اے شخص گھڑی بھر اسوقت صحبت ہے تو مجھکو ہلاک کرتا ہے غم فرقت سے دنکو نہ چین آتا ہے نہ آرام ملتا ہے خواب و خور حرام ہوتا ہے خنجر اندوہ دل پر چلتا ہے جان پر بنتی ہے دم نکلتا ہے کہ

قطعہ

سب اس عشق کو عشق کہنے لگے
اسی سے دل ماہ ہے داغدار

اس آتش سے گرمی ہے خورشید مین
کتان کا جگر ہے سراسر فگار

ستم اس بلا کے ہین سہتے لئے
یہی فرسکی جان نومید ہین
نئے اُسکے چرچے حکایت سُنی

گھبے شکر گا ہے شکایت سُنی | اِسی سے قیامت ہی برپا اور | اِسی فتنہ گر کا ہی عالم مین شور

اُسنے کہا ای یہ پارہ قسم ہی سامری کی جب سے تجھے دیکھا ہی یہ حال ہمارا ہی کہ دشنۂ غم سے جگر پارہ پارہ ہی دریائے اشتیاق جوش مین ہی بندہ کب اپنے ہوش مین ہی رہا جا

کسی بیکس کو ای بیداد گر مارا تو کیا مارا | جو آپ ہی مر رہا ہو اُسکو گر مارا تو کیا مارا
جگر و دل دونوں پہلو مین ہین زخمی اُسنے کیا جانے | اِدھر مارا تو کیا مارا اُدھر مارا تو کیا مارا

یہ کہکر اُسکے لپٹنے لگا اُسنے دھکیل دیا کہ صاحب تخلیے بیٹھو اور جب دیکھا کہ یہ بدظن ہوگا بس فوراً جام ارغوانی بھرا اور اُس اختلاط مین پہلے ہی اپنا کام کر چکا تھا یعنے شراب آغشتہ بدارو بیہوشی ہو چکی تھی بس وہ جام اِس کافر کے حوالے کیا پنجہ نگارین خوش نما کو دیکھکر اُسکا دم نکلا بیقرار تو تھا ہی جام لیکر پی گیا وہ جام پلانے سے مست و مدہوش ہوکر گرا اُسنے فوراً خنجر سے سر اُسکا جدا کیا آواز مہیب آئی کہ مارا موہوم جادو کو اسطرف افراسیاب جو غائب ہو گیا تھا اُسنے ایک مقام پر پہونچکر خون اپنے بدن کا لیکر جانب فلک اُچھالا کہ وہ خون ایک زنجیر سونے کی بنکر ہر طرف پھیل گیا اور کچھ عرصہ مین وہی زنجیر وہم جادو کے گلے مین پڑی ہوئی اور جہانگیر جو پنجہ مین دبا ہوا سامنے شاہ کے آیا بادشاہ نے اُسکو زنجیر سحر سے رہا کر کے بہت کچھ سمجھایا کہ وہ سرفرو لایا اور بادشاہ کو مع جہانگیر کے لیکر روانہ ہوا اور اسی گنبد کے قریب پہونچکر جو اُسنے دیکھا تو وہ تالاب سیاہ پایا اور ایک عورت کو دیکھا کہ لاش ساحر کی ڈھونڈھ رہی ہی پھولی وغیرہ تلاش کرتی ہی آفت برپا ہی زمانہ سیاہ ہی آندھیان چل رہی ہین اُسنے کہا ہائے میرے بھائی کو کسی نے مارا شاہ جادوان نے اُسکی تسکین فرمائی اور چابک کو اُسکے گلے سے لگایا پھر ایک جو بنا دیکھا کہ وہ برباد ہونے سے باقی رہگیا تھا چنانچہ اُسکو اُکھیڑا ایک صندوق مین تہ بالش چراغ جمشیدی رکھا پایا وہ لیکر جہانگیر نہایت خوش و خوشنود ہوا اور وہم نے اب اطاعت بخوشی خاطر قبول کی اُسکو اپنے ہمراہ لیکر وہان سے مراجعت کی اور وہم شہزادہ کو اندر گنبد کے لایا اور ایک مقام پر تختہ سنگ لگا تھا اُسکو دیکھا کہ سنگ برنگ سبز تھا اور قلابے ہین اُسمین لگا تھا شہزادہ نے بقوت صاحبقرانی اُسکو اکھیڑا دہنہ نقب کا پایا اُسوقت افراسیاب تو وہم کو لیکر پھر آیا اور اُسی نقب مین آکر شہر اجہان خیمہ جہانگیر کا تھا اور جہانگیر دونوں پاؤن جما کر اُس نقب مین کودا تا دیر غلطان و پیچان چلا گیا جب پاؤن تہ سے آشنا ہوئے ایک صحراے سیاہ رنگ پھر نظر آیا اُسنے چراغ جمشیدی کو وہان رکھکر روشن کیا کہ تمام صحرا نورانی ہو گیا جیسے کسی کافر کے دل میں نور اسلام آگیا روشنی کی ہوتے ہی صد ہا

نیلی پوش خبردار ہوا کہ شاید طلسم کشا آگیا بس اُسی وقت لشکر ساٹھ ہزار ساحران غدار کا پیر
چڑھ دوڑا صداے بوق و دہل نے تمام دشت کو تھرا دیا زلزلہ زمین مین ڈالا اور تیغ تبر تیس کی گانٹھ
ہر طرف دم چھلتے نظر شورش دریاے لشکر نے کشتی جان کو ڈبونے کا عزم کیا بس وہ لشکر جہانگیر پر
تیغۂ بلاکش کھینچا اور نعرہ بلند کیا اب تو یہ حال ہوا کہ نہرین خون کی جاری ہوئین فوارے جسم سے خون کے
اچھلنے لگے کسی طرف آگ برستی تھی کہین لوہے کی لاگ تھی کسی جا کلوا اپنا کام کرتا تھا لیکن جہانگیر
یکہ و تنہا ہزارون لاکھون پر بھاری نظر آتا قضا نے باغبانی کر کے طرفہ باغ لگایا تھا تیغون کے پھل
نخل جسم مین لگے تھے تیر چلتے تھے یا صبا آفت بڑھتی جوانون کے جسم پر پھولون کی طرح گلکاری تھی

جوہر شمشیر کے سینے کھلے تھے لطم
دہری آگئی اکبار صف اعدا مین
چشم خورشید فلک پر تھی مثال [illegible]

سپاہ نے اپنے کھیسٹی جو بہین اسنے تلوار
ایک وہ ہاتھ کے چلنے مین پڑی ہلچل

باعث تیر کی چشم تھی وہ برق اجل
تیرگی بخش جہان بسکہ ہوا سرمہ گرد

اس دشت مین پہونچنے سے راہ کھل گئی تھی بادشاہ جادوان بھی مع
ملک خورشید کے آکر پہونچا اور فوج پر سرحددار کے گر اعیاذاً باللہ بڑی گھمسان کی مار ہوئی آخر عین گرمی
جنگ مین سرحددار نیلی پوش مقابلہ مین جہانگیر کے آکر دو پرکالے ہوا اور بقیۃ السیف لشکر بھاگا
اور سرحددار بارگاہ استادہ ہے براے حفاظت یہان رہتا تھا ملک و مال اُسکا نہ تھا ملک انجم
شاہ جادو کا ہے کہ جو بہنوئی ہے کوکب روشن ضمیر کا اور مقدمہ جو سرحد کا تھا اسلیے کوکب نے
اپنے بہنوئی کو یہ ملک سپرد کیا تھا اور اسپر بھی زیادہ تر یہ حفاظت تھی کہ گنبد دو ساحرون کو سونپا
اور سرحددار بھی مقرر فرمایا تھا یہ فوج شکست خوردہ اور زبون حال جانب انجم حصار
لائی اور یہان فتح کے نقارے بجنے لگے اور مال و اسباب اعدا کو سب نے لوٹ لیا پھر بارگاہ
اُس صحراے اول سے منگوا کر اُسی مقام پر برپا کرائی لشکر مین جو طائفے کے ساتھ ہین اُنھین حکم
و سرود دیا افراسیاب سب نشیب و فراز جہانگیر کو سمجھا کر رخصت ہو کر اپنے مقام پر گیا جہانگیر نے
یہان انتظام معقول کیا طلایہ قائم ہوا بازار مین قلعین بالادی پر روز جانا مقرر کیا اندر بارگاہ کے
جشن ہے صحبت ملوکانہ برپا ہے یہ تو بعیش قرار پذیر ہین لیکن جو ساحران فراری کہ قلعہ انجم حصار مین پہونچے
انجم شاہ جادو سریر حکومت پر بصد کر و فر جلوہ گستر تھا دربار مین اُمرا و وزرا آئین سلطنت
قاعدہ ادب سے ماہر تھے اُسوقت ان فراریون نے دردار الامارہ پر پہونچکر فریاد و فغان کی انجم شاہ

سامنے طلب فرمایا اور استفسار حال کیا اُنھون نے بدر. اسب حال گنبد کے ٹوٹنے کا اور سر جدا کا
اڑکر قتل ہونے کا بیان کیا ان لشکریون کو تو سرکار مین جگہ دی گئی اور بغضب تمامتر اپنے سردارون کی
جانب اُسنے نگاہ کی ایک سردار ذی احتشام مقتون جادو نام اپنے دنگل سے اُٹھا اور آداب بجالایا
شاہ نے اُسکو خلعت عنایت فرمایا پھر وہ اجازت سفر لیکر باہر آیا ساٹھ ہزار ساحران نامی کو اپنے ہمراہ لیا
اور آپ بھی تخت سحر پر سوار ہوکر چلا پھر وہی شور برپا ہوا زمانہ کا دل دہلا جادوگرنیان طاؤس اڑاتی چلین
اژدرون کی پھنکارون نے عالم کو سم اسود کردیا اسلحہ کی چقاچاق سے دنیا بھر گئی ڈنکے بجتے ناقوس
پھنکتے بڑے عظم و شان سے صحرائے تاریک مین آکر پہونچے اور خیمہ و بارگاہ سب نے نصب کیے
طبل فوج کے داخلے کے بجے ہرکارے خدمت جہانگیر مین آئے سب کیفیت معرض عرض مین لائے
یہان کئی روز تک مقتون کسل راہ سے آسودہ ہوا آخر ایک روز جب صحرائے تاریک سواد اعظم
شب نے معتقلہ فرمایا اور نور خورشید کو داغ سمجھکے جسم سے مٹایا کہ نظم

یہ شنگرف روشنی کا نام آئی | شفق نے پھر خبر دی شام آئی
نہیں ہوتے ہیں سے گل ستارے | چراغان بنگئے بالکل ستارے

سر شام مقتون خوش انجام نے طبل جنگ بجوایا ہرکارے دوان دوان خدمت والا شہ زند
صاحبقران مین آئے اور بصد عجز و ادب یہ زبان پر لائے اشعار

چلے نہ اشرفی آفتاب عالم مین | خط شعاع سے اسیر جو یہ ہو تحریر | شہ بلند نگہ شہریار والا جاہ
خدیو مہر کلہ خسرو سپہر سریر | جہان مسخر و عالم مطیع و خلق مطاع | فلک موقر و اختر معین و بخت نصیر
زمین ہو سبز جو تیرے سحاب بخشش سے | تو بوٹی بوٹی سے پھر خاک کی بنے اکسیر | طبل جنگ لشکر دشمن مین بجا ہے

باقی عافیت سب طرح ہے ادھر بھی نفیر سحر کو دم ملا لشکرون مین تیاریان آلات حرب و ضرب کی
شروع ہوئین شرار سحر شرارت کرنے لگا شعلہ بھڑک بھڑک اُٹھا ایک طرف شمشیر ایسی جلوہ گری
بنی زبان نکلے چمک سے شعلے چھوڑتی تھی کمان چلا چلا کر منتر پڑھتی تھی زبان سنان کی
سینہ چھیدون یا قوی بازو ادھر آ چھو جاری تھا تیرون کی بونین تیار ہوتی تھین گرزون کی دھمال
ہوا چاہتی تھی جھنڈا شجاعت کا گڑا تھا ہر منتر یہ پڑھا جاتا تھا کلوا آسے بھیرون جائے کالی دین کا
لہو چاٹے تلوار سحر کی خوب کاٹے یہی صدائین آتی تھین جانین خوف سے جاتی تھین چار پہر یہی
ہنگامہ رہا جب مرغ سحر نے پیک بنکر خبر آمد سحر دی اور غوغائے گجر نے شور طبل و بوق کو شرمایا

ابیات

جو آئی پھر گھڑی سر پر اذاں کی ۔ بدل دی صبح نے نکہت جہاں کی
ہوا مہتاب کا بھی رنگ کافور ۔ چراغ صبح کے مانند بے نور

سحرگاہ شاہزادۂ والا جاہ بستر خواب سے اٹھکر مسلح و مکمل ہوا اور دربارگاہ خورشید پایہ آیا وہ بھی سویرے سے برآمد ہوا ہر ایک نے تسلیم کی پھر تخت اسکا قلب مین لیکر بڑے کر و فر سے جانب میدان روانہ ہوئے کیا ان کفارون کی شان وآن وبان لکھی جائے ایک دُر بحر شجاعت جہانگیر با توقیر کے سبب سے لشکر کی یہ عزت تھی نظم

وہ قیامت ہے تری فوج کہ شور محشر ۔ دم نہ مارے کبھی سن پائے جو گھوڑون کی [illegible]
نالۂ بوق کی ہیبت سے رکھے پھونک کے پانون ۔ تو چہ صور سے گذرے جو دم اسرافیل
دون ترے گھوڑون کو مین کیونکہ پریون سے نسبت ۔ نہ یہ صورت نہ یہ رفتار نہ یہ ڈول نہ ڈیل

غرضیکہ بہزاران تجمل جب میدان مین پہونچے اُس طرف سے مفتون بھی فوجون کا پرا جمائے اپنی مکنت و جلادت دکھاتا آکر پہونچا دونون لشکر مقابل مین صف آرا ہوئے اور بعد ترتیب صفوف میدان جدال و قتال یہ نوبت پہونچی کہ ایک ساحر شعلہ پیشانی جادو نام مفتون کی طرف سے میدان مین آیا اور نیرنگی سحر دکھا کر طالب مرد نبرد آزما ہوا اسطرف سے شہنشاہ قوی بازو نام نے آکر اسکا مقابلہ کیا آخر دونون مین رد و بدل ترنج و نارنج سحر کی ہی آخر ایک نارنج ستارہ پیشانی کے سینہ کو توڑ گیا بھائی اسکا زحل صورت اسکے مقابلہ مین پہونچا اور اُسنے ایک بجلی سحر کی گرائی کہ حرز جان شمشاد کو اُسنے جلایا ہر آسی کچھ کام نہ آئی جہانگیر تو سنبھلا بہادر ہی اسکو تاب کہان خوبامر کہ اُٹھا کر صف لشکر اعدا پر جا پڑا کہ یہ کہانکا جھگڑا ہی مارا اور مر گئے پھر تو ابر سیاہ چار طرف سے گھر آیا اور تیغ سحر چلنے لگا دار و گیر کا زمانہ تھا اپنا پرایا سب تیغ کے منھ پر چڑھکر منھ کی کھاتا تھا جان گنواتا تھا آتش خانۂ تن مین جادو کی لگی تھی پانی نے آبرو ساری کھوئی تھی غرق کشتی زندگی ہوئی تھی ساری کرنی دھرنی ڈبوئی تھی اُسنے اِسکو گرایا اِسنے اُسکو بھگایا کوئی کسی کے اوپر غالب ہوا کوئی مغلوب ہوکر بیٹھا بیچا ہر سمت سائین سائین کی آواز جان پر از سوز و گداز شمع ہستی گل ہوا اے دامن کے جھونکے مار لو مار لو کا غل آفت تازہ برپا اندھیرا چھایا ہوا تیغ اپنا پرایا ہوا مفتون نے بڑھکر کچھ جانب آسمان

پھونکا ایک ابر تیرہ گھر آیا اور چار طرف چھا کر پھر ہر سمت سے شکل دیوار کے زمین مین سمایا ایک قلعہ سحابی اُسنے بنایا اُسکے اندر کل لشکر خورشید کا آیا جو اُس سحاب کے قریب جاتا شعلہ آتشین نکلکر بدن مین لپٹ جاتے تھے رخت حیات جلاتے تھے خورشید نے اُسوقت کچھ روئی بصد خوبروئی جھولی سے اپنی نکالی اور سحر دم کرکے جلاڈالی اُسی وقت آگ اُس قلعہ مین لگی اور روئی کی طرح جلکر رہگیا مفتون نے ایک تسمہ اپنی جھولی سے نکالا کہ وہ تسمہ بظاہر مار سیاہ نظر آتا تھا اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کرکے جانب زمین پھینکے ہزارون ماران سیاہ پیدا ہوکر لشکریون کو ڈسنے لگے خورشید نے ایک طاؤس موم کا بناکر کچھ ٹیکے سیندور وغیرہ کے اُسپر دیے پھر اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کیے اور آسمان کیطرف اُڑا دیے لمحہ بھر مین ہوا تیز و تند ہوئی اور بعد ہوا کے ہزارون طاؤس آئے آسمان پر چھائے گندے باندھ باندھ کر زمین پر گرے اور سانپون کو چُن چُن کھاتے تھے اسی طرح سے تا دیر لڑائی رہی سحر آزمائی رہی ہاتھون کی صفائی رہی کہ **نظم**

نسطائر کو بھی وہ سمجھے ایک اڑتی ہوئی چیل
طائر روح عدد کے لیے بہر پرواز
مہرہ پشت عدو مین ترا تیر صف شکن
تیر کی تیر سے صید اصبے کبوتر کو زغیل
جب ہون مرغان ہو تیرے نشان بندوق
رشتۂ مہرہ تسبیح کے مانند و خیل
آخر فوج مفتون کی پسپائی

اور تیغہ بلاکش کے سامنے جب وہ جا بلندی کرکے آیا ایک ہاتھ مین دو ٹکڑے ہوا شور دار وگیر برپا ہی تھا اب اور بھی قیامت کا ہنگامہ ہوا افسران لشکر نے مرنا گوارا کیا بڑے تجسس سے لاش اُسکی پائی اُٹھو لیکر روتے پیٹتے گریبان چاک سر پر خاک ڈالے روانہ ہوئے جہانگیر نے دور تک تعاقب کیا پھر بفتح وفیروزی مراجعت فرمائی فوج دریا موج اُسکی اور منزل بھر بڑھ آئی پھر وہی ہنگامۂ نشاط برپا ہوا ہر سپاہ در مال لوٹ کر مالامال ہوگیا اور بستر پر اپنے بخوشی خاطر آرام پذیر ہوا بارگاہ مین شہزادہ فلک جاہ کے یہان جشن ہو رہا تھا اُدھر اثناے راہ مین قافلہ شکست خوردان رو رہا تھا اسی طرح پریشان ومضطرب الحال انجم حصار مین آگئے اور سامنے بادشاہ کے پہونچکر سب ماجرا معرض عرض مین لائے اُسنے جھنجھلا کر ضرسیر آہن خوار جادو کو بہ سپاہ کثیر روانہ کیا پھر وہی ہنگامۂ سپاہ برپا تھا فوجون کا چلنا جوانون کا مچلنا اور تمنائے بیرون کا غل کرتا تھا سفر کی زحمت اُٹھا کر نہایت احتشام سے یہ سب دلاور جب مقابلہ مین پہونچے ایک دو روز آسودہ ہوئے ایک دن جب دن کے عمر کا آفتاب لب بام ہوا اور ضیاے خورشید کو چراغ سحری پایا کہ **بیت**

زمین کمسایہ نے کی پردہ پوشی | مٹی مہر فلک کی گرم جوشی | ایسے ہنگام مین طبل جنگ دونون سمت

بجے دلاور آگاہ و خبردار ہوکر جان لڑانے پر تیار ہونے لگے کہین ہواے افسون کی ہوا باندھی کہین پیدا ہوئی اندھی کہین تیغ تیز چمکی کہین کمان نے چلاکر خبر دی رن اور بزن کی رات بھر یہی غلغلہ رہا جب ساحر دہر نے شعلۂ مہر کو چمکایا اور ساحرۂ شب کی شکست کا زمانہ آیا بیت اڑانے جلوہ ہاے صبح نے ہوش بڑھے پھر لعین لڑنے والونکے جوش ٭ صبح کو دونون جانب سے سپاہ کینہ خواہ مقام وادگاہ پر گروہ گروہ پہونچی حسب دستور شور بر پا ہا صفین کھنچ گئین علم بلند ہوے کڑکا ہوا طبل و بوق بجے ضرپر آہن خوار علاوہ سحر کے قوت بازو کا اپنے بہت بھروسا رکھتا ہی اور سحر بھی اسی طرح شجاعت کا کرتا ہی اسنے سحر کیا کہ ایک پہلوان صحرا سے گھوڑا اڑاے میدان مین آیا اور سلحشوری دکھا کر طالب مرد و نبرد ہوا خورشید کیطرف سے بھی ایک ساحر نکلا مگر جو ساحر کہ اسکے مقابلہ مین آیا اُسنے بیک ضرب شمشیر دو پر کالے کیا ستر اٹھارہ جوان نامی و نامور طعمۂ نہنگ شمشیر ہوے اُسوقت جہانگیر کو تاب کہانی گھوڑا اڑا کر سامنے اُسکے آیا اور نیزہ بازی شروع ہوئی اتفاق سے کاوہ دینے مین گھوڑون کے عکس لوح کا جو گلے مین جہانگیر کے تھی پہلوان پر پڑا وہ کاغذ کا ہوکر مع مرکب کے زمین پر گرا جہانگیر نے یہ ماجرا دیکھا ایک قہقہہ مارا ضرپر سخت نادم ہوا اور خود للکارتا ہوا سامنے اُس باطل کنندۂ افسون کے آیا اور نیزہ سینۂ بے کینہ پر اُسکے لگایا پھر تو اُس جنگ کا حال ہوا کہ نظم

بگشتند با نیزہ ہاے دراز
بلفتند با نیزہ بر سینہ راز
نبودند حملہ کردند بایکدگر
دو این را ظفر بدنہ آن را ظفر
فگندند از دست نیزہ سران
پس انگہ گرفتند گرز گران
چنین بہ گرد دلاور زجاے
سپر بر سر آورد بفشرد پاے
چنان بر سر خورد گرز گران
کہ از زیاد دست دراز ہر گران
نشد مرکبش گستوان چاک چاک
فرو رفت ہر چار پایش بخاک
نتاوا زگوپال ہر دو سران
تو گفتی بدش ہاے آہنگران
ز نیروے مردان دران کارزار
ببد آبلہ دست ہر دو سوار
زگوپال چون کار ناید بہ برگ
روان بر کشیدند شمشیر مرگ
دو شیر دلاور چو غرندہ میغ
سخن بود بایکدگر شان بہ تیغ
بزد تیغ شہزادۂ نامدار
جو کبر پاس حدیدہ در کارزار
غریو آمد از جان فوج ضریا
ہمی نوحہ کردند برنا و پیر

اُسوقت تمام سپاہ کینہ خواہ باہم اوپوش پذیر ہوئی دلاورون کے حملے دیکھکر بہرام فلک کا نیا جلال و عظمت گردان پر خاشجو بر مہر چہرخ تھرایا زمین خون سے رنگین ہوئی عروس مہر کی

تزئین ہوئی قباے سرخ ارض و غبار نے پہنی تیرہ رنگی بار تیرہ رنگی پوچھار کھی کمندون سے بند بلا صحرا مین
پھیلا تھا تلوارون نے راستہ زندگی کا کاٹ دیا تھا وہ بادہ اور زہرہ کی آواز بلند خون مین نہا یا ہوا

نظم

ہر ایک ارجمند که
سراسر ہمہ روے ہامون نقش
جہان را ہمی برد یکسر زجاے

ز بانگ تبیرہ شدہ کر گوش
ز تیغ سواران زرینہ کفش

ز گردان برفتہ ہمین مغز و ہوش
خروشیدن کوس و زخم درلے

آخرکار تیغہ بلاکش نے سحر کو چلنے نہ دیا زور و طاقت نے جہانگیر کے
دلاورون کا دم بند کیا صرصر کی فوج بھی بہت کام آئی دور بھاگ کر بہتون نے جان بچائی تار تلوار سے
اڑا دیا جہانگیر نے جہان زیر شمشیر کیا جو کوئی سامنے آیا باقی نہ رہا ہنستا ہوا یہ شیر جنگی بھرا دہ اُدھر خاک
اڑاتے ہوئے گئے اپنے ادھر آکر شادی کے نقارے بجوائے اور منزل بھر اور آگے سپاہ بڑھائی نوبت
خوشی کی بجائی جشن کا سامان ہوا ہر ایک خوش و خرم اُترا اُسطرف انجم شاہ سے فوج ہزیمت خوردہ نے
جا کر سب حال کہا یہ اُس مقام پر بہت پہلوان و سردار روانہ کرتا ہے داستان گو کو اختیار ہے کہ جتنی چاہے
رنگین بیان کرے لیکن یہ حقیر جاہ اختصار کرتا ہے کہ اب انجم شاہ نے شمع رائے کو روشن کیا اور انجمن
مشاورت برپا کر کے طرح طرح کے اندیشہ ظاہر کیے آخر بس راے پر وزیرون امیرون کے قرار پایا کہ عیار
کو بھیجیے اور کام لیجیے اُسنے اپنے عیار سرہنگ تیز رفتار غدار کو طلب کیا وہ ہمہ تن مکر و زور بنا ہوا
پانہ ہاے عیاری سے آراستہ و پیراستہ سامنے آیا اپنے ترک فلک سے اُسکو آمادہ ندم پایا وہ ہر مکار کو
یقین ہو کہ کر تعلیم کرے زال دنیا کو فقرہ دے جب ایسا اُسکو دیکھا کہا اے سرہنگ مین نے تجھکو بچہ سا
پالا ہے اب یہ وقت جانبازی ہے اُسنے عرض کیا کہ حضور کی عنایت سے جو کچھ ظہور مین آئیگا وہ سب پر
کھل جائیگا میرے عرض کرنے کی کیا احتیاج ہے انجم نے اُسکو مال و زر سے بہت کچھ دیکر سرفراز کیا یہ رخصت
ہو کر چلا اور اپنے گھر مین آیا سب سے ملازمات کو بطور مخفی قلعہ سے نکلا اور روانہ ہوا یہاں وہ وقت ہے
کہ ابر آیا ہوا ہے کریم کی رحمت کا جنگل پر سایہ ہوا ہے باد بہاری خیمۂ ابر زنگاری استادہ کر رہی ہے فراش
نسیم صحرا کو صاف کرتی ہے بوٹے بوٹے پر جوبن ہے شجر سرسبز ہین پتے لہلہاتے ہین جانور چہچہاتے ہین
کبھی سو بیچ جاتا ہے حسرت سے مزہ زبان پر آتا ہے کبھی فراٹے سے ہوا کے گھانس کو شون تک
لہرا جاتی ہے گلون کی خوشبو کی لپٹ دماغ جان بساتی تھی دھیڑ کو کلا پپہا نئے بچن سناتے ہین
جدائی کی گل کیفیت دکھاتے ہین تو جوانون کے دماغ مین مستی کی دھوم طبیعتون مین لولون کا ہجوم ہے

چشمے لہرا کر موج عشرت دلون مین اُٹھاتے ہین چشمہ چشم تراوت پاتے ہین پانی کی رفتار دلون کو وہ لہراتی ہی آنکھین ڈبڈباتی ہین نظم

اور اسپہ وفور ابر و باران
رخنہ گر حنا نان تو بہ

ابر و گل و سبزہ طرب ریز
ہنگامۂ عید بادہ خواران
زاہد کی جو وہ ہوا ہو قسمت

افلاک و زمین سر در انگیز
بربادہ نشان تو بہ
کاہے کو رہے ہوائے جنت

ایسے وقت دلکش و موسم خوش مین جہانگیر کو تاب نہ رہی تیاری شکار کی کردی پھر تو بازبہری جرہ باشہ لگھر و جگھر ترمتی شکاری جانور باز تیز پرواز بازدار اور میر شکار لیکر حاضر ہوئے خیمہ ڈیرہ لدگیا نوجوان ہمسن کمر باندھکر چلنے پر تیار ہوئے سامان بزم بھی ساتھ لیا رقاصون اور نازنینون کو حکم ساتھ چلنے کا دیا مرکب باد رفتار پر شہزادہ والا تبار سوار ہوا ابیات

گئی چشم خورشید تک گرد فوج
کہین بیٹھے ہین شیر بری لباس
دلون مین ہراس کمان و کمند

بحار و صحاری پہ ہی عرصہ تنگ
کرین لوگ شاید فقیری کا پاس

روان بحر لشکر ہوا موج موج
لگہ بان سراسیمہ مین وان پلنگ
چکارے ہرن دونون اندیشہ مند

جبکہ یہ سب دلاور صحرائے پر شکار مین پہونچے جانوران پرند کو اول شکار کیا پھر چرند پر گھوڑے اُٹھائے ہزارون ہی ہاتھ آئے ابیات

نہ غمخوار کے آیا نظر گشت مین
بنون مین مچی دھوم سے آکے دھوم
کہین ہاتھی نکلا ہی اژدر کہین
لب آب جاکر جو کھیلے شکار
ہوا مین سے بھاگا عقاب دلیر

سبھون مین جو تھے قاز و سارس رس
جہان دیکھیے ہی قیامت ہجوم
بڑے مست ہاتھی جو تھے منچلے
اسد وانکے تھے کو دک نی سوار

نہ لک لک نہ تیتر رہا دشت مین
ہوئے صید یون بن پڑا یا نہ رس
کہین الانے مارے غضنفر کہین
سُن اس شور کو چھوڑ کر بن چلے
ہوئے قرقرے صید ہو ہوکے ڈھیر

جب آفتاب کی تمازت ہوئی خیمون مین آکر قیام کیا اور طعام لذیذ سے آسودہ ہوکر آرام فرمایا پچھلے پہرون کو جب دن ڈھلا سیر دشت کرنے لگے اسی شغل مین داد عیش و نشاط دیتے تھے یہ تو یہان تھے وہان سرہنگ ملازمان خورشید کی ایسی صورت بنکر لشکر مین آیا اور ہر جگہ تجسس کیا جہانگیر کو نہ پایا لشکر مین چرچا تھا کہ شہزادہ ہمارا شکار کو گیا ہی یہ خبر سنکر یہ بھی صحرا مین آیا اور ایک مقام پر جو بڑی فقیرون کی طرح اسنے ڈالی اور آپ ایک عورت نہایت حسین بناکہ زلف رسا کو اُسکی مشک کہنا خطا ہی وہ آہو سے پیدا ہی یہ اُس سے جدا ہی پردۂ شب برائے جدہ جبین پیدا ہوا ہی جوش سودا مین روح مجنون لیلی بنکر مانگتی دعا ہی کہ یہی زنجیر کا سلسلہ پھر مجبو فید

حیات مین لانیوالا ہے اُسی شب مین بدر پیشانی کو دیکھکر سجدہ مین جھکتا ہے کہکشان کو مانگ سے نسبت ہی کیا ہے اسمین راستی ہے وہ پھر کجھ نہ کجھ کج ہوئی ہے ماہ نو کو ابروے پرخم اسلیئے کہنا بجا ہے کہ خلق مشتاق تماشا ہے ہر جادہ ہی انگشت نما ہے کہ دیکھو وہ عید کا چاند نمایان ہے آنکھ مین وہ شرارت بھری کہ نگاہ برق پر برق گرائی گرمیان شعلے گرمی دکھائی گردش غضب کا چکر دیتی تقدیر کو گردش مین لاتی ناز و غمزۂ خوبان کو اپنا غلام بناتی رخ پرنور مین وہ گرمی کہ دل جلون نے اور زیادہ دلمین آگ لگائی آگ کا جلا آگ ہی سے اچھا ہو بغیر دیکھے تاب نہ آتی لب شیرین پر شیرین فدا اس شیرینی کا مزا تلخکامی دلاتا چاہ ذقن مین اُسکے عشاق کا دل ڈوب جاتا دانت موتی کی لڑی تھے بلکہ گوہر اُن دانتونکو دیکھکر دل بستہ ہوا دلمین سوراخ اُسکے پیدا ہے کہ نظم

سیہ چشم اُسکی وہ بدمست تھی	نگاہون سے شمشیر در دست تھی	رخ اُسکا کہان اور مہ و خور کہان
تفاوت زمین آسمان کا ہے یہان	وہ لب لعل کو جس سے شرمندگی	دم حرف سرمایۂ زندگی
دہن کی جو تنگی نظر کیجیے	تو آگے سخن مختصر کیجیے	نہ ہم تم زنخ دیکھ حیران رہین
سبھی دست زیر زنخدان رہین	سراپا مین اُسکے جہان دیکھیے	وہین روے مقصود جان دیکھیے

اِس شکل و شمائل پر بالون کا جوڑا باندھے نہ کنگھی نہ چوٹی زلف لہرا کر رخسار پر آتی بدلی چاند سورج پر چھا جاتی تہمد باندھے ایک کرتا کمر تک موٹے کپڑے کا پہنے مرگ چھالا بچھائے بانسری چھپر مین گھڑے دھونی رمائے بیٹھی ایک کونے مین بین ستار بھی چھپر یا مین رکھ لیے یہ تو اسطرح بیٹھا اُدھر جب پچھلا دن رہا شہزادہ سوار ہوا اور جوانون نے اُسوقت صحرا کا یہ عالم دیکھا مثنوی

ہوا دلکش و ہر طرف سبزہ زار	کہ سرسون نے کی تھی قیامت بہار	کھڑے لوگ محو تماشا تھے وان
کہ کہنے لگی بلبل خوش زبان	کہ خاطر جنون سے نہ رکھیے نخست	خبر بھی ہے تمکو کہ آیا بسنت

جب یہ سب سیر کرتے ہوے چلے عیار طراس نے کہ یہ سب تو صید گو آئے تھے مگر وہ صیاد بنا ہوا دام لگائے بیٹھا تھا انکو محو تماشا دیکھکر آپ بھی بین بجانے لگا اور خوش الحانی سے یہ غزل گانے لگا کہ غزل

تمھین تقصیر اُس بت کی کہ ہے میری خطا لگتی	مسلمانو ذرا انصاف سے کہیو خدا لگتی
تڑپنے لوٹنے رونے کا باعث تجھپہ کھلجاتا	ترے دل کو بھی میری سی اگر اے بے وفا لگتی
وہ پھر ہے گرم نظارہ کہانتک زخم دل ٹانکون	کہ ہے ہر ہر نگہ کے ساتھ اک برچھی سی آلگتی

جو گریہ تر نہ کر دیتا تو جیسے نالہ کھینچا تھا
چمن مین کوہ مین صحرا مین آتش جا بجا لگتی
بلے جان ہوا دھیان اُس سیہ کاکل کی چوٹی کا
نہ لگتا دل تو دل کے پیچھے کا ہیکو بلا لگتی

یہ صدا گانے کی اور بین کی کان مین جہانگیر کے جو پہونچی گھوڑا اُسی طرف اُٹھایا صید خود جانب صیاد آیا قریب پہونچکر عجب حسن زیبا دیکھا کہ فلک نے کبھی ایسا نقشہ نہ دکھایا تھا گھوڑے سے کود کر قریب اُس فتانہ کے آیا اور کہا شاہ جی عشق مولا اُسنے کہا داتا بھلا ہو راج پاٹ کرو دھرم کاج کرو اُسنے کہا سائین آپ کا کہان سے آنا ہوا ہی کہا بابا جہان سے سب آئے ہین کہا اب یہین رہیے گا یا جایئے گا جواب دیا کہ جانے کو سنسار آیا ہی فقیر کیونکر رہ سکتا ہی موافق مضمون اس بیت کے بیت

رفتگان مین جہان کے ہم بھی ہین
ساتھ اِس کاروان کے ہم بھی ہین

یہ اُسکے پاس جاکر بیٹھ گیا اور اُسکی تیر مژگان کا صید ناوک خوردہ دل اُسکا بنا اب اُسنے ادا ہاے دلفریب دکھانا شروع کیا کبھی منھ کو بنایا اور غنچہ دہنی سے بہت آہستہ جاہی لی یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی کلی کھلکر رہگئی کبھی دونون ہاتھ اُٹھا کر انگڑائی لی کہ دونون ہاتھ دو تلوارین تھین کہ بلند ہوگئین بغل کی خوشبو آئی سفیدی اور رنگ لائی کہ جان پر بن آئی گات کے اُبھار نے سنانین بنکر سینہ توڑ دیا اور وہ جلدی سے چادر کو آگے کر لینا حیا کی چلمن رخسار پر پڑنا شرما کر نیچی نظرین ہونا عیاذاً باللہ یہ نوجوان تھا اگر زاہد صد سالہ بھی ہوتا تو زہد و ورع طاق نسیان پر رکھتا بس اُسنے قدم پر اُسکے سر رکھدیا اور کہا کہ میرا ملک و مال اِس مقام پر نہین ہی ورنہ کیا کہون کہ کیا مراتب آپ کے کرتا اُس مہ پارہ نے جواب دیا کہ تارک الدنیا کو ملک و مال سے کیا مطلب رہا ہی کشور راحت فوج الم نے لوٹ لی ہی کو مال کی کیا پروا ہی فقیرون سے زیادہ ارتباط اچھا نہین اب اپنی راہ لو ملک و مال کا لالچ نہ دلاؤ اُسنے کہا ہم تیری گلی کے گدا ہین اس صحرا کو باغ جنان سے بہتر جانتے ہین اسنے کہا یہ بھلا ہم کب ملتے ہین اُسنے کہا آج مین اپنا خون کرونگا نہین تو عرض میری قبول ہو کہ یہان سے چند کوس پر لشکر میرا ہی وہان تشریف لے چلو اسنے جواب دیا کہ درویشون کو جا بجا دوڑتے پھرنا اچھا نہین ہمین کیا مطلب جو وہان جائین اور اپنے مشرب و ملت مین دھبا لگائین اُسنے کہا ہم تمھارے کمالات کے مشتاق ہین دو گھڑی ٹھہرنا پھر چپلی آنا وہ بھی تو صحرا ہی ہی کوئی عمارت

شاہی نہین ہی اُسنے کہا اپنی یہ راہی نہین ہی بہت کچھ اُسنے منت ساجت کی جب وہ راضی ہوئی اسی وقت یا تو چند روز رہنے کا ارادہ تھا صحرا مین یا کوچ کیا اُس زن مہ طلعت کو بھی سوار کرا لیا اور لشکر مین پھر آئے ایک خیمہ مین اُسکو اُتارا کہ جملہ سامان عیش و راحت سے وہ آراستہ تھا مسندین بچھی تھین چوکی پر کشتیان صراحیون کی شراب کی رکھی تھین چنگیرین جو گھڑے عطردان پاندان مہیا تھے پلنگڑی باآب و تاب لگی تھی کنیزین بہر خدمتگزاری حاضر تھین جہانگیر نے کشتیان جواہر و زیور کی اور لباس پر تکلف کی اُسکے لیے بھیجین لیکن اُسنے قبول نہ کین اور کسی طرح وہ اسباب نہ لیا آخر جب رداے شاہد دہر میلی ہوئی اور گیرو الباس درویش روزگار نے اُتارا خیمہ عالم مین قدم شب مشک فام نے رکھا کہ

نظم

اشارے سے تھے کہ پھر جو ہین لب جام　کہ آنکھون مین پھرین غفلت کی آرام
ہوئی پیدا امبار نسبا د آغاز　کھلا جسم فلک سے شب کا پھر راز

شب کو ساقی و شراب سب مجتمع ہوئے شہزادہ خیمہ مین یار گلفام کے آیا انجمن آرائی ہوئی لطف چراغان ہر سمت تھا درختون کے پتے چمکنے لگے ہوا یونہین سی آہستہ آہستہ وزان ہوئی کوسون تک میدان مین سناٹا ہوا ستارون کا کھیت لطف دکھانے لگا ایسے عالم مین زن حسینہ نے بین کو اُٹھا کر بجایا اور یہ گانا شروع کیا کہ

غزل

کاش مین عشق مین سرتا بہ قدم دل ہوتا　آسمان درد محبت کے جو قابل ہوتا
چھوڑتا ہاتھ سے ہرگز نہ کبھی بسمل تیرے　دامن برق اگر دامن قاتل ہوتا
اتنا دق ہوتا کہ جینا اُسے مشکل ہوتا　گر سیہ بخت ہی ہونا تھا نصیبون مین مرے
دل گرفتہ نکلی اگر خاک چمن مین ہوتی　تو جہان دیکھتے ہو غنچہ دہان دل ہوتا

آہ تپش کا ہی مزا دل ہی کو حاصل ہوتا
تو کسی سوختہ کا آبلہ دل ہوتا
گر تا بیمار محبت کا مسیحا جو علاج
زلف ہوتا ترے رخسار پہ مائل ہوتا
ذوق مستی زیادہ ہوا ہوا سے

سرخوشی سے دل بیتاب سمان بندھا ہر ایک محو بیٹھا ہوا رات کا وقت سازکی و مسازی عالم ہی اور تھا اب تو جہانگیر نے چاہا کہ تخلیہ ہو اور ہین اور یہ اکیلے مین بادہ خواری کرین لیکن فرزند مرشد برحق یہان موجود ہین اُنھون نے ایک جام بھی اُس فقیرہ کے ہاتھ سے اُسکو نہ پینے دیا اور کہا میرا دل کھٹکتا ہی خیر آپ یہ لائے ہین اسوجہ سے پاس خاطر ہی لیکن مین آپ کو اسکے پاس اکیلے مین نہ بیٹھنے دونگا اور اسکو یہ خیال ہی کہ بیشک یہ کوئی عیار ہی پھر سوچتا ہی کہ اگر تفتیش حال کرون اس خیال سے کہ یہ مرد ہی اور یہ مرد نہ نکلا تو برا ہوگا کیونکہ اس ملک کی عیار بچیون کو مین نے عیاری

کرتے دیکھا ہی بس اگر عورت ہی تو جاسے ہی کہ وہ ایک مقام پر بیٹھی تھی کیون اسکو یہان لائے باین وجوہات چند در چند یہ تو خاموش ہی اور وہان جہانگیر پھڑک رہا ہی بیتاب ہوا جاتا ہی جب زیادہ رات آئی چابک نے کہا ای شہریار اب تشریف لے چلیے اپنی بارگاہ مین جہانگیر آبدیدہ ہوکر اُٹھ آیا انجمن برخاست ہوئی چابک نے بخوبی پہرا چوکی مقرر کیا تمام شب آپ جاگتا رہا نہ تو شہزادہ جاسکا نہ وہ عیار آسکا آخر عمر شب نے حسرت دل بخشی التماس شوق قبول ہوا جلال مہر آشکار ہوا کر دل جل جلکر مثل شمع بجھا یعنی زلف شب تا بزانو پہونچی بموجب شعر شعر ہوئی شائع جو نور افشانی مہر + بنی مشعل رخ نورانی مہر + ہنگام سحر وہ درویشہ عازم روانگی ہوئی جہانگیر نے بمنت روکنا چاہا مگر اُسنے نمانا آخر سوار ہوکر راہی ہوئی چابک بہت خوش ہوا کہ خس کم جہان پاک کھٹکا مٹا لیکن شہزادہ کو تاب کہان دوسری شب کو غفلت دیکر لباس شبروی سے آراستہ ہوا کر یہ سیدھا اُسی جھونپڑی مین پہونچا جوانی کے مزے ہمکو بھی جب یاد آتے ہین کف افسوس ملکر رہجاتے ہین اتنا ہی کہنا بس ہی کہ اب ہوس ہی جب اس مقام پر پہونچا اُسنے باعزاز تمام اُسکو بٹھایا یہ لب پر لایا کہ فرد
بوسہ ہین جو لب کا وہ اپنے عطا کرے + اُس بادشاہ حسن کا داتا بھلا کرے +
اُسنے کہا کیا خوب اب آپ نے بڑ آئے فقیرون کے سامنے راہ ادب سے آگے قدم بڑھائے اُسنے منت کرکے لپٹ جانے کا عزم کیا اُسنے جھجک کر اپنے تئین گرا دیا اُسنے ہاتھ پکڑ کر جب اُٹھا اُسنے دوسرے ہاتھ کو داب کر منھ ناز سے بنایا پھر آپ ہی آپ اشک آنکھون مین بھر لائی صدقے قربان اپنے اوپر سے کر لیا تب ہنس دیا دیر تک بازار غمزہ و ناز گرم رہا پھر اُسنے کہا کہ ہم فقیرون کے پاس تو شراب بھی ایسی ہی کہ آپ کے لائق نہین کیا تمھاری تواضع کرین یہ کہکر ایک گلابی شراب کی جھونپڑی سے لائی اور کاسۂ چوبی مین بھرکر پیش کی جہانگیر نے بے وسواس اُسکو پی لیا اور بیہوش ہوا اُسنے پشتارہ اُسکا باندھا اور سیدھا بے دغدغہ سپاہ و عیار لیکر روانہ ہوا اور بہت جلد راہ طی کرکے داخل قلعۂ انجم حصار ہوا اور جب سامنے بادشاہ کے پہونچا اُسنے آہنگر بلواکر ہزار من کی قید جسم پر آراستہ کی اور حکم دیا کہ اُسکو لیجاکر برج صندل مین قید کرو تیغۂ بلاکش بسبب اُسکے کہ مسکن ساحران غدار ہی اس مقام کو شہزادہ جانتا تھا تو کمر مین رکھتا تھا صحرا مین بھی آیا تھا تو وہی تیغہ لایا تھا وہ تیغہ بھی انجم شاہ نے لے لیا صبح کو یہان لشکر مین شہزادہ کے غائب ہونے کا غلغلہ ہوا مہتر چابک نے کہا ہم نہ کہتے تھے کہ اُس عورت کا آنا اچھا نہین

خیر ہرچہ باد اباد یہ کہکر وہان سے صحرا مین آیا مسکن عیار کو نہ پایا اور نہ اُس عورت کا کہین نشان دیکھا بس یہ وہان سے سیدھا روانہ ہوا اور جا بجا کے گانٔون بستیان ڈھونڈھتا ہوا قریب قلعہ انجم حصار پہونچا قلعہ دیکھا سر بفلک کشیدہ نہایت مستحکم و استوار اُسنے صورت اپنی بدلکر جب اندر جانے کا قصد کیا جیسے ہی دیوار قلعہ کے پاس پہونچا ایک چمک پیدا ہوئی آواز گڑگڑ کی آئی پھر جو دیکھا تو بجلی چمک کر اُسپر گری اور گردن و کمر مین مثل زنجیر کے لپٹ گئی اور لیکر بلند ہوئی غلغلہ دروازے پر جو ساحر تھے اُنمین برپا ہوا وہ برق زنجیر بنی ہوئی سامنے انجم شاہ کے اُسکو بھی لائی اُسنے اسکو بھی قید کیا جاسوس ملک خورشید تاج بخش نے لگا رکھے تھے وہ خبر لیکر گئے اور کہا ہمکو اندر قلعے کے جانا بھی نہ پڑا یہ ماجرا ہمنے بیرون قلعہ دیکھا تمام لشکر مین اُسکے بھی شور انکی گرفتاری کا مچگیا ملک خورشید نے اُسی وقت لشکر اپنا تیار کرایا اور برسم یلغر سامنے قلعہ کے آیا دلاوران نے آتے ہی پرا جمایا اور حملہ کیا جب دھاوہ پیش ہوا دیوارہاے قلعہ کرہ نار بنگئی تھین لاکھون بجلیان تڑپ تڑپ کر گرنے لگین قلعہ ابر تھا اُسمین بجلیان تڑپتی تھین میدان مین آتشبازی چھوٹ رہی تھی عجب بہار دکھائی دیتی تھی کہ شعلہ ناچ رہے تھے جتنے کہ آگے بڑھگئے اُنکا رخت ہستی بجلیون نے جلا دیا بہت آدمی جھلسے ہوے نظر آتے تھے ایک طرف برق طپان تھی ایک سمت یہ سوختہ تن ناچتے تھے شور آفت زا برپا تھا آخر خورشید وہان سے کئی کوس اُسطرف ہٹکر آیا اور خیمہ استادہ کیا وہان انجم شاہ نے عریضہ بخدمت کوکب لکھا مضمون یہ تھا کہ اے شاہ عالیجاہ کیوان کلاہ ہم لوگون کی پشت پناہ ہمیشہ آپ پر سایہ الہٰ کمترین بصد ادب گزارش پذیر ہی کہ اندنون چند باغیون نے سر اُٹھایا از انجملہ جہانگیر لشکر لیکر میرے قلعہ پر آیا مثل مشہور ہی کہ چھوٹا منھ بڑی بات لیکن ویسے ہی تو منھ کی کھائی خدا نے شکل عروس فتح و نصرت دکھائی اب دونون کو یعنی عیار کو جہانگیر کے کہ جسکا نام چابک ہی اور خود اسکو مین نے گرفتار کیا ہی اُنکی نسبت کیا حکم ہوتا ہی زیادہ حد ادب یہ نامہ ایک ساحر کو دیا کہ وہ لیکر قلعہ کوکبیہ کو روان ہوا اور بہت جلد سب قلعہ جات کو جو اُس بار دریاؤن کے ہین طے کر کے جب دریاے مروارید کے قریب پہونچا پنجہ اُسکو اُٹھائے گیا دربار دُربار مین لایا شاہ کو سریر حکومت پر بصد کروفر متمکن پایا مجرا کیا اور وہ عریضہ دیا بادشاہ کچھ دیر تک سوچا کیا پھر جواب لکھا کہ اے برادر عرضی تمھاری پہونچی جانبازی پر تمھاری صد آفرین ہی لیکن اُنکو قتل کرنے کا

ارادہ نہ کرنا وگرنہ مجھکو خواجہ عمرو سے ندامت ہوگی مین اُسکی فکر کرتا ہون تم مضطر نہونا باقی مراعات خسروانی کے امیدوار رہو یہ جواب لیکر وہ ساحر خلعت سے مخلع ہوکر پھرا اور پاس انجم شاہ کے آیا نامہ دیا یہ پڑھکر خاموش ہو رہا لیکن ایک دن اُسنے وزیرون کو بُلاکر مشورہ کیا اُنھون نے عرض کی کہ کوکب کی عقل مین ہم کہہ نہین سکتے کہ فتور ہی قید رکھنا اِنکا عقل کا قصور ہی اسکا طرفدار شاہ جادوان ہی وہ آئیگا اور غضب ڈھائیگا جان بچکر لے جائیگا آخر اِس امر پر قرار ہوا کہ اُنکو مار ہی ڈالنا صلاح ہی چنانچہ حکم دیا کہ اندر قلعہ ہی کے میدان خونی تیار ہو فوراً ارہ کش جلاد حاضر ہوے چبوترے ریگ کے بنگئے بوریے فلاکت کے بچھ گئے خلقت مین ہر طرف چلو دیکھو چلو دیکھو کی پُکار ہوئی گرد اُس میدان کے تمام اہل قلعہ کا سیر دیکھنے کے لیے مجمع ہوگیا شہزادہ اور چابک کو ارابہ پر سوار کرکے اُس مقام پر لائے فوج بادشاہی براے حفاظت ونگہبانی مسلح ہوکر وہان آگئی جس کسی نے اُنکی صورت زیبا کو اِن نوبادگان باغ صاحبقرانی وعیاری کی دیکھا مثل گل خزان رسیدہ کے پژمردہ ہوگیا وہ حسن وہ صورت وہ جلادت وہ شوکت ہر ایک کہتا تھا کہ بھئی ابھی تو سبزہ بھی رخسار پر نہین اُگا ہی چہرہ پر کیا بھولا پن ہی کوئی کہتا تھا کہ انکے والدین کے دل سے پوچھیے کہ ابھی تک طوق گلے مین منت کے پڑے ہین خدا نہ کرے کہ کوئی پودہ بھی اس سن کا باغبان کاٹے دیکھو کیا گال پھوٹے پھوٹے گلاب کی ایسی پتی ہین بعض کہتے تھے کہ بھائیو یہ دنیا جاے عبرت ہی یہان ایسے ہی ایسے جوان خوبصورت تیغ مرگ سے شہید ہوتے ہین ایسے ہی گل باغبان دہر توڑتا ہی اچھے تو بہت جلد فنا ہوتے ہین سراے فانی مین یہی طور ہو رہا ہی دیکھو تو کیسے کیسے جلسہ یارون کے مٹ گئے اور کیسے کیسے حسین بستان سبزہ پامال قدم اجل ہوے کہ خمسہ

خراب ہین وہ عمارات کیا کہون تجھ پاس
کہ جسکے دیکھے سے جاتی رہی تھی بھوکھ اور پیاس
اور اب جو دیکھو تو دل زندگی سے ہٹے اُداس
بجاے گل چمنون مین کمر کمر ہی گھاس
کہین ستون پڑا ہی کہین پڑی مرغول

یہ باغ کھا گئے کسکی نظر نہین معلوم
نجانے کسنے رکھا پان قدم وہ کون تھا شوم
جہان تھے سرو صنوبر وہان اُگی ہی زقوم
مچی ہی زاغ و زغن سے اب اِس چمن مین دھوم
گلون کے ساتھ جہان بلبلین کرے تھین کلول

یہان تو سب آپسمین رنج وغم کر رہے ہین ادھر انجم شاہ دار الامارۃ سے نکلکر میدان مین ٹھہرا پلٹنون اور رسالون نے قیدیون کو گھیر لیا جلاد حکم پوچھنے لگے جہانگیر وجاپک آپسمین نگاہ حسرت کرتے تھے اور اپنے مذہب کے موافق رجوع قلب سے دعا کر رہے تھے اِن قاتلون کے ہاتھ سے تو جان بچگئی لیکن اور قاتل پیدا ہوا یعنے غلغلہ ہوا کہ دختر بادشاہ تشریف لاتی ہین ہر ایک اُسی جانب دیکھنے لگا اِس اثنا مین ایک قتالہ وسفاکہ کو دیکھا کہ کئی سو خواصون کے بیچ مین کہ وہ سب بھی کشور حسن کی شاہ اور آسمان خوبی کی ماہ تھین چلی آتی ہی رفتار سے اپنی کبک کو شرماتی ہی کان مین جو بالا پڑا ہی چلنے سے ہلتا جاتا ہی عکس اُسکا گالون مین لہراتا ہی دیار حسن کو خوبی نے گھیر لیا ہی آفتاب مین چاند نکلا نظر آتا ہی زلف بھی چہرے پر لہراتی ہی ناگن باغ حسن مین ادس چاٹنے آئی ہی کمر کولے کا عالم جسپر ہر عشاق بیدم پائجامے مین سلوٹین پڑی ہوئین برابر ران کے چرسین نظر آئین بٹیر وموافق سے ابھرا ہوا سینہ پر کچونکا اُبھار جوبن دیتا دوپٹا کاندھے سے ڈھلکا ہوا وہ کون ایسا بناو تھا جو اُسپر اُسوقت نہ تھا خوبان عالم کی جان تھی عجب آن بان تھی زلف سودا بخش روح لیلی کمان ابرو مین جڑا ہوا تیر مژہ آنکھون مین سرمہ حیا کا ازل سے دیا ہوا شاخ شجر طور سر تا قدم بنی ہوئی نخل گل باغ ارم قامت کی شان تھی گلدستۂ جاہ وحشم کی آن بان تھی دفتر رعنائی مین فرد تھی آنچل پلو کا دوپٹا اوڑھے اٹھلاتی ہوئی دام زلف مین دل پھنسائے ہوے خدا نہ کرے جو ایسی زلف کے پھندے مین کوئی پھنسے چشم تماشائی تمام عمر حیرتی آئینہ رخسار سے نہ کرے

نظم

ایک جا گہ سے ایک جا گہ خوب
کاکل صبح پر نظر نہ کرو
اُسکی زلفون مین دل گئے نہ پھرے
صبح صادق کا دعوی ہی کاذب
سطح رخسار آئینہ سان صاف
ایک باریک بینی ہی درکار

کیا کہون کیسا قد و بالا ہی
پیکر نازک اُسکی سب محسوب
کچھ بھی نسبت ہی تکو سودا ہی
رہے سنبل کے پیچ پاچ دھرے
ویسی بھوین کشیدہ بھی ہین کہین
جو نہ ٹھہرے نگہ تو رکھتے معاف
کیا جھمکتا ہی ہاے رنگ قبول

قالب آرزو مین ڈھالا ہی
اُسکی کاکل سے حرف سر نہ کرو
کالے کوسون کی بات کا کیا ہی
اُس جبین سے ہی دلکی کب جاذب
یہ کمانین کسو سے کھنچتی نہین
لطف بینی کا فہم ہی دشوار
جیسے مکھڑا گلاب کا سا پھول

پس اُس گلبدن نے قریب آکر اس گرفتار رنج والم شہزادہ عالم کو بھی دیکھا عجب شکل خدا کی

قدرت نظر آئی فرشتہ زیب ملائک فریب سکندر صولت فلاطون حکمت کو دیکھا کہ ابھی نوجوانی سے کوئی گل عیش نہین چنا باغ حسن سرسبز ہوتا آتا ہی ایسی صورتین مرقع دہر مین مصور قدرت نے کم کھینچی ہین وہ دزدیدہ نگاہین وہ دل لینے کی راہین وہ جاہست کی صورت بھولے پن کی مورت پیار آنکھون سے ٹپکا پڑتا یوسف کا ایسا نقشہ بھرے بھرے ڈنڈ بھری بھری مچھلیان سینہ فراخ و ہموار پیشانی بلند کمان کی طرح بلند نہایت ارجمند کہ ابیات

وہ نکوخوے نکوروے خجستہ منظر
وہ سلیمان وش و موسی کف و صالح اعمال
آسمان جاہ و عطارد قلم و مہر علم
شاہ دارا دل و سلطان سکندر اقبال

وہ بلند اختر فرخ روش و فرخ فال
چمن خلق و نسیم کرم و ابر سخا
مشتری دانش و مہ بینش و مریخ جلال

وہ مسیحادم یوسف رخ و داؤد الحان
چشمۂ فضل و ہنر کان عطا بحر نوال
خسرو و جم حشم و داور کسری انصاف

بس صورت دیکھتے ہی یہ حال ہوا کہ دل خم زلف دوتا مین پھنسا سر پر نازل ہوئی بلا جوش طپش نے آرام کھویا صبر کو دل سے ہاتھ دھویا آتش شوق کی حدت بڑھی گرمی بازار الفت ہوئی اُف اُف کہکر دل تھام لیا اپنے خدا کا نام لیا طبیعت نے کہا کہ نہ سنبھلونگی محبت نے کہا مین تمام عمر رلاؤنگی بیخودی نے استقبال کیا شرم و غیرت نے تھام لیا کہ نظم

دام الفت مین گرفتار ہوئی
تلخکامی کے مزے لینے لگی
کہ سمجھتا یہ شگون غم ہی

پاے بند ستم یار ہوئی
جان دینے کی اشارت تھی صاف
مژدۂ دلولہ ماتم ہی

دم لیا بھی کہ نہ دم دینے لگی
مرگ نو کی یہ بشارت تھی صاف
آنکھون سے حسرت پیدا گر

چھپاے ہوے دلکو اپنے بس مین کیے کچھ چپ چپ پاس اپنے پدر کے آئی اُسنے اُسکی پیشانی کو بوسہ دیا اور پاس اپنے زانو کے بٹھایا دزدیدہ نگاہی ہوتی جاتی تھی چپکے چپکے دلکو روتی جاتی تھی آخر سررشتہ کلام کو عقد پیام دیا کہ ای پدر مین نے حال اس شہزادہ کا بخوبی سُنا یہ طرفدار شہنشاہ افراسیاب ہی اسکا قتل کرنا ناروا ہی دوسرے ماموں جان نے کچھ تو ایسا سمجھ لیا ہی جو آپکو منع کیا ہی اُنکی راے پر اپنی راے کو ترجیح دینا خلاف دانش عقلا ہی ایسا نہو کہ کام ہاتھ سے جاے بنا بنایا کھیل بگڑے مفت کا الزام آئے آپ خود دانشمند ہین آپ کو کون سمجھائے پدر نے اُسکے کہا آخر پھر کیا کرون اُسنے کہا کہ سواے قید کے کوئی چارہ نہین دوسرے یہ کہ ماموں جان کیا غافل تھوڑے ہین وہ بہت جلد راہ اسکی نکالینگے آپ کیون گھبراتے ہین بادشاہ نے کہنا اُسکا

منظور کیا اور اُس اسیر سلاسل عشق کو پھر بندی خانے مین بھیجدیا خلق خدا شاد و شاد اپنے اپنے گھر پھری وہ انجمن رنج باطل ہوئی اِدھر یہ دیوانہ مجنونانہ اسیر زنجیر خانۂ زنجیر مین بھی اُسکے اسیر ہونے کا غل زخمی نگاہ بے تامل کہتا ہوا کہ واے ناکامی ابتو اور بھی جان پر آبنی اس سلسلہ سے اب چھوٹنا دشوار ہی ہم ہین اور سلسلۂ الفت یار ہی ہمسے دیوانون کو زنجیر کیا درکار ہی **نظم**

بیتابی دل سے لب پہ ہی جان | ہون کوئی گھڑی کا دم کا مہمان | اب مرنے مین میرے کیا ہی باقی
فانی ہین سبھی خدا ہی باقی | باقی نہین اب تو ہم مین حالت | ہی اور ہی درد و غم مین حالت
جاری ہی ہر ایک چشم سے خون | اب ہوتے ہین نالہ ہاے موزون | اِسی طرح زندانخانۂ غم مین

یہ تو پھنسا اور حال پر اپنے روتا رہا اِدھر وہ بیتاب سینہ غم سے بھرا ہوا دل آتش رنج سے کباب بنی اپنے پدر سے کچھ دیر مین رخصت ہو کر اپنے باغ مین آئی اور بستر غم پر پڑی دل تڑپتا تھا بیکلی تاب و توانائی کھوتی تھی سراپا غم کی صورت ہو گئی تھی لمحہ بھر مین نہ وہ رعنائی رہی نہ زیبائی رہی خوشی نے بالکل خانۂ دل سے کنارا کیا رنج کا گھر بہت مستحکم بنا جنون نے شور صبر و سکون لوٹ لیا ربط دست و گریبان بڑھا جب جانب باغ نگاہ کرتی تھی ماتمی سوسن کی پوشاک نظر آتی اپنے گریبان کی طرح چاک گریبان گل کو پاتی جب زیادہ ہجر مین گھبراتی تو یہ زبان پر لاتی **ابیات**

دلا مین تجھسے کہتی تھی کہ زنہار | محبت ہی بڑی آتش خبردار
ڈرے موج اُسکی سے کالے کی لہر | نہ سمجھا تو شراب عشق ہی زہر

اور جو کبھی زیادہ بیتابی ستاتی تو رو رو کر یہ سناتی **نظم**

نہین صبر آتا ترے بن سلے | لبون سے جگر تک بھرین ہین گلے | کسو سے کسو کو نہو جاے لاگ
کہے تو لگائی ہی سینے مین آگ | کسو کا کسی سے نہ لگجاے دل | کہ کہنا پڑے ہاے دل واے دل
نہو جاتی ای کاش الفت ہمین | اُٹھانی نہ پڑتی یہ کلفت ہمین | نہ آنکھین لگی ہوتین ناگاہ کاش
کہ چھاتی کی دل تک بجاتی خراش

اِدھر یہ غم کی مبتلا اُدھر وزیرزادی اسکی داغ بر سینہ وہ غنچہ دگل پر بیٹھی اپنے مقام پر طعن کرتی کہ موج سبزہ آج میرے لیے تلوار ہی سرو صورت فاختہ بعینہ منصور ہی کلمۂ حق کہنے والا الحق رنجور ہی راہ وحشت مین قدم اپنے جمے جاتے ہین بید مجنون اِس باغ مین بنے جاتے ہین غرض بلبل کی طرح نالہ و شیون کرتا اور قمری کی طرح طوق محبت در گردن

یون زمزمہ سنجی فرماتا کہ ابیات

خوب روئے آج ہم سنسان ہامون دیکھکر　　یاد آیا ہمکو مجنون بید مجنون دیکھکر
اُڑ گئے اک آنمین جادو بلبل کے دھوئین　　سرمہ آلودہ تری چشم پر افسون دیکھکر　　ای جانی وای مایۂ زندگانی کیا تری

ملنے کا سامان کرون دل مین ہی کہ آپ ہی کچھ کھاکر مر رہون کہ نظم

رُکا دل کہ آخر جنون ہوگیا　　گئے ہوش و صبر اپنے یکبارگی　　جگر غم سے یک لخت خون ہوگیا
سراسیمگی سے بگولا ہوا　　پھرون اسطرح جیسے بھولا ہوا　　طبیعت مین آئی ہی آوارگی
کف غم مین سر رشتہ اختیار　　نہ جی کو تسلی نہ دلکو قرار

بعد کچھ دیر کے دل بہلانے کے لیے اپنی جگہ سے اُٹھکر شہزادی کے مقام پر آئی اُسکو بھی زار و نزار پایا آنسوؤن کا رخسار پر نشان پایا رنگ رخ فق چہرہ اُترا ہوا بدر کامل کا ہیدہ ہوا اور یہی حال شہزادی نے اُسکا دیکھا دونون نے بیٹھکر ٹکٹکی باندھی ایک دوسرے کی صورت دیکھکر حیران رہین نہایت پشیمان رہین پھر شہزادی نے یہ غزل اپنے حسب حال گائی غزل

پھنسے نہ حلقۂ گیسوے تابدار مین دل　　بلا سے گر ہو تو الہ وہان یار مین دل
بغل مین جب سے مراد البغل کا دشمن ہی　　نہ ایسا ہو کسی دشمن کا بھی کنار مین دل　　نکل نہ جائے دم اضطراب سینے سے
برنگ شعلہ کہین آہ شعلہ بار ہین دل　　ہمیشہ یہ وزن سینہ سے کیون ہی چشم براہ　　اگر نہین کسی مہوش کے انتظار مین دل
اُٹھا تو لائے مجھے میرے ہمنشین اے ذوق　　رہے گا میرے عوض میر الہی بار مین دل

وزیرزادی سمجھ گئی کہ اسکا دل بھی کہین پھنسا اُسنے قسم دے کر پوچھا کہ ای ملکہ سچ کہو یہ سوز و گداز کیسا ہی واری ہمسے پردہ کیا ہی ملکہ رونے لگی اور کہا شعر ہین جو دیوانے وہ آزاد ہین وہ کھو پھرتے + اور ہشیار ہین جو جکڑے ہین زنجیر وہین + ای ہمنشین اب میری لحد پر انکو ہو سکے تو لانا کشتۂ تیغ ادا کا مزار دکھانا وزیرزادی بھی رونے لگی اور گویا ہوئی ای بی بیت کون زندہ رہے گا کسیا ہوگا + آگے پیچھے جنازہ ہوئے گا + شاید تم اسیر طرۂ زلف شہزادہ جہانگیر ہو اور یہی حال میرا ہی کہ مین اُسکے عیار کے تیر مژہ کی زخمی ہون بس یہ سننا تھا کہ پردے بارہ دری کے چھوٹ گئے دونون دیوانگان صحرائے عاشقی ملکر بیٹھین باتین راز و نیاز کی ہونے لگین آخر اس بات پر ٹھہری کہ سرہنگ عیار سے کہو کہ وہ کوکا ہی وزیرزادی نے سرہنگ کو بلایا اُسنے آکر ملکہ کو نذر دی مقام بہتر بیٹھنے کو ملا وزیرزادی نے اُس سے سب ماجرا کہا وہ ملکہ کو بہت چاہتا تھا گو دیون مین اُسنے کھلایا تھا کہا میری جان تجھپر فدا مین لے آؤنگا ملکہ اُٹھکر قدم پر گرنے چلی اُسنے ہاتھ باندھے اور خود قدم پر سر رکھا ملکہ نے جواہر کے صندوقچے اُسکو دیے اُسوقت اُسنے کہا کہ ای ملکہ

ایک برج کہ اُسکو برج صندل کہتے ہین واقعی وہ صندل کا بنا ہی مگر بہت سخت و دشوار جگہ ہی آپ کے
پدر عالیقدر کے ہاتھ مین ایک انگوٹھی ہی اگر اُسکو آپ لے آئیے تو پھر مین بہت سہل طرح سے شہزادہ
کو لے آؤن یہ کہکر رخصت ہوگیا ملکہ ایک روز ضبط بدشواری کرکے سنگ جبر مفارقت دل پر دھر کے
چپ ہو رہی دوسرے دن یہ لکہ ابر سعید پر سوار ہوکر چلی اور ایوان خاص مین بادشاہ کے
اُتری بادشاہ خاصہ کھانے محل مین آیا تھا کہ یہ بھی شریک طعام ہوئی بعد فراغ طعام اُسنے
جواہر کا ذکر چھیڑا اور کہا اباجان کیسے آپ نے اپنے دست مبارک سے کوئی انگوٹھی مجکو نہ دی
اُسنے سادہ مزاجی سے کہا کہ لو اب سہی اور ہاتھ اپنا بڑھا دیا اُسنے جو بتا کہ سرہنگ نے دیا تھا
اُسکے سبب سے وہی انگوٹھی نگین یاقوت کی پسند کی بادشاہ نے کچھ خیال بھی نہ کیا انگوٹھی اُتار کر
دیدی یہ لیکر کچھ دیر ٹھہری پھر خوشی خوشی وہان سے گھر مین آئی اور وزیرزادی کو انگوٹھی دکھائی
وہ بھی بہت خوشنود ہوئی پھر سرہنگ کو بُلا کر وہ حوالے کی جب یہان چرخ گوہر انجم صدقہ
اُتارنے کو انجمن پر سے لایا شب وصل نے منھ دکھایا ہوا سے دل نے یہ مژدہ سنایا کہ عجب
تماشا ہی کہ اُس رات کو ماہ کے ساتھ آفتاب آیا **ابیات**

عروسانہ شب مہتاب آئی		
جمے گا بادۂ گلگون کا جلسا	اکٹھے ہونگے بلبل و گل دونون یکجا	ستارے دل سے قمر دنمائی

وزیرزادی اور شہزادی دونون نے حمام کیا لباس و زیور سے آراستہ ہوئین باغ مین گل ہنسنے لگے
فوارے خوشی سے اُچھلتے تھے نہرین وفور شوق سے اُبلتی تھین درخت سب بادلہ سے
منڈھے گئے جوانان چمن زری پوش ہوے بلبل ترانۂ عشرت گانے لگی سرو اپنی اکڑ دھڑ
دکھانے لگی بارہ دری مین فرش کی چین جبین گئی گلدستون سے فرش بھی ہنسنے لگا آئینہ کا
لباس دیوارون نے پہنا پلنگ سجے گئے مسند بچھائی گئی کنول کیا لگائے گئے کہ دل کنول ہوگیا
جھاڑ ہر ایک روشنی بار تھا مکان سارا پُر از نقش و نگار تھا ملکہ اور وزیرزادی چھڑی ہاتھ مین
لیکر ٹہلنے لگین اور انتظار یار دلنواز کرتی تھین اُسطرف سرہنگ وہ انگشتری ہاتھ مین پہنکر
برج صندل مین پہونچا اُس برج کے چار دروازے ہین اور ہر دروازے پر ہزار ہزار پاسبان
مقرر ہین وہان شہزادہ فرط الم سے سرور گریبان دل سے کہتا کہ کاہے کو وہ مغرور حسن و جمال میرا
خیال رکھتی ہوگی نازکا ہے کو فرصت دیتا ہوگا اغماز دامن کش ہوگا نگاہ اپنی طبیعت کے موافق

پھری ہوگی بے وفائی سمجھاتی ہوگی کبھی بیتابی سے یہ کہتا تھا کہ ابیات

مہجورون پہ کرنا نہین جانی ستم اچھا — فرقت کا اب اتنا نہین دینا ہی غم اچھا
بس آؤ چلی جان میری ہجر سے تنگ — اسد جو ستانا نہین ہمکو صنم اچھا

اور یہی حال چابک تیز رفتار کا تھا لیکن وہ دل ہی دل مین غم کھاتا تھا ملکہ اور شہزادہ کو سمجھاتا تھا صبر کی باتین سناتا تھا اسی ہنگام مین یکایک ایک عیار نے آکر قدم پر سر رکھا اور کہا ای شہزادہ یہ آگ میری ہی لگائی ہوئی ہو کہ مین آپ کو وہان سے لے آیا اپنے کیے کا مزا اُٹھایا چلیے آپ کو ملکہ نے بلایا ہو یہ سنکر وہ شہریار پھولون نہ سمایا اور عیار طرار نے زمین مین نقب دینا شروع کی کچھ ہی دور پر دروازے سے ہٹکر وہ نہ اُسکا توڑا شہزادہ نے قید توڑی اور چابک کی قید سوہن سے ریت دی یہ دونون تو نقب کی راہ سے باہر ہوے اور سر ہنگ انکو ہمراہ لیے شادان و فرحان باغ مین ملکہ کے پہونچا غلغلہ ہوا کہ لو وہ آئے ملکہ نے کہا اوئی یہ سرہنگ بھی کتنا بے تمیز ہی مین نے یہ کب کہا تھا کہ انکو یہان لے آئے مین نے تو ترس کھا کر حکم دیا تھا کہ قید زندان سے چھڑا دے یہ کہکر برق کی طرح سے کوندکر بارہ دری مین گئی اور پردے اُسکے دست نازک سے چھوڑ لیے لیکن شہزادہ دل از کف دادہ بے تامل بارہ دری مین آیا اور کہا ای ماہ تمام کیا مجھسے خطا ہوئی جو تمنے منھ چھپایا اُسنے مسکراکر کہا واہ صاحب آپ بھی زبردستی ہین خیر اچھا آئیے مین جانتی ہون کہ تم ڈھیٹ ہو منھ لگائی ڈومنی ہو بہتر ہی بیٹھ جائیے پھر تو شہزادہ مسند پر آکر جلوہ گر ہوا یہ تمام بدن اپنا چرا کر کچھ چھپا کر سامنے مسند کے بیٹھی شہزادہ نے کہا کہ شعر

اُٹھاتا عشق مین کیون ای دل ناداں جو کھون ہی — ابھی تو مال جو کھون ہی پھر آگے جان جو کھون ہی

ملکہ ہنسی اور کہا کیا خوب ای صاحب مان نہ مان مین تیرا مہمان آپ سے عشق ہی کون کرتا ہی اور منھ ہی کون لگاتا ہو آپ اپنے خدا کے لیے جان جوکھون مین نہ پھنسیے شہزادہ نے کہا کہ بیت

جنون سے میرے مجنون بھاگتا جیسے بگولا ہی — کہ مین صورت ہون وحشت کی وہ یون ہی ایک بیولا ہی

ناخن خراش جگر کے لیے تیز ہین باتین ابھی جنون آمیز ہین یہ کہکر اُس مہ پارہ کو آغوش محبت مین کھینچا اُدھر سے نہین نہین کی صدا بلند اِدھر سے ولولہ شوق گرم ہنگامہ راز و نیاز ہویدا ایک دوسرے کا شیدا پیار چتونون سے نکلتا کبھی وہ اسکے سینے پر لات رکھدیتی یہ کہتا کہ لات تیری

میرے دلکا جنون گھٹتی ہی کبھی یہ اُسکی بلائین لیتا سر سے سر اُتارتا آپسمین جام مرا رغوانی کا
چرچا اِسطرف گلعذار حیا پاک کے ساتھ سرگرم اختلاط گائینن خوش گلو زہرہ جبین گاتین خواصان
مہر طلعت سرگرم کاروبار چاندنی دیکھنے کی بہار بادلہ چاندنی مین اُڑایا جاتا پانی نہرون کا چھلکتا
غرضکہ ہنگامہ نشاط برپا جب خاک سیہ کو آفتاب نے ادیم صندلین بنایا اور بہر سیاحی میدان افلاک مین آیا کہ یت
یکایک چرخ سے ٹوٹا ستارا ہوا کیا تاریکی نے شب سے کنارا ہوا صبح کو شیدایان یکدیگر یعنی عیار
و شہزادہ ناشک قمر حمام مین داخل ہوے لیکن اول شہزادی سوار ہوکر سلح خانے مین گئی اسکو
کون روک سکتا تھا تیغہ بلاکش وہان سے لائی اور شہزادہ کو دیا پھر حمام کیا اور آکر داد عیش و نشاط
دینے لگی ہنگام سحر نگاہبانان برج صندلین آگاہ ہوے کہ قیدی غائب ہوا نالان و گریان خدمت
شاہ مین آئے اور عرض کیا کہ وہ گوہر گرانمایہ درج شاہی کھویا گیا یہ خبر سنکر بادشاہ انجم شاہ نے
دوبارہ نامہ لکھا کہ ای شہنشاہ جہانگیر کو کوئی میرے یہان سے لے گیا خبر شرط تھی وہ مین نے کردی
یہ نامہ تیلہ سحر کا لے گیا اور کوکب کو دیا کوکب نے نامہ پڑھکر مراُت واقعہ طلب کیا اور کاغذ و قلم
سامنے رکھا پنجہ پیدا ہوا اور اُسنے لکھا کہ ملکہ ماہ دُر در گوش اور گلعذار شوخ چشم نے جبروا منگایا ہی
اور اپنے باغ مین صحبت آرا ہین یہ معلوم کرکے اُسنے جواب لکھا کہ یہ حرکت تمھاری بیٹی نے کی ہی اور
اُس نامہ کو ملکہ ماہ سرخ چشم جادو کے ہاتھ انجم حصار کو روانہ کیا ادھر سے تو یہ چلی اور اسطرف
سے ملکہ ماہ دُر در گوش کی نانی سوسن زبان دراز اپنی نواسی کو دیکھنے چلی ہی سوسن حصار
سے تخت پر سوار ہی اُس سے اور ماہ سرخ چشم سے ملاقات ہوئی اور سارا حال دریافت کیا اور
اُسی باغ کی طرف جہان ملکہ ماہ دُر در گوش ہی روانہ ہوئی یہان فوج کو حکم انجم شاہ تیاری کا
پہونچا اُسی وقت نقارے بجے نفیر سحر کو دم ملا جلد جلد کمر بندی ہوئی اور فوج موج مار کر چلی زمین
و زمان مین ابر طائران سحر کا چھایا تھا آفتاب تیرہ ہوا تھا شور تا بفلک پہونچا تھا اُن سبنے
آکر باغ کو گھیر لیا جہانگیر بھی تیغہ بلاکش پکڑکر مثل شیر غرندہ کے آیا اور اُس فوج پہ گرا **ابیات**

بہر روی صحرا سر و دست و پای	بزیر سم اسپ جنگ آزمای	فرو رفت و بر رفت روز نبرد
بماہی تن خون و بہ ماہ گرد	بروز نبرد آن یل ارجمند	بشمشیر و خنجر بگرز و کمند
برید و درید و شکست و ببست	یلان را سر و سینہ و پا و دست	ہزار و صد و شصت گرد دلیر

بیک زخم شد کشتہ در جنگ شیر

اُسی گرمی جنگ مین یکایک نعرہ ہوا کہ منم گلرنگ جادو اور پچاس ہزار ساحر سے یہ بہادر اسباب ساحری لیے ہر ایک ساحر کال وڈاک ہمراہ کوگل ورال کے شعلے بلند اُٹھاتا آگر پہونچا اور ملکہ ماہ دسوسن ایک طرف سے جنگ آزما ہین اُسوقت کہ جب بلوہ زیادہ تر ہوا اسوسن نے کچھ سحر پڑھکر ماہ دُردور گوش کو بیہوش کیا اور اپنے تخت پر ڈالکر پرواز کی یہ تو اُسکو لیکر روانہ ہوگئی وہان جو آسمون نے خبر پہونچائی ملک خورشید کو کہ اندر قلعہ کے لڑائی ہو رہی ہے اور مہتر چابک نے ایک جمعدار بنکر در قلعہ کا کھولدیا اُسطرف سے فوج حملہ کر کے چلی اور یہان عین کارزار مین گلرنگ جو آیا تھا تیغہ بلاکش سے دو ٹکڑے ہوا اور ایک ساحر عقاب زہر شیوہ نام ہے کہ وہ اسی حوالی کا رہنے والا ہے اُسوقت اسطرف سے ہو کر گذرا ملکہ گلعذار کھڑی ہوئی لڑ رہی تھی یہ دیکھتے ہی مائل ہوا کیونکہ اُسوقت گاتی اُسکی بندھی ہوئی دو بر چھیان سینے پر تنی ہوئین منہ غصے سے لال دل مین ہار کا خیال نارنج ترنج اسطرح سے لگاتی کہ جیسے معشوق گیند کھیلاتے ہین یہ کافر عقاب اسپر مائل ہوا اور مخفی سحر سے اُسکو بیہوش کر کے اُٹھائے گیا بعد کچھ عرصے کے لشکر خورشید کا آپڑا اور مہتر چابک نے چراغ جمشیدی روشن کیا کہ جسکی روشنی نے پردۂ دنیا اور پردۂ چشم ساحران کے درمیان مین پردہ ڈالا یا اندھیر مچا دیا آنکھون کو اپنی رونے لگے جان کھونے لگے اب تو عیاذاً باللہ اوپر سے تیغہ بلاکش کی مار چراغ کی روشنی مین دن دہاڑے اندھیر غضب کا سامنا یہ کوکب ہی کی فوج تھی جو رکی بھی ورنہ اُسی وقت فنا ہو جاتی لیکن بیچاری رکی بھی تو کیا رُکی کچھ ہی دیر مین نکحرام تو ہر دراہ گریز ہوے اور نمک حلال تیغ کے گھاٹ اور کھیت رہے انجم نے مرنا گوارا کیا لیکن پانون میدان جنگاہ سے نہ ہٹایا اور آخر ضرب تیغۂ بلاکش کھائی کہ جان بحق ہوا اہل قلعہ نے امان مانگی جہانگیر نے بعد قتل و غارت امان دی بہت مال داخل خزانۂ سرکار ہوا دار الامارۃ مین خورشید آکر بیٹھا نذرین امراء وزراء کی گذرنے لگین منادی افراسیاب کے نام کی ہوگئی لشکر ملک خورشید کا نہایت مسرور و خندان فروکش ہوا ایک سمت جہانگیر کے ملازم اور مہتر چابک اور سر ہنگ قیام پذیر ہوئے اب جب تسلط ہو چکا اپنی مطلوبہ کو نہ پایا پھر تو یہ حال ہوا کہ ابیات

بیابان کی جانب کھنچے دل بہت لیا پھر نہ دونون نے صبر و سکون	اکیلا تھا شہر مین کام مشکل بہت صبا سے رہے اُسکا ہر دم پیام	ارادے ہوے یہ دلون ہی مین خوب اگر ای باد کہنا یہ بعد از سلام

خیالات ملنے کے جاتے نہین	قرار و سکون دل تنگ آتے نہین	شب و روز رہتا ہی یان اضطراب
کیا شوق نے کام کو کیا خراب	کوئی طور ملنے کا ایجاد کر	نہ جور رحم سے ہو تو بیداد کر
تن زار بے جان کیونکر جیے	جگر مین نہو خون تو کیا خون پیے	اس حال مین یہ تو ہی لیکن غنی

اس فتح کی افراسیاب کو لکھی ہی اُدھر ساحران ہمراہیان گلرنگ و انجم بھاگ کر قلعۂ کوکبیہ مین گئے اور دربار مین کوکب کو تخت پر بیٹھا دیکھکر بعد دعا و ثناے شاہی کل معرکہ معرض بیان مین لائے کوکب سب حالات سنکر نہایت رنجیدہ ہوا اور بہزاران پریشانی اُسنے خواجہ عمرو کو لکھا کہ ای یار وفادار نوبت باینجا رسید کہ پردۂ تاریک فتح شد غرض کل حالات تحریر کیے خواجہ دربار مین مہرخ کے یہان ستھے کہ نامۂ کوکب پہونچا اور اُسمین یہ بھی مندرج تھا کہ آپ میرے پاس تشریف لائیے خواجہ نے نامہ پڑھکر جواب لکھا کہ اب انشاء اللہ جہانگیر کو مع اُسکے لشکر کے مطیع کرکے آپکی خدمت مین حاضر ہونگا پس آپ نے برق فرنگی کو اپنے ہمراہ لیا اور ربالادوی کرتے ہوے چلے ایک مقام پر آکر ڈاڑھی چہرے پر لگائی پان کھا کر ایک اُسپر بہائی کمر خمیدہ کرلی پگڑی سر پر باندھی کمر سے دوپٹا باندھا کرتا پہنا پائچون کا پائجامہ زیب بدن کیا اور نَے کمر سے لگائی اور برق نے گال اپنے سرخ سرخ پھولے ہوے بنائے ستھری کمر توئی کا انگرکھا پہنا ہاتھ پاؤن مین مہندی لگا انگوٹھیان سب اُنگلیون مین پہنین بڑھا سا قد اپنا رکھا ایک طفل مہ پارہ و نوجوان کی صورت بنکر ہمراہ ہوا اور خواجہ کسی مقام پر بیٹھ جاتے تو وہ اسطرح کی غزل اور اشعار گاتے ابیات

کی غزل اور اشعار گاتے ابیات	ہم ہین اور سایہ ترے کوچے کی دیوارونکا	کام جنت مین ہی کیا ہم سے گنہگارونکا
محتسب گرچہ دل آزار ہی میخوارونکا	دیجیے اک جام تو ہی یار ابھی یارونکا	اسی طرح گاتے بجاتے یہ راہ مین

چلے آتے تھے اُدھر عقاب گلعذار کو لیکر ایک درۂ کوہ مین آیا تھا اور وہان اُسنے فرش وغیرہ آراستہ کرکے اُسکو بٹھانا چاہا اُسنے قصد کیا کہ مین بزور سحر نکلجاؤن یہ سوچکر ایک نارنج جھولی سے نکالکر مارا کہ تمام وہ مقام اندھیرا ہوگیا عقاب نے منھ سے پھونک جو کیا سب خس و خاشاک وہان کا شمع و فلیتہ کی طرح جلنے لگا پھر اُسنے قصد پرواز کیا عقاب نے ایسا سحر کیا کہ بحبس ہوا آخر فرش پر بیٹھی اب اُسنے منت شروع کی کہ اے حاصل زندگانی مجکو اپنی غلامی مین قبول کر کیونکہ اب میرا حال یہ ہی بیت

چراغ داغ لیکر دل مین ڈھونڈھا ✽ نشان پر صبر و طاقت کا نہ پایا ✽ گلعذار اُسکو برا بھلا کہنے لگی اسی اثنا مین آواز گانے کی اُسکے کان مین آئی اُسطرف متوجہ ہوا جب عمرو کو اُسنے دیکھا بمنت

بلالایا کہ میری معشوقہ مجھسے راضی نہین ہوتی ہو تو چلکر ایسا گاکہ وہ راضی ہوجاے خواجہ وہان سے آئے اور گانا کیسا انھون نے کہا مین یونہین راضی کیے دیتا ہون اور دورہ کے اندر سے اُسکو باہر نکالدیا جب گلعذار اکیلی رہی اُسکو بڑیادار دے بیہوشی کی دی کہا اسکو ملاکر اُسکو بیہوش کرنا اُسنے قبول کیا اب خواجہ باہر درہ کے نکل آئے اور عقاب کو بھیجا اُسنے اپنی معشوقہ کو خندان رو پایا پاس بیٹھا ازبسکہ وہ عیار نہین ہی جو اپنے بدن مین ہاتھ لگانے دے فوراً اُسنے جام بیہوشی آلود اُسکو دیا کہ وہ پیکر بیہوش ہوا عمرو نے اگر اُسکو قتل کرڈالا پھر اُسکی زبانی حال ملکہ ماہ دردر گوش کا سنا اور اُسکو بھی بیہوش کرکے زنبیل مین ڈال لیا اور آگے کا راستہ پکڑا یہانتک کہ قریب قلعہ انجم حصار کے پہونچکر ایک بیابان سبزہ زار مین کہ سایہ اُسوقت ڈھلا تھا جانور زمزمہ سرائی کرتے تھے پانی تراوت دے رہا تھا وہان بیٹھکر خواجہ نے نَے کو بجایا اور بڑی جوش وخروش سے اس غزل کو گایا ابیات

ہو نہ عاشق سو چکر اُس دشمن ایمان کا بہن کر جامہ بھی وہ آئے اگر قرآن کا	دل نکر جلدی کہ جلدی کام ہی شیطان کا تو ہماری زندگی پہ زندگی کی کیا امید	جھوٹ ہی جانون کلام اس ہزن ایمان کا تو ہماری جان لیکن کیا بھروسا جان کا

انکا گانا تو مشہور و معروف ہی آشیانے اپنے تمام پرندے بھولے اور مسکن چوپایون سے چھوٹے شدہ شدہ خبر جہانگیر کو بھی ہوئی وہ معشوقہ کا جوگی عشق کا بروگی ہجر کے صدمہ مین پھنسا ہوا تھا اُسی وقت چوبدار بھیجکر طلب کیا خواجہ بڑے اغماض سے گئے اور ادھر جہانگیر نے فرش وہ پرتکلف بچھوایا کہ جو پاے خیال سے بھی میلا ہوتا تھا مسند کو دیکھکر کسریٰ و جم رشک کھاتا تھا کشتیان شراب ناب کی قابین گزک کے لیے کباب کی سامان عشرت جملہ مہیا تھا کہ درویش صاحب آکر پہونچے اور خوب بھجن اُنھون نے گائے پھر اشعار مراد یار کے گائے کہ ابیات

وہ کون ہی جو مجھپہ تاسف نہین کرتا اور دم مرا جانے مین توقف نہین کرتا کچھ اور گمان گذرے نہ دل مین ترے کافر	پر میرا جگر دیکھ کہ مین اُف نہین کرتا دل فقر کے دولت سے مرا ایسا غنی ہی یاد اسلیے مین سورۂ یوسف نہین کرتا	کیا قہر ہی وقفہ ہی ابھی آنے مین اُنکے دنیا کے زر و مال پہ مین تف نہین کرتا تمام محفل کو حالت وجد طاری

ہوئی لیکن مہتر چالاک تیز رفتار خواجہ کو فیض جاری کرنے کا موقع نہین دیتا ہی آخر انھون نے بیہوشی ملاکر جام شہزادہ جہانگیر کو دیا اُسنے چاہا تھا کہ پیون چالاک نے وہ جام لیکر پھینکدیا اور

پہنے نہ دیا اُسوقت تو خواجہ کہتے ہوے کہ بھلا او نا شدنی جوانا مرگ کہان جاتا ہی میرے ہاتھ سے یہ کہکر جست کرکے چلے چابک بھی اسکے پیچھے چلا ایک طرف برق جست وخیز کرکے نکلا پھر انکو کون پاتا ہی یہ جادہ جاب جب یہ تنہائی مین آئے مشورہ پذیر ہوے کہ کوئی اور تدبیر کرنا چاہیے اسی فراق مین یہ قلعہ سے نکلکر ہر طرف پھرنے لگے ایک روز گذر انکا ایک باغ کی جانب ہوا کہ ہوا خوش جاے دلکش تھی نہال سر سبز و شاداب سبزہ سے یہ ظاہر کہ طغرا صفحۂ گلشن پر تحریر اُسمین آب رمان کی لکیر بلبل شوریدہ کا شور چمن مین رقصان مور پھول کھلے سرخروئی باغ پر گواہی دیتے وہان دوسری بلبل بھی نالان تھی یعنے سوسن کے ساتھ ماہ دُر در گوش یاد شہزادہ جہانگیر مین قمری نمط کوکو کرتی اور کہتی ابیات

کون وقت ای دا سے گذراجی کو گھبراتے ہوے
آتش خورشید سے دیکھا نہین اُٹھتا دھوان
وہ نہ جاگے رات ہکو ضد سے بخت خفتہ کی

موت پڑتی ہی اجل کو یان تلک آتے ہوے
آکھڑے ہو بام پر تم بال سُلجھاتے ہوے
بچ گیا آخر گجر زنجیر کھڑکاتے ہوے

خواجہ جو مع برق اس باغ کے دروازے پہ آئے سوسن نے انکو درویش کامل سمجھکر بڑی قدر و منزلت سے بٹھایا اُنھون نے اکسیر اپنے پاس سے بوٹی نکالکر بنائی پھر بکی ہوئی دوا التعریف کرکے سوسن اور ماہ کو کھلائی جب وہ بیہوش ہوئین دونون کو اُٹھاکر زنبیل مین ڈال لیا اور پھر وہان سے آکر بیچ قلعہ مین ایک دوکان کرایہ کو لی پردہ ہاے زنبوری اُس دُکان مین لگائے جو پردۂ ہفت آسمان کو ہنستے تھے فرش تکلف سے آراستہ کیا پھر ہزار ہا تصویر اُس مکان مین لگاکر رشک نگارخانہ چین اس مکان کو بنا دیا ابیات

کی آرائش جو وہ آئینہ خانہ
شبیہ سادہ رویان زمانہ
دکھایا نقش حیرانی نظر کو
مرقع کردیا دیوار و در کو
وہ ایوان آفت عقل و دل و دین
کرے سجدہ جسنے بتخانۂ چین
ہے اس اعجاز مین عیسیٰ بھی حیران
کہ تصویرون سے اُسمین پڑگئی جان

نازنینان شوخ و شنگ اُس دکان مین زنبیل سے نکالکر بٹھائین سرمایہ تجارت دل و جان تھین برق کو گماشتہ مقرر کیا اور آپ خواجہ سفید مو بنکر مسند بچھاکر تکیہ لگاکر بیٹھے لوگ جو اُسطرف آتے تھے اُن نازنینون پر جان اپنی وارتے تھے غلغلہ ہوا کہ ایک تاجر بردہ فراش خواجہ سفید مو نام یہان آئے ہین ملکہ گلعذار شوخ چشم کی بھی تصویر اُن تصویرون مین اُنھون نے لگائی تھی ایک روز

اُس تصویر کو آکر جہتر چابک نے دیکھا یہ تو اسکی معشوقہ ہی اُسکو دیکھکر بیہوش ہو گیا آخر اپنے تئین سنبھالا اور برق سے کہا اپنے مالک کے پاس ہمین لے چلو ہم یہ کنیز مول لینگے برق اُسکو اندر لے گیا اُسنے دیکھا کہ ایک مرد پیر کئی سو برس کا سن ڈاڑھی سفید مسند پر بصد جاہ و جلال بیٹھا ہی اِسنے سلام کیا اُسنے پاس بٹھایا اور خاطر کی مزاج پرسی فرمائی پھر ذکر کنیزون کا درمیان مین آیا عمرو چابک پر خفا ہوا اور کہا صاحبزادے یہ تصویر جسے تم لینا چاہتے ہو یہ تصویر میری دختر کی ہی غلطی سے دکھا دی گئی ہی چابک آخر وہان سے اُٹھا اور روتا ہوا پاس جہانگیر کے آیا اور سب حال کہا کہ ایک سوداگر میری معشوقہ کی تصویر لایا ہی آپ دلوا دیجیے جہانگیر نے حکم دیا انجمن آرائی ہو کارپردازون نے فرش و مسند وغیرہ آراستہ کیا چوبدار سلطانی خواجہ سفید مو کے پاس بھیجا خواجہ سوار ہو کر وہان سے روانہ ہوے اور بر وقت چلنے کے اپنا خیمہ وغیرہ زنبیل مین رکھا اور جہانگیر کے پاس آئے اُسنے مقام صدر پر بٹھایا اور بزرگ سمجھکر تعظیم کی اور کہا آپ کی بزرگی سے بعید نہین ہی جو اس کنیز کو دے ڈالیے خواجہ تیوری چڑھا کر اور آنکھین لال لال کر کے گھڑک کر بولے کہ ہم کہہ چکے کہ یہ ہماری دختر ہی جہانگیر نے کہا آپ خفا نہون یہ میرا بھائی ہی آخر آپ شادی اپنی صاحبزادی کی کہین کیجیے گا پھر یہ ہمپر احسان فرمائیے غرض بعد بہت تکرار کے قبول کیا جہانگیر نے ایک باغ کہ جو بہشت برین کا چشم و چراغ تھا خواجہ کی سکونت کے واسطے دیا اور بہت سا روپیہ خواجہ نے لیا اور ایک گوشہ مین جہانگیر و چابک کو بلایا اور ایک تیغہ اپنے پاس سے نکالا اور کہا لو تم بھی کیا یاد کروگے ای شہزادے یہ تیغہ تمھارے واسطے ہی بس جونہین وہ تیغہ جہانگیر نے کھینچا بقہ بیہوشی ایسا اُڑا کہ جہانگیر و چابک دونون بیہوش ہو گئے عمرو نے اِن دونون کو اُٹھا کر زنبیل مین ڈال لیا تیغہ بلاکش بھی اُسکے پاس تھا وہ بھی ہاتھ آیا اب یہ مقام تنہا مین تو تھے ہی وہان سے نکلکر چلے اور صحرا مین آئے ایک آدمی کو کوکب کے طلب کر کے نامہ لکھا کہ آپ کے مجرم اور اشیاے نادرہ جو موجود ہین اُسے منگوا لیجیے چونکہ یہ قلعہ انجم حصار کی حوالی ہی یہان ساحران نامی اطراف مین رہتے ہین اور کوکب پاس جا سکتے ہین اُنھین مین سے ایک ساحر کو وہ نامہ دیا کہ اُسنے لے جا کر کوکب کو پہونچایا کوکب وہ نامہ دیکھکر بہت خوش ہوے اور بیابان بری برہ کا مالک آفاق جادو تین لاکھ ساحر سے واسطے ملازمت کے حاضر ہوا تھا اُسنے بادشاہ کو متردد دیکھکر پوچھا کہ آپ کو کس امر کا تردد ہی

شہنشاہ نے فرمایا کہ طلسم کشا قید ہوا ہی مین چاہتا ہون کہ کوئی معتبر شخص جائے اور اُسکو لائے آفاق نے کہا مجکو اجازت ہو تو مین جاؤن بادشاہ نے اجازت دی یہ وہان سے روانہ ہوا فوجون کا چلنا ہنگامۂ شورش افزا طبل و بوق کا بجنا لشکر کا سیل فنا کی طرح روان ہونا کشتی ارض و غبرا کو ڈگمگاتا تھا بڑی عظم و شان سے یہ چلا اور اُسی صحرا مین کہ جہان عمرو تھا آیا خواجہ سے ملاقات کی خواجہ نے جہانگیر و سوسن و دُردر گوش اور چابک وغیرہ کو مع تیغۂ بلاکش سپرد کیا اور آپ طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوا کہتا گیا کہ اے آفاق ذرا ہوشیاری سے قیدیون کو لے جانا اُنکے ہتکڑیان بیڑیان پہناکر قلب لشکر مین اُنکو رکھا اور لیکر پھرا وہان خورشید بھی کچھ عرصہ مین حال خواجہ سفید مو کے آنے کا سنکر باغ مین آیا یہان کسی کو بھی نہ پایا معلوم ہوا کہ سوداگر جہانگیر و چابک کو لیکر غائب ہو گیا ہی سمجھا کہ کوکب نے کسی کو بھیجکر بلوایا ہی بس اُسنے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو اُسی وقت نفیر جنگی بوق کو دم ملا جوانون نے کمرین باندھین بہادر لڑنے مرنے پر لیس ہو گئے طائران پر زیر سوار ہوکر ساحر چلے اور برسم یلغار راہ طے کرکے قریب لشکر آفاق پہونچے پھر تو صفین جمگئین مبارز ایک دوسرے سے لپٹ پڑے چمک برق شمشیر کی ہوئی بارش باران تیر کی ہوئی باہم زد و کشت ہونے لگی خورشید نے ہزار در ہزار پتلے سحر کے پیدا کیے کہ جو آکر فوج کو قتل کرنے لگے آفاق نے صدہا سواران روئین تن بنائے خورشید نے پھر آتش سحر اُنپر برساکر پگھلا دیا آفاق نے ماران سیاہ کا مینہ برسایا کہ اُنھون نے جسم مبارزان کو پانی کرکے بہایا تا دیر ایک دوسرے سے لپٹا رہا یہ نقشہ رہا

نظم

زبس نعرہ و نالہ کرناے زمین شد ز نعل ستوران ستوہ ہمی کوہ دریا شد و دشت کوہ
بسے سروران را سرآمد نگون ہمی آسمان اندر آمد ز جاے ہمہ سنگ مرجان شد و خاک خون
تو گفتی ہمی خون ببارد سپہر بکشتند چندان ز ہر دو گروہ کہ شد خاک دریا و ہامون چو کوہ
بدرزانہ بد بر بسیر جاے مہر

اُسی گرمی جنگ مین ایک طرف سے لشکر گران گروہ گروہ پیدا ہوا اور آگے آگے اژدرمان پر ایک ساحر نابکار داراب ظلماتی نام ظاہر ہوکر لشکر کی پشت پر آکر گرا اور کمر لشکر کی آکر ماری پھر لڑائی تازہ ہو گئی فوج آفاق کی پسپا ہونے لگی اسوقت بقدرت کردگار عنقاے ابلق سوار پیر بھائی کوکب کا آگرا اور سحر چلنے لگا کبھی اندھیرا ہوا کبھی اُجالا ہوا مار و عقرب برسنے لگے آندھیان آنے لگین داراب نے سحر کیا

تاریکی ہوکر چادر سیاہ روے ہوا سے پڑنے لگی اور کاجل گرنے لگا ہزارون ساحر اندھا ہوا عنقا نے چاند بہت سے طالع کیے کہ جسکی روشنی نے فروغ دیدۂ ساحرون کو بخشا اور ایک ٹکڑا چاند کا ٹوٹکر داراب ظلماتی کے سر پر گرا کہ وہ زندگی سے بدر ہوا حضیض مرگ اُسکو حاصل تھا عنقا بہ پڑھتا ہوا چلا اُدھر خورشید و باد کھاکر پیچھے ہٹا جب اُسنے دیکھا کہ یہان قدم نہ جمے گا یکہ و تنہا جانب افراسیاب روانہ ہوا اب آفاق کی فتح ہوئی اور یہ آگے بڑھا کچھ دور چلا ہوگا کہ نوبت و نقارے روے ہوا پر بجنے سنائی دیے اور ساحر شیر سوار و اژدر سوار ظاہر ہوے افسر انکا طیفور چہار چشم تھا تین لاکھ ساحرون کی جمعیت سے آیا اور لشکر عنقا پر حملہ آور ہوا وہی ہنگامہ عظیم دوبارہ برپا ہوا ساحرون مین سحر کی چوٹ چلنے لگی آخر عین گرمی جنگ مین عنقا سے مقابلہ طیفور کا ہوا اُسنے ایک نارنج مارا اُسنے خالی دے کر ترنج لگایا برابر سے چوٹ چلنے لگی ایک مقام پر سحر کی تلوار طیفور نے سر عنقا پر لگائی کہ اُسنے زخم کاری کھایا اب قید جہانگیر کی قبضہ طیفور مین یقین تھا کہ جاے اُسوقت آفتاب فلک پر طالع ہوا اور صدا آئی کہ منم کوکب روشنضمیر طیفور نے جی داری کرکے ایک ہار مرجون کا اُس آفتاب پر بھی لگایا لیکن پنجہ ایک تلوار لیکر پیدا ہوا اور اُسنے سر نجس طیفور جدا کیا فوجون کو شکست ملی آفاق کو کوکب نے بہت زخمی پایا مگر اُسکی فوج سمیت اُسکو بتیغ بلاکش دیگر جانب بیابان برّی برہ روانہ کیا اور ایک خیمہ ملازمان کوکب نے اُسی بیابان مین استادہ کیا کہ بادشاہ مذکور تخت پر بہزاران جاہ و جلال آکر بیٹھا اور ایک قفس آہنی طلب کرکے جہانگیر کو اُسمین بند کیا چابک بھی اُسی مین ہو پھر اُس قفس کو ایک گنبد سحر بناکر اُسمین لٹکادیا اور در گنبد پر بہلی جو کی حارث شیر سوار جادو کی مقرر کی پھر اُسکے بعد میخوار آتش خوار کو تعین کیا اور گنبد کے آگے تالاب بھی آتش کا بنایا کہ جسمین کوئی آنہ سکے لہرین اُسکی دلون مین خیال سے آگ بھڑکاتی تھین اور لپیٹین تا بفلک جاتی تھین غرض جب انتظام قیدیان کرچکا اُسوقت ماہ دُر در گوش کو سامنے بلایا اور بغضب تمام دو طمانچے لگائے اور کہا او گیسو بریدہ لکاتہ شوخ دیدہ تیرے جلانے تو کتا بھی نہ جیے کوئی ایسی حرکت کرتا ہے کہ جیسے تو ننگ خاندان ہوئی پھر گلعذار کو بھی بہت کچھ بُرا بھلا کہا پھر زلف آراے سرخ چشم کے سپرد ان دونون کو کیا کہ اُسنے اپنے باغ مین لے جاکر ان دونون کو قید کیا اس دانستہ زنجیر رنج و الم کو زلف

سنبل دیکھکر سلسلۂ پریشانی ہاتھ آیا بال بال اپنا گنہگار پایا جب خاطر مضطر گھبرائی جان گھبرا کے لب پر آئی تو بیقراری سے یہ سناتی غزل

پابند جون قفس خان ہین پریشانیون مین ہم
یارب ہین کسکی زلف کے زندانیون مین ہم

زنجیر مین بھی نالۂ زنجیر کی طرح
جوش جنون سے رہتے ہین زندانیون نہین ہم

پائی نہ تیغ عشق سے ہمنے کہین پناہ
قرب حرم مین بھی ہین تو جولانیون مین ہم

دوزخ بھی جاے نعرۂ ہل من مزید بھول
لائین جو آہ کو شررافشانیون مین ہم

پاکوبیون کو مژدہ ہو زندان کو ہو نوید
پھر ہین جنون کے سلسلہ جنبانیون مین ہم

تم بھی نہین جگر مین رہے اسقدر رہے
سرگرم سوز عشق کے مہمانیون مین ہم

مطلب سے اپنے کون ہے آگاہ جز خدا
جون خط سرنوشت ہین پیشانیون مین ہم

ہین آئینہ مین صورت تصویر آئینہ
آئینہ رو کے سامنے حیرانیون مین ہم

سینے کا چاک سینے کی فرصت کہان کہ ہین
مصروف زخم دل کی پریشانیون مین ہم

جاسکتے ضعف سے نہین کوچے مین اُسکے ذوق
بہ جائین کاش گریہ کی طغیانیون مین ہم

افراسیاب جادو باغ سیب مین تخت حکومت پر بیٹھا تھا اور اِس حال کی سواے حیرت کے اور کسی کو خبر نہین کہ جہانگیر نے قلعہ انجم حصار فتح کیا ہے غرضکہ ہرکارے دوان دوان خدمت شاہ جادوان مین آکر حاضر ہوے اور بادشاہ کو مجرا کیا بعد دعا و ثناے شاہی کے خبر عرض کی کہ ملک خورشید نہایت عالم پریشانی مین بدحواس و مضطر آکر حاضر ہوا ہے افراسیاب گھبرایا سردارون کو استقبال کے لیے بھیجا خورشید روتا ہوا سامنے آیا اور تمام حال بیان کیا کہ اِسطرح جہانگیر کو عمرو آکر پکڑ لے گیا راہ مین مین نے جاکر روکا تھا کئی سردار آکر پہونچے آخر کوکب کے ہاتھ سے مارے گئے اور وہ خود آکر لے گیا راہ مین مین نے خبر پائی ہے کہ چابک اور جہانگیر کو احتیاط سے مقید کیا ہے یہ سنکر افراسیاب فرط غیظ و غضب سے آگ ہوگیا اور بہت بڑا صدمہ و ملال اُسکو ہوا یہان تک کہ بغیظ و غضب تمام پر پرواز پیدا کرکے اُڑا ہرچند سبنے منع کیا نمانا اور وہان آکر پہونچا کہ جہان وہ تالاب آتش کا بنا تھا دیکھا کہ ایک ایک موج اُسکی تابفلک جاتی ہے کرہ نار وہ مقام نظر آتا ہے دل پیر فلک کے جل جانے کا اندیشہ ہے پانی اُسکا مثل جوش طبع جوش کھاتا ہے سارے عالم کا غصہ سمٹ کر اُسی جگہ

مجتمع ہوا ہی لہرین خنجر رودان کی طرح چلتی ہین شرارے اُڑ رہے ہین یہ کیفیت دیکھکر اُسنے سحر پڑھا کہ ابر سیاہ آکر تالاب پر چھایا اور پانی اُسمین سے موسلا دھار برسنے لگا یہانتک کہ وہ آتش بالکل بجھ گئی اور جہان وہ تالاب تھا اُسی جگہ سبزہ اُگ آیا آگے جو لشکر لیے ہوے عنقاے ابلق سوار اُترا ہوا ہی اور اُسی مقام پر کوکب نے گنبد سحر سے بناکر جہانگیر و چابک کو اُسمین قید کیا ہی بس افراسیاب میخوار کو ساتھ لیکر آگے بڑھا دیکھا کہ لشکر لیے ہوے چار لاکھ کا عنقاے ابلق سوار پڑا ہوا ہی کڑھاو چڑھے ہین بستر پیادون کے لگے ہین سوارون کی لین پڑی ہین ہتھیار و نلی قینچیان بندھی ہین ہوم ہو رہا ساحر کنوون پر نہا رہے ہین اور دھوتیان چھانٹ رہے ہین بازار ہین لشکر مین کھلی ہین کٹورا کھنکتا ہی گرم بازاری ہو رہی ہی سقون کے کٹورون کی جھنکار ہی دلالون کی بول چال ہی افراسیاب جب وہان پہونچا بارگاہ فلک فرسا عنقا کی استادہ تھی سراپچہ اُسکے اُٹھے ہوے تھے عنقا مسند پر اندر بارگاہ کے بیٹھا تھا اُسنے جو افراسیاب کو دیکھا نعرہ کیا کہ او افراسیاب کہان آتا ہی افراسیاب نے میخوار جادو کو سحر کرکے مسحور کرلیا ہی وہ اُسکے ساتھ ہی بس عنقا نے کہا کہ او میخوار نمکحرام تو اس نطفہ حرام افراسیاب کو ساتھ لیکر آیا ہی یہ نعرہ سُنکر افراسیاب نے اشارہ کیا کہ مارے میخوار اپنی فوج کو لیکر لشکر عنقا پر جا پڑا دونون فوجین آپسمین ملگئین سحر کی چوٹین چلنے لگین ترسول و پنسول کی چمک تا بہ اوج فلک جاتی تھی نعرہ ہل من مبارز کی صدا آتی تھی دمبدم کرنا کو دم ملتا تھا یہ نقشہ تھا کہ

ابیات

ہر اک سمت آندھی کا طوفان بپا	گھرا ابر پانی برسنے لگا	ہوے ناریل آکے سینون کے پار
برستے تھے جادو کے ہر سمت مار	پیام اجل دے رہے تھے ترنج	ہر اک لکو پیدا تھا اُن سب سے رنج
کلیجہ کہین بیر کھانے لگے	پیام قضا تیر لانے لگے	برسنے لگے شعلہ وان آگ کے
بہت سحر کی آگ مین جلگئے	کہین بھیرون ناچا کہین کلوابیر	برستے کسی سمت آتش کے تیر

جب عنقا نے دیکھا کہ خود افراسیاب ساحرون کو قتل کر رہا ہی اُسنے ایک ساحر کو بھیجا کہ جاکر کوکب کو خبر دے اُسنے کوکب کو خبر کی کہ غضب ہو گیا افراسیاب آگیا ہی اور میخوار کے ہاتھ سے سب کو قتل کرا رہا ہی یہ خبر سنکر کوکب غصہ مین چلا اور یہان پہونچکر دور ہی سے نعرہ زن ہوا کہ باش او افراسیاب کہان جائیگا میرے ہاتھ سے افراسیاب نے جو نعرہ کوکب سُنا میخوار پر تو اور زیادہ

سحر کیا کہ وہ چمک کر لڑنے لگا اور افراسیاب زمین مین غرق ہوکر اندر گنبد کے پہونچا اور جاکر اُسنے
پنجرا جہانگیر کا چھت مین سے اُتارا اور لیکر روانہ ہوا یہان کوکب نے جو آکر دیکھا تو میری فوج آپسمین
لڑ رہی ہی اور ہزار ہا ساحر آپسمین کشتہ ہوکر پڑا ہی اور افراسیاب نہین ہی سمجھا کہ میری آمد دیکھکر
چلا گیا اب اُسنے سب فوج پر سے سحر اُتارنا شروع کیا مگر اسوقت سحاب جادو کہ نہایت زبردست ساحرہ ہی
وہ کوکب کے ہمراہ تھی کوکب نے کہا ای سحاب دیکھو تو کہ افراسیاب کدھر گیا مین ان سب پر سے
سحر اُتارتا ہون ملکہ سحاب پچاس ہزار ساحر لیکر بڑھی راہ مین اُسنے نگہبانان گنبد کو دیکھا اور اُنھون
نے کہا کہ افراسیاب پنجرا لے گیا اور وہ سامنے جاتا ہی بس سحاب بڑے زور شور سے نعرہ کرکے
افراسیاب پر جا پڑی یکبارگی ملکہ ایسا سحر کیا کہ بادشاہ جادوان گھبرا گیا پسینا آگیا اور پنجرا زمین
پر اُسنے رکھدیا اُسوقت سحاب نے سحر کیا کہ قفس ٹوٹ گیا اور جہانگیر و چابک اُسمین سے نکلے
ملکہ سحاب نے چاہا کہ دونون کو اُٹھائے چابک تو عیار ہی یہ تو جست کرکے مجمع مین کہین چھپ رہا مگر
افراسیاب نے بہ تعجیل تمام رد سحر کیا اور جہانگیر کو اُٹھا کر پھر پنجرے مین بند کرلیا اور چابک کو نہ پایا
اب ایسا سحر کیا کہ سحاب کے لشکر پر تاریکی چھا گئی اور افراسیاب پنجرا لے گیا یہان کوکب سحر سب
کا اُتار رہا تھا کہ چند ساحر آئے اور کہا کہ افراسیاب پنجرا لے گیا اور وہ جاتا ہی بس کوکب نے غصہ
مین ارادہ کیا کہ افراسیاب کی طرف جلے اُسوقت گود مین ایک کاغذ اُڑتا ہوا آگرا اُسکو جو
پڑھا لکھا تھا کہ منم برہمن روئین تن ای کوکب خبردار تعقب افراسیاب نہ کرنا اُسکو جانے دو اور تم
میرے پاس آؤ کوکب سب کو علیحدہ کرکے جانب برہمن چلا مگر افراسیاب پنجرہ لیے ہوئے جہانگیر کا
بارگاہ مین حیرت کی آیا پنجرے سے جہانگیر کو نکالا اور کہا ای صاحبقران من کیسا مزاج ہی اُسنے
کچھ جواب نہ دیا جب تو افراسیاب گھبرایا حیرت نے کہا سحر مین ہی افراسیاب لگا سحر کرنے اسوقت
جہانگیر نے کہا اب مین رخصت ہوتا ہون یہ کہکر اُٹھا افراسیاب نے ہاتھ دوڑ کر پکڑا وہ پانی ہوکر بہ گیا
افراسیاب بڑا شرمندہ ہوا کہ یہ کیا غضب ہوگیا خورشید تاج بخش رونے لگا کہ ای شہنشاہ میرا فرزند
کیا ہوگیا افراسیاب نے طائران سحر کو حکم دیا کہ جلد جاکر خبر لائو کہ جہانگیر کہان ہی یہان سے طائر گئے
مگر پتا نہ پایا پھر آئے یہان تو افراسیاب متردد ہی مگر کوکب پاس برہمن کے پہونچا کہ یہ اُسکا پیر بھائی ہی
مگر بڑا زبردست ساحر ہی برہمن نے شاہ کی تعظیم کی اور بٹھایا اور کہا ای بادشاہ آج ہمکو بڑی تکلیف

ہوئی کہ ہم خود گئے اور جہانگیر کو لے آئے اور افراسیاب ہمارے سحر کا پتا مارے گیا بہت ہی شرمندہ ہوا ہوگا یہ کہکر دست جیب کی جانب اشارہ کیا کوکب نے دیکھا کہ جہانگیر زنجیر سحر مین بندھا ہوا ہی برہمن نے کہا یہ جہانگیر موجود ہی مگر عیار اسکا نکلگیا وہ بہت چالاک تھا اس سبب سے نکلگیا کوکب نے اُسی وقت جہانگیر کو قفس مین بند کیا اور برہمن سے صلاح کی کہ اسکو کہان رکھون جہان رکھونگا افراسیاب ضرور آکے لے جائیگا برہمن نے کہا اسکو قیصر جادو کے پاس بھجوا دیجیے کہ ملک کوہستان مین ہی وہان قید مین رہیگا اور کوئی وہان جا نہ سکے گا اُسوقت کوکب نے نہال جادو کو بلاکر حکم دیا کہ اسکو قیصر مین پاس قیصر کے پہونچا دے نہال جہانگیر کو لیکر روانہ ہوا مگر طائران سحر نے جاکر افراسیاب کو خبر دی کہ جہانگیر کو قیصر کے پاس مین بھیجا ہی افراسیاب نے بڑا افسوس کیا اور کہا کہ بڑا غضب ہوا اگر وہان راہ مین ہمارا ایک دوست ہی مجیل چرخ زن مین اُسکو نامہ لکھتا ہون اُسی وقت افراسیاب نے مجیل کو نامہ لکھا کہ تیرے شہر کی طرف سے نہال جادو مع دس ہزار سوار کے جاتا ہی اور جہانگیر کی قید اُسکے ساتھ ہی اُس سے تو جہانگیر کو چھین لے اور ہمارے پاس بھیجدے مجیل کے پاس نامہ افراسیاب کا پہونچا وہ فوج لیکر سر راہ آکر ٹھہرا کہ نہال قید لیے ہوئے اُسطرف پہونچا مجیل بھی پکڑ کر جا پڑا اب آپسمین سحر کی مار ہونے لگی لیکن مجیل نے ایسا سحر کیا کہ قفس جہانگیر کا ٹوٹ گیا اور جہانگیر اُسی ہنگامہ مین قفس سے نکلکر ایک درۂ کوہ مین جاکر چھپ رہا یہان ساحر آپسمین ایک ایک نے دوسرے کا بھیجا کھایا ترسول و بنسول کی مار رہی کلوا بھیرون کی پکار رہی آخر مین مجیل نے ایسا سحر کیا کہ نہال جادو بیہوش ہوکر گرا اور اُسکے ساحر بھی بیہوش ہوگئے دم بھر مین دس ہزار فوج کا بیہوش ہونا یہ معلوم ہوتا تھا کہ آدمیون کا فرش بچھا ہی دنیا خوابگاہ مردمان ہی مجیل نے سب کو قتل کرنا شروع کیا اتفاقاً اُدھر سے قیصر کی سواری نکلی اُسنے پوچھا کہ یہ کیا ہنگامہ ہی دریافت ہوا کہ ملازمان کوکب قتل ہوتے ہین بس اُسنے وہین سے نعرہ کیا اور یہ بھی فوج مجیل پر گرا اور مجیل کو اُسنے قتل کیا اور تمام فوج کو اُسکی پامال کیا اور نہال کو ہوشیار کیا اُسنے شکریہ ادا کیا اور حال اپنا قید جہانگیر کے لانے کا بیان کیا اور کہا وہ قفس ٹوٹ گیا اور وہ چھوٹ گیا نہین معلوم کہان گیا قیصر نے کہا یہ ممالک کوہستان کے ہین یہان سے نکلنا مشکل ہی وہ بدون آب و دانہ تڑپ تڑپ کے مرجائیگا اس سرحد سے نکل نہین سکتا تم کوکب کو مطمئن کردینا نہال یہان سے خدمت کوکب مین آیا

اور اُس سے سب حال اُسنے بیان کیا کوکب نے کہا بیشک اسکا زندہ رہنا بہت دشوار ہے یہ بیان تو اطمینان ہوا اگر جہانگیر کا حال سنیئے کہ یہ جو درۂ کوہ مین گئے تھے تو دو دن تک بخوف ساحران بے آب و دانہ اسمین رہے تیسرے دن شدت مین بھوک کی نکلے اور بیقرار تھے غرض دو مہینہ تک صحرا کے پھل اور پتیان کھائین اور وہان پھرا کیے ہر صبح کو دال ہوتی تھی نہ دلیا ہوتا تھا عقلیہ یہ کہ دل و جگر کا قلیہ ہوتا تھا فاقہ دسترخوان بچھاتا تھا کلیجہ لب پر آتا تھا ہر طرف آوارہ پھرتے تھے اور مصیبتین اُٹھاتے تھے ایک دن ایک صحرا ملا کہ سواے ریگستان اور وہان کچھ نہ تھا اور منزلون تک آبادی کیسی بسے عمرانات مشام جان مین فائز نہوتی تھی اُس صحرا مین بہت سختی اُنھون نے اُٹھائی اور پھل کھا کر بسر کی آخر بعد دو مہینے کے پھرتے پھرتے سب لباس ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا صرف ایک جوڑا انکے پاس رہ گیا جہانگیر نے اسکو پھاڑ کر ایک تہمد اور ایک کفنی بنا کر پہنی اور مثل فقیرون کے پھرتے پھرتے شہر قیصریہ مین پہونچا کہ جہانکا بادشاہ قیصر جادو ہے اور وہی یہ قیصیہ جادو ہے کہ جسکے پاس قیدائی کوکب نے بھیجی تھی غرض بعد کئی مہینے کے اُنھون نے آبادی دیکھی اور انسان کی صورت انکو نظر آئی جابجا دکانون پر شیرینی اور کھانا رکھا دیکھا دل تو بے قرار ہو گیا مگر سوال سے لب آشنا نہ کیے اسی طرح بھوکے پیاسے پھرتے رہے اور شہر کی آبادی کی یہ صورت دیکھی کہ عمارتین سربلند گچ و پختہ نہایت رفیع و مصفا تعمیر تھین سراسر پری کی تصویر تھین کرسی ہر دکان کی کمر کے برابر تھی نیچے دکانون کے نالیان پختہ نہرون کی طرح بنی تھین درخت مولسری کے سایہ دار لگے پنجرے اُنمین جانوران خوش الحان کے ٹنگے ہر طرف گھما گھمی تھی کٹورا کھنکتا تھا

گرم بازاری ہو رہی تھی رعیت دلشاد تھی بند غم سے آزاد تھی یہ عالم تھا کہ ابیات

پریزادون سے تھا آباد گلزار	عجب آراستہ چوبڑ کا بازار	بنے تھے بے نظیر اسمین مکانات
مزین شہر مین عالی مکانات	رفیع ایسے کہ قصر آسمان گرد	وسیع ایسے کہ گلزار جنان گرد
بنا باغ ارم تھا وہ زمین پر	غرض تھا مسکن حوران یہان پر	جہانگیر باتوقیر اس شہر کی سیر کرتا

پھرتا اس شہر کے کنارے ایک درویش باخدا ہمیشہ رہتا تھا نام اسکا درویش بوریانشین تھا

اور یہ اسکی کیفیت تھی ابیات	وہان دیکھا کہ ہر اک صاحب دل	کہ جس سے بات بھی کرنا ہے مشکل
زبان ساکت ہے لب محو خموشی	خدا کی یاد مین ہے گرم جوشی	سلی تاگے گفتگو کے رشتے سے آراستہ

لباس درویشی سے مزین دلمین یاد معبود قول الست بربکم یاد پاک باطن وخوش نہاد اس مقام پر کچھ چیلے اور بالکے کچھ مرید حال قال کے رہتے تھے ایک گنبد بنا تھا تلسی کا پیڑ ہرا بھرا لگا تھا مزار کسی بزرگ کا تھا اُسپر سبز چادر اُڑھائی تھی مسہری پھولون کی بنائی تھی وہ درویش ہمیشہ اپنے اُستاد کا چھاندا کیا کرتا تھا فقیرون کا مجمع ہوتا تھا آجکل بھی وہ ہی مجمع تھا سب موجود تھے نعرہ یاحق کی صدائین بلند تھین کہین لنبی ٹوپی والے آزاد تھے کہین نانک شاہی تھے کہین گسائین تھے ہرطرف سے صدائین یاحق یا داتا یا مرشد کی آتی تھین دل بہلاتی تھین کوئی کہتا تھا شور اُنکے کاسۂ مے عرش سے ہوا موجود ۔۔ فقیر مست نے جسدم کہا کہ یا موجود کسی کی زبان پر تھا کہ بیت

جہان گیا مرا حصہ مجھے وہان پہونچا
لگا کے خوان کرم سر پہ آسمان پہونچا

چوکیان قوالون کی آئی حقانی گانا ہو رہا تھا عجب کیفیت اور سما تھا یہ نقشہ تھا کہ نظم

کہین فریاد یاہو سے جگر چاک
کوئی افتادہ محو بوسۂ خاک
کسی جا ضرب الا اللہ دلبر
تقاطر ریز ابر دیدۂ تر
کسی کی قلب کی جانب نگاہین
لطیفے سب روان شفقان راہین
کوئی تعظیم بیتابی سے اُستاد
میان حلقہ دار خویش آزاد
کہین ذکر جلی سے آشنائی
کسی کو چہرے سے حاصل صفائی
کوئی مخفی کے رازون سے خبردار
کوئی القاے اُستادی سے سرشار
کوئی مصروف دید باطنی مین
کہین شیطان فکر دشمنی مین
غرض تا نصف شب سامان یہی تھا
یہی دیکھا کہ مین ارمان یہی تھا

شہزادہ جہانگیر بھی اُن فقیرون کے جلسہ مین آیا کہ یہ بھی فقیر بنا ہوا تھا وہان روٹیان اور چنے کی دال بٹتی تھی وہ اسکو بھی ملی اُسنے کھائی مدت کے بعد کھانا میسر ہوا کھا کر بیہوش ہو گیا پھر سنبھلکر بیٹھا اس عرصہ مین ہٹو بچو کی صدا سُنائی دی اور سواری بڑے دھوم سے قیصر کی آئی فقیر کو آکر اُسنے تسلیم کی اور آکر برابر بوریے پر بیٹھا یہ فقیر ہر طرف پھرتا رہتا تھا اور اسکا معمول تھا کہ جس شہر مین جاتا ہی فقیرونکو جمع کر کے چھاندا کرتا ہی یہان بھی ایسا ہی کیا غرض جہانگیر فقیر سے بہت جھجک کے ملا ہی جا بجا میدان مین خیمے استادہ ہین گانا ہو رہا ہی عجیب جلسہ ہی غرض اب جو بادشاہ آکر پہونچا اور فقیر کے پاس بیٹھا درویش نے کہا کہ ای قیصر ہم تو کئی سال کے بعد تمھارے یہان آئے مگر ہمنے تمکو ابکی بہت پریشان پایا کچھ بیان تو کرو کہ تمکو کیا رنج ہی قیصر نے کہا کہ آپ پر سب روشن ہی بیان کی کیا ضرورت ہی درویش نے کہا کہ ای قیصر تو لاکہ گوہر جادو دختر آفاق جادو پر عاشق ہی

وہ بادشاہ بیابان بری برہ ہی اور اُسی کے غم مین تیرا یہ حال ہوا ہی یہ سنتے ہی قیصر قدمون پر فقیر
کے گر پڑا اور کہا ای مرشد کامل حقیقت مین یونہین ہی اور عجب طرح کی مشکل ہی کہ وہان نہ نامہ
پہونچ سکتا ہی نہ کوئی پیام زبانی کی راہ ہی کسی طرح وصل اُس مہ پارہ آفت جان کا ممکن نہین ای
مرشد مین نے کوکب کو بھی لکھا تھا مگر اُنھون نے کچھ توجہ میرے حال پر نہ فرمائی بلکہ جواب نامہ سے
بھی سرفراز نہ فرمایا اب مین آپ کے دامن کو نچھوڑونگا درویش نے کہا کہ ای قیصر اب جلد مدعا
تیرا بر آئیگا اور اِسی محفل مین ہی وہ یہ کہ اپنے زمانے کا صاحبقران بشکل فقرا یہان موجود ہی
اور اِس جلسہ مین شریک ہی مجھسے ملا تھا اور اُسکو بیابان بری برہ کے جانے کی خواہش ہی
اور ضرور ہی جائے گا وہ وہان پہونچے گا پس اُسی کے باعث سے تیرا مطلب بھی حاصل ہوگا
اور نہایت درویش نے تعریفین جہانگیر کی کین کہ قیصر جادو مشتاق ہوا اور کہا کہ اُنکو بلائیے
درویش نے آواز دی کہ ای صاحبقران ہم سب آپکے مشتاق ہین یہان تشریف لائیے اُسوقت
دیکھا کہ ایک گوشہ سے ایک جوان رعنا عفص گردن بلند بالا قوی تن قوی من فقیر وضع نہایت
وضیع وجیہ وشکیل لیکن نحیف ضعیف مگر اُسپر بھی چہرہ تابناک بسان خورشید تابان روشن
رعب ودبدبہ دیکھکر درویش وقیصر کھڑے ہوگئے اور اُسی وقت حکم ہوا کہ لباس فاخرہ لاکر نہائی
فوراً خلعت آکر حاضر ہوا شہزادہ نے پہنا اور محفل مین آکر مقام صدر پر بیٹھا اور درویش نے نہایت
اوصاف اُنکے سامنے قیصر نے بیان کیے اور بہت تعظیم وتکریم بجالایا اب جام شراب گردش
مین آیا اور قیصر نے رو رو کر اپنے عشق کا حال سامنے جہانگیر کے اسطرح پر بیان کیا کہ شہزادہ
جہانگیر یاد کرکے ماہ دُر در گوش کو خوب رویا مگر درویش نے تسکین دی کہ ای شہزادہ آپ اسقدر
نہ گھبرائیے سب مطلب آپ کے پورے ہونگے اور بخاطر آپ کے اور قیصر کے جسطرح بنے گا ضرور بالضرور
آپکو بیابان بری برہ تک پہونچاؤنگا غرض دو دن تو جہانگیر کی دعوت کی اور تیسرے دن جہانگیر
تیاری سفر مین مصروف ہوا کہ شاہ مجکو وہان پہونچائے ہر چند قیصر نے کہا کہ مجکو آپ پر افسوس
آتا ہی آپ عمر اپنی یہین بسر کیجیے جہانگیر نے کہا کہ مجکو جان ہی دینا منظور ہی مین جاؤنگا ضرور اور
اسی حیلہ سے جان دونگا ہر چند قیصر نے کہا مگر جہانگیر نے نانا آخر درویش نے شہزادہ کو مسلح کرکے
اپنے ہمراہ لیا وہ جلسہ برخاست ہوا اور درویش مع شہزادہ روانہ ہوا اور ایک دشت کو کس

راستہ طی کیا ہوگا کہ جہانگیر نے دیکھا کہ گنبد بنا ہوا ہی اندرون گنبد دیوارون پر تصویرین شاہان جہان کی نصب ہین اور آئینہ لگے ہین سقف گنبد مین گھنٹے ٹنگے ہین جب یہ دونون اندر گنبد کے آئے وہ گھنٹے ازخود بجے صدا یا سامری یا سامری کی آنے لگی مگر درویش نے ایک نقش لکھکر دیوار گنبد پر لگایا کہ دیوار شق ہوئی اور ایک صحرا دکھائی دیا درویش نے کہا کہ ای شہزادہ یہ سامنے جو صحرا دکھائی دیتا ہی یہی راستہ بیابان بری برہ کا ہی اب آپ تشریف لے جایئے خدا تعالی منزل مقصد پر پہونچائے گا اور فقیر بھی وقت پر آجائیگا شہزادہ یہ سنکر درویش سے رخصت ہوا اور آگے بڑھا وہ بیابان ہول خیز و وحشت انگیز ملا کہ جی چھوٹ گیا صحرا مین دھوپ تپتی تھی کنبھوری کی آواز سناٹا چار سمت ہوا کا سائین سائین چلنا درخت جھلسے ہوے تپے سوکھے کھڑکھڑاتے دل کو وحشت دلاتے جناب خضر بھی اُس دشت مین بیتاب نظر آتے وحشت کی دھوم حسرتون کا شہزادہ کے دل پر ہجوم تھا پانون مین چھالے تھے لب پر آہ و نالے تھے پہاڑون کے پتھر تپ رہے تھے اُنسے شرارے نکلتے تھے چشمے جوش کھا کر اُبلتے تھے درختون کے ٹنڈ سوکھے نظر آتے تھے غول بیابان آگ سلگاتے تھے ڈراتے تھے شہزادہ یاد دلدار کرتا تھا اور بصد بیتابی یہ غزل زبان پر لاتا تھا غزل

کہانتک اشتیاق یار جانی
سنین کس طرح عاشق کی کہانی
بڑھین پھر کچھ تمنائین اجل کی
کہ آخر ہو چکی اپنی کہانی
نسیم آغار پیری مین بھی مستی

خدارا ای فلک کچھ مہربانی
ابھی ناصح توقف کر کہ اپنا
گھٹا طول امید زندگانی
جو ہو منظور رحم آنے نہ پائے
نہین جاتا خیال نوجوانی

وہ سمجھے ہین کچھ اپنے شکوہ چند
اُمنگون پر ہی جوش نوجوانی
نجا دم پھر ابھی پہلو سے للہ
سنو قصہ مرا آنکی زبانی

ایسی صعوبت اُس صحراے آتشناک مین شہزادہ نے اُٹھائی کہ گھوڑا بھی سقط ہو گیا اب سفر پیادہ پائی نصیب ہوا بگولے اُس وحشت کے مارے کے لیے پیادل اور چوبدار تھے نقیب آہ کے للکارتے تھے چاؤش نالۂ صداے دورباش سناتا تھا آبلہ سینہ کا بصورت نقارہ ہوا تھا جب دل بیتاب ستاتا تھا تو گھبرا کر یہ لب پر لاتا تھا نظم

مرا یہ حال کہدینا کسی سے
کیا بیہوش سوداے فزدن نے

اگر گو قربان تھا وہ اپنے جی سے
نہین دور فلک کو دید منظور

مگر رو کا اُسے بخت زبون نے
رہین ہم تمسے تم ہمسے رہو دور

غرض اسی طرح رہروی کرکے بعد مشقت و صعوبت اُس صحرا کو طی کیا اور ایک جنگل مین گذر ہوا وہان دیکھا تو بہت سے دیو اور دیونیون کو جمع پایا اور دولھا بنا ہوا روے کے پھولون کا سہرا باندھے ایک دیو کو بیٹھے پایا شہزادہ ایک درخت پر چڑھ گیا کہ یہان سے تماشا انکی شادی کا دیکھون لیکن وہان صورت یہ ہی کہ دیو نعمان اپنے بیٹے کی برات لیکر مکان پر دیو سرہنگ کے آیا ہی جب برات رخصت ہوئی تو سرہنگ نے کہا کہ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ بروقت رخصت عروس ایک آدم زاد کا گوشت کھلائینگے جب تک یہ نہوگا یہ عروس رخصت نہوگی نعمان یہ کلام سنکر تلاش مین آدمی کی نکلا اتفاق سے درخت پر نگاہ پڑی جہانگیر کو بیٹھے ہوے دیکھا نہایت خوش ہوا اور درخت کو کولی مین داب کر اُکھیڑا جہانگیر اُسپر سے کود پڑا اور تیغہ پکڑ کر ہزارون دیوزاد قتل کیے دیوون نے جو یہ آفت دیکھی بھاگے کیونکہ یہ اسکا فرزند ہی کہ جسکے بیٹے دیو بند و دیو کش ہین اور امیر حمزہ نے دیو ہمندون ہزار دست کو مارا ہی ذکر اُسکا نوشیروان نامہ دفتر اول مین ہی غرضکہ شمشیر خارا شگاف جہانگیر سے کچھ ہی دیر مین مطلع صاف تھا یہ صف شکن قتل دیوان کرکے آگے کو روانہ ہوا پھر وہی بلبلاتا وہی جنگل کی خاک اُڑاتا تھا اور غم یار مین بیقرار ہوکر یہ زبان پر لاتا تھا کہ

غزل

فرقت عاشق و معشوق غضب ہوتی ہی
سحر عید غم و رنج کی شب ہوتی ہی

سامنے آنکھون کے بجلی سی چمک جاتی ہی
یاد تیرے رُخ پر نور کی جب ہوتی ہی

غم فرقت سے ترے روتا ہون مین آٹھ پہر
دیکھون کس روز گھڑی وصل کی اب ہوتی ہی

لب شیرین سے ترے ہی جو حلاوت پائی
ایسی لذت نہین نان رطب ہوتی ہی

تمسے جسوقت بچھڑنے کا خیال آتا ہی
کیا بتاؤن مجھے تشویش عجب ہوتی ہی

دن جُدائی کے تو کٹتے نہین آ او جانی
اب ملاقات کی شب دیکھیے کب ہوتی ہی

چین دم بھر ہی نہین جاہ کو اب تیرے بغیر
میری قسمت بھی رسا دیکھیے کب ہوتی ہی

اسی طرح بعد قطع منازل و طی مراحل مرحلہ پیمائی و دشت گردی کرتا ہوا شہزادہ دل از کف دادہ خاک چھانتا ایک شہر کے قریب پہونچا جب اندر اُس شہر کے قدم رکھا نیا تماشا فلک کی سنگدلی کا نظر آیا یعنی ہر ایک انسان ساکنان شہر کو پتھر کا پایا شہر خوب جنس ہر ایک دلکو مطلوب دُکانین رنگین عمارتین عمدہ و مرتفع بنین مگر آدمی سب پتھر کے غضب خدا کا وہان گویا آیا ہوا ہی کہ سب تنے

قالب انسانی پاکر جامہ بشر کا پہنا ہی شہزادہ کمال خوفناک ہوا اور اپنے مذہب و ملت کے موافق دعا وغیرہ پڑھنے لگا اور بہت ششدر و حیران تھا نہایت پریشان تھا ہر وقت دل بھاگ جانیکو چاہتا تھا مگر دل مضبوط کیے گلی کوچون مین وہان کے قدم اُٹھاتا تھا کوئی ساتھ نہ سنگ سنگ راہ سے بھی خوف کھاتا تھا اِسی فکر و تردد مین ایک گلی مین جب قدم رکھا ایک میمون اُسکو نظر آتا تھا جب وہ میمون قریب تر آیا مثل انسان گویا ہوا کہ ای جوان اجل گرفتہ تو کون ہی جو اس شہر نحوست اثر مین آیا ہی جلد یہان سے جا ورنہ مثل اُنھین کے تو بھی بلا مین گرفتار ہوگا جہانگیر کو اور زیادہ حیرت ہوئی کہ بندر بولتا ہی شہر تو بتخانہ آذری معلوم دیتا ہی انسان مثل نقش و نگین ہین اُسپر یہ طرہ ہی کہ بندر بولتا ہی واقعی اِس شہر پر غضب خدا کا آیا ہی غرض اُسنے اُس بندر سے کہا کہ ای میمون واسطہ اپنے دین و مذہب کا بیان تو کر کہ یہ کون لوگ ہین اور تو کون ہی جب یہ اُس بندر نے سنا تو لوٹ کر صورت انسان بنا جہانگیر نے دیکھا کہ ایک ساحرہ ہی جو بندلی ماتھے پر لگائے ہی ٹیکا سیندور کا دیے ہی کھنور چندن کے بدن مین لگے ہین مگر سحر سے صورت اپنی خوب بنائی ہی یا نہین معلوم کہ اصل ہی مین ایسی صورت ہی کہ زلف چلیپا اُسکی تا بہ قدم پہونچی ہوئی صاف ناگن سیہ معلوم ہوتی ہی جو انسان کا دل ڈستی مانگ مین اُسکی سیندور بھرا ہی جو دل عشاق کو مانگ رہا ہی پیشانی تابناک ہی ابرو کشیدہ مثل خنجر بران ہی سحر ساز و فسونگر چشم فتان ہی رخسار گل گلزار جنان ہی یہ اُسکا نقشہ ہی کہ

نظم

کہے دل مین یہی حور جنان ہی
بلا آفت قیامت ہر ادا ہی

کہون کیا حسن روز افزون کے اوصاف
پری اِسکے مقابل مین کہان ہی

بغور اُسکو جو دیکھے چشم انصاف
نہایت نازنین وہ مہ لقا ہی

اُس ساحرہ نے ایک دکان مین لاکر فرش بچھایا اور کہا ای جوان بیٹھ تو مین تجھ سے سب احوال بیان کرون جب جہانگیر بیٹھا تو اُسنے کہا میرا نام میمون جادو ہی اور بادشاہ جو دار الامارۃ مین ہی مسرور جادو اُسکا نام یہان کا بادشاہ ہی اُسپر مین عاشق ہوئی اور سوال وصل مین نے اُس سے کیا اُسنے جب وصل قبول نہ کیا تو مین نے اُسکو مع اُسکے ملازمون کے پتھر کا بنا دیا اور کل شہر کا بھی یہی حال کیا لیکن اگر تو میرا وصل قبول کرے تو مین تجکو یہانکا بادشاہ کرون جہانگیر نے کہا کہ مین بر سر سفر ہون جب پھر کر آؤنگا تو تجکو قبول کرونگا یہ سنکر اس ساحرہ نے اُس دکان کی کوٹھری کھولکر اُنکو بزور سحر قید کیا یہ وہان مجبور و ناچار بیٹھے اور اُنکو نیند آگئی اُس عالم بیہوشی مین

انھون نے خواب مین دیکھا کہ وہی درویش بوریا نشین آئے ہین اور فرماتے ہین کہ ای شہزادہ تم
اِس ساحرہ سے آشتی کرو اور اِسکے گلے مین ایک تختی ہی وہ کسی طرح اِس سے لو یہ اُس تختی سے
ماری جائیگی شہزادہ کی جب یہ خواب دیکھکر آنکھہ کھل بکاری اُسنے آہ کی اور کہا بیت
یار اغیار ہو گئے اللہ + کیا زمانے کا انقلاب ہوا + ہمتو اِس ساحرہ کی محبت کو آزمانے
تھے ورنہ کون ایسا ہوگا جو ایسی حسین کو قبول نہ کریگا ساحرہ باہر دروازہ پر بیٹھی تھی کیونکہ اُسکے
دل کو بھی لگی ہوئی تھی جب انھون نے یہ کہا اُسنے کوٹھری کو کھولا اور انکو نکالا سحر انبر سے اُتارا
انھون نے بغور جو دیکھا تو واقعی ایک تختی کو اُسکے گلے مین پڑے دیکھا بس اُسکی گردن مین ہاتھ
ڈال دیے اور کہا ای جان جہان یہ تختی کیسی تمھاری گردن مین پڑی ہی اُسنے کہا ہان ہان اِس
تختی کو ہاتھ نہ لگا انھون نے ناک بھون چڑھائی اور کہا وائے قسمت کس ظالم پر اپنی طبیعت آئی
کہ جو ایک ذرا سی تختی کے چھونے پر خفا ہوتی ہی یہ کہکر اشک آنکھون مین بھر لایا ساحرہ کا دل تو آیا
ہوا تھا رونا اِسکا دیکھہ نہ سکی اور دوسرے سمجھی کہ یہ اِس تختی کی تاثیر کیا جانے لیکر دیکھے گا پھیر
دے دیگا معشوق ہی ہٹ کرتا ہی اِسکی ضد کو پورا کرنا چاہیے یہ سوچکر کہا کہ ای جانی وای مایہ
عمر و زندگانی قربان کی تھی یہ تختی تم ناراض نہو لو یہ تختی لو یہ بھلا تمھارے کس کام کی ہی لو اچھا
دیکھو یہ کہکر وہ لوح گلے سے اُتار کر اِنکو دی جب انھون نے وہ تختی پائی فوراً اسکے جسم مین لگائی وہ ساحرہ
بیہوش ہوئی انھون نے گردن اُسکی کاٹ ڈالی شور دار و گیر برپا ہوا آندھی آئی تاریکی چھائی پھر صدا آئی
کہ افسوس مارا مجکو کہ نام میرا میمون جادو تھا کل تین سو برس کا سن رکھتی تھی مگر ہنوز باغ جوانی
سے کوئی گل مراد مین نے نہ چنا تھا غرض بعد اِس آفت کے جو دیکھا تو ایک ساحرہ کریہ منظر سیاہ فام
کی لاش کو پڑے ہوے دیکھا انھون نے اُسکی لاش پر تھوک دیا اور اُسکے مرنے سے تمام شہر نے رہائی
پائی صورت اصلی پر آئے وہ جامۂ سنگین جسم پر سے اُتارا بادشاہ یعنی مسرور شاہ نے آکر جو دیکھا تو
شہزادہ جہانگیر کو شہر مین ایک مقام پر استادہ پایا سر اپنا اِنکے قدم پر رکھدیا اور کہا مصرع ای آمدنت
باعث آزادی ما + قدم مبارک کو اِنکے بوسہ دیا اور ایوان شاہی مین لایا دعوت کا سامان مہیا
فرمایا ساقی مہ لقا حاضر ہوے جام مے گردش مین آیا پھر طعام عمدہ سے دسترخوان چنا شہزادہ جہانگیر نے
خاصہ نوش فرمایا شکر خدا کا بجا لایا اسوقت اُس بادشاہ نے حال اُنکا پوچھا انھون نے تمام

کیفیت بیان کی اور کہا مین بیابان بری برہ کو جاؤنگا مسرور نے کہا کہ یہ کام بہت مشکل ہی اور وہ
مقام بہت دور دراز ہی اُنھون نے کہا کچھ ہی کیون نہو مین بغیر جائے باز نہ آؤنگا آخر جب اُسنے بہت
سمجھایا اور اُنھون نے نہ مانا تو مسرور نے کہا کہ بیچ مین ہبران جادو کا مرحلہ ہی اور وہ میرا دوست ہی
مین اُسکو نامہ لکھے دیتا ہون یہ کہکر ایک محبت نامہ بنام ہبران اُسنے لکھا اُسمین یہ مضمون تھا کہ
ای ہبران دوست صادق و محب واثق من یہ شہزادہ میر المحسن ہی جو تمھارے پاس تشریف لاتا ہی
اِسکی بہت خاطرداری کرنا قدم اِسکے اپنی آنکھون پر دھرنا اِسنے مجکو بلاے سحر میمون جادو سے رہا
کیا ہی نئے سر سے زندہ فرمایا ہی یہ احسان اِسکا مین قیامت تک نہ بھولونگا تم بھی اِسکے ساتھ بہت
اچھی طرح پیش آنا دوسرے یہ شہزادہ بسا بہادر اور صاحب زور ہی وجیہ و شکیل و صاحب تدبیر شاہ
ابن شاہ ہی جہان پناہ ہی تھوڑے لکھے کو بہت جاننا میرا کہا ماننا یہ لکھکر سب حال اپنے تیم سے
ہوجانے کا اور اُسکے رہا کرنے کا نامہ مین مندرج کرکے جہانگیر کو وہ نامہ دیا اور کہا ای شہریار روہ آپنے
مجھپر احسان کیا ہی کہ تا زندہ ایم بندہ ایم پھر اپنے سحر سے ایک شہر بنایا اور کہا ای شہزادہ ہمارے
شہر مین ایک میلا ہوتا ہی اگر جی چاہے تو اُسکی کیفیت دیکھکر جائیے گا شہزادہ نے منظور کیا اور
چندے وہان سکونت پذیر رہا جب وہ دن میلے کا آیا نقارے بجے مسرور نے کہا کہ لے اب چلیے اور
کیفیت میلے کی ملاحظہ کیجیے یہ کہکر خلعت فاخرہ سے شہزادہ کے جسم انور کو مزین و محلی فرمایا پھر برابر
اپنے تخت پر بٹھا کے لیکر چلا شہزادہ شہر سے باہر نکلکر جب آیا خلقت کا اُس جا پر اژدہام پایا سوداگر
اطراف و جوانب سے آئے ہوئے تھے خیمہ اُنکے کھڑے تھے اشیاے عمدہ و نادرہ کار اعجوبہ روزگار کا
انبار تھا خیمون کے آگے تخت بچھے تھے اُنپر فرش عمدہ کیا تھا سوداگر وہان بیٹھے تھے جواہر وغیرہ
کے ڈبے سامنے کھلے ہوے نیچے تختون کے اور دُکاندار برابر برابر دُکانین اپنی لگائے تھے ٹوکری
لیے بیٹھے تھے کہین سنگترین ماہ پارہ رشک شمشاد جنکے قد ڈالیان لگائے بیٹھی تھین کہین
کباب سیخون پر بھُن رہے تھے کہین لونگ چڑے والے پھر رہے تھے کسی طرف گلفروش کاندھے
اور کہنی پر ہار ڈالے شوق مین بیلے کے ہار ہین کہتے پھرتے تھے کہین ساقی حقہ پلا رہے تھے
کہین کھلونے والے بھولون کے بک رہے تھے حلوائیون کی دکانین برابر برابر لگی تھین شیرین کامی
دیتی تھین ہزارون طرح کا جوبن دکھاتی تھین امرتیان مسلسل اور پیچدار دیکھنے سے زبان کو

ذالیقہ بخشتی تھین برنجی تھالون مین ورق لگے برفی جنی ہوئی اور ہر طرح کی مٹھائی دھری اُسس جامن بھی چاہتا تھا کہ اسکو لیکر کھا جا گویا در بہشت کھلا ہوا تھا سامنے دکان کے زنجیرین ٹنگی تھین گھنٹیان اُسمین لٹکتی تھین ایک طرف بساط خانہ سجا ہوا تھا کاٹھ کے کھلونے ہینیس ڈولی مسی سرمہ بک رہا تھا کسی جانا نبائی دُکان لگائے تھے کہین تمبولی اپنا رنگ جمائے تھے تختون پر پان سفید سفید وسادری اور بنگلہ رکھے ہوے تھے کتھے چونے کے برنجی مرتبان دھرے تھے کہین پالین تنین تھین سافنین اُنکے نیچے بیٹھی تھین تپائی سوراخدار بچھی تھی چلمین اُسمین گھڑسین تھین نیچے لگن مین پان بھیگے تھے عاشق تن سامنے اُنکے ٹہل رہے تھے چرسون پر دم پڑتے تھے کوئی کہتا تھا کہ جانی ذرا بیڑد بیرہ کی پلانا سافن ہنسکر جواب دیتی تھی کہ بیٹا انگیا مین کی پلینا کوئی چرسیا پنجرہ ہاتھ مین لیے تھا گلدم اُسمین بند کیا تھا کسی دُکان پر بھی پنجرہ ٹنگا تھا کاکن کی بالی پنجرے مین دھری تھی طائر خوشرنگ اُسمین بند تھا غرض بھنگیڑلون کا طوطی بولتا تھا دف دائرہ چکارہ بج رہا تھا میلے مین سوانگ بنکر آتے تھے سوانگیے ترسول نگلتے جاتے تھے تختون پر سوار تختون کے آگے ڈفلی بانسری بجتی جاتی تھی فقیر اینٹ کھپر سلگائے پھرتے تھے بعض لوگ چکر ڈنڈ کر رہے تھے بہت لوگ گھوڑون پر سوار نکلے تھے گھوڑون کے گلے مین ہیکلین طلاکار پڑین تھین گنگلے باندھے ہوے سپاہی سُرخ پگڑیان سرون پر رکھے ہٹو بچو کرتے آگے آگے گھوڑے کے جاتے تھے فنس مین مہاجنان شہر کے لڑکے گوٹے ٹھپے کی ٹوپیان چلنے کے انگرکھے پہنے سوار فنس مین اِدھر اُدھر کہار اُٹھائے پھر رہے تھے رئیسان شہر اونچے پر فرش بچھائے تماشا میلے کا دیکھ رہے تھے خوب میلا جمع تھا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

پونڈے کی گنڈیریان وہ نایاب	ڈلیان مصری کی جنسے بے آب	وہ ٹوکرون مین ہرے ہرے بوٹ
جو سبزہ خلد سے لڑین چھوٹ	نظارہ نیشکر سے دلشاد	معشوق کا جیسے قد آزاد
خوشرنگ عجب مٹر کی پھلیان	پھولون کی چمن مین جیسے کلیان	ہوتا تھا وہ سانپ کا تماشا
ضحاک کا دل تھا جسپہ شیدا	لہراتے تھے سانپ یون سڑک پر	جس طرح کہ ذوذنب فلک پر
بازار مین قصہ گو بھی آکر	دل سے کوئی داستان بناکر	کرتا دل اہل دل کی تسخیر
جادو کی ہر اک سخن مین تاثیر	جہانگیر نے خوب میلا وہان دیکھا دن بھر میلے مین رہا جب	

وہ وقت آیا کہ مجمع کواکب عرصہ گاہ افلاک سے جلوہ فرما ہوا کہ ابیات

کہ اتنے مین چھپا دن صورت یار ہوئین ڈھندلی کائین راہ و بازار
تمنا آہ ہو کر تا لب آئی سر پابوس مین زلف شب آئی

مسرور شاہ شاہزادہ کو لیکر پھر دولتسرا مین داخل ہوا شہزادہ نے خاصہ کھایا کچھ جام شراب ارغوانی کے پیے پھر آرام فرمایا مگر نیند کیسی اور سونا کہان کا فراق یار مین تڑپنا اور بلبلانا شروع کیا جب زیادہ بیتاب ہوتا اسطرح روتا اور کہتا نظم

پھر بھی کوئی راہ مین لطف نظارہ ہی اسمین کسی کا کیا خسارہ
کیا اسمین بھلا کسی کا نقصان بچ جاے جو اک غریب کی جان
تن ہو گیا نزار روتے روتے یہ کھلکے وفور اشکباری
پھر بستر غم پہ بیقراری کھلنے لگا راز ہوتے ہوتے
دیدار کا شوق ہی نہایت فرقت کو گذر گئی ہی مدت
تا چند یہ صدمہ ہاے جانکاہ نکلے کوئی انبساط کی راہ
آفت مین ہی جان زار ہر دم ہمدم غم انتظار ہر دم
آخر کراہ کراہ کے نالہ و آہ کر کے

صبح ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ مسافر فلک بعزم طی منازل فلک یعنی خورشید تابان پٹکہ شعاع کے کمر باندھکر میدان آسمان مین آیا کہ ابیات

مجھے امید مطلب مین سفر ہی مبارکباد آغاز سحر ہی
کہ بدلا شب نے رنگ آسمانی سفر کی اب سنو باقی کہانی

ہنگام سحر شہزادہ کمر ہمت باندھکر مسرور شاہ سے رخصت ہوا اور وہ شیر جو سحر سے مسرور شاہ نے بنایا تھا اُسپر سوار ہو کر روانہ ہوا مسرور شاہ در شہر تک پہونچانے آیا اور عرض رسا ہوا کہ ای شہزادہ آپ نے وہ احسان عظیم مجھپر کیا ہی کہ مین جان و مال سے آپ کا شریک ہون ہر چند کہ مین خراج گذار کوکب تھا مگر اب اس سے کچھ تعلق نہ رہا کیونکہ ایسا غافل بادشاہ کہ اتنے دن تک مین پتھر کا بنا رہا اور اُسنے میری خبر نہ لی شہزادہ اُسکو تسلی دیکر اور اُس سے رخصت ہو کر آگے کو روانہ ہوا یہانتک کہ وہ شیر گویا قلعہ برانیہ کا راستہ جانتا تھا کہ سیدھا شاہزادہ کو لیے ہوے اُسی قلعہ مین لایا شہزادہ نے ایک قلعہ فلک فرسا بنا پایا کہ دروازہ شہر کا مثل فیل مست کے جھوم رہا تھا بہت سے ساحر بعہدۂ نگہبانی دروازے پر اُترے ہوے تھے اُس شیر کو دیکھکر کوئی مزاحم نہوا شیر اندر شہزادہ کو لایا شہزادہ شہر مین آیا آبادی خوب مکانات جو دلکو مرغوب ہون دیکھے شہر وہ نہایت آباد تھا ہر ایک کا وہان دلشاد تھا عمارتین مصفا العمیز تقین

ساحر خوش اخلاق و وجیہ و شکیل بستے تھے جو بات بات پر ہنستے تھے دکانون مین اشیاے
نفیس کا انبار تھا دکاندار لباس عمدہ پہنے بیٹھے تھے کٹورا کھنکتا تھا گھرے جو بروج آسمان کو ثریا نیز
تعمیر تھے خلاصہ کار جہانگیر کیفیت شہر ملاحظہ فرماتا ہوا پشت شیر پر سوار دار الامارۃ مین آیا یہان بھی
بہت بڑا سامان تزک کا پایا خادم و خدمتگار قولاے رقاصی یساول و چوبدار دروازہ پر حاضر
فن ادب سے ماہر سات ڈیوڑھیان دار مارۃ کی تعین غرض اُن سب کو طی کرکے اندر آیا یہان دیکھا
تو تخت پر ایک بادشاہ پر شوکت و جاہ جلوہ فرما ہی تاج شاہی سر پر قباے فرمان روائی در بر چتر بال
ہما کا سر پر گردش مین یہی ببران جادو ہی گرد و پیش دنگل و کرسیان بچھی ہین ساحران نامی انپر
بیٹھے ہین کہ جنکی آنکھ ناک کان سے شعلۂ آتش کے نکلتے ہین جہانگیر نے شیر پر سے اُترکے بادشاہ
کو سلام کیا اور آگے بڑھکر وہ محبت نامہ مسرور کا لکھا ہوا اُسکو دیا اُسنے پڑھا کھڑا ہو گیا شہزادہ کی
تعظیم کی اور مقام صدر پر اُسکو بٹھایا پھر ساقی کو اشارہ کیا کہ اُسنے جام مے ارغوانی بھر کر دیا شہزادہ
نے پیا پھر رقاصان مہر طلعت حاضر ہوے ناچ سامنے ہونے لگا بعد کچھ دیر کے علحدہ اُٹھا کر لیگیا
اور خاصہ طلب کیا اور شہزادہ کو نعمتہاے گوناگون سے آسودہ کیا اغذیہ لطیف دگرما گرم کھلائین
پھر دربار مین آکر بیٹھے اب اُسنے کہا کہ ای شاہزادہ آپ کون ہین اِسنے کہا مین ملک خورشید
تاج بخش کا بیٹا ہون اور اِسطرح فرستادۂ افراسیاب براے طلسم شکنی طلسم کو کب آیا ہون
لیکن فی الحال بیابان بری برہ کو جاتا ہون یہ کلمات سنکر ببران چین بجبین ہوا کیونکہ یہ بھی
خراج گزاران کوکب سے ہی مگر بپاس خاطر مسرور خاموش ہو رہا اور کہا کہ ای شاہزادہ ہم لوگ
ایک درخت کو سجدہ کرتے ہین کیونکہ بعد کئی مہینے کے اُسمین سے ایک پتلا نکلتا ہی اور پکارتا ہی
کہ منم خداوند سامری بس ای شہریار یا تو آپ اُسکا حال بتلایئے اور نہین تو آپ بھی سجدہ کیجیے
جہانگیر نے کہا کہ اچھا تم ہمکو وہان لے چلو اور اُسکی کیفیت دکھلاؤ تو پھر ہم اُسکی تدبیر کرین اُسنے
کہا کہ آپ دو چار روز توقف فرمایئے اب زمانہ اُس پتلے کے نکلنے کا قریب ہی مین آپکو لے چلونگا
شہزادہ وہان توقف پذیر ہوا بعد چند روز کے جب ایک دن وہ زمانہ آیا کہ شجر زرین
شعاع مہر چرخ اخضر پر پھیلا پھولا نظر آیا کہ ابیات

ملا نور سحر نور نظر سے | صدائے رخصتی آئی سحر سے
طرارے بھر کے مثل توسن ناز | نگاہون سے چھپی شب شوخ انداز

ہنگام سحر بہران سوار شہزادہ کو سوار کرکے ایک صحرا مین لایا شہزادہ نے دیکھا کہ صحراے سبزہ زار ہی طرفہ اُس مقام پر بہار ہی جو درخت ہی وہ پھولون سے لدا ہی ہرا بھرا ہی سبز رنگان دہر کو اپنی سرسبزی کے روبرو شرماتا ہی اور اُس صحرا مین ایک درخت اور درختون سے سربلند نہایت سرسبز وخوشنما لگا ہی تنہ اُسکا طلاے احمر سے منڈھا ہی شاخین اُسکی جنبش ہوا سے ہلتی ہین تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ جوانان سبز رنگ جھوم رہے ہین طائران خوش الحان اُسپر بیٹھے زمزمہ سرائی کرتے ہین شاہزادہ کچھ دیر وہان ٹھہرا تھا کہ یکایک تنہ اُس درخت کا شق ہوا اور اُسمین سے ایک پتلا کہ جسکا منھ مثل طوطی کے تھا نکلا اور پکارا کہ منم خداوند ساحری بہران اور اُسکے ساتھ کے ساحرون نے سجدہ کیا جہانگیر چپ کھڑا رہا اب جو دیکھا تو اُس شجر مین پھل لگ آئے اور بار اثمار سے شاخین جھک پڑین وہ پھل بہران نے توڑکر کھائے اور شہزادہ کو بھی دیئے اُسکو جو کھایا تو بہت شیرین اور ذائقہ کے تھے غرض کچھ دیر مین وہ پتلا پھر اُسی درخت مین سما گیا اور پھر درخت کا تنہ برابر ہوگیا بہران شہزادہ کو لیکر پھرا شہزادہ نے کہا اب تم جاؤ مین اِسکا حال دریافت کرکے آؤنگا بہران تنہا اُسکو چھوڑکر چلا آیا شہزادہ وہان پھرا کیا جب وہ زمانہ آیا کہ بیل کہکشان کی دار بست آسمان پر پھیلی ہوئی ظاہر ہوئی اور ستارے مثل دانۂ خرمن عرصۂ فلک مین چھٹکے بالی سنبلہ کی اُگی کہ بیت بسر اوقات کی صحرا مین دم بھر لا چھپا یا مہر نے جب روے انور شہزادہ رات کو اُس درخت کے قریب پھر آیا وہان قدرت خدا سے نیا سامان پایا کہ ایک طرف کو فرش عمدہ بچھا ہی روشنی کنول اور جھاڑ کی ہی جس سے وہ صحرا تمام منور اور روشن ہی فرش پر مسند مغرق بچھی ہی اور ایک ساحرہ اُس مسند پر لباس پرزر پہنے ہوے بیٹھی ہی چہرہ بسان خورشید تابان روشن ہی لیکن کم سن نہین ہی سامنے اُس ساحرہ کے ناچ ہو رہا ہی شاہزادہ بھی اُس مقام پر جاکر پہونچا اور اُس بزم مین کھڑا ہوا ساحرہ نے جو اِسکو دیکھا پوچھا کہ آپ کون ہین اِسنے کہا کہ مسافر ہین اتفاق سے اِدھر آنکلے آپکو بیٹھے دیکھا ہم بھی ٹھہر گئے اُسنے جو شہزادہ کو حسین اور مہ جبین دیکھا محبت اِسکی اُسکو پیدا ہوئی کہا آئے ہین آپ تو آئیے تشریف لائیے شہزادہ اُسکے پاس جا بیٹھا اور پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہی ساحرہ نے کہا کہ مجکو بزم جادو کہتے ہین اُسنے کہا کہ یہ تو فرمائیے کہ اِس درخت مین سے ایک پتلا نکلتا ہی اور اِسطرح کی صدا دیتا ہی یہ کیا ماجرا ہی اُسوقت وہ ساحرہ یہ کلام سنکر ہنسی اور کہا ای

نوجوان یہ سب میرے سحر کا ڈھکوسلا ہی مین نے سحر سے وہ پتلا اور یہ درخت بنایا ہی اُسنے کہا ہم تمھارے مہمان عزیز ہین اور ببران جادو سے کہکر آئے ہین کہ اس شجر کا حال دریافت کرینگے پس تم ہمکو اجازت دو کہ ہم اُس سے اِس حال کو بیان کرین اُس ساحرہ نے اسکی خاطر سے اجازت دی کہ اچھا کہدینا کیونکہ شاہزادہ سے اُسکو محبت ہوگئی تھی بعد اجازت دینے کے شاہزادہ کا اُسنے نام پوچھا اِنھون نے سب اپنا حال بیان کیا اور نام بتایا پھر جام شراب ناب گردش مین آیا رات بھر شاہزادہ وہان رہا بزم جادو دل سے اِسکی مطیع ہوئی اور شراکت اُسنے اختیار کی پھر جب وہ وقت آیا کہ عرصۂ فلک سے بزم کواکب برخاست ہوئی مثل شہزادۂ جہانگیر خورشید جہانگیر ہوا کہ ابیات

نظر کی آسمان پر صبح پائی — کہا رخصت کو ہی وقت جدائی
شریک بزم جو جو تھے وہان پر — تحیر مین تھے لطف آسمان پر

صبح کو بزم نے کہا کہ آپ چلیے مین بھی اپنی کنیزون کو لیکر حاضر ہوتی ہون اور ایک مرکب منگوا کر شہزادہ کو دیا کہ یہ اُسپر سوار ہوکر ببران جادو کے پاس آئے اور قصۂ شبینہ ماضیہ زبان پر لائے اور کہا کہ ملکہ بزم جادو بھی آیا چاہتی ہی غرض بعیش و عشرت بیٹھے بعد کچھ عرصہ کے بزم بھی آئی ببران نے تعظیم کی خاطر سے پیش آیا اب ببران بھی دل سے مطیع شاہزادۂ والا گہر ہوا اُسوقت شاہزادہ نے کہا کہ مین اب رخصت ہوتا ہون بیابان بری برہ کو جاؤنگا ببران نے کہا کہ اب آگے مقام خرسان جادو کا ہی وہ مرحلہ نہایت سخت و صعب ہی اور وہ بڑا ساحر زبردست ہی اور طرفدار کوکب ہی اچھا اب چلیے ہم سب اپنا لشکر لیکر آتے ہین مگر نہین جی مین آتا ہی کہ ابھی سے ساتھ آپکے چلین غرض یہی صلاح پسند آئی ستر ہزار ساحر آزمودہ کار اپنے ہمراہ لیکر شہزادہ جہانگیر یہان سے چلے اُسی وقت نفیر سحر کو دم ملا گھنٹے اور ناقوس بجے ساحر شیر آتشین اور فیل آتشین پر سوار ہوکر ہمراہ چلے ڈھرو کی صدا بلند ہوئی ہوم کا دھوان چرخ چنبری تک جانے لگا گلوا بھیرون منڈلانے لگا ہوم خانے لدگئے اژدر آتشین پھنکارنے لگے روے ہوا پر چیلین سحر کی منڈلانے لگین یون آنے لگین کہ نظم

سب چلے تخت پر سحر کے ہو سوار — ہر اِک سمت سے ساحر نابکار — رخ دہر آندھی سے کالا ہوا
جو تھا سحر کا مہر اُجالا ہوا — چلے اژدر و فیل اُڑتے ہوے — اِدھر اور اُدھر منھ تھے مُڑتے ہوے
کسی جا تھے طاؤس چنگھاڑتے — کہین اژدہے سانپ پھنکارتے — غرض بعد قطع مسافت وہ قریب

قلعہ خرسانیہ یہ سب پہونچے اُس مقام پر بصد حشمت و شوکت مسرور شاہ بھی آکر پہونچا اسی ہزار کی جمعیت سے بمقابلہ خرسان شہزادہ عالیشان آکر اُترا بارگاہ فلک فرسا نصب ہوئی ساحروں کے بھی خیمے وغیرہ استادہ ہوے اسکین بچوبے راوٹیان سراپردے کندلے نصب ہوسے لشکر کی چھاونی پڑی دریا کو پشت پر رکھکر قبضہ مین کرلیا میدان بہر جنگ سامنے قلعہ کے چھوڑ دیا طبل و نقارے داخلہ لشکر کے جو بجے طائران سحر سامنے خرسان کے آکر پہونچے وہ تخت حکومت پر اندر قلعہ کے بیٹھا تھا تاج شاہی سر پر تھا دربار جمع تھا کہ طائرون نے آکر خبر دی کا اسلام لشکر کثیر لیکر شاہزادہ جہانگیر بن خورشید تاج بخش آیا ہی اور قلعہ کے سامنے اُترا ہی باقی خیریت ہی یہ خبر سنکر خرسان نے بھی اپنے افسران لشکر کو کہ حاضر دربار تھے حکم تیاری دیا اور تین لاکھ ساحر لیکر یہ دروازہ قلعہ کا کھلوا کر باہر نکلا ساحر شیر و اژدر پر سوار ہوکر آئے گھنور جھنڈان کی بدن مین لگائے تھے منھ سے شعلہ چھوڑتے تھے رال و گوگل کے شعلہ اُڑاتے تھے یہ بھی آکر بارگاہ و خیام نصب کراکر اُترے دن بھر تو خیمہ مین رہے جب وہ زمانہ آیا کہ تیغ مہر کو ترک روزگار نے غلاف مغرب مین رکھا اور لشکر انجم لیکر ماہتاب تابان عرصہ گاہ افلاک مین آیا ابیات

سحر سے بڑھ کے نور افشان ہوئی شام لیا خورشید کا مہتاب سے کام
ہوئی شب شاہد مہ سے ہم آغوش ہوا جسدم چراغ روز خاموش

سر شام بحکم خرسان طبل جنگ بجا نفیر سحر کو دم ملا دلاور آگاہ و خبردار ہوے تیاری اسباب سحر و ساحری کرنے لگے جہانگیر نے بھی طبل بجوایا اب دونون طرف تیاری جنگ ہونے لگی منترون کی جاپ شروع ہوئی بجہ ہاے خوک جھٹکا ہوے مرچین سلگنے لگین گوگل جلنے لگا گوگل کی چراہند آنے لگی بھیرون کا جی خوش ہوا پونین تانین گئین ایک طرف بہادران روزگار تلوارون کو صیقل کرنے لگے منتر پڑھے جانے لگے کہ دوڑ دوڑ چیل دوڑ دہائی سامری کی بیر کھائے کلیجہ چھو کرلئے تو سر اُڑ جاے کمی کرے تو دھوبی کی گنڈ مین پڑے پڑھو منتر دیوالی کا ایسر با چارات بھر یہی شورش تیاری آلات جنگ رہی جب وہ وقت آیا کہ ساحر روزگار نے منقل آفتاب کو روشن کیا اور ساحرہ غب کو بھگایا کہ بیت آتاری شب نے پوشاک سیہ فام بنی نور سحر سے روشن اندام + ہنگام سحر دو دریاے لشکر جوش مار کر وادگاہ مصاف مین آئے دلاورون نے پرے جمائے جہانگیر با توقیر مسلح و مکمل ہوکر میدان مین آیا ادھر طرف سے خرسان

فوج بیقیاس ہمراہ لایا صفوف آرائی ہوئی ابر سحر نے گرد و غبار برس کر بٹھایا جھاڑیان جھنڈیان کاٹ ڈالی گئین میدان پاک وصاف ہوا اُسوقت خرسان اپنی صف لشکر سے آگے بڑھا اور اُسنے ایک سحر ایسا کیا کہ تمام لشکر جہانگیر پر تاریکی چھاگئی ظلمات کو وہ مقام مات کیے تھا میدان جنگ کالا جیلخانہ تھا ملک عدم کا پتا دیتا ہاتھ کو ہاتھ سوجھائی نہ دیتا تھا کال کوٹھری کا ایسا نقشہ تھا دوبارہ خرسان نے جو سحر دم کیا جہانگیر کمر تک زمین مین غرق ہوگیا لشکریان جہانگیر جو حربہ سحر کے پکڑ کر لینا لینا کہتے ہوے آگے بڑھے اُسنے سحر پڑھا کہ سب اندھے ہوگئے خرسان نے تیغ سحر کھینچکر اژدر اپنا اُڑایا اور قتل کرنے کو آگے بڑھا اُسوقت دنیا بالکل اندھیر قسمت بد کا پھیرہ تاریکی شب دیجور تھی اور اُسمین تلوار روشنی پارکی چمک کا چراغ جلتا تھا ہر سمت صداے نالہ وآہ برپا تھی ایسی آفت مین بعض نے دعا درگاہ خدا مین کی تیر دعا ہدف اجابت سے مقرون ہوا یکایک فلک پر سے نعرہ کی صدا آئی کہ منم درویش بوریا نشین چنانچہ درویش مذکور روے ہوا سے نیچے اُترے ایک چوکی صندل کی تھی کہ اُسپر بیٹھے تھے اور چوکی پر انگشت شہادت سے ایک الف آپ نے کھینچا تھا کہ وہ اُڑتی ہوئی آئی تھی غرض اُنھون نے آکر ایک نقش اپنے دست حق پرست سے لکھا اور اُسکو اپنے لشکر کے مابین مین پھینکا بقدرت خدا وند ربع مسکون مثلث نویس روزگار وہ تاریکی لشکر پر سے دور ہوئی سبکی طبیعت مسرور ہوئی ہر ایک کی آنکھ مین روشنی آئی جہانگیر نے قید زمین سے رہائی پائی اُسوقت خرسان نے جھلاکر پھر ایک ناریل جانب لشکر جہانگیر مارا کہ وہ پھٹا اور اُسمین سے ہزارہا شعلہ نکلکر لشکریون پر آیا لیکن برکت نقش سے قریب آتے ہی بجھ گیا اب درویش نے ایک نقش اور لکھکر خرسان کی طرف پھینکا کہ خرسان کا سحر بھی باطل ہوگیا اور اُسنے سحر کو فراموش کیا درویش نے ایک تعویذ جہانگیر کو بھی دیا کہ جسکے سبب سے سحر اثر نہ کرے جہانگیر مرکب چمکا کر سامنے خرسان کے آیا اُسنے ہر چند سحر یاد کیا یاد نہ آیا ناچار ترسول کا وار کیا شہزادہ نے ترسول رد کر کے تیغہ کا ہاتھ سر کو تبلا کر کے لگایا کہ مثل خیار تر دو ٹکڑے کیا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا فوج اُسکی تلوارین کھینچکر آگری گھمسان کی تلوار چلنے لگی عیاذاً باللہ ایک کے دو دو اور دو دو کے چار چار ہونے لگے شور دار و گیر بلند ہوا کہ ابیات

کھلی بیڑی پرے شمشیر مین ہاتھ | کھنچین تیغین بندھا ہر غول کا ساتھ | زبان تیرون کی آئین تیزیون پر

جھکے سر مرضی خالق مین اکثر
ہوئی گرزدن کو حاصل سربلندی

لبون پر آئے کف غیظ اجل سے
مٹی مغرور دل کی خودپسندی

ارادے بڑھ گئے دست اجل کے
خرسان تو قتل ہی ہو چکا تھا

بے سردار کے فوج کیا لڑتی اُسنے امان مانگی شہزادۂ جہانگیر نے امان دی اور طبل بازگشت بجواکر
پھر سے لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا پھر اندر قلعہ خرسانیہ کے داخلہ کیا وہان کے اکابرین نذرین لیکر
حاضر ہوے تمام شہر مین عملداری شہزادہ کی ہوگئی افراسیاب کے نام کی دُہائی پھر گئی جہانگیر نے
جشن کیا ناچ ہونے لگا کئی دن تک مشغول عیش رہے اب درویش نے کہا اے شہزادہ مین تمکو
محمل گنبد نشین کے پاس بھیجتا ہون وہان جاکر گنبد جہان نما کی سیر کرو لشکر اپنا سب اسی شہر
مین رہنے دو اکیلے جاؤ یہ کہکے ایک نامہ بنام محمل گنبد نشین لکھا کہ اے محمل ہماری خاطر سے
صاحبقران جہانگیر کو گنبد جہان نما کی سیر کرا دینا اور اسکی بہت خاطرداری کرنا یہ نامہ لکھکر جہانگیر
کو دیا اور جہانگیر مرکب پر سوار ہوکر روانہ ہوے بعد طے منازل و مراحل ایک صحرائے سبزہ زار مین
پہونچے دیکھا کہ عجب طرح کا فرحت انداز صحرا ہے کہ سبزہ کوسون تک لہلہاتا ہے مژگان معشوقان
سبزہ رنگ کو شرماتا ہے یہ معلوم دیتا ہے کہ شاہد ارض کے رونگٹے کھڑے ہین گلہائے خودرو کوسون
تک اُگے ہوے ہین گرداگرد اُس صحرا کے کریوا پہاڑیان چھوٹی چھوٹی پیاری پیاریان گلدستون
کی طرح پھولون سے لدی ہوئی ہین آبشار ہوتا ہے جھڑنا جھڑتا ہے جانوران خوش الحان زمزمہ سرا ہین
چشمہ جھر جا بجا لبریز ہین ڈبرے موج خیز ہین اُنکے کنارے کنارے بگلے بنڈبیان کلنگ بازبط
قرقرے پھر رہے ہین خلاصہ یہ کہ عجب طرح کا نکہت بیز و نزہت آمیز وہ صحرا ہے اور اُس صحرا کے بیچ مین
ایک گنبد گول سڈول رشک گنبد چرخ بنا ہے گنبد اخضری فلک گردش نہین کرتا ہے بلکہ اُسپر صدقے ہو رہا ہے شہزادہ در گنبد پہ
آیا وہان ایک مرد ضعیف کو بیٹھے پایا کہ ڈاڑھی کیسی پلکین تک سفید ہوگئین ہین جامہ سفید پہنے ڈاڑھی تا بہ سینہ بڑھائے
سر بزانوے تفکر جھکائے بیٹھا ہے شہزادہ نے اُسکو آکر سلام کیا اور وہ نامہ دیا اُسنے نامہ پڑھکر شہزادہ کو اُٹھکر گلے سے
لگایا اور مقام صدر پر بٹھلایا گریہ کیا کہا کہ افسوس درویش بوریا نشین ممالک کو کب کے غارت کراتا ہے
اور بربادی اُنکی چاہتا ہے اور کہا اے صاحبقران کل مین گنبد تمھین دکھلاؤنگا غرض شب بھر
سو رہے محمل نے کھانا بہت عمدہ انکو کھلایا آرام کرایا جب وہ وقت آیا کہ گنبد چرخ مقرنس کی سیر کرنے
خورشید جہانتاب آیا کہ بیت کہ جب رخصت ہوئی شب بیر ہوکر ۔ جمال صبح چمکا شیر ہوکر

صبح کو دروازہ گنبد کا کہ جسمین قفل برابر ران شتر کے لگا تھا محمل نے کھولا اور شہزادہ کو اندر لایا شہزادہ نے دیکھا کہ دیوارون پر آئینے نصب ہین اور طرفہ ماجرا نظر آتا ہی کہ سامنے لشکر حیرت کا اُترا ہوا دکھائی دیتا ہی ایک طرف دیکھا تو اپنا لشکر اُترا ہوا پایا ایک جانب کو دریاے خون روان نظر آیا اور ممالک کوکب و افراسیاب کے سب دکھائی دیتے ہین انواع و اقسام کے تماشے نظر آتے ہین شہزادہ نے دلمین کہا کہ واقعی یہ گنبد جہان نما ہی ایک طرف اب جو نظر کی تو لشکر امیر اُترا دکھائی دیا ایک جانب لقا کو اُترے ہوے پایا اِسی طرح مہرخ کے لشکر کو دیکھا قلعہ ہفت رنگ بران نظر پڑا خلاصہ یہ کہ تمام دنیا کو اُسمین سے دیکھا اور عش عش کر گیا عقل دنگ ہوگئی اور دیکھا کہ اُس گنبد کی دیوارون پر تصویرین شاہان گذشتہ و حال کی نصب ہین گنبد ہی یا ارژنگ نگارخانۂ چین ہی اور ایک طرف دیکھا کہ کچھ تصویرین لگی ہین جو سایۂ انسان پڑنے سے بڑھ جاتی ہین اور ایک طرف دیوار مین سات آئینہ نصب ہین کہ اُنکے اندر ساتون ولایتین دکھائی دیتی ہین اور جہانگیر نے دیکھا کہ میری تصویر اور افراسیاب و کوکب اور شاہان طلسمات کی بھی دیوار مین چسپان ہین شہزادہ مذکور کو کمال حیرت ہوئی اور بڑی دیر تک اُس گنبد کی سیر مین مشغول رہا اور تعریف کیا کیا پھر باہر گنبد کے آیا اُسوقت محمل گنبد نشین نے کہا کہ ای شہزادہ میرے پاس ایک فتیلہ ہی اور خاصیت اُس فتیلہ کی یہ ہی کہ جب اُس فتیلہ کو روشن کرو تو جس شخص کو بُلانا منظور ہو اُسکی نیت دل مین کرو پس ہمزاد پلنگ شخص مطلوب کا اُٹھا لائے گا اُس سے باتین کرو جبتک وہ فتیلہ روشن رہے گا وہ پلنگ رکھا رہے گا جب فتیلہ بجھ جائے گا ہمزاد پلنگ جہان سے لایا ہی وہین لے جا کر پھر پہونچا دیگا شہزادہ جہانگیر نے یہ حال سنکر درویش مذکور کی منت کی کہ وہ فتیلہ مجکو عنایت فرمائیے کہ مین اپنی مطلوبہ ملکہ ماہ دُر در گوش سے ملاقات کرون محمل نے اسکی منت کرنے سے وہ فتیلہ اُنکو دیا اور یہ اُسکو لیکر گنبد کے ایک طرف کو تنہائی مین آئے اور بخورات اُنھون نے مہیا کر کے جلانے کا قصد کیا اِنکی تو یہ کیفیت ہی لیکن شمۂ حال ملکہ ماہ دُر در گوش بیان ہوتا ہی کہ اُسکو باغ مین زلف آرا نے کاکل کشا نے رکھا ہی پلنگڑی جواہر کار صحنچی مین باغ کی گستردہ ہی اِسطرح یہ مقید ہی کہ جسطرح شاہزادے شاہزادیان قید ہوتی ہین مگر فراق مین شہزادہ کے اُسکا عجب حال ہی کہ شب و روز نالہ و شیون کرتی ہی وہ باغ تمام اُسکی نظرون مین خار ہی دل مین یاد گلعذار ہی گل کو جب دیکھتی تھی یاد رخسار یار

آتی ہی سنبل سے زلف دلدار کو یاد کرکے جان گنواتی ہی گل اُسکی نظرون مین صورت داغ ہی دل کا روشن چراغ ہی زلف سنبل سے زیادہ اُلجھن ہوتی ہی جینا وبال ہوتا ہی سرو کو دیکھکر بہت ملال ہوتا ہی سرو صورت دار ہی دل مین یاد قامت یار ہی نہرین چشم ترکی صورت روان دکھائی دیتی ہین نرگس آنکھین دکھاتی ہی اور زیادہ یاد چشم جانان مین رولاتی ہی خاطر مثل ماہی بے آب طپان دل سینہ مین نالان آنسوون سے دامن تر رونے سے کام آٹھ پہر جب بیتابی دل ستاتی تو باد صبا کو اسطرح کا نامہ سناتی لمولفہ

ای شہنشاہ کشور خوبی	ماہ تابان اوج محبوبی	گل شاداب گلشن اقبال
سرو آزاد باغ حسن و جمال	اختر برج آسمان حیا	گوہر آبدار بحر وفا
رشک خورشید و غیرت ناہید	روے روشن ہی تیرا صبح عید	میری شامت ہی تیری زلف سیاہ
ایسے افعی سے ہی خدا کی پناہ	جانتی ہون کہ وصل اب ہی محال	لیک باد صبا سے ہی یہ مقال
تمسے چھوٹی ہون جبسے ای دلبر	ابر غم چھا گیا مرے دلپر	یاد مین ہم تمھاری رہتے ہین
اشک چشمون سے جاری رہتے ہین	شرط رونے مین ابر سے بدلی	فصل بدلی نہ پر ہوا بدلی
آجکل اب یہ حال ہی جانی	زندگانی محال ہی جانی	شام سے صبح صبح سے تا شام
نام سے تیرے ہی زبان کو کام	ہون گرفتار بیقراری مین	دن یہ کٹتے ہین آہ و زاری مین
رات کو بھی نہین ہی پڑتا چین	ہی گذرتی تڑپ کے ساری رین	نہین آرام اک ذرا مجکو
وعیان رہتا ہی آپ کا مجکو	جان جاتی ہی دم نکلتا ہی	ای مسیحا مری خطا کیا ہی
دل بہت بیقرار رہتا ہی	رات دن انتظار رہتا ہی	تیری زلفون مین جیسے اُلجھا ہی
دل بیتاب کو بھی سودا ہی	تیری تیغ ادا کی بسمل ہون	تیرے ہی ابرودن پہ مائل ہون
دیکھیے کب تمھین خدا یان لاے	عیش و عشرت کا روز پھر دکھلاے	دام مین زلف کے ترے صیاد
دل اسیر بلا ہوا فریاد	قیس کی طرح ہون مین آوارا	لیلی زلف نے تری مارا
کیا اجارہ ہی دلپہ ای جانی	مرہی جائین یہ دل مین ہی ٹھانی	دل سے جاتا رہا ہی صبر و قرار
جلد آ جلد ای مرے دلدار	شکل ناصح سے مجکو نفرت ہی	کادش غم سے دلکو رغبت ہی
شربت وصل آکے مجکو پلا	ای مسیحا ابھی ہو مجکو شفا	ای صبا اب دعا مین کرتی ہون
تو یہ پیغام دینا مرتی ہون	یا خدا جبتلک ہی لذت غم	رنج و عشرت جہان مین ہی توام

لب معشوق ہی مسی آلود	رنگ عشاق ہی الم سے کبود	موج زن بحر عشق جبتک ہی
دل عاشق مین رشک سے شک ہی	حسن جانان کی دھوم ہو یارب	عاشقون کا ہجوم ہو یارب
ہو ستمگر جہان مین میرا شاد	مین ہون برباد اور وہ آباد	

اِسی طرح دیوانہ وار بیقرار یہ ملکۂ ناکام روتی اور بکا کرتی تھی کسی طرح چین اُسکو نہ آتا تھا غم فراق بہت رُلاتا تھا جب انتہا سے زیادہ بیتاب ہو جاتی خواہش دل ستاتی تو وہ دُکھ کی ماری یہ زبان پر لاتی کہ نظم

نالہ اِس شور سے کیون میرا دُہائی دیتا	ای فلک گر تجھے اونچا نہ سنائی دیتا	لاکھ دیتا فلک آزار گوارا تھے مگر
ایک تیرانہ مجھے درد جدائی دیتا	پنجۂ مہر کو خون شفقی مین ہر روز	غوطے کیا کیا ہی ترا دست حنائی دیتا
مین وہ ہون صید کہ پھر دام مین پھنستا جاکر	اگر قفس سے مجھے صیاد رہائی دیتا	

غرض یہ ماہ تمام پلنگڑی پر صحنچی مین لیٹی ہوئی اِس سوز و ساز مین مشغول تھی کہ نظم

		صبا سے رہے دو طرف کو پیام
کہ ای باد کہیو یہ بعد از سلام	خیالات ملنے کے جاتے نہین	قرار و سکون دل تک آتے نہین
شب و روز رہتا ہی یان اضطراب	کیا شوق نے کام کو کیا خراب	کوئی طور ملنے کا ایجاد کر
نہ جو رحم سے ہو تو بیداد کر	تن زار بیجان کیونکر جیے	جگر مین نہو خون تو کیونکر پیے
ملاقات کا رکھیے کیونکر خیال	رہین کیونکہ جان ناامید وصال	کہ اُس سے کہ مرتی ہی تیرے لیے
کیا عشق یا جرم ہمنے کیے	نہین صبر آتا ترے بن سلے	لبو نسے جگر تک بھرے ہین گلے

قضارا چابک تیز رفتار جو پنجرے سے نکلکر چھپ گیا تھا وہ پھرتا ہوا اُسطرف آنکلا اور اُس باغ کے در پر اُسنے فقیرون کی طرح سوال کیا گلعذارہ وزیرزادی ملکہ کی اُسکو بھیک دینے دروازے پر آئی اِسنے اُسکو پہچانا اور حباب بیہوشی مار کر بیہوش کر دیا اور اُسکے کپڑے لیکر پہنے اور اُسی کی ایسی صورت بنکر اُسکو اندر باغ کے لاکر بستر پر اُسکے ایک صحنچی مین اُسکو لٹا دیا اور آپ یہان آیا کہ جہان ماہ دگر رنگ پلنگ پر پڑی ہوئی شعر عاشقانہ پڑھ رہی ہی جب یہ وہان آیا در ملکہ نے اِسکو آتے دیکھا فوراً آنسو پونچھ ڈالے اور خاموش ہو رہی اور کہا ای گلعذار کہ تو کیسی رہتی ہی چابک پلنگ پر آبیٹھا اور پائون ملکہ کے دبانے لگا ملکہ نے کہا کیون ای گلعذار نہین معلوم کہ شاہزادہ پر کیا گذری اور وہ اب کہان ہین چابک نے کہا حضور وہ صاحب اقبال ہین ایک دن اگر کوکب کو قتل کرینگے اور آپ کو چھڑا لینگے یہ کہکر چابک نے پائون دبانا شروع کیے اور ذکر جہانگیر کرنے لگا کہ ملکہ کو کچھ تسکین ہو

یہان تو یہ کیفیت تھی وہان جہانگیر نے فتیلہ محل کا دیا ہوا روشن کیا فتیلہ روشن ہوتے ہی ہمزاد
تسخیر ہوا اور آکر پلنگ ملکہ کا اُسنے اُٹھایا ملکہ خوف کھاکر بیہوش ہوگئی چابک اُسی طرح پلنگ پر
بیٹھا رہا ملکہ کی آنکھین بند ہوگئین چابک نے تو اتنا کہا کہ ملکہ یہ کیا غضب ہوا ملکہ تو بیہوش ہی
جواب کون دے آخر چابک بھی بیہوش ہوگیا اور ہمزاد نے پلنگ لاکر سامنے جہانگیر کے رکھدیا
کچھ عرصہ مین ملکہ کی آنکھ کھلی دیکھا کہ شاہزادہ جہانگیر سامنے بیٹھے ہین اور جہانگیر بھی اُٹھکر
ملکہ سے بغلگیر ہون اِدھر چابک جو ہوشیار ہوا اور اُسنے جو یہ معاملہ دیکھا سمجھا کہ ایسا نہو یہ دونون
شادی مرگ ہوجائین بس جیسے ہی شاہزادہ ہنستا ہوا ملکہ کو گلے لپٹانے چلا چابک جو بشکل
گلعذار تھا کود کر بیچ مین آگیا اور کہا ذرا ملکہ کو ہاتھ نہ لگائیے گا الگ رہیے پہلے میرے ساتھ دارودار
کیجیے ای شاہزادہ تجھپر میری جان جاتی ہی ای ملکہ اب تم اِنکے عشق سے ہاتھ اُٹھاؤ ملکہ نے کہا اری
کچھ تیری شامت آئی ہی اُسنے کہا ای جہانگیر مین تجھپر مرتی ہون ملکہ نے کہا کیون کمبختیون نے
گھیرا ہی کہ ایسے کلمات زبان سے نکالتی ہی ارے تو تو مہتر چابک پر مائل ہی چابک نے کہا وہ
فقط حیلہ تھا مین عاشق انھین پر ہون یہ کہکر جہانگیر کے قریب آئی اور گلے مین ہاتھ ڈالنے
لگی اور چاہا کہ بوسہ لون جہانگیر نے کہا کہ او شوخ دیدہ کچھ تیری شامت آئی ہی دور رہو مجھسے کبھی ایسی
باتین نہ کرنا اول تو یہ کہ تو میرے بھائی کی معشوقہ ہی دوسرے یہ کہ ملکہ کے سوا مین سب کو حرام سمجھتا ہون
یہ کہکر گلعذار نقلی کو شہزادہ نے ڈھکیل دیا اور کہا اری اب فتیلہ نصف رہگیا ہی دیکھ یہ صحبت سب
خواب وخیال ہوجائیگی کیا غضب کرتی ہی دلکی حسرت دل ہی مین رہجائیگی چند ساعتین ملاقات
کی ہین مجکو بات کرلینے دے چابک نے دیکھا کہ وہ جو آثار شادی مرگ ہونے کے تھے وہ سب
اب باطل ہوئے اُسوقت اُسنے چاہا کہ اب مین یہان سے ہٹ جاؤن اُدھر شاہزادہ نے کہا کہ ای
گلعذار تو باہر جا دیکھ تو کہ چابک وہان آیا ہی غرض اُسکو تو خود بھی چلا جانا منظور تھا یہ وہان سے
ٹلگیا جہانگیر نے ملکہ کے بوسے لیے اور خوب سا گلے لگایا لیکن اچھی طرح حسرت دل نکلنے نپائی تھی کہ وہ
فتیلہ جلکر تمام ہوگیا کچھ حال شہزادہ نہ پوچھنے پایا تھا کہ فتیلہ کے بجھتے ہی اُدھر چابک بصورت
اصل سامنے آیا شہزادہ نے کہا کہ ای برادر تمھاری معشوقہ تمکو باہر ڈھونڈھنے گئی ہی اُسنے تو مجکو نہایت
تنگ کیا اور کہتی تھی کہ مین تمپر عاشق ہون چابک نے کہا کہ ذرا ملکہ کو ہاتھ نہ لگائیے گا پہلے میری

معشوقہ کو بلوائیے ورنہ مین اپنی جان دونگا ملکہ نے کہا کہ لو اب وہ حرامزادی گئی تو یہ نالائق آیا یہ کہہ رہی تھی اور فیصلہ تو تمام ہی ہو چکا تھا ہمزاد نے پلنگ ملکہ کا اُٹھا کر اُسی باغ مین پہونچایا ملکہ کلمہ الفراق الفراق کہتی ہوئی آئی اور اپنے مقام پر پہونچکر روئی پیٹی چلائی غم دلکو زبان پر لائی کہ ای فلک تجکو اتنی صحبت بھی خوش نہ آئی کہ گھڑی بھر ہنس بول لیتی ایک لمحہ مین جدائی کرائی اور تازہ داغ الگ دیا کہ صورت دکھا کر غم بھولا ہوا یاد آگیا یہ کہتی تھی اور بلبلا کر بیتابی دل سے یہ غزل گاتی تھی کہ غزل

موت ہی سے کچھ علاج درد فرقت ہو تو ہو — غسل میت ہی ہمارا غسل صحت ہو تو ہو
ہو تو ہو آباد کیونکہ یہ خراب آباد دل — عشق غارتگر اگر دنیا سے غارت ہو تو ہو
کہتے ہین شور قیامت جسکو وہ ای چشم یار — تیرے مستون کی صفیر خواب غفلت ہو تو ہو
گر پڑے ہی آگ مین پروانہ سا گر ہم ضعیف — آدمی سے کیا نہو لیکن محبت ہو تو ہو
انتظار یار مین جو چشم ہو جائے سفید — مردمک اُسمین کہان ہو داغ حسرت ہو تو ہو
آج اک بگڑی ہوئی تھی میکدے مین ہین مگر — ذوق یہ تیری ہی ستار فضیلت ہو تو ہو

اسی طرح یہ بیچاری دکھ کی ماری فراق مین گرفتار اُس مقام پر ناچار ساکن ہی اور اب جو ملکہ شہزادہ کے پاس سے آئی گلعذار ہوشیار ہوکر اپنے مقام پر سے اُسکے پاس آئی ملکہ تو اُس سے بسبب عشق جتلانے کے شہزادہ کے ساتھ ناراض تھی صورت دیکھتے ہی منھ پھیر لیا اُسنے سلام کیا مگر ملکہ منھ پھیرے رہی اُسوقت گلعذار نے کہا داری میری کیا خطا ہی جو آپ مجھسے ناراض ہین یہ کہکر قدمون پر گر پڑی اُسوقت ملکہ نے کہا کہ اسطرح تو نے شہزادہ کے ساتھ جھمیلا لگایا کہ مین دو باتین بھی نہ کرنے پائی گلعذار نے کہا داری مین فقیر کو بھیک دینے دروازے پر گئی تھی اُسنے نہین معلوم کیا کر دیا تھا کہ مین بیہوش ہوگئی جب سے ابھی ہوش مجکو آیا ہی ورنہ مین تو بیہوش پڑی تھی مین آپ کے ساتھ کہان گئی مجکو خبر نہین کہ آپ کہان گئین ملکہ نے کہا حرامزادی تو میرے ساتھ تھی اب باتین بناتی ہی اری ایک گنبد بنا ہوا تھا اُسمین صاحبقران بیٹھے تھے یہ ماجرا گذرا گلعذار نے قسم کھائی کہ مین نہ تھی ملکہ نے کہا کہ شہزادہ نے تجکو ڈھکیل دیا پھر چابک آیا وہ تجکو تلاش کرنے لگا مین بات بھی نہ کرنے پائی گلعذار نے ہزارون قسمین کھائین کہ مجکو اس مقدمہ کی خبر نہین غرض یہ تو اس حیرانی مین ہین کہ الٰہی یہ کیا ماجرا گذرا آیندہ حال انکا بیان ہوگا اب حال شہزادہ جہانگیر کا بیان ہوتا ہی کہ بعد

چلے آنے ملکہ کے بلبلانے لگے شور مچانے لگے زار زار برنگ ابر بہار رونے اور شعر عاشقانہ زبان پر لانے یہ حال تھا کہ

ابیات

اسوقت تھین صحبتین وہ چلے
نالے کا اثر کہان گیا آہ
تاثیر کا کچھ نہین پتا ہی
ہی کر سبب مجھے اُسطرف بتادو

اب ہم ہین قریب تر اجل سے
ہر دم تھی زبان پر آہ شبگیر
ای آنسوؤن تمکو کیا ہوا ہی

ہم مرتے ہین وہ نہین ہی آکاہ
کمبخت کہان گئی وہ تاثیر
تاثیر ہی کسطرف بتادو

الحاصل رو پیٹ کر پھر یہ محمل گنبد نشین کے پاس آیا اور یہان بھی خوب رویا محمل نے سمجھایا کہ اسقدر گریہ وزاری نہ کرو وہ جامع المتفرقین محبوبہ سے ملائیگا جہانگیر نے تمام حال اُس سے بیان کیا کہ مین ملکہ سے اچھی طرح بات بھی نہ کرنے پایا صرف اتنا فائدہ ہوا کہ مہتر چابک ملگیا چابک نے اپنی سرگذشت بیان کی اور عرض کی کہ ای شہریار اِسوجہ سے مین نے آپ کو ملکہ سے ملاقات نہ کرنے دی کہ ایسا نہو یہ ہمزاد آپ کو بھی اُٹھا لیجائے تو آپ جو یہانتک اِس جفا سے آئے ہین وہ محنت سب آپکی برباد جائے اور غضب نازل ہو غرض گنبد کی سیر تو کر ہی چکا تھا شہزادہ محمل گنبد نشین سے رخصت ہوا اور کہا ای محمل اب جانب آفاقیہ جاتا ہون محمل نے کہا یہ بہت مشکل ہی مین نے آپکو خاطر سے درویش بوریا نشین کی گنبد کی سیر کرادی اب بہتر یہ ہی کہ آپ یہان سے پلٹ جائیے جہانگیر نے کہا مجکو اپنی جان دینا منظور ہی پھر جانا منظور نہین محمل نے کہا اختیار باقی ہی اب جہانگیر نے کل لشکر اپنا یہان طلب کیا اور مع دو لاکھ آدمیون کے اور چابک کے جانب شہر ابیر روانہ ہوے لشکر مین طبل وبوق کی صدا بلند ڈہیرو بجتا ہوا ساحر اژدر و فیل پر سوار بڑے حشم وخدم سے چلے غرض طے مراحل و منازل شہزادہ کرتا ہوا قریب ایک دریا کے پہونچا کہ جرخاردا قہار تھا کہ شور شور پانی کا شور محشر تھا جس سے طوفان عظیم تر اُٹھتا اُس پار دریا کے قلعہ سہرابیہ تھا کہ جہان کا حاکم و ناظم کوکب کا خراج گزار ملک سہراب شاہ تھا غرض لشکر شہزادہ نامور کنارے دریا کے اُترا طبل و نقارے وغیرہ داخلۂ لشکر کے بجے زمین و زمان کو تزلزل ہوا ملک سہراب اپنی دار الامارہ مین تخت جہانبانی پر جلوہ گر تھا کہ یکایک صدا سے دہل و نقارہ کان مین آئی اور اُسی دم طائران سحر نے آکر خبر دی کہ ای شاہ نصفت نشان شہزادہ جہانگیر عالیشان آپہونچا ملک سہراب فیلبند دروازہ پر آیا اور وہان سے کھڑے ہوکر اُسنے جاہ و جلال لشکر شہزادہ

دیکھا بہت گھبرایا اور ادھر شہزادہ جہانگیر نے میر بحر کو بلا کر حکم دیا کہ کشتیاں تیار ہوں ہم کل اُس پار دریا کے جائینگے میر بحر مصروف تعمیل حکم ہوا اور سہراب درشہر سے دار الامارۃ میں گیا اور ایک نامہ اُسنے بنام آفاق شاہ جادو حاکم بیابان برجی یہ لکھا کہ ای آفاق کیا غافل بیٹھے ہو جہانگیر فوج کثیر لیکر آگیا ہی اور ہمارے ملک کے دروازہ پہ خیمہ اُسنے کیا ہی چاہیے کہ فوج لیکر تم بھی میرے پاس چلے آؤ یہ نامہ ایک بیلدار کو سپرد کیا کہ وہ لے گیا آفاق کو جا کر دیا اُسنے پڑھا اور بہت پریشان ہوا اُسوقت اُسکو پریشان دیکھکر اُسکا ایک عیار ہی کہ نام اُسکا نہنگ شعلہ تن ہی اُسنے کہا کہ ای بادشاہ آپ کے آئینۂ رخسار پر گرد ملال پائی جاتی ہی نہایت مکدر ہی آپ نہ گھبرائیے اور تردد نہ فرمائیے میں جا کر جہانگیر کو گرفتار کرتا ہوں اور سہراب کے حوالہ کیے دیتا ہوں یہ کہکر بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر اُسی وقت روانہ ہوا یہاں شہزادہ جہانگیر بعد داخل ہونے بارگاہ کے شکار وغیرہ کھیلنے میں مصروف ہوا لیکن نہنگ نے زنگ روغن عیاری کا لگا کر اپنی صورت مثل ایک فقیر کی ایسی کے بنائی تہمد گیروی باندھی اُسپر تسمہ لگایا کشکول گدائی کاندھے سے لٹکایا رومال چھڑی ہاتھ میں لی بلبل کا پنجرہ لیا سیلی تاگے جھنکے منکے سے آراستہ ہوا اور دریا کو شناوری کر کے اِس پار آیا جہانگیر کنارے دریا کے شکار صحرا میں کھیل رہا تھا اُس فقیر نے دیکھکر کہا داتا ظہور امعبود کا ہی شاہزادہ نے بھی کہا شاہ صاحب عشق اللہ ہی فقیر نے جواب دیا کہ سدا را عشق ہی شہزادہ نے پوچھا کہ شاہ صاحب کہاں سے آنے کا اتفاق ہوا اُسنے کہا جہاں سے سب آتے ہیں شہزادہ نے کہا کہاں کو جائیے گا کہا جہاں سب جائینگے شاہزادہ نے کہا آپ کا استھل کہاں ہی اُسنے جواب دیا کہ بیت درویش روان رہے تو بہتر آب دریا بہے تو بہتر ٭ بچا فقیروں کا استھل کیا پوچھیا ہی شعر فقیروں کا ماوا و مسکن کہاں جہاں تھک کے بیٹھے وہ گھر ہو چکا ٭ غرض ایسی باتیں درویشی کی کیں کہ شہزادہ کمال ہی معتقد ہوا اور اُس سے کہا کہ شاہ جی میں سہرابیہ فتح کرنے کو آیا ہوں آپ دعا دیجیے اور میری معشوقہ مجھسے جدا ہی وہ ملجاے فقیر نے کہا بابا سہرابیہ فتح ہونا مشکل ہی مگر معبود چاہے گا تو تیرے سب کام بنجائینگے اور ای شہزادہ اس دریا میں ایک نہنگ ایک مقام پہ رہتا ہو اگر اُسکو گرفتار کیجیے اور اُسکا خون اپنے پاس رکھیے اور وہ خون سہراب پر مار دیجے گا تو وہ مارا جائے گا اور میرے ساتھ کوہ پر چلیے یا صبح کو آئیے گا میں تو وہاں نہونگا کہ میری عبادت کا وقت ہوگا مگر وہ نہنگ اُس مقام سے نکلے گا کہ دریلو ہاں

تک یہ کر گیا ہی بس اُسکی گرفتاری کی فکر کیجیے گا یہ باتین فقیر و شاہزادہ مین ہو رہی تھین کہ مہتر چابک
بھی آیا اُسنے جو فقیر کو دیکھا نہایت حیران ہوا اور کان مین شہزادہ کے کہا کہ ای صاحبقران ذرا
ہوشیار رہیے گا شہزادہ جہانگیر نے دل مین اپنے کہا کہ یہ ہر ایک کو بُرا سمجھتا ہی غرض خاموش ہو رہا
اور پھر کر بارگاہ مین آیا شب کو آرام پذیر رہا جب نہنگ شعلہ تن مہر دریاے اخضر فلک مین آیا کہ شعو
کہ حسن صبح سے جب منھ دکھایا ✤ گئین آنکھ و نسے نیندین ہوش آیا ✤ صبح دم شہزادہ اُٹھکر یکہ و تنہا دامن کوہ
مین کنارے دریا کے آیا وہان دیکھا تو ایک نہنگ پانی سے اُچھلا اور غوطہ مار گیا شہزادہ نے ہر چند جستجو
اُسکی گرفتاری کی کی مگر ہاتھ نہ آیا ناچار یہ پھر آیا اور شب بھر اُسکے دھیان مین بیقرار رہا دوسرے دن
ماہی زرین مہر بحر کلان چرخ سے اُترا اور ستارے قلزم فلک مین ڈوب گئے کہ بیت
شد اختر حیاے چشم جانان ✤ نظر آسا نظر سے سبکی نہان ✤ اُسوقت نہنگ شعلہ تن فقیر بنا ہوا
آیا اور اپنے پاس سے چارہ دیا کہ یہ ڈور کے کانٹے مین لگاتا مین جاتا ہون میری عبادت کا وقت ہی
اُس نہنگ کے پاس ایک نہنگ کا خول چاندی کا بنا ہوا ہی کہ اُسمین داخل ہوکر عیاری کرتا ہی غرض
چارہ دیکر یہ چلا گیا اور اُسی چاندی کے خولدار نہنگ مین داخل ہوا اور دریا مین شناوری کرتا ہوا
چلا اُدھر شہزادہ کشتی پر آج بیٹھکر روانہ ہوا نہنگ دریا مین ایک مقام پر آکر اُچھلا اور غائب ہو گیا
شہزادہ اُسکو دیکھکر بیچین ہو گیا اور اُسنے ڈور ڈالی دیکھا تو وہ نہنگ پھنسا شہزادہ نے دیر تک
کھلایا پھر آہستہ آہستہ کھینچا جب وہ قریب کشتی کے آیا شہزادہ جھکا کہ اُسکو گرفتار کرے پس دہن
نہنگ سے دو ہاتھ پیدا ہوے اور حلقہ کمند کے گردن جہانگیر مین پڑے اور منھ مین نہنگ کے شہزادہ
چلا گیا سبنے جانا کہ نہنگ شہزادہ کو نگل گیا جو دو ایک آدمی کشتی پر تھے روتے ہوے پھر آئے لیکن مہتر
چابک پہاڑ پر سے یہ سب ماجرا کھڑا دیکھ رہا تھا اُسنے خیال کیا کہ عیاری ہوئی لشکر جہانگیر مین کہرام
برپا ہو گیا تلاطم پڑ گیا بحر غم جوش زن ہوا دریاے اشک کے چشمہ چشم سے طغیانی ہوئی اُسوقت
چابک نے ہر ایک کو تسکین دی اور کہا شہزادہ کو کون سمجھائے یہ بہت جلد ہر ایک کے یار ہو جاتے
ہین اور کہے مین آجاتے ہین تم سب گھبراؤ نہین عیاری ہوئی ہی وہ فقیر جو آیا تھا اُسی کا یہ سب فتور ہی
ابھی اچھی طرح کچھ سمجھ مین میری آیا نہین ہی کہ اُسنے کیا تدبیر کی پس تم لوگ سب خاموش رہو شہزادہ
زندہ ہی اور قید ہی مین جاتا ہون اور خبر لاتا ہون اور ہو سکتا ہی تو اُسکو رہا بھی کرتا ہون یہ کہکر

محل گنبد نشین کے پاس گنبد جہان نما پر آیا اور اُس سے سب احوال بیان کیا محل نے کہا دیکھا چابک مین نے منع کیا تھا کہ وہان نہ جاؤ شہزادہ نے نہ مانا یہ عیار تھا آفاق شاہ کا نہنگ شعلہ تن جسکا نام ہی اور یہ عیاری اُسکی مشہور ہی بس اب صبر کرو جہانگیر سے وہان کا قیدی چھوٹتا نہین چابک نے کہا اچھا یہ تو بتلایئے کہ کوئی راستہ بھی اُس پار جانے کا ہی محل نے کہا ہان ہی فلان صحرا سے اگر جایئے تو راستہ ملے یہ سنکر چابک رنگ روغن لگا شہد فروش کی ایسی شکل بنکر تیار ہوا جیسے کہ دہقانی کسان ہوتے ہین باہر کے رہنے والے کہ ہاتھ بھر کا جوتا پہنا مرزائی گلے مین پہنی انگوچھا سر سے باندھا دھوتی گھٹنون تک کی باندھی اور جس صحرا سے کہ محل نے راستہ بتایا تھا اُسی طرف سے چلکر قلعۂ سہرابیہ مین آیا شہر نہایت آباد پایا رعیت کو دلشاد پایا عمارتین مرتفع و بلند نہایت اچنبہ تعمیر دیکھین صرافہ بزازہ آراستہ پایا شہر کی سیر دیکھتا ہوا دار الامارۃ مین آیا دروازہ پر ہاتھی پالکی نالکی عمائدان شہر کی سواریان ایستادہ تھین خادم خدمتگار ایستادہ تھے اور حاجب دربان قولا رقاصی وغیرہ موجود تھے پردۂ زنبوری پڑا تھا یہ آنکھ بچاکر اندر چلا گیا دیکھا کہ ملک سہراب تخت پر بیٹھا ہی اور نہنگ شعلہ تن بھی موجود تھا اُسوقت مہتر چابک نے سامنے کھڑے ہوکر ملک سہراب کے شہد کی تعریف کی کہ مین شہد خالص لیکر آیا ہون جسکو عسل مصفی کہتے ہین اور یہ درخت انجان پر کا شہد ہی میٹھا بے انتہا ہی چنانچہ اسقدر تعریف شہد کی کہ بادشاہ اور سب مشتاق ہوئے اور کہا لاؤ دیکھین کیسا ہی اُسنے تھوڑا تھوڑا سبکو چکھایا جب سبنے کھایا بیہوش ہوگئے چابک نے نہنگ کو بھی کھلایا تھا اور دھوکا اسوجہ سے اور بھی سب نے کھایا کہ جہانگیر کے ساتھ عیار کوئی نہین ہی یہ جانتے تھے غرض جب سب بیہوش ہوئے نہنگ کا پشتارہ چابک نے باندھا اور چاہا کہ بادشاہ کو قتل کرے کہ اُسی وقت باران جادو مصاحب سہراب واسطے شکار کے گیا تھا آگیا یہ بچا چابک کو اور تو کچھ نہ بن پڑا نہنگ کو لیکر بھاگا اور باہر نکلکر تنہائی مین لایا یہان سہراب وغیرہ کو باران جادو نے ہوشیار کیا سب حیران تھے کہ یہ کیا معاملہ گذرا الحاصل سب سنبھلکر بیٹھے اور ادھر چابک نے صحرا مین ایک مقام پر نہنگ کو اپنی ایسی صورت کا بنا اور آپ اُسی کی ایسی صورت بنکر پھر سامنے سہراب کے آیا اور کہا یہ عیار ہی جہانگیر کا مجھکو لے گیا تھا مگر مین فقرہ دیکر اُسکو لایا ہون اب اُسکو ابھی ابھی قتل کر ڈالنا چاہیے اور جہانگیر کو بھی قتل کر ڈالنا چاہیے بلوایئے

سہراب نے جہانگیر کو بھی بلوایا اور چابک نے نہنگ کو ہوشیار کیا گلے مین اُسکے گیند عیاری
کا ڈال دیا تھا اب بول تو سکتا نہین اشارے کرتا ہی اور سب اہل دربار اُسکو چابک جانتے ہین
اور چابک اُسکو مار رہا ہی مار پڑ رہی لیکن آفاق نے اپنے مقام پر بیٹھے بیٹھے خیال کیا کہ دیکھون
نہنگ گیا تھا سرسبز ہوا یا نہین اور اب کہان ہی بس اُسنے اوراق سامری مین دیکھا منھ اپنا
پیٹ لیا اور کہا افسوس عیار میرا قید ہو گیا ہی جہانگیر کے عیار چابک نے قید کیا ہی اب سہراب
وغیرہ کو قتل کیا چاہتا ہی کوئی ساحر جلد یہان سے جاے اور نہنگ و سہراب کو اُسکے ہاتھ سے
بچاے یہ حکم سنکر ضحاک مارگیر جادو بارہ ہزار ساحر ہمراہ لیکر اُسی وقت روانہ ہوا یہان جب نہنگ
کو بہت مار پڑی تو اُسنے اشارے سے کہا کہ اے چابک مین نے تیری اطاعت اختیار کی اُسنے فوراً
اُسکو کھول دیا اور شراب پلا کر سب اہالیان محفل کو مع بادشاہ بیہوش کیا یعنی کہا کہ اے بادشاہ مین سبکو
شراب اپنے ہاتھ سے پلاؤنگا بادشاہ نے منظور کیا اُسنے شراب پلائی اور سب بیہوش ہوے بس
جہانگیر کو رہا کیا اور چاہا کہ سہراب کو قتل کرے کہ فلک پر سے نعرہ ہوا کہ منم ضحاک مارگیر اور آتے ہی
ایک سحر ایسا کیا کہ باران سحر آسمان سے برسا لیکن نہنگ تو رہا ہوتے ہی مطیع چابک ہوا کر اُن
آفاقیہ کے بھاگا اور فرار ہو گیا مگر یہان سہراب وغیرہ سب ہوشیار ہوے اور سہراب نے اُٹھکر
تخت پر سے کہا کہ لینا انکو یہ جانے نہ پائین اب جہانگیر پر بلوہ ہوا جہانگیر نے ایک آدھ کو مار کر تیغہ لیا
اور لڑنا شروع کیا بہتون کو مارا اور لڑتا ہوا باہر نکل آیا چابک بھی لڑ رہا تھا لیکن جب باہر نکلا بھاگا
اور ملازمان جہانگیر نے بھی خبر سنی کہ جہانگیر اندر قلعہ کے لڑ رہا ہی بس جلد دریا مین کشتیان وغیرہ
ڈالین اور بزم جادو و مسرور و بہران بزور سحر اُڑکر اُس پار آگئے لیکن سہراب بہت زبردست ہی
اُسنے ایک سحر ایسا کیا کہ سب کے دست و پا بے حس و حرکت ہو گئے اور اُسنے از روے بلوہ کے
اِن سب کو گرفتار کر لیا مہتر چابک وہان سے نکلگیا اور شناوری کرکے اِس پار آیا لشکر کو کہ اسی ہزار
کا تھا لیکر شکست کھا کر پیچھے ہٹ گیا یہان سہراب نے مع جہانگیر پھر سبکو قید کیا اب چابک نے
صحرا مین آکر قرار لیا اور روغن نفط وغیرہ لوہے کو ڈھال کر توپین بنا کر اُسمین بھرا اور گولہ بھی بنواے
اُسمین بیہوشی بھری کہ جب وہ گولہ داغا جاے تو لشکر حریف مین جاکر شق ہوا اور دھوان اُسکا
بیہوشی پیدا کرے اُن توپون کو گھڑچڑھی کرکے آپ ایک ساحر کی ایسی شکل بنا اور گولا انداز جادو

اپنا نام رکھا اور اسّی ہزار ساحر وہی لشکر کے ہمراہ لیکر مقابلہ مین سامنے قلعۂ سہرابیۂ سہراب شاہ کے آیا اور ملک سہراب کو نامہ لکھا کہ ہمارے صاحبقران کو رہا کر دے ورنہ لشکر لیکر بیرون قلعہ آ تو احوال سحر و ساحری کا تجکو معلوم ہو سہراب کو جب یہ نامہ پہونچا وہ اپنا لشکر لیکر باہر قلعہ کے نکلا اور اُترا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ سہراب روز نے منھ چھپایا اور لشکر انجم لیکر رستم ماہ میدان فلک مین آیا کہ شعر ہوئی قسمت ستارون کی چمک پر ۞ ہوا مہتاب پھر روشن فلک پر ۞ شام طبل جنگ حریفین سے نوازش مین آیا کہ نظم

صدا دی طبل جنگی نے یہ ناگاہ	کہ ہون مردان شیر افگن اب آگاہ	قریب آیا ہی وقت جانفروشی
دکھاؤ اپنی اپنی گرمجوشی	اجل کا صبح کو ہی گرم بازار	مقام آبرو ہی ہان خبردار
جدا ہو جائینگی روحین بدن سے	تنون کو زینتین ہونگی کفن سے	دونون لشکرون مین تیاری

آلات حرب آغاز ہوئی ملک سہراب برائے جنگ اس پار دریا کے اُتر آیا تھا سامنے لشکر چابک کے لشکر کا اُتارا تھا جانور جھٹکا ہونے لگے منتر جنتر پڑھے جانے لگے تلوارون کی چمک خانۂ تن مین آگ لگانے لگی آنکھون کے سامنے بجلی چمک جانے لگی تیر زبان درازی کرنے لگے سن سن چلنے لگے پیکان کا ارادہ ہوا کہ چھرے بنکر دل مین گھر کرے نیزے سرکشی جتا کر سینون کو توڑنے لگے گرزون نے کہا کہ ہم سر کچلنے پر تیار ہین کلہ زنی کے ارادے ہر بار ہین مختصر یہ کہ رات بھر شور آفت زا برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ گولۂ مہر کا دہن سے مشرق کی توپ کے نکلا اور دھوان شب کا برطرف ہوا کہ ابیات

مزاج صبح بیب کی بر آیا	رُخ خورشید سے پردہ اُٹھایا	فلک کا سینہ تارون سے ہوا صاف
بڑھے میدان کو گردان پُر انصاف	نفیر سحر کو دم ملا چابک کی طرف سے لشکر مین کمر بندی ہوئی	

میدان کارزار مین ہزاران جاہ و جلال آکر پہونچے اُس طرف سے ملک سہراب لشکر ساحران لیے کلما بھیرون کو پکارتا اژدرون کو اُڑاتا فوج لیکر جنگاہ مین آیا دلاورون نے لشکر کا پرا جمایا لیکن چابک نے یہ کیفیت کی کہ بیت لیا ہر توپ نے لقمۂ دہن مین ۞ چھپین گھبرا کے سب روحین بدن مین ۞ یعنی وہ توپین جو اُسنے بنوائی ہین وہ مارنا شروع کین پھر تو یہ حال ہوا کہ نظم

ہزارون رہکلی توپ اور شتر نال	لگی اس سمت سے چھٹنے کو فی الحال	صدائے جنگ کیا کہیے کہ یکسر
ہوا اک زلزلہ روئے زمین پر	ہوئے اہل جہان کے گنگ سب کر	اُڑے سہمے برنگ طائران ہوش

زمین سے آسمان تک کیا گھون رہا
گھٹا مین جسطرح بجلی کا عالم
برسنا سیکڑون گولون کا ہر بار
گرجون بادل مین اور برق چشمک
یہ گولہ سرخ نکلے تھا شتابی

دھوئین سے ہوگیا عالم دھوان دھار
وہ توپون سے تھا گولون کا نکلنا
دل عاشق سے جون مژگان خونبار
نکلنا توپ سے گولے کا رخشان
شب یلدا مین جون تیر شہابی

اگر کی گربان کا جلنا وہ اسدم
دہان مار سے من کا اگلنا
دھوئین مین اسطرح اڑجاے رنگ
گھٹا مین جسطرح مہر درخشان

جب وہ گولے ملک سہراب کے لشکر مین جاکر گرے شق ہوگئے اور اُسمین سے دُھوان ایسا نکلکر پھیلا کہ یہ خاکدان تیرہ بالکل ظلمات ہوگیا اور بیہوشی ایسی وہان پھیلی کہ مع ملک سہراب اور افسران لشکر وغیرہ سب بیہوش ہوگئے چابک نے طبل فتح وظفر بجایا اور اُس لشکر پر جا پڑا قتل کرنے کی کیا احتیاج تھی ہر ایک کو باندھ لیا اور اپنے لشکر مین لایا طبل آسائش بجواکر پھرا اور اپنی بارگاہ مین پہونچکر آہنگرون کو بلواکر سبکو قید سخت مین گرفتار کراکر ہوشیار کیا اور سوال اطاعت درمیان مین لایا ملک سہراب نے اُسوقت اُسکی اطاعت اختیار کی اور دل سے کہا کہ یہ شہزادہ صاحب اقبال ہی عنقریب کل ممالک کوکب کے قبضہ مین لائیگا پھر جان دینا بے کار ہی اطاعت کرلینا چاہیے غرضکہ سہراب نے عرض کیا کہ ای مہتر مہتران چابک عالیشان تا زندہ ایم بندہ ایم چابک نے انکو قید سے رہا کرکے خلعت دیا اُسنے شہزادہ کو اور بزم اور مسرور دبیران وغیرہ سبکو رہا کیا اور بعزت تمام لشکر مین لایا جہانگیر کے قدمون پر سر اپنا جھکایا اور عرض کیا کہ خطا میری معاف فرمایے جہانگیر نے اُسکو پھر خلعت سے مخلع کیا یہ اپنے قلعہ مین شہزادہ کو لایا اور قلعہ کو بھی اُسکے قبضہ مین کرکے ڈھنڈھورا اُسکی اطاعت کا پٹوایا دعوت بڑے دھوم سے کی کھانا عمدہ کھلایا ناچ دکھلایا جہانگیر نے ایک نامہ افراسیاب جادو کو لکھا اور اُسمین سب حال اپنا مندرج کرکے لکھا کہ آپکے اقبال سے مین یہانتک آپہونچا ہون اب آگے روانہ ہوتا ہون یہ نامہ ایک طائر سحر کے گلے مین باندھکر روانہ کیا جب افراسیاب کو نامہ پہونچا مضمون سے اُسکے آگاہ ہوکر بہت خوش ہوا اور افراسیاب کا ایک اُستاد اور ہی کہ وہ فقیری کرتا ہی اور نام اُسکا شہنشاہ پیر ہی پس افراسیاب اپنے مقام پر سے اُڑکر ایک پہاڑ پر گیا طلسم باطن مین ایک پہاڑ ہی کہ وہان گنبد مین وہ شہنشاہ پیر رہتا ہی چنانچہ جب یہ وہان جاکر پہونچا شہنشاہ پیر ہرن کی کھال

بچھائے گنبد کے چبوترے پر بیٹھا تھا کہ اُسنے آکر سلام کیا اور نامۂ جہانگیر اُسکو دکھایا اور کہا اے گرو شہزادہ
جہانگیر کوکب کے ملکوں کو فتح کرتا ہوا سہرابیہ تک پہونچا ہے اب آپ جاکر اُسکی مدد جا بجا کیجیے ابھی لوح طلسم
اُسکو نہیں ملی ہے جب لوح اُسکو ملے گی اُسوقت البتہ کسی کی مدد کی ضرورت نہیں اور ابھی تو
مدد کرنا ضرور چاہیے شہنشاہ پیر نے کہا اچھا میں جاؤنگا افراسیاب یہ وعدہ اُس سے لیکر واپس
آیا اور فکر میں ہوا کہ جہانگیر کے لیے خلعت فاخرہ بھیجوں لیکن فکر میں ہوا کہ ممالک کوکب میں پہونچنا خلعت
کا ذرا مشکل ہے توقف کرنا چاہیے غرض طائران سحر کے ہاتھ نامہ کا جواب تو لکھکر بھیجدیا کہ مضمون
اُسکا یہ تھا کہ اے صاحبقران من شاباش مرحبا ہم تمھاری شجاعت کا حال معلوم کرکے بہت خوشنود
ہوے سامری تمکو اسی طرح ہر مقام پر فتحیاب کریں اے شہزادہ اگر ہوسکتا ہے تو عقب اس نامہ
کے میں خلعت فاخرہ بھی تمھارے لیے بھیجتا ہوں یہ نامہ جب جہانگیر کو پہونچا یہ بھی بہت خوشنود
ہوا اور اب قصد آگے بڑھنے کا کیا اور اپنا لشکر کثیر جمع کیا اور نقارہ کوچ کا بجایا اور جانب آفاقیہ
کوچ کیا یہاں ملکہ آفاق جادو مالک آفاقیہ نے کوکب کو لکھا کہ اے بادشاہ مدد سے درویش
بوریانشین کی جہانگیر سہرابیہ تک آگیا ہے آپ کو خبر لینا چاہیے یہ نامہ ایک پتلے کو دیا کہ وہ خدمت
کوکب میں لایا بادشاہ قلعہ کوکبیہ میں تخت حکومت پر جلوہ گر تھا کہ نامہ پہونچا مضمون سے اُسکے
آگاہ ہو کر بہت غمگین ہوا اور پریشان ہوا اور اُسکی عملداری میں ایک درویش رہتا ہے کہ نام اُسکا
خضران صحرانشین ہے اسنے اُسکو نامہ لکھا کہ اے عابد و پارسا آپ تکلیف فرماکر تشریف لے جائیں
اور درویش بوریانشین کو سزائے معقول دیں کہ اُسنے میرے ممالک کی بربادی چاہی ہے
ملک خضران صحرانشین نامہ پڑھکر اُسی وقت اپنے بوریے پر بیٹھا اور کچھ طلسم اُنگلی سے
اُسپر اسنے لکھا کہ وہ بوریا اُڑکر چلا اور اُسطرف سے شہنشاہ پیر فرستادہ افراسیاب بھی روانہ ہوا
لیکن جہانگیر با فوج کثیر کوچ کرکے دس لاکھ ساحروں کو ہمراہ لیکر روانہ ہوے اور قطع منازل
و طی مراحل کرتے ہوے آفاقیہ پر آکر پہونچے ملکہ آفاق نے جب سنا کہ جہانگیر مع لشکر کثیر آگیا
اُسنے فوراً نفیر سحر کو دم دیا کئی لاکھ ساحروں کا لشکر اسی دم تیار ہوا دروازہ قلعہ کا اُسنے کھلوا دیا
اور لشکر ہمراہ لیکر خود یہ باہر نکلا طبل و نقارے بجنے لگے لکہ ہاے ابر نمایاں ہوے ساحران نامی
اُنپر سوار تھے غرض اُس لشکر نے بھی آکر بارگاہ خیام برپا کرائے اور مقابلہ میں شہزادہ جہانگیر کے

اُترے ادھر جہانگیر کی بارگاہ استادہ ہوئی تمام لشکر اُترا اسکین بیچوبے قلندریان مارکیان راؤٹیان کندے سراپردے خیمے بارگاہین استادہ ہوئین بازارین لشکر مین کھل گئین پیادون کے بستر لگے سواروں کی لین پڑی گھاگھمی شروع ہوئی کثور السکر مین کھنکنے لگا ایک دن لشکر آسودہ ہوگیا جب دوسرے دن وہ وقت آیا کہ روز مہر افروز مثل برق جہندہ چمک کر نظر سے غائب ہوا اور رخ گل

شبنم کے دھونے کا زمانہ آیا کہ ابیات	گذارا دن ہوئی آخر کو جب شام	ملا خورشید کو مغرب مین آرام
نظر کی جانب خورشید انور	جھکا وہ بوسہ لینے کو زمین پر	سر شام طبل جنگ نواخت

مین آیا شہزادہ نے بھی نقارہ حربی بجوایا تیاری جنگ طرفین سے آغاز ہوئی تلوار کا بر خون پینے پر آمادہ ہوا مستعد جنگ ہر سوار و پیادہ ہوا کہین کڑکیت کڑکا کہنے لگے ای بہادران

اجل ہر ایک کو آنے والی ہی کہ ابیات

مگر فرصت کہاں دام اجل سے	زمین مین آئیگا بام اجل سے	جو ہین ماں باپ کے فرزند اصلی
شرافت پیشہ و بے بند اصلی	وہ نام اپنا کرینگے سر کٹا کر	نہین پھیرینگے منہ میدان مین جا کر
صف دشمن مین جا پہنچینگے جس دم	تہ و بالا کرینگے ایک عالم	یہ سن سن کر شجاعان دلاور
گرجتے تھے بشکل رعد مضطر	ایک طرف کو سحر خوانی ہو رہی تھی ایک طرف باسے ہوے	

دلیران بلند تھی بانکپن کی باتین آپسمین ہوتی تھین کوئی کہتا تھا کہ کل ہم عدو کو للکار کر مارینگے کوئی کہتا تھا پہلے ہی وار مین سر دشمن اُتارینگے اسی غوغا و ہنگامہ مین وہ رات بسر ہوئی اور وہ زمانہ آیا طفلک آفتاب نیزۂ خطوط شعاع مین گھرا ہوا بطن شب سے پیدا ہوا اور خنجر مہر میدان

افلاک مین چمکا کہ ابیات	یہ باتین تھین کہ روے صبح دیکھا	رہا باقی اثر تک بھی نہ شب کا
ستارے چرخ پر پنہان ہوے سب	مبارز سب اُٹھے آخر ہوئی شب	صبحدم لبھید کروفر و جاہ و جلال

شہزادہ جہانگیر با اقبال لشکر لیکر وارد دشت مصاف ہوا جنگل فوجون سے بھر گیا لگہ ہاے ابر سر پہ چھائے ہوے دلاور لڑنے آئے ہوے اُسطرف سے آفاق جادو بھی تخت سحر پر سوار پس پشت کئی لاکھ ساحران جرار وارد میدان کارزار ہوے علمون کو جلوہ ملا کڑکا ہوا صفین جم گئین نقیب نقابت کر کے ہٹے اُسوقت آفاق نے اپنی جھولی سے سحر کی آردماش نکالا اور اُسکا ایک شیر بنایا سحر پڑھکر اُسکو زندہ کیا کہ وہ مثل شیر ژیان کے قد آور ہوا کہ جسکو دیکھکر ترک

چرخ خوف کھاتا تھا اور شیر گردون چکراتا تھا بس اُس شیر کو حکم دیا کہ میدان مین جائے اور کام دشمنون کا تمام کرے وہ شیر ڈکارتا ہوا میدان مین آیا اُسطرف سے بزم جادو میدان مین گئی مگر اُس شیر نے اسکو نگل لیا اور اپنے لشکر مین لے جا کر اُگل دیا اسی طرح ببران و فیروز وغیرہ نکلے مگر گرفتار ہوے اُسوقت درویش بوریانشین آکر پہونچے اور جہانگیر سے کہا یہ ابر نشین نہایت زبردست ہی بس اُسنے کہا کہ ای شہزادہ اب پلٹ چلو شہزادہ طبل امان بجوا کر پھر آیا درویش نے ایک عمل شہزادہ کو تعلیم کیا اور رات بھر اُسے پڑھوایا اور ایک انگوٹھی بنا کر دی کہ اسکو پہنو غرض جب دوسرے روز حلقۂ خاتم زرین مہر نگین پر ضیاے آفتاب انگشت روزگار مین چمکا کہ بیت رخ خورشید تھا پیشانی صاف ✤ نظر آیا نگینہ اُسکا شفاف ✤ صبحدم طبل جنگ بجوا کر جنگ فردا کے عوض مین بصد کر و فر جہانگیر نامور لشکر لیکر میدان مین آیا صبح کو ملکہ آفاق بھی اُٹھی تھی وہ بھی نفیر سحر کو بجوا کر چڑھ دوڑی جہانگیر خود میدان مین نکلا اُسطرف سے شیر ملکہ آفاق نے پھر بھیجا جیسے ہی شیر سحر تڑپکر شہزادہ جہانگیر کو نگلنے آیا جہانگیر نے وہ انگوٹھی درویش بوریانشین کی دی ہوئی اُسپر کھینچ ماری شیر جلکر رہگیا ملکہ آفاق نے پھر سحر کیا کہ آسمان سے خرس اُڑتے ہوے اسطرح اُترے کہ جیسے خرس برستے ہین جہانگیر نے اُنپر بھی انگوٹھی کھینچ ماری اور اُسوقت اور بلندی طالع جہانگیر دیکھیے کہ ملکہ گوہر جادو جو دختر ملکہ آفاق جادو ہی اور اُسپر قیصر جادو کہ جسکا ذکر اول ہو چکا ہی عاشق ہی اور گوہر جادو بھی اُسپر عاشق ہی اور اس آفاق کے پاس ایک لوح ہی کہ سحر اُسکی وجہ سے تاثیر نہین کرتا ہی اور تیغہ بلاکش بھی کوکب نے اُسکے پاس رکھوایا ہی یہ دونون اشیاے نادرہ آفاق نے خزانے مین رکھی ہین گوہر خزانہ مین سے چُرا لائی اور چاہا اُسنے کہ شہزادہ جہانگیر پاس اسکو بھیجون مگر حیران ہوئی کہ کسکے ہاتھ بھیجون کون لیجاے اُسوقت نہنگ شعلہ تن کہ بھاگ کر چلا آیا ہی مگر مطیع چابک ہو چکا ہی اُسنے کہا ای ملکہ لاؤ مین دے آؤن گوہر نے اُسکو دیا اُسنے صورت اپنی لڑنے والون کی ایسی بدلی اور میدان کارزار مین آکر شہزادہ کو وہ تیغہ اور لوح اُسنے لا کر دی اُس ہنگامہ مین کسی نے اُسکو پہچانا نہین شہزادہ نے لوح کو تو گلے مین پہنا اور تیغہ ہاتھ مین لیکر خرسون کو قتل کرنا شروع کیا نہنگ تو مخفی آیا تھا وہ تو چلا گیا اور اُسنے لڑنا شروع کیا دل شہزادہ کا قوی ہوا غرض انگشتری خرسون پر کھینچ ماری اور بہتون کو قتل کیا اور جلایا اُسوقت غصہ مین ایک ساحر ہزبر ابر نشین جادو

نام شہزادہ پر آپڑا اُسنے اُسکو بھی تیغۂ بلاکش سے دو ٹکڑے کیا اور فوج ملکہ آفاق پر آکر شہزادہ نے قتل کرنا شروع کیا قدرت کردگار سے ہزبرا بر نشین کی فوج مین مسرور و ببران وغیرہ قید سے رہا ہو گئے اور لڑنے لگے اور وہ مرنے سے ہزبر کے رہا ہوے غرض مارتلوار شہزادہ نامدار نے تہلکہ ڈالدیا یہ نقشہ ہوا کہ ابیات

کشیدند شمشیر و گرز آن سران	برآمیخت باہم سپاہ گران	یکے گرد برخاست در دشت جنگ
کہ بگرفت ازان روے خورشید رنگ	جہانگیر گرد از جہاندار یاد	سنان دار نیزہ بدارندہ داد
برآمیخت گرز و برآورد جوش	ہوا گشت از آواز او پر خروش	بشمشیر ازان لشکر نامدار
تبہ کرد بسیار در کارزار	از آواز آن گرد سالار گش	نہ با دیو جان و نہ با پیل ہش
فگندہ ہمہ دشت خرطوم پیل	ہمہ کشتہ بودند ہر چند میل	ملکہ آفاق کی فوج نے شکست

فاش کھائی اور روبفرار لائی اُسوقت آسمان پر ایک سناٹا ہوا اور نعرہ ہوا کہ منم درویش خضران صحرانشین اور اُسنے آتے ہی درویش بوریانشین کو للکارا کہ او بیر داغولی بڑا ہی غضب کیا کہ کوکب کی محبت ترک کرکے اُسکے ممالک کو برباد کرانا چاہا اور جہانگیر کو یہانتک پہونچایا اب تیرے کمال کا حال کھلجائیگا لشکر تو بھاگ گیا تھا ہی اب خضران نے نقش لکھکر اُڑایا کہ جہانگیر اُلٹا اپنے لشکر کی طرف پھرا درویش بوریانشین نے پھر کچھ عزیمت پڑھکر دستک دی کہ خضران کے بدن مین چنگاریان اُڑنے لگین اور خضران نے پھر کچھ پڑھکر دستک دی کہ بوریانشین کی زبان بند ہوگئی اُسنے کچھ ہاتھون سے لکھا کہ زبان کھلی مگر خضران نے پھر ایک عزیمت پڑھی کہ جسکی تاثیر سے ہاتھ اپنے باندھکر بوریانشین خضران کے پاس آکر حاضر ہوا اُسنے حکم دیا کہ مشکین باندھلو اسکی مشکین باندھلین اور ایک قفس آہنی طلب کرکے اُسمین اُسکو بند کیا اور ملکہ آفاق کو میدان جنگ سے لیکر پھرا اور بارگاہ مین آکر بیٹھا جہانگیر بھی پھر کر اپنی بارگاہ مین آیا اور مہتر چالاک فکر مین عیاری کے لشکر سے نکلا یہان خضران جب دربار مین بیٹھا بوریانشین کے قفس کو سامنے بلوا کر عتاب و خطاب کرنے لگا کہ کیون اسی منھ پر دعوی فقیری بوریانشین نے اُسوقت آہ کی اور دم نکلگیا اُسوقت خضران کو ملال ہوا اور خبر ہرکارون نے جہانگیر کو پہونچائی جہانگیر اُسی وقت تیغہ پکڑکر اُٹھا کہ ابھی جاکر اُس خضران کو مارونگا اور وہان آفاق سے خضران نے

کہا کہ اوراق سامری مین دیکھیے تو کہ آپ کے خزانہ سے لوح اور تیغہ کسنے جہانگیر کو بھجوایا اُسوقت
اوراق آفاق نے طلب کیے تھے کہ خبر ہوئی جہانگیر لشکر لیے آتا ہی اوراق کا دیکھنا موقوف رکھا
اور خضران غصہ مین اُٹھا کہ ابھی جاکر اُسکا علاج کرتا ہون یہ کہکر غائب ہوگیا اور آفاق نے
چاہا کہ لشکر اپنا تیار کرون کہ آواز آئی ای آفاق تو تماشا دور سے دیکھ تیرے لشکر کی کچھ ضرورت نہین
آفاق دربارگاہ پر آکر ٹھہر رہی اور اُدھر جہانگیر جو اُٹھکر چلا تھا تو لشکر بھی فرط محبت سے کمر باندھکر
چلا تھا کہ یکایک زمین شق ہوئی اور ایک دریا پیدا ہوا اور راہالیان لشکر جہانگیر اُس دریا مین
گرکر مچھلیان بنگئے سارا لشکر اُسی آفت مین مبتلا ہوا مگر جہانگیر کھڑا ہی اور پانی بڑھتا آتا ہی جہان
جہانگیر ہی وہان ایک ٹاپو بنگیا ہی اور جہانگیر کے گلے مین لوح پڑی ہی اُسکی ہی برکت ہی کہ پانی پاس
نہین آتا ہی مگر جسطرف جانے کا قصد کرتا ہی زمین کو زلزلہ ہوتا ہی اب مرکب پر سے جہانگیر اُتر پڑا ہی
اور پانی کے سبب سے کہین راستہ نہین ملتا ہی کہ دریا سے نہنگ پیدا ہوا اور منھ کھولکر جانب
جہانگیر چلا اب یہ حیران ہوا کہ مین کدھر جاؤن کہ یکایک فلک پر سناٹا ہوا اور نعرہ ہوا کہ منم
شہنشاہ پیر ای جہانگیر گھبرانا نہین مین آپہونچا لوح کھینچ مار اور تیغہ برہنہ کرکے نہنگ کے سر پہ
مار دے مگر قبضہ ہاتھ سے چھوڑ دینا سر اُٹھاکر جہانگیر نے جو دیکھا تو ایک پیر کو دیکھا کہ وہ یہ آواز دے
رہا ہی بس جہانگیر گھبرایا ہوا تھا اور شہنشاہ پیر کو پہچانتا نہ تھا صرف نامہ مین نام لکھا دیکھا تھا
کہ شہنشاہ پیر آتا ہی تیری مدد کو بس جہانگیر نے لوح اور تیغہ نہنگ پر کھینچ مارا جیسے ہی لوح اور تیغہ
زمین پر گرا اُسے نہنگ نے نگل لیا اور اُس پیر نے وہین سے قہقہہ مارا اور آواز دی ای جہانگیر
منم خضران صحرانشین دیکھ اسطرح لوح اور تیغہ چھین لیتے ہین یہ کہکر اُسی نہنگ کو اشارہ کیا
کہ اُسنے جہانگیر کو بھی نگل لیا تمام لشکر کو تو اُسی بلا مین چھوڑا یعنی مچھلیان بنا ہوا لیکن جہانگیر کو
گرفتار کرکے دربار مین آفاق کے آیا اُسوقت خبر ہوئی کہ ایک کلاونت آیا ہی قبر سامری سے خضران
نے اُسکو اندر بلوایا دیکھا کہ ایک نوجوان حسین ہی عمدہ لباس پہنے ہی آکر وہ دربار مین بیٹھا اور چند
چیزین ایسی اُسنے بین مین بجائین کہ تمام اہل دربار وجد مین آگئے اور خضران بھی بہت خوش ہوا
اور کہا آپ نہایت کامل ہین اب مین رات کو جلسہ جما کے بین سنونگا یہ کہکر نہایت دلداری سے
آپ کو ٹھہرایا اور حکم تیاری جشن دیا یہ خبر مشہور ہوئی کہ ایک ذی نواز نہایت عمدہ آیا ہی یہ خبر سُنکر

نہنگ شعلہ تن بھی آیا اور اسنے پہچانا کہ یہ مہتر چابک ہی بس اُسنے بیہوشی شراب مین ملانے کا
انتظام کیا کیونکہ یہ مطیع چابک ہوچکا تھا جب دائرہ ماہ فلک پر نمودار ہوا ابیات

کہ مثل مردمک شام سیہ رنگ | بسان اشتیاق صاحب تنگ | ہوئی ظاہر مگر باطرز محبوب
کشیدہ دل ہوا ایسا حسن مرغوب | شام کو شمع و چراغ روشن ہوئی بزم نفیس آراستہ ہوئی لیکن

خضران نے اوراق سامری اُسوقت دیکھے اور کہا ای آفاق تمھاری بیٹی ملکہ گوہر نے لوح اور
تیغہ تمھارے خزانہ سے چُراکر شہزادۂ جہانگیر کو بھجوایا ہی اور نہنگ عیار دے آیا ہی اور یہ کلاہ پوش
چابک عیار ہی یہ کہکر ایک برق چمکائی کہ چابک و نہنگ دونون زنجیرون مین بندھ گئے اور کہا
جہانگیر کو لاؤ مین ابھی قتل کرونگا اب تو بارگاہ و لشکر وغیرہ مین تہلکہ و ہنگامہ پڑا کہ میان وہ کلاہ پوش
عیار نکلا دیکھو گرفتار ہوا ہی میدان خونی اُسی وقت تیار ہوا جلاد حاضر ہوے سب کو زیر تیغ مع
جہانگیر بٹھلایا جہانگیر کو یقین مرگ ہوا آنکھون سے آنسو جاری ہوے اُسوقت ہوا پر
نعرہ ہوا کہ منم شہنشاہ پیر اُستاد افراسیاب اور پانچ سو چیلون سے آکر پہونچا اور چابک و نہنگ
و جہانگیر کو چند پنجہ بھیجکر اُسنے اٹھوالیا اور خضران پر کچھ عمل پڑھا اُسنے دستک دی کہ وہ جب بیٹھا اپا
پنجون کو لیجانے دیا مجرمون کو روکا نہین پھر جو ہوش آیا اُسنے بھی کچھ پڑھکر پھونکا کہ شہنشاہ پیر
روے ہوا سے نیچے اُتر آیا مگر سنبھلگیا اور ایسا کچھ اُسنے پڑھکر پھونکا کہ خضران اور آفاق کے
بدن مین آگ از خود لگ گئی اور یہ جلکر خاکستر ہوگئے درویش بوریا نشین کی لاش کو تو
شہنشاہ پیر نے گڑوا دیا اور اُسی ہنگامہ مین وہ رات تمام ہوئی اور وہ وقت آیا کہ فلک اخضر کے بحر مین ماہی
زرین مہر شناوری پذیر ہوئی کہ بیت صداے رخصت آئی ہر زبان سے + رواے نور پھیلی آسمان سے
صبح تک وہ دریا خضران کا بنایا ہوا مرنے سے خضران کے غائب ہوگیا لشکری سب مچھلیون سے
انسان ہوے شہر آفاقیہ مین بھی عملداری جہانگیر کی ہوگئی قیصر جادو حاکم شہر قیقہ یہ جہان کا
رہنے والا درویش بوریا نشین تھا چنانچہ وہ قیصر بھی یہان آکر پہونچا شہزادۂ جہانگیر نے ملکہ
گوہر دختر آفاق کی شادی اُس قیصر کے ساتھ کی عاشق و معشوق باہم ملے نہنگ کو خلعت
دیا یہ شاگرد چابک تیز رفتار ہوا جہانگیر چند روز یہان رہکر لشکر تیار کرکے اب آگے کو روانہ ہوا اور
شہنشاہ پیر نے کہا کہ ای شہزادہ جہانگیر وہ لوح طلسم جو طلسم ہزار برج مین تھی اگر وہ ملتی تو البتہ

طلسم فتح ہوتا لیکن اُسکا پتا نہین کہ کہان ہی شہر آفاقیہ پر اب شہزادہ جہانگیر کے پاس بہت بڑا مجمع ہی ۔۔۔ئی لاکھ ساحر جمع ہین کئی قلعہ تسخیر ہو چکے ہین قلعۂ انجم حصار سے تا بہ قیصریہ سب قبضہ مین ہی اور ۔۔۔سرور شاہ دبیران وغیرہ سب مطیع ہین اب آگے اُس مقام سے قلعۂ بدخشانیہ ہی یہان سے بارہ کوس پر مگر نہایت سخت وصعب جگہ ہی اور بہت دشوار ہی اور ایک روایت سے صاحب دفتر کی معلوم ہوتا ہی کہ عمرو نے لوح ہزار برج سے لاکے کوکب کے حوالہ کی اُسنے قلعہ بدخشانیہ مین رکھوائی ہی غرض جہانگیر بہ کروفر تمام جانب قلعہ مذکور روانہ ہوا اور بعد قطع منازل مرحلہ پیمائی کرکے دوسرے دن سامنے قلعہ کے آکر پہونچا دیکھا کہ قلعہ مذکور بالکل طلائے احمر کا ہی اور دروازہ اُسکا بند ہی سر قلعہ پر ایک پتلی جواہر نگار کھڑی ہی نہایت تکلف کی آراستہ ہی اور اُسکے سر پر طائر جواہر کے بیٹھے ہین جہانگیر نے ایک گنہگار کو حکم دیا کہ سامنے اِس قلعہ کے جائے وہ گنہگار حسب الارشاد شاہزادہ نامدار سامنے قلعہ کے آیا جیسے سامنے قلعہ کے پہونچا پتلی نے آواز دی کہ افسوس افسوس افسوس اور اسکی جانب نگاہ ڈالی کہ وہ گنہگار دھڑ دھڑ جلنے لگا جلکر خاک ہوگیا یہ ماجرا دیکھکر شہنشاہ پیر شہزادہ کو مانع ہوا کہ خبردار آگے جانے کا ارادہ نہ کرنا چلو اب ہٹ چلو شہزادہ نے نمانا اور کہا مین ضرور جاؤنگا یہ کہکر وہان خیمہ کیا دوسرے روز جب دریچۂ خاوری سے آفتاب زرین شعاع نے سر بدر کیا کہ بیت ستارون سے قمر نے ہاتھ دھویا ❊ سحر نے جلوۂ مہتاب کھویا ❊ صبح ہم اپنے مقام سے جھولا سحر کا گلے مین ڈالکر ملکہ بزم جادو اُڑتی ہوئی سامنے اُس قلعہ کے آئی پتلی نے افسوس کہکر نگاہ ڈالی بزم بھی جلکر خاکستر ہوئی اُسکے ساتھ والے ساحر بہت سے گئے اور جلکر خاک ہوے ملک خورشید جو پدر جہانگیر کا ہی وہ اپنا تخت بڑھا کر گیا وہ بھی جلکر خاک ہوگیا جہانگیر اُسکے غم مین خوب رویا ساحرون نے اُس پتلی پر ہزارون ناریج و ترنج مارے کچھ اثر پزیر نہ ہوئے اور ہزارون ساحر جلکر خاک ہوے جہانگیر نے غم مین اپنے باپ کے لباس سیاہ پہنا اُسوقت مہتر چابک نے آئینہ از سر تا پا ایک کپڑے پر سی کے اپنے جسم پر لگائے اور اپنے چہرے پر نقاب ڈالکر سامنے اُس قلعہ کے مرکب پر سوار ہوکر آیا اور اُن آئینون پر ایک کپڑا اُسنے ڈال لیا وہ کپڑا سامنے اُس پتلی کے آکر اُسنے اُلٹ دیا پتلی نے جو اپنا چہرہ اُن آئینون مین دیکھا خود اُسی کے جسم مین آگ لگی اور دھڑ دھڑ جلکر خاکستر ہوگئی اُسوقت چابک نے نعرہ کیا کہ منم مہتر چابک تیز رفتار سبنے بہت تعریف کی اور

بھی ناکہ یہ چالاک ہو کس لیے کہ پہلے بسبب اسکے نہ پہچانا تھا کہ چالاک منھ پر نقاب ڈالے ہوے تھا جہانگیر یہ کیفیت دیکھکر بہت خوشنود ہوا اور لشکر لیکر اپنے مقام فرودگاہ پر آیا لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا لیکن شاہزادہ جہانگیر غم میں اپنے پدر مصنوعی کے کہ جو خورشید جادو تھا سیاہ پوش ہوا خمخانہ الم کا جرعہ نوش ہوا اُسطرف بدخشان جادو حاکم قلعہ بدخشانیہ نے جب سُنا کہ تیلی جو سر قلعہ نصب تھی اُسکو عیار جہانگیر نے جلا دیا بڑا اُسکو صدمہ ہوا اور حیرت بھی بہت ہوئی کہ بھئی واہ کیا کمال کیا ہے دو منہ کہ اس تیلی پر بھی طلسم بندھا ہوا تھا کہ جو کوئی اِسکی صورت دیکھے جلجاے پس چالاک کو عیاری اور عمرو بن اُمیہ ضمری کی یاد آئی اُسنے ہفت در بند فرعونیہ کا وقائع دیکھا تھا اور وہان کا وقائع یہ کہ ایک کافر خاسر ہوتا ہی ساحر شمشش نام اُسنے کئی شخصون کے چہرے پر طلسم اسطرح کا باندھا تھا جو اُنکی صورت کو دیکھے وہ ہنسنے لگے اور رونے لگے اور وہ شخص نقابدار بنے رہتے تھے اور نام اُنکا نقابدار گریان اور خندان تھا چنانچہ خواجہ نے بھی اِسی طرح سر سے پا تک آئینے اپنے جسم پر لگائے اور اُسکے مقابلے مین جاکر آئینون پر سے پوشش اُلٹ دی نقابدار خندان مقابلہ حریف مین جب آتا تھا نقاب چہرہ سے اُلٹ کرکہتا تھا کہ مصرعہ بر من نگر شاید کہ بتناسی مرا اُنھون نے بھی وہ پوشش آئینون پر کی اُلٹ کے یہی کہا اور نقابدار نے جو آئینہ مین اپنی صورت دیکھا خود ہنسنا شروع کیا اور ہنستے ہنستے بیہوش ہو گیا آخر مر گیا اور ہنسی نہ تھمی بس ویسے ہی چالاک نے بھی عیاری کی خلاصہ کلام بعد رنج بسیار بدخشان جادو کئی ہزار ساحران جرار لیکر قلعہ کا دروازہ کھولکر باہر نکلا اور بارگاہ استادہ کرائی دن بھر توقف پذیر رہا جب وہ زمانہ آیا کہ نگین بدخشانی آفتاب حلقۂ مغرب مین جڑا گیا اور سنگ اسود رنگ شب ہمسنگ عالم ہوا کہ

ابیات

کہ روے مہر کا ہلکا ہوا رنگ | گھٹی گرمی بڑھی ٹھنڈک وہ سنگ
مزاج روز پر آئی تباہی | جبین شام نے بخشی سیاہی

سر شام طبل جنگ بدخشان ناکام نے بجوایا مہتر چالاک نے اُسکی خبر عرض کی جہانگیر نے بھی حکم دیا کہ نفیر سحر کو دم ملا تیاری آلات حرب و ضرب شروع ہوئی شب تیرہ مثل خون سودائیان سیاہ تھی اُس شب کو تیاری سپاہ تھی تیغ آبدار کی چمک شمع تھی جسپر پروانۂ جان نثار ہوا چاہتے تھے گوگل ساحر جلاتے تھے خوک جھٹکا ہوتے تھے مرچین جلتی تھین چار پہر رات شور و شغب و ہنگامہ سپاہ مین برپا رہا جب تیغ مہر کو ترک روز نے حمایل کیا کہ نظم

ہوئی صبح قیامت جب نمودار
لگی تو قلزم ہستی کی بھی موج
ادھر یہ اور اُدھر وہ صاحب ننگ
کہ لڑنے کے سوا بنتی نہیں اب
دم تیغ آج یان طعمہ چشک ہے
کہ باد آفرین سارے جہان سے
تمہارا جگ مین ہو نام نکوئی

ہوئے تیار بہر جنگ و پیکار
بصمصام بر سر خونریزی جنگ
ہوئے دونون مقابل بہر جنگ
دو جانب سے نقیبان سرافراز
نکلکر کہا ئے تو شرہ نمک ہے
کرداب تیغ خون آشام روشن
کرو میدان مین اپنی سرخروئی

لیے ہمراہ اپنے لشکر و فوج
چلا بستر سے وہ شہ برق آہنگ
صفین دونون ہوئین آراستہ جب
نکلکر بولے اے مردان جانباز
بڑھو آگے لڑو تیغ و سنان سے
کہ ہو جس سے تمہارا نام روشن
یہ نہیب نقیبان بلند آواز

سنکر بہادر جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے ساحر وغیرہ جوش مین آئے دل اُٹھے خروش مین آئے لیکن ایک ایک سے لڑنا فضول سمجھکر بدخشان جادو فوج اپنی لیکر لشکر جہانگیر پر آپڑا نارنج ترنج ناریل وغیرہ چلنے لگے جیسے گولے برستے تھے دھوان اُٹھنے لگا شعلے چکنے لگے تیغ سحر کی بجلی چمکنے لگی ایک طرف سے برق شمشیر چمک رہی تھی ملک الموت کی گرم بازاری تھی خون برستا تھا مریخ بگڑا ہوا تھا دھڑ دھڑ پر مردے پر مردہ پڑا تھا کھچا کھچ تلوار کا بلند تھا چقا چاق شمشیر و نعرۂ دلیران سے کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی وہ رن پڑا تھا کہ جنگل لاشون سے پٹ گیا تھا زاغ و زغن یقین ہے کہ طعمہ جوئی اب نہ کرینگے

ابیات

خروش سواران دو گرد سپاہ
سنانہاے آہار دادہ بخون
ز کشتہ فگندہ بہر سو سران
سر دشمن از جنگ برگشتہ بود

چو شب گرد گیتی نہان گشت ماہ
تو گفتی کہ بر شد ز گیتی بخار
زمین کوہ گشت از کران تا کران

درخشیدن تیغ الماس گون
برافروخت زان آتش کارزار
ہمہ غار و ہامون پر از کشتہ بود

خوب تلوار چلی جہانگیر پسان شیر گرسنہ قتل کرتا ہوا اُس فوج مین جاتا تھا تیغ بلاکش کے سبب سے سحر اُسپر اثر نہ کرتا تھا ہزارون کو خاک و خون مین غلطان کردیا اور خواب عدم مین سلادیا اور جب کوئی سحر بدخشان جادو تازہ تیار کرکے کرتا تو شہنشاہ پیر گردافراسیاب کا اُسکو نقش تعویذ وغیرہ سے مٹادیتا تھا قریب تھا کہ بدخشان شکست فاش کھاکر رو بفرار لائے کہ یکایک پردے ہوا الغرہ ہوا کہ منم زلزلہ سحر ساز کنیز کوکب روشنضمیر اے بدخشان گھبرا نہین مین آپہونچی اور اُسنے آتے ہی ایک ناریل زمین پر مارا کہ زمین مین زلزلہ پیدا ہوا

تھرانے لگی کشتی ارض وغیرہ ڈگمگانے لگی تمام لشکر جہانگیر کا زمین مین غرق ہونے لگا اُسوقت شہنشاہ پیر
نے چند نقش لکھکر زمین پر پھینکے کہ زلزلہ موقوف ہوا اور لشکر جہانگیر غالب ہونے لگا اُسوقت زلزلہ نے
ایک مالا سوتیون کا اپنے گلے سے اُتار کر دانے اُسکے دست راست وچپ کی طرف پھینکدیے بعد لمحہ کے
ایک جانب سے شیر ایک جانب سے خرس پیدا ہوے اور اُنھون نے آتے ہی لشکر جہانگیر کو تباہ کرنا
شروع کیا اور اُنپر حربہ بھی تاثیر نہین کرتا تھا سواے تیغ بلاکش کے اور کسی سے وہ مارے نہین
جاتے تھے اور ایک طائر سرخ رنگ زمین سے پیدا ہوا اور اُسنے نعرہ کیا کہ منم سحر کوکب اور اُسنے
آتے ہی جسپر اپنا عکس ڈالا وہ جلکر رہگیا فوج جہانگیر تباہ ہونے لگی ہزارون ساحر جلکر رہگیا
ہزارون تو اُس طائر نے مارے اور ہزارون شیر اور خرسون نے تباہ کیے جہانگیر اکیلا اُن خرسون
اور شیرون کو روکتا ہی اور قتل کرتا ہی اُسوقت شہنشاہ پیر نے ایک نقش لکھکر سمت صحرا پھینکا
کہ ہزارہا کرگ پیدا ہوے اور آکر اُن خرسون سے لڑنا شروع کیا اور شیرون سے بھی مقابلہ پذیر
ہوے کہ لشکر جہانگیر نے کسی قدر فرصت پائی اب اور کیفیت سُنیے اُس جنگ مین ایک طرف مہر
چابک کھڑا ہوا تھا زلزلہ نے اُسکو جو دیکھا چمک کر اُسپر گری اور پنجہ مین داب کر بجلی جب کسی قدر
بلند ہوئی چابک نے بجالاکی تمام اُسکے منہ پر چابک مارا کہ وہ بیہوش ہوئی اور زمین پر گری چابک
نے اُسکے پنجہ سے چھوٹ کر ایک خنجر اُسپر مارا کہ سر اُسکا کٹ گیا تاریکی ہوگئی اور آواز آئی کہ مارا زلزلہ
سحر ساز جادو کو چابک کی تعریف بہت جہانگیر نے کی وہ شیر وخرس غائب ہوگئے مگر اب اُس
جانور نے قیامت برپا کر رکھی ہی بہت سے ساحرون کو جلا دیا ہی اُسوقت شہنشاہ پیر نے ایک
خیمہ منگوایا اور اُسکو استادہ کرایا اور اپنی صورت مجسم کو اُس طائر کو دکھلا کر اور بھاگ کر اُس
خیمہ مین اپنے تئین پہونچایا اور وہان ایک دام لگایا اپنے سحر کا طائر اُسکے تجسس مین اُس خیمہ کے
اندر آگھرا یا اُسنے جال سحر کا مارا اور ایک روایت سے یہ بھی بیان کیا گیا ہی کہ شہنشاہ پیر نے
اپنے سحر سے ایک چشمہ بنایا اور اپنی صورت طائر کو دکھلا کر اُس پانی مین در آیا وہ جڑیا بھی اُس
پانی پر اُسکی صورت دیکھکر آئی اور پانی مین اپنے تئین گرا دیا شہنشاہ پیر نے اُسکو جال مارا
اور پھنسا لیا اور گرفتار کرکے اُس چشمہ سے نکلا اب لشکر جہانگیر غالب ہونے لگا بدخشان
جادو شکست کھاکر وہان سے روبفرار لایا اور وہان سے چند فرسخ پر ایک دریا کے قریب ایک گنبد ہی

کہ نام اُسکا گنبد محفوظ ہی وہان آکر ٹھہرا اِس گنبد کے گرداگرد دریا بہتا ہی بدخشان جادو جب وہان پہونچا اُسنے کوکب کو عریضہ تحریر کیا کہ ای بادشاہ جلد خبر لیجیے مین شکست کھاکر گنبد محفوظ مین آگیا ہون قلعۂ بدخشان چھوٹ گیا ہی جہانگیر نے آفت برپا کی ہی یہ عریضہ طائر سحر کی گردن مین باندھکر روانہ کیا جب کوکب کے پاس یہ عرضی پہونچی سخت پریشان ہوا اور برہمن کو لکھا کہ جلد جاکر بدخشان کی مدد کرو برہمن روئین تن بغضب تمام تر چلا اور یہان قریب دریا آکے ایک خیمہ استادہ کرکے شہنشاہ پیر کو ایک نامہ لکھا کہ او دریوزہ گر بچیا جلد میرے پاس آکر حاضر ہو ورنہ سزائے معقول دونگا جب چیلا یہ نامہ لیکر شہنشاہ پیر کے پاس آیا اُسکو کچھ بن نہ پڑا اُسی وقت حاضر ہوا جب برہمن کے پاس یہ آکر پہونچا برہمن نے ایک بوٹی شہنشاہ پیر کے پیراہن مین لگادی کہ شہنشاہ مثل شمع کے جلکر رہگیا برہمن نے خاک اُسکی روے ہوا مین برباد کردی اور بدخشان جادو سے کہلا بھیجا کہ تم اُس گنبد مین بیٹھو اور ایک سحر ایسا کیا کہ گنبد کے گرد آگ روشن ہوگئی بس یہ تدبیر کرکے برہمن چلا گیا اور اُدھر جہانگیر نے جو حال شہنشاہ پیر سنا بہت رویا اور لشکر لیکر چلا جب یہان آکر پہونچا گنبد تک نجاسکا ایک دن مہتر چابک نے کہا کہ مین تدبیر کرتا ہون بس اُسنے ایک مچھلی بہت بڑی بنائی اور اُسمین جہانگیر و مسرور و ببران وغیرہ کو بٹھایا اور اُس مچھلی کو دریا مین چھوڑ دیا کہ وہ بہتی ہوئی چلی یہانتک کہ بدخشان جادو گنبد کے کنارے آکر دریا مین شکار کھیل رہا تھا کہ یہ مچھلی پھنسی اُسنے بدقت تمام اُسکو کھینچا جب باہر کھینچکر نکالا مچھلی کے دہن کے اندر سے راستہ چابک نے رکھا تھا سب سردار باہر نکل آئے اور تلوار کھینچی وہان بدخشان جادو نے بھی لڑنا شروع کیا مگر تیغہ بلاکش سے کچھ بس نہ چلا آخر ہاتھ سے جہانگیر کے مارا گیا اور ساحر بھی ہلاک ہوے گنبد سے بہت سے ساحر رو بفرار لائے وہ مقام پاک و صاف ہوا یہان کوکب اپنے قلعہ مین داخل ہی کہ لاش ملازم بدخشان بدخشان جادو کی اُسکے سامنے لائے کس سے دیکھا جاتے وقت بدقت تمام لاش اُسکی اُٹھائی تھی چنانچہ جب سامنے کوکب کے لاش لائے پکارے کہ ای شہنشاہ طلسم نور افشان گنبد محفوظ مین بدخشان جادو مارا گیا کوکب کو یہ حال سنکر نہایت صدمہ ہوا اور اُسنے پنجہ بھیجکر عمرو کو لشکر سے اُٹھوا منگوایا اور اس سے یہ سب حال کہا عمرو نے کہا مین اب وہان ضرور جاؤنگا اور عمرو نے پھر پنجہ بھیجا اور لشکر سے مع ہزار کنیزون کے ملکہ بہار

کو بلوایا اور کوکب نے ایک ساحر مکدر جادو کو بھی حکم دیا کہ تم بھی جاؤ وہ بھی یہان سے روانہ ہوا ادھر
افراسیاب نے یہ خبرین سب سنین شہنشاہ پیر کے مرنے کا رنج کیا مگر اسقدر قلعہ کوکب کا جو فتح
ہوا ہی تو اُسکو خوشی ہوئی اور بیابان تاریک کی طرف سے کہ جدھر سے جہانگیر آیا ہی راستہ تو کھل ہی
گیا ہی اُسنے دو ساحر شجر ظلماتی جادو و بہمن ظلماتی جادو کو حکم دیا کہ تم جہانگیر کے پاس جاؤ یہ بھی
دونون کوچ کر کے روانہ ہوے اور قریب قلعۂ زر افشان آئے اور زر افشانیہ گنبد محفوظ سے
بھی آگئے ہین اور زر افشان جادو بھی فوج لیکر باہر قلعہ کے نکلا اُدھر خواجہ بھی مع ملکہ بہار کے
آکر پہونچے اور مکدر جادو بھی تین لاکھ جادوگر سے آئی یہان خواجہ نے کہا کہ اب مین دربار مین
جہانگیر کے جاتا ہون اور اُسکو سمجھاتا ہون اگر مان لیا تو بہتر ہی نہین تیغہ اور لوح چھین لونگا مکدر جادو
نے منع بھی کیا نہ مانا اور یہان سے طرف بارگاہ جہانگیر کے روانہ ہوے جہانگیر کو خبر ہوئی اُسنے سردار
بہر استقبال بھیجے خواجہ نے آگے صاحب سلامت کی اُسنے بہت اعزاز سے بٹھایا اور کہا کہ آپ کہان
تشریف لائے اُنھون نے کہا کہ ای جہانگیر مین تمکو سمجھانے آیا ہون کہ تمنے بہت ظلم کیا ہی اب
مناسب ہی کہ پھر جاؤ بس اب زیادہ ستانا اچھا نہین اور تمھاری پیشانی پر خال سبز رنگ ہی جو
نشانیان تم مین اولاد حمزہ کی پاتا ہون تم بہت پچھتاؤ گے کوکب کے ممالک جو برباد کر دیگے
یقینی تم فرزند حمزہ ہو اور کوکب ہمارا طرفدار ہی تمکو لازم ہی کہ اس حال کو تحقیق کرو جہانگیر نے
کہا اب بغیر قتل کوکب مین کب پھرتا ہون عمرو نے کہا خیر تمھین اختیار ہی اُسوقت چالاک بھی
خواجہ کے قریب آیا اور باتون باتون مین عیاریان کرنے لگا آخر عمرو یہ کہکر اُٹھا کہ آج جہانگیر کو
مین پکڑ لیجاؤنگا خبردار خوب ہوشیار ہی رکھنا چالاک نے کہا کہ کیا مجال غرض عمرو تو چلا آیا اور
شام کو ذکر کرنے لگا اُدھر چالاک سامنے مکدر کے ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر گیا اور
کہا ای مکدر مین نامۂ کوکب لایا ہون الگ چلیے تو دون وہ علحدہ آیا اُسنے اُسکو حباب
بیہوشی مارکر بیہوش کیا اور اُسی کی ایسی صورت بنکر اُسکو کسی مقام پر چھپا دیا اور آپ اُسی
کی ایسی صورت بنکر اُسی مقام پر بیٹھ رہا اور اُسطرف جہانگیر دریا کے کنارے بیٹھا تھا کہ ردے ہوا سے
ایک نازنین اُتری جو نہایت حسینہ و جمیلہ تھی کہ جسکی شان مین یہ کبت لکھنا زیبا ہی کبت

سندروپ سروپ مہامن یون لگے جیسے انگ مین نیجے

جیون مور سجیون کی چھب دیکھت کی چھب دیکھے ہی بیجے
پان کھوات مہسا ادھارس چاہے تو چندر کو دیکھے نہ دیجے
انک اور بناؤ بنے نہ بنے ڈھگ بیٹھے ہی مکھ کو دیکھا ہی کیجے

بس اُس گلبدن نے بصد نزاکت کہا کہ منم فرستادۂ افراسیاب یہ کہکر نامہ ایک اپنی کمر سے نکالکر جہانگیر کو دیا جہانگیر نے وہ نامہ لیکر پڑھا لکھا تھا کہ ای صاحبقران من یہ کنیز ہمنے تمھاری خدمت کے لیے بھیجی ہی جہانگیر صورت زیبا اُسکی دیکھکر عاشق ہو گیا اور اُسی وقت دربار سے اُٹھکر الگ خیمہ مین اُسکو لایا اُس نازنین کو مسند پر بٹھایا اور چاہا کہ دست اندازی اُسیر کرون اُسنے ناک بھون تیوری چڑھائی پھر منھ پھیر کر مسکرائی اور کہا لو اور سنو شہنشاہ نے مجکو کیا اسی لیے بھیجا ہی ساحری کسون مین آتے ہوے پہلے ہی ہچکچاتی تھی میری بوٹی بوٹی کانپ رہی ہی ای میان اپنے حواس مین آؤ نچلے بیٹھو شہنشاہ کو تو کیا کہون کہ جنھون نے مجھے تمھارے پاس بھیجا ہی بس بس ای لو مین سمجھ گئی ہان ہان تمھارا اور ارادہ ہی سو یہ بخیریت ہی ہندی ایسی اُدھانی نہین شہنشاہ نے اپنی حیرت جو بڑی چہیتی ہین اُنکو بھیجدیا ہوتا یہ باتین ایسی کہین کہ جہانگیر تو مر گیا اور لگا منتین کرنے اور رونے لگا اُسوقت وہ نازنین مسکرائی جہانگیر کی جان مین جان آئی پھر چاہا کہ اُس سے لپٹون اُسنے کہا ٹھہرو صاحب تم بھی کتنے بدمزہ ہو یہ کہکر گلابی سے شراب جام مین بھری اور وہ جام جہانگیر کے منھ سے لگا دیا کہ وہ بے اندیشہ انجام پی گیا پیتے ہی بیہوش ہوا اُس نازنین نے اُسکو پشتارہ مین باندھا اور خیمہ سے نکلکر سیدھا مکدر جادو کے خیمہ مین آیا وہان اور ساحر بھی دوڑے اور پوچھا کہ اُستاد کیسے لائے کہا اُسی طفل بے ادب کو اور یہ کہکر مکدر سے کہا کہ ای مکدر تم ابھی اِسکو لیکر کوکب کے پاس جاؤ مکدر نقلی نے کہا بہت خوب لائیے یہ نازنین اصل مین عمرو ہی چنانچہ اُسنے پشتارہ زمین پر رکھدیا کہ لو لیجاؤ مکدر نے پشتارہ کو کھولا کہ مین اُسیر سحر کرون عمرو نے لوح و تیغہ بھی جہانگیر کا لے لیا تھا وہ بھی وہین رکھدیا بس مکدر نے لوح گلے مین پہنادی اور پشتارہ تو کھولدیا تھا ہی ناک جہانگیر کی ملدی چٹکی مین روغن دافع بیہوشی ملا ہوا تھا وہ ناک مین جو لگا شہزادہ ہوشیار ہوا اُسنے کہا ای صاحبقران آپ گرفتار ہوکر آئے ہین اُٹھیے جہانگیر اُٹھا اب عمرو گھبرایا سب ساحر وہان سے بھاگے جہانگیر نے تیغہ وہان

رکھا ہوا تھا اُٹھا لیا اور ایک دو کو قتل کیا اور بہتون نے جہانگیر پر سحر بھی کیا مگر اثر نہوا اُسوقت افراسیاب نے شجر ظلمانی اور بہمن ظلمانی کو جو بھیجا تھا اور راہ بیابان تاریک بسبب آنے جہانگیر کے کھل گئی ہی بس یہ دونون ساحر بھی آکر پہونچے یہان نعرہ جہانگیر سنکر سر سواری آکر شریک جنگ ہوے آخر کو عمرو کی طرف کے ساحر بھاگے جہانگیر پھر کر اپنے مقام پر آیا شجر و بہمن بھی اُترے عمرو وغیرہ سب بھاگ کر قلعۂ زر افشانیہ مین گئے جہانگیر نے آکر قلعہ مذکور کو گھیرا مکدر نقلی جو چابک بنا ہوا تھا وہ بھی بعد اِس عیاری کے چلا گیا وہان مکدر کو جو ہوش آیا یہ بھی اُٹھکر قلعہ زر افشان مین آیا لیکن عمرو نے اُس قلعہ مین آکر کہا کہ قلعہ مین بیٹھنا ہمارے لیے بڑا ننگ ہی اب مین باہر جاتا ہون سب نے منع کیا نمانا کچھ ساحر ہمراہ لیکر باہر آیا اور ٹھہر رہا جب روزگار غدار نے مثل عیاران لباس سیاہ پہنا یعنی شب روی کا جامہ آراستہ کیا کہ شعر ہوئی میلی ردائے نور خورشید ✤ بر آئی عاشقون کے دل کی امید ✤ سر شام عمرو نے اپنے نام پر برائے مقابلہ چابک طبل جنگی بجوایا اِدھر چابک نے بھی طبل بجوایا دونون لشکر رات بھر تیاری جنگ کیا کیے اور عمرو نے کیا ترکیب کی کہ ایک ساحر کی ایسی صورت اپنی بنائی اور یہان سے لشکر جہانگیر کی طرف روانہ ہوا دیکھا کہ چابک اپنے خیمہ کے دروازہ پر بیٹھا ہی عمرو ٹہلتا ہوا اُسی طرف آیا چابک نے کہا تم کون ہو کہا مین مردم فریب جادو ہون مردم فریب جادو چابک کے لشکر مین ہی چابک سمجھا کہ سچ کہتا ہو وہی ہی غرض یہ چابک کے پاس بیٹھا اور باتین اِدھر اُدھر کی کرنے لگا اُسی باتون مین اُسنے کہا کہ خیمہ سے آپ مجکو ایک جام اُٹھا کر لا دیجیے مجکو کچھ کام ہی چابک جام لینے اندر خیمہ کے گیا عمرو نے خنجر اُسکا رکھا تھا اُسکو چپکے سے اُٹھا کر اور کھینچکر بیہوشی خوب سی نیام مین اُسکے بھری اور بڑا اُسکا باندھکر رکھدیا اِس عرصہ مین چابک جام لیکر آیا وہ جام لیکر عمرو وہان سے چلا آیا کچھ ضرورت تو خنجر کھینچنے کی تھی نہین اسوجہ سے چابک نے اُسکو کھینچا نہین جب وہ زمانہ آیا کہ رنگ روزگار سیاہی سے مبدل بہ سفیدی ہوا نیرنگی دہر ظاہر ہی کبھی تو رات ہی اور کبھی دن ہی بر سر کاوش فلک مست ہی کہ شعر جُدا پروانون سے جسدم ہوئی شمع ✤ غم رخصت ہوا خاموش تھی شمع ✤ صبح کو بانہ ہائے عیاری سے آراستہ ہوکر چابک و صبا رفتار میدان کارزار مین آئے کمندین بازؤن پر لچھا کی ہوئی بندھی تھین فلاخن سر سے لپٹے تھے تو بڑا پتھر کا گلے مین لٹکتا تھا نہایت چالاک چست تھا جب میدان مین آیا عمرو بھی اُدھر سے آکر سامنے اُسکے پہونچا اُسنے اِسکو دیکھتے ہی خنجر کھینچا

خنجر کھینچتے ہی بکۂ بیہوشی کا اُڑا کہ وہ سب غبار اُسکی ناک مین گیا اور چھینک مارکر وہ بیہوش ہوکر گرا شہزادہ جہانگیر بھی مرکب پر سوار ہوکر بہر تماشاے جنگ آیا تھا اور الگ کھڑا تھا اِدھر جب یہ گرا عمرو نے اِسکو اُٹھاکر کندھے پر لادا اور نعرہ کرکے کہ منم عمرو بن اُمیہ ضمری لیکر اپنے لشکر کی طرف گیا جہانگیر رنجیدہ اپنی بارگاہ کی طرف گیا اور رنجیدہ خاطر دلگل پر بیٹھا راوی کہتا ہی کہ جب ملکہ بہار کو عمرو نے بلوایا تھا تو اُسکی کنیزون کے ساتھ مہتر برق بھی چلا آیا تھا اُسوقت اِسنے صورت اپنی چابک کی ایسی بنائی اور سامنے جہانگیر کے آیا جہانگیر بیٹھا ہوا تھا کہ اُسنے جو دیکھا تو چابک گوشۂ بارگاہ سے چلا آتا ہی جہانگیر بہت خوش ہوا اور کہا ای برادر تم کیونکر عمرو کے ہاتھ سے رہا ہوے چابک نے کہا یہ بھی مین نے عیاری کی ہی ایک ہم نے شبیہ اپنا تیار کرکے پکڑوا دیا ہی اب مین رات کو اُسکو جاکر پکڑ لاؤنگا اب ذرا تخلیہ مین چلیے مجکو کچھ کہنا ہی جہانگیر خوشی خوشی اُسکے ساتھ تخلیہ مین آیا اُسنے وہان ایک جام شراب اُسکو دیا کہ اُسنے پیا پیتے ہی بیہوش ہوگیا برق نے نعرہ کیا کہ منم برق فرنگی اور پشتارہ اُسکا باندھکر سیدھا عمرو کے سامنے آیا اور کہا لایا مین اُس طفل کو بس اُسی وقت آہنگرون کو بلواکر قید سخت مین چابک اور جہانگیر دونون کو مبتلا کرکے اندر قلعہ زر افشان کے ایک مکان تنگ مین قید کیا لیکن زر افشان جادو کی ایک دختر ہی کہ نام اُسکا قیصر تاجدار ہی وہ حسن مین عدیم المثال ہی غزال صحراے رعنائی ہی طاؤس باغ زیبائی ہی یہ اشعار اُسکے حسن کی نسبت زیبا ہین ابیات

دیدۂ گل مین حبا گہ اُسکی	نکہت گل گرد رہ اُسکی	آگے اُسکے کبھو نہ خوش آیا
یہ رنگ گل سے کہان سے پایا	گل آشفتہ اُسکے رُو کا	سنبل اک زنجیری مُو کا
جب وہ چہرہ تابندہ ہو	ماہ دو ہفتہ شرمندہ ہو	

وہ جہانگیر پر فریفتہ ہوئی اور جب یہ قلعہ مین قید ہوکر آیا تو قید مین جاتے وقت اِسکے وہ اپنے جھروکون مین بیٹھی تھی اُسنے اِسکو دیکھکر تیر عشق کھایا غرض جب یہ آکر قیدخانہ مین قید ہوے وہ دختر موقع پاکر قیدخانہ مین آئی اور وہ یہ حال بھی جانتی ہی کہ اس شہر مین ایک حکیم رہتے تھے کہ نام اُنکا اشرف الحکمت تھا اور مرد خداپرست تھے زر افشان جادو نے اُنھین خداپرستی کے جرم پر نابینا کرا دیا اور شہر سے نکالدیا کہ اب وہ ایک پہاڑ پر رہتے ہین بس وہ ملکہ اپنے دلمین سوچی کہ اگر جہانگیر اشرف الحکمت کے پاس پہونچین تو یقین ہی کہ سب مطلب اُنکا پورا ہو جاے بس یہ سمجھکر قیدخانہ مین جو آئی

اُسکو کون روکے یہ دختر حاکم کی سب دربان وغیرہ خاموش رہے اُسنے سبکو حکم دیا کہ یہان سے چلے جاؤ وہ سب ہٹ گئے اُسوقت اِسنے قید شہزادہ کی اور عیار مذکور کی کاٹ دی اور کہا ای شہزادہ آپ یہان سے قلعہ کے باہر جائیے اور ایک پہاڑ ہی کہ وہان حکیم اشرف الحکمت رہتے ہین اُنکے پاس اپنے تئین پہونچائیے مین جانتی ہون کہ وہ مرد خدا رسیدہ ہین آپ کے لیے بہتری ہوگی جہانگیر اُس ملکہ کے حسن وجمال کو دیکھکر غش کر گیا اور بموجب اُسکے کہنے کے وہان سے نکلکر چلا اور قلعہ کے باہر جاکر دیکھا تو واقعی ایک پہاڑ ہی کہ سر کوہ سے زنجیرین لٹکتی ہین شہزادہ زنجیر پکڑکر چڑھا وہان جاکر دیکھا کہ پہاڑ پر نہایت سبزہ زار ہر طرف پھولون کی بہار ہی جانور چہچہاتے ہین چشمے جاری ہین اور کنارے ایک چشمہ کے جو کی بچھی ہی اُسپر ایک مرد پیر نابینا بیٹھا ہی جہانگیر نے جاکر کہا مین ہون جہانگیر آپ کے پاس آیا ہون میرا سلام آپ کو پہونچے اُسنے کہا ای جہانگیر تیرے گلے مین جو لوح ہی وہ میری آنکھ مین لگادے شہزادہ نے لوح آنکھ مین لگادی حکیم کی آنکھین بقدرت بصیر روشن ہوگئین اُسنے شہزادہ کو دعاے خیر دی اور پھر ایک کاغذ اپنے پاس سے نکالکر دیا اور کہا اب تو اکیلا فتح طلسم کو کب کو جانا اور اِس کاغذ کو اِسطرح پڑھنا سب طریقہ اُسکا تعلیم کیا اور کچھ طریقے مسلمانی کے بھی تعلیم کیے کہ اب جہانگیر کو رجحان طرف اسلام کے ہوا غرض جہانگیر وہان سے واپس ہوکر نیچے پہاڑ کے آیا اور اپنے لشکر مین پہونچا لیکن عمرو نے بھی سنا کہ حکیم اشرف الحکمت نے جہانگیر کو کوئی کاغذ دیا ہی اور طریقہ اُسکے پڑھنے کا بتایا ہی بس عمرو نے ایک کتاب زہر آلود بنائی اور آپ صورت کوکب کی ایسی بنا اور تخت زبرجد شاہ کا زنبیل سے نکالا پھر اُس تخت پر آپ سوار ہوکر اُسکو اُڑاتا ہوا روانہ ہوا اور وہان بسبب راہ کھلجانے کے افراسیاب بھی پاس حکیم اشرف الحکمت کے آیا ہوا تھا کہ عمرو جاکر پہونچا حکیم نے کوکب سمجھکر تعظیم کی عمرو تخت پر سے اُترکر بیٹھا اور کہا حکیم صاحب آپ ہمارے ملک مین رہتے ہین اور ہمین سے بغض رکھتے ہین آپ نے کاغذ جہانگیر کو دیا اور طریقہ فتاحی طلسم تعلیم کیا یہ آپ کیسے مسلمان ہین حکیم نے کہا کہ ای کوکب مجکو زر افشان نے اندھا کردیا تھا اب مین تمھاری ضد سے سامری پرست ہوجاؤنگا کوکب نے کہا کہ دیکھیے مین نے بھی یہ کتاب عملیات کی جمع کی ہی اب مین ان عملیات کو پڑھکر آفت برپا کرونگا حکیم نے وہ کتاب لیکر لب لگاکر ورق وغیرہ اُسکے اُلٹے زہر نے تاثیر کی تڑپ کر ہلاک

ہوگیا اُسوقت عمرو نے تخت پر سوار ہوکر اُسکو اُڑایا اور بلندی پر جاکر نعرہ کیا کہ منم عمرو نامدار افراسیاب کو بڑا رنج ہوا اسنے حکیم کو دفن کردیا اور آپ چلا گیا اِدھر جہانگیر وہ مکتوب لیکر اکیلا واسطے فتح کرنے طلسم کے روانہ ہوا چالاک کو اپنے ہمراہ لیا اِس مقام پر بیان راوی کا ہی کہ لوح طلسم نور افشان جو عمرو ہزار برج سے لے آیا تھا وہ لوح اُسکے کس مطلب کی تھی بالکل بیکار تھی بس اسنے کوکب کو لاکر دی تھی اور کوکب نے اُسکو قلعۂ بدخشان مین ایک گلدستہ کے اندر رکھوا دی تھی جب قلعہ بدخشان جہانگیر نے فتح کیا تو اُس گلدستہ سے لوح اصلی پائی اُسی لوح کا پڑھنا حکیم اشرف الحکمت نے اُسکو تعلیم فرمایا پس وہ ہی لوح لیکر یہ واسطے فتح طلسم کے روانہ ہوا ہی بہر صورت یا کاغذ لیکر یا لوح لیکر یہ جانب صحرا چلا اور اُس لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یکہ و تنہا جانب دست راست روانہ ہونا یہ دیکھکر چالاک تو فقیر بنکر ایک مقام پہ بیٹھ رہا اور جہانگیر روانہ ہوا جاتے جاتے اُسنے دیکھا کہ صحرا مین ایک مقام پر ایک قصر رفیع تعمیر ہی اور قصر مین ہزار ہا منظر و روزن مثل دریچون کے بنے ہین اور اُن روزنون مین چہرے پریزادون کے نکلے ہین اور ایک جانب سے اسطرح کی صدائے چنگ آرہی ہی کہ عالم محویت کا طاری ہوتا ہی جہانگیر اندر اُس قصر کے آیا راجہ اندر کا اکھاڑا یہان جمع پایا ہزار ہا نازنینان مہر جبین و ماہ مبین وہان جمع تھین محفل عیش آراستہ تھی اور ایک بادشاہ پُر شوکت و جاہ بہزاران جاہ و حشم تخت جواہر نگار پر متمکن تھا جب جہانگیر وہان پہونچا وہ بادشاہ تخت شاہی پر سے اُٹھا شاہزادہ کی تعظیم کرکے اُسنے کہا کہ آیئے تشریف لایئے مین آپ کی اطاعت دل و جان سے کرچکا ہون یہ کہکر برابر اپنے تخت پر اُسنے بٹھا لیا اور اشارہ کیا کہ ایک نازنین مہ جبین نے چنگ لیکر اِسطرح بجائی کہ فلک سے زہرہ سُننے کو گویا اُتر آئی جہانگیر کی آنکھین بند ہوگئین اور عالم بیہوشی طاری ہوا اور اُسی عالم غفلت مین دیکھا کہ حکیم اشرف الحکمت آئے ہین اور فرماتے ہین کہ ای جہانگیر یہ افتخار جادو ہی بہت جلد لوح اِسکو کھینچ مار نہین تو یہ لوح و تیغہ وغیرہ چھین لے گا جہانگیر یہ حال اُس غفلت مین دیکھکر ہوشیار ہوا اور لوح کو اُسنے چرخ دیکر اُسی بادشاہ پر مارا لوح کے پڑتے ہی اُسکے جسم مین آگ لگی تخت اور وہ بادشاہ جلنے لگا اور آگ پھیلنے لگی یہانتک کہ دم بھر مین سب قصر اور نازنینین جلکر خاک ہوگئین اور جہانگیر وہان سے آگے بڑھا جب کچھ دور چلا

سامنے سے ایک پہاڑ نظر آیا کہ اُسپر طرح طرح کی بیلین درختون کی جڑھین جھرنا جھرتا تھا گھاٹیان نہایت صاف اُسکی تھین اور سر کوہ پر ایک لڑکا بیٹھا تھا کہ اُسکے ہاتھ مین ایک نَے تھی اور ناند پانی سے بھرا ہوا سامنے رکھا تھا وہ لڑکا اُس نَے کو پانی مین ڈالکر پھونکتا تھا کہ اُس پانی مین حباب بہتے تھے اور وہ حباب بلند ہو کر قندیل ہو جاتے تھے اور سر کوہ پر آکر سایہ کرتے تھے ہزارہا غبارے اُڑتے نظر آتے تھے یہ تماشا دیکھکر جہانگیر نے لوح کو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ اے سیارہ این عجائبات و مشاہدہ کُن حالات غرائبات لوح کو لیکر تو زیر پا رکھ اُسکے رکھنے سے تو بلند ہو کر سر کوہ پر پہونچ جائیگا جب وہان تو پہونچے گا تو یہ قندیلین تیری طرف متوجہ ہونگی اور تجھپر آکر سایہ ڈالینگی اُنکے سایہ سے اپنے تئین بچانا اور اُس طفل تک اپنے تئین پہونچانا اور اُسکو قتل کرنا یہ حال لوح سے دیکھکر جہانگیر نے لوح کو پاؤن کے نیچے رکھا اب جو دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ جیسے کسی نے تلوؤن کے نیچے ہاتھ دیکر اور اُٹھا کر بلند کر دیا جب یہ سر کوہ پر جا کر پہونچا وہ سب قندیلین اُڑتی ہوئی اسکے اوپر آئین اور سر پر سایہ فگن ہوئین یہ تو بے اختیار تھے کہ بسبب لوح کے بلند ہوے تھے اُن قندیلون سے کیونکر بچتے آخر ایک قندیل سر پر سایہ فگن ہو گئی یہ اُس قندیل کے اندر بند گئے اور وہ گھٹا ٹوپ کی طرح سے انکے گرد سر سے پا تک ہو گئی اُسوقت اُس طفل نے نعرہ کیا کہ منم حباب جادو اور لوح اور تیغہ اُسنے اُٹھا اُس حباب کے اندر ہاتھ ڈالکر لے لیا اور اُسوقت کہ جب یہ بند ہو گئے تو لوح اِنکے پاؤن کے نیچے سے نکل گئی وہ بھی اِسنے لے لی اور انکو بزور سحر خوب طرح سے اُس قندیل مین بند کیا اور قید کر لیا اور سحر پڑھکر دستک دی کہ بھائی اُسکا صبا بے جادو نام اُس کوہ پر آیا اُسکو لوح اور تیغہ اُسنے دیا اور کہا اس قندیل کو اُڑاتے ہوے کوکب پاس لیجاؤ کہ اِسمین جہانگیر بند ہے اور لوح و تیغہ بھی یہ باحتیاط بادشاہ کے سپرد کرنا صبا بے جادو یہ حکم اپنے بھائی کا سُنکر وہ اشیا لیکر قندیل اُڑاتا ہوا روانہ ہوا اِدھر زر افشان حیران کار تھا کہ اشرف الحکمت کے پاس قید خانہ سے کسنے جہانگیر کو پہونچا دیا اِسی حیرت مین اُسکے پاس نامۂ کوکب آیا اُسمین لکھا تھا کہ تیری دختر قیصر تاجدار نے یہ کام کیا ہے زر افشان نے قیصر کو قید کیا اِدھر تو قیصر قید ہوئی اُسطرف جہانگیر قندیل مین بند ہوے زر افشان نے سنبل جادو نام ایک ساحرہ کو ساتھ کر کے تخت سحر پر بٹھا کر قیصر کو بھی جانب کوکب روانہ کیا اتفاق سے راہ مین مکان اور باغ ہے نگار جادو کا کہ وہ بیٹی ہے گلستان جادو کی

پس جب اُس باغ کے قریب سنبل قیصر کو لیے ہوے پہونچی قیصر نے کہا کہ ای سنبل مجکو نگار جادو
سے محبت ہی اور تو جانتی ہی کہ مین شاہزادی ہون تو ذرا مجکو باغ مین نگار جادو کے لیچل
سنبل کو کہنے پر اُسکے رحم آیا اور یہ اُسکو لیکر اُس باغ مین آئی دیکھا تو باغ نہایت سر سبز
و شاداب ہی بلبل کی گل سے گرم جوشی ہی ہوا سرد چلتی ہی درختون کی سر تراشی کی ہوئی تختہ تختہ
گل بوٹے ہوے ہین جانور زمزمہ پیرا ہین روش پٹری نہایت درست ہی مالن ہر ایک چالاک
و چست ہی غنچہ مسکراتے ہین گل اپنی بہار دکھاتے ہین قیصر سیر کرتی ہوئی جب آگے بڑھی نگار
کو خبر ہوئی کہ قیصر آئی ہی وہ بارہ دری سے اُٹھکر دوڑی اور قیصر کے پاس آکر اُسکو جو قید مین دیکھا
رونے لگی اور کہا حضور یہ کیا حال آپ نے اپنا بنایا اُسنے کہا جو کچھ ہوا محبت مین جہانگیر کے ہوا
نگار نے کہا بھاڑ مین جانے محبت جہانگیر کی اور وہ موا قربان کیا تھا کہ جسنے آپ کا یہ حال کرایا
قیصر نے کہا نوج بہن ایسا تو نہ کہو تمکو ابھی محبت کا مزا نہین جب دل تمھارا کسیکو پیار کرے گا اُسوقت
یہ حال کھلیگا غرض نگار نے سنبل کو ایک مقام پر بٹھلایا اور ملکہ کو بارہ دری مین لاکر سامان
دعوت مہیا کیا یہ تو یہان بیٹھین اِدھر ملکہ مذکور کی وزیرزادی مہروش جب ملکہ گرفتار ہوئی تو تلاش
مین اُسکی گھر سے نکلی راہ مین چابک فقیر بنا ہوا بیٹھا تھا مہروش اُسکو فقیر جانکر پاس آکر رونے لگی
اور تمام حال کہا چابک نے اپنے تئین اُسپر ظاہر کیا کہ مین چابک ہون عیار جہانگیر کا مہروش
نے جب اُسکو چابک جانا تو کہا مجکو ایک ساحر کی زبانی معلوم ہوا ہی کہ جہانگیر کو حباب جادو نے
گرفتار کیا ہی اور طرف کوکب کے بھیجا ہی صباے جادو بھائی اُسکا لیے جاتا ہی چابک نے یہ حال
سنکر کہا کہ تو مجکو تخت سحر بنا دے اور خود بھی ہمراہ چل مین ابھی اُسکو جاکر مارتا ہون مہروش نے
یہ سنکر ایک تخت اُسکو بنا دیا چابک نے رنگ روغن عیاری لگاکر صورت اپنی ایک نازنین کی
ایسی بنائی اور اُس تخت پر سوار ہوکر چلا اور قریب اُس قندیل کے کہ جسمین جہانگیر قید ہی پہونچا
صبا نے بھی دیکھا کہ ایک نازنین تخت پر سوار تخت کو اُڑاتی ہوئی آتی ہی یہ بڑھ گیا اُسوقت چابک
نے آواز دی کہ منم کنیز کوکب ای صبا ٹھہر جاؤ اس نامہ کو پہلے پڑھ لو صبا وہین ٹھہر رہا یہ کنیز نقلی
اُسکے پاس پہونچی اور ایک نامہ کہ جسپر مہر کوکب کی لگی تھی اُسکو نکالکر دیا جب اُسنے وہ خط لیکر
لفافہ اُسکا چاک کرکے خط نکالنا چاہا اُسمین سے بیہوشی اُڑی کہ وہ بیہوش ہوا چابک نے

اُسکو خنجر سے ہلاک کیا تخت سحر اُسکا غائب ہو گیا لوح اور تیغہ چابک نے لیا اور عکس لوح قندیل
پر ڈالا کہ وہ غائب ہوئی جہانگیر بیہوش تھا اب جو ہوشیار ہوا تو اپنے تئین اُسنے زمین پر پایا لوح
اور تیغہ چابک نے اُسکو دیا جہانگیر نے بہت تعریف چابک کی کی اور مہروش نے کہا کہ ملکہ
قیصر قید ہو کر روانہ ہوئین ہین اب کسی مقام پر جاکر ٹھہریے تو مین پتا لگاؤن جہانگیر و چابک
جنگل مین درخت کے نیچے ٹھہرے اور مہروش روانہ ہوئی اور جاکر اُسنے پتا لگایا کہ قیصر باغ مین
نگار کے ہی بس اُسنے آکر خبر دی کہ ملکہ باغ مین نگار کے ہی اُسوقت چابک نے کہا کہ پہلے مین
جاؤنگا اور وہان سے روانہ ہوا اور راہ مین ایک نازنین پری پیکر بنکر عقب باغ نگار جادو آیا اور
ستاری چھوٹی سی سینہ پر اپنے رکھکر لیٹ رہا اتفاق سے ایک کنیز کسی ضرورت سے اُسطرف جو آئی
اُسنے اُسکو پڑا ہوا دیکھا جاکر نگار جادو سے کہا کہ آپ کے باغ کے پچھواڑے جو کھڑکی لگی ہی مین
اُسطرف ابھی گئی تھی وہان ایک عورت قبول صورت نازک اندام ستاری سینہ پر رکھے لیٹی ہی
نگار نے دو کنیزون کو بھیجا کہ جاکر اُسکو یہان اُٹھا لاؤ وہ کنیزین گئین اور اُسکو اُنھون نے ہوشیار
کیا اور کہا چلو تمکو ہماری ملکہ بلاتی ہی چابک اُنکے ساتھ اندر باغ کے آیا نگار نے اُسکو دیکھکر
بہت پسند کیا اور حال پوچھا اُسنے کہا کہ مین ایک ملک کی شاہزادی ہون ایک دیو مجکو اُٹھالایا ہی
اور یہان نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ جو مجکو ڈال گیا نگار نے کہا اچھا بیٹھو یہ سلام کرکے بیٹھا
نگار نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ تمکو گانے سے بہت شوق ہی چابک نے کہا گانا رونا کسکو نہین آتا ہی
ہان کچھ اپنا جی بہلا لیتی ہون گا نا تو خیر صلاح ہی مجکو کچھ نہین آتا ہی اُسنے قسمین دین کہ ہمارے
سر کی قسم کچھ تو بجاؤ ہمین بھی سناؤ غرض اُسنے بعد انکار بسیار ستاری کو بجایا ملکہ بہت روئی اور
سمان بندھ گیا چابک نگار پر مائل ہوا اور خوب خوب اُسنے باتین لطیفون کی کہین اور
گلے اُسکو لگایا عجب دل لگی ہوئی اُسنے اُسکو گلے جو لگایا تو اُسکو زیر ناف ایک شی سخت محسوس ہوئی
وہ ہنسکر کہا بوا یہ کیا ہی اُسنے کہا یہ مجکو عارضہ ہی اُسکی سختی ہی الگ چلیے تو مین اُسکو دکھلاؤن
نگار اُٹھی اور الگ آئی اُسوقت اُسنے ہاتھ مین اُسکی عضو مخصوص دیا دیکھو یہ عارضہ ہی اور پھر اُسکو گلے سے لپٹا لیا
اور کہا اے جان من مین ہون عیار صاحبقران جہانگیر کا چابک اور تجھپر مرتا ہون نگار
بہت شرمندہ ہوئی اور لگی گالیان اور کوسنے دینے مگر دلمین اپنے مائل ہوئی اور دل سے کہا

یہ اسنے غضب کیا کہ اپنا بدن مجکو پکڑا دیا غرض وہان سے یہ پھر کر ملکہ کے پاس آئی اور کہا لو مبارک ہو کہ تمھارا معشوق بھی آیا اور یہ نازنین نہین ہی اُسکا عیار ہی ملکہ سامنے چابک کے بہت روئی اسنے کہا کہ مین شاہزادے کو لاتا ہون غرض مہروش اور جہانگیر کو آکر چابک باغ مین لے گیا جب داخل باغ ہوے سنبل کو چابک نے جاکر ایک گلوری دی کہ ای مادر مہربان لو یہ کھاؤ اور کسی سے اس راز کو نہ کہنا اسنے جو وہ گلوری کھائی بیہوش ہوگئی اُسکو لاکر ڈالدیا اب جہانگیر ملکہ کے پاس آکر بیٹھا قید ملکہ کی دور کی زنجیر طلائی جو پاے ملکہ مین تھی اُسکو کاٹ دیا عاشق یکجا ہوے صحبت عیش برپا ہوئی چابک خوب خوب گایا رقاصان مہر طلعت نے آکر سمان باندھ دیا بعد اُس صحبت کے قیصر نے کہا کہ ای نگار تمھارے باغ مین گل حیات کوکب ہی اور مین اُسکی بہت مشتاق ہون اور وہ اِس شاہزادے کے کام کا ہی اگر دلادو تو تمھاری عین مہربانی ہی یہ کلمات سنکر پہلے تو نگار بہت کچھ سوچی پھر شاہزادہ اور ملکہ کو ساتھ لیکر اُس باغ کے ایک چمن مین آئی وہان دیکھا تو ایک حوض سنگ مرمر کا بنا ہی جسکے لب گردان یاقوت احمر کے ہین کنارے کنارے اسکے فوارے چھوٹ رہے ہین پانی اُس حوض مین نہایت صاف وشفاف بھرا ہی یہ معلوم ہوتا ہی گویا آئینہ زمین پر جڑا ہی بیچ مین اُس حوض کے ایک پھول نہایت خوشرنگ پڑا ہوا تیر رہا ہی پانی کے بلبلون کا اُس گل پر ہجوم ہی گرد اُس پھول کے ہزارون مچھلیان سُرخ رنگ ہجوم کیے ہین جہانگیر لوح کو گلے مین ڈالے تھا اُسنے چاہا کہ اِس پانی مین اُترکر پھول کو اُٹھالون نگار نے کہا ابھی ہاتھ لگاتے ہی اِس پھول کو جلجاؤگی یہ پھول جبتک کہ انگشتری جمشیدی ہاتھ مین نہوگی ہاتھ نہ آئیگا اور وہ انگشتری میرے باپ کے ہاتھ مین ہی یہ سنا تھا کہ چابک نے ایک پڑیا دارو بیہوشی کی نگار کو دی کہ ای نگار یہ پڑیا لو اور اپنے باپ کو جاکر بیہوش کرو نگار وہان سے روانہ ہوئی باپ اُسکا ایوان شاہی مین جلوہ پذیر تھا کہ یہ جاکر پہونچی اسنے گلستان جادو اپنے باپ کو تسلیم کی اُسنے دعاے جان درازی دی یہ اُسکے پاس بیٹھی اور کہا ای پدر عالی مقدار آج تو میرا جی چاہتا ہی کہ شراب آپ کو اپنے ہاتھ سے پلاؤن اُسنے کہا کیا مضائقہ اسنے گلابی شراب کی اپنے قبضہ مین کی اور باتون باتون مین اُسکی آنکھ بچاکر وہ پڑیا دارو بیہوشی کی شراب مین ملادی اور اُسی شراب کا جام بھر کر اُسکو دیا کہ وہ پیتے ہی بیہوش ہوگیا اسنے اُسکی انگشت

سے انگوٹھی جمشیدی اُتار لی اور لیکر وہان سے روانہ ہوئی پھر اپنے باغ مین آئی وہ انگوٹھی جہانگیر
کو لاکر دی جہانگیر وہ انگوٹھی پہنکر بہت خوش ہوا اور حوض کے کنارے آیا اب وہ مچھلیان جو پھول کے گرد تھین
تڑپنے لگین اور غلغلہ ہوا کہ جہانگیر گل حیات کو کب لیے لیتا ہی یہان تو یہ ہنگامہ ہی اُدھر حال
سینے کہ بیر روتے ہوے حباب جادو کے پاس گئے اور کہا ای حباب صبا سے جادو تیرے
بھائی کو چابک نے مار ڈالا اور جہانگیر چھوٹ گیا حباب اُسی وقت یہ خبر سنکر وہان سے چلا ہزارہا
قندیلین اُڑتی ہوئی اُسکے ساتھ چلین اور یہ اُسوقت یہان باغ نگار پر آکر پہونچا کہ جہانگیر پھول
نکالنے چلا ہی کہ یکایک جہانگیر نے دیکھا کہ ہزارون غبارے اُڑتے ہوے روے ہوا پر آتے ہین
یہ حال دیکھکر جہانگیر ٹھہرا اور حوض سے مچھلیان تڑپ تڑپ کے بلند ہوئین اور آوازین دینے لگین
کہ ارے غضب ہوا جہانگیر پھول لیے لیتا ہی اور گل حیات کو کب پر قبضہ کرتا ہی اُنکی آوازین ایسی
بڑی تھین کہ قلعہ زرافشان مین عمرو اور بہار اور زرافشان جادو وغیرہ سبنے سنین اور
زرافشان نے کہا کہ ای خواجہ بڑا غضب ہوا مچھلیان چیخ رہی ہین شاید جہانگیر باغ مین نگار جادو کے
پہونچ گیا ہی اور گل حیات کو کب لیتا ہی یہ سننا تھا کہ عمرو نے کہا پھر چلکر کسی طرح بچاؤ پس اُسی وقت
بہار اور زرافشان بھی اُڑکر چلے اور آکر اُس باغ پر پہونچے اِدھر جب جہانگیر پھول لینے اُس
حوض پر جھکا حباب جادو برق بنکر چمکا اور چمک کر گرا جہانگیر نے لوح کو اونچا کر دیا کہ حباب اُسکے
عکس کی تاب نہ لاسکا جلد پھر بلند ہو گیا اب جہانگیر نے جھپٹ کر کنارے حوض کے اپنے تئین
پہونچایا اور جھک کر پھول اُٹھالیا جب اُسنے پھول اُٹھایا ہزارون مچھلیان جو حوض مین تھین
جل گئین اُسوقت حباب پھر چمک کر گرا لیکن کیا کرے مجبور رہی جہانگیر نے ابکی اُسی پھول کو اونچا
کر دیا وہ پھر بلند ہو گیا حباب اِسی طرح چمک چمک کر گرتا ہی زندگی حباب آسا ہی کچھ بنائے نہین
بنتا ہی بناہ پانی مشکل ہی بہار اور زرافشان آئے تو سہی مگر علیحدہ کھڑے ہین کچھ کر نہین سکتے ہین
اور ہزارون ساحرون کا ہجوم ہی اور بہت کو جہانگیر نے جلادیا غلغلۂ قیامت انگیز وہان بلند ہی
اِدھر گلستان کو جو نگار بیہوش کر آئی تھی اُسکو بھی ہوش آیا اور یہ ایسا ہنگامہ بلند تھا کہ
وہ بھی گھبراکر اپنے مقام سے چلا آکر جو دیکھا تو یہان آفت برپا ہی جہانگیر پھول ہاتھ مین لیے ہی
حباب یہ چمک چمک کر گر رہا ہی ایک طرف کو زرافشان اور بہار روے ہوا پر ٹھہرا رہی ہین جہانگیر

اِدھر اُدھر دوڑتا پھرتا ہی ساحر اسپر ٹوٹے پڑتے ہین اُسی معرکہ مین زر افشان نے سحر کیا کہ ہزارون من کی
سلین برسنے لگین لیکن بسبب تیغہ دلوح وگل حیات کے باغ مین گر کر پانی ہوجاتی ہین عجب
طرح کی خزان اِس گلشن پر آئی ہی ہر درخت سنتری بنگیا ہی گلگون لالہ داغی ہوا ہی گل زعفران پوشرنگ
خون برس رہا ہی نرگس اِس باغ کی محو تماشا ہی کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہی غرض اور تو کچھ بس نہ چلا مگر
حباب نگار جادو پر آپڑا اور اُسکے بال پکڑکر کھینچتا ہوا لیکر چلا کہ مالزادی یہ آفت تیری ہی برپا
کی ہوئی ہی اِس حال کو اُسکے باپ گلستان نے جو دیکھا یا تو دختر سے آزردہ تھا مگر اب خون پدری نجوش آیا
دوڑکر حباب کو لپٹا کہ ارے ملعون یہ کیا کرتا ہی بس اُسنے ایک تارنج حباب کے سر پر مارا اُسنے تارنج رد کرنے کیلیے
اُسکی دختر کے بال چھوڑے اب گلستان جہانگیر کی طرف سے لڑنے لگا اور راستہ تو کھل ہی گیا ہی
افراسیاب جادو بارہا آیا ہی اِسوقت بھی کتاب سامری مین حال دیکھکر وہ یہان آیا اور آتے ہی
اُسنے نعرہ کیا کہ منم افراسیاب جادو اور پکارا کہ اے صاحبقران من کیا کہنا کارے کردی کہ کسے
در عمر خود نہ کردہ باشد بڑا کار نمایان کیا لیکن مین بھی آپہونچا گھبرانا نہین یہ کہکر بہار وزر افشان
کی طرف چلا لیکن بیان کیا گیا ہی کہ بران شمشیر زن ابھی کوہ رخشان کی طرف گئی نہین ہی وہ بھی اپنے
علم سے اِن ہنگامون کو دریافت کرکے روانہ ہوئی اور یہان آکر پہونچی اور نعرہ ہوا کہ منم بران شمشیر زن
اِدھر بادشاہ کے یہان آنے سے حیرت بھی مشتاق ہوئی تھی کہ مین بھی جاکر حال جہانگیر کا دیکھون
وہ بھی روانہ ہوئی تھی یہان آکر پہونچی اور اُسنے بھی نعرہ کیا کہ منم حیرت جادو اور اِن سب نے
تلوارین سحر کی کھینچین اور بجلیان تلوارون کی ایک دوسرے پر گرنے لگین اور آپسمین رو سحر ہونیلگا
لیکن افراسیاب بڑا زبردست ساحر ہی اِس سے ہر ایک مغلوب ہی اِدھر جہانگیر کے ہاتھ
مین پھول ہی کہ اُسپر ہر طرح کی ترکیب کندہ ہی کہ اگر حریف کو زیر کرنا چاہے تو یہ اسم پڑھے تاکہ خانۂ تن
مین دشمن کے آگ لگے اور جو مارنا چاہے اِس پنکھڑی کو سامنے کردے اب یہان تلوار چل رہی ہی
ہاے دہوے دلیران کی صدا بلند ہی جہانگیر نے ہزارون کو جلادیا ہی یہ ہنگامہ بپا ہی ہوا تھا کہ سامنے
نعرہ ہوا کہ منم برہمن روئین تن اور آگ پتھر برساتا ہوا بڑے زور وشور سے آکر پہونچا اور آتے ہی
اُسنے ایک بیضہ سحر کا افراسیاب پر مارا کہ افراسیاب اُس بیضہ کے پڑنے سے جھوم گیا اور اُسکی
آنکھون کے سامنے اندھیرا آگیا اُسنے اپنی آنکھون پر ہاتھ رکھ لیا کہ دکھائی دینے لگا اور جلد ایک

کاردسے اپنی ران کاٹ کر اور خون ران کا چلّو مین لیکر برہمن پر مارا کہ وہ خون ایک چادر سرخ رنگ ہوکر برہمن پر پڑا برہمن اپنے منھ پر ہاتھ پھیر کر اُس چادر کے اندر سے جو نکلا تو معلوم ہوا کہ آفتاب چمکتا ہوا نکلا اور اُسنے نکلتے ہی قریب آکر ایک ترسول افراسیاب پر مارا افراسیاب نے اُسکو خالی دیا اُسوقت جہانگیر نے پھول وہی برہمن پر کھینچ مارا کہ برہمن کے جسم مین چھالے پڑ گئے اور اُسنے ایک آہ کی اور تڑپ کر غائب ہوگیا اور زر افشان و بہار نے یہ کہا کہ جو ہونا تھا وہ ہوچکا اب بیکار ہی بس یہ بھی بھاگ کر وہان سے قلعۂ زر افشان مین چلے گئے بران بھی چلی آئی افراسیاب و حیرت بھی رخصت ہوگئے اور افراسیاب کہگیا کہ مین ہر مقام پر تیری مدد کو اے جہانگیر پہونچونگا ہر چند کہ سرحد غیر مین آنا شاق ہی مگر مین آؤنگا اور یہ کوکب مرد صحرائی ہی ہمیشہ سے میرا خراج گذار رہا ہی میرا کیا کریگا جہانگیر نے کہا اب مین قلعہ زر افشان کل خالی کرا لونگا افراسیاب نے کہا شاباش مصرع این کار از تو آید و مردان چنین کنند * یہ کہکر چلا گیا جہانگیر وہان سے قیصر تاجدار کو لیکر مع نگار کے اپنی بارگاہ مین باغ سے آیا قیصر کو بمقام عمدہ مین رکھا اور آپ سامنے قلعۂ زر افشان کے فروکش ہوا اور وہان افراسیاب نے جاکر قہار ظلماتی اور رضوان ظلماتی کو کہ اُن سے افراسیاب سے بھائی چارہ ہی مدد کو جہانگیر کی بھیجا کہ یہ تین لاکھ ساحرون سے آئے اور اپنے خیمہ برپا کیے اور نامہ افراسیاب لائے تھے وہ بھی جہانگیر کو دیا اُسمین لکھا تھا کہ اے صاحبقران من یہ دونون سردار معزز تمھاری خدمت کو حاضر ہوے ہین اُدھر زر افشان کے پاس دو پریزاد حاکمان دربند طلسم کوکب ملکہ ظلمات پری اور یاقوت پری سات لاکھ سے آئین اور یہ بھی اُترین اور عمرو کی صلاح سے سبنے قلعہ کے باہر نکلکر خیمہ کیا یہان جہانگیر نے عمرو کو نامہ لکھا اور ایلچی بنا کر ایک ساحر کو بھیجا عمرو نے اُسکو بلوایا اور نامہ لیکر پڑھا لکھا تھا کہ گل حیات اور لوح وغیرہ سب مین نے حاصل کرلی ہی تم سب آکر اطاعت کرو اور بران کو لکھا تھا کہ اے بران میری جان تمپر قربان ہی تم میرے پاس چلی آؤ یہ حال پڑھکر بران رونے لگی عمرو برق کو ساتھ لیکر اُٹھا کہ اب اِس چھوکرے نے بہت سر اُٹھایا ہی مین اِسکو ادب دینے جاتا ہون اور جاکر ایک مقام پر ایک ترکیب سے ٹھہرا اور نامہ دار کو جہانگیر کے رخصت کردیا تھا یہان جہانگیر بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ چابک نے آکر کہا اے شہریار ملکہ ماہ دُر دُر گوش قید کوکب سے

جھوٹ گرائین اور کنارے دریا کے اُنھون نے خیمہ کیا ہی جہانگیر یہ سنکر بہت خوش ہوا اور چابک کو ہمراہ لیکر چلا آکر کنارے دریا کے جو دیکھا تو خیمہ سیاہ استادہ پایا اندر خیمے کے آیا دیکھا کہ ماہ دُر در گوش نہایت نحیف و ضعیف ہوگئی ہی مگر حسن اُسی طرح ہی مثل ماہ کے چہرہ تابندہ ہی جہانگیر روکر اُس سے کپٹ گیا اُسنے کہا بس بس معلوم ہوا بقول شاعر بیت یون تو منہ دیکھے کی ہوتی ہی محبت سبکو جب مین جانون کہ مرے بعد مرا دھیان رہے صاحب تمکو تو معشوق قیصر تاجدار مبارک ہو جہانگیر نے عذر کیا کہ ای ملکہ قسم ہی اپنے ایمان کی وہ آپ زندان مین آئی اور اُسنے مجھسے محبت جتائی پھر مین کیا کرتا ناچار تھا ملکہ نے کہا خیر بہتر کیا لیکن ای شہزادہ مین نے نذر مانی تھی کہ جب تمسے ملاقات ہوگی تو سامری کا پوجا کرونگی جہانگیر نے کہا کیا مضائقہ ہی بس اُسی وقت ایک ہوم خانہ علیحدہ استادہ کرایا اور اُسمین دھوپ دیپ چندن گوگل وغیرہ جمع کیا ملکہ اندر گئی اور اُسنے اگیارکی بنوا کنڈے جلا کر اُسپر شراب ڈالی اور سنکھ ہوم کرنا شروع کیا جسکا دُھوان بلند ہوا جہانگیر بھی سامنے اس ہوم خانے کے آیا اور کہا ای ملکہ مین بھی آؤن ملکہ نے کہا اچھا آؤ مگر صرف تہمد باندھکر جہانگیر نے لوح تیغہ وغیرہ چابک کو دیکر آپ تہمد باندھکر اندر ہوم خانے کے قدم رکھا وہان دُھوان بلند تھا اُس دھوئین سے یہ بیہوش ہوگیا اُسوقت ملکہ نے پکارکر کہا کہ بھیا چابک دیکھنا کہ شاہزادہ کو کیا ہوگیا ہی چابک جو اندر گھبراکر آیا یہ بھی بیہوش ہوگیا اُسوقت نعرہ ہوا منم عمر و صبرق عمرو تو ماہ دُر در گوش بنا تھا اور برق گلعذار بنا ہوا تھا غرض اُنھون نے تیغہ و لوح لے لیا اور اُن دونون کا پشتارہ باندھا اور لیکر وہان سے روانہ ہوے اور سامنے بران کے لائے تیغہ اور لوح تو سامنے رکھدی اور جہانگیر کو ستون سے باندھا اور ہوشیار کیا اب جو اُسکی آنکھ کھلی اپنے تئین بندھا ہوا پایا بہت گھبرایا اور کلمات درشت سخت بران نے اُسکو کہے یہ ہنگامہ تھا ہی کہ لیکا یک زمین شق ہوئی اور افراسیاب پیدا ہوا اور آتے ہی اُسنے جہانگیر اور چابک کو پنجہ مین دابا اُسوقت سبنے اُسپر سحر کرنا شروع کیے کسی نے ناریل مارا کسی نے ترنج مارا اور ادھر فوج جہانگیر مین بھی نفیر سحر بجی ساحر جلد جلد بازو لکلک وغیرہ پر سوار ہوکر جمشید جمشید کہتے ہوے یہان آگرے یہان کے ساحر بھی اُٹھکر لڑنے لگے ترسول و پسول چلتے تھے جمشید و سامری کے نعرے بلند تھے ابر کے لکے آتے تھے پتھر دمادم برسانے تھے ساحر مر رہے تھے دم محبت کا بھر رہے تھے لیکن افراسیاب جہانگیر کو لیے ہوے باہر نکلا اور جاہا

کہ زمین مین غرق ہو جاے اُسوقت نعرہ ہوا کہ منم کوکب روشن ضمیر اور اُسنے آتے ہی زمین کو سخت کردیا افراسیاب نے زمین پہ گر کر سر مارا کہ سر شق ہو گیا مگر اُسنے اُسی وقت دونون پاؤن اپنے زمین پر مارے کہ اُس مقام پر ایک چشمۂ آب پیدا ہوا افراسیاب نے چابک اور جہانگیر کو چھوڑ کر اُس چشمۂ آب مین غوطہ مارا کوکب نے پھر سحر پڑھا کہ وہ پانی بستہ ہو گیا اور افراسیاب نے سر کے بل غوطہ مارا تھا نصف جسم تو اُسکا زمین مین رہا اور نصف اوپر پاؤن پھڑاسنے لگے عمرو نے اُسوقت کہا کہ ای کوکب مارے اِسکو کوکب نے کہا کہ مرنا اِسکا مشکل ہی مگر مین پاؤن اِسکے اُڑائے دیتا ہون یہ کہکر تخت سے اُتر کر کوکب نے تیغہ اِسکے پاؤن پر مارا مگر افراسیاب کی نانی ہی زمرد رنگ کہ وہ زمین زمین آتی ہی بس وہ اپنے مقام پر سے چلی اور یہان اُسوقت آکر پہونچی اور کوکب کے تیغہ مارنے پر اُسنے ایک قہقہہ مارا کہ آواز قہقہے کی آئی اور نعرہ ہوا کہ منم ماہی زمرد رنگ ای کوکب تونے کسکو قتل کیا دیکھ تو جھک کے اب جو کوکب نے جھک کے دیکھا تو پیران جادو اپنے سردار کو کشتہ پایا اور افراسیاب کا کہین پتا نہ تھا کوکب نے کہا کیون خواجہ دیکھا تمنے افراسیاب کے حال کو خواجہ کو بڑا تعجب ہوا اور انتشار طبیعت زیادہ تر بڑھا اور افراسیاب کو جو ماہی زمرد رنگ لے گئی تو مع جہانگیر و چابک لے گئی اور اُسنے بہت دور لیجا کر ایک مقام پر اسکو چھوڑا اب افراسیاب نے جہانگیر کو ہوشیار کیا لیکن ایک جملہ اور سنیے کہ راہ تو یہان کی کھلی ہی گئی ہی صرصر بھی پشتۂ رنگین حصار سے یہان چلی آئی تھی اُسنے بہت جلد صورت اپنی ایک بران کی کنیز کی ایسی بنائی اور جب گل اور تیغہ وغیرہ لاکر عمرو نے رکھا تو وہ اُسکو آنکھ بچا کر اُٹھا لے گئی یہان افراسیاب نے جہانگیر سے پوچھا کہ ای صاحبقران گل اور تیغہ و لوح وغیرہ کہان ہی اُسنے کہا وہ وہین رہگیا ہی یہ کہہ رہا تھا ہی کہ صرصر نے لاکر لوح و گل وغیرہ اُسکو دیا اور کہا ای شہنشاہ مین اِسطرح آئی تھی اور اب یہ لائی ہون اور پھر جاتی ہون ہو سکتا ہی تو بران کو لاتی ہون جہانگیر نے لوح وغیرہ لیکر وہان سے رہروی کی ماہیان نے بڑی دور اُسکو لاکر چھوڑا تھا اِسوجہ سے یہ اب اُدھر سے آتا ہی لیکن اس عرصہ مین جہانگیر عالم یعنی آفتاب تابان طلسم مغرب مین گیا اور

ابیات

ظلمات شب عالمگیر ہوئی | بشکل ابر اُمڈی کچھ سیاہی | ہوے مصروف راحت مرغ و ماہی

نگاہین میل آسائش بر آئین | ہجوم شوق سے آنکھین بھر آئین | سر شام قہار ظلمانی در صوان ظلمانی

نے نفیر سحر کو لشکر مین دم دیا یہ خبر زر افشان و عمرو و بران وغیرہ سے بھی سُنی اُنھون نے بھی طبل جنگ بجوایا صداے کوس رزمی سے گوش فلک کر ہوا تاس گردون مین جھنا تا آیا تیاری جانبین مین ہونا آغاز ہوئی کسی نے تلوار کو صاف کیا کسی نے کمان جو خانہ کر گئی تھی اُسکو درست فرمایا کوئی سنان و پیکان کو آبدار کرنے لگا نقیب للکارنے لگے دلاورونکو پکارنے لگے کہ ہان ای جوانو شاباش معرکہ رزم صبح کو درپیش ہی جی نہ ہارنا خبردار عدو کو للکار کر ڈانٹکر یار نام کرجانا کہین ساحر کلوا بھیرون نارسنگہ کو پکارتے تھے جمشید و سامری کے نعرے مارتے تھے کوئی کہتا تھا کہ یہ سنان ہی کل اور سینۂ عدو ہی کوئی کہتا تھا کہ دشمن سے کل اجل دوبدو ہی ہنگامۂ قیامت اثر ہر طرف برپا تھا عجب طرح کا غوغا تھا کہ کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی یقین تھا کہ کلۂ عمرو دوزبان تیر اس شب کو باتین کرنے لگے چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ وقت آیا کہ ترک روزگار نے تیغۂ مہر کو میدان فلک مین چمکایا اور تاریکی شب کو تیغ تیز کی چمک سے قطع فرمایا کہ ابیات

جمال شمع پر آئی اداسی	مزاج شب مین پھیلی بدحواسی	تصدق سے تھکے پروانے ہر سو
جگر سے سوز کی آنے لگی بو		

رضوان و قہار ظلماتی بالشکر کثیر جانب جنگاہ چلے وہ طائران سحر کا اڑنا مرکبھاے پرند کے طرارے بھرنا طاؤسان سحر کی کلیلین کرنا عجب لطف دکھاتا تھا غرض جنگاہ مین آکر ہر ایک نے صف باندھی اور نقیبون نے للکار کر دلاورون کے دل بڑھانے لڑنے کو سب نے گھوڑے اُٹھائے ایک جانب سے ملکہ بہار نے آگر سحر پڑھکر دستک دی کہ دم بھر مین سبکے سامنے ایک باغ تروتازہ پھولون سے ہرا بھرا سبز و شاداب ولہلہاتا نظر آیا کہ اُس بوستان سحر کا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

کوئی گل تھا بشکل جام لبریز	نظر مصروف تھی ہر دیدہ گل پر	عجب جوبن پہ تھے سب غنچۂ تر
کوئی نازک بدن کچھ دم کا مہمان	کہین پتے سے تھے باہم شبنم آمیز	کسی کا رنگ مثل روے جانان
کوئی حیران بشکل چشم عشاق	کوئی مصروف خندہ صورت یار	کوئی مانند عاشق سینہ افگار
بلندی سے نقاب چہرہ کا رخ	کوئی سربستہ مثل کار آفاق	بشکل ساعد نازک ہر اک شاخ
نواسنجی مین طاؤسان خوش رنگ	زمرد گون بہار برگ شاداب	لبالب زیر دامن چشمۂ آب
کہین فریاد بلبل مرثیہ خوان	تلذذ مین کشود خاطر تنگ	ترنم ریز مرغان خوش الحان

اور گلون کا یہ عالم تھا کہ کہین نرگس شہلا مست کہین لالہ ساغر

اور دست کسی جا سنبل بانیت پریشان کہین لالۂ رنگین کسی جا سرخ پوش ارغوان یہ بہار تازہ جوش گل
قہار و رضوان نے دیکھی فوراً ایک سحر قہار ظلماتی نے پڑھاکہ بہار کے باغ بہار مین آگ لگی اور
وہ گلدستہ اور پھول جلگئے اور غصہ مین آکر اُسنے ترنج مارا کہ صدہا پتلے پیدا ہوئے اور وہ آکر بہار کے
لپٹ گئے بہار اپنے سحر کے باطل ہوجانے سے بیہوش ہوجاتی ہی بس وہ بیہوش تھی یہ پتلے اُسکو
اسی عالم بیہوشی مین کھینچتے ہوے سامنے قہار ظلماتی کے لاے لیکن بعد کچھ عرصہ کے ملکہ بہار کو
ہوش آیا اور سنبھلکر اُٹھی اور اسنے تیغۂ سحر کھینچکر پتلون کو قتل کرنا شروع کیا مگر جب اُنکو قتل کیا ایک
کے دو پتلے تیار ہوے ہرچند بہار سحر کرتی ہی مگر تاثیر نہین کرتا ہی نہایت مجبور و ناچار ہی اس اثنا مین
ایک افسر اُن پتلون کو آگے لیکر بڑھا لکھا ہی کہ کوکب روشنضمیر سے بران رخصت لے کر جو کوہ
زخشان کی طرف روانہ ہوئی تھی تو شہزادہ جہانگیر کے آنیکی طلسم مین خبر سنکر یہ توقف پذیر ہوئی
تھی چنانچہ وہ بھی اُسوقت آکر پہونچی اور اُسنے آتے ہی اختر مروارید قہار ظلماتی پر کھینچ مارا کہ وہ
جلنے لگا اور بران نے دوڑکر پھر اختر کو لیا اور نیمچہ سحر کھینچکر لڑنا شروع کیا اب رضوان ظلماتی نے
سحر کیا کہ صحرا سے شیر اور خرس پیدا ہوے اور اُنھون نے آکر لشکریون کو مارنا شروع کیا اُسوقت
ایک پتا از خود اُڑتا ہوا آیا اور بران کی گود مین گرا اُسمین لکھا تھا کہ ای بران اختر مروارید بھی
رضوان پر کھینچ مار بران نے آگے بڑھکر اختر مروارید رضوان ظلماتی کی پیشانی
پر کھینچ مارا کہ وہ بھی دھڑ دھڑ جلنے لگا اور خاکستر ہوگیا اُسوقت افراسیاب جادو آکر پہونچا اور اسنے
جو یہ ماجرا دیکھا رضوان اور قہار کے لیے بہت رویا پھر اُنکی خاک کو آکر اُسنے جمع کیا اور اُسپر اپنی
ران کاٹ کر خون چھڑکا اور سحر پڑھا کہ وہ زندہ ہوگئے اور کھڑے ہوکر لڑنے لگے اور خرس اور شیران
دشتی نے لشکریون کو کھاکر پریشان کیا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ آج ضیغم فلک کو غصہ آگیا ہی یا ترک
دہر بپھرا ہوا ہی خرسون کے پشم دار بال سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ چادر سیاہ زال دنیا اوڑھے ہی غرضکہ
بران نے بڑھکر پھر اختر کھینچ مارا لیکن افراسیاب جادو نے وہ اختر بڑھکر اُٹھا لیا بران
نیمچہ پکڑکر افراسیاب پر جا پڑی اور نیمچہ مارا افراسیاب نے نیمچہ روک کر ہاتھ اپنا بڑھایا کہ اُسکے ہاتھ
مین تیغہ سحر آگیا اُسنے اُس تیغہ پر نیمچہ کو روکا اور پھر آپ تیغہ مارا کہ بران کی پیشانی زخمی ہوئی بران
نے دوڑکر ایک تلوار سحر کی اُسپر لگائی مگر اُسنے خالی دی اور آپ ایک ناریل اُسپر مارا وہ ناریل بران پر پڑا

بران کے جسم مین آبلہ پڑ گئے لیکن بران نے جلد اپنے جوڑے سے ایک ڈبیا یاقوت احمر کی نکالی کہ اُسمین خاک جمشیدی تھی وہ خاک تمام جسم مین ملی کہ آبلے جاتے رہے اور آپ پھر تیغ افراسیاب پر لگایا اِس اثنا مین راوی بیان کرتا ہی کہ نعرۂ کوکب بلند ہوا اور کوکب نے آتے ہی اپنے بازو پر سے اکھولکر افراسیاب کو دکھایا کہ اُسکو غش آیا مگر بیہوش ہوتے ہوئے افراسیاب نے اپنے بازو پر سے اکھولکر دکھایا کہ کوکب کو بھی غش آیا اُسوقت سواران زرین پوش پیدا ہوکر کوکب کو ہاتھون پر اُٹھالے گئے اور کچھ پریزادین طلسمی پیدا ہوئین کہ اُنھون نے افراسیاب کو ہاتھون پر روکا اور قہار ورضوان ظلماتی نے طبل بازوگشت بجوادیا کہ دونون طرف کے لشکر پھرے اور اپنے اپنے مقام پر آکر آرام پذیر ہوے مگر صرصر شمشیر زن جو وعدہ کر کے گئی تھی کہ مین جاکر بران شمشیر زن کو پکڑ کر لاتی ہون پس جب لشکر دونون طرف کے اپنے مقام پر آکر اُترے ملکہ بران صرصر شمشیر زن بھی قلعہ رخشانیہ کے آگے بارگاہ مین آکر تخت پر جلوہ گستر ہوئی عمرو بن امیہ ضمری بھی اُسکے سامنے کرسی پر آکر بیٹھا کہ صرصر نے صورت اپنی بران کی کنیز کی ایسی بنائی اور بارگاہ مین آئی دیکھا کہ عمرو سامنے بران کے بیٹھا ہی یہ اپنے دلمین خائف ہوئی مگر دل اپنا مضبوط کر کے ٹھہری رہی اور اپنے دل سے کہا کہ ای صرصر تو پیشہ عیاری کا کرتی ہی اگر اسی طرح ہر وقت عمرو سے خائف ہوگی تو کا ہیکو عیاری تجھسے ہوسکیگی غرضکہ یہ یہان کاروبار کرنے لگی اِس عرصہ مین وہ وقت آیا کہ گلیم شب مین روز روشن نے منھ چھپایا اور کواکب نے چمک کر فلک پر جلوہ دکھایا کہ ابیات

دلون مین خواہش آرام آئی
طبیعت بہر راحت کھینچ لائی
ردا سے دن ہوئی دیکھا تو میلی
سیاہی پھر جہان مین شب کی پھیلی

رات کو بارگاہ بران مین کنول اور جھاڑ وغیرہ روشن ہوئے اور رقاصان مہر طلعت آکر سامنے مجرا کرنے لگین اس اثنا مین عمرو کی نگاہ صرصر شمشیر زن پر پڑی یعنی دیکھا کہ ایک کنیز نہایت حسینہ وجمیلہ دوڑ دوڑ کر کام کر رہی ہی پھر غور کر کے جو دیکھا تو پاؤن اُسکے بتیرے سے پڑتے ہوئے پائے یہ دیکھکر عمرو نے اُسکو بلایا کہ اِدھر آ صرصر عمرو کے قریب جو آئی خواجہ نے مقام پر سے اُٹھکر اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بتا تو کون ہی صرصر نے کہا کہ کنیز ہون سیوتی میرا نام ہی عمرو نے کہا نہین سچ بتا کہ تو کون ہی صرصر نے کہا کہ مین سچ کہتی ہون کہ مین کنیز ہون پھر عمرو نے اُس سے پوچھا مگر وہ یہی کہے گئی خواجہ نے اُسوقت آب گرم منگا کر منھ اُسکا دُھلوایا رنگ روغن عیاری دھو گیا اور چہرہ

صرصر کا نکل آیا اتبو عمرو نے کہا کہ ای جان جہان واے آرام دل مشتاقان خوب تم اسوقت ہاتھ لگین یہ کہکر اُسکو گلے سے لگایا صرصر لگی گالیان دینے کہ مونڈی کاٹے جوانا مرگ خدا تجکو غارت کرے ہیضے مرے جو گے تجکو گہری گور مین تو یون تجھ گلے سے لگانے والے کا مردہ نکلے ارے ستیاناس گئے یہ کیا کرتا ہی عمرو نے کہا کہ اے جانی واے مایۂ عمرو زندگانی معشوقون کا کوسنا بھی اچھا معلوم ہوتا ہی میری عین خوشی ہی تو یون ہی مجکو کوسے جا یہ کہکر پھر اُسکا بوسہ لینا چاہا اُسنے طمانچہ اُلٹے ہاتھ سے اُسپر مارا اور اِسطرح تڑپی کہ ہاتھ عمرو کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور خواجہ کو ازبسکہ اُسکا قتل وقید کرنا منظور بھی نہ تھا اسوجہ سے عمداً اسکا ہاتھ چھوڑ دیا غرض صرصر بھاگ کر بارگاہ سے نکل گئی اور رات بھر گرد بارگاہ کے چرخ مارا کی اور فکر مین عیاری کے پھرتی رہی مگر پنجہ قابض نہ ہوا آخر وہ زمانہ آیا کہ شبنم نے سیاہی شب کو دھو ڈالا اور ساحر مہر جھولا زرین گلے مین ڈالکر بارگاہ فلک مین آیا نظم

کہ شب نے کوچ کی نوبت بجائی ہوا غل رات گذری صبح آئی
ہوئی شب رخصت آغاز سحر سے چھپا سامان محفل سب نظر سے

صبح کو صرصر پھر کر بارگاہ شہزادہ جہانگیر مین آئی اور ماجرائے شبینہ زبان پر لائی اور پھر فکر مین عیاری کے چلی اور دن بھر فکر مین عیاری کے رہی لیکن کچھ نہو سکا کیونکہ عمرو وہان نگاہبان تھا اور ایک روایت مین یون ہی کہ برق بھی عمرو کے ساتھ نہ آیا تھا اُسوقت ملکہ بران شمشیر زن نے بخیال اِسکے کہ مقدمہ عیاری ہی اور خواجہ بالکل تنہا ہین بس اُسنے ایک پنجہ بھیجا کہ جاکر برق فرنگی کو لشکر مہرخ سے اُٹھا لائے پنجہ روانہ ہوا اور ایک نامہ بھی اسنے لکھا ملکہ مہرخ کو اسمین مضمون یہ تھا کہ المؤلفہ

بہار بوستان شہریاری گل اقبال باغ تاجداری
شہ مہرخ شہنشاہ زمانہ جو ہی دنیا مین سلطان یگانہ
رکھے اُسکو خدا زندہ ہمیشہ ملے اُس ماہ وش کو ایک پیشہ
یہان جب سے کہ ہم آئے ہوئے ہین نہایت درجہ اُکتائے ہوئے ہین
لکھا ہی ہمنے تمکو اب یہ احوال کہ اے شاہنشہ والا خوش اقبال
یہان آئی ہون اب جس روز سے مین جلا کرتی ہون ہر دم سوز سے مین
کہون کیا مین کہ یان کیا ہی گذرتی یہ باقی ہی کہ موت آئے تو مرتی
لکھا ہی مختصر سا تجکو احوال کہونگی پھر جو کچھ گذرا ہی جنجال
یہان شہزادۂ ذیشان فرخجاہ لقب جسکا جہانگیر ہی شہنشاہ
وہ اِس قلعہ پر جسکا نام زرخشان ہی آپہونچا مع فوج فراوان
مقابل اُسکے مین اور شاد گب

سپاہ ساحران سے آئے ہین اب
لکھا جاتا ہی اے ملکہ یہ تمکو
تو بار احسان کا سر پر دھریگا
رہے جبتک کہ یہ دنیاے فانی
خدا جانے کہ کیا ہو اسکا انجام
کہ برق عیار کو خط پڑھ کے بھیجو
بس آگے اور کیا ہم لکھین احوال
رہے باقی زمانے مین نشانی
ابھی تک تو ہوے ہین ہم ہی ناکام
کہ وہ عیار یہان آ کر کریگا
خدا رکھے تمھین آباد و خوشحال

یہ نامہ بھی ایک پنجہ سحر کو دیا کہ وہ لیکر روانہ ہوا اور اُسنے لاکر ملکہ مہرخ کو نامہ دیا نامہ پڑھکر مہرخ نے مہتر برق فرنگی کو بلایا اور مضمون نامہ سے آگاہ فرمایا برق نے عرض کیا کہ اے ملکہ مجکو جانے مین کچھ عذر نہین ہی لیکن خیال آپکی تنہائی کا ہی اور پھر یہ بھی خیال آتا ہی کہ اگر نجاؤن تو شاید اُستاد وہان موجود ہین اُنکی خفگی مجھپر ہو بس مین جاکر مہتر قران سے اس امر مین مشورہ کرتا ہون یہ کہہ ہی رہا تھا کہ حسب اتفاق بسبب نہونے عمرو کے مہتر قران اس خیال سے کہ ملکہ مہرخ کو کوئی گزند نہ پہونچاے بارگاہ مین آیا برق نے اُسکو سلام کرکے کہا کہ اے خلیفہ عیاران لشکر اسلام دیکھیے یہ نامہ میری طلب کے لیے آیا ہی اِس امر مین آپکی کیا راے ہی مہتر قران یہ کلام سُنکر کچھ دیر تو متعجب متفکر ہوا پھر سر اُٹھاکر اُسنے کہا کہ اے برق اصل تو یہ ہی کہ آجکل افراسیاب حمایت مین شہزادہ جہانگیر کے مصروف ہی ملکہ حیرت بھی وہین گئی ہوئی ہی یہان کوئی لڑنے والا نہین تم شوق سے جاؤ اور خدمت شاہ عیاران اُستاد نامدار کی بجالاؤ اگر اچانک کوئی اِس مقام پر لڑیگا تو ہم اور مصر غام اور جانسوز سمجھ لینگے برق یہ سُنکر تسلیم بجالایا اس عرصہ مین پنجہ فرستادہ بران آیا اور ایک پتلہ نے کہ ہمشکل بران وہ پتلا تھا زمین سے پیدا ہوکر ملکہ مہرخ سے اجازت لی پھر پنجہ نے برق کو اُٹھایا اور بہ آرام تمام لیکر روانہ ہوا یہانتک کہ خدمت ملکہ بران مین پہونچایا اِسنے آکر خواجہ کو تسلیم کی پھر عیاری کرنے کے لیے کچھ دیر آرام کرکے روانہ ہوا اس عرصہ مین وہ دن تمام ہوا اور وہ زمانہ آیا کہ نگاہ اہل عالم مین نئے عالم نظر آنے

بہار شام نے نرالے رنگ دکھائے کہ

ابیات

نظر کی جانب خورشید روشن
ہوائی اڑنے والون کی پھر امید
چھپائے اُسنے عارض زیر دامن
ہوئی شام اور چھپا مغرب مین خورشید

سر شام بحکم قہار ظلمانی و رضوان ظلمانی طبل جنگ پر چوب پڑی اِدھر بھی ملکہ بران درخشان جادو نے نفیر سحر کو دم دیا ساحران نامی اور سرداران گرامی آگاہ و خبردار ہوے دربار ملکہ بران ذیوقار و شہزادہ نامدار جہانگیر ذوی الاقتدار سے

سب اٹھکر اپنے بستروں پر آئے اور آلات حرب وضرب کی تیاری مین مصروف ہوے بوستان شجاعت وساحری مین بہار آئی جوش شجاعت سے امنگون پر طبیعت ہر سردار آئی گلستان جلادت مین ہوا تیر کی چلنے لگی ہر ایک بہادر نے کمر مرنے پر کسی بلبل جان کے لیے شاخ تیغ نشیمن بنی کہین ڈہول اور بانسری بجی کہین کڑاہی شیخ سدو کی چڑھ گئی کوئی ڈوم کی طرح سے ڈہرو کی صدا پر ناچنے لگا کسی نے اگیاری کرکے جوت کا دیا جلایا ہوم خانہ مین ہوم کیا کہ ابیات

پکارا کوئی سامری آئیے	مدد آپ ہی میری فرمائیے	لگا جھومکر کوئی پڑھنے پڑھنت
بنا تھا کوئی سامری کا مہنت	چڑھانے لگا سان پر کوئی تیغ	کسی نے کہا جان نہین ہے دریغ
کسی جا چمکتی تھی تیغ و سنان	لیے تھے ہتھیلی پہ سب نقد جان	فسانہ کہانتک کرون یہ بیان
رہا رات بھر یہ ہی چرچا وہان	ہوئی رات جسدم گذر کر سحر	فلک پر ہوا مہر پر جلوہ گر
چلی اٹھکے لڑنے کو جنگی سپاہ	بڑھے سمت میدان کو سب کینہ خواہ	وہ باجون کا بجنا وہ ڈنکے کا شور
ہاتھی بہمن و سام و رستم کی گور	ہنر پہلوانی کے تھے سبکو یاد	ہوے آکے میدان مین ایستاد
ادھر سے جہانگیر با فردستان	ہوا آکے میدان مین جلوہ کنان	یعنی جسدم کہ شہنشاہ زرین کلاہ

تیرہ خطوط شعاع ہاتھ مین لیکر میدان فلک مین آیا اور ترک شب نے عرصۂ عالم سے گریز کی لشکر خیل خیل ذیل ذیل میدان کارزار مین بہر حرب و پیکار آکر پہونچا ساحرون کے طائرون اور ہجوم سے روے دہر کالا ہو گیا تھا گرد سیاہ سے فلک تک اندھیرا تھا آئینۂ آفتاب اندھا تھا نقارون کی آواز نے گوش کر و بیان کر دیا تھا سوارون کے گھوڑے بڑے بڑے الف ہوتے تھے نفیر و بوق و ناقوس بجتے تھے غرضکہ صفوف کارزار بہر حرب و پیکار آراستہ ہوئین اور سقون نے نکلکر چھڑکاو کیا پھر نقیبون نے نکلکر مذمت دنیاے فانی کو سنایا کہ اے بہادرو کہان ہین جمشید و سامری کہان ہین رستم و اسفندیار دیکھو کہ سب پیوند خاک ہو گئے آج کے روز نہین ہے کسی کا پتا نہین مگران نام نامی انکا ابتک باقی ہے کہ رباعی

چندے دیدم نشستہ بر گنبد روس		در پیش نہادہ کلۂ کیکاؤس	
باکلہ ہمیگفت کہ افسوس افسوس		کو بانگ جرس ہا و کجا نالۂ کوس	

کس کی نیرنگی یہ برق خاطر مانوس ہے	غزل	جو شرر دل سے اٹھا وہ جلوۂ طاؤس ہے
کل ہوس اسطرح سے تھی غضب وحشی تھی مجھے		کیا ہی ملک سدوم ہے کیا سر زمین روس ہے

گر میسر ہو تو کس عشرت سے کیجے زندگی
مل رہا ہو دل کئی چنچل پریزادون کے ساتھ
بولی عبرت چل دکھاؤن اِک تماشا مین تجھے
لے گئی اِکبار گی گورِ غریبان کی طرف
تربتین دو تین دکھلا کر مجھے کہنے لگی
پوچھ تو اِنسے کہ مال و مکنت و دنیا سے آج
کل تو قدرت پاے خم رکھتے تھے تسبیح ریا

اک طرف آوازِ طبل اکسو صدائے کوس ہی
شب ہوئی تو ماہرویون سے کنار و بوس ہی
تو جو ایسا آج قیدِ آز کا محبوس ہی
جس جگہ جیبان تمنا سو طرح مایوس ہی
یہ سکندر ہو یہ دارا ہو یہ کیکاؤس ہی
کچھ بھی اِنکے پاس غیر از حسرت و افسوس ہی
آج رہن جام ہی یان خرقۂ سالوس ہی

جب نقیب نقابت کر کے کنارے ہوے صفون پر مثل صفِ مژگان کے سناٹا آگیا اور ہر ایک مبارز اپنے حریف کو بنگاہ تند و تیز و بنظر ستیز دیکھنے لگا ہاتھ گھوڑون کے پودہ پر باگ کے پڑ گئے باگین اُٹھنے لگین یہی قصد تھا کہ حریفون پر جا پڑین بس جب میدان پاک و صاف ہو چکا قہار ظلمانی اپنا اژدر اُڑا کر میدان کارزار مین آیا اور نیرنگی سحر کی دکھا کر طالب مبارز ہوا اِدھر سے بران دلاور اپنا طاؤس زرین بال بڑھا کر کہ جسکی شان مین یہ کہنا زیبا ہے **نظم**

نہ ہے طاؤس ہمایون و مبارک پردار
طائر سدرہ سے ہو جائے ہین وہ ہمسر
صاف آتے تھے نظر جسمین پر ئیکانداز
اُسکا سایہ جو پڑے جا کے ہما کے اوپر

بس وہ ملکہ نامور اُسی طاؤس زرین بال کو اُڑا کر مقابل مین آئی قہار نے بران کی صورت زیبا کو جو دیکھا جسکی صورت خوش کا یہ نقشہ تھا کہ سراپا

کیا لکھون کیسا قد و بالا ہی
پیکر نازک اُسکے سب محبوب
اُسکی کاکل سے حرف سر نکرو
کالے کوسون کی بات کا کیا ہی
اس جبین سے ہی دل کی کب جاذب
یہ کمانین کسو سے کھنچتی نہین
سطح رخسار آئینہ سے صاف

قالب آرزو مین ڈھالا ہی
موے سر ایسے جن پہ کیجے ناز
کاکل صبح پر نظر نہ کرو
اُسکی زلفون مین دل گئے نہ پھرے
صبح صادق کا دعوی ہی کاذب
بھری پلکون کی اور سبکی نگاہ
جو نہ ٹھہرے نگہ تو رکھیے معاف

ایک جا لکھے ایک جا کہ خوب
بل ہی کھایا کرے یہ عمر دراز
کچھ بھی نسبت ہی تمکو سودا ہی
رہے سنبل کے پیچ پاچ دھرے
ایسی بھنوین کشیدہ بھی ہین کہین
چشم پر میری تیری چشم سیاہ

غرض اُس سراپا ناز و خوبی غنچہ گلستان شجاعت و محبوبی سے نے قہار سے ضربت طلب کی قہار نے ایک تاریخ اپنے جوڑے سے

نکالکر مارا کہ وہ نارنج آکر ملکہ بران کے سینہ پر پڑا بران نے جلد خاک اپنے اگیا رہی کی سینے پر لگائی کہ نارنج کے پڑنے سے زخم پڑگیا تھا مگر اچھا ہوگیا اور نارنج ٹھنڈا ہوکر زمین پر گر پڑا اور ملکہ بران نے اختر چوڑے سے نکالکر اُسپر مارا یہ قہار افراسیاب کا ماموں ہی اور بڑا زبردست ساحر ہی اسنے ایک ایسا سحر پڑھا کہ ایک طائر پیدا ہوا اور اُسنے اُس اختر کو اپنی منقار مین لے لیا بران نے بہت جلد اپنی ران کاٹ کر خون کا چھینٹا اُس طائر پر مارا کہ وہ طائر جلگیا قہار نے جلد سحر پڑھا کہ اور ایک طائر پیدا ہوا اور اُسنے اُس اختر کو لے لیا اس گنج خوبی نے پھر خون کا چھینٹا اُسپر مارا کہ وہ طائر بھی جلگیا قہار کے سحر سے پھر طائر پیدا ہوا اور اُسنے اختر منقار مین لیا اِسی طرح سات طائر پیدا ہوے اور اختر کو انھون نے باری باری سے منھ مین لے لیا اب بران نے بلند ہوکر ساتوین طائر پر بھی خون کا چھینٹا مارا کہ وہ بھی جلا اور بران برابر پہونچی تھی کہ اُسنے جب اُسکے منھ سے اختر گرنے لگا ہاتھ مین لیا قہار نے دوڑکر ایک ہی نیچہ سحر کا بران پر مارا اور سحر پڑھا کہ کئی پنجے پیدا ہو اور بران کو لپٹ گئے بران نے اختر سے اُن پنجون کو بھی جلا دیا اور سحر کو زور دیتی ہوئی آگے بڑھی اُسوقت رضوان نے پشت پر سے اُڑکر آکے خاک جمشیدی بران پر ماری کہ بیہوش ہوگئی بس رضوان نے سحر کی دستک دی کہ پنجے پیدا ہوے اور بران کو لیکر اُسکے سامنے آئے اُسوقت قہار نے سحر کو زور دینا شروع کیا اور فوج پر بران کے چلی اِدھر سے مجلس فوج لیلی بڑھی گھمسان کی مار ہونے لگی برق سحر چمک چمک کر گرنے لگی ہر طرف کلوا بھیرون کی پکار ہوئی ہر سمت بلند صداے مار مار ہوئی اُسوقت نعرہ ہوا کہ ہنم کوکب روشنضمیر قہار نے فوراً کوکب کو دیکھکر سحر کیا ایک ابر سفید پیدا ہوا اور پنجے پیدا ہوے ابر نے تو آکر سر کوکب پر سایہ کیا یہ اسلیے کہ کوکب بیہوش ہوجاے اور پنجے کوکب کو لپٹ گئے کوکب نے پنجون کو تو جلا دیا اور ایک سحر پڑھکر پانی کا چھینٹا بران کے منھ پر دیا بران کو پنجے لیے ہوے کھڑے تھے بس پانی کے چھینٹے پڑنے سے بران ہوشیار ہوئی لیکن اِسطرح کہ جیسے کوئی بیخود ہوتا ہی کوکب نے اُن پنجون کو کہ جو بران کو لیے کھڑے تھے جلا دیا اور بران کو لیکر تخت پر ڈالا اور سحر کیا کہ پنجے پیدا ہوکر اُس تخت کو لے گئے اب کوکب آگے بڑھا اور اختر مرواریدِ قہار و رضوان نے طائر کی منقار سے لے لیا تھا اُسنے ایسا سحر پڑھا کہ اِن دونون نے وہ اختر خود اُسکو دیدیا بس کوکب نے ایک

تر سول ان دونون کو مارا اُنھون نے رد کیا اُسوقت کوکب ایک برق سبز رنگ بنکر جو اُن دونون کے سر پہ گرا تو دونون کو کاٹ گیا اور لاشے اُنکے دھڑ دھڑ جلنے لگے اب کوکب لشکر جہانگیر کے ساحران پر جا پڑا اور قتل کرتا ہوا تلوار سحر کی برق بنکر گرنے لگی اور یون بھی بہادرون مین تلوار چلنے لگی ابتو آب تیغ کی طغیانی ہوئی کشتی حیات طوفانی ہوئی یہ حال تھا کہ نظم

پڑی بس جسپہ تیغ برق آہنگ
لباس روح بھی تھا گور مین تنگ
لیا ہر توپ نے لقمہ دہن مین
چھپین گھبرا کے روحین سب بدن مین
ہوئی گردن کو حاصل سربلندی
مٹی مغرور دل کو خودپسندی
کھلی پڑی پڑے شمشیر مین ہاتھ
کھنچین تیغین بندھا ہر غول کا ساتھ
زبان تیرون کی آئین تیرون پر
جھکے سر ضی خالق مین یکسر
جھکے رفتار سے پا ایک جا پر
نظر پڑنے لگی فضل خدا پر
یکایک اک طرف سے برق چمکی
مبارکباد دی خواب عدم کی
کہین چلنے لگے جادو کے ناچخ
کہ پہونچا جسسے ہر اک جسم کو بیخ
کوئی بولا کہ یارو جلد بھاگو
پنہ اسجا سے اب کب ہی کسی کو
کلیجہ پیر کھاتے تھے ہر اک کا
کوئی بھاگا کوئی مارا پڑا تھا
جو تھے افزائش جرات سے بیتاب
ہوے رخسار اُنکے آتشین تاب
لبون پر آئے کف غیظ اجل سے
ارادے بڑھ گئے دست دنبل کے
نگاہین پھر گئین سینے اُبھارے
سرون سے خود یہ کہکر اُتارے
کہ اے خالق زمان آبرو ہو
نہین پروا مدد کرنے کو تو ہی
دلون نے دی صدائے قہرآلود
ہوے نعرے کہ بس ہی فضل معبود
کسی جانب کو شاہ جادوان نے
لگائی آگ تھی جادو سے آگے
کہین حیرت خود سے ہوکے بیتاب
بڑھی تھی فوج لیکر مثل سیماب
کسی جانب عمرو نے لیکے خنجر
کیے تھے سر جدا صدہا کے آکر
کسی جانب کو کوکب لڑ رہا تھا
غرض ہر جا عجب غوغا بپا تھا
کہ اتنے مین نظر آنے لگی گرد
پسینون کو ہوا کرنے لگی سرد
بڑھا سردار لشکر اسطرف کو
پکارا او افغان خنگ کھرو
اُٹھین باتون مین مچلا اک سپہ دار
کہ آ پہونچا نہایت پاس جرار
عقب مین اُسکے اک خیل ستمگار
کھنچین ہاتھون مین تیغین پھر پکارا
زبان پر سحر منھ مین کف بھرا تھا
یہی غصہ مین لفظین کہہ رہا تھا
کہ ہم ہین مدعی کے آبرو ریز
کرینگے اسگھڑی فتنہ کو ہم تیز
مٹا دین نام تو کیسا نشان تک
نہ کہنے پائے لفظ امتحان تک
پڑے جسپر یہ تیغ برق آہنگ
لباس روح بھی ہو گور مین تنگ
زمان ضرب سرمہ ہر جبل ہو
سر دی روح پابوس اجل ہو
کوئی ہمہان مقابل آئے دیکھین

گرہ مین اُسکی کیا ہی لائے دیکھین || مختصر یہ کہ خوب جنگ ہوئی آخر تھک کر طبل بازگشت بجوایا

لاش قہار و رضوان کی جُھلسی ہوئی افراسیاب نے اُٹھوائی اور جہانگیر بن صاحبقران جسکو ماہی زرد رنگ لے گئی تھی وہ بھی آکر پہونچا اور داخل بارگاہ ہوا مگر افراسیاب جادو بزور سحر صورت کوکب کی بنا اور اِدھر عمرو بن اُمیہ کے دلمین آیا کہ ای عمرو لوح کوکب جو تیرے پاس ہی پس لوح اسواسطے بانیان طلسم نے نہین بنائی ہی کہ وہ زنبیل مین رہے تجکو چاہیے کہ وہ لوح کوکب کے حوالے کردے یہ سوچکے لوح اُسنے زنبیل سے نکالی اور چاہتا تھا کہ کوکب کو دے کر کوکب روشنضمیر چلا گیا تھا عمرو تامل پذیر ہوا اس اثنا مین افراسیاب صورت کوکب کی بنکر یہان آیا اور عمرو کو اُسنے الگ بُلایا اور کہا کہ ای عمرو لوح میرے طلسم کی جو طلسم ہزار برج سے تم لیکر آئے ہو وہ مجکو حوالے کرو اسلیے کہ طلسم مین میرے دیکھتے ہو کہ یہ معرکہ بڑا ہوا ہی اور تم لالچی ہو ایسا نہو کہ کوئی تمکو لالچ دے اور تم لوح کو حوالے کردو عمرو کو یہ کلام سنکر غصہ آیا یا تو اُسکے جی مین تھا کہ ابھی اور چند روز ندوان کیونکہ یہان اتنے دنون زنبیل مین لوح رہی وہان اور چند روز سہی مگر اس کلمہ پر کہ ای عمرو تم تو لالچی ہو خواجہ کو غصہ آیا اور جب قسمت انسان کی بُری ہوتی ہی سب کچھ بُرا ہو جاتا ہی پس عمرو نے نہ سمجھے بوجھے لوح زنبیل سے نکال تو چکا تھا ہی شاہ جادوان کو کوکب سمجھکر حوالے کی افراسیاب نے لوح کو لیا اور نعرہ کیا کہ منم افراسیاب جادو عمرو نے تو جلد گلیم کو اوڑھ لیا اور افراسیاب لوح ملنے کی خوشی مین سیدھا اُٹھکر دربار مین جہانگیر کے آیا اور لوح اُسکے حوالے کی اور کہا کہ ای صاحبقران زمانہ لو یہ لوح طلسم نورافشان کی ہی اب تمکو فتاحی طلسم نورافشان مبارک کچھ دن آرام کرکے پھر برائے فتح طلسم روانہ ہو اور اب میری کچھ ضرورت نہین ہی مین جاتا ہون یہ کہکر آپ مع حیرت کے چلا گیا مگر کہتا گیا کہ ہر وقت تم اسی مقام پر پہونچا جانا بعد اُسکے جانے کے کوکب روشنضمیر اپنے قلعہ رخشانیہ مین آیا اور دن بھر آرام پذیر رہا لیکن اُسکو عمرو نے دیکھکر منھ پھیر لیا کوکب نے اُسوقت کہا کہ کیون خواجہ میری کیا تقصیر ہی عمرو نے کہا تمنے مجکو لالچی بنایا اور ابھی ابھی تمنے مجھسے آکر لوح لے لی یہ سنکر تھا کہ کوکب کے حواس جاتے رہے اور اُسنے قسم کھائی کہ خواجہ بایمان خود مین اس امر سے واقف نہین ہون کوکب خاموش ہو رہا اور عمرو نے جب یہ معلوم کیا کہ کوکب نے لوح نہین پائی پس قسم کھا کر اُٹھا کہ ای بایمان خود

ابھی جاکر مین لوح کو لاتا ہون یہ کہکر اُٹھا اور صورت اُسنے اپنی ایک ساحر کی بنائی اور روانہ ہوا اُدھر جہانگیر کو جو لوح دیکر افراسیاب روانہ ہوا تو شہزادہ مذکور اُس لوح کو دیکھکر بہت خوشنود ہوا اور لیکر بیٹھا تھا کہ عمرو بارگاہ مین آیا اور ازبسکہ صورت ساحر کی ایسی بنے ہوے تھا کسی نے اُسکو پہچانا نہین یہ آکر ایک مقام پر ٹھہرا تو سنا کہ شہزادہ جہانگیر کہہ رہا ہی اب مجکو پروا نہین لوح مجکو ملگئی ہی یہ کوکب اب میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہی اس عرصہ مین وہ دن بھی تمام ہوا اور وہ زمانہ آیا کہ شب تیرہ فام نے منھ دکھایا خنجر روز کند ہوا اور سر شب کی سیاہی چاردانگ عالم مین پھیلی **نظم**

ہوا آغاز شب ان کا تھا انجام
بشکل موج بدلا سب نے پہلو
بجا نقارۂ حربی بس اکبار
ہوا اُس جا یہ بس لشکر فراوان

چھپا آغاز شب سے ڈنکا سب کا کام
بجا ڈنکا ہوا تیار لشکر
ہوے سردار لشکر جلد تیار
لگے بیر آنے اور ہونے لگا ہوم

صدا دی کوس شاہانہ نے ہر سو
کہا سب نے کہ ہان لڑنا ہی بہتر
نظر آنے لگا کچھ اور سامان
خدا جانے کہ اب کیا ہو نہ معلوم

طبل جنگ بجتے ہی جہانگیر نے بھی نفیر سحر کو دم دلایا یہان بھی دربار دُربار برخاست ہوا ہر ایک سردار اُٹھکر اپنے اپنے مقام پر آیا اور تیاری آلات حرب و ضرب مین مصروف ہوا اب اُس رات کو تیرون کی عجب بہار تھی دو رویہ اس لشکر مین گویا سیاہیون کی قطار تھی کہ **ابیات**

لگے سب سحر پڑھنے ہوکے خرسند
کوئی کہتا کہ آگے جاؤنگا مین
کوئی بولا کہ ہان اب کیا ہی تاخیر
بھبوت اپنے بدن پر بس لگایا
پڑھا جادو جگایا سحر اُسنے
وہ آفت تھی کہ جس سے عقل ہو گم

کیا جادو سے سب نے راستہ بند
بلاتا تھا کوئی بیرون کو اپنے
چلو لڑنے کو کھینچو جلد شمشیر
ہوا بس مالک لشکر کو اک جوش
ارادہ تھا کہ اب لڑ بھڑ کے جان دین

کوئی بولا کلیجہ کھاؤنگا مین
کوئی کہتا تھا یا جمشید تو ہی
کسی نے دے کے اک ماتھے پہ ٹیکا
ہوا غصے سے اک عالم فراموش
اِسی صورت سے شب بھر تھا ملاطم

اور اُسطرف کیفیت سُنیے کہ عمرو جو ساحر کی ایسی صورت بنکر لوح لینے کو گیا تھا ہر چند اُسنے تدبیر کی مگر پنجہ اُسکا قابض نہوا آخر ناچار ہوکر پھر آیا اور الگ آکر اُسنے صورت اپنی رنگ روغن لگاکر افراسیاب کی ایسی بنائی اور تخت زبرجد شاہ زنبیل سے نکالا اور ایک روئی کا پہل لیکر اُسکو تار مین باندھا اور سرخ اُسکو رنگا اور اُس روئی کے پہل کو بالکل ابر کی ایسی صورت بنایا پھر اُسکو سر اپنے سایہ فگن کیا اور ایک تاریخ سبز رنگ کا ہاتھ مین لیکر

اُچھالتا ہوا بارگاہ جہانگیر مین آیا جہانگیر نے جو بادشاہ کو آتے دیکھا بہر استقبال اُٹھا اور بمقام صدر پر لاکر بٹھایا اُسنے بیٹھتے ہی کہا کہ ای صاحبقران من لوح طلسم کوکب لاؤ مجکو دو کہ مین اُسکو ماہی زمرد رنگ کو دکھلاؤن کیونکہ عمرو بن اُمیہ ضمری عیار طرار ہی اور مین یہ لوح اسی کے پاس سے لایا ہون ایسا نہو کہ اُسنے اور کچھ لوح کے بدلے دے دیا ہو جہانگیر نے اِسکو افراسیاب جانکر لوح حوالے کی بس اُسنے لوح لیکر نعرہ کیا کہ منم عمرو بن اُمیہ ضمری اور وہان سے گلیم اوڑھکر غائب ہوا اور تخت پر سوار ہوکر اپنے لشکر مین آیا لوح کو زنبیل مین ڈال لیا اس عرصہ مین وہ وقت آیا کہ شاہد شب نے برقع نورانی سحر مین منھ چھپایا زلف شب تا بہ زانو ہوئیکر سمٹی روز روشن نے منھ دکھایا نظم

کواکب نے فلک پر منھ چھپایا
کہا سیفہ کہ اب لڑنے کو چلیے
بڑھے لڑنے کو لشکر سخت مضطر
ہر اک سردار تھا دل کو وہ تمکین
ہوئی گر گروہ پوشیدہ زمین مین
جھکے سر مرضی خالق مین یکسر
لیا ہر توپ نے لقمہ دہن مین
لگے تو قلزم ہستی کی ہی موج
ہوے تیار مردان تکخوار
مسلح ہوکے نکلے سب یہ باہر
اِدھر یا ادھر وہ صاحب ننگ
نکلکر بولے ای مردان جانباز
بڑھو آگے لڑو تیغ و سنان سے
کہ ہو جس سے تمھارا نام روشن
وہ کر کے دکھاؤ یون نجو سنائے

اگر جب نقل مکانی شب نے حاصل
جمال صبح سے اک نور پایا
ہوا تیار لشکر دو طرف کا
گرجتے تھے بسان رعد اکثر
کڑک سے اسکی جان آئی لبون پر
پڑا بل نوجوانون کی جبین مین
ہوئی گرزون کو حاصل سربلندی
چھپین گھبرا کے رہین سب بلندین
مصمم بر سر خونریزی و جنگ
کرین داماں صحرا خون سے گلزار
صفین دونون ہوئین آراستہ جب
ہوے دونون مقابل بر سر جنگ
دم تیغ آج یان طعمہ جنگ ہی
کریا کو آفرین سارے جہان سے
تمھارا جگ مین ہو نام نکوئی
جوانون کے لہو نے جوش کھائے

ہوا صحن زمین خورشید منزل
اُٹھے سردار لشکر بسترون سے
بڑھے لڑنے کو سب مردان والا
ہزارون ہی وہان پر برق جلکیر
ہوے سردار لشکر سخت مضطر
زبان نیزون کی آئین نیزلون پر
مٹی مغرور دل کو خود پسندی
لیے ہمراہ اپنے لشکر و فوج
چلی وان سے وہ فوج برق آہنگ
غرض سامان جنگ آراستہ کر
کہ لڑنے کے سوا بنتی نہین اب
دو جانب سے نقیبان سرافراز
نکلکر کہا سے تو تشنہ نمک ہی
کہ داب تیغ خون آشام روشن
کرو میدان مین اپنی سرخروئی
تو اپنے اپنے سردارون کے منھ پر

جو

نظر کرنے لگے دونون وہ لشکر
نکل آئے غرض صف سے وہ پرجوش
ہوے قائم مقابل اُسکے آکر
تہمتن کے نیزے وہ دُجسپٹ خونخوار
وہ کرنا نیزہ بازی دیر کے کاوا
لگانا آکے حربہ کا لبسکہ
کیے توسقے ترنج نیزہ بازان
ہزارون رہکلے توپ اور شترنال
ہوا اک زلزلہ روے زمین پر
زمین سے آسمان تک کیا کہون ہا
گھٹا مین جسطرح بجلی کا عالم
برسنا سیکڑون تیرون کا ہر بار
ہوا ہستی سے بعضون کا نشان گم
غرض یون لڑتے لڑتے شام آئی

اشارہ ہم جو ٹک ابرو کا پائین
سلاح جنگ سب زیب بر ودوش
غرض جھپٹا اپنے اپنے رخش تازی
سنان مژگان جانان سے نمودار
انی کا نیزہ کے آنا بتا کر
وہ کرنا دوسرے کے حربے کو رد
اِدھر اُودھر سے پھرنے لگی جنگ
دو جانب سے لگی چھٹنے کونی الحال
ہٹے اہل جہان کے گنگ سب گوش
دھوئین سے ہوگیا عالم دھوان دھار
وہ بندوقون سے گولی کا نکلنا
دل عاشق پہ جون مژگان خونبار
ہزارون ہی غرض مجروح تن تھے
سحر پر دوسری ٹھہری لڑائی

تو پھر اک دم مین قتل عام کردین
صف مردان سے وہ گھوڑا کودا کر
بہم کرنے لگے وہ نیزہ بازی
وہ گھوڑے باد پا گویا چھلاوا
نکلنا وہ گھوڑے سے کودا کر
نظر مردم کی اُنکے فن پہ قربان
جسے ہو دیکھ قتال فلک دنگ
صدا سے اُنکی کیا کہیے کہ یکسر
دلون مین جنگ کا پیدا ہوا جوش
کڑاک کربان کا آنا وہ اُسدم
وہان مارے سے من کا اُلگنا
اِدھر اودھر ہوے مجروح مردم
ہزارون مردہ بے گور و کفن تھے

جسدم خنجر آفتاب نیام مغرب مین ہوا غائب اور سپر کو شب کی ترک روز نے چہرہ کے سپر کیا سر شام طبل باز گشت بجا لشکر پھر گر اپنے اپنے مقام پر آئے سپنے کمر کھولی اور آسودہ ہوے جہانگیر بارگاہ مین آکر بیٹھا اسوقت افراسیاب خانہ خراب آکر پہونچا اُسنے لوح کا حال کہا افراسیاب کو عمرو کے لوح لیجانے کا بہت بڑا صدمہ جانکاہ ہوا اِس عرصہ مین ماہیان زمرد رنگ زمین ہی زمین آئی اور اُسنے آکر صرصر کو بلوایا اور کہا ای صرصر یہان قلعہ رخشانیہ کے باہر دریا بہتا ہی وہان کوکب بیٹھا شکار کھیل رہا ہی تو جا کر میرا نامہ ایک وہان خلوت جادو رہتی ہی اُسکو پہونچا اور ہوسکے تو کوکب کو پکڑ لا یہ کہکر نامہ لکھا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای سعادت شعار فرخندہ اطوار ہمشیرہ عزیزہ ملکہ خلوت جادو مین نے صرصر شمشیر زن عیارہ کو تمھارے پاس بھیجا ہی ہرچند کہ تم مطیعان کوکب مین سے ہوگی مین جانتی ہون کہ تم میرا پاس ضرور کرو گی تمکو چاہیے کہ دیکھتے ہی اس نامہ کے کوکب کو گرفتار

کر اُس نے یہ نامہ لکھکر صرصر کو دیا صرصر وہ نامہ لیکر روانہ ہوئی بعد دینے نامہ کے ماہیان تو چلی گئی اور یہان جہانگیر ناچ دیکھنے لگا افراسیاب بھی چلا گیا بعد ناچ دیکھنے کے آرام پذیر ہوا آخر وہ وقت آیا کہ رات تمام ہوئی اور سپر شب کو ترک دہر نے پشت روز پر حمایل کیا نظم

جمال صبح چمکا بھینا بھینا
زمین نے موتیون کے ڈھیر پائے
ہواے سرد سے سوکھا پسینا
گل بستر نے بوسے رخصتی دی
گہر شبنم کے پھولون نے لٹائے
بڑھی حسرت گھٹی امید جی کی

صبحدم جہانگیر شاد و خرم چھپر کھٹ سے اُٹھکر بارگاہ مین آیا اور تخت طاؤسی پر جلوہ گر ہوا ہنگامۂ رقص و سرود بپا ہوا غرض وہ دن بھی تمام ہوا اور وہ زمانہ آیا کہ نظم

جبین و رُخ پہ عکس شام گیسو
ہوا خورشید تابان گرم رفتار
فروغ حسن مہر ابر بر رُو
دلون مین خواہش آرام آئی
غرض مانند شوق عاشق زار
طبیعت بہر راحت کھینچ لائی

سر شام جہانگیر نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجا ادھر کوکب کے کہنے سے رخشان جادو نے بھی طبل جنگ بجوایا صبح کو بارگاہ سے نکلکر لشکر جہانگیر و کوکب دلاور اپنے ہمراہ لیکر میدان کارزار مین براے حرب و پیکار آئے گرد سپہ سے خورشید اندھا ہوگیا آئینۂ سحر مکدر تھا ساحر چیل اور طاؤس بنکر اُڑنے لگے بعض باز و ربنکر بھنکارتے تھے غرض میدان مین صفوف کارزار آراستہ ہوئین آج سب سے پہلے جہانگیر نے مرکب اپنا اُڑایا ادھر سے بران شمشیر زن نے اُسکے للکارنے پر تخت طاؤسی اپنا لڑنے کو بڑھایا جب دونون مقابل ہوے اُسوقت بران نے ایک نارنج سحر پڑھکر سینۂ بیکینۂ شاہزادہ دلاور پر لگایا شہزادہ پر بسبب تیغۂ بلاکش کے نارنج نے تاثیر نہ کی اور شہزادہ نے تلوار برق کردار یعنی تیغۂ بلاکش کھینچکر ایک ہاتھ مارا کہ بران تخت پر سے اُڑگئی اُسوقت جہانگیر نے کہا کہ مین عورت سے لڑتے ہوے شرماتا ہون کسی بہادر کو بھیجو بران نے اُسوقت نہیب دیگر دیو پال جادو کو کہ بہت بڑا سردار بھی ہی اور ساحر بھی ہی اور نہایت درجہ کی زور و قوت اپنے بدن مین رکھتا ہی بلایا جب وہ سامنے آیا شاہزادہ نے ضرب طلب کی اُسنے سحر پڑھکر ایک نارنج شاہزادہ پر مارا اور تلوار کھینچ کر آپڑا شہزادہ نے تلوار کو خالی دیا اور نارنج نے بسبب تیغہ کے تاثیر نہ کی اور لوح بھی جو شہزادہ کو علاوہ لوح طلسمی کی ملی ہی گلے مین ہی اور وہ لوح محفوظ دافع سحر ہی غرض بعد خالی دینے تلوار کے شہزادہ نے بھی تیغۂ بلاکش اُسپر لگایا کہ

بزور سحر اُڑا کر خالی دیا اور پھر ترسول شہزادہ پر مارا پس جب وہ ترسول مار کر پلٹا تھا فوراً ہی شہزادہ نے تیغۂ بلاکش کا ہاتھ مارا کہ اُسکے دو پر کاٹے ہوے غریو لشکر بران مین ہوا اور شہزادہ نے پھر نعرہ مارا کہ اور کسی کو میرے مقابلہ مین بھیجو اُسوقت بران آگے بڑھی اور شہزادۂ مذکور پر نارنج مارا مگر بسبب تیغۂ بلاکش اور لوح محفوظ کے نارنج نے تاثیر نہ کی الحاصل خوب لڑائی ہوئی آخر طبل بازگشت بجا اور لشکر پھر کر اپنے مقام پر آئے مگر آتے ہی جہانگیر نے پھر طبل جنگ بجوا دیا کوکب کے یہان بھی طبل جنگی بجارات بھر تیاری جنگ دونون لشکرون مین ہوئی جسوقت وہ زمانہ آیا کہ شاہد شب نے بصد نازش آغوش عالم سے گریز کی اور خنجر آفتاب نیام مشرق سے نکلا کہ ابیات

ہوئی جب صبح پیدا دہر مین پھر
پھر آیا جاہ لڑنے کا زمانہ
چلے لڑنے کو پھر مردان خودسر
بجے بوق اور ہوا لشکر روانہ

غرض وارد میدان کارزار ہوے دلاور لڑنے پر تیار ہوے صفین جمگئین بہادر سینے تان کر کھڑے ہوے ساحر اژدہون پر چڑھکر روے ہوا پر اُڑ گئے اژدہے قلاب آتشین چھوڑنے لگے نقیبون نے صدا دی کہ ای مردان جنگ آزما ہوشیار ہو جاؤ خبردار ہو جاؤ بیت روز جنگ است جنگ باید کرد + کوشش تام و تنگ باید کرد جب نقیب کنارے ہوے جہانگیر گھوڑا اڑا لکر میدان مین آیا اور للکارا کہ آئے جسکو تمنا مرگ کی ہو بران تخت بڑھا کر سامنے آئی جہانگیر نے آج جھلا کر گل حیات کوکب کھینچ مارا کہ بران جلکر رہگئی اُسوقت نعرۂ کوکب بلند ہوا اور اُسنے آتے ہی شہزادہ جہانگیر پر ترسول مارا شہزادہ جہانگیر نے جھلا کر گل اُسپر بھی کھینچ مارا کوکب بھی جلکر رہگیا ابتو لشکر بران مین شور گریہ وزاری بلند ہوا اور مجلس جادو لشکر لیکر فوج جہانگیر پر آ گری جنگ سحر آغاز ہوئی اور تلوار سحر کی چلنے لگی بڑی گھمسان کی مار ہوئی دھڑ پر دھڑ مردے پہ مردہ گرنے لگا تلوار شہزادہ جہانگیر کی بے پناہ پڑنے لگی جس سے دنیا کو بھی خوف کٹ جانے کا ہوا پیر گردون کا دل دہلنے لگا تیر سینون کے پار ہوے ہجر کی سنانون سے کلیجے فگار ہوے یہ نقشہ تھا نظم

لرزنے لگا خوف سے آسمان
دل پیر گردون مین یہ خوف تھا
کہ لگے تیر و پیکان چلنے وہان
ہوون قتل اب غم کا مین مبتلا

بلکہ بموجب نظم حال اُس لڑائی کا تھا کہ نظم

وہ کوکیون کے کڑکے فتنہ انگیز
لگا چھٹنے ہر اک سو توپخانہ
نقیبون کی صدائین وحشت انگیز
ہراسان جسکی آتش سے زمانہ

دھوئین مین اسطرح اُڑ جاے رنجک
گھٹا مین جسطرح مہر درخشان
یہ گولا سرخ نکلے تھا شتابی
جوانون نے پیا بس آب پیکان
باین صورت غرض وہ جنگ کرنے
لگی چلنے بہم دونون مین تلوار
رہے باقی سو ہو کر سخت بیدل
اُڑے اپنی جگہ سے مثل سیماب

کہ جون بادل مین ہا ہے برق چشمک
وہ تھی توپون کی چھٹتی ہر طرف باڑھ
شب یلدا مین جون تیر شہابی
کرون کیا دستۂ نازک کی تقریر
بہم زخمی ہو گرتے اور مرتے
ہوئے کفار کچھ گولون سے فی النار
ہوئے جاکر حصار اپنے مین داخل

نکلنا توپ سے گولے کا رخشان
کہ شمشیر اجل مین اُنسے تھی باڑھ
کہون کیا مین ہوا جو تیر باران
کہ پہلو اُنسے قندیل پر تیر
در آور وہ ہوے لشکر وہ اکبار
ہوے کچھ آب نوش تیغ خونخوار
شرار فوج شاہی سے ہو بیتاب

یعنی قلعہ رخشانیہ مین فوج بران اگر داخل ہوئی اور جہانگیر بھی روتا ہوا بران کے مرنے کے غم سے طبل بازگشت بجوا کر پھر آیا اور بارگاہ مین بیٹھکر ناچ دیکھنے لگا لیکن برہمن روئین تن پیر بھائی کوکب کا یہان آیا اور اُسنے بران اور کوکب کہ جھلسے ہوے پڑے تھے پانی لیکر اور افسون پڑھکر چھڑکا کہ وہ زندہ ہوے کیونکہ قضا تو اُنکی اسوقت ہی نہین اور کل حیا کی بھی تاثیر ضرور رہوا جاہے بس اِسوجہ سے یہ جلگئے تھے اب پھر زندہ ہوے اور عمرو نے کہا کہ ای کوکب اب کہین جاکر پوشیدہ ہو رہو اور مین عیاری کرتا ہون کوکب دو تین خدمتگار لیکر دریا پر جاکر شکار کھیلنے مین مصروف ہوا اور یہان نامۂ جہانگیر آیا کہ ای عمرو و ای رخشان جادو وغیرہ آؤ اور میری اطاعت کرو ورنہ کل سبکو تہ تیغ کرونگا اور بے گور و کفن خاک مین سُلا دونگا عمرو نے جواب مین نامہ لکھا کہ ای جہانگیر تمنے اب بہت سر اُٹھایا ہی تمھین مناسب ہی کہ تم خود آکر ہماری اطاعت کرو ورنہ ہمارے ہاتھ سے مارے جاؤگے ہم اس سبب سے طرح دیتے ہین کہ تم اولاد صاحبقران عالیشان ہو کیونکہ نشانیان اُنکی اولاد کی سب تمھارے چہرے مین موجود ہین بس لائق و لازم یہ ہی کہ ضرور آکر اطاعت کرو اور گردن اطاعت سامنے میرے اور کوکب کے جھکاؤ ورنہ وہ روز بد دیکھوگے کہ کسی نے نہ دیکھا ہوگا یہ نامہ لکھکر تو نامہ دار کو دیا کہ وہ لے گیا اور عمرو نے زر افشان جادو کو تو بیہوش کر کے اُسی قلعہ مین ایک جگہ رکھدیا اور آپ صورت اُسی کی ایسی بنا اور راز بسکہ وہ بادشاہ قلعۂ رخشانیہ ہی اس سبب سے تاج شاہی سر پر رکھا اور قباے فرمانروائی کو در بر کیا موتی کے مالے گلے مین ڈالے اور تخت زبرجد شاہ پر سوار ہوا اور برق فرنگی کی صورت بدوا کر

اسکو اپنا وزیر بنایا اور اُسی تخت پر بٹھایا اور وہان سے بارگاہ جہانگیر مین آیا جہانگیر اُسکو دیکھکر بہت
خوش ہوا استقبال وتعظیم کرکے مقام صدر پر اُسکو بٹھایا خواجہ نے یہان بیٹھکر بعد کچھ عرصہ کے چاہا
کہ جام مین بیہوشی بھرکر جہانگیر کو دون اور لوح اور تیغہ وغیرہ چھین کر لیجاؤن بس اُسنے آنکھ بچاکر
جیسے ہی چاہا کہ وہ جام جہانگیر خوش انجام کو دون اُسی وقت زمین شق ہوئی اور ماہیان زمرد رنگ
زمین سے نکلی مگر مچھلی بنی ہوئی نہ تھی اصلی صورت بنائے تھی عمرو نے دیکھا کہ ایک ساحرہ جسکا یہ سراپا ہی بطریا

شکل بھونڈی سی وہ گھلا سا سر نقشا	تار او مدار تھا یا حیند کے سر کا سودا	کوے ٹیڑھے سے سپاٹ اور بہت ہوا
اور بستی کا سر غیولی گردن کیا اٹھا	بن مین اژدر کے ہو جس شکل سے پانی کا غار	ذکر کرنے سے ہی اُس چیز کے اب نفرت عار
مثل مزبل کے بہا کرتا ہی گندا پانی	تھو کتے بھی نہین مردار پر اہو تو زانی	لیکن جیسے ہی کہ ماہیان نے

سر زمین سے نکالا اور پکاری کہ او جہانگیر کیا کرتا ہی خواجہ نے بہا پر تو بیٹھے ہی ہوے تھے حباب بیہوشی
اُسکے منھ پر مار دیا کہ وہ چھینک مارکر بیہوش ہو گئی جہانگیر نے اُسوقت عمرو سے پوچھا کہ یہ کون ہی
کیونکہ یہ مچھلی بنی ہوئی زمین زمین آتی تھی اصلی صورت تو جہانگیر نے دیکھی نہ تھی اسوجہ سے اُسنے پوچھا
کہ یہ کون ہی عمرو نے کہا یہ ماہیان زمرد رنگ ثانی افراسیاب کی ہی تمکو دھوکا دینے آئی تھی اور
چاہتی تھی کہ یہ مارا جاے تم اسپر گل کھینچ مارو جہانگیر نے عمرو کے کہنے سے قصد کیا کہ مین گل کھینچ مارون تا
اُسوقت روے ہوا پر نعرہ ہوا کہ ہان ہان دست خود را نگاہدارید کہ ما ہم رسیدیم ای صاحبقران
میں کیا کرتا ہی منم افراسیاب جادو عمرو نے افراسیاب کے آنے سے گلیم اوڑھ لی اور افراسیاب
افراسیاب نے آکر ماہیان کو ہوشیار کیا برق فرنگی کود کر نکلگیا اور عمرو بھی تخت زبرجد شاہ کو
زنبیل مین ڈالکر اپنے مقام پر آیا یہان افراسیاب نے جہانگیر سے کہا کہ ای جہانگیر کوئی لڑکا بھی ایسی
بات نہین کرتا ہی یہ کیا بے وقوفی تھی کہ تمنے ماہیان کو گل کھینچ مارنے کا قصد کیا جہانگیر کو یہ کلمات
سنکر بڑی ندامت ہوئی لیکن ماہیان اور افراسیاب نے کہا کہ ای جہانگیر اب تم جاکر کل طلسم
فتح کرو اور بن پڑتا ہی تو مین لوح کو پھر عمرو سے لاتا ہون یہ کہکر افراسیاب پھر کوکب کی صورت
بزور سحر بنا اور وہان سے قلعہ رخشانیہ مین پاس عمرو کے آیا قلعہ رخشانیہ کے باہر لشکر عمرو کا اور
بران کا اُترا ہوا ہی غرضکہ افراسیاب نے عمرو کے پاس آکر کہا خواجہ لوح جو طلسم ہزار پیچ سے
کہ جسدم ہم افراسیاب لڑ رہے تھے تم لیکر آئے ہو وہ لوح تم مجکو دیدو اسلیے کہ طلسم مین میرے

یہ آفت برپا ہی مبادا لوح افراسیاب سُنے نے لے عمرو تو ایک مرتبہ دھوکا کھا چکا ہی اب یہ کب پھنسنے
والا ہی اور فقرے مین اُسکے آنے والا ہی بس یہ پہچان گیا کہ یہ کوکب نہین ہی اُسنے باتون مین لگا
ایک جام مرارغوانی آغشتہ بدارو بیہوشی شاہ جادوان کو دیا اُسنے خیال کیا کہ عیار ہی مبادا بیہوشی
اُسنے دی ہو اور مجھکو پہچان گیا ہو اس سبب سے اُسنے آنکھ عمرو کی بچا کر وہ جام اپنے گریبان مین اُنڈیل لیا
عمرو نے اور جام دیا وہ پھر اُسنے گریبان مین اُنڈیل لیا عمرو نے دونون مرتبہ اُسکو وہ جام اُنڈیلتے
دیکھا اور یقین کلی اُسکو ہوا کہ یہ کوکب نہین افراسیاب ہی بس اُسنے آنکھ بچا کر اور باتون مین
لگا کر کمند اُسکے ماری افراسیاب نے سحر پڑھا کہ کمند جلگئی اور کہا کہ ہائین ہائین خواجہ یہ کیا ہی
عمرو نے کہا باش او مکار پہچانا مین نے مجھکو یہ کہا مگر ساتھ ہی گلیم اُوڑھ لی افراسیاب وہان
نعرہ کرکے یہ کہتا ہوا کہ خیر سمجھ لیا جائیگا تو میرے ہاتھ سے کہان جائیگا یہ کہکر وہان سے پرواز کرکے
روانہ ہوا اور بارگاہ جہانگیر مین آیا تمام ماجرا بیان کرکے کہا کہ کہان جائیگا اے صاحبقران مین اگر جا با
سامری نے تو مین لاتا ہون یہ کہکر ایک نامہ اُسنے کوکب کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے کوکب مین نے
بہت دنون تیری راہ دیکھی اب لائق و لازم یہ ہی کہ آکر اطاعت کرو ورنہ شاہزادہ جہانگیر سب کو
دم بھر مین قتل کرکے طلسم فتح کر لے گا یہ نامہ جب کوکب کو پہونچا اُسنے پڑھکر جواب لکھا کہ اے
افراسیاب کیون تیری قضا آئی ہی اور شامت سوار ہی لڑائی تو ہو ہی رہی ہی پھر جو کچھ تجھسے
ہوسکے قصور دکوتاہی نہ کر خداے بزرگ ست یہ لکھکر طائر سحر کے گلے مین باندھدیا کہ وہ لیکر روانہ
ہوا اور اسنے لاکر نامہ افراسیاب کو دیا اُسنے پڑھکر بہت ہی ملال کیا اور پھر نامہ لکھا کہ اے کوکب مین پھر کر سمجھاتا ہو
دوستی کی راہ سے اور اسوجہ سے کہ تم میرے پیر بھائی ہو مجھکو تم سے محبت ہی نصیحت کرتا ہون کہ اطاعت کرو کیون
اپنی جان کے پیچھے پڑے ہو نہین تو روز بد دیکھو گے یہ لکھکر افتخار جادو نام ایک ساحر ذی اعزاز
کو دیا کہ کوکب کے پاس لیجاے وہ اس نامہ کو لیکر کوکب کے پاس آیا تسلیم بجا لاکر نامہ دیا
کوکب پڑھکر ہنسا اور گویا ہوا کہ اب مین طرح دے چکا صاحبقران دوران کو بلوا کر جہانگیر کو
زیر کرادونگا اگر اسپر کوئی یہ زبر کرے گا تو البتہ جہانگیر کی اطاعت مین کرونگا افراسیاب پہلے اپنا گھر اور
اپنی جان تو بچاے تو پھر دوسرے کو سمجھاے یہ کہکر پھر جواب لکھا کہ اے افراسیاب تجکو اپنی فکر
کرنا لازم تھی پرائے گھر اور مال پر دانت لگانا نہ چاہیے تھا ہمکو کیا سمجھاتا ہی اپنی خیریت مانگ اور

جان بچانا اگر منظور ہو تو خواجہ عمرو کی خدمت مین اُگر اطاعت اُنکی اختیار کرو ورنہ اب شہزادہ اسد کو
چھوڑ دیا کہ تیرے طلسم کو درہم وبرہم کرڈالونگا اور تجکو راہ ملک عدم دکھاؤنگا تو کس بھروسے پہ پھولا اور بھولا
ہوا ہی دیکھ تیرے صاحبقران کو اپنے صاحبقران سے زیر کراتا ہون اور اُسی کے ہاتھ سے تجکو قتل کراؤنگا اور
ذلت دلواؤنگا یہ لکھکر افتخار جادو کو دیا کہ وہ لیکر خدمت افراسیاب مین آیا اور اُسکو نامہ دیا اور
کہا کہ ای شہنشاہ کوکب تو آپکو اور اِس ملک کو کچھ خیال اور خطرہ ہی مین نہین لاتا ہی افراسیاب
نے کہا خیر کیا مضائقہ ہی جب چیونٹی کے پر نکلتے ہین تو قضا آتی ہی یہ کہکر وہان سے بارگاہ کو اُکھڑوا کر
کنارے دریا کے خیمہ کیا کہ وہان ایک درہ بنا ہی اور اُسکے بیچ مین ایک بجلی چمک رہی ہی اور اُسطرف
دریا کے زرافشان جادو وغیرہ قلعہ مین خوف افراسیاب سے مخفی ہوے ہین کہ اُس مقام پر
بھی یہان سے بہکر دریا گیا ہی اور ایک گنبد بلور کا کنارے اُس بحر کے بنا ہی کہ اُسمین بھی بجلی چمک رہی ہی
زرافشان وغیرہ اُس گنبد پر چھپکر بیٹھے ہین غرضکہ جب افراسیاب کنارے اُس بحر کے بارگاہ مین
آکر بیٹھا جہانگیر نے کہا کہ اُس پار دریا کے میرے سوا کوئی نہین جا سکتا افراسیاب نے کہا مین
ابھی سبکو اُس پار دریا کے پہونچائے دیتا ہون اور ایک ابر بناکر ہزار جوان اُسپر سوار کرکے سحر جو کیا
وہ ابر روانہ ہوا جب بیچ دریا کے وہ ابر پہونچا ایک برق چمک کر گری کہ وہ ابر اور وہ جوان جو اُس ابر پر
سوار تھے سب جلکر اُس دریا مین گر پڑے اُسوقت جہانگیر نے ایک قہقہہ مارا اور کہا ای شاہ جادوان
واہ واہ آپ کے سحر کا کیا کہنا دیکھیے یہ ہزار جوان جو آپ نے بھیجے تھے وہ اُس پار دریا کے پہونچ گئے
اور دیکھیے وہ کھڑے ہوے آپ کو سلام کر رہے ہین اور بُلاتے ہین کہ ای بادشاہ آئیے دیکھیے ہم پہونچ
گئے ہین آپ بھی تشریف لائیے یہ کہکر اور بھی بہت کچھ مضحکہ کیا افراسیاب بہت شرمندہ ہوا ایسے
کلمات اُسنے کہے کہ شاہ جادوان کھسیانہ ہوکر آبدیدہ ہوا اور سمجھا کہ ابھی سے تو اسکا یہ حال ہی
آگے بڑھکر دیکھا چاہیے کہ یہ کیا کرتا ہی پھر آپ ہی دلسے اپنے کہا کہ جب یہ طلسم کوکب فتح کرلے تو اسکو
امیر سے لڑوانا وہ اِسکو مار ڈالینگے اور اگر وہ نہ قتل کر سکین اور یہ اُنکو زیر کرے تو ھو المراد اِسکو زہر
دے کر مار ڈالنا اور امیر کو بھی قتل کرنا پھر بے کھٹکے سلطنت کرنا غرضکہ اب شاہ جادوان کو اندیشہ
پیدا ہوا اور سمجھا کہ ضروری یہ میرے ممالک پر دست انداز ہوگا عمرو سچ کہتا ہی کہ فرزند صاحبقران ہی
جب ہی مجھسے اور اُس سے محبت نہین ہی غرضکہ یہ اسوقت تو خاموش ہو رہا اور اُسی شرمندگی

مین وہان سے اُٹھکر چلا گیا یہ تو گیا وہان کوکب سے عمرو نے کہا کہ ای کوکب اسوقت تم کہین جاکر مخفی ہوجاؤ تو مین عیاری کرون اور تمھاری صورت بنکر بھول جاکر لاؤن کوکب نے کہا اچھا اور چند خدمتگار اپنے ساتھ لیکر اُسی مقام پر کہ جہان رخشان جادو وغیرہ چھپے ہین یہ بھی آکر مخفی ہوا اور کنارے دریا کے کہ وہان بھی دریا بہتا ہی شکار کھیلنے لگا پس عمرو بشکل کوکب بنا قباے شاہی طلسمی زراندود زیب بر فرمائی تاج طلسمی گوہر نگار سر انور پر رکھا اور برق کو بصورت بران شمشیر زن بنایا اور بہت سے سردار و امیر الامرا و دولت کو اپنے ساتھ لیا اور تخت جواہر نگار پر سوار ہوکر روانہ ہوا اور بارگاہ جہانگیر مین آیا جہانگیر نے جو سنا کہ کوکب اور بران آئے ہین بس نہایت درجہ خوشنود ہوکر بہر تعظیم اُٹھا اور استقبال کرکے اُنکو لاکر مقام صدر پر بٹھایا جب یہ بیٹھ چکے مزاج پرسی کی اور ناچ کو حکم دیا اُسوقت افراسیاب جو چلا گیا تھا وہ بھی آکر پہونچا شاہ کوکب نقلی نے تعظیم کی افراسیاب بھی بیٹھا کوکب سے اور افراسیاب سے باتین ہونے لگین اور خوب خوب باتین ہوئین مگر عمرو سمجھا کہ ایسا نہو اب افراسیاب مجھپر سحر کرے پس اپنا مطلب کرنا چاہیے یہ سوچکر اُسنے باتین کرتے کرتے کہا کہ ای جہانگیر تمکو یہ گھمنڈ ہی کہ اِس گل حیات سے مین کوکب کو مار ڈالونگا تو یہ بخیریت ہی تم میرا کچھ نہین کرسکتے ہو بھلا یہ پھول میرے اوپر ابتو لگاؤ دیکھو تو اثر کرتا ہی یا نہین اُسوقت جو مین جلکر رہگیا تھا تو وہ بھی شعبدہ تھا وقت ہی اور بات ہی اب کچھ نہوگا اچھا لے اب لگاؤ مجھپر تمھین قسم ہی دین و ایمان کی تمھارے دیکھو تو کہ مین بھی کیسا ساحر زبردست ہون جب کوکب نقلی یعنی عمرو نے قسم دی اُسوقت تو جہانگیر ناچار ہوا ورنہ پہلے تو چاہتا تھا کہ گھر مین اپنے جو کوئی آئے اُسکو کوئی کیا ستائے مہمان کی انسان خاطر کرتا ہی یا کہ ستاتا ہی اُسوقت وہ گل جہانگیر نے کھینچ مارا کوکب یعنی عمرو نقلی نے اُس گل کو لیا اور بدل کر دوسرا گل جہانگیر کو ویسا ہی دے دیا اور کہا کہ مین اِس گل کا محتاج نہین ہون افراسیاب اور جہانگیر کو ایک حیرت ہوئی عمرو نے وہ گل زنبیل مین رکھا اور کہا کہ ای افراسیاب دیکھ مین تجھکو مارتا ہون اور تجھکو بھی جو کچھ حوصلہ ہو سحر و ساحری کا وہ تو بھی نکال لے کسواسطے کہ تو شاہ جادوان کہلاتا ہی اور طبل یکتائی بجاتا ہی او سحر کرے اگر تو عاجز آئے گا تو آج سے اپنا لقب شاہ جادوان نہ رکھنا افراسیاب بھی اپنے دلمین سوچا کہ یہ مہمان ہی اسپر سحر کیا کرون عمرو نے اُسکو بھی قسم دلائی کہ تجھے قسم ہی جمشید و

سامری کی کہ تو مجھپر سحر کر افراسیاب نے کہا کہ تم مہمان عزیز ہو ہمارے ہم تمپر کیا سحر کرین کوئی مہمان
کی عزت اور توقیر کرتا ہی نہ کہ اور اُسکو اُلٹا ستاتا ہی اے کوکب دیکھو مسلمانون کے یہان بھی اُنکے
پیغمبر فرماتے ہین اَکْرِمُوا ضَیْفًا وَّلَوْ کَانَ کَافِرًا ترجمہ تعظیم کرو اور عظمت مہمان کی اگرچہ وہ کافر ہو تاکہ وہ
تمسے خوشنود ہو عمرو نے کہا کہ مین تمسے خوشنود ہون تم میرے اوپر سحر کرو افراسیاب نے کہا کہ تم
لاکھ کہو مگر مین سحر نہ کرونگا اُسوقت اُسنے پھر جہانگیر سے اُس گل کو مانگا اُسنے جب دیا تو اُس گل کو
افراسیاب کے ہاتھ مین عمرو نے دیا اور کہا کہ پہلی مرتبہ اِس گل نے میرے اوپر تاثیر نہ کی تھی ابکی
مرتبہ شاید تاثیر کرے اے افراسیاب تجکو قسم ہی جمشید اور سامری کی کہ تو اِس گل کو میرے اوپر لگا
افراسیاب نے ناچار ہو کر اُس گل کو عمرو یعنی کوکب نقلی پر کھینچ مارا وہ گل ایک تو بدلا ہوا تھا
دوسرے یہ کچھ کوکب تو ہی نہین پھر وہ تاثیر کیا کرتا اور گل حیات کوکب تو عمرو پہلے ہی لے چکا اور
زنبیل مین رکھ چکا اب عمرو نے ایک پھول اور ویسا ہی کہ جیسا گل حیات کوکب ہی زنبیل سے نکالا
اور کہا کہ اے افراسیاب دیکھ یہ ہی پھول مین تجھپر مارتا ہون دیکھون تو کیونکر یہ تاثیر نہین کرتا اور
وہ پھول کہ جو افراسیاب پر مارا تھا وہ ہی پھول زنبیل مین رکھ لیا اور ویسا ہی پھول آغشتہ بداروے
بیہوشی افراسیاب کو دکھلا کر کہا کہ اب سنبھل جا مین تجھپر پھول لگاتا ہون دیکھون تو یہ کیونکر تاثیر
نہین کرتا یہ کہکر اُسی پھول کو افراسیاب کی ناک پر تاک کے مارا کہ تڑاق سے افراسیاب کو
چھینک آئی اور بیہوش ہو گیا اور اُسی ہنگامہ مین عمرو نے شراب کو بھی آغشتہ بداروے بیہوشی
کیا اِدھر جب افراسیاب بیہوش ہوا سب اہل دربار ہان ہان کر کے اپنی جگہ پر سے اُٹھے کہ
شاہ جادوان کو اُٹھائین عمرو نے کہا صاحبو کیون گھبراتے ہو کیا کہین افراسیاب کسی غیر جگہ
چلا گیا ہی مین خود اُٹھائے لیتا ہون اُسے تم اپنے اپنے مقام پر بیٹھو یہ سنکر سب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے
اب عمرو نے کہا کہ اے جہانگیر میری مرضی یہ ہی کہ اپنے ہاتھ سے اہل دربار کو شراب پلاؤن جہانگیر نے
کہا کہ اگر آپکی خوشی ہی تو کیا مضائقہ ہی کیونکہ ابھی آپ نے سُنا کہ مہمان کو خوش کرنا چاہیے بس شراب پلائیے
عمرو نے ایک ایک جام سب اہل دربار کو پلایا اور جب جہانگیر کو پلا چکا اور لوگون کو پلانے لگا تو
جسکے سامنے جام لے جاتا تھا وہ کھڑا ہو جاتا تھا اور کہتا تھا کہ آپ شاہنشاہ ہین ہماری یہ مجال
نہین کہ ہم آپ کے ہاتھ سے شراب پیین غرض سب نے پیا اور بیہوش ہو گئے عمرو جہانگیر کو

اور افراسیاب کو باندھ کر تخت پر ڈالکر روانہ ہو گیا اُسوقت کہ صرصر شتارہ کوکب لیکر پہونچی جو لوگ کہ وہان موجود تھے سبکو تعجب ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی ابھی تو کوکب جہانگیر اور افراسیاب کو پکڑ لے گیا ہی یہ کہان سے کوکب کو پکڑ لائی کیونکہ ابھی تو وہ راہ ہی مین ہوگا اس عرصہ مین ماہیان زمردرنگ آکر پہونچی اور اُسنے کہا ای صرصر تو نے بڑا کام کیا تھا مگر برہمن روئین تن آگیا اور یہ عمرو برق جو گل لینے آئے تھے جہانگیر کو عمرو لے گیا اور افراسیاب کو بھی لے گیا صرصر نے کہا مین جا کر چھوڑاتی ہون اُسوقت ایک ستارہ یکایک آسمان سے گرا سینہ رو کا مگر خلوت پر گرا کہ اُسکو جلا دیا اور ماہیان روانہ ہوئی اور وہان کی عیاریان سنیے ادھر سے تو ماہیان واسطے رہائی افراسیاب کے روانہ ہوئی اور عمرو بڑے اہتمام سے قید افراسیاب لیے ہوے چلا آتا ہی اور جسقدر امیر وزیر ساتھ تھے وہ سب یہی جانتے تھے کہ یہ کوکب ہی کا ایک طرف سے کوکب روشنضمیر برہمن اور فوجین ایک طرف پیدا ہوئین اور کوکب نے وہین سے آواز دی کہ خوب ماشاء اللہ یہ کارنامہ تمھارے ہی واسطے تھا اب سب کو معلوم ہوا کہ عمرو ہین کوکب نے اور برہمن نے کہا کہ خواجہ اب قلعہ بلور مین چلیے وہان چلکر اِسکو قید کرین غرض لیکر افراسیاب کو قلعہ بلور مین آکر داخلہ کیا بران و مجلس وغیرہ سب موجود تھین کہ لاکر افراسیاب کو ہوشیار کیا اُسنے جو اپنے تئین اِس حال مین دیکھا بہت چلایا یہان ملازمان کوکب آئے یعنی فوج کوکب چنانچہ خیر ہزارہا پیدا ہوے بیران جادو اُنکا افسر تھا ہزارون فیل پیدا ہوے اُنکا افسر فیلان جادو تھا ہزارون قمریان پیدا ہو گئین اور اُنکا افسر شمشاد تھا اسطرح کے سردار آکر حاضر ہوے اب قصد ہوا کہ ایک گنبد مین افراسیاب کو قید کرین کہ اُس جا سے نعرہ ہوا منم ماہیان زمردرنگ یہ صدا زمین سے آئی تھی مگر یہ قلعہ بلور مین اسی واسطے کوکب کو یہان لیکر آیا کہ یہان کی زمین فولادی تھی تو آسمان سے یہ پیدا ہوئی مگر ہزارہا برق چمکتی ہوئی دکھائی دین ابر گڑگڑاتے ہوے آئے اور چاہا ماہیان نے کہ افراسیاب کو لے جائین کہ برہمن نے اُٹھکر ایسے سحر کیے کہ یہ ہر مرتبہ بلکا برق مختفی ہو جاتی تھی اور پھر کڑک کر نکل آتی تھی جب بڑے بڑے سحر اِن دونون مین ہوے تو اُسوقت روے ہوا پر نعرہ ہوا کہ منم معمار قدرت جادو برہمن کو آواز دی کہ آپ تامل فرمایئے مین گرفتار کیے لیتا ہون اِس لکاتہ کو برہمن تو پھر گیا معمار قدرت تخت اُڑاتا ہوا قریب ماہیان زمردرنگ

کے آیا اور جیسے ہی ماہیان ابر سے نکلی اور چاہا کہ سحر کرے معمار قدرت نے ایک گولہ کھینچکر اُسکی ناک پر مارا ماہیان بیہوش ہوئی بس معمار قدرت نے دوڑ کر اُسکی کمر مین ہاتھ دیکر اُٹھا لیا اور اُسکو لیکر اندر گنبد بلور کے سامنے کوکب کے لایا سب نے معمار قدرت کی بڑی تعریف کی معمار قدرت نے کہا کہ آپ افراسیاب اور ماہیان زمرد رنگ پر سے سحر اُتار لین مین اُن دونون کو قلعۂ بدخشان مین لیے جاتا ہون معمار کے کہنے سے سب نے سحر اُتار لیا بس معمار قریب افراسیاب اور ماہیان کے آیا اور بتعجیل تمام تر زبان افراسیاب سے سوزن نکالا کیونکہ عمرو نے سوزن اُسکی زبان مین دے دیا تھا جب سوزن کو نکالا معمار نے نعرہ کیا کہ منم چابک تیز رفتار اور کہا کہ ای شاہنشاہ افراسیاب جادو اُٹھیے افراسیاب نے جہانگیر کو پنجہ مین دابا کیونکہ عمرو اُسکو پکڑ لایا تھا اور وہ وہان موجود تھا اور معمار قدرت بنکر چابک نے جو ماہیان کو گرفتار کر لیا تھا اسوجہ سے سب نے دھوکا کھایا غرض اب ماہیان کو رہا کر دیا اب یہ دونون کڑک کڑک کر لڑنے لگے بران اور مجلس اور برہمن کو زخمی کیا اور خوب زور شور سے ماہیان اور افراسیاب لڑے اب کوکب روشن ضمیر نے آگے بڑھکر اپنے بازو پر سے لوح کھولکر افراسیاب کو دکھایا کہ افراسیاب بیہوش ہو گیا یہ قلعۂ بلور ہی اور طلسم پر اپا ہی ورنہ جب افراسیاب بیہوش ہوتا ہی تو اسکے لیے پریزادین طلسم کی پیدا ہوتی ہین لیکن ماہیان زمرد رنگ نے جب افراسیاب بیہوش ہوا تو اسکو ہوشیار کر دیا افراسیاب نے کہا کہ نانی جان اب آپ چلی جائیے مین بھی چلا آؤنگا مجھے کون روک سکتا ہی ماہیان یہ سنکر چمک کر بلند ہو گئی ایک ستارہ بنکر سیارہ جادو ملازم کوکب پر گری کہ وہ جلکر خاکستر ہوا آواز آئی کشتی مرا نامم سیارہ جادو بود ملازم کوکب اب افراسیاب اکیلا تڑپ رہا ہی اور ہزارون کو قتل کر رہا ہی مگر جب چابک نے یہ عیاری کی تھی تو خواجہ کو بہت طعن و تشنیع کی تھی کہ عیاری اسکا نام ہی اب میرے شاگرد ضرور ہونا لہذا اب یہ سب افراسیاب پر گرے ہوے تھے کہ ایک طرف سے دیکھا کہ بہت لوگ حیرت کی مشکین باندھے ہوے لاتے ہین اور حیرت کا لباس پارہ پارہ ہی مگر ساحرون نے اسطرح گرفتار کیا ہی کہ رہائی نہین ہو سکتی ہی بس یہ جو افراسیاب نے دیکھا کلیجہ منھ کو آگیا اور آواز دی کہ ای جان جہان یہ کیا ستم ہی جب افراسیاب وہان پہونچا وہ سب مارے ڈر کے حیرت کو چھوڑکر بھاگے افراسیاب قریب حیرت پہونچا اور گھبرا کر لپٹ گیا گود مین جلدی سے اُٹھایا بس جیسے ہی

حیرت کا منھ سے منھ ملا ایک حباب مارا خواجہ نے اور نعرہ کیا کہ منم عمرو بن اُمیہ ضمری چار طرف سے صداے احسنت بلند ہوئی کہ خواجہ سبحان اللہ کوکب نے کہا بیشک عیاری اسکا نام ہی چابک بھی ٹھر اگیا اور خواجہ نے کوکب سے کہا کہ چابک جانے نپائے اسکو بھی پکڑ لیجیے کوکب نے سحر پڑھا کہ چابک بے دست و پا ہوا یعنی دست و پا اُسکے بحیس و حرکت ہوے چابک چلایا کہ اے شاہ جادوان مجکو بچایئے افراسیاب جھپٹا مگر ساحران نامی اور سرداران گرامی اور کوکب اور بہران اور مجلس اور عمران جادو اور ملکہ اختر بنت سہیلان جادو سب افراسیاب پر ٹوٹ پڑے اور کوکب نے اپنے بازو پر سے اگہ کھولکر دکھلایا کہ افراسیاب بیہوش ہوا اُسکو بھر پکڑ لیا اور زبان مین اُسکی سوزن دیا چابک پر سحر کرکے اُسکو بھی گرفتار کیا اور عمرو نے چابک سے کہا کہ او چھوکرے دیکھ عیاری اِسکا نام ہی تو مجھ سے کہتا تھا کہ عیاری اِسکا نام ہی بڑی تعلی کی لیتا تھا اب تو نے دیکھا کہ مین نے کیسی عیاری کی چابک چپکا ہو رہا اب عمرو نے زبان افراسیاب مین سوزن دیا اور اُن دونون کو لاکر گنبد بلور مین قید کیا اُسوقت ماہیان زمرد رنگ پھر پیدا ہوئی زمین قلعہ بلور فولاد کی ہی اسوجہ سے یہ اُڑتی ہوئی آئی زمین کے اندر سے نہ آسکی صورت اصلی بنائے ہوے تھی سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ کہ جسکا یہ سراپا ہی سراپا

شکل بھونڈی سی وہ گھامڑ سا سر نقشا
ناک چپٹی ہی کھو کا گڑھے مین جا بنوا
کوتہ گردن ہی گلا بو نگا ہی اور بد آواز
پنجہ انگشت نما شل پریشان چارو
فاختہ اُلو کی دم کیسے نہین ہی چڑیا
ناف اُبھری ہوئی گھونگی سے زیادہ ہی سخت
ذکر کرنے سے ہی اُس چیز کے ابلغ رت دعا کہ
تھو کہتے بھی نہین مردار پہ اپنو زانی
پنجہ جنی کی طرح کج ہی کڑی ہی ایڑی
نام پر اُسکے ہیے ہرجائی کے ہیزار ہزار

تارہ دم دار ہی یا چھچھوندر کے سر کا سودا
ہی دہانہ چو دریدہ تو زبان سخت دراز
رکھتی ہی گندہ بغل طبع کو اکثر ناساز
بال چھاتی پہ ہین اور سینہ ہی چپٹا چپٹا
گر تی پڑتی پہ لٹکتی ہوئی ڈھیلم ڈھالا
کولے ٹیڑھے ہین سپاٹ اور بہت ناہموار
بن مین اژدر کے ہو جس شکل سے پانی کا غار
ران پر گوشت نہین اور نہ اسمین مچھلی
انگلیان پیر کی بد قطع ہین ٹیڑھی ٹیڑھی
خاک صورت پہ دکھائی نہین نام کو نام

تنگ پیشانی ہی اور بھیڑ کا سا ہی دیدہ
سب بناوٹ ہی نہ انداز نہ کچھ عشوہ و ناز
ناتراشیدہ ہی کمبخت تو دو ہاتھ مین چوب
گول محرم نہین اور بند ہی ڈھیلا ڈھیلا
پیٹھ ہی پیٹ کے مانند سپاٹ اور کرخت
اور پستی کا سر نیون کے گرون کیا اظہار
مثل مزبل کے بہا کرتا ہی گندہ پانی
ساق پر بال ہین اور سخت ہی جیسے لکڑی
پا مین چکر ہی تو مانند فلک کج رفتار
ہی سراسر وہ مخنث کی طرح بد اندام

رنڈی پن ہی سے ہی نہ خود کام کو کچھ پوچ سے کام ۔۔۔ نام ہرجائی کا آوارہ ہی اب شہرت از بام
تجھ سی بدکار جہان مین کوئی مردار نہین ۔۔۔ ایک پر بند نہین لاکھ سے انکار نہین

پس جب ماہیان زمرد رنگ آئی اُسنے افراسیاب کو قید دیکھا سمجھی کہ مین اکیلی ہون ایسا نہو کہ گرفتار ہو جاؤن اسوجہ سے چلی گئی اب بران شمشیر زن اور ملکہ بہار سیر دریا مین مصروف ہوئین اُنھون نے دیکھا کہ ایک کشتی دریا مین بہتی ہوئی آتی ہی مگر تلاطم آب گرداب سے یقین ہی کہ ڈوب جائے ملکہ بران نے بکرجادو کو حکم دیا کہ اسے نکال لاؤ بکرجادو اُس کشتی کو نکال لایا دیکھا تو ایک عورت اُسپر سوار تھی کئی کنیزین تھین ملکہ بران نے اُسنے پوچھا کہ آپ کون ہین اُسنے کہا کہ مین ملکہ سرو سیمین تن ہون بران کو بڑا افسوس ہوا اور چپکے سے آکر اُسنے خواجہ عمرو سے کہا کہ ملکہ سرو سیمین تن اسطرح سے آئی ہی عمرو بھی آیا ملکہ سرو سیمین تن اُسکی زوجہ ہی اُسنے اُسکو گلے سے لگایا غرض سب نے مجلس عیش آراستہ کی حال ملکہ سرو سیمین تن کے ملنے کا بالاباختر تیسرے دفتر امیر حمزہ مین ہی اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ شاہد شب نے زیور ستارون کا اپنے جسم پر آراستہ کیا اور خنجر آفتاب غلاف مغرب مین رکھا گیا نظم

ہوا جب شاہد شب جلوہ آرا ۔۔۔ ہر اک دل نے وہین آرام چاہا ۔۔۔ ستارون کی جمی گردون پہ محفل
ہوئی خورشید کی مغرب مین منزل

اُسوقت محفل عیش مین عمرو بن اُمیہ ضمری نے بجاکر گایا اور ملکہ سرو سیمین تن چنگ بجاکر گائی اور اسطرح گائی کہ زہرہ چرخ سوم پر بیہوش ہو گئی نظم

اگر بیجو بھی اُس محفل مین ہوتا ۔۔۔ تو اِس گانے کو سنکر ہوش کھوتا ۔۔۔ جو زندہ تان سین ہوتا یہان پر
تو خجلت سے وہ سم کھاتا مقرر ۔۔۔ جو چھجو خان بھی اِس گانے کو سنتے ۔۔۔ یقین تھا زہر کھاتے سر کو دھنتے

غرض بعد گانے کے ملکہ سرو سیمین تن نقلی نے شراب مین بیہوشی سب کی آنکھ بچاکر ملائی اور شراب سب کو پلائی سب بیہوش ہو گئے اُسنے نعرہ کیا کہ منم صرصر شمشیر زن اور اُٹھاکر گنبد بلور مین آئی اور افراسیاب و چابک و جہانگیر کو اُسنے رہا کیا اور سب حال کہا چابک نے صرصر کی عیاری کی بہت تعریف کی اور صرصر نے کہا کہ عمرو وغیرہ سب بیہوش پڑے ہین اُنکو چلیے قتل کیجیے مگر وہان بہمن روئین تن نے اسی شب کو بزور نجوم خیال کیا تو یہ معرکہ دیکھا کہ افراسیاب وغیرہ گنبد بلور مین رہا ہوے اور بران اور عمرو وغیرہ بیہوش پڑے ہین اور قتل ہوا چاہتے ہین بس یہ اُٹھا اور آکر پتلے بزور سحر بران و عمرو و بہار وغیرہ کی ایسی صورت کے بناکر ڈال گیا کہ اُنکو آکر افراسیاب نے قتل کیا اور

آپ مع صرصر و چابک کے تخت پر سوار ہو کر اپنے ملک کی طرف گیا جہانگیر کو اُسکی بارگاہ میں پہونچا گیا

داستان طلسم نور افشان میں جانا جہانگیر کا اور بلوانا کوکب کا امیر صاحبقران کو واسطے زیر کرانے جہانگیر کے اور زیر ہو کر مسلمان ہونا جہانگیر کا اور پھر مقابلہ کرنا مہرخ کا افراسیاب جادو سے اور عیاریان کرنا عیارون کی و دیگر داستان متعلق اسی بیان کے لمؤلفہ

ساقیا مے پلا شتاب شتاب
راگ گاتی ہوئی ہزار آئی
نہین گلشن مین دیکھ چشم حباب
سر طاؤس پر ہی عیش کا تاج
زلف سنبل بھی کرتی ہی کنگھی
بلبل باغ چہچہاتا ہی
مجھکو بھی ساقی اب پلادے مے
کہتا ہی یہ صراحی مجکو دے
ہی گھٹا جھوم جھوم کر آتی
شوق مین مے کے یہ بھی ہی بیتاب
ساقی پیر مغان کی تجھکو قسم
جسکے پینے سے ہو یہ دل بیتاب
نشہ ہوئیگا خنجر بران
لڑنے بھڑنے سے منھ نہین موڑون
جاہ بس پی چکے شراب کو تم
چاہیے حد سے آدمی نہ بڑھے

مطربا تو سنا دے چنگ و رباب
نہین فوارہ یہ اُچھلتا ہی
قصہ پڑھنے کا منتظر ہی آب
داستان پڑھ رہی ہی آج ہزار
چلی آتی ہی سب گلون کو ہنسی
راگ گاتے ہین بلبل و قمری
مے کشی کی یہی بہار تو ہی
ابر اٹھکھیلیون سے ہی چلتا
دیکھو یہ بھی ہوئی ہی متوالی
باغ کیا ہی شراب خانہ ہی
دے مئے آتشین کا جام اسدم
تیز تر مانگتا ہون جواب مے
توڑون جا کر طلسم کوکب وان
لیک سالم رہے یہ میرا جسم
مے کے پینے سے عقل ہوگی گم
نکتہ سنجان داستان کہن

دیکھ گلشن مین پھر بہار آئی
حوض کا حوصلہ نکلتا ہی
چشم نرگس فسانہ پر ہی آج
سوسن دہ زبان کا ہی اظہار
غنچۂ باغ مسکراتا ہی
نرگس مست آج ہی ہنستی
لالۂ باغ جام کو لیکے
جیسے چلتا ہو کوئی متوالا
نہر مین جوش کھا رہا ہی آب
عیش و عشرت کا اب زمانہ ہی
تیز اور تند ایسی ہوئے شراب
مجکو کوکب سے جنگ کرنا ہی
مرحلے سب طلسم کے توڑون
کیونکہ اب توڑنا ہی مجکو طلسم
پھر بھلا کیا فسانہ لکھوگے
از زبان قلم کنند سخن

چہرہ پردازان مضامین کہن و جلوہ دہندگان عرائس سخن رہ نوردان جادۂ خیال و سیاحان منازل حسال و مقال نقش بندان نقوش افسانہ طرازی و محرران دفاتر قصہ پردازی کشافان رموز نہان و رموز دانان اسرار امتحان مترنمان بلبل گلشن داستان مے داستان گویان بلبل شیوہ زبان بان قلم

۸

سے اس داستان شیرین بیان کو اِسطرح بیان کرتے ہین اور مسافران منازل قصہ خوانی میدان داستان مین یون قدم دھرتے ہین کہ افراسیاب اپنے ملک مین جاکر پہونچا اور یہان کوکب کو برہمن روئین تن نے گیا تو اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ زلف شب کو دہر نے سمیت کر جوڑا باندھا اور چتر زرین آفتاب سر بادشاہ زمانہ پہ پھیرنے لگا نظم

ہوا پھر جلوہ آرا شاہد روز
کواکب چرخ پر سب تھے غم اندوز
سر اپنا شرق سے خور نے نکالا
جہان مین ہر طرف پھیلا اُجالا

اب یہان صبح کو کوکب کو حال معلوم ہوا اور برہمن روئین تن نے اُس سے کہا کہ ای کوکب کوئی ایسا غضب کرتا ہی کہ بغیر تحقیق کیے اپنی محفل مین غیر کو بلاتا ہی اور اُسکے ہاتھ سے شراب پیکر بیہوش ہوجاتا ہی اگر مین وہان جاکر تیلے نہ ڈال آتا تو افراسیاب ملعون سبکو قتل ہی کرچکا تھا کوکب روشنضمیر نے بڑا شکریہ برہمن روئین تن کا ادا کیا اور اُسوقت صلاح کی کہ کسی فرزند صاحبقران کو بلاکر جہانگیر سے لڑوانا چاہیے اُسی وقت طاہر قدرت قدرت کردگار سے اور تاج دار قدرت کہ ایک بیٹا اور ایک بھائی اُسمین سے معمار قدرت کا ہی آکر یہان پہونچے اور صلاح ہوئی کہ انھین کو روانہ کرو کوکب روشنضمیر نے انھین سے کہا کہ تم جاکر امیر کو لے آؤ یہ دونون بموجب حکم روانہ ہوے لیکن بیت ازین قصہ یک دم فراموش کن + زبانے دگر داستان گوش کن یعنی افراسیاب کے پاس نامہ لقا کا آیا کہ ای افراسیاب کسی کو ہماری مدد کے لیے بھیج ورنہ ہم تجھسے ناراض ہوکر تیرے طلسم کو برباد کردینگے افراسیاب نے پیکان شعلہ تن جادو اور بادبان جادو سے کہا کہ تم یہان سے جاؤ یہ دونون حسب الارشاد روانہ ہوے اور بعد قطع منازل و طی مراحل قلعہ کوہ عقیق مین پہونچے اور یہان آکر اُنھون نے طبل جنگ بجوایا اور امیر نے بھی اِسکے مقابلہ مین کوس حربی و طبل جنگ بجایا یعنی جب وہ زمانہ آیا کہ روے دہر سیاہی شب سے کالا ہوا اور آفتاب تابان لرزان و ترسان خیمۂ مغرب مین گیا نظم

ہوا غل ہر طرف کو شام آئی
سیاہی کی پھری ہر سو دہائی
پسند آیا وہان ہر دل کو پھر خواب
چھپا مغرب مین خورشید جہانتاب

سر شام بحکم پیکان ناکام طبل جنگ پر چوب پڑی ہر کارے جو بامر جاسوسی یہان موجود تھے وہ دوان دوان خدمت امیر صاحبقران مین آئے اور زمین ادب لب عبودیت سے بوسہ دیکر یہ قطعہ دعائیہ زبان پر لائے قطعہ

چاہے اگر کوئی دو جہان کا متاع و مال
تیرے گدا سے در سے کبھی آ کے وہ سوال

برسے ترا جو ابر کرامت زمین پر ۔ پیدا نجائے دانہ گہر ہون ہر ایک سال ۔ مرضی سے گر چلے نہ ترے ایکدم سپہر
دست قضا اُٹھاوے اسے دیکے گوشمال ۔ جون موم نقشہ آن مین ہو جائے منفعل ۔ گر تجھ فشار پنجہ سے آگاہ ہون جبال
شمشیر گر علم ہو تری جن و انس کا ۔ ہیبت سے آب ہو جگر و زہرہ طحال ۔ ہر سر پر غرور کی رگ گردن مین خوف ہے
ہو جائے خشک خون رگ یاقوت کی مثال

پیکان بے ایمان نے بموجب حکم لقاے شیطان طبل جنگ بجوایا کل نکل کر آتش فساد کو دو بالا کریگا باقی خیر و عافیت ہی امیر نے ابوالفتح سے کہا کہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگ جیسا کچھ کہ نقاش ازل نے اور کاتب قسمت نے ہماری قسمت مین تحریر کیا ہی وہی پیش آئی ہی ابوالفتح نے نقارخانہ مین جاکر طبل جنگ پر چوب لگائی کہ صداے شر و فساد بلند ہوئی اور دربار سویرے سے برخاست ہوا ہر ایک بہادر ذی حشم اپنے اپنے مقام پر آکر طیاری آلات حرب و ضرب کرنے لگا ہنگامہ عظیم برپا ہوا تلوارونکی چمک سے اُس میدان مین چراغان تھا زبان شمشیر یہ سناتی تھی کہ بیت رستم نہ ماند مین پر نہ بہرام رہ لیا + مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا + ای مردان بکوشید تا جامہ زنان نہ پوشید شعر روز جنگ ست جنگ . باید کرد + کوشش نام و ننگ باید کرد + کڑکیت کڑک کڑک کر یہ پکارتے تھے کہ دوہا

پگ آگے پت رہے اور پگ پاچھے پت جاے ۔ کا گا ایسے پوت کپوت کا کبھو ماس نہ کھاے

کمان بھی چلاتی تھی کہ صبح کو ہر سمت شورش عظیم برپا تھی تلوارین چرخ پر چڑھی تھین کہ عقل ہر چرخ کی چرخ مین آگئی تھی تیرون اور سنانون کو آبداری دیجاتی تھی چمک تلوارون کی آنکھون مین سماتی تھی گھوڑون کی رکابین اور تسمے وغیرہ جو نادرست تھے اُنکو درست کیا بہادرون نے غسل کیا شمشیر تیز کی غرض کہ رات بھی کٹ گئی دو پہر رات گئے نقیبون نے اُٹھکر یہ صدا دی بیت جوانو جوان بخت ہشیار ہو سلاحون سے اپنے خبردار ہو + اسی ہنگامہ مین وہ رات کٹ گئی اور وہ زمانہ آیا کہ تیغ آفتاب کو نیام مشرق سے نکال کر ترک دہر نے چمکایا اور شاہد شب نے برقعہ روز مین منھ چھپایا نظم

ہوا خورشید پھر مشرق سے پیدا ۔ جہان مین ہر طرف پھیلا اُجالا
ہوا جب مہر تابان روشنی بار ۔ اُٹھے لڑنے کو سب بستر سے سردار

صبحدم لشکر خیل خیل و ذیل ذیل برق برق طوق طوق جوق جوق پلے پلے دستے کے دستے پلٹنین اور رسالے مردان جنگ آزما لڑائی کو دیکھے بھالے سردار سب فوج کو سنبھالے جانب میدان کارزار روانہ ہوے اور جملہ سردار لشکر کو میدان مین پہونچا کر خدمت امیر مین آئے

امیر مسجد کریاس مین درود وظائف سے فراغت حاصل کر رہے تھے کہ ابوالفتح اصفہانی نے آکر خدمت والا نہمت مین عرض کی کہ یا امیر کشورگیر فرد دولشکر رسیدہ بجاے مصاف + دوپرکالہ بستند چون کوہ قاف امیدوار قدوم میمنت لزوم صاحبقرانی ہین صاحبقران نے تسبیح صد دانہ کو رکھکر سر سجدہ مین رکھا اور دعاے فتح وظفر مانگی کہ

ابیات

خداوندا مجھے فتح وظفر دے
مجھے اِن کافرون پر فتح تو دے
یہ احقر کافرون کو جاکے مارے
الٰہ العالمین فریاد سن لے

غرض سر سجدے سے اُٹھاکر صندوق اسلحہ کو طلب فرمایا اور موزے راگے چار آئینے وغیرہ سے جسم پُر انوار ومنور کو مزین ومحلی فرماکر برآمد ہوے یہان دیوانہ بن قندس اشقر دیوزاد کو گل سار پُر لگائے کھڑا تھا صاحبقران نے اُسکے قریب آکر انگشت شہادت سے یا علی اُسکی گردن پر لکھکر خانہ زین کو مثل خانہ آفتاب منور وروشن فرمایا صداے بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند ہوئی جلودارون نے دامن عبا وقبا کو درست کیا اشقر کلائیان شیر کی طرح مارتا ہوا الجھد ریان کرتا ہوا جانب درعیش محل شہنشاہ اسلامیان روانہ ہوا امیر یہان آکر ٹھہرے نوجوانان تہمتن تودے بناکر تیراندازی کرنے لگے کس لیے کہ ابھی بادشاہ برآمد نہوے تھے غرض بعد کچھ دیر کے شاہ جمجاہ وکجکلاہ سکندر بخت برآمد ہوے سرخ پردہ زنبوری عیش محل کی ڈیوڑھی کا چرخی پر کھینچا آواز غوغے کی بلند ہوئی امیر اور سب سردار کھڑے ہوگئے اور مجراگاہ پر جاکر ٹھہرے کہ یکایک جلوس شاہی نکلا ڈنکے پر چوب پڑی صداے نصر من اللہ وفتح قریب آئی چوبدار وخدمتگار وغیرہ آگے بڑھے طفلان ماہ طلعت عود وعنبر کے لوٹے لیے عود یرلکی کا بکٹا اُسپر چھونگتے ہوے نکلے زنانہ سامان کہاریان وغیرہ تخت بادشاہ کا جو اُٹھائے ہوے تھین وہ سب پھر گئین کہارون نے آگے بڑھکر تخت بدلوایا شہنشاہ فیجاہ وگردون بارگاہ برآمد ہوے امیر نے فراشی مجرا کیا مردہا پکارا بادشاہ مہابلی سلطان عالم ظل اللہ نگاہ روبرو حمزہ صاحبقران بادشاہ نے نگاہ اُٹھاکر دیکھا اور ہاتھ سینے پر رکھ اس سے یہ مراد ہی کہ جگہ تمھاری ہمارے دلمین ہی غرض سواری بادشاہ کی بسان باد بہاری جانب جنگاہ روانہ ہوئی وہ صبح کا وقت نسیم عنبر شمیم کا چلنا شمعون کا جھلملانا نقیبون کا منقبت خوانی کرنا کہ

منقبت

سلمان کو چھڑایا جبرئیل کو پڑھایا
اعلیٰ ہی ترا پایہ یا مظہر العجائب
ہر جا تجھی کو پایا یا مظہر العجائب
تو ہی نبی کا سایہ یا مظہر العجائب
چالیس مومنون کی دعوت قبول کرلی

تو ہر جگہ یہ پہونچا یا مظہر العجائب | ہر دم ڈنکے پر چوب پڑتی تھی گھوڑے ہنہناتے تھے ترک وہر بھی

لشکر کی شان و شوکت پر نثار تھا حیران کار تھا پیر گردون بھی چکرایا تھا غرض باین تجمل و شوکت وارد دشت مصاف ہوئے پلٹنین جمگئین سقون نے نکلکر چھڑکاؤ کیا اور گرد و غبار کو بٹھایا فوجین جمگئین صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نکلکر مذمت دنیاے فانی سنائی کہ نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش	جسکو دیکھو وہ ہی پریشان وش	اس چمن کی ہوا سے بہمن دی
آستین زن چراغ عقل یہ ہی	خاک جب ہو گئے قد رعنا	تب ہوا سرو خوش ناپیدا
لالہ رو دلپہ لے گئے جب داغ	تب ہوا لالہ زیب محفل باغ	نرگسی چشم ہین جو دفن یہین
چشم نرگس جھکی ہی سوے زمین	خاک مین گل رخان جو سوتے ہین	باغ مین آبشار روتے ہین
جب مٹے صاحبان محفل و رد	جعفری نے دکھایا تب رخ زرد	موت سے کس کو رستگاری ہی
آج وہ کل ہماری باری ہی	صبح کو طائران خوش الحان	پڑھتے ہین کل من علیہا فان

ای بہادران نامی تمھین چاہیے ہی کہ لڑکر مرجاؤ نام زمانہ مین کرجاؤ یہ کہکر کنارہ ہوے اسوقت پیکان نے اپنے اژدر سحر کو میدان مین نکالا اور نہیب دی کہ ای فرقہ خدا پرستان وای زبردستان تم مین سے جسے تمنا مرگ کی ہو آئے اور مجھسے مقابلہ کرے یہ نعرہ سنکر مندویل اصفہانی نے اپنا گھوڑا صف لشکر سے نکالا اور سامنے بادشاہ لشکر اسلام کے آیا ہاتھ باندھکر دست بستہ اجازت لی کہ ای بادشاہ اجازت میدان دیجیے یا تو سر کو قدم اقدس پر سے نثار کیا یا باندھکر اس کافر خاکر کو خدمت والا نعمت مین لایا بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ تمکو سپرد بپروردگار کیا مندویل گھوڑا اڑاکر سامنے پیکان کے آیا اور طالب ضرب ہوا اسوقت پیکان نے دستک دی کہ صحرا سے نقابدار مع پوشش پیدا ہوا اور نقابدار نے ہاتھ ملایا کہ ہوا چلی کہ مندویل کو ہوا اڑاکر طرف آسمانکے لے گئی آسمان پہ جاکر مرکب تو گر پڑا اور ایک ابر پیدا ہوا کہ اسمین سے ایک شعلہ چمکا کہ مندویل کو جلا دیا اسی طرح پچاس سردار جلادیے جب تو غصہ مین آکر قاسم کے تئین نکالا امیر نے حرز ہیکل گلے مین انکے ڈالدی قاسم اسکے برابر پہونچے اسنے ترنج مارا بسبب حرز ہیکل کے تاثیر نہ ہوئی اب قاسم نے تیغہ مارا اسنے سر آگے کر دیا تلوار نے جگر تک کاٹا اور وہ نقابدار زمین پر گرا پیکان نے آواز دی کہ ای قاسم واہ کیا ہتھ مارا ہی مگر ذرا منھ کھولکر تو دیکھو کہ کسکو مارا قاسم نے جو نقاب ہٹا کے دیکھا تو ایرج پڑا ہوا ہی

پیکان نے کہا اسے کیون مارا قاسم نے اسپر تیغ لاشہ ایرج پر گرا دیا اور چاہا کہ اپنے گلے پر خنجر پھیرے کہ امیر و لندھور سب گریبان پھاڑ کے لاش پر آپڑے اور رونا شروع کیا کافرہ تو خوشی خوشی ہٹ گئے صاحبقران وغیرہ لاشے کو لیکر بارگاہ مین آئے سب لاشہ سے لپٹے جاتے تھے اُسوقت خواجہ زادون نے کہا کہ یا امیر یہ لاشہ ایرج نہین ہی کوئی اور ہی سب اُسکے پاس سے ہٹ جائین کہ یکایک لاشہ تڑپا اور لندھور کو لیکر اُڑ گیا لوگ دوڑے دیکھا کہ آسمان پر بلند ہوا اور ایک ابر شعلہ خیز پیدا ہوا اُس ابر نے بہتون کو جلا دیا یہان تک کہ اب اُس ابر شعلہ خیز نے تمامی لشکر اسلام کو جلا دیا صرف امیر اور بادشاہ باقی رہے اُسوقت لقا نے طبل بازگشت بجوایا اور پھر اپنی بارگاہ مین آیا آتے ہی حکم عیش دیا یہانتک کہ اب وہ زمانہ آیا کہ مسافر روز نے سفر کیا اور شب تیرہ فام

نظم		
جہانمین مہمان ہوئی	ہوا پھر شاہد شب جلوہ آرا	شہ مہتاب کا چمکا ستارا
کواکب چرخ پر تھے روشنی!	ہوا دل خوب راحت کا طلبگار	رات کو پیکان اُٹھا اور اُسنے

کہا کہ مین امیر کا اسم اعظم بند کرنے جاتا ہون یہ کہکر نظر سے غائب ہو گیا اور اپنے خیمہ مین آیا اور ماش کے آٹے کا ایک لال بنایا اور اُسکے پیٹ مین شہاب بھرا اور اُسکو سحر پڑھکر زندہ کیا اور مٹھی مین دابکر وہان سے چلا اور بزور سحر صورت اُسنے ابوالفتح اصفہانی کی بنائی اور دروازۂ بارگاہ سلیمانی پر آیا اور ایک شخص سے کہا کہ ذرا امیر کو بلا لاؤ کہنا ابوالفتح حضور کو بلاتا ہی ایک کار ضروری ہی یعنی سردار جو جل گئے ہین اُنکے زندہ کرنے اور رہا کرنے کی تدبیر مین صلاح کرنی ہی وہ شخص اسکے کہنے سے صاحبقران کے پاس گیا اور پیغام ابوالفتح نقلی امیر سے کہا امیر یہان بیٹھے ہوے غم مین سردارون کے اشک حسرت بہا رہے تھے جب اُنھون نے مژدہ رہا ہونے سرداران کا سنا فرط انبساط سے بے اختیار ہنس پڑے اور اُٹھکر باہر آئے ابوالفتح نقلی یعنی پیکان نے وہ لال جو بنا کر لایا تھا چھوڑا وہ لال گرد امیر کے پھرا اور پھر اُسکے ہاتھ پر جا بیٹھا اُسنے اُسکو پکڑ لیا اب امیر نے ابوالفتح سے کہا کہ کیا کہتا ہی ابوالفتح نقلی نے نعرہ کیا کہ منم پیکان جادو یا امیر اسم اعظم آپ کا بند کرنے آیا تھا یاد تو کیجیے اب دیکھیے کہ یاد ہی یا نہین یہ کہکر وہان سے غائب ہو گیا اور یہان امیر بیخود ہو گئے کیونکہ قاعدہ ہی کہ جب اسم اعظم بند ہوتا ہی صاحبقران بیخود یا بیہوش ہو جاتے ہین اور وہان پیکان نے اُس لال کو لیجا کر ایک شیشہ مین بند کیا اور اُس شیشہ کو ایک دیو کو بلا کر دیا اور کہا کہ اسکو

لیجاکر اچھی طرح رکھنا اور طبل جنگ بجوایا یہان امیر و شاہ تو باقی ہین اُنھون نے بھی طبل جنگ بجایا لشکر تو تھا ہی نہین تیاری کیا ہوتی لشکر کفار مین بلاشک تیاری تھی جب وہ زمانہ آیا کہ آفتاب تابان بصد جاہ و جلال خنجر بیضاوی کینہ سوز حلقۂ مہر اور نیزہ خطوط شعاع ہاتھ مین لیکر توسن گردون پر جلوہ فرما ہوا صبح کو امیر و بادشاہ میدان مین آئے اسم اعظم تو فراموش تھا ہی اور امیر خود بھی جگر و دل کو سنبھال کر کھڑے ہوئے اُسطرف بیکان نے لقا راندہ درگاہ الہ مردود و منکوب زمرد شاہ باختری چالیس ہاتھیون کو زنجیرہ بند کراکے موتیون کا بنگلہ ڈال کے تخت کھنچوا کر سوار ہوا ڈنکہ پر چوب پڑی فشان شکست نشان ہمراہ چلے بیرقین سیاہ سیاہ ہوا مین اُڑتی تھین جھنڈے سرجھاڑ منھ پہاڑ جھاڑ جھنکاڑ جلوہ دکھاتے تھے کلہ عمود و کمان چلا چلا کر لقا کو کوستے تھے لشکر گروہ گروہ مثل دریا کے جوش کھاتے ہوئے جنگاہ مین مثل سیلاب فنا چلے آتے تھے ہر ایک سپاہی زرہ سے دام مرگ مین پھنسا ہوا تھا غرض یہ میدان مین آئے بیلدارون نے پست و بلند زمین ہموار کی جھاڑی جھنڈی کو کاٹ ڈالا سقون نے چھڑکاؤ کر کے گرد و غبار بٹھایا نقیبون نے نکلکر نقابت کی اور مذمت دنیائے فانی زبان پر جاری فرمائی کہ ابیات

	انسان کے حق مین زہر یہ دنیا کی چاہ ہی		اِس خوان کی نمش کف مار سیاہ ہی	
	نہین آج دارا کا باقی نشان	دیگر	سکندر کی باقی نہین عظم شان	
	بیاہ لے جاؤ عروس موت کو	دیگر	دو طلاق اس زندگی کی سوت کو	

جب نقیب نقابت کر کے کنارہ ہوئے اُسوقت بیکان نے چاہا کہ مین میدان مین جاؤن لیکن پہلے سامنے لقا کے آیا اور اپنے اژدر پر سے کود کے سجدہ کیا اور پھر میدان مین آیا ہنوز لڑنے نکلا تھا کہ امیر تو باقی ہین ہر چند کہ بیخود تھے مگر سامنے تخت بادشاہ کے گھوڑا پھینک کر آئے اور کود کر گھوڑے پر سے تخت بادشاہ کو بوسہ دیا پھر اجازت میدان مین جانے کی چاہی کہا کہ سوائے میرے اور کون باقی ہی اب مجھے مرنے کی اجازت دیجیے بادشاہ نے سپرد خدا کہا امیر منتظر ہوئے کہ جب بیکان جادو میدان مین نکلے تو مین جاؤن اور اُدھر بیکان نے پکار کر آواز دی کہ یا امیر آپ نے اور اطاعت کیجیے امیر نے جواب دیا کہ مین لاکھ لاکھ لعنت کرتا ہون لقا پر اور اُسکے پرستارون پر بیکان خاموش ہوا اسوقت ایک ابر پیدا ہوا اور طائر قدرت و تاجدار آگر ہوبچے امیر

سے ملاقات کی اور سب حال کہا امیر نے فرمایا کہ جسکے لینے کو تم آئے ہو وہ سب جلادیے گئے بیکان نے
یہ بدعت کی ہی تب تاجدار نے کہا مین جاکر اُس سے مقابلہ کرتا ہون اور اسم اعظم آپ کا چھوڑا آتا ہون
یہ کہکے ایک گولہ طرف آسمان کے مارا دیکھا کہ ایک پریزاد آتی ہی بیکان نے جو یہ دیکھا ایک دستک دی
ایک دیو وہ شیشہ اسم اعظم کا لیے ہوے پیدا ہوا اُس پری پر چلا پری نے اُس سے چھینکر شیشہ
توڑ ڈالا اور دیو سے لپٹ گئی دیو بھی جل گیا اور آپ بھی جل گئی لیکن اسم اعظم امیر کا چھوٹ گیا
بیکان و بادبان طبل بازگشت بجواکر پھرے فرط خوف سے ساحر آگے ہین لڑنا دشوار ہی تدبیر اور
مضبوطی کرکے لڑینگے غرض پھر گئے اور تاجدار نے کہا یا امیر آپ سبکو لیکر بارگاہ مین چلیے ہین سردارون
کو لیکر آتا ہون یہ کہکے میدان سے غائب ہوگیا وہان بیکان نے بختیارک سے کہا کہ کل دیکھیے
کیا ہو اس اثنا مین ابوالفتح اور سرہنگ مصری صورتین اپنی بدلکر بارگاہ لقا مین آئے اور
چاہا کہ کچھ عیاری کرین لیکن سحر نے بیکان اور بادبان کو آگاہ کیا کہ دو عیار بھی آئے ہین اور وہ سامنے
کھڑے ہین بیکان نے ان دونون کو بھی پکڑ لیا اور ظاہر مین تو سردار جل گئے مگر سب زندہ ہین اور قید
ہین ان دونون عیارون کو بھی بیکان نے وہین قید کرا دیا اور کہا کہ مین سب سردارون کو قتل کرتا ہون
اور آسمان کی طرف اشارہ کیا کہ سب سردار ایک رسن مین بندھے ہوے آسمان سے اُتر آئے بیکان
نے جلادون کو اشارہ کیا کہ سبکے سر کاٹ ڈالے یہ خبر ہرکارون نے آکر امیر سے بیان کی امیر مع تمام لشکر
کے لشکر لقا کی طرف چلے نصف راہ مین پہونچے تھے کہ تاجدار قدرت سب سردارون کو تخت پر بٹھائے
ہوے تخت کو اڑاتا ہوا آکر پہونچا کس لیے کہ تاجدار قدرت نے بزور سحر دریافت کیا کہ سردار کہان
قید ہین بس وہ مقام معلوم کرکے وہان گیا اور جو ساحر کہ وہان محافظ تھے اُنکو قتل کرکے سردارون کو
چھوڑا کر اور اُنھین کی ایسی صورت کے پتلے بناکر اور محافظون کی ایسی صورت کے پتلے بناکر
سحر کے بیر اُنہین بٹھا کر اُنکو زندہ کر دیا اور آپ سردارون کو لیکر خدمت امیر مین آیا اور وہان اُنھین
پتلون کو بیکان اور بادبان نے بلاکر قتل کر ڈالا یہان تاجدار نے امیر سے کہا کہ حضور آپ کہان
جاتے ہین وہ جو قتل ہوے میرے پتلے سحر کے تھے اِدھر خبر ہوئی بیکان کو کہ ہمنے قتل کیے کیا وہ
سردار خدمت امیر مین آگئے بیکان غصہ مین آکر اُٹھا اور چلا اُسکے ساتھ بادبان بھی آیا یہان
تاجدار نے بہ تعجیل سحر کیا کہ ایک قلعہ تیار ہوا اُسمین سے ایک جوگی پیدا ہوا اُسنے آکر بیکان اور بادبان

کو پکڑ لیا تمام ملازم اُنکے مارے گئے وہ بھاگ کر باغ مینا مین مخفی ہوا اب امیر دربار مین آئے اور بیکان
اور بادبان نے آپسمین صلاح کی کہ دین امیر کا برحق ہے ہمین لازم ہے کہ مطیع اسلام ہو جائین کیونکہ
قید مین ہین بس یہ دونون پکارے کہ ہم بھی مطیع اسلام ہوتے ہین ہنوز یہ قیدخانہ مین نہین
گئے تھے کہ امیر نے انکو خلعت منگا کر دیا اور یہ دونون مطیع اسلام ہوئے طاہر اور تاجدار نے
کہا اب امیر کسی کو ساتھ کیجیے امیر نے کہا کہ کوئی وجہ ایسی ہو کہ ہم بھی مقابلہ دیکھین تاجدار نے
کہا برج قلعہ مین آپ بیٹھکر ملاحظہ فرمایئے گا سب حال آپکو ظاہر ہوگا امیر نے ایرج کو ساتھ کیا اب
طاہر و تاجدار و بیکان و بادبان ایرج کو تخت پر بٹھا کر طرف قلعہ زر افشانیہ سے روانہ ہوئے
یہان کچھ لوگ بیکان و بادبان کے افراسیاب کے پاس آکر پہونچے اور سب احوال بیان کیا
کہ بیکان و بادبان مطیع الاسلام ہوئے اور ایرج کو لیے ہوئے طاہر و تاجدار و بیکان و بادبان قلعہ
زر افشانیہ کے جاتے ہین بس صرصر نے کہا ایک ساحر میرے ساتھ کیجیے کہ مین جا کر ایرج کو گرفتار
کرون واضح ہو کہ صرصر افراسیاب کی ایسی صورت بنکر کوکب پر عیاری کرنے گئی تھی تو اپنے
ساتھ لیگئی تھی اُسوقت بھی صرصر ایک ساحر کو لیکر روانہ ہوئی اسکے بعد صرصر سفاک برق نگاہ نہایت
زبردست ساحرہ ہے کہ اُسکے پاس انگشتری جمشیدی ہے بارہ سو ساحرون سے یہ بھی روانہ ہوئی
مگر وہان راہ سے طاہر نے عرضی بخدمت کوکب روانہ کی کہ ہم ایرج کو بڑی دھوم سے لیے ہوئے
آتے ہین آپ بران وغیرہ کو واسطے استقبال کے روانہ فرمایئے کہ صاحبقران انکے بھیجنے پر
اراضی ہوتے تھے ہمارے خاطر سے اور آپ کے نام سے بھیجا ہے یہ عرضی کوکب نے پڑھی اور نام
بران پر خفا ہوا کہ بران کے جانے کی کیا ضرورت ہے مگر جمشید کو روانہ کیا یہان تاجدار وغیرہ ایرج
کو لیے ہوئے صورت عمدہ بنائے ہوئے منزل بہ منزل آتے ہین ایک دن ایک مقام پر لشکر اُترا اور
صحرا کی سمت سیر دیکھ رہے تھے کہ ایرج کی نگاہ پڑی کہ ایک نازنین کی چھاتی پر قزاق سوار ہے
اور قتل کیا چاہتا ہے ایرج نے کہا اے تاجدار اس نازنین کو بچا تا تاجدار نے ہاتھ ہلایا کہ قزاق کا
سر اُڑ گیا دور جا کر گر پڑا اور شاپور شیر دل جا کر اُس نازنین کو سامنے ایرج کے لایا ایرج نوجوان نے
دیکھا کہ ایک معشوقہ حسین و مہر تمکین کہ جسکی زلف رسا کے روبرو زلف سنبل کی سراسر ہیچ پیشانی
نور آگین اُسکی وہ کہ اُسی پیشانی کے سر حسن کا ٹیکا ابرو بسان ہلال خمیدہ تیر مژگان وہ کہ جو دل کو

جگر چھیدین آنکھین شراب حسن سے معمور دل عشاق پر جو چشمک کرین گال دونون مُے حسن سے لال ایسے جیسے گلاب کے پھول آفتاب انکے روبرو شرمائے اگر مقابل ہو جائے دہن تنگ غنچہ سربستہ پستہ اُنکو دیکھکر پسپا سینہ پر چھاتیان اُبھری ہوئی گول گول انمول نہایت سڈول کہ دوہا سندر روپ اور مکھ اُدوا سبنے وہ ایسے سڈول کرے کارے چکنے اونچے گورے گول اسکے حسن کا یہ نقشہ تھا کہ کبت

سندر روپ سروپ مہا من یون للچے جیسے انگ مین بیچے
جیون مور سجیون کی چھب دیکھت کی چھب دیکھے ہی بیچے
پان کھوات مہا ادھا رس جاسہے تو جند رکو دیکھے نہ دیجے
اٹک اور بناؤ بنے نہ بنے ڈھک بیٹھی ہی مکھ کو دیکھا ہی کیجے

ایرج اُسپر مائل ہوا اور اُسکو اپنے پاس بٹھایا اور جب وہ زمانہ آیا کہ آفتاب تابان غار مغرب مین گیا اور کواکب نے فلک پر انجمن آرائی فرمائی اُسوقت محفل آراستہ کی ساقی و مطرب حاضر ہوے دور جام مے ارغوانی چلا ہر ایک مست ولا یعقل بنا توبہ توبہ مے پرستون کے لاؤ لاؤ کی صدا دماغ مین ہر ایک کے مستی نے ٹھیکا کھایا طال اللہ کی آواز بلند نشہ مین ہر ایک ارجمند اسی گرمی نشاط و ہنگامۂ انبساط مین ہر ایک شخص بیہوش ہوا یعنی یہ عورت صرصر شمشیر زن ہی اُسنے شراب مین بیہوشی ملا کے ہر ایک کو بیہوش کیا ہی اور اُنھین کے گرفتار کرنے کو آئی تھی پس اُسنے ایرج کا پشتارا باندھا اُسوقت سفاک برق نگاہ بارہ ہزار ساحر سے آکر پہونچی اور اُسنے دیکھا کہ صرصر شمشیر زن نے اپنا کام کیا اُسوقت اُسنے ایک پنجہ بھیجکر صرصر کو اُٹھو منگایا اور کہا کہ اسکو کسی جنگل مین چھوڑ آؤ صرصر افراسیاب کو گالیان دینے لگی کہ ہاے یہ کیا وقت تھا بلوا لینے کا مگر کیا ہو سکتا تھا اب سفاک برق نگاہ نے سب کو گرفتار کیا اور تخت سحر پر ڈال کر روانہ ہوئی لیکن کوکب اپنے دربار مین بیٹھا ہوا ہی کہ برہمن روئین تن کا نامہ آیا کہ اے کوکب پیکان اور بادبان اور طاہر و تاجدار وغیرہ ایرج کو لئے ہوے تمھارے پاس آئے تھے اب سفاک برق نگاہ نے اُسکو بیہوش کرکے ارادہ لیجانے کا کیا ہی خبر مہمان کی لینا چاہیے کوکب نے جو یہ نامہ پڑھا فوراً اُٹھا اور بتعجیل تمام سفاک برق نگاہ کو آکر اُسنے قتل کیا اور شہزادہ ایرج کو چھوڑا لیا اور لیکر اپنے ملک کیطرف چلا ابھی اُنکو تو راہ مین رکھیے لیکن کیفیت سنیے کہ کوکب روشن ضمیر نے کہا کہ اے ایرج اب تو آپ منزل منزل

آتے ہین مین جاتا ہون ایرج نے کہا بہتر ہی بس یہ اپنے مقام پر آیا اور خواجہ عمرو نے لوح کو اپنی زنبیل سے نکالا اور کوکب کو دیا اور کہا کہ ای کوکب یہ لوح تمھارے طلسم کی ہی اسکو تم حفاظت مین رکھو کوکب نے کہا ای خواجہ ابھی تم اس لوح کو رہنے دو کیونکہ طلسم کشا موجود ہی ایسا نہو کہ وہ اسکو پا جائے عمرو نے کہا کہ لوح اسواسطے نہین ہوتی کہ میری زنبیل مین رہے بلکہ اسلیے ہوتی ہی کہ وہ طلسم مین رہے تاکہ طلسم کشا کے کام آئے اب مین اسکو اپنے پاس نہ رکھونگا کوکب نے ناچار ہوکے لے لیا اور اُس لوح کو ایک گلدستہ مین رکھا اور اُس گلدستہ کو ایک قصر مین پہاڑ پر رکھ دیا اور ساحر بہر حفاظت مقرر کیے اور جس مقام پر رکھی گئی ایک ابر اُس گلدستہ کے اوپر چھایا پھر اُسمین سے موتی برسنے لگے اب ایک ساحر کے دلمین آیا کہ اس لوح کو اگر شہزادہ جہانگیر پائے تو مجکو بہت کچھ سرفراز کرے یہ لوح چلکر اُسکو دینا چاہیے بس اُسنے اُس گلدستہ کو توڑکر اور جو ساحر کہ محافظ تھے اُنسے چھپا کر لوح کو نکالا اور شہزادہ جہانگیر کے پاس آیا اور لوح کو دیا شہزادہ اُس کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور اُس ساحر کو سرفراز کیا اور آپ لوح لیکر واسطے فتح کرنے طلسم کے اکیلا چلا اور لوح کو دیکھا اُسمین لکھا کہ ای فاتح طلسم و سیارہ عجائبات دہنی طرفکو جاؤ شہزادہ جہانگیر اُس طرف کو چلا یہانتک کہ آتے آتے ایک قصر کے قریب پہونچا اور دیکھا کہ قصر نہایت بلند و رفیع ہی جہانگیر اندر اُس قصر کے آیا ہر طرف دیکھا کہ سنگین اور کمرے بنے ہین معمار عقل بھی اِس جگہ کو دیکھکر حیران کار ہی شہزادہ اندر بارہ دری کے آیا یہان دیکھا تو ایک تخت پر ایک بادشاہ پر شوکت و جاہ تاج شہریاری بر سر و چار قب شاہنشاہی در بر مالہ ہاے مروارید گردن مین پڑے ہین چتر بال ہما کا سر پر گردش مین تخت پر بیٹھا ہی اور گرداگرد اُسکے کرسیون پر امیران سلطنت اور وزیران اہبت متمکن ہین شہزادہ نے جب خوب غور کرکے دیکھا تو اُس بادشاہ کو مع ارکین سلطنت پتھر کا پایا حیران ہوا کہ نہین معلوم یہ پہلے انسان تھے اب پتھر کے ہوگئے ہین یا کسی نے تصویرین تراش کر یہان رکھدی ہین اسی سوچ مین کھڑا تھا کہ ایک طرف سے آواز قہقہے کی آئی اُسنے پھر کر جو دیکھا تو ایک نازنین مہ جبین نہایت شوخ و شنگ کبک رفتار شیرین گفتار خال ہندو چشم جادو مہر تمکین زہرہ جبین کہ زلف چلیپا کے رو برو سنبل کے پیچ بالکل ہیچ کھڑی ہوئی ہنس رہی ہی شاہزادہ اُسکو دیکھکر مائل ہوا خنجر ابرو کا گھائل ہوا تیر مژگان دق کے پار ہوا طائر دل شکار ہوا قریب آکر اُس سے کہا کہ ای جانی داد سرمایۂ

عمرو زندگانی تم کس بات پر قہقہے لگاتی ہو اُسنے کہا کہ مین تمھارے حیرت کرنے پر آئینہ وار حیران ہون
کہ اِس مکان مین ششدر مثل آئینہ متحیر کھڑے ہوئے تشریف لایئے بلکہ بیت رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ؎
کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ؎ بلکہ قطعہ

از آمدنت اگر خبر داشتمے
خاک قدمت ز دیدہ برداشتمے
در رہ گذرت گل سمن کاشتمے

نگذاشتمے کہ پاے بر خاک ہی
شہزادہ دل از کف دادہ تو اُسکا

ہو ہی چکا تھا بغیر دیکھے لوح کے اُس نازنین کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالے دل مضطر اپنا سنبھالے کہتا ہوا شعر
یے ہین کتنے دل ایک ایک تاز بر تو نے + بغل مین بیٹھ کے اُنکا حساب دیتی جا + غرض وہ نازنین شاہزادہ کو
لیے ہوے اُس مکان کے ایک ایسے مقام پر آئی کہ وہان دروازہ لگا تھا جب اُس دروازہ کے اُدھر
گئی تو دیکھا کہ یہان ایک باغ دلکشا نہایت فرح افزا لگا ہی ہوا یہانکی مسیحائی کا دم بھرتی ہی بلبل گل سے
گفتگو کرتی ہی غنچہ مسکرا رہے ہین گل خندہ زنی کرتے ہین شاخین درختون کی جھومتی ہین شاہد رض کا
منھ چومتی ہین ہوا وہان کی کار مشاطگی کرتی ہی کہ شاخین جھوم جھوم کر آپسمین ملتی ہین کسی طرف
نرگس مست کہین لالہ ساغر در دست فرش سبزہ زنگاری کا بچھا خیمہ ابر کا استادہ طاؤسان زرین بال
سبزہ پر رقص کرتے ہین نہرین سلسبیل و تسنیم آسا چمن مین روان وزان باد بہاری سے پھولون کی سبزہ
زنگاری پر گلکاری تھی غنچے چٹکتے نہین جماہیان لیتے ہین فنشہ کا اُنھین آثار ہی عروس چمن پر جوبن ہی
طرفہ بہار ہی بلبلین چہچہاتی ہین فصل بہار ہی تو عروس چمن کے سہاگ گاتی ہین طائران خوش الحان
زمزمہ سرائی کرتے ہین فاختہ کی کوکو قمری کی حق سرہ نہرون کے کنارے فوارے ساون بھادون کیطرح
چھوٹ رہے ہین فوارہ کیا اُچھلتا ہی حوض کا حوصلہ نکلتا ہی نظم

کہین گیندا ہی جعفری ہی کہین
کہین سیوتی کے پھول ہین رنگین
ہر گلون پر عجب طرح کی بہار

خندہ زن ہین ہر رنگ صورت یار
سیوتی داؤدی بابونہ کنار
ہین ہزارون ہی وہان گل بے شمار

حوض ہین لبریز نہرین ہین روان
سب طرح پھولونکی ہین گلکاریان
سنبل تر اور گل یاسمین گرد ہل

یاسمن شبو و نسرین بے بدل

غرض وہ عورت اِس شہزادہ والا تمکین کو لب نہر ایک بنگلہ مین لائی
اور مسند پر اُسکو بٹھا با گشتی شراب کی حاضر کی پاس آپ بھی بیٹھی مگر شرمائی ہوئی لجائی ہوئی کمر اور گوھنے کا
عالم دکھاتی نیچی نگاہین کرکے مسکراتی اُسکے حسن کی یہ کیفیت تھی کہ ماہ کامل اُسکے رخسار سے جو لڑ جاتا تو
صاف منھ پر طمانچہ پڑ جاتا گوہر دندان کی چمک آبرو مروارید کی کھوتی آفتاب کی ضیا سامنے اُسکے شرمندہ ہوتی

سینہ پر چھاتیوں کا اُبھار گول گول سڈول یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو ڈبیان معجون مبہی کی ہین یا دو گیند بلور کے ہین یا دو قمقمے نور کے ہین ابیات

عید کا چاند ہی یا ہی وہ جبین مہ پارا
ہی مہ و مہر کا نور اُسکے مقابل پھیکا
گورے گورے سے ہین رخسار ملائم از بسر
بل بے مرو ٹیکا ہی ڈپٹتا ہی جوانی کا رس

رونق مطلع انوار ہی یا جلوہ نما
حرف تقدیر نظر آئے تجھے پیشانی
عمر بھر بوسۂ دلچسپ کی ہو جنکی ہوس
دیکھکر کہتے ہین صورت کو ملک صل علے

صبح صادق ہی شب قدر کی یا مانگ خدا
آپ کے رشک سے ہی آئینہ پانی پانی
مفت ہی جان کے عوض بھی جو میسر ہو منہ
رخ سے رُخ چھوٹ گئے حور کے جاننا کا

بس اُسنے شہزادہ کو جام مے ارغوانی بھر کر دیا اُسوقت شہزادہ کو خیال آیا کہ یہ مقام طلسم ہی ایسا نہو کہ مین کسی آفت مین گرفتار ہو جاؤن بس لوح کو دیکھ لینا چاہیے اُسنے لوح کو دیکھا تو اُسمین نکلا کہ ای شاہزادہ یہ ظلمات جادو ہی تمنے بڑا کیا کہ جو اسکے ساتھ آئے بہتر کیا تمنے جو لوح کو دیکھا ورنہ مارے جاتے اب تمکو چاہیے ہی کہ لوح اِسکے جسم سے مس کر دو تاکہ یہ جل جائے اور اس باغ مین بھی عکس لوح ڈالو کہ اسمین بھی آگ لگ جائے اور یہان سے اُٹھکر اُس مقام پر کہ جہان وہ بادشاہ پتھر کا تخت پر بیٹھا ہی جانا اور لوح کو اُسکے بدن سے چھوانا کہ وہ انسان ہو جائے اور اِسی طرح سب اہل دربار بھی اُسکے انسان ہو جائینگے اور زعفرانیہ کا حاکم ہی زعفران شاہ اُسکا نام ہی یہ ساحرہ اُسکو اُٹھا لائی اور طالب وصال ہوئی جب اُسنے منظور نہ کیا تو اِسنے اُسکو پتھر کا بنا دیا اب تو اُسے انسان بنا لوح سے شہزادہ نے یہ حال معلوم کرکے اُس ساحرہ کے بدن سے لوح کو مس کیا کہ وہ جلنے لگی اور باغ مین بھی عکس لوح ڈالا کہ اُسمین بھی آگ لگی وہ سب گل گلنار ہوے جلکر فی النار ہوے سب باغ آتش بہار و برباد ہوا شہزادہ کو اُس ساحرہ کے حسینہ ہونے کے جلنے کا بہت رنج ہوا لیکن اب جو دیکھا تو اُسکا یہ نقشہ تھا کہ کمبخت بھینس کی ایسی کھال بوڑھے ریچھ کے ایسے بال بالون چوٹھے کی لا کوئی ملائی ہی + کالی رات ماوس کی ایسی سیاہی + چند وقتے کہاں فغانی شعر تا بہ دہنے سیہ زبانے + بودہ دہنش چو دیگدانے + شہزادہ نے یہ صورت اُسکی دیکھکر لاش پر اُسکی تھوک دیا پھر دالان سے اسی بارہ دری مین جہان وہ بادشاہ تھا آیا اور لوح کو چھوا کر سب کو انسان بنایا اُس بادشاہ نے سر اپنا قدم پر شاہزادہ کے رکھا اور کہا کہ مصرع ای آمدنت باعث آزادی ما پھر اُس بارہ دری مین سب طرح کا سامان عیش و نشاط فواکہات کی ڈالیان خوش رنگ مزہ دار کشتیان شراب کی قابین گزک کے لیے گرما گرم کباب کی موجود تھین اُس مقام پر جلسہ آراستہ کیا

شہزادہ نے شراب پی اور کباب کھائے پھر آرام فرمایا بعد کچھ دیر کے اُٹھا زعفران کے ساتھ جو ساحر تھے اُنھون نے تخت سحر تیار کیا اُسپر شہزادہ اور بادشاہ کو سوار کرکے قلعہ زعفرانیہ مین لائے یہان کے عجائبات دکھائے اہل قلعہ کو خوشی ہوئی کہ ہمارا بادشاہ آیا سب نے نذرین دین شہزادہ نے اُس ملک کو نہایت آباد پایا کہ عمارتین گچ اور پختہ بنی تھین کہ جو طاق کسریٰ اور فریدون کو شرماتی تھین ہر عمارت کی دیوار دنیا استرکاری اور صیقل کیا ہوا یہ اُسکا نقشہ تھا کہ

بیت

زہے صفای عمارت کہ وقت تماشائیش
نگاہ باز نگردد بدیدہ از دیوار

شہزادہ وہان دارالامارت شاہی مین آیا اُس بادشاہ نے دعوت بڑی دھوم سے کی رقاصان مہر طلعت رقص کرنے لگین دور شراب ہوا جلسۂ چنگ و رباب ہوا جب اس سے فارغ ہوے شہزادہ نے اپنا حال کہا کہ مین طلسم کشائی کو آیا ہون غرض کئی روز وہان شہزادہ رہا ایک دن جب طلسم عالم مین طلسم کشاے آفتاب سرگرم رفتار ہوا اور لوح آفتاب خطوط شعاع سے منقوش ہی **شعر** صبحدم نکلا فلک پر آفتاب + پھر گیا ہر ایک کی آنکھون سے خواب شہزادہ زعفران شاہ سے رخصت ہوا اور قلعہ سے نکلکر چلا لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین نکلا دست راست کی جانب سیدھے چلے جاؤ بغیر دیکھے لوح کے کوئی کام نہ کرنا شہزادہ یہ معلوم کرکے روانہ ہوا اور ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچا کہ کوسون تک سبزہ لہلہا رہا تھا کوڑیالا رشک لالہ کھلا تھا چشمے جو جیسا ہین لبریز ڈبرے موج خیز پپیہے کا مستون سے مخاطب ہوتا پی کہکے آپ ہی جان کھوتا گلون کی سرخی سبزہ کا لہلہانا عجب طرح کا جوبن دکھاتا تھا اُس بہار پر بے اختیار دل لوٹا جاتا تھا شہزادہ قدرت خدا مشاہدہ کرتا ہوا قریب ایک پہاڑ کے آیا اُس پہاڑ کو پھولون سے مثل گلدستہ کے پایا پہاڑ سے جھرنا جھرتا تھا آبشار ہوتا تھا روح فرہاد کی اُس پہاڑ پر نثار تھی پھولون کی بیلین لٹک رہی تھین منشی بہار نے گویا خط طغرا تحریر کیا تھا شہزادہ اُسکی گھاٹیون کو طے کرکے قلۂ کوہ پر آیا یہان دیکھا تو چھوٹے چھوٹے درخت یک لخت گل اور بار سے لدے ہین اور ایک طرف کو ایک طفل حسین بصد حسن و تزئین بیٹھا ہی ایک ناندہ پانی سے بھرا ہوا سامنے اُسکے رکھا ہی اُس ناندے کے اندر منھ ڈالکر پھونک رہا ہی تو اُسمین سے بلبلا اُٹھکر قندیل ہوکر بلند ہوتا ہی صدہا قندیلین روے ہوا پر بلند ہین اور وہ لڑکا اُن قندیلون کو دیکھکر ہنستا ہی شہزادہ نے جو یہ ماجرا دیکھا اُسکو بڑا تعجب ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی اور وہ تماشا بہت پسند آیا کھڑے ہوکر اُسکو دیکھنے لگے اور ایسی بیخودی ہوئی کہ لوح دیکھنے کا مطلق خیال نہ رہا اور اُدھر اُس لڑکے نے شہزادہ کو دیکھا تو دیسے

پانی کو جلدی جلدی پیو کنے لگا کہ قندیلین بہت سی اُٹھکر شہزادہ کی طرف چلین اب شہزادہ کو خیال آیا
کہ قندیلون کا پانی سے اُٹھنا سوا اسکے نہین کہ کچھ جادو کا شعبدہ اور ڈھکوسلا ہی ایسا نہو کہ تو گرفتار سحر ہو جائے
اسلیے لوح کو دیکھنا چاہیے کہ کہان پانی اور کہان قندیلین بس اسنے لوح کو دیکھا اُسمین نکلا کہ ای مشاہدۂ
حالات غرائبات یہ حباب جادو ہی یہ لڑکا نہین ہی تجھکو گرفتار کریگی نہین تو جاکر لوح کو اُس
ناندے مین دکھا تاکہ اُسکا پانی اسکو غرق کرے شہزادہ نے جاکر لوح کو اُس ناندے مین دکھایا اُسوقت
اُس لڑکے نے شہزادہ پر بہت کچھ افسون کیا نا سنج ترنج لگائے مگر بسبب لوح کے اثر پذیر نہوے اور پانی
اُس ناندے کا مثل دریا کے اُبل کر جو بڑھا تو اُس لڑکے کو اُسنے اپنے مین ڈبو لیا بعد تھوڑی دیر کے آواز
آئی کہ کشتی مارا نام من حباب جادو بود اب وہ پانی وغیرہ سب غائب ہوگیا اور لاش حباب جادو
کی بونڈے اُڑا کر لے گئے شہزادہ نے سجدۂ شکر بدرگاہ خدا کیا اور وہان سے آگے بڑھا پہاڑ کے نیچے
اُترا اور پھر لوح کو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ سامنے کو روانہ ہو یہ اُسی طرف چلا ایک مقام پر دیکھا کہ ایک
نازنین مہ جبین مع چند کنیزان خوش آئین کے ایک خیمہ کے کنارے پر بیٹھی ہی اور ایک جوان سامنے اُسکے
کھڑا ہوا منتین کر رہا ہی کہ یکایک ایک دیو لعین ڈانٹتا ہوا پیدا ہوا اور اُسنے اُس عورت سے کہا کہ بیت
سب سہینگے جو اگر لاکھ بُرائی ہوگی + پر کہین آنکھ لڑائی تو لڑائی ہوگی + یہ کہکر اُس جوان کی طرف
مخاطب ہوا اور کہا کہ کیون مردود تو میری معشوقہ سے ہنستا ہی یہ کہکر اُسکے قریب آیا اور چاہا کہ اُسکو ہلاک
کر ڈالون اُسوقت وہ عورت کھڑی ہوئی اور پکاری کہ ہان ہان کیا کرتا ہی اُس بیچارے نے کیا بگاڑا ہی
اُس دیو نے کہنا اُسکا نہ سنا اور اُس جوان کے لپٹ گیا اُسوقت تو وہ پکاری کہ ای شہزادہ جہانگیر آپ
دیکھتے ہین اور اِس موذی کو سمجھاتے نہین شہزادہ جہانگیر آگے بڑھے اور اُس دیو سے کہا کہ نالائق تو
کیون اِسکو قتل کرتا ہی اُس دیو نے کہا کہ یہ میری معشوقہ سے ہنستا ہی شہزادہ نے کہا کہ تو دیو اور وہ عورت
یعنی انسان تجھسے اور اُس سے کیا نسبت ہی کہ جو تو اُسکو اپنی معشوقہ بناتا ہی جا دور ہو نہین تو میرے
ہاتھ سے مارا جائیگا وہ دیو اُس جوان کو چھوڑ کر شہزادہ کے لپٹا اور اُس عورت نے اور کنیزون نے
اُسکی ظاہر مین تو شہزادہ کی بلائین لینا شروع کین لیکن چاہا کہ لوح گلے سے اُتار لین اور جب اُنھون
نے لوح اُتارنے کا ارادہ کیا شہزادہ اب سمجھا کہ یہ مکر ہی بس فوراً اُسنے ہر چند کہ وہ دیو لپٹا ہوا تھا مگر لوح کو دیکھا
اُسمین نکلا کہ ای شہزادہ یہ ساحرہ ہی اور آپ کو دھوکا دیتی ہی چاہیے ہی کہ اسکو قتل کیجیے یہ معلوم کرکے

شہزادہ نے اُس دیو کو تو اُٹھا کر دے مارا اور پھر اُس عورت کے اوپر ہاتھ ڈال کر بال اُسکے پکڑ کے پکڑے
اور ایک طمانچہ اِس زور سے مارا کہ گردن اُسکی ٹوٹ گئی اور چرخ کھا کر زمین پر گری اور ہلاک ہوئی
آواز آئی کہ مارا غضبناک جادو کو اب وہ دیو اور وہ جوان جو منتین کر رہا تھا سامنے سے بھاگ گیا
اور شہزادہ وہان سے آگے چلا پھر لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین نکلا کہ اب کی مرتبہ تجھکو ایک درخت عالیشان
ملے گا کہ جسپر ایک طاؤس زرین بال بیٹھا ہوگا اور جب وہان پہونچنا تو اُس طاؤس کو اپنے پاس بُلانا
اور اسکی پشت پر سوار ہونا وہ تمکو صحراے عجیب مین لیجائیگا شہزادہ اُس درخت کے نیچے جا کر پہونچا
اور طاؤس پر سوار ہوا وہ لیکر اُڑا یہانتک کہ ایک صحرا مین لاکر اُسنے پہونچایا شہزادہ اُسکی پشت پر سے
اُترا اور آگے چلا ایک جا پر ایک ہنڈولہ کھڑا دیکھا کہ کھٹولے اُسمین بندھے تھے اور ہر کھٹولے پر
ایک ایک نازنین بیٹھی تھی جب اُن نازنینون نے شہزادہ کو دیکھا سب ایک ایک کرکے کنوین مین
کود گئین شہزادہ نے لوح کو دیکھا اُسمین نکلا کہ اس ہنڈولہ کو تلوار سے کاٹکر کنوئین مین گرا دے اور
تو بھی کود پڑ شہزادہ نے ایسا ہی کیا اور کنوین مین کودا غلطان اور پیچان چلا جب تہ پر پانؤن لگا
ایک میدان وسیع نظر پڑا وہان دیکھا وہی عورتین جو کہ کنوین مین کود گئین تھین درختون مین
جھولہ پڑا ہی اور وہ جھول رہی ہین پینگ اسطرح بڑھتے تھے کہ یقین ہی آسمان جھولینگی شہزادہ نے
لوح کو دیکھا اُسمین نکلا کہ انسے راہ کترا کے ایک طرف کو روانہ ہو ہرچند یہ پکارین مگر جواب نہ دینا
شہزادہ اُنکی طرف سے راہ کترا کے چلا اب اُنھون نے پکارنا شروع کیا کہ اے شہزادہ جہانگیر ادھر آؤ
کہان جاتے ہو شہزادہ نے کچھ جواب نہ دیا اُسوقت تو وہ جھولہ پر سے کود کود کر اُنکی طرف دوڑین اُنھون
نے پھر لوح دیکھا اُسمین نکلا کہ اسی بات کا انتظار تھا کہ یہ عورتین جھولے پر سے اُتر پڑین اب تو اِنکو لوح
دکھا دے کہ یہ جلکر رہجائین شہزادہ نے اُنھین لوح کو دکھا دیا وہ سب دھڑ دھڑ جلکر خاک ہوگئین شہزادہ
پھر آگے بڑھا اور دیکھا کہ ایک گنبد بنا ہوا ہی وہ گنبد یاقوت احمر کا تھا اور ایک پتلی جواہر کی نہایت زر
زیور سے آراستہ گنبد کے اوپر کھڑی ہی اور سامنے قلعہ کے چار جام جواہر نگار نہایت تکلف سے رکھے ہین
اُن جامون پر جانور جواہر کے بنے ہوے بیٹھے ہین تاثیر یہ ہی کہ جو کوئی سامنے اُس پتلی کے جائے تو وہ
جلکر رہجائے شہزادہ نے لوح کو دیکھا اُسمین نکلا کہ اِس اسم کو پڑھکر تیر سے اس پتلی کو گرا دے
اور پھر تو اندر اُس گنبد کے جا شہزادہ نے تیر سے اُس پتلی کو گرایا اور آپ اندر اُس گنبد کے آیا اور دیکھا

کہ اُس گنبد کی دیوارون پر آئینہ نصب ہین اور اُن آئینون مین تصویرین بنی ہین اور تمام دنیا کا حال اُن آئینون مین معلوم ہوتا ہی اور دیوار پر شکارگاہین تصویرین بادشاہان زمانہ کی کھنچی ہین اور ایک آئینہ مین تمام ولایتون کا نقشہ اور حال نظر آتا ہی شہزادہ نے کھڑے ہوکر اُس آئینہ مین سیر ہفت ملک کی کرنا شروع کی آئینہ کیا تھا کہ جام جہان نما تھا اور بڑی دیر تک سیر دیکھا کیے پھر اپنی معشوقہ ملکہ ماہ دُر در گوش کو دیکھا کہ ایک پلنگڑی پر پڑی تیرے عشق مین زار زار روتی ہی نہایت پریشان حال ہی سیماب وار بیقرار ہی کبھی اُٹھتی ہی کبھی بیٹھتی ہی اور کبھی یہ کہتی ہی کہ قطعہ

کوئی ہمارے تغافل شعار سے کہدے	اشعار	کہ آپ ذرہ نوازی جو مہر وار کرین
تو باوجود تقاضاے مرگ شدت نزع		ہم اور بھی نفس چند انتظار کرین

اے باد صبا سوے دلارام
دیوانے پر تیرے آفت آئی
گھر بار تمام مجھسے چھوٹا
جلد آکر یہ وقت جانکنی ہی

لیجا تو یہ غمزدون کے پیغام
آوارہ ہون تیری جستجو مین
اندوہ نے تیرے مجکو لوٹا

جس دن سے ہوئی تیری جدائی
سرگشتہ ہون تیری آرزو مین
تجھ بن مری جان پر بنی ہی

یہ دیکھکر شہزادہ زار زار برنگ ابر بہار رویا کہ یکایک ایک آواز آئی کہ اے شہزادۂ جہانگیر والا تدبیر السلام علیکم اُسنے جو آنسو پونچھ کر دیکھا تو ایک مرد پیر نہایت ضعیف نورانی صورت عمامہ سر پر باندھے عبا گلے مین پہنے کھڑے ہین شہزادہ نے اُنکو جواب سلام دیا اور کہا کہ اے مرد بزرگ آپ کون بزرگوار ہین اُنھون نے کہا کہ اے شہزادہ جہانگیر تم طلسم کوکب توڑتے ہو تو بہت پچتاؤگے کیونکہ کوکب دوست صاحبقران ہی اور تم بیٹے صاحبقران کے ہو تمکو چاہیے ہی کہ اب تم یہان سے پھر جاؤ اور اپنے لشکر مین جاکر قیام پذیر ہو اور مسلمان ہوجاؤ کلمہ پڑھو اور انتظار آمد صاحبقران کرو جب وہ آئین تو اُنسے لڑکر زیر ہونا اور مسلمان ہوجانا شہزادہ نے اُسی وقت کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کیا اور کہا کہ مین مسلمان تو پہلے ہی تھا لیکن اب اتنا طلسم کوکب کا مین فتح کرچکا ہون کوکب کو بادشاہت ملک کی کیا کم ہی طلسم کو اُسکے ٹوٹ ہی جانے دیجیے اُنھون نے کہا کہ تمکو اختیار ہی لیکن تم فرزند صاحبقران ضرور ہو یہ کہکر وہ مرد پیر تو غائب ہوگیے اور شہزادہ اُس گنبد عجائب نما سے باہر نکلا اور آگے چلا اور قریب ایک قصر کے پہونچا اُس قصر مین ہزار ہا روزن ہین اُن روزنون سے چہرے پریزادون کے نکلے ہوے ہین اور ایک طرف سے اسطرح کی صداے چنگ و سرود آرہی ہی کہ ایک محویت

ہوتی ہی جہانگیر اندر اُس قصر کے آیا دیکھا محفل عیش آراستہ ہی ایک بادشاہ تخت پر متمکن ہی اُسنے جہانگیر
کی تعظیم کرکے کہا آئیے مین آپ کی اطاعت دل سے کرچکا ہون جہانگیر بیٹھا نازنینان مہ جبین نے ایسا
چنگ وغیرہ بجاکے گایا کہ بے ساختہ آنکھین جہانگیر کی بند ہوگئین خواب مین اشرف الحکمت کو دیکھا کہ فرماتے ہین
ای جہانگیر یہ افتخار جادو ہی بہت جلد اسکو لوح کھینچ مار ورنہ یہ لوح وغیرہ چھین لیگا جہانگیر نے آنکھ کھولکر
لوح کھینچ ماری سب جلگئے آواز آئی کشتی مارا نام من افتخار جادو بود اس مرحلہ کو فتح کرکے جہانگیر بہ ہدایت لوح
آگے روانہ ہوا اور ایک دریا کے کنارے پہونچا دیکھا تو ایک ایک موج اُس دریا کی مثل کوہ کے اُٹھتی ہی حباب
آنکھین دکھاتا ہی دریا مثل خاطر غصہ ناک کے جوش کھاتا ہی نہ کشتی ہی نہ ڈونگی ہی نہ ملاح ہی بیڑا پار نہین کہ
تھل بیڑا نہین لگتا شہزادہ کنارے اُس دریا کے حیران واسکھڑا تھا کہ کیونکہ اُس پار جاؤن کہ یکایک
ایک مچھلی برنگ یاقوت احمر دریا سے پیدا ہوئی کہ پشت پر اُس مچھلی کے کاٹھ کھنچا تھا اور ایک
ساحرہ اُسپر سوار تھی تمام بدن اُس ساحرہ کا مثل بلور کے چمکتا تھا وہ کنارے آئی اور اُسنے آکر شہزادہ
سے کہا کہ مین آپ کی دوست ہون دشمن نہین اور اس دریا کے اندر مین رہتی ہون آپ میرے ساتھ اندر
دریا کے چلیے کہ وہان مکان بنا ہوا ہی شہزادہ نے لوح کو اُسکے کہنے سے دیکھا اُسمین نکلا کہ یہ سچ کہتی ہی تم اسکے ساتھ جاؤ
شہزادہ نے کہا کہ اچھا چلو وہ شہزادہ کو اُسی مچھلی پر بٹھا کر دریا مین لے گئی جب وہ مچھلی درمیان دریا کے پہونچی
غوطہ مار گئی اب شہزادہ کی آنکھ کھُلی تو مع اُس ساحرہ کے اپنے تئین ایک قصر مین پایا ساحرہ نے انکو مسند پر
بہ تعظیم تمام بٹھایا کشتی شراب کی حاضر کی شہزادہ نے شراب پی اب اُس ساحرہ نے بھی سمجھایا کہ ای جہانگیر تم مسلمان
بھی ہوے ہو تمھین نہ چاہیے ہی کہ طلسم کو کب توڑو اب یہان سے تم واپس جاؤ شہزادہ نے منظور کیا اور کہا اچھا تم
مجکو میرے لشکر مین پہونچاؤ تو اُس ساحرہ نے انکو کچھ کھلا پلا کے بہت کچھ خاطر کرکے انکے لشکر مین انکو پہونچا دیا تو
لشکر مین آگئے لیکن سفاک کو مار کر کوکب نے جو ایرج کو چھوڑوایا تھا تو افراسیاب جادو نے ایرج کی راہ
روکنے کے لیے چشمک فیل دندان جادو کو بھیجا یہ آیا اور اُسنے آکر سحر کیا کہ ایک دیوار راستہ مین دو رنگ کھینچ گئی
اُسوقت پیکان جادو نے کہا کہ ہم روکے گئے ہین یہ دیوار جو کھینچی ہی سحر کی ہی غرض اُس دیوار
کے پاس ٹھہرے اور وہان بران شمشیر زن نے مجلس جادو سے کہا کہ ای مجلس دیکھ تو
اب ایرج نوجوان کہان ہی اُسنے جو آنکھین بند کرکے دیکھا تو معلوم ہوا کہ زیر دیوار چشمک
جادو سب ٹھہرے ہوے ہین اُسنے بران سے اس حال کو کہا بران نے کہا کہ ای مجلس تو جا کر

اُس دیوار کو توڑ دے مجلس وہان سے روانہ ہوئی اور آکر اُسنے ایک ناریج اُسپر دیوار
پہ مارا کہ وہ دیوار دھوان ہوکر اُڑ گئی اُسنے آکر ایرج نوجوان سے ملاقات کی ایرج نے دیکھا کہ ایک لڑکی ترہ
پہنے نال بہتی ہوئی چلی آتی ہی اُسنے پوچھا کہ یہ کون ہی طاہر قدرت نے کہا کہ یہ مجلس جادو ہی ہمیشہ لڑکی
بنی رہتی ہی مجلس نے شہزادہ ایرج کو سلام کیا لیکن جیشمک نے جو یہ دیکھا کہ میری دیوار سحر کی باطل ہوگئی
یہ غصہ مین چلا اور سامنے مجلس کے آیا اور پکارا کہ او لکانہ چھوکری تو نے بڑا غضب کیا کہ میری دیوار کو باطل
کر دیا اب میرے ہاتھ سے کہان بچکر جائیگی یہ کہکر سامنے آیا اُسوقت مجلس نے اپنے سر کے بال نوچے
جیشمک بھی اپنے سر کے بال نوچنے لگا اب جو فعل کہ مجلس کرتی ہی وہی جیشمک بھی کرتا ہی اِس لڑائی کے
عرصے مین بران شمشیرزن بھی آکر پہونچی اور کھڑی ہوکر تماشا دیکھنے لگی اب جیشمک نے ایک انگوٹھی
مجلس پر کھینچ ماری مجلس نے وہ انگوٹھی مچھلی بنکر منھ مین لے لی اُسوقت آسمان پر نعرہ ہوا کہ منم
افراسیاب جادو اور افراسیاب کے ساتھ ناقوس جادو بھی ہی اور اُسکے پاس ناقوس جمشیدی
بھی ہی بس ناقوس نے ناقوس جمشیدی کو پھونکا کہ مع بران سب بیہوش ہوگئے مگر مجلس جادو
تڑپ کر زمین مین سماگئی اور وہان سے جو نکلی تو ایک سحر ایسا کیا کہ جیشمک کے دو ٹکڑے ہوے اور وہ بھی
زمین مین سماگئی لیکن یہان سب بیہوش تھے افراسیاب نے پتلون سے کہا کہ ان سب کو باندھ لو
اُسوقت مجلس تڑپ کر مچھلی بنی ہوئی زمین سے نکلی اور ٹکرا اُسنے آکر تخت افراسیاب پر ماری کہ تخت
کے کئی ٹکڑے ہوگئے ایک ٹکڑے پر افراسیاب ایک پر ناقوس جمشید اور ایک پر خود ناقوس جادو
بیٹھا تھا مجلس نے ایک گولہ سحر کا ناقوس جادو پر مارا کہ اُسکے سینہ کے پار ہوگیا افراسیاب
گھبراکر کھڑا ہوگیا اب مجلس افراسیاب سے جھک جھک کر لڑانے لگی اور دو چار سحر ایسے کیے کہ افراسیاب
بھی زخمی ہوگیا اور اِسطرح یہ لڑ رہی تھی کہ افراسیاب کا پنجہ اِسپر قابض نہ ہوتا تھا اُسوقت افراسیاب
نے نعرہ کیا کہ ارے وہ میری سمرن لاؤ کہ جو مین نے بوٹیان اپنی کاٹکر بنائی تھی اور انگشتری جمشیدی
منگائی تھی وہ سمرن لاکر افراسیاب کو ایک پریزاد نے دی بس اُس سمرن کا کہ اب یاقوت کی تھی ایک
دانہ توڑکر افراسیاب نے مجلس پر مارا کہ مجلس کے سینہ کو توڑکر پار نکل گیا بران وغیرہ اور
عمران جادو مرنے سے جیشمک کے ہوشیار ہوچکی تھین انھون نے اپنے گریبان پھاڑ ڈالے
مجلس مین رمق جان باقی تھی اُسنے بران سے کچھ وصیت کی اور دم اُسکا نکل گیا افراسیاب

تو چلا گیا یہ سب روتے ہوئے لاشہ مجلس کا لیکر مع ایرج سمت کوکب روانہ ہوئے روایت دیگر یہ ہی کہ جسوقت ناقوس مارا گیا تو اُسوقت افراسیاب بد حواس ہوا مگر روئے ہوا یہ نعرہ ہوا کہ منم فخر ظلمانی اسی کے مرنے پر مجلس جادو زندہ ہوگی مگر اب ایرج کو لیکر کوکب اور بران دعمرو کیطرف طاہرہ غیرہ روانہ ہوئے اور وہان افراسیاب بھی فوج کثیر لیکر چلا اور خود پاس فخر ظلمانی کے آیا اور کہا اُستاد کوکب نے ایرج کو بڑی دھوم سے بلایا ہی فخر نے کہا مین وہ تدبیر کرتا ہون کہ سال بھر تک کوکب زرافشانیہ پر نہ پہونچ سکے یہ کہکر فخر تو روانہ ہوا اور افراسیاب آکر پاس جہانگیر کے پہونچا کیونکہ جہانگیر طلسم توڑنے سے بیخبر آچکا ہی افراسیاب نے اُس سے کہا کہ تم اب جلد زرافشانیہ خالی کرالو اُسوقت جہانگیر کو کچھ بن نہ آیا سوائے اسکے کہ یہ اُٹھا اور کنارے دریا کے آکر دریا مین کود پڑا اور بہتا ہوا اندر قلعہ زرافشانیہ کے پہونچا کس لیے کہ یہ دریا اندر قلعے کے گیا ہی اور زرافشان جادو کو خبر ہوئی کہ جہانگیر آگیا یہ گھبرا کے اپنے مقام سے چلا اور سامنے جہانگیر کے آیا جہانگیر پر سحر کرنا شروع کیا لیکن اُسکے پاس لوح طلسمی ہی سحر نے تاثیر نہ کی اور جہانگیر نے تیغ بلاکش کھینچکر قتل کرنا شروع کیا آخر زرافشان جادو تاب نہ لایا رو بفرار رکھا اور شکست کھا کر بھاگ گیا پھر زرافشانیہ مین عمل جہانگیر اور افراسیاب کا ہوگیا ایک گنبد طاہر قدرت صاحبقران کے یہان بنا آیا ہی کہ اُسپر صاحبقران بیٹھے ہوئے یہ سب تماشا دیکھ رہے ہین مگر کوکب نے سنا کہ شہر زرافشانیہ خالی ہوگیا اُسکو بہت رنج ہوا اور وہان سے یہ چلا شہزادہ ایرج کے پاس آیا ایرج نے تسلیم و تعظیم کی اب کوکب اِنکو لیکر بڑی عزت سے اپنے طلسم کی طرف چلا ملو اُنکا بجتا ہوا طائران سحر سر پہ سایہ فگن نقیب آوازین لگاتے ہوئے بحشم و خدم چار منزل اُنھون نے راستہ طے کیا تھا کہ ایک صحرائے سبزہ زار مین آکر پہونچے ایسا وہ صحرا معقول اور فرحت ناک تھا کہ ہوا وہان کی

مسیحائی کا دم بھرتی تھی ابیات

سبزہ ایسا تھا دلفریب سبزہ | مردہ ہو جسکو دیکھکر زندہ | سوئے اُس سبزہ پر اگر بیمار
تندرستی کے ساتھ ہو بیدار | یہ ہوائے خوش اُس سے آتی تھی | روح بالیدگی سی پاتی تھی
بس نظر کرتی تھی جہاں تک کام | مخمل سبز ہی بچھا تھا تمام | غرض یہ مسافر راہ طے کرتے ہوئے

ایک مقام پر ایسے پہونچے کہ وہان گل دریاحین بہت کچھ تھے کوکب نے کہا کہ یہ صحرا تو خشک تھا اب سرسبز کیونکر ہوگیا یہ کہکر اُس صحرا کے ساکن کو طلب کیا اور اُس سے پوچھا کہ یہ صحرا تو ہمیشہ سے

خشک تھا یہ گل دریا مین کہان سے آئے اُسنے عرض کی کہ آج تیسرا دن گذرا ہی کہ ایک کالا ابر آسمان سے
پیدا ہوا اُسی پانی کی تاثیر سے یہ سب پھول طرح طرح کے پیدا ہوے ہین اور اِدھر بائین جانب ایک قصر
پیدا ہوا ہی اسکے دروازے پر ایک پریزاد مع ہزار بارہ سو کنیزون کے متمکن ہی اور سیر صحرا دیکھ رہی ہی بس
کوکب و بران و ایرج و عمرو سب اُتر پڑے حیرت مین آکر کہا دیکھین کہ ہماری عملداری مین کون آکر
بسا ہی آگے آگے کوکب اور پشت پر تمام سردار جب برابر اُس قصر کے آکر پہونچے دیکھا کہ حقیقت مین
ایک نازنین دریاے جواہر مین غرق ہزار بارہ سو نازنینان مہ جبین اُسکی پشت پر عہدہ لیے ہوے
کھڑی ہین بس جیسے ہی نگاہ کوکب کی اُس پر پڑی بیقرار ہوگیا کوکب اور اُس نازنین نے اُٹھ کر سلام
کیا کوکب قریب آیا اور پوچھا کہ تمھارا کہان سے آنا ہوا اُسنے بڑھ کر کوکب کے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا
اور کہا اندر تشریف لائیے باغ کی سیر ملاحظہ کیجیے ہم مسافر ہین آپ کی سرحد مین بسے ہین یہ کہکے کوکب
کو اندر لیگئی اندر جو آکے دیکھا ایک باغ نمونۂ جنت ہی اور درخت کلان ہین کہ اُسمین سے موتی گر رہے
ہین بس سب مع بران و ایرج دامن مین موتی بھرنے لگے مگر اُس نازنین نے سب سے کہا کہ یہ سب
موتی آپ ہی صاحبون کے واسطے ہین ذرا اندر چلیے اب ہر ایک سردار کے ساتھ ایک ایک ویسی ہی نازنین
ہوئی اور ہر ایک کو لاکر قصر مین داخل کیا اور ناچ ہونے لگا عمرو مع کوکب اُسی تماشے مین مصروف ہوے
سب سے زیادہ موتی عمرو نے چُنے تھے مگر اور ایک مکان مین یہ بھی مصروف عیش ہین جو جس مقام پر تھا
اُسکا یہ قول تھا کہ ہم کبھی اس مکان سے نہ جائینگے اور خود کوکب اُسی نازنین کو پہلو مین
لیے ہوے شراب خواری مین مصروف ہی نجوم سے یہ حال برہمن نے دریافت کیا بہت رویا
کہا فخر ظلماتی نے سحر کیا ہی اُسمین جاکر یہ سب پھنسے ہین جاکر نور افشان جادو سے
کہا اُسنے ایک نقش دیکر ایک عورت کو بزور علم روانہ کیا کہ وہ اسی مکان مین آکر پہونچی کوکب کو
بیٹھا دیکھا اور بیہوش بہت دیکھا غصہ کیا مگر کسی طرح سحر سے یہ نکل نہ سکے اور فخر بخدمت
افراسیاب آیا اور کہا بغیر سال بھر کے عمرو مع کوکب اُس مکان سے نہ نکل سکے گا اس
عرصہ مین سب کام کرلو اُسوقت نامہ لقا کا آیا افراسیاب پر غصہ تھا کہ کیون ملعون تو نے
ہمکو خوب فراموش کیا تب افراسیاب نے کہا ای فخر جاکر مسلمانون کا تو خاتمہ کردے وہان کوئی
ساحر نہین ہی مگر عیار بلاے بد ہین فخر نے کہا مین جاتے ہی خاتمہ کر دونگا ایک شب بھی نہ ٹھہرونگا عیار

عیاری کرنے پادین اور وہان صاحبقران ایک برج مین بیٹھے ہوے یہ سب تماشا دیکھ رہے
تھے کہ کوکب وغیرہ سب پھنسے ہوے ہین نہایت افسوس کر رہے ہین اور فخر ظلماتی وہان جاکر
پاس لقا کے پہونچا اور کہا ذرا باہر آکے تماشا دیکھیے مین نے سنا ہی کہ بڑے بڑے ساحر آکر مارے گئے
اور کسی سے کچھ نہو سکا مین ابھی خاتمہ کیے دیتا ہون یہ کہکر فخر نے جاکر سحر کیا تمام لشکر صاحبقران
مین آگ لگ گئی فریاد کی صدا بلند ہوئی اُسوقت صاحبقران تیغہ پکڑ کے برج کے اوپر سے کود ے
اور اسم اعظم پڑھتے ہوے آگے بڑھے دیکھا کہ تمام لشکر جل رہا ہی وقنا ربنا عذاب النار آگ ہرطرف
شعلہ آور ہی لشکر سے صدائین چلی آتی ہین کہ ہم جلے کوئی کہتا ہی ہم پھکے کوئی کہتا ہی خدا وندا بچانا
صاحبقران نے دیکھا کہ ایک ساحر کنارے لشکر کے کھڑا ہی اور سحر کر رہا ہی اسی کے سحر کی یہ آگ شعلہ زن
ہی صاحبقران اسپر جا پڑے وہ اسم اعظم سے تو آگاہ تھا نہین اُسنے چاہا کہ مین کر مین ہاتھ دیکر
صاحبقران کو اُٹھا لون امیر نے نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر ایک ہاتھ عقرب سلیمانی کا مارا کہ اُس
ساحر کے دو ٹکڑے ہوے تمامی لشکر نے اُسکے سحر سے رہائی پائی اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین
فخر ظلماتی جادو ہو جب مخر ظلماتی مارا گیا تو کوکب وغیرہ نے بھی رہائی پائی اور مجلس جادو
کہ ظاہر مین ماری گئی تھی یہ باطن فخر نے اُسکو لیجا کر قمری کی شکل بنا کر پنجرے مین بند کیا تھا بس
وہ پنجرا آپ سے آپ ٹوٹ گیا اور وہ قمری بھی مجلس کی صورت ہو گئی اور ہزارون چیزین
جو سحر کی تھین وہ ملنے لگین زوجہ اُسکی ظلمات زنار بند جو موجود تھی اُسنے دیکھا کہ شوہر کا میرے
سحر ٹٹنے لگا مجلس جادو قمری سے انسان ہو کر جو آگئی بس اُسکو یقین ہوا کہ شوہر میرا مارا گیا
اُسنے بال اپنے نوچ ڈالے اور رونے لگی اور مجلس کے اوپر جا پڑی مجلس تو ابھی قید سے چھوٹی تھی
گھبرائی ہوئی تھی اُسنے اسکو پکڑ لیا اور چاہا کہ قتل کر ڈالون اُسوقت رونے ہوا پر نعرہ ہوا کہ منم گستاخ
روشن ضمیر آئینہ دار برا اور مجلس جادو اِس زور مین آیا کہ مجلس کو پنجہ مین دابکر اُٹھالے گیا
ظلمات زنار بند نے آواز دی کہ او چھوکری تو کہان بچکر جائیگی اِسوقت تو مین اپنے شوہر کے
غم مین ہون مگر آکے دیکھ کہ جان تو باقی ہی مین تجکو قتل کرونگی یہ کہکر زار زار رونے لگی اور یہ نوحہ پڑھنے لگی بیت

	لگی رونے کیا یہ نوحہ آغاز		بدرد و قلب باغمناک آواز	
	مین صدقے تجھپہ مین قربان ہی ہی	نوحہ	مری جان میرے برارمان ہی ہی	

نہ دیکھا کوئی دنیا کا تماشا	ابھی سے تمنے کھوئی جان ہی ہی
نہ دھیان آیا تمھین زوجہ کا بھی کچھ	دکھایا یہ ہمین سامان ہی ہی
اکیلی مین رہی جور فلک سے	ہوئے تم موت کے مہمان ہی ہی
کہان آغوش زوجہ اور کہان خاک	دکھایا یہ ہمین سامان ہی ہی
بھلا کیا مین نے کی کچھ تو بتاؤ	ہوے تم ایسے کیون انجان ہی ہی
فلک کے مرگ سے رنج و قلق کے	بھلا کس کس کے لون احسان ہی ہی

یہ تو اپنے شوہر کے غم مین تھی اور وہان کوکب ایرج کو لیکر اپنے مقام پر آیا اور اسکی دعوت کی اور دو روز کے بعد جب وہ زمانہ آیا کہ آفتاب تابان نے گردون کی سیر کر کے غار مغرب مین منھ چھپایا اور ستارے بصد حسن و تزئین چرخ برین پر اپنی چمک دکھانے لگے کہ نظم

ہوئی جب رات وقت خواب آیا	شہ خاور نے اپنا منھ چھپایا	ستارے پھر نظر آئے فلک پر
گیا مغرب مین پھر خورشید خاور		

سر شام جہانگیر نے طبل جنگ بجوایا یہ خبر ہرکارون نے اگر ایرج کو پہونچائی کہ شہزادہ فلک جاہ جہانگیر نے طبل جنگ بجوایا ہی ایرج نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے ادھر بھی طبل جنگی گڑگڑایا آلات حرب و ضرب کی تیاری مین ہر ایک بہادر مصروف ہوا سنان نیزہ کی زبان زبان درازی کرنے لگی تیر نخچیر کرنے پر آمادہ ہوے سپاہیون نے پیمانۂ شراب حرب نوش کیا دلون مین لڑنے کا جوش ہوا عمود و کلہ زنی کرنے لگے تلوارین صیقل ہوئی تھین کمانین جو خانہ کر لی تھین انکو سینک کر درست کیا لڑنے پر ارادہ چست کیا چار پہر ہی تلاش و ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ غلاف شرق سے تیغ تیز خورشید کو نکالکر ترک دہر نے قبضہ مین کیا اور رات مثل گریزان رو بفرار لائی کہ ابیات

سحر کہ کانپتا خورشید نکلا	کہ دیکھا چاہیے ہوتا ہی اب کیا	چلے لڑنے کو سب مردان جنگی
بڑھی میدان کو ایرج کی سواری		

صبح کو ایرج نوجوان مسلح و مکمل ہو کر بعد ادائے فریضۂ نماز سحر دعائے فتح و ظفر مانگ کر مرکب بادپا پر سوار ہوا ہمراہ لشکر بے شمار ہوا وہ پلٹنون اور رسالون کا چلنا طبل و بوق کا بجنا دل گردون دہلاتا تھا ہر ایک سوار پر چھتر چھا گلولی پر مرکب کے رکھے جاتا تھا فانوسین روشن فوج و لشکر پر جو بین منقبت خوانی نقیب کرتے تر و کیسہ کرکے کہتے صبح صادق کا وقت اسلحہ کی چھنا چاق

بلند مسلح و مکمل ہر ایک ارجمند بڑے غطم و شان سے یہ لشکر کینہ خواہ وارد دشت مصاف ہوا آئے دونون نوجون کے گرد ہوا کرۂ خاک آئینۂ سپہر مکدر طائر آشیان گم کردہ پھرنے لگے روئے آفتاب گندلا ہوگیا غرض بیلدارون نے نکلکر پست و بلند زمین کو ہموار کیا نقیبون نے نکلکر نقابت کی علمون کو جلوہ ملا صفوف لشکر میمنہ و میسرہ ساقہ و جناح وغیرہ آراستہ ہوئین جب نقیبون نے مذمت دنیائے فانی زبان پر جاری کی صفون پر مثال صف مژگان کے سناٹا آگیا جب نقیب نقابت کر چلے جہانگیر نے گھوڑا اٹھاکر بیچ میدان مین جاکر سلحشوری دکھاکر نعرہ کیا کہ ای ایرج آؤ میرے مقابلہ مین ایرج نے اسیوقت مرکب اٹھایا اور سامنے اُسکے آیا پہلے سلام علیک کی پھر نیزہ اُٹھاکر اٹکل کرکے سینۂ بیکینہ جہانگیر پر لگایا دونون مین لگی برابر سے نیزہ بازی ہونے کہ نظم

دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر
تو گوئی کہ بودند دو نرہ شیر
بہ نیکو نہ ہرگز نہ پیچید مار
شہان را ہمین کے بود کارزار

سنان نیزہ زبان درازیان کرنے لگی لیکن ایرج بدون تربیت یافتہ پیر قطب دوران یعنی عمرو کا ہی اور امیر کے یہان کے بندھا تاہی اسطرح گانٹھ کر گلوگاہ کو گھوڑا اڑایا کہ نیزہ ہاتھ سے جہانگیر کے ہوائی ہوا یعنی نکلگیا تو جہانگیر کی نیزہ آب خجالت مین غرق ہوا اور تلوار کو کھینچکر خبردار خبردار کرکے اُسنے ایک ہاتھ مارا ایرج نے تلوار کی باڑھ سے نگاہ ملائی جبتک کہ تیغہ دور تھا دور تھا جب سر پر پہونچا اُسنے تھپکی دی کہ تیغہ پٹ پڑا اُسنے بندوست پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مارا کہ تیغہ چھین لون جہانگیر نے گریبان مین ہاتھ ڈالدیا زور کشمکش کے ہوئے کہ مرکب گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے اُسوقت تو شاطر چلائے کہ ای بہادران اگر کشتی لڑنا ہی ہو تو اتر کر نصیب آزمائی کرو یہ دونون دامن گردان کر زمین پر کود پڑے اور زرہ اور سب باناے جنگ اپنے اتار کر لنگوٹ کسکر کشتی لڑنے لگے پھر تو نہ اِن ر اظفر نہ اور نہ خطر نہ اور نہ خطر نہ اِن ا ظفر دو مین یہ دہن اور مشت بہ مشت کشتی ہونے لگی کبھی یہ ریل لے گیا کبھی وہ ریل لیگیا کبھی یہ بغلی دبا کبھی اُسنے نواز بند باندھا کیلی کی دکھنی گرہ لگائی رود بھری کوڑا باندھا آنٹی ماری اسیطرح پانچوین دن ایرج کا کولا اتر گیا امیر گنبد طلاہر قدرت پر بیٹھے ہوئے یہ تماشا دیکھ رہے تھے کولا اُتر جانے سے ایرج کے رنجیدہ ہوے اور جہانگیر نے ایرج کو چھوڑدیا کہ اب اچھے ہونا تو پھر لڑنا غرض یہ لشکر پانچ روز سے بے خورد خواب تھا اپنے اپنے مقام پر اگر آسودہ ہوا اگر کوکب نے فرا ستکی

رات امیر کو بلوایا اور طاہر قدرت نے جا کر کہا کہ یا امیر اب آپ تشریف لیچلیے ایرج کا تو کوا اڑ گیا امیر یہان آئے اور جب وہ زمانہ آیا کہ اندھیرا عالم مین چھایا شاہ خاور نے پردۂ شب مین منہ چھپایا کہ ابیات

شہ خاور نے دربار اپنا برخاست
کیا اور آئی جب عالم مین پھر رات
ستارہ رات کے طالع کا چمکا
ہر شب طبل جنگی پھر بجایا
یعنی اول شب حکم دیا جہانگیر نے کہ طبل جنگ پر چوب پڑی امیر تو

الیلے ہی تھے مگر جہانگیر کے لشکر مین تیاری رہی ساحر سحر کرتے رہے ہوم ہوا کیا بنگالیون نے دریا کے کنارے بیٹھکر پھر دھہ بجایا تلوا کھیرون نار سنگھ کو بلایا نقیب چلایا کیے بہادرون کو جگایا کیے ترغیب جنگ دلایا کیے ہتھیار صاف ہوتے رہے نامرد روتے رہے چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا جب وہ زمانہ آیا کہ شہسوار یعنی آفتاب عالمتاب لرزان و ترسان نیزۂ خطوط شعاع کو ہاتھ مین لیکر بارگاہ مشرق سے برآمد ہوا کر توسن فلک پر سوار ہوا کہ ابیات

چلے اٹھکے لڑنے کو پھر جنگجو
کہ شمشیر براّن خورشید کو
میان سے لیا ترک گردون نے
سیہ گھر کے آئی وہان چار سو
صبحدم لشکر امیر با توقیر کے ہمراہ

کو کب نے کر دیا اور آپ بعد کرو فر میدان مین آئے دلاورون نے پرے جمائے جب صفین آراستہ ہو چکین میدان پاک و صاف ہوا جہانگیر گھوڑا اڑا کر میدان مین آیا اور پکارا کہ یا امیر آئیے میرے مقابلہ کو امیر بھی اشقر اڑا کر اسکے سامنے آئے تمام لشکر پاپیادہ ہوا علمون کو جلوہ ملا طبل و نقارے بجے امیر سب لشکر کو تسلی و دلاسا دیکر اور ٹھہر اکر سامنے جہانگیر کے آئے جہانگیر نے سلام کیا امیر نے بھی جواب علیک السلام دیا پھر جہانگیر نے کہا یا امیر آئیے ہم آپ کشتی لڑکر نصیب آزمائی کرین تلوار کا کام کاٹ ڈالنا ہی امیر نے کہا بسم اللہ یہ کہکر اشقر پر سے کودے اور دونون لنگوٹ باندھکر لڑنے لگے اب امیر نے اسکے زورون کو ریلون کو روکنا شروع کیا پیچ اور توڑ جوڑ و بند کا سلسلہ کس حسن و خوبی سے بندھا کبھی سر سے سر ملاکر ٹکر مارتے تھے کہ اگر تابہ آہنی مقابل مین ہوتا تو توتیا اور سرمہ ہو جاتا اسطرح ساتوین دن امیر اسکو ریل کر لیچلے اور ایک مقام پر لاکر جھٹکا دیا کہ دونون گھٹنے آشنا زمین ہوے امیر نے فرمایا کہ اب مین نعرہ کرتا ہون ہوشیار ہو جانا اور یہ نہ کہنا کہ مجکو چیخ کر آپ نے اٹھا لیا جہانگیر نے کہا کہ صحرا فراخ ہی جہان تک چاہیے چیخیے ادھر عمرو نے کہا ایہا الناس امیر نعرہ کرتے مین روئی اپنے اپنے کانون مین دے لو یہ ایسا نعرہ کرینگے کہ حاملہ عورتون کے حمل گر جائینگے سوار بڑے بڑے گھوڑے ہٹا کر دور لیگئے اور سب نے کانون مین روئی دے لی اب امیر نے نعرہ اللہ اکبر کر کے کہ بیت

چنان نعرہ زد دلیر منزل مصاف ؛ کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف ؛ جہانگیر کو سر سے بلند کیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا پیر مشکین باندھا شادان و فرحان پھرے اور بارگاہ مین لائے یہان گستاخ راہ مین مجلس کو ہوشیار کیا اور کہا کہ تم چلو مین آتا ہون مجلس تو روانہ ہوئی اور امیر بفرست باد دل بیتاب غصہ مین آپڑا لیکن آپ مالک اسم اعظم ہین انکا کچھ نکر سکا بران و کوکب وغیرہ لڑنے لگے امیر نے مقابل افراسیاب آکر اسم اعظم پڑھا کہ یہ گھبرا کے بھاگا اُسوقت مجلس بھی آگے پہونچی اور افراسیاب بھاگا جاتا تھا یہ اُس سے لڑنے لگی اُسوقت زوجۂ فغفور ظلمانی کا نعرہ ہوا کہ یہ دختر تاریک صورت کش کی ہی اور طرف سے کوکب کے برہمن رو ٹین تن بھی آیا اور ظلمات زنار بند اسطرح آئی کہ سب نے دیکھا کہ ایک بنگلہ فولادی اُڑتا ہوا چلا آتا ہی برہمن نے ایک تیر نیچ اُسکو مار دیا کہ سینہ کو اُسکے توڑ کے پار گذر گیا سینہ سے اُسکے دھوان پیدا ہوا برہمن نے کہا کہ یارو بڑا غضب ہوا اب اِس ہو مین سے کوئی نہ بچیگا وہ دھوان تمام لشکر مین پھیلا ہوا آئینہ اُسکا کیا تھا گویا چاہ بابل تھا اب نعرہ ہوا کہ منم ظلمات زنار بند کیون ای برہمن رو ٹین تن اب کیونکر بچیگا یہ کہکر اُسنے سحر کو زور دیا اور لشکر مین کوکب کے گھس آئی دھوان سینہ سے نکلگیا تمام لشکر مین اندھیرا چھا گیا اور ظلمات نے اُسی اندھیرے مین سرداران کوکب کو قتل کرنا شروع کیا اِن سب کی آنکھون مین تو اندھیرا چھایا ہی اور وہ ہر گھڑی گرتی ہی اور ایک ایک کو اُٹھا لیے جاتی ہی اور قتل کر ڈالتی ہی اب کوکب و برہمن سب دفع سحر کر رہے ہین آفتاب چمکتا ہی مگر کچھ نہین ہو سکتا اسی ہنگامہ مین پیکان و بادبان اور کئی بڑے بڑے سردار کوکب کے مارے گئے اُسوقت آسمان سے نعرہ ہوا کہ منم گستاخ برادر مجلس آئینہ جمشیدی ہاتھ مین لیے ہوئے آتے ہی جو اُس تاریکی پر آئینہ کو چمکایا وہ اندھیرا دفع ہونے لگا ظلمات نے جو یہ معرکہ دیکھا تڑپ کر گستاخ پر آپڑی گستاخ نے وہی آئینہ سامنے اُسکے کر دیا کہ اُسکی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا بس گستاخ نے نیمچہ مارا کہ ظلمات کے دو ٹکڑے ہوئے یہ معرکہ افراسیاب نے جو دیکھا کہ ظلمات کو گستاخ نے قتل کیا یہ غیظ و غضب مین گستاخ پہ پہونچا گستاخ نے آئینہ دکھلا دیا کہ افراسیاب کو حیرت ہوئی مگر کچھ اشارہ کیا کہ آئینہ پر غبار چھا گیا اور بیچ مین دو ٹکڑے ہو گئے اُدھر آئینہ سیاہ ہوا بس افراسیاب کے گلے مین وہ ہمرن ہی کہ جو نیلا مین واسطے حصول انگشتری جمشیدی کے بنائی تھی اُسمین سے دانہ نکالکر مارا کہ گستاخ کے سینہ کے پار ہو گیا مجلس تڑپ کر چلی تھی کہ ایک آندھی اُٹھی تمام زمانہ مین تاریکی ہو گئی

بعد لمحہ کے دیکھا کہ لشکر افراسیاب نہین ہے ایک پرچہ کاغذ کا پڑا ہے طرف سے آفاق چہار دست کے لکھا ہے
کہ اے کوکب منم آفات لے گئی سب کو اُٹھا کر ابھی مناسب نہ تھا جسدان غصہ مین آ گئی اور مقابلہ کرونگی
ایک دن مین اے کوکب تیری سلطنت کو تباہ کر دونگی یہ پرچہ کوکب نے پڑھا اور ہنسکر چپ ہو رہا اور
صاحبقران نے بھائی کو خورشید تاج بخش کے کہ لشکر جہانگیر مین تھا بلایا اور اُس سے پوچھا
کہ مفصل بتا جہانگیر کسکا لڑکا ہے اُسنے آشکار کیا کہ ملک خورشید تاج بخش کا لڑکا ہے غرض بعد تکرار
بسیار اُسنے کہا کہ یہ لڑکا آپ کا ہے اور چابک تیز رفتار بیٹا عمرو بن اُمیہ کا ہے یا صاحبقران ملک
مروارید تاج بخش جو کسوسن قلزم پرست کے مقام پر آپ کو اپنے گھر لیگیا تھا مع عمرو بن امیہ
ضمری کے وہان ملکہ شمس پری اور اُسکی وزیرزادی دردانہ پری اِن دونون سے ایک کو آپ
اور ایک کو عمرو اپنے عقد مین لائے اور اُنسے یہ دونون لڑکے پیدا ہوے اور وہ دونون شہزادی اور
وزیرزادی حاملہ ہوئین ایک وزیر پردۂ دنیا پر صحراے خاص مین آئین اور وہان انکو دردزہ ہوا
اور یہ لڑکے پیدا ہوے اُسجگہ ملک خورشید تاج بخش بھی آیا اور دونون لڑکون کو دیکھ
ایسے معلوم ہوے پس فوراً ایک شیر ببر کی صورت بنا اور ڈپٹ کر اُن دونون عورتون پر دوڑا
وہ دونون عورتین فرط خوف سے لڑکون کو چھوڑ کر بھاگین یہ اُنکو اُٹھا لایا اور پرورش کیا یہ
بیٹا آپ کا ہے اور چابک بیٹا عمرو کا ہے پس یہ سُنکے صاحبقران نے جہانگیر کو گلے سے لگایا
اور عمرو نے چابک کو گلے سے لگایا کوکب کو لوح اور تیغہ بلاکش دے دیا اور صاحبقران
جہانگیر کو اپنے ساتھ لیکر سمت کوہ عقیق روانہ ہوے لیکن حمران جادو نورالدہر کو گرفتار کر کے
لے گئی تھی وہ راستہ مین ملی اُسکو صاحبقران نے قتل کیا کیونکہ وہ طالب وصل نورالدہر سے تھی
اور یہ منظور نہ کرتے تھے اور ایک روایت مین یہ ہے کہ مخمور سرخ چشم معشوقہ نورالدہر ہی یہان آ پہونچی
اور حمران سے مقابلہ کیا حمران نے اُسکو بھی پکڑ لیا اور سامان قتل کیا اسوقت امیر آ کر پہونچے
اور حمران کو قتل کر کے نورالدہر کو چھڑایا اور اپنے ساتھ لیا اور مخمور کو کہ یہ نورالدہر پر عاشق ہے
جانب عمرو بن اُمیہ ضمری روانہ کیا مخمور بطور مخفی نورالدہر سے ملاقی ہوئی اور صحبت عیش آراستہ کی
باہم لطف شراب خواری رہا کنگریون کی قینچیان بندھ گئین گلابیان شراب کی سینون پر آئین
باہم لطف بوس و کنار رہا کہ بیت ایک کا ہاتھ ایک کی بالین پ ایک کے لب سے ایک کو تسکین

غرض بعد عیش امیر نور الدہر کو لیکر اپنے لشکر کی طرف چلے اسوقت جہانگیر نے کہا کہ میری
معشوقہ ملکہ ماہ دُر در گوش کوکب کے یہان ہے اُسکو بُلا دیجیے امیر نے مقبلون سے کہا کہ
تو جا کر لے آ مخمور سرخ چشم کو اور ملکہ ماہ دُر در گوش کو مع اُسکی وزیر زادی کے اپنے ہمراہ لیکر
خدمت صاحبقران مین آئے جہانگیر کا عقد ملکہ ماہ دُر در گوش سے اور اُسکی وزیر زادی کا عقد
چابک سے کیا اب یہان مخمور لشکر مین جو آئی تھی تو شاہزادہ نور الدہر سے کئی روز تک
صحبت آرائی رہی پھر رخصت ہو کر اپنے طلسم کو گئی اُدھر خواجہ عمرو اور ملکہ بہار کوکب سے
رخصت ہو کر مہرخ کے پاس آئے یہان عمرو بن اُمیہ ضمری پر افراسیاب جادو نے
ایک ایسا سحر کیا کہ عمرو خود بخود افراسیاب کے پاس چلا گیا افراسیاب نے اُسکو ایک
گنبد فولادی سحر سے بنا کر اُسمین عمرو کو بند کر کے روے ہوا پر اُس گنبد کو اُڑا دیا یہ خبر ملکہ بران
شمشیر زن کو ہوئی وہ وہان سے بغیظ و غضب اُٹھ چلی اور آ کر اُس گنبد کے اوپر گری اور
عمرو کو پنجہ مین دابکر لے اُڑی اور ایک پہاڑ کے درے مین جا کر بیٹھی یہ تو پہاڑ کے درے مین
بیٹھی تھی لیکن افراسیاب جادو کو خبر ہوئی پھر وہان سے چلا اور آ کر سامنے بران کے پہنچا
اب بران کو اُسنے للکارا بران بھی نارنج پکڑ کر اُسکے سامنے آئی اُسمین سحر کی لڑائی ہونے لگی افراسیاب
نے نارنج مارا بران نے دستک دی وہ نارنج اُلٹا پلٹ گیا اب بران نے نارنج مارا افراسیاب
نے انگشت سے اشارہ کیا کہ وہ نارنج کٹ گیا پھر بران نے سحر کی کمند لگائی افراسیاب نے
دستک دی ایک پتلہ پیدا ہوا مقراض لیے ہوے کہ اُسنے وہ کمند سحر کی کاٹ ڈالی آخر افراسیاب
نے ایک سحر ایسا کیا کہ بران بیہوش ہو گئی عمرو نے چاہا کہ مین بھاگ جاؤن لیکن افراسیاب نے
ایسا سحر کیا کہ پاؤن اُسکے زمین نے پکڑ لیے افراسیاب نے پکڑ لیا اور سحر سے فولادی بنگلہ
بنا کر قید کیا بران شمشیر زن کو جو ہوش آیا یہ اپنے مقام سے اُڑی اور پھر آ کر اُس بنگلہ پر کہ جسمین
عمرو قید تھا گری اور بنگلہ کو توڑ کر عمرو کو پنجہ مین دابا اور پھر لیکر دامن پہاڑ مین آئی کھاتا کھاتی
اور اُس کوہ کا مالک ظالم دل دوسر جادو تھا ایک غار مین رہا کرتا تھا وہان تمام زمانہ کی
چیزین مہیا تھین لیکن اُسکو طلسم کی بگاڑنے سے مسلمانون سے بیر تھا اُسکو خبر ہوئی کہ تمہارے دامان
کوہ مین ایک جادوگرنی زبردست آئی ہے ظالم دل دوسر جادو نے نکل کر دیکھا کہ بران شمشیر زن

ایک مردے سے باتین کر رہی تھی اُسکے خیال مین آیا کہ افراسیاب سے جو لڑائی ہوئی تھی یہ بھاگ کے یہان آئی ہی اور بران شمشیر زن عمرو سے کہتی تھی کہ کوکب کے پاس چلیے وہان آرام کچھ دن کیجیے پھر سمجھ لیا جائیگا ظالم دل دو سر جادو نے سحر سے دریافت کیا کہ بران کا یہان سحر ہی یا نہین معلوم ہوا کہ اُسنے کچھ سحر نہین کیا ظالم دل کا تو وہان سحر تھا ظالم دل دو سر جادو نے اب پھر سحر پڑھ کر ماش کا دانہ مارا وہ در سے پہاڑ کے بند ہوے سلین در رون مین مل گئین بران شمشیر زن غافل بیٹھی تھی اگر خبر بران کو ہوتی ظالم دل کا کیا مقدور تھا جو قید کرتا کوہ مین اندھیرا ہو گیا عمرو نے کہا الٰہی خیر کرنا بران شمشیر زن قہقہہ مار کے ہنسی کہا کسنے تمکو قید کیا ہی از بس کہ بہت سا اندھیرا تھا بران شمشیر زن نے چوٹی سے اختر مروارید نکال کر رکھا تمام روشنی ہو گئی اختر مروارید کا یون بیان ہی کہ سابق مین چار سو برس بیشتر ایک میلہ پڑا تھا باغ جمشیدی بیچ بہمن بران شمشیر زن کے جد وابا نے نذر جمشید کو دی تھی تاج جمشید پر یہ اختر مروارید لٹکا کرتا تھا اصلی جد وابا نے جسوقت نذر دی تو یہ اختر مروارید جمشید نے دیا تھا اور ظالم دل دو سر جادو دریاے شور پر آیا دستک دی ایک پنجہ پیدا ہوا اور اُسکو اُٹھا لیگیا افراسیاب جادو بیٹھا ہی اسوقت نامہ لقا کا آیا ہی افراسیاب پڑھتا ہی لکھا ہی منم لقاے بے بقا راندۂ درگاہ باختری اے افراسیاب جادو جسطرح تو اپنے خداوند کو بھول گیا کوئی نہین اسطرح بھول جاتا خدا پرستون نے حیران کیا ہی میرا باغ لوٹ لیگئے ایسا ہی مرکب میرا لیگیا اگر تمکو منظور ہوئے تو جادوگر کوئی زبردست مقرر روانہ کرکے وہ آکر خدا پرستون کا کام تمام کرے اور اگر منظور نہین ہی تو ویسا لکھ بھیج مین ہفت کوہ پر چلا جاؤن اور پھر وہان سے گلزار سلیمانی کو جاؤن افراسیاب نے یہ نامہ پڑھ کے باغبان قدرت سے کہا کہ باغبان قدرت دیکھ کہ خدا پرستون نے کیا سر اُٹھایا ہی باغبان نے کہا کہ اب کسی زبردست ساحر کو بھیجیے اور آگے تو جو ساحر جاتا تھا چالاک بن عمرو مار ڈالتا تھا اب وہ تو یہان ہی وہان اب کون ہی جو مار ڈالیگا ای شہنشاہ سفاک روئین تن کی بیٹی بڑی زبردست اور بلاے بے درمان ہی اُسکو روانہ کرو کہ وہ جاتے ہی کام خدا پرستون کا تمام کر دیگی افراسیاب نے کہا کہ تمنے یہ بات خوب کہی یہ کہکر اُسنے ایک سحر کی دستک دی کہ یہ ظالمہ جادو آئی اور افراسیاب کو مجرا کیا افراسیاب نے کہا ای ظالمہ تم جاؤ اور کام خدا پرستون کا تمام کرو اُسنے تسلیم کی اور نذر دی اور پھر رخصت ہو کر روانہ ہوئی اور اپنے مقام پر آئی فوج بیشمار اپنے ہمراہ لی ساحر باز و بط و قرقرے و ہنس آتشین و فیل آتشین پر سوار ہوے

ملکہ ظالمہ جادو بھی ایک تخت پر سوار ہوکر اور فوج کو ہمراہ لیکے چلی اُڑنے سے اُنکے دہر کا منہ کالا ہوگیا ہوم کا دھوان بلند چرخ چنبری مین وہ دھوان پیچیدہ تھا روے ہوا پر ساحر ہر قرین ترسول ہاتھ مین لیے ہر ہر کرتے جمشید کا دم بھرتے ناریل نارنج ترنج اُچھالتے ترسول اور پنسول اُنکے چمک سے آفتاب کی چمکتے بار بار ساحر کہتے کالی کلکتہ والی تیری صدا جی کبھی بعض ساحر کہتے کہ جمشید و سامری کی سدا جی چلنے سے اس لشکر کے زمین و زمان مین ایک زلزلہ آشکار تھا روے ہوا پر مثل سیل فنا کے یہ لشکر چلا جاتا تھا کہ ابیات

چلا لشکر ساحران بے شمار — ہوا شور دنیا مین پھر آشکار
یقین تھا کہ خور بھی دھوان ہوئیگا — دھوین سے رخ دہر کالا ہوا

غرض بعد قطع منازل و طی مراحل مرحلہ پیمائی کرکے لشکر لقاے بے لقا راندۂ درگاہ آہ مین یہ پہونچی ملک بختیارک شوم کافر بیدین نے آکر اُسکا استقبال کیا اور لشکر کو اُسکے اُتروایا پھر بارگاہ مین آکر سامنے لقا کے پہونچی اور سجدہ کیا تخت خداوندی کے گرد پھری نذر دی خلعت پایا پھر دنگل زرین پر بیٹھی اور ملک بختیارک سے حال پوچھا کہو صاحبقران سے اور خداوند سے کس وجہ سے لڑائی ہی بختیارک نے کھڑے ہوکر رفیدہ آثار کے دہنک دھنک ناچنا شروع کیا اور کہا اے ملکہ خداوند کی بیٹی تو چکیدہ قدرت ملکہ گیتی افروز کو شہزادہ قاسم نبیرہ حمزۂ صاحبقران زمان نکال لیگئے خداوند کی بڑی بیٹی کو شہزادہ بدیع الزمان جو تمھارے طلسم مین قید ہین ملکہ جہان افروز کو وہ ہی خدمت مین لائے یہ کلمہ سنکر لقا نے گھر کا کہ او شیطان حرامزادے ولد الزنا نطفہ حرام ان باتون کا کیا مذکور ہی بختیارک نے کہا اچھا تمھین برا لگتا ہی نہ کہینگے ملکہ نے پوچھا تو ہمنے بیان کیا یہ کہکر اپنے مقام پر بیٹھا اور ملکہ ظالمہ جادو نے ایک دن تو آرام کیا دوسرے دن جب وہ زمانہ آیا کہ شاہ خاور نہضت فرماے ملک مغرب ہوا اور ستاحسر شب نے پنا قدم عالم مین رکھا کہ نظم

کہ عکس ماہ مثل حسن جانان — نگاہ چشم سے دست و گریبان
کواکب مجتمع تھے سب فلک پر — سیاہی دے رہی تھی لطف یکسر

سر شام ملکہ ظالمہ جادو ناکام کے حکم سے طبل جنگ پر چوٹ پڑی ساحرون مین نفیر سحر بجی ہرکارے دوان دوان خدمت امیر والا تمکین مین آئے اور زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دے کر یہ اشعار دعائیہ زبان پر لائے کہ اشعار

برسے ترا جو ابر کرامت زمین پر — پیدا بجائے دانہ گہر ہون ہر ایک بال — چوبن موم نقشان مین ہو جلے محل

گر تجھ فشاں تجھ سے آگاہ ہون جبال	شمشیر گر علم ہو تری جن و انس کا	ہیبت سے آب ہو جگر زہرہ و ہلال
ہر پُر غرور کی رگِ گردن مین غرق ہے	ہو جائے خشک خون رگِ یاقوت کے مثال	مارے اگر تو سپھر کرے آسمان لال

گاوِ زمین کے تن سے نہ لاگا ہو دو بال ایک ساحرہ ملکہ ظالمہ جادو و نام ناکام و بدانجام طلسم سے بہ امداد لقا آئی ہے اور اُسنے طبل جنگ بجا کر آفت اٹھائی ہے کل نکل کے معرکہ آرائے نبرد ہو گی آتش عناد و فساد دوبالا گرمی باقی خیر و عافیت ہے امیر نے یہ سُنکر جانب بادشاہ لشکر اسلام دیکھا بادشاہ نے فرمایا کہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے جیسا کچھ کہ نقاش ازل نے اور کاتب قسمت نے ہماری قسمت مین تحریر کیا ہے وہی پیش آنی ہے کہ

نظم

		نقوش کلک فکرت کو ہے اندیشہ سے حیرانی
بڑھ جاتا نہین ہرگز کسی سے خط پیشانی	سو نیکہ قضا باشد و روزیکہ قضا نیست	روزیکہ قضا نیست درو مرگ روا نیست

ابو الفتح اصفہانی بموجب حکم شاہنشاہ گرامی نقارخانہ سلیمانی مین آیا اور یہان نقارچیون نے نقارون کو سینک کر درست کر رکھا تھا اُسنے غاشیہ اُٹھا کر طبل سکندری پر چوب لگائی کہ ابیات

چو بر طبل اسکندر آمد دوال	زناہید مریخ کرد این سوال	جہان را مگر دور آخر رسید
سرافیل صورِ قیامت دمید	بگفتا کہ نا طبل اسکندر است	ز آوازہ او گوش گردون کر است

اب طبل جنگ بے درنگ اُس لشکر مین بجا دربار شاہنشاہ ذی وقار سویرے سے برخاست ہوا ہر ایک بہادر اور سردار اپنے اپنے مقام پر اُٹھ کر آیا تیاری آلات حرب و ضرب دونون لشکرون مین شروع ہوئی اُس طرف ساحر ڈمرو بجانے لگے کڑاہیان چڑھ گئین بنگالی ساحر کانور دیس کے رہنے والے جٹا دھاری جوگی جیپال کی ایسی صورت دریا کے کنارے آ کر تیاری کرنے لگے جوت کے دیے جلائے اگیاری کی بوتلین شراب کی اگیاری مین ڈالین بھیرون کو بھینٹ چڑھائی بچہ ہائے خوک جھٹکا ہونے لگے آوازین بین کی بلند ہوئی مرچین سلگنے لگین گوگل جلنے لگا اِس طرح منتر پڑھتے تھے کہ منتر پل بیر دوڑ کالا کلوا کالی رات بھیرون ہنسے کالی آئے جیپال جوگی نے بوئی باڑی ایک پھول ہنسے ایک پھول مین بیر تھا چل بیر کلیجہ بیری کا کھا میرے ہاتھ سے جو بھینٹ پائے دشمن کا کلیجا کھائے پڑھو منتر دیوالی مین سیر پا چ ساحرونمین تو یہ تیاری تھی اور اس طرف بہادران عرصۂ شجاعت و تیغ بازان معرکۂ جلاوت ہتھیارون کو صاف کر رہے تھے قصد مصاف کر رہے تھے نیزے ایک پانون سے استادہ تھے اس نیستان مین یہ شیران بیشۂ شجاعت ڈکارتے تھے نعرے مارتے تھے ایک طرف کمانین چلا چلا

کے دشمنوں کو کوستی تحسین اور دوستوں کو زہ اور تحسین کرتی تھیں زبان شمشیر اپنی تیزی دکھاتی تھی
تیر و سنان و نیزہ و خنجر پر آبداری رکھی جاتی تھی غرض چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ
نہیب شمشیر بہادران سے رات بھی کٹ گئی کہ **ابیات**

سحر نے جلوۂ مہمان دکھایا
زمین نے نور کا سامان پایا
اٹھے اٹھنے کو سب بستر سے سردار
سپاہ و فوج لشکر سب تھے تیار

صبح دم لشکر خیل خیل فیل فیل تشون تشون دستہ دستہ برق برق سنجق سنجق میدان کارزار کو روانہ ہوگئے
اور تمام سردار مسجد کبریائی میں پاس امیر والاتدبیر کے آئے صاحبقران درود وظائف سے فراغت
حاصل کر کے درگاہ خدا میں دعا کر رہے تھے کہ ابو الفتح اصفہانی نے پشت پر آکر آمین کہی امیر نے
اُس سے پوچھا کہ لشکر کا کیا حال ہے اُسنے کہا کہ یا امیر لشکر میدان مصاف میں پہونچ گیا کہ **شعر**
رسید مد این چند لشکر بمیدان ٭ ہمہ رزم جویان ہمہ کینہ خواہان ٭ امیدوار قدوم میمنت لزوم
حمزۂ صاحبقران باقبال ہیں امیر نے صندوق اسلحہ طلب کر کے موزے رانگے چار آئینہ سے
جسم انور آراستہ کیا خود ہود علیہ السلام سر پر رکھا زرہ داؤد علیہ السلام کی زیب تن فرمائی تیغہ سحر سب
دل ہاتھ میں لیا تیغہ صمصام و قمقام کو داب میں حمائل کیا کمان حضرت صالح علیہ السلام کی دوش پر
لگائی ترکش تیر و نکا مثل دم طاؤس کے چتر تھا پھر باہر برآمد ہوئے دیوزادہ بن قندس اشقر
دیوزاد کو گل سار پر لگائے کھڑا تھا کہ امیر نے آکر انگشت شہادت سے یا علی کر دن مرکب پر
لکھکر خانۂ زین کو مثل آفتاب کے منور اور روشن فرمایا صدائے بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند ہوئی
نقاروں پر چوب پڑی علموں کو جلوہ ملا سرداروں نے مجرا کیا پھر بڑے حشم و خدم سے
جلوخانۂ شہنشاہی میں صاحبقران مع سرداران آئے اور انتظار آمد شاہ میں اُس مقام پر بیٹھے
کہ یکایک سرخ پردہ پیش محل کی ڈیوڑھی کا چرخی پر کھنچا صدائے بسم اللہ بلند ہوئی بادشاہ
جمجاہ تخت پر سوار برآمد ہوئے کہاریاں پیاری پیاریاں تمغہ اور معرکہ لگے گلوں میں اور سر پر
لگی ہوئی مچھلیاں کہ **ابیات**

ایسی بےچین اور ایسی گرما گرم
ایک ایک اُن میں شوخ دیدہ تھی
برق سیماب کو بھی آئے شرم
پردۂ ناموس کا دریدہ تھی

کہاروں نے تخت شہنشاہی کو
بدلوایا زنانہ سامان سب پھر گیا طفلان ماہ طلعت عود و عنبر کے لوٹے لیے ہوئے عود بر کی
اُسپر جھونکتے نکلے امیر نے مجراگاہ پر جاکر بادشاہ کو مجرا کیا اور سب سرداروں نے بھی بہر تسلیم

گردن جھکائی بادشاہ نے ہاتھ سینہ پر رکھا کہ جگہ تمہاری ہمارے دلمین ہے اب سب تخت شہنشاہی کو قلب لشکر مین رکھکر جانب میدان معصاف روانہ ہوے خاص بردار علم بردار چتر بردار جلوس سامان بادبہاری آگے آگے روانہ ہوا ڈنکے پر چوب پڑی دمامے شتری اور فیلی بجنے لگے ہرطرف سے آواز نصر من اللہ وفتح قریب کی بلند ہوئی صبح کا وقت نسیم سحری کا چلنا گھوڑون کا ہنہنا شمعونکا جھلملانا نقیبونکا خوش آوازی سے منقبت خوانی کرنا عجب لطف دکھاتا تھا کہ ابیات

برآمد ہوا لشکر بے شمار	مسلح مکمل تھے مردان کار	وہ آلات جنگی کی تن پر سجھین
وہ جتون مین اک ایک کی بانکپن	یہ شادی کہ مرنے پہ تیار تھے	عروس ظفر کے طلبگار تھے
لڑائی کی آفات جھیلے ہوے	بہادر تھے جانون پہ کھیلے ہوے	اسیطرح وار و دشت صاف ہوئے
ادھر لشکر کافر پر دغل	نمایان ہوا ناگہان دل کا دل	نشان روسیاہی کے کالے علم
نہ تھے وہ علم بلکہ تھے نخل غم	دماغون مین نخوت خوشامد طلب	جبین پر شکن قہر کے بے ادب
ستمگار و بے مہر و پر مکر و زور	ستم پیشہ و بدیقین بے شعور	مسبب کہے ایک ایسا سبب
جہنم کے کندے ہون یہ سب کے سب		

آنے سے دونون لشکرون کے کرۂ ہوا کرۂ خاک تمارے آفتاب چھپ گیا تھا آئینۂ سپہر گرد و غبار سے مکدر تھا کہ بیت ز سم ستوران دران پہن دشت زمین شش شد و آسمان گشت ہشت ✦ بیلیہ کار نکل پڑے میدان کی جھاڑی اور جھنڈی کاٹکر زمین کے نشیب و فراز کو ہموار کیا پھر صفین لشکر کی آراستہ ہوئین نقیبون نے نکل کر مذمت دنیاے فانی زبان پر جاری کی اور پکارے کہ ابیات

بھول مت دیکھ دیکھ آرائش	ہان ذرا کر نظر بدیدۂ غور	دیکھ دنیاے بے ثبات کا طور
کہین ماتم ہے نوحہ خوانی ہے	نہین دنیا مقام آسائش	کوئی بزم طرب کا بانی ہے
	کہین چوتھی ہے اور چالا ہے	کہین انفعال حق تعالی ہے

کاسۂ چینی پر اے منعم نہ کر اتنا غرور	بیت	ہمنے دیکھا ٹھوکرین کھاتے سر فغفور کو
بیاہ لے جا عروس موت کو	شعر	دو طلاق اس زندگی کی سوت کو

بلکہ اے بہادران میدان شجاعت دیکھو نہ رستم ہے نہ اسفندیار ہے ابیات

نام رستم کا مٹادو آج ہے وہ معرکہ	کھاؤ پھل تلوار کا اور پھول سونگھو ڈھال کا	رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا
مردونکا آسمان کے تلے نام رہ گیا		

یہ صدا دیکے نقیب کنارے ہوے صفین میمنہ و میسرہ قلب

وجناح ساقہ و کمینگاہ جو آراستہ ہوئین تھین اُنپر مثل صف مژگان سناٹا ہو گیا اور نقیب یہ کہلے کنارے ہوے اُسوقت ظالمہ جادو اپنے تخت کو بڑھا کر سامنے لقا کے آئی سجدہ کیا اور ہاتھ باندھکر پکاری کہ یا خداوند اجازت میدان دیجیے لقا نے کہا کہ ای بندی قدرت زود بردہ کار مسلمانان را تمام کن تجھے اپنے یدقدرت کے سپرد کیا ظالمہ یہ اجازت پاکر مرکب اپنا اُڑا کر بیچ میدان مین آئی اور پکاری کہ ای فرقۂ خدا پرستان و ای زبردستان تم مین سے جسے تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلہ مین آئے شعر گران ہر گرا بار سر بر تن ست * حکیم علاجش بدست منست یہ نعرہ سُنکے امیر والا تدبیر سمجھے کہ یہ ساحرہ ہی جو کوئی جوان اسکے مقابلہ مین جائیگا جان اپنی گنوائیگا اس سے یہ بہتر ہی کہ مین خود جاؤن اور اسکو جہنم مین پہونچاؤن بس یہ سمجھکر اشقر دیوزاد کو پھیر کر قدرت والانہمت بادشاہ فیجاہ مین آکر اشقر سے کود ے اور دست بستہ عرض کیا کہ ای بادشاہ فیجاہ اجازت میدان دیجیے بادشاہ نے فرمایا کہ یا امیر صاحبقران آپنے کیون تکلیف کی کیا کوئی اور نہ تھا جو آپ نکلے امیر نے فرمایا کہ خیر کیا مضائقہ ہی بادشاہ نے فرمایا سپرد خدا کیا اور خلعت منگوا کر دیا و ملامے شتری اور فیلی نوازش مین آئے سردار سب پا پیادہ ہوے امیر نے تنگ مرکب کو موافق مرضی کے لیا تا کہ عرصہ حریف پر تنگ کرے پھر سوار ہو کر سردارون کی پشت پر آستین مرحمت جھاڑی دست شفقت پشت پر رکھا اور سردارون کو بہل و آسانی رخصت کیا اور آپ جانب میدان رخ کیا اشقر طرارے بھرتا کلائیان شیر کی مارتا دم سے چنور راکب کے سر پر کرتا ہوا چلا نظم

دہ چہ مرکب کہ برق یا بادی طرفہ دیوانہ یا پریزادی
نرمے گوش و نرمے کاکل سنبل و بید و دستۂ سنبل

جب سامنے اس ساحرہ کے امیر جا کر پہونچے اُسنے انکے سینۂ بیکینہ پر ایک ناریل مارا لیکن بسبب اسم اعظم کے اُسنے اثر نہ کیا اُسوقت اُسنے سحر پڑھ کر دستک دی ایک سوار گوشہ صحرا سے مسلح و مکمل پیدا ہو کر سامنے صاحبقران کے آیا اور سینۂ بےکینہ پر صاحبقران کے نیزہ اُسنے لگایا امیر نے نیزہ کو نیزہ کی سنان پر گانٹھا لگی برابر سے نیزہ بازی ہونے امیر نے اسم اعظم جو پڑھا سوار آٹے کا پتلا ہو کر گر پڑا امیر بے اختیار ہنس پڑے اُس ساحرہ نے کہا کہ یا امیر بڑا غضب کیا تمنے کہ میرے سوار کو باطل کر دیا اور وہ ساحرہ سمجھی کہ حمزہ مالک باطل سحر ہی اس سے کچھ

بس نہ چلے گا لیکن ایک مرتبہ ایسا اُسنے سحر پڑھا کہ ایک دریائے آتش جوش مار کر لشکر صاحبقران
مین آیا امیر نے اسم اعظم پکار کر پڑھا کہ وہ دریا بھی باطل ہوگیا اُسوقت وہ ساحرہ سخت ناچار ہوئی
اور طبل بازگشت بجوا کر پھر گئی لشکر پڑاو پر آکر اُترا اور ساحرہ نے قصد کیا کہ اسم اعظم امیر کا بند
کرون اس فکر مین اپنے خیمہ مین آکر بیٹھی تھی لیکن ابو الفتح اصفہانی ایک ساحرہ کی ایسی صورت بنا
نامہ ہاتھ مین لیکر جیسے مہر افراسیاب کی تھی ساحرہ کے خیمہ مین آیا وہ اسیلی
اپنے خیمہ مین تنہا کے ایک تھالی سامنے رکھی ہوئی تھی اُسمین سامان پوجا کرنے کا دھوپ اور
دیپ چندن رکھا ہوا اٹھی تھی کہ ابو الفتح نے اُسکو جاکر سلام کیا اور کہا مین افراسیاب
پاس سے آیا ہون یہ کہکر وہ نامہ اُسکو دیا لفافہ پر اُسنے مہر افراسیاب کی دیکھی کھڑی ہوکر نامہ
کی تعظیم کی پھر اُسکے لفافہ کو چاک کیا اور خط کا کونہ پکڑکے اندر سے اُسکو کھینچا لفافہ مین اُسکے
بیہوشی بھری تھی اُسنے اُسکو جو کھینچا بقعہ بیہوشی کا اُسکے اندر سے اُڑا کہ وہ بیہوشی اُسکی ناک
مین گئی کہ وہ چھینک مار کر بیہوش ہوئی ابو الفتح نے جلد خنجر کھینچکر گردن اُسکی کاٹ ڈالی
شور دار و گیر بلند ہوا آواز آئی کشتی مارا نام من ظالمہ جادو بود گل تین سو برس کی عمر تھی مگر
باغ جوانی سے کوئی پھول عیش کا مین نے نہ چنا تھا ابو الفتح کود پھاند کر وہان سے بھاگ گیا
اور ملازم اُس ساحرہ کے جو باہر خیمہ کے تھے وہ یہ آوازین سنکر دوڑے اندر آکر جو دیکھا تو ظالمہ
جادو کو مرا ہوا پایا روتے پیٹتے سامنے لقا کے گئے اور حال کہا کسی نے ہماری ملکہ کو مار ڈالا لقا
کو بھی بہت رنج ہوا اور اُس گبر نے کہا کہ مین روز نوروز اسکو زندہ کرونگا وہ ساحر ناچار
خاموش ہو رہے بلکہ نالان و گریان لاش اُس ساحرہ کی اُٹھاکر جانب طلسم گئے اور امیر کے
یہان نقارے خوشی کے بجے ابو الفتح کو خلعت ملا لیکن شمہ حال خجستہ مقال برانِ شیرزن
سنیے یہ جو مقابلہ افراسیاب سے نکل گئی تھی تو اپنے قلعہ ہفت رنگ مین جاکر پہونچی اور
اپنے پدر باتوقیر کوکب روشنضمیر سے جانب کوہ رخشان جانے کی اجازت اُسنے حاصل کی
اور کمر ہمت مضبوط باندھکر اُسی طرف کو چلی اب یہ مسافر صحرائے بلا قدم اُٹھائے ہوے
چلی جاتی تھی اور از بسکہ پروردۂ مہد ناز و نعم تھی اسوجہ سے پسینے پسینے ہوئی جاتی تھی اور ہانپتی تھی
اور بسبب اسکے کہ کوہ رخشان کے اوپر جانا اُسکو منظور تھا اس وجہ سے سحر نہ کرتی تھی کہ ایسے

مقام پر سحر کرنے سے ایسا نہو کہ کوئی آفت آسئے غرض ایک بیابان تیرہ و تار آتشناک مین اُسکا گذر ہوا کہ جنگل دھوب سے تپ رہا تھا دشت کرۂ آہنگران تھا کٹ بھوڑے کی آواز صحرا کا سناٹا ہر بگولہ دیو آتشین نظر آتا تھا ریت کے ٹیلے اور ٹیکرے لگے بالو کے دریا بہتے جب ہوا چلتی خاک اُڑ کر ادھر سے اُدھر ہو جاتی مچھلیان پانی مین جوش کھاتین یہ دینا بھی سراب گاہ ہی دھوکے کی جگہ ہی اسی طرح اُس جنگل مین سرابگاہ تھی یہ نقشہ اُس صحرا کا تھا ابیات

ہر ذرہ تھا آفتاب محشر | گرمی سے ہر ایک لون کا جھونکا
دھرتی تھی ہوا قدم نہ وان پر | اک شعلۂ آتشِ سقر تھا

ہوائے گرم کی عنایت کا جھونکا جھونک جھونکے زبان خار بحث کرنے پر تیار حلق مین پیاس سے کانٹے پڑے جاتے تھے ذرتے اُڑ اُڑ کر بدن پر پڑتے تو جسم کو جلاتے تھے مسافر وہم و خیال بھی وہان جاتے ہوئے ڈرتا تھا جابجا درخت لنڈ منڈ فصل خزان سے لو کی لیتے پتے کھڑکھڑاتے ملکہ بران شمشیر زن حیران و پریشان مُرمُر کے بدقت تمام قدم اُٹھاتی تھی پسینہ مین نہائی ہوئی چلی جاتی تھی کہ یکایک اژدر دہان منہ کھولے ہوے سامنے سے نمایان ہوا بران شمشیر زن نے چاہا کہ مین راہ کترا کے بزور سحر پرواز کر جاؤن لیکن اُس اژدہے کا رعب غالب ہوا کہ سحر یاد نہ آیا اور اُس اژدہے نے دو تین قلاب آتشین چھوڑے اور دم کھینچ کر اُسکو نگل گیا یہ اُس اژدر کے پیٹ مین کہ خدا کی مار اُس موذی پر غلطان و پیچان پیچان و غلطان جو چلی بیہوش ہو گئی اب جو آنکھ کھلی تو اپنے تئین بیچ دریا مین غوطے کھاتے دیکھا کچھ ڈھب ڈھباتنے کا ڈھب یاد تھا مالک بر و بحر کو یاد کر کے شناوری کرتی ہوئی بدقت تمام یہ ماہی قلزم خوبی و گوہر بحر محبوبی کنارے پر آئی سجدۂ شکر خدا کیا کہ بیڑا پار لگا کچھ دیر وہان ٹھہر کر اب جو آگے چلی تو اُسنے دیکھا کہ وہ دریا یکایک خشک ہو گیا اور پھر وہ مقام بھی نظر سے غائب ہو گیا یہ وہان سے متعجب و متحیر آگے کو قدم زن ہوئی اب جو دیکھا تو ایک دیو کو مقام بلند پر بیٹھا ہوا پایا کہ اُسکا یہ نقشہ تھا بیت دانت اُسکے تھے گورکن قضا کے دو نتھنے رہِ عدم کے ناکے ٭ اس پریزاد نے اُسکو جھک کر سلام کیا مگر وہ دیو اُسکو دیکھکر قہقہہ مار کر ہنسا اور کھڑا ہو گیا پھر قریب اُسکے آکر ٹانگ اِسکی پکڑ کے گھما کر جو پھینکا تو یہ بیہوش ہو گئی مگر اب جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک طرف ایک دریا اور ایک طرف باغ ہی اور مین اُسکے بیچ مین کھڑی ہون لیکن حیران تھی کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے حیرت افزا ہی اور اُس دریا کو جو دیکھا

تو یہ کیفیت تھی کہ ایک ایک موج اُسکی تا بہ کوہ جاتی تھی نہنگ و گھڑیال کنارے اُسکے مُنھ نکالے بیٹھے تھے سوسن اُسمین اُچھل رہے تھے کہ **نظم**

جسکا ہر قطرہ موج تھا نہ دھار — آب تھا یا کہ بحر تھا زخار
گذر آب جب نہ تب دیکھا — ساحل اُسکا نہ خشک لب دیکھا

بلکہ **بیت** سہمگین آبے کہ مرغابی درو ایمن نبود + کمترین موج آسیا سنگ از کنارش در ربود + اب بران شمشیر زن اُس باغ مین آئی تو اُسکو گل و سنبل سے ہرا بھرا دیکھا بلبل شیدا کی شاخ گل پہ زمزمہ سرائی تھی قمریون نے کوکو کی اور فاختہ نے حق سرہ کی دھوم مچائی مصور بہار نے تصویرین رنگا رنگ گلون کے ورق پر کھینچی تھین اور منشی بہار قدرت نے فقرۂ رنگین اور مصرع سرو کے صفحۂ گلشن پر لکھے تھے نہرین سلسبیل و تسنیم آسا جاری چمن مین وزان باد بہاری گل ہنستے غنچہ مسکراتے طائران خوش الحان بصد شیرین زبانی ترنم سرائی کرتے کٹورے گلون کے شراب تراوت سے معمور ایکطرف چشم نرگس شہلا مخمور عروس چمن پر جوبن پھولون سے بھرا ہوا گلشن مسدس

چشم رضوان مین کھٹکتی تھی وہ دلچسپ بہار — سبزۂ خط رخ غلمان تھا طوبے اشجار
چہچہے کرتے تھے ہر شاخ پہ مرغان ہزار — خضر کے دل کو بہالے گئین موج انہار
شور گل بانگ ہوا صاف صدائے قلقل — دل بلبل پہ ادھر شور نمک خندۂ گل

ملکہ بران شمشیر زن اُس باغ مین چمنستان کی گلگشت کر رہی ہی کہ یکایک تمام پھول اُس باغ کے کھلکھلا کر ہنسے اسطرح کہ جیسے کوئی معشوق قہقہہ لگائے پھر وہ سب گل ٹوٹ کر از خود زمین پر گرے اور لوٹ کر پریزادان زرین پوش غرق دریاے جواہر بنکر تیار ہوئے کہ اُنکی صورت زیبا اور طلعت جہان آرا کا یہ نقشہ تھا کہ عارض کی ضیا روکش عارض خورشید دل عاشقان کی امید چاہ غبغب مین صدہا یوسف دل ڈوبے ہوے چاہ محبت مین اُنھین کی انسان یانی بھرین جنت کے سیب سے رتبہ مین زیادہ سیب ذقن اُنکا شعلۂ طور اُنکی پیشانی جسکے دیکھنے سے حضرت موسی کو حیرانی غنچۂ باغ جنان اُنکا دہان لعل لب پر اُنکے لعل بدخشان قربان گوہر دندان کی چمک بجلی کو شرماتی تھی جب وہ ہنسین تو بجلی چمک جاے خال ہندو اُنکا رہزن دین و ایمان جسکے دیکھنے سے کافر ہون مسلمان مسدس

چھاتیان اُبھری ہوئین اور وہ جوانی کی بہار — ایسے پستان ہون ترنج شجر قامت یار
جسے بن دیکھے ہو نامحرمون کی جان نثار — کھٹے ہو جائین جسے دیکھ کے جنت کے انار

وہ شکم آئینۂ قدرت یزدانی ہی	سیمگون چھوٹی سی اک تختی نورانی ہی

بس وہ پریزادین قہقہہ مار کر ہنسین اور ملکہ بران شمشیر زن کے آکر گلے سے لپٹ گئین بران اُنکے لپٹنے سے بیہوش ہوگئی اب جو اُسکی آنکھ کھلی تو ایک دامن کوہ مین اُسنے اپنے تئین پایا اور دیکھا کہ قلۂ کوہ سے پائین کوہ تک نرگستان کواکب اور کوڑیالہ رشک لالہ کھلا ہی پہاڑ سے جھرنا جھر رہا ہی بران شمشیر زن گھاٹیان طی کر کے قلۂ کوہ پر جاکر پہونچی یہان دیکھا چشمے پانی سے لبریز ہین ڈیرے موج خیز ہین نہرین اُنکی مثل رفتار معشوق یا مثل زلف جانان لہرا رہی ہین دل کو ٹھنڈک بخشتی ہین اور لبھا رہی ہین اور ایک طرف ایک قصر عظیم الشان تعمیر ہی جو سراسر پری کی تصویر ہی گرد آوری پر اُسکے قصر چرخ تصدق ہی دیوار و در نہایت مصفّا استرکاری اُسپر کی ہوئی شکارگاہین بادشاہی اُسپر بنی ہوئین معمار عقل اُسکو دیکھکر حیران کار نہایت بلند اُسکے در و دیوار بیت زہے صفای عمارت کہ در تماشائش + نگاہ باز نہ گردد بدیدہ از دیوار + ملکہ بران شمشیر زن اندر اُس قصر کے آئی دیکھا صحن مکان مین رنگین کھمبے کھڑے ہین سوت کے رسون کا جھولا پڑا ہی پٹرہ رنگین جسمین گھنگرو لگے ہین اور دس پریزادین اُسپر بیٹھی جھولتی ہین محبت کے پینگ بڑھ رہے ہین ہر بار اُنکا یہ ارادہ ہی کہ آسمان کو چھو لین اور اُس جھولے پر بیٹھی ہوئی ملار گا رہی ہین تانین لگا رہی ہین ملکہ بران شمشیر زن کو دیکھکر سب کی سب بولین کہ آؤ آؤ ای بہن آؤ تم بھی جھولا جھولو بران شمشیر زن انکی کمسن ہی اور بھولی نادان ہی اُنکے کہنے مین آگئی اور جاکر جھولے پر بیٹھی بیٹھنا تھا جھولے پر کہ یکایک ایک آواز مہیب آئی جسکے سننے سے کلیجہ دہل گیا اور بران شمشیر زن بیہوش ہوگئی اب جو دیکھا تو اپنے تئین ایک کنوین مین پایا کہ مین غلطان و پیچان چلی جاتی ہون جب تہ پر پاؤن لگے وہان ایک دروازہ دیکھا کہ لگا ہوا ہی جب اُسکو کھولا تو ایک میدان وسیع اور صحرائے فراخ مین اپنے تئین پایا کہ جہان ہزارہا دیو بھر رہے تھے اور ایکطرف کو ایک دریائے آتشین موج مار رہا تھا گویا وہ مقام کرۂ نار یا طبقۂ جہنم تھا شعلہ سر بفلک کشیدہ ہوتا تھا بڑے بڑے انگارے دہک رہے تھے وقنا ربنا عذاب النار اُن دیوون نے پکڑ کر بران شمشیر زن کو اُس دریائے آتش مین ڈالدیا یہ پکاری کہ ارے مین چلی یہ کہتے کہتے بیہوش ہوگئی اب اپنے تئین ایک گنبد تاریک مین بند پایا یہ شمع رخسار وہان سر ٹکرانے لگی دم اُسکا اُس اندھیرے مین خفا ہوا مگر چارہ ہی کیا تھا بعد لمحہ کے دیکھا کہ اُس گنبد مین روشنی ہوئی اور ایک مرد پیر روشن ضمیر تشریف لائے اور

فرمایا کہ ای برّان دختر کوکب تو کبھی تمام عمر اگر عمرو کی طرف دار ہوتی تو اس گنبد سے رہائی نپاتی لیکن حکم خدا ہوا ہی کہ جاؤ برّان کو کوہ رخشان پر پہونچا دو بس تو اپنی آنکھین بند کر لے تو مین تجکو پہونچا دون تو تمام عمر اگر چلتی جب بھی وہان نہ پہونچتی اور نہ اُس صحرا مین سحر یاد آتا لے اب یہ اکرہ اپنے بازو پر باندھ لے تاکہ ادھر سے جو پھریگی تو سحر تجھے یاد رہیگا اُڑتی ہوئی بآسانی تمام اپنے شہر مین پہونچ جائیگی برّان نے وہ اکرہ لیکر اپنے بازو پر باندھا اور آنکھون کو بند کیا بعد لمحہ کے اُس پیر مرد نے آواز دی کہ آنکھون کو کھول دو اب جو اُسنے آنکھون کو کھولا تو دیکھا کہ عجب طرح کا ایک پہاڑ ہی جیسے روح فرہاد بھی نثار ہی ہر شجرہ وہان کا رشک قامت یار ہی ہوا سے سرد چل رہی ہی بادِ صبا مچل رہی ہی سبزہ لہلہاتا ہی اپنا جوبن دکھاتا ہی گلہاے خودرو اور سبزہ زنگاری سے فرش مخمل سبز بوٹے دار کا بچھا ہی طاؤسان زرّین بال اُسپر رقص کرتے ہین درخت گل و بار سے لدے ہین سبزہ نوخیز کی بہار خضر کے دل کو لبھاتی ہی درختون پر بلبل خوش الحان چہچہاتے گل کے سہاگ گاتے عروس چمن پر جوبن کہین نرگس شہلا کہین یاسمن غنچے دہان معشوق کی کیفیت دکھاتے گل فرط عشرت سے کھلکھلاتے نرگس مست کی بہار آنکھون مین کھبی جاتی ہوا وہان کی ہوا سے دل بڑھاتی درخت مثل حلہ پوشان جنان سب سبز پوش تھے باہمین مثل معشوق و عاشق کے ہم آغوش تھے دور تک سبزہ زنگاری کا فرش بچھا تھا خیمۂ ابر رحمت کا استادہ تھا بہار کا ہے کو تھی بہت بے نظیر باغ بھلا پھولا ہوا لگا تھا یہ عالم نظر آتا تھا کہ

ابیات

ہوا سے بہارین سے گل لہلہے
روش پر جواہر کُٹا جیسے سنگ
چمن سے بھرا باغ گل سے چمن
کہین رائے بیل اور کہین موگرا
کہین ارغوان اور کہین لالہ زار
سمان شب کو داؤدیون کا کہین
کہین زرد نسرین کہین نسترن

چمن سارے شاداب اور ڈہڈہے
روش کی صفائی پہ بے اختیار
کہین نرگس و گل کہین یاسمن
کھڑے شاخ شبو کے ہر جا نشان
جدا اپنے موسم مین سب کی بہار
عجب چاندنی مین گاؤنکی بہار
عجب رنگ پر زعفرانی چمن

زمرد کے مانند سبزے کا رنگ
گل اشرفی نے کیا زر نثار
چنبیلی کہین اور کہین موتیا
مدن بان کی اور ہی آن بان
کہین جعفری اور گیندا کہین
ہر اک گل سفیدی سے مہتاب وار
پڑے آب جو ہر طرف کو بہے

کرین قمریان سرو پر چہچہے
وہ جھک جھک کے گرنا خیابان پر
دماغون مین دیتی ہر اک گل کی بو

گلون کا لب نہر پر جھومنا
نشہ کا سا عالم گلستان پر
کھڑے نہر پر قازاور قرقرے

اُسی اپنے عالم مین مُنھ چومنا
خرامان صبا صحن مین جا بجا
لیے ساتھ مرغابیون کے پرے

ملکہ بران شمشیر زن نے جو یہ بہار دیکھی وجد کر گئی اور ایک نہر کے کنارے پر بیٹھکر اُسنے ہاتھ منھ دھویا اور پھر آگے بڑھی تو اُسنے دیکھا کہ ایک گنبد بلور کا سراسر نور کا بنا ہی اور گرد اُسکے سیاہی مثل شب دیجور چھائی ہوئی ہی اور اُس سیاہی مین سات ستارے اور ایک مہتاب نکلا ہوا ہی اور وہ ستارے اُس گنبد کے گرد گردش کرتے ہین اور اُس مہتاب سے چاندنی کی طرح روشنی پھیلی ہوئی ہی اور بہت سی پریزادین اُس گنبد پر مور چھل جھل رہی ہین اور طاؤسان زرین بال اُس گنبد پر بیٹھے ہوے یا جمشید یا سامری یا سامری پکار رہے ہین اور ہزار ہا گھنٹے اور گھڑیال وہان ٹنگے ہین ناقوس لیے ہوے کچھ ساحر کہ جنکے چہرے آہوون کے اور شیرون کے ایسے ہین بجا رہے ہین جب بران شمشیر زن وہان پہونچی اُن ساحرون نے کہ جو پجاری سامری جمشید کے تھے ناقوس کو بجایا اور ہزارون گھنٹے اور گھڑیال بجنے لگے جے جے کا سامری کے غل برپا ہوا ابیات

وہ گنبد بنا تھا جو بلور کا
تھے دیوار و در اُسکے آئینہ سان
دھری اُسمین تصویر جمشید کی
تھی مہتاب کی روشنی وان عیان

سراسر اُسے کہیے تھا نور کا
تھے بلور کے اُسکے دیوار و در
جو برلاتی ساحر کی امید تھی
تھے اُسجا یہ جو ساحر نامدار

کرون اُسکی رفعت کا مین کیا بیان
صفائی پر اُسکی پھسلتی نظر
ستارے تھے گرد اُسکے گردش کنان
نشان اُسنے تھا کفر کا آشکار

ملکہ بران شمشیر زن نے اُس گنبد کے دروازے پر سجدہ کیا اور بعد سجدہ کرنے کے وہان سے ہٹکر سامنے اُسی گنبد کے زمین کو لیپا اور رنگیاری کرکے پھول لیے اور پوجا کرنا شروع کیا یہان تک کہ وہ زمانہ آیا کہ ساحر فلک گنبد مغرب مین پوجا کرنے گیا اور ساحرۂ شب نے مہتاب کا ٹیکا اپنے ماتھے پر دیا کہ نظم

ہوا مہتاب جب اونچا فلک پر
ستارون سے دو بالا اُسکا جوبن تھا

زمین پر چاندنی چھٹکی برابر
ہوا عالم ضیا سے اُسکی پر نور تھا

شب مہتاب رشک روز روشن
ہوے سب شہر جنگل کوہ معمور

ملکہ بران شمشیر زن نے اب پرستش سامری کی دل لگا کے نہایت عجز و انکسار سے کرنا شروع کی اب ہر طرف سے شکلین مہیب دکھائی دینے لگین اور آوازین مہیب آتی تھین لیکن

یہ دل کو لگائے ہوئے پرستش کیے جاتی تھی اور منتر پڑھے جاتی تھی کبھی اسنے دیکھا کہ ایک شیر ژیان ڈکارتا ہوا میرے
قریب آیا لیکن اسنے حصار کر لیا تھا اب وہ حصار کے پاس آیا تو غائب ہو گیا پھر ایک دریا جوش مارکر آیا
لیکن جب وہ بھی قریب حصار آیا غائب ہو گیا اسی طرح کبھی اژدہے نے منھ پھیلا کر ڈرایا اور کبھی
کسی کالی بلا نے اپنا چہرہ دکھایا اسنے خوف نہ کھایا یہانتک کہ پڑھتے پڑھتے جب دو پہر رات گذر گئی
اسوقت وہ مہتاب جو گنبد کے گرد گھوم رہا تھا یکایک بلند ہو کر آگے بڑھا اور سامنے بران کے آیا
اور اُس مہتاب نے پکار کر آواز دی کہ اے دختر کوکب جس حالت مین کہ تو مسلمان ہو گئی ہی تو پھر
تجھکو ہمسے کیا علاقہ ہی بران نے سجدہ کر کے کہا کہ یا خداوند جمشید مین مسلمان نہین ہون ایک آواز
قہقہہ کی اسکے کان مین پھر آئی اور اُس مہتاب نے کہا کہ تو ہمسے چھپاتی ہی شہزادہ ایرج نوجوان
کے ساتھ تو مسلمان نہین ہوئی ہی اُسوقت تو اسنے کہا یا خداوند مین اُس شہزادہ پر عاشق ہون
اسوجہ سے مطیع اسلام ہون مسلمان نہین ہوئی پھر اُس مہتاب نے کہا کہ اچھا پھر ہمسے کیا چاہتی ہی
ملکہ بران نے کہا کہ مین یہ چاہتی ہون کہ افراسیاب جادو کو مارون اور دریاے خون روان کو خشک
کر کے پل بربزادان کو توڑ ڈالون پھر اُس مہتاب سے آواز آئی کہ افراسیاب تو بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی
وہ تو بغیر طلسم کشا کے مارا نہ جائیگا اور دوسرے یہ کہ ہمارا پرستار بہت بڑا ہی بس ہم اُسکی حمایت کرینگے
نہ کہ اُسکا قتل ہونا دیکھینگے لیکن تو نے منتر پڑھا ہی اور اتنی محنت کر کے یہان آئی ہی دوسرے یہ کہ اول
مرتبہ بھی تو ہمارے گنبد پر گئی تھی اور وہان سے ہمنے تجھکو مچھلی کا برن اور یاقوت کا حوض دیا تھا
اب بھی تجھکو ہم اجازت دیتے ہین کہ تو جا اور دریاے خون روان کو خشک کر اور پل بربزادان کو توڑ اور
افراسیاب جادو سے جو مقابلہ کریگی تو اب کسی طرح اُس سے زیر نہو گی مگر یہان کے آنے سے
سحر کا تیرے زور بڑھ گیا ہی اگر یہان نہ آتی اور منتر کو نہ جگاتی تو افراسیاب جادو کے ہاتھ سے
ماری جاتی بران نے یہ سنکر سجدہ کیا اور وہ مہتاب اتنا کہکر پکارا کہ صبح کو ہمارے گنبد کے اندر جانا اور وہان
سے تھوڑی خاک لے لینا اُسی سے دریاے خون روان خشک ہو گا اور پل بربزادان ٹوٹے گا
اور تو مچھلی بنکر اُسی حوض یاقوت مین بیٹھکر پل بربزادان کے اوپر جانا اور حوض مین سے تڑپکر
گرنا اور اِس خاک کو دریا مین ڈالنا اور پل پر چھڑکنا تاکہ وہ باطل ہو جائے یہ کہکر وہ مہتاب اپنے
مقام پر چلا گیا اور بران شمشیر زن وہ باقی رات منتر جگاتی جب وہ زمانہ آیا کہ صبح کا صندل

پیشانی ساحر روز پر لگا اور قشقہ آفتاب کا جادوگر نے دن کے ماتھے پر لگایا نظم

ستارون نے اُتارا جبہ نور — ہوئی بالکل ضیائے ماہ کافور
ہوا اُس سے نمایان مہر افلاک — ہوا سینہ فلک کا ناگہان چاک

صبح کو بہران شمشیر زن عالیشان اُٹھکر دروازہ گنبد پر آئی وہان کے ساحر پوجاری جو بیٹھے تھے اُنکی ڈنڈوت کی اور کہا کہ مجھے خداوند جمشید نے حکم دیا ہی کہ تم اندر گنبد کے جانا اور تھوڑی سی خاک لے لینا بس مجھے اجازت دیجیے کہ مین اندر گنبد کے جاؤن اُن پوجاریون نے کہا کہ اگر خداوند کو تمھارا بلانا منظور ہوگا تو دروازہ گنبد کا خودبخود کھل جائیگا تم بے تامل اندر چلی جانا اور اگر نہ کھلے گا تو مجبوری ہی بہران شمشیر زن نے کہا بہت اچھا بس یہ وہان سے دروازہ گنبد پر آئی ازبس کہ اجازت تو اُسکو ہو ہی چکی تھی دروازہ گنبد کا کھل گیا یہ اندر گئی تو اُسنے دیکھا کہ ایک صندوق چھت مین اُس گنبد کے لٹکتا ہی اور وہ ستارے اور چاند اور سورج گرد اُس صندوق کے تصدق ہو رہے ہین لیکن اُس سورج مین گرمی بالکل نہین ہی اور چار پریزادین دُر در گوش مرصع پوش غرق دریائے جواہر نہایت حسین مہر تمکین کہ جنکی زلف رسا مین دل عاشق پھنسا ہوا پیشانی اُنکی نورانی جسکے دیکھنے سے آئینہ وار حیرانی ابرو وہ کمان کہ جس کے تیر مژگان عاشقون کے دل کے پار نرگسی آنکھین وہ کہ جس سے دل عاشقون کے بیمار ابرو کمان نار پستان سیب زنخدان گراہا

عید کا چاند ہی یا ہی وہ جبین مہ پارا
ہی مہ و مہر کا نور اُسکے مقابل پھیکا
بحر خوبی کی وہ موجین ہین کہ ہین چین جبین
ہی جو یہ ماہ تو وہ صاف ہی عقد پروین
ہین کمان ابروے خمدار پر ب کعبہ
چلہ کش گوشہ خاطر سے بھلائین اُنسے کہا

افق مطلق انوار ہی یا جلوہ نما
حرف تقدیر نظر آئے نہ پیشانی
رشک سے ماتھے کو رگڑا کرے ہر بیت جبین
عرق ناصیہ کے قطرون سے یہ پیدا ہی
قاب قوسین سے ہی انکار ار برتبا
وہ کمان ہی تو نگہ ناوک صید افگن ہی

صبح صادق ہی شب در رنگ یا نام خدا
آب کے رشک سے ہی آئینہ پانی پانی
چاند تارے کی عجب زیب ہی ماتھے کی
چرخ خوبی کا ہر اک ثابت و سیارا ہی
برق دم جنبش ابروے صنم ہی گویا
لب معشوق ہوا اِس تیر کو یہ قدغن ہی

وہ پریزادین اُس تابوت کو مورچھل بال ہما کا جھل رہی ہین اور نیچے اُس تابوت کے تخت بلور پر ایک تصویر بصد توقیر زمردی ترشی ہوئی کہ جسکی آنکھین یاقوت احمر کی ہین رکھی ہی

اور اُس گنبد کا یہ نقشہ ہی کہ ابیات

بنا تھا گنبد کی صورت مدور — لگے اُسمین ستون سنگ مرمر — تلے ہر اک ستون کے تھا کھڑا م

بنا تھا جال اُسمین رشک گلدام
بچھا تھا فرش قالین اُسمین گلنار
عیان تھی اُس سے جو شان خدائی
ہوے تھے صنعت تازہ سے تیار

منقش اُسمین شکلین ہرطرح کی
سراسر بیل بوٹون سے وہ گلزار
بنے تھے دو ستون پر بیٹھکے وو
مہیا ہر طرف تھی سبز گلزار

بہر صورت وہان صورت فرح کی
بنے نقش و نگار اُسپر طلائی
نہ پہونچے قصر باغ خلد اُنکو

ملکہ بران شمشیر زن نے دیکھا کہ ایک طرف کونے مین کسی قدر خاک ڈھیر ہی بس اسنے اُس خاک مین سے تھوڑی سی خاک لی اور جس تخت پر کہ تصویر رکھی ہوئی تھی اُس تخت کے گرد پھر کے سامنے سے آکر تصویر کو سجدہ کیا اُس تصویر نے بصد لطف اور مرحمت فرمایا کہ اے دختر کوکب جا تجھ ہماری رحمت کا سایہ ہو اسنے پھر سجدہ کیا اور وہان سے شادان اور فرحان پھری لیکن اُس تصویر کی خدمت مین عرض کی کہ یا خداوند جمشید جب مین یہان آئی تھی تو بڑی مصیبت اُٹھاکے آئی تھی امیدوار ہون کہ اب مجھکو میرے ملک مین پہونچا دیجیے اُسوقت اُس تصویر نے کہا کہ تو یہان سے باہر اِس گنبد کے جا قریب گنبد ایک چشمہ قدرت سے جاری ہے اسمین کود پڑنا اور یہ کہنا کہ مین اپنے ملک کو پہونچ جاؤن غوطہ مارنا تو اپنے قلعۂ ہفت رنگ مین پہونچ جائیگی ملکہ بران شمشیر زن خوشی خوشی وہان سے نکل کر اُس چشمہ پر آئی اور کود کر یہی تمنا کی کہ مین اپنے ملک کو پہونچ جاؤن اور غوطہ مارا تھوڑی دیر تک تو غلطان و پیچان پیچان و غلطان ہر طرف چلی پھر جو اُسنے آنکھ کھولی تو قلعۂ ہفت رنگ مین اپنے تئین پایا سجدۂ شکر درگاہ خدا مین بجا لائی پھر اپنے باپ سے تمام و کمال کیفیت بیان کی اُسنے کہا کہ کچھ دن آرام کرکے واسطے توڑنے پل پریزادان و دریاے خون روان خشک کرنیکے جانا اب تم کامل اور اکمل سحر مین ہوگئین اور البتہ سحر مین بھی نہین جانتا ہون کہ جیسا تم کو آتا ہے ملکہ بران شمشیر زن اپنے مقام پر آکر لشکر کشی کے سامان مین مصروف ہوئی اور فوج کوکب تو پہلے ہی سے طلسم ہوشربا مین داخل ہے اب یہ سامان کرکے جب جائیگی تو لڑائی ہوگی اِسکو تو اِس حال مین چھوڑیے مگر اب تھوڑا سا حال ندرت اشتمال لشکر اسلام اور وہان کے شہزادگان عالیشان کا سنیے کہ بیت چنین گفت دانندۂ داستان بہ شیرین زبانی و لطف بیان + کہ لشکر اسلام مین ایک روز شہزادہ قاسم نامور نے قصد کیا کہ جانب صحرا براے صید افگنی روانہ ہون پس اُسی وقت اِس شیر بیشۂ شجاعت و پلنگ بادیۂ جرأت نے اپنے سرداران ذوی احتشام کو حکم دیا کہ سامان شکار درست ہو اور تم سب سردار بھی تیار ہوکر

حسب الحکم بموجب ارشاد قضا بنیاد شہزادۂ دلاور اسباب شکار تیار ہونے لگا یعنے جسوقت مرغ زرین مہر کو عقاب شب نے شکار کیا اور دام کہکشان کا عرصۂ فلک مین گستردہ نظر آیا کہ شعر ہوے جبکہ تارے فلک پر عیان + اُڑا چرخ سے مرغ خور ناگہان + بازدار باز تیز پرواز لیکر حاضر ہوے چیتے جو دشمنون کا برا چیتتے تانگون پر بیٹھے ہوے صحرا کو اُسی شب روانہ ہوے پلٹنین اور رسالے کمر باندھکر تیار ہوے خیمہ و خرگاہ لدگیا غرض یہ حال تھا کہ ابیات

دیا حکم کارندون کو ایک بار	کہ ہے شاہزادے کا عزم شکار	سب اسباب صید افگنی دیر لیے
کسی طرح کا جانور رہ نجاے	غرض جبکہ یہ حکم اُسکا ہوا	تو سامان سارا مہیا ہوا
رقم یون کرون حال اُسوقت کا	کہ سارا مرقع ہو صورت نما	سیہ گوش چیتے وہ تھے آشکار
ہرن کیا کہ شیرون کو کرین شکار	وہ کتون کی ہتھین جوڑیان لاجواب	دل شیر ہو جنکی دہشت سے آب
کسی سمت چرتے کہین بچریان	پرندون کا چھوڑین نہ نام و نشان	لیے باز ہاتھون پہ وہ بازدار
کہ ہو طائر روح جنکا شکار		

جب طاؤس نور آفتاب آشیانۂ مشرق سے پرواز کرکے صحراے فلک مین آیا اور زاغ شب کو باز تیز پرواز مہر نے شکار کیا کہ بیت چو خورشید پرندہ سراز بیچ شہر + سپہر اندر آورد شب را بزیر + صبحدم شہزادہ سوار ہوا کہ ابیات

غرض جب وہ سب اسلحہ سج چکا	ہوا اسپ تازی پہ جلوہ نما	چلا پھر لگا کہ جب کہ وہ راہوار
تو تھے گرد امیران عالی وقار	مغرق ہر اک سانڈنی پیش پیش	کہ اک الف سے تھا شمار اُنکا مغیر
ہزارون زرہ پوش اسوار تھے	لیے خاصیان خاص بردار تھے	کہ تھین وردیان مختلف زیب تن
نگاہون سے گذرا چمن کا چمن	بیان کیا کرون اُسکے لشکر کا حال	ہر اک نوجوان شیر دل خوش جمال
وہ نقارہ ہاتھی پہ اُن سب کے بعد	کرے ابر مین جیسے آواز رعد	سمان صبح کا روشنی کا ظہور
درختون پہ نغمہ سرا تھے طیور	نقیبون کی یہ بات زیب دہان	بڑھے عمر و دولت بڑھے عز و شان
پکارا یہین ٹھہرین سب ایک بار	اُڑا جاتا ہے مفت میر شکار	یہ سنتے ہی لشکر اُسی جا رُکا
بڑھا ماہ پیکر کچھ آگے ذرا	پرندونکا جب کرچکا وہ شکار	چرندون پہ جولان کیا اُہوا سے
کیے صید سب قسم کے جانور	نہ چیتا بچا ایک بھی شیر نر	کیے شیر چو رنگ شمشیر سے
بچا تیغ سے تو گرا تیر سے	نہ بارہا بچا اور نہ چیتا بچا	کوئی جانور بھی نہ جیتا بچا

عین صید افگنی مین نظر شہزادہ کی ایک آہوے طرار و خوبصورت پر جا پڑی شہزادہ نے اُسکو شکار کرنا چاہا وہ آہو سنبھل کے چوکڑیان بھرنے لگا شہزادہ نے بھی اُسکے تعقب مین گھوڑا اُٹھایا پیچھے شہزادہ کے سب سردار چلے لیکن یہ اِس زور مین عقب آہو جاتا تھا کہ سردار پیچھے رہگئے اور شہزادہ بگٹٹ گھوڑا اڑائے بہت دور نکل آیا آخر ایک مقام پر جوڑ کر تیر جو مارا تو وہ آہو تیر کھا کر الجھیا گر گرا شہزادہ نے اُتر کے مرکب پر سے اُسکو بہ تکبیر ہونچایا اب جو دیکھا تو خود بھی عرق عرق گھوڑا بھی پسینے مین غرق تھا یہ کھڑے ہو کر دم اپنا راست کرنے لگا ناگاہ ایک بارھسے کو دیکھا کہ الجھیا تا ہوا آتا ہی شہزادہ نے اُسپر بھی ناوک دلدوز لگایا کہ وہ بھی گرا شہزادہ نے اُسکو بھی ذبح کیا لیکن کچھ عرصہ نہ گذرا تھا کہ کڑ اکے کی سُم مرکب کے صدا بلند ہوئی اب جو دیکھا تو ایک شبدیز صبا رفتار و خوشرنگ پر ایک نقابدار عالیمقدار کو سوار پایا کہ تیر کمان مین جوڑا ہوا گھوڑا دوڑاتا ہوا آتا ہی جب وہ نقابدار قریب شہزادہ والا تبار ہونچا اور اُسنے اپنے شکار کو جو صید کیا ہوا غیر کے ہاتھ سے پایا بس بغیظ و غضب تمام نعرہ زن ہوا کہ ای اجل رسیدہ آفت تونے برپا کی کہ میرے شکار کو تونے مارا اب اسکے عوض مین تجکو مین شکار کرونگا شہزادہ نے دیکھا کہ ہر چند نقاب اُسکے چہرے پر پڑی ہی مگر وہ نقاب مانع حسن و جمال نہین ہی چھوٹ اُسکے حسن کی پڑ رہی ہی شہزادہ نے اُسکے عتاب آمیز کلام کا بنرمی تمام جواب دیا کہ ای ماہ فلک خوبی و ای آفتاب سپہر برتری یہ صید بھی حاضر ہی اور میرا شکا بھی کیا ہوا موجود ہی آپ لے لیجیے اور علاوہ اسکے مین عذر بھی کرتا ہون کہ مجکو معلوم نہ تھا کہ یہ آپ کا شکار کیا ہوا ہی اور تیر خوردہ ہی آپ معاف فرمائیے اُسنے کہا کہ کیا مین گوشت کا بھوکا ہون جو اِن دونون شکارون کو لے لون مین بغیر تیرے صید کیے نہ رہونگا یہ کہکر نیزہ شہزادہ پر اُٹھایا شہزادہ بھی جست کر کے مرکب پر سوار ہوا اور نیزہ کی سنان کو سنان نیزہ پر اپنے گانٹھا نیزہ وری کے ہنر آشکار ہوے مگر ایک مقام پر شہزادہ نے گانٹھ کر گلوگاہ کو مرکب جو اُڑایا نقابدار کے ہاتھ سے نیزہ نکلگیا نقابدار غصہ مین آکر تلوار کھینچکر آ پڑا اور خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا شہزادہ نے جب تیغہ قریب آیا تھپکی دی کہ تلوار پٹ پڑی بس اسنے بند دست پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا دیکر تیغہ چھین لیا اور توڑے مین کمر زنجیر کے ہاتھ دیکر زور جو کیا قاش زین سے اُسکو اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دیا اول چرخ مین پائون سے موزہ کمر سے خنجر نکلگیا اور دوسرے چرخ مین سبند نقاب ٹوٹے اور ہوا سے نقاب چہرے پر سے اُڑی پھر تو یہ عالم ہوا کہ شعر

اُٹھا اُسکے چہرے سے جسدم نقاب + گرا چرخ سے چرخ کھا آفتاب + ایک نازنین مہ پارہ آفتاب آسمان حسن گوہر دریاے جمال کو دیکھا کہ شہزادہ غرق دریاے محویت و بیخودی ہوا اور مثل آئینۂ آفتاب حیران رہا شکار کو آیا تھا خود اُسکی کمان ابرو اور تیر مژگان کا بسمل ہوا خنجر ابرو نے دل کو گھائل کیا زلف نے اُسکی اندھیر برپا کیا جہان روشن تیرہ و تار نظر آیا پیشانی سے قسمت کا لکھا آگے آیا ابروون نے سجدہ اپنی محراب مین کرایا آنکھیں ایسی سحر کار تھین کہ سامری سے شاگرد ہزار تھے وہ کرشمے اُنکو یاد تھے کہ کبھی نرگس شہلا تھین اور کبھی ہرن جادوگری کے یاد اُنکو فن آئینۂ رخسار نے مہر و ماہ کو حیران بنایا تھا کہ ماہ نو کا ہیدہ تھا اور آفتاب اس رشک سے اپنی آتش مین آپ جلتا تھا دہن وہ جام سرخ کہ جو آب دُر سے بھرا تھا سینہ پر چھاتیان وہ گول گول کہ جس سے گھٹ جائے ہیرے کا مول واقعی وہ ماہ تمثال ایسی تھی کہ

نظم

کیا آنکھیں ملکر جو اُس نے خیال
شب تار عشاق تھے سر کے بال
ہویدا تھے موتی ہر اک تار مین
کہ جیسے ستارے شب تار مین
نہ تھے سر کے بالون مین لولو عیان
کہ تھے سنبلستان مین جگنو عیان
دیا پیچ مین لائے جان جہان
دل روشن عاشقانِ جہان
کمند اُسکی گیسو تھے یا جال تھے
کہ قیدی دل فارغ البال تھے
عجب اُسکی چتون تھی عالم فریب
دلون کو جو دیتے تھے ہر دم فریب
جدھر پڑ گئی نور آگین نظر
تو فی الفور بجلی گری جان پر
ہنسی مین نمایان جو دندان ہوے
تو تبس تارے درخشان ہوے
نظارہ اُس ابروے خمدار کا
بلا شبہ کھانا تھا تلوار کا
ہزارون اُس ابرو کی تلوار سے
شہ لافتیٰ کی مدد سے بچے
وہ پیشانی صاف تھی نور کی
کہ زہرہ سہیل اُسکے دو مشتری
وہ دلچسپ گیسو کے دو جال تھے
اسیر اُسکے سب فارغ البال تھے
جو خوشبو کو پوچھو تو دون یہ بتا
وہ عنبر شکن تھے وہ نافہ کشا
نہ کچھ مشک کا رتبہ زنہار تھا
کہ تا تار گیسو کا ہر تار تھا
وہ رخسار سرخ اُسکے تھے بمثال
کہ گل زرد ہوا اُنسے ملکر کمال
وہ لب اُسکے دونون تھے قند و شکر
چٹتے تھے باتون مین با یکدگر
نزاکت کو موے میان باندھ لائے
دہن ڈھونڈھیے تو خود عدم کھویا جائے
جو سُن پائے نور بیاض گلو
خط صبح صادق کرے جستجو
وہ سینہ تھا اک سطح آب گہر
مگر دو حباب اُسمین تھے جلوہ گر
جو قد دیکھے محشر اُسے آئے یاد
قیامت ہی قامت کی اک خانہ زاد

شہزادہ کا اُسکی صورت زیبا دیکھتے ہی ہاتھ تھرایا اور وہ صنم رنگین ادا چھوٹ کر گری بس گرتے ہی زمین پر وہ سنبھلی اور بند نقاب جلد اُسنے چہرہ پر درست کیے اور اسپنے

مرکب پر بیٹھکر جدھر سے آئی تھی اُسی طرف کو روانہ ہوئی شہزادہ دل از کف دادہ کچھ دیر تو سکتے کے عالم مین چپ و خاموش رہا جب ذرا کچھ گرمی عشق کم ہوئی تو اُسی معشوقہ کے فراق مین اشعار حسرت آلود پڑھنے لگا کہ ابیات

مروت یہ کیسی ہی ای سیمتن
ادھر جل رہا ہی میرا دل کباب
اُدھر ہین نگاہین تری ترچھیان
اسی دشت مین مین گذر جاؤنگا

تصور کے آگے جو تصویر تھی
کہ تم عیش مین ہمکو رنج و محن
تجھے زلف سلجھانے کا دھیان ہی
جگر پر ادھر غمکی ہین برچھیان
تجھے کچھ مرا دھیان آتا نہین

تو پھر دن اُسی سے یہ تقریر تھی
اُدھر تو ہی عشرت مین ای آفتاب
اِدھر تیرا عاشق پریشان ہی
خبر لے مری ورنہ مرجاؤنگا
اثر عشق صادق دکھاتا نہین

اِسی طرح جب وحشت حد سے زیادہ ہوئی اور بیقراری دل کی بڑھی تو نقش سم مرکب کے نشان پر اُسنے بھی اپنا گھوڑا اُٹھایا اور روتا ہوا بیتاب و مضطر سمت دیار دلبر یہ بھی چلا یہانتک کہ ڈیڑھ پہر کامل رہبردی کی آخر اسکو ایک باغ نظر آیا کہ جو باہر سے اپنی خوبی اور سرسبزی کی بہار دکھاکر دلکو ہرا کرتا تھا اور آنکھون کو تراوت دیتا تھا دروازہ باغ مثل چشم انتظار عاشق کھلا ہوا تھا شہزادہ بسان لالہ داغ بر دل اور مثل گل گریبان چاک اُس باغ مین آیا دیکھا کہ عجب تختہ گلزار ہی پُر از نقش و نگار ہی ہزارون طرح کے گل کھلے ہین بلبل گل سے باتین کرتی ہین گل بھی ہنس رہے ہین غنچہ مسکراتے ہین یاسمن شبو اپنی بہار دکھاتے ہین لیکن شہزادہ کا یہ حال اِس گلشن کو دیکھکر تھا کہ بیت

گلون کی طرف وہ جو مائل ہوا + تو غنچہ نمط تنگ یہ دل ہوا +

اسی حالت مین گرتا پڑتا اپنے تئین سنبھالے جب آگے بڑھا تو اُسنے دیکھا کہ اس گلستان و بستان مین ایک بنگلہ مثل بارہ دری کے تعمیر ہی کہ اُس بنگلہ کی یہ صفت ہی کہ ابیات

وہ بنگلہ بلند اور وسیع ایسا تھا
کلس اُسکا تھا ناف گردون کے پار
وہ دو سمت تھے دو چھپرکھٹ لگے
کہ جھالر فقط موتیون ہی کی تھی

یہ تنگ آیا جب طبع نازساز سے
کہ جیسے زمین پر فلک دوسرا
مہینہ جو سرما کی آمد کا تھا
کہ جو دیکھے تعریف کی رٹ لگے
وہ مسند یہ تھا گاؤ تکیہ لگا

تو بنگلے کو پایا خوش انداز سے
بلندی تھی اُس بنگلے کی آشکار
مشجر کا فرش اُسمین تھا جابجا
چھپرکھٹ کے آگے تھی مسند لگی
کہ تھا کہکشان سے سوا پرضیا

اُس بنگلے مین اُسی ماہ پارہ کو کہ جسکی تیغ ادا کا یہ زخمی تھا یعنی جسکو شکارگاہ مین دیکھا تھا اور جسکی تجسس مین یہان تک آیا تھا پایا یعنے دیکھا کہ مسند ناز پر مثل طاؤس طناز وہ عربدہ ساز جلوہ گر ہی خواصین گرد

وپیش اُسکے حاضر ہین سامنے چنگیر چوگھوڑے عطردان پاندان دھرے ہین گلابیون کی شراب کی کشتیان رکھی ہین لیکن وہ خانہ برانداز عاشق اسوقت چپ اور خاموش بیٹھی ہی معلوم ہوتا ہی کہ کچھ رنجیدہ ہی تیوری پربل پڑے ہین جیسے دفتر حسن کے کاغذ مین شکن پڑگئی ہی شہزادہ کو جو اُسنے دیکھا شرماکے رخ جھکالیا مگر اپنی وزیرزادی سے اشارہ کیا کہ اُسنے اُٹھکر اور قریب شہزادہ آکر شہزادہ کو مجرا کیا اور کہا آیئے تشریف لائیے شہزادہ خندان ہوکر دیدار یار سے اندر بنگلے کے گیا اور قریب محبوب دلنواز بیٹھا دیکھا تو یہان اندر کا اکھاڑا جمع ہی لعبتان شنکل وشنگول وشاہدان چین کو یہان کا مجمع شرماتا ہی غرضن شہزادہ بیٹھا ملکہ نے آہستہ سے بصد حسن وادا لب رشک یاقوت کو کھولا اور قند نبات کو اسطرح گھولا کہ ای شہریار اقلیم خوبی آپ کا اس ویرانے مین کیونکر آنا ہوا اور پُرخار مقام کو کس طرح رشک لالہ زار فرمایا شہزادہ نے ہنسکر کہا کہ ای گل باغ تمنا مین تیرا ہی گریبان چاک ہوں ای لالہ رخسار مین تیرے ہی عشق کا داغ سینہ پر رکھتا ہون تیرے ہی عشق مین نسیم کردار اس گلشن مین آنے کا اتفاق ہوا ہی ملکہ نے کہا خوب معلوم ہوا کہ آپ کچھ عقل صحیح نہین رکھتے بھلا مین شوریدہ سر اس قابل کب ہون کہ کوئی میرا سودائی ہو اور وہ لیلی مین کب ہون کہ کوئی مجنون اپنے تئین کہلائے اچھا آپ مہمان عزیز ہین آئے ہین تو تشریف لائیے یہ فرماکر ایک جام مے ارغوانی سے بھر کر شہزادہ کو دیا شہزادہ نے فرمایا کہ تمھارا مذہب وملت کیا ہی ملکہ نے فرمایا کہ مین کنیز بہ جبینی داروغہ نقار خانہ سلیمانی صاحبقران جو ہین اُنکی دختر ہون اور اس مقام پر از بسکہ مدت سے لشکر امیر کوہ عقیق پر اُترا ہوا ہی اسلیے مین نے یہ باغ اپنی سیرگاہ بنایا ہی اور مین یہان رہا کرتی ہون یہ خواصین اور چند سوار میرے ملازم ہین صید وشکار وسیر دشت وباغ مین دن رات بسر کرتی ہون اور عیش عشرت مین رہتی ہون آپ فرمایئے کہ کون ہین شہزادہ نے فرمایا کہ مین شہزادہ ملک قاسم لال خفتان خونریز خاور سپاہ ہون جنکے جد عالی وقار حمزہ نامدار اور پدر میرے علمشاہ ذی تبار ہین الحمد للہ کہ مین مسلمان ہون اور تمکو بھی مسلمان پاتا ہون شہزادہ کے اس کلام کو سنکر ملکہ ہنسی اور اُسنے کلمہ پڑھکر شہزادہ کو مطمئن کیا شہزادہ نے جام بادہ ارغوانی سے بھر کر یک جرعہ کشید کیا پھر تو جلسۂ عشرت جما ناچ شروع ہوا کہ

نظم

ہوا زیب مسند وہ بدر منیر ... ہو دب الگ بیٹھی دخت وزیر
شروع اُس گھڑی ناچ گانا ہوا

کہ منظور غم کا بٹانا ہوا | ہر اک راگنی کا تبدل رہا | چراغ خرد اُسکا برگل رہا
اگر گایا ان رنڈیون نے ملار | تو بارش ہوئی اشک کی بار بار | اسی ہنگامۂ عیش مین ملکہ نے

کہا کہ ای شہریار جب مین نے یہ باغ بنوایا اور یہان ساکن ہوئی تو اُسکے چند روز کے بعد ایک دیو کہ نام اُسکا خریال گراز دندان ہی یہان آیا اور مجکو دیکھکر عاشق ہوگیا اور مجھسے اُسنے سوال وصل کیا مین اُسپر بہت خفا ہوئی اور اُسکو نام زلزلہ قاف لیکر دھمکایا کہ وہ خوف زدہ ہوکر منت کرنے لگا اور زبردستی کرنے سے باز رہا اب روز آتا ہی اور مجکو دھمکاتا ہی منت بھی کرتا ہی قدمون پر سر دھرتا ہی کچھ دیر بیٹھکر چلا جاتا ہی شہزادہ نے یہ حال سنکر فرمایا کہ انشاءاللہ اب جو وہ ملعون آئیگا تو اپنے کردار بد کی سزا پائیگا انھین باتون مین وہ دن تمام ہوا اور گلشن ستارون کا فلک پر پھلا پھولا نظر آیا مہتاب سیر کرنے باغ چرخ اخضر مین قدم زن ہوا کہ ابیات

خدا نے جو کی مہر اُسپر کمال | ہوا مہر انور کا جلدی زوال | کیا شام عشرت نے جلدی ظہور
تو پروانون نے پایا شمعون سے نور | شب عشرت کو بھی عجب بہار تھی گلشن مین گل کھلے تھے ہوا

سرد چلتی تھی فوارے اُچھلتے تھے چاندنی چھٹکی تھی عاشق و معشوق یکجا تھے دور شراب ناب تھا رات بھر عشرت مین کٹی اور وہ زمانہ آیا کہ عشرتکدۂ مشرق سے شاہ خاور سبزہ زار چرخ مین آیا اور اپنے رخسار پُر تنویر سے عالم کو منور فرمایا کہ اشعار

ہوا نور کا آسمان پر ظہور
وہ پرواز مین تھا پر نور سے
سپہ کی علامت ہویدا ہوا
کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار

اُڑا آشیانے سے طاؤس نور | اِدھر آتا تھا وہ بڑی دور سے
وہ طاؤس مشرق کا تھا بادشاہ | بہت گرم خو اور روشن نگاہ
نشان آگے آگے خط صبح کا | کیا دبدبہ خلق پر آشکار

شہزادہ نے فریضۂ نماز سحر کو وضو کرکے بخشوع و خضوع ادا کیا پھر ملکہ سے گرم صحبت آرائی رہی پھر فلک پر کچھ سناٹا سا معلوم دیا یکایک ہوا تیز و تند چلی اور ایک دیو کو دیکھا کہ باغ مین آکر اُترا اور بنگلے کے قریب آکر اُس دیو نے شہزادہ کو ہم پہلو اپنے یار کا پایا غصہ مین آکر چلایا کہ او انسان سیہ سر سفید دندان بھلا مین تجکو کب زندہ چھوڑتا ہون ارے یہ غضب تو نے کیا کہ میری معشوقہ سے ہم آغوش ہوا ملکہ تو اُس دیو کی صورت دیکھکر سہم گئی اور پشت پر شہزادہ کے چھپنے لگی لیکن شہزادہ بغضب تمام اُٹھا اور مقابل مین اُس لعین بدکردار کے آیا تیغۂ آبدار کو کھینچکر سامنا کیا دیو نے چرخ دکر دار شمشاد

کو سر پہ اس سردار کے لگایا قاسم خاور سیاہ دیو بند دو دیو کش ہی یہ بھلا اِس دار کا وار کب کھاتا ہی اِسنے پیترہ بدلکر زیر بغل اُس دیو کے اپنے تئین پہونچایا اور اُسکے وار کو خالی دیا وار آکر زمین پر پڑی کہ پانی بلبلا کر نکل آیا تتق غبار کا بلند ہوا دیو نے نعرہ کیا کہ زدم و بست کردم مارا اور کام تمام کیا ہی کوئی دوست اسکا کہ غربال لیکر چھانے ہڈیان بھی ریزہ ریزہ ہو گئی ہونگی شہزادہ نے پہلو پر سے نعرہ کیا کر از دی وا البست کردی حریف تو اینک رسیدیم یہ کہکر پہلو پر تو کھڑا ہی تھا بند دست پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ وار اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی دیو شہزادہ کے لپٹ گیا کشتی بصد درشتی شروع ہوئی یہان مارا وہان پٹکا آخر لڑتے لڑتے شہزادہ نے اُسکو کوے پر بھر کے جو مارا چارون شانے چت وہ دیو گرا شہزادہ سینہ پر اُسکے سوار ہوا اور پکارا کہ حالا در شناختن پروردگار عالمیان چہ میگوئی اُس دیو نے کہا کہ لاکھ جانین میری نام پر ابلیس پر تلبیس خداوند راشد شیاطین کے نثار ہین شہزادہ نے ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا اور دوسرے ہاتھ سے ٹھڈھی پکڑ کے فشردہ جو کیا صاف گردن اُسکی نرخری سے کھینچ لی دیو تڑپ کر ہلاک ہوا زندگی کا قصہ پاک ہوا ملکہ نے شہزادہ کے دست حق پرست کو آکر بوسہ دیا اور لاش کو اُس بدمعاش کی کھنچوا کر بیرون باغ پھنکوا دیا پھر یہ دونون مہ و مہر اُس بنگلہ مین کہ بروج میزان خانۂ زہرہ اُسکو کہنا چاہیے آکر جلوہ گر ہوے اور ہنگامۂ مسرت و کامرانی برپا ہوا اُس زمانے مین شہزادہ کے رفیق و سردار اور لشکر ہمراہی ڈھونڈھتا ہوا یہان آیا شہزادہ اُنکی خبر آمد سنکر باہر برآمد ہوا ہر ایک نے ملازمت کی غرض کئی روز تک جلسۂ عشرت رہا آخر ایک روز صبح کو یعنی جب وہ وقت آیا کہ ابیات

وہ صحرا کا سناٹا ٹھنڈھی ہوا
وہ ہر سمت کو طائرون کی صدا
خوش آیند پھیلی جو صحرا مین دھوپ
ہوا صاف تارونکا ذرون پہ روپ

شہزادہ نے اسباب اُس باغ سے سب باہر کرایا اور ملکہ کو محافہ مین سوار فرماکے مع کنیزان گلفام و نازک اندام کے وہان سے کوچ کیا اور اپنے لشکر کا راستہ لیا بعد قطع منازل و طی مراحل داخل لشکر اسلام ہو کے پہلے ملازمت امیر کی پھر پادشاہ اسلام کو نذر دی ملکہ کو محل مین اُتروایا پھر اپنے خیمہ مین آکر قلابہ چینی کبابہ چینی کو بلوا کر خواستگاری ملکہ کی فرمائی نام اِس ملکہ کا خوش قامت شکرلب ہی اُن دار وغگان نقارخانہ نے جو ملک چین کے ایک ملک کے حاکم ہین بخوشی عقد کرنا قبول کیا اور اُسی وقت بساعت سعید خوش قامت شکرلب کو ہمراہ شہزادۂ والا تبار منعقد فرمایا شیر اسے یکدگر

باہم جمع ہوے اور بعشرت رہنے لگے لیکن اب حال سنیے کہ شہزادہ ملک قاسم عالی تبار دربار بادشاہ جمجاہ سے اُٹھکر اپنی بارگاہ آسمان جاہ افراسیابی کی طرف جو روانہ ہوا تو اثناء راہ مین ایک پنجہ اسکی کمر مین پڑا کہ لیکر بالا ے ہوا گیا اور سناٹا مار کر جو چلا شہزادہ کی آنکھین بند ہوگئین بعد کچھ دیر کے جو آنکھ کُھلی اپنے تئین ایک صحراے پُر خار مین پایا کہ لون چلتی تھی ہوا وہان کی آہ عاشقان و دلسوزان پر طعنہ زن تھی ہستی خضر کی دشمن تھی درختون کا نام ونشان تھا خارہاے مغیلان اور بھٹکٹیا سے بھرا ہوا بیابان تھا چیلین چلچلاتی تھین بوم شوم کے گھونسلے جغد کی صورتین نحس نظر آتی تھین کوسون تک کا چٹیل میدان تھا دھوپ کی طپش سے آتشکدہ بیابان تھا ذرے کار اخگر کرتے تھے طائر اُس دشت مین قدم نہ دھرتے تھے کہ نظم

جہان انسان تو کیا سایہ بھی مسدود
مسافر مہمان مرگ ہر آن
بلائین سیکڑون اُسجا تھین در پیش
کہین تھے نیشتر خار مغیلان
ابھی تھا دن ابھی شب کا گمان تھا

گذر اُسجا ہوا اُسکا جو ناگاہ
نہ تھا جز التفات فضل معبود
یہ عالم دیکھکر گھبراگیا دل
نہین ہوتی تھی بیتابی کم و بیش
دھوان لون کا وہان چھایا ہوا تھا
بدلتا رنگ کیا کیا آسمان تھا

پریشان حال دیکھی دشت کی راہ
تمازت پر فروغ مہر تابان
کہ کانٹے راہ مین تھے دامنہ حائل
کہین شعلہ فشان غول بیابان
بیابان مین ہر اک سو تھا اندھیرا
شہزادہ نہایت حیران و پریشان

ایک سمت کو روانہ ہوا لوان کے جھونکے جسم نازک کو جلاتے تھے اسلحہ جو گرم ہوگیا تھا تو ہاتھ اور بدن میز چھالے پڑتے جاتے تھے پانون بھی آبلہ دار تھے تلوون مین چبھے خار تھے حلق مین کانٹے پڑگئے تھے مصیبت مین گھر گئے تھے بصد محنت و مشقت کوس بھر راہ طے کی وہ راہ ایک کوس کی کالے کوسون ہوگئی آخر ایک جگہ پر پہونچا کہ وہان کچھ درخت سایہ دار لگے تھے اور کسی قدر فی الجملہ ہرے تھے اور اُسکے قریب ایک چشمہ بھی پانی کا تھا شہزادہ شکر خالق بحر و بر بجالایا اور اُسجگہ ٹھہرا اُس چشمہ سے پانی پیا اور چاہا کہ آسودہ ہون یکایک ایک آندھی تیرہ و تار آئی بعد اُس آندھی کے جو دیکھا تو ایک دیونی کریہ منظر سیاہ فام بدانجام کو دیکھا کہ زاغ نول کاندھے پر رکھے زنجیر آہنی سے کمر باندھے ایک کرتا ٹاٹ کا پہنے منھ پھاڑ سا کھولے بیجا کی طرح ڈراتی ہوئی واقعی شیطان کی خالہ تھی کہ ابیات

یہ پھرے تھے کہ وہ دیونی بلا زاد
دہن سے تا بہ پا شعلے ہویدا

مقابل اُنکے آئی بنکے آزاد
لیک اُنگی فراز آسمان پر

جبین سے تا بہ سینہ ایک قشقا
جلاؤنگی جلاؤنگی زبان پر

یہ غوغا کر وہ چلاتی تھی ہر سو
کبھی ہونٹون کو لاتی تھی پلک تک
کبھی زنجیر جا کر کھڑکھڑاتی
کبھی بڑھتی کبھی رہتی دہین پر
کبھی پڑھتی تھی وہ الفاظ جادو
کبھی بالیدگی بازو کو دیتی
کبھی اپنی زبان مین بڑبڑاتی
غرض اس حال مین تھی وہ ستمگار
بڑھاتی تھی کبھی سر کو فلک تک
کبھی کچھ تازگی جادو کو دیتی
کبھی اک کوہ بن جاتی زمین پر
برستی تھی بشکل ابر ہر بار

شہزادہ نے اُسکو دیکھکر لاحول پڑھا اور اس بے شرم نے پاس آکر ادل بنگاہ گرم شہزادہ کو دیکھا پھر ہنسکر کہا کہ ای شوریدہ سر بڑا غضب کیا تونے کہ میرے بھائی خرپال گراز دندان کو قتل کیا ہاے افسوس کیا کرون کہ تیری آتش محبت میرے تنور سینہ مین شعلہ ور ہی اور حرف نقش محبت صفحۂ دل پر ہی تجھی کو چاہتی ہون اور جان دیتی ہون کہ بیت رسوا ہوا خراب ہوا مبتلا ہوا + کیا جانیے کہ دیکھتے ہی تجکو کیا ہوا + اب تجھے چاہیے کہ میرا کام دل برلا اور اپنی بغل مین سُلا مین تجھے بادشاہ ہفت کشور کردونگی مال و زر سے گھر بھر دونگی شہزادہ نے یہ کلمات فحش سنکر فرمایا کہ او قحبہ مالزادی فاحشہ جا دور ہو میرے سامنے سے ورنہ ابھی سر تیرا گوہ کھاتا پھریگا یہ کہکر طمانچہ تیار کیا اور چاہا کہ اُسکے رخسار پر مارون وہ خیرہ سر کچھ بڑبڑائی کلمات افسون زبان پر لائی اور گرد شہزادہ کے حصار آتش کرکے آپ غائب ہوگئی جادو کے زور دکھائی دیے اپنے دل کی لگی کو بجھانا چاہا مگر کچھ بن نہ آیا شہزادہ نے چاہا کہ اشکباری سے اس آگ کو سرد کرون مگر آہ کی ہوا نے اور دونا اُسکو بھڑکایا ناچار یہ اُس حصار آتش مین اپنا دل سوختہ لیے چپکا ہوکر بیٹھا بدن گرمی مین پھنکا جاتا تھا کرۂ نار وہ مقام نظر آتا تھا چار سمت آگ لگی تھی بیچ مین یہ شمع وبیٹھا مگر جان پر بنی تھی دوپہر کامل یہ اسمین رہا حلق مین کانٹے پڑگئے حد سے زیادہ پیاسا ہوا جسم سب پسینے مین ڈوب گیا بعد دوپہر کے پھر وہ عفریتہ آئی اور حصار شہزادہ کے گرد سے برطرف کرکے منت کرنے لگی شہزادہ نے ایکی مرتبہ تلوار کھینچی وہ تیغ ابرو کی گھائل تھی شمشیر جان گزا کو دیکھکر ہنسی اور کچھ افسون پڑھکر انکے دست وپا کو بیکار کردیا طاقت جاتی رہی یہ پھر چپکے ہوکر بیٹھ رہے اور اُسنے بہت کچھ عاجزی کی جب شہزادہ نے نمانا تو غائب ہوگئی اور شہزادہ خاموش بیٹھا رہا بعد کچھ عرصہ کے شہزادہ نے دیکھا کہ دست وپا مین قوت آگئی اور حصار بھی اپنے گرد نپایا بے اختیار اُٹھکر ایک جانب کو قدم زن ہوا یہانتک کہ قریب ایک کوہ کے پہونچا درۂ کوہ کے قریب ایک مہ پارہ عابد فریب زاہد کش کو دیکھا کہ حیران حیران ایک جانب

گو نگران ہی مگر ایسی حسینہ ہی کہ اُسکے بالون کی محبت کی راہ کاٹے کوسون نظر آتی پیشانی اُسکی ماتھا عشاق سے رگڑ وداتی ابرو شمشیر حسن کے دو بھل جان عاشقان اُس سے بیکل آنکھین انقلاب دہر کے دو دور جنکے آشنا مردم واقعی حسن کے قلزم مژگان وہ تیر جسکے سیکڑون دل نخچیر بینی کی صفت مین باریک بینی درکار ہی الف کتاب رخسار جسکا نقشہ اظہار ہی دل اُسکو دیکھکر فرخناک مصحف رویون کی سچ پوچھو تو وہ ناک گال دونون بجلی کی جان پر بجلی گراتے شعلہ آتش کے فی النار ہو جاتے دہن تنگ میم معدوم ظاہر کچھ نہین فقط دھوم ہی دھوم دشوار ہی جو یہ راز ہو مفہوم سیب ذقن کو دیکھکر بھوک پیاس جاتی دیدہ اُنھین کی تشنگی بجھاتی بر دوش خوبی سے ہم آغوش ہاتھ کا تو خوبی کا ساتھ سینہ اُسکا وہ چھاتی کہ جنھین دیکھکر بدلی غم کی چھاتی کہانتک اُسکا وصف بیان ہو یہ نقشہ تھا کہ نظم

ہر اک آنکھ تھی اسقدر سحر کار
کہ شاگرد ہون سامری سے ہزار
یہ ادنی سا تھا سحر اور اُنکین فن
کبھی تھین وہ نرگس کبھی تھین ہرن
نظر آئے ابرو کے ایسے حسام
دل رستم و سام جنکے نیام
جو دیکھے کوئی ابرو سے متصل
ہمیشہ رکھے طاق نسیان پہ دل
یہ اک اور تشبیہ آئی پسند
دھوان دو طرف تھا خط انکا بلند
دریچہ اگر طور تھا نور کا
جبین مین عیان نور تھا طور کا
سنی بھی نہین طور کی نردبان
تھی بینی اُسی نور کی نردبان
غضب اُسکی پلکون کے تھے تیز تیز
چھدے جس سے لاکھون ہی دل ریز ریز
مہ کامل اُس مہر کی تھی جبین
مہ نو تھے ابرو شک اسمین نہین
تر و تازہ رخسار جوبن بھرے
کہ گل بھی نضارت تصدق کرے
حلب کے وہ آئینہ تھے لاجواب
کہ منھ دیکھتے تھے گل سرخ و شاب
رخ آئینہ سے صاف دو چند تھا
یہان طوطی آئینہ بند تھا
فدا غبغب سرخ پر تھی بہی
تصدق تھا قامت پہ سرو سہی

شہزادہ نے جو اُس ماہ پیکر کو دیکھا اُسکے پیچھے چلا اور وہ برق وش چمک کر بجلی کی طرح اُس درہ مین گئی اور اُس شہریار کو دکھلا کر رو بفرار لائی شہزادہ بھی اُسکے پیچھے داخل درہ ہوا اُسمین وہ نظر نہ آئی اُسنے جب درہ سے اُس طرف کو سر بدر کیا تو ایک صحرا ے پر فضا نظر آیا اور اُس صحرا مین ایک احاطہ سنگ مرمر کا کھنچا تھا اندر اُسکے گلشن نگارین پھلا پھولا تھا کہ ابیات

وہ گلشن کہ جسپر فدا تھی بہار
وہ گلشن خوشی جس سے تھی ہمکنار
کھلے جاتے تھے اُسکے گل جزو کل
اُسی مین تو ہنستے تھے ہر ایک گل
بہشت برین اُس سے بہتر نہ تھا
نظیر اُسکا روئے زمین پر نہ تھا

جہان ایک اصلی لگا تھا شجر
ستارے ہون جیسے فلک پر دران
وہ گل پھول اسمین نمایان ہوے
شجر بار ور سر سے پا تک ہرے
کسی سمت پودے وہان تا شر
کہ رشک اُنسے جنت کے طائر کرین

جواہر کا بھی دوسرا تھا شجر
صفت کر سکون مین کہان نہر کی
کہ بہزاد و مانی بھی حیران ہوے
منڈھے تھے روپہلی تمامی سے سب
جو پریان بھی دیکھین تو اُڑ جائین ہوش

وہ فوارے نہرونکے اندر روان
جواہر کی تھین پٹریان نہر کی
ہر اک سو خرامان بط او تدرے
بہار اُنکی تھی چاندنی مین غضب
خوش آواز ایسی ہی تھین بلبلین

اُس احاطہ مین دروازہ نقرئی لگا تھا برنگ چشم انتظار عاشق کھلا ہوا تھا شہزادہ اُسکے اندر آیا دیکھا تو یہان بارہ دری بے نظیر بنی ہی فرش و فروش سے آراستہ ہی شیشہ آلات موقع و مناسب جگہ پر سجا ہی اور ایک مسند پر سامنے بارہ دری کے جو چبوترہ ہی اُسپر وہی ماہ تمثال جسکو دامن کوہ مین دیکھا تھا جلوہ نما ہی شہزادہ پاس اُسکے گیا اور کہا بیت ستارہ تو ہی کون سے برج کا + تو بے بید ھا موتی ہی کس دُرج کا + اُسنے مسکرا کر کہا کہ اے جوان یہان سے جا کیون اپنی جان کے پیچھے پڑا ہی اُسنے کہا کہ شعر تیغ ابرو سے تری ہم نہین ڈرنے والے + دھمکیون مین کہین آجاتے ہین مرنے والے + یہ کہکر پاس اُسکے بیٹھ گیا اور مشغول اختلاط ہوا ہنگام گرم جوشی اُس نازنین نے کہا کہ تم کون ہو کہان سے آئے ہو کس کی تلاش مین از خود رفتہ ہو گہبرائے ہوا اُسنے کہا کہ مجکو ایک دیو نی ساحرہ میرے لشکر سے اُٹھا لائی اور مجکو آوارۂ دشت و بیابان کیا اب خدا جانے وہ کہان گئی ہی لیکن اے پری چہرہ تم بتاؤ کہ اس باغ مین اکیلی کس لیے رہتی ہو اور کون ہو اُسنے کہا کہ اے شخص مجکو تنہا نہ سمجھ کنیزین میری ایک کام کو گئی ہین آتی ہونگی اور پردہ قاف کی مین پری ہون اس مقام کو کہ بہار آگین ہی مین نے پسند کیا ہی اور براے سیر چند روزکے لیے یہان آئی ہون اپنا دل بہلاتی ہون پھر چلی جاتی ہون یہ سنکر شہزادہ نے اُسکے گلے مین باہین ڈالین اور چاہا کہ ایک بوسہ اُسکے لبون کا لون جب منھ اُسکے منھ کے قریب لایا ایسی بوے بد اُسکے منھ سے آئی کہ روح بدن مین گھبرائی یقین تھا کہ طائر جان اُسکا پرواز کر جائے جلدی سے منھ اپنے ہٹا لیا اور کہا کیون جی یہ کیا کہ تمھارے منھ سے تو ایسی بو آئی کہ جیسے سنڈاس کھلگیا شاید تم ساحرہ ہو اُسنے ہنسکر کہا کہ اے شہزادے منم عفریتہ سیہ زبان اے جانی مین تجھ پر مرتی ہون اب میرا کام دل برلا تیری خاطر سے یہ باغ بنایا اور اپنی صورت کو اسطرح تبدیل کیا اب تجکو میرے اوپر رحم لازم ہی شہزادہ

اپنے دلمین اسکے بیان کو سنکر سوچا کہ اب کچھ مکر کرنا چاہیے اور اِس قحبہ کو واصل جہنم کرنا بہتر ہی یہ سوچکر اُسنے بھی آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا کہ ای عفریتہ پیاری مین تجکو آزماتا تھا ورنہ مین خود تجھپر شیفتہ و فریفتہ ہون اچھا اب تو لیٹ جا کہ مین تجھسے وصل کرون یہ سننا تھا کہ وہ شہوت پرست زانیہ خوش ہوگئی اور سامنے شہزادے کے دراز ہوئی شہزادہ طریقہ سے بیٹھا اور ایک ہاتھ اُسکے منھ پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے گلا اُسکا پکڑ کے اِسطرح دبایا کہ وہ تڑپی مگر پنجۂ ملک الموت مین تھی کب چھوٹ سکتی تھی اشارے سے کہتی تھی کہ ارے یہ کونسا اختلاط ہی لیکن اِس رستم وقت نے ایک بھی سماعت نہ کی اور ایسا زور کیا کہ آخر روح نجس اُسکی بُرے مقام کی طرف سے پرواز کرگئی یعنی شرمگاہ کھولکر اس شدومد سے نکلی کہ دناٹے کی آواز ہوئی اور جان اُسکی خرامان خرامان اسفل السافلین مین پہونچ گئی خدا کی پناہ آندھی سیاہ آئی دن کی رات ہوگئی آگ پتھر برسے پھر صدا آئی کہ مارا عفریتہ سیاہ زبان جادو کو شہزادہ نے دیکھا کہ وہ باغ اور احاطہ سب نابود اور ناپدید ہوگیا صرف وہ جنگل اور درۂ پہاڑ باقی تھا شہزادہ نے اب جو درۂ کوہ سے سر بدر کیا اُسی دشت پرخار مین پہونچا لیکن اب وہ حدت اور گرمی اُس جنگل مین نہ تھی شہزادہ بہزار دشواری راہ کو طی کرکے اپنے لشکر مین بعد کئی روز کے آکر پہونچا اور سجدۂ شکر درگاہ خدا مین ادا کیا اور بآرام تمام رہنے لگا انکو تو

اس حال مین چھوڑیے مگر اب شمہ حال ملکہ بران شمشیر زن اور پھر حال لشکر امیر نامور کا سنیے کہ ملکہ بران شمشیر زن اپنے مقام پر آکر لشکر کشی کے سامان مین مشغول ہی لیکن وہان نامہ لقا کا افراسیاب کو آیا کہ ای افراسیاب ہم کو خدا پرستون نے بہت پریشان کیا ہی تجھے لازم ہی کہ ہماری مدد کے لیے کسی ساحر زبردست کو روانہ کرتا کہ وہ آکر کام خدا پرستون کا تمام کرے افراسیاب نے نامہ پڑھا اور سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک ساحرہ سیاہ فام تیرہ رو تیرہ دردن کالے کوڑیالے دھامن ناگن سانپ اُسکے گلے سے لپٹے ہوے آنکھ ناک کان سے شعلے نکلتے پیاز لہسن ہڈیون کھوپریون کے ہار گلے مین پڑے ساری کھاروے کی باندھے ہوے قشقہ سیندور کا ماتھے پر کھونر چندن کے سب جسم پر لگے ہوے سامنے بادشاہ کے آئی اور تسلیم بجا لائی ابیات

خالہ شیطان کی وہ بدذات
صورت ایسی کہ جیسے کالی رات
بیجا کی طرح ڈرا رہی تھی
کالی صورت دکھا رہی تھی

بادشاہ نے اُس سے کہا کہ ای سیاہ تاب جادو تم یہان سے خدا

کی خدمت مین جاؤ انکی بھی زیارت کرنا اور مسلمان سے لڑکر خداوند کی فتح کرا دینا یہ ساحرہ بادشاہ سے رخصت ہوکر چلنے لگی بادشاہ نے خلعت دیا اور یہ رخصت ہوکر اُس طلسم مین ایک بیابان ہی کہ نام اُسکا بیابان بلاخیز ہی اور اُس مقام پر ایک قلعہ آباد ہی ساحران ظلم شعار ستمگار و مکار بلاے بے درمان آفت جہان اُس قلعہ مین رہتے ہین اور یہ ساحرہ اُنپر حاکم ہی اور یہ بھی بہت بڑی ظالمہ ہی چنانچہ اُسوقت یہ رخصت ہوکر اُسی قلعہ مین آئی اور حکم تیاری لشکر دیا ہزار ساحر جھولی سحر کی گلے مین ڈالکر اسباب سحر و ساحری لیکر ترسول اور پنسول چمکاتے اژدرہاے سحر اور فیلان سحر آتشین پر سوار ہوے اور یہ ساحرہ بھی اُنکے ساتھ سوار ہوکر جانب لشکر لقا روانہ ہوئی اور بعد قطع منازل و طی مراحل طلسم سے نکل کر کوہ عقیق مین آئی لشکر کو اپنے لشکر لقا سے علیحدہ ٹھہرا کر آپ یکہ و تنہا جانب بارگاہ لقا روانہ ہوئی لیکن بختیارک نے ہرکارون کی زبانی خبر اُسکے آنے کی سُنی بہر استقبال بارگاہ سے باہر آیا اور پیشوائی کرکے اُسکو سامنے لقا کے لایا لقا نے اُسکی صورت دیکھکر خوف کھایا اور اُسنے سجدہ کیا نذر دی خلعت پایا دنگل پر بیٹھی بختیارک نے لشکر کو اُسکے اپنے لشکر سے ملحق کرکے اُتر وایا بازارین لشکر مین کھل گئین ساحر خیمون مین بستر لگا کر آرام پذیر ہوے **سیاہ تاب جادو** کئی روز تک یہان آرام پذیر رہی ایک روز جب وہ زمانہ آیا کہ سیاہ تاب شب نے براے شہرت پیکار روز دہر غدار مین داخلہ کیا اور دن خوف سے ساحرۂ شب کے رو بفرار لایا کہ ابیات

جو پہونچا منزل مغرب مین خورشید | ہوا نظرون سے پنہان مثل ناہید | سیاہی شام کی گردون پر چھائی
عروس شب طلسمی رنگ لائی | فلک پر ماہ نے جلوہ دکھایا | شب تاریک کو روشن بنایا
سر شب ساحرہ مکار و غدار | ہوئی لڑنے پہ آمادہ و تیار | نفیر سحر کو اُسنے بجایا
کہ طبل جنگ اُس دم گڑگڑایا | خبر لڑنے کی وان جاسوس لیکر | ہوے خدمت مین شاہنشہ کی حاضر
دعا یہ دی کہ ای شاہ خوش اقبال | رہے قایم ہمیشہ ملک اور مال | نفیر جنگ لشکر مین بجی ہی
ہر اک سو اک قیامت سی مچی ہی | سُنا جب شہ نے اُسنے یہ خبر کو | کہا یان بھی بجے نقارہ کہدو
جو کچھ قسمت مین لکھا ہی خدا نے | وہ ہی پیش آئی ہی ہر دم یہ جانے | غرض یان بھی بجا نقارہ جنگی
صدا سے اُسکی دنیا ساری دہلی | سویرے سے ہوا برخاست دربار | جگہ پر اپنی سب پھر آئے سردار
لگے تیاریان لڑنے کی کرنے | جو تیغین تھین لگین وہ چرخ چڑھنے | لگے ہتھیار ہونے صاف و صیقل

بڑی لشکر مین تھی ہرسمت ہلچل
الماس جو کہ جا نہ گر گئی تھین
وہ سینکے سے درست ہونے لگی تھین

اُدھر ساحرون مین ڈہرو بجا کلیجون کی بھینٹ بیرون کو دی زرد زرد ٹیّن اُڑائے گئے کلیجیان بھجنگون کی ٹانگین چیر چیر کر بیرون کو منایا ناری کا ساگ مرگھٹ کے ٹھیکرے لیکر منترون کی جاپ کرنا شروع کی یون تانے بھیرون کلوا لونا چماری کو بھینٹ دی دھنتر پنستر لگا ڑسنے کو آمادہ ہوا ابیات

کوئی کہتا تھا اے راجہ دھنتر
لگا ڑدو گے عدو کے تم پنستر
کوئی بھیرون کی پوجا کر رہا تھا
کوئی کلوا کا دان دم بھر رہا تھا
کوئی تھا منترون کی جاپ کرتا
کوئی بچہ سور کے کرتا جھٹکا

غرض چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ لشکر انجم عرصہ گاہ فلک سے رو بفرار لایا اور شہسوار توسن فلک نیزۂ خطوط شعاع کو ہاتھ مین لیکر پشت سمند تیز گردون پر سوار ہوا کہ اشعار

ہوئی شب خوف کھاکر جلد کافور
سیاہی ہو گئی ظلمات کی دور
لڑائی کی جو دلمین سب نے ٹھانی
تو نکلا شہسوار آسمانی
صبح کو لشکر خیل خیل ذیل ذیل جانب میدان مصاف گیا سردار

سب خدمت امیر مین آئے امیر بھی مسلح اور مکمل ہو کر جانب عیش محل بادشاہ پر شوکت و جاہ آئے اور جلو خانہ مین ٹھہر کے انتظار آمد بادشاہ کر رہے تھے کہ یکایک عیش محل کی ڈیوڑھی کا سرخ پردہ چرخی پر کھنچا اور بادشاہ جمجاہ مشتاق جنگ سویرے سے برآمد ہوئے کہارون نے بڑھ کے تخت بادشاہ کا بدلوایا زنانہ سامان سب پھر گیا امیر نے مجرا گاہ پر جاکر مجرا کیا بادشاہ نے ہاتھ سینہ پر رکھا کہ جگہ تمھاری ہمارے دل مین ہے پھر تو بہرام جمہور و فرامرزان سب کا مجرا و سلام لیتے ہوئے جانب میدان جنگ گاہ بڑھے نقیب و چاؤش کڑکا کہنے لگے منقبت خوانیان نقیبون کی خوش الحانیان علمون کا جلوہ کھاتا بڑے بڑے تارے آسمان پر ظاہر چھوٹے چھوٹے تارے دریائے فلک مین ڈوب گئے تھے گھوڑے شیشے بھرتے تھے نسیم سحری چلتی تھی شمعین جھلملاتی تھین کہ ابیات

برآمد شدہ لشکر بے قیاس
سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود
زمین در تزلزل فلک در ہراس
خسک بر گذرگاہ کین ریختند
حضیض زمین چون فلک اوج بود
نقیبان خروشیدن انگیختند
یزک بر یزک سو بسو در شتاب
نہ در دل سکونت نہ در دیدہ خواب
زمین شش شد و آسمان گشت ہشت
ز سُم ستوران دران پہن دشت
جب وارد میدان مصاف ہوئے بیلچہ کارون نے پشت و بلند

زمین کو ہموار کیا اُس طرف سے لقا چالیس ہاتھیون کو زنجیر بند کرکے تخت اُسپر کھنچوا کے بنگلہ

موتیون کا ڈال کے سوار ہوا خواصی مین خواجہ گراز الدین ملک بختیارک شوم کا فربیدین بیٹھا ہوا طوق لعنت گلے مین پڑا ہوا ہمراہ اُسکے لشکر بے شمار سنجانی باختری کاشتری حصاری اور جمشید جمی کیومرثی سب قومین ساتھ اُونچی بنے ہوے گھوڑون پر سوار وارد میدان کارزار ہوے ایک جانب کو سیہ تاب جادو بارہ ہزار ساحرون کو اپنے ہمراہ لیے ہوے آئی ساحرون مین ہوم کا دھوان بلند ہوا اگیا بیتال آسنے لگے اپنی روشنی دکھانے لگے نارنج و ناریل اُچھالتے تھے آندھیان دم بدم اُٹھتی تھین ہوا تیز و تند چلتی تھی کبھی اُس لشکر مین اندھیرا ہو جاتا تھا کبھی ایک اصلی آفتاب کے نیچے دوسرا آفتاب نکل آتا تھا مردمان لشکر امیر کا دل جلاتا تھا غرض جب میدان ہموار ہو چکا سقے حضرت خضرؑ کا دم بھرتے میدان مین آئے ہاتھون مین اُنکے کٹھرا ور مہندی تھیا تھا ہر ایک سقہ خواجہ خضرؑ کا دم بھرتا تھا مشکون کے دہانے پر ہزارے کا فوارہ چڑھا اُنھون نے اس طرح آبشار کیا کہ ساون بھادون کی گھٹا کو شرما دیا پھر صفین لشکر کی آراستہ ہوئین نقیبون نے نکلکر لقابت کی اور پکارے کہان ہین رستم کہان ہین سام کہان ہین برزو کہان ہین بیژن کون سا دلاور نامدار ہی جو نکلکر میدان قتال مین نام اپنے جد و آبا کا روشن کرے اور نام رستم و اسفندیار کو بسان حرف غلط صفحۂ روزگار سے مٹادے کہ نظم

نام رستم کا مٹادو آج ہو وہ معرکہ | کھاؤ پھل تلوار کا اور پھول سو گھوڑ ڈھالکا | رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا
مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا

یہ کہکر جب نقیب کنارے ہوے سیاہ تاب جادو اپنا اژدر اڑاتے سامنے لقا کے آئی اژدر سے اُترکر سجدہ کیا اور ہاتھ باندھکر عرض کی کہ یا خداوندا اجازت میدان دیجیے لقا نے کہا کہ ای بندی قدرت جا تجھکو اپنے دست قدرت کے سپرد کیا پھر اژدر پر سوار ہو کر بیچ میدان مین آئی اور للکاری کہ ای فرقۂ خدا پرستان وای زبردستان تم مین سے جسے تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلہ مین آئے یہ نعرہ سنکر شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان نے صف لشکر سے اپنا گھوڑا نکالا کل لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے آوازۂ کرنا و دم گاؤ دم فیلی و شتری و ماہون کی بلند ہوئی شاہزادہ سامنے تخت بادشاہ کے آیا اور گھوڑے سے اُترکر آداب بجالایا اور دست بستہ اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے تخت رکھوا دیا اور جام کلۂ عفریت مرحمت کیا پھر خلعت سے مخلع ہو کر اجازت دی کہ جاؤ تمھین سپرد خداوند کریم کیا شہزادہ نے تنگ مرکب کو موافق مرضی کے لیا اور جست کرکے شعر

چو شیرے کہ گیرد بر آہو کمین + بجست از زمین و بر آمد بزین + گھوڑے کو اُڑاتا ہوا چلا ابیات

قم وصف توسن رقم کیا کرون
اِسی سے لقب اِسکا شبرنگ ہی
قدم کی روانی کو دریا کہون
کہ رشدیز خامہ کا پالنگ ہی
نہ کاوِ ایکا محتاج ہو کس طرح
یہ کوہ گران ہی وہ پاسنگ ہی
ملا ہی عجب رنگ مشکین اُسے
کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی

ترارے بھرتا ہوا اُس ساحرہ نابکار کے مقابل پہونچا اُس ساحرہ نے یہ سمجھ کے کہ امیر مالک اسم اعظم ہین اگر بظاہر سحر کرکے اسکو گرفتار کرونگی تو وہ اگر چھوڑا لے جائینگے اِس سے بہتر یہ ہی کہ بطور مخفی سحر کرون یہ سوچ کر اُسنے ایک سحر کیا کہ سب کی نظر بند ہوگئی امیر تو یہ جانتے نہ تھے کہ سحر سے یہ نظر کو باندھ دیگی اسوجہ سے اسم اعظم نہ پڑھا اور وہان اُسنے بعد نظر باندھنے کے ایک ایسا سحر پڑھا کہ ایک طرف کو لشکر کے ایک بنگلہ زمرد نگار بڑا ہوا دکھائی دینے لگا سامنے اُس بنگلے کے مختصر سا چمنستان لگا تھا جہان گل ہنس رہے تھے بلبل گلون سے تعشق آمیز گفتگو کر رہے تھے تختۂ لالہ و نافرمان کے کھلے تھے درخت مثل قامت یار تھے سرو لب جوئبار تھے نرگس شہلا مست لالہ ساغر در دست شراب عقیق رنگ جام عقیق لگاہ سے عروسان چمن کو دیتا تھا سبزہ باوجود خاکساری کے پھولون سے نوک کی لیتا تھا نظم

نظر آئے نہال سبز و شاداب
ہوا چلتی تو اک جوبن دکھاتی
کہین نرگس کسی جا جعفری تھی
کہ جسکی دید سے خاطر ہو بیتاب
بہار اپنی دکھاتا تھا ہر اک گل
گل لالہ کی وان جلوہ گری تھی
ثمر خوشرنگ پتے لہلہاتے
چہکتے شاخ پر گل کی تھے بلبل

اور اُس بنگلہ کے سامنے ایک چبوترہ بلور کا سراسر نور کا بنا تھا اور اُسپر مسند مغرق بچھی تھی اور ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین کہ جسکا قد مصرع موزون پیشانی مطلع حسن قامت راست شمشاد نہین نہین الف نور یا الف قیامت شب دیجور کے مانند اُسکی زلف رسا وہ ظلمات کہ جسمین دل خضر کا بھٹکتا شب ہجر عشاق سے زیادہ دراز مانگ دل عاشق کا مانگتی وہ پری رو عشوہ پرواز چشم جادو وہ توسن ناز کہ ابلق لیل و نہار کو آنکھین دکھاتین سرمہ دنبالہ دار اُنمین دیا ہوا اور اُس کافر کا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

کیا ساعد صاف نازنین ہی
ہی منھ کو ہنسی عدم کی تقسیم
معنی مین صورت صفا ہی
گویا ہی قران ماہ و خورشید
یہ سیم تو کیسہ آستین ہی
رخسار وہ آفتاب پر نور
آئینۂ قدرتِ خدا ہی
کیا خال نے بھی تک دکھایا
لب وا ہون اگر دو نیم ہو میم
شبنم ہی جہان تجلی طور
دونون رُخ صاف باغ امید
زنگی ہے سیر باغ آیا

چشم آئی جو رخ تلک کسی کی | یان رہ گئی مردمک کسی کی | کیا وصف دہن مین کھولیے لب
باریک سخن ہی گم ہی مطلب | نقطہ بھی وہ نقطہ ہی جو موہوم | عنقا کی طرح جہان سے معدوم
نظارۂ لب ہی روح کو قوت | معجون وہ جسمین لعل و یاقوت

بس شہزادہ سے اُس ساحرہ نے کہا کہ ای شہزادے ذرا یہ جو سامنے بنگلہ کے عورت بیٹھی ہی اُسکی طرف تو دیکھو پھر مجھسے مقابلہ کرنا شاہزادہ نے جو اُسکی صورت زیبا و طلعت جہان آرا کو دیکھا ایک تیر عشق جگر کے پار ہوا اور ایک آہ سرد دل پر درد سے بھر کر ساحرہ سے کہا کہ اگر تم اجازت دو تو مین اِس گل گلزار خوبی و غنچۂ باغ محبوبی کے پاس جاؤن دو گھڑی باتین کر کے دل بہلاؤن اُسنے کہا کیا مضائقہ جائیے وہ آپ کی خاطر کریگی شہزادہ گھوڑے پرسے اُتر کر اُس ماہ تابان فلک حسن کے پاس آیا وہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور کہا کہ آئیے تشریف لائیے شہزادہ بے اختیار اُسکے پاس بیٹھ گیا اب سب دیکھ رہے ہین کہ شہزادہ نور الدہر یا تو لڑنے گئے تھے یا کنارے لشکر کے اکیلے بیٹھے ہین وہ چمنستان وہ بنگلہ اور عورت نظر نہین آتی اُدھر ملک بختیارک نے جو یہ کرشمہ دیکھا تو ساحرہ کی تعریف کی کہ ای ملکہ سبحان اللہ کیا کہنا اور وہان ساحرہ کو یہ خیال آیا کہ ایسا نہو شہزادہ نور الدہر دکھلائی دین اور انکو امیر آکر چھوڑا لیے جائین بس سحر پڑھکر اُسنے شہزادہ کو بیہوش کر دیا اور اُسی حالت بیہوشی مین اپنے یہان کے ساحرون کو حکم دیا کہ طوق و زنجیر پہنا کر اِسکو اپنے خیمہ مین لے جاؤ اور قید کرو اور ساحرہ نے پھر نہیب دی کہ اور تم مین سے جس کسی کو آرزو مرنے کی ہو وہ آئے اب یہان سے سرداران دست راست و چپ جانے لگے اور اُس زن سحر پر مفتون ہو کر قید ہوتے تھے یہانتک کہ ساٹھ ستر سردار نامی اور نامور اور کچھ بیٹے اور پوتے امیر کے شام تک جا جا کے اسیر سر پنجۂ تقدیر ہوے جب وہ زمانہ آیا کہ شہسوار توسن آسمان شبدیز فلک پر سے اُترا اور ساحرۂ شب نے اپنے سحر سے روے دہر کو کالا کیا کہ اشعار

دبا گوشہ مین تھا مہتاب نکلا
نہایت کھا کے پیچ و تاب نکلا | ستارون کا اُڑایا نور اُسنے | منور کی شب دیجور اُسنے

قریب شام طبل آسائش پر چوب پڑی اور لشکر پھر کر اپنے مقام پر آئے سپاہیون نے کمر کھولی آسودہ ہوے بادشاہ رنجیدہ دل کبیدہ داخل عیش محل ہوے اور امیر بارگاہ سلیمانی مین آرام پذیر تھے مگر عیار ابو الفتح اصفہانی اور کلباد عراقی وغیرہ عیاری کو چلے اُدھر سیاہ تاب جادو بھی پھر کر اپنے مقام پر آئی لشکر نے اُسکے کمر کھولی آسودہ ہوا اور یہ بارگاہ لقا مین جا کر بیٹھی بختیارک نے کہا کہ

اے ملکہ سیاہ تاب جادو جب تک تم امیر کا اسم اعظم نہ بند کرو گی اُسوقت تک اس لشکر پر فتح پانا دشوار ہے یہ سنکر سیاہ تاب جادو اُٹھی اور کہا کہ مین اسم اعظم بند کرنے جاتی ہون یہ کہکر اپنے مقام پر آئی اور ایک پتلہ ماش کے آٹے کا بنایا پھر اُس پتلے کو لیکر جانب لشکر ظفر پیکر امیر نامور چلی عیاران لشکر اسلام جو عیاری کو آئے تھے وہ بھی اسکے ساتھ ہوے مگر یہ کچھ دور جاکر نگاہ سے غائب ہوگئی اور لشکر اسلام مین آکر پہونچی اور منتظر رہی کہ امیر بارگاہ سلیمانی سے نکل کر مسجد کرباس مین جائین تو مین کچھ تدبیر کرون آخر وہی ہوا کہ صاحبقران بارگاہ سے نکل کر برائے نماز جب مسجد کرباس کی طرف چلے ساحرہ نے آگے بڑھکر اُس پتلے کو ہاتھ سے چھوڑ دیا اور کچھ سحر ایسا پڑھا کہ وہ پتلا آپ سے آپ تین بار گرد امیر کے پھرا اور اُسکے پاس چلا آیا اسنے اسکو اُٹھا لیا اور صاحبقران سے آگے بڑھکر کہا کہ یا امیر مین آپ کا اسم اعظم بند کئے لیے جاتی ہون آپ یاد تو کیجے دیکھیے کہ یاد ہے یا نہین امیر نے جو یاد کیا تو مطلق یاد نہ تھا اور ساحرہ کے دل مین آیا کہ اس سے بہتر موقع امیر کے پکڑ لینے کا نہوگا بس اسنے سحر پڑھا کہ صاحبقران بیہوش ہوگئے یہ امیر کو بقچہ مین داب کر وہانسے بزور سحر لیکر اُڑی اور جہان سب اور سردار قید تھے وہین صاحبقران کو بھی قید کیا لیکن عیارون نے باہم صلاح کی کہ ساحرہ کو کسی طرح قتل کرنا چاہیے یہ صلاح کرکے ابوالفتح اصفہانی ایک عورت پریزاد حور وش ماہ تمثال بنا کہ رخسارون سے اُسکے ماہ تابان شرمندہ ہوتا تھا اور زلف چلیپا مین ہزارون نافہ مشک ختن کی بو پوشیدہ تھی پیشانی اُس کی لوح سیمین آنکھون مین جادوگری بھری ہوئی دوہا

	ایک تو نینا مدھ بھرے دوجے انجن سار		اے باورے کو دیت ہے متوالن ہتیار	
	نہین سرمہ کا دنبالہ قریب چشم گلرو ہے	شعر	زبان باہر نکالے حسن کے جنگل سے آہو ہے	

سینہ پر چھاتیان انمول گول گول سڈول جیسے دو ڈبیان معجون مبہی کی اودی اودی بھٹنیان کہ بیت

عورتون کو بھی پسند آیا ہے مردون کا لباس		اودی اودی ٹوپیان رکھتی ہین سر پر چھاتیان
قد الف سین کے دندانہ ہین دندان تمام	سراپا	لام ہونے مین نہین کاکل پر خم کے کلام
اک الف بنتی ہے تشبیہ دہن میم سے تمام		مسلمو نام خدا ہے وہ مجسم اسلام
ابروے یار تو ہین کعبہ دین کی محراب		عاشق روے کتابی ہین جبھی اہل کتاب
گال مین اُنکے قیامت وہ گلوری کا اُبھار		شان اللہ کی معراج مین حسن رخسار
پان کا نازسے پھر منھ مین چبانا ہر بار		تھر اگال اُنکا ندینا وہ دم بوس وکنار

رنگ پان تو دل عالم کا ہوا خون بہا	اک زمانہ کو ہوا رنگ مسی پر سودا
چشم بیضا مین نہین ہی یہ رگونگی سُرخی	ہی خط نسخ مین تفسیر لکھی بیضاوی
آنکھ محمل ہی بعینہ تو ہی پتلی لیلی	ماہ دو ہفتہ گگن مین ہی کہ وہ ہی پتلی
یا پرستان مین پتلی کا تماشا ہی آج	یا کہ پریون کو ہوئی عرش برین پر معراج
دامنی ماتھے پہ اُسکے ہی بصد خوش وضعی	جسطرح گرد مین ہو ماہ کے ہالہ کوئی
چاند وہ ماتھا ہی ٹیکے کی ہی تارہ چھپتی	زلف سے تا بہ کمر سُکی ہی موتی کی لڑی
مار گیسو ہو تو ہی کنچلی سلک گوہر	ہی وہ انداز حسینون کا تو یہ ہی زیور

اِس شکل وشمائل سے درست ہوکر جھپکا ماتھے پر لگایا کہ بیت دل بیتاب کو زلفون مین پھنسا کر مارا + سر کے چھپکے سے گرہ باز کبوتر مارا + کانون مین بالے بڑے بڑے رخسار پر ہل کر تصدق ہوتے بجلیان عاشقون کے دل پر گراتے ہونٹون پر مسی لگی ہوئی لالی اُسپر جمی ہوئی کہ شعر مسی مالیدہ لب پر رنگ پان ہی + تماشا ہی یہ آتش دھوان ہو + ایک پائجامہ کمخواب کا بڑی آب وتاب کا پہنے آنچل بلو کا دوپٹہ کرب کا اُوڑھے سبز بادلے کی کرتی ناف سے اُونچی گلے مین پہنے بالون مین آرام پائی کہ جسکے دیکھنے سے چشم عاشق نے آرام پائی اور دو تین عیارون کو کنیزین بناکر کہ وہ بھی سب کی سب شوخ وچنچل حسن مین یگانہ پنکھیا اور چنگیر پھولون کی ہاتھ مین لیے کوئی دوپٹہ کا آنچل سنبھالتی کوئی پائجامہ کے پائچون کو اُٹھاتی اِس صورت سے یہ ماہتاب فلک عیاری خرامان خرامان دوچار جان خیمۂ سیہ تاب جادو مین آئی سیہ تاب نے جو اِس آرائش انجمن کو دیکھا بے اختیار اُٹھ کھڑی ہوئی اور کہا کہ بیت گر بر سر وچشم من نشینی + نازت بکشم کہ نازنینی + آئیے تشریف لائیے یہ آکر برابر مسند کے بیٹھ گئی اُسنے پوچھا کہ آپ گل کس کے گلستان کی ہین اور ماہ کس کے آسمان کی ہین سرو کس کے بوستان کی ہین شعر اگر شاہی ترا آخر چہ نام است + وگر ماہی ترا منزل کدام است + اُس برق وش نے ہنسکر کہا کہ ای بہن مین لقا کے ایک سردار کی زوجہ ہون کہ نام اُنکا ضیغم ہی از بسکہ لشکر مین خیمہ میرا قریب تر تھا اسوجہ سے تمھاری ملاقات کی مشتاق ہوکر چلی آئی اور رات کا وقت تھا کسی نے مجکو دیکھا نہین مجکو طلسم کی جادوگرنیون سے ملنے کا بہت اشتیاق تھا بس مین آپ آئی ہون تا کہ تم سے باتین کرکے دل بہلاؤن اُسنے اُس پتلے کو

کہ جس سے اسم اعظم امیر کا بند کرکے لائی تھی ایک شیشہ مین بند کیا اور اب وہ شیشہ اپنی جھولی مین سحر کی
رکھا اور کہا کہ اب مجھے فرصت ہوئی جو مزاج مین آئے وہ باتین کیجیے یہ کہکر اُسنے رقاصونکو بلایا اور کہا
ہمارے مہمان کے سامنے رقص کرو وہ ناچنے لگین اور کشتی شراب کی پاس کھنیچکر جام مے ارغوانی بھرکر اُسکو
دیا اُس عیار نے جام کو آنکھ بچاکر گریبان مین اُنڈیل لیا پھر رقاصون کے رقص کرنے پر ناک بھون تیوری
چڑھائی ساحرہ نے پوچھا کہ آپ کو بھی گانا آتا ہے اُسنے کہا کہ گانا اور رونا سب کو آتا ہے ہاں مین بھی کچھ گاتی ہون
ساحرہ نے قسمین دین کہ ہمارے سر کی قسم ہماری جان کی قسم کچھ تم بھی گاؤ جب اُسنے اصرار کیا تو اُسنے اس
غزل کو مؤلف کی گایا کہ غزل

دھیان یہ تھا کہ نہ بھین ہین دشمن اُنکے
وہ یہ بگڑے کہ کوئی بات بنائی نہ گئی
عوض گل وہ چڑھاتے ہین لحد پر تیوری

وصل مین بھی مری قسمت کی برائی نہ گئی
حالت درد جگر اُنکو سنائی نہ گئی
سوکے اُٹھے سحر وصل تو ہنسکر بولے
ہم جہان سے گئے پر اُنکی رکھائی نہ گئی

دل سے دہشت تری ای درد جدائی نہ گئی
بیخودی کا بھی چلا عذر نہ بوسہ لیکر
کیسے سوتی ہوئی قسمت بھی جگائی نہ گئی

اِس گانے سے ساحرہ مست اور
بے خود ہوگئی اِسنے شراب آغشتہ بدارو بے ہوشی کی اور اُسی کا جام بھرکر ساحرہ کو دیا کہ وہ بیک جرعہ
درکشید کرگئی پھر اُسنے وہ شراب رقاصون کو بھی دی کہ اُنھون نے بھی پی تھوڑی ہی دیر مین سب
بیہوش ہوگئے اِسنے ساحرہ کا سر کاٹنا چاہا لیکن دیکھا کہ وہ رویین تن ہے بس سیسہ گرم کرکے اُسکے
منھ چیرکر پلا دیا کہ وہ واصل جہنم ہوئی اور صدائے دار و گیر آنے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من سیہ تاب
جادو بود بس اس عیار نے جھولی سے اُسکی شیشہ اسم اعظم نکال کر توڑ ڈالا اور اُس ساحرہ کے مرنے
سے وہ پتلا بھی غائب ہوگیا تھا امیر کا اسم اعظم چھوٹ گیا ابو الفتح خیمہ کو لوٹ کے اُس جلدی مین بھاگا
اور یہان افسران لشکر شور و غوغا ساحرہ کے مرنے کا سنکر دوڑے اُدھر دو سردار اور امیر جو خیمہ مین
ساحرہ کے تھے ہوشیار ہوکر چھوٹے اور قید سحر اُنکے جسم پر سے دور ہوئی امیر نے جو اسم اعظم یاد کیا سب
حرف بحرف یاد تھا بس وہان سے شیرانہ نعرے کرتے ہوئے اپنے لشکر کی طرف چلے ساحر اور لشکری سب
بدحواس تھے کسی نے اِنکو روکا ٹوکا نہین یہ وہان سے صحیح و سلامت اپنے لشکر مین آئے اور اُس ہنگامہ
مین وہ زمانہ آیا کہ خنجر روز نے سر ساحرہ شب کا جدا کیا اور عیار مہر جستی و چالاکی خیمہ مشرق سے باہر نکلا کہ بیت
ہوا آغاز سامان سحر کا + کھلا چہرہ ہر اک سوبام و در کا + غرض صبح کو لقا و بختیارک ساحرہ کے
لیے زار زار روئے اور ساحر وہان سے لاش سیہ تاب جادو کی لیکر جانب طلسم گئے مگر اب حال طلسم

سنیئے کہ افراسیاب بے ایمان نے براے جنگ مہرخ عالیشان دو ساحران نامی کو پھر روانہ کیا وہ دونوں دریاے خونخوار سے اُتر کر لشکر حیرت مین آئے ملکہ حیرت جادو کو نذر دی خیمہ بر پا کیے اور اُترے لیکن عمرو بن اُمیہ ضمری لشکر سے نکل کر بالا دوی کے لیے جانب صحرا روانہ ہوا اور آتے آتے ایک پہاڑ کے نیچے آکر پہونچا وہان دیکھا تو گلہاے بوقلمون سے وہ پہاڑ نہایت رنگین ہے ہزار طرح کی تزئین ہے درختون پر طائر نواسنجی کرتے ہین جھرنا جھر رہا ہے نیچے پہاڑ کے ندیان جاری ہین چشمے چھلک رہے ہین عمرو نے ایک چشمہ پر بیٹھ کے منھ دھویا پھر جو کچھ دل مین آیا ایک گوینے کی صورت بنکر اور نَے نکال کر بجائی اور زمین مین یہ غزل مؤلف کی گانے لگا

غزل

غنچۂ گل کے چٹکنے کا فسانا ہوگا

دردسر کا مرے نازک کو بہانا ہوگا
سادہ کاغذ ہمین بھیجا ہے جو بدلخطا کے
صاف کھلتا ہے کہ بندآب کا آنا ہوگا

صفتین کیون نہ لکھین دست حنا بستہ کی
رنگ اس رنگ ہی مین ہمکو جمانا ہوگا
قصۂ عمر فقط ایک فسانا ہوگا

ہم کہان ہونگے کہان پھر یہ زمانا ہوگا
دل مضطر کو بہت شوق ہے اُس کوچہ کا
اُڑ کے اب دوش صبا پر یہ روانا ہوگا

کرکے تزئین رُخ و زلف وہ فرماتے ہین
جاہ کو جاہ و حشم آج دکھانا ہوگا

چنانچہ یہ بیٹھا ہوا اس طرح گا رہا تھا کہ سماں بندھا ہوا تھا کہ جیسا میرحسن نے کہا ہے

ابیات

سماں بندھ گیا اُس گھڑی اس اصول
بسیرا کو گئے جانور اپنا بھول
درختون سے مل مل کے باد صبا
لگی وجد مین بولنے واہ وا

یہان سے قریب ایک باغ بنا ہے کہ اُسمین ایک ساحرہ ملکہ ماہ طلعت جادو نام نہایت حسین و خوش اندام رہتی ہے اُسنے جو آواز نَے سنی بیتاب و بیقرار ہوگئی اور اپنی خواصون سے اُسنے کہا کہ جاؤ دیکھو تو یہ نَے کون بجاتا ہے جسنے میرے دل کو گھائل کر دیا جو کوئی کہ گویا نَے بجاتا ہو اُسکو یہان بلا لاؤ کہ مین بھی اُسکا گانا سنونگی خواصین یہان سے روانہ ہوئین اور آکر جو دیکھا تو پیر زمین گیر جس کی ڈاڑھی ناف سی سینہ تک ہے پان کھایا ہے پیک اُسکی ڈاڑھی پر بہی ہے پگڑی شیر و شکر کی باندھے ہے جامہ گلے مین پہنے پاجامہ مشروع کا پاؤن مین لیکن ایسا بوسیدہ کہ تانا اُڑ گیا ہے اور بانا باقی ہے بیٹھا ہوا نَے اپنے ذوق و شوق مین بجا رہا ہے اُنھون نے آکر سلام کیا اور پھر یہ کلام کیا کہ چلیے آپ کو ہماری ملکہ نے بلایا ہے عمرو نے پہلے تو جواب نہ دیا جب دو تین مرتبہ اُنھون نے کہا تو اُسنے گھُرکا کہ جاؤ دور ہو کیسی ملکہ مین نہین جانتا اور نہ مین جاؤنگا اگر تمھاری ملکہ کو خواہش ہو تو یہین خود چلی آئین وہ دونون کنیزین یہ سنکر پھر گئین اور ملکہ ماہ طلعت جادو سے جا کر کہا کہ ایک بڈھا

نہر کے کنارے ڈنی بجارہا ہی لیکن وہ کہتا ہی کہ ملکہ کو غرض ہو تو خود چلی آئین ملکہ نے اور دو کنیزون کو بھیجا کہ جاکر بلا لاؤ وہ کنیزین کہ نام اُنکا دلارام و یاسمن تھا عمرو کے پاس آئین اور پیغام ملکہ زبان پر لائین عمرو نے اُنکو بھی گھورکا کہ جاؤ مین نہین آتا اُسوقت ایک نے عمرو سے کہا کہ بڑے میان جو غزل گاتے ہو یہ ہمکو لکھ دو عمرو نے کہا کہ قلم تو میرے پاس ہی تم دوات اپنی دو تو مین لکھ دون وہ لگی گالیان دینے کہ بھڑوے بڑھاپے پیٹے خدا تجکو غارت کرے تو ہم سے دوات مانگتا ہی اور گالیان دیتی ہوئین ملکہ ماہ طلعت جادو کے پاس گئین اور جبکی کھڑی ہو رہین ملکہ ماہ طلعت نے پوچھا کہ کہو کئی خبر کیا پیغام لائین اُنھون نے کہا کہ واری ہم کچھ کہہ نہین سکتے کہ جو کچھ اُسنے کہا ہی اُسنے کہا کہ آخر کچھ بھی اُنھون نے کہا کہ اور تو کیا کہین لیکن وہ آتا نہین اور آپ بھی وقفان کیجیے اُسکی صورت کو جھانسا دیکھیے ملکہ ماہ طلعت نے کہا تم دیوانیان ہو گئی ہو مین خود جاؤنگی اور وہان سے اُٹھکر روانہ ہوئی اور سامنے عمرو کے آئی عمرو نے دیکھا کہ ایک نازنین مہرجبین آتی ہی ہیت برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ہی جوانی کی راتین مراد دن کے دن + آئینہ اُسکے رخسار سے حیران چہرہ پر بکھری ہوئی زلف پریشان عید کا چاند وہ جبین مہ پارہ صبح صادق یا شب قدر شرمندہ اُسکے سامنے بدر لب مین اعجاز مسیحائی غنچہ مین بو نہان یا ہونٹھون مین ہنسی آنکھون مین نشہ چھپایا یا شیشہ مین بندپری نظم

آئی ہی جو زلف بڑھ کے تا دوش
مصداق طلوع صبح دولت
کیا خوب ہین غبغب و زنخدان
جسکو کہ سیب پہنچ سکے نہ شمشاد

کھوئے ہوئے ہی کمند آغوش
ابرو کو کمان کوئی کے کب
ہی پیش نظر یہ گو وہ چوگان

وہ رخ ہی جو آفتاب صولت
یہ گل ہی اگر تو حسن دریا
کیا کیجیے وصف قد آزاد

اُس نازنین نے عمرو سے آکر کہا کہ ای پیر کلاونت مین نے تجکو بلایا تھا تو کیون نہ آیا عمرو نے کھڑے ہو کر دعا دی کہ اعلیٰ اعلیٰ مراتب رہین گسیان بنائے رکھے میری شہزادی کا نصیبا بلی رہے مجھے تو کوئی بلانے نہین آیا ملکہ نے اُن کنیزون کی طرف دیکھا اور کہا کیون مالزادیو تم کیون نہین آئین اُنھون نے قسم کھائی کہ بی بی یہ موا جھوٹا ہی ہم ضرور آئے تھے عمرو نے کہا کہ موئی تم آپ ہو گی ای ملکہ یہ آئین تھین مگر وہ جو سامنے پہاڑ ہی وہان چلی گئی تھین وہان ایک دو گبرو نوجوان آئے اُنکے ساتھ یہ بڑی دیر تک ہنسا بولا کین اپنا منھ کالا کرایا اور پھر چلی گئین وہ کنیزین پھر لگین گالیان کوسنے دینے کہ بھڑوے تیری گھر والیون نے منھ کالا

گرایا ہوگا ملکہ ماہ طلعت جادو نے کہا کہ اچھا اب مین کہتی ہون کہ آپ میرے ساتھ چلیے عمرو نے کہا بہت اچھا مین حاضر ہون مگر ای ملکہ مجھسے یون چلا نہین جاتا ملکہ نے ایک کنیز سے کہا کہ تو اپنی پیٹھ پر سوار کرلے وہ آئی اور کہا کہ آؤ بڑے میان میری پیٹھ پر سوار ہو لو ملکہ تو پیٹھ پھیر کر چلی اور عمرو جو اُسکی پیٹھ پر چڑھا تو آگے شانہ پر سے ہاتھ لاکے دونون چھاتیان اُسکی خوب ملین اُسنے اُسکو پٹک دیا اور کہا کہ موئے بڈھا پے پیٹے تو مجھسے نہین جائیگا ملکہ نے ایک اور کنیز سے کہا وہ آئی اور کہا کہ تم میری پیٹھ پر سوار ہو عمرو جب اُسکی پیٹھ پر چڑھا تو آگے سے ہاتھ نکال کے پائجامہ اُسکا کھول ڈالا اور ایسا کہ اُسکو بالکل ننگا کر دیا اُسنے بھی اِنکو پٹک دیا اور کہا کہ ای ملکہ واقعی یہ بڈھا بڑا حرامزادہ ہی اب ملکہ نے ہوادار منگوایا اور اُسپر سوار کرکے اِنکو اپنے باغ مین لائی اُنھون نے باغ دیکھا کہ شجر وگل سے ہرا بھرا ہی سرو مثل قامت یار اکڑ رہا ہی نرگس صرف نظارہ باغ ہی کہین سوسن زبان درازی کیا چاہتی ہی روش پٹری آراستہ زر گل سے مالا مال نظر آتی ہی نظم

ہی زیور زر گل زیب بخش ساعد شاخ — ہی شاخ سنبل تر پائے سرو مین خلخال
نہین ہی عشقۂ پیچان نقاب روے نہال — بہار نے پئے حفظ نظر اڑھائے ہین جال
مزاج نازک گل سے ہی بلبلون کو خوف — بسان غنچۂ زبان سوال بوسہ ہی لال
الف کیطرح سے جو شاخ کا تھا قامت راست — ہی بار گل سے لچک کر خم آج صورت دال
یہ رنگ سبزۂ گل ہر طرف ہی عکس فگن — کہ سنگ ریزون پہ ہی عالم زمرد وال
قوائے نامیہ سے ہی زمین بالیدہ — کہ آسمان کو سمجھتے ہین سبزہ پامال
بنا ہی زلف لب جو جو باغ سنبل تر — ہی داغ لالہ وگل عارض جبین پہ خال

اُس باغ مین ایک بارہ دری کہ جس کے ستون یاقوت نگار تھے فرش معقول اُسمین بچھا تھا آئینہ لگے تھے گھڑیان کونون پر قرینہ سے جڑی تھین مسند مغرق بچھی تھی کہ ابیات

فریب فرش رنگین اُس مکان مین — کہین ایسا نہ دیکھا تھا جہان مین — نگاہون کو ہوا اک لطف حاصل
بشکل آئینہ ہر شی مقابل — کہین الماس کے مینا و ساغر — طلسمی سیکڑون سامان برابر
کہون کیا کیا نذر سے جو گذرا — عجب اُسوقت کچھ عالم تھا اُسکا — بٹھایا اِسکو لاکر اُس پہ جلسے
سکھائے اسکو الفت کے قرینے

غرضکہ جب عمرو بیٹھا ملکہ نے کہا کہ کچھ اب شغل کرو عمرو دف بجانے لگا اُس وقت

باجی اور اُٹھ دھائین + باجی دیکھے کو دوار آئین + باجی چلین پوچھت سن مرلی + گردھر کی باجی
نادھری + دھیر باجن اپنا سنبھارے + جیر باجن کی چھاتی پر داان + نل بھڑکی باجی ہنست بولین
باجی لاگین نکھ ڈولین + باجی بھئین نہال بھولین سدھ گھر کی باجی + کہین باجی باجی کہین
کہان باجی باجی کہین باجی کہون مرلی کہا جا عمرو کی شعر

	قوالۂ آسمان کا تھا قول		ایسا نہ تھا بار بہ بھی لاحول	

ملکہ ماہ طلعت زار زار بہ رنگ ابر بہار روئی ایسا کہ ہچکی لگ گئی اُسوقت عمرو کی آواز گہرائی اور ڈی بجانا موقوف کی ملکہ نے کہا کہ ای شخص اب نیم بسمل چھوڑنا کیا ضرور ہی اب کچھ اور بجاؤ عمرو نے کہا ای ملکہ گستاخی معاف ہو تو مین کچھ عرض کرون ملکہ نے کہا کہ واسطہ سامری کا جلد بیان کر
اُسوقت عمرو نے اپنا حال اسطرح سنایا نظم

آنکھون کو جانتا ہون پیالا شراب کا
گھٹی مین میری پڑ گیا قطرا شراب کا
دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ساقی نے میرا جام

مستونکو فرض عین ہی پینا شراب کا
خمخانۂ جہان مین وہ علام دہر ہون
دکھلا کے مجھکو توڑا جو شیشا شراب کا

میر احمر بادۂ انگور سے بنا
دیتا ہی محتسب مجھے فتوا شراب کا

ملکہ نے جلد کشتی شراب کی منگائی عمرو نے اُسوقت شراب کو اُلٹ پھیر کرنا شروع کیا اور اُسی اُلٹ پھیر کرنے مین یعنی کنٹھ کی گلابی مین گلابی کی جام مین جام کی شیشہ مین بیہوشی ملادی اور ایک موتی کا بھنکا پھانک کے ایک تار مہین بتیل کا پاؤن کے انگوٹھے مین باندھ کے سرا اُسکا منھ مین داب کے کھڑا ہوا گلابی شراب کی بغل مین دابی جام کو ہاتھ مین لیا اور ہونٹون سے ڈی کو بجاتا ہوا پاؤن کی تال دیتا منھ کے موتی اُس تار مین پروتا قریب ملکہ کے آیا اور جام کو شراب سے لبریز کر کے سامنے ملکہ کے کیا جب وہ اُسکو ہاتھ بڑھا کے اُٹھانے لگی تو اُسنے اُسے اُچھال دیا اور سر پر روکا اور سر آگے کر دیا کہ سرداروں کو سبے شراب پلانے ہین ملکہ ماہ طلعت جادو یہ صنعت دیکھ کے عش عش کرنے لگی اور وہ ساغر لیکر پی گئی پھر عمرو نے سب کو ایک ایک جام شراب کا پلایا سب پر بیہوشی نے اثر کیا تڑاق تڑاق چھینکین مار کر بیہوش ہوگئے عمرو نے ملکہ کی زبان مین سوزن دے کے ستون بارہ دری سے باندھا اور اب اپنی اصلی صورت ہو کے اُسکو ہوشیار کیا اور فرمایا کہ چشم خود را وا کن وحال خود را تماشا کن منم سرہنگ سرہنگان پالہوس بلاو بنی آدم مولانا ے ملوک العرب والعجم دوندہ بے درنگ صاحب قنتورہ وزنگ

مردان را سر ہنگ نامردان را پالہنگ قلعہ گیر بے جنگ یعنی کہ جناب فطرت مآب شیخ الاصحاب خواجہ مکرم و معظم ریش تراشندہ کافران و سر برندہ جادوگران مہر سپہر عیاری و قطب فلک نخجر گذاری خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری ای ملکہ ماہ طلعت جادو تمھین چاہیے ہی کہ مطیع اسلام ہو اور چلکر مہرخ سحر چشم کی شراکت کرو ورنہ مین تمکو قتل کرکے چلا جاؤنگا مین گویا نہین ہون عمرو ہون ملکہ ماہ طلعت نے اپنے دل مین کہا کہ یہ شخص سچا ہی مجھکو لازم ہی کہ اسکی شریک ہوجاؤن پس اشارہ کیا کہ سوزن میری زبان سے نکال لو عمرو نے سوزن کو نکال لیا ملکہ نے عمرو کی بہت خاطر کی اور کچھ دیر ٹھہرکے مال و اسباب اپنا بار کرکے اسکے ہمراہ عمرو بن اُمیہ ضمری مع کنیزان زرین کمر کے لشکر مہرخ مین آئی مہرخ نے اُسکی تعظیم کی اور بارگاہ رہنے کو دی اب یہان افراسیاب نے جو دو ساحر بھیجے تھے اُنھون نے جب وہ زمانہ آیا کہ خورشید نے رخت سفر اپنا مغرب مین جاکر اُتارا اور شاہد شب نے گیسو اپنے کھولے

اشعار

پھرا مغرب کی جانب شاہ خاور
ہوئے خالی ضیا سے خانہ دور
کھلے ہر سو شگاف گیسوے شام
مزاجون مین پھری تکلیف آرام

سر شام نفیر سحر کو دم دیا تیاری لڑائی کی ہونے لگی سحر کی بوجا شروع ہوئی بھینٹین دینے لگے کلوا بھیرون نارسنگہ کی چوکیان بٹھائی گئین ناقوس گھنٹے گھڑیال بجنے لگے دلاور لڑنے مرنے پر کمر کسنے لگے چار پہر رات یہی غوغا اور ہنگامہ رہا جب وہ وقت آیا کہ شاہ خاور تاج زرین سر پر رکھکے سریر فلک پر جلوہ گر ہوا کہ

ابیات

کہ شب نے کوچ کی نوبت بجائی
ہوا غل رات گذری صبح آئی
سفیدی سی لگی دینے زمین پر
موذن نے کہا اللہ اکبر

صبحدم ملکہ مہرخ تخت سحر پر سوار ہوئی اور ملکہ بہار و مخمور و طاؤس و نافرمان و مشکین مو و زلزلہ لرزان وغیرہ سواری ہاے سحر پر سوار ہوکر جانب میدان چلین ملکہ بہار کے گرد تخت کے اوپر پچاس گلدستے پھولون کے رکھے ہوے دھانی جوڑا یہ قتالۂ عالم سفاکۂ جہان پہنے ابر سحر سر پر سایہ فگن ماتھے پر افشان چُنی ہوئی ہاتھون مین مہندی لگی ہونٹون پر مجلس حیران آراستہ اور ساحر باز و بط اور قرقرے وہنس آتشین وغیرہ پر سوار برقین سرخ سرخ ہاتھ مین لیے نرسول منبول

چمکاتے ابر سحر روے ہوا پر چھائے ہوے بادل گڑگڑاتے ساحر جی سامری کی بولتے
مہرخ سحر چشم کا تخت آگے آگے لاکھون ساحرون کی قطار پیچھے پیچھے یہ سب تخت و سواریان
اپنی اُڑاتے ہوے میدان کارزار مین آئے اُس طرف سے حیرت بصد کر و فر
نخوت تخت پر سوار ساحرون کے گلے مین جھولیان بادلہ نگار اژدہون پر سوار دارد
میدان کارزار ہوئے ایک طرف سے مفتون مردار خوار جادو و افسران شعلہ
زبان جادو بارہ ہزار ساحرون کو کہ جو اُنکے ذاتی ملازم تھے اپنے ہمراہ لیے میدان
مین آکر ٹھہرے سحر کی بجلیان گرا کے جھاڑ می جھنڈی کو جلوا دیا پھر ابر سے
برس کر چھڑکاؤ کیا نقیبون نے نکل کر نقابت کی اور پکارے کہ کہان ہین جمشید اور
زردشت آتش پرست اور کہان ہین کافور و دیس کے ساحر بنگالی کونسا ایسا
جادوگر ہے کہ جو آج اس معرکہ مین نکل کر کچھ کرتب اپنا دکھائے اور نام اپنا کر جائے نقیب جب کنارے
ہوے مفتون مردار خوار جادو اپنا اژدر بڑھا کے حیرت سے اجازت لیکر میدان
مین آیا اور پکارا کہ ای مہرخ بھیجیے کسی کو میرے مقابلہ مین یہ سننا تھا کہ مخمور سرخ چشم
اپنا طاؤس اُڑا کر مہرخ سے اجازت لیکر مقابل مین اُسکے گئی مخمور سرخ چشم نے ایک ڈبیا
اپنے بالون مین سے نکالی اُسے کھول کے پانچ چار لال اُسمین سے نکالے اور اُن لالون
کو اپنی اُنگلی کاٹ کے خون چٹایا اور اُسنے کہا کہ جاؤ مفتون مردار خوار جادو کا بھیجا کھاؤ
وہ لال اُڑ کر گئے اور چاہتے تھے کہ سر پر مفتون کے بیٹھین مفتون مردار خور و افسر جادو
نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پتلا چھری لیے ہوے پیدا ہوا اور اُسنے اُن لالون
کو پکڑ کر ذبح کر ڈالا اور مفتون مردار خوار نے اژدر اپنا بڑھایا اور ایک کمند سحر کی مخمور
سرخ چشم پر لگائی مخمور کی گردن اُسمین پھنسی اُسنے اُسکو کھینچ لیا اور ایسا سحر پڑھا کہ
مخمور سحر کرنا بھول گئی اُسنے اِسکو قید کیا ایکی مرتبہ ملکہ بہار نے مہرخ سے اجازت لی اور میدان
مین آئی اور سحر پڑھکر پکاری کہ ای بہار بیایئیں اتنا کہتے ہی ہزارہا پھول میدان مین کھل گئے
اور سیکڑون چمن و نہالان چتردار پُر ثمر نظر آنے لگے حوض لبالب آبشارین جاری
طائران خوشرنگ و خوش الحان مرغولہ سنجی اور نغمہ سرائی کرنے لگے اور ان اشعار کو گاتے تھے کہ ابیات

چمن آتش گل سے دہکا ہوا
الہین طوطیان بوستان کا سبق
چمن سے بھرا باغ گل سے چمن
جدا اپنے موسم مین سب کی بہار
چنبیلی کہین اور کہین موتیا

ہوا کے سبب باغ مہکا ہوا
کھڑے شاخ شبو کے ہر جا نشان
کہین نرگس و گل کہین یاسمن
پڑی آب جو ہر طرف کو بہے
کہین رائے بیل اور کہین موگرا

درختون نے برگون کے کھولے دہن
مدنبان کی ادھر ہی آن بان
کہین ارغوان اور کہین لالہ زار
کرین سرو پر قمریان چہچے

ملکہ بہار معشوقہ طرحدار اُس باغ مین ایک چبوترۂ بلور پر چھڑی جواہر کی جگنو جڑی تھی ہاتھ مین لیے پانچے کلائیون پر ڈالے سلوٹین چڑھون مین پڑی ہوئین بصد انداز کھڑی ہوئی اُس باغ سحر کی ہوا جو مفتون اور ساحرون کو لگی دیوانہ وار بیقرار شعر عاشقانہ عشق بہار مین پڑھتے چلے جاتے تھے کہ اشعار

دل مین تمنا داغ جگر مین
رو رہے تھے وہ سب ملکر
آبلہ دل کا جیب کوئی پھوٹا

شیون لب پر یاس نظر مین
روے حسین پہ خراش ناخن
فوارہ لہو ہو کا چھوٹا

آہ و فغان تھی سب کے لب پر
داغون سے خون کے قامت گلبن

جب قریب باغ ملکہ بہار یہ سب پہونچے تو وہان سے چند کنیزین آئین ایک طشت اور نشتر اپنے ساتھ لائین اور انھون نے فصد ان سب سوداز دگان زلف بہار کی کھولی اور خون اُس طشت مین لیا اور کہا کہ جاؤ ملکہ حیرت کا سر کاٹ لاؤ یہ سب کے سب اُدھر سے شعر عاشقانہ پڑھتے ہوے جانب لشکر حیرت چلے اور جاتے ہی لشکر حیرت پر گرے حیرت اور تمام اُسکی سپاہ نے کچھ کچھ خاک جمشید اپنے اپنے تنون مین لگائی تھی اسوجہ سے کہ خوشبوے گلہاے سحر ہمارے دماغ مین نہ جائے اسوجہ سے وہ دیوانہ نہ ہوے تھے بس اُنھون نے نارنج اور ترنج و ترسول و تیسول مارنا شروع کیے اور ہزارون ساحرون کو دم بھر مین مار گرا دیا اُسوقت ملکہ حیرت نے مفتون مردار خوار جادو کو ایک نارنج سحر کا مار کر مار ڈالا اور اُسکے ہمراہیون کو بھی واصل دار البوار کیا افسران شعلہ زبان نے جو یہ ماجرا دیکھا خیال کیا کہ حیرت کے ساتھ رہنا بیکار ہے کیونکہ اُسنے میرے بھائی مفتون مردار خوار جادو کو مار ڈالا بس اُسیوقت اپنے ساحرون کو ساتھ لیکر لشکر مہرخ مین چلا گیا اُسکے آنے سے طبل اور بوق بجے بڑی خوشی ہوئی اور ملکہ حیرت رنجیدہ اور دل کبیدہ ہو کر طبل بازگشت بجوا کر پھری اور اپنے لشکر مین آئی

اِس عرصے مین معمار قدرت جادو ملکہ مہرخ کے پاس آیا اور دنگل پر بیٹھا اور کئی روز تک سکونت پذیر رہا آخر ایک دن معمار قدرت نے ملکہ مہرخ سے پوچھا کہ آپ سے معرکہ جدال و قتال افراسیاب جادو ایسے زبردست سے درپیش ہو مگر تعجب ہو کہ اگر خدانخواستہ کچھ پیچ پڑجائے اور نکل جانے کا اور ٹال دینے کا موقع نہو تو کوئی جا ایسی یہان نہین بنائی جہان اس مین روز بدجمعی تمام رہین اور فوج افراسیاب جادو اور حیرت جادو کی جو بھاگے تو گنبد نور مین چھپے بس تم سب کو بھی کوئی جا چاہیے اُسی وقت معمار قدرت نے ایک قلعۂ فلک فرسا فولاد کا بزور سحر نہایت مستحکم بنایا اور فیل بند دروازے پر بارہ ہزار پتلے سوا سوا بالشت کے روئین تن سحر کے بنا کے کھڑے کردیے اور ایک طاؤس زمرد کا اُس قلعہ کے مینار پر بٹھا دیا اور دروازے پر دو شیر سونے کے چپ و راست بٹھلائے اور اسی صورت سے جو کہ وہان دروازے تھے کسی پر بارہ ہزار جن بچے باشمشیر برہنہ کسی پر بارہ ہزار جوگی اور اتیت شیر سوار کسی پر بارہ ہزار پریزاد اندر کا اکھاڑا جمع طبلے سارنگیان طنبورے کرتال کی جوڑیان کسی پر بارہ ہزار دیو بچے دار شمشاد آسیا سنگ ارہ پشت نہنگ وغیرہ لیے کسی پر بارہ ہزار فقط سر جادوگرون کے منھ مین مجلیون کی تلوارین لیے کسی پر بارہ ہزار دیو جو اپنے ہاتھون مین گولے فولاد کے بیضے عقاب کے لیے کسی پر بارہ ہزار نوجوان عجیب الخلقت سر حیوانون کے دھڑ انسانون کے یا سر ہاتھی کے یا ریچھ بندر لنگور گھڑیال سوس عقاب کے اور جسم ہاتھ پاؤن آدمیون کے کسی پر بارہ ہزار نٹ کھڑے ہوئے کسی پر بارہ ہزار اژدر قلاب آتش فشان چھوڑتے کسی پر بارہ ہزار فیل دمان کسی پر ایک ابر اُسمین ہزارہا بجلیان رنگ برنگ کی کڑکتی اور چمکتی ہوئین بارھوین دروازے پر بارہ ہزار لال لکیرین آگ کے شعلون کی کھنچی ہوئین اور جس طرح سے فیل بند دروازے پر چپ و راست دو شیر سونے کے بٹھا دیے تھے اُسی طرح گیارہوین دروازے پر بھی چپ و راست کہین دو گھڑیال بجانے والے کہین دو ڈھرو بجانے والے کہین دو ناقوس پھونکنے والے کہین دو گھنٹے لیے ہوے دو جھانجھین بجاتے کہین دو پتلے پچکاریون مین رنگ بھرے کہین دو پہلوان کشتی لڑتے کہین دو بڑھیان چرخہ آگے رکھے کاتتین کہین دو نازنین

حسین از پا تا فرق دریاے جواہر مین غرق دو دو قمقمے زعفرانی رنگ کے لیے ہوے کرسیون
پر بیٹھی ہوئین کہین دو چوبدار عصاے روپہلے سنہرے ہاتھون مین لیے ہوے راس و چپ
کھڑے ہین کہین دو سوار با تیغ عریان گھوڑون پر سوار خونخوار پیادے بے شمار موجود ہین
غرض معمار قدرت نے یہ طلسم بنا کے ملکہ مہرخ سحر چشم سے کہا کہ جب کوئی بڑی مشکل اور لڑائی
پڑے اور تمکو کہین بھاگنے اور بچنے اور چھپنے کی جگہ نہ ملے تو تم سب سردارون اور اپنی فوج کو
لیکر بے خوف و خطر جس دروازے سے چاہنا ان بارہ دروازون مین سے اس قلعہ مین جانا
افراسیاب جادو اور حیرت جادو اور تمام سردار اور اُسکی فوج سر پٹک کر مر جاینگے
جب بھی اُس قلعہ مین نزدیک کیا بارہ بارہ کوس تک نہ آ سکینگے اور وہ لڑنے کا ارادہ کرینگے
تو یہ سب پتلے لڑینگے اور اُنکی فوج و سپاہ کے بڑے بڑے جادوگر انکے ہاتھ سے مارے
جائینگے اور اینہزار لاکھ سحر کے وہ حربہ کرین اور ہزار جادو سے چاہین کہ یہ پتلے ہماری چوٹ کھائین
لیکن انمین سے کوئی نہ مرے گا نہ مٹے گا یہ کہکر طائفے ارباب نشاط کے بلوائے اب یہان غلغلۂ
شادمانی اور ہنگامۂ مبارکبادی بلند ہوا ادھر ملکہ حیرت جادو باغبان اور صورت نگار
اور گلچین وغیرہ کے سمجھانے کے لیے گنبد نور سے نکل کر اپنے لشکر کی تیاری مین معروف ہوئی
گریہان بارگاہ سلیمانی مین پانچ ہزار پانچ سو پچپن سرداران فیض گنجور شہنشاہ عرش اقتدار کرسیون
و دنگلون پر با ادب بیٹھے ناچ دیکھ رہے ہین اور امیر با توقیر تصور مین شاہ عیاران عیار عمرو
بن اُمیہ ضمری نامدار کے مغموم و خاموش ہین اور ابوالفتح اصفہانی اور اُمیہ اور سیارہ بالا دری
اور خبرگیری کے لیے گلزار عقیق کوہ کی طرف پھر رہے ہین اور لقامع بختیارک اور عنصر کوہی
وغیرہ بیٹھے ناچ دیکھ رہے ہین ناگاہ طلسم ہوشربا کی طرف سے ایک ابر سیاہ اُٹھا اور برقین
رنگ برنگ کی کوندنے لگین سب نے دیکھا کہ ایک ساحر نوجوان تخت پر سوار ایک
لاکھ سوار ساحر کی جمعیت سے آیا اور فوج کو اپنی اُسنے لشکر مین اُتروا یا آپ لقا کی ملازمت
کو آیا نذر دی خلعت پایا لقا نے کہا کہ اے بندۂ قدرت کیونکر آنے کا اتفاق ہوا اُسنے کہا کہ اے
خداوند مجھے افراسیاب جادو نے خداپرستون کی سزا دینے کے لیے بھیجا ہے اور حکم
دیا ہے کہ تم حسب الحکم خداوند لقا کے لشکر امیر کو تباہ اور برباد کر کے جلد پھر آؤ بختیارک نے

کہا کہ اپنا نام تو بتاؤ یہ باتین تو سنین اور معلوم ہوا کہ گلون نے تو اپنے بہت سے ہاتھ پاؤن یہان آ کر مارے اور پھر کر ہمارے باغ بہشت مین سدھارے اب تمھاری باری آئی ہی تم بھی دو چار دن کے مہمان آئے ہو دس بیس شعبدے اپنے دکھا کے آخر کو باغ بہشت کی سیر کو چلے جاؤ گے اُس ساحر نے کہا ملکجی مجھے مروارید جادو کہتے ہین یہ کہکر وہ دو ایک روز تک آرام پذیر رہا اور جب وہ زمانہ آیا کہ گوہر خورشید بے آبرو ہو کر سیاہ ہوا اور شاہد شب نے زیور ستارون کے موتیون کا زیب جسم کیا کہ نظم

بہار شام نے پیدا کیا رنگ
نگاہون کو نظر آئے نئے ڈھنگ
ہوئی چادر زمین کی خوب میلی
سیاہی جسم تاریکی سے پھیلی

سر شام بحکم مروارید نافرجام طبل جنگ پر چوب پڑی نامیان خیبری و توپیان خیبری خدمت والا مین بادشاہ لشکر اسلام کی آئے اور مجرا گاہ سے مجرا کر کے یہ اشعار دعائیہ زبان پر لائے اشعار

روشن دلون کو گر نہو مسجود در ترا
رکھے نشان سجدہ جبین پر نہ ماہتاب
یہ عدل ہی ترا کہ قوی کو ضعیف پر
کرنے سے اب تعدی کے رہتا ہی اجتناب
گنجشک کے چلے نہ وہ تیر آشیان تلک
پر گیری مین لگائیے جسکے پر عقاب
کیا تاب ہی عدو کی جو ٹھہرے ترے حضور
لشکر نہیب قہر کو ترے گہ عتاب

آج طبل جنگ پر چوب پڑی لشکر لقا مین غل مچا ہی امیر نے بھی حکم دیا کہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے پھر تو ابیات

بجا دونون طرف سے طبل جنگی
ہوئی پھر جان کو قالب مین تنگی
لگے ہتھیار سجنے سب دلاور
لگین تیاریان ہونے برابر

تلوارین چرخ پر چڑھائی جاتی تھین کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین آگئی تھی زبان سنان کا یہ قول تھا کہ دشمن کا کلیجہ چھید ینگے زبان تیر یہ کہتی تھی کہ ہم جسم کو غربال کرینگے گلشن شجاعت مین ہوا قہر کی چل رہی تھی بہادر پھلنے پھولنے کی آرزو رکھتے تھے یہی تمنا تھی کہ گلہائے زخم نخل جسم پر کھلائین خون کی نہرین بہائین دو پہر رات گئے نقیبون نے اُٹھکر صدا دی شعر جوانو جوان بخت ہشیار ہو ٭ سلاحون سے اپنے خبردار ہو بہادرون نے اُٹھکر غسل کیا دوست دوست سے عزیز عزیز سے باہم بغلگیر ہوتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ ابیات

بیا امروز بنشین با من ای دوست　　که فردا من کجا باشم کجا تو
زمانے من ترا بینم مرا تو　　ندانم باز کی گردد ملاقات

غرض چار پہر رات یہی ہنگامہ بپا رہا جب وہ زمانہ آیا تیغ تیز آفتاب کو نیام مشرق سے ترک دہر نے نکالا اور سپر شب کو پشت پر حمائل کیا کہ نظم

ستارہ یہ سحر کی ہے نشانی　　پھرا مہتاب پر شبنم کا پانی
ہوا پیدا برنگ گل شجر سے　　گل خورشید پھر شاخ سحر سے

صبحدم امیر کشور گیر مع سرداران با توقیر کے دردولت آسمان جاہ ظل اللہ مالک اورنگ سلیمانی سلطان سریر گردون مسیر پہ آئے اور جلوخانہ مین منتظر آمد بادشاہ ٹھہرے کہ یکایک بادشاہ مشتاق جنگ سویرے سے برآمد ہوئے کہارون نے بڑھ کر تخت بدلوایا امیر نے مجرا کیا بہرام و جمہور و فرامرز وغیرہ سب کا مجرا و سلام لیتے ہوئے قلب لشکر مین تخت شاہنشاہی کو لیکر جانب جنگاہ روانہ ہوئے ڈنکون پر چوب پڑی بسادل چوبدار خدمتگار آگے بڑھے خاص بردار خاصبان کاندھے پر رکھے سپاہی ساز سینگ لٹکائے گردن سے لگائے نقیب خوش الحانی سے منقبت خوانی کرتے ہوئے کہ ابیات

ہمہ رزم جویان ہمہ کینہ خواہان　　بسر بر یکے راغ و دے کہ ہرگز
یکے گفت در جنگ افراسیابم　　یکے گفت اسفندیارم بمیدان
رسید ند این چنین لشکر بمیدان　　ندیدند در خواب سام و نریمان

آنے سے دونون لشکرون کے کرہ ہوا کرہ خاک ہوا زمانہ کی ہوا بدل گئی طائر آشیان گم کردہ پھرنے لگے آئینہ سپہر مکدر ہوا غرض بیلچہ کارون نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا سقون نے آبشاری کرکے گرد و غبار بجھایا دونون جانب کی صفین آراستہ ہوئین مرزار بد جادو اپنے ساحرون کو لیے ہوئے بڑے کر و فر سے میدان مین آیا نقیبون نے نکل کر نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا نقیبون نے مذمت دنیا زبان پر جاری کی نظم

ای مقیمان تہ سقف سپہر غدار　　تا بکی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو　　ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گذار
اس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا　　جلوہ فرما تھا وہان خسرو با عز و وقار
راتدن چہلین رہا کرتی تھین سردارونکی　　عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
بار وان تھا نہ غم ان کو نہ کسی موسم مین　　کبھی گل مہندی کا عالم کبھی لالے کی بہار

واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ — واہ ری تیری تنگ ظرفی ہاین غرور و قار
جن پہ پڑتا تھا پریزادونکے جھومر کا عکس — آج کل وہ لب جو جغدسکے ہین آئنہ دار
گھونسلے سقف مین ہین لاکھون ابابیلونکے — مسکن فاختہ ہی قصر کا ہر نقش و نگار
قصر کو جانے دو باشندونکو وانکے دیکھو — تکیہ گور دگو زن آج ہی ہر اک کا مزار
چیلین منڈلاتی ہین اُڑتے ہین گولے ہر سمت — ہین خیابان مین پر زاغ و زغن کے انبار
سینہ لبریز تمنا و بلب مُہر سکوت — نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
نہ وہ چہلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہی — کنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی

ای برداران دنیا مین زندگی چار دن کی ہی رئیس قدر دان برسر نظارہ ہی یہ گو ہی یہ میدان ہی دیکھین تو کہ عدو کو للکار کر اور ڈانٹ کر کون مارتا ہی یہ کہکر نقیب تو کنارے ہوے اور مردار ید جادو سامنے لقا کے آیا اجازت لی اور میدان مین آکر سلحشوری دکھا کر للکارا کہ ای فرقۂ خداپرستان و زبردستان تم مین سے جس کسی کو تمنا مرگ کی ہو آئے میرے مقابلہ مین یہ نہیب سنکر صف لشکر اسلام سے نہنگ بچۂ دریائی سردار علمشاہ نوجوان مرکب کو اپنے نکال کر خدمت جناب بادشاہ اسلام مین آکر دست بستہ اجازت خواہ ہوا حضرت شہنشاہ نے بہ کمال عطیات خسروانہ فرمایا کہ ای بہادر یہ ایسا ساحر زبردست ہی کہ شعر

انسان جو تکبر کرے بس فیل دمان سے — یہ اُسکی حماقت ہی اجل کی نہین تقصیر

نہنگ بچہ نے عرض کی کہ اب تو غلام صف سے نکلا ہی اگر نہ جائیگا تو لوگ خندہ زن ہونگے کہ یہ ڈر گیا حضور مجکو رخصت دیجیے اور غلام کے حق مین دعاے خیر فرمایئے جب اُسنے کمال اصرار کیا اُسوقت بادشاہ نے فرمایا کہ بخدا سے لایزال سپرد کیا پس نہنگ بچہ دریائی مردار ید جادو کے مقابلہ مین چلا مرکب اُسکا طرارے بھرتا ہوا روانہ ہوا کہ ابیات

اُسکے توسن کا جو پوچھا خامہ سے وصف جمال — پڑھ کے یہ مطلع کہا معذور ہون ای مہربان
حسن لطف آشفتگی سے جسکے کالون کا بیان — باغ مین سوسن نہین کرسکتی با چندین زبان
دین خراج آنکھون کو جسکی چشم خوبان جہان — باج دیوین یال و دم کو زلف جعد مہوشان
خوش نگر ایسا کہ جون پیوستہ ہو ابرو مین خال — جاے زین ہی یہ گریبان کفل کے درمیان

نقش سم جس دشت پر ہو اُسکی جست وخیز کا
ہر گل رنگ حنا پر یون عرق دے ہی بہار
ہی چھلاوہ بین یہ اُس گلگون کی دم داریکاوصف
جب قدم رکھتا ہی وہ محبوب تب ہر گام پر
تک اُچک جائے عنان اُسکی تو فاش زین سے
گر صف اعدا پہ سیدھا ہو تو جون تیر قضا
پر غلط ہی یہ کوئی اسکو دباوے جس جگہ
ہوا گریہ شرق مین اور سامنے ہو اسکے غرب
پہونچنے پائے صدا ہے ہان نہ منھ سے لب تلک

دین غزالان حرم تک نقل بندی آکے وان
لالہ زار اُوپر ہو شبنم جسطرح گوہر فشان
جون پون پھٹے سے لہراتا ہی سرو بوستان
صدقے کرتے ہین حسام نازا پنا دلبران
اسطرح اُڑ جاے جون چہرے سے رنگ عاشقان
دابیے اُسکو تو پہونچے پیش انا آوازہان
صفحہ روے زمین کا اسقدر عرصہ کہان
تک اگر باکب کہے اُسوقت اتنا بھی کہان
ہی مگر یہ باد پیمایان سے وان اور وان سے یان

غرض نہنگ بچہ دریائی مروارید جادو سے آکر ہمتگاور ہوا اور بعد سوال وجواب مروارید جادو نے سحر تو نہ کیا اسلیے کہ امیر مالک اسم اعظم ہین اس سے بہتر یہ ہی کہ انھین ہتھیارون سے لڑین ناچاری کو پھر سحر کرینگے غرض اُسنے نیزہ اٹکل کرکے سینۂ بکینۂ نہنگ بچہ دریائی پر مارا نہنگ بچہ نے نیزہ کو نیزہ کی سنان پر گانٹھا بارے نیزہ بازی ہونے لگی لیکن سترھوین طعن مین نہنگ بچہ نے نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکالدیا اُسوقت گھوڑون کے گشت سے ایک برج خاکی بنکر تیار ہوا اوّل گرد مین یہ دونون بہادر چھپے ہوے تھے سنانین نہانین ستارۂ سحری کی طرح چمکتی تھین غرض کہ جب نیزہ مروارید کے ہاتھ سے نکلگیا وہ کئی نیزہ آب خجالت مین غرق ہوا اور کہا ای خدا پرست تو نے بڑا غضب کیا نیزہ سامری وجمشید کے پرستار کا تو نے نکالدیا اب مین تجکو کب جانے دونگا اور یہ کہکر اُس ساحر نابکار نے باواز بلند کہا کہ ای مقناطیس جادو یہ تیرا کام ہی مین ایسے ویسے ذلیل وحقیر مرد لاغر سے مقابلہ اور مجادلہ ننگ جانتا ہون تو آکر اسکو پکڑلا ساتھ ہی آواز دینے کے ایک پتلا پتھر کا پشت پر سے مروارید جادو کے پیدا ہوا اور اُسنے آتے ہی نہنگ بچہ دریائی کے اوپر ہاتھ ڈالا نہنگ بچہ دریائی بھی مرکب پر سے کود پڑا اور لگی کشتی ہونے نہ این راظفر نہ اور اخطرنہ اور اخطرنہ این راظفر دہن جدہین مشت بہ مشت پیچ توڑ جوڑ بند وغیرہ کرکے کچھ عرصہ مین اُس پتلے نے نہنگ بچہ دریائی کو اُٹھا کر دے مارا اور

مشکلیں باندھ کرلے گیا اب امیر وغیرہ سمجھے یہ جانا کہ کوئی انسان تھا جو نہنگ بچہ دریائی
کو باندھ لے گیا کیونکہ امیر وغیرہ سب دوڑ کھڑے تھے وہ کیا جانیں کہ پتلا پتھر کا ہے اب مروارید
نے پھر للکار کر نہیب دی کہ اور کسی کو بھیجو مقابلے کو ابکی ابرہا دیو چنگال ایک بڑے
حرامزادے گھوڑے پر سوار اندھیری گھوڑے کے منھ پر چڑھائے بادشاہ سے اجازت
لیکر بمقابلہ مروارید نکلا اور جو انداز مروارید کی لڑائی کا تھا اُسی طرح سے اس ساحر علیہ اللعین
نے مقناطیس جادو پتھر کے پتلے کو للکار کر کہا کہ خدا پرست کو پکڑ لیجا وہ پتلہ پشت مروارید
سے پیدا ہوا اور ابرہا دیو چنگال نے اپنے گھوڑے کے منھ پر سے اندھیری کھینچ لی
اور اُس گھوڑے کا یہ خواص تھا کہ آدمی کے عکس کو دیکھ کر کاٹنے اور مار ڈالنے کو دوڑتا تھا
جیسے ہی اُس پتلے کو دیکھا فوراً گردن اسکی پکڑ لی وہ پتلا اُس گھوڑے سے کشتی لڑنے لگا
ابرہا دیو چنگال نے جو پتلے سے فرصت پائی تو دوڑ کر مروارید جادو سے لپٹ گیا
اور جب تک مروارید سنبھلے سنبھلے ابرہا نے دو تین چنگل اُسکے گھوڑے کے مارے کہ تمام
گوشت پوست مروارید کے گھوڑے کا اُڑ گیا اور چیخ مار کر زمین پر گرا ابرہا دیو چنگال
نے دو چنگل مروارید کے بھی مارے کہ آدھی ران اُڑ گئی اور سب پیٹھ لہولہان ہوئی اور ایسے
چاہا کہ ابرہا دیو چنگال کو مار ڈالوں بس سحر کیا کہ ابرہا کے ہاتھ اور پانوں سست
ہو گئے اتنی دیر میں گھوڑا ابرہا دیو چنگال کا جو اُس پتھر کے پتلے کی گردن پکڑے تھا
اور وہ پتلہ جادو کا تھا گھڑی بھر کامل لڑا آخر چھوٹ کر بھاگا گھوڑے نے جست کر کے مروارید
کا گلا پکڑا اب وہ پتلا پھر نمودار ہوا اور ابرہا کو پکڑ کر جلد تر لے بھاگا بختیارک نے دیکھا
کہ مروارید کا کام گھوڑے نے تمام کیا اِس نطفہ حرام نے غل مچانا شروع کیا کہ تم سب کھڑے
تماشا دیکھ رہے ہو گھوڑا مروارید کا کام تمام کیے دیتا ہے چار طرف سے جادوگر دوڑ پڑے
صدرت جادو اِس مروارید جادو کا نائب ہے اُس حرامزادے نے گھبراہٹ میں جادو
تو بھول گیا نہ کر سکا مگر ایک گولا فولاد کا مارا کہ گھوڑا مر گیا بعد ازاں سبنے مروارید جادو کو اُس
گھوڑے مردے کے منھ سے چھڑایا اور لقا نے طبل آسایش بجوایا دونوں فوجیں پھر
اپنے اپنے بستروں پر آئیں بادشاہ اسلام اور امیر عالی مقام اور سردار بارگاہ سلیمانی

مین آکر داخل ہوے جادوگر مروارید کو پالکی مین ڈالکے لقا کے پاس لائے لقا نے اور بختیارک نے دیکھا کہ مروارید کی گردن مین گھوڑے کے دانت پیوست ہو گئے ہین خون بند نہین ہوتا ہے اور مروارید کو غش پر غش چلا آتا ہے بختیارک نے کہا کہ اقبال اسے کہتے ہین کہ جانور تک حمزہ کے لشکر کے ایسے سرہنگ ہین صدف جادو نے عرض کی کہ خداوندا اگر کچھ قدرت نمائی فرمائین تو پھر کیا کہنا ہے ورنہ حکم ہو تو غلام مروارید جادو کو طلسم مین ایک ہفتہ کے وعدہ پر لیجائے اور شفاخانۂ سامری وجمشید مین اسے ڈال دے پھر گھڑی بھر مین اسکے گلے کا زخم اچھا ہو جاویگا بختیارک نے کہا کہ خداوند کی قدرت نمائی کیا تم دیکھو گے خداوند چاہے تو تمام عالم کو مارکر پھر جلادے لیکن وہ مرگ اور زیست کا مالک ہے جو وہ چاہے سو کرے کوئی اُسپر حاکم نہین جو کہے کہ خواہمخواہ یہ بات کرو تم مروارید جادو کو شفاخانۂ سامری وجمشید مین لیجاؤ جان ہے تو جہان ہے جب صحت اِنکو ہو جائے تو لانا صدف جادو نے کہا بہت خوب یہ کہکے صدف جادو نے لقا سے رخصت لی اور مروارید کو واسطے صحت کے شفاخانۂ سامری وجمشید مین لے گیا اور بعد قطع منازل وطے مراحل مرحلہ پیمائی کرکے داخل شفاخانۂ مذکور ہوا تو دیکھا کہ ایک چار دیواری سنگ رخام کی کھنچی ہے اور اندر اُس احاطہ کے ایک گلشن پُر بہار سراپا لالہ زار ہے جسکی ہوا شفابخش آزار بیمار ہے درخت وہان کے امرت پھل کے ثمر لاتے ہین مردہ دلون کو زندہ فرماتے ہین بہی سے حاصل فربہی سراسر مریضون کو بہی سیب وہان کا دافع آسیب وردآثار منطفی فرمائے حدت نار تپ و سُرخی بخش رخسار زرد گل احمر تپ احمر کو مفید سرو سے کوزہ پشتی بعید گل سوسن وہ زبان گونگے کو اچھا کرے نرگس نابیناؤن کو بصارت دے سنبل سے پریشانی دل کی دور گل وغنچہ سے طبع غمگین مسرور ہو گل سیوتی اور چاندنی خفقان کھوئے گل داؤدی وصد برگ سیکڑون کا یرقان کھوئے لالہ دل غمگین کا داغ کھوئے رنج سے حاصل فراغ ہوئے نہرون کے پانی مین خاصیت آبحیوان گل سُرخ صفرائیون کے مزاج مین سودا بڑھائے کاسنی کے پھولون سے صفرا سودائیون کا جائے گلنار سے بلغم مٹے خون جسم مین بڑھے بلبل وہان کی قسم باذن اللہ کہے طوطی

خوش لہجہ کی گفتار سے مردہ عجب نہین جوجی اُٹھے باغبان وہانکا کارمسیحائی کرے ہرروش مثل قلب تندرست کے مصفا آئینہ سان خزان کی بیماری گلون کو کہان وہان غنچہ کا ہرایک سیار بوستان سے یہ بیان زبان سوسن پریہ داستان کہ نظم

ابھی ہول دل سب یہ ہوتا ہی طی
نہ کچھ خوف کیجیے گا دل ہی تو ہی
گذر ہوگا جب سوے باغ آپکا
خنک ہوگا فورًا دماغ آپ کا
غرض باغ کو ہوگے جب تم سوار
وزان ہوگی اُسوقت باد بہار
ہراک گل ہنسے ایسی فرحت ہوئی
ہراک نخل مین پیدا نزہت ہوئی
جو قد آپ کا سایہ افگن ہوا
تو آزادوان سرو گلشن ہوا
گذر ہوے گا جس چمن کی طرف
تو دیکھینگے غنچے دہن کی طرف
لب نہر جاؤگے جو خوش صفات
تو ہو جائیگا آب آب حیات
نگہ مست اگر تاک پر پڑ گئی
تو انگورون سے مے ٹپکنے لگی
ہراک سو پھروگے جو گلشن مین وان
دھڑک دلکی کم ہوئیگی ناگہان

غرض صدف جادو مروارید جادو کو لیے ہوے جب اور آگے بڑھا تو اُسنے ایک مکان چار درجہ کا تعمیر دیکھا کہ مثل قلب پاکبازان نہایت صفا رکھتا در و دیوار اُسکے جگمگاتے آزار مندون کو تندرست بناتے فرش اُسمین بچھا ہوا شیشہ آلات سے وہ سجا ہوا کہ ابیات

کرون قصر عالی کی تعریف کیا
کہ روز اُسیہ ہوتا ہی گردون فدا
نظر جب پڑی اُسکی دیوارون پر
تھی ایک خشت سیم ایک تھی خشت زر
جلائے جو موتی تو چونا ہوا
وہ چونا بھرا نور دُونا ہوا
وہان چار درجے دکھائی دیے
کہ درجے تھے وہ قصر فردوس کے
تھین اُن درجون پر چلمنین بھی پڑین
کہ ہر تیلی اُنکی زمرد کی تھین

ایک درجے مین تو پلنگ آہنی اور چوبی بچھے تھے جو بید اور نواڑ سے بنے تھے اور اُنپر بچھونا کیا تھا مریض اسطرح کے اُس بچھونے پر لیٹے تھے کہ جنکے پانون ٹوٹ

گئے تھے یا بہت زخمی ہوے تھے اور دل وجگر پر چوٹ آئی تھی بہت مستسقی اور مفلوج
تھے اور اکثر تو کثرت سے وہی ساحر تھے کہ جو جنگ مین نارنج و ترنج پیکان تیر اور
ہار فلفل وغیرہ سے زخمی ہوے ہین اور وہ مریض پلنگون پہ لیٹے کراہ رہے تھے
کوئی جمشید کو پکارتا تھا اور کوئی سامری کی یاد کرتا تھا بعض بیمارون کے اعضا
کی بندش جراحون نے کی تھی کہ وہ چت لیٹے ہوے تھے اور جنبش نہ کر سکتے تھے
بعض کے عزیز واقارب پلنگ کی پٹی کے نیچے بیٹھے تھے اور اُنکی تیمارداری مین
مصروف تھے نیچے پلنگ کے بھی فرش دری چاندنی کا بچھا تھا مکان مثل
آئینۂ مصفا تھا غرض ایک درجہ مین تو یہ کیفیت تھی اور درجہ دوم مین الماریان
لگی تھین اور الماریون پر شیشے اور بوتلین دواؤن کی رکھی تھین اور جراح وغیرہ
دوا سازی مین مشغول تھے کچھ ادویہ کھرل ہو رہی تھین بعض نسخون کے لیے
حکیم شفاے جادو نام خود اہتمام کر رہے تھے اور اُنکو باحتیاط تمام بناتے تھے
کچھ دوائین چینی کے ناندون مین خون انسان ڈال کر بھگوئی تھین بعض خون مرغان
طلسمی مین تر کی ہوئی تھین کھرلین سنگ سماق اور سنگ موسیٰ اور سنگ یشب
وغیرہ طرح طرح پتھرون کی رکھی تھین اور ایک درجہ مین آلات جراحی وغیرہ کے
صندوق چنے ہوے تھے موچنے اور زنبور اور اُسترے اور نیشتر اور کاردین
وغیرہ میزون پہ رکھی ہوئی تھین اور اس درجہ مین جو دروازے لگے تھے اُنمین
شیشے بہت صاف جڑے تھے اور میزون کو مخمل سبز و سُرخ سے منڈھا تھا
اور وہان حکما اور جراحون کا اجتماع تھا حکیمون مین کسی کا فراست جادو اور کسی کا
دانشمند جادو اور کسی کا صحت بخش جادو وغیرہ نام تھا اور جو تھے درجہ مین فرش
نہایت عمدہ شفاف گسترده تھا اور اُس فرش پر سوزنیان بچھی تھین گاو تکیے لگے تھے
سامنے سوزنیون کے خاصدان اور اُگالدان رکھے تھے کہ جو سراسر بدری کے تھے
ایک جانب کو سرمہ دانی عقیق خوشرنگ کی رکھی تھی کسی جا ابریق پانی سے بھرے
دھرے تھے اور وہ مقام خاص جو سردار اور مالک شفاخانہ مین حکیم حکمت مآب جادو

کا ہی کہ وہ ایک سوزنی پر تکیہ لگائے بیٹھے تھے اور کتاب حکمت کی سامنے اُنکے کھلی ہوئی رکھی تھی اور اس درجہ مین بھی الماریان لگی تھین انمین سب کتابین حکمت کی چُنی ہوئی برابر تھین شرح اسباب کہان تک کی جائے کارخانہ طب اکبر ہی علاوہ برین کتاب کی کیا احتیاج ہی یہ علم سینہ ہی اور اسکا قانون ہی نیا ہی خلاصہ یہ کہ حکمت مآب ارسطو وقت اور افلاطون زمانہ تھا مروارید جادو کو بھی صدف جادو نے لا کر انکی خدمت مین حاضر کیا انھون نے ایک جراح بقراط جادو نام کے اُسکو دیکھکر سپرد کیا اور آپ نسخہ اُسکی فرحت مزاج کا لکھدیا جراح نے پٹی مرہم جمشیدی کی اُسکے زخم کو دھوکر چڑھا دی اور ایک پلنگ پر لٹا دیا اب یہ یہان علاج اپنا کر رہا ہی اور اب ساتوین روز مروارید جادو کو لیکر صدف جادو پھر آئیگا مگر اب حال عمرو کا سُنیے کہ یہ جو بالا دوی کو گیا تو اُسنے ایک مقام پر دیکھا کہ پہاڑ سونے کا بنا ہوا تھا اور چار طرف اُسکے نقرئی گھانس اور گھانس کی نوک پر گوہر شبچراغ نصب تھا وہ گھانس کو سون تک نظر آئی عمرو کے جی مین طمع بدرجہ کمال ہی دل اُسکا لہرایا اور منھ مین پانی بھر آیا بے ساختہ اُسی پہاڑ کی طرف چلا اور جسقدر کہ عمرو دوڑتا جاتا تھا وہ پہاڑ اُتنی ہی دور نظر آتا تھا عمرو نہایت حیران اور پریشان دریاے فکر مین غوطہ زن ہو کے کہتا تھا کہ مجھے جناب احدیت نے وہ طاقت دوڑنے کی عطا کی ہی کہ کوئی پہر بھر مین ہزار فرسنگ جاتا ہون مین نے بیابان بیشہ جبل القمر و بیابان سبعہ سیارہ کو جہان سکندر سا بادشاہ اور جسکے ہمراہ دو پیغمبر خواجہ خضر اور الیاس علیہ السلام تھے اور جسکے مشیر ارسطو اور فلاطون ایسے وزیر وہ بارہ لاکھ سوار سے گیا اور بارہ برس کے بعد دس بارہ آدمیون سے زندہ باقی رہ کے اُس بیابان کے اُسطرف پہونچا تھا علاوہ ازین جب حمزہ کے دشمنون کو نوشیروان اور فرامرز نے عقابین پر چڑھوا دیا تھا تو مین نے تین دن مین ہندو سندھ و روم و شام و چین و ماچین عرب و عجم و ہندوستان ہفت اقلیم کے مسافت کو طی کر کے حمزہ کے تمام سردارون کو جہان تہان خبر پہونچائی اور یہ کیا ماجرا ہی کہ یہ پہاڑ طلائی جسکو مین دیکھتا ہون کہ کوس دو کوس کے فاصلے سے زیادہ نہوگا اور پہر دن چڑھے سے

اِسوقت تک نہ معلوم کہ تین ہزار فرسنگ راہ طی کرگیا مگر یہ ظاہر ہوا کہ مین دو فرسنگ آیا لیکن
یہ دولت لاانتہا دلازوال سونے کا پہاڑ پھر اُتنا ہی دور نظر آتا ہی کچھ اسرار ہی یا نہین
معلوم کہ کیا ہی اسی فکر مین کھڑا اُس پہاڑ کو دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ ایک مرد پیر نہایت نورانی
صورت ریش و بروت سفید ایک لُنگی گھاروے کی باندھے نعلین چوبین پائون مین پہنے
افتابہ ہاتھ مین لیے نمودار ہوا اور عمرو کے قریب آکر پکارا اسلام علیک ای شاہ عیاران
عیار عمرو بن اُمیہ نامدار عمرو نے اُس پیر مرد کو مسلمان جان کر جواب علیک السلام
دے کر کہا کہ ای درویش اِس پہاڑ کا راستہ کدھر سے ہی اُس پیر نے کہا خواجہ سلامت
ہر چند کہ طماعی انسان کو مبتلاے بلا کرتی ہی کہ مصرع بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند + آپ کیا
کرین کہ خواص اُس چشمہ عین الطمع کے پانی پینے کا ہی آپ نے دھوکے سے پانی
اُسکا جو پیا ہی یہ سارا فطور طمع اور وزدی وغیرہ کا اُسی پانی کا ہی ای شاہ عیاران
عیار یہ پہاڑ نہین بیابان گلریز کا قلعہ ہی اور راستہ اِسکا بہت دور ہی جہاندار جادو
قلعہ کے مالک کے بغیر کسی کو نہین ملتا اور کبھی کوئی شخص اِسکے اندر بغیر اطلاع
جہاندار جادو کے نہین آسکتا ہی کس لیے کہ اِس قلعہ مین کچھ چرند اور قرضۂ آمدنی
ممالک محروسئہ طلسم ہوشربا اور بہت مکانات جواہرات کے درندہ اور پرند جانورون
کے ہین جبتک مخمور سرخ چشم افراسیاب جادو کے پاس تھی کنجیان اُس قلعہ
کے گنج کی قبضہ مین اُسکے تھین جسدن سے مخمور سُرخ چشم جادو آئی اور ملکہ مہرخ
کی شریک ہوکے چلی گئی اب افراسیاب جادو وہ کنجیان اپنے پاس رکھتا ہی باوصف
اِسکے کہ جہاندار شاہ جادو مالک و مختار ہی لیکن یہ اختیار اِسکو نہین کہ ایک پیسا بدون
حکم افراسیاب کے اُن خزانون کو کھول کر نکال سکے یا کچھ صرف کرے حضور
اگر بطور سیر فرمائین تو مین قصور مند ناچیز ایک کمترین بندہ خداے عزوجل کہ
غلام صحرائی میرا نام ہی ایک نقش اسماے الٰہی دیتا ہون اسے زبان کے تلے
رکھکے دست راست کو تشریف لے جائین یہان سے دو تیر کے تاپ پر کنارے
ایک غار کے ایک اژدر آتش فشان آپ کو نظر آئیگا حضور جب اُس اژدر کے سامنے جائین

اِس تعویذکو زبان سے نکال کے دکھلائیے آپ کو وہ دروازہ معلوم ہوگا بے خوف و خطر اُسکے اندر جائیے اور سیر کرکے چلے آئیے اور مین نے اس نقش کو زبان سے نکالنے اور اژدر کے سامنے جاکے دکھلانے کو بخیال اِس مآل اندیشی کی کہ خدانخواستہ آپ میرے کلام کو غلط سمجھین اور یقین نہ لادین اور اپنے دلمین بمضمون اس شعر کے شعر

اگرچہ کس بے اجل نخواہد مرد　　تو مرو در دہان اژدرہا

پس وپیش کرین اور ڈرین عرض کردیا ورنہ کچھ حاجت اس نقش کے دکھلانے کی نہین ہی وہ دروازہ اژدر یہ مشہور ہی آپ یون ہی اُسکے اندر چلے جائیے کچھ مقام خوف وبیم اور ضرر کا نہین ہی مگر حضور قصور معاف صاف صاف عرض کرتا ہون فقیر کی بات سے ناراض نہو جیے گا اتنا سمجھے رہیے گا کہ اگر کسی شی کے تصرف کا آپ ارادہ کرینگے تو مبتلا سے آفات صدگونہ ہونگے عمرو نے اشارہ اور کنایہ اس پیرزاد کا سمجھکر کہا شاہ صاحب یہ کیا آپ فرماتے ہین مجھے لوگ دنیا کے ناحق طماع کہتے ہین خدا محفوظ رکھے خلق کی زبان سے بیت

زعذر توبہ توآن رست از عذاب خدا　　ولے کہ می نتوان از زبان مردم رست

جس حالت مین کہ مخلوق نے خدا پر تہمت کی کہ عیسیٰ علیہ السلام بطن مریم سے نطفے خدا کے پیدا کیے ہوے ہین اور پیغمبر خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ کو بمقدمۂ شق القمر وماجرائے شب معراج افترا سحر کا کیا اور کفار ان بے دین نے انکو ساحر کہا تو مجھ بیچارے بیاد پر جو کچھ افترا اور اتہام اہل دنیا کرکے بدنام نہ کرین وہ تعجب نہین ہی یا حضرت مین ایک کوڑی کسی سے نہین مانگتا اسپر بھی مجھے لالچی اور طماع اور حریص مشہور کرتے ہین آپ وہ نقش عنایت فرمائیے مین فقط سیر کرکے چلا آؤنگا بارے غلام صحرا النشین سے وہ تعویذ عمرو نے لیکر زبان کے تلے دبا یا اور رخصت ہوکر اُس غار کے قریب پہونچا دیکھا کہ وہ اژدہا قلاب آتشین منھ سے نکال رہا ہی عمرو نے اپنے دلکو مضبوط کر وہ نقش زبان سے نکال کے دکھا یا دیکھا تو واقعی وہ دروازہ تھا بسم اللہ کہکر اندر قدم زن ہوا دیکھا کہ ایک شہر پُر فضا بہت وسیع اور زرریز اور حسن خیز ہی خلقت انبوہ در انبوہ سکان

شہر گروہ گروہ چوپڑ کا بازار بنا ہوا صرافہ بزازہ کھلا ہوا عمارتین گچ و پختہ بنی ہوئین کہین کٹڑے نین سنگ نین مہ پارہ گنج مین جھنڈے گڑے ہوے عمارتین بلند بساط خانہ کی سجاوٹ کہین نڈبونگی لگاوٹ کہین حلوائیون کی دوکانین جنکی دکان کے سامنے زنجیر مین گھنٹے ٹنگے کہین بھٹیارین بیٹھی ہوئین

نظم

قصر اعلیٰ اسطرح آباد تھے
چرخ جن پر برج کرتا تھا نثار
خم ہون ابروے حسینان جہان
اسطرح کے طاق تھے محراب دار

عمرو سیر دیکھتا ہوا آگے بڑھا اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ آفتاب فلک افلاک کی سیر کرکے دار الامارت مغرب مین گیا اور عیار شب نے قلعہ دہر مین داخلہ کیا شعر سیاہی چھا گئی ہر سو جہان مین ٭ مروت تھی نہ چشم آسمان مین ٭ اب عمرو نے دیکھا کہ کچھ روشنی معلوم ہوئی اور کچھ شور و غوغا سنائی دیا عمرو ایک اونچی دکان تھی اُسپر چڑھ کے اُس روشنی کو دیکھنے لگا دیکھا تو آگے آگے ہزار بارہ سو پنجشاخے سنہرے اور روپہلے جلتے ہوے کچھ شتری و فیلی دمامے کرہ نے بجتے ہوے اور بہت سی سانڈنیان اور جلوس اور دو ڈھائی سو چوبدار مرد نقیب دیتے آگے آگے کہ ابیات

یلا نوجوانو بڑھے جائیو
دو جانب سے پالکین لیے آئیو
ہمیشہ رہے شہ کا جاہ و حشم
بڑھے عمر و دولت قدم با قدم

بعدازان ایک تخت طاؤسی پر کہ وہ سب ایک ڈال زمرد کا بنا تھا اور جا بجا الماس اور یاقوت اور پکھراج اور فیروزہ وغیرہ جواہر بیش بہا کی گلکاری بنی ہوئی اُس تخت پر ایک شاہ برس بیس کا سن و سال نہایت خوش جمال اور زبردست ایک تاج بہت بھاری بارہ کنگرے کا اور ہر کنگرے مین ایک ایک لعل شبچراغ نصب کیا ہوا گلمین پوشاک شاہانہ سر پر لنگی زرتار کی باندھے دو ناریل چوٹی دار آگے رکھے چتر مرصع سر پر خود بخود گردش مین اور پشت پر دو پریزاد مروحہ بال ہما سے مگس پرانی کرتین اور گرد و پیش بارہ ہزار سوار ساحر تحفہ تحفہ گھوڑون پر سوار چلے آتے ہین اور وہ بادشاہ مٹھی بھر بھر کے اشرفیان اور جواہرات فقیرون کو بانٹتا آتا ہی عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ یہ بادشاہ گرچہ ساحر ہی لیکن بڑا سخی ہی لاؤ انھین فقیرون مین ملکے اشرفیان اور جواہرات مین بھی لوٹون بس ایک بوڑھے محتاج کی شکل بنکے اشرفیان اور جواہرات لوٹنے لگا اور سواری کے ساتھ آتے آتے ایوان شاہی پر آکر پہونچا جہاندار شاہ جادو تخت سے اُترکر اندر محل کے گیا عمرو بھی ایک ساحر کی ایسی صورت بنکے اندر گیا تو دیکھا کہ قصر عالیشان

ایک کوس بھر کے فاصلہ سے کم نہین ہی اور زمین طلائی ہی اور سامنے وہ قلعہ سونے کا جسکا پتہ غلام صحرائی نے دیا تھا نظر آتا ہی عمرو جلدی سے اُس قلعہ کے دروازہ پر گیا وہان جلو خانے مین بارہ ہزار وہی سوار کہ جو سواری کے ساتھ تھے زین پوش بچھائے بیٹھے تھے گھوڑے سب کے کھڑے تھے عمرو نے اپنے جی مین کہا یہ تو زنانی ڈیوڑھی نہین ہی مین تو یہ سمجھا تھا کہ اسمین اس بادشاہ کا ناموس ہوگا تعجب کی بات ہی کہ جہاندار جادو وہان سے کیون پاپیادہ یہان تک آیا اور اتنے بڑے میدان کو طی کرکے اس قلعہ مین گیا ہوگا اور یہ بارہ ہزار سوار تو اُسکی سواری کے ساتھ تھے جلو خانے سے یہان کیونکر آکر بیٹھے اور کدھر سے آئے شاید کہ اسکا راستہ اور کوئی بھی ہی یہ سوچ کے دوسرے دروازے پر جلو خانے کے گیا وہان چوبدار اور مردہے کچھ کمرین کھول رہے تھے اور کچھ بیٹھے تھے عمرو وہان پر ایک مولسری کا درخت تھا اُسکی آڑ مین کھڑا ہو کر دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ ایک خدمتگار بوڑھا گھبرایا ہوا باہر نکلا چوبدارون نے پوچھا کہ حضور خاصہ پر بیٹھے ہین اُس خدمتگار نے کہا کہ نہین خاصہ اب طلب کیا ہی سو مین باورچی خانے مین جاتا ہون یہ کہکر اُسی درخت کے قریب کہ جہان عمرو کھڑا تھا تھوڑی دور پہ بیٹھکر پیشاب کرنے کو بیٹھا عمرو نے جستی اماما بیضہ بیہوشی کا مار کر اُسے بیہوش کر دیا اور اُسکو کسی غار مین ڈالکر آپ اُسکی ایسی صورت بنا اور اُسکے کپڑے پہنے پگڑی سر پر چکویدار باندھی چپکن ہاتھ کی چُنی ہوئی پہنی عصا ہاتھ مین لیکر باورچی خانہ پوچھتے پوچھتے اندر گیا اور داروغہ سے بتاکید کھانے کی تاکید کرکے آپ جلد قدم اُٹھاتا ہوا بے خوف و خطر اُس ڈیوڑھی کے اندر چلا گیا وہان دیکھا کہ سامنے ایک بارہ دری بلور کی بنی ہوئی ہی تیاری اُسمین بہت معقول ہی آگے اُسکے سائبان زربفتی کھنچا ہوا ہی اور فرش پُر تکلف اُسکے نیچے بچھا ہوا ہی اور وہی جہاندار جادو سریر سلطنت پر بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہی اور گرد و پیش تخت کے ساٹھ دنگل جواہر نگار لگے ہین اور بڑے بڑے جادوگر اور ساحرنیان بیٹھی ہین اور کچھ طائفے ارباب نشاط کے حاضر ہین عمرو جہان چوبدار

خدمتگار کھڑے تھے وہان کھڑا ہوا ایک خدمتگار نے کہا کہ ای ہوشیار جادو
خاصہ کے لیے تم تاکید کر آئے ہو عمرو نے جانا کہ نام میرا ہوشیار جادو ہی بس
اُسنے جواب دیا کہ مین داروغہ سے کہ آیا ہون خاصہ آتا ہی اُس خدمتگار نے کہا کہ بھلا
تمنے حضور مین عرض کردی ہوتی اور آج تو تمھاری نوکری ہی تم سامنے حاضر رہو خاصہ
کھلوا لینا جب کہین آنا جانا عمرو نے کہا صاحبو تم مجھے نصیحت نہ کرو مجھے بھی معلوم ہی
کہ آج میری باری ہی اور نوکری کا دن ہی بھلا مین یہان سے کہان جاؤنگا اور خاصہ
کے لیے اب عرض معروض کرنے کی کیا ضرورت ہی داروغہ صاحب لیے آتے ہونگے
اس عرصہ مین شہنا نوازون کی آواز اُسکے گوش زد ہوئی اور آگے آگے وہی داروغہ صاحب
اور پیچھے پیچھے کہار خوان کھانے کے لیے ہوے توڑے پوش پڑے ہوے کسنے
کسے ہوے لیے آتے ہین گرد وپیش دس بارہ مشعلین دستیان روشن کیے اور شہنائی
روشن چوکی بجتی چلی آتی ہی عمرو نے دوڑ کے چاہا کہ آفتابہ اور سلفچی کو اُٹھالون ایک
فراش نے کہا کہ ای ہوشیار جادو تم دیرینہ اور قدیمی ہو رسم وآئین سے واقف ہو
آج یہ کیا خلاف دستور کرتے ہو آفتابہ اور سلفچی اُٹھانے سے تمھین کیا کام ہی ہاتھ مُنھ
دھلوانا ہمارا کام ہی تم رومال لو پاس خاصہ کے جا بیٹھو خاصہ اپنے سامنے چنواؤ دسترخوان
بچھواؤ عمرو نے کہا کیا مضائقہ تھا اگر مین ایک دن تمھارا کام کر دیتا تو کیا میری ذات
اور شخصیت مین بٹا لگجاتا ہمارا اور تمھارا مقدمہ واحد ہی یہ کہکر عمرو نے اہتمام کیا خاصہ
قابون مین پیالون مین طشتریون مین نکلوا نکلوا کے دیکھنے بھالنے لگا اور بیہوشی خوب سی
ملا دی جب سب کھانے کو نکلوا کے بیہوشی آلود کر چکا تو دسترخوان بچھانے کو چلا
اور خدمتگارون نے دسترخوان بچھایا جاندار جادو مع اپنے مصاحبون اور
رفیقون ومقربین جادوگرون کے ہاتھ دھوکر خاصہ پر آبیٹھا داروغہ اور عمرو نے
وہ سب خاصہ چُنا اور ایک طرف داروغہ اور ایک طرف عمرو بیٹھکر مگس پرانی
کرنے لگے خواص وخدمتگار فراش جو کھڑے تھے اور جہان کہین مؤدب بیٹھے تھے
وہ سب حاضری کے وقت کاروبار کے لیے ہجوم کیے ہوے تھے عمرو نے یہ انتظام

واہتمام وہان کرنا شروع کیا کہ جو کھانا نکلا اول داروغہ سے کہا صاحب پہلے تم اسے
چکھ لو داروغہ نے تو ایک ایک دو دو نوالے کھائے قابین بادیہ طشتریان پیالے
جسمین جو شے ہوئی کھائی ایسا کہ خود فراموش ہو گیا بعدازان جہاندار نے اور اُسکے
رفیقون نے کھانا کسیقدر کھایا عمرو نے وہ سب کھانا خواص و خدمتگار فراش
جو وہان کھڑے تھے سبکو دیا کہ لو کھاؤ سب ہوشیار جادو کی چپکے چپکے تعریف
اور خوشامد آمیز کرتے ہوئے وہ کھانا لے کر اپنی اپنی جگہ پر آئے شاگرد پیشہ بھی بیہوش
ہوئے اس عرصہ مین دسترخوان بڑھایا گیا اور جہاندار جادو خاصہ کھا کے ہاتھ
دھونے لگا کہ اُسکو چھینک آئی اور چارون شانے چت گرا ہان کرکے وہ سب
مصاحب زن و مرد جو اُٹھے طمانچہ لگا بیہوشی کا کہ جو جہان تھا وہین لڑکھڑا کر گر پڑا
اور بیہوش ہو گیا داروغہ خواص خدمتگار فراش وغیرہ بھی گرے عمرو نے کہا کہ
یارو فرشتے خداوند لقا کے روحین قبض کرتے ہین سامری و جمشید کا قہر نازل ہوا ہے جلد
یہان سے ہٹ جاؤ جسمین کسی کو پہچانین نہین فرشتے جسکی قضا ہو گی اُسی کی روح قبض
کرینگے اور تو سب بچ جائینگے یہ سنکر جتنے کھڑے تھے سب لیٹ گئے اور بیہوش ہوئے
عمرو نے جلد دروازہ بند کیا اور دس بارہ پندرہ قیدیون کو زنبیل سے نکال کر کہا
کہ اِن سب کے کپڑے زیور وغیرہ جلد اُتار لو اور جادوگرون کو ذبح کرنا شروع کیا
اور جال الیاسی مارکے وہ اسباب کی گٹھریان جو قیدی باندھ رہے تھے زنبیل مین
رکھین اور جتنے ساحر تھے سبکو ذبح کر ڈالا اور جہاندار کی چھاتی پر جو خنجر چڑھکر مارا تو اُچٹ گیا
عمرو نے یہ سمجھکر کہ یہ روئین تن ہے اسکو زنبیل مین ڈال لون مگر جہاندار کی آنکھ
کھل گئی جیسے ہی چاہا اُسنے کہ سحر کرون عمرو نے گلیم اوڑھلی اور وہان سے بھاگا اور کئی
تیر پرتاب پر پہونچا جہاندار حیران ہوکے دیکھنے لگا کہ یہ کیا ماجرا ہوا شاید مین سوتے مین
خواب پریشان دیکھ رہا ہون ناگاہ فرش پر دیکھا تو لاشین جادوگرون کی پڑی ہین اور
سب لہو مین ڈوبی ہوئی ہین جہاندار اور زیادہ بدحواس ہوا اور عمرو جو وہان سے چت
کرکے کچھ دور گیا تو اُسنے دیکھا کہ ایک دروازہ اژدھات کا لگا ہے اور ایک بنجشانہ گڑا ہے

اور جادوگر بیٹھے حقہ پیتے ہین عمرو کو دیکھکر وہ ساحر بولے کہ ای ہوشیار جادو آدھی رات آئی ہوگی تم یہان اِسوقت کہان آئے عمرو نے کہا کہ سرکار کے کام کو جاتا ہون لاؤ ایک دو دم حقہ کے پی لون یہ کہکر عمرو برابر اُن دونون کے جا کر حقہ پینے لگا اور ایک ذرا سی بیہوشی رکھکے کہا بھائی ابھی تمباکو تیز ہی تم سلگاؤ ان دونون نے لیکر دم جو کھینچا تو بیہوش ہو گئے عمرو نے دونون کو چارپائی تلے ڈال کے اُس دروازے کو کھول کر اندر گیا تو دیکھا کہ ہزارون صندوق جواہر کے ہین نظم

قدم دروازے مین جسوقت رکھا
تو اسمین اور بھی اک راستہ تھا
وہان پہونچا تو کوٹھا اور دیکھا
کہ پُر تھا موتیون سے سب وہ حجرا
کبوتر کا ہو بیضہ جس طرح پر
مدور اسطرح پر گوہر تر
منقش دوسرا حجرہ جو پایا
تو اسمین اسطرح کا لطف اُٹھایا
کہ الماس و جواہر لعل ہر جا
برابر ڈھیر ہین خرمہرہ آسا
زمرد تیسرے مین اُسنے پائے
جو جو تھا تھا مزے اُسنے دکھائے
کہ اسمین خشت زر کا ڈھیر پایا
بہت کچھ لطف خاطر نے اُٹھایا
پھر اِسکے بعد دیکھے اور حجرے
کہ چھت تک اشرفیون سے بھرے تھے
کہین چاندی کی اینٹین اِکطرف تھین
کہ ابتک آنکھ نے ویسی نہ دیکھین
کہین یاقوت نیلم ہر طرح کے
کہ جنکی شرح ناممکن زبان سے
غرض ہر حجرہ تھا ہر شی سے لبریز
نظر پڑتی تھی اُسکی حیرت آمیز
کہ یارب کسقدر دولت ہی یکجا
نہین حد اِسکی دیکھا مین نے کیا کیا
سوا اِسکے عجائب اور اکثر
نظر آتے رہے اُس جا پہ شب بھر

عمرو نے جال الیاسی مار کر چار چار پانچ پانچ صندوق زنبیل مین رکھنا شروع کیے یہانتک کہ وہ رات تمام ہوئی اور عیار روز نے خزانہ کواکب کو لوٹا اور خشت زرین مہر حجرۂ مشرق سے خزانہ دار دہر نے نکالی کہ ابیات

نگہ اُٹھی تو سامان سحر تھا
نظر آنے لگا آنکھون کو جلوا
جبین صبح نے جلوے دکھائے
نگاہون مین نئے نقشے سمائے

صبح ہو گئی اور وہ خزانہ کم نہ ہوا باوجودیکہ یہ جال مار مار کر لوٹ رہے تھے مگر اُسپر بھی خزانہ نے کمی نہ کی ناگاہ کچھ لوگ جسوقت جہاندار جادو ہوشیار ہوا تھا تو عمرو کے ڈھونڈھنے کو نکلے تھے اور جہاندار شاہ نے کتاب سامری و جمشید دیکھی تو معلوم ہوا کہ عمرو اسطرح آیا اِسنے یہ قیامت برپا کی ہی اور اب خزانہ افراسیاب مین جا کر خزانہ کو لوٹ رہا ہی جہاندار نے بدحواس ہو کے وہین سے سحر جو کیا اور دو ہتڑ زمین پر مارے تو عمرو کبوتر کی طرح تڑپا اور

باہر آکر گرا جہاندار جادو وہان سے اُٹھکر دوڑا اور اُسنے آکر عمرو کو پکڑ لیا اور اپنے مقام پر آیا اور جلادون کو بلاکر حکم دیا کہ اِسکی گردن مار و جلادون نے ناف شہر مین عمرو کو لاکر بٹھایا اور چاہا کہ گردن مارین کہ ناگاہ پنجہ پیدا ہوا اور عمرو کو اُٹھا کر لے گیا اب جو عمرو نے دیکھا تو کوکب روشنضمیر کی بارگاہ مین بیٹھا ہون کوکب نے کہا خواجہ سلامت آپ بیابان گلریز مین جس وقت تشریف لیگئے تھے مین نے پنجے لگا رکھے تھے کسلیے کہ وہ جگہ بہت نازک ہی جب جہاندار جادو نے آپ کو گردن مارنے کو بٹھایا تھا تو مین نے آپ کو اُن پنجون سے اُٹھوا منگوایا بعد ازان کوکب نے کہا کہ افراسیاب نے مروارید کو حمزہ کے لشکر پر بھیجا تھا وہ شفاخانۂ سامری مین آیا تھا اور اچھا ہو کر سات دن کے عرصہ مین اب پھر گیا ہی یقین ہی کہ لشکر اسلام کو مبتلاے سحر کرے مین مرزان وزیر کو بھیجکر اُسکو پکڑوا بلواتا ہون عمرو نے کہا آپ مجھی کو بھیجدین کوکب نے کہا بہتر ہی یہ کہکر ایک پنجہ کو حکم دیا کہ حمزہ کے لشکر مین عمرو کو پہونچا آئے پنجہ عمرو کو لیکر روانہ ہوا لیکن جبتک خواجہ کو پنجہ لیکر آئے آئے اُسوقت تک حال مروارید سُنیے کہ یہ لطفہ شیطان شفاخانۂ سامری سے ایک ہفتہ مین صحت پاکر خدمت لقا مین پھر آیا اور ایک دو روز مقیم رہا ایک روز جب آفتاب تابان بیمار ہو کر شفاخانۂ مغرب مین گیا اور طبیب شب نے بخط کہکشان نسخۂ سوداوی لکھا کہ **ابیات**

که ناگه آفتاب نور افشان
ہوا جو پردۂ مغرب مین نہان
عروس شام نے جلوہ دکھایا
زمانہ شام ہونے کا پھر آیا

سرِ شام مروارید ناکام نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے بموجب حکم مروارید لطفہ حرام طبل جنگ پر چوب پڑی نامیان خیبری و نومیان خیبری خبر نواخت طبل جنگ لیکر خدمت والا درجت شہنشاہ لشکر اسلام مین آئے اور بصد عجز و ادب یہ زبان پر لائے **نظم**

وہ سلطنت کہ نمونہ ہو جو خدائی کا
کہ فرق کر نہین سکتے بہم امیر و فقیر
عجب نہین ہی جو قالب تہی کرے عمر بخا

لکھے ہی شرق سے تا غرب ہر صغیر و کبیر
بیان مین کرون تیری شجاعت کا جسکو
اگر وہ چرخ پہ چڑھتے سُنتے تری شمشیر

غنی ہوا ہی یہ تیرے کرم سے ہر محتاج
یہ کہتے ہین صف مردان مین کہاجوان دلیر

اِسوقت مروارید شفاخانۂ سامری سے جو آیا ہی اُسنے طبل جنگ بجوایا ہی باقی خیریت ہی یہ خبر سُنکر بادشاہ نے امیر کی طرف دیکھا امیر نے ابو الفتح سے حکم دیا کہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ربانی

طبل جنگی بجے ابو الفتح نے نقار خانۂ سلیمانی مین جاکر طبل جنگ پر چوب لگائی **نظم**

بجا نقارۂ جنگی پھر اُس جا | ہوا دنیا مین شور حشر برپا | پڑی ہلچل لگی گیتی لرزنے
ہوا پیدا دلون مین خوف سبکے

غرض دربار سویرے برخاست ہوا بادشاہ داخل شبستان ہوے دریاے شجاعت بہادران جوش مین آیا تلوارون کی لہرین آب و تاب دکھاتی تھین سپرین گرداب کی طرح نظر آتی تھین آب تیغ تیز روان ہوا چاہتا تھا موت کے گھاٹ سبکا اتار اتھا دلون مین شجاعت کی موج اُٹھتی تھی نامردی سے سینے کنارہ کشی کی تھی دل مرنے پر ڈوبا ہوا تھا ہر بہادر شناور دریاے جرأت تھا کہین خنجر صاف ہوتے تھے کہین نیزے چمک رہے تھے غرض جار پہر رات یہی شور و غوغا برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ چشمۂ خورشید عالم مین موج زن ہوا اور رات نے بحر عدم مین غوطہ لگایا **نظم**

قمر نے چلکے طے کین منزلین چار | ہوئے پیدا سحر کے صاف آثار
ہوئی شائع جو نور افشانی مہر | بنی مشعل رخ نورانی مہر

جبھی دم امیر کشور گیر مسلح و مکمل ہوکر جلوخانۂ بادشاہی مین مع سرداران ذی رتبہ کے آئے بادشاہ بھی مشتاق جنگ سحر سے برآمد ہوے زنانہ سامان سب پھر گیا کہارون نے تخت شاہی بدلوایا امیر نے مجرا کیا بہرام و فرامرز و جمہور وغیرہ کا مجرا و سلام لیکر جانب جنگاہ چلے گلشن لشکر مین سردار مثل گل ہنستے اور بلبل کی طرح زمزمہ سرائی کرتے تھے نسیم سحری چلتی تھی سپرون کے پھول چمکتے تھے دلون مین ہواے شجاعت بھری تھی نخل ہستی پر یہ دعا تھی کہ خزان نہ آئے خدا یتعالی سر سبز دشمن پر فرمائے بسان سبزہ عدو کو پامال کرین ہر مصیبت و رنج مدعی پر ہر دم **نظم**

صفین آراستہ کرکے وہ لشکر | ہوا اڑنے پہ آمادہ جو اکبار | غرض میدان مین پہونچے سب آکر
کیا سقون نے پھر چھڑکاو جوان | ہوا شفاف جنگی سارا میدان | زمین کی بیلچہ کارون نے ہموار
پکارے یون کہ مردان شجاعت | تہ اس دنیا پہ تم مغرور رہو نا | نقیبون نے نکلکر کی نقابت
نہین باقی ہین دیکھو رستم و سام | اگر باقی ہے تو مردون کا ہے نام | نہ حسرت اپنی اس میدان مین کھونا
کہ یہ ملک اور یہی مال ہمارا | نقابھی فوج لیکر اس طرف سے | کہان ہین وہ کہ جو کرتے تھے دعوا
ہوا اک شور محشر اسکا | جما میدان مین لشکر وہ سارا | ہوا میدان مین وارد بس آکے
بڑھا اڑنے کو مرد ازید ناچار | ہوئین جنگی صفین جسوقت تیار

اور اُسنے وسط میدان مین پہونچکر للکار کر ہیبت نے کی کہ یا امیر

با توقیر بھیجیے میرے مقابلہ مین کسیکو اسطرف سے شاہزادہ علمشاہ گھوڑا اُٹھا اور بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت لیکر مقابل مین اُسکے گئے اُسنے ایک سحر ایسا پڑھا کہ شہزادہ علمشاہ گھوڑا ڈال کے سیدھے جنگل کی طرف روانہ ہوے امیر اور سب سرداران ہان ہان کرتے رہے مگر اُنھون نے ایک کا کہنا نہ سنا اُسوقت عیار اُنکا سمک یلطاقی بھی ان کے ساتھ چلا مروارید نے جو اُسکو جاتے دیکھا ایک سحر پڑھا کہ وہ بھی اُنھین کی طرح سے دیوانہ اور وحشی مزاج ہوگیا اب پھر یہان سے مالک اژدر مقابل مروارید کے جانے لگے توکل لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے اور نقارے لشکر کے بجنے لگے یہ بادشاہ سے اجازت لیکر روانہ ہوے تو اس وقت گھوڑا اُنکا جست وخیز کرتا ہوا چلا

نظم

کہا مصور باد بہار سے اُس کی
تر سے حضور کرون جست و خیز کی تقریر
رکھا کرے ہو سدا اُسکی یالکی خوشبو
جہانکے باغ مین نقاش تیرے گلگونکی
اگر قیاس مین ٹھہرے تو کھینچے تصویر
نہین ہو مرکز خاکی یہ اُسکی جلدی کا
دماغ آہوے تاتار ہو بے عبیر
جو چاہا مین شکل بنا مین تو کیا تدبیر
نہ دونگا اسکو مین تشبیہ برق آتش سے
بجز طبیعت معشوق کچھ عدیل و نظیر

پس جب یہ جاکر اُسکے سامنے پہونچے اُسنے سحر پڑھکر ان کو بھی جانب صحرا روانہ کیا اب لشکر لندھور بن سعدان اپنے فیل کو ہول کر سامنے بادشاہ لشکر اسلام کے آئے اور ہاتھ باندھکر اجازت لی بادشاہ نے سپرد خدا کیا یہ بھی جاکر جب اُسکے سامنے پہونچے اُنکو بھی جنگل کی طرف بھیجا اسی طرح سے کل نامی وگرامی سرداران و پہلوانان اُسکے مقابل مین جب گئے اُسنے سبکو جنگل کی طرف روانہ کیا اور پھر آپ ایک پتلہ سحر کا بناکر اور اسکو گھوڑے پر بٹھاکر کہ اب وہ مثل سواروں کے معلوم ہوتا تھا مقابلہ امیر با توقیر مین بھیجا کہ وہ گھوڑا ڈال کر للکارتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا امیر اُدھر سے اشقر کو بڑھاکر پھرے اُس پتلہ نے امیر پر تلوار ماری امیر نے خالی دے کر ایک ہاتھ عقرب سلیمانی کا مارا تو اُسکے جگر تک تلوار نے کاٹا جب تلوار جگر پر پہونچی تو اُسمین سے ایک طوطی زرین بال خوش گفتار نکلی اور گرد امیر کے اُسنے چرخ مارا اور پھر اُڑکر مروارید کے پاس گئی اُس نے اُس طوطی کو پکڑ کر ایک شیشہ مین بند کیا اور طبل بازگشت بجواکر پھرا اور امیر و بادشاہ لشکر اسلام رنجیدہ دل کبیدہ پھر کر داخل شبستان ہوئے اِس زمانہ مین عمرو کو جو بچہ لیکر چلا تھا تو وہ آکر یہان پہونچا اور کوہ عقیق گلزار سلیمانی مین اُسنے لاکر چھوڑ دیا عمرو بن امیہ

وہان سے لشکر اسلام مین آیا حال لشکر اسلام سب تباہ و پریشان دیکھا بس یہ ایک ساحر کی صورت بنا یعنی دھوتی تہمبری باندھی کالے کوڑیالے دھامن ناگن سانپ گلے سے لپٹائے بھونر چندن کے بدن مین لگائی آنکھین چار بنائین قشقہ سیندور کا ماتھے پر کھینچا کشتی کا پالا ہاتھ مین لیا اور کھڑاون پاؤن مین پہنین اور سیدھا مروارید جادو کے پاس آیا مروارید میدان جنگ سے پھر کر خیمہ مین اپنے آرام کو آیا تھا کہ اسنے جا کر اسکو سلام کیا وہ بہ تعظیم اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ آپ کا کہان سے آنا ہوا اُس نے کہا کہ تم الگ چلو تو مین کچھ کہون مجکو افراسیاب نے بھیجا ہے یا یہین تخلیہ کرا دو اُس نے سب نوکر اور مصاحب وغیرہ کو اپنے حکم دیا کہ باہر خیمے سے چلے جاؤ وہ سب باہر چلے آئے عمرو اُسوقت اُسکے پاس بیٹھا اور کشتی کھینچکر اُسکی آنکھ بچا کر تمام بیہوشی اُسمین ملا دی اور ایک جام شراب اُسکو پلایا کہ وہ بیہوش ہو گیا عمرو نے اُسکو توڑی مین لپیٹ کر پلنگ کے نیچے چھپا دیا اور آپ اسی کی سی صورت بنا اور صدف جادو اور جتنے کہ اُسکے مصاحب تھے اُن سبکو بلوایا جب وہ سب آئے وہی شراب بیہوشی آلود اُسنے سبکو دی کہ وہ سب بیہوش ہو گئے عمرو نے سب کے سر خنجر بُرّان سے کاٹ ڈالے اور مروارید کو بھی توڑی سے نکال کے ذبح کر ڈالا اور شیشہ اسم اعظم کا جھولی سے نکال کر اُس طوطی کی ٹانگین چیر ڈالین کہ اسم اعظم صاحبقران کا چھوٹ گیا عمرو وہان سے جست و خیز کر کے بھاگا اور شور و غوغا صدف اور مروارید کے مرنے کا بلند ہوا آگ پتھر برسنے لگے ملازم مروارید دوڑے لیکن عمرو کو نہ پایا اُدھر بختیارک نے لقا سے کہا کہ یا خداوند اُسے دیکھیے کہ وہ مارا اس اثنا مین ساحر روتے پیٹتے ہوئے سامنے لقا کے آئے لقا نے کہا قدرت نے یہی تقدیر کی تھی اب لاش اُسکی تم طلسم مین لیجاؤ وہ لاش لیکر روانہ ہوئے اور عمرو پھر کر بارگاہ امیر مین آیا وہان سب سردار جو جنگ مین چلے گئے تھے وہ لشکر مین آ گئے غلغلہ شادی و طنطنہ مبارکبادی بلند ہوا عمرو امیر سے ملا اور سب سردارون سے ملاقات کی پھر وہان سے ملکہ سرو سیمتن کے پاس آیا اور ملکہ سرو سیمتن نے **بیت**

بٹھایا اپنی جا مسند پہ اُسکو ٭ دیا شیشہ سے بھر کر ساغر اُسکو ٭ اس عرصہ مین چراغ مہتاب

قصر فلک مین روشن ہوئے اور انجمن انجم نے ایوان فلک مین جلسہ جمایا **اشعار**

ستارون نے عروج اپنا دکھایا | فلک کو تختۂ گلشن بنایا | عیان تھی کہکشان سے مہر کی شان

مہیا سب ہوا خلوت کا سامان
لگائے نخل خواہش نے ہین شاخ
صفت مین گل فشان ہر شاخ خا
ہوئی جسدم جدا پانؤن سے شلوار
نہ تھا بوے سمن کو جسمین رستہ
گرا فوارۂ نیسان صدف پر
نہایا پھولون کا انزال نے ہار

حیا یا نشہ نے جب رنگ صحبت
کہ دوڑے سوے پستان دست گستاخ
پری نے بال کھولے بہر پرواز
ہوا پیدا استار اشہین دم سے ادا
یہان بھی تھی وہ شاخ گلفشان تیز
مثال تیر جو پہونچا ہدف پر

حیا نے بھی دیا پیغام رخصت
کلی دار اُسکا تھا جو پائجامہ
بشکل برج حوت اُسکا تھا اندا
دہن تھا مثل غنچہ اُسکا بستہ
چھٹا گوشہ سے جو یہ پیکان تیر
وہ غنچہ گل ہوا کھل کر تب اُسکا

جب یہ فارغ ہوئے تو عمرو بن امیہ ضمری وہان سے مجھکو خیال آیا کہ اب جاکر ملک بختیارک سے ملاقات کرونگا تاکہ دو چار کوڑی کا روزگار ہو جائے غرض باہر آکر ایک خدمتگار کی ایسی صورت بنائے ہاتھ کی بیٹی پگڑی سر پر باندھے چکین پہنے بینی پاک کرتے گھر سے روانہ ہوا اور آدھر ملک بختیارک دم بدم کہتا تھا کہ آج اُس شخص کی رگ ولد الزنائی پھڑک رہی ہی نہین معلوم پیر مرشد تشریف لانے کو ہین پھر کہتا تھا کہ وہ طلسم مین ہین یہان کیونکر آئینگے آخر گھبرا کے بارگاہ سے باہر نکلا اور خچر پر سوار ہوکر اپنے خیمہ کی طرف چلا اور اپنے خدمتگارون سے کہتا جاتا تھا کہ بھائی جو کوئی نیا آدمی آئے اُسکو فوراً پکڑ لینا کہ اس اثنا مین عمرو نے جاکر سلام کیا کہا ملک جی ہمارا بھی سلام ہی اتنا اسنے جلدی سے جھک کر سلام کیا اور کہا کہ پیر و مرشد آپ کب تشریف لائے عمرو نے اسکی کمر پر ہاتھ کا حلقہ کیا اور کھائی مین نشتر دیا تھا وہ چھونے لگا اب ملک بختیارک آہ کرتا ہی اور رہجاتا ہی اور کہتا ہی کہ وہ شخص تو غلام غلام کا تلام بلکہ آپ کا احتلام ہی یہ کہتا ہی کہ ملک جی اب چلے چلو باتین نہ بناؤ یہانتک کہ دروازے خیمہ پر آئے اور وہ ملازم بختیارک کے جو پکڑنے دوڑے تو بختیارک نے منع کیا کہ ہان ہان انکو نہ گرفتار کرو یہ اُس شخص کے دادا کے وقت کے نوکر ہین وہ جو سگ سفید تھا وہ ملازم بختیارک کو گالیان اپنے دل مین دینے لگے کہ آپ ہی تو حرامزادہ کہتا تھا کہ جو کوئی نیا آدمی آئے تو اُسکو گرفتار کر لینا اور آپ ہی منع کرتا ہی غرض عمرو و بختیارک اندر خیمہ کے آئے اور بختیارک ایک چادر اوڑھکر لیٹا اور پکارا کہ پیر و مرشد یہ بتلائیے کہ اب مین بچونگا یا نہین عمرو نے کہا کہ دیکھو اس تلوار کا چار انگل پھٹا چرا ہوا ہی اور بارہ بھی بہت دردی ہی کوئی صورت تمہارے بچنے کی

نہین جو کچھ مال ہمکو دلوا دو تو شاید بچ جاؤ بختیارک یہ سنکے اُٹھا اور کچھ بدریان دو شالون کی اور
توڑے اشرفیون کے اور ڈبے جواہر کے اسنے عمرو کے نذر کیے عمرو نے بعد مال لینے کے اسکے خیمہ کو
اسطرح لوٹا کہ نقش بوریا نہ چھوڑا اور پھر دو رطب تازہ نکالکر بختیارک کو دیے کہ یہ خانہ کعبہ سے آئے تھے
اور تم اپنے تئین مسلمان کہتے ہو پس انھین کھا لو تبرک سمجھکر بختیارک نے ناچار وہ رطب کھائے
اور بیہوش ہوا عمرو اُسکا پشتارہ باندھ کے دوش پر رکھ کے خیمہ کی قنات کو چاک کر کے اُسکو
لیے ہوے جنگل مین آیا پھر کپڑے اُسکے اُتار کے ایک لنگوٹی بندھوا دی اور پھر ہوشیار کیا اور
خنجر ہاتھ مین لیکر کہا کہ ملک جی گڈھا کھودو ملک جی نے گڈھا کھودا جب وہ کمر تک کھود چکے
تب کہا کہ اسمین اُتر جاؤ بختیارک لگا منتین کرنے لیکن عمرو نے کہا کہ ای حرامزادے اگر نہ اُتریگا
تو ذبح کر ڈالونگا مجبور ہوکر اسمین اُترا عمرو نے اُسکو توپ دیا فقط سینے سے سر تک کھلا رکھا بختیارک
نے کہا کہ مجھے جانور ستائینگے عمرو نے گھنگرو لیکر اُسکے سر مین باندھ دیے اور کہا جب کوئی جانور آوے
تم سر ہلانا یہ گھنگرو بولینگے وہ بھاگ جائیگا اور ایک پیالے مین پانی بھر کر سامنے رکھدیا اور سوکھے
ٹکڑے روٹی کے رکھدیے اور آپ وہان سے اُسی کی صورت بنکے روانہ ہوا اور سیدھا بارگاہ مین آیا
لقا ہرچند کہ رات زیادہ گئی تھی مگر ابھی دربار مین بیٹھا ہوا تھا کہ عمرو نے آکر میخانے مین اپنے تئین پہونچایا
یہ تو وزیر اعظم لقا ہی کیونکہ بختیارک بنا ہوا ہی پس اسنے سب شراب مین بیہوشی ملادی
اور ساقیون سے حکم دیا کہ یہی شراب سب انجمن کو پلاؤ ساقیون نے لاکر سب کو وہ
شراب پلائی اور بختیارک نے خادم خدمتگار فراش چوبدار سب کو حکم دیا کہ باہر
چلے جاؤ وہ سب باہر چلے گئے اور یہان بارگاہ مین بیہوشی نے اثر کیا ہر ایک جوتی
پیزار لڑنے لگا کسی نے کسی کی مونچھ پکڑ کر اُکھیڑ لی اُسنے کہا کہ ارے میان یہ کیا تو
اُسنے کہا کہ تمھاری مونچھ پر کوا بیٹھا ہی ایک نے کہا کہ دیکھو بھائی دریا لہرین مارتا ہوا
آتا ہی مگر مین شناور ہون تیر کر نکل جاؤنگا یہ کہکر ناک پکڑ کے جو غوطہ مارا تو غرق
دریاے لعنت ہوا اسی طرح سے سب اہل محفل بیہوش ہوگئے عمرو نے سب کے
کپڑے اُتار لیے اور میز کرسی ونگل فرش شیشہ و آلات جو کچھ وہان تھا سب لوٹ کر نذر
زنبیل کیا پھر لقا کی ڈاڑھی مونڈی مگر اسمین دو بال رہنے دیے ایک بال مین تو رقعہ لکھکر باندھ دیا کہ

این کار خواجہ عمرو اور ایک بال مین گھنگرو باندھ دیے اور پھر اُسکے بھی کپڑے اُتار لیے اور فوطون کو تانت سے باندھ کر ستون مین باندھ دیا جوتیون کا ہار گلے مین پہنا دیا اور جتنے ساحر اور سردار وہان تھے سبکو قنات سے بار کی لگا کر بٹھا دیا اور یہ شعر لکھکر اُنکے ماتھے پر لگا دیا شعر

لڈو مین نہ پیڑون مین نہ اولونین مزا ہی
ہو مرد مجرد کے ٹھولونمین مزا ہی

اور لقا کے ہاتھ مین ڈگڈگی دے دی اور پھر آپ وہان سے آکر ملکہ سرو سیمتن کے پاس سو رہا یہانتک کہ جب بیضہ زرین آفتاب مشرق سے نکلا اور شب تاریک نے ملک عدم کا رستہ لیا اشعار

گئی شب رخصت ہوئی اور صبح چمکی
نظر آنے لگی تصویر غم کی
فروغ صبح کے سامان دیکھے
کواکب چند دم مہمان دیکھے

صبح کو صاحبقران سے رخصت ہو کر سرو سیمتن سے اور سردارون سے بھی مرخص ہوا عمرو نے بادشاہ کوکب روشنضمیر کا تعویذ اپنے دانتون کے نیچے دبایا پنجہ آکر عمرو کو اُٹھا لیگیا اور یہان صبح کو کاہکش اور ہیزم فروش جو صحرا مین آئے تو بختیارک کو اُنھون نے دفن دیکھا خوف کھا کر زمین پر لکڑیان مارنے لگے اور ہش ہش کرتے تھے بختیارک نے غل مچایا کہ واسطہ خداوند لقا کا مجکو زمین سے نکالو آخر اُنھون نے اُسکو کھود کر زمین سے نکالا اور اپنے پاس سے ایک پیرا دیا کہ یہ اُسکو باندھ کر بارگاہ لقا مین آیا تو یہان اور ہی سامان دیکھا کہ لقا اور سب سردار برہنہ پڑے ہین ڈاڑھیان سبکی منڈی ہین بختیارک نے سب کو ہوشیار کیا لقا جو ہوشیار ہوا کمال ہی شرمسار ہوا آخر چارہ ہی کیا تھا اِسنے اور خلعت تبرزر منگا کے پہنا اور سب سردارون نے اُسکے کپڑے پہنے اور ڈھاٹے باندھ باندھکر بارگاہ مین آئے لقا نے کہا کہ اے بندگان قدرت مین نے عمرو اپنے بندے کو ایسی ہی طاقت دی ہی سب نے کہا یا خداوند بجا اور درست ہی غرض یہ بیغیرت تھے سب معروف عیش و نشاط ہوے اور وہان پنجہ عمرو کو کوکب کے پاس لے گیا اور افراسیاب جادو نے سرشار اژدر سوار اور میخوار ماہی گیر کو واسطے گرفتاری ملکہ مہرخ سحر چشم روانہ کیا یہ دونون دریاے خون روان کو اُتر کر لشکر مہرخ مین آئے بارگاہ نصب کرائی اور اُترے کئی روز تک آرام پذیر رہے آخر ایک دن جب سیاہی پھیلی اور شب سے جہان روشن کالا ہوا اور

آفتاب عالمتاب منزل گزار مغرب بنا اشعار

پھر آئی شام فوج انجم کی لیکر	صفین اُسنے جمائین آسمان پر	دکھائی شام نے صورت سحر اگر
کھلےگل کی روشن تارے فلک پر		

سر شام سرشار و میخوار نے نفیر سحر کو بجایا یہ خبر ملکہ مہرخ نے جونہی تو اُسنے بھی طبل جنگی اپنے یہان بجوایا دونون طرف تیاریان ہونے لگین منترون کی جاپ ہوئی کڑاہیان چڑھگئین گوگل دھوپ دیپ چندن صندل لونگ کافور اُرد ماش رائی بنولے لونگین کیلین دونے مروے کے پتے آگ دھتورے کے پھل برنجی تھالیون مین ساحرون نے جمع کیے ڈھولے جھومنے لگے پڑھنت پڑھی جانے لگی ہوا شجاعت کی ہولے جنگ خاطر بہادران مین بڑھانے لگی گل بوستان شجاعت کے چننے لگے کہتے تھے نہرون کی طرح سے خون دشمن کا بہائینگے فوارے خون کے چھوٹینگے آفت کا مینہ برسائینگے چار پہر رات یہی غوغا اور ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ ساحر سحر نے آفتاب کے گیند کو مشرق کے جھولے سے نکالا اور ساحر شب نے رخ اپنا جانب عدم کیا اشعار

کہ طاؤس سحر نے وا کیے پر	کہ شب گزری ہوا عالم منور	سحر ہر شب کی ہے آخر نمایان
ہوا خورشید تابان نور افشان		

صبحدم ملکہ مہرخ ذیشان تخت سحر پر سوار ہوکر مع ملکہ بہار و تسلیکین و طاؤس و نافرمان جانب جنگگاہ چلی ابر سحر سب کے سر پر سایہ کیے ہوئے تھے اُسمین برقین چمکتی تھین اژدہے پھنکارتے تھے ہوا سحر کی چلتی تھی پیرغل مچاتے تھے اشعار

سراسر سحر کے سامان وہان تھے	طلسمی سب زمین و آسمان تھے	اندھیرا تھا کبھی گاہے اجالا
رخ دنیا ہوا آندھی سے کالا	اُٹھے باہم برابر گرد و لشکر	تھے میدان مین مردان دلاور
نقیبون نے کہا بڑھ وان پہ گرکا	کہ منھ کی کھائیگا کچھ دل جو دھڑکا	صدائے طبل جنگی کا ہوا شور
بڑھے دونون طرف سے صاحب زور	چمک شمشیر کی پہونچی فلک پر	لبون پر آگئے دلہائے مضطر
زمین کانپی بشکل قلب بیتاب	ارادہ تھا بہے خون مثل گرداب	پکارے سب کہ ہان یارو خبردار
سنبھل جاؤ یہی ہے وقت پیکار	کھلے بیڑے پڑے شمشیر مین ہاتھ	کھنچین تیغین بندھا ہر غول کا ساتھ
زبان نیزون کی آئین تیزیون پر	جھکے سر مرضی خالق مین یکسر	ہوئی گرزون کو حاصل سربلندی
تھی مغرور دل کی خود پسندی	تھکے رفتار سے پا ایک جا پر	نظر پڑنے لگی فضل خدا پر

جو تھے افزایش جرأت سے بیتاب
ارادہ بڑھ گئے دست و بغل سے
ندا ای خالق زمان آبرو ہے
سپار کیا دی خواب عدم کی
ہوئی گر گروہ پوشیدہ زمین مین
ہوے نعرے کہ بس ہی تفضل معبود

ہوئے رخسار اُنکے آتشین تاب
نگاہین بھر گئین سینہ اُبھلنے
نہین پروا مدد کرنے کو تو ہی
کڑک سے اُنکی جان آئی لبون پر
پڑا بل نوجوانون کی جبین مین

لبون پر آیا کف غیظ اجل سے
سرون سے خود یہ کھکر اُتارے
یکایک اک طرف سے برق چمکی
ہوا سردار لشکر سخت مضطر
دلون نے دی صداے قہر آلود

بجلیان سحر کی گرا کر جھاڑی جھنڈی میدان کی سب کٹوا ڈالی پست و بلند زمین ہموار ہوئی صفین جم گئین نقیب کڑکا کھکر ہٹ گئے اُسوقت میخوار اپنا اژدر اُڑا کر ناف میدان مین آیا اور پکارا کہ ای مہرخ بھیج کسی کو ہمارے مقابلہ مین یہ نعرہ کر ہی رہا تھا کہ وہان کوکب روشنضمیر نے گرداب جادو کو حکم دیا کہ تو جا سرشار اژدر سوار میخوار باہمی سے مقابلہ کر اُسوقت عمرو نے کہا کہ ای کوکب مین بھی جاؤن گا کوکب نے کہا کہ کیا مضایقہ ہی غرض گرداب کے ہمراہ یہ بھی وہان سے روانہ ہوے اور یہ تو صحرا مین ٹھہر گئے جھونپڑیا زنبیل سے نکال کر اُنھون نے ڈالی اور آپ فقیر کی صورت بن کے بیٹھے سامنے اپنے آگ سلگائی اور وہ نین چلمین گانجا پینے کی ٹھیک کے کنارے پر اوندھا دین آگ پر بیہوشی ڈالنے لگے کہ دھوان اُسکا بلند ہوا اور گرداب جادو مقابل میخوار آیا سبنے دیکھا کہ ایک برق چمکی اور ایک ساحر اُسمین سے نکل کر زمین پر اُترا اور اُسنے آکر ایک دوہتڑ مارا کہ ایک چشمہ پیدا ہوا اور اُسمین ایک ناو تیرنے لگی وہ ساحر اُس ناو پر جا بیٹھا اور اُس چشمہ کا پانی بڑھنے لگا اُسوقت میخوار نے ایک سحر ایسا پڑھا کہ وہ چشمہ خشک ہوگیا گرداب زمین پر گر کر لوٹا اور گولا فولاد کا بنکے میخوار کے اوپر چلا میخوار جلد فولاد کا پہاڑ بن گیا وہ گولا اُس پہاڑ سے ٹکرا کے الگ گرا اور انسان ہوگیا اُسوقت سرشار نے ایک نارنج سحر پڑھ کر گرداب کی چھاتی پر مارا کہ وہ اُسکے سینے کے پار نکل گیا گرداب جادو مارا گیا اب سرشار جادو نے وہ سحر کیا کہ تمام ساحر مہرخ کے بے حس و حرکت ہوگئے جیسے اُنکے دست و پا مین دم بھی نہ تھا بس سرشار جادو مہرخ و بہار و شکیل اور طاؤس وغیرہ کو گرفتار کرکے ارابے پر بٹھا کر جانب افراسیاب لیکر روانہ ہوا اور قضاے کار ایک جادوگر یہان سے

بھاگ کر خدمت کوکب مین گیا اور اُسنے کہا کہ گرداب مارا گیا اور مہرخ اور بہار وغیرہ کل سرداروں کو سرشار و مینخوار گرفتار کیے ہوے جانب افراسیاب جاتے ہین کوکب یہ سنکر فکر مین کسی ساحر کے بھیجنے کے ہوا اور یہان سرشار اژدر سوار اور مینخوار راہی گیر مہرخ وغیرہ کو لیکر چار کوس پر پہونچے تھے کہ قضاے کار کہین برق فرنگی جاتا تھا ان سبھوں کی قید جانے دیکھکر اپنی صورت ساحر کی ایسی بنائی ہاتھ مین لوہے کا کڑا ڈالا اور جٹائین خاکستری کیین کنڈل کانون مین ڈالے دھوتی تیمبری باندھی سینہ پر تصویر جمشید کی بنائی ماتھے پر شبیہ سور کی کھینچی پھر وہان سے سامنے سرشار کے آیا اور دو سیب لیکر سرشار و مینخوار کو دیے اور کہا افراسیاب نے تمھارے سحر کی بہت تعریف کی ہی اور کہا ہی کہ کیا خوب لڑائی تمنے فتح کی اسواسطے یہ اُلش خاص تمکو بھیجا اُن دونون جادوگرون نے سیب تو لیلیے لیکن اپنا سحر جو یاد کیا تو معلوم ہوا کہ یہ شخص کوئی عیار ہی وہین سرشار نے کہا کہ ای زمین بگیر برق فرنگی کے پانون زمین نے پکڑ لیے بعد اسکے پوچھا کہ سچ بتا تو کون ہی اسنے کہا کہ مین برق فرنگی ہون غلام عمرو کا مین تجھے مار چکا تھا مگر تو بچ گیا سرشار نے برق کو بھی پکڑ کر ساتھ اپنے لیا اور جب قریب دریاے خون روان کے دونون ساحر مع قیدیون کے پہونچے تو دیکھا کہ ایک ٹیکرے پر منڈھی کسی فقیر کی ہی سرشار نے مینخوار سے پوچھا کہ یہ کس کی منڈھی ہی مینخوار ہنسا اور کہا کہ ای بھائی کیا تمنے نہین پہچانا یہ عمرو عیار آگر یہان گھات مین بیٹھا ہی یہ بات سُنکے برق فرنگی کا تو دم نکل گیا اور بہت افسوس کرنے لگا اور چاہتا تھا کہ عمرو کو پکار کر خبردار کردے لیکن اُسنے دیکھا کہ میری زبان بند ہوگئی ہی پس وہ دونون مادر قحبہ جادوگر اُس ٹیکرے پر کہ جہان عمرو بیٹھا تھا گئے عمرو لکڑیان سلگا رہا تھا اور بیہوشی جلا رہا تھا مرگ چھالے پر بیٹھا تھا کہ یہ دونون جادوگر مصلحت کر کے سامنے آئے اور ارادہ کیا کہ عمرو کو دوڑ کر پکڑ لین خوب سا مارتے ہوے لیچلین مگر اُنکی ناک مین دھوان بیہوشی کا گیا تو دونون کو چھینک آئی اور بیہوش ہوکر زمین پر گرے عمرو نے نعرہ کیا کہ منم عیاران عیار اور دونوںکا سر خنجر سے کاٹ ڈالا اور مہرخ اور شکیل اور بہار وغیرہ کو قید سے چھوڑا یا برق فرنگی آکر پانون پر گرا اتفاقاً باغبان قدرت وزیر افراسیاب کا کہ مدت سے

عمرو کی فکر مین تھا وہ یہان آگیا بڑبڑا کر سرشار کی لاش پر دودا نے ماش کے پڑھکر پھینکے تو لاشہ سرشار کا طاؤس بن گیا اور جب تک عمرو سنبھلے سنبھلے وہ طاؤس عمرو کو مُنھ مین دبا کے آسمان کی طرف روانہ ہو گیا مہرخ وغیرہ سب کچھ نہ کر سکے اور ناچار گریبان پھاڑ کر روتے پیٹتے اپنی بارگاہ کی طرف روانہ ہوے لیکن کوہ رخشان سے جو ملکہ بران شمشیر زن پھر کر آئی تھی تو اُسنے اس خبر کو سُنا کہ عمرو نے سرشار اور میخوار کو مارا مگر باغبان قدرت نے سرشار کی لاش کو طاؤس بنا دیا وہ طاؤس عمرو کو لیکر جانب افراسیاب لیگیا بس اتنا سُنکے ملکہ بران شمشیر زن نے ملکہ عمران کو قسم دے کر آپ افراسیاب کے مکان کی طرف روانہ ہوئی پیچھے پیچھے اسکے مجلس آرا جادو اپنی مان سے چھپکر چلی مگر وہ طاؤس مع باغبان قدرت باغ سیب مین کہ جہان افراسیاب آئینہ مین تھا اور ابریق و سرمایہ وغیرہ سب حاضر دربار تھے کہ طاؤس نے عمرو کو لاکر سامنے ڈال دیا اُسوقت افراسیاب نے کہا کہ عمرو سچ بتا کہ اب تو کہان جائیگا عمرو نے کہا اللہ مسبب الاسباب ہی شعر

بوقت بیکسی اللہ یار است
سر دشمن بزیر ذوالفقار است

یہ سُنکر افراسیاب نے ایک ساحر شیرین جادو نام سے کہا کہ صرصر شمشیر زن کو لشکر حیرت سے جا کر بُلا لا شیرین جادو لشکر حیرت مین آیا اور صرصر کو ڈھونڈھا نپایا تلاش کرتا ہوا سمت صحرا روانہ ہوا یہان دیکھا تو ایک پہاڑ کے درے مین صرصر شمشیر زن بیٹھی ہی مگر بدحواس ہی شیرین جادو سامنے آیا کہا ای صرصر شمشیر زن تمکو حضور نے یاد کیا ہی صرصر نے کہا اِسوقت مجھے نہ لیچلو اُسنے نہ مانا اور صرصر کو افراسیاب کے سامنے لایا صرصر نے جو دیکھا تو عمرو گرفتار بیٹھا ہی اِسمین افراسیاب نے ایک جادوگر سے کہا کہ تو عمرو کو اپنے پاس رات بھر کے لیے رہنے دے اُسنے انکار کیا اور کسی نے اقرار نہ کیا یہی جواب دیا کہ حضور یہ تو عیار بلاے بے درمان آفت روزگار ہی باغبان قدرت نے بھی سر جھکا لیا مگر صرصر نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ لونڈی کو دیجیے مین اپنی قید مین عمرو کو رکھونگی افراسیاب نے کہا کہ لے جا صرصر نے عمرو کو بیہوش کیا اور سمت صحرا روانہ ہوئی

اور ایک درے کوہ مین لاکر عمرو کا پشتارا رکھدیا اور فتیلہ رفع بیہوشی عمرو کو دیکر ہوشیار کیا عمرو نے پوچھا کہ تو کون ہی یہ پانون پر گر پڑا اور کہا کہ مین ہون غلام نمک پروردہ قدیم مہتر برق عمرو نے گلیسے لگایا اور کہا ای فرزند واہ واہ واہ کیا عیاری کی ہی سبحان اللہ غرضکہ عمرو اور برق فرنگی دونون روانہ ہوے مگر الگ الگ قضاے کار عمرو کو راہ مین ایک ساحر ملا اور پکارا کہ باش باش کہان جائیگا بیساختہ قریب آکر بایان ہاتھ عمرو کا پکڑ لیا عمرو نے دہنے ہاتھ سے خنجر مارا کہ سر دھڑ کے اوپر سے اڑ گیا آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من مصران جادو بود اور عمرو بھاگا اور جاتے جاتے ایک درے پہاڑ مین بیٹھا کہ ذرا دم لیکے پھر چلون کہ یکایک وہان کی زمین شق ہوئی اور زمین سے ایک جادوگر نے نکل کر عمرو کو پکڑا اور ایک جھٹکا مارا کہ عمرو منھ کے بھل آرہا اُس جادوگر نے چاہا کہ عمرو کا سر کاٹ لون کہ اوپر سے کسینے حلقہ کمند کے مارے کہ وہ جادوگر چارون شانے چت اُلٹ کر گرا اور برق فرنگی نے نعرہ کرکے ایک خنجر ایسا مارا کہ سر کٹ کر دور گرا آواز دار و گیر کی بلند ہوئی کہ کشتی مرا نام من فاش جادو بود اب عمرو کو پھر ہوش آیا اور برق کو بہت سا پیار کیا اور دونون باتفاق سمت دریاے خون روان روانہ ہوے یہان افراسیاب کو سب خبر تفصیل وار پہونچی کہ کل رات کو صرصر شمشیر زن کی صورت بنکر برق فرنگی عمرو کا شاگرد عمرو کو چھڑا لے گیا پس اُسنے دو پنجے سحر کے روانہ کیے کہ جہان کہین عمرو اور برق فرنگی ہاتھ آئے پکڑ لاؤ عمرو اور برق چلے جاتے تھے اُنکو پنجے پکڑ لیگئے اور باغ سیب مین افراسیاب کے لائے افراسیاب نے حکم دیا کہ ابھی ابھی ان دونون کو باہر باغ کے لیجاکر گردن مارو اتفاقاً تو تمام ساحران غدار کا مجمع ہوا باغ مین ہر ایک کلی بسورنے لگی نخل ہر ایک نخل ماتم بنا گلون نے اپنے گریبان چاک کیے نہرون کے فوارے روتے تھے سوسن کا لبامن کبود ہوا صرصر قہر چلنے لگی مسدس

صرصر حادثہ اس باغ مین کیا چلتی ہی
شاخ میوون کے عوض آبلون سے پھلتی ہی
آتش گل سے گلستان کی ہوا جلتی ہی
برق آفت سر اشجار سے کب ٹلتی ہی
داغ سینے کے ہین جو پھولونکے بیشتارے ہین
زخمونکی نہرین ہین اور خونکے فوارے ہین

پھول گیندے کا رخ زرد ہی اس باغ مین آہ
زلف سنبل جسے کہتے ہین وہ ہی بخت سیاہ
داغ دل لالۂ خود رنگ ہی وحشت ہی گواہ
ہی وہ اس داغ مین سوزش کہ عیاذاً باللہ

شعلۂ شمع حرارت سے یہی لالہ ہی
لالہ کیسے نہ اسے آگ کا پرکالہ ہی

جلادون نے چبوترہ نکبت کا بنایا بوریا فلاکت کا بچھایا عمرو کو اُس پر بٹھایا آنکھون مین جاہا کہ پٹی باندھین عمرو نے ایک ہاتھ اُلٹا مارا اور کہا کہ کیا بہادرون کو مرنے سے ڈراتا ہی جلد اپنے کام مین مصروف ہو جلاد نے پوچھا کہ ای گنہگار تیرا جو کچھ جی چاہتا ہو وہ کھا لے پی لے کہ اب تھوڑی عرصہ مین پیمانۂ عمر تیرا لبریز ہوا چاہتا ہی اور سررشتۂ حیات منقطع جو کچھ نصیحت اور وصیت کرنا ہو وہ کرے کہ مین تیغہ باڑھ دار رکھتا ہون اور بازوی پرقوت ایک ہی ہاتھ مین سررشتۂ حیات قطع ہوگا عمرو نے کہا کھانے کو لخت دل اور پینے کو خون جگر ہمنے بہت کھایا پیا ہی اور وصیت ہماری یہ ہی کہ کوئی حمزہ سے جا کر کہے کہ غلام تیرا افراسیاب کافر کے حکم سے طلسم ہوشربا مین مارا گیا آپ عوض ہمارے خون کا ضرور لیجیے گا جلاد نے کہا یہ نصیحت تیری کوئی نہین سنے گا یہ کہکر منتظر حکم گردن زدنی ہوا اور عمرو نے رجوع قلب سے مولا علی رضی اللہ عنہ کو پکارا بیت

سگرو سنسار پکارت ہی جبرئیل کو انتر تو ہی سکھایو
تین سی برس نبی جی سے آگے ناہر سے سلمان کو چھڑایو
بھیر پڑی جب کھیبر پہ تب عنتر بار کے سین چلایو
مین نمتی کرون سنگہ آلہ کہ میری بار کو کیون بیر لگایو

دعا اسکی مستجاب ہوئی اور یکایک ایک ابر آسمان کی طرف نمایان ہوا اور ہوا سرد چلی اور چند بوندین پانی کی پڑین اور ایک آواز مہیب رعد آسا آئی اور راولا پڑنے لگا وہ اولا جسکے اوپر پڑا پار نکل گیا غل و شور چار طرف برپا ہوا گویا ابر وہ گولیان مارنے لگا از غیبی باران کا ذرہ پر پڑنے لگی زمانہ نے سرد مہری دکھائی اب اُولے کی سلین کی سلین برف کی پڑنے لگین بڑے بڑے پتھر فلک سنگ دل نے برسا دیے پتھر پڑین اُن کافرون پر کہ جو عمرو کو قتل کرانے بیٹھے تماشابین اور جلاد اور ساحران غدار جو کہ وہان موجود تھے وہ سب سر پہ پاؤن رکھکر بھاگے تلاطم پڑ گیا ہر طرف بھگدر پڑ گئی یہی صدائین آتی تھین کہ یا سامری بچانا یا جمشید بچانا مگر اُسپر بھی ہزارون ساحر مارا گیا لاشین ہر سمت پڑی تھین جلاد تیغہ پھینک پھینک کر بھاگ گئے اب جو دیکھا تو ایک چاند پیدا ہوا جسکے سبب سے اُس بدلی مین کوسون تک روشنی ہوگئی

اور ہزارون ساحر دور کھڑے تماشہ دیکھ رہے ہین کہ وہ چاند دو ٹکرے ہوا اور زمین کی طرف جھکا ایک ٹکڑا تو جلادون پر گرا کہ اُنکو اُسنے جلاکر خاک کر دیا اور دوسرے ٹکرے مین سے دو پنجے پیدا ہوے کہ اُن پنجون نے عمرو اور برق فرنگی کو لیا اور سمت فلک جاکر غائب ہوئے اب جو دیکھا ساحرون نے کہ بدستور پور نماشی کا ایسا چاند بنکر ایک طرف کو وہ روانہ ہوا اُسوقت باغبان قدرت نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ ساحران دیکھیے عمرو کو دختر کوکب لیے جاتی ہی بس افراسیاب نے ایک بیضہ مرغ کا لیکر دو ٹکڑے کیے اور سمت آسمان اُسکو پھینکا وہ دونون ٹکرے برابر اُس چاند کے جاکر ملگئے اور وہ چاند اِس بیضہ مین بند ہو گیا اور یہ کیفیت ہوئی کہ جیسے چاند کو گہن لگجاتا ہی اِسطرح سے وہ بیضہ برج بنکر گھٹا ٹوپ ہو گئے افراسیاب نے روے ہوا پر اِس چاند کو قید کیا ساحرون نے یہ ماجرا تمام کوکب روشنضمیر سے جاکر بیان کیا کیونکہ بران کے پیچھے پیچھے ساحر بھی آئے تھے غرض جب اُنھون نے کوکب روشنضمیر سے اس ماجرے کو بیان کیا بس کوکب نے ایک ساحر مدہوش برگزیر کو ایلچی کرکے افراسیاب کو نامہ تحریر کیا نامہ

جھکا سر ای قلم حمد خدا مین | کہ ہو ایجاب عرض مدعا مین | وہ مالک ہی مرا خلقت کا خلاق
کہ ہی قبضے مین جسکے جان آفاق | وہ ہی معبود یکتا دو جہان کا | وہ ہی خالق زمین و آسمان کا
وہی ہی حاکم ارواح و اجسام | وہی ہی باعثِ آغاز و انجام | لکھون تعریف پھر مین مصطفےٰ کی
کہ جسنے دین کی دولت عطا کی | وہ ہین محبوب حق حق انکا محبوب | جنھون نے رہبری دنیا کی کی خوب
وہی ہین بادشاہ دین و ایمان | اُنھین کا ہی روان عالم مین فرمان | اُنھین کے نور سے عالم ہی پیدا
اُنھین نے دین کیا سب مین ہویدا | ہی بعد از حمد و نعت ای شاہ اعظم | تو ہی سب ساحرون مین ہی مکرم
ملک خو خسروِ شیرین زبانی | عیان فرمائے اسرار نہانی | شگفتہ رو و شاہنشاہ بے رنج
شہ والا گہر سلطان سخن سنج | معین بیکسان و دردمندان | شہنشاہِ زمان سلطان ذیشان
نہال گلشنِ افضال باری | بہارِ بوستان شہریاری | درخشان اختر اوج سعادت
درفشان ابر دریا بار رحمت | عدو غمگین محبش شاد بادا | ہمیشہ ملک او آباد بادا
تمھین لکھتا ہون نامہ مین ای شاہ | ہی لازم دوستی کی سیکھنا راہ | کیا ہی قید جو دختر کو میری
مناسب ہی کہ وہ پائے رہائی | تمھین انسب ہی خلعت دیکے اُسکو | ہماری سمت کو فی الفور بھیجو

تمھاری خرد ہی اُسکی خطا کو
برائے جنگ ہین موجود افسر
ملیگی خاک مین افراسیابی
وہ ہمنے کر دیا بس تمکو آگاہ
بجے ڈنکا زمانے مین تمھارا

عنایت کرکے ہی لازم کہ بخشو
وہ سب دم بھر مین جملہ ساحرونکو
نہ لاؤ ملک پر اپنے خرابی
زیادہ اِسکے آگے کیا لکھین ہم
فلک پر اوج کا چمکے ستارا

وگرنہ ہی یہان تیار لشکر
کرینگے قتل اتنا یاد رکھو
ہمارا کام سمجھانا تھا ای شاہ
رہے آباد تیرا ملک دائم

یہ نامہ عتاب شمامہ لکھکر مدہوش ببر گیر کو دیا کہ وہ لیکر اِس صورت سے چلا کہ بارہ ہزار ساحر سامری و جمشید کا ماننے والا طائران سحر پر سوار ہوا اُن طائرون پر زین پُر زر ڈالے اور ساحرون نے بھی لباس پُر تکلف دربر کیا نارنج ترنج اُچھالتے جی سامری کی بولتے روانہ ہوے مدہوش نے نامہ کو سر سے باندھ لیا اور ہنس آتشباز کو اُڑایا بڑے کروفر سے یہ تو روانہ ہوا کہ اِسکے جاہ و حشم کو دیکھکر چرخ فتنہ گر بھی رشک کھاتا تھا اور یہ نامہ لیے چلا جاتا تھا مگر یہان لشکر مہرخ مین بھی اُٹر ایک ساحر نے کوکب کے یہان سے بیان کیا کہ مدہوش ببر گیر نامہ لیکر روانہ ہوا ہی اتفاق سے مہتر قران اُسوقت بارگاہ مین موجود تھے انھون نے اِس ماجرے کو سنکر فرمایا کہ ای ملکہ مہرخ ہمکو بھی بارہ ہزار سوار دو کہ ہم پہلے مدہوش کے آنے سے اُسی کی ایسی صورت بنکر شاہ جادوان کے پاس جائین مہرخ نے کہا کہ بھیا قران تمکو کسنے منع کیا ہی ہم سب تمھارے تابعدار ہین قران نے اُسوقت بارہ ہزار ساحران نامی کو حکم دیا کہ تم سب صورتین اپنی بزور سحر مثل ساحران ملازم کوکب کے بنالو وہ سب اُسی طرح بن کے تیار ہوئے گلون مین سبنے جھولیان اسباب سحر کے رکھنے کی بادلہ نگار ڈالین دھوتیان پُر زر باندھین بالون کے جوڑے باندھ لیے ترسول دھنو کاندھے پر رکھے اور طاؤس و عقاب و ہنس پر سوار ہوے اور قران مدہوش ببر گیر کی ایسی صورت بنا اسکو ملکہ مہرخ نے زبان سے بیان کرکے تصویر مدہوش ببر گیر کی کھینچدی غرضکہ جب یہ اِس صورت پر بنکر تیار ہوا مہرخ نے کہا کہ بھیا سبحان اللہ کیا کہنا واقعی مدہوش ایسی ہی صورت رکھتا ہی بس قران ایک تخت پر سوار ہوا گھنٹے اور ناقوس پھنکنے لگے مگر اپنے لشکر سے نکلکر سب نے گھنٹے بجائے اور تخت کو قران کے ساحر اُڑاتے ہوئے کنارے دریاے خون رواں کے لائے اِدھر افراسیاب بے ایمان نے سنا کہ ایک ایلچی ملک کوکب روشن ضمیر نے بھیجا ہی وہ

آتا ہی بادشاہ نے یہ خبر سنکر باغبان قدرت کو بہر استقبال بھیجا باغبان کچھ ساحر لیکر آیا اور
اُسنے آکر قران کو اس پار دریاے خون روان کے اُتارا اور ملاقات کی بغلگیر ہوا اور باغبان
نے کہا کہ ای مدہوش دیکھو تو کہ کیا لڑائی پڑی ہی مدہوش نے جواب دیا کہ بھائی یہ آپس کی
لڑائی ہی یہ دونون باہم ایک ہین اِن سے لڑائی بکھیڑا کیسا اِس طرح کی باتین کرتے ہوے دونون
باغ سیب مین آکر داخل ہوے مدہوش نے افراسیاب کی تصویر جو آئینہ مین تھی اُسکو سلام
کیا اور نذر دی کرسی بیٹھنے کو ملی اُسنی آئینہ کے برابر جسمین تصویر افراسیاب کی تھی کرسی بچھاکر
جلوس کیا اب ایلچی نے کہا کہ کوکب نے کہا ہی کہ ہم تم ایک ہین اگر تمکو عمرو کا مارنا منظور تھا تو
اُسمین بھی حکمت تھی ہر کام کے لیے ایک سلیقہ چاہیے عیب بھی کرنے کو ای شہنشاہ ہنر چاہیے
اب آپ بران کو بلوائیے افراسیاب نے کہا اچھا سمجھا جائیگا لیکن حکم دیا کہ ایلچی کے لیے
عطردان چنگیر چوگھڑے آئے اور حکم دیا کہ ناچ شروع ہوا شراب کا پیالہ گردش مین آیا یہ تو یہان
بیٹھا ہی مگر مجلس آرا جادو جو روانہ ہوئی تھی تو دریاے خون روان پر آئی اور یہان
بارہ کوس کا پاٹ ہی یہ تیرہ کوس بلند ہوکر پار اُتری وہان پانچ سو جادوگر چوکی پر تھے مجلس آرا
کو دیکھکر دوڑے مجلس آرا بھی بلا کی جادوگرنی ہی اِس نے اپنے گلے سے موتیون کا مالا توڑکر اُن
سب پر دو دو دانے اُسکے مارے جسپر وہ دانہ پڑا سینہ اُسکا وہ دانہ توڑ گیا غل و شور پیدا ہوا
جادوگر اتنے بھاگنے لگے آوازین مہیب آنے لگین غرض سب ساحرون کی جان اُس نے لی
یہ خبر بھی افراسیاب کو پہونچی افراسیاب نے مدہوش ایلچی کی طرف دیکھکر کہا کہ کیون صاحب
تمنے دیکھا یہ حالت ہی بس یہ کہکر سحر کیا اور کڑا اپنے ہاتھ کا آسمان کی طرف پھینکا کہ وہ طوق بنکر
مجلس آرا جادو کے گلے مین جا پڑا اور مجلس آرا کو گرفتار کرکے سامنے افراسیاب کے
لے آیا ناچار مجلس آرا چپ لیکن ایلچی نے برابر اپنی کرسی پر بٹھلایا کہ افراسیاب نے بموجب
عرض ایلچی کے پھر سحر آسمان کی طرف کیا کہ وہ بیضہ بھی دو ٹکڑے ہوا اور ملکہ بران شمشیر زن
کو مع عمرو اور برق فرنگی کے سامنے افراسیاب کے لے آیا اب یہ بھی آکر چپ بیٹھی اب
مدہوش بہر گیر نے بران کو سلام کیا اور کہا جو آپ کے باباجان نے کہا ہی وہ ہی کیجیے
بران نے کہا کہ میرے باپ نے تو یہ کہا ہی کہ تم افراسیاب سے مقابلہ کرنا مدہوش نے کہا کہ یہ

کبھی نہ کہا ہوگا تم اپنی طبیعت سے کہتی ہو بران نے کہا کہ تم چلو مین تمھین دریافت کرا دون مدہوش
نے کہا کہ اچھا اب تم افراسیاب جادو کو تسلیم کرو ان سے اپنی خطا کو معاف کراؤ بران نے
کہا کہ یہ مجھسے کبھی نہوگا اُسوقت مدہوش نے کہا کہ اے شاہ جادوان آپ اپنی عنایت پر نظر کیجیے
اور اِن صاحبزادی کو اور عمرو کو مع برق کے رہا کر دیجیے افراسیاب نے ایلچی کی خاطر سے
مجلس اور بران اور عمرو اور برق کو چھوڑ دیا اب مدہوش نے عطر بیہوشی کا لکالا اور عرض
کیا کہ اے شہنشاہ حضور کے دیکھنے کی اور زیارت کرنے کی غلام کو نہایت آرزو ہے آپ بھی آئیے
نکلکر تخت پر بیٹھے افراسیاب بپاس خاطر ایلچی تخت پر بیٹھا ایلچی نے افراسیاب دباغبان قدرت وصنعت سحر ساز
اور جو حاضر دربار تھے سبکے عطر بیہوشی ملا سب تڑاق پڑاق چھینکین مار کر بیہوش ہو گئے اور گر پڑے
اُسوقت مہتر قران نے عمرو سے عرض کیا کہ خانہ زاد مہتر قران ہے عمرو نے اُسکو گلے سے لگایا
اور کہا کہ ذرا مجھے دو چار پیسے کما لینے دے کچھ تیرا اسمین نقصان نہین بلکہ تو بھی شریک ہو جا لیکن
خبردار کسی کپڑے مین دھبہ نہ لگنے پائے کیونکہ مین دھلوائی کہان سے لاؤنگا اب اُنھون نے
جال الیاسی مار کر اور کچھ قیدیون کو زنبیل سے نکال کر سب مال و اسباب وہان کا لوٹا اور
داخل زنبیل کیا جب سب لوٹ چکے تو چاہا کہ افراسیاب کا سر کاٹ لین اُسوقت زمین وہان
کی شق ہوئی اور دو ساحر زمین سے پیدا ہوے اُنھون نے نعرہ کیا کہ منم مہران جادو دوسرے
نے نعرہ کیا کہ منم قہرمان جادو قہرمان تو افراسیاب کو پکڑ کر فلک کی طرف روانہ ہوا اور مہران
نے ارادہ کیا کہ ملکہ بران شمشیر زن کا سر کاٹ لون اُسوقت بران ہوش مین آ چکی تھی اُسنے
ایک ناریل چوٹی دار مارا کہ مہران کے سینہ کو توڑ گیا اور وہ داخل جہنم ہوا بس ملکہ بران شمشیر زن
سب قیدیون کو اپنے ہمراہ لیکر سمت لشکر مہرخ روانہ ہوئی مگر راہ مین حیران تھی کہ اُس پار دریاے
خون روان کے کیونکر جاؤن اُسوقت مجلس آرا جادو ایک اژدر کی شکل بنکر اُس دریا پر گری
اور پل بنگئی کہ سب کے سب دریا کے اُس پار اُتر گئے مجلس جادو نے بھی چاہا کہ مین بھی نکل جاؤن
مگر وہان ایک ساحر کہ نام اُسکا نہنگ جادو تھا وہ دریا سے نکلا اور مجلس جادو کو نہنگ بنکر
نگل گیا مجلس جادو نے آہ کی اور بہت تڑپی مگر چھوٹ نسکی اُسوقت بران شمشیر زن نے
پلٹ کے چاہا کہ مین اِسکو مار ڈالون لیکن عمرو نے منع کیا کہ تم طرح دو ملکہ بران شمشیر زن نے

نہ مانا اور وہ اختر مردار ید جو کھینچکر مارا تو نہنگ کے سینے کو توڑ گیا مجلس آرا اُسکے شکم سے نکل کر
بران کے پاس آئی اُسپار دریا کے مہرخ سحر چشم اور بہار اور شکیل وغیرہ بہر استقبال بران
آئے تھے سبھون نے بران شمشیر زن کی بلائین لین اور تخت الماس پر بٹھا کر لیچلے ڈنکے بجنے لگے
لگے ابر کے سر پر سایہ فگن ہوئے جانوران سحر زمزمہ سرائی کرنے لگے یہ سب داخل بارگاہ ہوئے ملکہ
بران کو سبھون نے نذرین دین اس اثنا مین خبر پہونچی کہ مدہوش ببر گیر برسم ایلچی گری افراسیاب
کے پاس جاتا ہی شکیل جادو نے کچھ ساحرون کو بھیجکر اُس ایلچی کو اپنے یہان بلوایا جب وہ ایلچی
اصلی مہرخ کی بارگاہ مین آیا تو ایلچی نقلی کو دیکھکر ششدر اور حیران ہو گیا ملکہ بران شمشیر زن نے
سارا ماجرا قران کا بیان کیا مدہوش ببر گیر بھچک کر رہگیا غرضکہ عجب صحبت رقص و سرود کی برپا ہوئی کہ قطعہ

ہوا سامان رقص مہ جبینان
کسی جا لطف بزم نازنینان
کوئی مسرور فیض انجمن سے
صدا قلقل کی شیشون کے دہن سے
کسی کے لب سے چسپیدہ لب جام
کوئی بیہوش محو خواب آرام
کوئی نادم کہ مین نے توبہ کیون کی
کسی کے لب پہ کب بنتا ہون ایسی
کوئی گویا کہ مے ٹپکا دہن مین
ملا ہم صحبتا نہ انجمن مین
کسی کو حوصلہ خالی سبو ہو
نہ کچھ باقی رہے جو ردو بردہ ہو
کسی بیتاب کے لب پر کہ ساقی
نہ ایسا ہو کہ ہم رہ جائین باقی
کسی کے ہاتھ مین دامان ساقی
کہین غل ہم بھی ہین مہمان ساقی

غرضکہ دور شراب کا چلا کہ اس اثنا مین وہ زمانہ آیا کہ گلشن افلاک
مین گل خورشید مرجھایا اور گشت کواکب مزرعۂ آسمان مین پھولا ہوا نظر آیا قطعہ

چراغ مہر کو افسردہ پایا
قریب ختم طول روز آیا
شباب شام سوے اوج آیا
فلک نے اور ہی سامان دکھایا

اسی عیش وعشرت مین جب رات ہوئی چاندنی نے کھیت
کیا جنگل مین گل کھلے ہوئے نظر آتے تھے سامنے دریا لہرین لے رہا تھا اُسکے کنارے قریب
ایک پاٹون سے کھڑے ہوئے تھے ہوا سے سرد چل رہی تھی ذرے ریگ کے چمکتے تھے اُسوقت
عجب عالم بہار کا تھا دشت اور در پر خوب ہی نکھار نظر آتا تھا اب تو بران شمشیر زن نے خواجہ
عمرو سے کہا کہ ہمارا جی چاہتا ہے کہ تم نے بجا کر گاؤ عمرو نے بران کی خاطر سے نے کو نکالا اور لب سے لگا کر
پھونکا اور اس غزل کو گایا غزل

چہرے پہ جیسے زخم ہی ناخن کا سر خراش
مشہور ہین لون کی مری بیقراریان
اب بیدلی ہوئی ہین مری دست کاریان
جاتی ہین لامکان کو دل شب کی زاریان
سو بار ہٹنے گل کی کہی پر چمن کے بیچ

بھرتے ہین آب چشم سے راتونکو کیاریان
تربت سے عاشقون کی نہ اُٹھا کبھو غبار
تھین اُس سے ہمکو سیکڑون امیدواریان
بچ جاتا ایک رات جو کٹ جاتی اور بھی

کشتے کی اُسکے خاک پڑی جسم زار پر
جی بیٹھنے کی وینے لگین زار داریان
گل نے ہزار رنگ سخن سر کیا ولے
کاٹی تھین کوہکن نے بہت راتین بھاریان

جاتی نہین ہین لطف سے کوہ کی ہاریان
اب کس سے اپنی خواہش مردہ کو روئیے
دل سے گئین شہ باتین تری پیاری پیاریان

غرض اسی ہنگامہ عیش مین بھر رات گذری عمرو نے نے کا بجانا موقوف کیا سب آرام پذیر ہوئے ملکہ بران شمشیر زن کو احتیاج پیشاب کی ہوئی ایک لونڈی شمع لیے ساتھ ہوئی اور ایک پیچھے آفتابہ لیے ہوئے ملکہ جسوقت چوکی پر بیٹھی چھینک آئی اور بیہوش ہوکر گر پڑی پس وہ مشعل اور آفتابہ والی دونون عیارجیان تھین ایک تو صرصر شمشیر زن اور دوسری صبا رفتار غرضکہ صرصر شمشیر زن ملکہ بران کو لیکر روانہ ہوئی دریاے خون روان پر پہونچی کہ قران نے آواز دی کہ باش کہان لیجائیگی صرصر نے پشتارہ چھوڑکر خنجر عیاری لیکر قران کا سامنا کیا خنجر زنی ہونے لگی یہ معلوم ہوتا تھا کہ بلبلین گتھی ہوئی تھین خنجرون کی جھپکیان چلتی تھین جھنا ٹا بلند تھا خنجر اسطرح چمکتے تھے کہ جس طرح بجلیان چمکتی ہین اس اثنا مین لشکر مین بھی غلغلہ ہوا کہ بران شمشیر زن کو کوئی لیگیا اُسوقت عمرو اور برق اور مہرخ اور شکیل بھی اُٹھکر دوڑے یہانتک کہ اتنی رات صرصر سے اور قران سے خنجر اور تیغچہ چلا کبھی بیضہ عیاری کے مارتے تھے اور حباب بیہوشی کے منھ پر لگاتے تھے مگر دونون مین کوئی فتح نہ پاتا تھا یہانتک کہ وہ زمانہ آیا کہ نسیم عنبر شمیم سحر وزان ہوئی اور شب تیرہ فام عالم سے روان ہوئی

چھپے مثل حیا آنکھون سے تارے
ہوئے صدقے سحر پر سب ستارے
ملی خورشید روشن کو رہائی
گئی شب روشنی عالم مین چھائی

جب صبح ہو گئی تو صرصر گھبرائی اور قران نے دیکھا کہ یہ کسی طرح ہاتھ نہین آتی اور نہ گھات پر چڑھتی ہے اور قران طرح بھی دیتا تھا اس لیے کہ یہ اِسکے اُستاد کی معشوقہ ہے اب قران نے ایک خنجر اُسکی چھاتی پر مارا کہ گرہ پشتارے کی کٹی زمین پر پشتارا گرا اور صرصر نے جانا کہ مین قتل ہوئی بس یہ بھاگ کھڑی ہوئی قران نے دوڑکر پشتارا کھول دیا اُسوقت مہرخ اور عمرو اور شکیل وغیرہ سب پہونچے اور ہر ایک نے قران کو گلے سے لگایا اور ملکہ بران شمشیر زن کو بھی ہوش آیا تھا کہ حسین جادو افراسیاب کی طرف سے یہان آ پہونچی اور اُس لکاتہ نے سحر کیا کہ عمرو نے دیکھا کہ ہمارے سب کے گرد احاطہ فولاد کا کھنچ گیا ہے اور کمین

نکل سکے کار آسان نہین ہی اور افراسیاب نے پیچھے پیچھے حسین جادو کے ظلمات آسمان سحر
کو بھی روانہ کیا تھا یہان سب قیدی چاہتے تھے کہ احاطہ سے باہر نکل جائین لیکن کوئی نکل نہ سکتا تھا
قضائے کار باہر جو حسین سحر کر رہی تھی اُس سے صرصر نے آکر کہا ای حسین جادو مین لا چکی تھی
ملکہ بران کو مگر یہ کلموہا حبشی سد راہ ہوا حسین نے کہا کہ ای صرصر پھر کیا ہوا اگر وہ تجھسے چھٹ گئی
تو مین کب چھوڑتی ہون بس اُسکا اتنا کہنا تھا کہ ساتون حلقہ کمند کے اُسکی گردن مین پڑ گئے اور
ایک جھٹکا مارا کہ چاروں شانہ چت زمین پر یہ گر پڑی اُسوقت نعرہ ہوا کہ منم برق فرنگی اور ایک
خنجر اُسنے مارا کہ حسین ہلاک ہوئی اور آوازین گیر و دار کی آنے لگین آندھی سیاہ آئی پھر مطلع صاف
ہوا اور ملکہ بران اور مہرخ اور شکیل اور عمرو اور قران وغیرہ سب احاطہ سے باہر نکلے برق فرنگی کو
عمرو نے گلیسے لگایا اور بہت تعریف کی اور ارادہ چلنے کا کیا کہ وہ نطفۂ حرام ظلمات آسمان سحر
یہان آکر پہونچا اور اُسنے سحر کیا کہ ایک آسمان سیاہ مانند چادر ظلمات کے ان سبھون پر آگرا دوے
دہر کالا ہوا ہر طرف تاریکی پھیل گئی یہ ظلمت سرائے دینا بالکل تاریک تھی اندھیرا ہر طرف چھایا تھا
سیاہ قسمتی کا وہ مقام نمونہ تھا اب حال سنئے کہ رعد جادو اور برق جادو اپنے خیمے سے
جو صبح کو نکلے تو یہ بھی مہرخ کو ڈھونڈھتے ہوئے روانہ ہوئے اور جب صحرا مین پہونچے تو انھون نے
دیکھا کہ ایک آسمان سیاہ زمین پر جھکا ہوا نظر آتا ہی اور آواز ظلمات آسمان سحر کی ایسی آتی ہی
کہ وہ کہہ رہا ہی کہ ای مہرخ مین بحکم افراسیاب تم سبکو ایک آن واحد مین ٹکرا کر مار ڈالونگا جب نام
مہرخ کا رعد اور برق جادو نے سنا از بسکہ حالت عشق کی مہرخ اور عمرو سے انکو ہی بس بیساختہ
رعد اور برق جادو نے اپنا سحر کیا یعنی ایک ابر نمایان ہوا اور برق چمک کر کڑکڑا کے آسمان
پر سے گری کہ ظلمات آسمان سحر کے دو ٹکڑے ہوئے اور وہ لاشہ سامنے عمرو اور مہرخ
کے گرا آوازین مہیب آئین کشتی مرا نام من ظلمات آسمان سحر جادو بود اور وہ تاریکی سب
دفع ہوئی رعد اور برق جادو کو عمرو اور شکیل اور مہرخ نے گلیسے لگایا اور عمرو بہت خوش ہوا
ملکہ بران بھی بہت خوش ہوئی اور بغلگیر ہوئی اب یہ سب وہان سے داخل بارگاہ مہرخ عالیشان
ہوئے بران نے پوچھا کہ مدہوش ببر گیر کہان ہی سب نے عرض کیا کہ آپ کے پیچھے گھبرا کر وہ
بھی باہر نکل گئے اُنکے ساتھ بارہ ہزار ساحر بھی ہین یہ سنکر بران شمشیر زن نے ایک ساحر کو

مدہوش کی خبر کے واسطے بھیجا لیکن مدہوش جب کنارے دریاے خون روان کے پہونچا تو زنار جادو اور ناقوس جادو ملازمان افراسیاب کو خبر ہوئی دو لاکھ جادوگر بمقابلہ مدہوش ببرگیر آئے اور سامنا کیا غرض زنار جادو تو مدہوش کے ہاتھ سے مارا گیا اور ناقوس جادو سے اور مدہوش ببرگیر سے سحر کی ٹکرین چلنے لگین اور دونون کے سر پھٹ گئے اور وہ دونون غش کھا کر گر پڑے اُدھر سے اور اِدھر سے بارہ ہزار ساحر مدہوش ببرگیر کے اور دو لاکھ ساحر ناقوس کے آپڑے لگی باہم شمشیر سحر چلنے یہ حال ہوا کہ **نظم**

زمین مین آگئے بام اجل سے
اجل کا دان ہوا تھا گرم بازار
تنون کو زینتین ملتین کفن سے

نہ دیتی مہلت انکو برق شمشیر
مقام آبرو تھا ہان خبردار
جو پڑتی سر پہ تیغ برق آہنگ

نہ تھی فرصت اُنھین دام اجل سے
کہ دم لینے کی بھی حاصل ہوتا خبر
جدا ہونے لگین روحین بدن سے
لباس روح بھی تھا گور مین تنگ

سحر کے تیر کلیجے چھیدتے تھے نارنج سے سب کو رنج حاصل ہوتا تھا ناریل جگر کے پار ہوتا تھا بجلیاں چمکتی تھین آفت کا ہنگامہ برپا تھا وہ بارہ ہزار ساحر خاص ملک کوکب کے تیار کیے ہوئے تھے جسکے تلوار مارتے تھے اُسکے بدن سے آتش پیدا ہوکر جلا دیتی تھی ہزارہا جل گئے دو لاکھ جادوگر ناقوس کا ہلاک ہوا چاہتا تھا بھاگے کہ یکایک ناقوس بجتا ہوا سنائی دیا اور نفیر سحر کو دم ملا ملکہ حیرت بصد جاہ و حشمت تخت سحر پر سوار آکر پہونچی اور اُسنے آکر مدہوش اور ناقوس کو اپنے ساتھ لیا اور روانہ ہوئی یہ خبر افراسیاب کو پہونچی اُسنے **عقاب جادو** کو دو لاکھ ساحر دیکر روانہ کیا کہ وہ ساحر دریاے خون روان کے پار اُترا اور بڑے حشم و خدم سے لشکر حیرت مین آیا بارگاہ اپنی نصب کرائی اور اُسمین اُترکر آرام پذیر ہوا اُسوقت وہ ساحر کہ جسے بران نے خبر کو بھیجا تھا آیا اور اُسنے تمام و کمال یہ ماجرا بیان کیا اور پھر کر خدمت بران مین گیا اور سب حال بیان کیا کہ اسطرح **عقاب** دو لاکھ ساحر لیکر آیا ہی بران شمشیر زن اس ساحر کا حال سنکر اُٹھی اور سحر کا ایک گولہ آتشی بناکر سمت آسمان روانہ ہوئی اسکے پیچھے مہرخ شکیل برق زنگی چلے عمرو نے برق جادو کو تو بارگاہ مین چھوڑا اور آپ بھی پیچھے ملکہ بران کے روانہ ہوا لیکن پہلے ملکہ بران شمشیر زن وہان پہونچی کہ جہان عقاب خیمہ زن تھا اور کچھ سحر کرکے دانے ماش کے زمین پر پھینکے عمرو بھی وہان جا پہونچا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک غول جانورونکا پیدا ہوا

کہ جسم تو سب جانورون کا زمرد کا تھا اور چہرہ لال کا یاقوت رنگ اور ایک طرف سے ایک پنجہ پیدا ہوا کہ اُسکے پنجہ مین ایک چھیپی نہایت پر تکلف تھی پس وہ چھیپی اُس پنجہ نے ہلائی اور غول جانورون کا عقاب جادو کے لشکر پر گرا اور جس ساحر کے سر پر وہ لال جا بیٹھا بھیجا کھا گیا قریب دو لاکھ جادوگرون کے عقاب کا مارا گیا غلغلہ برپا ہو گیا ان لالون نے ہر ایک کو جہنم رسید کیا ہر ایک کی زندگی کے ہاتھ گئی اب ہر سمت لاشین تڑپنے لگین بسمل سسکنے لگے ساحری و جمشید کی ایکا ہوئی نظم

تڑپتا تھا پڑا میدان مین کوئی
کوئی بسمل کوئی جی چھوڑتا تھا
نہ آئی کام کچھ اُنکے نکوئی
بھرا تھا دور تک لاشونسے میدان
سسکتا تھا کوئی دم توڑتا تھا
ہراک کا فرتھا اپنی جانسے حیران

عقاب جادو اس آفت مین ایسا گھبرایا کہ تاب نہ لا سکا بارگاہ چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا اور جانب افراسیاب بے ایمان چلا اب ملکہ بران شمشیر زن نیچے روئے ہوا پر سے اُتری مہرخ نے دوڑ کر بران شمشیر زن کی بلائین لین عمرو نے بہت تعریف کی غرضکہ اب اُسی عقاب کی بارگاہ مین عمرو وغیرہ سب آکر مع بران بیٹھے اور عقاب جادو بھاگا ہوا افراسیاب کے پاس پہونچا اور سارا حال اپنی فوج کی شکست کا افراسیاب سے کہا افراسیاب نے حکم دیا کہ اے ظلمات فیل دندان جادو تو جا اور بران شمشیر زن کو مع عمرو وغیرہ کے جسقدر کہ وہان لوگ ہون سب کو پکڑ لا ظلمات فیل دندان یہ حکم پاکر اپنے اژدر آتش فشان پر سوار ہوا ناقوس کی صدا پر آسمان کا ایسا پھیرا نا بر نا چنے لگا عالم مین تاریکی چھا گئی نفیر اور جھانجھ کی صدا سے گوش کر و بیان کر تر ہوا وہ ساحرون کا ہنس آتشین اور فیل آتشین پر سوار ہو کر چلنا ترسول اور ینسول کا چمکنا نارنج اور ترنج کا اُچھلنا یہ معلوم ہوتا تھا کہ نخل دہر مین یہ پھل لگے ہین جی جی کا ساحری اور جمشید کا غل تھا نظم

کبھی بڑھتے تھے جادوگاہ افسون
ہوائے تند کے جھونکے تھے آتے
ہراک ساحر تھے جی کا غل مچاتے
نہ مہلت بات کرنے کی بھی دینگے
یہ پیدا تھا زبان سے اُنکے مضمون
کہ ہم جاکر عدو کو مار لینگے
اسی صورت سے جب پہونچے وہان پر
ہزاروان رنگ کے دیو ستمگار
لگے سب کرنے اپنے اپنے دان ...
تو پھر آیا نظر بران کا لشکر
مگر وہان عمرو ہیف فرنگی وغیرہ

جو بارگاہ مین مع ملکہ بران بیٹھے تھے اُنھون نے دیکھا کہ روئے ہوا پر تاریکی نمود ہوئی اور چادر ظلمات چہار طرف سے اندھیری گھر کے چھا گئی ہی عمرو گھبرا کے گلیم اوڑھکر بھاگا یہ تو غائب ہو گیا

اور برق فرنگی بھی ایک سمت دامان کوہستان مین جاکر پوشیدہ ہوا لیکن لشکر بران اور مہرخ پر
چادر ظلمات چھاگئی سب جادوگرون نے دیکھا کہ ایک فیل مست بہت بڑا اور اُسکے پیچھے بہت سے
ہاتھی آتے ہین اور اُن ہاتھیون نے آکر چار طرف سے خیمہ ملکہ بران کا گھیر لیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ
پہاڑ خیمہ کو گھیرے ہوے ہین اُسوقت عمرو نے برق فرنگی سے کہا کہ اے فرزند ملکہ بران کا کوئی
الفیل حال نہین ہے چلو کچھ تدبیر کرین ورنہ سب قید ہو چکے ہین یہ کہکر عمرو وہان سے مہرخ کی بارگاہ
مین آیا وہان جو دیکھا تو برق خشمک زن رو رہی ہے عمرو نے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے برق خشمک زن
نے کہا کہ خواجہ مین اسواسطے روتی ہون کہ ظلمات فیل دندان کسی کے ہاتھ سے مارا نجائیگا
اُسکی موت ہی نہین مگر ایک معشوق افراسیاب ہے سیمین گلنار پوش اگر وہ ہوتی تو یہ مارا جاتا
اور شاید کہ ملک کوکب روشن ضمیر کے سحر سے کہ وہ بادشاہ طلسم نور افشان ہے یہ مارا جائے عمرو
نے کہا کہ اے ملکہ برق ہم اُسکو انشاء اللہ تعالے قتل کرینگے یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور سمت صحرا چلا
جب چند قدم چلا دیکھا کہ سامنے اُنھین ہاتھیون مین سے ایک مست ہاتھی سامنے عمرو کے جھومتا
ہوا آتا ہے بس عمرو کو دیکھکر وہ ہاتھی انسان کی زبان مین بعبارت فصیح گویا ہوا کہ اے عمرو کیا
مقدور تیرا کہ جو تو ظلمات تک پہونچ سکے عمرو یہ سنکر اُدھر سے پھرا اور بدحواسی مین ایک
سمت کو بھاگا جاتے جاتے دیکھا تو ایک طرف پہاڑیان ہین یہ گھبراکر ایک پہاڑی پر چڑھ گیا
وہان ایک پتھر کی چٹان پر نماز پڑھنے لگا اور بتضرع وزاری کمال بیقراری سے رو رو کر
بجناب باری دعا کرنے لگا کہ اے پروردگار انس وجان خلاق دوجہان تو میری مدد کر شعر
گنہگار ہون تجھسے امید ہے ✦ کہ ساحر کو جا کر دون آج پے ✦ مجھ مور ضعیف مشت استخوان
سے اور اِس ہاتھی سے کیونکر مقابلہ ہو سکتا ہے یہ کہکر عمرو سو گیا خواب مین کیا دیکھتا ہے کہ کسی
شخص نے اِس سے کہا کہ اے عمرو داہنی طرف اُٹھکر جا وہان تیرا مطلب پورا ہوگا عمرو یہ خواب
دیکھکر اُٹھا اور بموجب الہام غیبی دست راست کی طرف روانہ ہوا وہان جاکر دیکھا تو ایک
پہاڑ ہے اور اُسکے درے مین راستہ ہے عمرو اُس درے مین داخل ہوا جب اُس پار نکلا تو
دیکھا کہ ایک میدان قریب دو تین کوس کے نظر آتا ہے اور جابجا اسمین مکانات اور عمارات
تعمیر نظر آتے ہین اور بہت سے دروازے ہین عمرو ایک رنڈی کی شکل بنا یہ صورت زیبا

اُسکی تھی کہ سنبل اُسکی زلف کو دیکھے تو پریشانی حاصل ہو اور نرگس مست جو اُسکی چشم شہلا کو دیکھے تو شرم سے آنکھ چرائے سوسن دہ زبان اُسکی زبان کے سامنے گونگی بنجائے گل اُسکے رخسارون کے سامنے گریبان چاک کرین چتون مین وہ شرارت بھری ہوئی تھی کہ جنکے سامنے خوش چشمون کا چہرہ نظری تھا آنکھون مین سرمہ دیا ہوا نگینہ چشم کا سلیمانی بنا ہوا پتلیون کی وہ جلوہ گری کہ جیسے شیشہ مین بنذیری مسدس

لب ہین وہ لعل کہ یاقوت کی ٹھہرے نہ نظر — کھائے غیرت سے عقیق یمنی خون جگر
جان بلب جوہری ہو لب کی جھلک دیکھے اگر — زرد پکھراج کے مانند ہو چہرہ یکسر
اُسکی باتون مین جو اعجاز مسیحائی ہی — لعل کی طرح لب سرخ مین جان آئی ہی
رنگ رخ ہی وہ طلائی کہ نہین جسکا نظیر — ہی بجا خاک عناصر کو جو کہیے اکسیر
جلوہ اُس شوخ کی رنگت کا قیامت ہی شریر — پہونچے ضو مہر کی جسکو نہ قمر کی تنویر
رنگ رخسار کا شعلہ جو بھڑک جاتا ہی — آتش حسن مین کندن سا چمک جاتا ہی
اُسکے عارض ہین وہ رنگین کہ خجل ہو گلزار — دل رہے جسکے تصور سے سدا باغ و بہار
عارض حسن پہ نازان ہی عبث گل ہر بار — دیکھے ان پھولون کو بلبل تو ہوا آنکھ مین خار
روے گل ہی یہ نہین خار وہ رخسارے ہین — ایک رخ کیا خجل اُس رخ سے تو رخ سارے ہین

زر و زیور سے آراستہ ہو کر یہ وہانسے روانہ ہوا اب جو اِس نے دیکھا کہ چارسو عورتین پریزاد قامت اُنکے رشک شمشاد دُر در گوش مرصع پوش کہ ایک ایک اُنمین فلک حسن کی تارا مہ پارا کہ اُنکے بھی حسن کا یہ نقشہ تھا مسدس

ورق نور وہ رخ صفحۂ تنویر وہ رخ — اختر بخت وہ رخ کوکب تقدیر وہ رخ
حیرتی جسکے مہ و مہر تھے تصویر وہ رخ — قتل عاشق کو چلتی ہوئی شمشیر وہ رخ
دیکھیں خوبان پری چہرہ تو دیوانے ہون — ماہ و خورشید بھی اُس شمع کے پروانے ہون
عضو سے عضو یہ کہتا ہی کہ یکتا ہون مین — بند سے بند کا یہ قول کہ زیبا ہون مین
ہی یہ پتلی کا اشارہ بد بیضا ہون مین — لب سے لب کا یہ مقولہ کہ مسیحا ہون مین
رمز آنکھون کا کہو نرگس شہلا ہمکو — قول زلفون کا کہو سب سے دو بالا ہمکو

یہ عورتین روے ہوا پر اُڑی ہوئی آئین اور سوا سو ہاتھی کہ اُن پر بارگاہ لدی ہوئی خیمہ و خرگاہ بار کیا ہوا وہ بھی سب آ کر زمین پر اُترے بارگاہین اور خیمے کھڑے ہوئے اور کئی ہزار سقنیان اور سقے آکر آب پاشی کرنے لگے بعد اسکے کئی ہزار حاجب اور دربان اور چوبدار آگے آگے ٹھہرتے ہوئے اور ایک تخت مرصع کار پر کہ جو مکلل بہ زر و گوہر و مغرق بجواہر تھا اُسپر ایک شہزادی سر پر تاج شاہی رکھے ہوئے قباے فرمانروائی پہنے سر پر چتر بال ہما کا گردش مین نہایت حسین و مہ جمال کہ سامنے اُسکے ناقص بدر کامل چہرے کا کمال مین شوخی اور شرارت بھری آنکھون کی فتنۂ دہر نثار گل رخسار پر اُسکے بلبل تصدق ہر بار اشعار

لب سرخ اُسکے وہ گل برگ تر　　چھپے جن مین دندان کے سلک گہر　　تبسم مین اپنے وہ برق بہار
دم حرف ہوتے سے گئے آبدار　　دہن غنچۂ ناشگفتہ سے کم　　سخن رہرو راہ ملک عدم
تبسم ذرا گر وہ دلکش کرے　　تو گلشن مین گل صدچمن غش کرے　　مگر اُسکی ممکن نہین ہاتھ آے
مگر صاحب دست غیب اُسکو پاے　　نہ رنگ حنا ہی فقط تن پہ تھا　　کہ مینا کا خون اُسکی گردن پہ تھا
کیا اُسنے پامال فتنون کا خون　　ہوا اُسکے ہاتھون سے کتنون کا خون　　خرامان خرامان جدھر آگئی
قیامت بھی گویا اُدھر آگئی　　اُسی بت کا ہر ایک جا ذکر ہی　　خدا کو خدائی کو اب فکر ہی
چڑھا دے اگر ہاتھ مین آستین　　تو پھر دست موسی ہی کچھ بھی نہین　　شاہون سے سوا وقار اُسکا
تھا ہر دو شہریار اُنس کا　　قیصر مین کہان یہ جاہ و اجلال　　خاقان کا کہان یہ بخت و اقبال
آغاز شباب واقف راز　　گل چہرہ جوان سبزہ آغاز　　کم عمر ہر ایک فن مین کامل
فیاض جری شجاع عادل　　تھا گرم جمال کا یہ بازار　　تھا مشتری فلک خریدار
خدام و مصاحب و اراکین　　پہنے ہوے جامہ ہاے زرین　　یون تخت نشین وہ شاہ شاہان
خاتم مین نگینہ سلیمان

وہ نازنین تخت سے اُتر کر داخل بارگاہ ہوئی گرد و پیش اُسکے چار سو پریزاد عہدے ہاتھون مین لیے باادب استادہ ہین عمرو بھی عورت کی صورت بنے ہوے تھا ایک مقام پر آکر کھڑا ہوا اشعار

حسینان پری پیکر گل اندام　　وہی سامان جو تھا مرغوب خاطر　　ہوا اک بات کے کہنے مین حاضر
لیے ہاتھون مین ساقی شیشہ و جام　　غرض جب بزم نے زینت یہ پائی
نگہ نے مہ کی کیفیت اُٹھائی

ناچ گانا شروع ہوا اسوقت عمرو بھی گائن بن کر جا بیٹھا

اور نےنوازی کرنے لگا کہ جسنے آواز اُسکی سنی بیکل ہوگیا اور دل تمام مجلس کا بیتاب تھا اُسوقت ملکہ نے اُس نےنواز سے پوچھا کہ تو کون ہی عمرو نے کہا مین حضور کی کنیز ہون اُس ملکہ نے کہا اچھا پھر نے بجاؤ عمرو نے بانسری اُٹھائی اور ایسی بجائی کہ تمامی انجمن کو بیہوش کردیا چنانچہ ملکہ کا نام شکوہ زرین قبا ہی غرض جب عمرو بانسری بجا چکا تب ملکہ نے ہاتھ عمرو کا پکڑ لیا اور کہا کہ تھوڑا سا پانی تو لاؤ عمرو دیجواس ہوا اسمین ایک لونڈی نے یاقوت کے گلاس مین پانی لاکردیا ملکہ شکوہ زرین قبا نے کچھ سحر دم کرکے ایک چھینٹا عمرو کے منھ پر مارا کہ عمرو کی اصلی صورت نکل آئی اُسوقت ملکہ نے کہا کہ کیون او دزدگردن باریک لک لک یا ساربان زادے تو اپنی جان کو ہتیلی پر لیے پھرتا ہی خیر سمجھ لونگی یہ کہکر تخت پر اپنے ساتھ عمرو کو بٹھا کر اشارہ کیا کہ وہ تخت پرواز کرکے چلا اور جتنی ساتھ والیان تھین وہ بھی سب روانہ ہوئین کوئی دو گھڑی کے بعد عمرو نے دیکھا کہ ایک بارگاہ مین سب جاکر داخل ہوئین اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ بادشاہ خاور داخل بارگاہ مغرب ہوا اور رات نے خیمہ اپنا عالم مین کیا نظم

عروج مہر آیا سوے پستی	ہوا خالی ضیا سے ملک ہستی	قریب شام تے پیدا اک رنگ
ہوے امیدوار دیدہ دل تنگ		

اُسوقت ایک بارگاہ باغ مین استادہ ہوئی نہایت روشنی چار طرف اُس باغ کے تھی اور اُس باغ کے بہار کی یہ کیفیت تھی اشعار

بلندی سے نقاب چہرۂ کاخ	زمردگون بسان برگ شاداب	بشکل ساعد نازک ہر اک شاخ
نواسنجی مین طاؤسان خوشرنگ	تلذذ مین کشودہ خاطر تنگ	لبالب زیر دامن چشمۂ آب
کہین فریاد بلبل مرثیہ خوان	کوئی گل تھا بشکل جام لبریز	ترنم ریز مرغان خوش الحان
کسی کا رنگ مثل روے جانان	کوئی نازکبدن کچھ دم کا مہمان	کہین پتے تھے باہم شبنم آمیز
		غرض ملکہ شکوہ زرین قبا مہمان

آکر بیٹھی رات کو اُس باغ مین چاندنی دیکھنے کی بہار تھی کنیزین بادلہ جھولی مین بھرے ہوے اُڑاتی تھین کہ زمین پر ستارے سے چمکتے نظر آتے تھے فوارے چھوٹ رہے تھے نہرون کے کنارے بط اور مرغابی اور قرقرے اور بگلے بیٹھے تھے درختون کے پتے چاندنی مین چمکتے تھے جانور کبھی کبھی آشیانون مین چہکتے تھے اب ملکہ نے وہان خاصہ نوش فرمایا اور حکم دیا کہ ناچ ہونے لگا ملکہ شکوہ زرین قبا چار چھ گھڑی رات گئے تک جلسہ دیکھکر چھپرکھٹ پر لیٹی اور عمرو کو اپنے قریب ایک پلنگ پر سُلایا مگر قید سحر مین مبتلا رکھا اسلیے کہ یہ بھاگ نجائے جب زلف لیلاے شب تا بہ کمر پہونچی اُسوقت ملکہ نے

قمر جادو سے کہا کہ چلو پہاڑ پر چلکر سیر شب ماہ کی دیکھیں اور عمرو سے بانسری بجوا کر سنیں یہ کہکر محبوب جادو کو اپنے ساتھ لیا اور عمرو کو جگایا کہ ای عمرو چلو پہاڑ پر چلکر سیر کرین عمرو نے کہا کہ کیون رات کو تمنے میری نیند حرام کی ہی مین نہین جانیکا ملکہ لگی منتین کرنے اُسوقت عمرو اُسکے ساتھ پہاڑ پر آیا وہان آکر اُسنے عمرو سے فرمائش کی کہ خواجہ بانسری بجاؤ اسکے ساتھ ہمدم وہمراز ین جو ایک جان ودو قالب تھین وہ ساتھ آئین تھین خلاصہ یہ کہ پہاڑ پر یہ آکر بیٹھین اور ملکہ شکوہ زرین قبا سیر شب ماہ مین مشغول ہوئی اور ابھی کچھ گانے بجانے کا چرچا عمرو کے نہین آغاز ہوا ہی کہ دفعۃً ملکہ شکوہ نے جو دیکھا تو اسطرف میدان مین پہاڑ کے ایک بارگاہ نہایت عمدہ استادہ ہی اور فوج بھی اُتری ہوئی ہی محبوب سے کہا کہ مین جاکر ذرا دیکھوں تو یہ کون ہی جو ہمارے علاقہ مین باین فوج ولشکر بیکران آکر اُترا ہی یہ کہکر پھر آپ ہی کہا کہ اچھا تم ٹھہرو مین خود جاتی ہون اور عمرو ومحبوب کو وہین چھوڑکر آپ وہان گئی تو اِس مقام پر دیکھا ایک بادشاہ پرشوکت وجاہ کہ نام اُسکا شاہ ساحران ماہ تاجدار جادو ہی ملک کوکب روشنضمیر سے مع تین لاکھ فوج ساحران کے احوال بر آن کا سنکر کہ ظلمات فیل دندان نے قید کرلیا ہی آیا ہی اور مرزان جادو وزیر ملکہ باران شمشیرزن کا اِسکے ساتھ ہی اِسکی بارگاہ علحدہ استادہ ہی اور اندر بارگاہ کے چارسو کرسی جواہرنگار بچھی ہوئی ہی جادوگر بیٹھے ہین ملکہ شکوہ زرین قبا سامنے اُس بارگاہ کے آئی اور دیکھ رہی تھی کہ دفعۃً نگاہ ملک تاجدار کی ملکہ مذکور پر جا پڑی بس دیکھتے ہی اسنے ایک تیر عشق کھایا ایسا کہ جگر ودل کو توڑ گیا اور اپنے دل اندوہگین سے کہا نظم

وہ تم سے ہم بغل ہونے کو آئے	زہے قسمت کہ یہ خاتون ذیجاہ	نہیں چشم فلک تک جس سے آگاہ
کہ ہو شب باش معشوقوں کی افسر	محبت کی کشش یاں کھینچ لائے	کرو سجدے کہاں یہ دن میسر

اِدھر ملکہ شکوہ بھی قتیل خنجر ابرو وپیچ ناز وادا ہوئی اور اندر بارگاہ کے گئی کیونکہ سرایچے تو اُٹھے ہی ہوئے تھے یہ جاکر پاس ماہ تاجدار کے پہونچی وہ اُٹھ کھڑا ہوا مگر یہ عالم تھا کہ شعر

جھجک کر جھجک رہ گئی ایکبار ✤ ہوئین لاکھ ادائین جھجک پر نثار ✤ غرض ملکہ شکوہ برابر ماہ تاجدار کے ایک کرسی جواہرکار پر بیٹھی اور ساقی نے جام اُسکو بھر کر دیا یہ تو عاشق ہو ہی چلی تھی شراب پیتے ہی بیہوش مئے عاشقی ہوئی اور یہ نقشہ تھا کہ اشعار

ادا و ناز غمزہ کا ہوا دور	نظر آنے لگے کچھ اور ہی طور	شراب لالہ گونکے جام چھلکے

جھلکے شیشے بہا ہر خم اُبل کے
سخن بہکے ہوئے نکلے زبان سے
کبھی لب تک جو آجاتی تھین آہین

وفور کیف سے آنکھین ہوئین بند
رہی تا دوپہر رنزش زبان سے

طبیعت خوش مزاج قلب خرسند
کبھی پڑتی تھین الفت کی نگاہین

اتنے ماہ تاجدار نے تخلیہ کرادیا اکیلا ملکہ شکوہ زرین قبا کو لیکر بیٹھا اُسوقت تو یہ عالم ہوا نظم

ہوئی گویا کہ جانی دم ذرا سے
ہوئی راغب برائے بوسۂ خاک
کبھی دیتی تھی پستان کے ٹہوکے
جنے موقع سے اتنے بھر گئے طاق
ہوا موجود کھایا سب نے باہم
کہ آیا وقت اِسمین نصف شب کا
گلون سے نکلے سُر آواز کے ساتھ

کہ لیٹی وہ تو اُس سے ہوکے بیتاب
ٹھہر لی اور بھی دو چار پیالے
کبھی لیتا تھا وہ اِسکو بآغوش
کبھی کہتی تھی کیون پیارے یہ دھوکے
طعام عمدہ دسترخوان شفاف
پھر اِسکے بعد جو کچھ تھا فراہم
صدا طبلون کی پہونچی آسمان تک
لگے ہونے اشارے ناز کے ساتھ

بھر آئی حسرتون سے چشم پُر آب
کبھی جوش ہوس سے ہوکے بیباک
کبھی کہتا تھا ہم ہین خود فراموش
بلورین جام شیشے صاف براق
بشکل حسن جانان پاک و رصاف
رہا موقع سے استعمال سب کا
غزل ٹھمری کی نقط آئی زبان تک

اُسوقت ملکہ نے یہان سے پہاڑ پر جاکر اسی حالت عشق مین عمرو سے کہا کہ خواجہ اب تم کچھ شغل کرو عمرو نے ساتون قفلیان درست کرکے نے بجانا اور اِس غزل کو گانا شروع کیا غزل

گل اس نگہ کے زخم رسید و نہین ملگیا
کمبخت پاک ہوکے پلید و نہین ملگیا
اس شکل سے ہوا وہ طلبگار دید یار
تھا اگرچہ اشقیا ابن سعید دشمن ملگیا

یہ بھی لہو لگا کے شہید و نہین ملگیا
دکھلا کے کہکشان سے فلک چاک سینہ رات
صاف آئینہ کا دیدہ ندید و نہین ملگیا

گر بعد فقر پھر سگ دنیا ہوا فقیر
اُس بوالہوس کے سینہ و رید و نہین ملگیا
حُب حسین ذوق شہی ہی کہ حسب حر

وہ اسوقت پہاڑ سے آبشار ہو رہا تھا اور نے کے بجانے سے جانور تمام خواجہ کے گرد آکر جمع ہوگئے تھے ریگ کے ذرے جنگل مین چمکتے تھے گویا صحرا ابھی آنکھیں بچھائے تھا سناٹا ہوا کا اور فراٹا وہ سنسان جنگل اور اُسمین اُس محبوب ماہ وش کا بیٹھکر نے کو سننا غضب ڈھا رہا تھا اِس ہنگامۂ عشرت خیز مین افراسیاب کو جو خبر اِس حال کی پہونچی کہ ملکہ شکوہ زرین قبا ماہ تاجدار پر عاشق ہوئی ہی بس سنتے ہی اس خبر کے شاہ جادوان برہم ہوکر اُٹھا اور ایک ہی سناٹے مین وہان پہونچا کہ جہان ملکہ شکوہ بیٹھی تھی عمرو نے اتفاق سے اُسکو آتے دیکھا یعنی یہ معلوم ہوا کہ روسے ہوا پر ایک ستارا چمکا عمرو تو اُچک کر بھاگا اور گلیم

اُسنے اُوڑھ لی اور افراسیاب نے نعرہ کیا کہ منم شاہ جادوان اور ملکہ شگوفہ زرین قبا اور محبوب جادو کے بال سر کے پکڑکر پھر سوے آسمان روانہ ہوگیا یہ تو اُدھر گیا اور عمرو اتنی رات وہان ٹھہرا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ کوہ خاور سے شاہ خاور براے گرفتاری شاہد شب بصد جلال نکلا اور رات نے حلقۂ طوق ماہتاب کو گردن سے اُتار اشعار

یہ سامان تھا کہ بدلا حال شب کا
دکھایا صبح نے اپنا جھمکڑا
جو بس گذری وہ شب مہر منور
ضیا افزا ہوا صحن زمین پر

عمرو ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر پہاڑ کے نیچے اُترا اور وہان سے ماہ تاجدار کی فوج مین آیا اور معلوم کیا کہ ملک کوکب روشنضمیر شاہنشاہ جادو نے ماہ تاجدار اور مرزان جادو وزیر کو واسطے رہائی بران کے بھیجا ہی عمرو مرزان جادو کا نام سنکر ہیئت اصل بنا اور بارگاہ مرزان مین آیا مرزان عمرو کو دیکھکر سروقد بہر تعظیم اُٹھا اور ماہ تاجدار سے عمرو کا حال کہکر ملاقات اُسکی کرائی اور عمرو کو تخت پر بٹھلایا لیکن عمرو نے دیکھا کہ ماہ تاجدار کا رنگ زرد ہی آنکھوںمین تری ہی حواس مین ابتری ہی چشم پرآب ڈبڈبائے ہوے ہی آہ سرد دل پُردرد سے کھینچتا شعر جسے عشق کا تیر کاری لگے + اُسے زندگی جگ مین بھاری لگے + اور کبھی کہتا ہی کہ دوہرہ - آہ کرون تو جگ جلے اور جنگل ہو جلجائے + پاپی جرا نا جلے کہ جسمین آہ سماے + اور کبھی کہتا ہی دوہا - جو مین ایسا جانتا کہ پیت کرے دکھ ہوئے + نگر ڈہنڈھورا پیٹتا کہ پیت نہ کریو کوے + اور کبھی یہ زبان پر جاری تھا شعر مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد + وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد + عمرو اپنے دل مین سوچا کہ یہ شخص کسی پر عاشق ہی غرضکہ اُدھر اُدھر کا تذکرہ عمرو کرنے لگا بعد اسکے عمرو نے اپنی کیفیت بیان کی اور کہا کہ رات کو ملکہ شگوفہ زرین قبا اور مین اس پہاڑ پر بیٹھا تھا کہ افراسیاب آکر ملکہ کو مع اُسکی وزیرزادی محبوب جادو کے چوٹی پکڑکر کھینچ لیگیا اور پھر قید ہونے کا ملکہ بران شمشیرزن کے حال بیان کیا کہ اسطرح ظلمات فیل دندان آیا اور اسطرح سحر ملکہ کی بارگاہ پر کیا کہ وہ قید ہوگئین یہ حال سنکر ماہ تاجدار طیش مین آیا اور تیغۂ سحر پکڑکر تین لاکھ ساحرون سے کہ جو اسکے ساتھ آئے تھے سمت ظلمات فیل دندان روانہ ہوا اور مرزان جادو بھی عمرو کو ساتھ لیکر روانہ ہوا اُسطرف سے ظلمات فیل دندان بھی مقابلہ کرنے کو نکلا اب دونون لشکر

پہنچے

مقابلہ مین اُترے اور جب فیل شب کی پشت پر جھول ستارہ دار کواکب کی پڑی اور فیل خانۂ مغرب مین فیلبان خورشید نے قدم رکھا کہ **نظم**

سر شب عکس مہ کا نور چمکا — ہوا سامان رزمی سب مہیا
کمال شام تاریکی پہ آیا — اندھیرا عارض عالم پہ چھایا

سر شب نفیر سحر کو ماہ تاجدار نے بجایا ظلمات نے بھی نقارۂ جنگی بجنے کو حکم دیا کہ وہ گڑگڑایا ساحرون نے تیاری سحر کی آغاز کی افسونخوانی ہونے لگی پڑھنت پڑھی جانے لگی بیر غل مچانے لگے عالم مین تہلکہ پڑ گیا سحر کا اندھیرا ہر سمت چھایا بھیرون ناچتا آیا بازوے سعی ساحرون نے کھولے قصر تن ڈھانے کی ہر ایک کو فکر ہوئی ستون بارگاہ شجاعت بنگئی پشتیبان سحر و ساحری تھی دروازۂ جنگ کھلا باب آشتی مسدود ہوا تیرون کا سینۂ دشمن مین روزن کرنے کا ارادہ ہوا لڑنے مین ہر ایک طاق تھا غرض چار پہر رات یہی غلغلہ برپا رہا جب قصر فلک مین مشعل خورشید کی روشنی ہوئی اور شمع مہتاب ایوان افلاک بجھ گئی کہ **اشعار**

دکھایا صبح نے حسن جبین کو — کیا تابندہ رخسار زمین کو
کیا لطف فلک نے شب کو ناشاد — ہوئی ہر طبع کو تکلیف بیداد

صبح کو ایک طرف سے **ظلمات** اپنی فوج لیکر اور ایک جانب سے ماہ تاجدار اپنے گروہ لشکر کو لیکر **نظم**

اندھیرا ہو کے بس ظلمات آیا — گھر آیا ابر اور ہر سمت چھایا
اندھیرا سامنے آنکھون کے آیا — بشکل فیل اسکو سب نے پایا
ہوئے پیدا کئی سو فیل بدمست — ہوئے موجود سر اپنے کیے پست
زمین مین سینے خرطومون کو گاڑا — اکھاڑے نخل صحرا کو اُجاڑا

غرض یہ دونون فوجین موج مارتی ہوئی مقابلہ مین آئین نقیبون نے نقابت کی صفین کھنچ گئین میدان پاک صاف ہوا اُسوقت فیل دندان فیل بنا ہوا میدان مین جھومنے لگا اور پھر بزبان انسان پکار کر اُسنے آواز دی کہ اے ماہ تاجدار میرے مقابلہ مین آ ماہ تاجدار شیر آتشین پر سوار برق ہاتھ مین لیے اور اُسکو جلوہ دیتا سامنے اُسکے گیا ظلمات فیل دندان نے ایک سحر ایسا کیا کہ چار پہاڑ چار طرف سے ماہ تاجدار پر آکر جھکے ماہ تاجدار نے چار سنگریزے اُٹھا کر اُن چارون پہاڑون پر مارے کہ وہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر اُڑ گئے اب کی ظلمات نے پھر سحر کیا کہ ایک دریا جوش مار کر زمین سے پیدا ہو طغیانی آب سے کشتی جان غرقاب تھی بحر مین ایک تلاطم برپا تھا دریا بھی مینڈھے لڑاتا تھا **نظم**

لجہ سرمایہ بخش تیرہ سحاب — ہر کنارے بلا ہر اک گرداب
موج دریا بلا سے ہم آغوش — تھا تلاطم سے آب بھی ہمدوش

وہ دریا جب موج مارتا ہوا ماہ تاجدار کے پاس آیا تاجدار نے سحر پڑھکر ایک دو ہتڑ زمین پر مارا
کہ پانی دریا کا جم گیا اور اس نے سحر کیا کہ چار شیر غران دُم اپنی علم کیے ڈکارتے اور طمانچہ تانے ہوئے
ظلمات فیل دندان پر آپڑے ظلمات ہاتھی تو بنا ہوا تھا ہی اس نے اُن چارون کو سونڈ مین
لپیٹ کر ٹھوکرون سے مار ڈالا پھر ماہ تاجدار نے سحر کیا کہ ظلمات فیل دندان نے دیکھا کہ ایک
بارہ دری ہی اور اُسمین ایک عورت بہت خوبصورت بیٹھی ہی لیکن یہ ساحر بلاے بے درمان آفت
روزگار ہی اس نے ایسا سحر کیا کہ وہ بارہ دری اُس عورت کے سر پہ گری اور وہ ہلاک ہو گئی اور
جھلا کے اسنے ایک جو سحر پڑھا تو ایک چادر ظلمات کی ماہ تاجدار اور عمرو اور مرزان کے اوپر آکر
چھا گئی اور سب اُس اندھیرے مین مثل بران شمشیر زن کے قید ہو گئے آنکھون مین تاریکی
چھائی ہر طرف صدا یا ربا یا مستغیثا کی بلند ہوئی اُس اندھیرے نے ظلمت شب دیجور کو شرما دیا
دم ہر ایک کا خفا ہوا اور ظلمات فیل دندان خوشی خوشی اپنے مقام پر آیا اور اُسنے نامہ افراسیاب
کو اِس مضمون کا لکھا کہ اے شہنشاہ کیوان کلاہ مین نے ماہ تاجدار اور عمرو اور مرزان کو گرفتار
کیا ہی اور پہلے ملکہ بران شمشیر زن کو گرفتار کر چکا ہون آپ تشریف لائین تو اُنکے قتل کی
تدبیر ہو جب یہ نامہ افراسیاب کو پہونچا پڑھکر نہایت خوش ہوا اور کہا کہ چلکر مین سب کو قتل کرونگا
لیکن باغبان قدرت نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ اب میری خاطر سے ملکہ شکوہ زرین قبا
کی تقصیر کو معاف کیجیے افراسیاب نے اُسکی خاطر سے خطا کو اُسکی معاف کیا اور مع محبوب جادو
کے ملکہ شکوہ زرین قبا رخصت ہو کر اپنے مکان پر آئی اور وہان آکر محبوب جادو سے اُسنے
کہا کہ اے محبوب یہ تو تو خوب جانتی ہی کہ کسی کا دل جو بے قابو ہو جاتا ہی تو پھر وہ سنبھل نہین سکتا
اور افراسیاب نے ہمکو اِس جرم پر مقید کیا تھا لیکن میرا ارادہ ہی کہ مین ظلمات فیل دندان
کو قتل کرون اور ماہ تاجدار کو چھوڑا لاؤن محبوب نے کہا بی بی گستاخی معاف ہو جو اس کی
باتین کرو کہان ماہ تاجدار اور کہان تم یہ سب باتین خواب خیال کی ہین اگر اُنکی قسمت مین رہائی ہی
تو آپ رہا ہو جائینگے ملکہ نے اُسکے ہجر مین بیقراریان کرنا شروع کین منھ کو ڈوپٹہ سے ڈھانپ کر رونے
لگی رخسار کو آنسوون سے دھونے لگی دل سے اپنے تنگ ہوئی بخت واژگون سے جنگ ہوئی
اور کبھی کہتی تھی کہ لوگو بلبل کا معشوق تو گل ہی وہ اُسکے پاس ہے تامل ہی پھر یہ کیون نالے کرتی ہی ہائے

اور قمری سرو پر رہتی ہی مگر کوکو کیے جاتی ہی اپنا تو یہ حال ہی کہ دل آرام نہین پاتا چین ذرا نہین آتا زلف کی طرح پیچ کھائے ہین چشمۂ چشم ڈبڈبائے ہین لبون پر مسی آہ کے دھوین کی جمی ہی اور خون جگر کی سُرخی سے آئینۂ دل حیران ہی زلف کی طرح خاطر پریشان ہی بہار لالہ و گل دل کو بھاتی نہین فراق مین نیند آتی نہین

نظم

روتی ہون جو آٹھ آٹھ آنسو — ہنستے ہین یہ طفل اشک ہر سو
کہتی ہون کبھی صبا سے روکر — کہنا دلبر سے حال مضطر — دیتے ہین گل چمن سے غم خار
ہی دار سے بڑھ کے سرو گلزار — چشمون سے ہی بڑھ کے اشکباری — مہلت دیتی نہین ہی زاری
گلگشت سے داغدار ہی دل — ہان غیرت لالہ زار ہی دل — لالہ دیتا ہی داغ دل کو
بھاتی نہین سیر باغ دل کو — نرگس کی روش ہوئی ہون بیمار — ہر پھول چمن کا بن گیا خار
ہمدرد جو نالہ و فغان ہی — سب باغ و بہار گل خزان ہی — ہی چشم کو انتظار دیدار
منظور نظر ہی وصل ای یار — دل حد سے فزون ہی اپنا بیتاب — آنکھون کو نہین ہی الفت خواب
یہ ہجر ہی جب عدو سے جانی — دشوار نہ کیون ہو زندگانی — اِسی حالت عشق مین زار و نالان

چاک گریبان اُٹھکر ایک طرف روانہ ہوئی کہ اور ایک پہاڑ کے قریب پہونچی تو وہان سے آواز آئی کہ ای ملکہ عالم مین آپکی لونڈی ہون مجکو نہ بھول جائیے اپنے ساتھ لیے چلیے ٹھہریے ملکہ یہ صدا سُنکر ٹھہر گئی اور پیچھے پھر کر جو دیکھا تو سہیل جادو کو آتے دیکھا اور سہیل نے قریب آکر بالون مین لگاکر حلقہ کمند کا مارا کہ ملکہ اُلجھکر گری حباب بیہوشی مارا کہ بیہوش ہو گئی صرصر نے ملکہ کو درے مین پہاڑ کے رکھا اور آپ یہانسے اصلی صورت بن کے باغ مین محبوب جادو کے پاس آئی محبوب ملکہ کے لیے پریشان خاطر بیٹھی تھی کہ اِس نے آکر محبوب سے کہا کہ چلو مین تم کو ملکہ کے پاس لیچلون اِس حیلے سے محبوب کو اپنے ہمراہ لیکر یہ باہر باغ کے آئی اور وہان باتو مین لگاکر اُسکو بھی بیہوش کیا اور پشتارا اُسکا بھی باندھا پھر وہان سے درے مین پہاڑ کے آکر ملکہ کا بھی پشتارا لیا اور اِن دونون کو لیکر از بسکہ صبح ہو گئی تھی بارگاہ مصور جادو مین لائی افراسیاب کے پاس لیجانا مناسب نہ جانا کوئی دو گھڑی دن چڑھا ہوگا کہ مصور جادو سے اِس نے کہا مین شکوہ زرین قبا اور محبوب جادو کو پکڑ لائی ہون یہ کہکر پشتارا کھولا اور دونو نکو سامنے ڈالدیا صورت نگار جادو کو خوف آیا اور کہا کہ کیا قدرت خدا کی ہی ملکہ شکوہ زرین قبا

ایسی ساحرہ ہوا ور اُسکا یہ مرتبہ یہ کہکے ملکہ کو ہوش مین لاکر برابر اپنے تخت پر بٹھایا جب ملکہ شکوہ زرین قبا کو ہوش آیا اور اُسنے دیکھا کہ مین صورت نگار کے پاس بیٹھی ہون فوراً مع محبوب جادو کے سحر کرکے سمت آسمان روانہ ہوئی مصور جادو گھبرایا اور صورت نگار اپنی زوجہ پر خفا ہونے لگا کہ حرامزادی تجھے شکوہ زرین قبا کے ہوشیار کرنے سے کیا مطلب تھا اور خفا ہوکر آپ پیچھے ملکہ کے اُڑا اور برابر پہونچکر ایک سل سحر کی ملکہ پر ماری ملکہ نے دیکھا کہ پیچھے میرے سحر کی سل آتی ہے اُسنے اُلٹ کر جو سحر کیا تو وہ سل ریزہ ریزہ ہوکر بارگاہ مین مصور جادو کے گری اور جسکے سر پر سنگریزہ اُس کا لگا وہ بیچارہ جان سے گیا زندگی پہ پتھر پڑے ایک سنگریزہ مصور جادو کے بھی لگا یہ گھبرا کر پھر آیا اور شکوہ زرین قبا اور محبوب دونون بھاگ کر سمت صحرا گئین لیکن افراسیاب جادو نے قیصر جادو کو حکم دیا کہ کچھ فوج لیکر جاؤ اور مرزان و ماہ تاجدار اور عمرو ان سبکے سر کاٹ کر میرے پاس لاؤ قیصر جادو حسب الحکم بادشاہ فوج لیکر وہانسے چلا اشعار

بہت سے ساحر گمراہ و بدخواہ
بڑا ساسامان شوکت اُنکے ہمراہ
جو پہونچے آگے وہ بدذات مردود
لڑائی کا ہوا ساسامان موجود

یعنی قیصر جادو ماہ تاجدار کی فوج پر آگرا ماہ تاجدار کا لشکر چند کہ بے سردار تھا لیکن خوب لڑا آپس مین تلوار سحر کی چلنے لگی نظم

بشکل برق روشن اور بہت تیز
بشکل برق چمکے گرز و شمشیر
کوئی خستہ کہین نعرے کہین جست
چمکتی تھی برابر برق شمشیر
کہین تن سر کہین توسن کہین پر
اُٹھے باہم برابر گرد و لشکر

لگی آپس مین چلنے برق شمشیر
صف دشمن پہ بس پڑنے لگے تیر
کہین سیلاب خون سے سرخ راہین
اجل بھاگ گئی ایسے چلے تیر
نہال نخل قامت خم زمین پر
کھٹے مل مل گئے مردان دلاور

لیے ساحر وہان شمشیر خون ریز
کوئی بولا کہ پھر اب کیا ہے تاخیر
جدا ہونے لگے باد سر و دست
کہین زخمی تنون کی سرد آہین
گرے گردان شیر افگن زمین پر
ہوا ٹھنڈا دل چرخ ستمگر
سر قتل کاسۂ گدائی کے ٹھوکرین

کھاتے تھے دھڑ دھڑ ادھر خون مین نہاتے تھے کہین سر کٹ کر گرا تھا تو اُس نے زمین کو دانتون سے پکڑ لیا تھا کہین ہاتھ کٹ کر گرا تھا گریبان گیر خاک ہوا تھا کہ افسوس ہم سے کچھ نہو سکا زرہ پوشون کے بازو جو قطع ہوکر گرے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ مچھلیان دام مین پڑی ہوئی تڑپ رہی ہین اور پاؤن جو کٹ کر گرا تھا تو رہرو ملک عدم ہوا تھا آخرکار ماہ تاجدار کی فوج تاب لڑائی کی لا سکی

بھاگ کھڑی ہوئی اُس طرف ملکہ شکوہ زرین قبا اور محبوب صحرا مین چلی جاتی تھین بس اُس فوج سے ملکہ نے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہی اُنھون نے کہا کہ ہم لوگ ملازم ماہ تاجدار جادو کے تھے قیصر جادو نے آکر ہم کو لوٹا اور بارگاہ چھینکر لیے جاتا ہی بس یہ سننا تھا کہ ملکہ شکوہ زرین قبا نے سحر کیا اور مانند برق کے قیصر جادو کے اوپر آئی اور پکاری کہ ای قیصر جادو کہان جائیگا میرے ہاتھ سے قیصر جادو نے ملکہ شکوہ زرین قبا کو جو آتے دیکھا ایک ناریخ سحر کا مارا کہ ملکہ کو حیرانی ہوئی اور وہ ران پر ایسا لگا کہ جس سے زخم ہوا لہو بہنے لگا ملکہ نے کچھ مٹی اُسی خون مین گوندھکر ایک سوار بنایا اور تلوار اُسکے ہاتھ مین دی اور کہا کہ ای سوار میرے خون کی تجکو قسم کہ جا کر قیصر جادو کو مار ا ور اُسکی فوج کو زندہ نچھوڑ اتنا سنتے ہی وہ سوار تلوار لیکر فوج قیصر جادو مین درآیا اور مارنا شروع کیا اب تو یہ حال ہوا کہ کشتون کے پشتے اور لاشون کے پشتارے انبار لگا دیے اور دریا خونکا جاری ہوا اشعار

درخشیدن تیغ الماس گون	سنا نہائے آہار دادہ بخون	بگردا اندرون ہمچو ابر پر آب
کرشنگرف بار دبر و آفتاب	پر از نالہ کوس شد مغز میغ	پر از آب شنگرف شد جان تیغ
توگفتی کہ الماس مرجان فشاند	چہ مرجان کہ در کین ہمین جان فشاند	ہرچند کہ قیصر نے سحر کیا لیکن وہ

سوار قریب آکر پہونچا اور آتے ہی اُسنے ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ قیصر جادو کے دو ٹکڑے ہوئے اور یہ داخل جہنم ہوا پھر تو یہ حال تھا کہ جدھر وہ سوار تلوار پکڑ کر جاتا تھا صفین کی صفین اُلٹ جاتی تھین تین پہر کامل وہ سوار لڑا دو لاکھ ساحرون مین سے ہزارون تو مارے گئے اور بقیۃ السیف بھاگ کر جانب افراسیاب روانہ ہوے ملکہ شکوہ زرین قبا اور محبوب جادو فتح کرکے بارگاہ مین ماہ تاجدار کی آئین بارگاہ اِستادہ کرائی اور اُس بارگاہ مین بیٹھکر چالیس پتلیان سحر کی اور تازہ تیار کرکے اُنکے ہاتھ مین آئینے دیے کہ وہ اپنے آئینۂ رخسار کو اُن آئینون مین معائنہ کرنے لگین اور اپنی یکتائی کی بہ صورت گواہی دیتی تھین پھر ملکہ نے دو دانے ماش کے پڑھکر اُن پتلیون پر مارے کہ وہ پتلیان پتھر کی بن گئین اور اُس سوار کے گلے مین اپنا موتیونکا مالا اُتار کر ڈالدیا اور کچھ سحر کیا کہ وہ سوار ایک چاند کی صورت بن گیا اب اُدھر بارگاہ کے کئی سو ستارہ اور بیچ مین ایک چاند جلوہ گر ہی غرض یہ بنا کر آپ اور محبوب پھر ایک طرف کو روانہ ہوئین لیکن خبر افراسیاب کو قیصر کے مارے جانے کی جو پہونچی تو افراسیاب نے باغبان قدرت کو

روانہ کیا باغبان قدرت شکوہ زرین قبا کے پاس آیا اور اُسنے آواز دی کہ اے ملکہ شکوہ زرین قبا نیکی برباد گنہ لازم یہ جو ہم نے تمہاری خطا معاف کرائی تھی تمنے اُسکا بدلہ لیا ملکہ شکوہ نے اسکی بات کا تو کچھ جواب نہ دیا اور ایک تاریخ سحر پڑھکر اُسپر مارا باغبان حریف زبردست تھا یہ بھلا کب تاریخ کھاتا تھا اُسنے اسکو خالی دیا اور ایک دوہتڑ زمین پر مارا کہ ملکہ شکوہ اور محبوب کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے باغبان قدرت اِن دونون کو بجالائی تمام گرفتار کرکے جانب افراسیاب روانہ ہوا جب قریب دریاے خون روان کے پہونچا تو اُسوقت ایک ساحر کہ جسکی جٹا ہاے خاکستری زمین مین لوٹتین بال اُسکے فتیلہ فتیلہ کُھلے آنکھین مثل مشعل کے روشن قریب باغبان آیا باغبان اُسکو دیکھکر چاہتا تھا کہ کچھ بات کرے لیکن اُس ساحر نے ایک بیضہ بیہوشی کا باغبان کے منھ پر مارا کہ وہ چرخ مارکر زمین پر گرا اور اُس شخص نے آواز دی کہ منم نظر کردۂ حیدر کرار مہتر قران نامدار محبوب اور شکوہ تو بھوٹ کر الگ کھڑی ہوئین اور مہتر قران نے دوڑکر ایک بغدا باغبان کے سر پر مارا وہ بغدا اگر پہاڑ پر پڑتا تو پہاڑ کے پرزے پرزے اُڑجاتے مگر باغبان پر اُسنے اثر نہ کیا اور یکایک دیکھا کہ زمین شق ہوئی اور ایک مچھلی زمین سے نکلی اور باغبان کو لیکر غائب ہوگئی ملکہ شکوہ زرین قبا اور محبوب جادو پھر ایک طرف کو روانہ ہوئین کہ اس اثنا مین ایک ساحر غدار مواج جادو اِنکو ملا کہ یہ ملعون نہایت زبردست ہی بس اُسنے اِنکو دیکھکر ایسا سحر کیا کہ ایک دریا پیدا ہوا اُسمین یہ دونون غوطہ کھانے لگین اُسوقت مواج اِن دونون کو پکڑکر ملکہ حیرت جادو کی بارگاہ مین آیا ملکہ حیرت نے کہا کہ اے شکوہ زرین قبا و محبوب یہ بتاؤ کہ اب کہان جاؤگی یہ کہکر طوق و زنجیر منگا کر بغیر سحر کے چاہا کہ اِنکو قید کرین لیکن محبوب اور ملکہ شکوہ زرین قبا کو ہوش آیا یہ اُڑکر سیدھی سمت آسمان پرواز کنان روانہ ہوئین دو ہزار ساحر ملکہ حیرت جادو نے اِنکے تعقب مین روانہ کیے کہ یہ آگے دریاے خون روان پر پہونچے ملکہ شکوہ زرین قبا نے اپنا مالا توڑکر دریا مین پھینکا اور آپ جست کرکے علیحدہ ہوئین بس مالا پھینکتے ہی مچھلیان اُس دریا کی اُڑین اور وہ جو دو ہزار جادوگر پیچھے پیچھے ملکہ کے آتے تھے اُن سبکو پکڑکر وہ مچھلیان بیچ دریا مین جاکر غائب ہوگئین اور یہ خبر ملکہ حیرت جادو کو پہونچی اُسنے کہا کہ بڑا غضب کیا ملکہ شکوہ زرین قبا نے یہ کہکر آپ بارگاہ سے نکل کر روانہ ہوئی راستہ مین

اِس نے دیکھا کہ ایک ساحر بیدل جادو نام ایک مقام پر بیٹھا ہے اُسنے کہا کہ اے ملکہ حیرت جادو شگوہ زرین قبا ابھی ابھی اِس طرف گئی ہین یہ سُنکر حیرت جادو ڈھونڈھتی ہوئی مانند برق چمککر ملکہ شگوہ کے قریب پہونچی اور اُسنے ایک سحر ایسا پڑھا کہ یہ دونون بے حس و حرکت ہو گئین پس حیرت جادو ان دونون کو گرفتار کر کے وہان لائی کہ جہان وہ ساحر بیدل بیٹھا تھا اُس نے کہا کہ اے ساحر بیدل تو نے مجھے خوب راہ بتائی نہین تو یہ دونون صاف نکل گئی تھین اُس ساحر نے کہا کہ اے ملکہ اب بھی مین آپ کو منع کرتا ہون کہ آپ اِس طرف سے نجائیے گا کیونکہ وہان کئی عیار گھات مین لگے ہین ملکہ حیرت نے کہا پھر کدھر سے جاؤن اُسنے کہا ادھر سے جیسے ہی حیرت نے منھ پھیر کر اُس طرف کو دیکھا کہ ساحر نے حلقہ کمند کے مارے ملکہ حیرت چارون شانے چت زمین پر گر پڑی اور ساحر نے نعرہ کیا کہ منم مہتر برق فرنگی شگوہ و محبوب تو چھوٹ کر ایک طرف کو روانہ ہوئین اور برق نے چاہا کہ ملکہ حیرت کا سر کاٹ لون لیکن ایک پنجہ چمک کر فلک کیطرف سے جو گرا تو ملکہ حیرت کو اُٹھا لیگیا اور ملکہ شگوہ زرین قبا اور محبوب ایک درے کوہ لاجورد مین آئین کہ دم بھر یہان ٹھہرین اور دم لین مگر پہاڑ مین وہ عمل ہے کہ آدھے مین عمل ہے افراسیاب کا اور آدھے مین عمل ہے کوکب روشن ضمیر کا غرضکہ وہان یہ دونون بیٹھکر سحر کی تیاری مین مصروف ہوئین لیکن وہ پنجہ جو ملکہ حیرت کو لیگیا تو سامنے افراسیاب کے لایا حیرت جادو نے سب احوال ملکہ شگوہ زرین قبا و محبوب کا خدمت افراسیاب مین بیان کیا افراسیاب نے فرمایا کہ اے حیرت جادو تم لکڑیون کا جا کر انبار صحرا مین لگاؤ ابھی شگوہ زرین قبا اور محبوب کو لاکر جلا دونگا حیرت یہ سُنکر اپنے لشکر مین آئی اور بموجب حکم افراسیاب اپنے لکڑیون کا انبار لگایا اور افراسیاب شگوہ زرین قبا و محبوب کے پکڑنے کو پرواز کر کے روانہ ہوا لیکن حال مجلس جادو سُنیے کہ یہ بران کا گرفتار ہونا سُنکر بیقرار ہوئی اور اپنے مقام پر سے جو چلی تو دریائے خون روان کیطرف آئی وہان نہنگ جادو کہ جسنے اُسکو پہلے نگل لیا تھا اور بران نے اُسکو اختر سے قتل کیا تھا چنانچہ وہ اصل مین قتل نہوا تھا اُسوقت کنارے دریا کے پھر رہا تھا کہ اُسنے مجلس آرا کو آتے ہوئے دیکھا بس فوراً نہنگ بنکر اُس نہنگ لاڈلی کو نگلگیا اور وہان سے خدمت افراسیاب مین آیا بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے فرمایا کہ اے نہنگ مین شگوہ زرین قبا کے ہاتھ سے تنگ ہون نہنگ نے

عرض کیا کہ آپ گھبراتے نہین مین شکوہ زرین قبا کو گرفتار کرکے لاتا ہون یہ کہکر نہنگ جادو
نے بعد سلام تمام پھر خدمت افراسیاب سے روانہ ہوا اور صحرا مین آکر اُسنے سحر پڑھکر دستک دی
کہ ہم آپ جادو و حباب جادو آکر حاضر ہوے یہ دونون اُسکے کارندے ہین جب وہ اُسکی
خدمت مین آکر حاضر ہوے تو اُسنے کہا کہ تم ملکہ مجلس آرا جادو کی قید سے خبردار رہو مین
آتا ہون یہ کہکر آپ پھر گرفتاری ملکہ شکوہ زرین قبا و محبوب روانہ ہوا اور یہان آب جادو
نے بزور سحر ملکہ مجلس آرا کو تا بہ کمر زمین مین غرق کردیا اور حباب جادو ایک طرف واسطے
نگہبانی کے بیٹھا اقتضاے کار آفت روزگار دو ہا ان ہونی کی ہونی کو تا کت ہین سب کوئے
ان ہونی ہونی نہین ہونی ہوے سو ہوے۔ برق فرنگی اُس جنگل مین آنکلا اور دور سے اُسنے
نہنگ جادو کی گفتگو حباب سے جو ہو رہی تھی سُنی بس اُسیوقت نہنگ جادو کی ایسی
صورت بنکے سامنے اُن دونون جادوگرون کے آیا اُن دونون نے پوچھا کہ کیون اتنا جلد
آپ پھر آئے اُسنے کہا کہ مجھکو کچھ کام ہے غرض آب اور حباب دونون کھڑے ہوگئے اور
نہنگ نقلی نے کچھ میوہ اپنی کمر سے نکال کر ان دونون کو دیا کہ اُنھون نے کھایا اور بیہوش ہوے
برق نے بہت جلد ان دونون کے سر خنجر بران سے جدا کیے اور مجلس آرا جادو کو قید سحر سے
رہائی دی مجلس جادو برق فرنگی کے پانون پر گری اور گویا ہوئی کہ شکوہ زرین قبا
ہماری طرف ہوگئی ہے اور اُسکو نہنگ جادو قید کرنے گیا ہے یہ باتین کرتے ہوئے [illegible]
ایک سمت کو روانہ ہوے لیکن یہان نہنگ جادو نے اُس مقام پر کہ جہان شکوہ زرین قبا
اور محبوب جادو پہاڑ کے درے مین بیٹھی ہوئی سحر کر رہی تھین پہونچکر سحر کرنا شروع کیا اور
شکوہ زرین قبا پر اُسنے ایک ایسا سحر کیا کہ اندھی تیرہ و تار آئی تمام عالم مین تاریکی چھائی
وہ تاریکی سرمۂ دیدۂ شکوہ و محبوب ہوئی یہ دونون بالکل اندھی ہوگئین نہنگ نے انکو
پکڑ لیا اور قید سحر مین گرفتار کرکے پھر جانب افراسیاب روانہ ہوا مگر اُس طرف سے برق فرنگی
اور مجلس آرا جادو آتے تھے بس جیسے ہی نہنگ نے مجلس کو دیکھا بیتاب ہوکر دوڑا اور
بزور سحر اژدر دہان بنکر ایک دم ایسا کھینچا کہ مجلس کو نگل گیا مجلس اپنے دل مین سوچی کہ یہ ہر
مرتبہ تجکو گرفتار کرلیتا ہے کوئی تدبیر تو ایسی کر کہ یہ ہلاک ہوئے سوچتے سوچتے اسکو یاد آیا کہ ایک نشتر ۱۰

تیرے بالون مین ہے اسنے اُس نشتر کو جوڑے سے نکال کر نہنگ کے پیٹ مین مارا کہ نہنگ کا پیٹ شق ہوگیا صدائے دار وگیر پیدا ہوئی اور مجلس نے اُسکے پیٹ سے نکل کر شکوہ زرین قبا اور محبوب کو چھڑا لیا اور انکو اپنے ساتھ لیے ہوئے روانہ ہوئی راہ مین ماہ تاجدار پرا اپنا عاشق ہونا اور ملکہ بران شمشیر زن کا قید ہونا سب بیان کیا مجلس آرا بران شمشیر زن کا حال سنکر بدحواس ہوئی اور شکوہ کو اپنے ساتھ لیے جس مقام پر کہ ظلمات فیل دندان تھا پہونچی اور للکاری کہ او ظلمات بدذات آمیرے مقابلہ مین ظلمات بارگاہ سے باہر نکلا مجلس نے ایک نارنج سحر کا ظلمات پر مارا لیکن ظلمات نے اُسکو خالی دیا اور یہ مادر بخطا ظلمات خاک جمشیدی اپنے پاس رکھتا ہی بس اسنے وہی خاک جمشیدی کا ایک ٹکڑا مجلس آرا پر مارا اور شکوہ زرین قبا اور محبوب ان دونون پر بھی اُس خاک کو چھڑکا کہ تاریکی چھا گئی اور یہ بھی تینون قید ہوئین اب یہ نطفۂ حرام اپنی بارگاہ مین آیا اور اس ماجرے کو قران نے دیکھا مگر اس فکر مین ہی کہ اسکو قتل کرون غرض سمت صحرا روانہ ہوا اب یہ تو جانب صحرا جاتا ہی اور بران مجلس و شکوہ وغیرہ قید ظلمات فیل دندان مین ہین لیکن انکو اس حال مین چھوڑ کر کیفیت لشکر امیر بیان کی جاتی ہی کہ امیر اپنی بارگاہ مین داخل ہین اور پانچ ہزار پانچ سو پچپن سرداران نامی اور پہلوانان گرامی بارگاہ سلیمانی مین زیب دہ کرسی و دنگل ہین تہمتنون کے جنگل ہین اُدھر لقا کے یہان بارگاہ مین منصور زاغ چشم کوہی اور عنصر کوہی وغیرہ کہ رہے ہین کہ اگر کوئی مقابلہ مین خدا پرستون کے نہ نکلے گا تو ہم ابکی مرتبہ ان خدا پرستون سے مقابلہ کرینگے بختیارک کہ رہا ہی کہ ای بھائیو کیون نادان بنتے ہو خداوند لقا تقدیر الٹی کرتے ہین یہ مسلمانون کے طرفدار ہین تمھالی کے بیگن ہین کبھی ادھر کبھی اُدھر لقا نے کہا ابکی ایسی تقدیر کرونگا کوئی بندہ میرا آکر سب خدا پرستون کو مارے گا یہ باتین ہو رہی تھین کہ نامہ مہاران کوہی کا آیا نامہ دار نے لاکر خداوند لقا کو دیا خداوند نے بختیارک کو دیا اُس نے پڑھا لکھا تھا کہ مین مدت سے مشتاق زیارت خداوند ہون اور چاہتا ہون کہ کام خدا پرستون کا تمام کرون لیکن خداوند نے مجھے کبھی یاد نہ فرمایا فی العجلہ اب مین حاضر ہوا ہون اس نامہ کو پڑھکر لقا نے حکم دیا لوگ بہر استقبال جائین ملک بختیارک شوم بہر تعظیم و استقبال روانہ ہوا اور مہاران کو بارگاہ مین لیکر آیا لشکر کو اُسکے

مقام پاکیزہ پر اُتروایا اور مہاران نے خداوند کو سجدہ کیا نذر دی خلعت ملا یہ ونگل پر بیٹھا بختیارک نے کچھ حال زبردستی امیر کے لشکر کا بیان کیا اور کہا کہ خداوند کی بیٹی نور چکیدۂ خالص قدرت شہزادۂ قاسم کے ساتھ اور ملکہ جہان افروز بڑی بیٹی شہزادہ بدیع الزمان کے ساتھ نکل گئی ہین یہ سننا تھا کہ لقا نے ایک دھول اُسکے سر پر ماری کہ رفیدہ اُسکے سر پر سے گر پڑا بختیارک نے اُسکو اُٹھا کر چوما چاٹا اور پھر سر پر رکھا اور کہا کہ دھول دھپے مین اگر نبجائے تو بہت اچھا ہی مگر اب کہا سنا میرا سب صاحب معاف کردین کیونکہ بھینکے نہین لقا نے کہا کہ اے مہاران تم اسکی باتون پر نہ جاوٴ یہ شیطان ہماری درگاہ کا ہی اسی طرح کی باتین بناتا ہی مہاران نے کہا آپ سچ فرماتے ہین لیکن دل توبہل جاتا ہی یہ کہکر اپنی بارگاہ مین آیا اور کئی روز تک کسل سفر سے آسودہ ہوا اور جب وہ زمانہ آیا کہ ستارون نے آنکھین اپنی راہ مہتاب مین بچھائین اور گردون نے دستار مہتاب اپنے سر پر سجی اشعار

ہوئی پھر چاندنی سہ کی دل آرام
قمر نے پھر لباس نور پہنا
ستارون سے کھلا پھر گلشن شام
ستارے بنگئے پھولون کا گہنا

سر شام بموجب حکم مہاران ناکام طبل جنگ پر چوب پڑی ہرکارے خدمت ذی الاے صاحبقران مین آکر حاضر ہوئے اور بصد ادب یہ اشعار زبان پر لائے اشعار

ہور ملخ سے زیادہ خیل ملازمان ہو
گر ملک چاہتا ہو تو تخت ہیچ تیرے
قبضے مین لے زمین سے او تا بآسمان ہو
جاہ و جلال یانتک ہو یہ سمجھے زمانہ
ہندوستان سے لیکر اور تا بہ اصفہان ہو
عمدہ تو اسقدر ہو سرکار ہیچ تیرے
جب ہو تری سواری مدفین نزانشان ہو
آگے تو کیا کہون مین دل چاہتا ہی تیرے

آج مہاران کو بھی نے طبل جنگ بجوایا ہی معرکہ آرائے نبرد ہوگا

باقی خیریت ہی بادشاہ لشکر اسلام نے جانب امیر دیکھا امیر نے ابو الفتح سے ارشاد فرمایا کہ جاوٴ ہمارے یہان بھی طبل جنگی بجواوٴ ابو الفتح نے جا کر نقارۂ سکندری پر چوب لگائی پھر تو یہ حال ہوا نظم

گڈھ کوٹ قلعہ ہوئے زمین پر دہل گئے
اینٹون کے ریزے ہیئت گئے پتھر پھسل گئے
کنگرہ مین اتنی برج کنگورے بھی ہلگئے
سنگین محل مکان جو بنے تھے سو گھل گئے

بجا طبل جنگ بیدرنگ اُس عرصۂ کارزار مین دلاوران دو بچیا زسیران بیشۂ وغا آگاہ اور خبردار ہوے دربار برخاست ہوا سردار اپنے اپنے مقام پر آئے اور تیاری آلات حرب و ضرب کرنے لگے نخل ہستی بہادران آج پھلا پھولا نظر آتا تھا تیغون کے پھل ہر ایک کھانے کا ارادہ رکھتا تھا سپرون کے پھول بہار دکھاتے تھے گلشن زندگی مین عنادل

کیطرح بہادر چہچہاتے تھے گلگون صبار فتار اپنی شوخی دکھا رہی تھی ہواے شجاعت کے جھونکے آرہے تھے نیزے بسان سرو استادہ تھے مائل جنگ سوار اور پیادہ تھے نہرین خون کی بہا چاہتی تھین نرگس و یاسمن سپاہیون کے لیے دعاے سلامتی مناتی تھین غرض چار پہر رات یہی ہنگامہ بر پا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ چادر شب کو شبنم سحر نے دھویا اور رنگا فررِ رنگ پارچہ لیل سے سیاہی کو دور کیا اشعار

کھلا آخر معماے زلف شب کا
بشکل تقی پاکیزہ دامن
ہوئے جب جانب مشرق سے ظاہر

اُٹھا دھندلا غبار آہ غضب کا
جبین ماہ کی صورت فروزان
براے امتحان فکر شاعر

وہ مثل نور عارض صبح روشن
بسان دلربا کچھ لحظہ مہمان

ہنگام سحر امیر والاحشم مسجد گرما س مین نماز سے فراغت کر کے مشغول دعا تھے مصروف گریہ و بکا تھے کہ ابو الفتح نے آکر عرض کیا بیت فوج میدان کے سمت جا پہونچی ؛ منتظر ہے امیر والا کی ؛ امیر صاحبقران نے صندوق اسلحہ طلب فرما کے اسلحہ زیب جسم انور فرمایا اور باہر نکلکر اشقر دیو زاد پر سوار ہوے اشقر کا یہ حال تھا نظم

مین خارش باد پا کی تم سے شکل کیا کہون
اُچھلے جو قاش زین سے زمین پر لگا لگام
اعداے بدخصال کی تنبیہ کے لیے
نصرت کرے جلو تری اور فتح اہتمام

بچہ تو حور کا ہے لیکن فرس ہے نام
پہونچے نہ اُسکا سایہ بھی اسکے قدم تلک
اس برق وش کی پشت پہ ہے تیرا جو قیام

اُٹھتے غبار سم سے نہ دیکھا کہ جب عنان
جو آسکے تو نے روہین عنان کو لیا تھام
ہے ظفر تو اکنان ترا اقبال پیش پیش

بس امیر با توقیر مع سرداران والا تدبیر کے جلوخانۂ بادشاہ گردون سریر مین آئے اور منتظر آمد ظل سبحانی تھے کہ یکا یک بادشاہ برآمد ہوے شعر امیر اور سردار جتنے تھے حاضر ؛ جھکے بہر تسلیم وہ سب مدبر ؛ بادشاہ نے ہاتھ سینے پر رکھا اور تخت شاہی کو قلب لشکر مین رکھکر سب سردار جانب جنگاہ چلے اِنکے جاہ و حشم کو دیکھکر ترک وہر بھی ثنا خوان تھا اور یہ ابیات پڑھتا تھا ابیات

صولت و قہر کے آگے ترے یون ہو سیاہ
کوہ کا سینہ پھٹے دیکھ کے استقلال
اُسکی خونریزی سے ہین فوج عدو گھٹ گھٹ کے

آنچ ہے آگ کی خون ناب ہین آجائے ابال
شرق سے غرب تلک تیغ ہے شمشیر کا
جون مہ نو سے محرم کے پلٹتا ہے سال

روز میدان قسم لیا تو جہان کانپے ہے
دھاک ہے تیغ جنوبی کی تری تا بشمال
کافر و حربی و موذی و منافق ملحد

ایک چورنگ ہی چار ونکالے استعمال
شست انداز سے تیرے ہو عدو کیسے جانبر

کیا بیان تجھ سے کرون وصف سپر کا تیرے
دام انگشت قضا تیر کی تیرے ہی بحال

سایۂ مہر نبوت ہی تری پشت پہ ڈھال
اسی شوکت و جاہ سے یہ لشکر

سرداران اسلام کا میدان جنگگاہ مین پہونچا یہان غبار زمین برادۂ آہن تھا طائر ہا ایک بندوق کو لگے طوطے نظر آتے تھے اور قلۂ کوہ سے پائین کوہ تک نرگستان کو اکیا اور کوڑیالہ رشک لالہ کھلا ہوا تھا ہوائے سرد کے جھونکے آتے تھے اور ہوائے شجاعت خاطر بہادران مین بڑھاتے تھے یہان آتے ہی حکم ہوا کہ پست و بلند زمین ہموار ہوئے اس طرف سے سواری لقا کی بڑے جاہ و تجمل سے آئی فوج نے اسکی صف اپنی جمائی سقون نے دو طرف سے نکل کر آبپاشی کی اور نقیبون نے مذمت دنیائے فانی زبان پر جاری کی ابیات

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
پایۂ حشمت سنجر ہی نہ ملک دارا
اس خیابان مین ہر اک نخل ہی نخل ماتم
ٹھنڈی سانسین نہ بھرے جسکے لیے باد صبا
نہ وہ ہنگامۂ صحبت ہی نہ وہ طرز نشاط
دفعتہً ہمسفر و آپ ہمین بھول گئے

نہ سکندر رہی نہ آئینۂ حیرت افزا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
کف افسوس ہی پتا جو ہی اس گلشن کا
لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج انکا غبار
نہ وہ انداز سخن ہی نہ زبان گویا

رتبۂ دولت قیصر ہی نہ اقلیم قباد
جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین کھلتے دیکھا
جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنہ برپا
ربط و اخلاص کے باہم جو تھے معمول گئے

جب نقیب نقابت کرکے میدان سے کنارے ہوئے اسوقت مہاران گوہی نے اپنے گینڈے کو گجگ مار کر سامنے لقا کے اپنے تئین پہونچایا اور ہاتھ باندھکر اجازت خواہ ہوا لقا نے اسکو اپنے ید قدرت کے سپرد کیا یہ میدان مین آیا اور سلحشوری دکھاکر اسنے نعرہ مارا کہ ای فرقۂ خداپرستان آؤ میرے مقابلہ کو اس صدا کو سنکر اس طرف سے شہزادۂ ملک قاسم لال خفتان خونریز خاور سیاہ شبرنگ زہر جبین سلیمانی کو تازیانہ کرکے سامنے تخت بادشاہ کے آئے اور مرکب سے کود کر دست بستہ اجازت خواہ ہوے بادشاہ نے جام کلاہ عفریت مرحمت فرمایا خلعت دیا کل لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے انکے سردار سالم شیر شکار سلیم شیر شکار زہرائے جوشن پوش مالک ترک سفید جامہ وغیرہ سب پیادہ ہوئے نقارے بجنے لگے شہزادہ دلاور نے دست شفقت ہر ایک کی پشت پر رکھا اور آستین مرحمت کو جھاڑا اور بمشکل تمام ہر ایک کو رخصت کیا اور آپ بادشاہ سے اجازت لیکر زیر تنگ گھوڑے کا

درست کرکے سوار ہوکر بسمت حریف چلا مرکب اسکا جست و خیز کرتا ہوا سامنے مہاران کے آیا اُسنے ایک نگاہ ماری کہ گیندا اُسکا سات قدم پیچھے ہٹ گیا اور اتنا ہی زور مین آکر مرکب اِنکا پیش قدمی کرکے بڑھ گیا اُسنے نیزہ سینۂ سکینۂ شاہزادہ پر لگایا شاہزادہ نے نیزہ کو نیزہ کی سنان پر گانٹھا اب نیزہ بازی شروع ہوئی نظم

سنانِ ملر نیزہ بدو نیم گشت
زگرد سواران جہان ناپدید
بینداخت قاسم چو آن گرز کوہ
بخاک اندر افتاد و خاموش گشت

کہ قاسم بر آویخت با او بہم
مہاران ز قاسم بر آشفتہ گشت
بکین اندرون تیغ برہم شکست
کہ از زخم او شد مہاران ستوہ
سبک تیغ تیز از میان برکشید

بہ نیزہ بکبر دار شیر دژم
بزد دست آن تیغ بران کشید
سوے گرز بردند چون باد دست
بزین اندر از زخم بیہوش گشت
کہ قاسم مہاران را سر برید

اس کیفیت کو دیکھکر قہرمان اژدر نگاہ کوہی مقابلۂ قاسم مین آیا اور بعد لاف و گزاف بسیار اسنے گرز سر قاسم پر لگایا قاسم نے گرز کو گرز پر روکا اور آپ بجواب گرز ایک گرز مارا کہ اسنے بھی گرز پر روکا مگر ہر بُن مو سے اُسکے پسینہ ٹپکنے لگا اور بیہوش ہوگیا عیار نے اُسکے منھ پر پانی کا چھینٹا مارا کہ وہ ہوشیار ہوا ابتو قاسم نے نظم

بخون جگر غرقہ شد مغفرش
زدش بر زمین ہمچو یک لخت کوہ

بہ نیزہ ہمیدون ززین برگرفت
پُر از بیم شد جان دشمن گروہ

یکے نیزہ قاسم چو زد بر سرش
دو لشکر بدو ماند اندر شگفت

اب تو لینا لینا کہکر فوج لقا لشکر اسلام پر آپڑی اِدھر سے سردارون نے حملہ کیا تلوار کھینچی اور شور دار و گیر سے شمشیر زنی آغاز ہوئی سرون پر نعل توسن بجنے لگا آہن کی جھنکار نے خاطر بہادران کو ہوشیار کیا سر موت گے بہرے آگاہ ہوے مرگ اِنکے حال پر خندہ زن تھی کشتے بے گور و کفن پڑے تھے سر کاسۂ گدائی کیطرح ٹھوکرین کھاتے تھے تیغ تیز نیام مین بلاے بے درمان تھی بسان اژدہا اُس نے نکلکر ہزارون کو کاٹا ایک حملہ مین دو جہان کو چورنگ کیا دل دشمن لوہا مان گیا رستم کی روح ڈرکے ملک عدم مین نہان ہوئی موت سے بڑھکر تلوار چلنے لگی عالم عالم آب تیغ کا پیاسا ہوا ہر طرف خون کا دریا بہ گیا ترک فلک کو بھی اِسکا بیم تھا دل جوزا دو نیم تھا صیاد اجل تلوار کا نام تھا قتل کرنے سے اِسکو کام تھا کوچۂ سلابت بنکر تیار ہوا لاشین تڑپنے لگین لیکن کیفیت سنیے کہ قریب فیروزہ کوہ جو طلسم کے ڈاندے پر ہی وہان قہرمان بن اژدر نگاہ رہتا ہی وہ فوج و لشکر لیکر

پہلے سے روانہ ہوا تھا اُسوقت اثنائے راہ مین خبر اپنے باپ کے مرنے کی سُنکر بر سم یلغر نوے ہزار سوار لیکر یہان آیا اور عین جنگ کے وقت پر پہونچا یہان لقا سے بختیارک کہہ رہا تھا کہ جلد تقدیر مراجعت فرمائیے ورنہ قیامت ہوا چاہتی ہی خاتمہ تمام لشکر کا ہی لقا نے کہا کہ مین تقدیر کرتا ہون کوئی خدا پرست زندہ نہ بچیگا یہ کہہ رہا تھا کہ فرامرز عاد مغربی گھوڑا اڑا لکر صفون کو قتل کرتا ہوا تلوارین مارتا قریب اُن فیلون کے پہونچا کہ جسپر لقا کا تخت کھنچا ہوا تھا بس اسنے چاہا کہ گھوڑے کو اڑا کر مین لقا کو تخت پر سے جا کر اٹھا لاؤن اُسوقت ایک لکہ ابر آکر چھایا اور بجلی چمکی ہوا گرم چلی اور قہرمان بن اژدر نگاہ ظاہر ہوا اور اُسنے آتے ہی ایک نارنج سحر کا مارا کہ لشکر اسلام کو گرمی معلوم ہوئی اور ہوا بڑے زور شور سے چلی ایسی کہ اندھی مین لوگ اڑے جانے لگے ہر جھونکا ہوا کا ہوائے قوم عاد کا سا تھا اور ایسا شور تھا کہ طبقہ زمین کا اڑا جاتا تھا یہ ہوا چلتے چلتے تاریکی ہوگئی اُسوقت ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھائی دیتا تھا دنیا تمام کالی تھی اندھیر برپا تھا امیر نے اسم اعظم پڑھا کہ وہ تاریکی اور آندھی موقوف ہوئی اب جو دیکھا تو لشکر لقا سامنے نہین ہی دروازہ قلعہ عقیق کوہ بند ہی جب یہ کیفیت دیکھی ناچار ہوکر سب میدان سے پھر آئے اور وہان ہوائے سحر لقا کو اندر قلعہ کے لیگئی سب کافرون نے کہا کہ ہم مارے جاتے تھے خداوند نے بچا لیا اِس اثنا مین قہرمان آیا لشکر اِسنے اپنا اُتروایا باہر قلعہ کے لشکر کی اسکے چھاونی پڑی اور یہ سامنے خداوند کے باغ مینا مین آیا سجدہ کیا نذر دی اور رونے لگا لقا نے تسکین دی اور خلعت عنایت فرمایا یہ دنگل پر بیٹھا اور کہا کہ مین اپنے باپ کا بدلا لینے آیا ہون لقا نے کہا تو میرا نظر کردہ ہی اور مین تیرے باپ کو روز نوروز زندہ کردونگا قہرمان اُٹھکر تخت کے گرد پھرنے لگا اور سجدہ کیا لقا نے کہا کہ بیٹھو یہ بیٹھا اور ساقی نے اُسکو جام مے ارغوانی بھر کر دیا جب دماغ اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا اُسوقت بختیارک نے کہا کہ اے قہرمان جو کوئی یہان آتا ہی وہ پہلے ایسی ہی باتین بناتا ہی پھر آخر مارا جاتا ہی دیکھو اژدر نگاہ بھی کیسے جوان خوبصورت تھے اور بڑے زبردست تھے بڑی رسوائی سے مارے گئے اور مسلمانون کی پشم کندہ نہ کرسکے مسلمان بڑے زبردست ہین اور امیر مالک باطل السحر ہین تم برا نہ ماننا مین تمھارے باپ کو نامرد نہین بناتا ہون مگر حال کہتا ہون قہرمان نے کہا ملک جی تمھین قار و رے مین بھلا ہی

نظر آتے ہین تم دیکھنا ہین ان مسلمانون کو کس عذاب الیم سے قتل کرتا ہون انھین باتون مین وہ دن تمام ہوا اور کواکب فلک راہ کہکشان پر روانہ ہوے اور عروج ماہ آسمان پر ہیکا **نظم**

اُڑا ہی آج رنگ چہرۂ شام
قمر ہی مثل شمس اُلٹا ہوا جام
نہین ہی بے سبب یہ مکدر
اُداسی کچھ ہی چھائی چاندنی پر

سر شام بحکم **قہرمان** طبل جنگ پر چوب پڑی ہرکارے خدمت امیر مین آئے اور دعا دیکر خبر نواخت طبل جنگ عرض کی بادشاہ نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے ادھر بھی طبل جنگ پر چوب پڑی **نظم**

بفرمود تا کوس رومین و نائے
بیارند در پیش پردہ سرائے
سراسر بجنبید لشکر ز جائے
برآمد ز در نالۂ کرّہ نائے

اب تیاری آلات حرب و ضرب لشکرون مین شروع ہوئی اُس طرف **لقا** بھی مع لشکر کے فوج **قہرمان** مین جو باہر قلعہ کے اُتری ہوئی تھی آیا اور خیمے و بارگاہین برپا کرائین اس طرف بھی تیاری ہتھیارون کے صفائی کی شروع ہوئی اُسوقت وہ آراستہ فوج تھی گویا بحر شجاعت و ظفر کی موج تھی بہادران نامی جنیر شجاعت کی تمامی فلک پر علم افراختہ مریخ پر تیغ آختہ جنگ کے خوف سے آشوب زمین مین سمایا ہوا فتنہ کا ہاتھ آستین مین آ چلا خنجر ہر ایک بجلی سے زیادہ تیز تلوار ہر ایک خونریز تیر جو طعن پر آئے تو سنان مہرۂ پشت کے پار اُتر جاے دشمن اگر تلوار کے منھ پر آئے تو منھ کی کھائے اُس فوج مین نیزون نے پاے شجاعت گاڑ دیے کمانین چلا چلا کر ٹیڑھی سُنانے لگین چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا جب وہ وقت آیا کہ طائر شب نے آشیانۂ دہر سے پرواز کی اور طاؤس زرین بال خورشید نے کاشانۂ مشرق سے پر و بال نکالے **اشعار**

مزاج شمع مین سردی جو آئی
کہ مرغان سحر ہر سو سے چہکے
اُٹھے بستر سے سب اللہ کہکے
چھپی مثل سحر و آنکھون مین آکر
تو پروانون کی گرمی پھر نہ بھائی
شب رخصت طلب سرعت و کہکر

صبحدم **امیر** کشور گیر سجدہ کر پاس سے جلو خانہ بادشاہی مین آئے بادشاہ بھی سویرے سے برآمد ہوے امیر نے مجرا کیا سب سردارون کا مجرا سلام لیتے بادشاہ جانب جنگگاہ چلے **اشعار**

سپہبد سوی جنگ بنہاد روی
تکے ساختہ لشکر جنگ جوی
خروشیدن زنگ و ہندی درا
برآمد ز دہلیز پردہ سرای
ہزاران ہژبر و دلیران کار
چو شیران جنگی گہ کارزار
دران دشت برخاست آواز کوس
ہوا قیرگون شد زمین آبنوس

بہ پیش سپہ اندرون پیل و شیر
پس زندہ پیلان پیلان دلیر
ز گرد سواران ہوا بست میغ
چو برق درخشندہ پولاد تیغ

جب یہ میدان مین پہونچے اُس طرف سے لقا فوج و لشکر لیکر میدان مین آیا اور لشکر نے پرا جمایا زمین ہموار ہوئی نقیبون نے نقابت کر کے دل بہادرون کے بڑھائے گرد کیٹ کر کا کھکر کنارے ہوئے اُس وقت قہرمان نیمچہ سحر کا آگے رکھے ہوئے منقل آتشین تخت پر رکھے اور اُسی تخت پر آپ سوار مالے موتیون کے گلے مین ڈالے میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا اس طرف سے قارن بلند کمان بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت لیکر اُسکے مقابلہ مین گیا اُسنے ایک سحر ایسا پڑھا کہ ایک اژدہا آتش فشان پیدا ہوا اور اُسپر ایک پتلہ پتھر کا سوار سامنے قارن بلند کمان کے آیا اور قارن کو اُس نے للکارا قارن تلوار کھینچکر اُسپر جا پڑا وہ پتلہ اژدر کو اپنے پھیر کر سمت صحرا روانہ ہوا قارن بھی اُسکے پیچھے چلا یہان تک کہ صحرا مین دونون جا کر غائب ہوگئے پھر اُدھر سے اور ایک سردار فرامرز عاد مغربی نکلا اِسکو بھی وہ پتلہ آکر اسی طرح لیگیا اُسوقت تو امیر کو تاب نرہی تلوار کھینچکر چلے اُس طرف سے فوج لقا اور قہرمان کی چلی آپسمین جنگ مغلوبہ آغاز ہوئی اور یہ ہوا کہ تیغون کے جھنکاے سے چرخ پیر بھی لرزنے لگا نظم

ہوا را تو گفتی ہمی بر فروخت
بابر اندرون آتش و باد خاست
ز خون روے صحرا چو جوے روان
نہ با اسپ و زور و نہ با مرد ہُش
ہمہ روے دریا شدہ قیر گون
چو الماس روے زمین بر افروخت
دو لشکر بیکجا شدہ سخت کوش
ز بانگ سواران جہان پر فغان
بکشتند از ایشان دہ و دو ہزار
ہمہ روے صحرا شدہ رود خون
بمغز اندرون بانگ پولاد خاست
بگردون در افتاد بانگ خروش
دران کین و آشوب دار و بکش
ہمین دود آتش بر آمد چو قار

غرض تلوار خوب چلی آخر قریب شام قہرمان طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا امیر بھی پھر کر اپنے لشکر مین آئے دلاورون نے کمر کھولی آسودہ ہوے اور اُس طرف قارن اور فرامرز کو جو وہ پتلہ اژدر سوار لیگیا یہ جب جنگل مین پہونچے تو اِنھون نے دیکھا کہ وہ پتلہ نگاہ سے غائب ہوگیا یہ بھی مایوس ہوکر وہان سے پھرے شاید یہانتک جنگ مغلوبہ جو ہوئی اِس وجہ سے وہ پتلہ غائب ہوگیا الحاصل یہ بھی دونون لشکر مین آئے امیر اِنکو دیکھکر شاد کام ہوے مگر اب اور کیفیت سنیے کہ غضنفر بن اسد صحرا مین شکار کھیل رہا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک پتلہ اژدر سوار درہ کوہ مین گیا ہی غضنفر یہ دیکھکر اُسکی

تلاش مین روانہ ہوالیکن وہ کہین اژدر سوار ٹھہرا نہین دور سے اسکو جاتے دکھائی دیا ناچار انھون نے گھوڑے کو تو چراگاہ مین چھوڑا اور آپ ٹھہر گئے کہ کوئی انسان یا پریزاد آئے تو پوچھون کہ یہ مقام کون ہی اور یہ اژدر سوار کون ہی کہ اتنے مین ایک درخت پر دو جانور عجیب و غریب اس طرح کے آکر بیٹھے کہ ایسے جانور کبھی ندیکھے تھے اور وہ باتین کرنے لگے کہ ای بھائی ہمکو اس مقام پر مدت مدید رہتے گزری مگر ہمنے کسی مسافر کو نہین دیکھا یہ جوان نہین معلوم کہان سے آیا ہی اب اسکی زندگی نہین معلوم ہوتی ہان شاید کوئی دوست اسکا ملجائے تو جان اسکی بچے ورنہ اس طلسم سے اسکا نکلنا دشوار ہی اور یہان ابھی تو پہر دن چڑھا ہی کچھ عرصہ مین ایک عقاب تیز پرواز آئیگا اور اسکو اپنی منقار مین پکڑ کر لیجائیگا اور اسکو ایک باغ مین لیجا کر قید کرنا چاہیگا اگر یہ اسکو خنجر ماریگا تو ہاتھ پانٔون اسکے بیکار ہوجائینگے یہ اسکو خنجر نہ مار سکیگا اسے چاہیے کہ ہمارے کہنے پر عمل کرے یعنی جسوقت وہ عقاب اسکو اندر باغ کے لیجائے اور قریب بارہ دری کے چھوڑے تو یہ چپکا بیٹھا رہے اور جب وہ رسی لینے کو ساحر کی صورت بنکے اندر بارہ دری کے جائے تو یہ ہر سمت کو باغ کے نگاہ کرے ایک درخت قریب اُس بارہ دری کے اکیلا لگا ہوگا کہ اُسکے قریب کوئی درخت نہوگا پس یہ اُس درخت کی آڑ مین پوشیدہ ہوجاے وہ عقاب رسی لیکر جو آئے گا تو اس ماجرے کو دیکھکر خوش ہوگا اور رسی سے اسکو اُس درخت مین باندھے گا اور آپ چلا جائے گا بعد اسکے جو کچھ ہونا ہوگا وہ یہ خود دیکھ لیگا ہمارے کہنے کی کیا احتیاج ہی اگر اس طرح اسنے عمل کیا تو اچھا رہیگا اور اسکے حق مین بہتر ہوگا ورنہ کام تمام ہی یہ کہکر جانورون نے کہا کہ بھائی چلو ایسا نہو کہ عقاب آجائے اور ہمین ندامت ہو بس وہ جانور اُڑ گئے اور غضنفر وہان سے آگے بڑھا اور دل مین کہتا تھا یہ عجیب مقام ہی کہ یہان کے جانور بھی بولتے ہین فی الجملہ جب یہ کچھ دور گیا وہ عقاب تیز پرواز پیدا ہوا اور اسکو پنجہ مین داب کر اُڑا اور باغ مین لایا اسنے اُس باغ کو دیکھا کہ نہایت ہی آراستہ ہی درخت پھولون سے لدے ہین مثل معشوقون کے پھولون کا گہنا پہنے ہین ہوا سے سر کے جھونکے آتے ہین **اشعار**

ہر برگ پہ بس یہی رقم ہی	باد سحری مسیح دم ہی	کیا آنکھین ہون فیضیاب دیدار
نظارہ ہی سنبل چمن زار	پتے جو گرے ہین جھڑکے ہرجا	گلشن مین بچھا ہی فرش دیبا

ہون لوٹ خطا سے اک قلم پاک | میخوار جو پائین سایۂ تاک | اشجار کی کس قدر ہی کثرت
ہر نخل چمن ہی خوان نعمت

وہ عقاب غضنفر کو بارہ دری کے قریب چھوڑ کر رسی لینے گیا یہ موجب کہنے اُن جانورون کے ہر طرف دیکھنے لگا دیکھا تو واقعی ایک درخت قریب بارہ دری کے اکیلا لگا ہی یہ اُٹھ کے درخت کی آڑ مین کھڑا ہو گیا اب عقاب نے آکر جو درخت کے پاس اِنکو دیکھا بہت خوش ہوا اور اُسی رسی کو گھما کر جو مارا تو خود بخود پانوُن اِنکے بندھ گئے وہ درخت شمشاد کا ہی وہ عقاب تو اُنکو باندھکر چلا گیا اور اِنھون نے چاہا کہ مین زور کر کے چھوٹون کھل نسکے آخر آبدیدہ ہوئے بعد عجز و انکسار درگاہ پروردگار مین اِنھون نے دعا کی کہ ای سرسبز فرمانے باغ ہستی و تازگی بخش گلشن حیات محکور ہائی دیکر نہال فرما یہ دعا اِنکی گلشن قدرت مین سرسبز ہوئی اِنھون نے دیکھا کہ درخت کی ٹہنی پر لکھا ہی کہ جو کوئی قید سحر مین گرفتار ہو اِس دعا کو پڑھے رہا ہو جائیگا اِنھون نے بصحت الفاظ و اعراب اُس دعا کو پڑھا اُسی وقت ہاتھ اِنکے رسن سحر سے کھل گئے بس یہ وہان سے اُٹھ کر بارہ دری مین آئے دیکھا تو بہت آراستہ ہی ابیات

دالان کے در ہین خلد کے باب | مانند ہلال در کے محراب | ہر جا پہ لگی ہی مسند زر
تکیے ہین دھرے ہوے برابر | پتھر کے مکان وہ چشم بد دور | فرہاد ہی جسمین ایک مزدور
ہی نقش و نگار سے وہ گلزار | مانی بھی جہان ہی نقش دیوار

غضنفر وہانکی سیر کر کے نہر پر باغ کی آئے اور وضو کر کے دوگانہ نماز کا پڑھا اور شکر خدا بجا لائے پھر باغ کا میوہ کھایا اور آگے بڑھے لیکن دروازہ اُس باغ کا نہ ملا ناچار یہ ایک درخت پر چڑھ کے دیوار باغ پر پہونچے اور اُس طرف کو د پڑے چوٹ ذرا بھی نہ لگی یہ وہان سے چلے دیکھا تو آگے بڑھ کر اِنکا گھوڑا بھی چر رہا ہی وہ اِنکو ملا یہ اُس پر سوار ہوے اور چلے یہان تک کہ راستہ طی کرتے ہوئے قریب ایک پہاڑ کے پہونچے اِنکے پاس تیغہ سحر اور انگشتر مہر و ماہ اور اسپ باد خیز ہی غرض اِنھون نے اُس پہاڑ کے قریب ایک گوزن کو آتے دیکھا تیر کمان مین رکھکر جو مارا وہ گوزن تو چرنے مین مشغول تھا تیر اُسکو توڑ گیا وہ گوزن ہلاک ہوا اور آواز آئی کہ مارا گوزن جادو کو اب یہ حیران ہوے کہ مین نے گوزن کو مارا اور وہ ساحر نکلا یہ عجب طرح کا تماشا ہی اِسی حیرت مین کھڑے تھے کہ ایک برق تڑپ کر گری اِنکو اور اِنکے گھوڑے کو لپیٹ کر اڑا لے گئی

۱۷

اور اُسنے ایک پہاڑ پر لیجاکر اِنکو آتارا یہ اُس بجلی کی چمک سے اور اُڑکر آنے سے بیہوش ہو گئے تھے
اور یہ برق ساحرہ ہی کہ نام اِسکا دراز چشم جادو ہی بس اُسنے تیغہ اور انگوٹھی اُس بیہوشی مین
لے لی اور ہوشیار کر کے اِن سے کہا کہ او موئے تو نے میرے خاوند کو مارا اب تجھے مین زندہ
نچھوڑونگی غضنفر نے یہ سُنکر چاہا کہ مین اِس ساحرہ پر حملہ کرون لیکن دست و پا قابو مین نہ تھے
ناچار دعا کرنے لگا اُسوقت روئے ہوا پر غلغلہ ہٹو بچو کا ہوا اور دیکھا تو ملکہ شمشاد قامت
جادو ایک تخت پر سوار گرد اُسکے ساحرون کی قطار تاج سر پر رکھے نیمچہ ہاتھ مین
لیے جاتی ہی اُسنے جو غضنفر کو دیکھا اپنے ساحرون کو حکم دیا کہ جاؤ اور اُس جوان کو لے آؤ
اُن ساحرون مین سے ایک ساحر مکارہ جادو نام اُس نے جاکر عرض کیا کہ مین جاکر لاتا ہون
ملکہ شمشاد قامت نے کہا کہ اچھا جاؤ اور اگر یہ ساحرہ تجھہ تمسے کچھ بولے تو مارنا اُسکو
مکار یہ سُنکر وہان سے روانہ ہوا اور اُسنے آکر شہزادے کی کمر مین پنجہ دیا اور لے کر اُڑا
دراز چشم بھی اُسکے ساتھ اُڑی یہ بسبب تیغے اور انگوٹھی کے اُڑ نہ سکی تیغہ اور انگوٹھی
اُسنے وہین رکھ دی اور آپ اُڑکر مکار کے پاس آئی اور ایک نیمچہ سحر کا مارا کہ مکار کے
زخم لگا مکار نے بھی ایک ہاتھ ایسا مارا کہ دراز چشم کے دو ٹکڑے ہو گئے اب تو شمشاد
بھی اپنا تخت زمین پر اُتار لائی اور غضنفر کو سامنے بُلا کے اُسنے پوچھا کہ تمھارا مکان کہان ہی
اور کیا دین اور آئین تمھارا ہی غضنفر نے فرمایا الحمد للہ مین مسلمان ہون یہ کہکر کلمہ پڑھا
ملکہ نے کہا خیر معلوم ہوا ہم تمکو تمھارے گھر بھیجدینگے کیونکہ افراسیاب دشمن
ہو رہا ہی کہین ایسا نہو کہ کوئی ساحر تمکو گزند پہونچائے مگر اِس شرط سے کہ جو تم طلسم کشا
اور صاحبقران کے عزیزدار نہو یہ کہکر سارا حال قید بران اور اسد کا آنا ملکہ
مہجبین کا عاشق ہونا شمشاد قد نے بیان کیا غضنفر نے کہا کہ ای شمشاد
تم کہتی ہو کہ صاحبقران کے عزیز تم نہو مین تو بیٹا ہون اسد کا کہ جو طلسم کشا ہی اور
حمزہ صاحبقران میرے نانا ہین مین افراسیاب کو قتل کرونگا اور اُسکی کیا مجال ہی
کہ وہ مجھے بہ نگاہ کج دیکھہ سکے شمشاد نے کہا کہ اگر تم فرزند شاہزادہ اسد ہو تو مین تمکو قید
کرونگی یہ کہکر اپنے دل مین سوچی کہ ای شمشاد ایسا نہو کہ یہ کچھ فتور کرے اُسنے ایک

قفس آہنی منگوایا اور اُسمین اُس ہماے اوج صبا حبقرانی کو بند کیا اور روے ہوا پر لٹکا دیا انھون نے ہرچند چاہا کہ مین تیلیون کو توڑون مگر ٹوٹ نہ سکین اُسوقت یہ پکارے لمؤلفہ

گر توانائی مین ہوتین اپنے بس کی تیلیان ٭ توڑ کر پرواز کرتے ہم قفس کی تیلیان ٭

آخر یہ بیقرار اور بیتاب ہو کر دعا کرنے لگے کہ ای خلاق زمین و آسمان و جان بخش انس و جان تو مجکو اس قفس سے رہائی عطا فرما شعر

خالق ہی رحیم نام تیرا
یارب ہی کریم نام تیرا
کیا بات ہی جو کرم کرے تو
ملجائے ابھی رہائی مجھکو

یہ تو یہان دعا کر رہا ہی اور ملکہ شمشاد شمس کوہ کی حاکم ملکہ شمشیہ جادو کے پاس گئی اور اُس سے بیان کیا کہ مین نے غضنفر بن اسد کو گرفتار کر کے ایک قفس آہنی مین بند کیا ہی اور قفس ہوا پر لٹکا دیا ہی یہ کہکر وہان کچھ دیر بیٹھی دو چار جام شراب کے پیے پھر وہان سے اپنے مکان پر آئی اور ایک نامہ افراسیاب کو بگرفتاری شہزادہ غضنفر لکھا اور یہ بھی لکھا کہ آپ جیسا کچھ اُسکی نسبت فرمائین وہ کیا جا یہ نامہ تو ایک ساحر کو دیکر جانب افراسیاب روانہ کیا اور آپ مشغول عیش و نشاط ہوئی لیکن ملکہ شمسہ تاجدار کی ایک دختر ہی فلک خوبی کی اختر ہی اُسنے جو حال گرفتاری غضنفر سُنا تو مشتاق دید ہوئی اور وہان سے آکر اس نے غضنفر کو قفس مین بند دیکھا پلٹ کر اپنے مکان پر آئی یہ دختر نہایت حسینہ اور جمیلہ ہی جسکی آنکھون کو ترکتازی آتی ہی جان اُسکے اداہاے دل فریب پر عاشقون کی جاتی ہی زلف بل کھا کے دل عشاق پیچ مین لاتی ہی کمر اُسکی راستہ ملک عدم کا بتاتی ہی قد و قامت سے اُسکے قیامت برپا نگاہ ناز آفت زا پیشانی سے لوگون کو حیرانی مانگ نے ہزارون کے دل مانگ لیے بہتون نے چاک گریبان کیے چاہ زنخدان اُسکا کنوین جھنکواتا خنجر تبسم گلوے عاشق پر پھر جاتا ادائین اُسکی جوہر شمشیر قضا نگاہ مست خوابی قصر دل عشاق کی بنا چین جبین پُرنور ورق آفتاب رخسار ہین شمع تجلی طور کی تاب چشم بیمار درد دل عاشق کی دوا پنجہ مژگان اُسکا دست شفا آنکھ مین سرمہ کی تحریر ست کے ہاتھ مین کھنچی ہوئی شمشیر بہت خوش رنگ کہ خندہ زنی پر لعل خون ہوے شمشیر تبسم ہی دانت ہین سنگ سنگ بنے

مسدس

دہن تنگ مین تنگی سے نہین جاے سخن
شرم ہی چور مگر اس نے چرایا ہی دہن

پر چھپائے سے کہین چھپتے ہین ایسے بھی جلین
حسن دعوی جو کرے صاف ہو مضمون روشن
بات پوشیدہ نہین ہی سندین ظاہر ہین
ہونٹ دونون تو گواہی کے لیے حاضر ہین

ہالۂ غبغب سیمین پہ اگر جائے خیال
متعجب ہو کہ ہر ماہ ہا آغوش ہلال
لب میگون مئے گلرنگ کے مانند ہین لال
مست دیکھین چہ غبغب کو تو ہون گرم مقال
کوئی بچنے کی نہین راہ خدا خیر کرے
قرب میخانہ ہی یہ چاہ خدا خیر کرے

سینہ دیکھین کہ گرین اُسکے گریبان پہ نظر
اور اُبھار اُسپر ہی پستان کا غضب ہای شرر
حسن کا ہی یہ اشارہ طرف شمس وقمر
مین بھی حاضر ہون تمھین نور کا دعوی ہی اگر
دیر تا چند فلک سے کسی عنوان آؤ
سینہ کوبی سر میدان پئے چوگان آؤ

وصف پستان کرے کیا کوئی کہ مشہور ہین یہ
کہتے ہین شمس وقمر قمقمۂ نور ہین یہ
ثمر آتشی نخل سر طور ہین یہ
ہاتھ کس طرح سے پہونچے کہ بہت دور ہین یہ
آشنا آنکھ سے جسم وزدہ انگیا ہو جائے
طائر نور نظر سونے کی چڑیا ہو جائے

پس وہ دختر اپنی مان کے پاس آئی مگر غمگین صورت بنائے تھی سمجھی کہ راز یہ افاش ہو جائیگا وہان سے یہ اپنے باغ مین آئی بلبل شوریدہ نے اور زیادہ شوریدہ سری بڑھائی یہ گل انار کو دیکھکر نار ہجر مین جلنے لگی دل کو بیکلی ہوئی بسان فاختہ کوکو کرتی تھی نہین نہین کہا او کہا او کہتی تھی درد فرقت سے بیچین لب پر شیون وشین چشمہ چشم آنکھون سے جاری لب پر نہایت بیقراری گل اسکو سب خار نظر آتے تھے غنچے منھ چڑھاتے تھے نخل ہر ایک نخل ماتم بنا تھا لالہ وار داغ دیتا تھا

اشعار

فوج اندوہ وغم کی بھری تھی
آہ کو عرش تک رسائی تھی
پہاڑ سے کھاتا تھا اب پلنگ اسے
چھت کے قلابے تھے نہنگ اسے
ہر شکن موج سے تھی افزون تر
تن بدن کی خبر نہ تھی اسکو
بوجھ تھی جسم زار پر پوشاک
شکل دامن ہوا گریبان چاک
آنکھون سے نیند کو اڑاتی تھی
حلقۂ چشم حلقۂ گرداب

ہجر سے دل پہ کیا گذرتی تھی
اشکون نے گومتی بہائی تھی
پاٹ دریا کا بن گیا بستر
شام سے بڑھکے تھی سحر اسکو
بیکلی دلکو جب ستاتی تھی
پردۂ چشم پر تھی چادر آب

یہ بیقراری اور بیتابی ملکہ کے دل کی اسکی وزیرزادی نے دیکھی لیکن فرط ادب سے کچھ کہہ نسکی

اور اُدھر ملکہ قمر طلعت دل مین اپنے سوچی کہ ای قمر طلعت یہ شہزادہ افراسیاب کے دشمن کا بیٹا ہی اس سے دل لگانا جان آفت مین پھنسانا نہ چاہیے لیکن حضرت عشق کی اُسپر عنایت تھی یہ کب رکتی بیتاب اور بیقرار ہو کر پکاری کہ افسوس صد افسوس بیت کہون کیا تجھسے ای ہمدم یہ اہی ہاے پچتانا ٭ دل اُسکے ہاتھ دے بیٹھے جسے جانا نہ پہچانا غرض عشق مین خواب و خور حرام ہوا دل ناکام مبتلاے صد آلام ہوا اور کہا کہ مین دین خدا پرستی اختیار کرتی ہون اِس عرصہ مین اُسکی ایک کو کا ہی یاسمن جادو نام اُسنے حال ملکہ کا زبون دیکھکر بہ کمال اصرار پوچھا کہ ای ملکہ یہ تمھارا کیا حال ہوا اسوقت ملکہ اپنا دل نازک رکھتی تھی رونے لگی اور کہا دو ہا کا کہون کا سے کہون کہون سو کو پتیاے ٭ گونگے کا سا سپنا کہ سمجھ سمجھ پچھتاے بیت کیا پوچھتے ہو ہمدم مجھ جسم ناتوان کی ٭ رگ رگ مین نیش غم ہی کیسے کہان کہان کی ای یاسمن جادو مین شہزادہ غضنفر پر عاشق ہون اُسوقت یاسمن نے کہا کہ میری مادر اگر چاہین تو مطلب آپ کا حاصل ہو جائے یہ کہہ رہی تھی کہ توسن جادو اَنّا بھی اُسکی آئی یاسمن نے اپنی مان یعنی توسن سے حال ملکہ کے عشق کا غضنفر سے بیان کیا اور کہا وہ تمسے مارے شرم کے نہین کہتی ہین توسن یہ کلمہ سُنکے خوش ہو گئی کہ اللہ ملکہ کو میرا ایسا پاس ہی کہ جان دینا قبول ہی اور مجھسے کہنا منظور نہین غرض یہ ملکہ کے پاس آئی اور تسکین دی کہ مین تمھارا کام سر آنکھون سے کر دون گی ملکہ نے کہا مین تمکو اپنی مان سمجھتی ہون اور یہ کہکر رونے لگی توسن بیقرار ہوئی غرض سمجھی کہ شمشاد میرا سر مونڈ ڈالیگی اگر اُسکو مین یار سے ملا دونگی ملکہ اور یاسمن اَنّا کے قدمون پر گرین اور اُسکو راضی کیا اُسنے کہا کہ مین جاتی ہون یہ کہکر مکان پر اپنے آئی اور یاسمن کو بُلوا کے اس سے کہا کہ اب مین اس بارہ مین کیا تدبیر کرون اُسنے کہا کہ تم طلسم کشا کے فرزند کی رفاقت کرو کس لیے کہ طلسم کا فتح ہونا ضرور ہی قمر طلعت اور غضنفر ایک جا ضرور ہونگے بانیان طلسم لکھ گئے ہین توسن نے کتاب جمشیدی دیکھی اُسمین بھی یہی نکلا کہ رفاقت طلسم کشا کی کرنا اچھی ہی یاسمن سے انّا نے کہا کہ تو جا کر ملکہ کو مژدہ دے مین جا کر لاتی ہون یاسمن گئی اور اُسنے جا کر ملکہ کو خوشخبری پہونچائی اور توسن ایک قاز تیز پرواز کی صورت بنکے اُڑی اور لمحہ بھر مین سناٹا مار کر کوہ شمشاد پر پہونچی اور پوشیدہ ہوئی اور صورت انسان بنی اسلیے

کہ کوئی نگہبان نہ دیکھے اس نے سحر ایسا پڑھا کہ وہ سب نگہبان ہوائے سحر کے چلنے سے بیہوش ہو گئے بس اسنے قریب قفس پہونچکر چاہا کہ اسکو اٹھائے وہ نہ اٹھا اسنے ایک ماش کا دانہ مارا مگر وہ دانہ ماش کا خالی گیا اور غضنفر نے جو اسے دیکھا تو حیران ہوا کہ یہ ساحرہ کہان سے آئی ہے لیکن توسن نے کہا کہ آپ خوف نہ کھائیے خدا نے آپ پر فضل کیا مین آپ کو چھڑانے آئی ہون یہ کہکر ایک ایک نشتر اپنے جوڑے سے نکال کر اسنے پنجرے کی تیلیون پر مارا کہ وہ کٹ گئین اسنے غضنفر کو نکال لیا اور تخت سحر پر بٹھا کے چلی اور پاس ملکہ کے شمس کوہ مین آئی اور باغ مین غضنفر کو لائی باغ انھون نے بہت ہرا بھرا دیکھا کہ عروس چمن پھولون کا گہنا پہنے ہی ہر طرف نسیم مشکبیز مژدۂ جانفزا لاتی ہی نظم

نہال سبز مرغان نوا سنج	بہار چشمۂ لبریز بے رنج	زمین پر سبزۂ نوخیز کا فرش
زمردگون مطلا جا بجا فرش	نگاہونکو طراوت جس سے آئے	دل بیتاب کیفیت اٹھائے
کہین گلہاے خود رو رنگ در رنگ	کہین کچھ اور ہی صورت نئے ڈھنگ	کوئی گل خندہ زن تھا صورت یار
کوئی مانند عاشق سینہ افگار	بڑھا جب اور دیکھا قصر عالی	مگر داب بشر سے صاف خالی
منور صورت خورشید اطراف	مصفا فرش جیسے روے شفاف	مسہری پر لگے تھے خوب براق
لبالب ساغر و مینا سے ہر طاق		

اور دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین ہنستی مسکراتی ہوئی کمر کو بلے کا عالم دکھاتی ہوئی اسطرف آتی ہی شہزادے نے اسکو دیکھکر فرمایا کہ اشعار

		زیادہ حسن کا ہو نور پیارے
رہے قربان جان حور پیارے	مین صدقے واہ کیا آنکھین ہین قربان	کہ جنکا سیکڑون دل پر ہے احسان
یہ لب وہ جن پہ صدقے ہر گل تر	فدا دندان پہ لاکھون بار گوہر	وہ عارض مہر تابان جن پہ قربان
کرین گھر دل مین ایسے تیر مژگان	نہ کیونکر قتل عاشق کا سبب ہو	کہ جب اسکی نظر سوے غضب ہو

شاہزادی نے جو یہ صدا اشعار پڑھنے کی سنی شاہزادے کو آنکھ اٹھا کر دیکھا تو ایک جوان رعنا باغ حسن کا گل چمن عاشقی مین بلبل

مسدس

ابروون مین جو بل آئے تو نصیب اعدا	قوس کا تیغ ہلال آ گئے آ مارے چلّا
کوٹ کر آنکھ مین اللہ نے بھر دی ہے حیا	آنکھ جس بت پہ پڑی اسکو مسخر ہی کیا
شیر سے بھی نہین واللہ جھپکتی ہے پلک	مردم چشم کو رستم سے رہی ہے چشمک
خط کی خوبی پہ لکھے خط غلامی غلمان	چاند سے چہرے پہ اس خط کے تھا سبزے کا سمان

حسن خط نور کے چہرے پہ عیان ہے کیا بیان — مصحف رو پہ ہی خط شان نزول قرآن
خط سے پہلے تو دل حور پھسلتے دیکھا — آج پروانہ ہی پریون کا بخط الطغرا

ملکہ قمر طلعت غضنفر کو دیکھکر بیہوش ہوگئی کنیزون نے جلد جلد گلاب چھڑکا کہ ملکہ کو ہوش آیا اور اسنے شاہزادہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور بارہ دری مین لائی مسند پر بیٹھایا اور آپ پہلو مین بیٹھی کشتی شراب کی اپنے آگے کھینچکر جام شراب سے بھر کر شہزادے کو پنجۂ نگارین خوشنما پر رکھکے دیا شہزادے نے فرمایا کہ اے ملکہ جب تک تم مسلمان نہوگی یہ شراب ہمپر حرام ہے ملکہ نے شہزادے کی خوشی کے لیے کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کیا شہزادہ غضنفر بہت خوش ہوا پھر ملکہ کو گلے سے لگایا بوسہ لب شیرین کا لیا اور وہ جام مے ارغوانی لیکر پیا اب تو دور جام بے دغدغہ نیرنگی ایام چل نکلا اسمین وہ زمانہ آیا کہ دن مائل پرواز ہوا اور شب عشرت نے منھ دکھایا **نظم**

کہ اتنے مین چھپا مہر جہانتاب — نظر آنے لگے ظلمت کے اسباب — خواصون نے کیا پھر قصر روشن
ہوا صحن زمین پر نور دامن — کنول جھاڑ اپنے موقع پر لگائے — فروغ شمع سے پروانے آئے

شام کو حکم ہوا کہ رقاصان مہر طلعت آکر حاضر ہوئے سامنے ناچ ہونے لگا گانون نے اس غزل کو بصد حسن و ادا گایا **غزل**

کہون کیا جو گذرتے ہین مجھپہ الم میرے دل کی کسیکو خبر ہی نہین — مرا ہجر مین جسکے یہ حال ہوا اُسے حال پہ میرے نظر ہی نہین
نہ تو آتی ہے نیند کہ سو رہی ہون نہ انیس ہے کوئی کہ باتین کرون — شب ہجر کی کس سے درازی کہون اسی شب کی تو ہوتی سحر ہی نہین
مین جہان کے چمن کو جو دید کیا نہین قابل سیر یہان کی ہوا — جہان گل گل سرو ہی تھا بپا وہان دیکھو تو آج ثمر ہی نہین
ہے الم سے ہوس ترا حال یہ یون ہے عبث تجھے دعوی عشق و جنون — شب ہجر مین کیسا تو رویا تھا خون ترا دامن و جیب تو تر ہی نہین

غرض صحبت بادہ نوشی برپا ہوئی اور شب بھر اختلاط اور گرمجوشی رہی کبھی یہ باہر بارہ دری کے آکر روش گلشن پر ٹہلتی تھی اور کبھی بالاے بام جاکر یہ ماہ تمام ماہتاب کو دیکھتی تھی اور پھر بارہ دری مین آکر جام عیش و نشاط پیتی تھی اسی طرح سے وہ شب بسر ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ عارض شب پر غازۂ سحر مشاطۂ دہر نے ملا اور دستار زرین کو نوشاہ روز کے سر پر سجا کہ **شعر**

رہا کل کی طرح پھر آج کا ڈھنگ — عروس شب کا بالکل فق ہوا رنگ
ہوا مہتاب پھر مغرب مین روپوش — کھلے غنچے جو تھے اس جا پہ خاموش

صبحکو شہزادہ غضنفر اٹھکر نماز سحر بجالائے اور پھر صحبت مین پاس ملکہ کے بیٹھے ناچ گانا

شروع ہوا خاصہ تناول فرمایا لیکن اب حال شمشاد قد کا سنیے کہ صبح کو دربان ہوشیار ہوکر کھانا و پانی لیے ہوے غضنفر کے لیے آئے قفس کو ٹوٹا پایا قیدی کا کہین نشان نہ دیکھا بہت حیران ہوئے نہایت پریشان ہوے اور ہر طرف ڈھونڈھنے لگے آخر ملکہ شمشاد قد سے جاکر کہا کہ کوئی قیدی کو لے گیا وہ ان دربانون پر بہت خفا ہوئی غرض عتاب اور خطاب اور جرمانہ کرکے حکم دیا کہ جلد اُسے ڈھونڈھو کس لیے کہ مین عرضی اُسکے قید ہونے کی افراسیاب کو لکھ چکی ہون ساحر ہر طرف ڈھونڈھنے لگے اور ملکہ شمسہ کو بھی خبر پہونچی اسنے بھی ڈھونڈھوانا شروع کیا اور اس سے سب نے کہا کہ کوئی مہرخ کے یہان کا ساحر یہان لگا ہوگا وہ شہزادے کو لیگیا بھلا وہ اُنکے مالک کا بیٹا ہے مہرخ کو یہ کب گوارا ہوگا کہ شہزادہ غضنفر قید رہے اب کیفیت سنیے کہ ایک روز شہزادہ غضنفر کے دل مین آئی کہ بالاے بام چاندنی چلکر دیکھین پس اسنے دن ہی سے وہان بچھونا کرایا اور بزم عیش کو ترتیب دیا **شعر** مینا و شراب مجمر و شمع + مہتابی یہ شام سے ہوئے جمع + ہنوز اچھی طرح فرحت نہونے پائی تھی کہ ایک ساحر غدار شرشار جادو نام ملازم ملکہ شمسہ تاجدار یہان آیا اور انکو ملکہ کے پاس بیٹھے ہوے بالاے بام دیکھا بس ہنسا اور پکارا **بیت** یار در خانہ و من گرد جہان میگردم ❊ آب در کوزہ و من تشنہ لبان میگردم یہ کہتا ہوا وہان سے خدمت ملکہ شمسہ تاجدار مین آیا اور عرض کیا کہ اے ملکہ عالم تقصیر معاف ہو تو مین کچھ عرض کرون شمسہ نے فرمایا کہ بیان کر تیرے قصور کو ہمنے معاف کیا اس ساحر نے کہا کہ مین ابھی ابھی اپنی آنکھ سے دیکھ آیا ہون کہ شہزادہ غضنفر ملکہ **قمر طلعت** کو لیے ہوئے کوٹھے اُنکے باغ کے بیٹھے ہین بس یہ سننا تھا کہ شمسہ آگ ہوگئی آتش غضب سینے مین ایسی مشتعل ہوئی کہ اُسنے دل و جگر کو جلا دیا اُسی غصہ مین بزور سحر یکہ و تنہا باغ مین **قمر طلعت** کے آئی اور پوشیدہ ہو رہی اسلیے کہ دیکھون **قمر طلعت** اور غضنفر مین کیا باتین ہوتی ہین اس عرصے مین وہ دن مثل لب تر خشک ہوا اور شاہد خورشید نے منھ اپنا ایوان مغرب مین چھپایا کہ **اشعار**

ہجوم شام نے صورت دکھائی
دلون مین گھر کرین مانند جادو
لیا آغوش مین پہلو بدل کر

ہوا غل دن گیا لو رات آئی
کہین ساقی کہین مطرب کہین ساز
ہوا عقدہ کشا لیکن سنبھل کر

چراغ شمع کے جلوے ہر اک سو
کہین معشوق نواز بس خوش آواز
کبھی لب لب سے لذت آشنا تھا

کبھی کچھ اور جوشش مدعا تھا
کہ شب تھوڑی مزون کے جوش ایسے
کبھی سینے پہ سینے کی رگڑ تھی
بھلا ارمان سب نکلین گے کیسے
کبھی رخصت یہ سمجھاتی تھی جی کی
اب زیادہ رات جو گئی تو چاندنی

چھٹکی اور چکور چاند پر دوڑنے لگے نہرون مین فوارے چھوٹتے تھے ہوا سرد جو چلی پانی نہرون کا لہرین لینے لگا پتے درختون کے چاندنی مین چمکتے تھے گل بھیلے ہوئے سرخ سرخ جوبن دکھاتے تھے گل شبو سے بھینی بھینی خوشبو آتی تھی بیلے کی کلیان کھلکر عجب بہار دکھاتی تھین ایسی بہار مین معشوق کے ساتھ کوٹھے پر شہزادہ بوسے لے رہا تھا داد عیش و نشاط دے رہا تھا نظم

زمرد رنگ ہر برگ خوش اسلوب
نگاہین دیکھنے والون کی قربان
قریب آئے لیے بوسے دہن کے
ہوے نیلے نزاکت سے وہ رخسار
کیے بوسے لب جانان کے حاصل
شجر کی شاخ مثل دست محبوب
چمن کے پھول مثل عارض یار
مزے دیکھے جو اس رشک چمن کے
ترقی پر طلوع کیفت آیا
جدائی سے کبھی تھا منتشر دل
نہال باغ سب مقیش افشان
برابر جلوہ گر ہر سو نمودار
گلے ملکر لیے بوسے جو دو چار
مزا جوشش جوانی نے دکھایا

دونون شیدا باہم داد عیش و نشاط دے رہے تھے کہ اس اثنا مین قمر طلعت کسی ضرورت سے نیچے کوٹھے کے اتری ملکہ شمسہ تو یہ حال دیکھ رہی تھی بس اسنے اسکو گرفتار کیا اور دو طمانچے اسکے منھ پر مارے اور فرمایا کہ او خام پارہ کواری ہوئی تھنکاری ہتیاری تیرے جیسے تو کتا بھی نہ جیے اری یہ غضب کیا تونے کہ ابھی پندرہ برس کا تو سن اور اسپر یہ حال کہ یار کو لیکر پہلو مین بیٹھی حرمت سب برباد کی غضنفر نے جو یہ حال کوٹھے پر سے دیکھا تغنہ پکڑ کر کوٹھے کے نیچے آیا اور آتے ہی اسنے ایک تلوار شمسہ کے لگائی اسوقت توسن نے کہا کہ ای ملکہ شمسہ خدا معلوم کہ یہ مردوا کہان سے آیا ہے ہماری بچی اس سے واقف نہین ملکہ شمسہ تلوار شہزادے کی کھاکر بیہوش ہو گئی اور توسن نے خیال کیا کہ اسکا رہنا اب یہان اچھا نہین پس یہ سمجھکر اسنے شہزادہ کو جو اٹھا کر پھینکا تو یہ جادو کے زور سے صحرای طلسم مین جا کر گرے اور اسطرف شمسہ کی جو آنکھ کھلی تو وہ اٹھکر شہزادے کو ڈھونڈھنے لگی لیکن شہزادے کی خبر اس باغ مین ہونے کی سنکر ملکہ شمشاد قامت بھی اسوقت یہان آکر پہونچی اور اسنے شمسہ کو جو ڈھونڈھتے ہوئے پایا تو ہنسکر فرمایا کہ ای شمسہ معلوم ہوتا ہی کہ تم غضنفر کی عاشق ہو شمسہ نے کہا فوج دور یار میرے دشمن مدعی واہ بہن تم بھی خوب ہو مین جانتی ہون

کی اسپر البتہ تم فریفتہ ہو جب تو اُسکے لیے یہان آئی ہو شمشاد نے کہا جی بیشک آپ کی خجالت تحیر سر آنکھون پر الحاصل یہ ڈھونڈھکر یہان سے چلی گئی اور ملکہ قمر طلعت اسکے غم مین مبتلا ہوئی وہی رونا اور بلبلانا نہ مین کو باغ کی سر پر اٹھانا اور یہ زبان پر لانا نظم

یہ حیران کس دن بنا تا نہیں
گل نہ لالا ستے دل میں اک داغ ہی
نظر مین خزان ہی چمن کی بہار
کیا ہجر نے تیرے غمگین مجھے
گلستان بھی نظرون مین زندان ہی
جہنم سے بڑھکر کہین باغ ہی
یہان کسکو اب بھوک و پیاس ہی
نہ کیون تلخ ہو جان شیرین مجھے
مجھے آئنہ منہ لگاتا نہیں
مجھے شہر آباد ویران ہے
مجھے سرد گلزار دیتا ہی خار
ملائے خدا تمسے یہ آس ہی

یہ تو اس طرح بلبلاتی ہی خاک اڑاتی ہی لیکن وہان حال شہزادہ غضنفر سنیے کہ یہ جو صحرائے طلسم مین جاکر پہونچے تو انھون نے دیکھا کہ ایک درۂ کوہ ہی اور چاندنی دور تک میدان مین چھٹکی ہی کوڑیالا صحرا مین پھولا ہوا ہی فرش سبزہ پر بوٹیان سفید ہین چشمے لہرین لے رہے ہین شہزادہ کو گویالا دیکھکر اپنے دل کے داغ یاد آئے اور آنسو بہانے لگا اس اثنا مین ایک پیر باریش سفید عبائے عنابی پہنے ہوئے اُسکے سامنے آیا شہزادہ نے اُسکو سلام کیا اور بادب تمام کہا کہ ای پیر بہر خدا تو مجکو منزل مقصد پر پہونچادے اُسنے کہا کہ ای فرزند دیوانہ مجہول مین دیو عنکبوس ہون تجکو کھانے آیا ہون مگر اب کیا خاک کھاؤنگا تجکو نسیم جالندری کے پاس لیے چلتا ہون کہ اسکو مین اُٹھالایا ہون کس لیے کہ تو اگر کھانا پکانے تو شاید وہ کھائے وہ کھانا نہیں کھاتی ہی تجھسے راضی ہوگی تو البتہ کھائیگی یہ کہکر غضنفر کو بغل مین دابکر ایک باغ مین لایا کہ وہان کے گلون کی یہ کیفیت تھی اشعار

کوئی مانند عاشق سینہ افگار
نظر مصروف تھی ہر دید گل پر
کہ جسکے دیکھنے سے عقل ہو دنگ
کوئی حیران بشکل چشم عشاق
عجب جوبن پہ تھے سب غنچۂ تر
وہ خوشبو تھی کہ جی لوٹے بشر کا
کوئی مصروف خندہ صورت یار
کوئی سربستہ مثل کار آفاق
چمن دیکھا نیا ہر پھول کا رنگ
رہے باقی نہ مطلق ہوش سر کا

غرض دیو عنکبوس ملکہ نسیم کے پاس شہزادے کو لایا شہزادے نے جو اسکی صورت زیبا کو دیکھا تیر عشق کھایا یہ نقشہ نظر آیا کہ زلف گرہ گیر اُسکی دام طائر دل عشاق ہی مانگ سے اُسکی شرمندہ کہکشان صاف ہی پیشانی کو اُسکی دیکھکر جناب موسیٰ لنترانی بھول جائین کمان ابرو سے تیر عاشق دلبر کھائین اس محراب مین سر بہر سجدہ جھکائین تیر مژگان کا یہ ارادہ کہ ہم سینۂ عاشق توڑین

آنکھین چشم غزال سے چشمک کرین نرگس کو شرمائین اُن آنکھون کے سامنے ہرن چکارہ ہوجائین گل باغ تمنا سامنے اُن گل رخسارون کے مرجھائین آفتاب و ماہ داغی نگینے کہلائین لب نازک بردل پستہ کا پستا عقیق یمن کا دل خون ہوتا دندان کے روبرو گوہر بے آبرو کہلاتا چاہ ذقن مین دل ڈوبا جاتا چھاتیان اپنے عشق مین چھاتی پھٹوائین گول گول نظر آئین نظم

لب اُسکے جان بخش عالم
بلکہ سراپا جان مجسم
عیسے کو گر لب دکھلاوے
ہرگز اُسکو بات نہ آوے
کوئی مردہ انداز حیا پر
چشم اُسکی تھی پشت پا پر
کچھ مت پوچھو تنگی دہن کی
مشکل تھی وان جائے سخن کی
کرگئے شمیم زلف گذارا
پھیلا دی ہے عنبر سارا
دونون لب اُسکے لعل بدخشان
دست حنائی پنجۂ مرجان
جسدم برقع منھ سے اُٹھائے
خورشید اُسدم ڈوب ہی جائے
یار دلون کے خدنگ مژہ کا
کاوش کم کم تنگ مژہ کا
دور چشم ہے اسکا جب سے
فتنہ سوتا نہین ہے تب سے
ہو ہرچند کہ بدر کامل
اُس چہرے کے ہو نہ مقابل
دیکھ اُس رخ کی نور افشانی
شمع مجلس پانی پانی

غرض اُس دیو نے نسیم سے کہا کہ اے ملکہ تم اس انسان سیہ سر سفید دندان سے پوچھو کہ تجکو کھانا پکانا آتا ہے غضنفر نے کہا کہ اے دیو مین کچھ باورچی تو ہون نہین مین تو مجبوری یہان چلا آیا ہون نسیم اِسکو دیکھکر فریفتہ ہوچکی تھی اُس نے اشارے سے کہا کہ یہ نکھو بلکہ اقرار کرو اور اس دیو سے کہا کہ یہ تیرے ڈر کے مارے نہین اقرار کرتا ہے تو اِسے چھوڑ جا مین کام اِس سے دم دلاسا دیکر لونگی وہ شہزادے کو چھوڑ کر چلا گیا ملکہ نے اِن سے اُسوقت سب حال کہا کہ شہر جالندریہ کی مین رہنے والی ہون اور قلاچۂ چینی اور کبابۂ چینی جو ہین وہ میرے باپ اور چچا ہین اور یہ دیو مجکو عاشق ہوکر اُٹھا لایا ہے مین اِسکی قید مین ہون واضح ہو کہ شہزادہ غضنفر بہ سبب انگشتر مہر و ماہ اور تیغہ کے لڑتے ہین ورنہ مثل اپنے باپ کے صاحب طاقت و قوت نہین ہین باپ بھی جبتک نظر کردہ نہوئے تھے کمزور تھے غرض شہزادہ نے بہمت مردانہ باوجود اِس کمزوری کے فرمایا کہ انشاءاللہ مین اِس دیو لعین کو مارونگا ملکہ نے کہا وہ یون قتل نہوگا مگر اِسکے پاس ایک نیمچہ ہے کہ اُسکو نیمچۂ سلیمانی کہتے ہین اور اسکو اِسنے دخمۂ جمشیدی مین پوشیدہ کیا ہے اور وہین کے چشمہ مین وہ اِسکو دھوتا ہے اگر وہ نیمچہ تمھین ملتا تو وہ نیمچہ سحر کش ہے تم اِسکو مار لوگے

غضنفر نے کہا کہ پھر وہ نیمچہ مجکو چلکر دلادو ملکہ نے کہا یہان سے تھوڑی دور پر ایک تہ خانہ ہی اُسکے در پر کئی سو من کا پتھر رکھا ہی پہلے کوئی اُس سنگ گران کو بقوت تمام اُٹھائے پھر زینہ کی راہ سے تہ خانے مین جائے تو وہان کئی صندوق رکھین ہین مگر دست راست کو جو صندوق ہی اُسمین جواہر بھرا ہی اور بائین پر جو صندوق ہی اُسمین زرہ آہنی رکھی ہی اور بیچ کے صندوق مین کئی سو من کا قفل لگا ہی بس اُسکو جو کھولے تو اُسمین نیمچہ رکھا ہی وہ لے غضنفر نے کہا کہ مجکو لے چلو ملکہ نے کہا کہ مین تمکو وہان پہونچائے دیتی ہون لیکن میرا ٹھہرنا وہان مناسب نہین یہ کہکر ملکہ انکو لیکر اُسی صحرا مین آئی شہزادہ نے دیکھا کہ چار طرف پہاڑ ہین کہ درے اُنکے مثل دہان اژدر کھلے ہوے ہین اور جھاڑیان بہت دور تک لگی ہین صحرا تمام سنسان جھاڑ جھنکار ہی اور اُس مقام پر کئی سو من کا ایک پتھر رکھا ہی شہزادے نے اُسکو ایک رسن مین باندھا اور ملکہ اور اُنھون نے ملکر کھینچا اور دعا کی ازبسکہ یہ فرزند صاحبقران ہی اور چندان کمزور بھی نہین ہی بقدرت کارساز عالم وہ پتھر اپنی جگہ سے اُکھڑا شہزادے نے اُسکو دور پھینکا اور ملکہ وہان سے چلی گئی شہزادہ خوشی خوشی اندر اُس تہ خانہ کے اُترا تو اُسنے دیکھا کہ داہنے طرفکے صندوق مین جواہر بھرا ہی اور بائین مین زرہ آہنی رکھی ہین اور بیچ کے صندوق مین جو قفل دیا ہوا تھا اُسکو اُنھون نے توڑا اور اُسکے اندر سے نیمچہ نکالا اور اُسکو کھینچ کر جو دیکھا تو بہت خوش ہوے نظم

اُس تیغ سے جلوہ گر ہین جوہر
کھنچنے مین تھی صاف دامن یار
یاد آئے اگر یہ تیز شمشیر
تصویر کھنچے تو رنگ کٹ جائے

یاد امن کہکشان مین اختر
اکدم جو ہو اُس سے صحبت قیس
مانی کو ذرا بوقت تصویر
گردش مین جو روز آسمان ہی

چلنے مین وہ ہی زبان طرار
لیلی سے ہو قطع الفت قیس
اول تو قلم کا سینہ پھٹ جائے
اُس تیغ کے واسطے فسان ہی

شہزادہ غضنفر اُس تیغہ کو دیکھکر ایسا محو ہوا کہ اُسی مقام پر کھڑا رہا اس عرصہ مین دیو عنکبوس کو یہ خبر پہونچی کہ وہ نیمچہ دشمن کو ملگیا بس وہ آندھی کی طرح سے آیا اور اُسکے آنے سے تمام صحرا اور پہاڑ تاریک ہوگئے بجلی چمکی رعد گرجا باوجود کہ یہ ہنگامہ ہوا مگر شہزادہ غضنفر کو کچھ خبر نہوئی اور اُس دیو نے آکر تہ خانہ مین جھانکا تو نیمچہ غضنفر کے ہاتھ مین دیکھا بہت خوف کھایا اور اُس خوف کی حالت مین اور تو کچھ نہ بن آیا مگر وہی پتھر اُٹھا کر اُسنے تہ خانہ کے منھ پر رکھا اور

بڑے بڑے پتھر اُسکے اوپر رکھکے آپ بیٹھا کہ اندر اِسکے بے آب و دانہ تڑپکر ہلاک ہوجائیگا پس جب یہ ہلاک ہوجائیگا اُسوقت مین اُٹھونگا غرض یہ تو یہان بیٹھا اور غضنفر قید ہوئے لیکن حال **افراسیاب** سُنیے کہ اِسکے پاس عرضی مرسلۂ ملکہ شمشاد پہونچی اُس عرضی کو پڑھکر اُسنے اہل دربار سے کہا لو صاحبو کوئی بیٹا طلسم کشا کا اِس طلسم مین آیا تھا اُسکو ملکہ **شمشاد قامت** نے گرفتار کیا ہی سب نے کہا کہ یہ حضور آپکا اقبال ہی غرض **افراسیاب** نے عرضی کے جواب مین نامہ لکھا کہ ای ملکہ **شمشاد قامت** ہمکو حال گرفتاری **غضنفر** معلوم ہوا تمکو چاہیے ہی کہ اُسکو بحفاظت وحراست تمام ہمارے پاس بھیجدو یہ نامہ **غدار جادو** کو دیا کہ اُسنے سر سے نامہ کو باندھا اور روانہ ہوا اور بعد قطع منازل **شمشاد قامت** کے پاس آیا یہان ملکہ نہین تھی ملازمان ملکہ نے اُسکو ایک مکان مین اُتارا اور سامان دعوت وضیافت کیا اُسنے پوچھا کہ ملکہ کہان ہین لوگون نے کہا قیدی چھوٹ گیا ملکہ اُسکے ڈھونڈھنے کو گئی ہین **غدار** نے کہا کہ تم اپنی دعوت وضیافت رہنے دو مگر ملکہ **شمشاد قامت** کو بلادو کیونکہ نامہ **افراسیاب** کا لیکر آیا ہون ملازمون نے عذر کیا کہ ای **غدار جادو** ہم معذور ہین نہایت مجبور ہین جبتک وہ قیدی ملیگا نہین ملکہ کا آنا غیر ممکن ہم اُنکو کہان بلانے جائین **غدار** یہ اُنکی باتین سُنکر نہایت پریشان ہوا آخر ناچار ہوکر یہان سے پھر گیا اور مسافت راہ طی کرکے خدمت **افراسیاب** مین آیا اور اُس سے کہا کہ ملکہ **شمشاد قامت** مجکو نہین ملی بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ وہ چھپ رہی بادشاہ یہ باتین سُنکر بہت منغص ہوا اور **باغبان قدرت** اپنے وزیر کو حکم دیا کہ تو جاکر ملکہ شمشاد اور ملکہ شمسہ تاجدار دونون کو پکڑ لانا اور دریافت کرتے آنا کہ وہ قیدی کیا ہوا **باغبان** وہان سے تخت پر سوار ہوکر روانہ ہوا اور باعظم وشان تمام شمشاد کے پاس یہ آیا شمشاد اِسکو وہان نہ ملی یہ وہان سے شمس کوہ پر آیا ملکہ شمسہ تاجدار نے اسکا استقبال کیا اور اپنے ایوان شاہی مین لاکر اِسکو بٹھایا اور رقاصون کو حکم دیا کہ ناچ سامنے **باغبان** کے ہونے لگا جلسۂ دعوت رہا بعد اُسکے باغبان نے کہا کہ ای شمسہ چلو تمکو بادشاہ نے یاد کیا ہی شمسہ نے کہا کہ آپ چلیے ہم اور شمشاد دونون آتے ہین اور ادھر شمسہ جو پھر کر اپنے مقام پر آئی تو ملازمون نے اُسکے خبر دی کہ باغبان وزیر بادشاہ کا آیا تھا اور ابھی یقین ہی کہ گیا نہین ہی شمس کوہ پر ہی شمشاد یہ کلام سُنکر گھبرائی کہ دیکھا چاہیے ۱۰

اب افراسیاب کیا کرے اسوجہ سے یہ بھی شمس کوہ پر پاس باغبان قدرت کے آئی اور
اس سے ملاقات کی باغبان نے کہا کہ ای ملکہ شمشاد و شاہ جادوان بہت غضبناک ہے تمکو لازم
ہی کہ جلد اُس قیدی کو حاضر کرو ورنہ تمہاری جانین جائینگی اور کچھ نہ ہوگا ملک و مال سب برباد
جائیگا یہ دونون ان باتون کو سنکر گھبرائین اور کہا کہ ای باغبان وہ قیدی کھو گیا پھر مجبور ہین کیا
کرین بادشاہ کو اختیار ہی جو چاہے وہ سزا دے باغبان سوچا کہ شہزادیان یہ دونون اولوالعزم ہین
اور بے مثل جادوگرنیان ہین کیا ضرورت ہی ان سے فساد کرنا تو چلکر بادشاہ سے کہدے جو کچھ
یہ کہتی ہین بادشاہ جیسا مناسب جانے وہ کرے بس باغبان یہ سوچکر رخصت ہوا اور
افراسیاب کے پاس آکر اسنے سب حال بیان کیا کہ ای بادشاہ یہ دونون شہزادیان مجبور ہین
قیدی کھو گیا ہی اس سبب سے ناچار ہین بادشاہ نے بغضب تمام فرمایا کہ وہ فقرہ دیتی ہین
اور یہ کہکر اُسنے سحر پڑھا کہ ایک ساحر زرہشت جادو نام سامنے اسکے آیا اُسکو اسنے حکم دیا
کہ ای زرد ہشت تو فوج لیکر جا اور کوہ شمشاد اور شمس کوہ سے ملکہ شمشاد اور شمسہ دونون کو
پکڑ لا زرد ہشت اُسوقت بارہ ہزار ساحر اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا فوج اسکی باز و چیل وغیرہ بنکر
اُڑتی ہوئی چلی راہ مین بونڈلے کبھی بنکر ساحر اُڑتے تھے کبھی آندھی چلاتے تھے آگ برساتے تھے
بیرقین اُڑاتے تھے بجلیان گراتے تھے اسی طرح شعبدہ بازی سحر کی دکھاتے تھے اور چلے جاتے
تھے یہانتک کہ بعد چند عرصہ کے شمشاد کوہ پر زرد ہشت آکر پہونچا اُسوقت شمشاد اور شمسہ نے
خبر سنی کہ بادشاہ جادوان نے فوج بھیجی ہی پس انھون نے باہم مشورہ کیا کہ اب لڑنا مناسب ہی
یا صلح کرنا غرض یہی صلاح ٹھہری کہ لڑنا ہی مناسب ہی پس یہ بھی تیاری کرنے لگین اور شمشاد
کوہ شمس سے کوہ شمشاد پر پہونچی یہان زرد ہشت جادو نے شمشاد کوہ کو ملکہ شمشاد قامت
سے جو خالی پایا تو لڑائی آغاز کی شمشاد کوہ پر ایک قلعہ فلک فرسا بنا ہی اُسپر توپین چڑھا دی گئین
گولہ انداز برق انداز خشت انداز النگ النگ مستعد جنگ ہوے بیت لیا ہر توپ نے لقمہ دہن مین
چھپین گھبرا کے روحین سب بدن مین ہو سحر کی ہوائیان چھوٹنے لگین جسکی وجہ سے ہوائیان منھ پر
اُڑتی تھین اس زمانے مین ملکہ شمشاد یہان آکر پہونچی اور اُسنے دروازہ قلعہ کا کھلوا دیا اور فوج
ساحران لیکر آپ ایک طاؤس پر سوار ہو کر باہر نکلی اور مقابل زرد ہشت آئی فوج ساحران نے

صف کارزار آراستہ کی اور شمشاد نے میدان مین آکر زر دہشت کو للکارا وہ بھی سامنے آیا شمشاد نے ایک ناریل مارا زر دہشت نے اسکو اشارہ کیا کہ وہ کٹ گیا پھر ایک اژدہا ماش کے آٹے کا بناکر شمشاد پر چھوڑا کہ وہ اژدہا قلاب آتشین چھوڑکر شمشاد پر جھپٹا شمشاد نے ترسول اسپر مارا کہ وہ اژدہا پھر ماش کے آٹے کا ہوگیا اور شمشاد نے ایکی ایک ناریل مارکر زر دہشت کی ران زخمی ہوگئی نظم

وہ بندوقوں کا چھٹنا ہر طرف باڑھ
کہ شمشیر اجل مین تھی باڑھ
برسنا سیکڑون تیرون کا ہر بار
دل عاشق پہ جیسون مژگان خونبار
زمین سے آسمان تک کیا ہین بار
دھوئین سے ہوگیا عالم دھوان دھار
ہزارون رہکلہ توپ اور شترنال
دو جانب سے لگین چھٹنے وہ فی الحال
وہ بندوقون سے گولی کا نکلنا
دہان مار سے سن کا اگلنا
کڑک کر بان کا آنا وہ اسدم
گھٹا مین جس طرح بجلی کا عالم
ہوئے اہل جہان کے گنگ سب گوش
اڑے سر سے برنگ طائران ہوش
ہزارون ناریل جادو کے چلنے
ہزارون ہی ترنج اسجا اچھلتے
ہزارون ہی پڑی تھین لاشین اسجا
لگا تھا رقص بسمل کا تماشا

غرض زر دہشت بھاگ کھڑا ہوا اور شمشاد قد خیمہ و بارگاہ اسکا لوٹ کر داخل قلعہ ہوئی اور افراسیاب حال زر دہشت کے لڑنے کا اور زخمی ہوکر بھاگ کھڑے ہونیکا سنکر کمال رنجیدہ خاطر ہوا اور کہنے لگا کہ ہی کوئی بہادر ایسا کہ جو جاکر شمشاد کا سر لاوے یا اسکو زندہ پکڑکے میرے سامنے لاوے اِس کلمہ کو سنکر سرگشت جادو نے ارادہ کیا تھا کہ مین اجازت لیکر جاؤن کہ اکبارگی افراسیاب کو خیال پھر غضنفر کا آگیا بس کتاب جمشیدی سے تو اِس کافر کو سب حال غضنفر کا معلوم ہوچکا تھا کہ توسن جادو نے اسکو دامن کوہ مین پھینکدیا ہی اور اب وہ اندر تہ خانے کے ہی دیو عنکبوس نے اسکو گرفتار کیا ہی اور آپ اوپر دروازے کے بیٹھا ہوا ہی اسنے کلکال جادو کو حکم دیا وہ بموجب حکم افراسیاب کے غضنفر کے گرفتار کرنے کو چل نکلا اب حال سُنیے وہان کا کہ وہ عنکبوس دیو اوپر دروازے تہ خانہ کے بیٹھا ہوا سیر کر رہا تھا کہ دفعۃً کلکال جادو بھی جاکر پہونچا اُس حرامزادے نے اِسکو جو دیکھا تو نہایت متوحش ہوا اور اپنے دل مین سوچا کہ یہ ساحر اِس مقام پر کس واسطے آیا ہی آخر گھبرا کے کلکال سے پوچھا کہ تم کسواسطے آئے ہو اُسنے کہا کہ غضنفر کے لینے کو بحکم افراسیاب آیا ہون عنکبوس نے کہا وہ اِس مقام پر نہین ہی تم کسکو لیجاؤگے اِس کلمہ پر کلکال نے خفا ہوکر کہا کہ دور ہو مردک

تو بکتا کیا ہی ارے وہ تو تہ خانہ مین موجود ہی اور تو ہمسے پوشیدہ کرتا ہی یہ کون حرکت ہی یہ کہکر طرف تہ خانے کے چلا کہ دروازے کو کھولکر غضنفر کو نکال لون عنکبوس نے جو یہ رنگ دیکھا تو اُسکو ڈر تو اسبات کا لگا ہوا تھا کہ پاس غضنفر کے نیمچہ سحر کش موجود ہی اگر وہ نکلے گا تو مار ہی ڈالیگا یہ سوچکر عنکبوس لپٹ گیا اور پاس تہ خانے کے نجانے دیا آخر ساحر تو دونون تھے ہی لڑائی ہونے لگی لڑتے لڑتے دار شمشاد عنکبوس نے ماری اُسنے خالی دیکر گولا فولادی سحر کا مارا کہ وہ عنکبوس کے سینہ پر پڑا اور پشت کو توڑکر پار نکل گیا عنکبوس چرخ کھاکر گر پڑا اور مر گیا اُسوقت کلکال نے بزور سحر اُس پتھر کو اُٹھاکر آواز دی کہ ارے او قیدی نکل آ مین تجکو پاس افراسیاب کے لیچلون غضنفر رجوع قلب سے درگاہ خدا مین دست بدعا تھے کہ دفعۃً یہ آواز گوش زد ہوئی اور روشنی بھی نمایان ہوئی انھون نے روشنی کو دیکھکر دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی اور اُسی نیمچہ کو ہاتھ مین لیے ہوے باہر تہ خانہ کے نکلے تو دیکھا کہ ایک ساحر کھڑا ہی اور وہ دیوزاد مرا ہوا برو زمین پڑا ہی انکو اُسوقت کمال غصہ آیا اور کلکال سے پوچھا کہ ارے میرے اس شکار کو کسنے قتل کیا ہی کلکال یہ سنکر ہنسا اور اسطرح سے ہم کلام ہوا کہ ارے او خدا پرست تیرا خیال کدھر ہی مین نے اسکو مارا ہی اور تجکو بھی پکڑ کر پاس افراسیاب کے لیجاؤن گا تو سمجھا ہوا اپنے دل مین کیا ہی غضنفر نے اُسکے جواب مین یہ کہا کہ تو نے بہت سا جھک مارا جو اُسکو مارا زیادہ گوہ نکھا دور ہو میرے سامنے سے بھلا تیری یہ مجال ہی کہ جو تو مجکو پکڑ کے لیجائیگا وہ غصہ مین تو بھرا ہوا تھا اور ایک چھڑی اُسکے ہاتھ مین تھی اسکو پکڑ کر واسطے مارنے کے دوڑا مگر جونہین قریب انکے آکر پہونچا کہ وہین انھون نے نیمچہ سحر کش کا ہاتھ جو اُسکے سر پر مارا تو وہ ٹھوڑی کی راہ سے نکل گیا برابر دو پرکالے اُسکے ہوئے اور آواز دار و گیر کی بلند ہوئی بعد تھوڑی دیر کے روشنی ظاہر ہوئی تو ملکہ نسیم جالندری کو غضنفر نے دیکھا کہ ایک طرف کو کھڑی ہوئی ہی اور اُسنے جو انکو دیکھا تو آکر تصدق ہوئی اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ اے شہریار اب حضور اس مقام پر زیادہ ٹھہرنیکا ارادہ نکرین مرکب حاضر ہین ایک مرکب کے اوپر سوار ہو لین اور یہان سے روانہ ہو جاوین انھون نے سُنکر دو مرکب بہت تیز و چالاک عمدہ ساز اور یراق سے آراستہ و پیراستہ منگوائے ایک مرکب پر تو ملکہ نسیم جالندری کو سوار کروایا اور دوسرے کے اوپر آپ سوار ہوے

اور مع ملکہ چل نکلے تھوڑی دور کے اوپر جا کر ایک آہو نظر آیا انھون نے اسکے پیچھے مرکب کو ڈالا اور چاہا کہ شکار کرون مگر وہ گھوڑے کو دیکھکر جو بھاگا تو برابر دن بھر چلا گیا اور انھون نے بھی اسکا پیچھا نچھوڑا آخر کو قریب شام وہ تو غائب ہو گیا یہ بھی ناچار ہو کر ہاتھ منھہ دھونے لگے اب انکو تو اس حال مین چھوڑو اور دو کلمہ داستان دلستان لشکر اسلام کے سنو کہ یہان قہرمان بن اژدر جادو نے ایک روز کہ جب سامان ضیاے آفتاب پر سیاہی آگئی اور جمال شمع پر رونق ہوئی اشعار

قضارا طاقت مہر جہانتاب ۔ ہوئی غائب نظر سے جسطرح خواب ۔ گھٹا دن صورت احسان کم ظرف

نگاہون سے چھپا ہر دامن حرف

طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے آکر خدمت بادشاہ نامور مین عرض کیا کہ لشکر حریف مین طبل جنگ بجا بادشاہ نے حکم دیا کہ اس طرف بھی طبل جنگ بجے اب تو بہادر دربار سے اٹھکر اپنے مقام پر آئے ہتھیارون کو صاف کرنے لگے نقیبان جانباز نکل کر پکارے نظم

دم تیغ آج یان طعمہ جشنک ہے ۔ نکل کر کھائے توشہ طا نمک ہے ۔ چلین تیار مردان نمک خوار
کرین دامان صحرا خون سے گلزار ۔ غرض سامان جنگ آراستہ کر ۔ مسلح ہو کے سب نکلے برابر
بڑھین آگے لڑین تیغ وسنان سے ۔ کہ یادین آفرین سارے جہان سے ۔ کرین اب تیغ خون آشام روشن
کہ جسمین انکا لیس ہو نام روشن ۔ یہ کڑکے جو نقیبون نے سنائے ۔ جوانون کے لہو نے جوش کھائے

تلوارون پر سب نے قبضہ کیا تیرون نے دشمن کے دل توڑنے کا دعوی کیا تیغ ہر اک موج بحر آتش تھی دشمن خصم سرکش تھی خنجر ہر ایک شعلہ فگن تھا دشمن کی جان کا دشمن تھا تیغ کی جا ہر چند کہ کمر مین تھی لیکن نہین دیدۂ ظفر مین تھی تلوار مثل زبان طرار چلتی تھی بصورت دامن یار کھنچتی تھی دشمن کے دل مین اسکا گھر تھا مژگان تیر اسکا جوہر تھا خنجر ہر ایک کا خون چاٹتا تھا تیر گردون کا بھی کلہ کاٹنے کا ارادہ تھا چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ سیاہی شب کی دھوان ہو کر چلی اور مزاج شمع مین بدحواسی پھیلی اشعار

بھرا حسرت سے مشتاقون کا سینہ ۔ کواکب نے سفر چاہا فلک سے ۔ گھٹی افزائش کیف شبینہ

سفیدی چھائی چہرون کی جھلک سے

صبحدم امیر کشورگیر بصد توقیر مسلح ومکمل ہو کر در دولت بادشاہ ذی جاہ پر آئے اور جلوخانہ مین ٹھہرے کہ یکایک بادشاہ کے تخت کو کہاریان اٹھائے باہر آئین کہارون نے تخت کو بدلوایا امیر نے اور سب سردارون نے مجرا کیا پھر تخت بادشاہ قلب لشکر مین رکھکر جانب جنگاہ چلے نظم

همی رفت لشکر گروہا گروہ
چو دریا بجوشید ہامون و کوہ
چنان تیرہ شد روز روشن ز گرد
تو گفتی کہ خورشید شد لاجورد
ز کشور برآمد سراسر خروش
همی کر شدہ مردم تیز گوش
خروشیدن تازی اسپان بدشت
ز بانگ تبیرہ همین در گذشت
ازان شست بر پشت شان تخت زر
بزر اندرون چند گونہ گہر
دلیران یکایک چو شیر ژیان
ہمہ بستہ بر کین ہفسند میان
ہمان نام داران جوشن وران
برفتند با گرزہائے گران
بہ پیش اندرون اژدہائے درفش
بجنگ اندرون تیغہائے بنفش

یہ سب لشکر میدان جنگ مین آکر پہونچے پست و بلند زمین ہموار ہوئی سقون نے آبپاشی کی صفین جم گئین نقیبون نے نکلکر نقابت کی اور پکارے اشعار

سنو ای عزیزان ذی ہوش و عقل
کہ اس کاروان گہ سے کرنا ہی نقل
تغیر ہی شہ ہی کہ درویش ہی
سبھون کو یہی راہ درپیش ہی
کہوگے کہ آگے تھا کہتا کوئی
نہین اس سرا بیچ رہتا کوئی
جسے دیکھو چلنے کا گرم تلاش
یہ منزل نہین جائے بود و باش
گدا ہو کہ ہو شاہ عالی تبار
تہ خاک سب کا ہی دار القرار

ای بہادرو کونسا ایسا دلاور نامدار ہی کہ جو آج نکلکر میدان مین سرخرو ہو نام اپنے جد و آبا کا روشن کرے اس کڑکے کو سنکر لشکر کی صفون پر اور لقا جو لشکر لیکر آیا تھا اور دلاورون کا پرا جمایا تھا اُسکے لڑنے والون پر مثل صف مژگان کے سناٹا چھا گیا علم لشکر کے جلوہ گر ہوئے اُس طرف لقا کے ہاتھی قلب لشکر مین قائم ہوئے اسطرف امیر چالیس قدم آگے بڑھکر کھڑے ہوئے علم اژدہا پیکر کے چھتیس شقے ابو المعدن گرد طوق حران گردنے سر پر کھول دیے تمام میدان پر از مشک و عنبر ہو گیا اور آن کلہ ہائے بیجان سے آواز یا صاحبقران یا صاحبقران کی بلند ہوئی قلب لشکر مین تخت بادشاہ جمجاہ قائم ہوا اب قہرمان بن اژدر نگاہ نے اژدر اپنا اُڑا کر بیچ میدان مین آکر نعرہ مارا کہ یا حمزہ صاحبقران کسیکو ہمارے مقابلہ کے لیے بھیجیے یہ نعرہ سنکر ملک قاسم لال خفتان خونریز خاور سیاہ نے اپنے مرکب شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی کو نکالا سردار لشکر کے پاپیادہ ہوئے اُنھون نے سبکو بہ ہمل و آسانی رخصت کیا علم لشکر کے جلوہ دکھانے لگے اور یہ سامنے بادشاہ لشکر اسلام کے آئے بادشاہ نے جام کلہ عفریت عنایت کیا اور خلعت سے مخلع فرما کر سپرد خدا فرمایا شہزادہ گھوڑا اُڑا کر برائے مقابلہ قہرمان بن اژدر روانہ ہوئے گھوڑے کا اُنکے یہ حال تھا اشعار

وہ اسپ کہ صورتِ پری تھا ۔ طالع مین بلند اختری تھا ۔ وا ہو جو مژہ فلک پہ جائے
جھپکے جو ذرا پلک یہ آئے ۔ تصویر جو اُسکی ہو سر سنگ ۔ پرواز کرے ہزار فرسنگ
صورت مین پری چمک مین شمشیر ۔ دوڑے تو کڑی کمان کا تیر ۔ سم بد رسے چار چند بہتر
خورشید سے بھی کہین منور

یہ جاکر سامنے جب اُس کافر خاسر کے پہونچے اُسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پتلہ پتھر کا جنگل کی طرف سے ایک اژدر پر سوار آیا اور شہزادہ ملک قاسم پر ایسا آہستے سحر کیا کہ یہ تو بیہوش ہوگئے وہ اِنکے توڑے مین کمر زنجیر کے ہاتھ دیکر اُٹھا لیگیا بعد لمحہ کے قہرمان نے پھر آواز دی اس طرف سے جمہور جہان سوز طرطوس بہادر شہنشاہ زرین نکلا اُسکو بھی وہ اژدر سوار آکر اسیر کر لیگیا اِسی طرح سے فرامرز عاد مغربی مالک اژدر لندھور بن سعدان اور اور سردار یکے بعد دیگرے گئے اور سبکو وہ اژدر سوار آکر اسیر کر لے گیا جب کوئی سردار باقی نہ رہا تو اسوقت امیر کشور گیر نے خود نکلنے کا ارادہ کیا تھا کہ سامنے سے ایک نقابدار پیدا ہوا کہ اُسکے ساتھ فوج بھی تھوڑی تھی آکر اُسنے امیر کو مجرا کرکے عرض کیا کہ حضور تامل فرمائین مین جاکر اُس ساحر کو قتل کرتا ہون مگر اِس طور سے کہ آپ اِس امر کا اقرار کرین کہ جس شی کو تو پسند کرکے لے لے گا مین منع نہین کردن گا اور بخوشی تمام حوالے کردون گا امیر نے فرمایا کہ مجکو منظور ہی مین نے اِس امر کو بسر و چشم قبول کیا اِس کلمہ کو سُنکر نقابدار ہنسا اور اُڑکر چلا گیا بس اِسکا جانا تھا کہ ہاتھ امیر کے سست ہوگئے اور اعضا شکنی معلوم ہوئی اور اسم اعظم کو جو یاد کیا تو اُسکو بھی لوح دل سے محو پایا اُسوقت سمجھے کہ وہ ساحر تھا زور سحر اسم اعظم کو بھی بند کر گیا اور میرے اوپر بھی سحر کر گیا القصہ امیر تو اِس فکر مین متحیر تھے کہ اُس اژدر سوار نے امیر کا نام لیکر نہیب دی جب تو ناچار ہوکر امیر بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر اُس کافر سے ہم نگاور ہوے کہ یکایک وہی اژدر سوار صحرا سے پیدا ہوا اور سامنے امیر کے آکر سیاہہ اپنا دکھاکر جنگل کی طرف بھاگا امیر بھی اُسکے پیچھے چلے اور اشقر کو ڈالے ہوے جنگل مین آئے مگر وہ اژدر سوار ہاتھ نہ آیا اور اُنکو اتنی دور لگا کرلے گیا کہ لشکریون کی نظر سے دونون غائب ہوگئے بس اُسنے ایک درہ کوہ مین جاکر امیر پر حملہ کیا امیر نے ہاتھ اُٹھانے کا ارادہ کیا تو ہاتھ نہ اُٹھ سکا گھبراکر درگاہ خدا مین دست بدعا ہوے اور اُس اژدر سوار نے ایک انٹی سکچے سوت کی اپنے

لباس سے نکالی اور چار سرکنڈے چارون کونون پر گرد امیر کے گاڑکر بزور سحر طلسم بنانے لگا اس خیال سے کہ امیر کو اس طلسم مین قید کر جاؤن اور مین جاکر قہرمان سے عرض کرون وہ جو کچھ کہ حکم دین مین اُسطرح سے عمل مین لاؤن اب اسکو تو اِس فکر مین رہنے دو کہ طلسم تیار کرتا ہی مگر حال سنو کہ جب لشکر امیر اور سردارون سے خالی ہوا تو قہرمان حربہ سحر کا پکڑکر لشکر امیر نامور پر آپڑا اور مارنا شروع کیا بادشاہ جمجاہ کو تو اُسنے بیہوش کر دیا اور چاہا کہ گرفتار کرون لیکن ملازمان بادشاہی شہنشاہ کو لیکر اُسی حالت بیہوشی مین جانب کوہستان روانہ ہوے خیمے اور بارگاہون مین آگ لگی بہت سے لشکری رو بفرار لائے قضا و قدر نے سامان دکھائے بہت سے لشکر کے لوگ اُن ساحرون سے لڑکر جان فروشی کر رہے تھے سینہ سپر کرکے مر رہے تھے وہ تلوار چلی تھی کہ یقین تھا نوک مژگان سے اور تیغ ابرو سے بھی تلوار چلے گی ترک چرخ بھی حالت لشکر اسلام دیکھکر چرخ کھاتا آفتاب تابان کا چہرہ زرد تھا تھراتا تھا ہوا پہاڑ سے سر ٹکراتی تھی زاغ و زغن کا سناٹا جنگل لاشون سے پٹ گیا تھا اشعار

چکان قطرہ خون تاریک میغ
برآویختہ یک بدیگر سیاہ
ہوا دام کرگس شد از زیر تیغ
تو گفتی زبس موج خواہد زدن
جہان گشتہ چون روے زنگی سیاہ
زگرد سواران و آواے کوس
غسردہ زخون پنجہ بردست و تیغ
وزان موج برموج خواہد زدن
زمادہ خروش آمد و دار و گیر
ہوا قیرگون شد زمین آہنوش

لشکری اپنی عورتون اور بچون کو ہمراہ لیکر بھاگے بعض عورتین بچون کی اُنگلی پکڑے ہوے ننگے سر اور ننگے پیر چلی جاتی تھین لڑکا دوپٹہ کا آنچل پکڑے ہوے روٹی کا ٹکڑا ہاتھ مین لیے ناک بہتی چلا جاتا تھا لشکر مین بیوپاری دوکاندار سب مال و اسباب چھوڑکر بھاگ گئے تھے مقبل وفادار نے جلد جلد ملکہ مہر نگار تاجدار و ملکہ رابعہ زر بفت اطلس پوش و ملکہ گردیہ بانو وغیرہ کل بیبیون کو صاحبقران اور اُنکے فرزندون کی سوار کرلیا اور طبل آسایش بجایا اور بارگاہ حشامی مین آکر بیٹھا لیکن وہ نقابدار کہ جو امیر کا اسم اعظم بند کر گیا تھا اُسنے ایک شیشہ مین گولہ بناکر رکھا اور سمت طلسم روانہ ہوا وہ جاکر بحکم کریم کارساز اُس جھیل پر پہونچا جہان شہزادہ غضنفر بن اسد ہاتھ منہہ دھو رہے تھے بس پانی کو دیکھکر اسکو بھی پیاس معلوم ہوئی کنارے جھیل کے اُتر پڑا غضنفر نے جو شیشہ اُسکے ہاتھ مین دیکھا پوچھا اُس سے کہ اِس شیشہ مین کیا شی ہی اُسنے کہا کہ اِسمین جان لڑکا

اسلام ہی غضنفر کو یہ کلمہ سُنکر غصہ آیا نیمچہ پکڑ کر اُٹھا اور کہا کہ کہین تیری قضا تو نہین آئی ہی اُسنے
کہا کہ بس ذرا زبان کو سنبھال کر بات کرو ورنہ ابھی ساری سپہ گری بھلا دونگا خبردار میرے
سامنے بل کی نہ لینا شہزادے نے کہا کہ ابے او نابکار تیری بھی یہ اصل ہی کہ ہمسے ہمکلام ہوتا ہی
بھلا مین تجھسے کیا بل کی لونگا جا دور ہو میرے سامنے سے او مزدک اِس کلام کو سُنکر وہ جھلایا
اور اُنکی طرف مثل برق کے تڑپکر آیا اُنھون نے اُسے نیمچہ کا ہاتھہ جو کھینچکر مارا تو اُسکے دو پرکالے ہوے
پس وہ شیشہ اُسکے ہاتھہ سے گر کر دو ٹکڑے ہوگیا اور شور نشور قیامت بلند ہوا اور تھوڑی دیر کے
بعد آواز آئی کشتی مرا نام من سحر نگاہ جادو بود بس اِسکا اصل جسم ہوتا تھا اور شیشہ کا ٹوٹنا تھا
کہ اسم اعظم امیر کا چھوٹ گیا اور جو اژدر سوار جادو طلسم باندھ رہا تھا اور امیر بے حس و حرکت
کھڑے تھے دفعتہً دست و پا مین قوت آگئی اور اسم اعظم بھی صفحۂ سینے پر منقوش نظر آیا پھر تو
امیر نے درگاہ خدا مین سجدۂ شکر ادا کیا اور عقرب سلیمانی کھینچکر اُس اژدر سوار پر بڑھے وہ اژدر سوار
ظاہر مین تو سحر کا پتلہ تھا مگر اصل مین ساحر تھا بس اِسنے جو یہ حال دیکھا تو آگے بڑھکر چھڑی امیر پر ماری
کہ او نالائق مانتا نہین امیر نے وہ چھڑی خالی دیکر ایک ہاتھہ جو عقرب سلیمانی کا مارا تو بسان خیار
دو ٹکڑے اُسکے ہوگئے غل و شور ہوا تاریکی ہوئی پھر آواز آئی کہ مارا اژدر سوار کو اب جو روشنی ہوئی دیکھا
تو اشقر کھڑا ہی امیر آسیر سوار ہوئے اور بسم اللہ کہکر چلے اب جو دیکھا تو سب سردار بھی آکر حاضر ہوے
کہ وہ اِسی ضرغہ مین اسیر تھے امیر نے اُسکو قتل کیا تو وہ بھی سب چھوٹ گئے اور ہمراہ امیر کے
روانہ ہوے اور سمت لشکر ظفر پیکر چلے یہان قہرمان بارگاہ سلیمانی مین بیٹھا ہی اور سب لشکر تباہ
و برباد ہوگیا ہی ہزارون خداپرست بدرجۂ شہادت جانبر ہوچکے ہین کشتون کے پشتے لاشون کے
انبار میدان مین لگے ہین کہ امیر آکر پہونچے اور نعرہ رعد آسا بلند کیا بختیارک نے کہا کہ مرگ تو
مبارک باشد مر لیا باجی لقا گھبرا گیا اور قہرمان گھبرا کر باہر نکلا امیر نے اُسکو دیکھکر للکارا کہ باش
او کافر سیحیا اب کہان جائیگا میرے ہاتھہ سے یہ نعرہ سُنکر تمام ساحران نابکار مین جلد جلد کمربندی ہوگئی
اور لقا و بختیارک بھی باہر نکل آئے اور لگی سحر کی مار ہونے مگر امیر نامور نے اسم اعظم پڑھا کہ سحر تو
چل نہ سکا مگر تلوار کھینچی اور شمشیر زنی شروع ہوئی پھر تو یہ عالم ہوا کہ نظم

بجنبید لشکر چو دریا ز باد
ز جا اندر آمد چو آتش قباد
بر آمد خروشیدن دار و گیر
درخشیدن خنجر و زخم تیر

بران ترک زرین وزرین سپر
زشنگرف نیرنگ زد بر ترنج
غریویدن مرد و غرنده کوس
درید دل شیر و چرم پلنگ
فرو رفت و بر رفت روز نبرد
بشمشیر و خنجر بگرز و کمند
ہزار و صد و شصت گرد دلیر

غمین شد سر از چاک چاک تبر
دو لشکر بہم اندر آویختند
ہمی کرو بر رعد غران فسوس
ہمہ روے صحرا سر و دست و پاے
سیاہی نم خون و بر ماہ گرد
برید و درید و شکست و ببست
بیک زخم شد کشتہ در جنگ شیر

تو گفتی کہ ابرے برآمد ز گنج
تو گفتی بیکدیگر آمیختند
ز آسیب شیران پولاد چنگ
بزیر سم اسپ جنگ آزماے
بروز نبرد آن یل ارجمند
یلان را سر و سینہ و پا و دست

قہرمان بے ایمان اس جنگ مین جو سامنے امیر باتوقیر کے آیا امیر نے اُسکے حربہ کو رد کرکے جو عقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا تو اسکے کام سر پر بیٹھکر تلوار اژدر کو کاٹکر زمین مین در آئی مع اژدر و قہرمان چار پرکالے ہوے شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا تاریکی ہوگئی آواز آئی کہ مارا قہرمان کو اندھیرا چھا گیا بختیارک اور لقا بھاگ کر اندر قلعہ عقیق کوہ کے چلے گئے بھگدڑ ہوگئی تمام کافر شعر شکستہ سلیح و گسستہ کمر نہ بوق و نہ کوس و نہ پا و نہ سر بھاگ کرکے قلعہ مین آئے اور لاکھون آدمی مارا گیا لقا نے دروازہ قلعہ کا بند کرالیا یہان طبل فتح و ظفر بجا اُدھر صحرا مین بادشاہ کو ہوش آیا اِنکو اور ناموس امیر کو عیار لیکر آئے بازاری بیوپاری سب آکر پھر آباد ہوے نئے سرے سے بستی ہوئی خادمان محل مین رتجگے اور صحنکین ہونے لگین بارگاہ مین ناچ و راگ و رنگ ہونے لگا اُدھر لقا نے بختیارک سے کہا کہ اے شیطان درگاہ سن فتح تو میری ہوگئی تھی مگر قہرمان جادو نے دل مین سمجھا کہ مین نے اپنے سحر سے غلبہ خدا پرستون پر پایا ہے اور وہ میری خداوندی کی کچھ حقیقت نہ سمجھا اِس وجہ سے مین نے خفا ہوکر اُسکو غارت کردیا اور وہ کتے کی موت مارا گیا اگر غرور نکرتا تو وہ ہی فتحیاب ہوتا اِس کلام کو سُنکر تمام کافر سجدہ کرنے لگے اور گویا ہوے کہ آپ خداوند برحق ہین اب ہی کی تقدیر سچ ہے کہ وہ مارا گیا غرض اب اُسکو تو رنج مین چھوڑو اور امیر کو عیش کرنے دو لیکن حال غضنفر بیان کیا جاتا ہے

داستان دلستان لڑنا غضنفر کا ساحران افراسیاب سے اور مقابلہ مہرخ کا مہران جادو سے اور لقا کا لڑنا اور آنا بلوط کج گردن کا اور مقابلہ کرنا حیرت بدسیرت پر عیارون ہو عمرو کا عیاری کرنا اور حسین جادو سے مخمور کا مقابلہ پھر غضنفر کا برق بلا افگن کو مارنا و ملکہ تمسہ و شمشاد قد

آگر شریک مہرخ ہونا اور افراسیاب سے مقابلہ کرنا اور ملکہ بران کا لشکر بیشمار جمع کرکے آنا اور دو داستانین متعلق اسی مضمون کے

لمولفہ

ہان ای مرے مہربان ساقی
زندگی ہی تو ہی جان ساقی
وہ مے کہ جو کھوئے سرگرانی
وہ مے کہ جو ہوئے ارغوانی
وہ بادہ جو کرے مجھے مست
وہ مے کہ عدو بھی جس سے ہو پست
اُس مے کا پلادے ساقیا جام
جس سے کہ برآئین سب مرے کام
گلشن مین کھلے ہین پھول خوشرنگ
بلبل کے ترانے مین ہی آہنگ
ہی لالہ چمن مین صورت جام
اور نرگس باغ مست خودکام
سنبل کی ہی زلف پیچ کھاتی
میخوارون کو پیچ مین ہی لاتی
انگور کو تاکتے ہین میخوار
ہین بنت عنب کے عاشق زار
ہی غنچۂ مینا دیکھو بادل
غنچہ ہی ہر ایک مے کی بوتل
پھولون کے بھرے بھرے ہین چھاگل
پتے ہین ہرے ہرے نمودار
پانی کو ہی موج نشۂ مے
متوالون کی طرح جھومتا ہی
رندون کا ہی باغ مین اجارا
میخانہ بنا ہی باغ سارا
کلیان لیتی ہین سب جماہی
ہی سرو بصورت صراحی
سوسن کی زبان ہی جو خاموش
ساقی یہ سبھی ہوئے ہین مدہوش
ای ساقی بزم بادہ خواران
ای راہ نمائے سبکساران
وہ دے مجھے مے کہ ہون مین بیہوش
ساقی مجھے کر دے خود فراموش
واعظ کی نصیحتین نہ مانون
ساقی ساقی ہی مین پکارون
گلشن مین کھلے ہین پھول ساقی
لا تو بھی پلا دے پھول ساقی
اودی اودی گھٹا گھری ہی
ہان یہ ہی تو وقت میکشی ہی
مرغان چمن ہین چہچہاتے
دختِ رز کے سہاگ گاتے
مہمان ہی بہار زندگانی
دے مجکو شراب ارغوانی
ہان توبہ شکن پلا مجھے مے
کچھ ساقیا مجکو بیخودی ہو
چومون قدم اپنے ہوش کے مین
اور صدقے ہون اپنے جوش کے مین
مضمون سے شکل یار لپٹون
افسانہ عجیب تر مین لکھون
جینے کا تو لطف میکشی ہے
اٹھ مجکو پلا دے ساغر مے
بس پی چکے جاہ خوب مے کو
اب اک رنگین فسانہ لکھو
زندہ کنِ مردۂ مضامین
جان قصہ را داد و کرد تزئین

حنا بندان پنجۂ رنگین شاہد سخن وہ ہفت سازان زیور عرائس مضامین زینت دہ انجمن وارفتگان شیرین زبان کلام رنگین مطلوب معانی و شیفتگان گیسوے جانان تقریر دلپذیر خوش بیانی گلدستہ طرازان سررشتہ سخنوری و رونق دہندگان بزم افسانہ گستری مہمان داستان کو کاشانۂ بیان مین اسطرح

متمکن فرماتے ہین اور صحراے تقریر مین صید مضمون کو یون شکار کرتے ہین کہ شہزادہ غضنفر
جسوقت اُس ساحر کو مار چکے اور اسم اعظم کو بھی امیر کے رہا کر چکے تو اُنکو اشتہا غالب ہوئی
اور مارے بھوک کے بیقرار ہو کر ایک سمت کو روانہ ہوے اِنکو تو راہ مین چھوڑو مگر حال سنو کہ شمسہ
اور شمشاد قد کہ اِنھون نے زردہشت جادو فرستادہ افراسیاب جادو کو کہ جو واسطے
پکڑنے کے آیا تھا اور لڑکر زخمی ہوگیا تھا اور شکست کھا کر اِن دونون کے ہاتھ سے بھاگ کر
چلا گیا تھا اور اُسوقت شمشاد قد اپنے قلعہ مین جا کر متمکن ہوئی تھی اور شمسہ جادو بھی اپنے مقام پر
نہایت مضطر اور پریشان بیٹھی ہوئی تھی اور یہ حال جو اُسکو زبانی ساحران زردہشت کے معلوم
ہوا تھا کہ تیری دختر قمر طلعت نے توسن جادو سے کہکر غضنفر کو بلوا لیا تھا تو اِسوجہ سے
اُسکو کمال شرمندگی اور ذلت حاصل ہوئی تھی بس اُسنے جھلا کر قمر طلعت کو تو اندر تہ خانے
کے قید کیا اور توسن جادو کو بھی قید شدید مین رکھا اور آپ سوار ہو کر شمشاد کوہ پر پاس شمشاد
کے چلی گئی اور جا کر اُس سے کہا کہ ای بہن تقدیر سے سب ناچار ہین اور کسی کا بس حکم خدا سے نہین
چلتا ہی مین کیا حال اپنا کسی سے بیان کرون مجکو تو اُس گیسو بریدہ نے کہین کا نہ رکھا اور سب کے
روبرو ذلیل اور خوار کروایا اور تمسے بھی مجکو زردرو ہونا پڑا یہ کہکر تمام حال قمر طلعت کا بیان کر دیا
شمشاد قد نے سُنکر کہا کہ بہنا اب تو جو کچھ کہ ہونا تھا وہ ہوگیا رنج اور غم کھانے سے کیا ہوتا ہی کسواسطے
کہ افراسیاب سے تو بالکل بگڑ گئی ہی عذر خواہی بھی کرینگے تو وہ سماعت نہین کرنے کا اِس سے
یہی مناسب ہی کہ اپنی جان پر کھیل جاؤ اور جو کوئی کہ اُسکی طرف سے آئے اُسکو بلا تامل مار ڈالین
جو چاہے وہ ہو جاے مین تو اپنے دل پر یہی ٹھان چکی ہون شمسہ جادو نے اِس تقریر کو سُنکر کہا کہ میرا بھی
یہی ارادہ ہی کیونکہ مرنا تو ایکدن مقرر ہی پھر پڑے نہ موے لڑ موے اِسکے سوا اب کوئی تدبیر حقیقت مین
بہتر نہین ہی یہ کہکر اور آپسمین مشورہ کر کے اپنے اپنے سحر کو تیار کرنا شروع کیا اور سب اپنے ملازمون سے
بھی کہدیا کہ آمادۂ مرگ ہو جاؤ اور جہانتک کہ تمسے ہو سکے سحر کو تیار کر لو اب یہان تو دونون لشکرون مین
تیاری ہو رہی ہی اور وہان افراسیاب کو جو یہ خبر پہونچی کہ زردہشت تو زخمی ہوگیا اور ملکہ شمسہ
اور ملکہ شمشاد دونون آمادۂ رزم و پیکار ہین تو وہ نہایت برہم ہوا اور گلزار جادو کو حکم کیا کہ تم جا کر
دونون کے سر کاٹ کر جلد لے آؤ وہ اُسی وقت چالیس ہزار ساحرون سے سوار ہو کر روانہ ہوا اور

اگر سامنے شمشاد کوہ کے فرو کش ہوا بلکہ طبل جنگ بجوا دیا شمشاد کو جو حال معلوم ہوا تو اُسنے بھی طبل جنگ پر چوب دلوائی پھر تو طرفین سے تیاری حرب و ضرب کی ہونے لگی اور افراسیاب کو خیال آیا کہ شمشاد قد کے ہمراہ تو شمسہ جادو بھی ہو گئی ہی اور تو نے تنہا گلزار کو بھیجا ہی ایسا نہو کہ اُسکی شکست ہو جائے کسی اور کو بھی اُسکی مدد کے واسطے روانہ کر دے کہ وہ جا کر کوہ شمس کو برباد کرے یہ سوچکر اُسنے پیکار جادو کو حکم کیا کہ تم جا کر کوہ شمس کو برباد کر دو کہ اُسکا نشان تک باقی نرہے اور وہان سے جو پھرنا تو شمشاد کوہ کے اوپر آکے ٹھہرنا اور دیکھنا کہ اگر گلزار جادو نے اُسکو فتح کر لیا ہی تو پھر تم خبر نہو نا ورنہ تم بھی گلزار جادو کے شریک ہو جانا اور برقرار واقعی لڑکر سبکو قتل کر ڈالنا پیکار جادو نے کہا کہ بہت اچھا اور رخصت ہو کر تیس ہزار ساحر سے روانہ ہوا اور بر سبیل یلغر جا کر کوہ شمس پر پہونچا ملکہ شمس جادو تو اُس مقام پر نہ تھی اُسنے میدان خالی پا کر شمسہ کے لوگون کو مارنا شروع کیا وہان بھی بڑے بڑے ساحر زبردست تھے اُنھون نے بھی حربہ ہاے سحر پکڑے اور پیکار کے ساتھ سرگرم پیکار ہوے نارنج ترنج رائی سرسون اُرد بنولے مٹر کے دانے ہار فلفل گچھے سوئیون کے مارنا شروع کیے طرفین سے چوٹ چلنے لگی ہر سحر کے عمل مچانے لگے ساحرون کا کلیجہ کھانے لگے آندھیان اُٹھین بگولے پیچ و تاب کھاتے تھے اگیا بیتال شعلہ بن بنکے ڈراتے تھے ایک طرف سے سوار کارزار کر رہے تھے بہادر مر رہے تھے تلوار چل رہی تھی کشتی جان بہادران بحر مرگ مین ڈوبی تھی خنجر آبگون نے جان ہر ایک کی لی تھی کہ اشعار

		برآمد یکے ابر بر سان قیر
سیہ گشت بر چرخ بہرام پیر	دو لشکر برآمد ز یک دشت جاے	نہ سر بود پیدا نہ پا
برآمد ز ہر دو سپہ بوق کوس	زمین کرد با آسمان دست بوس	ز نعل ستوران پولاد ساے
زمین چون فلک خواست رفتن ز جاے	سر نوک نیزہ ستارہ بہ ببرد	سر تیغ تاب از شرارہ ببرد

سب ملازمون نے ملکہ شمسہ جادو کے صلاح کی کہ ہماری مالکہ تو اس مقام پر ہی نہین اور لڑائی بیطرح پڑی ہی پھر بے سردار کے کہانتک لڑینگے ایسا نہو کہ قلعہ ہاتھ سے جاتا رہے اس سے ہمارے نزدیک تو یہ امر بہتر ہی کہ توسن جادو کو ملکہ قید کر گئی ہین اور وہ نہایت زبردست ساحرہ ہی اُسکو رہا کر دو اور ملکہ قمر طلعت کہ روشنی چشم اور چراغ خانہ شمسہ ہی اُسکو بھی رہا کر دو اور کسی طرف کو لیے ہوے چلے جاو شاید کہ کچھ پیچ پڑ گیا تو پھر غضب ہو جائیگا اور ملکہ سوا

اسباب کے اور کچھ نہ کہینگی کہ تمنے میری لڑکی کو جان بوجھکر ہاتھ سے کھو دیا اور لڑائی مین کسی کا اجارہ نہین ہی خدا جانے کہ کون فتح پائیگا اور کسکی شکست ہوگی غرض سب نے اِس بات کو پسند کیا اور اُسی وقت توسن جادو اور قمر طلعت کو قید سے سب ساحرون نے رہا کر دیا توسن جادو نے جو دیکھا کہ لڑائی ہو رہی ہی تو وہ خود مقابلہ کو نکلی اور سرگرم کارزار ہوئی آخرکار پیکار جادو کے اوپر سحر غالب نہ آیا تو اسوقت سب ساحر شمسہ کے بدحواس ہوے اور ارادہ بھاگنے کا کیا قمر طلعت نے جو یہ حال دیکھا تو زار زار رونا شروع کیا اور طرف آسمان کے ہاتھون کو اُٹھا کر اس طرح سے مصروف دعا ہوئی کہ اے پروردگار عالم مین تازہ مسلمان ہون اور وہ دستگیر بھی میرا مجھسے چھوٹا ہوا ہی تو واسطے اپنے حبیب کا کہ میرے وارث کو جلد میرے پاس پہونچا دے کہ مین طفیل اُسکے اِس عذاب الیم سے رہائی پاؤن القصہ قمر طلعت تو مصروف دعا تھی کہ بقدرت بے نیاز غضنفر بن اسد جو اُدھر سے آتے تھے اِس طرف کو آنکلے اور کوہ شمس کو جو دیکھا تو بیقرار ہوگئے مرکب کو اُڑایا اور آکر اوپر کوہ کے پہونچے دیکھا کہ تلوار چل رہی ہی بس اِنھون نے باگ مرکب کی کی اور پکارے

اشعار

شہنشاہ دوران یلِ نامدار	غضنفر منم ابن اسد شہسوار
کنم روے کشور ہمہ بے سپاہ	ستانم گذرگر دار چہ رخ وماہ
ہمہ راہ ورسم پلنگ آورم	سر سرکشان زیر چنگ آورم

یہ نعرہ کرکے اُس نیمچہ سحرکش کو اِنھون نے نیام سے لیا اور فوج ساحران پر گرے اب تو نخل تن سب کے قطع ہونے لگے سر مثل برگ خزان کے جھڑتے تھے موت کی ہوا گلہاے ہستی کو مرجھا رہی تھی بسان سرو قامت آزاد تھے شجر قامت برباد تھے نہر خون کی جاری تھی زخمون کی گلکاری تھی

اشعار

	زنالیدن بوق وبانگ سپاہ	تو گفتی کہ خورشید گم کردہ راہ
سپر در سپر یافتہ دشت وراغ	درخشیدن تیغہا چون چراغ	جہان سربسر گشتہ دریاے قار
برافروختہ شمع زو صد ہزار	زخون خاک میدان کین گشتہ سیر	زشمشیر شیران ہمی رستخیر
کمند از کمین بر زجا میگرفت	زگرمی روان را روان میگرفت	برآمد خروشیدن دار وگیر
چو باران بہارید گرز و بین و تیر	زبس نیزہ و تیغ زہر آبدار	ہمہ تیرہ بد چشم خنجر گزار

بہ پیوستہ گرد چو ابر سیاہ
کہ تاریک شد روے خورشید و ماہ

غرض اُسی ہنگامہ کارزار مین پیکار جادو کو للکارا اور اُسنے غضنفر کو دیکھکر ایک ہاتھ سحر کی تلوار کا مارا اُنھون نے خالی دیکر جو ہاتھ تلوار سحر کش کا مارا تو اُسنے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا مگر اُس نیمچہ نے کہ ساحر کے خون کا پیاسا تھا سپر کو کاٹ کر اُسکے سر کو سراسر کاٹا اور زمین مین آکر ٹھہرا اُسکے مرنے سے آواز گیر و دار کی بلند ہوئی اور اندھیرا ہو گیا بعد اُسکے آواز آئی کہ مارا پیکار جادو کو اب جو ملکہ قمر طلعت کو حال معلوم ہوا کہ پیکار جادو مارا گیا تو یہ سجدۂ شکر خدا مین جھک گئی اور اُدھر ساحرون نے پیکار جادو کے بھاگنے کا ارادہ کیا تو توسن جادو ساحران شمسہ کو ہمراہ لیکر اُنکی سد راہ ہوئی اور غضنفر نے نیمچہ سحر کش کے نیچے سبکو رکھ لیا آخر ہزارون مارے گئے بقیۃ السیف بھاگ کھڑے ہوے غضنفر اُنکے خیمہ و خرگاہ کو لوٹ کر ملکہ قمر طلعت کے باغ مین آیا اشعار

نئے سر سے آئی چمن مین بہار
غضنفر بھی اور ملکۂ گلعذار
وہی ساقی و جام مینا وہان
وہی گلبدن اور وہی بوستان
لگا چلنے آسیمین دور شراب
لگے بجنے محفل مین چنگ و رباب

اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ خورشید دیوانکدۂ چرخ سے دربار برخاست کرکے کاشانۂ مغرب مین گیا اور زاغ شب نے پر پرواز اپنے کھولے نظم

فراغت کش مکش سے پائی سب نے
سمجھ کر قصد خورشید جہانتاب
سیاہی وہی ابھر کر بخت شب نے
بڑھا مغرب کے جانب مائل خواب

رات کو شہزادۂ غضنفر نے جلسۂ عشرت آراستہ کیا لب نہر شہزادی کو لا کر بٹھایا دور جام مئے ارغوانی کا چلنے لگا پھر تو یہ عالم ہوا کہ اشعار

کبھی کچھ اور جوشش مدعا تھا
کہ شب تھوڑی ہی مزون کے جوش ایسے
مئے خوشرنگ چھلکا کر بھرا جام
بہار عمر ہین معشوق و ساغر
نزدک اسوقت پیارے اپنے جیکو

کہین سینہ سے سینہ کی رگڑ تھی
بھلا ارمان سب نکلینگے کیسے
ملا لب سے کہا پی اسکو جانی
یہ خالق نے دیے تجکو برابر
لب گلگون کا بوسہ اک ہمین دے

کہین لب لب سے لذت آشنا تھا
کہین رغبت یہ سمجھاتی تھی جی کی
کہ اتنے مین بھرا اک جام گلفام
کہ حاصل کچھ ہو لطف زندگانی
غنیمت جان لطف زندگی کو
کہ دیکھین حوصلے کیسے ہین تیرے

سامنے رقاصان مہر طلعت رقص کرنے لگین اب چاندنی سہ کی دل آرام ہوئی ہر طرف چادر نور

بجھی تھی اور خواصین ملکہ کی بادلہ بچھونے مین بھرے اُڑا رہی تھین باہم شاہزادہ اور ملکہ مین اختلاط ہوتا تھا اوس گر رہی تھی رات بھیگتی تھی فلک پر تارے چھٹکے ہوئے تھے پروانون کے جگر سے سوز کی بو آتی تھی اسی ہنگامۂ عیش و نشاط مین وہ شب گذری اور وہ زمانہ آیا کہ رنگ سحر کافوری ہوا اور جمال شب نے سفیدی پیدا کی اشعار

اُٹھا سامان اجازت چاہی شب نے — کہ جب جوش سحر اُمڈا زمین پر
یہ باتین تھین کہ رخصت چاہی شب نے — نظر آئے نئے سامان بہتر

ہنگام سحر شہزادہ غضنفر نے نماز سحر کو ادا کیا اور پھر وہان سے میر شکار کو بلا کر سامان شکار کی درستی کا حکم دیا پھر تو اشعار

روان بحر لشکر ہوا موج موج — گئی چشم خورشید تک گرد فوج
بحار و صحاری پہ ہی عرصہ تنگ — نگریان سراسیمہ ہین وان پلنگ — چکارے ہرن دونون مین فکرمند
دلون مین ہراس کمان و کمند — کہین گرگ وادی کو فکر گریز — نظر آیا ادھر اودھر گرے شیر تیز

یہ شہزادہ سوار ہو کر برائے شکار جانب صحرا روانہ ہوا اور بہت سے جانورون کو صید کر کے ایک ہرن کے تعاقب مین گھوڑا اُٹھایا اور تمام دن چلے مگر ہاتھ نہ آیا آخر ایک مقام پر ٹھہر کر آسایش کی اور پھر وہان سے اُٹھکر ایک سمت کو روانہ ہوئے لشکر سے چھوٹ گئے اب انکو ادھر جانے دیجیے لیکن حال ملکہ نسیم جالندری کا سُنو کہ یہ جو اُس روز غضنفر سے جدا ہو گئی تو پیچھے ایک درخت کے حیران اور پریشان کھڑی ہوئی ادھر اُودھر بنگاہ حسرت دیکھ رہی تھی کہ نگاہ اُسکی طرف آسمان کے جو گئی تو دیکھا اُسنے کہ ایک ساحر مرکب کو اُڑائے ہوئے بروے ہوا چلا جاتا ہی یہ تو اُسکو دیکھکر خوف زدہ ہوئی اور اُسنے جو دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین زیر درخت مثل آفتاب تابان کی استادہ ہی تو اُسنے اپنے گھوڑے کو فورًا قریب اِسکے اُتارا اور پاس آکر کہنے لگا کہ ای جان جہان تو گل کس گلستان کی ہی اور شمع کس محفل بزم افروزی کی ہی اور اس مقام پر تیرا آنا کس وجہ سے ہوا ہی اور میری تو جان تجکو دیکھکر نکل گئی ہی مین عمر بھر غلامی مین تیری حاضر رہونگا تو مجکو اپنے غلامون مین منظور نظر کرلے اور اِس گھوڑے پر میرے سوار ہو لے کہ ہزار کوس زمین سے اونچا اُڑتا ہی اور اسپ باد خور اِسکا نام ہی کیا مجال ہی کسی دیوزاد یا پریزاد کی کہ جو برابر اِسکے اُڑ سکے اِس تقریر کو سُنکر ملکہ ایک تو پریشان اور حیران ہو رہی تھی اب اور مضطر ہوئی اور روبرو اُسکے منت اور سماجت کر کے کہنے لگی کہ اے مین جان سے اپنی عاجز ہو رہی ہون

تو میرے پیچھے نہ پڑ اور میرے خیال سے درگذر مین تیرے ساتھ نہین جاؤنگی غرض ہرچند ملکہ نے
منت اور سماجت کی مگر اُس کافر نے ایک بات بھی نہ مانی اور کہنے لگا کہ اگر تو ساتھ سہولیت کے
میرے ساتھ چلنے مین عذر کریگی تو پھر مین تجکو بجبر لیجاؤنگا اور میرا کوئی کچھ نکر سکیگا مین کسی سے
نہین ڈرتا ہون تیرا کدھر خیال ہی یہ کہکر دست درازی پر موجود ہو گیا اُسوقت ملکہ نے کہا کہ ارے
ظالم اظلم مین لاوارث نہین ہون تو میرے جسم کو خبردار ہاتھ نہ لگانا و گرنہ ابھی ہاتھ تیرے جل
جائینگے اور مفت مین تو مارا جائیگا اُسنے کہا کہ میرے تئین کوئی پائیگا کہان کہ جو مجکو ماریگا مین تجکو
اپنے آگے اوپر اپنے مرکب بادخور کے بٹھلاؤنگا وہ زمین سے ہزار کوس اونچا ہوا پر جاتا ہی پھر اُسکو
کوئی شخص کیونکر پائیگا کہ جو ماریگا اور تو اُسکے ہاتھ آئیگی اس سے بھی تو بہر صورت مطمئن رہ اور
میرے ساتھ چلی چل مین سارے اپنے گھر کا تجکو مالک و مختار کردونگا اور اگر کوئی وارث تیرا
پیدا ہوگا تو اُس سے بھی مین سمجھ لونگا تو خوف اور اندیشہ کسی امر کا نکر میری جان تیری جان کے
ساتھ اتنو مل کو لگی ہوئی ہی القصہ اس طرح سے بگڑکر جو اُسنے کہا تو ملکہ مایوس ہو کر درگاہ خدا مین
دست بدعا ہوئی بقدرت پروردگار عالم ملکہ بروے آسمان نظر حسرت سے دونون ہاتھ اُٹھائے
ہوئے دعا کر رہی تھی کہ یکبارگی غضنفر جو اُدھر سے آتے تھے اس طرف کو آکر پہونچے ملکہ تو دیکھکر
غضنفر کو مانند گل خندان ہو گئی اور اُس کافر سے بکشادہ پیشانی اس طرح سے ہمکلام ہوئی کہ ارے
او حرامزادے دیکھ کہ وارث وہ نمودار ہوا تو بکتا کیا تھا اُسنے جو پلٹ کر دیکھا تو ایک نوجوان کمسن کو
مثل نیر اعظم اوپر اسپ باد رفتار کے فی الواقعی آتے ہوئے پایا مگر بچہ سمجھ کے کچھ خیال بھی اُسنے
نکیا کہ یہ کیا مال ہی آپمین غضنفر کی نگاہ جو اوپر ملکہ کے پڑی تو دیکھا کہ پریشان اور مضطر زیر درخت
کھڑی ہوئی ہی اور ایک ساحر کچھ باتین سینہ زوری کی کر رہا ہی بس انکو تاب باقی نرہی بیقرار ہوکر
طرف ملکہ کے باگ مرکب کی لی اُس ساحر نے جو انکو آتے دیکھا تو یکبارگی اُٹھکر کھڑا ہوا اور پکارا
کہ او چھوکرے خبردار ادھر آنے کا ارادہ نکرنا ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا غضنفر نے کہا کہ
او مردک کیون تیری شامت آئی ہی یہ کہکر اُسکے قریب آئے اُسنے ایک ہاتھ تلوار کا مارا انھون نے
اُسکے وار کو خالی دیکر نیمچہ سحر کش جو مارا دو پرکالے ہوے شور اُسکے مرنے کا برپا ہوا اور شہزادہ نے
مرکب سے اُترکر ملکہ نسیم جالندری کو گلے سے لگایا اور بہت تشفی و دلداری کرکے ایک درخت

سایہ دار کے نیچے آکر ٹہری ملکہ نے اُس اسپ بادخور کی تعریف کی اور کہا کہ ای شہریار یہ مرکب بروے ہوا جاتا ہی شہزادہ نے فرمایا کہ یہ میرا ہی مرکب ہی خدا نے مجکو لوا یا القصہ وہ رات اور دن صحرا مین بسر کی اور دوسرے روز اپنے مرکب پر ملکہ کو سوار کیا اور آپ اسپ بادخور پر سوار ہوے اور وہان سے چلے انکو تو راہ مین چھوڑو مگر اب ذکر افراسیاب جادو کا سنو کہ پیکار جادو کو غضنفر نے قتل کیا تھا تو اُسکی لاش کو اُسکے لوگ لیکر طرف افراسیاب کے بھاگے تھے وہ جو روتے پیٹتے لاش کو اُس نابکار کی لیے ہوے او پر در دولت افراسیاب کے پہونچے اور دُہائی دیکر داد خواہ ہوے وہ غل اور شور کو سُنکر بدحواس ہو گیا اور ان سبھون کو بلا کر سامنے اپنے پرسان حال ہوا اُنھون نے جو کچھ کہ ماجرا گزرا تھا وہ سب بیان کیا اور کہا کہ غضنفر نے آکر پیکار کو مار ڈالا ورنہ وہ کوہ شمس لے چکا تھا افراسیاب نام غضنفر کا سُنکر برہم ہوا اور ہیکل جادو کو حکم کیا کہ جلد جاؤ اور جا کر شمسہ اور شمشاد قد اور غضنفر کا سر کاٹ کر لے آؤ خبردار بھاگ کر جانے نپا وین ہیکل جادو چالیس ہزار ساحرون سے سوار ہو کر فوراً روانہ ہوا اِسکو تو راہ مین چھوڑو اور حال سُنو شمشاد کوہ کا کہ وہان جو گلزار جادو نے طبل جنگ بجوایا تھا تو رات کو تیاری سحر مین دونون لشکر مصروف رہے بیر ونکو بھینٹین ملین اور جھٹکے کیے گئے ڈھول جھومنے لگے سنگالی ڈہرو بجانے لگے مسان کی مٹی لیکر جوت کا دیا قائم کیا زردھین اُڑانے لگے کہین منترون کی جاپ تھی لونا چماری اور دھنترا اور جوگی جیپال کی دہائی دیتے تھے کوئی منتر پڑھتا تھا کہ کالی کالی مہاکالی کالی کلکتہ والی بیتال کا پانی پیتی دشمن کی جان لیتی آگ لگائے سرگ کو جائے جو بیری ہو مارا جائے پڑھو دیوالی مین ایسر با چا جو ہمارا کام نہ کرے تو وہ دھوبی کے کنڈ مین پڑے غرض اسی ہنگامہ مین وہ زمانہ آیا کہ زنگی شب نے دریاے نور سحر مین غوطہ مارا اور ساحر آفتاب ترنج زرین لیکر میدان مین آیا کہ اشعار

ہوا افسانۂ شب جب فراموش
صدا آئی گجر کی تا لب گوش
وہ ڈھنڈھلا ین مٹا پیش نظر سے
نگاہین لڑ گئین حُسن سحر سے

ملکہ شمسہ و شمشاد قد دونون تخت سحر پر سوار ہو کر عرصۂ کارزار مین آئین اُدھر سے گلزار جادو بھی اپنے اژدر پر سوار ہو کر مقابلہ مین آیا دونون جانب کو صف آرائی ہوئی گھنٹے اور ناقوس بجے جے جے سامری کا غل ہوا ابر سحر برسا کر گرد و غبار کو بٹھایا میدان کارزار مثل آئینہ بنایا ڈنکے گرجنے اور بجنے لگے ترسول اور پنسول بلند ہوے

نقیبون نے نکل کر صدا دی کہ ای ساحران نامی دیکھو کہ نہ سامری ہی نہ زردہشت نہ ساحر مشتمش ہی دنیا کا یہ حال ہی کہ نظم

شگون یان کا دیکھا سراسر شتاب ۔ چلے جاتے ہین کوہ جیسے سحاب
جہان ایک ماتم سرا ہی عجب ۔ نہین جائے باش ہی یہ جائے عجب
نہ جدول رہیگی نہ سرو روان ۔ گلستان کو پائینگے ہو کا مکان

کونسا دلاور نامدار ہی کہ جو آج نکل کر میدان مین اپنا ہنر دکھائے یہ کہکر نقیب تو کنارے ہوئے اور گلزار اپنے اژدر کو اُڑا کر میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ ای شمشہ جادو آؤ میرے مقابلہ کو شمشہ تخت اپنا اُڑا کر سامنے اُسکے گئی اُسنے ایک گولہ سحر کا مارا کہ تخت ملکہ کا ٹوٹ گیا اور شمسہ جادوگر پڑی اُسوقت شمشاد نے اپنے مرکب سحر کو نکالا مگر وہ مرکب بھی مارا گیا اور گلزار جادو غالب آیا اور تلوار سحر کی کھینچکر سپر کو چہرہ کی پناہ کرکے لشکر شمسہ کی طرف چلا اُسوقت شمسہ جادو اور شمشاد قد تلوار سحر کی کھینچکر اُسپر آپڑین اور دونون طرف سے ہاتھ تلوار کے چلے شمشاد نے سپر کو سحر کی آڑ کیا مگر وہ تلوار سپر کو کاٹ کر خود پہ اُتری گلزار نے داستانہ سحر کا مار کر تلوار کو دُور کیا اور اُسکے جواب مین آپ تلوار ماری شمشاد نے وہ تلوار خالی دی مگر ہلکا سا زخم شانہ پر آیا یہ ماجرا دیکھکر شمسہ نے درمیان مین آکر شمشاد کو تو ہٹا دیا اور آپ ایک تلوار گلزار کے ماری اُس روسیاہ نے ترسول سحر پر اُسکو روکا مگر ترسول کے دو ٹکڑے ہوے اُسوقت اُسنے گھبرا کر انگوٹھی جمشید کی دکھلائی کہ اُسکی چمک سے شمسہ بیہوش ہو گئی اور اُسی عالم مین گلزار نے چاہا کہ مین سر کاٹ لون یہ ماجرا جو لشکر شمسہ نے دیکھا تو بدحواس ہو کر لینا لینا کہتے ہوے دوڑے اُسوقت بقدرت خدا غضنفر بن اسد گھوڑا ڈالے ہوئے یہان آکر پہونچے اور انھون نے دیکھا کہ نارنج ترنج سحر کے اُچھل رہے ہین اِس زور شور سے کہ جیسے آگ لگی ہوئی ہی بس انھون نے اپنے اسپ بادخور کو جو اشارہ کیا تو وہ اُڑکر بڑھے ہوا بلند ہوا اور وہان سے جو انھون نے دیکھا تو شمسہ تاجدار کو بیہوش پایا اور ایک ساحر سیہ رو کو دیکھا کہ وہ سر اُسکا کاٹا چاہتا ہی بس یہ دیکھکر مثل ہوا کے قلب لشکر مین سر پر گلزار جادو کے آکر اُترے اور نعرہ کرکے للکارا کہ ای خیرہ سر تیرہ روزگار دست انخو در انگہدار

کہ ما هم رسیدیم اُسنے جو اس آواز کو سُنا تو بغیظ و غضب تمام شمشیر سحر کو مارا انھون نے اُسکے وار کو خالی دیکر جو نیمچہ سحر کش مارا تو اُسکے دو پرکالے ہوے پھر تو لشکر اُسکا لینا لینا کہکر شہزادہ پر آپڑا شاہزادہ نے زیر نیمچہ سحر کش رکھ لیا رستخیز قیامت زا برپا ہوئی پھر تو اشعار

تبه گرد بسیار در کارزار
کشیدند شمشیر و گرز آن سران
که بگرفت از آن روی خورشید رنگ

از آواز آن گرد سالار کش
برآمیخت باهم سپاه گران
فگنده همه دشت خرطوم پیل

به شمشیر از آن لشکر نامدار
نه بادیو جانے نہ پیل ہشش
یکے گرد برخاست در دشت جنگ
همه کشته دیدند بر چند میل

غضنفر نے سبکو بیک چشم زدن مار کر بھگا دیا اور سبکو ہٹا کر قریب شمسہ جادو کے آیا اور اُسکے لہو کو رومال سے پاک کیا اور کہا اے ملکہ شمسہ جادو آپ کچھ اندیشہ نہ کرین افراسیاب کی کیا مجال جو نگاہ کج دیکھ سکے اب آپ قلعہ مین تشریف لیچلیے اِس اثنا مین گلزار جادو کے ساحرون نے آکر گھیر لیا شاہزادے نے پھر آنکو درہم اور برہم کیا اب جو وہ بزور سحر اُڑکر بھاگے تو انھون نے بھی اپنے مرکب بادخور کو اشارہ جو کیا تو وہ بھی بلا کی طرح اُنکے پیچھے پڑا اور غضنفر نے مارے تلوارون کے ہزارون لاشون کو گرا دیا یہ رنگ جو غضنفر کا شمشاد اور شمسہ نے دیکھا کہ برسے ہوا پہ ساحرون کو چورنگ کرتا ہی اتو یہ دونون تعریفین کرکے دست بدعا برائے غضنفر ہوئین اور اِن دونون کے ملازم جو ساحر تھے وہ تعریفین کرنے لگے اور پکارے کہ اے شہریار سبحان اللہ کیا کہنا ہی اب پھر آیئے مگر انکو اُسوقت رن چڑھا ہوا ہی یہ اُن ساحرون کو مارتے ہوے چلے جاتے ہین انکو تو اِس حال مین چھوڑو مگر حال نسیم جالندری کا سنو کہ ہیکل جادو جو افراسیاب کے حکم سے طبل و بوق بجاتا ہوا چلا تو آتے آتے وہان آکر پہونچا کہ جہان ملکہ نسیم جالندری غضنفر کے مرکب پر سوار چلی آتی تھین اور غضنفر اسپ بادخور اُڑا کر آگے چلے آتے تھے یہ پیچھے رہ گئی تھین چنانچہ ہیکل جادو نے جو اُسکی صورت کو دیکھا ہزار جان سے عاشق اور فریفتہ ہوا مرکب کو اُڑا کر اُسکے پاس آیا اور گویا ہوا کہ اے سرو روان باغ خوبی اس صحراے سنسان مین تو یکہ و تنہا کدھر کو جاتی ہی اور تو بلبل کس گلستان کی ہی سچ بتا تجھکو اپنے دین و ایمان کی قسم ہی کیونکہ مین تیرا بندہ بے دام ہون اگر مجھکو اپنی غلامی مین قبول کرے تو مین تمام عمر غلامی سے گردن تابی نکرونگا ملکہ نے یہ کلام سُنکر کہا کہ او احمق کیون دیوانہ ہوا ہی جا اپنی راہ لے میرا مالک اور وارث شکار کو گیا ہی کہین ایسا نہو کہ وہ

آجائے تو جان تیری مفت جائے اور علاوہ اسکے پرائی ناموس سے ایسی باتین کرنا انسان کو لازم نہین
اُس کافر نے ملکہ کے کہنے پر مطلق خیال نکیا اور قریب آکر ایک ساحر سے کہا کہ نام اُسکا ثمر وجادو تھا کہ تم
اِس عورت کو اپنے ساتھ مرکب پر سوار کر لو جب ہم کہین قیام کرینگے تو سمجھ لینگے ثمر وجادو نے اُسکے
کہنے سے ملکہ ندر کو پکڑ کر زبردستی اپنے مرکب پر سوار کر لیا اب ہیکل جادو و شادان و فرحان وہان سے چلا
طبل و نقارے بجنے لگے صدائے طبل غضنفر کے کان مین پہونچی پس یہ وہان سے اسب باد خور
اُڑا کر جو آیا تو اُسنے دیکھا کہ ملکہ نسیم جالندری ایک ساحر کے مرکب پر سوار ہو اور ایک لشکر ہمراہ
چلا آتا ہی مگر ملکہ کا یہ حال ہی کہ ہر دم یہی چاہتی ہو کہ اپنے تئین گھوڑے پر سے گرا دون اور آنسو آنکھ سے
جاری ہین وہ ساحر کرنے نہین دیتا ہر دونون ہاتھون سے تھامے ہی یہ حال دیکھکر غضنفر گھبرا گیا
اور وہین سے باگ مرکب کی لی اور ہیکل جادو پر آپڑے مگر وہ قریب کوہ شمس پہونچ چکا تھا اِسجگہ
شمسہ اور شمشاد قد موجود تھین بلکہ شمشاد جو تھی تو پالکی مین لیٹی تھی اور انتظار غضنفر کے آنیکا
کر رہی تھی کہ ہیکل نے آکر سخت و سست کہکر حملہ کیا اور فوج غضنفر کے ہاتھ سے جو گلنار کی بھاگی تھی
وہ بھی آکر شریک ہیکل ہوئی اور بروے ہوا قائم ہوکر پکاری کہ ای ہیکل گلنار کو غضنفر نے قتل
کرڈالا ہی اب تم پیچھے رہنا اور ہم جاتے ہین شاہ جادو ان سے اطلاع کرینگے تم غضنفر سے لڑو ہم جاکر
اور ساحر کو تمھاری مدد کے لیے بھیجتے ہین یہ کلام سُنکر اِس ساحر نے کچھ جواب ندیا اور تلوار کھینچکر شمشاد قد
پر جا پڑا شمشاد ہر چند کہ زخمی تھی مگر جی داری کرکے یہ بھی لڑنے لگی اُدھر نسیم جالندری نے
جو غضنفر کو دیکھا تو پکاری کہ ای شہریار یہ کافر مجھکو زبردستی پکڑ لایا ہی اب اللہ تعالیٰ نے میری آبرو بچانیکو
آپ کو بھیجدیا ہی آپ اِسے جلد قتل کرین کہ مین رہائی پاؤن غضنفر یہ سُنکے نعرہ کرکے ثمر وجادو پر
آئے اُسنے نارنج سحر کا مارا مگر بسبب تیغہ سحر کش کے اُسنے تاثیر نہین کی اور غضنفر نے جو نیمچہ
سحر مارا تو مع مرکب اُسکے چار ٹکڑے ہوے پس اُسکو مار کر ملکہ نسیم کو اِسنے اپنے مرکب پر بٹھا لیا
قضا کار توسن جادو کو بھی خبر معلوم ہو چکی تھی کہ شمشاد کوہ پر ملکہ شمسہ اور شمشاد قد
دونون افراسیاب سے لڑ رہی ہین پس وہ بھی مع فوج وہان سے چلی اور یہان آکر
جو پہونچی غضنفر کو اُسنے سلام کیا اور کہا واہ واواہ کیا کہنا حضور کی شجاعت لیکن اب آپ
ایک کام کیجیے کہ ملکہ نسیم کو تو میرے حوالے کیجیے اور آپ اِن کافرون سے سمجھ لیجیے غضنفر نے

توسن کو اچھی طرح پہچانکر بلکہ نسیم کو تو اُسکے حوالے کیا اور کہا کہ یہ میری محسن ہے اور ناموس بھی ہے اس سے بہت ہوشیار اور خبردار رہنا ایسا نہو کہ اِسکو کسی طرح کی تکلیف پہونچے توسن نے کہا کہ آپ خاطر جمع رکھیں مین انکی کنیز ہون مثل قمر طلعت کے توسن جادو غضنفر سے یہ کہی رہی تھی کہ ساحرون نے ہیکل جادو سے اطلاع کی کہ غضنفر نے آکر تیری معشوقہ کو چھین لیا اور سرو جادو کو مار ڈالا وہ سُنکر نہایت بیتاب ہوا اور شمشاد قد کو چھوڑکر غضنفر کی جانب پھر پڑا اور مرکب سحر کو اُڑا کر برابر غضنفر کے آکر ایک ہاتھ تلوار کا مارا انھون نے خالی دیکر ایک ہاتھ پنجہ گوشش کا مارا تو اُسنے بھی خالی دیا اب طرفین مین لڑائی ہونے لگی اِسنے اپنے مرکب کو بروے ہوا بلند کیا انھون نے مرکب باد خور کو اپنے اپڑھ کی اور برابر اُسکے پہونچکر پھر ہاتھ تلوار کا مارا اور مرکب کو بلند کیا اور اِسکے ساتھ کا لشکر زمین پر چلا جاتا ہی آخر ایک مقام پر غضنفر نے دباؤ ڈالکر ایک ہاتھ پنجہ کا لا الہ الا اللہ کہکر مارا تو اُس کافر کے دو ٹکرے ہوے شور دار و گیر برپا ہوا اور اُسکی فوج مین دونون ٹکرے اُسکی لاش کے اگر گرے ابتو غضنفر نے مرکب کو اپنے تیز کیا اور سب کو مارنا شروع کیا کہ اشعار

برآمد درخشیدن تیغ تیز زمین از نہیب آمد اندر گریز
سپر بر سپر تیغ ہندی بہشت از ان نامداران دو بہرہ بکشت
بغرید چون رعد در کوہسار و یا شیر جنگی گہ کارزار

غرض سب کو مار کر بھگا دیا اور غضنفر نے انکا پیچھا کیا جب وہ سب بھاگ گئے تو اب غضنفر کا فرط جوع سے بہت حال غیر ہوا یہ ایک صحرا مین اُتر پڑے اور آہو کو شکار کیا اور جھیل پر بیٹھکر اُسکے کباب کھائے اور یہان شمشاد اور شمسہ نے کہا کہ اِس وقت غضنفر نے آکر بیشک جان بخشی فرمائی ورنہ ضرور ہم مارے جاتے یہ باتین کرتی ہوئین دونون اندر قلعہ کے داخل ہوئین اور سب ساحرون سے کہا کہ غضنفر ہمارا آج سے جان بخش ہوا وہ ساحر بھی سب ثناخوان ہوے اِس اثنا مین توسن جادو بھی آگئی تھی اور اُسنے تمام ماجرا بیان کیا کہ اس طرح مین نسیم جالندری کو لائی ہون اِس مین شمشاد نے شمسہ سے پوچھا کہ کیون بہن اب کیا صلاح ہی شادی مین ملکہ قمر طلعت کی اُسنے کہا قصور معاف مین نے تو کتاب جمشیدی مین دیکھا ہی کہ قمر طلعت کی شادی

غضنفر کے ساتھ ہوگی اور وہ حاکم یہان کا بنے گا اب مناسب ہی کہ ملکہ مہرخ کے پاس اسباب خیمہ ڈیرا لادکر چلو اور اِس ملک کو چھوڑو کیونکہ افراسیاب سے عہدہ برا ہونا مشکل ہی اور وہان بہت بڑا لشکر ہی اور غضنفر کا نانا عمرو بن اُمیہ ضمری وہان موجود ہی بس مرگ انبوہ جشنے دارد یہ صلاح پسند آئی اور اُسی وقت خیمہ ڈیرا لادکر مال و اسباب اپنا ہمراہ لیکر مع عزیز و اقارب کے جانب مہرخ روانہ ہوئین اب اِنکو تو رستے راہ مین چھوڑیے لیکن حال سنیے کہ لشکر حیرت بد سیرت مین مہران جادو نام ایک ساحر جانب افراسیاب سے آیا اور اُسنے راحت و آرام کیے جب وہ زمانہ آیا کہ دریاے فلک مین چشمۂ آفتاب خشک ہوا اور ستارون کے چراغ روشن ہوئے نظم

چو خورشید در جامۂ نیل گون | نہان شد چو زنگی شب آمد برون
جہان گشت چون چہرۂ اہرمن | کشادہ سیہ مار گردون دہن

مہران نے طبل جنگ بجوایا مہرخ سحر چشم نے بھی خبر سُنکر طبل جنگی بجوایا لشکرون مین تیاری سحر کی شروع ہوئی ہندوے زحل ساجوگی فلک ہفتم پر آسنی بچھاکر تپسیا کرنے لگا اور منگل منگلا چاری کرنے مین مصروف ہوا بدھ کی سدھ بدھ سب جاتی رہی شکر اپنا بچار کرتی تھی سورج کی جوت اُس رات مدہم ہوئی چندرما مین کابلی شہرا برسپت نے کہ برہمن فلک ہی اپنا جنم پتر انکالا آسمان آج کی شب کو دشمن ہر پیر و جوان بنا لشکرون مین ہیر غل مچانے لگے بھینٹ بانٹنے لگے ڈہر دیجا برنجی تھالی مین لونگ پھول ہار دونے سرو کے پتے جمع کیے گئے چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا جب وہ زمانہ آیا کہ نخل سحر مین گل آفتاب پھولا اور قصر شب کی بنیاد برباد ہوئی کہ اشعار

کھلا کچھ نور پیشانی سحر کا | دھوان ہلکا ہوا شب کے جگر کا
طرارے بھر کے مثل توسن ناز | نگاہوں سے چھپی شب شوخ انداز

صبح کو مہرخ نامور بصد کر و فر تخت سحر پر سوار ہو کر جانب جنگگاہ روانہ ہوئی اِسکے ساتھ ملکہ بہار اور مخمور اور جملہ سردار سالار گرد گردن کش مع فوج بے شمار و عدہ گاہ مصاف مین آئے دلاورون نے پرے جمائے اُس طرف ڈہرو بجتا اور ناقوس پھنکتا ہوا ترسول اور پنسول چمکتے ساحر اژدر اور طائران سحر پر سوار اور مہران جادو ایک فیل آتشین پر سوار ہو کر اژدرمان کو کوتل اپنے ساتھ لیکر میدان مین آیا تھالیان برنجی چمکنے لگین اور ساحرون نے صف آراستہ کی اور نقیبون نے نکل کر آواز لگائی کہ اے ساحران نامی اشعار

جوانی گئی موسم شیب ہی
کسی نے نہ بجتا سنا یان مقام
کسی شی کو یان کی نہین ہی ثبات
کہ رہجاے دنیا مین باقی نشان
کیا اِس جہان سے سبھون نے سفر
تو دولت شہادت کی تمکو ملی

شہود ایک دو روز کو غیب ہی
یہ بیٹھے جو ہین سامنے ہین کہان
گئے دن جوانی کے گذری حیات
سکندر رہ باقی ہی نہ طوس ہی
یونہین تم بھی اِک روز جاؤگے مر
تمھین چاہیے آج ہی نام و ننگ

بجا ہی کیا کوس رحلت مدام
جہان جلد ہی ایک بزم روان
ہی لازم کہ اب یدو ٹربھڑ کے جان
نہ جمشید دارا نہ کاؤس ہی
لڑائی مین لڑ بھڑ کے گر جان دی
عدو کو کرو زندگی سے تنگ

غرض یہ صداد یکر نقیب کنارے ہوے اور مہران نے اپنے ہاتھی کو گج بانگ مار کر آگے بڑھایا اور ناف میدان مین آکر آواز دی کہ ای مہرخ و بہار مین تمکو سمجھاتا ہون کہ وہ شہنشاہ جسنے تمکو خاک سے پاک کیا تم اُس سے مقابلہ کرتی ہو تمھین لازم ہی کہ میرے ساتھ چلو کہ مین تمھارا قصور سعی کرکے معاف کرادون ورنہ تم اپنے کیے کی قرار واقعی سزا پاؤگی مہرخ نے جواب دیا کہ او خیرہ سر تیرہ روزگار **افراسیاب** کیا ہماری خطا معاف کریگا انشاءاللہ ہم اُسکو باقبال شہنشاہ **عمرو** داخل دار البوار کرینگے یہ سُنکر **مہران** کو غصہ آیا اور اُسنے کہا کہ اچھا تو پھر بھیجو کسی کو میرے مقابلہ مین یہ کہی رہا تھا کہ ایک ساحر نامہ **افراسیاب** کا لیے ہوے مع اسّی ہزار ساحرون کے اِسکے پاس آیا اور نامہ اِسکو دیا اور کہا کہ خداوند ساحران نے یہ ساحر تمھاری مدد کو بھیجے ہین اِسنے کہا کہ مجکو کسی کی اعانت درکار نہین ہی اُنسے کہدو کہ یہ کسی مقام پر اُترین مین جب لڑائی فتح کرلونگا پھر سے بھی ملاقات کرونگا یہ سُنکر وہ سب ساحر اُس جگہ کہ اور فوج پڑی تھی اُترے اور **مہرخ** کی طرف سے ایک ساحر اور **نگ جادو** نام برائے مقابلہ **مہران** بد انجام نکلا جب سامنے آیا **مہران** نے ایک ہاتھ تیغ سحر کا اُسکو مارا کہ وہ تیغہ بجلی بنکر گرا اور خرمن ہستی کو اُس ساحر کی جلادیا پھر ارژنگ **جادو** نکلا اُسنے اُسکو ایک ترنج مار کر ہلاک کیا پھر **عذار جادو** نے نکل کر سامنا کیا **مہران** نے ایک اژدہا جنگل سے بلایا کہ وہ عذار کو آکر نگل گیا اب تو باری باری بہت سے ساحر اُسکے مقابلہ مین گئے مگر مارے گئے آخر کو سرخ موے **کاکل کشا** اپنے ہنس پر سوار جوڑا دھانی گلے مین

پہنے حسن کی کھیتی ہری ہنس پر اپنا جوبن دکھاتی ہوئی سامنے مہران کے آئی مہران نے ایک ناریل جوٹی دار سحر پڑھکر مارا سرخ مو نے اُسکو دستک دے کر اُلٹا پھیر دیا اور اپنی کاکل کو کھولا کہ اُسمین سے ستارے نکل کر بلند ہوے اور سر پر مہران کے گرے مہران نے سات سپرین سحر کی سر پہ سایہ کین ان ستارون نے چھہ سپون کو توڑا مگر پھر ماند ہوکر گر پڑے اب مہران نے ایک تیغہ جو سر پہ مارا تو سرخ مو کے تا دو ابرو اُترا پھر تو جنگ مغلوبہ شروع ہوئی دونون لشکر مین نارنج ترنج چلنے لگے سوئیون کے گچھے مرچون کے ہار پیکان تیر ساحرونکے جسم مین پیوستہ ہوتے تھے **نظم**

کہین یہ صدا تھی کہ اب جلد بھاگ
مچانے لگے شور جادو گے بیر
کہ تھا ساحرون کو گزند اور رنج
لگانے لگے آگ وان سحر کار

برسنے لگی آتش تیر وان
برسنے لگا آب پیکان تیر
کہین مار فلفل تھے سوئیان کہین
غضب کی تھی برپا وہان گیر و دار

کسی نے کسی کے لگائی تھی آگ
ہوا بحر زخار جادو روان
لگے پڑنے نارنج وان اور ترنج
کہین خنجر تیر و پیکان کہین

اسی ہنگامۂ جنگ مین شعلہ بنکر مہران مہرخ سحر چشم پر آکر گرا کہ مہرخ سحر چشم کے جسم مین اُسکی سوزش سے آبلے پڑ گئے بس بہت جلد مہرخ سحر چشم دریا بن گئی اور اس آتش کو سرد کیا اور تمام لشکر مہران کا اُس دریا مین ڈوبنے لگا مہران نے یہ حال دیکھکر ایک گولہ فولاد کا زمین پر مارا کہ وہین زمین شق ہوئی اور ایک اژدر نکل کر اُس پانی کو پی گیا از بسکہ دریا تو مہرخ ہی بنی ہوئی تھی یہ بھی اُسکے پیٹ مین سما گئی اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ اژدر شب منھ کھولے ہوئے ظاہر ہوا اور مہتاب کا من اُسنے اُگلا کہ شعر غروب شمس کا پہونچا جو ہنگام ✽ نظر انکھون مین آیا سرمۂ شام ✽ شام کو مہران طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا اور لشکر مہرخ نہایت پریشان و بدحواس اندوہ و الم مین گرفتار اپنے مقام پر آیا اور اُدھر مہران اپنی بارگاہ مین جاکر خوش و خرم پہونچا اور سلاح حرب کو جسم سے دور کر کے لباس بزم کو آراستہ بدن پہ کیا اور ہاتھ منھ دھو کر اپنی جگہ پر بیٹھا اور ہر چہار طرف کو پہرے مقرر کر دیے اور وہ پتلے سحر کے جو بنائے ہین کہ وہ سب کو دیکھتے ہین مگر آپ کسی کو نظر نہین آتے ہین اُنسے بھی تاکید کر دی کہ خبردار اگر کوئی عیار آئے تو اُسکو گرفتار کر لینا اور یا ہمکو اطلاع کر دینا وہ پتلے بھی اپنی اپنی

جگہ پر ساتھ ہوشیاری اور خبرداری کے قائم ہوے بعد اِسکے مہران نے آواز دی کہ ای اژدر جادو
جلد آکر حاضر ہو وہ پکارتے ہی آکر حاضر ہوا اور سلام کر کے سامنے استادہ ہوا اُسنے اُسوقت مہرخ
کو اُس سے طلب کیا وہ سُنکر ایک طرف کو بھاگا ہوا چلا گیا اور ادھر سے مہرخ کو طوق اور زنجیر
مین گرفتار کیے ہوے سامنے مہران کے لے آیا مہرخ کو ہوش تو بالکل تھا نہین بیہوش مطلق
تھی اُسنے اوپر ایک تخت فولادی کے مہرخ کو سامنے مہران کے لٹا دیا اور کہا کہ یہ حاضر ہی
جیسا کچھ کہ اسکے باب مین حکم ہو مین اُسکو بجا لاؤن مہران نے کہا کہ بس یہی حکم ہی کہ اِسکو بہت
ہوشیاری کے ساتھ قید مین رکھنا ایسا نہ ہو کہ ہیچ کسی طرح کا پڑ جائے اژدر جادو نے کہا
کہ بہت اچھا یہ کہکر پھر مہرخ کو اُسی حال سے لیے چلا گیا اور یہان مہران نے اپنے طور پر
بندوبست کر کے کھانا زہر مار کیا اور خواب مرگ مین اوپر بستر آرام کے دراز ہوا اب اِسکو تو اِس
حال مین رہنے دو اور دو کلمہ داستان عیاران لشکر مہرخ کے سنو کہ جب برق فرنگی کو
اِس حال کی اطلاع ہوئی کہ مہرخ گرفتار ہو گئی تو اُسکو نہایت تشویش ہوئی اور چھڑانے کے
لیے چلا اور بارگاہ مین جانے کے لیے صدہا صورتین کین مگر نہ جا سکا آخر خیمہ سے کوئی پاؤ کوس
پر جاکے نقب کھود کر منھ نقب کا اندر خیمہ کے توڑا اور فتیلہ رفع بیہوشی کو اندر ناک کے رکھکر سر کو
نقب سے بدر کیا تو دیکھا کہ کچھ لوگ اندر خیمہ کے پہرے پر بیٹھے ہوے جاگ رہے ہین اُسوقت
برق نے پروانہ بیہوشی کے وہین سے اُڑائے وہ جا اوپر شمع کے گرے اور جل کر دھوان اُنکا
پھیلا سب کے دماغون مین پہونچا وہ لوگ چوکی اور پہرے کے بیہوش ہو کر گر پڑے پھر تو برق
بفراغت تمام نقب سے اندر خیمہ کے ایک صحنچی تھی اُسمین داخل ہوا دیکھا کہ مہران پڑا ہوا
پلنگ پر سو رہا ہی یہ دل کو مضبوط کر کے بصد جرأت و دلاوری قریب اُسکے پلنگ کے بیٹھ کے
چاہتا تھا کہ بیہوشی کو کُفچہ عیاری مین رکھ کر اُسکے نتھنون سے ملا کر دھر پھونکے مگر وہ جاگ رہا تھا
اسپر اُسکے پتلۂ سحر نے بھی اُس کو چپکے سے آکر بتلا دیا کہ یہ برق فرنگی ہی وہ تو خود بھی جاگ رہا تھا
لیکن یہ نہ جانتا تھا کہ برق ہی اب جو اُسکو زبانی اپنے پتلے کے معلوم ہوا کہ یہ برق ہی تو پھر
جلدی سے ہاتھ برق کا پکڑ لیا اور پکارا کہ ارے او دزد برق بڑا غضب کیا تو نے کہ مجکو پکڑ ہی
لیا تھا مگر اب بتلا کہ میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا اِس کلمہ کو سُنکر برق کی تو روح نکل گئی

اور بد حواس ہوکر کہنے لگا کہ ای مہران کیا کہون کہ اسوقت ساعت بد تھی اور قضا بھی تیری نہین تھی اسوجہ سے مین تیرے ہاتھ لگ گیا ورنہ کیا مجال تھی تیری کہ جو تو مجکو پکڑ سکتا مگر خیر کچھ مضائقہ نہین ہی یار زندہ اور صحبت باقی پھر سمجھ لونگا مہران نے سُنکر جواب بھی ندیا اور مشکلین باندھکر آواز دی کہ ای سمنکال جادو جلد آکر حاضر ہو قضاے کار سمنکال جادو تو اُسوقت کہین گیا ہوا تھا مگر ہولناک جادو موجود تھا اُسنے کہا کہ ای شہریار سمنکال تو کہین گئے ہوے ہین الا غلام حاضر ہی جو کچھ کہ حکم عالی ہو اُسکو بجا لاؤن مہران نے کہا کہ خیر اگر وہ نہین ہی تو نہو تمھین آؤ اور آگر اس برق کو لو اور اپنے پاس بحفاظت تمام قید مین بہت ہوشیاری کے ساتھ لیجاکر رکھو ہولناک جادو نے کہا کہ بہت اچھا اور برق کو پکڑ کر اپنے خیمہ مین لے گیا اور قید آہن مین مبتلا کرکے آپ سناٹے مین اور بر بستر غم کے پڑا اور آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کروٹین اودھر اُودھر لینے لگا اور شعر عاشقانہ پڑھکے رونے لگا برق نے اُسکا رنگ دیکھکر اپنے دل مین تصور کیا کہ یہ مقرر کسی پر عاشق ہی اسوجہ سے رنگ چہرہ کا اِسکے زرد ہوگیا ہی اور حلقے آنکھون مین پڑے ہوئے ہین غرض یہ تو خود ہی گرگ باران دیدہ ہین کچھ سوچکر اُس سے پوچھا کہ ای ہولناک جادو خیر تو ہی مزاج تمھارا اِسوقت کیسا ہی اور آنکھون مین آنسو تمھارے کسواسطے بھرے ہوے ہین اگر خفا نہ ہو تو مین تمسے اس بات کو پوچھتا ہون تم صاف صاف بتاؤ کیونکہ کوئی مرض دنیا مین ایسا نہین ہی کہ جسکی دوا خدا نے پیدا نہین کی ہی مگر مرض عشق کی دوا تو البتہ ممکن نہین ہی بھائی صاحب مین بڑا بول نہین بولتا ہون لیکن خاک چاٹ کر کہتا ہون کہ مین وہ شخص ہون اگر کسی کو یہ مرض بھی ہو جاے تو مین شربت دیدار اُسکو ایسا پلاؤن کہ وہ بالکل اُسکے پینے سے اچھا ہوجاے اور مرض عشق نام کو بھی باقی نہ رہے اور سواے اِسکے اور تدبیرین بھی ایسی مجکو یاد ہین کہ عاشق کو وصل دلارام کا اُس تدبیر سے حاصل ہوجاتا ہی اس تقریر کو سُنکر ہوش و حواس ہولناک جادو کے جاتے رہے اور صورت برق کی دیکھنے لگا اور یہ بات گھبراکر کہنے لگا کہ ای برق حقیقت مین لوگ سچ کہتے ہین کہ تم روشن ضمیر ہو اور سب لوگون کے دلون کا حال تمکو بغیر بتلاے بخوبی معلوم ہوجاتا ہی واقعی بات یہی ہی کہ مین مرض عشق مین

مبتلا

مبتلا ہوگیا ہون اور یہ کچھ علاج اس مرض لادوا کا مجھ کمبخت بدنصیب سے نہین ہوسکتا ہی آخر کو ایک روز اسی غم مین مر کر رہجاؤنگا برق نے سنکر کہا کہ خیر اسکا کچھ مضائقہ نہین ہی وہ کون ایسا بشر ہی کہ جو اس مرض مین مبتلا نہوگا اب تم مجھسے چھپاؤ نہین بلکہ صاف صاف بیان کرو شاید کوئی تدبیر وصل کی نکل آئے ہولناک اس کلمہ سے بہت خوش ہوا اور اُسنے کہا کہ نظم

خراش جگر سے ہی چھاتی مین درد — کہ جس سے ہوا جاتا ہی رنگ زرد
ترے غم مین ائی آفت روزگار — ہزارون بلائین ہین یان روبکار
جلاتی ہی آتش تری میرے تئین — کیا داغ کس شعلہ نے تیرے تئین

اے برق ایک لڑکی مہران جادو نے لیکر پالی ہی لیکن وہ قتالۂ عالم سفا کہ جہان حُسن مین غیرت دہ ماہ و مہر رشک بدر ہی کہ سامنے اُسکے شمس و قمر نقاب ابر مین منھ چھپائین اور خوبان جہان غیرت سے آب خجلت مین ڈوب جائین پیشانی اُسکی وہ نورانی کہ مطلع صبح انوار اور زلف سیاہ اور مشکین غیرت بخش شب دیجور سراسر چشم فتان کے روبرو آہوے چین چین بول جائے محراب ابرو مین تمام عالم سر جھکائے اشعار

نگہ گردش چشم سے فتنہ ساز
نگر تھا وہ آئینہ گلزار کا
مکان کنج لب خواہش جانکا
وہین عمر اپنی بسر کیجیے

مژہ آفت روزگار دراز
جو آنکھ اُسکے سینے سے جا کر اڑے
تبسم سبب کاہش جان کا

عجب رنگ پر سطح رخسار کا
دم تیغ پر راہ چلنی پڑے
سراپا مین جس جا نظر کیجیے

اُس حسینہ پر مین شیفتہ اور فریفتہ ہون اور اُسکو جان و دل سے زیادہ عزیز رکھتا ہون لیکن کچھ میرا اجارہ اُسکے وصل مین نہین مین اُسکے جمال جہان آرا سے دیدۂ دل اپنا روشن کر لیتا تھا مگر اب چند روزون سے مہران خود دلدادہ اور فریفتہ ہوگیا ہی اِسوجہ سے اُسکو باہر نکلنے کی ممانعت کردی ہی پس جس روز سے مین نے اُسکو نہین دیکھا ہی نہایت حال بیقرار ہی اور سوائے مر جانے کے اور کوئی تدبیر بن نہین آتی برق نے کہا کہ بھائی صاحب یہ امر تو کچھ مشکل نہین ہی اگر مین رہا ہوتا تو ایسی تدبیر کرتا کہ وہ آپ چلی آتی غرض برق نے اُسکو باتون مین لگایا اور اپنی قید کو سوہن سے عیاری کے کاٹ کر جست کرکے خیمہ کے باہر پہونچا کیونکہ اُسکو

زنجیر مین ہولناک جادو نے باندھا تھا سحر کی قید اُسکے جسم پر نہ تھی جب یہ بھاگا تو ہولناک بھی اُسکے پیچھے دوڑا اور برابر پہونچکر چاہتا تھا کہ پکڑ لے برق نے ایک طمانچہ بیہوشی ہاتھ مین بھر کر جو مارا تو وہ بیہوش ہو کر گرا اُسنے اُسکو اور زیادہ بیہوش کر کے کسی گڑھے مین ڈال دیا اور آپ اُسکے کپڑے پہنکر اسی کی ایسی صورت بنکر مہران کے پاس آیا اُسنے اِسکو دیکھکر پوچھا کہ کیون آیا ہی ہولناک برق کو کہان قید کیا اور وہ کسطرح ہی برق نے کہا کہ اُسکو تو مین نے ایک صندوق مین بند کر کے زمین مین دفن کر دیا ہی اِس خیال سے کہ نکل کر کہین چلا نہ جائے مہران تو سنکر خاموش ہو رہا مگر اِنھون نے اُسکو اِس حیلہ سے کہ مجکو ایک بات پوچھنی ہی آپ ذرا الگ چلین تو پھر مین اُسکو دریافت کر لون کہ وہ بات سبکے سامنے پوچھنے کی نہین ہی الگ دوسرے خیمہ مین لیجا کر بیضہ بیہوشی کو مار کر اُسکو بھی بیہوش کر دیا اور کھینچ کر چاہتا تھا کہ سر اُسکا کاٹ ڈالے دفعتہً وہی پتلہ کہ جس کو مہران نے بزور سحر بنا کے پوشیدہ واسطے حفاظت کے مقرر کیا تھا اور وہ کسی کو نظر نہ آتا تھا اُسنے آکر ہاتھ برق کا پکڑ لیا اور مہران کو ہوشیار کر دیا اُسنے جو آنکھ کھول کر برق کو خنجر برہنہ لیے اپنے سینہ پر پایا اور دیکھا کہ پتلہ میرا ہاتھ اُسکا پکڑے ہوے ہی بس مارے خوف کے رنگت چہرے کی تو زرد ہو گئی اور رعشہ اندام مین ظاہر ہوا اور سوچا اپنے دل مین کہ یہ بڑا غضب ہوا تھا کہ اسوقت جان مفت مین گئی تھی حقیقت مین یہ عیار بلاے بیدرمان و آفت روزگار ہی یہ تصور کر کے جلدی سے سحر جو کیا تو برق سینے پر سے گر پڑا اُسنے اُٹھکر پکڑ لیا اور کہا کہ اب تجکو ہرگز زندہ نچھوڑونگا ابھی مار ڈالونگا برق نے اُسکے جواب مین کہا کہ مہران کیا مجال ہی تیری کہ جو تو مجکو مار سکے کیونکہ مجکو تو مرنے کا شوق ہی نہین ہی القصہ اب خوف برق کا مہران پر غالب ہوا اور خوف زدہ ہو کر اپنے دل سے کہا کہ تیرے حق مین یہ بہتر ہی کہ برق کو تو چھوڑ دے اور گناہ اپنے اِس سے معاف کرا اور لشکر مہرخ مین چل افراسیاب جادو نے مہرخ کا کیا کر لیا جو تیرا کرے گا اور سواے اِسکے افراسیاب کی طرف سے جو ساحر بامید سحر لڑنے آیا وہ بہر صورت مارا گیا اور جو کوئی کہ افراسیاب کو چھوڑ کر مہرخ سے ملگیا وہ ابتک زندہ اور سلامت موجود ہی اُسکا رویان بھی میلا نہین ہوا بس یہ سوچکر برق کے قدمون پر مہران گرا اور کہا کہ اے برق مین تمھارا غلام ہون

جو کچھ کہ خطا مجھسے سرزد ہوئی ہو وہ معاف فرمائیے اور مین مطیع اسلام ہوا اور سب پر مین نے لعنت کی اور سمجھا کہ دین آپ ہی کا برحق ہی برق اِس کلمہ کو سُنکر شاد ہوگیا اور مہران کی تعریف کرکے اُسکو گلے سے لگایا مہران نے مہرخ کو اُسی وقت چھوڑ دیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ ای ملکہ عالم حضور میری طرف سے ملال نکرین کہ اِسنے مجکو قید کیا تھا کیونکہ یہ مقام ملال کا نہین ہی لڑائی مین یہی ہوتا ہی اب مین آپ فرمان بردار ہون مہرخ نے اسکی بہت تشفی کی اور فرمایا کہ تو ہمارا قوت بازو ہی اور ہمکو تجھسے عداوت نہین ہی مہران نے مہرخ کو جو مہربان دیکھا تو اپنے افسران لشکر کو بلاکر سمجھایا کہ بھائیو مین نے تو لقا پر لعنت کی کہ وہ سراسر جھوٹا ہی اور دین اسلام کو قبول کیا اب تمکو جو میرا ساتھ دینا منظور ہو تو دین اسلام قبول کرو ورنہ جہان چاہیے چلے جاؤ مین جبر نہین کرتا اُن سردارون نے کہا کہ ہمکو بھی مسلمان ہونا منظور ہی مگر آپ کو چھوڑنا منظور نہین یہ کہکر سب مطیع اسلام ہوے لیکن اس حال کی خبر وہ فوج جو افراسیاب نے بہرامداد مہران بھیجی تھی اُسکو ہوئی اور اول سب نے چاہا کہ مہران کو گرفتار کرلین مگر مہران مع اپنی فوج کے سوار ہوکر اُس لشکر پر گرا تو ہزارون ساحرون کو اِسنے جلاکر خاک کر دیا **نظم**

بجی نائے ترکی ہوا شور وشر | اگرین بجلیان سحر کی فوج پر | بلائین کلیجون کو کھانے لگین
بڑھا سحر جب جانین جانے لگین | لگی خانۂ تن مین جادو کی آگ | ہوئی سحر کو روح اور تن سے لاگ
پڑھی ایسی مہران نے اک پڑھ منت | کہ مارے گئے جس سے صدہا منت | تڑپکر لگین گرنین وان بجلیان
ہوئین خانۂ تن سے جانین رواں

غرض سب کو مار کر مہران نے بھگا دیا اور ہزارون کو آتش سحر سے جلا دیا اور سب کو قتل کرکے برق کے پاس آیا برق نے اُسکی تعریف کی اور ملکہ مہرخ و مہران کو مع اُسکی فوج کے ہمراہ لیکر اپنے لشکر مین چلا آیا مہرخ آکر داخل بارگاہ ہوئی طبل اور نقارہ خوشی کے لشکر مین بجنے لگے سب سردار مہرخ کے مہران سے بغلگیر ہوے اور بہ آبرو اُسکے ساتھ پیش آئے اِس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ ایوان فلک مین بادشاہ خاور نے قدم رکھا اور روز و شب گرفتار ہوکر کالے جیل خانہ مین گیا **شعر**

یہ اندازِ سخن تھا راحتِ گوش | کہ وہ شب صورتِ دلدار روپوش | چھپی محفل مین بختِ صبح جاگا
اذان زاہد نے دی شیطان بھاگا | صبح کو برق نے جاکر گڑھے | سے ہولناک جادو کو نکالا

اور فتیلہ رفع بیہوشی دیکر اُسکو ہوشیار کرکے کہا کہ ای ہولناک مالک تیرا مہران جادو تو ہم لوگون کا شریک حال ہوگیا اور اُسکی دختر بھتنی پر تو عاشق ہی اب اگر تیرا جی چاہے تو چلکر اُسکی ملازمت کر اور مین سعی کرکے اُس دختر کو تجھے دلادون اور یہ بھی کہون گا کہ ای مہران مسلمانون مین یہ جائز نہین ہی کہ وہ اپنی دختر سے ہمبستر ہون بس یقین ہی کہ وہ تجکو اُسے دیدیگا ہولناک یہ سُنکر برق کے قدمون پر گرا اور اُسکے ساتھ خدمت مہران مین آیا اور مہران نے اِس سے پوچھا کہ کہان تھے اِسنے سب ماجرا بیان کیا کہ اِس طرح برق نے مجکو بیہوش کرکے گڑھے مین ڈالدیا تھا اب آپ کی خدمت مین آیا ہون غرض یہ عرض کرکے ہولناک دنگل پر بیٹھا شراب کا جلسہ شروع ہوا مہران نے کہا کہ مین رات بھر کا جاگا ہون اب آرام کرون گا یہ کہکر اُٹھ گیا اور تیسرے پہر تک سویا کیا جب دن کی عمر نہ رہی یعنی تیسرے پہر کا وقت آیا اُس وقت یہ اُٹھ کر بارگاہ مین آیا مہرخ کو تسلیم کرکے تخت پر بیٹھا اُسوقت کہ جب دماغ اِسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا تب برق فرنگی اِسکے سامنے آیا اور بہت عجز سے اسکو سمجھا کہ ای مہران اب مسلمان ہوا اور مسلمان کو لازم نہین کہ اپنی متبنی کے ساتھ شادی کرے کسلیے کہ جسکو پالا پھر اُسکا ستر دیکھنا کیا اب تم اپنی دختر متبنی کو میری خاطر سے ہولناک کے ساتھ منعقد کردو مہران نے کہا کہ ای برق وہ دختر تو کیا مال ہی آپ فرمائین تو مین جان تک دیدون برق نے اُسکو دعا دی کہ خداے پاک تمکو سلامت باکرامت رکھے اور دعا دیکر اُسنے ہولناک کو دولھا بنایا اور دختر کا مہران کی عقد اِسکے ساتھ کیا جب وہ زمانہ آیا کہ عروس شب بن ٹھن کر یعنی چاند سی قمر کی لگاکر اور زیور ستارہ دار پہنکر عالم مین آئی کہ اشعار

بڑھایا ہر طرف ظلمت نے دامن ۔ چھپا صحن زمین پہ شام کا رنگ
گھٹا جب جلوۂ خورشید روشن ۔ ہوئے وہ دو بیاض عارض سنگ

رات کو ہولناک با دل بیتاب خلوت سرا مین آیا اِس دختر کو بھی عروس بنایا تھا زیور جواہر کا پہنایا تھا اُسنے آکر اِسکی بلائین لین اور تصدق ہوا وہ شوخ آفت زا تڑپ کر آغوش سے نکلی اِسنے پھر اُسکو گود مین اپنی لیا اور چھپر کھٹ پر لاکر لٹایا بہت کچھ بہلایا اور سمجھایا آخر یہ نوبت پہونچی اشعار

بہم تھے بادۂ مستی سے بیہوش ۔ وہ کھل کھیلے دہان ہو کر ہم آغوش
پڑا بیساختہ شلوار پہ ہاتھ ۔ کھلا عقدہ سر انگشت کے ساتھ
فقط خلوت مین تھی وہ غیرت ماہ

نہ تھی جز ناز و عشوہ غیر کو راہ
مہ و خورشید تھے دونون ہم آغوش
در آیا زیر فرمان کشور خواب

دل ساحر ہوا خواہش سے بیتاب
گرا جب آب نسیان آگیا ہوش

بنے آغوش رشک برج مہتاب
صف مژگان پہ آیا لشکر خواب

لیکن شب وصل ہمیشہ سے کوتاہ ہے کچھ ہی دیر انھون نے آرام کیا تھا کہ وہ زمانہ آگیا یعنی موذن نے ندائے اللہ اکبر سنائی اور رات نے شرما کر منھ اپنا چھپا لیا

روز روشن ہوا آشکار
گئی منھ اپنا سا جو رات لیکر

یکایک چرخ پر پھیلا اجالا
دھری اُس ماہ نے انگلی زبان پر

کیا منھ اپنا دیو شب نے کالا
دم سحر ہولناک نے اٹھکر

حمام کیا اور پھر آکر بارگاہ مہرخ مین بیٹھا مگر دل یار دلنواز کے لیے بیقرار تھا رات کا انتظار تھا لیکن بارگاہ مین ناچ ہونے لگا جام مے ارغوانی کا دور آغاز ہوا دل اسکا بہل گیا اور شکیل جادو نے اپنے خیمے سے آکر مہران سے ملاقات کی اور کہا کہ اے برادر ہم تو غم مین خوبصورت جادو کے ہلاک ہو رہے ہین اور اُسکے غم مین مثل ماہی بے آب تڑپا کرتے ہین طاقت دل طاق ہے ملاقات سب دوستون کی شاق ہے مہران نے کہا کہ اے شکیل خوبصورت تو قید ہین اور چھوٹنا اُنکا بہت دشوار نظر آتا ہے ہان اگر افراسیاب مارا جائے اور اسد بن کرب کو لوح طلسم ملجائے تو شاید وہ رہا ہو ورنہ اُسکا چھوٹنا ممکن نہین اور اے شکیل اتنا مین جانتا ہون کہ لوح طلسمی دریائے نیل مین ہے اور افراسیاب خود ہی اُسکو نہین جانتا ہے یہ باتین تھین کہ بکاول نے لاکر طعام عمدہ نعمت خانہ مین چنا مہران اور ہر ایک سردار نے طعام نوش فرمایا اور اس طرف کا حال سنیے کہ مہران نے فوج افراسیاب کو قتل کیا تو ساحر جو قتل سے بچے تھے وہ نالان و گریان خدمت شاہ جادوان مین گئے اور اُنھون نے عرض کیا کہ اے بادشاہ ساحران مہران مہرخ سے جا کر ملگیا اور ہم سبکو مار کر تہ و بالا کر دیا افراسیاب یہ حال سنکر سناٹے مین آگیا آخر ان سب سے کہا کہ اچھا تم جاؤ اپنے مقام پر مین اُس ناہنجار اور نمکحرام سے سمجھ لونگا وہ ساحر تو چلے گئے اور بعد ایک ساعت کے ملکہ حیرت کی بارگاہ مین افراسیاب آیا اور اُسنے کہا کہ اے ملکہ حیرت برق بلا افگن کو بلوانا چاہیے ملکہ حیرت نے کہا کہ وہ تو مجھسے کچھ ناراض ہو کر یہان سے چلی گئی افراسیاب نے کہا کہ جسطرح ہو تم اُنکو سمجھا کر یہان بلواؤ حیرت نے کہا بہت مناسب ہے پس اسنے آدمی برق کے بلانے کو روانہ کیا

لیکن شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار جو ظلمات فیل دندان کی قید مین ہمراہ بران
ہین انھون نے ایک روز برجوع قلب سے درگاہ خدا مین دعا کی بس انکو بشارت ہوئی
کہ اے عمرو اس دعا کو پڑھکر جسطرف چاہے چلا جا عمرو اس بشارت سے فرحناک ہوکر
اُس دعا کو پڑھتا ہوا ایک سمت کو روانہ ہوا قضاء کار اثنا دراہ مین انھون نے دیکھا کہ
بہت سے نٹ چلے جاتے ہین بس یہ بھی ایک لنگوٹ باندھکر بانس کندھے پر رکھکر گلے مین
نیلہ ڈورا لپیٹ کر خم بجاتے ہوئے نٹون مین مل گئے انھون نے پوچھا کہ تم اکیلے کیون پھر
رہے ہو اور تمھارے ساتھ والے کہان ہین انھون نے کہا کہ مین نے اُن نٹون کا ساتھ
اسلیے چھوڑ دیا کہ وہ حصہ زیادہ طلب کرتے تھے اور کام کرنے مین کاندھی دیتے تھے
اب تم لوگون کے ساتھ ہون کہ جہان تم تماشا کرنے کو جاؤ گے وہین مین بھی کچھ تماشا
کرونگا یہ کہکر اُنکے ساتھ روانہ ہوا یہ سب پھرتے ہوئے مصور جادو کے لشکر مین
پہونچے اور ڈھولک بجا تماشہ شروع کی اتفاقاً ملکہ برق بلا افگن بھی وہان آئی تھی مصور
اور صورت نگار بارگاہ مین بیٹھے ہوئے ناچ دیکھ رہے تھے کہ آواز ڈھول کی اُنکے
کان مین آئی ملکہ برق بلا افگن نے کہا کہ اِن نٹون کو بلاؤ مصور نے آدمی بھیجکر بلوایا وہ
آئے اور تماشا کرنے لگے ہر طرف سے صدا واہ واہ کی بلند تھی اور خواجہ بھی ایک طرف کو کھڑے
ہوئے تھے آمین ملکہ برق نے اُن نٹون سے پوچھا کہ یہ نٹ کیون نہین تماشا کرتا سب نے
متفق اللفظ کہا کہ یہ ہمارا استاد ہے ہم سب کے بعد یہ تماشا کرے گا برق بلا افگن خاموش
ہو رہی جب وہ نٹ تماشا کر چکے تو عمرو میدان مین خم پر خم مارکے آیا اور پکارا کہ اے ملکہ عالم
ہمارا تو یہ تماشا ہے کہ ایک لوٹ مار کر جو تڑ پینگے تو اُس پار صف کے گر دینگے اور پھر ایک ایک
پھول چالاکی سے سب کے ہاتھ مین اُس سرے سے اس سرے تک برابر دیجائینگے بس
سب کو چاہیے کہ اپنے اپنے ہاتھون مین اُن پھولون کو مضبوط پکڑے رہین بھاگنے نہ دین
اور انکو سونگھین وہ سونگھتے سونگھتے سبکے ہاتھون سے غائب ہو جائینگے یہ کلام سُنکر سب ساحرون
نے کہا کہ یہ بات ہماری عقل مین نہین آتی اسلیے کہ جب پھول ہمارے ہاتھ مین ہونگے پھر اُنکا
غائب ہونا ممکن نہین عمرو نے کہا کہ اُن پھولون کی کیا اصل ہے اگر تم کہو تو مین آدمی کو غائب کردون

بلکہ بارہا غائب کر چکا ہون کیونکہ مین فقط نٹ نہین ہون نٹ کھٹ بھی ہون اِسمین جو اَور نٹ
کھڑے ہوئے تھے اُنھون نے کہا کہ اِس تکرار سے حاصل کیا ہی جو امر کہ ہوگا وہ آپ ہی ظہور مین
آئیگا عمرو نے کہا کہ ہان سچ ہی یہ کہکر پہلے تو تڑاق پڑاق دو ایک قلابازیان کھائین اور پھر جست
جو کی تو خیمہ کو پھاندکے اُس پار نکل گیا اور پھر اِدھر سے جست کرکے جب اِدھر آیا تو تازے تازے
پھول زنبیل سے بہت خوشبودار نکالے ایسے کہ جیسے ابھی درخت سے توڑکر منگائے ہین غرض وہ
پھول سب کے ہاتھ مین برابر دیتا چلا گیا اور نٹون کو بھی دیئے نٹ اور سب ساحر حیران ہوے
کہ یہ پھول اتنے عرصہ مین تازے تازے کہان سے لایا لنگوٹا تو یہ باندھے ہی اور پھول اِسکے پاس
کوئی نہ تھا نہین معلوم کہ اِسنے کیا کرتب کیا اور عمرو نے کہا کہ صاحبو اِن پھولون کو مضبوط پکڑے رہنا
جانے نہ پائین یہ پھول اِن درختون مین جو سامنے لگے ہین تمھارے ہاتھ سے نکل کر لگ جائینگے مصور
جادو نے کہا کہ حقیقت مین یہ نٹ بڑا استاد ہی اور اور ساحر عمرو سے کہنے لگے کہ میان نٹ یہ پھول
ہمین بھی دو عمرو نے تھوڑے تھوڑے پھول سبکو مع مصور جادو و برق بلا افگن اور
صورت نگار وغیرہ سبکو دیے اُنھون نے اُن پھولون کو مضبوط ہاتھون مین اپنے پکڑکر سونگھنا
شروع کیا اور عمرو نے باواز بلند پکار کر کہا کہ اَے نٹو آج تو جھولیان بھر بھر کر روپیہ لو اور اِن پھولون
کو خوب سا دل لگاکر سونگھو یہ کہکر اُلٹی سیدھی قلابازیان کھانے لگا اور اُن پھولون پر عطر بیہوشی
چھڑکا ہوا تھا اُسکی خوشبو جو سبکے دماغون مین پہونچی تو مارے خوشبو کے دماغ معطر ہوگیا اور سب نے
خوب سونگھے پس یکایک سبکو دردِ سر پیدا ہوا اور ایک نے دوسرے سے کہنا شروع کیا کہ
میان دیکھو وہ پھول غائب ہوگیا اُسنے کہا کہ تم سچ کہتے ہو وہ آسمان پر اُڑا جاتا ہی اور نٹون پر
جو غلبہ بیہوشی کا ہوا تو وہ سب کے سب ڈھول بجاتے بجاتے سڑی ہوگئے اور مصور جادو
جو گھبراکر اُٹھا تو اُسکو دیکھکر سب ساحر اُٹھ کھڑے ہوئے پس کھڑے ہونی کی تو دیر ہی تھی مصور
جادو تو تھراکر گر پڑا اور سب ساحر تڑاق پڑاق چھینکین مار کر بیہوش ہوگئے جب سب بیہوش ہوگئے
تو عمرو نے بفراغت تمام مال اور اسباب مصور جادو کی بارگاہ کا لوٹ لیا اور سب ساحرون کو
برہنہ کرکے خنجر نیام سے کھینچکر چاہا کہ مصور اور صورت نگار اور برق بلا افگن وغیرہ سب کے
سر بدن سے جدا کرون کہ دفعۃً ایک آواز آسمان سے پیدا ہوئی کہ باش او خیرہ سر تیرہ روزگار کب

ہوسکتا ہی کہ تو میرے ہاتھ سے زندہ بچکر جائے منم حسین جادو یہ نعرہ کرکے ایک گولہ فولادی
آتش فشان پھینکا جو گری تو خواجہ کے حواس جلتے رہے اور انھون نے جلدی گلیم کو اوڑھ لیا اور
غائب ہوئے مگر وہ جو گری تو اس زور سے غصہ مین گری کہ اندر زمین کے غرق ہو گئی اور تمام
بارگاہ کی زمین تھرانے لگی بعد تھوڑی دیر کے حسین جادو زمین سے نکلی دیکھا اُسنے کہ بارگاہ
مین نقش بوریا تک باقی نہین ہی سب اسباب عمرو لوٹ لیگیا اور اکثر ساحر اور سب لوگ برہنہ
پڑے ہین اسنے ابر سحر برسایا کہ سب کو ہوش آیا اور اپنے حال زار کو ہر ایک دیکھکر نادم اور
غمگین ہوا اور مصور کو بہت شرمندگی حاصل ہوئی اور حسین جادو نے کہا کہ ای مصور
باوجود کہ تصویر عمرو کی آپ کے گلے مین پڑی ہی مگر اسپر بھی آپ نے اُسکو نہ پہچانا اور اسطرح
بیہوش ہوکر اُسکے ہاتھ سے دھوکا کھایا وہ تصویر کیسی تھی کہ جسنے آپکو خبر نہ دی اسی بھروسے پر
آپ دعوی کرتے ہین کہ مین کشندۂ عمرو ہون مصور جادو نے خجل ہو کر کہا کہ ای ملکہ حسین
جادو عمرو بڑا صاحب اقبال ہی خیر اب میرے ہاتھ سے کہان بچکر جائیگا تم دیکھ لینا کہ
ایک روز مین نے اُسکو زندہ زمین مین نہ دفن کیا تو اپنا نام مصور جادو نہ رکھا یہ کہکر اُسیوقت
آپ بھی پوشاک تبدیل کی اور سب ساحرونکو جوڑے منگا کر پہنائے اور بارگاہ کو نئے سر سے
آراستہ کیا اور پھر مع برق بلا افگن وغیرہ کے افراسیاب کے پاس آیا اور سب حال
عمرو کی عیاری کرنے کا بیان کیا اور کہا کہ آج تو اُسنے سب کو مار ڈالا ہوتا مگر حسین جادو نے
آکر ہم سب کی جان بچائی ورنہ کوئی زندہ نہ رہتا برق بلا افگن نے کہا کہ واقعی عمرو اپنے
فن مین یکتائے روزگار ہی حیرت نے کہا کہ ای برق بڑی بات کہ آج بھی تمنے پہچانا کہ عمرو
ایسا آفت کا پرکالہ ہی ارے صاحب وہ تو بلائے بے درمان آفت روزگار ہی سامری ہی جان
بچاتے ہین تو بچتی ہی ورنہ کوئی صورت جانبری کی نہین ہی برق بلا افگن نے کہا کہ اگر وہ
موا مجھکو کہین راہ گلی مین ملجائیگا مین سر اُسکا فوراً کاٹ لون گی اسمین چاہے کوئی خوش ہو
اور چاہے کوئی ناراض مگر مین زندہ نہ چھوڑونگی افراسیاب نے ہنسکر کہا کہ تمکو منع کون
کرتا ہی یہ امر ہمکو منظور ہی لو جاؤ ہمنے بھی تمھین اختیار دیا تم اُسکو جاکر قتل کر ڈالو ہم بھی دیکھین
کہ تم کیسی زبردست ساحرہ ہو برق بلا افگن نہایت خوش ہوئی اور اسیوقت بجلی بنکر برائے

تلاش عمرو روانہ ہوئی اب عمرو کا حال سنیے کہ وہ جو بارگاہ مصور کو لوٹ کر خوف حسین جادو سے نکلکر بھاگا تھا تو وہ مہرخ کی بارگاہ مین آیا اور بیٹھکر باتین ادھر اودھر کی کرنے لگا مہران جادو سے ملاقات کی کہ دفعتہً ایک آواز تڑاقے کی پیدا ہوئی بس عمرو گھبرا کے اُٹھا اور پکارا کہ اسہا اناس خبردار ہوجاؤ کہ کوئی نہ کوئی آفت آتی ہی یہ کہکر باہر بارگاہ کے بھاگا چاہتا تھا کہ وہ برق جو آکر گری تو بارہ ڈالنا مناسب نہ سمجھی عمرو کو لپیٹ کر سمت آسمان بلند ہوگئی اور ایک درۂ کوہ مین لاکر اُتارا عمرو نے جو آنکھ کھولکر دیکھا تو اپنی تئین موذی کے جنگل مین پایا ہوش جاتے رہے مارے ڈر کے پھر آنکھیں بند کرلین برق بلا افگن نے کہا کہ ابتو کیا آنکھین بند کرتا ہی دیکھ تو مین تجکو کس عذاب الیم سے ہلاک کرتی ہون یہ کہکر خنجر کو نیام سے کھینچا جب تو عمرو کو بھی غصہ آگیا اور پکارا کہ اے برق بلا افگن تو خوب جانتی ہی کہ مین نے ساحر شمش اور ہزار ساحر شکل چرخ گردان کو ایسا چرخ دیکر مارا کہ روح اسکی چرخ مین آئی اور عمرو دستکا کی کو قتل کیا اور ہزارون ساحرونکو مین نے داخل جہنم کیا کوئی بھی میری پشم کندہ نہ کرسکا بھلا تیری کیا اصل ہی جو تو مجھے مارے گی اگر خدا نے چاہا تو مین ہی تجکو قتل کرون گا اس کلمہ پر برق کو غصہ آیا اور وہ اپنے خنجر کو سنگ پر تیز کرنے لگی اس اثنا مین برق فرنگی بھی پھرتا ہوا اسطرف آنہونچا تو اُسنے عمرو کو قید دیکھا اور برق بلا افگن کو خنجر تیز کرتے پایا فوراً اصرصر کی صورت بنکر قریب برق بلا افگن آیا اور کہا کہ افراسیاب نے مجکو آپ کے پاس بھیجا ہی اور کہا ہی کہ تلاش کرکے جہان کہین برق بلا افگن ملین ہماری طرف سے اُنکو دعا کہنا اور کہنا کہ عمرو سے ہمکو کچھ دریافت کرنا ہی پس اگر وہ ہاتھ آجاے تو ہمارے پاس ایکدم کے واسطے لے آؤ ہم اُس سے دو باتین کرلین تو پھر قتل کر ڈالنا برق بلا افگن نے کہا کہ اچھا چلو مین چ ہین چلکر اس بھیا کا سر کاٹون گی یہ کہکر اُٹھی برق فرنگی نے کہا کہ اچھا آپ تشریف لے چلیں مین اور طرف سے جاؤن گا یہ کہکر قریب آکر بچالاکی تمام ایک بیضہ بیہوشی کا اُسکے منہ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوکر دھم سے گری برق نے نعرہ کیا کہ منم برق فرنگی اور عمرو کو چھڑادیا کیونکہ برق بلا افگن نے قید اسیر سحر کی نہ کی تھی عمرو نے برق فرنگی کی تعریف فرمائی اور گلے سے لگایا اور خنجر کھینچکر چاہا کہ سر برق بلا افگن کا جدا کرین اُسوقت دو پنجے روے ہوا سے پیدا ہوئے اور برق بلا افگن کو اُٹھا کر لیگئے عمرو اور برق ناچار وہان سے پھرے اور عمرو نے کہا

کہ انشاءاللہ آج ہی رات کو برق بلا افگن کا سر کاٹین گے یہ کہکر مع برق بلا افگن جانب
بارگاہ مہرخ روانہ ہوا اور ملکہ مہرخ سے آکر سب حال گذرا ہوا بیان کیا مہرخ نے بھی
تعریف برق کی فرمائی اور وہان پنجون نے برق بلا کو ایک دریا کے کنارے پہونچایا
اور پانی چھڑک کر اُسکو ہوشیار کیا اور پھر سحر کے بیر بنکر سامنے آکر سب حال عمرو اور
برق کا بیان کیا کہ اس طرح برق آپ کو قتل کیا چاہتا تھا ہم لیے آئے اس ماجرے
کو سنکر اس لکاتہ کو غصہ آیا اور تڑپ کر سمت فلک گئی اور ابر سیاہ بنکر جانب لشکر مہرخ
چلی جب وہان پہونچی تو سب نے دیکھا کہ گھٹا دھنوان دھار سیاہ تیرہ و تار بڑے زور و شور سے
چلی آتی ہی اور بجلی بڑے غضب کی اس گھٹا مین چمک رہی ہی سب ساحرون نے خوب غور
کرکے اُس گھٹا کو دیکھنا شروع کیا تو دیکھا کہ ایک عورت پریزاد سنہرا لباس پہنے اور
سنہرا اُسکا بدن بھی ہی شمشیر برہنہ بنی ہوئی ابر مین چمکتی چلی آتی ہی وہ سب ساحر دیکھ رہے تھے
کہ برق آکر گری ساٹھ ستر ساحر جلکر خاک ہوئے اور پھر چالیس گز کی شمشیر بنکر گرنے لگی تو
صفون کی صفون کے سر قلم اسنے کیے غرض تین چار بار گرگئے اُسنے صدہا ساحرون کو ہلاک
کر ڈالا اور پھر لشکر حیرت کی طرف چلی گئی یہان بڑی دیر تک تلاطم برپا رہا آخر لاشین
وہ اُٹھاکر دفن کرادین اور مہرخ نے کہا افسوس یہ تھا کہ رعد اور برق لشکر مین نہ تھے
ورنہ وہ برق بلا کو بتلا دیتے ٹھٹھیرے سے بدلائی ہوتی عمرو نے کہا اے ملکہ تم گھبراتی
کیون ہو اگر فضل خدا شامل حال ہی تو مین بران کو بھی قید ظلمات سے چھڑاتا ہون اور
برق بلا کو مارتا ہون یہ کہکر عمرو روانہ ہوا اور ادھر برق بلا افگن جو لشکر حیرت
مین آئی تو افراسیاب کو نپایا یہ سیدھی باغ عیش بین گئی وہان شاہ جادوان
تخت حکومت پر بیٹھا تھا سب ساحر غدار گرد و پیش مین اُسکے حاضر تھے برق بلا بھی
جاکر ایک مقام پر بیٹھی اور جو کچھ کہ حادثہ گذرا تھا وہ روبروے افراسیاب بیان
کیا اُسنے کہا کہ مجکو اول ہی خبر اس حال کی ہو چکی ہی کچھ تمہارے بیان کی ضرورت نہین ہے
برق نے کہا کہ اے شاہ اب مین اپنا خیمہ زیر دیوار طلسم برپا کراؤن گی اور جو کچھ مین نے
تجویز کیا ہی وہ امر مین کرون گی یہ کہکر اُسی وقت دریاے خون رواں کے اس پار آکر

دیوار شہر پناہ شہر نابرسان کے نیچے اس نے خیمہ استادہ کرایا مصور جادو بھی اسکی بارگاہ مین جاکو بیٹھا اور کھانا وغیرہ کھاکر اپنی بارگاہ مین چلا گیا اور عمرو کو بھی معلوم ہوا کہ برق بلا نے تمہارے قتل کا بیڑا اُٹھایا ہی عمرو اس خبر کو سنکر بدحواس تو ہو گیا مگر چہ بدارکی صورت بنکر بارگاہ برق بلا افگن کے دروازے پر پہونچا اور یہ لوگون کے ساتھ ملکر اندر بارگاہ کے جو آیا تو اُسنے دیکھا کہ بارگاہ نہایت خوبی سے آراستہ ہی اور برق بلا اپنے تخت پر بیٹھی ہی اور گرد تخت کے چار سو کرسی مرصع کار بچھی ہی اور صدہا خواصین زرین کمر اور زرین لباس زیور پہنے دست بستہ استادہ ہین عمرو نے تجویز کرنا شروع کیا کہ کسکی شکل بنون جو مطلب حاصل ہو اس اثنا مین ایک خواص نے برق بلا افگن سے کہا کہ واری اب حضور آرام فرمائین کہ صبح کو معاملہ پیش ہی نہین معلوم کیا اتفاق پڑے اُسنے اسکے جواب مین کہا کہ اری مجکو نیند کیونکر آئیگی کہ آج سامنا اُس شخص سے ہی جسنے کشمیر کا شغر و غلطی آباد و ام الجبال واندر کوٹ و چاہ ماران وغیرہ برباد کر دیا چراغ ساحرون کے گل کر دیے بھلا مجکو نیند اُسکے خوف سے کیونکر آئیگی یہ کلام سنکر وہ خواص خاموش ہو رہی اور ایک خواص بارگاہ سے نکلکر درہ کوہ کی طرف چلی عمرو بھی اسکے ساتھ ہوا اور کچھ دور پر جا کر اُسکو بیہوش کیا اور زنبیل مین ڈال لیا اور آپ اُسکی صورت بنا سب خواصون مین آکر ملگیا اس عرصہ مین ایک خواص نے آکر عرض کیا کہ واری مین بے خبر سو رہی تھی کہ ایک شخص نے آکر کڑا اسو نے کا اُتار لیا میری جو آنکھ کھلی تو اُسکو پکڑ کر مین نے پلنگ کے تلے سحر کر کے ڈالدیا ہی قربان جاؤن آپ دریافت تو فرمائین کہ وہ کون شخص ہی برق بلا نے کہا اری سوئی وہ عمرو ہی یہ کہکر خود اُٹھکر دوڑی پیچھے اسکے دو چار کنیزین اور بھی ہوئین اُس خواص نے کہا کہ واری ان کنیزون کو منع فرمایئے کہ یہ نہ آئین کیونکہ سب اپنے دل مین یہی کہینگی کہ ملکہ ڈر گئین جب تو کنیزون کو ساتھ لائین برق بلا افگن نے سب کو منع کر دیا کہ خبردار میرے ساتھ کوئی نہ آئے خواصین ناچار ٹھہر گئین اور وہ خواص ملکہ کو لیے ہوئے ایک پلنگ کے پاس آئی ملکہ برق نے جھک کر دیکھا کچھ نہ معلوم ہوا اُسوقت سمجھی کہ اندھیرے کے سبب سے نہین معلوم ہوتا ہی پس اُسنے ادقچہ اُٹھا کر جو پلنگ کے نیچے سر ڈالا وہان حلقہ کمند کے لگے ہوئے تھے

وہ گردن مین پھنکر بیچی ہوئے اور یہ خواص جو برق کو لیگئی ہی عمرو ہی بس اِسنے فوراً بیضۂ
بیہوشی مارکر بیہوش کرکے پشتارہ اِسکا باندھا اور لیکر اُسکو درہ کوہ مین آیا اور چاہتا تھا
کہ سر اِسکا جدا کرون اُسوقت برق فرنگی بھی آکر پہونچا اور پکارا کہ واہ واہ اُستاد کیا کہنا
کیا خوب آپ نے اسکو گرفتار کیا بہر لائیے مین سیسہ گرم کرکے اِسکو پلادون عمرو نے
یہ سُنکر اُسکے حوالے کیا برق فرنگی نے پشتارے کو کھولکر زور سے ناک برق
بلا افگن کی ملدی اور کہا کیون اے لکاتہ تو میرے اُستاد کی فکر مین تھی کہ اِسکو ہلاک
کرون چٹکی مین رفع بیہوشی اُسکی تھی اور یہ برق فرنگی نہین ہی صرصر ہی بس برق
بلا نے سانس جو اوپر کی لی بیہوشی اُتر گئی اور ہوشیار ہوکر اُٹھی صرصر نے کہا کہ اے
ملکہ دیکھیے یہ عمرو آپ کو پکڑ لایا تھا اِسکو اب جلد گرفتار کیجیے عمرو یہ سُنکر بھاگ کر
درۂ کوہ مین چلا گیا لیکن وہان صبا رفتار نے حلقہ کمندون کے لگائے تھے اُسمین
پھنسا اور صبا رفتار نے اُن حلقون کو جھٹکا جو مارا تو عمرو منھ کے بل گرا اُسوقت اسنے
نعرہ کیا کہ منم صبا رفتار برق بلا بھی پیچھے عمرو کے دوڑی تھی اِسنے دیکھا کہ
صبا رفتار نے عمرو کو قید کرلیا ہی بس اِسنے کہا اے صبا رفتار بڑا کام تو نے کیا کہ اس موئے
کو قید کیا لیکن لا اب مجکو اسے دے کہ مین قتل کرڈالون صبا رفتار نے کہا کہ بی بی
ہمنے تو بڑی بڑی عیاریان کی ہین اِس عیاری کی کیا حقیقت ہی کوئی ہمارا قدردان
سلامتی مین شاہ کی نہین ہی اب ہمارا جی عیاری کرنے کو نہین چاہتا ہی اے ملکہ آپ
تشریف لیچلیے مین اِسکو اور راہ سے لیکر آتی ہون اِس کلمہ پر برق بلا کو شک گزرا
اور صبا رفتار عمرو کو لیکر چلی مگر برق بلا افگن نے اب جو غور کرکے دیکھا تو معلوم
ہوا کہ یہ صبا رفتار نہین برق فرنگی ہی بس یہ گھبرائی کہ سحر کرنا بھولی اور برق یعنی
صبا رفتار نقلی بھاگ کر درۂ کوہ مین گیا صرصر اور برق بلا بھی اُس درہ مین آئین یہان
ضرغام اور جانسوز نے حلقے کمند کے لگائے تھے جیسے ہی درۂ کوہ مین آئی ان
حلقون مین پھنسی ضرغام نے دوڑکر بیضہ بیہوشی برق بلا کے منھ پر مارا کہ وہ تو بیہوش
ہوگئی اور صرصر کو اِسنے باندھ لیا اور برق فرنگی نے عمرو کو پشتارے سے نکال کر

ہوشیار کر کے کہا کہ اُستاد مین نے آپ کو اِس طرح سے پکڑ کے برق کو پکڑنا چاہا تھا مگر وہ
ہوشیار ہو گئی لیکن الحمد للہ کہ اب وہ مع صرصر کے پکڑی گئی ہی عمرو نے سب عیارونکو
گلے سے لگایا اور سحر بل بھر کی برق پر اُٹھا کر دے ماری اُسکو اثر نکیا پھر خنجر مارا اُسنے بھی
کچھ ضرر نہ پہونچایا آخرکار اُسکو لیکر مہرخ کے پاس آئے اور کہا کہ ای ملکہ اِس ملعونہ کو ہم
مع صرصر کے پکڑ لائے ہین آپ کو اختیار ہی چاہیے قتل کیجیے چاہیے قید مین رکھیے ملکہ
مہرخ یہ حال دیکھکر شاد ہوئی اور خنجر سحر پکڑ کر برائے قتل برق بلا افگن اُٹھی حسب
اتفاق صبار فتار کمند انداز اسوقت اندر بارگاہ کے موجود تھی اُسنے دیکھا کہ اب برق بلا
اور صرصر کسی طرح بچتی نہین معلوم دیتین اور ادہر مہرخ نے کچھ سحر پڑھکر دستک
جودی تو ایک پریزاد نیمچہ لیے ہوے کہ وہ نیمچہ سلیمانی تھا پیدا ہوئی مہرخ نے وہ نیمچہ
اُسکے ہاتھ سے لیلیا اور پیترا بدل کر برق پر چلی اسوقت صبار فتار نے کہ یہ خدمتگار
بنی ہوئی تھی کہا کہ حضور ذرا ٹھہریے گا بلکہ ٹھہر گئی اور صبار فتار نے آگے بڑھکر جلد تر
برق بلا افگن کی ناک کو سحر بل دیا کہ اُسکو چھینک آئی اور آنکھ اُسکی کھل گئی اور اپنے
تئین گرفتار جو اُسنے دیکھا تو پکاری کہ او نابکار عیار تو نے میرے ساتھ بڑی دغا کی ہی مگر
کیا کرون ناچار ہون کہ ہاتھ مین میرے اسوقت تلوار نہین ہی ورنہ تم سبکو مزا چکھا دیتی خیر
اگر چاہا سامری و جمشید نے تو کل تمکو مزا چکھادونگی یہ کہکر سحر جو پڑھا کمند تو جلگئی اور یہ صاف
اُڑی ہوئی جانب آسمان چلی گئی اور کوئی اِسکا کچھ نہ کرسکا اور اُس ہنگامہ مین صبار فتار
بھی بھاگ کر چلی گئی اور عمرو برق بلا کے ہوشیار ہونے سے بھاگا تھا اور مہرخ اور سب
ساحر متوجہ جانب برق بلا افگن تھے بدین سبب صبار فتار نے صرصر کو بھی کمند سے
کھولدیا تھا القصہ یہ بھی بھاگ کر نکل گئی اور افراسیاب کے پاس برق بلا آکر پہونچی
وہ بیٹھا ناچ دیکھ رہا تھا کہ برق بلا نے آکر مجرا کیا اور تمام حال اپنے گرفتار ہونے کا بیان
کیا اور صرصر کی بہت بڑی تعریف کی اور کہا ای شہنشاہ اب مجکو لشکر مہرخ کا ساحر یا عیار
جو کوئی ملجائے گا مین بغیر مارے نہ چھوڑونگی آپ یہ نہ فرمائیے گا کہ بغیر اجازت میری کیون
مار ڈالا آپ مجکو اپنی مہر سے اجازت نامہ لکھدیجیے کہ مین آزردہ نہونگا اگر آپ یہ مضمون تحریر

نہ فرمائینگے تو مین اپنے گھر چلی جاؤن گی کیونکہ مجکو یہ اذیت گوارا نہین افراسیاب نے اس تقریر کو سنکر فورًا اجازت نامہ لکھدیا اور مہر کرکے اُسکے حوالہ کیا اور یہ لیکر اپنی بارگاہ مین آئی اور صرصر کا بھی خیمہ اپنی بارگاہ کے پاس استادہ کرایا اور آپ بارادۂ جنگ آمادہ ہوکر بیٹھی اِسکو تو اِس حال مین چھوڑیے مگر حال لقاے باختر سنیے کہ یہ کافر خاسر بعد چندے کے باغ مینا سے لشکر جمع کراکر باہر قلعہ عقیق کوہ سے نکلا اور بارگاہ اِسنے برپا کرائی لشکر اسکا اُترا یہ بارگاہ مین آکر داخل ہوا تمام لشکر آسودہ ہوا بختیارک نے اُسوقت اِس سے کہا کہ یا خداوند یہ تو فرمائیے کہ مسلمانون کا رہ گئے والا آجکل سرکار مین کون ہی لقانے کہا او شیطان تو کیون خوف کہاتا ہی دیکھ تو مین ایسی تقدیر کرتا ہون کہ خداپرستون کو جان بچانا دشوار ہوگا یہ باتین ہورہی تھین کہ یکایک ایک نامہ دار نے آکر خداوند کو سجدہ کیا اور عرض کیا کہ یا خداوند مین نامہ بر ہون حشام کوہی کا اور کوہ حشام خونریز سے آیا ہون لقا اِس نامہ بر کو دیکھکر خوش ہوا اور پکارا کہ ای بندگان مشاہدہ کنید تماشاے قدرت من مین نے کیا جلد تقدیر کی ہی سب نے سرون کو سجدہ مین جھکادیا اور پکارے کہ سچ ہی یا خداوند تو خداوند برحق ہی تجکو سب طرح کی قدرت ہی غرض نامہ بر تو بیٹھا اور نامہ پڑھا گیا لکھا تھا کہ یا خداوند وہ شخص بندہ ہی تیرا حشام کوہی نام حاکم کوہ حشام خونریز مین نے سنا ہی کہ خداوند کو خداپرستون نے بہت تنگ کیا ہی ایسا کہ خداوند اُنکے ہاتھ سے شہر بشہر اور دہ بدہ و قریہ بقریہ بھاگتے پھرتے ہین اور حیران و سرگردان ہین مگر کوئی صورت بچاؤ کی نظر نہین آتی ہی پس مین عرض رسا ہون کہ اگر مجکو اجازت ہو اور خداوند طلب فرمائین تو مین آکر تمام خداپرستون کو قتل کرون اور حمزہ کو وہ سزا معقول دون کہ وہ بھی عمر بھر یاد کرے اور جتنے ملک خداوند کے ہین اُنکو دلادون یہ نامہ جو لقانے سُنا جواب لکھا کہ عرضی تمہاری ہمکو پہنچی ہم تمسے بہت خوش ہوئے ہمنے نوے ہزار برس پیشتر یہ تقدیر کی تھی کہ جب ہمپر مصیبت پڑیگی تو حشام کوہی آکر شریک حال ہمارا ہوگا اب تکو مناسب ہی کہ جلد آکر حاضر ہو اور جان لیئے خداوند کی بچاؤ یہ نامہ لکھکر اُسنے نامہ بر کو دیا کہ وہ لیگیا حشام کوہی پہلوان زبردست اور لاثانی ہی ایسا

زبردست ہی کہ دو زنجیرین فولادی بہت بھاری اپنے کمر مین بندھوا کر اٹھائی سو آدمیون
سے کہتا ہی کہ تم سب ملکر اِسکو کھینچو وہ سب ملکر زنجیرین پکڑتے ہین اور کھینچتے ہین مگر وہ اپنی
جگہ سے نہین ہلتا یہانتک کہ وہ سب عاجز ہو جاتے ہین بس اِس گبر ناہنجار کو اپنی زور و طاقت
کا نہایت غرور ہی رستم زمان اپنی تئین جانتا ہی غرض اب جو نامہ لقا کا اُسکو پہونچا تو اُسکو
پڑھکر گدھی کی طرح پھول گیا اور اُسیوقت سامان سفر درست کرکے فوج کو اپنے ہمراہ لیا
اور نقارہ کوچ کا بجایا لشکر مثل مور و ملخ روانہ ہوا اور بعد قطع منازل و طی مراحل مرحلہ پیمائی
کرکے قلعہ عقیق مین پہونچا بختیارک اِسکے استقبال کو آیا اور اُسنے دیکھا کہ حشام کوہی کا
بچانوے آرنج کا قد ہی دیو ہی کہ قالب انسان مین اُترا ہوا ہی رانین ارنے بھینسے کی چبا تا ہوا
اور شراب زہر مار کرتا ہوا آتا ہی اور کرگدن مست پر سوار ہی غرض بختیارک نے لشکر کو
اِسکے اتروایا اور یہ وہان سے خدمت خداوند مین آیا سجدہ کیا نذر دی خلعت پایا دنگل پر
بیٹھا لقا نے خاطر اِسکی حد سے زیادہ فرمائی اور ساقی کو اشارہ فرمایا کہ اُسنے جام مے
ارغوانی دیا اُسنے سلام کرکے جام کو پیا پھر بختیارک نے سب حال لقا کے بھاگنے کا
اول سے آخر تک کہا اور ایسے کچھ کلام حسام بدانجام سے اِسنے کیے کہ اُسکو گرمایا بھی
اور ٹھنڈا بھی کیا جب کئی روز اِسکو گذر گئے ایک روز جب دماغ اِسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا
اور وہ زمانہ آیا کہ ہستی روز کی تمام ہوئی اور خلاق دہر نے دختر شب کو پیدا کیا کہ اشعار

سرپابوس مین زلف شب آئی | تمنا آہ ہو کر تا لب آئی | چھپا ڈن اُس جگہ پھر صورت یار
ہوئین ھندلی دکانین بازار

سرِ شام حشام ناکام نے طبل جنگ بجوایا نامیان خیبری و
تو میان خیبری نے خدمت امیر کشور گیر اور بادشاہ مین آگر سر عجز جھکا کر ان اشعار کو دعا مین پڑھا

بہ تمنائے جبین بدر بھی ہوتا ہی ہلال | بسکہ یان سجدے کیلئے مشتاق ہین اہل کمال | یہ وہ در ہی کہ جہان آکے ہم پہونچائے
رتبۂ بال ہما ہر مگس بے پروبال | ہاتھ کا تیرے اگر عکس پڑے دریا پر | دُرِ مکنون سے ہو مشت صدف مالا مال
چاہیے ابر گہربار پسارے دامن | پونچھ چہرے سے عرق جھٹکے جو اپنا رومال | ای شہریار حشام کوہی آیا ہی اور

اُسنے طبل جنگ بجوایا ہی یہ سننا تھا کہ امیر نے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے پس
بموجب حکم محکم قضا شیم طبل جنگ پر چوب پڑی دربار سویرے سے برخاست ہوا سردار وغیرہ

آکر ہتھیارون کی تیاری مین مصروف ہوئے تلوارین چرخ پر چڑھائین کمانین سینک کر درست کین گلزار شجاعت ہرا بھرا ہوا بلبلان بوستان شجاعت زمزمہ سنج جرائت ہوے شعر
نام سہراب کا باقی نہین دنیا مین نشان + کل کے دن دیکھنا ہان ہے یہی گو اور میدان +
پھول سپرون کے اس شب تار مین چمکنے کیا لگے کہ لڑنے مرنے کی بو دیتے تھے نیزے سرو کی صورت تھے راستی اپنی دکھاتے تھے تلوارون کے پھل بہادر دشمن کو چکھاتے تھے جوہر شمشیر و خنجر سے گلستان شجاعت پھلا پھولا تھا لڑائیان اکثر مقام پر بیان کی گئی ہین اس وجہ سے ہر جگہ طول دینا اچھا نہین چار پہر رات دونون لشکرون مین تیاری آلات حرب و ضرب رہی جب سر دزد شب کا خنجر سحر سے جدا ہوا اور شاہ خاور بصد کروفر اریکۂ زنگاری سپہر پر جلوہ فرما ہوا شعر

کہ جب شاہ صبح مثل صبح رخسار	سپہر حسن سے تھی جو کہ سرشار	ہوئی روشن بشکل روئے جانان
تو نکلے لڑنے کو حمزہ بصد شان	یعنے حمزہ صاحبقران در دولت بادشاہ ذی شان پر آئے	

بادشاہ بھی سویرے سے برآمد ہوئے امیر نے مجرا کیا اب سردارون کا مجرا و سلام لیتے ہوئے جانب میدان مصاف روانہ ہوے نظم

چلا لڑنے کو میدان مین وہ لشکر	ہوے تیار مردانِ دلاور	بجا نقارہ و قرنا کا ہوا شور
بڑھے میدان کے جانب صاحب زور	نقیبون کا خوش الحانی سے پڑھنا	علی مرتضی کی مدح پڑھنا
کواکب چھپ گئے تھے آسمان پر	گل خورشید پھولا تھا سراسر	دلاور مرکبون پر تن رہے تھے
چلے جاتے تھے سب میدان مین لڑنے	غرض جنگاہ مین پہونچے سب آکر	لقا آیا ادھر لشکر کو لے کر
صفین دونون طرف آراستہ تھین	سلاح جنگ سے پیراستہ تھین	غرض نقیبون نے نقابت کی

اور سقون نے چھڑکاو کیا جب صفین جنگ کی آراستہ ہوچکین خشام نے لقا سے اجازت میدان لیکر اپنے گینڈے کو وسط میدان مین نکالا اور کھڑے ہو کر تمام لشکر اسلام کو بغور دیکھا نعرہ کیا کہ اے خدا پرستان و فرقۂ زبردستان جس کسیکو آرزوے موت کی تم لوگون مین سے ہو وہ آئے میرے مقابلہ کو اس کلمہ کو سنکر بلوط کج گردن نے اپنے مرکب کو علمشاہ رومی کی صفین سے نکالکر اجازت میدان امیر کشورگیر سے حاصل کی اور آکر اس کافر خاسر سے بعد گفتگوے بسیار کے

نوبت جنگ و جدال کی پہونچی کسیکو چشم زخم نہ پہونچا آخر کو جب نوبت تلوار کی آئی تو حشام نے ہاتھ
تیغہ کا مارا بلوط نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا اور تیغہ جو اُس جوان زبردست کے ہاتھ کا پڑا
تو سپر کو کاٹ کر کوئی چار اُنگل کا سہ سر مین اُتر گیا اگر داستانہ فولادی کو بلوط نہ مارے تو وہ تیغہ سر آ
کاٹ جاوے لیکن داستانہ جو مارا تو تیغہ نکل گیا اور چادر خون چہرے پر آئی عیاران لشکر اسلام
بلوط کو پھیر کر لیگئے بعد اِسکے تین سردار علمشاہ کے اور باری باری نکلے وہ بھی حشام کے
ہاتھ سے زخمی ہوگئے اُنکو عیار پھیر کر لیگئے جب تو علمشاہ کو تاب باقی نرہی خود استر
مالا گرد کو اُڑا کر واسطے اُسکے مقابلہ کے آئے اور آتے کے ساتھ ہی تگاور جو ماری تو گینڈا
اُسکا دس قدم پر جا رہا بختیارک تو یہ ماجرا دیکھکر صلواۃ پڑھنے لگا لقا سُنکر نہایت خفا ہوا
اور کہنے لگا کہ ارے تو بکتا کیا ہے اُسنے اُسکے جواب مین کہا کہ یا خداوند مین اِس امر کو کیا کرون
زبان تو میری اِس کلمہ سے آشنا ہو رہی ہے اسوجہ سے بیساختہ میری زبان سے یہ کلمہ
نکل جاتا ہے مین مجبور ہون آپ ناحق مجھسے آزردہ ہوتے ہین اِس سے اور لقا سے تو ادھر یہ تقریر
ہو رہی ہے اور اُدھر علمشاہ اور حشام سے نیزہ بازی ہونے لگی سب دیکھ رہے تھے کہ قریب
سو سوا سو طعن کے طرفین سے رد و بدل ہوئین اور کوئی غالب نہ ہوا دونون لشکرون مین
صدا احسنت و مرحبا کی بلند تھی علمشاہ رومی نے جو دیکھا کہ اتنا عرصہ ہوگیا نیزہ حشام کے
ہاتھ کا ہوائی نہین ہوتا ہے سب لوگ اپنے دل مین یہ تعریف ہجو ملیح تصور کر رہے ہین حقیقت مین
تعریف نہین کرتے ہین بڑی ندامت کا سامنا ہے پس یہ تصور کر کے بند صاحبقرانی کو اُسکے
گلوگاہ پر گانٹھ کر چھڑ پر چھڑ کو جو مارا تو وہ اُس بند سے آری ہوگیا اور کھول نہ سکا آخر کو نیزہ
اُسکے ہاتھ سے مثل تیر شہاب کے نکل کر بروے آسمان صاف چلا گیا اور وہان سے آکر
اوپر زمین کے کوس بھر کے فاصلہ پر گوشۂ صحرا مین گر گیا پھر تو لشکر اسلام مین طبل اور نقارے
خوشی کے صفون مین ہر سو بجنے لگے اور حشام نیزہ بھر آب خجالت مین مارے ندامت کے غرق
عرق ہو کر رہگیا اور جھلا کے قبضہ کو تیغہ کے اپنے قبضہ مین کر کے مرکب ملا کر مرکب سے علمشاہ
کے ایک ہاتھ اِس زور سے مارا کہ اگر کوہ پر مارتا تو وہ بھی مثل کاہ کے قلم ہو جاتا مگر علمشاہ نے
خیال بھی نہ کیا اور آنکھ مین آنکھ ملا کر جونہین تیغہ برابر سر کے آیا وہین بند دستکو اُسکے پکڑ کر ذرا

جو فشردہ کیا تو تیغہ اُسنے ہاتھ سے چھوڑ دیا اگر نہ چھوڑ دیتا تو ہاتھ بیکار ہو جاتا لیکن تیغہ کو تو چھوڑ دیا اور ہاتھ گریبان مین ڈال کر دھر کھینچا علمشاہ نے کمر زنجیر کو اُسکی بائین ہاتھ سے تھام کر داہنے ہاتھ سے زور جو کیا تو پشت مرکب سے وہ جدا ہو کر اوپر زمین کے آیا یہ بھی ساتھ اُسکے کود پڑے اور کشتی ہونے لگی قصہ کوتاہ کہ اُسکو بھی بھروسا اپنی زور و طاقت کا لا انتہا تھا قرار واقعی لڑا اس زور و شور سے کہ تین شبانہ روز کشتی مین بسر ہو گئی آخر کو چوتھے روز علمشاہ نے اُسکو زیر کرکے ایسا پیچ باندھا کہ اُس پیچ سے وہ نہ نکل سکا اور انھون نے نعرہ اللہ اکبر دل سے کھینچکر لنگر کو اُسکے توڑا اور سر سے بلند کرکے پہلے تو مثل گھن چکر کے دو تین چکر دیے بعد اُسکے زمین پر مار کے مشکین اُسکی باندھلین اور ابو الفتح کے حوالہ کیا پھر تو تمام لشکر اسلام مین واہ وا کا غل ہوا اور بختیارک نے اُسکی فوج کو اشارہ کیا کہ حریف تمھارے مالک کا تھکا ہوا ہے ایسا وقت پھر ہاتھ نہین آنیکا مارلو اِسکو اُس نطفۂ حرام کے کہنے سے تمام فوج اُسکی اور سب کو ہی تلوارین پکڑ کے اوپر علمشاہ کے آپڑے یہ ماجرا دیکھکر امیر نے بھی باگ اشقر کی اٹھائی پیچھے امیر کے تمام سرداران امیر بھی اپنے اپنے نعرہ کرکے مثل شیر غران کے آپڑے اور جنگ مغلوبہ ہو گئی تلوار بھڑ کر چلنے لگی

سرداروں نے نعرہ بلند کیے ایک طرف سے نعرہ ہو الغرے

امیر عرب حمزۂ شیر دل امیر عرب ضیغم روزگار یکے تیغ صمصام و قمقام نام بن کافران از جہان پاک کرد ہمہ ہندوان بہ پیشم فواری شدہ	نعرۂ حمزہ صاحبقران	گزو گشتہ شہراب و رستم خجل بحکم خدا بستہ شمشیر چار یکے تیغ عقرب یکے ذو الحجام سر سرکشان جملہ در خاک کرد ہم عفریت از تیغم عاری شدہ
منم صاحب عمود و جانشین حمزہ در گردان جزیرہ ہاے دریا را گرفتم از جوان مردی	نعرۂ لندھور	شہ ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان گریزان شد ز ضرب من مگر کفار را ہستی
منم مالک اژدر درخشگین	نعرۂ مالک	سپہدار در لشکر اہل دین
منم گرد بہرام خاقان چین	نعرۂ بہرام	کہ از نعرۂ من بلرزد زمین
منم مقبل شیر نر نوجوان	نعرۂ مقبل	غلام وفادار صاحبقران

علمشاہ

نظم

علمشاہ رومی شہ فیل زور — کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور
من آنم کہ نامم زہر انجمن — نخوانند جز رستم پیلتن
ملک قاسم آن ترک خاور سپاہ — ز نم تیغ برابر نیزہ بماہ
ز آب دم تیغ شستم زمین — ہمہ باختہ شد مرز نگسین

ہون پر آئے کف غیظ اجل سے
ارادے بڑھ گئے ہمت و نعل سے
نگاہین لڑگئین سینہ اُبھارے
ہرون سے خُود یہ کہکر اُتارے
کہ اے خالق زمان آبرو ہے
نہین پروا مدد کرنے کو تو ہی
لگین بس چلنے تیغ برق آہنگ
لباس روح بھی تھا گور مین تنگ
زمان ضرب سپر سہہ جبل تھا
سرِ ذی روح پابوس اجل تھا
ہزارون گر گئے تھے وان ستمگار
غضب کی اُسجگہ ہوتی تھی پیکار
کہین لندھور کا گرز گران سنگ
کہ جسکے دیکھنے سے عقل ہو دنگ
جو پڑتا تھا وہ سر پر نوجوان کے
ہزارون ٹکڑے تھے ہر استخوان کے
کہین مالک نے تھا نیزے کو ملا
عدو کو قاش زین سے تھا اُتارا
کہین بہرام کی شمشیر بران
کہ جس سے روح رستم تھی گریزان
اُسی تلوار سے سر سیکڑون کے
جدا اُسنے لڑائی مین کیے تھے
جدا ہونے لگے پا و سر و دست
کوئی خستہ کہین نعرہ کہین جیت
کہین سیلاب خون سے سرخرا مین
کہین زخمی تنون کی سرد آہین
چمکتی تھی برابر برق شمشیر
اجل تھک تھک گئی ایسے چلے تیر
گرے گردان شیر افگن زمین پر
کہین تن سر کہین توسن کہین پر
رہا یہ معرکہ تا شام ہمدوش
ہوا گھبرا کے آخر مہر روپوش
صدا رخصت کی نقارون سے آئی
بس اب کل یہ ندا یارون سے آئی
پھرے گھر کو بہادر اپنی صف سے
بہین نہرین لہو کی ہر طرف سے
گرے جب نخل کم قامت زمین پر
ہوا ٹھنڈا دل چرخ ستمگر

جب ترک روز کا سر اُتارا گیا اور سر ہنگ شب نے تیغ کہکشان کو حائل کیا لقا طبل باز گشت بجوا کر پھر گیا لشکر اپنے اپنے مقام پر آئے کمر کھولی آسودہ ہوئے بختیارک نے لقا سے بارگاہ مین جاکر کہا کہ یا خداوند بڑے افسوس کا مقام ہے کہ حشام ایسا زبردست پہلوان اور یون گرفتار ہو جائے اب مثل اُسکے پہلوان خداوند کو عمر بھر ممکن نہو گا بلکہ مین تو جانتا ہون کہ علمشاہ ہشلم کو جب گرفتار کر کے لے گئے تو اب اُنکے اوپر فتحیاب ہونا بہت مشکل ہے خداوند اُن سے سر سبز ہونگے لقا یہ کلمات سُنکر خاموش ہو رہا اور جواب سوچنے لگا اور وہان امیر کشور گیر بادشاہ اسلام

پر سے زر و گوہر تصدق کرتے ہوئے اور علمشاہ پر سے موتی لُٹاتے اندر بارگاہ کے شادان
اور فرحان آکر پہونچے ناچ ہونے لگا اِسمین ابوالفتح حشام کوہی کو مطوق اور مسلسل کرکے
سامنے امیر باتوقیر کے لے آیا آپ نے اُسکو دیکھکر اوپر ذنگل آہنی کے اشارہ بیٹھنے کا کیا
اور فرمایا کہ ای حشام کیا کہنا ہی تمھارا حقیقت مین تم خوب لڑے کسواسطے کہ یہ مجال کسی پہلوان
زمان کی نہ تھی کہ جو علمشاہ سے تین شبانہ روز برابر لڑ سکتا ہم تمسے بہت راضی ہوئے
فی الواقعی کہ تم مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہو اِسمین فرق نہین ہی الاہم تمسے اِس بات کو
پوچھتے ہین تم بھی جو کچھ کہ واجبی ہو وہی بات کہنا خبردار ہمارے ڈر سے کوئی کلمہ زبان پر
نہ لانا اور وہ بات یہ ہی تم صاف صاف بتلاؤ کہ علمشاہ نے اِسوقت تکو مردانہ وار اپنے
زور و طاقت سے زیر کیا ہی یا کہ کچھ مکر و فریب سے تم کو اُسنے گرفتار کرکے قید کیا ہی
حشام کوہی نے کہا کہ ای شہریار علمشاہ نے غلام کو اِس طرح سے زیر کیا ہی کہ
جس طرح بہادر بہادر کو زیر کرتے ہین اصلا دغا و فریب نہین کیا بس امیر باتوقیر نے
فرمایا کہ پھر تم مسلمان کیون نہین ہو جاتے اب تکو عذر کیا ہی جو تامل کرتے ہو حشام نے
کہا کہ غلام کو اب کوئی عذر و انکار نہین اور نہ کچھ اُنکے ہاتھ سے زیر ہونے کی قلق ہی
کسواسطے کہ علمشاہ نے جب مرزوق کو اُٹھا کر مارا کہ اندر آب خندق کے غرق ہو گیا
اور کپتیان ایسے فرنگی کی لڑائی کو فتح کیا کہ تمام عالم کا جی چھوٹ گیا پھر میری
کیا اصل ہی اُن کے تو زور و طاقت کی ہفت اقلیم مین دھوم ہی اور یہ فرزند آپ کا
حقیقت مین بہادر اور دلاور ہی کہ آج اِسکا مثل نہین مجکو بہر صورت اطاعت اُنکی
دل اور جان سے منظور اور قبول ہی اِس وجہ سے کہ ایسا آقا اور خاوند قسمت سے
اُسی شخص کو ملتا ہی کہ جو صاحب نصیب ہوتا ہی امیر سُنکر نہایت خوش ہوئے اور اُسیوقت
حشام کو قید سے رہا کرکے گلے سے لگایا اور خلعت سلیمانی سے مخلع فرمایا وہ کلمہ پڑھکے از سر
صدق مسلمان ہوا علمشاہ نے قریب اپنی بارگاہ کے حشام کے واسطے بھی ایک بارگاہ
بہت پُر تکلف اِستادہ کرا دی اور کہا کہ اب اِس بارگاہ مین تم قیام پذیر ہو وہ فوراً اُٹھکر اُس
بارگاہ مین داخل ہوا اور خوش و خرم رہنے لگا اِس عرصہ مین دس بارہ ہزار سوار بھی پاس حشام

کے چلے آئے اور دین اسلام کو قبول کر کے رہنا اختیار کیا اور باقی سب لوگ لقا سے رخصت ہو کر طرف حشام کوہ کے روانہ ہو گئے قضلے کار حسب اتفاق روزگار ایک بھائی حشام کا کہ نام اُسکا آہن بدن ہی اور درۂ گلنار کا رہنے والا ہی وہان ایک ساحرہ رہتی ہی کہ نام اُسکا گلنار جادو ہی وہ آہن بدن پر دل وجان سے عاشق اور فریفتہ ہی سو اُس آہن بدن کو اِس حال کی اطلاع نتھی کہ حشام بھائی میرا خداوند باختر کی مدد کو گیا ہوا ہی مگر یہ حال معلوم تھا کہ مسلمان ہو گیا ہی غرض سوار ہو کر واسطے سیر کے کسی طرف کو جاتا تھا اُدھر سے لوگ حشام کے بھی آتے تھے اُنھون نے جو دیکھا قریب آکر سلام کیا آہن بدن نے اپنے بھائی کا احوال اُن سے پوچھا اُنھون نے جو احوال کہ گذرا تھا وہ سب روبرو اُسکے بیان کیا اُسنے سُنکر حال علمشاہ کی طاقت کا کہا کہ خیر معلوم ہوا مین اب اُس علمشاہ سے کچھ لونگا یہ کہکر درۂ گلنار مین چلا گیا اور سارا حال علمشاہ کی طاقت کا اور حشام کے مسلمان ہو جانے کا اُس گلنار جادو سے کہا اُس نے پوچھا کہ پھر اب تمھارا کیا ارادہ ہی اپنے دل کا حال بیان کرو آہن بدن نے کہا کہ میرا یہ ارادہ ہی کہ مین جا کر بدلا اپنے بھائی کا لونگا اور اُن خدا پرستون سے جہانتک کہ میرا زور اور بس چلے گا موافق اپنی سعی کے بہر صورت لڑون گا اور اپنے بھائی کو چھڑا لونگا گلنار جادو نے کہا کہ خیر اگر یہی ارادہ ہی تمھارا تم جلد جاؤ مین بھی آکر شراکت کرون گی پس آہن بدن نے اُس سے اجازت لیکر چالیس ہزار سوار ہمراہ لیے اور شوکت وہان سے روانہ ہوا اور بعد چند روز کے مسافت راہ کو طی کر کے اندر بارگاہ لقا کے داخل ہوا اور سجدہ کر کے کہا کہ مین بھائی ہون حشام کوہی کا اور آیا ہون کہ علمشاہ کو قرار واقعی سزا دون بختیارک یہ بات سُنکر قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا کہ اے آہن بدن شہزادہ علمشاہ نوجوانکی شان مین ایسا کلمہ بیہودہ اپنی زبان سے نہ نکال آہن بدن نے کہا کہ اچھا اب تمکو آپ ہی اِسکا حال معلوم ہو جائے گا یہ کہکر اپنی بارگاہ مین آیا اور آرام پذیر ہوا دو ایک روز تک آسایش کی جب کسل سفر سے آسودہ ہو چکا اور کرن آفتاب کی دریاے مغرب مین ڈوبی

اور بحر ظلمت عالم مین جوش زن ہوا شعر

سیاہی مثل زلف یار پھیلی　　میان کوچہ و بازار پھیلی

اِک ابر نیلگون مغرب سے آیا | فروغ مہر دامن مین چھپایا

آہن بدن نے حکم دیا کہ طبل جنگی پر چوب پڑے ہرکارے دوان دوان خدمت بادشاہ اسلامیان مین آئے اور دعا و ثناء شاہی زبان پر لائے **نظم**

پرورش کسکو یون ضعیفون کی
پہونچے پشہ تو پہلوان ہوئے
دی ہی جو حق نے تجکو حشمت و جاہ
خلق رطب اللسان جہان ہوئے

تجھ سوا زیر آسمان ہوئے
کین سے گردون کے عمر بھر دوڑے
فہم وان تک رسا کہان ہوئے

درِ دولت سرا تلک تیرے
جسپہ اِکدم تو مہربان ہوئے
ہو ہر مین حُسن خلق سے تیرے

ای شہریار حشام کے بھائی آہن بدن نے آکر لقا کے یہان طبل جنگ بجوایا ہی باقی خیریت ہی بادشاہ نے امیر سے اشارہ فرمایا امیر نے حکم دیا کہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے ابو الفتح نے جاکر نقارہ سکندری پر چوب لگائی کہ جسکی صدا سے قلعہ چرخ مین تزلزل پڑگیا اور بہرام فلک الامان پکارا سردار اور بہادر اپنے اپنے مقام پر آکر تیغ اور خنجر وغیرہ کو درست کرنے لگے بحر آہن روان ہوا دیدۂ جوہر شمشیر دشمن کے گھورنے کو کھل گئے کلاہ سے خود لاف زنی کرتے تھے سنانون کی زبانین تیزیان دکھاتی تھین ترک فلک کو بیم تھا جوزا کا دل دو نیم تھا روح رستم خوف سے ملک عدم مین پنہان تھی تیغ شعلہ بار آتش فشان تھی بہادرون کے سینے مثل بحر پر جوش تھا سپرین سنگ پشت اور گرداب مین تھین ہر بہادر آب تیغ کا جرعہ نوش تھا تلوارین مثل موج بحر کے لہراتی تھین پانی کی روانی دکھاتی تھین تلوار کا گھاٹ دریا کا گھاٹ تھا کشتی تیغ پر روح سوار ہوکر بحر ہستی کے پار اترتی کہ مختصر اُسکا پاٹ تھا اُس طرف لقا کے یہان بھی آہن بدن کی فوج تیاری اپنے اپنے ہتھیارون کی کر رہے تھے لیکن یہ خبر حشام کو جو ہوئی کہ آہن بدن آیا ہی بس اُسکو یہ یقین ہوا کہ گلنار جادو اُسکے ساتھ ضرور آئی ہوگی یہ معلوم کرکے اُسنے امیر سے عرض کیا کہ ای شہریار اول مین ہی اُس آہن بدن سے لڑونگا پھر میرے بعد جیسا کچھ مناسب سمجھیے گا وہ کیجیے گا امیر نے اُسکے جواب مین کہا کہ تمہارا لڑنا مناسب نہین ہی تم اِس خیال سے درگذرو یہان بہت سے سردار موجود ہین وہ اُس سے سمجھ لینگے حشام یہ کلمہ سنکر خاموش ہو رہا اور رات بھر تیاری جنگ مین بسر ہوئی عجب

وہ زمانہ آیا کہ اختر اقبال خورشید چمکا اور ستارون نے راستہ عدم کا لیا اشعار

وہ جلوہ مہر تابان نے دکھایا | جہان کو نور کا عالم بنایا | ہوا پیدا جو شاہ چرخ اختر
جلوس اُسنے کیا تخت سحر پر

صبح کو امیر باتوقیر مسجد گرباس سے نکلکر اشقر پر سوار ہوے سرداران نامی پہلوانان گرامی ہمراہ چلے اور در دولت بادشاہ پر آئے بادشاہ بھی سویرے سے برآمد ہوئے امیر نے مجرا کیا اور سب سردارونکا مجرا لیکر جانب میدان بصد کر و فر روانہ ہوئے غرض میدان مین آکر پہونچے بیلچہ کارون نے پست و بلند زمین ہموار کی اور سقون نے نکل کر گرد و غبار کو بٹھایا پھر نقیبون نے میدان مین آکر نقابت کی اور پکارے کہ ہان ای برادران روزگار اشعار

نہ سہراب ہی اور نہ برزو ہی یان | نہ شکل نہ ہی رستم سیستان | نریمان جنگی ہی نے طوس ہی
نہ گودرز ہی اور نہ کاؤس ہی | کسی کا بھی باقی نہین ہی نشان | ہوئے جاکے سب موت کے میہمان
اجل کا یہان گرم بازار ہی | وہ کون ہی جو لڑنے پہ تیار ہی | جوانو یہ ہی معرکہ جنگ کا
یہی وقت ہی نام اور ننگ کا | لڑائی مین جانین لڑاتے رہو | نمکخوار و تلوارین کھاتے رہو

یہ کڑکا کہکر نقیب تو کنارے ہو گئے اور صفین میمنہ میسرہ آراستہ ہوئین اور آہن بدن سانے لقا کے آکر اجازت خواہ ہوا کہ یا خداوندا اجازت میدان کی دیجیے لقا نے کہا کہ جا تجھکو مین نے اپنی دست قدرت کے سپرد کیا وہ گھوڑا اُڑا کر میدان مین آیا اور نعرہ کر کے مبارز کو طلب کیا احشام کوہی نے اپنے مرکب کو نکالا امیر نے فرمایا کہ ای احشام آخر تمنے ہمارا کہنا نہ مانا اور جلدی کی مگر خیر اب تم نکلے ہو جاؤ سپرد کیا خداوند کریم کے بادشاہ نے بھی اسکو جامہ کلاہ عفو عنایت مرحمت کیا اور رخصت فرمایا احشام نے مرکب کو تازیانہ کر کے سامنے آہن بدن کے اپنے تئین پہونچایا اول تگاور چلی پھر اُسنے اُسکو سمجھانا شروع کیا مگر اُسنے نہ مانا آخر کو نیزہ بازی دونون مین شروع ہوئی سنان پر سنان اور بُنان پر بُنان بجنے لگی لیکن احشام نے بہ سبب برکت اسلام چند طعنون مین نیزہ اُسکے ہاتھ سے ہوائی کیا لشکر اسلام مین نوبت اور نقارے خوشی کے بجنے لگے اور صدا احسنت اور مرحبا کی بلند ہوئی آہن بدن نے شرمندہ ہو کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا احشام نے اُسکے وار کو خالی دیکر ہاتھ تلوار کا لگا کر مرکب کو برابر سے جو مارا تو سپر کو

کاٹ کر تلوار نے خود کو کاٹا اور پیپلا کاسئہ سر مین دھنسا آیا آہن بدن زخمی ہوگیا اس عرصہ مین
گلنار جادو بھی آگئی اور آکر اُسنے سرسواری لقا سے ملاقات کی اور آہن بدن کو زخمی
دیکھکر بیقرار ہوگئی اور اجازت میدان کی طلب کی یہ ماجرا دیکھکر بختیارک اپنے دل مین
سمجھا کہ آہن بدن کو جو اسقدر عرصہ تھا اور اپنی زور اور طاقت کا گھمنڈ کر رہا تھا سو اسکے
بھروسے پر علمشاہ کو کہتا تھا کہ مین گرفتار کرونگا کسواسطے کہ یہ بھی بیڑو کی آنچ سے تڑپکر
دیکھو تو سہی کہ کسقدر جلد آئی ہی مگر خیر کچھ مضائقہ نہین ہی اسکا آجانا اسوقت بہت خوب ہوگیا
اب ایک آدھ روز اگر لڑائی تھم جائے تو کیا عجب ہی ورنہ فیصلہ تو آہن بدن کا بھی ہوچکا
تھا غرض یہ تو ایسی فکر دل سے اپنے تصور کر رہا ہی اور گلنار جادو لقا سے رخصت لیکر مثل
بجلی کے تڑپکر بروے آسمان پہونچی اور اُدھر حشام نے چاہا کہ آہن بدن کو زخمی تو کرچکا
ہون اب کمربند پکڑکر پشت مرکب سے اُٹھالون اور مارون زمین پر کہ ہڈیان پسلیان
سرمہ ہوجاوین ہاتھ اُسکی کمر تک پہونچا تھا کہ دفعتہً پنجہ دست تو بے قابو ہوگیا اور آنکھین خود بخود
بند ہوگئین پھر تو آہن بدن نے حشام کو پکڑکر مشکین باندلین اور اپنے شاطر کے حوالہ کیا
سب کو نہایت تعجب ہوا مگر علمشاہ کا چہرہ مارے غصہ کے سرخ ہوگیا اور استر مالاگرد کو
اڑاکے امیر با توقیر سے اجازت میدان کی حاصل کی اور مثل شیر نیستان کے آگرا آہن بدن سے ہم نگام
ہوے اُسنے فوراً ہاتھ تلوار کا مارا انکو تو غصہ حد سے زیادہ تھا خفا ہوکر تلوار کو تو اُسکے ہاتھ سے
چھینکر پھینکدیا اور ہاتھ ڈالکر کمربند مین چاہا کہ اُسکو اُٹھالیوین وہ گھبراکے لپٹ گیا تھوڑی دیر تک
تو زور ساتھ سینہ زوری کے ہوتے رہے آخر کو جب علمشاہ نے چاہا کہ اُٹھاکر سر سے بلند کرلون
کہ اوپر سے گلنار جادو نے سحر جو کیا تو ہاتھ پانوٗن علمشاہ کے سست ہوگئے اسطرحسے کہ گویا دم نکلگیا پس
آہن بدن نے علمشاہ کو مثل پھول کے اُٹھا کر سر سے بلند کرلیا اور باندھکر عیار کے حوالہ کیا اُسوقت
امیر کے مُنھ پر ہوائیان چھوٹنے لگین رنگ نے رو ہوگیا اور تمام لشکر اسلام کو سکتا سا ہوگیا اور لشکر کفار مین
شادیانے بجنے لگے اور عنصر کوہی نے باواز بلند پکارکے منصور کوہی اور اژدر کوہی اور ناصر کوہی
اور مظفر کوہی وغیرہ سے کہا کہ علمشاہ کو دیکھو کہ آہن بدن نے کس خوبصورتی سے ساتھ سہولیت کے
اُٹھالیا ہی گر رستم بھی نہ اُٹھا سکتا پھر تو تمام لشکر کفار مین غل ہوا واہ واہ کا اور سب تعریفین آہن بدن کی

کرنے لگے اور بختیارک نے جلدی سے طبل آسایش اس خوف سے بجوا دیا کہ کہین امیر جنگ مغلوبہ کا حکم نہ دیدین اور آپ مالک باطل السحر ہین اگر آہن بدن کو قتل نہ کر ڈالین اور علمشاہ کو چھڑا کر لیجائین غرض طبل بازگشت کا بجنا تھا کہ دونون لشکر جدا ہوئے اور پھر کر اپنے اپنے مقام پر چلے اُسوقت امیر کو تو نہایت ملال ہوا اور تمام لشکر اسلام کو کمال تردد لاحق ہوا اور ایسا رنج عظیم و صدمہ تھا کہ جسکا کچھ حساب نہین اور لقا طبل و نقارہ خوشی کا بجواتا ہوا اپنی بارگاہ مین داخل ہوا اور آہن بدن کی خاطرداری کر کے دنگل زرین پر بٹھایا گلنار جادو بھی آکر متمکن ہوئی شاطر علمشاہ کو مطوق اور مسلسل کر کے سامنے لقا کے لایا اُسوقت علمشاہ کو بختیارک نے دیکھکر کہا کہ آج کا دن بہت مبارک ہی کہ علمشاہ سا بہادر گرفتار ہوا ہی پس مناسب ہی کہ ابھی اسکو قتل بھی کر ڈالو عرصہ نکرو کہین ایسا نہو کہ کوئی مددگار اسکا آجاوے تو پھر مشکل پڑے اور سوا اسکے یہ بھی خوف ہی کہ دو چار گھڑی کے بعد کچھ فساد نہ برپا ہو لقا نے سُنکر گلنار جادو سے قتل کرنے کا حکم دیا اُسنے کہا کہ ہمارے یہان یہ دستور نہین ہی کہ جسکو گرفتار کرین اور بغیر چالیس دن گذرے قتل کر ڈالین اسوجہ سے مین خلاف آئین قتل نہین کرونگی اگر آپکو یہی منظور ہی تو لیجیے مین اپنا سحر اُتارے لیتی ہون آپکو اختیار ہی آپ جو چاہین وہ اسکے حق مین کرین یہ کہکر گلنار جادو نے تو سحر اپنا علمشاہ کے اوپر سے اُتار لیا اور اسیوقت رخصت ہو کر درہ گلنار کو چلی گئی یہان لقا نے قید سخت مین گرفتار کر کے علمشاہ کو حکم دیا جلادون کو کہ جلد اسکو قتل کر ڈالو یہ ماجرا حشام کو ہی نے دیکھکر علمشاہ سے کہا کہ ای شہریار اب تو گرفتار ہی ہو گئے ہین سوائے قتل ہونے کے کوئی صورت رہائی کی معلوم نہین ہوتی ہی اگر حضور ارشاد کرین اور خلاف مرضی مبارک بھی نہو تو یہ آہن بدن بھائی ہی میرا مین اس سے از راہ مکاری کے کہون کہ اب مین تیری تابعداری اختیار کرتا ہون تو مجکو قتل نکر کیا عجب ہی کہ بھائی سمجھکے وہ مجکو رہا کرا دیوے اور کہنا میرا مان لیوے کسواسطے کہ سوا اس تدبیر کے اور کوئی تدبیر نہین ہی اور جب انکو حکم گردن مارنے کا ہوا تو تمام لشکر مین غلغلہ برپا ہوا کہ بھائیو چلو دیکھو حشام اور علمشاہ کی گردن ماری جاتی ہی ایک میدان مین خلق خدا کا جماؤ ہوا اُنمین بعضے عبرت کرتے تھے اور بعضے عشرت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ بھائیو سرکشی کا یہی نتیجہ ہی خداوند لقا سے ان مسلمانون کا لڑنا اور اُنکو عاجز کرنا پھر آخر کبتک اُنکو بھی غصہ آ ہی گیا بعضے کہتے ہین کہ افسوس

گردون دون اور سپہر بوقلمون ہمیشہ سے جفا اندیشہ ہی اسکا یہی شیوہ ہی بڑے بڑے سردار اولوالعزم ہلاک ہوئے تہ خاک ہوئے حشام نے علمشاہ سے جب یہ مشورہ کیا تو علمشاہ نے کچھ اسکا جواب نہ دیا حشام نے سپاہیون نے کہا کہ محکوم آہن بدن کے پاس لیچلو وہ لوگ اُسکو آہن بدن کے پاس لائے اسنے اُس سے کہا کہ ہم آپکی اطاعت کو حاضر ہین آپ ہمکو قتل نہ کیجیے آہن بدن نے یہ کلام سنکر چاہا کہ لقا سے سفارش کرون مگر بختیارک نے کہا کہ ای آہن بدن خبردار حشام کو رہا نہ کرنا ورنہ بہت پچھتاؤگے یہ چھوٹکر بہت بڑا فساد کرینگے اسی اثنا مین جلادون نے چبوترہ ریگ کا باندھا اور بوریا ہلاکت کا بچھایا علمشاہ اور حشام کو کشان کشان لاکر بٹھایا پھر تو تمام خلق خدا کا اژدہام تھا اور جلاد بدکار ناک کان کٹے ہوئے کا پہنے ہوئے تیغہ آبدار ہاتھ مین لیکر قریب علمشاہ آیا اور بیاض گردن پر خط کوئلے کا کھینچا اور پکارا کہ ای بندگان گنہگار خداوند باختر جو کچھ تمکو کھانا ہو کھالو اور جو پینا ہو پی لو کہ کوئی دم کے مہمان ہو جو نصیحت اور وصیت کرنا ہو وہ کرلو کہ پیمانہ عمر تمھارا لبریز ہوا اب سواے خداوند لقا کے اور کوئی تمھارا حامی و مددگار نہین علمشاہ کو اس کلام پر غصہ آیا اور فرمایا کہ ای جلاد کیا گوہ کھاتا ہی وہ خداوند تیرا کیا اور تو کیا ہی جلاد یہ کلمہ سنکر سمجھا کہ اسوقت یہ قیدی میرا کیا کریگا بس اُسنے یہ سمجھکر کہا کہ او بندہ گستاخ تو خود گوہ کھاتا ہی عیاذاً باللہ یہ سننا تھا کہ شہزادہ علمشاہ کو تاب نرہی بھلا انکے کان کاہیکو آشنا ایسی بات سننے کے ہین شعر

سنی نہین گالی کہ آشنا ہون کان ** ذرا پکار کے پھر کیسے مہربان کیا کیا **

انھون نے غیظ و غضب مین آکر ایک جھٹکا جو مارا تو قید کو بسان تار عنکبوت توڑکر پھینکدیا اور اُٹھکر ایک طمانچہ جو جلاد کے مارا تو سر اُسکا اسطرح پھٹ گیا کہ جیسے دھینڈی پھٹتی ہی اور غلغلہ ہوا کہ ایہا الناس قیدی بگڑ گیا یہ حال دیکھکر تمام تماشبین بھاگے کہ اب آفت آیا چاہتی ہی اور جلاد تیغہ پھینک کر رو بفرار لائے اور فوج لقا کی تو ہمیشہ ایسے معاملے دیکھتی رہی ہی وہ بھی کنارہ کر گئی کوئی منہ پر علمشاہ کے نہ چڑھا اور جو کوئی جرأت دکھانیکو سامنے آگیا تو اُسکو اُنھون نے واصل جہنم کیا اس عرصہ مین حشام نے جو دیکھا کہ میرے آقا نے قید کو توڑا اور لڑ رہے ہین اسنے بھی قید کو توڑا اور ہتکڑی پکڑکر پینترے بدلنا چلا پھر تو لقا بھی بارگاہ سے نکلکر بھاگا اور شور برپا ہوا کہ ارے میان لینا جانے نہ دینا غضب کیا ان مسلمانون نے کہ جلادون کو مارکر اب آفت برپا کر رہے ہین خلق خدا فوج و سپاہ ان دونو کے

ہاتھ سے بتنگ ہی بختیارک چیخ رہا ہی کہ ارے نامردو دو آدمیون کے ہاتھ سے تم سب بھاگے جاتے ہو خبردار انکو جانے ہرگز ندو مگر کون سنتا ہی سب بدحواس و بفرار لائے اور اندر قلعہ کوہ عقیق کے چلے گئے اور دروازہ قلعہ کا بند کرلیا اسوقت حشام اور علمشاہ نے ناچار ہوکر دو گھوڑے سردارونکو مارکر لیے اور ہتھیار بھی لیے اور انھین پر کیون پر سوار ہوکر لڑنا شروع کیا ادھر بختیارک کے کہنے سے فوج اپنی ٹوٹ پڑی اب تلوار بڑے زور وشور سے چلنے لگی علمشاہ نے قتل کرنا شروع کیا نظم

بہ افگند علمشہ سپہ را ازان
دلیران بکوشش شدہ اندران
تو گفتی کہ بستہ ز خورشید تفت
فگندند چندان بہر جا سر

برآمد درخشیدن تیغ تیز
بر و یال یاران ہمہ غرق خون
بکشتند چندان ز کینہ وران
کہ غرقہ شدہ کوہ تا کمر

بہ تیغ و بہ گوپال و گرز گران
زمین از نہیب اندر آمد گریز
تہمتن بہ لب ہا برآوردہ کف
کہ روی زمین گشتہ پنہان دران

اور یہ لڑتے ہوئے قلعہ کے اندر آئے تھے اب جو کافرون نے دروازہ بند کیا تو حشام اور علمشاہ نے لاشون سے اُس قلعہ کو پاٹ دیا یہ خبر امیر کو پہونچی امیر بھی سوار ہوکر دروازہ قلعہ پر آگئے اور نعرہ اللہ اکبر کیا انکے نعرہ کی صدا جو سُنتے کوس جاتی ہی اتنے بختیارک نے گھبراکر دروازہ قلعہ کا کھولدیا اور ملازمان لقا سامنے سے علمشاہ اور حشام کے بھاگے یہ دونون قلعہ سے نکلکر باہر آئے اور امیر کی ملازمت حاصل کی امیر انکو دیکھکر شاد ہوئے بند غم سے آزاد ہوئے زر سرخ اور سفید نثار کرتے ہوئے بارگاہ سلیمانی مین آئے شہزادہ نے غسل کیا لباس تبدیل کرکے اپنے ڈنگل پر بیٹھا اور یہان لقا کو نہایت رنج وملال ہوا اُسوقت بختیارک نے کہنا شروع کیا کہ ہمارے نزدیک تو خداپرستون سے زیادہ بہادر کوئی نہین ہی کسواسطے کہ دو آدمی لاکھون آدمی سے لڑکر کیا صاف نکل گئے اور کسی سے کچھ نہوسکا غرض انکو تو اس حال مین چھوڑو اور حال طلسم کا سنو کہ بارگاہ مین مہرخ کی ناچ رنگ تو نہین ہی مگر دور جام ارغوانی چل رہا ہی ہرایک شاد وخرم بیٹھا ہی اور ملکہ برق بلا جو اپنی بارگاہ مین آئی تو اُسنے صرصر کا خیمہ بھی اپنی بارگاہ کے برابر استادہ کرایا اور اُس سے کہا کہ اے صرصر تجھسے اتنا بھی نہین ہوسکتا ہی کہ تو کسی سردار مہرخ یا عمرو کو پکڑ لائے اور انکے عیارون کو دیکھو کہ وہ کیسے کیسے کارنمایان کرتے ہین تجھے لازم ہی کہ جاکر عمرو کو پکڑ لا صرصر اور صبا رفتار یہ کلام سُنکر براے تلاش عمرو روانہ ہوئین اور صورتین اپنی بدل کر بارگاہ مین مہرخ کے پہونچین لیکن وہان عمرو کو نہ پایا ناچار وہان سے پھر کر بارگاہ مصورین جو آئین تو دیکھا کہ عمرو ایک چوبدار کی شکل بنا ہوا دروازے پر

بارگاہ کے کھڑا ہی یہ دونون یہ دیکھکر اُسکو خوش ہوئین اور صرصر الگ جاکر چوبدار کی صورت بنی اور حقہ بھر کر
بیٹھی ہوئی عمرو کے پاس آئی اور کہا لو حضور یہ حقہ پیو عمرو نے لیا ایک دم جو کھینچا تو تیورا کر گر پڑا صرصر
چادر عیاری بچھا کر پشتارہ عمرو کا باندھکر صاف چلی آئی اتفاق سے کوئی عیار بھی عمرو کا راستے مین نہین ملا سیدھی
برق بلا کے پاس پہونچی اور تسلیم کر کے کہا لیجیے مین عمرو کو لائی یہ حاضر ہی یہ کہکر پشتارہ عمرو کا سامنے اُسکے رکھدیا
وہ عمرو کا نام سُنکر بہت خوش ہوئی اور کہا کہ اسکو پشتارہ سے نکالو مین دیکھون تو عمرو ہی یا اور کوئی ہی صرصر نے
پشتارہ کھولا اور کہا ملاحظہ کریجیے عمرو کو جو ہوا لگی تو اُسنے آنکھ کھولدی عمرو کو صرصر نے باندھا نہ تھا بس اُٹھکر
جست کر کے بھاگا برق بلا سحر کرنا تو بھولی اُسکے پیچھے دوڑی پانون جو اُسکا پیشواز مین اُلجھا تو منھ کے بل گری
اور صرصر نے تعاقب کیا عمرو اُسکو آتے دیکھکر ایک درۂ کوہ مین چلا گیا صرصر نے بھی جب درہ مین جانے کا
ارادہ کیا تو وہان سے آواز آئی کہ منم صبا رفتار صرصر نے صبا رفتار کی صدا سُنکر اندر درۂ کوہ کے جا کر چاہا
کہ پوچھون عمرو کو تو نے گرفتار کیا یا نکلگیا درۂ کوہ مین حلقے کمند کے لگے تھے وہ اُسکی گردن مین پھنسے اور صبا رفتار
علی نے جھٹکا دیا وہ گری اور اُسنے نعرہ کیا منم ضرغام شیر دل صرصر نام ضرغام کا سُنکر گھبرائی مگر پکار رہی
کہ ارے موے میرا گلا گھٹا جاتا ہی ایسا نہو کہ دم نکلجائے ذرا تو حلقہ ڈھیلا کر ضرغام کو یقین ہوا کہ بیشک اُسکا دم
گھٹا جاتا ہی ایسا نہو کہ یہ مر جائے تو خواجہ سلامت مجکو مار ڈالین بس اُسنے کمند کو ڈھیلا کیا صرصر جست کر کے
اُس حلقہ سے نکلی اسطرح کہ جیسے حلقۂ چشم سے نگاہ نکل جاتی ہی یا گل سے بو نکلتی ہی ضرغام تو یہ دیکھتا رہگیا اور وہ
نکلی چلی گئی اُدھر سے برق فرنگی برق بلا کی صورت بنا ہوا افتان و خیزان چلا آتا تھا اُسنے اس سے
پوچھا کہ ای صرصر عمرو کو تو نے پالیا یا نہین صرصر نے کہا کہ اے بی بی وہ درۂ کوہ مین ہی اتنا کہنا تھا کہ برق نے
قریب آکر ایک بیضہ بیہوشی اُسکے منھ پر مارا یہ بیہوش ہو کر گری برق نے نعرہ کیا کہ منم برق فرنگی اور صرصر کو
باندھنے لگا اُسوقت برق بلا بھی آکر پہونچی اور اُسنے دیکھا کہ کوئی میری صورت بنا ہوا صرصر کو باندھ رہا ہی
اُسنے یہ ماجرا جو دیکھا تو سحر کر کے دونون کو پکڑ لیا اور اپنی بارگاہ مین آئی وہان آکر صرصر کو تو ہوشیار کیا اور برق
فرنگی کی مشکین باندھکر ایک ستون سے پیچیدہ کر دیا اور آپ تخت پر بیٹھکر شراب پینے لگی اسمین صرصر تو اجازت
لیکر عمرو کی فکر مین گئی مگر مہتر قران کو جو برق کا حال معلوم ہوا تو وہ ایک ساحر کی صورت بنکر در بارگاہ
ملکہ برق بلا پر آکر اسطرح چلایا کہ دُہائی ہی برق بلا افگن کی مجکو بیقصور اُنکی بارگاہ کے پیچھے لوٹ لیا ملکہ
برق بلا نے قران کو اندر بلایا قران نے برق عیار کو دیکھا تو ستون سے بندھا پایا اُسنے بغور جو دیکھا

تو معلوم ہوا کہ سحر مین گرفتار نہین ہی کیونکہ رنگ برق عیار کا زرد نہین ہی اور بڑا سبب یہ تھا کہ برق بلا نے
صرصر پر سے سحر جو اُتارا تو اُسکے ساتھ برق فرنگی کا بھی سحر اُتر گیا برق بلا کو کچھ خیال نہ تھا قران نے یہ ماجرا
دیکھکر قریب برق عیار آکر رسی کو جلد اُسنے کاٹ دیا کہ جس سے برق عیار رہا ہوکر بھاگا اور قران بھی وہان سے
جست کرکے بھاگا ساحرون نے جو یہ دیکھا کہ قیدی چھوٹکر بھاگا جاتا ہی سب دوڑے اُسوقت قران نے
بغدہ مارنا شروع کیا کہ دھڑ پر دھڑ اور سر پر سر گرنے لگے بارکر یہ تو بھاگا ملکہ سیماب نے ایک ناریل جو زمین پر
مارا تو برق عیار کے پانوُن زمین نے پکڑ لیے آواز غل شور کی عمرو کے کان مین جو گئی تو یہ بھی درہ کوہ سے باہر
نکل آئے اور انھون نے گلگوپن مین پتھر اُٹھا کر جو مارا تو سیماب کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے صدا گیر و دار کی بلند
ہوئی برق عیار کے پانوُن زمین نے چھوڑ دیے سیماب کے بیتدبیر ہوے برق بلا کو بڑا صدمہ ہوا اور اسی
غصہ مین پیچ تاب کھاکر چمکتی ہوئی لشکر مہرخ پر جا گری اور کئی سو ساحرونکو اُسنے قتل کر ڈالا لشکر مہرخ کا تہ بالا
ہوا اس عرصہ مین عمرو بھی آکر پہونچا مہرخ نے عمرو سے کہا کہ خواجہ افسوس کی جگہ ہی کہ برق سبکو قتل کر رہی ہی
اور برق و رعد یہ دونون مہرخ سے رخصت ہوکر اپنے مکان کو گئے تھے اور حسین جادو انکے مکان پر گئی
کوہ سفید پر آکر رعد و برق دونون ٹھہرے حسین انکے گھر سے پھر کر اُسی کوہ پر آئی رعد و برق سے
اُسنے ملاقات کی تو برق نے اُس سے کہا کہ اے حسین جادو تم بھی چلکر شریک مہرخ کی ہوجاؤ حسین جادو
کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی اُس نے خاک قبر جمشید چھڑک کر ان دونون کو بیہوش کیا اور پکڑ کر وہان سے
اپنے گھر لائی اور اپنے کوکا سے کہ نام اُسکا وہم جادو تھا کہا کہ اے بھائی تم برق و رعد کو اپنی قید مین رکھو
اور ان سے بہت خبردار رہنا کسواسطے کہ آجکل میرے پتلے سحر کے مجھسے منحرف ہوئے جاتے ہین اگر مین
انکی پوجا نہین کرونگی تو وہ میرے قابو سے جاتے رہینگے اسوجہ سے مین اُنکی فکر مین جاتی ہون تم ان دونون سے
ہوشیار رہنا یہ کہکر برق و رعد کو توحوالہ وہم جادو کے کیا اور آپ چلی گئی بعد اُسکے جانے کے رعد
نے برق سے کہا کہ اے اماجان حسین جادو تو چلی گئی ہی اور وہم جادو کی کیا اصل ہی کہ وہ ہمکو روک سکیگا
آؤ اسکو تو مار لو یہ ہمسے کسی طرح لڑ نہین سکتا ہی یہ کہکر رعد جادو جو گرجا اُسکا گڑگڑانا مشہور ہی وہم جادو کو
غش آگیا اور برق جو گری تو وہم جادو کے دو پرکالے ہوئے بعد اسکے دونون ملکر طرف لشکر مہرخ کے
روانہ ہوئے جبکہ قریب لشکر کے پہونچے تو دیکھا کہ برق بلا چمک کر لشکر مہرخ پر گر رہی ہی بس یہ ماجرا
دیکھکر دونون کی آنکھون مین خون اُتر آیا اور چھپکر اوپر طلسم کے پہونچے کسیکو خبر بھی نہین اب جو سنہری ابر اوپر طلسم کے

چھایا اور آسمین کڑک اور چمک بجلی کی ہوئی تو سب ساحر حیران ہوئے کہ یہ ماجرا کیا ہی مگر حیرت جادو
پکاری کہ ای برق بلا افگن خبردار ہو جاؤ کہ برق و رعد آپہونچے برق بلا حیرت جادو کے کہنے سے
جبتک کہ سنبھلے سنبھلے تب تک برق اور رعد نے آپسمین یہ مشورہ کیا کہ ہمارے لشکر پر تو برق بلا
گری ہوئی ہی آؤ ہم اُسکے لشکر پر گرین یہ مشورہ کرکے برق جادو لشکر پر برق بلا کے جو گری تو ایک ہی
حملہ مین پانچ چھ سو ساحر انکو غارت کر دیا بعد اُسکے چمک کر پھر جو آڑی ترچھی ہو کر گری تو تمام ستون بارگاہ
کے اور ہاتھی گھوڑے وغیرہ سبکو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا یہ ماجرا دیکھکر برق بلا بھی چمک کر سامنے برق
جادو کے للکارتی ہوئی آپہونچی اب ان دونون مین چوٹین چلنے لگین لڑائی برابر کی پڑ گئی افراسیاب
باغ بلورین مین بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا تھا کہ طائران سحر نے جاکر اُسکو بھی خبر پہونچائی اور کہا کہ ای شاہ ساحران
ہوشیار اور خبردار ہو جاؤ کہ دونون برقین آپسمین لڑ رہی ہین نقشہ بیڈول معلوم ہوتا ہی ساتھ ہی سننے اس
خبر وحشت اثر کے اُسنے بھی وہان سے پرواز کی اور آکر طلسم مین جو دیکھا تو فی الواقعی دونون برقین لڑ رہی ہین
ہر طرف سے برق چمک رہی ہی افراسیاب نے برق جادو کو دیکھکر حیرت جادو سے پوچھا کہ ان دونونکو
تو حسین جادو پکڑ کے لیگئی ہی کیا وہ ماری گئی جو یہ دونون چھوٹکر چلے آئے ہین حیرت جادو نے کہا کہ وہ
تو زندہ ہی مگر نہین معلوم کہ کیا ایسا پیچ پڑا کہ جو یہ دونون رہا ہو کر اس مقام پر آئے میری بھی عقل اس امر مین
حیران ہی افراسیاب نے اس حال کو سنکر کہا کہ خیر کچھ اسکا مضائقہ نہین ہی اگر رعد اور برق
چلے آئے ہین تو کیا قباحت ہی مگر اب مین خود جاکر لشکر مہرخ کو غارت کیے دیتا ہون اسمین برق بلا
نے جو وہان سے افراسیاب کو پاس ملکہ حیرت جادو کے بیٹھے دیکھا تو پھر آپ بھی چمک کر پاس
افراسیاب کے چلی آئی اور آکر مجرا کیا اُسنے اسکو دیکھکر کہا کہ ای برق بلا خوب ہوا جو تم چلی آئین
کسواسطے کہ اب تم ذرا ٹھہر جاؤ کہ بہت لڑ چکی ہو مین جاکر لشکر مہرخ کو غارت کیے دیتا ہون
برق نے اُسکے جواب مین کہا کہ ای شہنشاہ ساحران مین نے تو ان سبھون کو مار لیا تھا مگر کیا کرون
ناچار ہون نہین معلوم کہ یہ رعد اور برق کہان سے آگئے جو مین گھبرا گئی اب حضور تامل فرماین
مین جاکر سبکو مارے لیتی ہون آپ تکلیف کا ہیکو کرین یہ کہکر پھر جو تڑپی تو جاکر لشکر مہرخ پر
گری یہ ماجرا دیکھکر رعد اور برق بھی دونون برابر اسکے پہونچے اور مہرخ کو جو حال افراسیاب
کے آنیکا معلوم ہوا تو اُسنے اُٹھکر رعد و برق سے کہا کہ تم اب ذرا ہٹ جاؤ دیکھو تو سہی کہ خدا

کیا کرتا ہی مین برق بلا سے اب خود سمجھ لونگی مہرخ کے کہنے سے رعد اور برق تو کنارے
ہو گئے اُسوقت مہرخ نے ایک سحر تیار کرکے دستک دی تو دستک دیتے ہی کاسے چار پانی سے
لبریز پیدا ہوئے برق بلا چمک کر جو گری تو اُنھین کاسون مین گر کر سرد ہو گئی اور لاکھ لاکھ تدبیرین
کین کہ جسمین نکل جاؤن اور بدستور شعلہ افروز ہون مگر کچھ نہ ہو سکا آخر کو عاجز ہو کر طرف افراسیاب کے
فرط حسرت سے دیکھنے لگی اُسنے فوراً ایک پتلہ کو تیر و کمان دیکر کہا کہ تو جا کر اِس کاسہ مین ایک تیر اس زور سے
مار کہ وہ تیر کاسہ کے پار نکل جاوے وہ پتلہ موجب حکم افراسیاب کے تیر و کمان سے لیس ہو کر میدان مین آیا
اور کھڑے ہو کر ایک ہی تیر کاسہ کو تاک کر مارا وہ تیر جا کر پڑا تو سہی اوپر کاسہ کے مگر اُسکو توڑ نہ سکا بلکہ
فوارے اُسمین سے چھوٹنے لگے یہ ماجرا دیکھکر افراسیاب کو کمال غصہ آیا اور خفا ہو کر ایک
گولا سحر فولادی کا کاسہ پر مارا اور دوسرے راوی نے یہ لکھا ہی کہ خود گولہ کی صورت بنکر اوپر
کاسہ کے گرا کہ وہ کاسہ تو ٹوٹ گیا اور افراسیاب تڑپکر پکارا کہ خیر آج تو مین تم سب نمکحرامونکو
چھوڑے جاتا ہون مگر کل آکے ضرور سمجھ لونگا اِسکو یاد رکھنا ارے یہ شغل تمھین لوگون کے اوپر
ٹھیک ہی کہ ہمارے گھر سے تو آگ لائے اور نام رکھا بیسندر عمرو نے اِس کلمہ کو سنکر کہا کہ خیر
ابتو چلے جاؤ ہم حاضر ہین جب تمھارا دل چاہے آکر ہمسے لڑ لینا ہم بھی باہر نہین ہین مہرخ نے بھی عمرو کے
کہنے کی تائید کی غرض افراسیاب اِس تقریر کو سنتا اور جرأت و دلاوریان دیکھتا ہوا پاس حیرت
جادو کے چلا گیا اُس سے کہا کہ مجکو تو اِسوقت ایک کام ضروری ہی مین تو جاتا ہون مگر تم ایک کام کرو
کہ برق بلا کو مع لشکر اپنے ہمراہ لیکر اندر اِس طلسم کے بلا کر رکھ لو کس واسطے کہ اب ہم خود مہرخ سے
سمجھ لینگے کچھ احتیاج دوسرے کی نہین ہی سامنا ہمسے ہو گیا ہی یہ کہکر طرف ظلمات کے چلا گیا بعد اُسکے جانیکے
حیرت جادو بھی مع برق بلا کے اندر طلسم کے چلی گئی اور جاکر اپنی بارگاہ مین مصروف عیش و نشاط ہو کر
بیٹھی اب اِسکو تو اُسمقام پر رہنے دو اور وہ کلمہ داستان خمین جادو کے سنو کہ وہ اُسمقام پر پوجا پاٹ سے
فرصت حاصل کرکے باہر درہ کوہ کے نکلی تو اُسکو برق و رعد کے رہا ہو کر چلے جانیکا اور وہم جادو کے
مارے جانیکا حال جو معلوم ہوا تو نہایت صدمہ گذرا اور غصہ بھی کمال آیا پس طیش کھا کر طرف اپنے چیلے کے
چلی اور حال اُس چیلے کا راوی نے اِسطور پر لکھا ہی کہ اُسنے ایک لڑکے کو مثل فرزند کے پالا ہی اور نام اُسکا طوفان
گنہ افگن رکھا ہی اور سحر بھی اُسکو قرار واقعی سکھایا تھا اور ایک پہاڑ سحر کا واسطے اُسکے رہنے کے تیار کر دیا ہی جسمین

وہ شیطان رہتا ہی غرض حسین جادو نے قربت مین کوہ کی جا کر ایک گولہ سحر کا مارا وہ اسکے صدمہ سے پھٹ گیا اور طوفان کو خبر ہوگئی کہ ملکہ حسین جادو آتی ہین پس وہ اُسکے پاس آیا اور تسلیم کرکے پرسان حال ہوا حسین نے برق و رعد کے وہم جادو کے مار کر چلے جانے کا حال بیان کیا اُسنے کہا کہ آپ نے مجکو خبر کیون نہ کی کہ مین آکر سمجھ لیتا غرض اُسنے اسباب اور مال وغیرہ اپنا بار کروایا اِسمین حسین کے پاس افراسیاب کا نامہ آیا لکھا تھا کہ تم برق و رعد کے چھوٹنے کا رنج نکرنا ہمارے پاس چلی آؤ جیسا مناسب ہوگا کرینگے حسین نے طوفان سے کہا کہ اے طوفان افراسیاب نے ہمکو طعنہ دیا ہی یہ کہکر عرضی لکھی کہ اے شہنشاہ کنیز حاضر ہوتی ہی جو کچھ گذرا ہی عرض کریگی نامہ بر تو نامہ لیکر گیا اور طوفان کوہ گلچین اور کوہ نیلم و کوہ لاجورد اور بیابان گلزار کی سیر کرتا ہوا ایک لاکھ ساحرونکو ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور حسین ستّرہ سو خواص مرصع پوش دریاے جواہر اور مروارید اور الماس مین غوطہ مارے ہوئے ہمراہ لیکر تخت مرصع پر سوار ہوکر افراسیاب کے پاس آئی وہ اِسکو دیکھکر ہنسا یہ مجرا کرکے کرسی جواہر نگار پر بیٹھی افراسیاب نے کہا کہ طوفان تمھاری اطاعت سے باہر تو نہین ہی اِسنے کہا وہ نہایت سعادتمند ہی غرض کچھ دیر بیٹھکر اور باتین کرکے روانہ ہوئی اور سامنے لشکر مہرخ کے آکر پانچ کوس کے فاصلہ پر ایک بارگاہ مخمل سرخ کی اِستادہ کرائی اُسی بارگاہ مین طوفان بھی آکر پہونچا حسین نے طوفان سے حیرت کو نذر دلوائی افراسیاب بھی آیا اور اُس سے طوفان نے اجازت لی کہ مین جسطرح چاہون لشکر مہرخ کو قتل کرون غرض اقرار لیکر جب وہ زمانہ آیا کہ خورشید منزل مغرب مین پہونچا اور سیاہی شب نے عالم کو کالا بنایا اشعار

پھر آئی شام فوج انجم کی لیکر | صفین اُسنے جمائین آسمان پر
بلا جہ دن یہ لائی کاکلِ شام | اُتر شانہ سے آئی کاکل شام | شب کو اِسنے طبل جنگ بجوایا

ملکہ مہرخ کو بھی طائران سحر نے جا کر خبر کی اِسنے بھی نفیر سحر کو پھونکا ساحرون مین تیاری سحر کی ہونے لگی پون تانے گئے اگیا بیتالون کو جوت کا دیا جلا کر دشمنون پر بھیجا اور نرگاڑے ہر دو بجنے لگے کلوا بھیرون نارسنگھ کی چوکیان بٹھانے لگے لونا چماری کو دھنتر کے ماس کی بھینٹ دی گوگل مرچین جلائین اسیطرح چار پہر رات ہنگامہ عظیم دونون لشکر مین بلند رہا جب وہ زمانہ آیا کہ سحر نے جامۂ نور زیب بدن کیا اور گوے خورشید گریبان صبح مین ٹانکا گیا اشعار

کہ ناگہہ جانب مشرق سے اکبار | ہوا اسباب نورانی نمودار | فلک پر زرین زرین تاب دھر کر
ہوا پیدا سوار چرخ اخضر

صبحکو لشکر ملکہ بہار اور ملکہ مہرخ اپنے ہمراہ لیکر تخت سحر پر سوار ہوئین اور روانہ جانب میدان کارزار ہوئین اسطرف سے طوفان گرز افگن اور ملکہ حسین جادو فوج لیکر میدان جنگ

مین آگے ساحرون نے پرے جمائے بجلیان گراکر جھاڑ سی جھنڈی میدان کی کاٹ ڈالی آب سحر برسا کر چھڑکاؤ کیا پھر نقیبون نے نکلکر نقابت کی کہ کہان ہین سامری زرد ہشت جمشید فرعون شاہ نمرود شاہ کون ایسا ساحر ہی کہ جو آج نام اپنا روشن کرے اور ہنر و کرتب دکھلائے اشعار

دل مردون کا بہر جنگ پھڑکا
رستم ہی نہ اب ہی سام باقی
ہان ناموری وہ نام کرنا
مردون کا فقط ہی نام باقی
کرکیتون نے جب کہا یہ کڑکا
رستم سے نہو وہ کام کرنا
کرکیت جب کڑکا کہکے ہٹ گئے

اسوقت رائی سرسون مٹر کے دانے اچھلنے لگے اژدہے قلابہ آتشین چھوڑتے تھے اس اثنا مین طوفان نے اپنے مرکب کو اڑایا اور وسط میدان مین پہونچکر نعرہ کیا کہ اے ملکہ اسوقت بھی کچھ نہین گیا ہی تمھارے حق مین یہی بہتر ہی کہ میرے ساتھ پاس افراسیاب کے چلو مین سعی کر کے قصور تم سبکے معاف کرادونگا ورنہ میرے ہاتھ سے تم سب مارے جاؤ گے اور کوئی فریادرسی تمھاری نہین کریگا مہرخ نے اُسکے جواب مین کہا کہ ارے او لونڈے لے پالک تیری بھی یہ اصل ہی تجکو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ جو تو ہمارے سامنے ایسے کلمے زبان سے نکالتا ہی بس دور ہو میرے سامنے سے مین بھلا اُس افراسیاب کی کیا اصل سمجھتی ہون جو تو مجکو اُسکے پاس لیجائیگا کیون دیوانہ ہوا ہی جا چلا جا کچھ شامت تو تیری نہین آئی ہی جو کلمے واہیات بک رہا ہی قصہ کوتاہ کہ پہلے تو بہت سی تو تو مین مین مہرخ سے اُسنے کی آخر کو ناچار ہوکر سرخ چشم نامے ایک ساحر مہرخ نے بھیجا اُسنے جھپٹکے ایک ناریل سحر کا طوفان پر مارا اُسنے بھی ایک نارنج سحر کا مارا دونون نے وار کو خالی دیا بعد اُسکے طوفان نے گرز مارا سرخ چشم نے سپر سحر کی اُسکو روکا مگر وہ جو پڑا تو سپر کو توڑکر سر پر سرخ چشم کے پہونچا اُسکی ضرب سے سرخ چشم زمین کا پیوند ہو گیا اُسکے بعد چالیس ساحر مہرخ کے باری باری شام تک نکلے سبکو طوفان نے مار لیا اور طبل آسایش بجوا کے چلا گیا جب تو مہرخ کو نہایت رنج و ملال ہوا اور غمگین ہوکر اپنی بارگاہ مین چلی گئی عمرو نے مہرخ کو رنجیدہ خاطر دیکھکر کہا کہ اے ملکہ تم اندیشہ نکرو مین جاتا ہون مہرخ نے پوچھا کہ بھیّا تم کہان جاتے ہو ہمسے بھی تو بتلا دو کہ ہم فلانے مقام پر جاتے ہین عمرو نے کہا کہ مین ایک دو ہزار روپیہ کے فکر مین جاتا ہون کسواسطے کہ بغیر روپیہ کے کوئی کام بن نہین آتا ہی اگر کسی دوکاندار یا مہاجن سے ملجائینگے قرض تو مین جاکر طوفان کو مارتا ہون مہرخ نے اُسکے جواب مین کہا کہ آپ روپیہ کسی سے قرض کاہیکو لین کیا یہان کچھ توڑا ہی روپیہ کے توڑونکا جو آپ قرض لینے کا مین ارادہ جانیکا کرتے ہین

یہ کہکر دو ہزار روپیہ اُسیوقت منگوائے عمرو نے وہ روپیے تو لیلیے اور مہرخ سے رخصت ہوکر طرف بارگاہ طوفان کے روانہ ہوا اور ایک چوبدار کی صورت بنا پہ چکن پہنی عصا ہاتھ مین لیا اور دربارگاہ طوفان پر آیا لوگون سے پوچھا کہ بھئی اندر بارہ کے طوفان کیا کرتے ہین اُنھون نے کہا کہ ملکہ حسین جادو افراسیاب کے پاس گئین ہین جب وہ آئینگی تو اندر بارگاہ کے جانا ہوگا عمرو یہ سنکر سمت صحرا روانہ ہوا اثناے راہ مین برق فرنگی ملا اُسنے کہا کہ اُستاد کہان جاتے ہو عمرو نے کہا کہ طوفان کی بارگاہ مین گئے تھے وہان جانا نہین ہوا برق یہ سنکر ایک ساحر کی صورت بنا اور دو کشتیان میوہ سے بھری ہوئی ساتھ لیکر عمرو و برق دونون چلے اور در روانہ بارگاہ طوفان پر آکر پہونچے برق کو تو دروازہ پر چھوڑا اور آپ اندر بارگاہ کے چلا اور کشتیان میوونکی طوفان کو دین کہ یہ آپکو شہنشاہ نے بھیجی ہین اُسنے خوش ہوکر عمرو کو خلعت دیا اور وہ میوہ کھایا کھاتے ہی بیہوش ہوگیا عمرو نے خنجر اُسکو مارا خنجر کی نوک ٹوٹ گئی مگر اُسکے کارگر نہوا اِدہر افراسیاب نے کتاب جمشید مین دیکھی تو معلوم ہوا کہ عمرو نے طوفان کو میوہ کھلا کر بیہوش کیا ہے اور قتل کیا چاہتا ہے اور یہان عمرو نے طوفان کو پشتارے مین باندھا اور لیکر روانہ ہوا اِس عرصہ مین حسین جادو بھی آئی اور اُسنے عمرو کو نہ دیکھا اور نہ طوفان کو پایا اُسنے سحر سے دریافت کیا معلوم ہوا عمرو فلان پہاڑ کے درہ مین ہے پس یہ وہانسے اُڑی اور پہاڑ کے درہ مین پہونچی وہان عمرو نے طوفان پر خنجر مارا کہ خنجر ٹوٹ گیا اِس اثنا مین حسین جادو بھی آکر پہونچی اور اُسنے اپنے پالک کو بیہوش دیکھکر کہا کہ او خیرہ سر تیرہ روزگار اب مین کب تجکو زندہ جانے دونگی یہ کہکر سحر ہو گیا عمرو کے پانون زمین نے پکڑ لیے اور عمرو نے گھبراکر حسین جادو کو دیکھا اور کہا کہ آپنے مجکو کیا سمجھکے مبتلاے سحر کیا ہے اور کس گناہ پر مقید کیا ہے حسین جادو نے سنکر کہا کہ ارے موے مونڈی کاٹے میرے فرزند کو تو پکڑ لایا ہے اور اُسکو قتل کیا چاہتا تھا اِس سے زیادہ گناہ اور کیا ہوگا اور پھر یہ دیدہ دلیری تیری ہے کہ مجھسے کہتا ہے کہ مجکو کیون قید کیا ہے عمرو نے کہا کہ مین تو اِس حال سے آگاہ بھی نہین ہون مگر اتنا البتہ جانتا ہون کہ اُسکو ایک شخص لیے جاتا تھا مین نے اُس سے چھین لیا ہے باقی مین کیا جانون کہ وہ کون تھا اور کیون اُسکو لیے جاتا تھا آپ ناحق میرے اوپر بہتان کرتی ہین حسین جادو نے اُسکے جواب مین کہا کہ ارے مین تیری بدذاتی اور مکاری سے خوب آگاہ ہون میرے سامنے یہ مکاری تیری نہین چلنے کی مین اب بغیر تجکو مارڈالونگی عمرو نے ناچار ہوکر کہا کہ اے حسین جادو اختیار ہے تمکو مگر اتنا کہے دیتا ہون کہ تم اِس امر سے خوب آگاہ ہو کہ جو کوئی مجکو قید کرتا ہے وہ مارا بھی ضرور جاتا ہے پس تمھارے حق مین یہی بہتر ہے کہ تم یہانسے اب چلی جاؤ اور مجکو چھوڑ دو کس واسطے کہ ابھی حال کسیکو معلوم نہین ہے مین تمھارے بھلے کو کہتا ہون کہنا میرا مان لو کیون اپنی جان کے پیچھے پڑی ہو دیکھنا کہ پھر پچھتاؤ گی اور کچھ تمسے نہو سکیگا حسین جادو نے اسکے جواب مین کہا

کہ بھلا او موںڈی کاٹے دیکھ تو سہی کہ ہوتا کیا ہی یہ کہکر طوفان کو ہوشیار کردیا اُسکی جو آنکھ کھلی تو اُسنے اپنا
حال سُنکر پوچھا حسین جادو سے کہ کیون امان جان یہحال میرے گرفتار ہوجانے کا سبکو معلوم ہوچکا ہی
یا کسیکو ابھی اطلاع نہین ہوئی ہی حسین جادو نے کہا ابھی تک تو کسیکو معلوم نہین ہوا ہی آیندہ دیکھا
چاہیے طوفان نے کہا کہ اگر میرا حال ظاہر نہین ہوا ہی تو عمرو کو جلدی قتل کرڈالو کسواسطے کہ اگر یہ زندہ رہیگا
تو پھر سبکو معلوم ہوجائیگا کہ عمرو طوفان کو پکڑ لیگیا تھا پس مناسب ہی کہ اسکو لیجا کر زیر طلسم کنارے
دریاے خون روان کے قتل کرڈالو حسین جادو نے کہا کہ بہت اچھا جیسا کچھ مناسب سمجھو دیسا
کرو القصہ دونون عمرو کو لیے ہوئے اپنی بارگاہ مین داخل ہوئے پھر تو تمام لشکر مین حسین جادو کے
غل ہوا کہ عمرو کو ملکہ حسین جادو پکڑ کے لے آئین سب ساحر عمرو کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے
اور حسین جادو نے عمرو کو قید کرکے اُسیوقت ایک عرضی افراسیاب کو اِس مضمون کی لکھ کر روانہ
کی کہ لونڈی نے عمرو کو گرفتار کیا ہی اگر حکم ہو تو خدمت مین حضور کی لے آؤن اور اگر ارشاد ہو تو اسی
مقام پر سر میدان اُسکو قتل کرون جسوقت کہ یہ عرضی افراسیاب کو پہونچی تو اُسنے عرضی کو پڑھکر اپنے دلمین
تصور کیا کہ اگر عمرو کو مین یہان بلوا لون کہین ایسا نہو کہ پیچ کسیطرح کا پڑ جائے اور وہ بچ جائے مثل
سابق کے تو پھر مجکو نہایت ذلت ہوگی اِس سے یہ امر بہتر ہی کہ جواب مین عرضی کے یہ لکھدو کہ یہان لانا
اُسکا بیکار ہی تم وہین اُسکو قتل کرڈالو تمکو اختیار ہی مگر دریافت قرار واقعی کرلینا کہ عمرو ہو کہین اور کوئی شخص
کہ ناحق کو خون ناحق مین ہم اور تم مفت مین گرفتار ہون اسکا خیال ضرور رکھنا القصہ یہی مضمون لکھکر نامہ بر
کو حوالہ کیا اُسنے جواب عرضی کا لاکر حسین جادو کو دیا وہ پڑھکر نہایت خوش ہوئی اور اُسیوقت جلاد کو
طلب کیا بعد اُسکے عمرو کو ہمراہ لیکر طرف ایک میدان کے روانہ ہوئی جب اُس میدان مین پہونچی تو عمرو
سے کہا کہ اے دزد باریک حقیقت مین تو کشتۂ ساحران عالم ہی تو نے میرے فرزند طوفان کو مار ہی ڈالا تھا
الا خداوند نے بچا لیا کہ اُسکی قضا ابھی نہ تھی لیکن تیری قضا آگئی ہی اب بتا کہ تو کیونکر زندہ بچیگا عمرو نے
اُسکے جواب مین کہا کہ ارے تو بکتی کیا ہی دیکھ تو سہی کہ خداوند کریم قادر علی الاطلاق ہی وہ مجکو کیونکر بچاتا ہی
کہ تو بھی حیران ہو جائے اور مین تجھی کو مار ڈالون اِس کلمہ پر اُسکو غصہ آگیا اور جلاد کو حکم گردن مارنے کا دیدیا
اُسنے جلدی سے ریگ کا چبوترہ باندھکر عمرو کو اُسکے اوپر بٹھایا اور گردن پر خط کوئلے کا دیکر تیغہ کو سنگ
چٹانے لگا اسوقت عمرو کو اپنی زندگی سے یاس ہوگئی اور قبلہ رو ہوکر بالحاح وزاری مصروف دعا ہوا

اور اُدھر جلاد تیغہ پکڑ کے واسطے قتل کرنے کے چلا تھا کہ مہرخ کو اطلاع ہوگئی کہ عمرو اب کوئی دم کا مہمان ہی اس دار ناپائدار مین حسین جادو اُسکو پکڑ کر لے گئی ہی تو جلاد قتل کیا چاہتا ہی مہرخ اس خبر کو سُنکر بیتاب ہوگئی اور ارادہ خود چلنے کا کیا تھا کہ مخمور سرخ چشم نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور کہا کہ آپ نہ جائین مین جاکر عمرو کو لیے آتی ہون مہرخ خاموش ہو رہی اور مخمور وہان سے بزور سحر جو اُڑی تو آکر اُس میدان مین پہونچی کہ جہان عمرو زیر تیغ بیٹھا ہوا تھا اور جلاد سر پر با تیغ برہنہ موجود تھا اور روبقبلہ عمرو بیٹھا ہوا دعا کر رہا تھا یہ حال عمرو کا دیکھکر خون مخمور کی آنکھون مین اُتر آیا اور پنجہ بن کے جو گری تو عمرو کو اُٹھا کر لیگئی یہ حال دیکھکر جلاد پکارا کہ عمرو کو کوئی لیے جاتا ہی یہ سُنکر حسین جادو بھی پنجہ بنکر روانہ ہوئی یہان مخمور نے عمرو کو لاکر ایک درۂ پہاڑ مین چھپا دیا اور آپ وہان سے گیروے کپڑے پہنکر فقیرنی بنکر صحرا مین بیٹھی اسمین حسین جادو پنجہ بنی ہوئی آکر پہونچی اور اُس نے اس سے کہا کہ سچ بتا تو نے عمرو کو کہان چھپایا ہی مخمور نے کہا کہ ای حسین جادو کچھ تو احمق ہوئی ہی بھلا مین کیا جانون کہ عمرو کہان ہی تو اپنی عقل کے ناخن لے مین جب سے کہ افراسیاب کے پاس سے آئی ہون اس صحرا مین فقیرنی بنی بیٹھی ہون اس عرصہ مین ملازم بھی حسین کے آئے حسین نے اُنسے کہا کہ مین اس مخمور سے پوچھتی ہون کہ عمرو کہان ہی تو یہ نہین بتاتی ہی لوگون نے کہا کہ اسکو نہ معلوم ہوگا آپ آگے بڑھکر تلاش کرین حسین سبکو ہمراہ لیکر آگے بڑھی اور مخمور نے عمرو سے کہا کہ خواجہ اب تمھارا جدھر جی چاہے چلے جاؤ عمرو نے کہا مین حسین کو قتل کرونگا یہ کہکر آپ تو ایک ساحر کی صورت بنا اور ایک قیدی زنبیل سے نکال کر اُسکو اپنی صورت کا بنایا اور پشتارہ اُسکا باندھکر روانہ ہوا یہانتک کہ حسین جادو جدھر گئی تھی وہین یہ بھی پہونچا اور اُس سے کہا کہ ای ملکہ یہ شخص میرے گھر مین گھس آیا تھا مین نے اُسکو پکڑ لیا تھا آپ دیکھیے تو کہ یہ عمرو ہی یا اور کوئی حسین نے جو پشتارہ کھولکر دیکھا تو عمرو کو پایا بہت خوش ہوئی اور عمرو سے کہا کہ افراسیاب سے نہ کہنا کہ مین نے عمرو کو پکڑا ہی یہ کہکر اُس عمرو نقلی کو ایک صندوق مین بند کیا اور لیکر چلی بارگاہ مین مصور کی آئی مصور نے جو تصویر کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ ساحر جو اسکے ساتھ آیا ہی عمرو ہی مصور نے اشارہ سے حسین کو مطلع کیا کہ یہ ساحر جو تمھارے ساتھ ہی عمرو ہی حسین تو اسکا اشارہ نہین سمجھی مگر عمرو نے جست کر کے ایک دھپ اُسکے ماری اور تاج لیکر بھاگا اب مصور اور صورت نگار و حسین وغیرہ سب حیرت جادو کے پاس گئے اور طوفان نے غصہ مین آکر

جب وہ زمانہ آیا کہ آسمان پر ماہ نے جلوہ دکھایا اور حکیم شب نے طلسم کواکب کا بنایا اشعار

اُداسی سی تھی کچھ گردون پہ چھائی
کہ لٹکائے ہوئے مُنھ شام آئی
ہوئی پھر شام جادو آشکارا
تو طبل جنگ طوفان نے بجایا

رات کو پھر تیاری سحر کی لشکرون مین ہونے لگی اگیار کی جوت کا دیا جلایا زرد زرد دیّون کو اُرایا ڈھولی جھومنے لگی شراب کی بوتلین اگیاری مین ڈھلنے لگین کلیجیان بھنگی بھینٹ پونون کو دی گئین دھوپ دیپ چندن صندل لونگ دھتورا دونے مروے کے پتے رائی سرسون کے دانے سحر پڑھکر تیار کیے بچہ ہائے خوک ذبح ہوئے خون سے اُنکے ساحر نہائے کھنو چندن لگے جسم پر لگائے چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ بیاض سحر پر نقطۂ آفتاب دیا گیا اور کتاب شب کو منشی قدرت نے بند کیا اشعار

ہوئی بالکل ضیائے ماہ کافور
ستارون نے اُتارا جبۂ نور
ہوا سینہ فلک کا ناگہان چاک
ہوا اُس سے نمایان مہر افلاک

صبحکو مہرخ نامور اور ملکہ بہار بصد کر و فر تخت سحر پر سوار ہوکر جانب میدان چلین ساحران نامی اور ساحرہ اُنکے ساتھ تھے اور فوج بیشمار اُنکے ہمراہ تھی بیرقین سرخ سبز زرد چمکاتے اور اُڑاتے طاؤس و ہنس آتشین اور فیل واژدر آتشین باز اور بط و قرقرے شیر بر ساحر سوار میدان کارزار مین آئے صف آرائی ہوئی نقیبون نے نقابت کی اور پکارے کہ اے بہادران نامی اور ساحران گرامی دنیا چندروزہ ہی کیا تمنے نہین سُنا ہی خمسہ

گئے کل سوئے گورستان جو ہم با خستہ حالی تھے
یہ دو مصرع لکھے اُسجا بمضمون خیالی تھے
مقابر جتنے دیکھے ہمنے خشتی پایمالی تھے
مہیّا گرچہ سب سامان ملکی اور مالی تھے
۱ سکندر جب گیا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے

یہ کہکر نقیب کنارے ہوئے اور طوفان ساٹھ ہزار ساحرون سے میدان مین آکر صف آرا ہوا اور للکارا کہ اے فرقۂ نمکحرامان آؤ میرے مقابلہ کو یہ سُنکر اژدر جادو نے اجازت مہرخ سے لیکر طوفان کا سامنا کیا طوفان نے اُسکو ایک گرز سحر کا مارا کہ وہ پیوند زمین ہوگیا مہرخ نے کہا کہ پانچ گھڑی تک تو طوفان پر سحر کام نکریگا پھر اُسکے بعد مین سمجھ لونگی یہ کہ رہی تھی کہ مہتر قران صحرا سے آئے اور اُنھون نے کہا کہ مین جاکر اُسکو سر میدان قتل کیے ڈالتا ہون عمرو نے کہا اے فرزند ہمارا کام تو چوری چھپے اندھیرے اُجالے مین کرنیکا ہی سر میدان تم نکلنے کا ارادہ نکرنا قران نے کہا کچھ ہی ہو مین تو جاتا ہون یہ کہکر ایک ساحر کی

صورت بناکہ جٹا ہاے خاکستری کھلی ہوئی کھنور چندن کے لگے ہوئے ٹیکا سیندور کا ماتھے پر دیا ہوا بت
گھٹنی سے تا بہ شانہ بندھے کالے کوڑیالے دھامن ناگن سانپ گلے مین ڈہوتی تامی کی بندھی بغدا کاندھے پر
رکھا ہوا سامنے طوفان کے گیا اور پکارا کہ ای طوفان لاضرب مردان عالم طوفان نے سحر تو نہ کیا مگر
اُسپر ایک گرز مارا قران نے گرز خالی دیا اور اُسکے سامنے سے بھاگا قران نے راہ مین ایک گڑھا خس پوش
کر رکھا تھا اُسکے گھوڑے کا پانون اُس گڑھے مین گیا اور وہ اُسمین سما گیا طوفان نے چاہا کہ مین جست
کر کے اُسمین سے نکلون جیسے ہی باہر اُسنے سر نکالا قران نے اُسے بغدا مارا کہ سر اُسکا ہزار ٹکڑے ہو گیا
اور وہ ہلاک ہوا صداے دار و گیر و ہولناک آنے لگی اور لشکر مہرخ اُسکے لشکر پر آکے گرا اسکو قتل کرنا شروع کیا
نارنج نے ہزارون کے سینہ توڑے ناریل نے بہتون کی جان لی ابر سحر گڑگڑا کر آئے دریاے سحر تلاطم
پذیر ہوئے آخر فوج طوفان کی کچھ تو ماری گئی کچھ ڈوبتی اُچھلتی کنارہ کر گئی اور ملکہ مہرخ نقارے فتح کے
بجواتی ہوئی اپنی بارگاہ مین آئی وہان قران بھی آیا اُسکی بہت تعریف کی اور سب خوشنود ہو کر بیٹھے
اور اُدھر افراسیاب کے پاس حسین جادو مصور صورت نگار یہ سب بیٹھے ہین کہ افراسیاب
نے حسین سے کہا کہ ای حسین قران نے طوفان کو مار ڈالا اب تم جاکر رعد و برق کو گرفتار کر لاؤ حسین وہان سے
رخصت ہو کر چلی باحال پریشان اپنے خیمہ کے دروازہ پر پہونچی وہان عمرو بھی آیا تھا وہ ایک ضعیف کی صورت
اس طرح بنا کہ کوئی دو سو برس کا سن پلکین بھوین سفید آنکھون سے بھی کم سجھائی دیتا تھا آنسو صدف
چشم سے جاری دروازہ بارگاہ سے ہٹ کر لیٹ رہا جب حسین قریب آئی تو لیٹے لیٹے اُس سے کہا
کہ ای ملکہ میرا ابھی مجرا قبول ہو ملکہ نے کہا کہ تو کون ہی اور کیون روتا ہی اُسنے کہا کہ مین طوفان کے
لیے روتا ہون کہ افسوس اُسکی جوانی مفت برباد گئی اور مین اس پہاڑ پر رہتا ہون اور وہان قدرت سے
خداوند سامری کی عمرو خود بخود چلا آیا مین نے اُسکو پکڑ لیا مگر حیران ہون کہ مین اندھا ہون اُسے
افراسیاب کے پاس کیونکر لیجاؤن پس تمھارے پاس آیا ہون کہ تم اُسکو افراسیاب
کے پاس لیجاؤ حسین جادو نے کہا بڑے میان واسطہ سامری و جمشید کا تو مجکو اُسے بتلاؤ
کہ مین طوفان کے عوض اُسکو قتل کر ڈالون عمرو نے کہا تو چلو مین نے اُسکو ایک سل کے
نیچے بند کیا ہی تم سل اُٹھا کر اُسکو نکال لینا حسین جادو عمرو کے ساتھ چلی اور پہاڑ پر آئی جیسے ہی جھک کر سل
اُٹھانے لگی عمرو نے حلقے کمند کے مارے اور چاہا کہ اُسکو باندھون مگر وہ رونی کا گالا بنکر ان حلقون سے نکلی اور پکاری کہ او موئے

مونڈی کاٹے فیلسوف تو ہی عمرو ہی مین تجھے زندہ نچھوڑونگی عمرو نے کہا کہ مین عمرو نہین ہون
تو مجھے چھوڑ دے اِس عرصہ مین آواز آئی پشت پر سے کہ اے ملکہ حسین اِسکے فقرے مین نہ آنا پس اُسنے
اُس صدا کو سنکر پیچھے پھر کر دیکھا ویسے ہی بیضہ بیہوشی کا مُنھ پر پڑا کہ بیہوش ہو کر گری نعرہ ہوا
کہ منم برق فرنگی لیکن عمرو نے کہا کہ اے برق اسکو یہین رہنے دو اور ہم تم بھاگین کسلیے کہ ہمکو
کھٹکا معلوم ہوتا ہے عمرو اور برق یہ سنکر بھاگے اور پہاڑ پر ایک ہاتھ زمین سے نکلا اور حسین کو
پنجہ مین دابکر پھر زمین مین سما گیا وہان زمین کی سردی سے یہ ہوشیار ہوئی اور وہان سے
اپنی بارگاہ مین آئی اور ملکہ برق نے افراسیاب سے کہا کہ اگر حسین رعد اور برق کو پکڑ لائے
تو مین لشکر مہرخ کا خاتمہ کردون افراسیاب نے حیرت سے کہا کہ تم جاؤ اور حسین سے کہو
کہ رعد اور برق کو پکڑ لاؤ ملکہ حیرت یہ کلام سنکر روانہ ہوئی اور حسین کے پاس آئی حسین نے
اول اپنا حال برق اور عمرو سے جو گذرا تھا بیان کیا اور کہا کہ بموجب حکم حضور کے مین رعد
و برق کو گرفتار کر لاؤنگی یہ کہکر بزور سحر صورت اپنی بدلکر مہرخ کی بارگاہ مین آئی یہان دیکھا
تو ساحر بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہے یہ بھی ناچ دیکھنے لگی یاقوت جادو نے مہرخ مو سے کہا کہ ملکہ سلطان
عنبر بین مو کو سنا ہے کہ وہ کسی خدا پرست پر عاشق ہوئی ہے اور وہ خدا پرست طلسم مین بھی
آیا ہے مہرخ مو نے کہا کہ اگر اُس گیسو بریدہ نے ایسی حرکت کی ہے تو مین اُسکو کھود کر دفن کر دونگی
حسین نے اِس حال کو سنا تو سحر سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ رعد و برق دونون بیمار ہین
اور اپنے خیمے مین ہین پس یہ وہان سے اُنکے خیمے مین آئی دیکھا کہ وہ دونون لیٹے ہوئے ہین اور
واقعی بیمار ہین پس اِسنے اپنے تئین ظاہر کیا اسوقت رعد نے کہا اے حسین یہ تو بے حیائی ہے
کہ تم ہمکو بیماری مین گرفتار کرنے آئی ہو حسین نے کہا دشمن کو جسطرح پائے مار ڈالے یہ کہکر برائے
گرفتاری آگے بڑھی اُسوقت برق باوجود کہ علیل تھی تڑپی لیکن وہ سحر اپنا پہلے ہی سے
کر چکی اُسوقت اُسکے سحر سے دو پنجے پیدا ہوئے اور رعد و برق کو پکڑ لیگئے اِسنے اپنے خیمے
مین آکر عرضی افراسیاب کو لکھی کہ مین رعد اور برق کو پکڑ لائی ہون افراسیاب نے برق بلا
سے کہا کہ لو صاحب برق اور رعد تو پکڑ آئے اب تمھارا کیا ارادہ ہے اُسنے کہا کہ مین اب جاکر
سبکو آپکے اقبال سے غارت کیے دیتی ہون کیا مجال کسیکی کہ جو سامنا میرا کر سکے افراسیاب نے

کہا کہ خیر بہتر ہی تم جاؤ اور مین بھی باغ مین جاکر بنگلۂ زمردین پر بیٹھکر تماشا لڑائی کا دیکھتا ہون برق بلا نے کہا کہ بہت اچھا آپ اُسطرف کو جائین مین بھی لشکر مہرخ کو جاتی ہون یہ کہکر چل نکلی بعد اسکے جانیکے افراسیاب بھی تخت مرصع پر سوار ہوا اور سوا لاکھ ساحرون کی جمعیت سے چلا اس عرصہ مین برق بلا لاکھ ڈیڑھ لاکھ ساحرون سے جاکر قریب لشکر مہرخ کے پہونچی اور خیمہ استادکراکے بیٹھی جب شاہد روز نے شکل اپنی مثل صورت یار چھپائی اور زلف شب درازی پر آئی اشعار

ہوا مضطر جو تکلیف سفر میں
بڑھا دن رفتہ رفتہ مثل مستی
چھپا احسان داماں نظر میں
گھٹا آخر بشکل عمر ہستی

برق بلا نے طبل جنگ بجوایا مہرخ سحر چشم نے بھی طبل جنگ پر چوب لوائی اور نفیر سحر کو بجایا اشعار

جو تھے اس جگہ ساحری کے مہنت
وہ پڑھنے لگے اسطرح کی پڑھنت
بڑھا سحر پھیرون لگا ناچنے
کلیجے یون سب دھکانے لگے

ڈفلی اور خنجریان ساحر بجانے لگے گوگل جلانے لگے بہادر تیغ و خنجر ٹکرانے لگے تلوار کی چمک فلک پر جاتی تھی خنجر کی بجلی چمکتی نظر آتی تھی تیغین سان پر چڑھائی تھین ترسول اور پیسول صاف ہوتے تھے چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ مزاج شمع مین سردی آئی اور پروانے کو پروانہ رخصت کا ملا اشعار

نواسنجان گلشن نے صدا دی
دلون سے سرد آہون نے ہوا دی
فراغت خمسہ سے شب نے پائی
تو نکہت گیسوے جانان کی آئی

صبح کو مہرخ اور بہار و مخمور اور طاؤس باز بط قرقرے ہنس آتشین پر سوار میدان کارزار مین آکر پہونچین بجلیان سحر کی گرائین جھاڑیان جھنڈیان جلادین نقیب نقابت کرنے لگے اور کرکیٹ کڑکا کہتے تھے اشعار

کہ جمشید باقی ہی نہ سامری
شہ جاودان کا نہ ہٹ جائے آج
یکایک قضا سب کو بس آگئی
سمجھ لو کہ مرجائینگے ہم ضرور
کرو نام میدان مین روشن تم آج
لڑائی مین لازم نہین ہی قصور

یہ کڑکا کہکر نقیب تو کنارے ہوئے اور برق بلا چمک کر آسمان پر گئی اور وہانسے کڑک کر لشکر مہرخ پر گری ساحرون کو اُسنے جلادیا اور اسی طرح تین چار بار گرنے سے چھ ہزار ساحر جلکر خاک ہوئے لشکر مین غدر پڑا برق فرنگی اور قران و عمرو ایک طرف بھاگے اور افراسیاب نے جو بنگلہ پیاسے شکست دیکھی تو فرط عشرت سے اُچھل پڑا اور دانے طلسم کے ٹھل گئے

لوگ مبارکباد دیکر بغلگیر ہوتے تھے اور برق بلا نے سب مال اور اسباب مہرخ کا لوٹ
لیا مگر بارگاہ کو ہاتھ نہین لگایا اور مہرخ نے عمرو کو ایک درۂ کوہ مین پوشیدہ کیا اور آپ
بھی ایک مقام پر چھپ رہی بگرض غام صحرا مین چلا جاتا تھا مگر حیران تھا نہین معلوم یہ کون
صحرا ہی جو تو نے نہین دیکھا اِس اثنا مین نگاہ پڑی تو دیکھا کہ ایک کوہ مین آفتاب چمک رہا
ہی جب وہان گیا ایک جوان کو دیکھا کہ چہرہ اُسکا بسان آفتاب روشن ہی وہ جوان اُس
درہ سے نکلکر ایک جھیل کے کنارے پر آیا ضرغام نے دیکھا کہ یہ غضنفر بن اسد ہی پس اُسنے
اُس سے کہا کہ ای شہزادۂ غضنفر اسد کو تو افراسیاب نے قید کیا ہی اور برق بلا نے
تمام لشکر کو مہرخ کے تباہ و برباد کر دیا غضنفر یہ سنکر اسپ بادخور پر سوار ہو کر چلا لشکر مہرخ
مین آکر برق بلا کو للکارا کہ او حرامزادی ٹھہر تو جا کہان جاتی ہی برق بلا نے کہا کہ او اجل
رسیدہ تو کون ہی کہ مجکو حرامزادی کہتا ہی یہ کہکر جو گری غضنفر کو تو بسبب نیمچہ سحر کش کے
جلا نہ سکی اور صورت اصلی ہو گئی اُنھون نے جو نیمچہ مارا تو اُسکے دو ٹکڑے ہوئے جہان روشن
تیرہ و تار ہو گیا اور عمرو نے مہرخ سے کہا کہ ای ملکہ اب درۂ کوہ سے نکلو کہ غضنفر نے برق بلا
کو مارا مہرخ خوشی خوشی نکلی اور بھاگی فوج سب جمع ہو گئی نارنج ترنج پکڑ کر وہ فوج لشکر برق
پر گری اور غضنفر نے نیمچہ سحر کش سے قتل کرنا شروع کیا عیاذاً باللہ دھڑ پر دھڑ مردہ پر
مردہ گرتا تھا پر غل مچاتے تھے اور آندھیان آتی تھین نہرین خون کی جاری تھین آخر سب
فوج کو مار کر بھگا دیا اور ایک تخت مرصع کار پر غضنفر کو بٹھلا کر بارگاہ مین لائی ساقیان سیمین ساق
اور مطربان خوش آواز صراحیان مینا کار اور جام جواہر نگار لیکر حاضر ہوئے ساغر مے گردش مین
آیا غضنفر نے حال طلسم پوچھا عمرو نے سب حال بیان کیا غضنفر نے کہا خدا چاہیگا
تو مین بابا جان کو چھڑاؤن گا اور اُدھر افراسیاب جو نقارہ خوشی کے بجوا رہا تھا وہ باغ
سیب مین کھسیانا ہو کر چلا گیا اور اُسنے حکم دیا کہ برق اور رعد کو لشکر حیرت مین لیجا کر گردن
مار و حسین جادو نے اِن دونون کو لشکر حیرت مین زیر دار بٹھلایا اور جلادون نے
تیغہ کو اپنے سنگ پر چٹایا اور منتظر حکم افراسیاب کے ہوئے اور افراسیاب نے قتل نامہ برق
و رعد کا لکھکر حسین کو روانہ کیا یہان لشکر مہرخ اپنا تیار کر کے نفیر سحر اور ناقوس بجاتی ہوئی

جاکر لشکر حیرت مین پہونچی غضنفر بھی ساتھ تھا غرض وہان پہونچکر اسنے نارنج ترنج مارنا شروع کیے ملکہ حسین جادو نے غضنفر کو للکارا غضنفر اپنا اسپ بادخور اڑاکر سامنے اُسکے آئے اور ادھر برق جادو اور رعد جادو نے قید اپنی سحر سے جلادی اور دونون چھوٹ گئے پس رعد تو چیخا اور برق تڑپ کر حسین پر گری اُدھر غضنفر نے نیمچہ سحر کش مارا کہ حسین کے چار ٹکڑے ہوئے تمام لشکر کو حیرت اور حسین کے غضنفر نے مارنا شروع کیا یہانتک کہ ہزارون کو مارکر اپنی بارگاہ مین آئے حیرت کا لشکر تباہ ہوگیا اُسوقت افراسیاب نے ہومان سحر دست کو حکم دیا کہ وہ دو لاکھ ساحرون کی جمعیت سے راستہ طی کرکے لشکر مہرخ کے سامنے آیا اور آتے ہی اُسنے نفیر سحر کو بجایا ملکہ مہرخ کو خبر ہوئی اُسنے بھی نفیر سحر بجائی اور غضنفر نے مہرخ کو پریشان دیکھکر کہا کہ تم ہراسان کیون ہو مین انشاء اللہ سبکو قتل کرونگا مہرخ نے کہا وار ی تم سچ کہتے ہو حقیقت مین تمہارا سامنا کوئی نہین کرسکتا ہے لڑائی کو دیکھہ لو پھر مقابلہ کرنا غضنفر چپ ہو رہا اور لشکر میدان کارزار مین آیا ہومان اپنے مرکب کو اڑاکر میدان مین آکر للکارا کہ ای فرقہ نمکحرامان آؤ میرے مقابلہ کو ایک ساحر اُسکے مقابلہ کو گیا اُسنے ایک دانہ ماش کا اُسپر مارا کہ اُسکے بدن مین آگ لگی اور جلکر خاک ہوگیا بعد اُسکے اور ساحر بہت سے باری باری اُسکے مقابلہ کو آئے مگر اسیطرح سبکو اُسنے قتل کرڈالا جب تو برق جادو نے ارادہ نکلنے کا کیا مہرخ مانع ہوئی اور کہا کہ ای بہن تمہارا جانا کسیطرح سے مناسب نہین تم ہرگز نہ جاؤ کسواسطے کہ ہومان فقط تمہارے ہی واسطے آیا ہے مجھسے تمہاری جدائی کا رنج اُٹھ نہ سکیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ پہلے مین جاکر اُس سے لڑمرون تو پھر بعد میرے جو کچھ تمسے بن پڑیگا وہ تم کرلینا برق جادو نے کہا کہ مجھسے بھی نہین ہوسکنے کا کہ مین بیٹھی رہون اور تمکو دہن اژدر مین جانے دون غرض ان دونون مین تو یہ تکرار ہورہی تھی کہ ملکہ سرخ موے کاکل کشا نے بال اپنے کھولے اور طاؤس سحر کو اُڑاکر عرصۂ کارزار مین پہونچی مہرخ حیران ہوگئی اور برق بھی آئینہ وار دیکھنے لگی اور ملکہ سرخ مو نے قریب جاکر ہومان سے ارادہ مقابلہ کا کیا اُسنے بہت سمجھایا مگر اسنے نمانا بلکہ بُرا بھلا کہا جب تو اُسنے خفا ہوکر نارنج سحر مارا وہ نارنج قریب ملکہ سرخ مو کے پہونچا اُسکے بالون مین سے ایک گوہن نکلا اور اُس نارنج کو

اُسنے پکڑ لیا بعد اُسکے اُس گوہن کو سرخ مو نے چرخ دیکر وہی نارنج پلٹ کر ہومان پر مارا اگر وہ
پڑتا ہومان تو خاک سیاہ ہوجاتا لیکن وہ ساحر زبردست تھا اُسنے بھی نارنج کو جو آتے دیکھا
فوراً ناریل کو مارا وہ دونون آپسمین ٹکرا کے پھٹ گئے اور ہومان نے دوڑ کر ہاتھ تلوار کا مارا سرخ مو
نے سپر سحر کے روکا پھر تو سب سے تلوار چلنے لگی اور آسمان پر سے بارش تیرونکی شروع ہوئی
لشکر ہلاک ہونے لگا آخر کو سبنے اوپر سپر سحر کے روکے وہ سپر سحر کو بھی توڑ کر ساحرون کو تباہ اور برباد
کرنیلگے قیامت برپا ہوگئی اُدھر ہومان اوپر ملکہ سرخ مو کے غالب آیا اور چاہا اُسنے کہ کمر
کو ملا کر ہاتھ تلوار کا مارون کہ دو ٹکڑے سرخ مو کے ہوجائین کسیطرح جیتے بچ نہ سکے مگر تتلیہ جو اُسکے
ساتھ ہی اُسنے آواز مہرخ کو دی کہ جلد آکر ملکہ کو لیجاؤ یقین ہے کہ وہ جام شہادت نوش کرین یہ سنکر
مہرخ بیقرار ہوکر چلی اُدھر سے لشکر ہومان کا مثل دریا کے موج مارتا ہوا آیا سرخ مو نے
ایک سحر ایسا کیا کہ پانون سے سیاہی اسقدر پیدا ہوئی کہ ہومان کو دکھائی دینے سے
رہگیا اُسوقت ہومان نے سرمہ جمشیدی آنکھون مین لگایا اور لشکر مہرخ پر آیا لیکن شمسہ
اور شمشاد قد مع لشکر بیشمار آکر پہونچین دیکھا کہ ہومان اور مہرخ سے تلوار چل رہی ہے شمشاد
اور شمسہ آفتاب بنکر سامنے اُسکے آئین تو اُسکی آنکھونمین چکاچوند آئی وہ تو آنکھین ملنے لگا
اور غضنفر نے جو ہاتھ پنجہ کا اُسکی کمر پر مارا اُسکے دو پرکالے ہوگئے اوپر سے تیر شمشاد قد کا جو پڑا توڑ کر
پار نکل گیا غل دار و گیر کا بلند ہوا اندھیرا ہوگیا آخر شمسہ اور شمشاد قد سے لشکر ہومان تاب نلا سکا
رو بفرار لایا اور مہرخ نقارۂ شادمانی بجوا کر داخل بارگاہ ہوئی شمسہ اور شمشاد قد کو مسند پر بٹھایا اور
کہا تمنے ہمپر احسان عظیم کیا ہے اُنھون نے کہا ہم کس لائق ہین جو احسان کرینگے مہرخ قہقہہ مار کر ہنسی
اور کہا کہ جو کچھ مال اور اسباب ہے یہ سب تمھارا ہے شمشاد قد نے غضنفر سے کہا کہ خدا انھین سلامت
رکھے انھون نے ہماری جان بچائی اور انھین کے سبب سے ہمارا آنا ہوا غرض صحبت عیش
برپا ہوئی اور ملکہ شمسہ سے غضنفر نے پوچھا کہ قمر طلعت کو کہان چھوڑ آئین اُسوقت غضنفر
خیمے کی قنات کو چاک کرکے تلاش مین قمر طلعت کے نکلے اور شمسہ قمر طلعت کو مع توسن
جادو اور چند خواصون کے ایک صحرائے پر فضا مین پہاڑ پر بارگاہ سرخ استاد کرا کے چھوڑ
آئی تھی توسن جادو اِنکا آنا سنکر چلنے پر آمادہ ہوئی اور غضنفر کے پاس آئی اُنکی بلائین لین

کہا کہ واری ملکہ قمر طلعت پہاڑ پر جلوہ فرما ہین غضنفر پہاڑ پر آئے اور اُس سرو قد کو اپنے گلے سے
لگایا وصلی کیطرح چسپان ہوکر خوب پیار کیا پھر وہان سے رخصت ہوکر اپنی بارگاہ کی طرف
روانہ ہوئے اثناء راہ مین ایک باغ نہایت تر و تازہ اور شاداب دیکھا کہ نہرین جابجا
جاری فوارے چھوٹ رہے ہین نہالان موزون وگلہاے بوقلمون طائران خوش الحان
نواسنجی اور زمزمہ سرائی کرنے مین مصروف ہین یہ سیر باغ کرتے تماشا جانوران خوشرنگ
وخوش آہنگ کا دیکھتے ہوئے چلے آخر ایک مقام پر چبوترہ سنگ مرمر کا بنا تھا اُسپر فرش قاقم
اور سنجاب کا بچھا تھا مسند جواہر نگار لگی تھی یہ اُسپر بیٹھ گئے پھر وہانسے کچھ دیر کے بعد ہاتھ منھ دھوکر
میوہ کھا کر ایک سمت کو چلے یقین ہوا کہ ہم طلسم مین قید ہوگئے ناچار ایک درخت کے نیچے پہونچے
ایک جانور اُس درخت پر آکر بیٹھا اِنکو دیکھکر اُسنے قہقہہ مار کر کہا کہ آپ ناحق کو اب جستجو اِس
باغ سے باہر جانے کی کرتے ہین کسواسطے کہ یہ طلسم گلنار جادو کا ہے یہانسے رہائی بہت
دشوار ہے لیکن ہان اگر وہ صورت ہو جائیگی تو پھر تمھین مالک ہو یہ کہکر وہ طائر تو اُڑا ہوا
چلا گیا اور غضنفر بن اسد نے اُس جانور کی زبان سے یہ معما سُنا تو نہایت فکرمند ہوئے
اور اُسکے اُڑجانے سے مایوس ہوکر سوچے اپنے دلمین کہ یا خداوندا وہ صورت کونسی ہے کہ
جس سے رہائی بھی ہوگی اور مین مالک بھی ہو جاؤنگا غرض یہ تو اسی فکر مین اندر باغ کے
حیران و سرگردان پھر رہے ہین اب حال سُنیے بارگاہ کا کہ وہان جو لوگون نے صبح کو انکو نپایا
سب پریشان ہوئے اور تمام لشکر مہرخ مین غلغلہ برپا ہوا عیار و ساحر ہر طرف کو واسطے
تلاش کے روانہ ہوئے اور حیران ہین کہ کون لیگیا کدھر کو چلے گئے ملکہ شمسہ کو بھی نہایت
رنج و ملال دامنگیر ہوا اب اِنکو بھی اِسی فکر مین چھوڑ دا اور دو کلمہ داستان افراسیاب کے
سنو افراسیاب نے سات ساحرون کو کہ وہ سردار نامی تھے حکم دیا کہ تم جاکر بے تامل ابھی
لشکر مہرخ کو غارت کرو مین بھی پیچھے تمھارے آتا ہون اور عمرو جہان ملے اُسکو پکڑ لاؤ بلکہ
مین اُسکی تلاش مین جاتا ہون جس مقام پر کہ وہ مکار ملیگا اُسکو لیکر آتا ہون وہ ساتون ساحر
اُسیوقت سحر سے آراستہ ہوکر اپنی اپنی فوج کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئے طرف لشکر مہرخ کے نام
اُن ساتون کے یہ تھے مسمار جادو خدنگ جادو ناوک انداز جادو کمان کش جادو

شمشیر سحر جادو باران جادو برف انداز جادو غرض یہ تو لاکھ لاکھ ساحرون کی جمعیت سے
چلتے ہین اور حال سنیے لشکر مہرخ کا کہ وہان جو سنے خبر اسد دلاور کے قتل ہونے کی سنی اسیوقت
سے سب مرنے پر تیار اور مستعد کارزار اس خیال سے بیٹھے ہین کہ جسوقت اسد کی خبر سنین کہ
زیردار کھچایا ہی اُسیوقت سب اکبارگی تلوارین پکڑ کے جا پڑو آئندہ جو کچھ کہ ہونا ہی وہ ہوگا
اس امید پر سب مرکب سحر پر سوار ہین اور ان سبکے سرون پر جنگ سوار ہی انکو اس حال
مین چھوڑو اور دو کلمہ کوکب کے سنو کہ وہ جو اپنا سحر تیار کرنے کو گئے تھے اُسنے جا کر بزور سحر
لشکر بیشمار کو درست کر کے ساتھ غول آراستہ کیے اسطور پر کہ ہمامے جادو کو لاکھ سوار
ساحر جرار سے روانہ کیا لشکر مہرخ کیطرف واسطے مدد کے اور کہا جو نقشہ فساد کا دیکھنا تو
فوراً تاراج آتش فوج افراسیاب کو مارنا بعد اسکے اور فوج بھی مین عقب مین تمھارے دیکھ کو
روانہ کرونگا اگر وہ پہونچے تو ایک طرف سے تم مارنا اور دوسری طرف اُسکو کر دینا جہانتک کہ
مارا جائے مارتے چلے جانا ہمامے جادو نے کہا بہت اچھا فوراً روانہ ہوگئی بعد اسکے ملکہ تاجدار
گوہرپوش کو لاکھ سوار سے روانہ کیا اُسکے پیچھے ملکہ طاؤس زرین لباس کو حکم کیا وہ بھی ابھی
ہوگئی اُسکے بعد ملکہ مشتری طلعت کو روانہ کیا جبکہ وہ بھی جا چکی پھر ملکہ اختر شمار ستارہ پوش
کو لاکھ ساحرون سے اور ملکہ زمرد پوش گردون نشین کو آگے پیچھے روانہ کیا ان سبکے
بعد مجلس جادو کو کہا کہ تم بھی جاؤ مگر خبردار بہت ہوشیاری کے ساتھ جو کچھ کہ کام کرنا وہ کرنا مین بھی تم
سبکے پیچھے آتا ہون القصہ یہ سب آگے پیچھے چلے جاتے ہین کوئی کوس کوس بھر کے فاصلہ سے
یہ سب جا چکے تھے اُسوقت آپ بھی نقارہ کوچ کا بجا کر روانہ ہوا اور طائران سحر کو حکم کیا کہ
سب آگے جاؤ اور منزل بمنزل کی خبر ہمکو لا کر پہونچاؤ تا کہ حال ہمکو اپنی فوج کا مفصل معلوم
ہوجائے طائران سحر بھی بموجب حکم کے روانہ ہوگئے ان سبھون کو تو راہ مین چھوڑو اور
حال سنو اُن ساتون ساحرون کا کہ جنکو افراسیاب نے واسطے بربادی لشکر مہرخ کے روانہ
کیا تھا جبکہ وہ جا چکے تو افراسیاب نے اپنے دل مین کہا کہ اب تو چلکے عمرو کو پکڑ لا اور اس
سے طلسم کشا کو چھین لے کسواسطے کہ اگر طلسم کشا رہیگا تو پھر مقرر کوئی نہ کوئی مفسدہ برپا
ہوگا یہ سوچکر اسنے بھی ارادہ چلنے کا کیا اس عرصہ مین وہ ساتون ساحر راہ کو طے کر کے قریب

لشکر مہرخ جو پہونچے تو آواز شور و غل کی اور صدا نقارونکی آسمان سے زمین تک پہونچی مہرخ غل اور شور کی صدا سنکر گھبرا گئی اور سمجھی کہ کوئی نہ کوئی آفت مقرر آئی پس یہ تصور کر کے مرکب بادپیما پر سوار ہوئی اور ساتون ساحرون کے برابر پہونچی وہبھی مہرخ کو دیکھکر واسطے مقابلہ کے مستعد ہوئے بلکہ مسمار جادو نے گولا فولادی مہرخ پر مارا وہ جو گرا زمین پر پھٹا ہزارون ساحر مہرخ کے زخمی ہو گئے ادھر سے بھی ایک ساحر نے نارنج سحر کو مارا اسکے صدمہ سے بہت سے ساحر مسمار وغیرہ کے بھی داخل جہنم ہوئے آخر کو دونون طرف سے نارنج ترنج چلنے لگے اور یہان تک نوبت پہونچی کہ آپس مین غٹ پٹ ہو گئے تلوار چلنے لگی خون کا دریا بہ نکلا اور انواع اقسام کے سحر ہوئے مسمار جادو کی مدد کو خدنگ جادو اور ناوک انداز جادو آپہونچے تینون ساحرون نے ملکہ لشکر مہرخ کو قتل کر کے پراگندہ کر دیا مہرخ بدحواس ہو گئی عمرو نے مہرخ کو پریشان دیکھکر کہا کہ ملکہ خبردار ہراس کو اپنے پاس نہ آنے دینا نظر بخدا رکھنا دیکھو وہ عالم الغیب پردۂ غیب سے کیا ظاہر کرتا ہی جہانتک کہ تمسے لڑا جائے لڑے جاؤ ہم تمھاری شراکت کو حاضر ہین انکی کیا اصل ہی کوئی دم مین سبکو مارے لیتے ہین یہ کہکر سب عیارون کو ہمراہ لیا اور جان ہجکر حقہ ہاے آتشبازی جو مارنا شروع کیے وہ حقے جس ساحر کے سینے پر پڑے اُسکو جلا کے خاک کر دیا اور دھوان اُن حقون کا پھیلا ہزارون ساحر اندھے ہو گئے اُنکو عیارون نے جوتیون سے مانند مور و ملخ کے مار لیا مگر اسپر بھی وہ کم نہوئے اسوجہ سے کہ لاکھون گروے تھے کہانتک اُنکو عیار مارتے آخر کو مارتے مارتے حیران ہو گئے اور تھک کر خود بھاگ کھڑے ہوئے یہ حال دیکھکر مہرخ نے بال اپنے سر کے کھولدیے اور بلبلا کے زیر آسمان مصروف دعا ہوئی اور اس رباعی کو ورد زبان کیا رباعی

اے مظہر اسرار جلی اور کنی
دے معدن نور ازلی ور کنی
عمریست کہ من ناد علی میخوانم
یا حضرت مرتضےٰ علی اور کنی

غرض مہرخ اس طرح سے دعا کر رہی تھی کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ملکہ ہماے جادو فرستادۂ کوکب لاکھ سوار جرار سے آکر پہونچی اُسنے جو دیکھا کہ مہرخ سے لڑائی ہو رہی ہی اور لشکر اسکا بدحواس ہی اکبارگی نیمچۂ سحر کو مع لاکھ سوارون سے پکڑا اور اوپر سے گری دو چار ہی حملون مین لاکھون ساحر مار کر ڈالدیے قتل کرنا شروع کیا سب

اِس خیال سے دم بخود رہے اور یہ سمجھے کہ وہ سردار جو ہمارے ساتھ آئے ہین یہ لوگ اُنھین کے
ہین ہماری مدد کو آئے ہین مگر اب جو دیکھا کہ لاکھون ساحر اُنھون نے ہمارے مار ڈالے
بدحواس ہوکر چلائے کہ ارے یارو یہ کیا ماجرا ہے دیکھو تو سہی کہ یہ لوگ کون ہین اور کسکی
مدد کو آئے ہین ہمارے طرفدار تو نہین معلوم ہوتے یہ تو ہمین کو قتل کر رہے ہین اِس
صدا کو سُنکر وہ بھی سب لڑنے لگے جم گئے مہرخ نے یہ ماجرا دیکھا حیران ہوگئی کہ یہ فوج
کہان سے آئی اور کاہیکو لڑنے لگی یہ سوچکر بزور سحر بلند ہوکر دیکھنے لگی کہ ملکہ گوہر تاجدار
بھی آئی اِسنے دیکھا کہ ہمارے جادو سے تلوار غضب کی چل رہی ہے بس اِسکو بھی تاب
باقی نرہی وہین سے نعرہ کیا کہ اے ہمارے جادو خبردار گھبرانا نہین مین آپہونچی یہ کہکر تلوار
سحر کو نیام سے لیا اور لشکر مسمار پر گری قتل کرنا شروع کیا ہمارے جادو فرار واقعی
لڑچکی تھی ملکہ تاجدار کو دیکھکر الگ ہوگئی ملکہ تاجدار نے مثل برق جہندہ کے تڑپکر گرنا
شروع کیا اُسوقت ملکہ مہرخ نے عمرو سے کہا خواجہ سلامت ذرا جاکے آپ خبر لائین مجکو یہ
فوج اور سردار کوکب کے معلوم ہوتے ہین عمرو ساتھ ہی سننے کے مثل برق اور باد کے بھاگا
اور صفون کو چیر کے عرصۂ کارزار مین پہونچا تو دیکھا کہ تمام علم اور نشان کے پھریرون پر نام
کوکب کا لکھا ہے اور تعریف کوکب کی رقم ہے بس خوش ہوکر اُلٹے پانون پھرا اور جاکر
مہرخ کو خبر دی وہ سنکر شاد ہوگئی پھر لڑنے لگی دفعتہً ایک ہوائے گرم آسمان سے پیدا
ہوئی اور وہ چوتھا ساحر کمان کش جادو مرکب سحر اُڑاکر افراسیاب کیطرف سے پہونچا
اُسکو حال لڑائی کا معلوم نہ تھا کہ کون لڑتا ہے کسکی فوج سے لڑائی ہورہی ہے مگر کوکب کی
فوج کا کسیکو گمان بھی نہ تھا غرض اُسنے دیکھا ہمارے ساتھ کے سردارون سے لڑائی ہورہی ہے
نعرہ کرکے ارادہ کیا کہ اوپر سے چلکر مع لاکھ سوارون کے گردیہ تصور کرکے بروے آسمان آتا تھا
کہ ملکہ طاؤس زرین لباس سردار کوکب کی بھی آکر پہونچی اُسنے دیکھا کمان کش
جادو نعرہ کرکے لشکر پر ملکہ تاجدار کے گرا چاہتا ہے فوراً نعرہ کیا اور پکاری کہ او خیرہ سر تیرہ روزگار
طوارہ کہان جاتا ہے مین بھی آپہونچی اِس کلمہ کو سنکر وہ پلٹ پڑا اور مرکب سحر کو روک کر ملکہ طاؤس
سے لڑنے لگا اور فوج سے فوج غٹ پٹ ہوگئی بروے آسمان تلوار چلنے لگی اور قطرات

خون مانند قطرۂ باران کے زمین پر گرے سر کٹ کٹکر مثل اولون کے دھڑا دھڑ گرنے لگے اور بروے آسمان شور و غل پیدا ہوا ناریخ اور ترنج بھی چلنے لگے زمین اور آسمان دھوان دھار ہوگیا تلوار زیر و بالا چل رہی ہی شور نشور قیامت برپا ہی اور یہ حال ہی کہ اوپر سے سر جو کٹکر گرتا ہی تو نیچے والون کے دھڑ پر دھڑاکا ہوتا ہی اور کسی کا دھڑ کسیکے سر پر اور نیچے والے لوگونمین سے اگر دھڑ کسی پر گرتا ہی وہ کچلکر مرجاتا ہی صدہا لوگ اسی طرح مرگئے اور کسیکی تلوار اگر ہاتھ سے چھٹکر گری جسکے سر پر پڑی اُسکے پار نکل گئی وہ جہنم کو چلا گیا کسیکے خود پر برچھی جو گری وہ راکب اور مرکب کو توڑ کر نکل گئی غرض فوج زمین پر جو لڑ رہی تھی اس حال کو دیکھکر ساری لڑائی اپنی بھول گئی سب آسمان کی طرف متوجہ ہوئے اس خیال سے کہ یہ بلاے آسمانی کیسی نازل ہوئی ہی خدا اس سے بچائے کسواسطے اگر حریف سے جان بچ جاتی ہی پھر تیر آسمانی سے جان جاتی ہی یہ نیا ماجرا ہی اسکا کیا علاج کرین یہ تو اس فکر مین تھے اور سارے لشکر مین تہلکہ برپا تھا کہ پانچوان سردار افراسیاب کا سحر جادو بھی آکر پہونچا اُسنے دیکھا لڑائی بروے آسمان ہو رہی ہی وہ سمجھ گیا کہ فوج کوکب کی آگئی وہی لڑ رہی ہی بس اُسنے نعرہ کرکے دباو اپنا ملکہ طاؤس پر ڈالا تھا کہ ملکہ مشتری طلعت سردار کوکب کی آپہونچی اُسکو دیکھکر ملکہ طاؤس کی فوج داہنے بائین ہو گئی اور اُسکی فوج کو راہ دی یہ فوج تازہ دم آکر گری کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیے قصہ کوتاہ کہانتک بیان کرون اسی طرح تمام فوج کوکب اور افراسیاب کی آئی اور تلوار زور و شور سے بروے آسمان چلا کی آخر کو لڑتے ہوئے زمین پر آئے لاشون کے انبار لگ گئے اور نعرہ سردارون کے ہونے لگے فوجین سمٹ سمٹ کر اپنے اپنے غول مین جدا ہو کر ملنے لگین اور لڑائی گھمسان کی ہوئی عیار بھی حقہ ہاے آتشبازی کو دنع کر آگ برسانے لگے طائران سحر نے جا کر افراسیاب کو اطلاع دی وہ بھی دوڑ اُدھر پڑا یہان سب جنگ و جدل مین متوجہ ہوئے کہ ایکبارگی دیکھا سب نے کہ رنگ آسمان کا دگرگون ہوگیا اور سارے مین سیاہی پھیل گئی یہ ماجرا دیکھکر عمرو نے ملکہ مہرخ سے کہا خبردار ہو جاؤ افراسیاب آپہونچا مہرخ تو عمرو کے کہنے سے طرف آسمان کے متوجہ ہوئی اور عمرو سب عیارون کو ہمراہ لیکر لشکر سے نکل گیا اس عرصہ مین افراسیاب نے آکر دیکھا کہ لڑائی کا رنگ بے رنگ ہی

جلدی سے جو جو سردار مہرخ کے تھے انکو پنجہ سحر مین پکڑ کرے اُڑا اور اپنی جانب کے سردار و لشکر
چھوڑ دیا اور لیجا کر سبکو ایک مقام پر بزور سحر گنبد فولادی تیار کیا اور سب سرداروں کو
مہرخ کے مع مہرخ و لشکر کے بروے آسمان اندر اُس گنبد کے قید کیا اور مثل سرپوش کے
گنبد کو سبکے اوپر ڈھانکدیا اور آپ اندر طلسم کے چلا گیا یہان جو تاریکی اور گرمی سبکو معلوم
ہوئی اور دھنوان کثرت سے پھیلا سب کا دم گھٹنے لگا اور جانون پر بنگئی بلکہ ایسے بیحواس
ہوئے کہ ساحر زبردست اپنا اپنا سحر کرکے تھک گئے اور اُڑ اُڑ کر سارے گنبد مین ٹکرین
کھائین مگر کچھ نہو سکا اور اُس گنبد سے نہ نکل سکے آخر کو ناچار ہوکر دیکھا کہ اب سوا سے
مرجانے کے چارہ نہین ہے ہراس سبکو غالب ہوا قضاے کار حسب اتفاق وہ طائر سحر کہ جنکو کوکب
نے یہ حکم دیکر روانہ کیا تھا کہ منزل بمنزل کی خبر ہمکو پہونچانا وہ آکر پہونچے اور یہ ماجرا دیکھا کہ
مہرخ وغیرہ سب قید افراسیاب مین پھنسے ہین وہ فوراً بھاگے اور جاکر کوکب کو اطلاع
دی وہ سنکر مثل برق جہندہ کے ایک آن واحد مین تڑپکر برابر اُس گنبد فولاد کے آیا گنبد
دیکھکر تیر سحر مارا وہ تیر اُس گنبد پر لگا تو سہی مگر کارگر نہوا جھنکر اُڑ گیا کوکب نے جھلا کے گولہ
فولادی اس زور سے اُسپر مارا کہ اگر وہ گولہ کوہ پر پڑتا تو اُسکو بھی ریزہ ریزہ کردیتا اور کوہ
سرمہ ہوجاتا لیکن گنبد پر مطلق اثر نکیا اور گولہ بھی جھنکر سرد ہوگیا جب تو کوکب کو غصہ آیا غضبناک
ہوکر تخت سحر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور تڑپکر سوے آسمان بلند ہوا اور وہان سے مانند برق کے
بصورت شمشیر اُس گنبد پر گرا تو اس طرح سے اُس گنبد فولادی کو کاٹا کہ جیسے ککڑی کو تار
کاٹتا ہے بیس ٹکڑے ہوگئے اور بھرا کے گر پڑا اب جو مہرخ وغیرہ نے دیکھا کہ گنبد اُڑ گیا اور
میدان صاف ہے تلوارین تو سبکے ہاتھون مین تھین فوج افراسیاب کو قتل کرنا شروع
کیا یہانتک قتل کیا کہ کشتون کے پشتے لگا دیے اور سردارون کو تو افراسیاب اپنے پہلے
ہی لیگیا تھا فوج بے سردار کی تھی تاب مقاومت نہ لاسکی بھاگ کھڑی ہوئی بلکہ بہت
سے ساحر اسمین صاحب فوج بھی تھے کہ دس دس بیس بیس ہزار سوار اُنکے دائمی ملازم
تھے وہ سب مع اپنے ملازمون کے آکر قدمون پر مہرخ کے گرے اور اپنا اپنا قصور معاف
کرواکے کہنے لگے کہ ہمکو اب کچھ کام افراسیاب سے نہین ہم حضور کی تابعداری دل و جان سے کرنے کو حاضر ہین

حاضر ہین کسواسطے کہ افراسیاب اور سب سردار ہمکو ہوذی کے جنگل اور دہن اژدر مین چھوڑکر
چلے گئے بلکہ قید کرگئے کہ جسمین ہم بھاگ نہ سکین خود بخود سب مرکر رہجائین یا کہ مارے جائین اب
یہ امیدوار ہم جان نثار ہین کہ ہم کو اجازت ہو کہ رکاب سعادت انتساب مین حاضر رہین مہرخ
نے اسکے جواب مین کہا کہ بھائیو تمھارا گھر ہے مین کیا تمکو منع کرتی ہون شوق سے تم میرے ساتھ
رہو کسواسطے کہ تم کوئی غیر تھوڑے ہو ہم اور تم تو ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہین تم ہمسے خوب
واقف ہو اور مین تمسے آگاہ ہون کچھ احتیاج تمھارے پوچھنے کی نہین ہے مین ہر صورت سے
حاضر ہون غرض بہت سے لوگ تو شریک مہرخ کے ہوگئے اور بہت سے مارے گئے ہزارون
بھاگ بھی گئے اس مقام پر بعضون نے لکھا ہے کہ افراسیاب نے مہرخ کو مع لشکر کے اندر
اُس گنبد فولادی کے قید کیا تھا اور بعضون نے یون لکھا ہے کہ اُسنے اپنے لوگونکو جائے
امن تصور کرکے اندر اُس گنبد کے رکھا تھا کہ جس مین کوئی قتل نہ کرسکے اچھے کوکب
نے آکر اُنکو رہا کیا تو وہ سب جو جو کہ عقلمند تھے اُنھون نے اطاعت مہرخ کی قبول کی
مہرخ نے خوش ہوکر سب کو رکھ لیا بعد اسکے کوکب سے ملاقات کی اور بغلگیر ہوکر نقارے
خوشی کے بجواتی ہوئی اپنی بارگاہ مین داخل ہوکر صحبت عیش آراستہ کرکے ناچ رنگ مین
مصروف ہوئی غرض آدھی رات گئے تک محفل عیش وعشرت برپا رہی بعد اسکے کوکب
رخصت ہوکر اپنی بارگاہ کو اُٹھکر چلا تمام شاہزادیان بھی اسکے ہمراہ ہوئین یہ سیر
مہرخ کے بازار کی کرتا ہوا آگے بڑھا ایک میدان وسیع ملا اسنے اُسکو بھی طے کیا تو دیکھا
کہ لشکر میرا پڑا ہوا ہے اور جس مقام پر مین نے بازار کو کہا تھا وہان بازار مین آراستہ
ہین اور جہان پر کہ بارگاہ کو حکم کیا تھا وہان بارگاہ اِستادہ ہے اور گرد خیمے ڈیرے چھپے
قلندریان اسپکین راوٹی بارکیان کندلے وغیرہ تمام برپا ہین کوسون اور منزلون تک
لشکر پڑا ہے سیکڑون نشان ہین اُسی طور سے کہ جس طرح مین نے حکم دیا تھا غرض لشکر کو
دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور اپنی بارگاہ مین داخل ہوئے وہ شاہزادیان رخصت
ہوکر سب اپنے خیمون مین گئین اور آرام کیا ادھر کوکب روشنضمیر نے بھی استراحت
فرمائی جب صبح ہوئی تو اُٹھکر ہاتھ مُنھ دھویا پان کھایا اُس وقت خواجہ سلامت بھی

رونق افروز ہوئے اور کوکب سے کہا کہ مین غضنفر بن اسد کو گنبد توڑ کے ادہر سے
لے آیا ہون مگر ایک مقام پر بیہوش کر کے مین نے اُنکو رکھا ہی اور کسی سے اظہار بھی
تک نہین کیا اور نہ اس لڑائی مین ہوشیار کیا اس خیال سے کہ کچھ ضرورت نہین ہی مگر عنایت
الٰہی سے لڑائی بھی فتح ہوگئی اور تم بھی آگئے ہو کوکب یہ سنکر شاد ہوگئے بند غم سے آزاد
ہوگئے اور ادہر اب حال بیان کیا جاتا ہی کہ ملکہ بران شمشیر زن جو برائے ملاقات آئی
تھی وہ قید ہوگئی تھی چنانچہ وہ اب ظاہر ہوئی غرضکہ ایک درہ پہاڑ پر دیکھا کہ آسمان سیاہ
زمین پر نظر آتا ہی اور آواز ظلمات آسمان سحر کی آتی ہی کہ اے مہرخ تم سبکو دو گھڑی مین
ٹکرا کر مار ڈالونگا بحکم افراسیاب جبکہ نام مہرخ کا رعد اور برق جادو نے سنا از بسکہ
ایک حالت عشق کی ملکہ مہرخ سے اور رعد و برق جادو سے قدیم تھی اور عمرو سے وہ
ربط و محبت ہی کہ جسکا حد و حساب نہین بے ساختہ رعد و برق جادو نے اپنا سحر کرکے
ایک طرف سے ایک ابر نمایان کیا اور ایک طرف سے کڑک کر بجلی اُس آسمان پر گری کہ
ظلمات آسمان سحر کے دو ٹکڑے ہوئے اور وہ لاشہ سامنے عمرو و مہرخ کے گرا اور
آواز دار و گیر کی بلند ہوئی کہ کشتی مرا نام من ظلمات آسمان سحر بود وہ تاریکی سب
سب رفع ہوگئی اب رعد اور برق مہرخ و شکیل عمرو کے سامنے آکر بیٹھے اور
سبھون نے گلے لگایا عمرو نہایت خوش ہوا رعد و برق کی ملاقات ملکہ بران شمشیر زن
سے کرائی اور گرم اختلاط ہو کر اب سب مہرخ کی بارگاہ کی طرف روانہ ہوئے عمرو
بران شکیل سب آکر بیٹھے اس مین بران نے پوچھا کہ مدہوش ببر گیر کہان ہی
سب نے عرض کیا کہ آپ کے پیچھے گھبرا کر وہ بھی بارہ سو سوار لیکر روانہ ہوا تھا یہ
سنکر ملکہ بران شمشیر زن نے ایک ساحر کو مدہوش کی خبر کے واسطے بھیجا دو
کلمہ مدہوش ببر گیر کے سنو کہ مدہوش ببر گیر کنارے دریائے ظلمات کے پہونچا
کہ اسمین زنا جادو اور ناقوس جادو ملازمان افراسیاب کو خبر ہوئی دونون
جادوگرون سے مقابلہ مدہوش ببر گیر مین آیا اور سامنا کیا غرض زنا جادو تو مدہوش
کے ہاتھ سے مارا گیا اور ناقوس جادو سے اور مدہوش ببر گیر سے سحر کی ٹکر مین ہو رہی تھین

کہ دونون کے سر پھٹ گئے دیکھا کہ غش کھا کر گرے اور اُدھر سے دو لاکھ ساحر ناقوس کا
بارہ سو ساحر پر کہ مدہوش کے ساتھ تھے آپڑے اور تلوار چلنے لگی مگر بارہ سو جادوگر
خاص کوکب روشنضمیر کے تیار کیے ہوئے تھے جسکے تلوار لگی دیکھا کہ اُسکے بدن سے
آتش پیدا ہوئی ہزارہا جادوگر اُدھر کا جلادیا دو لاکھ جادوگر ناقوس کے ساتھ کا مارا
جاچکا تھا کہ حیرت جادو آکر پہونچی اور وہ مدہوش اور ناقوس دونون کو اپنے
ساتھ لیگئی یہ خبر افراسیاب کو پہونچی اُسنے عقاب کو دو لاکھ ساحرون سے روانہ کیا
آکر جہان میدان تھا وہان خیمہ کیا اُسوقت وہ جادوگر ملکہ بران شمشیر زن کا جو خبر لینے
چلا تھا پہونچا اور خبر تحقیق کر کے پھرا اور آکر ملکہ بران شمشیر زن سے سب حال بیان کیا
وہ اُٹھی اور سحر سے ایک گولہ آتش کا طرف آسمان کے روانہ کیا مہرخ و برق اور شکیل و
عمرو و برق فرنگی نے برق اور رعد جادو کو بارگاہ مین چھوڑا اور پیچھے پیچھے آپ روانہ ہوئے مگر
اول ملکہ بران شمشیر زن وہان پہونچی اور کچھ سحر کر کے دانے ماش کے زمین پر مارے
عمرو نے دیکھا کہ غول جانورون کا پیدا ہوا چشم تو جانورون کی زمرد کی ہے اور چہرہ
لال کا یاقوت رنگ اور ایک طرف ایک پنجہ پیدا ہوا وہ پنجہ ایک چھیپی نہایت
پُر تکلف لیے تھا اُسنے وہ چھیپی ہلائی جانورون کا غول عقاب جادو کے لشکر پر
گرا اور جس ساحر کے سر پر وہ لال بیٹھا بھیجا کھا گیا دو لاکھ جادوگر عقاب کے مارے گئے عقاب جادو
بھاگ کر افراسیاب کی بارگاہ کی طرف چلا ملکہ بران شمشیر زن آسمان سے
نیچے اُتری مہرخ وغیرہ نے دوڑ کر بران شمشیر زن کی بلائین لین عمرو نے بہت
تعریف کی غرض عقاب جادو کے خیمے مین بران شمشیر زن مہرخ شکیل برق
فرنگی وغیرہ سب آکر بیٹھے عقاب جادو بھاگا ہوا افراسیاب کے پاس پہونچا اور
سارا حال اپنی فوج کے شکست کا افراسیاب سے کہا افراسیاب نے حکم دیا کہ ہان ظلمات
فیل دندان جادو جا اور بران شمشیر زن کو مع عمرو وغیرہ جتنے وہان ہین سبکو
گرفتار کر لا ظلمات فیل دندان سوار ہو کر چلا مگر وہان جو عمرو و برق فرنگی وغیرہ
بارگاہ مین مع ملکہ بران بیٹھے تھے اُنھون نے دیکھا کہ آسمان پر تاریکی سی نمود ہوئی اور

چار طرف سے اندھیری چھگئی ہی عمرو تو گھبرا کر گلیم اوڑھکر بھاگا اور برق فرنگی بھی ایک سمت
دامان کوہ مین جا کر چھپا لیکن لشکر بہران اور مہرخ کے دیکھا کہ چادر ظلمات پھیل گئی
اور سب جادوگرون نے دیکھا کہ ایک سمت ہاتھی بہت بڑا ہی اُسکے پیچھے بہت سے ہاتھی ہین
اُنھون نے آکر چار طرف سے خیمہ ملکہ بہران وغیرہ کا گھیر لیا عمرو نے برق فرنگی کے پاس
جا کر کہا کہ بیٹا سب قید ہوگئے چلو کچھ تدبیر کرین یہ کہکر عمرو مہرخ کی بارگاہ مین آیا برق
جشمک زن کو روتے ہوئے دیکھا عمرو نے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہی برق جشمک زن
نے کہا ظلمات فیل دندان کسی سے نہ مرے گا مگر ایک معشوق افراسیاب
کی ہی اُسکے ہاتھون اِسکی موت ہی یا سحر ملک کوکب روشنضمیر کا ہو تو مارا جائے عمرو نے
کہا کہ ای برق جشمک زن انشاء اللہ تعالے ہم اُسکو مارینگے یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور سمت
صحرا چلا چند قدم چلا تھا کہ دیکھا سامنے اُنھین مین سے ایک ہاتھی مست جھومتا چلا آتا ہی اور وہ
عمرو کو دیکھکر کہنے لگا کہ ای عمرو کیا مقدور تیرا جو تو ظلمات تک پہونچ سکے عمرو یہ سنکر اُدھر سے
بھاگا جدھر اسی مین ایک سمت کو بھاگا جاتے جاتے دیکھا تو ایک طرف کچھ پہاڑیان ہین گھبرا کر
ایک پہاڑ پر چڑھگیا اور وہان ایک چٹان پر پتھر کی سجادہ بچھا کر عصر کی نماز پڑھی اور
بتضرع وزاری رو رو کر بجناب باری ملتجی ہو کر بخضوع وخشوع پکارا کہ ای مالک میرے
اسوقت مین تو مدد کر ورنہ مجھ ضعیف سے اِس مست ہاتھی کا کیا مقابلہ ہو سکتا ہی یہ کہتے
کہتے عمرو کو غنودگی آئی اور سو گیا خواب مین دیکھتا کیا ہی کہ کسی شخص نے آواز دی ای
عمرو دامن پہاڑ کی طرف جا وہان تیرا مطلب ہوگا عمرو گھبرا کر اُٹھ کھڑا ہوا اور بموجب الہام
غیب کے دست راست کو روانہ ہوا دیکھا کہ پہاڑ مین راستہ ہی جب اُس پہاڑ مین
گیا دیکھا کہ ایک میدان دو سو کوس کا نظر آتا ہی اور جا بجا اُسمین مکانات اور عمارات
نظر آتے ہین اور دروازہ ایک ہی عمرو ایک رنڈی کی صورت بنکر چلا گیا دیکھتا ہی کہ
چار سو عورتین پریزاد دُر در گوش مرصع پوش آسمان کی طرف سے اُڑتی ہوئی آتی ہین
اور سو سوا سو ہاتھی ہین کہ اُن پر بارگاہ لدی ہوئی خیمہ خرگاہ بار ہی وہ سامنے ایک
زمین پر اُترے اور بارگاہ کھڑی ہوئی اور سقے آب پاشی کر گئے بعد ازان کچھ حاجب

چوبدار آگے آگے بڑھے ہوئے اور بیچ میں ایک تخت مکلل بجواہر اُس پر ایک شہزادی بیٹھی ہوئی
مورچھل ہوتا ہوا اور گرد وپیش چار سو ساڑھے چار سو پریزاد اُس بارگاہ میں آکر مجلس آرا
ہوئی عمرو بھی ایک لونڈی کی صورت بنکر سامنے ملکہ کے کھڑا ہوگیا وہ ملکہ ایسی خوبصورت
ہے کہ عمرو بھی بنگاہ حسرت دیکھتا ہے غرض اب ناچ رنگ گانا بجانا شروع ہوا تب عمرو
بھی ایک گائن بنکر گانے کو جا بیٹھا اور نَے نوازی کرنے لگا اِسنے جو آواز سُنی بیکل ہوگئی
اور تمام مجلس بیتاب تھی کہ ملکہ صاحب مکان نے اُس نَے نواز سے پوچھا کہ تو کون ہے عمرو
نے کہا کہ میں مصور جادو کی لونڈی ہوں ملکہ نے کہا کچھ گاؤ عمرو نے پھر بانسری اُٹھائی
اور ایسا بجایا کہ تمام صحبت والیوں کو محو مطلق کردیا چنانچہ ملکہ کا نام شکوہ زرین قبا ہے جب
عمرو بانسری بجا چکا تب ملکہ ہنسی اور ہاتھ پکڑ کے کہا کہ کوئی تھوڑا سا پانی لائے عمرو مترصد اس
تھا کہ ایک لونڈی نے ایک گلاس میں یاقوت کے پانی لاکر دیا ملکہ شکوہ زرین قبا نے کچھ سحر دم
کرکے ایک چھینٹا پانی کا عمرو کے منھ پر مارا اصلی صورت عمرو کی نکل آئی ملکہ نے کہا کہ کیوں اے عمرو
ساربان زادے تو اپنی جان کو ہاتھ پر رکھے پھرتا ہے خیر سمجھ لونگی یہ کہکر تخت پر اپنے ساتھ عمرو کو بٹھا کر
اشارہ کیا کہ وہ تخت پرواز کرکے چلا اور جو ساتھ والیاں تھیں سب روانہ ہوئیں کوئی دو گھڑی کے
بعد عمرو نے جو دیکھا تو ایک بارگاہ میں پہاڑ پر اُترا اور اُسوقت شام بھی ہوگئی تھی کہ باغ میں وہ بارگاہ
ہے ملکہ وہاں چار چھ گھڑی رات تک جلسہ دیکھکر پلنگ پر دراز ہوئی اور عمرو کو ایک پلنگ پر
سُلایا مگر بقید سحر رکھا کہ کہیں بھاگ نجائے جب آدھی رات کا عمل ہوا تب ملکہ نے محبوب سے کہا
کہ چلو پہاڑ پر چل کے شب ماہ کی سیر دیکھیں اور عمرو سے بانسری سُنیں یہ کہکر ملکہ نے محبوب کو
ساتھ لیا اور عمرو کو جگا کے بلایا اور ایک پہاڑ پر جا کر فرش آراستہ کرایا اور عمرو وہاں گایا اِس
اثنا میں عمرو اور شکوہ زرین قبا اُس پہاڑ پر سے اُتر کے واسطے مقابلۂ فیل دندان کے
آئے اور مرزان و عمرو اور ماہ تاجدار بھی ساتھ ہیں دو گھڑی کامل لڑائی سحر کی رہی کہ ایک
مرتبہ وار ماہ تاجدار کے خالی دیکر ظلمات فیل دندان نے کچھ ایسا سحر کیا کہ چادر
سیاہی کی ماہ تاجدار پر گری اور مع عمرو و مرزان و ماہ تاجدار قید میں آگئے جو عالم کہ
ملکہ بران کا ہوا تھا وہی حال ماہ تاجدار کا بھی ہوگیا اور بعد قید کرنے کے نامہ افراسیاب کو

اس مضمون کا لکھا کہ مین نے ماہ تاجدار و عمرو اور مرزان جادو اور لاکھ ساحر گرفتار کیا ہی اور
پہلے ملکہ بران شمشیر زن کو قید کر چکا ہون اگر آپ تشریف لائین تو اونکے قتل کی تدبیر ہو جسوقت
نامہ افراسیاب کو پہونچا نہایت خوش ہوا اور کہا کہ کل چل کر سب کو قتل کرونگا جب حال
گرفتاری کا ماہ تاجدار کی باغبان قدرت نے سُنا اُسنے افراسیاب سے ملکہ شکوہ
زرین قبا کی تقصیر معاف کرائی اور مع مجبوب شکوہ زرین قبا کو رخصت کیا غرض جس
مکان مین شکوہ زرین قبا رہتی تھی وہان مجبوب آئی اور سارا حال اپنا سب سے بیان کیا
کہ مجھے اس جرم پر قید افراسیاب نے کیا تھا اب میرا ارادہ ہی کہ ظلمات فیل دندان کو
مار کر ماہ تاجدار کو چھڑاؤن مجبوب نے ہرچند منع کیا مگر ملکہ نے نہ مانا غرض یہ دونون وہان سے
روانہ ہوئین دو پہر رات کو کوہ نیلم سے اُتر کر سمت ظلمات تعجیل تمام چلین کہ ایک آواز آئی مین
تیری کنیز حاضر ہون ای ملکہ خوشی کرو کہ ملکہ سہیل جادو آتی ہی ملکہ جو پلٹکر پیچھے دیکھے ساتون حلقہ کمند
کے مجبوب اور ملکہ کے گلے مین پڑے اور دونون بیہوش ہو کر گرین اُسنے آواز دی کہ ہنم حرص شمشیر زن
یہ لشتارہ دونون کا لیکر افراسیاب کی طرف روانہ ہوئی از بسکہ صبح ہو گئی تھی افراسیاب
کی بارگاہ تک پہونچنا مناسب نہ جانا کوئی دو گھڑی دن چڑھا تھا کہ مصور جادو کی بارگاہ
مین پہونچی سامنے مصور جادو کے آکر پکاری کہ ای مصور جادو اپنے دل مین کچھ اندیشہ
نکرنا بڑی جرأت اور مردانگی سے مین شکوہ زرین قبا اور مجبوب جادو کو پکڑ لائی ہون اور
لشتارہ کھولکر سامنے دونون کو ڈالدیا صورت نگار کو خوف آیا اور کہنے لگی کہ قدرت خدا
کی ہی کہ ملکہ شکوہ زرین قبا کا کیا مرتبہ ہی یہ سوچ کے ملکہ کو ہوش مین رفع بیہوشی دیکر لائی اور
برابر اپنے تخت کے بٹھایا جیسے ہی ملکہ شکوہ کو ہوش آیا مجبوب کو کہ ساتھ ہی سحر کر کے مع مجبوب
سمت آسمان روانہ ہوئی مصور جادو گھبرا کر پیچھے دوڑ برابر ملکہ کے پہونچکر ایک سل سحر کی
ملکہ پر ماری ملکہ نے دیکھا کہ میرے پیچھے سحر کی سل آتی ہی اُسی حالت مین سحر جو کیا تو وہ سل ریزہ ریزہ
ہو کر بارگاہ مین مصور جادو کے گری اور جسکے سر پر سنگریزہ لگا جان سے جاتا رہا ایک
پتھر مصور جادو کے بھی لگا سر مصور جادو کا پھٹ کر لہو بہنے لگا یہان سب گھبرا کے
بھاگنے لگے ملکہ شکوہ زرین قبا اور مجبوب دونون بھاگ کر صحرا کی طرف روانہ

ہوئین اب دو کلمہ داستان افراسیاب کے سُنیے کہ اسنے چار لاکھ جادوگرون سے قیصر جادو
کو روانہ کیا کہ جا کر ماہ تاجدار و عمرو اور مرزان جادو سب کو قتل کر کے سر اُنکے میرے پاس لا
قیصر جادو فوج لیکر جہان بارگاہ ماہ تاجدار کی تھی پہونچا اور پہلے وہ جو دو لاکھ جادوگر ماہ تاجدار کے
تھے آنیز آکر گرا ہر چند کہ وہ فوج بے سردار تھی لیکن بناچاری لڑی زخمی ہوئی اور کچھ بھاگ
کھڑی ہوئی قیصر جادو نے بارگاہ ماہ تاجدار کی لدوا کے ارادہ چلنے کا کیا لیکن جدھر فوج
زخمی ہو کر بھاگی جاتی تھی قضائے کار اُسطرف سے ملکہ ماہ تاجدار اور محبوب صحرا مین آتی تھین
ملکہ نے پوچھا کہ یہ ماجرا کیا ہی لوگون نے کہا کہ ہم لوگ ملازم تھے ماہ تاجدار کے قیصر جادو نے
آکر ہمکو مارا اور بارگاہ چھین کر لیے جاتا ہی بس یہ سنتے ہی ملکہ ماہ تاجدار نے سحر کیا اور مانند
برق کے قیصر جادو پر آئی اور پکاری کہ اے قیصر کہان جائیگا قیصر جادو نے ماہ تاجدار کو
دیکھکر ایک نارنج سحر کا مارا کہ ران پر آ کے لگا اور لہو جاری ہوا ملکہ نے کچھ مٹی گوندھکر اپنے
خون سے ایک سوار بنایا اور تلوار اُسکے ہاتھ مین دیکے کہا کہ مار تو قیصر اور اُسکی فوج کو
بس اتنا سنتے ہی وہ سوار ملکہ کا مع تلوار فوج پر قیصر کی گرا اور جسکے دوڑ کر اُسنے تلوار ماری وہ ڈھیر
تھا رفتہ رفتہ ہزارون جادوگرون کو مار کر برابر قیصر کے پہونچا ہر چند قیصر جادو نے سحر کیا اور
آنکو بچایا لیکن اُس سوار نے آتے ہی ایک تلوار ماری کہ قیصر جادو سیدھا جہنم کو پہونچا پھر تو یہ
حال تھا کہ جدھر وہ سوار تلوار پکڑ کر جا پڑتا تھا صفین کی صفین اُلٹ جاتی تھین غرض ایسا لڑا
کہ تین پہر کے عرصے مین دو لاکھ ساحرون کو مار کر بھگا دیا ساری فوج قیصر جادو کی بھاگی
ملکہ شکوہ زرین قبا اور محبوب جادو فتح کر کے بارگاہ مین ماہ تاجدار کی پھرین اور
بارگاہ استادہ کرا کے بیٹھین اور بعد اسکے چالیس پتلیان سحر کی تازہ تیار کر کے ہر ایک کے
ہاتھ مین آئینہ دیا کہ وہ مُنھ اپنا دیکھنے لگین بعد ازان دو دانے ماش کے پڑھکر اُن
پُتلیون پر مارے کہ وہ پتلیان پتھر کی بنگئین اور سوار کے گلے مین موتیون کا مالا اتار کے
ڈالدیا اور کچھ سحر کیا کہ وہ سوار اوپر بارگاہ کے آیا اب یہ معلوم ہوتا تھا کہ اوپر بارگاہ کے
کئی ستارے ہین اور بیچ مین ایک چاند جلوہ گر ہی غرض یہ بنا کر آپ اور محبوب روانہ لشکر طرف
کو ہوئین جب خبر افراسیاب کو قیصر کے مارے جانے کی پہونچی افراسیاب نے

باغبان قدرت کو روانہ کیا باغبان قدرت ملکہ شکوہ زرین قبا کے سامنے آیا اور آواز مہیب دی ملکہ نے دیکھا باغبان حریف زبردست ہی بس نارنج اُسپر مارا اُسنے خالی دیکر ایک پتھر زمین پر مارا کہ ملکہ کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے اور جستی تمام باغبان قدرت ملکہ شکوہ زرین قبا اور محبوب کو پکڑ کر سمت افراسیاب روانہ ہوا جب قریب دریاے نور کے پہونچا کہ داہنی طرف سے کسی نے آکر ایک بیضہ بیہوشی کا اُسکے مُنھ پر مارا کہ چیخ مار کر باغبان زمین پر گرا اُسنے آواز دی کہ منم نظر کردہ حیدر کرار مہتر قران ملکہ چھوٹ کے ایک جا ٹھہری اور مہتر قران نے دوڑ کر ایک بغدا مارا اگر پہاڑ پر مارتا تو پرزے پرزے ہو جاتے مگر کچھ اثر نکیا ساتھ ہی دیکھا کہ زمین پھٹ گئی اور زمین سے ایک مچھلی نکلی اور باغبان قدرت کو لیکر غائب ہو گئی اور ملکہ شکوہ زرین قبا اور محبوب جادو کو دوبارہ پکڑ کر حیرت جادو کی بارگاہ مین لائی حیرت جادو نے کہا کہ کیون اب کہان جاؤ گی یہ کہکر طوق زنجیر منگا کر پڑھ کر افسون سحر کے چاہا تھا کہ شکوہ و محبوب کو قید کرے اس اثنا مین محبوب و ملکہ کو ہوش آیا سمت آسمان پرواز کر گئین پیچھے پیچھے ملکہ شکوہ کے دو ہزار ساحر بموجب حکم ملکہ حیرت جادو کے دوڑ پڑا جیسے دریاے خون روان پر آئی ملکہ شکوہ زرین قبا نے اپنا مالا توڑ کر دریا مین پھینکدیا اور آپ اُسپار پہونچی مچھلیان اُس دریا کی اُڑین اور وہ جو دو ہزار جادوگر پیچھے پیچھے ملکہ کے آتے تھے اُن سبکو پکڑ کر بیچ دریا مین غائب ہو گئین حیرت جادو کو جو خبر ہوئی بگاری غضب کیا ملکہ شکوہ زرین قبا نے یہ کہکر حیرت جادو آپ دوڑ پڑی جاتے جاتے دیکھا ایک ساحر کہ نام اُسکا ساحر بیدل ہی وہ ایک مقام پر بیٹھا ہی اُسنے کہا کہ اے ملکہ حیرت جادو شکوہ زرین قبا ابھی اسی طرف گئی ہی مع محبوب جادو کے یہ سنتے ہی حیرت جادو مانند برق کے چمک کر برابر ملکہ شکوہ کے پہونچی دفعتہً ملکہ اور محبوب جادو کو بغل مین دابکر پھر کر وہان پہونچی جہان وہ ساحر بیدل بیٹھا تھا اُس سے کہا بیدل تو نے خوب مجھے راہ بتلائی نہین تو یہ دونون صاف نکل گئی تھین ساحر بیدل نے کہا کہ اس طرف سے بچانا کہ وہان کئی عیار بھی لگے رہتے ہین ملکہ حیرت جادو نے کہا کہ کس طرف سے جیسے ہی حیرت نے کہا کس طرف سے کہ ساتھ ہی دیکھا کسی نے حلقہ کمند کے مارے کہ چارون شانے چت حیرت زمین پر آرہی اور وہ پکارا کہ منم برق فرنگی

اب شکوہ زرین قبا جادو و محبوب جادو تو چھوٹکر ایک درۂ کوہ لاجورد مین آئین کہ دم بھر ٹھہرین دم لین مگر یہان مین آدھا عمل افراسیاب کا اور آدھا کوکب کا ہی جن وہان آکر سحر کی تیاری مین مشغول ہوئین لیکن حیرت حضور مین افراسیاب کے آئی سب احوال ملکہ شکوہ کا بیان کیا اُسوقت افراسیاب نے حیرت سے کہا کہ تو جا کر انبار لکڑیون کا داہنی طرف لگا تا صبح کو ملکہ شکوہ کو مین اُسمین جلا دونگا حیرت جادو نے یہ سنکر طلسم ہوش ربا مین حسب حکم افراسیاب کے لکڑیون کا انبار کروایا اور یہان افراسیاب ملکہ شکوہ کے پکڑنے کو روانہ ہوا لیکن اب حال بیان کیا جاتا ہی کہ شہزادہ غضنفر بن اسد جو صحرا مین پھرنے لگے تو قران نے اُنسے کہا کہ ای شہریار ایک جادوگر ہی کہ اُسنے ہم سبکو قید کیا ہی مع عمرو و مہرخ کے اگر حضور اُسے مارین تو کچھ احوال معلوم ہو شاید ملکہ اُسی کی قید مین ہون غضنفر تیغہ پکڑ کر اُٹھا اور مرکب بادخور پر سوار ہو کر قران کو اپنے ساتھ لیکر دم بھر مین برابر ظلمات کے پہونچا اور تیغۂ روئین شگاف علم کرکے کہ اُس اندھیرے مین یہ معلوم ہوتا تھا شب تیرہ و تار مین ایک چاند نکل آیا ہی اور اُدھر سے ظلمات فیل دندان نکل کر سامنے غضنفر کے سحر کرنے لگا غضنفر بن اسد کے پاس انگشتری مہر و ماہ ہی کہ اسپر کوئی سحر اثر نہین کرتا غضنفر نے یا علی ادرکنی کہکے اپنے مرکب کو برابر ظلمات کے ملا کر ایک تیغہ مارا کہ سر کے دو ٹکڑے کلہ چیر کو لیتا ہوا گردن سے مثل قطرۂ سیماب کے نکلکر صندوق شکم کے دو ٹکڑے کیے اور گردنامہ کے تلے سے اُس ساحر کے تیغہ نکل گیا آواز گیرودار کی بلند ہوئی کہ مردیم و جان دادیم وبمطلب خود نرسیدم افسوس کشتی مرا نام من ظلمات فیل دندان بود اور بعد گھڑی بھر کے روشنی چار طرف سے نمایان ہوئی ایک سمت سے مہر اوج عیاری مہرخ اور شکیل جادو اور ملکہ بران شمشیر زن غرض جتنے قیدی تھے سب ساحر چھوٹے سبھون نے دوڑ کر غضنفر کی بلائین لین عمرو نے غضنفر کو گلے سے لگالیا غضنفر نے جب اپنی معشوق کو وہان نپایا اُسی حالت وحشت مین باگ اُٹھائی اور ایک سمت روانہ ہوا قران اسکو بیخود جانکر دوڑا باقی جہان بیٹھے تھے وہین حالت پر غضنفر کی افسوس کرتے تھے اب اور حال سُنیے کہ یکایک کچھ چمن تیار ہوئے سحر کے اور عمرو نے دیکھا کہ ایک ہوا ٹھنڈی چلی وہ چمن ہرے ہوئے اور ایک ایک مع عمرو و بران اور شکوہ و مجلس آرا و مہرخ اور شکیل

وبہار جادو وماہ تاجدار چمن مین کھڑے ہین پھر دیکھا کہ ایک ایک کھرپی فولاد کی پڑی ہی سبھون
نے وہ کھرپیان لے لیکر گھاس چمنون کی چھیل کر کہنے لگے کہ دیکھین کون جلد گھاس چمنون کی
چھیلتا ہی غرض یہ سحر باغبان قدرت جادو وزیر افراسیاب جادو کا ہی کہ سب اسمین مجبور
ہوگئے ہین دو کلمے داستان کوکب روشنضمیر کے بیان ہوتے ہین کہ کوکب کو خبر ہوئی اُسنے سیلان جادو
اور قہرمان کو روانہ کیا اور ملکہ زبردست جادو کو بھی روانہ کیا اور یہ سب لشکر سرزمین طلسم مین آکر اُترا
دو کلمے افراسیاب کے سنیے کہ افراسیاب نے صنعت سحر ساز اور باغبان کو بلایا اسوقت مصور
بھی آیا اور افراسیاب کو مجرا کیا افراسیاب نے مصور کو داہنی طرف کا مختار کیا اور صنعت سحر ساز
کو بائین طرف کا مالک کر کے روانہ کیا یہ تو گئے مگر باغبان قدرت کیطرف دیکھکر کہا کہ تو قوت بازو میرا
ہی مین کچھ تجھسے کہونگا ٹھہر جا یہ کہکر افراسیاب نے اپنے ہاتھ سے اپنے سر کو تن سے اکھیڑا اور آواز دی
کہ ای باغبان مین غلام ہون افراسیاب کا چھبیس برس سے اُسنے مجکو قائم کیا تھا اپنے مقام پر
اور آپ خدا پرستون کی فکر مین گیا ہی لیکن وہ یہانکی لڑائی سے غافل نہین اُسکو سب یہانکا حال
مفصلاً اور مشروحاً معلوم ہی خبردار آج وہ تشریف لائے گا یہ کہکر وہ جلا اور خاک ہوگیا لیکن ایک جانور
اُس خاک سے نکلکر سوے آسمان اُڑگیا باغبان قدرت یہ تماشا دیکھکر حیران کھڑا ہو دیکھ
رہا تھا دیکھے تو سامنے ابر سرخ پیدا ہوا اور ہوا بر چلنے لگی زمین مین زلزلہ آیا اور زمین پھٹ گئی
دیکھا باغبان قدرت نے ستر بادشاہ تاج شاہی بر سر و جارقب شاہنشاہی در بر ہاتھون مین
مورچھل لیے ہوئے زمین سے نکلکر سمت آسمان کے گئے اور کچھ بات نہ کی پھر اکبارگی آواز مانند رعد
کے آئی اور ایک پریزاد نے کرسی الماس کی لاکر بیچ میدان مین بچھائی اور اُس ابر سرخ سے ایک لکہ
ابر نمایان ہوا اور اُس کرسی پر سے آواز آئی کہ ہم افراسیاب جادو غرض وہ بادشاہ کہ جو زمین سے
نکلے تھے سب گرد اُسکے مورچھل ہلاتے چلے آتے ہین باغبان کو پھر آواز سنائی دی کہ ای باغبان
قدرت حکم ہمارا یہ ہی کہ خبردار رہنا سامنے طلسم کے یہ کہکر وہ کرسی طرف آسمان کے روانہ ہوئی
اور وہ ستر بادشاہ پھر زمین مین غرق ہوگئے باغبان قدرت یہ ماجرا دیکھکر دنگ تھا اور اُسی
پریشانی مین صنعت سحر ساز کے مکان پر آیا خیمے مین صنعت سحر ساز کو نپایا دریافت کیا تو معلوم ہوا
کہ وہ زرد کیطرف گئی ہی باغبان قدرت اُدھر چلا غرض راہ مین ملاقات ہوئی باغبان قدرت نے

صنعت سحر ساز سے کہا کہ افراسیاب کا یہ ماجرا مین نے دیکھا صنعت سحر ساز نے کہا کہ ابھی
مین نے بھی یہی تماشا دیکھا ہی غرض صنعت سحر ساز اپنے مکان کو گئی اور باغبان قدرت گلچین
کے مکان کی طرف روانہ ہوا گلچین جادو جورو ہی باغبان قدرت کی وہان جا کر باغبان
نے ایک جادوگر کو دیکھا کہ بیٹھا ہی دو قدم بھر کے ہنسا اور ایک گیند پھولونکا اس جادوگر کے سامنے
باغبان نے پھینکا پھول بکھر گئے وہ جادوگر پھول چننے لگا باغبان قدرت نے پوچھا تو کون ہی
اسنے کہا مین برق فرنگی ہون باغبان قدرت نے اسکو قید کیا اور آگے روانہ ہوا راہ
مین ضرغام کھڑا تھا مگر چھپا ہوا جیسے ہی باغبان قدرت برابر پہونچا ضرغام نے حلقہ کمند کے
مارے جھٹکے کے ساتھ ضرغام کی آنکھ جھپک گئی جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ کمند ایک درخت پر گری
ہی ناچار اسنے کمند کو کھولا ہی باغبان قدرت نے وہی گیند پھولونکا اسپر بھی پھینکا اور پکارا تو
کون اسنے کہا ضرغام شیر دل عیار ہون باغبان نے اسے بھی قید کیا آگے روانہ ہوا ایک ستان
مین چلا مگر آگے آگے تو باغبان جاتا تھا اور پیچھے پیچھے قران حبشی تھا باغبان پہاڑ مین پہونچا
اور قران نے دیکھا کہ جانسوز بن قران آیا لگا باتین کرنے قران کی ذرا آنکھ بچی دیکھا جانسوز
نے قران پر ساتون حلقے کمند کے مارے ساتھ ہی حلقے پڑنے کے قران یون حلقونمین سے نکل گیا
جیسے حلقۂ چشم سے نگاہ نکل جاتی ہی مگر قران نے جو حلقہ کمند کے مارے تو وہ چار دن شانے
چت کو دکر قران چھاتی پر پوچھا تو کون ہی اسنے کہا مین صبا رفتار غرض قران نے اسکو
باندھکر ایکدرخت سے چھوڑ دیا اور آپ آگے روانہ ہوا پیچھے قران کے صرصر شمشیر زن پہونچی اسنے
صبا رفتار کو درخت سے بندھا دیکھا احوال سنکر اسے چھوڑ آیا اور یہ بھی چلی مگر قران جاتے جاتے
ایک پہاڑ پر چڑھ گیا وہانکی فضا کا کیا کہنا اور اسطرف کو ایک دیوار شیشے کی دیکھی قران پہاڑ
سے اترکے اس دیوار کے قریب آیا دیکھا کہ وہان ایک غار ہی قران اسمین گیا مگر باغبان قدرت
گلچین کے مکان پر آیا اور دستک دی چنانچہ اس مکان کی سب زمین شیشے کی تھی وہ
زمین تڑخی اور گلچین جادو نکلی باغبان نے احوال افراسیاب کا سب اس سے
کہا ابھی بیٹھا تھا کہ آواز آئی ای باغبان افراسیاب نے تجکو یاد کیا ہی دریاے نور پر بس یہ سنتے
ہی باغبان قدرت روانہ ہوا دریاے نور پر گیا دیکھا کہ ستر بارگاہ تمامی کی کھڑی ہی اور گرد

معین

فوجین پڑی ہین اور بازار آراستہ ہوتا جاتا ہی ایک آدمی سے باغبان قدرت نے پوچھا
کہ بارگاہ افراسیاب کی کونسی ہی اُسنے کہا یہ بارگاہین اُسکے غلامونکی ہین جو ستر بادشاہ
مورچھل کرتے ہین ایک پنجہ باغبان کو اُڑا کے روانہ ہوا اور ایک دم مین میدان مین جاکے
اُتارا باغبان قدرت نے دیکھا کہ گرد ہرے ہرے درخت ہین اور اُنمین پھول نرگس کے
لگے ہین بیچمین میدان خالی ایک تخت چار پریزاد لیے ہوئے آسمان سے زمین پر آئے بیچمین
اُسپر ایک پتلہ الماس کا بیٹھا تھا اُسنے کہا ای باغبان قدرت اسنے کہا حاضر وہ پتلہ بولا
منم افراسیاب ای نمکحرام تونے عمرو کو قید کیا سر کیون نہ کاٹا جلد جا اور سر کاٹ لا اسنے کہا
بہت خوب یہ کہکر باغبان قدرت عمرو کے سر کاٹنے کو پھر روانہ ہوا خیال مین گذرا کہ ذرا
چلکر گلچین کے پاس ہو آؤن ایکدم مین اپنے مکان کو آیا اور گلچین جادو سے کہا کہ مین عمرو کا
سر کاٹنے جاتا ہون ہرچند اُسنے منع کیا اِسنے نہ مانا تب گلچین جادو نے کہا قران تیرے پیچھے
لگا ہی یہ کہکر باغبان اور گلچین دونون ایک میدان مین آئے اور ایک جادوگر کو نقب مین
سے گلچین نے نکلتے دیکھا پکاری یہ قران ہی لیکن قران بھاگا گلچین اور باغبان قدرت
حیران رہگئے دو کلمہ داستان سیلان و قہرمان جنکو کوکب نے بھیجا ہی بیان ہوتے ہین
کہ جب وہ طلسم مین چار لاکھ جادوگر سے آئے یہ خبر افراسیاب نے سُنکر سحر ان دونون پر ایسا
کیا کہ آپس مین لڑنے لگے اور دونون طرف سے فوجین آپس مین لڑکر ماری گئین اور
سیلان و قہرمان لڑکر زخمی ہوگئے کہ پیچھے سے ملکہ زبردست جادو بھی وہان پہنچی
اور یہ تماشا دیکھکر سیلان و قہرمان دونون کو اُسی حالت زخمداری مین اُٹھاکر کوکب
کے پاس لائی اور سب ماجرا بیان کیا حکم ہوا کہ انکو دریاے صحت پر لیجاؤ بعد اسکے کوکب
نے مرجان جادو سے کہا کہ عمرو کو لاؤ مرجان زبردست عمرو کے لینے کو چلی اور پہلے عمرو کے لانے
سے اپنے مکان کو گئی دو کلمے داستان باغبان کے سُنیے کہ آگے آگے تو باغبان اور پیچھے پیچھے
قران جاتا تھا قران نے برابر پہونچکر ایک بغدا اُسپر مارا مگر کچھ اثر نکیا قران تو مثل برق صحرا کیطرف
بھاگا اور باغبان وحشت زدہ چارطرف دیکھنے لگا اُسوقت مرجان زبردست ایک پنجہ عمرو
کی کمر مین ڈالکر قید سے سوے آسمان لے نکلی باغبان نے اپنا مُنھ پیٹ لیا اور کچھ نہ بن سکا ناچار

سمت صحرا روانہ ہوا کہ اسمین چالیس ساحر آتش بدن ہاتھون مین زنجیرین لوہے کی لیے ہوئے
پہونچے اور آتے ہی باغبان نے سحر کیا اثر نکیا اور وہ پکارے کہ ہم غلام افراسیاب
کے ہین یہ کہتے ہوئے اکدم مین اُس پار دریاے نور کے پہونچے ستر بادشاہون کی بارگاہین
کھڑی تھین سلیمان تاجدار کے پاس کہ شاہونکا مالک ہی غرض وہ جادوگر باغبان کو پکڑے
ہوئے ایک جنگل مین لیگئے وہان آسمان سے ایک تخت اُترا افراسیاب بشکل تیلے کے تھا کہا
کہ اے باغبان تجھے ہمارا ابھی خوف نہ آیا کہ تونے عمرو کو قتل نہ کیا اور پنجے پیدا ہوئے کہ دو کوڑے
وہ پنجے لیے تھے وہ باغبان پر پڑنے لگے باغبان توبہ توبہ کرتا تھا کہ وہ پنجے غائب ہوگئے اور زمین
سے ایک ساحر نکلا اور باغبان کو سامنے اُٹھا کر افراسیاب کے پاس لایا اُسوقت افراسیاب نے
تیلے نے ایک ٹھوکر باغبان کے ماری پھر جو باغبان دیکھتا ہی تو ایک دریا مین ڈوبتا جاتا ہون پھر بہر کے
بعد کنارے پر جا نکلا وہان سواری بادشاہونکی ایسی کھڑی ہی مع تخت کے غرض سواری کے
لوگ دوڑے اور باغبان قدرت سے کہا کہ آپکو سلطنت عنایت ہوئی پوشاک پہنا کے باغبان کو
تخت پر سوار کیا باغبان حیران تھا کہ ایک جادوگرنی آئی اور مجرا کرکے کہا کہ افراسیاب نے
تمکو اِس ملک کا بادشاہ کیا ہی اور فرمایا ہی کہ کچھ خیال نکرنا کارخانہ ہماری قدرت کا ہمین خوب
جانتے ہین اور کسیکو نہین معلوم نیکی بدی اپنے سے ہوتی ہی یہ کہکر وہ ساحرہ باغبان کو اُسی شہر مین
لیگئی اور اُس عورت کا نام ملکہ رستم جادو ہی ہمراہ لیکر باغبان کو آئی باغبان وہان آکر
بارہ دری مین بیٹھا ناچ اور رنگ ہونے لگا دو کلمے گلچین جادو کے سُنیے کہ گلچین کو خبر ہوئی
باغبان قید ہوا بدحواس ہوکر دریاے نور کے کنارے آئی ایک شخص سے پوچھا باغبان پر کیا گذری
اُسنے کہا مارا گیا گلچین یہ سُنتے ہی روتی ہوئی صحرا کیطرف جاتی تھی قریب ایک پہاڑ کے جادوگر سامنے
سے آیا گلچین نے دیکھکر کہا اے قران مین نے آپکو پہچانا اور مین آپکی لونڈی گری کرونگی کسلیے کہ میرے
خاوند کو افراسیاب نے مار ڈالا اب اگر آپ شریک ہوجیے تو مین چلکر افراسیاب کو مارون اور بدلا
اپنے خاوند کے خون کا لون قران نے سوچا کہ لڑائی تو پڑی ہی یہ بھی خدا کی قدرت ہی کہ یہ تمہاری
شریک ہوئی جاتی ہی ایسی گفتگو گلچین اور قران سے ہوئی غرض گلچین قران کو لیکر اُس پار دریاے
نور کے پہونچی دیکھا کہ فوج پڑی ہی اور ستر بارگاہین کھڑی ہین بیچ مین ایک بڑی بارگاہ سلطان تاجدار

کی ہی کہ یہ سب بادشاہونکا مالک ہی اور ستر بادشاہ اسکی اطاعت کرتے ہین اور تابعدار سمجھتے غرض قصہ
دونون اِس فکر مین ٹھہرے کہ آج رات کو اُسکی تلاش کرینگے اور قران جادوگر کی شکل بنکر اُس فوج مین
چلا اور گلچین زمین مین غرق ہوکر ساتھ قران کے ہوئی وقت شام کے قران نے دیکھا کہ ایک مجھولی
رنڈیون کی طرف سلیمان تاجدار کی بارگاہ کے جاتی ہی اور پیچھے اُسکے ایک لونڈا گڑگڑی لیے ہی
غرض کہ قران نے اُس لونڈے کو بیہوش کیا آپ اُس لونڈے کی صورت بنکر پیچھے مجھولی کے
روانہ ہوا ایکدم مین بارگاہ کے دروازے پر پہونچے وہ مجھولی ٹھہری اور وہ رنڈی پکاری کہ او نوراللہ
جلد آ اُسنے کہا حاضر غرض وہ لونڈا نوراللہ یعنے قران ساتھ اُنکے داخل بارگاہ ہوا پہر رات گئی
تھی کہ فقیراللہ ایک فراش تھا اُسے حقے کی تلاش ہوئی وہ اُس لونڈے کے پاس آیا اور حقہ پیا
پیتے کے ساتھ ہی بیہوش تھا کہ نوراللہ لونڈا یعنے قران اپنی صورت تبدیل کرکے اب فقیراللہ
فراش بنا اور اپنی شکل اُس فراش کو بنا کر محفل مین داخل ہوا اور گلگیر سے گل کترنے لگا ایک
دو گھڑی کے بعد آنکھ فقیراللہ کی کہ جواب نوراللہ بنگیا ہی کھلی کیا دیکھتا ہی کہ مین جوتیونکے پاس
بیٹھا ہون گھبرایا اور مُنھ پر جو اپنے ہاتھ پھیرتا ہی تو داڑھی مونچھ نہین حیران ہوا اور چیخا کہ مین فراش
بادشاہ ہون ایک رنڈی نے مارکر کہا تو دیوانہ ہوا ہی تجھے افراسیاب سے کیا کام اُس لونڈے نے
کہا او حرامزادی تو کیسے مارتی ہی مین فقیراللہ فراش ہون اُسنے کہا موئے تجھے کیا ہوگیا
ہی مین نے تجھے ٹکڑے کھلا کے پالا ہی آج تو فقیراللہ فراش بنگیا غرض غل ہوا اور یہ خبر
سلطان تاجدار کو ہوئی اُسنے اپنے سامنے بُلایا اور پوچھا اِسنے کہا کہ مین حقہ پینے اُس
لونڈے کے پاس گیا تھا خدا جانے کیا ہوگیا پھر فقیراللہ فراش کو لوگون نے دیکھا کہ گلگیر سے
شمعون کے گل کترتا پھرتا ہی لیکن سلطان تاجدار نے حکم کیا کہ اِس لونڈے کو قید مین
رکھو باقی باتین فقیراللہ اصلی و فقیراللہ نقلی اور حیرانی لوگون کی کیا بیان ہون غرض فقیراللہ
نقلی حضور مین حاضر دوپہر رات تک رہے کہ اسمین سلطان تاجدار نے آرام کیا چار گھڑی
رات باقی تھی کہ اُسوقت فقیراللہ نقلی یعنے قران نے دیکھا کہ سلطان غافل سوتا ہی کفچہ
عیاری مین بیہوشی رکھکے برابر سلطان تاجدار کی ناک کے لایا دفعتہً کسینے ایک تھپکی ہاتھ پر
قران کے دی کہ بیہوشی گر پڑی اور سلطان تاجدار کو کسی نے چونکا دیا کہ سلطان اُٹھ بیٹھا

اور پکارا تو کون ہی قران نے ایک خنجر سلطان تاجدار پر مارا مگر اُسپر مطلق اثر نہ کیا سلطان
تاجدار خنجر کھاکر پکارا باش کہان جائیگا اور غل ہوا کہ لینا لینا مہتر قران کا تو یہ عالم تھا
کہ بسمت قبلہ منھ اور آنسو آنکھون مین ڈبڈبائے ہوئے یہ کبت پڑھتا تھا کبت سگر و سنسار
پکارت ہی جبرئیل کو انتر تھین سکھایو ۔ ساتھ ہی دیکھا کہ آسمان سے آواز رعد کی ایسی آئی اور
ایک برق گرد قران کے چمک کر وہ ساحر جو سلطان تاجدار کے خیمے مین تھے اُنپر گری
جسکے سر پر گری دو ٹکڑے ہوا اور ایک پنجہ پیدا ہوا کہ قران کو اُٹھاکر سوے آسمان روان
ہوا چنانچہ یہ تھا کون جو برق ہوکر گرا اور قران کو لے گیا یہ باغبان قدرت کی جورو
تھی یعنے گلچین جادو غرض قران کو پار دریاے نور کے لیجاکر پہونچایا اور کہا سبحان اللہ
واہ اے مہتر قران عیار کیا کہنا مین نے سب عیاری تمھاری دیکھی بارے سجدۂ شکر
قران نے ادا کیا بعد ازان گلچین اور قران مین یہ اقرار اور قول و قسم ہوا کہ اب چلیے
طلسم ہوش ربا مین چلکر حیرت جادو کو مارین بعد اسکے جیسا موقع ہوگا ویسا دیکھ لینگے یہ کہکر
طلسم کی طرف چلے تھے جیسے ہی درہ کوہ سے باہر نکلے کہ دیکھا صرصر شمشیر زن عیار بھی اُدھر
کی آتی ہی گلچین کو دیکھکر پکاری کہ اے نمک حرام تو نے خصم کو مارکر قران کا ساتھ کیا ہی لعنت ہی
تجھپر یہ کہکر چلی قران نے گلچین سے اشارہ کیا کہ تم اُدھر سے چلو اور مین اِدھر سے بس الگ ہوے
تھے اور چند قدم دونون گئے تھے کہ اسمین نظرون سے غائب ہوے صرصر قران کی صورت بنکر
گلچین کے پاس آئی یہ تو غافل تھی کہ برابر پہونچنے کے صرصر نے کمند ماری اور پشتارہ باندھکر
طلسم کی طرف روانہ ہوئی اور بہت جلد پاس حیرت جادو کے گنبد نور پر پہونچکر پکاری کہ مین
گلچین کو پکڑ لائی حیرت نے باہر گنبد سے نکلکر کہا کہ اسے ہوش مین لا گلچین نے ہوش مین
آکر حیرت کو دیکھا حیرت نے کہا اے گلچین تو نے بھی نمک حرامی پر کمر باندھی گلچین نے کہا حضور
صرصر بڑی فاحشہ حرامزادی ہی مین نے عیاری کرکے ارادہ کیا تھا کہ قران کو پکڑ لاؤن اپنے بدذاتی
سے مجھے ذلیل کیا حیرت نے کہا قسم ہی سامری جمشید کی مجھے بھی تیرا ملجانا خدا پرستون سے یقین نہین
آتا تھا صرصر واہی اور دیوانی ہوگئی ہی استغفار اے صرصر جلد چھوڑ دے گلچین کو یہ کہکر گلچین کی
قید کھولدی اور گلچین ہاتھ پانوٗن کھلواکر کہنے لگی کہ اگر کہیے تو مین جاکر قران کو فریب دیکے

ایمان

حیرت جادو نے کہا کہ تم بڑا کام کرو اگر اُس مونڈی کاٹے کالیے حبشی کلموہے کو پکڑ لاؤ پس یہ کہکر
گلچین جادو کو رخصت کیا اور گلچین وہان سے نکلی جیمین کہتی ہوئی کہ اتنی عیاری قران کی
صحبت کا اثر ہوگیا ہی خوب ہی بچی غرض وہان پہونچی جہان قران بیٹھا تھا قران نے پوچھا گلچین کہان
چلین گلچین نے قران سے ملاقات کرکے سارا ماجرا بیان کیا اور کہا مین تمکو لینے آئی ہون
قران نے کہا واہ کیا خوب عیاری بن پڑی چلو مین نے مارا حیرت جادو کو یہ کہکر قران
نے ایک غریب کو کچھ روپے دی اور کہا کہ تجکو بادشاہ طلسم کرینگے تو اپنا نام قران بتلانا
یہ بیچارہ مفلس نہایت خوش ہوکر گویا ہوا کہ خداوند سامری وجمشید آپکو سلامت رکھین اچھا
مین راضی ہون اپنا نام قران بتاؤنگا قران نے اُسکو اپنی صورت بناکر اور آپ
ایک جادوگر کی صورت بنکر اُسکو بیہوش کیا اور باندھ پشتارہ اُسکا کاندھے پر رکھکر ہمراہ
گلچین جانب طلسم روانہ ہوا لیکن اب حال عمرو کا سُنیے کہ زبردست جادو عمرو کو لیکر
کوکب روشن ضمیر کے پاس آئی حکم ہوا کہ انکو جمشید روشنجمال بن کولب کے پاس
لیجاؤ مرجان جادو عمرو کو جمشید روشنجمال کے پاس لایا عمرو سے اور جمشید سے
ملاقات بخوبی ہوئی اسوقت ایک ساحرہ آئی اور اُسنے کہا کہ مین کوہ عقیق گلزار سلیمانی
سے آئی ہون وہان ایک میدان مین لشکر لقا کا اور ایک میدان وسیع مین لشکر حمزہ کا اترا
ہوا ہی دونون لشکرون مین طبل جنگ بجا ہی لڑائی بڑی دھوم سے ہو رہی ہی لقا کی طرف
سے ہومان جادو روئین تن نکلا ہی اُسکے سامنے حمزہ کے لشکر سے جو بہادر آتا ہی ہومان پر کوئی
حربہ اثر نہین کرتا ہی اور ہومان سبکو زخمی کرتا ہی یا پکڑ لیجاتا ہی یہ حال سنکر عمرو کی حالت تباہ ہوئی اور اُسنے کہا کہ ای جمشید
مجھے اب لشکر حمزہ مین بھجوا دیجیے جمشید نے کوکب سے کہلا بھیجا وہان سے زبردست جادو
آئی نظارہ زبردست دونون لیکر روانہ ہوئین چار گھڑی دن باقی تھا کہ عمرو آکر وہان
پہونچا عمرو نے دیکھا کہ ایک طرف لشکر حمزۂ صاحبقران ہی اور ایک طرف لشکر لقا ہی
اُس طرف سے علمشاہ نکلے اور بمقابلہ ہومان روئین تن کے گئے انھون نے اُسکا حربہ
رد کرکے تلوار ماری مگر وہ اس طرح پڑی کہ جیسے گھڑیال پر موگری پڑتی ہی اور اُسنے علمشاہ
پر نیزہ مارا واللہ اعلم کیا تھا کہ علمشاہ گھوڑے سے گر پڑے اور ہومان نے انکو قید کرلیا

عمرو یہ ماجرا دیکھکر سامنے صاحبقران کے گھبرایا ہوا آیا اور مجرا کیا اُسوقت بختیارک نے تیل ماش سوخوانون مین لگاکر اور کچھ اشرفیون سے عمرو کے پاس بھجوائے اور طبل آسایش بجواکر لشکر پھیر لیگیا امیر اور عمرو بارگاہ مین آئے امیر نے احوال طلسم کا پوچھا عمرو نے سب کیفیت بیان کی اور یہان لقا بارگاہ مین آکر بیٹھا اور بختیارک نے ہومان نیزہ باز روئین تن سے کہا کہ اب طبل نہ بجوائیے اسمین ہومان نے پھر آپ ہی کہا کہ کیون نہ بجوائین بختیارک نے کہا اب مرشد تشریف فرما ہوئے ہین اب تم کوئی چار پہر رات کے مہمان ہمارے لشکر مین ہو اپنے تئین چراغ سحری سمجھو پیر و مرشد نے بہتون کی داڑھیان پیشاب سے مونڈ ڈالی ہین بلکہ خداوند کی داڑھی بھی مونڈی ہے غرض ہومان نے جھنجھلا کے کہا کہ ابھی طبل جنگ بجواؤ چنانچہ جب وہ وقت آیا کہ مغرب کی طرف سے سیاہی عالم مین پھیلی اور آفتاب دریاے مغرب مین ڈوب گیا اشعار

شفق کی آگ بھڑ بھڑکی سر شام
ہوئے مہتاب سے روشن در و بام
ہوا سر دآفتاب روز کا جام
ستارون سے کھلا پھر تختۂ شام
سر شام طبل جنگ بجا

عمرو نے کہا کہ یا حمزۂ صاحبقران میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے امیر نے ہر چند منع کیا مگر عمرو نے نہ مانا غرض نام پر عمرو کے طبل جنگ بجا اور یہ خبر بختیارک کو پہونچی اُسنے گھبراکر کہا کہ ای ہومان لیجیے انا للہ وانا الیہ راجعون اب خاتمہ ہے تمھین تو ہمنے حوالہ گور کیا فاتحہ خیر کا پڑھتے ہین ہومان نے کہا کہ بلکہ جی تمھین قار درے مین بھالے دکھائی دیتے ہین غرض اب تیاری لڑائی کی ہونے لگی تلوارین صاف ہوتی تھین اور خنجر آبدار ہوتے تھے کمانین سینک کر درست کیجاتی تھین تیر زہر آبدار ہوتے تھے گھوڑون کے تسمے زین وغیرہ سب درست ہوتے تھے بہادر غسل تازہ کرتے تھے نقیب دو پہر رات گئے پکارتے تھے خود دن کو خود ہی سمائی تھی زرہ اپنی راہ پر آئی تھی چار پہر رات ہتھیارون کی صفائی رہی اور غلغلہ برپا تھا جب چشمۂ آفتاب عالم مین موج زن ہوا اور نشان خط سحر فلک پر ظاہر ہوا اشعار

کہ جب اُس رات نے انجام پایا
سحر کی روشنی نے نام پایا
کہ اوڑھی شب نے سر پر چادر نور
ہوا جس سے فروغ صبح مشہور

صبحکو لشکر خیل خیل ذیل ذیل قشون قشون جانب میدان

کارزار روانہ ہوا صاحبقران با اقبال جلوخانہ ظل اللہ سبحانی اسلامیان مین آگئے بادشاہ
بھی سویرے سے برآمد ہوے امیر نے مجرا کیا صاحبقران تخت بادشاہی کو قلب لشکر مین لیکر
جانب میدان مصاف روانہ ہوگئے ابوالفتح نے عرض کی کہ شاہ عیاران عیار رات سے خیمے
مین نہین ہین کہین نکل گئے امیر نے سمت کرب دیکھا کہا کہ بھائی دیکھو عمرو نے مجھے کیا ذلیل
کیا ہے اسوقت لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ اُنسے کسنے کہا تھا کہ اپنے نام پر طبل جنگ بجواؤ کرب
نے فرط خجالت سے اپنی آنکھین نیچی کر لین غرض جانب میدان روانہ ہوئے وہ
صبح کا وقت نسیم سحری کا چلنا بڑے بڑے تارے آسمان پر ظاہر اور چھوٹے چھوٹے پوشیدہ
صحرا مین سبزہ لہلہاتا قلہ کوہ سے پائین کوہ تک کوڑیالا اور نرگستان کواکب کھلا ہوا جبتک
لشکر آکر میدان مین پہونچا اُسطرف سے لقا اور ہومان نیزہ دار اور ضیغم خون آشام یاقوت شاہ
وغیرہ سب میدان مین آکر پہونچے صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا نظم

کڑکیتون نے جب کہا یہ کڑکا
رستم سے ہنو وہ کام کرنا
دل مردونکا ہر جنگ پھڑکا
رستم ہے نہ اب ہے سام باقی
ہان نامور و وہ نام کرنا
مردون کا فقط ہے نام باقی

جب نقیب کنارے ہوئے ہومان روئین تن نیزہ دار گھوڑے کو بڑھا کر ناف میدان
مین آیا اور مرد مبارز طلب کیا اُسوقت کرب غازی میدان کی رخصت لینے کو چلے اور
عرض کیا کہ مین بیٹا ہون عمرو کا مجھے حکم ہو تو اس ولد الزنا ہومان کو سزاے اعمال پہونچاؤن
انھین صاحبقران نے مارے طیش کے جواب نہ دیا تھا کہ دیکھا از پردۂ بیابان گرد سے برنہاست
اور اُس گرد مین سے ایک سوار نہایت مفلس اور شکستہ حال کہ گھوڑا بھی اُسکا بہت دبلا اور
حقیر ایک پانو سے لنگڑا لگام کی جگہ بان بندھے سوار کے پاس جو نیزہ ہے اُسکی سنان بھی زنگ
آلود تلوار کی نیام کی کوٹھی گر گئی پھیلا نکلا ہوا اور ایک سو بیس آدمی بطور شہدون کے ساتھ جنکے
بدن پر کپڑا بھی نہین درست جانگھیان اور ٹوپیان اور چادرین گاڑھے کی شنج اوڑھے
آتے ہین غرض آتے ہی سوارون نے ہومان سے نیزہ بازی شروع کی کبھی عمرو گھوڑا بھگا کر
الگ ہو جاتا ہے کبھی سامنے آتا ہے غرض تین سو طعنین رد و بدل ہوئین اُسوقت عمرو نے گھوڑا
اپنا بھگایا ہومان نے اُسکے پیچھے گھوڑا دوڑایا لیکن نیزہ دار کا گھوڑا ایک خندق مین گرا

وہ تھمدرے جو ساتھ تھے اُنھون نے بہت سے پتھر اُس خندق پر مارے یہانتک کہ ہومان کو
مار ڈالا اُسے قتل کرکے عمرو امیر کے پاس آیا اور لقا طبل آسائش بجوا کر پھر گیا امیر عمرو کو لیکر
بارگاہ مین آئے عمرو نے حال طلسم کا بیان کیا اور بادشاہ اسلام نے کہا کہ ای عمرو علمشاہ وغیرہ
سب پہلوان ہومان کے یہان قید ہین اُنکی کچھ فکر کرو عمرو نے احوال اپنی مفلسی کا بیان کرکے
کچھ روپیہ صاحبقران سے لیا اور فکر مین قیدیون کی چھُڑانے کے روانہ ہوا جاتے جاتے ایک
پہاڑ پر چڑھکر جو دیکھے تو ایک سمت فوج پڑی ہی عمرو نے پہاڑ سے اُتر کر اُسی فوج مین جاکر ایک شخص سے
پوچھا کہ یہ فوج کسکی ہی اُسنے کہا کہ یہ لشکر فیروز شاہ کا ہی عمرو نے کہا فیروز شاہ کون ہی اُسنے
کہا دودہ زنگی کا بیٹا فیروز شاہ ہی اُسنے ملکہ ماہ آرا و عادل شاہ کہ فیروز شاہ کا
بھائی تھا اور نور الدہر حمزۂ صاحبقران کے پوتے کو قلعہ فولاد مین قید کرکے اب اپنے
باپ کے پاس جاتا ہی یہ سنکر عمرو نے فراش کیصورت اپنی بنائی اور فیروز شاہ کی بارگاہ مین آیا
غرض چار گھڑی رات باقی تھی کہ عمرو نے فیروز شاہ کو بیہوش کیا اور آپ اُسکی صورت بنکر اُسے
نذر زنبیل کیا اسمین وقت صبح کا ہوگیا عمرو بارگاہ سے نکلکر تخت پر بیٹھا قاقم زنگی سپہ سالار فوج تھا
اُسنے آکر مجرا کیا تمام مصاحب و ارکان دولت حاضر ہوئے کہ عمرو یعنے فیروز شاہ نقلی نے کہا
ہم اپنے قلعہ کو پھر جائینگے کچھ ایسا ہی کار ضروری ہی یہ کہکر وہین سے سوار ہوا اور پھر قلعۂ فولاد مین
جاکر فولاد زنگی جو وہان کا مالک تھا اُسے بُلایا اور کہا عادل شاہ میرے بھائی اور نور الدہر
کو جلد لا غرض نور الدہر اور عادل شاہ کو بلاکر قید سے چھُڑا دیا اور پانون پر نور الدہر کے سر
رکھکر کہا کہ مین آپ کا غلام ہون تمام حبشی اور فوج حیران تھی بعد ازان فولاد زنگی سے کہا
کہ ہمارے خزانے کی کُنجیان منگا اُسنے کُنجیان منگا کر حاضر کین اور وہ کنجیان لیکے خزانے
کی طرف روانہ ہوا لیکن فولاد زنگی و عادل شاہ دونون ساتھ گئے تھے پس جہان یہ داخل ہوا
وہان فولاد اور عادل شاہ و نور الدہر جو دیکھین تو تمام صندوق غائب ہوکے جاتے ہین وہ
دونون حیران ہوگئے مگر نور الدہر عمرو کو پہچان کر گلے سے لپٹ گیا عمرو نے سب حال بیان کیا
نور الدہر تو نہایت خوش ہوا لیکن عادل شاہ مادر بخطا گھبرا کر اپنے خیمے مین سوچا کہ غضب ہوا
ہم آپس مین بھائی بھائی لڑتے تھے پھر ملجاتے تھے یہ عمرو خدا پرست ہی دشمن لقا کا یہ تمام گھر ہمارا

بھائی

غارت کردیگا یہ سوچکر کہنے لگا کہ واہ واواہ حضور نے کیا خوب عیاری کی کیا کہنا آپکا مگر یہ تو فرمایئے کہ فیروز شاہ کو آپنے کیا کیا عمرو نے کہا میرے پاس موجود ہی اُسنے کہا نکالیے عمرو نے زنبیل سے فیروز شاہ کو نکالا فتیلہ رفع بیہوشی دیا چھینک آئی وہ ہوش مین آیا غرض عادل شاہ نے فیروز شاہ سے کہا کہ عمرو کو فریب دو اور بظاہر مسلمان ہوجاؤ ورنہ یہ قتل کریگا یہ فکر کرکے دونون ازراہ ولدالزنائی مسلمان ہوئے اور کھانے مین بیہوشی دیکر عمرو اور نورالدہر کو قید کرکے عادل شاہ و فیروز شاہ اور فولاد زنگی مع چار لاکھ سوار کے ملک دودہ باختر کی طرف روانہ ہوئے اب دو کلمہ داستان ایرج و جمہور اور شاپور شیر دل کے سُنیے کہ ایرج و جمہور و شاپور شیر دل بھی وہان پہونچے اور ایک شخص سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہی اُسنے کہا یہ لشکر فیروز شاہ و عادل شاہ کا کہ بیٹے ہین دودہ زنگی کے کوئی شخص عمرو ہی اور نورالدہر و ملکہ ماہ انکو قید کیے ہوئے دودہ باختر کو جاتے ہین مگر وقت شام کا ہوگیا تھا ایرج و جمہور و شاپور اور فولاد زرہ پوش یہ سنکے کوئی پہر رات گئے بطور شبخون کے اُس فوج پر جا پڑے اور لگی تلوار چلنے تمام رات تلوار چلی وہ چار لاکھ اور تین پہلوان چوتھا عیار صبح ہوتے ہی ایرج نے تو عادل شاہ کو جہنم واصل کیا اور فیروز شاہ ہاتھ سے جمہور کے فی النار والسقر ہوا اُنکے مرنے کے ساتھ ہی دیکھا کہ تمام لشکر بھاگ کھڑا ہوا غرض ایرج و جمہور و شاپور نے نورالدہر و عمرو اور ملکہ ماہ کو قید سے چھڑایا قریب پانچ ہزار سوار کے ایرج کے پیچھے ہوا لیکن ملکہ ماہ نے اِس قید ہستی سے کوچ کیا یعنی قضا کی اسمین عمرو وغیرہ سب چلے چند قدم پہونچے تھے کہ ابوالفتح اصفہانی بھی سامنے سے چلا آتا تھا عمرو سے ملاقات کی ابھی باتین دونون کرتے تھے کہ عمرو نے دیکھا سامنے ایک دیوار نظر آتی ہی عمرو نے ابوالفتح سے کہا کہ بیٹا دیکھو تو یہ دیوار کہانتک ہی ابوالفتح جیسے ہی اُس کے سامنے پہونچا ایک ہوا کا جھونکا ابوالفتح کو لگا کہ ابوالفتح پتھر کا ہوگیا اور عمرو نے دیکھا کہ ایک جادوگر سامنے آکر کہنے لگا اُستاد مجرا غلام کی آج موت آرہی ہی آپ مجھے دفن کر دیجیے گا اور بعد میرے یہان ایک دریا پیدا ہوگا اور کشتیان ہونگی اُنپر سبکو سوار کرنا اور آپ بھی سوار ہونا مگر ڈرنا نہین یہ دریا کوکب روشن ضمیر کا ہی یہ کہکر وہ مرگیا عمرو نہایت حیران ہوا ناچار اُسے دفن کیا دم بھر کے بعد دیکھا دریا پیدا ہوا اور بجرے بہت تحفہ

کھڑے ہین غرض نورالدہر کا لشکر اور مع فوج ایرج کو اُسپر سوار کیا اور آپ بھی سوار ہوا پھر
اُس دریا مین ایک طرف کو وہ بجرے چلے بعد کچھ دیر کے کنارہ نمودار ہوا وہان سب اُتر ے
جب سب اُتر چکے اور ناوین خالی ہوئین عمرو نے چاہا کہ مین بھی اُترون کہ ایک تڑاقے کی آواز
آئی اور عمرو نے دیکھا کہ تمام ناوین اور بجرے ڈوب گئے اور جہانتک نظر کام کرتی ہی پانی
پانی نظر آتا ہی مگر ایک کشتی پر تو تنہا ہی عمرو نہایت حیران و بدحواس ہوا اُسوقت طغیانی دریا
کی اور بدحواسی عمرو کی وہ بیکسی کا عالم کیا بیان ہو غرض عمرو نے دیکھا تو دریا کے بیچ مین
ایک بنگلہ معلوم ہوا بلور کا کہ چلمنین چاندی سونے کی بندھی ہین کشتی عمرو کی وہان جاکر لگی
عمرو کشتی سے اُترکے اُس بنگلے مین آیا وہ کشتی ڈوب گئی عمرو نے دیکھا کہ سامنے بنگلے کے ایک
بارہ دری بھی یاقوت کی معلوم ہوتی ہی مگر بہت دور ہی پھر دیکھا اُسی دریا مین سے کئی ہزار
مچھلیان نمود ہوئین اور ہر ایک مچھلی پر ایک ایک پریزاد سوار ہا تھ مچھلیونکے سر پر رکھے ہوئے بعد
ازان عمرو نے دیکھا کہ وہ بارہ دری خودبخود ادھر کو چلی آتی ہی اور اُسمین کوئی بادشاہ ہی وہ بادشاہ
جب بارہ دری برابر اُس بنگلے کے پہونچی تو بارہ دری سے نکل کر عمرو کے پاس آیا غرض یہ بادشاہ
ملک کوکب ہی عمرو سے ملاقات ہوئی ملک کوکب روشنضمیر نے کہا کہ مین نے تمکو اسلیے بلایا ہی
کہ یہان عجب ماجرا ہی ملکہ مہرخ سحرچشم کا آج سر کٹیگا عمرو یہ سنتے ہی حیران ہوا کہ تڑاق سے آواز
آئی عمرو جو دیکھے تو مع بنگلے دریا مین گرکر ڈوب گیا اب جو عمرو کے پانون تہ زمین پر پہونچے دیکھا کہ
ایک مکان نفیس مین جمشید روشنجمال بیٹھا ہی اُسنے اُٹھکر عمرو کو سلام کیا غرض عمرو و روشن جمال
دونون بیٹھے عمرو نے دیکھا کہ دو ہزار ہرن زین بندھے اور آگے ایک سوار نہایت خوبصورت آتا ہی
جمشید نے کہا کہ ای عمرو یہ ملک کوکب ہی پھر عمرو کو کوکب سے ملاقات ہوئی اور کوکب نے کہا چلو سر کٹنے کا
مہرخ کے ماجرا دیکھین بس ایک تخت پر سوار ہوکر کوکب و جمشید اور عمرو طرف ہوش ربا کے
چلے جب قریب طلسم ہوش ربا کے پہونچے سنا تو غل ہی دیکھا کہ مہرخ سر جھکائے بیٹھی ہی اور جلاد
تیغ پکڑے کھڑا ہی عمرو بیتاب ہوا ہرچند عمرو نے کوکب سے کہا کہ مجھے جانے دو مگر اُسنے جانے نہ دیا
عمرو بیتاب ہوکر اُڑا لیکن اُڑا نہ گیا اُسی تخت پر آکر گرا اتنے مین جلاد کو حکم پہونچا جلاد نے تلوار
ماری مہرخ کا سر کٹ گیا اُسوقت عمرو نے خنجر کھینچکر چاہا کہ خنجر مار کر اپنے تئین ہلاک کرے کوکب روشنضمیر ۲۰

نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ہان ہان ای خواجہ سلامت تمسا عاقل ہوکر حرام موت مرنے کا ارادہ کرے استغفار یہ حرکت کیا ضرور ہی اور دیکھو تو سامنے آسمان پر کون آتا ہی جیسے ہی عمرو نے سمت آسمان دیکھا تو اول ایک آواز آئی کہ ای افواج افراسیاب خبردار باش منم ملکہ مہرخ سحر چشم یہ کہکر بارہ ہزار سوار اور ساحر ساتھ لیکر جو فوج پر گری تو مارے تلوارون کے ہزارون جادوگرون کو مار کر لٹا دیا اور اسوقت افراسیاب کی فوج نے جھرمٹ کھایا اور بھاگ کھڑی ہوئی یہان کوکب روشنضمیر نے عمرو کو ایک گھوڑا دیا اور کہا کہ آپ مہرخ سحر چشم کے ساتھ جائیے فتح کرکے بارگاہ مین داخل ہوجیے غرض عمرو سوار ہوکر آیا اور بعد فتح کے ملاقات مہرخ سحر چشم سے کی عمرو کو دیکھکر مہرخ سحر چشم نہایت خوش ہوئی اور کہنے لگی کہ تین دن سے مکان مین کوکب کے تھی عمرو نے اپنا سارا حال بیان کیا اور باتین کرتے ہوئے بارگاہ مین آئے مہرخ نے کہا کہ ملکہ بران شمشیر زن کے واسطے ملک کوکب نہایت بیچین ہین اور وہ قید مین ہی غرض یہ باتین ہو رہی تھین کہ سامنے ناچ رنگ گانا بجانا شروع ہوا رعد و برق چشمک زن اور عمرو و مہرخ سحر چشم متوجہ محفل عیش ہوئے اب دو کلمے داستان قران اور گلچین کے سُنیے کہ وہ جو قران نے ایک راہ گیر محتاج کو پکڑ کر اپنی صورت بنایا تھا اور آپ ایک جادوگر کی صورت بنکر ساتھ گلچین کے روانہ ہوا تھا تو رفتہ رفتہ سیر جنگل کی کرتی ہوئی گلچین مع قران اور پشتارہ قران نقلی کا لیے ہوئے طلسم مین آئی اور قران نقلی کو لاکر حیرت جادو کے سامنے ڈالدیا حکم حیرت کا ہوا کہ سر کٹوا کے باہر طلسم کے پھکوا دو غرض قران نقلی کا سر کٹوا کر باہر طلسم کے پھکوا دیا اور گلچین کرسی پر آکر بیٹھی قران پشت پر اُسکی کھڑا رہا جب پہر رات گئی تو جادوگر افراسیاب کے ملکہ بران شمشیر زن کو حیرت کے سامنے لائے اور کہا کہ اسکا سر بھی کٹوا کے پھکوا دینا سُنتے ہی حیرت جادو اُٹھی اور بران شمشیر زن کو بٹھایا اور چار طرف جادوگر کھڑے ہوئے مگر قران اور گلچین حیران قران لاکھ لاکھ فکرین کرتا ہی کہ اتنے مین جلاد آیا مگر اُس قید مین بران شمشیر زن کا یہ عالم تھا زیر شمشیر کہ جس طرح سے ماہ کامل پر ہلال نمود ہو جائے غرض تعریف ملکہ بران شمشیر زن کے حسن کی کیا لکھون شعر

کہ حیران پریشان ژولیدہ مو | نمک پرور حسرت و آبرو
جیسے ہی چاہا جلاد نے تلوار مارے

کہ قران کو تاب نرہی آتے ہی برابر بران کے قران نے کمند ماری اور اُن جادوگرونکے بیچ
مین سے یون لیکر صاف نکلا کہ جیسے حلقہ چشم سے نظر نکل جاتی ہے اور ایک غل ہوا لینا لینا
حیرت سب دوڑے مگر قران جیسے بجلی کوندگئی سب مجمع سے نکالکر الگ ایک غار مین پہونچا
اور حیرت وغیرہ سب جادوگر ہر طرف ڈھونڈھکر پھر آئے اور سب حیران تھے کہ یہ کون تھا تب
صرصر عیار بچی حیرت سے کہنے لگی کہ مین بران شمشیرزن کو لاتی ہون یہ کہکر روانہ ہوئی
اور قران اُس غار مین بیٹھا ہے اب دو کلمے داستان ابو الفتح کے کہ وہ جو برابر سونے کی
دیوار کے بموجب حکم عمرو کے گیا تھا اور ہوا کا جھوکا لگ کر پتھر کا ہوگیا تھا بیان ہوتے ہین کہ وہ
دریا کوکب روشنضمیر کا جب پیدا ہوا تو بہکر اُسمین چلا جاتا تھا کہ ایک ساحر نے کوکب کو
خبر دی ایک آدمی آنکے دریا مین بہتا آتا ہے کوکب نے کہا کہ اُسکو پکڑ کر نام پوچھو اُس جادوگر
نے ابو الفتح کو پکڑ کر پوچھا کہ نام تیرا کیا ہے اُسنے کہا میرا نام ابو الفتح ہے مین شاہ عیاران عیار
عمرو بن اُمیہ نامدار کا بھانجا ہون جادوگر نے ملک کوکب سے سب حال آکر کہا حکم ہوا کہ
اُسے لاؤ ابو الفتح جہان بیٹھا تھا وہان سے ایک پنجہ لیکر بارگاہ مین کوکب کی لایا ابو الفتح جو
دیکھے تو سامنے عمرو بیٹھا ہے دوڑ کر پاؤن پر گرا ابھی کچھ ابو الفتح اور عمرو سے باتین نہوئی تھین
کہ ایک جادوگر نے کچھ کان مین کہا کہ یہ عمرو نہین ہے ملک کوکب ہے اُسنے اپنی صورت عمرو
کی بنائی تھی اور یہ خبر اُس جادوگر نے کہی ملک یاقوت پر فوج افراسیاب کی واسطے ہمارے
جادو کے آئی یہ سنکر عمرو نقلی یعنی ملک کوکب نے کہا کہ یہ لڑائی تم جاکر فتح کرو اور ایک گھوڑا
عنایت ہوا عوض چار سو جادوگر لیکر ابو الفتح چلا اور ملک یاقوت مین آیا وہان دیکھا تو لڑائی
کچھ بھی نہین یہ پھر وہان سے چلا آیا اور ابو الفتح کے ہاتھون حال سب قلمبند کرکے ایک
ساحر کے ہاتھ روانہ کیا اور ملک کوکب نے عمرو کو ایک خط اس مضمون کا لکھا کہ ابھی
کوہ عقیق گلزار سلیمانی سے نامہ امیر کا آیا اُسمین لکھا تھا کہ ابو الفتح اگر تمھارے طلسم مین
پہونچا ہو تو جلد روانہ کرو عمرو نے وہ خط پڑھکر ایک ساحر کے ساتھ ابو الفتح کو لشکر صاحبقران
مین بھیجدیا اب ابو الفتح تو بارگاہ مین امیر کی جالگا ہے مگر حال صرصر عیار بچی کا سُنیے کہ وقفے کا
صرصر اُسی غار مین آئی جہان قران ملکہ بران شمشیرزن کو لایا تھا اتفاقاً اُسوقت قران

واسطے پیشاب کے غار سے باہر نکلا تھا اور اسلیے بھی کہ راستہ دیکھے کس طرف ہی کہ صرصر غار مین پہونچی دیکھا تو پشتارہ کسی کا بندھا پڑا ہی ذرا سا کھول کر ملکہ بران شمشیر زن کو پہچانا وہ بچستی و چالاکی پشتارہ بران شمشیر زن کا لیکر بھاگی قران نے دور سے دیکھا دوڑا اور پنجہ زنی کر کے پشتارہ چھین لیا مگر صرصر جھمک کر صحرا کی طرف نکل گئی ہاتھ نہ لگی اور اسنے جا کر سارا ماجرا حیرت جادو سے کہا حیرت نے کہا مین آپ جا کر دونون کو پکڑے لاتی ہون غرض حیرت جادو چلی اور قران نے ملکہ بران شمشیر زن کو ایک جنگل مین لاکر کھولا اور وہین گلچین جادو بھی پہونچی کہ اتنے مین سامنے سے حیرت نمود ہوئی یہ تو سب گھبرائے کہ دفعتہً دیکھا ایک پنجہ پیدا ہوا اور حیرت کو پکڑ کر سوے آسمان لیگیا قران نے غنیمت جانکر ملکہ بران شمشیر زن اور گلچین کو ساتھ لیا اور سوے صحرا روانہ ہوا مگر یہ پنجہ افراسیاب مادر بخطا خود تھا جو حیرت جادو کو لیگیا اور دم بھر مین باغ سیب مین لیجا کر حیرت کو چھوڑ دیا اور کہا ای حیرت سلیم جادو کو اپنے ساتھ لیجا اور قران و بران کو قتل کر یہان قران اور بران شمشیر زن و گلچین چلے جاتے تھے دیکھا سامنے سے حیرت اور سلیم جادو نمود ہوئے اور آتے ہی سب کو پکڑ کر طلسم مین لائے اور قیدیون کو پاس بٹھا کر سلیم جادو نے تلوار کھینچی مگر کوکب کو معلوم تھا کہ سحر باغبان قدرت مین بران ہی باغبان قدرت کے مکان پر آیا اور گلدستہ توڑا جسمین بران شمشیر زن قید تھی ساتھی گلدستہ توڑنے کے ملکہ بران کے ہاتھ پاؤن کھل گئے اور سحر یاد آیا جیسے ہی سلیم جادو نے تلوار پکڑی اور سامنے ملکہ بران شمشیر زن کے آیا ملکہ نے کہا تو اپنا گلا کاٹ اُسنے ملکہ بران شمشیر زن کے سحر مین مسحور ہو کر اپنا گلا کاٹ ڈالا اور ملکہ بران گلچین اور قران کو ساتھ لیکر بزور سحر طرف آسمان کے چلی مگر ہر چند چاہا کہ دونون کو لیکر طلسم سے باہر نکلجاوے لیکن جا نہ سکی اور یہ دونون ملکہ بران کے ہاتھ سے چھوٹے یہ بھی گرا ہی چاہتی ہی کہ ایک پنجہ ملکہ بران کو لیگیا اور ایک جنگل مین لاکر ڈال دیا جب ملکہ کو ہوش آیا دیکھے تو افعی اژدر سوار سامنے بیٹھی ہی یعنی خالہ ملکہ بران شمشیر زن کی وہ کہنے لگی بیٹی مین تجھے لائی ہون تو بڑے غضب مین پڑی تھی لیکن ان دونون نے جانا کہ طلسم سے باہر نکلے اور افراسیاب

نے حیرت جادو کو اُسیوقت لکھا جب حیرت نے وہ نامہ پڑھا اُسمین لکھا تھا کہ اے حیرت
جادو ملکہ بران شمشیر زن اور افعی اژدر سوار وہ داہنی طرف دروازہ طلسم کے پہونچے
حکم سے میرے تو جا اور تخت الماس پر سوار کر کے طلسم مین لا اور باغ عشرت مین لیجا کر بڑی
خاطرداری کرنا یہ سُنتے ہی حیرت جادو اسباب بادشاہی لیکر روانہ ہوئی اور بران و افعی اژدر
سوار کو دروازۂ طلسم پر دیکھکر صاحب سلامت کی اور تخت پر دونون کو سوار کر کے داخل باغ
عشرت ہوئی یہ دونون تو سحر مین افراسیاب کے پھر مسحور تھین یہان قران اور گلچین دونون
طلسم مین کھڑے تھے قران ایک جادوگر بنکر قضاء کار اُسی باغ مین آیا دیکھا تو عجب باغ ہی
سامنے ایک بارہ دری زمرد کی ایک ڈال اُسمین تخت الماس پر ملکہ بران شمشیر زن
اور افعی اژدر سوار کو دیکھا کہ بیٹھی ہین اور ایک کرسی پر حیرت جادو بیٹھی ہی ناچ ہو رہا ہی
دو گھڑی دن تھا کہ قران نے دیکھا ابر زرد نمود ہوا اور ہواے سرد چلنے لگی آندھی زرد
سامنے سے اُٹھی اور اُس آندھی مین ہزارہا بلور کے گیند اُچھلتے ہوئے نظر آتے ہین بعد ازان
قران نے دیکھا کہ ایک جام الماس کا لبریز پانی سے بھرا آسمان سے پیدا ہوا اور پانچ ہزار
پانچ سو پتلہ بلور کا اُس جام کے گرد ہی اتنے مین حیرت جادو اُٹھی اور آسمان کیطرف دیکھنے لگی
اور ملکہ بران شمشیر زن اور افعی جادو دونون اُٹھین اور سر چھلبال ہما کے جھلنے لگین حیرت
نے مجرا اُس جام کو کر کے بلائین لین اور کچھ زر و جواہر نثار کیا اُس جام کو ایک تخت الماس کا
جو بیچ مین بارہ دری کے ہی اُس تخت پر لا کر جام کو رکھا جام مین سے آواز آئی کہ منم افراسیاب اے
بران دیکھا تو نے کہ مجکو کیا قدرت دی ہی جمشید و سامری نے لیکن اے ملکہ بران خیر اب تک
جو تو نے کیا سو کیا مگر تجھے کیا کام خدا پرستون سے جو تو نے عمرو کے شریک ہو کر مجھسے بگاڑی کیون
ملکہ اب مین چاہون تو تجھے قتل کرون یہ کہکر ایک پتلے سے حکم دیا کہ وہ قران استادہ ہی تو جا کر
بلا لا وہ پتلہ آیا اور قران سے کہا تمکو بلایا ہی قران اُس جام کے آگے آیا جیسے ہی قران پہونچا
وہان ایک لو آگ کی اُس پانی سے نکلتے ہوئے قران نے دیکھی اور دم بھر مین اُس لو سے
آگ کی سمت ایک پتلہ تیار ہوا آگ کا اور پکارا کہ منم افراسیاب اے قران دیکھا تو نے کہ
کیونکر چھپ کر تو آیا تھا اب بتلا مجھے کیونکر بیہوشی دیگا قران نے ہاتھ باندھکر کہا کہ اے افراسیاب

تو بڑا جادوگر ہی کیا مقدور کسی عیار کا کہ تجھے بیہوش کر سکے مین پہلے جانتا تھا کہ افراسیاب ساحر زبردست ہی اور مین نے خواجہ عمرو کو سمجھایا تھا کہ طلسم ہوش ربا سے نکل چلو اور اب تو مین نے تیرا جلوہ دیکھا یقین کامل ہوا کہ تیرا سامنا کرنا بہت مشکل ہی اگر تو مجھے چھوڑ دے تو مین عمرو کو طلسم سے لیکر باہر نکل جاؤن افراسیاب نے کہا خیر مگر قران خبردار عمرو سے کہدینا کہ طلسم سے نکل جا نہین تو جان نہ بچے گی تو مفت مین مارا جائیگا غرض افراسیاب نے چالیس کشتیان جواہر اور اشرفیون کی عمرو کے واسطے قران کو دین بعد ازان ملکہ بران شمشیر زن سے کہا کہ اختر مرداریہ مجھے دے ملکہ نے کہا میرے پاس نہین ہی تب افراسیاب نے جھنجھلا کے حیرت جادو سے کہا کہ تمھین میرے سر کی قسم بران کو لکڑیون کا انبار کر کے طلسم ہوش ربا کے سامنے جلادو اور قران کو طلسم سے باہر نکلوادو غرض قران کو باہر طلسم کے بھیجا اور وہ جام پانی کا پھر آسمان کیطرف روانہ ہوا حیرت ملکہ بران کو مع افعی اژدر سوار قید کر کے سامنے طلسم کے انبار لکڑیون کا کرا کے آپ اپنے مکان مین گئی اور کہا کل دونون کو صبح دم جلادونگی اور یہان قران وعمرو سے ملاقات ہوئی عمرو نے پکار کر کہا میان قران یہ اسباب کسکا لے چلے قران نے ہاتھ باندھکر کہا کہ آپکے واسطے افراسیاب نے بھیجا ہی آپ قبول کرین مگر اس طلسم سے نکل چلیے عمرو نے وہ اسباب تو لیا اور کہا اچھا بھائی نکل جائینگے یہ کہتے ہوئے قران وعمرو ایک سمت کو چلے جاتے تھے دیکھا سامنے انبار لکڑیونکا لگا ہی قران نے کہا حضور یہ انبار لکڑیون کا ملکہ شمشیر زن کے جلانے کے واسطے ہی افراسیاب نے حیرت کو اپنے سر کی قسم دلا کے کہدیا کہ بران کو کل جلادینا یہ سنکر عمرو نے کہا اے قران وہ افراسیاب کیا ولد الزنا ہی اور حیرت کیا قحبہ ہی مین ملکہ بران کو چھڑاؤنگا غرض ایک طرف عمرو اور ایک سمت قران روانہ ہوئے عمرو ایک کوہ کے درہ کیطرف جا نکلا دیکھا تو اکیس خیمے میدان مین کھڑے ہین اور اکیس بادشاہ ہین ہر ایک خیمے کے گرد چالیس چالیس ہزار ساحر بیٹھے معلوم ہوتے ہین غرض دو گھڑی رات گئی ہوگی کہ عمرو ایک جادوگر بنکر بارگاہ مین گیا اس بارگاہ کی مالک کا نام ملکہ غزال جادو ہی عمرو نے لوگون سے دریافت کیا کہ یہ جادوگر افراسیاب کی طرف سے آئے ہین کل ملکہ بران شمشیر زن کو جلائینگے اور افراسیاب

بھی کل صبح کو آئیگا عمرو نے کہا خیر غرض ڈھائی پہر رات گئی کہ ایک سناٹا پچھلے پہر کا ہوا
اور لشکر جادوگرونکا غافل پڑا سوتا تھا عمرو بچھواڑے بارگاہ ملکہ غزال جادو کے آیا قضا کار
وہان پہونچا جہان ملکہ غزال جادو کا پلنگ لگا ہی اور ملکہ غزال جادو غافل سوتی ہی
کہ عمرو پیچھے سے مینخ قنات کی اُکھیڑ کر خیمے مین آیا دیکھا کہ سب سوتے ہین عمرو نے شمعون کو
چادر عیاری سے گل کر دیا اور ملکہ غزال جادو کو بیہوش کر کے سامنے ایک صندوق تھا
اُسمین لپیٹ کر رکھدیا اور آپ اُسکے تمام کپڑے پہنکر اُسکی صورت بنکر پلنگ پر سو رہا وقت صبح
کے حور جادو ملکہ غزال کی سواری لیکر آئی یہ حور جادو خواص ہی اِس قطامہ کو کیا خبر کہ رات کو
یہان یہ تماشا ہو گیا غرض ملکہ نے اُٹھکر منھ ہاتھ دھویا حور جادو نے کہا کہ افراسیاب بھی
تشریف لائے ہین آپ بھی چلیے بران شمشیر زن کو لوگ لینے گئے ہین عمرو نے دیکھا کہ ہرن
سامنے سے آیا پر زمرد کے لگے ہوئے اور زین سونے کا مغرق بجواہر کسا ہوا عمرو اسپر سوار ہوا
وہ پر نکالکر آسمان کیطرف اُڑا اور تمام فوج اُسکی ساتھ ہوئی راہ مین عمرو نے دیکھا کہ ایک سو
ساحرہ شہزادیان اسی طرح ہر ایک جانور پر سوار چلی آتی ہین اکیس ساحرون سے صاحب
سلامت کی سب مع غزال یعنے عمرو کے میدان مین آئے اور عمرو نے دیکھا کہ طلسم کے
نیچے ہجوم ہی اور ملکہ بران و افعی اژدر سوار کو لکڑیون پر بٹھایا اور عمرو نے دیکھا کہ ایک برج ہی
زمرد کا اُسمین تصویر یاقوت کی بنی ہی حیرت جادو اُسے مورچھل ہلا رہی ہی غرض بران اور
افعی اژدر سوار کو لکڑیون پر بٹھایا اسوقت افراسیاب نے پھر کہا کہ ای بران اگر تو
اختر مروارید کو دے تو مین تجھے چھوڑ دون ملکہ نے کہا تو مجھے قتل کر مگر میرے پاس اختر مروارید
نہین ہی افراسیاب نے حکم دیا کہ آگ لگادو ساحرون نے آگ لگائی اُسوقت غزال
نقلی یعنے عمرو نے اپنی سواری کا ہرن آگے بڑھایا اور افراسیاب سے کہا کہ اگر حکم ہو تو
مین سمجھاؤن اور اختر مروارید کو لاؤن افراسیاب نے کہا کہ اچھا جاؤ غزال انبار پر
لکڑیون کے آئی اور بران شمشیر زن سے کہا کہ مین عمرو ہون بران نے کہا سبحان اللہ
آپنے کیا کام کیا ہی عمرو نے ایک سیب ملکہ اور ایک افعی اژدر سوار کو دیا اور کہا کہ
تم اسے کھالو انھون نے کھایا اور بیہوش ہوئین عمرو نے دونون کو جلدی سے نذر زنبیل کیا

سب جادوگرون نے یہ تماشا دیکھا کہ سامنے سے عمرو نے جست کی اور پکارا کہ منم مہر اوج
عیاری شاہ عیاران عیار عمرو ای افراسیاب تو نے دیکھا کہ مین نے کس طرح سے چھڑایا ملکہ بران
شمشیر زن کو یہ سنتے ہی غل ہوا کہ لینا لینا عمرو کو جانے نہ دینا لیکن عمرو نے جس جادوگر کو
خنجر مارا وہ سیدھا جہنم کو پہونچا غرض عمرو اُس دریاے حیرت خیز سے بفضل ایزدی اور تائید ربانی
صحیح وسالم پار نکل گیا اور مہرخ کی بارگاہ کیطرف روانہ ہوا اب دو کلمے داستان افراسیاب کے
سُنیے کہ افراسیاب نے یہ تماشا دیکھکر صرصر عیار بچی کو بلایا اور کہا دیکھا تو نے ایسے عیار
ہوتے ہین تجسے کچھ نہین ہوسکتا تو قابل گردن مارنے کے ہی صرصر نے ہاتھ باندھکر کہا کہ لونڈی
کوئی دم مین عمرو کو یا بران کو لاتی ہی یہ کہکر روانہ ہوئی اور افراسیاب اپنے مکان پر گیا
حیرت جادو حیرت مین آکر ہاتھ ملتی ہوئی داخل طلسم ہوئی عمرو نہایت خوشی خوشی داخل
ملکہ مہرخ کی بارگاہ مین ہوا اور ملکہ بران واقعی اژدر سوار کو زنبیل سے نکال کر سامنے
بٹھلایا اور فتیلہ رفع بیہوشی دیا مہرخ سحر چشم اور ملکہ بران واقعی اژدر سوار سب باہم
گلے ملین ناچ گانا بجانا شروع ہوا اتنے مین ملکہ بران واسطے پیشاب کے گئی وہان صرصر
لگی ہوئی تھی ملکہ کو بیہوش کر کے باندھ پشتارہ روانہ ہوئی لونڈیون نے دیکھا غل کیا عمرو نے
سنا پیترے سے معلوم کیا کہ صرصر لے گئی ہی اُسی وقت عمرو و برق فرنگی دونون نکلکر
پیچھے چلے اور صرصر نے ایک جنگل مین لاکر پشتارہ رکھا اور سامنے درہ کوہ تھا وہان صرصر نے
نقب لگا رکھی تھی اور اُسی جگہ صبا رفتار کمند انداز بیٹھی ہی پس صرصر نے کہا کہ ای صبا رفتار
عمرو اور برق میرے پیچھے آتے ہین پشتارہ سے خبردار عمرو اور برق جو وہان پہونچے
یہ پشتارہ لیکر پہاڑ مین غائب ہوئی عمرو اور برق دونون ڈھونڈھنے لگے اور صرصر شمشیر زن
نقب کی راہ سے لیکر روانہ ہوئی پہر رات باقی تھی کہین قضا را کار ملکہ قریشیہ سلطان
کی سواری اُسطرف سے آنکلی اسنے دیکھا کہ ایک عورت کسی کا پشتارہ لیے جاتی ہی اسنے
حکم دیا کہ اسے ہمارے آگے بلاؤ ایک پریزاد نے صرصر کو پکڑ کے ملکہ قریشیہ سلطان
کے سامنے کھڑا کر دیا صرصر سے ملکہ قریشیہ سلطان نے پوچھا تو کون ہی اور اس گٹھر مین
کیا ہی صرصر نے کہا ای صاحب مین عیار بچی ہون اور اس پشتارے مین ملکہ بران ہی

جسنے دین جمشید پرستی چھوڑ کر خدا پرستون کی شراکت اختیار کی ہی اور عمرو کا ساتھ دیا ہی
اسکو مین پکڑ کر قتل کے واسطے لیے جاتی ہون ملکہ نے وہ لپشتارہ اُس سے چھنوا لیا مگر جو
وہ لپشتارہ ڈالکر مانند ہوا کے بھاگی غرض قرلیشیہ سلطان نے بران کو ہوشیار کیا
اور پوچھا کہ تمھارا نام کیا ہی اُسنے کہا بران شمشیر زن مجھے کہتے ہین قرلیشیہ سلطان
نے کہا کہ تم عمرو و صاحبقران کی شریک ہو اُسنے کہا مین اُن دونون صاحبون کی
جان نثاری کفش برداری مین ہون قرلیشیہ نے کہا مین بیٹی ہون حمزہ صاحبقران کی یہ سُنتے
ہی بران دوڑ کر گلے لپٹ گئی بعد ازان ادائے شکر احسان قرلیشیہ سلطان کا کر کے
ملکہ بران شمشیر زن سمت صحرا پرواز کنان روانہ ہوئی اور تلاش مین فوج جمع کرنے
کے سحر کرنے لگی عمرو اور برق ایک صحرا کی طرف سے آئے تلاش مین ملکہ بران کی
عمرو جو دیکھے تو ایک میدان مین بارگاہ استادہ ہی نہایت بلند اور مرصع مخمل سرخ سے
اور گرداگرد ساحرون کی فوج ہی عمرو اور برق فرنگی ایک جادوگر کی شکل بنکر بارگاہ
کیطرف آئے دیکھا سامنے پانچ سو پریزادین تخت لیے ہوئے نمودار ہوئین اور عمرو سے کہا کہ آپ
اسپر سوار ہون عمرو حیران تھا کہ ایک جادوگر نے ہاتھ باندھکر کہا کہ یہ بارگاہ ملکہ بران کی ہی
آپکو یاد کیا ہی غرض عمرو اُس تخت پر سوار ہو کر داخل بارگاہ ہوا عمرو نے دیکھا کہ بارہ[۱۲] تیرہ[۱۳] لاکھ
ساحر کا لشکر پڑا ہی اور سامنے تخت الماس پر ملکہ بران شمشیر زن جلوہ فرما ہی اور گرد
بارہ[۱۲] سو کرسی الماس کی ہر ایکپر ایک ایک جادوگر زبردست چارون طرف بیٹھے ہین بعد ازان
عمرو اور ملکہ بران سے ملاقات ہوئی عمرو نے دیکھا کہ دس کرسیان برابر تخت بران کے
بچھی ہین اُنپر جادوگرنیان بیٹھی ہین عمرو نے پوچھا یہ کون ہین ملکہ نے نام بتائے کہ ہلال سحر چشم
ملکہ طوفان قہر چشم صدران جادو خندان جادو اخگر جادو مجمر جادو مجلس جادو
ملک شہپال شاہ ملکہ زلفین کاکل کشا ملک جیپال شاہ ہین غرض عمرو نے
دو گھڑی بیٹھکر شراب پی بعد ازان ملکہ نے کہا کہ خواجہ بعد تین روز کے خیمہ ہمارا سامنے طلسم کے
ہوگا عمرو نے کہا بہت خوب مگر جلد آئیے گا کہ مہرخ سحر چشم حیران ہی افراسیاب کی لڑائی سے
یہ کہکر عمرو اور برق بران سے رخصت لیکر سمت صحرا روانہ ہوئے اب دو کلمے داستان ان عیاران

کے سُننے کہ گلچین قران کے ساتھ طلسم ہوش ربا مین تھی کہ افراسیاب اپنے مکان مین پہونچا اور باغبان کو بلایا اور کہا کہ تو نے کچھ اپنی جورو کا حال معلوم کیا باغبان نے کہا کہ آپ مالک ہین آپ پر روشن ہوگا افراسیاب نے کہا کہ تیری جورو کی کچھ تقصیر نہین مگر اسنے تیرے مرنے کا حال سنا تھا اس سبب سے مجھسے پھر گئی ہین اب بلواتا ہون یہ کہکر پنجہ سحر کا روانہ کیا یہان گلچین جادو طلسم ہوش ربا مین ایک مقام پر بیٹھی تھی کہ پنجہ اُسکو لیکر ایک دم مین افراسیاب کے پاس لایا گلچین نے افراسیاب کو دیکھکر مارے ڈر کے مجرا کیا اور بلائین لین دیکھتی کیا ہے کہ داہنے طرف باغبان قدرت زندہ صحیح وسلامت بیٹھا ہے باغبان قدرت نے کہا کہ تمنے یہ کیا حرکت کی کہ قران کی شراکت کی گلچین نے کہا اِسکا احوال افراسیاب کو معلوم ہوگا غرض افراسیاب نے دونون جورو خصم کو پھر گلے ملوایا اور کہا گلچین خبردار اب کبھی جمشید وسامری سے نہ پھرنا غرض افراسیاب نے وہ مکان یہ دونون جہان رہتے ہین ایسا بزور سحر آراستہ کرکے دیا ہے جہان سے انکو آنے جانے کا راستہ نہین معلوم ہے اب یہ اُس مکان کی بارہ دری مین آکر بیٹھے اور کھانا کھاکر دونون پلنگ پر گئے وہان عالم تنہائی تھا کوئی غیر شخص نہ تھا اُسوقت گلچین جادو نے ہاتھ باندھکر باغبان قدرت سے کہا کہ ایک بات مین کہتی ہون اگر میری جانبخشی کرو اسنے کہا کہ کہو گلچین نے کہا عمرو کے ہاتھ سے افراسیاب بچیگا نہین اور حیرت جادو بھی ضرور ماری جائیگی اسواسطے مین یہ صلاح دیتی ہون کہ آپ عمرو سے ملجاوین اور قسم ہے تمھارے سر کی کسی صورت سے افراسیاب کی فتح نہوئیگی مین نے تماشے عیارون کے دیکھے بلا کے انسان ہین اگر عمرو سے تم ملجاؤ تو صورت زندگی کی ہوتی ہے گلچین کے کہنے سے باغبان بھی نیم راضی ہوا یہ دونون تنہا بیٹھے تھے اور اکیلا سمجھکے باتین کرتے تھے کہ دفعۃً دیکھا سامنے سے افراسیاب نے جادوگر بھیجا اُس نے کہا افراسیاب نے بلایا ہے یہ دونون افراسیاب کے سامنے گئے افراسیاب نے ترچھی نگاہ سے کہا مجھسے پھر پوچھا کہ کیون سچ بتاؤ تم آنکو کیا باتین کرتے تھے مجھے سب خبر ہے باغبان قدرت نے ہاتھ باندھکر کہا کہ اے افراسیاب عورت کی عقل ناقص ہوتی ہے اِسنے کہا تھا کہ شریک عمرو کے ہو مگر قصور ہوا افراسیاب نے کہا اے باغبان قدرت اور گلچین جادو تم دونون فلان پہاڑ کے درہ پر

جادو دیکھو تو وہان تمکو کیا تماشا نظر آتا ہی لاکھ جادوگرون سے شہنشاہ جادو کو کوکب روشنضمیر نے حیرت جادو سے لڑنے کو بھیجا ہی مین کیونکر انکو قتل کرتا ہون بس یہ سنکر دونون کھڑے ہوئے اور دو پنجے دونون کی کمر مین ہاتھ دے کر سوے آسمان لے گئے جب آنکھ کھلی دونون کی دیکھا تو ایک پہاڑ بہت بلند ہی اسپر یہ دونون ٹھہرے اب دو کلمے داستان کوکب روشنضمیر کے سنیے کہ کوکب نے شہنشاہ جادو کو بھیج ہی کہ لاکھ ساحرون سے حیرت جادو سے لڑنے کو بھیجا تھا اور اسی پہاڑ کے سامنے شہنشاہ پڑا ہوا تھا دفعۃً شہنشاہ نے دیکھا کہ سوا سو جادوگر برق شمشیر کھینچے ہوئے یہ پکارتے ہین کہ ہم غلام افراسیاب کے ہین ای شہنشاہ خبردار اب کہان جائیگا شہنشاہ حیران ہو کر کہنے لگا کہ یہ بادر بخطا سوا سو ساحر ہمارا کیا کر سکینگے ہمتو لاکھ ساحر ہین غرض شہنشاہ جادو سوار ہوا لگی تلوار چلنے اسوقت افراسیاب نے کچھ ایسا سحر کیا کہ خود بخود لاکھ ساحرون نے شہنشاہ کے اپنی اپنی تلوارون سے اپنے اپنے سر کاٹنا شروع کیے اور تمام فوج کا شہنشاہ کی خاتمہ ہو گیا اسوقت آواز آئی کہ ای باغبان قدرت اور گلچین جادو تم دونون نے دیکھا باغبان و گلچین نے افراسیاب کو سجدہ کیا بعد ازان دیکھا کہ ایک سواری بڑے دھوم دھام سے آئی جسوقت قریب پہونچی تو باغبان و گلچین نے دیکھا کہ ہماری صورت کا ایک باغبان اور ایک شخص دیگر دونون تخت پر بیٹھے ہوئے آتے ہین بارگاہ خالی مین شہنشاہ جادو کی داخل ہوئے یعنے اسی شہنشاہ کی بارگاہ مین جو کوکب روشنضمیر کی طرف سے آیا تھا جب یہ دونون بارگاہ مین جا چکے تب باغبان اور گلچین اصلی کو جو پہاڑ پر کھڑے تھے دو پنجے پیدا ہوئے دم بھر مین افراسیاب کے سامنے لا کر اُتار دیا دونون نے کہا ای افراسیاب تو برحق ہی کیا طاقت کسیکی جو تیرا سامنا کر سکے تب افراسیاب نے کہا کہ ان دونون کو انکے مکان پر پہونچا دو غرض یہ دونون اپنے مکان مین آئے مگر حیران تھے افراسیاب نے نامہ مصور جادو کو لکھا کہ ای مصور جادو جس طرح سے ہو سکے عمرو کا سر کاٹ کر میرے پاس بھیجدے مصور نے وہ نامہ پڑھکر جواب لکھا کہ بحکم سامری اور جمشید عنقریب

عمرو کا سر کاٹکر بھیجتا ہون اور مین اُسیکی تلاش مین نکلا ہون آپ خاطر جمع رکھین اور مصور جادو
عمرو کے قتل کی فکر مین روانہ ہوا اور عمرو بران شمشیر زن سے رخصت ہوکر ایک صحرا
مین چلا جاتا تھا کہ اثنار راہ مین برق فرنگی سے ملاقات ہوئی عمرو نے گلیسے لگایا اور برق
فرنگی گلے لپٹ کر رو دیا عمرو نے کہا خیریت ہے برق نے کہا کہ افراسیاب نے مصور کو
نامہ بمضمون کا کل بھیجا ہے کہ حضور کا سر کاٹ لائے سو وہ فکر مین آپکی ہے اللہ تعالےٰ آپکو
ہمارے سر پر سلامت رکھے اُسوقت سے غلام کی عجب حالت ہے اب غلام اِس فکر مین ہے
کہ جس طرح سے ہو غلام آپ پر سے پہلے تصدق ہو جائے عمرو نے کہا بیٹا خبرداری سے
جانا مصور جادو بڑا زبردست نطفہ حرام ساحر ہے غرض یہ گفتگو کرکے برق فرنگی عمرو
سے علیحدہ ہوکر ایک صحرا کی طرف نکل کر مصور جادو کی بارگاہ کو چلا اور عمرو ایک صحرا کیطرف
چلا کہ برق صورت تبدیل کیے ہوئے مصور کی فوج مین ملحق ہوکر عین ملکہ صورت نگار
کی بارگاہ کی قنات کے پیچھے پہونچا اور صورت نگار جورو مصور کی ہے اسمین
کوئی پہرات گئی ہے اور پیچھے قناتون کے جو جادوگر نوکری پر تھے برق فرنگی نے
سب کو بہوشی دیکر دو پہررات کے قریب قنات کی مینخ اُکھاڑ کر صورت نگار
کے پلنگ کے برابر آیا اور ایک لونڈی صورت نگار کی چنپی کرتی تھی مگر اونگھ رہی
تھی برق اُسکو بیہوش کرکے اُسکی صورت آپ بنا اور ملکہ صورت نگار کے سرہانے
آکر رومال جھلنے لگا دو ایک مرتبہ ملکہ کے مُنہ پر سے بال سرکائے ہاتھ مین بیہوشی تھی جلنے کے
برابر دماغ ملکہ کے پہونچی تراق سے چھینک آئی ملکہ بیہوش ہوگئی اور برق فرنگی نے
اپنی صورت صورت نگار کی ایسی بنائی اور صورت نگار کو وہان لایا جہان لکڑیونکا
انبار تھا اُن لکڑیونکے تلے جاکر ملکہ صورت نگار کو دبا دیا پھر وہان سے آکر اُسی بارگاہ مین
بصورت صورت نگار سب جادوگرون کو جگایا اور کہا کہ میرا جی گھبراتا ہے مصور جادو
کے پاس اِسوقت چلونگی غرض صورت نگار نقلی سوار ہوکر مصور جادو کے پاس آئی
اور یہان مصور جادو ایک لونڈی سے اختلاط کر رہا تھا دیکھتے ہی صورت نگار کو
ڈر گیا اور اُس لونڈی کو ہٹا دیا آپ اُٹھ کھڑا ہوا اور پوچھنے لگا کہ اِسوقت تم کیونکر تشریف لائین

کسی نے آپ سے کچھ جاکر شاید کہدیا صورت نگار نے کہا میان مجھے تمھارے فعلون سے کچھ کام نہین تمھارا جو جی چاہے کرتے پھرو مین تمھاری تابعدار ہون بارے مصور جادو نے گلے لگایا اب صورت نگار اور مصور جادو سے اختلاط شروع ہوا اور دونون پلنگ پر آکر لیٹے قضارا کار مصور جادو تصویر کو عمرو کی دیکھ رہا تھا کیا دیکھتا ہی کہ عمرو اسی پہاڑ کے درہ مین ٹہل رہا ہی اسنے صورت نگار سے کہا کہ بی بی کیا غضب کے عیار ہین ای ملکہ چلو پہلے عمرو کو پکڑ لائین بعد ازان ہم تم عیش کرینگے صورت نگار سے اور کچھ نہ بن پڑا کہا بہت خوب پس یہ دونون پہاڑ کے تلے اُترے وہان سچ مچ عمرو ایک جادوگر بنا پھرتا تھا اسمین مصور اور صورت نگار برابر عمرو کے پہونچے آواز دی مصور نے کہ ای عمرو اب کہان جائیگا یہ کہتے ہی زمین پر ایک دوہتڑ مارا عمرو نے دیکھا کہ میرے ہاتھ پانو نکلا دم نکل گیا ساتھ ہی ایک پنجہ پیدا ہوا عمرو کو لیکر سوے آسمان غائب ہوا غرض صورت نگار نقلی اور مصور جادو ناچار ہوکر اپنے مکان پر آئے برق نے چاہا کہ عیش کی صحبت مین تصویر عمرو کی گلیسے مصور جادو کے اُتار لیجیے غرض یہ دونون جورو خصم آکر مسند پر بیٹھے اور شراب چلنے لگی انکو تو اس فکر مین چھوڑو اور وہ پنجہ جو عمرو کو اُٹھالے گیا وہ پنجہ سحر کا کوکب روشن ضمیر کے تھا غرض عمرو کو اُس پنجہ نے بعد گھڑی بھر کے ایک میدان مین جاکر اُتارا اب عمرو جو دیکھے تو ایک میدان نہایت خوبصورت ہی چار کوس کے گرد مین چار پہاڑ ہین ایک طرف سونے کا اور ایک طرف زمرد کا اور ایک سمت یاقوت کا اور ایک سمت بلور کا اور کئی پہاڑ مین ایک ایک دروازہ ہی اور سارے میدان مین گھاس سُنہری اور پتون پر مانند مینا کے خوشرنگ سبزی ہی سویرا ہوتے ہی ہوا سرد سرد چلتی ہی عمرو اکیلا چلا جاتا تھا لیکن نہایت حیران کہ کہین ایسا نہو یہ مکان افراسیاب کا ہو کہ دفعۃً اُس سونے کی پہاڑ کی طرف آیا ناگاہ وہان سے سو رنڈیان نارنجی پوش ایک تخت سونے کا لیے ہوئے سامنے آئین اور ایک عورت نے عمرو کو آکر مجرا کیا اور نامہ عمرو کو دیا عمرو جو دیکھے تو اُسپر کوکب روشن ضمیر کی مہر ہی لکھا ہی کہ ہمنے تمکو بلایا ہی عمرو یہ دیکھکر نہایت خوش ہوا غرض عمرو تخت پر سوار ہوا ایک دم مین داخل اُس پہاڑ مین سونے کے ۹۲

ہوا جب اُس پہاڑ کے باہر آیا ایک باغ دیکھا کہ تمام چار دیواری سونے کی زمین سونے کی
درخت سونے کے ٹہنیان اور پھول منقش کے لیکن ہر پھول پر جگر زمرد کا بنا اور
بیچ مین ایک بنگلہ سونے کا تحریرین زمرد کی سوا سو پریزاد سنہری پوش بنگلے مین
اور چار سو پریزاد تمام باغ مین پھیلی ہوئی ہین اور بنگلے سے آواز طبلے اور گانے کی آتی ہے عمرو
سامنے بنگلے کے پہونچا تو دیکھا کہ کوکب روشن ضمیر بسنتی جوڑا پہنے ہوئے ہے اور چار طرف
سے سنہری بادلے کی مورچھل لیے کنیزین کھڑی ہین عمرو جلد کود پڑا کوکب نے اُٹھکر عمرو
کو گلے سے لگایا کوکب نے کہا خواجہ تم بڑے غضب مین گرفتار ہوئے تھے اگر خدانخواستہ
مصور جادو تمھین پکڑتا تو مار ہی ڈالتا عمرو نے یہ سنکر ادائے احسان کوکب کا کیا اور کہنے لگا
کہ اے ملک میرا شاگرد برق مصور جادو کی جورو کی صورت بنا ہے یعنے بشکل صورت نگار
مصور کے پاس ہے یقین ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ عیاری کریگا اب مجھے بھی آپ یہان سے بھیجیے کہ
مین وہان جاؤن غرض کوکب نے عمرو کو کھانا کھلوا کر ایک گھوڑا سحر کا منگایا عمرو اُسپر
سوار ہوکر دو گھڑی مین مہرخ سحر چشم کی بارگاہ مین پہونچا عمرو نے مہرخ سے ملاقات کی
کرسی پر بیٹھکر کچھ گفتگو آغاز کی اب دو کلمہ داستان برق فرنگی کے سنیے کہ برق بصورت
صورت نگار پاس مصور کے بیٹھا ہوا ہے اختلاط ہو رہا ہے اور شراب چل رہی ہے کہ وقت
دوپہر کا ہوا اسمین صرصر شمشیر زن آئی صورت نگار نقلی نے کچھ ڈالیان زنگتروں کی
اور ایک مالا موتیون کا صرصر کو دیا بارے وہ سب اسباب لیکر باہر آئی اور مصور جادو
کو شراب کا خوب نشہ ہوا اور چھینک آئی وہ بیہوش ہوگیا برق اسوقت اُٹھا اور
تختی تصویر کی مصور جادو کے گلے سے نکالکر اپنے قبضے مین کی اور بارگاہ سے
باہر نکل کر بھاگا برابر بارگاہ مہرخ سحر چشم کے پہونچا کہ پیچھے سے صرصر نے پیترا برق
کا پہچانا اُسیوقت عمرو کی صورت بنکر صرصر پیچھے برق فرنگی کے مہرخ کی بارگاہ مین آئی
جیسے ہی برق نے دیکھا کہ اُستاد آتے ہین پکارا کہ اُستاد مین تصویر آپ کی مصور جادو
کے گلے سے لایا عمرو یعنے صرصر شمشیر زن نے وہ تصویر دیکھکر بہت خوش ہوکر برق
فرنگی سے لی اور شل برق برق سے الگ ہوکر پکاری منم صرصر شمشیر زن یہ کہکر

بھاگی برق فرنگی نے کہا بڑا غضب ہوا یہ سوچکر پیچھے صرصر کے چلا قضارا کار کہین ضرغام شیردل اُس طرف سے آتا تھا اُسنے دیکھا کہ صرصر عمرو کی صورت بنی ہوئی پکارتی آتی ہے کہ منم صرصر اور پیچھے اُسکے برق فرنگی بدحواس آتا ہے ضرغام شیردل پہلے صرصر شمشیر زن سے مصور جادو کی بارگاہ مین گیا کیا دیکھا کہ مصور جادو بیہوش مثل مردے کے پڑا ہے ضرغام شیردل جوان مرد نے نہایت عجلت کے ساتھ مصور کو اور زیادہ بیہوش کر کے پلنگ پر ڈال دیا اور دری سے چھپا دیا اور آپ مصور جادو کی صورت بنکر بیہوش ہو کر جلدی سے لیٹ رہا کہ اتنے مین صرصر شمشیر زن پہونچی اور آتے ہی نوکرون چاکرون سے کہا کہ ای تھیٹے منھ اس طرح غافل ہو کر سو رہتے ہو یہ کہتی ہوئی مصور کے پلنگ کے برابر آکر مصور نقلی کو فتیلہ رفع بیہوشی کا دیا اور صرصر نے کہا کہ آپکی تصویر برق فرنگی لے گیا تھا مین دیکھیے کیا عیاری کر کے لائی ہون یہ سنکر مصور نقلی نے صرصر کو گلے سے لگا لیا اور وہ تصویر ہاتھ مین لی اور گلے مین اپنے ڈالی صرصر کو خلعت دیا صرصر تو گئی اب دو کلمے داستان صورت نگار کے سُنیے کہ وہ جورو مصور جادو کی ہے جسے برق نے انبار کے تلے ڈال دیا تھا جب ایک رات اور ایک دن ہوا تو صورت نگار کی بیہوشی رفع ہوئی آنکھ کھول کر اپنے تئین وہان پڑا دیکھا گھبرا کر اُٹھی اور مصور جادو کی بارگاہ مین آگئی آتے ہی کہا میان مجھے تو بیہوش کیا لیکن تمکو خدا نے بچایا مصور نقلی نے کہا خدا نے تمکو بھی بچایا اور مجھے بھی بچایا اسوقت صرصر نے ایسا کام کیا غرض دونون جورو خاوند یعنے مصور نقلی اور صورت نگار اصلی دونون بیٹھے بعد ایک لمحہ کے ایک سمرن صورت نگار نے اپنی لیکر مصور نقلی سے کہا کہ یہ سمرن تم اپنی لو چنانچہ وہ سمرن سحر کی ہے اور اسمین یہ خواص ہے کہ اِن دونون جورو خاوند کے سوا کوئی اسکو اگر ہاتھ لگائے تو اُسکا ہاتھ جل جاوے ضرغام شیردل مصور نقلی تو یہ حال جانتا نہ تھا جیسے ہی اُسنے اِس سمرن کو لیا اِسکا ہاتھ جلنے لگا وہ سمرن ہاتھ سے پھینکدی صورت نگار نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا سچ بتا تو کون ہے ناچار ضرغام نے اپنا نام بتایا تب صورت نگار نے کہا کہ تو نے میرے خاوند کو کیا کیا ضرغام شیردل نے عیاری سے کہا کہ فلان پہاڑ مین ہے ضرغام کو صورت نگار لیکر وہان گئی وہان نپایا پھر صورت نگار نے کہا اگر تو میرے خاوند کو بتا دے تو تجھے ابھی چھوڑ دون

ورنہ جان سے مار ڈالونگی غرض ضرغام نے بہت جگہ اِسے عیاری سے دھوکھا دیا کہین کھانا بیہوشی کا لائی کی
اِسنے نہ کھائی ناچار صورت نگار ضرغام کو پھر اپنے خیمے مین لائی اس عرصہ مین مصور جو پلنگ کے
تلے پڑا تھا اُسکی بیہوشی اُتر گئی وہ جو اُٹھکر دیکھے تو میری جورو کے پاس ایک شخص میری صورت کا
ہے اُسکی مشکین باندھی ہین اور خفا ہو رہی ہے مصور جادو نے اُٹھکر اپنی جورو کو گلے سے لگایا
اور پوچھا یہ کیا ماجرا ہے اِسنے سارا حال بیان کیا مصور و صورت نگار نے اب تدبیر اسکی گردن
مارنے کی ٹھہرائی کہ اسی خیمے مین گردن مارین عمرو نے جب سنا کہ برق فرنگی تصویر میری مصور کے
گلے سے بڑی عیاری سے لایا تھا حسب میری صورت بنکر برق کو فریب دیکر لیگئی اسوقت بارگاہ مصور
کی طرف آیا وہان احوال ضرغام کی عیاری کا سنا غرض عمرو افراسیاب کی صورت بنکر مصور
کی بارگاہ مین گلیم عیاری اوڑھے چالیس گز اُڑکر نمود ہوا مصور اور صورت نگار دونون نے
مجرا کیا افراسیاب نقلی بارگاہ مصور مین آکر تخت پر بیٹھا اور ضرغام شیردل اور مصور و صورت نگار
کو ساتھ لیکر باہر بارگاہ کے آیا سبھون نے دیکھا کہ افراسیاب ضرغام کا ہاتھ پکڑے ہوئے اور ایک
طرف مصور و صورت نگار کو پکڑے سمت صحرا روانہ ہوا جب دیکھا کہ ایک جنگل سُنسان ہے
نہ کوئی آدمی نہ درند نہ پرند وہان آکر ایک سیب دونون جورو خاوند کو دیا کہ تم کھاؤ اُن دونون
نے وہ سیب کھایا چھینک آئی بیہوش ہوکر گر پڑے ضرغام دوڑکر عمرو کے پاؤن پر گرا عمرو
گھسیٹ کر خنجر چاہتا تھا کہ مصور اور صورت نگار کو جہنم واصل کرے لیکن اتفاق سے افراسیاب
اُس میدان مین آکر پہونچا ضرغام نے دیکھا عمرو نے نہ دیکھا تھا ضرغام تو بھاگا عمرو رہگیا
افراسیاب نے سحر کیا عمرو کے ہاتھ پاؤن کا دم نکل گیا افراسیاب نے عمرو کو پکڑا مصور و
صورت نگار کو ہوشیار کیا یہ دونون اُٹھے پاؤن پر گر پڑے اور عرض کیا کہ آپکے تصدق سے
ری جان بچی افراسیاب نے دونون کو خیمے مین بھیجدیا مگر عمرو کو پکڑ کر دم بھر مین دریاے
تہ مین ایک ٹاپو تھا اُسمین لایا اور عمرو کو بٹھلا کر کہا اے ساربان زادے تجھے ایسی جا پر قید کرونگا
جہانسے کوئی لیجا نہ سکے یہ کہکر دستک دی کہ ایک پنجہ ہاتھ مین ڈوری ریشم کی لیے ہوئے پیدا
ہوا افراسیاب نے اُس ڈوری کو کھولکر آسمان کیطرف پھینک کر سحر کیا جھولا سا بنگیا مگر معلق
ہے اُسی جھولے مین عمرو کو قید کیا پھر کچھ سحر کیا کہ وہ ٹاپو تمام پانی پانی ہوگیا عمرو نے دیکھا کہ تلے تو

دریاے قہر اور اُسپر وہ جھولا معلق ہوا پر ہی اُسپر مین بیٹھا جھولتا ہون پس افراسیاب اپنے مکان کو
چلا گیا جب عمرو کو افراسیاب نے قید کیا جھوٹے پر دریا مین قضارا کار ایک دن مصور یک
جنگل مین آیا محمود سرخ چشم کو دیکھا اور سمجھا کے اپنے ساتھ لیچلا چنانچہ وہ ضرغام تھا اُسنے مصور
جادو کو پھر بیہوش کیا چاہا کہ سر کاٹون وہین صورت نگار آئی اور جھٹ پٹ ضرغام کو
بزور سحر پکڑا اور چاہا کہ لیکر چلون سامنے سے برق فرنگی صرصر بنا ہوا آیا اور آکر مصور و صورت نگار
دونون کو کمند ماری اور ضرغام کو چھڑایا اب ان دونون نے چاہا کہ مصور و صورت نگار
کو ذبح کر ڈالین کہ ساتھ ہی افراسیاب نے آکر پکڑا اور مصور و صورت نگار اور ضرغام و برق
کو اپنے ساتھ لیکر چلا راہ مین افراسیاب کو از راہ سحر معلوم ہوا کہ بران شمشیر زن اسی پہاڑ کے
درہ مین ہے مصور جادو کو ضرغام اور برق کو دیا اور آپ بران کے سامنے آیا دونون مین سحر
کی لڑائی ہونے لگی بران نے تمام سحر افراسیاب کے اختر دار بید کو دکھا کر روکے نوبت یہان تک
پہونچی کہ افراسیاب بیہوش ہو کر گرا اور بران روانہ ہوئی اور یہان چالاک افراسیاب
بنکر مصور سے دونون عیارون کو لیگیا مگر دونون کے پانوٗن مین زنجیر سحر کی تھی ناچار
چالاک دونون کو ایک پہاڑ مین بٹھا کر آپ روانہ ہوا وہان افراسیاب کو ہوش آیا یہ اٹھکر
مصور جادو کے پاس آیا پوچھا وہ دونون عیار کہان ہین مصور نے کہا ابھی تو آپ مجھسے
لیگئے تھے یہ چپ ہو کر بارگاہ مین حیرت کی آیا اور مصور اپنے مکان مین آیا اقسام کو مع مہرخ
و بہار کے حیرت کی بارگاہ مین افراسیاب نے بھاگتے پایا اور کہا کہ جلد انکو قتل کرو دفعۃً دیکھا
کہ ملکہ بران شمشیر زن حیرت جادو کی بارگاہ مین سامنے افراسیاب کے آئی اور آتے ہی
پانوٗن پر گر پڑی اور کہا مجھسے قصور ہوا اب آپ میری تقصیر معاف کیجیے یہ بران نہ تھی چالاک
تھا افراسیاب سے فریب کر کے مہرخ و بہار اور اقسام کو لے گیا مہرخ وغیرہ تو بزور سحر پرواز کنان
اپنی بارگاہ مین داخل ہوئین مگر چالاک کو بزور سحر پہچان کر افراسیاب نے پھر گرفتار
کیا اور حیرت کی بارگاہ کیطرف لیچلا یہان جانسوز بن قران صرصر بنکر پاس صنعت سحر ساز
کے آیا اور کہا کہ جلد آپ الگ چلیے تو مین کچھ عرض کرون غرض جانسوز نے صنعت سحر ساز
کو الگ لیجا کر بیہوش کیا اور آپ صنعت سحر ساز بنکر چالاک نقلی کا سر کاٹ لیا اور صنعت سحر ساز

کو صندوق مین بند کرکے سر چالاک کا لیکر حیرت کی بارگاہ مین لے گیا اور صنعت سحر ساز نقلی نے حیرت
سے ملاقات کی حیرت نہایت خوش ہوئی اتنے مین افراسیاب چالاک کو پکڑے ہوئے حیرت کی
بارگاہ مین آیا صنعت سحر ساز نقلی افراسیاب کو دیکھتے ہی بھاگی سب نے جانا کہ کوئی عیار
تھا لیکن صنعت سحر ساز نقلی یہان اپنے لشکر مین آکر بیٹھی ایک دم کے بعد پھر حیرت کیطرف
آئی اور افراسیاب کو مجرا کیا افراسیاب نے بزور سحر جانسوز کو پہچان لیا اور کہا صنعت سحر ساز
کو تونے کیا کیا جانسوز نے کہا کہ مین نے فلان پہاڑ پر دیکھا ہے افراسیاب جانسوز کو ساتھ
لیکر اُس میدان مین جاکر پہونچا جس میدان مین جانسوز ملا تھا صنعت سحر ساز کو یہان
گاڑ دیا تھا اب افراسیاب اور جانسوز دونون وہان بیٹھکر مٹی سرکانے لگے مگر جانسوز
نے اسطرح سے مٹی کو اُڑانا شروع کیا کہ اُس مٹی مین بیہوشی ملا آیا تھا وہ ہی دماغ مین افراسیاب
کے گئی اور افراسیاب تڑاق سے بیہوش ہوکر گرا جانسوز نے افراسیاب کو تو ملدی مین
چھوڑ دیا مگر آپ افراسیاب کی صورت بنکر حیرت کی بارگاہ مین آیا اور چالاک کو لیکر روانہ
ہوا یہان افراسیاب کو ہوش آیا گھبراکر صنعت سحر ساز کے پاس آیا بزور سحر دریافت کیا کہ
صندوق مین بند ہے صندوق کھولکر صنعت سحر ساز کو نکالا وہ پانون پر گری اور کہا مین پکڑے
لاتی ہون کہان جائیگا افراسیاب اپنے باغ سیب مین گیا مگر صرصر شمشیر زن اور صبا رفتار
وہان آئین جہان برق و ضرغام پہاڑ مین بیٹھے تھے قید زنجیر سحر مین ناچار اور مجبور صرصر نے
آکر دونون کو ہوشیار کیا اور لیکر ساتھ چلی قضاء کار راہ مین چالاک و جانسوز اُدھر سے
آتے تھے اُنھون دیکھا اور صرصر و صبا رفتار گھبرا گئین نیمچہ زنی اور خنجر زنی ہونے لگی وہین مع و
پنجے پیدا ہوئے دونون عیار بچیون کو لیکر سمت فلک روانہ ہوئے مع برق اور ضرغام آب
چالاک و جانسوز ناچار ہوکر پھرے صنعت سحر ساز نے سب راستے بند کر دیے تھے کہ آتے
ہی چالاک اور جانسوز دونون کو دم بھر مین کسی نے قید کر لیا اور صنعت سحر ساز کے
سامنے لاکر ڈالدیا صنعت سحر ساز انکے قتل کی فکر مین ہوئی اور برق اور ضرغام کو جو
پنجہ اُٹھاکر لیگئے تھے وہ افراسیاب کا سحر تھا غرض افراسیاب نے لاکر ایک باغ مین
انکو رکھا اور آپ باغبان قدرت کے مکان مین آیا باغبان اور گلچین نے مجرا کیا

افراسیاب نے سب حال ان دونون سے کہا اور آپ اپنے مکان کو چلا گیا غرض گلچین نے
خاوند کو بیہوش کر کے برق و ضرغام کو چھڑایا اور ایک درۂ کوہ مین لاکر بیٹھی تھی کہ سامنے سے
مہرخ اور بہار کو جاتے دیکھا گلچین نے اُنسے ملاقات کی مہرخ نے سحر کی زنجیرین برق
و ضرغام کی کھولین اور گلچین کو اپنے ہمراہ بارگاہ کی طرف لیکر روانہ ہوئی اور افراسیاب
کو خبر پہونچی کہ صنعت سحر ساز نے چالاک کو گرفتار کیا ہے یہ وہان آیا چالاک و جانسوز کو
صنعت سحر ساز سے لیکر اپنے مکان کو چلا راہ مین قضاء کار مہرخ اور ضرغام و بہار اور
برق فرنگی کو جاتے دیکھا اُسنے انکو پھر گرفتار کیا لیکن عمرو کو جو بران چھڑانے چلی ہے اُسنے
راہ مین دیکھا افراسیاب مہرخ اور بہار و برق اور ضرغام کو پکڑے لیے جاتا ہے بران نے
مقابلہ افراسیاب کا کیا قضاء کار افراسیاب اُسوقت زبردستی پر آگیا جیسے ہی بران
زمین پر چاہے کہ گرے ویسے ہی ایک جادوگر سامنے سے پیدا ہوا اُسنے مُنھ پر بران کے ایک
چٹکی خاک کی ماری کہ بران بیہوش ہو کر گری اور وہ پکارا کہ ای افراسیاب ہم ایسے تیرے
غلام موجود ہین تو ناحق تکلیف کرتا ہے یہ کہکر برابر افراسیاب کے آیا افراسیاب دیکھتا تھا کہ
ساتھ ہی کسی نے ایک بیضہ بیہوشی کا مارا کہ افراسیاب کو تڑاق سے چھینک آئی اور بیہوش ہو کر
زمین پر گرا اور اُس ساحر نے بران کو ہوشیار کیا اور کہا کہ ای ملکہ مین ہون قران غرض بران
نے اختر مروارید کو نکالا اور مہرخ وغیرہ کو ہوشیار کیا اور تخت بزد سحر تیار کر کے سبکو اُسپر سوار کر کے
روانہ ہوئی اور قران وہان سے درہ کوہ مین آیا جب افراسیاب کو ہوش آیا معلوم کیا کہ یہ
کوئی عیار تھا ناچار اپنے مکان پر چلا آیا یہان بران شمشیر زن سب کو لیکر بارگاہ مین آئی مہرخ
اور بہار اپنی بارگاہ مین آئین برق فرنگی اور چالاک و ضرغام اور جانسوز وغیرہ یہ سب عیاری کو
نکلے مگر برق فرنگی مصور جادو کی فکر مین اُسکی بارگاہ مین آیا اور ملکہ بران عمرو کے
چھڑانے کی فکر مین پھر روانہ ہوئی اور ایکدم مین کنارے دریاے خون روان کے پہونچی اور عمرو نے
اُسی سحر کی حالت مین بران کو دیکھا کہ یہ شعلۂ آتش بنکر اس دریا مین کہ جسمین عمرو قید تھا گری
وہ دریا خشک ہو گیا اور عمرو کو بران شمشیر زن نے چھڑایا اور کنارے پر آئی عمرو خوش ہو کر
بران سے باتین کر رہا تھا کہ سامنے سے افراسیاب پیدا ہوا اور اُسنے جھپٹ کر ایسا سحر کیا

کہ غفلت مین بران اور عمرو گرفتار ہو گئے افراسیاب نے دونون کو ارادہ قتل کا کیا لیکن عشاق سبزہ رنگ ایک جادوگر اُستاد افراسیاب کا ہی اُسنے ملکہ حیرت اور افراسیاب کو نامہ لکھکر ایک قندیل سحر مین نامہ دار کو بٹھا کر کہ نام اُسکا طوماس جادو تھا روانہ کیا اور کہا کہ یہ قندیل وہان جائے کہ جہان افراسیاب ہو غرض یہ قندیل اُڑتی چلی قضا رکار راہ مین طوماس نے قندیل کو اُتارا اور اُسکو احتیاج پیشاب کی ہوئی قندیل سے نکلکر اُسنے الگ جا کر پیشاب کیا قضارکار یہان چالاک بن عمرو بیٹھا تھا اُسنے کلہ گوپن مین پتھر رکھکر جو مارا طوماس کا سر پھٹ گیا چالاک اِسکی صورت بنا اور اِس سے پوچھ لیا تھا کہ تم کہان جاؤگے اِسنے کہا کہ مین نامہ لیکر عشاق کا پاس افراسیاب کے جاؤنگا اور خاصیت اِس قندیل کی یہ ہی کہ جہان افراسیاب ہوگا وہین جائیگی جب یہ پوچھ لیا تو پیچھے ہٹکر پتھر سے ہلاک کیا اور آپ اُسکی صورت بنکر نامہ لیکر روانہ پیش افراسیاب ہوا کہ اِسمین وہ قندیل جہان افراسیاب عمرو اور بران کے قتل کی فکر مین تھا وہان آکر اُتری چالاک نے وہ نامہ افراسیاب کو دیا افراسیاب نے جیسے چاہا کہ لفافہ کھولے اُس لفافہ سے بقہ بیہوشی کا اُڑا افراسیاب چھینک مارکر بیہوش ہو گیا چالاک نے نعرہ کیا کہ منم چالاک بن عمرو غرض بران نے عمرو اور چالاک کو اپنے ساتھ لیا اور بارگاہ مین آئی یہان افراسیاب کو ہوش آیا نہایت خفا اُٹھا اور باغبان قدرت کے مکان پر آیا اور اُس سے کہا کہ ای باغبان تو مجسے پھر گیا اُسنے بہت سا عذر کیا اُسنے نمانا اُسنے کہا کہ مجکو تیتی جور سے کچھ کام نہین ہی لیکن افراسیاب نے حکم دیا کہ بہت سے ساحرون نے گرفتار کیا اور افراسیاب اِسکو ایک جنگل مین لایا اور وہان اِسکو ایک درخت سے باندھ دیا اور ایک سمت روانہ ہوا یہان برق فرنگی جو مصور کی بارگاہ مین آکر کھڑا ہوا مصور نے صندوقچہ سحر کو کھولکر طومار جادو کو دیا اور کہا کہ خبرداری سے اِسکو لیجانا وہ اُسے لیکر واللہ اعلم کہان لیجانیکا قصد رکھتا تھا مگر پہلے اپنے مکان پر آیا پیچھے پیچھے اِسکے برق بھی ایک جادوگر کی صورت بنکر اِسکے مکان مین آیا اور کہا کہ بھائی مصور جادو نے کہا ہی کہ اِس صندوقچہ سے بہت خبردار رہنا اُسنے کہا بہت خوب باتون مین لگا کر بیضہ بیہوشی کا اِسکے منھ پر مارا کہ طومار بیہوش ہو کر گرا برق فرنگی نے طومار کا سر کاٹکر اُس صندوقچہ مین دیکھا تو تصویرین پائین اُن تصویرونکو

پھاڑ ڈالا اور آپ بھاگا یہان مصور کو خبر ہوئی اور جلد تر پاس برق فرنگی کے پہونچکر از راہ سحر پکڑ لیا ارادہ قتل کرنے کا کرتا تھا کہ افراسیاب اُسیوقت پہونچا اور اُسنے برق کا سر کاٹ کر طلسم کے کنگرے پر لٹکا دیا یہ خبر ایک جادوگر لیکر بران کی بارگاہ مین آیا اور اُس سے بیان کیا کہ افراسیاب نے برق فرنگی کا سر کاٹ ڈالا یہان ماتم برپا ہوا عمرو پچھاڑین کھا کر اپنے تئین ہلاک کرنے لگا اور بران نے کہا جو شدنی تھی وہ ہوئی مگر تم خاطر جمع رکھو مین عوض مین خون برق کے پل پر یزدان توڑونگی غرض مہرخ اور بہار کو رخصت کیا اور عمرو کو ایک جوڑی سحر کی دیکر کہا کہ اُسپر کا سحر اثر نہین کرتا آخر الامر عمرو سامنے طلسم کے آیا بران نے نقارہ کوچ کا کیا اور ہلال سحر افگن و طوفان قہر حشیم کو دو لاکھ ساحر سے روانہ کیا بعد اسکے غبار جادو انظار جادو مشتری سحر زلفین کاکل کشا مجمر الست ملکہ حسین زرین دست اجگر جادو سہیل اژدر سوار سہیل کج گردن ملکہ شعلہ شمشیر زن ملکہ کاکل ہوش سحر خرس پشیانی ظہیر دیو کیش گلفام جادو مرزان وزیر سبکو دس لاکھ ساحرون سے روانہ کیا اور آپ بھی سوار ہوئی اسکے ساتھ مجلس آرائے جادو محبوب جادو سلیمان عنبرین مو ملکہ اختر بن شہیال فیل زور شمشیر زن مہرخ سحر حشیم شکیل جادو برق جادو رعد جادو عقاب جادو عمرو چالاک ضرغام جانسوز ملکہ مہرخ کو ہراول لشکر کیا صبحدم ملکہ بران بارہ لاکھ ساحرون سے سامنے طلسم ہوش ربا کے آئی اُسطرف سے ملکہ حیرت جادو مع فوج اور لشکر کے سوار ہوئی اور مصور جادو بائین ہاتھ کو اہلیل جادو فیل جادو ملکہ شگوفہ سحر جادو آماس جادو قیماش جادو سرمایہ برف انداز ابریق کوہ شگاف ماہ جادو مہتاب جادو تیرہ لاکھ جادوگرون سے دست راست کو اور صنعت سحر ساز چار لاکھ ساحرون سے اب یہ فوجین ہین اور لشکر ہی کہ دریا ہی گرد و غبار فلک پر چھایا ہی روے آفتاب گندلا ہوگیا ہی گاو زمین کی کمر مین وہ کسک آئی ہی کہ اگر وہ شاخین بھی کھجوائے جب بھی یہ کسک نہ جائے مرکز دائرہ خاک مین لچک آجائے برادہ ریگ اُس مقام کا برادۂ آہن تھا طوطے اُسجگہ کے بندوق کے طوطے تھے وہ صبح کا وقت نسیم سحری کا فراٹا اسلحہ کی چقاچاق بلند ارض مع غبرا مین تزلزل غرض یہ لشکر مثل مور و ملخ کے میدان کارزار مین پہونچا اور برقین گرین صحرا کی جھاڑیان جھنڈیان میدان کی جلادین سقون نے چھڑکاو کیا کہ آبرو کو ابر نوبہار کی کھو دیا بادلہ نگار لنگیان کاندھون پر ڈالے ہاتھون مین

کنتھ مہندی تھپا ہوا ہزارے کا فوارہ مشکرنے کے دھانے پر چڑھا ہوا اُنھون نے میدان کو آبشار کیا
پھر نقیبون نے نکلکر نقابت کی گویون کے لڑکے اٹیٹی دستارین سرون پر باندھے اُنھون نے ہاتھ
کانون پر رکھکر فرقت دنیاے فانی زبان پر جاری کی نظم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش
آستین زن چراغ عقل پہ ہی
لالہ رو دل پہ لیگئے جب داغ
چشم نرگس جھکی ہی سوئے زمین

جسکو دیکھو وہ ہی پریشان وش
خاک جب ہوگئے قد رعنا
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ

اس چمن کی ہوائے بہمن و دی
تب ہوا سرو خوشنما پیدا
نرگسی چشم ہین جو دفن ہین

شعر
ای مردان بکوشید تا جامہ زنان نپوشید

روز جنگ ست جنگ باید کرد
کوشش نام و ننگ باید کرد

جب نقیب کڑکا کہکر کنارے ہوئے غرض بران آگے بڑھی اور سحر کیا تو آسمان سے دو لاکھ
تارے خود بخود لشکر حیرت پر گرے اُسکے بھی دو تین لاکھ ساحر واصل جہنم ہوئے پھر تو دونو
مین لڑائی سحر کی ہونے لگی یہ دونون لڑرہی تھین کہ افراسیاب بھی آکر پہونچا اور برابر اُسکے
عشاق جادو اُستاد بھی اُسکا آکر داخل ہوا افراسیاب نے اُسکو دیکھکر سلام کیا اور باتین
کرنے لگا بران نے جو دیکھا کہ افراسیاب اور عشاق آگیا تو اُسوقت ایک مچھلی کیصورت
بنکے اور پل پریزادان کے جوگری تو اُسکو توڑ ڈالا اور ملکہ خوبصورت کو قید سے رہا کرکے
اپنے تخت پر لے آئی اسمین پل جو اندر دریا کے ٹوٹ کر گرا تو پانی کو دریاے خون روان کے
تلاطم برپا ہوا اور بران گنبد سامری سے ایک حوض یاقوت کا لائی ہی چنانچہ ذکر اُسکا ہو چکا
ہی پس مچھلی کا بدن اسنے بدلا اور اُس حوض کے اندر گری اور مع اُس حوض کے بلند ہوئی
اب وہ حوض چکر کھاتا ہوا قریب دریاے خون روان کے پہونچا اور اُس حوض مین سے
بران کہ مچھلی بنی ہوئی ہی تڑپکر پل کے اوپر گری پس پل کے اوپر گرکر دریا مین ڈوبی ہان
جو دیکھا تو نہنگ جادو اور صدف جادو اور سرطان و سنگ پشت جادو وغیرہ سے
وہ مقام تمام مملو ہی اور باغات و عمارات اُس مقام پر ہین کہ جسمین وہ ساحر رہتے ہین پس وہ
ساحر سب اُٹھکر اُس سے لڑنے لگے اور ہزارہا مچھلیان اُسکے جسم مین لپٹ گئین اور آواز
رعد آسا مہیب پیدا ہوئی لیکن وہ پل کہ دھنوین کا تھا اور سحر کا بنا تھا باطل ہوگیا اور دریا

خون روان خشک ہوگیا خاک اُڑنے لگی اور بران کے جسم مین مچھلیان ایسی لپٹین کہ بیہوش ہوگئی اُسوقت عشاق نے ایک سحر ایسا کیا کہ سر اسکا جدا ہوگیا لوگ رونے پیٹنے لگے نعش تو اُسکی اُٹھا لائے اور ماتم تازہ برپا ہوا لیکن ملکہ خوبصورت جادو جو قید تھی اُسکو بران لینے آئی تھی اور وہان پل جو ٹوٹ کر گرا تو چار لاکھ ساحر افراسیاب کے وہان کھڑے تھے مچھلیان جو اُڑین تو اُنکے سینون کو توڑ گئین چار لاکھ ساحر مارے گئے اور فوج جو حیرت کے ساتھ آئی تھی وہ لشکر مہرخ سے لڑنے لگی آپس مین جنگ مغلوبہ ہوئی اشعار

از آواز اسپان و گرد سپاه	بشد روشنائی ز خورشید و ماه	ز گرد سیه روز روشن نماند
ز تیره هوا جز بجوشن نماند	ستاره سنان بود و خورشید تیغ	از آهن زمین بود در گرد میغ
بنر قید ز آواے گردان زمین	ز گرز و سنان آسمان آهنین	ز تنگ تبیره ز سنگ اندرون
بدرید دل در شب تیره گون	سپه را سوے میمنه کوه بود	ز جنگ دلیران پراندوه بود
سوے میسره رود آبے روان	جهان در خور اند که تن را روان	همین دون پیاده پس تیرو آ
ابا جوشن و تیر آهن گذار	پیاده که بد در خور کارزار	به فرمود تا پیش روے سوار
صفے بر کشیدند نیزه وران	سپردار با باد پایان سران	کمانها فگنده به بازو درون
همین از جگر سان بجوشید خون	پس پشت ایشان سواران جنگ	کز آتش به خنجر ببرند رنگ
پس پشت شان ژنده پیلان چو کوه	زمین از پے پیل گشته ستوه	

فوج حیرت نے گھونگھٹ کھایا اور بھاگی افراسیاب کو کمال صدمہ ہوا اور چاہا کہ سحر کرون اسمین عشاق جادو نے کچھ سحر ایسا کیا کہ زمین و آسمان دفعتہً سبز ہوگیا اور جو ساحر جس مقام پر کھڑا تھا وہ بیہوش ہوگیا غرض بعد تھوڑی دیر کے روشنی جو ہوئی تو مین کیا حال اُسکا بیان کرون سبنے دیکھا کہ ملکہ بران کی نعش پڑی ہے اوپر تخت کے اور مطلق دم نہین ہے پھر تو عمرو وغیرہ سب رونے لگے اور گریبان چاک کر ڈالے ایک کہرام برپا ہوا آخر کو ناچار ہوکر دیکھا کہ اب کوئی تدبیر بن نہین آتی ہے سواے صبر کے چارہ کیا ہے بران کی نعش کو لیے ہوئے با دیدۂ گریان و سینۂ بریان اندر بارگاہ کے گئے اور بیچ بارگاہ مین نعش کو رکھکے سب گرد نعش کے حلقہ زن ہوئے اور عشاق نے جس مقام پر کہ لڑائی ہو رہی تھی وہین خیمے برپا کیے اور فوج کو جا کے آپ اندر خیمے کے بیٹھکر افراسیاب سے باتین کرنے لگا مگر باغبان کو خوب دیکھا

دیکھا

تو پوچھا اُسنے افراسیاب سے کہ باغبان آج نظر نہین آتا ہی وہ کہان ہی افراسیاب نے کہا کہ وہ
مجھسے برگشتہ ہوگیا ہی مین نے اُسکو واسطے چشم نمائی کے اندر ایک صحرا کے جاکر درخت مین لٹکا دیا ہی
عشاق نے حال باغبان سنکر نیلم جادو کو حکم کیا کہ جاکر باغبان کو تو جلد رہا کر کے پاس ہمارے
لے آ نیلم جادو بموجب اسکے حکم کے اُسوقت راہی ہوگیا اور حال سنو باغبان کا کہ اُسکو گلچین نے
جاکر رہا کیا اور کھڑے ہوکر سمجھانے لگی وہ تو سمجھا رہی تھی کہ نیلم جادو بھی جاکر پہونچا اور دیکھا کہ باغبان
تو چھوٹا ہوا ہی اور گلچین بھی موجود ہی لیس اسکو خوف معلوم ہوا اسنے پیچھے سے جاکر دونون کو بزور سحر
پکڑ لیا اور لیکر طرف افراسیاب کے پلٹا قضاءکار اُدھر سے چالاک چلا آتا تھا اُسنے جو دیکھا کہ باغبان
و گلچین کو ایک ساحر پکڑے ہوئے لیے جاتا ہی تو یہ حیرت کی صورت بنکر پاس نیلم جادو کے آیا اور اُسکو
قتل کیا باغبان و گلچین کو یہ کہکر چھوڑ دیا کہ اس احسان کو ہمارے فراموش نکرنا وہ دونون
تو راہی ہوگئے اور دوسری روایت مین یہ بھی لکھا ہوا ہی کہ چالاک اپنے ساتھ لیے ہوئے دونون کو
پاس عمرو کے چلا آیا ان دونون نے عمرو سے ملاقات کی اور بران کی نعش کو دیکھکر افسوس کیا
اور کہا کہ خواجہ اب ہم بھی تمھارے پاس چلے آئینگے یہ کہکر بیٹھے تھے کہ جمشید بن کوکب بھی آکر ٹھہرا
حال بران کا سنکر نہایت متحیر ہوا اتنے مین معمار قدرت نے آکر جمشید کو نذر دی اور عرض کیا
کہ ایک تالاب گرداب غلام نے بنایا ہی تو اسمین تابوت بران کا چلکر رکھدیجیے کہ وہان سے
افراسیاب کی بھی مجال نہین ہی جو اُسکو لے جاسکے کسواسطے کہ یہ کشتۂ سحر ہی ضرور زندہ ہوگی القصہ
سب نے معمار کی راے کو پسند کیا اور بموجب اُسکے کہنے کے بران کو اندر تابوت کے رکھکر
اندر طلسم کوکب کے لیگئے اور اُس تالاب مین رکھکر پھر آئے اور آکر اپنی بارگاہ مین بیٹھے وہان
افراسیاب کو جو خبر ہوئی کہ نیلم جادو مارا گیا اور باغبان و گلچین دونون پاس عمرو کے بیٹھے
ہوئے خوش اور خرم باتین کر رہے ہین یہ سنکر نہایت برہم ہوا اور صرصر سے کہا کہ آجتک تونے
کوئی عیاری نہین کی اور اُنکے عیارون نے ہزارون مرتبہ ہم سب کو ذلیل کیا صرصر کو جو
غیرت معلوم ہوئی تو یہ وہان سے چل نکلی اور نسترن لونڈی گلچین کی بہن کی تھی اُسکی صورت
بنکر اندر بارگاہ جمشید کے آئی اور آکر گلچین کو اشارے سے بلایا اور کہا کہ جہان سب لونڈیان
حضور کی ہین وہان مین بھی آپکی خدمت گزاری کو حاضر ہون اگر آپکا دل چاہے تو آپ میرے

ساتھ چلین اور اپنی سب لونڈیون کو بھی لے آئین کہ وہ سب افراسیاب کے خوف سے ایک
درۂ کوہ مین پوشیدہ بیٹھی ہوئی ہین گلچین کو یقین ہوا اور ساتھ اُسکے ہوئی اُسنے اندر درۂ کوہ
کے لیجا کر اُسکو بیہوش کیا اور باندھ پشتارہ روبرو حیرت کے لیگئی اور کہا کہ لیجیے گلچین تو حاضر ہے وہ
دیکھکر نہایت خوش ہوئی اور گلچین کو سامنے ایک ستون تھا اُسمین باندھکر کھڑا کر دیا اس حال کی
خبر باغبان وضرغام کو جو ہوئی تو وہ دونون آگے پیچھے بیقرار ہوکر واسطے رہائی گلچین کے اُٹھکر دوڑے
مگر پہلے ضرغام مکان مین حیرت کے آکر داخل ہوا اور چاہا کہ کوئی عیاری کرون صرصر بھی موجود تھی
اُسنے اُسکو پہچان لیا اور حیرت سے اشارے مین کہدیا اُسنے بزور سحر اِسکو بھی گرفتار کیا اتنے مین
باغبان بھی آکر پہونچا اور دیکھا کہ گلچین وضرغام دونون گرفتار بلا ہین بس اُسکو تاب باقی نرہی
اُسنے گلدستہ سحر کو بیچ بارگاہ کے پھینکدیا اُسکی جو خوشبو پھیلی اور سب ساحرونکی ناک مین پہونچی تو
وہ از خود رفتہ ہوکر عالم نشہ مین جھومنے لگے باغبان نے آکر ضرغام اور گلچین کو رہا کیا اور لیکر
چل نکلا مگر حیرت کو غفلت کچھ کم تھی اُسنے جو دیکھا کہ باغبان ضرغام اور گلچین کو لیے جاتا ہے
تو وہ پیچھے اُسکے دوڑی جب تو ناچار ہوکر یہ بھی پلٹ پڑا اور دونون مین لڑائی سحر کی ہونے لگی
حیرت سحر مین باغبان سے بہت زبردست تھی اِسوجہ سے باغبان عاجز ہو چکا تھا کہ صرصر آکر
موجود ہوئی اور اُسنے کہا کہ اے ملکہ آپ کاہیکو ساتھ اسکے مقابلہ کرتی ہین مین اسکو گرفتار کیے لیتی ہون
آپ ہٹ جایئن حیرت صرصر کو سمجھکر جدا ہوگئی اور اُسنے بیضہ بیہوشی نکالکر دکھلایا تو باغبان کو
اور مارا حیرت کے ناک پر دماغ مین جو بو اُسکی گئی چھینک آئی اور تڑاق سے زمین پر گر کر بیہوش ہوگئی
اُسوقت صرصر نے نعرہ مارا کہ منم چالاک بن عمرو صرصر کہان رہتی ہے باغبان اب آپ چلیے
یہ کہکر تینون کو ہمراہ اپنے بارگاہ جمشید مین لے آیا باغبان نے تعریف چالاک کی سب سے
کی اور آکر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا اُدھر حیرت کو ہوش جو آگیا تو وہ ذلیل ہوکر اپنی بارگاہ مین چلی گئی
مگر اس حال کو بیان نہ کیا اسمین عشاق تو رخصت ہوکر اوپر گنبد سامری کے چلا گیا کہ وہ وہین
رہتا تھا اور افراسیاب کو جو غصہ آیا تو یہ لوٹکر اندر زمین کے اس ارادے سے سما گیا کہ چلکر طلسم
کوکب کو توڑے بیان حیرت فقط تنہا بارگاہ مین حیران اور پریشان بیٹھی تھی کہ ہرکارون نے آکر
عرض کیا کہ شیشتور بن تمیز بھتیجا خداوند ساحران کا آتا ہے حیرت نے سنکر جلدی جلدی بارگاہ کو

آراستہ کروادیا کوئی دو گھڑی نہین گذری تھی کہ سواری اُس کافر کی آپہونچی اور وہ اژدر سحر کے
اوپر سے اُتر کر اندر بارگاہ کے آیا اور حیرت کو سلام کرکے دنگل پر بیٹھ گیا اور پریشان حال ہوا لوگون
نے تمام حال پُل کے توڑنے کا اور اپنا تیونکی شکست ہونے کا روبرو اُسکے بیان کیا وہ سنکر بہت برہم ہوا
اور اُسیوقت آمادہ جنگ ہوگیا ہر چند حیرت نے کہا کہ آج تامل کرو شراب کباب اور کھانا قدرے نوش
کرلو اگر یہی ارادہ تمھارا ہی تو کل سمجھ لینا مگر اُسنے نمانا اور کہا کہ مین جمشید کا سر جبتک نہ کاٹ لونگا مرے
اوپر دانہ پانی حرام ہی یہ کہکر اژدر سحر پر پھر سوار ہوا اور تمام فوج کو اپنے ہمراہ لیکر طرف جمشید کے چل نکلا عیارون
نے دوڑکر اُسکو بھی اطلاع دی وہ بھی معاً سوار ہوکر مع اپنی فوج بیقیاس کے نکلکر سامنے اُسکے آیا اور
آکر صف بستہ ہوا اُسنے جمشید کو دیکھکر افراس جادو نامے ایک ساحر تھا اُسکو اشارہ کیا اُسنے نکلکر نعرہ
دی جمشید کیطرف برق لامع نے آکر ایک چشم زدن مین مار لیا بعد اُسکے زردہم جادو منقوش جادو
وغیرہ چند ساحر اُنکے لشکر سے باری باری نکلے اور سامنا برق لامع کا کیا اسنے اُن سبکو آتش سحر سے
جلاکر خاک کردیا جب تو شتیور بدحواس ہوگیا اور خود جھلا کے میدان مین آیا جمشید نے اُسکو
دیکھکر برق لامع کو بلایا اور آپ اُسکے مقابلہ کو آیا اب ان دونون مین سحر چلنے لگے مگر کوئی ظفریاب
نہوا برکوئی پہر بھر سے لڑائی سحر کی رہی القصہ شتیور کو جب یہ ثابت ہوچکا کہ اب مین جمشید سے
سر بر کسیطرح سے نہوسکونگا اور یہ مقرر مجکو گرفتار کریگا تو اُسوقت اسنے خاک جمشیدی کو نکالکر اوپر
جمشید کے ماری اور تھوڑی سی فوج کے اوپر مٹی بھی پھینکدی اُسکی تاثیر سے جمشید اور اُسکے سب ساحر
بیہوش ہوکر رہگئے شتیور نے جمشید کو بفراغت تمام باندھ لیا اور بارگاہ حیرت مین پکڑکر اسی حالت سے
لے آیا اور وہان فوج کو جمشید کی بعد تھوڑی دیر کے ہوش جو آیا اور جمشید کو ندیکھا تو نہایت حیران
ہوئی آخر کو معلوم ہوا کہ شتیور پکڑکر لے گیا ہی پس سبکو ندامت حاصل ہوئی اور ہر ایک مرنے پر مستعد
ہوکر واسطے رہائی جمشید کے چل کھڑا ہوا یہ ماجرا دیکھکر چالاک نے سبکو روکا اور کہا کہ تم ٹھہر جاؤ مین جاکر
جمشید کو اکیلا لے آتا ہون وہ سب تو اُسکے کہنے سے ٹھہر گئے اور یہ یکہ و تنہا بصورت مبدل بارگاہ
حیرت مین آیا یہان صرصر بھی کھڑی تھی اُسنے اسکو بنظر اول پہچان کے منع کیا جب تکرکے نکل گیا
اور پھر صورت بدلکر آیا اُسنے پھر پہچان لیا یہ پھر چلا گیا غرض تین مرتبہ چالاک جرأت کرکے آیا صرصر نے پہچان لیا وقت
ضرغام شیر دل بھی کھڑا تھا اُسنے یہ حال دیکھکر اپنی صورت صبا رفتار کی بنائی اور صرصر کو الگ

لیجا کر کسی حیلے سے بیہوش کیا اور لیجا کر ایک صحرا مین باندھکر ڈالدیا اور آپ پھر کر پاس چالاک کے آیا اور کہا کہ اب تم بفراغت تمام عیاری کرو مین صرصر کو باندھ آیا ہون اس حال کو سنکر چالاک تو ایک باغبان کیصورت بنکر اندر بارگاہ حیرت کے پہونچا اور صبا رفتار واسطے بالا دیکھنے نکلی ہوئی تھی یہ پھرتی ہوئی اُسطرف کو پہونچی کہ جہان صرصر بندھی ہوئی تھی بس اُسنے دیکھکر اُسکو کھولدیا اور ہمراہ اپنے لیے ہوئے اندر بارگاہ کے چلی آئی یہان آکر صرصر نے چالاک کو جو دیکھا کہ سامنے حیرت کے کھڑا ہوا ہے تو یہ بھی برابر چالاک کے کھڑی ہوئی اور چپکے سے کہا کہ اے چالاک تو جان بیچکر آیا تو اس مقام پر واسطے رہائی جمشید کے مگر تو اُسکو کیونکر رہا کر سکے گا کس واسطے کہ اُسکے تو گرد قنات فولادی کھنچی ہوئی ہے اُسکے اندر وہ قید ہے چالاک نے کہا کہ ہم تو اُسکو رہا کر لیوینگے تم دیکھا کرو اور ساتھ منصفی کے ہم لوگونکی عیاری کی داد دو اس کلمے کو سنکر صرصر نے ارادہ کیا تھا کہ چلکر شیتور سے چالاک کو گرفتار کرا دون کہ دفعۃً وہ قنات فولادی خودبخود گری اور اندر زمین کے غرق ہوگئی اس حال کو دیکھکر سب ساحر مع شیتور کے اُٹھکر دوڑے تو دیکھا کہ اُس مقام پر ایک غار عظیم الشان ہوگیا ہے اور وہ صندوق نہین ہے کہ جسمین جمشید کو قید کر کے رکھا تھا اور نہ پتا دیوار کا ہے سبکو نہایت تعجب ہوا اور وجہ صندوق کے غائب ہونے کی یہ ہے کہ مہتر قران نقب کی راہ سے صندوق کو لیگئے اور دیوار اندر نقب کے جا رہی چالاک نے جو یہ رنگ دیکھا تو وہ بھی نکلکر چلا گیا اور سمجھا کہ قران جمشید کو لیگئے القصہ شیتور وغیرہ سب ساحر ناچار ہوکر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور قران نے اُس صندوق کو اندر ایک درّہ کوہ کے لیجا کر دیکھا اور جمشید کو باہر صندوق کے نکالکر ارادہ ہوشیار کرنیکا کیا تھا کہ اکبارگی ایک نہنگ پیدا ہوا اور اُٹھاکر جمشید کو لیگیا قران کو کمال صدمہ ہوا اور حال سُنیے نہنگ کا کہ وہ نہنگ جادو تھا اسی مقام کا رہنے والا اور حال اُسکو جمشید کا معلوم تھا وہ دیکھکر لیگیا غرض نہنگ تو جمشید کو عالم بیہوشی مین لیے ہوئے چلا جاتا تھا اور اُدھر سے چالاک بھی چلا آتا تھا اثنائے راہ مین دیکھا اُسنے کہ ایک ساحر جمشید کو لیے جاتا ہے بس دیکھکر ایک ساحر کیصورت بنگیا اور پاس نہنگ کے جا کر پہونچا کہ کیون بھائی آج تم کسکو لیے جاتے ہو اُسنے ساحر سمجھ کے کہدیا کہ جمشید بن کوکب کو لیے جاتا ہون یہ کہکر چل نکلا چالاک نے پیچھے سے جا کر حلقہ ہائے کمند مار کے اُسکو دھر کھینچا اور جلدی سے سر اُسکا کاٹ ڈالا اُسمین جمشید کو ہوش آگیا وہ اپنے تئین دیکھکر متحیر ہوا چالاک نے سب حال قران کا اور اپنا روبرو جمشید کے بیان کیا اور باتین کرتا ہوا آگے بڑھا تھا کہ افراسیاب آ پہونچا اور جمشید کو دیکھکر اُسنے ناریل سحر کا مارا چالاک

تو جست کرکے اُڑ گیا اور جمشید نے ایک نشتر اپنے ماتھے پر مار کے ایک بوند لہو کی نکالکر اُس ناریل کے اوپر ملی ساتھ ہی مارنے کے وہ ناریل پھٹا اور اُسمین سے ایک گولہ فولاد کا نکلکر افراسیاب کی چھاتی پر لگا کہ تمام بدن اُسکا ہل گیا اُسنے بھی خفا ہو کر ایک چٹکی خاک جمشیدی کی اور جمشید کے ماری کہ اُسکی تاثیر سے یہ پھر بیہوش ہو گیا افراسیاب نے پکڑ لیا اور لیکر چل نکلا چالاک نے یہ رنگ دیکھکر اپنی صورت حیرت جادو کی ایسی بنائی اور سامنے افراسیاب کے آکر پہونچا کہ آپ کہان تشریف لیگئے تھے اور اب کدھر کو جایئے گا اِسنے کہا کہ مین طلسم کو کب کے توڑنے کو گیا تھا مگر وہان جاکر جو دیکھا تو طلسم نہایت مضبوط ہی بڑے تردد سے ٹوٹے گا اِسوجہ سے پھر کر چلا آیا اثناء راہ مین جمشید کو جاتے ہوے دیکھا تو اُسکو پکڑ لیا ہی اب تمھارے ساتھ مین چلتا ہون القصہ چالاک نے باتو نمین لگا کر حباب بیہوشی کو اُسکے منھ پر مارا کہ وہ تو بیہوش ہو گیا اور چالاک جمشید کو اُٹھا کر اُسکی بارگاہ مین لیگیا سب ساحر جمشید کے نہایت خوش ہوئے اور تعریف چالاک کی کرنے لگے مگر ہر چند چاہا کہ جمشید کو ہوش مین لاوین وہ کسی طرح سے ہوشیار نہوا اور وہان افراسیاب کی جو آنکھ کھلی تو نہایت متحیر ہوا آخر کو ناچار ہو کر بارگاہ حیرت مین پہونچا اور سب حال بیان کیا حیرت کو سنکر تو حیرت ہوئی اسمین چار سو ساحر نیان سرج جوڑے پہنے ہوئے آئین اور آکر اُس کافر کو مجرا کیا یہ سب اُسکی خواصین تھین بعد اِسکے شیتو نے بھی آکر سلام کیا اِسنے گلے سے لگایا اور پیار کرکے پاس اپنے بٹھا لیا شیتو بدمزاج تو حد سے زیادہ ہی اور بیٹا بھی افراسیاب کے بڑے بھائی کا ہی اِسنے بیٹھکر افراسیاب سے کہا کہ کیون ای چچا جان آپنے اتنی سی لڑائی کو اسقدر طول کیا سمجھکے دیا ہی اور ان عیارونکو بھی آپنے اِسقدر طرح دیکے سر چڑھایا ہی کہ وہ اپنے نزدیک فرعون بے سامان ہو گئے بھلا اُنکا برباد کر دینا کوئی بڑا کام تھا جو آپنے اُنکو بھی چھوڑ دیا افراسیاب نے کہا کہ ای فرزند تم ابھی عیارون سے آگاہ نہین ہو وہ بڑے زبردست اور شورہ پشت ہین کیا مجال کسی ساحر کی جو اُنکو گرفتار کر سکے وہ اپنے نزدیک کیا کسی کی اصل جانتے ہین جہان جسکو تاکا اُنھون نے وہان بس فوراً اُسکو مار ہی ڈالتے ہین اسمین کیسا ہی ساحر زبردست ہوئے شیتو نے سنکر کہا کہ آپکو اُنکا ڈر غالب ہو گیا ہی اسوجہ سے آپ جو چاہین فرمائین مین آپکو جھوٹا نہین کر سکتا ہون مگر اتنا تو البتہ کہتا ہون کہ اگر فرمایئے تو مین ادنی سحر سے جس عیار کو کہیے پکڑ لاؤن یہ گفتگو شیتو کر رہا تھا کہ حیرت نے جھلا کے کہا کہ بھلا چالاک کو پکڑ تو لاؤ دیکھین تو سہی کہ کیسے تم ساحر زبردست ہو شیتو

شیتور نے فوراً تھوڑی سی آگ منگوا کے اُسکے اوپر کچھ پڑھکے گوگل کو جو ڈالدیا تو وہ جل گیا اور اسمین سے دھوان پیدا ہوا بعد تھوڑی دیر کے وہ دھوان مجسم ہوکے صورت پتلہ کی ہوگیا اور ایک طوق و زنجیر ہاتھ مین لیے ہوئے سامنے شیتور کے آکر کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ کیا حکم ہو اُسنے کہا کہ جلد جاؤ جس مقام پر کہ چالاک ہو اُسکو پکڑ کر ہمارے پاس لے آؤ وہ پتلہ اکبارگی چل نکلا اور تلاش کرتا ہوا چالاک کو اندر بارگاہ جمشید کے پہونچا وہان چالاک جمشید کو لیکر جو آیا تھا تو وہ بیہوش تھا اُسکے ہوشیار کرنے کی فکر مین سر پر اُسکے کھڑا تھا یہ پتلہ جو اُسکی طرف کو چلا تو سب ساحرون نے دیکھکر پتلہ کو نارنج ترنج گولہ فولادی مارے اور وہ سب پڑے اُسکے اوپر مگر وہ اُنکے ضرب سے اُسوقت تو پھٹ گیا اُسکے قریب چالاک کے پہونچا اور اُس طوق کو گردن مین ڈالکے کھینچتا ہوا لے چلا اور شیتور کے پاس لایا وہ دیکھکر چالاک کو نہایت خوش ہوا اور اُس پتلہ سے لیکر چالاک کو سامنے اپنے بٹھایا اور چاہا کہ قتل کرون چالاک تو بدحواس ہوکر مصروف دعا ہوا اور شیتور نے کہا کہ کیون چالاک اب بتا کہ مین تیرا کیا درجہ کرون ارے تجکو اپنی جان کا بھی کچھ خوف نہ تھا کہ جو تو نے آکر ہم لوگون سے سامنا کیا ہی اُسنے کہا کہ کیا مجال ہی کسی ساحر کی جو ہمکو قتل کر سکے بلکہ جو ہمکو بلاتا ہی وہ گویا اپنی قضا بلاتا ہی ہم جہان آگئے اور وہ مارا گیا چالاک شیتور سے دوبدو گفتگو کر رہا ہی اور حال سُنیے قران کا کہ وہ پیچھے چالاک کے گئے ہوئے تھے اور دل سے فکر رہائی کی کرتے چلے آتے تھے قضا کار حسب اتفاق عجیب جادو نامے ایک ساحر ہی اُسنے ناوک جادو کے ہاتھ عرضی شیتور کو روانہ کی تھی وہ بھی عرضی کو لیے ہوئے چلا آتا تھا قران نے جو اُسکو دیکھا تو چاہا کہ اُسکو کسی تدبیر سے قتل کرو اور پھر اسکی صورت بنکر پاس شیتور کے چلو لیکن لاکھ لاکھ تدبیرین کین وہ ساحر گھات پر نہ آیا آخر کو ناچار ہوکر قران بھی ساتھ اُسکے اندر بارگاہ کے آیا تو دیکھا کہ سامنے شیتور کے چالاک مایوس بیٹھا ہوا ہی قران بھی بصورت ساحر بنے ہوئے کھڑے دکھائی دئے اسمین ناوک جادو نے سلام جو کیا تو افراسیاب اور حیرت کو شبہہ عیار کا گذرا اور سمجھے کہ اکثر عیار بصورت مبدل آتے ہین اور اپنے طرفدار کو رہا کرکے صاف لیجاتے ہین کیا عجب ہی کہ یہ بھی کوئی عیار ہو کے اور چالاک کیواسطے آیا ہو یہ تصور کرکے شیتور سے کہا کہ خبردار اس ساحر کو قریب اپنے نہ بلانا یہ مقرر کوئی عیار ہی شیتور نے بموجب اُنکے کہنے کے ایک نارنج سحر کا اوپر ناوک کے مارا وہ تو حقیقت مین ساحر تھا

اسنے اسکو رد کرکے گولہ فولاد کا اوپر شیتور کے مارا وہ زمین پر گرکے پھٹا اور کئی ساحر مارے گئے عجب
تو گبھرا کے سب ساحر اُٹھ کھڑے ہوئے اور چہار طرف سے ناوک کو گھیر لیا قران نے جو دیکھا کہ بھیڑ
ہوگئی تو انکو فرصت ملی انھون نے جلدی سے چالاک کو اُٹھا لیا اور لیکر بھاگے کسی نے خیال بھی نکیا
قران نے بارگاہ جمشید مین لاکر چالاک کو چھوڑ دیا چالاک نے دیکھا کہ جمشید اُسیطرح سے بیہوش پڑا ہی
یہ پھر جاکر برابر اُسکے کھڑا ہوا تھا کہ دو پنجے پیدا ہوئے اور آواز تڑاقے کی آئی اور تاریکی ہوگئی اُسی تاریکی
مین دونون پنجون نے جمشید اور چالاک کو اُٹھا لیا اور لیکر بروے ہوا چلے گئے اب انکو تو اُدھر جانے دو
اور دو کلمے داستان شیتور کے سنو کہ اُسنے جو ناوک جادو کو پہچانا تو اُسکی خاطر داری کی اور حال
اپنے لشکر کا بیان کرکے اُسکو بٹھلایا مگر چالاک کو جو ندیکھا تو کمال حیران ہوکر افراسیاب سے پوچھا
کہ چالاک کو کون لیگیا اُسنے کہا کہ مین تو تم سے پہلے ہی حال عیارونکا بیان کرچکا ہون انھین
مین سے کوئی عیار آیا ہوگا اُس کو لیگیا اِسکو مین کیا کرون شیتور یہ سنکر برہم ہوا اور کہنے لگا
کہ ای چچا جان اب جبتک کہ مین جمشید کا سر نہ کاٹ لونگا تب تک آب و دانہ سب میرے اوپر حرام
ہی ہر چند افراسیاب نے سمجھایا اور منع کیا لیکن اُسنے نمانا اور طبل جنگ بجوا دیا یہ ماجرا دیکھکر
افراسیاب تو اندر طلسم کے چلا گیا اور شیتور نقارہ کوچ کا بجوا کے سوار ہوا اور تمام اپنی فوج کو ہمراہ
لیکر اوپر لشکر جمشید کے چڑھ آیا یہان تو سب غافل تھے اُسکو دیکھکر فوراً ہوشیار ہوگئے اور تیار
ہوکر آمادہ رزم و پیکار ہوئے یہ خبر ملکہ مہرخ اور ملکہ اختر بنت سہیلان فیل زور کو ہوئی وہ بھی
سب تیار ہوگئین اور آکر شریک فوج جمشید کی ہوئین اُدھر سے ایوان جادو نے آکر مبارز طلبی
کی ادھر سے وہم جادو نے اُسکا سامنا کیا بعد سحر آزمائی کے وہم مارا گیا بعد اِسکے بہار جادو
نے بڑھکر ایک ہی ترنج سحر کا اوپر ایوان کے مارا کہ وہ اُسکے مُنھ کو توڑ کر پشت کے پار نکل گیا ایوان
جادو کو بہار جادو نے مار لیا حیرت جادو نے اپنی بہن کو جو دیکھا تو جھلا کے خود مقابلے کو نکلی
اور آتے کے ساتھ ہی ایک نارنج اوپر بہار کے مارا اِسنے نارنج کو آتے دیکھکر کچھ اسم رد سحر کا پڑھکر انگلی کو
جو اپنی اُٹھایا تو وہ نارنج بیچ مین سے پھٹ کر دو ٹکڑے ہوگیا بعد اُسکے بہار جادو نے ایک ناریل کو
اپنے ہاتھ مین لیکر توڑ ڈالا اُسمین سے پھول اوپر زمین کے جو گرے تو حیرت جادو کو نشہ معلوم ہوا
اور جھومنے لگی اب جو حیرت نے دیکھا کہ مین اِسکے سحر سے بیہوش ہوجاؤنگی اور سر برہنہ ہونے کی

تو بدحواس ہوکر دستک دی ساتھ ہی دستک دینے کے دو نیچے پیدا ہوئے اور حیرت کو بر دے آسمان لیگئے یہ ماجرا دیکھکر شیتور کے یہ خیال مین گذرا کہ ایک سے ایک ساحر کہان تک لڑے گا اسکو تو عمر بھر چاہیے اور فیصلہ لڑائی کا نہین ہوگا یہ تصور کرکے مرکب سحر کو اپنے اُڑایا اور اپنی فوج اور حیرت کی فوج کو بھی اشارہ کیا کہ تم بھی آؤ چنانچہ سات لاکھ فوج نے اس کا ساتھ دیا یہ ادہر فوج جمشید کے جا پڑا ادہر نیچے سحر کے چلنے لگے اور برف اور آتشباری ہونے لگی اُسوقت آسمان شرر ریز تھا اور زمین آفت خیز معلوم ہوتی تھی گولے فولادی بھی چل رہے تھے اور ہوائیان سحر کی بھی اُڑ رہی تھین گچھے سوئیون کے بڑ رہے تھے کسیکی کسیکو خبر نہ تھی دھڑ پر دھڑ لاش پر لاش گر رہی تھی اسمین اگر کوئی ارادہ بھاگنے کا کرتا تھا تو سوائے کوچہ فنا کے راہ جانے کو نہ ملتی تھی تلوار کیا تھی کہ شمع تھی پروانہ جان نثار ہوتے تھے دلال اجل در کار ملک الموت ایک کی روح قبض نکرنے پاتا تھا کہ دس مرکر گرتے تھے اشعار

همه تیغ و ساعد ز خون گشته لال	خروشان شده خاک در زیر نعل	ز نیزه ز پیکان هوا تیره گشت
همین آفتاب اندر ان خیره گشت	خروش سواران و اسپان بد بشت	ز بهرام و کیوان همین برگذشت
کفن شد کنون مغفر و جوشنش	ز خاک افسر و گور پیراهنش	

یہ رنگ لڑائی کا ہو رہا تھا اب انکو تو اس حال مین رہنے دو لیکن حال جمشید اور چالاک کا سنو کہ ان دونون کو پنجے جو لگے تھے تو وہ کوکب روشنضمیر کے بھیجے ہوئے تھے اُنھون نے ایک آن واحد مین لیجا کر ان دونون کو زمین پر فضا مین اُتار دیا جمشید تو مطلق بیہوش تھا مگر چالاک نے آنکھ کھولکر جو دیکھا تو مکان عالیشان اور جلسے پُرفضا پر اپنے تئین پایا اور دیکھا کہ تمام گھاس اُس زمین کی سنہری برنگ طلا ہی اور پتے تمام درختون کے مثل کندن خالص کے نظر آتے ہین ہوا سرد چل رہی ہی دلکو تقویت اور روح کو تازگی دیتی ہی چالاک بنظر غور اُس میدان کی کیفیت کو دیکھ رہا تھا کہ یکایک زمین دہان کی ترقی اور اُسمین سے ایک عورت ماہ طلعت ایک پھول کسی شی کا اپنے ہاتھ مین لیے نکلی اور اُسنے قریب جمشید آکر ناک سے جمشید کی ملایا اُسکی بو جو دماغ مین پہنچی جمشید گھبرا کر اُٹھ بیٹھا اور ہوشیار ہوگیا اُس عورت نے سلام تو اُسکو کیا مگر غائب ہوگئی یہ ماجرا دیکھکر چالاک نے پوچھا کہ یہ مکان کسکا ہی جمشید نے کہا کہ بھائی چالاک تم اندیشہ کسی امر کا

نکر دیہ مکان ہمارا ہی چالاک کچھ اور پوچھا چاہتا تھا کہ سامنے سے پانچ سو عورتین زمرد پوش اُس میدان طلائی مین آتی ہوئی دکھائی دین اور پیچھے اُنکے ایک تخت زمردین کہ ایکڈال زمرد کا تھا کوکب کو دکھا کہ وہ سوار چلا آتا ہی غرض وہ تخت بہت قریب آگیا جمشید نے اُٹھکر سلام کیا کوکب نے کہا کہ برخوردار چالاک نے بھی ارادہ سلام کرنیکا کیا تھا کہ اکبارگی ہوا ایسی چلی کہ اسکی نظرونکے تلے تیرگی معلوم ہوئی یہ ٹھہر گیا بعد اُسکے روشنی جو ظاہر ہوئی تو دیکھا چالاک نے کہ وہ عورتین ہین نہ کوکب ہی نہ کچھ سامان سواری کا ہی جب تو یہ اور زیادہ حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا تھا یہ تو اس فکر مین تھا کہ دہنی طرف سے اڑھائی سو عورتین لباس یاقوت کا پہنے ہوئے اور ایک تخت یاقوت کا ہمراہ اپنے لیے نمودار ہوئین اور آکر سامنے جمشید کے ہاتھ باندھکر سب نے مجرا کیا کہ آپکو آپکے والد بزرگوار نے طلب کیا ہی جلد تشریف لے چلیے جمشید ساتھ ہی سننے کے اُٹھ کھڑا ہوا اور اوپر تخت کے سوار ہوکر چالاک کو بھی برابر اپنے بٹھالیا اوپر تخت کے پھر تو اُن عورتون نے تخت کو اُٹھالیا اور لیکر چلین جبکہ اُس میدان کو طے کر چکین تو دیکھا چالاک نے کہ ایک دیوار آئینہ کی سامنے کھنچی ہوئی ہی اور اسمین دروازہ بلور کا لگا ہی وہ عورتین تخت جمشید کو دروازہ کے اندر لیکر داخل ہوئین وہان جاکر چالاک نے دیکھا کہ باغ ہی گویا کہ بہشت کا چشم و چراغ ہی روش پٹڑی سے آراستہ پیراستہ نہایت خوب دلکو مرغوب اسطرحکا کہ اگر رضوان بھی اسکو دیکھے تو داروغگی بہشت کی ترک کردے سنگریزے یاقوت زمرد کے جابجا پڑے ہوئے ہین اور ہزارہا سن منقش کرا ہوا تمام باغ مین پھیلا ہوا ہی اور فوارے ہیرے کے اُنپر ہزارے یاقوت و زمرد کے چڑھے ہوے نہرون مین نصب ہین

نظم

کوئی خون جگر کی طرح رنگین
کوئی گل مثل روے ماہ براق
اداہٹ مین کوئی مشہور آفاق

کسی مین ایک ک جلوہ ہویدا
کسی مین اور ہی صورت کی تزئین
کسی مین سیط طرح کے رنگ پیدا

نوازن جابجا مرغان خوش رنگ
لبالب آب سے نہرین ہر اک سو
جو لیجائین دل شائق سے قابو

ہر اک کے زمزمے کا کچھ نیا رنگ

گل اور پھول ہزارہا طرح کے تمام باغ مین شگفتہ اور شاداب ہو رہے ہین اور خوشبو اسطرح چلی آتی ہی کہ دماغ جان کو قوت حاصل ہوتی ہی کہ وہ عورتین اُس تخت کو اندر ایک بارہ دری کے کہ وہ ایکڈال زمرد کی تھی لیگئین وہان چالاک نے دیکھا کہ تخت مرصع پر کوکب جلوہ افروز ہی اور ہزارہا قندیل مرصع باجھالر مروارید

سقف مین آویزان ہین اور فرش تمامی کا گسترده ہی میر فرش زمرد اور یاقوت کے جابجا رکھے
ہین اور چھت و پردے زربفت کے لگے ہین غرض جمشید نے تخت سے اُتر کر کوکب کو مجرا کیا اور
کرسی پر بیٹھ گیا کہ وہ قریب تخت کوکب کے نصب تھی دوسری کرسی پر چالاک بھی بیٹھ گیا اور
کوکب نے جمشید سے کہا کہ اسی بھروسے پر تم افراسیاب سے لڑنے کو گئے تھے دیکھا کہ شعیتور
نے کیسا سحر اوپر تمھارے کیا کہ تمکو بیہوش کر کے پکڑ لیا اور تمسے کچھ بھی نہو سکا اب پھر اُسکے ساتھ
ارادہ مقابلہ کا کروگے جمشید نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ آپکی مہربانی اگر میرے حال پر ہوگی تو
مین لاکھ مرتبہ سامنا کرونگا اور اقبال سے حضور کے اُسکو مارونگا اس کلمہ کو سنکر کوکب نے
کہا کہ اسوقت بھی تمھاری فوج پر شعیتور گرا ہوا ہی اور قتل و قمع کر رہا ہی پس تم اس انگشتری کو لو اُسکے اوپر اسم
جو کندہ ہی اُسکو جاکر اوپر فوج اور لشکر شعیتور کے اسوقت پر مارنا کہ جسوقت شعیتور خاک جمشیدی
تمھارے لشکر پر مارے اور وہ سب بیہوش ہوجائین اور اے فرزند میری تو جان غم مین بران
کے فنا ہو رہی ہی کہ وہ تمام عمر کی کمائی میری ہی اسوجہ سے سحر وغیرہ سب مجکو بھولا ہوا ہی اور جہان
پیش نظر اندھیر معلوم ہوتا ہی اور بران کی فکر مین یقین ہی کہ صبح و شام مین عمرو تدبیر کر کے
گنبد سامری مین جائیگا اور عشاق جادو کو مار کر مقر آئے گا پس جسوقت کہ وہ آئے گا
تو پھر مین بھی کوچ کر کے تمھارے پاس آؤنگا تم خاطر جمع رکھو یہ کہکر ایک ساحر کو کہ نام اُسکا
فولاد قوی بازو تھا اسّی ہزار ساحرون سے ہمراہ جمشید کے روانہ کیا اور کہا کہ جلد جاؤ
ایسا نہو کہ لشکر تمھارا برباد ہوجائے جمشید نے سلام کر کے اُس انگشتری کو لے لیا اور فولاد کو
ہمراہ لیکر مع سب ساحرون کے سوار ہوکر سمت طلسم ہوشربا روانہ ہوا اور حال سنیے
دہانکا کہ شعیتور جنگ مغلوبہ مین مصروف ہی اور لشکر جمشید کو قتل کر رہا ہی مگر اُنکے بھی شریک مہرخ
اور بہار برق و رعد بڑے بڑے ساحر زبردست جو شریک ہین تو انھون نے لڑائی کو روک رکھا
ہی اور شعیتور سے قرار واقعی جنگ سحر ہو رہی ہی کہ وہ بھی عاجز ہوگیا ہی اور یہی اپنے دل مین
کہتا ہی کہ یہ بھی سب ساحر زبردست ہین دیکھا چاہیے کہ انسے سر بر ہونا کیونکر ہوتا ہی آخر کو عاجز ہوکر
اُس کافر نے خاک جمشید و سامری کو ایک مٹھی بھر کر سمت آسمان اُڑایا وہ جو پھیلی تو اُسکی وجہ سے
زمین و آسمان تیرہ و تار ہوگیا اور ہوا گرم ایسی چلی کہ سبکو یہ معلوم ہوا کہ جہنم کا در کھل گیا اُس

ہوا کی تاثیر سے آٹھ لاکھ ساحر جمشید و مہرخ اور بہار و مجلس جادو وغیرہ کا سب بیہوش ہوگیا
اور شیتور نے اپنی فوج کو حکم کیا کہ اب سب کے سر کاٹ لو اسی اثنا مین حیرت جادو بھی آکر پہونچی
سب کو بیہوش دیکھکر شیتور کی تعریف کی کہ واہ وا کیا کہنا تیرے سحر کا اسوقت تو تجھنے وہ کام کیا
ہی کہ اگر جمشید و سامری بھی ہوتے تو تمھارے قدم لیتے یہ تو تعریف شیتور کی کر رہی ہی اور وہ
مثل گدھے کے پھولا ہی اور لشکر جمشید کے سر کاٹنے کو فوج اسکی خنجر بکف ہوکر متوجہ ہوئی وہ
تو سب بیچارے بیہوش پڑے تھے ان کافرون نے دس بارہ آدمیون کے سر ایک آن واحد مین کاٹ
ڈالے کہ بحکم قادر لم یزل جمشید بھی اسی ہزار ساحرون سے آکر پہونچا اور اُسنے دیکھا کہ ستم ہو رہا ہی
ہمارے جان نثار تو بیہوش پڑے ہین اور لوگ انکے سر کاٹ رہے ہین بس یہ دیکھتے ہی آگ ہوگیا
اور تخت پر سے کود کر اپنا نعرہ کیا اور اُس اسم کو پڑھکر انگشتری کو زمین پر پھینکدیا پھینکتے ہی ایک آواز
تڑاقے کی آئی اور وہ نگینہ کہ جو انگشتری پر رکھا تھا دیکھا کہ بشکل آفتاب ہوگیا اور روشنی اسمین پیدا
ہوئی اور ہوا سرد ایسی چلی کہ گویا دروازہ بہشت کا کھل گیا اور خوشبوئی لپٹین آنے لگین اور ہوا
کی تاثیر سے ہوا گرم جو چل رہی تھی فوراً برطرف ہوگئی اور سب ساحر جمشید کے ہوشیار ہوکر اُٹھے اور
جمشید کو دیکھکر کمال مسرور ہوئے اور جمشید نے اُس آفتاب کے اوپر جو نگینہ کا بنا ہوا تھا نارنج
سحر کو مارا وہ ٹوٹ کر ریزے ریزے ہوگیا اور مثل چنگاریون کے اُسکے ریزے ہوکر سارے لشکر
مین چھٹک گئے حیرت اور شیتور کی فوج پر جا گرے شیتور تو بیہوش ہوکر گر پڑا اور وہ چنگاری
جسکے سر پر پڑی نیچے سے نکل گئی اور جسکے سینے پر لگی پشت کو توڑ کر پار نکل گئی پھر تمام فوج بدحواس
ہوکر بھاگی شیتور کی بھی خبر نہ لی اور حیرت جادو بھی بھاگ کر اپنی بارگاہ مین داخل ہوگئی یہان
جمشید نے شیتور کو اُسی عالم بیہوشی مین تخت پر اُٹھا کر بٹھالیا اور اپنی بارگاہ مین لاکر ارادہ
گردن مارنے کا کیا اور وہان تمام فوج شیتور کی جا کر اپنے مقام پر پہونچی کمر کھولی آسودہ ہوئی
اور افراسیاب بھی پاس حیرت جادو کے آیا اور سب کو پریشان دیکھکر اس کافر نے حیرت سے
کہا کہ کیون ای ملکہ ہم نہ کہتے تھے شیتور سے کہ ابھی جلدی نکر آخر اُسنے ہمارا کہنا نمانا گرفتار ہوگیا
اب مجکو بہت دشوار ہی کہ مین اُسکے باپ کو کیا جواب دونگا خیر مین خود جاتا ہون اُسکے چھڑانے کو
حیرت نے اس تقریر کو سنکر کہا کہ آخر جاتے ہو تو تھوڑا کھانا کھالو اُسنے کہا کہ اب بغیر چھڑائے اُسکے آب و دانہ

مجھپر حرام ہی یہ کہکر زمین پر گر کر لوٹا اور ایک اژدر آتشین بنکر سمت بارگاہ جمشید روانہ ہوا وہان جاکر زمین سے
باہر نکلا ساحرون نے جو اُسکو دیکھا حربے سحر کے اُسپر کرنے لگے مگر کسی کا وار اُسپر کارگر نہوا اور اُسنے قریب
شغیتور پہونچکر دم جو کھینچا تو اُسکو اپنے شکم مین لے لیا اور قلابہ آتشین چھوڑتا ہوا جدھر سے آیا تھا اُسیطرف کو
راہی ہوا کسی ساحر سے کچھ نہو سکا اُسوقت جمشید نے کہا کہ خیر لیجانے دو مین پھر سمجھ لونگا یہ کہکر خاموش ہو رہا
اور حال سنو تمیز جادو کا کہ جسوقت شغیتور گرفتار ہوا تھا اسوقت ایک ساحر نے جاکر تمیز کو اطلاع دی کہ تمہارے
فرزند کو جمشید نے پکڑ لیا اور قتل کیا چاہتا ہی یہ سنکر وہ بد حواس ہوا اور دو اژدر آتش فشان واسطے
لینے شغیتور کے روانہ کیے اور اُنسے کہدیا کہ شغیتور جسجگہ پر ہو اُسے وہانسے لے آؤ چنانچہ وہ دونون اژدر
سحر شغیتور کو تلاش کرتے ہوئے نیچے زمین کے چلے آتے تھے اور اُدھر سے افراسیاب اژدر بنا ہوا اُسکو
نگلے ہوئے جاتا تھا اُن اژدرونسے سامنا ہوا وہ تو سحر کے بنے ہوئے تھے اُنھین معلوم ہوا کہ شغیتور اِسکے پیٹ
پیٹ مین ہی اِس سے چھین لینا چاہیے یہ تصور کرکے اُن دونون نے اِسکو گھیرا اِسکے خیال مین گذرا
کہ شاید یہ اژدر سحر جمشید کے ہین یہ سوچکر اِسنے سحر کیا اِس ارادہ سے کہ انھین مارلون مگر وہ
اُسکے بھائی کے بھیجے تھے اور وہ دو تھے یہ اکیلا تھا اِسوجہ سے اُنپر فتحیاب نہوا آخر کو ناچار ہوکر
باہر زمین کے نکل آیا اور ایک چوپال کسی زمیندار کی تھی اُسمین شغیتور کو اُگل دیا اِس خوف سے
کہ کہین گھبرا کر اِسکا دم نہ نکلجائے وہ تو بیہوش تھا اِسنے تو اُسے اسی مقام پر چھوڑا اور آپ آکر
پھر سامنا اُنھین اژدرون کا کیا چونکہ یہ ساحر زبردست تھا اِسنے تھوڑے ہی عرصے مین اِن
دونون اژدرون کے سر پکڑ کر کچل دیے کہ بھیجے اُنکے نکل پڑے لیکن وہان بہ قدرت کردگار قرغام
آکر پہونچا کہ جہان شغیتور بیہوش پڑا تھا اِسنے جو دیکھا تو شغیتور کا پشتارہ باندھکر جانب بارگاہ
جمشید روانہ ہوا اِس عرصہ مین افراسیاب اُن دونون اژدرون کو مارکر واسطے لینے شغیتور
کے جو آیا اُسکو نپایا نہایت حیران ہوا اور فکر اِسکو دامنگیر ہوئی کہ یہان سے کوئی لے گیا آخر کو دیر تک
سوچتا ہوا اندر بارگاہ حیرت کے داخل ہوا اور اُس سے سب حال شغیتور کے لانے کا اور غائب
ہو جانے کا بیان کیا اُسنے سنکر کہا کہ آپ فکر کسواسطے کرتے ہین کوئی عیار لیگیا ہوگا بس عیار کا نام
سنکر آگ ہوگیا اور اُسیوقت طرف بارگاہ جمشید کے روانہ ہوا قضارا کار مہتر قران بارگاہ پر کھڑے
ہوے یہ باتین سُن رہے تھے اب جو اُنھون نے دیکھا کہ افراسیاب غصے مین بھرا ہوا جاتا ہی تو

انھون نے اپنے دل مین کہا کہ ای قران یہی وقت ہو اگر بن پڑے تو کسی عیاری سے اسکو مار لو
کہ تنہا جاتا ہو یہ سوچکر پیچھے اُسکے چلا مگر دور دور اُس سے بحر تفکر مین عیاری سوچتے ہوئے چلے جاتے
ہین اور وہ آگے آگے چلا جاتا ہو تھوڑی دور پر جاکر اُسکو برابر ایک درہ کوہ کے صرصر عیار بچی نے
آکر مجرا کیا افراسیاب نے اُسکو دیکھکر پوچھا کہ تو کہان گئی تھی اور کہانسے آتی ہو صرصر نے کہا قربان
جاؤن لونڈی بھی شیتور کی فکر مین گئی تھی مگر آپ تو فرمائین کہ اِسوقت آپ کہان جاتے ہین
لونڈی تصدق ہوجائے اگر واسطے شیتور کے آپ جاتے ہین تو ٹھہر جائیے مین اُسکو لیکے حاضر
ہوتی ہون اِس تقریر کو سنکر اُسنے کہا کہ مین بھی تیرے ساتھ چلونگا مگر نظرون سے سب کی غائب
رہونگا صرصر تو خاموش ہو رہی اور چل نکلی افراسیاب بھی ہمراہ ہولیا قران پیچھے اُسکے یہ ماجرا
دیکھتا ہوا چلا آتا تھا اب جو صرصر کو اُسنے دیکھا تو سمجھا کہ عیاری نکرسکو گے اور صرصر نے قریب
ایک درۂ کوہ کے پہونچکر افراسیاب کو غافل جو پایا تو اِس چالاکی سے حباب بیہوشی مارا کہ وہ
چھینک مارکر بیہوش ہوگیا اور زمین پر گر پڑا صرصر نے آواز دی کہ منم جانسوز بن قران
یہ ماجرا دیکھکر قران نے دوڑکر اپنے فرزند کو گلے سے لگالیا اور کہا کہ سبحان اللہ ای جانسوز کار
کردی یہ کہکر ایک ہی لُغدا اوپر سر افراسیاب کے ارادہ مارنے کا کیا تھا کہ وہین دو پنجے پیدا ہوئے
اور آکر ہاتھ قران کا پکڑ لیا لُغدا نہ مارنے دیا قران کو اُسوقت یقین ہوگیا کہ یہ ابھی نہین مریگا
اتنے مین ہاتھ بھی پنجے نے چھوڑ دیے قران اور جانسوز افراسیاب کو چھوڑکر بھاگ
کھڑے ہوئے اب انکو تو راہ مین چھوڑا اور ضرغام جو بشتارہ شیتور کا لیے ہوئے چلا جاتا تھا میر جادو
کو جو خبر ہوئی اپنے دونون اژدر سحر کے مارے جانے کی تو اب وہ خفا ہوکر واسطے شیتور کے
چل کھڑا ہوا تھا قضارا کار اسطرف کو آ نکلا کہ جدھر سے ضرغام پشتارہ شیتور کا لیے ہوئے چلا جاتا تھا
پس پشتارے کو دیکھکر اسنے بزور سحر دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ یہ عیار ہو اور شیتور کو لیے جاتا ہو
نہایت اپنے دل مین برہم ہوا اور کہنے لگا کہ فی الواقع عیار حمزہ کے دستون کے بڑے زبردست ہین اور
کیا دل گردے رکھتے ہین دیکھو تو سہی کہ ہمارے ہی شہر مین تو آئے ہین اور یہ غضب ہو کہ ہمارے
فرزند کو لیے جاتے ہین کس جرأت سے کہ مطلق ہراس اور خوف چہرے پر معلوم نہین ہوتا ضرور
افراسیاب کو بھی یہ قتل کرینگے یہ سوچکر اپنے فرزند کے واسطے بیقرار تو ہو چکا تھا پنجہ بنکر گرا اور ہاتھ کمر بند مین

ڈالکر ضرغام کو مع پشتارے کے اٹھالیا اور بطرف آسمان کے راہی ہوا اور ایک آن واحد
مین لیجاکر اپنے مکان مین چھوڑ دیا وہان ضرغام نے ہوشکر دیکھا کہ ایک احاطہ فولاد کا بنا ہوا ہی
اور اندر اوسکے چالیس بنگلے اژدہات کے پڑے ہین اور ہر ایک بنگلے مین ایک ایک اتیت فقیر
بیٹھا ہی آگے اونکے منقلین لوہے کی آگ سے بھری رکھی ہین اپنے اپنے سحر کو ہوم دے رہے ہین
اسنے عقل سے دریافت کیا کہ یہ سب ملازم تمیز جادو کے ہین القصہ تمیز جادو اوس احاطہ کو طی
کرکے اندر اپنے مکان کے ضرغام کو مع شیشتور کے جو لے گیا تو وہان ضرغام نے دیکھا کہ
ایک باغ ہی اور چار دیواری اوسکی سنگ مرمر کی کھنچی ہوئی ہی اور روش پٹری کو سنگ سرخ سے
درست اور تیار کیا ہی اور دو تین سو عورتین لباس پر تکلف رنگ برنگ کا پہنے ہوئے دریائے
جواہر مین غوطہ زن خرامان خرامان سیر کنان پھرتی ہین اور ایک بارہ دری سنگ بلور کی ایک ڈال ترشی
ہوئی اوس باغ مین اسطرح کی بنی ہی کہ اوسکے اوپر تمام گل و بوٹے طلائی بنے ہین تمیز اوسی بارہ دری
مین داخل ہوا اور شیشتور کو پشتارہ سے نکالکر کچھ اسم سحر کا پڑھکے اوسپر دم کیا کہ وہ ہوشیار
ہوگیا اور آنکھ کھولکے باپ کو مجرا کیا تمیز جادو نے دعا دیکر کہا کہ ای فرزند تمکو اس سے کیا حاصل
ہوا کہ جو تمنے جاکر ناحق کوکب سے سامنا کیا کسواسطے کہ وہ نہایت زبردست ہی اوس سے لڑنا
بہت محال ہی لیکن تمکو کیا کام ہی کہ جو ایسے مقام پر جاؤ شیشتور نے کہا کہ افراسیاب ہمارا چچا ہی
اور ساتھ اونکے مقابلہ کر رہا ہی پھر ہمکو یہ امر کب مناسب ہی کہ بیٹھ رہین اور چچا ہمارا مارا جائے
تمیز نے کہا کہ تمکو تو اوسکا خیال اسقدر ہی اور اوسنے تمھاری خبر بھی نہ لی بیٹھا ہوا چین کر رہا
ہوگا آخر کو ہمین نے اسقدر مشقت اپنے اوپر گوارا کی اور حیران ہوکر تمھاری تلاش کو نکلے
اور جاکر بصد دقت لے آئے ورنہ یہ عیار تمکو بہر صورت لیجاکر قتل کر ڈالتا اسوقت ہمارا تو گھر برباد
ہوجاتا اور افراسیاب کا کیا بگڑتا شیشتور نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ای والد بزرگوار ہمارے
لڑنے بھڑنے کے یہی دن ہین اور یہی وقت ہی حکومت کرنے کا اگر ہمنے اس لڑائی کو فتح کر لیا
تو افراسیاب مقرر آدھا ملک اور مال و اسباب ہمکو بلا تامل بانٹ دیگا اور سواے اسکے
ہمیشہ سے دستور ہی کہ ع ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند تمیز نے ہر چند منع کیا اور سمجھایا کہ
تم اس لڑائی مین دخل نہ دو کوکب سے لڑائی بہت بدڈھب پڑ جائیگی مگر اوسنے نمانا اور کہا کہ آ

تو اب ضعیف ہو چکے ہین اور سب طرح کا عیش کر چکے ہین اسوجہ سے آپ کو حوصلہ کسی شی کا باقی نہین ہی
اور ہم ابھی جوان ہین ہمکو شوق ہر ایک شی کا ہی اور خواہش نمود کی رکھتے ہین اسوجہ سے اسکو دل
ہمارا چاہتا ہی کہ ہم بذات خود بھی ثروت پیدا کرین اور یون تو بدولت آپکے ہمکو احتیاج حقیقتمین
کسی بات کی نہین ہی اور نہ کمی کسی شی کی ہی تمیز نے سنکر کہا کہ خیر اگر یہی مرضی تمھاری ہی تو پھر ہمکو کیا
ہی ہم اب نہ منع کرینگے یہ کہکر طرف فرغام کے متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ کیون ای عیار کیا تجکو اپنی
جان کا بھی خوف نہ تھا کہ جو تو نے میرے فرزند کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا اب تبلا کہ تیرا کیا درجہ
کرون اسنے کہا کہ اگر ہمکو اپنی جان عزیز ہوتی اور خوف تمھارا غالب ہوتا تو ہم بارگاہ سلیمانی کو چھوڑ کر
اندر طلسم ہوشربا کے کیون آتے اور تم لوگون پر کیون عیاریان کرتے تمیز نے اس تقریر کو سنکر
کہا کہ مین تجکو قتل کرونگا اسنے کہا کہ کیا مجال ہی کسی ساحر کی جو ہمکو بغیر حکم پروردگار کے قتل کر سکے
یا ایک بال ہمارا بیکا کر سکے یہان تو یہ تقریرین دونون مین ہو رہی تھی اور وہان افراسیاب جادو
کو جو ہوش آیا تو نہایت شرمندہ ہوا اور کہنے لگا کہ حقیقت مین عیار عمرو کے بڑے زبردست ہین کہ
مجھ ایسے شہنشاہ ساحران کو دھوکا دیا اور صرصر عیارہ کی صورت بنکر اپنا کام کیا اور مجھسے کچھ نہو سکا اب اس
زندگی سے تو مرجانا بہتر ہی یہ سوچکر ایک پہاڑ چینی کا تھا اسپر چڑھ گیا اور وہان بیٹھکر سحر کرنے لگا
اس ارادے سے کہ شیتور کا حال معلوم ہو جائے کہ وہ اسوقت کس مقام پر ہی اور حال اسکا کیا ہوا
القصہ کچھ بڑبڑا کے اسنے ایک جانور ماش کے آٹے کا بنا کے تیار کیا اور اس آٹے کو اپنے لہو سے
گوندھا بعد اسکے دو دانہ ماش کے کچھ پڑھکر اسکے اوپر جو مارے تو اس جانور نے پر پرواز پیدا کیے اور
مجسم ہوکر آواز دی کہ شیتور کو تمیز اپنے مکان پر مع فرغام کے لیگیا ہی تو وہ دونون اسکے پاس بیٹھے ہین
اس حال کو سنکر افراسیاب اسی جانور سحر کے اوپر سوار ہوکے ایک چشم زدن مین جاکر تمیز کے مکان پر
پہونچا تو دیکھا اسنے کہ شیتور اور فرغام دونون سامنے تمیز کے بیٹھے ہین غرض تمیز دیکھکر افراسیاب کو
خوش ہوگیا اور گلے سے لگاکر پاس اپنے بٹھلایا اور پوچھا کہ کیون ای برادر میرے ان اژدرون کو وہ کون سا
ساحر تھا کہ جسنے مار ڈالا افراسیاب نے کہا کہ یہ قصور تو بھائی صاحب مجھی سے ہوا ہی کہ مین نے انکو اس
شبہہ مین قتل کیا کہ شاید کوکب کے یہ اژدر ہین یہ کہکر افراسیاب نے فرغام سے پوچھا کہ اے شیتور کو
کہانسے لایا تھا اور کسکے پاس پہنچانیکا قصد تھا فرغام نے جہانسے لایا تھا وہانکا نشان بتایا اور کہا کہ پاس جمشید

کے لیے ہوئے جاتا تھا کہ ایک بچہ مجھکو اس مقام پر لے آیا ہی افراسیاب سنکر خاموش رہا اور تمر نے کہا کہ بھائی صاحب لڑائی تو کوکب سے بہت بیڈھب پڑگئی ہی دیکھا چاہیے کہ کیا ہوتا ہی مگر مین نے قسم کھائی ہی کہ جبتک شیتور کو نہ لے آؤنگا آب و دانہ سب میرے اوپر حرام ہی اب شیتور کو تم میرے حوالے کرو تا کہ میرا نام ہوئے شیتور نے اس کلمہ کو سنکر کہا کہ آپ تشریف لیجائیں کل صبح کو مین خود مع لشکر کے خدمت مین حاضر ہونگا افراسیاب نے قبول نکیا اور اُسیوقت شیتور و ضرغام کو اپنے ہمراہ لیکر اندر بارگاہ حیرت کے چلا آیا اور تمر نے کہا کہ مین بھی کل صبحکو پاس تمھارے مع لشکر آکر پہونچونگا غرض حیرت نے جو دیکھا کہ افراسیاب شیتور کو لے آیا تو بہت مسرور ہوئی اور اُٹھکر دونوں ہاتھوں سے بلائین لیکر پاس اپنے بٹھایا اور ضرغام کو باندھ دیا افراسیاب نے اپنی جگہ پر قائم ہوکے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل و نقارے خوشی کے بجوا دو کہ شیتور کو خداوند ساحران لے آئے یہ کہکر ضرغام کے قتل کرنے پر آمادہ ہوا تھا کہ حیرت نے کہا اے شہریار آپنے کھانا دو روز سے نہین کھایا ہی پہلے کچھ نوش کر لیجیے تو پھر ضرغام کو قتل کیجیے افراسیاب راضی ہو گیا حیرت جادو نے سپر جادو کو بلا کر کہا کہ خوان خاصہ کے اگر تیار ہوئے ہوں تو جلد لے آ وہ فوراً بموجب حکم کے روانہ طرف باورچیخانہ کے ہوا قضاءِ کار چالاک بھی اُس مقام پر موجود تھا اُسنے جو یہ سب حال سُنا تو ایک دیگ شو کی صورت بنکر جلدی سے باورچی خانے مین جاکر داخل ہوا وہان بکاول کہ اُستاد زمانہ تھا وہ بیٹھا ہوا مرغ پلاؤ کو دم دے رہا تھا اور اُسمین داغ لگ چکا تھا اُسکو خبر نہ تھی چالاک نے بو پاکر اُسکو اطلاع کر دی وہ اِس سے بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ ارے تجکو بھی معلوم ہوتا ہی کہ کھانا پکانے مین بہت دخل ہی اُسنے کہا کہ مین سب طرح کے کھانے تیار کر سکتا ہون اُسنے سُنکر اُنکو بھی شریک اپنا کر لیا پھر تو انھون نے ہر ایک دیگچی اور دیگچے کے سرپوش کو اُٹھا کر دیکھنا شروع کیا اور اُسمین بیہوشی کو ڈالدیا غرض جتنے کھانے اور سالن تیار تھے سب مین بیہوشی کو ملایا اسمین سپر بھی آ پہونچا اور کہا اُسنے کہ جلد خاصہ لے چلو داروغہ نے سوا سو خوان کھانے کے کسوا کر اکیس باورچی ہمراہ لیے اور کہاردن سے وہ خوان اُٹھوا کر سامنے افراسیاب کے لے گیا اور مجرا کر کے دسترخوان کو بچھایا اور کھانا سب قسم کا چُن دیا چالاک بھی ہمراہ تھا اسمین حیرت جادو نے کہا کہ سب لوگ باہر اب نکل جائین کوئی شخص سوائے اُنکے کہ جو شریک دسترخوان کے ہین نہ رہے اِس کلمے کو سنکر ساحر تو باہر چلے گئے فقط وہی ساحر جو کہ کھانا ساتھ کھاتے تھے بیٹھے رہے اور باورچی بھی دور جاکے کھڑے ہوئے پھر تو افراسیاب

اور شبتیور و حیرت وغیرہ سب اوپر دسترخوان کے آکر بیٹھے اور کھانا کھانے لگے کھانا کھاتے کھاتے شبتیور کا سر جو پھرا تو اُسنے طرف افراسیاب کے ہاتھ روک کر دیکھا وہان اُسکا بھی مع حیرت کے یہی حال تھا غرض حیرت نے طرف آسمان کے دیکھا اور کہا کہ بڑا غضب ہوگیا ضرور کسی نے بیہوشی ہم سبکو دی یہ کلمہ سنکر مع افراسیاب وغیرہ سب اُٹھ کھڑے ہوئے واسطے تلاش عیار کے ساتھ ہی اُٹھنے کے سبکو چھینک آئی اور تڑاق سے اوپر زمین کے گر پڑے یہ ماجرا دیکھکر باورچی تو یہان حیران ہوئے کہ یہ کیا سبکو ہوگیا وہ تو حیران تھے اور چالاک نے پکارکر کہا کہ ارے سب جلدی سے لیٹ جاؤ کہ آفت آسمانی نازل ہوا چاہتی ہے وہ سب اسکے کہنے سے خوف زدہ ہوکر آنکھیں بند کرکے اوندھے لیٹ رہے اُسوقت چالاک نے اپنا نعرہ کیا اور ضرغام کو رہا کر لیا مگر دیکھا کہ اُس سے کھڑا نہین ہوا جاتا ہے سحر مین مبتلا ہے اسنے بھی اُسکا پشتارہ باندھکر اُٹھا لیا اور طرف بارگاہ جمشید کے روانہ ہوا باہر کے ساحرون نے اسکا پیچھا کیا مگر نہ پایا یہ صاف لیے ہوئے چلا گیا اثنای راہ مین صرصر نے اسکو پشتارہ بدوش دیکھا لیکن خبر نہ ہوئی سیدھی اندر بارگاہ حیرت کے چلی آئی یہان آکر سبکو بیہوش جو دیکھا تو جلدی سے افراسیاب کو ہوشیار کردیا اُسنے اُٹھکر پڑھ کر سحر ایک لکہ ابر کا پیدا کیا اور اُسمین سے ترشح ہونے لگا اُسکی بوند جس ساحر کے اوپر پڑی وہ ہوشیار ہوگیا اور اُٹھ کھڑا ہوا غرض سب ساحر ہوشیار ہوئے تو نہایت پریشان ہوئے کہ ہمکو کس نے بیہوش کیا تھا اور ہم کیونکر از خود رفتہ ہوگئے تھے افراسیاب نے سبکو متحیر دیکھکر کہا کہ تم کاہیکو فکر کرتے ہو ارے سبکو چالاک نے بیہوش کیا تھا وہ تو سنکر خاموش ہو رہے مگر نہایت شرمندہ ہوئے اور حال سنو ضرغام کا کہ اُسکو چالاک لیے ہوئے سامنے جمشید کے پہونچا سب ساحرون نے ضرغام کو دیکھکر تعریف چالاک کی کی لیکن ضرغام نے جو دیکھا کہ میرے پانوٗن مین طاقت نہین ہے تو ضرغام نے کہا کہ اب اس زندگی سے مرجانا بہتر ہے کسواسطے کہ جب پانوٗن بیکار ہوگئے تو پھر لطف زندگی کا کیا باقی رہا جمشید نے سنکر کہا کہ تم خاطر جمع رکھو ہم تمھارے پانوٗن درست کردینگے یہ کہکر ضرغام کو اندر ایک مکان کے لیگیا کہ وہان کوکب نے ایک تالاب بنایا ہے اور نام اُس تالاب کا تالاب قدرت رکھا ہے اسوجہ سے کہ اُسکے پانی مین یہ تاثیر ہے کہ اگر کوئی مسحور ہوئے تو اُسکو ذرا سا پلا دو وہ اچھا ہو جاتا ہے غرض ضرغام کو بھی اُسی تالاب پر لیجا کر اُسکا پانی تھوڑا سا پلا دیا پانوٗن ضرغام کے

کھل گئے اِسنے خوش ہوکر ہاتھ جمشید کا پکڑ لیا اور ارادہ چلنے کا کیا ساتھ ہی چلنے کے پانون ضرغام کا پھسلا ہرچند جمشید نے روکا مگر اُس سے نہ رک سکا بلکہ ساتھ ضرغام کے یہ بھی اندر تالاب کے گرا اور دونون تحت الثرے کو چلے گئے بعد گھڑی بھر کے دونون کے پانون زمین پر قائم جو ہوئے تو وہان ایک دروازہ نظر آیا یہ دونون اندر اُسکے داخل ہوئے تو پھر ایک میدان وسیع انکو دکھائی دیا کہ اُسمین تمام دوب لگی ہوئی تھی اِسطرح کی کہ وہ بالکل سنہری منقش معلوم ہوتی تھی اور ہزار ہا درخت عود و عنبر کے اُسکے بیچ مین لگے ہوئے تھے اور عجب طرح کی کیفیت دکھاتے تھے کہ بیان سے باہر ہی یہ دونون کھڑے ہوکر اُس میدان کی سیر کرنے لگے پس یک ہی مرتبہ ہوا چلی اور قدرت سے گرد اُڑ کر ان دونون کے بیچ رانون مین آئی اور آکر اُس گرد نے جسم گھوڑے دو پیدا کیے اور اِن دونون کو لیکر اُڑ گئے بعد تھوڑی دیر کے ایک چاردیواری عقیق زرد کی انکو نظر آئی کہ اندر اُسکے ہزار ہا من مقیش کترا ہوا پڑا تھا اور ہوا سے اُڑکر ہر چہار طرف کو جو وہ پھیلتا تھا تو گویا ستارے چھٹکے ہوئے تھے غرض وہ گھوڑے اُس چاردیوار کے اِن دونون کو جو لیگئے تو دیکھا اِنھون نے کہ ایک بارہ دری وہان بنی ہوئی ہے اور اسمین پانچ سو عورتین حسین و صاحب جمال آپس مین ہولی کھیل رہی ہین اور ایک ایک انمین فلک حسن و جمال کی زہرہ تھی شمس و قمر رخساروں پر بلاگردان شب دیجور اُنکے زلف سیہ پر قربان

مسدس

گول گول اُبھر اُگرا اُونچا نکیلا سینہ	گنج خوبی کا ہی وہ مہر بمہر گنجینہ
صاف باطن کی طرح ہی صفت آئینہ	حسن معراج اگر پائے تو وہ ہو زینہ
حسن خوبی کے ہین یہ دونون خزانہ معمور	چشم بد دور ہین جوبن سے برابر بھرپور
رشک فرحی سے ہوا میدہ کا آٹا گیلا	رنگ قاقم کا مکدر ہی قمر کا پھیکا
جان دے مر کے اگر دیکھ لے مرمر وہ صفا	قلزم نور شکم ناف ہی گرداب بلا
بحر خوبی ہی حسنم اور شکم صاف حباب	فرش ہو جائے پھر پیٹ کو دیکھے سیماب
کمر کلک مین آئے گا نہین گر لچکا	بال باندھا لکھون مضمون کمر کا سیدھا
موشگافی سے پریشان ہو طبع شعرا	پھر نزاکت کا میان نام نہ لیوے چیتا
گر نہ ہاتھ آئے تو ہو وصف کمر کو اغماض	خالی اک بند کی جا چھوڑ رکھون صاف بیاض

کوئی نافہ بھی اُسے کہتا ہے از راہ خطا — صدف گوہر عشرت ہین بہم دو اک جا
غنچۂ باغ جہان کی نہ لگی جسکو ہوا — دون وہ تشبیہ کہ احسنت کہے سنکے صبا
چاک دامان صبا کا ہے یہ گل پر سایا — عکس حاشیہ مین ہے جسم پری کا اُترا

پچکاریان جواہرات کی ہاتھون مین چڑھی ہوئی ہین دف بج رہے ہین قمقمہ عبیر وگلال کے بروے آسمان اُڑ رہے ہین اور وہانسے بڑی دور تک ایک بنگلہ زنگاری ہے کہ اُسکے اوپر نو سو عورتین زنگاری پوش کھڑی ہین القصہ اِن دونون گھوڑون نے سامنے اُس بنگلے کے اِن دونون کو لیجا کر اُتار دیا اور آپ غائب ہوگئے یہ اندر اُس بنگلے کے جو داخل ہوئے تو دیکھا کہ کوکب تخت طلائی پر بیٹھا ہوا ہے اِن دونون نے سلام کیا اور جاکر سیون پر متمکن ہوئے ضرغام اُس بنگلے کو دیکھکر نہایت محظوظ ہوا کہ ویسا بنگلہ عمر بھر مین نہ دیکھا تھا اتنے مین کوکب نے جمشید سے کہا کہ ای فرزند تم ہمارے تالاب سحر مین تو ٹھہر نہین سکے اگر تالاب افراسیاب کا ہوتا تو پھر تمسے کیا ہو سکتا سوائے اسکے کہ غرق ہو جاتے اِسکو خوب یاد رکھو کہ سحر کرنا بہت مشکل ہے جمشید تو خاموش ہو رہا مگر ضرغام نے کہا کہ آپ سچ فرماتے ہین حقیقت مین یہ ہے کہ برابر آپکے سحر کرنا بہت محال ہے کوکب نے خوش ہوکر ایک انگشتری اور جمشید کو دی اور کچھ کان مین کہکر رخصت کیا یہ دونون اُن طاؤس سحر کے سوار ہوکر روانہ ہوئے اب انکو تو راہ مین چھوڑ داب دو کلمے شتیور کے سنو شتیور کو جو ذلت حاصل ہوئی تو اُسنے جھلا کے اپنے واسطے ایک بارگاہ علیحدہ استادہ کرائی اور اُسمین چالیس ساحر اپنے ہمراہ لیکر بیٹھا اور اسم سحر کا پڑھنے لگا اور رائی سرسون گوگل وغیرہ آگ پر ڈالنا شروع کیا وہ جو جلی تو ایک شعلۂ آتش پیدا ہوا اور صورت پتلہ کی ہوگیا اُسکو دیکھکر شتیور نے کہا کہ چالاک کو جلد جاکر پکڑ لا وہ پتلہ اِدھر سے چلا اور اُدھر چالاک بارگاہ جمشید مین بیٹھا ہوا تھا اِس پتلہ نے جاکر کمر زنجیر کو اُسکی پکڑ لیا اور دھر کھینچا وہان کے ساحرون نے یہ ماجرا دیکھکر نارنج ترنج گولہ گولانی اُس پتلہ کے اوپر مارے مگر وہ مارا نہ گیا بلکہ یہ حال ہوا کہ جہان نارنج وغیرہ اُسکے اوپر پڑتا تھا وہ مثل شعلے کے شق ہو جاتا اور پھر بدستور ہوکر چالاک کو لیے چلا جاتا تھا آخر کو کسی ساحر سے کچھ نہو سکا اور وہ لیے ہوئے سامنے شتیور کے چلا گیا اُسنے چالاک کو دیکھکر اندر ایک پنجرۂ آتشین کے قید کرکے لٹکا دیا اور آپ سامنے پنجرے کے بیٹھ گیا اُدھر جمشید مع ضرغام جو چلا تھا

بھی آکر اپنی بارگاہ مین داخل ہوا اور تخت سحر پر اُس طاؤس سے اُترکر متمکن ہوا سب احوال جرون نے حال چالاک کا بیان کرکے کہا کہ تیلہ شیتور کا اُسکو پکڑ کر لیگیا ہی ہمنے ہر چند چاہا کہ لیجانے نہ دیوین مگر وہ لے گیا جمشید نے سنکر نہایت افسوس کیا اُسی مین قران اور جانسوز بھی آکر پہونچے اور کہا اُنھون نے کہ شیتور نے اپنے واسطے بارگاہ علیحدہ کھڑی کروائی ہی اور اندر اُسکے چالاک کو لیے بیٹھا ہی اور قفس آہنی مین قید کیا ہی ہمنے لاکھ لاکھ تدبیرین کین اور چاہا کہ اندر بارگاہ کے جاکر چالاک کو رہا کرلائین مگر کسی طرح سے پاس بارگاہ کے نہ جاسکے اسوجہ سے کہ جب ہم قریب بارگاہ کے پہونچتے ہین تو اُدھر شعلہ آتش نکلکر ہمارے جسم کو جلا دیتا ہی ہم ناچار ہوکر پھر آئے ورنہ چالاک کو لے آتے اس حال کو سنکر جمشید بھڑ اگیا اور غصہ مین آکر کہنے لگا کہ قسم ہی مجکو اُسی پیدا کرنے والے کی کہ اب مین بغیر لائے چالاک کے کھانا نہین کھاؤنگا اسنے کھانا مین نے سب اپنے اوپر حرام تصور کرلیا یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور بارگاہ شیتور کی طرف چلا اور اندر بارگاہ کے داخل ہوا وہ چالیسون ساحر جو کرسیون پر بیٹھے تھے اُسکو دیکھکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور نارنج ترنج ناریل مارنے لگے جمشید نے سب کے وار کو روک کر کچھ دانے ماش کے اُنپر مارے تمام بدن مین اُنکے آگ لگ گئی اور جلا کر خاک سیاہ کردیا یہ ماجرا دیکھکر شیتور خود اُٹھ کھڑا ہوا اور ایک ناریل سحر کا اُسنے مارا اسنے ناریل کو دیکھکر اسم ردسحر کا پڑھکر پھونکا تو وہ ناریل اثناء راہ مین دو ٹکڑے ہوکر رہ گیا اُسکے پاس تک نہ آسکا پھر اسنے گولہ فولاد کا شیتور پر مارا اُسنے بزور سحر اُسکو موم کردیا اور آپ ایک فیل مست کی صورت بنکر حملہ آور ہوا جمشید بھی جلد لوٹ کر فیل مست بنا آپس مین ٹکر چلنے لگی جمشید کو غصہ تو حد سے زیادہ تھا ایک ٹکر اس زور سے ماری کہ شیتور کو چکر آگیا اور تیورا کر گر کے بیہوش ہوگیا اسوقت جمشید لوٹ کر بصورت انسان ہوگیا اور قفس کو چالاک کے اُٹھا لیا اور اپنے ہمراہ بارگاہ مین اپنی لایا اور خوش و خرم اپنے تخت پر متمکن ہوا اُدھر خبر شیتور کی حیرت کو معلوم ہوئی وہ سنتے ہی فوراً چلی آئی اور آکر دیکھا کہ شیتور مطلق بیہوش پڑا ہی اسنے آب سحر کو چھڑک کر ہوشیار کیا اور احوال پوچھا شیتور نے احوال جو کچھ گذرا تھا اُس سے بیان کیا اسنے سنکر شیتور کو اپنے ہمراہ لیا اور بارگاہ مین آئی دلداری اور دلجوئی کرنے لگی اس اثنار مین ایک ساحر

تمیز جادو کا نامہ لیکر حیرت کے پاس آیا حیرت جادو نے نامہ کو لیکر کھولا اور پڑھا تو لکھا تھا کہ ای ملکہ حیرت جادو بدان و آگاہ باش کہ مین تمھاری خدمت مین حاضر ہوا ہون آج پانچ کوس پر خیمہ زن ہون کل تمھارے پاس سامری کی مدد سے ضرور پہونچ جاؤنگا حیرت مضمون نامہ سے مطلع ہوکر خود واسطے پیشوائی کے سوار ہوکر روانہ ہوئی اور جا کر تمیز سے ملاقات کی اور اُسکو اپنے ساتھ لیے ہوئے بارگاہ مین آئی اور تخت پر بٹھایا ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب کا لاکر تمیز کو دیا ارباب نشاط آکر حاضر ہوئے سامنے اُسکے ناچ ہونے لگا اُسوقت افراسیاب بھی بڑی عظم و شان سے آیا کہ چار سو عورتین یاقوت پوش چلیتان الماس کی پھراتی ہوئین گگریان سونے کی کمر پر رکھے ہوئے ابر سیخ سر پہ چھایا ہوا موتی برستے صدا جمشید و سامری کی بلند یہ بھی آکر تمیز سے ملا دونون بجائے انیس مین بیٹھکر باتین کرنے لگے جب وہ زمانہ آیا کہ سفینۂ زرین آفتاب جھولی مین مغرب کی رکھا گیا اور ساحرۂ شب نے عالم مین قدم رکھا اشعار

جو کین مہر رشید نے طے منزلین چار | گیا دن آئی شام روشنی بار | ہوا مہتاب جب اونچا فلک پر
زمین پر چاندنی چھٹکی برابر

شام کو تمیز جادو نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اُسیوقت نفیر سحر کو دم ملا یہ خبر ملکہ مہرخ سحر چشم کو پہونچی اُسنے بھی طبل جنگی بجوایا تیاری سحر کی دونون لشکرون مین شروع ہوئی بنگالی کالنور و دلیس کے ساحر ڈہرو بجانے لگے اگیاری کرتے تھے پڑھنت پڑھتے تھے بعض ساحر خون خوک سے نہاتے تھے بچہ ہاے خوک جھٹکا ہو رہے تھے مسان کی مٹی لاتے تھے کلیجیان بھنگی بھینٹ مین چڑھاتے تھے نقیب آوازین لگاتے تھے ساحران نامی کو غیرت دلاتے تھے ہنگامۂ عظیم برپا تھا منتر جنتر جو ہنی جو ہنی پڑھی جاتی تھین یہ منتر ہر ایک کے ورد زبان تھا چل دور کلوا بیر لہو چاٹ جان مانگ دشمن کا نکسے پران تو کھاے کلیجہ لیوے جان پڑھو منتر دیوالی مین الیسر باچا جو ہمارا کام نکرے دھوبی کے گنڈ مین پڑے غرض چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا آخر زلف شاہد شب کا جوڑا بندھا اور رخسار محبوبۂ عالم منور اور روشن ہوا اشعار

خبر دی صبح کی مرغ سحر نے | مچایا شور اور غوغا گجر نے | ستارون پر بلا لائی سفیدی

رخ افلاک پر آئی سفیدی | صبح کو مہرخ اور ملکہ بہار مع فوج اور لشکر بیشمار کے جانب میدان
مصاف روانہ ہوئین بحر فوج متلاطم پذیر تھا نہنگان بحر شجاعت و شناوران قلزم جلادت میدان مین
جاتے تھے چنانچہ جب میدان مین پہونچے نظم

ز تیغ و زگرز و زکوس و زگرد
دگرگشتہ خم سپہر اندر آب
ز دریا تو گوئی کہ برخاست موج

سپہ شد زمین آسمان لاجورد
ہمین چشم روشن جہان راندید
سپہ اندر آمد ہمین فوج فوج

تو گفتی بدام اندرست آفتاب
سپہر و ستارہ سنان راندید
بر قین گر اگر جھاڑیان جھنڈیان

جلادین اور ابر سحر برسا گرد و غبار تھا یا میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ اور کمین گاہ آراستہ ہوئین نقیبون نے نکل کر نقابت کی کہ کہان ہین جمشید و سامری اور کہان ہین زردہشت کونسا ایسا دلاور نامدار ہے کہ جو اس میدان مین آکر اپنا کچھ ہنر اور کرتب دکھائے اور نام کرے یہ کہکر نقیب تو کنارے ہوئے ملکہ حیرت جادو بھی ہمراہ شہنشاہ کے بافوج قاہرہ میدان مین آئی اور زرغال جادو تمیز جادو کی طرف سے میدان مین حیرت سے اجازت لیکر آیا اور ادھر مہر جادو مہرخ سے اجازت لیکر نکلا اور مہر نے جا کر زرغال کے ایک ناریل سحر کا مارا اُسکے سینے کو توڑ گیا اسمین تمیز جادو نے کہا کہ ایک ایک ساحر لڑیگا تو برسون مین فیصلہ لڑائی کا ہوگا پس مناسب ہے کہ مین خود جاؤن یہ کہکر خود میدان مین آیا نظم

اندھیرا ہوکے وہ میدان مین آیا
کہ ہے جادو کے فن سے خوب آگاہ
کہا اُسنے کہ او موذی بدکیش
ہوئے پوشیدہ وہ اُسکی نظر سے
کہین بنتا تھا وہ کچھ اور کہین کچھ
نہایت قہر و غیظ اُسنے دکھایا

بشکل شیر اُسکو سب نے پایا
گئی میدان مین لڑنکو اُسنے
قضا اب ہوگئی ہے تیری درپیش
بنا کچھ دم مین وہ شمشیر خونریز
غرض طالب ہر اک صورت مین ہیچ

ادھر سے مہرخ ذی ہوش و ذیجاہ
کیے جادو کے اِسنے اُسپہ حملے
یہ کہکر بال اُکھیڑے اپنے سر سے
بشکل برق روشن اور بہت تیز
پھر آخر بنکے بچھو آگے آیا

پھر وہ صورت انسان کی بنا اور ایک ناریل سحر مہرخ پر مارا کہ سر اُسکا پھٹ گیا اور یہ بیہوش ہوگئی لوگ اسکو لشکر مین اُٹھا کر لے آئے اُسوقت بہار جادو نے نکلکر اپنے سحر سے تمیز کے ناریل کو توڑ ڈالا اسمین سے چند پھول کسی شے کے نکل کر زمین پر گرے اور فوراً کھلا گئے اُسوقت بہار نے پکار کر کہا کہ ای بہار آؤ فوراً زمین سے غبار زرد

اُڑا اور دور تک چمن ہائے طولانی لاثانی پیدا ہو گئے اشعار

مکان مثل دل عارض بصفا　　پھسل جائے نظر وقت تماشا　　لبالب آب سے نہرین ہر اک سمت
جو لیجائین دل عاشق سے قالب　　پپیہون کا شور کرنا بلبلون کا چہچہانا ہوائے سرد کے جھونکے

تاک انگور پر عجب بہار گل کھلے ہوئے ہزار در ہزار کہین نرگس صرف نگاہ بازی کہین سوسن کی زبان درازی کہین سنبل پر پیچ بہار لالہ و گل نظر عارف مین ہیچ فوارے سرکشی اور آبداری پر آمادہ ساون بھادون نام فوارے چھوٹتے ہجوم پاسبان ہر قدم پر نظر آتا تھا کہ دل بیتاب ہوا جاتا تھا اشعار

نظر آئے نہال سبز و شاداب　　کہ جسکی دید سے خاطر ہو بیتاب　　ثمر خوش رنگ سے تھے لہلہاتے
ہوا چلتی تو وہ جوبن دکھاتے

ملکہ بہار پاجامہ کمخواب کا بڑی آب و تاب کا پہنے پائنچے کلابتونی ڈالے ماتھے پر افشان چُنی ستارے فلک حسن مین چھٹکے ہوئے آنچل پلو کا دوپٹہ اوڑھے ہوئے زلفین چہرے پر پیچ کھاتین چڑھون مین پاجامہ کی سلوٹین پڑی ہوئین بوٹ مینائی جسکے دیکھنے سے چشم عاشق نے آرام پائی چھڑی جواہر کی جگنو جڑی ہاتھ مین لیے ایک چبوترہ پر بلور کے استادہ ہے اور کنیزین اُسکی تمیز وغیرہ ساحرون کو پکار رہی تھین کہ ای عاشقان ثابت قدم آؤ گلچینی گلشن جمال ملکہ بہار کرو ہوائے باغ سحر جو وزان ہوئی اور خوشبو گلہائے سحر کی دماغ مین تمیز وغیرہ کے جو لگی تو وہ شعر عاشقانہ پڑھتے ہوئے جانب میدان روانہ ہوئے اشعار

تو آنکھ مین نہ سرمۂ دنبالہ دار دے　　مفتون چشم کو تو نہین اک قرار دے
چھلا نہین تو چھلے کا گل ای نگار دے　　کچھ تو نشانی اپنی مجھے یادگار دے
دشنام ہو کے ترش وہ مہر و ہزار دے　　یان وہ نشہ نہین جسے ترشی اُتار دے
کیا خاک تجھپہ جان کوئی جان نثار دے　　مٹی تلک نہ جب ترے دل کا غبار دے
ای شمع تیری عمر طبیعی ہی ایک رات　　ہنسکر گذار یا اسے رو کر گذار دے
لے وام داغ دل سے مرے سوزش آفتاب　　وعدہ یہ روز حشر کے کوئی اُدھار دے
بے فیض گر ہی چشمۂ آب بقا تو کیا　　کیون کوڑیون کے بدلے دُر شاہوار دے
اس جبر پر تو ذوق بشر کا یہ حال ہی　　کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے

غرض سب مستانہ وار جھومتے ہوئے در باغ سحر پر آئے لیکن اُسوقت افراسیاب آگیا اور اُسنے
جو یہ ماجرا دیکھا تو کچھ سحر پڑھکے دستک دی کہ باغ ملکہ بہار مین آگ لگ گئی اور بہار بیہوش ہو گئی
اُسوقت جمشید کو غصہ آیا اور بہار کے بیہوش ہونے سے تمیز اپنے قابو مین آگیا اور
جمشید نے اُسکو للکارا اُسنے بزور سحر ایک شعلۂ آتش جانب جمشید دوڑایا جمشید نے رد سحر
کیا وہ شعلہ زمین مین غرق ہو گیا اور پھر اسنے زمین پر دو ہتڑ مارا تو تمیز گر پڑا اور قلا بازیان
کھاتا ہوا برابر جمشید کے آیا اسنے چاہا کہ نارنج مارون تاکہ کام اسکا تمام ہو جائے مگر وہ لوٹ کر
اژدہا بنگیا اور جمشید کو اُسنے نگل لیا اور اُڑ کر جانب آسمان روانہ ہوا اور پکار کر کہا کہ
اي حیرت جادو اب آپ پھر کر چلی آئیے کچھ ضرورت لڑنے کی نہین ہی کسواسطے کہ مطلب
جس شخص سے تھا اُسکو مین نے پکڑ لیا تم کاہے کو کھڑی رہو حیرت اِس کلمے کو سنکر مع اپنی
فوج کے چلی گئی اِدھر کا بھی لشکر پھر آیا دلاورون نے کمرین کھولین آسودہ ہوئے اور تمیز نے جمشید کو
اپنی بارگاہ مین لا کر اُگل دیا اور حیرت سے کہا کہ کل صبح کو اِس نمکحرام کو زندہ نچھوڑونگا ادھر
تو اسنے یہ ارادہ کیا اور اُدھر فوج جمشید کی ناچار و مجبور ہو کر اپنے مقام پر چلی گئی اور آپسمین
بیٹھکر سب ساحرون نے کہا کہ اب جمشید کی جان دیکھا چاہیے کہ کیونکر بچتی ہی ضرغام و چالاک
اور جانسوز نے جو دیکھا کہ سب ساحر جمشید کے پریشان ہین تو یہ جدا جدا آپسمین مشورہ کرکے
تینون واسطے رہائی جمشید کے روانہ ہوئے مگر سب سے پہلے ضرغام اندر بارگاہ تمیز کے ایک
خدمتگار کی صورت بنکر پہونچا اور کھڑے ہو کر عیاری سوچنے لگا تمیز نے اِسکو دیکھکر بنظر اول
پہچان لیا مگر واسطے امتحان کے ایک نارنج سحر کو آگے پھینکدیا اور کہا کہ اي خدمتگار اِس نارنج کو
اُٹھا لا اِسنے جو ہاتھ اوپر نارنج کے ڈالا ہاتھ اِسکا جل گیا تمیز نے اُٹھکر پکڑ لیا اور شتیور کے حوالہ
کیا اُسنے ضرغام کو باندھکر کہا کہ واقعی عیار عمرو کے بڑے فیلسوف اور مکار ہین انسے بہرصورت
ڈرنا چاہیے یہ کہکر بارگاہ حیرت مین چلا گیا اور جا کر اُس سے ضرغام کا حال بیان کیا اُسنے سنکر
کہا کہ بہت خوب بات ہوئی کہ ضرغام عیار تمھارے ہاتھ لگ گیا اب اِسکو جیتا نچھوڑنا شتیور
نے کہا کہ اب بھلا مین اُسکو کب زندہ جانے دیتا ہون یہ کہکر خاموش ہو رہا اور وہان جانسوز
اِسکی صورت بنکے پاس تمیز کے پہونچا پھر تمیز کے پاس آیا اور اُس سے کہا کہ دو پہر رات آچکی ہی آپ بیچین

کسواسطے بیٹھے ہوئے ہین اُٹھکر اندر مسہری کے لیٹ رہیے تمیز اسکے کہنے سے اُٹھکر اوپر پلنگ
کے لیٹ رہا شتیور عملی بھی برابر پلنگ کے بیٹھ گیا وہ تو اپنا فرزند سمجھ کے خبر بھی نہوا اور
اسنے ایک شیشی عطر کی اپنے پاس سے نکالکر کہا کہ یہ مجکو حیرت نے دیا حضور بھی تو دیکھین
کہ کیا عمدہ ہے تمیز نے اُس عطر کو لیکر ارادہ سونگھنے کا کیا تھا کہ ایک تیلی پیدا ہوئی اور آکر
اُسنے ہاتھ تمیز کا پکڑ لیا اور کہا کہ خبردار اِس عطر کو نہ سونگھنا یہ تمہارا بیٹا نہین ہے عیار ہے جانسوز
بن قران اِسکو بھی پکڑو تو تمیز نے اِس حال کو سنکر جانسوز کو بھی پکڑ لیا اور آکر اندر بارگاہ کے
بیٹھا اور فراشون سے کہا کہ شمعین بہت سی چڑھا دو مین صبح تک خود بیٹھا رہونگا کہ عیارون
نے بیڈھب پیچا لیا ہے فراشون نے سنکر داروغہ سے جاکر سب طرح کی شمعین طلب کین اُسنے دیدین
انھون نے لاکر وہ بھی شمعین گل باندھکر چڑھادین اور وہ جلنے لگین کوئی دو گھڑی نہین گذری
کہ تمیز کا سر پھرنے لگا آخر کو سب بیہوش ہوکر رہگئے اُدھر چالاک نے دیکھا کہ اب کسیکو ہوش نہین
ہے کسواسطے کہ یہ عیاری اِسنے کی کہ داروغہ کو بیہوش کرکے آپ اُسکی صورت بنا تھا اور شمعین بیہوشی
کی فراشون کو دی تھین انھون نے نادانستہ روشن کردی تھین القصہ چالاک نے آکر پہلے تو سر
تمیز کا خنجر سے کاٹ ڈالا کہ وہ جہنم واصل ہوا صدائے دار وگیر بلند ہوئی زمانہ روشن سیاہ ہوگیا آندھی
آئی اور آگ پتھر برسے اُسکا مرنا تھا کہ ضرغام و جانسوز بھی چھوٹ گئے اور جمشید کو بھی ہوش آگیا
وہ تو اُٹھکر اپنی بارگاہ مین چلا گیا اور چالاک بھی ضرغام و جانسوز کو اپنے ہمراہ لیکر اندر بارگاہ
جمشید کے آیا اُدھر تمیز کے مارے جانے کی خبر شتیور اور حیرت کو جو ہوئی تو وہ بیقرار ہوکر دوڑے
آئے دیکھا کہ حقیقت مین تمیز کی لاش پڑی ہے پھر تو سب نے ملکر رونا پیٹنا شروع کیا اور
لاش کو اُٹھا کر حیرت کی بارگاہ مین لیگئے اِس عرصہ مین افراسیاب بھی یہ خبر سنکے آیا اور اپنے
بھائی کے واسطے خوب رویا اور شتیور کی تسلی کی اُسنے ناچار صبر کیا اور نعش کو تمیز کی اپنے [illegible]
جلا پھونک دیا اُسوقت افراسیاب تو چلا گیا اور شتیور بارگاہ مین حیرت کی بیٹھا ہوا تھا کہ نامہ
بلور چار چشم جادو کا اسکے پاس آیا اسنے اُسکو پڑھکر حیرت سے کہا کہ ملکہ بلور بھی کل حضور کے
پاس حاضر ہونگی وہ سنکر خوش ہوگئی اور اُسنے اُس نامہ کی پشت پر تمیز کے مرجانے کا حال
لکھکر نامہ بر کے حوالے کیا وہ تو لیکر چل نکلا مگر عیاران لشکر اسلام کو کب چین پڑتا ہے جانسوز بھی کھڑا ہوا

تھا اُسنے سب حال سنا اور پیچھے اُس نامہ بر کے روانہ ہوا جب وہ قریب ایک درہ کوہ کے پہونچا
تو جانسوز نے ایک ساحر کی صورت بنکر اُس سے پوچھا کہ تم کہان جاتے ہو اُسکو یقین ہوا کہ یہ
بھی کوئی ساحر ہمارے ساتھ کا ہی اُسنے حال بلور چشم کا بیان کیا جانسوز نے سب کیفیت سنکر
حلقہ ہائے کمند مارکے اُسکو پکڑ لیا اور جلد اُسے بیہوش کرکے آپ اُسکی صورت ہوگیا اور چاہا کہ
خنجر ماردن پیچھے سے آکر کسی نے دونون ہاتھ اسکے پکڑ لیے اِسنے جو دیکھا تو قران کو پایا جلدی سے
اُٹھکر سلام کیا قران نے کہا کہ برخوردار خبردار اسکو ابھی قتل نہ کرنا بیہوش پڑا رہنے دے اور
جس کام کو جاتا ہی پہلے جاکر اُسکو انجام دے پھر اِس سے سمجھ لینا یہ امر خلاف عیاری کے ہی اور سوائے
اِسکے بتلا تو سہی کہ تیرا ارادہ کیا ہی اور تو نے اِسکو کیون گرفتار کیا ہی جانسوز نے کہا کہ کوئی بلور چشم
نامے ساحرہ آتی ہی تو یہ اُسکا نامہ بر تھا اِسکو اِس خیال سے پکڑا ہی کہ مین اسکی صورت بنکے اُسکو جاکر
قتل کرون قران نے کہا کہ اگر یہ ارادہ ہی تو اِسکو اور زیادہ بیہوش کر یہ کہکر ایک طرف روانہ ہوئے
جانسوز نے اُسکو حسبِ ارشاد واقعی بیہوش کرکے اُسی مقام پر چھوڑا اور آپ اُسکی صورت بنکے
بموجب اُسکے کہنے کے اُس پار جو درہ کوہ کے پہونچا تو دیکھا کہ لشکر عظیم الشان پڑا ہوا ہی اور خیمہ
بارگاہین استادہ ہین اور اندر بازار کے بارکون مین شیر آتشین اور اژدرو ہرن وغیرہ پھر رہے ہین
اور ہر ایک جگہ پر پتنگلے نور کے پڑے جگمگا رہے ہین اور جابجا فوجین پڑی ہوئی سحر مین مصروف
ہین یہ بفراغت تمام سیر کرتا ہوا اندر بارگاہ کے پہونچ گیا کسینے نامہ بر تصور کرکے اپنے مالک
کو کہا یہ کشادہ پیشانی سیر بارگاہ کی جو کرنے لگا تو دیکھا اِسنے کہ چار سو کرسی بگرد بان شیر ببران
اور بصورت مار و اژدر وغیرہ کی بچھی ہوئی ہین اُنکے اوپر ساحر زبردست کال ڈال بشکل
ہیبت ناک بیٹھے ہوئے ہین اور ایک تخت پر مرصع کے بلور چشم بھی بیٹھا ہوا ہی جانسوز
نے بڑھکر اُس نامہ کو اُسکے ہاتھ مین دیا اُسنے نامہ پڑھکر حال تمیز جادو کا جو دیکھا تو نہایت
رو دیا اور کہنے لگا کہ خیر مین کل چلکر اُن عیارون سے سمجھ لونگا جانسوز نے سنکر کہا کہ شیشبور
نے کچھ اور زبانی بھی عرض کیا ہی تو اُسکو علیحدہ چلکر سُن لیجیے بلور اپنا ساحر تصور کرکے
فوراً اُٹھکر کھڑا ہوا اور الگ گوشہ مین لیجاکر جانسوز سے پوچھا کہ شیشبور نے اور کیا کہا ہی اُسکو
جلد بیان کرو جانسوز نے باتون مین لگاکر ارادہ اُسکے بیہوش کرنے کا کیا تھا کہ وہان ایک کوہی

اُترکر اُس ساحر کو بیہوش جو دیکھا تو پانی چھڑک کر ہوشیار کر دیا اُسکو جو ہوش آیا تو اُسنے اُٹھکر ایک ہی
گھونسا اُس بیچارے کو اِس خیال سے مارا کہ شاید اِسنے بیہوش کیا تھا وہ تو مفت میں جان بحق
تسلیم ہو گیا اور وہ ساحر کہ نام اُسکا پیک جادو تھا فوراً اُٹھا گا ہوا بارگاہ بلور پر آیا یہان سب
اسکو دیکھکر حیران ہوئے کہ ابھی تو یہ اندر بارگاہ کے گیا تھا پھر باہر کیونکر نکل آیا مگر خاموش ہو رہے
یہ سیدھا اندر بارگاہ کے اُس مقام پر چلا گیا کہ جہان بلور اور جانسوز باتین کر رہے تھے اب
جو بلور چار چشم نے اسکو دیکھا تو یہ بھی پریشان ہو گیا اور اِس سے پوچھا کہ ارے تو کون ہی اِسنے
سب حال اپنا بیان کیا اور کہا کہ مین پیک جادو ہون اور یہ نہین معلوم کہ کون شخص ہی
جانسوز نے چاہا تھا کہ نکل جاؤن مگر نکل نہ سکا اسوجہ سے کہ وہ دو ساحر ہو گئے تھے آخر کو بلور چشم نے
جانسوز کو پکڑ لیا اور حال بھی اسکا دریافت کر لیا کہ یہ عیار ہی اور آکر اپنے تخت پر بیٹھا اور سب ساحرون سے
کہا کہ یہ عیار یہان بھی عیاری کرنے کو آیا تھا مین نے پکڑ لیا ہی اب اسکو ای بلا آہنگ جادو تم
پاس شیشتور کے جلد پہونچاؤ وہ کافر جانسوز کو لیکر اُسیوقت روانہ ہو گیا اور لیے ہوئے اُسطرفکو
آیا کہ جدھر مہتر قران تھے اُنھون نے جو دیکھا کہ میرے فرزند کو ایک ساحر لیے جاتا ہی تو جلدی سے
ایک ساحر کی صورت بنکر سامنے بلا آہنگ کے آئے اور اُسکو باتون مین لگا کر ایک ہی لغدا
اُسکے سر پر مارا کہ سر اُسکا پھٹ گیا اور وہ مر گیا جانسوز کو قران نے رہا کر کے چھوڑ دیا قضارا کار
چالاک بن عمرو یہ ماجرا ایک درہ کوہ سے کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا کہ وہ اکبارگی افراسیاب کے
غلام کی صورت بنکر بھاگ کر بارگاہ مین بلور کے پہونچا اِس ہیئت سے کہ نام افراسیاب کا
اوپر ماتھے کے کندہ تھا اور تصویر گلے مین پڑی ہوئی تھی بلور چشم نے اِسکی صورت کو
دیکھا اِسنے جھک کر مجرا کیا اور کہا کہ افراسیاب نے آپکو سلام کہا ہی اور فرمایا ہی کہ اب جس عیار کو
تم پکڑنا تو خبردار اپنے ساتھ لے آنا کسواسطے کہ بلا آہنگ تمہارا مارا گیا اور وہ جانسوز عیار چھوٹ
گیا اِس حال کو سُنکر بلور چار چشم نے واسطے بلا آہنگ کے نہایت افسوس کیا اور چالاک کو
غلام افراسیاب کا تصور کر کے بہت بھاری خلعت عنایت کیا اِسنے خلعت کو پہنکر عرض کیا
کہ غلام اب حضور ہی کے ساتھ چلے گا کون ضرورت ہی کہ رات بھر کے واسطے چلا جاؤن بلور نے
کہا بہت اچھا یہ کہکر اوپر پلنگ کے بہر رات گئے جا کر لیٹ رہا اور دوسرا پلنگ واسطے چالاک

کے برابر اپنے بچھوا دیا یہ اُسکے اوپر لیٹ رہا اور اُسنے قنات اپنی اور اُسکے درمیان مین کھنچوا دی
بھلا اِسکو کب نیند آتی ہی یہ لیٹا ہوا جاگا کیا جب کوئی دو پہر رات آئی تو اُسوقت اُٹھکر طرف بلور کے
چلا نگہبانون نے اِسکو روکا اِسنے اُنسے کہا کہ مجکو اُنسے کچھ بات ضروری کہنا ہی اسواسطے جاتا ہون وہ سب سنکے
خاموش ہوگئے یہ سیدھا اندر قنات کے چلا گیا اور وہان جاکر بلور کو بیہوش کیا کہ وہ سو رہا
تھا بعد اِسکے پشتارہ اُسکا باندھکر پشت پہ لگایا اور نقب دیکر اُسی راہ سے لیے ہوئے
صاف نکل گیا اور جاکر بڑی دور نکلا وہان سے ایک چشم زدن مین اندر بارگاہ جمشید کے
پہونچ گیا اور ہاتھ باندھکر جمشید سے کہا کہ مین اُس بلور چار چشم کو لے آیا کہ جسکا بڑا شہرہ تھا
یہ کہکر پشتارے کو رکھدیا اور چاہا کہ کھولون اِس عرصے مین اُسکو بھی ہوش آگیا تھا وہ خود بخود
پشتارے مین سے نکل آیا اور بزور سحر سانپ بنکے چالاک کے لپٹ گیا اور لیے ہوئے اپنی بارگاہ
مین چلا گیا اور پہونچکر سب سے حال بیان کیا وہان جمشید کو جو صدمہ ہوا تو وہ بھی پیچھے اُسکے
دوڑا اور چالاک کے رہا کرنے کو بلور کی بارگاہ مین چلا آیا اور چالاک کو بیجھے دیکھکر آگ ہوگیا
اور ایک گولہ فولاد کا اوپر بلور کے مارا اُسکے اوپر مطلق اثر نہوا اور اِسنے سحر کرکے اِسکو بھی پکڑ لیا
اور اُسیوقت کوچ کرکے دونون کی قید کو ہمراہ اپنے لیا اور لیکر وہان سے چل نکلا تھوڑی دور پر
جاکے میدان مین خیمہ کیا اور گرد فوج کا پہرہ مارے خوف کے مقرر کیا قضاء کار کوکب روشن ضمیر
کو جو خبر ہوئی کہ بلور چار چشم نے میرے فرزند کو گرفتار کیا ہی تو وہ جھلا کے خود آیا اور آتے کے
ساتھ ہی سحر اِس طرح کا کیا کہ لوگ بلور کے آپس مین لڑنے لگے اور تلوار زور و شور سے باہم
چلنے لگی پھر تو کوکب نے سامنے بلور چار چشم کے جاکر اپنا نعرہ کیا اِسمین ایک پنجہ پیدا ہوا
اور بلور کو اُٹھاکر طرف آسمان کے لیے ہوئے چلا گیا بعد اِسکے دو پنجے پیدا ہوئے ایک نے چالاک کو
اُٹھالیا اور دوسرے نے جمشید کو وہ دونون بھی اِن دونون کو لیکر راہی ہوئے اور لیجاکر کوکب
کے مکان مین چھوڑ دیا جمشید نے کوکب کو دیکھکر سلام کیا اور کرسی پر بیٹھ گیا تو دیکھا کہ بلور
بھی سحر مین گرفتار سامنے کوکب کے کھڑا ہوا ہی اِسکو تو کمال خوشی ہوئی اور اُدھر افراسیاب
کو جو خبر ہوئی وہ بھی سبکی نظرون سے پوشیدہ ہوکر مکانمین کوکب کے آیا اور پنجہ بنکر بلور چار چشم جادو کو اُٹھا کر
لیگیا یہ کہتا ہوا کہ سُنو افراسیاب جادو لیے جاتا ہون اپنے طرف دار کو کوکب یہ ماجرا دیکھکر

خاموش ہو رہا جمشید اور چالاک کو کچھ سمجھا کے رخصت کر دیا یہ دونون اپنی بارگاہ مین چلے
آئے اور وہان افراسیاب نے بلور کو اُسکے لشکر مین پہونچا دیا وہ تمام اپنے لوگون کو لیکر
بارگاہ حیرت مین داخل ہوا اور اُس سے ملاقات کی مگر صدمہ جو اپنے گرفتار ہونے کا تھا تو اسوجہ
سے نہایت آزردہ خاطر تھا اُسیوقت طبل جنگ بجوا دیا جمشید کو یہ خبر ہوئی اُسنے بھی طبل جنگ بجوا دیا
صبح کو دونون لشکر صف آرا ہوئے اور قاطر جادو بلور کی طرف سے نکلا ملکہ اختر بنت سہیلان
فیل زور شمشیر زن نے ادھر سے نکلکر اُسکو ایک ہی نارنج سحر مارا کہ وہ جل گیا دوسرا ساحر اور
نکلا اُسکو بھی مار لیا غرض شام تک چالیس ساحر بلور کے نامی ملکہ اختر نے واصل جہنم کیے
اور طبل آسایش بجوا کے پھر گئی جمشید نے زر و جواہر بے شمار ملکہ اختر کے اوپر سے خوش ہو کر نثار
کیا اور اپنی بارگاہ مین بیٹھکر میخواری مین مصروف ہوا اُدھر افراسیاب اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا کہ
صرصر نے آکر مجرا کیا اُسنے اسکو دیکھکر کہا کہ کیون ای صرصر تمسے ان عیارون کے باب مین اب کچھ
نہو سکے گا اسنے کہا کہ لونڈی سے سب کچھ ہو سکے گا اگر فرمائیے تو ابھی ملکہ اختر کو جا کر لے آؤن افراسیاب
نے کہا کہ خیر بہتر ہی جاؤ اُس کو لے آؤ صرصر رخصت ہو کر بصورت چالاک بنی اور بارگاہ جمشید
مین پہونچکر ملکہ اختر کو اشارے سے بُلا کر گوشہ مین لیگئی وہ چالاک کے شبہہ مین چلی گئی صرصر نے اسکو
بیہوش کیا اور پشتارہ بدوش ہو کر بارگاہ حیرت مین لے آئی اور کہا کہ لیجیے ملکہ اختر حاضر ہی مین اسکو
لائی حیرت جادو وغیرہ دیکھکر بہت خوش ہوئین اور تعریف صرصر کی چالاک دربارگاہ پر کھڑا
ہوا تھا اسنے جو یہ ماجرا دیکھا تو نہایت حیران ہوا اور اپنے دل مین کہنے لگا کہ یہ تو بڑا ستم ہو گیا کہ صرصر
ملکہ اختر کو لے آئی اُسکو بہر صورت لیچلو یہ تو اِس فکر مین تھا اور افراسیاب نے صرصر کو واسطے
مصور جادو کے روانہ کیا کہ جا کر بلا لاوہ جو اُس طرف کو بارگاہ سے نکل کر چلی تو چالاک صبا رفتار
کی صورت بنکر اُسکے پیچھے ہوا مگر قابو عیاری کرنے کا نملا وہ سامنے مصور کے پہونچ گئی اور اُس
سے کہا کہ آپ کو افراسیاب نے یاد کیا ہی جلد تشریف لیچلیے اُسنے سنکر کہا کہ تم چلو مین آتا ہون
پس صرصر کا جانا تھا کہ صبا رفتار سامنے مصور کے پہونچی اور اُس سے کہا کہ صرصر مجکو
واسطے تمھارے ہمراہی کے چھوڑ گئی ہی تو اب مین تمھارے ساتھ چلونگی مصور جادو خاموش
ہو رہا اور ایک قنات صحن مین کھنچی ہوئی تھی اُٹھکر اندر اُسکے چلا گیا صبا رفتار عملی بھی

ساتھ اُسکے چلی گئی اُسنے دیکھکر کہا کہ تو کاہے کو آئی ہے اسنے کہا کہ مین بھی یونہین چلی آئی ہون
اگر آپکا کچھ ہرج ہو تو مین چلی جاؤن وہ صبا رفتار سمجھکے چپ ہو رہا اور کڑے پہننے لگا اِسنے
پیچھے سے جاکر حلقہ ہاے کمند مارکے اُسکو بیہوش کرکے ڈالدیا اور آپ اُسکی صورت بنکے باہر نکلا
اور صورت نگار کو ہمراہ لیکر طرف بارگاہ حیرت کے روانہ ہوا وہ اپنا خاوند سمجھکے باتین کرتی
ہوئی اندر بارگاہ حیرت کے داخل ہوئی اور افراسیاب کو مجرا کرکے دونون اپنے مقام پر
بیٹھ گئے افراسیاب نے مصور کو دیکھکر کہا کہ ملکہ اختر کو صرصر پکڑ لائی ہے سو یہ موجود ہے مصور
عملی نے سنکر طرف ملکہ اختر کے دیکھا اور کہا کہ اے خداوند ساحران اِسکو میرے حوالے کیجئے مین
اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا افراسیاب نے کہا بہتر ہے تمھین اِسکو قتل کرو پس مصور نقلی اُٹھکر
پاس ملکہ اختر کے پہونچا اور اُس سے کہا کہ اے ملکہ مین مصور نہین ہون چالاک ہون تمھارے
رہا کرنے کو اس صورت سے آیا ہون اب تم ایک کام کرنا کہ جسوقت سحر تمھارے اوپر سے مین
اُتروادون تو تم اُسوقت نکل جانا پھر مین بھی چلا آؤن گا ملکہ اختر یہ سنکے نہایت خوش ہوئی اور
کہنے لگی کہ بہت اچھا القصہ چالاک ملکہ اختر کو تعلیم کرکے اُسی صورت سے پاس افراسیاب کے
آیا اور کہا کہ اب تم اپنا سحر اُتار لو ملکہ اختر کے اوپر سے مین اپنے سحر مین گرفتار کرکے قتل کرونگا
افراسیاب راضی ہوگیا اور سحر اپنا اُتار لیا ملکہ اختر نے اپنے جسم کو سبک جو پایا تو اُڑکر سوے
آسمان روانہ ہوئی پھر تو چالاک بھی جست کرکے مثل برق کے نکل گیا اور جاکر بارگاہ جمشید
مین برابر ملکہ اختر کے پہونچا مہرخ وغیرہ اِن دونون کو دیکھکر شاد ہوگئین ملکہ اختر نے چالاک
کی تعریف کی اور کہا کہ مجکو مصور کی صورت بنکر رہا کرلایا ہے یہ کہکر اپنے مقام پر قائم
ہوئی اور وہان افراسیاب کو جو معلوم ہوا کہ چالاک ملکہ کو رہا کرلے گیا تو نہایت شرمندہ
ہوا اور حیران ہوکر دل مین فکر کرنے لگا اتنے مین صورت نگار نے رونا شروع کیا اور کہنے لگی
کہ میرا تو گھر اُجڑ گیا اور راج سہاگ سب برباد ہوا نہین معلوم کہ چالاک نے مصور کو کیا کیا زندہ
بھی چھوڑا یا کہ مارڈالا یہ کہکر اُفتان وخیزان باحال پریشان واسطے چالاک کے روانہ ہوئی
مگر پہلے اپنے مکان مین آئی دیکھا تو مصور بیہوش پڑا ہوا ہے فوراً پانی سحر کا چھڑک کر ہوشیار کردیا
اور آپ پھر فکر مین چالاک کے نکلی یہان مصور نے اُٹھکر لوگون سے پوچھا کہ ملکہ صورت نگار

کہان گئی ہوئی ہین اُنھون نے کہا کہ وہ تو آپ ہی کے ساتھ گئی تھین ہمسے آپ کیا سمجھ کے پوچھتے ہین
بس اتنا جو سُنا اسنے تو یہ سمجھ گیا اور کہا کہ وہ صبا رفتار نہ تھی کوئی عیار تھا میری جورو کو میری
صورت بنکے شاید لے گیا یہ سوچکر دیوانہ وار گھبرایا ہوا اطراف صحرا کے نکل گیا وہان جاکر دیکھا
کہ صورت نگار بھی چلی آتی ہے تو اُسنے اُسکو روک لیا اور پرسان حال ہوا صورت نگار
نے تمام حال چالاک کی چالاکی کا بیان کیا اور کہا کہ مین پکڑنے کو جاتی ہون تم کیون چلے
آئے القصہ مصور تو پھر کر اپنی بارگاہ مین صورت نگار کے کہنے سے چلا آیا بلکہ اُسکو بھی جانے
نہ دیا اور سمجھا کر ساتھ اپنے پھیر لایا کہ وہ کہان جا سکتا ہے ہم سمجھ لینگے صورت نگار بھی ساتھ اُسکے
چلی آئی اور آکر اپنی بارگاہ مین یہ دونون بیٹھے اور افراسیاب بارگاہ حیرت جادو مین بیٹھا
ہوا تھا کہ جوڑی ہرکارے کی آئی اور آکر اُنھون نے دعا دیکر کہا کہ میخوار دوسر جادو پاس
حضور کے آتا ہے وہ کہہ رہے تھے کہ میخوار بھی آکر پہونچا افراسیاب نے خوش ہوکر اُسکو گلے
سے لگا لیا اور برابر اپنے کرسی پر بٹھایا اسوجہ سے کہ یہ ساحر زبردست ہے اور افراسیاب اُسکو
اپنا قوت بازو جانتا ہے القصہ جب میخوار بیٹھ چکا تو افراسیاب نے تمام حال عیارون کی
سینہ زوری کا اور جمشید کی زبردستی کا روبرو اُسکے بیان کیا اسنے سنکر کہا کہ آپ ناحق کو
جمشید سے ڈرے جاتے ہین اگر فرمائیے تو مین ابھی پکڑ لاؤن اُسکی اصل کیا ہے افراسیاب
نے کہا کہ اِس سے بہتر کیا بات ہے اگر اُسکو پکڑ لاؤ تو گویا فیصلہ لڑائی کا ہو گیا میخوار نے سُنکر
اسقام جادو کو طلب کیا اور اُس سے کہا کہ جمشید بن کوکب کو اُسکی بارگاہ سے جلد
جاکر پکڑ لاؤ وہ بموجب اِسکے حکم کے فوراً روانہ ہوئی اور بارگاہ جمشید مین جاکر پہونچی اور باواز
بلند پکار کے کہا کہ مین جمشید کے لینے کو آئی ہون تم مین سے جس ساحر کو دعوی ہو وہ
جمشید کو روک لیوے اِس کلمے کو سنکر سب ساحرون نے حربہ ہائے سحر کے وار کیے اور روکا
اُسکو مگر کوئی سحر کارگر نہوا اسوقت چالاک نے جمشید کو اشارے سے الگ بُلا کر ایک
کمرے مین بٹھلا دیا اور کہا کہ جب تک مین نہ آؤن تم اِسی مقام پر بیٹھے رہنا اُسنے منظور
کر لیا پھر تو چالاک جمشید کی صورت بنکر باہر آیا سامنے اسقام کے اور کہنے لگا کہ تو مجھکو کیا
لیجائیگی چل مین تیرے ساتھ خود چلتا ہون وہ جمشید کو سمجھکر خاموش ہو رہی اور اپنے ساتھ

لیے ہوئے خوش و خرم چل نکلی اثنا راہ مین چالاک نے اُس سے کہا کہ مین بہر صورت افراسیاب
سے راضی ہون مگر نہین معلوم کہ یہ لڑائی آپسمین ناحق کو کسکی وجہ سے ہوئی اور مطلق حال
نہین کھلتا ہی غرض اِس طرح کی باتین کرتا ہوا دربارگاہ تک پہونچ گیا اور کوئی تدبیر اور
ڈھب نہ لگا کہ اُسکو راہ ہی مین مار لیتا آخر ناچار ہوکر اندر بارگاہ کے جب جانے لگا تو اُسکو
آگے کیا اور آپ اُسکے پیچھے ہولیا جبکہ دو چار قدم کا فاصلہ ہوگیا تو اُسوقت کلہ گوپن مین پتھر
رکھکر جو مارتا ہی تو وہ پتھر اُسکے سر پر پڑا اور سر اُسکا پھٹ گیا چرخ کھاکر زمین پر گر پڑی فوراً
مر گئی سانس بھی نہ لی پھر تو چالاک مثل برق کے چمک کر بارگاہ جمشید مین آیا اور آکر کہا
کہ مین نے اُس لکاتہ اسقام کو خدمت مین سامری کے پہونچا دیا جمشید سنکر شاد ہوگیا اور آکر اپنے
تخت پر قائم ہوا چالاک بھی کرسی پر متمکن ہوا اور اُس کا افراسیاب کو جو اطلاع ہوئی کہ اسقام
کو بھی چالاک نے اژدرِ دولت پر مار ڈالا تو وہ نہایت برہم ہوکر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ مین خود
جاکر اُس ناعیار کو ابھی پکڑ لاتا ہون میخوار نے منع کیا اور کہا کہ آپ کیون تکلیف کرین مین اُسکو
لیے آتا ہون ہرچند افراسیاب نے منع کیا مگر اُسنے نہ مانا اور چالاک کی فکر مین بزور سحر اُڑکر
بارگاہ مین جمشید کی آیا چالاک تو اُسکی آمد مین نکل گیا اور اِسنے تمام بارگاہ مین تلاش کیا لیکن
اُسکو نپایا آخر کو ناچار ہوکر ڈھونڈھتا ہوا طرف صحرا کے روانہ ہوا وہان قران ایک ساحر کی صورت
بنے ہوئے استادہ تھے اُسنے اُنکو دیکھکر پوچھا کہ ادھر سے کوئی بھاگا ہوا تو نہین گیا ہی قران
نے کہا کہ ایک عیار کو تو مین نے اندر ایک درہ کوہ کے ابھی باندھکر چھوڑ دیا ہی تم چلکر دیکھ لو مین اُسکے نام
سے آگاہ نہین ہون میخوار نے کہا کہ ہین تو چالاک کی فکر مین نکلا ہون ذرا چلکر دکھلا تو دو
شاید کہ وہی ہو قران نے کہا کہ بہت اچھا چلیے یہ کہکر اندر درہ کوہ کے میخوار کو لے گیا
اور وہان جاکر کوئی دو قدم پیچھے رہ گیا اور حلقہ ہاے کمند مار کے اُسکو کھینچ لیا بعد اِسکے
جلدی سے بیہوش کرکے اُسکو پشتارے مین باندھ لیا اور لیکر طرف بارگاہ جمشید کے
سیدھا چلا گیا اِسکو تو راہ مین چھوڑ دو اور چالاک طرف بارگاہ حیرت کے ایک ساحر کی
صورت بنکر اِس خیال سے چل کھڑا ہوا کہ کوئی عیاری اگر بن پڑے تو اُسکو چلکر کیجیے اِس
خیال مین جاتے جاتے طرف بارگاہ گوہر جادو کے جو نکلا تو دیکھا اِسنے کہ گوہر جادو اپنی

بارگاہ پر بیٹھی ہوئی ہے اُسنے اُسکو دیکھکر جلدی سے اپنی صورت ایک نٹنی کی لڑکی کی ایسی بنائی
اور قلابازیان کھاتی ہوئی روبرو گوہر کے پہونچی اُسنے اُسکو دیکھکر سامنے اپنے بلایا اور
پوچھا اس سے کہ تو اکیلی ہے یا کوئی تیرا وارث بھی ہے اُسنے کہا کہ مین تو اکیلی ہون اور کوئی
میرا عزیز و اقارب نہین ہے دن بھر مین جو کچھ کہ میسر آجاتا ہے اُسکو کھاکر جس مقام پر جگہ پاتی ہون
رات کو پڑ رہتی ہون گوہر جادو نے سنکر کہا کہ ہمارے پاس تو رہیگی اُسنے کہا کہ مین تو
خدا سے یہی چاہتی ہون کہ کوئی مجکو اپنے پاس رکھ لیوے خداوند سامری اور جمشید
حضور کا بھلا کرینگے جو آپ میری پرورش فرمائینگی مین حاضر ہون گوہر جادو نے
فوراً اُسکو حمام کرواکے کپڑے اپنے پاس سے بہت بھاری اُسکو پنہائے اور کہا
مین نے اپنی دختر تجکو کیا یہ کہکر پاس اپنے بٹھا لیا اور نہایت خاطرداری کی پلنگ اپنے
برابر اُسکے سونے کے واسطے بچھوا دیا جبکہ رات ہوئی تو کھانا اپنے ساتھ کھلایا اور برابر
اپنے پلنگ کے جو پلنگ بچھوایا تھا اُسکے اوپر کہا کہ آرام کرو یہ اُسکے اوپر جاکے لیٹ رہی
وہ اپنے پلنگ پر دراز ہوئی چالاک نے پہر رات گئے اُسکو تو بیہوش کرکے کسی کونے مین
ڈالدیا اور آپ اُسکی صورت بنکر پکارا کہ ارے ساحرو دوڑو آؤ وہ لڑکی نٹ کی نہ تھی کوئی
عیار تھا وہ بھاگ گیا مگر بڑی خیر گذری کہ مین اُسکے ہاتھ سے بچگئی لوگون نے سنکر زر و
گوہر تصدق اُتارا اسمین صبح ہوگئی اور گوہر نقلی سوار ہوکر اندر بارگاہ حیرت کے پہونچی
اور اپنی جگہ پر سلام کرکے متمکن ہوئی اور قران کہ وہ جو پشتارہ میخوار کا لیے ہوئے طرف
بارگاہ جمشید کے چلا آتا تھا تو بسبب سحر کے پشتارہ اسقدر بھاری ہوگیا تھا کہ قران کو
چلنا دشوار ہوگیا آخر کو تھک کر قران نے پشتارے کو تو ایک مقام پر گوشہ مین کھدیا
اور آپ بارگاہ مین چھوڑکر اکیلا چلا آیا اُدھر اُسکو بھی ہوش آگیا وہ اُٹھکر سیدھا طرف
طرف بارگاہ حیرت کے روانہ ہوا اور جاکر اندر بارگاہ کے چپکا بیٹھ رہا چالاک بھی بصورت
گوہر بیٹھا ہوا تھا کہ صرصر بھی آکر پہونچی اور اُسنے بنظر دل چالاک کو پہچان لیا کہ یہ
گوہر جادو نہین ہے مقرر چالاک ہے یہ سوچکر قریب چالاک کے آئی اور کہنے لگی کہ
ارے غضب کیا تو نے کہ اتنے ساحرون مین اسطرح سے آکر بیٹھا ہوا ہے اور کچھ خوف

خطر تجکو نہین ہی یہ کہکر ارادہ اِسنے کیا کہ حیرت سے کہدون مگر افراسیاب بھی بیٹھا ہوا تھا
اِسنے کہنا مناسب نہ جانا اور یہ سوچی کہ صنعت سحر ساز سے چلکر اطلاع کرو وہ آکر گرفتار
کرلیویگی یہ تصور کرکے پاس صنعت کے پہونچی اور اُس سے کہا کہ چالاک گوہر جادو کی صورت
بنا ہوا اندر بارگاہ حیرت کے بیٹھا ہوا ہی ضرور کسیکو آج قتل کریگا آپ جاکر پکڑ لیوین صنعت سحر ساز
ساتھ ہی سنے کے سوار ہوکر چل کھڑی ہوئی قضارا ملکہ اختر بھی بارہ سو ساحر ہمراہ لیے
ہوئے واسطے سیر کے نکلی تھی اثناء راہ مین اندر ایک صحرا کے سامنا صنعت سحر ساز
سے ہوگیا چالیس ہزار ساحر ہمراہ صنعت کے بھی تھے اختر نے جو اِسکو روکا تو لڑائی ہونے
لگی اُسکے ساتھ چالیس ہزار ساحر تھے اِسوجہ سے بارہ سو ساحر ملکہ اختر کے سب مارے گئے
صرف اکیلی ملکہ اختر رہگئی اُسوقت صنعت اور ملکہ اختر سے سامنا ہوگیا قرار واقعی آپس
مین چلین آخر کو دونون بیہوش ہوکر اوپر زمین کے گر پڑین اِسمین افراسیاب
بھی خبر لڑائی کی سنکر چل کھڑا ہوا تھا اُسوقت آکر پہونچا تو صنعت اور ملکہ اختر کو بیہوش
پڑے زمین پر دیکھا دونون کو اُٹھاکر ایک کوہ پر لے گیا اور وہان لیجاکر صنعت کو تو
ہوشیار کیا اور اُس سے احوال پوچھا اُسنے کہا کہ چالاک بن عمرو تمھاری بارگاہ مین
گوہر بنا ہوا بیٹھا ہی تو اُسکی خبر سنکر مین اُسکے گرفتار کرنے کو چلی تھی اثناء راہ مین ملکہ
اختر سے ملاقات ہوگئی وہ لڑنے لگی آخر کو میرے اور اُسکے سامنا ہوگیا وہ میری ضرب
سے بیہوش ہوئی اور مین بھی اُسکی ضرب سے بیہوش ہوکر رہگئی تو آپ اُٹھا لائے اِس
حال کو سنکر افراسیاب نے کہا کہ خیر حال معلوم ہوا اب تم تو اپنے لشکر مین جاؤ وہان
سے سوار ہوکر چلی آنا اور مین جاتا ہون بارگاہ حیرت مین یہ کہکر ملکہ اختر کو لیے
ہوئے اندر بارگاہ حیرت کے چلا آیا اور صنعت سحر ساز اپنے لشکر مین چلی گئی افراسیاب
نے یہان آکر چالاک کو بھی پکڑ لیا اور اُس سے پوچھا کہ گوہر جادو کہان ہی اُسنے کہا
کہ مین گوہر سے آگاہ بھی نہین ہون کہ وہ کہان رہتی ہی اتنے مین گوہر کو بھی ہوش آگیا
وہ بھی آکر بارگاہ مین بیٹھی افراسیاب کو اطمینان حاصل ہوا پھر تو ملکہ اختر اور چالاک
کو اِسنے باندھکر سامنے اپنے استادہ کیا اور حال سنیے صنعت کا کہ وہ جو طرف اپنے

لشکر کے جاتی تھی تو اُسکو ضرغام نے اندر ایک صحرا کے جاتے ہوئے دیکھا فوراً ایک ساحرہ
کی صورت بنکے ہمراہ اُسکے ہولیا وہ خواص افراسیاب سمجھکر خاموش ہورہی اور پوچھا
کہ تمکو افراسیاب نے کسواسطے بھیجا ہے اُسنے کہا کہ واسطے آپ کی حفاظت کے مجکو روانہ
کیا ہے اس خیال سے کہ کوئی عیار راہ مین دغا نہ کرے صنعت نے اس کلمے کو سنکر ہمراہ
اپنے ضرغام کو لیلیا اور تمام حال اپنی لڑائی کا اس سے بیان کرتی ہوئی جاتی تھی یہ بھی
ہان مین ہان ملاتا ہوا تھوڑی دور تو چلا گیا بعد اسکے غافل کر کے حلقہ ہائے کمند مارکے
اُسکو پکڑ لیا اور بیہوش کر کے اندر درۂ کوہ کے اُسکو تو ڈالدیا اور آپ اُسکی صورت بنکے
اُسکے لشکر مین پہونچا اور سب کو دیکھ بھال کے اُسکے تخت پر سوار ہوا اور بڑے عظم و شان
سے آکر بارگاہ افراسیاب مین داخل ہوا اور سلام کر کے اوپر کرسی کے بیٹھ گیا افراسیاب
نے پوچھا کہ مزاج تو آپکا اچھا ہے اسنے کہا کہ آپکی عنایات سے اچھی تو ہون مگر عیارون سے
ناک مین دم آگیا ہے امیدوار ہون کہ چالاک اور ملکہ اختر کے اوپر سے آپ سحر اپنا اُتار لیوین
اور مجکو اجازت دیوین کہ مین اِن دونون کو اپنے سحر مین گرفتار کر کے اپنے مکان مین لیجاؤن
اور وہان سر اِن دونون کے کاٹ ڈالون افراسیاب نے کہا کہ بہت اچھا اور سحر اپنا
دونون کے اوپر سے اُتار لیا صنعت عملی نے پاس دونون کے جاکر چپکے سے کہا کہ مین
ضرغام ہون اب تم کسواسطے کھڑی ہو جلد جاؤ بس چالاک و ملکہ اختر کو کمال خوشی حاصل
ہوئی اور اُڑکر ملکہ اختر سوے آسمان روانہ ہوئی اور چالاک بھی جست کر کے صاف نکل گیا
جبکہ دونون جاچکے تو اُسوقت ضرغام نے بھی اپنا نعرہ کیا اور نکلا ہوا چلا گیا یہ ماجرا دیکھکر
افراسیاب کو بڑا صدمہ ہوا اور پریشان ہوکر حیرت سے کہا کہ صنعت کو نہین معلوم کہ
ضرغام نے کیا کیا ہے اب مین خود اُسکی تلاش کے واسطے جاتا ہون یہ کہکر بر صحرا روانہ ہوا
اُسکو تو اُدھر جانے دو اور حال ضرغام و چالاک اور ملکہ اختر کا سنو کہ تینون بارگاہ جمشید
مین پہونچے ضرغام نے سارا حال صنعت سحر ساز کے بیہوش کرنے کا ملکہ اختر سے بیان
کیا اور کہا کہ وہ ساحرہ زبردست ہے اسوجہ سے ہم لوگ اُسکو قتل نہین کر سکتے ہین اگر تم سے ہوسکے
تو تم جاکر اُسکو قتل کرو کہ مین ایک درۂ پہاڑ مین اُسکو بیہوش کر کے ڈال آیا ہون اس حال کو

سنکر ملکہ اختر نے کہا کہ مین اُسکو قتل کرونگی تم چلکر بتا دو ضرغام ملکہ اختر کو ہمراہ لیکر طرف اُس درۂ
کوہ کے روانہ ہوا کہ جہان صنعت کو ڈال آیا تھا مگر اِس صورت سے کہ آپ تو اوپر زمین کے
چلا اور ملکہ اختر بزور سحر اِسکو دیکھتی ہوئی بروے ہوا چل نکلی جبکہ ضرغام قریب اُس کوہ کے
پہونچا کوئی کوس بھر کل راہ طے کرنی باقی رہگئی تھی کہ افراسیاب بھی اُس درۂ کوہ مین پہونچا
اور صنعت کو ہوشیار کر کے اپنے ساتھ لیکر باہر درہ کے نکلا اور طرف اپنے لشکر کے روانہ
ہوا ضرغام نے جو دیکھا کہ صنعت کو افراسیاب لیے جاتا ہی تو اُسنے ساحرہ کی صورت
بنکے ارادہ عیاری کرنے کا کیا تھا کہ اُسنے اِسکو پہچان کر پکڑ لیا اور لیکر چل نکلا ملکہ اختر نے
آسمان پر سے جو دیکھا کہ ضرغام کو افراسیاب پکڑے لیے جاتا ہی اور صنعت سحر ساز بھی ہمراہ
ہی تو بجلی بنکر صنعت اور افراسیاب پر گری مگر افراسیاب تو بچ گیا اور صنعت زخمی ہوئی
افراسیاب نے ملکہ اختر کو بزور سحر پھر گرفتار کر لیا اور صنعت کے زخم کو اسم سحر کا پڑھکر اچھا کر دیا
اور کہا کہ تم اپنے مکان پر چلی جاؤ وہ تو رخصت ہو کر اپنی بارگاہ کو چلی گئی اور یہان افراسیاب
نے آواز دی کہ ای فتراک جادو جلد آکر حاضر ہو وہ فوراً اُسکے سامنے آکر موجود ہوا اُسنے کہا
اُس سے کہ تم اِس عیار کو اور ملکہ اختر کو بارگاہ حیرت مین ساتھ ہوشیاری کے لیجاؤ اُسنے
ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ آپ ذرا تامل فرمائین مین اُس درۂ کوہ مین جاکر ذرا سر کو دھو ڈالون تو
پھر لیے جاتا ہون یہ کہکر فتراک اندر اُس درۂ کوہ کے جو داخل ہوا تو وہان چالاک موجود تھا
یہ تو اپنا سر دھونے لگا اور چالاک نے اُسکو گرفتار کر کے بیہوش کر دیا اور آپ اُسکی صورت
بنکے سامنے افراسیاب کے آیا حال تو سب اِسکو معلوم تھا کہ وہ کہہ چکا تھا کہا
لائیے دونون کو لیجاؤن اُسنے ضرغام اور ملکہ اختر کو اُسکے حوالے کر دیا اور سحر بھی اپنا
اُتار لیا اور تاکید کر دی کہ بہت ہوشیاری کے ساتھ لیجانا اِسنے کہا کہ بہت اچھا اور اپنا
نعرہ کر کے دونون کو ہمراہ لیکر بھاگا اب جو افراسیاب کو معلوم ہوا کہ یہ چالاک تھا
عیاری کر گیا تو یہ پیچھے چالاک کے دوڑا مگر کسیکو نپایا اسوجہ سے کہ چالاک پہاڑ پر دونونکو
لیکر چڑھ گیا تھا ناچار ہو کر اوپر ایک کوہ کے یہ بھی چڑھ گیا لیکن نہایت فکر مین بیٹھا اور وہان
ملکہ اختر نے چالاک اور ضرغام سے کہا کہ میرا تو اب یہ ارادہ ہی کہ مین چلکر لشکر حیرت کو

پہونچا

تباہ کردون یہ کہکر ایک تخت الماس کا بزور سحر اسنے اُسی مقام پر پیدا کیا اور خر غام
و چالاک کو اُسکے اوپر سوار کر کے سحر جو کرتی ہی تو وہ تخت بسوے آسمان دونون کو لیکر
اِس طرح سے اُڑا کہ قندیل فلک ہوگیا وہان پر ملکہ اختر نے سحر جو کیا تو ایک لکہ ابر سرخ کا
اوپر اختر کے سایہ فگن ہوا اور ملکہ اختر مانند برق کے چمکتی ہوئی چلی اور وہ تخت ہوا پر بلند
ہونے لگا خر غام اور چالاک نے دیکھا کہ ملکہ اختر اوپر لشکر حیرت کے اُسی طور سے پردے
مین ابر کے جا کر پہونچی اور ایک آواز تڑاقے کی ابر سے پیدا ہوئی اور چالیس ہزار پیکان
فولادی ساتھ ہی آواز ہونے کے اُس ابر سے نکل کر مانند تیر قضا کے لشکر حیرت پر جو گرے
تو جسکے سر پر پڑے ساغر کی راہ سے نکل گئے ایک ہی وار مین چالیس ہزار ساحر فی النار
ہوئے اِس حال کی اطلاع حیرت کو جو ہوئی تو وہ مثل آئینہ حیران او ششدر ہوگئی کہ یہ آفت
تازہ کہان سے نازل ہوئی اتنے مین افراسیاب بھی آکر پہونچا اور دیکھا کہ ہزار لاشین پڑی
ہین اور ایک ابر سرخ کڑکتا ہوا چلا آتا ہی اسنے ملکہ اختر کو اپنے سحر کے زور سے دریافت کر لیا
مگر اُس تخت کو نہ دیکھا کہ جسکے اوپر خر غام اور چالاک بیٹھے ہوے سوے آسمان بلند ہوتے چلے
جاتے تھے پس اِسکو تاب باقی نرہی غصے مین آکر سحر جو کیا تو وہ ابر اوپر لشکر جمشید کے جا کر
برسنے لگا اور اختر کو اُسنے پکڑ لیا غرض اُس ابر مین سے اسقدر پیکان فولادی اوپر لشکر
جمشید کے برسے کہ دو لاکھ ساحر ایک چشم زدن مین جان بحق تسلیم ہوگئے اور وہ ابر بھی خالی
ہوگیا کوئی پیکان اُسمین باقی نرہا اُسوقت افراسیاب نے ملکہ اختر کو تو اندر بارگاہ کے
جا کر حیرت کے سپرد کیا اور کہا کہ تم اس سے خبردار رہنا مین ایک کام کو جاتا ہون اُسکو کر آؤن
تو پھر آکر اِس اختر سے سمجھون یہ کہکر افراسیاب تو اُڑ کر طرف آسمان کے چلا گیا اور حیرت
جادو نے ہاتھ ملکہ اختر کا پکڑ لیا ایوان دو سر جادو نامے ایک ساحر زبردست بیٹھا
ہوا تھا اُسکو جو وحشت دامنگیر ہوئی تو اُسنے بیقرار ہو کر چاہا کہ طبل جنگ بجواؤن آخر وہ
زمانہ آیا کہ فلک پر عارض مہر زرد ہوا اور شام سوسنی رنگ نے گیسو اپنے وا کیے اشعار

جھلکی ہر سمت شام سوسنی رنگ　　ہوئے ٹھنڈے طپش سے کوہ مین سنگ
بڑھا قصر زمین کو مہر انور　　بشکل رنگ عاشق زرد ہو کر

سرِ شام ایوان دوسر نے اس خیال سے کہ جبتک شاہ جادوان یہان آئین مین جمشید کو گرفتار کرلون پس اسنے طبل جنگ بجوایا اس حال کی اطلاع جمشید کو جو ہوئی تو اسنے بھی نفیر سحر کو بجایا دمنوان ہوم کا بلند ہوا ساحر سحر کرنے لگے ہر ایک کے دل سے لگی ہوئی تھی بیر تدبیر بتاتے آتے تھے کڑھائیان چڑھی تھین شعلہ بلند تھے ہر ساحر اسنان گیان دھیان مین مصروف تھا سحر و ساحری سے مالوف تھا اشعار

کوئی سامری کا بنا تھا ہمنت
کڑھائی کہین شیخ سدو کی تھی
کوئی شعبدہ پڑھتا تھا فال ہنوت
کوئی تانتا تھا کسی پر یون
کہین ڈفلی بجتی کہین بانسری
کسی کو تھے کچھ یاد جادو کے فن

غرض چار پہر رات اسی خشا کہ ان عالم مین یہی شورش عظیم برپا رہی جب کلیجہ شب کا شق ہوا اور شاہ خاور تاج زرین مہر کو سر پر رکھکر اریکۂ زنگاری فلک پر جلوہ فرما ہوا اشعار

اٹھائی صبح نے جو چادر شب
منیلنے کردیا عالم کو معمور
تو نکلا مہر شکل ماہ عقرب
ہوا کچھ دیر مین رخ انکا پرنور

ہنگام سحر جمشید و مہرخ اور بہار وغیرہ تخت ہاے سحر پر بازبط فرفرے ہنس آتشین فیل آتشین پر سوار ہوکر وعدہ گاہ مصاف مین آئے صف آرائی ہوئی نقیبون نے نقابت کی کڑکتیون نے کڑکا کہا ایوان دوسر نے ناف میدان مین آکر مبارز طلبی کی ادھر سے توسن جادو نام ایک ساحر ذی احتشام اسکے مقابلہ کو گیا اسنے ایک ناریل توسن پر مارا توسن نے اس ناریل کو خالی دیکر ایک ترنج مارا لیکن ایوان نے اس ترنج کو خالی دیکر ناریل مارا کہ وہ توسن کے سینے کو توڑ گیا یہ ماجرا دیکھکر جمشید کو قرار نہ پڑا خود اسکے سامنے آیا اسنے ایک گولہ فولادی مارا جمشید نے اسکو موم کا کردیا اور نارنج سحر کو جھپٹ کر اسکے سینے پر مارا اسنے بھی خالی دیا اور خفا ہوکر زمین پر گرکے لوٹا اور پتلہ فولاد کا بنکر جمشید کی طرف چلا جب تک کہ یہ قریب پہونچے پہونچے اسنے مثل سد سکندری کے اپنے تئین دیوار فولادی بنایا اس پتلے نے غصہ مین آکر ایک ٹکر اس دیوار پر ماری اس زور سے کہ اگر کوہ پر مارتا تو وہ بھی یقین تھا کہ شق ہوکر گر پڑتا لیکن اس دیوار کو خبر بھی نہوئی اور ایوان اپنی اصلی صورت پر پھر آیا اور دوبارہ جو ٹکر ماری تو خودبخود آپ ہی تیورا کر گر پڑا جمشید نے اسکو باندھ لیا اور گرفتار کرکے اپنی بارگاہ مین

لے گیا اِسکو قید سخت مین گرفتار کیا اِسکی فوج نے جو یہ رنگ دیکھا تو کنارہ کیا اور پھر کر
اپنے مقام پر چلی آئی اِس عرصہ مین افراسیاب بھی بارگاہ حیرت مین آکر داخل ہوا ایوان
جادو کے قید ہونے کا حال سنکر بہت برہم ہوا اور اُسیوقت ملکہ اختر کو ارابہ پر ڈالکر قتل کرنیکے
لیے میدان سیاست گاہ مین بھجوایا یہ خبر جمشید کو معلوم ہوئی تو اُسکو بڑا صدمہ ہوا آخر وہ
بھی ایوان جادو کو آرابے پر بٹھلا کر افراسیاب کے سامنے لایا اور کہا کہ اگر تم اختر کو قتل
کروگے تو مین بھی اِسکو قتل کرونگا یہ سنکر افراسیاب کا غصہ کم ہوا اور کوئی تدبیر بن نہ
پڑی سوا اِسکے کہ خاموش ہو رہا اور قتل اختر موقوف رکھا اِسکو تو اِس حال مین
رہنے دو مگر حال چالاک و ضرغام کا سنو کہ وہ جو دونون ملکہ اختر کے تخت پر سوار تھے
تو وہ تخت اسوجہ سے بلند ہوتا جاتا تھا کہ اختر تو گرفتار ہو گئی ہی اب اُس تخت کو اُتارے
کون ضرغام نے یہ حال تخت کا دیکھکر چالاک سے کہا کیون ای برادر ملکہ اختر تو مبتلاے
بلا ہوئی ہین اور یہ تخت دمبدم اونچا ہوتا جاتا ہی مفت جان گئی اب کیا تدبیر کیجائے یہ کہکر
دونون نے آپس مین اِس خیال سے کہ کہین کوئی ساحر دیکھکر گرفتار نہ کرلیوے بہ فن عیاری
ساحرون کی ایسی صورت بن گئے اور بہ قدرت کردگار چالاک کی صورت ایک فقیر
اتیت مہنت جادو کی ایسی ہوگی اور ضرغام کی شکل اُسکے بالکے اوتار جادو کی ایسی
ہوگئی یہ دونون اِس ہیئت سے اُس تخت پر سوار مضطر اور پریشان بلند ہوتے جاتے
تھے کہ دفعۃً نگاہ افراسیاب کی ابر پڑی اُسنے جو سر کو واسطے دیکھنے جمشید کے اُٹھایا
کہ وہ بلندی پر کھڑا تھا تو اُس تخت پر نگاہ پڑی یہ اُس تخت کی روشنی کو دیکھکر متحیر ہوگیا اور
دل مین اپنے سوچا کہ یہ کون شخص ایسے صاحب کمال ہین کہ جو اسقدر بلند اپنے تخت کو لیے
جاتے ہین اور مانند آفتاب کے تخت روشن اور منور ہو رہا ہی اُنسے ضرور ملاقات حاصل کرکے
حال اِنکا دریافت کیا چاہیے کیا عجب ہی کہ اپنا مطلب بھی کچھ اِنسے نکل جائے یہ تصور کرکے
اِسنے بھی بزور سحر اپنا تخت اُڑایا اور قریب تخت ضرغام و چالاک کے پہونچا اُن دونون
نے تو اِسکو پہچان لیا مگر اِسنے بالکل نہین پہچانا بلکہ یہ سمجھا تو یہ سمجھا کہ ایک تو انہین مہنت ہی اور
دوسرا بالکا ہی یہ سمجھکر اِسنے دونون سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان سے آتے ہو کدھر کو جاؤگے

ضرغام اور چالاک نے اسکے جواب مین کہا کہ ہم تو غلام جمشید او سامری کے ہین مگر حسب
حکم خداوند کے آسمان والے ساحر سے واسطے سوال و جواب کرنے کے اپنے خداوندون کی
طرف سے جاتے ہین تاکہ اُسکو قائل و معقول کر کے خداوند سے ملا دیوین اس حال کو سنکر افراسیاب
بدحواس ہوگیا اور اس کافر کو یقین ہوگیا کہ یہ سچ کہتے ہین انکو اپنے مکان پر کسی طور سے لیچلیے
اور معرفت انکے خداوند سے اپنی بھی صفائی کر لیجیے تاکہ نجات اس مصیبت سے ملجاوے یہ
تصور کر کے اس مادر قحبہ نے چالاک سے کہ وہ بھی بصورت مہنت کے بنا ہوا تھا کہا
کہ اگر آپکو تکلیف نہوئے تو غلام نوازی میرے حال پر فرمائیے آج کے دن مہربانی کر کے
دعوت کو قبول کیجیے اور مہمان رہیے مین عمر بھر ممنون احسان اور مرہون منت آپکا ہونگا
اور جو کچھ کہ عرض کرنا خداوند سے مجکو منظور ہے وہ بھی آپ سے گزارش کرونگا چالاک نے سنکر کہا
کہ ہمکو فرصت تو اسقدر نہین ہے کہ جو ہم کہین ٹھہر سکین مگر خیر تم کہتے ہو ہمکو بھی دل شکنی تمھاری
گوارا نہین اسوجہ سے کچھ مضائقہ نہین خاطر ہے تمھاری تم لیچلو ہم حاضر ہین یہ کلمہ کہا تو سہی
ان دونون نے مگر پھر گھبرائے اس خیال سے کہ تخت تو ہمارے اختیار مین نہین ہم اسکو
اُتارین تو کیونکر اُتارین یہ تصور کر کے کچھ اور بات تو بن نہ آئی کہ جو اُسکو کہتے آخر کو چالاک
نے کہا کہ ای شہریار یہ تخت تو اسی مقام پر رہیگا کسواسطے کہ اسکو حکم خداوند کا واسطے بلند
ہونے کے تھا اسوجہ سے یہ تو اب بغیر حکم خداوند کے نیچے اُتر نہین سکتا ہے پھر ہم تمھارے ساتھ چلین
تو کیونکر چلین ہان ایک امر سے البتہ ہم چل سکتے ہین کہ اگر سواری ہمارے واسطے تم کوئی منگاؤ
تو ہم اُسکے اوپر سوار ہوکے چل سکتے ہین افراسیاب نے سنکر دونون کو اوپر اپنے تخت کے
بلا لیا یہ اپنے تخت کو چھوڑ کر پاس اُسکے چلے آئے اُسنے تخت کو اپنے اندر بارگاہ حیرت کے
اُتارا وہ افراسیاب کو دیکھکر خوش ہوگئی مگر ان دونون کو دیکھکر متحیر ہوئی اور افراسیاب
سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہین افراسیاب نے کہا کہ جمشید اور سامری کے خاص
خدمتگار ہین اور انھین کے پاس رہتے ہین مہنت جادو اور اوتار جادو انکا نام ہے یکمکر
خاطرداری اور مدارات مین دونون عیارون کے مصروف ہوا چالاک نے ملکہ اختر کو
قید مین جو دیکھا تو اسکو نہایت صدمہ ہوا مگر خاموش ہو رہا اسمین ایک ابر سرخ اوپر آسمان کے

نمودار ہوا چالاک اور ضرغام حیران ہوکر اُس ابر کو دیکھ رہے تھے کہ اکبارگی وہ ابر شق
ہوا اور اُسمین سے ایک تخت پیدا ہوا کہ اُسکے اوپر ایک ساحرہ سوار تھی اور چالیس ہزار
خواصین بھی ہمراہ تھین غرض وہ تخت آکر اندر بارگاہ کے اُترا اور اُس ساحرہ نے افراسیاب
کو مجرا کیا اِسنے اُسکو دیکھکر پوچھا کہ کیون ای شوخ جادو مزاج تو تمھارا اچھا ہی اُسنے ہاتھ باندھکر
کہا کہ دعا کرتی ہون آپکی جان و مال کو مگر یہ تو فرمائیے کہ ایوان کہان گیا ہوا ہی حیرت جادو
نے کہا کہ اُسکو تو جمشید بن کوکب پکڑ کے لے گیا ہی وہ تو اُسکی قید مین ہی شوخ جادو
اِس خبر کو سنکر افراسیاب جادو سے زمین مین عنرق ہوگئی نیچے نیچے اندر بارگاہ جمشید
کے جاکر نکلی تو دیکھا کہ ایوان جادو قید مین بیٹھا ہوا ہی اور گرد اُسکے قنات سحر کھینچی ہوئی
ہی پس یہ لوٹ کر بصورت عقاب ہوگئی اور ایوان کو کھولکر لیے ہوئے چلی آئی اِس
حال کی اطلاع جمشید کو بھی ہوئی اُسنے سنکر کہا کہ لے جانے دو کہان جاسکتا ہی مین پھر
اُسکو پکڑ لاؤن گا یہ کہکر خاموش ہو رہا اور شوخ جادو ایوان کو لیے ہوئے بارگاہ
افراسیاب مین داخل ہوئی اُسنے سحر کو ایوان کے اوپر سے اُتار لیا وہ بھی خوش ہوکر
کُرسی پر بیٹھا اور تعریف شوخ جادو کی کرنے لگا اسمین افراسیاب نے ملکہ اختر
سے کہا کہ اگر اب بھی تم شراکت ہماری اختیار کرو تو ہم تمکو رہا کر دیوین اور اسقدر سلوک
تمھارے ساتھ کرین کہ تم کوکب کو بھول جاؤ ملکہ اختر نے اسکے جواب مین کہا کہ ہم نمک حرام
نہین ہین کہ جو اپنے مالک کا ساتھ چھوڑ دین افراسیاب نے خفا ہوکر اوتار جادو
سے کہا کہ آپنے اسکی تقریر کو سماعت فرمایا کہ اسنے کیا جواب صاف مجکو دیا ہی اوتار
نے سنکر افراسیاب سے کہا اگر آپ فرمائین تو مین اسکو سمجھا کر راضی کرون اُسنے کہا
کہ اِس سے بہتر کیا بات ہی اگر آپ اپنی مہربانی فرمائین تو بڑا احسان ہوگا اوتار نے
اُٹھکر ہاتھ اختر کا پکڑ لیا اور لیکر طرف کمرے کے چلا کہ وہ علیٰحدہ تھا مگر ساتھ اُسکے ایوان
جادو اور مہنت جادو کو بھی کہا کہ تم بھی میرے ہمراہ آؤ اِسکے کہنے سے وہ بھی دونون
اُٹھکر ہمراہ ہوئے اِسنے ایوان کا بھی ہاتھ پکڑ لیا اور لیکر اندر اُس کمرے کے چلا اُسوقت
ایوان نے افراسیاب سے کہکر ملکہ اختر کے اوپر سے سحر بھی اُتروا لیا اسمین ادھر

بھی آکر پہونچی اور اسنے چالاک کو پہچان کر اپنے دل مین کہا کہ بڑا غضب ہوا اب ایوان
کو تو یہ مار ڈالے گا اور ملکہ اختر کو مقرر رہا کر دیگا یہ تصور کرکے صرصر نے تو ارادہ کیا کہ
افراسیاب کو اطلاع کر دون اور چالاک جلدی سے اختر اور ایوان کو اندر
اُس کمرے کے لے گیا اور اختر سے کہا کہ مین اس ایوان کو قتل کرتا ہون تم فوراً چلی
جاؤ مین چالاک بن عمرو ہون یہ کہکر دو چار دانے انگور کے اپنے پاس سے نکالکر ایوان کو
دیے اور کہا کہ یہ خداوند کے باغ کا تبرک ہی اگر تمھارا جی چاہے تو تم بھی چکھ لو اُسنے چدم
چاٹ کر وہ انگور لیلیے اور تبرک سمجھکر کھا گیا ساتھ ہی کھانے کے بیہوش ہو کر گر پڑا چالاک
نے جلدی سے سر اُسکا خنجر سے کاٹ کر جدا کر ڈالا اختر اور ضرغام تو فوراً راہی ہوگئے
اور یہان غل دار و گیر کا بلند ہوا اُسی ہنگامے مین چالاک بھی اپنا نعرہ کرکے روانہ ہو گیا
اُدھر صرصر نے افراسیاب کو اطلاع کی تھی کہ غل دار و گیر کا بلند ہوا افراسیاب غضب
اُٹھکر پیچھے چالاک کے دوڑا وہ بھاگا ہوا ویرا ایک کوہ کے چڑھگیا یہ بھی دوڑ کر اوپر
اُس کوہ کے چڑھنے لگا تھا کہ قران نے نکل کر حلقہ ہاے کمند مارکے اسکو گرفتار کر لیا
کہ اُسوقت وہ بھی اندر درہ کوہ کے بیٹھے ہوئے تھے القصہ اُسکو بیہوش کرکے قران
نے اپنی کمند کو کھولکر چاہا کہ قتل کر ڈالون اسمین ایک شیر ببر سامنے پیدا ہوا اور آکر
سر پر افراسیاب کے استادہ ہوا قران تو جست کرکے علیحدہ ہو گیا اور اُس شیر نے ایک
چیخ ماری کہ افراسیاب ہوشیار ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا اور شرمندہ ہو کر بارگاہ حیرت مین چلا گیا
یہان آکر شوخ جادو کی تشفی کی اور ساتھ خاطرداری کے اُسکو رکھا بعد اِسکے حیرت
جادو سے کہا کہ تم کچھ اندیشہ نکرو کل ہماری فوج بیشمار آئیگی اور سب نمکحرامون کو قتل
کریگی یہ کہکر روانہ ہو گیا اب اُسکو اُدھر جانے دو اور مصور جادو کہ وہ صورت نگار
کو ہمراہ لیکر بڑی عظم و شان سے سوار ہو کر بارگاہ حیرت مین آیا اور آکر پاس حیرت
جادو کے بیٹھا اور اُس سے پوچھا کہ افراسیاب کیا چلے گئے اُسنے کہا کہ ابھی تشریف
لیگئے ہین یقین ہی کہ کل تک آئینگے مصور نے سنکر کہا کہ خیر وہ تو چلے گئے مگر مین نے بڑی محنت
سے تصویرین بنائی ہین اگر وہ ہوتے تو اُنکو دکھاتا کہ وہ میری محنت کی داد دیتے لیکن کچھ

مضائقہ اسکا نہین ہی تم بھی تو اُنکے قائم مقام ہو تمھین اُسکو دیکھو اب کیا مقدور ہی جمشید
بن کوکب کا جو میرا سامنا کرسکے مین اکیلا جاکر ابھی اُس سے سمجھے لیتا ہون یہ کہکر سب
تصویرین حیرت کو دکھلائین اور اوپر تخت سحر کے سوار ہوکر صورت نگار کو پاس
اپنے بٹھلا لیا اور ارادہ چلنے کا کیا اُسوقت حیرت نے منع کیا اور کہا کہ اکیلے تم نہ جاؤ
مصور نے کہا کہ قسم ہی مجکو جمشید اور سامری کی کہ اُس جمشید بن کوکب کو اگر اکیلا
جاکر قتل نہ کیا تو اپنا نام مصور نر کھا لیکن دل یہ چاہتا ہی کہ تم بھی ہمارے ساتھ چلو
تو کیا خوب بات ہی کہ اپنی آنکھ سے ہمارے سحر کی طاقت کو ملاحظہ کرو اور دیکھو کہ ایسے
بھی سحر کسی نے تیار کیے ہین القصہ حیرت جادو بھی اُٹھکر تخت پر پاس مصور کے
جا بیٹھی اور اُسنے تخت کو سحر کرکے بروے ہوا اُڑایا اور جاکر دربارگاہ جمشید پر پہونچا اور
آواز دی کہ منم مصور جادو جس کسیکو کہ آرزو موت کی ہو وہ آج آئے میرے مقابلے کو
دیکھون تو سہی کہ کون ایسا ساحر ہی کہ جو میرے سحر کو رد کرتا ہی اس کلمے کو سنکر جمشید و مہرخ
اور ملکہ اختر وغیرہ سب ساحر بارگاہ سے اُٹھکر باہر نکل آئے تو دیکھا کہ مصور جادو اور
صورت نگار و حیرت جادو تینون اوپر تخت سحر کے سوار کھڑے ہوئے ہین اُنھون
نے اُنکو دیکھکر ارادہ کچھ پوچھنے کا کیا تھا کہ مصور نے باآواز بلند پکار کے کہا کہ ای جمشید
بن کوکب تو نے ناحق کو افراسیاب سے سامنا کیا ہی ارے وہ خداوند ساحران مشہور
ہی تو اُس سے بہر نوع زیر ہو جائے گا یہ کہکر مہرخ وغیرہ کی طرف مخاطب ہوا اور کہنے لگا کہ ای
نمک حرامو اب بتاؤ کہ آج میرے ہاتھ سے تم بچکے کہان جاؤگے اِس کلمے کو سنکر تمام ساحران
جمشید نے متفق ہوکر نارنج ترنج گولے فولادی وغیرہ سب حربہ ہاے سحر مصور پر اس
خیال سے مارے کہ اُسکو مہلت نہ لینے دو مگر کوئی حربہ اُسکے اوپر کسی ساحر کا کارگر نہوا اِدھر تو
اُسنے جھلا کے صندوقچہ کو کھولا اور اُسمین سے چھ ہزار تصویرین نکالکر باآواز بلند پکار کے کہا
کہ ای نمک حرامو اب دیکھو تماشا اپنی سرکشی کا کہ مین تم سب کا کیا درجہ کرتا ہون یہ کہکر یکبارگی
قینچی سے پانچ ہزار تصویرون کی گردن قلم کر ڈالی اور کہا کہ او جمشید دیکھ لے کہ ہزار سر تیرے ہمراہ
جو جادوگر نیان تھین انکے سر کٹے ہوئے اوپر زمین کے پڑے ہوئے ہین جمشید و مہرخ

اور بہار وغیرہ نے اُسکے کہنے سے طرف اپنے لشکر کے جو دیکھا تو فی الواقع ہزار ہا اپنی جادوگرنیون کو
اوپر زمین کے لوٹتے ہوئے پائے جب تو بد حواس ہوکر اُنھون نے بھی ارادہ سحر کرنے کا کیا تھا
کہ مصور نے پانچ تصویرین اور نکالکر طرف مہرخ کے پھینکدین اُنمین سے ایک تصویر تو مہرخ
نے اُٹھالی اور دوسری کو بہار نے تیسری طاؤس نے چوتھی برق جادو نے اور پانچوین
رعد نے لیکن ساتھ ہی اُٹھانے کے پانچون ازخود رفتہ ہوگئین ایک کو ہوش باقی نرہا یہ ماجرا
دیکھکر جمشید کو غصہ آگیا اور اُسنے ارادہ کیا کہ ماردون مصور کو مصور نے فوراً ایک تصویر کو
نکالکر سامنے اِسکے بھی ڈالدیا اور پکارکے کہا کہ ای جمشید یہ تصویر تمھارے حصہ کی ہی تم اِسکو
اُٹھالو اِسنے اُس تصویر کو تو ہاتھ بھی نہ لگایا اور رد سحر کرکے اوپر اژدر سحر کے سوار ہوکر
سامنے مصور جادو کے پہونچا اُسنے دیکھکر دستک جو دی تو ایک پتلہ کاغذ کا شمشیر برہنہ
اپنے ہاتھ مین لیے ہوئے آسمان سے اُترا اور آکر اُسنے ایک ہی ہاتھ تلوار کا اژدر کے
سر پر مارا کہ سر اُسکا کٹ گیا اور جمشید اوپر زمین کے گر پڑا پھر تو مصور قہقہہ مار کر ہنسا
اور جمشید سے کہا کہ اب جاکر اُس تصویر کو اُٹھالو کہ وہ تصویر تمھارے ہی حصہ کی ہی
یہ کہکر کچھ اسم سحر کا بھی پڑھکر دم کیا اُسکی وجہ سے جمشید نے اُس تصویر کو اُٹھالیا اور سحر مین
مصور کے مبتلا ہوگیا اسوقت مصور نے کہا کہ کیون ای جمشید اسوقت ہم جو کچھ کہ
تمسے کہین تم اُسکو کروگے یا کہ اب بھی کوئی عذر درمیان مین لاؤگے اِسنے کہا کہ جو کچھ تم
کہو مین بسر و چشم بجالاؤن اِس کلمے کو سنکر مصور نے کہا کہ اگر یہ منظور ہی تو تم اپنا خنجر
اپنے گلے پر پھیر لو جمشید نے ساتھ ہی کہنے کے خنجر کو اپنے گلے پر رکھ لیا مصور جادو نے
یہ حال دیکھکر حیرت جادو سے کہا کہ دیکھا آپ نے سحر کو اگر فرمائیے تو مین ابھی اِسکا سر اِسکے
ہاتھ سے جدا کرادون مگر ابھی مجکو منظور نہین ہی یہ کہکر جمشید سے کہا کہ خیر جاؤ خاطر ہی
تمھاری آج کی رات تو مین نے تمکو فرصت دی تم جاکر اپنے دل سے اور سب سے ملکر آپس مین
باتین کرلو اور سب طرح سے نشیب و فراز زمانہ کا سوچ کر ملکہ حیرت جادو کی خدمت مین آکر
حاضر ہو اور اب اطاعت اُنکی تم سب قبول کرو یہ کہکر وہ تصویرین مہرخ وغیرہ سے لیلین
اور پھر کر بارگاہ حیرت مین چلا گیا کمال شادان اور فرحان اوپر کرسی کے متمکن ہوئے

بھول کر متمکن ہوا اور حیرت نے تو اسقدر خاطر اور مدارات کی کہ اگر اُسکا حال لکھون تو سامعین سنتے سنتے گھبرا جائین اور قصہ تمام نہوئے اسوجہ سے چھوڑ دیا غرض بیان تو یہ بہت خوش ہے ہین اور سب تعریف اسکے سحر کی کر رہے ہین اور وہان جمشید اپنی بارگاہ مین جو پھر کر گیا تو اُسکو نہایت صدمہ ہوا اسمین چالاک اور ضرغام نے جو آکر اسکو متفکر دیکھا تو پریشان حال ہوئے اسنے کہا کہ ای چالاک مین کیا حال آج کی لڑائی کا بیان کرون اگر مجکو پہلے سے اس حال کی اطلاع ہوتی کہ مصور نے ہم سب کی تصویرین کھینچی ہین تو مین بھی اپنی فکر کرتا لیکن کیا کرون ناچار ہون اگر اب کوئی جائے اور ان تصویرون کو لے آئے یا مصور کو پکڑ لائے تو البتہ مطلب حاصل ہو چالاک نے سنکر کہا کہ آپ خاطر جمع رکھین مین جاکر لاتا ہون یہ کہکر چالاک و ضرغام دونون جانب مصور روانہ ہوئے اور حال سنیے وہانکا کہ جانسوز بن قران بھی خدمتگار بنا ہوا مصور کے سر پر کھڑا اُن تصویرون کی فکر مین رومال ہلا رہا تھا اس عرصے مین دانۂ انجم فلک پر بویا گیا اور بیل کہکشان کی دار بست آسمان پر پھیلی شعر

یکایک چرخ اخضر چرخ کھایا
گیا دن سبز رنگ شام آیا

یعنی رات ہو گئی اور حیرت جادو نے کھانا طلب کیا بکاول نے دسترخوان لاکر بچھایا اور کھانا سب قسم کا چُنا گیا اُسوقت تصویرین مصور جادو کے ہاتھ مین تھین یہ جو کھانا کھانے لگا تصویرون کو زانو کے نیچے رکھ لیا اور ایسا کھانا کھانے مین مصروف ہوا کہ تصویرون کا خیال نرہا بھول کر زانو کو جو بدلا تو وہ تصویرین کھل گئین اُسوقت جانسوز نے کہ جو رومال ہلا رہا تھا اُن تصویرون کو جھک کر اُٹھا لیا اور لیکر بھاگا اور کہتا گیا کہ منم جانسوز بن قران لیے جاتا ہون اس کرامات کو جسکے بھروسے پر تم سب مغرور تھے اس کلمہ کو سنکر مصور خود دوڑا مگر نپایا آخر کو ناچار غمگین اور ملول ہوکر پھر آیا اور کہنے لگا کہ ای ملکہ حیرت جادو بڑا ستم ہوا کہ ساری محنت میری برباد ہو گئی اب مین کیا تدبیر کرون یہ کہکر مع صورتنگار اپنی بارگاہ مین چلا آیا اُدھر جانسوز نے جاکر وہ تصویرین سب جمشید کے روبرو رکھدین اور کہا کہ یہ تصویرین حاضر ہین حضور انکو جو چاہین وہ کرین جمشید ان تصویرونکو دیکھکر

خوش ہوگیا اور جانسوز کو گلے سے لگالیا اور اُن تصویرون کو پھاڑ ڈالا ساتھ ہی پھاڑنیکے
مہرخ و بہار وغیرہ سب ہوشیار ہوگئین اور جنکے کہ سر جدا ہوگئے تھے وہ بھی سب زندہ ہوگئین
پھر تو جمشید نے کہا کہ مصور نے ہم سب کو بسبب اُنھین تصویرون کے مسحور کرلیا تھا اب
مین اکیلا جاکر اُسکو بارگاہ مین ذلیل کرتا ہون دیکھون تو سہی کہ میرا اب وہ کیا کرلیتا ہی یہ کہکر
اُٹھ کھڑا ہوا قران اور چالاک وغیرہ سب عیار بھی موجود تھے اور ساحر بھی حاضر تھے ہر ایک
نے حوصلہ ساتھ اِسکے چلنے کا کیا اِسنے سب کو بقسمیہ روک دیا اور کسیکو بھی ہمراہ نہ لیا یکہ و تنہا
اوپر ہنس کے سوار ہوکر طرف لشکر مصور کے روانہ ہوگیا مگر ملکہ اختر نے نمانا یہ بھی اوپر
طاؤس سحر کے سوار ہوکر چلی اور پیچھے پیچھے روانہ ہوئی وہان مصور و صورت نگار دونون
اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہوئے سحر تیار کر رہے تھے کہ جمشید نے اُسکے لشکر مین پہونچکر سحر جو کیا
تو ایک آواز کڑاکے کی مانند رعد کے پیدا ہوئی اور ساتھ ہی اُسکے گولہ فولادی بارہ ہزار
آسمان سے برسا وہ گولہ جس ساحر کے سر پر پڑا اُسکا سر پھٹ گیا اور وہ مرگیا بارہ ہزار ساحر
مصور کے ایک ہی وار مین واصل جہنم ہوگئے مصور کو اِس حال کی اطلاع ہوئی تو وہ
گھبرا کے باہر نکلا مگر جبتک کہ وہ باہر آئے پھر ایک آواز کڑاکے کی آئی بارہ ہزار گولہ برسا
بارہ ہزار ساحر اور گر پڑا جب تو مصور نے بدحواس ہوکر طرف آسمان کے دیکھا اور پکارا
کہ ارے تو کون ہی کہ جو میرے لشکر کو تباہ کیے دیتا ہی اگر دعوی لڑائی کا رکھتا ہی تو میرے سامنے
اگر حاضر ہو مین بھی تو دیکھون کہ تو کون ہی اِس کلمے کو سنکر جمشید نے بھی اپنا نعرہ کیا اور
سامنے مصور کے آکر پہونچا اور ایک ہی ناریل اوپر مصور کے مارا اُسنے خالی دیکر نارنج
سحر کو مارا اِسنے بھی خالی دیا اسوقت مصور نے کہا کہ ای جمشید اگر تصویرین میرے پاس
نہین ہین تو مجکو کچھ پروا نہین ہی ابھی بہت سحر میرے پاس تجھسے لڑنے کو موجود ہین تم
ناحق کو میرے ساتھ ہمسری کرنے کو آئے ہو یہ کہکر ایک دو ہتڑ اوپر زمین کے جو مارا تو زمین
کو لغزش ہوئی اور مصور کے سحر مین گرفتار ہوکے جمشید اُسکی طرف دوڑا مگر جو ہین قریب
اُسکے پہونچا کہ وہین اُسنے دونون ہاتھ اُسکے پکڑ لیے اور چاہا کہ جھٹکا مار کے گرفتار کرلون یہ
حال ملکہ اختر نے جو دیکھا آتش اجل کے سینے پر مصور کے گری اور جمشید اُسکے

ہاتھ سے چھوٹ گیا ملکہ اختر اُٹھا کے لیگئی اور ہوشیار کردیا وہ پھر سامنے مصور کے آیا
اور صورت نگار نے دیکھا کہ کوئی ساحر اور بھی ہمراہ جمشید کے ہے وہیں اُسکو چھوڑا کر
لے گیا یہ سوچ کر صورت نگار بھی میدان مین آئی اب جمشید تو مصور کے مقابلے کو مستعد
ہوگیا اور ملکہ اختر صورت نگار کے سامنے آئی اُسنے سپر فولادی کی ادھر ادہر اختر کے
ماری اُسنے خالی دیکر بھالا فولادی کو اُسکے اوپر مارا سب دیکھ رہے تھے کہ ایک پنجہ پیدا
ہوا کہ اُسکے ہاتھ مین سپر تھی اُسنے بھالے کو اوپر سپر کے روک لیا اور صورت نگار کو بچایا
غرض ادھر تو یہ دونون برابر لڑ رہے ہین اور اُدھر مصور جمشید بھی برابر لڑ رہے ہین آخر
کو چارون مین زور و شور سے جنگ جو ہوئی تو ایک دوسرے کی تاب نہ لا سکا چارون غش کھاکر
گر پڑے پس انکا گرنا تھا کہ ایک آواز تڑاقے کی ہوئی اور چار پنجے پیدا ہوئے چارون کو اُٹھاکر
برسرے آسمان لیگئے اور لیجا کر اوپر ایک کوہ کے چارون کو روبرو افراسیاب کے رکھدیا
کہ یہ پنجے اُسکے تھے اُسنے مصور اور صورت نگار کو ہوشیار کردیا انھون نے اُٹھکر مجرا کیا اور
کہا کہ آپنے ہماری جان آج بچائی ہم ممنون احسان ہوئے یہ کہکر مصور اور صورت نگار
تو بیٹھ گئے اور افراسیاب نے جمشید کو ہوشیار کرکے کہا کہ اب تم میرے ہاتھ سے بچکر کہان
جاؤگے تیرے باپ نے آکر میرا سامنا کیون نکیا جو تجکو بھیجا اب اگر تمام مکان اور طلسم کو
تیرے باپ کے برباد نکیا تو اپنا نام افراسیاب نہ رکھا یہ کہکر مصور اور صورت نگار
سے کہا کہ تم اپنی بارگاہ مین جاؤ وہ رخصت ہوکر اپنی بارگاہ مین چلے گئے اور افراسیاب
جمشید اور ملکہ اختر کو اپنے سحر مین گرفتار کرکے حیرت جادو کی بارگاہ مین لیگیا اُسنے بہ آبروے
تمام اُسکو بٹھایا اُسنے حیرت سے کہا کہ مین جمشید اور ملکہ اختر کو لایا ہون ابھی دونون کو
قتل کرونگا مگر اب تم ایک کام کرو کہ تمھین کو معلوم ہے اور سوائے تمھارے کوئی واقف نہین
ہے وہ جو سات کوٹھریان طلسمی ہین انھین سے اندر ایک کوٹھری کے ایک پتلہ زمرد کا ہے کہ اُسکے
ہاتھ مین خنجر ہر وقت رہتا ہے اور معمول طلسم کا ہے کہ قیدی طلسم کو بعد چالیس روز کے قتل کرنا چاہیے اور
اگر کسیکو یہ منظور ہو کہ قیدی طلسم کو بروقت پکڑنے کے مار ڈالے تو اُسکو مناسب ہے کہ اُسی پتلے
کے ہاتھ سے قتل کرائے پس تم جاکر اُس پتلے کو لے آؤ تو پھر مین ابھی ان دونون کا خاتمہ کردون

اِسطرح سے جو افراسیاب نے پکارکے سر بارگاہ کہا تو سارے طلسم مین یہ خبر مشہور ہوگئی کہ آج افراسیاب جمشید بن کوکب اور ملکہ اختر کو قتل کرنگا شدہ شدہ یہ خبر بارگاہ جمشید مین بھی پہونچی وہان جتنے ساحر کہ ملازم جمشید کے تھے وہ سب اور مہرخ بہار برق رعد ملکہ ہلال سحر آفگن ملکہ طوفان شعلہ بن قاتل قتیل شکیل طاؤس سوسن وغیرہ سوار ہوکر طرف لشکر افراسیاب کے روانہ ہوئے آپسمین یہ باتین کرتے ہوئے کہ آج چلکر مرجایئے یا اختر و جمشید کو چھڑالایئے القصہ قریب آٹھ لاکھ ساحر کے یہ سب سامنے لشکر حیرت کے پہونچے وہان بھی آٹھ لاکھ ساحر اُسکے موجود تھے وہ بھی مستعد ہوگئے اور تلوار زور و شور سے چلنے لگی طرح بطرح کے ابر اوپر آسمان کے دوڑنے لگے اُنمین سے تیر و پیکان اور گولے فولاد کے برسنے لگے کہین پتھر اور برقین چمک کر گرنے لگین دھڑ پر دھڑ لاش پر لاش ساحرون کی گرتی ہوئی چلی جاتی تھی مگر فوج جمشید قدم پیچھے کو نہین ہٹاتی تھی اور یہی ارادہ تھا کہ اندر بارگاہ کے گھس جایئے اور جمشید کو چھڑالایئے اِس خیال سے جان توڑ کر لڑرہے تھے اور بڑھتے ہوئے چلے جاتے تھے بلکہ تین طرف سے اُسکی بارگاہ کو گھیرلیا تھا کہ حیرت گھبراکے خود باہر نکل آئی بہار جادو نے اُسکو دیکھا اور ایک گیند پھولون کا اُسپر مارا کہ اُسکو غش آگیا خواصین اُٹھاکر اندر لیگئین سامنے افراسیاب کے اُسنے فوراً ہوشیار کردیا اور کہا کہ ای ملکہ حیرت ہمارے نزدیک تو یہ ثابت ہوتا ہی کہ آج لڑائی بگڑ گئی ہی کسواسطے کہ فوج مہرخ وغیرہ کی آج دیکھو تو سہی کہ جان توڑ توڑ کے کیونکر چلی آتی ہی مگر مین اب کب بڑھنے دیتا ہون یہ کہکر کچھ دانے ماش کے ہاتھ مین لیے اور تھوڑا سا کاجل مٹھی مین داب کر باہر نکلا اور ادپر فوج مہرخ وغیرہ کے وہ دانے اور کاجل پھینکدیا ساتھ ہی پھینکنے کے ایک آواز تڑاقے کی پیدا ہوئی اور ایک چادر ظلمات گرد بارگاہ حیرت کے ہوگئی اُسکی وجہ سے یہ عالم ہوا کہ جو جہان لڑرہا تھا وہ اُسی مقام پر اُلجھ گیا کیا مجال کسی ساحر کی کہ جو چادر ظلمات کے اسطرف آسکے اُسوقت افراسیاب نے ملکہ اختر اور جمشید کو سحر مین گرفتار کرکے حیرت جادو سے کہا کہ تم اِن قیدیون سے خبردار رہنا مین جاکر اُس پتلے کو لے آؤن کسواسطے کہ اب اِس مقام پر کوئی آنہین سکتا ہی تم خاطر جمع سے بیٹھی رہو یہ کہکر آپ تو طرف طلسم کے اُس پتلے کے لینے کو گیا اور حیرت قیدیون کی

حفاظت مین مصروف ہوئی انکو تو اس حال مین رہنے دو اور کوکب کا حال سنو کہ اُسنے بھی ایک
ساحر کو پوشیدہ جمشید کے ساتھ یہ کہکر کر دیا تھا کہ اگر کوئی آفت مین جمشید گرفتار ہو جائے تو
مجکو آکر تو اُسیوقت خبر کر دینا اب جو اُسنے دیکھا کہ جمشید کو افراسیاب قتل کیا چاہتا ہی تو وہ بھاگا
ہوا پاس کوکب کے پہونچا اور جاکر اُسنے دیکھا کہ ایک میدان مین تمام گل لالہ پھولا ہوا ہی اور زمین
وہان کی یاقوت احمر کی ہی اور بارہ سو عورتین لباس یاقوتی زیب بدن کیے ہوئے دست بستہ
کھڑی ہوئی ہین اور کوکب خوش اور خرم بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہی اس ساحر نے بڑھکر مجرا کیا کوکب نے
جو اپنے ساحر کو دیکھا تو گھبرا کے پوچھا کہ خیر تو ہی اسنے تمام حال جمشید کے گرفتار ہونے کا اور مہرخ
وغیرہ کے لڑنے کا واسطے رہا کرنے کے لیکن بسبب سحر افراسیاب کے وہان تک نہ پہونچنے کا
بیان کیا اور کہا کہ اب افراسیاب بتلہ زمرد کو لینے گیا ہی کہ اُسی کے ہاتھ سے جمشید و اختر
کو قتل کرائے گا کوکب اس حال کو سنکر اُٹھ کھڑا ہوا اور طرف بارگاہ حیرت کے روانہ ہوا
ایک گھڑی بھر کے عرصے مین جاکر قریب بارگاہ کے پہونچا تو دیکھا کہ قرار واقعی تلوار چل رہی ہی
اور مہرخ بہار بلال سحر افگن مخمور ملکہ حیات خنجر گزار ملکہ زمرد پوش ملکہ سہیل آتش افگن
ملک قہیال شاہ ملک گرگدن سوار ظلمات فیل زور مجلس جادو وغیرہ سب
اوپر فوج حیرت کے گرے ہوئے ہین اور قتل کرتے ہوئے چلے آتے ہین غل و شور برپا ہی
آسمان پر لکہ ابر کے اُڑ رہے ہین طرح بطرح کے اور باران سحر برس رہا ہی کوکب نے یہ ماجرا
دیکھکر مہرخ اور بہار کی فوج پر قائم ہوکے آواز دی کہ منم کوکب روشنضمیر بس اسکی آواز
سنکر جتنے ساحر کہ مہرخ وغیرہ کے تابعدار تھے سب نے جھک کر مجرا کیا اور کہا کہ ای شہریار ہم چار
ہین اس چادر ظلمات سے کہ یہ اسطرف کو نہین جانے دیتی ہی وگرنہ کب کا جمشید کو رہا کر لیا ہوتا
کوکب نے سنکر اُس چادر ظلمات کو دیکھا اور کہا کہ تم خاطر جمع رکھو مین جاکے جمشید کو لیے آتا ہون
یہ کہکر ارادہ چلنے کا کیا تھا کہ سامنے سے افراسیاب کو دیکھا کہ دونون ہاتھ اپنے رومال سے
باندھے ہوئے چلا آتا ہی اور آنکھون سے آنسو جاری ہین یہ ماجرا دیکھکر تمام ساحر مہرخ اور
حیرت کے حیران ہوئے مگر راہ دیدی وہ سیدھا اُس تیگرسے کے اوپر چلا گیا کہ جسپر کوکب
کھڑا ہوا تھا ساحر اسکے پیچھے ٹھہر گئے اُسوقت افراسیاب نے کوکب سے کہا کہ مین آج کا

تابعدار ہون مجکو آپ سے لڑنا منظور نہین ہو آپ میرے قصور کو معاف فرمائین مین بہرصورت
حاضر ہون جو کچھ کہ آپ فرمائین مین اُسکو بسر و چشم بجالاؤن کوکب نے اس تقریر عجز آمیز کو سنکر
گلے سے دھوکے مین افراسیاب کو لگایا اور سمجھا کہ افراسیاب نے شاید دیکھا اسوجہ سے
چلا آیا اور وہ افراسیاب نہ تھا صرصر عیار بچی تھی اُسنے بھی کوکب کو زور سے کھینچا اور
حباب بیہوشی گھائیون مین دبا ہوا تھا اُس ہاتھ کو مُنھ پر کوکب کے مل دیا ساری بیہوشی
دماغ کو چڑھ گئی کوکب بیہوش ہوکر گر پڑا یہ ماجرا دیکھکر ساحرون نے ارادہ اوپر چڑھنے کا
کیا تھا جو تلے کھڑے ہوئے تھے مگر جبتک کہ اوپر جائین جائین وہ پشتارہ بدوش ہوکر کوکب کو
لے بھاگی پھر تو ساحرون نے بزور سحر چاہا کہ گرفتار کرلین لیکن سحر نے بھی اُسکے اوپر اثر نکیا بوجہ
سے کہ انگشتری افراسیاب کی دی ہوئی اُسکے پاس موجود تھی غرض وہ تو نکل گئی اور
حیرت جادو کے ساحرون نے بھی مہرخ وغیرہ کو روک لیا اور پاس صرصر کے نہ جانے دیا
اور تلوار پھر دونون لشکرون مین چلنے لگی اس عرصے مین صرصر نے کوکب کو علیحدہ
لیجاکر اوپر ایک کوہ کے پشتارے کو رکھدیا وہان پر حسب اتفاق ضرغام شیر دل
موجود تھا اُسنے صرصر کو دیکھکر للکارا اور کہا کہ ٹھہر جا کہان جاتی ہو اور یہ پشتارہ کسکا
ہو اُسنے سنکر کہا کہ او موے مونڈی کاٹے تجکو اس تحقیقات سے کیا مطلب ہو تو جس
کام کو جاتا ہی چلا جا ضرغام نے کہا کہ اب بھلا یہ ہوسکتا ہو کہ مین بغیر دیکھے ہوئے اس
پشتارے کے تجکو جانے دون اور طرح دیکر چلا جاؤن صرصر بھی تو عیار بچی بڑی چالاک
اور زبردست تھی یہ نیمچہ پکڑ کے مقابل ہوئی اور ضرغام کو پست پاکر کے لیے ہوئے
مع پشتارے کے بڑھتی تھی کہ چالاک نے بقدرت پروردگار اوپر سے آکر حلقہ ہاے
کمند کو مارا کہ وہ صرصر کی گردن مین پڑی ہوئی چالاک نے جھٹکا مارا کہ وہ زمین پر گری
اور کوکب کو ہوش آگیا اُسنے جو اپنے تئین گرفتار بلا دیکھا تو تڑپ کر اُڑا ساتھ ہی
اُڑنے کے حلقہ ہاے کمند پرزے پرزے اُڑ گئے کوکب بزور سحر اُڑ کر سوے آسمان
روانہ ہوگیا اور صرصر بھی رہا ہوگئی وہ بھی اُٹھکر بھاگی القصہ کوکب بروے آسمان
پرواز کنان اس فکر مین چلا جاتا ہو کہ مین کیونکر گرفتار ہوگیا تھا اور یہ ماجرا کیا تھا اسکو

تو اس حال مین رہنے دو اور افراسیاب کا حال سنو کہ وہ کافر خاص کر جو اُس پتلے
کے لینے کو گیا تھا تو راہ طی کر کے اندر طلسم کے پہونچا اُس مقام پر کہ جہان وہ ساتون
کوٹھریان تھین مگر دیکھا اِسنے کہ سب کوٹھریون مین قفل سحر لگے ہوئے ہین یہ ماجرا دیکھکر ارادہ
اُنکے کھولنے کا کیا اور صدہا تدبیرین کین کہ جسمین قفل کھل جائین لیکن نہین معلوم کہ وہ
قفل کس طور سے بانیان طلسم نے لگائے تھے اور کیا تدبیر اُنکے کھولنے کی رکھی تھی کہ
اِس کافر سے ایک بھی قفل نہ کھل سکا جب تو یہ ناچار ہوا اور سوچا کہ تو اپنے ہاتھ سے چلکر
دونون کو قتل کر ڈال اسمین جو چاہیے وہ تیرے لیے ہو جائے یہ تصور کر کے باہر طلسم کے
نکل آیا دریاے خون روان تو اِسکا خشک ہو چکا تھا اور پل پریزادان بھی ٹوٹ چکا تھا
راہ صاف پڑی ہوئی تھی اِسوجہ سے قران بھی اپنے تئین ساحرون کی لڑائی سے بچائے
ہوئے اسطرف آکر کھڑے ہوئے اِنھون نے جو افراسیاب کو آتے ہوئے دیکھا تو ایک ساحر کی
صورت بنکر سامنے اِسکے آئے اور ہاتھ باندھکر کہا کہ اے خداوند ساحران آپکو ملکہ حیرت جادو
نے جلد بلایا ہے حضور تشریف لیچلین یہ قران کے قریب مین آگیا اور اپنے انجام سے غافل ہو کر
کہنے لگا چلو مین تو خود اُنھین کے پاس جاتا ہون یہ کہکر قدم کو بڑھایا قران بھی ہمراہ ہوئے پس
چند قدم بڑھکے بیضہ بیہوشی کو اِسکے مُنھ پر جو مارا اگرچہ اِسنے اوپر کی سانس لی بیہوشی تا مغز
چڑھ گئی اور چھینک مار کے یہ بیہوش ہو گیا اُسوقت قران نے اُسکو اوپر اپنے دوش کے
اُٹھا لیا اور لیکر بھاگا اور حال سنو کوکب کا کہ اُسنے خفا ہو کر اپنے دل مین خیال کیا کہ اے
چادر ظلمات کو افراسیاب کی پہاڑ کے اندر بارگاہ حیرت کے چلو اور جمشید و اختر کو
رہا بھی کر لو کہان تک حیران اور سرگردان رہو گے یہ تصور کر کے کچھ اسم سحر کا پڑھکر مثل برق
کے چمک کر اوپر اُس چادر ظلمات کے جو گرتا ہے تو اُسکو توڑ کر اندر بارگاہ حیرت کے پہونچا
اور نعرہ کیا کہ منم کوکب روشنضمیر پس اِسکی آواز کو سنکر تمام ساحر حیرت جادو کے دہل گئے
اور کسیکو حوصلہ نہوا کہ سد راہ ہو سبھون نے سر اپنے مارے ڈر کے ٹانگون مین ڈال لیے مگر حیرت
نے دلکو قوی کر کے کہا کہ اے کوکب خبردار ہو جاؤ کہ افراسیاب بھی آپہونچا ہے اِس کلمے
کو سنکر ایک طمانچہ کوکب نے اِس زور سے مارا کہ حیرت تو غش کھا کے گری اور ادھر

قران جو افراسیاب کو لیے چلے آتے تھے اُسکی بیہوشی اُتر گئی اور آنکھ اُسنے کھولکر اپنے تئین جو گرفتار پایا تو تڑپ کر اُڑ گیا اور اُسکی جھڑپ سے قران اوپر زمین کے گر پڑا مگر اُٹھکر اِس چالاکی سے بھاگا کہ افراسیاب سحر نہ کرسکا اسوجہ سے کہ اُسکو بھی جان کا اپنی خیال تھا کہ کہین قران مار نہ ڈالے کہ یہ بھی نظر کردہ بڑے زبردست کا ہی غرض افراسیاب سوے آسمان اُڑا ہوا فکر مین جاتا ہی اور دیکھ رہا ہی کہ چادر ظلمات بدستور بارگاہ کے حائل ہی اور دونون لشکرون مین تلوار قرار واقعی چل رہی ہی اِس عرصہ مین کیا دیکھتا ہی کہ کوکب جمشید اور اختر کو بنجے مین دابے ہوئے باہر بارگاہ حیرت کے لیے ہوئے اُس چادر ظلمات کے اندر سے نکلا اور لشکر مہرخ سحر چشم پر قائم ہو کے پکارا کہ ای مہرخ داہ بہار جادو منم کوکب روشن ضمیر لیے جاتا ہون جمشید اور ملکہ اختر کو تم بھی پھر جاؤ اور اب ہرگز کسی سے لڑنے کا ارادہ نکرنا اِس کلمے کو سنکر افراسیاب نے بھی آواز دی کہ منم افراسیاب کھڑا تو رہ او کوکب کہ مین بھی آپہونچا ہون کہان جاتا ہی کوکب نے اِسکی آواز کو مطلق نہ سنا اور چلا گیا اگر سنتا تو فوراً ٹھہر جاتا کبھی نہ جاتا القصہ کوکب تو دونون کو لیے ہوئے اپنے طلسم کے اندر چلا گیا اور یہان مہرخ بھی جدا ہو کر اپنی فوج کو لیے ہوئے پھری اور افراسیاب ناچار ہوکر بارگاہ حیرت مین داخل ہوا تو دیکھا کہ حیرت بیہوش پڑی ہی اسنے لوگون سے حال پوچھا اُنھون نے کوکب کے طمانچے مارنے کا حال بیان کیا اور کہا کہ جمشید اور اختر کو لیگیا اسے سنکر حیرت کو ہوشیار کر دیا اور اپنے تخت پر سوار کر کے اُس چادر ظلمات کو برطرف کر دیا اور سب فوج کو اپنی بُلا لیا بعد اسکے حیرت سے کہا کہ اب ہمارا خیمہ اور لشکر پرسون ضرور آئے گا تم جبتک خبردار کسی سے ہرگز مقابلہ نکرنا اور مین بھی جاتا ہون میرا بھی انتظار کرنا یہ کہکر روانہ ہو گیا اور حیرت اپنی بارگاہ مین آکر قائم ہوئی تھی کہ ایک لکہ ابر کا نمودار ہوا اور آکر اوپر دربارگاہ کے شق ہوا تو اُسمین سے چالیس ہزار ساحرہ پیدا ہوئین اور ایک تخت پر ملکہ نیلم جادو ظاہر ہوئی حیرت نے دیکھا کہ یہ تو خالہ میری تشریف فرما ہوئی ہین پس خوش ہو کر اُٹھ کھڑی ہوئی اور نیلم جادو کو ہاتھ پکڑ کے اپنی بارگاہ مین لے آئی اور بعزت تمام برابر اپنے تخت کے بٹھلا لیا اُس کافرہ نے ساتھ ہی بیٹھنے کے نہ تو کچھ بات کہی اور نہ

کچھ حال کسی طرف کا دریافت کیا سب سے پہلے یہی کہا کہ کیون ای چھوکری تو نے ذرا اسی لڑائی کا
اسقدر بکھیڑا نکالا ہی کہ سارے طلسم کو درہم اور برہم کر رکھا ہی کہ کسیکو قرار نہین ہی اسکی کیا وجہ ہی حیرت
نے کہا کہ فرمانا آپکا سب بجا ہی لیکن ابھی آپکو حالات سے اس لڑائی کے آگاہی نہین ہی اسوجہ
سے آپ یہ کلمہ ارشاد فرماتی ہین وگرنہ ہرگز زبان پر نہ لاتین ای خالہ امان مہرخ وغیرہ کی تو
فی الواقعی کچھ اصل نہین ہی الا عیاران لشکر بڑے غضب کے شورہ پشت اور زبردست
ہین کہ اُنسے کسی ساحر اور عیار کا بس نہین چلتا ہی اور وہ جسکو تاکتے ہین پھر اُسکو زندہ
نہین چھوڑتے ہین فوراً قتل کر ڈالتے ہین اُنسے سب کا دم ناک مین آگیا ہی نیلم جادو
نے کہا کہ ہمارے اور تمھارے سامنے وہ کیا غضب برپا کر سکتے ہین تمھارے اوپر جو خوف
اُنکا غالب ہوگیا ہی اسوجہ سے تم اُنکا کچھ نہین کر سکتی ہو اور اگر مجھسے کہو تو مین جسکو تم
بتاؤ ابھی جاکر پکڑ لاؤن بلکہ دیکھو کہ مین جاکر کسی عیار کو ابھی ابھی لاتی ہون یہ کہکر اُٹھ کھڑی
ہوئی ہرچند حیرت نے منع کیا مگر اُسنے نمانا اور بارگاہ سے نکلکر طرف صحرا کے روانہ ہوئی اور
جاکر ایک کوہ پر بیٹھی اور ارادہ سحر کرنے کا کیا قضاء کار قران اُس کوہ کے اوپر موجود
تھے اور حال نیلم جادو کا سن چکے تھے اب جو اِسکو دیکھا تو جلدی سے افراسیاب
کی صورت بنکر روبرو نیلم جادو کے پہونچے اُسنے افراسیاب کے شبہہ مین اُٹھکر سلام
جُھک کے کیا اُنھون نے کہ جہین وہ جھکی وہین حلقہ ہاے کمند مار کے اُسکو گرا دیا اور بیہوش کر
پشتارے کو اوپر پشت کے لگایا اور لیکر طرف بارگاہ جمشید کے روانہ ہوا قضاء کار اُدھر سے
صبا رفتار چلی آتی تھی اُسنے جو قران کو جاتے ہوئے دیکھا تو آکر سدراہ ہوئی اور کہنے
لگی کہ ای قران مین اِس پشتارے کو ہرگز نہ لیجانے دونگی بس یہی بہتر ہی تمھارے حق مین
کہ پشتارے کو توڑ رکھدو اور آپ چلے جاؤ قران نے اُسکے جواب مین کہا کہ تیری کیا مجال ہی کہ
جو تو اِس پشتارے کو نہ لے جانے دے ہم تو بہرصورت لیجائینگے اِس کلمے پر صبا رفتار تیغہ پکڑ کے
آپڑی قران نے بھی بغدے کو سیدھا کیا اب اِن دونون مین وار عیاری کے ہونے لگے
اور صبا رفتار نے قران کو روک لیا اِسمین شرارہ نقب زن بھی آپہونچی اور دیکھا اُسنے کہ قران
اور صبا رفتار سے چوٹ چل رہی ہی وہ بھی شریک ہوکر صبا رفتار کیطرف سے لڑنے لگی اب وہ

تو دونون لڑ رہی ہین اور قران تنہا دونون کو جواب دیکر اپنے تئین بچاتا ہوا چلا جاتا ہی مگر پسپا ہوتا ہوا اور گھبراتا ہوا اتنے مین صرصر شمشیر زن بھی آکر پہونچی اور اُسنے بھی قران کو پھرتے ہوئے دیکھکر تیغہ عیاری کو میان سے لیا اور آواز دی کہ ای صبا رفتار و ای شرارہ خبردار قران کو نہ جانے دینا کہ مین بھی آپہونچی اِن دونون نے جو دیکھا کہ مالک بھی ہماری آپہونچی تو پھر جرأت کر کے نیچہ اوپر قران کے بڑھ بڑھ کے مارنے لگین اور صرصر نے پیچھے سے آکر حلقہ کمند کو اوپر دونون کے مارا کہ دونون گرفتار ہوگئین یہ ماجرا دیکھکر قران تو نہایت حیران ہوا اور اُسنے پکارکر کہا کہ منم جانسوز بن قران پھر تو قران کو کمال خوشی حاصل ہوئی اور دونون عیار بچیون کو اُسی صحرا مین باندھکر چھوڑ دیا اور آپ لپشتارہ نیلم جادو کا لیکر طرف بارگاہ جمشید کے روانہ ہوا اور اِدھر شمار جادو نامے ایک ساحر تھا وہ جو سیر کرتا ہوا نکل آیا تو اُس کافر نے دیکھا کہ دو عیار بچیان درخت سے بندھی ہوئی کھڑی ہین وہ دیکھکر قریب انکے آیا اور پوچھا اِنسے کہ تم کون ہوا ور نام تمھارا کیا ہی انھون نے کہا کہ ہم عیار بچیان افراسیاب کی ہین ہمکو عیار باندھکر چلے گئے ہین شمار جادو اِس کلمے کو سنکر ہنسا اور کہنے لگا کہ اے تم مجکو بھی دغا دیا چاہتے ہو مین خوب تمسے واقف ہون کہ تم شاگرد عمرو کے ہو تمکو سب طرح کی قدرت ہی جب چاہو عورت بن جاؤ اور جب دل چاہے مرد بنجاؤ مین تمکو اب زندہ نہ چھوڑونگا اِس طرح سے جو اُسنے دھمکایا اور اِن دونون نے لاکھ لاکھ طرح سے منت اور سماجت کی مگر اُسنے نہ مانا اور کہا تم جھوٹ کہتے ہو تم دشمن افراسیاب کے ہو مین تمکو ضرور قتل کرونگا یہ کہکر دونون کو مبتلائے سحر کر کے اندر ایک درۂ کوہ کے لیگیا اور کہنے لگا کہ مین اب تمھارے کباب بھونکر کھاؤنگا یہ دونون بدحواس ہوئین اور منت عاجزی کرنے لگین مگر اُسنے ایک ایک بوٹی اِن دونون کے جسم کی کاٹ کر آگ پر ڈالی وہ دونون تو تڑپنے لگین قضاء کار چالاک بن عمرو اُس درہ مین موجود تھا اُسنے جو دیکھا کہ درۂ کوہ مین سے دھوان اُٹھ رہا ہی تو پوشیدہ ہوکر دیکھنے لگا اور اُسنے پہچانا کہ یہ دونون عیار بچیان ہین پس ایک ساحر کی صورت بنکر سامنے شمار جادو کے آکر پہلے تو خوب ہنسا پھر کہا بھائی صاحب ہم بھی کباب کھائینگے شمار جادو سمجھا کہ یہ بھی کوئی ساحر ہی یہ سمجھکر خاموش ہو رہا چالاک نے باتین

کرتے کرتے ایک بیضۂ بیہوشی اسکے منھ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوا اُسنے سر اُسکا کاٹ ڈالا صدائے
دار و گیر بلند ہوئی کہ مارا شمار جادو کو صبار فتار اور شرارہ کو رہا کرکے آپ بصورت چالاک بنا اور کہا
ای صبار فتار و شرارہ تم ہمارے ساتھ کہان کہان عداوت کرتی ہو اور ہمنے تمکو رہا کردیا
اگر ہم نہ آتے تو وہ آج تمکو زندہ نچھوڑتا یہ احسان ہمارا بھول نجانا صبار فتار نے چالاک کی بلائین
لین اور خوش ہوکر روانہ ہوئین تھوڑی دور پر جاکے شرارہ تو مفسد تھی اُسنے صبار فتار
سے کہا کہ ہم لوگون کا تو یہ دستور ہی کہ مکاری کرین اب یہی وقت ہی چالاک کو پکڑ لیجانے کا
صبار فتار نے کہا کہ ارے کمبخت اُسنے تو اتنا بڑا احسان کیا ہی اور تیرا یہ ارادہ ہی مجھے
یہ امر ہرگز نہوگا اسنے کہا اچھا اگر تمھاری یہ مرضی ہی تو تم اور راہ سے جاؤ مین اور سمت
سے جاتی ہون یہ کہکر جانب چالاک چلی اور اُسکو پکارا وہ فوراً اُسکے پاس چلا آیا اِس
خیال سے کہ مین نے تو اِسکی جان بچائی ہی یہ دغا مجھسے نکریگی اور آکر پوچھا کہ کیا کہتی ہو اُسنے
کہا کہ آج تمنے ہماری جان بچائی ہی مگر ہم بھی تمھارے ساتھ سلوک کیے دیتے ہین خیر تم بھی
کیا یاد کروگے لو سُن لو کہ یہ جو تمھارے پیچھے ہین اُنمین سوت حیرت جادو کی ہی اگر تم اُسکو
قتل کیا چاہتے ہو تو انکو دیکھ بھال لو اُنھین کو قتل کرو چالاک نے یہ سنکر پیچھے پھر کر
دیکھا اسنے حلقہائے کمند مارے مگر چالاک بھی اِن حلقون مین سے نکلا کہ جیسے عینک سے نگاہ
نکلتی ہی شرارہ بھی حیران ہوگئی اور ناچار ہوکر بھاگی مگر چالاک کب جانے دیتا ہی اِسنے
اُسکے منھ پر بیضہ بیہوشی مارا کہ یہ بیہوش ہوکر گری اِسنے اُسکو باندھکر ہوشیار کیا اور کہا ای
شرارہ مین نے تیرے ساتھ کیا برائی کی تھی کہ جو تونے میرے ساتھ یہ عداوت کی یہ کہکر خنجر کھینچکر
چاہا کہ اِسکو قتل کرون وہین زمین شق ہوئی اور ملنگ جادو بصورت شیر پیدا ہوا اور
اِن دونون کو لیکر ایک صحرا کی طرف چلا چالاک تو حیران ہوا کہ یہ ہوشیار تھا اور اُس ساحر نے
دونون کو ایک پہاڑ پر لاکر انکو توڑ ڈالدیا اور پوچھا کہ تم کون ہو شرارہ کو بھی ہوش آچکا تھا
اِسنے کہا کہ مین تو کنیز ہون افراسیاب کی شرارہ عیارچی اور یہ دشمن ہی اُنکا چالاک بن
عمرو اِس کلمے کو سنکر چالاک نے دیکھا کہ دست و پا میرے قابو مین ہین اور شرارہ سنے
تدبیر میرے قتل کی کی ہی یہ سوچکر جست جو کرتا ہی تو کوئی سو گز پر جا کر گرا ملنگ بھی پیچھے اُسکے

دوڑا اور شرارہ نے بھی فرصت پاکر اپنی راہ لی چالاک کو ملنگ نے بنایا ادھر مہتر قران کا
حال سنو کہ انھون نے پشتارہ نیلم جادو کا لیجاکر سامنے جمشید کے رکھدیا اور سب حال اسکا
بیان کیا جمشید نے جو پشتارہ اسکا کھولا تو اُسمین تپلہ پتھر کا بند تھا قران تو اُس تپلے کو دیکھکر
ہوا ہوگیا اور جمشید نے جو بغور دیکھا تو غش کھاکر گر پڑا یہ حال دیکھکر ساحران ملازم جمشید دوڑے
اور تپلے نے تڑپ کر آواز دی کہ ہنم نیلم جادو ارے ساحرو جلد بتاؤ وہ کہان ہی کہ جو مجکو پکڑ کر
لایا ہی یہ کہکر ایک ٹکر زمین پر ماری زمین شق ہوگئی اور پانچ سو ساحر زمین مین غرق ہوگیا
اِس ماجرے کو دیکھکر مہرخ نے ایک گولہ سحر کا نیلم جادو پر مارا کہ سر اُسکا پھٹ گیا اور خون
جاری ہوا اُسنے اپنے خون کو ہاتھ مین لیا زمین پر نہ گرنے دیا اور جانب فلک اُچھالدیا
اور سحر پڑھکر دم کیا کہ ایک چادر سیاہ ظلمات کی بارگاہ پر چھاگئی اور تمام بارگاہ نشین
اُسکی تاثیر سے بیہوش ہوگئے نیلم جادو سب کو مسحور کرکے حیرت کے پاس گئی اور
اِس سے کہا کہ چلو مین تمکو تماشا دکھاؤن مہرخ اور جمشید کے ساحرون کو مع مہرخ و جمشید
کے مین بیہوش کر آئی ہون اور وہ سب قید سحر مین گرفتار ہین حیرت یہ سنکر اُٹھ کھڑی
ہوئی مگر ملکہ اختر بارگاہ مین نہ تھی وہ جو آئی تو اُسنے سب کو بیہوش دیکھکر اسم رد سحر کا دم
کیا کہ وہ تاریکی موقوف ہوئی اور سبکو ہوش و حواس آیا خوش ہوکر سب ساحر اندر بارگاہ کے
بیٹھے کہ نیلم جادو آکر پہونچی اور سبکو ہوشیار دیکھکر حیران ہوئی اور حیرت سے کہا کہ یہ کون
ایسا ساحر تھا کہ جسنے میرے سحر کو رد کیا حیرت وہان سے پھری اور کہا کہ مجکو یہان عیارون کا
خوف ہی یہ کہکر سمت صحرا روانہ ہوئی اور نیلم جادو اور جانب چلی گئی قضاء کار ضرغام
نے حیرت کو جاتے دیکھا جلد ایک ساحر کی صورت بنکر سامنے اِسکے آیا اور کہا کہ افراسیاب
نے کہا ہی کہ ای ملکہ ہم نے تمکو ہر چند منع کیا مگر تمنے ہمارا کہنا نہ مانا اسکی کیا وجہ ہی کہ تم اکیلی
سر صحرا آئی ہو حیرت نے قصد جواب دینے کا کیا تھا کہ ضرغام نے بیضہ بیہوشی کا اِسکے
مُنھ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوئی ضرغام نے پشتارہ اسکا باندھا اور ارادہ لیچلنے کا کیا تھا
کہ دفعتہً دو پنجے پیدا ہوئے اور ضرغام کو مع پشتارے اُٹھا لیگئے یہ پنجے حیرت کے تھے
اور اُسنے اِسی واسطے پہلے ہی انکو بزور سحر تیار کیا تھا اور کہدیا تھا کہ جب مجکو عیار بیہوش

کرین تم اُٹھا لانا وہ اُسکو ایک رات اور ایک دن لیے ہوئے پھرا کیے ضرغام سمجھا کہ اب
جان بچتے معلوم نہین دیتی اِسنے حیرت کو ہوشیار کردیا حیرت کو جو ہوش آیا اِسنے نگاہ
پھر ضرغام کو دیکھا اور کہا تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی اور کسطرف کو جاتا ہی ضرغام نے اپنا نام بتایا
ملکہ حیرت اِسکو پنجون سے لیکر پہاڑ پر آئی اور کہا ای ضرغام آج تو نے بڑا غضب کیا تھا مجھکو
مار ڈالا ہوتا ضرغام نے کہا ای ملکہ ذرا اُدھر تو ملاحظہ کیجیے کہ وہ بھی آپہونچے حیرت نے یہ سنکر گھبرا کر
اُدھر دیکھا ضرغام نے حلقہ ہاے کمند مارے کہ وہ گر پڑی مگر ساحرہ زبردست تھی اِسوجہ سے
اِسنے جہان حلقہ پچی ہوئے تھے وہان سے سحر پڑھکر کمند کو جلا کر نکلی ضرغام کمند
چھوڑکر بھاگا حیرت بھی خوف زدہ ہوکر صحرا کی طرف چلی وہان افراسیاب سے ملاقات ہوگئی
مگر افراسیاب کو شک گذرا کہ یہ حیرت نہین کوئی عیار ہی اور حیرت بھی یہی سمجھی کہ افراسیاب
نہین مقرر کوئی عیار ہی یہ تصور کرکے افراسیاب کو دوڑ کر اِسنے خنجر مارا اُسنے دونون
ہاتھ اِسکے پکڑ لیے اور اب یقین کامل ہوگیا کہ یہ عیار ہی جب تو اِسنے خنجر مارا یہ خیال کرکے
اِسنے ایک ہی جوتی سر پر حیرت کے ماری اِسنے بدحواس ہوکر سحر جو کیا تو اُسوقت افراسیاب
نے پہچانا کہ یہ ملکہ حیرت ہی اور اِسنے بھی افراسیاب کو پہچان لیا آخر کو دونون باتین کرتے
ہوئے اندر بارگاہ کے داخل ہوئے اور آکر تخت شاہی پر بیٹھے مگر سوچ مین اور اِس تدبیر
مین ہین کہ عیارونکو کیونکر گرفتار کرین اِسمین مصور جادو اور صورت نگار بھی آکر اندر بارگاہ
کے پہونچے اور مجرا کیا افراسیاب کو اور اپنی جگہ پر قائم ہوئے شُشتیور بن تمیز بھی اوپر
کرسی کے بیٹھا ہوا تھا کہ افراسیاب نے مصور جادو سے پوچھا کہ کیونکر تصویرین تمھارے
پاس سے عیار لیگیا اِسنے سب حال لیجانے کا بیان کیا اور کہا کہ خیر اُن تصویرون کو تو عیار
چُرا کر لیگئے مگر اسکو ملاحظہ کیجیے کہ مین نے جمشید کی پھر تصویر کھینچی ہی یہ کہکر افراسیاب کو
دیدی اِسنے حیرت کو دیدی اُسنے دیکھکر دوسرے ساحر کے حوالے کی القصہ وہ تصویر تو اوٹ سٹ بدست
چلی جاتی ہی اور ہر ایک ساحر دیکھ رہا ہی اسمین مصور جادو نے کہا کہ ای شہنشاہ ساحران اب
جمشید کو ہرگز زندہ چھوڑنا نہین چاہیے اِسنے بھی کہا کہ تم سچ کہتے ہو میری بھی یہی راے
ہی اِس عرصے مین وہ تصویر شُشتیور کے بھی ہاتھ مین پہونچی کہ اُسکی کرسی کو کوئی دس کرسیون تک

بعد کھینچی ہوئی تھی غرض شبیتور تو اس تصویر کو دیکھنے لگا اور چالاک اُسکے سر پر بصورت خدمتگار
بنا ہوا وہاں ہلا رہا تھا اُسنے تصویر کو اُچک کر ہاتھ سے شبیتور کے لیلیا اور طرف دروازہ بارگاہ کے
بھاگا لوگ اُسکے پیچھے دوڑے تو سہی مگر مارے خوف کے باہر بارگاہ کے نہ نکلے اندر ہی دوڑ کر ٹھہر گئے اور
چالاک صاف نکلا ہوا چلا گیا افراسیاب نے مایوس ہو کر سبکو بلا لیا وہ آکر بیٹھے اسوقت مصور نے
آبدیدہ ہو کر کہا کہ اے افراسیاب مین نے اس تصویر کو بڑی مشقت سے کھینچا تھا لیکن غضب ہے تیرے
کے عیار ہین کہ یون مفت مین لیگئے افراسیاب نے سنکر مصور کی دلداری کی اور ساتھ خاطرداری کے
تسلی دیکر بٹھلایا اس عرصہ مین چالاک نے اُس تصویر کو تو باہر جاکے پھاڑ ڈالا اور آپ پھر خدمتگار
کی صورت بنکے اندر بارگاہ کے آکر موجود ہوا اور اِدھر اُدھر پھرنے لگا افراسیاب نے مصور کو آزردہ
خاطر دیکھکے کہا کہ اے مصور جادو میرے پاس ایک قلم ہفت رنگ ہے کہ اُسکو شمشیر جمشید اور سامری
کہتے ہین تو ہم تمکو وہ دیوینگے اسوجہ سے کہ اُسمین یہ وصف ہے کہ وہ سات رنگ بر وقت تحریر کے
پیدا کرتا ہے مصور جادو نے سنکر مجرا کیا اور نذر دکھلائی اُسنے اسیوقت قلم منگوا کے حوالے کیا
مصور اُس قلم کو لیکر رخصت ہوا اور سوار ہو کر مع صورت نگار کے اپنی بارگاہ مین ملول
اور غمگین جاکر بیٹھ رہا یہان چالاک قلم کا حال تو سُن چکا تھا اور دیکھا بھی تھا کہ افراسیاب نے
مصور کو قلم دیا ہے بس فوراً ایک ساحر کی صورت بنکے سات قلم کے منھ درست کر کے ہاتھ مین
لے لیے اور آکر سامنے مصور جادو کے پہونچا اور جھک کر مجرا کیا اور کہا کہ یہ قلم افراسیاب
نے واسطے آپکے اور بھیجے ہین اِنکو لیجیے کہ بہت تحفہ ہین اور قابل اُسکے ہین کہ آپ تصویرین
اِس سے کھینچیے مصور نے وہ قلم لے تو لیے مگر غور کر کے جو دیکھا تو کچھ تحفہ نہ تھے جب تو نہایت
حیران ہوا اور سوچا کہ افراسیاب نے کیا سمجھ کے یہ قلم مجکو بھیجے ہین یہ تصور کر کے مریخ جادو
کو طلب کیا اور اُس سے کہا کہ تم اِن قلمون کو پاس افراسیاب کے لیجاؤ اور اُنسے
میری طرف سے کہو کہ آپکو سلام کہا ہے اور پوچھا ہے کہ آپ نے یہ قلم کیسے مجکو عنایت کیے ہین
یہ تو بالکل کسی کام کے نہین ہین وہ تو قلم لیکر طرف افراسیاب کے چلا گیا اور یہان مصور
جادو کو شک گذرا کہ یہ کوئی عیار تو نہین ہے یہ سوچکر طرف چالاک کے گھور کر جو دیکھا تو وہ
بھاگ کھڑا ہوا پھر تو یقین کامل ہو گیا مصور کو کہ یہ عیار تھا بہت آزردہ خاطر ہوا اور تدبیرین

صورت نگار سے پوچھنے لگا کہ کیونکر عیارون کے ہاتھ سے جان بچگئی یہ تو کسی طرح سے پیچھا
نہین چھوڑتے ہین اب مین کیا فکر کرون میری عقل تو حیران ہی یہ دونون اسی فکر مین مشوش
ہو رہے ہین اور چالاک پھر ایک ساحر کی صورت بنکے آیا اور کہنے لگا کہ ای نبیرۂ جمشید خداوند
افراسیاب نے فرمایا ہی کہ دو قلم مین نے ہرگز نہین بھیجے ہین بہت ہوشیار رہنا کیا
عجب ہی کہ وہ کوئی عیار ہووے اور ساتھ تمھارے دغا کر جاوے خبردار اُسکو جانے نہ دینا اور پکڑ لینا اس
کلمے کو سنکر مصور بدحواس ہوگیا اور اُٹھکر چالاک کو اِدھر اُدھر تلاش کرنے لگا جبکہ نپایا تو لوگون سے
پوچھا کہ ابھی تو وہ کھڑا ہوا تھا کدھر کو چلا گیا اسمین اُس ساحر نے کہ جو پیغام لیکر افراسیاب کا آیا تھا کہا کہ آپ
ذرا گوشہ مین چلین تو مجکو کچھ اور بھی عرض کرنا ہی مین اُسکو بھی گوش گزار آپ کے کرون مصور
جادو اندر ایک صحنچی کے ہاتھ پکڑ کے لے گیا اور کہا کہ جلد اُس بات کو بھی کہدو کہ میرا دم گھبراتا ہی
چالاک نے باتون مین لگا کر اُسکو بیہوش کر دیا اور پشتارہ بدوش ہو کر طرف صحرا کے مصور جادو
کو لیکر بھاگا یہ تو اُدھر کو چلا گیا اور ادھر صورت نگار کو وہم دامنگیر ہوا کہ یہ ساحر بھی کہین عیار
نہوے چلکر خبر تو لے کہ وہ علٰحدہ کسواسطے لیگیا ہی یہ تصور کر کے اُس صحنچی کے اندر جو گئی
تو مصور جادو کو نپایا بس یقین ہوگیا کہ عیار لیگیا دھاڑ ادھاڑ پیٹنے لگی اس عرصہ مین مرنج
جادو نے بھی جا کر افراسیاب سے زبانی مصور جادو کے جو کچھ سُنا تھا وہ سب بیان
کیا وہ سنکے مع حیرت جادو کے اُٹھکر بارگاہ مصور جادو مین چلا آیا تو دیکھا کہ صورت نگار
پریشان حال بیٹھی ہوئی رو رہی ہی اور صورت نگار نے جو ان دونون کو دیکھا تو اور زیادہ رونے لگی
اور پکاری کہ ای افراسیاب مین تو لٹ گئی میرا راج سہاگ سب جاتا رہا اب مین کیا کرون ان
دونون نے اُسکی تشفی کی اور اپنے ساتھ لیکر مصور جادو کی تلاش کو روانہ ہوا اور جا کر اُسی طرف کو
یہ تینون بھی پہونچے کہ جدھر چالاک لیے ہوئے جاتا تھا مصور کو بس افراسیاب نے دیکھکر چالاک
کو تو گرفتار کر لیا اور مصور جادو کو لیکر ہوشیار کر دیا صورت نگار تو اپنے خاوند کو دیکھکر نہایت
خوش ہوئی اور افراسیاب چالاک کو واسطے قتل کرنے کے اوپر ایک درۂ کوہ کے لیکر چڑھ گیا
برابر اسکے صرصر عیار بچی بھی آکر پہونچی اُسنے اِسکو دیکھکر اِس خیال سے کہ یہ بھی کوئی عیار نہو کہا کہ
خبردار میرے پاس نہ آنا الگ کھڑی رہ صرصر اِس کلمے پر قہقہہ مار کے ہنسی اور کہنے لگی کہ ای شہریار

مین تو آپکی لونڈی ہون آپ مجسے کاہیکو اندیشہ کرتے ہین اس کلمے کو سنکر افراسیاب نے اپنے سحر سے دریافت کرلیا کہ حقیقت مین یہ صرصر ہے تو پھر خاموش ہو رہا یہ بھی برابر چالاک کے آکر کھڑی ہوگئی اسوقت افراسیاب نے مصور جادو سے کہا کہ تمھین چالاک کو اپنے ہاتھ سے قتل کرو اسنے ارادہ تلوار مارنے کا کیا تھا کہ صبا رفتار بھی آکر پہونچی افراسیاب نے اُسکو بھی اپنی کف دست کو دیکھکر علم سحر سے دریافت کرلیا کہ یہ بھی صبا رفتار ہے کوئی عیار نہین ہے خاموش ہو رہا اور صبا رفتار نے دوڑکر افراسیاب کی دونون ہاتھون سے بلائین لین اور کہا کہ قربان ہو جاؤن اسوقت آپکے ہونٹھ کسوجہ سے خشک ہو رہے ہین اور جمشید وسامری کی نہین معلوم کہ حضور کے اوپر کیا خفگی ہے کہ جو اس مصیبت مین آپ کو گرفتار کیا ہے کہین یہ موے عیار خدا پرستون کے جلد غارت ہوجائین تو پھر آپ اور ہم سب خاطر جمعی سے بیٹھین یہ کہکر دو چار خوشے انگور کے اپنے پاس سے نکالے اور کہا کہ اگر حضور کا دل چاہے تو یہ انگور حاضر ہین اسکو نوش فرمائین تاکہ حدت رفع ہو افراسیاب نے وہ انگور لیکر چند دانے تو آپ کھائے اور ایک ایک دو دو اورونکو بھی کھلائے ساتھ ہی کھانے کے ایک دم بھر مین تو وہ سب بیہوش اور بیہوش ہوکر گر پڑے اسوقت صبا رفتار پاس چالاک کے آئی اور کہا کہ ہم اور تم دونون برابر ہوئے ہماری جان تو تمنے اُس مقام پر بچائی تھی اور اب ہمنے تمھاری جان کو اِس مقام پر بچایا ہے جاؤ اب جدھر تمھارا دل چاہے اُدھر کو چلے جاؤ چالاک نے سنکر ارادہ چلنے کا کیا تو ہاتھ پاؤن مین بالکل طاقت نپائی ذرا بھی جنبش نکرسکا چال دیکھکر صبا رفتار نے چالاک کو پشتارے مین باندھا اور پشتارہ بدوش ہوکر کہا کہ چل مین تجکو بارگاہ جمشید مین بھی خیر پہونچادون یہ کہکر ایک پرچہ کاغذ کا اِس مضمون سے لکھکر اُسی مقام پر ڈال دیا کہ اے افراسیاب دانا اور آگاہ ہو کہ منم مہتر قران نظر کردہ علی عمران اگرچہ تو میرے خلیفہ کو پکڑ لایا تھا لیکن مین نے بھی اپنے تئین پہونچایا اور خلیفہ کو اپنے رہا کرکے تیری قید سے لیگیا خبردار ایسی حرکت اب نکرنا ورنہ مین تجکو مار ڈالونگا غرض پرچہ کو تو وہین چھوڑ دیا اور آپ چالاک کا پشتارہ لیکر روانہ ہوئی کوئی دو کوس کے اوپر صحرا مین پہونچی تھی کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور اٹھاکر صبا رفتار کو مع پشتارے کے اوپر ایک کوہ کے لیگیا اور وہان جاکر ساحر کی صورت بنا اور پوچھا صبا رفتار سے کہ کسکو تو لیے جاتی ہے اسنے کہا کہ مین چالاک کو لیے جاتی ہون

پاس افراسیاب کے تجھکو کیا کام ہے کہ جو تو مجھکو اُٹھا کر لے آیا ہے اور پریشان حال ہوتا ہے اُسنے
سنکر کہا کہ مین اسواسطے آیا ہون کہ میرا ابھی ارادہ تیرے ساتھ چلنے کا ہے صبا رفتار اُسکے
کلمے کو سنکر نہایت حیران ہوئی آخر کو بحر عیاری مین غوطہ زن ہوکر سر کو اُٹھایا اور کہنے لگی
کہ خیر تم بھی میرے ساتھ چلو اور انکو بھی اپنے ہمراہ لیتے چلو کہ جو تمھارے پیچھے کھڑے ہوئے
ہین اُسنے اِس کلمے پر مڑکر جو دیکھا تو صبا رفتار نے حلقہ ہاے کمند مار کے اُسکو گرا دیا
اور جلدی سے سر اُسکا کاٹ ڈالا اور چالاک کو پھر لیکر روانہ ہوئی مگر دل مین ڈرتی ہوئی
کہ کہین پکڑی نہ جاؤن یہ تو اس فکر مین مضطر اور پریشان چلی جاتی تھی کہ قِران نے آ کے
راہ مین آکر گھیرا اور پکار کر کہا کہ ٹھہر جا کہان جاتی ہے اور کسکو لیے جاتی ہے اُسنے کھڑے ہوکر
سارا حال چالاک کا بیان کیا اور رکھوا کر چالاک کو سامنے قِران کے رکھدیا مہتر قِران
نے سنکر چالاک کو اُٹھا لیا اور پشتارہ بدوش ہوکر طرف بارگاہ جمشید کے چل نکلا اور وہان
افراسیاب کو اور اُن سب ساحرون کو ہوش جو آیا تو وہ حیران ہوکر اُٹھ بیٹھے اور دریاے
ندامت مین غرق ہوکر اپنے اپنے مکان کو چلے گئے اور افراسیاب بارگاہ حیرت مین جا کر
بیٹھا اور متحیر ہوکر حیرت سے کہنے لگا کہ عقل میری گم ہے کہ چالاک کو اُٹھا کر کون لیگیا
یہ کہکر بارے ڈر کے اُسیوقت طرف ظلمات کے اُٹھ کر چلا گیا حیرت جادو بارگاہ مین
بیٹھی رہی کہ دفعۃً ایک ٹکڑا ابر کا سرخ رنگ سامنے سے اُسکو نظر آیا یہ اُسکو دیکھکر
کمال حیران ہوئی اور دل مین کہنے لگی کہ یہ ابر کیسا ہے یہ تو اس فکر مین تھی کہ وہ ابر شق
ہوا اور اُسمین سے ایک ساحرہ پیازی جوڑا پہنے ہوے نمودار ہوئی اور آکر اُسنے حیرت
کو مجرا کیا اور کہا کہ خالہ افراسیاب کی ملکہ اندر جادو تشریف لاتی ہین حیرت جادو سنکر
نہایت خوش ہوئی اور سوار ہوکر واسطے پیشوائی کے روانہ ہوئی اور جاکر اثناے راہ مین
ملاقات کی ساتھ اپنے بہ آبروے تمام اندر بارگاہ کے لیکر آئی اور اُوپر دنگل کے نذر
دیکر بٹھلایا اسکو تو بارگاہ مین چھوڑ دو اور مہتر قِران کا حال سنو کہ وہ جو پشتارہ چالاک
کا لیکر چلے تھے تو جاکر اندر بارگاہ جمشید کے پہونچے اور چالاک کو سامنے جمشید کے
رکھکر سب حال بیان کر دیا اُسنے سنکر سحر افراسیاب کو چالاک کے اوپر سے اُتارا

ہاتھ پاؤن اُسکے کھل گئے وہ اُٹھکر اوپر کرسی کے بیٹھا اور حال صبا رفتار کا بیان کیا کہ آج اُسنے مجکو رہا کیا ورنہ مین بڑی مصیبت مین گرفتار ہو گیا تھا یہ کہکر اور باتین کرنے لگا قران اور جانسوز اور صرغام وغیرہ آکر متمکن ہوے اور حال سنیے اندر جادو کا کہ اُسنے بیٹھکر حیرت جادو سے پوچھا کہ تمنے طلسم کا آجکل کیا عالم کر رکھا ہی کہ ہر چہار طرف کو غدر برپا ہو رہا ہی اُسنے کہا کہ میرا کچھ قصور اسمین نہین ہی مین بھی ناچار ہون کہ عیار خدا پرستونکے بڑے زبردست ہین کوئی اُنکا سامنا نہین کرسکتا ہی اسوجہ سے غدر طلسم مین برپا ہی کہ وہ عیار ہر ایک کو مار ڈالتے ہین اور اُنسے زور کسی کا نہین چلتا ہی اندر جادو نے کہا کہ جمشید تو ایسا زبردست نہین ہی کہ اُس سے بھی کوئی سامنا نکرسکے پھر اُسکی کیا وجہ ہی کہ جو ابھی تک اُسکو بھی تمنے گرفتار نہین کیا حیرت جادو نے کہا کہ حقیقت مین اُسکی کچھ اصل نہین ہی مگر بسبب عیارون کے اُسکے اوپر بھی ہم قابو نہین پاتے ہین اندر جادو نے اِس حال کو سنکے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے پس جب وہ زمانہ آیا کہ شہسوار فلک توسن چرخ سے اُترکر بارگاہ مغرب مین گیا اور ردائے شام جانب خاک گستردہ ہوئی نظم

بشکل بخت زاہد اک اندھیرا — اُٹھا مغرب سے ہر جانب کو گھیرا
ہوئے تابان جمال شعلہ ہر سو — ملا جلنے کو پروانون کو قابو

سر شام طبل جنگ پر چوب پڑی طائران سحر جو اِس مقام پر بام جاسوسی رہتے ہین وہ اُڑکر بارگاہ مہرخ مین گئے اور بزبان فصیح دعا و ثنا بادشاہی بجالائے اشعار

یا الٰہی جو یہ تیرا ہی چراغ دولت — تا ابد اِس سے منور رہے قندیل فلک
تا قیامت رہے مسجود خلایق دو جگ — مسند جاہ کی تیری نہ بچھے جسپر توشک
جو ترا دوست ہو اب آینہ گیتی پر — اُسکی تمثال کبھی ہو نے بنائے منفک
کاتب ست قضا شکل عدو کی تیری — صفحۂ ہستی سے جون حرف غلط کر دے حک

لشکر ملکہ حیرت مین طبل جنگ بجا باقی خیر و عافیت ہی مہرخ سحر چشم نے بھی اِس خبر کو سنکر نفیر سحر کو دم دیا دلاور جو کہ ساحر نامی تھے آگاہ اور خبردار ہوئے اور سحر کی تیاری کرنے لگے ہتھیار صاف اور صیقل ہوتے تھے اور دُہر و بجتا تھا تلوارین اِسطرح خم کھین کہ جیسے کشتی ہوتی ہی مگر گھاٹ اُنکا

سوکھا ہوا تھا آبداری اُنکو دیجاتی تھی کمان ہر ایک کڑکتی تھی چلاتی تھی کلۂ عمرو وکلہ زنی کرتے تھے ایک طرف ساحر سحر پڑھتے تھے بربجی تھالیون مین آگ دھتورے کے پھل دونے مردے کے تیے کیلین اور لونگین جمع کی تھین بچہ ہاے خوک جھٹکا ہوتے تھے ایکطرف نقیب آوازین لگاتے تھے جوانو جوان بخت ہشیار ہو سلاحون سے اپنے خبردار رہو + چار پہر رات یہی ہنگامہ جابجا مین برپا رہا آخر عمر شب تمام ہوئی اور گل خورشید بہ اعانت نسیم سحری چمنستان سپہر مین شگفتہ ہوا اشعار

جمال شمع پر آئی اُداسی	مزاج شب مین پھیلی بدحواسی
پڑی سامان ظلمت پر تباہی	دھوان ہو کر چلی شب کی سیاہی

صبحکو مہرخ سحر چشم اور بہار جادو فوج کثیر لیکر مثل ہلال سحر اور طوفان قہر چشم و تشکیل جادو وغیرہ کو لیکر میدان کارزار مین آئین جمشید روشن جمال بھی اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر عرصۂ نبردگاہ مین آیا اسوقت بڑے بڑے تارے آسمان پر ظاہر تھے چھوٹے چھوٹے چھپ سے گئے تھے قلۂ کوہ سے پائین کوہ تک نرگستان کواکب اور گلزار رشک لالہ کھلا تھا کرن خورشید کی نکلتی آتی تھی لشکر مین باجا جنگی بجتا تھا اسلحہ کی چقاچاق بلند تھی بیرقین سرخ سبز جلوے دکھاتی تھین ساحر طاؤس سان آتش بار اژدران مردم آزار پر سوار تھے غرض پست وبلند زمین کو بیلچہ کاردان نے ہموار کیا ابر برسا گرد و غبار کو بٹھایا میمنہ میسرہ آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی اور مذمت دنیاے فانی زبان پر جاری کی

ابیات

عاقلان باغ یہ نہین دلکش
آستین زن چراغ عقل یہ ہی
لالہ رو دل پہ لیگئے جب داغ
باغ مین آبشار روتے ہین
موت سے کسکو رستگاری ہی
دوطلاق اس زندگی کی سنکو

جسکو دیکھو وہ ہی پریشان وش
خاک جب ہو گئے قد رعنا
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
عندلیبو نکے ہین یہی لحان
آج وہ کل ہماری باری ہی

اس چمن کی ہواے بہمن و دے
تب ہوا سرو خوشنما پیدا
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین
غافلو کل من علیہا فان
بیاہ لیجائے عروس موت کو

نقیب جب گڑکا لگکر کنارے ہوئے تو اُس طرف ملکہ اندر جادو مع حیرت جادو کے میدان مین آئی تھی اُسنے اپنے طاؤس سحر کو اُڑایا اور ناف میدان مین آکر مہرخ سحر چشم کا نام لیکر پکاری کہ اری او نمکحرام مہرخ ناکام تجکو بھی یہ طاقت

اور قدرت ہوئی کہ تو افراسیاب کا سامنا کرے مہرخ کو یہ نہیب سنکر تاب نہ رہی اور تخت اپنا اُڑا کر اُسکے مقابلہ مین گئی آپسمین تارنج ترنج چلنے لگا مہرخ سحرچشم نے ایک سحر ایسا کیا کہ دریاے زخار و قہار پیدا ہوا مہرخ سحرچشم ایک کشتی پر جا بیٹھی اور وہ دریا بڑھنے لگا اُسوقت ملکہ اندر جادو نے سحر پڑھکر دستک دی کہ پانی دریا کا جم گیا اور ناؤ ٹکڑے ٹکڑے اُڑ گئی مہرخ سحرچشم پوشکر ایک اژدر دہان بنی اور پھنکار کر ملکہ اندر جادو پر آئی ملکہ اندر جادو ایک عقرب بنی اور نیش زنی ہونے لگی اسی طرح تا شام دونون آپس مین لڑا کین لیکن کوئی فتحیاب نہوا جب ساحر فلک عرصۂ چرخ سے رو بفرار لایا اور ساحرۂ شب نے قدم اپنا جنگاہ روزگار مین بڑھایا اشعار

غرض وہ دن کٹا با عیش و آرام
بڑھی پابوس کو پھر گیسوے شام
بشکل ابر اُڑی کچھ سیاہی
ہوئے مصروف راحت مرغ و ماہی

طبل بازگشت بجا کر دونون لشکر اپنے اپنے بستر پر آئے کمر کھولی آسودہ ہوئے مگر ظفریاب نہونے کا دونون کو ملال رہا اُسوقت چالاک بن عمرو نے مہرخ سحرچشم سے کہا کہ آپ رنج نہ کریں مین جا کر ملکہ اندر جادو کو لاتا ہون یہ کہکر طرف بارگاہ اندر جادو کے نکل کر روانہ ہوا اور ایک ساحرہ کی صورت بنکے سامنے ملکہ اندر جادو کے پہونچا اور اُسکو مجرا کیا اُسنے دیکھکر پوچھا کہ تو کون ہے اور کہان سے آئی ہے اسنے کہا کہ مجکو افراسیاب نے پاس آپ کے بھیجا ہے اور کچھ کہدیا ہے آپ ذرا الگ چلین تو مین اُس بات کو کہدون ملکہ اندر جادو سنکر اسکو الگ جو لے گئی تو اُس نے بہ فن عیاری اُسے بیہوش کیا اور پشتارہ بدوش ہو کر طرف بارگاہ جمشید کے نکل کر روانہ ہوا اثناے راہ مین صرصر سے ملاقات ہو گئی اُسنے پہچان کے چالاک بن عمرو کو روک لیا پھر تو دونون مین پنجہ عیاری چلنے لگے صرصر نے کہا کہ تو ناحق میرے ساتھ لڑتا ہے مین یہ پشتارہ تجکو نہ لے جانے دونگی بہر صورت چھین لونگی اِسنے کہا کہ پشتارہ تو مین اُٹھا کر ضرور لیجاؤنگا تو گھبراتی کاہے کو ہے تجکو بھی زندہ نہین چھوڑونگا یہ گفتگو دونون مین ہو رہی تھی اور برابر سے لڑ رہے تھے کہ صبا رفتار بھی آکر پہونچی

اور کہا اُسنے صرصر سے کہ مین بھی آپہونچی تم گھبراتا نہین یہ کہکر وہ بھی لڑنے لگی اب چالاک
تو اکیلا ہی اور وہ دونون اُسکے اوپر وار کر رہی ہین یہ دونون کو جواب بھی دیتا ہی اور
دونون کے وارون کو بھی روک رہا ہی لیکن حیران ہی اسوجہ سے کہ ایک تو تھک چکا ہی
اور دوسرے بوجھ پشتارے کا بھی ہی آخر کو ناچار ہوکر یہ بیٹھ گیا اور سپر کو چہرے کی پناہ
کرلیا اُن دون نے تلوارین اوپر سپر کے جو مارین تو وہ کٹ گئی اُسمین بھی بیہوشی تھی
وہ جو اُڑ کر دونون کے دماغ مین پہونچی تو چھینک مار کے بیہوش ہوگئین اور اوپر زمین
کے گرین چالاک نے اُنکو وہین چھوڑا اور آپ پشتارہ اندر جادو کا لیے ہوئے روبرو
جمشید کے پہونچا اور پشتارے کو کھولکر چاہتا تھا کہ حال بیان کرے اندر جادو
کی بھی آنکھ کھل گئی اسوجہ سے کہ بیہوشی اُسکی بھی اُتر گئی ہی اُسنے جو اپنے تئین گرفتار
بلا دیکھا تو سحر کرکے شعلۂ آتش بنی اور نکل کر طرف آسمان کے روانہ ہوگئی چالاک
اور جمشید ناچار ہوکر رہگئے اور اندر جادو بارگاہ حیرت مین جاکر پہونچی مگر نہایت مضطر
اور بدحواس کچھ احوال اپنے پکڑے جانے کا اور رہا ہوکر آنے کا کسی سے اظہار نہ کیا اتنے مین
ایک ساحر مصور جادو کا آیا اور آکر اُسنے حیرت سے کہا کہ آپکو مصور جادو نے سلام کہا ہی
اور کہا ہی کہ مین سب تصویرین کھینچ چکا ہون کل جمشید سے مین مقرر لڑونگا دیکھون
تو سہی کہ وہ میرا سامنا کیونکر کر سکتا ہی حیرت جادو نے سنکر کہا کہ ہماری طرف سے بھی جاکر
سلام کہنا اور کہدینا کہ تمنے جو کچھ کہ سامان کیا ہی وہی بہتر ہی اچھا کل لڑلینا وہ ساحر تو جواب
لیکر اُدھر کو روانہ ہوگیا اور اِدھر کو جاسوسان جمشید نے جاکر اُسکو بھی اطلاع کی اور
کہا کہ مصور کل آپ سے مقرر لڑے گا کہ تصویرین پھر کھینچ چکا ہی جمشید تو اس خبر کو
سُنکر سُن ہوگیا اور رنگ چہرے کا زرد ہوگیا چالاک نے جو دیکھا کہ جمشید کا لہو خشک
ہوگیا اِس خبر کو سنکر یون کہنے لگا کہ آپ خاطر جمع رکھین اور اندیشہ کسی امر کا نکرین مین جاکر
ان تصویرون کو ابھی لیے آتا ہون یہ کہکر چالاک اور ضرغام دونون ملکر طرف
بارگاہ مصور جادو کے چلے پھر کچھ دل مین آیا تو چالاک پھر کر پاس جمشید کے
چلا آیا اور ضرغام اُدھر کو چلا گیا اِدھر چالاک نے آکر اپنی صورت اندر جادو کی سی

بنائی اور دوسو جادوگر بنیان جمشید سے لیکر اپنے ہمراہ لین اور اوپر تخت روان کے
سوار ہوکر دربارگاہ مصور پر پہونچا اُسکو جو خبر معلوم ہوئی کہ ملکہ اندر جادو تشریف
لاتی ہین تو وہ سنکر مع صورت نگار کے واسطے پیشوائی کے دوڑا اور دربارگاہ پر
آکر دونون نے مجرا کیا اور نذرین دیکر ملکہ اندر نقلی کو اپنے ساتھ اندر بارگاہ کے لیگئے
اور اوپر کرسی کے بٹھلا کے مصور تو داہنے پر بیٹھا اور صورت نگار بائین ہاتھ کو
متمکن ہوئی اور ارباب نشاط کو اشارہ کیا وہ رقص و سرود مین مصروف ہوئے ادھر
چالاک نے دیکھا کہ صندوقچہ تصویرونکا مصور اپنی رانون کے تلے دابے ہوئے ہے اسنے دیکھکر
صد ہا تدبیرین کین اور چاہا کہ صندوقچہ کو لیلون مگر کوئی تدبیر پیش رفت نگئی آخر کو ناچار ہوکر خاموش
ہو رہا قضا را کار دو صوبہ دار واسطے سیر کے بارگاہ مصور کی طرف چلے آتے تھے اُنھون نے
جو دیکھا کہ اندر جادو اندر بارگاہ مصور کے داخل ہوئین تو وہ گھبرا کے اپنی فوج مین چلے
گئے اور جاکر اُنھون نے تمام اپنے لوگون سے کہا کہ ارے اندر جادو پاس مصور جادو
کے تشریف لیگئی ہین اور تم لوگون مین سے کوئی ساتھ سواری کے نہین گیا اِسکی کیا وجہ ہی
وہ سب اس حال کو سنکر بدحواس ہوگئے اور کہنے لگے کہ آپ کو کچھ خبر بھی ہے ملکہ تو اپنی بارگاہ
مین بیٹھی ہوئی خاصہ تناول کر رہی ہین اِس حال کو سنکر صوبہ دار حیران ہوگئے اور فوراً اندر
بارگاہ کے داخل ہوئے تو دیکھا کہ فی الواقعی ملکہ اندر جادو کھانا کھا رہی ہین انکو اور زیادہ
حیرت ہوئی اور وحشت دامنگیر ہوئی اندر جادو نے جو اِن دونون کو دیکھا کہ خلاف دستور
اندر بارگاہ کے پریشان خاطر استادہ ہوئے ہین تو اِسنے پوچھا کہ اے مسمار جادو خیر تو ہے
بھلا تم اِسوقت کیون آئے ہو اِنھون نے سنکر جو کچھ کہ دیکھا تھا وہ سب مفصل بیان کیا
اور کہا کہ ہمنے تو آپ کو بارگاہ مصور مین جاتے ہوئے دیکھا تھا آپ اسقدر جلدی کیونکر
چلی آئین اندر جادو اِس مضمون کو سُنکر سمجھی کہ کوئی میری صورت بنکر مصور
کے قتل کرنے کو گیا ہے یہ سوچکر جلد ہاتھ دھوکر اکیلی اوپر طاؤس سحر کے سوار ہوکر اندر
بارگاہ مصور کے پہونچی تو دیکھا کہ حقیقت مین میری صورت کی ایک عورت اوپر
بیٹھی ہوئی ہے پس اِسنے بارگاہ مین کھڑے ہوکر آواز دی کہ منم اندر جادو یہ کہکر چالاک

بزور سحر پکڑ لیا اور طاقت اُسکے ہاتھ پانوٗن کی زائل کردی اور مصور جادو سے کہا
کہ یہ کوئی عیار میری صورت بنکے آیا تھا قتل ہی تمکو کر چکا تھا وہ تو بڑی خیر ہوگئی
کہ مجکو اطلاع ہوگئی تو مین نے آکر اُسکو گرفتار کر لیا یہ کہکر اوپر تخت کے متمکن ہوئی اور چالاک
سے پوچھا کہ ارے تیرا نام کیا ہی اور تو کون ہی اُسنے کہا کہ مین عیار ہون اور نام میرا چالاک
بن عمرو ہی مصور جادو اور صورت نگار دونون تو پاس اُسکے بیٹھے ہوئے تھے اب
جو نام سُنا تو بدحواس ہوکر تخت کے نیچے اُتر پڑے اور صندوقچہ کو مصور مارے گھبراہٹ
کے بھول گیا وہ اوپر تخت کے رہ گیا اُسوقت ضرغام شیر دل نے اُس صندوقچے کو
اُٹھا لیا کہ وہ بھی بڑی دیر سے ایک خدمتگار کی صورت بنا ہوا صندوقچے کی فکر مین زیر
تخت کے کھڑا ہوا تھا لیکر ایک ہی جست مین باہر بارگاہ کے پہونچا اور پکارا کہ منم ضرغام
شیر دل او مصور دیکھ لے کہ مین لیے جاتا ہون اُس شے کو کہ جسکے بھروسے پر تو غرا
کر رہا تھا اِس کلمے کو سنکر مصور اور صورت نگار دونون اِسکے پکڑنے کو دوڑے
مگر یہ نکل گیا اور مارے ڈر کے باہر بارگاہ کے نہ نکلے کہ کہین کوئی عیار اور نہ پکڑ لیوے در
بارگاہ پر سے پھر کر چلے گئے اور جاکر اندر جادو سے کہا کہ ہماری تو ساری محنت
برباد ہوگئی اب ہم کسی کام کے نہ رہے یہ کہکر بیٹھ گئے اور اندر جادو کو بھی کمال
فکر دامنگیر ہوئی اور چالاک کو اپنے ساتھ لیے ہوئے بارگاہ حیرت مین آئی اور
سب حال چالاک کی عیاری اور ضرغام کے صندوقچہ لیجانے کا بیان کیا اور
کہا کہ چالاک کا سر تو مین مقرر کاٹون گی یہ کہکر دو ساحرون کو حکم دیا کہ قرطاس
جادو کو جاکر بلا لاؤ وہ تو اُسکے بلانے کو چلا اور ضرغام شیر دل نے صندوقچہ لیجاکر
جمشید جادو بن کوکب روشنضمیر کے حوالے کیا اُسنے اُسی وقت اُن تصویرونکو
نکال کر پھاڑ ڈالا اور ضرغام شیر دل پھر جانب بارگاہ حیرت جادو
روانہ ہوا راہ مین اُن دونون ساحرون کو جاتے دیکھا جو کہ قرطاس جادو کے بلانے
کو جاتے تھے اُسنے اُنکو باتون مین لگاکر اُنسے سب حال گذرا ہوا قرطاس جادو کا دریافت
کیا اور انھین کے ساتھ قرطاس کے پاس آیا اِن دونون ساحرون نے قرطاس

کو سلام کیا اور کہا کہ آپ کو ملکہ اندر جادو بلاتی ہین جلدی تشریف لے چلیے قرطاس یہ
سنکر ایک صحنچی مین کپڑے پہننے کو گیا ضرغام بھی اندر اُسکے گیا اور اُسکو بیضہ بیہوشی مار کر بیہوش
کر دیا اور آپ اسکی صورت بنکر کپڑے وغیرہ اُسکے پہنکر اُسکو تو وہین چھوڑا اور آپ باہر نکلا ہمراہ
اُن دونون ساحرون کے جاکر اندر جادو کے پاس بیٹھا اُسوقت شتیور نے کہا
کہ عجیب وغریب تماشا ہی کہ جو ساحر آتا ہی اُسکو اتنا بھی کسی سے نہین ہو سکتا ہی کہ
دریافت تو کرلین کہ یہ ساحر ہی یا کوئی عیار اُسکی صورت بنکے چلا آیا ہی یہی باعث
ہی کہ سب دھوکا کھا کے مارے جاتے ہین اِس کلمے کو سنکر حیرت جادو کو کھٹکا گذرا
کہ حقیقت مین اکثر ایسا اتفاق ہو چکا ہی کہین ایسا نہو کہ یہ بھی عیار ہو پس یہ تصور
کرکے اندر جادو سے کہا کہ آپ سحر سے دریافت کرلین کہ یہ قرطاس جادو ہی یا
کوئی عیار ہی اسوقت اُسنے کہا کہ ای ملکہ تمھین دریافت کرلو حیرت نے ایک دانہ تمھو
زمین پر پھینکا اور کہا کہ ای قرطاس اِسکو اُٹھا لاؤ ضرغام نے اُس دانے کو
اُٹھانا چاہا مگر وہ اُٹھ نہ سکا یہ زور کرکے ناچار ہو گیا اُسوقت حیرت نے ہنسکر
ضرغام کو پکڑ لیا اور اندر جادو نے پوچھا ارے تیرا کیا نام ہی ضرغام نے کہا
کہ مین وہ ہون جو مصور جادو کا صندوقچہ لے گیا تھا مجکو ضرغام شیر دل
کہتے ہین اب تجکو بھی مین صبح و شام مین قتل کیا چاہتا ہون اندر جادو اُس کلمے کو
سنکر بہت خفا ہوئی اور کہا کہ ای بدذات تونے قرطاس کو کیا کیا اِسنے کہا وہ
بارگاہ کی صحنچی مین ننگا پڑا ہی جاکر دیکھ لے اندر جادو کو اور زیادہ غصہ آگیا اور
اُسنے ایک پنجے مین چالاک کو اور دوسرے پنجے مین ضرغام کو دابا اور اپنی
بارگاہ کی طرف روانہ ہوئی لیکن قران ساحر بنے ہوئے بارگاہ حیرت مین
موجود تھے اور یہ باتین سُن رہے تھے وہ بھی روانہ ہوئے اور جاکر پشت بارگاہ پر
نقب کھود کر صحنچی مین آئے کہ جہان قرطاس بیہوش پڑا تھا پس اُسکو نقب مین
ڈالدیا اور آپ اُسکی صورت بنکر اُسی طرح سے ننگا مادرزاد بیہوش ہو کر لیٹ رہا
اسلیے کہ جو کوئی دیکھے بیہوش سمجھے اور یہان اندر جادو نے اپنی بارگاہ مین آکر

چالاک اور ضرغام کو بزور سحر کھڑا کر دیا اور آپ وہان سے اُسی صحنچی مین آئی جہان قرطاس بیہوش پڑا تھا دیکھا کہ قرطاس جادو بیہوش پڑا ہی اسنے چھینٹا پانی کا مارا کہ قرطاس ہوشیار ہوکر اُٹھا اندر جادو نے اِسے ننگا دیکھکر منھ اپنا دوپٹے سے چھپا لیا اور کہا کہ ای قرطاس تو اپنا ستر ڈھانک بعد ازان مین تجھے حال کہونگی قران نے اُٹھنے کے ساتھ ہی ایک بیضہ بیہوشی کا مارا کہ اندر جادو بیہوش ہوکر چارون شانے چت گری قران نے اسکو خوب جکڑ کر ایک ہی بیہوشی کی اُسکی ناک پر چڑھائی اور پشتارہ باندھکر نقب مین کود کر مع قرطاس سیدھا بارگاہ جمشید کی طرف بھاگا اثناء راہ مین ایک درہ پہاڑ کا دیکھا خیال مین قران کے آیا کہ چالاک اور ضرغام کو بھی لے آنا چاہیے ایسا ہو کہ اُنکو حیرت پکڑ لیجائے یہ سوچکر قران نے اندر جادو کا پشتارہ تو دامان کوہستان مین چھوڑا اور آپ پھر اُسی نقب کی راہ سے ارادہ کرتا تھا کہ کیونکر جاؤن اور کس شکل سے جاؤن یہان کا حال سنیے کہ جانسوز اندر جادو بارگاہ مین حیرت جادو کی شکل بنکر آیا اور چالاک و ضرغام کو بندھا دیکھکر ہنسا اور کہنے لگا کہ ای موئے عیارو تمنے قیامت نازل کی ہی دیکھو تمھارا کیا حال ہوتا ہی تمام جادوگرنیان حیرت کو دیکھکر اُٹھ کھڑی ہوئین بعد ازان حیرت نقلی نے پوچھا کہ اندر جادو کہان ہی سبھون نے کہا کہ ابھی راوٹی مین اکیلی تشریف لیگئی ہین اور کوئی وہان نہین ہی آپ تشریف لیجائیے آپ کو ممانعت نہین ہی جانسوز بیساختہ اندر راوٹی کے گیا وہان جو دیکھا قران متفکر ہین جانسوز نے کہا کہ قبلہ کس فکر مین ہین قران نے جانسوز کو گلے سے لگایا اور پہچان کر کہا کہ بیٹا تم اندر کی شکل بنو اور چالاک و ضرغام کو اِس راوٹی مین لاؤ اور اُسی نقب کی راہ سے میرے ساتھ چلو جانسوز نے کہا بہت خوب غرض جانسوز بصورت اندر بنا اور راوٹی سے باہر نکلتا نکلا کہ بوا حیرت اِن عیارون کی تمھارے نزدیک اصل و حقیقت ہی مین اِن عیارون کو دیکھو تو کس طرح قتل کرتی ہون یہ کہتی ہوئی برابر چالاک و ضرغام کے آئی اور چالاک

وضرغام کو پکڑ کر اُسی طرح کھینچتی ہوئی اُسی راوٹی مین لیگئی اور باہر ساحرنیون سے کہدیا کہ
کوئی میرے پاس راوٹی مین نہ آنے پائے اندر لا کے سامنے قران کے کھڑا کر دیا قران کو دیکھکر
چالاک وضرغام دونون خوش ہوئے اور کہا کہ ہمارے تو ہاتھ پاؤن سحر مین مسحور ہین قران
نے ایک بیضہ بیہوشی کا دونون پر مارا کہ دونون بیہوش ہو گئے ایک پشتارہ قران نے
لیلیا اور ایک پشتارہ جانسوز نے دونون لیکر نقب کی راہ سے باہر نکلے اور لے بھاگے
اب احوال اندر اور قرطاس کا سُنیے کہ وہان جو درہ پہاڑ مین دونون پڑے تھے کہین
قضارا کوئی ساحر بھی کہ نام اُسکا نلیش جادو ہی وہ قدیم نوکر کوکب کا ہی ہمراہ جمشید
کے اِسی فکر مین ہی وہ کہین بطور سیر اُس پہاڑ مین جانکلا اُسنے دیکھا کہ اندر اور قرطاس
دونون بیہوش بندھے پڑے ہین نلیش نے اُسی حالت بیہوشی مین دونون کو خوب
جکڑ کر ایک پتھر کی چٹان سے باندھا اور پھر بیہوشی جو بندھی تھی اُسکو دماغ سے اندر کے
کھول ڈالا اور خوب سا کپڑا اُسکے دوپٹے کا مُنہ مین بھرا اور ازاربند پاجامے کا نکالکر
اندر جادو کے گلے مین خوب کھینچکر باندھا اور قرطاس کچھ ایسا ساحر زبردست نہ تھا
غرض باندھکر کوڑا مارنا شروع کیا جب اندر پر کوڑا پڑنے لگا اُسوقت اندر کی آنکھ کھلی
اب سحر کو پھیر نہین سکتی کیونکہ گلا بندھا ہوا ہی اور مُنہ مین بھی کپڑا بھرا ہوا ہی مگر مارے مار کے
پھڑک پھڑک کر تڑپ رہی ہی اور قرطاس کی جو آنکھ کھلی تو اُسنے دیکھا کہ نلیش جادو
زبردست ساحر ہی بعد ازان قرطاس دُہائی دُہائی توبہ توبہ مچانے لگا اُسوقت نلیش نے
جھنجھلا کے ایک تیغہ مارا کہ قرطاس کا سر دو ٹکڑے ہو کر زمین پر لوٹنے لگا بعد تھوڑی
دیر کے آواز آئی کُشتی مرا نام من قرطاس جادو بود بعد ازان دوسرا تیغہ دوڑ کر
اندر پر مارا کچھ اثر نکیا اُسوقت اپنے کوڑا مارنا شروع کیا اور کوڑے کی آواز تڑاق
تڑاق کی دور تک جاتی تھی اتفاقاً کہین صرصر عیار بچی نے آواز کوڑے کی سُنی وہ گھبرا کر
اُس پہاڑ مین جا کر چھپ کر دیکھنے لگی دیکھے تو اندر جادو بندھی ہی اور ایک لاش برابر
اُسکے پڑی ہی اور ایک ساحر کوڑے مار رہا ہی اِس قطامہ نے اپنی صورت ملکہ مہرخ کی
بنائی اور سامنے نلیش کے آکر پکاری واہ واہ واہ ای نلیش کیا سزا ہے معقول تمنے دی

یہ کہکر برابر نلیش کے پہونچی اور اندر کو جو دیکھا تو بیہوش و بیدم بارے کوڑون کے ہو گئی ہے غرض صرصر نے برابر پہونچتے ہی نلیش کے ایک بیضہ بیہوشی کا نلیش پر مارا کہ یہ تو چارون شانے چت گرا گر خوف سے چالاک ضرغام قران جانسوز عیارون کے اسنے جلدی سے اندر کو کھولکر باندھ پشتارہ روانہ ہوئی نلیش کو وہین پڑا رہنے دیا چند قدم نہین پہونچی تھی کہ سامنے سے قران اور جانسوز دونون چالاک اور ضرغام کے پشتارے لیے چلے آتے تھے انھون نے للکارا کہ خبردار ای صرصر کہان جانے پائیگی صرصر بدحواس ہوئی قران اور جانسوز نے دونون اپنے پشتارے تو زمین پر رکھدیے جانسوز سے قران نے کہا کہ تم پشتارون سے خبردار ہو مین پشتارہ اس سے چھینے لاتا ہون جانسوز تو چالاک و ضرغام پر مستعد کھڑا ہے اور قران نے آکر صرصر کو گھیرا اب صرصر گھبرائی مگر خنجر زنی کرتی جاتی ہے کہ اکبارگی قران نے جست کر کے حلقہ کمند کا صرصر کی گردن مین مارا وہ چارون شانے چت گری چاہتا ہے قران کہ جھپٹ کر اندر کے پشتارے کو اُٹھالے کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اصاف پشتارہ لیکر سوے آسمان غائب ہوا ناچار قران نے صرصر کو چھوڑدیا اور آپ چالاک کا پشتارہ اور جانسوز ضرغام کا پشتارہ لیکر جمشید کی بارگاہ مین پہونچے جمشید نے چالاک و ضرغام کا سحر دور کیا قران گو گلے سے لگایا وہان نلیش کو ہوش آیا یہ گھبراتا ہوا جمشید کی بارگاہ مین آیا اور سارا حال اپنے بیان کیا غرض قران چالاک ضرغام جانسوز چارون عیار اور تمام جادوگر جمشید کی بارگاہ مین بیٹھے ہوئے ہنس رہے تھے مگر حال اندر کا سنو کہ وہ پنجہ ایک ساحر ملازم اندر کا تھا کہ وہ لیکر اندر کو حیرت کی بارگاہ مین لایا اور سامنے حیرت کے اندر کو ڈالدیا گھڑی بھر کے بعد صرصر بھی آکر پہونچی حیرت نے دیکھا کہ اندر کا تمام بدن پاش پاش پرزے پرزے ہے اور بیہوش ہے کچھ جان باقی ہے گھبرا کر کچھ چھینٹے پانی کے حیرت نے دیے چار گھڑی کے بعد اندر کو ہوش آیا حیرت نے احوال پوچھا اندر نے سارا حال اپنا منھ پیٹ پیٹ کر کہا اور کہنے لگی کہ قسم ہے سامری جمشید کی مین نے ایسے حرامزادے زبردست عیار دیکھے جنکو اپنے مرنے کا بھی کچھ ڈر نہین حیرت بھی یہی کہہ رہی تھی کہ کیا کہون تمسے مین تو اپنی زندگی سے

تنگ ہون اسقدر عیارون کے ہاتھون سے مجھے ایذا اور صدمے پہونچے اور پہونچتے جاتے ہین غرض اندر و حیرت دونون یہی دُکھڑا رورہی تھین کہ افراسیاب مع لشکر قاہرہ جادوگرون کے آیا اور تعریف لشکر کی کیا لکھی جائے القصہ حیرت استقبال کو نکلی غرض بڑی شان و شوکت سے افراسیاب تخت پر آکر بیٹھا اندر کو دیکھا کہ آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے نہایت بیزار خفا بیٹھی ہے افراسیاب نے پوچھا کہ خیر باشد تمھارا کیا حال ہے اندر نے از ابتدا تا انتہا سب حال بیان کیا بعد ازان کہنے لگی کہ اب جاکر مقابلہ کرونگی افراسیاب نے ہر چند منع کیا اُسنے نمانا آخر افراسیاب نے کہا کہ آپ بزرگ ہین جو چاہے کرین یہ خاموش ہوئی جب افراسیاب ظلمات چلا گیا اور ہستی روز تمام ہوئی اور زن دہر نے دختر شب کو جنا اشعار

غروب شمس کا پہونچا جو ہنگام | نظر آنکھون مین آیا سرمۂ شام
اُٹھا دھندلا غبار اکسو غضب کا | کھلا آخر معمائے لف شب کا

اندر جادو نے طبل جنگ بجوایا یہ خبر مہرخ و جمشید کو ہوئی اُنھون نے بھی طبل جنگ بجوایا ساحر سحر تیار کرنے لگے اُس شب ساحرہ گیتی کو خوف ہوا کہ کہین مجھپر نہ افسون پردازی ہو کہین میری نہ بربادی ہو بنگالی ڈہرو بجا کر یون تاننے لگے کلو ابھیر دن نارسنگہ کو ماننے لگے گلستان دہر مین نسیم سحر وزان ہوئی صر صر قہر چلنے لگی دُفلی اور بانسری بجنے لگی کڑھائیان چڑھ گئین سپاہیون مین ہتھیار صیقل اور مصقل ہونے لگے چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا طول ہر مقام پر بیجا ہے جب وہ زمانہ آیا کہ شمشیر بہادر نے رات کٹ گئی اور نیزہ خطوط شعاع مہر لیکر ترک فلک توسن چرخ پر سوار ہوا شعر

کہ جب نقشہ مٹا شب کے قدم کا | جھمکا انور کا ہر سمت چمکا

صبح کو مہرخ و جمشید اور بہار و مخمور باز بط قرقرے ہنس آتشین اور فیل آتشین پر سوار ہوکر جانب میدان جنگ گاہ روانہ ہوئے اُس طرف سے اندر و حیرت فوج لیکر آئی دلاورون نے برے جمائے نقارے گرجنے اور بجنے لگے اندر جادو کی طرف سے کہلاب جادو نکلا اور جمشید کی طرف سے نمش جادو نکلا کہلاب نے پیکان سحر نمش پر مارا اُسنے خالی دیکر ناریخ مارا کہلاب کی چھاتی کے پار نکل گیا کہلاب جہنم واصل ہوا اسیطرح سے چالیس ساحر

نلیش سنے مارے آخر کو اندر نے اپنے تخت پر سے وہ تلوار جو اُسکے آگے دھری تھی آ گے سے
کھینچا جیسے ہاتھ اُٹھایا تھا کہ ایک وار کرے نلیش کے دو ٹکڑے ہون اُسنے خالی دیا بعد ازان
اندر تخت پر سے کود پڑی اور دونون مٹھیین خاک سامری و جمشید لیکر جمشید کی فوج پر ماری جیسے
خاک اُڑی کہ تمام لشکر مع جمشید بیہوش ہوکر گر پڑا اندر نے دوڑ کر جمشید کو پکڑ لیا
اور سمت آسمان اُڑ کر پکاری کہ ای حیرت مجھے جس سے کام تھا اُسکو مین لائی اب
تم بھی چلی جاؤ اپنی بارگاہ مین یہ سنکر حیرت پھر کر اپنی بارگاہ مین آئی مگر اندر جمشید کو
پکڑ کر جنگل کی طرف روانہ ہوئی لشکر جمشید کا حال سُنیے کہ دو گھڑی کے بعد تمام ساحرون کی
آنکھ کھلی جمشید کو تخت پر نپایا ایک عجب تہلکہ پڑا مہرخ بہار اختر بن سہیلان
وغیرہ سب کی سب پھر کر بارگاہ مین جمشید کی آئین اختر نے کہا کہ مین جاتی ہون جمشید کو
لیے آتی ہون اِدھر قران چالاک ضرغام یہ تینون عیار روانہ ہوئے لیکن پہلے اندر
جادو کا حال سُنیے کہ اسنے خوب سحر کر کے جمشید کو ایک درہ کوہ مین اُتارا اور کہا کہ ای
جمشید مین تیرا سر کاٹے لیتی ہون یہ کہکر اندر الگ جا کر بیٹھی اور ایک پتلہ سحر کا دیا
اور کہا کہ جا کر جمشید کا سر کاٹ ڈال اُسوقت ملکہ اختر پہونچی دیکھا اُسنے کہ اندر الگ
بیٹھی ہی اور جمشید علیحدہ ہی لیکن ایک پتلہ سحر کا تلوار کھینچے جمشید پر آتا ہی اختر عقاب
بنکر جو گری تو جمشید کو اُٹھا لیچلی اندر نہایت زبردست ساحرہ تھی یہ بلا ہوکے پیچھے ہی دوڑی
غرض ملکہ اختر نے کہین بچاؤ اپنا نہ دیکھا ایک جھیل تھی پہاڑ کے تلے اُس جھیل مین
کود ی مع جمشید اور غائب ہو گئی اندر نے سحر سے معلوم کیا اور کنارے جھیل کے آ کر اندر
نے ایک چٹکی خاک کی لیکر سحر کر کے جھیل مین چھوڑ دی کہ تمام پانی جھیل کا خشک ہو گیا
اور اندر نے دوڑ کر اختر اور جمشید کو پھر پکڑا قضاء کار چالاک نے وہان پہونچکر تمام
ماجرا دیکھا چالاک نے وہین اپنے تئین صرصر بنا کر کہا کہ واہ ای ملکہ اندر کیون نہو سبحان اللہ
کیا کام کیا ہی یہ کہکر برابر پہونچا تھا کہ بیضہ بیہوشی کا مارا اندر چارون شانے چت گری چالاک
نے خنجر اُسکے سر پر مارا سر اُسکا نہ کٹا جمشید اور اختر دونون اُسکے سحر مین گرفتار تھے قضاء کار
سامنے سے صرصر پہونچی چالاک سے تلوار چلنے لگی اس عرصہ مین اندر کی پھر آنکھ کھل گئی

بس اپنے آنکھ کھلنے کے ساتھ ہی چالاک کو بزور سحر پکڑ لیا غرض جمشید اور اختر و چالاک
کو پکڑ کر پھر آپ چلی اور صرصر کو رخصت کیا سامنے چند قدم پر اسکو صبا رفتار ملی اندر نے
جانا کہ یہ کوئی عیار ہے اندر نے صبا رفتار پر سحر کیا کہ یہ کمر تک زمین مین غرق ہوئی ہرچند
صبا رفتار نے کہا کہ مین افراسیاب کی لونڈی ہون اندر نے نہ مانا اور جمشید و اختر اور
چالاک تینون کو پکڑ کر ایک پہاڑ مین لیگئی وہان کہین قران جا پہونچا یا لگا ہوا تھا اُسنے دیکھا
ایک ساحر کی صورت بنکر برابر اندر کے آکر کہنے لگا کہ واہ واملکہ کیا کام کیا ہے جیسے ہی اندر کی نگاہ
اُدھر کو اٹھی کہ ساتھ ہی قران نے ایک بغدہ مارا کہ کھوپری اندر کی چار ٹکڑے ہوئی اور
یہ چرخ مار کر گری اور پکاری کہ کشتی مرا نام من اندر جادو بود اب ملکہ اختر اور جمشید و چالاک
تینون قید سحر سے چھوٹ گئے اور اپنی بارگاہ مین آکر بخوشی و خرمی تمام بیٹھے القصہ جب اندر
جادو ماری گئی تو صبا رفتار بھی چھوٹ گئی اور سمجھی کہ ملکہ اندر ماری گئی اُسنے آکر یہ حال ملکہ
حیرت سے کہا حیرت غش ہو گئی اور افراسیاب کو خبر ہوئی افراسیاب روتا پیٹتا وہان
نعش پر اندر کی آیا خوب رویا بعدازان نعش کو اندر کی جلادیا رات کو صنعت سحر ساز بارگاہ مین
افراسیاب کی آئی اور ماتم پرسا اندر کا دیکر کہنے لگی کہ اے افراسیاب کل تو مجھے حکم ہو کہ
مین بھی جاکر ذرا میدان جنگ کا تماشا دیکھ لون افراسیاب نے کہا بہت اچھا صنعت
نے طبل جنگ بجوایا اُدھر جمشید نے سنا وہان بھی طبل جنگ بجا صبح کو دونون لشکر میدان جنگ
مین آئے ابھی صنعت نہین نکلی تھی کہ طرفدار صنعت کے قریب چار سو جادوگر کے قسمیہ ہوگئے
کہ جلکر جمشید کے لشکر کو غارت کر دینگے وہ سب میدان مین نکل کھڑے ہوئے ارادہ جنگ
مغلوبہ کا کیا تھا کہ اُدھر جمشید کی طرف سے باغبان قدرت جو آکر ملگیا ہے وہ نکلا اور اُسنے ایک
گلدستہ پھولونکا بزور سحر بنایا اور میدان مین لاکر صنعت کی فوج کو دکھایا اور پتی پتی بوٹا بوٹا
اُسکا تمام توڑ کر پھینک دیا پھینکنے کے ساتھ جتنے ساحر صنعت کے ساتھ میدان مین
کھڑے تھے سبکو غنودگی آئی کہ اونگھ کر زمین پر گر پڑے بعدازان باغبان نے کچھ دانے اُرد
مُوںگ رائی سرسون کے پڑھکے میدان مین پھینکدیے کہ ایک جنگلا بڑے بڑے فلک فرسا
درختون کا مگر سرسبز بہت گنجان کہ جسمین اگر کوئی جائے تو کہین جھلک آفتاب کی نظر نہین پڑتی

تھی اور ایک تاریکی اندھیرا ساتھا کہ اپنا ہاتھ اپنے تئین نہین سوجھتا تھا دم بھر مین تیار کیا اور کئی ہزار
ساحرون کو صنعت کے اُس صحراے لق ودق مین بزور سحر قید کر کے پھرا تھا کہ اسمین شام کا وقت
ہوگیا اور افراسیاب نے کہا کہ اب طبل آسایش بجاؤ کل سمجھ لونگا بارے اِدھر بھی طبل آسایش
بجا دونون لشکر پھرے اپنی اپنی بارگاہون مین آئے رات کو افراسیاب نے صنعت سے کہا
کہ مین تجھے ایک نارنج اپنے سحر کا دیتا ہون کل تو جاکر اِس نارنج کو باغبان پر مارنا اور بعد اُسکے
افراسیاب نے کچھ اور سحر صنعت کو سکھا دیا غرض افراسیاب بھی اپنی بارگاہ مین جاکر سو رہا
اِدھر صنعت بھی اپنی بارگاہ مین آکر سوئی جب وقت صبح کا ہوا افراسیاب حیرت صنعت
وغیرہ سب ساحر میدان مین نکلے اُدھر سے جمشید مع اپنے لشکر باغبان کو لیے میدان مین آیا
باغبان نے میدان مین نکلکر پکارا کہ اے افراسیاب کون جادوگر ہی کہ آوے میرے مقابلے کو
یہ سُنکر صنعت اُسی نارنج کو لیکر میدان مین آئی اور بیساختہ زمین پر مارا کہ دیکھا سب درخت
باغبان کے بطرفۃ العین خشک ہوکر زمین پر گرے اور جلکر خاک ہوگئے اور جتنے ساحر
صنعت کے قید مین تھے وہ سب چھوٹ گئے باغبان نے صنعت پر پھر سحر اپنا کیا
لیکن بسبب افراسیاب کے سحر کے باغبان کا سحر صنعت پر اثر نہ کیا صنعت نے
وہ سحر جو افراسیاب سے سیکھا تھا وہ باغبان کے مُنھ پر پڑھکر پھونکا باغبان اندھا
ہوگیا صنعت نے دوڑکر باغبان کو پکڑ لیا بڑی خوشی افراسیاب کے لشکر مین ہوئی لاکھون
ساحر افراسیاب کے جمع ہوگئے حیرت افراسیاب وغیرہ سب باتفاق ہوکر آئے اور ایک
آہن کا چبوترہ بنوایا اُسپر باغبان کو قتل کرنیکے واسطے بٹھایا اور اِسطرف سے عمرو بھی روانہ
ہوئے کہ مین جاکر دیکھون تو کیا ماجرا ہی از بسکہ دریاے خون روان خشک ہوگیا ہی اور دل
پر یزادان بھی ٹوٹ گیا ہی یہ جاکر قریب باغبان پہونچے وہان گلچین زوجہ باغبان کو خبر
گرفتاری باغبان پہونچی تھی وہ غم مین اپنے شوہر کے گریان ونالان زار مثل ابر بہار کے
تھی کہ عمرو وہان ایک ساحر کی صورت بنکر آیا کسینے اُس ہنگامۂ نوحہ وشیون مین اسکی جانب
کچھ توجہ نکی اور اسنے گلچین کو جال الیاسی مارکر زنبیل مین ڈال لیا اور آپ معجزہ طلب کر کے
اُسکی ایسی صورت بنا پھر تو درختان باغ کو اپنے اُکھیڑنا شروع کیا اور اپنے تئین اُٹھا اُٹھا کے

دہبے دہبے مارتا تھا کنیزین ہر چند سمجھاتی تھین مگر اسکو تاب نہ آتی تھی گریبان گل اسکے غم مین چاک تھا سنبل کی زلف پریشان تھی لالہ کے دلمین داغ تھا سرو اُسکی نظر مین صورت دار تھا عجب کیا تھا جو نرگس بھی رونے لگے بیقراری سے نوحہ کرنے لگے گریبان پھٹا ہوا پچھاڑین کھاتی ہوئی سر پیٹتی ہوئی سینہ کوٹتی ہوئی بادل بریان ودیدہ گریان داد و بیداد کنان بانزار آن شور وفغان باغ سے نکلکر چلی اشعار

ہوئی جوش وحشت مین بیچے سے سیر
چلی سر کو ٹکراتی ہو لاعلاج
کیا نوچکر سر کے بالون کا ڈھیر
وہ نازک طبیعت وہ نازک مزاج

اسیطرح سے یہ صنعت کے سامنے آئی صنعت نے سنا کہ باغبان کی جورو آئی ہے اُسنے ایک ساحر سے کہا کہ گلچین سے جاکر پوچھو کہ اگر تو لڑنیکو آئی ہے تو موجود ہون اور نہین جو تیرا مطلب ہو صاف صاف کہدے گلچین نے روکر کہا کہ مین بیوہ بیکس کیا لڑونگی میرا کیا مقدور کہ مین تمسے مقابلہ کرون واسطے جمشید وسامری کے میرے خاوند اور مجکو ایک ہی جا قتل کر وکسلیے کہ جس روز سے میرا اور باغبان کا ساتھ ہوا ہے وہ کبھی دم بھر جدا نہین ہوا اور جب تم نمانو گی تو مین ستی ہو جاؤنگی مگر نعش اور سر کو میرے خاوند کے مجھے دے ڈالنا صنعت نے رونا پیٹنا اور گریہ وزاری گلچین کی سُنکے گلچین کو سامنے بلالیا اور کہا ای گلچین جادو کیا تجھے یہ دن معلوم نہ تھا خیر جو ہوا سو ہوا اگر اب بھی جو افراسیاب سے ملجاؤ تو مین تمھاری جانبخشی کرادون گلچین نے کہا کہ یہ تو نہوگا کہ مین افراسیاب کی تابعداری کرونگی غرض ہمکو اگر تم چھوڑ دو تو ہم اور کسی شہر مین نکل جائینگے ہمکو کوکب روشنضمیر سے واسطہ نہ افراسیاب کا ساتھ ہمکو قبول اسمین صنعت نے کہا کہ اگر تم تابعداری افراسیاب کی نکرو گی تو مین تمکو بھی قتل کرونگی گلچین نے کہا کہ خیر جو مرضی سامری وجمشید کی اچھا صاحب مبارک ہو تمکو قتل باغبان کا یہ کہکر اپنے ساتھ کے ساحرون سے کہا کہ لکڑیون کا ڈھیر لگادو مین ستی ہونگی اور یہان تیاری گلچین کے ستی ہونے کی لاکھون ساحر دونون طرف سے جمع ہو گئے وہان حیرت وافراسیاب کو خبر پہونچی وہ دونون سوار ہو کر آئے یہ تماشا دیکھا اور گفتگو گلچین جادو کی سنی افراسیاب نے کہا کہ لاؤ گلچین جادو کو میرے سامنے کہ اتنے مین دیکھا کہ کئی ہزار ساحر اور لاکھون تماش بین آتے ہین اور شاہ وگدا صغیر وکبیر امیر وفقیر ہرکہ ومہ از خرد تا کلان تاجران اور ملازمان دولت ایک

حشر کی طرح کا مجمع کثیر انبوہ غفیر سامنے سے نظر آیا اور کچھ جلوس برات کا ایسا کہ قریب سو سوا سو طاشہ مرفہ نواز اور نوبت خانہ بجتا ہوا اور سحر کرتے ہوئے اور ڈھنکے بجتے ہوئے ٹکورے نوبت کے بھلے معلوم ہوتے تھے اور کئی سو منقلین عنبر عود اور عبیر کا لپٹا پڑتا ہوا جنکی خوشبو سے نسیم عنبر شمیم جو چلتی تھی تو دماغ جان معنبر اور معطر ہوتا تھا اور قریب سوا سو سقون کے کہ بادلے کی لنگیان انکے کاندھون پر پڑین اور لنگوٹ تمامی کے بندھے کانون مین اُدراج پڑے ہزارے کا فوارہ مشکیزہ پر چڑھا کا نٹے طلائی تسمون مین لگے ساون بھادون کی ایسی گھٹا برستی ہوئی اور بیچ مین ایک تخت پر زر مکلل بہ جواہر پر گلچین جادو سوار اور اُسپر کئی سو گلدستے طرح بطرح کے رکھے ہوئے اور گرد و پیش تخت کے چار سو باغبان بچیان چنگیرین پھولون کی لیے ہوئے لہنگے قیمت کے مہنگے پہنے ہاتھون مین کڑے مگر دہان پڑے اور گلچین جادو جوڑہ سہانا پہنے گر ابھی نہا کے جو سوار ہوئی ہی تو وہ کھلے کھلے بال جیسے بوندین پانی کی ٹپکتی چلی آتی ہین انکھون کا اُسکی یہ حال ہی کہ نشۂ عشق مین شوہر کے اُبلی ہوئین اشعار

مژہ ہی غیرت ناوک بھوین ہین رشک کمان
ہی خط نسخ مین لکھی مگر یہ حمد خدا
اگر وہ ہو متبسم تو رشک سے بلبل

ہین انکھین ترک کی نگہ کا لیے ہوئے برچھا
جو دیکھے عارض گلگون وہ رشک صد خورشید
گلو نکو نوچکے منقار سے کرے غوغا

وہ بنی اُس بت پرفن کی دیکھے جو وہ کہے
تو آفتاب قیامت کا زرد ہو چہرا

کبت دامن چھب جھاب

دیکھ واکو مسکیات چاند سورج مین بھلا کہان یہ سندرتائی ہی بان مین نہ پھول مین نہ کنول مین نہ نکھ ملین دیکھت مرجھاے وہ تو یہ کرملتائی ہی کیوڑا اور سیوتی گلاب کی ایسو واکی سی سوگندہ تو عطر ہو نہ پائی ہی لہو سے نبردگن کے رچی ہی جو لائی تا پہ پانون واسکے جیسے مہندی سی لگائی ہی

نظم

لبو نپہ ہی مسی وہان کا عجب عالم
ہزارون خون ہوئے دیکھ اُسکے بانکا لا کھا
وہ گول ساعد و بازو جو دیکھے سو یہ کہے
جو ہوئے محرم راز اُس سے جاے صاف کہا
نقاب دار زرہ پوش یا کھڑے تھے دو

دخان شعلہ کہ جسطرح ہو تہ و بالا
ہزارون دیکھ کے شکل گلیم تھے مشتاق
صراحیو نکو ہی سانچے مین نے رنگ کے ڈھالا
کہ جالدار قنادیل نور سے تھے محرم
کہ ملک حسن کے سرکش تھے دونون اُنکا

ہزارون اُس مسی لب نے زہر کھانے لگے
گلوے نور تھا وہ شمع طور سے زیبا
اب آگے کیا کرون تعریف نحیر محو ہوئین
وہ آئین شمعین تعین کا فوری دونون جلوہ نما
کہ دو وہ ایلچی جو نکلے اُسکے تھے آگے

دکھاتے شان تیغ اپنی ہر اک لیے برچھا
کہ جس سے مہ کو تھی نسبت تھا مخمل اسکا نام
شناور عشق کے دریا کا سیکڑون ڈوبا
سوا خدا کے کسے علم غیب ہو معلوم
حجاب مانع ہی اور ستدرہ ہی شرم حیلو
وہ ساق سیمین او ربا کیزہ نور کیصورت
جو دیکھے بدر منیر اسکا ایک ناخن پا
جو ذکر اُس قد موزون کا باغ خلد مین ہی

جگر کو تھام کے ہاتھو نسے رہ گیے لاکھون
وہ پُر نزاکت و بیداغ چاند مین دھبا
نشان تک پایا کسینے کمر کا اُسکی حب
کمر ہی اُسکی مگر اِس زمانہ مین عنقا
جلادے مردہ کو ٹھوکر سے جسمین ہی قدرت
پری کی شکل وہ اُس حور کا ہر اک اعضا
مرصع زیور و پوشاک فاخرہ پہنے
تو سرنگون ہو خجالت سے قامت طوبا

حب اُسکا وہ شکم صاف خلق نے دیکھا
وہ ناف اُسکی ہی گرداب بحر حسن جہان
تو عقل گم ہوئی اسطرح سے ہوئے گویا
اب آگے ہوتی ہی تعریف عین گستاخی
پھر پری رستمو نکو آئے ذکر سُن اُسکا
فلک کا ہش غم سے ہلال بنکے چھپے
جو دیکھے اُسکو ملک کہے اُٹھے وصل علی
ناریل اور نارنج اُچھالتی ہوئی

کئی سو ساحر عزیز و اقربا اُسکے تخت کے گرد و پیش تال مکھانہ بادام چھوہارے وغیرہ لٹاتے ہوئے
ڈہرو بجاتے گھڑیال ناقوس بجاتا ہوا اس تہیہ اور ارادے پر چلی آتی کبت

لاج اور سلوج چھانڈ پر بھوگ جوگن ہین سیلی گرے ڈار بستر گر دنی رنگاؤن گی
ہر دے کی گھٹائی سہو نگی دھیا اترے تن من سب بار بھسم دیہہ کو جراؤن گی
کام ہی نہ رام اور رحیم کے نام سے آنسوؤن کے مالا پر اُنھین کا نام گاؤن گی
پیارے کے درسن کی بھچیا کے مانگنے کو آنکھن کے کھپرلے دوار اُور دھاؤن گی

اِدھر تو باغبان قدرت کو صنعت سحر ساز نے قتل کیا اِدھر مین اُسکے ساتھ ستی ہو جاونگی غرض اسطرح سے برابر افراسیاب کے لشکر کے اور سامنے صنعت سحر ساز کے پہونچی افراسیاب کو خبر ہوئی وہ حیرت جادو کے پاس آیا اور یہان آکر جو دیکھا تو گلچین ستی ہوتی ہی افراسیاب نے اُس سے کہا کہ ای گلچین ہم دو سوال تجسے کرتے ہین اِسکا جواب ہمین دے اول سوال تو یہ ہی کہ کوکب اور جمشید اور عمرو سے الگ ہو جاؤ اور اُنکا ساتھ چھوڑ کر تابعداری ہماری قبول کرو تو ہم تم دونون کو بدستور مالک و مختار کر دین لیکن چھ مہینے باغبان قدرت کو قید رکھکر اُسکے مافی الضمیر کو دیکھ لینگے گلچین نے کہا کہ مجھے کوکب و جمشید اور عمرو کا ساتھ منظور نہین ہی نہ تمھاری تابعداری قبول ہی مجھے تو یہ خوشی ہی کہ اگر تم میرے حال پر رحم کرو تو باغبان قدرت اور مجھے دونونکو طلسم سے باہر نکلوا دو کسلیے کہ جہان انسان باعزت

وحرمت حکم فرمائی اور سلطنت کرتا ہی وہان جس حالت مین کہ ذلت اُٹھائی اور ایسی رسوائی ہوئی کہ ادنے اور اعلے اسب کو معلوم ہوگیا کہ افراسیاب نے باغبان کو ذلیل کیا پھر وہان رہنے کا اب کیا لطف رہا افراسیاب نے کہا کہ اب دوسرا سوال یہ کرتے ہین کہ جس حالت مین کہ ہمسے تجھے نفرت ہی اور ہماری اطاعت تو اگر نہ کرے گی تو ہم ضرور باغبان کو قتل کرینگے ہمین تیرے مرنے اور جینے سے کیا کام رہا لیکن یہ تو بتا کہ مرنے والے کے ساتھ کوئی مر نہین جاتا کرورون بندہ خداے باختر کے پیدا ہوئے اور مر گئے اور مرتے ہین کسی کا بیٹا اور کسی کا باپ کسی کا بھائی کسی کی جورو بہن بیٹی مان مر نہین گئی اور نہ کسی کے مرجانے سے کوئی جی اُٹھتا ہی بنظر غور تو ہی دیکھ کہ خداوند باختر اٹھارہ ہزار ملک باختر کا خدا ہی اور اُسنے گلزار جہان کو کیا رونق دی ہی اور کیسے کیسے لطف اور تماشے اپنے بندون کے واسطے پیدا کیے ہین یہ فضاے دنیا اور بہار زندگانی بعد از مرگ پھر کہان

بیت

عدم مین یہ دنیا کی لذت کہان | یہ چہلین کہان یہ حلاوت کہان

اور علاوہ اسکے ذرا غور کر کہ ابیات

ایسا دلچسپ مکان ہی کہ جدھر جاے نظر | محو ذی مطرب و ساقی شب مہ نور نظر
جو کہ شی ہی وہ ہی مرغوب دل پیر و جوان | سبزہ و ابر و ہوا لالہ و حمرا گل تر
دیکھ صحرا کو کہ کیا سبز زمرد گون ہی | دیکھ دریا کو کہ ہی موجون سے زنجیر بہر
قطرہ باران کے ذرا دیکھ کہ کیا عالم ہی | لوٹتے پھرتے ہین دامان صبا مین گوہر
برق جون چشم بتان ابر یہ چشمک زن ہی | رعد مین نالہ عشاق کا پیدا ہی اثر
شفقی جامہ پہنتے ہین جو بادل سر شام | ہوتی ہی جملہ زمین بوقلمون سرتاسر
تمسے خوبون کا یہ عالم ہی کہ ہر رنگ سے روز | بیستے ہین دل عشاق بہ انداز دگر
غمزہ و عشوۂ انداز و ادا ناز خرام | ایک سے ایک رقیبان جہان جان بکتے

ای گلچین قسم ہی سامری جمشید کی مین فی الحقیقت باغبان کو اب قتل کرونگا کسیطرح نہ چھوڑونگا لیکن اگر سچ پوچھو تو میرا دل اسوقت تیری طرف مائل ہوگیا ہی تیری بیقراری اور بے چینی مجھے گوارا نہین قسم ہی مجھے خداوند باختر کی کہ مین لاکھ جان سے شیدا

جمال پری تمثال تیرا ہون مجھے اپنا شہید خنجر ابرو اور ذبیح تیغ ادا سمجھ اور تو ارادہ مرنیکا
نہ کر مین تجھے سلطنت ہفت اقلیم کی بخش دونگا یہ دیوانے پن کی حرکت نادانی سے نہ کر

سُن ای نادان دوہا
سچ بتلا ہمین کیا مزہ ہین تجسے لیو چھوٹن پان
جیتا ہو کیون جلے موئے ہوئے ہوئے ساجان

جبکہ یہ باتین افراسیاب جادو کی زبانی گلچین نے سنین تو اُسنے ہنسکر کہا کہ ای افراسیاب
یہ جو تونے فضاے دنیا اور بہار گلشن دہر کا ذکر کیا سچ ہی لیکن او نادان ذرا یہ بھی جان کہ ابیات

مشتاق ہی اسکی جدائی تو سمجھو انکو لیکن
عالم خواب سمجھتے ہین جو ہین اہل نظر
لطف لاکھون ہین پر افسوس کہ ہی نقش بر آب
آبشاری ہین سدا نوحہ گر اس گلشن پر
چھوڑ دین اسکی محبت کو جو ہین صاحب ہوش
وہ دن آئے گا کہ بیٹی کو نہو مان کی خبر
اختیار اپنا جہان ہو نہ وہان الفت کیا
بے بسی مین بھی جو ہو عشق تو ہین لاکھ ضرر

سُن ای افراسیاب یہ دنیا سرا ئے فانی ہی نہین جانتا نظم

کدھر آج ہی عدل نوشیروان
ہوا پر وہ تخت سلیمان کہان
کدھر ہی سکندر کا وہ تخت و تاج
کہان ہی وہ دارا کا لشکر سب آج
کہان اب کیومرث کا نام ہی
کہان اب وہ جمشید کا جام ہی
نظر کن درین دیر بازیچہ رنگ
کہ لشکست چون طاق کسریٰ اسنگ
کہین شعر کرتے ہین یان جغد و بوم
کہین طوطیان خوش الحان کی ہی دھوم
کہین شور مرغوا عندلیب
کہین بہر گل نالہ و احبیب
کہین سبز ہین سب نہال چمن
کہین زلف سنبل و بال چمن
کہین نخل گلشن بر ومند ہی
کہین کانٹون سے راستہ بند ہی
کسی شئ کو یان کے نہین اعتبار
خزان کے تصرف مین ہی یہ بہار

اور تونے یہ بات کہی کہ مردے کے ساتھ جلنا کیا ضرور ہین شہنشاہ ساحران عالم ہون
مجھے تو قبول کر سن ای افراسیاب کبت

چین باجن باجے پیا کو موہ لین اب بجاوت ہم چلین پیا کو بدیو دین جاکے سنگ سکھ اور
انند لی اسی سے تا کو چھوڑ کہو کا کو مکھ جو ئیے تجے سب راگ رنگ تجے سکھین کے سنگ بیان
پران ہمارے پران ہوتے ہاتھ دھوئیے جاکے سہاگ بھاگ ہوئی ہی اتنک ابو راگ
تا کو آدھین ہو کیا رانڈ ہو کے رو دیئے جاکے سنگ چاندنی سی راتن مین جاگت تھی تا کے
سنگ اکبار آگ ہو کے سو سیئے + +

اور سن ای افراسیاب جادو اب جو تجھے کرنا ہو بسم اللہ دیر نہ کر اور تو جو اپنے سحر و ساحری پر متکبر اور مغرور ہی استغفار یہ تیرا خیال خام ہی کوکب روشن ضمیر تجھے کچھ سحر مین کم نہین ہی بعد ازان شاہ عیاران عیار عمرو بن اُمیہ عیار کشندۂ ساحران عالم ہی جسنے کا شغر کشمیر بنگالہ کا نور دو اندرکوٹ چاہ ماران چاہ الماس فرعون شداد ہامان نمرود لات منات تیتا پیتا دم خبیثا لوٹم لوٹنک جھوٹم جھوٹنک پونے دو سو خدائیان برباد کردین در کرب غازی اُس شخص کا نواسہ ہی کہ جسے امیر باتوقیر سلطان ظفر احتشام حمزۂ عالی مقام کہتے ہین اور بارگاہ نوشیروان ملک العادل کسرے کہ جسکے چھ سو حکیم چھ سو ندیم بارہ سو تاجدار کرسی نشین اٹھارہ سو عہدہ داران سلطنت چوبیس سو پہلوان پایہ تخت کے کرورسوار کے افسر جسکے دربار مین بیٹھے تھے ان سبکو غارت کردیا اور لقا خدائے باختر کو بھگاتے بھگاتے نوبت بجدے رسید کہ اس زمین مین قدم نحس شیم اُسکا آیا پھر تو یہ سمجھ دیکھ کہ اب تو بھی چراغ سحری اور آفتاب لب بام ہی تجکو لازم ہی کہ اس سودائے خام اور تصور ناتمام کو دماغ سے نکالکر اطاعت شاہزادۂ اسد بن کرب کی قبول کرکے شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ مفتنہ ملک سنجان و باختر اور ملکہ تصویر جادو اور مہ جبین الماس پوش کو قید سے رہا کردے اور

سُن ای افراسیاب کہ ابیات

بقا کس کو جز ذات پاک خدا ہی	بقا مین فنا ہی فنا مین بقا ہی
یہ جاہ و حشم عارضی ہی جہان مین	مُندی نکھ تب پھر خدا ہی خدا ہی

بس یہ سنتے ہی آتش غضب کی لو سینے مین افراسیاب کے مشتعل ہوئی جسکا دود بردماغی جان سے نکل گیا اور پکارا کہ وائے مردیم ای کلچین تو نصیحت نامے کی کتاب میرے واسطے لیکر بیٹھی ہی اور میری اتالیق بنی ہی دیکھ تو سہی مین تجسے او اجل رسیدہ کیا سلوک کرتا ہون خیر اچھا تو میرے سامنے زندہ باغبان کو لیکر جلجا اور جو تو نہ جل گئی تو مین تجھے جلا بھلا کے مار ڈالونگا یہ کہکر کہا کہ لاؤ باغبان قدرت کو بس ساحران غدار کشان کشان اُسکو سامنے افراسیاب کے لائے افراسیاب نے کہا کہ ای باغبان تیری جورو تیرے لیے ستی ہوتی ہی پھر اب کیا ضرور ہی کہ جو مین اب تیری گردن مارون

اِس سے یہی بہتر ہی کہ تم دونون کو لکڑیون کے انبار پر بٹھادون کہ ساتھ ہی جل جاؤ
باغبان قدرت نے کہا کہ ای افراسیاب مرنے سے ڈرنا کیا جو کچھ منشی تقدیر
اور کاتب ازل نے صفحۂ ناصیہ پر میرے ترقیم کیا ہی وہ ہی پیش آنی ہی افراسیاب
نے خفا ہوکر لکڑیان جمع کروائین اور باغبان قدرت اور گلچین کو اُسپر بٹھادیا
اور گرد انبار ہیزم کے افراسیاب نے چارطرف سحر بند کردیا اور کہا آگ لگادو لیکن
مہتر قران نامدار کا حال لکھا جاتا ہی کہ یہ لکڑیان بڑی دیر سے جمع ہو رہی تھین
تو اُنھون نے اُسکے نیچے نقب کھودی اور سر النقب کا بیچ مین لکڑیون کے نکالا اور
دوسرا سرا اتین کوس پر جدھر لشکر جمشید بن کوکب کا پڑا ہی اُدھر رکھا جب لکڑیون
مین آگ لگائی گئی معاذ اللہ عجب طرح کا تلاطم اور تہلکا دونون لشکرون مین برپا ہوا
کہ مہرخ سحر چشم اختر بن فیل زور شمشیر زن ہلال سحر افگن شکیل جادو بہار جادو
طاؤس جادو تاقربان جادو سرخ موے کاکل کشا خونخوار کاکل کشا سب
سر زنان و سینہ کوبان داد و بیداد کنان تھے اُسطرف بھی لشکر ساحرون کا ہر چند کہ
وہ سب دشمن جمشید کے تھے لیکن افسوس کرتے تھے ہان یہ ظاہر خوف سے افراسیاب
کے کچھ بول نہ سکتے تھے کہ اسمین دھوان لکڑیون کا بلند ہوا اور ضرغام و جانسوز
وغیرہ جو عیار اور عزیز واقربا گلچین کے تھے اور تال مکھانہ اور میوہ اُچھالتے ساتھ آئے
تھے اُنھون نے رال کے چھڑے کہ وہ تمام بیہوشی آغشتہ تھے آگ پر ڈالنا شروع کیے
شعلے آگ کے بلند ہوئے اور دھوان پھیلا اب افراسیاب و حیرت و صنعت اور
لشکری جسقدر تھے وہ سب بیہوش ہوکر گرے اندر لکڑیون کے تو کوئی جا نہ سکتا تھا
کہ افراسیاب نے وہ جگہ سحر بند کر رکھی تھی اور نہ عمرو باغبان کو لیکر باہر آسکتا تھا لیس
اسنے باغبان کو زنبیل مین ڈال لیا اور آپ اُسی نقب کی راہ سے باغبان کو لیکر
بارگاہ جمشید مین آیا اور بعد ازان قران اور آپ ناک بند کرکے اُسی غول مین کہ عالم
خفتگان نظر آتا تھا مع افراسیاب اور حیرت وغیرہ بیہوش پڑے تھے آیا یہان جو دیکھا
تو ضرغام شیر دل اور جانسوز بن قران و چالاک بن قران و چالاک بن عمرو

دامن گردانے خنجر زنی کر رہے ہین پہلے تو نامی و نامور ساحرون کا گلا کاٹ ڈالا پھر اور ساحرونکو
قتل کیا بہتون کو مارا اور قران نے آکر پشتارہ افراسیاب کا باندھا اور کہا کہ اے جانسوز
حیرت کا پشتارہ باندھکر چلو بارگاہ جمشید مین اور عمرو نے کہا کہ ای بیٹیا ضرغام اور او
جوانا مرگ چالاک خبردار کسی ساحر کا اسباب خراب نہونے پائے اور کپڑے بھی میلے نہونے
پائین مین دھلائی کہان سے دونگا غرض قران اور جانسوز تو دونون پشتارونکو
لیکر چلے باقی اسباب اور جواہر کار زیور وغیرہ جو عورتین کہ پہنے تھین وہ عمرو نے اُتار لیا
اور جال مار کر سب نذر زنبیل کیا اور وہان جمشید کو خبر ہوئی کہ اس طرح کا سانحہ گذرا
بس اپنے لشکر کو لیکر چڑھ دوڑا اور آکر لشکر افراسیاب پر گرا پھر وہان جو لشکری کہ
ہوشیار تھے اُنسے تلوار چلنے لگی

نظم

برزنای رویین و بربست کوس	ہوا نیلگون شد زمین آبنوس	درخشان بہ گرد اندرون تیغ تیز
تو گفتی برآمد ہمین رستخیز	بپوشید روے ہوا را بہ تیر	بہ خورشید گفتی براندہ وقیر
بجنبید دشت و بترقید کوہ	زبانگ سواران ہر دو گروہ	غرض وہ لشکر تمام بھاگا جمشید

نے خیمہ و بارگاہ تاخت تاراج کیا اور فتح کرکے بخوبی تمام داخل بارگاہ ہوئے اب اوس
حال سنیے قران افراسیاب کا پشتارہ باندھکر لیکر چلا اور جانسوز پشتارہ حیرت کا لیکر
روانہ ہوا تو اثنا راہ مین بیہوشی افراسیاب کی اُتر گئی اور اُسنے دیکھا کہ مین پشتارے
مین بندھا ہوا چلا جاتا ہون اب سحر جو یاد کرتا ہی تو یاد نہین آتا ہی بس یہ برق بنکر تڑپا
قران گھبرا کر پشتارہ لیکر بھاگا لیکن جانسوز جو پیچھے پیچھے حیرت کو لیے چلا آتا تھا اُسنے
دیکھا کہ کچھ برق سی قران کے پشتارے مین سے چمکی اُسنے گھبرا کر ایک غار مین پشتارہ
حیرت جادو کا پھینک دیا اور آپ ایک جادوگر کی صورت بنکر درہ پہاڑ کی جانب
چلا گیا مگر افراسیاب جادو سے سوائے بھاگ جانے کے اور کچھ نہ بن پڑا یہ بھاگ کر
باغ سیب کی طرف گیا اور وہان جاکر بزور سحر اسنے لشکر ساحرون کا پھر تیار کیا
اور از راہ بے حیائی کوچ کی تیاری مین تھا کہ اب جاکر حیرت جادو کو ڈھونڈھ لاؤن
اور یہان حیرت جادو کو جانسوز نے غار مین ڈال دیا تھا تو وہان صبا رفتار

کمند انداز عیار بھی آنکلی اُسنے دیکھا کہ ایک پشتارہ بندھا پڑا ہے اُس پشتارے کو کھولا
جو دیکھا تو حیرت جادو کو پایا اُسکو لیکر بہت دور ایک جنگل مین آئی اور فتیلہ دفع بیہوشی کا اُسکو
سنگھایا کہ ہوش آیا صبا رفتار نے حیرت جادو سے کہا کہ بی بی تم اسطرح بندھی پڑی
تھین اُسنے اپنا منھ پیٹا اور رو دھو کر ذلیل ہو کر بزور سحر آسمان کی طرف روانہ ہوئی
اور گنبد نور مین آئی یہان آکر باقیماندہ جو ساحر تھے اُنکو بلایا اور لشکر تیار کیا اس عرصے
مین افراسیاب بھی آیا اور یہ دونون ملکر بیٹھے اور فوج کشی کرنے مین مصروف ہوئے
قریب تین لاکھ ساحر کے جمع ہو گئے اور وہان جانسوز نے جب پشتارہ حیرت جادو
کا غار مین نہ پایا تو پھر کر بارگاہ جمشید مین آیا لیکن برّان شمشیر زن کو جو عشاق
جادو نے سحر سے مارا تھا اور اُسکو تالاب معمار قدرت کے بنائے ہوئے مین کھا
تھا برّان مری نہین ہے سحر مین بیہوش ہے لیکن بظاہر مردہ ہے غرض کہ کوکب روشن ضمیر
نے ایک پنجہ سحر کا عمرو کے لینے کو روانہ کیا عمرو یہان جمشید کی بارگاہ مین بیٹھا تھا
اور ملکہ مہرخ وغیرہ سب جشن کر رہی تھین تھاپ طبلے پر پڑتی تھی گانے بجانے کی صدا
بلند تھی کہ دفعۃً ایک پنجہ پیدا ہوا اور عمرو کو اُٹھا کر سوے آسمان لے گیا اب جو عمرو
کی آنکھ کھلی کہ ایک صحرا لالہ زار ہے گلہاے بوقلمون کی بہار ہے اُسکے بیچ مین ایک بارہ دری
بلور کی بنی ہے جسکے دروازے پر پتلیان کھڑی ہین عمرو اندر بارہ دری کے آیا تو دیکھا
کہ کوکب روشن ضمیر تخت پر بیٹھا ہے اور ایک طرف ایک بنگلہ فیروزہ کا ستون اور
گھونگھیان بلور کی ہین اور کھپرے چاندی کے ہین اُسمین چار سو رنڈیان پوشاکین
پرتکلف پہنے ہوئے بیٹھی ہین غرض عمرو دنگل پر بیٹھا اور کوکب نے تعریف عمرو کی کی
کہ خواجہ تمنے کیا خوب عیاری سنی کی کرکے افراسیاب کے لشکر کو غارت کیا اور ساحران
نامی کو مارا واہ کیا کہنا ہے لیکن افسوس صد ہزار افسوس اے شہنشاہ عیاران برّان
شمشیر زن مردہ پڑی ہوئی ہے اور مین مردہ اپنی آنکھون سے دیکھون ایسا بھی کبھی خدا
کریگا کہ وہ زندہ ہوگی عمرو بھی برّان کو یاد کرکے رونے لگا اُسوقت کوکب نے کہا کہ
آپ ارادہ کرین تو برّان شمشیر زن کی جان بچتی ہے اور دوبارہ گویا مان کے پیٹ سے

پیدا ہوتی ہی عمرو نے کہا کہ مین حاضر ہون کوکب نے کہا کہ اگر تم عشاق کو مار ڈالو تو برّان
زندہ ہو عمرو نے پوچھا کہ عشاق جادو کہان رہتا ہی کوکب نے کہا کہ گنبد جمشید مین عمرو
نے کہا کہ مجھے گنبد جمشید تک پہونچا دو کوکب نے ایک جانور سحر کا تیار کیا اور عمرو کو
اُسپر سوار کر کے جمشید کے گنبد کی طرف روانہ کیا عمرو کو وہ جانور ایک پہاڑ پر لیجا کر
بٹھایا یہ عجب غضب کا مکان ہی عمرو نے دیکھا کہ ایک صحرا سبز معلوم دیتا ہی اور ہر ایک
گھاس کی جڑ مین سے شعلہ آتش کا نکلتا ہی اور گرد اُس گھاس کے پھر کر طرف آسمان
کے وہ شعلہ رجوع ہوتا ہی عمرو حیران ہو کر میدان کو دیکھ رہا تھا کہ عشاق جادو کو خبر
پہونچی کہ ایک جانور ایک آدمی کو لیے پہاڑ پر بیٹھا ہی یہ عشاق اُستاد افراسیاب کا ہی
اور بڑا زبردست ساحر ہی اپنے مکان سے اُٹھا اور مشیر بن ظہیر جادو سے کہا کہ جا کر تو دیکھ
تو آ کہ کون آیا ہی جو کوئی ہو اُسے پکڑ لا میرے پاس مشیر بن ظہیر جادو عمرو کے قریب پہاڑ پر
آیا اور بنگاہ اولین عمرو کو اُسنے پہچان کر پکڑ لیا اور عشاق جادو کے پاس لایا عمرو سے
عشاق جادو نے پوچھا کہ تو یہان کیون آیا عمرو نے کہا کہ تیرے مارنے کو تو نے بڑا غضب
کیا ہی کہ ملکہ برّان شمشیر زن کو بیہوش کر کے ڈال رکھا ہی مین اُسکے بدلے مین تجھے
قتل کرنے آیا ہون یہ سنکر عشاق جادو نے درہم و برہم ہو کر ایک پنجرا فولاد کا منگا کر عمرو
کو اُسمین بند کیا اور ارزان جادو کو بُلا کر کہا کہ اِس پنجرے کو یہ حضور لقاے خداے
باختر لیجا کر میری طرف سے عرض کرنا کہ یہ دزد آپکا حاضر ہی آپ میری خاطر سے اِسی ذات کو
ابھی قتل کرائیے گا اور سر اُسکا قلعہ کوہ عقیق مین لٹکا دیجیے گا لاش گھسٹوا کے پھکوا دیجیے
ارزان جادو عمرو کے پنجرے کو لیکر کوہ عقیق سلیمانی کی طرف آیا اور بارگاہ لقا خداے
باختر مین پہونچکر لقا کو مجرا کیا لقا نے عمرو کو دیکھکر کہا کہ اے بندگان قدرت من چہ تقدیر
کردیم دیکھا تمنے کہ بیت

ہستی نظارہ گاہ جہان جلوہ گاہ ہی
یہ دونون ملک میرے ہین اور مین کہان نہین

بھلا دیکھو تو یہ بندہ گستاخ کہان سے کہان جا کر پہونچا بختیارک بھی نہایت خوش تھا
مگر بختیارک نے اشارہ کیا کہ اسکا سر وہین کیون نہ کٹوا ڈالا یہان بھیجنا کیا ضرور تھا

غرض لقانے ارزان کو تو بہت بھاری خلعت دے کر روانہ کیا مگر اب عمرو کے قتل کی تیاری لقانے کی اور جلادون نے عمرو کو زیر تیغ بٹھایا خلقت کا اُس مقام پر ہجوم ہوا پلٹنین اور لشکر تیار ہو کر یہان آگیا اسلیے کہ کوئی عمرو کو چھڑا نہ لیجائے چبوترہ نکبت کا بنایا اور بوریا فلاکت کا اُسپر بچھایا مگر اِس خبر کو نامیان خیبری و تومیان خنیبری و سرہنگ مصری و ابوطاہر خون ریز نے سامنے بادشاہ لشکر اسلام کے جاکر زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دے کر اِسطرح دعا و ثنا بادشاہ کی کر کے عرض کیا **نظم**

ترا قیام حکومت رہے قیامت تک | ہمیشہ نذر تجھے دیوین ساکنان آفاق
مطیع خلق کو تیرے سدا رکھے خلاق | بسر کرے جو ترا دوست ہو بعشرت و عیش
کرے در عید کی شادی نصیب ہو جگر | عدو ترا ہو زمانے کا مورد شلاق

اِسوقت عمرو کو طلسم سے قید کر کے وہان کے ساحرون نے لقا کے پاس بھیجا ہی اور اُسکو وہ قتل کرتا ہی باقی خیر و عافیت ہی بس یہ سننا تھا کہ سلطان ظفر احتشام امیر عالی مقام اُٹھ کھڑے ہوئے پھر تو بادشاہ بھی نکلکر بارگاہ سے سوار ہوئے لشکر تیار ہوا پانچ ہزار پانسو پچپن گردان گردن کش شجاعت شعار روانہ ہوئے اور وہان عمرو دست بدعا بدرگاہ کبریا بلند کیے ہوئے پکار رہا تھا **شعر**

خداوندا اپئے آلِ پیمبر | رہائی مجکو دشمن سے عطا کر

یہ دعا کر رہا تھا کہ صدائے نقارہ کان مین آئی وہان جلاد حکم پوچھ رہے تھے کہ یکایک گرد و غبار کا تتق بلند دکھیا جسمین سنانہائے نیزہ کی بجلیان چمک رہین تھین اور اسلحہ کی چقاچاق بلند تھی عمرو تو خوش ہوا کہ یقین ہی حمزہ صاحبقران لشکر لیکر آتے ہین اور وہان تہلکہ پڑا تماشائی تو بھاگے کہ یکایک صدا نعرہ کی سُنی اور ہر پہلوان اور سردار نے لشکر امیر کے اپنا اپنا نعرہ بلند کیا ازبسکہ نعرے مین نے کسی مقام پر بیان نہین کیے ہین اسوجہ سے اس مقام پر چند نعرے لکھے جاتے ہین

نعرہ ہائے سرداران

امیر عرب حمزۂ نامدار | سپہدار جم قدر و رستم توان
عم مصطفٰے شاہ اشقر سوار | منم شاہ سلطان صاحبقران

منم سعد فرزندہ قباد شاہ	نعرۂ بادشاہ اسلام	شہنشاہ اسلام و عالم پناہ
منم شاہ شاہان فریدون حشم		بہار گلستان کاؤس و جم
چراغ شبستان صاحبقران		فروزندہ تاج و تخت کیان
تجلی دہ فوج اسلام و دین	نعرۂ رستم	یل نامور رستم بزم کین
علمشاہ رومی شہ فیل زور	نعرۂ علمشاہ	کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور
چو شمشیر کین برکشم از غلاف		تزلزل فتد در میان مصاف
ملک قاسمم آن شاہ خاور سپاہ	نعرۂ قاسم	زنم تیر بر ابر و سینہ بماہ
زتیغم بسے ملک اسلام شد		کہ سر فتنۂ باختر نام شد
منم شیر صولت یل صف شکن	نعرۂ ہاشم	شہ نامور ہاشم تیغ زن
زتیغم بمیدان جنگ آوران		بہر سو شود الامان الامان
منم ایرج نامور دلپذیر	نعرۂ ایرج	کہ شاہ شہانیم و آفاق گیر
چو اسفندیارم شہ نامدار	نعرۂ اسفندیار شاہ گیلان	شدہ در جہان نامم اسفندیار
بصحرائے کین شیر صید من است		گریزان زنامم شود پیل مست
جہان پہلوان شاہ گیلان منم		زتیغم بجنگت قیامت کنم
یل نامور اشجع دین منم		بدشت وغا شاہ شیر افگنم
شہنشاہ داراب کشور کشا	نعرۂ داراب	یل نامور شیر دشت وغا
منم گرد فوج افگن و شیر گیر		کمند و کمان دارم و گرز و تیر
شہ کشور کشا زیبندۂ تاج جہانبانی	نعرۂ سلطان سعد	منم سلطان سعد ابن عمرو بن حمزہ یونانی
منم آن ہزبر ژیان پیل مست	نعرۂ کرب	یل نامور سر در حق پرست
کرب پر حرب نامور نامدار		نظر کردۂ شاہ دلدل سوار
منم زیبندۂ اورنگ و تاج و چتر سلطانی	نعرۂ رستم ثانی	گل گلزار عم احمد محبوب سبحانی
چراغ محفل اسلام و شمس دودۂ اقبال		عدوی دین کفاران عالم رستم ثانی
منم صاحب عمود و جانشین حمزہ در گردان	نعرۂ لندھور	ملک لندھور بن سعدان شجاع و رستم دوران

فلک بارگہ انجم سپہ خورشید تاج من جزیرہ ہای دریا اگر فتم از جوانمردی چو بندد زیر رانم فیل ہیمون مبارک را عمودم چون بہ ضرب ہفتندہ صد من شتغ دہنبان		بفرمانم پلے ہفصد ہزار در ملک ہندستان نہنگ بحر رزمم اژدر صحرای خون ریزان بزیر چرخ گردد صورت گاوِ زمین لرزان شود پیوند ارض صد لقا و فوج کفرستان
شہ چشم اژدر کہ نام آورم بیک نیزہ گیرم ز رستم خراج	نعرۂ مالک اژدر	شجاع عرب مالک اشترم سنانم ز ترک فلک تخت و تاج
جہان پہلوانم یل نامدار بمیدان جنگاہ رستم نژاد	نعرۂ فرامرز عاد	سپہر خواندۂ شاہ اشقر سوار شہنشاہ مغرب فرامرز عاد
شہ عالم شجاع عصر نور الدہر عالیشان مہ برج شجاعت آفتاب عز و تمکینم نہنگ بحر رزمم دست بر قبضہ چو بگذارم	نعرۂ نور الدہر	سپہر حشمت صاحبقرانی و جہانبانی کشد از لشکر من فوج اعدا صید بیمانی شود از آب تیغم لشکر کفار طوفانی
شہ کشور کشا زیبندۂ تاج جہانبانی	نعرۂ عمرو بن حمزہ	ہژبر دیو کش نامم عمرو بن حمزہ یونانی
منم گرد بہرام خاقان چین ز خون ریزی تیغ من وقت جنگ	نعرۂ بہرام گرد	کہ از نعرۂ من بلرزد زمین شود تختۂ گل زمین لالہ رنگ
نامم شدہ در سلک یلان بر ہمہ روشن	نعرۂ جمہور	جمہور جہان سوز شہنشاہ تیر زن
یل طہماس شیر بیشۂ رزم گلنگانم بجنگ از دست من ہا دست ملک الموت افغان غلام حمزہ ام شاہم چو نور الدہر عالیشان	نعرۂ طہماس	پدر من عنقو یل و پور در رستم ثانی بمیدان جرمم این ساطور قہرناک یزدانی عدوی کافرانم عاشق دین مسلمانی
صد شکوہ کجکلاہان بستہ گشت از صوتم ضیغم دشت دغا شیر نیستانم جور اول اژدر آتش فشانم جنگ دیدہ پیل مست	نعرۂ سلیمان پارسی	بندۂ میر عرب شاہ سلیمان فارسم رستم وستان بلرزد در وز کین از حملہ ام چشم من بسیار ازین خواب لیشان دیدہ است
مظفر منم در صف رزم و جنگ یکے از غلامان میر عرب	نعرۂ مظفر	بدریا نہنگ و بہ صحرا پلنگ بہ باریدن تیغ ابر غضب

اگر میکشم تیغ کین از غلاف	نعرۂ ابوالمعدان	زہیبت بلرزد عدو در مصاف
ایجوب جان شش گزی سر حلقۂ گردان منم		عفریت را سر بر کنم آن رستم دستان منم
منم سر فروش اولین جان نثار	نعرۂ علمدار	عملدار فوج شہ نامدار
ابوالمعدن گرد پیل دمان		یل شیر دل پیشوائے یلان
منم آنکہ در قفاے زنجیر خار	نعرۂ درقا غزا	کہ فرق عدو را بکوبم چو مار
غزال ست در چنگل من ہزبر		شود گلۂ میش افواج گبر
زال علم آموز رستم صف شکن شیر افگنم	نعرۂ لندھور	جنگ مے دیدہ ترک جوشن پوش نام آورم
روز میدان لاف مردان چیست مے آید خیال		بازی طفلانہ جنگ بہمن و روئین تنم
دریلان عالم چون آفتاب مشہورم	نعرۂ فضل	شیر بیشۂ رزمم فضل بن گیا ہورم
یل عادیان پور شدادیان	نعرۂ عادی	منم آن عمرو عادی پہلوان
گران سر گرا بار سر بر تن است		حکیم علاجش بدست من است
منم مقبل شیر نر نوجوان	نعرۂ مقبل	غلام وفادار صاحبقران
چو بر شاخ آہو کشم چرم گور		بدو زم سر مور بر پاے مور

جلادون کا تو یہ عالم ہوا کہ ہاتھون مین رعشہ پڑ گیا تلوارین پھینک پھینک کر بھاگ کھڑے ہوئے اور چار طرف سے عنصر کوہی اور منصور کوہی و ضیغم خون آشام و حالوت رعد آواز و یاقوت شاہ و فرامرز نابکار اور افسران لشکر سب لشکر امیر سے لڑنے لگے اور تلوارین چلنے لگین ادھر بھی مالک اژدر کے لوگ ڈھیان دانتون کے تلے دبائے اصفہانی اور خراسانی اور سیستانی اور ایک طرف سے لشکر ہندوستان یہ سب لڑنے لگے ابیات

مہاراجۂ ہند انجم سپاہ	بہ غرید بر خود چو ابر سیاہ	مہاراجہ جیپال لشکر شکن
شجاع و جوان مرد شمشیر زن	بجوشش غضب آمدہ شاہ ہند	برآورد فوج شجاعان ہند
بسمت یمین رائے بودہ ملک	نہادہ کلہ گوشۂ بر فلک	عنان رو بملک شد بسمت یسار
زفوج و کہن یکصد و سی ہزار	سہ لک راجپوتان مرد دلیر	بدشت وغا ہمچو غرندہ شیر

ہمہ خنجر و تیغ و زوبین بدست
ہمہ بر سپہر خرد آفتاب
ہمہ تیغ زن کوہ پیکر ہمہ
ہمہ رزم جویان بہ خون ریختن
بجنبید دریا و صحرا و کوہ
چنان دید در عرصۂ کارزار
چنان نیزہ با نیزہ آمیختند
شہان را چنین کی بود کارزار
بہ فوج عدو شد اجل خندہ زن
شدہ خویش و بیگانہ پہلوی ہم
یکے بود در خواب مرگش رسید
یکے مرگ را از خدا خواستہ
یکے داشت در سر ہوائی گریز
یکے بر برادر یکے بر پسر
سر مردہ در زیر نعل ستور
زمین شد بہ پیکار گردون نجا
صداہا برون آمد از طبل جنگ
سر از جادۂ مہر پیچیدہ چرخ
چنان گرم گردید بازار جنگ
کہ زہرہ ہلاک بدن شد تلف
یکے چشم پرنم چو تبخالہ داشت
بہ انداز پرخاش جنگ آوران

ہمہ شیر افگن ہمہ پیل مست
ہمہ غرق رزم و ہمہ کینہ جو
سر افراز اورنگ و افسر ہمہ
زمین آمد از نعل تازی تنگ
بجان آمدہ گاو و ماہی ستوہ
یکی را بہ بازو یکے را بہ سر
سنان یک بدیگر در آویختند
شکستند صدہا بہ گوپال سر
ہمین کرد پرواز جانہا ز تن
یکے بود بے پا و بے سر یکے
اجل را یکے در دم تیغ دید
یکے را روان خون ز زخم سنان
یکے چارہ جو از دم تیغ تیز
گلہ اسپ ہر سو ہزاران ہزار
شدہ سرمۂ دیدۂ مور کور
ز آواز جانکاہ روئینہ خم
درنگا درنگ و درنگا درنگ
کشیدہ یکی تیغ کین از خلاف
کہ می سوخت پرہای تیر خدنگ
یکے نیم بسمل تپان بر زمین
یکے بر لب از سوز دل نالہ داشت

ہمہ نامداران با جاہ و آب
ہمہ رستم بخت و سہراب خو
ہمہ یکدل و یکزبان و سخن
نہان شد بہ گرد آسمان و رنگ
کشید از میان تیغۂ آبدار
یکے را بہ پشت و یکے بر کمر
کہ برہم نہ پیچند زان گونہ مار
برون مغز صدہا شدہ از بتر
ز بس کشتہ افتادہ پہلوے ہم
یکے کشتۂ تیغ و خنجر یکے
یکے راز پیکان جگر کاستہ
بمیدان یکے تشنہ لب دادہ جان
یکے بود گریان بحال پدر
ہمین گشتہ در دشت چون بیقرار
ز غریدن طبل حیرت فزا
دل شش جہت از میان گشتہ گم
ز بیم سنان ناف دزدیدہ چرخ
پئے قتل کفار و اہل خلاف
غریو از فغان سر شد از ہر دو صف
بہ دشت عدم شد مگر دانہ چین
نقیبان بفریاد از ہر کران

کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگ گئے دریاے خون جاری ہوا امیر لڑتے ہوئے قریب عمرو کے آکر پہونچے اور قید کو اسکی کاٹ دیا عمرو بھی

اُٹھکر خنجر کسی مردے کا لیکر لڑنے لگا لوٹ مار مار کے ٹانگین سپاہیون کی کاٹتا تھا اور
کاندھون پر چڑھ چڑھ کر سر جدا کرتا تھا لقا روبہ فرار لایا اور اندر قلعہ کوہ عقیق کے چلا آیا
بہت فوج اُس لڑائی مین کام آئی جب لقا بھاگ گیا اور اُسنے دروازہ قلعہ کا بند
کرالیا تو امیر عمرو کو اپنے ہمراہ لیکر پھرے اور بارگاہ مین آئے لشکر نے کمر کھولی آسودہ
ہوا عمرو سب سردارون سے ملا پھر ملکہ سرو سیمین تن کے پاس گیا اور شب بھر
اُسکے پاس رہا یہان کوکب روشن ضمیر نے ایک پتلہ اُسکے ساتھ کرکے گنبد جمشیدی
کی طرف بھیجا تھا اُس پتلے نے آکر کوکب کو خبر دی کہ عمرو کو عشاق نے گرفتار کرکے
لقا کے پاس بھیجا ہی کوکب نے ایک ساحر لشکر لقا اور امیر کی طرف بھیجا کہ جاکر دیکھ
کہ عمرو پر کیا گذری چنانچہ وہ ساحر جو آکر پہونچا تو اُسنے یہان لڑائی دیکھی جب امیر عمرو کو
چھڑا لائے اُسنے جاکر کوکب سے کہا کہ امیر عمرو کو اِس طرح چھڑا کرلے گئے کوکب نے
ایک عرضی خدمت مین صاحبقران کے لکھی اور اُسمین یہ لکھا کہ عمرو کو میرے
پاس بھیجدیجیے جب وہ عرضی امیر کے پاس آئی صاحبقران نے عمرو کو اُس ساحر
کے ہمراہ روانہ کردیا چلتے وقت ملکہ سرو سیمین تن نے عمرو سے کہا کہ خواجہ کچھ نشانی
ہمکو دیتے جاؤ عمرو نے ایک جھنجھی کوڑی اور لوہے کی کیل اور ہلدی کی گرہ نکال کر
دی ملکہ سرو سیمین تن نے کہا کہ تمھاری خست نہین جاتی ہی غرض بڑی دیر تک ہنستی
رہی پھر آخر عمرو وہان سے روانہ ہوا اور وہ ساحر اسکو کوکب کے پاس لایا لیکن
اب یہان کا حال سُنیے کہ ملکہ جام جادو کہ جو طلسم آئینہ مین رہتی ہی اور طلسم آئینہ
کی مالک ملکہ مرأت جادو ہی چنانچہ جام جادو اپنے مقام سے واسطے اعانت
لقا کے کوہ عقیق مین آئی بختیارک نے لشکر کو اُسکے اُتر دایا اور اُسنے آکر خداوند کو
سجدہ کیا نذر دی خلعت پایا دنگل پر بیٹھی لقا اپنی فوج کو لیکر مع جام جادو کے
پھر لشکر تیار کرکے باہر قلعہ کے نکلا بارگاہ نصب کرائی اور فرد کش ہوا اور جب جام زرین
مہر میخانۂ فلک سے اُٹھا کر پیر مغان دہر نے طاق مغرب مین رکھا اور انجمن سیارگان
ایوان آسمان مین ترتیب پذیر ہوئی نظم

شروع شب کے گیسوے دوتا سے
چھپا رخسار عالم جابجا سے
عروس شام نے گیسو کیے وا
بڑھا آہستہ آہستہ اندھیرا

ملکہ جام جادو نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اسی وقت طبل ام کوس نرمی پر چوب پڑی ہرکارے دوان دوان خدمت صاحبقران مین دعا و ثناء شاہی بجالائے کہ اشعار

ہے یہ جہا نہین در دولت پر اکہ یان
جائے رگڑنے چرخ کو موج در خوش آب
ناکام ہمسا آنکے ہوتا ہے کامیاب
دریا کو سیر کشتی سے تیری ہو یہ شرف
قطرہ تجھ ابر فیض سے ہو پہنچے جو ہو گہر
لائے عجب نہین جو ہما بیضۂ حباب

اسوقت ایک ساحرۂ غدار لقا کے یہان آئی ہے اور اُسنے طبل جنگ بجوایا ہے باقی خیرت ہے امیر نے یہ خبر سنکر ابوالفتح سے کہا کہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی تائید ربانی طبل جنگ بجے ابوالفتح نے جاکر طبل سکندری پر چوب لگائی جس سے دنیا تھرائی دربار سویرے سے برخاست ہوا بہادران روزگار آلات حرب و ضرب کو تیار کرنے لگے سلاح خانے کھل گئے گلشن جنگ مین پھر بہار آئی سپرون کے پھول کھلے نیزے ہر ایک سرو بن گئے کمند ہر ایک زلف سنبل تھی خون کی نہرین صبح کو جاری ہونگی گلہاے زخم جسم پر کھلینگے طول ہر مقام پر بجا ہے چار پہر رات غلغلہ دونون لشکرون مین برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ لباس شب آب شبنم سحر سے دھو گیا اور آفتاب بستر خواب سے سوکر اُٹھا نظم

فلک کا سینہ تارون سے ہوا صاف
مزاج صبح بیباکی پہ آیا
چلے لڑنے امیر نیک اوصاف
رُخ خورشید سے پردہ اُٹھایا
یعنے صاحبقران مسجد کریاس

سے اشقر دیوزاد پر سوار ہوکر مع تمام سرداران نامی اور نامورسکندر دولت آسمانجاہ ظل اللہ سلطان لشکر اسلام پر آئے بادشاہ بھی سویرے سے برآمد ہوئے عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ چرخی پر کھنچا کہارون نے تخت بدلوایا زنانہ سامان سب محل مین پھر گیا امیر نے اور سب سرداران نے مجرا کیا قلب لشکر مین تخت شاہنشاہی کو رکھکر جانب میدان مصاف روانہ ہوئے وہ عجب وقت تھا کہ نسیم سحر وزان تھی نقیب منقبت خوانی کرتے تھے بڑے بڑے تارے آسمان پر ظاہر تھے چھوٹے چھوٹے تارے چھپے تھے لشکر کے علم جلوہ دکھاتے تھے اسی طرح سے بعد گرد فرد اور دشت

مصاف ہوئے بیلچہ کارون نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا نشیب و فراز جہان کا بہادرون کی
آنکھون کے سامنے پھر گیا سقون نے نکلکر آب پاشی کی آبرو ابر نوبہار کی ڈبو دی اور
اُس طرف سے لقا مع ملکہ جام جادو کے وارد میدان کارزار ہوا صفوف لشکر آراستہ
ہوئین نقیبون نے نکلکر نقابت کی اور مذمت دنیاے فانی زبان پر جاری فرمائی نظم

کل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے
گر میسر ہو تو کس عشرت سے کیجے زندگی
مل رہا ہو دل کسی چنچل پریزادون کے ساتھ
بولی عبرت چل دکھاؤن اک تماشا مین تجھے
لے گئی اکبارگی گور غریبان کی طرف
تُربتین دو تین دکھلا کر مجھے کہنے لگی
بوجھ تو انسے کہ مال و حشمت و دنیا سے آج

کیا ہی ملک روم ہے کیا سر زمین روس ہے
اک طرف آواز طبل ادھر صدائے کوس ہے
شب ہوئی تو ماہرویون سے کنار و بوس ہے
تر جو ایسا آج قید آز کا محبوس ہے
جس جگہ جان تمنا سو طمع مایوس ہے
یہ سکندر رہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے
کچھ بھی انکے پاس غیر از حسرت و افسوس ہے

ای بہادران دنیا مین زندگی چار دن کی ہے لڑ بھڑ کر نام اپنا کر جاؤ سا کھے اور بہادری سے
رجاؤ رئیس قدردان بر سر نظارہ ہے بھلا دیکھین تو کس نے کس کو مارا ہے یہ کہکر نقیب
کنارے ہوئے اور ملکہ جام جادو لقا سے اجازت لیکر ماف میدان مین آئی اور
پکاری کہ ای خدا پرستان و زبردستان ہر کہ آرزوے مرگ است پیش بیاید امیر نے چاطرف
خیال کیا اسمین جمہور جہان سوز اپنا مرکب جولان کر کے روبرو آیا اور کہا کہ لا کیا حربہ
لائی ہے جام جادو نے طرف آسمان کے دیکھا اور دستک دی سامنے سے گرد پیدا
ہوئی گرد کا دامن پھٹا ایک جادوگر گاو سوار پیدا ہوا ملکہ جام جادو نے کہا کہ ای
مدہوش گاو سوار لڑنے کو جا وہ اپنے مرکب کو بڑھا کر روبرو آیا اور جمہور جہان سوز
پر سونٹا مارا جمہور نے سپر پر روکا کچھ زور نہ معلوم دیا لیکن غش کھا کر گر پڑا لوگ دیکھ رہے
باندھ کے لے گئے اسی طرح چالیس پچاس آدمی قید کر لیے بختیارک نے کہا وقت
دوپہر کا ہے بہتر یہ ہے کہ اب طبل بازگشت بجوا دیجیے جام جادو نے کہا اچھا کل سمجھ
لینگے چنانچہ طبل بازگشت بجا کے بخوشی تمام داخل بارگاہ ہوئی لقا اپنے تخت پر بیٹھا

اور ملکہ جام جادو اور مدہوش گاؤسوار کی نہایت خاطرداری کی خلعت سے سرفراز کیا ناچ رنگ شراب کباب مین مشغول ہوئے وقت شب جام رخصت ہوکر اپنے خیمے کو گئی یہان امیر باتوقیر داخل بارگاہ ہوئے لیکن فکر مین سرنگون تھے ابوالفتح نے دل مین کہا ای ابوالفتح تو نوکر امیر کا ہی اگر تجھسے اتنا کام نہ نکلا تو سب کی آنکھون مین حقیر ہو جائیگا جس طرح ہو سکے اسکا کام تمام کر یہ سوچکر بانے عیاری کے بدن پر آراستہ کرکے چلا جاکے جو دیکھے تو مدہوش گاؤسوار بیٹھا ہی اور ایک لونڈا خوبصورت ساقی گری کرتا ہی ابوالفتح نے ایک شرابی کی صورت بنکر آنکھین سرخ سرخ ایک پانون مین جوتا ایک مین نہین بند کھلے ہوئے بکتا ہوا برابر مدہوش کے جاکر گر پڑا مدہوش نے کہا شراب خوب چڑھی ہی دیکھو تو کیا نشہ کیا ہی اور پانی لیکر چھینٹا دیا ابوالفتح اٹھا مدہوش نے پوچھا تو کون ہی کہا جادوگر ہون مدہوش نے کہا شراب پینے کا یون کیا لطف ہی جب تک کباب نہون اور اس سے کہا کہ بیٹھو یہ بیٹھا اسنے کباب منگائے ابوالفتح نے کہا کہ جہان کباب منگائے ہین لیمون بھی چاہیے یہ کہکر ایک لیمون اپنی کمر سے نکالا اور کہا کہ ہمنے بھی سیکڑون روپیہ شراب مین گنوائے ہین اب مفلس ہوگئے ہین تو کیا ہوا ای مدہوش لو اسکو نچوڑ کر کھاؤ یہ کہکر کبابون مین وہ لیمون نچوڑ دیا اسنے شراب پی کباب کھائے بیہوش ہوگیا اسوقت بارگاہ مین کوئی نہ تھا ابوالفتح نے سیسہ گرم کرکے مدہوش کو پلا دیا کہ وہ ہلاک ہوا صدائے گیر ودار بلند ہوئی ابوالفتح تو بھاگ گیا اور جام جادو کو خبر ہوئی کہ مدہوش مارا گیا اور سردار جو کہ گرفتار ہوئے تھے وہ چھوٹ گئے اور زندان سے نکلکر نگہبانان زندان کو قتل کرکے اپنے لشکر مین چلے آئے آخر اسی غم والم مین وہ رات بسر ہوئی اور قیدی اندر زندان مشرق سے نکلا اور ساحر شب نے روبہ گریز رکھا نظم

سحر نے کردیا رنگ قمر فق — زمین کو کردیا خورشید نے شق
ہوئی کاوش ستارون سے غضب کی — اڑائی دھجیان پھر جیب شب کی

صبح کو امیر باتوقیر دربار مین ذنگل نادعنبر پر آکر بیٹھے ابوالفتح کو خلعت سے مخلع کیا اور کہا کہ ای ابوالفتح ہمنے تمکو جب بارگاہ مین نہین دیکھا تھا جب ہی

ہم سمجھے تھے کہ تم کسی فکر مین گئے ہو اب ملکہ جام جادو کو جاکر قتل کرو تو البتہ تمھارا نام
ہو اُسنے عرض کی کہ انشاء اللہ آپ کے اقبال سے اُسکو بھی مارونگا امیر نے اس کلمے پر
ہزار روپیہ اور عنایت کیے یہان ملکہ جام جادو سے بختیارک نے کہا کہ ای ملکہ تم جو
ساحر لائین تھین وہ تو مارا گیا اب کیا ارادہ ہی اُسنے کہا کہ ہم ایک ساحر کے محتاج نہین ہین
ابھی تو بہت سے ہین اور لقا سے کہا کہ لونڈی آج اور کل کی رخصت مانگتی ہی پرسون
حاضر ہوگی لقا نے کہا پرسون ضرور آنا جام جادو نے کہا لونڈی کو چین کب پڑے گا
لڑائی کا سامنا ہی پھر گھر کا جانا شاق ہی یہ کہکر تخت پر سوار ہوکر چار سو جادوگر زبردست
اور چار سو ساحرہ چیدہ روزگار ہمراہ لیکر طلسم آئینہ کو رخصت ہوگئی بعد چھ سات گھڑی کے
دروازہ طلسم آئینہ پر پہونچی جادوگر جو طلسم آئینہ مین چوکی کو بیٹھے تھے اُنھون نے کہا تم
کون ہو اور کہان سے آنیکا اتفاق ہوا بغیر حکم مرأت جادو کے یا شیشہ جادو کے
کہ بیٹی اُسکی ہی ہم جانے نہ دینگے ملکہ جام جادو نے کہا کہ تم خبر کرو کہ ملکہ جام جادو افراسیاب
کے پاس سے آئی ہی کچھ لوگون نے کہا ارے میان کون خبر کرے کہدو کہ نہین ہین کچھ
لوگون نے کہا کہ یہ ملکہ ہی عزت دار معلوم دیتی ہی ایسا نہو ملکہ مرأت جادو خفا ہو وین
چلو خبر کرا دیوین چنانچہ دو جادوگرون نے جاکر خبر کی کہ ملکہ جام جادو کا نام سنتے ہی کہا اُسے
جلد بلا لاؤ میری طبیعت بہت گھبراتی تھی بھلا طلسم کا احوال پوچھونگی لوگ دوڑے آگے
عرض کی کہ ای ملکہ جام جادو جلد چلیے یاد فرمایا ہی ہمسے آزردہ نہونا ہمکو معلوم نہ تھا ہم لوگ
اسی واسطے ہین کہ خبر کرین ہماری طرف سے ملال خاطر مین نہ لانا وہ لے گئے چنانچہ دروازہ
مرأت پر پہونچی سترہ سو جادوگر کان پھٹے حلقہ زمرد کے کانون مین پڑے بیٹھے تھے ایک
دروازہ عالیشان ہی تمامی کا پردہ کھنچا ہوا مرأت جادو کو خبر ہوئی دو ہزار
جادوگر اپنے ہمراہ لے کے پیشوائی کو نکل آئی اور ملکہ جام جادو نے سلام کیا وہ بغلگیر
ہوئی اور کہا مزاج تو اچھا ہی کہا دعا کرتی ہون دیکھا کہ مرأت جادو باغ مین کہ در و دیوار
آئینہ کا ہی ایک بارہ دری مرأت جادو کی ہی اسمین ایک تخت آئینہ کا بچھا ہی اُسپر
جاکے دونون بیٹھین ملکہ مرأت جادو نے پوچھا کہ کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ملکہ جام جادو نے

پہلے ابتدا سے انتہا تک عیارون کی سب کیفیت مرأت جادو سے بیان کی اور بھیرا حوال
لڑائی کا اور مدہوش گاؤ سوار کے مارے جانے کا سب بیان کیا اور کہا مجکو بدرجۂ
کمال ذلت ہوئی اب تمھارے پاس آئی ہون کہ کوئی پہلوان طلسمی زبردست ایسا
دیجیے کہ نہ مارے مرے نہ کاٹے کٹے نہ بیہوش ہو ملکہ مرأت جادو نے کہا بہت اچھا لیکن
آپ کے واسطے بارگاہ عالیشان تیار ہوئی اُسمین بیٹھو چندروز آرام کرو طلسم کی سیر دیکھو
مین ضیافت کرون میرا ابھی بیٹھے بیٹھے دل گھبراتا تھا ہم تم طلسم کی باتین کرین ذرا دل بہلے گا
ملکہ جام جادو نے کہا مجکو فرصت نہین کس واسطے کہ ایسی ذلت مین نے اُٹھائی
ہی جب تلک اُنکو نہ ماروں گی چین نہ آئے گا ملکہ مرأت جادو نے کہا مین نے ملکہ بلور
جادو کو بلایا ہی اُسکو نہایت آرزو ہی کہ طلسم کے باشندون سے ملاقات کرون یہ کہتی تھی
کہ اُسنے جو دو جادوگر کہ بھیجے تھے وہ آئے کہا کہ ملکہ بلور جادو سوار ہو گئین ہین ہم کہ آئے
ہین کہ جسوقت آوین کہدینا کہ ملکہ بلور کو آنکی ان نے یاد کیا ہی ملکہ جام جادو نے
کہا اگر میری خوشی منظور ہی تو پہلوان قدرت کو میرے ساتھ کیجیے ملکہ مرأت
جادو نے کہا او اثر جادو وہ جو طلسم کے چارون برج ہین اُنمین ایک ایک پہلوان
رہتا ہی ایک پہلوان کو بلالا اثر جادو ایک برج مین گئی دیکھا کہ پہلوان لنگوٹا کسے
ہوئے ورزش کرتا ہی مگدر لیزم دھری ہی ایک طرف کڑاھی چڑھی ہی دودھ جوش
ہو رہا ہی میوہ کے خوان دھرے ہین حلوا ایک رہا ہی میوے کے پھنکے مارتا جاتا ہی ڈنڈ
کرتا ہی اثر جادو نے کہا کہ آپ کو ملکہ مرأت جادو نے یاد فرمایا ہی پہلوان قدرت
سلاح اپنے بدن پر آراستہ کرکے مرکب پر سوار ہو کے ایک چوبدست ہاتھ مین اُٹھا کے
بارگاہ مرأت جادو مین حاضر ہوا مجرا کیا ہاتھ باندھکر عرض کی کہ غلام کو کیون یاد فرمایا
تھا مرأت جادو نے کہا خداوند لقا نے حکم کیا ہی کہ باشندگان طلسم مرأت سے
ایک پہلوان زبردست آوے سو ملکہ جام جادو کو بھیجا ہی انکی تابعداری کرنا جو
حکم کرین عذر نہ کرنا پہلوان نے کہا وہ ہی لقا جسنے پیدا کیا ہی ملکہ مرأت جادو نے
کہا وہ ہی خداوند اُنسے خدا پرستون سے لڑائی ہو رہی ہی اب جلد جاؤ پہلوان نے کہا

مجکو آرزو ہی کہ کسی مقام قلب پر بھیجو کہ مین تابع دار ہون اسمین ملکہ جام جادو نے اور مرأت جادو نے کھانا کھایا بعد فراغ طعام و شراب کے ملکہ جام جادو نے کہا مین رخصت ہوتی ہون اگر چاہا لقا نے تو جب فراغت ہوگی چند سے تمھارے پاس ہونگی اور سب احوال طلسم ہوش ربا کہونگی یہ کہکر روانہ ہوئی ملکہ مرأت جادو نے پانچ جادوگرنیان پانچ جادوگر ہمراہ کیے کہ خبر بھیجا کرین قصہ مختصر ملکہ جام جادو داخل بارگاہ لقا ہوئی لقا کو نذر دی سات مرتبہ گرد تخت کے پھر کر کرسی پر بیٹھ کے ناچ دیکھنے لگی جام نے کہا کہ اب ہم دیکھین کہ کون مار ڈالتا ہی اور کیون کر بیہوش کرتا ہی پہلوانون نے کہا کہ یہان لڑائی کا کیا طور ہی جام جادو نے کہا کہ پہلے تو طبل جنگ بجتا ہی رات کو ہتھیار وغیرہ درست ہوتے ہین صبح کو صف آرائی ہوتی ہی غرض دور جام ارغوانی شروع ہوا جب بیاض آسمان پر سیاہی شب سے نکتے انجم کے دیے گئے اور آفتاب عالمتاب پردۂ مغرب مین پنہان ہوا کہ نظم

کہ ناگہ آفتاب نور افشان	ہوا جو پردۂ مغرب مین پنہان
عروس شام نے جلوہ دکھایا	لقا نے طبل جنگی کو بجایا

نامیان اور نومیان سرکار سے خدمت بادشاہ اسلام مین حاضر ہوئے اور بادشاہ کی تعریف کرنے لگے ابیات

جہان پناہ تری درگہ عدالت مین	کسیکو دیوے اذیت کوئی معاذ اللہ
رکھے ہمیشہ تری تیغ کار کفر تباہ	تو صبح شمع کے آتا ہی سر پہ روسیاہ
جلے جو شام کو پروانہ بزم مین تیری	بجی اشہد ان لا الہ الا اللہ

لشکر لقا مین طبل جنگ بجا باقی خیر صلاح ہی امیر نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے یہان بھی طبل رزمی پر چوب پڑی دلاور آگاہ اور خبردار ہوئے پھر ہنگامہ اور غلغلہ برپا ہوا تیاری لڑائی کی ہونے لگی بحر شجاعت جوش زن ہوا تلوار کے گھاٹ سب کو آثار نا صبح کو ہوگا اب تو آب تیغ کی طغیانی ہوئی کشتی جان طوفانی ہوئی تلوارین چرخ پر چڑھنے لگین سنان و خنجر آبدار ہوئے دوست دوست سے عزیز عزیز سے ملنے لگا ہر ایک کہتا تھا کہ دیکھیے کل یہ گردون دون و انقلاب سپہر بوقلمون کیا رنگ دکھاتا ہی کون بچتا ہی اور کون مارا جاتا ہی گردون کو سربلندی حاصل ہوئی نیزون کی سنانین تیز ہوئین

آئین اور چاؤش ہر طرف دلاورون کو پکار رہے تھے نعرے مار رہے تھے خوب زور شور دھوم تھا

پگ آگے ہٹ رہے اور پگ پاچھے ہٹ جاے	کاگا ایسے پوت کپوت کا کبھو ماس نہ کھاے

ہان ای بہادران کل معرکہ جنگ ہی اور نام و ننگ ہی اسلحہ اپنا صاف کر رکھو عازم مصاف ہو رہو چار پہر رات یہی ہنگامہ اور غلغلہ برپا رہا لیکن ابوالفتح اصفہانی اس رات کو اپنے دل مین سوچا کہ ای ابوالفتح دیکھا چاہیے کہ کس کس کی قضا آئی ہی اور کون کون مارا جاتا ہی اور اگر ہو سکے تو چلکر کام جام جادو کا تمام کر یہ سوچکر روانہ ہوا اور ایک خدمتگار کی صورت بنکر بارگاہ مین لقا کی آیا یہان دیکھا کہ ملکہ جام جادو بیٹھی تھی اور پہلوان طلسمی بھی بغل مین بیٹھا تھا اسمین بختیارک نے کہا کہ ای ملکہ جام جادو پہلوان طلسمی سے خبردار رہنا اور اُسکو بجائے رہنا اُسنے کہا کہ مین خوب خبردار ہون آپ خاطر جمع رکھیے یہ کہکر بیچ پہلوان کے اپنی بارگاہ مین آئی اور سب کو تو رخصت کر دیا مگر ایک تیس چالیس آدمی بیٹھے رہے ابوالفتح بھی یہان آیا ہی اُسنے دیکھا کہ ایک شخص کو احتیاج پیشاب کی ہوئی وہ باہر بارگاہ کے پیشاب کو نکلا ابوالفتح نے پشت پر آکر کمند اُسکے ماری جب وہ پلٹا تو اُسنے حباب بیہوشی ماردیا کہ وہ بیہوش ہوا یہ اُسکی صورت بنکر اندر بارگاہ کے آیا اِس عرصہ مین پہلوان نے کہا ارے لاؤ شراب لاؤ ابوالفتح دوڑا اور دو قرابے شراب سے بھرے دھرے تھے اُن دونون مین بیہوشی ملاکر جام تیار کر کے لایا پہلوان نے کہا کہ یہان سب برابر ہین تم ایک سرے سے پلاتے آؤ اُسنے سب کو وہ شراب پلائی جب ایک دو دور ہو چکے تو بیہوشی نے اثر کیا جسکا ہاتھ جہان تھا وہین رکھا رہا اور جسکی گردن جھکی تھی جھکی رہگئی سواے طلسمی کو بیہوشی اثر نہ کرتی تھی مگر نشہ ہوتا تھا یہ بھی نشے مین چور آنکھین بند کیے ہوئے بیٹھا تھا ابوالفتح کو یہ معلوم نہ تھا کہ اِسکو بیہوشی اثر نہین کرتی ہی بس یہ خنجر لیکر برابر جام جادو کے آیا اور پکارا کہ زدم و پست کردم مارا اور کام تمام کیا پہلوان کے کان مین آواز جو اُسکی گئی تو اُسنے آنکھ کھولکر دیکھا کہ ایک شخص خنجر لیے ملکہ جام جادو کے برابر کھڑا ہی اُسنے کہا کہ تو کون ہی ادخیرہ سر ابوالفتح نے چاہا کہ مین بھاگ جاؤن لیکن اُسنے سحر کر کے پکڑ لیا مگر اُسوقت داہنی طرف سے قنات چاک ہوئی اور ایک شخص پیدا ہوا کہ

موتیون کا مالا گلے مین پڑا تھا اور ہاتھون مین کڑے طلائی اور بازوؤن پر نورتن بندھے کمر مین زنجیر طلائی تھی اور زمرد کے پر بازوؤن پر لگے تھے جیسے لقا کے پس پشت فرشتہ کھڑے ہوتے ہین غرض اُسنے آکر کہا کہ اے پہلوان طلسمی مین فرشتہ قدرت خداوند لقا ہون اور مجکو خداوند لقا نے بھیجا ہے اور کہا ہے کہ ابوالفتح اصفہانی کو پہلوان طلسمی نے گرفتار کیا ہے تم جاکر اُسکو میرے پاس لے آؤ تو آپ اپنا سحر اُتار لیجیے مین اُسکو لے جاؤن اُسنے سحر اُتار کے فرشتہ قدرت کے حوالے کیا وہ لیکر چلا باہر آکر اُسنے کہا کہ مین ہون عمران خطائی تمہارا بھائی ابوالفتح نے کہا کہ خوب وقت پر پہونچا اور وہان خبر لقا کو ہوئی کہ پہلوان نے ابوالفتح کو پکڑا ہے اسنے بختیارک کو بھیجا کہ تو جا کر لے آ بختیارک پہلوان کے پاس آیا اور کہا کہ لاؤ ابوالفتح کو خداوند نے مانگا ہے پہلوان نے کہا کہ اسکو تو مین نے فرشتہ قدرت آیا تھا اُسکے حوالے کیا بختیارک ہنسا اور کہا کہ کوئی عیار لے گیا ہوگا غرض سب کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور ملکہ جام جادو نے کہا کہ تمھارے سبب سے سب کی جان بچ گئی غرض اب باقی رات ناچ رنگ مین کٹی جب مشعل خورشید روشن ہوئی ستارون نے ملک عدم کی راہ لی نظم

چھپا جو صبح کا نظرون سے تارا | ہوئی شکل سحر پھر آشکارا
ہوا روشن زمین سے تابہ افلاک | ہوا پُر نور سا سا عالم خاک

صبح کو امیر کشور گیر جلو خانہ شاہنشاہی مین آئے اور سردار بھی سب اُس مقام پر جمع تھے کہ یکایک بادشاہ برآمد ہوئے سب نے مجرا اور سلام کیا اور قلب لشکر مین تخت شاہی رکھکر میدان مصاف کی طرف چلے آنے سے دونون فوجون کے گرد ہوا کرۂ خاک ہموار دے آفتاب گندلا ہو گیا زمانے کی ہوا بدل گئی طائر آشیان گم کردہ پھرنے لگے میدان مین صف آرائی ہوئی نقیبون نے نقابت کی کڑکتیون نے کڑکا کہا اُسوقت ملکہ جام جادو پہلوان کو لیکر میدان مین آئی اُدھر بھی فوج نے صف کشی کی پھر جام نے لقا سے اجازت لیکر پہلوان کو میدان مین بھیجا پہلوان نے آکر مبارز طلبی کی ادھر سے فرامرز عاد مغربی بادشاہ سے اجازت لیکر اُسکے مقابلہ کو گیا اُسنے ایک سونٹا اسکے سر پر جھکر مارا کہ یہ بیہوش

ہوگیا وہ اسکو پکڑے گیا پھر اور سرداراسکے مقابلے مین یکے بعد دیگرے گئے لیکن یہ سبکو
اسیر کرے گیا قریب شام طبل بازگشت بجا کر لشکر پھرے اور لقا اپنی بارگاہ مین آیا
یہان ابوالفتح اصفہانی نے امیر سے عرض کیا کہ اگر حکم دیجیے تو ہم اس پہلوان کا کام
تمام کرین امیر نے فرمایا کہ خدا کے سپرد کیا غرض یہ اور عمران خطائی دونون ملکر بقصد
قتل پہلوان روانہ ہوئے لیکن اب حال سنیے کہ عمرو جو کوکب کے پاس جاکر پہونچا
تو اسکی زنبیل مین باغبان قدرت اور گلچین دونون ہین اسنے انکو زنبیل
سے نکالا اور دیکھا کہ باغبان قدرت کی آنکھین اچھی ہوئی ہین باغبان قدرت
نے کوکب کو نذر دی اور عرض کیا کہ آج سے مین غلام خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا
ہوا کوکب نے اسکی دعوت اور ضیافت کی پھر اسکو مع عمرو اور گلچین کے لشکر
مہرخ مین بھیجدیا اور عمرو چلتے وقت کہگیا کہ مین گنبد جمشید کو دیکھ آیا ہون انشاءاللہ
عشاق جادو کو قتل کرونگا آپ اطمینان رکھیے اب یہ بارگاہ مہرخ مین آکر پہونچا انکو
تو اس مقام مین رہنے دیجیے اور حال غضنفر کا بھی بیان کیا جائیگا مگر کچھ حال لشکر امیر
کشورگیر کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہان ابوالفتح اصفہانی اور عمران خطائی اپنے لشکر مین
سیر کرتے پھرتے ہین اور انھون نے دریافت کیا معلوم ہوا کہ پہلوان کے واسطے نہایت
دھوم دھام تیاری ہورہی ہے عمران خطائی نے کہا کہ ای بھائی ابوالفتح تمنے سنا ہے کہ
پہلوان طلسمی کو جام جادو نے طلسم بند کیا ہے دیکھیے کہ وہ مارا جاتا ہے یا نہین یہ کہکر
صورت ساحرون کی بناکر داخل بارگاہ لقا ہوئے جام جادو نے دو نیچے بنا رکھے تھے اسلیے
کہ جو کوئی عیار آئے اسکو تم پکڑ لینا انکو تو یہ حال معلوم نہ تھا فی الفور دو نیچے پیدا ہوئے
اور ان دونون کے ہاتھ پکڑلیے ہرچند انھون نے زور کیا مگر نہ چھوٹے اور سے کے روبرو لقا
کے چلے بختیارک نے کہا ارے یہ کون ہے اور کیا مقدمہ ہے جام جادو قہقہہ مارکے ہنسی
اور کہا بختیارک دیکھو کیا معاملہ ہے وہ نیچے جام جادو کے پاس آئے ملکہ جام جادو اٹھی اور
پانی کا چھینٹا دیا رنگ روغن عیاری اتر گیا بختیارک نے دیکھا کہ عمران خطائی اور
ابوالفتح ہے کہا ارے عیارو تمکو اپنی جان کا خطرہ نہین ہے اور یہ دن معلوم نہ تھے کہ جام جادو

نے بختیارک سے پوچھا کہو انکو کیا کرین بختیارک نے کہا انکا سر کاٹ ڈالو بس اس سے بہتر اور کوئی بات نہین پھر کوئی مارے عبرت کے آنہ سکے گا جام جادو نے کہا ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار ہین اگر دو کو مار ڈالا تو کیا کمال کیا دو کے مارے جانے سے لشکر خالی نہو جائے گا مثل مشہور ہی کہ سوپ کے اُتارے سے ناؤ ہلکی نہین ہوتی بختیارک نے کہا پھوئین پھوئین تالاب بھرتا ہی اسمین ملکہ جام جادو نے ابوالفتح اور عمران خطائی کی مشکین بندھوا کے دو جادوگرون کے ہاتھ لشکر مین امیر کے بھیجدیا اور کہا امیر سے کہدینا کہ ان عیارون کو قتل ناحق کراتے ہو یہان کسی کی عیاری نہ چلے گی بعد دو تین گھڑی کے دونون جادوگر لیے ہوئے لشکر مین امیر باتوقیر کے داخل ہوئے لوگون نے دیکھا کہ دو شخص عیارون کو مشکین باندھے لیے آتے ہین لیکن لقا کی طرف کے ہین تمام لشکر مین چرچا پڑا ایک سے ایک کہتا تھا کہ یہ کیا مقدمہ ہی چوبدارون نے امیر کشورگیر سے عرض کی کہ اسطرح کا مقدمہ ہی امیر نے فرمایا آنے دو کوئی نہ روکنا چنانچہ دروازۂ بارگاہ پر آکے جادوگرون نے کہا کہ ہم دونون جام جادو کے جادوگر ہین لقا نے بھیجا ہی لوگون کو آگے ہی خبر ہوئی تھی اور اُنھون نے کہا نہ روکو کیونکہ امیر نے فرمایا ہی کہ کوئی نہ روکے غرض کہا کہ جاؤ جا کے دونون جادوگرون نے مجرا کیا اور عرض کی کہ ان دونون عیارون کو ملکہ جام جادو نے پکڑا تھا سو حضور مین بھیجا ہی کہ انکو آپ ناحق بھجواتے ہین یہان کوئی غافل نہین ہی اگر اب کوئی آئیگا تو مارا جائے گا امیر نے کہا بہت بہتر مجھسے عیار کبھکر نہین جاتے ہین دونون جادوگر رخصت ہوئے امیر نے کچھ روپیہ اور خلعت سے سرفراز کیا اور عمران خطائی سے پوچھا کہ تم کیونکر گرفتار ہوگئے عرض کی ای شہریار جسوقت ہم بارگاہ مین گئے دو پنجون نے ہاتھ پکڑ لیا امیر خاموش ہو رہے لیکن جب نگاہین میل آسائش پر آئین اور پابوس مین گیسوشب کے کھلے

نظم

اُٹھی مغرب سے ہلکی سی سیاہی	ہوئی بڑھکر نقاب قمر شاہی
چراغ و شمع کے رخسار چمکے	طلسمی نقش ہر دیوار چمکے

ملکہ جام جادو نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے بموجب حکم کے طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے خدمت امیر مین آکر بعد دعا و ثنا کے خبر عرض کی امیر نے

بھی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے اسطرف بھی طبل سکندر پر چوب پڑی جسکی صدا چونسٹھ کوس تک جاتی ہے بہادر اور سردار گردان گردن کش تلوارون کو صیقل و مصیقل کرنے لگے تیرون اور سنانون اور خنجرون کو آبداری ملنے لگی کمانین جو خانہ گرگی تھین انگوستیک کر درست کیا پرانے پرانے تیر ترکشون سے نکال ڈالے اور نئے تیر داخل کیے گرزون کو سربلندی ہوئی بہادرون کو فرحت سے ارجمندی ہوئی کمانین گرگر کر چلاتی تھین زبان تیر تیز بیان دکھاتی تھین رات بھر یہی غلغلہ برپا رہا جب مثل احسان کم ظرف رات گھٹی اور چادر شب لپیٹی گئی

ابیات

کبھی دیکھی ستارون کی چمک مین
اُداسی پائی شعلے کی لپک مین
فراق شب مین وہ شمع سوزان
نثار یار پروانون نے کی جان
نوبت کے نکوس کی صدا آنے لگی چھوٹے تارے چھپ گئے

ہوا کا سناٹا چلنے لگا جانور صحرائی صفت و ثنائے الٰہی کرنے لگے اُسوقت امیر باتوقیر وردو وظائف سے فراغت کرکے اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے مقبل وفادار کا چالیس ہزار تیر اندازسے مجرا ہوا ایک طرف سے بہرام گرد خاقان چین نے مجرا کیا دہنے کو عمران خطائی پائین کو ابوالفتح اصفہانی اشقر دیوزاد کے ہوئے سواری مانند نسیم عنبر شمیم کے روانہ ہوئی جسوقت نقارخانہ بلورین پاس سواری باد بہاری امیر کشورگیر کی پہونچی سامنے سے پردہ عیش محل کی ڈیوڑھی کا چرخی پر کھنچا بادشاہ سعد تخت طاؤس پر بیٹھے ہوئے برآمد ہوئے ستر سو فانوس مینا کار آگے آگے عود سوز عنبر سوز روشن لخلخہ کے لوٹے لیے ہوئے طفلان ماہ پیکر نقیب چوبدار عصابردار آگے آگے امیر باتوقیر اشقر سے نیچے اُترے نقیب نے پکارا بادشاہ سلامت مہابلی ظل اللہ صاحبقران نگاہ روبرو امیر نے جُھک کے مجرا کیا بادشاہ نے ہاتھ چھاتی پر رکھا اشارہ سوار ہونے کا کیا امیر کشورگیر آداب بجالا کے سوار ہوئے پھر علم شاہ و قاسم کا مجرا ہوا قصہ مختصر مشرقی اور مغربی و جنوبی و شمالی و اصفہانی و ترکستانی و بلخی و شیرازی و کشمیری سب کا مجرا ہونے لگا غٹ کے غٹ پلٹنین کی پلٹنین گروہ گروہ انبوہ انبوہ قشون قشون دستے کے دستے آنے لگے ابھی نوج سے ہزار سے بارہ بارہ تیرہ تیرہ برس کے لنگیان تمامی کی باندھے ہوئے مشکون کے

دہانون پر فوارے ہزارے کے طلائی چڑھے ہوئے کٹورے کمرون مین گھنسے گرد کو بجھاتے ہوئے جاتے تھے جب اسطرح سواری حضور کی میدان حرب مین قائم ہوئی اُدھر سے دروازہ کوہ عقیق سلیمانی کا کھلا لقاء بے لقا راندہ درگاہ الٰہ زمرد شاہ باختری ایک ہاتھی کے تخت پر سوار ہوکے بختیارک مگس رانی کرتا ہوا ساٹھ لاکھ سوار سے آیا ایک طرف سے اسی ہزار جادوگرنیون سے ملکہ جام جادو آئی صفین دو جانب سے تیار ہوئین اسمین پہلوان طلسمی آیا اور لقا کو مجرا کیا لقا نے پوچھا مزاج تو اچھا ہے آداب بجالا کے تخت کو بوسہ دیا سات مرتبہ تصدق ہوکے اجازت خواہ میدان کا ہوا لقا نے دست رحمت پشت پر پھیر کر کہا اپنے دست قدرت کو سونپا پہلوان طلسمی مرکب کو جولان کرکے میدان مین آیا لشکر امیر کشورگیر کا آراستہ تھا پکارا ای خدا پرستو زبردستو ہر کرا آرزوے مرگ است بیاید بمیدان تم لوگ خداوند لقا کو بھول گئے جسنے تمکو پیدا کیا مثل مشہور ہے صبح کا بھولا جو شام کو آئے اُسکو بھولا نہین کہتے ہین اب بھی اطاعت لقا کی قبول کرو تمھاری عفو تقصیرات ہوجائیگی لشکر اسلام مین سے ایک ایک نے کہا ارے خیرہ سر تیرہ روزگار کیا جھک مارتا ہے لعنت ہے تیرے لقا پر تجکو بھی مارینگے اور خداوند لقا کو بھی جہنم واصل کرینگے یہ کہکر ایک مرتبہ مغربیون کے علمون کو جلوہ ہوا فرامرز عاد مغربی نے بادشاہ اسلام کو مجرا کیا اجازت لے کے میدان مین آیا مرکب کو اڑا کے لگا دردی اور ایک تلوار ماری تلوار اُچٹ گئی برابر سے پہلوان طلسمی نے چوبدست ماری فرامرز عاد مغربی بیہوش ہوکے گر پڑا لوگ دوڑے باندھکر لے گئے ایک پہر کے عرصے مین ساٹھ ستر جوان مغربی بندھ گیا ملکہ جام جادو نے کہا ای ملک بختیارک وزیر اعظم شیطان درگاہ اب قریب دوپہر کا آگیا ہے اگر اجازت ہو تو طبل بازگشت بجوادین کل سمجھ لینگے بختیارک نے کہا یہی بہتر ہے کہ روز چالیس پچاس کو باندھ لیا کرو لیکن عیارون کی تدبیر سے غافل نہونا جام جادو نے کہا مجکو عیارون کا کچھ ڈر نہین ہے یہ کہکے طبل بازگشت بجوا کے روانہ ہوئی امیر اپنے خیمے مین آئے غمگین متفکر اور بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوئے کہا یارو کسی تدبیر سے یہ کافر نہین مارا جاتا کیا فکر کرون اور لقا اپنی بارگاہ مین داخل ہوا جاتے ہی ملکہ جام

نے نامہ مرأت جادو کو لکھا کہ تمھارے پہلوان نے دو تین میدان داریان خوب کین چنانچہ سوا سو جوان مغربی قید کر لیے یقین ہوتا ہے کہ کل سب کو باندھ لیگا وہ جو جادوگر ملکہ مرأت جادو نے خبر کے واسطے ساتھ کر دیے تھے اُنمین سے ایک کو نامہ دے کے روانہ کیا بعد پانچ چھ گھڑی کے وہ جادوگر نامہ لے کے مرأت جادو کے پاس پہونچا آداب بجا لاکے نامہ دیا مرأت جادو پڑھکر بہت خوش ہوئی کہا ارے ملکہ شیشہ جادو تشریف لائی ہین لوگون نے عرض کیا کہ باغ شیشہ مین ہین مرأت جادو نے کہا جلد بلا لاؤ لوگ دوڑے اور ملکہ شیشہ جادو سے کہا آپ کو ملکہ مرأت جادو نے یاد کیا ہے ملکہ شیشہ جادو بارہ سو لونڈی دُر در گوش مرصع پوش کو ہمراہ لے کے داخل مکان مرأت جادو ہوئی دیکھا کہ مرأت جادو بیٹھی ہین لیکن نہایت خوش ملکہ شیشہ جادو نے ان کو مجرا کیا انھون نے سر چھاتی سے لگایا مزاج پوچھا کہا دعا اور آپکی یاد مین مشغول رہتی ہون کہا بیٹا خدا پرستون سے اور ہم سے لڑائی پڑ گئی شیشہ جادو کو کچھ کام تو خدا پرستون سے نہ تھا کہا اما جان خدا پرست کہان ہم کہان کہا بیٹا تمکو یہ احوال معلوم نہین یہ کہکر سب حال جام جادو کے آنے کا اور پہلوان کے بھیجنے کا اُس سے بیان کیا اور نامہ ملکہ جام جادو کا اُسکو دکھلایا ملکہ شیشہ جادو نے کہا پہلوان طلسمی کا کون مقابلہ کر سکتا ہے خوب ہوا کہ بغیر ہمارے کہے خداوند لقا کی مہربانی ہوئی یہ کہکے اسنے کہا کہ اما جان میرا جی گھبراتا ہے اور آپ فرمائین تو مین بیابان زمرد رنگ کی سیر کرون بیابان زمرد رنگ مین جمیل ہے مکان فضا کا ہے مرأت جادو نے کہا کہ بیٹا تمھارا گھر ہے شوق سے جہان مزاج چاہین آئے سیر کرو پھرو چلو کون منع کرتا ہے یہ سنکے ملکہ شیشہ جادو رخصت ہوئی اور بارہ سو کنیز در در گوش مرصع پوش غرق دریائے جواہر اور اپنی وزیر زادی حور چہرہ کو ساتھ لیکر روانہ ہوئی صحرائے زمرد رنگ مین آئی یہان کوسون تک سبزہ لہلہاتا تھا گوڑیالہ رنگ لالہ کھلا ہوا تھا کنارے کنارے چشمون اور جھیلون کے بگلے قاز قرقرے مرغابیان پنڈبیان کھیلتی تھین اور غوطہ بازی سے کلیل کرتی تھین

نظم

سبزہ ایسا تھا دل فریبندہ
مردہ ہو جسکو دیکھکر زندہ
سوئے اُس سبزہ پر اگر بیمار

تندرستی کے ساتھ ہو ہیدا
بس نظر کرتی تھی جہان تک کام
چڑھ گئی بس دماغ کو سردی
اک طرف کو وہ سبزۂ نوخیز

یہ ہوائے خوش اُس سے آتی تھی
مخملی سبزہ ہی بچھا تھا تمام
دل شبنم یہ چاہتا تھا وہان
اک طرف کو زمین عنبر بیز

روح بالیدگی سی پاتی تھی
کف پا جسنے اُس زمین پہ دھری
ہون ابھی سبزہ زار پر غلطان

ملکہ کا خیمہ تمامی ایک جھیل کے کنارے استادہ ہوا اتفاق سے یہان شاہزادہ ایرج نوجوان بھی شکار کھیلنے آئے تھے اور ایک درہ مین پہاڑ کے نیچے بیٹھے تھے یہ شاہزادی جو یہان آئی تو اسنے دیکھا کہ ایک جوان رعنا غنفص گردن ملبند بالا قوی تن قوی من بال بھورے بھورے منھ پر پڑے ہوئے درشت چنگال ہاتھ پانون گول گول اور آنکھین بڑی بڑی چھی بھوین چہرہ مثل آفتاب

مہتاب کے روشن اشعار

خط کی خوبی پہ لکھے خط غلامی غلمان
حسن خط نور کے چہرے پہ عیان راحۂ بیان
خط سے پہلے تو دل جور پھسلتے دیکھا

چاند سے چہرے پہ اُس خط سے ہے ہالے کا گمان
مصحف رو پہ ہے خط شان نزول قرآن
آج پروانہ ہے پریون کو بخط طغرا

گورا گورا رنگ خود ٹیڑھا سر پر رکھے بیٹھا ہے اور اُدھر شاہزادے نے بھی اُس ملکہ کو دیکھا کہ جسکی زلف سنبل کی دھنوین اُڑاتی تھی بال بال سنبل گنہگار نظر آتی تھی پیشانی مین اسکی وہ چمک کہ صدقہ جبین آفتاب فلک بھوین اُسکی خمدار شمشیر دو دم جو کرین اشارے مین قتل عالم آنکھین نشۂ حسن سے سرشار دل اُنکے محبت مین لوگون کا گرفتار نرگس اُن آنکھون کو دیکھ کر آنکھین چرائے اور غزال ختن صدقے ہو جائے روے تابان شمع انجمن حسن حسینان یا ماہ درخشان و مہر تابان اقلیم حسن اُسکے زیر فرمان لب لعلین پر لعل بدخشانی ہیرا کھائے گوہر دندان کی چمک کے آگے موتی بے آبرو ہو جائے ذقن اُسکا سیب جنت سے کہین بہتر ہے چاہ ذقن مین یوسف دل ڈوبا ہوا سراسر ہے سینہ اُسکا دو دریائے حسن کے حباب جان مضطر عشاق جسکو دیکھنے سے بیتاب گول گول اُبھرا ہوا گرا لو کیلا او نچا گنج خوبی کا دو گنبد پر نور حسن سے معمور شکم صاف بعینہ آئینہ ماہ فلک آفتاب ہے اُسکے سامنے بے نور نرمی مین مثل مخمل و سمور رگ گلبرگ سے زیادہ تر پتلی اُسکی کمر جادۂ ملک عدم نظروں سے

ہر ایک سے کم آگے جاے حیا تھی مگر بوج الماس مین درز پڑی ہی یا دو ہلال ایک جا ہین قبۂ ایوان لطافت سرین دو کوہ سیمین آئینہ زانو کو مشعل ماہ کہنا نازیبا ہی برق تجلی نام اُنکا ہی سفینہ دولت خداداد کا گنجینہ سقف افلاک صباحت کے زینۂ آسیا

ہو بہر ایسے جی بھی کرلے نثار
کاکل صبح پر نظر نہ کرو
اُسکی زلفون مین دل گئے ہین بھر
صبح صادق کا دعوی ہی کاذب
کہون جتون کے دیکھنے کا طور
جو نہ ٹھہرے نگہ تو رکھیے معاف
ہی دہن تنگی سے سخن کوتاہ
غنچۂ ناشگفتہ سے بھی کم
کوئی جانبخش یون کہے تو کہے
منھ نہین دیتے لعل و مرجان کو
نہین دیکھے مسی ملے دندان
کاش سینے پہ رکھدے غم یان ہی
کیا بیان خوبی شکم کو کرے
ہو نہ آنکھو مین کیون جہان تاریک
ناخن پا حنائی ہین ایسے
بل ہی کھایا کرے یہ عمر دراز
کچھ بھی نسبت ہی تمکو سودا کی
رہے سنبل کے پیچ تاپ دھرے
ایسی بھوین کشیدہ بھی ہین کہین
اس قیامت پہ ہو قیامت اور
لطف بینی کا فہم ہی دشوار
کچھ نکلتی نہین سخن کی راہ
برگ گل سے زبان ہی نازکتر
ہم تو مرتے ہی اُن لبونپہ رہے
ایسی ہوتی نہین ہی سرخ لبی
برق ابر سیہ مین ہی خندان
صدر کے ناحیہ سے لے تا ناف
دیکھنے سے کبھو نہ پیٹ بھرے
پنڈلی نازک ہی شاخ سنبل کی
برگ گل پاس سر ہون جیسے
اُسکی کاکل سے حرف سر نہ کرو
کالے کوسون کی بات کا کیا ذکر
اُس جبین پر جو دل ہو اجاڑ دے
یہ کمانین کسو سے کھنچتی ہین
صفحہ رخسار آئینہ سان صاف
لیک باریک بینی ہی درکار
اُس سے گل کیا چنے ہی کوئے عدم
پھول جھڑتے ہین بات بات اوپر
جب وہ کھاتے ہین بیڑہ پان کا
رنگ گویا ٹپک پڑیگا ابھی
وہ کف دست راحت جان ہی
چپ کی جاگہ ہی کیون کہ کیجے صاف
گئی نظروں سے وہ کمر باریک
پشت پا نکھڑی سی ہی گل کی

ایرج اُسکو دیکھکر شیفتہ و فریفتہ ہوا کہ وہ عورت بارہ پندرہ برس کا سن زیور الماس مین غرق آنکھون مین سرمہ لگا ہوا ہونٹون پر پان کا لاکھا جما ہوا گلے مین موتیون کا مالا ماتھے پر افشان چنی ہوئی ہاتھون مین مہندی لگی ہوئی پور پور مین چھلے دل بیتاب کو چھل لیتے ہاتھون مین دست بند بازوون پر نورتن کان مین بالا ہلال کی طرح پڑا پانون مین گھنگروون کی چھاگل کڑے دل کو نرم کرتی چلی آتی ہی شہزادہ ایرج کھنکھار اشیشہ جادو نے

دیکھا کہ آفتاب تابان درۂ مین بیٹھا ہی اور دیکھتے ہی تیر مژگان سینے کے پار ہوا سلطان
عشق نے اقلیم دل مین خیمہ کیا نشان محبت کے برپا ہوگئے لشکر غم نے چڑھائی کی
مزرعۂ سرسبز دل کو پامال کیا نہال امید جو فصل بہاری سے شاداب تھا خزان ناامیدی
سے تجھڑ ہوگیا باغ جوانی پر بالا پڑا آنکھون سے جوے آب روانہ ہوئی آنکھین بسان نرگس
بیمار رنگ رخ پریدہ مثل گل پژمردہ مگر ضبط کرکے خیمے مین داخل ہوئی وہ جھیل کا کنارا
اور کوسون تک سبزۂ زمردی کا فرش کیا ہوا کوہ زمرد پر کوڑیالا پھولا ہوا تھا لیکن یہ
بہار آنکھون مین ملکہ شیشہ جادو کے بدتر خزان سے معلوم ہوتی ہی دل مین کہتی سے
ای ملکہ بڑا غضب ہوا یہ کیسا تیر تھا کہ وار پار ہوگیا کیون آئی تھی وزیرزادی حور چہرہ
تمام کھڑی تھی دیکھتی ہی کہ ملکہ کی رنگت سفید ہی آنکھین ڈبڈبا آئی ہین ہونٹھ خشک ہین
آہ سرد ہی عشق کے آثار ہویدا ہین کہا قربان گئی آپ کا کچھ رنگ تغیر معلوم دیتا ہی خیر تو
ہی ملکہ شیشہ جادو نے کہا کچھ میرا دل بیچین ہی حور چہرہ نے ہاتھ پکڑ لیا دیکھا تو آتش
عشق نے تمام بدن پھونک دیا ہی کہا بلالون تمھارا تو بدن جلتا ہی خداوند لقا وجمشید
وسامری سلامت رکھین آپ کی کیا حالت ہی پلنگ پر تشریف فرما ہو جیسے دریا کا کنارہ
ہی کوسون تک سبزہ زار ہی ہواے سرد آتی ہی مزاج کو فرحت ہوگی شیشہ جادو نے
کہا اچھا یہ کہکے سناٹے مین گئی حور چہرہ نے دیکھا کہ بلاے مبرم مین گرفتار ہی ہاتھ پکڑکر
اُٹھایا کہتے ہین کہ حور چہرہ کا ہاتھ گرمی عشق ملکہ سے جل گیا تھا حور چہرہ نے کہا بلالون
تمھاری عجب حالت ہی سوداگر بچیون پر شاہ زادیون پر پیچ پڑتا ہی لیکن محرم راز
سے نہین چھپاتے ہین آپ بھی فرمائیے ایک مرتبہ ملکہ شیشہ جادو کے صدف چشم
سے دُر آبدار اشک مسلسل چلنے لگے کہنے لگی ای حور چہرہ وہ جھیل کے کنارے جو درہ
کوہ مین جوان بیٹھا تھا جسوقت سے دیکھا ہی دل بچین ہی لاکھ لاکھ تدبیرین کرتی ہون
دلکو سمجھاتی ہون کچھ بن نہین آتا ہی حور چہرہ نے کہا ملکہ بُری بات کا ثمرہ بُرا ہی آپکے
ماں باپ کو خبر ہوگی تو غضب نازل کرینگے وہ جوان طلسم کا رہنے والا نہین معلوم
دیتا ہی نہین معلوم کس مکان سے آیا ہی آپکے ماں باپ پوچھینگے آپ مکر جائینگی ہم پر آفت آئے گی

ملکہ نے کہا اے حور چہرہ اگر زمانہ اُلٹ جائے گا مین نہ پھرون گی لازم ہے تجھ کو میرے
اس زخم جگر پر مرہم لگا حور چہرہ نے خیال کیا کہ اسکی حالت غیر ہے ایسا نہو پھڑک کر دم
نکل جائے تیر عشق کاری لگ چکا ہے کہا اچھا قربان گئی مین لاتی ہون وہی جوان جو
درہ کوہ مین خود سر پر رکھے ہوئے بال بھورے بھورے منھ پر پڑے ہوئے ہاتھ مین تیغ
پکڑے بیٹھا تھا ملکہ شعشعہ جادو نے کہا ہان ہان یہ کیجیے حور چہرہ چلی ملکہ نے خیمے مین
پلنگ جواہر نگار بچھوایا فرش معقول کرایا عطردان پاندان چنگیرین پھولون کے گلدستے
رکھوا دیے قناتین لگا دین چوکی کی جو ہمراز تھین اُنھین تو خیمے مین رہنے دیا باقی سب کو
رخصت کیا اس عرصے مین حور چہرہ درہ مین کوہ کے پہونچی دیکھا کہ ایک جوان خورشید
طلعت بیٹھا ہے لیکن آثار عشق چہرے سے ظاہر ہین گرفتار دام بلا ہے اور ایرج نے دیکھا
کہ ایک عورت خوبصورت اسطرف کو آتی ہے حور چہرہ دہنی طرف کو ٹال کر دیکھنے لگی
پھر پھرتی ہوئی ایرج کی طرف کو آئی سلام کیا اور کہا کہ آپکا کہان سے آنا ہوا اور کدھر
جاتے ہین اور آپ کون ہین اور کہان سے آئے ہین ایرج نے کہا ہم راہ بھول کر ادھر کو
نکل آئے مگر عجب طرح کا کوہ ڈھب رستہ ہے کہ نکل نہین سکتے ہین حور چہرہ نے ہنسکر کہا
کہ ارے مردوے کیا مکاری کی باتین بناتا ہے چل تجکو ہماری ملکہ نے بلایا ہے شہزادہ
اُسکے ساتھ ہوا اور خیمے مین ملکہ کے پاس آیا وہ اسکو دیکھکر بہت شرمائی لجائی پھر آخر کو
یہ مسند پر بیٹھا ملکہ نے جام مے ارغوانی سے بھر کر اُسکو دیا شاہزادے نے کہا کہ اے ملکہ یہ شراب
ہمپر حرام ہے تا وقتیکہ تم اسلام نہ اختیار کرو اب ملکہ خاموش ہوئی اور بعد تھوڑی دیر کے
کچھ سوچکر کہا کہ اچھا صاحب مین کلمہ پڑھتی ہون پھر ایسا ہی ہے تو کچھ کفارہ اسکا دے
دونگی شاہزادے نے کہا کہ نہین ایسا نہ کرنا صدق دل سے تمام عمر کے لیے مسلمان
ہو اور کوئی کسی طرح سے لالچ دے یا دھمکائے ڈرائے جب بھی اسلام کو نہ ترک کرنا
ملکہ نے ناچار ہو کر ازبس کہ فریفتہ اسپر ہو چکی تھی کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوئی پھر تو دور
جام پے در پے دمدمۂ نیرنگی انجام چل نکلا اور ملکہ نے طوائفون کو بلوایا اُنھون نے آکر بصد حسن و
خوبی اس غزل کو گایا کہ ابیات

نیمچہ جب مول وہ بانکا جوان سے لینے لگا ❊ موت کے جی مین مزے یہ نیم جان لینے لگا
یہ چٹکی مین لیا اُسنے پئے جان عدو ❊ رشک میرے دلمین کیا کیا چٹکیان لینے لگا
مجکو ہر شب ہجر کی ہونے لگی جون روز حشر ❊ مجھسے یہ کس دن کے بدلے آسمان لینے لگا
ہی جو غنچون کا چٹکنا انگلیون کیسی چٹک ❊ یہ بلائین کسکی باغ ای باغبان لینے لگا
جسنے کی اِس میکدے مین بیعت دست سبو ❊ وہ قدم تیرے بس ای پیر مغان لینے لگا
لے کے آئینہ جو دیکھی حسن کی اپنے بہار ❊ اپنے بوسے آپ وہ غنچہ دہان لینے لگا
موت اُسکو یاد کرتی ہی خدا جانے کہ گور ❊ یون ترا بیمار غم جو ہچکیان لینے لگا
رات کو ای ذوق اُسکی نوک مژگان کا خیال ❊ تن یہ ہر ہوسے مری کارسنان لینے لگا

لبان شیرین کی گزک چلنے لگی ٹنگریون کی قینچیان پڑ گئین گلابیان شراب کی سینے پر اُلٹ گئین اُسوقت شہزادۂ ایرج نے کہا کہ ای ملکہ ہمارے لشکر مین تمھارے یہان سے ایک پہلوان گیا ہی کہ وہ ہر ایک کو قتل کرتا ہی ملکہ شیشہ جادو نے کہا کہ ای شہریار تم اِسکا کچھ غم نکرو مین تمکو تلوار اُسکے مارنے کے لیے لا دونگی بس تم اُسکو لقا کیطرف سے قتل کر ڈالنا واقعی وہ یون نہ مارا جائیگا شہزادے نے کہا کہ اگر ایسا کرو تو احسان ہی شیشہ جادو اُسی وقت یہانسے روانہ ہوئی اور ایک تہخانے مین صندوق کے اندر وہ تیغہ رکھا تھا اُسکو نکالکر لائی اور شاہزادۂ ایرج کو دیا اور یہان جب وہ زمانہ آیا کہ تیغۂ مہر غلاف مغرب مین رکھا گیا اور سپر شب کو ترک دہر تے منھ پر آڑ کیا نظم

کہ عمر روز گھٹتے گھٹتے اِک بار ❊ ہوئی ساقط الشکل ہنفس بہار
مزاج شام نے تفریح پائی ❊ اُبھر کر مثل ابر زلف آئی

ملکہ جام جادو نے طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے امیر سے جاکر خبر کی صاحبقران نے بھی طبل بجنے کا حکم دیا یہان بھی طبل حشامی اور سکندری نوازش مین آیا دلاور آگاہ اور خبردار ہوئے دربار برخاست ہوا پھر اُسی طرح ہتھیار صاف ہونے لگے شب بھر تیاری رہی جب حسن شب کا رنگ تبدیل ہوا اور جمال صبح نے نور پیدا کیا کہ ابیات

گہ اُٹھا عکس زلف شب مین سے ❊ گھٹا کچھ نور شعلون کی جبین سے
کمی کی تلخی مے نے دہن مین ❊ جھکے شرما کے ساغر انجمن مین

صبح کو امیر کشور گیر مع سرداران باتوقیر کے جلوخانہ شہنشاہی مین آئے بادشاہ برآمد ہوئے مردہہ پکارا سلطان عالم پناہ ظل اللہ صاحبقران نگاہ روبرو امیر نے مجرا کیا پھر تو بہرام وجمہور و فرامرز سب کا مجرا ہوا اور سواری ظل اللہ کی میدان مصاف مین چلی فوج پہلے ہی گروہ گروہ انبوہ انبوہ عرصۂ رزم مین جا چکی تھی غرض یہ بھی جا کر جنگگاہ مین پہونچے اُدھر سے لقا مع جادو اور پہلوان طلسمی کی فوج کثیر لیکر آیا صفوف لشکر آراستہ ہوئین اور پہلوان طلسمی لقا سے اجازت لے کر میدان مین آکر للکارا کہ ای فرقۂ خداپرستان وزبردستان تم مین سے جسے تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین آئے ادھر سے سردار جانے لگے اور سونٹے کھا کھا کے بیہوش ہوتے تھے مگر وہان سے ایرج نوجوان دہ تیغہ لیکر دو گھڑی رات سے اپنے لشکر کی طرف چل نکلا تھا اور ملکہ شیشہ جادو کو اُسی مقام پر چھوڑا تھا یہان دو چار سردار اسیر ہوئے تھے کہ یکایک دامن صحرا سے گرد اُڑی اور شہزادہ ایرج نوجوان پیدا ہوئے اور آتے ہی اُنھون نے مقابلہ اُس پہلوان طلسمی سے کیا اُسنے سونٹا مارا اُنھون نے خالی دیکر ہاتھ ایک تیغے کا مارا وہ تو جانتا تھا کہ مرد نگا نہین اُسنے سر سامنے کر دیا تلوار جو سر پر بیٹھی تنگ کے رستہ سے نکل گئی غریو جان کفاران سے نکلا اور جام جادو نے للکارا کہ ارے ہان لینا فوج ایرج پر گھر کر چار طرف سے آئی یہ بہادر تھا مادار کر پڑا اُس دریائے فوج مین ڈوبا پھر تو امیر نے بھی گھوڑے کی باگ اُٹھائی اور تمام سپاہ لینا لینا کہکر آپس مین غٹ پٹ ہوگئی تلوار چلنے لگی اشعار

قیامت کی چالش تھی آفت کا زور
ہلی بہمن و سام و رستم کی گور
چڑھے منہ پہ تلوار کے جنگ جو
لگے کٹنے مرنے جری چار سو
کہین تیغ چمکی کسی جا سنان
کوئی حملہ ور تھا کوئی تھا طپان
یہ کافر گرا اور وہ غازی بڑھا
وہ مرکب کٹا اور یہ راکب گرا
گری لاش پر لاش اور سر پہ سر
بھرے تھے قتیلون سے دشت و در
کسی پر تبر کسی پر تھی شان
کوئی پیر دیرین کوئی نوجوان
جری سب تھے خونین نہائے ہوئے
گرجتے تھے گھوڑے اٹھائے ہوئے
چلی غازیون کی اجل بار تیغ
برسنے لگی موت مانند میغ
ہوا منقطع کافرون کا ثبات
گئی ایک دم مین دور و حیات

اماں تھی زرہ کی نہ بکتر کی خیر	بدن سے کہا جان نے اس سمے کی خیر	مجھے چھوڑ دے اب نبیگا نہ ساتھ
بلائی اٹھا کر ہی وہ تیغ ہاتھ	غضب کی تھی پیچھے پڑی تیغ تیز	نہ جائے اماں تھی نہ پائے گریز
ہجوم عدو مین پڑا انتشار	ہوئے سب کے سب جگہ سے فرار	غنائم کو بھر کے با صد طرب
بھرا اپنے مورد پہ جیش عرب		

لیکن شہزادہ ایرج نوجوان کو ملکہ جام جادو نے سحر کر کے پکڑ لیا کس واسطے کہ یہ سب سے پہلے لڑنے لگے تھے اب جو لشکر یہان پھر کر آئے شاہزادہ ایرج نوجوان نہ آئے تو امیر کو انتشار ہوا اور وہان ملکہ جام جادو نے لقا سے کہا کہ ایرج کو قتل کر ڈالیے لقا نے کہا کہ قدرت نے یہ تقدیر نوے ہزار برس پیشتر کی تھی اچھا کیا مضائقہ ہی یہ کہکر حکم دیا کہ میدان سیاست تیار ہو اسی وقت ارہ کش تسمہ کش جلاد آکر حاضر ہوئے غریو لشکر مین پڑ گیا ہر شخص عبرت اور عشرت کرنے لگا بعضے کہتے تھے میان سرگشتی کا یہی نتیجہ ہی بعض کا یہ قول تھا کہ بھائی خدا نہ کرے کہ کوئی جلیل ذلیل ہو اور بختیارک نے جام جادو سے کہا کہ اے ملکہ امیر ضرور ایرج کو چھوڑا لے جائینگے اسکی فکر کرنا چاہیے اُسنے سحر سے ایک دیوار آتش کی دور تک اٹھا دی اور شہزادہ ایرج نوجوان درگاہ خدا مین دعا کرنے لگا شعر

	اسیر بلا ہون مین پروردگار	کرم سے مجھے اپنے کر رستگار	

وہان ملکہ شیشہ جادو جو صبح کو اٹھی تو اُسنے حور چہرہ سے کہا کہ شہزادہ یہان سے گیا ہی نہین معلوم کس آفت مین مبتلا ہی مجکو جانا چاہیے اسلیے کہ میرا دل اسوقت مضطر ہی حور چہرہ نے کہا کہ واری اب تو تمنے تلوار انھین دے دی ہی پھر اب کیا غم ہی اُسنے کہا کہ نہین کوئی آفت ضرور آئی ہی جب تو مجکو بیتابی ہوئی ہی یہ کہکر ایک تخت بلور پر سوار ہو کر اور اپنی چند خواصون کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئی جب یہان آکر پہونچی تو اُسنے دیکھا کہ دیوار آتش اٹھی ہوئی ہی اور شاہزادۂ ایرج چبوترہ پر نشست کے بیٹھا ہی خلقت جمع ہی جام جادو قتل کیا چاہتی ہی بس یہ دیکھکر اسنے حکم دیا کہ حور چہرہ نے سحر پڑھا اور وہ دیوار باطل ہوئی اور اُسنے شہزادۂ ایرج کو اٹھا کر تخت پر بٹھایا جام جادو نے اسے دیکھکر فوج کو حکم دیا کہ ہان لینا جانے نہ دینا فوج اسکی

لینا لینا کہکر چلی اُسوقت اِسنے کچھ پتلے سحر کے پیدا کیے اور اُن پتلون سے کہا کہ
مارو اِنکو پتلون نے مارنا شروع کیا اُسوقت جام جادو للکارتی ہوئی آگے آئی حور چہرہ
نے ایک پنجہ اُسکو مارا کہ ہاتھ اُسکا کٹ گیا فوج تو بھاگی اور شیشہ جادو ایرج کو لیکر چلی گئی ملکہ
جام جادو نے لقا سے کہا کہ اب مین پھر مرأت جادو کے پاس جاتی ہون چنانچہ
روانہ ہوئی یہان تو ملکہ مرأت جادو باغمین بیٹھی تھی لوگون نے جاکر کہا کہ ملکہ جام جادو آئی ہین ملکہ مرأت جادو نے
کہا شاید حمایت کو آئی ہین اپنے طلسم کا پیچھا لیا ہی آئین سامنے سے ملکہ جام جادو آئی سلام کیا آنکھون سے آنسو
جاری رنگ چہرہ سفید ہاتھ کٹا ہوا لہو مین ڈوبی ہوئی کہا جام جادو خیر تو ہی یہ کیا آفت پڑی جام جادو
نے کہا ہم تو تمھارے پاس کفالت معاملت کو آئے تھے پہلوان طلسمی آپ نے دیا تھا
اُسنے بہت سے خداپرست پکڑے آخر مارا گیا مین حیران تھی کہ یہ تلوار کہان سے آئی
معلوم ہوا آپکی بیٹی نے تلوار دی تھی چنانچہ مین ایرج کو پکڑ لائی تھی چبوترے پر بٹھا کے
گردن مارا چاہتی تھی ایک حکم خداوند لقا کا ہوا دوسرے کی منتظر تھی کہ آپ کی بیٹی ملکہ
شیشہ جادو پہونچی میرا ہاتھ کاٹ ڈالا پتلے سحر کے پیدا کرکے ہزارون جادوگر میرے
قتل کیے ایرج کو اُٹھا کے لے گئی ملکہ مرأت جادو نے کہا ارے کیا کہتی ہی ملکہ شیشہ
جادو درہ پہاڑ مین شکار کر رہی ہی کوئی اور ہوگا اُسکو اِن باتون سے کیا کام وہ
کیا جانے ابھی بچہ ہی اری بیگانی بیٹیون پر تہمت لگاتی ہی جام جادو نے کہا ملکہ
مرأت جادو کیا مین ملکہ شیشہ جادو کو پہچانتی نہین ایک طرف لشکر لقا کا تھا
بختیارک لقا عقیق کوہ سلیمانی پر بیٹھے ہوئے تھے ایک طرف لشکر حمزہ کھڑا تھا بیچ مین
سحر سے دیوار آتش کھڑی کر دی تھی کوئی خداپرست نہ آسکتا تھا سب کے سامنے
اُٹھا لائی مرأت جادو کی رنگت سفید ہو گئی کہا ارے دو تین لونڈیان جا کے خبر تو
لائین ملکہ شیشہ جادو خیمے مین ہین یا نہین دو تین لونڈیان گئین جا کے خیمے مین دیکھا
کہ کچھ لونڈیان بیٹھی ہین پوچھا ملکہ شیشہ جادو کہان ہین کسی نے کہا شکار کو گئی ہین
کسی نے کہا ابھی یہان کھڑی تھین کسی نے کہا پچھواڑے گئی ہین لیکن مفصل کسی نے
نہ کہا وہ لونڈیان جو دیکھین لوگ آپسمین منہ چڑھے ہوگئے کچھ باتین کرتے ہین چار طرف کو

چرچا ہو رہا ہے یہ دیکھکے ملکہ مرأت کے پاس آئین مرأت جادو نے کہا اری کہو تو ملکہ شیشہ جادو ہم لونڈیون نے کہا قربان جائین ہم گئے تھے ملکہ شیشہ جادو خیمے مین نہ تھین لیکن لوگ آپسمین باتین کرتے تھے چپکے چپکے چرچا ہو رہا ہے ہمنے سب سے پوچھا کسی نے کہا شکار کو گئی ہین کسی نے کہا ابھی گھڑی تھین لیکن کچھ مفصل نہ کہا ملکہ مرأت جادو سوار ہو کر خیمے مین گئی اور لونڈیون کو بلا کے کہا اگر احوال مفصل نہ کہا تو ایک ایک کی گردن ماردونگی پیٹ پھاڑ ڈالونگی ناک چوٹی کاٹ ڈالونگی اور جو تحقیق کہا تو قسم ہے سامری اور جمشید کی کچھ نہ کہونگی دو چار جو لونڈیان تھین اُنھون نے کہا ملکہ ایک جوان خوبصورت کو حور چہرہ کٹنا پا کر کے لے آئی تھی دو روز خیمے مین رہا شراب کباب ملکہ نے ساتھ کھایا پیا تین روز سے وہ نہین آیا کہین گیا ہے آج حور چہرہ نے ملکہ کے کچھ کان مین کہا بس ملکہ شیشہ جادو چلی گئین مرأت جادو نے کہا ارے دو ایک جادوگر گوہ عقیق سلیمانی اور حمزہ کے لشکر کی خبر لائین اور دریافت کرین ملکہ شیشہ جادو کہان ہے جادوگرون نے کہا کہ دو چار جادوگرون سے کب تلاش ہوگی ملکہ نے کہا ایک بیس جادوگر جادین چنانچہ جادوگر تو روانہ ہوئے اور مرأت جادو جام جادو کے علاج معالجہ مین مشغول ہوئی اور وہ جادوگر کوہ عقیق سلیمانی کو سب ڈھونڈھ کر لشکر امیر مین گئے دو دو چار چار ہر ایک بازار کوچہ مین خیمے مین ڈھونڈھنے لگے دو چار جادوگر اُس طرف بھی ڈھونڈھتے تلاش کرتے ہوئے جا نکلے دیکھا کہ ایک بارگاہ بڑی دھوم دھام کی ٹیکرے پر کھڑی ہے لوگ آتے جاتے ہین طوائف ناچنے والیون کو انعام مین دوشالے مل رہے ہین بڑی کیفیت کا مکان ہے وہ جادوگر سحر سے اپنے تئین پوشیدہ کر کے اندر بارگاہ کے گئے دیکھا کہ ملکہ شیشہ جادو تخت مرصع پر بیٹھی ہوئی ہے ایک جوان تیغہ پکڑے ہوئے زانو بزانو بیٹھا ہوا ہے حور چہرہ پنکھا ملکہ کے منھ کو جھل رہی ہے جیسے اُڑاتی ہے ایک رنگ کا جوڑا گلے مین پہنے ہے جواہر مین غرق موتیون کا مالا پڑا ہوا ہے لبون پر لاکھا پان کا جما ہے سفید سفید دانت مانند سلک مروارید چمکتے ہین جب ہنستی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شفق مین برق چمک جاتی ہے وہ آنکھون کی پتلیان جسکو دیکھ کے جمشید و سامری کی پتلیان پتھر کی ہو جاتی ہین اور

ایک بدھی موتیے کے عطر مین بسی ہوئی ران پر پڑی ہی عطردان پاندان دھرا ہی عطردان
بطور فوارے کے چھوٹ رہا ہی خاصدان مین گلوریان اس وضع سے چنی ہین جیسے طاؤس
رقص کرتا ہی سات آٹھ لونڈیان ململ کے دوپٹے اوڑھے ہوئے کرتیان ململ کی پاجامے گلنار
گلبدن کے ڈھیلے ڈھیلے پائنچے کے پہنے ہوئے پٹے دن پر ازار بند لٹکے ہوئے ہاتھون مین
موٹے موٹے کڑے سونے کے پڑے ہوئے دست بستہ سامنے کھڑی ہین ملکہ شیشہ جادو
کے گلے مین چنپا کلی کا یہ عالم ہی کہ جیسے ستارون کی لڑی چمک رہی ہی ایک نے کہا یارو ایسی
ملکہ خوش بیٹھی ہین کہ کبھی طلسم مین اسطرح نہین دیکھا ایک نے کہا ایسی مان شفیق مہربان کو
خفا کر کے آئی ہین تمام عالم مین رسوائی ہی گھر غارت کیا کہان خدا پرست کہان لقا پرست
سنے کہا چلو میان خبر کرین ایک نے کہا بھائی ہمارا کیا حرج ہوتا ہی نہ کہو خدا جانے کس آفت
مین گرفتار ہو جائے گی ایک نے کہا ہمتو کہینگے غرض آپسمین حجت کرتے ہوئے روانہ ہوئے
شیشہ جادو بہت شادباح دیکھ رہی ہی لیکن یہ گردون نیرنگ ساز ایک رنگ پر بمانند
بوقلمون کے نہین رہتا ہی گاہے دھوپ ہوتی ہی گاہے چھانون ہو جاتی ہی ملکہ فکر مین ہی کہ
رات کو عیش کرینگے مثل ہی کہ مصرع من درچہ خیالیم و فلک درچہ خیال ☆ راہ مین اُن جادوگرون کو
اور جادوگر ملے کہا بھائی ہم بھی دیکھ آئے غرض ہمراہ ہو کے طلسم مرأت جادو مین پہونچے
ملکہ مرأت جادو کو مجرا کیا مرأت جادو نے کہا کیون دیکھ آئے کہا ملکہ مرأت جادو
جام جادو جو کہتی تھی سچ ہی ملکہ ایرج کی بارگاہ مین بیٹھی ہی زانو بزانو ہی اور حور چہرہ
کھڑی ہی ملکہ مرأت جادو کے کانون سینے مین آگ بھڑکی اس غضب کا شعلہ اُٹھا
کہ دماغ مین جا پہونچا کہا واہ جمشید و سامری عجب طرح کا مقدمہ درپیش ہوا عجیب وضع کا
سامنا ہوا مجکو گھمنڈ تھا کہ ہماری بڑی عزت ہی کوئی مکروہات زمانے کا درپیش نہوگا
وہی سامنا ہوا قسم ہی جمشید و سامری کی کہ اگر لا کر منھ مین اژدر کے نہ ڈال دیا تو نام
اپنا مرأت جادو نہ پایا ایسی آفت و بلا مین گرفتار کر دون کہ تمام عمر تڑپتی رہے یہ کہکے
جو سناٹے مین آئی نہ کسی سے کہا نہ سنا سناٹا مار کے روانہ ہوئی ملکہ مرأت جادو
کوہ عقیق سلیمانی کو کبھی نہ آئی تھی معلوم نہ تھا کہ کیسا ہی کوہ عقیق مین جسوقت پہونچی

دیکھا کہ کوہ عقیق نہایت آباد ہی دروازے کھلے ہین بازار آراستہ ہی نوبت بج رہا ہی
دیکھے تو ایک طرف ہزارہا ستارے اور آفتاب مہتاب سفید و سرخ و زرد و سبز رنگ
برنگ کے چمکتے ہین دلمین کہتی ہی کہ آسمان زمین پر اترا ہی یا جگنو کا جنگل ہی یہ کیا اسرار ہی
اور یہ بتا گیا کہ گلشن لشکر کی بارگاہون کے تھے کہ کوئی آفتاب کی صورت کوئی ستارے
کی صورت کوئی بشکل مہتاب کے سونے روپے جواہر کے ہر ایک سردار کی بارگاہ پر تھے دھوم
دھام ہو رہی ہی کثورے سونے روپے کے کھنک رہے ہین آبپاشی ہوتی ہی ہر ایک دوکاندار
مالامال بیٹھا ہی دوکانین گلدستے دھرے ہین صرافا بزازا جوہری بازار کھلا ہوا ہی جواہر و کمخواب
اساوری مشروع ململ بک رہا ہی خریدار کھڑے ہین ایک طرف کو گدڑی لگی ہوئی ہی مرغ
بٹیر تیتر کبک کبوتر بکتا ہی ایک سمت تلوارین بک رہی ہین ہزار در ہزار نشان کھلے
ہین پھریرے پھرا رہے ہین کوئی کبت بولتا ہی کوئی ناچ دیکھتا ہی کوئی رنڈی کے
پاس کھڑا ہی چہچہے ہو رہے ہین وہ دھوم دھام ہی کہ بیان مین نہین آتی بہتر بازارین گھیر
جھنڈا کھڑا ہی ایک بازار سے ایک بازار اونچا ہی جس مقام پر بازار ہو چکا ہی وہان
سات بنگلے ہین ایک دروازہ ہی نوبت بج رہی ہی بہتر دروازہ کھلا ہوا ہی یہ حیران
ہی کہ کیا لشکر ہی کہ از مشرق تا مغرب لشکر ہی معلوم دیتا ہی اور جو آگے بڑھ کے دیکھا
تو ایک نفیس خیمہ استادہ ہی سہ پہر کا وقت ہی تمامی کا فرش ہی سونے روپے کی
چلمنین بندھی ہین تمام فرشتی رنگین لالٹینین چمن بندی کی وضع پر دھری ہین بیچ
مین شمعدان سنہرے روپہلے لگے ہوئے جھاڑ بلور کے لگے گلدستے مومی دھرے
ہین واسطے روشنی کی ٹٹیان چاندی کی کھڑی ہین دروازے بنگلے بارہ دریان
سجی ہوئی ہین چھوٹے ہنڈولے آتش بازی جابجا گڑی ہوئی ہی بڑے بڑے
جو درخت تمام تمامی سے منڈھے ہین مقیش کے گیند ملتے ہین قمقمے لٹک رہے ہین
طبلے پر تھاپ پڑ رہی ہی گانا ہو رہا ہی بھانڈ بھگتیے ناچتے ہین دوشالے انعام ملتے جاتے
ہین مجھولیان کھڑکھڑیان رنڈیون کی آتی جاتی ہین ہر ایک کا مجرا ہو رہا ہی شراب
کا پیالہ گردش مین گزک کے خوان دھرے ہین لوگ خوش ہین ملکہ مرأت جادو

سنے کہا ارے صاحبو یہ بارگاہ کسکی ہی لوگون نے کہا یہ بارگاہ ایرج نوجوان کی ہی
یہ سنکے بارگاہ کے اندر آئی دیکھا کہ ملکہ شیشہ جادو تخت پر بیٹھی ہی پاس ایرج بیٹھا ہی
حور چہرہ کھڑی پنکھا ہلاتی ہی آگ لگ اُٹھی پکاری اری شوخ دیدہ گیسو بُریدہ
آفت رسیدہ تو کہان جاتی ہی حور چہرہ آواز سنتے ہی کانپ گئی شیشہ جادو نے
کہا ملکہ مرأت جادو کی آواز آتی ہی ایک مرتبہ مرأت جادو روبرو آئی کان چھدے
ہوئے سیندور لگا ہوا ایک دانت بڑا سا نکلا ہوا جوڑا بندھا ہوا ایک ناریل ہاتھ
مین لیے ایرج نوجوان تیغہ پکڑ کے اُٹھا چاہا کہ لڑ بھڑ کر اپنی معشوقہ کو اس ساحرہ سے چھڑوا لون
لیکن وہ جو تڑپ کے گری ایک ہاتھ مین ملکہ شیشہ جادو کو ایک ہاتھ مین حور چہرہ
کو پکڑ کے طرف آسمان کے یکایک پرواز کر گئی اور وہان سے ملکہ شیشہ جادو
پکاری لو ایرج تمھین خدا کو سونپا ہمتو دنیا سے اُٹھ چلے دل کی ہوس دل مین رہی
رات کو روشنی بھی نہ دیکھنے پائے فلک کج رفتار نے نہ چاہا ہمکو بھول نہ جانا فاتحہ سے یاد کرنا
ایرج کے درد اُٹھا کلیجہ پکڑ کے بیٹھ گیا ہائے کہکے بیہوش ہو گیا جہان ہاتھ تھا وہین رہ گیا
جہان پانوءن پڑا تھا وہین پڑا رہا سکتے کا عالم ہو گیا دانت بیٹھ گئے شاپور شیر دل
نے گلاب چھڑکا آنکھ کھلی کہا شہریار جی ٹھہرائیے کوئی اتنی بیقراری کرتا ہی کہا ہائے کیا
غضب ہو گیا یہ خبر علمشاہ قاسم کو ہوئی اور ملکہ مرأت جادو ملکہ شیشہ جادو
کو لیکے ایک بیابان ویران کی طرف گئی کیسا بیابان کہ جغد کی آواز آرہی ہی جنگل سائین
سائین کرتا ہی درخت کے ٹُنڈ کھڑے ہین لومڑی گیدڑ بھیڑیے بھاگے جاتے ہین پہاڑ سیاہ
معلوم ہوتے ہین ہوائے گرم چلتی ہی پتون کی کھڑکھڑاہٹ کی آواز آتی ہی جھیلین خشک
پڑی ہین گِدون نے جو مُردون کو کھایا ہی ہڈیان پڑی ہین وہان ملکہ شیشہ جادو کو
چھوڑ دیا کہا ارے یہ کیا حرکت تو نے کی گھر غارت کر دیا میری عزت مین خلل کر دیا ارے
جو کوئی ایسی حرکت کرتا ہی تو چھپ کے کہ ہرگز کسیکو خبر نہین ہوتی دو دن کی صحبت
مین یہ عشق بہم پہونچایا کہ ملکہ جام جادو کا ہاتھ اُڑا دیا پہلوان طلسمی کو قتل کرا دیا ایسی
اندھی ہو گئی ملکہ شیشہ جادو نے کہا امان جان فی الحقیقت مین اندھی ہو گئی جو کوئی

عشق کرتا ہی چین اُٹھاتا ہی عیش کرتا ہی میری قسمت مین پہلے ہی رسوائی تھی جو ہوا
سو ہوا آپ اپنے گھر بار سے تصدق کر کے مجکو اُسی کے حوالے کر دیجیے مرأت جادو کو
غصہ آیا ایک طمانچہ مار کے کہا اری گیسو بریدہ اب جو تو چاہے کہ زندہ و سلامت چھوٹ
جاوٴن یہ تو نہوگا یہ کہکے دستک دی ایک درخت چنار کا پیدا ہوا اُسمین حور چہرہ
کی کمر مین زنجیر باندھکے پھر دستک دی ایک اژدر نکلا مُنہ کھلا ہوا شعلہ آتش کے نکلتے
ہوئے مرأت جادو نے ملکہ شیشہ جادو کو پکڑ کے اُس اژدر کے مُنھ مین ڈالا اژدر غائب
ہوگیا یہان قاسم علمشاہ جو آئے دیکھا ایرج کی حالت تباہ ہی ہر چند سمجھایا ایرج نے نمانا
کہا مجکو قسم ہی پروردگار عالم کی کہ بغیر طلسم کے توڑے نہ پھرونگا قاسم نے کہا مین بھی چلون
ایرج نے کہا آپ کیا کیجیے گا پہلے خبر منگوائیے گا یہ کہکے مانند سودائیون کے روانہ طرف طلسم
آئینہ کے ہوا شاپور شیر دل فوج لیکر چلا قاسم نے کہا یا امیر با توقیر ایرج یکہ و تنہا گیا ہی
ہر چند کہ ہمنے سمجھایا نمانا اُسکے باپ دادا پردادا اُن نے بہت طلسم توڑے ہین اور وہ
بھی توڑیگا لیکن مجکو ہر گھڑی بُری باتونکا دھیان آتا ہی طلسم بڑا زبردست ہی ایسا نہو کچھ پیچ
پڑجاے غلام کے دلکو تاب نہین ہی ہر چند دل کو روکتا ہون لیکن نہین رکتا غلام کو اجازت
ہووے کہ غلام بھی جاوے امیر کے آنسو بھر آئے ہر چند ضبط کیا لیکن نہوسکا آنسو ٹپک پڑے
کہا بیٹا اب تمکو معلوم ہوا ہوگا کہ فرزند کی آنچ ایسی ہوتی ہی مین کس طرح سے کہون تم بھی
جاوٴ میرے دلمین کیا خیال بد نہ آئیگا لیکن یہ بھی نہین جی چاہتا کہ ایرج کے دشمنون پر کچھ
پیچ پڑے تو جاوٴ خدا کو سونپا یہ سنتے ہی مجرا کر کے مرکب پر بیٹھ کے روانہ ہوا پیچھے لشکر بھی چلا
لیکن سواری ایرج نوجوان کی ہمراہ شاپور شیر دل مع لشکر ظفر پیکر ایک بیابان گلستان
مین پہونچی لیکن احوال معلوم نہین ہی کہ یہ کون سا مقام ہی ایک مقام اُس بیابان مین
کیا دوسرے دن کوچ کیا بعد از طی مراحل و منازل ایک قلعہ عظیم الشان معلوم دیا جہانتک
نظر کام کرتی تھی دیوار قلعہ کی نظر آتی تھی دل سے کہا ای ایرج یہ بہت بڑا قلعہ ہی کچھ انتہا
نہین معلوم دیتی دیکھیے مقدر کیا دکھاتا ہی یہ کہکے وہین روبرو قلعہ کے خیمہ استادہ کرایا
فوج دریا موج اُتری خیمے استادہ ہوگئے ایرج نوجوان بارگاہ کے دروازے پر بیٹھ گیا خیا کچہ

وہ قلعہ درہ طلسم آئینہ ہی طوفان شاہ بادشاہ ہی اُسکا ایک پہلوان فیل جہان زور ہی
اُسکے سبب سے بادشاہت کرتا ہی طوفان شاہ کو خبر ہوئی کہ فوج کسی شاہ و شہریار کی
روبرو قلعہ کے اُتری ہی طوفان شاہ نے جوڑی ہرکارے کی بلاکے کہا ای تیز رفتار و تیز نگاہ
دریافت کرو کہ یہ لشکر کس کا ہی کون ہی کہان کا عزم ہی کسواسطے آیا ہی کوئی شکار کھیلتے
کھیلتے راہ بھول گیا ہی جلد خبر لاؤ جوڑی ہرکارے کی روانہ ہوئی سامنے تو لشکر پڑا تھا
داخل ہوئے احوال دریافت کرنے لگے ایرج نوجوان کو خبر ہوئی کہ جوڑی ہرکارے کی
قلعہ سے آئی ہی پوچھتی پھرتی ہی ایرج نے کہا ہمارے پاس بلالاؤ لوگ دوڑے جا کے
بلالائے ہرکارون نے دیکھا کہ ایک جوان خوبصورت قوی ہیکل لشکل شاہ و شہریار
دروازے پر بارگاہ کے بیٹھا ہی جھک کے مجرا کیا عرض کی کہ یہ ملک طوفانیہ نام رکھتا ہی
یہان کا بادشاہ طوفان شاہ ہی آج تک کوئی شاہ و شہریار اسطرف نہین آیا اُسکو خبر
ہوئی ہی کہ ایک لشکر آیا ہی ہمکو بھیجا ہی کہ خبر لاؤ کون شخص ہی کیا نام ہی کیون آیا ہی کدھر کا
عزم ہی یا شکار کو آیا تھا راہ گم کر کے اسطرف کو نکل آیا ہی بڑے بڑے بہادر تلوریے
شجاع سخی گذرے ہین لیکن اسطرف کوئی نہین آیا یہ قلعہ طلسم آئینہ کا ہی یہان سے آگے
کوئی پھرا نہین اگر کوئی اور ارادے پر آپ آئے ہین تو بہتر یہ ہی کہ پھر جایئے ایرج نوجوان
نے کہا بھائی مین پروتا ہون امیر حمزہ کا بیٹا ملک قاسم کا ہون پوتا علمشاہ
رومی کا ہون ہرکارون نے کہا آپ کے منھ پر ایک دبدبہ شجاعت دریافت ہوتا ہی
طلسم آئینہ ہی اُسکو توڑنا بہت مشکل ہی کسی بادشاہ نے فتح نہین پائی ایک پہلوان ہی
فیل جہان زور کسینے آج تک اُسکو زیر نہین کیا تیس تیس چالیس چالیس بکرون کے کباب کچے پکے
کھا جاتا ہی شام کے تنگ شراب کے پی جاتا ہی اُسکے زور پر شاہ بادشاہت کرتا ہی پہلے تو اُسی سے
لڑائی پڑیگی اگر اُس سے فراغت ہوئی تو آگے بہت سے قصے بکھیڑے ہین ہم کچھ روکنے کو نہین
آئے ہین از راہ دولتخواہی کے عرض کرتے ہین کہ آپ چلے جایئے ہرگز ہرگز ارادہ نہ کیجیے ایرج
نوجوان نے کہا اگر ہماری قسمت مین توڑنا طلسم کا ہی تو توڑینگے یہ سنکے جوڑی ہرکارے کی طرف ان
شاہ پاس گئی طوفان شاہ نے کہا ارے دریافت کر آئے عرض کی کہ خداوند نعمت ایرج نوجوا

بیٹا ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاور سیاہ کا ہی پوتا علمشاہ کا پروتا امیر حمزہ صاحبقران
دوران کا ہی اِس ارادے پر آیا ہی اور ہمنے بہت سا سمجھایا ڈرایا لیکن نہین مانتا از ابتدا
تا انتہا سب بیان کیا طوفان شاہ نے ایک وزیر کو کہا ای عزیز ایرج کو جا کر سمجھا کہ معلوم
دیتا ہی کسی دشمن نے تمکو بہکا کے بھیجا ہی کوئی اِس مکان سے جیتا اور سلامت نہین گیا
تم کیون اپنی کشتی حباب کو طوفان مین غرق کرتے ہو بہتر یہ ہی یہان سے کنارہ کرو وزیر سوار
ہوکے روانہ ہوا خبر ایرج کو ہوئی ایرج خیمے مین آ بیٹھا گرد گردن کش بہادر تلوارین پکڑ پکڑ کے
آ بیٹھے اسمین سواری وزیر کی آئی دروازے پر اُترا خبر ایرج کو ہوئی کہا بلا لو چوبدار آ کے وزیر
کو لے گیا بارگاہ مین جا کے مجرا کیا نذر دی کرسی عنایت ہوئی آداب بجا لا کے کرسی پر بیٹھا
عرض کی ای شہریار طوفان شاہ مالک اِس زمین کا ہی ہرکارے خبر لے گئے تھے کہ
ایرج نوجوان طلسم کے توڑنے کو آیا ہی چنانچہ مجکو طوفان شاہ نے آپ کی خدمت مین
بھیجا ہی اور کہا ہی کہ بہت سے بادشاہ اور بہادر آئے ہین لڑے ہین آخر مارے گئے ہین
اور جو طلسم مین گیا پھر باہر نہ نکلا تم اپنی جان کو کیون تہلکے مین ڈالتے ہو چند روز کی زندگی
ہی اِسکو ضائع نہ کرو اب چلے جاؤ اِسکا فتح کرنا بہت مشکل ہی ایرج نے کہا ہمارے بھائی بند
بزرگون نے جس کام کے کرنے پر قدم مارا ہی اُسکو انصرام کیا ہی اور نہین تو مارے
گئے ہین اگر ہماری قسمت مین طلسم توڑنا ہی تو توڑ ڈالین گے اور نہین تو مر جانا ایکدن
تو ہی ہی ہمسے تمسے ملاقات تو ہوئی تم اگر راہ دو ہم تمھارے قلعہ سے نکل جائین تمھارا
احسان ہوگا آگے جو ہماری قسمت مین ہوگا وہ ہو رہے گا خیر تمھاری ملاقات سے
یہی حصول ہوا وزیر نے کہا ای شہریار پہلوان فیل جہان زور کب خیال مین کسیکو
لاتا ہی جسوقت مین گیا اور کہا اُسی وقت طبل جنگ بجوا دیگا اور ایسا کوئی شخص زمین
مین نہین جو اُسکو مار سکے آپ کی جوانی پر ہمکو رحم آتا ہی آپ ہمکو دشمن جانتے ہون گے ہم
دشمن ابھی تو نہین ہین آپ چلے جائیے ایرج نے کہا ای وزیر مرد جس بات پر قدم
مارتے ہین پھر نہین پھرتے ای عزیز جسدن سے پیدا ہوئے طبل جنگ کی آواز ہر روز
سنا کیے تمنے ہماری دوستی سے کہا لیکن ہمکو منظور نہین ہی اسیطرح سے کہدینا غرض وزیر رخصت

ہوکے طوفان شاہ پاس آیا اور سب حال بیان کیا طوفان شاہ نے کہا جبکہ طلسم
ٹوٹا پھر آگے دیوار رنگین معلوم دیگی دریاے رنگین نظر پڑیگا آگے طلسم آئینہ ہی جمشید سامری کا
گنبد ہی بڑا غضب ہوگا یہ تو گھر کا گھر مٹ گیا بلاؤ فیل جہان زور کو لوگ گئے اور
پہلوان فیل جہان زور کو بلا لائے طوفان شاہ نے فیل جہان زور سے سب
احوال کہا فیل جہان زور کو گھمنڈ اپنے زور کا سمایا ہوا تھا کسی کو نہ سمجھتا تھا بے تامل
طبل جنگ بجوا دیا طبل گڑگڑانے لگے ایرج کو خبر ہوئی طبل جنگ بجوا دیا دونون لشکر مین
تیاری ہونے لگی شاپور شیر دل کہتا ہی کہ عجب کارخانہ ہی کیا تدبیر کیجیے مقدمہ
جادوگرونکا ہی آگے طلسم آئینہ ہی پہلوان زبردست کا سامنا پڑا ہی کیا ہوگا طوفان
شاہ کو بھی فکر ہی کہ شکنندہ طلسم آگیا ہی دیکھیے کیونکر سامنا ہوتا ہی اسمین وقت صبح کا ہوا
آفتاب عالمتاب طلوع ہوا ایرج نوجوان خود تیغہ و دو ملبغہ زرہ اصفہانی چار آئینہ
موزے پہنکے شمشیر سپر لگا کے مرکب پر سوار ہوا پیچھے فوج دریا موج روانہ ہوئی میدان
حرب پر مرکب کھڑا ہوا دروازہ قلعہ کا کھلا طوفان شاہ فوج لیکر تخت پر سوار ہوکے نکلا
داہنے ہاتھ کو فیل جہان زور کھڑا ہوا تھا سب نے دیکھا کہ ساٹھ پینسٹھ ایرج کا قد ہی اسمین
کر گدنکو دوڑا کے طوفان شاہ کے تخت پاس گیا اجازت مانگی کہا جمشید و سامری کو
سونپا اور میدان مین آکے پکارا ای ایرج نوجوان تمھاری بہادری شمشیر زنی سخاوت
شجاعت مین کوئی شبہہ نہین ہی لیکن طلسم آئینہ کو کوئی فتح نہین کر سکا ہمارا کام سمجھانے کا
نہین ہی لیکن کہتا ہون کہ پھر جاؤ اگر تمنے سامنا کیا تو مارے جاؤگے اور اگر پکڑے گئے تو
ابدالابد قید سے نہ چھوٹوگے ایرج نوجوان نے کہا ای فیل جہان زور کیون لاف زنی کرتا ہی
بحکم پروردگار توڑا طلسم کو یہ سنکے اب فیل جہان زور برچھا پکڑ کے سامنے آیا ایرج نے
بھی برچھا اپنا لیا ایرج نوجوان عمرو کا سکھایا ہوا تھا طعن نیزہ کی چلنے لگی بعد دو تین گھڑی
کے ایرج نے ایک مقام پر گانٹھ کے نیزہ پاد ہوائی کر دیا شن سے نیزہ ہاتھ سے نکلگیا فیل
جہان زور کا رنگ زرد ہوگیا کہا ای شہریار نیزہ بازی خلال بازی عمود بازی جمال بازی
ہم تم کشتی لڑین یہ کہکے گھوڑے پر سے کود پڑا ایرج نوجوان بھی کودا دونون نے ہاتھ ملائے

کشتی ہونے لگی جب خوب زور ہوئے فیل جہان زور نے خیال کیا کہ ایرج زبردست
ہی پکڑا نہ جائیگا ایسا نہو کہ تجکو ذلت ہو اور تمام عمر کو خفت ہو چاہیے کہ سحر سے گرفتار کرلے
بس یہ سوچکر اسنے سحر کیا ایرج کے دست و بازو بے قابو ہو گئے فیل جہان زور نے کمر مین ہاتھ
دیکر اٹھا لیا شاپور کا رنگ سفید ہو گیا اور طوفان شاہ نے ایرج کی فوج سے کہا
کہ یارو اب تم پھر جاؤ کہ تمام عمر تمہاری شہزادے سے ملاقات نہوگی بلکہ لازم ہی کہ اطاعت
کرو کس لیے کہ معمول ہی کہ جسکا سردار مارا جاتا ہی یا پکڑا جاتا ہی تو اُسکی فوج اطاعت کرتی ہی اُسوقت
شاپور شیر دل نے کہا کہ اے طوفان شاہ یہ تمنے سچ کہا کہ تمنے ایرج کو بزور قوت پکڑ لیا
ہی مگر آج مین دو ن ہوے ہین کہ اسنے نہ کھانا کھایا ہی نہ شراب پی اور تمہارے پہلوان نے کھانا بھی کھایا
اور شراب بھی پی ہی آج تم ایرج کو چھوڑ دو اگر کل پکڑے جاوٗگے تو ہم سمجھین گے کہ بیشک تمنے مردی
اور بہادری سے پکڑا ہی ہم سب تمہاری اطاعت کرینگے طوفان شاہ نے ایرج سے اُسوقت
پوچھا یہ تمہارا کون ہی ایرج نے کہا کہ میرا بھائی ہی اور جو یہ کہتا ہی سچ کہتا ہی طوفان شاہ
نے فیل جہان زور سے کہا کہ اسکو آج چھوڑ دو کل سمجھ لینا وہ اپنے زور پر مغرور تھا اُسنے
کہا کہ اے شاپور کل تو کچھ تقریر نہ کروگے شاپور نے کہا نہین بھائی آج ہم کھلا پلا لین کل
تمہارے تابعدار ہین ہمارے بھی دلکی ہوس نکل جاے اُسنے ایرج کو چھوڑ دیا اور سحر اُتار لیا
شاپور نے کہا کہ روز جنگ جنگ ہی روز آشتی آشتی ہم بھی تمہارے یہان سیر کو آئینگے غرض ایرج اپنے
خیمے مین آئے اور شاپور نے کہا اے شہریار اس ملعون نے سحر کیا تھا جسوقت آپ کے
دست و بازو بے قابو ہوئے تھے اُسی وقت غلام سمجھا تھا ایرج نے کہا کہ اچھا کل پھر کیا کرینگے
شاپور نے کہا کہ اے شہریار گھڑی مین گھڑیال ہی پلک مین دریا ہی دیکھیے کل خدا کی کیا مرضی
ہی آج تو چھوٹ گئے فیل جہان زور نے یہان سے جاکے طبل جنگ بجوایا ایرج کو خبر ہوئی
یہان بھی طبل جنگ بجا شاپور نے اپنے دل مین کہا کل پھر سحر کرکے پکڑ لے جائیگا آج کی
رات جسطرح سے ہو سکے پکڑ لا اور گاڑ دے کہ کہین ٹھکانا نہ لگے اور کسی پہلوان کو اُسکی صورت
بناکے چھوڑ دے لیکن کسی سے کچھ نہ کہا اور خیمے مین خود برہنہ طلبشی کے جاکے کہا ہم تمسے
ایک بات کہنے کو آئے ہین اگر ایرج نوجوان پکڑا گیا تو قہر ہوگا مجکو کسیطرح فتح نہین معلوم ہوتی

کہا ای شاپور ہم اپنی جان سے بہتر جانتے ہین کہو کیا کہتے ہو شاپور نے کہا ہم فیل جہان زور
کو پکڑکے لاتے ہین اور تمکو اُسکی صورت بناتے ہین صبح کو جسوقت لڑائی ہوگی سب چھپ لیبنا
خود برہنہ طلیشی نے کہا کہ مین حاضر ہون چلیے شاپور نے کہا کہ پہلے مین پکڑ لاؤن تو پھر
لے چلون یہ کہکر روانہ ہوا اور قلعہ کے دروازے پر آیا وہان کے لوگون نے جو دیکھا تو کہا کہ آپ
نے اجازت سے رکھی ہی جائیے غرض یہ اندر قلعہ کے گیا بازار اور کوچون کی سیر کرتا ہوا مکان
کیطرف فیل جہان زور کے آیا اس عرصہ مین منزل مغرب مین خورشید گیا اور سیاہی
شام نے عالم مین قدم رکھا ❊ شعر ❊ کہ ناگہ چھا گئی تاریکی شام ❊ گیا قلعہ مین شاپور خوش انجام
شاپور قلعہ مین ادھر اُدھر پھرا کیا جب چار گھڑی رات گذری فیل جہان زور دن بھر کا تھکا
ماندہ تھا سو رہا شاپور ایک خدمتگار کی شکل بنکر اُسکے مکان مین داخل ہوا دیکھا تو ایک مکان
الگ ہی کہ اُسکے صحن مین قناتین گھری ہین یہ میخ قنات کی اُکھاڑ کر اندر گیا تو دیکھا کہ فیل جہان زور
سو رہا ہی اُسنے کانٹے سے دوشالہ سرکا کر کنپٹے مین دارو بیہوشی رکھکر اُسکی ناک مین پھونکدی
کہ اُسکو چھینک آئی اور بیہوش ہو گیا شاپور نے چادر عیاری بچھا کے اُسکا پشتارہ باندھا
اور وہان سے نکل کر یہ جادہ جا قدم مارتا ہوا جب دروازہ قلعہ پر پہونچا تو اُسکو گٹھری کیطرح
پیٹھ پر کر لیا اور چلا کسی نے روکا نہین جانا کوئی چیز لیے جاتا ہی یہ اُسکو خیمے مین خود برہنہ طلیشی کے
لایا اور وہان پشتارہ رکھکر خود برہنہ طلیشی کی اُسکی ایسی صورت بناکے اور ایک
بڑا سا غار کھود کر فیل جہان زور کو دفن کر دیا پھر خود برہنہ طلیشی سے کہا کہ اب تم
منھ وغیرہ اپنا لپیٹ لو اور میرے ساتھ چلو چنانچہ اُسکو اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا اُسکو
بھی کسی نے نہ روکا اور شاپور نے اُسکو پلنگ پر لاکر لٹا دیا اور وہانسے پھر آیا جب وہ
وقت آیا کہ قیدی مشرق کی میعاد پوری ہوئی اور خورشید روشن کو رہائی ملی کہ بیت

ہوئی شب خوف کھا کر جلد کافور | سیاہی ہو گئی ظلمات کی دور | صبح کو طبل جنگ تو بج ہی

چکا تھا طوفان شاہ فیل جہان زور نقلی کو اپنے ہمراہ لیکر مع فوج میدان مین
آیا اسطرف سے ایرج نوجوان بھی سوار ہوا لشکر کے علم جلوہ دکھانے لگے طبل و نقارہ
بجنے لگے غرض بڑے جاہ و حشم سے یہ بھی میدان مین آگئے اور شاپور نے طوفان شاہ ۲

سے جاکر کہا کہ ہمنے کھانا بھی کھلایا اور شراب بھی پلائی اور جو کچھ کرنا تھا کر لیا اب کوئی عذر باقی نہین ہی اگر آج تم پکڑ لیجاؤ گے تو ہم سب تمھاری فرمانبرداری کرینگے غرض فیل جہان زور نقلی میدان مین آیا اور ایرج بھی گھوڑا اڑا کر چلے جب میدان تمہین پہونچے مرکب پر سے کود ے اور کشتی دونون مین شروع ہوئی پیچ اور توڑ جوڑ بند ہونے لگے آخر ایرج نوجوان چھاتی مین سر دے کر ریل لے چلا یہان مارا وہان ٹیکا اور دس بیس قدم ریل کے جھٹکا دیا کہ دونون گھٹنے زمین سے آشنا ہوئے کمر بند مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا اور سر سے اونچا کیا اور چرخ دیا سر سے خود ہاتھون سے واستانے پاؤن سے موزے نکل گئے چاہتا تھا کہ زمین پر ٹپکے شاپور پکارا کہ ای شہریار زمین پر نہ مار یئے گا اس سے بہت سے کام نکلین گے طوفان شاہ کا تو رنگ سفید ہو گیا کیونکہ اسی کے بھروسے پر وہ سلطنت کرتا تھا آخر کچھ بن نہ آیا ہاتھون کو رومال سے باندھکر ایرج نوجوان کے آگے قدم پر گرا اور کہا کہ ای شہریار مین نے اطاعت قبول کی ایرج نے گلے سے لگا لیا اسنے کہا قلعہ مین تشریف لے چلیے ایرج نے کہا تم چلو مین آتا ہون یہ کہکر خیمے مین اپنے آیا شاپور نے اسوقت کہا کہ مین نے یہ عیاری کی تھی ایرج نے کہا کہ تمنے بہت برا کیا ہمارا خدا حافظ اور نگہبان ہی ہم یون ہی کسی نہ کسی طرح سے پہونچ جاتے یہ کہکر سوار ہو کر مع لشکر قلعہ مین داخل ہوا طوفان شاہ نے حکم دیا طائفے آئے ناچ ہونے لگا لیکن اعظم شاہ بیٹا طوفان شاہ کا ہی وہ شکار کو گیا ہوا تھا اسکو خبر ہوئی کہ تمھارا باپ مسلمان ہو گیا اور ایرج کو قلعہ مین لایا ہی جب اسنے سب حال سنا تو غصہ آیا اور کہا قسم ہی جمشید اور سامری کی کہ ابھی جا کے مین اسکو قتل کرونگا لوگون نے کہا کہ ای شہریار آپ کے باپ نے اطاعت قبول کی ہی آپ کو بھی مناسب ہی کہ مل جایئے کیونکہ جب ایسے پہلوان کو ایرج نے پکڑ لیا کہ جسکے بھروسے پر آپکے باپ سلطنت کرتے تھے تو اور کوئی کب لڑ سکتا ہی بعضے بعضے حرامزادون نے کہا کہ اتبو مل جایئے پھر دعوت کر کے بیہوشی دے کر پکڑ لیجیے گا یہ کلمہ سنکر اسنے کہا کہ تم لوگ سچ کہتے ہو یہ تدبیر اچھی ہی پس یہ وہان سے آکر قلعہ مین داخل ہوا پہلے تو اپنے باپ کو مجرا کیا پھر

ایرج کو اور کہا کہ ای شہریار میرے باپ نے اطاعت اختیار کی ہی اسلیے مین نے بھی
اطاعت اختیار کی اب میرے یہان آپ کی دعوت ہی یہ کہکر اپنے گھر چلا گیا اور تیاری
دعوت کی کی شراب کباب پلاؤ قلیہ پانی وغیرہ سب مین بیہوشی ملائی اور ایکدن
ضیافت کا ٹھہرا کر ایرج کو لے گیا ایرج اور طوفان شاہ مع اپنے رفیقون کے اور
شاپور کے گئے ناچ دیکھا کیے پھر دسترخوان چنا گیا سب نے کھانا کھایا شاپور تو یہ جانتا
ہی تھا کہ اسکا باپ مسلمان ہو چکا ہی بس غفلت مین سبنے کھانا کھایا بعد کھانے
کے پھر ناچ ہونے لگا اس عرصہ مین شاپور کو چکر آیا اور پکارا ای اعظم شاہ تونے دغا
کی غرض سب بیہوش ہو گئے اُسنے سب کو گرفتار کر لیا اور صندوقون مین بند کیا
اور فوج جو باہر ایرج کی پڑی تھی اُسسے کہلا بھجوایا کہ ہمنے ایرج اور شاپور اور اپنے باپ کو
پکڑ لیا ہی تم سبکو چاہیے کہ ہماری اطاعت کرو یہ جو افسران فوج نے سُنا تو وہان سے
کوچ کر کے جانب لشکر امیر روانہ ہوئے اور اعظم شاہ اُن صندوقون کو اراباؤن پر رکھکر
جانب طلسم آئینہ روانہ ہوا پچاس ساٹھ ہزار سوار اور جادوگر ہمراہ لیے اور کہتا جاتا تھا
کہ ایہا الناس مین حیران ہون کہ پہلوان فیل زور کو کیا کیا یہ کہتا ہوا ایک پہاڑ
کے درہ مین اُترا اور کچھ ناشتا کر کے پھر روانہ ہوا اور وہان سینے کہ افسران فوج جو وہانسے
روانہ ہوئے تھے انکو رستے مین شہزادۂ قاسم ملے اُنھون نے شہزادۂ مذکور سے کہا کہ ای شہریار
ایرج کو اعظم شاہ نے پکڑ لیا ہی قاسم نے جو یہ سنا تو اُسیوقت جانب قلعہ طوفانیہ روانہ ہوئے
اعظم شاہ صندوقون کو لیے چلا جاتا ہی کہ یکایک گرد تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بہ آسمان رسیدہ
و پاے گرد بہ زمین دوزیدہ نمود ہوئی اعظم شاہ نے کہا کہ خبر لینا یہ گرد کیسی ہی مگر ہوا نے
مارا گرد کو گرد نے ہوا کو سامنے سے نشان یاقوت رنگ پیدا ہوئے اَسّی نوّے ہزار
جوان یاقوت پوش نظر آئے اور قاسم نے سیارہ بن عمرو سے کہا کہ خبر تو لا یہ خزانہ کیسا
ہی سیارہ وہان سے سناٹا بھر کر اعظم شاہ کی فوج مین آیا اور لوگون سے پوچھا کہ یہ خزانہ
کہان جاتا ہی اور تم کون ہو اور کہان جاؤ گے اُنھون نے کہا کہ تم کون ہو اور کہان سے
آتے ہو سیارہ نے کہا ہم تو شکار کھیلنے آئے ہین اُنھون نے کہا کہ بھائی ایرج حمزہ کا

پروتا ہی اُسنے آکے قلعہ طوفانیہ کو لے لیا اور طوفان شاہ اُسکا مطیع ہوا اعظم شاہ بن
طوفان شاہ شکار کو گیا تھا وہ خبر سُنکے آیا اور اُسنے ضیافت کر کے بیہوشی کھلا کر
سب کو پکڑ لیا اب طلسم آئینہ کو جاتا ہی سیارہ نے پوچھا کہ اِن صندوقون مین کیا ہی
اُنھون نے کہا کہ ایک مین ایرج ہی اور ایک مین شاپور اور ایک مین اعظم شاہ کا
باپ سیارہ یہ خبر تحقیق کر کے خدمت قاسم مین آکر پہونچا اور اُس سے سب حال بیان
کیا قاسم کو یہ خبر سُنکے تاب باقی نرہی تلوار کھینچ کر مرکب اُٹھایا اور اُس لشکر پر آگرا ابھر
قیماس خان خاوری اور حسن خان خاوری و فیروز خان خاوری سب پہونچے
تلوارین کھینچکر گرے تلوار چلنے لگی دھڑ بردھڑ اور مردے پر مردہ گرنے لگا نظم

جری کھینچکر بس وہ خونی حسام | لگے قصۂ گبر کرنے تمام | قیامت کی تیغ آزمائی ہوئی
کہ جس صف پہ آئی صفائی ہوئی | جسے چھوگئی اس بلا کی جھڑپ | گیا خاک پر مثل ماہی تڑپ
کمانون سے تا صف فوج تیر | روان تھا ہم تیر کے بعد تیر | ہدف سے کمان تک تھی پیدا راہ
جڑے تیر تھے مثل تیر نگاہ | صفون پر وہ چلتی تھی یون سر پہ فوج | روان سطح دریا پہ جیسے ہو موج
کیا قصۂ مرگ کو وہ دراز | کہ خود مرگ تھی طرفہ حیرت طراز | تنون پر تھا ہر سمت جوش فگار
لب زخم تھے ساحل جوئبار | عبیری ہوئی خاک دشت نبرد | ہوا پر بجز خون نہ اُٹھتی تھی گرد
وہ آمد تھی اُسکی کہ طوفان مرگ | برش تھی ضمانندار سامان مرگ | زمین پر گرے تن سے اُڑ اُڑ کے سر
ہوا سے درختون کے جیسے ثمر

پس وہ فوج صندوقون کو چھوڑ چھوڑ کر بھاگی قاسم نے کسی کو سنبھلنے
نہ دیا اور اعظم شاہ گھر آگیا دو چار جمعدار صوبہ دار جو ساتھ تھے اُنسے کہا کہ مجکو کسی ورۂ پہاڑ مین
پہونچا دو غرض یہ بھی بھاگ نکلا اور قاسم نے خیمہ و خرگاہ وغیرہ سب لوٹ لیا اور صندوقون کو
کھلوایا اور ایرج و شاپور و طوفان شاہ وغیرہ کو نکلوایا سیارہ بن عمرو نے فتیلہ رفع بیہوشی
سبھون کو سنگھایا کہ ہر ایک کی آنکھ کھلی قاسم کو ایرج نے تسلیم کی اور شاپور سے سیارہ نے
پوچھا کہ یہ جوان کون ہی شاپور نے کہا کہ یہ طوفان شاہ ہی اور طوفان شاہ نے قاسم
سے کہا کہ ای شہریار قلعہ مین تشریف لے چلیے قاسم نے کہا کہ آج اسی مقام پر قیام کرینگے غرض
وہین خیمہ استادہ ہوئے بارگاہ مین سب بیٹھے ناچ ہونے لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا او

اعظم شاہ دو تین آدمیون سے عرق عرق پسینے مین غرق گرد مین آلودہ پانؤن سوجے ہوئے
ننگے پانؤن ننگے سر بدحواس کوہ رنگین مین پہونچا وہان کی مالک ملکہ رنگین جادو ہی لوگون
نے دیکھا کہ اعظم شاہ اس حال سے آیا ہی انھون نے کہا کہ ای شہریار خیر تو ہی فرمائیے کہ
کیا مصیبت پڑی اُسنے کہا کہ ہان خیر ہی ملکہ رنگین جادو کو جا کر جلد خبر کرو کہ قاسم نے میری
فوج سب غارت کر دی مین بھاگ کر یہان آیا ہون لوگون نے جا کر ملکہ رنگین جادو سے
کہا کہ اعظم شاہ اس شکل سے آیا ہی اور یون کہتا ہی اُسنے کہا کہ جلد لاؤ اُسکو کیون روکا سبنے
کہا کہ ہمنے روکا نہین اُسنے آپ ہی کہا کہ خبر کرو غرض لوگ اُسکو لے گئے ملکہ رنگین نے مقام صدر پر
بٹھایا اور مزاج پرسی کی اُسنے کہا کہ ای ملکہ رنگین جادو ایرج پردتا صاحبقران کا طلسم توڑنے
کو آیا پہلے میرے باپ سے لڑائی ہوئی وہ اُسکا مطیع ہو گیا مین شکار کو گیا تھا راہ مین مجکو
خبر ہوئی مین نے آکر دعوت کر کے بیہوشی دیکر پکڑ لیا اور قید کر کے طلسم آئینہ کو جاتا تھا راہ
مین ایرج کے باپ ملک قاسم نے آکے ایسی تلوارین مارین کہ سنبھلنے نہ دیا بھاگ کر مین
تمہارے پاس آیا ہون اور اُسنے قید بھی چھین لی رنگین نے کہا کہ ایرج و قاسم کون ہین
اُسنے کہا کہ قاسم تو پوتا حمزہ کا ہی اور ایرج قاسم کا بیٹا ہی رنگین نے کہا کہ وہی حمزہ
جسنے لقا کے ملک چھین لیے ہین اچھا مین جا کے پکڑے لاتی ہون یہ کہکر اُٹھی اُسوقت
غدار جادو ایک کنیز کھڑی ہوئی تھی اُسنے کہا کہ ای ملکہ آپ کو ذرا سے کام مین جانا
نہ چاہیے ہم فرمانبردار کس لیے ہین رنگین جادو نے کہا کہ ای غدار جادو اچھا تو ہی جا کر
پکڑ لا غدار چار سو ساحرہ ہمراہ لے کے روانہ ہوئی جبکہ اُس بیابان مین پہونچی تو دیکھا اُسنے
کہ خیمہ استادہ ہین فوج اُتری ہی یہ پکاری کہ ارے خداپرستو و زبردستو تم وہ ہو کہ تمنے خداوند
لقا کو حیران کیا ہی جسنے کہ ہمکو پیدا کیا ہی اُس سے لڑتے ہو یہ کہو کہ اُسکے مزاج مین رحم ہی اسوجہ
سے بچ جاتے ہو نہین وہ چاہے تو غارت کر دے اور اب تمنے ارادہ کیا کہ طلسم آئینہ کو جاؤ
کی گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روید لشکر مین سب نے دوت دبک بتائی
شاپور شیردل اور سیارہ بن عمرو تو ساحرون کو دیکھکر بھاگ گئے اور ان چار سو جادوگرنیون
کی جھولیون مین رائی سرسون مٹر ماش کے دانے آگ دھتورے کے پھل بھرے ہوئے

تھے پس اُنھون نے نارنج ترنج لشکر پر مارنا شروع کیے اور غدار جادو نے ایک ناریل اپنی
جھولی سے نکالکر جانب آسمان اُچھالا آواز تڑاقے کی بلند ہوئی اور دُھوان ہو کر چادر ظلمات
لشکر پر چھاگئی تمام لشکر ڈھک گیا اندھیرا ہوگیا ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھائی دیتا تھا اور گرمی ہوئی
اور غل پڑگیا لوگون کا پیاس کے مارے دم نکلنے لگا بسان ماہی بے آب تڑپنے لگے مقام
ظلمات وہ جگہ بن گئی ایرج اور قاسم یا ودود کو پکارتے تھے چاہ بابل اُس جگہ سے شرمندہ
تھا غدار جادو نے کوس بھر کا میدان دیگر خیمہ استادہ کیا اور کہا ارے لونڈیون انکو کاہیکو
قتل کرون یہ آپ ہی مارے پیاس کے تڑپ تڑپ کر مرجائینگے اور دو جادوگرنیون کو بھیجا کہ ملکہ
رنگین جادو سے یہ حال کہہ آو کہا کہنا آپکے اقبال سے مین نے فتح کی اُن دونون جادوگرنیون
نے آکر ملکہ رنگین جادو سے عرض کی کہ مبارک ہو غدار نے لڑائی فتح کی رنگین اُسوقت
کھانا کھا رہی تھی یہ حال سنکر خوش ہوگئی ساٹھ ستر خوان کھانے کے مع شراب و کباب
غدار جادو کے واسطے دو جادوگرون کو بلا کے روانہ کیے چنانچہ شاپور و سیارہ بن عمرو
جو لشکر کیطرف آئے دیکھا کہ ایک چادر سیاہ پڑی ہے غل ہو رہا ہے بھاگے اور ایک پہاڑ مین
جا کے بیٹھے دیکھا کہ سامنے کچھ خوان کھانے کے آتے ہین دونون دہقان کی شکل بنکر آئے پوچھا
یہ کھانا کہان جاتا ہے اُن دونون جادوگرون نے کہا غدار جادو کے واسطے ملکہ رنگین جادو
نے کھانا بھیجا ہے اس سبب سے کہ دریافت ہوا تھا لشکر ایرج کا غدار جادو نے غارت
کیا ہے شاپور نے یہ سنکر سیارہ سے کہا بھائی یہی وقت ہے پھر ایسا وقت نہ ملیگا اور ایک
پہاڑ مین جاکے دونون جادوگر کی صورت بنکر پیچھے دوڑے کہا بھائی ٹھہر جانا اور قریب
آکے کہا ملکہ نے بلایا ہے اور ہمکو فرمایا ہے کہ تم کھانا پہونچاؤ اُن دونون کو جلد بھیجدو یہ سنکے انھون نے
خوان کھول کھول کر دکھلائے شاپور اور سیارہ نے دیکھنا شروع کیے وہ دیکھنا کیا تھا کہ سب
کھانے مین بیہوشی ملائی وہ تو چلے گئے یہ دونون کھانا لیکر آئے خبر ہوئی کہ ملکہ نے کھانا بھیجا
ہے غدار جادو کو یہ دن کب نصیب ہوئے تھے خوش ہوکے کہا میرے واسطے کیون تکلیف کی
مین نے ایسا ہی کام کیا ہے لونڈیون نے کہا بلا لون ملکہ بہت خوش ہوئی ہونگی اور آپ سے
نہایت رضامند ہین اب جو چلیے گا تو خلعت ہوگا اس عرصہ مین خوان لے کے بارگاہ مین

دونون آئے غدار جادو اُٹھ کھڑی ہوئی آداب بجالائی لونڈی پھول کے آپ مین نہ رہی
مثل گدھے کے پھول کے بیٹھی تھی کہ دسترخوان بچھوا کے چارسو لونڈیون کے ساتھ کھانا کھایا
شاپور و سیارہ بیچ دسترخوان کے آبیٹھے قابین اُٹھا اُٹھا کر دیتے تھے اور کہتے تھے
کہ ملکہ یہ بہت تحفہ پکا ہی اور یہ خوش ذائقہ ہی یہ مٹھائی ملکہ کے کھانے کی ہی غرض پیٹ
بھر بھر کے کھایا اور شراب پی بعد لمحہ کے بیہوشی نے اثر کیا سب کو برابر چلکر آیا ایک مرتبہ چاربیہوش
کو چھینک آئی سب کے سب بیہوش ہوئین ایک طرف سے شاپور شیر دل خنجر کھینچکر دوڑا ایک
طرف سے سیارہ بن عمرو خنجر لیکر چلا پہلے تو غدار جادو کا سر کاٹ ڈالا بعد چارسو کنیز ونکے سر کاٹ ڈالے
دار و گیر کی آواز بلند ہوئی لشکر پر سے چادر جاتی رہی روشنی ہوئی سب کو ہوش آیا ٹھنڈی
ٹھنڈی ہوا لگی قاسم اور ایرج نے سجدہ کیا بارگاہ مین بیٹھے شاپور و سیارہ جواہر بیش قیمت
جادوگرنیون کا اُتار کے بارگاہ مین آپہونچے قضائے کار وہ دونون جادوگر ملکہ رنگین جادو
پاس پہونچے مجرا کیا ملکہ نے کہا ارے تم دونون کھانا کھلا آئے دونون نے عرض کی کہ آپنے یاد
فرمایا تھا ہم حاضر ہوئے کہا ارے کس نگوڑی کمبخت ستیاناس گئی نے بلایا تھا عرض کی کہ ہم
کھانا لیے جاتے تھے دو جادوگر پیچھے سے آکے کہنے لگے کہ تمکو ملکہ نے یاد فرمایا ہی ہم اُنکو کھانیکے
خوان دیکے حاضر ہوئے رنگین جادو حیران ہوئی اور کہا ارے کوئی جاکے غدار جادو کی خبر
لائے دو جادوگر روانہ ہوئے جاکے دیکھا کہ بارگاہ کی قناتون سے لہو بہتا ہی پرواز کر کے جو دیکھا
چارسو جادوگرنیان مع غدار جادو کے سر کٹی پڑی ہین گھبرا کے بھاگے خبر کی ملکہ نے کہا ارے سچ
کہتے ہو کہا یہ چشم خود دیکھ آئے ہین رنگین جادو اُٹھی اور آپ کتاب جمشید و سامری منگوائی
اور دیکھی معلوم ہوا کہ ایک تو شاپور ہی اور ایک سیارہ ہی ان دونون نے سبکے سر کاٹے
ہین اعظم شاہ نے کہا ملکہ بڑے زبردست عیار ہین تلو رہے ہین کسی کو خاطر مین نہین لاتے
رنگین جادو کے آگ لگ گئی باغ گلزار مین جاکے پہونچی ایک دیو کو اسنے پالا ہی اُسکو وہان کھانا
کھلاتا تھا بڑا زبردست ہی بیس پچیس اونٹ کے کباب کھاتا ہی چالیس پچاس تنگ شراب کے پیتا ہی
اور عیش شبانہ روز کرتا ہی اُسکے پاس ملکہ جا پہونچی اُسنے مجرا کیا کہا اماں جان آج کیونکر آنا ہوا
رنگین جادو نے سب حال بیان کیا اُسنے کہا اماجان ہم آج ہی کے دن کے واسطے مین آپنے بچہ

کیا کہ غلام کو خبر کی غلام جا کے سب کو پکڑ لاتا ہی یہ کہکر اُٹھا پس سر اُسکا تا بہ فلک رسیدہ اور پاپہ
زمین دوزیدہ تھا ایک چوب دست کئی ہزار من کی ہاتھ مین لیکے روانہ ہوا یہان بارگاہ مین
سب بیٹھے ناچ دیکھ رہے تھے شراب کا جام گردش مین تھا کہ وہ دیو آپہونچا لوگون نے دیکھا
کہ ایک بگولہ پیچ وتاب کھاتا ہوا آتا ہی اُسنے برابر آکے ایک چیخ ماری کہ ارے خدا پرستو
میری خوراک تم ہو میرا سامنا کرو آج مین تمکو کھانے آیا ہون یہ خبر قاسم کو ہوئی کہ ایک
دیوزاد آیا ہی اور یون کہتا ہی قاسم نے سیکڑون دیو مار ڈالے تھے ارادہ کیا کہ اسکو مار ڈالون
ایرج نے کہا قبلہ عالم آپنے ہزارون دیو مارے ہین غلام کو ہوس ہی آج حضور ملاحظہ فرمائین کہ
کس طرح سے اسکا کام تمام کرتا ہون اور ملکہ رنگین جادو نے کچھ جادوگر واسطے خبر کے ساتھ کر دیے
تھے چنانچہ ایرج یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور مرکب پر سوار ہو کے میدان مین آیا کہا ارے خیرہ سر
کیا لاف زنی کرتا ہی اور بڑبڑا رہا ہی لا کیا حربہ لایا ہی دیو نے بے تامل وہ چوب دست ایرج
پر ماری ایرج نے خالی دی پھر ایک چوب دست ماری ایرج نے پھر خالی دی جھنجھلا کر
تیسری مرتبہ چوبدست ماری ایرج نے پھر بھی خالی دی مگر اس زور سے ماری تھی کہ زمین
مین غار پڑ گیا جب تک چوبدست کو پھر اُٹھائے ایرج نے مرکب کو دبا کے ایک تلوار ماری
کہ دیو دو ٹکڑے ہو کے گر پڑا غل وشور مچا اور ایرج پکارا منم ایرج نوجوان زدم وبست
کردم بہ حکم پروردگار عالم وہ جادوگر جو ہمراہ رنگین نے واسطے خبر کے کر دیے تھے وہ بھاگے
اور جا کے رنگین جادو کو خبر دی کہ ایرج نوجوان نے دیو کو مار ڈالا اُسنے کہا ارے کیونکر مارا
کہا پہلے تو دیو نے تین چوبدست ایرج نوجوان پر ماری ایرج نے خالی دیکر ایک شمشیر ایسی
ماری کہ مانند خیار کے دو ٹکڑے دیو کے ہو گئے رنگین جادو کے بدن سے شعلے آگ کے نکلنے
لگے پکاری منم رنگین جادو اگر ایرج کو نہ مارا تو کچھ کام ہی نہ کیا یہ کہکر تڑپ کر سناٹا
مار کر اُڑی لیکن کچھ لوگ ساتھ ہوئے جا کے جو دیکھا تو دیو کے دو ٹکڑے پڑے ہین چوٹی
سے ناریل نکال کے آسمان پر مارا کہ تڑاقا ہوا ایک برق گری کہ سبھونکو جلا دیا بہت
سے مارے پڑے قاسم نے کہا یارو یہان سے چلو یہ بیڈول آفت ہی سیارہ اور شاپور
تو پہلے ہی بھاگ گئے تھے پھر تو جسکا منھ جدھر کو اُٹھا اُدھر بھاگا غرضکہ سب چلے گئے رنگین

قاسم اور ایرج کو پکڑ لے گئی جادوگرون سے کہا کہ بارگاہ اور اسباب ایک جگہ انبار کردو یہ کہکے
اپنے کوہ پر لے جا کے چھوڑ دیا اعظم شاہ آیا کہا ای ملکہ تم طوفان شاہ کو نہ لائین جسکا طوفان
تھا کہا وہ کہان جائیگا سمجھ لونگی یہ جو فوج بھاگی ایسا کہ آٹھ نو سو جوان خوارزمی و طوفان شاہ
ایک درے مین چھپے ہین اعظم شاہ نے کہا ای ایرج ایک طوفان کو تابعدار کر کے بہت
خوش ہوئے تھے اِس آفت کی خبر نہ تھی رنگین جادو نے قید سخت مین گرفتار کیا اور کہا
ارے اب تمکو زندہ اور سلامت کب چھوڑتی ہون تمنے چار سو لونڈی ساحرہ زبردست
قتل کی ہین ایرج نے کہا ہمنے نہین مارا اُنکو رنگین جادو نے کہا تمنے کا ہیکو مارا تمھارے
عیارون نے قتل کیا ایرج نے کہا ہمکو چھوڑ دے نہین تو تجھپر کوئی آفت آیا چاہتی ہی رنگین جادو
نے غصہ کھا کر حکم کیا کہ کوہ رنگین کے پیچھے چبوترہ نکبت جلد تیار ہو ہین گردن مارونگی آٹھ
نو سو جادوگر کوہ کے نیچے اُترے قاسم نے کہا پہلے میرا سر کاٹنا کہ یہ میرا ابھیا ہی مین آنکھون
سے نہ دیکھون کہ یہ مارا جاے ایرج نے کہا پہلے میرا سر کاٹنا رنگین نے قاسم سے کہا کہ ایرج نے
دیو کو مارا ہی مین پہلے ایرج کا سر کاٹونگی کہ تیرے دل کو لگے لیکن ایک طرح چھوڑے دیتی ہون
کہ ہمارے پاس لقا اور جمشید و سامری کے پتلے ہین اُنکو سجدہ کرو تو کیا مضائقہ ہی قاسم
نے کہا لعنت ہی تیرے لقا اور جمشید و سامری پر اری چڑیل وہ کیا مسخرے ہین ایک بار مرنا ہی پھر
جینا نہین تو شوق سے گردن مار ہمارا پروردگار ہماری جان کا نگہبان اور بچانیوالا ہی یہ سنکے
رنگین جادو دونون کو پکڑ لائی اور چبوترہ پر بٹھایا سامنے بھاگے ہوئے سردار پہاڑ مین تھے
یہ حال دیکھکے تلوار پکڑ پکڑ کر آ گرے لڑائی ہونے لگی اور کہا منم قیماس خان خاوری اور منم شرارہ
تیغ گردان نقیرونکی آواز بلند ہوئی چار طرف سے آ گرے سیکڑون جادوگر مار ڈالے اُسوقت
رنگین جادو نے سحر کیا آسمان پر ایرج نوجوان اور قاسم کو لے کے پہاڑ مین بھاگی شاہ تو
نے دیکھا کہ وہ کوہ مین گئی ہی ایسا تیر مارا ڈالے ایک لونڈی زخمی کی شکل بنکر لہو بہتا ہوا روتی
ہوئی بدحواس پیچھے دوڑی ملکہ نے سب کو منع کیا تھا کوئی ساتھ نہ آوے دس پانچ لونڈیان
دور دور چلی آتی تھین ملکہ رنگین جادو نے کہا اری یہ کیا ہوا کہا مجکو زخمی کیا ہی ملکہ میرا جی
چاہتا ہی کہ انکی اپنے ہاتھ سے بوٹیان کاٹون تو ٹھنڈک پڑے رنگین جادو نے کہا لے تو ہی

مار ڈال لونڈی نے کہا ملکہ جمشید وسامری تمکو سلامت رکھے ان موون نے کیا سر اُٹھایا ہی ہمکو بے وارث سمجھے ہوئے تھے جسطرح میرے شانے سے خون بہتا ہی اسیطرح جبتک ان سیتیا ناسیون کا لہو بہتا ہوا دیکھون تب چین آوے یہ کہکر کہا بی بی میرے پاس کوئی ہتھیار نہین ہی رنگین جادو نے دستک دی ایک تلوار پیدا ہوئی وہ تلوار لونڈی کو دی لونڈی نے تلوار لیکے کہا ای ملکہ پہلے انکو مارون یا تم کو مارون کہا اری چڑو کیا کہتی ہی شاپور نے کہا چڑو تلوار ری ہان یہ کیا بکتی ہی رنگین جادو نے ایک وہتڑ زمین پر مارا ساتھ دوہتڑ کے شاپور نے ایک تلوار ماری کہ مانند خیار تر رنگین جادو کے دو ٹکڑے ہوئے دار و گیر کی آواز بلند ہوئی لیجیو پکڑیو کشتی مراد ام ہن رنگین جادو بود ادھر پکارا منم شاپور شیر دل ایرج نے دوڑ کے گلے لگا لیا اور سبکو جمع کر بٹھایا اور کہا آپ آرام کیجیے مین فوج کے ڈھونڈھنے کو جاتا ہون یہ کہکے شاپور شیر دل وانہ ہوا فوج کی فکر مین اب سُنیے کہ وہان کارخانہ سحر رنگین جادو برطرف ہوا تھوڑے سے جادوگر جو وہان تھے اُنھون نے اطاعت قبول کی شاپور شیر دل جو گیا تو سر ایک مقام پر درہ پہاڑ مین لوگ چھپے بیٹھے تھے اُنسے کہا یارو تمھارے شہر یار نے فتح کیا یہ کہکے سب کو چار طرف سے جمع کر کے لے آیا ایوان شاہی یعنی جو مکان رنگین جادو کے رہنے کا تھا اسمین قاسم و ایرج بیٹھے تھے شاپور سب کو لایا ہر ایک اپنے اپنے مقام صدر پر بیٹھے اب کوہ رنگین پر ناچنے گانے والے آتے ہین مجرا ہوتا ہی گانا ہو رہا ہی ہر ایک کو موافق اُسکے حوصلہ کے انعام ملتے ہین ایک سمت کو طوفان شاہ بیٹھا ہوا ہی مگر اعظم شاہ جو بھاگا تو صحرائے کلک سے نکلکر قلعہ نیستان مین گیا وہانکا بادشاہ نیستان شاہ ہی اعظم شاہ دروازۂ قلعہ پر پہونچا لوگ پہچانتے تھے کہ طوفان شاہ کا بیٹا ہی دیکھا کہ ٹوٹا مارا خستہ حال کپڑے پھٹے ہوئے تاج شاہی سر پر رکھا ہوا پاؤن سوجے ہوئے دو تین آدمی ساتھ حیران سرگردان چلا آتا ہی لوگون نے کہا اعظم شاہ آپکی کیا حالت ہی کچھ فرمائیے تو کہا یارو مین کیا کہون جو قسمت مین تھا وہ ہوا کس کس سے احوال بیان کرون تم جاکے نیستان شاہ کو خبر کردو لوگون نے کہا آپ بادشاہزادے ہین آپ کے باپ سے ہمیشہ ملاقات رہی ہی آپ جائیے اعظم شاہ نے کہا جو ہمارا دور تھا وہ کہان اب بحال افلاس ہین وہ جلوس نہین وہ بادشاہت نہین دو آدمی ٹوٹے مارے ساتھ ہین میری یہ حالت ہی کہ تنہا

کسی اور کی نہو گی اس سے بہتر یہ ہی کہ پہلے خبر کرو تمھارے واسطے بھی خبر کر دینا بہتر ہی کس واسطے
کہ تم تعینات ہو لوگون نے کہا بہت اچھا ہمارا کیا مقدور جو آپ کو روکین لیکن بموجب
حکم آپکے ہم جاتے ہین ہرکارے کی جوڑی روانہ ہوئی نیلستان شاہ بیٹھا ہوا تھا تخت
سلطنت پر آٹھ نو سو سردار ہاتھ باندھے کھڑے چار وزیر گرد تخت کھڑے ہوئے تھے مورچھل
بال ہما کا ہو رہا تھا دروازے پر چوبدار عصا بردار تولائے رقاصی بیٹھے تھے کہ جوڑی ہرکارے
کی جاکے پہونچی مجرا کیا عرض کی جہان پناہ سلامت اعظم شاہ بیٹا طوفان شاہ کا دربند
اول کا جو بادشاہ ہی آیا ہی کہا ارے تمنے کیون روکا جلد لاؤ لوگ دوڑے اور لیگئے نیلستان شاہ
جو دیکھے عجب حالت تباہ سے آیا ہی کرسی بیٹھنے کو ملی اعظم شاہ آداب بجا لا کے بیٹھا نیلستان شاہ
نے آنکھین نیچی کر لین فکر مین ہی کہ یہ کیا ہوا اور اس سے کیونکر پوچھون کہ تیرے اوپر کیا گذری
بعد دو گھڑی کے پوچھا کہو تو اعظم شاہ کیا معاملہ ہی تمھارے باپ نے تمکو نکال دیا کہ کوئی آفت
پڑی یہ مال خزانہ ملک و مال حکم حاصل پھر تعجب ہی کہ تم اسطرح سے آئے کچھ تو احوال بیان
کرو اعظم شاہ رو دیا اور کہا ای عمو جان مین تو شکار کو گیا ہوا تھا بعد میرے ایرج
نوجوان پوتا صاحبقران دوران کا آیا میرے باپ سے لڑائی ہوئی فیل جہان زور کو
مار لیا میرا باپ تابعدار ہوا مجھکو اثناء راہ مین خبر ہوئی مین نے آکے ضیافت کی سب کو کھانے
مین بیہوشی کھلا کے قید کر کے صندوقون مین بند کر کے طلسم آئینہ کو لے چلا راہ مین ایک
گرد نمود ہوئی قاسم نے مار تلوارون کے وہ قیدی چھوڑا لیے وہانسے مین کوہ رنگین مین ملکہ رنگین
جادو پاس آیا ملکہ رنگین جادو سے لڑائی پڑی رنگین جادو پکڑ لائی عیارون نے اسکا کام
تمام کیا ایرج آیا ہی توڑنے طلسم کو بڑے زبردست خدا پرست ہین نیلستان شاہ نے
کہا ارے طلسم توڑنے کو آیا ہی ہمارا گھر غارت کیا چاہتا ہی مین جاکے پکڑے لاتا ہون اعظم شاہ
کو حمام کرا کے پوشاک نفیس پہنائی حکم کیا سواری جلد حاضر ہو نقارہ کوچ کا ہوا نیلستان
ستر ہزار جادوگر لیکے مع اعظم شاہ روانہ ہوا دو چار کوچ مقام کر کے آ پہونچا یہان قاسم
و ایرج نوجوان باتین کرتے تھے ناچ ہو رہا تھا کہ سامنے سے گرد نمود ہوئی گرد بر طرف
ہو کر سواری معلوم ہوئی ہرکارون نے خبر دی کہ کوئی بادشاہ اسطرح سے آیا ہی ساتھ اسکے

اعظم شاہ ہی ایرج نوجوان ملک قاسم اسلحہ بدن پر آراستہ کرکے مرکب پر سوار ہوکے میدان مین آئے سب لشکر تیار ہوکر میدان مین آیا ایرج نوجوان کھڑا ہوا تھا کہ تخت نیستان شاہ کا میدان حرب و ضرب پر قائم ہوا میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ آراستہ و پیراستہ ہوا سات صفین آراستہ ہوئین بیلدارون نے زمین پست و بلند ہموار کی نشیب و فراز جہان کا بہادرون کی آنکھون مین پھر گیا سقے آبپاشی کر گئے نقیبون نے نقابت کی کہ ای جوانو دلیرو بہادرو آج کا دن لڑائی کا ہی اپنے اپنے باپ دادے کا نام کرو ابیات

روز جنگ است جنگ باید کرد
تنگ بر اسب تنگ باید کرد
کوشش نام و ننگ باید کرد
تا شود مرد حاضر میدان

کڑکا ہونے لگا نقیبون کی آواز بلند ہوئی نیستان شاہ تخت سے اُتر کر گھوڑے پر سوار ہوکر میدان مین آیا اور پکارا کہ ای خدا پرستو اس سرزمین پر جو کوئی بہ ارادۂ رزم آیا وہ زندہ اور سلامت نہ گیا اگر تمکو اپنی زندگی درکار ہی تو پھر جاؤ اور ایک چوٹا ہمارا تمھارے پاس یعنی طوفان شاہ آیا ہی اُسے بھجوا دو کیونکہ اسیکے یہ سب خرابی کی ہی ایرج نوجوان نے جواب دیا کہ ارے کیا لاف گزاف کرتا ہی اگر تو لڑنے آیا ہی تو ہوس اپنی نکال لے اور اگر کہین جاتا ہی تو چلا جا ہمارے جدوابا نے بہت سے طلسم توڑے ہین ہم بھی بہ حکم پروردگار عالم اس طلسم کو توڑینگے طوفان شاہ ہمارا بھائی ہی رفیق ہی حق تعالی نے اُسکو گمراہی و راہ ضلالت سے نکالا راہ راست پر پہونچایا تو اب ہم اُسکو بھلا کب دینگے یہ سنکے نیستان شاہ نے کہا کہ ای خدا پرستو بھلا تم کب ماننے والے ہو جب تک کہ اپنے کیے کی سزا نہ پاؤگے ایرج گھوڑا ڈال کر اُسکے سامنے آیا اُسنے کہا کہ ای ایرج یہ بھی تم کوئی اور طلسم سمجھے ہو کی گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی ایرج نے کہا کہ او بیہودہ کیا بکتا ہی بیت کہ زبان درکش و تیغ کش از غلاف * کہ جائے سخن نیست اندر مصاف + پس اُسنے اُکل کرکے نیزہ سینہ بے کینۂ شہزادہ ایرج نوجوان پر لگایا شہزادہ نے سنان نیزہ کو نیزہ کی سنان پر لیا لگی برابر سے نیزہ بازی ہونے لگی چنگاریان آگ کی جھڑ رہی تھیں کہ ابیات

یہ کہکر ہوئے دونون گرم ستیز
شتور صبا سیر و رشک عقاب
غضب کی تھی آویزش مرگ خیز
قضا سے کھنچی ہر دو نون کے گرد
تہ ران دباکر بہ قہر و عتاب
قیامت تھی گھوڑون کی اور نبرد

اُچھل کود مین تھے بلا راہوار
وہ سمٹے وہ لپکے یہ ٹھٹکے مُڑے
ہوئے گرد اک دوسرے کی جری
جو دل اُسنے تاکا تو اِسنے جگر
سنان اِسنے جوڑی تو اُسنے نظر
ملائے سنان سے نگاہین تھے سب

نہین ملکہ برق جہندہ شرار
جو خو تھی وہ تھی دلربا دلفریب
دکھانے لگی لطف چالِش گری
عجب گھات سے تھی بہم زد و گشت
شکم اُسنے باندھا تو اِسنے کمر
ہنر سے نہ خالی تھے دونون کے وار

یہ آئے وہ پہونچے یہ جھکے اُڑے
بناوٹ دم رزم قاتل فریب
کھلے رن مین نیزہ وری کے ہنر
یہ سینہ پہ آیا تو وہ سوے پشت
تماشے مین تھے گرم رزم و ضرب
بہادر تو محو ہو گئے بیقرار

دو گھڑی کامل نیزہ بازی رہی بعد دو گھڑی کے ایک مقام پر جو نیزہ گھسیٹتے ہین تو نیزہ نیستان شاہ کے ہاتھ سے نکل گیا وہ تیغہ پکڑ کر آ گرا اور تلوارین جھپٹ جھپٹ کر مارنے لگا ایرج نوجوان نے خالی دینا شروع کیا اُسوقت وہ گھوڑے پر سے کود پڑا اور کہا آؤ ہم تم کشتی لڑین ایرج بھی کودا اسلحہ اور زرہ جوشن اُتار کے الگ رکھدیا کشتی ہونے لگی سر سے سر ملا کر ایک ٹکر لی اگر تابۂ آہن مقابل مین ہوتا تو وہ بھی ٹوٹتا اور سرمہ ہو جاتا پیچ اور توڑ جوڑ ہونے لگے جہان اُلٹ کر لڑتے تھے چتلے پسینے کے بندھ جاتے تھے اسی طرح پہر بھر کامل کشتی رہی ایرج نے دیکھا کہ پہر بھر ہو گیا ہے اور یہ زیر نہین ہوتا ہے بس سینے مین سر اڑا کر لے چلا یہان مارا وہان ٹکا تیس چالیس قدم ریل کے لے گیا اُسنے چاہا کہ لنگر مارون مگر سنبھل نہ سکا اُسوقت اُسنے سحر کرکے اُف جو کیا ایرج کے دست و پا بے حس و حرکت ہوئے بید کی طرح کانپنے لگا زور بالکل جاتا رہا نیستان شاہ نے کمر مین ہاتھ دیکر اُٹھا لیا اور زمین پر مار کر مشکین باندھکر اپنے لشکر مین بھیجدیا یہ حال دیکھکر قاسم مرکب اُڑا کر آیا اُنسے بھی کشتی ہوئی انکو بھی بزور سحر اُسنے باندھا اور پکارا کہ اے افسران لشکر قاسم و ایرج ہمنے تمھارے مالکون کو بزور مردمی پکڑ لیا تمھین چاہیے ہے کہ اطاعت کرو اُنھون نے کچھ جواب نہ دیا لیکن قیماس خان خاوری ماموں قاسم کے اُسکے سامنے آئے اُنسے بھی کشتی ہوئی انکو بھی اُسی طرح اُسنے باندھا اور طبل آسایش بجوا کے پھر گیا خیال کیا کہ ان تینون کا سر کاٹ کے ملکہ مرآت جادو کے پاس بھجوا دون غرض طبل گڑگڑاتا ہوا بیابان کلک سے نکلکر قلعہ مین داخل ہوا اور جاتے ہی دروازہ قلعہ کا بزور سحر بند کر لیا شاپور شیر دل اور سیارہ بن عمرو بھی پیچھے

نیستان شاہ کے روانہ ہوے تھے یہ چار طرف قلعہ کے پھرے مگر کہین راستہ نہ ملا ناچار
ہوکر ایک درہ مین کوہ کے آئے اور وہان نیستان شاہ سے اعظم شاہ نے کہا کہ آپ طوفان
شاہ کو کہان چھوڑ آئے اُسنے کہا کہ تم گھبراتے کیون ہو مین انکی گردن مارون تو پھر طوفان شاہ
کہان جائیگا مین اُسکو بھی قید کرلونگا دو چار مہینے مین آپ ہی ڈھیلا ہو جائیگا یہ کہکر کہا کہ یہ خداپرست
بڑے نحس قدم ہین انکار کرنا اچھا نہین لاؤ مین گردن مارون اُسنے قیدیون کو بلوایا اور
دارالامارت سے باہر جلّادونکو طلب کرکے حکم دیا کہ انکی گردن مارو اور ان تینون سے کہا کہ
کیون تم طلسم توڑنے آئے تھے مگر تمھارا ہی طلسم ٹوٹ گیا اب جو کچھ مانگنا ہو مانگ لو ایرج
نے کہا کہ تو نے ہمکو بزور نہین پکڑا کہ جو ہم تیری تابعداری کرین یا تجھکو نہ کہین تو جادوگر ہی
اور ہم جادوگری پر لعنت کرتے ہین نیستان شاہ یہ سنکر جلگیا اور کہا کہ تم خداپرست بھلا
کب ماننے والے ہو اُسوقت جلادون کو حکم دیا انکو لیجاؤ اور گردن مارو جلاد انکو کشان کشان
دارالامارت کے باہر لائے چبوترے ریگ کے بنائے بوریے فلاکت کے بچھائے انبوہ خلقت
کا اژدہام ہوا لوگ عبرت کرنے لگے ایک حکم ہوچکا تھا دوسرے حکم کی دیر تھی کہ یکایک آواز
طبل اور نقارہ بجنے کی آئی ببر بن نیستان شاہ شکار کو گیا تھا وہ آیا اور اُسنے باپ کو
مجرا کیا یہ جوان بہت خوبصورت ہے کشتی لڑنے اور لکڑی کا بہت شوق ہے نیستان نے
اُس سے پوچھا کہ بابا کہان سے آتے ہو اُسنے کہا کہ باباجان شکار کو گیا تھا اور اُسنے جو قاسم
وایرج اور قیماس کو دیکھا تو پوچھا کہ کیون باباجان یہ کون ہین اور کیا معاملہ ہے نیستان
شاہ نے کہا بابا یہ شکنندۂ طلسم ہین یہ کہکر سب حال بیان کیا اور کہا کہ مین نے انکو
بہ قوت بازو پکڑا ہے ہر چند کہتا ہون کہ تم جمشید و سامری کو سجدہ کرو یہ نہین مانتے ہین
ببر بن نیستان نے اُسوقت ان لوگون سے کہا کہ جوانو تمکو جس حالت مین کہ بقوت بازو
و بزور شمشیر گرفتار کیا ہے تو پھر اطاعت کیون نہین قبول کرتے ہو ایرج نے کہا کہ اگر اُسنے
ہمکو بقوت بازو گرفتار کیا ہوتا تو ہم اطاعت کرتے اِسنے تو ہمکو بزور سحر گرفتار کیا ہے اگر
ہمکو چھوڑے اور کشتی لڑے اور سحر نہ کرے اور گرفتار کرے تو ہم اسکی اطاعت کرین ببر بن
نیستان نے کہا کہ آپ انکو چھوڑ دیجیے یہ باتین تھین کہ یکایک ایک تڑاقا ہوا اور

پانچ پنجے پیدا ہوسے ایرج اور قاسم و نیستان و قیماس خان و ببر بن نیستان کو
اُٹھا لیگئے اور لیجا کے ایک مقام پر رکھدیا یہان جو دیکھا تو ایک بارگاہ کھڑی ہی اُسمین ایک
مہنت بیٹھا ہی ماتھے پر کھریہ کا قشقہ کھنچا ہوا بیچ مین سیندور بطور ترسول لگا ہوا بازوون پر
اور چھاتی پر صندل کے کھنور کیے ہوسے ہین کان پھٹے پھٹے کنڈل کانون مین پڑے ہوسے
بال چھاتی پر جٹا یٔین خاکستری توند ٹبری سی بغلون کے بال بڑھے ہوسے ایک لنگوٹا باندھے
بیٹھا ہی اُسنے کہا کہ انکو چھوڑ دو جبکہ چھوڑ دیا اور سحر اُتار لیا تو اُسنے پوچھا کہ تم کیون آئے
تھے ایرج نے کہا کہ طلسم آئینہ توڑنے کو مہنت نے کہا کہ ای عزیز کیون اپنی جان کھوتا ہی
کسی نے بھی طلسم آئینہ توڑا ہی بہتر تو یہ ہی کہ چلے جاؤ اور اگر یہی مزاج مین ہی کہ طلسم کو توڑینگے
تو یہی طلسم آئینہ ہی اگر تمسے جایا جاسے تو اِس درہ مین پہاڑ کے چلے جاؤ آگے طلسم ملیگا
اور لوگون سے لڑنے اور قتل کرنے سے کیا فائدہ ہی یہ سُنناتھا کہ ایرج اور قاسم و
قیماس خان اُس درہ مین گھسے ایک شعلہ آگ کا آیا کہ اُنکے بال جلگئے ناچار ہوکر پھر آئے
مہنت نے کہا کہ کیون صاحبو آخر نہ جاسکے خیر جانے کی ہوس تو نکل گئی اب چلے جاؤ
اور اگر نہین جانا منظور ہی اور لڑنا ہی تو مین اکیلا بہت ہون ببر بن نیستان نے کہا کہ
مہنت صاحب آپ انکو انکی فوج مین پہونچا دیجیے اور اگر نہ گئے تو مین سمجھ لونگا یقین تو ہی کہ
چلے جائینگے القصہ انکو انکی فوج مین پہونچا دیا نیستان شاہ اپنے مکان مین آیا اُنکے
ہمراہ ببر بن نیستان بھی آیا اور یہ سب بیٹھے شاپور و سیّارہ بن عمرو بھی آئے جبکہ سب
بیٹھ چکے تو ببر بن نیستان نے کہا کہ صاحبو مجکو ہمیشہ سے جوان خوبصورت اور بہادر سے
شوق ہی لکڑی خوب سیکھا ہون کشتی خوب لڑتا ہون برچھا ہلاتا ہون جو جو فن سپاہ گری کے
ہین سب یاد ہین اور ہمیشہ جوان کی تلاش رہتی ہی تمھاری بہادری کا کیا مذکور ہی تم تو بادشاہ
ہو لیکن مین بھی اپنے ملک کا شہزادہ ہون اگر اپنا دوست تصور کرکے میرا کہنا مانو تو ایک
بات مین کہون اسپر عمل کرو مین یہان کا باشندہ ہون مجھے یہان کا سب حال معلوم
ہی جو تمھارا مقصد ہی راست راست کہدو اگر ارادہ جانے کا ہی تو ویسا کہو اور اگر جان بچانی
کا ہی تو جدھر سے آئے ہو چلے جاؤ کیون اپنے تئین ہلاک کرتے ہو ایرج نوجوان نے قسم کھائی کہ ای ببر

مین بغیر توڑے طلسم کے ہرگز نہ جاؤنگا اسمین چاہے کچھ ہی کیون نہو ببر نے کہا کہ ای ایرج
میرا تمھارے ہمراہ ہونے کا یہ سبب ہی کہ اگر تم نہین جاتے ہو تو یہان ایک میلہ ہوا کرتا ہی اُس
میلے مین ملکہ مرائت جادو آتی ہین اور اُنکے ہمراہ ایک حباب جادو ہی کہ وہ آتی ہی اور
مین اُسپر عاشق ہون چنانچہ جب میلہ ہوا کرتا تھا تو ہمسے اور حباب سے ملاقات ہوا کرتی تھی
اب جب سے کہ مرائت جادو کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ مجکو آنے نہین دیتی ہی اگر تم طلسم توڑنا
تو حباب جادو کو مجھے دینا شہزادہ ایرج نے کہا کہ بھائی مجھے قسم ہی پروردگار کی کہ حباب کو مین
تجھے دونگا یہ کہکر ببر بن نیستان نے کہا کہ فی الحال صلاح یہ ہی کہ یہان سے مع لشکر کوچ کر جایئے تاکہ
سب کو معلوم ہو کہ ایرج کوچ کر گیا دست راست کو جو بیابان ہی ادھر سے راہ طلسم آئینہ کی ہی ادھر
سے مین لیچلونگا آپ کو اور اگر اور طرف سے ارادہ کیجیے گا تو تمام عمر اسی قصہ لڑائی مین گذر جائیگی
ایرج نے قبول کیا اور بارگاہ لدوائی اور مع لشکر دست راست کی طرف روانہ ہوے یہ خبر
نیستان شاہ کو ہوئی کہ لشکر ایرج کا دست راست کی طرف جاتا ہی بس اُسنے خیال کیا کہ
ادھر سے بھی تو راہ طلسم کی ہی ضرور ببر ملگیا اِن خدا پرستون کا یہی دستور توڑ پھوڑ کا ہی اسطرح
تو اُنھون نے اٹھارہ ملک باختر چھین لیے اور مرکب پر سوار ہو کر بہ سُم بلغر پہونچا اور پکارا کہ ای
خیرہ سر کہان جاتے ہو مجکو تمھارا ارادہ معلوم ہوا بھلا مین کب جانے دیتا ہون اور ببر بن
نیستان سے کہا کہ کیون او ملعون تو ملگیا مثل مشہور ہی کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے یہ کہکر
برچھا پکڑ کر سامنے آیا اُسوقت تو ایرج کو تاب نہ رہی اُسنے ببر کو تو ہٹا دیا اور آپ لڑنے لگا
چند ہی طعن مین نیزہ اُسکے ہاتھ سے اِسنے ہوائی کیا اور ببر کے بازو پہ ایک اگر بندھا تھا کہ
جس سے سحر اثر نہ کرتا تھا وہ اُسنے ایرج کے بازو پر باندھ دیا غرض بعد نیزہ بازی کے کشتی ہوئی ایرج
پر اُسنے سحر کیا کچھ اثر نہ ہوا اور ایرج نے ایک لحہ بھر مین اُسکو کمر زنجیر پکڑ کر اُٹھا لیا اور تین چکر
دے کر زمین پر مارا اور مشکین باندھکر اپنے عیار کے حوالہ کیا اور آپ بارگاہ مین اپنی آیا نیستان
شاہ کو بلوا کر کہا کہ اگر ہماری اطاعت قبول کر تو چھوڑ دین نیستان شاہ کلمہ پڑھکر
دلمین کینہ رکھکر طوطی کی طرح مسلمان ہوا ایرج نوجوان نے چھوڑ دیا اور ایک بارگاہ عنایت
فرمائی یہ اُسمین آکر بیٹھا جبکہ قیدی مہر کی میعاد پوری ہوئی اور جام زرین آفتاب طاق مغرب مین لگا گیا

شعر پھر آئی ردکش دیو سہ شام ✤ فراق یار مین کیا ماہ کا کام ✤ رات کو نیتان شاہ بھاگ کر روانہ ہوا اور چاہا اُسنے کہ ملکہ مرائت جادو سے چل کر یہ سب حال بیان کرون اور یہان بارگاہ مین بعد فراغ طعام ناچ ہونے لگا شراب کا دور چلنے لگا شب بھر جلسۂ عیش و عشرت رہا جب گل خورشید شاخ سحر سے شگفتہ ہوا اور مہتاب پر شبنم کا پانی پھرا ابیات

چھپے مثل حیا آنکھون سے تارے
یکایک کھلگئین آنکھین سحر کی
ہوئے صدقے سحر پر سب ستارے
سر دامن پہ زلف شب جو بھیگی

صبح کو قاسم و ایرج و ببر وغیرہ نے خبر منگائی نیتان شاہ کے لوگون نے کہا کہ وہ خیمہ مین نہین ہے معلوم ہوتا ہی کہ وہ بھاگ گیا ببر بن نیتان نے کہا کہ اسکی قسمت مین تباہی ہی معلوم ہوا کہ مالک آئینہ کو مرائت جادو سے کہنے گیا اب مناسب نہین ہی یہان رہنا کیونکہ مرائت جادو بڑی زبردست ساحرہ ہی اور اُسکے قبضہ مین زمین و آسمان طلسم ہین اگر آپ کو طلسم توڑنا ہی تو یکہ و تنہا چلیے مین آپ کے ہمراہ ہون غرض مشورہ کرکے قاسم و ایرج و قیماس و ببر بن نیتان روانہ ہوئے عیار بھی ساتھ چلے بعد قطع منازل و طے مراحل ایک بیابان نرگس زار مین پہونچے کوسون تک تختۂ نرگس لگے ہوئے تھے یہ معلوم ہوتا کہ خفتگان خاک آنکھین کھولے ہوئے ہین ہر طرف نرگس شہلا مست لگی ہوئی تھی ہوا سرد اُس جنگل مین چل رہی تھی چشمۂ حقّہ چاہ لبریز تھے ڈبرے موج خیز تھے کنارے کنارے اُنکے بگلے بنڈ و بیان بط مرغابی سرخاب بیٹھے تھے اور ایکطرف کو اُس بیابان کے ایک نقارہ سونے کا رکھا تھا اور اُسی پر چوب بھی اُسکی رکھی تھی اُس مقام پر سات کوہ ہین اور سات باغ ہین اور سات بیابان نرگس زار ہین چنانچہ حال اُنکا بیان ہوگا اب ایرج نے پوچھا کہ کیون اے ببر یہ نقارہ کیسا ہی ببر بن نیتان نے کہا کہ ہمنے سنا ہی کہ جو شخص طلسم توڑنے آئے وہ چوب اس نقارہ پر لگائے آگے ہمین نہین معلوم کہ کیا ہوا ایرج نے یہ سنکر ارادہ کیا قاسم نے منع کیا لیکن ایرج نے وہ چوب اُٹھا کے اور الاالله کہکر اُس نقارہ پر لگائی آواز بلند ہونا تھا کہ دہنی طرف سے ایک آندھی سیاہ اُٹھی اور بیک چشم زدن تمام عالم مین پھیل گئی اور ایک پنجہ پیدا ہوا وہ ایرج کو اُٹھا لیگیا ایک آہ کی تو آواز آئی پھر کچھ معلوم نہ دیا یکایک آسمان پر سے سر الگ دھڑ الگ گر پڑا قاسم نے چاہا

کہ دوڑکر اُٹھالون آواز آئی کہ باش یہ خوراک باشندگان طلسم کی ہی بس اُسوقت دو جادوگر آئے اور اُٹھا لیگئے قاسم کا تو رنگ سفید ہوگیا مگر بیبرن نیلستان نے کہا کہ اے قاسم تم اسقدر بدحواس کیون ہوتے ہو یہ طلسم کا کارخانہ ہی ایمرج ابھی زندہ ہی یہ تو اسطرح ہین مگر اب حال سُنیے کہ افراسیاب جادو جو شکست کھا کر گیا تو اُسنے ملکہ حیرت سے کہا کہ اگر عمرو بن امیہ ضمری مارا جاے تو یقین ہی کہ پھر کوئی گردن نہ ہلا سکے اورار جادو ایک ساحر کہ وہان موجود تھا اُسنے عرض کی کہ حضور اگر ارشاد فرمائین تو مین عمرو کو پکڑ لاؤن افراسیاب نے کہا کہ اے بھائی بڑے بڑے زبردست ساحر پکڑنے کو عمرو کے گئے مگر مارے گئے اب نہین جی چاہتا کہ کوئی مارا جاے اورار جادو نے کہا کہ اگر قضا میری نہین ہی تو کوئی کچھ نہین کرسکتا ہی افراسیاب نے کہا کیا مضائقہ ہی بس یہ سنکر اُسنے تسلیم کی اور روانہ ہوا اُسکے جانیکے بعد مظہر جادو کی طرف دیکھکر افراسیاب نے کہا لازم ہی کہ تم بھی جاؤ یہ بھی روانہ ہوا اظہر جادو مظہر کا بیٹا کھڑا تھا اُسنے عرض کی کہ غلام کو بھی اجازت ہو افراسیاب نے کہا کہ اچھا تم بھی جاؤ غرض آگے پیچھے گھڑی گھڑی بھر کے بعد یہ سب چلے اور افراسیاب نے مصور جادو کو نامہ لکھا کہ ہم تمکو اپنا قوت بازو سمجھتے ہین تم ہمارے سلام کو بھی کئی روز سے نہین آئے اِسکا کیا سبب ہی اور یہان عمرو ایک جادوگر بنکر سیر کو نکلا ایک درہ پہاڑ کی طرف چلا اُدھر سے اورار جادو آتا تھا اُسنے عمرو کو دیکھا او عمرو نے اُسکو دیکھکر گردن نیچی کرلی کہ یہ پہچانے نہین لیکن اُسنے عمرو سے آکر پوچھا کہ تیرا نام کیا ہی عمرو نے کہا مجکو حواس جادو کہتے ہین اورار جادو نے اپنی بغل سے ایک تختی نکالکر دیکھا تو معلوم ہو کہ یہ عمرو ہی تیری قسمت زبردست تھی کہ جو یہ اسطرح ملگیا اب تو اِسے گرفتار کرے اُسنے ایک دانہ ماش کا جو پڑھکر مارا تو عمرو کے پانون زمین نے پکڑ لیے اور اُ نے ہاتھ پکڑ کر کہا کہ ارے خیرہ سر چوٹٹے دغاباز منم اورار جادو آج افراسیاب کی بارگاہ مین بیڑا اُٹھاکے آیا تھا جمشید و سامری نے حرمت رکھ لی ہین اب تجھے افراسیاب پاس لیجاؤنگا عمرو نے یہ سنکر طمانچہ مارا طمانچہ کیا تھا کہ قضا کا طمانچہ تھا ہاتھ مین بیہوشی بھری تھی اورار جادو کو چھینک آئی بیہوش ہوکر گر پڑا عمرو نے خنجر سے سر کاٹ ڈالا پانون اِسکے کھل گئے بھاگا پیچھے مظہر جادو آتا تھا اُسنے دیکھا کہ اورار کی لاش پڑی ہی سمجھا کہ عمرو نے مارا بس یہ آگے بڑھا عمرو کو تو معلوم

نہین گیا اور کوئی آتا ہی اسمین مظہر نے عمرو کو دیکھا پکارا کہ او خیرہ سر کہان جاتا ہی مین نے پہچانا عمرو نے جو پھر دیکھا تو ایک جادوگر کو آتے ہوے پایا اُسنے کہا کہ ہم عمرو عیار یہ کہکے اُسکی طرف آیا اور ٹوپی اُتار کے قدم پر گر پڑا مظہر نے کہا کہ تو نے یہ کیا حرکت کی اُسنے کہا کہ تم افراسیاب کے رفیقون مین کوئی ایسا نہ ملا کہ جو افراسیاب سے میری تقصیر معاف کرا دے مین نے اِس جادوگر سے بھی کہا تھا کہ تو میری تقصیر معاف کرا دے اُسنے میرا کہنا نہ مانا اور مجکو کھینچتا ہوا لے چلا میرے کسی شاگرد نے اِسکو مار ڈالا ہی مظہر جادو نے کہا کہ مین چلتا ہون بہتر یہ ہی کہ افراسیاب کی اطاعت کرنا ضرور ہی تو عقلمند ہی کہ تو نے اطاعت افراسیاب کی قبول کی یہ باتین کر رہے تھے اور وہان ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کہ کوئی جا کے خواجہ کو بلا لاے کہ کچھ کہنا ہی ایک جادوگر جا کے تمام خیمون مین ڈھونڈھ آیا کہین پتا نہ پایا اُسنے آکر مخمور سے کہا کہ خواجہ کسی خیمہ مین نہین ہین مخمور کو ہول ہوا اور یہ ڈھونڈھنے چلی اور یہان مظہر جادو نے کہا کہ ای عمرو یہ سچ ہی کہ تو اطاعت کریگا عمرو نے کہا کہ ای مظہر بغیر اطاعت کیے جان نہ بچیگی یہ تو مین ہی ایسا شخص تھا جو اب تک اپنے کردار سے بچتا رہا اسی طرح باتون مین لگا کے کمند اسیر اُسپر ماری اور حباب مار کر بیہوش کیا مگر اُسوقت ایک تڑاقا ہوا اور زمین سے ایک پنجہ پیدا ہوا مظہر کو لیکر غرق زمین ہو گیا مظہر کو جو سردی زمین کی معلوم ہوئی تو آنکھ اُسکی کھلگئی بس یہ تڑپکر زمین سے نکلا اور سحر سے دریافت کیا کہ عمرو اِدھر کو جاتا ہی بس یہ بھی اُدھر ہی کو چلا مگر صورت کو سحر سے تبدیل کر لیا دیکھا اُسنے کہ عمرو بھاگا جاتا ہی بس اُسنے دوڑ کر کمر مین ہاتھ ڈال دیا اور طمانچہ مارا کہ عمرو بیہوش ہو گیا اُسنے ایک زنجیر آہنی مین اُسکو باندھا اور ہوشیار کیا اور کہا کہ مین مظہر جادو ہون ای عمرو تو مجکو دم دے کر کمند مار کے بھاگا عمرو نے کہا کہ ای مظہر تو مجکو چھوڑ دے میرا گرفتار کرنا تیرے حق مین بُرا ہی مظہر نے کہا کہ مین افراسیاب پاس تجکو لیجاتا مگر اب نہ لیجاؤنگا تجکو یہین قتل کرونگا خنجر نکالکر تیز کرنے لگا قضاے کار مخمور سُرخ چشم اُسطرف جا نکلی یہ ماجرا دیکھ کے سحر کرکے بطور نسیم چلی مظہر کے منہ کو ہوا جو لگی تو اُسنے پھر کے دیکھا معلوم ہوا کہ مخمور سُرخ چشم آئی ہی بس اُسنے کہا کہ او نمک حرام تو ہی مخمور سرخ چشم ہی اُسنے کہا کہ او ناطقہ حرام کیا گوہ کھاتا ہی مظہر نے کہا کہ افراسیاب نے مجکو بھی بھیجا تھا کہ تو عمرو کو پکڑ لا اُسنے اور یار کو

مارا اور مجکو دم دے کر کمند کا حلقہ مارا اب تو اُسکی طرف سے دشمن ہوکر آئی ہی مخمور نے کہا کہ
مین تیری دشمن اور افراسیاب کی دشمن ہون یہ تو باتین کر رہا تھا کہ ادھر سے اظہر جادو
آتا تھا اُسنے یہ تماشا دیکھا اور چھپکر اُنکی باتین سُننے لگا مخمور نے کہا ارے کیون اپنی جان
کے پیچھے پڑا ہی تو ہمارا شریک ہوجا اظہر کو تو اور کچھ بن نہ آیا افراسیاب پاس دوڑا گیا اور
سب حال کہا افراسیاب نے کہا ارے مارا تو نہین گیا اظہر نے کہا کہ اور ار تو مارا گیا لیکن
مظہر ابھی جیتا ہی اور مخمور سرخ چشم کہتی ہی کہ تو میرا شریک ہوجا مخمور کا نام سنتے ہی افراسیاب
جلگیا اور چاہا کہ چلون لیکن ٹھوکرین بہت سی کھا چکا تھا ذلیل ہوچکا تھا اُسنے مارے خوف کے
جرائت نہ کی سامنے مار اژدر خوار سیاہ چشم کھڑا تھا اُس سے کہا کہ تو جاکے عمرو کو مع مخمور پکڑ لا یہ
رخصت ہوکر چلا یہان مظہر نے ارادہ کیا کہ بھاگ جاے کہ ایک بڑا سناٹا ہوا جیسے افعی آتا ہی یا
نسیم چلتی ہی عمرو تو گلیم اوڑھ کے غائب ہوگیا مار اژدر خوار سانپ کا چابک ہاتھ مین لیے ہوے
شراب کے نشہ مین اژدر کے کباب کھاتا ہوا مخمور کے سامنے آیا پکارا ہنم مار اژدر خوار کُگذارم کہ
از دستِ من زندہ وسلامت روی مخمور سرخ چشم نے نایل فولاد کا مارا مار اژدر خوار نے خالی دیا
پکارا اری لونڈی احمق ہم جانتے ہین کہ تو افراسیاب پاس رہتی تھی لیکن ہم بھی غلام افراسیاب
کے ہین ایسا نہین ہی کہ ہمین کوئی مار ڈالے غرض سحر ہونے لگا اور مار اژدر خوار چابک گلے مین
ڈال کے زمین پر گر پڑا اور کالا سانپ بنکے پھنکارا مخمور گر پڑی یہ تڑپ کر پھر آدمی بنا اور مخمور کو باندھ لیا
مظہر اور اظہر تو دونون بغلین بجانے لگے اور کہا کہ کیون ای مخمور اب تم کہان جاؤ گی لیکن افسوس
کہ عمرو نکل گیا یہ کہکے کوس کوس بھر عمرو کو ڈھونڈھا جب نہ پایا تو مخمور کو لیکر چلے اُدھر عمرو
اپنے دلمین کہتا ہی کہ مخمور نے مجکو بچایا ہی مجھ سے اگر ہو سکے تو مخمور کو بچا یہ سوچکر پیچھے پیچھے
چلا مگر کوئی عیاری نہ بن پڑی قضاے کار سامنے سے برق فرنگی آتا تھا اُسنے دیدے سے
پہاڑ کے دیکھا کہ مخمور بندھی ہوئی جاتی ہی یہ ایک جادوگرنی کی صورت بنکر مظہر واظہر کے پاس
آیا اور کہا کہ مین دریاے نور کے اس پار رہتی ہون میرا نام بنفشہ جادو ہی کنیز ہون افراسیاب
کی افراسیاب کا حکم ہوا ہی کہ جادوگر مخمور کو لیے آتے ہین ایسا نہو کہ عمرو بیہوش کرے تم جاکے
یہ تین گلوریان اُن تینون کو دو تاکہ بیہوشی اثر نہ کرے از بسکہ جادوگرون کو تو عیارون کا

کھٹکا لگا رہتا ہی اژدر خوار نے سحر سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ عیار ہی اُسنے ایک ماش کا دانہ
مارا کہ پانوٗن برق کے زمین نے پکڑ لیے منظہر اور اظہر قہقہہ مار کے ہنسے اور مار اژدر خوار نے
اُس سے پوچھا کہ تو کون ہی برق نے کہا مین برق فرنگی ہون مخمور کو چھڑانے آیا تھا مگر گرفتار ہو گیا
عمرو نے دیکھا کہ برق بھی گرفتار ہو گیا بس یہ سناٹا مار کے ایک طرف چلا دیکھا تو ایک جادوگر بیمار دُبلا چلا آتا
ہی اُسنے اُسکو ایک بیضۂ بیہوشی مار کر بیہوش کر کے اپنی صورت ایک جادوگر کی ایسی بنا کے اور اُسکو
اپنی صورت کا بنایا اور کندھے پر لاد کر سامنے مار اژدر خوار کے آیا اور پکارا کہ اے افراسیاب
کے غلامو جسکی فکر مین تم تھے اُسکو لایا مین اژدر خوار بہت خوش ہوا اور کہا کہ تو نے بڑا کام
کیا افراسیاب بہت خوش ہوگا عمرو نے کہا کہ بھائی مین نے صبح سے کچھ کھایا نہین ہی ادھر
میرے گھر کے پاس کسی کا ایک باغ ہی کہ اُسمین انار بہت سے لگے ہین تو مین انار توڑ لایا ہون
اُسکے دانے نکالکر چاہتا تھا کہ بال بچون کو دون مگر اب مارے بھوک کے حالت تباہ ہی دو ہی دانے
کھاتا ہون یہ کہکر دانے نکالے اور کھانے لگا وہ سُرخ سُرخ دانے تازے تازے دیکھ کے سب کا جی للچایا
اور کہا کہ ہمین دو عمرو نے ایک ایک مٹھی سب کو دیے ہر ایک نے کھائے اور کہا کیا خوب شیرین دانے
ہین کہ کلیجہ سرد ہو گیا غرض چند قدم چلے تھے کہ چھینک آئی اور گر پڑے عمرو نے نعرہ کیا کہ منم عمرو بن
اُمیہ ضمری بھلا اب مین کب چھوڑتا ہون یہ نعرہ کر کے خنجر سے ہر ایک ساحر کا سر کاٹ ڈالا آواز
دار و گیر کی بلند ہوئی اور صدا آئی کہ کشتی مرا نام ہن اظہر و منظہر و مار اژدر خوار بود مخمور و برق فرنگی
چھوٹ گئے اور اپنی بارگاہ مین آئے اِدھر خبر افراسیاب کو ہوئی کہ منظہر وغیرہ سب مارے گئے اُسنے صرصر وغیرہ
عیارنیونکو بلا کر حکم دیا کہ جاؤ عمرو کو گرفتار کر لاؤ یہ یہان سے چلین مگر وہان مخمور نے مہرخ سے سب
حال اپنی رہائی کا بیان کیا اور کہا کہ میری مان کوہ نیلم پر رہتی ہی کہ جہان گھاس نیلی لگی اور تعلیش کے پھندے
اُس گھانس مین لگے ہین عمرو نے کہا انشاء اللہ ہم جا کر تمھاری مادر کو لائینگے اور اُدھر خرس دندان خان
کو افراسیاب نے پھر گرفتاری عمرو روانہ کیا اور عمرو بھی سیر کرنیکو نکلا صرصر کو تو افراسیاب نے بھیجا ہی تھا
یہ خواجہ کی فکر مین چلی تھی اُسنے عمرو کو دیکھا بس فوراً برق کی ایسی صورت بنکر سامنے عمرو کے آئی اور
ہاتھ پکڑ لیا کہا چلو کچھ آپسے کہنا ہی بس الگ لیجا کے باتین لگا کے ایک بیضہ مارا عمرو کو چھینک آئی اور
گر پڑا صرصر اُسکو پشتارہ باندھکر لیچلی مگر مخمور انتظار مین تھی اُسنے برق سے کہا کہ اے برق عمرو کا

کچھ حال نہین معلوم کہ کہان ہین برق نے کہا مین جاتا ہون اور خبر لاتا ہون ادھر صرصر عمرو کو
مصور کے خیمہ مین آئی مصور نے کہا کہ ای صرصر تو کسکو لائی اُسنے کہا عمرو کو اور عمرو کو پشتارہ سے
نکالکر ہوشیار کیا اُسکی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ مصور بیٹھا ہے اور صرصر کھڑی ہے سمجھا کہ صرصر
تجھکو پکڑ لائی ہے اور مصور نے کہا کہ تو یہان سے جا مین اسکا سر کاٹونگا صرصر نے کہا سر کاٹنے
مین جنگل اور گھر کی کیا ضرورت ہے آپ سر کاٹیے یہ سُنکے مصور عمرو کو لیکر چلا صرصر بھی اُسکے پیچھے چلی
مصور عمرو کو ایک درہ مین کوہ کے لایا اور تیغہ کھینچکر چاہتا تھا کہ مارے اُسوقت ایک پنجہ پیدا ہوا
اور عمرو کو اُٹھا لیگیا مصور نے کہا بڑا غضب ہوا اب افراسیاب کو خبر ہوگی تو وہ ناراض ہوگا
بس اُسنے ایک پُتلا عمرو کی صورت کا بناکے سر کاٹا قضاے کردگار ضرغام شیر دل آتا تھا اُسنے
دیکھا کہ مصور جادو ایک سر رومال مین باندھے لیے جاتا ہے خیال کیا کہ مقرر استاد کا سر ہے
بس اُسنے آکر دہنی طرف سے ایک بغدہ مصور کے مارا کہ مصور گر پڑا ضرغام نے رومال کھولکر
دیکھا تو عمرو کا سر پایا دل سے کہا کہ ہاے یہ کیا غضب ہوا بس اُسنے خنجر نکالکر چاہا کہ مصور کا سر
کاٹ ڈالون وہین ایک پنجہ پیدا ہوا اور مصور کو اُٹھا لیگیا ضرغام شیر دل رومال لیکر بھاگا اور
جانب بارگاہ چلا مگر عمرو کو جو پنجہ لیگیا تو عمرو دل مین کہتا ہے کہ خدا کرے کسی دوست کا پنجہ ہو مگر یہان
سب تیرے خون کے پیاسے ہین یہ پنجہ ضرور کسی دشمن کا ہے یہ کہتا جاتا تھا کہ ایک جنگل سے
عطر کی بو آنے لگی اور گلہاے زنگار رنگ کھلے تھے اُس پنجہ نے عمرو کو وہان لا کر چھوڑ دیا عمرو حیران
تھا کہ یہان کون ایسا تھا جو مجھکو اُٹھا لایا اے عمرو یہ کوئی دوست معلوم دیتا ہے نہ دشمن دیکھا
چاہیے اب کیا ہوتا ہے یہ سوچ ہی رہا تھا کہ چالیس عورتین دُر در گوش مرصع پوش سراپا غرق
دریاے جواہر ایک تخت اپنے ہمراہ لیے ہوئے آئین اور اُنھون نے عمرو کو سلام کیا عمرو نے
اُنسے پوچھا کہ تم کون ہو اور یہ تخت کسنے بھیجا ہے اُسنے کہا افراسیاب نے بھیجا ہے جلد سوار ہو کر چلیے افراسیاب
کا نام سُنکے عمرو کی جان نکلگئی دلمین کہتا ہے کہ یہ تخت تختۂ تابوت سے بدتر ہے اے عمرو بھاگ نہ سکیگے
پھر کہتا ہے کہ اگر بھاگونگا تو کہان جاؤنگا جسنے کہ تجھکو پہلے سے پکڑوا منگایا وہ پھر کیا اور کہین سے
نہین منگا سکتا ہے خیر جواب مرضی پروردگار عالم کی جو کچھ تیرے حق مین بہتر ہوگا وہی خدا کریگا وہ
خالق لم یزل بچانے والا ہے بس یہ سوچکر تخت پر سوار ہوا وہ عورتین لیکر چلین عمرو وہی

ایسا شخص تھا کہ جو سوار بھی ہوا اور نہ دوسرا ہوتا تو کلیجہ پھٹ جاتا اب دلمین لاکھ لاکھ تدبیرین کرتا جاتا ہے مگر کوئی بن نہین پڑتی غرض نظم

بڑھے یہ رفتہ رفتہ چند فرسنگ　　نظر آیا وہین اک قلعہ کا رنگ
کہ تابندہ ہے وہ مثل مہر انور　　جڑے ہین زر کے دیوار و نمین پتھر
زمین شفاف رستہ صاف دروا　　نہال سبز مثل باغ پیدا
درخت اکثر مگر سبکا جدا رنگ　　نہ ملتا ایک سے تھا ایک کا رنگ
کوئی آئینہ مرد سے تھا خوش آب　　کوئی مانند لعل سرخ نایاب
ثمر کی جا گہر سب مین نمودار　　چمک تیون مین جیسے عارض یار
وہ سب گویا بشکل آدمی زاد　　کہ جنکو دیکھکر حیران ہو بہزاد
قریب اک حوض اسمین خون لبریز　　کنارون پر کشیدہ خنجر تیز
کہین پتھر کے انسان وہ بھی گویا　　اسے دیکھا تو سارا باغ رویا

اُس باغ مین ایک بارہ دری جواہر سے بھری آگے اُسکے نمگیرہ باسلاک مروارید استادہ قناتین سرخ مخملی بیل بوٹہ حوض حاشیہ جواہر کا وہ قناتین کھڑی ہوئین درخت تمام باغ کے بادلے سے منڈھے ہوئے مقیش کے پھندنے اور قمقمے لٹکتے نمگیرے کے نیچے فرش تمامی کا بچھا ہوا اگر سوز عنبر سوز روشن عطردان پاندان خاصدان چنگیر چوگھڑے گلابپاش جا بجا کشتیان ڈالیان میوون کی بطور چمن بندی کے آراستہ اور تخت طاؤسی بچھا ہوا اُسپر افراسیاب جادو بیٹھا ہوا ناچ سامنے ہوتا تھا تھاپ طبلے پر پڑتی تھی کہ آن عورتون نے تخت کو لاکر سامنے رکھدیا اور عمرو سے کہا اُترو یہ مقام مجرا کرنے کا ہے عمرو اُتر پڑا اور افراسیاب کو جھک کر مجرا کیا افراسیاب مسکرایا اور لوگون نے کہا عجب طرح کا جادوگر افراسیاب نے بلایا ہے مگر ایک کرسی آکر الماس کی بچھی عمرو کو اُسپر حکم بیٹھنے کا دیا عمرو سلام کرکے بیٹھا اور افراسیاب سے کہا کہ خداوند سامری و لقا تمھاری عزت رکھے جیسا تم غریبون کی عزت کرتے ہو افراسیاب نے کہا خواجہ کہان تھے عمرو نے کہا میرا وطن ہے مین بارگاہ کے دروازے پر کھڑا تھا کہ صرصر شمشیرزن مجکو پکڑکر معصوم کے پاس لیگئی اسنے

میرے قتل کی تدبیر کی پنجہ مجکو اُٹھا لایا ہمارے مُنہہ سے ایک بات نکل گئی تھی اس سبب سے
شرماشرمی لڑتے ہین ورنہ کیا مقدور کسیکا کہ تمسے لڑسکے ای افراسیاب زمین و آسمان تیرے
فرمان مین ہین جسوقت تیرے مزاج مین جو آئے وہ کرے افراسیاب نے کہا کہ مین نے
اسواسطے تجکو پکڑ بلایا ہی کہ مہرخ سحر چشم کو ابھی غارت کرونگا پس تجکو بھی اُسکا قید بنا
دکھاؤن عمرو نے کہا کہ مہرخ پر کیا منحصر ہی تو جسکو چاہے دم بھر مین غارت کردیوے فی الحقیقت
کیسی کیسی ذلتین میرے ہاتھ سے ہوئین سیکڑون جادوگر میرے ہاتھ سے مارے گئے
تیری بارگاہ مین آکے تجکو ذلیل کیا لوٹ لیگیا بارہا تجکو بیہوش کیا مگر آگے جو کچھ ہوا سو
ہوا اب نہوگا افراسیاب نے کہا کہ تو اپنی حرکتون سے باز نہین آتا ای عمرو مین تیرا دشمن
ہون تو میرا دشمن ہی اگر اپنی زندگی چاہتا ہی مہرخ کو نامہ لکھکے یہان بلالے مین شکیل
جادو کی معشوق کو بخش دونگا لیکن اسد کی معشوق کہ یہ قیدی طلسم ہی نہ بخشونگا یہ باتین
ہو رہی تھین کہ پنجہ مصور جادو کو لیکر آیا مصور نے افراسیاب کو مجرا کیا مصور نے دیکھا کہ
عمرو کرسی پر بیٹھا ہی بھیانک ہوکر دیکھنے لگا افراسیاب نے کہا کہ ای مصور تصویر تو دیکھو کہ عمرو
یہی یا نہین مصور نے تصویر کو دیکھا معلوم ہوا کہ یہ عمرو ہی اُسنے کہا کہ مین اسکو قتل کرنے لیگیا تھا
آپکا پنجہ اسکو اُٹھا لایا یہ ذکر ہو رہا تھا کہ ایک لکہ ابر کا نمود ہوا اور بجلی چمکنے لگی آگے آگے سترہ سو
عورت زیور یاقوت مین غرق جھلکی یاقوت کی پھراتی ہوئین مٹھے عبیر و گلال کے اُچھالتی ہوئین
آٹھ سو لونڈیان آگے پیچھے مورچھل لیے ہوئے اور ایک تخت پر ایک عورت نہایت حسین سج آ
آتی ہی بس وہ ابر جھکا اور وہ تخت نیچے اُترا وہ عورت تخت سے اُتری اور افراسیاب کو مجرا
کیا پھر وہ تخت دہنی طرف افراسیاب کے بچھ گیا وہ عورت اُسپر بیٹھی افراسیاب نے اُس سے
پوچھا کہ ای ملکہ مشتری ہفت سحر مزاج تو اچھا ہی اُسنے عرض کیا کہ دعا کرتی ہون پھر اُسنے
عمرو کو دیکھا شرمائی منہہ پھیر لیا اور کہا کہ ای افراسیاب یہ کون ہی افراسیاب نے کہا کہ یہ عمرو
عیار ہی مشتری ہفت سحر نے کہا کہ یہ وہی عمرو ہی کہ جسنے اٹھارہ ہزار ملک باجگزار غارت کیے نمرود و
شداد و ہامان اور ہامہ کو مارا اُسنے کہا کہ ہان مشتری ہفت سحر نے پھر مصور سے پوچھا
کہ آپکا مزاج تو اچھا ہی مصور نے کہا کہ اچھا ہی ای ملکہ مشتری ہفت سحر تم عمرو کو جو پوچھتی ہو تو

یہ آپ سے نہین آئے ہین افراسیاب کے بلائے ہوئے آئے ہین عمرؑ نے کہا ای افراسیاب تم مجکو بارگاہ مہرخ مین بھجوا دو مین سب جادوگرون کو سمجھا کے لاتا ہون ملکہ مشتری ہفت سحر نے کہا جانے دیجیے افراسیاب نے کہا اگر تو پھر جائے تو کیا کرین عمرؑ نے کہا اگر مین پھر جاؤن تو سر کاٹ لینا ملکہ مشتری ہفت سحر نے کہا خواجہ تمھارے قول کا اعتبار ہی یہ کہکے دو سو روپیے اور ایک لڑی موتیون کی دی افراسیاب نے کہا ای عمرؑ مین نے جو انکو بلایا ہی یہ مشتری ہفت سحر ہین کہ کوئی لاکھ سحر کرے کچھ نہو سکے گا یہ مالک ہفت سحر ہین کوئی ایک سحر رد کریگا دو کریگا کہانتک رد کریگا اور عمرؑ کو ہمراہ جادوگر کے بھجوا دیا مصور جادو نے کہا اب عمرؑ عیار نہین آئیگا بارگاہ مین جا کے مہرخ کو بھڑکا دیگا احوال سب کہیگا اُسمین مشتری ہفت سحر اُٹھی اور سحر کر کے کچھ رنڈیان اور ایک رنڈی اپنی صورت کی بنائی وہ غائب ہو گئین آپ آ کے افراسیاب پاس بیٹھی اور اُن جادوگرون نے عمرؑ کو ایک جنگل مین چھوڑ دیا عمرؑ نے کہا ای عمرؑ افراسیاب کہتا ہی کہ ملکہ مشتری ہفت سحر ہفت برق سے بہتر ہی نہایت زبردست ہی ہفت سحر کی مالک ہی سوا میرے کوئی سامنا نہین کر سکتا ہی بیدول آئی ہی عمرؑ بھاگا اور مہرخ سے یہ کہتا ہوا کہ مین چھپا جاتا ہون پہاڑ مین گھستا ہوا جنگل کو طی کرتا ہوا نکلا دیکھا کہ سامنے ایک درے مین ملکہ مشتری ہفت سحر کھڑی تھی دس بارہ خواصین دُر در گوش ایک چبوترہ پر استادہ ہین مکان مین چلمنین بندھی ہین فرش کیا ہوا ہی عمرؑ نے خیال کیا کہ افراسیاب تو اُٹھگیا ہی مشتری ہفت سحر اپنے مکان مین آئی ای عمرؑ ایسے مقام پر چوکنا کیا ہی کام تمام کر مالک ہفت سحر ہی تو کیا ہو ابس ایک رنڈی کی صورت بنا کہ انگیا مسکی ہوئی کُرتی پھٹی ہوئی دوپٹہ کی دھجیر اُڑی ہوئی پائجامے پھٹے جوتیان کیچڑ مین بھری ہوئین کچھ گہنا ٹوٹا ہوا پہنے ہوا ٹھیکے رونے لگی کان مین ملکہ کے آواز گئی کہا ارے دیکھو تو یہ کون روتا ہی ایک عورت نے نکلکے دیکھا ایک رنڈی خوبصورت روتی ہی پاس آ کے شانہ پکڑ کے کہا بی بی تو کیون بیٹھی روتی ہی ایک مرتبہ چیخ کے کہا ارے تم ٹھگ تو نہین ہو وہ عورت ہنسی اور کہا ارے بی بی دن دہاڑے ڈاکا پڑتا ہی کہا ارے مین تو تمہین کہتی ہون مین سوداگر بچی ہون میرے ماں باپ لیے جاتے تھے راہ مین ٹھگ آ گرے سب لوٹ لیگئے مین ایک قنات مین گھُس کے بھاگی دور سے بھاگی ہون

مارے فاقون کے بُری حالت ہوئی ہو آج یہان پہونچی ہون نہین معلوم یہ مکان کون ہو تم کون ہو
اس لونڈی نے ملکہ کو خبر کی مشتری ہفت سحر نے کہا جاکے بلا لا لونڈی گئی اور کہا ای سوداگر بچی
تمکو ہماری ملکہ نے بلایا ہو دلمین تو عمرو بھی چاہتا تھا لیکن ظاہر مین کہا مجھ کمبخت نصیبون جلی کو
کون بلائیگا اور مین جاکر کیا کرونگی میرا باپ مارا گیا گھر غارت ہوا مال سب لُٹ گیا غلام نوکر چاکر
مارے گئے خیر تمھاری خاطر سے چلتی ہون یہ کہکے ساتھ اُسکے گئی روبرو جاکے صاحب سلامت کی
آہ کرکے بیٹھ گئی اور سب احوال کہا ملکہ نے کہا بی بی تو آہ کرکے کیون بیٹھی کہا ملکہ تین روز ہوگئے
فاقہ سے ہون کچھ میسر نہین ہوا کبھی دالان سے باہر نکلنے کا اتفاق نہوتا تھا سو تین روز ہوگئے
چلتے چلتے پانؤن مین چھالے پڑ گئے ملکہ مشتری نے حکم کیا ارے کچھ تیار ہوئے تو جلد لاؤ اُسوقت
کباب تیتر بٹیر کبوتر مرغ کے تیار تھے لاکے موجود کیے ملکہ نے جو کباب دیا کھاکے چپکی بیٹھ رہی
ملکہ نے کہا تم چپ کیون ہو رہین کہا ملکہ بغیر شراب کے کباب کا کیا مزا ہی حکم کیا ارے شراب لاؤ
ایک قرابہ شراب کا لاکے رکھا یا عمرو نے کھول کے دیکھا دیکھنا کیا تھا کہ نمک سرکاری داخل ہوگیا غرض
سب نے وہ شراب پی عمرو نے بھی دو تین جام پیے لیکن جب جام پیا بغل سونگھ لی نشہ نہوا جبکہ
خوب پی چکی ایک مرتبہ سبکو نشہ ہوا چکر آیا بیہوش ہوگئے عمرو نے اُٹھکے پاندان عطردان چنگیر دان
فرش فروش چلمن پردے سب اسباب داخل زنبیل کیا ایک مزدور زنبیل سے نکال کے غائب کیا
اور کہا ان سب کے کپڑے اُتار لے خبردار چھوٹنے نہ پائیں اور آپ خنجر لیکے ملکہ مشتری ہفت سحر
پہ دوڑا پاس جاکے تمام گہنا اُتار لیا اور خنجر آبدار نکال کے چاہے کہ سر کاٹون ایک مرتبہ اقا
ہوا بجلی چمکی دو پنجے پیدا ہوے عمرو او مشتری کو اُٹھا لیا یعنے عمرو نے دیکھا کہ طبقہ زمین کو جنبش
ہوئی اور اُکھڑکے چلا یہان افراسیاب و مصور و ملکہ مشتری ہفت سحر بیٹھے ہین ناچ
ہو رہا ہی کہ وہ طبقہ پہونچا لوگون نے کہا ارے آسمان پر سے کچھ آفت آتی ہی افراسیاب نے کہا
ارے کچھ احمق ہوگئے ہو کیا بکتے ہو چنانچہ وہ طبقہ پنجون نے لاکر رکھدیا مشتری ہفت سحر نے
دیکھا کہ عمرو خنجر پکڑے کھڑا ہی اور وہ مشتری کہ جسکو مین نا کر بٹھا آئی تھی بیہوش پڑی ہی بس
اُسنے کمر مین عمرو کے زنجیر باندھی اور افراسیاب نے جھنجھلا کر ایک طمانچہ عمرو کے مارا اور اُس
رنڈی کو ہوشیار کرکے حال پوچھا اُسنے کہا کہ یہ سوداگر بچی بنکے آیا تھا اُسوقت کہا کہ ارے

جلاد کو بلاؤ تاکہ اسکا سر کاٹے عمرو نے کہا کہ اب مجھے چھوڑ دیجیے پھر ایسی حرکت کبھی نہوگی مین نے
تو ملکہ کے دشمنونکے قتل کی فکر کی تھی افراسیاب نے کہا کہ مین اب نچھوڑونگا اُسوقت
عمرو گھبرایا پھر اپنے دل سے کہا کہ اے عمرو پروردگار تیرا حافظ اور نگہبان ہے اور افراسیاب سے
کہا کہ اے افراسیاب مین جو تیری منت سماجت کرون تو اسقدر اپنے پروردگار کی کیون
نہ منت کرون کہ وہ خالق لم یزل ہے تو کیا مجکو بچائیگا میرا خدا بچانے والا ہے افراسیاب نے
کہا اسے وہ خداوند لقا خود تجھسے بیزار ہے عمرو نے کہا کہ ارے تیرے لقا پر اور تجھپر لعنت ہے میرا
خدا وہ ہے کہ جسنے لقا کو بھی پیدا کیا ہے اور عمرو رو دیا مشتری ہفت سحر نے حکم کیا دو جادوگر
اُٹھے عمرو کو پکڑ کے کشان کشان لے چلے لاکے چبوترے پر بٹھایا حکم کیا کہ سر کاٹو جلاد
تیغ آبدار کھینچ کے سر پر آیا کوئلے کا خط گردن پر کھینچا عمرو رو دیا اور کہا حقیقت مین
زندگی سے حرف آیا رو رو کے مناجات کرنے لگا ابیات

بگرداب بلا افتادہ ام یا مصطفےٰ دستے
بہ بحر غم گرفتارم علی مرتضےٰ دستے
ز حالات شب معراج دانستم ید اللہی
چرا دستم نہ گیری یا علی بہر خدا دستے

افراسیاب بیچارا ارے یہ کچھ بڑبڑاتا ہے اور سحر کرتا ہے عمرو نے کہا مین ساحر پر لعنت کرتا ہون
میرا مولا بچانے والا ہے اسمین تیرا حکم ہوا تیغ کھینچ کے جلاد نے کہا اب جو مانگنے کی ہوس ہو
مانگ لو عمرو نے کہا ارے مسخرے ہوس تجکو ہوگی یا افراسیاب حرامزادے کو ہوگی دیکھ تو کیسی
ہوس نکالتی ہے اور جلاد نے ہاتھ اُٹھایا ایک پنجہ پیدا ہوا اور عمرو کو اُٹھا لیگیا افراسیاب جادو و
ملکہ مشتری ہفت سحر مصور جادو حیران رہگئے کہا معلوم ہوا کہ مخمور سرخ چشم یا مہرخ مقرر لیگئی
افراسیاب نے کہا قسم ہے خداوند لقا کی کل سمجھ لونگا ملکہ مشتری ہفت سحر نے کہا مین پکڑے لاتی
ہون اور جو پنجہ لیگیا وہ کون تھا کہا ملکہ قریشیہ سلطان ملک زنگ سے آتی تھی قضارے کا
اسی طرف سے گذری دیکھا کہ ایک آدمی بیٹھا ہے اور جلاد سر کاٹا چاہتا ہے لیکن عمرو کی خبر نہ تھی
اسمین آنکھ عمرو کی کھلی مجرا کیا ملکہ قریشیہ سلطان نے کہا خواجہ تم طلسم مین کہان گئے تھے
عمرو نے سب حال بیان کیا ملکہ قریشیہ سلطان نے کہا اے خواجہ اگر فرمائیے تو ابھی آتر کے طلسم
کو غارت کیے دیتی ہون ایک دیو سیکڑون کو کھا جاتا ہے عمرو نے کہا اے ملکہ عمرو کو اس بڑھاپے مین
جوتیان کھلوایا چاہتی ہو اگر حمزہ چاہتا تو گوہر زاد و قمر زاد کو بلا کے غارت نہ کرا دیتا اسکو منظور

نہین جانتا ہی کہ آدمی سے آدمی لڑے اور مین بہ حکم پروردگار عالم طلسم توڑونگا اب یہ کیجئی کمر
یہ کیجیے کہ مجکو مہرخ کی بارگاہ مین پہونچا دے اور تم کہان جاتی ہو ملکہ قریشیہ نے کہا مین طلسم
سفید بوم کو جاتی ہون یہ کہکر ملکہ نے کہا ای ملکہ آئینہ پری تم خواجہ سلامت کو بھجوا دو یہ سنکے
ملکہ آئینہ پری تخت پر عمرو کو بٹھا کے روانہ ہوئی مہرخ کی بارگاہ کے قریب جبکہ عمرو پہونچا تخت پر سے
اترکے خیمے مین گیا ملکہ مہرخ و مخمور و بہار و شکیل و نافرمان سب انتظار مین تھے کہ خواجہ
نہین آئے ایک مرتبہ عمرو سامنے سے آیا مہرخ سحر چشم دیکھتے ہی دوڑی گلے لگایا ہاتھ پکڑکے
کرسی پر بٹھایا کہا خواجہ سلامت کہان تشریف لے گئے تھے عمرو نے صرصر کی عیاری مصور
پاس جانا اور افراسیاب کا حال ملکہ مشتری ہفت سحر کی کیفیت قریشیہ سلطان کا اٹھا لیجانا
سب بیان کیا مہرخ نے کہا کہ خواجہ خدا انکو لایا مشتری ہفت سحر بلا کی جادوگرنی ہی اور مالک
ہفت سحر ہی کوئی اُسکا مقابلہ نہین کرسکتا عمرو نے کہا یقین ہی کہ وہ آج آئے مہرخ نے کہا کہ
مقدمہ لڑائی کا ہی نہین معلوم کیا افتاد پڑے یہ باتین ہو رہی تھین کہ آواز طبل اور نقارے
کے بجنے کی کان مین آئی یعنی مشتری ہفت سحر و حیرت جادو گنبد نور سے فوج لیکر یہان
آئین ہین یہ طبل اور نقارے انھین کے داخلے کے بجے تھے ملکہ مہرخ نے ایک جادوگر واسطے
خبر کے روانہ کیا اُسنے آکر خبر دی کہ حیرت اور مشتری ہفت سحر لشکر لیکر آئی ہین اور وہان ساحر باز
و لط و قرقرے ہنس آتشین فیل آتشین پر سوار ہوکر آئے تھے چنانچہ بارگاہین اور خیمے نصب ہوے
لشکر اترا کٹورا کھنکنے لگا گرم بازاری شروع ہوئی اور ملکہ مشتری ہفت سحر نے نامہ ملکہ مہرخ کو
لکھا مضمون یہ تھا کہ ای مہرخ سحر چشم افراسیاب مالک و مختار ہی اور ہم سب تابعدار ہین جسوقت
ہمارے تمھارے درمیان مین قصہ ہوا تو کچھ مزا نہ رہا لازم یہ ہی کہ آشتی کرو اور اطاعت افراسیاب
قبول کرو ورنہ ہمارے تمھارے جنگ ہی یہ نامہ لکھکر اور مہر کرکے ایک جادوگر کو دیا وہ مہرخ پاس
لایا ملکہ مہرخ نے نامہ پڑھا اور جواب لکھا کہ ای مشتری ہفت سحر بہت سے جادوگر یہان آئے
اور مارے گئے چنانچہ اب ہمسے تم امید ملنے کی نہ رکھو اور جو کچھ تمسے ہو سکے قصور اور کوتاہی نکرو
یہ لکھکر بھیجدیا جب مشتری ہفت سحر نے یہ پڑھا تو بہت کچھ برہم ہوئی اور کہا اسقدر سے غرور کہ
ایسا کچھ جواب ہمکو لکھا غرض جب دامن مغرب مین مہر تابان نے عارض اپنا چھپایا اور دن نے

نقارہ کوچ کا بجایا کہ نظم

شعاع مہر مثل زلف جانان
بہار شام نے پیدا کیا رنگ
نگاہوں سے لگی ہونے پریشان
نگاہوں کو نظر آئے نئے ڈھنگ

ملکہ مشتری ہفت سحر نے طبل جنگ بجوایا مہرخ نے بھی نفیر سحر کو دم دیا تیاری دونوں لشکروں میں سحر و ساحری کی اور آلات حرب و ضرب کی ہونے لگی کڑاہیاں چڑھ گئیں ہیروں کو بھٹیوں میں اس شب کو دریائے سحر جوش زن تھا زندگی حباب آسا نظر آتی تھی کشتی حیات طوفانی ہوئی جاتی تھی ہر ایک کے دل میں لڑنے کی موج اٹھتی تھی تلوار کا گھاٹ آج باڑھ پر تھا کہیں خنجر چمکتے تھے کہیں تیر و سنان آبدار کیے جاتے تھے چار پہر رات دونوں لشکر میں غلغلہ برپا رہا جب وہ وقت آیا کہ سامان ظلمت پر تباہی پڑی اور شب کی سیاہی عنوان ہو کر اڑی ابیات

گھٹی جب رات مثل عمر مشتاق
ہوئی خوابیدہ چشم نجم بیدار
شعاع مہر چلی سوے آفاق
بڑھے پاداش قسمت کو گنہگار

صبح کو ملکہ مشتری ہفت سحر تخت پر سوار ہوئی چار لاکھ اسی ہزار چھ سو جادوگر ہمراہ لیکر کہ وہ سب طائران سحر پر سوار تھے اور آگ دھتورے کے پھل اچھالتے ہوئے ناریل و نارنج ترنج ہاتھوں میں لیے ماش رائی سرسوں کے دانے جھولیوں میں بھرے آتش بگولے اٹھتے ہوئے یہ سب میدان حرب میں آکر قائم ہوئے بیرقیں سرخ و سبز و زرد ہوا میں فرانے لگیں جو جوکارکا سامری کے غل ہوا ادھر سے ملکہ مہرخ اور مخمور و نافرمان و بہار سب اپنے اپنے تختوں پر سوار ہو کر کئی لاکھ جادوگروں کی جمعیت سے میدان کارزار میں آئیں صفوف لشکر آراستہ ہوئیں نقیبوں نے نقابت کی کڑکیتوں نے کڑکا کہا کہ ہاں ای ساحران نامی یہ یاد رکھو کہ کوئی ہمیشہ دنیا میں نہ رہا نظم

ہمہ نام نیکی بود یادگار
نباشد کسے در جہان پایدار
کجا آن بزرگان ساسانیان
کجا شد فریدون ضحاک و جم
زبہرامیان و زاشکانیان
مہان عرب خسروان عجم
کہ بیداد گر بود و ناپاک بود
نکوہیدہ تر شاہ ضحاک بود
فریدون فرخ ستایش نہ برد
بہ مرداو و جاوید نامش نہ مرد
سخن ماندہ اندر جہان یادگار
سخن بہتر از گوہر شاہوار
تم بھی آج کے دن لڑلو دشمن کو

تہ تیغ کرلو یہ کہکر نقیب تو کنارے ہوگئے اور ملکہ مشتری ہفت سحر تخت بڑھا کے آگے آئی اور پکاری کہ ای مہرخ تیری عقل ماری گئی ہی کہ جو تو نے میرا سامنا کیا ہی یہ میرا سامنا نہیں کیا افراسیاب کا سامنا کیا ہی سیکڑوں لونڈی غلام اسکے آنیر سے نثار ہونے کو موجود ہیں اچھا بھیج کسی کو میرے

مقابلے کے لیے اس للکارنے سے مہرخ کی طرف سے ناگ جادو نکلا اور برابر آکے اُسنے ایک ناریل مارا ملکہ مشتری ہفت سحر نے خالی دیکر ایک فولاد کا گولہ مارا کہ ناگ جادو کی ران توڑ کر نکل گیا پھر اسلم جادو آیا اور اُسنے آکر ایک چکر مارا اُسنے خالی دیکر ایک ترنج مارا کہ وہ بھی زخمی ہوا پھر تو جو نکلا وہ زخمی ہوا مہرخ نے ارادہ کیا عمرو نے کہا اے ملکہ مہرخ ابھی ارادہ نہ کرنا لڑنے کا جادوگر موجود ہین لاکھ ساحر کا لشکر پڑا ہوا ہے مہرخ نے کہا اے خواجہ مجکو کسی طرح فتح ہوتی نہیں معلوم دیتی عمرو نے کہا اگر تمکو یقین ہے کہ مین لڑ سکونگی تو مضائقہ نہین ہے مہرخ نے کہا ہے بڑی زبردست فتح شکست خدا کے اختیار ہے لیکن جو نکلتا ہے زخمی ہو جاتا ہے بگڑ جاتا ہے آخر کیا ہوگا عمرو نے کہا اے ملکہ اگر تم زخمی ہو گئین یا ماری گئین تو تمام کھیل بگڑ جائیگا مین بھی ڈھیلا ہو جاؤنگا جب تلک یہ لڑائی ہے جادوگرون کو لڑنے دو مجکو عیاری نجوبی سوجھی ہے مین مقرر رات کو کام کرونگا ہمین مہرخ کی طرف کے تیس چالیس زخمی ہو گئے چالیس پچاس گرفتار ہو گئے مہرخ نے طاؤس بڑھا کے کہا اے ملکہ مشتری ہفت سحر سبحان اللہ خوب لڑین مشتری نے کہا اے مہرخ تمنے جسکو بھیجا اُسکو مین نے زخمی کیا تمنے ارادہ نہ کیا مہرخ نے کہا اے مشتری ہفت سحر اب تو ہمارے تمھارے لڑائی ہے سمجھ لینگے مشتری نے دل مین کہا آج تو طبل آسایش بجوا دے کل سویرا ان مہرخ کو للکارنا یہ خیال کرکے طبل آسایش بجوا کے پھر گئی تمام جادوگر خوش تھے اور کہتے تھے کہ اے ملکہ خوب لڑین معلوم ہوتا ہے کہ مہرخ تمھارا سامنا نہ کریگی ملکہ مشتری خیمے مین داخل ہوئی حیرت جادو طلسم سے آئی باتین ہونے لگین افراسیاب ظلمات کو گیا ہوا تھا وہ بھی طلسم مین داخل ہوا حیرت کو خبر ہوئی حیرت نے افراسیاب سے تمام احوال کہا افراسیاب نے کہا تم جا کے ملکہ مشتری ہفت سحر کو بلا لاؤ حیرت سوار ہو کے آئی مشتری کو لے گئی مشتری ہفت سحر نے مجرا کیا افراسیاب نے مشتری کو گلے لگایا تخت پر بٹھایا کہا اے افراسیاب مہرخ نے میرا سامنا نہ کیا میرا ارادہ ہے کہ کل صبح کو پہلے مہرخ کو للکارون افراسیاب نے کہا تم مختار ہو اسمین کھانا آیا مشتری کو کھلایا شراب کباب کھلا پلا کے تحفے طلسم کے دیے اور کہا اے مشتری ہفت سحر تمنے بڑی لڑائی ماری ہے عیار نابکار لگے ہونگے آج کا دن تم یہین رہو ایسا نہو گرفتار ہو جاؤ ماری جاؤ کچھ چوٹ چپیٹ آجاوے تو غضب ہو جاویگا ملکہ مشتری نے کہا آپ نے دیکھ لیا کہ مین نے

کسطرح عمرو کو پکڑوا بلوایا تھا میرا کیا کرسکتا ہی مین خبردار ہون یہ کہکے رخصت ہوئی اپنے خیمے مین
گئی افراسیاب نے صرصر شمشیرزن صبا رفتار کمند انداز شرارہ نقب زن شمیمہ سنگ انداز
تیزنگاہ خنجرزن کو بلاکے کہا اے صرصر تو جانتی ہو کہ ملکہ مشتری ہفت سحر نے کیسی لڑائی ماری ہی
کہ مہرخ کا مُنھ نہ پڑسکا اب وہ اپنے خیمے کو گئی ہی عیار مکار فکر مین لگے ہونگے تم پانچون خبرداری
کرو اگر کچھ پیچ پڑگیا تو قسم ہی خداوند لقا کی صبح کو تم پانچونکا سر کاٹ ڈالونگا صرصر نے کہا اے
افراسیاب جادو ہم اپنی سی کوتاہی نہ کرینگے آگے جو ہماری قسمت مین ہی اُس سے ناچاری
ہی غرض صرصر کو خلعت دیکے روانہ کیا راہ مین صرصر نے صبا رفتار کمند انداز سے کہا کچھ
سُنا افراسیاب نے کیا کہا خبردار رہنا آج اُسنے قسم کھائی ہی اگر کچھ پیچ پڑا تو مقرر مار ڈالیگا اُدہر
عمرو بھی جانبازی کریگا اور مشتری کو مار ڈالیگا اور افراسیاب نے مشتری سے کہلا بھیجا کہ
مین نے پانچون عیار بچیان تمھارے چوکی پہرے کو بھیجی ہین اسمین پانچون عیار بچیان
جا پہونچین داخل بارگاہ ہوئین جاکے مجرا کیا مشتری ہفت سحر نے کتاب سامری
دیکھی معلوم ہوا کہ پانچون عیار بچیان ہین کہا حاضر رہو یہان عمرو عیار چار گھڑی رات گئے
رخصت ہوکے مہرخ سے چلا مہرخ نے خدا حامی و خدا حافظ کہا عمرو نے منظور کیا قنطورہ
زربفتی و پتیا وہ سقرلاتی گوپن عیاری سے چست و چالاک ہوکر روانہ ہوا راہ مین برق فرنگی
ملا کہا مین بھی حاضر ہون غرض جسوقت نزدیک بارگاہ کے گیا دیکھا کہ خدمتگارون کی
آمد و رفت تھی ایک خدمتگار کی صورت بنکر صاف خیمے مین داخل ہوکے خدمتگارون مین
بیٹھ گیا بعد دو ایک گھڑی کے بارگاہ کے ستون سے لگکے کھڑا ہوا اُدھر سے صرصر شمشیرزن
و صبا رفتار کمند انداز آتی تھین پہچانا کہ عمرو کھڑا ہو ہین عمرو نے بھی تیورون سے
دریافت کیا کہ ان دونون نے پہچانا ستون سے الگ ہوکے کمال حستی سے کھڑا ہوا
صرصر نے کہا صبا رفتار عمرو پہ ہرگز ارادہ نکرنا عمرو عیار گلیم عیاری اوڑھکے غائب
ہوگیا صرصر و صبا رفتار ڈھونڈھنے لگین شرارہ نقب زن سامنے کھڑی تھی
اُسکو معلوم نہ تھا مشتری ہفت سحر نے کہا ارے تم کیا ڈھونڈھتی ہو صرصر نے
کہا بلالون ابھی جو ستون سے خدمتگار کی صورت بنا کھڑا تھا وہ عمرو عیار تھا لیکن

صاف نکل گیا مشتری ہفت سحر سنبھل بیٹھی کہا مین بھی رات بھر نہ سوؤنگی سامنے
شرارہ جو کھڑی تھی صرصر نے ہاتھ پکڑ لیا کہا ارے برق فرنگی تو کہان جائیگا برابر آئے
کمند کے حلقے مارے بیلا عیاری کا صرصر کے ہاتھ مین رہگیا برق فرنگی صاف نکل گیا
مشتری نے دیکھا کہا ارے یہ کون تھا کہا یہ برق فرنگی تھا صرصر نے کہا ارے شرارہ
شمیمہ کا کچھ احوال نہین معلوم عمرو نے کہا کچھ نہین معلوم ہی صرصر نے پھر کے دیکھا اور
تلوار کھینچ کے دوڑی عمرو نے بھی نیمچہ کھینچا تلوار چلی مشتری ہفت سحر نے سحر کرنے کا
ارادہ کیا عمرو نے بھاگا صاف جست کر کے نکل گیا صرصر نے کہا بیڈول نقشہ ہو دیکھیے
کیا ہوتا ہی اسمین دیکھتی ہو کہ باہر سے شرارہ و شمیمہ چلی آتی ہو صرصر نے نشانی اپنی
دکھلاکے سب احوال کہا اسمین آسمان پر سے ایک ترا قا ہوا ایک جادوگر زرین پوش
آیا اور مشتری کو نامہ دیا کہ افراسیاب نے یہ نامہ بھیجا ہی صرصر نے کہا اے صبا رفتار
یہ عمرو تو نہوئے چلو دیکھہ آوین صبا رفتار و صرصر چلین داہنی طرف شمیمہ کھڑی تھی کہا
ارے کہان جاتی ہی اور حباب مار کے بیہوش کر دیا لیکن صرصر کو ٹہکا صبا رفتار نے
فتیلہ دفع بیہوشی دیا صرصر کی آنکھہ کھلی صبا رفتار نے کہا بالا لون اسوقت وہ شمیمہ
نہ تھی کوئی اور تھا مشتری ہفت سحر نے کہا واہ ای لو کوئی لڑائی اچھی نہوئی عیار بڑے
حرامزادے ہین اور مشتری نے نامہ پڑھکے کہا میری طرف سے آداب عرض کرنا اور کہنا
ہم نہایت خبردار ہین وہ جادوگر پھر آئے وہین صرصر آ پہونچی پہچانا کہ عمرو ہی دوڑ کے کمند
حلقے مارے عمرو اگر سیدھا نکلے تو پھنس جاوے لیکن عمرو ٹیڑھا ہو کے نکلا داہنی طرف
صبا رفتار کھڑی تھی پانچون حلقے مارے لیکن جلدی کے مارے کمند کی گرہ نہ کھل سکی ایک حلقہ
عمرو کی گردن مین پڑا ادھر سے آرہا برابر سے صرصر نے دوڑ کے نیمچہ مارا کمند کا حلقہ کٹ گیا
پکارا منم ضرغام شیردل کی غل ہوا ایسیو پکڑیو صرصر نے ہاتھ پر ہاتھ مارا چلتے چلتے عمرو
کہ گیا تھا اگر صبح کے ہوتے ہوتے مشتری کا سر نہ کاٹا تو عمرو نام نہ پایا غل ہو رہا تھا
مشتری نے کہا ارے کیا غل ہی عمرو نے کہا مشتری ہفت سحر تم سحر نہین کرتین کہا
ارے مین کس پر سحر کرون ابھی شرارہ کھڑی تھی ابھی شمیمہ کھڑی ہی صبح افراسیاب سے

کہونگی کہ آپ ہی کا مقدور ہی جو آپ اِن عیّارون سے لڑتے ہین صرصر نے کہا مین آپ کی چوکی
دیتی ہون پانچ عیار بچیان چوکی کو موجود ہین آپ آرام کیجیے ہم پلنگ کے گرد بیٹھے ہین اور
خیمے کے گرد خبردار باش ہوشیار باش کی آواز بلند ہی نیچشاخے روشن ہین یہان عمرو بھاگتا ہی
مہرخ کی بارگاہ مین پہونچا مہرخ نے کہا خواجہ کہان سے آتے ہو عمرو نے سب احوال کہا اور کہا
مہرخ ہمارے ساتھ ایک پچاس ساٹھ جادوگرنیان کردو مہرخ نے کہا خواجہ بہت اچھا اور عمرو
عیار صورت نگار کی صورت بنکے ایک تخت پر سوار ہوا گرد جادوگرنیان ہین نیچشاخے اور دستیان
روشن نقیب پکارتا ہوا چلا جاتا ہی اسی طرح سے خیمے مین مشتری ہفت سحر کے داخل ہوئی خبر
ہوئی صورت نگار جادو آئی ہین غل ہی لشکر مین عیارون کا صورت نگار نے کہا ارے عیار
بچیان کیا کرتی ہین اُنکے کیے کچھ نہو سکا عمرو کے نام سے بھاگتی ہین دیکھا کہ مشتری پلنگ پر لیٹی
ہین لیکن شراب کا خوب نشہ ہی صرصر سامنے سے آئی مجرا کیا ہر ایک خال و خط پہچانا لیکن کچھ نہ پہچانا
صرصر نے صبا رفتار سے کہا ارے تو تو دیکھ یہ صورت نگار ہی صبا رفتار نے بھی خوب دیکھا کہا صرصر
یہ صورت نگار ہی عمرو نہین ہی صورت نگار نے کہا ارے صرصر مین بھی یہ غل سُنکے مصور جادو سے
رخصت ہوکے آئی ہون کہ مین بھی رات کو چوکی دونگی مین اپنے خاوند سے پوچھ کے آئی ہون
مین رات کو نہین رہونگی صرصر نے پھر گھورکے دیکھا اور کہا ملکہ آپ شوق سے آرام کیجیے
یہ بارگاہ خالی ہی صورت نگار جادو اپنی جادوگرنیون کو ہمراہ لیکے خیمے مین جا بیٹھی پانچون
عیار بچیان مشتری کے پلنگ کے گرد ٹھہرین جبکہ پہر رات باقی رہی صورت نگار جادو نے
پانچ چار جادوگرنیون سے کہا تم یہ بیہوشی لیکے شمعون پر ڈالتی ہوئی چلی جاؤ اسوقت عیار
بچیون کو بھی کچھ غنودگی سی ہی جادوگرنیان بیہوشی ڈالتی ہوئی چلی گئین بعد دو گھڑی کے
عمرو قنات چاک کرکے مشتری کے خیمے مین گیا دیکھا پانچون بیہوش ہین عمرو نے سب جادوگرنیون سے
کہا جب مین خیمے کے باہر نکلون تم مارتی ہوئی نکل جانا غرض خنجر سے مشتری ہفت سحر کا جوڑا
پکڑکے سر کاٹ ڈالا غل ہوا پانچون عیار بچیون کی آنکھ کھلی عمرو بھاگا جادوگرنیان جادوگر دنگو
مارتی ہوئین صدا دینہ نکل گئین غل ہوا مشتری ماری گئی خبر افراسیاب کو ہوئی کہا یہ کیسا
غل ہی حیرت جادو نے کہا مشتری ہفت سحر کا سر کاٹا گیا افراسیاب نے کہا قسم ہی صبح کو

عیارنیون کا سر کاٹونگا اور تبلے پر جمشید کے ہاتھ رکھا اور پرواز کرکے اُڑا جبکہ اُس خیمے مین
آیا دیکھا مشتری پڑی ہے عیار بچیان کھڑی ہین افراسیاب نے کہا ارے تم کہان جاوگی
مین تم پانچون کی گردن مارونگا صرصر نے کہا ای افراسیاب جادو اگر مشتری بچ گئی ہو تو
حضور خوش ہونگے یہ کہکے پلنگ کا ادھیچہ جو اُٹھایا مشتری پڑی تھی افراسیاب نے کہا ارے
صرصر یہ کیا کیا کہا بلا لون ہمنے مشتری ہفت سحر کو بیہوش کرکے پلنگ کے تلے رکھا تھا اور
مشتری کی صورت بناکے سلادی تھی افراسیاب نہایت خوش ہوا اور کہا مشتری
ہفت سحر کو فتیلہ رفع بیہوشی کا دیکر طلسم مین لے آؤ یہ کہکے افراسیاب نے باغ عیش
مین آکر ملکہ حیرت جادو سے کہا عمرو نے ملکہ مشتری ہفت سحر کو مار ڈالا تھا لیکن اسطرح سے
بچی حیرت جادو نے کہا مار ڈالنے مین باقی کیا تھا اُسکی عیاری مین کچھ فرق نہین
افراسیاب نے کہا بھلا صرصر کے باعث سے بچ تو گئی اُسمین پانچ عیارنیان مشتری ہفت سحر
کو لے گے مہرخ بین افراسیاب نے صرصر شمشیرزن کو خلعت دیا اور کہا شاباش ہے
تو نے بڑا کام کیا ہم جانتے ہین وہ شاہنشاہ عیاران اور دوسرے برق فرنگی ساتھ تھا تو نے
آج کام کیا ہے صرصر نے عرض کی ای شہریار لونڈی کیا کرے ادھر تو حضور خفا ہوتے ہین اُدھر
ایسے کا سامنا ہے لونڈی کیا کرے افراسیاب نے کہا صرصر مین غافل نہین ہون اب مہرخ کو
غارت کرتا ہون یہ تذکرہ کرکے صرصر تو باہر نکلی اور مشتری کو خلعت دیا اور جملہ ماجرا جو گذرا
تھا بیان کیا کہا حقیقت مین عمرو نے کام تمام کیا تھا لیکن بچ گئین مشتری بدحواس ہو گئی اور کہا
افراسیاب جادو جسدن مہرخ کو مارونگی اُسدن سرخرو ہونگی لیکن مشتری کا دل دھڑکتا ہے
کہ عمرو بڑا زبردست ہے اور افراسیاب پاس سے رخصت ہوکے روانہ ہوئی اور عمرو جو مہرخ کی بارگاہ
مین آیا سب احوال بیان کیا مہرخ نے کہا مشتری کو مارا عمرو نے کہا مین نے جتنے جادوگر
مارے دارہ گیری کی آواز بلند ہوئی مشتری کو جو مارا اگرچہ آواز ہوئی مہرخ نے کہا کہ خواہ مشتری
نہین ماری گئی عمرو نے کہا یہ ہماری عیاری سیکھ گئی ہین کوئی اور مشتری بنائی ہوگی اور مشتری
اپنے خیمہ مین داخل ہوئی ضرغام شیردل آیا اور کہا ملکہ مشتری ہفت سحر خیمہ مین داخل ہوئین عمرو
نے کہا مہرخ تم تو بیٹھی رہو مین مشتری کی بارگاہ کی خبر لاتا ہون اور مشتری نے تیاری کی

کہ اب مین مورخ کو نمارت کرونگی مگر اب کیفیت طلسم آئینہ کی بیان ہوتی ہے کہ وہ پنجہ جو ایرج کو اُٹھا لے چلا ایرج جو دیکھے کہ تجکو ایک پنجہ لٹکائے ہوئے لیے جاتا ہے اسمین ایک میدان نظر آیا اور اکیس اتیت فولاد کے تخت پر بیٹھے ہین اُس پنجہ نے ایرج کو اُن اتیتون کے بیچ مین بٹھا دیا اتیتون نے کہا تو کون ہے کہان سے آیا ہے اور کیا ارادہ ہے کہا مین ایرج بن قاسم ہون طلسم آئینہ توڑنے کو آیا ہون ایک اتیت نے کہا تم اس مقام پر کیونکر آئے قیدی بادشاہ طلسم ہو چکے تمام عمر چھوٹ چکے طلسم آئینہ توڑنے کی ہوس رہجائیگی ایرج نے کہا انشاءاللہ توڑونگا اکیسون نے تدبیر کی کہ اُسکو مار ڈالیے لیکن پہلے ملکہ مرآت جادو کو اطلاع کیجیے جسطرح پر وہ کہین عمل مین آوے ایک اتیت نے ملکہ مرآت جادو سے کہا کہ طلسم مین ایرج بن قاسم گیا ہے آگے اُسنے نقارہ بجایا تھا پنجہ سحر ہمارے پاس اُٹھا لایا ہے مرآت جادو نے کہا اُس موئے مونڈی کاٹے کو چین نہ آیا پیچھا نچھوڑا اتیتون نے کہا جو حکم ہوئے وہ کرین مرآت جادو کے روبرو ایک لونڈی ابرک جادو نام سفید پوشاک پہنے کھڑی تھی کہا اے ابرک جادو اتیتون کے مکان پر ایرج آیا ہے تو سر کاٹ لا چنانچہ اتیت کے ساتھ ابرک جادو جا پہونچی دیکھا کہ ایرج بیٹھا ہے لیکن جوان خوبصورت حسین ہاتھ پاؤن بھرے بھرے دلمین کہا اسکی کیا تقصیر ہے کہمین سے نکل آیا نقارہ دھرا تھا بجادیا اسکو گردن مارنے کو کہا ہے اے ابرک جادو اُسکو قتل کرکے کیا لقا و جمشید و سامری کو منھ دکھائیگی پاس جاکے کہا حکم کیا ہے مرآت جادو نے کہ سر کاٹ کے لے آ ایرج نے کہا ارے احمق اگر ہماری زندگی ہے تو کس کا مقدور ہے جو سر کاٹ سکے اور ایرج کو ابرک جادو کمر مین ہاتھ دیکے لے اُڑی اپنے مکان مین بٹھا دیا ایرج نے دیکھا کہ ایک مکان چھوٹا سا ہے پانچ چار درخت انار و امرود کے لگے ہین ایک دالان پختہ چھوٹا سا ہے دو لونڈیان نیلی سوسی کا پاجامہ پہنے بیٹھی ہین انھون نے ابرک جادو کو سلام کیا اور ابرک جادو نے کہا اے ایرج ملکہ مرآت جادو کا حکم تھا کہ سر کاٹ لاؤ مین تمکو اُٹھا لائی ہون لازم تو یون ہے کہ جو کوئی جسکے واسطے جفا کھینچے اُسکی وہ خاطر کرے ایرج نے کہا ہم تابعدار تمھارے ہین سوا تمھارے ہمارا کون ہے ابرک سمجھی کہ مجکو چاہتا ہے کہا ارے لونڈیو تم اِنسے خبردار کسی بات کا قصد یہ نہوے کہ کام خدمت مین حاضر رہنا کسی شی کی تکلیف نہوئے لونڈیون نے

کہا خدا نے ہمارے ہماری بی بی کا گھر آباد کیا ہم خدمت کو موجود ہین ابرک جادو تو گئی اور
لونڈیون نے پلنگ جھاڑ کر بچھا دیا شراب کباب موجود کیا اور ابرک جادو ایک سر ماش کے
آٹے کا بنا کے سحر کر کے رومال مین باندھکر لے چلی بزور سحر لہو ٹپکنے لگا یہ معلوم ہوتا تھا
کہ ابھی سر کاٹ ڈالا ہی اور مرأت جادو پاس لائی یہان شاپور شیر دل کو سنا ہی دل مین
کہتا ہی کہ خدا نے ایرج کو داخل طلسم کیا تو یہان رہگیا کسی ترکیب سے چل یہ سوچ کے چلا
چنانچہ جاتے جاتے ایک دروازہ معلوم دیا اسمین ایک پیر مرد نہایت ضعیف بیٹھا تھا شاپور
نے نزدیک جا کے کہا کیون بڑے میان یہ کون ملک ہی اور کہان کی سرزمین ہی اسنے تو
یہ کہا لیکن ایک تڑاقا ہوا اور ایک پتلی پیدا ہوئی ہاتھ مین چابک لیے اسنے کہا کہ بڑے میان
یہ عیار ایرج کا ہی اسکو پکڑ لو فی الفور شاپور یہ سنکر بھاگا اور دور نکلگیا مگر وہان بھی بڑے میان
ببر سوار چلے آتے تھے شاپور کے تو حواس گئے اور اسنے ببر پر سے اتر کے شاپور کے ایک چابک
مارا اور پکڑ کے ببر پر ڈالکر طلسم مین داخل ہوا مرأت جادو باغ مین تھی یہ ببر سوار شاپور کو
لیے ہوئے داخل ہوا مرأت جادو نے پوچھا کہ ارے کسکو لایا ہی اسنے کہا کہ یہ شاپور عیار
ایرج کا ہی اسے چھڑانے کو آیا تھا اور پوچھتا تھا کہ یہ کون ملک ہی اسوقت ایک پتلی پیدا ہوئی
اسنے کہا کہ یہ عیار ہی اسکو پکڑ لو بس مین پکڑ لایا مرأت جادو نے یہ حال سنکر حکم دیا کہ اسکو قید
کرو وہین ہاتھون مین ہتکڑیان پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق بغلون مین خار دار لوہے
رانون پر جوڑے فولاد کے اور باہون پر جوڑے فولاد کے کمر مین زنجیر ڈالکر قید سخت مین
گرفتار کیا ببر سوار تو چلا گیا اور مرأت جادو نے شاپور سے کہا کہ کیون او موئے تو
شہزادہ کو چھڑانے آیا تھا شاپور نے کہا کہ ملکہ پیٹ بری چیز ہی مین نوکر ہون اسکا نہ آتا اگر اسکی بات
کو نہ کیا کرتا مگر اب آپ کا تابعدار ہون اس سے کچھ کام نہین مرأت جادو نے کہا ارے موئے
تو مجکو دم دیتا ہی یہ باتین تھین کہ ابرک جادو رومال مین سر باندھے ہوئے لیکر آئی اور
مرأت کو تسلیم کی اور عرض کیا کہ بحق سامری و جمشید آپ کے دشمن کا سر لائی ہون مرأت نے
یہ سنکر حکم دیا کہ اسکو کنگورے پر چڑھا دو شاپور کا تو دم نکلگیا دل مین کہتا تھا کہ جسکے واسطے یہ
عیاری کی تھی وہی مارا گیا پھر اب زندگی کی کیا حلاوت ہی اور مرأت جادو نے کہا کہ یہ عیار ہی سیکا ہی

ایرج کا تونے سر کاٹا ہے تو اسکا بھی سر کاٹ ابرک یہ سنکر شاپور کو لیچلی راہ مین شاپور نے کہا کہ
ای ملکہ مین تمہارا غلام و فرمانبردار ہون تمہارے گھر کا کام کاج کرونگا مجکو چھوڑ دو ملکہ ابرک جادو
ہنستی جاتی تھی اور کہتی ہے کہ ارے شاپور کیون گھبراتا ہے محبت کا یہی مزا ہے جو حالت اسکی ہوئی
وہی تیری بھی ہوگی اب شاپور سمجھا کہ ایرج زندہ ہے جب تو یہ کہتی ہے کہ جو حالت اسکی ہوئی
وہی تیری بھی ہوگی غرض جب یہ مکان مین آئی شاپور نے دیکھا کہ ایرج پلنگ پر بیٹھا ہے
اسمین ابرک نے کہا کہ ای شاپور مین ایرج پر عاشق ہون سن ابرک جادو کا ساڑھے
چار سو برس کا ہے سحر کے سبب سے پندرہ سولہ برس کی بنی ہوئی ہے غرض ابرک نے حکم
دیا کہ کھانا لاؤ اُسی وقت دسترخوان آکر بچھا اور خشکا دو سالن کے پیلے اور ماش کی تھوڑی سی
دال اور کچھ چپاتیان آئین ایرج نے ایک پیالہ سالن کا اور کچھ روٹیان کھانے کا ارادہ کیا
اور دل سے کہا کہ یہ وہ مقام ہے کہ جہان کچھ میسر نہوتا تھا شکر ہے کہ کھانا تو ملا اُسوقت ابرک
جادو نے کہا کہ ای ایرج ہمارے ساتھ تم نہ کھاؤ گے کہین عاشق اور معشوق نے الگ
الگ بھی کھایا ہے ایرج کی ناک مین بوے بد آئی ایسی کہ جیسے سنڈاس سڑ گیا بس ایرج کو
نفرت ہوئی کھانے سے طبیعت بھر گئی ایرج نے کہا میرا جی نہین چاہتا ابرک جادو نے
کباب اُٹھا لیا اور آدھا کھا کے ایرج کو دینے لگی اور کہا کہ ای پیارے آدھا ہمنے کھایا آدھا
تم کھاؤ اُسنے کہا مین نہ کھاؤنگا اسوقت اُسنے کہا کہ ارے میوہ لاؤ لونڈیان جا کر انگور
رنگترے وغیرہ لیکر آئین ایرج نے وہ کھایا اور تھوڑا سا شاپور کو دیا پھر گلابی شراب کی
آئی اور ابرک نے کہا کہ لو صاحب ایسا نہو کہ ہمارے مُنہ کا کچھ لگ جائے ایرج نے کہا کہ خدا
نکرے بھلا تمھارے مُنھ کا کیا لگ جائیگا ابرک نے جو نشہ شراب کا ہوا ایرج کے گلے مین ہاتھ
ڈال دیے اور کہا ای جانی مین تجکو بچا لائی اپنی جان کا خطر نہ کیا ملکہ مرات جادو سنیگی تو
مار ڈالیگی اور تم ہمسے اختلاط بھی نہین کرتے ایرج نے کہا اسوقت مین فکر مین ہون
ابرک نے کہا تمکو کس بات کی فکر ہے تمام طلسم کی کنجیان میرے پاس ہین تم کیون فکر کرتے
ہو یہ کہکر ایرج کے گلے مین پھر ہاتھ ڈالدیا ایرج نے کہا ارے چل اختلاط کی خوبی مین تیرا کہنا
نہین مانتا ابرک نے کہا او خیرہ سر مین نے تیرا سر نہین کاٹا بچا کے اپنے گھر لے آئی کہ تو میرا مقصد

پورا کریگا تو یہ باتین کرتا ہی مین تجکو اب کب چھوڑتی ہون یہ کہکر تلوار لیکے دوڑی اُسوقت ایرج نے
شاپور نے کہا کہ خدا کے واسطے ای شہریار جان بچائیے یہ کہکر سمجھایا کہ آپ یہ کہیے گا کہ دریا کا کنارا
ہو شکار ماہی کھیلتے جائیے اور شراب پیتے جائیے کباب کھاتے جائیے جب اختلاط بھی خوش آتا ہی
غرض جب وہ ابرک جادو آئی شاپور نے کہا کہ ای ملکہ یہ اسطرح کہتے ہین کہ دریا کا کنارہ ہو صید
ماہی کرتے جائین اور شراب پیتے جائین اُسنے کہا کہ پھر یہ کیون نہین کہتے اور شاپور و ایرج کو
لیکر روانہ ہوئی ایرج نے دیکھا کہ سامنے کچھ درخت لگے ہین دریا کا کنارہ ہی تخت بچھے ہین
ڈور کے گولے دھرے ہین اس تخت پر آبیٹھے شکار کھیلنے لگے شاپور نے جو دیکھا تو ایک مرتبہ
کچھ پانی مین اُچھلا اور ایک جانور نکل کے اُڑ گیا شاپور چھوٹا ہوا تو تھا ہی کسی سے اُسنے
کچھ نہ کہا اُٹھکر ایک جھنڈی مین چھپ رہا لیکن وہ جو اُچھلی تھی مچھلی سحر کی تھی بس وہ
مرأت جادو کے پاس گئی اور اُس سے کہا کہ ای مرأت جادو دریاے سحر یہ ابرک جادو
ایرج کو لیے بیٹھی ہی مرأت نے کہا ارے کیا کہتی ہی وہ تو سر کاٹ لائی تھی مچھلی سحر نے
کہا چلو دیکھ لو مرأت جادو پرواز کرکے چلی جاکے جو اُسنے دیکھا تو ایرج کو شکار کھیلتے ہوے
پایا پس اُسنے روبرو ابرک کے جاکر کہا کہ اری چڈو یہ تو عیش کرنے اپنے دھگڑے کو لائی
تھی ابرک نے کہا پھر ابھی تو میرا مطلب پورا نہین ہوا مرأت نے یہ سنکے ابرک کو مار ڈالا
اور ایرج کو لیکر چلی شاپور دیکھ رہا تھا وہ بھی پیچھے روانہ ہوا مگر وہ چلی گئی اسکو پتا نہ ملا
آخر یہ ایک درہ کوہ مین آکر بیٹھا اور مرأت ایرج کو لیکر باغ مین آئی اور وہان قید کیا کہا
صبح کو قتل کرونگی کتاب سامری مین دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ تم اسکو قتل نہ کرسکوگی اُسنے
کہا مین آج رات کو پہرا چوکی دونگی کنیزون نے کہا اسکو کسی پنجرے مین بند کر دیجیے ہم پہرا دینگے
آپ آرام فرمائیے یہ باتین تھین کہ یکایک خبر پہونچی زریور جادو تمھاری بھانجی آئی ہین چنانچہ
چالیس حبشی اُسکے ہمراہ تھے اُسنے آکر تسلیم کی اور کہا خالہ جان مین نے سنا تھا کہ آپ
کچھ آزردہ ہین اسلیے مین آئی ہون کہ آپ کو راضی کرون اور زریور نے پھر کر جو دیکھا تو
ایک نوجوان کو بیٹھے پایا پوچھا کہ خالہ جان یہ کون ہی مرأت جادو نے سب احوال بیان کیا
اور کہا مین پہرا دونگی اور صبح کو اسے قتل کرونگی زریور نے کہا تم کاہیکو بے آرام ہو لاؤ مجھے دو

مین لیجاؤن غرض بہت کچھ تکرار کر کے زیور اُسکو اپنے ساتھ لیگئی اور اپنے باغ مین لیجا کے
بٹھلایا لیکن شاپور جس درے مین بیٹھا تھا اُسی راہ سے لیکر نکلی تھی شاپور پیچھے چلا
تھا ایک رنڈی بنکے آیا زیور جادو ایرج کو بٹھا کے باہر آئی تھی شاپور نے مجرا کیا اور ایک
خوشہ انگور کا دیا کہا ملکہ مرآت جادو نے یہ دیا ہی زیور جادو نے انگور اُٹھا لیے کچھ دانے آپ
کھائے تھوڑے سے لوگونکو بانٹ دیے اور ہاتھ اُس رنڈی کا پکڑ کے کہا چلو دیکھ لو مین نے ایرج کو
کس مقام پر قید کیا ہی شاپور کو لیکے اندر گئی انگور تو کھا چکی تھی نشہ ہوا چکر آیا چھینک
مار کر تڑاق سے گر پڑی شاپور نے خنجر نکال پکڑ کے جو سر کے دو ٹکڑے کیے آواز دار و گیر
بلند ہوئی مکان باغ سب اُڑ گیا غل شور آندھی اُٹھی شاپور نے ایرج کی قید کاٹی کہا شہریار
اس اندھیرے مین نکل چلیے یہ کہکے ہاتھ ایرج کا پکڑ کے شاپور روانہ ہوا کہا شہریار
توڑا طلسم کو اب خدا کرے جلدی یہان سے چلنا ہوئے اور مرآت جادو کو خبر ہوئی کہ
ملکہ زیور جادو ماری گئی ایرج نہین معلوم کہان گیا مرآت جادو نے ہاتھ پر ہاتھ مارا
کہا ارے بڑا غضب ہی مین سمجھی تھی کہ فقط ایرج آیا ہی لیکن عیار بھی آ کے ہین جتنے
جادوگر کھڑے تھے سب سے کہا کہ جو ایرج کے عیار کا سر لائیگا نہال کر دونگی سیکڑون
جادوگر تفحص کو ایرج اور شاپور کے روانہ ہوگے اور ایرج شاپور ایک جگہ آئے تھوڑی رات
جو باقی تھی وہ گذر گئی گریبان سحر چاک ہوا نماز پڑھکے ایرج نے دعا کی الٰہی سوا تیرے کون مدد
کرنے والا ہی تو کریم ہی رحیم ہی شاپور سے ایرج نے کہا ای شاپور جیسے گنتھا گھر رہے ویسے
رہے بدیس کسی گانون اور کسی باغ مین چلکے رہیے تھوڑی جو رات تھی وہ گذر گئی اب
یہان گذارا نہین یہ کہکے ایرج اور شاپور چلے جبکہ تھوڑی راہ طی کی ایک دیوار باغ نظر آئی
لیکن دروازہ بند ہی یہ نزدیک گئے اور شاپور سے ایرج نے کہا آواز لوگون کے بولنے کی
آتی ہی پھر بند کیون ہی شاپور نے کہا اکثر باغبان دروازہ بند کر لیتے ہین اسواسطے کہ آپ
کام مین رہتے ہین کوئی آکے کچھ توڑ نہ لے ایرج نے جول مین ہاتھ دیکے دروازہ اُکھیڑ ڈالا
اور اندر داخل ہوئے دیکھا باغ بہت آراستہ ہی گل مہندی کے تختے کھلے ہوئے ہین گرد انگور کی
دار بست ہی کیلے لٹکتے ہین انار کو لا رنگترے لگے ہوئے ہین مکان سجے ہوئے ہین چار کونون پہ

جا برج ہین چار بنگلے ہین باغبان سونے روپے کے بیلچے کھرپیان لیے ہوے روش بندی
کرتے ہین ہاتھون مین سونے کے کڑے گلے مین ہنسلیان دھوتیان بندھی ہین گلے مین
جنیو پڑے ہوئے کمر مین زنجیرین روپے کی ہین وہان ایک باغبان نے سلام کیا ایرج کو
دیکھکے پہلے ہنسا پھر رو دیا شاپور نے کہا تو نے ہنس کے جو رو دیا اسکا کیا سبب ہی باغبان نے
کہا تمکو اس سے کیا مطلب ہی خیر تم سیر کو آئے ہو سیر کرو شاپور نے کہا بھائی تم رحم دل
معلوم ہوتے ہو تم نہ کسی کے دوست ہو نہ دشمن کچھ تو سبب ہی کہ تمنے رو دیا باغبان نے کہا ای
عزیز بغیر پوچھے مرأت کے جو یہان آتا ہی پھر نہین نکل سکتا دوسرے نے کہا دروازہ تو بند تھا
یہ کیونکر آئے جاؤ دیکھو تو باغبان نے جاکے دیکھا تو دروازہ ٹوٹا پڑا ہی آکے پوچھا صاحبو تم
جو آئے دروازہ بند تھا یا ٹوٹا ہوا تھا یا تم توڑکے آئے ایرج نے کہا ہم جھوٹ نہین بولتے
باغ کی سیر کو جی چاہتا تھا تمھاری آوازہ سنی اور دل چاہا کہ سیر کیجیے دروازہ بند پایا ہم نے
جول کو جو آکسایا کچھ چول سڑ گئی تھی دروازہ گر پڑا شاپور نے کہا شہریار چلو نکل چلین ایسے
مین دروازہ ٹوٹا ہوا ہی ایرج نے کہا اچھا یہ کہکے چلے دیکھا کہ دروازہ ہی لیکن جب نزدیک
پہونچے دروازہ نہ معلوم دیا دیوار کھنچی ہوئی تھی اسی طرح سے چار طرف پھرے دروازہ نہ ملا
شاپور بحر فکر و دریاے حیرت مین غرق ہی کہتا ہی ای شاپور تو نے بڑی بڑی عیاریان کین
یہان آکے گھبرا گیا اور ایرج کو یہ طلسم اول تھا اسمین وقت دوپہر کا آیا سب باغبان ایک درخت
سایہ دار کے تلے آ بیٹھے اور آپسمین کہتے ہین کہ تو جا ایک کو ایک کہ رہا ہی کہ تو جا وہ کہتا ہی تو جا
شاپور نے دیکھا کہ کچھ باتین ہو رہی ہین بس اسنے کہا تم کہان جانے کو کہتے ہو باغبانون نے
کہا کچھ پروا نہین ہی ہم جاکے ملکہ مرأت جادو کو خبر کرینگے شاپور نے کہا بڑا غضب ہوا وہ مقرر
آئیگی اسمین ایک باغبان نے کہا مین جاتا ہون اور اُٹھکے ایک برج پر گیا وہان ایک طاؤس تھا
اور موتیون کا مالا دھرا ہوا تھا باغبان نے جاکے وہ مالا طاؤس کے گلے مین ڈالدیا وہ طاؤس
باغبان کو لے اُڑا اور مرأت جادو حیران بیٹھی تھی اور کہتی تھی کہ مین نے شیشہ جادو کو اژدرکے
منہ مین ڈالدیا زیور جادو یون ماری گئی کیا بلا کی طلسم پر آفت آئی ہی کہ وہ باغبان جا پہونچا
مجرا کیا مرأت جادو نے پوچھا ارے خیر تو ہی عرض کی کہ دو شخص باغ سحر مین آئے ہین سمنے

دریافت کیا تو ایک ایرج ہی اور دوسرا شاپور ہی دروازہ باغ کا توڑ کے چلے آئے ابنکل نہین سکتے ہین مین خبر کو آیا ہون مرأت جادو نے کہا ای اختر جادو و عتاب جادو تم ہمارے ساتھ چلو ہمارے قیدی کہان جا سکتے ہین ہم پکڑ لائینگے اور تخت پر سوار ہو کے روانہ ہوئی جبکہ نزدیک باغ کے پہونچی لگے ابر کے معلوم دینے لگے ایرج و شاپور باغبانون سے باتین کر رہے تھے شاپور کو خیال آیا کہ وہ باغبان گیا ہوا ہی مقرر کچھ آفت آئیگی یہ سوچ کے دو باغبان بچونکو بُلا کر کہا ارے ایک خوشہ انگور کا مین دیکھ آیا ہون تم چلکے توڑ دو باغبانون نے کہا ہم نہین توڑ سکتے تمکو ممانعت نہین ہی تم جا کے آپ توڑ لو شاپور نے کہا میان ہم آپ توڑ لینگے لیکن تم ہمارے ساتھ چلو تم کھڑے رہنا مین توڑ لونگا غرض بہت سی حجت کر کے دو باغبان کو لیگیا جسوقت انگور کی تاک تلے پہونچے ایک بیضۂ بیہوشی دونون پر مارا دونون گر پڑے شاپور نے ایرج کو اشارے سے بُلا کے کہا ای شہریار زندگی کسی صورت نظر نہین آتی ان دونونکا بھیس بدلے دیتا ہون ایک کی صورت مین بنون ایک کی صورت آپ بنیے اور آپ کو معلوم ہی کہ عمرو عیار جو صاحبقران کو کہتا تھا وہ قبول کرتے تھے آپ بھی میرا کہنا قبول کیجیے چنانچہ ایرج کو بصورت باغبان بنایا مگر ایرج نے کہا شاپور مین زنارنہ پہنونگا کہا شہریار حق تعالے کو دریافت ہی کہ جان بچانے کے واسطے پہنتا ہی اور یہ توتا گاہی اور جان بچانے کے واسطے قسم کھاتے ہین جھوٹ بولتے ہین معاف ہی شاپور نے زنار کو دو تین جگہ سے توڑ کے گانٹھ دیکے پہنا دیا اور اپنی صورت باغبان کی بنا کے اور دونون باغبانون سے پٹی بیہوشی کی باندھکے جھولے مین گاڑ دیا پھر آ کے شاپور نے کہا ای شہریار مین تمسے پوچھتا جاؤن آپ جواب دیتے چلیے چنانچہ کہا شاپور نے کہ بھیا یہ آدمی تھے یا کوئی ساحر تھے کون تھے کہ غائب ہو گئے یا آسمان پر اڑ گئے یا زمین مین گھس گئے ایرج کو جھوٹ بول نہ آتا تھا کہے تو کیا کہے کہا بھائی شاپور مجھسے تو جھوٹ نہین بولا جاتا شاپور نے کہا لے تم پوچھو مین کہونگا ایرج نے پوچھنا شروع کیا شاپور نے کہا ہان بھائی بڑے تعجب کی بات ہی نظرون سے غائب ہو گئے ہین نہ معلوم آسمان پر اڑ گئے یا زمین مین گھس گئے باغبانون نے کہا ارے کیا ہوا شاپور نے کہا ارے میان وہ تو اڑ گئے ایک بارگی سامنے سے غائب ہو گئے وہ جو املی کا درخت ہی اُسپر کچھ کھڑکا سا

معلوم دیا تھا پھر نہین معلوم کیا ہوا وہ ایک باغبان نے کہا کل بھی کچھ اسی درخت پر کھڑ کھڑاہٹ
معلوم ہوئی تھی ایک باغبان نے کہا اگر ملکہ پوچھینگی تو کیا کہینگے اور دوسرے نے کہا ہم کہدینگے کہ ڈھونڈھو تو
یہین ہونگے یہ باتین تھین کہ ملکہ مرأت جادو باغ مین آئی اور باغبان نے مجرا کیا وہ باغبان
جو خبر کو گیا تھا وہ بھی اسی برج سے اترا ملکہ مرأت جادو نے کہا ارے وہ دو شخص جو آئے تھے
وہ کہان ہین کس مکان مین ہین ایک نے کہا صاحب ابھی اسطرف گئے ہین مرأت جادو نے کہا
جاؤ ڈھونڈھ لاؤ سب باغبان مع ایرج و شاپور ڈھونڈھنے کو گئے لیکن کہین نہ پایا آکے کہا ملکہ وہ تو
نہین ملتے کہین نکل گئے مرأت جادو نے کہا ارے احمق ہو آج تلک یہان سے آکے کوئی نکلا بھی ہے
ارے ڈھونڈھو تو غرض سب مکان کوٹھے تہ خانے ڈھونڈھے گئے پتا نہ لگا ملکہ مرأت جادو نے
کہا ان سبکی مشکین باندھ لو مین لیجاؤنگی یہ کہکے کہا ارے یہانسے کہان جاینگے مین ایسی تدبیر کرونگی
کہ تڑپ تڑپ کے مارے پیاس کے مرجائین یہ کہکے جو سحر کیا تالاب و کنوئین کا پانی خشک کر دیا اور
باغبانونکو لیکے اپنے مکان پر چلی گئی لوگون نے پوچھا ملکہ انکو کسواسطے باندھ لائین انکی کیا تقصیر ہے
مرأت جادو نے کہا فی الحقیقت انکی کچھ تقصیر نہین ہے لیکن مین اسواسطے لائی ہون کہ رات کو
ہوم کرونگی سحر کرونگی یہ سب اپنے اپنے دلکا احوال کہدینگے شاپور نے کہا اب بکرے مفت مین
ماری جاینگی شاپور نے کہا ملکہ ہمتو تابعدار ہین بھاگ کے کہان جاینگے کچھ تقصیر نہین گناہ نہین
کیا کہ ہم ڈرین ہماری مشکین کھول دیجیے ہم حاضر ہین اختر جادو نے عتاب جادو سے کہا انکی
مشکین کھول دو لیکن خبردار کہین نجائے شاپور و ایرج فکر مین ہین کہ انکی آنکھ بچے تو نکل جایئے
اور قاسم و طوفان شاہ بیٹھا ہے کہا اے سیارہ بن عمر کئی دن ہوئے کہ گوشت نہین میسر ہوا
نہایت جی چاہتا ہے کہین شکار ہوئے تو شکار کرین سیارہ بن عمر نے کہا مین خبر لاتا ہون یہ کہکے
روانہ ہوا تھوڑی دور جاکے دیکھا کہ ایک درہ پہاڑ مین کچھ نیل گائین کھڑی ہین لیکن بہت سی
ہین سیارہ یہ دیکھ کے آیا اور کہا قاسم مرکب پر سوار ہوا اور کئی نیل گاو شکار کرکے خیمے مین
لے آیا کباب تیار ہونے لگے اور اس جنگل کا جو جادوگر تھا وہ مرأت جادو پاس آیا مجرا کیا
عرض کی کہ جو حضور نے شکار کی نیل گائین رکھی تھین قاسم باپ ایرج کا شکار کرکے بہت سی
گائین لیگیا مرأت جادو نے کہا ای آفت چشم جادو تم جاؤ اور سب کو غارت کردو اور

قاسم کو پکڑ لاؤ مین قید کرونگی آفت چشم نے کہا حکم ہوئے تو سوا سو لونڈی چھٹکے لونڈی
لیجائے مرأت جادو نے کہا اچھا چنانچہ لونڈیان چھٹکے لیچلی آسی عمل مین ایک رنڈی کی صورت
بنکے شاپور چلا گیا لیکن ایرج رنڈی نہ بنا اسطرح نکلگیا باہر نکلکے ایرج نے شاپور سے کہا
بھائی تم عیاری مکاری سے بچتے ہو مجکو آتی نہین لو خدا حافظ مین تو اس پہاڑ کے درے مین
جاتا ہون شاپور نے کہا شہریار تڑپ کر مرجائیگا یہ فوج تمہارے باپ کے قتل کرنے کو جاتی ہے
آپ ادھر جاتے ہین ذرا تو ٹھہر جاؤ ایرج نے کہا مجکو کسی سے کچھ کام نہین ہے مین تو جاتا ہون
یہ کہکے چلا گیا شاپور نے کہا ارے اب زندگی ناحق ہے تو بھی جی کے کیا کریگا بھلا یہان تو ایک
نام کر دے کہ سوا سو لونڈی کو ایسے مکان پر غارت کر دے مع آفت جادو کے کہ مرأت جادو
حیران رہجائے قلعہ چھوڑ دے آفت چشم جادو نے ایک بارگاہ کھڑی کی تھی شاپور بھی آگے
جا کے دیکھتا ہے تو لونڈیون کے بیچ مین بیٹھی ہے سحر کی تیاری ہو رہی ہے سیندور گوگل لوبان
جل رہا ہے جابجا آگ دہک رہی تھی شراب چل رہی تھی سحر جگاتے تھے شاپور الگ جا کے کچھ مٹھائی کچھ
دونون مین لگا کے ایک بڑی سی ٹوکری مین رکھکے آیا دستک دی آفت چشم جادو نے کہا
ارے تو کون ہے کہا ملکہ مرأت جادو کی کنیز ہون آفت چشم نے کہا بی بی تو چلی آ تجکو کسنے
روکا کیا کوئی نئی ہے یہ سنکے شاپور وہ مٹھائی لیکے اندر گیا آفت چشم نے سر سے پاؤن تلک
دیکھا سب آپسمین باتین کرنے لگین شاپور نے کہا ارے تم کیا باتین کرتی ہو ملکہ مرأت جادو
بیٹھی تھین کچھ ڈالیان باغبان لائے تھے کہین سے مٹھائی آئی تھی مجھے کہا مین نے آفت چشم
کو بڑے کام پر روانہ کیا ہے تو یہ میوہ بچا آ تو مین لیکے آئی ہون آفت چشم نے کہا تو ملکہ کے
پاس ہی سے آئی ہے اور ہاتھ پکڑ لیا کہا سچ بتا کسنے بھیجا ہے آفت جادو نے ایک دھول
ماری اور کہا اری ملکہ نے ہمسے کہدیا تھا کچھ کھانا نہین اور وہ چیز کھلائی تھی کہ تین روز تلک
بھوک پیاس نہ لگیگی سچ بتا دے کہ کسی دشمن کے پاس سے آئی ہے یہ سنکے شاپور نے خوب
قہقہہ مار کے ہنسا ایسا ہنسا ایسا ہنسا کہ سب ہنسنے لگے کہا اری آفت تیرے صدقے تیرے
قربان تم تو ہماری سنگھی ہو ملکہ نے فقط ازما نکو بھیجا تھا آفت کی خاطر جمع ہوئی اور اپنا سحر
تیار کر کے جگا کے آگے کو چلی شاپور نے کہا آفت اگر تم کہو تو ہم بھی ساتھ چلین اب کیا کرین

ملکہ پاس جاکے آفت کی خاطر جمع تھی کہا اچھا ہمارے ساتھ چلو یہ کہکے چلی جاتے جاتے ایک بیابان
مین پہونچی سوا سو لونڈی ایک طرف چلی جاتی تھین آفت شاپور کا ہاتھ پکڑے الگ سب سے چلی
جاتی تھی قضائے کار ایک غار راہ مین ملا جبکہ برابر غار کے پہونچی برابر سے شاپور نے کمند کے
حلقے مارکے اُس غار مین گرا دیا پہلے تو ارادہ کیا کہ سر کاٹ ڈالے پھر کہا کہ دار و گیر کی آواز ہوگی
بہتر نہین ہے بیہوشی دے کے اُسی غار مین ڈال دے غرض بیہوشی دیکے غار مین اُسنے ڈال دیا
اور آپ اُسکی صورت بنکے غار کے باہر نکلا لونڈیان تعجب مین تھین کہ بی بی ابھی نہین آئین کدھر
گئین کہ سامنے سے جاکے پوچھا ارے تم کیا دیکھتی ہو کہا بی بی ہم تمکو دیکھتے تھے شاپور نے کہا
ارے لونڈیو ہم تو اقرار کر آئے ہین کہ راہ مین کچھ کھانے کے نہین لیکن ابھی سے کلیجہ ہلا جاتا ہے
اور پیاس معلوم دیتی ہے لونڈیون نے کہا بلا لون سحر مین یہ کونسا سحر ہے کہ کچھ کھانے پینے کے نہین
ملکہ ہماری بھی بُری حالت ہے کسی نے کہا ہمکو پیاس لگی ہے کسی نے کہا بھوک سے بُری حالت ہے
ملکہ نے کہا یعنے شاپور نے کہ کچھ تدبیر کیا چاہیے ایک مرتبہ جو دیکھا کہ دو زمیندار چار بیل شکر کے
لیے آتے ہین شاپور نے کہا ارے لونڈیو اگر انکو لاکھ روپیے قیمت شکر کی دوگی تب بھی یہ زمیندار
اس جنگل سنسان مین ہرگز نہ بیچینگے تم سحر کرکے انکو مار ڈالو اور شکر کا شربت بناکے سب پیو
لونڈیان دوڑین اور سحر کرکے اُنکو مار ڈالا اور بیل شکر کے ہمراہ اپنے لے آئین ایک جھیل پر جاکے
بیلون پر سے جھبڑہ اُتار کے شاپور نے اپنے ہاتھ سے شکر کا شربت کیا تمام بیہوشی ملائی اور کہا ارے
لونڈیو کوئی پیالہ آبخورہ نہین ہے تین تین چلو سب پیو سوا سو لونڈی اُن گرین جھبڑے تلک کہ
دھوکے پی گئین بعد ایک گھڑی کے چکر آیا ایک ایک چھینک آئی تڑاق تڑاق بر زمین افتادہ
ہوئین شاپور نے خنجر نکال کے سر کاٹنے شروع کیے دار و گیر کی آواز موافق اپنے اپنے سحر کے بلند ہوئی
جبکہ دو تین سر رہ گئے آفت چشم کی غار مین آنکھ کھلی بیہوشی رفع ہوئی باہر نکلے دیکھا کہ لونڈیان
نہین ہین ایک مرتبہ بھاگی راہ وہی تھی قدم مارے چلی جاتی تھی یہان شاپور سبکا سر کاٹ
چکا ہے ایک جادوگرنی کا سر کاٹنے کو باقی رہا ہے کہ آفت چشم جادو جا پہونچی شاپور نے دیکھا
فی الفور روغن عیاری ملکے اور اپنے گلے مین خنجر ذرا چبھو کے سب مین پڑ گیا آفت چشم نے پاس
آکے دیکھا کہ سوا سو لونڈی سر کٹی پڑی ہے ہاتھ پر ہاتھ مارا ایک ایک کا نام لیکے رونے لگی ہائے

فلانی ہائے دھمکی ہائے اگلی دیکھتے دیکھتے وہان ہونچی جہان شاپور پڑا تھا دیکھا کہ سر نہین کٹا ہی کہا ای جمشید و سامری تیرے صدقے تیرے قربان اس لونڈی کا سر نہین کٹا یہ جیتی ہی اور پاس بیٹھکے کلیجے پر ہاتھ رکھا کہا ارے شکر ہی جیتی ہی سر اُٹھا کے گودی مین رکھا شاپور نے آنکھ کھول کے پھر بند کر لی ملکہ نے کہا ارے لونڈی مین ہون آفت چشم تو آنکھین کھول دے خیر تیرا جینا غنیمت ہوا ان سبکا بدلا چلکے قاسم کے لشکر سے لونگی شاپور نے آنکھین کھولدین ملکہ نے پوچھا اُسنے سب احوال کہا کہتے کہتے کہا ارے وہی آتا ہی جسنے مارا تھا آفت چشم پھر کے دیکھنے لگی دیکھتے کی ساتھ ہی کمند کے حلقے مارے چھاتی پر چڑھ بیٹھے خنجر نکال کے سر کاٹ ڈالا آواز آئی کشتی مرا کہ نام من آفت چشم جادو بود ایک آندھی آٹھی اُس غل مین شاپور تو نکل گیا مرأت جادو کو خبر ہوئی کہ آفت چشم مع سوا سو لونڈیون کے ماری گئی یہ سُنکر حیران ہو گئی اور کہنے لگی ای مرأت جادو عجیب طرحکا مقدمہ پڑا اگر غافل بیٹھتے ہین تو طلسم غارت ہوتا ہی اگر تو نے لڑائی ڈالی تو تمام عمر لڑائی پڑی رہیگی ای مرأت جادو تدبیر یہ ہی کہ ایک سوار طلسمی کو بارہ ہزار سوار سے لقا کے پاس روانہ کر کہ صاحبقران کا لشکر غارت کرے قاسم اور ایرج یہان آئے ہین طلسم مین اُنسے لڑائی ہو رہی وہان اُس سوار سے لڑائی ہو دونونکو غارت کردے خداوند لقا سے رسوخیت ہو گی اور خداوند خوش بھی ہونگے ایک ہی مرتبہ سب کا کام تمام کر دے بس اِسنے سوار فیل زور بدن کو بلایا اور کہا کہ ای سوار طلسمی ہمنے تمکو اسواسطے بلایا ہی کہ تم جانتے ہو کہ خداوند لقا نے زمین و آسمان پیدا کیا ہی اور اب سامنا خدا پرستون سے پڑا ہی تم حضور مین لقا کے جاؤ اور کام خدا پرستونکا تمام کرو غرض اُسنے سوار طلسمی کو بارہ ہزار سوار سے خوب سمجھا کے روانہ کیا اور ملکہ مرأت جادو نے ساحرون سے حکم کیا کہ جس گانون مین یا جس مقام پر ایرج و شاپور جس کسی کے ہاتھ لگین پکڑ لاؤ ہمارے پاس ہم اُسکو نہال کر دینگے اور جس کسی نے چھپا رکھا ہو گا اُسکا گھر مع عیال و اطفال غارت جائیگا یہ خبر چار طرف ہو گئی چنانچہ ایرج شاپور سے جدا ہو گیا تھا اور ایک درہ مین پہاڑ کے بیٹھا تھا چنانچہ تمام رات اُسی پہاڑ کے درہ مین یہ رہا جبکہ شل مریض رات گھٹنے لگی اور آفتاب تابان جوبن نکلے چمکا نظم

جمال صبح چمکا بھینا بھینا
ہوائے سرد سے سوکھا پسینا
گل بستر نے بوے رخصتی دی

بڑھی حسرت گھٹی امید جی کی

ایرج نماز پڑھ کے ایک سمت کو چل نکلا تھوڑی سی راہ طے کر کے ایک بیابان مین ایسے مقام پر پہونچا کہ وہان پچاس ساٹھ درخت گنجان تھے اور اُنپر عجب عجب طرح کے جانور بولیان بول رہے تھے ایرج کو وہ بولنا جانورونکا نہایت خوش آیا درخت کے نیچے جاکے دیکھا تو رنگ برنگ کے جانور ہزارہا بول رہے تھے اور ایک کنوان اُس مقام پر تھا کہ اُسکا تمام چبوترہ آئینہ کا تھا اور پیڑ ابھی آئینہ کا لگا تھا مگر بند تھا ایرج وہان بیٹھ گیا اسوقت ایک جھونکا ہوا کا ایسا آیا کہ اسکی آنکھ جھپک گئی پھر جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ چار ہنڈولے کھڑے ہین اور انپر تیس تیس چالیس چالیس عورتین زیور پہنے ہوئے بیٹھی ہین ایرج وہان سے آگے چلا اسلیے کہ یہ طلسم کا کارخانہ ہے ایسا نہو کہ کسی آفت مین گرفتار ہو جاؤن ان عورتون نے کہا بھلا اے جوان ایسے مقام پر آکے کوئی جاتا ہے بیٹھو سیر کرو یہ وہ کہہ رہی تھین کہ ایک مرتبہ آواز نقارہ کی آئی اور ایرج نے دیکھا کہ اک عورت ادھیڑ سفید پوش محمودی کی چادر اوڑھے ہوئے تخت پر وہان آتی پریزادین نکلین اور فرش کر گئین وہ عورتین اُس فرش پر جا بیٹھین پھر اُس کنوین مین سے سات رنڈیان نکلین کسی کے ہاتھ مین سارنگی کسی کے ہاتھ مین طبلہ کوئی مرچنگ لیے کوئی تال کی جوڑی لیے ہوئے آئین اور جاکے ناچنے لگین تمام جنگل مین سناٹا ہو گیا چرند پرند اپنے مقام پر سب جھومنے لگے ایک عورت نے کہا کہ اے جوان ہماری بی بی نہایت رحمدل ہے نہ کسی سے بغض ہے نہ بیر تم چلو بیٹھکے گانا سنو ایرج محو ہو رہا تھا فرش پر بیٹھکے گانا سننے لگا جبکہ گانا ہو چکا وہ ساتون کنوین مین چلی گئین اُس عورت نے کہا اے شخص معلوم ہوا تو ہی شکنندۂ طلسم ہے ایرج نے کہا طلسم توڑنے کو آیا ہون اُس عورت نے کہا ارے احمق اگر وہ چار ہزار ہون تو طلسم نہ توڑ سکینگے لیکن ایرج سحر مین گرفتار ہو گیا ہے جب اُٹھنے کا ارادہ کرتا ہے جی نہین چاہتا ہے کہ اُٹھ جائے اُس عورت نے کہا تمنے گانا نہین سنا ہمارے طائفے خوب گاتے ہین سنو یہان کی مالک مرآت جادو ہے ہمین نہ مرآت جادو سے کام ہے نہ طلسم سے کام ہے میرے گھر چلو گانا سنو اگر طلسم تم توڑو گے تو ہمسے ملاقات رکھنا یہ کہکے اپنے مکان پر لیچلی دس بیس قدم چلا ہے کہ ہوا آئی ایرج کی آنکھ بند ہو گئی بعد ایک گھڑی کے

جو آنکھ کھلی دیکھا ایک مکان ہے بڑی تیاری کا دروازہ کھلا ہوا ہے طبلے کی آواز آتی ہے چھت
پر پردے تمامی کے لگے ہوئے ہین آٹھ سو نو سو لونڈی کھڑی ہین جبکہ باغ مین داخل ہوئے
لونڈیان روبرو سے ہٹ گئین ایرج نے آگے جاکے دیکھا کہ ایک تخت پر مرأت جادو
بیٹھی ہے ایرج حیران ہو گیا مرأت جادو نے دیکھا اُس جادوگرنی نے مجرا کیا کہا اے ملکہ مرأت جادو
یہ بیابان ظلمات مین پہونچا تھا مین پکڑ لائی مرأت جادو نے کہا اے ملکہ سفید جادو
یہ بڑا زبردست ظالم ہے طلسم توڑنے کو آیا ہے سفید جادو نے کہا ملکہ دیر نہ کیجیے سر کاٹ
ڈالیے مرأت جادو نے کہا میرا بھی یہی جی چاہتا ہے یہ کہکے کتاب جمشید و سامری منگا کے
دیکھا کہ ایرج کو گردن مارو لکھا ہوا تھا اے مرأت جادو آج کی رات قید کرو کل سوا پہر دن
چڑھے گردن مارنا مرأت جادو نے کہا ملکہ سفید جادو سحر راہ نہین دیتا اگر تم سے ہو سکے تو
رات بھر اپنے مقام پر لیجا کے قید کرو یہان رکھنا مناسب نہین ہے ملکہ سفید جادو نے کہا بہت اچھا
تمام رات جوکی دونگی ملکہ سفید جادو تخت پر اپنے پاس بٹھا کے لیچلی اپنے مکان مین داخل
ہوئی لونڈیان بہت سی ایسی تھین جو اپنے ہاتھ سے کھانا پکاتی تھین کتنو کا سرکار سے
کھانا پکا ہوا مقرر تھا سب اپنے اپنے کام کو روانہ ہوئین قضائے کار اُدھر سے شاپور ایک
عورت کی صورت بنے ہوئے آتا تھا دلمین کہتا تھا اے شاپور ایرج نے تیرا کہنا نہ مانا تجھسے
الگ ہو گیا اگر کسی آفت مین گرفتار ہوا تو بڑا غضب ہوگا چنانچہ کئی لونڈیان قہقہہ مارتی ہوئین
شراب پینے کو کلال کے گھر جاتی تھین آپسمین کہتی جاتی تھین کہ اب جو یہ گرفتار ہوا ہے کہین
صبح کو سر کاٹا جائیگا تو طلسم کا کھٹکا مٹ جائیگا لونڈیون نے دیکھا کہ لونڈی چلی آتی ہے کہا
بہینا تم بھی شراب پینے آئین شاپور نے کہا ہان مین بھی آئی ہون لونڈیون نے کہا بہینا
ہمارے ساتھ پھر چلو کل سے عذاب مین تھے آج فرصت ملی شاپور نے کہا بہینا طلسم مین
کیا ہے لونڈیون نے کہا تمکو نہین معلوم شاپور نے کہا مین کل سے شراب پینے کو گئی تھی لونڈیون
نے کہا ہماری بی بی ایرج کو پکڑ کے ملکہ مرأت جادو پاس لے گئی تھین مرأت جادو نے
کتاب مین دیکھا اُسمین معلوم ہوا کہ کل سوا پہر دن چڑھے قتل کرنا سو آج کی رات ہمارے پاس
قید ہے کل گردن مارا جائیگا شاپور نے کہا خوب ہوا کہ پکڑا گیا وہ تو شکنندۂ طلسم تھا ہمارا گھر غارت

کیا چاہتا تھا یسکھلے اُنکے ساتھ ہو لیا جبکہ شراب پی چکین ہمراہ اُنکے مکان مین داخل ہوا دیکھا
کہ ایرج فولادی پنجرے مین قید ہی سامنے کے در مین پنجرا لٹک رہا ہی شاپور نے کہا بڑی ظالم ہی
ذرا رحم نہین ہی ایسے شکیل خوبصورت بہادر کو پنجرے مین قید کیا ہی اُسمین سفید جادو کو نیند
آئی حکم کیا کہ پلنگ پر جاتی ہون خبردار کوئی میرے پاس نہ آئے اور ہاتھ سے پنجرا اُتار کے
چھپر کھٹ کی چھت مین لٹکا دیا اور آپ لیٹ رہی اور شاپور آنکھ بچا کے برابر ایک صنچی تھی
اُسمین لیٹ رہا سفید جادو کروٹین لیتے لیتے اُٹھ بیٹھی دیکھا کہ ایک لونڈی لیٹی ہی اُٹھکے
ہاتھ پکڑ لیا کہا او حرامزادی تو چپکے سے کیون آ لیٹی ہی یہ کہکے رقعہ جمشید و سامری کا دیکھا
لکھا ہوا تھا کہ ای سفید جادو نصیبا تیرا بڑا زبردست تھا یہ شاپور شیردل عیار ہی جسنے
سوا سو لونڈیان مع آفت جادو مار ڈالین یہ دیکھکے پکاری ای علامہ جادو علامہ جادو
ہوم کر رہی تھی آواز سنکے چلی آئی سفید جادو کو مجرا کیا سفید جادو نے کہا ای علامہ جادو یہ وہ شخص ہی جسنے
آفت چشم کو مع سوا سو لونڈی کے غارت کیا تم اسکو باہر لیجا کے گردن مارو علامہ جادو
ہاتھ پکڑ کے لیچلی شاپور نے پکار کے کہا ای ایرج نوجوان ہم تمہارے چھڑانے کو آئے تھے لیکن
نصیبا ہیٹا ہوگیا تم تو قید ہوئے اور ہم دنیا سے اُٹھ چلے ہمین شاپور جب باہر گیا کہا ای
علامہ جادو اگر تو مجکو ہماری مرأت جادو کے پاس لیچلے تو ایرج کو قسم دلوا کے طلسم توڑنے
کے لئے نکال لیجاؤن علامہ نے کہا ارے عیار تو مجکو دم دیتا ہی مین تجکو مار ڈالونگی اور ہاتھ پکڑ کے
کھینچتی ہوئی لیچلی لیکن شاپور شیردل نے اپنے دلمین کہا کہ ای شاپور تو اور امیر کا بیٹا
یہ ایک ہین تجھپر نہ سحر کیا ہی نہ قید مین جو گرفتار رہی اور ماش کے آٹے کا پتلا بنا چلا جاتا ہی اسکا
کیا سبب ہی لازم ہی کہ کام اسکا تمام کر یہ سوچکے اُسنے کہا کہ ای ملکہ ذرا ادھر دیکھنا یہ کیا ہی
علامہ جادو نے جو پھر کر دیکھا اُسنے بیضۂ بیہوشی مارا کہ وہ منھ پر پڑا علامہ جادو کو چھینک
آئی اور بیہوش ہوگئی شاپور نے سجدۂ شکر خدا کیا اور پھر داروے بیہوشی کی اسکی ناک
باندھکے پہاڑ کے درے مین ایک غار تھا اُسمین ڈالدیا اور اُسکی صورت بنکر پھر اُسی کے بنگلہ
دروازے پر باغ کے آیا کنیزون نے کہا کہ کیا شاپور کو مار ڈالا اُسنے کہا کہ مین نے ایک تیغ مارا
بھڑوے کا سر پھٹ گیا کنیزون نے کہا مبارک ہو کہ شاپور کا کام تمام کیا سفید جادو نے

پوچھا کہ شاپور کو کیونکر مارا اُسنے کہا کہ بلا لون تیر سے مارا کہ اُسکا سر پھٹ گیا لیکن کہا ای
سفید جادو مین نے عجب طرح کی خبر پائی ہی کہ کہین نہین دیکھی جمشید و سامری کی قدرت کا
تماشا ہی ایک پھول گیندے کی صورت کا ہی کہ اُسکی اودی پتیان ہین اور سنہری تحریر ہی
گھانس کی جھنڈی مین پانچ چار کلیون کا ایک پھول کھلا تھا مین توڑ لائی ہون اور
عجب خوشبو آتی ہی سفید جادو نے کہا ای علامہ وہ کہان ہی علامہ نے ایک پھول اُسی
طرح کا اُسکو نکال کے دیا اُسنے اُسکو سونگھا بیہوش ہوگیی شاپور نے خنجر کھینچکر سر اُسکا
کاٹ ڈالا صدا دارو گیر کی بلند ہوئی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سفید جادو بود
لونڈیان جو پاس کے آئی تھین وہ تو گر پڑین اور جو اصلی تھین وہ لاش
سفید جادو کی لیکر مرآت جادو پاس آئین اور وہ پنجرہ فولادی ٹوٹ گیا مرآت جادو
نے حکم دیا کہ لاش اسکی میدان مین پھونک دو اور اب مین آپ پکڑ لاؤنگی پھر اپنے
اپنے دل مین کہتی ہی کہ جاؤن یا نجاؤن یہ تو اس فکر مین ہی اور وہان ایرج سے
شاپور نے کہا کہ ای ایرج وہ سامنے سڑک معلوم ہوتی ہی ادھر چلو کیونکہ بغیر ہاتھ لگے لوح
طلسم کے طلسم فتح نہوگا یہ کہکے اسی جانب روانہ ہوئے مگر وہ سوار طلسمی بارہ ہزار سوار سے
کوہ عقیق کے ملک سلیمانی مین پہونچا خبر لقا کو ہوئی کہ مرآت جادو نے ایک سوار طلسمی آپکی خدمت
کے لیے بھیجا ہی اُسوقت لقا نے بختیارک کی طرف دیکھکے کہا کہ ای شیطان درگاہ دیدی قدرت
مرا بختیارک نے کہا کہ کئی روز سے بارگاہ مین سناٹا تھا ایک آدھ قتل کرانے کو آپنے بلوایا
لقا نے کہا کہ یہ سوار قدرت ہی کسکا مقدور ہی جو اُسے قتل کر سکے اس عرصہ مین سوار طلسمی آکر
داخل ہوا بختیارک نے لشکر اُسکا اُتروایا اُسنے لقا کو نذر دی سجدہ کیا اور بسات بارگاہ
تخت خداوندی کے پاس کرسی بیٹھنے کو ملی جب یہ بیٹھا تو بختیارک نے کہا کہ تم مین یہ تا دو کہ
کیا وصف ہی اُسنے کہا کہ نہ کوئی تلوار مجھپر اثر کرتی ہی اور نہ کسی شخص سے کشتی مین زیر ہونگا
لقا نے کہا کہ مین نے ایسے ایسے بندے پیدا کیے ہین بختیارک نے کہا کہ ہم تو جانتے ہین کہ
تیرے یہ بندے سب کم زور ہین اور آدھر کے سب زور آور ہین غرض یہ باتین کچھ دیر رہین
سوار طلسمی کئی روز تک آسودہ ہوا کیا ایک روز جب سرمہ شام آنکھون مین لگا مثل احسان کم ظرفون گھٹا ظلم

اک ابر نیلگون مغرب سے آیا
فروغ مہر دامن مین چھپایا
سیاہی مثل زلف یار پھیلی
میان کوچہ و بازار پھیلی

سر شام حکم دیا کہ طبل جنگ بجے بموجب حکم نقارہ پر چوب پڑی ہرکارون نے آکر امیر کو خبر دی یہان بھی نقارۂ جنگی بجا دلاور آگاہ و خبردار ہوئے دربار برخاست ہوا ہتھیار صاف ہونے لگے دریاے شر و فساد جوش پر تھا لونمین لڑنے کی موج اٹھتی تھی سپرین گرداب تھین تلوارین آبدار ہوتی تھین بہادر تلوار کے گھاٹ اترنا چاہتے تھے خنجر کا پانی آج خون کا پیاسا تھا کہین تغین صیقل ہوتی تھین کہین کمانین چلا رہی تھین لشکر مین غلغلہ برپا تھا دونون طرف کی سپاہ کینہ خواہ مرنے پر آمادہ لیس تھی چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ وقت آیا کہ مزاج شمع مین سردی آئی اور رہی نمایان سحر

ہر طرف چمکا رے قطعہ
کیا نور سحر نے گرم بازار
سفیدی سی لباس شب مین پائی
شب تیرہ ہوئی رخصت پہ تیار
زبان بنے کی ادب سے آشنائی

صبح کو امیر کشور گیر سعد بن قباد کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئے لشکر گروہ گروہ انبوہ انبوہ سرق سرق سنجق علم علم حشم حشم میدان کارزار مین آئے گرد و غبار سے دنیا بھر گئی اسطرف سے لقا کی سواری آئی جھاڑی جھنڈی بیلدارون نے کاٹ کر میدان کو ہموار کیا سقّون نے آبپاشی کی آبرو ابر بہار کی کھودی صفوف لشکر میمنہ و میسرہ ساقہ کمینگاہ قلب و جناح اگلا ہراول پچھلا چنداول آراستہ ہوا نقیبون نے نقابت کی گویون کے لڑکے لٹپٹی دستارین سرون پر باندھے کڑکا کہنے لگے اور مذمت دنیاے فانی زبان پر جاری کی جب نقیب بھی کڑکا کہہ چکے تو اسوقت صفون پر مثل صف مژگان کے سناٹا آیا اور سوار طلسمی نے لقا سے اجازت لیکر میدان مین قدم بڑھایا اور پکارا کہ ای خدا پرستان و ای زبردستان تم مین سے جسے تمناے مرگ کی ہو آئے میرے مقابلے مین ادھر سے فرامرز عاد مغربی بادشاہ سے اجازت لیکر سامنے اسکے گئے اور ایک تکاور ماری کہ گھوڑا اسکا چھ سات قدم ہٹ گیا اور اتنا ہی مرکب انکا زور مین ہٹ گیا اسوقت سوار طلسمی نے ایک سونٹا انکے مارا کہ یہ بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑے اسیطرح سے کئی سو سردار بیہوش ہوکر گرفتار بلا ہوئے دن بھر لڑائی رہی جب وہ دن مثل حیا آنکھون سے چھپ گیا اور شاہد شب نے اپنی زلف کو کھولا بیت

ردائے شام پھیلی جانب خاک | نگاہوں سے چھپے سامان افلاک

طبل آسایش بجوا کے سوار طلسمی پھر گیا اور جلتے ہی اُسنے پھر طبل جنگ بجوایا یہان بھی طبل جنگ بجا اور پھر تیاری لشکر شروع ہوئی اور چار پہر رات تیغین صاف ہوکین گرگیت اٹھکا کہا کیے ہر شخص آپس مین بغلگیر ہوتے تھے کہ دیکھا چاہیے کل گردون دون دانقلاب سپہر بوقلمون تاج دولت کسکے سر پر رکھتا ہے اور خاک مذلت کسکے سر پر ڈالتا ہے ابیات

کہ حسن صبح نے جب منہ دکھایا | اُٹھین آنکھوں سے نیند مین ہوش آیا
نظر آسا نظر سے سبکی پنہان | بنے اختر حیلے چشم جانان

صبح کو امیر کشورگیر بصد توقیر فریضہ رب قدیر سے فارغ ہوکر جلوخانہ شہنشاہی مین آئے بادشاہ بھی سویرے سے برآمد ہوئے امیر و سب سردارونکا مجرا ہوا لشکر خیل خیل ذیل ذیل قشون قشون میدان کارزار کو گیا بادشاہ بھی مع صاحبقران اور سردارونکے جنگاہ مین آئے حسب دستور اُسی طرح صف آرائی ہوئی نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا جب نقیب کنارے ہوئے اُسوقت لقا بھی فوج لیکر میدان مین آیا تھا سوار طلسمی ہنداُس سے اجازت لیکر اپنے تئین میدان مین پہونچایا اور پھر تہیب دی کہ اے خدا پرستان ہر کرا تمناے مرگ باشد بیاید بمیدان ما یہ کہتا تھا کہ لشکر اسلام سے مغربیون کے علمون کو جلوہ ملا اور جنوبی ہندوستانی و ترکستانیون کے بھی علم جلوہ دکھانے لگے امیر نے دیکھا کہ سبکی طرف علم جلوہ دکھا رہے ہین اور نقارے بج رہے ہین کہین ایسا نہو کہ آپس مین بگڑ جائے اور نہ آقمی سب نے یہ ارادہ کیا تھا کہ اس سوار طلسمی کو جیتا نجانے دینگے بس خود چاہا کہ واسطے لڑنے کے جائین آواز سم مرکب کے کڑکے کی آئی اور دیکھا تو ایک سوار جواہر مین غرق گھوڑے کی کنوتی پر برچھا رکھے پیدا ہوا اور پکارا کہ ہان ہان ای خدا پرستان یہ شکار میرا ہے مین دہ تمھارا دوست ہون جو لقا کا ہوتا مین تم دونون سے سمجھونگا امیر نے تو جانا میدان مین موقوف کیا اور اُس جوان نے کہا کہ اے لقا پرستو وہ خدا اور ہے کہ جسنے لقا کو بھی پیدا کیا ہے اگر لقا حمزہ سے نہین ملتا ہے تو میرے خدا کی پرستش قبول کرے بختیارک نے کہا کہ یہ کون جوان ہے اور کہان سے آیا ہے لقا نے کہا ایسی ایسی آوازین بہت آتی ہین اسمین تکاور رفتی ہوئی دونون طرف سنٹا

پڑنے لگا اسکا سونٹا اُسپر اُسکا سپر اور اُن سونٹون سے چنگاریان اُڑنے لگین اور مانند آتش کے وہ سونٹے سرخ ہوگئے اُسوقت تو اُن سونٹون کو پھینک دیا اور سوار طلسمی نے لقا کی طرف تلوار ماری اُسنے سپر پر روکی اور اُس جواہر پوش نے تلوار ماری کہ سپر کو کاٹکر خود و بلغہ زرہ ٹوپ عرق چین کو کاٹ کر صراحی گردن سے نکلکر صندوق سینہ کو ویران کر کے زین و نمد مرکب کو کاٹ کر زیر تنگ تلوار نکل گئی آدھا اِدھر آدھا اُدھر بختیارک پکارا کہ صلواۃ بر محمدؐ و لعنت بر لقا وہ مارا اور وہ مرکب کو موڑ کے سوار چلا امیر نے کہا کہ ای عزیز اشتیاق ملاقات کا رکھتا ہے یہ سننا تھا کہ اُس جواہر پوش نے دستک دی کہ مرکب تو اُڑ گیا اور وہ اشقر کے پانون پر گر پڑا امیر نے اشقر سے کود کے سر اُسکا سینہ سے لگایا اور کہا یا صاحبقران مین لونڈی آپکی ملکہ حنظل جادو مادر نرگسی چشم ہون جسنے اپنی دختر قاسم کو دی ہے امیر نہایت خوش ہوئے اور کہا یارو قسم ہے پروردگار کی کہ مین اس ملکہ سے بہت خوش ہون اُسوقت طبل و نقارے بجنے لگے اور امیر نے فرمایا کہ ای ملکہ حنظل تم اپنی بیٹی کے پاس محل مین رہو اُسنے عرض کی کہ ای شہریار آپ کے فرمانے سے آج کے دن تو مین رہتی ہون لیکن پانچ چار روز مین لشکر پر آفت آیا چاہتی ہے مین جاتی ہون پھر جو آونگی تو رہونگی امیر نے کہا اچھا اپنی دختر سے تو ملاقات کرتی جاؤ ملک قاسم تو گیا ہوا ہے امیر نے فرمایا کہ چلو بارگاہ مین وہان سب حال کہینگے غرض طبل بازگشت بجا وہ بارہ ہزار سوار جو طلسم آئینہ سے آئے تھے اُنسے کہا تم طلسم آئینہ کو جاؤ مرآت جادو سے کہدینا کہ سوار طلسمی مارا گیا غرض لقا میدان سے پھرا اُدھر امیر حنظل کو بارگاہ مین لیکر آئے لشکریون نے کمر کھولی امیر دنگل نادعنبر پہ لڑے بارہ سو بارہ پہلوان دنگل پہ بیٹھے اور حنظل نے کہا کہ ای شہریار یہ سوار طلسمی تھا اگر سو برس بھی آپ لڑتے تو مارا نجاتا امیر نے کہا آگے بھی ایک سوار آیا تھا اسکو ایرج نے مارا اب وہ طلسم آئینہ کو گیا اور اُسکے پیچھے قاسم بھی گئے ہین اسمین نرگسی چشم کو خبر ہوئی کہ میری مادر نے آکر سوار کو مارا ہے اور بارگاہ مین بیٹھی ہین اُسنے آدمی بھیجا کہ جاکر بلا لاؤ آدمی آیا اُسنے آکر کہا کہ ای ملکہ حنظل جادو آپکو آپ کی بیٹی نے بلایا ہے امیر نے کہا جاؤ نرگسی چشم سے ملاقات کر آؤ حنظل خیمے مین نرگسی چشم کے آئی اُسنے مجرا کیا

حنظل نے دیکھا کہ اسکی طبیعت کچھ مکدر ہی رنگ رخ سفید بال اُلجھے ہوئے کپڑے میلے آنسو
آنکھوں مین آنسو ڈبڈبائے ہوئے ہین اور اُسنے کہا امان جان ایرج نوجوان طلسم آئینہ
کو گئے اُنکے پیچھے آپ کے داماد بھی گئے ہین طلسم آئینہ مشہور جگہ ہی بڑا قلب مکان ہی
افسوس ہی کہ مجکو سحر نہ آیا حنظل نے کہا کہ بیٹیا مین جاؤنگی امیر سے رخصت ہوکر آئی
ہون نرگسی چشم نے کہا آپ کا جانا بہتر و انسب ہی کہ قاسم کی جان بچائیے حنظل نے
کہا اگر میرا سامنا ہوگیا مرأت جادو کا تو مین بھی لڑونگی کچھ اُس سے کم نہین ہون نرگسی چشم
نے خاصہ طلب کرکے ماں کو کھانا کھلایا آپ بھی کھایا پان ڈلیاں دیکر رخصت کیا یہ
امیر کے پاس آئی اور کہا ای شہریار بیٹی کے دیکھنے سے تو نہایت طبیعت فکرمند ہوئی
اب مین طلسم آئینہ کو جاتی ہون امیر نے فرمایا کہ خدا سے کریم کو سونپا اور خلعت عنایت
کیا حنظل جادو رخصت ہوکر روانہ ہوئی اور اپنے مکان مین گئی اور وہان بارہ ہزار
جادوگر اور چار سو لونڈی چنین اور کہا جسکو مرنا ہو لڑنا ہو وہ میرے ساتھ چلے
سب نے کہا کہ ہم حاضر ہین بس اُسنے نقارہ کوچ کا بجایا اور کوچ و مقام کرتی ہوئی
تیسرے دن ایک پہاڑ کے درے مین پہونچی کہ جہان قاسم اور ایرج کا لشکر پڑا ہوا تھا
اس مقام پر اُسنے بھی خیمہ کیا لشکر اُسکا اُترا قاسم کو بھی فکر تھی آقیاس خان اور تہمتن خان
وغیرہ بیٹھے ہوئے تھے ذکر مذکور ہو رہا تھا اور ملکہ مرأت اپنے مقام پر فکر مین بھی اور آج جادو
ایک جادوگرنی ہی کہ وہ ہمیشہ آیا جایا کرتی ہی اس پہاڑ کے درہ مین وہ جو آب آئی تو اُسنے لشکر
اُترے دیکھا اُسکے ساتھ چار سو کنیز ہین غرض یہ مرأت جادو کے پاس گئی اور اس سے پوچھا کہ
ای مرأت جادو یہ لشکر کسکا فلان مقام پر اُترا ہوا ہی مرأت جادو نے کہا ای آب جادو تو نے
سُنا ہوگا کہ شیشہ جادو نے جو کچھ سلوک کیا ہی اب ایرج طلسم توڑنے آیا ہی اسکے باپ کا لشکر
پڑا ہی آب جادو نے کہا کہ ای مرأت جادو پھر تمسے یہ نہین ہوسکتا کہ اسکی فوج کو غارت کردو
اگر تمسے نہین ہوسکیگا تو مجکو حکم دو کہ مین اُنکو غارت کردون اور قاسم کو قید کرلون ایرج کو
پکڑ لاؤن اگر یہ نہین تم غافل رہوگی تو سب کھیل بگڑ جائیگا ایسا نہو کہ لوح طلسم ہاتھ لگجائے
پھر بڑا غضب ہوگا مرأت جادو نے کہا مین بھی اسی فکر مین ہون آب جادو نے کہا جو مالک

سلطنت ہوتے ہین انکو آرام نکرنا چاہیئے آپکے لونڈی غلام بہت سے ہین جسکو فرمائیے وہ
دم بھر مین غارت کردے مرآت نے کہا جی تو یہی چاہتا ہی کہ کوئی مجھسے جدا نہو اچھا اگر
تمہارا ارادہ لڑنے کا ہی تو کیا مضائقہ ہی جاؤ لڑو آب جادو دس ہزار جادوگر ہمراہ لیکے رخصت
ہوئی اور قاسم کے لشکر پر چلی قاسم کو خبر ہوئی کہ کچھ جادوگر اس سمت کو آتے ہین اسنے
کہا کہ بحکم پروردگار عالم ہم انکو قتل کرینگے یہ کہکر قاسم اور قیاس خان اور فرامرز خان
وغیرہ تلوارین ٹیک کر اُٹھے اور قاسم نے کہا کہ خدا بچانے والا ہی اس عرصہ مین آب جادو
آپہونچی دس ہزار ساحر اسکے ساتھ گال ہو ڈاگ تھے ناریل اور نارنج و ترنج اُچھالتے ساتھ
آتے تھے غریو برپا تھا باز و بط و مرغابی پر ساحر سوار آب جادو آگے آگے یہان آکر آپہونچی
اسوقت قاسم خیمے سے نکلا اسکی بھی فوج نے کمر باندھی ہل چل پڑ گئی دنیا دہلنے لگی طبل و نقارہ
بجنے لگے تمام لشکر کمر باندھکر لڑنے کو مستعد ہو گیا اسوقت آب جادو نے پکار کر کہا کہ ای قاسم
اگر تجھکو زندگی درکار ہی تو ملکہ مرآت جادو کے پاس چل اور ہاتھ باندھکر اُس سے عذر کر اور
ایرج کو سمجھا کے لے آ اور اگر تجھکو نہ منظور ہو تو مین مشکین باندھکر لیجاؤنگی قاسم نے کہا
کہ او کُتیا نابکارہ حرامزادی تو کیا بکتی ہی آب جادو نے جھلا کر ایک ساحر کو اشارہ کیا کہ وہ
اپنا ہنس اُڑا کر نکلا اور پکارا کہ ای خدا پرستو آؤ مجھسے لڑنے کو فیروز خان گھوڑا اپنا اُڑا کر
میدان مین آیا اور کہا لا کیا حربہ لاتا ہی جادوگر نے دوڑ کے ایک سونٹا مارا سر پر روکا لیکن
سحر کا سونٹا تھا فیروز خان بیہوش ہو کے گر پڑا اُس جادوگر نے باندھکے لشکر مین بھجوا دیا
دوبارہ تہمتن خان خاوری نکلا اُسنے قریب آکے تیغہ مارا جادوگر نے تیغے کو روک کے سونٹا
مارا بیہوش ہو کے یہ بھی گرا اُسنے اسکو بھی باندھکے لشکر مین بھیجدیا پھر قیاس خان خاوری نے
آکر تلوار ماری اُس جادوگر نے خالی دیکر سونٹا مارا کہ بیہوش ہوا اسکو بھی باندھکر بھیجدیا اور
پکارا کہ ای قاسم تو نکل بھڑا گیا دیکھتا ہی قاسم مرکب کو دوڑا کے میدان مین آیا اسنے اسپر بھی
سونٹا مارا قاسم نے خالی دیا اُسنے دہنی چڑھکے جو سونٹا مارا انھون نے پھر خالی دیا اُسنے جھنجھلا کے
پھر سونٹے مارنا شروع کیے قاسم نے مرکب کو کاوے ایڑین پر لگا کے خالی دینا شروع کیا جب اُسنے
دیکھا کہ سونٹا نہین کھاتا اسوقت آسنے تلوار ماری ملک قاسم نے تلوار بھی خالی دی یہ گھوڑے

پرسے کود پڑا قاسم بھی کودے اور جبتک وہ سحر کرے کرے اُنھون نے اسکی کمر مین
ہاتھ دیکر اُٹھا لیا ملک قاسم نے تین چکر دیکر زمین پر مارا کہ یہ چاروں شانے چت گرا سر اسکا
پھٹ گیا اسوقت رعد جادو نے ایک ناریل مارا کہ تڑاقا ہوا دھنوان نکلا کہ تمام لشکر پر
پھیل گیا سب بیہوش ہوئے قاسم بھی بیہوش ہو گئے آب جادو نے کہا کہ انکو یون ہی رہنے دو
مین ملکہ مرات جادو کو دکھاؤنگی اور قاسم کو پکڑ کے مع قیاس خان و فیروز خان و
نہمتن خان وغیرہ کے لیگئی لیکن حنظل جادو یہان آکے پہونچی ہر وہ ایک منزل پیچھے
اس لشکر سے اُتری تھی اب وہ کوچ کر کے جو آگے بڑھی تو اُسنے دیکھا کہ ایک لشکر یہان اُترا
ہوا ہی بارگاہ سُرخ مخملی قاسم کی استادہ ہی مگر فوج بیہوش پڑی ہی جو جس حالت مین ہی
وہ اُسی طرح ہی سیارہ بن عمر لیکہ یہ بھاگ گیا تھا وہ آکر یہان پہونچا اور اُسنے حنظل کو پہچانا
اور کہا ای ملکہ حنظل یہ سب سحر مین گرفتار ہین ملکہ حنظل نے کہا کہ قاسم کو تو ڈھونڈھو
کہ وہ کہان ہین سیارہ نے ہرچند تلاش کیا مگر قاسم کو نہ پایا اُسنے کہا کہ قاسم تو نہین ملتے
اب یہان پوچھین تو کس سے پوچھین حنظل جادو آگے بڑھی تو اُسنے دیکھا کہ کچھ
جادوگرنیان بیٹھی ہین اور آگے جاکے جو دیکھا تو ایک خیمہ استادہ ہی اور دس ہزار ساحر ایک طرف کو
اُترا ہوا ہی اور تخت پر ملکہ آب جادو بیٹھی تھی ابھی مرات کے پاس لے نہین گئی ہی کوئلے
دہک رہے ہین اور یہ کہ رہی ہی کہ سیخین لاؤ مین کباب لگاؤنگی حنظل جادو اپنے دل مین
کہتی ہی کہ یہ کباب کسکے لگائیگی ادھر آب جادو نے دیکھا کہ بارہ ہزار ساحر اسطرف چلے آتے
ہین فکرمند ہوئی کہ یہ کون آتا ہی اس عرصہ مین حنظل جاکر پہونچی اور اُسنے کہا کہ ای آب جادو
یہ میرا داماد ہی تو اسکو میرے حوالے کر تاکہ مین لیجاؤن تمھارا گنہگار اگر ہی تو ایرج ہی
آب جادو نے کہا کہ تم خدا پرستون سے رشتہ داری کرکے اب انکی حمایت کو آئی ہو حنظل نے
کہا کہ تو بکتی کیا ہی مین زبردستی لیجاؤنگی آب جادو یہ سُنکے کھڑی ہو گئی اور تلوار اُسکو ماری
اُسنے تلوار اسکی روک کے آپ بھی تلوار لگائی اسکی کمر پر پڑی دو ٹکڑے ہوگئے ساحر اسکے دوڑے اسکے ساحر بھی
آگئے آپس مین نارنج ترنج ناریل چلنے لگے غرض کہ آب جادو کے ہمراہی بھاگ گئے اور یہ قاسم کو
اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ مین آئی قاسم نے سب احوال بیان کیا اور کہا کہ جبتک دم مین دم ہی مقابل

کیے جلنے لگے اُدھر آب جادو کے ملازم جو بھاگ کے گئے تو مرأت جادو کے پاس گئے اُسنے کہا ارے کیا
خیر تو ہی تم زخمی کیون ہو اُن لوگون نے کہا کہ ملکہ آب جادو قاسم کو مع رفیقون کے پکڑ کے درہ
کوہ مین لائی تھین اور کباب لگانا چاہتی تھین اُنکو آکر حنظل جادو نے مارا اور قاسم کو لے گئین
مرأت جادو کے یہ سنکے آگ لگ گئی اور کہا کہ کہان یہ کوہ عقیق کی رہنے والی اور کہان آ گئی ہی
اگر مین نے سر نہ کاٹا تو نام اپنا مرأت جادو نہ پایا یہ کہکے سواری طلب کی مگر اُدھر شاپور شیر دل
اور ایرج نوجوان جو چلے تھے راہ مین ایرج نے کہا کہ اے شاپور کہین سے کچھ ہاتھ لگے تو کھانے
کو لاؤ شاپور تو اس فکر مین پھلا لیکن وہم جادو ایک ساحر تھی کہ اُسکا مکان اُسی جگہ ہی اُسنے ایرج
کو جو دیکھا تو دریافت کیا یہی شکنندہ طلسم ہی اُسنے سلام کیا اور پوچھا کہ آپ کون ہین اُسنے کہا کہ
مین ایرج بن قاسم ہون بس اُسنے ایک دانہ ماش کا مارا کہ ایرج کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے یہ ایرج
کو گرفتار کرکے مرأت جادو کے پاس لیگیا وہ سوار ہوا چاہتی تھی ایرج کو دیکھکر تھم گئی اور کہا
وہم جادو مین بہت خوش ہوئی تو نے بڑا کام کیا اور خلعت دیا پھر ایرج سے کہا کہ اے ایرج
کیون اُتمنے طلسم توڑا ایرج نے کہا کہ اگر قسمت مین ہی تو توڑونگا مرأت جادو ایرج کو تخت پر
بٹھا کے ایک درہ مین پہاڑ کے لیچلی لوگ پہلے ہی روانہ کیے تھے دھوم دھام ہو رہی تھی کہ
مرأت جادو بھی آئی قضائے کار ملکہ حنظل جادو کے کچھ لوگ اُس مقام پر کسی کام کو آئے تھے
اُنھون نے جو سنا تو آکے ملکہ حنظل جادو کو خبر کی کہ مرأت جادو ایرج کی گردن مارا چاہتی ہی
یہ خبر سنکے قاسم اُٹھ کھڑا ہوا حنظل جادو نے کہا کہ تمھارے جانے سے بکھیڑا ہوگا مین انکو بچا دونگی
یا اُنکی فکر کرونگی تم یہین رہو مین جاتی ہون یہ کہکہ بارہ ہزار جادوگر لیکر یہ چلی بوق اور نفیر
بجتے ہوئے لگے ابر کے اُڑتے ہوئے ساحر بازو بط قرقرے پر سوار چلے جاکے جو دیکھا تو غلغلہ ہو رہا ہی
مرأت جادو ایرج کا سر کاٹتی ہی اور مرأت جادو نے کہا کہ یہ فوج کسکی آتی ہی لوگون نے کہا کہ
حنظل جادو کی مرأت نے کہا کہ روکو اسکو لیکن حنظل نے وہان پہونچکر ایک ناریل مارا کہ
تیرگی چھا گئی اُس اندھیرے مین ایرج کی کمر مین پنجہ دیکر یہ لے اُڑی اور ارادہ کیا کہ لشکر کو
چلون لیکن ذرا جو ترچھی ہوتی ہی قلعہ طلسمی مین جا پڑی اور شاپور شیر دل ایک درہ مین
پہاڑ کے بیٹھا تھا وہان ایک جادوگر آیا اور اُسنے پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے چاہا کہ مین بھاگ جاؤن

اُس جادوگر نے شاپور کو پکڑ لیا یہ کہکر خنجر کھینچکر چھاتی پر چڑھا اور کہا کہ تو عیاری مین تیرا سر
کاٹونگا قضارا اُدھر سے حنظل جادو آتی ہی اُسنے دیکھا کہ ایک جادوگر ایک شخص کی چھاتی پر
چڑھا بیٹھا ہی قریب آکے جو دیکھا تو شاپور کو پایا بس اسنے للکارا کہ باش ای ونابکار ساحر خدا
کے گزارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی یہ کہکر ایک ناریل مارا کہ اُسکی چھاتی کے
وار پار نکلگیا شاپور کی آنکھ کھلی دیکھا تو ملکہ حنظل جادو کھڑی ہی اُسنے کہا کہ ای ملکہ تمنے میری
جان بچائی یہ کہکر وہان سے روانہ ہوے راہ مین شاپور نے کہا کہ ایک جگہ ایرج کا پتا ملا ہی مگر
دریا بیچ مین حائل ہی تم چلو وہان پہونچا دو حنظل جادو نے کہا اچھا بس شاپور و ایرج کو لیکے
روانہ ہوئی راہ مین اُسنے کہا کہ اب مین تمھاری نظرون سے غائب ہوئی جاتی ہون جس وقت
کسی جادوگر سے سامنا ہوگا پہلے مجھسے مقابلہ ہوگا ایرج نے کہا جسطرح تم مناسب سمجھو بس یہ
نظر سے غائب ہوگئی اور شاپور و ایرج ایک سمت کو روانہ ہوئے دیکھا کہ ایک درہ کوہ کا ہی
مگر نہایت پر تکلف سنگ سلیمانی ایرج نے کہا شاپور یہ کیا خوب پہاڑ ہی صاف و رنگین و
قطع دار ہی شاپور نے کہا ای شہریار یہ درہ طلسم ہی جو کچھ عجائبات و غرائبات نظر نہ آوین تو تعجب ہی
ایرج سیر کرتا ہوا اُس درے کے باہر نکلا شاپور نے کہا ای شہریار اب کسی جادوگر کی آپ شکل بنیے
اس اثنا مین ایک جادوگر نظر آیا ایرج اُدھر سے راستہ کاٹ کر چلا وہ جادوگر سامنے ایرج کے
آیا اور اُسنے کہا کہ تم کہانسے آئے ہو اور کہان جاؤ گے اور تمھارا نام کیا ہی ایرج نے کہا بہت ہین
راہ بھول گئے آنکلے ہین تین دن سے خراب و سرگردان پھرتے ہین راستہ نہین ملتا ہی جادوگر
نے کہا میرے ساتھ چلو مین راستہ بتا دون ایرج نے شاپور کی طرف دیکھا اُسنے کہا چلیے کیا
مضائقہ ہی وہ جادوگر انکو ساتھ لیکر اپنے مکان مین آیا ایرج نے دیکھا کہ ایک باغ ہی اُسمین راوٹی
بڑی ہی جادوگر نے اُس راوٹی مین انکو بٹھایا اور کہا مین تمھارے واسطے شراب و کباب
لینے جاتا ہون غرض انکو راوٹی مین بٹھا کے آپ ایک شیر آتشین پر سوار ہو کے چلا ایرج
اس فکر مین تھا کہ وہ آپ شراب و کباب لاتا ہوگا کہ یہ سامنے سے شیر پر سوار آیا شاپور
نے کہا ای شہریار ذرا سنبھل بیٹھیے تیور اسکے برے معلوم ہوتے ہین اور یہ جادوگر پکارا کہ ای
خیرہ سران اب مجھے معلوم ہوا کہ تم طلسم غارت کرنے آئے ہو شاپور نے کہا کہ ہان بھائی

نہیں

بیچ ہے دیکھو تمھارے پیچھے کون آتا ہے اُسنے پیچھے پھر کے جو دیکھا تو اُسنے کلے کو بھین مین تھپڑ رکھکے
جو مارا تو بھیجا اسکا نکل پڑا یہ تو سیدھا جہنم کو پہونچا آواز آئی کشتی مرا نام مین اسرام جادو
بود بسرام جادو اسکا بھائی ہے وہ جو نکلا تو اُسنے دیکھا کہ اسرام مرا پڑا ہے اور ایرج اور
شاپور وہانسے چلے بس بسرام نے ایک دانہ ماش کا مارا کہ شاپور اور ایرج کے پانون
زمین نے پکڑے اور کہا اُسنے کہ تو نے غضب کیا کہ میرے بھائی کو بے تقصیر مارا ایرج نے کہا کہ
تیرے بھائی نے پہلے ہماری رفاقت قبول کی پھر شیر پہ سوار ہو کے آیا اور ہمکو للکارنے لگا
ہمنے مار ڈالا اُسنے کہا کہ اِن باتون سے میری تسلی نہین ہوتی مین بدلا لونگا یہ کہکر شاپور
اور ایرج کی کمر مین زنجیر باندھکر لے چلا حنظل جادو تو کہہ چکی تھی کہ جس ساحر سے سامنا ہوگا
مین پہلے لڑونگی پس ظاہر ہو کے پکاری کہ او خیرہ سر کہان جاتا ہے بسرام سمجھا کہ کوئی طلسم کے
رہنے والے ہین مگر یہ مجھکو خیرہ سر کیون کہتے ہین پس اُسنے ایک ناریل حنظل کے مارا
حنظل نے خالی دیکر ایک بیضہ سحر کا مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے صدائے دار و گیر پیدا ہوئی
ایرج نے کہا کہ ای ملکہ تمنے احسان کیا ہے حنظل نے کہا کہ مین تمھارے پر دادا کی لونڈی ہون
مگر تم خبردار رہنا کہ یہ راہ بدڈھب بہت ہے شاپور نے کہا کہ ای حنظل ہمکو تم ایسی راہ سے لیچلو کہ
جہان کچھ کھٹکا نہو حنظل نے سحر سے دریافت کیا کہ کدھر لیچلون معلوم ہوا کہ اس سمت سے
لیچل اور وہان جو حنظل فوج لیکر ایرج کو چھڑانے گئی ہے تو وہ فوج بھی ہزار ہزار دو دو ہزار
متفرق ہو کر ہر طرف کو چل نکلی اور خبردارون نے مرآت کو خبر پہونچائی کہ شکنندۂ طلسم کو
حنظل جادو فوج کی فکر مین لیے جاتی ہے اُسنے کہا کہ یہ کہان جائیگی اگر مین نے اسکو نہ مارا
تو نام اپنا مرآت جادو نہ پایا یہ کہکر بیس ہزار جادوگرنیان اور بیس ہزار جادوگر اپنے ہمراہ
لیکر روانہ ہوئی لیکن اب حال طلسم ہوش ربا کا سُنیے کہ جسوقت مشتری ہفت سحر کو
پانچون عیار بچیان لیکے افراسیاب پاس گئین مشتری نے مجرا کیا لیکن آنکھین نیچی کر لین
افراسیاب نے کہا ای مشتری کس بات کی فکر ہے مشتری نے کہا ای افراسیاب جادو
مورخ کی بارگاہ مین سب بیٹھے تھے لیکن میرا سامنا کوئی نکر سکا آپ جو فرماتے تھے کہ عمرو عیار
بڑا عیار ہے فی الحقیقت اگر صرصر نہ بچاتی تو وہ مار چکا تھا عیار کے ہاتھ سے مارے جانے سے

بہتر یہ ہی کہ شمشیر زنی کیجیے یا تو مہرخ کو غارت کر دیجیے یا مارے جائیے اور دیکھیں عمرو اب کیونکر
آتا ہی آگے چار طرف قناتین خیمے کے لگی ہین اب دو طرفون کی کھول دونگی افراسیاب نے کہا
مشتری ہفت سحر کیون جہالت کرتی ہی وہ عیار بڑا زبردست ہی افراسیاب سے کہا نہین
نہایت خبرداری کرونگی اور رخصت ہو کے خیمے مین آئی آتے ہی طبل جنگ بجوا دیا یہان
مہرخ کو خبر ہوئی مہرخ نے بھی طبل جنگ بجنے کا حکم دیا تیاری ہونے لگی ملکہ مشتری ہفت سحر
سوار ہو کے چار لاکھ جادوگر سے چلی مہرخ کو خبر ہوئی بہار و نافرمان و مہرخ اپنے اپنے
تختون پر سوار ہو کے میدان مین آئین سامنے سے مشتری ہفت سحر آئی کہا کیون جی جو
تمنے ہمارے مار ڈالنے کی فکر کی ہی تمکو کچھ سحر کا زور نہین ہی خیر شخص کا بل ہی ارے بل تو
اپنا بل بگا بل جاے چل آؤ میرا سامنا کرو بہار جادو کی طرف سے نیتان جادو نکلا
فولاد کا گولہ مشتری پر مارا مشتری نے خالی دیکے ایک پتھر مارا نیتان کے سینے سے
پار ہو گیا مشتری نے کہا ای مہرخ تو میرا سامنا کر یہ سنکے بہار جادو نے اوہی طرف سے
نکلے ایک گیند پھول کا مارا مشتری نے خالی دے کے ایک ناریل مارا نیچہ بنا ناریل روک لیا
مشتری نے کہا ارے تو نے میرا گولہ روک دیا جھنجھلا کر تلوار ماری بہار نے روکی بہار نے تلوار
مشتری کے ماری آڑ گئی اگر آڑ نہ جاوے تو کونچین اڑ جاتین دستک دی داہنے بائین
طرف سے زمین پھٹی سو ہاتھی ادھر سے اور سو ہاتھی اُدھر سے نکلے لشکر مہرخ پر آ گرے
فوج پسپا ہوئی بہار جادو نے گچھا پھولون کا مارا بہت سے ہاتھی مر گئے بہار جادو نے
ناریل مارا مشتری کا چہرہ چھپاتا ہوا نکل گیا مشتری نے دستک دی ایک لکہ ابر کا پیدا
ہوا اور برسنے لگا تمام لشکر کا یہ عالم ہوا کہ اپنا اپنا سر پکڑ کے ہر ایک بیٹھ گیا مہرخ و بہار و نافرمان
تختون پر سے گر پڑین مشتری ہفت سحر پکاری زدم و بست کردم اتنی سی لڑائی پر اتنا
سر اٹھایا تھا افراسیاب کو یہ تماشا دکھاؤن ان سبکو تو نہین رہنے دو پھر مشتری ہفت سحر
طبل و بوق خوشی کے بجواتی ہوئی خیمے کو روانہ ہوئی خیمے مین اتر کے ایک تخت پر مہرخ
و بہار و نافرمان کو قید کیا اور ایک جادوگر کو نامہ لکھ دیا کہ افراسیاب جادو کے پاس
لیجا وہ جادوگر نامہ لیکے طلسم کو گیا ملکہ حیرت جادو نے کہا کہ افراسیاب جادو ظلمات کو

گیا ہی نامہ مجکو دیدو جادوگر نے نامہ حیرت کو دیا حیرت جادو نے نامہ پڑھا نہایت خوش ہوئی
اور کہا زہے دو یاقوت ملکہ مشتری ہفت سحر نے لڑائی ماری اور مہرخ و بہار و نافرمان
کو پکڑ لائیں اسواسطے سوار ہو کے خیمے مین مشتری کے آئی کہا ملکہ مزاج تو اچھا ہی مشتری نے
کہا اچھا ہی دیکھو تو مین اُنکو پکڑ لائی کہ جنکو کوئی نہ پکڑ لایا حیرت نے کہا اگر افراسیاب ہوتا
تو ابھی سر کاٹتا اپنے پاس رہنے دو عیار بچیون کو بلاتی ہون یہ کہکے عیار بچیونکو بلایا اور
دو سو جادوگر زبردست طلسم کے بلا کے کہا صرصر تم خبرداری کرنا جبتک افراسیاب آوے
چنانچہ دو سو جادوگر طلسمی دو سو مشتری کے پانچون عیار بچیان جو حاضر تھین اُنکو سونپ کے
حیرت جادو روانہ ہوئی کہا مشتری ہفت سحر جمشید و سامری کو سونپا عمرو عیار سے خبردار
رہنا مشتری ہفت سحر نے کہا قسم ہے لقا کی مین آپ خبردار رہونگی تمام رات نہ سوونگی غرض
حیرت جادو تو سب کو خبردار کر کے رخصت ہوگئی مشتری نے چار سو جادوگر گرد قیدیون کے
بٹھا دیے اور عمرو عیار نے جو آکے دیکھا کہ تمام لشکر گردن جھکائے بیٹھا ہی اور بہار و نافرمان
و مہرخ نہین ہین بارگاہ مین آکر شکیل جادو سے دریافت کیا اور قنطورۂ زربفتی پایا تبکر لائی
حیلۂ ناحق سے چست و چالاک ہو کے مشتری ہفت سحر کے خیمے کی طرف روانہ ہوا اور ایک فراش
کی شکل بنکے چلا گیا ٹوپی سر پر سات پاٹ کا جامہ کمر مین گلگیر میلا سا رومال ہاتھ مین لیکر داخل بارگاہ
مشتری ہفت سحر ہوا دیکھا کہ شمع شبستان و شاخ روشن ہین گلگیر کمر سے نکالکے گل کترنے لگا قضائے کار
صرصر شمشیر زن وہان آئی اور اُسنے پہچانا کہ عمرو گل کاٹ رہا ہی پکاری کہ ارے منڈی کاٹے
تو یہان بھی آیا ارے اس فراش کو لینا جانے نہ پائے صرصر نیمچہ پکڑ کے آگری عمرو نے بھی نیمچہ
کھینچا نیمچہ بازی کرتے کرتے آچک کے خیمے کے باہر گلیم عیاری اوڑھ کے غائب ہوگیا
مشتری نے کہا یہ کون تھا صرصر شمشیر زن نے کہا عمرو تھا جان نیچے پھرتا ہی اسکے سردار تم
پکڑ لائی ہو وہ حتی الوسع جلنے نہ دیگا ایسی ہی ہوشیاری سے رات گذر جائے تو بہتر ہی اور عمرو
نے باہر جا کر دیکھا کہ شرارہ کا ہاتھ ایک جادوگر پکڑے لیے جاتا ہی شرارہ نے عمرو کو پہچانا عمرو نے
جست کی شرارہ نے کہا خواجہ کہان چلے اُس جادوگر نے ہاتھ چھوڑ دیا دونون عمرو کے پیچھے
دوڑے جب شرارہ ایک پہاڑ کے درے مین پہونچی ساتھ پیچھے سے کمند کے حلقے مارے شرارہ کی

مشکین باندھ لیں پکارا منم برق فرنگی عمرو خوش ہوا کہا بیٹا بڑا کام کیا عزت رکھلی عمرو شہزادہ
کی صورت بنا اور شہزادہ کو پہاڑ کے درے میں باندھ دیا برق فرنگی نے کہا استاد صرصر سے
بچے رہنا عمرو نے کہا چلو پہر ڈیڑھ پہر رات جا چکی ہے اگر افراسیاب آ گیا تو غضب ہو جائیگا اپنی
ذہانت میں تو بچونگا آگے جو مقدر یہ کہکے خیمے کو آیا شہزادہ تو بنا ہوا اور پانچوں عیار بچیوں کا
بندوبست تھا صاف خیمے میں چلا آیا صرصر نے کہا شہزادہ تو کہاں گئی تھی کہا بلا یون خیمہ کی
گرد آوری کرتی تھی صرصر نے کہا میرا اسباب دے شہزادہ نے کہا جلدی کیا ہے اب نہیں دو گھڑی کے
بعد لینا صرصر نے پہچانا یہ عمرو ہے پکاری لیجیو یہ عمرو ہے چار طرف سے جادوگر آ گرے عمرو نے نیمچہ
کھینچکے مار ہٹایا جب لوگ متفرق ہوئے صاف گلیم عیاری اوڑھ کے غائب ہو گیا صرصر نے
کہا شہزادہ کی قسمت میں خدا جانے کیا تھا نہیں معلوم کیا کیا مشتری اٹھ بیٹھی کہا ارے
قیدیوں کو میرے پلنگ کے برابر لاؤ پلنگ کے برابر تخت لے گئے چار سو جادوگر کی چوکی کو ہٹا
کہا ایک سامنے کی قنات کھول دے اور کوئی آنے نہ پاوے عمرو جو بھاگا دل میں کہتا ہے یا دادا جان
کوئی عیاری بتاؤ ہوا کے پلٹنے میں دیر لگتی ہے وہیں عیاری سوجھی پکارا وہ مارا خیمہ میں شکیل کے
آیا صاحب سلامت کی وہاں بیٹھ کے سو دو سو جادوگروں کو بلایا برق فرنگی کو ایک دولہا
بنا کے گھوڑے پر بٹھایا تاشہ مرفہ ڈھول لیکے روانہ ہوا جبکہ مشتری کے خیمے کے نزدیک پہونچا
ایک مرتبہ نجیتاں نے روشن کروا دیے باجے بجنے لگا برات لیکے چلا جادوگر دوڑے کہ برات آتی ہے
مشتری بھی دیکھنے لگی صرصر و صبا رفتار و شمیمہ نقب زن تیز نگاہ سب دیکھنے لگیں عمرو نے
زنبیل سے سوا سو انار بیہوشی کے نکال کے دیے کہ چھوڑتے چلو لوگ کہتے ہیں کیا خوب انار ہیں آج
برات خیمے کی طرف دبی آتی ہے برابر خیمے کے آکے بہت سے انار بیہوشی چھوڑ دیے ملکہ نے کہا کیا
روشنی بھلی معلوم دیتی ہے لیکن گندھک کی بو نے سر پھرا دیا عمرو عیار برات لیے ہوئے ایک پہاڑ کے
درے میں گیا سب جادوگر حیران ہیں کہ عمرو نے کیا عیاری کی برات لیے ہوئے چلا آیا اور عمرو
نے جادوگروں سے کہا لو اب تم جاؤ برق سمجھا کہ جو کچھ عیاری تھی وہ اناروں میں تھی
برق نے کہا میں تو نجاؤنگا کہا اچھا بیٹا تم رہجاؤ عمرو عیار برات رخصت کر کے خیمے میں آیا
دیکھا تو سب کے سب بیہوش پڑے ہیں پکڑ کے خنجر کہا بیٹا برق فرنگی کاٹو سر چار مزدور

زنبیل سے نکال کے کہا خبردار بنا نہ ٹوٹنے پاوے اور آپ خنجر پکڑ کے گھسا چار سو جادوگرون کا سر
کاٹ ڈالا مہرخ و بہار وغیرہ سے کہا منم شاہ عیاران عیار یون چھڑا لیجاتے ہین اور خنجر
پکڑ کے مشتری ہفت سحر کا پیٹ کاٹا بلکہ جیون ہی خنجر مارا خنجر بیٹھ گیا اور جا بجا سے گر گیا پھر تو
سب شمعون کو جمع کر کے پھونک دیا زنبیل سے کڑاہی نکال کے سیسہ گرم کر کے مشتری کے
حلق مین چھوڑ دیا مبرز کی راہ نکل گیا غل ہوا کہ کشتی مرا نام من مشتری ہفت سحر بود
مہرخ و بہار و نافرمان کا سحر اتر گیا لشکر پر آگرے سیکڑون ہزارون جادوگر مار ڈالے
حیرت جادو کو خبر ہوئی مشتری ماری گئی عمرو عیار مہرخ و بہار و نافرمان کو لیکے طرف
خیمے کے روانہ ہوا جسوقت مہرخ اپنے خیمے مین پہونچی نہایت خوش ہوئی افراسیاب کو
خبر ہوئی کہ مشتری ہفت سحر ماری گئی سن ہو گیا دلمین کہا اہ افراسیاب عجب طرح کا
مقدمہ ہی جو گیا جیتا نہ پھرا بعد فتح کے شکست ہوتی ہی کہا ای حیرت جادو اب کچھ تدبیر بتاؤ
حیرت جادو نے کہا آپ مالک و مختار ہین افراسیاب نے کہا مجکو مشتری کے مارے جانے کا
یہ رنج ہوا ہی کہ بیان مین نہین آتا جب عمرو پکڑا جاتا ہی مجکو دم دیکے چھوٹ جاتا ہی اب جی
چاہتا ہی اسکو خوب ایذا دون یا اسکا کوئی شاگرد مار ڈالون جب چین آوے یہ کہکے کہا ملکہ
حیرت جادو جاؤ اسوقت مین ظلمات کو جاتا ہون کل آکے عمرو کا کام تمام کرونگا اور سوار
ہو کے ظلمات کو گیا ملکہ حیرت جادو اپنے مکان پر گئی اب یہان مہرخ نے عمرو عیار سے کہا
ہمارا ارادہ یہ تھا کہ کوکب کے مکان مین جائین اور بہران شمشیر زن جو مردہ ہی اسکے لیے
کچھ تدارک کرین مشتری ہفت سحر کے مارے جانے سے افراسیاب کو قلق ہوا ہوگا کچھ
نہ کچھ آفت آئیگی یہ کہکر خاموش ہو رہی اسکو تو رہنے دیجیے مگر اب حال ایرج کا سنیے کہ
وہان ناکہ بندی ہو رہی ہی اور مرآت جادو کا حکم ہی کہ جسکے ہاتھ شاپور اور ایرج لگین
وہ پکڑ لائے کہ بہت سا کچھ انعام پائے اور شاپور اور ایرج ایک سمت کو چلے جاتے ہین بلکہ غفلت جا
نظرون سے غائب ہین ایرج کو راستے مین ایک جادوگر ملا اور اُسنے انسے کہا کہ ای عزیز جیسے
تم بے کلیجے بہادر ہو کچھ کہا نہین جاتا ہی مگر جو تم طلسم فتح کرنے آئے ہو تو یہ ممکن نہین کیونکہ
یہ طلسم ایسا ہی کہ جسکو کوئی توڑ نہین سکتا ہی ایرج نے کہا اب تو ہم آگئے ہین بغیر طلسم توڑے

کہان جائینگے شاپور یہ کلمہ سنکر جادوگر تو ایرج سے باتین کرتا تھا یہ بھاگ کے کسی غار مین
چھپ رہا اور اُس جادوگر نے ایرج سے کہا کہ منطلے تو مجھسے پوچھ لے پھر طلسم ٹوٹنا یہ کہکر ہتک دی
کہ ایرج کو لرزہ آیا ایرج بیٹھ گیا اُس جادوگر نے کہا کہ بس اتنی ہی کائنات پر طلسم توڑنے
آئے تھے یہ کہکر ایرج کو اپنے ہمراہ لیا اور مرأت جادو کے پاس لیکر چلا ایرج نے کہا بھی کہ تو میرا
شریک حال ہوگا مگر اُسنے نہمانا شاپور غار مین حیران ہی کہ ایرج کدھر گیا غرض یہ غار سے نکلکر ایک
سمت کو چلا اور حنظل جادو ایک درے مین پہاڑ کے گئی تھی پانی پینے کو وہان دیکھتی کیا ہی کہ
ایک ساحر پانی بھر رہا ہی حنظل نے کہا کہ مین پیاسی ہون اُسنے کہا کہ لو پانی پیو اُسنے پانی پلایا
پانی پیتے ہی اسکو تھرتھری آئی اور اُس ساحر نے کہا کہ ای ملکہ تو مجکو نہین جانتی ہی اور مین تجھے
جانتا ہون تو نے ہی تو گھر غارت کیا حنظل نے کہا ارے تو کون ہی اُسنے کہا مین کوئی ہون تجھے مین
پکڑکر مرأت جادو کے پاس لیجاؤنگا چنانچہ وہ پانی جو پلایا تھا وہ پانی سحر کا تھا حنظل کا کچھ بس چل سکا
اور یہ اُسکو گرفتار کرکے چلا راہ مین شاپور نے یہ حال دیکھا اور دل سے کہا کہ یہ بھی قدرت خدا
کی ہی کہ حنظل پکڑی گئی یہ کہکر ایک جادوگر بنکے اُس جادوگر کے پاس آیا اور کہا ای عزیز شاباش
ہی کیا کام کیا ہی مرأت جادو کو خبر ہوئی کہ ایک جادوگر حنظل کو پکڑ لایا ہی وہ بہت خوش ہوئی
ہین اور مجکو بھیجا ہی کہ تم جاکر اُسکو لے آؤ کوئی چھڑانے نہ پائے جادوگر نے کہا کہ دیکھیے ملکہ مرأت جادو
کیا سلوک کرتی ہین شاپور نے کہا کہ وہ سلوک ہوگا جو کبھی کسی کے ساتھ نہوا ہوگا یہ کہکے پیچھے
ہٹ کے کمند کے حلقے مارے کہ ساتون بند اُسکے تجی ہو گئے اُسنے جھٹکا مارا وہ اوندھے منھ گرا اُسنے
اُسکا سر کاٹ ڈالا حنظل جادو حیران تھی کہ یہ کون ہی مگر حنظل پر سے سحر اُتر گیا ایک پنجہ پیدا ہوا
کہ وہ شاپور کو اُٹھا لے گیا حنظل جادو پیچھے پیچھے بھاگی مین کے اُڑی دیکھتے دیکھتے وہ غائب
ہو گیا حنظل نے بلند ہو کے دیکھا کہ ایک بارگاہ تمامی کی میدان مین معلوم دیتی ہی دو چار ہزار
جادوگر کی بھیڑ بھاڑ ہی وہ پنجہ اُسطرف جاتا ہی حنظل جادو نیچے اُتری دیکھا کہ مرأت جادو
ایک تخت الماس پر سوار سترہ اٹھارہ سو جادوگرنیون سے چلی آتی ہی اور آکے اُس خیمے مین
اُتری وہ جادوگر شاپور کو لیکے آیا کہا ملکہ آپ کے حکم سے شاپور کو پکڑ لایا ملکہ مرأت جادو
بہت خوش ہوئی اور کہا ایک کا کام تو تجھ ہی تمام ہوا حنظل فکر مین کھڑی ہی کہ ذرا ہاتھ سے

چھوڑے تو صاف اُٹھا کے اُڑ چلیون خنظل اِس فکر مین تھی کہ مرأت جادو نے کہا اسکو چھوڑ دو
جادوگر نے چھوڑ دیا خنظل جادو نے خیال کیا کہ شاپور اُسکے سحر مین گرفتار ہی پہلے اسکو
مارڈال پھر لیجل یہ سوچکے خنظل جادو نے ایک گولا فولادی اُس جادوگر کے مارا جادوگر
گر پڑا سر اُڑ گیا مرأت جادو خنظل کی پرچھائین پر دوڑی خنظل بھاگی شاپور کے ہاتھ
پانون کھل گئے شاپور مرأت کے پیچھے پیچھے دوڑا مانند گرد کے اُڑ گیا مرأت جادو نے
پکارا اری خنظل کہان جاتی ہی خنظل جادو نے ایک ناریل مارا مرأت جادو نے خالی دیکر
ایک تیر مارا خنظل نے خالی دیا خنظل نے ایک نارنج مارا زمین پر پانون ہاتھون سے زمین
کھسکنے لگی تھی شاپور نے پیچھے سے کمند کے حلقے مارے ساتون بند پچی ہو گئے جھٹکا مارا
زمین پہ گر پڑی ایک مرتبہ آسمان پہ سے تڑاتا ہوا جیسے کوئی پچکاری چھوڑتا ہو اور کچھ
بوندیان شاپور و مرأت جادو پر پڑین مرأت جادو و شاپور دونون پتھر کے ہو گئے
خنظل جادو ایک پہاڑ کے درے مین چھپ کے دیکھنے لگی بعد دو گھڑی کے دو سو
جادوگر تخت لیے ہوئے آئے اور مرأت جادو کو اور شاپور کو اُس تخت پہ بٹھا کے
لیچلے خنظل جادو یہ دیکھکے پیچھے پیچھے روانہ ہوئی دلمین کہتی ہی کہ اے خنظل جادو اگر تجھپر بھی
بوندین پڑتین تو تو بھی پتھر کی ہو جاتی کہ سامنے سے ایک دریاے مواج نظر آیا وہ جادوگر
آئے اور تخت رکھکے سر ننگا کرکے دعا کرنے لگے چنانچہ وہ تخت پانی مین غائب ہوا اور ایک بجرا
پیدا ہوا اُسپر سب ساحر کود کود کر جا بیٹھے خنظل نے خیال کیا کہ اگر تو نہین جاتی تو شاپور کا
ٹھکانا معلوم نہ ہوگا یہ سمجھ کے یہ بھی کود کر بجرے پر گئی سحر سے غائب تو تھی ایک جادوگر نے
بجرا جو ہلا تو پکارا کہ تو کون ہی جو بجرے پر آیا خنظل جادو یہ سنکر اُڑ گئی اُس ساحر نے
سحر سے خوب دریافت کیا مگر کچھ معلوم نہ دیا اب خنظل پھر اُتری اور لنگر پکڑ کے لٹک گئی
اسکی عجب حالت ہی پانی کے تھپیڑے لگتے ہین ہاتھ چھل چھل گئے ہین غرض جاتے جاتے
خنظل نے دیکھا کہ ایک دیوار بنی ہوئی ہی اور اسمین تین در ہین اور اُسکے ایک در مین
اژدہا اور ایک مین ببر اور ایک مین صنعت بیٹھا ہی ماش کے آٹے کی مچھلیان بنا بنا کے
دریا مین پھینکتا جاتا ہی اور اُن درون کے برابر پانی ملا ہوا ہی یہانتک کہ وہ بجرا بھی اُس در کے

برابر پہونچا اُسوقت وہ ایسا اُٹھ کھڑا ہوا اور وہ بجرا ڈوبنے لگا خنطل کو اور کچھ تو بن نہ آیا اُڑ کر اُس دیوار پر جا بیٹھی یہان جو اُسنے دیکھا تو ایک باغ ہی بہشت برین کا چو باغ ہی تختہ تختہ گل و لالہ کھلے ہین جوانان چمن جھوم رہے ہین زمین وہان کی آئینہ کی ہی درختون مین بھی آئینے لٹکتے ہین ایک بارہ دری آئینے کی ہی اور باغ مین سنبل پُرپیچ کی بہار ہی کہین لالہ بادل داغدار ہی نظم

گرلیے شاخ تبوع کے ہر جانت لین
کہین ہے اے بیل اور کہین ہین گرا
ہوا سے بہار ہین ہیے گل کھلے
کہین نرگس و گل کہین یاسمن
کہین جعفری اور گیندہ کہین
عجب رنگ پر زعفرانی چمن

مدن بان کی اور ہی آن بان
زمرد کے مانند سبزے کا رنگ
چمن سارے شاداب اور ڈہڈہے
کہین ارغوان اور کہین لالہ زار
سمان شب کو داؤدی تو نکا کہین

چنبیلی کہین اور کہین موتیا
روش پر جواہر کٹا جیسے سنگ
چمن سے بھرا باغ گل سے چمن
جدا اپنے موسم مین سبکی بہار
کہین زرد نسرین کہین نسترن

اور سترہ سو عورتیں الماس پوش کہ ایک ایک حور جنت سے بھی بہتر ہی اُس بارہ دری مین بیٹھی تھین اس عرصے مین وہ ہمنت دو تیلون کو لیکر اُس باغ مین آیا اور دو سو جادوگر جو بجرے پر سوار تھے کچھ تو اُڑ گئے اور کچھ مچھلیان اور نہنگ بنکے اُس دریا مین کود کر غائب ہوئے اور اُن تیلون کو اُس نہنگ نے بارہ دری مین رکھا اور ایک انار توڑ کے کچھ قطرے اُسکے تیلون کے ہونٹھ پر ٹپکائے اور کچھ انگیٹھی مین ڈالے کہ دھوان ہونے لگا اور ایک ناریل زمین پر مارا کہ زمین شق ہوئی اور ایک چشمہ پانی کا پیدا ہوا اور دھوان شاپور اور مرات کو لگا کہ یہ دونون انسان ہو کے اُس خیمے مین گرے اور پانی نے چرخ کھایا ایک کشتی پیدا ہوئی بعد کچھ عرصہ کے وہ چشمہ تو غائب ہو گیا ملکہ مرات جادو ایک کرسی پر کہ جسمین آئینے جڑے تھے بیٹھی اور وہ سترہ سو لونڈیان کہ جو اُس بارہ دری مین تھین ہاتھ باندھکر سامنے کھڑی ہوئین اور ایک طرف شاپور طوق و زنجیر مین گرفتار دو ساحر چابک مارتے تھے ہمنت نے مرات جادو کو مجرا کیا اُسنے کہا مزاج اچھا ہی ہمنت نے کہا دعا کرتا ہون پھر کہا کہ اے ملکہ یہ جمشید و سامری کا باغ ہی کبھی کسی خدا پرست کا قدم یہان نہین آیا پرچھائین نہین پڑی

یہ تم طلسم پر کیا آفت لائین ملکہ نے کہا کہ مین کیا آفت لائی مہنت نے کہا اگر تم جام جادو کے ساتھ پہلوان طلسمی کو نہ کر دیتین تو یہ آفت کبھی نہ ہوتی اور ای ملکہ یہ کون ہی ملکہ نے کہا کہ یہ عیار ہی ایرج کا اور حنظل جادو اپنی دہشت مین دیوار پر چھپی بیٹھی تھی اور یہ تماشا دیکھ رہی تھی لیکن پرچھائین دیوار پر معلوم ہوتی تھی مہنت نے کہا کہ ای ملکہ یہ دیوار پر کون بیٹھا ہی مرأت جادو نے جو دیکھا تو معلوم کیا کہ پرچھائین حنظل جادو کی معلوم ہوتی ہی بس اُسنے ہنسکر کہا کہ ای مہنت اسکو پکڑ لے کیونکہ اسنے جو سلوک کیا ہی وہ کاہیکو کوئی کرتا ہی اب حنظل جادو نے چاہا کہ مین کود پڑون مگر دیوار نے جو تہ پکڑ لیے اور مرأت نے کہا ای مہنت اسکو دیوار پر سے اُتار لا مین وہ نون کا سر کاٹونگی مہنت اُٹھکے وہان آیا جہان پرچھائین نظر آتی تھی اور قلم کو گل سرخ مین ڈبوکے تصویر کھینچی اور ماش کے دانے پڑھکے مارے دیوار تڑقی اور پتلہ پیدا ہوا اُس پتلے سے مرأت جادو نے کہا کہ جا اپنے منام کو پکڑ لا وہ پتلہ اُڑا اور دیوار پر سے حنظل جادو کو اُتار لایا اور سامنے مرأت جادو کے چھوڑ دیا حنظل جادو بد حواس ہو نہٹ خشک برہنہ سر کھڑی تھی کہ مرأت جادو نے اُس پتلے سے کہا کہ جا اپنے مقام پہ وہ پتلہ اُڑکر پھر اسی دیوار مین سما گیا اور مہنت نے حنظل جادو سے کہا کہ اپنے تئین ظاہر کرو ہم تم ساحر دونون ایک ہین یہ تمھاری کیا کمبختی تھی کہ جو تم ہمسے لڑنے کو آئین حنظل نے کہا کہ ای مرأت جادو مین آئی تھی تمھاری ملاقات کو مجکو کسی نے طلسم مین آنے نہ دیا اور کہین مقام رہنے کا نہ ملا سامنے فوج قاسم کی پڑی تھی مین اُسمین گئی قاسم نے میری بہت خوشامد کی مین اُسکے شریک ہوگئی مرأت جادو نے کہا کہ اگر ایسا کچھ ہی تو شاپور کا سر کاٹ ڈالو حنظل جادو کا رنگ سفید ہو گیا دل مین کہا کہ اب تو کیا کرینگی عجب طرح کا مقدمہ درپیش ہی آسمین مرأت جادو نے کہا کہ خدا پرست کا ذبح کرنا ثواب ہی حنظل نے کہا فی الحقیقت ثواب ہی لیکن اگر یہ تیری اطاعت قبول کرے تو تقصیر تو اسکی معاف کر مرأت جادو نے کہا کہ اس کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ تو ملی ہوئی ہی حنظل نے کہا مین تیری تابعدار ہون جو تیرا جی چاہے تو کر مہنت نے یہ سنکے کہا کہ انکو آج قید کرو بس اُسنے ایک کوٹھری مین اسکو قید کر لیا کہ آسمین ایک لونڈی بھی قید تھی

چنانچہ دو چاکرون کو حکم کیا کہ وہ دونون حنظل اور شاپور کو کوٹھری مین بند کر آئے وہان ایک اندھیرا ظلمات تھا جب یہ وہان قید ہوئے تو اُس لونڈی نے پوچھا کہ تم کون ہو شاپور نے کہا ہم کمبخت تھے جو پھنس گئے لیکن اب طلسم ضرور توڑینگے اُسنے کہا تم نصیبون کے بڑے بلی ہو کہ جو طلسم توڑنے کو آئے حنظل نے اُسوقت سب احوال بیان کیا اور اُس سے پوچھا کہ تو کون ہی اپنا حال بیان کر اُسنے کہا کہ مین کنیز ہون مرآت جادو کی اُسنے مجھپر تہمت لگائی کہ یہ زہر دیتی ہی بس اُسنے مجکو قید کیا ایک دن بیچ کرکے ایک لونڈی آتی ہی کھانا اور پانی دیجاتی ہی چنانچہ کل جو آئی تھی اُسنے کہا تھا کہ مین تجکو نکال دونگی اور یہان اُس کنیز سے کہ جو کھانا پانی لیجاتی ہی حکم ہوا کہ آج اس قیدخانہ مین تین حصے لیجانا وہ کنیز سب کو کھانا پانی پہونچاتی ہی تین حصے لیکر اُس کوٹھری مین ان لوگون کو دے گئی اور کوٹھری کو بند کرکے چلی گئی راوی کہتا ہی کہ یہان سات اتیت رہتے ہین اور سکو کھانا پانی پہونچاتے ہین چنانچہ ایک اتیت کی طرف جو وہ کنیز گئی تو اُسنے دیکھا کہ وہ کچھ تختی مین دیکھتا ہی اور روتا ہی اُسنے کہا کہ میان اتیت تم کیون روتے ہو اتیت نے کہا کہ مین جو روتا ہون تو تجھے کیا کنیز پانون پہ گری اور کہا واسطے لقا اور جمشید کے سچ بتاؤ کہ تم کیون روتے ہو اُسنے کہا کہ آج کے ساتوین روز یہ طلسم ٹوٹ جائیگا کنیز نے کہا تو تم اسیواسطے روتے ہو مہنت نے کہا ہان مین اسی فکر مین ہون لیکن اگر تو کسی سے نہ کہے تو مین تجھسے ایک بات کہون اُسنے کہا کہ مین کسی سے نہ کہونگی مہنت نے کہا کہ جس فلان قیدخانے مین وہ کنیز قید ہی اُسمین دو شخص اور بھی قید ہین کنیز نے کہا کہ یہ تو مین جانتی ہون بلکہ آج کھانا بھی انکو دے آئی ہون مہنت نے کہا کہ یہ جو دونون قیدی ہین یہ طلسم کشا کے رفیق ہین اور ایرج شکنندہ طلسم ہی اُسپر سات مہر بھاری ہین بعد اسکے ڈنکا بجا کے فتح کریگا کنیز نے کہا کہ میرے پاس کنجی ہی اُس کوٹھری کی چلو تو انکو نکال دین یہ سُنکے وہ مہنت اُٹھا اور قیدخانے کی کنڈی کھولکے اندر گیا اور حنظل جادو کا ہاتھ پکڑکے کہا کہ اے حنظل اگر تم طلسم آئینہ کی مالک ہوتا تو ہمکو بھول نجاتا حنظل نے کہا مہنت جی مین تمکو بڑا آدمی کرونگی مہنت نے کہا کہ یون تو نکلنا نہوگا مگر مین ایک اژدہا بنتا ہون اور تمکو

نکل جاتا ہون ایک بیابان مین کچھ لوح کا احوال مجکو معلوم ہی وہان لیجاؤنگا اُس لونڈی نے کہا پھر مین بھی تمھارے ساتھ چلون اُسنے کہا کہ تم جا پرون بیٹھے رہو یہ کہکے وہ مہنت اژدر بنا اور پانی مین گرکے ایک طرف کو روانہ ہوا اور دل مین کہتا ہی کہ جہان تک پانی کی شورش ہی تو چلا چل اب انکو تو جانے دیجیے لیکن حال سُنیے کہ ملکہ مرآت جادو و ملکہ مہلک جادو کے پاس بیٹھی ہی اور مرآت نے مہلک جادو سے کہا کہ عجب طرح کا تماشا ہی کہ ایسے دشمن جانی شکنندۂ طلسم ہاتھ لگین اور قتل نہ کیے جائین اُسوقت مہلک جادو نے کہا کہ اچھا کتاب تو دیکھو مرآت جادو نے کتاب اُٹھا کے سات ورق اُلٹ کے دیکھا لکھا ہوا تھا کہ تمھارے ملک کا جو آفتاب جادو رعیت ہی وہ قیدیون کو لیکر نکل گیا مرآت جادو حیران ہو گئی اور مہلک جادو کا منھ دیکھنے لگی اُسنے کہا کہ تم میرا منھ کیا دیکھتی ہو مرآت نے کہا کہ تم کتاب دیکھو اُسنے کتاب دیکھی تو احوال معلوم ہوا کہا اے مرآت جادو گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے گھر کے لوگ تو مل مل کے خراب کرتے ہین اچھا تم ٹھیرو ہم جاتے ہین دیکھین کہ آفتاب جادو کہان جاتا ہی یہ کہکے چلی تو چیونٹی جیسے اُس باغ مین آکر مہنتون کے دیکھے اور جاکے اُس کوٹھری کو دیکھا تو وہ کھلی پڑی تھی بس اُسنے کہا کہ اے ملکہ تم میرے مکان مین بیٹھی رہو مین جاتی ہون آفتاب جادو کو مع قیدیون کے پکڑے لاتی ہون یہ کہکے غوطہ مار کے پانی مین ڈھونڈھتی ہوئی چلی لیکن ایرج نوجوان کو ایک ساحر عظام جادو نام راستے مین ملا اور وہ انکو اپنے ساتھ اپنے گھر پر لایا اور خیال کیا کہ اسکو اپنے یہان رکھنا بہتر نہین ہی ایسی جگہہ رکھنا چاہیے کہ جہان کوئی نجا سکے اسکی ایک دائی ہی قہر چشم جادو اُسکو بلا کے اِسنے کہا کہ اِسکو مین لایا ہون تو قید کر اُس دائی نے ہتکڑیان و بیڑیان پہنا کے قید کیا اور آپ ایک تخت پر آکے بیٹھی حقہ پینے لگی اور ایک لونڈی سے دس گھرا کھیلنے لگی اور عظام جادو کا دل گھبرایا جی مین آیا کہ شکار کھیلنا چاہیے دو چار غلام ہمراہ لیکر شکار کو روانہ ہوا اور ایک دریا اسکو نظر آیا کہ موج مارتا تھا حباب اُٹھ رہے تھے

پاٹ دریا کا بسان آئینۂ مسطح و مصفا نظم

آب تہ دار اور تیرہ بہت
ہوش جاتا تھا دیکھ جوش آب

لہر اُٹھتی جو تھی سو خیرہ بہت
گوش کرتا تھا گر خروش آب

تجھے بطے کا کیا کہون ہین اوج　　باتین کرتی تھی آسمان سے موج

شراب کا نشہ تو اُسکو خوب تھا دلمین آیا کہ ماہی کا شکار کیجیے اور تازہ تازہ کباب مچھلی کے کھائیے بس اُسنے جہاجال دریا مین ڈالا اُدھر سے آفتاب جادو آتا تھا وہ جال مین پھنسا عظام نے جال کو کھینچا اور غلامون نے جھٹکا مارا اور کہا کہ کوئی مہاشیر پھنسا ہی یا کچھوا ہی یا نہنگ ہی غرض جال کو کھینچا جبکہ باہر نکلا دیکھا کہ ایک اژدہا ہی کہ سفید ٹیکا اُسکے ماتھے پہ دیا ہی عظام جادو نے کہا کہ یہ تو کوئی جادوگر ہی یا کسی ساحر نے سحر کیا ہی اور آفتاب جادو نے دیکھا کہ عظام جادو ہی شاید کہ مجھسے ملجائے تو صورت اصلی بن بس یہ سوچکر پہلے تو شاپور اور حنظل اور لونڈی کو اگل دیا اور آپ تڑپ کر صورت اصلی بننے لگا عظام نے دیکھا کہ اسمین ایک خداپرست ہی اور دو طلسم کی عورتین ہین مگر ایک آہنین زنجیر ہی عظام جادو نے ان تینون کو تو غلامون کے ساتھ بھجوا دیا اور آپ خنجر پکڑ کے آفتاب جادو کے سر پر آیا آفتاب جلد اصلی صورت بنا اور اُسنے دیکھا کہ عظام خنجر پکڑے ہوئے کھڑا ہی بس اسنے کہا اے عظام مین نے ان لوگون کا ساتھ کیا ہی تم بھی مل جاؤ عظام نے ایک ناریل اسکے مارا آفتاب جادو نے اُس ناریل کو کاٹ دیا اور ایک کتل مارا کہ عظام کے سر کے دو ٹکڑے ہوئے اب یہ غلامونکو مارنے لگا اُن سب کو بھی مار ڈالا پھر وہان سے ایک قلعہ کے دروازے پر آیا اور ایک گولہ فولادی اُس قلعہ کے دروازے پر آیا اور ٹوٹ گیا قلعہ مین پانچ ہزار جادوگر رہتے تھے اُسنے اُن سب کو مار کے بھگا دیا جمعدار رسالدار جتنے تھے وہ سب آفتاب جادو کے پانؤن پر آ کے گرے یہ غل ہوا اسنے عظام جادو کی سنا ارادہ کیا کہ چلیے پھر خیال مین آیا کہ ایرج کی قید کس کے حوالہ کرون وہان ایک بہار تھا اُسمین محبوب جادو نام ایک ساحرہ رہتی تھی برس اٹھارہ ایک کا سن زلف گرہگیر اُسکی ہر حلقہ دلبرستان روے تابان لبان یاقوت درخشان چیاتیان المول گات سڈول نظم

صبح کا سا سمان نظر آیا
ہو تبسم سے لعل کا دل خون
بیٹھی تو ہاتھون ہی ہیں لے رہیے

کنج لب آرزوے خال دل
ہنستے دیکھا تھا سو مجھے ہی خون
تک اگر جھکے تو قیامت ہی

جب بناگوش اُسنے دکھلایا
آگے چلنا نگاہ کو مشکل
نازکی اُس میان کی کیا کہیے
پھر قیامت تلک ندامت ہی

دوا جا کے اُسکو پلالائی اور اُس سے کہا کہ ای محبوب جادو قلعہ مین کچھ فل ہورہا ہی بس تم ایرج سے خبردار رہو یہ قیدی برسون کا آیا ہوا ہی مین جا کے لاتی ہون یہ کہکے چلی گئی محبوب جادو توجوان ہی اور ایرج بھی نہایت خوبصورت ہاتھ پاٹون گول گول سانچے مین ڈھلے ہوے رخ سرخ وسفید کہ مسدس

دام دلہاے حسین حلقۂ موے خمدار
طرہ چھوٹا ہوا اور سر پہ ہی بانکی دستار

تار مو کافر سودائی کے حق مین زنار
اور ٹیڑھی سی وہ ٹوپی ہی مغرق زرتار

صاف پیشانی سے تھا بخت بلندی پیدا
چاند ماتھا تھا تو سجدے کا نشان تھا تارا

محبوب جادو اُسپر فریفتہ ہوئی اور ایرج بھی عاشق ہوے سلطان عشق نے دونون کے دلپر چڑھائی کی ڈیرے ڈالدیے نظم

ملک دل پر عشق نے جب آنکے ڈنکا کیا
گھر لیا املاک مین اور جانپر دعوی کیا

بھگا کر کوچہ بکوچہ دہ بدہ فوج جنون
کر کے تسخیرات پھر اپنا عمل برپا کیا

محبوب جادو نے ہر چند ضبط کیا مگر نہو سکا ایک آہ کی اور زبان سے نکلا کہ بیت تیر ازان ناوک پر فتنہ جست + بر جگرم آمد و تا پر نشست + ایرج نے بھی شعر عاشقانہ پڑھے ابیات

اس تپش کا ہی مزا دل ہی کو حاصل ہوتا
کاش مین عشق مین سر تا بقدم دل ہوتا

آسمان درد محبت کے جو قابل ہوتا
تو کسی سوختہ کا آبلۂ دل ہوتا

دل گرفتہ نکلی اگر خاک چمن مین ہوتی
تو جہان دیکھتے ہو غنچہ وہان دل ہوتا

محبوب جادو نے بیساختہ کہا کیون صاحب یہ کیا پڑھا ایرج نے کہا جو تمنے پڑھا وہ ہمنے بھی پڑھا ایرج نے دل مین کہا کہ طلسم مین ہمتو قید ہوے مگر اب ہمتو قید تھے ہی دل بھی ہمارا قید ہوا اور محبوب اپنے دل مین کہتی ہی کہ دوا آئیگی تو ایرج کو لے لیگی کچھ تدبیر کر سوچتے سوچتے کہا کیون صاحب تمھارا نام کیا ہی ایرج نے کہا میرا نام ایرج بن ملک قاسم لعل خفتان خاور سیاہ علمشاہ کا پوتا ہون اور امیر حمزہ صاحبقران کا پرپوتا ہون محبوب نے کہا یہ تو مقدور نہین کہ طلسم سے مین تمھارا ساتھ دون مگر سامنے وہ جو پہاڑ ہی اُسپر میرا مکان ہی اور کسی کا دیا لیا نہین کھاتی ہون تابع دار نہین ہون تم میرے مکان مین چلو بخوبی سب بیٹھے رہنا یہ کہکے محبوب نے ایک ماش کے آٹے کا پتلہ بنا کے زندہ کر کے ہتکڑی بیڑی پنہا کے ایرج کی

قید تو دفع کر دی اس پُتلے کو وہی ہتکڑی بیڑی پہنا کے ایرج کو سحر سے غائب کر کے کنیزون کو طلب کیا اور کہا مین کسی کام کو جاتی ہون تم خبردار رہنا یہ کہکر ایرج کو لے گئی اور اپنے مکان مین لائی وہان تمام اشیا اسباب عیش و آرام مہیا تھا کنیزین خدمت کو حاضر تھین گلابیان شراب کی کباب کی قابین جنگیر دان چوگھڑے عطر دان پاندان وغیرہ سب موجود تھا چنانچہ ایرج وہان بیٹھا ناچ ہونے لگا ایرج نے محبوب سے کہا اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو مین شراب پیون وہ مطیع اسلام ہوئی اب دور جام مے ارغوانی چلنے لگے جلسۂ عشرت آراستہ ہوا یہان ددا جو قلعہ مین آئی دیکھا کہ عجب طرح کی تباہی ہے لوگ بھاگے جاتے ہین غل ہے اُسنے ایک آدمی سے پوچھا کہ کیون یہ غل کیا ہے اُسنے کہا کہ عظام مارا گیا آفتاب جادو کے ہاتھ سے اور آفتاب جادو نے یہان آکر اور ساحرون کو مارا یہ اُسی کا غل ہے ددا نے یہ سُنکر ایک ناریل سحر کا تیار کیا اور چلی حنظل جادو اور شاپور خوشنود بیٹھے تھے کہ ددا سامنے سے نظر آئی وہ ساحر جو لگے ہوئے تھے اُنھون نے کہا کہ عظام جادو کی ددا آتی ہے اے آفتاب جادو یہ بڑی آفت برپا کریگی یہ وہ ساحر کہہ رہے تھے کہ ددا نے آکر ناریل آفتاب جادو پر مارا آفتاب جادو نے خالی دیا لیکن پیچھے جو دس بارہ ساحر کھڑے تھے وہ ناریل اُنکو توڑ گیا شاپور جست کر کے ددا کے برابر آیا ددا نے اُسکے ایک تلوار ماری آفتاب جادو نے جو جست کی شاپور کے تلوار نہ پڑی مگر اُسکی ایڑی کٹ گئی اور حنظل جادو نے گولا فولاد کا مارا ددا کی داہنی ران پر لگا توڑ گیا ددا نے اب چاہا کہ مہلک جادو کو خبر کرون بس یہ وہان سے چلی آفتاب جادو نے کہا کہ یہ ضرور کہین گر کر مر جائیگی اور مہلک جادو دو تین کوس تو پانی مین آیا بعد اِسکے پانی سے نکلا اور حیران کھڑا ہے کہ آفتاب جادو زمین مین گھس گیا اُڑ کر آسمان پر گیا کیا ہوا اور ددا چلی جاتی ہے اُسکو پیاس معلوم دی اور کچھ بھوک ہوئی خیال مین آیا کہ دریا پر مرغابیان بیٹھی ہین چلکے شکار کر اُنھین کے کباب کھا اور پانی دریا کا پی یہ سوچ کر جانب دریا چلی مگر ران جو زخمی تھی تو گر پڑی اور اُسنے دیکھا کہ مہلک جادو کھڑا ہے اور مہلک نے بھی دیکھا کہ ایک عورت گر پڑی دیکھا جو سہی تو عظام کی ددا ہے پکارا کہ اری تجھکو کیا ہوا اُسنے کہا کہ جمشید و سامری نے مرا دی اے مہلک قلعۂ عظامیہ مین یہ حال ہے

کہ عظام جادو کو آفتاب جادو نے مار ڈالا یہ کہکر سب حال بیان کیا مہلک جملہ کیفیت سُنکر قلعہ کے برابر آیا اور اُسنے برف گرائی کہ دو تین سو ساحر ہلاک ہوا پھر بتھر برسائے شاپور اور حنظل حیران ہین کہ یہ کیا ماجرا ہی اور دَدا نے کہا ای مہلک دیکھیے وہ جادو گر کھڑے ہین مہلک نے سحر کرکے چار گھڑی مین سبکو قید کیا اور جو شریک ہوگئے تھے وہ مہلک کے پانون پر گرے مہلک سب کو باندھکر لیچلا دَدا نے کہا ای مہلک ایرج بھی میرے پاس ہی مہلک یہ سُنکر بہایت خوش ہوا اور مہلک کو اپنے مکان مین لائی تذردی اور کہا بلاؤن اندر دالان مین چلیے مین محبوب جادو کو چھوڑ گئی دالان مین جاکر دیکھا محبوب جادو کو نپایا کنیزون سے پوچھا کہ محبوب جادو کہان گئین کنیزون نے کہا ابھی کہین گئی ہین مہلک نے آگے بڑھ کے جو دیکھا تو ایرج کی آنکھ نہین پھرتی ہی مہلک نے کہا ای دَدا یہ تو سرد ہوگیا دَدا جو ہاتھ پکڑ کے دیکھے تو واقعی مرگیا ہی ہوا جو لگی دَدا کے ہاتھ مین آٹا لگا تھا خشک ہوگیا مہلک نے کہا کہ ارے تیرے ہاتھ مین ماش کا آٹا لگا ہی اُسنے کہا صدقہ گئی کل یہ پکڑ آیا تھا آج کیا سڑ گیا مہلک نے ایک لکڑی سے ایرج کے پتلے کو ڈھکیلا وہ ماش کا پتلہ تھا گر پڑا سر الگ دھڑ الگ ہوگیا مہلک نے کہا یہ تو ماش کا آٹا ہی ای دَدا چلو تو محبوب کے پاس وہان محبوب جادو نے خوب شراب پی تھی ایرج کو نشہ تھا بارہ دری مین پردے ڈال کے ایرج کے ہاتھ پر سر رکھے لیٹی تھی ایرج نے اُسوقت دیکھا کہ محبوب کی چوٹی سے کچھ کھُل کے تیرے ہاتھ پر آرہا اُٹھا کے جو دیکھا تو کاغذ پایا اُسمین لکھا تھا کہ شاید یہ کاغذ ایرج کے ہاتھ لگے یہ صندوق مخملی جو دھرا ہی اسمین ایک تلوار ہی ایرج اُٹھا برابر محبوب نے آنکھ کھولی کہا ایرج کہان جاتے ہو کہا پیشاب کو جاتا ہون محبوب جو دیکھے کہ چوٹی کھُلی ہی بے اختیار کہا ہاے میری مان نے کہا تھا کہ تیری چوٹی جو کھلجاوے تو جاننا کہ تیری جان گئی اور ایرج صندوق پاس پہونچا کہا ارے کمبخت کہان جاتا ہی میرے مارنے کا ارادہ ہی اور دوڑی ایرج یہ نہ جانتا تھا کہ اُسکی قضا اس تلوار سے ہی محبوب نے ایک ناریج مارا ایرج نے دوڑ کے ایک تلوار ماری محبوب جادو دو ٹکڑے ہوگئی سب مکان باغ بارہ دری اُڑ گیا دیکھے تو میدان ہی خیال جو کرے قبضہ پر لکھا ہی کہ جسکے ہاتھ تلوار لگی اُسکی

قسمت بڑی زبردست ہی اسی طلسم کے تہ خانہ مین ایک گھوڑا ہی اُسپر سوار ہوکے جادوے لوح کا ٹھکانا لگیگا ایرج نوجوان تہ خانہ کو لگے دیکھنے دیکھا ایکطرف گھوڑا مع ساز ویراق کھڑا ہی ایرج بسم اللہ کہکے سوار ہوکے طرف مشرق کے روانہ ہوا دل مین کہتا جاتا ہی کہ دیکھیے کدھر مقدر لیے جاتا ہی چنانچہ ایک بیابان ملا دیکھا کہ ایک درہ پہاڑ کا ہی اُسپر چار عصا بردار عصا ہاتھون مین لیے کھڑے ہین پہاڑ پر سے اُترے اور ایرج کو سلام کیا کہا ہم جانتے ہین کہ تم شکنندۂ طلسم ہو لیکن کسی نے طلسم آئینہ فتح نہین کیا ہمکو تیری جوانی پر رحم آتا ہی ای عزیز اِن درون مین ایک درہ ہی بہتر یہ ہی کہ نکل جا ایرج نے کہا اگر ہماری زندگی ہی اور قسمت مین ہی تو فتح کرینگے اگر نکلجانے کا ارادہ ہوتا تو کیون آتے یہ کہکے ایرج ایک سمت کو چلا عصا بردارون نے کہا بھائی اِسکا نصیب زبردست ہی اُسی سمت جاتا ہی جدھر کچھ فائدہ ہو رہیگا غرض ایرج کو جاتے جاتے ایک بیابان ملا دیکھا ایک باغ ہی دروازہ کھلا ہوا ہی پہلے تو ارادہ کیا کہ باغ مین جاکے سیر کیجے پھر خیال مین آیا کہ ای ایرج ہاتھ پاؤن کھلے ہوے ہین مرکب پر سوار ہو باغ مین جاکے کسی آفت مین جو گرفتار ہو جاؤ اِس سے نہ جانا بہتر ہی یہ سوچ کے ایک سمت کو چلا اور مہلک جادو جو محبوب جادو کے مکان پر آیا دیکھا کہ محبوب ماری گئی مہلک نے کہا ارے دَدا یہ کیا ہوا دَدا نے کہا رنڈی فریب مین آگئی دوست دشمن نہ سمجھی آخر اپنی جان کھوئی مہلک جادو نے کہا میرے ہاتھ سے کہان جائیگا لیکن اِن قیدیون کو ساتھ لیے چلنا مناسب نہین ہی اِنکو قید کیجے مہلک جادو کو سب احوال طلسم معلوم ہی یہ ایک جنگل مین گیا وہان ایک مکان بنا ہوا تھا اُسکا دروازہ کھول کے حنظل جادو و آفتاب جادو و شاپور اور دونون لونڈیون کو قید کیا اور آپ ایرج کی فکر مین چلا اور ایرج پہر دن رہے ایک بیابان مین پہونچا کہ وہ جنگل باغ کی طرح روش پٹری سے آراستہ درخت گنجان سایہ دار لگے ہوئے کوڑیالہ رشک لالہ پھولا ہوا سبزۂ زمردین لہلہاتا ہوا چلتی تو جوبن دکھاتا نظم

نہال سبز مثل باغ پیدا
نوازن جا بجا مرغ خوش آہنگ

درخت اکثر مگر سب کا جدا رنگ
ہر اک کے زمزمہ کا کچھ نیا ڈھنگ

زمین شفاف رستے صاف ہموار
نہ ملتا ایک سے تھا ایک کا رنگ
لبالب آب سے نہرین ہر اک سو

جب

جو لبجائین دلِ عاشق سے قابو | کوئی گل مثلِ روئے اہ براق | اداہٹ مین کوئی مشہور آفاق

وہان ایک نقاب دار مرکب پر سوار برچھا ہلا رہا تھا اور پیچھے اُسکے آٹھ دس سوار کھڑے تھے اور ایرج نے دیکھا کہ نہایت خوب برچھا ہلاتا ہی اور کس خوبصورتی سے برچھے کے ہاتھ نکلتے ہین کہ طبیعت وجد کرتی ہی بس اُسنے آگے بڑھ کے کہا کہ سبحان اللہ کیا خوب برچھا ہلاتے ہو اور کیا خوب کثرت بہم پہونچائی ہی اِسمین گھوڑے نے جو جست کی جھٹکا جو پڑا نقاب کے بند ٹوٹ گئے ایرج نے دیکھا کہ ایک عورت ہی جسکا چہرہ لبسان آفتاب تابان اور مہر درخشان تابندہ ہی مانگ سے اُسکی کہکشان منفعل زلف مین اُسکی شب قدر کا منفعل دلِ خنجر مژگان سے دلِ عاشق ٹکڑے ٹکڑے چھریان کلیجے پر چلین چشم فتان مفسدہ پرداز گردش مردمک چشم فسون ساز بینی سے گل شبّو کا ناک مین دم عارض تابان سے ماہ و مہر نادم ذقن سیب جنت سے بہتر انار سینہ انار بہشت سے خوشتر ناف ساغر حسن شکم لوح سیمین آئینہ کف پا حنائے رنگین ابیات

چشم کرشمہ جانِ تغافل
غمزہ نے اک خنجر مارا
ہنسنے مین وہ صفائی دندان
غیرت افزا آئینہ کی

سامان اُسکے شانِ تغافل
رخصت دے گر عشوہ گری کو
برق خرمن عالم امکان
شکل جبین مین یہ ناز کہان ہی

پانی ہی ابرد کا اشارا
ایک ہی جلوہ بس ہی پری کو
آہ صفائی اُس سینہ کی
صورت ہی انداز کہان ہی

اِدھر تو اُسکے بند قبا ٹوٹے اُدھر ایرج کا دل ٹوٹ گیا اور اُس عورت نے اپنے سوارون سے کہا کہ یہ عجیب بات ہی کہ سالہا سال سے یہ نقاب بندھی رہتی تھی کبھی بند نقاب نہین ٹوٹے آج کیا ہی کہ یہ ٹوٹ گئے یہ کہکے ایرج کی طرف دیکھا اور کہا اے جوان تیرا کیا نام ہی ایرج نے کہا مجھے ایرج بن قاسم کہتے ہین اُسنے کہا کہ اے عزیز یہ طلسم سیر کا مقام نہین ہی یہان جو آیا پھنسا جیتے جی باہر نہ نکل سکا تم ناحق آئے ایرج نے کہا کہ ہمارے تمھارے راہ مین ملاقات ہوئی اگر اپنے گھر لے چلو تو سب حال بیان کرین یہ شہزادی کہ نام اسکا مینا لے جادو ہی اُسنے کہا کہ اچھا چلو ایرج اُسکے ساتھ ہوا راہ مین اِسنے کہا کہ اے ایرج دس بارہ دن ہوئے ہین کہ قلعہ مینا کی کچھ خبر نہین معلوم اور مین اپنے بھائی آسمان جادو کو قائم مقام کرکے شکار کو نکلی تھی ایرج نے کہا کہ خیر و عافیت ہوگی کچھ گھبراؤ نہین مگر

حال سُنیے کہ ایک جلاد جادو ہی کہ وہ قزاقی کیا کرتا تھا اُسنے جو یہ خبر سُنی تو چالیس ہزار قزاقون کو ہمراہ لے کر قلعہ مینا پر چڑھ آیا آسمان جادو نے قلعہ بند کر لیا جلاد جادو نے قزاقون سے کہا کہ تم اگر ارادہ کرو تو مین نہ جاؤن اور نہین تو مین جاتا ہون اور اُدھر قلعہ کے خندق عمیق اور پُر آب ہی تو مین لچھڑ لچھڑ قلعہ پر لگی ہین تیل کے کڑھاؤ گرم ہو رہے ہین پُر اسنے پُرانے چھپر دیوار قلعہ سے لگے ہین رہرہ و رام جنگے چوپچکے چمکتا قلعے پر رکھے ہین گولہ انداز برق انداز خشت انداز توپون کے دہنے بائین ٹہل رہے ہین آسمان جادو زرنگیرہ زرنگار تاج شاہی سر پر رکھے کرسی پر بیٹھا ہی کہ نظم

جو کچھ اسباب جنگی ہوے درکار
ہوا اک بات کہنے مین وہ تیار
کیا سب بند و بست ایسا ہی دلخواہ
نہ پائے جسمین لشکر غیر کا راہ
لگین ہر سمت توپین اور بندوق
بنایا قلعہ کو آتش کا صندوق
رکھی چارون طرف آتش کی وہ مار
کہ جانا جسکے منہ پر سخت دشوار
غرض در بند و خندق کر کے پر آب
مہیا جنگ کا تھا سارا اسباب

جلاد جادو مرکب کو دوڑا کے چلا قلعہ والون نے ایک نامہ لکھا تیر مین باندھ کر پھینک دیا اُسمین لکھا کہ ای جلاد جادو کیون اپنی جان دیتے ہو پھر جاؤ نہین تو ہم گولے مارینگے تمھارا کہین ٹھکانا نہ لگیگا جلاد نے اُس نامہ کو پڑھا اور کہا ع چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است + اور گھوڑا ڈال کے چلا قلعہ پر سے گولون کی بوچھار ہونے لگی اور جھکا جھک توپین گولے مارنا شروع کیے کہ وہ میدان تمام آتش بہار ہو گیا لیکن جلاد جادو گولون کو بچاتا ہوا اور سحر سے روکتا ہوا قریب خندق پہونچا اور خندق کو فوراً گیا اُسوقت چھپرون مین آگ لگائی گئی تیل کے کڑھاؤ ہانڈیان بارود کی پڑنے لگین اینٹین اور تیر قلعہ دار مارنے لگے ابیات

لگا چھٹنے قلعہ کا توپخانہ
ہراسان جسکی آتش سے زمانہ
کہ جون بادل مین مارے برق چشمک
دھوئین مین اسطرح اُڑے جاکر نجک
نکلنا توپ سے گولے کا رخشان
گھٹا مین جسطرح مہر درخشان
وہ بندوقونکی چھٹنا ہر طرف باڑھ
کہ شمشیر اجل مین انسے تھی باڑھ
شب یلدا مین جون تیر شہابی
یہ گولہ سرخ نکلے تھا شتابی

جلاد جادو نے سپر فراخ دامن چہرہ پر رکھ کے اِن بلاؤن کو جھیلا اور گرز مارا کہ پھاٹک ٹوٹا اُسوقت تو فوج بھی اُسکی لینا لینا کہتے چلی اور مٹی کی ٹوکریون سے خندق کو پاٹ تمام نزدبانین لگا لگا کے قلعہ پر چڑھ گئے کچھ لوگ دروازے سے

داخل ہوئے ادھر کی فوج بھی آئی اور تلوار چلنے لگی کہ پھر تو اشعار

جوانون نے پیا بس آب پیکان
کرون کیا دشنۂ نازک کی تقریر
ہوا ہستی سے بعضون کا نشان گم
ہوگئے کفار کچھ گولون سے فی النار

درآوردہ ہوا لشکر وہ اکبار
کہ پہلو اُنسے تھے قندیل پر تیر
ہزارون ہی غرض مجروح تن تھے
ہوئے کچھ آب نوش تیغ خونخوار

کہون کیا مین ہوا جو تیر باران
لگی چلنے بہم دونون مین تلوار
ادہر اُدہر ہوئے مجروح مردم
ہزارون مر دے بے گور وکفن تھے

عین گرمی جنگ مین آسمان جادو کا جلاد جادو سے مقابلہ ہوا آسمان جادو نے تلوار ماری جلاد جادو نے سپر پر روک کر جو ہاتھ تلوار کا مارا تو سپر کو کاٹ کر خود دبلغہ زرہ ٹوپ کو کاٹ کرتا دو ابرو تلوار اُتری آسمان جادو نے داستانے مارے کہ تیغہ جھنّا کے نکلگیا مگر جلاد جادو نے کمر مین ہاتھ دے کر آسمان جادو کو اُٹھا لیا اور چکر دے کر زمین پر مارا اُسوقت سب فوج بھاگ گئی اور اُسنے آسمان جادو کی مشکین باندھین اور اپنی فوج کے حوالہ کیا پھر وہان سے دارالامارت شاہی مین آیا اکابرین شہر نذرین لیکر حاضر ہوئے اُسنے اُنسے کہا کہ ای رئیسو شر یفو ایک رنڈی ہی میناے جادو وہ میرا کیا کر سکتی ہی جسکو کہ میری اطاعت کرنا ہو وہ تو قلعہ مین رہے اور جسکو نہ کرنا ہو نکل جائے کچھ لوگ تو پہلے ہی بھاگ گئے تھے جو باقی تھے اُنھون نے اطاعت کی شادیانے عشرت کے بجنے لگے اور جلاد جادو نے خزانہ کھلوا کے روپیہ لوگون کو بانٹے اور بعشرت تمام بیٹھا لیکن ملکہ میناے جادو جو ایرج کو لیے آتی تھی راہ مین اُسنے خیال کیا کہ ایرج پوشاک اور کپڑے طلسم کے نہین پہنے ہی بلکہ جیسے خدا پرست پہنتے ہین وہ لباس پہنے ہی یہ ضرور خدا پرست ہی اس سے قسم دے کے پوچھنا چاہیے یہ سوچ کر ایرج سے کہا کہ تمکو قسم اپنے دین ومذہب کی سچ بتاؤ کہ تم کون ہو ایرج نے سب حال بیان کیا اُنکو ڈر کسکا تھا میناے جادو نے اپنے دل مین کہا کہ یہ شکنندۂ طلسم ہی گھر غارت کرنے آیا ہی اسکو چلکر کسی درے مین زیر کر کے مار ڈالیے اسی فکر مین تھی کہ ایک درہ پہاڑ کا معلوم دیا اُسمین اُتر کے کہا کہ کوئی شراب لائے وہ جو سوار ساتھ تھے گھوڑے دوڑا کے گئے اور گلابیان شراب کی لائے میناے جادو کی چوٹی مین پڑیہ زہر کی رہا کرتی ہی اُسنے ایک گلابی مین زہر کو ملایا اور ایرج سے کہا کہ لو شراب پیو ایرج نے کہا کہ مجکو

نشہ خوب ہی اور مین پیتا بھی کم ہون اِس اثنا مین دیکھا تو بہت سے جادوگر گٹھریان بقچیان
لیے ہوے زخمی برہنہ پا برہنہ سر کچھ عورتین کچھ بچے کچھ لڑکے روٹی کا ٹکڑا ہاتھ مین لیے مان کا
دامن پکڑے مان اُسکی بھیّا رے بھیا رے کہتی چلی آتی ہین مینا سے جادو نے پہچانا کہ یہ تو تیرے
قلعہ کے لوگ ہین پس یہ بدحواس ہوئی اور پکاری کہ تمکو کیا ہوا کس نے زخمی کیا اُن لوگون
نے جو مینا سے جادو کو دیکھا تو کل حقیقت بیان کی ملکہ نے کہا کہ مین کیا کرون وہ مرد ہی میرے
اُسکے مقابلہ کیا ایرج نے کہا کہ ای ملکہ تمنے مجھپر احسان کیا ہی کہ اسوقت شراب پلاتی ہو اور گھر
لیے چلتی ہو تم مجھکو لے چلو مین بحکم خدا ایک ہی ضرب مین دو پرکالہ کرونگا ملکہ سمجھی کہ جمشید اور
سامری نے اسی واسطے اِسکو بھیجا تھا اگر فتح ہوئی جب تو تیرا ملک ملا اور ناحق تو اُسکو زہر
دیتی ہی پھر یہ یون ہی مر جائیگا مار ڈالنے سے اُسکے مطلب ہی کیا مضائقہ ہی یہ چل یہ
سوچ کر گلابی زہر کی اُسنے پھینک دی ایرج نے کہا تمنے شراب کیون پھینک دی کہا مین
اُٹھاتی تھی میرے ہاتھ سے چھوٹ گئی قصہ مختصر سوار ہو کے دونون چلے جبکہ دو تین کوس پر قلعہ
رہگیا دیکھا کہ گانون گراؤن دیہ قریہ اطراف جوانب سب کو لوٹ لیا ہی جبکہ نزدیک قلعہ کے
پہونچے قلعہ پر لوگ دوربین لگائے ہوے بیٹھے تھے دیکھا کہ مینا سے جادو ایک سوار کو
لیے چلی آتی ہی دوڑ کے جلاد جادو کو خبر کی جلاد جادو نے کہا ایک رنڈی کے واسطے دروازہ
بند کرنا بہادری سے بعید ہی ارے میرا مرکب لاؤ اور سوار ہو کر چلا اسمین مینا سے جادو
آپہونچی جلاد پکارا ارے تیرے سپاہی کو مین نے مارا کام تمام کیا قلعہ بزور شمشیر مین نے لے لیا
اگر تو چاہے تو تجھکو ایک حویلی پختہ قلعہ کے باہر بنوا دون بخوبی روٹیان کھایا کر ایرج نے
کہا جو بہادر ہوتے ہین وہ روبرو لڑتے ہین یہ نہین کہ ملکہ تو شکار کو گئی مکان خالی دیکھ کے
لے لیا پھر کہتا ہی بزور شمشیر لیا اب اگر لے لیوے تو ہم جانین کہ بزور لیا جلاد نے کہا ارے
تو کون ہی نام تو بتا کہا منم ایرج بن قاسم لعل خفتان خاور سیاہ تیری قضا مجھکو یہان
لائی ہی جلاد جادو نے طیش کھایا برچھا پکڑ کے سامنے آیا ایرج نے ملکہ کے ہاتھ سے
برچھا لیکے سامنا کیا نیزہ بازی ہونے لگی ایرج نے ایک جگہ اٹکل کی نیزہ سے نیزہ ملا کے
جو جھٹکا مارا صاف جلاد کے ہاتھ سے نیزہ نکلگیا جلاد نے دوڑ کے تلوار ماری ایرج نے سپر پر روک کے

تلوار ماری جلاد جادو نے سحر کیا داستانے مارے لیکن اُنگلی کاٹ کے نکل گئی جادر خون کی منہ پر چھوٹنے لگی جلاد جادو مرکب سے کودا ایرج بھی کودا کشتی ہونے لگی بعد پہر بھر کے جلاد جادو نے دیکھا کہ ایرج زبردست ہی ایسا نہو کہ باندھ دے سحر کرکے پکڑ لے یہ سوچ کے سحر کیا ایرج کے ہاتھ پاؤن ڈھیلے ہوگئے جلاد جادو پکڑ کے لیچلا ملکہ مینا سے جادو نے کہا ایسے جوان بہادر کہان پیدا ہوتے ہین جو بیگانے واسطے اپنی جان دین دوڑ کے پکاری ای شہریار دل کا حال کہو کیا ہوا ایرج نے کہا ملکہ دغا کی مینا سے جادو سمجھی سحر مین گرفتار ہوگیا ایک پچکاری پانی کی سحر کر کے ماری تھوڑا پانی ایرج کے مُنھ مین گیا ایرج پر سے سحر اُتر گیا مینا سے جادو کے بازو پر یکہ بندھا ہوا تھا کہ سحر اثر نہ کرتا تھا ملکہ نے ایرج کے بازو پر باندھ دیا جلاد نے ہر چند سحر کیا کچھ اثر نہوا مینا سے جادو نے کہا ای شہریار ماریے اسکو ایرج نے شانے پکڑ کے ایک ہاتھ دیا چھاتی مین سر دے کے لیچلا یہان مارا یہان پچھاڑا چند قدم لیکے الکمر مین ہاتھ دے کے اٹھا کے برابر ایک غار مین مارا ہڈی پسلی برابر ہوگئی ایرج نوجوان تلوار کھینچ کے قلعہ کے اندر گھسا مینا سے جادو کی فوج نے جلاد کی فوج کو جوتی مار تلوارین بھگا دیا اور بہت سے لوگون نے اطاعت قبول کی مینا سے جادو زر نثار کرتی ہوئی ایرج پر داخل قلعہ ہوئی کہا ای ایرج نوجوان پہلے مین تیری دشمن تھی لیکن اب تیری دوست ہون مقرر تو طلسم فتح کریگا یہ کہکے کہا باغ عیش مین جشن کی تیاری ہوئے جبکہ تیاری ہو چکی خبر ہوئی ملکہ مع ایرج سوار ہو کے باغ مین گئی تخت پہ بیٹھی دیکھا نہایت پرتکلف باغ تیار ہی ناچ ہونے لگا راگ کا سمان بندھا بعد ناچ کے دسترخوان چنا گیا ملکہ و ایرج نے کھانا کھایا شراب کباب اُڑ رہے ہین جو آتا جاتا ہی ایرج کو نذرین ہوتی جاتی ہین اور وہان مہلک جادو فکر مین ایرج کی دَدا سے کہتا جاتا ہی کہین ایرج کا ٹھکانا نہ لگا چنانچہ کچھ آدمی زخمی معلوم دیے مہلک جادو نے ایک دستہ زمین پر مارا ایک اژدر پیدا ہوا مہلک سحر کا اسباب آراستہ کرکے چلا دَدا بھی چلی جبکہ قلعۂ مینا پر آیا اژدر قلعہ سے بلند ہوا لوگون نے خبر مینا سے جادو کو پہونچائی لیکن اکہ ایرج کے بازو پر بندھا ہوا تھا ملکہ بھی بھول گئی تھی ایرج تلوار پکڑ کے اُٹھا اور سامنے مہلک جادو کے آیا مہلک نے کہا

منم مہلک جادو کہ گندارم کہ از دست من زندہ و سلامت بروی ایرج نے کہا منم
ایرج نوجوان مہلک جادو اژدر دہا کے آگے آیا اژدر کے منہ سے آگ نکل رہی تہی ہیبت
سے جادوگر جلگئے مہلک جادو نے ایرج پر تلوار ماری ایرج نے سپر پر رد کی سپر کے
دو ٹکڑے ہوئے ایرج نے خالی دے کے برابر سے ایسی ایک تلوار ماری خود و بلغہ
عرق چین کاٹ کر مع اژدر دو ٹکڑے کیے لینا پکڑنا کشتی مرا نام من مہلک جادو بود ددا جو
دیکھے تو مہلک مارا گیا مرأت جادو جاگی اور ایرج کو میناے جادو کے مکان
مین آئی ایوان شاہی مین ناچ ہونے لگا میناے جادو کہتی تھی عجیب مقدمہ ہے اب تو
مہلک جادو مارا گیا آگے دیکھیے کس طرح پر سامنا ہوتا ہے لیکن میناے جادو کو نہایت
خوشی تھی اور جس وقت مہلک جادو مارا گیا کمند مین سے شاپور شیر دل و حنظل جادو
و آفتاب جادو دونون لونڈیان چھوٹین حنظل جادو نے کہا جسنے قید کیا تھا تو وہ مارا گیا
یا کچھ اسکے مزاج مین رحم آیا کہ چھوٹ گئے یہ کہکے پانچون شخص وہان سے چلے ایرج
نوجوان کی سب کو فکر ہے مہلک جادو و مرأت جادو کو اپنے مکان مین بٹھا آیا تھا جس وقت
مہلک جادو مارا گیا وہ دریا خشک ہو گیا مرأت جادو کہ یہ حال دیکھکر بسان آئینہ
حیران ہو گئی ہر ایک کا منہ دیکھنے لگی دل مین کہنے لگی مہلک جادو ایسا نہ تھا کہ مارا جاوے
جھوٹ ہی پھر کہتی ہے کہ اگر مارا نہین گیا تو دریا خشک کیون ہوا مقرر مارا گیا اے ملکہ مرأت جادو
غضب خان چوب زن کو نامہ لکھ یہ خیال کرکے پانچون اچھیتون کو بلا کے وہ مکان
سونپ کے کہا مین غضب خان چوب زن کو نامہ لکھتی ہون دس بارہ روز سے
وہ شکار کھیلنے کو گیا ہے مین مقرر بلاتی ہون یہ کہکے وہان سے سوار ہوکے اپنے مکان مین
آئی لوگون نے مجرا کیا کہا ملکہ دو روز سے تم نہین آئین ہمارا دل لگا ہوا تھا طبیعت نہایت
متفکر تھی دیکھا کہ مرأت جادو حیران ہے آنسو بھرے ہوے ہین ایک نے عرض کی ملکہ
ہمکو آپ کی طبیعت متفکر معلوم دیتی ہے کیا باعث ہے مرأت جادو نے کہا تقدیر مقدر
یون معلوم دیتا ہے کہ طلسم ٹوٹ جاوے یہ کہکے نامہ غضب خان چوب زن کو
لکھا کہ طلسم آئینہ مین حمزہ کا پوتا پیروتا آیا ہے چنانچہ مہلک جادو مارا گیا حنظل جادو سے

بہت لوگ مارے گئے ہین معلوم یہ دیتا ہی کہ طلسم ٹوٹ جاویگا بہتر یہ ہی کہ اپنے تئین جلد پہونچاؤ
اور ایک جادوگر کو بُلا کے کہا جلد یہ نامہ غضب خان چوب زن کے پاس لیجا وہ شکار کو
طرف کوہ عقیق سلیمانی کے گیا ہی اور غضب خان کوہ عقیق کے جنگل مین شکار کھیلکے
خیمہ مین داخل ہوا تھا وہان کباب لگ رہے تھے شراب پیتا تھا اور کباب کھاتا تھا
چالیس ہزار جادوگر بارہ ہزار سوار کا لشکر پڑا ہوا تھا تمام لشکر مین نیل گاو ہرن چیتل پاڑے
ارنے کے کباب ہو رہے تھے لوگ بیٹھے ہوئے تھے کوئی کباب لگاتا تھا کوئی قورمہ پکاتا تھا
کسی نے پلاؤ پکایا تھا کوئی قلیہ پکارہا تھا دھوم دھام تھی خلقت کا اژدحام تھا کہ وہ جادوگر
نامہ لیکر آیا خبر ہوئی کہ مرأت جادو کے پاس سے ایک جادوگر نامہ لایا ہی غضب خان
نے کہا کہ بُلا لو وہ آیا اور اُسنے سلام کرکے نامہ دیا اُسنے نامہ پڑھا رنگ اُسکا سفید ہوگیا
اور کہا کہ اے قاصد حال تو بیان کر کہ کیا سانحہ گذرا اُسنے سب حال بیان کیا غضب خان
کو ایک سناٹا آیا اور قاصد نے کہا کہ جلد تشریف لیچلیے دیر نہ کیجیے لیکن غضب خان نے
کہا کہ اے طوفان جادو یہ کونسا مکان ہی کہ جہان ہم شکار کھیل رہے ہین طوفان نے
کہا کہ کوہ عقیق ہی اور یہان لقا بھی اُترا ہوا ہی خدا پرستون سے سامنا ہی غضب خان
نے کہا کہ اے بھائی ایرج نے تہلکا طلسم مین ڈال رکھا ہی مہلک مارا گیا مرأت جادو
نے نامہ مجکو لکھا اور طلب کیا ہی جی چاہتا ہی کہ پہلے لشکر حمزہ کو غارت کرون بعد اُسکے
طلسم مین چلکے ایرج سے سمجھ لینگے طوفان جادو نے کہا کہ سامنا ایرج سے ہی اور ملکہ
مرأت جادو حیران ہی بہتر یہ ہی کہ طلسم کو چلیے اُدھر سے جب پھریے گا تو سمجھ لیجیے گا اُسنے
کہا کہ مین ایک دن خداوند لقا کے پاس رہونگا دوسرے دن چلونگا اسمین قاصد نے کہا
کہ کل تو تم چلوگے ہم بھی تمھارے ساتھ چلینگے پس غضب خان سوار ہوکے مع قاصد اور
لشکر کے قلعۂ کوہ عقیق کو روانہ ہوئے جاسوس غضب خان کا حال دریافت کرکے
لقا پاس گئے اور بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ ایک شخص غضب خان چوب زن
چالیس ہزار جادوگر اور بارہ ہزار سوار سے آیا ہی باشندہ طلسم آئینہ ہی لقا نے منصور کوہی عنصر کوہی
زاغ چشم کوہی بختیارک وغیرہ کو استقبال کے لیے بھیجا بختیارک نے آکر لشکر اُسکا اُتروایا اور یہ

بارگاہ مین سامنے لقا کے آیا اُسنے نذر دی تخت کو بوسہ دیا تخت کے گرد پھرا دنگل بیٹھنے کو ملا آداب بجالا کے بیٹھا سب نے دیکھا کہ نہ سپر ہی نہ تلوار ہی نہ گرز ہی ایک چوب کاندھے پر دھری ہی بختیارک نے کہا کہ کیون غضب خان مزاج تو اچھا ہی خداوند کل فرماتے تھے کہ غضب خان کو مین یاد کرونگا کہ غضب خان نے کہا ہم بندے تابعدار ہین خداوند نہ یاد کرینگے تو کون یاد کریگا لقا قہقہہ لگا کر ہنسا اور کہا کہ دیدی قدرت مرا بختیارک نے کہا کہ ہم تو ہمیشہ سے سمجھتے ہین اور جو آپ نے فرمایا تھا وہ آج سامنا ہوا غضب خان سے کہا کہ خداوند لقا کو تو سب معلوم ہی لیکن ہمسے بیان کیجیے کہ آپ کا مکان کہان ہی اُسنے کہا کہ مین طلسم آئینہ کا باشندہ ہون اُسمین ایرج گیا ہوا ہی مجکو مرائت جادو نے بلا بھیجا تھا اگر میرے خیال مین یہ آیا کہ پہلے لشکر حمزہ کو غارت کرلون تو پھر جاؤن بختیارک ہنسا اور کہا ایرج بڑا صاحب نصیب ہی اُسکے خدا نے یہ تدبیر کی کہ غضب خان یہین مارا جائے اور طلسم فتح ہو جائے ای غضب خان تم چوک گئے پہلے طلسم کو جانا تھا اب بھی چلے جاؤ اگر وہان مارے جاؤگے تو دفن کفن اچھا ہوگا اور مارے تو جاؤ ہی گے غضب خان نے کہا کہ تو بڑا بدزبان ہی لوگون نے کہا کہ یہ بختیارک وزیر اعظم شیطان درگاہ خداوند ہی جو چاہتے ہین وہ کہتے ہین تم کیا ہی خداوند کو بھی کہتے ہین غرض یہ ایک روز تو آسودہ ہوا دوسرے دن جب وہ زمانہ آیا کہ روے شاہد روز سیاہ ہوا اور دامن روز تابزانو پہونچا نظم

یکایک شل بحت ناتوان ہین
ہوا خورشید بھی محتاج تمکین
فلک پر مہر کا عارض ہوا زرد
ہوائے مغربی نے ذل کیے سرد

حکم سے غضب خان کے طبل جنگ بجا ہرکارے دوان دوان خدمت والاے صاحبقران مین حاضر ہوے اور دعا وثناے شاہنشاہی بجالاے ابیات

جم حشم انجم سپہ گردون شکوہ
مرجع خرد و کلان عالم مآب
دست ہمت گر ترا دربار ہو
پانی پانی شرم سے ہوئے سحاب
فخر سام و رستم انکی بندگی
داخل خدام یان افراسیاب
جس سحر جرأت سے کھینچی تو نے تیغ
ڈھال رکھے منھ پہ نکلا آفتاب
رزم کے عرصہ مین پل چل پڑگئی
آسمان کے خیمہ کی کاٹی طناب

غضب خان جادو نام ایک ساحر ناکام نے طبل جنگ بجوایا ہی باقی خیر و عافیت امیر نے حکم دیا ابو الفتح نے طبل سکندر پر چوب لگائی آواز

شر و فساد بلند ہوئی دربار سویرے سے برخاست ہوا آلات حرب و ضرب صیقل ہونا شروع ہوئے تیر اور سنانوں کی زبانیں تیزیوں پر آئیں گرزون کو سربلندی حاصل ہوئی دل مغرور کی خودپسندی مٹی تلواریں چمکنے لگیں اسطرح لہرین لیتی تھیں کہ جیسے دریا کی موج ہوتی ہے تلوار کا گھاٹ ملک عدم کا راستہ تھا اجل کا فرشتہ لڑنے والوں پر ہنستا تھا بہادروں کے لبوں پر کف غیظ اجل سے آ گئے تھے ارادے دست و بغل کے بڑھے تھے طول ہر مقام پر بیجا ہے شب بھر یہی ہنگامہ رہا جب فروغ شمع مٹ گیا اور مشعل خورشید روشن ہوئی نظم

کہ جب اُس رات نے انجام پایا | سحر کی روشنی سے نام پایا | ہوئی پھر شب نے سر پر چادر نور
ہوا حسن فروغ صبح مشہور | صبح کو امیر با توقیر وردو وظائف سے فراغت کر کے در دولت

آسمان جاہ ظل اللہ پر تشریف لائے بادشاہ بھی سویرے سے برآمد ہوئے ابیات

ہوئی صبح قیامت جب نمودار | ہوئے یتا پہر جنگ و پیکار | لیے ہمراہ اپنے لشکر و فوج
کہے تو قلزم ہستی کی ہے موج | مصمم بر سر خونریزی و جنگ | چلے واں سے امیر برق آہنگ
چلے یتار مردان نکوخوار | کیا داماں صحرا خون سے گلزار | لقا بھی اور امیر صاحب ننگ
ہوئے دونوں مقابل بر سر جنگ | صفیں دونوں ہوئیں آراستہ جب | کہ لڑنے کے سوا بنتی نہیں اب
دو جانب سے نقیبان سرافراز | نکل کر بولے ای مردان جانباز | دم تیغ آج یاں طعمہ جنگ ہی
نکل کر کہا ے تو شرط نمک ہی | بڑھو آگے لڑو تیغ و سناں سے | کہ یاد آفرین سارے جہان سے
کرو اب تیغ خون آشام روشن | کہ ہو جس سے تمہارا نام روشن | تمہارا جگ مین ہو نام نکوئی
کرو میدان مین اپنی سرخروئی | وہ کر کے جب نقیبوں نے سنائے | جوانوں کے لہو نے جوش کھائے

میدان مین جب صفین آراستہ ہو چکین نقیب نقابت کر کے ہٹ گئے لیکن ہاں شفق جادو سے مرات جادو نے کہا ای شفق دیکھ تو قاصد غضب خان پاس پہونچا یا نہین شفق روانہ ہوا یہان آکر جو دیکھا تو اُسنے صفین آراستہ پائین غضب خان نے لقا کے تخت کو بوسہ دیا اور اجازت مانگی اُسنے کہا مین نے تجکو اپنے ید قدرت کے سپرد کیا زد و برد و کا مسلمانان تمام کن شفق نے آکے سلام کیا اور کہا کہ ای غضب خان ملکہ تمھارے لیے بنرا مین تمکو جو دیر لگی تو مجکو خبر کو بھیجا ہے غضب خان نے کہا کہ تم

جاکے میری طرف سے سلام کہنا اور کہنا مین یہان پہلے امیر کے لشکر کو غارت کرلون تو پھر
آؤن شفق نور رخصت ہوگیا اور یہ میدان مین آکر للکارا کہ ای فرقۂ خداپرستان وزبردستان تم
مین سے جس کسی کا مرنے کو جی چاہتا ہو وہ آئے میرے مقابلہ مین یہ نعرہ سُنکر مرزبان
خراسانی مرکب اڑاکر سامنے تخت شہنشاہ اسلام کے آیا بادشاہ نے جام کلاہ عفریت
مرحمت کیا اور فرمایا کہ جاؤ خداے کریم کے سپرد کیا یہ گھوڑا اُڑاکر میدان مین آیا اور بعد
تگاورزنی غضب خان نے اُسپر وہی چوب لگائی وہ چوب سحر کی تھی مرزبان کو غش
آیا جادوگر دوڑے باندھ کے لیگئے اب تو سردارون نے نکلنا شروع کیا اور گرفتار
ہونے لگے تیسرے پہر تک کئی سو سردار گرفتار ہوے پھر طبل آسائش بجوا کے دونون لشکر پھرے
بختیارک نے کہا سبحان اللہ کیا خوب لڑے لشکرون نے بستر پر آکے کمر کھولی آمیر کو ایک
سناٹا ہی لقا اپنی بارگاہ مین نہایت خوش اور شاد بیٹھا ہی شراب کا پیالہ گردش مین ہی اور
لقا کہہ رہا ہی کہ کیون تمنے میری قدرت کو دیکھا سب نے کہا کہ تو مالک و مختار ہی تیرے
غضب کا ٹھکانا کہان اور وہان مرأت جادو نے غضب خان کو نامہ لکھا کہ وہ لیکر
آیا اور اُسنے لقا کو سجدہ کیا غضب خان کو نامہ دیا اور کہا کہ ملکہ مرأت جادو نے ورارجادو
سے کہا ہی کہ کچھ لوگ اُدھر ملگئے ہین تو ای ورار تو اُنکا سامنا کر اور تمکو جلد بُلایا ہی غضب خان
نے اُسوقت لقا سے کہا کہ مین مرأت جادو کا تابعدار ہون اگر حکم دیجیے تو جاؤن اور
فتح کرکے وہان سے پھر آؤن بختیارک نے کہا وہین جانا بہتر ہی کیونکہ وہان جاؤ گے
تو مارے جاؤگے دنیا کے دھندھون سے چھوٹ جاؤ گے اُسنے کہا کہ او بدزبان تو کیا
بکتا ہی اُسنے کہا کہ ہم سچ کہتے ہین جنکی عرش پر جھولتی تھی اور جانتے تھے کہ ہمسا بہادر کوئی
نہین ہی وہ تو مارے گئے یہ تم جو سوکھی سی لکڑی کندۂ ناتراش باندھ کر آکے ہو اس سے
کیا ہوتا ہی ارے میان امیر مالک اسم اعظم ہین جب وہ نکلین گے تب قدر و عافیت کھلجائیگی
غضب خان نے اُسکو تو کچھ جواب نہ دیا اور رخصت ہوکر چلا امیر کو خبر ہوئی کہ
غضب خان طلسم کو گیا سنتے ہی امیر کو فکر ہوئی کہ ایسا جو وہان ہو فرمایا ارے
کوئی عیار ہی کہ اسکا راہ مین کام تمام کرے سرہنگ مصری کھڑا تھا آداب بجالا عرض

ہوا رخصت ہوکر چلا لشکر مین غضب خان کے جاکے جو دیکھا کہ تیاری ہورہی ہی فراش اژدرون پر خیمہ لادکے دو فراش بیٹھے ہین اور اژدر اُڑا جاتا ہی سرہنگ مصری فراش کی صورت بنکے مِل گیا غرض دو ورچار قنا تین لادکے ایک فراش کے ہمراہ سوار ہوکے روانہ ہوا اور مرأت جادو کو خبر ہوئی کہ حنظل جادو وشاپور کی لونڈیان جاتی ہین مرأت جادو نے اورار جادو کو کہا جلد جاکے اُنکا کام تمام کرو پچاس ہزار سوار سے روانہ ہوا جبکہ اُس مقام پر پہونچا چارطرف محاصرہ کرلیا حنظل کو خبر ہوئی کہ اورار جادو نے تمام جنگل گھیر لیا حنظل جادو نے سحر کرکے ایک تختی آسمان پر ماری تیس چالیس درخت فوج پر اورار کے گرے اورار جادو سوار ہوکے آیا ایک ناریل مارا آفتاب جادو کا شانہ چھیلتا ہوا چلا گیا آفتاب جادو نے ترنج مارا اورار نے خالی دیا حنظل جادو نے چوٹی کھول کے کاغذ کے پتلے نکالے ماش کے دانے پڑھ کے مارے چالیس پتلے تلوارین پکڑ پکڑ کے جا گرے تمام لشکر تہ وبالا کردیا ایک ایک پتلے پر سو سو آگرے تلوارین مارنے لگے لیکن پتلے کو کچھ اثر نہوتا تھا اورار جادو نے برابر سے آکے حنظل جادو کو ناریل مارا حنظل جادو نے خالی دیا پیچھے سے آفتاب جادو نے جو ایک ناریل مارا اورار جادو کے جو بیٹھا وار پار نکلگیا پتلے جو تھے وہ مارے گئے باقی بھگا دیے حنظل جادو بارگاہ مین اورار جادو کے آبیٹھی تمام مال خزانہ لے لیا اورار کے لوگون نے اطاعت قبول کی اسکی خبر مرأت جادو کو ہوئی کہ اورار جادو مارا گیا مرأت جادو اسی ہزار جادوگر سے تخت پر سوار ہوکے چلی ایک سمت سے دیکھا کہ کچھ فوج آئی ہی پیشانیون پر تعریف لقا کی لکھی ہی خبرداروں نے خبر دی کہ ملکہ مرأت جادو غضب خان آیا اور غضب خان کو خبر ہوئی کہ ملکہ خود سوار ہوکے جاتی ہین تخت اُڑاکے آیا مجرا کیا تاج اُتار کے مرأت جادو کے پانون پر رکھدیا کہا آپ کے لونڈی غلام ایسے ہین کہ پکڑ لا دینگے ذری سے کام کیواسطے آپ نے ارادہ کیا ہی مناسب نہین ہی آپ تشریف لیجایئے غلام اُنکو پکڑے لاتا ہی یا اُنکا کام تمام کرتا ہی یہ کہکے بہ منت وسماجت مرأت جادو کو پھیر دیا اور اپنا خیمہ استادہ کردیا سرہنگ مصری تو بارگاہ مین ہی اور غضب خان چوب زن سوار ہوکے میدان مین آیا خبر

حنظل جادو کو ہوئی وہی پتلے لے کے آئی غضب خان نے کہا ارے نادان ایسے
مقام پر آکے یہ حرکت ناشائستہ کرنی بہتر نہین ہی اپنے بالون کی لٹ کتر کے مرائت جادو
کے پاس چل نہین جیتا تجھے چھوڑونگا حنظل نے کہا ارے موے کیا بکتا ہی ہم شریک رفیق
ایرج نوجوان کے ہین ہمکو مرائت سے کیا کام آفتاب جادو نکلا غضب خان نے
کہا ارے آفتاب بیٹھے منہ یہ کیا نمکحرامی کی آفتاب جادو نے کہا ارے کیون احمق ہوا ہی
ہمارا ساتھ کر یہ طلسم ٹوٹ چکا ہی ہم مالک ہونگے غضب خان نے کہا ارے نمکحرام تو ہی سمجھ کے
ملگیا ہی کہان جاتا ہی آفتاب جادو نے تلوار ماری غضب خان نے خالی دے کے وہ
چوب دست ماری آفتاب بیہوش ہوگیا پکڑ لیا حنظل نے دستک دی وہ پتلے آگرے
مار مار کے فوج کے ٹکڑے اڑا دیے غضب خان نے دیکھا یہ مارے نہین جاتے دستک
دی چالیس پنجے پیدا ہوئے چالیسون پتلون کو اٹھا لے گئے حنظل نے دوڑ کے تلوار ماری خالی
دے کے چوب ماری بیہوش ہوگئی پکڑ لیگئی غرض سبکو باندھ لیا شاپور شیردل بھاگ کے ایکطرف
نکلگیا غضب خان خیمہ مین آیا ارادہ کیا کہ ابھی ان سبکو مرائت جادو پاس لیچلیے اور مرائت
جادو کو خبر ہوئی کہ غضب خان نے سبکو گرفتار کر لیا کہلا بھیجا کہ تم آنے کا ارادہ نکرنا مین
آپ آتی ہون جادوگر نے آکے غضب خان سے کہا غضب خان نے کہا بہت بہتر
جو ملکہ کی خوشی اور خیمہ مین بیٹھا اور مرائت جادو سوار ہوکے چلی داخل ہوئی غضب خان نے
مجرا کیا ملکہ مرائت جادو نے آفتاب کو دیکھا کہا لعنت ہی کیا حرکت کی آفتاب نے کہا اب
حرکت معلوم ہوگی اور جو کچھ کیا اپنی جان پر کیا کسی کو کیا اور شاپور جو چلا جاتا تھا راہ مین دو
جادوگرون نے پہچانا گرفتار کر کے مرائت جادو پاس لے آئے مرائت نے کہا شکر ہی جمشید و
سامری کا کہ یہ بھی کھٹکا مٹا اور پنجرے مین قید کر کے مرائت نے کہا چلیے انکا سر کاٹیے
غضب خان نے کہا مین تھکا ماندا ہون آپ قلعہ مین تشریف لیچلیے مین کل انکو لیکے
حاضر ہونگا مرائت جادو تو چلی گئی اور غضب خان نے کہا ارے کوئی ہی اس راوٹی
مین پلنگ بچھا دے میری طبیعت سست ہی قضا سے کار وہان سر ہنگ مصری موجود
تھا اُسنے پلنگ بچھا کے چادر پر بیہوشی چھڑک کے بیٹھ رہا اور غضب خان جا کے لیٹا

جب آئینۂ آفتاب تاریک ہوا اور چراغ و شمع کے رخسار نے جلوہ دیا بیت عروج شام کا اقبال
چمکا لیا خورشید نے رستہ عدم کا + چار گھڑی رات گئے بیہوشی کی خوشبو دماغ مین غضب خان
کے پہونچی یہ چھینک مار کے بیہوش ہو گیا کچھ فراش چوکی پر بیٹھے تھے انھون نے کہا کہ یارو کچھ
بھوک اور پیاس تو نہین ہی لیکن حقے کو جی چاہتا ہی طبیعت بیچین ہی سرہنگ مصری نے
کہا بھائیو مجکو بھی لت ہی یہ کہکے ایک چلم تمباکو کے نکال کے بھری جھوٹ موٹ پیتا ہوا آیا اور
فراشون کو دیا تو یہ سب نے ایک ایک دم لگایا بیہوش ہو گئے سرہنگ مصری نے
پہلے تو غضب خان کی خوب ناک مروڑی اور خنجر سے اسکو ذبح کرنا چاہا لیکن خنجر چھڑ گیا
پھر تو اُسنے وہ شمعین جو وہان جل رہی تھین سب کو ایک جا کر کے چربی پگھلائی اور کسبت عیاری
سے ہنوٹرا نکال کے وہ چربی جوش کھائی ہوئی پلا دی غضب خان جادو تڑپ تڑپ کر
مر گیا جہان فانی تیرہ و تاریک ہو گیا آندھی پانی کے بعد قید سے حنظل وغیرہ سب چھوٹ گئے
اور فراشون کو بھی قتل کر ڈالا حنظل نے کہا کہ اب کیا تدبیر ہی سرہنگ نے کہا کہ اب چل کے
ایک پہاڑ مین بیٹھو پھر سمجھ لینگے چنانچہ ایک درہ کوہ مین آکر پہونچے اور شاپور نے کہا کہ ای سرہنگ
تمھارا آنا کیونکر ہوا اُسنے سب احوال بیان کیا شاپور نے کہا کہ خدا نے بڑی خیر کی کہ جو تمھارا
آنا ہوا ہماری زندگی باقی تھی ورنہ یہ ہمکو پکڑ لیجاتا مرأت جادو قتل کر ڈالتی حنظل جادو نے
کہا کہ ای آفتاب جادو تم باشندۂ طلسم ہو ایسا کچھ کرو کہ ایرج سے ملاقات ہو اور کوئی صورت
لوح کی نکلے آفتاب نے کہا کہ ایرج کا تو کچھ احوال معلوم نہین مگر لوح طلسم کا دستیاب
ہونا ممکن ہی لیکن بڑی مشکل سے ملیگی حنظل جادو نے کہا جبتک لوح ملے جبتک ہماری
آبرو خدا رکھے آمین شاپور اور سرہنگ نے کسبت عیاری سے کچھ میوہ نکالا اور آفتاب
حنظل اور ان دونون عیارون نے کھایا اور باتون مین مشغول ہوے اُدھر خبر دارون نے
مرأت جادو کو خبر پہونچائی کہ غضب خان چوب زن مارا گیا یہ حیران ہوئی اور آنکھون
مین آنسو بھر لائی رفیق بھی سناٹے مین آ گئے ایک عالم سکوت کا ہو گیا ہر ایک یہی کہتا تھا کہ اب
طلسم پر آفت آئی چنانچہ ایک سرے پر طلسم کے مرأت جادو ہی اور ایک طرف کو جم زرین
کلاہ بادشاہ ہی مرأت جادو کو خیال آیا کہ جم زرین کلاہ کو اس معاملہ کی خبر بالکل

نہین ہی ایسا نہو کہ وہ ناراض ہو اُس سے جلکر اظہار کرنا چاہیے یہ تصور کرکے سواری مانگی اور چہ ساتھ
ہزار جادوگر ہمراہ لیکر چلی اور جاکر اُسکے قلعہ پر پہونچی دیکھا تو قلعہ نہایت خوبصورت نہاہی چارون
کونون پر چار باغ ہین گرد قلعہ کے چھاؤن درختونکی ہی خندق پُر آب ہی پل تختہ پڑا ہوا ہی اُدھر
حجم زرّین کلاہ کو خبر ہوئی کہ ملکہ مرأت جادو آئی ہین حجم زرین کلاہ ایک بارہ دری
مین بیٹھا تھا آٹھ نو سو ساحر کرسیون پر گرداگرد بیٹھے تھے یہ خبر سُنکے اُٹھا اور کہا الفت اِسکو
کہتے ہین مدت ہوئی ہی کہ ہم نہین گئے تھے وہ آپ آئین بیٹا حجم زرّین کلاہ کا گلزار
زرّین تاج بیٹھا ہوا تھا اُس سے اُسنے کہا کہ جاؤ ملکہ مرأت جادو کو لے آؤ گلزار زرین تاج
آیا ملکہ کو اُسنے سلام کیا ملکہ نے کہا مزاج تو اچھا ہی اُسنے کہا کہ دعا کرتا ہون آپکے آنے سے
نہایت خوشی ہوئی بابا قبلہ گاہ کہتے تھے کہ دیکھو الفت اِسکو کہتے ہین کہ ہماری ملاقات کو
مرأت جادو آئی ہین مرأت جادو نے اشارہ کیا گلزار زرّین تاج سوار ہوا باتین
کرتے ہوئے قلعہ مین آئے اور وہ پانچ چھ ہزار سوا بھی ایک مقام پر اُترے اور مرأت
جادو حجم زرین کلاہ پاس آئی اُسنے اِسکو تعظیم کرکے بٹھایا جام شراب ارغوانی دینا
کا حکم ہوا اور حجم زرّین کلاہ نے کہا کہ ای ملکہ آج ہمنے تمکو آگے سے اِسوقت زیادہ دبلا پایا
اسکو تو خبرین پہونچتی رہتی ہین لیکن اِسوقت اجنبی بنکے اُسنے پوچھا کچھ فکر اُداسی چہرے پر
معلوم دیتی ہی ملکہ نے کہا آپ کو معلوم نہین کہا ہان وہ جو ہمنے سنا تھا کہ آپ کے دروازے
سے کوئی خداپرست آیا ہی چند جادوگر مارے گئے مین سمجھا تھا کہ نکلگیا ہوگا یا مار ڈالا ہوگا
اب تلک موجود ہی ملکہ مرأت جادو نے کہا ای حجم زرین کلاہ قاسم آیا ہی ایرج ہی دعیا
ہین حنظل جادو ہی یہ سب لوگ متفق ہوگئے ہین غضب خان چوب زن مارا گیا
مہتاب مارا گیا میری عقل مین طلسم غارت ہوچکا ہی حجم زرین کلاہ نے کہا ای ملکہ اُن
سب کی قضا لائی ہی طلسم سے کوئی زندہ او سلامت گیا ہی کہ وہ جاوینگے یہ سُنکے کہا ایک جا دو گر
سے کہ زغادہ خوک پیشانی کو جلد لاؤ دو جادوگر گئے زغادہ خوک پیشانی شراب کے
نشہ مین بڑ مار رہا تھا اور دو بکرے کے کباب بچے سگے دھرے تھے دو تنگین شراب کی
دھری تھین خبر ہوئی کہ بُلایا ہی پہلے تو بڑ بڑایا کہا کہ عیش مین میری خلل آیا اور بمزہ ہوکے

کرگدن پرسوار ہوکے چار سو جادوگر لیکر یہان آیا مجرا کیا دنگل پر بیٹھا شراب کباب موجود ہوا
پینے لگا بعد کچھ دیر کے کہنے لگا کہ اللہ آج تو یہان مرآت جادو آئی ہین جم زرین کلاہ
نے سب حال کہا زغادہ خوک پیشانی نے کہا کہ غضب خان چوب زن اپنے برابر
کسی کو نہ سمجھا تھا اور نہ کسی کو ساحر جانتا تھا کیسی مردار موت مارا گیا جم زرین کلاہ نے کہا کہ
مجکو شاپور شیر دل اور حنظل وغیرہ کی خبر معلوم نہین ہی اگر ملجاتی تو کام انکا تمام کرتے اب
ایرج کی تلاش کرنا چاہیے زغادہ نے کہا کہ مین خبر منگاتا ہون یہ کہکے ایک طائر سحر کا
بناکے کہا کہ جلد خبر لاؤ وہ طائر اُڑکر گیا اور سب کہین بیابان اور کوہ وغیرہ مین ڈھونڈھا مگر
کہین ٹھکانا نہ ملا آخر یہ پھر آیا دل مین کہتا ہی کہ چلکے کہدے کہ ملاقات نہین ہوئی قضائے کار
اُسی طرف گزرا کہ جدھر یہ سب پہاڑ کے درے مین بیٹھے تھے یہ دیکھ کے چلا گیا حنظل نے دیکھا
کہ جیسے کوئی کسی کی تلاش کرتا ہی یہ طائر اُسی طرح دیکھ کے گیا ہی اُسنے شاپور سے کہا کہ یہاں سے
چلو پہلے تو شاپور اُٹھ گیا پھر سر ہنگ مصری اور دونون دو طرف چلے گئے طائر نے جاکے
زغادہ سے کہا کہ سب پہاڑ کے درے مین بیٹھے ہین مین دیکھ آیا ہون زغادہ اُٹھ کے
میدان مین آیا اور دو تختیان سحر کی بناکے ماش کے دانے اُنپر مارے کہ وہ تختیان اُڑکر
پہاڑ کے دونون درون مین لگ گئین پہاڑ مین اندھیرا ہو گیا آفتاب جادو نے کہا مرآت
جادو نے شاید بند کیا ہی عیار پہلے ہی نکل گئے تھے آفتاب جادو نے کہا ای حنظل مرآت
تمکو چھوڑ دیگی مجکو نہ چھوڑیگی کہ اِسکا گھر مین نے غارت کیا ہی زغادہ جادو نے ارادہ چلنے کا
کیا ایک ساحر زاغ چشم جادو غلام زغادہ کا ہی اُسنے عرض کی کہ ای شہریار ذرا ذرا
سے کام پر آپ کو جانا مناسب نہین جسکے غلام ہم ایسے موجود ہون وہ آپ ارادہ کرے
تو تعجب ہی ہم پھر کس دن کام آئینگے حضور بیٹھین غلام آپ کا پکڑے لاتا ہی زغادہ نے
زاغ چشم کو پالا تھا نہایت اُنس رکھتا تھا اُسکا جانا منظور نہ کیا وہ منت سماجت کرکے بدقت تمام
طائر کو لے کر چلا زغادہ نے کچھ جادوگر ساتھ کر دیے جبکہ درے مین پہونچے زاغ چشم
نے ایک ناریل مارا کہ وہ تختیان لوہے کی الگ ہو گئین اُسوقت تو حنظل نے ایک ناریل
زاغ چشم کے مارا زاغ چشم نے خالی دیا اور ہنسا پھر ایک نارنج مارا کہ وہ شق ہوا اور

چادر ظلمات پھیل گئی سبکی آنکھون مین اندھیرا آگیا جادوگرون نے آفتاب و حنظل کو باندھ لیا زاغ چشم نہایت خوش خوشامدی کہنے لگے کہ واہ کیا لڑائی ماری ہی کسی کا کیا مقدور ہی جو آپ کا سامنا کرسکے زاغ چشم سب کو لیکر روانہ ہوا یہان شاپور نے جو آکر دیکھا تو درے مین کسی کو نہ پایا دل سے کہا کہ افسوس ای شاپور یہ دونون مفت مارے گئے آخر یہ ایک سمت کو چلا اور ایک جنگل مین آکر پہونچا یہان دیکھا تو سوا سو جادوگر چلے جاتے ہین خیال مین آیا کہ باشندگان طلسم ہین کسی طرف جاتے ہونگے اور وہ زاغ چشم کے ساتھ کے تھے شاپور بھی ایک جادوگر کی صورت بنکر چلا تو اُسنے دیکھا کہ حنظل و آفتاب بندھے جاتے ہین اور وہ جادوگر اُسکو دیکھکر پکارے کہ ارے میان جادوگر ادھر آنا شاپور وہین سے الگ ہوا اور ایک درخت کی اوٹ کہ وہان پہاڑ بھی تھا چھپ رہا اور جب وہ چلے گئے تو یہ بھی پیچھے پیچھے چلا اور دل سے کہتا ہی کہ اگر قسمت زبردست ہی اور نصیبون نے یاوری کی تو کہین تو یہ ٹھہرینگے وہان کام نکل رہیگا غرض جاتے جاتے اب بستی مین پہونچے اور وہان ایک کلال کی دوکان تھی اُسکو خبر پہونچی کہ زغادہ کا غلام زاغ چشم آتا ہی پچاس ساٹھ کشتیان گلابیان شراب کی اُنمین لگا کے اور کچھ کباب مٹھائی خوانون مین لگا کے مزدورون کے سر پہ زاغ چشم کے پاس لایا تسلیم کی زاغ چشم نے پوچھا کہ تو کون ہی عرض کی مین کلال ہون جو سردار اسطرف سے گذرتا ہی غلام کا معمول ہی کہ نذر پکڑتا ہی زاغ چشم نے یہ سنکر کہا کہ ارے فرش بچھاؤ ہم شراب پینگے اُسی جا زمین مین فرش بچھ گیا زاغ چشم بیٹھا شراب پینے لگا کلال نے عرض کی کہ غلام امیدوار ہی کہ ملکہ کے یہان میرے یہان کی شراب جایا کرے دیکھیے تو کیا چوکھی بنائی ہی یہ کہکر کہا کہ یارو میرا سر پھرتا ہی اب تو سبکو نشہ ہوا اور بیہودہ بکنے لگے ایک نے کہا پہاڑ ہی دوسرے نے کہا دھوان اُٹھ رہا ہی زاغ چشم نے کہا لگے ابر کے ہین لوگون نے کہا سچ ہی ایک نے کہا زمین ہلتی ہی غرض سوا سو جو اُٹھے چھینک مار کر گرے اور کیفیت یہ ہوئی ہی کہ سرہنگ نے ایک بستی مین آکر کلال کو بیہوش کیا ہی اور آپ کلال بنکر بیٹھا ہی یہ اُسی کی عیاری ہی بس سرہنگ مصری اور شاپور کہ جو پیچھے پیچھے آتا تھا وہ پکارا کہ بھائی سرہنگ واہ کیا کام کیا ہی اور دونون نے خنجر کھینچکر سب کے سر کاٹ ڈالے

صدائے داروگیر بلند ہوئی آندھی سیاہ آئی حنظل اور آفتاب جادو کی قید چھوٹ گئی اور
اُنھون نے کہا ای سرہنگ تمنے جان بچائی سرہنگ نے کہا چلو یہان سے زغادہ نے
ایک ساحر کو خبر کے لیے ساتھ کر دیا تھا وہ خبر لیکر گیا اور زغادہ سے اُسنے جا کر کہا کہ ای شہریار
زاغ مارا گیا زغادہ کا رنگ سفید ہوگیا کہا ارے مسخرے دیوانہ ہوا ہی وہ ایسا کون ہی کہ
جسنے اُسکو مارا تو ساتھ نہین گیا شاید کوئی اور مارا گیا ہی اُسنے کہا اجی میرے سامنے شراب
پلائی اور سر کاٹا میرے ساتھ کسی کو کر دو تو مین دکھادون گلزار زرین کلاہ نے کہا کہ ای زغادہ
اب ہم سمجھ لینگے اُسنے کہا جو کل ہی وہ آج ہی یہ کہکر اُسکے آنسو بھر آئے اور کہا اگر خون کا بدلہ نہ لیا
تو اپنا نام نہ پایا یہان آفتاب اور حنظل جو چلے تو ایک بیابان مین پہونچے وہان کچھ جادوگر
تھے اُنھون نے پہچانا اور کہا بھائی یہ بادشاہ کے چوٹٹے جاتے ہین انکو پکڑ لو یہ کہکر ایک ساحر
نے ناریل مارا حنظل نے خالی دے کر ایک نارنج مارا کہ اُسکا سینہ توڑ گیا وہ مرگیا آفتاب جادو
نے دوسرے ساحر کو مارا پھر تو سبکو نارنج ترنج مار کر مارا اور آگے چلے اُسوقت ایک ساحر اژدر
پر سوار اور ایک طرف سے آیا تیغہ آبدار اُسکے ہاتھ مین تھا اور پکارا کہ ای گنہگاران شاہ کہان
جاؤ گے میرے ہاتھ سے اور اژدر کو اُڑا کر ایک ناریل مارا کہ تمام جنگل مین چنگاریان پھیل گئین
اور زمین سے شعلے اُٹھنے لگے شاپور سرہنگ تو بھاگے یہ زغادہ ہی جو اژدر پر سوار ہو کر
آیا غرض اُسنے ایک طمانچہ آفتاب کے مارا اور اُسکو پکڑ لیا اور حنظل کو طمانچہ مار کر گرفتار کیا
اور اُن دونون کنیزون کو بھی پکڑا اور اژدر پر ڈالکر چلا سرہنگ اور شاپور تو بھاگ گئے تھے
اور یہان بڑی دھوم سے جم زرین کلاہ نے باغ زرین مین تیاری دعوت مرأت جادو
کی ہی طوائف چلے آتے ہین ناچ ہو رہا ہی کہ خبر ہوئی زغادہ خوک پیشانی حنظل اور آفتاب کو
پکڑ لایا ہی غرض زغادہ انکو باغ مین لایا سلام کیا جم زرین کلاہ اور مرأت کو جم زرین کلاہ
نے کہا ای زغادہ تمنے بڑا کام کیا اُسنے کہا آپ کے اقبال سے مین انکو پکڑ لایا ہون اور
اِنھون نے وہ حرکت کی ہی کہ اگر لاکھ آدمی مارے جائین جب بھی خون زاغ چشم کا داغ
نہ مٹے گا مرأت جادو نے کہا زغادہ اب صبر کرو زاغ چشم لقا کی بہشت مین گیا غرض حکم
ہوا کہ جلاد کو بلا لاؤ اور شاپور و سرہنگ پھر یہان سے جا کر پہونچے ساحر بنکر قلعہ مین گئے

اور اُسی باغ مین جاکر یہ بھی پہونچے اور سرہنگ نے شاپور سے کہا کہ بھائی ایک عیاری ہی
چاہو تو جو کچھ اُٹھاؤ شاپور نے کہا کہ مین حاضر ہون کہا اچھا تم ایرج کی صورت بنوا و رمین جادوگر
تو بنا ہوا ہون ہی تمکو مین مرائت کے سامنے لیجاؤنگا شاپور نے کہا اچھا اور ایرج کی صورت
بنا سرہنگ مصری جادوگر بنکے لیشارہ باندھ روانہ ہوا یہان جلادون کی فکر ہی دونون سحر
مین جکڑے بیٹھے ہین زغادہ نے کہا وقت قتل کے سحر نہین رکھتے غرض سحر اُتار لیا اسمین
جلاد آئے ایک حکم ہوچکا جلادون نے لیکر گردن پر کھینچی حنظل کہنے لگی کہ اے پروردگار عالم
تو ہی بچانے والا ہی کچھ دل مین آرزو نہین ہی اگر ہی تو یہ ہی کہ ایک مرتبہ اور صاحبقران کے
قدم نہ دیکھے سامنے لوگ کیا دیکھتے ہین کہ ایک لیشارہ جادوگر لیے آتا ہی اُسنے آکر مجرا کیا
جمم زرین کلاہ نے کہا کسکو لایا ہی کہا ایرج کو لایا پہلے اسکا سر کاٹو جمم زرین کلاہ نے کہا تنہا
لڑا کام کیا جمشید اور سامری نے اور لیشارہ کھولکے رکھا مرائت جادو پہچانتی تھی کہا یہ ایرج
ہی حکم کیا گردن مارو مرائت جادو نے کہا ہول کیا ہی پکڑ تو چکے ہین پہلے کتاب تو دیکھ لو کتاب
منگا کے دیکھی معلوم ہوا لکھا ہی کہ آج کے دن اگر طلسم مین خون گرا تو طلسم غارت ہو جائے گا
اُنھون نے یہ نہ دیکھا کہ یہ ایرج ہی یا نہین مرائت جادو نے کہا دیکھا اگر مار ڈالتے تو غضب
آجکا تھا زغادہ نے کہا مین اپنے پاس قید رکھونگا وہ جادوگر جو ایرج کو لایا تھا کہا اگر حکم
ہووے تو غلام اپنے پاس رکھے زغادہ بھی ڈرا ہوا تھا کہا بہتر ہی صبح کو لے آنا تجکو انعام ہوگا
جاگیر ملیگی جادوگر نے کہا اپنا سحر اُتار دو تو مین لیجاؤن جسکا سحر تھا اُسنے اُتار لیا جادوگر نے جھوٹ موٹ
ماش کے دانے پڑھ کے مارے آفتاب نے حنظل کو دیکھا کہ ہمارے ہاتھ پانون کھل گئے پاس
جا کے کہا بس چپکے چپکے چلے چلو یہ کہکے سبھون کو لیچلا جبکہ شب گذر چکی صبح ہوئی سب کو خوشی
ہی کہ آج گردن ماری جائیگی اور جلادون کو بلا رکھا ہی تمام شہر مین غل ہی ہر ایک دیکھنے کیواسطے
آتا ہی ایک میلہ ہو رہا ہی اور سب منتظر بیٹھے ہین کہ وہ جادوگر اب آتا ہی اب آتا ہی جبکہ عرصہ گزرا
زغادہ نے کہا مین اب ڈھونڈھنے کو جاتا ہون قصہ مختصر یہ تلاش کو چلا اور حنظل جادو
و آفتاب جادو و دونون عیار ایک بیابان مین پہونچے آفتاب جادو نے کہا حنظل جادو
تم ٹھہرو مین ایک بات کہون حنظل نے کہا سامنے درہ پہاڑ کا ہی وہان بیٹھیے چنانچہ وہان

جاکے آفتاب جادو نے کہا یہان کوئی جگہ ٹھہرنے آرام کرنے کی نہین ہی اور ابھی طلسم ٹوٹتا معلوم نہین دیتا ہم تم دونون شریک ہوکے ایک مکان سحر کا تیار کرین بھلا بیٹھنے کی جگہ تو ہووے حنظل نے کہا بہت بہتر ہی چنانچہ حنظل جادو و آفتاب جادو نے متفق ہوکے کھونٹے گاڑے کچا سوت باندھا کچھ ماش کا آٹا دے کے در و دیوار بنائے سحر کرنے لگے بعد گھڑی بھر کے ایک آندھی آئی تیرگی ہوگئی کچھ کھڑکھڑاہٹ ہوئی بعد چند عرصہ کے آندھی برطرف ہوئی ایک احاطہ سنگ موسیٰ کا تیار معلوم دیا ایک دروازہ نہایت خوبصورت چارون کونون پر چار برج بنگلے پڑے ہوے بیچ مین بارہ دری عالیشان چھت پردہ چلمن فرش پلنگ شیشہ آلات سب لگا ہوا چوپڑ کی نہر پانی سے بھری ہوئی فوارے چھوٹتے ہوے ایک تالاب پختہ گرد درخت لگے ہوے شاپور و سرہنگ مصری دروازے پر بیٹھے ہوے آفتاب جادو و حنظل جادو اندر مکان کے گئے ماش کے آٹے کے سترہ سو تیلے بنائے سحر کیا بعد دو گھڑی کے کچھ لونڈیان کچھ جادوگر تیار ہوے آفتاب نے جو باہر آکے دیکھا کہ دو عیار بیٹھے ہین سرہنگ نے کہا ماکہ عجب کارخانہ ہی دم بھر مین مکان بنا لیا غرض سب کچھ موجود شراب پی کباب کھائے شاپور نے کہا ماکہ جس وقت ہمارا جی چاہے کہ مکان مین جائین تو ہم آسکتے ہین یا نہین ماکہ حنظل نے کہا جسوقت تمھارا جی چاہے چلے آؤ کوئی نہ روکیگا بعد اُسکے دونون عیار ایک سمت کو چلے سرہنگ تو ایکطرف گیا شاپور ایکطرف قضارے کا ایکطرف سے گرد و غبار سرہنگ مصری کو معلوم دیا سرہنگ مصری بھاگ کے ایک بیابان مین نکل گیا اور زغادہ خوک پیشانی تلاش مین اُس جادوگر کی جو پھرتا تھا مرات جادو کے مکان کی طرف سے نکل کے اُسطرف جا پہونچا جدھر قاسم کا لشکر پڑا تھا زغادہ نے پوچھا یہ کسکا لشکر ہی لوگون نے کہا یہ لشکر ملک قاسم لعل خفتان خاور سپاہ کا ہی پوچھا ملک قاسم کون ہی کہا باپ ایرج نوجوان کا زغادہ نے دل مین کہا ایرج نے تیرا بیٹا مارا تو بھی ملک قاسم کا سر کاٹ ڈال بھلا خون کا بدلہ تو لے سوا اسکے مسلمان کا مارنا ثواب عظیم ہی یہ سوچ کے آگے چلا ارادہ کیا کہ سب کو پکڑ لیجیے قاسم کو خبر ہوئی قاسم نے مرکب مانگا کیسا رہ بن عمرو نے کہا شہریار یہ طلسم ہی جتنے ہین سب جادوگر ہین آپ

بیٹھے رہین جانا بہتر نہین قاسم نے کہا سیّارہ بن عمرو تم سچ کہتے ہو لیکن یہ بہتر ہی کہ پکڑلیے جاوین
سیّارہ نے کہا جس طرح مناسب ہو وہ کیجیے اِس عرصہ مین قاسم سوار ہوا فیروز خان خاوری
دہمتن خاوری سوار ہو کے باہر آئے زغادہ نے کہا ای خدا پرستو ہر گراز روے مرگ است
بیاید بمیدان مار ے جسطرح تم لڑتے ہو مین بھی لڑتا ہون سحر نہین کرتا ہون بزور لیجاتا
ہون قاسم نے ارادہ کیا فیروز خان خاوری نے کہا پہلے میرا سامنا ہونے دیجیے دیکھین
کسطرح پر لڑتا ہی قاسم نے قبول کیا فیروز خان نے مرکب دوڑا کے ایک تگاور دی
زغادہ نے اوجھڑ ماری فیروز خان نے سپر پر روک کے تیغہ مارا اُچٹ گیا مرکب سے کود پڑا
فیروز خان بھی کودا زغادہ نے کمربند مین ہاتھ دے کے اُکھیڑ لیا باندھ کے جادوگرون کے
حوالہ کیا تہمتن خان خاوری نکلا اُسکو بھی اسی طرح باندھ لیا قیماش خان نکلا آ کے
تلوار ماری اُسنے روک کے باندھ لیا قاسم نے مرکب دوڑا کے تگادوی زغادہ نے تیغہ
مارا قاسم نے خالی دے کے تلوار ماری سپر پر روکی لیکن سپر کو کاٹ کے مُنہ پر پڑی اور جیسے
گھن پر سے اُچٹ جاتی ہی اسطرح سے اُچٹ گئی زغادہ نے مرکب ملا کے کمر مین ہاتھ دیکے
اُٹھانا چاہا تھا کہ پہلے قاسم کا پنجہ کمر مین پڑا زور کر کے اُکھاڑ لیا تھا کہ زغادہ نے سحر کیا
مانند لٹھہ فولاد کے بنگیا قاسم نے دیکھا کہ مانند پہاڑ کے جم گیا زغادہ نے قاسم کی کمر مین
ہاتھ ڈال کے اُکھاڑ لیا اور باندھ کے حوالے اپنے جادوگرون کے کیا سیّارہ بن عمرو ایک
سمت کو بھاگ گیا تمام فوج کا رنگ سفید ہو گیا زغادہ نے کہا ارے جوانو بہادرو مین جانتا
ہون تم نوکر ہو رشتہ دار جو تھے مین نے اُنکو پکڑ لیا یہ مکان طلسم ہی ہم غلام جمشید و سامری
کے ہین ساحر ہین یہ قدرت رکھتے ہین کہ جسکو چاہین بکری بھیڑ گاے ہاتھی کتا بنا دین
قاسم کو موا سمجھو یہ جو بارگاہ ہی لاد کے حمزہ پاس لیجاؤ کہدینا کہ ایرج اور قاسم مارے گئے
آج تک طلسم آئینہ سے کوئی جیتا نہین گیا جو یہ جائینگے کسی نے کچھ جواب نہین دیا اور
قاسم کو ایک آرابہ پر ڈال کے داخل طلسم ہوا قضاے کار سیّارہ بھی آئینہ ملا ہوا داخل
ہوا امرائت جادو کو خبر ہوئی کہ زغادہ خوک پیشانی ملک قاسم کو پکڑ لایا اور کئی رفیق
بھی ہین امرائت جادو نے کہا ارے کوئی جا کے بلا لاوے ایک جادوگر گیا اور بلا لایا

زغادہ آیا ملکہ نے کہا زغادہ کیا کام کیا ہی کہ تعریف نہین ہوسکتی زبان قاصر ہی بیٹھو زغادہ نے کہا امیدوار ہون کہ میرا بیٹا جو تھا وہ جم زرّین کلاہ کے سامنے مارا گیا ہی وہین لیجا کے گردن مارون مرائت جادو نے کہا میری بھی یہی خوشی ہی لیکن شراب تو پیو زغادہ بیٹھ گیا اور شراب پینے لگا ایک معشوق کو احتیاج ہوئی باغ مین ایک چنبیلی کے جھاڑ کے تلے پیشاب کرنے لگی سیّارہ بن عمرو نے بیہوشی کا بیضہ مارا اُسکی صورت آپ بنکے شراب پلانے لگا لیکن سادی شراب پلائی زغادہ نے کہا ارے ایک جام میرے واسطے لا سیّارہ ایک جام لبریز کر کے لیگیا اور زغادہ نے اُٹھا لیا کہ داہنی طرف سے پنجہ نے ہاتھ پکڑ لیا زغادہ نے سیّارہ کی طرف دیکھا دیکھنے کے ساتھ سیّارہ جست کر کے چلا پھکی دے کے اُڑا جاتا تھا زغادہ نے سحر جو کیا جیسے جانور کو گولی لگتی ہی اسطرح سے سیّارہ آرہا جادوگر دوڑے پکڑ لیا کہا اِسکو قید کرو قاسم سامنے بیٹھا تھا سیّارہ نے کہا غلام چھڑانے کو آیا لیکن گرفتار ہوگیا زغادہ نے کہا مین اسواسطے نہ ٹھہرتا تھا عیّار زبردست ہین اگر مین غافل ہوتا تو ابھی پیچ پڑچکا تھا اور ارابے پر ڈال کے سیّارہ کو لیچلا سیّارہ نے کہا ارے زغادہ ہمکو چھوڑ دے اگر زندگی درکار ہی زغادہ نے کچھ جواب نہ دیا اور روانہ ہوا قضاے کار اُسی سمت سے نکلا جدھر حنظل جادو کا مکان تھا زغادہ نے پوچھا ارے یہ مکان کِسکا ہی جا کے دریافت کرو اور ہمارے پاس بلاؤ چنانچہ لوگ گئے اور حنظل جادو سے کہا ایک جادوگر آیا ہی اور بلاتا ہی حنظل کو زغادہ کی خبر نہ تھی حنظل جادو باہر نکلی دیکھا کہ زغادہ خوک پیشانی ہی حنظل جادو کی جان نکلگئی زغادہ مرکب پر سے کودا اور کہا ارے جادوگر جس طرح تمھارا جی چاہے مجھ سے لڑو مین ایسا نہین ہون کہ مارا جاؤن حنظل نے ناریل مارا زغادہ نے خالی دے کے دہتڑ زمین پر مارا زمین تڑقی دو پنجے پیدا ہوئے حنظل کے پاؤن پکڑ لیے آفتاب جادو سے کہا ارے نمک حرام تو کہان جائیگا تو نے مہلک کو مارا گھر غارت کیا غرض آفتاب کو بھی پکڑ لیا زغادہ نے سجدہ کیا کہ اے جمشید و سامری آج کا دن نہایت نیک تھا اور مین اچھی ساعت گھر سے نکلا تھا کہ سب میرے ہاتھ آئے اب جم زرّین کلاہ پاس لیجاؤنگا یہ کہکے انکو بھی قید کر کے لیچلا اِسمین وقت شام کا ہوا جم زرین کلاہ تلک یہ نہ پہونچنے پایا کہ رات ہوگئی شب ماہ

تھی فراش ماہ نے فرش چاندنی کا بچھایا تھا دس بارہ کوس سے مکان جم زرین کلاہ نظر
آتا تھا زغادہ نے کہا اِس مقام پر خیمہ کرین صبح کو جائینگے اُسی وقت خیمے استادہ ہوگئے زغادہ
اُترا قیدیون کو بلایا اور کہا ارے جادوگرو آج کی رات اور تمھاری حیات ہی صبح کو گردن مارونگا
ارے او آفتاب جادو تو سمجھا تھا کہ ایرج طلسم توڑیگا اب مین تمکو قتل کرلون تو اُسکی
فکر کرون سب نے کہا ارے ہماری قضا آئی ہی تو کوئی بچا نہین سکتا اور اگر قضا نہین ہی
تو تیرا کیا مقدور جو ہمکو مار سکے غرض شراب مانگی پہلے شراب پینے لگا اور سرہنگ مصری
جو شام کو حنظل کے مکان پر آیا دریافت ہوا کہ کوئی جادوگر پکڑ لیگیا سناٹا کر کے آگے چلا
بڑھ کے جو دیکھے تو ایک طرف کو کچھ روشنی ہی خیمے استادہ ہین سرہنگ مصری نے کہا خدا
جھوٹ نہ کرے یہی پکڑ لایا ہی اور سرہنگ مصری ایک جادوگر کی صورت بنکے نگیرے کے
تلے کھڑا ہو رہا دیکھا کہ قاسم اور فیروز خان و تہمتن و قیماش و سیارہ و حنظل جادو و
آفتاب جادو قید بیٹھے ہین جبکہ پہر رات گئی زغادہ خوک پیشانی نے کہا مین پیشاب
کو جاؤنگا ایک جادوگر نے شمعدان اُٹھا لیا اور سرہنگ مصری نے آفتابہ لے لیا زغادہ
چلا سرہنگ مصری نے آگے جا کے آفتابہ رکھدیا اور زغادہ خوک پیشانی چوکی پر بیٹھا
جبکہ پیشاب کر چکا آفتابہ اُٹھا کر آبدست کیا چاہتا تھا جیون ہاتھ ڈالا چٹا خا ہوا اُنچھا کمند کا
گلے مین پڑگیا ایک کمر مین ایک ہاتھون مین جیون چٹاخے کی آواز سُنی سرہنگ نے
کہا حاضر ہوا جادوگرون نے کہا ارے تو جو بکتا ہی کب بلایا ہی سرہنگ مصری نے کہا
بھائی تمنے سُنا بھی نہین اپنے کام مین رہتے ہو یہ کہکے جاے ضرور مین گیا دیکھا کہ پھندے
پڑے ہوے ہین لیکن پنجے گرہ کھولتے ہین سرہنگ تو بھاگا اور پنجون نے گرہین کھولین
زغادہ باہر آیا وہ خدمتگار جو کھڑے تھے بے تامل مار ڈالے وہان سے آکے بیٹھا کہا
ملک قاسم تمھارے عیار نابکار لگے ہوے ہین لیکن تمکو کب چھوڑتا ہون ابھی کسی عیار نے
کمند کے حلقے مارے تھے مین بچ گیا اور سب بیان کیا سیارہ نے کہا زغادہ کہا مان کوئی
تجکو مار لیگا رات یہ نہ گذرے گی اور سرہنگ مصری ایک بیابان مین نکل گیا دل مین کہا
اے سرہنگ اگر ایسا ہی بھاگنا تھا تو کیون آیا تھا چل کچھ عیاری کر یہ سوچ کر وہان سے

آیا دیکھا جادوگر بیٹھے ہین ایک جادوگر کی صورت بن حقہ بھر کے آیا چنانچہ سب کو پلایا جبکہ سب بیہوش ہوئے جمعدار کی صورت بنکے خیمہ کے اندر آیا لوگون نے کہا جمعدار کیون آئے کہا یارد عیّار لگے ہوئے ہین دیکھنے کو خبردار رہنا سامنے زغادہ پڑا ہی لوگون نے کہا جمعدار ایک گھونٹ ہمکو بھی دو کہا بھائی ابھی بھرا ہی ذرا سُلگا دو سب نے ایک ایک گھونٹ پیا سب بیہوش ہوگئے اسمین سرہنگ زغادہ پاس گیا بیہوشی ہاتھ پر رکھے اُٹھانے لگا دو مرتبہ اُڑا ئی ہی کہ پنجے پیدا ہوئے ایک نے ہاتھ پکڑ لیا ایک نے شانہ پکڑ لیا ایک پنجہ زغادہ کا شانہ پکڑ کے ہلانے لگا زغادہ خوک پیشانی کی آنکھ کھلی دیکھا تو پنجہ ایک جادوگر کو پکڑے ہی پتلے نے مجرا کیا سب حال بیان کیا اُسی وقت زغادہ نے کوچ کیا دو چار گھڑی رات باقی تھی چلا جاتا تھا چنانچہ گریبان سحر چاک ہوا کچھ اندھیرا ہی صاف روشنی نہین معلوم ہوئی شبنم پڑتی ہی ہرا ایک گھاس پر شبنم کا یہ عالم ہی کہ موتی جڑ دیا ہی چڑیان بولتی ہین ڈارین بگلون کے جھیلون پر اُترے ہین مرغابیون کے غول جا بجا بیٹھے ہوے ہین زغادہ خوک پیشانی قید لیے ہوے بارہ ہزار سوار سے چلا جاتا ہی ایک مرتبہ آفتاب عالمتاب مرکب پر سوار نکلا سب نے دیکھا کہ آفتاب صاحبقران ہی تلوار ہاتھ مین مرکب طلسمی پر سوار قضا سے کا رہ اگے بندھا ہوا ہی ایک مرتبہ سامنے آیا بہت سے لوگ پہچانتے تھے اُنھون نے کہا ایرج نوجوان یہی ہی زغادہ نے کہا عجب آج کا دن ہی کہ جسکا کھٹکا تھا وہ بھی آپ سے بغیر تجسس ہاتھ لگا ایرج نے جو دیکھا کہ قاسم و سرہنگ و سیّارہ و حنظل جادو و آفتاب جادو سب قید ہین ایرج نوجوان نے نعرہ کیا اَرے خیرہ سر کجا میروی از دست من سیّارہ نے قید مین سے کہا وہ مارا زغادہ نے ایک ناریل ایرج پر مارا ابر چھاتی کے آگے گر پڑا تیر و پیکان مارا ایرج کے نہ لگا جب تو جھنجھلا کے زغادہ نے تلوار ماری ایرج نوجوان نے خالی دیکے وہ محبوب جادو والی تلوار مرکب کو جھکا کے برابر آکے ماری مع مرکب چار ٹکڑے ہوے اندھیری اور تیرگی چھا گئی ایرج نوجوان فوج پر آ رہا جادوگرون کے مع قاسم اور فیروز خان خاوری و بہمن خان خاوری و قیماس خان کے ہاتھ پیر کھلگئے پھر تو ان لوگون نے تلوارین پکڑین اور فوج پر آگرے حنظل نے کہا ایرج سبحان اللہ فوج ماری پڑی کچھ بھاگ گئی

حنظل جادو نے کہا اے ایرج نوجوان خوب ہوا تجھ سے ملاقات ہوئی سامنے درہ پہاڑ کا ہے
وہان چلکے کچھ تدبیر کیجیے سب ملکے درۂ پہاڑ مین چلے اور فوج جو بھاگی طرف جم زرین کلاہ کے
گئی ایرج نوجوان و ملک قاسم و آفتاب جادو و حنظل جادو و سیارہ و سرہنگ مصری و
شاپور پہاڑ کے درے مین بیٹھے ہین قاسم نے کہا نہین معلوم فوج کا کیا حال ہوگا حنظل جادو
نے کہا جو اس طلسم کی رہنےوالی ہے تمھارے ساتھ لڑنا مرنا اختیار کیا اور شکنندۂ طلسم ہے ایرج
نوجوان اے ملک قاسم تمھارا رہنا خوب نہین ہے مین آفتاب جادو کو آپکی فوج مین
پہونچائے دیتی ہون ایسے دیسے جادوگرون سے لڑنے کو بہت ہے قاسم نے کہا جسطرح تمھاری
خوشی حنظل جادو ملک قاسم کو اور آفتاب جادو کو لیکے چلی اور سیارہ کو بھی لیا آفتاب
جادو کو راہین تو معلوم تھین اور ساحر بھی تھوڑے عرصہ مین پہونچے حنظل نے کہا اے آفتاب
جادو تم اپنے تئین ظاہر نہ کرنا جب کوئی آفت آوے اسوقت ظاہر کرنا اسمین جان رہے
یا جاے یہ کہکے حنظل جادو رخصت ہوکے ایرج کے پاس آئی کہا مین پہونچا آئی لیکن اے
ایرج نوجوان ایک بات کا تعجب ہے یا تو اُسنے جادو نہین کیا یا تمپر سحر اثر نہین کرتا ایرج نے
آگہ کا احوال نہ کہا اتنا کہا کہ وہ جادو نکرنے پایا تھا کہ پہلے میری تلوار پڑی حنظل نے کہا بغیر تدبیر
لوح ٹھکانا ملتا معلوم نہین دیتا ایرج نوجوان نے کہا اے ملکہ حنظل اگر مقدر مین ہے تو طلسم
توڑتے ہین یہ کہکے مرکب پر سوار ہوا شاپور شیر دل اور سرہنگ مصری نے عرض کی
ہم جان دینے کو حاضر ہین لیکن جدھر حضور جاوین وہ سمت معلوم ہووے پھر ہم حاضر ہونگے
اور وہ فوج جو بھاگی تھی جم زرین کلاہ پاس گئی عرض کی کہ بدست ایرج نوجوان نغاہ
خوک پیشانی مارا گیا جم زرین کلاہ سناٹے مین آیا اور کہا ارے کیونکر مارا گیا ہے لوگون
نے سب حال بیان کیا تب اُسنے کہا اے سیلان خرس سوار تم جاکے خدا پرستون کا کام تمام
کرو وہ پانچ سو سوار سے روانہ ہوا جس درے مین ایرج تھا اُسی طرف راہ تھی ایرج مرکب
پر سوار حنظل جادو سے باتین کر رہا ہے سرہنگ مصری اور شاپور شیر دل کھڑے ہین
کہ سامنے سے گرد و غبار معلوم دیا ایرج نے کہا ملکہ حنظل جادو فوج آتی معلوم دیتی ہے حنظل
جادو نے کہا ہمارے واسطے آتی ہے یہ باتین تھین کہ سامنے سے سیلان خرس سوار نمودار

ایرج

ایرج نے مرکب طلسم کو ڈپٹ کے نعرہ کیا منم ایرج نوجوان اور جادوگرون نے تاریخ ترنج
مارے ایرج وہی تلوار پکڑ کے پانچ سو جادوگرون مین گھس گیا جسکے دو ہڑکے ماری دو ٹکڑے
کیے چارطرف سے تاریخ ترنج چلتے تھے سحر ہو رہا تھا لیکن کچھ اثر نہ کرتا تھا جبکہ چالیس
پچاس جادوگر مارے گئے سیلان خرس سوار مرکب کو بڑھا کے آگے آیا پکارا ان غریب
جادوگرون کو تو نے مارلیا میرا مقابلہ کر اور ایک ناریل مارا ایرج نے خالی دیا تلوار طلسمی
جو ماری دو ٹکڑے کیا آواز آئی کشتی مرا نام من سیلان خرس سوار جادو بود جتنے جادوگر تھے بھاگے
جم زرین کلاہ کو خبر ہوئی کہ سیلان خرس سوار مارا گیا گلزار زرین تاج بیٹھا تھا کہا
ایسے ایسے جادوگر مارے جاتے ہین دیکھیے جمشید و سامری کیا کرتے ہین اسمین ایک
ابر معلوم دیا ایک تخت پر ایک پریزاد آٹھ نو سو رنڈی دُر در گوش مرصع پوش ہمراہ جم زرین
کلاہ نے کہا کون آتا ہی کہ وہ تخت ٹھہرا اُتر کے ملکہ اختر زرین کلاہ نے سلام کیا پوچھا
مزاج تو اچھا ہی عرض کی کہ دعا کرتی ہون آکے کرسی پر بیٹھی شراب کا پیالہ گردش مین آیا جبکہ
نشہ ہوا اختر زرین کلاہ نے پوچھا اس مقام پر کس طرح سے لڑائی پڑی کہا ای ملکہ ایرج
نوجوان شکنندۂ طلسم آیا ہی زغادہ خوک پیشانی اور سیلان خرس سوار مارا گیا کہا ای شہریار
مین اسی واسطے آئی ہون اب سامنا نہ کیجیے گا لڑائی بیڈول پڑی ہی اسکو لوح کی فکر مین
ہین نے دو مجکو احوال معلوم ہی جب گھر کے لوگ بربادی کی فکر کرین پھر تم کیا کروگے جم زرین کلاہ
نے کہا کہو تو وہ احوال کیا ہی ملکہ اختر زرین کلاہ نے کہا وہ مینا سے جادو تھی اُسنے اکثر بندی
دیا تھا دے سکے بھول گئی جسکے باعث کوئی سحر یا تلوار اثر نہین کرتی جم زرین کلاہ کا رنگ
سفید ہو گیا جم زرین کلاہ مع اختر مرأت جادو کے پاس آیا مرأت جادو خود
حیران بیٹھی تھی دمبدم خبر ایرج کی منگاتی تھی کہین یکیتی تھی غضب ہی جو جاتا ہی وہ مارا جاتا
ہی اسمین جم زرین کلاہ مع اختر کے پہونچا مرأت جادو نے کہا مین نے سنا ہی کہ زغادہ
خوک پیشانی مارا گیا جم زرین کلاہ نے کہا تم ملکہ اختر سے دریافت کرو ملکہ نے سب
احوال کہا مرأت جادو نے کہا اگر میرے قلعہ مین یا تمھارے قلعہ مین گھس آوے تو کوئی
سامنا نہین کر سکتا مگر کچھ تدبیر کیا چاہیے اختر نے کہا مین اسکی تدبیر کرتی ہون اگر ایک سمت کا

مال اسباب مجکو دو چنانچہ حرم زرّین کلاہ نے ایک طرف کا مال آمدنی سب لکھدیا اختر نے کہا جب ایرج گرفتار ہووے مناسب یہ ہی کہ اقرا اسباب جادو پاس بھجوا دو وہ سمجھ لیگا یہ کہکے اختر جادو چلی ایک بیابان مین خیمہ استادہ کروایا کوئی سوا سو لونڈی ساتھ لے لی بعد دو تین گھڑی کے اختر جادو ہاتھ مین جریب سحر کی پکڑ کے اکیلی روانہ ہوئی اور سحر سے دریافت کیا کہ ایرج اس سمت کو ہی اُسطرف جا پہونچی شاپور اور سرہنگ مصری ایک سمت کو چلے گئے تھے حنظل جادو ایرج سے باتین کرتی تھی اختر نے ایرج کو اور حنظل کو مجرا کیا اور حالت یاس سے دیکھنے لگی ایرج نے جو دیکھا کہ ایک عورت خوبصورت پیلے کپڑے پہنے ہوئے ہی حنظل نے کہا یہ بھا جادوگرنی ہی ایرج نے کہا خدا بچانے والا ہی اختر نے کہا شکر ہی خداوند جمشید و سامری کا جسکو مین ڈہونڈھتی تھی وہ آج ملا پھر ایرج نے پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے کہا کہ مالک لوح طلسم آئینہ ہون جسوقت سے طلسم بنا تھا لوح پر نام ایرج کا لکھا ہی سنتی ہون کہ آج وہ مارا گیا اور مین نے خیال کیا کہ آخر شکنندۂ طلسم میرے پاس آویگا اور مجکو مار کے لوح لیجائیگا بس اس سبب سے مین آپ ہی حاضر ہوئی اُسوقت حنظل جادو نے ایرج سے کہا کہ ای شہریار تمھارا نصیب بڑا زبردست ہی اس آسانی سے لوح کسی کے ہاتھ نہ لگی ہوگی پھر حنظل نے اختر سے کہا کہ ای ملکہ اختر مین کوہ نرگسین کی رہنے والی ہون اور حنظل میرا نام ہی اسکے باپ کے ساتھ میری بیٹی کی شادی ہوئی ہی ای ملکہ اب جو تم یہان آئی ہو تو بہت چین سے رہوگی اختر نے کہا کہ یہان سے میرا خیمہ قریب ہی وہان چلکے بیٹھیے ایرج اور حنظل چلے اور ایک دو گھڑی کے بعد خیمہ مین داخل ہوئے اختر جادو آکر تخت پر بیٹھی ان دونون کو بھی مقام صدر پر بٹھایا کنیزین خدمت کے لیے حاضر ہوئین اور اختر نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ ای شہریار اب مجھ سے دغا نہ کیجیے گا ایرج نے کہا کہ ہم خدا پرست ہین دغا مطلق نہین جانتے اختر اُسوقت اُٹھکر حمام مین گئی اور نہا دھوکے کپڑے نفیس پہنکر مسی کاجل لگا کے آئی اور ایرج کی طرف بنظر محبت دیکھنے لگی حنظل جادو کو ثابت ہوا کہ شاید یہ ایرج کو چاہتی ہی اور اختر کرسی پر آکر بیٹھی اور کہا ای شہریار اب تو مین آپ کی کنیز ہون تمام زمانہ میرا دشمن ہوگا اور مرآت جادو کو خبر ہوگی تو وہ بھی میری جان کی دشمن ہوگی اب دیکھین

کہ آپ ہمارے ساتھ کیا سلوک کرتے ہین حنظل نے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو تمھارے لیے سب سے
زیادہ بہتر ہوگا غرض بعد کچھ عرصہ کے اختر نے اشارہ کیا کہ الگ چلیے یہ کہکر شاہزادہ ایرج
کا ہاتھ پکڑ کر الگ دوسرے خیمہ مین لائی حنظل جادو سمجھی کہ اگر یہ عاشق نہوتی تو آپ سے
آپ لوح دینے کو کیون آتی اور وہان شراب کا پیالہ گردش مین آیا ایرج نے کہا کہ تم
مسلمان ہو جاؤ تو مین شراب پیون اُسنے کہا کہ مین مطیع اسلام ہوئی اور اس طرح اختلاط کیا
کہ جسطرح مدت کے عاشق و معشوق ہوتے ہین جبکہ خوب نشہ ہوا ایرج کو لیکر پلنگ پر لیٹی
اور ایک گلابی لیکر تھوڑی شراب آپ پی اور باقی ایرج کو دی اور کہا میرے سر کی قسم پی جاؤ
ایرج نے وہ بھی پی لی خوب نشہ ہوا آنکھ بند ہو گئی اختر نے غافل پاکر بازو پر سے وہ اکہ کھول لیا
اور پرواز کر کے روانہ ہوئی اور حنظل جو الگ بیٹھی تھی اُسکے خیال مین آیا کہ ای حنظل ایسا عشق
نہین دیکھا کہ اتنا جھٹ پٹ ہو جاے یہ سوچ رہی تھی کہ ایک سناٹا معلوم ہوا حنظل نے جانا کہ
ایرج کو اختر لیے جاتی ہی لیکن معلوم نہین کہ ایرج خیمہ مین ہین نہ اکہ کا حال معلوم یہ اُسکو
یقین ہی کہ ایرج کو لیے جاتی ہی اور وہان مرات جادو و جم زرین کلاہ آٹھ نو سو جادوگر
سب کرسیون پر بیٹھے ہین اور باتین کرتے ہین کہ اختر آتی ہوگی اور حنظل قریب اختر پہونچی
اور کہا کہ او چوٹی روسیاہ تو نے عجب طرحکا فریب کیا اختر جو دیکھے کہ حنظل آتی ہی اُسنے کہا کہ
تیرا ابھی یہ مقدور ہی کہ جو تو مجکو روک سکے یہ کہکر پھر بجلدی تمام روانہ ہوئی برابر قلعہ کے پہونچی اُسوقت
حنظل جادو نے اپنے دل مین کہا کہ ای حنظل تو امیر حمزہ صاحبقران کو کیا مُنھ دکھائیگی
افسوس کہ ایرج مارا گیا بس یہ دوڑی اور قلعہ مین غل ہوا کہ اختر جادو آئی مرات جادو
و جم زرین کلاہ سب اُٹھ اُٹھ کے دیکھنے لگے اختر قریب اُس باغ کے پہونچ چکی تھی پکاری
کہ مین لائی لیکن ایک بلا میرے پیچھے لگی ہی اُسوقت تو حنظل نے جھپٹ کے ایک تلوار ماری
کہ اُسکے دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرے مرات جادو نے کہا ذرا خبر تو لینا یہ کیا گرا کنیزین دوڑین
حنظل تو اُسکو مار کے وہان سے بھاگ کھڑی ہوئی اور از بسکہ ساحرہ تھی اسوجہ سے کسی اہل قلعہ
نے بھی نہین روکا اور وہان ایک کنیز آئی اُسنے جو دیکھا کہ اختر مری پڑی ہی لیکن ہاتھ مین
اُسکے ایک زمرد کا اکہ ہی اُسنے لیکر کمر مین رکھ لیا اور کہا مین تو ضرور ابھی کسی روز یا خدمتگار سے

ملکہ بیچ لونگی آدھا اُسکو دونگی آدھا مین لونگی اور وہان سے آکے مرائت جادو سے کہاکہ اختر ماری گئی جم زرَین کاہ نے حکم دیا کہ لاش اختر کی پھونک دو اُسکو تو پھونک دیا اور حنظل جادو جو بھاگ کے خیمہ مین آئی تو اختر کی کنیزون کو مار کے اُسنے بھگا دیا اور اُس خیمہ مین جاکے جو دیکھا تو ایرج بیہوش پڑا ہی نشہ مین چور ہی اُسنے پانی وغیرہ چھڑک کے اُسکو ہوشیار کیا جب ایرج کی آنکھ کھُلی تو حنظل نے سب ماجرا بیان کیا ایرج نے باز دیرا کہ ندیکھا رنگ سفید ہوگیا حنظل نے کہا خیر تو ہی ایرج نے کہا جو کرامات تھی جسکے باعث سے جان بچتی تھی وہی نہین ہی اور حنظل سے اُسکا حال بیان کیا حنظل نے کہا افسوس تم ہمکو غیر سمجھے پہلے نہ ہم سے کہا اچھا اب چلکے اُس خیمہ مین بیٹھو ایرج نے کہاکہ کہان تک بیٹھے رہین گے یہ کہکر برہنہ سر ہوکے رونے لگا اور دعا کرنے لگا بصد گریہ وزاری ونالہ وبیقراری پکارا کہ ای پروردگار عالم واسطہ اپنی خدائی کا اور واسطہ اپنے دوست کے نوز کا میری آبرو تیرے ہاتھ ہی اور جو میرے بھائی ہین اُنھون نے طلسم فتح کیے ہین مین بھی تیری ہی ذات سے امیدوار ہون کہ تو میرے حال پر رحم کر یہ کہتے کہتے غنودگی آئی آنکھ لگ گئی دیکھا کہ ایک بیابان پُرفضا ہی جہان گلہاے بوقلمون بیشمار کھلے ہین اور وہ صحرا تمام نورانی ہی خوشبو آرہی ہی صداے سبوح قدوس ربنا ورب الملائکۃ والروح کی بلند ہی اور ایک مرد پیر باریش مقدس لباس سبز پہنے ہوئے استادہ ہین ابیات

وہان دیکھا کہ ہین اک صاحب دل

کہ جن سے بات بھی کرنا ہی مشکل	زبان ساکت ہی لب محو خموشی	خدا کی یاد مین ہی گرمجوشی
جھکی تسلیم کو یہ دست بستہ	کہا ای داروے دلہاے خستہ	غریبون کو کرم کی آرزو ہی
بہت مدت سے مجکو جستجو ہی	کہ جون موے قدم آنکھین ملون مین	بہاے عمر رفتہ اپنی لون مین

اُنھون نے فرمایا کہ ای فرزند سواے پروردگار عالم کے کوئی کسی کے کام نہین آتا ہی دعا تمھاری قبول ہوئی طلسم تم توڑو گے لیکن اِس جادوگرنی کے ساتھ سے الگ ہو جاؤ کسلیے کہ فتح ایک ہی شخص کے نام ہوتی ہی جب الگ ہو جاؤ گے تو ایک طرف کو جانا ایک دریا ملیگا تم کشتی پر مع گھوڑے کے سوار ہو جانا آگے جو کچھ مرضی خدا کی یہ خواب دیکھ کے ایرج کی آنکھ کھُلی سجدۂ شکر ادا کیا حنظل نے کہا کہ کہو کیا دیکھا اُنھون نے سب حال خواب کا بیان کیا حنظل نے

کہا کہ اب فتح ضرور ہوگی یہ کہکر حنظل سے رخصت ہوکر مرکب پر سوار ہوے اور ایک طرف کو چلے ایک بیابان سبزہ زار نظر آیا آگے جو بڑھے تو ایک دریا کو بڑے جوش و خروش کے ساتھ بہتے پایا نظم

پانی پانی تھا شور سے طوفان
ساتھ تھے سب تری کے چشم حباب

دیکھہ دریا کو سوکھتی تھی جان
جزر و مد سب حواس کھوتا تھا

ہر وہ موج سیکڑون گرداب
خضر کا رنگ سبز ہوتا تھا

ایرج وہان کنارے دریا کے حیران کھڑا تھا کہ یکایک ایک کشتی ایکطرف سے اسطرف آتی نظر آئی یہان تک کہ وہ کشتی کنارے پر آلگی ایرج گھوڑا جمکا کر کشتی پر چڑھا اور وہ کشتی اسکو لیکر چلی دریا مین درخت بہت سے معلوم دیتے تھے ایرج قال ارکبوا فیہا بسم اللہ مجریہا و مرسیہا ان ربی لغفور الرحیم پڑھتا ہوا اور دل سے کہتا جاتا تھا کہ دیکھا چاہیے یہ کشتی کہان لیکر جاتی ہی چنانچہ وہ کشتی بہتے بہتے ایک درخت کے پاس پہنچی وہ درخت جھوم کے گرا کشتی مین تہلکہ پڑا غرق ہونے لگی اُسوقت دو پیرمرد دریا سے نکلے اور اُنھون نے کہا کہ ای شہسوار کشتی غرق ہوتی ہی تم مرکب کو اُڑا کے نکلجاؤ ایرج نے اپنے دل مین تصور کیا کہ پیرمرد سچ کہتا ہی لیکن مین گھوڑے کو پیرا کے نکلجاؤنگا یہ خیال کر کے مرکب کو جو ایڑ کی وہ ترارا بھر کے دریا مین گرا مگر بہت دور پر گرا کہ وہان گھٹنون گھٹنون پانی تھا دونون پیرمرد نے کہا کہ ای شہریار ہمکو نہ بھول جائیے گا ایرج نے کہا کہ بھائی یہ کام ہمارا نہین ہی کہ جو بیکسی و تنہائی مین ہمارے کام آوے اُسکو بھول جاوین یہ باتین کرتے ہوے کنارے پر آئے اور آگے چلے تو ایک بیابان ریگستان نظر آیا اور اُن دونون پیرمرد نے کہا کہ ای ایرج آپ شکنندۂ طلسم ہین ہمارے ساتھ آپ چلین لیکن اس بیابان سے گذر کے ایک باغ ہی کہ اُسکو باغ سلیمانی کہتے ہین جو کوئی راہ بھول جاتا ہی اور روٹی میسر نہین ہوتی وہ اُس باغ مین جاتا ہی اُسکو وہان سب کچھ ملتا ہی آپ بھی جائیے ایرج نے کہا اچھا غرض راستہ طی کر کے اُس باغ مین آکر پہونچے تو دیکھا کہ باغ نہایت پر بہار ہی نسیم مشکبار مژدۂ جانفزا لاتی تھی میخوارون کا دل بہلاتی تھی ابیات

نظر آتے ہین ہر شے مین نئے ڈھنگ
طلسمی جانور طائر ہین گویا
دہن غنچون کے اک جوبن دکھائین

جو دروازہ ہی باغ جانفزا کا
در و یاقوت سے لبریز ہی جا
کہان دنیا مین ایسے پھول پیدا

شجر گلبرگ مین ہین سیکڑون رنگ
تماشا ہی وہان ہر مدعا کا
ہوائین مسرد عطر آمیز آئین
ہزارون رنگ ہر گل مین ہویدا

بہت سے تھے چمن پھولوں سے لبریز
بہت دلچسپ خوشبو مین مگر تیز
نہال و برگ گل تھے اُسمین نایاب
غرض وہ باغ تھا سرسبز و شاداب
لبالب آب سے نہرین تھین جاری
عجب صورت کی پیدا آبداری
بنی تھی اُس جگہ بارہ دری بھی
نظر آتی تھی بس قدرت خدا کی
کنول روشن در و دیوار تابان
مصفا فرش ہر جانب نگہبان
نہ پایا صاحب خانہ کو اُسجا
بچھا ہر سمت فرش زعفران تھا

وہان دیکھا ایرج نے دو پیر مرد آئے اور اُنھون نے کہا اے ایرج سلام علیک ایرج نے
کہا علیکم السلام اُنھون نے کہا حضور تشریف لائین اور بیٹھین مکان حضور کا ہی ایرج
مسند پر آکے بیٹھا اور شراب پینے لگا اب انکو تو یہان بیٹھا رہنے دیجیے لیکن حال طلسم
ہوشربا و افراسیاب کا سُنیے کہ افراسیاب جادو اور حیرت اور ابریق و سرمایۂ
برف انداز و زنار جادو وغیرہ یہ سب بیٹھے ہوے ہین اور افراسیاب کو مشتری ہفت سحر کے
مارے جانے کا بہت رنج ہی اور دل سے کہتا ہی کہ اے افراسیاب لوح کا حال تو
کسی کو معلوم نہین اور اسد گنبد جہان نما پر قید ہی پھر وہ جو چھوٹیگا اور یہ طلسم ٹوٹیگا یہ باتین
ہو رہی تھین کہ باران سنگ انداز جادو کا نامہ آیا اور مصور جادو بھی آیا اور
افراسیاب نے ملکہ حیرت سے کہا کہ باران سنگ انداز کے جی مین کیا آیا کہ جو
یہان آیا ہی لیکن اے حیرت جادو ایک جادوگر عزتدار کو بہر پیشوائی روانہ کر حیرت
نے دو جادوگر دن کو روانہ کیا اُنھون نے آگے جو دیکھا تو خیمہ اژدر پر لدا ہوا ہاتھی بردار
مرکب بردار ہوا پر اُڑتے ہوے باز بط ہنس قرقرے فیل آتشین پر جادوگر اور جادوگرنیان
سوار باران سنگ انداز آگے آگے ایک اژدہے پر سوار آتا ہی بادلہ کا جھولا گلے مین
پڑا ہی کنڈل کانون مین کمر مین سونے کی زنجیر موتیون کے مالے گلے مین پڑے ہین قشقہ
سیندور کا ماتھے پر کھنو رخیدن کے بازوؤن پر لگے ہین مگر سیاہ و کالی ڈاک یہ ساحر ہی کان
و آنکھ و ناک سے شعلے آتش کے نکلتے ہین غرض دریاے خونروان تو خشک ہوگیا ہی جہان
وہ دریا تھا وہین خیمہ ایستادہ کرا کے اُترا اور آپ افراسیاب کے پاس باغ مینانگار کو گیا
دو بیٹے اُسکے ساتھ تھے اُسنے اور اُن دونون نے افراسیاب کو نذر دی افراسیاب
نے خلعت سے سرفراز کیا اور دنگل بیٹھنے کو دیا جام شراب گردش مین آیا چار گھڑی تک یہ

بیٹھے رہے افراسیاب نے حیرت سے کہا کہ ایک بارگاہ مخملی اور باورچیخانہ ہمارے یہان سے
جائے حیرت جادو نے اُسی وقت حکم دیا کہ بارگاہ استادہ ہو گئی باورچیخانہ کی تیاری ہونیلگی
خاصہ تیار ہوا باران نے افراسیاب سے کہا کہ ای شہریار جیسا طلسم ہوش ربا ہی ایسا
کوئی طلسم نہین ہی جو جو عجائبات اور غرائبات کہ اسمین ہین کہین نہین ہین لیکن بُرا نمانیے
تو کہون الامر فوق الادب آپ کو رحم ان نمکحرامون پر نہ چاہیے آپ ایسا شخص اور اسطرح
ناچار ہو جائے ای شہریار یہ ملکون ملکون خبر اُڑ گئی ہی کہ افراسیاب ناچار ہی انکو اسطرح
قتل کیجیے کہ ماہیان دریا دمر غسان ہو انکے حال زار پر روئین افراسیاب نے کہا کہ میرا
جی انکے قتل کرنے کو نہین چاہتا اسد بن کرب غازی گنبد نور پر قید ہی اب مین اُسے
قتل کرونگا لیکن یہ جانتا ہون اور سب جتنے ساحر ہین وہ میری اطاعت قبول کرین باران
نے کہا امیدوار ہون کہ یہ لڑائی میرے سپرد کیجیے اور مصور جادو سے کہا کہ تم مالک تصویر
ہو تمنے کیون نہ عمرو کا سر کاٹا مصور نے کہا وہ میرا سامنا نہین کرتا ملکہ حیرت نے کہا
کہ ای بھائی باران عمرو اسکے خیمہ مین آیا اور اسکے گلے سے تصویر لیگیا اور انکی جورو کو
قنات مین لپیٹ دیا اور پھر روتے ہوے میرے پاس آئے لیکن یہ غافل نہین ہین باران
نے کہا کہ ہمارے نام پر طبل جنگ بجوائیے غرض ایک روز تو یہ آسودہ ہوا دوسرے روز
جب وہ زمانہ آیا کہ مثل مریض دن گھٹا اور زرد اسے خورشید سیلی ہوئی نظم

کہ روئے مہر کا ہلکا ہوا رنگ — گھٹی گرمی بڑھی ٹھنڈک تپ سنگ
مزاج روز پر آئی تباہی — جبین شام نے بخشی سیاہی

سر شام بحکم باران ناکام اُفق سحر کو دم دیا گیا یہ خبر مہرخ سحر چشم
کو ہوئی اُسنے بھی طبل جنگ بجوایا تیاری سحر کی دونون طرف ہونے لگی لیکن یہان
علامہ شوخ چشم بیٹھا تھا اُس سے باران نے کہا کہ ہمارے ساتھ چلو یہ کہکے اسکو ہمراہ
لے کے اپنے لشکر مین آیا وہ جو دیکھے تو ایک بارگاہ مخمل کی استادہ ہی اُسنے پوچھا کہ یہ بارگاہ
کسکی ہی لوگون نے کہا کہ افراسیاب نے یہ بارگاہ اور باورچیخانہ تمھارے لیے بھیجا ہی
علامہ نے کہا کہ ای باران افراسیاب جیسی تمھاری خاطر کرتا ہی کسی کی نہین کرتا اگر تمنے
کوئی لڑائی فتح کی تو اور بھی زیادہ خوش ہوگا اور وہان عمرو نے ملکہ مہرخ سحر چشم سے

پوچھا کہ باران سنگ انداز کیونکر لڑتا ہی اُسنے کہا کہ وہ ساحر زبردست ہی دیکھا چاہیے کہ خدا کیا کرتا ہی اب یہان نبگالی منتر جنتر پڑھنے لگے فسون سازی اور شعبدہ بازی شروع ہوئی اگیاری ہونے لگی جوت کے دیے جلائے گئے زرد زرد ٹینین اُڑائے گئے چار پہر رات ہنگامۂ شر و فساد برپا رہا جب کو الب حباب چشم جانان مین اور نظر کی طرح اسکی نظر سے پنہان ہوئے اشعار

جمال صبح نے کی بارش نور
فلک پر مہر جوبن ٹھن کے چمکا
جبین خاک چمکی مثل بلور
ہوا آغاز پھر اک بیش و کم کا

صبح کو ملکہ مہرخ سحر چشم و بہار و نافرمان و زلزلہ کئی لاکھ ساحر طائران سحر و تخت ہائے سحر پر سوار ہو کر میدان مصاف مین آئے اسطرف سے باران سنگ انداز اپنی فوج لیکر جنگ گاہ مین آیا گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے ابر سحر کو برسایا گرد و غبار کو بٹھایا بجلیان گرا کر جھاڑی جھنڈی میدانکی کاٹ ڈالی میدان مثل آئینہ پاک و صاف ہوا اُس وقت نقیب کڑکا کہنے لگے ابیات

جہان ایک ماتم سرا ہی عجب
شہود ایک دو روز کو عیب ہی
نہ جدول رہیگی نہ سرو روان
یہ منزل نہین جائے بود او رباش
بجا ہی کیا کوس رحلت مدام
نہین جائے یاس اور جا ہی عجب
سکون یاں کا دیکھا سراسر شتاب
گلستان کو پائینگے ہو کا مکان
یہ بیٹھے جو ہین سامنے ہین کہان
کسی نے نہ آکر کیا یان مقام
جوانی گئی موسم شیب ہی
چلے جاتے ہین کوہ جیسے سحاب
جسے دیکھو چلنے کا گرم تلاش
جہان جملہ ہی ایک بزم روان

اے بہادران اب نہ سامری ہی نہ جمشید ہی آج اور جنگ ہی کچھ اپنے اپنے ہنر اور کرتب دکھاؤ اس دنیا مین نام کر جاؤ یہ کہکر نقیب تو کنارے ہوئے اور باران سنگ انداز میدان مین نکلا اور پکارا کہ اے مہرخ سحر چشم تمھاری نواسی مہ جبین الماس پوش مالک طلسم تھی اور اُسکو سب مجرا کرتے تھے اور تمھاری وہ عزت تھی کہ جو بیان مین نہین آتی کوئی شاہ و شہزادہ تمسے مقابلہ نہ کر سکتا تھا اب یہ تمنے کیسی نمک حرامی کی ہی جو افراسیاب سے لڑتی ہو افراسیاب نہین چاہتا کہ تم لوگ مارے جاؤ اگر عزت درکار ہی تو افراسیاب پاس چلو مین تمھاری خطا معاف کرا دونگا مہرخ نے پکار کر کہا کہ اے باران جادو جو کچھ ہماری زبان سے ایک مرتبہ نکل گیا سو نکل گیا اب بار بار کہنے سے تو یہی بہتر ہی کہ اب ہمارے تمھارے جواب سوال تلوار سے ہو باران نے

کہاکہ مین تسے کچھ کم نہین ہون یہ نہ کہناکہ خبردار نہ کیا تھا خبردار باش یہ کہکر ارادہ کیاکہ صف لشکر مہرخ پر جا پڑون اسوقت فہم جادو اژدرچہکا کے اُسکے پاس آیا اور کہاکہ آپ تامل کیجیے مین سب کو مارے لیتا ہون بس اُسنے للکارا ادہر سے مخمور سرخ چشم تخت اپنا اُڑا کے سامنے فہم کے آئی فہم نے ایک ناریل مارا مخمور نے اُنگلی سے اشارہ کیاکہ وہ ناریل دو ٹکڑے ہوگیا اب مخمور نے ایک گولہ فولادی فہم کے لگایا اُسنے خالی دیا مخمور نے ایک ناریل مارا کہ اژدر دہان پیدا ہوا وہ اژدر آکر فہم پہ حملہ آور ہوا اُسنے ہرچند چاہا کہ یہ ہلاک ہو نہ ممکن ہوا اور اُس اژدہے نے فہم کو نگل لیا بعد چند عرصہ کے سبنے دیکھا کہ اژدر تو غائب ہوگیا مگر نعش فہم کی پڑی ہی اِس ماجرے کو دیکھکر کمان چشم میدان مین نکلا ہاتھ مین کمان لیے تھا کہ وہ کمان سو گز کی ہوجاتی تھی بس وہی کمان اُسنے مخمور سرخ چشم پر ماری مخمور نے دستک دی کہ ایک پتلہ پیدا ہوا فولادی اور اُس پتلے نے کمان کو پکڑ کے جھٹکا مارا کہ وہ ٹوٹ گئی وہ پتلہ کمان کو لیے چلا گیا پھر زاغچہ فیل پیشانی آیا اور اُسنے مخمور پہ ناریل مارا مخمور نے خالی دے کر تلوار سے اُسکو دو ٹکڑے کیا اُسوقت تو باران نے کہاکہ ارے بڑا غضب کیاکہ تین ساحر مارے یہ کہکر خود میدان مین آیا اور کہاکہ خبردار باش اور ایک ناریل مارا مخمور سرخ چشم نے اُنگلی سے اشارہ کیاکہ ناریل دو ٹکڑے ہوکر گر پڑا اب مخمور نے گولہ فولادی مارا باران نے خالی دے کر اب کی جو گولہ فولادی مارا تو تخت پر پڑا مخمور تو تخت پر سے اُڑ گئی مگر تخت تختہ تختہ ہوگیا مخمور نے چوٹی سے اپنی ناریل نکالکر باران سنگ انداز پر لگایا اور پکاری کہ ای ظلم آسمانی لیناپس دھنوان پیدا ہوکر فلک پر گیا اور ابر گھر آیا پتھر برسنے لگے دو چار ہزار ساحر اندھے ہوگئے مہرخ سحر چشم نے کہاکہ ای مخمور اب تم چلی آؤ مخمور نے اُسوقت زمین پر دو ہتڑ مارا چار پتلے فولاد کے تخت لیے پیدا ہوئے اُنسے کہا ارے پتلو روکنا پتلے جو اٹھے تو آسمان معلوم دینے لگا مخمور نے پھر گچھا سوئیون کا چوٹی سے نکال کر مارا کہ پانچ ہزار ساحر کے سینون کو اُن سوئیون نے توڑا اور وہ ہلاک ہوئے ایک سوئی باران کے بیٹے کے بھی لگی مگر اُسکے شانے کو اُسنے توڑا افراسیاب کو خبر ہوئی کہ مخمور نے آسمان فولاد کا بنایا اُسنے ایک گولہ فولاد کا زمرد جادو کے ہاتھ بھیجا کہ زمرد جادو نے آکر وہ گولہ

باران کو دیا اور اُس سے کہا کہ اِس گولہ کو اِس آسمان پر مار دو اور آج لڑائی بگڑ گئی ہی کل سمجھ لینا
باران نے وہ گولہ اُس آسمان پر مارا کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے اُڑ گیا مخمور نے اُسوقت کہا کہ ای
باران یہ سحر افراسیاب کا تھا جس سے یہ آسمان ٹوٹا اور کسی کا مقدور نہ تھا جو اُسکو توڑتا
اور تجھکو شرم نہین آتی کہ پرائے سحر پر لڑتا ہی باران نے کہا آج تو مین جاتا ہون کل تم
سب کو قتل کرونگا یہ کہکے طبل بازگشت بجوا کے پھر گیا لوگون نے اُس سے کہا کہ آپ نے
تدبیر بُری کی فتح پر شکست ہوئی پہلے سحر کیجیے پھر لڑائی لڑیے غرض یہ بارگاہ مین پہونچا شراب
پینے لگا مہرخ اپنی بارگاہ مین آئی عمرو نے کہا کہ ای مہرخ مین سیر کو جاتا ہون یہ کہکر روانہ
ہوا اور ایک ساحر کی صورت بنکر خیمہ مین باران کے بیٹے کے آیا وہ لڑائی پر سے جو آیا تھا تو
بارگاہ مین اکیلا بیٹھا تھا اِسنے اُسکو ایک گلوری نکالکر دی کہ یہ افراسیاب نے دی ہی اور
کہا ہی کہ اسکو کھاؤ تو سحر اثر نہ کریگا اِسنے جانا کہ سچ ہی بس اُس گلوری کو کھایا اور بیہوش ہوا
یہان باران نے کچھ دیر کے بعد کھانا مانگا دسترخوان بچھا وہ کھانا کھانے لگا عمرو اُسکے
بیٹے کو پلنگ کے نیچے چھپا کر آپ اُسکی صورت بنکر باران کی بارگاہ مین آیا اور اُسکے ساتھ
کھانا کھانے لگا اور جتنے کہ رفیق تھے وہ بھی ساتھ کھانے لگے افراسیاب نے کتاب سامری
کو دیکھا تو اُسمین معلوم ہوا کہ باران کا جو فرزند ہی وہ تو اپنی بارگاہ مین پلنگ کے نیچے شکین
بندھا ہوا پڑا ہی اور عمرو عیار باران کے ساتھ کھانا کھا رہا ہی افراسیاب نے حیرت سے
کہا کہ تم جلد جاؤ اور باران جادو کو بچاؤ وہ باران کے پاس آئی عمرو نے اپنے دل مین
کہا کہ حیرت کا آنا بے سبب نہین اگر تجھکو اُسنے پکڑ لیا تو پھر چھوٹنا دشوار ہی بس اُسنے باران
سے کہا کہ باباجان افراسیاب کے اچار کیا بُرے ہین ہمنے جو اچار بنایا تھا وہ خوب ہی یہ کہکر
اُٹھا کہ لے آؤن اور اِس بارگاہ مین کہ جہان باران کا فرزند بیہوش پڑا تھا آیا اور اُسکو نفیتلہ
رفع بیہوشی دیا اور آپ جامہ عجز طلب کرکے جادوگر کی صورت بنا اور اُس سے کہا کہ تمھارا
باپ کھانا کھاتا ہی تم جاؤ یہ اچار رکھے ہوے ہین لیجاؤ اگلا پچھلا کچھ ذکر نہ کرنا اگر تمھارا باپ پوچھے
تو کہنا مین اچار لینے گیا تھا اُسنے کہا مین سوتا تھا مجھکو کیا معلوم اُسنے کہا تمھارے باپ نے
تمھاری صورت کے بیٹے بنائے ہین غرض وہ اچار لے کر آیا اور بیٹھکر کھانا کھانے لگا اُسوقت

ملکہ حیرت جادو آئی اور اُسنے کہا کہ ای زمرد دیکھ تو موسے کا دیدہ کیسا بیٹھا کھانا کھا رہا ہی اور اُسکے ہاتھ مین ایک چابک سحر تھا وہ چابک اُسنے برابر آکر مارا باران جادو کا بیٹا ابران پکارا کہ ہاے مین مرا باران نے اُسوقت حیرت سے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہی تمنے کیون اسکو مارا اُسنے کہا یہ تیرا بیٹا نہین ہی عمرو ہی یہ کہکر چابک مارتی ہوئی اسکو لیکر روانہ ہوئی اُسوقت عمرو سامنے آیا اور پکارا کہ ای باران مین عمرو ہون پہلے تیرا بیٹا بنا ہوا تھا اور سب حال بیان کیا جا میری پاپوش کے صدقہ مین اسکو چھڑا لا یہ کہکر جب تک وہ اُسکو گرفتار کرے کرے یہ گلیم اُوڑھ کے غائب ہوگیا اور حیرت نے لیجا کر ابران کو ٹیک دیا اور افراسیاب سے کہا کہ ای بادشاہ اِسکا سر کاٹ افراسیاب نے کہا اچھا اور چاہا کہ سر کاٹون اُسوقت باران پہونچا اور کہا ہاے ہاے یہ میرا بیٹا ہی ابران جادو جب ہی تو ملک غارت ہوا ایسی ایسی بیخبر یان کرنے سے افراسیاب نے کہا یہ تیرا بیٹا نہین عمرو ہی ہمنے کتاب مین دیکھا ہی کہا پھر کتاب مین دیکھو ابکی جو کتاب منگا کے دیکھا معلوم ہوا کہ اس طرح عمرو اُسکی صورت بنا تھا سب حال معلوم کر کے خلعت دیا اور بہت خاطر کی اور کہا اب مین عمرو کا سر کاٹے بغیر نہ رہونگا یہ کہکر باران جادو رخصت ہوکر خیمہ مین آیا اور ابران سے پوچھا کہ بیٹا کچھ حال تو کہو کیا ماجرا گذرا اُسنے کہا مین سوتا تھا مجکو جگا کر اس طرح بھیجا باران کا بھائی طہماس جادو ہی اُسکو خبر ہوئی کہ باران اسطرح گیا ہی اُسنے کہا افسوس ہمکو خبر نہ کی یہ کہکر اسی نوّے ہزار ساحر لیکر روانہ ہوا اور ایک ساحر کو بھیجا کہ جاکر باران سے ہمارے آنے کی خبر کردو وہ ساحر آیا اور اُسنے باران کو سلام کیا اور کہا آپ کے بھائی آتے ہین باران پیشوائی کو گیا طہماس سے ملاقات کی گلہ شکوہ کرتے ہوے خیمہ مین آئے باران نے سب حال بیان کیا طہماس نے کہا کہ عیار بڑے زبردست ہین باران نے کہا کہ بھائی پہلے افراسیاب کی ملاقات کرنا چاہیے یہ کہکر ایک ساحر کو بھیجا اور کہا کہ حیرت سے کہنا طہماس جادو برائے قدمبوسی شاہ جادوان حاضر ہوے ہین امیدوار باریابی ہین وہ ساحر گیا اور حیرت سے اُسنے اطلاع کی حیرت نے افراسیاب سے کہا افراسیاب نے کہا آئین اُنکا گھر ہی اور اُنھون نے بہت بہتر کیا جو آئے حیرت نے اُس ساحر سے کہا جاکر

بُلالا وہ جادوگر آیا اور کہا افراسیاب نے یاد کیا ہی باران طہماس کو لیکر آیا طہماس نے
مجرا کیا نذر دی خلعت سے سرفراز ہوا دلنگل بیٹھنے کو ملا طہماس نے کہا اے شہریار یہ نمک حرام
کیونکر پھر گئے افراسیاب نے سب حال بیان کیا طہماس نے کہا غلام کو اجازت ہو کہ ایک
لڑائی غلام بھی لڑے افراسیاب نے کہا جس طرح تمھارا جی چاہے یہ کچھ دیر بیٹھکر رخصت
ہوا اور جب وہ زمانہ آیا کہ شاہد روز نے ردائے سیاہ شب کو اُوڑھا اور چراغ آفتاب
ایوان فلک مین بجھ گیا ابیات | ہوئی نیلی ردائے نور خورشید | برآئی عاشقونکے دلکی امید
جمال شمع نے پیدا کیا نور | ہر اک پروانہ بولا چشم بد دور | نفیر سحر کو طہماس نے بجایا یہ
خبر طائران سحر نے مہرخ کو پہونچائی اُسنے بھی نقارہ رزمی کو بجایا تیاری سحر کی ہونے لگی
لشکرون مین دیے جلنے لگے بھینٹ بیرون کو دی گئی منتر دن کی جاپ ساحر کرنے لگے
طول دینا اچھا نہین چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب رنگ شب مبدل بہ نور سحر ہوا
اور جامۂ شب دھویا گیا نظم | گئی شب صبح کا جلوہ عیان ہی | سراپا نور صحن آسمان ہی
گہر شبنم کے پھولون نے لٹائے | زمین نے موتیونکے ڈھیر پائے | صبح کو مہرخ نامور تخت شاہی
پر سوار ہوکر مع مخمور و بہار و زلزلہ دلرزان وغیرہ لشکر کثیر ہمراہ لیکر میدان کارزار مین
آئی عمرو ایک ساحر کی صورت بنکر کھڑا ہو رہا اُدھر سے طہماس سوار ہوکر چلا باران نے
کہا مین بھی چلتا ہون اُسنے کہا تمھارا چلنا مناسب نہین تم گھر مین رہو اگر بیچ مین پڑے گا
تو آنے کا تمھارا مضائقہ نہین یہ کہکر چالیس ہزار جادوگر اپنے ہمراہ لیکر اور ساٹھ ستر ہزار
ساحر باران کے لیکر میدان مین آیا اور ابر سحر برسا کر گرد و غبار صحرا کا بٹھایا صفین آراستہ
ہوئین عمرو نے مہرخ سے کہا کہ تم لڑنے کا ارادہ نہ کرنا اُسنے کہا کہ مین بھی جانتی ہون کہ اور
ساحر لڑینگے غرض طہماس مرکب کو دوڑا کر میدان مین آیا اور طالب ہم نبرد ہوا مخمور کو عمرو
نے قسم دی کہ تم نہ نکلنا شعلہ چشم جادو مہرخ سے اجازت لیکر نکلا اور سامنے طہماس کے
آکر ایک بیضہ فولادی اُسنے مارا طہماس نے خالی دیکر دستک دی آسمان سے کڑکا ہوا
اور ایک پتلا پیدا ہوا کہ تلوار اُسکے ہاتھ مین تھی اُسنے شعلہ چشم کے تلوار لگائی کہ شعلہ چشم کے
دو ٹکڑے ہوئے پھر اختر چشم نکلا اور جب سامنے طہماس کے آیا اُسنے پتلے سے کہا کہ مار اسکو

اُسنے تلوار ماری کہ اختر حشیم کا شانہ زخمی ہوا بکی نفیر جادو نکلا اور روبرو ے طہماس آکر کہا کہ
ای طہماس تو خود مقابلہ کر یہ کیا لطف ہی کہ پتلے کو لڑواتا ہی یہ کہکر ایک تیر اُسنے مارا طہماس
نے تیر کو سقراض سحر سے کاٹ دیا اور دستک دی کہ وہی پتلہ پیدا ہوا اور اُسنے چاہا کہ تلوار
مارے مہرخ پکاری خبردار ای نفیر جادو مخمور سرخ حشیم اسوقت اُڑی اور پتلے کو پکڑ کے
آسمان پر اُڑکر چلی مخمور نے جو دیکھا کہ پتلہ جاتا ہی کیونکہ پتلہ تڑپ کر ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا
بس اُسنے تلوار ماری کہ پتلے کے دو ٹکڑے ہوے طہماس پکارا مخمور سرخ حشیم کی گذارم
کہ از دست من زندہ بردی مخمور نے کہا ارے دیوانہ ہوا ہی مین تیرے سامنے سے کیا
بھاگ گئی مخمور سرخ حشیم کود کے سامنے آئی طہماس بھی کودا طہماس نے گولہ فولادی
مارا مخمور نے خالی دے کے پیکان تیر مارا شانے مین طہماس کے لگا توڑ کے پار نکلگیا طہماس
نے جھنجھلا کے ناریل مارا ناریل پھٹا چادر آتش جو مخمور پر گری لپیٹ کے آسمان پر بجلی مخمور
پکاری افسوس موئی مہرخ نے کہا ہاے یہ کیا غضب ہوا دوڑ کے ایک ناریل مارا ناریل
پھٹا چادر آب ہوکے گری آتش بجھ گئی لیکن مخمور غش مین ہوگئی اور تمام بدن مین آبلے پڑ گئے
مخمور کو جادوگر اُٹھا کے خیمہ مین لیگئے طہماس نے کہا اگر مین زخمی ہوا تو کیا ہوا جسکا جی چاہے
میرا سامنا کرے موجود ہون اور طہماس نے سحر کرکے خون بند کیا خاک جمشیدی لگائی باران
سنگ انداز کو خبر ہوئی کہ طہماس زخمی ہوا باران آیا کہا بھائی مین نے سُنا تمھارے دشمن
زخمی ہوے آپ خیمہ کو تشریف لیجائیے مین سمجھ لونگا طہماس نے کہا بھائی مین نے لڑائی اُٹھائی مہرخ
کو للکارا مہرخ نے ایک چکر مارا طہماس نے خالی دیا زمین پر مہرخ نے دو ہتڑ مارے زمین
پھٹی اور طہماس غرق ہوا تھا کہ کود کے بھاگا لیکن مرکب دھنس گیا طہماس نے دو ہتڑ زمین
پر مارا مہرخ تا کمر غرق ہوئی تھی کہ دو پنجے پیدا ہوئے مہرخ کو کھینچ لیگئے مہرخ تلوار کھینچکر
دوڑ پڑی باران جادو نے بیس ہزار پیکان کا گچھا مارا دس بارہ ہزار جادوگر مہرخ کے
مر گئے اور زخمی ہوئے بہار جادو نے کہا اب تو دغا کی لڑائی ہوگئی دستک دے کے کہا ارے
جادوگرو کیا دیکھتے ہو چالیس پتلہ پیدا ہوا کہا ہنم غلام بہار جادو بکڑ بکڑ کے تیر و کمان لشکر مین
جا رہے مارے تیرون کے تمام لشکر کو تیر باران کر دیا نعش پر نعش دھڑ پر دھڑ مردے پر مردا

گرا دیا اور ملکہ بہار نے فرمایا ابیات

الف مو فنا تیر باران کنید
ہوا را چو ابر بہاران کنید
کمان را بزہ کرد و یکسر بہ تیر
کہ پیکانش را دادہ بُد زہر شیر
ہمین تیر بارید ہمچون تگرگ
بدین بیستان تا ہمی گشت گرگ
ببارید الماس از تیرہ میغ
ہمین آتش افروخت از برق تیغ
سنانہاے رخشان و تیغ سران
غرائیدن گرزہاے گران
ہوا گفتی از گرز وز آہن ست
زمین یکسر از نعل وز جوشن است
چو دریاے خون شد ہمہ دشت و راغ
جہان چون شب و تیغہا چون چراغ
دل چرخ گردان ہمہ چاک شد
ہمہ کام خورشید پُر خاک شد
چنان شد کہ کس روے ہامون ندید
زبس گرد کز رزمگہ بر دمید
زبس نالہ کوس با کرّ ناے
ہمین کس ندانست سر را ز پاے
بران لشکرش تیر باران گرفت
چپ و راست جنگِ سواران گرفت

طہماس نے گھبرا کے کہا باران تو نے لڑائی بگاڑ دی بہار جادو نے کہا کہ اگر ان چالیس تُتلیون سے تم سبکو غارت نہ کر دیا تو نام اپنا نپایا حیرت جادو بھی افراسیاب کے پاس سے اُٹھکر یہان آئی اور ایک ناریل اُسنے مارا ناریل پھٹا چادر آتش گری وہ چالیسون پتُلے مانند انار کے چھوٹ گئے بہار جادو نے کہا ای حیرت جادو چوری سے لڑائی لڑتی ہو اگر جم کے لڑو تو حقیقت معلوم ہو جاے حیرت تو چلی گئی طہماس نے کہا باران نے لڑائی بگاڑ دی مہرخ سحر چشم میدان مین کودی عمرو جادوگر بنا کھڑا تھا پیچھے چلا طہماس نے کہا مہرخ تم لڑنے کو آئی ہو یا یہ جادوگر مہرخ نے جو دیکھا عمرو آتا ہی کہا خواجہ ٹھہر جاؤ ایسا نہو کچھ پیچ پڑ جاوے سحر کی لڑائی ہی عمرو نے کہا تم چلی جاؤ مین نہین آتا مہرخ آگے چلی طہماس نے ناریل مارا اُسے خالی دے کے مہرخ نے تلوار ماری تُپلہ سپر لیکے نکلا سپر چار ٹکڑے ہوئی مہرخ نے نارنج مارا طہماس نے خالی دیکے تلوار ماری سر پر چوٹ لگی لہو جاری ہوا عمرو کی جان نکلگئی مہرخ خنجر پکڑ کے دوڑی دو پنجے پیدا ہوے مہرخ کا ہاتھ پکڑ لیا طہماس دوڑا تلوار پکڑ کے عمرو نے کہ برابر ہی تھا کمند آصفا باصفا ماری ساتون بند بچی ہو گئے جھٹکا مار کر گرا دیا خیال کیا کسی پہاڑ مین لیجا کے مار ڈالو پیٹھ پر ڈالکے لے بھاگا باران مع فوج آگرا تلوار چلنے لگی نارنج ترنج چلنے لگا مہرخ نے کہا بہادرو جوانو جادوگرو شاباش مار لیا ہی حیرت جادو وا افراسیاب بیٹھے تھے گلگون چشم کھڑی تھی افراسیاب نے کہا عمرو کو پکڑ لا گلگون چشم پیچھے چلی برابر پہونچکے آواز دی ای خواجہ

کہان جاتے ہو عمرو کے خیال مین آیا کہ مہرخ نے کوئی جادوگرنی بھیجی ہی گلگون چشم نے
یہ کہکے ایک ماش کا دانہ مارا عمرو کے ہاتھ پانون کا دم نکلگیا پکاری ای دزد باریک لاک لٹک پا
ساربان زادے کہان جائیگا غضب کیا لیکن عمرو نے اُسی حالت مین کمند کے حلقے ڈھیلے
کرکے کھینچ لی گاگون چشم دونون کی کمر مین پنجہ دے کے لے اُڑی قضاے کار مہرخ اپنی
فوج کو للکار رہی تھی سناٹا جو ہوا گردن اُٹھا کے دیکھا ایک پنجہ طہماس کو اور عمرو کو لیے جاتا ہی
پرواز کرکے چلی پکاری اری حرامزادی کہان جاتی ہی گلگون کے دونون ہاتھ رُکے ہوے
تھے خیال کیا کہ عمرو کو چھوڑ دے زمین پر گریگا ہڈی پسلی ایک ہو جائیگی اور عمرو کو چھوڑ دیا
مہرخ نے دیکھا کہ عمرو زمین پر گریگا تو ہڈی پور چور ہو جائیگی اسواسطے مہرخ نے راہ مین روکا
بہار بھی قریب پہنچ گئی تھی اُسنے بھی عمرو کو روکا مہرخ سحر چشم نے گولہ مارا گلگون کے ہاتھ سے
لگا طہماس چھوٹا باران نے روکا افراسیاب نے کہا جلد طبل آسائش بجوا دو لڑائی بند ہوجائے
ہو گئی اسواسطے طبل آسائش بجا دونون طرف غنیمت ہوا عمرو کو لیکے پھر آئے اُدھر طہماس
کو لیکے پھر گئے طہماس نے کہا مجکو کونسا جادوگر لے گیا تھا باران نے کہا عمرو عیار لیگیا تھا
طہماس نے کہا مین جاتا ہون ابھی سر کاٹے لاتا ہون باران نے کہا افراسیاب نے
طبل آسائش بجوا دیا ہی گلگون جادو کو افراسیاب نے تمہارے چھڑانے کو بھیجا تھا
وہ ماری گئی افراسیاب کو خبر ہوئی کہ طہماس نہین مانتا ہی افراسیاب نے کہا حیرت
تم جاکے سمجھاؤ حیرت جادو آئی کہا طہماس جادو لڑائی تو لگی ہوئی ہی کل سمجھ لینا حیرت
نے سمجھایا حکم کیا دونون لشکرون کے زخمیون کی مرہم پٹی ہونے لگی حیرت جادو طہماس کو
و باران کو افراسیاب پاس لیچلی افراسیاب باغ مینا مین ناچ دیکھ رہا تھا طہماس نے
اور باران جادو نے مجرا کیا افراسیاب نے کہا تمہاری فوج اور تم خوب لڑے
طہماس نے کہا مار لیا تھا لیکن عمرو پکڑ لیگیا افراسیاب نے کہا گلگون کی کیا مفت مین
قضا آگئی طہماس نے کہا جتنی عزت پیدا کی تھی سب مٹی مین ملگئی بڑی ذلت ہوئی افراسیاب
نے کہا کوئی عمرو کے پنجہ سے نہین بچا جمشید و سامری نے تمکو بچالیا طہماس نے کہا اے
افراسیاب دانہ پانی حرام ہی جب تلک عمرو کو نہ پکڑ لاؤن حیرت نے کہا عمرو ایسا

ہی کہ پکڑ لائیے گا افراسیاب نے کہا بھلا شراب تو پیو طہماس نے کہا حرام ہو چسکی ہر چند
سمجھایا نہ مانا باران نے شراب پی کباب کھائے رخصت ہو کے خیمہ مین آیا وہان سے
طہماس جو خیمہ مین آیا باران نے کہا اب یہان کھانا کھاؤ کہا مین نے قسم کھائی ہی باران
تو حیران ہی بعض کہتے ہین اسکی قضا آئی ہی بعض کہتے ہین عمرو کو پکڑ لائیگا چنانچہ یکہ و تنہا
طہماس چلا لیکن پوشیدہ ہو کے یہان سب بیٹھے ہوئے ہین مخمور سرخ چشم لٹتی ہی طہماس
نے عمرو کے نام پر سحر کیا اور عمرو کا دل گھبرایا عمرو نے کہا مین ذرا لشکر کو دیکھ آؤن مہرخ
نے کہا عمرو باہر نجاؤ تمنے کام ایسا کیا ہی کسی پیچ مین نہ آجانا عمرو نے کہا خدا بے ما نیز رگ است
یہ کہکر عمرو باہر نکلا ادہر ایک جادوگر کہتا ہی خواجہ سلامت آئیے بیٹھیے عمرو ایک جادوگر کے پاس
بیٹھا تھا طہماس ایک جادوگر کی صورت بنکر عمرو کے پاس جا بیٹھا قضائے کار عمرو اٹھکر
فوج کے کنارے پر گیا ایک مرتبہ یہ پنجہ مین پکڑ کے لیچلا پہلے خیال مین آیا کہ افراسیاب پاس
لیچلو پھر دل مین آیا کہ کئی مرتبہ عمرو افراسیاب پاس گیا اور چھوٹ آیا کسی پہاڑ مین لیچل کے
مار ڈالو یہ سوچ کے ایک درے مین پہاڑ کے اترا طہماس نے کہا ای عمرو عیار دیکھا ایک دن
تم ہمکو پکڑ لیگئے تھے گلگون کو مار ڈالا آخر ہم تمکو پکڑ لائے ہین اب تمھارا ہم کام تمام کرینگے عمرو کا
نام قران حبش کے کان مین گیا اس درہ پہاڑ مین قران کھچڑی پکا رہا تھا نکل کے جو دیکھے
استاد بیٹھے ہین اسمین طہماس خنجر لیکے چلا قران حبش سامنے آیا کالی صورت لال لال
آنکھین بھتین طہماس سمجھا کہ کوئی جادوگر ہی پوچھا او جادوگر تیرا نام کیا ہی کہا سیاہ رو کہتے ہین
افراسیاب جادو نے یہان رکھا ہی مدت سے تعینات ہون طہماس نے کہا عمرو کو پکڑ لایا ہون
اب مار ڈالونگا قران نے کہا سر راہ کیا ضرور کہ گردن مارو اس کوہ مین غار ہی اسمین مار کے
گرا دیجے کہا سر کاٹ کے افراسیاب پاس لیجاؤنگا قران حبش نے کہا یہ دشمن افراسیاب
کا ہی خوب کیا قران نے خیال کیا کہ بیہوش کرنے اور مارنے مین عرصہ ہوگا ایک لغدا مار ساتھ ہی خیال
آنے کے برابر سے ایک لغدا مارا طہماس کے سر کے چار ٹکڑے ہو گئے لینا پکڑنا کی صدا
بلند ہوئی کہ کس نے مارا نام من طہماس جادو بود اندھیرا ہو گیا بعد دو گھڑی کے روشنی ہوئی
قران نے کہا استاد اب بھاگیے کچھ بلا آئی کہ سامنے سے گرد و غبار معلوم دیا ایک طرف

قران حبشی گیا ایک سمت عمرو عیار روانہ ہوا معمول قران حبشی کا یہ ہی کہ ہمراہ نہین رہتا
اور کسی عیار کے ہاتھ نہین لگا لیکن گاہے گاہے ساحر پکڑ لیگیا ہی طلسم مین کوئی مقام ایسا
نہین کہ ساحرون نے طائران سحر سب مقام پر پہرے بناکے خبر کے لیے متعین نہ کیے ہون چنانچہ
باران کو خبر ہوئی کہ طہماس مارا گیا اُسکے حواس جاتے رہے زار زار برنگ ابر بہار خوب رویا
اور لباس سیاہ پہنا اُدھر افراسیاب کہہ رہا تھا کہ طہماس خوب لڑا اُسوقت ایک جادوگر آیا اُسنے
کہا کہ ای بادشاہ طہماس جادو عمرو کو پکڑے لیے جاتا تھا قران حبشی پہاڑ کے درے مین بیٹھا
تھا اُسنے نکلکر ایک لبندہ مارا کہ طہماس کا سر پھٹ گیا افراسیاب کو یہ سُنکے نہایت رنج ہوا اور
حیرت نے کہا کہ باران سے کہلا بھیجیے کہ وہ نعش طہماس کی جلادے باران نے حسب فہمائش
افراسیاب نعش طہماس کی جلادی اور طہماس کے ملازم جو بھاگے تو ایک ساحر ہی افسر شعلہ زن پہاڑ
مین رہتا ہی اُس سے کہا کہ طہماس جادو مارا گیا اُسنے کہا کہ کسنے مارا کہا کسی جادوگر نے مارا لوگون
نے کہا کہ پہلے تو ایسا لڑے کہ مہرخ سحر چشم کے دانت کھٹے کردیے پھر نہین معلوم کسنے مار ڈالا
افسر شعلہ زن خوب رویا اور کہا کہ عمرو کی قضا میرے ہاتھ ہی پھر چالیس ہزار کی جمعیت سے
روانہ ہوا باران جادو کو خبر ہوگئی کہ افسر شعلہ زن آتے ہین سوار ہوکے پیشوائی کو گیا
ملاقات ہوئی گلے لگا کے خوب رویا پھر وہان سے آکے خیمہ مین داخل ہوے افسر نے پوچھا کہ
یہ کیا مقدمہ درپیش ہوا باران نے سب حقیقت بیان کی پھر وہان سے افسر شعلہ زن اور
باران افراسیاب کے پاس گئے مجرا کیا نذر دی دنگل پر بیٹھے خلعت سے سرفراز ہوے
افراسیاب نے کہا کہ دنیا مین جو آیا ہی اُسکو ایکدن فنا ہی

نظم

ہی یہ دنیا اک سراے نابکار | جسمین رہتے ہین مسافر بیشمار
ایک دن آخر کو سب اُٹھ جاینگے | کچھ نہ نیک و بد سوا لیجاینگے

افسر شعلہ زن نے کہا کہ ای شہریار یہ طلسم ایسا ہی کہ نہوا ہی اور نہوگا جسمین گنبد سلیمانی سیرگاہ
جمشیدی ساٹھ مرحلے ساٹھ عقدے ساٹھ بادشاہ زادیان ساٹھ بادشاہ ہفت دریا ہفت باغ
آپ ایسا شہریار زبردست پر تعجب ہی کہ ایسی جگہ سے عمرو نکل جاے لیکن میرے ہاتھ سے کہان
جائیگا اِسمین حیرت جادو نے کہا کہ عمرو کا نام نہ لو مہرخ کا ذکر کرو عمرو کا نام لینا بہت
مشکل ہی مصور جادو جو صاحب تصویر ہین اُنسے تو کچھ ہو ہی نہین سکتا تم کیا کرلوگے

افسر شعلہ زن نے کہا اے ملکہ جو اپنا دشمن ہو اُسکا نام کیون نہ لین حیرت کو یقین ہوا کہ افسر شعلہ زن
کی قضا آئی ہی پھر افسر شعلہ زن نے کہا کہ غلام کو لڑائی تو نہین لڑ آتی لیکن جسطرح یہ جی
چاہتا ہی لڑونگا لیکن مجکو عمرو کا خون معاف کر دیجیے جی چاہے مار ڈالون اور جی چاہے
حضور مین لے آؤن افراسیاب نے کہا کیا مضائقہ ہی ہمنے تمہاری ہی طبیعت پر رکھا غرض
کچھ دیر وہان بیٹھ کے رخصت ہوئے اور باران و افسر وغیرہ خیمہ مین آئے باران نے کہا
کہ کھانا تیار ہی کچھ نوش کر لیجیے افسر نے کہا کہ آپ دسترخوان بچھوائیے مین آتا ہون یہ کہکے وہانسے
چلا اور پیکان تیر بنکر مہرخ کی فوج پڑی ہوئی تھی اُسپر جا کے گرا اور بہت آدمیون کے
سینون کو توڑا پھر بھال بنکر دوسری طرف گرا بہت سے جادوگر مارے گئے لشکر مین جلد
جلد کمر بندی ہونے لگی کہ یہ تیسرے غول مین گرا اور قریب سو جادوگر کے وہان بھی مارے
پھر وہان سے پھر کے اپنے خیمہ مین آیا خون کی چھینٹین پڑی تھین یہ نہا کے کپڑے پہن کے
سیندور کے ٹیکے لگا کے آیا باران نے کہا کہ تم کہان گئے تھے اُسنے کہا کہ کہین نہین اور
وہان خبر مہرخ کو ہوئی کہ افسر شعلہ زن کے ہاتھ سے چار ساڑھے چار سو جادوگر لشکر کے
مارے گئے اور ادھر خبر باران کو بھی ہوئی اُسنے افسر سے کہا کہ آپ اسی واسطے گئے تھے
افسر نے کہا قسم ہی جمشید کی اگر مین نے انکا دم نہ بند کر دیا تو نام نہ پایا اور یہان مخمور نے مہرخ
سحر چشم سے کہا کہ دیکھو تو مین کیا کرتی ہون یہ کہکے ایک گولہ بنکے زمین مین غرق ہو گئی عمرو عیار
بھی ایک جادوگر کی صورت بنکر چلا وہان دسترخوان باران کے یہان بچھا ہی اور افسر
اور باران جادو کھانا کھا رہے ہین کہ یکایک لشکر مین زمین شق ہوئی اور گولہ آن کر نکلا عمرو
یہان جادوگر بنا ہوا آیا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک گولہ زمین سے نکلا اور اُس گولے نے ساحرون
کی چھاتیان توڑنا شروع کین جو گرا اُسکی پگڑی اور جھولی و کردھنی وغیرہ عمرو نے لیکر نذر زنبیل
کی اسی طرح سے مخمور نے دوسرے غول مین اور تیسرے غول مین گر کے بہت سے ساحر قتل
کیے اور پھر کے اپنے خیمہ مین چلی آئی باران کو خبر ہوئی کہ یہان چھ سو جادوگر مارے گئے لیکن جتنی
لاشین پڑی ہین پگڑی اور ٹوپی اور کردھنی کسی کی نہین ہی اور مخمور سرخ چشم جو خیمہ مین
گئی تو مہرخ نے پوچھا اُسنے سب حال بیان کیا اور عمرو بھی آیا اُس سے مہرخ نے کہا

کہ خواجہ تم بھی گئے تھے اُنھون نے کہا کہ اے ملکہ کبھی مجھ سے کوئی چیز ضائع نہین ہوئی لیکن اسکی یین ایسا گھبرایا کہ انگرکھے اور پایجامے اور دھوتیان ساحران ملازم افسر کی چھوٹ گئین اب ہمسے چند روز کچھ کام نہین ہوگا اس رنج مین ہم بیمار ہو جائینگے مہرخ نے کہا کہ اے خواجہ یہ مال سو پچاس روپیے کا آپ مجھ سے لے لیجیے عمرو نے کہا کہ ملکہ تم تو دوگی جو ہمارا ہے وہ ہمارا ہے جو تمھارا ہے وہ ہمارا ہے ملکہ ہنسی اور کہا کہ اے مخبر جادو ہزار روپیے خواجہ کو لاکے دو عمرو نے کہا کہ ملکہ مین مور ضعیف تھا لیکن اب ہاتھی ہوگیا انشاء اللہ آج رات کو کام افسر کا تمام کرونگا اور وہان خبر افراسیاب کو ہوئی پہلے اسطرح افسر نے مہرخ کے لشکر مین جاکے جادوگرون کو مارا پھر مخمور سرخ چشم نے گولہ پھینکے افسر کے لشکر مین جادوگرون کو مارا لیکن پگڑیان اور ٹوپیان اور کردھنی وغیرہ نہین معلوم کون لے گیا افراسیاب نے کہا اے حیرت تمنے معلوم کیا کہ کون لے گیا حیرت نے کہا کہ یہ کام عمرو کا ہے اور یہان جب رنگ خورشید لاجورد ہوا اور آفتاب بشکل چہرۂ راز پوشیدہ ہوگیا نظم

اٹھا اک ابر تیرہ آسما پر
بسان حسرت عاشق برابر
ہوا روے زمین ظلمت افشان
چھپا جسطرح نور روے جانان

باران نے نفیر سحر کو بجایا مہرخ سحر چشم نے بھی طبل جنگ بجوایا تیاری سحر و ساحری کی ہونے لگی سپہر اور ستارے پر از آواز نقارہ تھے تلوارون کی چمک بجلی گراتی تھی زمین نعل اسپان سے طوق پوش ہوئی تھی نیزون سے وہ مقام نیستان تھا پیکان اور گرز اور زرہ و پین اور تیر سے روے زمین مثل دریاے قیر کے تھا اور منترون جنترون کی جاپ ہوتی تھی کڑاہیان چڑھی تھین موہن بھوگ تیار ہوتا تھا ہر طرف ہاے ہوے دلیران بلند تھی شعلے اُٹھ رہے تھے بیرون کو بھینٹ چڑھائی جاتی تھی رات بھر یہی غلغلہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ ستارے حیاے معشوق کی طرح چھپ گئے اور مسافر شب کمر کسکر چلنے پر آمادہ ہوا اشعار

سفیدی تھی سیاہی سے ہم آغوش
ہجوم شوق کے ٹھنڈے ہوے جوش
اٹھے عاصی کہ شرمائین خدا کو
زبان پر لائین عرض التجا کو

صبح کو مہرخ اور بہار لشکر بیکران لیکر جانب میدان کارزار روانہ ہوئین نظم

خروشیدن آمد ز پردہ سرای
ہمہ نالۂ کوس با کرنای
چو خورشید بر چرخ لشکر کشید
شب تار تاریدہ شد ناپدید
ہوا شد ز بس پرنیانی درفش

چو بازار چین سرخ و زرد و بنفش	سیاہی برفت اندران دشت رزم	کزان ایشان ہمین آرزو خواست بم
برفتند شاہان و لشکر ز جاے	ہوا پر شد از نالۂ کرناے	زمین شد بکردار چشم خروس
زبس رنگ و آرایش نای و کوس	ز پیلان نہادند بر پیچ تخت	سراسر ز دیباے چینیش رخت
زبرجد نشاندہ بہ تخت اندرون	ز دیباے زربفت پیروزہ گون	بہ زرین ستام و جناح پلنگ
بہ زرین درع و خر سہاد رنگ	زافسر ہمہ پہلیبان ہنرگار	سر پاک باطوق و با گوشوار

یہ لشکر اس کر و فر سے میدان مصاف مین آیا اسطرف سے باران و افسر شعلہ زن طبل و نقارے گڑگڑاتے لشکر ساحران بنقیاس اپنے ہمراہ لیے وارد دشت قتال ہوئے صفین جم گئین ابر سحر برساکے غبار زمین بٹھایا پھر نقیبون نے کرکا سنایا جب کرکیت بھی کرکا کہکر ہٹ گئے اُسوقت افسر شعلہ زن میدان مین آیا اور پکارا کہ ای جادوگرو دنیا چند روز ہی آخر مارے جاؤگے افراسیاب کو غنیمت جانو ایسا مالک پھر میسر نہ آئیگا اسطرف کے ساحرون نے افراسیاب پر اور اُسپر لعن وطعن کی اور کہا تو کیا جھک مارتا ہی اور گوہ کھاتا ہی اور مہرخ نے مخمور سے کہا کہ تم ابھی لڑنے کا ارادہ نہ کرنا کیونکہ تم ایک لڑائی لڑ چکی ہو اُسنے کہا کہ یہ مجھ سے نہ ہوا ہی اور نہو سکیگا اور عمرو ایک جادوگر کی صورت بنکر ایک طرف کو کھڑا ہو رہا اس اثنار مین افسر نے اشارہ کیا کہ خونخوار جادو نکلا اور مہرخ کی طرف سے ظلمات کاکل کشا نے آگے سامنا کیا خونخوار نے ایک خنجر سحر کا مارا کہ ظلمات زخمی ہوگئی پھر سرخ موے کاکلکشا نکلی خونخوار نے ایک ناریل مارا کہ اُس ناریل سے ران سرخ مو کی زخمی ہوئی اُسوقت مار اژدر پیشانی جادو نے آکر سامنا کیا خونخوار نے اُسپر بھی ایک ترنج مارا مار نے خالی دے کر ایک تلوار سحر کی ماری کہ وہ تلوار بجلی بنکر گری اور خونخوار کے دو ٹکڑے کیے افسر جادو ٹال رہا ہی اور باران کہہ رہا ہی کہ تمام زمانہ ہی لیکن عمرو معلوم نہین دیتا اُسنے کہا کہ بغیر سحر کے دریافت نہین ہوگا عمرو ایسا تھوڑی ہی کہ اُسکو کوئی پکڑ لے مگر مین نے ایک تدبیر کی ہی کہ مصور جادو کے پاس جاکے دریافت کرون جس صورت پر عمرو ہوگا اُسکی تصویر وہ بناتا ہی یہ کہکے کہا ای باران جادو تم اس لڑائی کو روکو مین جاتا ہون باران وہان سے میدان مین آیا اور افسر مصور کے پاس گیا مصور نے سُنا کہ افسر آتا ہی صورت نگار نے کہا در التصویر

دیکھ لینا ایسا نہو کہ ذات شریف افسر بنکے تشریف لائے ہون مصور نے تصویر کو دیکھا اور
کہا کہ عمرو جادوگر بنا ہوا میدان جنگ مین کھڑا ہی یہ کہہ رہا تھا کہ افسر آیا مصور نے تصویر دکھادی
افسر وہان سے پھر کر میدان مین آیا اور عمرو کو گھورنے لگا عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ
پہر بھر سے یہ لڑتا تھا تو اُسنے نہین دیکھا تھا اب کیا ہی جو گھورتا ہی ضرور اُسنے پہچانا ہی اور افسر
نے یاران سے کہا مین اُنگلی سے تو نہ بتاؤنگا وہ جو جادوگر ایسے کپڑے پہنے کھڑا ہی
وہی عمرو ہی اور عمرو غائب ہوگیے مہرخ کے تخت کے نیچے آیا ایک عورت بنکر سامنے
کھڑا ہو رہا افسر نے جو دیکھا کہ عمرو نہین ہی پھر مصور کے پاس گیا اور کہا عمرو نہین معلوم
دیتا ہی مصور نے جو تصویر کو دیکھا تو عورت بنا ہوا کھڑا ہی مصور نے تصویر دکھائی اور
کہا بھائی تمام عمر تو نہین دوڑو گے عمرو کو نہ پاؤ گے وہان سے افسر نے آکے کچھ روپیہ
اشرفیان پھینک دین کہا یارو لوٹ لو دنیا چند روزہ ہی اور اس لڑائی مین ہم بچتے نہین
معلوم دیتے بھلا تم چند روز تو بیٹھ کے کھاؤ گے عمرو کے مُنھ مین پانی بھر آیا اور چلا مہرخ
منع کیا چاہتی تھی پھر کے جو دیکھا عمرو نہین ہی اور عمرو نے لوٹنا شروع کیا افسر نے پہچانا
کود کے عمرو کو پکڑ لیا اور بارگاہ کی طرف چلا پکار کے کہا طبل آسائش بجوا دو یاران
نے طبل آسائش بجوا دیا قضائے کار برق فرنگی کو جو بھوک لگی افسر کے باورچی خانہ
مین جا کے کھانے کو لکڑیون کے ڈھیر مین دبا دیا آپ کباب لگانے لگا آدھا کھاتا جاوے
آدھا رکھتا جاوے اور افسر نے بارگاہ مین جا کے بغیر سحر کے عمرو کو ستون سے باندھا
خبر اُڑی کہ افسر عمرو کو پکڑ لایا باورچیخانہ خیمہ کے متصل تھا برق نے سُنا کباب چھوڑ کے
چلا لوگون نے کہا میان کبابی کہان جاتے ہو کہا مین بھی عمرو کو دیکھ آؤن اور یہان
افسر نے کہا کہ ای عمرو تو نے طہماس کا خون کیا عمرو نے قسم کھائی کہ مین نے طہماس
کو نہین مارا یاران جادو نے کہا ای پھٹے مُنھ سو دفع سنار کی تو ایک دفع لوہار کی اب تم
بچ کے یہان سے نہین جاؤ گے اس عرصہ مین برق نے آکر دیکھا کہ عمرو ستون سے
بندھا کھڑا ہی مگر سحر اُسپر نہین ہی پس اُسنے پشت بارگاہ پر جا کے نقب کھودنا شروع کی
ایک مُہرہ نقب کا لشکر کے باہر اور ایک بارگاہ کے اندر لگایا اور باہر نقب سے نکل کر جلد

عمرو کی رسّی کاٹ دی عمرو اور برق دونون نقب مین کود کے بھاگے افسر جادو نقب مین کودا
وہان برق نے کمند لگائی تھی یہ اُسمین پھنسا اور پکارا کہ یارو بچانا اب کوئی نقب مین نہین
کودتا باران کودا برق و عمرو تو نکل گئے لیکن افسر کو باران باہر نقب سے لایا اور کمند
کے حلقہ کاٹ کے بٹھایا اور پوچھا کہ مزاج اچھا ہی آپکی حالت غیر ہوگئی جمشید و سامری
نے بچا لیا افسر کا رنگ سفید ہو گیا خجالت زدہ آنکھین کسی سے نہین ملاتا دل مین کہتا ہی
کہ جو افراسیاب کہتا تھا سچ کہتا تھا حقیقت مین عیار بڑے زبردست ہین خبر افراسیاب کو
ہوئی حیرت جادو کو افسر کی خبر کے واسطے بھیجا حیرت جادو آئی کہا ای افسر شعلہ زن
افراسیاب نے مزاج کی خبر پوچھی ہی اور کہا کیا احوال گزرا باران نے حال بیان کیا
مہرہ نقب کا دکھایا حیرت جادو نے کہا ایسا بھی ہو جاتا ہی کچھ مضائقہ نہین ای افسر جادو
افراسیاب جھوٹ کہتا تھا اور ہمارے کہنے کا تو بہت سا بُرا مانا تھا افسر نے کہا ملکہ سچ کہتی ہی
یا تو ہمنے عمرو کو مارا یا عمرو نے ہمکو مارا حیرت جادو نے کہا کیون گھبراتے ہو اور جادوگرونکا
سامنا کرو ایک عمرو کا سامنا نہوا تو کیا ہوگا باران نے کہا اگر ہمنے جادوگرون کا سامنا کیا
عمرو تو شریک ہی وہ سامنا نہ کریگا اس سے عیارون کا پہلے سامنا کرنا مناسب ہی یہ کہکے حیرت جادو
و افسر جادو دونون افراسیاب پاس گئے افراسیاب نے احوال پوچھا سب عرض کیا
افراسیاب نے کہا خاطر جمع رکھو کوئی نہ کوئی تدبیر ہو جائیگی پانچون عیار بچیان کھڑی تھین
افراسیاب نے کہا ای افسر شعلہ زن یہ عیار بچیان ہین انکو دعوے عیاری کا ہی خاک
نہین ہو سکتا عمرو کو کبھی نہ پکڑ لائین نہ مہرخ کو پکڑ لائین نہ کوئی جادوگر مارا گیا نہ پکڑا گیا صرصر
شمشیر زن نے کہا لونڈی کے نصیب و قسمت مین لعنتی ہی کئی بار مہرخ کو پکڑ لائی عمرو کو پکڑ
لائی ایسا مقدر ہوتا ہی کہ چھوٹ جاتے ہین آپ گردن نہین مارتے ہمکو حضور کے کہنے کا
کچھ برا نہین آپ خاوند ہین مالک ہین خفا بھی ہوتے ہین سرفراز بھی کرتے ہین خیر اب
لونڈی سے جو ہو سکیگا کوتاہی نکریگی صرصر صبا رفتار افسر جادو رخصت ہو کے اپنے اپنے
خیمہ مین آکے صرصر شمشیر زن و صبا رفتار کمند انداز قنطورہ زربفتی پہنیا وہ سقرلاتی کمند عیاری
حیلہ ہائے ناحق سے آراستہ ہو کے باران کی بارگاہ مین آئین باران نے کہا یہ بھی کچھ

کم نہین ہی صرصر نے کہا کئی مرتبہ عمرو کو مہرخ پکڑ لائی افراسیاب نے نہ مارا افیر جادو نے کہا اگر عمرو کو پکڑ لائے تو بہت کچھ انعام دونگا اور طلسم مین تیرا نام ہو جائیگا صرصر شمشیر زن نے کہا مین لائی یہ کہکے عمرو کی فکر کو چلی اور عمرو جو نقب سے نکلا برق فرنگی کو گلے سے لگایا برق فرنگی نے کہا حضور میرا کہنا مانین تو عرض کرون عمرو نے کہا کہو برق نے کہا حضور کو تمام زمانہ نے لالچی سمجھ لیا ہی حضور اِس مقدمہ سے باز رہین عمرو نے کہا بھلا کچھ اشرفی روپیہ کا لالچ میرے مزاج مین ہی اور اِدھر اُدھر سے نہ لاؤن تو کام کیونکر چلے تم سمجھتے ہوگے کہ زنبیل مین دس بیس ہزار روپیہ ہوگا دیکھو تو پھوٹی کوڑی نہین ہی برق نے کہا حضور سچ فرماتے ہین لیکن چندے اسطرف خیال نہ فرمائیے گا یہ باتین کرتے ہوئے عمرو عیار اور برق فرنگی چلے جاتے تھے کہ سامنے سے مصور جادو کی سواری آگئی برق نے کہا مصور آتا ہی الگ ہو جائیے عمرو نے کہا اِسکے واسطے شہر چھوڑ دون اور ایک حاجب کے لڑکے کی صورت بنکے ساتھ مصور کے چلا مصور تو اپنے خیمہ مین داخل ہوا عمرو عیار دروازہ پر لگ رہا بارگاہ مین آٹھ نو سو دنگل بچھا تھا جادوگر بیٹھے تھے ناچ ہو رہا تھا عمرو خدمتگار کی صورت بنکے اندر آیا دل مین لاکھ لاکھ تدبیرین کرتا ہی کہ کسی تدبیر سے تصویر لیجائیے اور سر کاٹ ڈالیے مصور کو خیال رہتا ہی ہر مرتبہ تصویر دیکھتا ہی خیال جو آیا تصویر پر ہاتھ ڈالا عمرو بھاگ کے ایک غار مین پڑ گیا مصور جادو تصویر دیکھ کے چپ ہو رہا مصور نے کھانا مانگا دسترخوان چنا گیا مصور کھانا کھانے لگا عمرو پھر خدمتگارانہ کی صورت بنکر بارگاہ مین آیا فکر مین ہی کہ اگر مصور پانی مانگے تو خوب شورہ مین جھل سکے پلا مصور نے کھانا کھا کے ہاتھ دھوئے گلوری کھائی اور آب خاصہ طلب کیا عمرو نکل کر آبدارخانہ مین گیا اور تھالی جوڑ سرپوش اُٹھا لیا دس بارہ آدمی آبدارخانہ والے بیٹھے تھے ایک نے عمرو کو پکڑ لیا کہا ارے میرا ہاتھ کیون پکڑتے ہو مصور جادو نے آب خاصہ مانگا ہی لوگون نے کہا ہمکو مصور نے سب پتے دے رکھے ہین عمرو نے اچھل کے ایک پانوئن مارا موزون مین کانٹے لگے ہوئے تھے ایک کانٹا چھاتی مین لگا جست جو کرتا ہی پگڑی لیکے یہ جا وہ جا آبدار ہائے کرکے بیٹھ گیا دیکھین تو تھالی جوڑ نہین ہی کہا یارو پگڑی کو کیا روتے ہو تھالی جوڑ لیگیا غل ہوا کہ جلد آب خاصہ لاؤ آبدارخانہ والے پانی پانی ہو گئے اُس زخمی کو لے کے آئے عمرو جو بھاگتا ہی

ایک درہ پہاڑ مین مہنت کی صورت بنکے انگیٹھی دہکا کے بیٹھ رہا دل مین کہتا ہی کہ مصور دیکھیگا
تو بہت خوش ہوگا اِسمین وہ آبدار آسے کہار رے کیا ہر لوگون نے سب مقدمہ بیان کیا
مصور نے کہا ارے میرا پانچ ہزار روپیہ کا تھالی جوڑ تھا تم آپ ہی چُراتے ہو عمرو کا نام لگاتے
ہو اور مصور نے جادوگر بھیجے ہین چار کوس تلک دیکھ آئے عمرو کو نہ پایا لوگون نے کہا آپ کا
خدمتگار گیا تھا مصور نے کہا بھلا وہ خدمتگار کب بنا تھا صورت نگار نے کہا کئی دن کے
بعد عمرو نے کروٹ لی تھی مصور نے تصویر دیکھی معلوم کیا کہ ایک پہاڑ مین مہنت بنا بیٹھا ہی
جسدن سے کہ عمرو تصویر لے گیا ہی مصور نے تصویر مین چار گنڈے لگا کے چار زنجیرین
لگائی ہین وہ کمر مین بندھی رہتی ہین اور ڈورا گلے مین رہتا ہی صرصر اور صبا رفتار جو
عمرو کی فکر مین مہرخ کی بارگاہ مین گیئن عمرو کو نپایا صرصر ضرغام شیر دل کی صورت
بنکر چلی برق فرنگی آتا تھا کہا بھائی کہان سے آتے ہو اُستاد کا احوال معلوم نہین برق
نے کہا اُستاد مقرر مصور کی طرف گئے صرصر کا رنگ سفید ہو گیا برق نے صرصر کو پہچانا
کہا ضرغام اور بھی کچھ سُنا عجیب غریب مقدمہ ہی اور برق نے قدم آگے بڑھایا صرصر نے کہا
اب کیا ہوتا ہی برق نے کہا صرصر عمرو نہایت خفا ہی یاران سے لڑائی پڑی ہی صرصر کہتی
ہی احمق ہو عمرو سے رل نہین جاتے یہ کہکر کہا مین عمرو کو پکڑے لاتی ہون آگے آگے صرصر
اور پیچھے پیچھے برق چلا ایک درے مین صرصر جو گھسی دوسری طرف راہ تھی نکلگئی برق نے
کہا ارے برق ایسا نہو وے کھڑکیان لگائی ہو تو عیاری سے ماہر ہی برق دیکھتا ہوا چلا
اور صرصر داہنی طرف سے جو نکلی خیال مین آیا بارگاہ خالی ہی عمرو تو مصور کی طرف گیا ہی
تو مہرخ کو پکڑ لاؤ اور عمرو کی صورت بنکے مہرخ کے پاس کی کرسی پر بیٹھی مہرخ نے کہا ای
عمرو عیار وہ جو تمنے وعدہ کیا تھا وہ ہوا کہا کیا وعدہ کیا تھا مہرخ نے دیکھا صرصر اُٹھ کے
بھاگی مہرخ نے کہا ارے لینا صرصر بھاگ کے نکلگئی اور ایک جادوگر کی صورت بنکر خیمہ
مین آئی مہرخ سے بہار نے کہا یہ کیا معاملہ تھا مہرخ نے کہا عمرو نے ہمکو ایک انگشتری
اور ایک اکہ دکھایا تھا اور کہا تھا کہ ای مہرخ سوائے میرے اور تمہارے یہ نشانی کسی کو
نہین معلوم اگر کوئی عیار بھی آوے تو اُسکے سبب دریافت ہو جایگی صرصر کھڑی سُنتی تھی باہر

جاکے عمرو کی شکل بنکے آئی لسپینہ لسپینہ عرق عرق قہقہہ مارکے کہا ملکہ صرصر کو خوب پکڑا تھا
مہرخ نے کہا یا صرصر تھی یا صبار فتار تھی عمرو نے کہا کہ وہ صرصر تھی کہ جال بازی کرتی تھی
اگر مین انگشتری ادھر اگر نہ دے جاتا تو لیگئی تھی ای ملکہ اب ایک پتا اور دیتا ہون تمام اعضا بدن
کے دکھاتے ہین جو ہمارے لوگ ہمراز ہین اُنکو معلوم ہی اور مہرخ کو لیکے خیمہ مین چلی جبکہ خیمہ
مین آئی برابر سے بیضہ مارا تڑاق سے چھینک آئی بیہوش ہوگئی چادر عیاری مین ڈال کے
صاف جست کرکے نکل گئی ارادہ کیا کہ بارگاہ باران مین لے چل اتفاقاً برق فرنگی دلمان
کوہ سے نکلا صرصر کو نہ دیکھا دلمین کہتا ہی ای برق فرنگی صرصر کہان گئی ایک مرتبہ نظر وسکے
غائب ہوگئی ایک آدھ کوس پر درخت تھا آڑ مین کھڑا ہو رہا پانون کے نشان معلوم دیے
ارے برق ایسا نہو مہرخ کو پکڑ لیجائے یہ سوچ کے برق فرنگی خیمہ کی طرف چلا
اتفاقاً مہرخ کو صرصر لیے آتی تھی برق فرنگی نے دور سے پشتارہ دیکھا جبکہ صرصر نزدیک
سے نکلی برابر سے نعرہ کیا صرصر کہان جائیگی سامنے لشکر باران کا پڑا تھا صرصر پکاری
ارے جادوگرو مجکو بچا لینا مین مہرخ سحر چشم کو لائی ہون برق فرنگی نے دوڑ کے پنجہ مارا
صرصر نے خالی دیا غل ہوا لینا پکڑنا جب تک جادوگر دوڑین صرصر کا پانون پھسل گیا
صرصر گر پڑی قضائے کار پشتارہ کی ایک گرہ کھلگئی جیسے اُٹھی پشتارہ گر پڑا جادوگر دوڑ پڑے
برق فرنگی نے سبکو مارا کسی کا ہاتھ اُڑا دیا کسی کا پانون اُڑا دیا جادوگرون نے کمند کے حلقے
مارکے پکڑ لیا کچھ جادوگر پشتارے پر جا گرے پشتارہ کھول کے مہرخ کا ہاتھ رسّی سے باندھ لیا
مہرخ کو جو ہوا لگی اور آنکھ کھولی دیکھا کہ آٹھ نو سو جادوگر ہین اور مجکو باندھے لیے جاتے
ہین مہرخ سحر چشم کو غصہ آیا سردار تھی رعب اُسکا تھا نوکرون کی کیا حقیقت جو سامنا کرتے
کہا ارے او نطفہ حرامو جادوگرو چھوڑ دو جادوگرونکے ہاتھ سے رسّی چھوٹ گئی ملکہ نے چوٹی مین سے
ایک گولا نکال کے مارا جسکی چھاتی مین لگا پار ہوگیا مہرخ نے دوڑ کے اُس جادوگر کو طمانچہ
مارا جو برق کو لیے جاتا تھا برق کو اُسنے چھوڑ دیا مہرخ نے دستک دی ایک نارنج آسمان پر مارا ساٹھ
ستر ساحر گرے اب نارنج ترنج مہرخ پر پڑنے لگے باران شعلہ زن وافسر جادو
وابران جادو دوڑ پڑے چار طرف سے مہرخ پر سحر ہونے لگا پھر کے ایک تلوار ایک

جادوگر نے ماری مہرخ زخمی ہوگئی قضاے کار خیمہ مین خبر پہونچی بہار و نافرمان لشکر
لے کر روانہ ہوئین ایک مرتبہ آگ برین نارنج ترنج آگ دھتورے کے پھل رائی نون گوگل ماش
کا چھلا جلنے لگا جبتک معلوم ہوگیا غل ہوا افراسیاب نے کہا ارے دیکھو تو یہ غل کیسا ہی لوگ
دوڑے افراسیاب سے کہا حیرت جادو آئین کہا ابھی نہین مہرخ کو تخت پر ڈال لیا
تھا بہار جادو نے نفیر کی جوانو دلیرو جادوگرو مار لیا ہی نہ چھوڑنا سب آکر باران پر گرے
چنانچہ فوج جو آکے گرتی ہی خیمہ کی طنابین کاٹ دین اسباب لوٹ لیا باورچی خانہ مین
جو دیکھا دیگین لگن رکابی کفگیر چمچے سونے روپے کے ہین لوٹ لیے حیرت جو آئی اوسنے یہ رنگ
دیکھا افراسیاب کو خبر دی افراسیاب نے کہا ای حیرت جادو یہ ناریل باران کو دے
کہ فوج پر مارے قران حبشی دره پہاڑ مین سوتا تھا غل سے جو آنکھ کھلی بغدا لیکے دوڑ پڑا
جسکے بغدا مارا کام تمام کیا قضاے کار ایک گولکسی جادوگر کا باران کے لگا تخت پر لوگ
پہونچے قران حبشی نے جو دیکھا کہ باران کو لیکے جاتے ہین بزران کی شکل بنکے لڑنے لگا
حیرت جادو کود کے باران پاس آئی وہ ناریل دیا اور کہا افراسیاب بنگلہ پر بیٹھا ہی
یہ ناریل دیا ہی کہ مہرخ کی فوج پر مار تمام جل کے خاک ہوجائینگے لیکن حیرت جادو کی
قضا نہ تھی اگر قران حبشی بغدا مار بیٹھے تو کام تمام ہوچکا تھا قران کے خیال مین اوسوقت
نہ آیا قران حبشی نے ناریل لے لیا اور مہرخ کی فوج کی طرف چلا حیرت جادو نے کہا
بس یہان سے ناریل مار اوسنے اپنی فوج مین جا کے کہا منم قران حبشی ارے ناریل بحکم
افراسیاب جادو جو کام ہی وہ کر اور ناریل مارا باران کی فوج پر حیرت تو بھاگی اور ناریل
پھٹا چنگاریان پھیل گئین تمام بیابان گلزار ہوگیا شعلے اوٹھے جادوگر جلنے لگے بارگاہ مین آگ
لگ گئی افراسیاب نے کہا ارے کمبخت لعنت خدا کی پھٹے منھ یہ کیا کیا حیرت نے کہا میری
بلا پوش جانے تو نے دیا تھا مین دے آئی مین آپ جلی جاتی ہون خدا جانے جمشید بھی ہی
یا نہین اور قران نے کہا اب چلو یہان سے افراسیاب نے دوہتڑ مارے لکہ ابر کا پیدا
ہوا برسنے لگا تمام آتش بجھ گئی بارگاہ جل کے خاک ہوگئی مہرخ مع قران حبشی و
برق فرنگی خیمہ مین داخل ہوئی افراسیاب طلسم کے نیچے اوتر آیا باران کے جادوگر دنکو

جمع کردیا پھونکدیا کہا اب کل سمجھ لونگا مہرخ سحرچشم بھی خیمہ مین گئی سب فوج کو ایک ساتھ
انعام دیا سب کہتے ہین کہ صاحبو مہرخ سحرچشم نہایت عقلمند ہی اسی کے ساتھ رفاقت کرنا
مضائقہ نہین ہی کیسی عزت اور حرمت کرتی ہی اور افراسیاب جو شکست کھا کے گیا حکم کیا بارگاہ
کا اسباب اور جادوے ایک بارگاہ عالیجاہ مع اسباب کے آکے استادہ ہوئی وہ جو زخمی تھے انکا
علاج مرہم پٹی ہونے لگی افراسیاب نے کہا باران جادو کو بلاؤ افسر جادو نے کہا کچھ عزت
نہ رہی شکست فاش ہوئی ذلت زدہ ہوے ہر ایک کی آنکھون مین ذلیل ہوگئے باران
نے کہا بھائی ابھی لڑائیان بہت ہین کیون گھبراتے ہو افسر نے کہا ہمکو لڑائی سے کچھ مطلب
نہین عمرو سے کام ہی جس طرح سے پکڑا جائیگا مین اسکو پکڑونگا اسمین جادوگر آیا کہا کہ افراسیاب
نے یاد کیا ہی باران و ابران و افسر سوار ہوکے چلے افراسیاب بیٹھا ہی ناچ
ہو رہا ہی افراسیاب وہ چکنا گھڑا ہی کہ بوند پڑی پھسل گئی اپنے غرور مین کچھ خیال نہین باران
نے جانا تھا کہ افراسیاب کو نہایت غم ہوگا فکر ہوگی آکے جو دیکھا کہ ناچ ہو رہا ہی گنبد سے چلتے
ہین قہقہے چلتے ہین ملکہ حیرت جادو جو فکرمند ہوتی ہی تو کہتا ہی ای ملکہ تم چپکی کیون بیٹھی ہو ایسی
لڑائی کا کچھ غم نہ کرو حیرت نے کہا ای شہنشاہ یہ آپ نے لڑائی ڈال رکھی ہی افراسیاب نے
کہا ای افسر شعلہ زن ہمنے ناریل بھیجا تھا عیار کے ہاتھ وہ لگ گیا نہین آج کام تمام تھا
افسر نے کہا مجکو نہ لڑنے سے کام ہی نہ مہرخ سے مجکو تو عمرو سے کام ہی یا تو میری جان گئی یا
مین نے عمرو کو مارا یہ کہکر رخصت ہوکر اپنے خیمہ مین آیا حیرت بھی افسر کے خیمہ مین آئی اسمین
صرصر شمشیرزن آئی اور کہا مہرخ سحرچشم کو مین پکڑ لائی تھی مگر چھوٹ گئی پھر بھی میری قسمت
کا لکھا ہو نہار مد دا کے چلتے چلتے بات افراسیاب کہتا ہی کہ اس سے کچھ ہو نہین سکتا پھر مین
کیا کرون یہ باتین تھین کہ مصور جادو آیا اور اسنے سارا حال عمرو کا بیان کیا اور کہا کہ
چلتے چلتے تھالی جوڑ لے گیا اس ذکر مین افراسیاب بھی آیا اور اسنے مصور سے کہا کہ بڑا
تعجب ہی کہ تم تصویر عمرو کی اپنے پاس رکھتے ہو اور اسکو گرفتار نہین کر سکتے اسنے کہا کہ مین نے
چار تصویرین بنائی ہین مہرخ اور مخمور اور عمرو اور برق فرنگی کی اور خواص انکا یہ ہی کہ
جس تصویر کی گردن کاٹ ڈالو اسکی گردن کٹ جاسے اور جس تصویر کے ہاتھ کاٹ ڈالو

ہاتھ کٹ جاے افراسیاب نے کہا وہ تصویرین کہان ہین کہا عاقل جادو میرا استاد ہی اُسکے
پاس ہین جبتک وہ نہین لڑتا ہی اسمین خیر ہی جسوقت اُسنے ارادہ کیا پھر کوئی سامنا نہین
کرسکتا حکم ہو وے تو غلام طبل جنگ بجوادے افراسیاب نے کہا اچھا مصور جادو نے جو
دیکھا کہ حیرت جادو کچھ بگڑی ہی کہا ملکہ مزاج اچھا ہی حیرت نے کہا بھائی یہ مین جانتی ہون
کہ کل جو نار بل مین قران کو دے آئی تو لوگ طعنہ دیتے ہین مصور جادو تمھارے پاس
تصویر عمرو کی ہی تم بھی دھوکا کھا جاتے ہو کئی مرتبہ افراسیاب کو دھوکا دے کے چلا گیا
یہ مین جانتی ہون کہ تمام طلسم کا مال دولت خزانہ عیش و آرام تمھارے واسطے ہی مصور
نے کہا ملکہ تمھارا خیال کدھر گیا ہی جو کہتے ہین جھک مارتے ہین حیرت نے کہا مصور یہ
ہم جانتے ہین تم کسی کے نوکر چاکر نہین ہو اپنے ملک کے مالک و مختار ہو مصور نے کہا کہ جو
سردار ہوتے ہین اُنکو لوگ بُرا کہتے ہین اب مین جا کے طبل جنگ بجواتا ہون یہ کہکے
اپنے خیمہ مین آیا اور دن بھر تامل پذیر رہا جب وہ زمانہ آیا کہ بسان نصیب ناتوان بین کے
خورشید بھر محتاج تمکین ہوا اور بردا ے شام جانب زمین بھیلی سامان افلاک نگاہون
سے پوشیدہ ہوے کہ ابیات | مثال تنگ ظرف و بے مروت | گھٹی اُس روز کی اسدرجہ ہمت
کہ لا ہو کر ملا مضمون لا مین | چھپا یا انتہا کو ابتدا مین | سر شام مصور نے طبل جنگ
بجوایا خبر مہرخ کو ہوئی اُسنے نفیر سحر کو دم دیا تیاری سحر کی دونون لشکرون مین آغاز ہوئی
چار پہر رات منتر جنتر پڑھے گئے جب وہ وقت آیا کہ جلوہ سحر نمایان ہوا اور شب مثل فکر
سخنور گھوٹ گئی کہ اشعار | کہ وہ شب گھٹکے مثل عمر دشمن | ہوئی جسدم جہان مین گرم توسن
رہا باقی نہ تاریکی کا انجام | چھپائی چادر و ن نے زلف کی شام | صبح کو لشکر لیکر مہرخ نامور
دار دشت مصاف ہوئی عمرو بھی آیا مہرخ نے اُس سے کہا کہ بھیا مصور نے کوئی
زبردست سحر تیار کیا ہی اسی کے بھروسے پر لڑتا ہی لیکن کیونکر اُسکا احوال دریافت ہو
ضرغام شیر دل نے کہا کہ مین جا کے خبر لاتا ہون اُدھر روانہ ہوا وہان جاکر جو دیکھا صرصر و
صبا رفتار خیمہ مین ہین اور کوئی نہین ہی یہ شرارہ نقب زن کی ایسی صورت بنکے ایک
رومال زرد مُنھ پر رکھکر خیمہ مین گیا صرصر نے کہا اے شرارہ تو کہان گئی تھی کل سے نہین

دیکھا اُسنے کہا ای ملکہ میری آنکھین دُکھتی تھین صرصر نے کہا کہ حضور نے چار تصویرین بنائی ہین مہرخ
و مخمور و برق و عمرو کی جس تصویر کا جو عضو کاٹے صاحب تصویر کا وہی عضو کٹ جائیگا اور
عاقل جادو مصور جادو کا اُستاد ہی اُسکے پاس وہ تصویرین ہین یہ سُنکر شرارہ وہان سے چلی
صرصر نے کہا کہان جاتی ہو اُسنے کہا پیشاب کرنے جب یہ چلی گئی تو شرارہ اصلی آئی صرصر نے
کہا کہ تیری آنکھین اچھی ہوگئین اُسنے کہا کہ میری آنکھون کو کیا ہوا تھا صرصر نے کہا کہ تو وہ کوئی
عیار ہوگا جو ابھی آیا تھا اور ضرغام نے جاکے عمرو سے سب احوال بیان کیا عمرو بھی وہان سے
چلا یہان آکر جو دیکھا تو خیمہ کے دروازے مین تکمہ لگا ہوا ہی اور چوکی پہرے بیٹھے ہین طائر سحر
کے اُڑ رہے ہین عمرو وہان سے پھر آیا اور مصور جادو میدان جنگ مین ابھی نہین آیا
عاقل جادو کے پاس گیا اور اُس سے کہا کہ میرا ارادہ ہی کہ آج مہرخ و مخمور و برق و عمرو
کا سر کاٹون عاقل نے کہا کہ کیا افراسیاب مین ایسی قدرت نہ تھی کہ جو اُسکو مارتا مصور نے
کہا کہ وہ چاہے تو زمین آسمان کے قلابے ایک کردے اور سبکو غارت کردے عاقل نے
کہا کہ بس کچھ تو ایسا ہی جو وہ غارت نہین کرتا ہی ای مصور جسطرح ہم کہین وہ کرو اگر مہرخ ملجاوے
تو خیر اور نہین تم سب ملکے افراسیاب پاس چلو اور خوب یکجہتی کرکے قتل کا ارادہ کرنا آج تو مہرخ
کو سمجھاؤ و عمرو کا وکل ایسا ہی ہی تو قتل کر ڈالنا مصور نے کہا استاد آپ سچ فرماتے ہین اور
خیمہ مین آکے تخت پر سوار ہوا چار لاکھ جادوگر اپنے ہمراہ لیکر چلا نشان بان سحر کے کھلے ہوئے
گھنٹے گھڑیال بجتے بوقون اور نفیرون کو دم ملتا برقین سرخ سبز زرد جلوہ دکھاتی ہین جادوگرنیان
ساریان باندھے کانون مین کنڈل ڈالے ہاتھون مین سمرنین موتیون کی بندھی مانگ مین
سیندور بھرا ماتھے پر ٹیکا صندل کا دیا گاتیان بندھین طاؤس اور ہنس باز و بط وغیرہ پر
سوار ہر ہر کرتی ہاتھی سحر کے مرکب سحر کے پرواز کرتے اژدر اُڑتے ہوئے ماش کا چھرہ جلتا
شعلے رال و گوگل کے اُڑتے نارنج ترنج گولے فولادی نایل آگ دھتورے کے پھل اُچھلتے
گوگل کی چراند پھیلی ہوئی اس سامان اور تجمل سے یہ میدان مین آیا ایک طرف یاران جادو
ہی اپنی فوج سے کر علیحدہ کھڑا ہوا کوس و دمامے گڑگڑانے لگے افراسیاب جادو بنگلہ بیتاب پر
جاکے بیٹھا مصور نے جاکر اُسکو مجرا کیا اور پھر وہان سے آیا مہرخ و نافرمان و بہار تو میدان مین

آ ہی چکی تھین اور عمرو ایک جادوگرنی کی شکل بنکر ایک غول مین ساحرون کے مصور سے
چھپ کے کھڑا ہوا مصور نے تخت اپنا آگے بڑھایا اور پکارا کہ ای مہرخ و نافرمان و بہار
وغیرہ افراسیاب جادو اگر چاہے تو ایک دم مین تم سب کو غارت کردے اُسکے حکم مین زمین
و آسمان کوہ و بیابان ہین آؤ مین تمھاری تقصیر معاف کرادون جادوگرون نے اُدھر سے دور زد
بتائی اور مہرخ نے کہا جب تک دم مین دم ہی ہم لڑے جائینگے مصور جادو نے کہا تو آؤ
میرے مقابلہ مین یہ کہکے اپنے تخت کو بڑھایا اُدھر سے مہرخ بھی تخت بڑھا کر چلی مصور
نے ایک پتلہ مہرخ کی صورت کا اپنی جھولی سے نکالا اور کہا مہرخ دیکھ یہ کسکا پتلہ ہی یہ
کہکے اُس پتلے کے ناخون کاٹے مہرخ کے بھی ناخن کٹ کے گر پڑے اُسنے کہا دیکھو اب بھی
سمجھ جاؤ ابھی کچھ نہین گیا ہی افراسیاب سے ملجاؤ ورنہ ہلاک کیجاؤگی یہ کہکے عمرو کا تیا نہ نکالا
اُسکے شانہ مین سوئی چبھوئی عمرو کے شانہ مین درد ہوا عمرو نے ہاتھ سے ملکے جو دیکھا کہ سوئی چبھی
ہوئی ہی خون نکل آیا ہی اُسنے اس سوئی کو چاہا کہ نکال لون مگر نہ نکل سکی مصور نے کہا ای مہرخ
آج تو مین تمکو یہ نمونہ دکھائے جاتا ہون اگر تمنے نہ مانا تو کل یا پرسون تمکو قتل کردونگا یہ کہکے
طبل آسائش بجوا کے پھر گیا لشکر تو جا کر اُترا اور مصور نے افراسیاب کو جا کر تسلیم کی یہان
مہرخ اپنے خیمہ مین آئی لیکن ہونٹھ خشک بدحواس ہر ایک کا منھ دیکھتی ہی عمرو نے کہا ای مہرخ
مزاج تو اچھا ہی کسواسطے فکرمند ہو وہ خالق لم یزل کریم و رحیم ہی مہرخ نے کہا جب افراسیاب
سے لڑنے کا ارادہ کیا پھر مصور کیا ہی لیکن عمرو تیرا غم ہو دیکھ تو میرے ناخن کٹ کے گر پڑے اور عمرو
خاطر جمع کرتا ہی مصور جادو جو ہین پہونچا صورت نگار نے کہا عاقل جادو کو بلا کے تصویرین
حوالے کیجیے اپنے پاس نہ رکھیے گا مصور نے عاقل کو بلایا لوگ جا کے بُلا لائے جبکہ عاقل
آیا مصور نے تصویر دیکھی معلوم ہوا کہ عمرو بیابان مین کھڑا ہی اُسنے ایک انگوٹھی پھینک دی
عاقل نے اُٹھالی عاقل نے کہا کیا غضب ہی کہ ایک عیار کے سبب آپمین آزمائش ہوتی
ہی مصور نے کہا استاد یہ تصویر لیجائیے عاقل جادو تصویرین لیکے اپنے مکان مین آیا اور
ایک تکیہ مین رکھ کے بغل مین تکیہ لگا کے بیٹھا اور برق نے یہ سب ماجرا دیکھا تھا ایک جادوگر
کی صورت بنکے آیا کہا ای مصور جادو افراسیاب نے کہا ہی کہ مقرر آج تعاقب کریگا تصویرین

اپنی جان کے برابر رکھنا مصور نے کہا آداب کہنا اور کہنا مین سنے اپنے اُستاد کو دے دین لیکن
کھڑے رہو دیکھتے جاؤ یہ کہکے عاقل کو بلایا عاقل جو آیا وہ تکیہ لیتا ہوا آیا مصور نے کہا
بچشم خود دیکھتے جاؤ کہ اِنکے پاس تصویرین ہین برق فرنگی نے کہا گویا اِسی تکیہ مین تصویرین
ہین عاقل نے جو ہتھیلی سونگھی سحر نے خبر دی کہ یہ برق فرنگی ہی عاقل نے ماش کا دانہ مارا
کہا یہ برق فرنگی ہی مصور نے کہا ارے تیرا ستیاناس جاے او ہیچیا بدذات تیرا کیا جگرا ہی
برق نے کہا ستیاناس تو جاچکا ہی لیکن رات تجھ سے بھی نہین ٹلتی معلوم دیتی اور کہا اے
مصور جادو تصویر تیرے پاس ہی نہین تو حقیقت معلوم ہو جاتی اگر زندگی درکار ہی تو عمرو سے مل جا
یہ سب سلطنت طلسم کی تجھے ملیگی مصور قہقہہ مار کے ہنسا کہا دیکھو تو کیا گھمنڈ ہی کہ ایک سناٹا
ہوا یکبارگی آواز دی منم غلام افراسیاب جادو اور کہا یہ برق فرنگی ہی تصویرین لینے کو
آیا ہی غافل نہ رہنا خبردار خبردار چھوڑ نہ دینا مصور نے تصویر دیکھی معلوم ہوا کہ عمرو بیابان
مین ہی مصور نے کہا عاقل جادو تم ہمارے پاس سے نہ جاؤ یہین رہو آٹھ نو سو کرسی ذرگل
بچھے ہوئے تھے برابر سے آکے پکارا منم قران حبشی ایک بغدا مارا سر کے چار ٹکڑے ہو گئے
بھیجا نکل پڑا سیدھا جہنم کو پہونچا لوگ دوڑ پڑے وہ تکیہ گر پڑا قران نے اُٹھا لیا غل مچ گیا
اسمین عمرو پیک طرار آ پہونچا تو بارگاہ کے اوپر سے ایک سو ایک حقہ آتشبازی کا مارا پکارا منم
فرشتہ قدرت اور ایک جال مارا برق فرنگی کو اور قران حبشی کو لیچلا کہا یارو اِن دونون
کو جہنم مین لیے جاتا ہون مصور نے تصویر دیکھی معلوم ہوا عمرو ہی پکارا لیجیو لیجیو عمرو سناٹا کرکے
صاف نکلگیا اور افراسیاب جادو باغ مینا مین بیٹھا ہوا حیرت جادو سے کہتا ہی کہ اب
لڑائی تمام ہو چکی یا تو یہ سب تابعداری کرتے ہین یا کل مارے جاینگے مصور نے خوب تدبیر کی
لیکن تعجب کا مقام ہی کہ باشندگان طلسم جو ہین اُنکو ہراس ہی یہ نہین جانتے کہ افراسیاب
مالک ہی حیرت جادو نے کہا کہ ناحق گھبراتے ہین کل جیسا ہوگا ظہور مین آجاویگا یہ ذکر تھا کہ
جوڑی ہرکارے کی آئی عرض کی کہ شہریار وہ جو چارون تصویرین بنائی تھین یہ کلمہ سنتے ہی کلیجہ حیرت جادو
کا دھڑ سے ہو گیا اور اُن ہرکارون نے کہا کہ عمرو اور برق فرنگی اور قران حبشی آئے
اور تصویرین لے گئے اور عاقل جادو کو قران حبشی نے بغدا مارا کہ سر پھٹ گیا حیرت یہ

سنکے رونے لگی اور یہان عمرو بارگاہ مہرخ مین آیا اور اُسنے کہا کہ تم ایسا خوش ہو کہ جیسے
مصور کو مار ڈالا عمرو نے کہا کہ پروردگار وہ بھی دن کریگا اور وہ تکیہ نکال کے ڈال دیا مہرخ
نے کہا کہ خواجہ اسمین جواہر ہی یا مال ہی یہ کیسا تکیہ ہی عمرو نے وہ چار دن تصویرین دکھائین
مہرخ نے قہقہہ مارکہا خواجہ سچ تو یون ہی کہ افراسیاب کا کیا مقدور کہ تیرا سامنا کر سکے
لیکن وہ ساحر ہی اور تم نہین ہو اسی بات کا خطرہ ہی یہ تصویرین بڑی محنت سے تیار ہوئی ہونگی
اور بہت سے روپیے عمرو کو دیے برق کو قران کو خلعت دیا مصور جادو افراسیاب
پاس گیا سب احوال کہا یاران جادو ابران جادو افسر جادو بھی گئے عرض کی اخضر جادو
بڑے بھائی افسر جادو کے آتے ہین افراسیاب نے کہا کہ آنے دو جب آئے افراسیاب
نے کہا ہمنے سنا تھا کہ دنیا کو ترک کرکے بیٹھے ہین افسر جادو نے کہا ہمسے بھی ملاقات ترک کی تھی
دو سو غلام پاس ہین درہ پہار جمشید و سامری کی پرستش کیا کرتے ہین طہماس جادو کا جو مرنا
سُنا ہی سو آتے ہین افراسیاب نے حکم دیا کہ کوئی اخضر جادو کو نہ روکے اور بارگاہ مین جادو
اسمین اخضر جادو دس بارہ ہزار کی جمعیت سے خیمہ مین آیا لوگون نے عرض کی کہ آپ کے بھائی
افراسیاب کے پاس ہین آپ بھی تشریف لیجائیے اخضر جادو روانہ ہوا اور افراسیاب جادو
باغ مینا مین بیٹھا تھا تمام باغ طلائی تکیے زمرد کے جڑے ہوئے تمام روش پٹری پر نگینے جڑے ہوے
تخت طاؤس پر افراسیاب بیٹھا ہوا تھا کہ اخضر جادو نے مجرا کیا کہا مزاج تو اچھا ہی اور جتنے
جادوگر تھے تعظیم کو اُٹھ کھڑے ہوے اخضر جادو نے افراسیاب جادو کو نذر دی نزدیک بیٹھنے
کو ملا شراب کا پیالہ گردش مین آیا افراسیاب نے کہا تمھارے مزاج مین کیا آیا جو آئے کہا
سُنا تھا کہ خدا پرست آئے ہین عجب احمق ہین کہ ایسا خداوند حاضر حضور ہووے وہ خدائے
نادیدہ کو پرستش کرے افراسیاب نے کہا کہ خداوند لقا کے حوالے بندے ہین اٹھارہ ہزار
ملک باختر بخش دیے اب ملک غودیہ و شمالیہ رہگیا ہی اخضر نے کہا جو طلسم مین رہنے والے
ہین اپنے اپنے لڑکون بالون کو لیے ہوے نکلے جاتے ہین ای افراسیاب جادو عمرو جو
آیا ہوا ہی اُسی کا فتور ہی امیدوار ہون کہ طبل جنگ کا میرے نام پر بجے افراسیاب نے
کہا تم ہمارے مہمان ہو دو چار دن ضیافت کھاؤ ناچ رنگ دیکھو آرام کرو بعد اسکے سمجھ لینا

حیرت جادو نے کہا کہ جسطرح آپ کی مرضی ہوئے وہ کرین اخضر نے کہا ایک لڑائی لڑ لون تو چین آوے افراسیاب نے کہا جس طرح تمھارا مزاج چاہے لڑو غرض رخصت ہو کے خیمہ مین آیا افراسیاب نے کچھ کشتیان کچھ کھانا کچھ ڈالیان بھیجین سب نے ملکے کھانا کھایا پھر پوچھا کہ طہماس کیونکر مارا گیا افسر شعلہ زن نے کہا کہ شہنشاہ عیاران عمرو نے مار ڈالا غرض یہ منتظر رہا جب وہ زمانہ آیا کہ دن کی عمر تمام ہوئی اور دختر شب بطن دہر سے پیدا ہوئی ابیات

اسی عرصہ مین مہر عالم افروز ۔ کہ تھا جو اس جہان سے بہرہ اندوز
ہوا اطراف مغرب کو روانہ ۔ بڑھا تابان شب کا شادیانہ

اخضر جادو نے طبل جنگ بجوایا تہرخ کو خبر ہوئی اسنے بھی نفیر سحر کو دم دیا دونون لشکرون مین تیاری سحر کی ہونے لگی لیکن حیرت نے صرصر سے کہا کہ تو جا کے اخضر کی خبرداری کر اور ضرغام شیر دل کو خیال گزرا کہ مدت سے عیاری نہین کی بس اُسنے جانسوز سے کہا کہ آؤ بھائی چلین اخضر کو پکڑ کے اُستاد کو دین دونون مشورہ کر کے چلے جا کے دیکھا کہ لشکر مین جادوگر سحر تیار کر رہے ہین بعضے کنوین پر نہاتے ہین چند رمال کو پانی دیتے ہین بعضے چار طرف کنڈ طے شدگاہ کے بیچ مین آپ بیٹھے ہین اور منتر پڑھ رہے ہین جوگیون کے کانون مین کنڈل پڑے ہین بنگالی ڈہرو بجا رہے ہین گھنٹے ناقوس پھکتے ہین آج کی شب مہتاب بھی رال کا گولہ ہی ستارے رائی سرسون کے دانے کہکشان سحر کا جال ہی زحل یعنے فلک کا جوگی پربت پر ساتوین آسمان کے تن من مار کے سانپا ہی ہر طرف ہنگامۂ عظیم برپا ہی یہ دونون ساحر کی صورت بنکے بارگاہ مین اخضر کی آئے یہان دیکھا تو شراب کا پیالہ گردش مین ہی ناچ ہو رہا ہی اس عرصہ مین عیارہ بچیان بھی آئین صرصر شمشیر زن و صبا رفتار کمند انداز نے آکر تسلیم کی کہا افراسیاب نے آپ کے چوکی پہرہ کے لیے ہمین بھیجا ہی اخضر نے رقعۂ جمشیدی دیکھا معلوم ہوا کہ یہ عیار بچیان ہین اُسنے کہا کہ بیٹھ جاؤ صرصر نے کہا ہمارا کام بیٹھنے کا نہین اسمین افسر شعلہ زن نے اخضر سے کہا کہ صبح کو لڑائی ہی اب آپ آرام کیجیے تو اچھا ہی ملک اخضر سبز پوش اُٹھا دربار بھی برخاست ہوا اخضر پلنگ پر لیٹا جابجا بند و بست ہو گیا ضرغام شیر دل اور جانسوز یہ ایک طرف کو بیٹھے تھے چنانچہ جانسوز تو اُٹھ کے پنکھا جھلنے لگا اور ضرغام شمع کے گل کترنے لگا صرصر جو پہرہ کے لیے آئی ہی اُسنے انکو پہچانا

اور عیار قمار سے کہا کہ ان موون کی ڈھٹائی تو دیکھتی ہی بس اُسنے ملک اخضر سے کہا کہ یہ دونون عیار ہین اُسنے ضرغام اور جانسوز کی طرف دیکھا اُسوقت جانسوز اور ضرغام نے جست کی اور بھاگے گئے ملک اخضر نے کچھ سحر کیا کہ جانسوز تو پلنگ کے پاس گر پڑا اور ضرغام دروازے کے اوپر گرا لوگ دوڑے ضرغام کو پکڑ لیا لیکن جانسوز لوٹ مار کے پلنگ کے نیچے گھس گیا لوگون نے کہا کہ بھائیو دوسرا عیار کہان گیا کسی نے کہا کہ یہان گرا تھا کسی نے کہا نکل گیا ہوگا لیکن ضرغام کو ستون سے باندھا صرصر نے کہا ملالون بارگاہ مین رکھنا مناسب نہین ہی کسی جادوگر زبردست کو بُلا کے اسکو حوالے کیجیے اخضر نے ایک جادوگر کو بُلا کے اُسکے حوالے کیا اور اپنا سحر اُتار لیا وہ ساحر اپنا سحر کر کے لیگیا اُسی ہنگامہ مین وہ رات تمام ہوئی اور زمانہ نے پوشاک نورانی زیب جسم کی تخت سحر ترقی پر آیا

نظم

فروغ مہر چمکا بام و در پر
ہوے قصر و مکان ہر سو منور | دکھایا صبح نے حسن جبین کو
کیا تابندہ رخسار زمین کو

صبح کو طبل گرڈ گرڈانے لگے مہرخ و بہار وغیرہ تخت ہاے سحر پر سوار ہو کر جانب میدان کارزار روانہ ہوئین تخت طاؤسی پر ملکہ مہرخ سوار تھین اور ملکہ بہار تخت زرنگار پر بیٹھی تھین گرداگرد گلدستے جو گلزار ارم کو ہنستے رکھے تھے اسی طرح ملکہ نافرمان و سرخ موے کاکلشا و مخمور سرخ چشم وغیرہ عقاب اور طاؤس اور ہنس پر سوار تھین چنانچہ اسی طرح سے اور تمام لشکر سوار و پیدال کا آراستہ و پیراستہ جانب جنگ گاہ روانہ تھا اور غلغلہ عظیم دنیا مین برپا تھا

ابیات

ز گرد سپہ روشنائی نماند | ز خورشید شب را جدائی نماند
ز نیزہ ز پیکان ہوا تیرہ گشت | ہمین آفتاب اندران خیرہ گشت | خروش سواران و اسپان بدشت
ز بہرام و کیوان ہمین درگذشت | دو لشکر برو اندر آورد رو | ز گردان لشکر پیش یک جنگجو
بر کوہ لشکر بیارا ستند | درفش خجستہ بہ پیرا ستند | چو با میسرہ راست شد میمنہ
ہمہ ساقہ و قلب جاے نبرد | بر آمد خروشیدن کرونا ے | سپہ چون سپہر اندر آمد ز جاے

اسطرف سے ملک اخضر اور افسر شعلہ زن سوار ہوئے اور طبل و نقارے بجاتے ہوئے میدان کارزار مین آئے جانسوز بن قران جو پلنگ کے نیچے تھا جب یہ بارگاہ سے چلے آئے تو وہ بھی لوٹ مار کے نکل گیا غرض صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی

ملک اخضر میدان مین نکلا اور پکارا کہ اے نمک حرامو آؤ میرے مقابلہ کو مہرخ کی طرف سے
طولان وراز قد اسکے سامنے آیا اخضر نے ایک گرز سحر کا اُسکے لگایا کہ وہ غرق زمین ہو گیا
پھر پیلان جادو آیا اسی طرح بہت سے ساحر غرق زمین ہوئے اور اخضر نے پکار کے مہرخ سے
کہا کہ مجھے تمسے کام ہی یہ نعرہ سنکے مہرخ میدان مین نکلی اخضر نے گرز اُسکے بھی لگایا کہ مہرخ
پیوند زمین ہو گئی اخضر پکارا کہ زدم و پست کردم لیکن مہرخ سحر کرکے زمین توڑکے نکلی اور
جہان اخضر کھڑا تھا یہ جست کرکے وہان پہونچی اور اُسکے مرکب کے کونچے کاٹ ڈالے اخضر
جو کودتا ہی قضائے کار گرز ہاتھ سے چھوٹ گیا خونخوار گرز افگن مہرخ کا جادوگر کھڑا تھا
اُسنے دوڑکر گرز اُٹھالیا اخضر نے گرز پکڑا آپسمین زورہونے لگا اخضر نے سحر کیا آسمان سے
ایک زنجیر پیدا ہوئی اور گرز مین لپٹ گئی دونون کے ہاتھ سے گرز نکل گیا صاف آسمان کو وہ
زنجیر گرز کو لیگئی مہرخ نے دوڑکے تیغہ مارا اخضر کے دو ٹکڑے کیے غل ہوا لیجیو پکڑیو کشتی
مرا نام من اخضر جادو بود عمرو نے آکر کہا سبحان اللہ کیا کام کیا ہی تمام طلسم مین نام ہو گیا
سیماب جادو اخضر کا غلام تھا اُسنے دوڑکے گولہ مارا مہرخ کے رخسارے کو چھیلتا ہوا
نکل گیا ایکمرتبہ سیماب جادو چادر سیماب بنکے مہرخ پر گرا مہرخ بیہوش ہو گئی اور
سیماب جادو مہرخ کو لیکے بھاگا جدھر باران تھا اُدھر چلا اور پکارا مین مہرخ کو پکڑ لایا
باران بھی طبل آسائش بجا کے پھر گیا اور سیماب نے فولاد کی زنجیر گلے مین ڈالی اور
ایک کمر مین باندھ کے بارگاہ کو گیا افراسیاب کو خبر ہوئی کہ اخضر مارا گیا اور سیماب جادو
مہرخ کو پکڑ لایا افراسیاب نے کہا ہمارے پاس لے آؤ مین سر کاٹونگا جادوگر لیگئے اور
مجرا کیا پھر افراسیاب نے کہا میرے نزدیک لاؤ گردن مارونگا اور ایک کشتی مین خلعت اور
ایک کشتی مین جواہرات افراسیاب نے بھیجا جادوگرون نے آکے کہا افراسیاب نے
یہ کشتیان اُسکو عنایت کی ہین جسنے مہرخ کو پکڑا ہی اور سیماب زنجیر کو پکڑے ہوئے
سحر کرتا تھا ایک مرتبہ سیماب کو خبر ہوئی کہ کشتیان آئی ہین مارے خوشی کے زنجیر چھوڑکے
دوڑا کہ خلعت پہن کے کچھ جواہر پہنا باقی کو کہا توشک خانہ مین داخل کرو بعد لمحہ کے مہرخ کی
آنکھ کھلی جب تلک سیماب آوے مہرخ نے ایک ناخن تخت پر مارا لوٹ کر سحر کرکے

غرق زمین ہوگئی اور ایک مقام سے نکلکے کہا ارے جادوگرو گذ ایم کہ از دست من زندہ وسلامت
برویدمہرخ کی بغل مین ایک صندوقچہ تھا اُسکو کھولا اُسمین سے ایک شیر آتشین مع سوار
پیدا ہوا اور کود کے تلوار ماری اسمین عمرو بھی آپہونچا پکارا ملکہ یہ خفیہ سوار رکھتی ہو اُسکی
خبر ہمکو نہین ہی مہرخ نے کہا وقت پر موقوف ہی افراسیاب بنگلہ پر بیٹھا تھا مہرخ نے
کہا خواجہ سلامت اس سوار کو افراسیاب ماریگا لیکن ایک چیز ہمارے بھی ہاتھ لگی بس
یہان سے بھاگو عمرو نے کہا ملکہ تم بھاگو مین تماشا دیکھتا ہون سحر کرکے مہرخ تو غرق
زمین ہوگئی اور افراسیاب نے انگشتری پھینکی ایک مچھلی بڑے بڑے نگ جڑے ہوے
اور ایک جوان خوبصورت سوار تیر وکمان ہاتھ مین لیے ہوے بسان برق آیا اور
وہی تیر مارا کہ سوار مہرخ کام آگیا اور وہ تیر ایک پہاڑ کو توڑ کے درخت مین رہگیا عمرو نے
کہا مہرخ نے کہا تھا ایک چیز ہمارے بھی ہاتھ لگی کہ شاید اسی تیر کو کہا تھا عمرو نے دوڑ کر
تیر درخت سے نکالا اور اپنی بارگاہ کو روانہ ہوا افراسیاب کو خبر ہوئی کہ عاقل جادو
مارا گیا اور عمرو تصویرین لے گیا افراسیاب نے کہا جائیے مصور جادو کو بلا لائیے
ایک جادوگر گیا اور مصور کو بلا لایا افراسیاب کو مجرا کیا لیکن خجالت زدہ خفیف ہوکے
کہا ای افراسیاب جادو بڑی محنت سے یہ تصویرین کھینچی تھین لیکن اس طرح پر
مقدمہ ہوا نصیبا اُنکا زبردست معلوم دیتا ہی افراسیاب جادو نے کہا مصور جادو
تصویرین تمسے تھین یا تم تصویرون سے تھے اسمین نامہ کمیت فیل دندان کا آیا لکھا
تھا کہ غلام کو احوال معلوم ہی جہان تک مرحلے ہین جہان تک شہزادیان ہین سب نے
آنے کا حضور مین ارادہ کیا ہی غلام بھی حاضر ہوا چنانچہ کوہ نیلم پاس پہونچا ہون حیرت
جادو نے کہا جتنے جادوگر ہین سب حاضر ہونگے واسطے جان نثاری کے یاران
جادو و ابران جادو افسر شعلہ زن بیٹھے تھے حکم کیا کہ تم پیشوائی کو جاؤ یہ تینون سوار
ہوکے چلے میدان مین نکل کے دیکھا کہ کمیت فیل دندان ایک فیل منگلو سے پر
سوار لاکھ ساحر کی بھیڑ ساتھ فیل سوار اور مرکب سوار واژدر سوار وکرگدن سوار زرین کلاہ
زرین پوش چلے آتے ہین جبکہ نزدیک آپہونچے یاران سے ملاقات ہوئی کمیت نے

کہا باران جادو مدت ہوئی جسدن کہ نوروز ہوا تھا میلہ مین ملاقات ہوئی تھی کہو طلسم کا کیا احوال ہی تمکو اِمون نے کیا غدر مچا رکھا ہی کیا تدبیر کی ہی باران نے سب احوال کہا جسوقت چلے سب فوج تو وہین چھوڑی چار سو جادوگر دو سو غلام ہمراہ لیکے طلسم مین داخل ہوا باغ مینا مین جاکے افراسیاب جادو کو مجرا کیا نذر دی خلعت سے سرفراز کیا دنگل بیٹھنے کو عنایت کیا کمیت فیل دندان بیٹھا افراسیاب نے کہا ای کمیت فیل دندان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا کہا ای شہریار مین نے خبر لڑائی کی سُنی اِسوجہ سے چلا آیا حیرت جادو نے کہا اگر سچ پوچھو تو بانی فساد عمرو ہی اگر عمرو نہوتا تو مہرخ کی کچھ حقیقت نہین غرض افراسیاب نے کہا کہ کمیت فیل دندان کے واسطے بارگاہ استادہ کراؤ اور خاصہ و کباب شراب لیجاؤ بارگاہ استادہ ہوئی برابر بارگاہ باران کے سامان شراب و کباب موجود ہوا کمیت فیل دندان رخصت ہوکر بارگاہ مین آیا شراب پی کباب کھائے خاصہ نوش کیا ناچ ہونے لگا یہان مہرخ سحر چشم کو خبر ہوئی کہ کمیت فیل دندان آیا ہی عمرو نے کہا کہ ملکہ یہ کیونکر لڑتا ہی کہا ہاتھی پر سوار ہوکر مگر مین نے کبھی لڑتے نہین دیکھا عمرو نے کہا ای مہرخ جی چاہتا ہی کہ اِسکو پکڑ لاؤن مہرخ نے کہا ذرا بچے رہنا اور خبرداری سے کام کرنا عمرو یہ سُنکے رخصت ہوا اور چلا جبکہ قریب پہونچا دیکھا کہ برابر خیمۂ باران کے کمیت کی بارگاہ استادہ ہی اور لشکر برابر اُترے ہوئے ہین مرکب سحر کے ہرن سحر کے اژدر اور طاؤس سحر کے پھرتے ہین عمرو ایک فقیر آزاد کی صورت بنکے سیلی تاگے ٹھنکے منکے سے آراستہ ہوا تہمد باندھی تسمہ لگایا رومال چھڑی ہاتھ مین لی بلبل کا پنجڑا لے کر صدائین کہتا ہوا بیت کہتا ہی میرا ایمان تیرا کون ہی + کوئی دم کا ہی بسیرا پھر آتا کون ہی + اُس لشکر مین پھرنے لگا جب اُسنے دیکھا کہ کوئی صورت بارگاہ مین جانے کی نہین پیدا ہوئی تو ایک خدمتگار کی صورت بنا چکن پہنی گولیدار پگڑی سر پر رکھی بر کے پائنچے کا پایجامہ پہنا پٹی باک کمر سے لگایا اور بارگاہ مین کمیت کی آیا کمیت کے سر پر ایک خدمتگار اور کھڑا رومال جھل رہا تھا اُسکو احتیاج پیشاب کی معلوم ہوئی عمرو خدمتگار بنا ہوا تو تھا ہی وہ خدمتگار عمرو کو رومال دے کر چلا گیا اب عمرو رومال جھلنے لگا اور مصور جادو سے صورت نگار نے کہا کہ ای مصور جادو تم غافل نہ رہا کرو لازم ہی کہ

دمبدم تصویر دیکھا کر و مصور نے تصویر دیکھی معلوم ہوا کہ کمیت کے سر پر رومال عمرو جھل رہا
ہی وہ تصویر صورت نگار کو دکھلائی کہا ای ملکہ دیکھو تو کیا بے کلیجے ہی یہ کہکے اُٹھ کھڑا ہوا
صورت نگار نے ہاتھ پکڑ لیا کہا بیگانی بارگاہ مین اکیلے جانا بہتر نہین ہی کچھ جادوگر ساتھ
لے لو چنانچہ سوا سو جادوگر ہمراہ لے کے چلا جبکہ بازار مین پہونچا ہر کاردان نے خبر کمیت
کو دی کہ مصور جادو سوا سو جادوگرون سے آتے ہین اور مصور جادو نے کچھ بھیڑ بھاڑ ڈنکا
نقارہ ساتھ نہین لیا کہ عمرو کو خبر ہو جائیگی تو بھاگ جائیگا اور عمرو نے ایک خدمتگار سے
کہا بھائی تم رومال ہلاؤ ہم آتے ہین اُسکو رومال دے کر ایک فراش کی صورت بنکے کھڑا ہو رہا
مصور جادو آیا سب تعظیم کو اُٹھے اور مصور نے اُس خدمتگار کا ہاتھ پکڑ لیا کہا ارے دزد
لک لک ہا مین کب چھوڑتا ہون کمیت فیل دندان نے پوچھا مصور جادو کیا ہی کہا عمرو
عیار ہی اُسپر ایک ماش کا دانہ مار کے چھوڑ دیا کہا صاحبو تم بھی تصویر دیکھ لو یہ کہکے جیون تصویر
دیکھی خدمتگار نہ تھا مصور جادو نے خجالت سے تصویر ڈھانپ لی کمیت جادو اور
یاران جادو نے کہا ہم بھی تصویر دیکھین مصور نے کہا یارو قسم ہی لقا کی مین نے جسوقت
تصویر دیکھی تھی تو معلوم ہوا تھا کہ عمرو خدمتگار کی صورت بنا ہوا تھا کمیت فیل دندان نے
کہا کہ اب پھر اسوقت تصویر دیکھیے یہ کلمہ عمرو سنکے بارگاہ کے باہر نکل گیا اور یہان مصور
نے پھر تصویر کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ عمرو فراش بنا تھا لیکن اب صورت اصلی ہوکے لشکر
مین پھر رہا ہی اُسنے کمیت سے کہا کہ عمرو کا ہاتھ آنا دشوار ہی غرض مصور تھوڑی دیر بیٹھ کے
وہان سے چلا آیا اور عمرو نے صورت اپنی مثل نازنین مہ جبین کے بنائی کہ زلف رسا اُسکی
شب دیجور کو شرماتی تھی شب قدر صاف نظر آتی تھی مانگ دل عاشق کا مانگتی کہکشان بھی ایسی
نہوگی واقعی ظلمات کی راہ تھی رخسار پر خال جیسے چاند کے اندر داغ کہ جسکے دیکھنے سے دل
عاشق کو غم سے فراغ پیشانی عید کا چاند بلکہ وہ بھی اُسکے سامنے مانند صبح صادق کی روشنی
کا اظہار افق مطلع انوار ابرو طاق خانہ کعبہ قاب قوسین کا اُنکو حاصل رتبہ چشم فتان توسن ناز
ابلق لیل و نہار کا انداز سرمہ دنبالہ دار تازیانہ نہین نہین تو وہ شاخ آہو دفتر حسن پر منشی
قدرت نے صاد کیا تھا بادام کا ایسا رتبہ کہان تھا بینی نردبان حسن یا وہ زینہ کہ جسپر

شب معراج مین پیغمبر خدا گئے تھے نہین نہین یہ انگشت پیغمبر خدا مصحف پر رکھی گئی تھی گورے گورے ملائم رخسار جنکے بوسہ کی ہوس عمر بھر دل سے نجائے اُس رُخ کو دیکھکر حور کے رخ چھوٹتے ہین لب لعلین لب حوض کوثر یا لب چشمۂ حیوان دکھائی دیتے ہین دندان کے سامنے انجم بالکل بیکار الماس انگشت بدندان موتی اُن دانتون پر قربان ذقن کو دیکھکر یہ خیال آتا ہی کہ سرو مین سیب لگا ہوا ہی یا یہ چاہ کنعان ہی جسمین یوسف دل ڈوبا ہوا ہی گردن نہایت مصفا صراحی دار گلا اُونچے شانون سے خدا کی شان پیدا کلائی اُسکی شاخ بلور ہتیلی افق نور چھاتیان سینہ پر گول گول اُبھری کڑی نوکیلی ڈبیان معجون مہبی کی گنجینۂ حسن شکم لوح سیمین ناف گرداب بلا رنگ قمر سامنے شکم کے پھیکا کمر بالکل معدوم کچھ حال اُسکا نہین معلوم ناف ناقۂ آہو قد اُسکا سرو لب جو رعنا بسان آئینہ مصفا قد رعنا نخل طوبےٰ **ابیات**

اگر ایک عالم کی سرگشتگی
شکن اسکے کاکل کی دام بلا
سہ نوکی گردن ڈھلکت جاتی تھی
نہ آنکھونکی مستی سے اُسکو خبر
طرفدار بھی اپنی ہی چشم تھی
مژہ موجب قتل جمیع کشتیر
کہ حین مانی خوبان نوشادنے
اگر جلوہ گر ہو وہ محشر خرام
ستم اُسکے کوچہ سے بچ کر چلے

ہین سودائی اُس زلف تاریک کا
ہراک حلقۂ زلف کام بلا
کمان اُسکے ابرو کی عاشق کمین
خرابی تھی عاشق کی مدّ نظر
شہید اُسکی چیتمک کے دلخستگان
غرض سب تھے یہ ایک نرگس کے تیر
ادا اُسکی عاشق کے جی کی بلا
تو معلوم ہی اس جہان کا قیام

مژہ بخت عاشق کی برگشتگی
ہراک مو سبب رنج باریک کا
اگر اُسکی ابرو چمک جاتی تھی
خدنگ اُسکی مژگانکے سب دلنشین
نگہدار تھی سرخی اُس چشم کی
نشانہ نگاہونکے دل بستگان
جبین کھول دی اُس پریزاد نے
ہماری تمھاری سبھی کی بلا
ترحم کو پاؤن تلے دے ملے

اسی صورت سے آراستہ و پیراستہ ہوکر لباس و زیور پہنکر اٹھلاتی ہوئی اپنی آن بان دکھلاتی ہوئی روانہ ہوئی جب کرن آفتاب کی دریاے مغرب مین ڈوبی اور ہر ایک چیز نے عکس سے رنگ کبودی دیا **اشعار**

ہراک پروانہ بولا چشم بد دور
سحاب شام نے عالم کو گھیرا
جمال شمع نے پیدا کیا نور
نگاہون سے ملا ہر سو اندھیرا

رات کو بارگاہ مین شمع و جھاڑ و کنول روشن ہوے مسند مغرق آراستہ تھی کمیت فیل دندان بیٹھا تھا کہ یہ نازنین خرامان خرامان چمان چمان اُسکی بارگاہ مین آئی یہان دیکھا تو **ابیات**

چراغ و شمع کا جلوہ ہر اک سو | دلون مین گھر کرین مانند جادو | کہین ساقی کہین مطرب کہین ساز
کہین معشوق نواز بس خوش آواز | چراغ و شمع و ساقی شیشہ و جام | حسینان پری پیکر گل اندام

یہ سب اُس بارگاہ مین حاضر تھے کہ اُس نازنین نے کمیت کو آکر ایک نامہ دیا کمیت نے
جو اُسکو پڑھا تو افراسیاب نے لکھا تھا کہ ای کمیت فیل دندان اِس نازنین کو جو نامہ
لیکر آتی ہی ہمنے تمھاری خدمت کے لیے بھیجا ہی اِس سے خدمت لینا اور ہوشیار
رہنا کمیت نے جو اُسکی صورت زیبا اور طلعت جہان آرا کو دیکھا بیک نگاہ شیفتہ و آ
خودرفتہ و فریفتہ ہوا اور مسکرا اُسکے ہاتھ پکڑ کے اُسکو اپنے پاس بٹھا لیا اور تخلیہ کرا دیا کسی کو
اُس جگہ ٹھہرنے نہ دیا بارگاہ کے دروازہ مین تکیہ لگا کے یہ مسند پر آکے بیٹھا اور اُس نازنین
سے اختلاط کرنے لگا اُس نازنین نے اپنا ماتھا کوٹ لیا اور کہا ایلو کمبختی کی نشانی تم مجکو
کیا چھنال یا بیسوا سمجھے ہو اُستے اُسکو گلے سے لگایا یہ تڑپ کر مثل سیماب کے الگ ہوئی چھوٹے
کپڑے ڈھانکتی جاتی تھی ڈوپٹہ سنبھال سنبھال کر اوڑھتی تھی وہ سینہ پر کچون کا اُبھار نئی بہار
دکھاتا تھا اور یہ کہتی تھی کہ جمشید کسون مین رونے لگونگی لو صاحب تمنے میری جان ہلکان
کر ڈالی شہنشاہ نے کیا اسی واسطے مجھے بھیجا تھا یہ کہکے آنکھون مین آنسو بھر لائی کمیت
نے اپنے ہاتھ سے آنسو پونچھے اُستے اُلٹے ہاتھ سے ایک طمانچہ اُسکے منھ پر لگایا اُسنے
اُسکو پھر گلے سے لپٹایا یہ مثل برق چمک کر علحدہ ہوئی اور کہا مجکو ایسی دل لگی خوش نہین
آتی غرض اُسنے ناز و کرشمہ مین کمیت کی آنکھ بچا کے گلابی مین شراب کی بیہوشی اُسے
ملائی اور ایک جام مئے ارغوانی سے بھر کر پنجۂ نگارین خوشنما پر رکھکر اُسکو دیا یہ کافر تو فریفتہ
تھا ہی اُس جام کو بے کربے اندیشۂ انجام پی گیا پیتے ہی جی گیا پھر اُس سے لپٹنے لگا وہ
جھجھک کر بھاگی یہ اُسکے پیچھے اُٹھکے دوڑا طمانچہ بیہوشی کا لگا سر نیچے ٹانگین اوپر دھم سے
گرا عمرو نے سیسہ گرم کرکے مُنھ اُسکا سنسی سے کھول کے پلا دیا کہ یہ کافر تڑپ کر سرد ہوا صدا
دار و گیر بلند ہوئی آندھی سیاہ آئی عمرو وہان سے نکلکر بھاگا ساحر باہر سے دوڑے آکر
جو دیکھا کمیت فیل دندان مرا پڑا ہی یہ تو سب رونے پیٹنے لگے اور عمرو جو یہان سے
بھاگا تو صرصر کی صورت بنکے افسر شعلہ زن اور باران جادو کے پاس گیا کہ وہ دونون

ایک ہی بارگاہ مین تھے اسلیے جاکر اِن دونون سے کہا کہ کمیت فیل وندان مارے گئے
مین ابھی وہین سے آتی ہون اُنھون نے کہا کیونکر مارے گئے اُسنے کہا کہ آپ علیحدہ چلیے
تو مین بتادون یہ دونون بارگاہ سے اُٹھ کے باہر آئے دیکھا کہ غل ہو رہا ہی بیر شور کر رہے
ہین آندھی کالی اُٹھی ہی صرصر نے اِن دونون کو الگ لیجا کے کہا کہ آپ ذرا کمیت فیل وندان
کی بارگاہ مین چلیے تو پھر مین بتاؤنگی یہ اُسکے کہنے سے اُسی طرف روانہ ہوئے اُسنے اثنائے
راہ مین ایک کے منھ پر بیضۂ بیہوشی اور دوسرے کے منھ پر ایک طمانچہ مارا اِدھر اُدھر وہ دونون
بیہوش ہوکر گر پڑے عمرو نے دونون کے سر خنجر سے کاٹ ڈالے اور وہان سے بارگاہ
مین مہرخ کی آیا اِس ہنگامہ مین رات بھی کٹ گئی تھی اور خنجر آفتاب نیام مغرب سے
نکلا تھا شعر جبین صبح سے تھا نور پیدا * ہوا خور بھی بہ شکل حور پیدا * عمرو نے مہرخ
سے تمام ماجرا بیان کیا مہرخ نے کہا خواجہ تم بڑے دلاور ہو اُدھر افراسیاب کو خبر
پہونچی کہ باران وافسر و کمیت تینون مارے گئے اُسکو نہایت رنج ہوا ملکہ حیرت نے
لاشین اُنکی پھنکوادین اور سحر تازہ کرنے کی فکر مین مشغول ہوئی لیکن عمرو بن امیۂ ضمری
صورت ملکہ حیرت کی بنا اور یہان سے نکلکر ایک پہاڑ پر جا کے تعویذ کوکب کا دیا ہوا آگے
زبان کے نیچے رکھا کوکب روشنضمیر کو ازبس عشاق جادو کے قتل کرانے کی غرض ہی
اسوجہ سے وہ خود یہان آیا آکے جو دیکھا تو ملکہ حیرت کو استادہ پایا یہ حیران ہوا کہ حیرت
کو میرا دیا ہوا تعویذ کہان سے ملا بس اُسنے کہا کہ ای ملکہ حیرت جادو آپ یہان کہان
حیرت نے ہنسکر کہا کہ مین افراسیاب سے خفا ہوکر آئی ہون کوکب نے اپنے دلمین
کہا کہ یہ دشمن جانی ہی اس سے دوستی کرنا عین نادانی ہی کچھ سحر کرکے آزمانا چاہیے کہ یہ حیرت
ہی یا نہین بس اُسنے ایک مالا موتیون کا نکالا اور کہا کہ ای ملکہ حیرت اس مالے کو لیکر
پہنیے اور میرے ساتھ میرے ملک مین تشریف لیچلیے عمرو نے اُس مالے کو لیکر جال الیاسی
مین رکھ لیا کوکب تو سمجھا تھا کہ جب یہ مالا پہنے گی تو اسکے بدن مین آبلے پڑ جائینگے لیکن
جب اُنھون نے جال الیاسی مین رکھ لیا تو کوکب گھبرایا پھر کوکب نے ایک پنجہ سحر کا پیدا
کیا عمرو نے اُس پنجہ پر بھی جال الیاسی مارا کہ وہ پنجہ غایب ہوگیا اب تو کوکب کو نہایت

درجہ اندیشہ پیدا ہوا اُسوقت خواجہ نے ہنسکر کہا کہ ای کوکب مین حیرت نہین ہون عمرو بن
اُمیۂ ضمری ہون اُسوقت کوکب ہنسا اور کہا خواجہ تمنے بڑا کمال کیا کہ جو حیرت بنکر آئے
اُسنے کہا کہ اب مجکو آپ ایک طاؤس سحر پر بٹھا کے گنبد جہان نما پر کہ جہان عشاق جادو
رہتا ہی بھیجد یجیے کوکب نے کچھ پتلے سحر کے اُسکے ساتھ کیے اور کچھ ورق اسطرح کے کہ
جیسے سامری اور جمشید کے ہوتے ہین اِنکو دیے اور کہا خواجہ جب تم وہان جاؤ گے تو
عشاق جادو اوراق سامری وجمشید کو ضرور دیکھے گا اسلیے کہ پہچانون یہ حیرت ہی
یا نہین پھر تم اُسوقت اُن ورقون کو چالاکی سے بدل لینا یہ کہکر ایک طاؤس آتشین اُسنے
بنایا اور اُسپر اُنکو سوار کیا اور وہ پتلے سحر کے ساتھ کر دیے اور اُنکو روانہ کیا چنانچہ وہ طاؤس
اِنکو لے کر گنبد جمشید مین کہ جہان عشاق سبز رنگ رہتا تھا لایا اُنھون نے دیکھا کہ اِس
گنبد مین تصویرین شاہان جہاں کی نصب ہین اور شعر ہانڈیان جھاڑ کنول اُس نور کے ... روشن
مہرو مہ جبین ستارہ + اُس مقام پر لگے ہین چنانچہ عشاق سبز رنگ نے جو حیرت کو دیکھا تو تعظیم
کر کے مسند مغرق پر بٹھایا شراب ارغوانی کو منگایا اور بیٹھ کر باتین کرنے لگا کہا ای ملکہ تم کیونکر
یہان آئین اُسنے کہا کہ اُستاد میرا جی آپ کے دیکھنے کو بہت چاہتا تھا اسلیے چلی آئی یہ
عشاق ملکہ حیرت پر مدت سے عاشق ہی لیکن بوجہ خوف افراسیاب کے کچھ نہین
کر سکتا تھا اب اُسنے دیکھا کہ یہ آپ سے آئی ہی اختلاط کرنے لگا اور کہا کہ شراب پیو عمرو نے
اُسکی آنکھ بچا کے جام شراب کو گریبان مین اُنڈیل لیا پھر یہ اُس سے باتین کرنے لگا اُن
باتین کرنے مین اِسکو خیال آیا کہ ایسا نہو کہ عمرو حیرت کی صورت بنکر آیا ہو بس اُسنے وہ
صندوق کہ جسمین ورق سامری وجمشید کے تھے طلب کیا چار پتلے اُس صندوق کو اُٹھا کر
لائے عمرو نے دیکھا کہ مخمل کاشانی سے وہ صندوق منڈھا ہوا ہی اور جواہر اُسپر جڑا ہی بس
عشاق نے اُس صندوق کے پٹرے کو کھولا اُسمین ملکہ حیرت نے کہا کہ لاؤ مین تو
دیکھون یہ کہکر اُس صندوق پر جھک گئی اور جھک کے دیکھنے لگی اُن دیکھنے مین سینہ کی آڑ
تو تھی ہی اُسنے وہ ورق کوکب کے دیے ہوے رکھدیے اور وہ ورق جو اُسمین رکھے
تھے نکال لیے اور ڈوپٹہ مین چھپا کے زنبیل مین رکھ لیے اب عشاق نے اُن ورقونکو

نکالا اور اُسمین دیکھا تو لکھا ہوا تھا کہ یہ ملکہ حیرت جادو ہی بس اُسنے اور کچھ زیادہ نہین دیکھا پھر اُن ورقون کو صندوق مین رکھدیا ٹُبلے وہ صندوق اُٹھا کے لیگئے اور عشاق پھر حیرت نقلی سے باتین کرنے لگا اُس باتین کرنے مین عمرو نے اُسکی آنکھ بچا کے بیہوشی شراب مین ملائی اور ایک جام اُسکا عشاق کو بھر کر دیا کہ وہ پی گیا لیکن اور ماجرا سُنیے کہ وہان ملکہ حیرت نے کتاب سامری مین دیکھا تو معلوم ہوا کہ عمرو میری صورت بنکے عشاق کے پاس گیا ہی اور اُسکو قتل کیا چاہتا ہی بس یہ طاؤس پر سوار ہو کر فوراً روانہ ہوئی اور جیسے ہی آکر گنبد کی دیوار پر پہونچی ہی عمرو نے جو دیکھا تو دل سے کہا کہ بڑا غضب ہوا کہ حیرت آگئی بس گھبرا کے یہ اُٹھا جیسے وہ دیوار کے نیچے اُتری ہی کہ اُسنے جال الیاسی مارا اور اُسکو کھینچکر زنبیل مین ڈال لیا عشاق تو نشہ شراب مین بیہوش اور مدہوش تھا اُسکو کچھ شرنیک و بد باقی نہین تھا یہ بھی گھبرا کر اُٹھا اور کہا کہ اے ملکہ حیرت تم کہان گئی تھین اُسنے کہا کہ مین تو کہین بھی نہین گئی چنانچہ وہ بیہوشی تو پی ہی چکا تھا دو قدم چلے ہی تھا بیہوش ہو کر گرا اور ازبسکہ یہ ساحر زبردست ہی اور اکیلا اس گنبد مین رہتا ہی ملازم اُسکے سب بیرون گنبد رہتے ہین عمرو نے جب یہ بیہوش ہوا تو اُسکو بھی زنبیل مین ڈال لیا اور اپنے طاؤس پر سوار ہو کر کوکب پاس ملک کوکبان مین آئے اور وہان عشاق کو زنبیل سے نکالا اور زبان مین اُسکی سوزن دیا پھر اُسکو ہوشیار کیا اُسنے جو دیکھا سامنے کوکب کو اور ملکہ حیرت کو بیٹھے ہوئے پایا ازبسکہ زبان مین سوزن دیے ہوئے تھا اسوجہ سے کچھ نہین کر سکتا تھا کوکب نے کہا اے عشاق چشم خود را وا کُن و حال خود را تماشا کن دیکھا تو نے قدرت خداوند عالم کو کہ کسطرح تجکو گرفتار کیا ہی عشاق جواب کیا دیتا آخر کوکب نے حکم دیا کہ بہت سے ساحر گرداگرد آکے جمع ہوگئے اور اُسوقت ایک کڑھاؤ تیل کا گرم کرا کے جب خوب تیل کڑکڑایا تو عشاق کو اُسمین ڈال دیا کہ وہ اُسمین تل گیا صداے دار و گیر کی بلند ہوئی آندھیان سیاہ آئین بیرون نے غل مچایا بعد کچھ دیر کے وہ ہنگامہ برطرف ہوا اور ثمران جو کشتہ سحر عشاق تھی وہ زندہ ہوگئی لیکن اتنے دنون تک جو مری پڑی رہی تھی اسوجہ سے آنکھین لبسان نرگس شہلا تھین رنگ رخ تغیر صورت مین نہ وہ رعنائی نہ وہ زیبائی کچھ دیر کے بعد اُسنے حمام

کیا اور وہان سے سوار ہوکر کوکب کے پاس آئی خواجہ یہان اصلی صورت بنے تھے اُسنے
ملاقات کی کچھ دن خواجہ پاس رہی پھر وہان سے رخصت ہوکر مہرخ کی بارگاہ مین آئی عمرو نے
یہان ملکہ حیرت جادو کو زنبیل سے نکالا اور زبان مین اُسکے بھی سوزن دیا لیکن افراسیاب
جادو کو اِس بات کی خبر ہوئی کہ عمرو نے عشاق کو قتل کیا اور اب حیرت کو بارگاہ مین لاکر
باندھا ہی اور قتل کیا چاہتا ہی بس افراسیاب اپنے مقام سے بغیظ و غضب تمام چلا اور
بارگاہ مہرخ پر آکے ٹھیرا یا دیکھا تو حیرت ستون بارگاہ سے بندھی ہی اور عمرو کوڑا لیکر کھڑے
کھڑا ہی افراسیاب نے نعرہ کیا کہ باش ماہم رسیدیم عمرو نے تو جلد تر گلیم کو اوڑھ لیا اور افراسیاب
جو کڑکڑا کر گرا حیرت کو پنجہ مین داب کرلے اُڑا جتنے ساحر کہ وہان موجود تھے سب دنگ
بیٹھے رہے جب حیرت کو افراسیاب لیگیا اُسنے حیرت کی زبان سے سوزن نکالی اور
بارگاہ مین لاکر پہونچایا اور کہا ای ملکہ تم دیکھنا مین اِن باغیون کو کیونکر قتل کرتا ہون حیرت
رونے لگی اور کہا ای شہنشاہ اب میری یہ عزت رہگئی ہی کہ لوگ مجکو پکڑے جاتے ہین افراسیاب
نے بہت کچھ اسکی دلداری کی پھر ظلمات کو چلا گیا یہان بعد لیجانے حیرت کے عمرو نے گلیم
اُتاری اور مہرخ سے کہا ای ملکہ دیکھا تمنے کہ افراسیاب کس طرح لے گیا اب خدا وہ دن
کرے کہ شہزادہ اسد رہا ہون اور افراسیاب کو مارین غرض اب سب بیٹھکر ناچ دیکھنے لگے
انکو اس حال مین رکھیے لیکن اور حال سُنیے کہ غضنفر بن اسد جو برق بلا افگن کو قتل
کرکے چلے تھے تو اِنکو ایک مقام پر باغ ملا یہ اندر اُس باغ کے گئے تو دیکھا باغ نہایت سرسبز
و شاداب ہی بلبلین وہان کی باب پنجم گلستان کا سبق پڑھتی ہین قمریان حق سرہ کا دم بھرتی
ہین درخت سب ہمرنگ طوبے ہین قامت یار کا نقشہ پیدا ہی سُنبل تر زلف گرہ گیر معشوق کو
شرماتی ہوا سرد آتی ہی نرگس بعینہ چشم یار ہی لالہ بادل داغدار ہی ساغر می کا لطف لالہ دکھاتا ہی جام
بادہ تراوت سے لبریز نظر آتا ہی انگور کی دار بست کا عجب بند و بست ہی تاک لگائے اِنکی دربست
ہی نہرین جاری ہین بگلا اور قرقرے و مرغابی کنارے نہرون کے بیٹھے خوشی سے کلیل کرتے
ہین فوارے ساون بھادون کے نام سے چھوٹ رہے ہین سامنے ایک بارہ دری مصفا
بہتر از روے حور و پری جواہر جڑی تعمیر ہی نور کی تصویر ہی پردے زنبوری بندھے ہوے

ہین اندر اُس بارہ دری کے فرش صفا بچھا ہی چھپر کھٹ مرصع نگار بچھا ہی گلدستے گلزار ارم کو ہنستے رہے ہین گھڑیان کونون پر چڑھی ہین جھاڑ کنول شیشہ آلات تمام اُسمین آراستہ ہی کہ

ابیات

رہین کا کرون وان کی کیا مین بیان
کہ صندل کا اک پارچہ تھا عیان

بنی سنگ مرمر سے چوپڑ کی نہر
گئی چار سو اُسکے پانی کی نہر

قرینہ سے گرد اُسکے سرو سہی
کچھ اک دور دو اُس سے سبز وہی

کہون کیا مین کیفیت دار و بست
لگائے ہین تاک وان مے پرست

زمرد کے مانند سبزہ کا رنگ
روش پر جواہر کٹا جیسے سنگ

روش کی صفائی پہ بے اختیار
گل اشرفی نے کیا زر نثار

لیے ہاتھ مین بیلچے مالنین
چمن کو لگین دیکھنے بھالنین

وہ کیلون کی اور مولسریونکی چھانون
کھلی جائین آنکھین لیے جسکا نانون

خوشی سے گلون پر سدا بلبلین
تعشق کی آپسمین باتین کرین

صبا جو گئی ڈھیریان کرکے پھول
پڑے ہر طرف مولسریونکے پھول

عمارت کی خوبی درونکی وہ شان
لگے جسمین زربفت کے سائبان

چھتین اور پردے بندھے زرنگار
درون پر کھڑی دستہ بستہ بہار

کوئی دور سے در پہ لٹکا ہوا
کوئی زہ پہ خوبی سے لٹکا ہوا

وہ مقیش کی ڈوریان سربسر
کہ سہ کا بندھا جسمین تار نظر

صفونکا تماشا تھا آنکھونکا جال
نگہ کو وہان سے گذر نا محال

سنہری مغرق چھتین سائبان
وہ دیوار اور در کی گلکاریان

دیے ہر طرف آئنے جو لگا
گیا چوگنا لطف اُسمین سما

وہ مخمل کا فرش اُسکا ستھرا کہ بس
بڑھے جسکے آگے نہ پائے ہوس

رہین کھلتے اسمین روشن مدام
معطر شب و روز جس سے مشام

چھپر کھٹ مرصع کا دالان مین
چمکتا تھا اسطرح ہر آن مین

صدا قمریون کی بطون کا شور
درختون پہ بگلے منڈیرون پہ مور

شہزادہ غضنفر حیران کار کہ الٰہی یہ کس بادشاہ کا باغ ہی جسمین خوبی کا روشن چراغ ہی جب یہ سیر کرتے ہوئے آگے بڑھے تو اُنھون نے دیکھا کہ ایک مہ پارہ غزال صحرائے رعنائی طاؤس دشت زیبائی ماتھے پر اُسکے افشان چنی ہوئی آسمان خوبی کے تارے چھٹکے ہوئے مسی لبون پر ملے ہوئے شام حسن کی کیفیت دکھاتی لالی اُسپر شفق پھولی ہوئی زلف چلیپا ناگن آنکھون سے نرگس بیمار مین بادام بے مغز ہی جو آنکھ ملاتا ہی تیر مژہ سے دل چھدا جاتا ہی چتون مین اُسکے شوخی و شرارت بھری رخسارون پر شمس و قمر قربان گل خورشید ایسا کہان لب پر نزاکت سے رنگ پان گران دہن تنگ کا بخندہ کھلنا دشوار ہی نکتہ موہوم ہی غنچہ ہی یا میم حسن کا اسرار ہی لب لعلین سے

عقیق یمنی خون جگر کھائے غنچہ کی زبان انکو دیکھکر لال ہو جائے گلا نور کے سانچے مین ڈھلا چاہ ذقن مین دل عشاق ڈوبا ہوا سینہ وہ سینہ کہ حسن صفا اسپر قربان شجر طور پر نور کے پھل جان انکے دیکھے سے بیکل دریائے حسن کے دو حباب لطافت اور خوبی مین لاجواب زانو اور رانین اسکی شاخ طور خوبی سے سراسر معمور شمع محفل حسن جمال کف پا حنا سے لال نظم

اک الف نور کا ہی مہر درخشان مین کھنچا
لب ہی وہ لب کہ عقیق یمنی خون کرے
سرو سے قد نے یہ کیا خوب نکالے ہین انداز
دو یہ گلدستہ لب بام دھرے ہین کہ یا
ایسی رفتار چھلاوے کا بھی دل جائے نکل
رنگ لانے کی غضب طبع مین رنگینی ہی

گوش وہ گوش کہ ہین کان جواہر سے سوا
دانت وہ دانت کہ ہیرے کی کنی خون کرے
ٹوپیان بانہ پہ رکھی ہین یا بہر شکار
منقلب نور کے یا جام دھرے ہین گویا
نازک ایسی ہی کمر چلنے مین سو کھائے بل
دور اٹھی نام خدا دھیان سے خود بینی ہی

اسطرح چہرۂ تابان مین ہی ملنے کی ضیا
آئینہ گرد ہی رخسار نے پائی وہ صفا
جان ہو جان سے ہی خوبی پستان پیدا
یا ہوے قمقمے دو نور کے روشن اکبار
ہی سراپا جو قیامت تو ہی آفت چھل بل
وہ لگاوٹ کے ہین انداز کہ دل ہو بیکل

غضنفر اس حور جنت کو دیکھکر غش کر گیا اُس نازنین نے گلاب اسکے منھ پر چھڑکا کہ اسکو ہوش آیا اٹھکر ہاتھ پکڑ لیا مُسکرا کے ناز و انداز دکھا کے کمر کوہے کا عالم دکھاتی چلی اور غضنفر کو بارہ دری مین لا کے مسند پر بٹھایا کشتی شراب کی طلب کی جام مے ارغوانی سے بھرا اور پنجہ حنا آلود رشک پنجۂ آفتاب پر رکھکر دیا غضنفر نے کہا کہ ای ملکہ بیت اگر شاہی ترا آخر چہ نام است ٭ دگر ماہی ترا منزل کدام است ٭ اُسنے ہنسکر کہا کہ مین ملکہ سرخ موے کاکل کشا کی بیٹی ہون میرا نام سلطان عنبرین مو ہی اور مین بسبب اپنی مان کے مطیع اسلام ہون یہ سننا تھا کہ غضنفر نے جام اسکے ہاتھ سے لیکر پیا پھر تو دور جام بے وغدغۂ نیرنگی ایام چل نکلا باتین محبت آمیز ہونے لگین شہزادہ نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے اور ملکہ کے بوسہ لیے ملکہ کا شرم سے عجب حال ہوا پسینہ آگیا شرماکر سر جھکا لیا کنیزین دُر در گوش مرصع پوش وہان حاضر تھین طوائفین رشک زہرہ اور خوش گلو فن رقص سے ماہر تھین وہ گانے لگین سما بندھ گیا ملکہ سلطان عنبرین مو اشکال جادو ایک ساحرہ سے منگی ہوئی ہی چنانچہ ایک کنیز نے یہان سے جاکر اُس سے کہا کہ ای اشکال ایک شہزادہ باغ مین ملکہ سلطان عنبرین مو کے آیا ہی اور بیٹھا ناچ دیکھ رہا ہی اشکال غصہ مین آکر وہان سے چلا اشکال ملک یاقوت رنگ مین رہتا ہی کہ وہ ملک بھی یہان سے چند فرسخ پر ہی چنانچہ وہ بغضب تمام یہان اکر پہونچا اور اُسنے آتے ہی للکارا کہ باش او خیرہ سر یہ تو میرے معشوق سے کیون سرگرم اختلاط ہی

غضنفر اسکے للکارنے پر تیغہ ٹیک کر اُٹھے اُسنے ایک سحر ایسا کیا کہ ملکہ سلطان عنبرین مو کا
دم نکلگیا جب ملکہ کا دم نکل چکا تو وہ ساحر پر پرواز پیدا کر کے اُڑگیا اور غضنفر اسکی فکر مین مرکب پر
سوار ہو کے چلے لیکن اشکال جادو ملک یاقوت رنگ مین آکر کہ وہ ملک سرخ موے
کاکل کشا کا ہی تمام ساحر جو وہان رہتے ہین اُنکو قتل کرنا شروع کیا دو ساحر وہان سے بھاگے اور ملکہ
سرخ موے کاکل کشا کے پاس آئے اُسنے اُنکو دیکھکر کہا کہ ارے کیا ہوا اُنھون نے کہا کہ ای ملکہ
اشکال جادو نے تمام ملک تہ تیغ کیا ہی اور آفت برپا کر رکھی ہی چنانچہ ہمنے قلعہ بند کر لیا ہی اب آپ
تشریف لیچلین نہین تو قلعہ لُٹ جائے گا سرخ موے کاکل کشا وہان سے بیقرار ہو کر روانہ ہوئی
اسکو راہ مین غضنفر ملے انکو ہمراہ لیکر یہ چلی اِنکو تو جانے دیجیے لیکن اور ماجراے تازہ سنیے
کہ افراسیاب جادو ایک روز سیر کرنے ملکہ یاقوت گلال چشم کہ جو شاگردہ آفات چہار ست ہی
اُسکے یہان گیا یاقوت نے تعظیم و استقبال کیا اور مسند پر تکلف پر بٹھایا سامان عیش و نشاط مہیا کیا
شراب و کباب منگایا سامنے بادشاہ کے ناچ ہونے لگا اور گلال چشم نے پوچھا کہ ای شہنشاہ مزاج
کیسا ہی اور آج کس طرف بھول پڑے افراسیاب نے کہا کہ ملکہ اب تو شب و روز تردد مین بسر ہوتی ہی
آج میرا جی تمھارے دیکھنے کو چاہا اسوجہ سے اسطرف چلا آیا یاقوت نے کہا کہ زہے نصیب میرے
جو آپکو میری یاد آئی ورنہ آپنے تو اپنی منگیتر ملکہ لعل سخنداں کی خبر نہ لی اور وہ ملکہ آجتک آپ پر
بیٹھی رہی افراسیاب نے کہا کہ حقیقت مین مجھسے غلطی ہوئی اور ای ملکہ آج کل چند ساحر باغی ہوگئے
ہین یعنی مہرخ و بہار اور جتنے کہ ساحر ہین اُن سب کا نام اسنے بتایا پس اُنکی لڑائی کی وجہ سے مجھکو
خیال لعل سخنداں کا نرہا ملکہ یاقوت نے کہا کہ مہرخ وغیرہ آخر کسکے بھروسہ پر لڑتی ہین افراسیاب
نے کہا کہ عمرو اور برق اور قران اور جانسوز اور ضرغام لشکر اسلام سے یہان آکر داخل ہوئے ہین
اور شہزادہ اسد اور بدیع الزمان کو جو قید کیا ہی یہ سب حال تمام و کمال داخلہ عیاران کا اسنے بیان کیا
یاقوت نے کہا کہ ای شہنشاہ بہار و مہرخ وغیرہ کی یہ طاقت اور لیاقت ہوئی کہ آپ سے مقابلہ
کرتی ہین افراسیاب نے کہا کہ ای ملکہ اب تو بہار نے آفتین برپا کر رکھی ہین اسیطرح بہت تعریف
سحر بہار کی افراسیاب نے کی یاقوت نے کہا کہ اب اسمین بھی اشتیاق ہوا کہ لشکر حیرت مین
جاکر اُنسے مقابلہ کر کے سحر بہار وغیرہ کا دیکھین القصہ بڑی دیر تک افراسیاب وہان بیٹھا

صحبت ہم خوشی رہی پھر وہان سے رخصت ہوکر باغ سیب مین آیا اور ایک نامہ ملکہ حیرت کو لکھا
کہ ملکہ یاقوت گلال چشم شاگردہ آفات چہاردست تمھارے پاس آتی ہین اُنکی بڑی تعظیم
کرنا یہ نامہ طائر سحر کو دیا کہ وہ لیکر پاس ملکہ حیرت جادو کے گیا ملکہ نامہ پڑھکر تخت سحر پر
سوار ہوکر استقبال کو گئی اور طبل شادمانی بجواتی ہوئی لشکر مین آئی اور یاقوت کو بڑی
عزت سے لاکر داخل بارگاہ کیا یہ آکر دنگل پر بیٹھی حیرت نے بھی سب کیفیت لڑائی کی بیانکی
اور کہا عیارون نے ناک مین دم کیا ہی کہ ہر وقت وہ دربار مین رہتے ہین کوئی فراش اور
کوئی خدمتگار بنے رہتے ہین اور ساحرون کو قتل کرتے ہین ملکہ یاقوت گلال چشم نے
اُسوقت اپنے جوڑے سے ایک حباب نکال کر زمین پر مارا اور سحر پڑھکر دستک دی
کہ وہ حباب بڑھکر ایک گنبد کلان ہو گیا اور اُسنے کہا کہ یہ زندان خانہ مین نے لشکر حریف
کے لیے بنایا ہی اِسمین اُن سب کو بند کرونگی پھر ایک صندوقچہ اِسنے منگایا اور اُسے کھولا
تو اُسمین سے ایک پتلی سونے کی نکلی اور بڑھکر مثل زن حسینہ اور جمیلہ ہو گئی اور اُسنے یاقوت
کو سلام کیا اور عرض کیا اے ملکہ جو کچھ آپ ارشاد فرمائین بجا لاؤن یاقوت نے کہا کہ تو اِن
لوگون کو جو یہان بیٹھے ہین پہچانتی ہی اُسنے حیرت جادو کو بھی سلام کیا اور سرمایہ
اور ابریق جو جو کہ وہان موجود تھے سب کے نام فرداً فرداً بتائے اتفاقاً برق فرنگی
اور جانسوز اور ضرغام صورت بدلے ہوئے یہان کھڑے تھے پتلی نے انکا نام
بھی بتایا اور کہا کہ فلان فلان عیار یہان کھڑے ہین اُسوقت برق نے یاقوت کو بڑھکر
سلام کیا اور کہا کہ ہم بھی واسطے دیکھنے آپ کے حاضر ہوے ہین یہ کہکر چند پھول ہاتھ پر
رکھکر نذر دی اور کہا مصرع

برگ سبز است تحفہ درویش — ع گر قبول افتد زہے عز و شرف ٭ یاقوت نے
ہنسکر وہ پھول لے لیے قاعدہ ہی کہ جب کوئی پھول پاتا ہی تو اُسکو سونگھتا ہی کیونکہ وہ بنے ہی
اِسی کام کے پس یاقوت نے بھی اُسکو سونگھا اور بیہوش ہو گئی حیرت نے ہوشیار کر دیا
برق نے پھر تسلیم کی اور کہا اے ملکہ جو کام کہ ہم کرتے ہین وہ آپ کو دکھلا دیا یاقوت یا تو غصہ
مین تھی یا تو اُسکی باتون پر ہنس پڑی اور کہا اے برق تو نے بہت خوب عیاری کی اچھا اب

حال مہرخ و بہار وغیرہ بھی بیان کر اور اُن سے کہدینا کہ ملکہ یاقوت گلال چشم آئی ہین
سب کو اِس حباب مین بیہوش کر دینگی برق نے کہا آپ جانیے اور ملکہ مہرخ جانین
لیکن مجکو اِس عیاری کا کچھ انعام دیجیے کسلیے کہ ہم کیا یاد کرینگے کہ اتنی بڑی شہزادی نامی
گرامی یہان آئی تھین مگر ہمکو کچھ عنایت نہ فرمایا یاقوت نے پچاس پچاس روپئے عیارونکو
انعام مین دیے اور رخصت کیا اور دوسری پتلی اُس صندوقچہ سے نکالی کہ وہ بھی اسیطرح
عورت بنی اور اُسنے بھی حیرت اور یاقوت وغیرہ کو تسلیم کی اور کہا اگر حکم ہو تو مین جاکے
کل لشکر مہرخ کا غارت کر دون یاقوت نے کہا ابھی نہین کل پرسون مین تجکو لڑنے کے
لیے بھیجونگی پھر یاقوت نے تیسری پتلی نکالی کہ وہ بھی بڑھکر شکل زن حسینہ و جمیلہ کے ہو گئی اُسنے
بھی کہا کہ اگر آپ فرمائیے تو مین عمرو کو پکڑ لاؤن یاقوت نے کہا کہ ابھی نہین پھر مین سمجھونگی
یہ کہکے چوتھی پتلی نکالی کہ وہ بھی بڑھکر شکل ایک عورت خوبصورت کے ہو گئی اُسنے حیرت کو
سلام کرکے کہا کہ اگر آپ فرمائیے تو مین طبقہ اُلٹ دون غرض کہ تین پتلیان یاقوت نے
پھر صندوقچہ مین بند کر دین اور ایک پتلی کو رکھ لیا اور کہا کہ صرف یہی سبکی گرفتاری کو
کافی ہی پھر برق وغیرہ عیارون سے کہا کہ اب جاؤ سب ہمارا حال مہرخ سے کہدینا
برق وغیرہ عیار بارگاہ مہرخ مین آئے اور یہان طائران سحر نے خبرین مہرخ
کو پہونچائی تھین لشکر مین تلاطم ہو رہا تھا دیکھیے اب کیا ہوتا ہی یاقوت گلال چشم
آئی ہی یہ ساحرہ بڑی زبردست ہی غرض کہ عیار یہان آکر پہونچے اور انھون نے
کل ماجرا گلال چشم کا مہرخ سے بیان کیا اور روپئے بھی انعام کے دکھائے
عمرو بیٹھا ہوا تھا اِسکے منھ مین پانی بھر آیا اور اُسنے کہا کہ ہمارا حصہ نہین ہی اب ہم
تم سب سے زیادہ لاتے ہین اور اُٹھکر چلا مہرخ نے کہا خواجہ وہان نہ جاؤ وہ بڑی
زبردست ہی جیسا اُسنے کہا ہی وہی ہوگا ہمسے کسی سے کچھ نہو سکے گا اور وہ اُس حباب
مین سبکو بند کریگی کسلیے کہ وہ شاگرد آفات چہار دست کی ہی عمرو نے کہا کہ کچھ
پروا نہین مین ضرور جاؤنگا یہ کہکر روانہ ہوے یہان یاقوت بیٹھی ہی کہ خواجہ نے
ایک کلاونت کی شکل اپنی بنائی پاجامہ شروع کا پہنا جامہ گلے مین ڈالا اور ایک ڈھولک

بیجا سار کی لکڑی کی کہ جسکے اندر بیہوشی بھری تھی لیکے بارگاہ حیرت مین آئے دربانون سے کہا کہ ہماری خبر کردو کہ ایک کلاونت آیا ہی اُنہون نے جاکے حیرت سے عرض کیا یاقوت نے کہا کہ بلالو لوگ انکو بلا کے لیگئے سب نے دیکھا کہ لباس مین پیوند لگے ہین مشروع کے پایجامہ کا تانا اُڑ گیا ہی بانا باقی ہی ڈھولک گلے مین ڈالے ہی کلاونت نے آکر سلام کیا اور دعا دی کہ چراغ سامری و جمشید روشن رہے عالی عالی مراتب ہون ملکہ نے اس سے کہا کہ ای کلاونت ہمکو محظوظ کر کہ ہم تجکو بہت سا کچھ انعام دین کلاونت نے کہا کہ حضور یہ ڈھولک بیجا سار کی لکڑی کی ہی مین نے بنائی ہی اونچی خوب بجتی ہی اسکو آپ بجائیین تو مین گاؤن ذرا ملاحظہ فرمائیے ایسی ڈھولکین بھی کم دیکھنے مین آئی ہونگی یاقوت نے ڈھولک اُس سے لیکر کڑیان اُسکی درست کر کے اُسکے پورے پر ہاتھ بجانے کے لیے لگایا جیسے ہی ہاتھ لگایا اُسمین سے بیہوشی کا غبار نکلا اور ایک شعلہ کی ایسی ہوئی اور حیرت اور ملکہ یاقوت گلال چشم اور اور ساحر جو کہ گردو پیش مین قریب تر بیٹھے تھے وہ چھینکین مار مار کر بیہوش ہوگئے مگر وہ پتلی جو ملکہ یاقوت نے نکالی تھی اُسنے یہ ماجرا دیکھا تو منھ سے اوف جو کیا تمام بارگاہ مین اندھیرا ہوگیا عمرو چپکا کھڑا رہا اِس عرصہ مین اور ملازم وغیرہ جو آئے اور سبکو بیہوش پایا تو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور پتلی نے وہ تاریکی دفع کی اُسوقت عمرو نے ملکہ یاقوت کو تسلیم کی اور عرض کیا کہ ای ملکہ عالم قدردانی حضور کے ہاتھ ہی ہیچ فرمائیے کہ یہ کیسی عیاری مین نے کی میرے شاگردون کو حضور نے انعام دیا اب مین بھی امیدوار ہون کہ مجھے بھی عنایت فرمائیے یاقوت نے کہا کہ حقیقت مین تم لوگ بڑے زبردست ہو اور عیار ہو تو ایسا ہو کہ یہ کہکر سو روپیے اُسنے عمرو کو انعام مین دیے عمرو بھی وہانسے رخصت ہوکر بارگاہ مہرخ مین آیا لیکن جب وہ زمانہ آیا کہ آہوے فلک صحرائی آسمان سے غار مغرب مین گیا اور سرای مغرب مین ساحر فلک نے نزول کیا اشعار

چھپا دن مہر نے رخصت طلب کی
نظر مین سہر گئی تصویر شب کی
جبین شام پھولی ہر طرف سے
چلے مشتاق اپنی اپنی صف سے

ملکہ یاقوت گلال چشم نے طبل جنگ بجوایا طائران سحر ملکہ مہرخ سحر چشم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور بزبان فصیح اس طرح دعا دینے لگے نظم

یا الٰہی جو یہ تیرا ہی چراغ دولت
مسند جاہ کی جسنے سمجھے تیری تو ملک
کاتب دست قضا شکل عدو کی تیری

تا ابد اُس سے منور رہے قندیل فلک
جو ترا دوست ہو اب آئینہ گیتی پر
صفحۂ ہستی سے جون حرف غلط کر دے حک

تا قیامت رہے مسجود خلائق وہ ملک
اُسکی تمثال کبھی ہو نے نمایاں نفلک

ملکہ یاقوت گلال چشم نے طبل جنگ بجوا یا باقی خیریت ہے یہ خبر سُنکے سب عیار تو جنگل کو چلےگئے اور مہرخ سحر چشم نے نفیر سحر کو بجایا طبل اور نقارے بجنے لگے صداے طبل نہ تھی صداے کوس رحیل تھی مگر بہادر اور منچلے سحری تیاریان کرنے لگے مریخ ساجادوگر اور زہرہ سی جادوگرنی آج فلک پر کانپتی تھی گلستان سحر پھلا پھولا تھا کڑھائیان شیخ سدو کی ہوتی تھین کلوا بھیرون نارسنگھ کی پکار تھی کالی لونا چماری دھنتر وغیرہ کو بھینٹ دیے جاتے تھے بنگالی کانوروویس کے ساحر اگیار کر رہے تھے ڈہرو بجتا تھا شب بھر یہی غلغلہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ رات مثل دہان تنگ معشوق کے آنکھون سے پنہان ہوئی اور ستارے سب مردہ ہوے اشعار

کہ جب اُس شب نے منھہ اپنا چھپایا
کہ جسمین کچھہ سیاہی بھی ملی تھی
کہین پھیلی کہین سمٹی اُبھر کر

دم آغاز حسن صبح آیا
بشکل عکس زلف و نور رخسار
کہ جیسے گوشۂ دامان دلبر

وہ ہلکی ہلکی رنگت کی سفیدی
بہم ہو کے بڑھی جیسے کبھی مار

صبح کو ملکہ مہرخ سحر چشم اپنا لشکر لیکر جانب وعدہ گاہ مصاف روانہ ہوئی مگر بڑے تجمل و احتشام سے یہ لشکر چلا ہے اشعار

زبس تخت فیروزہ بر پشت پیل
ہمہ یارو افسر ہمہ تخت و تاج
ہمہ زنگ زرین و زرین جرس
ہمین دل بر آورد گفتی زجاے
سپہبد بشر و پاے روئینہ خسم

درخشان بکردار دریاے نیل
ہمہ افسر پیلبانان و زرر
کہ اندر جہان آن ندیدست کس
برازخاک شد چشم کام و سپہر
خروشش آمدہ نالۂ گاؤ دم

زپیلان و آرایش تخت عاج
ہمہ طوق و زرین و زرین کمر
خروشیدن زنگ و ہندی درا
تو گفتی بہ قیر اندر اندودہ چہر

غرض یہ میدان مین جلکے سب پہونچے اور صف لشکر کو آراستہ کیا اُس طرف سے ملکہ یاقوت گلال چشم مع حیرت جادو کے سوار ہو کر گھنٹ اور ناقوس بجواتی ہوئی میدان مین آئی فوج نے اُسکی بھی پرا جمایا نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا اُس وقت ملکہ یاقوت گلال چشم نے وہی پتلی جو نکالی تھی اُسکو حکم دیا کہ جا مہرخ اور بہار وغیرہ کو بلا

وہ پتلی چمک کر میدان مین آئی اور اُسنے پکارا کہ ای مہرخ مین اور کسیکو نہین جانتی سوا اِسکے کہ تو میرے سامنے آ کل لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے اور آواز کرّ دم گاؤ دم نقارون کی بلند ہوئی اور مہرخ اپنا تخت بڑھا کر سامنے اُس زن سحر کے آئی اُس زن سحر نے گردن اسکی جست کر کے پکڑ لی اُسوقت مہرخ کو ایک عالم محویت تھا کچھ اُس سے نہو سکا اور اُس پتلی نے مہرخ کو اُسی گنبد مین بند کر دیا یعنی یاقوت نے سحر کیا اُس گنبد کا در کھلا اُسمین مہرخ کو بند کیا یہ ماجرا دیکھکر ملکہ بہار اور باغبان قدرت گلچین یہ تینون تو اُڑ کر کسی طرف کو چلے گئے اور زلزلہ جادو نے زمین مین غرق ہو کر قلاب زمین کو جنبش دی پتلی نے ناریل زمین پر مارا کہ وہ سخت ہونے لگی زلزلہ تڑپ کر نکل آئی پتلی نے اسکی بھی گردن پکڑ کر گنبد مین بند کر دیا پھر ملکہ مشکین مو کاکل کشا نے اپنی کاکل کو کھولا کہ ستارے اُسمین سے گرے لیکن پتلی نے اُف جو کیا ایک آفتاب نکل آیا وہ ستارے ماند ہو گئے پھر پتلی نے اُسکو بھی گردن پکڑ کر اُسی گنبد مین بند کیا پھر ہلال سحر افگن نے طوق اپنا گلیسے کھینچکر مارا پتلی نے ایک دستک دی کہ وہ طوق پلٹ کر پھر ہلال ہی کے گردن مین پڑ گیا اُس پتلی نے اسکی بھی گردن پکڑ کر اُس گنبد مین بند کیا پھر رعد نے اگر چیخ ماری اور برق جادو چمک کر کڑ کڑا کر اُسپر گری لیکن پتلی کو نہ رعد کے چیخنے کا کچھ اثر ہوا اور نہ برق اُسکو کاٹ سکی اور اسنے ایک جال سحر کا برق پر مارا کہ وہ اُسمین پھنسی اور رعد جادو کی گردن پکڑ کر اُسنے اِن دونون کو اسی گنبد مین بند کیا اب تو جتنے سردار نامی اور نامور تھے وہ سب اِسکے سامنے یکے بعد دیگرے آئے مگر سب گرفتار ہوے اُسوقت بقیہ لشکر وہ قلعہ کہ جو معمار نے بنایا ہی اُسمین چلا گیا اور گلال چشم اور حیرت اپنا لشکر لیکر پھر بن لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا اور یہ دونون بارگاہ مین آ کر ناچ دیکھنے لگین اور حیرت نے عرضی اِس حال کی افراسیاب کو لکھی کہ ملکہ یاقوت نے سب باغیون کو گنبد سحر مین بند کیا ہی یہ عرضی ایک پتلہ کو دیکھکر بھیجی اور حیرت نے کہا کہ اب عیار باقی ہین ملکہ یاقوت نے اُس پتلی سے کہا کہ جا عیارون کو پکڑ لا پتلی یہان سے روانہ ہوئی برق اور ضرغام و جانسوز یہ تینون ایک درہ مین پہاڑ کے بیٹھے تھے کہ پتلی آ کر پہونچی اور اُسنے کہا کہ ای عیارو چلو کہ تمکو ہماری ملکہ بلاتی ہین عیارون سے کچھ بن نہ آیا پتلی کے ساتھ بارگاہ مین حیرت کے آئے

پتلی نے اِن تینون کو بھی اُسی گنبد مین بند کیا اب یاقوت نے پھر اُس زن سحر سے حکم دیا کہ عمرو کو بھی
جا کے پکڑ لاؤ وہ روانہ ہوئی یہان عمرو نے ایک ذرہ کو ہین صورت اپنی لونا چماری کی ایسی بنائی
بال سر پہ جھاڑ جھنکار آنکھین لال لال جیسے دو طاس خون ماتھے پر سور کی تصویر کانون مین
جھمڑیان پہنین دانت مثل دندان فیل کے باہر بڑے بڑے نکلے ہوے تھے تہمد کھاروے
کی باندھے چھاتیون کے ٹکے لٹکتے کیسے اُبڑے ہوے جیسے بیگن ابلا ہوتا ہی ایک جھولا
اسباب ساحری کا گلے مین ڈالے یہ وہان بیٹھا ہڈیون کھوپریون کے ہار پیاز لہسن کی گٹھیان
گلے مین ڈالے تھا اور مہتر قران جوگی بنکے یعنی ایک لنگوٹ باندھکر ہاتھ مین لوہے کا کڑا ڈالکر کانون مین
کنڈل پانوُن مین کھڑاوُن کھور چندن کی جسم مین لگا کے سر پر عمرو کے رومال جھلنے لگا اور
چالاک بن عمرو کو عمرو کی صورت بنا کے مشکین باندھ کے اُسی مقام پر ڈالدیا اِس عرصہ مین
وہ پتلی آئی اور اُسنے کہا کہ لاؤ عمرو کو مجھے دو عمرو نے اُس پتلی کو اور ملکہ یاقوت دونون کو گالیان
دینا شروع کین اور کہا کہ اُس قحبہ بال زادی بیسوا چھنال یاقوت سے جا کر کہدے کہ لونا چماری
آئی ہین اور تجھے بلاتی ہین اُس پتلی نے اُسکا کہنا نہ سُنا اور عمرو پر حملہ کیا عمرو نے منڈھی کو حضرت
دانیال علیہ السلام کی نکال کر استادہ کیا کہ وہ پتلی اُس منڈھی مین آکر اُلٹی لٹک گئی جب اُس
پتلی کو عرصہ ہوا تو یاقوت گلال چشم نے دوسری پتلی بھیجی اُسنے آکر جو دیکھا تو پتلی کو اُلٹا لٹکے
ہوئے پایا پس یہ بھی غصہ مین آگئی عمرو پر حملہ آور ہوئی جب منڈھی کے اندر پہونچی یہ بھی اُلٹی
لٹک گئی جب اِسکو بھی عرصہ ہوا تو یاقوت گلال چشم نے تیسری پتلی کو بھیجا وہ جو آئی اور
اُسنے اُن دونون پتلیون کو لٹکتے ہوے دیکھا پس وہ بھی عمرو پر غصہ کر کے چلی جب اندر منڈھی
کے آئی اُلٹی لٹک گئی ابکی مرتبہ چوتھی پتلی کو یاقوت گلال چشم نے بھیجا وہ بھی آکر اُسی طرح
سنڈھی مین اُلٹی آویزان ہوئی اب عمرو نے تخت زبرجد شاہ کا نکالا اور اُسپر سوار ہوا
قران کو بھی اسی طرح سے اُسپر سوار کر لیا اور چالاک جو عمرو بنا تھا اُسکو بھی آگے ڈال لیا
اور اُس سنڈھی کو تخت پر قائم کر کے تخت کو اُڑایا اور سامنے بارگاہ حیرت کے آیا اور نعرہ کیا
کہ ہم لونا چماری حیرت اور یاقوت گھبرا کر باہر نکل آئین عمرو نے یاقوت کو ڈانٹا کہ کیون
او قحبہ یہ تو نے سحر کی پتلیون کو ہمپر بھیجا تھا اُسنے عرض کی کہ میری کیا مجال ہی جو آپ پر انکو بھیجتی

عمرو نے ایسا اُسکو گھر کا اور ڈانٹا کہ یہ رونے لگی اور عمرو نے تخت اپنا زمین پر اُتارا اور کہا ہمارے پاس آؤ تو ہم کچھ سحر تعلیم کرین اور عمرو کو ہمنے پکڑ لیا ہی دیکھو یہ موجود ہی یاقوت یہ سُنکے تسلیمین کرتی ہوئی اندر منڈھی کے گئی اور اُسوقت افراسیاب بھی آیا اور سبب پونہچا اُسکا کرتے ہین اور یاقوت شاگردۂ آفات چہار دست ہی چنانچہ آفات چہار دست نے کتاب سامری مین اِس حال کو دیکھا کیونکہ وہ ہر روز بلا تشبیہ مثل تلاوت قرآن اُسکو ثواب سمجھکر ہر روز پڑھتی ہی چنانچہ آج جو اِسنے پڑھا تو اس حال کو دیکھا کہ عمرو لونا چمار ہی بنا ہوا حیرت کے پاس گیا ہی اور اِسنے پتلیون کو یاقوت کی گرفتار کر لیا ہی بس اِسنے ایک نامہ لکھکر ایک پتلے کو دیا کہ وہ لیکر افراسیاب کے پاس آیا نامہ مین مضمون یہ تھا کہ اے افراسیاب بدان و آگاہ باش کہ یہ لونا چمار ہی نہین ہی یہ عمرو بن اُمیہ ضمری ہی خبردار اِسکو پکڑ لینا ورنہ دغا پائیگا چنانچہ وہ پتلہ جب نامہ لیکر افراسیاب کے پاس آیا تو عمرو بھی کچھ سمجھ گیا بس اِسنے نعرہ کیا کہ منم عمرو بن اُمیہ ضمری یاقوت جو منڈھی مین کھڑی تھی اُسنے چاہا کہ مین سحر کرکے پکڑ لون خاصہ منڈھی کا یہ ہی کہ جو کوئی ارادہ بدی کا خواجہ سے کرے وہ اُسمین لٹک جاتا ہی بس جب اُسنے سحر کا قصد کیا یہ بھی اُلٹی لٹک گئی اب افراسیاب اور حیرت وسرمایہ وابریق ساحرون نے گولہ فولادی مارے آگ برسائی بجلیان گرائین پتھر بڑے بڑے منڈھی پر گرائے مگر کچھ اثر نہوا اور وہ منڈھی اُڑتی ہوئی ایک طرف کو روانہ ہوئی یہانتک کہ درۂ کوہ مین آکر عمرو نے یاقوت سے سوال اسلام کیا یعنی کہا کہ اے ملکہ کیا کہتی ہو شناخت مین پروردگار عالم کی کیونکہ ایسا پروردگار وہ ہی کہ جسنے صفحۂ خاک کو انسانون سے رونق دی اور ورق افلاک کو ستارون سے زینت بخشی ابیات

جہان اُسنے یک کن سے پیدا کیا
کہ جسنے کیا کن مین کون و مکان
وہ ہی مالک ملک دنیا و دین

مہ و خور کا جلوہ ہویدا کیا
دیا عقل و ادراک اُسنے ہمین
ہی قبضہ مین اُسکے زمان او زمین

وہ معبود یکتا خدائے جہان
کیا خاک سے پاک اُسنے ہمین

یاقوت گلال چشم نے کہا کہ لاکھ جائین میری نقش پائے جمشید و سامری پر سے فدا ہین عمرو نے یہ سُنکے اِسکو ذبح کر ڈالا صدائے گیر و دار و دار و گیر بلند ہوئی اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ملکہ یاقوت گلال چشم جادو بود مرنے سے اِسکے اندھیرا ہوگیا اور وہ گنبد جسمین سب قید ہین ٹوٹ گیا اور جتنے کہ ساحر اُسمین

قید تھے وہ سب چھوٹ گئے اور لشکر حیرت پر گرے صدہا جادوگرون کو قتل کرکے اپنی اپنی بارگاہون مین آئے اور وہ لشکر جو قلعہ مین چلا گیا تھا وہ بھی نکل کر باہر آکے اُترا کارسازی لشکر کی ہونے لگی اور عمرو اور سب عیار بھی آئے اور عمرو نے وہ تعویذ دیا ہوا کوکب کا زبان کے نیچے رکھا کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور عمرو کو اُٹھا لیگیا وہان اُسوقت جمشید بن کوکب بھی آیا ہوا ہے اُسنے کہا کہ لشکر امیر مین ملکہ جام جادو آجکل لڑ رہی ہین عمرو نے کہا کہ ای جمشید تم مجکو بھی لشکر حمزہ مین پہونچا دو جمشید نے زبردست جادو کو حکم دیا کہ اِنکو لیجاؤ چنانچہ زبردست جادو و نرگس جادو اور ہنگامہ پرداز جادو عمرو کو لیکر روانہ ہوئے اور لا کر لشکر حمزہ صاحبقران مین چھوڑ دیا یہان شام کو جب وہ زمانہ آیا کہ دریاے فلک مین حباب سیارگان اُبھرے اور چادر زمین سیاہی شب سے میلی ہوئی نظم

کہ ناگہ حدت خورشید روشن　　جو تھی سوے زمین افتادہ دامن　　گھٹی جسطرح تقدیر گنہگار
بڑھی سرعت مین جیسے نبض بیمار

شام کو طبل جنگ لگا کے یہان ہمان جادو نے بجوایا ہرکارون نے اگر زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیکر دعاے وثناے شاہنشاہی کو ادا کیا اشعار

ماز یر آسمان ہو زمانے مین صبح و شام　　اپنی ہر یہ جناب الٰہی سے آرزو　　روشن ہو تیرے دوست کا شب چراغ عیش
بدخواہ کے نصیب نہو روز خوش کبھو

اِسوقت طبل جنگ بجا ہے باقی خیریت ہے امیر نے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے یہان بھی نقارے پر چوب پڑی صدا اِسکی تمام عالم مین پھیلی دربار برخاست ہوا آلات حرب و ضرب کی تیاری ہونے لگی تلوارین چرخ پر چڑھائی گئین کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین آئی خنجر جان ستان کی چمک نگاہون کو خیرہ کرتی تھی چار پہر رات غلغلہ اور ہنگامہ برپا رہا اور عمرو بن اُمیہ ضمری خدمت والاے صاحبقران مین آیا امیر نے عمرو کو گلے سے لگایا اور حال طلسم کا پوچھا عمرو نے تمام ماجرا بیان کیا اِس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ زنگی شب نے کوچ کیا اور رومی روز کشور مین قدم زن ہوا اشعار

چو خورشید تابان ز بالا گشت　　خروش تبیرہ بر آمد بہ دشت　　بہ شہر اندرون کوس با کرناے
فروشیدن زنگ و ہندی دراے　　سپاہش نشستند بر پشت زین　　سر پر زکین ابروان پر زچین
بیامد سپہ را بہ ہامون کشید　　سراپردہ و پیل بیرون کشید　　سپہ اندر آمد بہ پیش سپاہ
شد از گرد ہامون چو کوہ سیاہ

امیر جلوخانۂ شاہنشاہی مین مسجد کبریا سے تشریف لائے

بادشاہ لشکر اسلام بھی برآمد ہوئے ڈنکے پر چوب پڑی صدائے نصر من اللہ وفتح قریب کی بلند ہوئی سواری بادشاہ کی بستان باد بہاری جانب وعدہ گاہ مصاف روانہ ہوئی اُس طرف سے لقا فوج بیکران ہمراہ لیے میدان کار زار مین آیا بیلداران نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا سقون نے آب پاشی کی نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا جب کڑکا کہکر وہ ہٹ گئے تو اُس وقت جام جادو اپنے اژدر کو اُڑا کر سامنے تخت لقا کے آئی سجدہ کیا اور اجازت میدان مین جانے کی چاہی لقا نے حکم دیا کہ جا تجکو مین نے اپنے ید قدرت کے سپرد کیا پس یہ اژدر اُڑا کے میدان مین آئی اور پکاری کہ امی فرقہ خدا پرستان وزبردستان جسکو مرنا منظور ہو وہ آئے میرے سامنے یہ نعرہ سنکے شہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے گھوڑا اپنا صف لشکر سے نکالا اور سامنے تخت بادشاہ کے آکر دست بستہ اجازت خواہ ہوئے بادشاہ نے جام کلہ عفریت مرحمت کیا خلعت دیا پھر خدائے کریم کے سپرد کیا شاہزادے نے گھوڑے کو زیر تنگ درست کر کے خانہ زین کو مثل خانۂ آفتاب کے روشن اور منور کیا اور گھوڑے کو اُڑا کے سامنے جام جادو کے گئے اُسنے کہا کہ امی شہزادے تمنے روز الست کیا اقرار اپنے پروردگار سے کیا تھا یہ اسباب جہالت دور کرو اور جانب صحرا جاؤ یہ کلمہ سحر کے تھے کہ شاہزادہ نور الدہر گھوڑے سے اتر کے تمام اسلحہ و زرہ وغیرہ پھینک کے جنگل کی طرف چلے گئے پھر دوبارہ فرامرز مغربی آئے انکا بھی یہی حال ہوا اسی طرح جمہور سنڈویل اصفہانی مہلیل جنگ عراقی وغیرہ سب صحرا کی طرف ایک کے بعد دوسرا روانہ ہوا کئی سو سردار اسیطرح جنگل کو گئے قریب شام طبل آسایش بجوا کے ملکہ جام جادو پھری لشکر آسودہ ہوئے سب نے کمر کھولی عمرو بن امیہ ضمری نے جب وہ زمانہ آیا کہ زنگی شب نے اس عالم مین قدم رکھا اور روز کا سایہ مغرب مین جا کر آرام پذیر ہوا اشعار

بہار شام نے پیدا کیے رنگ
ہوئی ظلمت لباس صاحب ننگ
چھپی عریانی جسم پریشان
صدا آنے لگی احسان صد احسان

ایک جادوگر کی شکل اپنے تئین بنایا اور وہان سے ملکہ جام جادو کے خیمہ مین آیا جام جادو جنگ گاہ سے پھر کر پہلے تو بارگاہ لقا مین آئی تھی پھر وہان سے بسبب خستگی کے اپنے خیمہ مین آئی اور آرام پذیر ہوئی اُس وقت عمرو بن اُمیہ ضمری اسکے پاس آئے وہ پلنگ پر لیٹی ہوئی تھی انکو دیکھکر اُٹھ بیٹھی اور پوچھا

کہ تم کون ہو عمرو نے کہا کہ مین طلسم ہوش ربا سے آیا ہون افراسیاب نے بھیجا ہی تمکو دعا
کہی ہی اور یہ نامہ دیا ہی یہ کہکر ایک خط نکال کر اسکو دیا اِسنے جو اُسکے لفافہ کا منھ چاک کر کے
چاہا کہ اِس خط کو نکالون وہ نہ نکلا اُسوقت اُسنے دونون ہاتھ سینہ کے نیچے رکھکے ایک جھٹکا دیا
کہ لقمہ بیہوشی اُسمین سے اُڑا اور دماغ مین اُسکے غبار بیہوشی گیا کہ یہ چھینک مار کر بیہوش ہوئی
اتفاق سے اُسوقت اُس خیمہ مین کوئی نہ تھا عمرو نے جب یہ بیہوش ہوئی تو اُسکا سر کاٹ لیا
ہنگامۂ عظیم برپا ہوا آندھیان سیاہ اٹھین بیرون نے غل مچایا عمرو تو کود پھاند کر بھاگ گیا اور
اُدھر بختیارک نے کہا کہ وہ مارا یا خداوند وہ آپکی بندی گندی ٹانگ پسار کے جہنم مین
پہونچی یہان ملازمان جام جادو نے لاش اُسکی اُٹھائی اور پھونک دی وہ سردار جو جنگل
کو چلے گئے تھے ہوش مین آگئے اسلحہ اور گھوڑے اُنکے تو امیر نے اُٹھوا لیے تھے اب
وہ بھی سب لشکر مین آئے اور حمام کر کے لباس زیب بدن کیا اِسی ہنگامہ مین وہ رات
بسر ہوئی کہ شب نے زخم جگر پیدا کیا اور نور سحر پر دل خلق کا شیدا ہوا شعر بیٹھین کچھ کچھ کواکب
کی نگاہین ✽ نظر آنے لگین آنکھون کو راہین ✽ صبح کو عمرو ملکہ سرو سیمتن اپنی زوجہ سے
ملکر جانب طلسم چلا اور تعویذ کوکب کا اپنی زبان کے نیچے رکھا ایک پنجہ پیدا ہوا اور اِسکو
اُٹھا لیگیا اور کوکب کے پاس لایا یہ وہان کچھ دن رہے پھر وہانسے کوکب نے انکو لشکر
مہرخ مین بھجوا دیا جب یہ یہان آکر پہونچے تو ایک روز واسطے مال اُڑانے کے بہت دور
نکل گئے وہان جو دیکھا تو ایک جنگل ایسا ہی کہ جسمین درخت بہت گنجان لگے ہین اور جھاڑیان
بیشمار ہین اُنھون نے اُن درختون کو بیخ نکال کے کاٹنا شروع کیا مگر اِس محنت کرنے
مین پیاس کی شدت جو معلوم ہوئی تو مشکیزہ سے پانی لیکر پیا یہان تک کہ وہ پانی بھی ہوچکا
اب عمرو کا عجب حال ہی اِس فکر مین ہین کہ کہین پانی ملے کہ سامنے سے ایک چشمہ پانی کا
نظر آیا اور یہ جلدی سے جا کے چشمہ پر پہونچے اور پانی کو ہاتھ سے ہلا کر چاہا کہ پیئین
اور اُس پانی سے مشکیزہ بھرا کوئی دس قدم چلے ہین کہ پیچھے سے آواز آئی کہ ای عمرو
کہان جاتا ہی پس یہ حیران ہوے کہ یہ آواز کہان سے آئی پھر چلے پھر آواز آئی ارے
سنتا نہین اور اُس پانی کو تلاطم ہوا اور ایک برق چمک کر اُن درختون پہ گری

اور چار

پھیل گئی اُن درختون سے آگ نکلی اور اُن شعلون نے چاہا کہ عمرو کو گھیرین عمرو نے گلیم اوڑھ لی اور پھر اُسی چشمہ کے طرف چلا اُس چشمۂ پانی کو تلاطم ہو رہا تھا اب اُسمین سے ایک ساحر نکلا اور انکو ڈھونڈھنے لگا یہ گلیم اوڑھے تھے جب اُسنے نہ پایا تو ناچار ہو کر پھرا اُسوقت عمرو نے قریب اِسکے آکے گلیم اُتاری اور نعرہ کیا کہ باش او کافر مین آپہونچا جب تک وہ سنبھلے سنبھلے انھون نے جھک کر ایک خنجر مارا کہ سر اُس کافر کا کٹ کر زمین پر گر پڑا غل و تاریکی ہوئی کہ ملا اُس شخص کو کہ نام جسکا عفریت جادو تھا اُس چشمہ کا پانی دھوان ہو کر اُڑ گیا اور نعش اُسکی پیر لیکر جانب افراسیاب چلے اور عمرو اور آگے بڑھے جب کوئی تین فرسخ راستہ طے کیا تو دیکھا اُنھون نے کہ ایک خیمہ بہت بڑا ہے کہ اُسکو دس پندرہ آدمی استادہ کر رہے ہین آپنے گلیم اوڑھی اور آگے بڑھے تو دیکھا کہ چار گلاس ہین کہ اُسمین چار گلدستے رکھے ہین اور وہ چار گلاس چار طرف ہین اور بیچ مین ایک تخت تکیہ دار جواہر نگار بچھا ہے اور گرد اُسکے کرسیان بھی ہین اور اِس تخت پر ایک مسند بچھی ہے اب اُن آدمیون نے ایک مثقل لیجا کے سامنے تخت کے رکھی اور ایک کرسی قریب تخت بچھائی ہر ایک نے دستور سے کے پھل اُس تخت پر رکھے جب یہ سامان ہو چکا عمرو نے دیکھا کہ تخت کے گرد ایک ادقچہ رکھا ہے آپنے جلدی سے اُس ادقچہ کو اُٹھا کے تخت کے نیچے جا کے دو سوراخ کر کے دیکھنا شروع کیا اب جو دیکھا گنبد نور کی جانب سے ایک ساحر کو آتے ہوئے پایا کہ وہ خرس پر سوار ہے اور خرس سفید رنگ کا ہے لیکن نہایت دراز قد ہے اور وہ بھی نہایت قوی ہیکل ہے معمولہ گلے مین سحر کا پڑا الغلون کے بال بڑے بڑے کان آنکھ سے شعلے آگ کے نکلتے ایک ہاتھ مین ترسول دوسرے مین ترنج اِس ترنج کو اُچھالتا ہوا آیا اور اُن آدمیون سے اُسنے پوچھا کہ کوئی دشمن تو یہان نہین آیا اُنھون نے عرض کی کہ کوئی یہان نہین آیا اب اُسنے سحر کیا کہ اُن گیلاسون مین سے آگ نکلنا شروع ہوئی اور وہ چار طرف پھیل گئی اور رستہ اُسنے روکا یہ ساحر خرس سے اُتر کر تخت پر بیٹھا اور ایک چار سو ساحر اور آئے اور وہ اُس خیمہ مین کرسیون پر بیٹھے اور دیکھا ایک تخت بہت بڑا ہے کہ اُسپر ایک ساحر قوی ہیکل بیٹھا ہوا آتا ہے کہ بال اُسکے اِسقدر بڑے ہین کہ جو تخت کے گرداگرد پڑے ہین اور بغل کے بال

بھی بہت بڑے بڑے ہین جھولا سحر کا گلے مین پڑا ہی سینہ پر تصویر سور کی بنی ہی ماتھا سیندور سے رنگا ہی یہ بھی لکے یہان بیٹھا وہ جو پہلے آیا ہی یہ خرسان جادو ہی اور جواب آیا ہی اُسکا نام پیر خود پرست ہی چنانچہ پیر خود پرست نے کہا مجھے معلوم ہوتا ہی کہ دشمن آپہونچا اور اِسی جگہ ہی پس خرسان جادو نے پھر اُن آدمیون سے پوچھا کہ کوئی آیا تو نہین اُنھون نے عرض کی کہ ہم جسوقت سے آئے ہین اُسوقت سے تو کوئی نہین آیا پھر خود پرست نے اپنی ناک پر اُنگلی رکھکر کچھ سحار کیا اور کہا کہ حقیقت مین حریف آیا ہی اُسوقت دھیان آیا عمرو کو اب کچھ عیاری کرنا چاہیئے پس آپ اُس تخت کے نیچے سے گلیم اوڑھے ہوے نکلے اور الگ جاکر صورت اپنی ایک پری کی ایسی بنائی کہ زلف رسا پر عاشق دل سودا زدہ قربان ابرو کمان انار پستان خال ہند چشم جادو سیب زنخدان

اشعار

جبین مین تھے شکن گیسو کے برہم
بلا لائے ہوے جسکے نظارے
لب گلرنگ خون خاطر جیند
نگاہ مست کے ایما تھے سنبھلو

نظر معروف جلادی ہر اک دم
ادامین دلربائی مثل انداز
نہ چاک دل کو کرنے دین جو پیوند
لپکتی تھی دمک عارض کی ہر سو

غضب ابرو کی چتون کے اشارے
نگاہین قہر ظاہر گھات مین ناز
مژہ کی برچھیان تکتی تھین دلکو
نہایت تیز تھی شمشیر ابرو

اِس صورت پر تیار ہو کر کے زر و زیور سے آراستہ ہوے اور معجزہ سے اونچے ہوے اور حقۂ آتشین داغے کہ اُسمین سے آواز تڑاق تڑاق کی بلند ہوئی سب دیکھنے لگے کہ یہ کیا ماجرا ہی پس آپ نیچے آئے اور سامنے پیر خود پرست کے جاکے سلام کیا اور کہا کہ مجھے بھیجا ہی خداوند قابیل نے یہ کہکر ایک کاغذ نکال کر دیا اور آپ گلیم اوڑھ کر غائب ہوے پیر خود پرست نے جو اِس کاغذ کو پڑھا تو اُسمین لکھا تھا کہ اے پیر خود پرست ہمارا نائب اِس صحرا مین آیا ہی اُسکے پاس جاؤ جو وہ کہے وہ کام کرو یہ پڑھکے پیر خود پرست اُٹھا اور صحرا کی طرف چلا وہ ساحر چار سو اِسکے ساتھ چلے اور یہان عمرو نے پہلے سے جاکر ایک چٹان پتھر کی تھی اور اُسکے قریب ایک قعر پانی کا تھا وہان اپنی صورت ایک ساحر کی سی بنائی کہ چار آنکھین چار ہاتھ درست کیے کالے کوڑیالے دھامن ناگن سانپ موم کے گلے مین لپٹے آنکھین طاس خون کی طرح سرخ تھین اور نہایت ہیبت زدہ صورت بناکر اِس پتھر کی چٹان پر بیٹھے اور

ادھر سے پیر خود پرست جو چلا تو اُسنے اُن ساحرون کو منع کیا کہ تم میرے ساتھ نہ آؤ مین پہلے دیکھہ آؤن کہ نائب خداوند کہان ہین وہ ساحر سب ٹھہر گئے اور یہہ چلا اور تھوڑی دور جاکے پکارا کہ اے نائب خداوند آپ کہان ہین کیا مین اب جہان مین نہ رہون مجھے آپکے بنا بے دق کرتے ہین اُسوقت عمرو نے پکار کے کہا کہ ادھر آؤ اور ایک تختی اپنے گلے سے اُتار کر اُسکو دی کہ اسمین جو لکھا ہوا ہے اُسپر عمل کرنا وہ تختی اُسنے لیکر آنکھون سے لگائی اُس تختی مین روغن بیہوشی ملا ہوا تھا جب اُسنے آنکھون سے لگایا تو بو اُسکے دماغ مین گئی عمرو تو گلیم اوڑھکے غائب ہوگیا تھا پیر خود پرست اُسکی بو کے جانے سے بیہوش ہوا پس آپنے اُسکو اُٹھا کے زنبیل مین ڈال لیا اور اُسی کی ایسی صورت بنکر کچھہ دور چلے اور ساحرون کو پکارا کہ آؤ وہ چارسو ساحر اُنکے پاس آکر حاضر ہوے اور اُنھون نے کہا کہ تمسے ملاقات ہوئی نائب قابیل سے عمرو نے کہا ہان اور یہ تختی مجھے دی ہی اور فرمایا ہے کہ اس تختی کو دھوکے پی لو چنانچہ اس تختی کو دھو کر سب ساحرونکو پانی اسکا پلادیا اور کہا عمر تمھاری ہزار ہزار برس کی ہوگی اور وہ دشمن بھی گرفتار ہوگا یہ سب خوش ہوے اور اُس پانی کو پیا پیتے ہی بیہوش ہوگئے آپ نے خنجر سے سب کے سر کاٹ ڈالے اور پیر خود پرست کو زنبیل سے نکال کے خنجر مارا مگر اُچٹ گیا آپ نے ہتھوڑا حضرت داؤد علیہ السلام کا نکالکر جو مارا تو اُسکے سر کے ہزار ٹکڑے ہوے پس آپ نے جلدی سے گلیم اوڑھلی اور اُن نعشون مین ایک جگہ ٹھہرے لیکن خرسان جادو جو خیمہ مین بیٹھا ہوا تھا وہ کچھ دیر کے بعد اُٹھکے وہان سے چلا تو آگے دیکھا کہ مع پیر خود پرست چارسو ساحر مرا پڑا ہی یہ دیکھکر اُسنے ایک چیخ ماری اور ہر طرف ڈھونڈھنے لگا دل سے کہتا تھا کہ افسوس یہ کیا غضب ہوگیا اور ایک برق اُسکے سحر سے چمک چمک کر اُن نعشون پہ گرتی تھی اور غائب ہوجاتی تھی کچھ دیر مین وہ برق غائب ہوگئی اور آپ گوبھن مین پتھر رکھکر ظاہر ہوے اور پکارے کہ او کافر کسے ڈھونڈھ رہا ہے وہ دوڑا کہ اسکو پکڑ لون اُنھون نے وہ پتھر بچرخ دیگر مارا تو اُسکے سر کے بھی ہزار ٹکڑے ہوے آگ جو چارطرف خیمہ کے پھیلی ہوئی تھی وہ بجھ گئی آپنے گلیم اوڑھ لی اور دل سے کہتے ہین کہ دیکھیے گنبد نور پر کیونکر جانا ہوتا ہے کہ اسد کو چھوڑائین کیونکہ وہ طلسم بند ہے اسی فکر مین تھے کہ گنبد نور کی طرف سے ایک قاز اور اُسپر ایک ساحر سوار ایسی صورت کا

کہ خدا کی پناہ سیاہ کفنی گلے مین پڑی مانگ مین سیندور بھرا پھٹے پھٹے دیدون مین کاجل ریل پیل لگا
تہمد کھاروہ کا بندھا یہ آکر اُس مقام پر پہونچی اور رونے لگی اور پکاری کہ اے پدر بزرگوار یہ آپکی
غفلت نے جو کچھ کیا سو کیا پھر اُسنے یہ کہا کہ یہ تو اب اس قابل نہین ہے جو اسطرح جائے خود
قاز پر سے اُتر کے نعش کو چٹان پر پتھر کی درست کر کے رکھا اور ایک دوات قلم جوڑہ سے
نکالکر کچھ کاغذ پر لکھا اور وہ کاغذ اُس پیر خود پرست کی چھاتی پر رکھکے کچھ اسم پڑھا بس نعش اُسکی
پیرون نے اُٹھائی اِسنے کہا کہ لیجاؤ اس نعش کو شہر خود پرستان مین اور گنبد خسروی مین کہ وہان جو اُسکے
پیر ہین اُنکے پاس انھون نے خود کہا تھا اپنی زندگی مین کہ اگر ایسا اتفاق ہو کہ مین مارا جاؤن تو میری نعش
کو میرے پیر پاس بھیجدینا کہ وہ کچھ اسم پڑھکے کام کرینگے یہ حکم سنکے پیر تو نعش لیکر چلے اور اُسنے ایک اور
سحر کیا کہ وہ جو چار سو نعشین پڑی تھین وہ بھی اُٹھکر جانب پشتۂ نور چلین اُسوقت اگر یہ قاز پر سوار ہوئے
بس عمرو تو گلیم اوڑھے ہوئے کھڑے تھے یہ بھی اُس قاز کی دم پر سوار ہوئے اب آگے آگے نعشین جاتی
ہین اور پیچھے پیچھے یہ جب جاکے پشتۂ نور پر پہونچے وہان نعش تو آگے گئی اور یہ جو اِس حد مین پہونچے
یعنی پشتۂ نور پر تو وہان سے شرارے اُڑ اُڑ کر اُسپر گرنے لگے اُسوقت تو قاز جادو جھنجلا کے کچھ
دانے سرسون کے پھینکنے لگی کہ وہ شرارے جب یہ دانہ پھینکتی ہے تو الگ ہو جاتے ہین اور پھر آکے
گرتے ہین اُسوقت اِسنے کہا کہ کیا کوئی دشمن میرے پاس ہی آواز آئی کہ اے قاز جادو تیرے ساتھ
دشمن بیٹھا ہے اُسوقت اُسنے سحر کیا کہ ایک تخت اُڑتا ہوا آیا یہ اُس تخت پر بیٹھی عمرو بھی دم پر سے
جست کر کے اُس تخت پر آئے قاز جادو نے ایک ترنج اُس قاز پر مارا کہ اُس قاز کے تین
حصے ہوئے اور وہ قاز جلنے لگا اُس قاز نے کہا اے ملکہ تمنے مجھے ناحق مارا مگر تمھاری بھی
خیر نہین کہ دشمن تمھارا تمھارے پاس تخت پر موجود ہے بس اُسنے یہ جو سنا رنگ اُسکے چہرے
کا زرد ہو گیا اور یہ چاہتی تھی کہ اُڑے تخت پر سے کہ عمرو نے اُسوقت گلیم اُتار کے نعرہ کیا
کہ منم عمرو باش کی گذارم ترا یہ نعرہ کر کے پاس تو اُسکے بیٹھے ہی تھے خنجر اُس زور سے اُسکی
گردن پر مارا کہ سر اُسکا کٹ کے نیچے گرا اور دھڑ کو عمرو نے خود پھینک دیا اور جلد قرغول
اور بادمہرے جبرئیل علیہ السلام کے پانوٗن مین باندھے مرنے سے قاز جادو کے وہ تخت
بھی غائب ہو گیا لیکن عمرو مہرے تو باندھ چکا تھا نیچے اُترا اور گلیم اوڑھ لی یہان ایک دیوار

از زمین تا چرخ برین بلند اور کھینچی اور اُس دیوار کے اُسطرف پشتہ نور اور کمند نور اور شہر نار سٹان وغیرہ ہین قاز جادو کے مرنے کا غل جو ہوا تو نور جادو مالک گنبد نور اور تین چار لاکھ ساحر اُسکے مطیع فرمان ہین اور خرسان جادو جو مارا گیا کوتوال تھا گنبد نور کا اور اُسکی عزیز بھی قاز جادو غرض اُسوقت نور جادو ایک تخت پر سوار اور اُسکے پس پشت بہت سے ساحر اِسلیے آئے کہ دیکھین یہ کیا ہوا اور عمرو قدرت خدا سے اُن ساحرون کو قتل کرکے چلا اور نور جادو کے ساتھ کے ساحر یہان آئے جب قریب پہونچے تب وہان کوئی چیز سفید مثل کہربا کے تھی اور نور جادو اور اُن ساحرون نے قاز جادو کی نعش کو اُٹھایا اور عمرو جو چلے تو معجزہ سے ایک مقام پر اوپنچے ہوے تو دیکھا اُنھون نے کہ ایک سفید پہاڑ ہی مثل موتی کے اُسپر ایک دیر نور کا بنا ہی اور ایک بت ہی فولادی وہ اُسکے اندر تخت پر بیٹھا ہی اور ایک ساحر ہی کہ اُسکا نام تنزیل جادو ہی اور یہ تنزیل جادو صندل جادو کے ساتھ کا ہی ایک کرتہ چرمی پہنے اور اُسکے سامنے بت اوندھے پڑے رو رہے تھے اور چیخ رہے تھے کہ یا خداوند واسطہ یونے دو سو خدا کا میری فریاد کو پہونچیے اور عمرو نے آپکو اِس دیر مین پہونچایا اور پانی چشمۂ جمشیدی کا گلیم اُتار کے اُسپر چھڑک دیا کہ وہ بیہوش ہوے اُسنے آپنے نذر زنبیل کیا اور آپ اُسکی صورت بنے اور چیخین مارنے لگے پھر وہان سے نکل کر آگے چلے لیکن بسبب اُسکی دیوار کے ہر چند اُنھون نے چاہا کہ مین اُسطرف جاؤن مگر ممکن نہوا ناچار ہو کر یہ وہان سے چلے اور بہت زمانہ مین لشکر مہرخ مین آ کر پہونچے اب کچھ دیر یہان ٹھہر کر پھر صحرا کی طرف روانہ ہوئے اور ایک پہاڑ کے قریب پہونچے تو وہان دیکھا کہ سامنے سے ایک ابر دھوان دھار ایسا تاریک ہی کہ جسکا بیان نہین اور اِسمین برقین ہزارون چمکتی ہوئی اِسطرف کو آتا ہی جب وہ قریب آیا تو اُسمین سے سواری بران شمشیرزن کی نمودار ہوئی عمر زان وزیر ساتھ تھی اور تخت پر بران سوار تھی مگر رنگ چہرہ کا زرد کیونکہ مدت تک یہ مردہ پڑی رہی ہی اِسوجہ سے یہ بیمار اور لاغر ہی غرض بران کو دیکھکر عمرو اُسکے پاس گیا اُسنے ہاتھ پکڑ کے تخت پر بٹھایا اور کہا مزاج تو آپکا اچھا ہی عمرو نے کہا کہ دعا کرتا ہون بران نے کہا خواجہ اِس افراسیاب کو جی مین آتا ہی کہ ٹکڑے ٹکڑے اور پرزے پرزے اُڑاؤن عمرو نے کہا کہ اے ملکہ مین نے تنزیل جادو کو زنبیل مین ڈال لیا ہی تو اُسکو نکال کے قتل کرنا چاہیے یہ کہکر عمرو نے

تزیل کو زنبیل سے نکالا تو اُسوقت یہ معلوم ہوا کہ کسی نے میرے شانیکو کھینچا اور اُنھون نے پیچھے پھر کے دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ ایک آئینہ ہی بالشت بھر کا اور اُسمین ایک پتلی ہی طلائی نہایت خوبصورت اور تمام جواہر مین غرق ہی وہ کہتی ہی کہ یہ آپنے کیا کیا اور یہ وہ جگہ ہی کہ جہان آپنے مارا ہی پیر خود پرست اور خرسان جادو کو اب تو عمرو گھبرایا اور چاہا کہ بھاگ جاؤن اسوقت پھر ایک چمک ہوئی اور تخت نمودار ہوا کہ اُسپر کوکب بیٹھا تھا اور کوکب نے آکر کہا کہ ای خواجہ عمرو سلام علیک اُنھون نے کہا وعلیک السلام یہ کہا اور گلیم کو اوڑھ لیا کوکب نے پکارا کہ خواجہ کہان جاتے ہو جب اُنھون نے جواب نہ دیا تو کوکب نے ایک سحر کیا کہ وہ پتلی اور آئینہ سب دھوان ہو کر جاتا رہا یہ کوکب وبران ومرزان افراسیاب وابریق وسرمایہ ہین اور وہان حیرت جادو سوار ہو کر شہر نا پرسان کو چلی جب بازار مین پہونچی تو صرصر عیارنی نے عرض کی کہ مصور جادو وصورت نگار جادو نے آپکے چھوٹنے کی نہایت خوشی کی ہی اور اب وہ گنبد نور کے پاس جو باغ ہی وہان ہین اور آپ کو بلاتے ہین حیرت جادو یہ سنکے اُس باغ مین آئی مگر حال سنیے کہ برق فرنگی جو گیا تھا واسطے دریافت کرنے حال لشکر کفار کے اور سابق مین بیان ہو چکا ہی کہ اُسکے پاس ایک چادر شاہی جمشیدی اسکو اوڑھے ہی اور چونکہ دریاے خون روان خشک ہو گیا ہی تو شہر ناپرسان کے دروازہ سے داخل ہوا اور بازار مین جب پہونچا تو دیکھا اُسنے کہ ایک چوبدار دوڑا آتا ہی اور ایک مکان مین ایک عورت خوبصورت بیٹھی ہی برق بھی اُس چوبدار کے پاس آیا اُس چوبدار نے اُس عورت سے کہا کہ چلو تمکو ملکہ صورت نگار نے یاد کیا ہی بس اُس عورت نے آئنہ سامنے رکھکر سنگار کرنا شروع کیا اور کشتی پوشاک کی جو پاس دھری تھی اُسمین سے دیکھا جو دوپٹہ اچھا ہو وہ اوڑھے اُسوقت برق نے اوڑھ کے چادر طلسمی صورت اپنی ایک حبشی کی ایسی بنائی آنکھین لال لال بال سر کے پیچدار مڑے ہوئے رنگ سیاہ کر کے یہ تو چلے اور وہ چوبدار اُس عورت کو پیغام دیکے چلا گیا اُسوقت یہ آکر پہونچے اور اُس عورت کو سلام کیا اور پاس اُسکے بیٹھے اور اپنی کمر سے کچھ میوہ نکال کر کھانے لگے پھر اُس نازنین سے کہا کہ لو تم بھی کھاؤ اُسنے پہلے تو انکار کیا پھر اِنکے کہنے سے کچھ دانہ انار کے اور ایک سیب لیکر کھایا کھاتے ہی بیہوش ہو گئی برق نے پٹی داروے بیہوشی اُسکے دماغ پر چڑھا کے کپڑے اُتار لیے اور اُسی چادر مین لپیٹ کر کنوین مین ڈال دیا اور آپ اُسکی صورت بنے اِس

اثنا میں ایک چوبدار اور آیا کہا چلو تمھین بلایا ہی تمنے دیر کی اُسنے کہا مین اپنے سازندون کو
تو اپنے ساتھ لے لون یہ کہکر اور دوسرے مکان مین سازندے تھے اُنکو اپنے ہمراہ لیا اور
اُس چوبدار کے ساتھ آکر باغ مین پہونچی صورت نگار اور حیرت وغیرہ کو سلام کیا
صورت نگار نے کہا کہ ای یاسمن تمنے تو بہت دیر لگائی اُسنے عرض کی کہ کنیز نہاتی تھی
اسوجہ سے دیر ہوئی یہ شاگرد رشید ہی خواجہ عمرو کا اُسنے گانا اور ناچنا شروع کیا اُسوقت
آمد ہوئی افراسیاب کی ابر سفید پیدا ہوا اُسمین سے بارش مروارید ہوتی ہوئی یہ بھی آکر محفل مین
پہونچا مصور و صورت نگار و حیرت نے استقبال کر کے تخت پر لاکر بٹھایا افراسیاب نے
بیٹھتے ہی یاسمن کی طرف دیکھا اور بنگاہ اول پہچانا کہ یہ عیار ہی بس اُسنے ایک سحر جو کیا تو ایک
چوکی نور کی بنکے تیار ہوئی اُسوقت اُسنے کہا کہ ای یاسمن تم اِس چوکی پر بیٹھکے گاؤ برق نے
جو دیکھا تو ایک چوکی نور کی ہی اور کٹہرا طلائی لگا ہی اور کیھا مخمل کاشانی کا بہت بیقدم بچھا ہی
یاسمن ناچار ہو کر بیٹھی جیسے ہی وہ بیٹھی چوکی اونچی ہوئی تین سو گز زمین سے بلند ہو گئی اُسوقت
افراسیاب نے مصور سے کہا کہ تمنے پہچانا یہ برق عیار ہی اور وہ چوکی کبھی ہزار کوس
اِدھر جاتی ہی کبھی ہزار کوس اُدھر جاتی ہی اور یہ برق اُسپر ناچار بیٹھا ہی بیٹھے بیٹھے افراسیاب
نے ایک سحر جو کیا تو ایک ساحر سیاہ فام آگے موجود ہوا اور مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اور عرض کی
کہ مجھے کیا حکم ہی افراسیاب نے فرمایا کہ ای بوزنہ تیرہ رو وہ تیرا بیر کہان ہی کہا حاضر ہی بس
کہا افراسیاب نے کہ ہمنے حکم دیا تمھین کہ تم جا کے لشکر اسلام پر گرو اور سب کو باندھ کے لاؤ
جو کچھ اور طور ہو تو سر حاضر کرو اسوقت بوزنہ تیرہ رو نے سحر کیا کہ یہ غائب ہوا اور ایک صحرا مین
آکے پہونچا وہان پر اُسنے سحر کیا کہ بندر بہت بڑا مثل لنگور کے تھا وہ آکر موجود ہوا پھر اُسنے سحر پڑھکر
دستک دی کہ کئی سو ٹوکری مٹھائی کی اور موہن بھوگ آکر موجود ہوا بوزنہ تیرہ رو نے وہ مٹھائی
اور موہن بھوگ اُس بندر کو کھلانا شروع کیا ایسا کہ پچاس ٹوکری مٹھائی کی اِسنے اُسکو کھلائین
وہ بندر بہت خوش ہوا اور کہا مجھے کیا حکم ہی اُسنے کہا کہ ای بندر خوشی ہی شہنشاہ طلسم کی کہ
کچھ لشکر اُمون نے دشمنی پر کمر باندھی ہی اور مجکو حکم دیا ہی کہ اُنکو جا کر قتل کرو مجھے وہان جلد پہونچا دو
بس یہ بندر پشت کی طرف سے آکر بغل کی طرف پہونچا اور بوزنہ تیرہ رو کو اپنی پشت پر سوار

کر کے اُڑا اور بات کہتے مین لشکر مہرخ کے کنارے پر اُتار دیا بوزنہ نے کہا کہ اے مالک وہ جو آپ کے پاس سیندور ہے طلسمی اُسکا ٹیکا میرے ماتھے پر دیدیجیے کیسی ہی تکلیف آپ کو کیون نہو گھبرا نجائیے گا مین کام تمام کرتا ہون اور وہان افراسیاب نے جب بوزنہ تیرہ رو کو بھیجا بعد اُسکے پہونچنے کے پھر دستک دی دیکھا تو اور ایک ساحر آ کے موجود ہوا اُس سے کہا کہ اے زعفران رعد آواز مین نے بھیجا ہے بوزنہ تیرہ رو کو مگر تم بھی جاؤ اگر اُس سے کام بن آیا تو خیر اور جو دیکھنا کہ معاملہ نوعدیگر ہے تو تم اُسکی مدد کرنا یہ سُنکے زعفران بھی آداب بجالا کر چلا حال اُسکا بھی بیان کیا جائیگا مگر اب حال سُنیے کہ جب اُس بندر نے ٹیکا دینے کو کہا تو بوزنہ تیرہ رو نے اپنی جھولی سے ایک ڈبیا سیندور کی نکالی اور ٹیکا سیندور کا اُسکے ماتھے پر دیا اور یہ بندر چلا یہان بارگاہ مہرخ مین بہار تخت شاہی پر بیٹھی ہے اور سب سردار یعنی نافرمان متفکین ہوے کاکل کشا شکیل جادو رعد جادو برق جادو طاؤس لرزان زلزلہ باغبان قدرت گلچین جادو وغیرہ سب بیٹھے ہین کہ بس اس بندر نے چاہا کہ بہار کو اُٹھا کر لے چلین تخت بہار کے سامنے نیچہ رکھا تھا اُسے اُٹھا کر مارا کہ بندر کے سر پر پڑ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوا اور اُسکے سر سے دھوان پیدا ہوا کہ وہ دھوان جسکی آنکھ مین لگا اندھا ہو گیا سب نابینا ہونے لگے تلاطم تمام لشکر مین پڑ گیا اور یہ بندر چار طرف لشکر کے دوڑ رہا ہے اور دھوان بھق بھق نکل رہا ہے اور خلقت اندھی ہوتی جاتی ہے یہان مہرخ معابد جمشیدی مین چلا کھینچنے گئی تھی چنانچہ اُس معابد مین پہونچکر ٹھہری اور کچھ دانے ماش کے ایک جا پر رکھے کہ وہ دانہ ہر ایک مجکو خبر دین لشکر اسلام کی جب یہ حال ہوا کہ لشکر اسلام کا سب نابینا ہوا تو ایک دانہ ماش کا اُچھل کر سامنے آیا اور پھٹا اُسمین سے آواز آئی کہ اے ملکہ مہرخ صاحب آپ تو یہان بیٹھی ہین اور سحر کر رہی ہین اور وہان بوزنہ سب کا خاتمہ کر چکا بوزنہ تیرہ رو بھیجا ہوا ہے افراسیاب کا بس اُسنے کچھ دھیان نہ کیا اور پھر پڑھنے لگی اُسوقت دوسرا دانہ اُڑ کر سامنے آیا اور بشعلہ بنکے آواز دی کہ جلد چلیے نہین ایک کو بھی زندہ نہ پائیے گا جب تو گھبرا کر اُس معابد سے باہر آئی اور سحر جو کیا تو ایک طاؤس زرین بال آ کے موجود ہوا زین پر زر اُسپر کھنچا تھا یہ اُسپر سوار ہوئی

اور اپنے لشکر کی طرف چلی پہر شہر مین آکر پہونچی بوزنہ تیرہ رو تو باہر تھا اور وہ بندر اندر ستم
کر رہا تھا اور اُس بندر نے اور اُس بوزنہ تیرہ رو نے ایک گنبد بھی دھوئین کا بنایا تھا کہ وہ مثل فولاد
کے تھا نہ کوئی اندر آسکتا تھا اور نہ کوئی باہر بس مہرخ قریب آکر پہونچی اور اُس بندر نے اُس گنبد سے
سر نکالا پہر ہاتھ پانون سب باہر کیے اور بوزنہ تیرہ رو سے کہا کہ ای مالک مین نے سبکو قید کر لیا ہی
اور سب اندھے ہین اب مین اسواسطے آیا ہون کہ اگر مجھے حکم کیجیے تو مین خالی سب کے سر
آپکی خدمت مین لاکر حاضر کرون یہ وہ کہی رہا تھا کہ مہرخ جو قریب آکے پہونچی تھی اُسنے کہا
کہ باش او کافر کہان جاتا ہی میرے ہاتھ سے ذرا ادھر دیکھ اُسکو تو اپنے سحر پر گھمنڈ ہی
بس وہ پہرا اور اُسنے کہا کہ ای مہرخ تیری کیا حقیقت ہی جو تو ہمسے مقابلہ کرے یہ کہکر چاہا کہ ٹکر
مارون خاک سیاہ کر دون مہرخ نے کچھ دانہ معابد جمشیدی مین بنائے ہین اُن دانون کو چوٹی
سے نکال کے اُس بندر پر مارے کہ اُسمین سے شعلہ آگ کا نکلا وہ بندر کے سر پر آکے پڑا اور اُسکے
سر سے شعلہ آگ کا نکلا کہ وہ بوزنہ تیرہ رو پر پڑا کہ یہ دونون جلکر خاک ہوے بس مہرخ چاہتی تھی
کہ اندر جائے کہ نعرہ ہوا کہ او مہرخ غضب کیا تو نے کہ مارا اُن شخصون کو جو اپنا ثانی نہ رکھتے
تھے اور کہان جاتی ہی میرے ہاتھ سے بس مہرخ چلی کہ مین اُسے بھی مارون اُسنے جو نعرہ کیا
یہ بیہوش ہوکر گری اُسنے جلد اُسے لیکر زبان مین اُسکی سوزن دیا اور لیکر چلا کہ اسے مار کر شہنشاہ
کے پاس سر لیکر چلین چنانچہ یہ جاکر ایک پہاڑی پر اُترا اور چاہا کہ دم لیلون تو مارون یہان
جو دیکھا تو ایک چوکی ہی اُسپر ایک نازنین عورت سوار ہی بس یہ ایک دل چھوڑ ہزار جان سے
عاشق ہوا اور اسنے سحر کیا کچھ نہوا کیونکہ یہ سحر ہی افراسیاب کا اور یہ وہی چوکی ہی کہ جسپر برق
بیٹھا ہوا ہی اور وہ چوکی ہزار کوس اِدھر اور ہزار کوس اُدھر جاتی ہی اب اِسنے جھنجھلا کر بال اپنے
سر کے نوچے اور اپنی اُنگلی کاٹ کے خون نکالا اور اُن بالون پر ڈال کے بالون کو چوکی پر
پھینکا کہ وہ جال بنکر چوکی کو سامنے لے آئے اِسنے کہا کہ ای نازنین تو کون ہی برق نے کہا
کہ میان مین ایک طوائف ہون مجھے گانے کو بلایا تھا مصور جادو اور اُسکی زوجہ صورت نگار
نے پھر صورت نگار نے کہا کہ تو مصور جادو پر عاشق ہی اور مصور سے کہا کہ کیون جی یہ
تمھاری آشنا ہی مصور نے قسمین کھائین مگر اُسنے نہ مانا اب کل کا ذکر ہی کہ مین کمرہ پر بیٹھی تھی

سواری صورت نگار کی اُدھر سے نکلی مجھپر جو نگاہ پڑی تو جھنجھلا کے میرے اوپر سحر کیا کہ مین
اِس چوکی پر بیٹھی ہون اور یہ مجھے لیے پھرتی ہی صورت نگار نے کہا بھی تھا کہ تو بغیر دانہ
پانی اِس چوکی پر مر جائیگی پس حقیقت مین کل سے اِسوقت تک میرے منھ مین اُڑکر کھیل بھی نہین
گئی زعفران رعد آواز نے کہا کہ تم کچھ غم نکرو مین تمھین لیے چلتا ہون شہنشاہ کے سامنے اُنسے
کہونگا کہ اِسطرح صورت نگار تمھاری رعایا کو دق کرتی ہی اور جان مارتی ہی اُس نازنین نے کہا
کہ میرے صاحب خداوند سامری تمھارا بھلا کرے تمنے مجھے عمر دوبارہ بخشی زعفران نے کہا
اے نازنین اگر شراب ہوتی تو پیتے لیکن میرے پاس ایک بوتل ہی کہ اُسمین شراب ناقص ہی
اُس نازنین نے کہا اے میان گندم اگر بہم نرسد بھس غنیمت ست آ سنے اُس بوتل کو اِسکے
گنے سے نکالا اُس نازنین نے اُس بوتل کو لیکر سونگھا پھر اُسکی آنکھ بچا کر بیہوشی ملائی اور کہا
میرے پاس ایک قلم شراب کی ہی کہ وہ مین نے چلتے وقت لیلی تھی اگر تم کہو تو وہ بھی مین اِسمین ملادون
اِسنے کہا کیا مضائقہ ہی برق نے وہ قلم شراب کی بھی بوتل مین ملادی اور جام شراب سے بھر کر
اِسکو دیا اور کہا یہ جام محبت ہی اِسکو نوش کیجیے زعفران نے یک جرعہ درکشید کیا کوئی تین جام کی
نوبت پہونچی ہوگی کہ زعفران نے کہا اے نازنین مجھے تو نہایت گرمی معلوم ہوتی ہی برق نے
کہا اُٹھکے ٹہلیے بس یہ اُٹھکر ٹہلنے لگا کہ مارا طمانچہ بیہوشی نے کہ سر نیچے ٹانگین اوپر دھم سے گرا
برق نے خنجر سے سر کاٹ ڈالا غل و شور اُٹھا سنگ ہوا آواز ہوئی کہ مارا اُس شخص کو کہ جسکا نام تھا زعفران
رعد آواز نعش اُسکی پیر اُٹھا کے یعنی بونڈے چکر دیتے ہوئے جانب افراسیاب روانہ ہوئے
یہان جو بارگاہ مہرخ مین دھوئین سے چاہ بابل تھا اور اندھے اپنی آنکھون کو روتے تھے اور
سمیع و بصیر کو یاد کر رہے تھے چنانچہ وہ دھوان تو برطرف ہوا اور سب کی آنکھین اچھی ہوئین
اور برق مہرخ کو لیکر بارگاہ مین آیا یہان خوشی ہوئی جشن کی تیاری ہوئی ناچ ہونے لگا
اور نعش زعفران رعد آواز اور بوزنہ تیرہ رو کی شہر ناپرسان مین افراسیاب کے پاس
آکر پہونچی اور بیرون نے آواز دی کہ بوزنہ تیرہ رو کو مارا ہی مہرخ نے اور زعفران رعد آواز نے
مہرخ کو پکڑ لیا تھا مگر چوکی پر برق بیٹھا تھا اُسنے مارا زعفران رعد آواز کو یہ حال سُنکے
افراسیاب کو نہایت رنج ہوا اِن دونون کی نعشون کو پھکوا دیا اور خود چاہا کہ کچھ سحر کرون مگر

اور کیفیت سنیے کہ حیرت جادو نے ایک بیٹا کیا ہی کہ اُسکا نام ہی مواج جادو اور یہ امون
خوبصورت کا ہوا جب خوبصورت قید ہوئی تو اِسنے چاہا کہ مین کوئی صورت نکال کے
اُسکو چھڑا دُون مگر حیرت نے منع کیا کہ تم اِس مقدمہ مین دخل نہ دو شہنشاہ کو اختیار ہی کہ کیا اُنکے
جگر کا وہ ٹکڑا نہین ہی مواج نے کہا مجھسے دیکھا نہین جاتا لیکن خیر اب کچھ نہ کہونگا حیرت جادو
نے افراسیاب سے کہکر کوہ تاریک کے ملک کی جگہ اُسکو دلوائی ہی یہ وہین رہتا ہی اور بہت سے
ساحر اِسکی تابعداری مین حاضر رہتے ہین اور یہ کوہ تاریک مین سنا کرتا تھا کہ کچھ مفسد عیار لشکر
امیر سے آئے ہین اور یہان طلسم مین بھی ملازمان شہنشاہ نے ننگ حرامی پر کمر باندھی ہی عجب طرح کا
مقدمہ درپیش ہی کہ جو سردار جاتا ہی وہ مارا جاتا ہی اِسنے ارادہ نہین کیا اِسلیے کہ شہنشاہ مجھے خود بلائینگے
جب اِسنے دیکھا کہ شہنشاہ نے نہین بلایا تو یہ خود چلا کوئی تین سو ساحر زبردست اِسکے ساتھ ہین
اور عملہ بھی کوئی چار پانچ ہزار آدمی کا ہی اِس تزک سے یہ چلا ہی اور اِسکے خیال مین ہی کہ چلکے
اِس فساد کو دفع کرو ادھر مہرخ جو سالار فوج ہی اُسکے باعث سے اِس فساد کو ترقی ہوتی
جاتی ہی اگر شکیل کے ساتھ خوبصورت کا عقد ہو جاے تو یہ فساد جاتا رہے اِسکو یہ نہین
معلوم ہی کہ خوبصورت کو بران شمشیر زن چھڑا لائی ہی اور دریاے خون روان بھی
خشک ہی اور پل بریزادان ٹوٹ گیا ہی القصہ جب یہ گنبد نور کے قریب پہونچا تو اِسکو دھیان آیا
کہ تو یہین خیمہ کر یس گنبد نور سے چار کوس ہٹ کے اِسنے خیمہ استادہ کرایا اور منتظر اِس امر کا ہوا
کہ کوئی استقبال کو آئے تو مین چلون چنانچہ اُسنے جہان خیمہ کیا ہی وہ مقام کوہ ارم ہی کہ جہان
ملکہ بہار جادو حاکم ہی لیکن بسبب ٹوٹ جانے پل بریزادان کے اور دریاے خون روان کے
خشک ہو جانے سے راستہ کھل گیا ہی یہ مقام نزدیک ہو گیا ہی ورنہ بہت دور تھا اور اب
یہان کا سر جدوا منیر جادو ہی بس یہ مواج تو اِس فکر مین ہی کہ کوئی استقبال کو آئے خیمہ مین
بیٹھا اور اِسنے دیکھا کہ ایک پہاڑ سی چھوٹی سی ہی کہ طول مین دس کوس اور عرض مین پانچ
کوس اور اُسپر ایک بارہ دری بنی ہی کہ جسمین کوئی دو سو دروازے ہین اور سب کمرے جدا جدا ہین
اور شیشہ آلات میز کرسی ذنگل کو نیچ وغیرہ سے آراستہ ہی مواج جادو بیٹھا ہوا تھا کہ
منیر جادو جو یہان کا حاکم ہی وہ آیا اور آداب بجا لایا اور عرض کی کہ آپ چلیے اور اِس

بارہ دری مین چل کے بیٹھے مواج سفید پوش اُٹھا اُسکے ساتھ اُس بارہ دری مین آیا اور
وہ جو بیچ کا در ہی اُسکے آگے ایک نمگیرہ زرتار کھنچا ہی یہ اُس در مین بیٹھا اور سب کمرون مین اور سب
سردار بیٹھے مواج نے کہا ای بھائی منیر تمھین قسم ہی ہمارے سر کی جو تم خبر کرو دیکھو تو کوئی آتا ہی
یا نہین غرض یہان ناچ ہونے لگا بڑی عیش و عشرت مین یہ اُس مقام پر بیٹھا ہی لیکن اب
حال بیان کیا جاتا ہی کہ ضرغام شیر دل جو عیار ہی شہزادہ اسد کا وہ ساحر کی شکل بنا اور بہت
سانپ اُسنے موم سے بنا کر کالے کوڑیالے ناگن اور دھامن سر و گلے مین لپیٹے اور آپ اکتارہ
بجاتے بھجن گاتے چلے رستہ مین برق ملا اُس سے اُنھون نے سارا حال مواج سفید پوش
کے آنے اور کوہ ارم مین اُترنے کا بیان کیا برق نے کہا کہ تم جاؤ اور آپ چلا بارگاہ کی طرف
اور بہار سے آکر چپکے سے کہا غرض کہکے یہ تو چلا گیا اور بہار نے نافرمان سے کہا کہ میرے
سر مین درد ہی مین جاتی ہون اپنے خیمہ مین اور یہ آئی کنیزون سے کہا کہ خبردار کوئی آنے نپائے
اور آپ آکر پلنگ پر لیٹی دو پھول گجرے کے توڑ کر خیمہ کی چھت کی طرف مارے وہ چھت شگافتہ
ہوئی اور یہ مثل برق کے نکل کے چلی وہان برق فرنگی پہلے ہی سے آگیا تھا اُسنے کہا کہ ای ملکہ
بہار آپ تو بنیے ملکہ یاقوت کی صورت اور مین صرصر کی صورت بنتا ہون آپ مجکو وہان
چھوڑ کر چلی آئیے گا اسوقت بہار نے کچھ پھول گجرے کے توڑ کر آسمان کی طرف مارے کہ ایک
ابر سبز رنگ آکر موجود ہوا اور اُس ابر سے تین سو نہیسین جلیسین اور چار ہزار عملے کے لوگ یعنی
خادم خدمتگار چوبدار وغیرہ موجود ہوئے اُسوقت برق صرصر کی صورت بنکے تیار ہوا اور
بہار جادو بزور سحر یاقوت کی صورت بنی اور آکر سامنے گنبد نور کی طرف سے روانہ ہوئی
اور جب قریب پہونچی تو مواج سے لوگون نے خبر کی کہ ملکہ یاقوت وزیرزادی حیرت کی
آتی ہی مواج نے کچھ لوگ استقبال کو بھیجے یاقوت نقلی اور صرصر نقلی آکر سامنے پہونچین
اور بہت جھک کر آداب بجا لائین کیونکہ یہ فرزند ہی ملکہ حیرت کا مواج نے بہار کا سر چھاتی سے
لگایا اب یاقوت نقلی بیٹھی اور کہا کہ ملکہ حیرت آپ کی والدہ نے مزاج کی خبر پوچھی ہی اور کہا ہی
کہ مین نہایت خوش ہوئی جو آپ آئے اب آپ اس صرصر کو اپنے پاس رہنے دیجیے کیونکہ
لشکر اسلام کے عیار بہت بد ہین صرصر آپکی نگہبانی کرے گی یہ کہکر کچھ دیر یہ بیٹھی شراب وکباب کی

صحبت رہی پھر وہان سے یہ تو چلی اور صرصر رہ گئی مواج بہت خوش ہی اور کہتا ہی ہر بار منیر جادو سے کہ والدہ نے میری بہت عزت کی غرض جب وہ زمانہ آیا کہ سفیدی روز سیاہی شب سے ہم آغوش ہوئی اور شاہد شب نے پیشواز ستارون کی زیب جسم کی اشعار

نگاہون نے کیا آنکھون مین آرام | چلے ہر سمت مشتاقان خودکام
کہ جیسے مشک گیسوے دل آرام | سیاہی بڑھتے بڑھتے ہو گئی شام

جب رات ہوئی تو مواج نے کہا کہ بی صرصر تمھین کوئی کہانی بھی آتی ہی صرصر نے کہا کہ سردار صاحب ہان کچھ ٹوٹی ماری کہانی کہ لیتی ہون مگر مجھے ساقی گری خوب آتی ہی اسنے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہی کچھ قرابے اور شیشے منگا کے اسکے حوالہ کیے اسنے ان قرابون مین کچھ الٹ پھیر کرکے بیہوشی ملا دی اور جام بھر بھر کے ہر ایک شخص کو دینا شروع کیا اور کہتا جاتا تھا شعر
اڑا کر کاگ بوتل کا مے گلگون نکلتی ہی دختر ابن جمع ہین میخانہ مین ٹوپی اچھلتی ہی اور کبھی کہتا تھا شعر
ساقیا برخیز و در دہ جام را + خاک بر سر کن غم ایام را + کبھی کہتا تھا شعر
پلا ساقی شراب ارغوانی + غنیمت ہی بہار زندگانی + اسیطرح سے سب عملہ کو اور جتنے سردار تھے انکو شراب پلائی اور کہا کہ یہ صحبت رندان ہی اور جلسہ مے پرستان ہی اسمین امیر و غریب کسی کا لحاظ نچاہیے مواج تو نشہ مین بیخود ہو رہا تھا اسنے بھی کچھ نہ کہا اور اب ایسا نشہ ہوا کہ جھومنے لگا اور کہا کہ ای صرصر تمنے دیکھا کہ شہنشاہ خود میری ملاقات کے لیے آئے ہین اسنے کہا کہ تعظیم کو اٹھیے یہ گھبرا کر اٹھا طمانچہ مارا بیہوشی نے سر نیچے ٹانگین اوپر اسکے اٹھانے کو اور لوگ جو اٹھے وہ بھی چھینکین مار مار کر بیہوش ہو گئے غرض کل اہل عملہ اور سردار اور مواج سب بیہوش ہوے برق نے مواج اور چند سرداران نامی کا سر کاٹ ڈالا اور وہان سے چلا اب کچھ دیر مین وہ وقت آیا کہ جمال صبح عالم کو نظر آیا اور رات نے دامن اپنا سمیٹا اشعار

گہر شبنم کے پھولون نے لٹائے | زمین نے موتیون کے ڈھیر پائے
غم رخصت جو تھا خاموش تھی شمع | جدا پروانون سے ہونے لگی شمع

افراسیاب نے وہان کتاب سامری مین دیکھا تو یہ دیکھا کہ مواج سفید پوش آکر کوہ ارم مین اترا ہی پس اسنے کہا کہ ای ملکہ حیرت جادو تمھارا بیٹا آیا ہی اور کوہ ارم مین اترا ہی یہ کہکر یہ تو چلا گیا قلعہ طلسمی مین اور یہان ملکہ حیرت نے رات کو کتاب سامری مین جو دیکھا تو یہ وہ وقت ہی کہ برق صورت صرصر کی بنا ہوا خنجر لیے ہوئے

اُسکا سر کاٹا چاہتا ہی پس اُسنے دونون ہاتھون سے سر اپنا پیٹا کہ تاج سر سے گرا ملکہ یاقوت نے اُسکو اُٹھا کے سر پر رکھا اور کہا ملکہ خیر تو ہی آپ تو اِس طرح بدحواس ہوجاتی ہین کہ یہ تاج سر سے گر پڑا حیرت نے کہا کہ ارے کوئی جاے اور بچاے میرے بیٹے کو برق کے نام سے خوف ہی ہر ایک کو کسی نے کچھ نہ کہا مگر ایک کنیز ہی حیرت کی کہ اُسنے حیرت کو پالا ہی اور مواج کو بھی پرورش کیا ہی اُسنے کہا کہ مین جاتی ہون یہ کہکر وہ چلی اور یہان آکر جو دیکھا تو اندھیرا ہی اور جون جون سر کاٹے جاتے ہین آوازین مہیب آتی ہین اور تاریکی بڑھتی جاتی ہی جب تین سو ساحرون کے سر برق کاٹ چکا اور صبح ہوگئی روشنی ہوئی تو اُسوقت ضرغام جو اکتارا بجاتا ہوا چلا تھا وہ بھی آکر پہونچا اور اِس کنیز نے نعرہ کیا کہ او موے ناعیار تو نے مارا اُس شاہزادے کو کہ اپنا ثانی نرکھتا تھا یہ کہکر سحر کیا کہ برق کے پانوٗن زمین نے پکڑ لیے اور اِسنے چاہا کہ مین برق کو قتل کرون یہان تو اُسکا برق کی طرف تھا پیچھے سے ضرغام نے خنجر مارا کہ سر اُسکا جسم سے جدا ہوگیا نعش لیکر پیر چلے سامنے حیرت کے لائے اِسنے اپنا عجب حال تباہ کیا جو کہ قتل سے بچ گئے تھے وہ بھی آکر پہونچے اور کہا دہائی ہی کہ ہمارا سردار مارا گیا اِسنے نعش اُسکی بڑے دھوم سے اُٹھوائی اور اُن لوگون سے کہا کہ تم جاؤ باغ مین یہ کہکے اِنکو ایک باغ مین بھجوا دیا اور آپ قلعہ طلسمی مین آئی وہان افراسیاب بیٹھا تھا اور ابریق و سرمایہ مصور و صورت نگار یہ سب بیٹھے تھے اُسوقت حیرت نے اپنا گریبان تا بدامن چاک کیا اور سامنے افراسیاب کے پیٹنے لگی اور کہا میرے بیٹے کو اِس موے برق نے مار ڈالا افراسیاب نے کہا کہ ہی کوئی ایسا جو جاکے پکڑ لاے برق کو یہ حکم سُنکر ابریق کوہ شگاف وزیر اُسکا اپنی جگہ پر سے اُٹھا اور عرض کی کہ مین جاکر لاتا ہون افراسیاب نے کہا کہ اچھا جاؤ یہ روانہ ہوا اور برق فرنگی و ضرغام چادر طلسمی اوڑھکے کوہ ارم اپنے لشکر کو چلے ہین راستہ مین برق نے دیکھا کہ یہان کوئی نہین ہی پس اِسنے چادر طلسمی کو اُتار ڈالا اور ابریق جو چلا تو اُسنے سحر سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ اِسطرف عیار جاتے ہین پس یہ بھی اُسطرف چلا اور جاکے جب قریب برق پہونچا تو ضرغام تو بھاگ گیا مگر ابریق نے کمند سحر کی برق پر ماری کہ گلے مین حلقہ اُسکے پڑے ہوئے برق نے جلدی سے چادر کو لیکر کوٹ مین رکھا اُسوقت ابریق نے اُسکو باندھ لیا اور ضرغام نے دور سے دیکھا کہ برق قید ہوگیا یہ گھبرا کر چلا تو راستہ مین قران

بلا اُس سے ضرغام نے کہا کہ اے خلیفۂ عیاران لشکر اسلام برق اس طرح قید ہوگیا قران
نے کہا کہ اچھا تم جاؤ مین سمجھ لونگا پس یہ گلچینی گلشن عیاری کی کرنے لگا آخر ایک گل مراد ہاتھ آیا
یعنی ایک درخت چندن کا ایک مقام پر لگا تھا اِسنے اُسکی ٹہنی کو تراش کر ایک طاق اُس درخت
مین بنایا اور ایک چبوترہ اُس درخت کے نیچے پتھر کا بنا کے ایک لوح کہ اُس لوح مین یہ لکھا کہ یہان
آکے سامری و جمشید بیٹھتے ہین یہ بڑا معابد ہے اور اُس لوح مین عطر بیہوشی کا لگایا اور آپ علٰحدہ ایک
طرف کو بیٹھے مگر اُسنے صورت ایسی بنائی کہ آدھا بدن سرخ رنگا اور آدھا سفید اور ٹیکے دیکر بہت
بڑے بڑے دانت بنائے آنکھین لال لال خون کبوتر کی طرح سرخ اور مثل مشعل کے روشن
سر پہ بالون کی جٹائین بنکے ایک جگہ پر بیٹھ رہا ابریق کوہ شگاف جو برق فرنگی کو لیے ہوئے
آتا تھا اِس مقام پر آکر پہونچا تو دیکھا اِسنے کہ ایک درخت بنا ہے اور ایسی بو سے خوش آتی ہے کہ
دماغ جان معطر و معنبر ہوا جاتا ہے پس معلوم ہوا کہ یہ جگہ کوئی خاص ہے آگے بڑھکے قریب اُس درخت
کے آیا اور برق فرنگی کو ایک مقام پر ڈال دیا کہ یہ بندھا ہوا پڑا ہے پس اِس تختی کو آنکھون سے
لگایا بوسے دیے بیہوشی جو دماغ مین گئی بیہوش ہوے قران نے آکر مشکین برق کی کاٹین
اور ابریق کی زبان مین سوزن دیا اور ہوشیار کیا اور اُس سے کہا کہ تجھے کیا دخل ہے ہمارے
کارخانہ مین ہمنے اپنا قہر نازل کیا ہے تمام طلسم ہوش ربا پر یہ کیکر چاہتا تھا کہ اُسکو قتل کرے
اُسوقت افراسیاب نے کتاب سامری مین دیکھا تو معلوم ہوا کہ ابریق کوہ شگاف کو قران
قتل کیا چاہتا ہے پس یہ وہان سے بیقرار ہوکر اُٹھا اور آکر یہان پہونچا اور پکارا کہ باش اوناعیار
یہ نعرہ سنتے ہی قران کے پاس ایک دعا ہے کہ اُسکے پڑھنے سے مہروق جن اُٹھا لے جاتا ہے
اور تاج نور البصار بھی اُنکے پاس ہے کہ اُسکے پہن لینے سے غائب ہو جاتے ہین بہرصورت
اُنھون نے اُس دعا کو پڑھا اور تاج نور البصار کو سر پر رکھا کہ غائب ہوے اور برق نے
چادر طلسمی اوڑھلی افراسیاب ابریق کوہ شگاف کو اُٹھا لیگیا اور برق اور قران وہانسے
اپنے لشکر کی طرف آئے وہان ابریق کوہ شگاف کی زبان سے سوزن نکالا اور اُسنے کہا کہ
اے شہنشاہ عیار بڑے زبردست ہین غرض یہ بیٹھکر ناچ دیکھنے لگے اور شراب پینے لگے مگر حال
سنیے کہ باغبان قدرت جو مطیع اسلام ہے وہ ایک روز صحرا مین براے شکار آیا اور صید غزالان

کرنے لگا وہان افراسیاب نے کتاب سامری مین دیکھکر معلوم کیا کہ اسوقت باغبان
قدرت شکار کھیل رہا ہی اُسنے قینچی سے دو پتلے کاغذ کے کاٹے اور سحر پڑھکر اُنکو مثل انسانون
کے بنایا اور اُن سے کہا کہ جاؤ باغبان قدرت کو فلان صحرا سے پکڑ لاؤ وہ دونون پتلے چلے
اور آکر باغبان قدرت کے لپٹ گئے اِسکو کھینچتے ہوے سامنے بادشاہ کے لائے بادشاہ
اُسوقت باغ سیب مین بیٹھا ہوا تھا پس اُسنے دستک دی کہ ایک آواز تڑاقے کی ہوئی اور
تاریکی ہوگئی پھر جو روشنی ہوئی تو سامنے جو صحن ہی اُسمین بہت سے درخت لگے ہین اور ایک
درخت نارنگی ہزارے کا لگا ہی کہ اُسمین سُرخ سُرخ نارنگیان لگی ہین چنانچہ افراسیاب نے
باغبان قدرت سے کہا کہ اِس درخت سے نارنگیان توڑ لا باغبان قدرت نے آکر اُسکی
ایک نارنگی توڑنا جو چاہی تو دیکھا کہ مثل فولاد کے ہی اُسنے زور کرکے اُسے توڑا جیسے ہی ٹوٹی پہلے تو
ایک آواز تڑاقے کی ہوئی اور ایک شعلہ نکلا اندھیرا ہوگیا باغبان بیہوش ہوکر گر پڑا اُسوقت
افراسیاب نے دستک دی کہ ایک ابر گرجتا کڑکڑاتا گرد و پیش ہوا پھر آیا اور اُسمین سے ایک شخص
پیدا ہوا سیاہ رنگ اور اُتر کر سامنے افراسیاب کے آکر تسلیم کی اور عرض کیا کہ مجھے کیا حکم ہوتا ہی
افراسیاب نے کہا کہ ای تشہیر لے اِس باغبان قدرت کا سب اسباب پس اُسنے آکر پاس
باغبان قدرت کے جھولا سحر کا اور ہاتھون کے کڑے اُتار لیے اور سامنے افراسیاب کے
لاکر حاضر کیے اور باغبان قدرت کو ستونون سے بارہ دری کے باندھ دیا پھر اُس سے کہا
افراسیاب نے کہ تو جا اور پھر دستک دی افراسیاب نے کہ ایک ساحر اور پیدا ہوا کہ جسکا تمام
بدن شیشے کا تھا اور ہاتھ مین اُسکے ایک شیشہ بھی پانی کا تھا افراسیاب نے اُس سے کہا
کہ دے پانی کا چھینٹا باغبان کو اُسنے پانی کا چھینٹا دیا اور غائب ہوگیا باغبان ہوش مین آیا
اور اُسنے دیکھا کہ مین بندھا ہون پس اُسنے افراسیاب سے کہا کہ ای شہنشاہ مین نمکحرام نہ تھا
مگر آپنے مجھے نمکحرام بنایا اور آنکھ سے آنکھ افراسیاب سے یہ ملائے رہا افراسیاب نے کہا
کہ آنکھ نیچی کیون نہین کرتا باغبان نے کہا کہ مین نے کوئی حرکت ایسی نہین کی کہ جس سے
مین آنکھ نیچی کرون اُسوقت افراسیاب نے ایک ترنج جانب آسمان اُچھالا وہ پھٹا
اور آواز تڑاقے کی ہوئی اور ایک ابر گھر کر آیا تاریکی ہوگئی پھر جو دیکھا تو وہ درخت جو نارنگی

کا تھا اُسمین سے پانی نکلنا شروع ہوا اور زمین بھی شق ہوئی اُسمین سے بھی پانی نکلنے لگا
یہانتک کہ کچھ دیر مین پانی مثل دریا کے موج مارتا تھا اب ایک بجرا اُس پانی مین بہتا
نظر آیا کہ بالکل مثل مچھلی کے تھا اور مانجھی ڈنڈا پکڑے ہوے ہین اِدھر سے اُدھر کھیتے چلے
آتے مین جب وہ بجرا قریب آیا تو اُسمین سے دھوان نکلا اور ایک آواز تڑاقے کی ہوئی پھر
اُسمین سے ایک عورت سیہ فام کریہ منظر تیرہ رو تیرہ درون پیاز لہسن کی گٹھیونکی ہڈیان
کھوپریون مردون کے ہار گلے مین ڈالے دانت مثل دندان خوک باہر نکلے ہوے میل
اُنپر تھپیا زرد مثل ہلدی کے تھے تہمد کھاروے کی باندھے چھاتیون کے تکے لٹکتے سامنے
افراسیاب کے اُس بجرے سے نکلکر آئی افراسیاب نے کہا کہ او قیر جادو دے اِس
باغبان قدرت کی آنکھ مین سلائی اُسکے ہاتھ مین ایک سلائی اور چھوٹی سی سرمہ دانی
تھی چنانچہ اُسنے سحر جو کیا باغبان بیہوش ہو گیا اِسنے اُسکو ستون سے کھول کر چھاتی پر چڑھکے
اُس سلائی کو تین بار سرمہ دانی سے رگڑ کے باغبان قدرت کی آنکھ مین دیا اسیطرح
دوسری آنکھ مین بھی سلائی کو پھیر دیا اور پھر باغبان قدرت کو ہوشیار کر دیا اور آپ کود کر
اُس بجرے پر گئی اور غائب ہوئی اور افراسیاب نے باغبان سے کہا کہ کیون او نمکحرام اب پہونچا
اپنی سزاے اعمال کو اِسنے کہا ابتک تو مین نمکحرام نہ تھا مگر اب بیشک ہوا افراسیاب نے اِسکو
ایک حجرے مین بند کیا اور آپ جاکے ایک محل مین سو رہا مگر چالیس ہزار ساحرون کا پہرہ مقرر
کر دیا لیکن خواجہ عمرو جو گلیم اوڑھ کر کوکب نقلی کے پاس سے جو بھاگے تھے تو اِنھون نے دیکھا
ایک صحرا مین کہ برق چلا آتا ہی اور چادر جمشیدی اوڑھے ہی مگر سر کھلا ہی عمرو نے کہا کہ اے برق کہان
جاتے ہو برق نے سلام کیا اور کہا اِس طرح ابریق کوہ شگاف نے مجھے قید کیا تھا مگر قران نے
مجھے چھڑایا عمرو نے کہا اچھا جاؤ مگر تمکو کچھ باغبان قدرت کی بھی خبر ہی برق نے کہا نہین
یہ کہکر عمرو جانب باغ سیب روانہ ہوے راہ مین کچھ ساحر جاتے تھے اُن سے سُنا کہ باغبان
قدرت کو افراسیاب نے اِس طرح قید کیا ہی اور اب وہ جلا دیا جائیگا پس عمرو نے کوکب کا
دیا ہوا تعویذ منھ مین رکھا کہ ایک پتلا اِنکو آکر اُٹھا لے گیا جب یہ پہونچے پاس کوکب کے تو وہانکی
زمین شق ہوئی اور ایک پتلی یاقوت نگار بالشت بھر کی زمین سے نکلی دو کاغذ اِنکے ہاتھ مین دیے

اور کہا اِن کاغذون کے بموجب کام کیجیے گا بس خوشی خوشی وہان سے چلے یعنی کوکب نے انکو ایک
تخت سحر پر بٹھا کے قریب باغ سیب پہونچا دیا اب کیفیت سنیے کہ ایک کوتوال ہی شہر ناپرسان کا
اسفل شب گرد جادو نام اور ایسا زبردست کافر ہی کہ صورت اپنی بدلکر نکلتا ہی اور جہان کوئی مسلمان
مِل جاتا ہی اُسے قید کر کے خوش ہوتا ہی اور کہتا ہی کہ جب مین ہزار مسلمانون کو مارونگا تب اپنی شادی
کرونگا چنانچہ وہ شب گرد آج شہر ناپرسان سے نکل کے باغ سیب کی طرف آیا ہی اور یہان
عمرو نے اپنی صورت ایک بڑھیا کی ایسی بنائی ہی سر سفید بڑکا پاجامہ سوسی کا گرا ہین اُسمین
دی ہوئین گاڑھے کی چادر اوڑھے دانت ٹوٹے ہوئے گالون مین جھریان پڑی ہوئین
کہتی ہوئی کہ خدا وہ کون دن کریگا جو مین اپنی ملکہ مہرخ کے پاس پہونچونگی بس یہ سنکے اِسکے
بدن مین آگ جو لگی تو سر مین جا کے سمجھی اور چلا کہتا ہوا کہ او بڑھیا کہان جاتی ہی میرے ہاتھ سے
اور برابر پہونچکر چاہتا تھا کہ مارے ایک لات کہ بڑھیا کا کام تمام ہو بس آپ نے خالی دیکر
ایک اَنٹی جو ماری تو یہ گرا مُنھ کے بل آپ نے حباب بیہوشی مارا کہ یہ بیہوش ہوا پٹی دارو
بیہوشی کی اِسکی ناک پر باندھ کے اور لٹو خار وار اِسکے گلے مین اُتار کے اب آپ نقب دیتے
ہوے چلے یہان تک اُس حجرہ مین کہ جسمین باغبان قدرت قید تھا پہونچے باغبان
مارے درد کے بیہوش ہو گیا تھا اور اُس حجرے مین ایک تخت تھا کہ باغبان مارے درد
کے اُسکے کٹھرہ سے سر لگاے بیہوش پڑا تھا بس آپ نے بیہوشی دیکر اُسکو زنبیل مین ڈالا
اور اسفل شب گرد کو نکال کر باغبان کی صورت بنا کر لٹو خار دار جو گلے مین اُتار ہی چکے تھے اُسکو
وہین لٹا دیا اور وہ کاغذ جو تیلی نے دیے تھے اُسکو دو ٹکڑے کر کے پھینکا اور وہان اسفل کو
ہوش جو آیا تو اِسنے سانس لی تو وہ لٹو خار دار نیچے اُتر گیا اُسکے صدمہ سے اِسکی جان نکل گئی
اور اِدھر اُس کاغذ کو خواجہ نے پھاڑ کر پھینکا کہ یکایک آواز پیدا ہوئی کہ افسوس مردیم و جان دادیم
وبہ مطلب خود نرسیدیم کشتی مرا کہ نام من باغبان قدرت جادو بود غل اور شور اسطرح
کا ہوا کہ شب گرد کے مرنے کا بھی غل معلوم نہ ہوا وہ جو چالیس ہزار دربان بیٹھے تھے اُنھون
نے کہا کہ باغبان قدرت مر گیا اور ایسا غل ہوا کہ افراسیاب اپنے محل مین جاگ پڑا
اور اُسکو بھی رنج ہوا باغبان کے مرنے کا خواجہ اُس نقب کی راہ سے نکل کے صحرا مین آئے

اور اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوے اور یہان صبح کو جب وہ زمانہ آیا کہ شب نے نقارہ رخصت کا بجایا اور مثل پری زاد کے پردۂ عدم مین منھ چھپایا اشعار

یہانتک رمز مطلب آیا تا گوش　کہ رخصت کا ہوا اُس رات کو جوش　بشکل قلب ممسک تنگ ہوکر
رخ عشاق سے ہم رنگ ہوکر　ارے جسطرح خون تیغ جلاد　چھپے یون جیسے پردہ مین پریزاد

صبح کو حجرہ کھول کر نعش باغبان کی نکالی اور اُسکو پھونک دیا اور یہان عمرو جب آکر پہونچا تو گلچین جادو نہایت رنجیدہ زار زار رو رہی تھی کہ عمرو نے آکر باغبان کو زنبیل سے نکالا اور تخت جواہر نگار پر بٹھایا اور کہا کہ آپ کی آنکھین کیونکر اچھی ہون باغبان نے کہا سب سامان سحر کا میرے لیے قیمر جادو نے کیا ہی مگر ایک تعویذ تھا کہ وہ میرے بازو پر بندھا رہتا تھا وہ اب نہین ہی اگر وہ ہوتا تو کچھ حال معلوم ہوتا خواجہ عمرو نے کہا کہ ایک تعویذ تو میرے پاس ہی یہ کہکے ایک تعویذ نکال کے دیا اُسوقت باغبان قدرت نے گلچین جادو سے کہا کہ اے بی بی تم وہ عمل کرو جو پہلے کیا کرتی تھین گلچین نے جو کا دیگر تعویذ عمرو کا دیا ہوا رکھ لیا اور آپ اُس چوکے مین بیٹھی اور کچھ پڑھنے لگی بعد ایک گھڑی بھر کے دیکھا تو ایک آواز تڑاقے کی ہوئی اور روشنی ہوگئی سب کی آنکھین بند ہوئین اب جو دیکھا تو ایک جانور انگارے کی لو مین استادہ ہی اور جواہر کا ہی گلچین نے اُس سے پوچھا کہ اے طائر طلسمی بتا کہ کیا صورت ہو جو آنکھین باغبان قدرت کی اچھی ہوئین اُسنے کہا کہ جب تک قیمر جادو نہ ماری جائیگی آنکھین نہ روشن ہونگی اور وہ رہتی ہی کوہ فنا کے پاس بس یہ کہکر وہ جانور تو غائب ہوگیا اور گلچین نے وہ تعویذ اُٹھا لیا اور باغبان قدرت کو دیا اور خواجہ عمرو سے کہا کہ بہت مشکل ہی جانا وہان عمرو نے کہا خدا امین سب قدرت ہی اور بہار جادو سے کہا کہ تم چلو میرے ساتھ بہار نے ایک طاؤس زرین سحر سے بنایا اور اُسپر سوار ہوئی یہ تو روے ہوا پر چلی اور عمرو پیچھے پیچھے چلے قیمر جادو کی فکر مین اور مہرخ نے کہا کہ مین بھی جاتی ہون چنانچہ یہ بھی چلی کوہ فنا پشتۂ تاریک کے قریب ہی یہ جو چلی تو ایک میدان سیاہ رنگ کا نظر آیا اور بہار بھی سیاہ نظر آتا ہی یہ خوش ہوئی اپنے دل مین کہ باغ مینا نظر آیا آگے جو بڑھی تو دیکھا کہ ایک دیوار

سیاہ اٹھی ہوئی ہی اُسکے دوسری طرف ایک پہاڑ ہی عمرو اُس پہاڑ پر چڑھ گیا تو وہان سے بھی وہی حال نظر آیا غرض ناچار ہو کے نیچے پہاڑ کے اُترے اور دیوار کے پاس پاس چلے تو اِس دیوار مین برج بنے ہین پہلے جو برج ملاوہ بند تھا جب دوسرے برج کے پاس پہونچے وہ بھی بند تھا جب تیسرے برج کے پاس پہونچے تو اُسمین جالی بنی تھی اور اُس جالی مین اِنھون نے جھانک کے دیکھا تو اُس طرف چمن بندی کی ہوئی تھی گلہاے بوقلمون کھلے ہین جانور زمزمہ سرائی کر رہے ہین انواع اقسام کے درخت لگے ہین سرو اپنی اکڑ مروڑ دکھلاتا ہی لالہ رنگین داغدار نظر آتا ہی کہین نرگس ہی کہین یاسمن ہی بہار پر عروس گلشن کا جوبن ہی سنبل زلف معشوق کو شرماتا ہی نرگس نگاہ بازہی

نظم

نظر آئے نہال سبزہ شاداب
کہ جسکے دید سے خاطر ہو بیتاب
ثمر خوشرنگ پتے لہلہاتے
ہوا چلتی تو اک جوبن دکھاتے
کوئی گل مثل روے ماہ براق
آدا ہٹ مین کوئی مشہور آفاق
کوئی خون جگر کی طرح رنگین
کسی مین اور ہی صورت کی تزئین
کسی مین سب طرح کے رنگ پیدا
کسی مین اک نیا جلوہ ہویدا
ثمر کی جا گہر سب مین نمودار
چمک پتون مین جیسے عارض یار
صداے غنچہ سے نغمے ہویدا
سر ہر شاخ سے بارش تھی پیدا
زمین جنبش مین مثل قلب بیتاب
تلے اوپر کہین پیمانۂ آب
وہ سب گویا بشکل آدمی زاد
چمن خندان لب بلبل بہ فریاد

علاوہ اِن درختون کے اور اِس عجائبات کے ایک درخت ہی تاڑ کا کہ پتے ہین مثل شیر کے اور پھل آدمی اُسکے چہرہ کی طرح اب اِنھون نے جالی مین جھانکنا شروع کیا تو دیکھا کہ یہان عجب سیر ہی کہ جتنے چمن ہین اُنمین بجاے درخت کے کسی جگہ ہاتھ ہین آدمی کے ایسے اور کسی جگہ پانون ہین آدمی کے مگر تلوے اوپر ہین اور زمین نیچے ہین خون بھرا اور کہین دھڑ ہین اُنمین یہ معلوم دیتا ہی کہ تازہ خون لگا ہی اور کسی جگہ سر تازے کٹے ہوے رکھے ہین اور اُس طرف کو روش ہی اُسپر بجاے سرخی کے تلوارین جڑی ہین یہ جو دیکھا تو گھبرا کے عمرو ایک طرف کو بھاگا اُسوقت آواز آئی کہ اے عمرو کہان جاتا ہی ذرا ٹھہر عمرو نے نہ تو پیچھے پھر کے دیکھا اور نہ کچھ اُس آواز کا جواب دیا چلتے چلتے ایک میدان نظر آیا عمرو نے وہان نماز پڑھی اور دعا درگاہ الٰہی مین مانگی رونے لگا ایسا رویا کہ روتے روتے بیہوش ہو گیا عالم رؤیا مین دیکھا کہ ایک بزرگ

فرماتے ہین ای عمرو اُٹھ تو قیر جادو کو مارے گا عمرو کی آنکھ کھلی تو یہ اُٹھکر چلے تو دیکھا انھون نے
ہزارہا درخت ناریل کے لگے ہین اور اُسمین ناریل بھی بے گنتی اور بے حساب لٹک رہے ہین یہ دیکھکے
عمرو ایک پہاڑ کے پاس پہونچا وہان دیکھا تو ایک درہ ہی یہ اُس درے مین چلے کوئی پاؤ کوس
پہونچے تھے کہ ادھر ایک پتھر کی چٹان درے مین لگی تھی یہ اُس چٹان کے پاس پہونچے تو آواز آئی
کہ آنے کیون نہین ہو بس یہ گلیم اوڑھ کے باہر درے کے نکل آئے اب کوئی چار ہزار بندر اور
لنگور اور درے سے نکلے اور اُن درختون پر چڑھے اور ناریل توڑ توڑ کر کھانے لگے اور اُنکے
پتے اپنے گلون مین باندھے اور پھر اُن درختون سے اُتر کے اُسی درے مین چلے گئے عمرو
بھی گلیم اوڑھے اُن بندرون کے پیچھے اس درے مین چلا اب اس جگہ پہونچے کہ جہان پتھر کی
چٹان لگی تھی تو دیکھا کہ دو بیٹھے ہوئے ہین یہ باہر درے کے نکلے تو اِن بندرون نے اُس چٹان کو
درہ مین پھر لگا دیا اور بند کر دیا اور وہ ہٹے بھی اِس سبب سے تھے کہ اُسکو ہٹا کے بندر اُس
طرف آئے تھے اب پھر جب اُدھر گئے تو پھر بند کر دیا القصہ عمرو وہان سے آگے بڑھا تو دیکھا
اُسنے کہ ایک درخت ہی بہت بڑا اور اُسکے نیچے ایک چبوترہ سنگ مرمر کا بنا ہی اور اُسپر ایک ساحر
بیٹھا اکتارہ بجا کے بھجن گا رہا ہی اور محو ہی یہ بندر اور لنگور سامنے اُسکے پھرتے رہے اور عمرو بھی
ایک جگہ بیٹھا رہا جب دوپہر دن آیا تو اُس ساحر نے اکتارہ کو درخت پر رکھدیا اور بت کو نکال کر
سامنے رکھا اور کچھ چانول سرسون رائی کے دانے اُسپر چڑھائے اور ڈنڈوت اور سجدہ کیا اور
دیکھا عمرو نے کہ ایک ابر کا لکہ وہینی طرف چھایا ہوا ہی غرض جب فراغت ہوئی تو وہ ساحر اُٹھا
اور چلا جب کوئی آدھ کوس زمین طی کی تو وہان سوائے میدان کے اور کچھ نظر نہ آیا اور اُس ساحر
نے وہان کھڑے ہوکر کچھ دانے سرسون کے پڑھ پڑھ کے چار طرف پھینکے تو ایک چمک ہوئی
کہ آنکھین خیرہ ہوگئین اور ایک دیوار سیاہ رنگ کی نظر آئی اور ایک دروازہ اُس دیوار مین لگا تھا
یہ ساحر چلکے اُس دروازے کے قریب ٹھہرا اور اِسنے کچھ پڑھنا شروع کیا کہ وہ لنگور اور بندر اُچک
اُچک کر اُس دیوار پر چلنے لگے اور گرد دیوار کے بھی وہ بندر اور لنگور پھرنے لگے یہ ساحر اندر اُس
دروازے کے گیا تو دیکھا عمرو نے کہ ایک چشمہ ہی سیاہ پانی کا مثل قیر کے اور اُسپر ایک ابر ہی چھایا
ہوا اس ساحر نے کچھ پڑھکے اُس چشمہ مین ماش کے دانہ ڈالے تو ایک چمک اِس طور پر ہوئی کہ جیسے

بجلی چمکتی ہی اور آواز گڑ گڑاہٹ کی آنے لگی اور وہ چشمہ بڑھنا شروع ہوا یہان تک بڑھا کہ دریاے خونخوار و قہار آفت زا لطمہ سنج ہوگیا ابیات

جذر و مد سب حواس کھوتا تھا	خضر کا رنگ سبز ہوتا تھا	موج اٹھنے لگی جو طوفان زا
کچھ نہ آیا نظر سوا عمان زا	ریلا پانی کا جبکہ آتا تھا	خوف سے جی ہی ڈوب جاتا تھا

اب اُس پانی مین ایک جہاز ایک طرف سے پیدا ہوا اور دیکھا تو اُس جہاز پر بجلی چمکتی ہوئی اور لکہ ابر گڑ گڑاتا ہوا اور بجلی آ آ کر پانی پر گرتی تھی اور پھر بلند ہوجاتی تھی پانی کو بھی تلاطم تھا ایک شور عظیم برپا تھا پانی کا رنگ سیاہ اور لکہ ابر بھی اُسپر کالا چھایا ہوا خدا کی پناہ سوا تاریکی کے کچھ اور نظر نہ آتا تھا جب جہاز وہ کنارے پر آیا تو اُسمین چمک ہوئی اور ایک درچہ اُسکا کھلا اور اُسکے اندر سے ہزار ہا پریزاد نکلے کہ اُنکا اوپر کا جسم پری کا تھا اور نیچے کا مچھلی کا اور ایک مگر نکلا کہ وہ سو گز کا تھا اور اُسپر ایک ساحرہ سوار تھی کہ تمام بدن اُسکا سیاہ تھا تہمد کھاروے کی باندھے کانون مین مندرے پڑے ہاتھون مین لوہے کے کڑے اور جھولی جواہر دوز کاندھے پہ ڈالے مگر پر کا ٹھٹھر اکھنچا اور اُسپر وہ سوار تھی چنانچہ اُتر کر کنارے دریا کے ایک تمگیرہ جواہر نگار استادہ کرا کر مسند پر بیٹھی اور وہ پریزادین کہ جنکا بدن مچھلی کا تھا یہ اسکی ایسی جلیسین ہین القصہ جب یہ بیٹھ چکی تو وہ ساحر کہ نام اُسکا ہوشمند جادو ہی ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا اور وہ بندر و لنگور چار طرف دیوار پر اور نیچے دیوار کے کھڑے ہین اور وہ مگر جو جہاز سے اُترا ہی اور اُسکی سواری بھی کنارے دریا کے ٹھہری ہی اب عمرو نے چاہا کہ کوئی تدبیر کرون پس اُنھون نے اپنے تئین پریزاد بنایا پر جواہر کے کاندھے پر لگائے پیشواز پہنی دوپٹہ آنچل پلو کا اوڑھا اور قرغول اور باد مہرے جبرئیل علیہ السلام کے پانون مین باندھکر اونچے ہوے اور وہان حقہ آتشین داغ کر جو پھینکا تو صدا اتڑا قے کی بلند ہوئی اور آپ نیچے اُترے اور ایک خط کہ جسپر مہر افراسیاب کی تھی وہ لاکر اُس قیر جادو کے ہاتھ مین دیا اور کہا منم فرستادہ افراسیاب غرض یہ اُٹھی اور آداب بجالائی اور خط ہاتھ مین لیا اُسے کھولا تو اُسمین لکھا تھا کہ اے قیر جادو یہ بہن ہی حسین جادو کی جسے ہمنے بھیجا ہی اور یہ نہایت سحر مین دخل رکھتی ہی بس آگاہ ہوجاؤ کہ عمرو باغ فنا کے پاس آکے پہونچا پس عمرو کا نام پڑھنا تھا کہ اسکو یعنے

قیر جادو کو خلجان ہوا یہ اُٹھکے اُس اژدر پر سوار ہوئی اور وہ اژدر جہاز پر گیا اور جہاز چل نکلا
ہوشمند جادو کھڑا دیکھ رہا تھا اور خیال اُسکا اِس طرف تھا عمرو نے دیکھا کہ قیر جادو
تو گئی بس اُنھون نے خنجر نکال کے ایک ہاتھ جو مارا تو سر ہوشمند کا کٹ کر گر پڑا غل ہوا تاریکی
ہو گئی آواز آئی کہ مارا اُس شخص کو کہ جسکا نام ہوشمند جادو تھا اور قیر جادو جو گئی تو اُسنے
ایک جگہ پر ایک خط افراسیاب کو سحر سے لکھکر بھیجا مضمون اُسکا یہ تھا کہ ای شہنشاہ
معلوم ہوا کہ عمرو باغ فنا کے قریب پہونچا ہی اب آپ مہربانی سے دمبدم کی خبر عمرو کی مجکو
لکھتے رہیے اور جس پری کو کہ آپنے بھیجا ہی وہ یہان آکے پہونچی لیکن مین نے کچھ توجہ اُسکے
حال پر نہین کی اور یہان اب جو دیکھا تو وہ دریا اور دیوار سب غائب ہو گئی سوائے جنگل کے
اور کچھ نظر نہ آیا اور عمرو اُدھر چلے کہ جدھر سے آئے تھے جب ایک کوس بھر کامل راستہ
اُنھون نے طی کیا تو اُنکی پشت کی طرف آگ لگی ہوئی معلوم ہوئی اور اِسقدر گرمی ہوئی کہ یہ
بیچین ہو گئے اور پشت کی طرف جو اُنھون نے دیکھا تو جیسے چراغ جلتا ہی کبھی بجھ جاتا ہی کبھی روشن ہی
اور جہان سے کہ یہ آئے ہین وہان سے یہان تک برابر جلتا چلا آتا ہی پھر جو دیکھا تو ایک شیر
گیارہ ہاتھ کا بہت فربہ اور اُسپر کاٹھی کھنچا ہوا اور ایک ساحر سوار ہی اور وہ شیر اِسطرف
کو آتا ہی اور ایک کھونٹا ہی سیاہ کہ وہ شیر اُسکے قریب آیا اور خواجہ بھی ایک تیر کے پرتاب پر آگے
چلے تو آواز آئی کہ ای ببر سوار ذرا اِدھر دیکھ اُس ببر سوار نے پیچھے پھر کر جو دیکھا تو ایک
نازنین بہت خوبصورت حسین کو استادہ پایا پس اُس نازنین نے کہا کہ ای ببر سوار بہت
خبردار اور ہوشیار رہنا کہ عمرو آ پہونچا ہی عمرو تو گلیم اوڑھے ہوے تھے اِنکو تو اُسنے
دیکھا نہین لیکن آپ ایک کنوان تھا اُسمین کود کر غائب ہو گئی اور عمرو آکر اُسی جگہ ٹھہرے
اور وہان ایک ٹیکرا ہی چھوٹا سا اور اُس ٹیکرے پر دس بارہ درخت آگ کے ہین کہ اُنمین
سفید پھول کھلے ہین کلیان لگی ہین اور کچھ پھل سبز ہین اُس ٹیکرے پر خواجہ عمرو بھی آئے
کہ اِس ببر سوار نے اُس شیر کو اشارہ کیا کہ اُسنے وہان خاک پائون سے ہٹانا شروع کی
اب عمرو حیران ہی کہ یہ کیا ماجرا ہی مگر خاموش ہی غرض ایک چٹان پتھر کی جب خاک کو ہٹایا تو
نکلی اب دیکھا خواجہ عمرو نے کہ ایک تہ خانہ ہی اور اُسمین صندوق اور جامدانی رکھی ہی اور اُس

پھر سوار نے اُس صندوق کو کھول کر ایک قالین نکالا اور اُسکو بچھا کے مسند زرتار بچھائی اور بوتلین شراب کی اور جام نکال کے رکھے اور ایک جامدانی کھول کے ایک خفتان بہت بھاری نکال کے پہنی اور ایک مندیل جواہر نگار پہنی اور ایک صندوق کھولا اُسمین سے بت جواہر نگار طلائی ونقرئی پتھر کے نکال کے سامنے رکھکے پوجا کرنا شروع کیا اور جہان سے یہ آیا تھا وہان تک لو اُٹھتی ہوئی معلوم ہوتی تھی اب جو اِسنے سحر کیا تو سراسر ایک تختہ آگ کا روشن معلوم ہوتا ہی اور تمام صحرا آگ کا ہی اور سامنے اِسکے کچھ دانے مارے کہ وہ زمین پھٹ گئی اور کچھ دانے مارے کہ تین طرف اُسکے دیوار سیسے کی بنکے تیار ہوئی اور شیر گرد اُسکے اِس طرح پھر رہا ہی کہ جیسے کوئی پہرہ دیتا ہی جب یہ سب اپنی نگہبانی کر چکا پھول اور چانول بتون پر چڑھا چکا تو اِسنے پھر ایک صندوق نکالا اور اُسکے پٹرے کو سحر پڑھ کے کھولا تو اُس صندوق کے اندر سے ایک پریزاد قامت رشک شمشاد آنکھین غزال صحرائے رعنائی رخسار آفتاب فلک زیبائی بال اُسکے پیچ پیچ کہ سنبل کے پیچ اُسکے سامنے ہیچ تمام جواہر کے گہنے مین لدی ہوئی پوشاک نفیس ونادر پہنے نکلی اور ایک طنبورہ بہت تحفہ نکالا اور اُس ساحر کے ہاتھ مین اُس پری نے دیا اور جام شراب سے بھر کے اُس پری نے آپ بھی پیا اور اُسے بھی پلایا اسوقت خواجہ عمرو بھی پاس آن بیٹھے اور آپنے بیہوشی شراب مین ملادی اور اُس پری کے کان مین کہا کہ ای پریزاد مین ہون خواجہ عمرو کہو کہ تمھارا کیا حال کرون وہ پریزاد حیران ہوئی کہ کوئی نظر تو آیا نہین یہ آواز کہان سے آتی ہی اِسنے اُس ساحر سے کہا کہ ای شخص سُنا تونے کوئی کہتا ہی کہ مین ہون خواجہ عمرو اُسنے کہا تو دیوانی ہی عمرو کے آنے کی خبر جو سنی ہی یہ اُسکا خیال ہی یہ پریزاد چپ ہو رہی اور شراب اِن دونون نے پھر پی کہ آثار بیہوشی کے ظاہر ہوے اور طنبورہ اُسکے ہاتھ سے چھوٹا یہ جھکا اُسکے اُٹھانے کو بیہوش ہوگیا اِدھر وہ جو شیر ہی وہ اسی ساحر کے سحر کا ہی اِسکے بیہوش ہونے سے وہ بھی چپ ہوا اُسوقت خواجہ نے گلیم کو اُتارا اور اُس پری کو ہوشیار کیا اور کہا کہ ای ملکہ تم اپنا حال بیان کرو کہ تم کیون کر اس کافر کے بس مین آئین اور تمھارا نام کیا ہی اور زیور مین بھی دیکھا تھا کہ نام اُسکا کھدا ہی شہپال بن شہرخ خواجہ کو یقین ہوا کہ یہ رشتہ مین ہوگی آسمان پری کے اِس سبب سے تاکیداً اِسنے پوچھا اُس پری نے کہا کہ نام میرا دردانہ گوہرپوش ہی اور گوہر نگار جو ملکہ ہی

وہ میری مان کا ہی شامت اعمال میری کہ شہپال بن شہرخ کا عُرس ایک مقام پر ہوتا ہی اور وہان سب ساکنان قاف جمع ہوتے ہین اور ناچ ہوتا ہی اُس عرس مین مین بھی گئی دیکھا تو یہان تمام پریزادین اور جن جمع ہین مین بھی بیٹھی کچھ دیر کے بعد خبر سنی کہ قہقہہ سہ چشمی کی اولاد مین جو دیو ہین اُس وقت فوج لیے آتے ہین اور شب خون مارینگے پس سب پریزاد اُٹھ اُٹھ کے ہر طرف کو روانہ ہوگئے اور مین بھی اپنے تخت پر سوار ہوکر شب تاریک مین چلی تو راستہ بھول کر اِس جنگل کی طرف آنکلی اس ساحر نے مجھکو دیکھ کر گرفتار کیا اور اِسکا بھائی تھا ایک ہوشمند جادو نام اُسنے جو سحر کیا تو میرے دیو بھاگ گے اور مین اِسکے قید مین آئی اور اِسنے لا کے مجھے اسطرح رکھا کہ جسطرح تمنے مجھے دیکھا اب مجھکو بارہ برس قید ہوے گذرے اور یہ سنکر عمرو نے کہا کہ تمھین کچھ حال یہ بھی معلوم ہی کہ قیسر جادو کہان رہتی ہی اُسنے کہا کہ دیکھو سامنے وہ کنوان ہی سیاہ اُسکے اندر ایک ساحر ہی کہ نام اُسکا ہی راز دار جادو اُسکے پاس قیسر جادو آکر مشورہ ہر ایک بات کا کرتی ہی اور کچھ کنیزین ہین کہ اُنکے پاس جو زیور ہی وہ سحر کا ہی اور اُن زیورون مین کسی مین منھ کتے اور لنگور اور بندر کا بنا ہی اُسوقت خواجہ عمرو نے ایک کنیز کو صورت نگار کی زنبیل سے نکال کے جام حضرت الیاس علیہ السلام کا لیکے چھینٹا پانی کا اُسکے منھ پر دیا اور کہا کہ یا حضرت الیاس اِسکی صورت دردانہ پری کی ہو جاے پس اُسکی ویسی ہی صورت بن کے تیار ہوگئی اُس سے اِنھون نے کہا کہ تو جانتی ہی کہ مین تیرے سر پر ہر وقت موجود ہون ایسا نکرنا کہ جو مین تجکو قتل کر ڈالون تجھے چاہیے ہی کہ یہ ساحر کہ نام جسکا ببران ببر سوار ہی اور یہ جو پریزاد بیٹھی ہی دردانہ ہی اِسپر یہ عاشق ہی پس نام تیرا دردانہ پری ہمنے رکھا تو اِس ساحر کو جسطرح ہو سکے قتل کر ڈالنا یہ کہکے پڑیا داروے بیہوشی کی اِسکو دی اور دردانہ پری کے کپڑے اُتار کے اِسکو پہنائے اور دردانہ کو داخل زنبیل کیا پھر فتیلہ رفع بیہوشی ببران ببر سوار کو دیا اور آپ گلیم اوڑھ لی ببران چھینک مار کے ہوشیار ہوا اُٹھ بیٹھا اُس وقت کہا نقلی دردانہ نے کہ تو نے تو اب خوب طور نکالا ہی کہ جا کے اور جگہ شراب خواری کرتا ہی اور یہان بیہوش

ہو ہو کر گرتا ہی بہران ببر سوار نے کہا کہ مجھے قسم ہی جمشید اور سامری کی جو مین کہین جاتا ہون
مجھے فرصت ہی کہان ہوتی ہی یہ تذکرہ ہو رہا تھا کہ ایک کنیز سامنے سے پیدا ہوئی کہ اُسکے
گلے مین جو طوق ہی اُسکا مُنہ کتے کا ہی بجاے چاندو وکنیز سامنے بہران ببر سوار کے آئی
اور کہا کہ تمکو یاد کیا ہی ملکہ قیر جادو نے اُسوقت بہران نے کہا دردانہ پری سے کہ تم
ذرا یہان ٹھہرو مین جاتا ہون اور ابھی آتا ہون یہ کہکے یہ تو چلا گیا لیکن خواجہ عمرو نے گلیم اُتارکے
اُس کنیز کے حباب بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہو کر گری طوق اُسکا اُتار کر گلے مین پہنا اور اُسکی صورت
آپ بنے اِس عرصہ مین بہران ببر سوار آیا اور اُسنے دردانہ نقلی کو تو صندوق مین بٹھایا
اور سحر جو کیا تو پٹرا بند ہو گیا اُس صندوق کو اُٹھا کے دونون ہاتھون سے سر پر رکھا اور
شیر پر بیٹھ کے چلا خواجہ جو کنیز بنے تھے یہ بھی چلے اور جاکر پہونچے اُس کنوین پر کہ جسکو دردانہ نے
بتایا تھا بہران جھم سے کود پڑا خواجہ بھی کودے غلطان وپیچان پیچان وغلطان
جب تہ پر پہونچے تو دیکھا کہ ایک دروازہ ہی اُس دروازے مین جب گئے تو دیکھا مکان بنا ہوا ہی
اور اُس مکان مین ایک تخت بچھا ہی اُس تخت پر ایک ساحرہ یعنی رازدار جادو بیٹھی ہی
اِس بہران ببر سوار نے وہ صندوق رازدار کو دیا اور کہا ای ملکہ اسے اپنے پاس رکھیے
مجھے آجکل نہایت اندیشہ و فکر ہی کسلیے کہ وہ کہنہ دزد آیا ہی رازدار جادو نے وہ صندوق لیکر
ایک الماری اُس مکان مین تھی اُسمین رکھا اور سحر سے اس الماری کو بند کر دیا اور بہران
ببر سوار نے رازدار جادو سے کہا کہ ای ملکہ اب چلو قیر جادو کے پاس اِسنے کہا
اچھا چلو بس اِسنے ایک تخت سحر سے بنایا اور اُسپر کچھ میوہ مٹھائی رکھلی عمرو نے کہا
کہ ای بی بی مین بھی چلون کیونکہ اب تو کچھ کام نہین اِسنے کہا چلو بس اُس تخت پر بیٹھ گئے مع
چار کنیزین اور ببر سوار اُس مکان مین ایک دروازہ ہی اُسکو کھول کے روانہ ہوئی عمرو
اپنے دل مین کہتا ہی کہ حقیقت مین کیونکر آنا ہوتا اِس جاتک مگر خدا نے پہونچایا اب کچھ
دور چلا تھا وہ تخت کہ ایک دھوان معلوم ہوا کہ جیسے رستہ نہین ہی رازدار نے
سحر پڑھا کہ وہ دھوان شق ہوا اور وہ تخت آگے چلا اب ایک دیوار سیاہ رنگ کی معلوم
ہوئی اُسپر بھی رازدار نے سحر پڑھا کہ دروازہ معلوم ہوا اُس دروازہ مین وہ تخت گیا

پھر ایک میدان مین پہونچی اور وہان بھی ایک دیوار نظر آئی رازدار جادو نے سحر
پڑھ کے دروازہ اُسمین بھی پیدا کیا اور وہ تخت چلا اسی طرح دس دیوارون مین
دس دروازہ پیدا کر کے راستہ کیا اور جب اُن دیوارون سے نکلی تو کنارے پر
سمندر کے پہونچی وہان رازدار جادو نے تخت کو روکا اور کچھ سحر پڑھ کے ماش
کے دانے سمندر مین پھینکے شعلہ آتش کے نکل نکل کے غائب ہوے اور کچھ زمانہ
گذرا تھا کہ شور و غل سمندر مین پیدا ہوا اور پانی کو اسقدر تلاطم ہوا کہ کشتی آسمان
اُسمین ڈوب جاتی تو عجب نہ تھا اب جو دیکھا تو ایک مگر ہی بہت بڑا کہ وہ جست کر کے
کبھی سیدھا کبھی ترچھا ہوتا ہوا آتا ہی جب وہ آ کر کنارے پر پہونچا تو ایک بجلی چمکی اور
آواز ہوئی کہ سب کی آنکھین بند ہوگئین اور ایک دیوار آتشین نکر تیار ہوئی عمرو نے دل
مین کہا کہ قدرت خدائے لایزال کی ہی کہ جو اُسنے مجھے یہان تک پہونچایا نہین تو کوئی
صورت پہونچنے کی نہین تھی اور کسقدر اِسنے اپنی حفاظت کی ہی الحاصل جب دیوار آتشین
بھی اُٹھ چکی تو اُس مگر نے منھ کھولا اور اُسمین سے یہ قیصر جادو نکلی اُسوقت عمرو کو خوف
معلوم ہوا اور اُسنے الگ جا کے اُس کنیز کو زنبیل سے نکالا کہ جو بلائے بیران پر سوار کو
گئی تھی اُسے کپڑے پہنا کے اور طوق گلے مین ڈال کے ہوشیار کر دیا اور آپ گلیم
اوڑھ لی وہ کنیز حیران ہوئی کہ مجھے یہان کون لایا اور اسی حیرت مین وہان سے چلی
اور کسی سے کچھ نہ کہا اور یہان قیصر جادو نے سحر کیا کہ شعلہ آ کے گرا کہ بیران
پر سوار بیہوش ہوا اور پانچون کنیزون پر شعلہ گرا کہ وہ بھی بیہوش ہوئین یہ اسنے
اِسواسطے کیا کہ یہ لوگ میرے راز کو نہ سُنین جب یہ بیہوش ہوگئین تو رازدار جادو
جو کھانا اور مٹھائی لائی تھی وہ اُسنے بھی کھائی اور قیصر جادو نے بھی کھائی جب کھانے
سے فرصت ہوئی تو کہا اُسنے ای رازدار جادو مین پہلے کچھ دن ہوے ہین کہ عرس
مین خداوند قابیل کے گئی تھی اور مجھے افراسیاب نے نہین پوچھا تھا
مین چاہتی تھی کہ مجھے وہ خود بلائے اور مجھسے کچھ کام لے اور میری قدر کرے
چنانچہ اُس عرس مین بھی دعا مین نے مانگی تھی وہ دعا میری قبول ہوئی کہ افراسیاب ۲۰

نے اتنا بڑا کام مجھسے لیاکہ باغبان قدرت پر مجھکو فوق دیالیکن عیارون سے مجھکو نہایت خوف ہی خصوصاً یہ کہنہ دزد عمرو بن امیہ ضمری تو کسی جا رحم نہین کرتا اب مین پھر جاونگی خداوند قابیل کے معابد مین اور دعا کرونگی کہ کوئی شی ایسی مجھکو ملے کہ وہ میری حفاظت کو کافی ہو اور دست ظلم عیاران سے نجات ملے جب تک خداوند قابیل اپنے منھ سے نہ فرمائینگے کہ جا ہمنے تجھکو یہ شی عنایت کی اسوقت تک مین ہرگز نہ مانونگی اور وہین رو رو کر اپنی جان دونگی اسمین برازدار جادو نے کہا کہ چندروز بہت خراب ہین اور حضور کتاب سامری مین ملاحظہ فرمائین اسمین تو سب کے راس اور دن لکھے ہین قہر جادو نے کہا کہ تمنے خوب بتایا یہ کہکے جھولی مین سے اوراق سامری وجمشید کے نکالے اور انکو دیکھا تو بہت خوش ہوئی اور کہا کہ وہ دن آج ہی کا ہے کہ جو ناقص ہر اب مین چلتی ہون خداوند قابیل کے معابد پر یہ کہکے اسنے تخت سحر بنایا اور اسپر بیٹھ کے چلی اور برازدار جادو اپنے تخت پر روانہ ہوئی راستہ مین انواع انواع طرح کے سحر کرتی جاتی تھی کہین جنگل مین آگ لگادیتی تھی اور کسی جا موتی برساتی تھی اسیطرح سے جب یہ معابد قابیل پر پہونچی تو وہان دیکھا کہ بہت سے کشیشان اور رہبان اتیت جوگی بڑے بڑے ساحر زبردست بیٹھے ہین اور ایک گنبد بلور بنا ہے گرد اسکے احاطہ کھنچا ہے اس احاطہ مین درخت انواع اقسام کے طلسمی لگے ہین کہ ان درختون مین پھل کی جگہ انسانون کے سر لٹکتے ہین

اشعار

قریب ایک حوض اسمین خون لبریز	کنارون پر کشیدہ خنجر تیز
کہین پتھر کے انسان وہ بھی گویا	اسے دیکھا تو سارا باغ رو دیا
پکارا ایک نے آ اسطرف کو	کہا اس دوسرے نے دور بھی ہو
درخت اکثر مگر سب کا جدا رنگ	نہ ملتا ایک سے تھا ایک کا رنگ
زمین شفاف رستہ صاف در وا	نہال سبز مثل باغ پیدا
کوئی پتھر زمرد سے بھی خوش آب	کوئی مانند لعل سرخ نایاب

اس گنبد بلور مین گھنٹے ٹنگے تھے آفتاب سحر نکلا ہوا تھا ایک پتلہ شیر کا ایک تخت صندلین

رکھا تھا اور جوگیون پر چھوٹے چھوٹے بت تیتا میتا دم جیبنا سر اگاے کا بچھڑا القاے
زرین تن الاثانی متات معلی تابوت معلق صندوق معلق فرعون شاہ نمرود شاہ شداد
ہامان لوٹم لوٹک جھوٹم جھوٹک آدھو بدھو خداوند مینارہ نشین وغیرہ رکھے تھے
عمرو نے کہ گلیم اوڑھے ہوے ہین اُس بت کے کہ جو قابیل کی شبیہ ہی پیٹھ کے
پیچھے اپنے تئین پہونچایا اور کھڑے رہے اُسوقت قیصر جادو وائی گھنٹے اور ناقوس
بجے جی جی کار کار اتیتون اور جوگیون نے خداوند قابیل کے غل کیا اور ملکہ قیصر جادو نے
جاکر اُس بت کے پانوٴن پر سر رکھا اور رو رو کر عرض کرنے لگی کہ یا خداوند قابیل میری
فریاد کو پہونچیے ورنہ اپنا گلا کاٹ ڈالون گی یہ کہکر خنجر اسنے نکالا اُسوقت عمرو نے
اُس بت کے منھ سے منھ ملا کے کہا کہ او قحبہ یہ ہمارے سامنے مٹر چرا بن کرتی ہی اِسنے
ہاتھ باندھے اور کہا کہ یا خداوند مین کیا عرض کرون جو میرا حال ہی اُس کہنہ دزد کے
مارے ڈر کے کوئی چیز ایسی عنایت کیجیے کہ جس سے مین محفوظ رہون بس اسنے
حقۂ آتشین داغے کہ چمک مثل برق کے پیدا ہوئی اور آواز تڑاق تڑاق کی آئی اد
کہا کہ اہے بالمزادی تو اِس قابل تھوڑی ہی کہ جو ہم کچھ تجکو دین اِسنے بصد منت کی
اور سجدہ کیا اُسوقت آپ نے کہا کہ اچھا ہم اپنی ایک حور قدرت کو تیرے
پاس بھیجین گے کہ وہ تیری حفاظت کرے گی قیصر جادو نے کہا کہ یا خداوند
قابیل مین تیرے تصدق بھیجیے آپ اُس حور کو اِسنے کہا کہ اچھا تو جا مین
بھیجتا ہون پس یہ وہان سے پھری اور پھرتے وقت اِسنے کئی ہزار اشرفیان
پایۂ بت پر چڑھائین اور نہایت خوش اور بشاش ہوکر باہر گنبد کے آئی اُسوقت
خواجہ عمرو گنبد کے باہر نکلے اور علیحدہ جاکر اُنھون نے صورت اپنی
حور کی ایسی بنائی کہ بدر کامل پیشانی کو دیکھکر سجدہ کرے اور حیران رہے
خال ہندو چمنستان رخسار مین بسان غنچہ گل ہی نہین نہین حور کی آنکھ کا تل ہی یا
ہندو بھی حافظ قرآن ہی روے کتابی پر وہ تل بصد خوبی نمایان ہی ابروے
پر خم سہ نو ہین قاب قوسین کا مرتبہ عیان ہی یا کشیدہ کمان بھی زلف رسا کو مشک

بیچ

ختن کمنا خطا ہی عاشقون کی گردن کی زنجیر ہی لیلی دل کو مجنون کی طرح اُسی کا سودا ہی رخسار دونون آئینۂ حلبی ہین سرمایۂ خوبی ہین دہن تنگ درج گوہر ہی دندان سنگ مروارید ہمسر ہین سینۂ صاف پر کچون کا اُبھار نیا

جوبن اور نئی بہار مسدس

لب شیرین کا وہ عالم ہی کہ شیرین ہی فدا شکل یوسف جو کبھی سامنے آئی تو کہا	لیلی زلف سے لیلی بھی ہی زنجیر بپا سا سنا میرا اسی حسن پہ اچھا اچھا
شان اللہ کی اللہ خدا کی قدرت	آپ بھی اتنے ہوے واہ خدا کی قدرت
بدر پیشانی کو دیکھے تو جھکے سر بہ سجود خال ہندو کا ہوا گلشن عارض مین ورود	کہکشان کو ہی فقط مانگ کی نسبت سے نمود سونگھکر بو پڑھے مومن کی طرح کیون نہ درود
تل سیہ روے کتابی پہ نمایان دیکھو	طفل ہندو بھی ہوا حافظ قرآن دیکھو
دل کیا نظر کیا جسکو اشارا اُسنے سیکڑون کو نگہ ناز سے مارا اُسنے	غم مین ڈوبا وہ کیا جس سے کنارا اُسنے تیغ کے گھاٹ ہزارون کو اُتارا اُسنے
تیغ ہی ابروے پرخم تو مژہ ٹیڑھی ہی	قدر انداز بھی ہی صاحب شمشیر بھی ہی
برق پر برق گرائے وہ شرارت اُسمین نازکی وہ کہ سوا گل سے نزاکت اُسمین	گرمیان شعلہ کی سیماب کی خصلت اُسمین ماہ کنعان مین کہان ہی جو صباحت اُسمین
گردش چشم فسون ساز غضب جیکرے	بوٹی بوٹی کے پھڑک جان کو بسمل کردے

اِس صورت سے بنکر حلۂ سبز پہن کر کہ اُس حلہ کا ایسا رنگ تھا جسکی سبزی آنکھون مین کھپی جاتی تھی اور یہ خاص انھین کے واسطے ہی کہ یہ زنبیل سے کہ جسمین سات شہر سات بیابان اور باغ و دریا ہین نکال لیتے ہین بس تخت زبرجد شاہ پر سوار ہوکر کہ وہ تخت اُڑتا ہی یہ ملکہ قیصر جادو کے پاس اسی گنبد بلور کی طرف سے آئے اور پکارے کہ سنم حور قدرت خداوند تعالی قیصر جادو انکو دیکھکر اُٹھ کھڑی ہوئی اور اِس حور نے کہا کہ ای ملکہ تم اپنی آنکھین بند کرو تو مین یہ تخت بھجوا دون راز دار جادو اور قیصر جادو نے

آنکھون کو بند کیا عمرو نے تخت کو زنبیل مین ڈال کر کہا کہ لو آنکھین کھول دو غرض قیصر جادو حور قدرت کو لیکر چلی وہ تخت اُڑتا ہوا چلا حور قدرت کو بھی اپنے پاس تخت پر بٹھا لیا اور کنارے سمندر کے راستہ طے کرکے آئی عمرو اپنے دل مین بہت ڈرا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ مجھکو سمندر مین پھینکدے پس انھون نے کہا کہ ای ملکہ قیصر جادو تمھین اب کیا غرض ہی کہ تم سمندر مین جاؤ کسی کی کیا طاقت ہی جو تمھاری طرف آنکھ اُٹھا کے دیکھے اس کہنے سے اسکی خاطر جمع ہوئی اور یہ اب چلی ببران ببر سوار اور کنیزین جو وہان بیہوش تھین اُنکو بھی ہوشیار کرکے ساتھ لے لیا اور اُس مکان مین جہان راز دار جادو رہتی تھی آئی اور اس سیاہ کنوئین سے نکل کے باہر جو آئی تو دیکھا کہ میدان آتش خیز نظر آتا ہی آگ ہر مقام پر لگی ہوئی ہی اب اسنے چاہا کہ مین تخت پر سے اُترون اُس وقت تین طرف سے ابر پیدا ہوا ایک تو گنبد نور کی طرف سے ایک طلسم باطن کی طرف سے اور ایک اُدھر سے جہان پل پریزادان تھا اور وہ ابر آتے آتے اس میدان کے روبرو ہوا پر آیا قیصر جادو نے ایک ساحرہ سے کہا کہ جا دریافت تو کر کہ یہ ابر کیسے ہین وہ ساحرہ اُڑ کر گئی اور پھر آئی تو اُسنے کہا کہ شہنشاہ نے آپ کی حفاظت کے واسطے زر افشان جادو کو کہ جو وزیرزادی ملکہ ظلمت نور چشم کی ہی بھیجا ہی دو سردار اور بھی اُسکے ساتھ ہین یہ سُنکے اس قیصر جادو نے ایک پتھر سیاہ نکال کر اُسپر پڑھا اور ایک طرف کو پھینکا کہ بجلی چمکی اور آنکھون مین ہر ایک کی چکا چوندھ آئی پھر جو آنکھین ملکر دیکھا تو ایک بنگلہ تنا ہوا سیاہ رنگ کا پایا اس عرصہ مین زر افشان جادو بھی مع اُن سردارون کے اور چند سپاہ کے اسکے پاس آئی اسنے کہا کہ ای زر افشان تم اس بنگلہ مین رہو پھر اسنے کچھ سحر پڑھکے اور ایک پتھر پر دم کرکے پھینکا تو اور چمک ہوئی کہ آنکھین سبکی خیرہ ہوئین اور ایک محلسرا بنکر تیار ہوئی پھر اُسنے تیسری طرف ایک پتھری سحر پڑھکر ماری کہ چہل ستون بنکر تیار ہوا اُسمین اُن سردارون کو اور فوج کو رہنے کا حکم دیا وہ سب اُترے اب قیصر جادو

نے سحر کیا کہ ایک چوکا تختون کا اُس میدان مین بچھ گیا اور اُسپر فرش بچھا کر مسند زرتار بچھائی اور اُسپر
قیر جادو بیٹھی اور سامنے وہ حور بیٹھی اور وہ دونون سردار مع دوسو ساحرون کے آکے
بیٹھے اور اُن سردارون نے کہا ای ملکہ قیر جادو شہنشاہ نے ہمکو تمھاری حفاظت کیلیے
بھیجا ہی اور اب ہم ہر طرف دیکھتے رہینگے اور حفاظت کرینگے القصہ اُس حور قدرت نے
مین بجانا شروع کی اور کشتیان شراب کی آئین اُسوقت عجب سمان بندھا پھر اُس حور قدرت
نے کہا کہ ای ملکہ جو مین کہون وہ کیجیے اُسنے کہا کہ مین تابعدار ہون حور نے کہا تو پھر شراب
منگوائیے اُسوقت قرابے شراب کے اور گلابیان ہر ارغوانی کی موجود ہوئین خواجہ نے
اُس شراب کو کنٹر مین اور جام مین اور صراحی مین اُلٹ پھیر کرنا شروع کیا اور اُسی اُلٹ پھیر
کرنے مین بیہوشی ملادی اور وہ بیہوشی ایسی قاتل تھی کہ خدا اپنی پناہ مین رکھے اور جام بھر کے
قیر جادو کو دیا پھر تین جام تو اُسکو پلائے باقی زرافشان اور رمانردار جادو اور ببران
ببر سوار وغیرہ سب کو دو دو ایک ایک جام اُسنے پلائے کہ اُس نشہ کی حالت مین ہر ایک
کو تماشہ عجیب وغریب نظر آنے لگا قیر جادو نے کہا کہ خداوند قابیل تشریف لائے ہین
عمرو نے کہا کہ تعظیم کو اُٹھیے یہ گھبرا کے اُٹھی بیہوشی نے طمانچہ مارا سر نیچے ٹانگین اوپر دھم سے
گری اسکے اُٹھانے کو جو اُٹھا وہ جہان سے اُٹھا سب محفل بیہوش ہوگئی اُسوقت خواجہ نے
خنجر نکال کر سب کے سر کاٹ ڈالے اور قیر جادو کو سیسہ گرم کے سنسی سے مُنہ کھول کر پلا دیا صدا
گیرودار و دار و گیر آنے لگی پتھر برسنے لگے اندھیرا ہوگیا آواز آئی کہ مارا مجکو نام میرا قیر جادو تھا
نعشین انکی کچھ بوم شوم آکے لیگئے اور کچھ پر کالہ آتش گنبد نور کی طرف بہ چلے اور کچھ طلسم باطن
کی طرف یہان افراسیاب تخت شاہی پر بیٹھا تھا کہ کچھ شرارے باغ فنا کی طرف سے اور
میدان آتش خیز کی طرف سے آتے ہین بس یہ اُٹھکے چلا جب پانچ چار کوس نکل آیا تو وہان اُسنے
دیکھا کہ باغ فنا کی طرف اندھیرا ہی بس یہ خاک پر بیٹھ گیا اور کچھ پڑھنے لگا پھر اپنے ہاتھ سے
اور دو انگلیون کی قینچی بنا کے جو دیکھا تو اُسکو اندھیرا نظر آیا اُسنے اپنی چھنگلیا کاٹ کے خون
نکالا اور اُسکو ہتھیلی مین ملا اب اِسکو صاف نظر آیا دیکھا اِسنے کہ قیر جادو مری پڑی ہی اور
صدہا ساحرون کی نعشین پڑی ہین اور ایک نازنین کہ اُسکے ہاتھ مین خنجر خون آلودہ ہی وہ

کھڑی ہی یہ دیکھکر اُسکو غصہ آیا اور چاہا اُسنے کہ مین خود جاؤن لیکن چھینک آئی اور تاج سر سے گر پڑا بدشگونی جو ہوئی یہ خود تو نہ گیا مگر اِسنے زمین پر دوہتڑ مارا کہ وہ زمین پھٹی اور اُسمین سے تین ساحر نکلے ایک کا نام مریخ جادو دوسرے کا طیفور جادو تیسرے کا چارچشم جادو کہ اُسکی دو آنکھین کنپٹی کے پاس ہین اور مثل شعلہ کے چمکتی ہین افراسیاب نے اُنسے کہا کہ تم تینون جاؤ اور ان باغبان کو مار و پس یہ تینون چلے راوی کہتا ہی کہ عمرو نے چلتے وقت گلچین جادو کو بھی زنبیل مین ڈال لیا تھا اب عمرو نے چمک پتھری نکال کے ایک کاغذ نکالا اور اُسکو لپیٹ کر جلایا مُنھ کے پاس رکھدیا قیر جادو کے پھر گلچین کو زنبیل سے نکالا اُسنے جو دیکھا تو کہا خواجہ آپ ہی کے واسطے عیاری ہی عمرو نے اُس میدان مین جہان کنوان تھا اُس مقام پر کچھ مکان کچے کچھ پکے بنے تھے مگر بسبب سحر کے نظر نہ آتے تھے اب دکھائی دینے لگے اور گلچین چلی ایک مقام پر جاکے جو پہونچی تو دیکھا کہ چمن ہی گلاب کا اور ایک درخت اُس چمن کے بیچ مین لگا ہی اور اُسمین ایک پھول ہی گلاب کا بہت بڑا گلچین جو اُس چمن مین آئی اُن درختون سے آوازین عجیب وغریب آنے لگین لیکن اُس گلچین نے اُس پھول کو توڑا اور عمرو نے باغبان قدرت کو بھی زنبیل سے نکالا اور اُس پھول کو جلاکر دھوان اُسکا آنکھون مین باغبان قدرت کے دیا آنکھون سے پانی نکلنا شروع ہوا اور عمرو نے ایک کنٹھا زنبیل سے نکالا کہ اُس کنٹھے کو گلے مین باندھا اور گلیم اوڑھے ہوے یہ سر پر باغبان قدرت کے کھڑے ہین اب اُس کنٹھے پر کچھ شمار کرنا شروع کیا اُسوقت مریخ جادو آکے پہونچا اور اُسنے چاہا کہ مین باغبان قدرت کو پکڑ لون باغبان قدرت کی آنکھین روشن ہوچکی تھین اِسنے اٹھکر ایک تلوار سحر کی جو مریخ جادو پر ماری تو وہ ٹانگون کے راستہ سے نکلگئی صدائے دار وگیر برپا ہوئی اُسوقت طیفور جادو آکے پہونچا اور اُسنے ایک ترنج سحر کا باغبان قدرت پر مارا لیکن لشکر اسلام کی طرف سے ایک ابر نمودار ہوا اور ملکہ نافرمان جادو آکر پہونچی باغبان قدرت نے طیفور جادو کے ترنج کو سحر سے کاٹ دیا اور نافرمان جادو نے کچھ دانے سرسون اور رائی کے طیفور جادو پر مارے اُسنے بھی سحر پڑھکر دستک دی کہ وہ دانے اُلٹے پلٹ گئے اور اِسنے ایک ترنج نکال کر

جھولی سے نافرمان جادو پر مارا کہ نافرمان جادو بیہوش ہوگئی اُسوقت ملکہ بہار جادو جو چلی تھی وہ آکر پہونچی اور اُسنے ایک گجرہ پھولون کا طیفور جادو پر مارا کہ طیفور جادو بیہوش ہوکر گرا بہار جادو نے اُسکا سر خنجر سے کاٹ ڈالا افراسیاب نے یہ حال جو دیکھا کہ دو ساحر زبردست مارے گئے ابریق کوہ شگاف کو بُلایا کہ اُسنے آکر ایک صندوقچہ کھولا کہ اُسمین سے ایک بط جواہر کی نکلی اُسوقت سرمایہ برف انداز بھی آیا اور افراسیاب خاک پر بیٹھا ہی اور یہ دونون کھڑے ہین افراسیاب نے بارہ ہزار پتلے طلسمی طلب کیے کہ وہ آکر موجود ہوے اور یہان چارچشم جادو اور بہار جادو کا سامنا ہوا اور چارچشم نے چاہا کہ پاؤن تخت سے پکڑ کر کھینچ کر لون اُسوقت بہار نے نیمچہ اُٹھا کر مارا کہ وہ اُسکے تا دوابہ و آترا اور بجلی چمکی آنکھین سب کی خیرہ ہوئین اب جو دیکھا تو ایک پتلی ہی ابر مین غرق اور اُسکے ہاتھ مین ایک آئینہ ہی اُس آئینہ کو اُس پتلی نے بہار جادو کو دکھلایا یہ آئینہ رو اپنی زلفین بنانے لگی اور نافرمان جادو بھی اپنے بال سنوارنے لگی اور یہ چارچشم جادو ہنسنے لگا اور باغبان قدرت کے پاس آیا اور کہا کہ او نمک حرام اب تیری آنکھین اچھی ہوئین یہ کہکے قریب پہونچا اُسوقت گلچین جادو نے نعرہ کیا کہ او چارچشم جادو کہان جائیگا میرے ہاتھ سے اب چارچشم جادو نے کہا کہ ای ملکہ تم بھی سنگار کرو اپنے ہاتھ سے گلچین نے کہا کہ باش کی گندا رم ترا اور اُسنے ایک پھول نکال کر اُسپر مارا اُس پھول سے شرارہ جو نکلا تو چارچشم جادو پر پڑا یہ دھڑ دھڑ جلکر خاک ہوگیا عمرو نے بہت تعریف کی کہ ای ملکہ سبحان اللہ کیا کہنا بہار جادو اور نافرمان جادو بھی ثناخوان ہوئین اور یہ سب اکٹھا ہوے اور لشکر اسلام کی طرف چلے قیر جادو نے راستہ کو پھیر دیا تھا باغ فنا کی طرف سے اب سیدھا راستہ ہوگیا ہی راستہ مین وہ پتلے جو افراسیاب نے بارہ ہزار طلب کیے ہین اُنکو واسطے گرفتاری ان لوگونکے بھیجا تھا وہ اُنکو ملے اُن پتلون پر عمرو بن امیہ ضمری نے جال الیاسی مارا کہ وہ سب اُس جال مین پھنسے اُنکو زنبیل مین ڈال لیا اور مع بہار جادو و نافرمان جادو اور باغبان قدرت و گلچین جادو وغیرہ کے یہ روانہ ہوے اور ایک جگہ پر پہونچے کہ جہان تین پہاڑ ہین اور تین ڈانڈے ہین کہ تین طرف کو راستہ گیا ہی ایک تو جانب دریا کے

ہفت رنگ کہ اُدھر طلسم نور افشان قلعہ کوکب روشن ضمیر ہی اور ایک شہر نا پرسان
کی طرف اور ایک کوہ گلنار کی طرف کوہ گلنار کے وہان پہونچکر باغبان قدرت نے
ایک گنڈلہ گول زمین پر کھینچا اور ایک اور گنڈلہ بڑا کھینچکر ایک مین گلچین کو بٹھایا اور ایک
مین آپ بیٹھا اور ایک مالہ تلسی کا ہزار دانے کا گلچین کے ہاتھ مین دیا اور ایک اسم بتایا کہ اسکو
پانچ ہزار دفعہ پڑھو اور آپ بھی رائی سرسون اُرد بنولے ماش مٹر کے دانے سامنے رکھکے
تلسی کا مالا لیکر کچھ پڑھنا شروع کیا یہان تک کہ گلچین جادو نے اشارہ سے کہا کہ اب
پانچہزار بار پورا ہوچکا بس باغبان نے کچھ اسم سحر کا پڑھکر ایک انگلی اپنی ڈورے سے
باندھی اور اُس انگلی پر پھر کچھ اور پڑھا کہ وہ انگلی سیاہ ہوئی اُسکو چھری سے کاٹا تو ایک بوند سیاہ
خون کی اور ایک بوند زرد خون کی اور ایک بوند سرخ خون کی نکلی اور ایک چمک ہوئی کہ جس سے
سب کی آنکھین خیرہ ہوئین اُسوقت باغبان قدرت نے خواجہ عمرو سے کہا کہ آپ
نکالیے اب اُن تپلون کو عمرو نے جال مین ہاتھ ڈالکر کھینچا تو یہ معلوم ہوا کہ جیسے آدمی کا گلا
ہوتا ہی ایسی کوئی چیز ہاتھ مین آگئی لیکن عمرو نے کھینچ کھینچ کر باہر اُن تپلون کو ڈالا تو وہ اُڑکر
آسمان کی طرف چلے اُسوقت باغبان قدرت نے وہ رائی سرسون مٹر وغیرہ کے دانے
جو آگے رکھ لیے تھے اُن تپلون پر پھینککر مارے کہ ایک بجلی چمکی اور دھنوان ہوا اور بو چراند
کی ایسی آنے لگی کہ جیسے گوشت جلتا ہی غرض وہ سب پتلے جلکر خاک ہوگئے اندھیرا ہوگیا
اور آوازین عجیب و غریب آنے لگین کہ افسوس صد ہزار افسوس مارا اُن شخصون کو کہ جنکا ثانی
نہ تھا پھر بھر کامل اندھیرا رہا قیامت بپا رہی پھر روشنی ہوئی باغبان نے کہا اے خواجہ آپ
خاطر جمع رکھیے عمرو نے ایک خیمہ زنبیل سے نکالا اور فرش کیا پھر ایک ساحر کو بھیجا کہ جاکر
شراب لائے وہ جاکر کسی بستی سے شراب لایا عمرو نے باغبان نے گلچین نے اور سب
ساحرون نے پی گلچین نے باغبان سے کہا کہ اے میرے وارث آپ کو لازم ہی کہ خواجہ
صاحب کو ایسا کچھ بتا دیجیے جس سے یہ ہر مقام پر زبردست رہین یہ کلمہ عمرو کو ناگوار
ہوا اسلیے کہ وہ سمجھا کہ یہ دونون جانتے ہین کہ عمرو کے کیے کچھ نہین ہوتا ہی پھر آپ ہی اپنے دلمین
کہا کہ غرور کرنا زیبا نہین ہی اسکو بتانے تو دو دیکھو کیا بتاتا ہی یہ سمجھکر خاموش ہو رہا اور باغبان نے

گلچین سے کہا کہ تو احمق ہوگئی ہے مین بھلا خواجہ کو کیا بتاؤن وہ خود اپنے وقت کے استاد ہین

داستان رنگین وبیان دلنشین آنا ستین جادو وپلاس پوش آدم خوار ونفیر جادو ومردم خوار جادو وشبو کا اور بیہوش کرنا مہرخ وباغبان قدرت وگلچین جادو کو باعانت صرصر شمشیر زن وصبا رفتار عیارنیون کے پھر عیاری عیاران لشکر اسلام کی اور مارا جانا ان ساحران مذکور کا اور آنا قہار شعلہ بدن کا اور منگوانا لباس طلسمی افراسیاب کا اور چاک ہوجانا چادر جمشیدی کا برق کے پاس سے اور مارا جانا تنویر آہن کلاہ کا جانا افراسیاب کا مزرعہ گندم اور نہر حلیمون پر اور وہان جانا قران کا عصاے درخت اراک لیکر اور ملاقات ہونا حوت تاجدار فرزند ماہی زمرد رنگ سے اور مارا جانا کرسی نشین جادو اور مہتر جادو کا مزرعہ گندم پر اور رہائی پانا کوکب وبُران وعمرو کا مزرعہ گندم پر سے اور فتح کرنا کوکب کا دشت فنا کو اور مارنا غضنفر کا اشکال جادو کو اور ملاقات کرنا ملکہ سلطان عنبرین مو سے اور جانا لقا کا جانب پردہ قاف وہان ایک اژدہے کو اُڑا دینا بارود سے اور ایک دیونی سے ملاقات کرنا پھر اپنے لشکر مین آنا لمؤلفہ

ساقی مرا مے سے منھ دھلا دے
مے دینے مین کر نہ مجھسے تکرار
دل کہتا ہے لا مجھے بھی دے جام
باقی نہین دلکو اب میرے صبر
بغیر از نشہ ہے بیکار ہستی
نہین مے پینے سے ہے دل مرا سیر
بہت بیتاب ہے یہ جان مشتاق
خدارا ساقیا دے اب مے ناب

بلند آتی ہے مے مجھے پلا دے
خاطر مین ہے میرے جوش ساقی
ساقی ترا نیک ہووے انجام

دیگر اشعار آبدار

کرین مجرا مجھے گردن جھکا کر
نہو شیشے مین مے قسمت کا ہے پھیر
وفور شوق سے بیخود ہوا ہون
کہ اپنی جان مضطر ہے یہ بیتاب

بے نشہ کے زندگی ہے دشوار
اس دلکو ہے عزم نوش ساقی
ہے عزم کہ اُڑدون صورت ابر
طلب کرتا ہے دل میرا یہ مستی
جھکے تسلیم کو شیشے برابر
بغیر از مے کہ اب ہے زندگی شاق
شراب اک جام پانے سے جیا ہون
خوشنو سعی جاہ رنگین بیان

نویسی یکی لغز ونو داستان شیفتگان گیسوے جانان تقریر دلپذیر خوش بیانی

دوار فتگان شیرین زبان کلام نمکین مطلوب معانی زینت فزایان مجلس سخن و رونق دہندگان بزم کلام کہن صدر نشینان انجمن کلام و باریابان دربار سخن ندرت الیتام شاہد عاشق مضامین و مشتاقان کلام نمکین و شیرین آرائش دہندگان محفل علم و ہنر و محرران دفاتر ہنر گستر شہزادہ سخن کو اقلیم مضمون کے تخت پر اسطرح بٹھاتے ہین اور حکم درباب خوش کلامی یون فرماتے ہین کہ افراسیاب بے ایمان جب باغ سیب مین آیا تو ہر طرف نگاہ کی اور تخت پر جاکے بیٹھا ابریق کوہ شگاف و سرمایہ برف انداز اور ساحران نامی گرامی بیٹھے ہین اُسوقت ملکہ حیرت جادو مع صرصر شمشیر زن اور صبار فتار کمند انداز کے آئی ان عیار بچیون کے پاس نسخہ ہے اور کچھ اسم بھی پڑھتی ہین کہ جسکی وجہ سے جہان کہین افراسیاب ہوتا ہی یہ پہونچ جاتی ہین اب جو یہ آئین افراسیاب نے پوچھا کیونکر آئین حیرت نے کہا کہ میرے ساتھ آئین یہ کہکر حیرت پہلوے افراسیاب مین بیٹھی پاندان سونے کا کھُلا ایک گلوری بناکر بادشاہ کے مُنھ مین دی لیکن افراسیاب بسبب ہلاک ہونے ساحران نامی کے رنجیدہ تھا حیرت بادشاہ کو چھیڑنے لگی اور دلجوئی کرنے لگی اُسوقت ایک ابر آسمان پر سیاہ رنگ آکر چھایا اور اُس ابر سے آوازین عجیب عجیب آنے لگین پھر آواز آئی کہ ماران شخصون کو کہ جو خاص شہنشاہ کی فوج تھی مع پتلے اور کچھ خاک سیاہ رنگ کی تخت پر بادشاہ کے اور سامنے تخت کے کُرسی تخت کے سامنے چار منقلین ایک تو فولادی دوسری طلائی تیسری نقرئی چوتھی جواہر نگار رکھی تھین افراسیاب نے وہ خاک چٹکی مین اُٹھاکر منقل فولادی پر ماری ایک آواز بڑے زور سے تڑاقے کی آئی اور منقل مین سے آواز آئی کہ ای شہنشاہ عمرو نے ایک ایک کرکے پتلون کو جال سے نکالا اور اُنکو مارا باغبان قدرت نے یہ سُنکر افراسیاب نے صرصر شمشیر زن و صبار فتار سے کہا کہ تمسے کوئی کام ایسا نہوا کہ جو موجب تمھاری ناموری کا ہوتا صرصر نے عرض کی ای شہنشاہ ہمارے پاس وہ چیزین نہین ہین جو عمرو کے پاس ہین اگر ہمارے پاس بھی ہون تو آپ دیکھین کہ ہم کیا کام کرتے ہین سرکار ہی ہمکو کوئی ایسی چیز دیدے تو ہم مہرخ وغیرہ کو باندھکر لے آئین اور کچھ ساحر ہمکو ملین وہ ساحر کہ جنکے عزیز مارے گئے ہین اُنھین ہمکو دیجیے کہ

اُنھون نے ذلت اُٹھائی ہی افراسیاب نے کہا اچھا اور دربار مین چند ساحر حاضر ہین اُنمین سے نیفر جادو کہ جسکو چالاک نے ذلت دی تھی لقا کے سامنے اور دوسرے شیبو اور تیسرے نافرمان یہ نافرمان افراسیاب کی طرف کی ہی اور نیفر جادو نے سحر ایسا تیار کیا ہی اب کوئی اسکا جواب دینے والا نہین اور تین سردار ہین نیفر جادو کے ایک کا نام متین جادو اور دوسرے کا نام پلاس پوش جادو اور تیسرے کا نام مردار خوار جادو چنانچہ ان تینون سردارون نے اور نیفر اور نافرمان اور شیبو نے صرصر سے کہا کہ ہم سب تمھارے ساتھ چلنے کو حاضر ہین اور سرمایہ برف انداز نے کہا کہ مین بھی چلونگا تمھارے ساتھ اور جہان جو چیز درکار ہوگی مجھ سے طلب کرنا مین موجود کر دونگا صرصر اور صبا رفتار ان سب ساحرونکو لے کر روانہ ہوئین مگر یہ سب ساحر الگ الگ چلے اور جس مقام پر کہ پل پر یزدان تھا پہونچکر نیفر جادو نے ایک کاغذ نکال کے آسمان کی طرف اُچھال دیا کہ اُسمین چمک ہوئی اور شعلہ بنکے وہ کاغذ غائب ہوا تھوڑے عرصہ مین پھر اُڑتا ہوا جو آیا تو اسمین نیفر جادو نے لکھا ہوا پایا کہ کوہ گلزار مین خیمہ استادہ ہی اور باغبان قدرت اور بہار اور گلچین اور نافرمان یہ مع چند نازنین کے بیٹھے ہین صرصر نے کہا ای نیفر جادو ملکہ مہرخ کی بھی خبر منگوائیے کہ وہ کیا کرتی ہین نیفر نے اُسی کاغذ کو کاٹ کے آدھے کو ایک طرف اُڑا دیا اور آدھے کو دوسری طرف اُچھال دیا وہ دونون ٹکڑے کاغذ کے شعلہ بنکے غائب ہو گئے بعد کچھ دیر کے جو آئے تو نیفر نے لکھا ہوا دیکھا کہ مہرخ سحر چشم و ہلال زرین سحر جادو و ہلال طوق گلگین جادو اور یاقوت زرین پنجہ و خورشید زرین رکاب وغیرہ بہت سے سردار مہرخ کے ہمراہ ہین اور وہ جانب کوہ گلزار جاتی ہی اور دوسرے ٹکڑے کاغذ مین لکھا پایا کہ بارگاہ مہرخ مین اور لشکر مین اُسکے بہت سے ساحر ہین کہ وہ بھی بیٹھے ہوئے خوشی کر رہے ہین نیفر نے یہ پڑھ کے اُن دونون پرچون کو جھولی مین ڈال لیا اور اپنے سحر کو زور دیا کہ ایک چادر نیفری بنکے تیار ہوئی اور اُس چادر پر صرصر و صبا رفتار اور نیفر بیٹھکر چلے اور ساحر تو اور طرف سے آتے ہین لیکن یہ اسطرف سے چلے ایسا کہ جب کوئی دو کوس مہرخ رہی اور اُدھر باغبان قدرت وغیرہ رہے تو صبا رفتار نے صرصر شمشیر زن سے کہا کہ الٰہی ملکہ

تم تو باغبان قدرت کی طرف جاؤ اور مین مہرخ کی طرف جاتی ہون پس نفیر جادو اور شبو
یہ تو صرصر شمشیر زن کے ساتھ ہوئے اور نافرمان و ستین اور پلاس پوش اور آدم خوار
یہ سب چلے صبا رفتار کے ساتھ اور تھوڑی دور جاکر صبا رفتار نے اپنی شکل باغبان قدرت
کی بنائی اور ستین جادو نے در سحر بہار کی صورت بنا اور سب سرداروں کو کہ جو ساتھ ہین صبا رفتار
کے اودھر کے سردارون کی ایسی شکل بزور سحر تیار کرایا اور کچھ گلدستے بیہوشی کے بنا کر تخت سحر پر
اپنے سامنے رکھ لیے اور چلی یہان تک کہ قریب مہرخ پہونچی اُسنے دیکھا کہ باغبان قدرت
آتا ہی پس یہ نہایت خوش ہوئی اور باغبان قدرت نے جلد تخت کو نیچے اُتارا مہرخ نے
بڑھ کے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا باغبان قدرت نے ہاتھ مین ہاتھ ڈال کے اُس مقام پر کچھ فرش
بچھوا کے اُسکو بٹھایا اور آپ بھی بیٹھا اور خورشید و ہلال و یاقوت وغیرہ سب سردار یہ بھی
آکر بیٹھے اور باغبان قدرت نقلی نے کہا کہ ای ملکہ کیا کام کیا ہی خواجہ صاحب نے کہ جاکے
قیر جادو کو مارا یہ ذکر و تذکرہ ہو رہا تھا کہ کچھ ساحرون نے سحر بھی کیا اور کچھ اُن گلدستون کی خوشبو
سے مہرخ کو غش آنے لگا اور اُسنے باغبان قدرت سے کہا کہ مجکو کچھ گرمی معلوم ہوتی ہی باغبان
قدرت نے کہا واقعی گرمی ہی مہرخ گھبرا کر اُٹھی اور اُٹھتے ہی گری اور سردار بھی گرے اب
ستین جادو اور پلاس پوش جادو اور آدم خوار وغیرہ نے وہ جو چوتیس ہزار کا لشکر مہرخ
کے ہمراہ تھا اُسپر سحر کرنا شروع کیا کہ ایک ابر آسمان پہ پیدا ہوا اور پانی برسنے لگا جس ساحر پر
کہ بوند پڑی وہ بیہوش ہوا یہان تک کہ سب بیہوش ہو گئے اور وہ بیخبر بھی تھے اُنھین کیا معلوم
کہ باغبان قدرت ایسا کچھ کریگا جب یہ سب بیہوش ہوئے تو مہرخ کی زبان مین سوزن دیا
اور تخت پہ ڈال لیا اور سحر سے ایک احاطہ گرد اُس لشکر کے کھینچ دیا پھر مہرخ کو تو جانب
بادشاہ ایک ساحر کے ساتھ روانہ کیا اور یہ پھر یہان سے چلے تو راستہ مین صرصر شمشیر زن
اور نفیر جادو اور شبو یہ اُنکو ملین پس صرصر نے اپنی شکل مہرخ کی ایسی بنائی اور صبا رفتار
نے خورشید زرین سحر کی ایسی بنائی اور نفیر جادو نے یاقوت زرین سحر کی ایسی بنائی
غرض یہ سب کے سب صورتین تبدیل کر کے باغبان قدرت کی طرف چلے جب یہ قریب
پہونچے تو باغبان قدرت کو خبر ہوئی کہ ملکہ مہرخ سحر چشم آتی ہین بہار نے کہا کہ

ای باغبان قدرت آپ جانتے ہین کہ خواجہ صاحب نے ملکہ مہرخ کو بادشاہ لشکر کیا ہی
اور مین بہن ہون حیرت جادو کی لیکن رتبہ ملکہ مہرخ ہی کا بلند ہی آپ کو استقبال انکا
کرنا چاہیے باغبان قدرت نے کہا مجھے خود منظور ہی کہ قدمبوسی ملکہ کی کرون یہ کہکر
باغبان اٹھا مہرخ تو قریب آ ہی چکی تھی یہ جاکر بغلگیر ہوا اور اُسنے پاے ملکہ کو بوسہ بھی
دیا اب یہ سب آکر خیمہ مین بیٹھے اور شراب و کباب کا جلسہ ہوا اس عرصہ مین شباب روز
مبدل بہ پیری ہوا اور قمیر جادوے شب زمانہ نے سر عطر کواکب لیکر عالم مین آن ایجاد

گھٹا مانند گیسوے شام کا رنگ — نظر آنے لگے کچھ اور ہی ڈھنگ
نہ ٹھہرا جسطرح بیتابی دل — چلا دن مثل عنبر نیم بسمل

رات کو شمع ہاے موم و کافوری گلکاری کی کہ صرصر نے انکو
بنایا تھا اور انہین بیہوشی کو ملایا تھا روشن کی گئین کہ انہین سے خفیف سا دھوان نکلا اور بو
پیدا ہوئی اور دماغ مین وہ بو ہر ایک کے گئی باغبان قدرت نے دیکھا کہ میرا بدن بوجھل
ہوا جاتا ہی اور گلچین جادو جو گھبرائی تو اٹھ کر چلی اُٹھتے ہی گر پڑی اور بہار نے کچھ پھول
گجرے کے توڑ کر گریبان مین اپنے ڈالے اور باغبان نے تین دفعہ چٹکی بجائی لیکن سب
محفل بیہوش ہوگئی اُسوقت متین اور شبوا اور نافرمان نے اپنے اپنے سحر کو زور دیا اور ایسے
سحر پڑھے کہ دس زنگی آدم خوار پیدا ہوے اور اُن زنگیون سے کہا کہ جاؤ باغبان قدرت
کو اٹھا لاؤ وہ زنگی اُٹھانے کو جو آئے تو ایک پھول گلاب کا اوپر سے گرا اور پنکھڑیان اُسکی
الگ ہوگئین اور تیر شہاب نکلکر اُن دسون زنگیون پر پڑے تو وہ جلکر خاکستر ہوے اور
کچھ زنگی متین نے بناکر گلچین کی طرف بھیجے جب وہ زنگی اُسکی طرف پہونچے تو ایک بجلی چمکی
کہ انکو بھی جلاکر خاک کیا پھر آدم خوار نے کچھ زنگی بنائے اور انکو بہار کے اُٹھانے کیلیے
بھیجا مگر ملکہ بہار بھی اسقدر بھاری تھی کہ اپنی جگہ سے نہ ہلی کیونکہ اُسنے گجرا اپنے گریبان مین
ڈال لیا تھا اب زمین سے شعلے پیدا ہوے اور اُن زنگیون کو اُن شعلون نے جلایا
اُسوقت صبا رفتار نے کہا کہ ایک کام کرو کہ ہلال اور خورشید و یاقوت پران سبکو
ڈالو بس باغبان قدرت پر یاقوت زرین سحر کو ڈالا بہ قدرت خداوند عالم ایک
پھول آکر پانون کے پاس صرصر کے گرا کہ مثل کٹورے کے تھا صرصر تو جست کرکے علیحدہ

ہوئی اور اُس پھول سے شرارے پیدا ہوے کہ اوجو ساحر تھے اُنکو جلایا اُس وقت سرمایہ برف انداز آکر پہونچا لیکن حال سُنیئے کہ عمرو اُس مقام پر نہین ہی خواجہ یہان سے واسطے لینے مہرخ کے گئے تھے اور مہرخ وہان سے چل چکی تھی جب عمرو لشکر مین جا کر پہونچا تو اُسنے خبر سنی کہ ملکہ مہرخ تو باغبان کی طرف گئی ہین یہ لشکر مین کچھ دیر ٹھہر کر پھر وہان سے چلا یہ تو راستہ مین آتا ہی مگر یہان سرمایہ برف انداز جو آیا تو شیر پر سوار ہی اور تبیس انیسین جلبیسن خوک صحرائی پر سوار ہین اس سے صرصر نے کہا کہ ای وزیراعظم شہنشاہ ہمنے اتنا تو کام کیا کہ سب کو بیہوش کر دیا ہی لیکن اب ہمسے یہ اُٹھ نہین سکتی ہین سرمایہ نے اُسوقت ایک صندوقچہ منگا کر کھولا کہ اُسمین سے بجلی چمکی اور ستارہ نکلکر جانب آسمان گئے اور فلک کی طرف سے کچھ موتی اور پھول گرے اب سرمایہ نے اور سحر کرنا شروع کیا یہ تو سحر کر رہا ہی اور وہان عمرو بن اُمیہ ضمری جو چلے آتے ہین جب کوئی تیس فرسخ راہ طی کی اُنکے تو دل نے گواہی آگے جانے کی نہ دی آخر ناک پر اُنگلی رکھکر تین چکر اُنھون نے کیے لشکر مہرخ کی طرف مُنہ اُنکا مُڑ گیا اُسی طرف چلے جب ایک پہاڑ کے قریب آکے پہونچے تو اُس پہاڑ کے درے مین قران ملا اور اُسنے کہا کہ اُستاد بڑا غضب ہوا کہ صرصر و صبا رفتار نے آکر سبکو قید کیا ہی عمرو نے سب کیفیت سُنکر دل سے کہا کہ خوب ہوا جو مین اُسطرف نہین گیا مگر پھر ای عمرو جانا ہی پڑیگا ہان اتنا ہی کہ پہلے بیخبر تھے اب ہوشیار ہین لیس قران تو اِسنے حال کہکے چلا گیا اور یہ آگے جو چلے تو برق فرنگی ملا اُس سے سب حال کہکے اُسکو اپنے ساتھ لیا اس ہنگامہ مین چشم شاہد شب مین سفیدی آئی اور دیدۂ خورشید منور و روشن ہوے **نظم**

کہ بعد از شب ہوئی جب صبح آغاز	کھلا عالم پہ ہر سو پردۂ راز
کوئی ٹھہرا کہین کوئی کہین پر	گذرگاہین ہوئین روشن زمین پر

اُسوقت عمرو نے دیکھا کہ لشکر کی طرف سے گرد اُٹھی اور اُس گرد سے بلورچا روست نمودار ہوا اور آکر اُسنے خواجہ کی قدمبوسی کی اور کہا کہ مجھے یہ فرمان کوکب روشنضمیر آیا ہی کہ ہمنے تجکو خواجہ عمرو کی اطاعت مین دیا اگر وہ کہین کہ نفرے کو سلام کر اُسے بھی تو سلام کرنا اور دیکھیے یہ فرمان میرے پاس موجود ہی عمرو نے جو اُسے پڑھا تو اُسمین یہی لکھا تھا کہ ای عمرو وہان سرمایہ برف انداز آیا ہوا ہی اور اسطرح سب

ساحر بیہوش ہین تو آپ اُسکی فکر کرکے باغبان **قدرت** کو لیکر ہمارے پاس آئیے اِسکو ٹہلاکے
عمرو نے برق سے کہا کہ بیٹا ایک چٹان پتھر کی کوئی بیس گز سے تیس گز تک لمبی اور چوڑی
ہو تلاش کرو یہ کہکر اپنی شکل افراسیاب کی ایسی بنائی تاج جواہر نگار سر پر رکھا اور ایک ابر
روئی کا بناکر یعنی اُس روئی کے پہل کو سُرخ رنگا ہی اور اُسکے بیچ مین کمند آصفا با صفا
کو باندھا ہی اور بلور جادو دست کو صورت کسی ساحر زبردست کی بناکے اور برق کو حیرت
کی شکل بناکے اُس چٹان پر پتھر کی آپ بیٹھے اور حیرت کو پہلو مین بٹھایا اور بلور سر پر
رومال کھڑے ہوکر جھلنے لگا اور بلور سے اُنھون نے کہا کہ چٹان کو سحر سے اُڑا اور اُس ابر کو
بھی سر پر میرے سایہ فگن کر بلور نے چٹان پتھر کی اُڑائی اور اُس ابر کو بھی سحر سے اُڑایا اور
اُس چٹان پر پتھر کے گلدستے سامنے افراسیاب کے رکھے ہین اور وہ چٹان اُڑتی ہوئی
چلی اتفاق سے وہ ساحر کہ جو مہرخ کو لیکر جانب بادشاہ روانہ ہوے ہین وہ اُنکو ملے اور
اُنھون نے انکو بادشاہ افراسیاب سمجھکر سلام کیا عمرو نے مہرخ کو جو تخت پر بیہوش پڑے
دیکھا خیال مین آیا کہ ساحرون کو قتل کرنا چاہیے یہ سوچکے عمرو بادشاہ تو بنا ہوا تھا ہی اُن
ساحرون سے پوچھا کہ تم مہرخ کو کہان لیے جاتے ہو اُنھون نے کہا حضور ہی کے پاس
لاتے تھے افراسیاب نے بلور سے اشارہ کرکے چٹان کو زمین پر اُتروایا وہ تخت بھی ساحرون
نے اُتارا اُسوقت افراسیاب نے ہنسکے کہا کہ تمنے بڑا کام کیا ہی مین تمکو بہت کچھ دونگا مگر
اِسوقت میرے ہاتھ سے دو دو جام شراب پی لو یہ کہکے دو جام شراب زنبیل سے نکال کر اُنکو
دیے کہ اُنھون نے پیتے پیتے ہی کچھ دیر مین بیہوش ہوگئے عمرو نے اُنکے سر کاٹ ڈالے
مہرخ ہوشیار ہوئی زبان سے اُسکی سوزن نکالا اور اُس سے کہا کہ تم یاقوت جادو جو
وزیرزادی حیرت کی ہی سحر کے زور سے اُسکی صورت بنو مہرخ یاقوت کی شکل بنکر تیار ہوئی
اور افراسیاب نقلی یعنی عمرو کے ساتھ اُس چٹان پر کھڑے ہوکر روانہ ہوئی اور اب وہ وہان
سے چلکر سرمایہ برف انداز جو یہان سحر کر رہا تھا پہونچے سرمایہ نے چاہا کہ اپنی زبان کاٹے
اُسوقت افراسیاب نقلی آکر پہونچا اور اُسنے کہا کہ اب تک اُن لوگون کو لیکر کیون نہ حاضر
ہوئی صرصر نے کہا اے شہنشاہ یہ ہلوگون سے اُٹھتے نہین افراسیاب نقلی نے کہا دیکھو اُنھین

سب کو اُٹھا لے دیتا ہون یہ کہکر بلور سے کہا کہ اُسنے صرصر و صبار رفتار کو پکڑ لیا اور مہرخ اور بلور نے ملکہ جو سحر کیا تو سرمایہ برف انداز کو بھی گرفتار کر لیا اب شبو و نافرمان وغیرہ جو باقی تھین اور اپنے دل مین حیران تھین کہ یہ افراسیاب کو کیا ہوا ہی کہ جو انکو گرفتار کراتا ہی یہ جگہ تھین دبلاس پوش و مرداد مردم خوار یہ سب حیران کار تھے افراسیاب نقلی نے حکم دیا کہ انکو بھی باندھو کوئی فرط خوف شاہنشاہی سے دم نہین مارتا انکو بھی بلور و مہرخ وغیرہ نے باندھکر زبانو نمین سبکی سوزن دیا اُسوقت عمرو نے نعرہ کیا کہ منم عمرو بن امیہ ضمری اب تو سب گھبرا گئے لیکن کیا کر سکتے تھے کہ بندھے ہوے تھے اور سوزن در زبان تھی اب سب سردارون کو لیکے باغبان و گلچین کو آب سحر چھڑک چھڑک کر ہوشیار کیا اور اُن سردارونکو کہ جنکو قید کیا ہی بیہوش کر دیا اسلیے کہ کوئی فتور نکرین غرض جب سب رہا ہو چکے تو کہا کہ یہان رہنا مناسب نہین ہی پس اُسی وقت خیمہ اکھاڑ کے عمرو نے زنبیل مین ڈالا اور سرمایہ اور صرصر و صبار رفتار وغیرہ ساحرون کو بھی زنبیل مین ڈال لیا اور اپنے لشکر کی طرف چلے جب کوئی دو فرسخ لشکر باقی رہگیا تو وہان جاکر برق نے خبر کی کہ اُستاد اور سب سردار آتے ہین بس لشکر کے سوار و پیدل سب سردار جلیل القدر براے استقبال چلے لشکر سے جہان تک کہ باغبان قدرت وغیرہ چلے آتے تھے آدمی ہی آدمی نظر آتا تھا اُسوقت عمرو نے کہا کہ جو بیس ہزار کا لشکر مہرخ کا بیہوش پڑا ہی اور احاطہ سحر کا گرد اُس لشکر کے کھنچا ہی کوئی ایسا ہی کہ جو اُس لشکر کو ہوشیار کرے اور اُس احاطہ سحر کو مٹائے یہ سُنکر باغبان قدرت نے و بلور چہار دست اور ملکہ بہار نے کہا کہ ہم ایسا کر سکتے ہین چنانچہ اُس مقام پر آکر بہار نے ایک گجرا پھولون کا اُس احاطہ پہ مارا کہ وہ دھُنوان ہو کر اُڑ گیا اور بلور چہار دست نے ابر سحر برسایا کہ جسپر پانی کی بوندین پڑین وہ ہوشیار ہو گیا جب سب ہوشیار ہو چکے تو یہ بھی سب لشکر کی طرف چلے اب عجب طرح کی خوشی ہی طبل شادمانی بجتے ہین اور یہ بڑا رکن تھا افراسیاب کا باغبان قدرت نے اسلیے اشرفیان اور روپے بہت کچھ لٹائے اور درویش غنی ہو گئے القصہ طبل و نقارہ بجاتے ہوے بڑی شان و شوکت سے آکر بارگاہ مین پہونچے لشکر جو چوبیس ہزار کا تھا اُسنے تو باہر ہی کمر کھولی اور بستر لگائے اور سردار سب بارگاہ مین آئے اور

باغبان قدرت نے کہاکہ مجھے ایسی جگہ بٹھائیے کہ جہان اُنکی مرضی کے موافق ہو عمرو نے کہاکہ مین مجکو تخت پر بٹھاتا لیکن اب جب چھوٹیگا طلسم کشا یعنے شہزادہ اسد نوجوان اور اُس سے ملاقات ہوگی تو اُسوقت سمجھا جائیگا مگر طریق ہر صاحبقران کی بارگاہ کا کہ چار طرف کرسیان و دنگل بچھتے ہین اور بیچ مین بادشاہ کا تخت ہے اسلیے کہ سب بزنگاہ بادشاہ کی پڑے بس تمکو بھی تخت مہرخ کے قریب دنگل بیٹھنے کو مین دیتا ہون باغبان نے کہاکہ مجھے سب طرح منظور ہے جیسی آپ کی خوشی بس عمرو نے باغبان قدرت کو دنگل پر قریب تخت مہرخ بٹھایا اور گلچین اُسکے پاس بیٹھی اور مہرخ تخت پر متمکن ہوئی پھر تو سب سردار اپنی اپنی جگہ پر بہار رونا فرمان و مشکین مو وغیرہ بیٹھے ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز پیالہ ہاے جواہر نگار و صراحیان مرصع کار لیکر حاضر ہوے جام مے ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی جب دماغ ہر ایک کا بادۂ ناب سے گرم ہوا تو اُسوقت عمرو نے باغبان سے کہاکہ کیا کہتے ہو صرصر و صبا رفتار و سرمایہ وغیرہ کے مقدمہ مین باغبان قدرت نے کہا بہتر یہ ہی کہ اُنکو زنبیل سے نکال کر باندھیے اور سوال اسلام کیجیے اگر نہ مانین تو قتل کرڈالیے عمرو نے اِن سب کو زنبیل سے نکالا اور ستون بارگاہ سے باندھا فتیلۂ رفع بیہوشی سب کو دیا کہ آنکھ ہر ایک کی کھُلی عمرو نے ہر ایک سے سوال اسلام کیا اور کہاکہ اے گمراہو پروردگار عالم کو وحدہ لاشریک جانو کہ جس نے شجر و حجر ماہ و سیارہ بحر و بر نباتات و جمادات انسان و جن وغیرہ ہر ایک کو پیدا کیا ہی

ابیات

نہ گوہر مین ہی وہ نہ ہی سنگ مین ولیکن چمکتا ہی ہر رنگ مین
وہی نور ہی سب طرف جلوہ گر اُسی کے یہ ذرے ہین شمس و قمر
وہی مالک الملک دنیا و دین
ہی قبضہ مین اُسکے زمان و زمین وہ معبود یکتا خداے جہان
کہ جسنے کیا کُن مین کون و مکان

یہ نصیحت سُنکر کسی نے جواب نہ دیا بلکہ سب نے گردن جھکالی مگر سرمایہ نے اشارہ کیا کہ میری زبان سے سوزن نکال تو عمرو سمجھا کہ شاید یہ راہ راست پر آیا اُسنے دوڑکر سوزن زبان سے کھینچ لیا بس اُسنے سحر پڑھا کہ جس کمند سے یہ بندھا تھا وہ جل گئی اور اُسنے انگڑائی تو پر بل ڈالا عمرو کو گھور کے دیکھا اور سحر پڑھکر جو پھونکا تو صرصر و صبا رفتار کی بھی کمندین جل گئین اُنکی زبان مین تو سوزن تھا نہین کسواسطے کہ وہ ساحرہ نہین ہین بس یہ چھوٹتے ہی

جست کر کے سراپچۂ بارگاہ فرا گئین اور سرمایہ بھی اڑکر چلا اور اسطرح جاتا تھا کہ جیسے بجلی چمکتی ہی
اسوقت گلچین نے کہا کہ کہان جائیگا میرے ہاتھ سے یہ کہکر اسٹی اور ایک پھول گلاب
کا تھا وہ اسنے سرمایہ پر کھینچ مارا کہ چاک ہوئی اور ایک زنجیر طلائی از خود آکر سرمایہ کے
لپٹ گئی سرمایہ نے اپنی جھولی سے ایک نارنج جو مارا تو وہ زنجیر کٹ کر اور ٹکڑے ٹکڑے
ہوکر زمین پر گری اسوقت گلچین نے دو پتھریان چھوٹی چھوٹی سرمایہ پر مارین اسوقت پھر
چاک ہوئی اور وہ دونون پتھریان سر پر سرمایہ کے پڑین اور ایک حباب بنکر تیار ہوا اور اسمین
سرمایہ بند ہوگیا بس سرمایہ نے کچھ سرسون کے دانے نکال کر مارے کہ وہ حباب دھنوان
ہوکر برطرف ہوگیا اور اسنے پکار کر کہا کہ ای بیرو تم جو چالیس ہزار فوج شاہی سے آئے ہو تو کیا
کرتے ہو ارے گلچین پر تیر مارو بیرون نے تیر مارنا شروع کیے اور بیرون کا غلغلہ بلند
ہوا اسوقت گلچین جادو نے ایک سنگریزہ نکال کر مارا کہ اس سنگریزے کے ہزارون
ٹکڑے ہوئے اور وہ ٹکڑے تیر شہاب بنکر ان بیرون کے لگنے کہ وہ سب جلکر خاک ہوگئے
اور بوچھار اندھی آنے لگی اسوقت ابرق کوہ شگاف وزیر دوم افراسیاب یہان آگیا
اور اسنے ایک ترنج گلچین پر آکر مارا کہ اس ترنج سے ہزارہا شرارے پیدا ہوئے کہ
انھون نے گلچین کے جسم کو جلایا لیکن لڑائی کو طول جو ہوا تو باغبان قدرت اور بہار
اور بلور بھی بارگاہ سے اٹھکر اڑے تو دیکھا کنارے لشکر کے لڑائی گلچین سے ہو رہی ہی
بس یہ بھی آکر لڑنے لگے لیکن گلچین زخمی ہوچکی تھی ادھر ابرق اور سرمایہ کی مدد کو ادھر فوج
بھی آگئی ادھر سے بھی اور سردار جاکر پہونچے لشکر مین کمربندی ہونے لگی اسوقت بہار
اور باغبان نے دیکھا کہ اب لڑنا بیکار ہی چنانچہ طبل آسایش بجوایا اور اپنے لشکر مین پھر
آئے گلچین کے مرہم صحت لگایا کہ زخم اسکے اچھے ہوے باقی سب باعیش و عشرت
تمام بیٹھے بعد کچھ دنون کے عمرو واسطے بالادوی کے صحرا مین آیا تو اسنے دیکھا کہ طلسم نور افشان
کی طرف سے ایک تیلہ شیر سوار طلائی آتا ہی اور ایک رقعہ اسکے ہاتھ مین ہی وہ رقعہ اسنے
عمرو کو دیا عمرو نے جو پڑھا لکھا تھا کہ ای خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بعد سلام نیاز کے معلوم
ہو کہ اسی وقت اپنے ساتھ باغبان قدرت کو لے کر ہمارے پاس تشریف لائیے ضرور وہان

رہنے کا ارادہ نہ کیجیے گا رقیمۂ شوق کوکب روشنضمیر عمرو وہان سے اُس پتلے کو لیکر
بارگاہ مین آیا اور باغبان قدرت سے کہا کہ بھائی دیکھو یہ رقعہ کوکب روشنضمیر نے
لکھا ہی اِس امر مین تمھاری کیا صلاح ہی باغبان قدرت نے کہا کہ جو آپ کی صلاح ہو وہی
میری صلاح ہی بمصداق مصرع ع صلاح ما ہمہ آنست کان صلاح شماست عمرو نے کہا
میری راے تو یہ ہی کہ چلنا چاہیے باغبان قدرت نے کہا اچھا اُسوقت اُس پتلے سے کہا
کہ ایک چٹان پتھر کی تو ہمین لا دے اُسنے لا دی عمرو اُس پتھر کی چٹان پر بیٹھا اور باغبان
وگلچین اپنے تخت سحر پر بیٹھے اور چلے کچھ دور چلے تھے کہ قلعہ طلسمی کی طرف سے ایک ابر
پیدا ہوا اور چالیس ہزار ساحرون کو دیکھا کہ تیر کمانون مین جوڑے چلے آتے ہین اور مار یو
مار یو کی صدا بلند ہی چنانچہ اُنھون نے آکے ایک باڑھ تیرونکی ماری اُس پتلے نے ایک تختی تھی یاقوت
رنگ اُسکو دیکھا اُس تختی سے ہزارہا تیر شہاب نکلکر اُن ساحرون پر پڑا کہ کچھ ساحر جلکر خاک
پر گرے لیکن جو ساحر کہ باقی رہگئے تھے اُنھون نے پھر تیرون کی باڑھ ماری اُس پتلے نے
وہی تختی پھر دکھائی کہ وہ تیر از خود کٹ کر زمین پر گرے جب دیکھا اُن ساحرون نے کہ تیر
کام نہین کرتے تو تلوارین کھینچ کھینچ کر چلے جب قریب پہونچے تو اُسوقت اُس پتلے نے وہی
تختی پھر دکھائی کہ اُسمین سے پھر تیر شہاب پیدا ہوے اور اُن ساحرون کو اُن تیرون نے
جلا دیا عمرو اور باغبان وگلچین پھر وہان سے چلے وہ پتلہ شیر سوار ساتھ ہی یہان تک
کہ دریاے ہفت رنگ پر آکر پہونچے اُس دریا مین سات رنگ کا پانی بہتا ہی اور ہزارہا
مگر و سوس اور رنگ برنگ کی مچھلیان نکلکر اُچھلنے لگین اسلیے کہ ساڑھے تین رنگ دریا کے تو
افراسیاب کے قبضہ مین ہین اور ساڑھے تین رنگ کوکب کے قبضہ مین ہین بس اُن
مچھلیون اور سوس اور مگر نے چاہا کہ انکو ہم زمین پر کھینچ لین اور لپیٹ جائین اُسوقت اُس
پتلے نے وہی تختی یاقوت رنگ جو دکھائی تو شعلے اُسمین سے نکلے کہ وہ سب جانور جل کر
خاک ہوئے اور یہ صحیح وسلامت اُس طرف روانہ ہوے یہ تو اُسطرف چلے لیکن حال
سُنیے افراسیاب کا کہ یہ تخت شاہی پر بیٹھا ہی کہ ابریق کوہ شگاف اور سرمایہ برف اندا
اور صرصر وصبا رفتار آکر پہونچے تو یہ عرق عرق پسینے مین غرق تھے افراسیاب نے

کہاکہ ای سرمایہ تمھارے کیے کچھ بھی نہوا اُسنے عرض کیا غلام چالیس ہزار فوج لے کراب جائیگا تو حضور کے قدم پر سر اپنا نثار کریگا یہ ذکر تھا کہ چالیس ہزار ساحر اور آ کر یہان موجود ہوئے لیکن افراسیاب کو رنج نہایت تھا اُسنے چاہا کہ مین خود جاکر کام مہرخ کا تمام کرون لیکن جیسے ہی اُٹھنے لگا تاج سر سے گرنے لگا اُسنے روکا اور ہاتھون کو اپنے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ اسوقت ساعت بُری ہی بس یہ رنجیدہ ہوکر چُپ بیٹھا رہا لیکن کچھ سوچتا تھا جب وہ چالیس ہزار ساحر اُسکے سامنے سے چلے گئے تو اُسنے ایک دستک دی اور کہا کہ حاضر ہو بس یہ کہنا تھا کہ زمین شق ہوئی اور پانچ آدمی اُسمین سے نکلے ایک کی تو آنکھین چھوٹی تھین اور اسقدر سُرخ تھین کہ جیسے خونِ کبوتر اور دوسرا جو ہی وہ ازرق چشم ہی کہ بالکل مثل کہربا کے اُسکی آنکھین ہین اور ایک کے ہاتھ نہین ہین کہنی سے اور چوتھے اُسکے پاؤن نہین ہین گھٹنے سے اور پانچوین کی آنکھین نہین ہین لیکن دو سوراخ ہین سوئی کے ناکے کے برابر کہ اُنکے اندر ایک شمع جلتی ہی ایک کا نام ہی قہرنگاہ اور دوسرے کا نام ازرق چشم اور تیسرے کا نام ہی فتنہ انگیز اور چوتھے کا نام ہی باد انگیز اور پانچوین کا نام ہی شور انگیز چنانچہ ازرق چشم اور قہرنگاہ نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ای شہنشاہ ہمکو کیا حکم ہوتا ہی افراسیاب نے کہا کہ عمرو اور باغبان قدرت اور گلچین نہین ہین تم جاکے لشکر اسلام کو تباہ کرو اِن دونون نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ہمکو جو معابد آپکا ہی اُسمین دو دن ہوم کرنے کی اجازت ملے افراسیاب نے کہا جاؤ کسنے منع کیا ہی یہ دونون اُس معابد مین آئے اور ہوم کرنا شروع کیا ڈھیرو بجاتے تھے اور بوتلین شراب کی اگیاری پر لنڈھاتے تھے دو دن یہ وہان رہے اور بعد دو دن کے نکلے تو خدمت افراسیاب مین آئے افراسیاب نے اُنھین خلعت دیا اور رخصت کیا یہ چلے بعد اُنکے جانے کے اُن تینون ساحرون سے افراسیاب نے کہا کہ تم بھی جاؤ اُنکی حفاظت کو وہ تینون بھی زمین پر گرکر غائب ہوگئے اور یہ دونون جب چلے تو جس مقام پر دریاے خونروان تھا وہان آئے سامنے شہر ناپرسان تھا اِنکے جی مین آیا کہ چلکے شہر ناپرسان مین حیرت سے ملاقات کرین کہ وہ آج کل وہین ہی بس یہ آئے

شہر نابرسان مین ملکہ حیرت کو خبر ہوئی کہ قہر نگاہ و ازرق چشم آئے ہین اُسنے انکو بلاکر خلعت دیا اور حکم دیا کہ تیاری رہے مین خود جاؤنگی لڑنے کو اور اُسنے کچھ فوج کو تیار کیا اور سوار ہوکر اِن دونون کو لیکر چلی اور اُن دونون نے دو ابر بنائے ایک سفید اور ایک سیاہ رنگ اور اُن ابر دن کو اُڑاتے ہوئے یہ بھی چلے کہ وہ ابر اُنکے سر پر سایہ فگن تھے کنارے پر شہر کے پہونچکر سواری ملکہ حیرت جادو کی ٹھہری اور ایک ٹیکرے پر خیمہ استادہ کرکے دوربین سحر لگاکے دیکھنے لگی اور یہ دو ساحر اُس شہر سے باہر نکلکر لشکر مہرخ کے پاس آئے اُسوقت دربار مین مہرخ تخت شاہی پر بیٹھی تھی اور بہار و نافرمان و مشکین موے وغیرہ سب سردار اپنے اپنے مقام پر متمکن ہین کہ جوڑی ہرکارونکی گردمین آلودہ پسینہ مین غرق سامنے آکر حاضر ہوئی اور دعا و ثنا بادشاہی بجالائی نظم

نکہت گل سے پریشان ہو دماغ بلبلان
مسند عشاق پر بیٹھا نہین ہی دست برد
جا ہیے ہو تربت اس سے جفائے آسمان

طوطی تصویر اُسکے سامنے کرتی ہی نطق
نازنے تیرے کیا پامال زہد زاہدان

گر شمیم زلف کا تیری چمن مین ہو بیان
محو جو دیدار کا تیرے ہوا آئینہ سان
عشوہ کرتا ہی ترا جو کچھ جہانکے سر پہ آب

شہنشاہ کی عمر دراز دشمن کمبخت کا مزاج ناساز ہو قہر نگاہ و ازرق چشم آئے ہین فوج کثیر ساتھ لائے ہین یہ خبر سنکر مہرخ نے نفیر سحر کو دم دیا بہار و نافرمان و مشکین موے وغیرہ تمام سردار جھولیان سحر کی گلے مین ڈالکر بازبط قرقرے فیل آتشین ہنس آتشین عقاب تیز پرواز طاؤس زرین بال اژدر خونخوار شیر ژیان ببر دمان تخت ہاے سحر پر سوار ہوکر جانب میدان مصاف روانہ ہوے شعلے سحر کے اُڑتے تھے برقین سرخ سرخ جلوہ دکھاتی تھین نارنج ترنج اُچھلتے تھے اِسی طرح میدان مین پہونچکر صف آرائی ہوئی اُسطرف سے قہر نگاہ و ازرق چشم فوج سحر اپنے ساتھ لیکر میدان مین آئے ابر سحر برسا صفین کھنچ گئین نقیب و چاؤش للکارے ساحرون کو سحر کے لڑنے کی ترغیب دی بعد ازان قہر نگاہ نے اپنے ابر کو اشارہ کیا کہ وہ گرجا گرجا اور چمک کر برسنے لگا سب اوپر نگاہ اُٹھا کر دیکھنے لگے جسکی آنکھ مین بوند پڑی وہ اندھا ہوگیا اُسوقت بہار نے ایک گلدستہ اُٹھاکے مارا کہ ابر طلائی آکے موجود ہوا اور برسنے لگا مگر اُس ابر نے قہر نگاہ کے ابر طلائی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اُسوقت بہار نے ایک سنگریزہ مارا ایک ابر سیاہ رنگ فولادی آیا لیکن اُس ابر کو بھی قہر نگاہ کے ابر نے توڑ دیا پھر مہرخ نے ایک

گلدستہ اُچھال کے مالکہ آپ تو غائب ہوگئی اور ایک شُبدہ اُسکی شکل کا بنکے تیار رہوا اور تخت پر
بیٹھا باقی سب نابینا ہوے اور گگے ٹٹولنے بس یہ ازرق چشم فرط خوشی سے اُچھلنے لگا اور کہا
کہ وہ مارا اور قہرنگاہ نے اپنے ابر کی طرف اشارہ کیا کہ وہ گرڈ گرایا اور حباب ہوئی اور ایک حباب
بنکر تیار ہوا اور وہ حباب پھٹکر ہر طرف چھا گیا اور سب سرداروں کے گلے مین ایک ایک رسّی
پڑگئی اب یہ ازرق چشم چلا انکو لیکر خوشی خوشی اور وہان سے حیرت بھی خیمہ اُکھڑوا کے اپنے
لشکر مین آئی لیکن برق فرنگی نکلگیا تھا وہ ایک ساحر کی شکل بنکے خیمہ حیرت مین آیا اور اُسکو
آداب بجالایا حیرت نے جانا کوئی ساحر ہوگا بس اُسنے کہا کہ تم اپنی حفاظت رکھو لیکن
برق سمجھا کہ یون عیاری نہ بنے گی بس یہ خیمہ سے نکلگیا اور اُسنے اپنی صورت مثل صرصر
کے بنائی اور ایک فرمان جعلی بناکر اور اُسکی پیشانی پر مہر افراسیاب کی کرکے خیمہ مین حیرت
جادو کے پہونچا وہان ایک ساحر ہی کہ نام اُسکا دربان جادو ہی اُسنے کہا کہ ای بھائی
قہرنگاہ اب تم ہوشیار رہو کہ کوئی خیمہ کے اندر نہ آنے پاوے اُسنے کہا بہت خوب صرصر
نے وہ فرمان بادشاہ کا جو جعلی بنایا ہی اُسکو دیا اُسنے جو اُسکو پڑھا تو اسمین لکھا تھا کہ ای قہرنگاہ
وای ازرق چشم اسوقت ہم کتاب سامری دیکھ رہے تھے تو معلوم ہوا کہ دو عیار نکل گئے
ہین قران اور برق وہ آکر ضرور ان قیدیون کو چھڑا لینگے بس ہمنے صرصر کو تمھاری
حفاظت کے لیے بھیجا ہی خبردار اسکے کہے پر عمل کرنا اور یہ تمھاری بہت خبرداری کریگی یہ
پڑھکر اُسنے کہا کہ اے صرصر آؤ اندر خیمہ کے بیٹھو اور یہ قہرنگاہ ہمیشہ سے اِسے پیار کرتا ہی
اور اکثر اِس سے باتین محبت آمیز کیا کرتا ہی مگر صرصر چپ ہو رہتی ہی اسلیے کہ یہ سردار شاہی ہی کیا
ضرور ہی کہ اِسکو ناراض کرون غرض اب اندر خیمہ کے اسکو لیکر بیٹھا اور شراب کے شیشے کشتیان
ونجیرہ آکر موجود ہوئین اور ناچ ہونے لگا برق نے اُلٹ پھیر کرکے شراب مین دارو
بیہوشی کو ملایا اور قہرنگاہ کو جام بھر کر دیا لیکن وہان سے سنیے کہ افراسیاب نے کتاب
سامری مین یہ حال دیکھا اور صرصر کو پنجہ بھیج کر بُلایا اُسنے کہا کہ جلد تو جا برق تیری شکل
بنا ہوا قہرنگاہ کو بیہوش کیا چاہتا ہی یہ سنکر صرصر وہان سے چلی جب یہان آکر پہونچی
تو دربان جادو دروازہ پر تھا اُسنے دیکھا کہ ایک صرصر تو اندر ہی دوسری کیسی آگئی

معلوم ہوتا ہی کہ یہ کوئی عیار ہی یہ سمجھکر اُسنے کہا کہ اسکو مین گرفتار کرلون صرصر نے اُسکی نگاہ کو پہچانا اور یہ اور طرف چلی اور جاکر پشت خیمہ پر اسنے نقب لگائی لیکن قہر نگاہ کو بیہوشی نے تاثیر کی ہی اور ارزق چشم بھی جھوم رہا ہی اور جام اُسکے ہاتھ مین ہی ایک پیا ہی اور ایک نہین پیا ہی کہ صرصر نے نقب سے منہ نکالا لیکن جہان اُسنے نقب لگائی ہی وہان قران آکر پہونچے یہ بھی اُس نقب مین کود کر چلے صرصر اس عرصہ مین باہر نکل آئی تھی کہ قران بھی آکر سر نقب پر پہونچے اور یہ ہوشیار و عقلمند ہین اُنھون نے سر نکالا باہر نہین نکلے لیکن صرصر نے انکا سر دیکھ لیا یہ تو بھاگی اور وہان قہر نگاہ اور ارزق چشم دونون بیہوش ہوئے برق و قران نے دونون ساحرونکے سر کاٹ ڈالے اور بھاگے اور جتنے سردار تھے وہ چھوٹے غل اور گیر کا بلند ہوا اندھیرا ہوگیا سردارون نے مارنا شروع کیا نارنج نارئیل پڑنے لگے ساحر مرنے لگے گچھے سوئیونکے اور ہار مرچونکے پڑتے تھے شعلے اُٹھتے تھے اور بیر غل مچاتے تھے ابر سحر گھر آئے تھے بارش ہو رہی تھی آگ پتھر برستے تھے اُسوقت باد انگیز جادو نکلا کہ اُسکو بھی افراسیاب نے بھیجا تھا اور اُسنے سحر کیا کہ برف برسنے لگی لیکن خورشید سحر افگن نے ایک تیغ مارا کہ وہ اُسکے سینہ کے پار ہو گیا پھر شور انگیز جادو آیا اور اُسنے ایسا سحر کیا کہ سب ساحرون کے پانوٗن زمین نے پکڑ لیے اُسوقت بہار آکر پہونچی کہ وہ غائب ہوگئی تھی اور اُسنے آکر ایک گجرا مارا کہ شور انگیز جادو نے دیوانہ ہوکر اپنا گلا آپ کاٹ ڈالا پھر باد انگیز آیا اور اُسکی آنکھ سے شرارے نکلے کہ وہ جسپر پڑے اُسکو جلا دیا بہت سے آدمی مارے گئے اُسوقت مہرخ جو غائب ہوگئی تھی وہ آکر پہونچی اور اُسنے ایک تیغ باد انگیز کے مارا کہ وہ سینہ کو اُسکے توڑ گیا یہ حال دیکھ کے اور فوج بھی آگئی اور دونون طرف لڑائی سحر کی ہونے لگی اُسوقت ملکہ حیرت جادو نے طبل آسائش بجوا دیا سب طلسمی قتل و قمع اور لوٹ مار کرکے اپنے اپنے خیمون مین آئے مہرخ تخت پر بیٹھی اور بہار و لنگر زرین پر یہان ملکہ حیرت نے اُن ساحرون کی نعشون کو اُٹھوا کر افراسیاب کے پاس بھیجا اور ایک عریضہ بھی تحریر کرکے روانہ کیا اُس عریضہ مین یہ حال لکھا کہ ای شہنشاہ دوران بادشاہ طلسمات جہان برق نے صورت صرصر کی بنکر ان ساحرون کو مار انعشین اُنکی آپکے پاس مین بھیجتی ہون یہان جنگ عظیم ہوئی اب مہرخ قتل و غارت کرکے اپنی بارگاہ مین

گئی ہی باقی خیریت ہی یہ عرضی اور نعشین جب افراسیاب کے پاس پہونچین یہ تخت شاہی پر
نہایت خوشنود بیٹھا تھا کہ اب ساحر گئے ہین کام نمکحرامون کا تمام کرکے آتے ہونگے جب
نعشین پہونچین تو یہ آبدیدہ ہوا اور بہت اسنے افسوس کیا پھر اُن نعشون کو پھنکوا دیا اور
آپ قصد کیا کہ مین چلکر مہرخ وغیرہ کو غارت کردون بس اپنے ہاتھون کو اُسنے دیکھا تو
معلوم ہوا کہ دو ساعتین منجم کی یعنے پانچ گھڑی نہایت بد ہین اسکے بعد جہان جی چاہے
جانا بس یہ ٹھہر گیا اور پانچ گھڑی کے بعد اُسنے انگڑائی لی اور شعلے کی طرح جھپک کر
غائب ہوا سب اہل دربار کی آنکھین بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی تو اُنھون نے دیکھا کہ
افراسیاب نہین ہی اور افراسیاب جاکے ایک پہاڑ ہی کہ نام اُسکا گلزار ہی اُسپر اُترا اور
چار طرف اُسنے نگاہ کی اُسوقت وہان آواز آئی کہ ای شہنشاہ آپ یہان کہان اُسنے
پکار کر کہا کہ ای گلزار جادو جلد آکر بادولت کی خدمت مین حاضر ہو یہ کہتے ہی ایک ساحر
نوجوان سیہ فام تیرہ رو تیرہ باطن جھولا سحر کا گلے مین ڈالے ترسول ہاتھ مین لیے سامنے
آیا اور آداب بجالایا اور کہا کہ ای شہنشاہ چلیے میرے مکان پہ بادشاہ اُسکے ساتھ ہوا آگے
کچھ دور چلکر سحر پڑھکر دستک دی کہ دروازہ ایک باغ کا نمودار ہوا چوٹی دروازے کی مثل
فیل مست کے جھوم رہی تھی بلجون مین جواہر کی کاری کیا ہوا تھا دیوار ہاے باغ مثل
آئینے کے مصفا بادشاہ اُس باغ کے اندر گیا تختہ دریا چمن سے اُس باغ کو مملو پایا روش
پٹری سے آراستہ چار دن کونون پر چار بنگلے چمن مین سبزہ نوخاستہ مصور بہار نے
نقاش ربیع نے رنگا رنگ دلفریب بوقلمون صفحۂ گلشن پر کھینچے تھے اور منشی بہار نے فقرے
رنگین تختۂ قرطاس چمن پر تحریر کیے تھے گلاب کیوڑا نسترن ونسترن کی آن وہان بہار پر
جو ہی کیتکی مدن بان نہرین پر سوروان بلبل شوریدہ نغمہ خوان سرو مثل قامت یار سنبل
کی زلف پیچدار ایک سمت لالۂ خونی جگر رنگین پیالہ انگور کی دار بست جسپر تاک لگا ہین
مے پرست نرگس بیمار ٹکٹکی باندھے دیکھتی چمن کی بہار ابیات

رفعت مین ہر برج شاہ منزل	سر سبز ہی خوشنما ہر طوطی	ہر شاخ شجر پہ لیے عنادل
شمشاد ہر ایک رشک طوبی	قمری ہر وہ جیسے غوث شیدا	طوطی کہین بولتا ہر طوطی
		جان بخش ہوئی ہوا جو آئی

ہر پھول نے جان تازہ پائی ‖ ہر برگ پہ بس یہی رقم ہی ‖ بادِ سحری مسیح دم ہی

بادشاہ کو اس باغ مین لاکر چار چمن کے بیچ مین ایک چبوترہ سنگ مرمر کا تھا کٹہرا طلائی اسپر جڑا تھا مسند مغرق بچھی تھی اُسپر بٹھایا اور یہ گلنار جادو سامنے دوزانو بیٹھا اور عرض کی کہ شہنشاہ یہ چند مفسد نمکحرام جو جمع ہوے ہین مین سنتا ہون کہ جو ساحر ادہر سے جاتا ہی وہ مارا جاتا ہی اسکا کیا سبب ہی افراسیاب نے کہا کہ ہمارے یہان کے کچھ لوگ ملگئے ہین وہ خبرین پہونچاتے ہین اور باقی سامری و جمشید بھی کچھ ہمسے خفا ہین ورنہ اِن نمکحرامون کی کیا حقیقت تھی مین ایک دم بھر مین انکو غارت کردیتا گلنار جادو نے اتنا پوچھکر کشتیان شراب کی قابین کباب کی گزک کے لیئے گلدستے پھولون کے ڈالیان میوون کی منگائین بادشاہ نے شراب پی میوہ کھایا پھر گلنار جادو نے عرض کیا کہ آپ اب یہ مشہور کیجیے کہ جس مقام پر دریاے خونخوار تھا وہان مکان اِن پانچون ساحرون کے جو مارے گئے ہین یعنے قہرنگاہ وغیرہ اِن مکانون کو ہمنے حکم دیا کہ جسکا جی چاہے لے لے خواہ اسمین دوست ہو یا دشمن جب آپ یہ مشتہر کیجیے گا تو یقین ہی کہ لشکر مہرخ سے کچھ لوگ اُنکے لینے کو آئین پھر اُسوقت آپ ملاحظہ کیجیے گا کہ کیا کچھ مین نے کیا افراسیاب نے کہا اچھا اور ایک نامہ بال کبوتر مین باندھا اور کبوتر سے کہا کہ جا ملکہ حیرت کو یہ نامہ پہونچا وہ کبوتر سبک پر تیز پروازی کرکے بارگاہ حیرت مین آیا ملکہ حیرت نے یاقوت وزیر زادی اپنی سے کہا کہ نامہ اِس کبوتر کے پر سے کھول لے اُسنے کھولکر ملکہ حیرت کو دیا کبوتر تو اُڑگیا اور نامہ ملکہ حیرت نے پڑھا لکھا تھا کہ اے ملکہ تم ڈھنڈھورا پٹوا دو کہ قہرنگاہ وغیرہ کے جو مکانات ہین اُنکو جسکا جی چاہے لے ہمکو کچھ غرض نہین ہی یہ پڑھکر اُسنے منادی کرنے کیلیے حکم دیا اُسی وقت ڈھنڈھورا پٹا کہ خلق خدا کی ملک بادشاہ کا حکم افراسیاب جادو کا مکانات قہرنگاہ و ازرق چشم و شورانگیز و بادانگیز و فتنہ انگیز کے جو ہین اُنکو جس فرد بشر کا جی چاہے لے لے آواز جو ڈھنڈھورا پٹنے کی بہار و مخمور و نافرمان وغیرہ نے سُنی کچھ دیر کے بعد یہ ایک کے پیچھے ایک اُٹھ اُٹھکر روانہ ہوئین اس خیال سے کہ دیکھین تو وہ مکانات کیسے ہین یہان مہرخ اور بلور چہاردست و شکیل وغیرہ چند ساحر تو رہگئے اور باقی سب چلے گئے جب وہان جاکے پہونچے تو دیکھا کہ پانچ باغ ہین اور پانچ محلسرا ہین کہ اسمین برج اور کمرے تعمیر ہین یہ سب

ساحر اُن باغون مین پھرنے لگے دیکھا گلہاے رنگا رنگ و شگوفہاے بوقلمون کھلے ہین فاختہ سرو پر کوکو کر رہی ہی جانوران باغ زمزمہ پیرا ہین نہرون کے کنارے فوارے نصب ہین ساون بھادون کی جھڑی لگی ہی نہرون پر شیشے لگے ہوے ہین فوارے اُنپر چھوٹ کر گرتے ہین اُن شیشون مین تصویرین غوک اور ضفدع کی بنی ہین نہرون مین مچھلیان رنگ برنگ کی شناوری کر رہی ہین لب گردانی نہر کی یاقوت احمر کی بنی ہی بلبل شوریدہ کا شور چمن مین رقصان مور ہواے سرد کے جھونکے آتے ہین دل میکشون کا بہلاتے ہین طغرا نویس قدرت نے عشق پیچان کی بیلون کا طغرا لکھا ہی اور کاتب بہار نے چشم نرگس کا صاد دفتر باغ پر کیا ہی

ابیات

کیا آنکھین ہون فیضیاب دیدار

نظارہ ہی بسملِ چمن زار
پتے جو گرے ہین جھڑ کے ہر جا
گلشن مین بچھا ہی فرش دیبا

گلبن ہی ہر ایک چتر طاؤس
ہی افسر گل کہ تاج کاؤس
شبو کی بہار قابل سیر

خیری سے تمام باغ کی خیر
ہین سرخ جو ہر طرف شقائق
گلگیر ہنون پہ ہین وہ فائق

غرض ایک باغ مین جو یہ سیر کرتے ہوے آئے تو دیکھا کہ بارہ دری صورت مین پری بنی تھی چبوترہ اُس بارہ دری کے آگے بنا ہی کرسیان اُسپر بچھی ہین اور بارہ دری مین پردے پڑے ہین آگے چبوترہ کے جو چار چمن لگا ہی جو گل کلغا ہزار اُسمین کھلا ہی یہ سب سردار جاکر کرسیون پر بیٹھے گوشۂ باغ سے کچھ باغبان بیلچے ہاتھون مین لیے سامنے انکے آئے آداب بجا لائے بہار جادو نے پوچھا کہ تم کون ہو اُنھون نے عرض کیا کہ ہم باغبان ہین قہرنگاہ کے پھر بہار نے استفسار کیا کہ اِس بارہ دری مین پردے کیون پڑے ہین اُنھون نے عرض کی کہ ہمارے مالک نے جہان جہان سُنا کہ جانور آتے ہین وہان سے اُنھین منگا کے اِس بارہ دری مین رکھا ہی قفس اُنکے اِس بارہ دری مین ہین اور کچھ جانور چوپایہ چھوٹے چھوٹے یون بھی چھوٹے ہوے ہین آپ سیر دیکھین تو ہم دکھائین یہ کہکر اُن باغبانون نے اُس بارہ دری کے پردے باندھے اب جو اُنھون نے دیکھا تو ہزارہا طائر قفس مین بند ہین اور بہت سے جانور چوپایہ زمین پر پھر رہے ہین دہنا نوا کریلا کوکلا دہیر بدا تیتر لوا بٹیر بیلک ممولا لال بیا چرکلوا کبوتر طاؤس طوطی بلبل طوطا مینا اگن ہریل ست رنگا وغیرہ پنجرون مین بند

تھے اور قفس اُنکے بارہ دری کے قلابے مین آویزان تھے آہو خرگوش بوزنہ لنگور وغیرہ
پھر رہے تھے اور جتنے کھٹولون پر بیٹھے تھے وہ جانور سب ان ساحرون کو دیکھکر خوش فعلیان
کرنے لگے اور ایک طاؤس زرین بال سامنے آکر ملکہ بہار اور سب سردارون کے
ناچنے لگا اور ایک آئینہ بہت بڑا مثل دیوار کے جو بارہ دری مین نصب تھا اور جو کھٹا اُسکا
طلائی تھا وہ اُن آئینہ رویون کے سامنے باغبانون نے لاکر لگایا اب یہ سب محو ہو کر جھومنے
لگے اور اشعار پڑھتے تھے کوئی کہتا تھا شعر ز باغ رفتی وگردید عارض گلہا + برنگ چہرۂ مفلس
ز شرم مہمان سرخ + کسی کی زبان پر تھا کہ بیت داغ خوشی افتاد ز عشق تو بدستیم + این لالہ
بہ از آتش دستار فرستیم + کسی نے یہ شعر پڑھا تھا کہ شعر دیدم سحر ز مرغ چمن نالہ در قفس +
نالیدنے کہ زلزلہ افتاد در قفس + کسی نے اس شعر کو ورد زبان کیا تھا بیت اثر نالہ ام آخر
بہ قفس آتش زد + کس چنین نالہ مرغان گرفتار ندید + اسی طرح سے سب بیخود ہو کر جھومنے
لگے اور حالت سرشاری مین مُنہ شاہد ارض کا چومنے لگے اُسوقت بقدرت کردگار ایک ساحر نامدار لشکر مہرخ
کا اُسطرف سے اُڑتا ہوا نکلا اور اُسنے اِن سبکی حالت پریشانکو دیکھا خائف ہوا کہ ایسا نہو مین بھی آئینہ کو دیکھ کے
محو و حیران ہو جاؤن بس یہ وہان سے بعجلت تمامتر خدمت مہرخ نامور مین آکر حاضر ہوا اور عرض کیا
کہ اے ملکہ آپ یہان بیٹھی کیا کرتی ہین باغ مین قہر نگاہ جادو کے سب سردار آپ کے گرفتار
ہین بیٹھے ہوے جھوم رہے ہین اور حالت بیخودی مین شعر پڑھتے ہین اب یقین ہی کہ سب قید
ہو جائین مہرخ یہ سنکے اُٹھی اور بلور چہار دست کو اپنے ساتھ لیا اور اُس سے یہ سب حال
بیان کیا اور یہ دونون اُسی باغ مین آئے اور دور سے کھڑے ہو کر تماشہ کو دیکھا کہ سب سردار
کرسیون پر بیٹھے جھوم رہے ہین بس اِسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک دیوار اُس مقام پر اُٹھ گئی بلور
چہار دست اور مہرخ اُس دیوار کے پیچھے بیٹھے لیکن حیرت جادو نے بھی سُنا ہی کہ گلزار
جادو نے سرداران اسلام کو اسطرح سے قید کیا ہی بس یہ تخت پر سوار ہو کر چلی اور آکر جو پہونچی
تو دیکھا عجیب کیفیت ہی کہ سب سردار بیہوش اور مدہوش ہین حیرت نے پکارا کہ اے گلزار
جادو تم کہان ہو جلد ہمارے پاس آؤ کسی نے کچھ جواب نہ دیا اُسوقت حیرت نے اپنے
سحر سے تین سوزنگی بنائے اسطرح کہ مٹی کو گوندھ کر اُسکے پتلے بنائے اور سحر پڑھا کہ وہ زندہ ہو کر

زنگی ہوگئے اُسنے حکم کیا کہ جاؤ گلزار جادو کو بلالاؤ قریب ڈیڑھ سو کے روانہ ہوئے مہرخ جو
پس دیوار بیٹھی تھی اُسنے ایک ترنج مارا کہ وہ زنگی سب جلکر خاک ہوگئے حیرت حیران ہوئی
کہ یہ ترنج کس نے مارا کسلیئے کہ مہرخ نے دیوار مین شگاف کرکے دیکھا بھی تھا اور ترنج
بھی لگایا ملکہ حیرت جادو نے اُن باقی ڈیڑھ سو زنگیون کو حکم دیا کہ تم جاؤ اور گلزار کو بلالاؤ
یہ بھی چلے مہرخ نے پھر ایک ترنج مارا ترنج پھٹا اور اُسمین سے شرر نکلکر اُن زنگیون پر
پڑے کہ وہ جلکر خاک ہوئے اُسوقت حیرت جادو نہایت پریشان ہوئی اور اُسنے
سحر جو کیا تو گلزار جادو ایک کوٹھری مین بیٹھا وہان سحر کر رہا تھا اُسکو اُسکے سحر سے بیتابی
ہوئی اُس کوٹھری مین تصویرین باغ و مکان و جانورون کی بنی ہین حیرت کے سحر
کرنے سے وہ نکل آیا اور اُسنے حیرت کو سلام کیا اور کہا اے ملکہ آپ نے بڑا غضب کیا کہ
مین سحر کو زور دے رہا تھا جو آپ نے بلایا لیکن اب مین اِن سب کو دیوانہ کر چکا ہون
آپ انھین قتل کیجیے یہ تو کھڑا ہوا ملکہ حیرت سے باتین کر رہا تھا کہ بلور چہار دست نے
عین غفلت مین سحر کرکے برق اپنے تیئن بنایا اور چمک کر جو اُسپر گرا تو کاٹ کر ٹانگون کی راہ
سے نکلگیا غل و شور و تاریکی ہوگئی آواز آئی کہ مارا اُس شخص کو جسکا نام گلزار جادو تھا
حیرت جادو تو بحر حیرت مین غوطہ زن ہوئی مگر اپنی حفاظت کے لیے جلد زمین مین سما گئی
بعد کچھ دیر کے زمین سے نکلی تو وہ جانور و باغ و بارہ دری کہ سحر نمود بے بود تھی غائب ہوگئی
لیکن وہ دیوار مہرخ کی بنی رہی اور حیرت نے دیکھا کہ اُس دیوار کے پیچھے مہرخ بیٹھی ہوئی
ہے بس اُسنے اُسکو دیکھ کر ایک نارنگی ماری کہ جسکی تاثیر سے ملکہ مہرخ بیہوش ہوگئی اور حیرت
پھر زمین کے نیچے جاکر طبقہ کو زمین کے اُکھیڑ کر بلند ہوئی اُسوقت بلور چہار دست نے
دیکھا کہ جتنے ساحر ہین وہ بیہوش ہین اور بلور بھی تو اِسی زمین پر کھڑا ہوا تھا اُسکو بھی حیرت
اُٹھائے ہوئے ہے اُسوقت دیکھا کہ ایک تیتلہ شیر پر سوار چلا آتا ہے اور اُس تیتلے نے آکر
بلور چہار دست کو ایک شقہ دیا کہ لے یہ شقہ خاص اور ایک موتی بھی دیا اور کہا کہ اِس موتی
کو پڑھ کر یہ لوگ کہ جو بیہوش اور مسحور ہین انپر مارو بلور نے وہ موتی سحر پڑھکر جو مارا تو ایک
چمک ہوئی اور سب کو ہوش آگیا اور ہر ایک نے دیکھا کہ ہمکو حیرت طبقہ زمین کا اُکھیڑ کر ۲۰

لیے کھڑی ہی بس ہر ایک پر پرواز سحر سے پیدا کر کے اُڑ کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے اُسوقت حیرت نے طبقہ زمین کو اُلٹ دیا اور غصہ مین آکر ایک تلوار اُس شیر سوار پتلے پر لگائی اُسنے کہا دیکھیے اچھا نہین ہی لیکن حیرت کو غصہ تھا یہ کب مانتی ہی جب اُسنے تلوار ماری پتلے کے سر سے دھنوان نکلا کہ وہ حیرت کی ناک مین گیا اور یہ بیہوش ہوئی اُدھر افراسیاب کو جو خبر ہوئی تو یہ بھی اُٹھکر اپنے مقام سے چلا اُدھر بلور چہار دست اور وہ پتلا شیر سوار دونون اپنی اپنی طرف روانہ ہوئے یہان آکر افراسیاب نے حیرت کو اُٹھایا اور بہت کچھ سمجھا کے بارگاہ مین لا کے تخت پر بٹھایا اور آپ ظلمات کو چلا گیا لیکن قہار شعلہ بدن نام گلزار جادو کی زوجہ ہی اور اُسکی ایک لڑکی ہی پانچ برس کا اُسکا سن ہی اور یہ اُسکو بہت پیار کرتی ہی اور اُسنے جو سنا کہ میرا شوہر مارا گیا تو یہ شہر ناپرسان سے روتی پیٹتی روانہ ہوئی اُس لڑکی کو بھی ساتھ لے لیا اور ایک کرلوہ پہاڑی پہ یہ آکر اُتری اِدھر برق جو بالا دی کو گیا تو اُسی پہاڑی پر یہ بھی پہونچا اور اُسنے اِس ساحرہ کو دیکھا کہ کچھ کنیزین اسکے ساتھ ہین ایک لڑکی پانچ برس کی اُسکے ہمراہ ہی برق نے چادر طلسمی اوڑھ لی اور اُس ساحرہ نے اُس پہاڑ پر تخت کو بچھایا اور اُسپر بیٹھ کے غم مین اپنے شوہر کے گریہ وزاری کرنے لگی اُس سے اُس لڑکی نے کہا کہ مجکو پیشاب لگا ہی دو کنیزین اُسکے ساتھ ہوئین اور پیشاب کرانے لیچلین کچھ دور اُس پہاڑ پہ جا کر اُس لڑکی نے کہا کہ اب تم یہان ٹھہرو مین کسی گوشہ مین بیٹھکر پیشاب کرون وہ کنیزین ٹھہر گیین وہ لڑکی تو جا کے ایک غار مین پیشاب کرنے لگی لیکن برق نے جو دیکھا اس کیفیت کو تو چادر اُتار ایک ساحر کی صورت بنکر تیار ہوا اُن کنیزون کے پاس آیا اور اُنہین سے ایک کنیز کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تو الگ چل تو تجھسے ایک بات کہون وہ سمجھی کہ نہین معلوم یہ کون ساحر ہی مگر جو کہتا ہی وہ سُن لینا چاہیے بس ساتھ اسکے چلی آئی اُسنے الگ لیجا کر حباب بیہوشی اُسکے مُنھ پہ مارا یہ بیہوش ہوئی اِسکے کپڑے اُتار لیے اور اپنی صورت اُسی کی ایسی بنائی اور پٹی داروے بیہوشی کی اُسکے دماغ پر چڑھا کر ایک گڑھے مین اُسکو ڈال دیا اور آپ وہان سے اُس دوسری کنیز کے پاس آیا اِس عرصہ مین وہ لڑکی بھی پیشاب کر کے آئی اُسکو لے کر یہ دونون کنیزین قہار شعلہ بدن کے پاس لیکر آئین وہ لڑکی مان کے

گھٹنے پر سر رکھ کے سو گئی لیکن اُسکی بہن ہی زنار گوہر پوش وہ بھی اُسکے ساتھ آئی ہی برق جو کنیز بنکے آیا تو اُسنے زنار گوہر پوش کو دیکھا کہ ایک طرف ایک خیمہ استادہ ہی مسند پر زنار گوہر پوش بیٹھی ہی برق فرنگی نے ایک کنیز سے انجان بنکے پوچھا کہ نام اِن ملکہ کا بھول گئی ہون اِسوقت یاد نہین آتا ہی تم بتاؤ اُسنے کہا کہ اوئی تم ایسی ننھی نادان ہو کہ نام بھول جاتی ہو ارے یہ بہن ہی قہار شعلہ بدن کی نام اسکا زنار گوہر پوش ہی برق یہ سُنکر زنار گوہر پوش کے پاس گیا تسلیم کی اور رومال مین عطر بیہوشی لگا کر اسکے سر پر جھلنے لگا خوشبو جو اُسکی ناک مین گئی تو گاؤ پر سر رکھ کے بیہوش ہو گئی اُسنے اور جو ہوا ایک کنیزین تھین اُنسے کہا کہ ملکہ سو گئین ہین اب یہان تخلیہ کردو کیونکہ تم غل مچاؤ گی ملکہ کی نیند پریشان ہو گی وہ کنیزین خیمہ سے باہر نکل آئین اور برق نے اُسکے دماغ پر بھی ٹپی بیہوشی کی چڑھائی اور پیرہن اُسکا اُتار کر اُسی کی ایسی صورت اپنے تئین بنایا اور اُسکو اُس مقام پر ایک صندوق مین بند کر کے قفل لگادیا اور آپ پلنگ پر لیٹ کر سو رہا یہان افراسیاب نے ظلمات مین جا کے اژدر چشم جادو ایک ساحر کو بُلایا اور اُسکے ساتھ کئی ہزار ساحران نامی کر کے براے گرفتاری مہرخ روانہ کیا یہ ساحر بارگاہ حیرت مین آکر پہونچا وہ کئی ہزار تو ایک مقام پر اُترے اور یہ حیرت کی بارگاہ مین بیٹھا رہا چنانچہ ایک روز تو آسودہ ہوا دوسرے روز جب وہ زمانہ آیا کہ بحر عالم مین حباب پھوٹ گیا اور بحر اسود شب مین موجزن ہوا شعر جہان گشت چون چہرۂ اہرمن ✤ کشادہ سیہ مار گردون دہن ✤ اژدر چشم جادو نے نفیر سحر کو دم دیا یہ خبر ہرکارون نے مہرخ سحر چشم کو پہونچائی کہ اژدر چشم جادو نے نفیر سحر بجایا ہی اُسنے بھی طبل جنگی کو بجوایا تیاریان اب دونون طرف ہونے لگین ایکطرف ہتھیار صیقل و مصیقل کیے جاتے تھے ایک جانب ساحر سحر کر رہے تھے ڈھولے جھوتے تھے منتر جنتر موہنی جوہنی پڑھی جاتی تھین بیرون کی زبان پر اقتلوا جاری تھا کمانین چلا کر نَصرٌ مِنَ اللّٰہِ وَ فَتحٌ قَرِیب پڑھتی تھین لب سوفار زہ بازہ کی صدا دیتی تھی سنان نیزہ کی زبان بڑھ بڑھ کر طعن کرتی تھی چار پہر رات ہنگامہ و غلغلہ برپا رہا آخر وہ رات آخر ہوئی جمال شمع پر اُداسی آئی اور مزاج شب مین بدحواسی پھیلی ابیات

چو خورشید زد عکس بر آسمان ‖ پراگند بر لاجورد ارغوان ‖ چو خورشید بر زد سر از تیغ کوہ
بیامد سبک مرد افسون پژوہ

ملکہ مہر رخ صبح کو شبستان سے برآمد ہوئی سب سرداروں نے مجرا کیا پھر دہل و نقارہ بوق و نفیر گھنٹے اور ناقوس بجتے ہوے ساحر طائران سحر پر سوار جھولی سحر کی ہر ایک کے کانون مین زرتار بہار اپنے تخت پر بیٹھی ہوئی گرد اُسکے پچاس گلدستے چُنے ہوے ماتھے پر افشان لگی ہونٹون پر مسی عمدہ آراستہ جوڑا اتر چھا بندھا ہوا سبزہ رنگ جوانی کی بہار جوڑا گلے مین دھانی اُٹھتا جوبن نئی جوانی ایک طرف مخمور سرخ چشم جوڑا ارغوانی پہنے طاؤس زرین بال پر سوار ایک جانب ملکہ طاؤس جادو کہ جسکے گلے مین موتیون کا ہار پڑا ہوا اُسی طرح سرخ مو اور ملکہ مشکین کاکل کشا وغیرہ بازو لبط و قرقر و غیرہ سوار سحر ہر ایک گویا و بیشمار وہ عجب وقت تھا کہ نسیم سحری چل رہی تھی جمال صبح بھینا بھینا یونہی سی خنکی دریاے فلک مین تارے ڈوبے جاتے تھے جنگل مین درخت لہلہاتے تھے تہنا لتا دم بازی کے ساتھ بھیرون بھیاس کی تانین اُڑاتے تھے نوبت کی ٹکور جنگل مین ٹھیکا کھاتی تھی شہنا سے یارب کی صدا آتی تھی اسی طرح سے یہ لشکر میدان مین آکر ٹھہرا اُسطرف سے اژدر چشم حیرت جادو کی فوج بیشمار ساتھ لیے جنگاہ مین آیا سب ساحر زمین پر اُتر آئے اور صف کشی ہوئی ابر سحر برسایا گرد و غبار کو بٹھایا پھر کڑکیتون نے کڑکا کہا اور مذمت دنیاے فانی کو زبان پر جاری کیا پکارے ای نوجوانو اس دنیاے فانی کو مثل حباب بحر سمجھو کشتی عمر کچھ دنون مین غرقاب ہی دیکھو جو لوگ کہ مر گئے دنیا سے گذر گئے اب اُنکو کوئی بھی نہین کہتا کہ وہ کدھر گئے اور اُنکا بھی یہ حال ہی نظم

سو کہے مشہور ایک بھی نہ کھوے ‖ دو لاکھ صدا کوئی نہ بولے ‖ کیا دخل کرے کوئی سخن ایک
گھر ایک پسند ہے سیر ہین ایک ‖ تقویم کہن قواے جانی ‖ تہ کردہ کتاب زندگانی
سو تخت کے بوریا برابر ‖ بیگانہ و آشنا برابر ‖ مطلب نہ سرور سے نہ غمسے
کچھ کام نہ مدح سے نہ ذم سے ‖ تربت پہ چڑھاؤ گل اُٹھین کیا ‖ ٹھکرا کے چلے جو کوئی اچھا

اِسی طرح سے تم بھی ایک روز گذر جاؤ گے آج جا ینن لڑائی مین لڑا دو دولت جان دے کر متاع نام کو خرید لو یہ کہکر وہ تو کنارے ہوے اژدر چشم جادو حیرت سے

اجازت لیکر میدان مین آیا یہ ساحر ظلمات کا رہنے والا ہی اور وہ کالا ہی کہ جسکے کاٹنے کا منتر
نہین کردھنا سونے کا باندھے آنکھین اژدہے کی مگر لال لال دلمین طیش کمال ایک ہونٹھ پرہ بینی
سے گزرا ہوا دوسرا ٹھڈی سے نیچے اُترا ہوا تمبر زربفت کا باندھے ترسول ہاتھ مین لیے اژدر
پر سوار شعر تا بہ دہنے سیہ زبانے ٭ بودہ دہنش چو دیگدانے ٭ پکارا ای مہرخ ایک ایک سے
فرداً فرداً لڑنے مین بہت طول ہوگا اِس سبب سے ہوشیار ہوجاؤ کہ مین تم سب پر سحر
کرتا ہون یہ کہکر اُسنے کچھ سحر پڑھ کر دستک دی کہ کئی ہزار تبلہ زمین سے زنجیرین فولادی لیے ہوے
پیدا ہوا پھر ایک ابر سُرخ رنگ آسمان پر گھر آیا اور اُسمین سے آگ برسنے لگی ترک وہر کا
جسم جلنے لگا خانہ دنیا مین آگ لگی وقنا ربنا عذاب النار عجیب آفت کی گھڑی تھی کہ یکایک
ایکطرف دریاے زخار وقہار لطمہ سنج آفت زا جوش مارتا ہوا پیدا ہوا تکلف یہ کہ وہ آگ
اُس دریا کے پانی سے نہ بجھتی تھی ہر طرف شعلہ جوالہ سر بفلک کشیدہ تھا ساحران مہرخ نے
ہزارہا سحر پڑھے کہ اُس آگ کو بجھائین اور دریا کو خشک کرین مگر ممکن نہوا اب لشکر مین ہر جگہ
پڑی خیمہ اور بارگاہین سب ڈوب گئین مگر کئی ہزار سردار باقی رہے کہ ابتک پانی نہ آیا اور
اُنھون نے سپرین سحر کی آڑ کین اور شگلے سحر کے بنائے مگر اُسپر بھی پناہ نہ ملتی تھی آخر اُس
آتش کے برسنے سے سب بیہوش ہوگئے اُسوقت اُن تبلون نے کہ جو زمین سے نکلے تھے
فولادی زنجیرون مین باندھ لیا اور اژدر چشم کے سامنے لائے اژدر چشم نے ہر ایک کو
ہوشیار کیا اور اپنی فوج کو اسی جگہ چھوڑ کر اُن سب کو لیے ہوے شہر ناپرسان مین آیا دریاے
خونروان کے خشک ہونے سے اور پل پریزادان کے ٹوٹنے سے راستہ کھلگیا ہی اسوجہ سے
یہ انکو شہر ناپرسان مین لایا وہان ایک باغ ہی کہ اُسمین چار برج ہین اور بیچ مین اُس
باغ کے ایک چہل ستون بہت نادر بنا ہی افراسیاب مع حیرت جادو کے اُسی باغ مین
آیا اور اژدر چشم اِن سب قیدیون کو سامنے شاہ کے لایا حیرت جادو آکر بغل مین
بیٹھی اور بادشاہ نے اِن قیدیون کو درختون مین لٹکوا دیا اب ہر ایک کی آنکھین تو کھلی
ہین اور زبانون مین سوزنین دی ہین یہ بیچارے آفت کے مارے لٹکے ہوے ہین اِنکے
نزدیک زمانہ برگشتہ ہی انقلاب دنیا کو ہوا ہی آنکھون سے ہر ایک کی آنسو جاری ہین

[illegible]

بیقراری دلون پر طاری ہی اور یہان افراسیاب چہل ستون مین جو آکے بیٹھا ہی تو اُسنے
حیرت جادو سے کہا کہ ای ملکہ تمنے دیکھا آج تک مین خود نہ چاہتا تھا کہ انکو غارت کرون
اب انکو قتل کرنا چاہیے حیرت نے بادشاہ کی بلائین لین کہ ای میان مین تیرے صدقے
اب جلدی انکو مار ڈالیے اِس اثناء مین خبر پہونچی کہ ملکہ قہار شعلہ بدن اور اُنکی بہن زُنّار
گوہر پوش اپنے شوہر کے مرنے کی خبر سُنکر آپ کے پاس آتی ہین اِدھر قہار شعلہ بدن اُس
پہاڑ پر سے کوچ کر کے جو چلی تو وہ صندوق جسمین زنار گوہر پوش بند ہی برق نے اپنے
ساتھ لے لیا اور یہ آکے شہر ناپرسان مین پہونچی جب قریب اُس باغ کے کہ جسمین بادشاہ
بیٹھا ہی پہونچی تو بادشاہ نے سرمایہ برف انداز سے کہا کہ تم جا کے لے آؤ سرمایہ برف انداز
نے کہا کہ آپ نے جو حصار باندھا ہی اُس باغ مین جانے کا مانع ہی افراسیاب نے
انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اُتار کر دی اور کہا کہ لو اِس انگوٹھی کو اُسے بھی دکھانا اور تم بھی
اس حصار سے نکلجاؤ گے سرمایہ برف انداز اُس انگوٹھی کو لے کر حصار سے باہر نکلا وہان
قہار شعلہ بدن نہنگ بنکر جو چلی تو اُس حصار سے نکل نہ سکی اِسکو اس بات کا بہت ملال ہوا
اس عرصہ مین سرمایہ پہونچا اور اُسنے وہ انگوٹھی اُسکو دکھائی قہار شعلہ بدن نے کہا کہ ای
سرمایہ برف انداز ہمارا شوہر تو رفاقت مین شہنشاہ کی قتل ہوا اور ہمکو بادشاہ نے روکا
سرمایہ نے کہا کہ آپ کو روکا نہین بلکہ بُلایا ہی اور سب مفسد بھی قید ہو کر آئے اب آپ
تشریف لیچلیے بس اُسنے تخت بڑھایا اور صورت اپنی اصلی بنائی اور اُس حصار کے اندر
آئی سامنے بادشاہ کے آکر آداب بجالائی اُسکے ہمراہ اُسکی بیٹی اور ملکہ زنار گوہر پوش
بھی مع چند کنیزون کے آئی غرض یہ سب ڈنگلون پر بیٹھے اُسوقت حیرت کا دل خود بخود گھبرایا
اور افراسیاب کو خلجان ہوا اور اُسنے اپنے آدمیون کی طرف دیکھا پھر بغور قہار
شعلہ بدن کو اور اُسکے آدمیون کو دیکھا اور پوچھا ملکہ زنار گوہر پوش اور یہ کون ہین
قہار نے کہا کہ یہ میری بہن ہین اور یہ جو میرے پہلو مین بیٹھی ہی یہ میری بیٹی ہی اور یہ جو ایستادہ
ہین کنیزین ہین اور یہ چند مصاحبین ہین افراسیاب نے زنار گوہر پوش سے کہا کہ ای
ملکہ ذرا سر اُٹھاؤ زنار آنکھین نیچی کیے چپ بیٹھی رہی قہار نے کہا انکو شرم بہت ہی افراسیاب

خاموش ہو رہا مگر حیرت جادو کے دل کو قرار نہ آیا اور اُسنے کہا کہ ای شہنشاہ میرے دل کا اسوقت عجب حال ہی افراسیاب نے کہا کہ لاؤ کتاب سامری اب برق گھبرایا کہ ضرور حال کھلجائیگا بس اُسنے قہار شعلہ بدن سے کہا کہ ای بہن مجھے پیشاب کی احتیاج ہی اُسنے کہا چپکی رہو یہ دربار شہنشاہ ہی پیشاب کرنے کی جگہ نہین ہی اُسنے کہا کہ میرا تو عجیب حال ہی حیرت جادو نے اسکا کہنا سُن لیا اور کہا ای قہار یہ کیا کہتی ہی اُسنے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ انکو رفع احتیاج کی ضرورت ہی حیرت نے کہا کیا مضائقہ ہی لیجاؤ ہماری چوکی پر بس وہ اپنے مقام سے اُٹھی پانچ کنیزین اسکے ساتھ ہوئین اس چہل ستون کے سامنے ایک کمرہ ہی اُسکے کمرہ کے برابر چوکی لگی ہی قناتین گھری ہین چوکی مخمل کاشانی سے منڈھی ہی قرابۂ گلاب و کیوڑے کے مُنھ کھلے ہوے رکھے ہین آئینے قنات مین لٹکتے ہین زنار گوہر پوش جو چلی تو اُسنے ایک کنیز سے کہا کہ جا بڑا آفتابہ لیے آ پھر تھوڑی دور چلکر دوسری کنیز سے کہا کہ قہار شعلہ بدن کو بلا لا اور اُن تینون سے کہا کہ تم یہین ٹھہرو وہ ٹھہرین اُسنے چادر جمشیدی اوڑھ لی اور چھپ گیا کنیزین کچھ دور ٹھہر کر چوکی کے پاس آئین اور پکارین بی بی آئیے بی بی ہون تو بولین جب جواب نہ پایا تو اُنھون نے اندر قناتون کے جا کر دیکھا کہ وہان کوئی نہ تھا یہ پھر کر آئین اور قہار شعلہ بدن سے کہا کہ ملکہ زنار گوہر پوش غائب ہوگئین قہار گھبرائی اور بادشاہ نے کتاب سامری منگا کر دیکھی تو اُسمین معلوم ہوا کہ برق تھا اور اُسنے ایک کنیز کو بیہوش کرکے پہاڑ پر غار مین ڈال دیا ہی اور زنار کو صندوق مین بند کیا ہی افراسیاب نے کہا کہ ای قہار یہ تو برق تھا جو تیری بہن کی شکل بنا اور زنار کو صندوق مین بند کیا ہی بس یہ سُنکر قہار تو رونے لگی اور صندوق سے زنار کو نکلوایا اور اُسنے کہا کہ مین اب رخصت ہوتی ہون افراسیاب نے کہا اچھا جاؤ اب کچھ کام تو ہی نہین یہ تو رخصت ہوکر اور حصار سے نکلکر باہر روانہ ہوئی اور یہان برق فرنگی نے آکر ایک دھپ ملکہ حیرت جادو کے لگائی کہ تاج جو پہنے ہوے تھی وہ اُسکے سر سے گر پڑا حیرت گھبرائی برق نے ایک لات کس کے جو ماری تو یہ گری برق نے ڈوپٹہ چھین لیا اُسوقت حیرت نے کہا کہ مین اپنی جان دے دونگی اس موے نے مجکو نہایت ہی ذلیل کیا ہی افراسیاب نے کہا خاطر جمع

رکھو مین اسکی تدبیر کرتا ہون یہ کہکے اپنے جوڑے سے ایک ترنج نکالا اور اُس ترنج کو اُچھالدیا
ایک آواز تڑاقے کی ہوئی اور بجلی چمکی اب جو دیکھا ایک اژدہا بہت بڑا تخت کے گرد دُم
اپنی مُنھ مین لیے ہی برق اُس اژدہے سے علحدہ ہٹ گیا لیکن بسبب حصار کے باہر نہین جاسکتا
ہی اب افراسیاب نے ایک اسم سحر کا پڑھنا شروع کیا اور حیرت ڈہر د بجانے لگی اور کچھ
بھجن گانے لگی کچھ دیر کے بعد بجلی چمکی اور آواز مہیب آئی پھر جو دیکھا ایک ضعیف سیاہ رنگ
تخت پر بیٹھے ہوے یہان آکر پہونچے افراسیاب نے حصار آتش کردیا تھا اُنھون نے
کچھ پڑھ کے پھونکا کہ وہ آگ دو طرف ہوگئی اب سامنے افراسیاب کے آکر اُنھون نے
سبقت سلام کی کی افراسیاب نے جواب سلام دیا اور کہا کہ ای مفتی طلسم آپکا مزاج کیسا
ہی اُنھون نے جواب دیا کہ شہنشاہ کی جان زمال کو دعا کرتا ہون فرمایئے مجھے اسوقت کیون
طلب کیا ہی افراسیاب نے کہا کہ وہ جو چادر جمشیدی جاتی رہی ہی وہ ایک عیار برق فرنگی کے پاس
ہی اور اُسنے ہمکو دق اور پریشان کیا ہی مفتی طلسم نے کہا کہ آپ نے ایک نالائق کو ایسی شی
کیون دی افراسیاب نے کہا کہ مین نے نہین دی بلکہ ایک ساحرہ کو مارکے اُسنے خود ہی حاصل
کی مفتی طلسم نے کہا کہ اچھا آپکو سب طرح کا اختیار ہی لیکن یہ سحر پڑھیے یہ کہکر کچھ سحر تعلیم کیے کہ
افراسیاب اُنکو پڑھنے لگا اور ملکہ حیرت نے ڈہر د بجا کے گانا شروع کیا بعد کچھ دیر کے مغرب
کی طرف سے ایک تخت اور نمودار ہوا اُسپر ایک ساحر نہایت کریہ منظر فربہ اندام ایک دست بقچہ
سامنے رکھے بیٹھا تھا جب وہ ساحر یہان آیا تو آگ کے حصار کے اوپر ایک دانہ رائی کا مارا
تو بہ طرف ہوگئی یعنے دھنوان ہوکر غائب ہوگئی اور اُس ساحر نے افراسیاب کو آکر سلام کیا
اور مفتی طلسم کے برابر بیٹھا افراسیاب نے کہا کہ لاؤ دست بقچہ اس ساحر نے وہ دست بقچہ
جواہر نگار کہ تمام نگینے اُسمین یاقوت و الماس اور زمرد کے جڑے تھے بادشاہ کو دیا بادشاہ
نے اُسکو کھولا تو اُسمین سے بہت سے لباس کارچوبی نکلے اور ایک جامہ اطلس کا نکلا پھر
ایک سیاہ چادر محمودی کی نکلی اور ایک جامہ بہ رنگ شنجرفی اور ایک دستار نکلی افراسیاب
نے کہا کہ اسے مین پہنون مفتی طلسم اور اُس ساحر نے کہا کہ سوائے آپ کے کسکی مجال ہی
جو اسکو پہن سکے جمشید نے اس جامہ کو اپنے گلے مین پہنا تھا اور ہزار ہا اُسپر چوکی پہرے

تھے اب آپ مالک ہین چاہے پہنیے چاہے نہ پہنیے افراسیاب نے اس جامہ کو گلے مین پہنا اور دستار کو سر پر رکھا اور کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی یعنی ہاتھ پر ہاتھ مارا کہ برق فرنگی کے سر مین درد ہونے لگا کہ اسکی جان پر بنگئی مگر چپکا ایکطرف کو چادر اوڑھے بیٹھا ہی افراسیاب نے پھر کچھ افسون پڑھنا شروع کیا اور حیرت ڈہرد بجانے اور گانے لگی افسون پڑھکر دستک دی کہ ابکی یہ حال ہوا برق کا کہ جیسے کلیجہ نکلجائیگا مگر اُسنے ضبطکیا اور افراسیاب نے پھر اسم پڑھنا شروع کیا اور ایک موتی صراحی دار نکال کر ہاتھ پر رکھا مفتی طلسم نے کہا کہ ہان پھونکیے اسکو بس اسنے اُس موتی کو مُنھ سے لگا کے جو دم دیا تو ایک بجلی چمکی اور وہ بجلی جا پڑی افراسیاب پر گرہی کہ وہ جا بجا سے پُرزے پُرزے اُڑگیا برق فرنگی نے چادر کو مثل عبا کے اوڑھ لیا ہی کہ چار طرف سے جسم اُسکا ڈھنکا ہی کچھ دکھائی نہین دیتا ہی اب جو دیکھا تو وہ چادر بھی پرزے پرزے ہوکر جہان جہان سے کہ وہ جامہ پھٹ گیا تھا اُسمین ملگئی اور یہ برق بالکل برہنہ ہوگیا اب تو حیرت نے ڈہرو اسکے سر پہ مارا کہ وہ چکی کے پاٹ کی طرح ہوکر اُسکے گلے مین پڑگیا کیونکہ اُس پاٹ مین جوف بھی تھا اور حیرت نے کہا کہ او مونڈی کاٹے جو انامرگ اب کہان جائیگا میرے ہاتھ سے برق فرنگی نے کہا میرا خدا مالک ہی اب افراسیاب نے اُس جامہ کو چادر سیاہ پر رکھا اور مفتی طلسم نے کہا کہ مین رخصت ہوتا ہون اور اسم جو پڑھا تخت مفتی طلسم کا اُڑکر روانہ ہوا پھر وہ دست بچہ والا ساحر بھی روانہ ہوا ان دونونکے جانے کے بعد طلسم باطن کیطرف سے کچھ شعلے چمکتے ہوئے پیدا ہوے اور صدا گڑگڑاہٹ کی آئی اور دیکھا کہ ایک بیضہ بہت بڑا اُڑتا ہوا آتا ہی اور روشنی اُسمین ایسی ہی کہ نگاہ خیرہ ہوتی ہی وہ بیضہ سامنے تخت افراسیاب کے گرا اور پھٹا جیسے دروازہ کھلجاتا ہی اتنا بڑا شگاف اُسمین پیدا ہوا اور ایک بوم سیاہ رنگ اُسمین سے نکلا اور سر پر افراسیاب کے آکر ٹھہرا اور کہا ای شہنشاہ چلیے طلسم باطن مین ملکہ لکنات جادو ہین بہن صندل جادو کی اور بہت سی شہزادیان جلیل القدر وہان بیٹھی ہین اور آپ کو بلایا ہی پس افراسیاب نے اپنے ہاتھون کو دیکھا تو اُسمین لکھا تھا کہ ای افراسیاب جلد جا کوئی چار گھڑی کے واسطے پھر چلا آنا افراسیاب نے حیرت جادو سے کہا اُسوقت حیرت نے وہ جامہ اور چادر جمشید کو اپنے پاس پہلو مین رکھا اور

افراسیاب یہان سے روانہ ہوا لیکن عمرو اور باغبان قدرت جو چلے تھے جب دریاے ہفت رنگ پر پہونچے اُنھون نے ایک قلعہ دیکھا اور وزیر مہرزان جلوس شاہی لیکر حاضر ہوا اور اُسنے آکر خواجہ کی تعظیم کرکے عرض کی کہ ای عمرو حکم شہنشاہ کوکب کا ہی کہ باغبان قدرت جا کے قلعۂ شیشہ مین رہے اور یہ آپ کی خاطر ہی جو ایسا اُنھون نے فرمایا ہی ورنہ افراسیاب اور شاہان طلسمات کو تو اس قلعہ کا دیکھنا نصیب نہین ہوا اور آپ جائیے پاس ثمرہ ان کے پس عمرو نے باغبان سے کہا کہ آپ جہان پر حکم کوکب ہی جائیے پس یہ تخت پر بیٹھ کے مع گلچین کے روانہ ہوا اور سب فوج شاہی باجے خوشی کے بجاتی ہوئی چلی جب دروازہ مین قدم رکھا تو وہ قلعہ آنکھون سے ناپدید ہوگیا اور یہ معلوم ہوا کہ یہ قلعہ شیشہ کا ہی جا کر ایک قصر شاہی مین اُترے تو اب سب قلعہ نظر آنے لگا ایک روز کے بعد مہرزان وزیر مع برہان شمشیر زن کے آگے آگے قرنا بجتی ہوئی جلوس شاہی ساتھ سامان بادبہاری ہمراہ یساول مردہے چوبدار لباس زرق برق پہنے ہمراہ ہین پلٹنین اور رسالے جنگ کے دیکھے بجالے ساتھ آتے ہین ڈنکا بجتا ہوا نقیب آوازین لگاتے بڑھے عمرو دولت کی صدائین دیتے جریب شاہانہ ٹیکتے ہوے جال ادب پڑتا ہوا ابیات

سواری کے آگے پئے اہتمام | لیے سونے روپے کے عصا تمام | نقیب اور جلودار اور چوبدار
یہ آپس مین کہتے تھے ہردم پکار | اُسی اپنے معمول و دستور سے | ادب سے تفاوت سے اور دور سے
بلا نو جوانو بڑھے جائیو | دو جانب سے باگین لیے آئیو | بڑھے جائین آگے سے چلتے قدم
بڑھے عمرو دولت قدم با قدم

عمرو پہلوے برہان شمشیر زن مین بیٹھا تھا کہ یہ سب آکر باغبان کے پاس پہونچے اور اُس سے ملاقات ہوئی پھر اسکو لیکر باغ مرواریدین مین آئے سامان اور جلوس شاہانہ تو سب ٹھہر گیا اور یہ اُس باغ مین کہ جسکی بہار رشک فردوس برین تھی چبوترۂ بلور پر فرش بچھوا کر بیٹھے اور اُس باغ کی کیفیت دیکھنے لگے کہ درختان سایہ دار مین ثمر کی جگہ موتیون کے گچھے لگے ہین ہوا کا رشا طلی کرتی ہی کہ شاخون کو آپس مین ملاتی ہی نسیم عنبر شمیم جو چلتی ہی تو بدن مین جان تازہ آتی ہی درخت آپس مین ہم بغل ہین اسطرح کہ جس طرح عاشق و معشوق لپٹے ہوتے ہین باغبانیان لہنگے قیمت کے مہنگے پہنے بیلچے ہاتھون مین لیے چمن کو

دیکھتی بھالتی ہین ابیات

شاخین ہین یہ تازگی سے توام
ہر برگ زبان شکر داور
ہی عطر سے بڑھ کے بوسمن کی
طرار ہی وہ زبان ہی سوسن

ہوجاتی ہین بار رنگ سے خم
ہی ایک سے ایک بڑھکے تردست
بو غنچون مین نافۂ ختن کی
ہین اوج یہ تخت جھومتے ہین

ہر گل ہی چمن مین صاحبِ زر
چشمک زن لالہ نرگسِ مست
آرائش بوستان ہی سوسن
مستی سے درخت جھومتے ہین

اب یہان رہتے ہوے عمرو کو دس بارہ دن ہوے ہین کہ دیکھا ایک تیارہ شیر سوار آکر موجود ہوا یہ سب بیٹھے ہوے تھے کہ اُس پتلے نے ایک کاغذ بُرّان کو دیا اُسنے جو اسکو پڑھا تو لکھا تھا کہ اے خواجہ مین جو آپ کی ملاقات کو نہین آیا تو اُسکا باعث یہ ہی کہ میری طبیعت بہت علیل ہی آپ دعا کیجیے کہ مجھے جلد شافی مطلق صحت عنایت کرے یہ کاغذ پڑھ رہی تھی کہ ایک تیارہ اور آکر موجود ہوا اُستے بران شمشیر زن کو نامہ دیا اُس نامہ مین لکھا تھا کہ اے بُرّان افراسیاب نے مہرخ اور سب سردارون کو قید کیا ہی اسکی فکر تمکو لازم ہی پس یہ پڑھکر عمرو کو وہ نامہ دیا کہ اُسنے پڑھا اور کہا کہ مجکو آپ پہونچا دیجیے تاکہ مین وہان جاکے کچھ تدبیر کرون بران نے کہا کہ تم ٹھہرو دیکھو مین اسکی تدبیر کرتی ہون یہ کہکر خود اُٹھکر چلی سبکو منع کیا کہ کوئی میرے ساتھ نہ آئے مگر اُسکی ایک انیس ہی کہ وہ عاشق ہی اُسکی اُسکا نام زعفران زعفرانی پوش ہی وہ چلی پیچھے پیچھے یہان برق فرنگی سامنے حیرت کے قید بیٹھا ہی اور ایک چھڑی جواہر نگار ہی کہ اُس سے وہ مارتی جاتی ہی جہان وہ چھڑی پڑجاتی ہی آبلہ پڑجاتا ہی اور برق کا حال ابتر ہوتا جاتا ہی کہ ادھر سے ملکہ بران دریاے ہفت رنگ کے پار اُتری اور قریب شہر نا پرسان پہونچکر زمین مین سما گئی اور اُسی باغ مین کہ جہان سب قید ہین زمین سے نکلی اور ادھر زعفران بھی آکر پہونچی بران نے حیرت کو ڈانٹا کہ او قحبہ تیری بھی یہ مجال ہوئی کہ تو نے برق کو قید کیا ہی حیرت اُٹھکر اِس سے لڑنے لگی اِسنے ایک ترنج حیرت کے مارا اُسنے خالی دے کر ایک ناریل مارا اِن دونون مین تو لڑائی ہونے لگی اور زعفران جو آئی تھی اُسنے وہ جامہ اور چادر جو تخت پر رکھا تھا برق فرنگی کو اُٹھا کر دے دیا برق کے گلے سے وہ جلی کا پاٹ نکلگیا اب حیرت چاہتی ہی کہ کچھ سحر کرے اُسوقت ایک آئینہ

برّان نے نکالکر حیرت کو دکھایا کہ وہ بیہوش ہوگئی بران نے زعفران پوش سے کہا کہ
اسکی مشکین باندھ لو اُسنے اسکی مشکین باندھین اور بران نے مہرخ و بہار و نافرمان
وغیرہ جتنے سردار لٹکے تھے اُنکی زبانون سے سوزن نکالی اور درختون سے کھولا اور اُسنے
کہا کہ اب تم اپنے لشکر کی طرف جاؤ اور آپ ملکہ حیرت کو تخت سحر پر ڈال کر مع زعفران
زعفران پوش کے اپنے طلسم کی طرف روانہ ہوئی یہ تو اُدھر چلی اور یہان افراسیاب جو
روانہ ہوا تھا تو ایک دریا ہی کہ نام اُسکا دریاے گوہر بار ہی اور اس دریا کے اُس پار دو ساحر
رہتے ہین کہ نام ایک کا گوہر جادو ہی اور دوسرے کا نام نائب جادو ہی اور یہ دونون
خوبصورت ہین افراسیاب اِنکے پاس آکر پہونچا ابھی وہان نہین گیا ہی کہ جہان اُسکو جانا
منظور ہی یہ دونون ساحر اپنے مکان مین بیٹھے ہوے تھے انھون نے افراسیاب کی تعظیم
کی بٹھایا اُسوقت چند ساحر شہر ناپرسان سے آئے اور اُنھون نے کہا کہ ای شہنشاہ بران
شمشیر زن نے آکر سب قیدیون کو چھڑا لیا اور ملکہ حیرت کو پکڑ لیگئی افراسیاب نے یہ
سُنکر ایک چیخ ماری اور کہا بڑا غضب ہوا اب اِسنے جہان کہین جانا تھا وہان جانا موقوف
رکھا اور واسطے رہائی حیرت کے روانہ ہوا لیکن حال سرداران لشکر مہرخ سحر چشم کا
سُنیے کہ یہ جو یہان سے روانہ ہوے تو پر پرواز پیدا کر کے اُڑے یہان تک کہ اثنار راہ مین
انکو ایک باغ ملا کہ جو فردوس برین کا چشم و چراغ تھا درخت بار ثمر سے پھلے پھولے گلہاے
بیشمار کھلے شاہد بہار گویا زیور جواہر آگین سے مزین و مجلی ہی ہر شاخ نونہال پھولی پھلی ہی ہوا
مین وہان کی خاصیت دم عیسیٰ ہی شعر جان تازہ بدن مین آتی تھی + روح بالیدگی سی
پاتی تھی + ایک بارہ دری برنگ عروس شب اول بنی سنہرے پردے اُسمین زنبوری بندھے
فرش مخمل کاشانی کا بچھا ہوا جھاڑ کنول شیشہ آلات سے وہ مکان سجا ہوا شعر
ہانڈیان جھاڑ کنول اِس نور کے + روشنی مہر و مہ جنپر نثار :: بیچ مین ایک تخت جواہر نگار
گسترده اور کرسیان ولنگل یاقوت و زمرد کی بچھی ہوئین یہ سب سردار اُس باغ مین آکر اُترے
اور اُن کرسیون پر سب سردار بیٹھے اور تخت پر ملکہ مہرخ جلوہ فرما ہوئی اُس باغ مین چھڑکاؤ
عطر اور بید مشک کا تھا کہ جس سے دماغ جان معطر و معنبر ہوتا تھا یہ سب بیٹھے ہوے ہین

کہ ناگہ نگاہ ملکہ مہرخ کی ایک طرف کو جو پڑی تو دیکھا کہ ایک تختی جواہر کی لٹک رہی ہی اور اُسین
کچھ لکھا ہی مہرخ نے اُس تختی کو لے کر پڑھا تو اسمین لکھا تھا کہ ای سرداران لشکر اسلام
حیرت جادو کو تو بران شمشیر زن لیگئی اور اُسے قید کیا ہی اور باغ شہنشاہ نے راستہ
مین بنوا دیا ہی اسمین جب تک تمھارا جی چاہے رہو باغ کے اندر رہوگے اور سیر دیکھوگے
تو تمکو کوئی نہین دیکھنے کا ہان باہر قدم رکھوگے تو تمکو سب دیکھین گے جی چاہے ایک دن
رہو چاہے برسون رہو یہ جگہ فضا کی ہی اور جو لشکر مین جانے کا جی چاہے تو یہ اسم جو تختی پر
لکھا ہی پڑھکر تین مرتبہ دستک دینا سب سامان آکر حاضر ہوگا اور تمکو لشکر مین بخوبی پہونچا دیگا
یہ جو مہرخ نے پڑھا تو بہار نے کہا بہتر یہ ہی کہ لشکر ہی مین چلو مہرخ نے کہا بہتر ہی اور صحن
مین آکر مہرخ نے اُس اسم کو پڑھا جو تختی مین لکھا تھا اور تین دستکین دین اسوقت ایک
تخت مہرخ کے واسطے اور کئی تخت بہار و نافرمان و شکیل جادو وغیرہ کے لیے آئے کہ یہ
سب اُن تختون پر سوار ہوے جیسے ہی وہ تخت کچھ دور چلے ہین کہ کچھ گھوڑے عربی ترکی عراقی
دکھنی کاٹھیاوار ساز و یراق جواہر نگار سے درست آکر موجود ہوے اُنپر سب سردار سوار
ہوے اور وہ تختی کہ جس سے اسم پڑھا تھا اسمین آواز تڑاتے کی ہوئی اور دھنوان نکلا اور
دھنوے سے کاغذ نکل کر طرف طلسم نور افشان کے اُڑتا ہوا چلا گیا جب باغ کے دروازے
سے باہر نکلے تو باغ بھی مثل آتش آتشبازی کے جلنے لگا اور دیوارون سے اُسکی انار چھوٹے
دیوار اور دروازہ اور وہ باغ و بارہ دری سب غائب ہو گیا بارہ سو فوج جنگی داہنے اور
بارہ سو فوج جنگی بائین بیچ مین کچھ سردار چند ہزار آدمیون کی جمعیت سے یہ سب چلے آتے ہین
اور ازبسکہ شہر ناپرسان سنتے تو یہ آئے ہی تھے اب سامنے گنبد نور دکھائی دینے لگا بہار نے
کہا کہ تو گنبد نور کی طرف آئے ای ملکہ مہرخ حیرت جادو تو قید ہی اور افراسیاب گیا ہی شہر
خالی ہی چلو شہر مین بن پڑے تو طلسم کشا کو چھڑالین مہرخ نے کہا کہ ای بہن یہ تمھارے کہنے کی
بات ہی گنبد نور ایسا تھوڑا ہی ہی کہ جہان کوئی جاسکے بہار جادو نے کہا چلو تو سہی سمجھ لینگے مہرخ نے
کہا سر ادل نہین قبول کرتا اب کیفیت سنیے کہ گنبد نور کی چار سمتین ہین دو کوس ادھر اور دو کوس
اُدھر ایک سمت مین جو کوئی جاتا ہی وہ قید ہوتا ہی طلسم کے زندان مین اور جو دوسری طرف سے

جاتا ہی اُسے قتل کرتے ہین اور جو تیسری طرف جاتا ہی اُسے چھوڑ دیتے ہین اور جو چوتھی طرف جاتا ہی تو اُس سمت ایک دشت ہی اور اُس دشت مین ایک باغ ہی جانے والے کو اُس باغ مین چھوڑ دیتے ہین تو وہ تمام عمر خراب رہتا ہی اور ایک حاکم ہی افراسیاب کی طرف سے کہ نام اُسکا تنویر آہن کلاہ ہی اور مالک ہی تمام گنبد کا اور ایک ساحر معزز جادو نام کہ وہ طلسم باطن مین بادشاہ ہی اُس سے اور تنویر آہن کلاہ سے دوستی اور محبت ہی تو تنویر بسبب محبت کے وہین رہتا ہی اور سحر و ساحری کے سوا اور کچھ کام نہین کرتا ہی اسقدر اِسنے سحر مین مہارت پیدا کی ہی کہ ایک مرتبہ یہ افراسیاب سے بھی لڑ سکتا ہی کبھی کبھی یہ افراسیاب کے سلام کو بھی آتا ہی اب جو اِسنے سُنا کہ طلسم مین غدر مچا ہی اور آفت برپا ہی تو معزز جادو کے پاس سے رخصت ہو کر اِسنے بھی گنبد نور پر آکر رہنا شروع کیا ہی اور گنبد نور سے علٰحدہ دو کوس پر ایک مینارا اِسنے نور کا بنایا ہی کہ وہ ایک ڈال نور کا ہی اور اُسکے سات درجے ہین اور ایک مکان بلور کا کہ وہ بھی سراسر نور کا معلوم ہوتا ہی معلق مابین زمین و آسمان اُسنے بنا کر قائم کیا ہی کہ اُس مکان کے چارون طرف تین تین سو دروازے ہین اور ہر دروازے مین ایک ایک نازنین خوبصورت مثل چاند کے استادہ ہی پوشاک جواہر نگار اور زیور مرصع کار زیب بدن کیے ہین اور بیچ مین جو دروازہ ہی فیل بند اُسمین کچھ چوبدار خاص بردار وغیرہ عملۂ شاہی رہتا ہی اور اندر سے آواز گانے کی آتی ہی اور ایک طرف میدان مین چار چمن ہین کہ اُسمین سُرخی کٹی ہی اور پھلدار درخت لگے ہین غرضکہ سرداران لشکر اسلام اِس ارادہ سے چلے کہ شہزادہ اسد بن کرب غازی کو چھڑا لین چلے تو آکر اُسی چمنستان مین پہونچے گنبد نور وہان سے بہت دور ہی اور ایک ابر سفید ایسا چھایا رہتا ہی کہ جسکی روشنی کی وجہ سے وہ گنبد نظر نہین آتا ہی الحاصل جب یہ چمنستان مین پہونچے ایک بجلی چمک کر اِنکے سرون پر گری کہ ان لوگون کی زبانین بند ہوئین اور ایک حباب پیدا ہو کر اتنا بڑا ہوا کہ یہ سب اُسمین سما گئے اُسوقت ایک ابر سیاہ طلسم نور افشان کی طرف سے پیدا ہوا اور گرجتا گرجتا ہوا اسطرف کو آیا جون جون قریب آتا گیا چھوٹا ہوتا گیا جب اس چمنستان پر آکر پہونچا تو ایک بجلی چمک کر گری کہ وہ حباب دھنوان ہو کر اُڑ گیا اور یہ سب سردار چھوٹے اور وہ جو قصر معلق ہی اُسمین پیرزادین ہین اور بیچ مین جو دروازہ اُسمین ہی اُسکے اندر سے تین ہزار ساحر زبردست

حربے ہاتھون مین لیے نکلے اور آکر چاہتے تھے کہ اُن سردارون کو مارین وہ جو طلسم نورافشان کی طرف سے ابر آیا ہی اُسمین سے ایک آواز مہیب ہوئی اور ایک سوار فولادی شیر پر سوار ہاتھ مین ترسول لیے پیدا ہوا اور اُسنے آکر ایک ترسول کو پتھر پہ مارا کہ اُس پتھر سے کئی ہزار شرارے نکلے اور اُن ساحرون پر گرے کہ وہ جلکر خاک ہو گئے پھر دیکھا تو اُسی دروازے سے چھ ہزار ساحر اور نکلے لیکن اُس سوار نے پھر ترسول کو پتھر پہ مارا کہ وہ بھی جلکر خاک ہوئے اُسوقت تنویر آہن کلاہ خود آیا اور اُسنے کہا کہ او پتلے اب تو میرے ہاتھ سے کہان جائیگا اور اسم سحر کا پڑھ کے اپنی اُنگلی کو کاٹا اور تین بوندین لہو کی اور کچھ دانے سرسون کے لیکر اُن دانون پر لہو ٹپکایا اور اُن سب دانون کو جانب قصر معلق اُچھال دیا کہ اُس قصر سے ایک ٹکڑا مکان کا جدا ہو کر اِس پتلے کے سر پر آیا ایک دیوار اُسکی اُسکے پانون کے نیچے آگئی اور چھت سر پر اور یہ دبا اور جتنے سردار ہین وہ بھی سب قید ہوے یعنی ایک حباب ہی مثل سرپوش کے کہ اُسمین سب بند ہین اور کچھ کسی کے کیے سے نہین ہو سکتا تنویر آہن کلاہ ہنس رہا ہی اُسوقت برق چمکی اور پھر طلسم نورافشان کی طرف سے ایک ابر سیاہ پیدا ہوا اور بہت جلد بڑھتے بڑھتے یہان تک آکر پہونچا اور اب پے در پے بجلیان چمکنے لگین پھر ایک شعلہ نکلا اور وہ ابر اُٹھا آدھا تو سر پر آیا اور آدھا زمین پر اُسوقت تنویر آہن کلاہ نے کہا کہ ای شخص یہ کون بات ہی کہ تو چھپ کے آیا ہی شعلہ سے نکلکر مرد میدان ہو اسکا یہ کہنا تھا کہ ایک تراقے کی آواز ہوئی اور وہ شعلہ پھٹا ایک نازنین خوبصورت غرق دریاے جواہر بال چہرے پر بکھرے ہوے ماتھے پر افشان چنی آسمان حسن مین ستارے نکلے ہوے نظم

روکش عارض خورشید تھی عارض کی ضیا
عمر بھر چاہ محبت مین رہے اُسکی پھنسا

خال کا ہند سے تا حبش تھا شہرا
سیب جنت سے فزون سیب ذقن تھا اُسکا

چاہ غبغب کبھی گر دیکھلے یوسف اُسکا
شعلۂ طور جیسے کیسے بدن تھا اُسکا

ایک تخت جواہر نگار پہ سوار سامنے آکر پکاری کہ او تنویر تو نے کیا کہا کہ مرد میدان نبرد ہو ارے کوکب روشنضمیر وہ بادشاہ جلیل القدر ہی کہ اُسکا مثل نہین اُسکے خادم اور کنیزین جو چاہین وہ کرین بہتر ترے حق مین یہ ہی کہ چل کر خدمت شہنشاہ کوکب مین حاضر ہو کہ تیری جان بھی بچے اور مال بھی ملے نہین تو کتّے کی موت مارا جائیگا تنویر نے جھنجھلاکر

ایک ناریل چوٹی سے نکال کر مارا اِس نازنین پر کہ اُسمین سے ہزارہا ستارے پیدا ہوے اور وہ ستارے گرنے لگے لیکن دہنے بائین گرتے ہین اِس نازنین پر نہین پڑتے اور نام اُس نازنین کا ملکہ زرافشان جادو ہے بس اُسنے بھی اپنی چوٹی سے ایک موتی چھوٹا سا صراحی دار نکالکر آسمان کی طرف مارا کہ اُسمین سے ہزارہا بوند پانی کی پیدا ہوئی اور سب ستارون کو دھنوان کرکے اڑا دیا پھر تنویر آہن کلاہ نے غصہ مین آکر ایک ناریل مارا کہ اُسمین سے ہزارہا پتھر پیدا ہوے اور اِس نازنین پر گرنے لگے اِس نازنین نے ایک پتھری چھوٹی سی نکالی اور اُسکو اُس قصر معلق پر کھینچ مارا کہ وہ قصر معلق اور یہ پتھر جو گر رہے تھے سب دُھنوان ہوکر اُڑ گئے اُسوقت تنویر آہن کلاہ نے اپنے سر سے خون نکالا اور اُس خون کو ہاتھون پہ لیکر اُس نازنین پر مارا کہ وہ خون شعلہ ہوکر قریب تھا کہ اس نازنین پر گرے اُسنے اپنی دو زلفون کو بل دیا کہ اُسمین سے ہزارہا شرارے پیدا ہوے اور اُن شعلونکو اُن شرارون نے مٹا دیا اور پھر اُس نازنین نے ایک پتھر چھوٹا سا نکال کر مارا اُس مینار پر جو سات درجے کا تھا وہ مینار بھی دھنوان ہوکر اُڑ گیا اُسوقت تنویر غلطک مار کر اژدہا بنا اور اُس نازنین پر پھنکارتا ہوا چلا اُسنے ایک ڈبیا نکالکر کھولی اور کئی ہزار آدمی آتشین بنائے اور اُنکے ہاتھون مین گرز دیے اور کہا مارو اِس اژدہے کو اُن سوارون نے گرزین جو اُس اژدہے پر ماریں تو اپنی صورت اصلی پر آگیا اُسوقت اُس نازنین نے خنجر جمشیدی نکال کر جو مارا تو گردن تنویر آہن کلاہ کی کٹ گئی آواز دار و گیر کی بلند ہوئی صدا آئی کہ اے شخص مارا تو نے اسکو کہ جو اپنا ثانی نرکھتا تھا اِسکا دوست معز جادو طلسم باطن مین بادشاہ ہے وہ ضرور بدلا اِسکا لیگا اب مہرخ و بہار وغیرہ سب سردار مع اُس پتلے کے چھوٹے زرافشان نے کہا کہ تم لوگ کیون دیوانے ہوے ہو جو گنبد نور کی طرف جاتے ہو ابھی نہین جب وقت آئیگا تو آپ ہی اسد چھوٹ جائینگے اب اپنے لشکر کی طرف چلو چنانچہ یہ سب کو سمجھا کے تخت ہاے سحر پر سوار کرکے انکو لیکر روانہ ہوئی جب لشکر مین آکر پہونچی تو یہان بسبب سحر اژدر چشم کے لشکر بھاگ گیا تھا اب آکر پھر جمع ہوا ہے خیمہ اور بارگاہ مین استادہ کرا کے یہ سب کے سب اُترے ڈھنڈھورا پٹوایا کہ اب امان ہے لوگ آکر آباد ہون ملکہ زرافشان

کو سب سرداروں نے نذرین دین اور مہرخ نے کچھ کشتیان جواہر کی منگا کے چاہا کہ زرافشان
کو دون اُسنے کہا کہ یہ کبھی نہو گا آپ ہماری مالک ہین اور ہمین ہر جا یہ اختیار ہی کہ جو چاہین
منگا لین یہ کہکر اُسنے ایک اسم سحر کا پڑھا ایک ابر طلائی آکر موجود ہوا اُسمین سے کچھ فوج
کشتیان جواہر کی لیے ہوے نکلی وہ کشتیان زرافشان نے لیکر مہرخ کے سامنے
رکھین اور کہا کہ اِسکو قبول کیجیے مہرخ نے کہا کہ جب تم نہین لیتین تو ہم بھی انکو نہین لینگے
غرض بعد حجت بسیار مہرخ نے وہ کشتیان لین اور زرافشان نے ایک سحر جو پڑھا
تو وہ فوج اور تیلہ شیر سوار سب غائب ہوگئے مہرخ نے حکم دیا ناچ ہونے لگا شراب
کا پیالہ گردش مین آیا یہ تو بعیش و عشرت اُس مقام پر بیٹھے ہین لیکن افراسیاب
جادو جو براے رہائی ملکہ حیرت جادو روانہ ہوا تھا تو جا کر یہ ایک پہاڑ بلند و وسیع پر
پہونچا اور اُس پہاڑ پر بیٹھا اُسکی محبت مین سرمایہ برف انداز و غیرہ چند سردار بھی آکر بیٹھے
اُسوقت قلعہ ظلمات کی طرف سے ایک ابر پیدا ہوا بڑی چمک دمک سے قریب آکر پہونچا
بیٹھا تو دیکھا کہ دو اژدہے ہین بہت بڑے بڑے ایک اژدہے پر تخت کھنچا ہی اُسپر ملکہ
عنقاے جادو نام ایک ساحرہ سوار ہی اور یہ بہن ہی چندن جادو کی کہ جسکا قتل کرنا
جلد اول مین اِسی طلسم ہوش ربا کی لکھا گیا ہی آئی دوسرا اژدہا مثل چتر کے اُسکے سر پر سایہ
کیے تھا ملکہ عنقاے جادو بڑی ساحرہ زبردست ہی بعد اسکے دو زبان جادو اور
اندر جادو کہ جو اُسی پہاڑ پر رہتی ہین آئین اور بادشاہ کو اِن تینوں نے سلام کیا اور عنقا
جادو نے کہا کہ اے شہنشاہ یہ کیا آپ نے لڑائی کا طور کر رکھا ہی بادشاہ نے کہا کہ یہ سب
تقدیری اُمورات ہین ملکہ عنقاے جادو نے اُس اژدہے کی طرف اشارہ کیا کہ اُسنے
پانوُن اپنا زمین پر مارا کہ زمین اُس جگہ کی شق ہوگئی اور ہزار ہا خیمہ جواہر نگار ساحرے کر
نکلے اُن خیمون کو استادہ کیا اور افراسیاب سے کہا کہ چلکے بیٹھیے اِن خیمون مین پھر اژدہے
کو اشارہ کیا کہ اُسنے زمین پر پانوُن مارا اب کی مرتبہ کچھ دوکانین طلائی دلفریب بنگئین اور
تیسرے پانوُن کے مارنے سے حلوائی نان بائی وغیرہ جتنے پیشہ ور ہوتے ہین وہ سب
موجود ہوے اور جو تھا پانوُن مارنے سے ساحرون نے نکل کر بند و بست کر لیا گھماگھم

بیان ہونے لگی اب افراسیاب نے کہا کہ مجکو خود جانا منظور ہی حیرت کے چھوڑانے کو عنقا جادو نے کہا کہ نہین اول کسی اور کو بھیجے تو بہتر ہی اُسوقت سرمایہ برف انداز نے کہا کہ غلام جائیگا افراسیاب نے کہا کہ اچھا جاؤ سرمایہ نے خیمہ سے باہر نکلکر ایک ابر تیار کیا اور کچھ فوج ساتھ لی کہ برف کے آدمی تھے اور یہ ابر بہت دور تک پھیلا ہی غرض یہ سب چلے اور جاکر دریاے ہفت رنگ پر پہونچے تو ساڑھے تین رنگ جو قبضہ مین افراسیاب کے ہین اُنکو جب طی کیا تو اُسطرف کوئی بھی مزاحم نہوا سرمایہ بہت خوش ہوا اور اُدھر اُتر گیا تو ایک پہاڑ ملا برف کا اُسپر سب فوج کو جو برف کی تھی اُتارا اور آپ بھی یہان اُترا ارادہ آگے چلنے کا کرتا ہی آگے دیکھیے کیا ہو مگر یہ خبر بران شمشیر زن کو پہونچی کہ سرمایہ آتا ہی بران شمشیرزن حیرت کو یہان عمرو کے پاس لاچکی تھی اور دیٹھی ہوئی تھی کہ ایک تپلہ شیر پر سوار آکر موجود ہوا اور ایک کاغذ بران کے ہاتھ مین دیا اُسنے جو اُسکو پڑھا لکھا ہوا تھا کہ ای بران سرمایہ برف انداز آیا ہی تمھین لازم ہی کہ یہی کاغذ جسپر نامہ لکھا گیا ہی اُس شیر کے ماتھے پر کہ جسپر تپلہ سوار ہی لگا دینا اور جو اسم کہ اسمین لکھا ہی اُسے پڑھنا بران نے وہ کاغذ پڑھکر شیر کے ماتھے پر لگا دیا اختر مروارید کو بالون سے نکالکر سات موین اُسکی کاٹین اور اُس تپلے پر وہ موین مارین کہ سات فانوسین روشن ہوگیئن اور اُس تپلہ سے بران نے کہا کہ تم جاؤ اور سرمایہ کو روکو تپلہ یہان سے چلا سرمایہ دریاے ہفت رنگ اُتر آیا تھا کہ یہ تپلہ جاکر پہونچا اور اُسنے للکارا کہ ای سرمایہ کہان آتا ہی ٹھہر اسی جگہ سرمایہ نے اُس تپلہ کو دیکھکر ایک ڈھیلا برف کا کھینچ مارا کہ وہ ڈھیلا زمین پر گرا اور ہزارہا برف کے پتلے بنکر تیار ہوے اور اُس شیر سوار کی طرف چلے اُسنے اپنے ہاتھون کو اونچا کیا کہ پانچ انگلیون سے پانچ شرارے نکلے اور اُن پانچ شرارون سے ہزارون شعلے نکلکر اُن برف کے پتلون پر پڑے کہ وہ سب پگھل گئے اُسوقت سرمایہ نے جھنجھلا کر اور ایک ٹکڑا ابر کا اُس پتلے پر مارا کہ وہ آکر اُسکے سر پر پڑا اور ایسی ہوا سرد پیدا ہوئی کہ جس سے وہ تپلہ جھومنے لگا اور اُسنے ایک ترنج نکالکر مارا کہ وہ ہوا سرد موقوف ہوئی اور ایک ابر گھر آیا پھر اُس پتلے نے ایک چھوٹا سا پتھر سیاہ رنگ کا لیکر کچھ پڑھکر مارا تو وہان ایک پہاڑ تھا اُسپر سب فوج سرمایہ کی تھی پس گڑگڑاہٹ ہوئی اور وہ ابر جو گھر آیا تھا

نیچا ہو کر اُس پہاڑ پر گرا کہ وہ پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور یہ سرمایہ نیچے کو چلا اور جو وہ سات
فانوسین تھین اُسمین سے ایک کمند بنکر تیار ہوئی اور اُس پُتلے نے سرمایہ کو دوڑ کر پکڑ لیا اور
وہ جو اُسکی فوج تھی وہ پہاڑ کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے کچھ دب کر ہلاک ہوئی اور باقی جو بچی
بھاگ گئی اور یہان عرصہ جو ہوا تو افراسیاب نے دو اُنگلیون کی قینچی بنا کر دیکھا معلوم
ہوا کہ سرمایہ پکڑ لیا گیا اُسنے کہا کہ پُتلے کا تو فقط دھوکا ہی پردہ بہ پردہ بران نے پکڑا ہی
اُسوقت ابریق کوہ شگاف نے کہ یہ وزیر پایۂ تخت سوم ہی اِسنے عرض کی کہ مجھے
بھیجیے افراسیاب نے کہا جاؤ یہ اُٹھکر وہان سے چلا تو اِسنے دو پہاڑ بنائے ایک تو
چھوٹا ہی کہ اُسپر سب فوج بیٹھی ہی اور دوسرا پہاڑ جو بہت بڑا ہی اُسپر یہ خود بیٹھکر چلا
یہان بران کے پاس پھر ایک پُتلہ شیر سوار آیا اور اُسنے کاغذ بران کو دیا بران نے
اُس کاغذ کو پڑھکر اپنے گھر سے پھر سوئین کاٹ کے اُس پُتلے کے بدن مین لگائین اور کہا
جاؤ ابریق آتا ہی اُسے مارو یہ پُتلہ روانہ ہوا یہان ابریق جو چلا تھا دریاے ہفت رنگ
کے پار اُتر آیا کوئی مزاحم نہوا یہ بہت خوش ہوا کہ شاید میرا خوف ساحران دریائے ماناپس
جب اُس حد پر پہونچا کہ جہان سرمایہ قید ہوا ہی تو پُتلہ آکر پہونچا اور اُسنے کہا کہ ای ابریق
تمھارے بھائی سرمایہ تو قید ہین اور تمھین لازم ہی کہ چلکر خواجہ عمرو کی پابوسی کرو اور
دین اسلام ملت برحق کو قبول کرو ابریق کو غصہ آیا اور ایک اسم جو سحر کا پڑھا تو وہ پہاڑ
جسپر یہ بیٹھا تھا اُسکا ایک ٹکڑا علحدہ ہو کر اُس پُتلے کے اوپر آیا اور ہزارہا پتھر گرنے لگے اس
پُتلے نے اپنے دونون ہاتھون کو جنبش دی کہ اُسمین سے ہزارہا شرارے پیدا ہو کر اُن پتھرون پر
پڑے کہ وہ سب دھوان ہو کر غائب ہوے اُسوقت ابریق خود پہاڑ پر سے کود پڑا اور
پُتلے کی طرف چلا پُتلے نے ایسا اسم سحر پڑھا کہ وہ پہاڑ غائب ہوا اور ایک پہاڑ اور پیدا ہو کر
چند پتھر ابریق کے سر پر اور چند نیچے پاؤن کے آگئے اور یہ ابریق بیچ مین اُنکے دبا اور
وہ پُتلہ آنکھ سے آنکھ ملائے ابریق سے کھڑا ہی اور ابریق بیہوش ہی یعنی آپ مین نہین ہی
اب افراسیاب نے پھر جو اپنے ہاتھون کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ابریق کوہ شگاف بھی قید
ہوا اب اِسکو غصہ آیا اور یہ خود اُٹھ کے چلا اسکے ساتھ بہت سے ساحر ہین اور عجب غصہ مین

حیران

وہان سے آتا ہی اور ایک تخت ہی کہ اُسکا دور ہشت پہل ہی اور ایک ایک پایہ مین پچاس پچاس پایہ لگے ہین چار سو پایہ سب ہوے ہر جانور کی شکل اُن پایون مین بنی ہی اور یہ اُسکے ساتھ ہی عنقاے جادو اور سرداب جادو اور اژدر جادو اور دوزبان جادو وغیرہ اور یہ ساحر بڑے زبردست ہین اب یہ آن کے دریاے ہفت رنگ کے کنارے پہ پہونچا وہان جو اسکے ساحر ملازم ہین وہ آکر اسکی خدمت مین حاضر ہوے اُنہین سے کسی کا شوہر کسی کا پسر کسی کا بھائی کا ہی اُن سب نے عرض کی کہ ہم ناچار ہین ہمین نمک حرامون نے بھڑکا دیا اور یہ کہا کہ خبر ہونا خود شہنشاہ کو منظور ہی کہ سبکا دل دیکھے اسوجہ سے ہمنے کچھ لوگونکو جانے دیا افراسیاب جادو کو غصہ تو تھا اپنے ہاتھ ہلایا کہ برق چمکی کہا جل جاؤ بس یہ منہ سے نکلنا تھا کہ آگ پیدا ہوئی اور ساحر جل گئے اُسوقت عنقاے جادو نے کہا کہ اے شہنشاہ غصہ کو جانے دیجیے افراسیاب چپ ہو رہا کشتیان آکر موجود ہوئین یہ سوار ہوکر چلے جب اپنے ساڑھے تین رنگ طی کر چکا تو اُسطرف سے رنگون کا یہ حال ہوا کہ لاکھون آدمی کشتیون پر سے کود کود کر دریا مین آپ سے آپ گرے اور وہان کے ساحر دریا سے نکلکر لڑنے لگے لیکن بران کا حکم پہونچا کہ انکو منع نہ کرو آنے دو القصہ یہ سب کے سب بموجب حکم ملکہ بران کے مطمئن ہوے اور ساحرون نے مزاحمت نہ کی تو اُس پار نکلگئے جب اُدھر پہونچے تو دیکھا کہ کچھ درخت ہین مولسری اور مدار کے فوج تو افراسیاب کے ساتھ اسقدر تھی کہ جہانتک نگاہ کام کرتی تھی آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے سب تہمدین باندھے ہوے ترسول ہاتھ مین لیے تھے وہان افراسیاب نے ایک گولہ فولادی نکال کر جانب آسمان اُچھالا کہ وہ بارہ گز اُونچا ہوا اور چمک ہوئی مگر وہان ایک دیو رہتا ہی کہ قد اُسکا تین سو گز کا ہی اور ایک قرنا اُسکے ہاتھ مین ہی کہ وہ بھی تین سو گز کی ہی بس اُس قرنا کو جو دیو نے دم دیا تو اُسمین سے ذرا ذرا آواز نکلی کہ کچھ آدمی جلکر مرے اُسوقت افراسیاب نے عنقاے جادو سے کہا کہ دیکھا تمنے اِس دیو کی حرکت کو عنقاے جادو نے ایک بیضہ اپنے جوڑے سے نکالا اور اُسے آسمان کی طرف مارا کہ وہ بیضہ ہما بنکر اُس دیو پر چلا اور چاہا کہ اُسکو مارے اُس دیو نے ایک تیر چھوٹا سا کمر سے نکال کر اُس ہما پہ مارا لیکن جب وہ تیر ہما پر پڑا تو اُسمین سے شرارہ نکلا اور

وہ شرارہ دیو پر پڑا کہ وہ دیو بھی جلا اور وہ ہما بھی مرکر گر پڑے اب افراسیاب وہان سے
چلا اس مقام پر آیا کہ جہان سرمایہ وابریق قید ہین اب افراسیاب نے دیکھا کہ سرمایہ اُف
اُف کر رہا ہی لیکن افراسیاب نے سحر کیا کہ وہ پتلہ جلکر خاک ہوگیا اُسوقت ایک ساحر
کالاسے جادو نام وہین کا رہنے والا کہ افراسیاب سے محبت رکھتا ہی اُسکے پاس آیا
اور اُسنے کہا کہ ایک چیز مین آپ کو دیتا ہون یہ کہکر ایک چیز مثل کہربا کے زرد چھوٹی سی
نکالی اور اُسنے اپنی ہتھیلی پر رکھکر پھیا تو وہ پسینے سے سیاہ ہوگئی بس اُسنے افراسیاب
سے کہا کہ یہ جو پتلہ کھڑا ہی مین اِس سے جا کر لپٹتا ہون کوئی شخص ایسا ہو کہ اِس چیز کو پتلے پر
ڈال دے مجھپر نہ پڑے اگر مجھپر پڑیگی تو مین جلکر خاک ہوجاؤنگا اسکا ارادہ یہ تھا کہ خود بادشاہ
اس چیز کو لے مگر زرداب جادو نے کہا کہ یہ کام میرا ہی چنانچہ زرداب اُس چیز کو لیکر
چلا اور کالاسے جادو بھی چلا کہ وہ پتلہ چلایا ارے کہان آتا ہی جل جائیگا اور اُسنے
زرداب جادو سے کہا تھا کہ جب تم یہ چیز اُس پتلے پر ڈالوگے تو ہزارون شیر سوار پیدا
ہونگے مگر تم کچھ خوف نہ کرنا پس یہ کالاسے جادو قریب پہونچکر اُس پتلے کے لپٹ گیا اور
زرداب جادو نے اُس خاک کو جو اُس پتلے پر ڈالا تو بارہ ہزار شیر سوار پیدا ہوے مگر
وہ چیز کالاسے جادو پر بھی پڑگئی کالاسے جادو پکارا کہ تو نے غضب کیا لیکن وہ
بارہ ہزار سوار جو پیدا ہوے تھے اور کالاسے جادو اور پتلہ یہ سب جلکر خاک ہوگئے اور
سرمایہ بیہوش ہوگیا اُسوقت افراسیاب نے ایک موتی مارا کہ وہ سر پر سرمایہ برف انداز
کے پڑا اور وہ ٹوٹا اور اُسمین سے پانی نکلا کہ سرمایہ ہوش مین آگیا اور خدمت افراسیاب
مین حاضر ہوا اب اور آگے افراسیاب چلا تو اُسنے دیکھا کہ ایک گنبد بنا ہوا ہی اور اُس
گنبد کے اندر سے آواز گریہ وزاری کی آتی ہی افراسیاب اندر گنبد کے گیا تو اُسنے دیکھا
کہ ایک ساحر زنجیرون مین جکڑا ہوا فولادی چوکی پر بیٹھا ہی اُس ساحر نے جو افراسیاب
کو دیکھا تو کہا اے شہنشاہ آپکی محبت نے اس غلام کو قید کیا ہی یہ ساحر کہ نام اِسکا عجوز جادو ہی
ملازم اختران بن اختر تھا مگر ہمیشہ مخفی طور پر حال طلسم کا افراسیاب کو لکھا کرتا تھا جب یہ چال
کھلا اور وقائع لکھا ہوا اِسکا پکڑا گیا ہران نے اِسکو اس جگہ پر گرفتار کرکے رکھا ہی

افراسیاب نے اُسکا حال کثیر الاختلال دیکھکر کچھ سحر پڑھا کہ وہ زنجیرین دور ہوگئین اور
وہ ساحرہ چھوٹ کر خدمت مین افراسیاب کی آیا اُسوقت زرداب نے عرض کی کہ ابریق
کوہ شگاف بھی قید ہی افراسیاب نے کہا کہ چلو جہان وہ قید ہی یہ کہکر اُسی مقام پر
آئے کہ جہان ابریق قید تھا یہان دیکھا تو ایک پتلہ آنکھ سے آنکھ ملائے کھڑا ہی اور چند
پتھر پہاڑ کے سر پر اور چند پانون کے نیچے ہین ابریق اُسمین دبا ہوا ہی افراسیاب نے اپنے
جوڑے سے مہرۂ بساط کو نکال کر اُسکو جو پھونکا تو ابریق کے سر پر جو پتھر تھے وہ ٹکڑے ٹکڑے
ہوکر علٰحدہ ہوگئے اور پانون کے نیچے سے بھی پتھر نکل گئے اُسوقت ہزارہا پتلے خرس سوار پیدا
ہوکر افراسیاب پر جھپٹے زرداب جادو نے کچھ دانے سرسون کے پڑھکر پتلون پر مارنے
کہ وہ جلنے لگے اور ابریق بھی چھوٹ کر پاس افراسیاب کے آیا اب بڑی فوج ہی اور افراسیاب
اُس فوج کو ہمراہ لیے ہوے آگے چلا اور وہ پتلہ جو آنکھ سے آنکھ ملائے پہلے ابریق سے
کھڑا تھا وہ بھی جل گیا اب جو دیکھا تو مزران وزیر بران کا قلعۂ نور افشان کی طرف سے
آیا اور اُسی قلعہ کی طرف ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ اے ملکۂ آفاق یہ وقت مدد کا ہی بس یہ کہنا تھا
کہ قلعۂ نور افشان کی طرف سے ایک کشتی پتلہ لیکر آیا کہ اُسمین چالیس ناریل رکھے تھے اُس پتلہ نے
کہا کہ اِن ناریلون کو جانب آسمان پھینکو مزران نے اُنکو اُٹھا کر پھینکا اب جو دیکھا تو چالیس
شیر اور چالیس پتلے اُسپر بیٹھے ہوے ہین اور پیچھے اُنکے ایک خرگوش چھوٹا سا اور اُسپر
ایک پتلہ سوار یہ آکر موجود ہوے اور اُنھون نے فوج افراسیاب کو مارنا شروع کیا
اُسوقت زرداب جادو نے کچھ دانے ارد بھولے رائی سرسون کے نکال کر مارے کہ وہ
پتلہ جو خرگوش پر سوار تھا وہ جل گیا اور یہ چلے شیر سوارون پر کہ پیچھے سے آکر ایک ہاتھ تلوار
کا مزران نے جو مارا تو اُسکے جگرگاہ تک کاٹا اُسوقت عجوز نے پایۂ تخت بادشاہ پکڑا اور
کہا کہ اے شہنشاہ ملازمان کو کرب بہت ہین اگر وہ آگئے تو لڑائی بڑھی ہوگی اِس سے بہتر
یہ ہی کہ آپ اپنی صورت کا پتلہ اِس تخت پر بٹھا دیجیے اور آپ میرے ساتھ چلیے مجھے معلوم
ہو کہ جہان ملکہ صاحبہ قید ہین افراسیاب نے ایک ذراسی خاک لیکر اپنے گریبان مین
ڈالی اب یہ معلوم ہونے لگا کہ جیسے افراسیاب بیٹھا ہی اور مالا ہاتھ مین ہی افراسیاب

تو غائب ہوکر چلا آگے آگے عجوز جادو اب یہان عنقاے جادو اور سب فوج مع افراسیاب
کے تیلے کے پھر گئی اور یہان افراسیاب نے کچھ دور جاکے دیکھا کہ ایک پہاڑ ہی سیاہ
رنگ کا اور راستہ نہین ہی اور ایک دیو اُس پہاڑ پر کھڑا ہی افراسیاب نے نکال کر ایک
ترنج مارا کہ وہ دیو اور پہاڑ غائب ہوا پھر آگے چلے تو دیکھا کہ ایک دریا ہی اور اُس دریا مین
ایک مگر سر نکالے کھڑا ہی اور اُسکے سر پر پانون رکھے ایک پری نیا دکھڑی ہی افراسیاب
نے وہ سُمرن جو بوٹیان کاٹ کے بنائی ہی اب اُسکے دانے یاقوت احمر کے ہین اور سات
دانے ہین چنانچہ ایک دانہ اُسنے اُس پری پر کھینچکر مارا کہ وہ پری اور مگر جل کر خاک
ہوگئے اور دریا کا پانی بھی اُڑ گیا اسی طرح راستہ مین کئی بلائین آئین مگر اُسنے سب دفع
کین اب حال سنیے کہ بران نے حیرت کو لاکر ایک ستون سے کہ پہاڑ پر چہل ستون بنا ہی
باندھا اور سر کوہ پر بند و بست کر دیا ہی اسوقت ایک تیلہ نامہ لیکر کوکب کا آیا کہ ای بران
جلد خبر لو کہ افراسیاب اُس پہاڑ پر پہونچگیا ہی بران اپنے مقام سے اُٹھی اور اُس
پہاڑ پر آئی کرسی بچھاکر سامنے چہل ستون کے بیٹھی اُسوقت افراسیاب جادو جاکر
پہونچا جو لوگ کہ سر کوہ پر متعلق تھے اُنکو تو اُسنے جلا دیا لیکن ملکہ بران شمشیر زن نے
عجوز جادو کو دیکھکر کہا کہ او نمکحرام تو نے بھی یہ طاقت پیدا کی کہ افراسیاب کو لے کر یہان
آیا ہی یہ کہکر ایک ہاتھ تلوار کا اُٹھکر جو مارا تو عجوز جادو گر پڑا خواجہ عمرو بھی یہان آئے ہین
مگر بران سے پوشیدہ گلیم اوڑھے ہوے ہین افراسیاب نے حیرت جادو کو ستون سے
جلد تر کھولا بران نے ایک پنجہ افراسیاب کے بھی مارا افراسیاب نے کچھ پڑھکر دستک
دی کہ کئی ہزار تیلہ پیدا ہوا بران نے اخترمرداریدکی لوین کاٹین اور اُن تیلون کو جلا دیا
اُسوقت افراسیاب نے ایک آئینہ نکال کر بران کو دکھایا کہ یہ بیہوش ہوئی عمرو نے
جو یہ ماجرا دیکھا تو جال الیاسی نکال کر اور گلیم اُتار کر جو افراسیاب پر مارا تو مع حیرت
و افراسیاب اور تین سو تیلون کو کھینچکر زنبیل مین ڈال لیا لیکن یہان ہرزان نے
کچھ فوج ساتھ لے کر عنقا وغیرہ کا تعاقب کیا آخر ایک مقام پر لڑائی ہونے لگی نارنج
ترنج ناریل چلنے لگے گچھے سُوئیون کے ہار مرچون کے پڑنے لگے رائی سرسون اور دھونی

کے دا سنے جل رہے ستھے دُھنوان اُٹھتا تھا شعلے بلند تھے بیر غل مچاتے تھے ہر طرف آواز ہاے ہوے دلیرون کی بلند تھی مردہ پر مردہ نعش پر نعش گر رہی تھی اُسوقت عنقاے جادو نے کیا کام کیا کہ دونون ہاتھون سے کچھ ماش پڑھ پڑھ کے مارنا شروع کیے اب ہزارون سر کیٹ کے گرنے لگے اور ایک ابر سبز رنگ پیدا ہوا اُسمین سے آواز تڑاسے کی آئی اور ایک حوض فولادی چکر کھاتا ہوا اُسی ابر سے نکلا لیکن عنقا نے اپنے ہاتھون کو بلند کیا کہ پانچون اُنگلیون سے پانچ شرارے پیدا ہوے اور اُن پانچون شرارون سے بہت سے شعلے نکلکر ادھر کی فوج پر پڑے کہ بہت سے آدمی جلے اور ایک شاگردہی عنقاے جادو کا **عقاب جادو** نام اُسنے ایک تیر اور ایک ترنج مارا کہ **بیران** کے بہت سے ساحر ہلاک ہوے اُسوقت طرف سے ظلمات کے ایک ابر سیاہ رنگ پیدا ہوا اُس ابر مین سے یہ آواز آئی کہ ای نمکحرامان تمنے بھی یہ طاقت پیدا کی کہ اب بادشاہ طلسم ہوش رُبا طلسم نور افشان سے لڑتا ہی خیر سمجھ لیا جائیگا اور اُسوقت ایک دریاے آتش جوش مار کر پیدا ہوا سب سردارون **عنقاے جادو** و **اندر جادو** و **ابرق کوہ شگاف** و **سرمایہ برق انداز** وغیرہ نے اپنے تئین اُس دریاے آتش مین گرادیا اور وہ ابر ایک طرف کو چلا باقی اور لوگ جو تھے وہ دریاے ہفت رنگ کی طرف چلے اور وہ ابر اب کوہ نور کی طرف جاتا ہی لیکن حال سُنیے کہ عمرو جو جال مین **حیرت** و **افراسیاب** کو ڈالکر چلے تو انکو ایک تاریکی معلوم ہوئی اور یہ اُسمین چلے جاتے ہین کہین اونچا کہین نیچا ملتا ہی بعد کچھ دور کے روشنی معلوم ہوئی اور آواز آئی ای خواجہ صاحب خاطر جمع رکھیے مارا ہی سب فوج **افراسیاب** کو کہ وہ سب بھاگے اور اُنکے واسطے اب بڑی تیاری ہو رہی ہی عمرو نے دیکھا تو کوئی آواز دینے والا معلوم نہوا یہ آگے چلے تو ایک میدان سبزہ خیز انکو نظر آیا کہ کوڑیالہ رشک لالہ دور تک کِھلا ہی درخت سایہ دار ہین چشمہ جا ہین لبریز ڈبرے موج خیز کنارے دریا کے جانوران آبی کا مجمع ہی ہواے سرد عیسیٰ نفس چل رہی ہی جب جھونکا ہوا کا آتا ہی دماغ جان معنبر و معطر ہو جاتا ہی اشعار

آئی ہی بہار مرغ گلزار | کرتی ہی نواے سینہ افگار
گل باد صبا کی تاکمر ہی

دامان بلند ابر تر ہی | آئی ہی بہار ہر خیابان | ہی لطف ہوا سے گل بدامان

اور اُس صحرا مین ہزارہا خیمے استادہ ہین اور بیچ مین ایک بارگاہ نصب ہی کہ وہ جواہر نگار ہی اور عجب تزک اُس بارگاہ کا ہی جب یہ قریب پہونچے تو دیکھا کہ دو سو آدمی اس بارگاہ سے نکلے اور اُنھون نے کہا کہ اِس بارگاہ مین چلیے اب جو یہ بارگاہ کے اندر آئے تو دیکھا کہ گیارہ کشتیان جواہر سے بھری رکھی ہین اور تورہ پوش اُٹھے ہوے ہین اُن آدمیون نے کہا کہ اِن کشتیون کو لیجیے اور لٹائیے یا کسی کو دیجیے یا آپ لیجیے عمرو نے وہ کشتیان لے لین پھر جو وہان سے نکلکر چلے تو دیکھا کہ بارہ ہزار جلاد تیغے چوڑے چوڑے باندھے ہاں ناک کان کٹے کا گلے مین پہنے کردھنی باندھے ایک طرف کھڑے ہین اُن آدمیون نے کہا کہ یہ اسواسطے آئے ہین کہ دشمنون کو گردن مارین عمرو یہ سُنکر چند قدم اور آگے بڑھا تو دیکھا کہ تین سو شاہزادے ہین اُنکے سرون پر تاج جواہر نگار ہین اور پوشاک نفیس جواہر دوز ہی جسم اِنکے مزین و مجلے ہین اور تین سو شاہزادیان ہین کہ اُنکے بھی سرون پر اور گلو مین تاج اور لباس عمدہ مزین و آراستہ ہی اب یہ سب سامنے اس بارگاہ کے آئے اب جو دیکھا تو دو تخت بہت نادر اور کرسی یاقوت احمر کی بیچ بارگاہ مین بچھی ہی اور کرسی پر ایک شخص بیٹھا ہی کہ عمامہ اُسکے سر پر ہی اور کلغی بال ہما کی عمامہ مین لگی ہی اور پوشاک بھی پُر زر گلے مین ہی عمرو کو دیکھکر وہ آدمی اُٹھا اور قریب آکر اُسنے عمرو سے کہا کہ آپ کو مبارک ہو کہ فوج افراسیاب نے شکست کھائی اور دن بخس کو کب روشنضمیر کے نکلگئے طبیعت اب اُنکی اچھی ہی خدا کی عنایت سے بادشاہ مذکور خوشنود ہین آپ بھی ان قیدیون کو زنبیل سے نکالیے دیر نہ کیجیے عمرو جاکر تخت پر بیٹھا اور خوشی مین آکر پہلے تو افراسیاب اور حیرت اور خیال جادو کو زنبیل سے نکالا پھر تیلیون کو بھی افراسیاب کی نکال کر باہر چھوڑ دیا اور بران و مجلس اور اُسکی بہن اِن تینون کو فرط محبت سے رہنے دیا اُسوقت وہ جو آدمی تھا کہ جسکے سر پہ کلغی تھی اُسوقت دل خواجہ کا گھبرایا اور دیکھا اُس شخص کو کہ رنگ رخ سیاہ معلوم ہوتا ہی وہ جو منہ پر اُسکے سرخی تھی اور داڑھی سفید تھی تو داڑھی تو لال ہی اور ہاتھ سیاہ قریہ ہین خواجہ یہ دیکھکر چاہتے تھے کہ گلیم اُوڑھ لین اُسوقت

ایک موتی صراحی دار اُس آدمی نے نکالا اور سامنے انکے اُسکو پھوڑا کہ یہ بیہوش ہوگئے
اور اُسنے ایک سحر جو کیا تو ایک زنجیر طلائی عمرو کے گلے مین اور دست و پا مین پڑ گئی اور
افراسیاب و حیرت اور خیال جادو جو کہ ساتھ تھے وہ سب ہوشیار ہوئے اُسوقت
اُس آدمی نے کہا کہ ای افراسیاب تو نے اپنے تئین غارت ہی کیا تھا وہ تو خداوند لیجوبر
نے اپنی کتاب مین دیکھا اور اُسنے مجھے بھیجا کہ مین نے آکر تجکو چھڑایا اور اِسکو گرفتار کیا
اب جلد یہان سے چل افراسیاب نے کہا کہ مین عمرو کو مار لون تو چلون یہ ذکر تھا کہ ایک ابر
سیاہ پیدا ہوا اُس ابر مین سے ایک کوا نکلا اور اُسنے ایک کاغذ اِس کرسی نشین کو دیا اور
افراسیاب نے کہا کہ اِس جینے سے تو مرنا بہتر ہی مین نہین جاؤنگا جبتک عمرو کو نہ مار لونگا
یہ کہکر خنجر کھینچا اور چاہا کہ قتل کرے اُس کرسی نشین نے ہاتھ پکڑا اور ایک ابر قلعہ نور افشان
کی طرف سے پھر نمودار ہوا اِس کرسی نشین کا نام نائب راشد الشیاطین ہی غرض جب
وہ ابر قریب پہونچا تو اُس کوے نے بازی کرنا شروع کی اور آوازین تڑاق تڑاق آنے لگین
جو جو آواز آتی ہی ہزار ہا کوا پیدا ہوتا ہی چنانچہ ایک کوے نے مُنہ کھولا اُسکے مُنہ سے ایک
پری نکلی چھوٹے قد کی اور پانوُن پنجہ پر کوے کے رکھکر کھڑی ہوئی اور بزبان فصیح افراسیاب
سے کہا کہ ای شہنشاہ چلیے آپ کو مزرعۂ گندم پر چلنا ہوگا بس یہ کہکر اُسنے ایک قلا بازی
کھائی اور تاریکی ہوگئی پھر جو روشنی ہوئی تو دیکھا نہ عمرو ہی نہ افراسیاب ہی نہ وہ کرسی نشین ہی
ایک دیوار سرخ رنگ شمال سے جنوب کی طرف چلی گئی اور اُس دیوار کے اُدھر میدان ہی
کہ اُسمین سر ہین کٹے ہوئے تازے کہ گز بھر زمین سے اونچے استادہ ہین اور ہزارون ہاتھ
اور ہزارون پانوُن ران سے تازہ کٹے ہوئے زمین پر ہین اور ہزارون دھڑ ہین کہ زمین
پر استادہ ہین خون تازہ اِن سب سے بہتا ہی اِس میدان مین اور ایک ابر قلعۂ نور افشان
کیطرف سے وہان آیا اور وہ ابر شق ہوا تو دیکھا کہ بارہ ہزار خرس سوار اور بارہ ہزار گاؤ سوار
اور بارہ ہزار خر سوار اور بارہ ہزار شیر سوار کہ سب مسلح و مکمل تھے پیدا ہوئے اور ایک تخت
جواہر کار پر کوکب روشنضمیر سوار ہی پشت پر اِسکی ابر طلائی گڑگڑاتا ہوا آتا ہی کوکب
کا منُہ بسبب بیماری کے زرد ہی آب اُنگی چمک ہوئی اور ایک ابر اور پشت پر ابر طلائی کے

سفید نمودار ہوا اور اُس ابر سے ایک تخت کہ جسمین جواہر تعبیہ کیا ہوا تھا نکلا اِس تخت پر ایک
مرد پیر نہایت مقطع اور مہذب بزرگ ریش سفید تا بہ سینہ عمامہ سر پہ عبا گلے مین بیٹھے تھے وہ تخت
جب قریب تخت کوکب روشن ضمیر آیا کوکب نے اُٹھکر اُس مرد پیر کی تعظیم کی اور ہاتھون
کو بوسہ دیا مرد پیر نور افشان جادو قطب طلسم اُستاد کوکب روشن ضمیر ہی اس پیر نے
کچھ اسما کوکب کو تعلیم کیے اِس عرصہ مین ایک سوار سبزہ آغاز آیا اور اُسنے کوکب کو سلام
کرکے کچھ اسم تعلیم کیے پھر یہ دونون چلے گئے اور کوکب نے اب قصد کیا کہ دشت فنا
کو فتح کرے اِس قصد سے اِسنے وہ اسم جو نور افشان نے تعلیم کیا تھا پڑھنا شروع
کیا اُسوقت وہان سے ایک سر بلند ہوا اور اُن خرس سوارون پر گرا کچھ خون کی بوندین
اُس سر سے ٹپکین اور مثل تیر شہاب کے وہ بوندین ہوکر اُن خرس سوارون پر گرین کہ وہ
جل کر خاک ہوے پھر ایک ہاتھ اُٹھا اور آواز تڑاقے کی ہوئی اور ہزارون بوندین خون کی
تیر شہاب بنکر شیر سوارون پر گرین کہ وہ بھی جلکر خاک ہوے اور خر سوار و نیل گاؤ سوار تلوارین
کھینچکر کوکب کی طرف چلے کوکب اسم پڑھتا تھا کہ ایک پانوٗن بلند ہوکر اور اُسمین سے بوندین
خون کی نکلکر تیر شہاب بنکر خر سوارون پر وہ تیر پڑے کہ وہ بھی جلے پھر دھڑ دن سے خون کی
بوندین تیر شہاب بنکر نیل گاؤ سوارون پر پڑین وہ بھی جلے اُسوقت کوکب نے کچھ سحر
پڑھکر دستک دی کہ لاکھون آدمیون کی فوج آکر حاضر ہوئی کہ وہ سب فوج جھولیان سحر کی
گلے مین ڈالے تھی اور ترنج نادیل نارنج اُچھالتی ہوئی آتی تھی اب تخت کوکب نے آگے
بڑھایا تو ایک دیوار بنی ہوئی دکھائی دی کہ اُس دیوار مین خون بھرا تھا جب تخت اُس دیوار
کے قریب پہونچا تو آواز تڑاقے کی ہوئی اور بجلی چمکی اور اُس دیوار مین دروازہ پیدا ہوا اور
اُس دروازے سے ایک آدمی نکلا کہ اُسکے تین سر ایک گدھے کا ایک سور کا ایک آدمی کا مگر
اسقدر خوف زدہ صورت کہ شیطان بھی اُسکی صورت کو دیکھکر خوف کھاے ڈر جاے پانچ ہاتھ
ہین ایک ہاتھ مین تلوار ہی ایک مین لکڑ آگ کا ایک ہاتھ مین نیزہ ہی ایک ہاتھ مین پتھر ہی اور
ایک ہاتھ مین سر ہی تازہ کٹا بس اسنے نکلکر دروازے سے اس سر کو پھینکا جانب آسمان کہ اُسمین
سے ہزارہا ستارہ ٹوٹ کر گرا اور فوج کے ہزارون آدمی دھڑ دھڑ جلکر خاک ہوے اور اُسنے

تلوار اپنے سرون پر پھیری کہ وہ کٹ گئے اور زمین پر گر کر گھومنے لگے اور وہ سر جو گدھے کا
ہی وہ چار طرف پھرنے لگا اور زبان نکالکر دیکھتا تھا اُسوقت کوکب روشن ضمیر نے قلمدان
سے ایک کاغذ نکالا اور اُس کاغذ پر کچھ اسم پڑھکر اِسکے چھ ٹکڑے کیے اور ایک ٹکڑا مارا اُس
آدمی پر کہ اُسکا ہاتھ کٹ کر زمین پر گر پڑا اب دھڑ اِسکا مار مار کرتا ہوا جھنجھلا کر اسطرف دوڑا
اور پیچھے اُسکے ایک شیدی ہی کہ وہ جامہ پہنے ہی پگڑی باندھے قلمدان ہاتھ مین لیے ہی
کہ اُس قلمدان پر بہت سی فردین رکھی ہین وہ بھی آتا ہی اُدھر کوکب نے ایک پرچہ کاغذ اور
اُس آدمی کے مارا کہ دوسرا ہاتھ اُسکا کٹ کر زمین پر گرا پھر وہ آدمی آگے بڑھا اور چاہتا تھا کہ
کوکب کے لپٹ جائے کوکب نے وہ چارون کاغذ مارے کہ وہ جلکر خاکستر ہوا اب شیدی
نے چاہا کہ مین حربہ کرون فرد کاغذ کی اُٹھانے نہ پایا تھا کوکب نے وہ ایک پرچہ کاغذ کا
باقی جو چھ مین سے رہگیا ہی اُسپر بھی مارا کہ یہ جلکر خاک ہوا اور پھر دو پرچے کاغذ کے نکال کر
اُس دیوار اور میدان فنا کے سرون اور ہاتھون پر مارے کہ وہ بھی سب فنا ہوے یعنے
جلکر خاک ہوگئے اب صحرائے خوفناک رہگیا نہ وہ دیوار خون آلود ہی نہ وہ سر ہین دو ساحر نکلی
لاشین البتہ وہان پڑی تھین اُسوقت کوکب آگے چلے دشت فنا کو فتح کرکے یہانتک
کہ ایک درہ پہاڑ کا اُنکو ملا اِس درے مین بالکل اندھیرا تھا ہاتھ کو ہاتھ نہ معلوم دیتا تھا فوج
جو کوکب نے بلائی تھی وہ بھی اِسکے ساتھ ہی اب کوکب اِس درہ مین قدم زن ہوا جب
نصف راستہ طی کیا تو پکارا کہ او قہقہا جادو یہ کہنا تھا کہ آواز آئی حاضر اور آکر وہ حاضر ہوا ایک
ساحر تھا کہ جھولی گلے مین سحر کی ڈالے تھا کوکب نے اُس سے کہا کہ ہان روشنی کر قہقہا نے
ایک گوہر سحر جھولی سے نکال کر سحر پڑھا کہ وہ روشن ہوا اِسکو اُسنے ایکطرف پھینکا اور وہ درہ
سے باہر نکلے تو دیکھا یہان بھی اندھیرا ہی مگر ایک ابر سیاہ رنگ گھر آیا کہ اُسمین ہزارہا چاند ہین اور
ہر چاند مین ایک مشعل روشن ہوئی اب بخوبی معلوم ہونے لگا اور دیکھا کہ ایک سڑک ہی کہ
اِسی سڑک پر سنگ موسے کٹا ہی اور دونون طرف سڑک کے درخت ہین جو ہی اور کیتکی کی
بوے خوش آتی ہی کوکب سیر دیکھتا ہوا چلا دوپہر کامل سواری اُسکی چلی تو ایک درہ پہاڑ کا
بہت بڑا ملا کہ اُسمین ہزارہا محراب بنے تھے اور عرض اِس درہ کا کوس بھر کا اور طول دو کوس کا

اور ہر محراب مین ایک ایک موتی بہت بڑا لٹکا ہوا ہی پس جیسے ہی سواری اس درہ مین پہونچی وہ موتی تڑاق تڑاق چٹخے اور غبار نکلکر اُس لشکر پر چھایا اور چھت سی بندھ گئی اور ایکدرخت بہت بلند اُس مقام پر تھا کہ اُسپر ایک چیل بیٹھی تھی اُسوقت کوکب نے قہقہا جادو سے کہا کہ مار تو حربہ اپنا بس اُسنے نکالکر کچھ دانے ماش کے سحر پڑھکر مارے کہ اُس چھت مین ہزارہا چھید پڑے لیکن اِس چیل نے ایک آواز مہیب دی بہت زور سے چلائی اسکی آواز کا دینا تھا کہ بجلی چمکی اور ہزارہا انگارا اُن چھیدون سے گرنے لگا اور تمام لشکر مین تلاطم ہوا اُسوقت کوکب نے آواز دی کہ او کرگس حاضر ہو آواز دیتے ہی سب نے دیکھا کہ پشت کی طرف سے ایک پریزاد چلی آئی ہی اور آکر سامنے کوکب کے استادہ ہوئی کوکب نے کہا کہ او کرگس طلسمی جا مار تو اِس چیل کو یہ حکم سنکر چلا اور کچھ دور چلکر گدھ بنا اور اُسنے اس چھت کو کہ مثل آسمان ٹھہری تھی اپنے پرون کو مارا کہ وہ چھت شگافتہ ہوئی اور یہ گدھ جاکر قریب چیل کے پہونچا چیل نے چاہا کہ مین اسکو مارون لیکن گدھ نے گلا اُس چیل کا منقار سے پکڑا اور نیچے سے داب دیا تاریکی ہو گئی غل ہوا کہ مارا اُس شخص کو کہ جسکا نام تھا عصفور جادو اور نگہبان تھا اُس جا کا اب جو دیکھا تو ایک نعش ساحر کی پڑی ہی طوق زمردین گلے مین ہی کوکب نے کرگس سے کہا کہ یہ طوق لے لے تیرے کام آئیگا گدھ نے جاکر وہ طوق لے لیا اُسوقت آواز آئی کہ ارے یہ اندھیر دیکھو کہ مارا بھی اور طوق بھی لے لیا پر اسکے گھر مین آکر خیر کہان جاؤ گے اب ایک ریچھ پیدا ہوا کہ وہ لاش عصفور کی اُٹھا لیگیا اب سواری آگے چلی تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا ہزارون خرس چلے آتے ہین اور ایک ریچھ پر ایک ساحر سوار ہی اور اُسنے آکر قہقہا جادو کے آدمی کو مارنا شروع کیا کوکب نے اُسوقت پکار کر کہا کہ اے ارکان حاضر ہو یہ کہنا تھا کہ دیکھا ایک شیر چلا آتا ہی وہ شیر قریب آکر ڈکارا کہ اُس خرس سوار کا سر پھٹ گیا اور جلکر خاک ہو گیا اب سواری آگے بڑھی کوس بھر زمین پہونچے ہونگے کہ دیکھا ایک شخص قوی شکل منہ بندر کا دو ہاتھ پیٹھ پر بندر کے اور دو ہاتھ جو آگے ہین وہ آدمی کے سامنے سے آکر پکارا کہ کیون شامت آئی ہی بہتر یہی ہی کہ پھر جاؤ نہین تو مارے جاؤ گے بس قہقہا جادو نے کہا کہ کیا جھک مارتا ہی جادو دور ہو اُسنے وہ ہاتھ جو پیٹھ پر تھے منہ کے پاس لاکر

کچھ پھونکا تو ایک بجلی چمکی کہ سب کی آنکھیں بند ہوگئیں اور غبار زمین سے اُٹھکر مثل سرپوش کے
بنا اور اُسنے دوسری مٹھی جو کھولی تو چمک ہوئی اور دیکھا کہ ہزارون بندر چلے آتے ہین اور
بندرون نے صف باندھی اور غلطک کھائی کہ دو دو پر ہر ایک بندر کے پیدا ہوئے اور سر
آدمیون کے ایسے پیدا ہوگئے اور ایک شیشہ زمین سے نکلا اب اُن بندرون نے قیامت
برپا کر دی چار چار پانچ پانچ آدمی فوج کے پکڑے اور اُس شیشہ پر مارے کہ وہ آدمی غائب
ہوے اُسوقت کوکب نے نور افشان کے قلعہ کی طرف دیکھکر کہا کہ آئینہ جمشیدی یعنے
مرآت واقع جلد حاضر ہو یہ کہتے ہی چند ساحر ایک آئینہ قد آدم لے کر سامنے کوکب کے حاضر
ہوے کوکب نے ایک کاغذ اُس آئینہ کے سامنے کر دیا اُسمین سے ایک پنجہ نکلا کہ مثل پنجہ آفتاب
کے روشن تھا اُنگلیان سُرخ سُرخ گول قلمی ہتھیلی بھری ہوئی جب وہ پنجہ نکلا کوکب نے
قلم اُس پنجہ کو دیا دوات سامنے رکھی اور بس پنجہ نے کاغذ پر لکھا کہ وہ موتی جبر سامری نے
ہوم کیا تھا تمھارے سامنے ہی اُسکو توڑ کر اُسپر مارو کوکب نے اُس موتی کو ملے سے
توڑ کر ہاتھ مین لے کر اُن بندرون اور اُن آدمیون کہ جنکے ہاتھ بندر کے ہین دکھایا وہ بندر
یا تو لڑ رہے تھے یا سبنے آنکھین بند کر لین یہ خود بوزنہ جادو پھر کر چلا لشکر مین غل ہوا کہ بھگوڑا
بھاگا جاتا ہی اُسوقت تو بوزنہ کو غصہ آیا اور یہ پھر لشکر کی طرف پھرا کہ ساتھ ہی کوکب نے
تیر مارا کہ وہ اُسکے سینہ پر پڑا اور اُسمین سے شعلے آگ کے نکلکر بندرون پر پڑے کہ وہ سب
جلکر مع بوزنہ جادو کے خاک ہوئے اب تخت کوکب کا اور آگے چلا تو دیکھا کہ کھال شیر کی
چالیس گز کی لمبی بچھی ہی اور اُس کھال پر ایک چوکی فولادی بچھی ہی اور اُس چوکی پر ایک ساحر
بیٹھا ہی کہ سب بدن اُسکا سیاہ ہی اور وہ کچھ بیٹھا پڑھ رہا ہی جب فوج کوکب کی وہان پہونچی تو
اُسکے بالون مین بہت سے آدمی بندھ گئے اب وہ چوکی زمین سے پچاس گز اونچی ہوئی اُسوقت
قہقہا جادو نے کہا کہ او بالدار جادو بہتر تیرے حق مین یہ ہی کہ تو اطاعت شہنشاہ کی قبول
کر تیرے واسطے بہت بہتر ہوگا ورنہ تو تنہا کہان تک لڑیگا اُسنے کہا کہ تو نے مجھے تنہا سمجھا تو
فوج میری دیکھیگا یہ کہکر چوٹی سے کچھ خاک نکال کر اُسپر افسون پڑھ کر بائین طرف اُسے پھینکا
یہ خاک سفید ہی پھر کچھ خاک زرد اُسنے نکالی اور اُسپر افسون پڑھکر دہنی طرف پھینکا اور کچھ گولی

سی اُسکے ہاتھ مین تھی اُسکو کسی طرف پھینکا تو چمک ہوئی اور تاریکی ہو گئی پھر جو روشنی ہوئی تو دیکھا
ہزارون تپلہ طلائی رنگ کے دہنی طرف آکر صف کشیدہ ہوے اور بائین طرف نقرئی پتلون
کی فوج آکر استادہ ہوئی اور پشت کیطرف سے اژدہے ہزارون آکر سیاہ رنگ کے موجود
ہوے اور یہ بالدار جادو نہایت خوش ہی اور تخت اپنا بڑھا کر آگے چلا ہی اور ان اژدہون
نے منھ کھولکر ہزارون آدمیونکو نگلنا شروع کیا اُسوقت کوکب نے آواز دی ای بساط
جادو جلد حاضر ہو یہ صدا دیتا تھا کہ ایک ابر طلائی پیدا ہوا اور بہت جلد قریب آیا اور پھٹ کر
چھوٹا ہوا سب نے دیکھا کہ ایک بساط ہی طلائی اسپر ایک شخص سرخ و سفید جسیم قامت
جیٹ لنگوٹ باندھے جانگھیا پہنے جیسے کوئی کثرت کرتا ہی اُس بساط پر بیٹھا تھا جوڑا سر پر
بالون کا بندھا تھا وہ قریب کوکب آیا اور سلام کر کے عرض کیا کہ مجھے کیا حکم ہی کوکب نے
کہا کہ جا مار بالدار جادو کو وہ آداب بجا لا کے چلا اور پہونچا قریب بالدار جادو کے اور
اُسکی بساط کھال پر شیر کے چڑھ گئی بالدار جادو نے کہا کہ تیری یہ طاقت ہوئی کہ میری کھال
پر اپنی بساط کو چڑھایا یہ کہکر اُسنے تیر لیکر مارا بساط جادو نے اپنا سر سامنے کر دیا اُس تیر
نے تا دوابرو کاٹا اور ایک انار چھوٹتا ہوا معلوم ہوا پھر وہی انار شعلہ بنگیا اور اس شعلہ مین سے
ایک پری پیدا ہوئی اور بساط کے ہاتھ مین ایک آئینہ تھا کہ اُسنے اس آئینہ کو دکھایا کہ
اُسمین سے ایک شعلہ نکلا اور وہ شعلہ بالدار جادو کے سر پر پڑا اور اُسکے سر سے جو شعلہ نکلا
وہ آکر طلائی اور نقرئی فوج اور اژدہون پر پڑا کہ یہ سب جلکر خاک ہوے بس سواری
آگے بڑھی اُسوقت اُس پری نے عرض کی کہ مجھے کیا حکم ہوتا ہی کوکب نے کہا کہ جا اپنے
مقام پر وہ پری سر مین بساط جادو کے سما گئی اور وہ ابر طلائی بھی مع بساط جادو کے
چلا گیا اور کوکب یہان سے آگے بڑھا تو ایک بیابان گلزار مین پہونچا اور اُسنے حکم
دیا کہ یہان مقام کیا جائے اُسیوقت ہزارہا خیمہ اور بارگاہین استادہ ہو گئین کوکب اور کچھ سرداران
فوج داخل خیام بارگاہ ہوے اب یہ تو یہان بیٹھے ہین لیکن افراسیاب جو لیکر غائب ہوا تھا
عمرو کو اور کرسی نشین جادو اسکے ساتھ ہی اور سب فوج اسکی یعنے عنقا سے جادو وسرما ہی
وابریق وغیرہ کو جو وہان سے بھاگ کر چلے ہین وہ بھی اس طرف کو آے ہین اور یہان

ایک پہاڑ ہی سفید اس پہاڑ کے اُسطرف میدان ہی کہ اسمین ہزارہا درخت ہین گندم کے شکل اُن درختون کے کہ جو بڑے بڑے ہوتے ہین اور ایسی بوے خوش اُنمین آتی ہی کہ دماغ جان معطر ہوتا ہی اور ایک طرف ایک نہر ہی کہ وہ مثل دریا کے جوش زن اور موج خیز ہی اُس میدان کا نام کہ جسمین درخت گندم ہین مزرعۂ گندم ہی اور اُس نہر کا نام حلیمون ہی اور کچھ تھوڑی سی زمین ہی کہ اُسپر ایک دیر بنا ہی فیروزہ کا کہ اُس دیر کے چار دروازے ہین کہ ہر دروازے کے پٹ یاقوت کے ہین اور چوکھٹ بازو زمرد کے اور کیلین طلائی اُسمین جڑی ہین اب اِسنے یعنے کرسی نشین نے پکارا کہ ای منیر جادو آیئے کہ بادشاہ طلسم تشریف لائے ہین پس اِسکا یہ کہنا تھا کہ ابر سفید پہاڑ کی طرف سے اُٹھا اور سب طرف محیط ہو گیا اور دیکھا کہ اس پہاڑ مین ہزارون درے پیدا ہو گئے اور اُن درون مین کرسیان بچھی ہین اور بیچ کے درہ مین سرے پہ ایک کرسی بچھی ہی کہ اُسپر ایک ساحر بیٹھا ہی رنگ تو اُسکا سفید ہی اور تہمد نیلی باندھے ہی عمامہ سر پر کالا باندھا ہی پس اُسنے اُٹھکر کرسی نشین سے صاحب سلامت کی کرسی نشین نے کہا کہ ای برادر بادشاہ طلسم تشریف لائے ہین آپکی ملاقات کو منیر جادو نے کچھ خاک سفید نکالکر پھر خیمون مین پھینکی اور تھوڑی سی اُس میدان مین نہر کے پانی کو تلاطم ہوا اور ہزارہا مچھلیان نکلکر پریزاد کی شکل بنین اور کچھ مچھلیان جوان سبزہ رنگ بنکے تیار ہوئین تاج مکلل بجواہر سر و نیز پوشاک نفیس جواہر دوز گلون مین یہ سب آکر صف باندھکر کھڑی ہوئین اُسوقت ابر افراسیاب کا کڑکڑاتا ہوا اور اُسمین سے بارش مروارید ہوتی ہوئی آیا اور افراسیاب بہت خوش ہی اور تخت پر سوار ہی جب قریب پہونچا تو وہ پریزادین مبارکباد گانے لگین افراسیاب نے اپنے لبون پر اُنگلی رکھی کہ خاموش رہو اُسوقت کرسی نشین جادو سے منیر جادو نے کہا کہ ہمکو کچھ طور اچھے معلوم نہین ہوتے ہین اِس بادشاہ نے اپنی حرکتون سے تمام طلسم مین رخنہ ڈالا ہی یہ جا خوشی کی ہی یا یہ کہ منع کرتا ہی بادشاہ کہ چپ رہو ہمنے اپنے بزرگون سے سُنا ہی کہ ایک زمانہ ایسا ہوگا کہ بادشاہ طلسم عاجز ہوگا اور دشمن اپنا کام کرینگے اور کچھ خون آکر اس نہر حلیمون اور مزرعۂ گندم مین گرے گا پس یہ ذکر تھا کہ تخت افراسیاب کا نیچے اُترا اور منیر جادو سے اسنے ملاقات کی اور تین سو پیادے ہاتھ باندھ کے سامنے کھڑے ہوے اور اُنھون نے عرض کی کہ

بادشاہ اعظم یعنے کوکب روشنضمیر نے آکے بالدار جادو اور بوزینہ جادو اور عصفور کو مارا
اور درخت فنا کو فتح کیا اور اب خیمہ اُنکا دشت گلزار مین استادہ ہی افراسیاب کو جو غصہ آیا
تو اُسنے ایک چٹکی خاک کی اُٹھاکر اُنپر ماری اور کہا جل جاؤ وہ سب دھڑ دھڑ جلکر خاک
ہوگئے اب اور خبرداروں نے ڈر کر آپسمین کہا کہ ہمکو کیا غرض ہی جو ہم خبر دین بادشاہ خود
باخبر ہی منیر جادو نے کرسی نشین جادو سے کہا کہ یہ کیا حرکت کی بادشاہ نے اب اسکا
ادبار ہی خیر جو ہوا وہ ہوا اب چل کر خداوند سے اپنا حال عرض کرین یہ کہکر وہ جو گنبد فیروزہ کا
ہی اُسکا دروازہ کھولا تو دیکھا کہ ایک خرس ہی فولادی بہت بڑا اُسپر ایک تیلہ فولادی سوار ہی
زبان منہ سے نکلی ہی باہر کچہ بت ہین چھوٹے چھوٹے کہ وہ جو کیون پر رکھے ہین سب نے اُسکو
سجدہ کیا مگر افراسیاب نے سجدہ نہ کیا اور اِسے غرور آیا دل سے کہا کہ مین سجدہ کرتا ہون
خداوند زمہجور کو اسکو کیون سجدہ کرون اُسوقت کرسی نشین جادو سے منیر جادو نے
سر سجدہ سے اُٹھاکر کہا کہ ای برادر معلوم ہوتا ہی کہ زوال سلطنت ہی کہ اِس بادشاہ سے جو
حرکت ہوتی ہی وہ ایسی ہی ہوتی ہی یہ کہکہ گنبد کے باہر نکلا اور نہر حلیمون کے کنارے آکر آواز
دی کہ ای راز دار جادو جلد حاضر ہو اُسوقت نہر کے پانی کو جنبش ہوئی اور ایک مچھلی نکلی کہ
منہ اُسکا آدمی کا تھا اور تہمد باندھے ہوے اور جواہر نگار گہنا پہنے ہوے اور اُسنے آکر کنارے
مزرعۂ گندم کے گانا شروع کیا کہ سب آدمی جھومنے لگے اور محو ہوے اور وہ جو خرس پر سوار
ہی وہ اسی طرح غصہ مین بیٹھا ہی اُسوقت منیر جادو نے افراسیاب سے کہا کہ ای بادشاہ ای
کوئی تدبیر کیجیے کہ خداوند خوش ہون افراسیاب نے وہ جو قیدی کہ طلسم مین آکر عرصۂ بعید
اور مدت مدید سے قید ہوے ہین اُنکو طلب کرنا چاہا پکارکر کہا کہ ای عیار بار باریک زنگ
قیدیان طلسم کو لیکر جلد حاضر ہو اور تاج کو اُتار کے طرف آسمان کے پھینکا اب جو دیکھا ایک
ابر پیدا ہوا اور اُسمین برق چمکتی ہوئی جب وہ آکر قریب پہونچا اور نیچے اُترا تو دیکھا کہ ایک انبساط
ہی کہ اُسپر کچھ قیدی زنجیرون مین بندھے ہوے بیٹھے ہین بس جلادون کو طلب کرکے حکم دیا کہ
ان قیدیون کو قتل کرو جلاد حکم پوچھنے لگے لیکن ملکہ بران شمشیر زن اور مجلس جادو
یہ اپنے مقام سے اُٹھکر دونون چلین اور اُنھون نے کہا آج توجی مین آتا ہی کہ مزرعۂ گندم

اور نہر جلیمون پر چلین مجلس نے کہا وہان جانا مشکل ہی بران نے کہا چلو تو خدا مالک ہی
یہ کہکر دونون چلین جب اپنے طلسم سے نکلکر آگے بڑھین تو ایک دیوار سیاہ رنگ انکو نظر آئی
کہ اُس دیوار پر بہت سی چیلین بیٹھی تھین وہ انکو دیکھکر چلچلائین بہت سے شعلے نکلے کہ وہ آکر
مجلس اور بران پر پڑے کہ انکے جسم مین آبلے پڑ گئے لیکن بران نے اختر مروارید اپنے
باؤن سے نکال کے لوین اُسکی کاٹین اور اُن چیلون پر مارین کہ وہ چیین جلکر خاک ہوگئین
اور وہ دیوار بھی اُڑ گئی اب یہ آگے چلین تو ایک دریا تھا رود خار ملا کہ جہان نہ کشتی نہ ڈونگی
نہ ملاح تھا ایک ایک موج اُسکی اُٹھکر سر کوہ تک جاتی تھی بران نے مجلس سے کہا اس
دریا کے پار کیونکر اُترین اُسنے اپنا ڈوپٹہ اُتار کے دریا مین ڈالا وہ ڈوپٹہ کشتی بنگیا یہ دونون
اُس کشتی پر سوار ہوئین بران نے اختر مروارید ہاتھ پر رکھ لیا اب غلغلہ بلند ہوا کہ بچھو پکڑ لو
گھیر لو اور ہزارون مچھلیان اور سوس مگر گھڑیال دریا سے نکل نکل کر کشتی پر چلے مگر
بسبب اختر مروارید کے کوئی کشتی تک نہ آیا اور یہ دونون صحیح وسلامت پار دریا کے
اُترین اور جب وہان سے اُڑکر آگے چلین تو راہ مین انکو ایک دیو ملا کہ کئی سو گز کا اُسکا
قد تھا مُنہ پہاڑ سا کھولے ہاتھ ہر ایک برگد اور پیپل کا ٹھہتا تھا ٹانگین اتنی بڑی بڑی کہ تھورا
کے محل کی کڑی سینہ چبوترہ سر قلعہ کے برج کی طرح وہ ان دونون پر لپکا مگر بران نے
اختر مروارید سے لوین کاٹ کر جو مارین تو وہ دیو جل گیا اب یہ آکر اُسی جگہ کہ جہان
افراسیاب ہی پہونچین راوی کہتا ہی کہ عمرو نے حیرت کو زنبیل سے جو نکالا تھا تو افراسیاب
مزرعۂ گندم پر آیا لیکن حیرت اپنے لشکر کی طرف گئی اور یہان بران اور مجلس جو
آکر پہونچین تو افراسیاب اور منیر جادو نے سحر اُنکے اوپر کیا اور ازبسکہ یہ جگہ غیر ہی
منیر جادو نے نہر جلیمون کا پانی لیکر بران اور مجلس پر چھینٹا دیا تو یہ دونون بیہوش
ہوگئین انکو بھی پکڑ لیا اور مجلس و بران کو زیر تیغ بٹھایا اور افراسیاب نے کہا کہ
پہلے اِنھین کی گردن مارنا چاہیے جلاد قریب بران و مجلس کے تیغ لیکر آیا اور چاہا
کہ ہاتھ تیغ کا مارون بران کے پاؤن کے نیچے سے ایک تیلہ طلائی پیدا ہوا اُس تیلہ
نے آکر جلاد کے ہاتھ سے تلوار چھین کر جو ماری تو سر بدن سے اُسکا جدا ہو گیا اور پھر وہ تیلہ

غائب ہوگیا پھر دوسرا جلاد چلا اُسکو بھی اُسی طرح اُس پتلے نے مارا افراسیاب جادو
کچھ پڑھنے لگا اور تاج کو اُسنے اُچھال دیا اور تین بار کچھ پڑھکر دستک دی اور منیر جادو
سے کہا کہ مجکو کچھ طور بُرے معلوم ہوتے ہین غرض وہ تاج جو اُچھالا تھا مثل سرپوش کے
آکر بران و مجلس و عمرو پر ڈہک گیا اور افراسیاب پہاڑ پر جاکر بیٹھا اور وہان خون
خوک سے نہایا اور قیدیان طلسم کو اسنے پھر بھیجدیا کہ لیجا ؤ انکو قید کرو اور یہان حیرت
جادو آکر بارگاہ مین پہونچی اور اُسنے یہان یاقوت جادو اپنی وزیرزادی سے کہا
کہ مین نے سُنا ہی کہ کوکب بہت قریب آگیا ہی تو جاکر خبر لا کہ کس جگہ ہی یہ تو خبر کو چلی لیکن
مہتر قران کا حال سُنیے کہ یہ ہمیشہ پہاڑ مین رہتے ہین ایک دن درہ کوہ مین سو رہے
تھے کہ انھون نے خواب مین خواجہ عمرو کا قید ہونا دیکھا جب اِنکی آنکھ کھُلی تو یہ روئے
اور پھر دعا بلبلا کر مانگی اور اُٹھکر اپنی جگہ سے چلے طلسم باطن کی طرف روانہ ہوے اور ہوا
کی طرح سے جاتے تھے جاتے جاتے ایک پہاڑ سیاہ اِنکو ملا تو یہ اُس پہاڑ پر چڑہ گئے
چارطرف انھون نے دیکھا تو طلسم باطن کی طرف ایک ابر سیاہ رنگ نظر آیا اُسوقت
اِنکو رقت طاری ہوئی اور نیچے پہاڑ کے جھک کر جو دیکھا تو وہ اسقدر بلند ہی کہ نیچے کے
آدمی بالشت بالشت بھر کے معلوم ہوتے ہین قران نے رونا اور فریاد کرنا شروع کیا اور
پکارا کہ خداوند عالم تو میرے حال پر رحم کر میرے اُستاد کو قید سے نجات دے اور مجکو اِن
کافرون پر فتحیاب کر ایسا رویا کہ ہچکی بندھ گئی اور غش کر گیا اُس عالم رُویا مین بھی یہ ایسا رویا
کہ چونک پڑا اور پھر خواب مین دیکھا کہ گنبد نور کی پشت کی طرف سے ایک ہلال نمودار
ہوا اور بڑھکر وہ بدر کامل بنا اور بلند ہونا شروع ہوا یہانتک کہ گنبد نور سے بہت اُونچا ہوگیا
اور کرن اُسمین سے پیدا ہوئی یہ معلوم ہوا کہ جیسے چاند کے گرد موتی لگے ہین پھر وہ گنبد نور
مین آکر سمایا اور اندھیرا ہوگیا تھوڑی دیر کے بعد بیچ آسمان پر وہ چاند آکر نکلا اور چلا
جاتے جاتے وہ ابر جو سیاہ معلوم ہوتا تھا اُس جا پہونچا اور ایک چبوترہ اُس ابر کے نیچے
دیکھا کہ بنا ہی اُسپر گنبد بلور کا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ جیسے الماس کا ہی یہ جاکر اُس گنبد مین سمایا
٧ اور وہ گنبد مثل فانوس کے روشن ہوا بعد کچھ دیر کے دروازہ اُس گنبد کا کھُلا اور ایک

مرد نورانی صورت ریش تا بہ سینہ عمامہ سر پر باندھے جما گلے مین کفش پانؤن مین عصا ہاتھ مین وہ چلے آتے ہین اور ادِھر ہی کو آتے ہین قران کے خیال مین گذرا کہ یہ گنبد بہت دور ہی نہ مین پہونچ سکتا ہون اور نہ یہ پیر آ سکتے ہین اِس اثنا مین اِسکی پشت کی طرف آہٹ ہوئی تو اُسنے پھر کر دیکھا کسی کو نہ پایا پہلو کی جانب جو خیال کیا تو اُنھین مرد بزرگ کو استادہ دیکھا یہ جھک کے آداب بجا لایا اور کہا ای بزرگ آپ میری براے خدا اعانت کیجیے اُستاد میرے قید مین وہ کسی طرح رہائی پائین اُن مرد بزرگ نے ایک کاغذ یعنے مکتوب خوش اسلوب اسکو دیا اور کہا کہ اِسکے لکھے کے موجب کام کرنا یہ کہکر چمک ہوئی اب جو دیکھا تو وہ مرد پیر نہین ہین مگر مکتوب میرے ہاتھ مین ہی اُس مکتوب کو جو کھولا تو اُسمین بعد بسم اللہ لکھا تھا کہ یہ اسم قطب طلسم ہین اِس اسم کو چالیس دفعہ پڑھکر سامنے جانا گو خوف کی جگہ ہو مگر نہ ڈرنا قران نے وہ اسم درد زبان کیا اور سامنے کی طرف چلا چالیس مرتبہ اُس اسم کے پڑھنے کی تعداد تھی وہ تعداد جب ختم ہوئی تو دیکھا اِسنے کہ پہاڑ مین غار ہی اور رستہ نہین ہی اُسوقت اُسنے پھر مکتوب کو دیکھا تو اُسمین لکھا تھا کہ یہ اسم دس مرتبہ پڑھو اِسنے اُس اسم کو پڑھا تو ایک سڑک بنکر تیار ہوئی یہ اُس سڑک پر سے چلکر پہاڑ کے نیچے اُترا تو ایک جنگل خاردار اِسکو ملا جھاڑیان مثلِ دلِ بخیل کے تنگ تھین اور کانٹے برابر اُسکے گھُتے ہوئے تھے مگر قران اسم پڑھکر اُن جھاڑیون کو طے کر گیا کانٹے نہ چُبھے جب اُن جھاڑیون سے نکلا تو دیکھا کہ میدان مین ایک درخت ہی اور بیچ مین اُس درخت کے روشنی ہی اور پتے اُسکے مثال شیر کے ہین اور ہزارون سانپ اُس درخت سے لپٹے ہین اور جو سانپ کہ سُرخ ہین اُنکی آنکھین الماس کی ہین اور جو سفید ہین اُنکی آنکھین یاقوت کی ہین اور جو سیاہ ہین اُنکی آنکھین زمرد کی ہین اسی طرح ہزارون سانپ زمین مین پھر رہے ہین اور ہزارون سر بلند کیے کھڑے ہین اور قصد کرتے ہین کہ مارین قران کو مگر جب چلتے ہین تو اُسی جا رہجاتے ہین اُسوقت قران نے پکارکے کہا کہ ای مار افگن چینی تمھارے حق مین بہتر یہ ہی کہ تم اطاعت خواجہ عمرو طلسم کشائی کرو اور یہ سند دیکھو میرے پاس موجود ہی اور یہ حکم ہی ماہ فلک چینی کا جو کہ قطب طلسم ہی یہ کہکر قران نے وہ کاغذ دکھایا اُسوقت چمک ہوئی اور تاریکی ہوگئی اب جو آنکھ کھُلی تو دیکھا کہ وہ سانپ

بالکل غائب ہوگئے اور اُنکی جگہ پر انسان ہین مسلح اور مکمل اُن آدمیون سے قران نے کہا کہ تمھارا
سردار مار افگن چینی کہان ہی اور مجھے ماہ افلاک چینی نے بھیجا ہی پس یہ کہتا تھا کہ ایک
جوان رعنا عفص گردن بلند بالا قوی تن قوی ہن ورشت چنگال قران کے سامنے آیا اور کہا
مین حاضر ہون اُسوقت قران نے کہا کہ مین تمکو خوب جانتا ہون تم وہ نہین ہو اور دیکھو میرے
پاس یہ سند موجود ہی یہ کہکر وہ کاغذ دکھایا اُس کاغذ کا یہ نقشہ ہی کہ جو حکم اُسمین سے نکلتا ہی وہ غائب
ہوجاتا ہی اور آگے حرف اُسمین پیدا ہوتے ہین چنانچہ وہ کاغذ دیکھتے ہی چمک ہوئی اور درخت
کی جڑ سے ایک جوان نکلا بہت خوبصورت کہ آگے باز وپہ بندھے تھے انگوٹھیان لعل والماس کی
ہاتھ مین تھین اُسنے آکر قران کو سلام کیا اور کہا کہ فرمایئے کیا کہتے ہین آپ قران نے کہا
کہ اب تمھین لازم ہی کہ دین اسلام قبول کرو مار افگن چینی نے کہا کہ ہمنے سنا ہی کہ جب آئیگا
طلسم کشا یا کوئی سردار ورفیق اُسکا اُسسے ہمارے مسلمان کرنے کا اختیار ہی اُسوقت مہتر
قران نے دیکھا اُس کاغذ کو ایک اسم لکھا تھا اُسکو پڑھکر پھونکا کہ سب کی ہیئت کالی ہوگئی
اُسوقت مار افگن چینی مہتر قران کے قدمون پر گرا مہتر قران نے سر اُسکا سینہ سے لگایا
مار افگن چینی نے کہا کہ مجھے حکم ہوا کہ مین پھر اپنی صورت اصلی پہ آجاؤن مہتر قران نے کچھ پڑھکر
پھونکا کہ وہ سیاہی جاتی رہی اب سب آدمی تو اچھی طرح غلطکین مار کر سانپ بن گئے مگر مار افگن
وہنہین کھڑا رہا اُس سے قران نے کہا کہ تو مجھے لیچل پاس قطب اعظم کے اُسنے کہا چلیے
اور لیکر چلا کوئی دس بیس قدم اس درخت سے آگے چلے ہونگے کہ نام اُسکا اراک ہی تو دیکھا
کہ ایک دروازہ ہی سنگ سیاہ کا اُسے کھولا اور آگے بڑھے تو دیکھا کہ تہ خانہ ہی اور زینہ لگا ہی اُس
زینہ سے جو اُترے تو ایک چھت دکھائی دی اُس چھت سے جب نکلے تو ایک مکان نظر آیا اُس
مکان مین کئی دالان تھے اور تخت فولادی ایک دالان مین بچھا تھا اسپر ایک مرد مقدس
کو دیکھا کہ بیٹھا ہی سامنے اُسکے قلمدان رکھا ہی اور ایک کشتی کہ تمام سامان ہر طرح کے رکھے تھے
پس جیسے ہی یہ بڑھے اُس مرد نے کہا کہ ٹھہرو اسی جگہ اور لاؤ کاغذ پس قران نے وہ کاغذ
اُسکے ہاتھ مین دیا اُس کاغذ کو جو کھولکر دیکھا تو جو مقام کہ پڑھتے ہین وہ سفید ہوجاتا ہی اُسمین لکھا تھا
کہ اسطرح خواجہ عمرو قید ہوئے اور یون برمان اسیر ہوئی اور اب سرپوش اُسکا ڈھکا ہی

قران نے اُنسے پوچھا کہ اے قطب اعظم آپ کو غذا کہان ملتی ہے اُسنے کہا کہ مجکو پانچ روٹیان اور پانچ آبخورہ پانی ملتا ہے اور تیرا کیا مطلب ہے اے قران مین بھی ایک طرح سے قید ہون جس دن وہ قید جاتی رہیگی مین چھوٹ جاؤنگا قران نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ خواجہ عمرو کو چھڑاؤن اُس مرد بزرگ نے کہا اچھا اور یہ کہکر مار افگن چینی سے کہا کہ تو دین اسلام قبول کر تیرا بہت بڑا رتبہ ہوگا اور لاجیب مجھے دیتا ہو وہ دے اُسوقت قران نے دیکھا کہ وہ درخت ارک جو لگا ہوا تھا اُسکی جڑ اُس مرد بزرگ کے سر پہ آگئی اور اُس مرد بزرگ نے اس جڑ کو ہاتھ بڑھا کر کھینچا اور کچھ تھوڑی دور پر سے کاٹ کے مہتر قران کو عصا بنا کر دیا اور کہا کہ یہ تمھارے کام آئیگا اِس سے ہر ایک بلا کو دفع کرنا اور مار افگن چینی سے کہا کہ انکو محیط آہن کلاہ کے پاس لیجاؤ اور اُس سے کہنا کہ انکو قطب کوچک کے پاس پہونچادے پس یہ سلام کرکے وہ عصا لیکر نکلے اور کوئی دس قدم آگے چلے ہین دیکھا کہ ایک حوض ہے ہشت پہل اور پانی اُسمین سیاہ رنگ کا بھرا ہے اُس حوض کے کنارے مار افگن چینی آکے پکارا کہ اے محیط آہن کلاہ حکم ہے قطب اعظم کا کہ ان مہتر کو قطب کوچک کے پاس پہونچادو یہ کہنا تھا کہ اُس پانی کو ایک جوش ہوا اور اُبلنے لگا اور سامنے کی طرف وہ پانی چلا تو ایک جھیل سی بنتی جاتی ہے یہانتک کہ نظرون سے غائب ہوگیا پھر کچھ دیر کے بعد دیکھا کہ ایک کشتی ہے سیاہ رنگ کی اور اسقدر چھوٹی ہے کہ ایک آدمی کھڑا رہے وہ اُس حوض مین آئی اور قطب اعظم نے جو وہ کاغذ مانگ لیا ہے کہ جو خواب مین ملا تھا ایک کاغذ اپنے پاس سے دیا کہ یہ تمھارے کام آئیگا جب سامنا ہوگا قطب کوچک کا وہ کاغذ انکے پاس ہے اب مار افگن چینی نے اُنسے کہا کہ جایئے آپکو خداوند عالم کے سپرد کیا قران جاکر اُس کشتی مین کھڑے ہوے عصا سے اک ایک ہاتھ مین ہے مگر کشتی سے عصا اُونچا ہے اُسکو ٹیکتے نہین اسواسطے وہ تو اسلیے ہے کہ جو بلا آئے تو اُس سے کام لین اب وہ کشتی مثال ہوا کے چلی اور آوازین آنے لگین کہ یہ کون جاتا ہے غرض جاتے جاتے ایک پہاڑ نظر آیا سیاہ مثل قیر اور ایک درہ ایسا ہے کہ یہ کشتی اُسمین گئی وہان ہاتھ کو ہاتھ نہین سوجھائی دیتا ہے ایسا اندھیرا ہے مہتر قران نے وہ کاغذ جو کہ اُسکو ملا تھا دیکھا اُسمین سے ایک آواز تڑاقے کی ہوئی اور روشنی ہوئی اب بخوبی معلوم ہونے لگا کہ دو طرف دیوارین

ہین اور ایک چھت ہی غرض ایسا کہ کوئی کوس بھر کا مل وہی حال رہا اب جو اُس سے کشتی نکلی
تو دیکھا کہ ایک تالاب ہی سنگ یشب کا نہایت نادر اور گرد اُسکے مکان سنے ہین کہین بارہ دری
ہی کہین بنگلہ کہین چہلستون اور سامنے ایک برج ہی کہ وہ ایک ڈال یاقوت کا ہی اور دروازہ
بند ہی مگر جب کشتی قریب پہونچی تو اُسکا دروازہ کھلا اور دیکھا کہ ایک تخت بچھا ہی جواہر نگار
اُسپر ایک مرد بزرگ جیسے کہ خواب مین دیکھا تھا وہی صورت اس بزرگ کی ہی پس مہتر قران
نے سلام کیا اور اُتر کے کشتی سے اندر گنبد کے گئے تو اُس بزرگ نے کہا کہ تمھارے پاس
عصاے درخت اراک ہی مہتر قران نے عرض کیا کہ حاضر ہی اُس بزرگ نے پکار کے کہا کہ
ای شعبان حاضر ہو ایک پریزاد آ کر حاضر ہوئی اور آداب بجائی اور عرض کیا کہ ہماری ملکہ نے
کہا ہی کہ مین بادشاہ کے کام مین ہون اور مجھے فرصت نہین ہی اور مین حاضر نہین ہو سکتی
ہون پھر قطب نے کہا کہ جاؤ اور لیکر حاضر ہو پس وہ گئی اور پھر حاضر ہوئی غرض اسیطرح
ہر دفعہ آتی تھی یہ مرد بزرگ کہتا تھا کہ نہین کہو وہی حاضر ہو پس جب وہ نہین آئی تو قطب
نے جھنجھلا کر کہا کہ تو جل جا پس وہ جلتی ہوئی بھاگی اور ایک مقام پر جاکے گری اور مرگئی
اب جو دیکھا تو ایک تخت جواہر نگار پر ایک عورت بہت خوبصورت چالیس برس کا سِن
تاج جواہر نگار سر پر رکھے زیور جواہر کار کے دریا مین غرق تخت پر بیٹھی ہوئی آکر پہونچی اور
بہت جھک کے آداب بجالائی اور کہا کہ مجکو کسی طرح فرصت نہ تھی کہ بادشاہ نے چارون
طرف بند و بست کیا ہی اور اب مزرعۂ گندم کے پہاڑ پر بیٹھے ہوے ہوم کر رہے ہین اور
ابلق کوہ شگاف سرمایہ برف انداز منیر جادو عنقاے جادو یہ سب وہان حاضر
ہین اور ہوشیاری ہو رہی ہی آپ کا جو عتاب ہوا تو یہ کنیز حاضر ہوئی قطب کوچک نے
کہا کہ اب وہ زمانہ آیا ہی کہ تو دین اسلام قبول کر اور مہرۂ جفا لا کر دے اب اِسکو ایک تردد
ہوا اُسوقت قطب کوچک نے کہا کہ کیون تو بھول گئی ہمارا آداب اِسنے ہاتھ باندھ کر عرض
کی کہ کنیز کو کسیطرح عذر نہین ہی جو آپ کی خوشی ہی یہ کہکر اُسنے ایک قلابازی کھائی اور آواز
تڑاقے کی آئی اور غائب ہوئی بعد پہر بھر کے دیکھا کہ ایک ناگن ہی سیاہ اور منھ مین اُسکے
ایک دانہ جیسے خردل سیاہ کا ہوتا ہی وہ اُسنے ڈال دیا قطب کوچک نے قران سے کہا

کہ تو اُٹھالے اسے اور اپنے پاس رکھ اُسی ناگن نے غلطکین مارین اور اپنی اصلی صورت پر
آئی اور کہا کہ مین مطیع اسلام ہوئی اور رخصت ہوتی ہون یہ کہکر تخت پر بیٹھکر چلی گئی اب قطب
کوچک نے ایک تصویر نکالکر اپنے پاس سے دی اور قران سے کہا کہ اس عصا کو گنبد پر
مار قران نے بحکم قطب کوچک وہ عصا گنبد پر مارا وہان دھنوان پیدا ہوا اور اُس
دھنوین سے ایک مچھلی پیدا ہوئی کہ لوٹتی چلی آتی ہی قطب نے کہا کہ اس مچھلی پر سوار ہو
قران اُس مچھلی پر سوار ہوئے اور وہ ہوا کی طرح چلی گھڑی بھر کے بعد دیکھا کہ ایک میدان
چھوٹا سا ہی اُسمین چارون طرف مکان جواہر نگار بنے ہین اور ایک مکان مین ایک دالان
ہی کہ اُسمین ایک تخت بچھا ہی اور اُسپر ایک جوان خوبصورت بیٹھا ہی مگر منہ اُسکا مچھلی کا ہی تاج
جواہر نگار سر پر موتیون کے مالے گلے مین پڑے ہین اور دونون طرف سردار اُسی طرح کے کہ مُنھ
اُنکے مچھلیون کے ہین پس اُسکی نظر پڑی قران پر وہ غصہ مین آکر اُٹھا اور کہا کہ تو یہان
کہان آیا قران نے کہا کہ مین جو آیا ہون تمھارے کام کے واسطے آیا ہون یہ تصویر دیکھیے
کسکی ہی یہ کہکر وہ تصویر دکھائی وہ قران سے لپٹ گیا اور کہا کہ تم کیا جانو یہ کسکی تصویر ہی
اختر بن منسل سہیل کی اور ای حوت تاجدار یہ طاقت خواجہ عمرو مین ہی کہ وہ چاہین
تو تمھارے پہلو مین بٹھین پس اسنے کہا کہ اچھا وہ کیونکر آئین مہتر قران نے کہا کہ بران
شمشیر زن اور مجلس جادو قید ہین مزرعہ گندم پر مجھے تم وہان پہونچا دو یہ حوت تاجدار
بیٹھا ہی ماہی زمرد رنگ کا اور وہ بیمار ہی اُسکے سر مین درد ہی کہ جو کوئی بات کرتا ہی تو
ناگوار معلوم ہوتا ہی اور وہ یہان سے کچھ دور پر کمرہ ہی کہ وہان ہی حوت تاجدار نے کہا
کہ ای قران چلو مین لیچلون تمکو قران نے کہا چلو حوت اِنکو لیکر چلا مگر حال کوکب بیان
کیا جاتا ہی کہ انھون نے جو دشت گلزار مین خیمہ کیا تھا دو روز تو انھون نے مقام کیا تیسرے
دن حکم دیا کہ فوج چلے فوج تیار ہو کر روانہ ہوئی آگے آگے اور پیچھے تخت پر بادشاہ کوکب
سوار ہو کر چلا ایسا کہ کوئی تین فرسخ چلے ہونگے کہ دہنی طرف سے غبار سُرخ رنگ اُٹھا اور
لشکر کوکب کے پاس آکر بیٹھا اور اُسمین سے ایک لال نکل کر ذفیلا اُسکا نہ فیلنا تھا کہ چمک
ہوئی اور سب کی آنکھین بند ہوگئین اب جو آنکھ کھُلی تو دیکھا کہ ایک دیوار سُرخ کھڑی ہوئی ہی

چار طرف لشکر کے اور سب فوج اُسکے بیچ مین ہی اُسوقت کوکب نے کچھ پڑھ کر پھونکا ایک بیضہ طلائی
پیدا ہوا اور وہ بیضہ شق ہو کر اُس دیوار کے برابر پھٹا اور اُسمین سے ایک لال نکلکر زفیلا
ساتھ ہی اُس آواز کے وہ دیوار دُھنوان ہو کر غائب ہوئی اب جو دیکھا تو نعش ایک ساحر کی
پڑی ہی یہ فوج آگے چلی تو زمین سفید رنگ ملی بعد اُس زمین کے اور جو زمین ہی اُسمین سات
رنگ ہین برابر پس جیسے ہی لشکر وہان پہونچا زمین سے غبار اُڑا اور تاریکی ہوگئی پھر جو روشنی
ہوئی تو دیکھا کہ زمین ہفت رنگ پر ایک دیوار ہفت رنگ کھنچی ہی اور زمین سفید رنگ خالی
ہی او مثل غبار کے ہی اور اُدھر ایک عورت تخت فولادی پر بیٹھی ہی اور تمام سامان سحر سازی
آگے رکھا ہی جب یہ سب جا کے وہان پہونچے تو اُس عورت نے پکار کے دیوار ہفت رنگ
کے پاس کہا کہ اے بہار خوشرنگ یہ مرد صحرائی آ پہونچا ہی پس وہ دیوار تڑخی اور ایک دراڑ
پڑی اور آواز آئی کہ اے بہن تمکو لازم ہی کہ کام پر بادشاہ کے مستعد رہو اور جہان تک ہو سکے
لڑائی مین جان لڑاؤ بعد اِس آواز آنے کے وہ دیوار برابر ہوگئی اور یہ فوج قریب اُس
عورت کے پہونچی تو اُسنے نشتر اُٹھا کے اپنے گلے کے پاس مارا اور جگر سے ناف تک چیر ڈالا
اور خون اپنا دونون ہاتھون مین لیکر مارنا شروع کیا پس جسپر اُس خون کی بوند پڑ گئی وہ
مردہ ہزار سال تھا اُسوقت کوکب نے پشت کی طرف دیکھکر آواز دی کہ جلد حاضر ہو دیکھا
تو تخت پر ایک پری سوار آکر حاضر ہوئی کوکب نے اُس سے کہا کہ جا مار اِس قحبہ کو وہ پری
اُسکی طرف چلی اور اُسنے وہی خون اُچھالنا شروع کیا اُس خون کی کچھ بوندین اُس پری کے
بھی بائین ہاتھ پر پڑین کہ ہاتھ مین اُسکے آبلے پڑ گئے اور اُسنے بھی ایک تلوار آبدار اُسکے
ماری کہ سر پر پڑ کے ٹانگون کی راہ سے نکل گئی غل و شور تاریکی ہوئی آواز آئی کہ مارا اُس شخص کو کہ جو
بہن تھی خوشرنگ جادو کی اُسکے مرنے سے وہ دیوار ہفت رنگ جاتی رہی اور دیکھا کہ
ایک ساحر ہی وہ تخت پر بیٹھا ہی گرد اُسکے چھ سو کرسی داہنے اور چھ سو بائین بچھی ہین اُنپر
جوانان تہمتن مسلح و مکمل بیٹھے ہین جب فوج وہان پہونچی تو یہ خود اُٹھا اور جھولی سے نکالکے
دانے ماش کے مارنا شروع کیے وہ دانے جسپر پڑے شعلے بدن سے نکلے اور جلکر خاک ہوا
اب ایک غل و ہنگامہ برپا ہی اُسوقت کوکب نے تخت پر جو سامنے اسباب سحر رکھا تھا

اُسمین سے ایک قلم اور ایک تختی فولادی اُٹھا کر تختی پر کچھ لکھا اور قلم کو آسمان کی طرف پھینکا تو
چمک پیدا ہوئی اور ایک جوان قوی ہیکل خرس پر سوار نیزہ ہاتھ مین لیے ہوے پیدا ہوا اور
وہ خوشرنگ جادو کی طرف چلا خوشرنگ جادو چلا آتا ہی اور جسپر وہ دانے پڑتے ہین
وہ جلکر خاک ہو جاتا ہی کہ یہ خرس سوار پہونچا اور اُسنے نیزہ سینہ پر مارا کہ توڑ کے پشت سے
پار ہوا اور ایک شعلہ نکلا خوشرنگ جادو کے سر سے کہ اُس شعلے کے بارہ سو حصے ہوے
اور بارہ سو آدمی وہ جو کہ کرسیون پر بیٹھے ہوے تھے اُنپر پڑے کہ وہ سب جلکر خاک ہوے
اب آگے اور بڑھے تو دیکھا مزرعۂ گندم سامنے سے نظر آتا ہی بس منیر جادو کچھ اسم ہشیار کر چکا تھا
اِسنے جو دیکھا کہ فوج آتی ہی تو ایک بال توڑ کر اپنے سر سے کچھ پڑھکر اُسپر پھونکا اُسوقت بوے
خوش دماغ مین کچھ لوگون کے آئی اور بیہوش ہوے اور کوکب نے اپنا تخت بڑھایا
اور اسے بھی کچھ نشہ سا ہوا اور منیر جادو نے ایک خوشہ گندم کا توڑ کر اور کچھ اسم پڑھکر پھینکا
زمین پر کہ اندھیرا ہو گیا پھر جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ کچھ نازنین دُر در گوش مرصع پوش سراپا
دریاے جواہر مین غرق تاج جواہر نگار سر پر رکھے قد و قامت قیامت از سرتاپا وہ شب
شوخ و چنچل دست و پا مین ہر ایک کے حنائی ہوئی ہاتھون مین ایک ایک کشتی طلائی لیے
کہ اُسمین جواہر اور شیشیان عطر کی رکھی ہوئی تھین دیکھنا تھا اُن نازنینون کا کہ سب لشکر
کے آدمی فریفتہ ہوے اور جسنے وہ گندم کھاے پیاس کی شدت ہوئی نہر حلیمون کا پانی
جا کر پیا تو سب دُہائی حضرت خضر علیہ السلام کی دینے لگے اور ایک نازنین قریب کوکب
آئی اور کوکب سے کہنے لگی کہ تجکو مزرعۂ گندم نے تاثیر کی کوکب نے ہاتھ بدقت اُٹھا کر
تاج کو سر سے اونچا کیا کہ اُسمین سے شعلے آگ کے نکلے اور وہ آکے اُن نازنینون پر پڑے کہ وہ
جلنے لگین اور چمک ہوئی اور ایک فانوس شیشہ کی کوکب پر آئی کہ یہ اُسمین سما گیا اور تمام
فوج بیہوش ہو گئی اور کوکب فانوس کے اندر بیہوش ہی اب یہ منیر جادو فرط عشرت سے
اُچھلنے لگا اور بادشاہ جادوان سے عرض کرنے لگا کہ چلیے کوکب کو قتل فرمائیے بلکہ ایک
کو بھی زندہ نہ چھوڑیے افراسیاب کا کچھ اسم باقی تھا اگر وہ اسم بھر پور ہو جاسے تو بہت مشکل
ہو یہ خوشی مین آکر اُٹھا اور چلا تو بائین طرف چلا اور منیر جادو دہنی طرف اور کرسی نشین جادو

سامنے کو چلا یہ سب غرض دشمن کو کب چپ و راست و رو بر و سے تشنہ خون و گرسنہ جان کو کب ہین مگر قران جو چلے ہین تو حوت تاجدار انکے ساتھ ہی کچھ دور چلے تھے کہ انکو ایک حوض ملا کہ پانی اُسکا سیاہ تھا اور قران نے جو دیکھا تو پانی اُسکا جیسے برف کے ڈھیلے ہوتے ہین ایسا ہی حوت تاجدار نے وہان پکار کے کہا کہ ای موش صحرائی تیرا سردار کہان ہی اُسے جلد حاضر کر اب جو دیکھا تو ایک چوہا برابر فیل کے حوض مین کودا اور اُس حوض سے پانی کو تلاطم ہوا اور ایک چوہا دیو کی صورت کا نکلا اور عرض کی کہ اے صاحبزادے یہ کیا ہی حوت تاجدار نے کہا کہ حکم ہی اماجان کا کہ اس شخص کو پہونچا دو وہان جہان عمرو اور بران قید ہین اِس چوہے نے کچھ تامل کیا تھا اِسوقت حوت نے کہا کیون قضا آئی ہی جو مین کہتا ہون وہ کر اُسوقت اِس چوہے نے دو ڈھیلے برف کے نکال کے اُس حوض پر مارے دو سر ملکین بلور کی نکلین اسنے کہا لیجیے جائیے یہ راستہ ہی قران اور حوت تاجدار چلے کچھ دور پہونچے تھے دیکھا یہان ایک دیوار ہی فولادی حوت تاجدار نے کہا کہ ای مہتر قران دیکھیے کاغذ کو قران نے اسم کو پڑھا اور مارا عصا تڑاقا ہوا اور اُس دیوار مین ایک در پیدا ہوا حوت تاجدار نے کہا کہ اب مین رخصت ہوتا ہون آپ جائیے قران چلے تو دیکھا سر ایک چھت ہی اُسے بھی اسم پڑھکر توڑا اور سر اپنا نکالا تو دیکھا کہ خواجہ عمرو بیہوش پڑے ہین اور برابر بران بیہوش پڑی ہی اور سرپوش ڈھنکا ہی قران نے عصاے درخت اراک کو اِس سرپوش پہ مارا کہ وہ دفع ہوا اور عمرو و بران کو ہوش آیا اور عمرو نے کہا کہ ای قران کار سے کر دی قران نے کہا کہ آپ کا اقبال ہی اور عصا اور کا خذا در مہرہ نظر کیا اور اختر مرواریدبران نے اپنی کاکل سے نکالا اور مہرہ کو دم دیا اور قران بھی نعرہ پکڑ کر چلا ایک طرف سے عمرو چلا نعرۂ اللہ اکبر قران نے کیا اور بران نے اختر کو اُچھالا افراسیاب تو پہاڑ پر تھا اِسوجہ سے دور تھا اب جو صدا اِسنے سنی تو گھبرایا اور یہان تلوار چلنے لگی اور یہ قریب پہونچا قران اور منیر جادو کے مارا وہی عصا کہ سر پر جو پڑا سر اُسکا پھٹ گیا اور وہ تڑپ کر ہلاک ہوا آواز آئی کہ مارا اُس شخص کو جسکا نام تھا منیر جادو اور کرسی نشین جادو کے خواجہ نے گوپھن مین پتھر رکھکر مارا کہ وہ بھی ہلاک ہوا اُسوقت نہر حلیمون کو جنبش ہوئی اور ایک ساحر نکلا مگر

عمرو نے پتھر سے اُسکو بھی ہلاک کیا اب ابریق اور سرمایہ وغیرہ تو بھاگے اور بران آکر سر پہ کوکب کے پکاری کہ حضور ہوش مین آیئے وہ تو فانوس مین بند تھا قران نے عصاے درخت اراک کو مارا کہ وہ فانوس دفع ہوئی اور کوکب ہوشیار ہوا افراسیاب نے کچھ سحر کرکے دانے ماش کے مارے اور اپنے کنٹھے سے ایک دانہ توڑ کر مارا کوکب نے اُسوقت قلم اُٹھا کر مارا کہ وہ دانہ اور ماش وغیرہ سب دھنوان ہوکر اُڑ گئے افراسیاب نے اُسوقت اپنے ہاتھون کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ مجھپر چند ساعتین بھاری ہین یہ دیکھکر اُسکو بڑا رنج ہوا اور ایک تخت زمرد کا اُسنے بنایا دو پتلے پیدا کرکے اُسپر بٹھائے اور ہزار ہا پنجہ پیدا ہوے کہ وہ سب فوج اور سردارون کو لیگئے اُسوقت کوکب نے جلدی یاد کیا آئینہ جمشیدی کو وہ آیا تو اُسکے پنجہ نے لکھا کہ خبردار اب یہان نہ ٹھہر جا اپنے ملک کی طرف اُسوقت کوکب نے ایک قہقہہ مارا کہ منھ سے اُسکے بجلی نکلی اور اب جو دیکھا تو ایک بساط ہی بہت بڑی اُسپر تمام لشکر کے سردار سوار ہین غرض کوکب اور وہ سرداران لشکر طرف طلسم نورافشان کے چلے خواجہ عمرو و بران شمشیر زن و مجلس جادو یہ بھی سب قلعۂ ہفت رنگ مین آئین اور عمرو نے کہا کہ ای بران اب کوئی تدبیر ایسی کرو کہ اسد کو چلکر گنبد نور سے چھڑالین بران نے کہا جب تمہارا جی چاہے تب چلو مین حاضر ہون اُسوقت فولاد بدن نام ایک ساحر ہی اُسنے بھی کہا کہ بہتر تو ہی اگر تم چلوگے تو مین بھی چلونگا عمرو فولاد آہن بدن کو اور قلعۂ شیشے سے باغبان قدرت و گلچین کو اپنے ساتھ لیکر تخت پر سوار ہوکے دریاے ہفت رنگ کے پار اُتر کر اپنے لشکر مین آئے اور سب سے یہی مشورہ کیا کہ اب اسد کو تو گنبد نور سے چھڑانا چاہیے اُسوقت بہار نے کہا کہ خواجہ مین ہوا ایسی چلاؤنگی کہ روشنی گنبد نور کی گل کردونگی اسی طرح سے مخمور و زلزلہ ولرزان وغیرہ سب نے ایک ایک کام کرنے کے لیے کہا کہ وقت پر اُنکا بیان ہوگا افراسیاب یہان جو آکر باغ سیب مین پہونچا تو بسبب رنج کے اپنے حواس مین نہ تھا کچھ دیر مین جب حواس اُسکے درست ہوے تو اُسنے سب فوج اور سردارون کو بہت کچھ بُرا بھلا کہا اور اپنے ہاتھون کو دیکھا معلوم ہوا کہ جو ساعتین کہ نحس تھین اب وہ نکل گیئن یہ دیکھکر اُسنے پر پرواز پیدا کیے

اور مزرعۂ گندم اور نہر جلیبون پر پھر آیا تو دیکھا نہ وہ رونق ہی نہ وہ زیبائش ہی اور وہ جو گنبد
تھا جسمین شبیہ خداوند لقا بیل تھی وہ بھی غائب ہی اُسکو بہت بڑا رنج اور صدمہ ہوا اور
چار طرف مشرق و مغرب جنوب و شمال کوکب روشنضمیر کو ڈھونڈھتا ہوا چلا دس دس
کوس راہ اُسنے طی کی مگر کہین پتا کوکب روشنضمیر کا نہ ملا ناچار ہوکر یہ پھر آیا اور باغ سیب
مین اپنے تخت پر بیٹھا جو سردار کہ وہان حاضر تھے اُنسے کہا کہ اس جنگلی یعنے کوکب روشنضمیر
نے بہت سر اُٹھایا ہی ما بدولت اِسکے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ذرے ذرے اُڑا دینگے یہ تو یہان
تک جھک رہا ہی مگر طلسم کوکب مین ایک ساحر ہی کہ نام اُسکا ہومان روئین تن ہی جسوقت
کہ خواجہ نے بران شمشیر زن سے بابت رہائی اسد مشورہ کیا تھا یہ اُس مقام پر موجود
تھا اُسکے دل مین بدی آئی اور اُسنے اپنے مکان پر جاکر جو لوگ کہ اِسکے رشتہ دار ہین اُنسے
کہا اُسنے کہ تمنے سُنا اب بران کا یہ ارادہ ہی کہ گنبد نور پر جاکے لڑے چنانچہ تم مین سے کوئی ایسا
ہی کہ جو عرضی میری مخفی طور پر افراسیاب کے پاس لیجاے ایک بھائی نے اُسکے کہا کہ لائیے
مین پہونچا دون پس اِسنے عرضی افراسیاب کو لکھی اور اُسمین لکھا کہ ای شہنشاہ آگاہ ہوجائیے
کہ یہان کوکب اور بران کا ارادہ اسد کے چھڑا لینے کا ہی اور وہ امروز فردا ہی مین آیا
چاہتے ہین باقی خیریت ہی یہ عرضی اپنے بھائی کو اُسنے دی کہ وہ لیکر چلا اور اپنی دانست مین
بہت احتیاط کرتا ہوا افراسیاب کے پاس آیا تسلیم کی اور وہ عرضی اُسکو دی افراسیاب
نے پڑھکر اُسکو خلعت دیا اور کچھ تحفہ ہومان روئین تن کے لیے بھی اِسکے ہاتھ بھیجا اور
مہر حیرت سے کہا کہ تم شہر ناپرسان مین دار کھڑی کرآؤ تاکہ مین طلسم کشا کو قتل کر ڈالون حیرت
نے کہا بہت مناسب یہ کہکر اُٹھی اور جانب شہر ناپرسان روانہ ہوئی اور اُسنے یاقوت جادو
کو جو خبر کے لیے بھیجا تھا تو یاقوت جادو نے بھی آکر اُس سے خبر عرض کی کہ کوکب اپنے
ملک مین ہی القصہ حیرت تو شہر ناپرسان مین آئی اور قتل اسد کی تدبیر مین مشغول ہوئی لیکن
حال غضنفر بن اسد کا سُنیے کہ اُنکو ملکہ سرخ موے کا کاکلستا لیکر روانہ ہوئی تو اپنے
شہر یاقوت رنگ مین آئی یہان اشکال جادوگر جسکے ساتھ منگنی ملکہ سلطان عنبرین مو
کی ہوئی تھی وہ موجود ہی اور ملکہ سلطان عنبرین مو اب باغ مین بیہوش پڑی ہی غرض :-

جب شاہزادہ غضنفر بن اسد ہمراہ سرخ مو کے ملک یاقوت رنگ مین پہونچے تو اشکال
جادو اپنی فوج لیکر قلعہ کے باہر نکلا ساحر اژدہاے خونخوار پر سوار جھولی سحر کی اُسکے گلے مین
زرتار پڑی ناریل نارنج ترنج اُچھالتے میدان مین آکر صف کشیدہ ہوے اور سرخ مو کے آنے
سے ازبسکہ قلعہ یاقوت رنگ اِسی کا ہی تو جو فوج کہ یہان ہی وہ بسبب اِسکے ہونے کے اشکال
جادو کی مطیع ہوگئی تھی اب جو یہ آئی تو وہ سب فوج اِسکے پاس چلی آئی اور غضنفر بن اسد
کے پاس انگشتری مہر و ماہ و تیغہ سحر کش و اسپ بادخور ہی بس اُس فوج کو لیکر یہ بھی میدان مین
صف بستہ ہوے دونون طرف دہل اور دمامے اور نقارے بجنے لگے اور بجلیان چمکنے لگین
ایک طرف سوار پرا جمائے ہوے تھے کہ جو سحر نہین جانتے تھے ایک طرف پیادے جنگ پر
آمادہ کھڑے تھے جب صفین آراستہ ہو چکین تو نقیبون نے نقابت کی اور کڑکیتون نے کڑکا
کہا جب کڑکا کہکر وہ ہٹ گئے اُسوقت اشکال جادو جو میدان مین آیا اِس طرف سے
غضنفر اسپ بادخور کو اُڑا کر سامنے اُسکے گیا اُنپر بسبب انگشتری مہر و ماہ کے کوئی سحر تاثیر
نہین کرتا ہی اشکال جادو نے کئی نارنج اُنپر لگائے مگر وہ قریب سینہ آکر شق ہوئے اور
اُسمین سے کاردین نوکین ہلدی کی گرہین وغیرہ اِدھر اُدھر گر پڑین جیسے کوئی موتی نثار کرتا ہی
یہ عالم ہوا اُسوقت اشکال جادو گھبرایا مگر یہ سپاہی بھی ہی اب اِسنے نیزہ اُٹھا کر مارا شاہزادہ غضنفر
نے نیزے کو نیزہ کی سنان پر گانٹھا نیزہ بازی ہونے لگی چند ہی طعن رد و بدل ہوئی تھین کہ
نیزہ ہاتھ سے اشکال کے ہوائی ہوا اُسوقت اِسنے تیغہ آبدار کھینچکر شاہزادہ غضنفر بن اسد
پر لگایا شاہزادہ نے تیغہ کو بقوت بازو رد کیا اور آپ تیغہ سحر کش کھینچکر خبردار خبردار کہکر نعرہ
لدا اکبر جگر سے گھسیٹ کر جو ہاتھ مارا اُس روسیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا سپر کیا تھی
کلنگ کا ٹیکا تھا کہ جو سر پر چڑھا تلوار سپر کو کاٹ کے کاسۂ سر مین در آئی کلے جبڑے کو تراش کر
صراحی گردن سے نکلکر صندوق سینہ کو ویران کرتی ہوئی شکم کے اوجھ جھوج کو کاٹ کر زیر تنگ
مرکب بہ تنگ ہو کر زمین پر تلوار نے آکر بوسہ دیا مع راکب اور مرکب چار ٹکڑے ہوے آندھی
تیرہ و تاریک اُٹھی اور صداہاے مہیب پیدا ہوئین کہ افسوس مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود
نہ رسیدیم کشتی مرا کہ نام من اشکال جادو بود مرنا تھا اِسکا کہ تمام فوج اِسکی لینا لینا کہکر

غضنفر پر چلی اسطرف سے سرخ موبھی اپنے لشکر کو لیکر اُس فوج پر حملہ آور ہوئی دونون لشکر ملگئے اور تلوار چلنے لگی ساحرون مین تارنج ترنج ناریل کی مار ہوئی مارلو مارلو کی پکار ہوئی دھڑ پر دھڑ مردہ پر مردہ گرنے لگا نرخ جان ارزان تھا پیر نود سالہ و کودک دہ سالہ کا بھاؤ ایک ہی لگا تھا تلوار مثل شمع کے روشن تھی پروانہ ہاے جان نثار ہورہے تھے رن کے کھیت ہرے بھرے تھے تار نفس کے جھولے پڑے تھے نقیب کوئل کی طرح کوکتے تھے دریاے خون جاری تھا سر و تن مین جدائی باپ اور بیٹے سے لڑائی اشعار

خروش آمدہ نالۂ کرنا ے
نہ خورشید پیدا نہ تابندہ ماہ
بہ گرد اندر دن ہمچو ابر پر آب
پُر از آتش گرفتہ شد جانِ تیغ
زمین شد بکردار دریاے قیر

بجنبید چون کوہ لشکر ز جاے
درخشیدن تیغ الماس گون
کز شنگرف بارد برو آفتاب
چکاچاک گرز آمد و تیغ و تیر
ہمہ موج خون از خنجر و گرز و تیر

از آواز اسپان و گرد سپاہ
سنان ہاے آہار دادہ بخون
پر از نالۂ کوس شد مغز میغ
ز خون یلان دشت گشت آبگیر

اسقدر شمشیرزنی ہوئی کہ وہ فوج بے سردار کے تاب جنگ نہ لائی آخر بھاگ کھڑی ہوئی اور غضنفر دلاور منصور و مظفر ہو کر قلعہ یاقوت رنگ مین داخل ہوئے مرنے سے اشکال کے ملکہ سلطان عنبر مین موبھی ہوشیار ہوئی اور شاہزادہ غضنفر اُسکے پاس گئے جلسۂ عشرت جمع باعیش و آرام بیٹھے یہ تو یہان باعیش و آرام متمکن ہین لیکن اب حال بران کا سُنیے کہ یہ اپنے قلعہ ہفت رنگ مین بیٹھی ہوئی تھی بیٹھے بیٹھے اسنے ایک پنجہ بھیجا کہ جاکر عمرو کو اُٹھالاے اُسنے خواجہ کو خلعت دیا اور پھر جلسہ ناچ و رنگ کا ہونے لگا اُسوقت ایک ابر زرد رنگ نمایان ہوا ملکہ بران نے پہچانا کہ یہ آمد میرے باپ کی ہی یعنے کوکب روشنضمیر آتا ہی کہ اس عرصہ مین ملکہ نے دیکھا کہ سحاب جادو مصاحب کوکب روشنضمیر کا آگے بڑھا ہوا آیا اور کہا کہ عمرو کہان ہی کہ اسمین عمرو بھی برابر پہونچا سحاب جادو نے کہا کہ اے شاہ عیاران عیار کوکب نے فرمایا ہی کہ آپ پہلے ایک کام کرین بعد ازان مین افراسیاب اور حیرت جادو سے سمجھ لونگا عمرو نے پوچھا کہ وہ کیا کام ہی سحاب جادو نے کہا کہ کوکب نے کہا ہی کہ اسد بن کرب گنبد جہان نما پر قید ہی اُسے آپ اول چھڑا لیجیے عمرو نے کہا بجا ہی یہ کام تو بہت مشکل ہی سمجھا جائیگا لیکن صرصر شمشیرزن عیار بچی کو حیرت ۲۰

نے بلا کر کہا کہ ای صرصر دیکھ تو عیاران لشکر اسلام کیا کام کر رہے ہین تجھ سے کچھ نہین ہو سکتا صرصر نے کہا کہ کونسا آپ کا حکم ہی کہ مین بجا نہین لائی کونسا کام ایسا مشکل ہی کہ لونڈی نہین کر سکتی حیرت نے کہا کہ جاکر بران کو پکڑ لا صرصر نے کہا کہ ابھی لائی بس یہکہکر طرفۃ العین مین بران کی بارگاہ مین پہونچی اور ایک ساحرہ لونڈی کوئی بران کی ہی کہ نام اُسکا خمار چشم ہی اُسے ایک جگہ پکڑ کر بیہوش کیا اور باندھ کر اُسکو ایک غار مین ڈال دیا بعد ازان آپ اُسکی شکل بنکر بارگاہ مین بران کی حاضر رہی دو پہر رات گئے جب بران نے آرام کیا تب اُسنے بران کو بیہوش کیا سراپچے قنات کے چاک کرکے پشتارہ بران کا باندھ سیدھی روانہ ہوئی اور حیرت کی بارگاہ مین پہونچی جب بارگاہ کے دروازے پر پہونچی اُسی وقت ایک پنجہ پیدا ہوا کہ صرصر کو مع پشتارے بران کے پکڑ کر آسمان پر لیگیا وہ پنجہ افراسیاب کا ہی غرض افراسیاب نے صرصر کو ایک میدان مین آتار کر پوچھا کہ یہ پشتارہ کسکا ہی صرصر نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ بران شمشیر زن کو لونڈی پکڑ لائی ہی یہ سُنکر افراسیاب نہایت خوش ہوا اور پشتارہ کھلوا کے ملکہ بران کو نکالا اور اُسی حالت بیہوشی مین بران پر خوب سحر کرکے جب دیکھا کہ بالکل اب بران مین سکت مُنہ ہلانے کی نہین رہی تب ہوشیار کیا جیسے ہی بران کی آنکھ کھلی دیکھا کہ قضا بر قفا و اجل بر جبین ایک طرف افراسیاب ایکطرف صرصر عیار بچی آخر افراسیاب نے کہا کہ کیون بران اب کہو مین تجھے کس طور سے قتل کرون بران نے قلب کو اپنے سمت خدائے عزّ و جل متوجہ کرکے کہا کہ سبحان اللہ اشعار

دلِ ظالم بفکرِ کشتنِ ماست
دل مظلوم من بسوے خداست
من درین فکر تا خدا چہ کند
او درین فکر تا با چہ کند

بعد ازان افراسیاب سے کہا کہ ای افراسیاب جو مرضی خدا کی اور تجھے کیا جواب دون افراسیاب نے کہا کہ اگر اب بھی عمرو کا ساتھ چھوڑ دے تو مین تیری تقصیر معاف کر دیتا ہون بران شمشیر زن نے کہا کہ جب تک دم مین دم ہی مین شریک عمرو کی ہون خواہ جیون خواہ مرون ای افراسیاب تو مجھے مار ڈال میرا باپ تجھ سے سمجھ لیگا یہ سُنکر افراسیاب نہایت جھنجھلایا اور پکارا کہ ای ذوالجرام جادو وہ بولا کہ حاضر افراسیاب نے کہا کہ بران کو لیجا کر چاہ ظلمات مین قید کر جہان برق فرنگی ہی اُسنے

کہا بہت خوب لیکن ایک تکرار اور عذر ہی کہ غلام اُس اندھیرے مین کیونکر لیجاویگا افراسیاب
نے ایک انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اُتار کر دی اور کہا کہ اِسکی روشنی مین تو چلا جائیو اُسنے وہ انگوٹھی
لیکر مجرا کیا غرض افراسیاب نے اپنا سحر بران پر سے اُتار لیا اور وہ ذوالحرام جادو
ملکہ بران کو لیکر بیہوش کر کے ڈھائی پہر مین اُس چاہ پر آیا جہان برق فرنگی قید ہی غرض
آتے ہی اُس کنوین مین اُترا وہان برق فرنگی کی جو آنکھ کھلگئی تو کچھ روشنی سی معلوم ہوئی
یہ اُٹھ بیٹھا اور جی مین اپنے کہتا تھا کہ شکر ہی خدا کا بعد مدت ایک روشنی معلوم ہوئی پھر برق
کے خیال مین آیا کہ روز تو دو پنجے پیدا ہوتے تھے ایک کے ہاتھ مین آبخورہ پانی کا ایک کے
ہاتھ نان خشک میرے لیے آتی تھی آج یہ کون ہی اور کسلیے آیا ہی اُسمین ذوالحرام جادو نے
پشتارہ بران شمشیر زن کا وہان لاکر کھولا جب برق نے بران کو دیکھا نہایت افسوس
کیا اور کمر برق فرنگی کی ٹوٹ گئی غرض ملکہ بران ذوالحرام کے سحر مین گرفتار تھی اِسمین
برق فرنگی کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ آپ کا کیا نام ہی ذوالحرام نے کہا مجھے ذوالحرام کہتے
ہین برق نے کہا کہ ای ذوالحرام ہماری تقصیر افراسیاب سے معاف کرا دو برق فرنگی
یہ کہتا تھا لیکن فکر مین تھا کہ ذوالحرام کو کیونکر مار دل غرض برق کو ایک عیاری سوجھی
برق نے کہا کہ ای ذوالحرام تمھارے ساتھ پیچھے کون ہی جیسے ہی ذوالحرام پیچھے پھر کر
دیکھنے لگا وہین برق نے کمند ماری کہ ذوالحرام سامنے چت گرا برق نے خنجر مارا کہ ذوالحرام
کے دو ٹکڑے ہوے آواز دار و گیر کی بلند ہوئی غرض ذوالحرام کا سر کٹتے ہی بران شمشیر زن
ہوش مین آگئی اور اُٹھ بیٹھی طرف برق کے دیکھا برق نے مجرا کیا بران نے بڑی تعریف
برق فرنگی کی کی بعد ازان برق نے وہ انگشتری افراسیاب والی ذوالحرام کی نعش سے
اُتار لی بران نہایت خوش ہو کر کہنے لگی کہ تم اِس کنوین سے باہر نہ نکل سکوگے مین ساحر ہون
مین تمکو بزور سحر لیے چلتی ہون یہ کہکر بران شمشیر زن نے برق فرنگی کو کنوین سے باہر نکالا
اور بصورت عقاب بنکر برق فرنگی کو پکڑ کر صاف آسمان کی طرف روانہ ہوئی اور یہان حال
بارگاہ بران یہ ہی کہ صبح کے وقت غل ہوا کہ بران شمشیر زن کو کوئی رات کو پکڑ لیگیا عمرو نے
جو یہ ماجرا سُنا نہایت مغموم اور اندوہگین ہو کر سمجھا کہ مین کھاتا تھا اِسمین چار گھڑی دن چڑھا تھا

کہ ملکہ بران برق فرنگی کو لیے ہوے داخل بارگاہ ہوئی تمام ساحر بارگاہ کے دور پڑے ایک ایک آکر ملکہ سے ملاقات کرتا تھا اور برق فرنگی کو دیکھکر سب کے سب خوش ہوے کیونکہ برق فرنگی کے چھٹنے کی امید کسی کو بھی نہ تھی مدت ہو چکی تھی کہ برق کا سر کنگورے پر طلسم کے لٹکتا تھا غرض معلوم ہوا کہ وہ سحر کا سر کاٹ گیا تھا غرض ملکہ بران عمرو کو لیکر بارگاہ مین آئی برق کو عمرو نے گلے سے لگایا دونون ملکر خوب روئے تمام فوج مین شادیانے بجنے لگے بارگاہ مین ناچ گانا شروع ہوا وہان افراسیاب نے سُنا کہ ذوالحرام مارا گیا اور بران شمشیر زن برق فرنگی کو لیگئی نہایت خفا ہو کر حیرت جادو کی بارگاہ مین آیا اور کہنے لگا کہ صرصر شمشیر زن نے بڑا کام کیا تھا لیکن ذوالحرام جادو نے فریب کھایا اور مفت مارا گیا لیکن ای حیرت جادو مجھے کھانا حرام ہی کہ جبتک مین بران شمشیر زن کا سر نہ کاٹون یہ کہکے طبل جنگ کا بجوایا یہان ملکہ بران نے بھی طبل جنگ کا بجوایا صبح کو افراسیاب تخت جنگی پر سوار ہوا ہر چند حیرت جادو نے منع کیا اُسنے نمانا اور سات لاکھ جادوگر سے اور لکہ ہاے ابر عجیب عجیب ساتھ لیکر ملکہ بران شمشیر زن کی فوج پر آیا یہان ملکہ بران شمشیر زن مع عمرو اور ساحرون کے میدان جنگ مین آکر قائم ہوئی افراسیاب کی طرف سے سماک جادو نکلا مبارز طلب کیا تہمتن جادو نکلا اور ان دونون مین سحر کی لڑائی ہونے لگی اُسوقت سماک نے گولہ فولادی تہمتن جادو کے مارا کہ اُسکی چھاتی کے پار نکلگیا اُسوقت افراسیاب نے خود ارادہ نکلنے کا کیا کہ سامنے سے ایک لکہ ابر پیدا ہوا اُس ابر مین سے چار ہزار عقاب برنگ سفید اور آنکھین اُنکی مثل یاقوت سُرخ کے اور بیچ مین ایک عقاب بہت خوشرنگ پر ایک ساحر سوار افراسیاب کے سامنے آیا افراسیاب نے دیکھا اور پہچانا کہ کلاب عقاب سوار جادو چچا زادہ بھائی افراسیاب کا ہی غرض آتے ہی عقاب پر سے اُتر کے کلاب نے افراسیاب کو مجرا کیا افراسیاب نے گلے لگایا کلاب نے دیکھا کہ میدان جنگ طرفین سے آراستہ ہی پوچھا کہ بھائی صاحب یہ کیا ماجرا ہی افراسیاب نے ابتدا سے انتہا تک سب حال مفصلاً و مشروحاً تمام وکمال بیان کیا کہ پہلے اِس طور سے ملکہ شرارہ جادو بدیع الزمان کو پکڑ لائی چنین تصویر جادو و اُسکی بیٹی اُسپر عاشق ہوئی پھر عمرو آیا اُسنے یہ کیا پھر اسد آیا اُسپر مہ جبین الماس پوش

عاشق ہوئی اُسنے فلان فلان فتور برپا کیے اب چہارم طلسم شریک اُن لوگون کے ہوگیا ہی
اور کوکب روشنضمیر طرفدار اُنکا ہی کلاب عقاب سوار نے پوچھا کہ اسد کہان ہی جو شکنندۂ
طلسم کہلاتا ہی افراسیاب نے کہا وہ میرے پاس قید ہی تب پھر کلاب نے کہا کہ آپ پھر
اب کسلیے لڑتے ہین اب چھ مہینے تو ہوچکے ہین اسد کو چلکر قتل کرین کہ جھگڑا ہی رفع ہوجائے
جب شکنندۂ طلسم کو مارا تو طلسم کشائی کیونکر کوئی کریگا ان سب کی آس ٹوٹ جائیگی یہ بات
افراسیاب کو بہت پسند آئی اور کہا کہ واہ بھائی کیا خوب تدبیر تمنے مجھے بتلائی غرض
افراسیاب نے طبل آسائش بجواکر اپنے لشکر کو پھیرا اُدھر ملکہ بران شمشیر زن مع اپنے
لشکر کے پھر کر داخل بارگاہ ہوئی مگر افراسیاب گنبد جہان نما پر جہان اسد قید تھا وہان
جاکر مع کلاب جادو بیٹھا اور کہہ رہا تھا کہ رات گذر جاے صبح کو اسد کو قتل کرینگے بعد ازان تمام
ساحرون کا مجمع گنبد جہان نما کے تلے ہوا غرض وہ گنبد جہان نما جو ہی تو اسکی دیوار طلسم مین ہی اور
ہشت پہل چار در اُسکے طلسم کے اندر ہین اور چار باہر طلسم کے فی الجملہ یہان تو اس فکر مین ہین کہ رات
گذرے تو صبح کو قتل اسد ہی لیکن ایک جادوگر نے بران شمشیر زن کو خبر دی کہ افراسیاب
اور کلاب عقاب سوار اور چند سردار مع فوج و لشکر کے گنبد جہان نما کے نیچے جاکر اُترے
ہین اور وہان جماؤ ساحرون کا ہوتا جاتا ہی کل صبح کو اسد کے دشمنون کے قتل کی فکر ہی یہ
سنتے ہی عمرو ایک سکتے کی حالت مین رہگیا ملکہ بران نے عمرو کی طرف دیکھا عمرو رو دیا اور
کہا کہ نیت شب کی حرام ہی یا تو صبح دم اسد کو مین جاکر چھڑا لاتا ہون یا سُن لینا کہ عمرو بھی مارا گیا
بران شمشیر زن عمرو کے گلے سے لپٹ گئی غرض بعد دو گھڑی کے کوئی چار گھڑی دن باقی
ہوگا کہ عمرو بران سے رخصت ہوکر فکر رہائی اسد بن کرب غازی مین روانہ ہوا قران حبشی
و برق فرنگی بھی الگ الگ چلے اور سبھون نے کہا کہ حضور سے تو بڑے بڑے کام نکلین گے
ہم سب غلام بھی شریک ہین عمرو نے ہرچند منع کیا مگر قران اور برق نے نمانا اور اپنی شکلین
تبدیل کیے ہوے ساحر بنے ہوے گنبد جہان نما کے برابر پہونچے تو دیکھا کہ یہان جماؤ جادوگرون
کا ہی یہ بھی فکر مین ہر طرف پھرنے لگے اب چھوٹنا اسد کا انشاء اللہ پانچوین جلد مین بیان
کیا جائیگا کہ یہ کس طرح رہا ہوے مگر اب تھوڑا سا حال لشکر صاحبقران کا سُنیے کہ

لقا نے نامہ افراسیاب کو لکھا مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے شاہ جادوان اب ہم ناراض ہوکر جانب کوہستان چلے جائینگے کیونکہ تمنے ہماری خبر نہ لی تھین لازم ہی کہ کسی ساحر کو ہماری مدد کے لیے جلد تر روانہ کرو یہ نامہ جو افراسیاب کو پہونچا تو اسکو پڑھکر ایک فکر ہوئی اُسوقت حکم جادو نام ایک ساحرہ بیٹھی تھی اُسکو افراسیاب نے ایک خط لکھکر دیا کہ تو لیجا اپنی بہن نازک چشم کے پاس اور اُس سے زبانی بھی کہدینا کہ جاؤ خداوند لقا کی مدد کو کوہ عقیق مین حکم جادو وہ خط لیکر نازک چشم کے پاس آئی نازک چشم نے وہ خط اپنے سر پر رکھا آنکھون سے لگایا اور اسکو پڑھا تو اُسمین لکھا تھا کہ اے نازک چشم ہم تم سے بہت خوش ہین اب تم فی الحال خداوند لقا کی مدد کو جاؤ جب وہانسے پھر آؤگی تب ہم تمکو سرفراز کرینگے یہ مضمون پڑھکر نازک چشم بہت خوش ہوئی اور اپنی انیسون جلیسون کو طلب کیا کہ وہ سب دریائے جواہر مین غرق تھین سب انیسین سامنے اسکے حاضر ہوئین اب یہ تخت جواہر نگار پر سوار ہوئی اُس تخت کو دو شیر طلائی اُٹھا کر لیچلے بعد قطع منازل وطی مراحل یہ آکر بارگاہ لقا مین پہونچی اسکے آنے سے آندھی اُٹھی بجلی چمکی اور یہ بارگاہ مین اُتری لقا کو اسنے سجدہ کیا تخت کے گرد پھری نذر دی خلعت پایا ذنگل پر بیٹھی بختیارک نے اسکے لیے بارگاہ استادہ کرائی اور انیسون کے لیے خیمے نصب کرائے کئی روز تک تو یہ آرام پذیر رہی ایک دن جب وہ زمانہ آیا کہ گوہر آفتاب درج مغرب مین رکھا گیا اور شمع وچراغ نے اپنا جلوہ دکھایا اشعار

کہ اس عرصہ مین دن سمٹا یہانتک | کہ مشکل ہوگیا آنا زبان تک
غرض شل مرض گھٹنے لگا دن | چھپا جلد اسقدر گویا نہ تھا دن

شام کو طبل جنگ لشکر لقا مین بجا ہرکارون نے جاکر یہ خبر خدمت امیر نامور مین بجنے کی عرض کی امیر نے بھی فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل رزمی بجے ابوالفتح نے نقارخانہ سلیمانی مین جاکر طبل اسکندر پر چوب لگائی جسکی صدا سے دنیا دہل گئی دربار سویرے سے برخاست ہوا ہتھیار صاف اور صیقل ہونے لگے سلاح خانے کھلگئے تلوارون کی چمک موج دریا تھی نیزے راست بازی چھوڑکر سینۂ عدو چھیدنے کے مشتاق تھے چارپہر غلغلہ وہنگامہ دونون لشکرونمین بلند رہا جب وہ زمانہ آیا کہ رداے شب متواض سحر سے قطع ہوئی اور جامۂ نورانی خلعے خورشید کا دن نے پہنا اشعار

حنائے مہر پھیلی مثل چادر | سوئے مغرب بڑھا خورشید خاور | ہوا آغاز صبح نو نمودار
رہی ہر چشم وا مصروف دیدار

صبح کو لشکر گروہ گروہ میدان مصاف کی جانب روانہ ہوا امیر مسجد کرباس سے نکلکر جلو خانہ شاہنشاہی مین مع سردار نامی کے آئے بادشاہ بھی سویرے سے برآمد ہوئے سبھون نے مجرا اور سلام کیا تخت بادشاہ کا دل کی طرح قلب لشکر مین رکھکر رزمگاہ کی طرف چلے اُسوقت نقیبون کی منقبت خوانی اسلحہ کی چقاچاق ہوا سرد چلتی تھی بڑے کرّ و فر جاہ و حشم سے وارد دشت مصاف ہوئے اُسطرف سے لقا ہاتھیون پر تخت کھنچوا کر سوار ہوا اور فوج بیشمار اپنے ہمراہ لیے ہوئے میدان قتال مین آیا سوارون کے بڑے بڑے گھوڑے الف ہوتے تھے باجے جنگی بجتے تھے بیلچہ کاردن نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا سقون نے گرد و غبار چھڑکاؤ کرکے بٹھایا صفوف لشکر میمنہ و میسرہ آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی اُسوقت صفون پر مثل صف مژگان سناٹا آگیا امیر چالیس قدم سرداری کے آگے بڑھکر کھڑے ہوئے تخت بادشاہ کا قلب لشکر مین قائم ہوا ملکہ نازک چشم تخت پر سوار دو شیر طلائی اُس تخت کو اُٹھائے اور ایک طاؤس پر ایک نازنین خوبصورت جواہر مین غرق تین سو جادوگرنیان جو اُسکی انیسین ہین وہ اسکے ہمراہ اور یہ جو نازنین طاؤس پر سوار ہی اسکا نام الماس زبرجد پوش ہی اور یہ بیٹی ہی نازک چشم کی اسنے اپنی مان سے کہا کہ مین لڑنے کو جاتی ہون اُسنے ہرچند منع کیا مگر اِسنے نمانا اُسوقت نازک چشم نے ایک ایک چھڑی گلاب کی کہ جسکے سرے پر پھول گلاب کا لگا ہی وہ اسکو دی اور کہا لقا سے اجازت لیکر جاؤ یہ سامنے تخت لقا کے آئی سجدہ کیا اور ہاتھ باندھ کر اجازت لڑائی کی مانگی اُسنے کہا کہ ای بندی قدرت جا تجکو اپنے دست قدرت کے سپرد کیا سب مسلمانون کی موت تیرے ہاتھ مین ہی الماس زبرجد پوش وہ چھڑی لیے ہوئے ناف میدان مین آئی اور پکاری کہ ای فرقہ خدا پرستان وای زبردستان تم مین سے جو آرزو مرنے کی رکھتا ہو وہ آئے میرے سامنے اِسکا نعرہ کرنا تھا کہ صف لشکر اسلام سے فرامرز عاد مغربی نے اپنا گھوڑا نکالا اور سامنے بادشاہ کے آکر مرکب سے کودکے اجازت مانگی بادشاہ نے جام کلہ عفریت اُسکو دیا اور خلعت سے مخلع کیا فرمایا کہ جاؤ خدا کے سپرد کیا یہ مرکب اپنا اُڑاکر سامنے

الماس زبرجد پوش کے آیا الماس زبرجد پوش نے کہا کہ مین تجھپر کیا وار کرون تو اپنا حوصلہ نکال لے میرا وار خدا کا قہر ہی کہ فرامرز نے کہا اپنا معمول پیشدستی کا نہین ہی تو اپنا وار کر جب تک خدا بچائیگا تو پھر ہم بھی وار کرینگے اسوقت اُسنے ہنسکر اُسی گلاب کی چھڑی کو اُسکے سر پر مارا اِسنے سپر کو سامنے کیا مگر سپر اُس چھڑی کے پڑنے سے جلگئی اور سر پر وہ چھڑی جو پڑی تو تا بناف اُسکو کھینچا پس ناف تک آنا تھا کہ فوارہ خون نکلا اور گھوڑے پر سے گرا فرامرز ایک سرخاب بہت بڑا اِسکو آکر اُٹھا لیگیا اور جو سرداران نامی وپہلوانان گرامی نکلے انکا بھی یہی حال ہوا شام تک قریب چارسو سردارون کے اِسی طرح سے مارے پڑے جب سُرخاب آسمان چشمۂ مغرب مین غوطہ زن ہوا اور زاغ شب نے عالم مین آکر آشیانہ کیا اشعار

چو خورشید در چاہ نیلگون　　نہان شد چو زنگی شب آمد برون　　یکے زرہم تا شب بر آمد ز کوہ
بگردوند نامد دل از کین ستوہ

شام کو طبل آسائش پہ چوب پڑی لشکر پھر کر اپنے مقام پر آئے اور آرام پذیر ہوے بادشاہ اور امیر کو سردارون کا بہت رنج ہی عیار اِس فکر مین پھرتے ہین کہ حال دریافت کرین سردارون کے مرنے کا لیکن انکو کچھ ثابت نہین ہوتا ہی اِسی تردد مین وہ رات تمام ہوئی اور لباس شب پارہ پارہ ہوا اور بطن کلاغ شب سے بیضۂ آفتاب نکلا شعر چو خورشید بر کشور لاجورد ＊ سراپردۂ زد ز دیبائے زرد ＊ صبح کو بادشاہ ذی تبار دربار مین سریر جہانبانی پر آکر متمکن ہوے اور خواجہ زادون کو بلاکر حال سرداران دریافت فرمایا اُنھون نے قرعۂ تعقل کو تختۂ تفکر پہ پھینکا اور اشکال سعد ونحس کو ملاحظہ کرکے بعد خوض وغور بسیار سر اُٹھایا اور فرمایا کہ یہ سب شعبدہ سحر کا ہی یا امیر سردار زندہ ہین آپ کچھ تردد نہ فرمایئے غرض اِسی اندیشہ مین وہ دن تمام ہوا خواجہ زادون کو تو خلعت دے کر رخصت کیا اور جب شل مرض دن گھٹا اور طبیب روزگار نے نسخہ بخط کہکشان لکھا اشعار

چو شد روئے گیتی بگردار قیر　　نہ ناہید پیدا نہ بہرام و تیر　　سر از موج ماہی بر آورد ماہ
بدرید تا ناف شیر سیاہ

شام کو نازک چشم نے طبل جنگ بجوایا امیر باتوقیر سے آکر ہرکارون نے بعد از دعا وثنائے شاہنشاہی خبر عرض کی اور یہ اشعار ثنا وصفت امیر شہنشاہ مین پڑھے اشعار

توئی پرورانندۂ تاج و تخت
سپہر و زمین و زمان زیر تست
تو پرویز پیکان کلکِ تو تیر

فروغ از تو گیرد جہاندار بخت
ز تیغ تو خورشید بریان شود
بہ روز بلا گردد از جنگ سیر

دل چرخ در نوک شمشیر تست
ز گرز تو ناہید گریان شود

نازک چشم نے طبل جنگ بجوایا امیر نے بحکم بادشاہ حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی نقارۂ رزمی بجے یہان بھی کوس حربی پر چوب پڑی شعر ز نالیدن کوس با کرناے * ہمی آسمان اندر آمد ز جاے * تیاری آلات حرب و ضرب ہونے لگی سنانین چمکنے لگین سپاہ مانند دریا کے جوش مارنے لگی روے گیتی کثرت سپاہ سے سیاہ بھاروسے ہوا بیرقون سے زرد و سرخ و سبز ہو گیا تھا خنجر گلوگیر خنجر دشمن تھے نیزے شل جوانان تہمتن کے سیدھے ہو کر تنتے تھے کمانین خمیدہ ہو کر ٹیڑھی سیدھی لب سوفار سے چلا کر سناتی تھین چار پہر رات ہنگامہ برپا رہا جب عقاب آفتاب نے پر بہر پرواز عالم مین کھولا اور غلیواز شب مثل عنقا معدوم ہوئی ابیات

چو خورشید بر چرخ لشکر کشید
ز ہامون بر آمد خروش چکاؤ
ز بانگ ستیزہ زمین و سپہر

شب تار تا زندہ شد ناپدید
تبیرہ بر آمد ز پردہ سراے
بلرزید زیشان ببرید مہر

چو خورشید زد نیچہ بر پشت گاؤ
بر فتند گردان لشکر ز جاے

امیر با توقیر عبادت الٰہی سے فراغت پا کر اشقر پر سوار ہو کر جلوخانۂ بادشاہ مین آئے جب بادشاہ برآمد ہوے امیر نے مجرا کیا مرد ہا پکارا بادشاہ مہابلی سلطان عالم ظل اللہ صاحبقران با اقبال نگاہ روبرو بادشاہ نے نگاہ اٹھا کے دیکھا امیر نے تسلیم کی شاہ نے ہاتھ اٹھا کر سینہ پر رکھا کہ جگہ تمھاری ہمارے دل مین ہے سواری بادشاہ کی حلقہ من سرداران تہمتن کے جانب میدان جنگاہ روانہ ہوئی شعر سوے دشت شہ کی سواری چلی * کہے تو کہ باد بہاری چلی * بڑے جاہ و جلال سے وارد دشت قتال ہوے اسطرف سے لقا مع نازک چشم کے عرصۂ نبردگاہ مین آیا فوج بیشمار اپنے ہمراہ لایا اشعار

بر آمد ز ہر دو سپہ بوق کوس
عقاب اجل سوی اوج اندر ست
ازان روے لندھور بر میمنہ

نماند ایچ راہی فسون و فسوس
ہمین لرز لرزان شدہ دشت و کوہ
ہمہ فوج او ژندہ پیل و تنہ

تو گفتی کہ دریا بموج اندر ست
زمین شد ز سم ستوران ستوہ
بر میسرہ لشکر آمد اے بند

۵۰

زرہ دار درجنگ رومی پرند　　بقلب اندرون جای سلطان سعد　　شدہ آسمان نار وجنبان زباد
سوی میسرہ مالک بادبود　　نہفتہ تنش زیر پولاد بود　　ہمین دو وآتش بر آمد ز آب
نہ بیند چنان جنگ جنگی بخواب

جب صفوف لشکر آراستہ ہو چکین اُسوقت نقیبون نے نقابت کی اور کڑکیتون نے کڑکا کہا اور نیرنگی دنیاے فانی کو زبان پر جاری کیا اور پکارے کہ ای بہادرو دنیا کا یہ حال ہی

نظم

رکھتا ہی سر غرور کو جون نیزہ سر بلند　　روشن ہی شمع کشتہ کی پھر کر جلا کے سے　　یعنی کہ بعد مرگ بھی آرام ہی محال
جون جادہ خاکسار کو دے ہی زمین پہ ڈال　　آج روز جنگ ہی وقت نام و ننگ

ہی لڑائی مین جان لڑا دو نام اپنا کر جاؤ لڑ بھڑ کر مر جاؤ یہ کڑکا کہکر ہٹ گئے ملکہ الماس زبرجد پوش طاؤس زرین بال کو اُڑا کر اجازت لقا سے لیکر میدان نامین آکر ٹھہری اور طالب مرد نبرد ہوئی اُسطرف سے مندویل اصفہانی مرکب اپنا اُڑا کے سامنے بادشاہ کے آیا اور اجازت طلب کی بادشاہ نے اُسکو خلعت سے سرفراز کر کے رخصت فرمایا اور یہ سامنے الماس زبرجد پوش کے آیا اُسنے وہی چھڑی اُسپر لگائی سر سے تا بناف شگاف ہوا اور یہ گھوڑے پر سے گرا ایک سرخاب آکر اُسکی نعش کو اُٹھا لیگیا اسی طرح سے بیس سردار سامنے اسکے آئے اور ہلاک ہوئے اور وہی سرخاب نعشین اُٹھا اُٹھا لے گیا اُس وقت صاحبقران کو تاب نہ رہی اور اُنھون نے اشقر اپنا آگے بڑھایا نقارے لشکر مین بجنے لگے کُل علم لشکر کے جلوہ گری پر آئے تمام سردار پا پیادہ ہو کر دوڑے امیر نے سب کو بسہل وآسانی رخصت کر کے اشقر کو اُڑاتے ہوئے چلے گھوڑا الکاطرار سے بھرتا ہوا روانہ ہوا

اشعار

گردجولان گاہ کو اُسکے کہون کیا مین دماغ　　عارض خوبان کے خط ہونے سے جسکو ننگ ہی
جھانکے ہی سفت آسمانکو جلدی اُسکی ہر قدم　　بسکہ عرصہ شش جہت کا اُسکے اوپر تنگ ہی
بگڑا ہی جاتا ہی باتو نمین جلو لینے کے وقت　　نکلا ہی پڑتا ہی رانون سے یہ اُسکا رنگ ہی
اسمین بھی ٹک گرم ہو آیا تو بس یہ اُڑ گیا　　ہی تو گھوڑا ہی یہ کچھ سیماب کا سا ڈھنگ ہی

جب یہ سامنے الماس زبرجد پوش کے پہونچے تو وہی چھڑی صاحبقران کے بھی ماری ابوالفتح صاحبقران کے ساتھ آیا تھا اُسنے کہا کہ یا امیر اسم اعظم پڑھیے امیر نے اسم اعظم پڑھا کہ وہ چھڑی خالی گئی اور امیر نے عقرب سلیمانی کھینچکر ایک ہاتھ مارا کہ سر پر پڑ کے

طاؤس سے نکلگیا تاریکی ہوگئی آواز آئی مارا الماس زبرجد پوش کو نازک چشم رونے لگی اور اپنا تخت بڑھا کر چلی اُسوقت ایک ابر طلائی پیدا ہوا اور قریب آکر وہ پٹا قرط گڑگڑاہٹ کی صدا پیدا ہوئی اور اُسمین سے ایک شیر سونے کا نکلا کہ اُسپر ایک ساحر فربہ اندام جوڑا باندھے سامنے امیر کے آیا اور کہا امیر مقابلہ کیجیے امیر نے فرمایا کہ تو اپنا وار کر اُسنے تلوار صاحبقران پر لگائی امیر نے خالی دی اور عقرب سلیمانی کھینچکر جو ہاتھ مارا تو اُسکے سر پر پڑا کہ سر سے اُسکے شعلہ نکلا اور لاٹ اُس شعلہ کی بندھ گئی اور اُس لاٹ سے ایک جانور سونے کا نکلکر گرد صاحبقران کے پھرا کہ امیر کا رنگ زرد ہوگیا اور اب جو اسم اعظم کو یاد کیا تو بالکل یاد نہ تھا اُسوقت امیر بیہوش ہوکر گرے اور ایک ابر پیدا ہوا وہ ابر آکر نیچا ہوا اور اُسمین سے دھنوان نکلا کہ تاریکی ہوگئی امیر اُس تاریکی مین غائب ہوگئے اب تو بادشاہ لشکر اسلام اور تمام سردار نالان و گریان چاہتے تھے کہ جنگ مغلوبہ کرین لیکن لقا نے طبل آسائش بجوا دیا دونون لشکر پھرے اور اپنے مقام پر آکر آرام پذیر ہوے اور ملکہ نازک چشم جو چلی تو کوہ عقیق گلزار سلیمانی مین ایک باغ ہی کہ خلد برین کو جسکے رشک سے دل مین داغ ہی چمن مین درخت جواہر نگار لگے ہین بلبل شاخ گل پر چہچہے کرتی ہی تختۂ گلہاے بوقلمون کھلے ہین سورج مکھی کے منہ کو چار چاند لگے ہین اشعار

نسرین و سمن بہار پر ہین
چلتی ہی روش پہ لڑکھڑاتی
ہی قہقہہ کبک کا دوچندان
معشوق ہی کوئی سبزہ آغاز

سرو قدِ نوخطان شجر ہین
بلبل کو دماغ باغبان ہی
طاؤس روش روش پہ رقصان

مستی ہی صبا مین پائی جاتی
رشک سبدِ گل آشیان ہی
سبزہ سے چمن کا ہی یہ انداز

ملکہ نازک چشم اُس باغ مین آئی اسمین ایک بارہ دری بہزار خوبی تعمیر ہی اشعار

ہی گرچہ فلک مکان عالی
وہ گھر ہی کہ منزل قمر ہی

وہ قصر کہ رشک قصر گردون
ہی کرسیِ آستان عالی
دیکھی نہین ایسی جاے عالی

ششدر ہو جو دیکھے فلاطون
کیا نور فضا وہ تازہ گھر ہی
ایسی ہی کہان بناے عالی

نازک چشم اُسی بارہ دری مین جاکر بیٹھی تاکہ خفقان میرا رفع ہو ناچ کو حکم دیا رقاصان ماہ جبین و زہرہ تمکین آکر حاضر ہوئین اور ناچنے لگین لیکن دل اُسکا شگفتہ نہوا اور اُس

اثنا مین وہ زمانہ آیا کہ رخت سیاہ لیل کا ترک روزگار نے پہنا چشم آفتاب مائل بخواب ہوکر بند ہوئین نظم

چنین تا شب تیرہ اندر کشید　　درخشندہ خورشید شد ناپدید
سیاہی گرفتش سراسر جہان　　چو آمد شب و روز شد در نہان

کچھ رات گئے چاندنی نے کیفیت کیا ملکہ نازک چشم بارہ دری سے اُٹھکر دریا کے کنارے آئی اور بیٹھکر سیر دیکھنے لگی ہوا چلتی تھی چاند پانی مین ہلورین لیتا تھا بگلے اور سرخاب اور مرغابیان کنارے دریا کے بیٹھی تھین پانی کا لہرین لینا یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین پر اُلٹی کیا ہی اور مہتاب آئینہ کی طرح اُسمین چمک رہا تھا نازک چشم نے دریا مین شست ڈالی لیکن لشکر اسلام سے عمران خطائی جو چلا تو اُسنے صورت اپنی ایک زن جمیلہ اور حسینہ کی ایسی بنائی زلف مسلسل کے پیچ دل عشاق کو پیچ مین لاتے رخسار تابان آئینہ کو اپنے روبرو شرماتے دہان تنگ غنچہ خلد برین لبون پر مسّی سے تزئین یہ اشعار اُسکے وصف مین کافی ہین اشعار

حسن ایسا کہ جیسے ماہ شب چاردہم　　اک بیک دیکھے تو رہجائے وہ پلک چند بھیک
چہرہ مین ایسی ہی گرمی کہ شب و روز جسے　　یاد کرتی ہی رہے دامن مژگان کی جھپک
زلفین یون چہرہ پہ بکھری ہوئی مانگے تھین دل　　جسطرح ایک کھلونے پہ ہٹین دو بانک
جعد وہ تہرکہ پھنسنے مین ہون جسکے ہر لہر　　گھر ڈبا دینے کو عشاق کے دریاے اٹک
ناگنی پیچ مین آ اُنکے نہ مانگے پانی　　کھیل جاوے وہین کالا جو ڈسے اُسکی لٹک
رنگ رخسار سے شرمندہ ہو کندن کی دمک　　آگے غبغب کے خجالت زدہ سونیکی ڈلک

اِس شکل سے تیار ہوکر پیرزن ہر چند کہ معقول اور عمدہ تھا مگر جا بجا سے پھٹا ہوا پہن کر کنارے دریا کے کچھ دور نازک چشم سے ہٹ کر بیٹھا اور چیخین مار مار کے رونے لگا نازک چشم اُٹھکر اسکے پاس آئی اور اِسنے دیکھا کہ ایک عورت صاحب جمال برس بیس ایک کا سن و سال با حالت پر ملال بیٹھی رو رہی ہی یہ بھی پاس اُسکے بیٹھ گئی اور مستفسر ہوئی کہ اری بہن یہ کیا تمھارا حال ہی کونسا صدمۂ ملال ہی جو یون تم بلک بلک کر روتی ہو جان اپنی کھوتی ہو اِس عیار نے کچھ زخم کے نشان اپنے بدن پر بنائے تھے وہ زخم اِسکو دکھائے اور کہا شعر چگویم از سر و سامان خود عمر یست چون کاکل + سیہ بختم پریشان روزگارم خانہ بر دوشم + مین ایک سوداگر کی بیٹی ہون اُسکو قزاقون نے آکر مارا خدا کو مجھے بچانا منظور تھا کہ اسوقت کچھ فوج خداوند لقا کی وہان

آگئی اُس فوج کے خوف سے قزاق بھاگ گئے مین نے اپنے باپ کی نعش مع گماشتونکے
اِس دریامین بہادی اور مین آکر انھین کو یاد کر کے روتی ہون نازک چشم نے کہا کہ ای بہن
اب صبر کر خداوند لقا کی جو مرضی انسان مجبور ہی کیا چارہ لو آؤ میرے ساتھ باغ مین چلو یہ
کہکر اُسکو متبنٰی کر کے اُسی باغ مین لائی دوا ایک روز مین زخم اسکے اچھے ہوے کیونکہ
وہ شعبدہ عیاری کا تھا نشان زخم کے اسنے مٹا ڈالے اِسکو تو ملکہ نے باغ مین رہنے دیا
اور آپ اکثر دربار لقا مین آیا کی ایک روز نازک چشم نے پوچھا کہ کیون بہن تمکو کچھ کام بھی
آتا ہی اِسنے کہا کہ مجکو گانے سے بہت شوق ہی ہر چند کہ باپ میرا مرگیا ہی مگر پھر بھی جی گانے کو
چاہتا ہی اور ساقی گری بھی خوب کرنا جانتی ہون نازک چشم نے کہا کہ اس سے کیا بہتر ہی
تو آج تمھین شراب پلاؤ اور ہمارے سامنے بیٹھ کے کچھ گاؤ یہ کہکر کشتیان شراب کی طلب
کین گلابیان شراب کی کہ جنکے کٹورے سونے سے بندھے تھے اس نازنین کو دین اِسنے
اُس شراب کو کچھ اُلٹ پھیر کر کے بیہوشی ملائی پھر انیسون کو اور اِسکو وہ شراب پلائی اور بیٹھ کے
گانے لگی کچھ دیر مین بیہوشی نے اثر کیا نازک چشم اور اُسکی انیسین سب بیہوش ہوگئین اِسنے
انیسون کے تو سر کاٹ ڈالے اور نازک چشم کے جو خنجر مارا تو خنجر اُچٹ گیا اِسنے چاہا کہ بہن
سیسہ گرم کر کے پلادون مگر نازک چشم کو پنجے اُٹھا لیگئے اور بارگاہ لقا مین لائے اُسوقت
عمران خطائی بھی ڈر کر وہان سے بھاگا کہ مبادا پنجے مجکو بھی اُٹھا لیجائین تو بڑا غضب ہوگا
یہ تو بھاگ کر اپنے لشکر مین چلا آیا اور اُس ہنگامہ مین وہ رات بھی تمام ہوگئی ایوان دنیا مین
سفیدی ضیاے آفتاب کی پھیری گئی اور خشت زرین خورشید قصر فلک مین معمار قدرت نے جڑی شعر

سپیده چو از جای خود بر دمید | میان شب تیره اندر خمید | هویدا شده چاک روز سفید
دو پیرایه بنمود در روز سفید

صبح کو لقا آکر تخت پر بیٹھا بختیارک بھی آیا نازک چشم
نے اُس سے سب ماجرا بیان کیا وہ کھڑے ہو کر ناچنے لگا اور کہا کہ ای ملکہ شکر کر خداوند
لقا کا کہ تم بچ گئین غرض اسنے نعشین انیسون کی اُٹھوائین اور آپ اپنی انیسون اور بیٹی کے
غم مین کئی روز تک خیمہ مین پڑی رہی اب حال سنیے لشکر اسلام کا کہ تورج بن ہاشم
خدا کا رکو گئے تھے راہ مین انھون نے دیکھا کہ ایک جگہ ہزارہا سانپ ہین تورج کو بڑی

حیرت ہوئی کہ ایک جگہ اِن سانپون کا اکھٹا ہونا کچھ نہ کچھ اسرار ہی لیکن یہ راہ کترا کے اور طرف
چلے اور ایک مقام پر خیمہ استادہ کرا کے اُترے کچھ لوگ لشکر اسلام کے اسطرف کو آنکلے اور اُنھون
نے حال لشکر اسلام بیان کیا تورج نے کیفیت لشکر اسلام کی سُنکر درگاہ خدا مین استغاثہ
کیا اور رونے لگا روتے روتے جب سو گیا تو اِسنے عالم رؤیا مین دیکھا کہ ایک بزرگ
فرماتے ہین کہ اِس اسم کو پڑھ تجھسے اور باران چینی سے ملاقات ہوگی اور وہ لیجائیگا تجھکو
امانت دار چینی کے پاس امانت دار چینی کے پاس ایک تلوار ہی اُس تلوار سے قضا
نازک چشم کی ہی یہ کہکر وہ اسم تعلیم کیا آنکھ تورج کی کھلگئی دیکھا تو وہ اسم یاد تھا اِسنے اُسکو
پڑھا ایک سانپ بہت بڑا سا سامنے اِسکے آیا اور غلطکین مار کر صورت انسان بنا اور اِس سے
کہا کہ فرمایئے مجھے کیا حکم ہی تورج نے کہا مجھے امانت دار چینی کے پاس لیچلو اُسنے
کہا چلیے تورج اِسکے ساتھ ہوا اور ایک مقام پر آکے دیکھا کہ ہزار ہا سانپ اُس جگہ تھا
باران چینی نے اُن سانپون سے کہا کہ امانت دار چینی کو بلا لاؤ اُسمین سے چند سانپ
ایکطرف کو گئے کچھ دیر کے بعد دیکھا تو ایک اژدہا پیدا ہوا جب وہ اژدہا سامنے آیا تو وہ بھی
آدمی کی شکل بنا اور باران چینی سے کہا کہ اے برادر تمنے مجھے کیون بلایا اُسنے کہا کہ مین نے
نہین بلایا یہ جو میرے ساتھ ہین انھون نے طلب کیا ہی اے امانت دار چینی تم مسلمان ہو
ہر چند کہ مطیع افراسیاب و لقا کے ہو مگر کچھ پاس دین اسلام کا بھی چاہیے نازک چشم
اہل اسلام سے لڑنے آئی ہی تمکو چاہیے کہ وہ تلوار جس سے اُسکی قضا ہی اِنکو دو امانت دار
چینی نے پہلے تو بہت کچھ انکار کیا آخر کار ایک صندوق اُٹھا کر لایا کہ اُسمین وہ تلوار آبدار
نازک چشم شکار تھی اُس تیغہ کو تورج کے حوالہ کیا تورج اُس تیغہ کو لیکر بہت خوش ہوا
امانت دار چینی کو تو رخصت کر دیا اور آپ وہ تیغہ لیکر جانب لشکر اسلام چلا اور کہا کہ آخر
تو چلتے ہین پھر شکار کیون نہ کھیلین اب یہ شکار کھیلتا ہوا چلا راہ مین ایک ہرن ملا اِسنے
اُس ہرن کے تعاقب مین گھوڑا اُٹھایا اور بہت دور نکلگیا اِسکے ساتھ کے سردار بھی
سب چھوٹ گئے کوئی دو فرسخ پہونچا ہوگا وہان دیکھا کہ ایک چھوٹی سی پہاڑی ہی اور اُسکے
قریب ایک دیوار اُٹھی ہی یہ ہرن جب دیوار کے قریب پہونچا اُسوقت تورج نے ایک تیر

مارا وہ ہرن گرا تورج نے اُسپر تکبیر پہونچائی اور چقماق چھری سے آگ نکالکر کباب لگائے اور ایک جھیل کے کنارے آکر وہ کباب کھانے لگا اُسوقت ایک ابر طلائی ایک طرفسے اُٹھا اور آکر اُس جھیل پر اُترا اور تمام جھیل پر چھا گیا اور اُسمین سے ایک چمک پیدا ہوئی کہ آنکھین تورج کی بند ہو گئین اب جو آنکھ کھُلی تو دیکھا کہ ایک خر بیٹھا ہی اور سامنے اُسکے ایک شیشہ رکھا ہی کہ اُس شیشہ مین کچھ نور سا چمکتا ہی تورج کو خیال آیا کہ تمنے خبر تو سُنی ہی کہ اسم اعظم صاحبقران بند ہوا ضرور اِس شیشہ مین اسم اعظم امیر ہی بس سمجھ کر اِسنے ایک تیر بھر کمان مین جوڑکر جو مارا اُس شیشہ پر تو وہ شیشہ ٹوٹ گیا اور وہ نور مٹ گیا اس ساحر کو پہلے تو خیال تھا کہ یہ جو بیٹھا ہی کوئی آدمی ہو گا لیکن اب جو اِسنے دیکھا کہ شیشہ ٹوٹ گیا تو چیخ اُسنے ماری اس عرصہ مین سردار بھی تورج کے آئے اور اُس ساحر نے ایک ترنج پانی پر مارا کہ وہ پانی بہ کر چلا اور آکر سرداروں کو مع تورج کھینچکر لیگیا اُسوقت گلباد عراقی کہ عیار تورج ہی اُسنے صورت ایک ساحرہ کی بنا کے بال اپنے پریشان کیے ہڈیون کھوپریون کے ہار گلے مین ڈالے تہد کھاروے کی باندھی پھٹے پھٹے کانون مین ترکیان پہنین اور کہتی ہوئی چلی ہی یہ غضب دیکھو کہ نبیرہ حمزہ نے تمام ساحرون کو مارا اُسوقت اُس ساحر نے اِسکو دیکھکر کہا کہ جان من یہ کیا حال ہی تیرا اُسنے کہا کہ اے سردار کیا حال بیان کرون میرے گھر مین چراغ جلانے والا نہین رہا اب مین اطمینان سے بیٹھون تو اپنی کیفیت بیان کرون اُس ساحر نے کہا کہ تو آمیرے ساتھ چل مگر پہلے اِن لوگون اور اِس مفسد کو قتل کرنا چاہیے گلباد ساحرہ بنا ہوا اُسکے قریب گیا اور بیٹھکر باتین کرنے لگا باتین کرتے کرتے ایک جباب بیہوشی اُسکے مُنھ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوا اُسنے خنجر سے سر اُسکا کاٹ ڈالا غل و شور تاریکی ہوئی صدا آئی کہ مارا اُس شخص کو جو نگہبان اسم اعظم تھا تورج اور سب سردارون نے رہائی پائی سجدۂ شکر کیا اور وہان سے چلے یہ تو اِدھر سے چلتے ہین اور وہان جب عقاب آفتاب آشیانۂ مغرب مین جاکر بیٹھا اور کوکب انجم رشتۂ کہکشان مین پروئے گئے **شعر**

چو خورشید تابندہ بنمود پشت + ہوا شد سیاہ و زمین شد درشت + سر شام نازک چشم نے طبل جنگ بجوایا یہ خبر ہرکارون نے بادشاہ لشکر اسلام کو پہونچائی بادشاہ نے بھی حکم دیا

کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے یہان بھی کوس رزمی پر چوب پڑی صدائے شر و فساد بلند ہوئی تیاری آلات حرب و ضرب شروع ہوئی ہتھیار صاف ہونے لگے بہادر عازم مصاف ہوئے ہر ایک نے غسل کرکے کفن سر سے لپٹیا اور مشت خاک اٹھاکر گریبان مین ڈالی کہ ای خاک تو ہی لحد ہو جیو شب بھر غلغلہ دونون لشکرون مین برپا رہا آخر بستر خواب سے آفتاب اُٹھا اور رات نے بستر اپنا لپیٹا اشعار

چو خورشید بر زد سر از تیرہ کوہ
جہان گشت از وہمچو نوروز باغ

جہان را بہ افزود فر و شکوہ
چو خورشید بر زد سر از پشت زاغ

صبح کو بادشاہ بارگاہ سے مسلح و مکمل ہوکر برآمد ہوئے اور مرکب جنگ سیاہ قیطاس پر سوار ہوکر اور لشکر کو لیکر وعدہ گاہ مصاف مین آئے اُسطرف سے لقا مع نازک چشم کے میدان مین آیا دلاورون نے پرے جمائے جب میدان پاک و صاف ہوچکا اور نقیب نقابت کر چکے تو نازک چشم لقا سے اجازت لیکر سامنے لشکر اسلام کے آئی اور پکاری کہ ای بادشاہ آپکا بہت بڑا رتبہ ہی آپ کو لازم ہی کہ خداوند لقا کے پاس چلے آیئے آپ کے شراب پینے کو کچھ مقرر کر دیا جاے اُدھر سے کچھ سردارون نے گھوڑے بڑھاکر لعن و طعن کی اور کہا کہ او قحبہ کیا بکتی ہی اُسوقت نازک چشم کو غصہ آیا اور اُسنے ایک ترنج جانب آسمان اُچھال دیا کہ وہ ترنج پھٹا اور اُسمین سے ایک شعلہ نکلکر آفتاب بنا سبکی آنکھین بند ہوگئین اب جو دیکھا تو آفتاب نکلا ہوا ہی وہ آفتاب آکر لشکر اسلام پر تابندہ ہوا اُسوقت مع بادشاہ سب کو شدت تشنگی ہوئی اور سب نے اپنے اپنے خدمتگارون سے پانی منگایا خدمتگار گلاسون مین پانی لے کر آئے جب اُس پانی کو پینا چاہا اور گلاس مُنھ تک لائے وہ پانی شرارہ بنکر اُڑ گیا اور گلاس پھوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے زبانین سبکی مُنھ کے باہر نکل آئین پیاس کے مارے سب کا عجب حال تھا اُسوقت ایک ابر سرخ رنگ پیدا ہوا اور اُسمین بجلی چمکتی ہوئی آیا یہ آیا قریب آکر لشکر اسلام کے شق ہوا اور اُسمین سے ملکہ برق جادو بھانجی ملکہ دمامہ جادو کی پیدا ہوئی اور اُسنے آکر بادشاہ کو سلام کیا نذر دی اور کہا کہ صاحبقران کہان ہین بادشاہ لشکر اسلام نے کہا کہ ای برق جادو یہ حال صاحبقران و سردارون کا گزرا برق نے اپنے جوڑے سے ایک موتی نکالا اور وہ موتی اُس آفتاب پر مارا کہ اُس آفتاب پر

تیرگی آگئی یہان تک کہ آنکھون سے ناپدید ہوگیا پیاس کی شدت جاتی رہی سب نے پانی
پیا اور نازک چشم نے ایک قہقہہ مارا اور کہا کہ او برق تو نے یہ طاقت پیدا کی کہ اب ہمارے سحر
کو رد کرتی ہی یہ کہکر ایک ترنج پھر جانب آسمان اُچھالا کہ وہ ترنج پھٹا اور چمک ہوئی کہ سبکی
آنکھین بند ہوگئین اب جو دیکھا تو ایک قندیل ہی اُسمین شمع جل رہی ہی اور وہ قندیل گری
آکر برق پر اور یہ برق غائب ہوگئی اور اُس قندیل سے کچھ شعاعین پیدا ہوئین کہ برق
کے ساتھ کچھ اُنیس جلیسین تھین اُنکے گلون مین وہ شعاعین پڑین اور لٹکتی ہوئی چلین
اور وہ قندیل اونچی ہوئی اور بیچ آسمان کے جا کر ٹھہری سرداران لشکر اسلام پکارے
کہ او تجبہ تو سحر سے لڑتی ہی ہم دیکھتے ہین کہ یہ تیرا سحر کب تک چلیگا نازک چشم نے
کچھ اُسبات کا جواب نہ دیا اور اشارہ کیا اپنی پشت کی طرف کہ گینڈا پیدا ہوا اور اُسپر زین کسا تھا
اور ایک چُٹکی خاک کی نازک چشم نے لیکر اُس کر گردن پر ماری اُسوقت ایک عورت نہایت
قوی ہیکل جوڑہ باندھے زرہ گلے مین پہنے اُس گینڈے پر آکر سوار ہوئی اور میدان مین
آکر پکاری کہ اے سرداران لشکر اسلام تم یہ نہ جاننا کہ صرف ساحر ہون نہین بلکہ مین پہلوان
بھی ہون نازک چشم یہ جانتی ہی کہ میری قضا نہین ہی اسوجہ سے زیادتیان کرتی ہی الحاصل
ابھی کوئی لشکر اسلام سے نکلنے نہ پایا تھا شعر از دامن دشت عاج اورنگ ٭ گرد ے برخاست
تو تیار نگ ٭ سر گرد بہ آسمان رسیدہ و پائے گرد بزمین دوزیدہ غلطان و پیچان پیچان و غلطان پیدا ہوئی
جب ہوا نے مارا گرد کو اور دامن گرد چاک ہوا تو اُسمین سے شہزادہ تورج بن ہاشم
مرکب پری پیکر پر سوار پشت پر انکی بہت سے سردار پیدا ہوئے اور قریب لشکر اسلام آکر
بادشاہ کو سلام کرکے اجازت لیکر گھوڑا ڈالا اور سامنے اُسی زن سحر کے آئے اُس زن سحر نے
گینڈے کی لگا ور دی اِسی کا گینڈا ایسا ہوا کہ چابک مار کر اسنے گینڈے کو آگے بڑھایا اور تلوار
اسنے شہزادہ تورج پر ماری تورج نے خالی دے کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا تو یہ عورت
اور گینڈا غائب ہوگئے کیونکہ سحر کے تھے اُسوقت نازک چشم للکارتی ہوئی آگے بڑھی
اور اُسنے آکر ایک ترنج شاہزادہ تورج پر مارا تورج پر بسبب اسکے کہ وہ تلوار جسمین اُسکی
قضا ہی اسکے پاس تھی ترنج نے اثر نہ کیا اور اب تورج نے وہی تلوار آبدار کھینچکر

جوایک ہاتھ مارا تو سر پر پڑ کے ٹانگون کے راستہ سے نکلگئی شور و غل پیدا ہوا آگ پتھر برسنے لگے بعد کچھ دیر کے وہ ہنگامہ موقوف ہوا اُسوقت بختیارک نے کہا کہ امیر اور کچھ سردار نہین ہین یہی وقت ہے اِنکے مار لینے کا یہ کہکر سیاہ کو اشارہ کیا فوج لینا لینا کہکر چلی نورج تلوار پکڑ کر اُس دریاے فوج مین غوطہ زن ہوا اسطرف سے بادشاہ نے بھی گھوڑا اُٹھایا اور نعرہ کیا اشعار

منم شاہ شاہان فریدون حشم
بہارِ گلستان کاؤس جم
کہ اسفندیارم بروئین تنی
بمن میرسد بازوے بہمنی

پھر تو اور سردارون کے نعرے بلند ہوے اب تیغ کی طغیانی ہوئی کشتی حباب بہادران طوفانی ہوئی تلوارون کی چپک بڑھی دریا خون کا جاری تھا سر اُسمین مثل حباب تیرتے تھے دھڑ دھڑا دھڑ خون مین غوطہ کھاتے تھے کسی مقام پر جو سر کٹ کے زمین پر گرا تھا وہ ٹھوکرین کھاتا تھا سچ ہے اس دنیاے فانی کا یہی نقشہ ہے شعر کاسۂ چینی پہ اے منعم نہ کر اتنا غرور ٭ ہمنے دیکھا ٹھوکرین کھاتے سر فغفور کو ٭ اشعار

برآمد خروشیدن دار و گیر
غمے شد سر از چاک چاکِ تبر
دو لشکر بہم اندر آویختند
ز خون یلان دشت گشت آبگیر
سواران چو کشتی روان اندر و
چو بادِ خزان بار داز بید برگ

درخشیدنِ خنجر و زخم و تیر
تو گفتی کہ ابرے بر آمد ز گنج
تو گفتی بیک دیگر آمیختند
جہان یکسرہ ہمچو دریا بجوی
برو اندر آورد از کینہ رو
فراوان سر افتاد مانند گوے

بران ترک زرین و زرین سپر
ز شنگرف نیرنگ زد بر ترنج
چکاچاک گرز آمد و تیغ و تیر
نہنگ اندر و گرز شمشیر بود
ہمین گرز بارید بر خود و برگ
دل و سینہ با خاک و خون بد بجوے

لقا کی فوج تاب نہ لائی آخر اُسنے طبل امان بجوایا لشکر پھر کر اپنے مقام پر آگئے اور آسودہ ہوئے اور مارے جانے سے نازک چشم کے امیر اور سردار کہ جو بظاہر ہلاک ہو گئے تھے وہ ایک درۂ کوہ مین قید تھے چنانچہ اب امیر کو اسم اعظم یاد آگیا اور طبیعت بشاش ہوئی اِنھون نے اسم اعظم پڑھا قید سحر کی جاتی رہی اور جو ساحر کہ وہان معین تھے اُنکو انھون نے قتل کیا اور مع تمام سردارون کے اُس درۂ کوہ سے نکلکر اپنے لشکر مین آئے اِنکے آنے سے یہان طبل شادمانی پر چوب پڑی ہر ایک بسان گل شگفتہ خاطر ہوا

اور سبب انکے مارے جانے کا یہ تھا کہ ملکہ الماس زبرجد پوش سحر کے زور سے ان عیارونکو تو پکڑ والیتی تھی یعنی ایسا سحر کرتی تھی کہ لشکر اسلام کے سب سردار غافل ہو جاتے تھے اُسوقت وہ ایک تیلہ سحر کا مع مرکب قطع کرکے کہ وہ اُسنے پہلے ہی سے قطع کر رکھے تھے میدان مین چھوڑ دیتی تھی اور اُنھین کو پھر قتل کرتی تھی اب وہ حال کھلگیا اور امیر اپنے لشکر مین آگئے لیکن لقا یہان سے جو اپنی بارگاہ مین گیا تخت شاہی پر بیٹھا تھا کہ دفعۃً ایک آندھی سیاہ پیدا ہوئی اور اُس آندھی سے دو دیو نکلے اور اُنھون نے آکر لقا کو سلام کیا اور کہا کہ پردۂ تاریک مین قہقہہ سیہ چشمی کا بیٹا کرتب بن قہقہہ جو ہی اُسنے آپ کو بلایا ہی لقا نے بختیارک سے کہا بختیارک نے کہا کہ کیا مضائقہ ہی چلیے بختیارک اپنے دل مین کہتا ہی کہ وہان چلکر اگر ہو سکے تو کچھ دیوون کو لاکر امیر سے لڑوائین غرض بختیارک نے کہا کہ حمزہ سے اپنے جانے کے لیے کہلا بھیجیے کہ خداوند کچھ دنون کے لیے پردۂ قاف جاتے ہین لقا نے کہا کہ مین نے بھی تقدیر کی بختیارک نے وسواس و خناس دو عیارون کو بلاکر کہا کہ جاؤ اور حمزۂ صاحبقران سے یہ پیغام کہ آؤ وہ دونون بارگاہ امیر مین آئے اور پیغام لقا کا دیا امیر نے فرمایا کہ بعد چند روز کے اگر وہ چلا آئے تو کیا مضائقہ ہی جائے وسواس اور خناس نے آکر لقا کو یہ بددعا دی نظم

کاسۂ سرت سنبر تا مرحران بچیرند
برسر تو موکلان بزنند
شکست طبل تا سگان بدرند
گرز آتش ہزار رنگار رنگ

بختیارک نے کہا بس بات کہو کیا خوشخبری لائے اُنھون نے پیغام امیر کا لقا کو پہونچایا اب ملک بختیارک اور لقا تخت پر سوار ہوئے اور اُن دیوون نے تخت اُٹھا لیا اور چلے یہان تک کہ پردۂ تاریک مین لاکر پہونچایا جب وہان پہونچے تو ایک باغ مین اُس تخت کو لاکر اُتارا اشعار

ریاحین و گل اُسمین انواع کے
نہ یان کی سی کوٹھی نہ یان کے سے گھر
گری چمن کے دان اس لطافت سے دھوپ
نہ سردی نہ گرمی کا اُسمین خطر

طلسمات گل اُسمین انواع کے
مطلا منقش مشبک تمام
کہ زردی کا جون زعفران ہو روپ
زمین وانکی ساری جواہر نگار

طلسمات کے اُسمین دیوار و در
یہ کیا ہو جو ہو دھوپ کا اُسمین نام
نہ آتش کا خطرہ نہ بارش کا ڈر
ادھر مین چمن اور ہوا مین بہار

لقا اُس باغ مین اُترا کرتب بن قہقہہ نے آکر ملاقات کی اور اُسکی دعوت اور ضیافت مین مصروف
ہوا کچھ دِن یہ یہان رہا پھر کرتب نے کہا کہ یا خداوند یہان شبیہ ہی خداوند راشد الشیاطین
کی کہ اُسمین خود خداوند شیطان آکر بستے ہین چلیے اور اُنکی زیارت کیجیے لقا نے کہا کہ وہ
بھی ہمارا بھائی ہی اور بندۂ قدرت ہی اچھا چلو یہ کہکر کرتب کے ساتھ ہوا کرتب اُسکو لیکر ایک
صحرا مین لایا کہ وہان ایک پہاڑ تھا سیاہ اور اُس پہاڑ کے درہ مین ایک گنبد اُس گنبد مین ایک
گدہا جو کی پر بچھر کی بیٹھا تھا اور وہ گدہا بھی سونے کا تھا اُس خرنا شخص یعنی کرتب نے جاکر اُسکو
سجدہ کیا اور لقا سامنے کھڑا رہا اسلیے کہ یہ تو خود خداوند ہی یہ کسی کو کیون سجدہ کرنے لگا مگر
بختیارک نے سجدہ کیا کچھ دیر تک وہان ٹھہرے بعد اسکے کرتب نے کہا کہ مین نے آپکو
اسلیے بلایا ہی کہ یہان ایک اژدہا رہتا ہی کہ جسکے زہر کے اثر سے پانچ کوس تک زمین سبز ہی
اُسکے مارنے کی کوئی تدبیر بتلائیے لقا نے بختیارک کی طرف دیکھا بختیارک نے کہا کہ ہم
تدبیر اُسکے قتل کی بتلا دینگے تم ہمکو وہان لیچلو کرتب اُنکو لے کر چلا اور ایک پہاڑ پر لایا اُس
پہاڑ سے ہر چند کہ وہ مقام جہان اژدہا رہتا ہی دور ہی لیکن اِنھون نے جو قلۂ کوہ پر چڑھ کر
نگاہ کی تو ایک کنوین سے دیکھا کہ اژدر نے سر نکالا سر اُسکا بہت بڑے مینار کے برابر تھا اور
اُس اژدہے نے قلاب آتشین چھوڑی کہ وہ جنگل سب تپنے لگا یہ دیکھکر بختیارک نے کہا کہ
کچھ بارود لاؤ کرتب بن قہقہہ نے بارود منگوائی اُسوقت پانچ کوس تک نقب لگا کے بارود
کو بچھایا اور اُسمین فتیلہ لگا کر ایک گنہگار واجب القتل کو بلا کے کہا کہ اِسمین آگ لگا دو اگر
بچ جائیگا تو ہم تجکو چھوڑ دینگے اُس گنہگار نے اُس فتیلہ مین آگ لگا دی اور بھاگا یہ تو بھاگ کر
بچگیا اور وہ طبقہ زمین کا مع اژدہا اُڑ کر فلک پر پہونچا وہان سے بختیارک اور لقا پھر کر
اُسی باغ مین آئے ایک روز برائے سیر جانب صحرا روانہ ہوئے ایک باغ مین آکر پہونچے
اُس باغ مین میوہ کثرت سے پھلا تھا درختون کے پتے چاندی سونے سے منڈھے تھے
ڈالیان زمین مین بار اشجار سے جھوم رہی تھین منھ شاہد ارض کا چوم رہی تھین ایک طرف
لالہ صورت پیالہ شراب شبنم مانگ رہا تھا کہین نرگس کا دیدۂ حیران کھلا تھا کہین سنبل کی
زلف پریشان تھی کہین جعد بنفشہ عطر آگین تھا سرو لب جوانبی اکڑ مروڑ دکھاتا تھا شمشاد سے

قامت نازنین منندہ نظر آتا تھا اشعار

وہ زلف بنفشہ مشک آگین
ہی سر پہ بجاے چتر خورشید
اشجار کی کسقدر رہی کثرت
جتنے کہ جہان مین ہین پریوش

ملتا ہی نہین دماغ تر ہین
ہون لوث و خطا سے یکقلم پاک
ہر نخل چمن ہی خوان نعمت

عبہر سے عیان ہی شان جمشید
مینخوار جو پائین سایۂ تاک
سو جان سے رنگ بو پہ ہین غش

اُس باغ مین ایک بارہ دری بنی تھی شیشہ آلات سے آراستہ تھی فرش عمدہ اُسمین بچھا تھا لقا اور بختیارک اُس بارہ دری مین آئے تو وہان ایک دیونی بیٹھی تھی اور اُسکے پاس چند دیونیان حاضر تھین سینگ اُسکے سر پہ تھے مگر نوجوان تھی چھاتیان دونون مثل مشک پُر آب کے پھولی ہوئی تھین ایک ساڑی پر نور باندھے اور کرتی پہنے تخت پہ بیٹھی تھی لقا کا قد بھی ایک سو پچانوے ارنج کا ہی دیو ہی کہ قالب انسان مین سمایا ہی اُس دیونی کو دیکھکر یہ فریفتہ ہوا اور وہ دیونی بھی اپنے مقام سے اُٹھی اسنے کہا کہ ای بندی قدرت مزاج اچھا ہی اُسنے ہنسکے ڈھیلے ہاتھ سے ایک طمانچہ مارا اور کہا کہ مردوے نخرے کیون کرتا ہی آ اِس تخت پر بیٹھ بختیارک نے کہا کہ اب خوب بنے گی غرض لقا اُسکے تخت پر بیٹھا اُسنے دیونیون سے کہا کہ ارے شراب لاؤ وہ پیگئے شراب کے لیکر حاضر ہوئین اور ایک کاسہ بہت بڑا لائین اُس دیونی نے کہ عفریت مردار خوار اُسکا نام ہی لقا اور بختیارک کو شراب پلائی جب دو دو تین تین جام پیے نشہ ہوا اُس حالت نشہ مین بختیارک اور دیونیان چلی گئین لقا نے اُسکے ساتھ اپنا منھ کالا کیا پھر اُسنے ناچ کو حکم دیا کہ کچھ دیونیان پاؤن مین بجاے گھنگرو پتھر باندھ کے آئین اور رقص کرنے لگین پھر کچھ اپنی زبان مین گایا کہ جسکو لقا نہ سمجھا مگر کچھ دیر یہان بیٹھا پھر وہان سے اُٹھکر جب چلنے لگا تو اُس دیونی نے کہا کہ مین تمھارے پاس آیا جایا کرونگی لقا قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا کہ ای جانی وای مایۂ عمر و زندگانی اب تم فی الحال میرے ساتھ چلو اُسنے کہا کہ مین ابھی نہین جا سکتی ہون کسلیے کہ میرا ایک بھائی ہی وہ ملکہ آسمان پری سے جو زوجۂ امیر صاحبقران گیتی پناہ ہین اُنسے لڑنے گیا ہی وہ آئے تو مین چلون لقا یہ سنکر وہان سے روانہ ہوا اور کر تب بن قہقہہ کے پاس آیا کرتب اُسکو ایک دن صحرا مین شکار کے لیے لایا وہان بہت سے

اژدر وشیران ژیان کو قتل کیا اور آگے جو بڑھے تو ایک دریا ملا اُس دریا کا پاٹ کئی کوس کا تھا اُسوقت کشتیان بڑی بڑی سنگا کر سوار ہوے اور سیر کرتے دریا مین چلے غرض کئی روز تک اُس دریا مین سیر کرتے پھرے پھر کرتب بن قہقہہ نے لقا کو رخصت کیا اور انکو دیو لیکر چلے راستہ مین ایک پہاڑ ملا کہ اُس پہاڑ پر ایک گنبد بنا تھا اور اُس گنبد مین ایک مرد درویش رہتا تھا کہ وہ مرد خدا پرست ہی لقا نے دیوون سے کہا کہ اِس گنبد کے قریب مجھے اُتارو دیوون نے اُسکو اُتارا اُسنے جو دیکھا تو بوریا بیریا بچھا ہی اور اُسپر ایک مرد صاحب کمال جسکی داڑھی تا بناف ہی اور پلکین بڑھکر رخسار پر پڑی ہین عبا گلے مین پہنے عمامہ سر پہ باندھے صحیفۂ ابراہیمی کی تلاوت کر رہے ہین لقا کے پانؤن کی آہٹ پا کے اُنھون نے سر اُٹھایا اور کہا کہ او لقا تو یہان کیون آیا جا یہا سُنے لقا بھی اُسکو مرد خدا پرست سمجھکر تخت پر سوار ہو کر اپنے لشکر مین آیا۔

خاتمة الطبع

الحمد للہ کہ جلد چہارم طلسم ہوش ربا دوبارہ بماہ نومبر سنہ ۱۹۲۳ء مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین حلیۂ طبع سے آراستہ ہوئی اور مشتاقون کی خواہش سے قند مکرر کی نوبت پہونچی واقعی یہ عجیب فسانۂ دلآویز و قصۂ لطف خیز ہی کہ جسکے معائنہ سے مشتاقانِ افسانہ و قصص کو ایک حظ وافی حاصل ہوتا ہی اب سب جلدین اِس دفتر ہوش ربا کی اول سے لیکر تا ہفتم تیار ہو گئین۔ اور ہاتھون ہاتھ فروخت ہو رہی ہین علاوہ اِسکے اور دفتر بھی مثل نوشیروان نامہ و کوچک باختر و بالا باختر و آیرج نامہ وغیرہ زیر طبع ہین جسکے دید سے شائقین قصص کو لطف بے اندازہ حاصل ہوگا ہر ایک دفتر کا تسلسل عبارت و دلچسپی قصہ قابل دید ارباب لیاقت و فطانت ہی۔

اعلان